إن الذي فرض عليك القرآن لرادك إلى معاد
بفضل و کرم ایزد منان و عنایت امام کن فکان و اعانت و امداد رب دو جہان در اسعد زمان و فرخندہ آوان و میمنت قران حسب فرمائش مطیعان آئمہ فیضان المسمی بہ
تفسیر عمدۃ البیان
سنہ ۱۳۴۴ھ
من تالیفات حامی شرع سید الانس والجان حافظ ثغور الایمان افتخار العلماء ممتاز الفضلاء مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولوی سید عمار علی صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ
مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید میر حسن مطبع شد

فہرست کتب مذہب حقہ شیعہ مطبع یوسفی دہلی قائم شدہ سنہ ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء بابت سنہ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۵ء

احسن الدلائل
منکران فضائل و افضلیت جناب امیر علیہ السلام کو دلائل و اقوال و کتب اہلسنت و الجماعت سے ساکت کیا گیا۔ تمام حوالے کتب مخالفین سے ہیں خصوصاً عمر ابن خطاب کی زبانی رسول اللہ کی وہ حدیث بیان کی گئی ہے جس میں حضرت نے فرمایا ہی کہ اگر اہل سموات و الارض کا ایمان ایک پلڑے میں رکھا جائے اور حضرت علی کا ایمان ایک پلڑے میں ہو تو علی علیہ السلام کا پلہ گراں تر ہوگا۔ اسی طرح کی ہزارہا دلائل ہیں جن سے جناب امیر کی فضیلت سوائے رسول اللہ تمام انبیا و جن و انس پر ثابت ہے ۸/

ابواب المصائب
حضرت میرزا دبیر مرحوم کی نظم کا لوہا تمام عالم نے مانا ہے لیکن اس کتاب مصائب کو نثر میں تصنیف فرما کر مرحوم نے اپنی خداداد طاقت نثر کے بھی جوہر دکھلائے ہیں، ہر مجلس قصہ جناب یوسف و یعقوب علیہم السلام سے شروع ہو کر واقعہ جناب یوسف و یعقوب کربلا علیہ السلام پر ختم ہوتی ہی ۹/

احکام النساء
اس رسالہ میں احکام مخصوصہ زنان و مشترکہ مرد و زن کو جناب شیخ مفید کے رسالہ سے جناب میر آغا صاحب قبلہ مجتہد العصر طاب ثراہ نے ترجمہ کیا ہی ۴/

ارجح المطالب سوانح عمری علی ابن ابی طالب
جناب امیر علیہ السلام کی یہ مکمل سوانح عمری مولوی عبید اللہ امرتسری اہلسنت کی تصنیف سے ہے لیکن حق یہ ہے کہ فضیلت وہی ہے جو غیر کی زبان سے ظاہر ہو ہمارے خیال میں ایسی سوانحعمری اس وقت زبان اردو میں کوئی موجود نہیں انتہا یہ ہی کہ ہمارے علامہ جلیل حضرت شیخ عبد العلی صاحب ہروی الطہرانی طاب ثراہ نے اس کتاب کی نسبت فرمایا ہی کہ "اس کے مطالعہ کو موکدات و ظائف سے سمجھنا چاہیئے" چند جلدیں باقی ہیں قیمت صرف چار روپیہ

اسباب النجات
جناب عالم و عامل، فاضل کامل مولانا مولوی فرزند علی صاحب قبلہ کی تمام عمر کی ریاضت کے مجربہ اعمال اور وہ وظائف جو زیارات مقامات مقدسہ کے سفر ایران و عراق میں علما و فقرا سے بطریق اہل بیت علیہم السلام حاصل کرکے تجربہ کئے کل اسمیں مع طرق و ہدایات درج ہیں مجلد ۸/

استخارہ سجادیہ
یہ استخارہ امام چہارم سے منقول ہے جو جیبی تقطیع پر چھاپا گیا ہے، ایک پر عربی اور ایک پر ترجمہ ہی ہر محب امام کی جیب سفر و حضر میں اس سے خالی نہیں چاہئے مجلد ۵/

اسنی المطالب
دو علمائے عادلہ سنیہ کی اس تصنیف کا ترجمہ مولانا مولوی سید مقبول احمد صاحب مرحوم و مغفور نے اردو میں کیا ہی کتب فریقین سے ایمان ابوطالب کو ثابت کیا ہی ۸/

اشک غم
نہایت دردناک ۸ انیسیہ مرثیوں کو مستورات کی مجالس کے لیے ترتیب دیا گیا ہے جنمیں سوز اور تحت اللفظ کے مشترکہ مقبول مراثی ہیں ۱۰/

اعجاز داؤدی
مخالفین کی الہامی کتاب صاعقۂ کرامیہ میں جو بزدلانہ حملے جو خلافت جناب امیر پر کیے تھے منشی سید سجاد حسین صاحب مرحوم نے انکے دندان شکن جواب دئیے ہیں ۴/

آفتاب خلافت
مسئلہ خلافت و امامت کو منشی سید سجاد حسین صاحب مرحوم نے اس طرح بدلائل ختم کر دیا ہے کہ کسی کو مجال سخن باقی نہ رہے قیمت صرف ۵/

الایمان
اصول دین، دلائل امامت، علامات و حالات قیامت و برزخ و موت، توبہ گناہان، نیز چہاردہ معصومین کی مقدس سوانحعمری پر مشتمل ہی ۴/

ام الائمہ
ڈپٹی نذیر احمد دہلوی علیہ ما علیہ نے اپنی ناپاک کتاب امہات الامہ میں جناب سیدہ کی مقدس ذات پر رندانہ حملے کیے تھے انکا منہ توڑ جواب ۱۴/

انتخاب المراثی
تحت اللفظ خوانی کے نہایت مقبول اور مکمل ۶ مراثی کا مجموعہ جنمیں سے ایک جناب سیدہ کے حال میں مرثیہ ہے جسے جنات و ملائکہ سننے آتے ہیں ۵/

انوار الہدیٰ
مفتی اعظم حنفیہ جناب مولانا مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی نے تائید ربانی اپنی کتب سے مذہب حقہ و صراط مستقیم امامیہ حاصل کرکے یہ کتاب لکھی ہی ۱۲/

آئینہ اسلام
ابتدائے اسلام سے شہادت امام حسین تک مشہور مشہور مقامات کو اس رسالہ میں درج کیا گیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے قیمت صرف ۶/

آیات محکمات
ان آیات بینات کا جواب ہے جو شیعوں کے رد میں بزعم ناقص نہایت طمطراق سے لکھی گئی تھی مگر آیات الہی کے ایک چھینٹے نے گرد و غبار صاف کر دیا ۷/

آیہ تطہیر
کتب فریقین سے ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ تطہیر صرف پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے رسول اللہ کے سرے سے سالے یا بیویاں اسمیں شریک نہیں ۵/

بزم ماتم
حضرت انیس و دبیر و مونس و عشق و غیرہم جیسے شاعران مقبول درگاہ حسینی کی تصنیف سے کئی سو نخب سلام سوز و تحت اللفظ درج ہیں ۱۲/

بشارت احمدی
ایک فاضل سنی نے کتب ہنود سے رسالت آیت کی تصدیق نبوت اور مہادیو جی کی زبانی تصدیق شہادت مظلوم کربلا کی پیشگوئیاں ثابت کی ہیں ۸/

بوئے خلد
اردو اور فارسی کے وہ مناقب جمع کیے گئے ہیں جو حل مشکل کے لیے کلید قفل حاجات ہیں انکا ورد رکھنے والا بوئے خلد انشاء اللہ سونگھے گا قیمت ۲/

ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق و احسن تفسیرا
بفضل و کرم ایزد منان و عنایت آمر امر کن فکان و امداد و اعانت ربیع جہان و سعد زمان فرخندہ آوان المسمی بہ
تفسیر عمدۃ البیان
جلد سوم
۱۳۴۵ھ
من تالیفات حامی شرع سید الانس و الجان حافظ ثغور الایمان فخار العلماء مختار الفضلاء مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولوی سید عمار علی صاحب مرحوم
بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید منیر حسن طبع شد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد سوم تفسیر عمدۃ البیان

اُتْلُ پڑھ تو اے محمد مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ جو چیز کہ وحی کی گئی ہے طرف تیرے مِنَ الْکِتٰبِ کتاب سے کہ وہ قرآن ہے قربۃً الی اللہ واسطے حفظ الفاظ اسکی کے اور واضح کرنے معانی اسکی کے اور عمل کرنے اسپر جو کچھ کہ اس میں ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اور قائم کر تو نماز کو کہ ہمیشہ مع شرائط اور ارکان کے اُن کے وقتوں پر انکو پڑھ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ تحقیق کہ نماز باز رکھتی ہے کار بد سے کہ نزدیک عقل کے نہایت قبیح ہے وَالْمُنْکَرِ اور عمل بد سے کہ جو شرع میں ممنوع ہے یعنی سبب ہو جاتی ہے باز رکھنے کا اعمال بد سے اس واسطے کہ ہمیشہ اس کے مشغول رہنا موجب دوام ذکر خدا کا ہے اور باعث خوف کا نفس میں کہ سبب پرہیز کرنیکا ہے گناہوں سے قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب تک نہ باز رکھے نماز بد کاموں سے تو نہ زیادہ ہوگا خوف نماز پڑھنے والے کو خدا سے مگر بُعد اور دوری اور منقول ہے کہ ایک جوان انصاری فرض نماز میں ہمیشہ ہمراہ رسول خدا صلعم کے پڑھتا تھا اور بد کاموں کا بھی مرتکب ہوتا تھا لوگوں نے جناب اقدس نبوی میں اسکے حال کو عرض کیا فرمایا کہ نماز اسکی ایکروز افعال بد سے باز رکھے گی ایسا ہوا کہ بعد تھوڑے دنوں کے اسنے توبہ کی اور زمرہ صلحا میں داخل ہوا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نماز ایک مانع ہے خدا کی طرف سے اس واسطے کہ وہ منع کرتی ہے نماز پڑھنے والوں کو گناہوں سے جبتک کہ وہ نماز میں مشغول ہیں اور بعد اسکے یہی آیت تلاوت فرمائی اور منقول ہے کہ سعد خفاف نے حضرت امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ کیا قرآن کلام کرتا ہے حضرت یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ خدا رحم کرے ہمارے ضعیف شیعوں پر کہ وہ اہل تسلیم ہیں اور فرمایا کہ اے سعد نماز کلام کرتی ہے اور واسطے اسکی صورت اور خلق ہے حکم کرتی ہے اور منع کرتی ہے سعد کہتا ہے کہ یہ سنکر رنگ میرا متغیر ہو گیا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ وہ چیز ہے کہ لوگوں میں اسکو نقل نہیں کر سکتا حضرت نے فرمایا کہ نہیں ہیں آدمی مگر شیعہ ہمارا اور جو کوئی کہ نہیں پہچانتا ہے نماز کو پس تحقیق کہ اسنے انکار کیا ہے ہمارے حق کا پھر فرمایا کہ اے سعد تجھکو کلام قرآن کا سناؤں میں نے کہا کہ ہاں درود خدا کا اوپر تیرے پس فرمایا کہ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر پس نہی تو کلام ہے اور فحشا اور منکر مرد ہیں اور ہم ذکر خدا کا ہیں اور ہم اکبر ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ جانے کہ نماز میری مقبول ہوئی ہے درگاہ خدا میں تو چاہیے کہ نظر کرے اور دیکھے کہ نماز اسکی نے فحش اور منکر سے منع کیا ہے یا نہیں اسواسطے کہ جس قدر نماز نے کہ گناہوں سے اسکو منع کیا ہے اور باز رکھا ہے اسقدر مقبول درگاہ الٰہی کی ہے اور جابر سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول خدا سے عرض کی کہ فلاں شخص دنکو نماز پڑھتا ہے اور راتکو نہیں سوتا ہے فرمایا کہ البتہ نماز اسکو باز رکھے گی وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اور البتہ ذکر خدا کا اَکْبَرُ بہت بزرگ ہے سب طاعتوں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نماز کے متضمن ذکر خدا کو ہے زیادہ بزرگ ہے سب طاعتوں سے اور اکثر کے نزدیک مراد اس سے مطلق ذکر خدا کا ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یاد کرنا خدا کا ہے نزدیک حلال اور حرام کے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ذکر کرنا خدا کا نماز پڑھنے والوں کو زیادہ بزرگ ہے ذکر

انکو سے خدا کو اور ایسے ہی ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ذکر کرنا خدا کا انکو اپنی رحمت کے ساتھ زیادہ بزرگ ہے اس سے کہ تم اسکو طاعت کر کے یاد کرتے ہو اور معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی عمل زیادہ بزرگ ذکر خدا سے نہیں ہے عذاب سے خلاصی پانے میں لوگوں نے کہا کہ بہتر جہاد سے نہیں ہے فرمایا کہ جہاد بہتر ہے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا سے کسی نے سوال کیا کہ خدا کو کونسا عمل بندہ کا زیادہ دوست ہے فرمایا کہ وقت مرنے کے زبان ذکر خدا میں مشغول ہو اور حضرت صادق نے فرمایا کہ شیعہ ہمارے وہ آدمی ہیں کہ جسوقت تنہائی میں ہوں تو ذکر خدا کا بہت کریں اور ابو سعید خدری نے جناب رسولخدا سے روایت کی ہے کہ کوئی مجلس نہیں ہے جسمیں کہ ذکر خدا کا ہوتا ہے مگر کہ فرشتے ان ذکر کرنیوالوں کے گرد کو چاروں طرف سے گھیرتے ہیں اور رحمت خدا سے انکو پوشیدہ کرتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ خدا باخبر جانتا ہے لیکن ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم کہاں گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ ہم فلانی مجلس میں گئے تھے کہ وہاں اس مجلس کے آدمی تیرا ذکر کرتے تھے خدا فرماتا ہے کہ اے فرشتو گواہ رہو کہ میں ان سب کو بخشا فرشتے کہتے ہیں کہ اے خداوند فلانا شخص اسمیں خاموش بیٹھا تھا اور وہ تیرا ذکر نہیں کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اسکو بھی بخشا کہ جو کوئی میرے ذکر کرنیوالوں کے پاس بیٹھا ہے میں اسکو بھی اپنی رحمت سے محروم نہ رکھونگا وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے مَا تَصْنَعُوْنَ جو کچھ کہ ہو تم نماز اور ذکر اسکا اور سوائے اسکے اور سبکو موافق اعمال کے جزا دیگا وَلَا تُجَادِلُوْٓا اور نہ نزاع کرو تم اَھْلَ الْکِتٰبِ اہل کتاب سے کہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں اے مسلمانو اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ مگر ساتھ اس کلمہ کے کہ وہ نزدیک تر ہے یعنی انکی سخت کلامی کو نرم کلامی اور خوش خوئی سے دفع کرو اور انکے غضب کو بردباری سے مقابلہ کرو اور اگر یہ بھی فائدہ نہ دیوے تو میل طرف جہاد کی کرو لیکن پہلے لڑائی سے یہ نرمی مقابلہ انکا کرو اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مگر وہ لوگ کہ ظلم کیا ہے انہوں نے مِنْھُمْ انمیں سے کہ عہد کو توڑ ڈالا ہے یا جزیہ کو قبول نہیں کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ظالمان اہل کتاب وہ ہیں کہ واسطے خدا کے فرزند ثابت کرتے ہیں اور یا یہ کہ حضرت کی ایذا میں کوشش کرتے ہیں اور یا یہ کہ حق کو پوشیدہ کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَقُوْلُوْٓا اور کہو تم انسے بصدق دل اٰمَنَّا ایمان لائے ہم بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کیگئی ہے اِلَیْنَا طرف ہمارے یعنی قرآن وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ اور نازل کیگئی ہے طرف تمہارے یعنی توریت و انجیل اور زبور وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ اور خدا ہمارا اور خدا تمہارا ایک ہی ہے وَّنَحْنُ لَہٗ اور ہم واسطے اسکے مُسْلِمُوْنَ فرمانبرداری کرنیوالے ہیں اور خلاص کرنیوالے بخلاف تمہارے کہ تمنے اپنے علماء کو معبود اپنا بنایا وَکَذٰلِکَ اور ایسی ہی جیسے کہ پہلے انبیا پر ہمنے کتابیں بھیجی ہیں ایسے ہی اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ نازل کیا ہے ہمنے طرف تیرے کتاب کو یعنی قرآن کو کہ موافق ہے اصول میں پہلی کتابوں کے فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ پس وہ لوگ کہ دی ہے ہمنے انکو کتاب یعنی علم پہلی کتابوں کا ہمنے انکو دیا ہے مثل ابن سلام اور اصحاب اسکے یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ اس قرآن کے اور قمی نے لکھا ہے کہ وہ آل محمدؐ ہیں کہ جنکو علم کتاب کا دیا ہے اور قرآن پر ایمان لاتے ہیں وَمِنْ ھٰٓؤُلَآءِ اور ان لوگوں میں سے یعنی عرب یا مکہ والے یا سوائے اہل کتاب کے مَنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ وہ شخص ہے کہ ایمان لاتا ہے ساتھ اسکے یا ساتھ محمدؐ کے وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اور نہیں انکار کرتے ہیں وہ ساتھ آیتوں ہماری کے اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ مگر کفار یہود کے اور کفار عرب کے اور قمی نے لکھا ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں انکار کرتے ہیں امیر المومنین اور آئمہ معصومین کا مگر کفر کرنے والے وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا اور نہ تھا تو کہ پڑھے تو مِنْ قَبْلِہٖ پہلے اس قرآن کے مِنْ کِتٰبٍ کسی کتاب کو کتابوں نازل کی گئی میں سے وَّلَا تَخُطُّہٗ اور نہ لکھتا تھا تو اسکو بِیَمِیْنِکَ ساتھ دست راست اپنے کے یعنی پہلے نبوت سے پڑھنا جانتا تھا اور نہ لکھنا اور پھر تو ایسی کتاب لایا کہ جامع جمیع علوم شریعت کی ہے یہ بتیک بڑے معجزات میں سے ہے اور اگر تو پڑھنا لکھنا جانتا تو اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ اسوقت البتہ شک میں پڑتے باطل لوگ یعنی عرب کے مشرک کہتے کہ تو لکھنا پڑھنا جانتا ہے قرآن کو پہلی کتابوں میں سے لکھ کر لایا ہے اور ہمپر پڑھتا ہے اور یا یہ کہ یہود کہتے کہ ہمنے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان امی ہوگا نہ پڑھا ہوا اور نہ لکھا جاننے والا اور یہ شخص پڑھنا لکھنا سب جانتا ہے اور تو پیدائش میں سبکے برابر ہے اور اگر کوئی شخص ابتدائے عمر سے درمیان کسی قوم کے پرورش پائے اور اس قوم نے ابتدائے پیدائش سے آخر عمر تک سفر میں اور حضر میں اس شخص کو دیکھا ہو کہ نہ کبھی کسی سے کچھ پڑھا ہے اور نہ کبھی کسی سے لکھنا سیکھا ہے اور باوجود اسکے وہ ایسی باتیں بیان کرے اور ایسے قصے اور علوم لاوے کہ سب اسکی مثال لانے سے عاجز ہوں تو پس وہ سب امور جو کہ وہ لایا ہے اور جو بیان کئے ہیں خدا کی طرف سے ہونگے اور جناب رسولخدا اول عمر میں لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن عمر میں بتعلیم خدا حضرت کو لکھنے پڑھنے کا سب علم حاصل ہو گیا تھا یہ بھی ایک معجزہ رسولخدا کا تھا اور منقول ہے کہ نہیں وفات پائی پیغمبر خدا نے جبتک کہ خواندہ اور نویسندہ نہوئے حاصل یہ ہے کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو بے پڑھا لکھا بھیجا تھا تاکہ باطل لوگ نبوت میں شک کریں اسواسطے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان امی ہوگا پس کفر انکا بوجہ عناد تھا

نہ یہ کہ حضرت میں کچھ شک رکھتے ہوں بَلْ هُوَ بلکہ وہ قرآن اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ آیتیں روشن ہیں فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ بیچ سینوں ان لوگوں کے کہ دیے گئے
ہیں علم کتاب کا کہ وہ مومنین اہل کتاب ہیں یا پیغمبر خدا یا تمام علما امت کہ اسکو یاد کرتے ہیں اور اسکے معانی کو دل میں مضبوط رکھتے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے اس آیت کے تلاوت فرمایا
اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہاں ہے وہ قرآن اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد اہل علم سے کہ حافظ قرآن ہیں وہ ائمہ معصومین ہیں اور منقول ہے کہ دو چیزیں قرآن
کی خصوصیت سے ہیں ایک تو یہ کہ وہ معجزہ ہے اور دوسرے یہ کہ وہ محفوظ ہے سینوں میں اور پہلی کتابیں معجزہ نہ تھیں اور کسیکو حفظ اور یاد بھی نہ تھیں مگر پیغمبر کہ وہ انکو پڑھتے تھے بلکہ وہ بھی
ورقوں میں تلاوت کرتے تھے پس یہ دو امر مخصوص قرآن کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر ہُوَ کی پیغمبر خدا کی طرف پھرتی ہے یعنی وہ حضرت باوجودیکہ امی ہیں پڑھنا جانتے ہیں نہ لکھنا لیکن وہ
آیتیں روشن ہیں کہ تمام علما کتب سابقہ حضرت کے صفات کو جانتے حضرت سے واقف ہیں وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اور نہیں انکار کرتے ہیں ساتھ آیتوں ہماری کے اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ
مگر ظلم کرنیوالے اور باہر جانیوالے دائرہ حق سے انکار کرتے ہیں اور عناد رکھتے ہیں وَقَالُوْا اور کہا ان کفار نے کہ لَوْلَآ اُنْزِلَ کیوں نہیں بھیجی گئی ہے عَلَيْهِ اوپر
اسکے یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کوئی نشانی پروردگار اسکے کی جانب سے کہ دلالت کرتی ہے اس کے دعوے کی راستی
پر مثل ناقہ صالح اور عصائے موسیٰ کے اور بعضوں نے آیت کو آیات پڑھا ہے مراد آیت سے وہ ہے کہ انھوں نے سوال کیا تھا کہ ہم تجھپر ایمان نہ لاویں گے جبتک
کہ تو زمین پر چشمہ کو نہ جاری کرے فرماتا ہے خدا کہ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے اسکے نہیں کہ آیتیں قدرت خدا کی اور معجزے
عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے ہیں جس وقت چاہے اور مصلحت دیکھے اس وقت ظاہر کرتا ہے اور میری قدرت میں وہ نہیں ہیں کہ جسوقت تم طلب کرو اسیوقت میں تمکو دکھلا دوں
وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اور سوائے اسکے نہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر عذاب خدا سے اور جو معجزے کہ میرے صدق پر دلالت کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ
نے تم کو دکھلائے ہیں اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ کیا نہیں کفایت کرتا ہے انکو معجزہ ظاہر اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ یہ کہ تحقیق نازل کیا ہے ہمنے اوپر تیرے کتاب کو
يُتْلٰى عَلَيْهِمْ پڑھی جاتی ہے اوپر ان کے اور وہ فصیح آدمی ہیں کلام عرب کے اور جو کچھ کہ اسرار بلاغت کے ہیں وہ ان پر پوشیدہ نہیں ہیں تو نے نہایت کوتاہ سورہ
مقابلہ میں قرآن کے ان سے طلب کیا ہے اور وہ اسکے لانے سے عاجز ہو گئے ہیں اور جسوقت وہ مثل قرآن کے ایک نہایت چھوٹا سورہ بھی نہ لا سکے تو اس قرآن سے زیادہ
اور کیا معجزہ ہوگا قتل اور اسیر ہوتے ہیں اور تاراج اور خانہ ویران ہوتے ہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے لیکن مثل قرآن کے کوئی سورۃ نہیں لا سکتے اگر یہ قرآن بشر کا کلام
ہوتا تو بیشک وہ مثل اسکے بھی کہکر لاتے اور اپنا قتل ہونا اور اسیری ہرگز گوارا نہ کرتے پس بہتر اس قرآن سے اور کیا معجزہ ہوگا لیکن تجھ سے یہ اسکے سوا دوسرے معجزے کو محض
واسطے عناد اور جدال کے طلب کرتے ہیں اور اگر خدا موافق انکی درخواست کے معجزہ کو ظاہر کرے اور یہ لوگ موافق اپنی عادت کے کہ دیدہ و دانستہ حق سے انکار کرتے
ہیں اس معجزہ کی بھی تصدیق نہ کریں اور اسمیں بھی چون و چرا کرنے لگیں تو اس وقت عذاب میں گرفتار ہوکر جڑ اور بنیاد سے جاتے رہینگے جیسے کہ پہلی امتیں موافق
انکی درخواست کے معجزہ ظاہر ہوا اور وہ اسکو دیکھکر ایمان نہ لائے تو عذاب میں گرفتار ہوکر ہلاک ہو گئے اور اس امت سے وعدۂ الٰہی ہے کہ دنیا میں انکو معذب کرکے ہلاک نہ کریگا
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس کتاب کے لَرَحْمَةً البتہ رحمت اور بخشائش اور نعمت بزرگ ہے واسطے اسکے کہ متابعت اسکی کرے وَّذِكْرٰى اور نصیحت ہے لِقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر قُلْ کہہ تو اے محمد ان معجزہ طلب کرنے والوں کو کہ كَفٰى بِاللّٰهِ کافی ہے خدا بَيْنِيْ
وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا درمیان میرے اور درمیان تمہارے گواہ میرے دعوے کی راستی پر اور تصدیق میری اسنے کی ہے میرے ہاتھ پر معجزہ جاری کرکے يَعْلَمُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جانتا ہے خدا جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے پس حال میرا اور تمہارا اسپر پوشیدہ نہیں ہے اور میری راستی اور تمہارا باطل پر ہونا
کیونکر اسپر پوشیدہ ہوگا اور یعلم شہیدًا کی صفت ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے اور جملہ علیحدہ بھی ہو سکتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ
باطل کے کہ سوائے خدا کے معبود انھوں نے اختیار کئے ہیں وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اور کفر کیا ہے انھوں نے ساتھ خدا کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسے یہود اور نصاریٰ ہیں کہ اپنی
خواہش نفس کی انھوں نے پیروی کی ہے یا شیطان کی پیروی کی ہے اور باوجود ظاہر ہونے معجزے کے پیغمبر پر ایمان نہ لائے اور حضرت کی صفات کا جو کچھ کہ توریت و انجیل
میں تھے انھوں نے انکار کیا ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہی نقصان پانیوالے ہیں کہ ایمان کو ترک کرکے کفر اختیار کیا ہے اور دوزخ کو بہشت کی نعمتوں پر قبول کیا ہے
کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف وغیرہ یہود نے پیغمبر کو کہا کہ کون ہے کہ تیرے پیغمبر ہونے کی گواہی دیتا ہے خدا نے یہ آیت نازل کی کہ قل کفیٰ باللہ بینی وبینکم الآیہ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

ع ۴

اور جلدی چاہتے ہیں کفار تجھ سے بِالْعَذَابِ عذاب کو از روئے انکار و عناد اور مزاح کے اور کہتے ہیں کہ آسمان سے پتھر برسا ہم پر وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى
اور اگر نہوتی مدت نام رکھی گئی مقرر واسطے عذاب ہر قوم کے لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ تو البتہ آتا ان جلدی کرنیوالوں کو عذاب وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ اور البتہ آئیگا اوپر عذاب
بَغْتَةً ناگہاں مانند واقعہ بدر کے یا عذاب قبر یا بروز قیامت اور بغتۃً حال واقع ہوا ہے یعنی ناگاہ اوپر عذاب آئیگا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ جس وقت کہ وہ
اطلاع نہ رکھتے ہونگے اسکے آنیکی اور اس سے بالکل بیخبر ہونگے اور اب فرماتا ہے کہ عذاب موعود انکا دوزخ ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ اور طلب تعجیل
کرتے ہیں وہ تجھ سے بِالْعَذَابِ ساتھ عذاب کے قبر میں یا روز قیامت وَاِنَّ جَهَنَّمَ اور حال یہ ہے کہ تحقیق دوزخ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ البتہ احاطہ کرنیوالی
ہے ساتھ کافروں کو اس لئے کہ اسباب دوزخ میں جا بجا کفر اور عصیان ہیں انکو گھیر نیوالے ہیں البتہ دوزخ انکو احاطہ کریگی يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ جس دن کہ پوشیدہ کرے انکو
عذاب اور ڈھانپے مِّنْ فَوْقِهِمْ اوپر ان کے سے وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ اور نیچے پاؤں انکے سے وَيَقُوْلُ اور کہے خدا یہ قرات نافع اور اہل کوفہ کی ہے
اور باقی قاریوں نے نقول پڑھا ہے یعنی کہیں ہم کہ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ چکھو تم جو کچھ کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں کہتے ہیں کہ مومنین کی ایک جماعت نے بہ
سبب قلت زاد راہ کے یا محبت اقارب کے مکہ سے ہجرت نہیں کی تھی اور ترساں اور لرزاں مشرکین کے خوف سے ڈرتے ڈرتے خدا کی پرستش کرتے تھے خدا نے یہ آیت نازل
کی يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے بندو میرے جو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر مشرکین سے کنارہ کشی کرو اور صحبت مومنین کی حاصل کرو اور کفار میں نہ رہو کہ اِنَّ
اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ تحقیق زمین میری کشادہ ہے مقام امن میں ہجرت کر کے چلے جاؤ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ پس مجھی کو پرستش کرو تم بہ نیت خالص جناب سرور خدا
صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھاگے واسطے دین اپنے کے ایک زمین سے طرف زمین دوسری کے اگرچہ بمقدار ایک بالشت کے ہو تو وہ شخص سزاوار بہشت کا ہے اور رفیق
ابراہیم اور محمد صلوات اللہ علیہما کا ہوگا قیامت کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو اس زمین میں ہو کہ آدمی اس زمین کے خدا تعالی کی نافرمانی
کرتے ہوں تجھکو چاہیئے کہ اس زمین کو چھوڑ کر دوسری زمین میں چلا جا اور ہجرت کرنیوالوں کو خدا سمجھاتا ہے کہ تم مرنے سے مت ڈرو موت سب جگہ آنیوالی ہے چنانچہ فرماتا ہے
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس چکھنے والا موت کا ہے اور موت کسیکو چھوڑیگی اور جو کوئی دنیا میں پیدا ہوا ہے انجام اسکا موت ہے ۔ از بیابان عدم تا سر بازار وجود
بہ تلاش کفن آمدہ عریانے چند ۔ اور جس وقت مر جاؤ گے تو واسطے جزائے اعمال کے ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ پھر طرف ہمارے رجوع کرو گے تم اور یحیی نے اسکو یا سے
پڑھا ہے غائب کا صیغہ یعنی رجوع کریں گے وہ پس چاہیئے کہ شرک کی زمین میں نہ رہو اور اپنے پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو کر اطمینان سے عبادت خدا میں مشغول ہو
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور رسول پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک لَنُبَوِّئَنَّهُمْ البتہ جگہ دینگے
ہم انکو اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے لنثوینهم پڑھا ہے یعنی جگہ دیویں گے ہم انکو مِّنَ الْجَنَّةِ بہشت میں سے غُرَفًا بالاخانہ بلند یاقوت اور موتی کے کہ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہیں نیچے انکے سے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ ان کے ہرگز
زوال اور فنا نہیں ہے نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ اچھا ہے مزد عمل کرنیوالوں کا مخصوص بالمدح نعم کا کہ وہ غرفا محذوف ہے اور یا اجر محذوف اسکا مخصوص
بالمدح ہے الَّذِيْنَ صَبَرُوْا یہ صفت عاملین کی ہے یعنی کرنیوالے وہ لوگ ہیں کہ صبر کیا انھوں نے مشرکین کے آزار دینے پر اور وطن سے ہجرت کرنے
پر وَعَلٰى رَبِّهِمْ اور اوپر پروردگار اپنے کے نہ اسکے غیر پر يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ توکل کرتے ہیں وہ اور اپنا کام خدا کے سپرد کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مکہ کے مومنین
نے جس وقت یہ آیت سنی تو ارادہ ہجرت کا طرف مدینہ کے کیا اور جس وقت روانہ ہوئے تو انکو راہ میں دغدغہ ہوا کہ جس شہر میں کہ کوئی ہمارا سامان معیشت نہیں
ہے تو گذارا ہمارا وہاں کیونکر ہوگا یہ آیت نازل ہوئی وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ اور بہت چلنے والے ہیں زمین پر حیوانات میں سے لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا
نہیں اٹھاتے ہیں رزق اپنا یعنی طاقت اور قوت اسکے اٹھانے کی نہیں رکھتے ہیں بسبب ضعف اور ناتوانی کے اور یا یہ کہ اپنی روزی غلہ وغیرہ کو جمع نہیں کرتے ہیں اور ذخیرہ
نہیں کرتے رزق کو اپنی تین حیوان جمع کرتے ہیں آدمی اور چوہا اور چیونٹی حال یہ ہے کہ اکثر حیوانات خشکی کے اور پانی کے اور درندے اور چرندے اور پرندے اپنے کھانے کو جمع نہیں
کرتے ہیں اور اپنے ہمراہ بھی نہیں لئے پھرتے ہیں اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا خدا روزی دیتا ہے انکو جہاں کہیں وہ ہوں وَاِيَّاكُمْ اور تمکو بھی پروردگار روزی دیتا ہے اسی طرح دیگر
سامان کھانے اور پینے کے سے غمگین مت ہو اور ایسا خیال مت کرو کہ پردیس میں ہم کیا کھاویں اور پیویں گے جو کہ تمکو روزی دیتا ہے وہ ہر جگہ تمہارا ہمراہ ہے جس جگہ تم ہو

وہ بھی تمکو روزی پہنچا دیگا نہیں شرک کی شہر میں تم نہ رہو بلکہ تم وہاں سے ہجرت کر کے چلے جاؤ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہو جو کہ مفلسی کے خوف سے
اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے لیکن انکو کہانے کھلانیکے خدا فرماتا ہے کہ اس خوف سے تم انکو قتل کرو کہ انکو اور تمسب کو ہم روزی دیتے ہیں تم انکو رازق نہیں جو رازق انکی حقیقت میں ہم
ہیں اور مجمع البیان میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہو کہتا ہے کہ میں ہمراہ رسولخدا کے نخلستان میں انصار کے گیا حضرت نے وہاں خرما تناول فرمایا اور فرمایا کہ یہ چوتھی
صبح ہے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا ہے اور اگر میں چاہتا تو اپنے پروردگار سے دعا کرتا تو مجھکو وہ ملک کسریٰ کا دیتا پس کیونکر ہوگا حال تیرا اے ابن عمر جس وقت تو باقی رہے
ہمراہ اس قوم کے جو اپنے سال بھر کا کھانا پوشیدہ جمع کر کے رکھینگے گھروں میں واسطے سستی یقین کے طرف خدا کے پس قسم ہے خدا کی کہ ہم وہاں سے سرکے نہیں تھے کہ یہ آیت نازل
ہوئی وکاین من دابۃ الآیہ وَهُوَ السَّمِيعُ اور وہ خدا سننے والا ہے تمہارے قول کا تم جو کہتے ہو کہ پردیس میں ہم کہاں سے کھانا کھاوینگے الْعَلِيمُ جاننے والا ہے
تمہارے دل کی بات کا اور اب خدا بیان کرتا ہے کہ مشرکین باوجودیکہ جانتے ہیں کہ خالق سب اشیاء کا خدا ہے لیکن پرستش بتوں کی کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَئِن
سَأَلْتَهُم اگر پوچھے تو ان مشرکین مکہ سے کہ مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
اور کسنے کام میں لگایا ہے آفتاب اور چاندکو کہ موافق اسکے حکم کے آسمان پر چلتے ہیں ایک طرز پر لَيَقُولُنَّ اللَّهُ البتہ کہینگے کہ خدا نے پیدا کیا ہے انکو اور حقیقت
وہ جانتے ہیں کہ پیدا کرنیوالا آسمان اور زمین کا وہی ہے فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ پس کہاں پھیر جاتے ہیں توحید سے کہ خدائے واحد حقیقی کو چھوڑکر سنگ اور
چوب کی پرستش کرتے ہیں کہ جنسے کسی طرح کا نفع اور ضرر عائد نہیں ہوسکتا اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ خدا فراخ کرتا ہے روزی کو لِمَن يَشَاءُ واسطے جس شخص کے
کہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهِ بندوں اپنے میں سے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے لَهُ واسطے اسکے إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے یعنی کشادہ کرنے اور تنگ کرنے کے
سکو عَلِيمٌ جاننے والا ہے اور موافق مصلحت کے دنیا ہے جس قدر کہ دیتا ہے وَلَئِن سَأَلْتَهُم اور البتہ اگر پوچھے تو ان مشرکوں سے کہ مَّن
نَّزَّلَ کس شخص نے نازل کیا ہے مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے مَاءً پانی کو یعنی باران کو فَأَحْيَا بِهِ پس زندہ اور سرسبز کیا ساتھ اس پانی کے الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا
زمین کو پیچھے مرنے اور پژمردہ ہونے اور خشک ہونے اسکے کے تو لَيَقُولُنَّ اللَّهُ البتہ کہیں وہ کہ خدا نے نازل کیا ہے بارانکو اور اسنے زمین کو زندہ کیا ہے لیکن باوجود
اس اقرار کے بھی کہ سبھی مخلوقات کو اسکا شریک کرتے ہیں قُلِ کہہ تو اے محمد کہ الْحَمْدُ لِلَّهِ شکر ہے واسطے خدا کے کہ خدا نے مجھکو اور میرے تابعین کو گمراہی سے محفوظ رکھا ہے بَلْ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ بلکہ اکثر انکے نہیں سمجھتے ہیں کہ باوجود اقرار کرنے خدا کے خالق ہونیکے پھر بتونکو اسکے شریک کرتے ہیں وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اور نہیں
ہے یہ زندگی دنیا کی إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ مگر مشغول ہونا باطل کا اور بازی بے حاصل امرونکی ساتھ اور کہتے ہیں کہ لہو وہ عمل ہے کہ جوان کرتے ہیں واسطے روا کرنے
خواہش نفس کے اور لعب بازی لڑکونکی ہے یعنی دنیا جلدی گزر جانیمیں شابہ لہو و لعب جوانوں اور لڑکوں کے ہے وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ اور تحقیق کہ گھر آخرت کا لَهِيَ
الْحَيَوَانُ مر البتہ وہ زندگانی ابدی اور ہمیشہ کی ہے کہ جہاں موت نہیں ہے بخلاف زندگانی دنیا کے کہ فنا ہونیوالی ہے لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ اگر ہیں وہ کہ جانتے ہیں کہ یہ عمر
ہے پس دنیا کہ فنا ہونیوالی ہے پس چاہیے کہ نہ اختیار کریں آخرت پر فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ پس جس وقت سوار ہوتے ہیں وہ بیچ کشتی کے تو دَعَوُا اللَّهَ پکارتے ہیں وہ خدا کو
مُخْلِصِينَ یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت کہ خالص کرنیوالے ہیں لَهُ الدِّينَ واسطے اسکے دین کو یعنی اسوقت ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا کہ خالص دین والے ہیں
اور خلوص سے خدا کو پکارتے ہیں فَلَمَّا نَجَّاهُمْ پس جس وقت نجات دی انکو خدا نے اور سلامتی سے وہ باہر آئے إِلَى الْبَرِّ طرف صحرا کے کہ وہ خشک ہے تو إِذَا هُمْ
اس وقت وہ يُشْرِكُونَ شرک کرتے ہیں کہ اپنی عادت کی طرف پھر جاتے ہیں لِيَكْفُرُوا تا کہ کفر کریں وہ بسبب شرک کے بِمَا آتَيْنَاهُمْ ساتھ اس چیز کے
کہ دی ہمنے ایک نعمت کہ انکو نجات دیکر دریا سے باہر اتارا ہے وَلِيَتَمَتَّعُوا اور تا کہ فائدہ اٹھاویں وہ اس دنیا سے چند روز کا اور بتونکی عبادت میں مشغول ہوں
فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ پس قریب ہے کہ جانیں گے اپنے انجام کار کو وقت عذاب کے اور فرماتا ہے کہ أَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا ہے انہوں نے کہ أَنَّا جَعَلْنَا
تحقیق ہمنے کر دیا ہے انکے شہر کو کہ وہ مکہ ہے حَرَمًا آمِنًا حرم امن والا کہ وہاں کے آدمی محفوظ ہیں قتل اور غارت سے وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ اور اچک
لیے جاتے ہیں آدمی مِنْ حَوْلِهِمْ گرداگرد ان کے سے یعنی گرد شہر انکے سے آدمیوں کو قتل اور اسیر کرتے ہیں اور پکڑ لیجاتے ہیں اور لوٹتے ہیں اور ان مکہ والوں کو
کوئی کچھ نہیں کہتا ہے أَفَبِالْبَاطِلِ کیا پس ساتھ باطل کے کہ وہ بت ہیں یا شیاطین باوجود اس نعمت کے يُؤْمِنُونَ ایمان لاتے اور اعتقاد رکھتے ہیں

ع ۱۲ / ۶

وقف لازم

وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ اور ساتھ نعمت خدا کے کہ وہ حرمت حرم کی اور ایمن ہونا قتل اور غارت اور ایمن ہونا ہے یَکْفُرُوْنَ کفر اور ناشکری کرتے ہیں کہ اس
کے غیر کو اسکا شریک قرار دیتے ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ اور کون شخص زیادہ ظالم ہے مِمَّنِ افْتَرٰی اس شخص سے جو بناتا ہے عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اوپر خدا کے جھوٹ
کو گمان کرے کہ واسطے خدا کے شریک ہے اَوْ کَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اور جھٹلاوے اور تکذیب کرے ساتھ حق کے کہ وہ پیغمبر یا قرآن ہے جس وقت کہ آیا
وہ اسکے پاس اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے بیچ دوزخ کے یعنی ہے دوزخ میں مَثْوًی جگہ رہنے کی لِّلْکٰفِرِیْنَ واسطے کافروں کے یعنی البتہ ہمیشہ
دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اور اب مومنین کے حق میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا اور جن لوگوں نے جہاد کیا اپنے کفار پر فِیْنَا بیچ مقدمہ ہمارے کے
اور قائم کرنے دین ہمارے کے یا نفس اپنے کو مارا ہے ہماری راہ میں کہ جہاد اکبر ہے لَنَهْدِیَنَّهُمْ البتہ دکھلاوینگے ہم انکو سُبُلَنَا راہیں اپنی اور وہ
راہیں بہشت کی ہیں اور راہیں چلنے کی طرف ہمارے وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ اور تحقیق اللہ البتہ ساتھ نیکی کرنے والوں کے ہے کہ ان کی مدد کرتا ہے
دنیا اور آخرت میں انکو درجات عالیات عطا کریگا سُوْرَةُ الرُّوْمِ یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسکی [illegible] ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ جو کوئی شب بست وسوم ماہ رمضان میں سورہ عنکبوت اور سورہ روم کو پڑھے وہ بہشتیوں میں سے ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الٓمّٓ ابن عباس سے منقول ہے کہ حروف مقطعہ خدا تعالیٰ کی تعریفیں ہیں اور ہر حرف سے اشارہ طرف ایک صفت اور تعریف کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی تعریفیں ان سے
بیان کریں چنانچہ الف سے اشارہ طرف الوہیت خدا کے ہے اور لام سے اشارہ طرف لطف کے ہے اور میم سے [illegible] اور تحقیق وہ ہے کہ جو سورہ بقر کے اول میں
روایات اہلبیت سے گذرا ہے غُلِبَتِ الرُّوْمُ مغلوب کئے گئے ہیں رومی کہ فارسیوں نے اوپر غلبہ کیا فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ بیچ نزدیک تر زمین عرب کے نسبت زمین روم
کے اور وہ زمین اردن اور فلسطین اور کسکر وغیرہ کے بقول مفسرین کہتے ہیں کہ فارسی رومیوں پر لڑائی میں غالب ہوئے زمانہ محمد میں کفار قریش یہ خبر سنکر خوش
ہوئے اس واسطے کہ رومی اہل کتاب تھے جیسے مسلمان صاحب کتاب ہیں اور فارسی اہل کتاب نہ تھے مثل کفار قریش کے قریش مسلمانوں کو کہتے تھے کہ رومی نصرانی ہیں اہل کتاب ہیں
وہ مغلوب ہوئے ہیں ان لوگوں سے کہ جو مثل ہمارے اہل کتاب نہیں ہیں تم بھی ہم سے مغلوب ہوگے مثل رومیوں کے اور مسلمان یہ خبر سنکر بہت دلگیر ہوئے [illegible]
پاس تھا جیسے کہ کعبہ مسلمانوں کے واسطے ہے فارسیوں نے رومیوں کو بیت المقدس سے بھی نکالا پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُمْ اور وہ یعنی رومی مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ
پیچھے غلبہ فارسیوں کے سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ قریب ہے کہ غالب ہونگے وہ رومی فارسیوں پر بیچ تھوڑے برسوں کے تین سال سے نو سال تک
اور بضع تین سال سے نو سال تک کو کہتے ہیں اور مشہور یہ قصہ تواریخ میں اسطرح سے ہے کہ فارس میں ایک عورت تھی کہ فرزند اسکے سب شجاع اور بہادر تھے اور
پرویز کہ بادشاہ فارس کا تھا اسنے اس عورت کو طلب کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ لشکر اپنا واسطے جنگ قیصر روم کے روانہ کروں تیرے فرزندوں کے واسطے
ایک شخص کو سردار لشکر کا کروں بتلا کہ تیرے فرزندوں میں کونسا لائق اس سرداری کے ہے اس عورت نے کہا کہ فلاں لڑکا میرا لومڑی سے بہت دانا ہے اور فلاں
تیغ وسنان سے زیادہ برندہ ہے اور جسکا نام شہرزان ہے وہ شیر سے زیادہ شجاع ہے اور اس سے زیادہ حلیم اور بردبار ہے اور کوہ سے زیادہ سنگین ہے پرویز نے کہا کہ میں نے
اسکو اختیار کیا کہ جو حلیم زیادہ ہے پس اسکو بلا کر سردار لشکر کیا اور طرف روم کے اسکو روانہ کیا اور وہ زمین روم میں پہنچا اور قیصر روم سے کارزار کر کے فتح پائی
رومیوں پر اور شہروں کو روم کے خراب اور منہدم کر دیا اور یہ لڑائی اذرعات اور بصریٰ میں کہ شام کے شہروں سے زیادہ نزدیک ہیں واقع ہوئی اور یہ فتح فارسیوں کی رومیوں پر
سال پنجم بعثت ہونے رسول خدا کے سے ہوئی تھی اور جس وقت یہ خبر مکہ میں پہنچی تو حضرت دلتنگ ہوئے اور مشرکین خوش ہوئے اور مسلمانوں پر طعن کرتے تھے کہ جیسے کہ تم
صاحب کتاب ہو ایسے ہی رومیوں کا بھی مذہب ہے اور فارسیوں کو اوپر غلبہ حاصل ہوا ہے ایسے ہی ہم تم پر غالب ہونگے یہ فال ہمارے غلبہ کی ہے تم پر جس وقت مسلمان اس
خبر کو سنکر رنجیدہ ہوئے تو خدا نے انکی تسلی کے واسطے فرمایا کہ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ اور وہ رومی پیچھے غلبہ ان فارسیوں کے سے قریب ہے کہ غالب ہونگے ان فارسیوں پر
تین سال سے نو سال تک میں اور ایسا ہی ہوا کہ رومی فارسیوں پر غالب ہوئے اور یہ ایک بڑی دلیل ہے قرآن کے حق ہونے کی کہ جو پہلے سے خبر دی تھی وہ وقوع
میں آئی اور جب یہ خوشخبری نازل ہوئی تو ابوبکر نے مشرکین سے کہا کہ تم اس خبر سے شاد ہوئے ہو تمہاری آنکھیں روشن ہوں چند اکہ رومی فارسیوں پر غالب
ہونگے تین سال سے نو سال تک میں مشرکین نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور یہ تو کہانے کہتا ہے کہا پیغمبر خدا سے میں نے سنا ہے ابی بن خلف نے ابوبکر سے کہا کہ اگر تو راست کہتا ہے

سورة الروم

تو وقت اسکا معین کر کہ شرط اسپر مقرر کریں پس تین سال پر دس دس اونٹ کی شرط کی جسوقت رسولخدا کو ابوبکر نے اس شرط کی خبر کی تو حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکر
خطا کی تو نے اسواسطے کہ بضع تین سے نو تک ہوتے ہیں پھر جا اور مال و مدت میں زیادہ کر ابوبکر نے جا کر نو برس تک مقرر کئے اور سو اونٹ کی شرط کی اور یہ صورت شرط کرنے
کی حرام ہونیسے پہلے مقرر ہوئی ہے اور بعد اسکے حرام ہو گئی ہے اب ایسی شرط جائز نہیں ہے اور ابوبکر نے مکہ سے باہر جانا چاہا تو ابی بن خلف نے کہا کہ بدون ضمانت کے
میں تجھکو نہیں جانے دیتا بیٹا اسکا عبداللہ ضامن اپنے باپ کا ہوا اور جس وقت ابی بن خلف نے چاہا کہ مکہ سے واسطے جنگ احد کے جائے تو عبداللہ نے اس کو
پکڑ لیا اور کہا کہ بدون ضامن دیے تجھکو بھی مکہ سے باہر نہیں جانے دیتا ابی نے بھی اپنا ضامن دیا اور احد کی لڑائی میں جا کر مسلمانوں سے لڑا اور وہاں
سے زخمی ہو کر مکہ میں آیا اور مر گیا ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں نے جس وقت فتح پائی مشرکین پر تو اسی وقت خبر آگئی کہ رومیوں نے
فارسیوں پر فتح پائی یہ خبر سنکر مسلمان بہت خوش ہوئے اور ابوبکر نے ابی بن خلف کے وارثوں کے پاس جا کر مال شرط کا وصول کیا اور جناب رسولخدا کی خدمت میں لا کر حاضر
کیا حضرت نے فرمایا کہ سب کو تصدق کر دو اور تواریخ کی کتابوں میں فارسیوں کا رومیوں پر غالب آنا اور پھر رومیوں کا فارسیوں پر غالب آنا تفصیل سے لکھا ہے
جسکو ایسے قصوں کی رغبت ہو وہ تواریخ کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور حضرت امام محمد باقرؑ سے ایک روایت ہی اس طرح سے ہے کہ جس وقت جناب رسولخدا نے طرف مدینہ کی
ہجرت کی اور اسلام کو ظاہر کیا تو قیصر روم کو ایک نامہ لکھا اور مضمون اسکا ہدایت اور طلب [illegible] اسلام کے تھی اور اپنے ایلچی کے ہاتھ وہ نامہ شاہ روم کے پاس روانہ
کیا اور ایسے ہی ایک نامہ فارس کے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ روم نے تو حضرت کے نامہ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور حضرت کے قاصد پر بہت مہربانی خرچ
کی اور بادشاہ فارس نے حضرت کے نامہ کو خفیف سمجھکر پھاڑ ڈالا اور اس زمانہ میں بادشاہ روم سے بادشاہ فارس کا جنگ کرتا تھا اور مسلمان خواہش اس امر کی کرتے
تھے کہ بادشاہ روم کا بادشاہ فارس پر فتحیاب ہو پس جس وقت بادشاہ فارس کا بادشاہ روم پر غالب ہوا تو مسلمانوں کو بہت ناخوش معلوم ہوا اور رنجیدہ ہوئے
تب اللہ تعالے نے انکی تسلی کے واسطے یہ آیت نازل کی کہ الم غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون لِلّٰهِ الْاَمْرُ مخاص واسطے خدا کے ہے حکم مِنْ
قَبْلُ پہلے غلبہ فارس کے سے روم پر وَمِنْ بَعْدُ اور پیچھے غالب نے روم کے فارس پر یعنی ہر وقت حکم اسکا ہے اور سب کام اسکے قبضہ قدرت میں ہیں پس غالب ہونا
اور مغلوب ہونا اول سے آخر تک بحکم خدا ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ واسطے حکم خدا کی ہے پہلے اس سے کہ حکم کرے اور بعد اسکے کہ حکم کرے وَيَوْمَئِذٍ اور اس روز
یعنی جس روز کہ رومی فارسیوں پر غلبہ کریں تو يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ خوش ہونگے مومنین بِنَصْرِ اللّٰهِ ساتھ مدد کرنے خدا کے اہل کتاب کو اس قوم پر جو کہ کتاب نہیں
رکھتے ہیں يَنْصُرُ نصرت کرتا ہے خدا مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے وَهُوَ الْعَزِيزُ اور وہ غالب مطلق ہے الرَّحِيمُ مہربان وَعْدَ اللّٰهِ وعدہ کرنا خدا کا وعدہ
کرنا غلبہ روم کا فارس پر اور وعدہ فرحت مومنین کا لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ نہیں خلاف کرتا ہے خدا وعدہ اپنے کو وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
اور لیکن اکثر آدمی لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے ہیں وعدہ کو اور وعدہ کی صحت کو بسبب جہالت اور تامل نہ کرنیکے يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا جانتے ہیں ظاہر کو
مِنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا جو زندگانی دنیا سے یعنی مال اور متاع اور جاہ و دولت اور اسباب تجارت وغیرہ فائدوں اور منافع کو جانتے ہیں اور جو کچھ دنیا کا ظاہر
ہے اسکو جانتے ہیں وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ اور وہ آخرت سے کہ نہایت مقصود ہے هُمْ غَافِلُوْنَ وہ غافل ہیں اور نہایت بیخبر ہیں اور اس جہت سے ہمیشہ
دنیا کے آباد کرنے میں امر آخرت کے خراب کرتے ہیں [illegible] اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ بخدا سوگند کہ کامل ہونا اسو دنیا میں اس نہایت کو پہنچا ہے کہ درہم کو اپنے ناخن سے پلٹ
کر اسکے وزن سے خبر دیتے ہیں جس طرح سے کہ وہ ہے اور نماز کو ہرگز نہیں جانتے ہیں کہ کس طرح ادا کرنی چاہیے اور کیونکر صحیح ہوتی ہے اور اس امر کے کرنے سے جاتی
رہتی ہے اور حضرت صادقؑ سے تفسیر یعلمون ظاہرا کی دریافت کیگئی تو فرمایا کہ علم رجز اور نجوم کہ واسطے تدبیر امور دنیا کے ہے وہ بھی اسی میں سے ہے اور فرماتا ہے کہ
اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا کیا نہیں فکر کرتے ہیں اور سوچتے ہیں فِيْ اَنْفُسِهِمْ بیچ نفسوں اپنے کی کہ وہ سب چیزوں سے زیادہ نزدیک اور قریب انکے ہے تاکہ ثابت ہو انکو قدرت
اسکے پیدا کرنیوالے کی اسکے پھیر دینے پر جیسے کہ اسکو پہلے پیدا کرنیکی قدرت تھی ایسے ہی دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قدرت ہے مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
نہیں پیدا کیا خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور اس چیز کو کہ درمیان ان دونوں آسمان اور زمین کے ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر ساتھ حق کے واسطے غرض صحیح کے
کہ اسکو دلیل لاتے ہیں اسکی توحید اور قدرت کاملہ پر اور عبث اور بیفائدہ انکو نہیں پیدا کیا ہے بلکہ پیدا کیا ہے انکو ایک فائدہ کے لیے وَاَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک وقت نام

رکھی گئی اور مقرر کیواسطے کہ جبتک مدت گزر جاوے تو پھر وہ معدوم ہوجاویں اور باقی نرہیں اور وہ دن روز قیامت ہی کہ جسپر مدت انکی منتہی ہوگی اور اسوقت وہ باقی نرہینگے وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اور تحقیق کہ بہت آدمیوں میں سے بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ ساتھ پہنچنے جزا پروردگار اپنے کے قیامت کے ہونیسے لَكٰفِرُوْنَ البتہ کفر کرنیوالے ہیں اور انکار کرنیوالے ہیں اور گمان انکا یہ ہی کہ دنیا ہمیشہ ہی اور آخرت نہووے گی اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ کیا نہیں سیر کرتے ہیں وہ بیچ زمین کے وقت تجارت کے طرف یمن اور شام وغیرہ کے جسجگہ کہ عاد اور ثمود اور سوائے انکے عذاب خدا سے ہلاک ہوئے ہیں فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ پس دیکھیں وہ کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ انجام ان لوگونکا کہ تھے وہ مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے اُنسے کہ كَانُوْٓا تھے وہ اَشَدَّ مِنْهُمْ زیادہ سخت مکہ والونسے قُوَّةً قوت میں یہ تمیز واقع ہوا ہی یعنی بڑے زبردست آدمی تھے باعتبار طاقت کے وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ اور کھودا اور الٹ پلٹ کیا اور جوتا انھونے زمین کو واسطے زراعت اور درخت بونیکے اور چشمے جاری کرنیکے وَعَمَرُوْهَآ اور آباد کیا انھوں نے اسکو عمارتیں بنا کر اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا اکثر اُس سے کہ آباد کیا ہی ان مکہ والونے اسکو کہ مکہ والے ایسی زمین میں بستے ہیں کہ وہاں نہ آب شیریں ہی اور نہ زراعت ہی اور باوجود اسکے تکبر اور سرکشی کرتے ہیں وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ اور آئے اُن کے پاس پیغمبر اُن کے بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ دلیلوں روشن کے اور معجزوں ظاہر کے اور وہ لوگ ایمان نلائے اس واسطے خدا نے انکو ہلاک کیا فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ پس نہ تھا خدا کہ ظلم کرے اُنپر بدون جرم کے اور بدون پہنچنے پیغمبرونکے لیکن اُنھوں نے کفر کیا اور پیغمبرونکو جھٹلایا اسواسطے عذاب میں گرفتار ہوئے وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اور لیکن تھے وہ کہ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ جانوں اپنی پر ظلم کرتے تھے بسبب اختیار کرنے کفر کے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا پھر ہوگا انجام ان لوگوں کا کہ بُرا کیا اُنھوں نے کہ کفر کو اختیار کیا اُنھوں نے السُّوْٓاٰى برائی کہ وہ عذاب ہی دنیا اور آخرت کا اور اہل کوفہ نے عاقبۃ کو منصوب پڑھا ہی یعنی جنھوں نے برائی کی ہے انجام انکا برائی ہی کہ وہ عذاب دنیا اور آخرت کا ہی اور بعضے کہتے ہیں سوئی نام دوزخ کا ہی جیسے کہ حسنیٰ اور طوبیٰ نام بہشت کا ہی یعنی انجام انکا دوزخ ہی اور ہلاک ہونے اَنْ كَذَّبُوْا اس واسطے کہ جھٹلایا اُنھوں نے اور تکذیب کی بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ساتھ آیتوں خدا کے کہ قرآن کا اعتبار نہ کیا اور اس سے نصیحت نہ پکڑی وَكَانُوْا بِهَا اور رہیں وہ ساتھ اُن آیتوں کے يَسْتَهْزِءُوْنَ ہنسی کرتے کہ انکو خدا کی طرف سے جانتے نہیں ہیں اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ خدا پیدا کرتا ہی خلقت کو نطفہ سے ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر اعادہ کریگا کہ بعد مرنیکے اسکو پھر زندہ کریگا ثُمَّ اِلَيْهِ پھر طرف اس کے واسطے جزای اعمال کے تُرْجَعُوْنَ پھیرے جاؤگے تم اور ابوبکر نے یرجعون پڑھا ہی غائب کا صیغہ یعنی طرف اسکی پھرینگے وہ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن کہ قائم ہوگی قیامت تو يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ نا امید اور خاموش اور حیران ہوں گنہگار کہ کوئی حجت اور تکرار انکو باقی نرہی وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ اور نہووینگے واسطے انکے شریکوں انکے کہ جنکو خدا کا شریک کرتے تھے شُفَعٰٓؤُا سفارش کرنیوالے کہ انکو عذاب سے خلاصی دلواویں کفار کہ کہتے تھے کہ ہمارے معبود قیامت میں ہماری سفارش کرینگے خدا فرماتا ہے کہ اسروز وہ انکی سفارش نکرسکیں گے وَكَانُوْا اور ہوویں گے اسروز وہ کفار بِشُرَكَآئِهِمْ ساتھ شریکوں اپنے کے كٰفِرِيْنَ کفر کرنیوالے اور بیزار ہونیوالے کہ جس وقت اُنسے نا امید ہوں وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جسدن کہ قائم ہوگی قیامت تو يَوْمَئِذٍ اسروز يَّتَفَرَّقُوْنَ متفرق ہوجاوینگے اور آپسمیں جدا جدا ہوجاویں گے آدمی کہ بعضے تو بہشت کو سدھارینگے اور بعضے دوزخ کو روانہ ہونگے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں اچھے فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ پس وہ بیچ باغوں بھرے ہوئے میوونکے يُحْبَرُوْنَ شاد اور خوش کئے جاوینگے اسطرح سے کہ اثر فرحت اور سرور کا ان کے چہروں سے نمایاں ہوگا اس واسطے کہ گرامی کئے جاوینگے بکرامت خدا اور نعمتوں سے لذت پاوینگے اور تاج انکے سر پر ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سرور سے سننا راگ کا ہی کہ اسکے سننے سے بہشت میں لذت پاویں گے اور کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول خدا سے پوچھا کہ بہشت میں راگ بھی ہوگا فرمایا کہ ہاں بہشت میں ایک نہر ہی کہ اسکے کنارہ پر باکرہ حوریں بیٹھی ہیں کہ جنکے گورے گورے بدن ہیں اور بڑی بڑی آنکھیں ہیں وہ حوریں گاوینگی اس آواز سے کہ ایسی خوش آواز کسی نے نہ سنی ہوگی اور بہشت کی نعمتوں میں سے بہتر نعمت ہے اور کہتے ہیں کہ حوریں وہ خدا کی تسبیح کریں گی سکی یہ آواز خوش ہوگی اور یہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول خدا سے پوچھا کہ یا رسول خدا بہشت میں آواز خوش ہی کہ مجھے راگ سننے کا بہت شوق ہے فرمایا کہ ہاں بہشت میں ایک درخت ہی کہ جس وقت خداے تعالیٰ اسکو وحی کرے کہ جو بندے میرے کہ انہوں نے راگ سنا ہی لوگوں نے دنیا میں راگ سے پرہیز کیا ہے وہ درخت آواز خوش سے حقتعالیٰ کی تسبیح کریگا اس آواز سے کہ خلائق نے کبھی ایسی نہ سنی ہوا اور سوا اسکے بہت روایتیں اس مقدمہ میں ہیں وَاَمَّا الَّذِيْنَ

ع ۴

کفروا اور لیکن جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے وکذبوا بآیاتنا اور جھٹلایا ہے اور تکذیب کی ہے انھوں نے ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں یا نشانیاں
قدرت ہماری کی ولقاء الآخرۃ اور ساتھ پہنچنے آخرت کے کہ اسکو بھی جھٹلایا ہے فاولئک پس یہ لوگ جھٹلانے والے فی العذاب محضرون بیچ عذاب خدا کے
حاضر کیے گئے ہیں دوزخ میں جیسا حال ہے کہ بہشت میں خوش ہوئے ہیں اب واسطے نجات بندوں کو فرماتا ہے کہ فسبحان اللہ پس تسبیح کرو تم تسبیح کرنا خدا کو جس طرح کہ وہ سزاوار اسکا ہے
حین تمسون جس وقت کہ رات کرو تم وحین تصبحون اور جس وقت کہ صبح کرو تم ولہ الحمد اور واسطے اسکے شکر ہے اور تعریف فی السموات والارض
بیچ آسمانوں کے اور زمین کے یعنی جو کوئی کہ آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ اسکی حمد و ثنا کرتا ہے وعشیا یہ مفعول فیہ واقع ہوا ہے یعنی بیچ آخر روز کے وحین
تظہرون اور جس وقت ظہر کا وقت کرتے ہو تم اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد تسبیح سے یہاں نماز ہے پس تمسون سے مراد نماز شام اور عشا ہے اور تصبحون سے مراد نماز
صبح ہے اور عشیا مراد نماز عصر ہے کہ وہ آخر دن میں ہوتی ہے اور تظہرون سے مراد نماز ظہر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان وقتوں میں تسبیح کرو کہ وہ ایسا ہے
یخرج الحی نکالتا ہے زندہ کو من المیت مردہ سے جیسے کہ انسان کو نطفہ سے اور مرغ کو بیضہ سے اور یا یہ کہ مومن کو کافر سے اور عالم کو جاہل سے اور
نیک کو بد سے ویخرج المیت اور نکالتا ہے مردہ کو من الحی زندہ سے جیسے کہ نطفہ کو انسان سے اور بیضہ کو مرغ سے اور کافر کو مومن سے اور جاہل
کو عالم سے اور نیک کو بد سے ویحیی الارض اور زندہ کرتا ہے زمین کو گل اور بوٹے اگا کر بعد موتہا پیچھے مرنے اور خشک ہونے اسکے وکذلک
اور ایسے ہی یعنی مانند اس زندہ ہونے کے تخرجون باہر نکالے جاؤ گے تم قبروں سے زندہ کر کے اور حضرت موسی کاظم نے یحیی الارض بعد موتہا کی تفسیر میں فرمایا ہے
کہ یہاں قطرات باراں سے زندہ کرنا مراد نہیں ہے لیکن خدا تعالی ایسے مردوں کو بھیجیگا کہ زندہ کریں گے وہ عدل کو اور عدل کو زندہ کرنے سے زمین زندہ ہو جاویگی
اور قائم کرنا حد کا زیادہ نفع رکھتا ہے زمین کو چالیس روز کے قطرات باراں سے اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی
چاہتا ہو کہ روز قیامت اسکے اعمال نیک کو وزن کریں تو چاہیے کہ اس آیت کو پڑھے وکذلک تخرجون تک اور دوسری روایت میں ہے کہ آخر سورہ والصافات
کا یعنی سبحان ربک رب العزت سے اسکے ختم تلک پڑھے اور ایک روایت سید عالم صلعم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شام اور صبح کو یہ آیت پڑھے
تو اس نے تدارک کیا ہر عبادت کا جو اس سے فوت ہوئی ہے خواہ نوافل ہوں خواہ دعائیں ہوں خواہ تسبیحیں ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی بعد نماز فریضہ کے اس آیت کو پڑھے تو بعدد قطرات باراں اور برگ درختان اور خاک روئے زمین کے واسطے اسکے نیکیاں لکھیں ومن آیاتہ
اور تمام نشانیوں قدرت اسکی سے یہ ہے ان خلقکم یہ کہ پیدا کیا تمکو من تراب مٹی سے یعنی اصل کو سبب کہ وہ آدم ہے باپ تمہارا اسکو بیچ خاک سے پیدا کیا
ہے اور یا یہ کہ تمکو نطفہ سے پیدا کیا ہے اور نطفہ کو غذا سے اور غذا کو مٹی سے ثم اذا انتم پھر اس وقت تم یعنی بعد پیدا کرنے کے بشر تنتشرون
آدمی ہو کر پراگندہ ہوتے ہو اور پھیلتے ہو زمین میں اور ہر ایک جگہ اپنا وطن اور مقام کرتے ہو پس جس کسی کو کہ ایسی قدرت ہو کہ اسنے تمکو پیدا کر کے جگہ جگہ میں
متوطن کر دیا پھر وہ تمہارے دوبارہ زندہ کرنے پر کیونکر قادر نہ ہو گا ومن آیاتہ اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہے ان خلق لکم یہ کہ پیدا کیا
واسطے تمہارے من انفسکم نفسوں تمہارے سے یعنی جنس اور شکل تمہاری سے ازواجا جوڑی یعنی عورتیں تمہاری کو لتسکنوا الیہا تاکہ میل اور رغبت
کرو تم طرف ان کے ہم جنس ہونیکے سبب اور انس و الفت پکڑو اور غیر جنس ہونا سبب نفرت اور اختلاف کا ہے وجعل بینکم اور کر دیا درمیان تمہارے یعنی
تمہاری عورتیں اور تم میں پیدا کیا خدا نے مودۃ دوستی کو ورحمۃ اور مہربانی کو بسبب حاصل ہونے زوجیت کے باوجودیکہ اس سے پہلے کوئی آشنائی نہ تھی اور
دونوں کے شوہر اور زوجہ ہونے سے ایک الفت جانبین سے دلوں میں پیدا ہو گئی اور معاش کا انتظام بخوبی ہوا سو اسطے کہ زندگانی راحت سے بسر کرنی موقوف ہے محبت
اور الفت پر اور منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسول خدا کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھکو ایک امر سے نہایت تعجب آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت اور مرد کہ
کبھی آپس میں سے ایک دوسرے نے نہ دیکھا ہو جس وقت ان دونوں کا نکاح ہوا اور ایک مدت آپس میں صحبت رکھیں تو ایسی انکے درمیان دوستی پیدا ہو جاتی ہے کہ زیادہ اس سے
کوئی متصور نہو حضرت نے فرمایا کہ یہ خدا کی جانب سے ہے کہ اس نے فرمایا ہے ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ
ورحمۃ ان فی ذلک تحقیق کہ بیچ اس پیدا کرنے عورت اور مرد کے بیچ ایک شکل اور مشابہ کے لآیات البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لقوم یتفکرون

واسطے اس قوم کے کہ سوچتے ہیں اور فکر کرتے ہیں حکمتوں اور صنعتوں میں اسکی وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ کہ ان کے درمیان عجایب اور غرایب چیزیں ہیں وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ اور مختلف ہونا زبانوں
تمہاری کا بولیوں میں کہ انکو الہام کر کے تعلیم کیا ان زبانوں کو مثل عربی اور فارسی اور ہندی کے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اصل زبانیں بہتر ہیں
ہیں اور ستر زبان اولاد حام میں اور چھبیس اولاد یافث میں اور کہتے ہیں کہ مواضع اور ایجاد کرنیوالا ان زبانوں کا خدا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ فاعل ان زبانوں کے
آدمی ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان پر الہام کر کے آسان کر دیا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مختلف ہونے زبانوں تمہاری سے مختلف ہونا آوازوں کا ہی جیسے کہ مختلف
شکلیں پیدا کیں ایسے ہی آوازیں مختلف پیدا کی ہیں اپنی قدرت کاملہ سے کہ ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے نہیں ملتی یہاں تک کہ دو بھائی یا بہنوں کی زبانیں
ایسی مشابہ نہیں ہیں اس واسطے فرمایا خدا تعالیٰ نے اور آیتوں اسکی سے ہی مختلف ہونا زبانوں تمہاری کا یعنی تمہاری آوازوں کا وَاَلْوَانِكُمْ اور مختلف
ہونا رنگوں تمہاری کا اور زردی اور سفیدی اور سرخی ہیں اور یا یہ کہ اعضا کی ہیئت میں مختلف ہیں کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے مشابہ نہیں ہی اگرچہ رنگ میں متفق
ہوں لیکن شکلوں میں البتہ مختلف ہونگے اور یہ نہایت عجایب قدرت خالق ہے کہ سبکو مختلف پیدا کیا ہے اگر یہ اختلاف ہوتا اور تمام آدمی ایک شکل ہوتے اس طرح سے کہ
آپس میں فرق نہ ہوتا تو موجب مبہم ہو جاتے اکثر مصلحتوں کا ہوتا اور انتظام میں خرابی آتی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس اختلاف زبانوں اور رنگوں آدمیوں کے
لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّلْعٰلِمِيْنَ واسطے عالم کے لوگوں کے اور جس شخص نے اسکو بکسر لام پڑھا ہے یعنی واسطے جاننے والے عاقلوں کے مثل جن اور
انسان اور فرشتہ کے کہ حکمت اسکی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور نشانیاں قدرت اسکی سے ہے مَنَامُكُمْ سونا تمہارا بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ
بیچ رات کے اور دن کے واسطے استراحت اور آسودگی نفس کے وَابْتِغَاۤؤُكُمْ اور طلب کرنا تمہارا روزی کو مِّنْ فَضْلِهٖ فضل اسکے سے اور اکثر کے نزدیک مراد
خواب شب کو ہے اور روزی طلب کرنی دن کو مخصوص ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق اندر بیچ خواب شب کے اور طلب روزی روز کے لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں قدرت
خدا کی ہیں لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ سنتے ہیں ہوش کے کان سے اور اسمیں تفکر کرتے ہیں وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور نشانیوں حکمت اس خدا
کے سے ہے کہ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ دکھلاتا ہے تمکو بجلی کو خَوْفًا واسطے ڈرنے مسافر کے بجلی کرنے سے وَّطَمَعًا اور واسطے طمع مقیم لوگوں کے بارش باران کی
اور بیچ ان مقدر ہی اور خوفًا اور طمعًا مفعول لہ واقع ہوئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ خوف اور طمع میں مطلق آدمیوں کے واسطے مراد ہے مسافر اور مقیم کی
خصوصیت نہیں ہے وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۤءِ مَاۤءً اور نازل کرتا ہے وہ جانب آسمان سے پانی کو فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ پس زندہ کرتا ہے ساتھ اسکے زمین کو
گھاس اور تر و تازہ درخت میں کر کے بَعْدَ مَوْتِهَا پیچھے مرنے اور خشک ہونے اسکے سے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس بجلی اور بارش کے لَاٰيٰتٍ
البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور عقل کو دخل دیتے ہیں وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور نشانیوں قدرت
اسکے سے ہے اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۤءُ یہ کہ کھڑا ہی آسمان بے ستون وَالْاَرْضُ اور زمین بِاَمْرِهٖ ساتھ حکم کے کہ دونوں اسکی حفاظت سے قایم
ہیں ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ پھر جس وقت بلاویگا تمکو اسرافیل کے واسطے دوسرا صور پھونک کر دَعْوَةً بلانا اس طرح کہ کہیگا اے مردو باہر آؤ مِّنَ
الْاَرْضِ زمین سے تو اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ اس وقت تم نکلوگے اپنی قبروں سے واسطے جزائے اعمال نیک اور بد کے یعنی جیسے کہ قادر ہے خدا
تعالیٰ کہ آسمان و زمین کی حفاظت کرتا ہے ایسے ہی مردوں کو زندہ کر کے زمین سے نکالنے پر قادر ہے کہ قدرت اسکی جمیع ممکنات کی نسبت برابر ہے وَلَهٗ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور واسطے اسی کے ہے جو کہ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ سب واسطے اسکے فرمانبرداری کرنیوالے ہیں زندگی میں اور بعد
موت کے اگرچہ بعضے دنیا میں اسکے شکر میں بسبب چھوڑ دینے انکو کو انکے حال پر اور وہاں مرکر تو نہ رہینگے وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ
پیدا کرتا ہے خلقت کو ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر اعادہ کریگا اسکا کہ دوبارہ اسکو زندہ کریگا بعد مرنے کے وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ اور وہ دوبارہ زندہ کرنا آسان
تر ہے اوپر اس خدا کے اول بار کے پیدا کرنے سے کہ جس وقت کچھ مادہ موجود نہ تھا اسوقت پیدا کیا اور جبکہ مادہ اسکا موجود ہے تو پھر پیدا کرنا اسکا نہایت آسان ہے
اور یہ نسبت قدرت تمہاری کے ہے اور خدا کے نزدیک تو اول اور دوبارہ پیدا کرنا دونوں برابر ہیں وَلَهُ الْمَثَلُ اور واسطے اس خدا کے وصف عجیب الشان ہے مثل قدرت کاملہ کی

ایک تیجو ذات کے اور بزرگ ہونا صفات کا کہ وہ اسکے غیر کے واسطے نہیں ہے الْاَعْلٰی برتر ہے اپنے غیر سے کہ برابر اسکے کوئی نہیں ہوسکتا اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ وللہ المثل الاعلیٰ یعنی وہ شخص ہے وہ کہ نہیں مشابہ ہے ہے اسکو کوئی چیز اور نہ وصف کیا جاتا ہے اور نہ وہم سے لایا جاتا ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ سے کہ اے علیؑ تو مثل اعلیٰ ہے غرض یہ کہ خدا موصوف ہے ان اوصاف بزرگ کے ساتھ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
بیچ آسمانوں کے اور زمین کے کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور زمین میں اسکو ان وصفوں سے یاد کرتے ہیں وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے سب چیز پر کہ اسکی قدرت سب کے
متعلق ہے اور ان سب سے قدرت اول پیدا کرنے کی اور دوبارہ زندہ کرنے کی بھی ہے الْحَكِيْمُ وہ حکمت والا ہے کہ موافق مصلحت کے کرتا ہے ضَرَبَ لَكُمْ بیان
کی ہے خدا نے واسطے تمہارے مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ مثال کہ لی گئی ہے احوال نفسوں تمہارے سے اور وہ یہ ہے کہ هَلْ لَّكُمْ کیا ہیں واسطے تمہارے مِّنْ مَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ انہیں سے کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ تمہارے کہ وہ لونڈی اور غلام تمہارے ہیں کیا واسطے تمہارے مِّنْ شُرَكَآءَ شریکوں میں سے ہیں فِيْمَا
رَزَقْنٰكُمْ بیچ اس چیز کے کہ روزی دی ہے ہمنے تمکو یعنی تمہاری لونڈی اور غلام کیا تمہارے شریکوں میں سے ہیں اس روزی میں جو ہم نے تمکو دی ہے کہ
فَاَنْتُمْ پس تم اور غلام تمہارے فِيْهِ سَوَآءٌ بیچ اس روزی تمہاری کے برابر ہوں کہ جس طرح سے کہ تم اپنے ملک اور مال میں تصرف کرتے ہو اسی طرح
وہ بھی اپنا تصرف کریں اس تمہاری روزی میں بلکہ تم ہرگز نہ چاہو گے کہ وہ تمہاری ملک میں مثل تمہارے تصرف کریں اور وہ لونڈی اور غلام ایسے ہیں
کہ تَخَافُوْنَهُمْ ڈرتے ہو تم اس سے کہ وہ اپنا تصرف کر کے مالک مستقل ہو جاویں كَخِيْفَتِكُمْ مثل ڈرنے تم آزادوں کی اَنْفُسَكُمْ نفسوں اپنے سے کہ وہ نفس
تمہارے شریک آزاد ہیں اللہ تعالیٰ نے آزاد شریکوں کو نفس انکا فرمایا ہے یعنی تم اپنے ان غلاموں سے انکے شریک ہو جانے میں تصرف کرنے سے ایسے ڈرتے
ہو جیسے کہ کوئی آزاد دونکے شریک ہونے سے ڈرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے آزادو تم راضی ہو اس امر سے کہ اپنے غلاموں کو اپنے ملک اور مال میں شریک کرو کہ وہ
مثل تمہارے اپنا تصرف کریں اور تصرف میں تمہارے برابر ہو جاویں اور انکی مالک اور شریک ہونے سے تم خوف کرو جیسے کہ بعضے آزادونکے شریک ہونے سے خوف کرتے
ہیں پس جس وقت کہ تم راضی نہو اپنے غلام اور لونڈی کے شریک ہونے سے تو پس کیونکر راضی ہوتے ہو تم بیکر واسطے کہ میں ہیکا آزاد کا بھی اور غلام کا پروردگار ہوں
کہ بعضے میرے غلاموں اور بندوں کو میرا شریک کرتے ہو اور یہ کیونکر روا رکھتے ہو کہ جسکو میں پیدا کروں اسکو تم میرا شریک مقرر کرو كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم دلیلوں توحید اپنی کو لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ عقل کو کام فرماتے ہیں اور عقلمندوں ہی کو
فائدہ ہوتا ہے کہ تامل اور تفکر کر کے سمجھتے ہیں اور جاہل اور ظالم اس امر کی حقیقت سے بے خبر ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ بلکہ پیروی کی ان
لوگوں نے ظَلَمُوْٓا کہ ظلم کیا ہے انھوں نے اپنے نفسوں پر شرک کو اختیار کر کے اَهْوَآءَهُمْ خواہشوں اپنی کے یعنی پیروی کی ہے انھوں نے خواہشوں اپنی کی
بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون علم کے کہ بالکل نادان ہیں اور اگر دانشمند ہوتے تو خواہشوں کی پیروی نہ کرتے اور انکی عقل اس پیروی سے انکو مانع ہوتی فَمَنْ يَّهْدِيْ
پس کون ہے کہ راہ دکھلاوے مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ اس شخص کو کہ چھوڑ دیا ہے خدا نے اسکو گمراہی میں اسکے حال پر کہ لطف اپنا اور توفیق اپنی اسپر سے اٹھالی ہے
یعنی جسکو خدا نے اپنے علم سے جانا ہے کہ توفیق اور لطف اسکو فائدہ نہ دے گا اسکے عناد اور انکار کی جہت سے باوجود دیکھنے معجزات کے تو خدا نے اسکو اسکی جا پر
چھوڑ دیا ہے اور وہ ایسا ہے کہ اسکو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا ہے وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہیں واسطے ان مشرکوں کے مِّنْ نّٰصِرِيْنَ نصرت اور مدد کرنے والے
کہ انکو گمراہی سے نکالیں اور انکی گمراہی کی سزا سے کہ وہ عذاب دنیا اور آخرت کا ہے نجات دلویں اور جس وقت جانا تو نے اے محمدؐ کہ مشرکین ہدایت کرنے سے تمہارے
نہیں پاتے ہیں تو فَاَقِمْ وَجْهَكَ پس قائم کر تو منہ اپنے کو اور راست کر تو لِلدِّيْنِ واسطے دین حق کے یعنی دین اسلام پر قائم رہ کہ حَنِيْفًا میل کرنے والا دین
باطل سے طرف دین حق کے ہے اور دوسرے دین کی طرف سوائے دین اسلام متوجہ مت ہو یہ خطاب حضرت کی طرف ہے اور مراد اس سے جمیع مومنین ہیں یعنی بندے میرے دین اسلام پر
ثابت قدم رہیں اور حنیفًا حال واقع ہوا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ فطرت یعنی پیدائش کے ہے اور یہاں مراد اس سے دین اسلام ہے اور فطرت مفعول ہے اتبع مقدر کا کہ
صورت میں ترجمہ اسکا یہ ہے کہ پیروی کر تو دین اسلام کی کہ سب سے بہتر ہے الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا وہ دین کہ پیدا کیا ہے خدا نے آدمیوں کو اوپر
اس دین کے یعنی جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن صحبت میں اپنے والدین اور اپنی قوم کے انکا ہی دین اختیار کرتا ہے اور عالم کے لوگوں میں مشاہدہ

ع ۸ ربع

ہوتا ہی تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہر آدمی اپنے دین پر ہی اور اسی دین کو اچھا گمان کرکے اختیار کرتا ہے خواہ ہندو ہو خواہ مسلمان خواہ یہودی خواہ نصرانی
اور تحقیق کرکے مذہب کو کوئی اختیار نہیں کرتا ہی بلکہ نہایت قلیل آدمی کہ بمنزلہ نادر کے ہیں ایسا کرتے ہیں بخلاف اسکے روایت بھی مشہور ہی کہ قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ما من مولود الا قد یولد علی فطرۃ الاسلام ثم ابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کہ ہر لڑکا دین اسلام پر پیدا ہوتا ہی لیکن والدین اسکے اگر یہودی ہیں تو اسکو یہودی
کردیتے ہیں اور اگر نصرانی ہیں تو اسکو نصرانی کردیتے اور اگر مجوسی ہیں تو اسکو مجوسی کردیتے ہیں اور حضرت صادق سے سوال کیا گیا کہ اس فطرت سے کیا مراد ہی فرمایا
کہ دین اسلام مراد ہی پیدا کیا ہے خدانے انکو اسپر جس وقت کہ انسے روز الست اپنی توحید پر اقرار کروایا اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ پیدا کیا ہی انکو خدانے
اپنی توحید پر جس وقت اُنسے عہد لیا اپنے پروردگار ہونیکا روز الست اور اگر یہ امر نہوتا تو نہ جانتے وہ کہ کون ہی پروردگار انکا اور رازق انکا اور کہتے ہیں کہ
کہ اسلام کا نام فطرت اسواسطے ہی کہ اگر بندونکو گمراہ نکریں اور انکو انکی حالپر چھوڑدیں اور جس امر پر کہ وہ پیدا ہوے ہیں اسی امر پر انکو رہنے دیویں تو البتہ دین
اسلام کو لازم پکڑیں اور منقول ہی کہ جہاد میں لڑکونکو کفار کے قتل کرڈالتے تھے حضرت نے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ گناہ ہی لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ
مشرکین کی اولاد ہیں فرمایا بخدا کوئی لڑکا نہیں ہی مگر کہ وہ پیدایش اسلام پر پیدا ہوا ہی اور ہمیشہ اسی پیدایش پر باقی ہی یہانتک کہ دوسرا مذہب اسکی زبان سے
ظاہر ہو اور والدین اسکے یہودی اور نصرانی اسکو کردیتے ہیں لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ نہیں ہی بدلجانا واسطے مخلوق اور پیدایش خدا کے یعنی جس دین کو کہ خدانے
واسطے بندونکے پیدا کیا ہی اُس دین کیواسطے بدل جانا نہیں ہی تمکو چاہیے کہ اس دین کو بدل نکرو دوسرے دین سے بلکہ رہو اور اسی دین پر قائم رہو اس دین کا بدلنا سزاوار
نہیں ہی اور یا یہ معنی ہیں کہ دین خدا کو کوئی نہیں مٹا سکتا ہی ذٰلِكَ الدِّينُ وہ دین کہ بندے جس دین کے اختیار کرنیکو حکم کیے گئے ہیں دین الْقَيِّمُ [illegible] راست اور
درست ہی کہ کسی طرح کی کجی اسمیں نہیں ہی وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لیکن اکثر آدمی لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے ہیں اسکی راستی کو بسبب کجی طبیعت کے اور
نہ تامل کرنے دلیلوں حقیقت اسکی کے اور حق یہ ہی کہ جیسا کہ پاک اور صاف یہ مذہب ہے ایسا کوئی مذہب کم زینت پر نہیں ہے جیسے کہ تنزیہ اور تقدیس خدا کی اور ہر
عیب اور شرک اور نقصان سے پاک ہونا خدا کا اس مذہب میں ثابت ہی کسی اور مذہب میں نہیں ہی پس متوجہ ہو تم طرف اس دین کے اور ہمیشہ کرو طرف اسکے -
مُنِيبِينَ جس وقت کہ رجوع کرنے والے ہو إِلَيْهِ طرف اس دین کے اور سواے اسکے اور دینوں کو چھوڑ کر اسکی طرف پھرنیوالے ہو منیبین حال
واقع ہوا ہے وَاتَّقُوهُ اور ڈرو تم اس خدا سے اسکی نافرمانی اختیار کرنے میں وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ اور قائم کرو تم نماز کو اور ہمیشہ پڑھتے رہو
مع شرائط اور ارکان کے وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اور نہو تم شرک کرنیوالوں میں سے اسواسطے کہ عبادت بدون خلوص کے اور بے واحد جانے
خدا کے فائدہ نہیں بخشتی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مت ہو تم ترک کرنیوالوں میں سے نماز کو عمداً ترک کرکے اسواسطے کہ حدیث میں وارد ہی کہ عمداً
نماز کو ترک کرنا کفر ہے اور مراد اس سے یہ ہی کہ اگر ترک کرنیکو حلال جانے تو اس وقت کافر ہوجاتا ہے مِنَ الَّذِينَ ان لوگوں میں سے یعنی مت ہو تم شرک کرنیوالوں
میں سے ان لوگوں میں سے کہ فَرَّقُوا دِينَهُمْ متفرق اور فرقہ فرقہ کردیا انھوں نے دین اپنے کو وَكَانُوا
شِيَعًا اور ہوگئے وہ گروہ گروہ اور مراد اس سے اختلاف ان کا ہے اس چیز میں کہ جس کی پرستش کرتے ہیں اپنے نفس کی خواہش کے
موافق دین اسلام کو چھوڑکر مثلاً مشرکین کہ کوئی تو ان میں سے بت پرستی کرتا ہے اور کوئی ان میں سے ستاروں کو پوجتا ہے اور کوئی فرشتونکو
مانتا ہے اور ایسے ہی یہود و نصاری میں کئی کئی فرقہ ہیں كُلُّ حِزْبٍ ہر گروہ بِمَا لَدَيْهِمْ ساتھ اس چیز کے کہ نزدیک انکے
ایک دین ہے اور اُس دین کو انھوں نے اختیار کیا ہے اس دین سے فَرِحُونَ خوش ہیں وہ اور اپنے گمان میں اسی دین کو حق جانتے ہیں گو واقع میں وہ
دین باطل ہو وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ اور جس وقت پہنچے آدمیوں کو ضُرٌّ سختی مثل بیماری اور فقیری اور بلا کی اور اسکے سبب درماندہ ہوں دَعَوْا پکارتے ہیں وہ بزاری عاجزی
رَبَّهُمْ پروردگار اپنے کو مُنِيبِينَ إِلَيْهِ رجوع کرنیوالے طرف اسکی یہ حال واقع ہوا ہی یعنی نہایت خلوص سے خدا کو پکارتے ہیں اور اسکے غیر سے اُسوقت منقطع
ہوجاتے ہیں ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ پھر جس وقت چکھاوے انکو یعنی عطا کرے خدا انکو مِنْهُ اپنے پاس سے رَحْمَةً بخشش کو مثل صحت یا تونگری یا رفع بلاکے اور
وہ اس بلا سے نجات پائیں تو إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ اسوقت ایک گروہ ان میں سے بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ساتھ پروردگار اپنے کے شرک کرتے ہیں

رحمت کے عطا کرنے کے عوض میں بت پرستی کرتے تھے۔ اور کفر کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ لِیَکْفُرُوْا تاکہ کفر کریں بِمَآ اٰتَیْنٰهُمْ ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے ہم نے
انکو نعمت تو انہوں نے عافیت کی فَتَمَتَّعُوْا پس فائدہ اٹھاؤ تم اے مشرکین دو تین روز نعمت فانی دنیا کا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب ہے کہ جانو تم انجام
اس فائدہ اٹھانے کا کہ وہ عذاب آخرت ہے اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ کیا نازل کیا ہے ہم نے اوپر کافروں کے یعنی کیا بھیجا ہے ہم نے اوپر ان کے سُلْطٰنًا کوئی حجت اور کتاب کہ
اسکو سند پکڑتے ہیں اپنے مذہب کے حق ہونے کو واسطے کہ فَهُوَ پس وہ کتاب یَتَکَلَّمُ کلام کرے بِمَا کَانُوْا بِهٖ یُشْرِکُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ ہیں شرک کرتے
یعنی کہ وہ اپنے دین کی حقیقت کے ثابت کرنے پر کسی حجت اور دلیل سے قدرت نہیں رکھتے ہیں اور فرماتا ہے کہ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ اور جس وقت چکھاتے ہیں ہم آدمیوں کو
رَحْمَةً رحمت کہ کوئی نعمت ہم انکو عطا کریں مثل صحت اور تونگری وغیرہ کے تو فَرِحُوْا بِهَا خوش ہوتے ہیں وہ ساتھ اسکے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ
اور اگر پہنچے انکو کوئی برائی مثل فقیری اور بیماری اور خوف کے اور مثل اسکے بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ بسبب انکے آگے بھیجا ہے ہاتھوں انکے نے کہ اعمال بد انہوں
نے کئے ہیں مثل کفر اور شرک کے تو اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ اسوقت وہ ناامید ہوتے ہیں رحمت خدا سے اور جزع اور فزع اور بے صبری کرتے ہیں اور رحمت خدا کی امید
نہیں رکھتے کہ اپنی رحمت کو نازل کرکے اس سختی کو دور کرے نہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں نہ بلا پر صبر کرتے ہیں اَوَلَمْ یَرَوْا کیا نہ دیکھا ہے انہوں نے یعنی کیا نہیں جانا ہے
کہ اَنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا یَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ یَّشَآءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے اپنی مصلحت سے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے جس
کے واسطے چاہتا ہے باعتبار حکمت کے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ تحقیق بیچ اس کشادگی اور تنگی کے لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں عبرت اور نصیحت کی ہیں لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ
واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور باور کرتے ہیں حکم خدا کا فراخی اور تنگی میں اور آسودگی میں شکر اسکا کرتے ہیں اور تنگی میں صبر کرتے ہیں اور فرماتا ہے کہ
فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی پس دے تو اے محمد صاحب قرابت کو حَقَّهٗ حق اسکا یعنی جو کہ تیرے قریب ہیں بنی ہاشم ہیں انکو مال غنیمت وغیرہ میں سے حق انکا ادا کر یہ
آیت فدک کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے اور ابو سعید خدری کی روایت اہل سنت اور اہلبیت میں سے امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت پیغمبر خدا پر نازل
ہوئی تو رسول خدا نے فاطمہ زہرا کو طلب کرکے فدک عطا کیا اور سورہ بنی اسرائیل میں تفصیل سے اسکا ذکر ہوا ہے وَالْمِسْکِیْنَ اور مسکین کو دے تو حق اس کا
جو کہ ایسا حال کا ہو کہ اپنے پاس نہیں رکھتا ہو وَابْنَ السَّبِیْلِ اور مسافر کو دے تو جو کہ واسطے انکے مقرر ہوا ہے ذٰلِكَ خَیْرٌ یہ دینا حقوق کا بہتر ہے نہ دینے سے
لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ واسطے ان لوگوں کے کہ چاہتے ہیں وَجْهَ اللّٰهِ ذات خدا کو یعنی رضامندی خدا کی اور قربت اسکی طلب کرتے ہیں نہ کوئی امر دوسرا وَ
اُولٰٓئِكَ اور یہ لوگ دینے والے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی ہیں رستگاری پانے والے کہ انہوں نے مال کو خرچ کرکے رضامندی خدا کی حاصل کی ہے وَمَآ
اٰتَیْتُمْ اور وہ چیز کہ دیتے ہو تم مِّنْ رِّبًا زیادتی حرام سے معاملہ میں کہ جسکو سود کہتے ہیں یہ قول بعضے مفسرین کا ہے کہ اس زیادتی سے یہاں سود حرام مراد لیتے
ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس زیادتی سے ہدیہ اور عطیہ ہے کہ اس سے زیادہ حاصل کرنے کی امید پر دیتے ہیں اور اسمیں نیت قربت کی اور رضامندی خدا کی ملحوظ
نہیں ہوتی جیسے کوئی کسی کو سو روپیہ دیوے اس امید پر کہ یہ مجھکو اسکی عوض میں ایکسو پانچ روپیہ دیوے گا لیکن شرط زیادہ لینے کی اس میں نہ کرے
اور اگر شرط کی جاوے گی تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی اور اگر شرط نہ کرے اور وہ ہدیہ لینے والا مثلاً سو روپے لینے والا اپنی خوشی
سے ایک سو روپیہ کی عوض میں ایک سو پانچ روپیہ دیوے تو وہ پانچ روپیہ اسکو مباح ہیں لیکن ثواب ہدیہ دینے کا نہ ہوگا ایسا ہی حال قرض کا ہے
اسکو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ چیز دیتے ہو تم زیادتی سے خواہ وہ حرام ہو جیسے کہ سود یا مباح بدون ثواب جیسے کہ ہدیہ لِّیَرْبُوَا تاکہ زیادہ کرے وہ
چیز فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ بیچ مالوں آدمیوں کے انکے مالوں میں ملکر یعنی جو کچھ کہ زیادتی حرام کہ معاملوں میں ہو یا زیادتی مباح کہ مال کے بڑھنے کی
امید میں دیجائے فَلَا یَرْبُوْا پس نہیں زیادہ ہوتا ہے مال اسکے لینے سے عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے برکت اس سے جاتی رہتی ہے اس واسطے کہ
اگر وہ سود حرام ہے تو اسکے لینے کا حکم نہیں ہے اور اگر مباح ہے تو اس میں نیت قربت کی نہیں ہے کہ موجب ثواب کا ہو پہلا قول حسن اور جبائی کا ہے اور
دوسرا قول ابن عباس اور طاؤس یمانی کا ہے اور یہی منقول ہے حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر علیہما السلام سے چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے منقول ہے کہ وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو کچھ دیوے تاکہ اسکے عوض میں اس سے زیادہ لیوے بدون شرط کے تو اس میں نہ ثواب ہے اور نہ گناہ ہے اور حضرت

صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ربا دو طرح کا ہی ایک تو حلال ہے اور دوسرا حرام ہے لیکن جو کہ حلال ہی تو یہ ہی کہ کوئی اپنے کسی برادر مومن کو قرض دیوے
اس طمع پر کہ وہ مجھکو اسکی عوض میں زیادہ دیوے اور زیادہ لینے کی نہیں شرط نہ کرے تو وہ زیادتی مباح ہے اسکے واسطے اور خدا کے نزدیک اسکو
اس میں ثواب نہیں ہے اور یہی مراد ہی قول حضرت سے فلا یربوا عند اللہ لیکن حرام یہ ہی کہ آدمی اپنے برادر مومن کو قرض دیوے اور نہیں شرط کرے
کہ اسکی عوض میں جو کچھ میں نے دیا ہے اس سے زیادہ دیوے پس یہ حرام ہی اور دوسری روایت میں حضرت صادق نے فرمایا ہی کہ ربا دو طرح کے ہیں ایک
ربا تو وہ ہی کہ کھایا جاتا ہے اور دوسرا وہ ہی کہ نہیں کھایا جاتا لیکن جو کہ کھایا جاتا ہی پس وہ یہ ہی تیرا ہے طرف کسی مرد کے کہ طلب کرتا ہی تو اس کے عوض کو کثر
اس سے کہ جو تو نے اسکو دیا ہے اور یہ بھی بغیر شرط زیادہ کے ہے اور وہ جو نہیں کھایا جاتا اسکو امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ ربا وہی کہ جسکو خدا نے منع کیا ہی اور
اسکے کھانیوالے سے وعدہ آتش دوزخ کا کیا ہی پس معلوم ہوا یہ قول امام علیہ السلام سے اگرچہ یہ ربا مباح ہی لیکن لینا اسکا بھی اچھا نہیں ہے کہ اسمیں کسی
طرح کا ثواب نہیں ہے اور فرماتا ہی خدا کہ وَمَآ اٰتَیْتُمْ اور جو کچھ کہ دیتے ہو تم مِّنْ زَكٰوةٍ زکوٰۃ میں کہ واجب ہو یا صدقہ مستحب ہو کہ اسکو دیتے ہیں
تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ارادہ کرتے ہو تم ذات خدا کا کہ اسکی رضامندی کو چاہتے ہو اور ثواب آخرت کو طلب کرتے ہو اور اس میں سوا خوشنودی
خدا کے اور کسیطرح کی غرض نہیں ہی فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ جو کہ خالص واسطے رضامندی خدا کے دیتے ہیں هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ وہی ہیں چند در چند
کرنیوالے ثواب کے ایک کی عوض میں دس برابر بلکہ سات سو برابر آخرت میں پاویں اور ربا یہ کہ وہ چند در چند کرنیوالے اور بڑھانیوالے مال اپنے کے ہیں زکوٰۃ دینے کی
برکت سے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اور صدقہ دینے میں واجب ہی کہ نیت خالصۃً للہ کرے اور قرض دینے میں اوس طرح زیادہ لینے کے صدقہ سے بھی زیادہ ثواب ہے
چنانچہ حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے کہ قرض دینا اٹھارہ درجہ برابر ہے اور صدقہ دینا دس درجہ برابر ہی اور اب خدا اپنی قدرت
کی دلیلیں بیان فرماتا ہی کہ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ خدا وہ شخص ہی کہ پیدا کیا اسنے تمکو جس وقت کہ تم بالکل نیست و نابود تھے ثُمَّ رَزَقَكُمْ پھر روزی
دی اسنے تمکو جب تک کہ زندہ ہو ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ پھر مار ڈالے گا تمکو بعد گذر جانے تمہاری مدت عمر کے ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ پھر زندہ کرے گا تمکو قیامت
کے روز واسطے جزائے اعمال کے هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ کیا ہی شریکوں تمہارے میں سے کہ جنکو تم خدا کا شریک کرتے ہو مَّنْ یَّفْعَلُ وہ شخص کہ کرے
مِنْ ذٰلِكُمْ اس پیدا کرنے اور روزی دینے اور مار ڈالنے اور زندہ کرنے میں سے مِّنْ شَیْءٍ کچھ تا کہ اسکے سبب انکی پرستش کرنی چاہی اور جب
وقت کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو قابل پرستش کے نہیں ہیں سُبْحٰنَهٗ پاک ہی خدا وَتَعٰلٰى اور برتر اور بلند ہی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ اس چیز سے کہ شرک کرتے
ہیں وہ اور اب جتنے شرک کرنے اور توحید کو ترک کرنیکے انجام بد میں فرماتا ہی کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ ظاہر ہوئی تباہی فِی الْبَرِّ بیچ جنگل کے وبا اور خشک سالی سے
وَالْبَحْرِ اور بیچ دریا کے طوفان سے اور غرق ہونے کشتیوں کے سے یعنی خشکی اور دریا میں تباہی واقع ہوئی بِمَا كَسَبَتْ بسبب اس چیز کے کہ کمایا ہی
اَیْدِی النَّاسِ ہاتھوں آدمیوں کے نے یعنی آدمیوں نے جو کثرت سے کفر اور گناہ اختیار کئے ہیں اس سبب سے یہ وقوع میں آیا ہی اکثر مفسرین کہتے
ہیں کہ مراد فساد سے نہ برسانا مینہ کا ہی اسواسطے کہ اگر مینہ نہ برسے تو صحرا میں درخت اور گھاس نہ اگے اور دریا میں موتی اور جواہر پیدا نہوں اور حضرت صادق
نے فرمایا ہی کہ زندگی دریا کے جانوروں کی باران رحمت سے ہی پس جس وقت کہ بند ہوئی بارش تو خشکی اور دریا میں تباہی ظاہر ہوتی ہے اور یہ اسوقت ہوتا
ہے کہ آدمی گناہ بہت کرنے لگیں اور یہ تباہی اسواسطے ہوتی ہے کہ لِیُذِیْقَهُمْ تا کہ چکھلاوے خدا انکو بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا سزا بعض اس امر کی کہ عمل میں
لائے ہیں وہ اس واسطے کہ تمام مزہ اسکا آخرت میں چکھیں گے اور یہ تھوڑا سا عذاب دنیا میں اسواسطے چکھایا کہ لَعَلَّهُمْ شاید کہ وہ اس عذاب کے چکھنے سے یَرْجِعُوْنَ
پھریں شرک سے طرف توحید کے اور توبہ کریں اور گناہ سے طرف طاعت کے رجوع کریں قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کہہ تو اے محمد کہ سیر کرو تم بیچ زمین
کے جس زمین پر کہ پہلی امتیں ہلاک ہوئی ہیں فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ پس دیکھو تم کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ انجام ان لوگوں کا
کہ پہلے انسے تھے کہ قلعے انکے اور محل منہدم ہو کر ٹیلے بن گئے ہیں اور ان لوگوں کا کہیں نام و نشان باقی نہیں اس واسطے کہ كَانَ اَكْثَرُهُمْ تھے اکثر ان کے
مُّشْرِكِیْنَ شرک کرنیوالے کہ اسکی سزا میں سب ہلاک ہوئے اور اکثر سے مراد جمیع ہیں اسواسطے کہ استعمال اکثر کا مقام جمیع کے کلام عرب میں بہت ہوتا ہی اور ابن عباس سے

روایت ہی کہ مراد زمین میں سیر کرنیسے یہ ہے کہ قرآن کو دیکھو کہ اسمیں قصے پہلی امتوں کے ہلاک ہونیکے سب لکھے ہیں اور حضرت صادق سے بھی یہی روایت ہے
اور فرماتا ہے خدا کہ کفار جو اس سے نصیحت نہیں پکڑتے ہیں تو فَاَقِمْ وَجْهَكَ پس قایم کر تو اے محمد صلعم منہ اپنے کو اور راست کر اور سب جہت سے متوجہ ہو جا تو
اور اپنے نفس آمادہ کر تو لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ واسطے دین راست اور سیدھے کے اور اسمیں کسی طرح کی کجی نہیں ہے یعنی دین اسلام کی راہ پر ثابت قدم رہ مِنْ
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ پہلے اس سے کہ آوے يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ وہ دن کہ نہیں پھرنا ہے واسطے اسکے مِنَ اللّٰهِ خدا کے پاس سے یعنی وہ دن ایسا ہے
کہ کوئی اسکو پھیر نہیں سکتا یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ اسکو ہونے دیوے اور خدا کے پاس سے اسکو پھیر دیوے بلکہ وہ ضرور ہونیوالا ہے يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ
اسروز متفرق ہونگے آدمی اور جدا ہو جاوینگے کہ کوئی تو بہشت کو جاویگا اور کوئی دوزخ کو روانہ ہوگا چنانچہ فرماتا ہے کہ مَنْ كَفَرَ جو کوئی کہ کفر کرے
فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ پس اوپر اسکے ہے کفر اسکا کہ اسکی جزا میں ہمیشہ وہ دوزخ میں ہیگا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جو شخص کہ عمل کرے نیک فَلِاَنْفُسِهِمْ پس واسطے
نفسوں اپنے کے يَمْهَدُوْنَ درست کرتے ہیں منزلیں اپنی بہشت میں یا یہ کہ بچھاتے ہیں فرش کو بہشت کے محلوں میں تاکہ اسپر آرام کریں اور حضرت صادق
نے فرمایا ہے کہ عمل صالح اپنے صاحب سے پہلے بہشت میں جاتا ہے پس واسطے اسکے مکانوں کو درست کرتا ہے اور فرش بچھاتا ہے جیسے کہ کوئی تم میں سے ہوتا ہے کہ خادم اسکا
واسطے اسکے مکانونکو آراستہ کرتا ہے اور فرش بچھاتا ہے حاصل یہ ہے کہ اہل بہشت عمل نیک کے وسیلہ سے بہشت میں اپنے واسطے فرش بچھاتے ہیں لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
تاکہ جزا دیوے خدا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے ہیں انھوں نے اچھے مِنْ فَضْلِهٖ فضل اپنے سے من فضلہ متعلق یجزی
کے ہے یعنی جزا دیوے محض اپنے فضل اور کرم سے نیک اعمال کرنے والے مومنین کو اور یہ فضل اور کرم خاص مومنین کے واسطے ہے نہ واسطے کفار کے اگرچہ
وہ عمل نیک کریں مثل سخاوت اور صلہ رحمی کے اس واسطے کہ شرط قبول ہونے عمل کی ایمان صحیح ہے اور جب ایمان سے وہ خالی ہوئے تو خدائے تعالیٰ انکو ہمیشہ
دوزخ میں رکھیگا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ تحقیق کہ وہ خدا نہیں دوست رکھتا ہے کفر کرنیوالوں کو کہ انکو مومنین کے ہمراہ بہشت میں جمع کرے بلکہ انکو انسے
جدا کر کے دوزخ میں داخل کریگا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور نشانیوں قدرت میں خدا سے اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ یہ ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤنکو یعنی باد شمال اور
باد جنوب کو کہ یہ ہوائیں رحمت کی ہیں بھیجتا ہے مُبَشِّرٰتٍ خوشخبری دینے والیاں بارش باران کی اور مبشرات حال واقع ہوا ہے پس ان ہواؤں کو باران
کے آنیکی خوشخبری دینے والیاں مقرر کر کے بھیجتا ہے وَلِيُذِيْقَكُمْ اور تاکہ چکھاوے تمکو مِّنْ رَّحْمَتِهٖ رحمت اپنی میں سے کہ وہ باران ہے اور ہواؤں کے بعد
آتا ہے وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ اور تاکہ جاری ہوں کشتیاں دریامیں ان ہواؤنکے چلنے سے بِاَمْرِهٖ ساتھ حکم اسکے کے وَلِتَبْتَغُوْا اور تاکہ طلب کرو تم روزیکو
تجارت دریامیں مِنْ فَضْلِهٖ فضل اسکے سے کہ خدائے تعالیٰ محض اپنے فضل سے دیتا ہے وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ شکر کرو تم ان نعمتوں کا اور
فرماتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے مِنْ قَبْلِكَ پہلے تجھ سے اے محمد رُسُلًا پیغمبرونکو آدمیوں میں سے اِلٰى قَوْمِهِمْ طرف قوم
انکی کے فَجَآءُوْهُمْ پس آئے وہ پیغمبر ان قوموں کے پاس بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں ظاہر کے اور حرام حلال کے احکام
لیکر بعضوں نے تو قبول کیا اور بعضوں نے انکار اور سرکشی کی فَانْتَقَمْنَا پس بدلا دیا ہمنے مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ان لوگوں سے کہ
گناہ کیا انھوں نے اور کافر ہو گئے تھے اور انکو ہمنے ہلاک کیا اور مومنین کی مدد کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا اور ہے واجب اوپر ہمارے نَصْرُ
الْمُؤْمِنِيْنَ مدد کرنی مومنین کی واسطے بلند کرنے غلبہ اسلام کے اور دفع کرنے دشمنوں کے انسے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ کوئی مرد مسلمان
نہو کہ دفع کرے مومن کی آبرو سے یعنی اسکی آبرو کو نگاہ رکھے اور بچاوے اور ہتک اسکی ہونے دے مگر یہ کہ واجب ہے اوپر خدا کے کہ دفع کرے اس سے
آتش دوزخ کو یعنی جو کہ مومن کی آبرو کو بچاوے تو واجب ہے خدا پر کہ اس سے آتش دوزخ کو دفع کرے اور بہشت میں داخل ہونیکا اسکے حق میں حکم
دیوے اور بعد اسکے حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی وکان حقا علینا نصر المومنین اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ کافی ہے مومن کی نصرت کے واسطے یہ امر کہ وہ
اپنے دشمن کو دیکھتا ہے خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے اور اعمال بد کرتے ہوئے اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ خدائے حق وہ شخص ہے کہ بھیجتا ہے
ہواؤں کو فَتُثِيْرُ سَحَابًا پس اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں اور ہانکتی ہیں وہ بادل کو فَيَبْسُطُهٗ پس پھیلاتا ہے خدا اس بادل کو اور جہاں چاہتا ہے بھیجتا ہے

اور منتشر کرتا ہے اسکو فِی السَّمَآءِ بیچ آسمان کے کَیۡفَ یَشَآءُ جس طرح چاہتا ہے روانہ کرے ٹکڑا سکے اور چاہے بادل پر بادل کرکے رکھے وَ
یَجۡعَلُہٗ اور کر دیتا ہے اس بادل کو کِسَفًا قطعہ قطعہ فَتَرَی الۡوَدۡقَ پس دیکھتا ہے تو باران کو بحکم خدا یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِہٖ نکلتا ہے درمیان اسکے
سے فَاِذَاۤ اَصَابَ بِہٖ پس جس وقت کہ پہنچائے خدا اس باران کو مَنۡ یَّشَآءُ جس شخص کو کہ چاہے مِنۡ عِبَادِہٖۤ بندوں اپنے میں سے کہ اسکے
بلاد میں یا اسکی زراعت میں مینہ برسائے تو اِذَا ہُمۡ اس وقت وہ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ خوش دل ہوتے ہیں وَاِنۡ کَانُوۡا اور تحقیق کہ تھے وہ یہ اِنۡ
مخفف ہے اِنَّ مثقل کا اور اسم اسکا کہ وہ ضمیر شان کی ہے محذوف ہے یعنی اور تحقیق وہ تھے مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡہِمۡ پہلے اس سے کہ نازل کیا جائے مینہ اوپر
ان کے مِّنۡ قَبۡلِہٖ پہلے اس سے یعنی پہلے ظاہر ہونے بادل کے سے لَمُبۡلِسِیۡنَ البتہ ناامید ہونیوالے باران رحمت سے فَانۡظُرۡ پس دیکھ تو
اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰہِ طرف نشانیوں رحمت خدا کے کہ وہ باران ہے اور بعضوں نے آثار کو اثر پڑھا ہے یعنی طرف باران کے دیکھ تو کہ کَیۡفَ کیونکر خدا
تعالیٰ اس باران سے یُحۡیِ الۡاَرۡضَ زندہ کرتا ہے زمین کو قسم قسم کے درختوں اور گھانسوں اور پھولوں اور پھلوں سے بَعۡدَ مَوۡتِہَا پیچھے مرنے اور خشک
ہونے اسکے اِنَّ ذٰلِکَ تحقیق کہ وہ قادر ہے زمین کے زندہ کرنے پر بعد اسکے مرنے اور خشک ہونے کے لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی البتہ وہ زندہ کرنیوالا ہے
مردوں کا اسواسطے کہ زندہ کرنا زمین کا مثل اسکے ہے اور جس وقت زمین کو بھی زندہ کیا اپنی قدرت سے تو مردوں کو زندہ کرنیکی قدرت رکھنے والا ہے وَہُوَ عَلٰی
کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ اور خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے وَلَئِنۡ اَرۡسَلۡنَا اور اگر بھیجیں ہم رِیۡحًا ہوا کو کہ تباہ کرنے والی ہو اور ان کی زراعت
پر کہ وہ چلے فَرَاَوۡہُ پس دیکھیں وہ اس اثر رحمت کو یعنی زراعت کو بسبب چلنے باد مخالف کے مُصۡفَرًّا زرد کہ بعد سبزی کے وہ زرد ہو گئی ہو اور
برباد ہونے کے نزدیک پہنچی ہو تو لَّظَلُّوۡا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ البتہ ہو جاویں وہ پیچھے زردی سے یَکۡفُرُوۡنَ کہ کفر کریں وہ پہلی نعمتوں کا اور سبب انکو
یہ تھا کہ اس وقت میں پناہ طرف خدا کے بیجانے اور اسکی رحمت سے مایوس تھے تاکہ ایسی ہوائیں بھیجتا کہ جنکے سبب سے مینہ برستا اور زراعت بحال اور سرسبز ہو کر
پھول اور پھل لاتی اور جس وقت وہ کفار ساتھ علامات قدرت کاملہ سے پند پذیر نہوئے تو حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کو خطاب کیا کہ یہ لوگ بسبب عناد اور
انکار کے تامل اور تفکر جو خدا کی قدرت کی نشانیوں میں نہیں کرتے ہیں یہ لوگ ہدایت نہ پاوینگے اور تیری نصیحت کو دل سے ہرگز نہیں سنتے ہیں تو اپنے تئیں رنج
میں کیوں ڈالتا ہے فَاِنَّکَ پس تحقیق کہ تو لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی نہیں سنا سکتا ہے مردوں کو یعنی کفار کو کہ انھوں نے اپنے حواس کو منع کیا ہے حق کے
دریافت کرنے سے گویا کہ وہ مردے ہیں وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اور نہیں سنا سکتا ہے تو بہروں کو پکارنے کو کہ وہ کفار بسبب نہ متوجہ کرنے
اپنے کانوں کی طرف سننے حق کے حکم بہروں کا رکھتے ہیں اِذَا وَلَّوۡا جس وقت کہ پھریں وہ پکارنے والے سے مُدۡبِرِیۡنَ پشت پھیرنے والے
ہو کر اور ابن کثیر اور عباس نے تسمع کو یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور مدبرین حال واقع ہوا ہے یعنی کفار بسبب سننے حق کے حکم بہروں کا رکھتے
ہیں جو کہ پکارنے والے کی طرف پشت رکھتے ہوں اسواسطے کہ جو بہرا کہ منہ اپنا طرف پکارنے والے کے رکھتا ہے اگرچہ اسکی آواز کو نہیں سنتا ہے لیکن
اشارہ سے ہاتھ کے کچھ دریافت کر سکتا ہے اور بہرا کہ پشت اپنی طرف پکارنیوالے کے رکھے وہ کسی طرح سے دریافت نہیں کر سکتا ہے پس حال ان کفار کا بھی
ایسا ہی ہے وَمَاۤ اَنۡتَ بِہٰدِ الۡعُمۡیِ اور نہیں ہے تو اے محمد صلعم راہ دکھلانے والا اندھوں کا عَنۡ ضَلٰلَتِہِمۡ گمراہی انکی سے یعنی کفار جو مثل
اندھوں اور بہروں کے ہیں کہ ہرگز بسبب عناد کے نہ حق کو سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں تو انکو کیونکر ہدایت کر سکیگا تیرے ذمہ تو فقط ہمارے احکام کا
پہنچا دینا ہے اِنۡ تُسۡمِعُ نہیں سنا سکتا ہے تو اِلَّا مَنۡ یُّؤۡمِنُ مگر اس شخص کو کہ ایمان لائے اور اعتقاد کرے بِاٰیٰتِنَا ساتھ آیتوں کتاب
ہماری کے کہ قرآن کے لفظوں کو سنتے ہیں اور انکے معنی میں تامل کرتے اور سوچتے ہیں فَہُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ پس وہی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں خدا کے احکام کی اور آگے
خدا نے پھر اپنی قدرتوں کا ذکر کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ خدا تعالیٰ وہ ہے کہ پیدا کیا اس نے تمکو مِّنۡ ضُعۡفٍ سست شے سے کہ
نطفہ ہے اور یا یہ کہ ابتدائے خلقت میں جس وقت کہ تم بچے تھے تو نہایت ناتوان تھے کہ قوت پکڑنے اور چلنے کی نہیں رکھتے تھے اور
ضعف کو عاصم اور حمزہ نے بضم ضاد پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح ضاد ثُمَّ جَعَلَ پھر کر دیا خدا نے مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّۃً پیچھے سستی کے قوت کو

ع ۵ ۱۴

وہ عالم جوانی کا ہی ثُمَّ جَعَلَ پھر کردیا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ پیچھے قوت جوانی سے ضَعْفًا وَّشَيْبَةً سستی اور بڑھاپے کو يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ جو
پیدا کرتا ہی خدا جو چاہتا ہے سستی اور قوت اور جوانی اور بڑھاپا وَهُوَ الْعَلِيمُ اور وہ خدا جاننے والا ہی بندوں کے احوال کا اور مصلحتوں کا الْقَدِيرُ
قدرت رکھنے والا ہے اپنے فعل پر اور جو کچھ مصلحت ہی وہ اپنی قدرت سے کرتا ہے اور اب قیامت کا حال بیان کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ وَيَوْمَ تَقُومُ
السَّاعَةُ اور جس دن کہ قائم ہو قیامت اور ساعت اسکا نام اس واسطے ہوا ہے کہ وہ دنیا کی آخر ساعت میں ہوگی اور یا یہ کہ ایکدفعہ ہی واقع ہوجائے گی
اس وقت يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ قسم کھائینگے گنہگار اس طرح سے کہ مَا لَبِثُوا نہیں دیر کی ہے دنیا میں یا قبر میں انھوں نے غَيْرَ سَاعَةٍ سوا ایک ساعت
کے حاصل یہ ہے کہ اپنے ٹھہرنے کی مدت میں یا قبر میں بہ نسبت مدت عذاب کے آخرت میں بہت کم شمار کریں گے اور باعتبار گمان کے نہ از روے یقین کے قسم
کھاینگے كَذَٰلِكَ ایسے ہی یعنی مثل اس پھر جانے کے صدق اور تحقیق سے كَانُوا ہیں وہ دنیا میں کہ بانکار حشر يُؤْفَكُونَ پھیرے جاتے ہیں راہ صدق سے
یعنی کار اُن کا دروغ ہے اس عالم میں بھی اور اُس عالم میں بھی اور مخالفت ہی حق کی اور اب خدا اہل علم اور اہل ایمان کے قول سے خبر دیتا ہے کہ وَقَالَ
الَّذِينَ اور کہینگے وہ لوگ کہ أُوتُوا الْعِلْمَ دیے گئے ہیں علم وَالْإِيمَانَ اور ایمان یعنی ملائکہ اور انبیا اور آئمہ معصومین علیہم السلام کہ اکثر اور کے قائم
ہیں جواب میں کفار کے کہینگے کہ کیوں جھوٹی قسم کھاتے ہو لَقَدْ لَبِثْتُمْ البتہ تحقیق دیر کی ہی تمنے دنیا میں فِي كِتَابِ اللَّهِ بیچ کتاب خدا کے یعنی
جو کچھ کہ لوح محفوظ میں ثابت ہی یا یہ کہ دیر تک کی تمنے بیچ علم خدا کے کہ اسکے علم میں جس قدر ثابت ہی تمہارا دنیا میں رہنا یعنی قبروں میں رہنا اور بعضی
تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس آیت کے الفاظ میں تقدیم اور تاخیر ہوگئی ہے اور اصل میں وہ اس طرح نازل ہی کہ وقال الذین اوتوا العلم والایمان
فی کتاب اللہ لقد لبثتم یعنی اور کہیں گے وہ لوگ کہ دیے گئے ہیں علم اور ایمان بیچ کتاب خدا کے البتہ تحقیق دیر کی ہی تمنے إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ روز قیامت
تک کہ وہ روز قبر سے اٹھنے کا ہی جبتک کہ تم دنیا میں اور قبروں میں رہے ہو اور یہ روز وہ روز ہے کہ جس کا تم انکار کرتے تھے دنیا میں اور وہ اہل علم
اور ایمان کہیں کہ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ پس یہ ہی دن اٹھنے قبروں سے جسکے تم دنیا میں منکر تھے وَلَٰكِنَّكُمْ كُنتُمْ اور لیکن تم تھے کہ زیادتی
اور جہالت اور عناد سے لَا تَعْلَمُونَ کہ نہیں جانتے تھے کہ قیامت حق ہی پس اسوقت کفار عذر کریں اور چاہیں کہ دنیا میں ہم پھر جائیں اور ایمان لاکر
اعمال نیک ادا کریں لیکن یہ عذر ان کا قبول ہو گا چنانچہ فرماتا ہے کہ فَيَوْمَئِذٍ پس اُس روز لَّا يَنفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا نہ فائدہ
بخشے گا ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انھوں نے اپنے نفسوں پر کفر کو اختیار کرکے مَعْذِرَتُهُمْ عذر کرنا اُن کا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ
اور نہ وہ توبہ کرنا اور رجوع کرنا طلب کیے جائیں جیسے کہ دنیا میں کیے جاتے ہیں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا اور البتہ تحقیق بیان کی ہے ہم نے
لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ بیچ اس قرآن کے ہر مثال کہ انکے کام آئے توحید اور حشر اور نشر کے بیان
میں اور ایک قصہ ذکر کیا تا کہ وہ پند پذیر ہوں اور ہدایت پائیں لیکن بسبب عناد اور انکار کے انھوں نے کچھ نہیں سنا وَلَئِن جِئْتَهُم
اور البتہ اگر لائے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس بِآيَةٍ کوئی آیت قرآنکی آیتوں میں سے یا کوئی معجزہ تو لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
البتہ کہیں وہ لوگ کہ کفر کیا انھوں نے إِنْ أَنتُمْ نہیں ہو تم اے پیغمبر اور مومنین إِلَّا مُبْطِلُونَ مگر باطل لانے والے کہ جو کچھ ایمان
اور حشر کے مقدمہ میں کہتے ہو سب دروغ اور تمہارے دل سے بنایا ہوا ہے اور خدانے یہ نہیں فرمایا ہے كَذَٰلِكَ ایسے ہی يَطْبَعُ اللَّهُ
مہر کرتا ہی خدا عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اوپر دلوں اُن لوگوں کے کہ نہیں جانتے ہیں یعنی جو لوگ کہ حق کو جاننے کے طالب نہیں ہیں
باوجود دیکھنے معجزوں کے اپنے اس اعتقاد باطل پر اصرار رکھتے ہیں خدا تعالےٰ نے اپنی توفیق انسے اٹھالی ہی اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیا ہی تو حال ان کا
ایسا ہوگیا ہے کہ گویا اُن کے دلوں پر مہر کردی ہے کہ جہل مرکب دریافت کرنے حق سے مانع ہی اور حقتعالیٰ توفیق اور لطف اسکو عطا کرتا ہی کہ جسکو فائدہ
بخشے اور لیکن جو آدمی کہ عناد رکھتے ہیں اور اپنے انکار کی جہت سے ہدایت کی دلیلوں کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں باوجود ظاہر ہوتے ان دلیلوں
کے تو خدا تعالےٰ نے اپنی توفیق کو باز رکھ کر انکو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہی اس صورت میں نصیحت کرنا انکو کچھ فائدہ نہ بخشے گا اور جب ایسا حال انکا ہی

پ ۲۱ سورۃ لقمان

فَاصْبِرْ پس صبر کر تو اے محمد کہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ تحقیق وعدہ خدا جو کہ واسطے نصرت اور غالب کرنے تیرے ہے حق ثابت ہے اور خدائے تعالیٰ ہرگز وعدہ
کو وہ خلاف کرے گا کہ خلاف اسکے وعدہ میں ہرگز نہیں ہو وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اور چاہیے کہ نہ خفیف اور سبک بنائیں تجھکو وہ لوگ
کہ نہیں یقین کرتے ہیں قیامت کے ہونے میں یعنی چاہیے کہ ان کے جھٹلانے سے آخرت کو اور ایذا دینے سے تیرے ہو سے ہیں کافروں کی سستی واقع ہووے
واسطے کہ لوگ گمراہ ہیں اور تجھکو چاہیے کہ اپنے دین میں ثابت قدم رہے اور اپنے دعوے میں مضبوط سُوْرَةُ لُقْمَانَ یہ سورۃ مکی ہے مگر تین آیتیں کہ وہ
مدینہ میں نازل ہوئی ہیں وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ الخ اور اسمیں چونتیس آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ لقمان کو
پڑھے رات کے وقت خدا تیس فرشتے اسپر موکل کرے گا کہ اسکی حفاظت کریں ابلیس سے اور اسکے لشکر سے یہاں تک کہ صبح ہو جاوے اور اگر اسکو دن کو پڑھے تو بھی
حفاظت کریں گے ابلیس اور اسکے لشکر سے یہاں تک کہ شام ہو جاوے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ اس کا ذکر پہلے اس سے کئی مرتبہ آچکا ہے
کہ یہ حروف مقطعہ ہیں اور یہ رمز ہے درمیان خدا کے اور اس کے پیغمبر کے تِلْكَ یہ آیتیں اٰيٰتُ الْكِتٰبِ آیتیں قرآن کی ہیں الْحَكِيْمِ حکمت
والا ہے اور حکمتیں اس میں بھری ہیں اور یا یہ کہ آیتیں اسکی محکم اور استوار ہیں هُدًى وَّرَحْمَةً راہ حق دکھلانے والی رحمت اور بخشش ہے لِّلْمُحْسِنِيْنَ
واسطے نیکی کرنیوالوں کے ہدیٰ اور رحمۃ حال واقع ہوئے ہیں اور حمزہ نے رحمۃ کو مرفوع پڑھا ہے یعنی نیکی کرنیوالے الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں کہ يُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ قائم کرتے ہیں نماز کو کہ ہمیشہ اسکو وقت پر مع شرائط کے ادا کرتے ہیں وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو جو کہ ان کے ذمہ واجب ہے وَ
هُمْ اور وہ بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت کے هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ موجب کہنے خدا کے ضرور ہونیوالی ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ جو کہ موصوف
ہیں بایں صفات عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اوپر رہنمائی اور راہ راست کے ہیں پروردگار اپنے کی طرف سے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
اور یہی وہ لوگ رستگاری پانے والے ہیں کہتے ہیں کہ نضر بن حارث بطریق تجارت شام کو گیا اور قصہ رستم و اسفندیار کا وہاں سے خرید کر کے لایا اور قریش کی
مجالس میں اسکو اسطرح سے پڑھتا تھا کہ سب قریش اکٹھے ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمد صلعم قصہ عاد و ثمود کا اور بزرگی ملک سلیمان کی اور داؤد کی بیان کرتا
ہے تو ہم سلاطین عجم کے ملکوں سے خبر دیتے ہیں پس حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَمِنَ النَّاسِ اور بعضے آدمیوں میں سے مَنْ يَّشْتَرِيْ وہ شخص ہے کہ خرید
کرتا ہے لَهْوَ الْحَدِيْثِ لغویات کو کہ آدمی اسکو سنیں اور سخن حق کے سننے سے باز رہیں اور بعضی نے کہا ہے کہ مراد اس سے راگ اور پینا شراب کا ہے حاصل یہ ہے کہ
وہ باتیں جو کہ بے اعتبار ہیں اور لوگوں کو شغل اور مضحکہ اور لہو و لعب میں ڈالتی ہیں انکو خرید کر کے لوگوں کے روبرو پڑھتا ہے لِيُضِلَّ تاکہ گمراہ کرے انکو
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ راہ خدا سے یعنی قرآن کے سننے سے اور دین اسلام کے اختیار کرنے سے بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون علم کے کہ کس چیز کو خرید کر کے پڑھتا ہے اسکے
انجام کا علم نہیں رکھتا ہے وَّيَتَّخِذَهَا اور پکڑتا ہے اس راہ خدا کو هُزُوًا ٹھٹھا اور ہنسی اور اہل کوفہ نے یتخذ کو نصب سے پڑھا ہے اور باقیوں نے رفع سے
اُولٰٓئِكَ یہ گروہ قصہ خوانوں کے وہ ہیں کہ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ واسطے انکے عذاب ہے خوار کرنیوالا کہ قتل اور اسیری اور غارت ہونا انکے واسطے دنیا میں
ہے اور عذاب دردناک آخرت میں اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام ابوالحسن رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں ہے
کہ جو لونڈیاں گانے والیاں خرید کرتے تھے اور لوگوں کو ان کا گانا سنوا کر سخن حق کے سننے سے باز رکھتے تھے اور ان سے زنا کرواتے تھے اور جو کوئی ارادہ
مسلمان ہونے کا کرتا اسکو انکے راگ میں مشغول کر کے اور الحان لذیذ اور خوش کا سنوا کر اسلام سے باز رکھتے تھے اور ابو امامہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا
نے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھکو بھیجا ہے تاکہ ہادی اور رحمت عالم کے لوگوں کا ہوں اور مجھکو فرمایا ہے کہ مزامیر اور بتوں کو توڑ دوں اور نافع نے ابن عباس
سے روایت کی ہے کہا کہ پیغمبر خدا سے میں نے سنا ہے لہو الحدیث کی تفسیر میں کہ وہ شخص وہ ہے کہ لہو اور باطل میں بہت خرچ کرے اور ایک دینار کو خرچ
کرنیکو راہ خدا میں کا نفس بہت مکروہ اور ناخوش سمجھے اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ راگ وہ چیز ہے کہ جسکے واسطے خدا نے وعدہ آتش دوزخ کا کیا ہے اور حدیث میں آیا ہے
کہ قیامت کے دن خدا فرماویگا کہ کہاں وہ لوگ جنہوں نے اپنے کانوں کو لہو اور مزامیر سے نگاہ رکھا ہے تاکہ انکو میں مشک کے باغوں میں جگہ دوں اور حمد و ثنا اپنی
انکو سنواؤں اور انکو کہوں کہ آج کے دن تمکو کچھ خوف نہیں ہے اور نہ تم غمگین ہو گے اور قتادہ سے منقول ہے کہ مرد کو گمراہی کے واسطے یہی کافی ہے کہ باطل بات کو اور

نصیحتوں کو سخن حق پر اختیار کرے کہ حق باتوں کے سننے کی طرف متوجہ نہو اور لغو اور باطل باتوں کو سنے وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اور جس وقت پڑھی جاویں اوپر اسکے
ہو اور رستم اور اسفندیار کے قصے خرید ہوا اسے یا لونڈیاں گانے والی خرید ہوا ہے کی اٰيٰتُنَا آیتیں ہماری تو وَلّٰى منہ پھیر لیتا ہے مُسْتَكْبِرًا جس وقت کہ تکبر
اور سرکشی کرنیوالا ہے اُن آیتوں کے سننے سے اور ایسا ہو جاتا ہے كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا گویا کہ نہیں سنا ہے اُسنے آیتوں کو كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا گویا کہ
بیچ دونوں کانوں اسکے کے گرانی ہو کہ قدرت انکے سننے کی نہیں رکھتا ہے فَبَشِّرْهُ پس خوشخبری دے تو اسکو بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ساتھ عذاب دردناک کے یعنی
اسکو خبر کر عذاب دردناک کی اور بشارت دینی اسکو عذاب دردناک کی مزاح کی راہ سے ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص نضر بن حارث بن علقمہ بن
کلدہ تھا قبیلہ ابن عبد الدار بن قصی سے اسکو لوگوں کے قصے اور اشعار بہت یاد تھے اسکے واسطے حق تعالے فرماتا ہے واذا تتلی علیہ آیاتنا اور حضرت صادقؑ
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ طعن ہے حق پر اور اسکے ساتھ ٹھٹھا کرتا اور وہ ٹھٹھا کرنا وہ ہے کہ ابوجہل وغیرہ لاتے تھے جس وقت کہ وہ کہتے تھے کہ اے گروہ قریش
کے خبردار ہو کہ کھلاؤں میں تمکو زقوم میں سے کہ جس سے تمہارا یار تمکو خوف دلاتا ہے اور ڈراتا ہے اور بعد اسکے مسکہ اور خرما بھیجا اور کہلا بھیجا کہ یہ ہے زقوم یہ اس نے
زقوم کے ساتھ ٹھٹھا کیا تھا اور اب مومنین کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تحقیق کہ جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور رسول خدا
پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے اچھے لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ واسطے انکے ہیں بہشتیں نعمتوں کی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے
ہیں وہ بیچ ان بہشتوں کے وَعْدَ اللّٰهِ وعدہ کرنا خدا کا ہے حَقًّا حق اور وعد اللہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور حقا صفت ہے مصدر
کی اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ وعد اللہ وعدا حقا یعنی وعدہ کیا ہے خدا نے وعدہ کرنا حق وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے کہ کوئی شخص اسپر غالب نہیں ہو سکتا
الْحَكِيْمُ وہ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے مصلحت سے کرتا ہے اور اب اپنی قدرت کی دلیلیں بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ پیدا کیا ہے
خدا نے آسمانوں کو بِغَيْرِ عَمَدٍ بدون ستون کے اُدھر کہ تَرَوْنَهَا دیکھتے ہو تم اسکو معلق کھڑا ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ آسمانوں کے ستون ہیں لیکن
وہ دکھلائی نہیں دیتے ہیں اسکو بیان کرتا ہے کہ پیدا کیا ہے آسمانوں کو بدون ستون کے کہ دیکھو تم اسکو اور ترونہا کی صفت عمد کی کہتے ہیں وَاَلْقٰى
اور ڈالی یعنی رکھی فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے کہ بعد پیدا کرنے زمین کے رَوَاسِيَ پہاڑ بلند اور مضبوط اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ واسطے مکروہ جاننے
اس امر کے کہ حرکت دے اور ڈگا دے زمین تمکو اور کراہت کا لفظ کہ ان تمید سے پہلے مقدر ہے مفعول لہ واقع ہوا ہے کہتے ہیں کہ زمین پہاڑوں کے پیدا
کرنے سے پہلے پانی کے اوپر مثل کشتی کے حرکت کرتی تھی حق تعالے نے پہاڑ پیدا کئے اور ان کو زمین کی میخیں بنایا زمین اُن کے لنگر سے ٹھہر گئی اور
حرکت کرنے سے ساکن ہوئی اور کہتے ہیں کہ انہیں پہاڑوں کو زمین کی میخیں کیا از انجملہ کوہ قاف ہے اور ابوقبیس اور جودی اور طور سینین وَبَثَّ فِيْهَا
اور پھیلائے اور بکھیرے بیچ اس زمین کے مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ہر ایک چلنے والوں میں سے یعنی ہر ایک طرح کا حیوان پیدا کیا اور زمین پر اسکو جگہ دی اور
فرماتا ہے کہ وَاَنْزَلْنَا اور نازل کیا ہم نے مِنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان سے پانی کو فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا پس اُگایا ہم نے بیچ اس زمین کے سبب اس پانی
کے مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ہر قسم کی روئیدگی کو کثیر المنفعت سے کہ جس میں بہت فائدہ ہو هٰذَا یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے آسمان اور زمین اور پہاڑ
اور حیوان اور روئیدگی سب خَلْقُ اللّٰهِ پیدایش خدا کی ہے فَاَرُوْنِيْ پس دکھلاؤ تم مجھکو اے کافرو شرک کرنیوالو کہ دنیا میں مَاذَا خَلَقَ
کیا پیدا کیا ہے الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ انھوں نے کہ سوا اس خدا کے ہیں کہ جنکو تم شریک اسکا مقرر کرتے ہو تاکہ وہ مستحق اسکی شرکت کے ہوں بَلِ
الظّٰلِمُوْنَ بلکہ ظلم کرنے والے اپنے نفسوں پر کفر کو اختیار کرکے فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۞ بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں کہ مخلوق کو پرستش میں خالق کا شریک
کرتے ہیں اور اب خدا حضرت لقمان کا اور انکی حکمت کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اور البتہ تحقیق دی
ہمنے لقمان بن باعور کو حکمت کہ وہ قول اور فعل کامل ہے اور اسمیں پہچاننا توحید کا ہے اور حضرت کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ مراد حکمت سے عقل اور فہم ہے اور
کہتے ہیں کہ قصہ لقمان کا اور حکمتیں اسکی نزدیک یہودیونکے بہت شہرت رکھتی تھیں اور عرب کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی کسی مقصود میں انکی طرف رجوع کرتا
تھا تو وہ حکمت لقمان سے اسکے واسطے مثال لاتے تھے خدا نے اسکے اخلاق پسندیدہ میں اپنی توحید سے خبر دی تاکہ وہ اسکی پیروی کریں اور شرک سے باز

ع ۱۱

انہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ لقمان حضرت ایوب کا بھانجا تھا اور بعضے خالہ کا بیٹا کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ لقمان پسر باعور بن ناحور بن تارخ تھا اور
تارخ حضرت ابراہیم کا باپ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ لقمان داؤد کی سلطنت میں پیدا ہوا تھا اور حضرت یونس کے زمانہ تک باقی رہا اور کہتے ہیں کہ ہزار
برس تک زندہ رہا اور اکثر علما کہتے ہیں کہ لقمان پیغمبر نہ تھا بلکہ حکیم تھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ نہ پیغمبر تھا نہ بادشاہ بلکہ لقمان ایک غلام تھا
غلام سیاہ حبشی کا تھا اور بہت خدمت کرتا تھا اور دوست خدا کا اور نیک آدمی تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ کسی کا غلام تھا اور بنی اسرائیل میں نجاری کا کام
کرتا اور بعضے کہتے ہیں کہ حبشی تھا اور نہ نبی تھا اور نہ بنی اسرائیل میں تھا اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا لقمان کو کیا اور کس حکمت سے تو
فرمایا کہ قسم ہے خدا کی نہیں دیا گیا تھا لقمان حکمت بسبب حسب کے اور نہ بسبب مال و جمال کے اور نہ بسبب شجاعت اور جسیم ہونے اور کثرت اہل کے لیکن تھا
آدمی قوی اور مضبوط حکم خدا میں پرہیزگار بسبب خوف خدا کے راہ خدا میں اور خاموش رہتا تھا اور فکر اور تامل بہت کرتا تھا اور ہمیشہ تھا اور
تیز نظر تھا اور دن کو کبھی نہ سوتا تھا اور مجلس میں تکیہ نہ لگاتا تھا اور نہ وہاں تھوکتا تھا اور نہ کسی چیز سے ساتھ بازی کرتا تھا اور کسی نے اسکو بول و
براز کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ غسل کرتے ہوئے دیکھا اسکے پوشیدہ رکھنے اور چھپانے کی جہت سے بدن اپنے کو اور فکر کے عمق کی جہت سے اور اپنے
امر کی حفاظت کی جہت سے اور کبھی کسی چیز پر وہ ہنسا نہیں گناہ کے خوف سے اور نہ کبھی غصہ کیا اور نہ کبھی کسی سے خوش طبعی کی اور نہ دنیا کی چیز کے ہاتھ
لگنے سے کبھی خوش ہوا اور نہ کبھی کسی چیز کے جاتے رہنے سے غمگین ہوا اور عورتوں سے اس نے نکاح کیا اور بہت اولاد اسکے پیدا ہوئی اور اکثر انہیں
سے مرگئی اور کسی کے مرنے پر نہ رویا اور جس وقت دو آدمیوں جھگڑنے والوں پر گذرتا تھا تو ان میں صلح کروا دیتا تھا اور جس سے نیک قول سنتا تھا تو اسکی
تفسیر سے سوال کرتا تھا کہ کس شخص سے یہ قول حاصل کیا ہے اور اکثر فقہا کی ہمنشینی کرتا تھا اور حکما کے اور قاضیوں اور بادشاہوں کے تیئں ملنے سے رحم کیا کرتا
تھا پس اس وقت گریہ کرتا تھا قاضیوں پر واسطے امراء کے کہ جس میں وہ مبتلا ہوئے اور رحم کرتا تھا بادشاہوں پر اور استغفار کرتا تھا واسطے انکے
بسبب مغرور کرنے ان کے کے دنیا پر خدا سے اور واسطے مطمئن ہونے انکے کے دنیا پر اور نصیحت پکڑتا تھا اور سیکھتا تھا اس چیز کو کہ جس سے نفس
پر غالب ہو اور جہاد کرے خواہش نفس پر اور پرہیز کرے شیطان سے اور اپنے دل کی دوا فکر سے کرتا تھا اور نفس کی دوا عبرت سے کرتا تھا اور نہیں چلتا
تھا اور نہیں شروع کرتا تھا مگر اس چیز میں کہ اسکو فائدہ بخشے اور نہیں نظر کرتا تھا مگر اس چیز میں کہ اسکی مدد کرے پس ان صفات کی جہت سے خدائے تعالے
نے اسکو حکمت عطا کی اور خدا تعالی نے فرشتوں کے گروہ کو حکم دیا جس وقت دوپہر ہوئی اور قیلولہ کا آنکھوں کو غلبہ ہوا وہ فرشتے لقمان کے پاس آئے اور لقمان
کو آواز دی لقمان انکی آواز کو سنتا تھا لیکن ان فرشتوں کو دیکھتا نہیں تھا فرشتوں نے کہا کہ اے لقمان تو چاہتا ہے کہ خدا تجھکو بادشاہ اور خلیفہ زمین میں
کرے کہ تو لوگوں پر حکم کرے لقمان نے کہا کہ اگر خدا تعالے نے مجھکو حکم دیا ہے اور اسکو یہی منظور ہے تو بسر و چشم میں نے قبول کیا اس واسطے کہ اگر وہ
مجھکو کرے گا تو میری مدد بھی کریگا اور مجھکو نگاہ رکھیگا اور اگر مجھکو اس نے اختیار دیا ہے تو میں عافیت کو قبول کرتا ہوں اور سلطنت کو نہیں قبول
کرتا ہوں فرشتوں نے کہا کہ اے لقمان یہ کس واسطے تو نے کہا فرمایا کہ اس واسطے کہ حکم کرنا درمیان آدمیوں کے نہایت سخت ہے دین کے امور
میں سے اور اسمیں بہت بلائیں اور فتنے ہیں اور ظلم اسکو ڈھانپتا ہے ہر مکان سے اور وہ شخص دو امر کے درمیان ہے اگر مطابق حق کے کیا تو سلامت
رہا اور اگر خطا کی تو بہشت کی راہ سے چوکا اور جو کوئی دنیا میں خوار اور ذلیل اور ناتوان ہو تو اسپر آخرت کے سب امور آسان ہیں اور جو کوئی دنیا میں
حاکم اور شریف ہو اسپر آخرت کی سختی اور دشواری ہے اور جو کوئی آخرت کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار کرے گا دونو کا نقصان اسکو ہوگا پس تعجب کیا
فرشتوں نے حکمت سے اسکی اور پسند کیا خدا نے گویائی کو اسکی اور جبکہ شب آئی اور لقمان نے خواب کی طرف توجہ کی تو اللہ تعالے نے اسپر حکمت نازل
کی اور سر سے قدم تک اسکو حکمت سے پر کر دیا جس وقت کہ وہ سوتا تھا اور حکمت میں اسکو پوشیدہ کر دیا جس وقت کہ بیدار ہوا تو [illegible] اس زمانہ میں
کوئی حکیم نہ تھا اور گھر سے باہر نکلکر آدمیوں میں آیا تو حکمت سے کلام کرتا تھا اور حکمت کو لوگوں میں پھیلاتا تھا فرمایا امام علیہ السلام نے پس جس وقت
خلافت کے واسطے حکم کیا گیا اور اسکو نہ قبول کیا تو خدا نے فرشتوں کو حکم کیا انھوں نے حضرت داؤد کو خلافت کے واسطے کہا داؤد نے اسکو قبول کیا

اور جو شرطیں کہ لقمان نے اسمیں کی تھیں داود نے نہ کیں خدا تعالےٰ نے اسکو زمین میں خلیفہ کیا اور کئی مرتبہ داود کو آزمایا گیا اور ہر مرتبہ لغزش اسے
ادبی امیں ہوتی تھی اور خدا تعالےٰ اسکو معاف کرتا تھا اور لقمان اکثر زیارتکو داود کی جاتا تھا اور اسکو نصیحت کرتا تھا اپنی نصیحتوں اور حکمتوں کے
ساتھ اور داود اسکو فرماتے تھے کہ خوشا حال تیرا اے لقمان کہ تو حکمت دیا گیا ہے اور بلا تجھ سے دور کی گئی ہی اور پھیر دی گئی ہے اور داود خلافت
دیا گیا ہے اور فتنوں میں آزمایا گیا ہے اور خدا تعالےٰ نے لقمان کو حکمت دی اور فرمایا اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ یہ کہ شکر کر تو واسطے خدا کے حکمت کی نعمت کا
اور سوائے اسکے جو کچھ کہ ہمنے تجھکو بخشا ہی وَمَنْ يَّشْكُرْ اور جو کوئی کہ شکر کرے فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ پس سوائے اسکے نہیں کہ شکر کرتا ہی واسطے نفس
اپنے کے کہ فائدہ شکر کرنے کا کہ ہمیشہ رہنا نعمت کا دنیا میں اور زیادتی نعمت سے ہے واسطے اس شکر کرنے والے کے اور آخرت میں ثواب اسی کو واسطے
وَمَنْ كَفَرَ اور جو کوئی کہ ناشکری کرے نعمت پر فَاِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق خدا غَنِيٌّ بے نیاز اور بے پرواہی ہر کسی کے شکر کرنے سے حَمِيْدٌ سراہا
گیا ہے اپنی ذات میں اور مستحق تعریف کا ہے چاہے کوئی اسکی تعریف کرے چاہے نہ کرے اور تمام مخلوقات زبان حال سے تعریف کرتے ہیں اب یہاں
سے خدا تعالےٰ ان وصیتوں کا ذکر کرتا ہے کہ جو کچھ لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تھیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ اور یاد
کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہ کہا لقمان نے واسطے بیٹے اپنے کے یعنی لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا وَهُوَ يَعِظُهٗ جس وقت کہ وہ لقمان نصیحت کرتا تھا
اسکو اور پند دیتا تھا يٰبُنَيَّ اے فرزند میرے اور تصغیر اسکی واسطے شفقت اور محبت کے ہے یعنی اے بیٹے میرے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ نہ شرک کر تو
ساتھ خدا کے اِنَّ الشِّرْكَ تحقیق شرک کرنا خدا کی ذات میں لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ البتہ ظلم بڑا ہے اور حد سے بہت گزر جاتا ہی اس واسطے کہ جو کہ طرح
طرح کی بخشش عطا کرتا ہے اسکے برابر اسکو شمار کرنا کہ جو کسی طرح کی نعمت کے دینے کی قدرت اور لیاقت نہیں رکھتا ہے البتہ یہ بڑا ظلم ہے اور حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ظلم تین طرح کا ہی ایک تو وہ ظلم ہے کہ بخشا جاتا ہے اور ایک وہ ظلم ہے کہ خدا اسکو نہیں بخشتا ہے اور ایک وہ ظلم ہی
کہ نہیں چھوڑتا ہے اس کو خدا۔ لیکن وہ ظلم کہ بخشتا ہے اسکو خدا تو وہ ظلم آدمی کا ہے نفس پر ہے کہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور لیکن وہ ظلم کہ جس
کو خدا نہ بخشے گا وہ شرک ہی اور وہ ظلم کہ جسکو نہ چھوڑے گا خدا وہ ظلم ایک شخص کا دوسرے شخص پر ہی معاملات میں کہ جبتک وہ نہ بخشے گا تو معاف نہ
ہوگا منقول ہے کہ پسر اور زوجہ لقمان کے کافر تھے اور لقمان ان کو ہمیشہ نصیحت کرتا تھا یہاں تک کہ انھوں نے اسلام قبول کیا اور خدا کی وحدانیت کا
اقرار اور اعتقاد کیا اور جس وقت خدا نے تاکید کی اپنی نعمت کی شکر گزاری کی تو بعد اسکے حکم کیا والدین کی شکر گذاری کا کہ حقوق انکی نعمت کے فرزند
پر بہت ہیں اور شکر کرنا انکی نعمتوں کا واجب ہی چنانچہ فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ اور وصیت کی ہمنے آدمی کو یعنی حکم کیا ہے ہم نے اسکو
بِوَالِدَيْهِ ساتھ ماں اور باپ اسکے کے نیکی کرنی اور فرمانبرداری اور شکر کرنے کا ہمیشہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا رہے اور انکی فرمانبرداری
میں مصروف رہی اور ہر دم انکا شکر کرتا رہی اور خدا تعالےٰ نے اپنے شکر کے ہمراہ والدین کے شکر کا ذکر کیا ہے اس واسطے کہ وہ پیدا کرنے والا ہی اور
والدین واسطہ ہیں پیدا کرنے اور پرورش کے اور اب خدا تعالےٰ ماں کی نعمت کی زیادتی کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ حَمَلَتْهُ اٹھایا اس آدمی کو
اپنے شکم میں اُمُّهٗ ماں اسکی نو مہینے بلکہ زیادہ تک کہ اس کے اٹھانے سے نہایت سست اور ناتوان ہوتی تھی وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ سست ہونا
اوپر سست ہونے کے اور وہنا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا وہ حال واقع ہوا ہے یعنی یہن وہنا اور علی وہن صفت ہی وہنا کی وَّفِصٰلُهٗ
اور جدا کرنا اسکا اور چھوڑنا دودھ سے فِيْ عَامَيْنِ بیچ دو برس کے ہے یعنی پیدا ہونے کے وقت سے دو برس تک بچہ کو دودھ پلایا جائے
پس وصیت کی ہمنے فرزند کو اَنِ اشْكُرْ لِيْ یہ کہ شکر کر تو واسطے میرے حمد اور طاعت کرکے وَلِوَالِدَيْكَ اور واسطے ماں اور باپ اپنے
کے ساتھ نیکی کرکے اِلَيَّ الْمَصِيْرُ طرف میرے پھرنا ہے سب کا اور شکر کرنے اور ناشکری کرنے پر سکو جزا دوں گا اور ایک حدیث میں حضرت امام رضا
سے منقول ہے فرمایا کہ حکم کیا گیا ہے شکر کا واسطے خدا کے اور واسطے ماں اور باپ کے پس جو کوئی کہ نہ شکر کرے والدین کا اسنے نہ شکر کیا خدا کا اور دوسری
حدیث میں فرمایا ہے کہ جو کوئی شکر نہ کرے آدمی نعمت دینے والے کا تو اس نے شکر نہ کیا خدا کا اور منقول ہی کہ جناب رسول خداؐ سے ایک شخص نے پوچھا کہ میں کس

کے ساتھ نیکی کروں فرمایا کہ ماں کے ساتھ اور پھر پوچھا تو فرمایا ماں کے ساتھ اور پھر پوچھا تو فرمایا ماں کے ساتھ اور چوتھی مرتبہ فرمایا باپ کے ساتھ وَاِنْ جَاهَدَاكَ اور اگر کوشش کریں وہ دونوں ماں اور باپ تیرے واسطے عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ اوپر اسکے کہ شرک کرے تو ساتھ میرے یعنی تجھکو وہ میرا شریک کرنے کو کہیں مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اس چیز کو کہ نہیں ہے واسطے تیرے ساتھ اس شریک کرنے کے علم کہ فقط پیروی انکی ہے بدون دلیل کے کہ دلالت کرے اس شریک کے مستحق ہونے پر بلکہ دلیل مستحق نہ ہونے کی موجود ہے پس اس صورت میں فَلَا تُطِعْهُمَا پس نہ کہا مان تو ان دونوں کا ماں کا اور باپ کا اس امر میں کہ انکے کہنے سے کسی کو میرا شریک مقرر کرے وَصَاحِبْهُمَا اور مصاحبت رکھ تو ان دونوں سے فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے مَعْرُوْفًا مصاحبت نیک کہ جسکو شرع پسند کرے اور کرم تقاضا کرتا ہو اور معروفًا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی مصاحبۃً معروفًا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ایک مرد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا رسولخدا مجھکو وصیت کرو فرمایا کہ نہ شریک کر تو خدا کا کسی چیز کو اگرچہ تو آگ میں جلایا جائے اور عذاب کیا جائے مگر اس وقت کہ دل تیرا مطمئن ہو ایمان سے اور ماں اور باپ کی پیروی کر تو اور نیکی کر ان دونوں کے ساتھ زندہ ہوں خواہ مر گئے ہوں اور اگر حکم کریں وہ تجھکو یہ کہ نکلجا تو اپنے مال سے اور اہل سے تو پس تو ایسا ہی کر کہ انکو الگ کردے اس واسطے کہ یہ علامات ایمان سے ہے اور بعد مرنے کے نیکی کرنے سے یہ مراد ہے امامؑ کی کہ انکو ثواب نماز اور صدقہ وغیرہ کا پہنچاتا رہ اور حضرت امام رضاؑ سے کسی نے پوچھا کہ اگر ماں اور باپ میرے دین حق پر ہوں تو میں انکے واسطے دعا کروں اور صدقہ کا ثواب انکو پہنچاؤں فرمایا کہ دعا کر تو ان کے واسطے اور صدقہ دے خدا کی راہ میں اور ثواب اسکا انکو پہنچا اگر وہ زندہ ہوں اور حق کو نہ جانتے ہوں اس واسطے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مجھکو خدا نے رحمت کے ساتھ بھیجا ہے نہ عقوق کے ساتھ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا امام رضاؑ نے کہ نیکی کرنی والدین کے ساتھ واجب ہے اگرچہ وہ مشرک ہوں اور جو امر کہ خدا کے نزدیک بد ہے اس میں انکی فرمانبرداری نہ چاہئے اور نہ کسی اور کی فرمانبرداری اس واسطے کہ مخلوق کی فرمانبرداری اس امر میں جائز نہیں کہ جسمیں خدا کی نافرمانبرداری ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ نیکی کرنی والدین کے ساتھ خدا کی معرفت نیک میں سے ہے اس واسطے کہ کوئی عبادت جلدی خدا کی رضامندی کے قریب پہنچنے میں والدین کی حرمت کرنے کے سوا نہیں ہے یعنی والدین کی حرمت کرنے سے خدا جلدی راضی ہوتا ہے اس بندہ حرمت کرنیوالے سے جس وقت کہ ماں اور باپ اسکے مسلمان ہوں اس واسطے کہ حق والدین کا حق خدا میں سے نکلا ہے جس وقت کہ وہ دونوں راہ دین اور سنت پر قایم ہیں اور فرزند کو خدا کی طاعت سے منع نہ کرتے ہوں اور خدا کی نافرمانبرداری کیطرف نہ لیجاتے ہوں اور یقین سے طرف شک کے نہ لیجاتے ہوں اور زہد سے طرف دنیا کے اور اگر خلاف اسکے چاہیں تو انکا کہنا نہ ماننا عین فرمانبرداری خدا کی ہے اور فرمانبرداری ان کی عین نافرمانبرداری خدا کی ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ کوشش کریں وہ تیرے واسطے اس امر پر کہ کسی کو تو میرا شریک مقرر کرے بدون علم کے تو پس نہ کہا مان تو انکا اور زندگانی کرنی انکے ساتھ اس طور سے ہے کہ انسے نرمی کر اور ان کے آزار دینے کا متحمل ہو اور اگر وہ تجھکو آزار دیویں جیسے کہ وہ متحمل ہوئے ہیں تیرے آزار دینے کے جس وقت کہ تو لڑکا تھا اگر خدا نے تجھکو فراغت دی ہے تو انکے کھلانے پہنانے میں تنگی نہ کر اور اپنا منہ خفا ہوکر انکی طرف سے مت پھیر اور اپنی آواز کو ان کی آواز سے بلند مت کر اس واسطے کہ تعظیم اور بزرگی کرنی انکی خدا سے ہے اور نیک اور پاکیزہ بات انکو کہہ تو نہ سخت بات پس تحقیق کہ خدا نہیں ضائع کرتا ہے اجر نیکی کرنے والوں کا وَاتَّبِعْ اور پیروی کر تو دین میں سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ طریق اس شخص کے کہ رجوع کی ہے اس نے طرف میرے کہ اعتقاد توحید کا رکھتا ہے اور طاعت کو خلوص سے بجا لاتا ہے اور وہ محمد صلعم ہے اور فرمانبردار اسکے کہ موصوف ہیں بصفت ایمان اور خلوص ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ پھر طرف میرے ہے پھرنا تمہارا فَاُنَبِّئُكُمْ پس خبر دونگا میں تمکو بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے نیک یا بد کہ موافق عمل کے تمکو جزا دونگا اور وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے یہاں تک لقمان کی وصیتوں میں غیر آیت تھی جملہ معترضہ اب خدائے تعالےٰ پھر لقمان کی وصیتوں کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے لقمان کے قول کو اسکے فرزند کے حق میں کہ يٰبُنَيَّ اے بیٹے میرے اِنَّهَآ تحقیق کہ کوئی خصلت نیک ہو یا بد آدمی کے فعلوں میں سے اِنْ تَكُ اگر ہووے وہ چھوٹی ہونے اور ذراسی ہونے میں مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ برابر دانہ کے رائی سے کہ وہ نہایت چھوٹا ہوتا ہے فَتَكُنْ پس ہووے وہ فِيْ صَخْرَةٍ بیچ پتھر سخت بڑے کے کہ نکالنا اس کا اس میں سے نہایت دشوار ہو۔

اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ یا بیچ آسمانوں کے ہو کہ وہ نہایت بلند اور کشادہ ہیں اَوْ فِی الْاَرْضِ یا بیچ زمین کے اسکے نیچے اور تحت میں ہو تو یَاْتِ
بِهَا اللّٰهُ لاویگا اسکو خدا اور حاضر کرے اسکو مقام حساب میں اور اسکا حساب کرے اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ تحقیق کہ خدا باریک جاننے والا ہی ہر چیز کا یعنی
ہی وہ چیز باریک اور پوشیدہ ہو اسکے علم نے سب چیز کا احاطہ کیا ہے خَبِیْرٌ خبردار ہی ہر چیز کے کنہ سے اور اہل مدینہ نے مثقال حبۃ کو مرفوع پڑھا ہی
اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ڈرو تم اور پرہیز کرو تم گناہوں سے اگرچہ وہ چھوٹے ہوں اور انکو حقیر مت شمار کرو اس واسطے کہ انکے واسطے ڈھونڈھنے والا
ہے نہ چاہیے کہ کوئی تم میں سے کہے کہ گناہ کروں اور پھر استغفار کروں گا اس سے اس واسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انها ان تک مثقال حبۃ الآیہ یٰبُنَیَّ
اے فرزند میرے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ قایم رکھ تو نماز کو یعنی ہمیشہ مع شرائط پڑھتا رہ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ اور حکم کر تو ساتھ نیکی کے وَانْهَ عَنِ
الْمُنْكَرِ اور منع کر تو برائی سے کہ تیرے سبب آدمی صلاحیت پیدا کریں اور تو انکے ثواب میں شریک ہو اور معروف وہ ہی کہ جو شرع اور عقل کے اعتبار سے
نیک ہو اور منکر وہ ہے کہ جو اسکے مخالف ہو وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ اور صبر کر تو اوپر اسکے کہ پہنچی ہے تجھکو سختیوں اور بلاؤں میں نیکی کے حکم کرنے
اور برائی کے منع کرنے میں اِنَّ ذٰلِكَ تحقیق کہ وہ صبر کرنا اور جو کچھ کہ میں نے تجھکو حکم کیا ہے مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ارادہ کے کاموں سے ہے کہ قصد
کرنا ان کاموں کا اور بجا لانا انکا واجب ہی اور ترک کرنا ان کا جائز نہیں ہی وَلَا تُصَعِّرْ اور نہ چڑھا تو خَدَّكَ منہ اپنے کو اور مت موڑ تو رخسارہ
اپنے کو لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے مغروروں اور متکبروں کی طرح سے بلکہ عاجزوں کی طرح سے ہر ایک کی طرف متوجہ ہو اور لا تصعر کو اہل کوفہ نے
سوائے عاصم کے اور ابو عمرو نافع نے ولا تصاعر پڑھا ہے وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ اور مت چل تو بیچ زمین کے مَرَحًا اتراتا ہوا اور نازاں جیسے کہ
جہلا دنیا پرست چلتے ہیں نہایت شادی اور خوشی سے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ تحقیق کہ خدا نہیں دوست رکھتا ہے كُلَّ مُخْتَالٍ ہر اترا کے چلنے والے
فَخُوْرٍ ناز کرنے والے کو دنیا کے مال پر اور تکبر کرنے والے کو جناب رسولخدا نے منع کیا ہے اس امر سے کہ آدمی تکبر کرتا ہوا چلے اور فرمایا کہ جو کوئی اچھا کپڑا پہنے
اور اسکو پہنکر اترائے اور تکبر کرے تو دھسا دے گا خدا اسکو دوزخ کے کنارے سے اور قارون کے پاس وہ جا کر ٹھہرے گا اس واسطے کہ پہلے سب سے
قارون نے تکبر کیا پس خدائے تعالیٰ نے اسکو مع اسکے مکان کے زمین میں دھسا دیا اور جو شخص کہ اترائے اور تکبر کرے اس نے خدا کے ساتھ نزاع
کیا اس کی بزرگی میں وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ اور میانہ روی اختیار کر تو بیچ چلنے اپنے کے بہت آہستہ اور بہت تیز مت چل اسلئے کہ جلد چلنے میں
علامت خفت اور بدوضعی کی ہے اور بہت آہستہ چلنا نشانی تکبر کی ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ سرعت چلنے کی لیجاتی ہے خوبی مومن
کی اور جمال اسکا اور منقول ہی کہ ایام جاہلیت میں ایک مرد نہایت خوشی اور تکبر سے چلتا تھا حقتعالیٰ نے زمین کو حکم کیا کہ وہ اسکو دھسا لے گئی اور قیامت
تک اسیطرح وہ دھنستا ہوا چلا جاوے گا وَاغْضُضْ اور پست کر تو آہستہ کر تو مِنْ صَوْتِكَ آواز اپنی میں سے یعنی بلند آواز سے کلام
مت کر کہ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ تحقیق بدترین آوازوں کی لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ البتہ آواز گدھوں کی ہی یعنی آواز کے بلند کرنے میں کچھ
ع ۸ ۱۱
خوبی اور بزرگی نہیں ہے بلکہ باعث خفت کا ہی اور دیکھو کہ آواز گدھے کی باوجود بلندی کے کیسی ناخوش اور مکروہ ہی اور حضرت صادقؑ نے
فرمایا ہے کہ مراد اس آواز سے آواز چھینک کی ہے کہ جو قبیح اور بہت بلند ہو اور یا آدمی بات کرنے میں آواز کو بلند کرے مگر یہ کہ کسی کو پکارتا ہو کہ
پکارنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اگر آواز کو بلند کرے یا قرآن پڑھنے میں آواز کو بلند کرے اور منقول ہے کہ عرب کے مشرکین آواز کے بلند کرنے میں
فخر کرتے تھے حقتعالیٰ نے یہ آیت انکے رد میں نازل کی اور جناب رسولخدا آواز نرم کو دوست رکھتے تھے اور آواز بلند کو مکروہ جانتے تھے اور
کہتے تھے کہ انجیل میں مذکور ہے کہ اے عیسیٰ حکم کر تو میرے بندوں کو کہ جس وقت وہ مجھ سے مناجات کریں تو اپنی آوازوں کو پست کریں کہ میں سنتا ہوں اور
جو کچھ ان کے دل میں ہے اسکو میں جانتا ہوں اور کہتے ہیں کہ آواز ہر حیوان کی تسبیح ہی مگر آواز گدھے کی کہ شیطان کو دیکھ کر آواز کرتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ دو
سبب گدھے کے بولنے کے اور بھی ہیں کہ بھوک اور شہوت میں بھی آواز کرتا ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ جس وقت تم آواز گدھے کی سنو تو پناہ لیجاؤ ساتھ خدا
کے شیطان کے شر سے اس واسطے کہ آواز گدھے کی اس واسطے ہی کہ اسنے شیطان کو دیکھا ہی اور سعد وقاص نے پیغمبر خدا سے روایت کی ہی کہ خدا تین آوازوں کو

دشمن رکھتا ہے آواز گدہے کی اور آواز نہ کرنے کی اور آواز نت نوحہ گر کی یہاں تک لقمان کی تحقیقیں تمام ہوئیں اور سوا اسکے اور وصیتیں بہت سی بھی منقول ہیں اور بعضی ان میں سے یہ ہیں کہ کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہ اے فرزند میرے جس وقت سے کہ تو دنیا میں آیا ہے اس وقت سے تو نے دنیا کو پشت دی ہے اور آخرت کی طرف تو نے اپنا منہ کیا ہے پس وہ گھر کہ جسکی طرف تو روانہ ہوتا ہے وہ بہت نزدیک ہے تجھسے اس گھر سے کہ جس سے تو بعید ہوتا ہے اے فرزند میرے ہمنشینی علما کی اختیار کر اور دونا تو ہو کر ان کے روبرو اور مت بیٹھ اور انکی گفتگو بطور نزاع کے مت کر کہ تجھکو وہ منع کریں اور لے تو دنیا میں سے موافق گذارے کے اور بالکل اسکو مت چھوڑ کہ آدمیوں پر تو بھاری ہوجائے گا اور ایسا تو دنیا میں داخل مت ہو کہ وہ آخرت کو تیرے ضرر کرے اور روزہ رکھ کہ جس سے تیری شہوت قطع ہوجائے اور ایسا روزہ مت رکھ کہ جو مانع ہو نماز پڑھنے سے اس واسطے کہ نماز خدا کو روزہ سے زیادہ دوست ہے اے فرزند میرے دنیا دریائے عمیق ہے کہ ہلاک ہوئے ہیں مردم کثیر بس کر تو کشتی اپنی آہیں ایمان کو اور بادبان اسکا توکل کر اور توشہ اپنا آہیں تو کل اور پرہیزگاری کو پس اگر نجات پائی تو نے تو وہ خدا کی رحمت سے ہے اور اگر تو ہلاک ہوا تو ہلاک ہوا اپنے گناہوں سے اور اے فرزند میرے ڈر تو خدا سے ایسا ڈرنا کہ اگر تو قیامت میں تمام جن اور انسان کی نیکیاں لیکر جائے تو خوف ہو تجھکو عذاب کرنیکا اور امید رکھ تو خدا سے ایسی امید کہ اگر تو قیامت میں تمام جن اور انسان کے گناہ لیکر جائے تو تجھکو بھی امید ہو بخشش کی پس لقمان کے بیٹے نے یہ وصیتیں سن کر کہا اے باپ میرے کیونکر طاقت رکھوں میں ان سب امور کی اور حال یہ ہے کہ میرے واسطے ایک دل ہے لقمان نے کہا کہ اے فرزند میرے اگر مومن کا دل باہر نکالکر چیرا جائے تو البتہ ہیں دو نور پائے جائیں ایک تو نور خوف خدا کا اور دوسرا نور امید کا وہ دونو نور باہم وزن کئے جائیں تو ایک نور دوسرے نور سے برابر ذرہ کے زیادہ نہ نکلے اور جو کوئی ایمان لاتا ہے خدا پر تو راست اور درست جانتا ہے امر کو جو کہ خدا نے فرمایا ہے اور جو شخص کہ خدا کے فرمودہ کو راست اور حق جانتا ہے تو وہ بجا لاتا ہے اسکو کہ جس کے ادا کرنیکا حکم خدا نے کیا ہے اور جو کوئی نہ بجا لائے خدا کے حکم کو تو اسنے راست نہیں جانا ہے خدا کے فرمانے کو اور نہ اسکا اعتقاد کیا ہے اور جو کوئی ایمان لاتا ہے خدا پر درست اور صحیح تو عمل کرتا ہے واسطے خدا کے خالص اور وہی ایمان لایا ہے خدا پر راست اور درست اور جو کوئی فرمانبرداری کرے گا خدا کی تو وہ خدا سے خوف کرے گا اور جو شخص کہ اس سے خوف کرے گا وہ اسکو دوست رکھے گا اور جو اسکو دوست رکھتا ہے اسکے حکم کی تابعداری کی وہ سزاوار اسکی بہشت اور رضامندی کا ہوگا اور جو کوئی تابعداری کرے خدا کی رضامندی کی میں تحقیق آسان ہوجائے گا اسپر نارض ہونا اسکا پناہ مانگتے ہیں ہم خدا کے ناراض ہونے سے اور نہ رغبت کر تو طرف دنیا کے اے فرزند میرے اور نہ مشغول کر تو اس میں دل اپنا کہ نہیں پیدا کی ہے خدا نے کوئی چیز ذلیل اور خوار دنیا سے کیا نہیں دیکھتا ہے کہ نہیں کیا ہے خدا نے اسکی نعمتوں کو ثواب فرمانبرداروں کا اور نہ اسکی بلاؤں کو عذاب گنہگاروں کا اور لقمان کے حال میں لکھا ہے کہ دس ہزار کلمے حکمت کے اس سے منقول ہیں اور کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عالم کا گذر لقمان پر ہوا دیکھا کہ ایک جماعت اس کے پاس بیٹھی ہے اور ایک جماعت کھڑی ہے اور وہ آدمی حکمت کے کلمے اس سے سنتے ہیں اس عالم نے تعجب کرکے نہ حقارت کی راہ سے لقمان سے کہا کہ اے لقمان تو وہی غلام سیاہ ہے کہ فلانے شخص کا ریوڑ چرایا تھا کہا کہ ہاں پھر اس عالم نے پوچھا کہ اے لقمان کس چیز نے تجھکو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا جواب دیا کہ تین چیزوں نے سچ کہنا اور امانت کو نگاہ رکھنا اور نفس کی آرزو اور خواہشوں کو ترک کرنا اور بعضی تفسیروں میں مذکور ہے کہ ایک روز لقمان کے آقا نے مع دوسرے غلاموں کے باغ میں اسکو بھیجا کہ وہ سب وہاں سے میوہ توڑکر لائیں غلاموں نے باغ میں جاکر میوہ توڑا اور سارا میوہ جسقدر کہ توڑا تھا کھا گئے اور اپنے آقا سے جاکر کہا کہ لقمان سب میوہ کھا گیا وہ لقمان پر خفا ہوا لقمان نے کہا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں اور میوہ خود انھوں نے کھایا ہے آقا نے کہا کہ یہ کیونکر دریافت ہو لقمان نے کہا کہ ہم سبکو گرم پانی پلاؤ اور بعد اسکے صحرا میں دوڑاؤ تاکہ ہم سبکو قے آئے پس جسکے پیٹ سے میوہ نکلے وہ خائن اور چور ہے آقا نے انکے ایسا ہی کیا اور ان سب کو قے ہوئی اور غلاموں کے حلق میں سے تو وہ میوہ نکلا اور لقمان کے حلق میں سے آب صاف آقا انکا یہ امر دیکھ کر لقمان کی عقل اور سمجھ کا بہت معتقد ہوا اور کہتے ہیں کہ لقمان غلام حبشی تھا اسکو آقا نے کہا کہ گوسفند کو ذبح کر اور اسکے اعضا میں سے جو عضو کہ زیادہ ناپاک اور خبیث ہے اسکو میرے پاس لاکر حاضر کر لقمان نے گوسفند ذبح کی اور اسکا دل اور زبان نکال کر لایا اور بعد اسکے آقا نے اس سے کہا کہ ایک گوسفند اور ذبح کر اور اسکے اعضا میں سے جو عضو کہ پاک ہے وہ میرے پاس لا لقمان نے گوسفند ذبح کی اور وہی دل اور زبان نکالکر لایا اسکے آقا نے

کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایک چیز پاک بھی ہو اور ناپاک بھی لقمان نے جواب دیا کہ جس کا دل اور زبان پاک ہی تو کوئی عضو اسکا ان دونوں سے زیادہ پاک ہوگا اور اگر کسیکا دل اور زبان ناپاک ہی تو کوئی عضو ان سے زیادہ ناپاک ہوگا اور کہتے ہیں کہ لقمان سفر سے آتا تھا راستہ میں غلام سے ملاقات ہوئی اس سے اپنے باپ کا حال پوچھا اُس نے کہا کہ وہ مر گیا لقمان نے کہا کہ اب میں اپنے کار و بار کا مالک ہوگیا اور اپنے امور کا مجھکو اختیار حاصل ہوا اور بعد اسکے اپنی زوجہ کی خبر پوچھی اسنے کہا کہ وہ بھی مر گئی کہا کہ فرش اور بستر میرا نیا ہوگیا اور بعد اسکے بہن کو پوچھا اسنے کہا کہ وہ بھی فوت ہوگئی لقمان نے کہا کہ آہ میرا ناموس پوشیدہ ہوگیا اور بعد اسکے بھائی کا حال پوچھا اس نے کہا کہ وہ بھی گزر گیا لقمان نے کہا کہ ہائے میری کمر ٹوٹ گئی اور امید میری منقطع ہوگئی اور کہتے ہیں کہ کسی نے لقمان سے پوچھا کہ سب آدمیوں میں بدتر کون ہے کہا کہ وہ شخص کہ اپنی بدیکو لوگوں کے دکھانے سے کچھ خوف نکرے اسیطرح لقمان کے قول کتابوں میں بہت مذکور ہیں جسکو رغبت ہو وہ تواریخ اور اخلاق کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور لقمان کی وصیتوں کے بعد خدائے تعالے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہی جو کچھ کہ بندونکو عطا کی ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَوْا کیا نہ دیکھا تمنے اے بندو میرے اَنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدانے سَخَّرَ لَكُمْ حکم میں کیا ہی واسطے تمہارے مَّا فِي السَّمٰوٰتِ ان چیزوں کو کہ بیچ آسمانوں کے مثل آفتاب و ماہتاب کے کہ انکی روشنی سے تم فائدے حاصل کرتے ہو اور ستارے کہ انکی علامت سے راہ چلتے ہو اور ابر اور باران اور ہوا کہ ان سب سے نفع حاصل کرتے ہو وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے اسکو بھی تمہارے فائدے کے واسطے تسخیر کیا ہے مثل کوہ اور صحرا اور دریا اور حیوانات اور درخت وغیرہ کے کہ یہ سب تمہارے نفع کے واسطے ہیں وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ اور تمام کی اوپر تمہارے اور فراخ کی نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً نعمت اپنی کہ جو ظاہر ہے کہ جسکا تم انکار نہیں کر سکتے ہو جیسے کہ تمہارا پیدا کرنا اور زندگی عطا کرنی اور قدرت دینی اور خواہشوں کا تمہیں پیدا کرنا اور سوا اسکے نعمتیں ہیں کہ وہ ظاہر ہیں وَّبَاطِنَةً اور باطن کی نعمت پر تمام ہوگی کہ اسکو ہر ایک نہیں جان سکتا ہے مگر جو کہ تامل اور غور کرے اور اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے نعمہ کو نعم پڑھا ہی جمع کا صیغہ مضاف طرف ضمیر کے اور مراد نعمتوں ظاہرہ اور باطنہ سے نعمتیں محسوسہ اور غیر محسوسہ ہیں اور نعمت ظاہر اور باطن میں مفسرین بہت اختلاف رکھتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر سے مراد نصرت پیغمبر خدا کی ہی اعدائے دین پر اور امداد ملائکہ کی اور ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نعمت ظاہرہ وہ نعمت ہی کہ بندوں کے علم نے اس سے تعلق پکڑا ہو اور نعمت باطن دین اور دنیا کی ہیں کہ سوائے خدا کے انکو کوئی نہیں جانتا ہے اور دوسری روایت ابن عباس سے یہ ہے کہ میں نے رسول خدا صلعم سے نعمت ظاہر اور باطن کو دریافت کیا فرمایا کہ اے ابن عباس نعمت ظاہر اسلام ہے اور آراستہ اور درست کرنا بدن کا کہ سب اعضا اعتدال کے ساتھ ہو اور عطا کرنا روزی کا تجھکو اور نعمت باطن پوشیدہ کر دینا تیرے اعمال بد کا اور نہ رسوا کرنا تجھکو ان اعمال سے اے ابن عباس خدائے تعالے فرماتا ہے کہ کتنی چیزیں ہیں کہ میں نے بندہ کو بخشی ہیں کہ وہ کسی کو نہیں دی ہیں اول یہ کہ قبول کیا ہم نے مومنین کی دعا کو اس کے حق میں بعد منقطع ہونے اسکے عمل کے اور دوسرے یہ کہ عطا کیا ہمنے اسکو ثلث یعنی تہائی مال تاکہ راہ خدا میں اسکو تصدق کرے اور میں اسکے سبب سے اس کے گناہونکو بخشوں اور تیسرے کہ پوشیدہ کیا ہے میں نے اسکے عمل بد کو اور اسکو اس عمل سے رسوا نہ کیا اور لوگوں کو وہ نہ دکھلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر نعمت اعضا کی ہے اور باطن دل اور عقل اور فہم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر شرع ہے اور باطن شفاعت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر نعمت دنیا کی ہے اور باطن نعمت آخرت کی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر خوبی اور حسن صورت کا ہی اور درست اور معتدل ہونا اعضا کا اور نعمت باطن معرفت خدا کی ہے اور بعضے کہتے ہیں نعمت ظاہر قرآن ہی اور نعمت باطن تاویل اسکے معانی کی اور یا ظاہر وہ ہی کہ مشاہدہ ہو اور باطن وہ کہ جانی نہ جائے مگر دلیل سے اور یا ظاہر صفائی ظاہر کی ہے اور باطن صفائی باطن کی یا ظاہر ذکر خدا کا ہی زبان سے اور باطن ذکر اسکا ہی دل سے اور اسی طرح اکثر قول لوگوں کے ہیں نعمت ظاہر اور باطن میں اور سب درست ہوسکتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نعمت ظاہر نور سو تجدا ہیں اور جو کہ وہ خدا کے ہاں سے لائے ہیں معرفت اور توحید خدا کی ہے اور لیکن نعمت باطن پس وہ دوستی ہم اہلبیت کی ہے اور ہماری دوستی کا اعتقاد دل میں بستہ کرنا اور حضرت امام کاظم نے فرمایا ہی کہ نعمت ظاہر امام ظاہری اور نعمت باطن امام غائب ہی اور حضرت

امام محمد باقر علیہ السلام سے دوسری روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اے علی بیان کر تو پہلی نعمت کو کہ خدا نے تجھپر انعام کیا ہے کہا کہ پیدا کیا مجھکو جبکہ نہ تھا میں کوئی شئے مذکورہ تھا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے دوسری نعمت کہا کہ احسان کیا مجھپر اس وقت کہ مجھکو پیدا کیا کہ مجھکو زندہ پیدا کیا نہ مردہ فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے تیسری نعمت کہا کہ پیدا کیا مجھکو اور شکر ہے کہ مجھکو نیک صورت میں پیدا کیا اور ترکیب میرے اعضا کی معتدل کی فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے چوتھی نعمت کہا کہ مجھکو ذکر کرنے والا اور پکارنیوالا خدا کا کیا نہ غفلت کرنیوالا اور فراموش کرنیوالا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے پانچویں نعمت کہا کہ مجھکو حواس عطا کئے کہ ان سے میں دریافت کرلیتا ہوں جو چاہتا ہوں اور عطا کیا چراغ روشن کہ وہ عقل ہے فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے چھٹی نعمت کہا کہ مجھکو ہدایت کی خدا نے اپنے دین کی اور اپنی راہ سے مجھکو نہ گمراہ کیا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے ساتویں نعمت کہا کہ کردی خدا نے واسطے میرے جگہ پھرنے کی اس زندگانی میں کہ کبھی وہ منقطع ہی نہیں ہونے کی فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے نعمت آٹھویں کہا کہ مجھکو مالک کیا میرے نفس کا اور غلام کسی کا اور مملوک مجھکو نہ کیا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے نعمت نویں کہا کہ تسخیر کیا میرے واسطے آسمان اور زمین اپنی اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے اور ان کے اندر ہے مخلوقات اسکی فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے نعمت دسویں کہا کہ کردیا مجھکو مرد قائم ہونے والا اپنی حلال عورتوں پر اور نہ کیا مجھکو عورت فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کونسی نعمت ہے بعد اسکے کہا کہ یارسول اللہ نعمتیں خدا کی بہت ہیں اور اگر شمار کرو تم خدا کی نعمتوں کا تو نہ احاطہ کرسکو گے انکا رسولخدا یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ گوارا ہو تجھکو حکمت اور علم اے ابوالحسن پس تو ہی وارث ہے میرے علم کا اور بیان کرنیوالا میری امت کے واسطے جن چیزوں میں کہ وہ اختلاف کرینگے بعد میرے منقول ہے کہ نضر بن حارث کہتا تھا کہ قرآن پہلے لوگوں کا قصہ ہے خدا نے یہ آیت نازل کی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ اور بعضا آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ جھگڑا اور خصومت کرتا ہے فِي اللَّهِ بیچ کتاب خدا کے اور کہتا ہے کہ قرآن خدا کے پاس سے نازل نہیں ہوا ہے بلکہ پہلے لوگوں کے قصہ ہیں کہ لوگ محمدؐ کو تعلیم کرتے ہیں اور محمدؐ انکو اپنے صحابے کے روبرو پڑھتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے رسولخدا سے پوچھا کہ خدا تیرا کس چیز سے ہے اسی وقت ایک بجلی آئی اور اسکو ہلاک کیا اور یہ آیت نازل ہوئی یعنی وہ جھگڑتے ہیں قرآن میں اور خدا کی توحید اور صفات میں بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون علم کے کہ کوئی دلیل اپنے پاس نہیں رکھتے وَلَا هُدًى اور نہ کوئی بیان اور ہدایت ہے خدا کی جانب سے ان کے پاس وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ اور نہ کوئی کتاب روشن ہے بلکہ کمال جہالت ہے ان کی اور محض پیروی اپنے باپ دادا کی ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نضر بن حارث سے رسولخدا نے فرمایا کہ جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اسکی تو پیروی کر کہا کہ ہم تو اسکی پیروی کریں گے کہ جسپر ہمنے اپنے باپوں کو پایا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اور جس وقت کہ کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ تصدیق دل اتَّبِعُوا پیروی کرو تم مَا أَنْزَلَ اللَّهُ اس چیز کی کہ نازل کی ہے خدا نے یعنی قرآن کی قَالُوا تو کہتے ہیں وہ جواب میں کہ نہیں پیروی کریں گے ہم اسکی بَلْ نَتَّبِعُ بلکہ پیروی کریں گے ہم مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اس چیز کی کہ پایا ہے ہمنے اوپر اسکے آبَاءَنَا باپوں اپنوں کو یعنی اپنے باپوں کے طریق پر ہم چلیں گے خدا فرماتا ہے کہ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ کیا اگرچہ ہوئے شیطان کہ اپنے وسوسوں سے يَدْعُوهُمْ بلائے ان کو إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ طرف عذاب سوزان کے کہ وہ عذاب دوزخ ہے تب بھی وہ اسکی پیروی کریں گے اور جواب لو کا محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ تب بھی اسکی پیروی کرینگے اور یہ اس واسطے کہا ہے کہ وہ شیطان کے بلانے سے اپنے باپونکی پیروی کرتے تھے وہی ان کے دل میں وسوسہ ڈالتا تھا کہ تم اپنے باپوں کی پیروی کرو اور پیغمبروں کا کہنا نہ مانو وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ اور جو کوئی سپرد کرے ذات اپنی کو إِلَى اللَّهِ طرف خدا کے کہ سب امور اپنے اسکے سپرد کرے اور اپنے افعال میں قصد قربت کا کرے اور بالکل متوجہ طرف خدا کے ہو وَهُوَ مُحْسِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ نیکی کرنیوالا ہے اپنے عمل میں کہ موافق شرع کے اعمال بجالاتا ہے خالص واسطے خدا کے تو فَقَدِ اسْتَمْسَكَ پس تحقیق چنگل ماری ہے اس نے اور لگا ہے وہ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ساتھ رسی اور دستاویز استوار اور مضبوط کے کہ خوف اسکی شکستگی اور ٹوٹنے کا نہیں ہے یہ تشبیہ ہے اس شخص کے ساتھ کہ ارادہ کرے بلندی پر جانے کا اور مضبوط رسی کو پکڑے کہ اس سے لٹک کر بلندی پر پہنچے آسانی اور سہولت سے اور ایسے ہی جو کوئی کلمہ توحید یا قرآن کو دستاویز

اپنا کرے تو درجات عالیہ کو پہنچے اور بہشت عنبر سرشت اس کا مسکن اور ماوےٰ ہو وَاِلَی اللّٰہِ اور طرف خدا کے ہے عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ
انجام سب کاموں کا کہ سب اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اور موافق اعمال کے سب کو جزا دے گا اور ثواب سب اعمال کا اسی کے پاس ہے وَ
مَنْ کَفَرَ اور جو کہ کفر کرے اور رسی مضبوط میں چنگل مارے تو فَلَا یَحْزُنْكَ پس نہ چاہیے کہ غمگین کرے تجھکو اے محمد صلعم کُفْرُہٗ کفر اسکا اس واسطے کہ ضرر
اس کفر کا کردینا اور آخرت میں اس کا فر ہی کو پہنچے گا نہ تجھکو کہ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ طرف ہمارے ہے پھرنا ان سب کا ہم موافق اعمال کے انکو سزا دیویں گے
فَنُنَبِّئُهُمْ پس خبر دیں گے ہم ان کو بِمَا عَمِلُوْا ساتھ اس چیز کے کہ کی ہے انھوں نے اور انکی سزا انکو پہچانے گی اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ تحقیق کہ خدا جاننے
والا ہے اور عالم ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ساتھ سینہ کی باتوں کے نیک ہو یا بد ہو وہ سینہ کی بات ہیں سب بندوں کو موافق ان کے اعمال
کے جزا دے گا نُمَتِّعُهُمْ فائدہ دیتے ہیں ہم ان کو نعمتوں کا قَلِیْلًا تھوڑا کہ وہ فائدہ چند روز دنیا کا ہے ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ پھر ناچار اور بے
اختیار کر کے پہنچاویں ہم انکو اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ طرف عذاب بھاری اور سخت کے کہ نہایت گراں معلوم ہو وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور البتہ اگر پوچھے تو
اے محمد ان کافروں سے کہ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ البتہ کہیں کہ خدا نے
بسبب ظاہر ہونے علامتوں کے کہ سوائے خدا کے کسی نے نہیں پیدا کیا ہے اور جس وقت انھوں نے اقرار کیا ہے اے محمد اسکا کہ جس سے انکا اعتقاد باطل ہوتا
ہے کہ شراکت بالکل باقی نہیں رہتی تو قُلْ کہہ تو ان کو کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شکر ہے واسطے خدا کے تمہارے الزام کھلنے پر اور تمہارے اقرار کرنے اسلام اس
امر پر کہ جو تمہارے اعتقاد کو باطل کرتا ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ بلکہ اکثر ان کے لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں کہ اس اقرار سے ہمکو الزام ہوتا ہے لِلّٰہِ خاص
واسطے خدا کے ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے کہ سب اسی کی مخلوقات ہے اس صورت میں آسمانوں
میں اور زمین میں سوائے اس کے کوئی مستحق عبادت کا نہیں ہے اِنَّ اللّٰہَ تحقیق کہ خدا هُوَ الْغَنِیُّ البتہ وہ بے نیاز اور بے پروا ہے الْحَمِیْدُ
سراہا گیا ہے اپنی ذات میں اور مستحق تعریف کا ہے چاہے کوئی اسکی تعریف کرے چاہے نہ کرے وہ محتاج کسی کی تعریف کرنے کا نہیں ہے سورہ کہف
کے آخر میں مذکور ہوا ہے کہ یہودیوں نے پیغمبر خدا پر اعتراض کیا کہ قرآن میں ایک مقام پر تو یہ ہے کہ ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی
اور جو شخص کہ دیا گیا حکمت پس تحقیق دیا گیا وہ خیر کثیر اور دوسری جگہ قرآن میں یہ ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی اور نہیں دے گئے ہو تم علم میں
مگر تھوڑا اور علم ان دونوں آیتوں کا آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہے جناب سے خدا نے فرمایا کہ ہر چند علم بندوں کا بہت ہو لیکن بہ نسبت علم خدا کے بہت تھوڑا ہے
اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی قل لو کان البحر مدادا (الآیہ) اور اسکی تاکید خدا اس جگہ کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَوْ اَنَّ اور اگر تحقیق ہوتی
مَا فِی الْاَرْضِ وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہے مِنْ شَجَرَةٍ وہ درختوں کی قسم سے اَقْلَامٌ قلم وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ اور دریا روشنائی دیتا اسکو
مِنْۢ بَعْدِهٖ پیچھے فنا ہونے اس روشنائی سے روشنائی دیتے اسکو سَبْعَةُ اَبْحُرٍ سات دریا یعنی جو کچھ زمین پر درخت ہیں انکی قلم بناتے اور دریا کے
پانی کی سیاہی بناتے اور جب پانی اس دریا کا لکھتے لکھتے تمام ہوجاتا تو سات دریا کے پانی کی سیاہی مقرر کر کے خدا کے علموں کو لکھتے تو مَّا نَفِدَتْ نہ انتہا
کو پہنچتے اور نہ نبڑتے كَلِمٰتُ اللّٰہِ کلمے علوم خدا کے باوجود قلم کرنے تمام درختوں کے کہ روئے زمین پر ہیں اور سیاہی مقرر کرنی آٹھ دریا کی بلکہ وہ
قلم درختوں کے اور پانی آٹھوں دریا کا خرچ ہوجائے اور خدا کے علم تمام نہوں کہ انکی انتہا نہیں ہے اس واسطے کہ مراد کلمات سے وہ چیزیں ہیں کہ جن کو
خدا کا علم اور قدرت متعلق ہوتی ہیں اور وہ چیزیں تو انتہا نہیں رکھتی ہیں پس کلمات خدا کے بھی انتہا نہ رکھیں گے اور یا کلمات سے مراد وہ چیزیں ہیں
کہ دنیا میں وہ پیدا کی ہیں اور آخرت میں وہ پیدا کرے گا اور یا حکم اسکا مراد ہے اِنَّ اللّٰہَ تحقیق کہ خدا عَزِیْزٌ غالب ہے حکم اور فرمان غیر متناہی اپنے
پر حَكِیْمٌ حکمت والا ہے کہ کوئی چیز اسکے علم اور حکمت سے باہر نہیں ہے اور ابو عمر اور یعقوب نے بحر کو منصوب پڑھا ہے اور حضرت صادقؑ والبحر مدادہ پڑھا ہے
اور پھر خدا تعالیٰ اپنے کمال کو بیان کرتا ہے اکبر تبہ بھی زندہ کرنے میں چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا خَلْقُكُمْ نہیں ہے پیدا کرنا تمہارا اے مکہ والو وَلَا
بَعْثُكُمْ اور نہ اٹھانا تمہارا زندہ کر کے بعد مرنے کے اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ مگر مانند پیدا کرنے اور اٹھانے ایک نفس کے اور ایک تن کے اسلئے کہ کن کے

کہتے ہیں پیدا کر دیتا ہے ایسے ہی ایکبارگی سب کو زندہ کرے گا چنانچہ اسرافیل کو حکم کرے گا اور وہ صور پھونکیگا تو ایکدفعہ ہی سب قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ تحقیق خدا سننے والا ہے ان لوگوں کی باتوں کا جو کہ اس مقدمہ میں کہتے ہیں بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے ہر چیز کا اور ایکدفعہ پیدا کرنا اور زندہ کرنا اسپر دشوار نہیں ہے دیکھو کہ خدائے تعالیٰ کیسے عجائب اور غرائب امور کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا تو نے اور نہ جانا تو نے اے جاننے اور دیکھنے والے کہ اَنَّ اللّٰہَ تحقیق خدا یُوْلِجُ الَّیْلَ داخل کرتا ہے رات کو فِی النَّهَارِ بیچ دن کے یعنی اسکی روشنی میں وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ اور داخل کرتا ہے دن کو فِی الَّیْلِ بیچ رات کے اسکی تاریکی میں وَسَخَّرَ الشَّمْسَ اور مسخر کیا آفتاب کو وَالْقَمَرَ اور ماہتاب کو کہ باعث ہیں خلقت کے منافع کے کُلٌّ یَّجْرِیْٓ ہر ایک یعنی آفتاب اور ماہتاب چلتا ہے اوپر آسمان کے موافق حکمت کے اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی طرف ایک مدت نام رکھی گئی کے اور مقرر کی گئی کے جو کہ اسکے واسطے مقرر کی ہے خدا نے اس سے کم کر سکتے ہیں نہ زیادہ وَّ اَنَّ اللّٰہَ اور تحقیق خدائے تعالیٰ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خَبِیْرٌ خبردار ہے کہ اسکی حقیقت کو جانتا ہے ذٰلِکَ یعنی اسکے علم کا فراخ اور وسیع ہونا اور اسکی قدرت کا سب چیز کو شامل ہونا اور اسکی صنعتوں کا عجیب ہونا بِاَنَّ اللّٰہَ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق خدا ہُوَ الْحَقُّ وہی حق ہے اور ثابت الٰہیت میں ہے وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ اور تحقیق وہ چیز کہ پکارتے ہیں وہ اور پرستش اسکی کرتے ہیں مِنْ دُوْنِہٖ سوائے اس خدا کے الْبَاطِلُ باطل اور ناحق ہے وَاَنَّ اللّٰہَ اور تحقیق کہ خدا ہُوَ الْعَلِیُّ وہ بلند اور غالب ہے سب پر الْکَبِیْرُ بزرگ ہے سب کا کہ اس کے برابر کوئی بزرگ نہیں اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے دیکھنے والے کہ اَنَّ الْفُلْکَ تحقیق کشتی تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ چلتی ہے بیچ دریا کے بِنِعْمَتِ اللّٰہِ ساتھ نعمت اور احسان خدا کے کہ اسکو پانی کے اوپر رکھتا ہے اور وہ ڈوبتی نہیں ہے اور ریح بار کثیر اس کو پانی پر چلاتا ہے لِیُرِیَکُمْ تاکہ دکھلائے تمکو مِّنْ اٰیٰتِہٖ نشانیوں اور دلیلوں قدرت اپنی میں سے کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ تحقیق بیچ اس کشتی جاری کرنے کے لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں قدرت کی ہیں اور دلیلیں اسکی معرفت کی اور توحید کی لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ واسطے ہر صبر کرنے والے بلاؤں اور سختیوں کے اور شکر کرنے والوں نعمتوں خدا کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ان سے وہ مومنین مراد ہیں جو کہ صبر کرتے ہیں فقر اور فاقہ میں اور شکر کرتے ہیں خدا کا ہر حال میں وَاِذَا غَشِیَہُمْ مَّوْجٌ اور جس وقت ڈھانکے انکو موج ہر چہار طرف سے آکر کَالظُّلَلِ مانند سایوں کے بزرگی میں یا مانند پہاڑوں اور بادلوں کے کہ سایہ والے ہوتے ہیں تو اسوقت دَعَوُا اللّٰہَ پکارتے ہیں وہ خدا کو مُخْلِصِیْنَ اگر خالص کرنے والے ہیں لَہُ الدِّیْنَ واسطے اس خدا کے دین کو مخلصین حال واقع ہوا ہے یعنی اس وقت خدا کو نہایت خلوص سے پکارتے ہیں گویا کہ مومن خالص ہیں اور کچھ شک انمیں نہیں ہے اسواسطے کہ اسوقت کی آفت اور سختیوں نے باپوں کی پیروی اور خواہش نفس کو سب کو بھلا دیا اور اصل پیدائش میں جیسے تھے ویسی ہی ہو گئے فَلَمَّا نَجّٰىہُمْ پس جس وقت کہ نجات دی خدا نے انکو کہ پہنچے وہ سلامتی سے اِلَی الْبَرِّ طرف صحرا کے خشکی میں فَمِنْہُمْ پس بعضے ان میں سے تو جو کہ مومن ہیں مُّقْتَصِدٌ درست اور قایم رہنے والے ہیں طریق عدل پر کہ جیسے توحید سے خدا کو پکارا تھا اب بھی توحید پر قائم ہیں اور بعضے انمیں سے برگشتہ ہو گئے ہیں توحید اور راہ حق سے اور اپنے اعتقاد باطل پر اصرار کرتے ہیں وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اور نہیں انکار کرتا ہے ساتھ آیتوں ہماری کے اور ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ مگر ہر بے وفا عذر کرنے والا عہد کو توڑنے والا کَفُوْرٍ ناشکری کرنے والا خدا کی نعمتوں کا اور اب حق تعالیٰ سب بندوں کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اے سب آدمیو اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ڈرو تم پروردگار اپنے سے اسکے عذاب کرنے سے اسکی نافرمانبرداری میں وَاخْشَوْا یَوْمًا اور ڈرو تم اسدن سے یعنی دن قیامت کے سے لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ نہ روا کرے باپ عَنْ وَّلَدِہٖ فرزند اپنے سے کہ اسکو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے باپ فرزند کو وَلَا مَوْلُوْدٌ اور نہ فرزند ہُوَ جَازٍ وہ روا کرنیوالا ہے اور نفع پہنچانے والا ہے اور دفع کرنیوالا ہے عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْـًٔا باپ اپنے سے کسی چیز کو ثواب یا عذاب کو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مخصوص کفار کے واسطے ہے کہ مومنین اپنے باپ اور اولاد کی بلکہ غیروں کی بھی شفاعت کریں گے اگر وہ مومنین ہیں

اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ تحقیق وعدہ خدا ثواب اور عذاب دینے کا حق ہے اور دروغ اس میں ممکن نہیں ہے فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ پس چاہیے کہ نہ فریب دیوے
تمکو الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا زندگانی دنیا کی اپنا شوق دلا کر کہ اسکی زینتوں اور فائدوں پر فریفتہ ہو جاؤ اور کثرت نعمت اور اپنی سلامتی پر مغرور ہو کہ
وہ تو عنقریب زائل ہونے والی ہیں نہ تم رہو گے نہ تمہارا مال رہے گا رباعی دولت پہ مت غرور کر اے مرد بیخبر ٭ اور عمر کی درازی پہ ہرگز نہ ناز کر
یہ چند روز کا ہے ترا ناز اور غرور ٭ باقی رہیگا تو نہ ترا مال اور نہ زر ٭ اور حضرت سجادؑ نے فرمایا ہے کہ دنیا دو طرح کی ہے ایک تو مباح ہے کہ جو
واسطے گذارہ اپنے کے چاہیے اور دوسری ملعون ہے کہ جو قدرت ضرورت سے زیادہ ہو اور خدا کو بھلادے وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ اور نہ مغرور کرے تمکو
بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ شانہ بخشش خدا کے شیطان فریب دینے والا کہ تم خدا کی بخشش پر تکیہ کر کے گناہ کرنے میں دلیر ہو جاؤ اور شیطان تمکو امیدوار توبہ کر کے گناہ
کرانے لگے اس طرح سے کہ کسی امر ممنوع کو کر لو اور کہو کہ آیندہ کو توبہ کر لینگے خدا غفور و رحیم ہے ہمکو بخشدیگا اور شیطان بالفعل تمکو توبہ نکرنے دیوے اور توبہ کو
تمہاری تاخیر میں ڈالدے اور یہ خیال تم کرو کہ ابھی تو ہم زندہ ہیں آیندہ کو توبہ کر لیں گے ایسا تمکو نہ چاہیے نہ تو تم گناہ کرو اس خیال سے کہ خدا ہمکو بخشدیگا
گا اور آیندہ کو ہم توبہ کر لیں گے اور نہ تم توبہ کرنے میں دیر کرو بلکہ اسی وقت تمکو توبہ چاہیے اس واسطے کہ موت کا تو حال معلوم نہیں ہے کہ کس وقت آجاے
اور اگر بے توبہ کے مر گئے تو پھر بہت مشکل ہے کہ گنہگاروں کے واسطے بعد مرنے کے طرح طرح کے عذاب موجود ہیں اور جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے
واسطے تین روز ہیں ایک روز تو وہ کہ جو گذر گیا ہے کل - وہ تو ہاتھ سے نکل گیا پھر اسکے آنے کی امید نہیں ہے اور دوسرا روز وہ ہے کہ جو کل کو آوے گا
اسکے ہاتھ لگنے کا یقین نہیں ہے اس واسطے کہ موت ہر دم موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کل زندہ نہ رہیں اور تیسرا روز یہ آج کا روز ہے کہ جس روز میں تو ہے
آج کے دن کرلے جو کچھ تجھ سے ہو سکے اور کل کی کیا خبر ہے زندہ رہے یا نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جو چیز کہ بندہ کو دلیر کردے گناہ پر یہاں تک کہ میل کرے وہ طرف
گناہ کرنے کے اور خدا کے حکموں کو ترک کرے وہ چیز غرور ہے خواہ شیطان ہو خواہ غیر اس شیطان کا کہتے ہیں کہ حارث یا وارث بن عمر و محاربی کہ صحرانشینوں
میں سے تھا رسولخدا کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمدؐ قیامت کب ہو گی اور تخم ریزی جو ہمنے زمین میں کی ہے اسپر مینہ کب برسیگا اور زوجہ میری حاملہ ہے لڑکا جنے گی یا
لڑکی اور کل کو میں کیا کرونگا اور میری پیدا ہونے کی جگہ کو تو جانتا ہے لیکن بتلا کہ میں دفن کس جگہ ہوں گا اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ پانچوں امر خدا کے خزانہ
علم میں ہیں اور سوائے اسکے اور کوئی نہیں جانتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ تحقیق خدا نزدیک اسکے ہے علم ساعت یعنی
قیامت کا وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ اور نازل کرتا ہے مینہ کو اور جو وقت کہ اس کے واسطے برسنے کا مقرر کیا ہے اس وقت میں برساتا ہے اور جو
جگہ مقرر کی ہے اس جگہ برساتا ہے وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ اور جانتا ہے جو کچھ کہ بیچ رحموں کے یعنی جو کچھ کہ عورتوں کے پیٹوں میں ہے
مرد یا عورت پورا یا ناقص وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ اور نہیں جانتا ہے کوئی نفس نہ نیک کا نہ بد کا کہ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا کیا کمائی کریگا
کل کو نیکی کی یا بدی کی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرتا ہے کہ کل کو میں یہ کرونگا اور دوسرے روز برخلاف اسکے کرتا ہے اور اسی
کی طرف اشارہ ہے جناب امیرؑ کے قول میں کہ عرفت ربی بفسخ العزایم وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ اور نہیں جانتا ہے کوئی نفس کہ وہ بِاَیِّ
اَرْضٍ تَمُوْتُ ساتھ کس زمین کے مریگا یعنی کسی جگہ اور کس وقت مریگا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ تحقیق خدا جاننے والا ہے سب چیزوں کا
اور علم غیب ہر چیز کا بھی اسیکو ہے خَبِیْرٌ خبردار ہے سب چیزوں کے باطن کا جیسے کہ ان کے ظاہر کو جانتا ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ یہ علم غیب کا ہے کہ اسکو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور فرمایا ہے جناب امیرؑ نے کہ ہم جو بعضی غائب چیزوں کو بتلا دیتے ہیں
یہ دوسرے شخص کی تعلیم سے ہے یعنی رسولخدا کی اور وہ حضرت بہ تعلیم خدا بتلاتے تھے یہ علم غیب نہیں ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ یہ پانچ امر
یہ ہیں کہ نہیں مطلع ہے انپر کوئی مقرب اور نہ نبی مرسل اور یہ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اور منقول ہے کہ ایک شخص نے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے پوچھا کہ کوئی ایسا علم ہے کہ تمکو نہیں دیا ہے فرمایا کہ مجھکو بہت علم دیا ہے اور بہت علم ایسا ہے کہ مجھکو اجازت نہیں اسکے ظاہر کرنے کی اور بہت
ایسا علم ہے کہ مجھکو اس سے واقف نہیں کیا ہے وعندہ مفاتیح الغیب الآیہ اور آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ ان پانچ اشیا کو مفصل

ع ۴ ۱۴

سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور مفصل اس واسطے فرمایا ہے کہ مجملاً بعض چیز ونکی خبر تعلیم معلم دیا کرتے تھے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جو
کوئی ان پانچ چیزوں میں سے دعویٰ اسکی چیز کے علم کا کرے بتحقیق وہ دروغ گو ہے **سورۃ السجدۃ** یہ سورہ مکی ہے لیکن تین آیتیں اس کی
مدینہ میں نازل ہوئی ہیں افمن کان مومنا لمن کان (الا آیہ) اور اس سورہ میں تیس آیتیں ہیں اور بعضے انتیس کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب جمعہ کو سورہ سجدہ پڑھے تو خدا تعالےٰ اسکے نامہ اعمال کو دست راست میں دیگا اور اسکا حساب کرے گا اور وہ شخص محمد
صلعم اور انکی اہلبیت کے رفقا میں سے ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو کوئی مشتاق ہو طرف بہشت کے اور اسکے اوصاف کے پس چاہیے کہ سورہ واقعہ
پڑھے اور جو کوئی دوست رکھتا ہو اسکو کہ دوزخ کی صفات کی طرف نظر کرے تو وہ سورہ الم سجدہ پڑھے اور سورہ عزائم کہ جس میں واجب سجدے ہیں
وہ چار ہیں الم سجدہ، حم سجدہ، سورہ والنجم، سورہ اقرا اور پہلی سورۃ کہ جس میں واجب سجدہ ہے وہ یہ سورہ ہے **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الٓمّٓ**
یہ حروف مقطعہ میں سے ہیں اور تحقیق اسکی پہلی سورتوں میں گزر گئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ الم نام اس سورۃ کا یا قرآن کا ہے **تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ**
یہ خبر ہے ہذہ مقدر کی یعنی یہ آیتیں نازل کرنا کتاب کا ہے پروردگار کی طرف سے کہ **لَا رَیۡبَ فِیۡہِ** نہیں شک ہے بیچ ہونے اسکے کے **مِنۡ
رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ** پروردگار عالمونکی طرف سے **اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ** کیا کہتے ہیں وہ مکہ والے کہ بنا لیا ہے اسکو محمد نے اپنی طرف سے
اور خدا نے اسکو نہیں نازل کیا ہے یہ بات نہیں ہے جو وہ کہتے ہیں **بَلۡ ہُوَ الۡحَقُّ** بلکہ وہ حق ہے اور راست اور درست ہے **مِنۡ رَّبِّکَ**
پروردگار تیرے کی طرف سے **لِتُنۡذِرَ** تاکہ ڈراوے تو عذاب الہی سے **قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىہُمۡ** اس قوم کو کہ نہیں آیا ہے انکے پاس **مِّنۡ
نَّذِیۡرٍ** کوئی ڈرانیوالا **مِّنۡ قَبۡلِکَ** پہلے تجھ سے مراد اس سے زمانہ فطرت کا ہے درمیان حضرت عیسیٰ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس
واسطے کہ اس زمانہ میں کوئی پیغمبر نہیں آیا خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اب ہمنے تجھکو بھیجا ہے تاکہ تو ان کو ڈراوے **لَعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ** تاکہ وہ ہدایت
پاویں تیرے ڈرانے سے اگر اپنے عناد کو دخل نہ دیویں اور دلیلوں اور معجزوں میں نظر کریں اور اب اپنی صفات کو بیان کرتا ہے **اَللّٰہُ الَّذِیۡ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ** خدا وہ ہے کہ پیدا کیا ہے اس نے آسمانوں کو اور زمین کو **وَ مَا بَیۡنَہُمَا** اور اس چیز کو کہ درمیان ان دو نو
کے ہے حیوان اور درخت اور دریا اور پہاڑ اور سوائے اسکے **فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ** بیچ مقدار چھ روز کے **ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ**
پھر غالب ہوا اوپر عرش کے اور تحقیق اسکی سورہ اعراف میں گزر گئی ہے پس اے بندو اسپر ایمان لاؤ اور اسکی راہ سے برگشتہ نہو کہ دنیا اور آخرت میں
مَا لَکُمۡ نہیں ہے واسطے تمہارے **مِّنۡ دُوۡنِہٖ** سوائے خدا کے **مِنۡ وَّلِیٍّ** کوئی دوست کہ تمہاری مدد کرے **وَّ لَا شَفِیۡعٍ** اور نہ سفارش
کرنیوالا کہ تمکو نجات دلوائے اگر اسپر ایمان نہ لاؤگے اور اسکی اطاعت نہ قبول کروگے **اَفَلَا تَتَذَکَّرُوۡنَ** کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے ہو
تم خدا کی نصیحت کرنے سے کہ وہ **یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ** تدبیر کرتا ہے کار دنیا کے تئیں اس کے اسباب آسمان سے بھیجکر مثل ملائکہ وغیرہ کے
کہ وہ امر نازل ہوتا ہے **مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الۡاَرۡضِ** آسمان سے طرف زمین کے **ثُمَّ یَعۡرُجُ اِلَیۡہِ** پھر چڑھتا ہے طرف اس کے وہ
امر یعنی ثابت ہوتا ہے اسکے علم میں بعد موجود ہونے کے اور ملائکہ اسکو لیکر چڑھتے ہیں جس جگہ کہ چڑھنے کا حکم کیا ہے غرض یہ ہے کہ ملائکہ
اس تدبیر اور وحی کو لیکر نازل ہوتے ہیں اور پھر آسمان پر چڑھتے ہیں **فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗۤ** بیچ اسدن کے کہ مقدار اس دن کی دنیا
کے دنوں کے حساب سے **اَلۡفَ سَنَۃٍ** ہزار برس ہیں **مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ** اس چیز سے کہ شمار کرتے ہو یعنی وہ فرشتے ایک روز
میں اترتے اور چڑھتے ہیں اور وہ ایک روز ہزار سال کا ہے تمہارے دنوں کے شمار سے اس واسطے زمین سے آسمان پانسو برس کی راہ ہے
پانسو برس میں تو نازل ہوتے ہیں اور پانسو برس میں چڑھتے ہیں تمہارے حساب سے اور ملائکہ ایک ہی روز میں آتے جاتے ہیں لیکن وہ آخیر ہزار
سال کا ہے اور یہ یا کہ خدا تدبیر امر کی کرتا ہے اس مدت میں کہ مقدار اسکی ہزار سال ہیں تمہارے حساب سے کہ بعد ہزار سال کے دوسرا امر جو ہوگا اور ابن عباس نے
اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ خدا تدبیر اور اندازہ سب امور کا کرتا ہے موافق ارادہ اپنے کے درمیان آسمان اور زمین کے پس جو فرشتہ کہ موکل ہے اسپر اسکو آسمانے

زمین پر نازل کرتا ہے پس وہ فرشتہ بعد ادا کرنے اور درست کرنے اس امر کے پھر آسمان پر چڑھتا ہے جس جگہ کہ اسکو حکم ہوتا ہے لیکن ایکروز میں اترتا
چڑھتا ہے کہ مقدار جسکی ہزار سال کی ہے یعنی وہ فرشتہ اسقدر مدت ایکروز میں جاتا اور آتا ہے اور اگر آدمی چاہے تو بجز ہزار سال کے اس کو
آنا جانا میسر نہو اس واسطے کہ زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے پس مقدار اترنے اور چڑھنے اس فرشتہ کی ہزار سال ہیں اور بعضے مفسرین
اسکی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ حقتعالی تدبیر امر کی کرتا ہے اور حکم ہزار سال کا دیتا ہے ہر شے کے واسطے ہیں ملائکہ اس تدبیر کو لیکر نازل ہوتے
ہیں اسکے پہنچانے کے واسطے اور اسکو پہنچا کر پھر چڑھتے ہیں واسطے تحریر اس تدبیر کے اپنی کتاب میں یہانتک کہ ہزار سال گذر جاتے ہیں اور بعد اسکے پھر حکم ہزار
سال کا دیتا ہے اور وہ ہزار سال تمام ہو جاتے ہیں تو پھر ہزار سال کا حکم دیتا ہے اور اسی طرح سے حکم دیتا رہے گا یہانتک کہ عالم گزر جائے پس ہزار
سال واسطے اترنے اور چڑھنے کے ہیں دنیا میں اور پچاس ہزار برس کہ دوسری آیت میں مذکور ہیں وہ واسطے مدت قیامت کے ہیں اور قمی نے
لکھا ہے کہ جن امور کی تدبیر کرتا ہے اور امر و نہی جس کا کہ حکم کیا ہے اور افعال بندو نکے یہ سب ظاہر ہونگے قیامت کے دن میں مقدار اس روز کی دنیا
کے دنوں کے حساب سے ہزار برس کی ہوگی اور کہتے ہیں کہ دوسری آیت میں جو پچاس ہزار برس مذکور ہیں وہ کفار کے واسطے ہیں کہ اسدن کو کفار پر
پچاس ہزار برس کا کرے گا اس واسطے کہ مقامات قیامت کے مختلف ہیں ذٰلِكَ وہ خدا کہ تدبیر امر کی کرتا ہے عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ جاننے
والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے کہ امور دنیا اور آخرت کو سب کو جانتا ہے اور یا یہ کہ عالم ہے اس چیز کا کہ جو گذر گئی ہے اور اس چیز کا کہ جو آیندہ کو ہوگی
پس تدبیر سب امور کی کرتا ہے اپنے علم سے جانکر موافق مصلحت اور حکمت کے الْعَزِيزُ غالب ہے ہر امر پر اور اسکی تدبیر پر الرَّحِيمُ مہربان ہے اپنے
بندوں پر تدبیر کرنے میں الَّذِي أَحْسَنَ وہ شخص کہ نیک کیا اس نے كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ہر چیز کو کہ پیدا کیا ہے اسکو اور راہل کوفہ اور نافع اور
سہل نے خلقہ کو بفتح لام پڑھا ہے اور باقیوں نے بسکون لام یعنی پیدا کیا ہر شے کو نیک اور خوب آراستہ کیا اسکو نیک وجہ سے موافق حکمت کے
اور مصلحت کے پس ہر چیز اس کی پیدا کی ہوئی خوب ہے اگرچہ خوبی میں انکی تفاوت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ احسن بمعنی علم ہے یعنی وہ عالم ہے
کہ کیونکر پیدا کرنا چاہیے کہ وہ خوب ہو وَبَدَأَ اور شروع کیا خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ پیدا کرنے آدمی کو مٹی سے یعنی آدم کو پیدا
کیا مٹی سے ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ پھر پیدا کیا نسل اسکی کو یعنی اولاد اسکی کو مِنْ سُلَالَةٍ خلاصہ سے مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ پانی خوار اور
سست سے یعنی نطفہ سے کہ نہایت ذلیل ہے کہ پشت پدر سے باہر آتا ہے ثُمَّ سَوَّاهُ پھر درست کیا اسکو کہ اسکے اعضا کی تصویر کی
اس سے تمام بنایا جیسے کہ سزاوار تھا وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ اور پھونکا بیچ اسکے روح اپنی سے اور خدائے تعالے نے اپنی روح فرمایا ہے
واسطے بزرگی آدم کے ہے کہ اپنی روح خاص سے جو کہ پیدا کی تھی آدم کو پیدا کیا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ اور پیدا کیا واسطے تمہارے کان
کو تاکہ سنو تم وَالْأَبْصَارَ اور آنکھوں کو تاکہ دیکھو تم وَالْأَفْئِدَةَ اور دلوں کو تاکہ دریافت کرو تم قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ کم ہے
جو کچھ کہ شکر کرتے ہو تم ایسی نعمتوں کے مقابلہ میں اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی شکرا قلیلا اور ما اسمیں زائد ہے اور مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے
یعنی جیسے کہ چاہیے اور سزاوار ہے وہ شکر تم نہیں کرتے ہو وَقَالُوا اور کہا ان منکرین نعمت نے ازروے انکار کے أَإِذَا ضَلَلْنَا
فِي الْأَرْضِ کہ کیا جس وقت گم ہو جاتے ہیں ہم بیچ زمین کے کہ مرکر ہماری خاک ہو جاوے اور خاک ہو کر ہم زمین میں ملجاتے ہیں تو أَإِنَّا کیا تحقیق
ہم اسوقت کہ جس وقت خاک کے برابر ہو جاتے ہیں تو لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ البتہ بیچ پیدائش نئی کے ہونگے دوبارہ زندہ ہو کر بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ نئے سرے سے ہم پھر پیدا ہوں جس وقت کہ بالکل خاک ہو گئے ہوں خدا فرماتا ہے بَلْ هُمْ بلکہ وہ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ ساتھ پہنچنے جزا پروردگار اپنے
کے آخرت میں كَافِرُونَ کفر کرنے والے ہیں کہ قائل قیامت کے اور حساب کے اور ثواب اور عذاب کے نہیں ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ يَتَوَفَّاكُمْ
روح قبض کریگا تمہاری اور جان نکالے گا موجب حکم خدا کے مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ملک الموت جو کہ موکل کیا گیا ہے ساتھ
تمہارے واسطے نکالنے جانوں تمہاری کے اور نام اسکا عزرائیل ہے ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ پھر طرف پروردگار اپنے کے

پھیرے جاؤ گے تم واسطے حساب اور جزائے اعمال کے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا ہے جناب رسولخدا صلعم نے کہ شب معراج جس وقت مجھکو آسمان پر لے گئے تو ایک فرشتے کو میں نے دیکھا کہ ایک تختی نور کی اسکے ہاتھ میں ہی اور راست وچپ کی جانب نظر نہیں کرتا ہی اور اس تختی کی جانب متوجہ ہوکر دیکھتا ہے مثل غمگین کے میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا کہ ملک الموت ہی اور روحوں کے قبض کرنے میں مشغول ہی میں نے کہا کہ مجھکو اسکے پاس لیچل تاکہ میں اُس سے کچھ باتیں کروں مجھکو اسکے پاس لیگیا میں نے اس سے کہا کہ اے ملک الموت کیا سب کی روحیں تو ہی قبض کرتا ہی کہا کہ ہاں پھر میں نے پوچھا کہ کیا سب کے پاس تو ہی خود جاتا ہے کہا کہ ہاں دنیا میرے نزدیک ایک درہم کے برابر ہی کہ آدمی کی ہتھیلی میں ہو وے اور جس طرح چاہے اسکو اُلٹے پلٹے خدا تعالے نے دنیا کو میرے واسطے تسخیر کر دیا ہے اور مجھے اُسپر قادر کر دیا ہی اور ہر روز ہر گھروں میں دنیا کے پانچ مرتبہ میں جاتا ہوں اور جس وقت اہل گھر والے اپنے مُردہ پر روتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اسپر گریہ مت کرو کہ میں اس گھر میں کئی مرتبہ آؤنگا یہانتک کہ تم میں سے کوئی زندہ اور باقی نرہے اور بعضی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ملک الموت کے کارندے بہت ہیں جسکو وہ حکم کرتا ہے روح قبض کرنیکا وہ فرشتہ جاتا ہی اور ملک الموت خود بزرگوں کی روح قبض کرنیکو جاتا ہے اور ایک روایت میں بتفصیل اس طرح لکھا ہی کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جس وقت شب معراج مجھکو آسمان پر لے گئے تو سب فرشتے مجھکو دیکھکر ہنسے اور خوش ہوئے مگر ایک فرشتہ کہ وہ نہایت ہیبتناک تھا وہ نہ ہنسا اور ایک تختی اسکے ہاتھ میں تھی اس میں نگاہ کرتا تھا میں نے اسکو سلام کیا اُسنے مجھکو جواب دیا اور مجھکو دیکھ کر اس نے تبسم نہ کیا میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون فرشتہ ہے کہا کہ یہ ملک الموت ہی جب سے کہ خدا نے اسکو پیدا کیا ہے ہرگز اسکا منہ خنداں نہیں ہوا میں اسکے پاس گیا اور کہا کہ اے ملک الموت ایک ساعت میں تمام جہان میں تو کس طرح جاتا ہی کہا کہ یہ جہان میری آنکھوں کے سامنے مثل ایک خوان کے ہے کہ کسی کے آگے رکھا ہو کہ ہاتھ اُسکا جس جگہ وہ چاہے پہنچتا ہی میں نے پوچھا کہ یہ تختی کیسی ہے اور اسمیں کیا ہے کہا کہ اس تختی میں نام ان لوگوں کے لکھے ہیں کہ جو اس سال میں مریں گے اور میں اسمیں دیکھتا ہوں اس واسطے کہ جسکی اجل کا وقت پہنچا ہو اسکی جان کو قبض کروں اور ایک روایت میں ابن عباس سے ہے کہ ایک قدم ملک الموت کا مشرق سے مغرب کو پہنچتا ہے اور ابن عباس سے منقول ہی کہ تمام امراض اور درد موت کے قاصد ہیں اور جس وقت اجل بندہ کی آتی ہے تو ملک الموت حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ بہت خبر کے بعد خبر آئی ہی اور قاصد کے بعد قاصد آئے اور میں وہ خبر ہوں کہ بعد میرے کوئی خبر نہو گی اور میں وہ قاصد ہوں کہ بعد میرے کوئی قاصد نہو گا حکم پروردگار کا قبول کر خواہ رغبت خواہ ناخوشی سے اور جس وقت اسکی روح کو قبض کرتا ہے اور اسکے خویش واقارب فریاد و فغاں کریں تو کہتا ہے کہ کسپر فریاد کرتے ہو قسم ہے خدا کی کہ میں نے اسپر ظلم نہیں کیا ہے اور اجل سے پہلے اسکی جان نہیں قبض کی ہے بلکہ اسکے خدا نے اسکو بلایا ہے اور اس نے قبول کیا ہے پس چاہئے کہ تم اپنی جانوں پر گریہ اور فغاں کرو نہ اسپر کہ مجھکو تمہارے پاس کئی پھیرے کرنے ہیں یہانتک کہ کسی کو میں زندہ اور باقی نہ چھوڑوں اور بعد اسکے خدائے تعالے مشرکوں کے حال سے خبر دیتا ہے کہ **وَلَوْ تَرَىٰ** اور اگر دیکھے تو اے دیکھنے والے کہ **إِذِ الْمُجْرِمُونَ** جس وقت گنہگار کفر کرنیوالے **نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ** آگے ڈالنے والے ہونگے سروں اپنوں کو بروز قیامت نہایت ندامت اور شرمندگی سے **عِنْدَ رَبِّهِمْ** نزدیک پروردگار اپنے کے جس جگہ حساب سبکا ہوتا ہوگا اور جزا لو کی محذوف ہی یعنی اور اگر دیکھے تو جس وقت کہ گنہگار نیچے ڈالنے والے سروں اپنے کو ہونگے نزدیک پروردگار اپنے کے تو اس حالت کو دیکھکر نہایت عبرت پکڑے تو اور اس وقت کہیں گے وہ گنہگار کہ **رَبَّنَا** اے پروردگار ہمارے **أَبْصَرْنَا** دیکھا ہمنے جو کچھ کہ تو نے وعدہ کیا تھا **وَسَمِعْنَا** اور سُنا ہمنے تجھ سے تصدیق کو تیرے پیغمبروں کی یا ہول قیامت اور آواز صور کو سنا ہمنے **فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا** پس پھیر کر تو ہمکو دنیا میں کہ کام کریں ہم نیک اور اعمال خیر بجا لائیں **إِنَّا مُوقِنُونَ** تحقیق کہ ہم یقین کرنے والے ہیں قیامت کا اور اعمال کے جزا ملنے کا کہ ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور اب ہمکو اسمیں کچھ شک باقی نہیں رہا ہی اور جس وقت مشرکین یہ بات کہیں تو خدائے تعالے فرماوے کہ **وَلَوْ شِئْنَا** اور اگر چاہتے ہم **لَآتَيْنَا** البتہ دیتے ہم دنیا میں **كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا** ہر نفس کو رہنمائی اسکی یعنی اگر ہم چاہتے تو انکو جبر کرکے ایمان اور عمل نیک پر لاتے اور انکو ایسی چیز دیتے کہ جس کے وسیلہ سے

سبب ایمان کو اختیار کرتے لیکن یہ امر مخالف تکلیف کے ہے اور تکلیف یہ ہے کہ آدمی اپنے اختیار سے ایمان لائے تاکہ مستحق ثواب کا ہو اسی سبب سے
ایمان لانے میں ہمنے انکو مجبور نہیں کیا بلکہ ایمان اور کفر کو ان پر ظاہر کر دیا اور راہ حق اور باطل دونو بیان کر دئے اور ایمان اور کفر انکی اختیار میں
کر دیا جسکو چاہیں اختیار کریں لیکن انھوں نے اپنے ارادہ سے کفر کو اختیار کیا اور ہدایت کو ترک کیا اور اسکے سبب سے مستحق عذاب کے ہوئے چنانچہ فرماتا ہے
وَلٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ اور لیکن ثابت ہوئی ہے یہ بات مجھ سے کہ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ البتہ پر کروں گا میں دوزخ کو مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
جنوں اور آدمیوں کفر کرنیوالوں سے اَجْمَعِيْنَ سب سے اور کہا جائے گا بروز قیامت کہ تم جو ایمان نہ لائے اے کافرو باوجود دیکھنے معجزوں
اور دلیلوں ایمان کے تو فَذُوْقُوْا پس چکھو تم عذاب دوزخ کا بِمَا نَسِيْتُمْ بسبب اس کے کہ فراموش کیا تم نے یعنی ترک کیا تمنے مثل
فراموش کرنے والوں کے نہ راست جانا تمنے لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا پہنچنے اس دن اپنے کو بسبب ترک کرنے ایمان کے اختیار اپنے سے اِنَّا
نَسِيْنٰكُمْ تحقیق ہم بھول گئے تمکو ثواب سے یعنی ترک کیا ہم نے تمکو عذاب والٰہی میں کہ پھر ہرگز ہم تمکو یاد نہ کریں کہ ہمنے تمسے معاملہ بھولجانے
والوں کا سا کیا ہے جیسے کوئی کسی کو بھول جاتا ہے اور پھر یاد نہ کرے ایسے ہی ہم تمہاری کبھی خبر نہ لیں گے اور تمکو دوزخ میں پڑا رہنے دیں گے وَ
ذُوْقُوْا اور چکھو تم اے کافرو عَذَابَ الْخُلْدِ عذاب ہمیشہ کو بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بسبب اس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے کہ کفر اور گناہ
کرتے تھے منقول ہے کہ بروز قیامت بندوں کو مقام حساب میں رکھیں اور بعد حساب کرنے کے اہل دوزخ کو دوزخ میں روانہ کریں تو فرشتے
اٹھیں اور انکی شفاعت کریں حق تعالٰے بعضے آدمیوں کو دوزخ کی راہ سے پھیرے اور باز رکھے اور بعضے پیغمبروں کی سفارش سے خلاصی پائیں
اور بعضے شہدا اور مومنین صالحین کی شفاعت سے رہائی پائیں اور بعد اسکے رحمت الٰہی صورت خوب میں نکھر آئے اور کہے کہ اے خدا مجھکو
بھی شفاعت کرنی پہنچ سکتی ہے حق تعالے فرماتا ہے کہ شفاعت کر ہر مومن اور مومنہ کے حق میں کہ مجھکو وہ یاد کرتے تھے اور یا مجھ سے ڈرتے تھے پس
دوزخ میں نہ رہے مگر وہ شخص کہ خدا پروا نہ کرے اسکے حال سے بسبب کفر اور بسبب شرک کے اور اس وقت فرمائے کہ دروازے دوزخ کے بند
کر دو پس کوئی آرام اور راحت انکو نہ پہنچے اور غم و رنج وہاں سے باہر نہ نکلنے پائے اور فرشتے ان کو کہیں گے کہ فذوقوا بما نسیتم تا آخر اور بعد ذکر کفار
کے اب مومنین کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا يُؤْمِنُ سوائے اسکے نہیں کہ ایمان لاتے ہیں وہ بِاٰيٰتِنَا ساتھ نشانیوں ہماری کے
الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا وہ لوگ کہ جب نصیحت کیجائیں وہ بِهَا ساتھ ان آیتوں کے تو خَرُّوْا گر پڑتے ہیں وہ سُجَّدًا جس وقت کہ سجدہ
کرنے والے ہیں خوف خدا سے یعنی سجدے میں گر پڑتے ہیں وَّسَبَّحُوْا اور تسبیح کرتے ہیں اور پاکی سے یاد کرتے ہیں پروردگار اپنے کو اور ایسی
تسبیح کرتے ہیں کہ وہ نزدیک کی گئی ہے بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ساتھ تعریف پروردگار ان کے کے کہ جو صفات کہ خدا کے لائق ہیں ان صفات سے اس کی
تعریف کرتے ہیں اور جو صفات کہ اسکی لائق نہیں اُن سے اسکو پاک کرتے ہیں اور بامید رضامندی خدا اور ثواب اسکے کے عبادت کرتے ہیں
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر اور سرکشی نہیں کرتے ہیں ایمان سے اور طاعت سے اور اپنے دل کی رغبت سے خدا کی عبادت میں
مشغول ہوتے ہیں یہ سجدہ اس آیت میں واجب ہے جس وقت کہ کوئی اس آیت کو پڑھے واجب ہے کہ بعد اس آیت کے سجدہ کرے اور سننے
والے پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور سجدًا حال واقع ہوا ہے تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ دور ہوتے ہیں پہلو انکے عَنِ الْمَضَاجِعِ خوابگاہوں سے
انکے ذکر خدا میں مشغول ہوتے ہیں اور نماز تہجد پڑھتے ہیں اور يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو خَوْفًا واسطے خوف
کے غضب خدا سے وَّطَمَعًا اور واسطے طمع اور امید رحمت خدا کے اور خوفًا اور طمعًا دونوں مفعول لہ واقع ہوئے ہیں وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ اور اس چیز میں سے کہ روزی دی ہمنے انکو خرچ کرتے ہیں کار خیر میں اور راہ خدا میں کہ شب کو تو وہ ہماری درگاہ میں عاجزی اور
گدائی کرتے ہیں اور دن کو ہماری راہ میں عاجزوں اور گداؤں کی خبر لیتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت امیر المومنین
علیہ السلام کے اور انکے تابعداروں اور شیعوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ اول شب کو تو وہ سوتے ہیں اور جبکہ دو تہائی رات یا زیادہ بلکہ اس سے گزرتی

رہتی تو گھبرا کر اپنے خدا کے خوف سے اور اسکی عبادت کی رغبت سے اور جو کچھ کہ خدا کے پاس ہے اسکی طمع میں اپنے بستر سے اُٹھتے ہیں پس ذکر کیا خدا نے ان کا اپنی کتاب میں اور خبر دی تمکو اس چیز کی کہ عطا کیا ہے انکو کہ ساکن کیا ہے انکو اپنے ہمسایہ میں اور داخل کیا انکو بہشت میں اور امن دیا ہے انکو خوف ان کے سے اور لیگیا ہے دہشت انکی کو اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ خبردار ہو کہ خبر دوں میں تمکو ابواب خیر کی کسی نے کہا کہ ہاں یا رسول خدا فرمایا کہ روزہ کھنا سپر ہے آتش جہنم سے اور صدقہ دور کرتا ہے خطا کو اور اٹھنا مرد کا رات کو طلب کرتا ہے ذات خدا کو یعنی اسکی رضامندی کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس آیت میں ان لوگوں سے ہے کہ شب کو سوتے نہیں ہیں یہانتک کہ نماز عشا کو ادا کریں اور وصیت نامہ حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے علی بن بابویہ قمی کو لکھا تھا اسمیں مذکور ہے کہ تجھکو چاہیے کہ نماز شب کو پڑھنا رہ پس تحقیق کہ وصیت کی تھی رسولخدا نے جناب امیر کو کہ لازم ہے تجھکو پڑھنا نماز شب کا اور جو کوئی سبک جانے نماز شب کو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اویس قرنی سے منقول ہے کہ شب کو کہتے تھے وہ کہ ہذہ لیلۃ الرکوع یہ رات رکوع کی ہے اور ایک رکوع میں ساری رات کو بسر کرتے تھے اور دوسری شب کو کہتے تھے کہ ہذہ لیلۃ السجود اور تمام رات ایک سجدہ میں آخر کرتے تھے کسی نے کہا کہ اے اویس تمام شب ایک حالت میں گزارتا ہے فرمایا کہ کہاں ہے شب ورادکاش کہ ازل سے ابد تک ایک شب ہوتی تاکہ ایک سجدہ میں آخر کرتا میں اور اسمیں نالہ بسیار اور گریہ بیشیار کرتا میں اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ بروز قیامت اولین اور آخرین کو جمع کریں اور ایک آواز کرنیوالا آواز کرے اس طرح سے کہ سب سنیں اور آواز کرے کہ اے اہل محشر جلدی جانو گے کہ آج کے دن کون اولی ہے کرم اور احسان کے واسطے اور پھر آواز کرے کہ چاہیے کہ سب اٹھیں وہ جماعت کہ جنھوں نے پہلو اپنے شب کو خوابگاہ سے دور کیے ہیں واسطے عبادت خدا کے پس ایک جماعت اٹھی اور وہ تھوڑے آدمی ہونگے اور پھر آواز کرے کہ چاہیے کہ اُٹھیں وہ لوگ کہ انکو منع نہیں کیا ہے انکی تجارت اور سودے نے ذکر خدا سے پس ایک جماعت اٹھی اور وہ بھی نہایت تھوڑے ہوں پھر آواز کرے کہ اُٹھے وہ جماعت کہ جو تعریف خدا کی کرتے تھے اور ظاہر اور پوشیدہ ایک جماعت اُٹھے کہ وہ بھی تھوڑی ہو گی پس سبکو خدا ایتعالے بےحساب بہشت میں لیجائے اور بعد اسکے حساب خلقت کا شروع ہوا اور فرماتا ہے خدا انھیں لوگو نکے حق میں کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ پس نہیں جانتا ہے کوئی نفس نہ فرشتہ مقرب اور پیغمبر مرسل کہ مَّآ اُخْفِيَ لَهُم جو کچھ پوشیدہ رکھا گیا ہے واسطے ان شب کے اُٹھنے والوں اور راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کے مِّن قُرَّةِ اَعْيُنٍ روشنی چشم سے کہ جسکے دیکھنے سے آنکھیں روشن اور خنک ہوویں اور اخفی کو حمزہ اور یعقوب نے بسکون یا پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح یا اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ حق تعالے نے تیار کیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ اپنا پہلو بستر سے اُٹھاتے ہیں واسطے رضائے خدا کے اس چیز کو کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے اسکو اور کسی کان نے نہیں سنا ہے اسکو اور دل میں کسی آدمی کے نہیں گذرا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ یہ ہمنے انکے واسطے تیار کیا ہے جَزَآءً واسطے بدلا دینے کے بِمَا كَانُوا ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ خلوص نیت سے يَعْمَلُونَ عمل کرتے حضرت صادق علیہ السلام سے ایک حدیث کے فقرات میں منقول ہے کہ نہیں ہے کوئی عمل نیک کہ بندہ کرتا ہے مگر کہ واسطے اسکے ثواب ہے قرآن میں لکھا ہوا اور نماز شب کہ خدا نے اسکے ثواب کو بیان نہیں کیا ہے واسطے بزرگ ہونے اسکی شان کے نزدیک اسکے پس فرمایا کہ تتجافی جنوبہم سے یعملون تک اور بعد چند فقرے کے اس حدیث میں مذکور ہے کہ راوی نے کہا کہ قربان ہوں میں تیرے اے فرزند رسولخدا صلعم میں چاہتا ہوں کہ ایک امر کو تجسے پوچھوں مگر مجھکو شرم آتی ہے فرمایا کہ پوچھ تو میں نے پوچھا کہ کیا بہشت میں راگ بھی ہے فرمایا کہ بہشت میں ایک درخت ہے کہ اللہ تعالے ہواؤں کو حکم کرے گا وہ اس درخت پر چلیں گی اس درخت میں سے ایسی آواز نکلے گی کہ خلقت نے کبھی ایسی خوش آواز نہیں سنی اور فرمایا کہ یہ عوض ہے واسطے اس شخص کے ہے کہ جس نے ترک کیا ہے دنیا میں سننا راگ کا خدا کے خوف سے پھر راوی نے کہا قربان ہوں میں تیرے کچھ اور زیادہ بیان فرمائیے فرمایا کہ خدا نے اپنے دست قدرت سے بہشت کو بنایا ہے اور نہیں دیکھا ہے اسکو کسی آنکھ نے اور نہیں مطلع ہوا ہے اسپر کوئی مخلوقات میں سے کھولتا ہے خدا اسکو ہر صبح کو اور فرماتا ہے بہشت کو کہ زیادہ کر تو اپنی خوشبو کو اور یہی مراد ہے قول حقتعالے سے کہ فلا تعلم نفس ما اخفے لہم من قرۃ اعین اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ تیار کیا ہے میں نے واسطے

نیک بندوں کے اس چیز کو کہ نہیں دیکھا ہے اسکو کسی آنکھ نے اور نہ سنا ہے اسکو کسی کان نے اور نہ دل میں کسی کے گذرا ہو نہیں مطلع کیا ہو میں نے تمکو اوپر اس کے اگر چاہو تم پڑھو کہ قرآن میں موجود ہو فلا تعلم نفس (الآیہ) اور شیعہ سنی دونوں کی کتابوں میں مذکور ہو کہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کہ برادر مادری عثمان کا تھا امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے مقام فخر میں کہنے لگا کہ اے علی تو لڑکا ہو اور میری جوانی کی قوت تجھ سے زیادہ ہو اور زبان آوری میری تجھ سے بہتر ہے اور سنان میری تیری سنان سے بہت تیز ہے اور لشکر میں زیادہ ثابت قدم میں ہوں تجھ سے امیر المومنین علیہ السلام نے اُسکے جواب میں فرمایا خاموش ہو او بدکار فاسق تجھکو کہاں طاقت ہو کہ میرے مقابلہ میں فخر اپنا بیان کرے اور مجھ سے تو گفتگو کرے اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی کہ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا کیا پس جو شخص کہ ہے مومن ایمان لانے والا خدا اور پیغمبر پر یعنی علی ابن ابیطالب كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط مانند اس شخص کے ہے کہ ہو وہ فاسق بدکار باہر ہو نیوالا حکم خدا سے یعنی ولید بن عقبہ لَا يَسْتَوٗنَ ٥ نہیں برابر میں شرف اور رتبہ میں اور اس ولید کے حال میں لکھا ہو کہ عثمان نے اپنی خلافت میں ولید کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا شب کو اس نے شراب نوش کی صبح کو مسجد میں آیا اور امام بنکر لوگوں کو نماز جماعت پڑھائی اور نماز صبح کی چار رکعت حالت مستی میں پڑھائی اور نماز میں لوگونکی طرف منہ کر کے کہا کہ چار رکعت پر بھی اگر کہو تو زیادہ کر دوں کہ اس وقت میں خوشی میں ہوں لوگوں نے جانا کہ یہ مست ہو اور حالت نشہ میں کہتا ہے اور عثمان کو اُنھوں نے ایک خط اسکے حال کا لکھا عثمان نے آدمی بھیجکر اسکو بلایا اور بعضے آدمی کوفہ کے بھی اسکے ہمراہ آئے اور اُنھوں نے گواہی دی کہ اُسنے شراب نوش کی تھی اور حالت مستی میں دو رکعت کی چار رکعت پڑھی اور کہا کہ میں چار سے بھی زیادہ کر دوں عثمان نے امیر المومنین سے مشورہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اسکو اسّی کوڑے مارنے چاہئیں اور یہی سبب تھا کہ ولید نے زمانہ خلافت امیر المومنین میں بیعت نہ کی تھی غرض یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ مومن اور فاسق برابر نہیں ہیں اس واسطے کہ مقام مومن کا بہشت بریں ہے اور جگہ فاسق کی دوزخ ہے چنانچہ اسکی تفصیل میں فرماتا ہے کہ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں اُنھوں نے نیک فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ط پس واسطے اُن کے ہیں بہشتیں رہنے کی کہ حقیقت میں جگہ رہنے کی مومن کے واسطے وہی ہے اس واسطے کہ دنیا تو وہ مقام ہے کہ مجبورا و ناچار وہاں سے کوچ کرنا ہوگا بخلاف آخرت کے کہ ہمیشہ رہنے کی جگہ وہی ہے اور کہتے ہیں کہ جنت الماوٰی وہ بہشت ہے کہ جو عرش کے جانب راست ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ نام اسکا ماوٰی اس واسطے ہے کہ ارواح شہدا اور صالحین کی اسمیں جگہ پکڑیں گی اور حق تعالے بروز قیامت مومن خالص عقیدہ کو وہ بہشت عطا کرے گا اور وہ بہشت نُزُلًا ضیافت میں ملے گا اور نزلاً حال واقع ہوا ہی یعنی وہ بہشت کہ جسکا نام جنت الماوے ہے وہ پیشکش ہوگا اور ضیافت میں ملیگا مومنین خالص اعتقاد اور نیک اعمال کو بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ بسبب اس چیز کے کہ تھے وہ عمل کرتے کہ جس کے سبب سے مستحق اس بخشش کے ہوئے وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا اور لیکن جو لوگ کہ باہر ہوئے طریق حق سے فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ط پس جگہ رہنے انکی آتش دوزخ ہے كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا جس وقت ارادہ کریں وہ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ یہ کہ نکلیں وہ آتش دوزخ سے عذاب کی شدت کی جہت سے تو اُعِيْدُوْا فِيْهَا الٹے پھیر دئے جائیں گے وہ بیچ اسکے اور ہمیشہ اسمیں رہینگے اور منقول ہے کہ جس وقت آگ جوش کر کے انکو اوپر کو پھینکے گی تو وہ دوزخ کے دروازہ کے نزدیک پہنچ جائیں گے اور ارادہ باہر آنے کا کریں تو فرشتے دوزخ کے انکو آگ کی گرزیں مار کر دوزخ کے تحت میں انکو پہنچا دیں گے وَقِيْلَ لَهُمْ اور کہا جائے گا واسطے اُن کے یعنی ملائکہ از روے اہانت انکو کہیں گے کہ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ چکھو تم عذاب آگ کا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ٥ وہ عذاب کہ تھے تم ساتھ اسکے تکذیب کرتے اور کہتے تھے عذاب نہوگا اور ہمیشہ اسکو جھٹلاتے تھے وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ اور البتہ چکھائیں گے ہم ان مکہ والونکو مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى عذاب نزدیک میں سے کہ وہ دنیا میں قتل ہونا اور اسیر ہونا یا رجعت میں عذاب چکھنا ہو یا عذاب قبر ہے دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ سوائے عذاب بڑے کے کہ وہ عذاب آخرت ہو لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ٥ تا کہ وہ رجوع کریں اور پھریں کفر سے طرف طریق حق کے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہو کہ

مراد عذاب ادنیٰ سے خروج امام مہدی آل محمدؐ ہے کہ کفار پر خروج کرے اور سب کو تباہ اور قتل کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب قبر ہے اور قمی نے لکھا ہے کہ وہ عذاب رجعت ہے شاید کہ وہ رجوع کریں دنیا میں واسطے کھینچے عذاب کے اور یرجعون
کا لفظ اسپر دلالت کرتا ہے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ وہ مصائب ہیں دنیا میں اور یا قتل ہونا ہے بروز جنگ بدر اور یا مبتلا ہونا گرسنگی میں ہے کہ
سات برس وہ قحط میں مبتلا رہے یہانتک کہ مردار اور کتا انھوں نے کھایا اور یا عذاب قبر ہے وَمَنْ اَظْلَمُ اور کون ستمگار زیادہ ہے مِمَّنْ ذُكِّرَ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ اس شخص سے کہ نصیحت دیا جاوے ساتھ نشانیوں قدرت پروردگار اپنے کے ساتھ آیتوں قرآن کے ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا
پھر منہ پھیر لیوے اُنسے اور تامل ان میں نہ کرے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ تحقیق کہ ہم گنہگاروں سے مُنْتَقِمُوْنَ بدلا لینے والے ہیں کہ انکو عذاب
کریں گے اور جو شخص کہ زیادہ ظالم ہے اسکا تو کچھ ذکر نہیں ہے کہ وہ سخت عذاب میں گرفتار ہوگا اور جس وقت کہ کفار قریش نے باوجود دیکھنے
معجزوں روشن کے پیغمبر حق کو جھٹلایا تو حضرت کو بہت رنج ہوا خدائے تعالیٰ نے واسطے تسلی سید عالم کے قصہ حضرت موسیٰ کا بیان کیا چنانچہ فرماتا ہے
کہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہمنے موسیٰ کو کتاب کہ وہ توریت ہے جیسی کہ ہمنے تجھکو قرآن دیا ہے فَلَا تَكُنْ فِيْ
مِرْيَةٍ پس نہ ہو تو بیچ شک کے مِّنْ لِّقَآئِهٖ ملاقات اس قرآن کی سے اور یا ملاقات کرنی موسیٰ کی سے توریت کو نزدیک خدا کے سے اور اکثر مفسرین
کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ پس نہ ہو تو بیچ شک کے ملاقات کرنی اس موسیٰ کے سے کہ بیشک تو اس دنیا میں ملاقات کرے گا اور یہی ہوا کہ شب
معراج رسول خدا صلعم نے حضرت موسیٰ سے ملاقات کی چنانچہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جس وقت مجھکو آسمان پر لیگئے تو میں نے موسیٰ کو دیکھا کہ وہ
جعد مو اور دراز قد تھا وَجَعَلْنٰهُ اور کیا ہمنے اس موسیٰ کو یا کتاب کو اسکی هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ راہ راست دکھلانے کی واسطے
بنی اسرائیل کے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اور کئے ہمنے ان میں سے اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ امام اور پیشوا کہ ہدایت کرتے تھے وہ لوگوں کو توریت کے
احکام سے بِاَمْرِنَا ساتھ حکم ہمارے کے لَمَّا صَبَرُوْا جس وقت صبر کیا انھوں نے اور حمزہ اور کسائی نے لما کو لام کے کسرہ سے اور میم کی تخفیف
سے پڑھا ہے یعنی واسطے اسکے صبر کیا ہے انھوں نے ایمان پر یا قوم کی سختیوں پر یا خدا کی طاعت کے اختیار کرنے پر یا گناہ ہونیکے پرہیز کرنے پر
وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا اور تھے وہ ساتھ نشانیوں قدرت ہمارے کے يُوْقِنُوْنَ یقین کرتے اور یہ اشارہ ہے اس امر پر کہ اے محمد صلعم تیری امت میں
بھی ہم امام کریں گے یعنی جیسے کہ ہمنے موسیٰ کو کتاب دی ہے ایسے ہی تجھکو دی ہے ہدایت کرنیوالی واسطے خلقت کے اور جیسے کہ انکی امت میں
امام تھے کہ ہدایت کرتے تھے ایسے تیری امت میں امام مقرر کریں گے وہ ہدایت کریں لوگوں کو طرف حق کے اور موسیٰ کی امت میں بارہ امام
تھے امت خاتم النبیین میں بھی بارہ ہوئے اور مثل آئمہ بنی اسرائیل انھوں نے صبر کیا امت کی ایذاؤں پر اور طاعت خدا پر اور لوگوں کو
ہدایت کی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امام کتاب خدا میں دو طرح کے ہیں ایک تو ان دونوں میں سے وہ ہیں کہ خدا نے
فرمایا ہے وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا یعنی ہدایت کریں گے وہ ساتھ حکم ہمارے اور نہ ساتھ حکم آدمیوں کے اور مقدم رکھیں گے حکم کو خدا کے لوگوں کے
حکم پر اِنَّ رَبَّكَ تحقیق کہ پروردگار تیرا هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ وہ حکم اور فیصلہ کرے گا درمیان اُن آدمیوں کے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
دن قیامت کے فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ بیچ اس چیز کے کہ تھے وہ بیچ اسکے يَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے امر دین میں کہ اہل حق کو اہل باطل
سے جدا کرے اور ہر ایک کو موافق اسکے افعال کے جزا دے اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا نہیں ہدایت کی ہے واسطے ان اہل مکہ کے اس امر نے کہ كَمْ
اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ کتنے ہلاک کئے ہم نے پہلے اُن سے مِّنَ الْقُرُوْنِ قرنوں میں سے مثل قوم ثمود اور عاد کے
کہ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ چلتے ہیں وہ مکہ والے بیچ مکانوں انکے کے جس وقت کہ سفر او حضر کا کرتے ہیں اور ان کے مکانوں
کے آثار اور علامات کو دیکھتے ہیں اور فاعل لم یہد کا کم اہلکنا میں سے یعنی لم یہد لھم اہلاکھم اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس ہلاک کرنے
پہلے قرنوں کے لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں نصیحت اور عبرت کی ہیں واسطے دیکھنے والوں کے اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ کیا پس نہیں سنتے ہیں

ع ۱۱ / ۱۵

وہ ان باتوں کو دل سے اور فہم کے کانوں سے تاکہ نصیحت پکڑیں اَوَلَمْ یَرَوْا کیا نہیں دیکھا ان کفار مکہ نے کہ اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ تحقیق ہم
چلاتے ہیں پانی کو یعنی بھیجتے ہیں باران رحمت کو اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ طرف زمین بے گیاہ کے فَنُخْرِجُ بِهٖ پس نکالتے ہیں ہم ساتھ اس کے
یعنی ساتھ آب باران کے زَرْعًا زراعت کو اور بعضے کہتے ہیں کہ جرز نام ایک جگہ کا ہے ولایت یمن میں کہ پانی ندیوں کا وہاں نہیں پہنچ سکتا ہے
خدا تعالےٰ آب باران اس زمین خشک میں پہنچاتا ہے اور اس سے زراعت اور درخت اور گھاس پیدا ہوتے ہیں کہ تَاْكُلُ مِنْهُ کھاتے ہیں اس
زراعت سے اَنْعَامُهُمْ چوپائے اُن کے یعنی بھوسا زراعت کا اور پتے درختوں کے اور گھاس کو چوپائے کھاتے ہیں وَاَنْفُسُهُمْ اور نفس اُن کے
کھاتے ہیں غلہ اس زراعت کا اور میوہ درختوں کا اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ کیا پس نہیں دیکھتے ہیں وہ اسکو کہ رہنمائی پائیں اُس سے اور راہ لیجائیں
طرف کمال قدرت خدا کے اور جانیں کہ جو کوئی کہ قادر ہے زراعت کے اُگانے پر زمین خشک میں سے تو قادر ہے زندہ کرنے پر مردوں کے بھی بعد مرنے
کے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ کفار مکہ کہ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ قریب ہے یہ فتح کہ مومنین کہتے ہیں کہ ہم کو مکہ کے مشرکین پر فتح ہو گی یہ وعدہ
اُن کا کب ہی جلد ہمکو وہ فتح دکھلاؤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم راست گو اپنے وعدے میں کہتے ہیں کہ مراد اس سے فتح مکہ ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد اس سے عذاب ہی روز بدر کا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے عذاب روز قیامت کا ہی قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان کے جواب میں کہ
یَوْمَ الْفَتْحِ دن فتح کا خواہ فتح مکہ ہو خواہ جنگ بدر کا لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا نہ نفع بخشے گا ان کو کہ کافر ہوئے اِیْمَانُهُمْ
ایمان انکا اس واسطے کہ جس وقت وہ مقتول ہوئے تو پھر ان کو ایمان لانے سے کیا فائدہ ہوگا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ مہلت
دے جاویں گے کہ عذاب قتل کا توقف میں پڑے اور یا یہ کہ ایمان لانا روز قیامت انکو فائدہ بخشے یہ بھی ہوگا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ پس منہ
پھیرے تو اُن سے اے محمد از روئے اہانت کے اور انکو مدت معلوم تک چھوڑ دے وَانْتَظِرْ اور منتظر رہ تو نصرت خدائے تعالےٰ کا اِنَّهُمْ
مُّنْتَظِرُوْنَ تحقیق کہ وہ انتظار کرنے والے ہیں اپنے غلبہ کا لیکن غلبہ اور نصرت تیرے واسطے ہے سورۃ الاحزاب یہ سورہ
مدنی ہے اور ہیں تہتر آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ احزاب کو بہت پڑھے قیامت کے روز ہمسایہ میں محمد
کے اور آل اسکی کے اور ازواج اسکی کے ہوگا منقول ہے کہ ابی سفیان اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابی اعور سلمی بعد معرکہ احد کے رسولخدا سے امان طلب
کر کے مکہ سے مدینہ میں آئے اور عبداللہ بن سلول کہ سردار کفار کا تھا اسکے پاس جا کر ٹھہرے دوسرے روز عبداللہ بن سعد بن ابی سرح و طعیمہ بن
ابیرق کہ منافقین میں سے تھے انکو ہمراہ اپنے لیکر رسولخدا کے پاس آئے اور کہا کہ ہمکو لات اور منات کے ساتھ چھوڑ دے اور یہ کہہ کہ یہ بت
قیامت کے دن شفاعت کریں گے اور انکی عبادت فائدہ بخشتی ہے اور ہم بھی تجھکو چھوڑ دیں کہ تو اپنے خدا کی پرستش کرے یہ بات سنکر حضرت کو بہت
رنج ہوا اور رنگ چہرۂ مبارک کا سرخ ہو گیا بسبب غصہ کے ابن ابی اور ابن قشیری اور ابن قیس نے کہا کہ یا رسول اللہ اشراف عرب کے سخن کو رد مت کر
بعضے صحابہ نے کہا کہ یا رسول خدا ہمکو اجازت ہو کہ انکو قتل کریں فرمایا کہ میں نے ان کو جان و مال کی امان دی ہے اور عہد کو توڑتا نہیں ہوں
لیکن انکو مدینہ سے باہر نکال دو اور انکو فرمایا کہ نکلجاؤ تم اس شہر سے کہ تم خدا کی لعنت اور غضب میں ہو پس یہ آیت نازل ہوئی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اے پیغمبر خبر دینے والے یا بلند مرتبے اتَّقِ اللّٰهَ ڈر تو خدا سے عہد توڑنے میں وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ اور فرمانبرداری کر تو
کفار مکہ کی مثل ابوسفیان اور عکرمہ وغیرہ کے وَالْمُنٰفِقِیْنَ اور نہ منافقوں مدینہ کے رہنے والوں کے مثل ابن ابی اور ابن قیس وغیرہ کے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلِیْمًا جاننے والا مصلحتوں کا حَكِیْمًا حکم کرنے والا موافق حکمت پس جو کچھ فرمائے اور منع کرے عین مصلحت ہے
وَّاتَّبِعْ اور پیروی کر تو مَا یُوْحٰٓى اس چیز کی کہ وحی کی جاتی ہے اِلَیْكَ طرف تیرے مِنْ رَّبِّكَ جانب پروردگار تیرے اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم نیکی اور بدی خَبِیْرًا خبردار کہ جس میں تیری صلاح ہے اس کا
حکم کرتا ہے اور کفار کے ان کلموں کے سننے سے تجھکو منع کرتا ہے جو کہ موجب فساد کے ہیں وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور توکل کر تو اوپر

السجدۃ

سورۃ الاحزاب ع ۱۶

خداکے کہ سب امور اپنے اسکے سپرد کردے کہ جو کچھ تیرے حق میں کرے گا وہ موافق مصلحت کے ہوگا اور کسی غیر کا اندیشہ مت کر وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا ۝ اور کافی ہے خدا کارساز تیرا اور نگہبان جمیع امور کا اور ناصر و مددگار تیرا کہ اعدا کو تیرے دفع کرے اور کہتے ہیں کہ ابی معمر جمیل بن اسد
ایک مرد دانا اور سمجھدار تھا اور کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں اور ہر ایک دل کو محمد سے زیادہ سمجھتا ہوں اور عرب اسکو ذو قلبین یعنی صاحب دو دل کا
کہتے تھے جس وقت بدر کی لڑائی سے بھاگ کر مکہ کو جاتا تھا تو ایک جوتی تو اسکے پاؤں میں تھی اور دوسری جوتی اسکے ہاتھ میں ابو سفیان اسکو
پاس پہنچا اور قوم کا حال اس سے پوچھا کہا کہ کچھ تو قتل ہو گئے اور کچھ بھاگ گئے ابو سفیان نے کہا کہ تیری جوتیوں کا کیا حال ہے کہ ایک
جوتی پاؤں میں ہے اور ایک ہاتھ میں ہے اس نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ البتہ سچ کہتا ہے اور جب اپنے حال پر مطلع ہوا تو کہا کہ میں تو ایسا جانتا تھا
کہ دونو جوتیاں میرے دونو پاؤں میں ہیں تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اسکے دو دل نہیں ہیں اور دو دلوں کے دعوے میں جھوٹا ہے اور خدا
تعالی نے بھی اسکو اس دعوے میں دروغگو فرمایا اور یہ آیت نازل کی کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ نہیں پیدا کئے ہیں خدا نے لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ
واسطے ایک مرد کے دو دل فِيْ جَوْفِهٖ بیچ پیٹ اسکے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ منافقین حضرت کو کہتے تھے کہ محمد کے دو دل ہیں ایک دل تو اسکا
ہماری طرف ہے اور دوسرا اسکے صحابہ کی طرف ہے حق تعالی نے فرمایا کہ دروغ کہتے ہیں ہم نے کسی کے دو دل نہیں پیدا کئے ہیں اور بعضے کہتے
تھے کہ محمد کے دو دل ہیں اس لئے کہ اسکے پاس علم کثیر ہے اور بہت امور اسکو حفظ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے
ایک مرد کے واسطے دو دل نہیں پیدا کئے ہیں کہ ایک دل سے تو ایک قوم کو دوست رکھے اور دوسرے دل سے انکے دشمنوں کو دوست رکھے اور حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ فرمایا علی بن ابیطالب نے کہ نہیں جمع ہوتی دوستی ہماری اور دوستی ہمارے دشمنوں کی ایک آدمی کے
دل میں اس واسطے کہ خدا نے نہیں پیدا کئے ہیں واسطے ایک مرد کے دو دل اسکے پیٹ میں کہ ایک دل سے ہمکو دوست رکھے اور دوسرے دل سے ہمارے دشمنوں کو
دوست رکھے لیکن دوست ہمارا اپنی خالص کرتا ہے واسطے ہمارے دوستی کو جیسے خالص ہوتا ہے سونا آگ سے کچھ کدورت اسمیں نہیں ہوتی پس جو کوئی چاہے
کہ جانے دوستی ہماری کو تو پس چاہیے کہ امتحان کرے اپنے دل کا پس اگر شریک ہووے ہماری دوستی میں دوستی دشمن ہمارے کی تو پس نہیں
ہے ہمسے اور نہ ہم اس سے ہیں اور خدا دشمن انکا ہے اور جبرئیل اور میکائیل اور خدا دشمن ہے کافروں کا اور حضرت صادق نے فرمایا کہ تمام میں جس کا دل
سوائے خدا کے کسی دوسری چیز کی طرف متعلق ہو تو وہ شخص قریب ہے اس چیز سے اور بعید ہے حقیقت اس چیز کی سے کہ جس کا ارادہ کیا ہے اپنی
نماز میں اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور جیسے کہ ایک مرد کے واسطے دو دل نہیں ہوسکتے ایسے ہی ایک عورت ایک مرد کی ماں اور زوجہ نہیں ہوسکتی
چنانچہ عرب کے کفار گمان کرتے تھے کہ اگر کوئی اپنی زوجہ کو کہے کہ میرے اوپر تو مثل پشت ماں میری کے ہے تو وہ زوجہ مثل ماں کے ہو جاتی ہے
خدا تعالی نے ان کے گمان کو رد کرتا ہے کہ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِ اور نہیں کیا ہے خدا نے زوجہ دل تمہاری کو جنکو کہ
تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ پشت ماں کی کہتے ہو تم ان میں سے اُمَّهٰتِكُمْ مائیں تمہاری اس واسطے کہ [illegible] زوجہ کا جاری [illegible]
محذوم ہوتی ہے یہ دونوں امر [illegible] کیونکر جمع ہوسکتی ہیں اور تفصیل اسکی سورۂ مجادلہ میں آویگی انشاء اللہ تعالی اور اللائی کو نافع اور یعقوب نے اللاء پڑھا
ہے بدون یا کے اور تظاہرون کو عاصم نے بضم تا اور تخفیف ظا سے پڑھا ہے اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے بفتح تا اور تخفیف ظا پڑھا ہے اور ابن عامر
نے بفتح تا اور تشدید ظا پڑھا ہے اور باقیوں نے تظہرون بدون الف کے اور ظا اور ہا کی تشدید سے پڑھا ہے اور جیسے ایک شخص کے واسطے دو دل نہیں
ہوسکتے ایسے ہی یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص کسی کا بیٹا اور دوسرے شخص کا بھی بیٹا ہو جاوے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا جَعَلَ اور نہیں کیا ہے خدا نے
اَدْعِيَآءَكُمْ لے پالکوں تمہارے کو اَبْنَآءَكُمْ بیٹے حقیقی تمہارے جو کہ اپنے نطفے سے ہوتا ہے وہ فرزند حقیقی اور اصلی ہوتا ہے اور جو کوئی اپنے نطفے سے
نہیں ہوتا ہے اور اسکو بابت کہتے ہیں کہ یہ فرزند میرا ہے تو وہ فرزند عارضی ہوتا ہے ایک شخص میں دونوں امر کیونکر جمع ہوسکتے ہیں ایسا [illegible] اصل اس قصہ کی
صادق سے اس طرح منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو انکے مال کی تجارت کے معاملات کیا کرتے تھے [illegible]

میں تشریف لے گئے وہاں زید بن حارثہ کو دیکھا کہ فروخت ہو رہا ہے اور حضرت نے اسکو دیکھا کہ عقیل اور فہیم ہے اسکو خرید کر لیا جبکہ حضرت پیغمبر ہوئے
تو وہ بھی مسلمان ہو گیا اور وہ غلام حضرت کا مشہور تھا جس وقت اسکے باپ حارثہ کو خبر ہوئی تو وہ مکہ میں آیا اور وہ ایک مرد جلیل القدر تھا پہلے حضرت
ابو طالب کے پاس گیا اور کہا کہ میرا بیٹا قید ہو کر چلا گیا تھا اور میں نے سنا ہے کہ تیرے بھتیجے محمد کے پاس وہ ہے تو اپنے بھتیجے سے کہہ یا تو اسکو فروخت کرے
اور یا اسکا فدیہ لیوے اور یا اسکو آزاد کرے ابو طالب نے رسولخدا سے ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ میں نے اسکو آزاد کیا جہاں چاہے وہ چلا جائے حارثہ
کھڑا ہوا اور راہ میں اس نے زید کا ہاتھ پکڑا کہ اپنے ہمراہ لیجائے اور زید سے کہا کہ اپنے شرف اور حسب میں چلکر ملجا زید نے کہا کہ میں تو رسولخدا کو ہرگز نہ
چھوڑوں گا حارثہ نے کہا کہ تو اپنا حسب و نسب چھوڑ کر قریش کا غلام ہوتا ہے زید نے کہا کہ میں رسولخدا کو کبھی نہ چھوڑونگا جبتک کہ میں زندہ رہوں اسکا باپ
غصہ ہوا اور کہا کہ اے گروہ قریش کے تم گواہ رہو کہ میں اس سے بیزار ہوں اور یہ میرا بیٹا نہیں ہے رسولخدا نے یہ سنکر فرمایا کہ تم سب گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے
اور میں اسکا وارث ہوں اور وہ میرا وارث ہے اس روز سے زید بن محمد کہا جاتا تھا اور رسولخدا اسکو بہت دوست رکھتے اور زید اسکا نام رکھا تھا پس جس
وقت رسولخدا نے طرف مدینہ کے ہجرت کی تو زینب بنت جحش سے کہ حضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھی اسکا نکاح کیا ایک مرتبہ رسولخدا زید کے گھر کسی کام کیواسطے
گئے تو اس وقت زید تو گھر میں نہ تھا لیکن زینب زوجہ اسکی حجرہ میں بیٹھی ہوئی خوشبو پیستی تھی رسولخدا نے کواڑ کو کھولا تو حضرت کی نظر زینب پر
جا پڑی اور وہ نہایت خوبصورت تھی اسوقت فرمایا کہ سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ احسن الخالقین یعنی پاک ہے پیدا کرنیوالا نور کا اور بزرگ ہے
خدا بہتر پیدا کرنیوالا سب پیدا کرنیوالوں سے اور یہ کہکر حضرت وہاں سے چلے آئے اور بعد اسکے زید اپنے گھر میں آیا زینب نے اسکو خبر کی کہ رسولخدا
تشریف لائے تھے اور مجھکو دیکھ کر فرمایا کہ سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ احسن الخالقین زید نے یہ سنکر کہا کہ تو چاہتی ہے کہ میں تجھکو طلاق دیدوں
کہ بعد اسکے رسولخدا تجھ سے نکاح کر لیں شاید حضرت کے دلمیں تیری طرف سے کچھ اثر ہوا ہو زینب نے کہا کہ ایسا نہو کہ تو مجھے طلاق دیوے اور پھر حضرت
بھی مجھ سے نکاح نہ کریں زید رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قربان ہوں تم پر میرے والدین یا رسولخدا مجھکو زینب نے ایسی ایسی خبر دی
ہے اگر آپ کی مرضی ہو تو میں اسکو طلاق دیدوں کہ بعد اسکے حضرت اس سے نکاح کر لیں حضرت نے فرمایا کہ نہیں اور جا تو اور خدا سے ڈر اور اپنی زوجہ
کو نگاہ رکھ بعد اسکے خدائے تعالی نے رسولخدا کو حکم دیا زینب سے نکاح کرنیکا بعد طلاق دینے زید کے اور ذکر اسکا اس سورہ میں انشاء اللہ تعالی آئیگا اور
جب حضرت نے بموجب حکم خدا زینب سے نکاح کیا تو منافقین نے حضرت پر طعن کیا کہ ہمکو کہتا ہے کہ زوجہ پسر کی حرام ہے اور خود اپنے پسر کی زوجہ
سے نکاح کر لیا ان لوگوں کے گمان باطل کو خدائے تعالی نے رد کیا اور فرمایا کہ خدا نے لے پالکوں کو بیٹا نہیں کیا ہے اور بیٹا حقیقت میں وہ ہے
کہ اپنے نطفہ سے پیدا ہو ذٰلِكُمْ یہ یعنی ایک شخص کے دو دل ہونے اور زوجہ کا ماں ہو جانا اور لے پالک کا بیٹا ہو جانا قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ
قول تمہارا ہے ساتھ مونہوں تمہارے کے کہ یہ فقط تمہارے منہ کی بات ہے کہ جسکی کوئی حقیقت نہیں ہے زبان سے اپنے جو چاہو سو کہدو وَاللَّهُ
يَقُولُ الْحَقَّ اور خدا کہتا ہے حق اور راست جو کہ مطابق واقع کے ہے وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ اور وہ دکھاتا ہے راہ راست کو اور وہ
یہ ہے کہ ادْعُوهُمْ پکارو تم ان فرزندوں کو اور نسبت دو انکو لِآبَائِهِمْ واسطے باپوں انکے کے کہ جن کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں هُوَ أَقْسَطُ
عِنْدَ اللَّهِ وہ پکارنا زیادہ راست ہے نزدیک خدا کے اور نہایت درست اور مطابق واقع ہے فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا پس اگر نہ جانو تم آبَاءَهُمْ باپوں
انکے کو کہ وہ لڑکے کن کے فرزند ہیں تو فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ پس بھائی تمہارے ہیں وہ بیچ دین کے وَمَوَالِيكُمْ اور وہ دوست تمہارے
دین میں یعنی وہ برادر اور دوست تمہارے ہیں پس انکو پکارو تو کہو اے بھائی میرے اے دوست میرے اور مولی کلام عرب میں چچا کے بیٹوں کے واسطے بھی
مشہور ہے وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اور نہیں ہے اوپر تمہارے گناہ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ بیچ اسکے کہ خطا کی ہے تمنے اور اسکی قباحت کو نہ جانتے
تھے ممانعت سے پہلے اور زید کو ابن محمد کہتے ہیں اور یا بعد وارد ہونے ممانعت کے بھولکر کہدیتے تھے وَلَٰكِنْ اور لیکن گناہ مَا تَعَمَّدَتْ
قُلُوبُكُمْ وہ چیز ہے کہ قصد کیا ہے دلوں تمہارے نے کہ عمداً کسی کو نسبت باپ کے غیر پدر کی طرف کی ہے باوجود وارد ہونے ممانعت کے و

کَانَ اللّٰہُ اور ہے خدا غَفُوْرًا بخشنے والا گناہ اس شخص کا کہ خطا کرے رَّحِیْمًا مہربان ہے اگر عمداً کہنے والا توبہ کرے کہ اسکے گناہ کو بخشدی
اور ہمارے مذہب میں لے پالک کے واسطے ارث نہیں ہے اور منقول ہے کہ جس وقت رسولخدا نے جنگ تبوک جانیکا ارادہ کیا تو سب لوگوں کو ہمراہ چلنے کا
حکم دیا بعضے اصحاب نے کہا کہ ہم اپنے باپ اور ماں سے اجازت جانے کی حاصل کرلیں یہ آیت نازل ہوئی اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ پیغمبر
زیادہ لائق اور سزاوار ہے ساتھ مومنین کے مِنْ اَنْفُسِہِمْ نفسوں انکے سے جمیع امور دین اور دنیا کے اس واسطے کہ جو کچھ وہ فرماتے ہیں عین
صلاح اور فلاح بندہ کی اسمیں ہے بخلاف نفس اپنے کے کہ حکم اسکا ایسا نہیں ہے پس واجب ہے سب مومنین پر کہ انکے نزدیک رسولخدا زیادہ دوست
ہوں انکے نفسوں سے اور حکم حضرت کا مقدم ہو غیر کے حکم پر اور حضرت نے فرمایا ہے کہ کوئی مومن نہیں ہے مگر کہ میں اولی ہوں اس کے نفس
سے دنیا اور آخرت میں اور فرمایا ہے حضرت نے کوئی تم میں سے مومن نہو یہاں تک کہ میں زیادہ دوست ہوں اسکے نزدیک اسکے باپ اور ماں
اور فرزند اور جمیع مومنین سے پس چاہئے کہ حکم رسولخدا کا سب آدمیوں کے حکم سے زیادہ لازم ہووے وَاَزْوَاجُہٗ اور بیبیاں
اُس حضرت کی اُمَّهٰتُهُمْ مائیں ان مومنین کی ہیں تعظیم اور حرام ہونے کی جہت سے کہ جیسے کہ اپنی ماں حرام ہے اور تعظیم اسکی لازم ہے
ایسے ہی رسولخدا صلعم کی بیبیاں ہیں جبتک کہ طاعت خدا میں باقی رہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بیبیاں رسولخدا
کی حرام ہونے میں مثل ماؤں تمہاری کی ہیں اور حضرت صاحب الزمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیا معنی ہے اس طلاق کے جو کہ رسولخدا
نے امیر المومنین کو تفویض کی تھی فرمایا کہ حق تعالے جلشانہ نے فرمایا کہ بیبیاں رسولخدا کی مومنین کی مائیں ہیں حقتعالے نے انکو خاص کیا اس
شرافت میں کہ انکو مومنین کی ماں فرمایا اور رسولخدا نے امیر المومنین سے فرمایا کہ اے ابو الحسن یہ شرافت میری بیبیوں کے واسطے باقی ہے جبتک
کہ وہ طاعت خدا میں ہیں اگر وہ نافرمانبرداری خدا کی کریں بعد میرے کہ تیرے اوپر خروج کریں تو پس طلاق کہہ تو انکو اور اس شرف سے
انکو خارج کر اور مومنین کی ماں ہونے کی شرافت سے انکو ساقط کر پس یہ شرافت اُنسے دور ہو جائے گی اور جیسے کہ بیبیاں حضرت صلعم کی مومنین
کی مائیں ہیں ایسے ہی رسولخدا صلعم سب مومنین کے باپ ہیں چنانچہ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کہتے ہیں کہ اس
آیت کو اس طرح پڑھا ہے کہ وازواجہ امہاتہم وھو اب لہم اور قمی نے بھی لکھا ہے کہ وھو اب لہم نازل ہوا ہے اور حضرت کو جو باپ کہتے ہیں تو
وہ حضرت دین میں اور دنیا میں باپ ہیں اس واسطے کہ ہر نبی باپ ہے اپنی امت کا اس جہت سے کہ حیات ابدی کے حاصل ہونے کی اصل
وہی ہے کہ جس کے سبب سے صلاح اور فلاح دنیا و آخرت کی ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ دو باپ اس امت کے ہیں اس واسطے کہ ہم
مقصود میں دونوں برابر ہیں مگر یہ کہ علی بعد نبی کے ہے اور جس وقت کہ رسولخدا باپ امت کے ہوئے اور انکی بیبیاں مائیں تو اس لئے مومنین آپس میں بھائی ہوئے اور اس لئے
خدا نے فرمایا ہے کہ انما المومنین اخوۃ اور جس وقت کہ رسولخدا باپ ہوئے اس امت کے تو بعد اُن کے علیؑ باپ ہیں اس جہت سے کہ رسولخدا نے بروز خم غدیر فرمایا
تھا کہ الست اولی بکم من انفسکم سب نے اسکا اقرار کیا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس علیؑ بھی اولی ہوئے سب کے نفسوں سے اور
طاعت انکی مثل طاعت رسول واجب ہوئی اور جس وقت کہ رسولخدا کے واسطے ولایت ہوئی مومنین کی تو ایسے ہی علیؑ کے واسطے بھی ہوئی اور
یہی وجہ ہو باپ ہونیکی اور جو شخص کہ علیؑ کی طاعت سے باہر ہوا وہ رسولخدا کی طاعت سے باہر ہوا بموجب حدیث مذکورہ بالا کے وَ
اُولُوا الْاَرْحَامِ اور صاحبان قرابت یعنی رشتہ دار و یگانے بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ بعضا اُن کا سزاوار زیادہ ہے ساتھ بعضے کے
کہ وارث ہونے میں فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ بیچ کتاب خدا کے کہ وہ لوح محفوظ ہے یا جو کچھ کہ قرآن میں نازل کیا ہے اسمیں یعنی بیچ حکم اسکے
کہ جو لکھا ہوا ہے میراث کے مقدمہ میں اور اسمیں قرابت والے زیادہ سزاوار ہیں میراث کے لینے میں مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنین سے
باعتبار ایک ہونے دین کے وَالْمُهٰجِرِیْنَ اور مہاجرین سے پہلے یہ دستور تھا کہ جو کوئی آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنتا تھا اور باہجرت کرتا
اور نصرت کرتا تھا تو وہ بھائی ہونے اور ہجرت کرنیکی اور نصرت کی جہت سے وارث ہوتا تھا چنانچہ سورہ انفال میں مذکور ہے اور قرابت کی جہت

ازواج امہات المومنین بشرط ایمان و اطاعت ہیں

وارث نہیں ہوتا تھا خدائے تعالےٰ نے آیت اولو الارحام سے وہ پہلا حکم منسوخ کیا اور فرمایا کہ میراث قرابت کی جہت سے پہنچتی ہے اور قریبوں میں
بعضا اولیٰ ہیں بعضے سے میراث لینے میں اور اب مومنین اور مہاجرین کو حق دیں اور ہجرت کے اعتبار سے میراث نہ دینی چاہیے **اِلَّآ اَنۡ تَفۡعَلُوۡۤا**
مگر یہ کہ کرو تم **اِلٰۤى اَوۡلِيٰٓـئِكُمۡ** طرف دوستوں اپنے کے انصار اور مہاجرین میں سے **مَّعۡرُوۡفًا** نیکی کہ اُن کے واسطے وصیت کرو اپنے مال میں سے دینے
کی اگر تہائی مال میں سے زیادہ نہو اس واسطے کہ تہائی مال سے زیادہ دینے کی وصیت جاری نہیں ہوسکتی بدون اجازت وارثوں کے اور اپنی زندگی
میں تو جسقدر مال چاہو اپنے دوستوں کو بخشدو اور یہ آیت اور اولو الارحام بعضہم اولی ببعض میراث کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے اور تاویل
اسکی امامت آئمہ میں ہے چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت جاری ہوئی ہے اولاد حسینؑ میں بعد انکے اور ہم اولیٰ ہیں امارت میں
رسولخدا کے ساتھ مومنین اور مہاجرین اور انصار سے اور اس آیت والو الارحام سے باطل ہوا عصبہ جو کہ اہلسنت کے نزدیک ہے **كَانَ ذٰلِكَ** ہے وہ
یعنی جو کچھہ کہ مذکور ہوا ہے پیغمبر خدا کا اولیٰ ہونا اور میراث کا قرابت کی جہت سے ملنا **فِى الۡـكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا** بیچ کتاب کے یعنی لوح محفوظ میں یا قرآن
میں لکھا گیا اور ثابت کیا گیا ہے اور بعضے علماء آیہ واولوالارحام کو دلیل لاتے ہیں جناب امیرؑ کی خلافت کے واسطے لیکن بعد اسکے جو استثنا ہے اسکی جہت سے چسپاں
نہیں ہوسکتی مگر یہ کہ کہا جائے کہ یہ آیت تاویل ہے اور ساتھوں کی کہ جو جناب امیرؑ کی امامت میں نازل ہوئی ہیں اور تاویل اسکی باقی آئمہ کے حق میں ہے
جو کہ اسوقت موجود نہ تھے اور اب اللہ تعالےٰ حضرت رسولخداؐ کی نبوت کی تاکید میں عہد و پیمان کا ذکر کرکے فرماتا ہے کہ **وَاِذۡ اَخَذۡنَا** اور
یاد کر تو اے محمدؐ جسوقت کہ پکڑا ہمنے یعنی لیا ہمنے **مِنَ النَّبِيّٖنَ** پیغمبروں سے **مِيۡثَاقَهُمۡ** پیمان انکا اس طرح سے کہ ہر ایک اپنے سے بشارت دیوے اس پیغمبر کی
کہ بعد اسکے آئیگا اور خدا کے احکام کو لوگوں تک پہنچاویں اور اسکی عبادت کیواسطے لوگوں کو بلاویں اور ایک پیغمبر دوسرے کی تصدیق کرے اور پیمان پیغمبروں
سے روز الست لیا تھا **وَمِنۡكَ** اور تجھہ سے اے محمدؐ **وَمِنۡ نُّوۡحٍ** اور نوح سے **وَّاِبۡرٰهِيۡمَ** اور ابراہیم خلیل اللہ سے **وَمُوۡسٰى** اور موسی کلیم اللہ سے
وَعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ اور عیسی پسر مریم سے اور تخصیص ان پیغمبروں کو ذکر کی بعد جمیع پیغمبروں کے یہ ہے کہ یہ پیغمبر اولو العزم ہیں اور افضل سب پیغمبروں سے
اور انکی شرع مشہور اور جاری رہی اور ہمارے پیغمبر کو ان سب سے پہلے ذکر کیا واسطے تعظیم اور بزرگی اُن حضرت کے **وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ** اور پکڑا ہمنے یعنی لیا ہم نے
ان انبیاء سے **مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا** پیمان سخت اور مضبوط اور بلند مرتبہ اور عظیم الشان **لِّيَسۡـئَلَ الصّٰدِقِيۡنَ** تاکہ سوال کرے خدا راست
کہنے والوں سے قیامت میں یعنی پیغمبروں سے سوال کرے **عَنۡ صِدۡقِهِمۡ** راستی انکی سے جنہوں نے کہ اپنے پیمانکو راست کیا ہے اور خدا کے پیغام لوگوں
کو پہنچائے ہیں اور اُن سے سوال کرے کہ تمنے پیغام خدا کا اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا ہے اور یہ پیغام جو پہنچایا ہے تو محض قربت اور خلوص سے پہنچایا ہے یا
ریا اور بلندی شان کے واسطے پہنچایا ہے یہ سوال انکی راستی سے ہے جس وقت کہ وہ سچ کو بیان کریں گے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جسوقت
راست کہنے والوں سے پوچھیں کہ تمنے کس قصد اور کس وجہہ سے اور ارادہ سے راست کہا تاکہ موافق اسکے انکو جزا دیویں تو پس دروغگو کا کیا حال
ہوگا اور غرض اس آیت سے ڈرانا کفار کا منظور ہے **وَاَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ** اور تیار کیا ہے ہمنے واسطے کفار کے **عَذَابًا اَلِيۡمًا** عذاب دردناک
اور اب خدا تعالےٰ قصہ جنگ خندق کا بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو **اذۡكُرُوۡا**
نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ یاد کرو تم نعمت خدا کو جو اوپر تمہارے ہے **اِذۡ جَآءَتۡكُمۡ** جس وقت کہ آئیں تمہارے پاس **جُنُوۡدٌ** فوجیں یعنی قریش اور غطفان اور
کنانہ اور یہود اور قریظہ اور نضیر کہ قریب دس ہزار آدمی کے تھے اسوار و پیادہ **فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ** پس بھیجا ہمنے اوپر ان کے **رِيۡحًا** ہوا کو کہ اُسنے
خیمے انکے اکھاڑ ڈالے اور انکو پراگندہ کردیا **وَّجُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا** اور لشکروں کو فرشتوں کے کہ نہیں دیکھتے تھے تم انکو یعنی فرشتوں کے لشکر بھیجے کہ وہ ایک
ہزار آدمی تھے وہ تو کافروں کو دیکھتے تھے اور کفار انکو نہیں دیکھتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ملائکہ سے وہ لڑے نہیں لیکن مسلمانوں کو دلیر کرتے تھے **وَكَانَ**
اللّٰهُ اور ہے خدا **بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ** ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم تدبیریں اور صلاح اور کوشش مقدمہ میں دین اسلام کے **بَصِيۡرًا** دیکھنے والا اور تمکو اسکی
جزا دیگا اور بیان سے قصہ جنگ خندق کا شروع ہوا ہے منقول ہے کہ جس وقت رسولخدا نے بنی نضیر کو انکے گھروں سے نکال دیا تو وہ شام کی طرف

قصہ جنگ خندق

چلے گئے اور وہ لوگ یہودی تھے اور جس وقت وہ شام کو چلے گئے تو رئیس یہود کے مثل سلام بن ابی الحقیق اور حیی بن اخطب اور کنانہ بن ربیع کے بنی نضیر کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکر مکہ میں آئے اور ابوسفیان کو کہ رئیس قریش کا تھا اور سوائے اسکے اور رئیسوں کو رسولخدا سے جنگ کرنے پر رغبت اور حرص دلوائی اور کہا کہ آؤ سب متفق ہو کر محمد کو مع اسکے گروہ کے جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ کر پھینکدیں اور اسکے دغدغہ سے فارغ ہوجائیں قریش نے کہا کہ اے گروہ یہود کی تم اہل کتاب ہو اور تمنے خوب تحقیق کیا ہے یہ کہو کہ دین ہمارا بہتر ہے یا دین محمد کا یہود نے کہا کہ دین تمہارا بہتر ہے وہ یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے اور یہود سے عہد و پیمان کیا کہ ہم تمہارے ہمراہ ہوکر محمد سے لڑینگے جب قریش کو انھوں نے لڑائی پر آمادہ دیکھا تو ان سے مطمئن ہوکر مکہ سے چلے آئے اور قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور انکے پاس جاکر انکو بھی رسولخدا سے لڑنے پر حرص دلوائی انھوں نے بھی انکا کہنا قبول کیا اور مثل قریش لڑنے پر تیار ہوئے اسی طرح عرب کے قبیلوں کو لڑائی پر آمادہ کیا اور افسر قریش کا ابوسفیان تھا اور سردار غطفان کا عیینہ بن حصین تھا اور سردار بنی مرہ کا حارث بن عوف اور سردار اشجع کا مسعر بن رخیلہ اور سردار بنی اسد کا طلیحہ اور سردار بنی سلیم کا ابی اعور اور سردار ہوازن کا عامر بن طفیل یہ سب متفق ہوگئے اور ہم عہد ہو کر مدینہ کو روانہ ہوئے اور جسوقت رسولخدا کو یہ خبر ہوئی کہ دس ہزار آدمی یہود اور قریش وغیرہ کے جنگ کے ارادہ پر مدینہ کی طرف آتے ہیں وہ حضرت مع ایکہزار آدمیوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ مع سات سو آدمیوں کے مدینہ سے باہر آئے اور آگے جبل سلع کے نزول فرمایا اور دشمن وادی کے کنارہ پر ٹھیرے اور بنی غطفان کے ایکہزار آدمی تھے انھوں نے احد کی جانب مقام کیا اور حیی بن اخطب کعب بن اسید کے قلعہ کے نیچے جاکر ٹھیرا اور کعب اور رسولخدا میں لڑائی کا عہد ہو گیا تھا حیی اسکے قلعہ کے دروازہ پر گیا اور کہا کہ اے کعب دروازہ کھول تاکہ تیرے قلعہ میں ہم آئیں اور تیری حمایت کریں اور فتنہ سے تجھکو بچائیں کعب نے کہا کہ تو مرد شوم ہے اور مجھمیں اور محمد میں عہد ہو رہا ہے عہد کو نہیں توڑتا حیی نے اس مقدمہ میں بہت مبالغہ کیا لیکن کعب نے نہ مانا حیی نے کہا کہ اے کعب تو اپنی خست اور بخل کی جہت سے دروازہ نہیں کھولتا ہے کہ ہم تیرے پاس آئیں تو تجھکو کھانا دینا پڑے گا عرب کے لوگوں میں حمیت بہت ہوتی ہے آخر غصہ ہو کر دروازہ کھولا اور جسوقت حیی قلعہ کے اندر گیا تو کہا کہ اے کعب بہت تعجب ہے تجھ سے کہ تو گمان کرتا ہے کہ محمد ہمارا مقابلہ کریگا اور حال یہ ہے کہ تمام مکہ والے غطفان اور بنی کنانہ اور بنی فزارہ اور سوا انکے اور ہم اہل کتاب بھی متفق ہوئے ہیں محمد سے جنگ کرنے پر اور آپسمیں عہد کیا ہے تو اکیلا بچیگا تو کس واسطے متفق ہمارا نہیں ہوتا ہے ایسی ایسی باتیں فریب کی کرکے کعب کا دل رسولخدا کی طرف سے پھیر دیا اور آخر رسولخدا کا عہد توڑکر حیی کے ساتھ عہد باندھا کہ اگر نصرت محمد کی ہو تو میں تیرے ہمراہ قلعہ میں ہو جاؤں کہ جو کچھ تیرے واسطے ہو وہ میرے واسطے ہو اور جناب رسولخدا نے یہ خبر سنی تو سعد و معاذ وغیرہ کو روانہ کیا کہ اس امر کو تحقیق کرو اور وہاں سے دریافت کر کے یہاں آؤ اور اگر انھوں نے عہد کو توڑ ڈالا ہے تو اس امر کو ظاہر نہ کرنا کہ مومنین یہ خبر سنکر ہراسان اور شکستہ دل ہو جاوینگے اور اگر ان لوگوں نے عہد کو نہ توڑا تو اسکو ظاہر کر دینا اور انھوں نے جس وقت وہاں سے واپس ہوکر رسولخدا کو انکے عہد توڑنے اور کثرت لشکر انکے سے خبر دی تو حضرت نے تکبیر کہی اور مسلمانوں کو گمان ہوا کہ عہد نہیں توڑا ہے ان لوگوں نے اور اس سبب سے خوشحال ہو گئے لیکن بعد اسکے جو خبر عہد کے توڑنے کی مشہور ہوئی اور پے در پے پہنچی اور انکے لشکر کی کثرت سنی تو مسلمانوں کو خوف ہوا رسولخدا نے انکی تسلی کرکے وعدہ فتح کا دیا اور اصحاب سے لڑائی کے مقدمہ میں مشورہ کیا سلمان فارسی نے کہا کہ یا رسول اللہ قلیل آدمی کثیر آدمیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں فرمایا کہ پھر کیا کریں سلمان نے کہا کہ ہم اپنے گرد ایک خندق کھودیں کہ ہمارے اور انکے درمیان ایک پردہ حائل ہو جائے انکو ہمارے پاس آنا ممکن نہ ہوگا اور ہماری ولایت فارس میں یہی دستور ہے کہ جب دشمن کے لشکر کی کثرت ہوتی ہے تو خندق کھود لیتے ہیں جبرئیل رسولخدا پر نازل ہوئے اور سلمان کی رائے کو پسند کیا اور رسول خدا نے خندق کے کھودنے کا حکم دیا اور مہاجرین اور انصار کیواسطے کھودنیکی حدیں مقرر کر دیں دس دس قدم اور بیس بیس قدم پر ہر قوم کیواسطے اور مہاجرین اور انصار نے سلمان کی رائے کو پسند کر کے انکی بہت تعریف کی اور انصار نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہے اور مہاجرین نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہے اور رسولخدا نے فرمایا کہ سلمان ہم اہلبیت سے ہے اور رسولخدا نے پہلے سب سے کھودنا شروع کیا اور جناب امیر مٹی اسکی باہر ڈالتے تھے گرمی سے یہانتک کہ رسولخدا کو عرق آگیا اور تھک گئے اور فرمایا کہ نہیں عیش ہے مگر آخرت کا خداوندا بخش تو مہاجرین اور انصار کو جس وقت مسلمانوں نے دیکھا کہ رسول خدا خندق

کے کھودنے میں مشغول ہیں تو انھوں نے کھودنی میں بہت کوشش کی اور مٹی گڑھے سے باہر نکالکر ڈالنے لگے اور دوسرے دن بھی اسکے کھودنے میں مشغول ہوئے
اور رسولخدا مسجد فتح میں بیٹھ گئے اور مہاجرین اور انصار کھودنے میں مشغول تھے کہ خندق میں ایک بڑا پتھر بہت سخت ظاہر ہوا کہ کدال اسپر کام نہ کرتی تھی
لوگوں نے جابر کو حضرت کے پاس بھیجا جابر کہتے تھے کہ میں رسولخدا کے پاس آیا دیکھا کہ مسجد میں چت لیٹے ہیں اور چادر سر مبارک کے نیچے رکھی ہے اور
پتھر پیٹ سے بندھا ہوا ہے میں نے عرض کی کہ یا رسولخدا ایک پتھر خندق میں ظاہر ہوا ہے کہ کدال اسپر کام نہیں کرتی ہے حضرت جلدی سے کھڑے
ہو گئے اور وہاں تشریف لائے اور پانی طلب کیا جب پانی حاضر ہوا تو اپنا منہ اور ہاتھ دھوئیں اور اپنے سر اور پاؤں پر مسح کیا اور بعد اسکے کچھ پیا
اور کلّی کر کے اس پتھر پر ڈالی پھر کدال ہاتھ میں لی اور پتھر پر ماری اس پتھر میں سے ایک بجلی سی چمکی اسکی روشنی میں ہم نے شام کے محل دیکھے بعد اسکے ایک
کدال اور ماری اور پتھر میں سے ایک بجلی سی چمکی اسکی روشنی میں ہمنے مداین کے محل دیکھے اور بعد اسکے ایک اور کدال پتھر پر ماری اور اسمیں سے بجلی سی چمکی اور
اسکی روشنی میں ہم نے یمن کے محل دیکھے رسولخدا نے فرمایا کہ قریب ہے کہ خدا فتح کرے اور شہروں کو وہ ہمارے قبضہ میں لائے اور بعد اسکے وہ پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا
بعضے صحابہ منافقین نے جو یہ خبر رسولخدا سے سنی تو کہنے لگے کہ ہم سے وعدہ شام اور یمن کے لینے کا کرتا ہے اور حال ہمارا خوف سے یہ ہے کہ واسطے رفع
حاجت کے بھی ہم یہاں سے نہیں جا سکتے اور جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسولخدا کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دیکھا تو جانا کہ حضرت بھوکے ہیں میں نے عرض
کی کہ یا رسولخدا میں آپکے واسطے کھانا لاؤں فرمایا کہ کیا ہے تیرے پاس میں نے عرض کی کہ بچہ گوسفند اور ایک صاع جو کہ جسکے قریب تین سیر
کے ہوئے فرمایا کہ جا اور اسکو تیار کر میں نے اپنی زوجہ سے جا کر کہا کہ آٹا پیس اور میں نے گوسفند کو ذبح کر کے صاف کیا اور اسکو پکا کر مع روٹیوں کے تیار کیا
اور حضرت کی خدمت میں گیا اور عرض کی کہ کھانا تیار ہے اور جسکو آپ چاہیں اسکو بھی طلب کر لیجیے رسولخدا خندق کے کنارہ پر کھڑے ہوئے اور
فرمایا اے گروہ مہاجرین اور انصار کے جابر کی مہمانی قبول کرو اور اسوقت وہ ایکہزار یا سات سو آدمی تھے جتنے تھے سب آئے اور ہر ایک کہتے تھے
کہ جابر کی دعوت قبول کرو اور میں اپنی زوجہ سے جاکر کہا کہ رسولخدا مع جمیع صحابہ کے تشریف لاتے ہیں اس نے کہا کہ کھانے کی بھی خبر کر دی ہے
کہ وہ کس قدر ہے میں نے کہا کہ ہاں حضرت جانتے ہیں حضرت تشریف لائے اور دیگ کو اندر نظر کی اور فرمایا کہ گوشت اسمیں سے نکالو اور کچھ اسمیں رہنے دو پھر
تنور پر تشریف لے گئے اور تنور میں نظر کی اور فرمایا کہ روٹیاں اسمیں سے نکال لو اور کچھ اسمیں رہنے دو پھر حضرت نے ایک طبق منگوایا اور اس میں روٹیاں
توڑ کر چور دیں اور مجھ سے فرمایا کہ دس دس آدمیونکو کھلاتا جا دس کے پاس میں وہ کھانا لے گیا دسوں نے سیر ہو کر کھایا اور اس کھانے میں دو
انگلیوں کا نشان تو موجود تھا اور اسمیں سے کچھ کم ہوا تھا اسیطرح سب نے کھایا دس دس کے وار سے اور مجھسے رسولخدا نے گوسفند کا دست طلب کیا میں دیگ
میں سے نکالکر لایا اور اسیطرح دس دس آدمیونکو دیا وہ بھی کھایا وہ کھا کر چلے گئے اور ایک دست مجھسے اور طلب کیا میں لیگیا اسکو بھی دس آدمی کھا کر چلے گئے پھر مجھ
سے دست مانگا میں نے لاکر حاضر کیا اور حضرت سے میں نے پوچھا کہ گوسفند کے کتنے دست ہوتے ہیں فرمایا کہ دو میں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی تین تو میں
لا چکا ہوں فرمایا کہ اگر تو خاموش رہتا تو ایک دست کو کل آدمی کھاتے جابر کہتے ہیں کہ میں دس دس آدمیونکو کھلاتا تھا اور کھانے پر فقط انگلیونکا
اثر معلوم ہوتا تھا اور اسمیں سے کچھ کم ہوتا تھا یہانتک کہ کل آدمی سیر ہو گئے اور کھانا بدستور اسیطرح موجود تھا اور ہمنے اپنے ہمسایہ کے لوگونکو اس
میں سے کھلایا اور مدت تک خود ہمنے کھایا اور رسولخدا نے خندق کھودی اور آٹھ اسکے دروازے رکھے اور بعد تمام ہونے خندق کے تین روز کے بعد
علم دشمنوں کے لشکر کے نمودار ہوئے اور مالک بن عوف مع بنی اسد اور غطفان اور فزارہ اور یہود یہ سب مدینہ کی جانب مشرق اور وادی کے اوپر جا کر
ٹھیرے اور ابوسفیان مع لشکر قریش جانب غربی مدینہ کے زیر وادی جا اترے اور یہود قریظہ کہ جنھوں نے حی بن اخطب کے بہکانے سے عہد توڑا
تھا وہ کفار کے مددگار ہوئے اور کفار کے لشکر کی کثرت سے حضرت کے ہمراہیوں میں سے ضعیف الایمان اور منافق آدمی گھبرانے لگے اور خوف
انکے دلوں میں پیدا ہوا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ اِذْ جَآءُوْکُمْ یاد کرو تم جس وقت کہ آئے وہ لشکر تمہارے پاس مِّنْ فَوْقِکُمْ اوپر تمہارے یعنی وادی کے اوپر کی
جانب شرقی سے کہ وہ بنی غطفان وغیرہ تھے وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ اور نیچے تمہارے یعنی زیر وادی سے جانب مغربی کہ وہ قریش تھے وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ

اور جسوقت کہ کج ہوئیں بینائیاں اور آنکھوں میں پھرنے لگیں شدت خوف سے وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ اور پہنچے دل گلوں کو نہایت دہشت
سے وَتَظُنُّونَ اور گمان کرتے تھے تم اے مسلمانوں بِاللّٰهِ ساتھ خدا کے الظُّنُونَا طرح طرح کے گمان اسواسطے کہ مومنین ثابت اور خالص ایمان والے
تو یہ گمان کرتے تھے کہ حقتعالے اپنے دین کو غالب کرے گا اور مومنین کو فتح دے گا اور منافق گمان کرتے تھے کہ لشکر اسلام ان فوجوں کی تاب نہ لاکر جلد اور بنیاد
سے جاتے رہیں گے اور خاص ضعیف الایمان باوجود اعتقاد وفا ہونے وعدے کے نہایت خوف کرتے تھے اور اہل مدینہ اور ابن عامر اور ابوبکر اور قتیبہ الظنونا
کو حالت وصل اور وقف میں الف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اہل بصرہ اور حمزہ بغیر الف کے دونو حالت میں اور باقی حالت وقف میں الف کے ساتھ اور حالت
وصل میں بدون الف کے پڑھتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ اس جگہ آزمائے گئے مومنین کہ ثابت قدم ڈگمگانیوالوں سے جدا ہوگئے
وَزُلْزِلُوا اور ہلائے گئے مسلمان زِلْزَالًا ہلایا جانا شَدِيدًا سخت یعنی اپنی جگہ سے جاتے رہے مثل نامرد و نکموں کے ایسا کہ بیس روز یا ستائیس روز اور
بعضی روایت میں یہ ہے کہ پندرہ روز کفار کے لشکروں نے گرد مدینہ کے توقف کیا ہر روز خندق کے کنارہ پر آتے تھے اور طرفین سے تیر اور پتھر چلتے
تھے اور رات کو شبخون مارتے تھے اور حضرت سید عالم وارد ہوکر مع ایک جماعت صحاب کے انکے دفع کرنے میں مشغول ہوتے تھے اور جس وقت کار نہایت سخت ہوا
تو حضرت نے واسطے امتحان ایمان اور ثابت قدمی صحاب کے سعد معاذ اور سعد عبادہ کو کہا کہ میں اس فکر میں ہوں کہ مدینہ کو کفار سے خرید کروں تہائی
میوہ مدینہ کے سے تاکہ غطفان مع قبائل دیگر یہاں سے پھر جائیں اور فتنہ کوتاہ ہو تم اس مقدمہ میں کیا کہتے ہو دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر حکم خدا کا
اس مقدمہ میں نازل ہوا ہے تو ہم فرمانبرداری کرتے ہیں اور جان اور مال اپنا خدا ورسول پر فدا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اس مقدمہ میں وحی تو نازل نہیں
ہوئی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ کل عرب متفق انکے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ انکا شر اس شہر سے دفع کروں سعد معاذ نے کہا کہ یا رسول اللہ ایام جاہلیت
میں ہرگز اس قوم کو طمع نہ تھی کہ ہم اپنے میوے میں سے انکو حصہ دیویں مگر بطریق مہمانی کے اور اب خدا نے ہمکو عزت اسلام کی دی ہے کیونکر ہم انکو اپنا مال دیویں اور
اپنا عجز ان کے سامنے ظاہر کریں سجدا کہ انکو سوائے شمشیر کے اور کچھ نہ دیوینگے رسولخدا نے جس وقت ثابت قدمی انکی جانی تو خوشحال ہوئے اور معلوم ہوا کہ یہ
لڑائی میں کوتاہی نہ کریں گے پس عمرو بن عبدود قریشی مع جماعت سواروں قریش کے مثل عکرمہ بن ابی جہل اور ہبیرہ بن ابی وہب اور نوفل بن عبداللہ اور
ضرار بن کلاب کے سوار ہوا اور واسطے جنگ کے قصد کیا اور وہ سب اپنے لشکر کے گرد جاکر پھرے اور بنی کنانہ اور بنی عمرو سے کہا کہ چلو اور ان سے لڑو کہ آج معلوم ہو
کہ محمد جو کچھ کہتا ہے اور دعوی کرتا ہے وہ سب دروغ ہے پس خندق کے کنارے پر آئے اور خندق کو دیکھا اور کہا کہ یہ ایک فریب ہے کہ عرب ایسا فریب نہیں جانتے
تھے اور خندق کے ایک تنگ راستہ سے اسمیں وہ داخل ہوئے اور گھوڑے اپنے کدانے لگے امیر المومنین مع ایک جماعت مومنین کے ان کو دفع کرنیکو آئے اور عمرو بن عبدود
نے گھوڑا اپنا اپنی جماعت سے باہر نکالا اور وہ شجاعت اور قوت میں مشہور تھا اور بڑا قوی اور دراز قد اور فربہ جوان تھا اور کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ وہ اونٹ پر
سوار ہوا جاتا تھا راستہ میں ایک قافلہ ملا وہ اونٹ سے نیچے اترا اور اونٹ کی سپر بنائی اور ایک کھجور کا درخت پڑا تھا اسکو بجائے حربہ ہاتھ میں لیکر تمام قافلہ کو
لوٹ لیا اور اسکو ہزار سوار جنگی کے برابر جانتے تھے اور عرب کے بہادروں میں مشہور تھا اور حضرت امیر المومنین کے مقابل ہونیکی وجہ یہ ہے کہ جس وقت وہ خندق
سے نکلکر گھوڑا کدانے لگا تو رسولخدا صلعم نے صحاب سے کہا کہ کون شخص ہے کہ اس ملعون کے شر کو دفع کرے سب صحاب نے اپنے سر نیچے کو جھکا لئے اور کسی نے
جواب نہ دیا امیر المومنین کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں جاتا ہوں فرمایا کہ وہ عمرو ہے تو بیٹھ جا اور رسولخدا نے صحاب کی صف باندھکر انکو
اپنے آگے کھڑا کیا جس وقت عمرو آیا تو سب رسولخدا کے پیچھے ہوگئے اور حضرت کو آگے اپنے کر لیا اور ایک شخص منجملہ صحاب میں سے دوسرے شخص سے کہ اسکے پہلو میں
کھڑا تھا کہا کہ نہیں دیکھتا ہے تو کہ یہ شیطان عمرو بن عبدود ہے واللہ اسکے ہاتھ سے کوئی بھی نجات نہ پائیگا آو محمد کو دفع کردیں اسکی طرف تاکہ اسکو
قتل کرے اور پھر ہم اپنی قوم میں جا ملیں اسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ قد یعلم اللہ المعوقین منکم (الآیہ) اور عمرو نے نیزہ اپنا زمین میں گاڑ دیا
اور گھوڑے کو کداتا ہوا پھرتا تھا اور لڑائی طلب کرتا تھا اور رجز پڑھتا تھا اور ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ کہاں ہے جنت تمہاری جسکا تم گمان کرتے
ہو کہ جو کوئی قتل کیا جائے وہ اسمیں داخل ہوگا صحاب حضرت کے یہ سب سنتے تھے اور کچھ نہیں کہتے تھے پھر علی ابن ابیطالب نے رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسولخدا میں جاتا ہوں

حضرت نے فرمایا کہ ہمیں ... شر ہے اور عمر بن عبدود نے پھر طلب کیا کہ کوئی مجھ سے لڑنے کو آئے اور اپنا فخر اور بہادری بیان کرتا تھا اور مسلمانوں کی تحقیر ظاہر کرتا
تھا امیر المومنین کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول خدا میں جاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں تو بیٹھ جا یہ عمر ہے امیر المومنین نے کہا کہ اگرچہ عمر ہو اور اصحاب کا یہ
حال تھا کہ دم نہ مارتے تھے اور زبانیں اپنی بند کیے بیٹھے تھے اور سر نہیں ہلاتے تھے رسول خدا نے جس وقت دیکھا کہ کوئی ان میں سے اس قابل نہیں ہے اور
مر غضب پہلے ہی مر سمجھاتے ہیں تو اس وقت علی کو جہاد کا حکم دیا ابو القاسم حسکانی نے کہا ہے کہ رسول خدا نے اپنی زرہ علی کو پہنائی اور اپنی شمشیر ذو الفقار انکو دیا
اور اپنا عمامہ انکے سر پر باندھا اور فرمایا کہ اے علی جا اور اپنے کام میں مشغول ہو اور جس وقت کہ علی نے پشت پھیری تو حضرت نے دونو ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خدایا تو
اسکا نگہبان رہ آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور اسکے سر کے اوپر سے اور اسکے قدم کے نیچے سے اور حضرت علی اس کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا کہ
جلدی مکر تیرا جواب دینے والا آ پہنچا ہے کہ وہ عاجز نہیں ہے عمر نے کہا کہ تو کون ہے فرمایا کہ میں علی ابن ابیطالب ہوں کہا کہ اے علی تو الٹا پھر جا میں نہیں چاہتا
ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہو اسلئے کہ مجھ میں اور تیرے باپ میں دوستی تھی امیر المومنین نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہو اور لیکن اے عمر میں نے سنا ہے
کہ تو نے بارہا کہا ہے کہ اگر مجھ سے کوئی دو خصلتوں میں سے ایک خصلت کو چاہے تو میں اسکے واسطے قبول کروں اور میں تجھکو ایک خصلت کی طرف بلاتا ہوں کہا کہ وہ
کیا ہے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ خدا پر اور اسکے پیغمبر پر تو ایمان لا کہا کہ مجھکو اسکی احتیاج نہیں ہے اور دوسری بات کیا چاہتا ہے فرمایا کہ پیادہ ہو جا اور
گھوڑے سے نیچے اتر تا کہ ہم اور تم آپس میں لڑیں کہا کہ اے علی مجھکو افسوس آتا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے الٹا پھر جا اور میری نصیحت کو مان جناب امیر
نے فرمایا کہ تو نے کہاں سے جانا کہ میں تیرے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اور تو میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے عمر غصہ ہو کر گھوڑے سے نیچے اتر پڑا اور ایک دو نوبت آپس میں
حملہ کیا عمر نے آگے بڑھ کر امیر المومنین پر تلوار چلائی حضرت علی نے سپر سر پر کی اور اسکی تلوار نے سپر کو کاٹا اور سر کے نیچے خود کو کاٹ کر سر مبارک حضرت
علی کو زخمی کیا امیر المومنین ایک جانب کو آئے تاکہ اپنے زخم کو باندھیں اور عمر نے گمان کیا کہ میں نے اسکو قتل کیا ہے دوسرے آدمی سے لڑنا طلب کیا حضرت
علی اپنا زخم باندھ کر پھر اسکے پاس پہنچے عمر نے کہا کہ تو کون ہے فرمایا کہ میں وہی ہوں کہ پہلے تجھ سے لڑتا تھا کہنے لگا کہ میرا تصور تو ایسا تھا کہ میری ضرب سے
کوئی سلامت نہیں رہتا ہے فرمایا کہ اے عمر اب نوبت میری ہے کہا کہ لا کیا تیرے پاس ہے حضرت علی نے اسپر حملہ کیا عمر نے سپر اپنے سامنے کی حضرت علی نے
ہاتھ اپنا نیچا کر کے ایک تلوار اسکی ران پر ماری کہ پاؤں اسکا الگ ہو کر زمین پر گر پڑا اور عمر بھی اس کے ساتھ زمین پر آیا اور حضرت علی علیہ السلام کود کر
اسکے سینہ پر سوار ہوئے اور اسکے سر کو تن سے جدا کر کے اپنے ہاتھ میں لیا اس طرح سے کہ دونو لشکروں نے دیکھا اور پھر اسکو زمین پر ڈالدیا جابر بن عبد اللہ
انصاری سے منقول ہے کہ میں امیر المومنین کے ہمراہ گیا کہ دیکھوں میں کہ حال علی کا اور عمر کا لڑنے میں کہاں تک پہنچا ہے پس وہ دونو آپس میں لپٹے اور دونو
کے حملہ اور کشتی سے اسقدر غبار اٹھا کہ دونو غبار میں پوشیدہ ہو گئے اور میں انکو نہیں دیکھتا تھا اور بعد ایک عرصہ کے میں نے علی کی آواز سنی کہ فرمایا
اللہ اکبر اس وقت میں نے جانا کہ علی نے عمر کو قتل کیا اور جو آدمی کہ عمر کے ہمراہ تھے وہ سب بھاگ گئے اور نوفل بن عبد اللہ کہ اسکے ہمراہیوں سے تھا وہ
خندق میں گرا مسلمان اسپر پتھر پھینکنے لگے امیر المومنین نے سب کو دور کیا اور خندق میں جا کر اس سے لڑے اور اسکو دو ٹکڑے کیا اور جس وقت غبار میں وہ دونو
پوشیدہ ہو گئے تو منافقین نے کہا کہ تو علی مارا گیا جس وقت غبار دفع ہوا تو انھوں نے علی کو سلامت دیکھا اسکے سینہ پر اور عمر کو مقتول اور حضرت
علی اس کے سر کو لیکر رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور خون حضرت کے سر سے جاری تھا عمر کے ضرب کا اور تلوار سے بھی خون ٹپکتا تھا رسول خدا
نے علی کو بہت پیار کیا اور بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین یعنی ثواب ضربت علی کا روز جنگ
خندق افضل ہے ثواب عبادت جن و انس سے اور اسی جگہ سے کہا ہے شعر گر نبودے دست حیدر و ذو الفقار ؛ کے شدے اللہ اکبر آشکار ؛ اور جس وقت
رسول خدا کا پیار حضرت علی کی نسبت لوگوں نے دیکھا تو بہت شاق ہوا اور کینے دلوں میں پیدا ہو گئے کہ جنکو بعد رسول خدا کے سینوں سے باہر نکالا
اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جس وقت علی نے عمر ابن عبدود کو قتل کیا اور اسکا سر جدا کر کے لائے اور رسول خدا کے روبرو ڈالا تو ابوبکر اور عمر بن خطاب
کھڑے ہوئے اور علی کے سر کو بوسہ دیا اور روز غدیر خم بھی عمر بن خطاب نے علی سے کہا تھا کہ تو میرا اور جمیع مومنین کا مولی ہے لیکن باوجود اسکے اپنا

ملاحظہ فرمایا اسکو ندیا اور ابوبکر بن عباس نے روایت کی ہے کہ علی نے ایسی ضرب لگائی کہ اسلام میں اس سے زیادہ بزرگ کوئی ضرب نہ تھی کہ جس سے اسلام
قوی ہوا یعنی وہ ضرب کہ جو عمرو بن عبدود کے علیؑ نے لگائی تھی اور ایک ضرب وہ تھی کہ اس سے شوم زیادہ اور بدکوئی ضرب اسلام میں نہ تھی اور وہ ضرب ابن ملجم
کی تھی کہ جو علیؑ کے لگائی تھی اور باعث مشرکوں کے فرار کرنیکے علی ابن ابیطالب ہوئے کہ عمرو کو اور نوفل کو قتل کیا اور اصحاب نے علیؑ سے کہا کہ اے علیؑ زرہ عمرو کی
تو نے کس واسطے نہ لی کہ قبائل عرب میں ایسی زرہ کسی کے پاس نہ تھی فرمایا کہ نہ چاہا میں نے کہ اسکا ستر ظاہر ہو جاوے اور منقول ہے کہ مشرکین عمرو ابن عبدود کا مردہ
دس ہزار دینار کو خرید کرتے تھے رسول خدا نے نہ دیا اور فرمایا کہ میں مردہ فروش نہیں کھاتا ہوں اور رسول خدا نے زبیر کو ہبیرہ بن وہب کے قتل کرنیکو بھیجا تو زبیر
نے ایک تلوار اسکے سر پر لگائی کہ اسکا سر پھٹ گیا اور عمر بن خطاب کو رسول خدا نے حکم دیا کہ ضرار بن خطاب سے جاکر جنگ کر جس وقت عمر سے ضرار کا مقابلہ ہوا تو
عمر نے ضرار کی طرف تیر چلایا ضرار نے کہا کہ وائے تجھ پر اے بیٹے صہاک کے کہ تو مجھ پر تیر چلاتا ہے لڑتا نہیں قسم ہے خدا کی کہ اگر تو مجھ پر تیر چلائیگا تو میں عدی کی
اولاد میں سے کسی کو مکہ میں زندہ نہ چھوڑونگا پس عمر بھاگ گیا اور اسکے پیچھے ضرار پہنچا اور عمر کے سر پر نیزہ لگایا اور عمر بھاگ گیا اور مختصر یہ ہے کہ بعد قتل عمرو
بن عبدود اور نوفل کے کفار کی کمر ٹوٹ گئی اور حق تعالے نے درمیان غطفان اور بنی نضیر اور مشرکوں کے تفرقہ ڈالدیا اور انکی آپسمیں برخلافی ہو گئی
اور سب اپنی اپنی رائے علیحدہ کہتے تھے اور سبب انکی آپس کی برخلافی کا یہ ہے کہ جس وقت بنی قریضہ نے حی بن اخطب کے بہکانے سے رسول خدا کا عہد توڑ ڈالا
تو رسول خدا کو اور مسلمانوں کو اس کا بہت رنج ہوا اور آدھی رات کے وقت نعیم بن مسعود اشجعی رسول خدا کے پاس آیا اور وہ قریش کے جنگ خندق کے لئے آنے
سے پیشتر رسول کے پہلے ایمان لایا تھا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ تحقیق کہ میں ایمان لایا ہوں خدا پر اور تیری تصدیق میں نے کی ہے اور ایمان میرا کفار پر پوشیدہ ہے
اور میرے ایمان لانے کو انہیں سے کوئی نہیں جانتا ہے اگر تم مجھکو حکم دو نصرت کرنیکا اور جان سے لڑائی کرنے کا تو میں حاضر ہوں اور اگر آپ مجھکو حکم
دیویں اس امر کا کہ میں درمیان یہود کے اور قریش کے تفرقہ ڈالدوں اور ایک کو دوسرے سے برخلاف کردوں تو ایسا بھی کر سکتا ہوں یہانتک کہ یہودی انکو
قلعہ سے باہر نکلیں فرمایا کہ ایسا ہی کر کہ تفرقہ انکے درمیان پڑ جائے یہ میرے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اسنے عرض کی کہ مجھکو اجازت ہو کہ آپکے حق میں جو چاہوں
سو کہوں فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے اور مناسب جانے سو وہ میرے حق میں کہہ نعیم حضرت سے رخصت ہوکر ابوسفیان کے پاس آیا اور کہا کہ تو میری دوستی کو اچھی طرح
جانتا ہے اور میری نصیحت کو اپنے مقدمہ میں کہ خدا تمکو دشمن پر فتح دیوے مجھکو خبر پہنچی ہے کہ محمد نے یہود سے موافقت کی ہے کہ تمہارے لشکر میں وہ داخل ہوں
اور پھر وہ جھکائیں اور محمد نے انسے ایسا ایسا وعدہ کیا ہے اور بنی قریضہ نے محمد کے ساتھ جو بدعہدی کی ہے اس پر وہ بہت نادم ہوئے ہیں اور محمد کے پاس آدمی
بھیجا ہے اور کہتے ہیں کہ تو ہم سے راضی نہ ہوگا جبتک کہ ہم عرب کی قوم میں سے اشراف آدمیوں کو اول میں یعنی رہن میں لیکر تیرے پاس نہ بھیجیں کہ انکو قتل
کرے اور پھر ہم تیرے ہمراہ ہوکر انکو تیرے شہر سے نکالدیں گے پس تمکو چاہئے اے قریش کہ تم انکو اپنے لشکر میں نہ آنے دینا یہانتک کہ تم انسے رہن میں
چند آدمی انکے اشراف کے نہ لو کہ انکو مکہ کو روانہ کردو تاکہ تم ان کے مکر اور غدر سے امن میں رہو ابوسفیان نے یہ سنکر کہا کہ تو نے خیر دی ہے مجھکو خدا
اور نیک جزا عطا کرے اور ابوسفیان نعیم کے اسلام سے واقف نہ تھا اور نہ کوئی یہودیوں میں سے اور بعد اسکے نعیم جلدی سے بنی قریضہ یہودیوں کے
لشکر میں گیا اور کعب سے کہا کہ اے کعب تم مجھکو جانتے ہو کہ جو کچھ میری دوستی تمسے ہے اور محمد سے عداوت ہے اسواسطے از راہ دوستی میں تمسے کہتا ہوں کہ مجھکو خبر معتبر پہنچی
کہ ابوسفیان کہتا ہے کہ ان یہودیوں کو ہم یہاں سے نکالکر محمد کی قربانی میں رکھدیں کہ یہ لڑائیں آگے ہوں اگر انھوں نے فتح پائی تو نام ہمارا ہی ہوگا نہ
انکا اور اگر انکو شکست ہوئی تو لڑائی کم آگے وہ ہونگے وہی قتل کئے جاوینگے پس مناسب نہیں ہے کہ انکو بلا کر اپنے لشکر میں داخل کرو یہانتک کہ دس آدمی انکے اشراف میں سے لیکر
رہن کے تم لو کہ وہ تمہارے قلعہ میں سپرد ہیں اگر انھوں نے محمد پر فتح پائی تو وہ یہاں سے حرکت نہ کریں جبتک کہ اس عہد کو
نہ پھیر دیں پھر کہ جو تمہارے اور محمد کے درمیان تھا اس واسطے کہ اگر قریش بھاگ گئے اور محمد پر انکو فتح نہ ہوئی تو محمد تم سے لڑے گا اور
تمکو قتل کرے گا ان یہودیوں نے سنکر کہا کہ خدائے تعالیٰ تجھکو جزائے خیر دے اے نعیم تو نے خوب کہا اور ہم اپنے قلعہ میں سے نہ نکلیں گے یہاں
تک کہ ہم انسے اول میں کچھ آدمی لیویں کہ انکو اپنے قلعہ میں بند کرکے رکھیں اور بعد اسکے غطفان کے پاس گیا اور کہا کہ اے گروہ غطفان میں تمہارا ہوں

اور تمکو از راہ دوستی نصیحت کرتا ہوں پس جو کچھ کہ قریش کے واسطے کہا تھا وہ اُنسے بھی کہا یہ سبب تھا ان قوموں کے آپس میں برخلاف ہونے کا اور ایک
قوم کا دوسری قوم سے مطمئن نہوتے کا پس جب دوسرا دن ہوا اور وہ شنبہ کا روز تھا اسروز یہود کچھہ کام نہیں کرتے ہیں اور ابو سفیان نے اسی شنبہ
کی صبح کو شوال کے مہینہ میں سنہ پانچ ہجری میں عکرمہ بن ابو جہل کو مع چند آدمیوں قریش کے یہودیوں کے بھیجا اُنھوں نے جاکر بیان کیا کہ اے گروہ
یہود کے ابو سفیان کہتا ہے کہ چوپائے ہمارے ہلاک ہوئے اور ہم مقام میں نہیں ہیں جلدی نکلو کہ محمدؐ سے چلکر لڑیں یہود نے کہلا بھیجا کہ آج کا روز شنبہ
کا ہے اور ہم شنبہ کے روز کوئی کام نہیں کرتے ہیں اور ہم تمہارے ہمراہ ہو کر لڑائی بھی نہیں کر سکتے ہیں محمدؐ سے یہانتک کہ تم کچھہ اپنے آدمی ہمکو رہن میں
دو کہ ہم اُنپر اعتماد کریں تو جاتے نہیں ہوا اور ہمکو بلاتے ہو کہ ہم محمدؐ سے جاکر لڑیں ابو سفیان نے یہ سنکر کہا کہ واللہ یہ وہ امر ہے کہ جس سے نعیم نے ہمکو ڈرایا تھا
ابو سفیان نے یہود کو کہلا بھیجا کہ ہم تمکو اپنا ایک آدمی بھی نہ دیویں گے اگر تم چاہتے ہو محمدؐ سے لڑو اور اگر چاہو بیٹھے رہو یہود نے کہا کہ واللہ یہ وہ
امر ہے کہ جسکی نعیم نے اطلاع کی تھی اور ابو سفیان کو کہلا بھیجا کہ واللہ ہم ہرگز نہ لڑینگے جبتک کہ تم ہمکو رہن میں اپنے آدمی نہ دو خدا نے اُن قوموں
کے درمیان برخلافی اور تفرقہ ڈالدیا اور ہر ایک اُنمیں سے اپنی رائے کو دوسرے کی رائے پر خلاف بیان کرتا تھا اور عہد اور موافقت جو آپس میں کی تھی وہ
مخالفت سے بدل ہوگئی اور خدا نے ایک ہوا نہایت سرد اور سخت اُنپر بھیجی کہ وہ خاک اور سنگ اُنکی آنکھوں میں ڈالتی تھی اور آگ کو اُنکی اُس نے بجھا دیا
اور کھانا پکی دیگچیوں کو اوندھا کر دیا اور خیمے اُنکے اکھاڑ ڈالے اور طنابیں خیموں کی توڑ ڈالیں اور گھوڑے ان کے بھاگ گئے اور جس وقت یہ ہوا
اُنپر چلی تو نہایت حادثہ اُنپر واقع ہوا اور خوف اور ڈر اُن کے دلوں میں پیدا ہوا اور فرشتوں نے اطراف و جوانب لشکر گاہ سے آوازیں تکبیر کی
کی بلند کیں اور خوف ان لوگوں کو اسقدر ہوا کہ ہر ایک سردار قوم کا کہتا تھا کہ میرے پاس سے دور رہو اور مجھکو اپنی محافظت میں رکھو اور شب کو حضرت
علیؓ اپنے لشکر کی محافظت کرتے تھے اور خندق سے پار اتر کر قریش کے لشکر تک پہنچتے تھے اور اُنکو دیکھتے تھے اور ساری رات پھرتے تھے جب صبح ہوتی
تھی تو اپنے مقام پر آتے تھے اور رسولخداؐ نے جس وقت صحاب کا بیقرار ہونا دیکھا بسبب گھر جانے کے اور حصار میں بند ہونے کے تو حضرت نے
دعا کی خدا نے وہ ہوا بھیجی کہ جس سے سب کفار گھبرا گئے اور پراگندہ ہوگئے اور خوف اُنکے دلوں میں پیدا ہوا اور رسولخداؐ نے فرمایا کہ جو کوئی اُن
لوگوں کی خبر میرے پاس لائے وہ رفیق میرا جنت میں ہو اور صحاب پر جو بھوک اور خوف غالب تھا کوئی نہ اُٹھا حذیفہ کہتے ہیں کہ مجھکو رسولخداؐ
نے بلایا میں نے ناچار ہو کر جواب دیا کہ حاضر ہوا ہیں یا رسول خداؐ فرمایا کہ تو جا اور قوم کی خبر لا کہ اُنکا کیا حال ہے اور کسی سے بات نہ کرنا یہانتک
کہ تو الٹا پھر کر میرے پاس آئے میں گیا اور دیکھا کہ ہوا نے اُنکو زیر و زبر کر رکھا ہے نہ اُنکا خیمہ درست ہے نہ آگ روشن ہے اور نہ اُنکی دیگچیاں
چولھوں پر قایم ہیں اسمیں ابو سفیان آیا اور کہا کہ اے گروہ قریش کے اپنے داہنے اور بائیں نظر کرتے رہو کہ کون شخص تمہارے پاس بیٹھا ہے حذیفہ کہتے
ہیں کہ پہلے میں نے ہی شروع کیا اور میرے داہنی جانب جو شخص تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے کہا عمرو عاص اور جانب چپ والے کو میں نے پوچھا
کہ تو کون ہے کہا کہ معاویہ اور پھر ابو سفیان اپنے مقام پر الٹا چلا گیا اور کہا کہ اے گروہ قریش کے ہم مقام میں نہیں ہیں بلکہ سفر میں ہیں اور چوپائے
ہمارے ہلاک ہوگئے اور بنو قریظہ نے ہمسے دغا کی اور اس ہوا نے کوئی چیز ہماری قائم اور درست نہیں رکھی اور بعد اسکے جلدی سے اونٹ پر سوار
ہوا اور ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اونٹ کی پاؤں کی رسی نہ کھولی اور اونٹ کو ہانکا تو وہ نہ چلا تب معلوم ہوا کہ رسی اسکی پاؤں میں کھولی ہی اسوقت میں نے اپنے جی میں کہا کہ اسوقت اس دشمن خدا کی قتل
کا کیا خوب موقع ہے اُسکے ایک تیر ماروں میں نے تیر کمان میں رکھا اور ارادہ کیا کہ اس کے تیر ماروں اس وقت قول رسول خدا
صلعم کا یاد آیا فرمایا تھا کہ کسی سے بات نہ کرنا یہاں تک کہ تو الٹا پھر کر میرے پاس آئے اس لئے تیر کو میں نے کمان سے نکال لیا اور رسولخداؐ
کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نماز میں مشغول تھے میرے آنے کو جو معلوم کیا تو اپنی ٹانگیں کشادہ کر دیں میں اُنمیں سے نکل کر چلا گیا اور جب نماز سے
فارغ ہوئے تو مجھ سے اُنکی خبر پوچھی میں نے سب حال بیان کیا اور ابو سفیان اسوقت مکہ کو روانہ ہوا تو سب قریش اسکی رفاقت میں روانہ
ہوئے اور بنی غطفان نے دیکھا کہ سب قریش بھاگ گئے ہیں اور جو وعدہ نصرت کا اور فتح کا خدا نے وقت خندق لکھو دینے کیا تھا وہ ظاہر ہوا اور منافق

اسکے وعدہ کو جھوٹ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد اس وعدہ سے صحاب کو فریب دیتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے اُس سے خبر دیتا ہے کہ وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ
اور یاد کر تو اس وقت کو کہ کہتے تھے منافقین وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں انکے بیماری نفاق کی ہے اور اعتقاد میں انکے سستی ہے کہ مَّا
وَعَدَنَا اللّٰهُ نہیں وعدہ کیا ہے ہمسے خدا نے وَرَسُوْلُهٗۤ اور پیغمبر اسکے نے نصرت کا اور دین اسلام کے بلند ہونیکا اور فتح شام اور یمن اور ملک کسریٰ کا
اِلَّا غُرُوْرًا مگر فریب دینا کہ لوگوں کو بازی دیتے ہیں وَاِذْ قَالَتْ اور یاد کر تو اسکو بھی کہ جس وقت کہا طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ ایک گروہ نے ان میں سے کہ
یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ اے اہل مدینہ یثرب نام مدینہ منورہ کا ہے یعنی ان منافقین نے کہا کہ اے مدینہ والو لَا مُقَامَ لَكُمْ نہیں ہے جگہ ٹھیرنے کی واسطے
تمہارے محمد کے لشکر میں اور یثرب نام مدینہ منورہ کا ہے اور سوائے اسکے اور بھی مدینہ کے نام ہیں طیبہ اور طابہ اور دار اور سکینہ اور جابرہ اور محبورہ اور محبہ
اور محبوبہ اور عذرا اور مرحومہ اور قاصمہ اور نیذر اور حفص نے مقام کو بضم میم پڑھا ہے اسم مقام یا مصدر میمی یعنی جگہ قیام کرنیکی واسطے تمہارے نہیں ہے فَارْجِعُوْا
پس پھر جاؤ تم اور چلو اپنے گھروں کی طرف کہ جو مدینہ میں ہیں اور اس لشکر سے بھاگو کہتے ہیں کہ ایک قوم کے گھر مدینہ کے اطراف میں تھے ان لوگوں نے
رسول خدا سے کہا کہ ہمکو اجازت دو کہ ہم اپنے گھر ونکو جائیں اس واسطے کہ وہ مدینہ کے اطراف میں ہیں اور خالی پڑے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی انکو منہدم کر دیں اور ایک
قوم کہتی تھی کہ آؤ بھاگ چلیں اور جنگل میں چل رہیں اور صحرائی لوگوں کے مکانوں میں پناہ پکڑیں اس واسطے کہ جو کچھ محمد نے ہمسے وعدہ کیا تھا وہ سب
باطل ہے اور صحاب کو رسول خدا نے فرمایا کہ تم شب کو مدینہ کی نگہبانی کرو اور امیر المومنین لشکر کی محافظت کرتے تھے وَیَسْتَاْذِنُ اور اذن چاہتا تھا
فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ ایک فرقہ ان منافقوں میں سے النَّبِیَّ پیغمبر سے کہ ہم اپنے گھر ونکو جائیں اور بہانہ کرکے یَقُوْلُوْنَ کہتے تھے کہ اِنَّ بُیُوْتَنَا تحقیق کہ گھر
ہمارے عَوْرَةٌ خلل والے ہیں مدینہ میں کہ انکی دیوار میں استوار نہیں ہیں اور ان میں رخنے پڑ گئے ہیں ایسا ہو کہ دشمن شبخون ماریں ہمکو اجازت دیجئے کہ ہم وہاں جا کر
انکو درست کریں خدا فرماتا ہے کہ وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہیں وہ دیوار میں خلل والیاں بلکہ وہ خوب مضبوط ہیں اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا
فِرَارًا نہیں چاہتے ہیں وہ منافقین مگر بھاگنا لڑائی سے یعنی غرض اصلی انکی ان دیوار ونکو بہانہ سے بھاگنا ہے وَلَوْ دُخِلَتْ اور اگر داخل کئے گئے ہوتے
گھر عَلَیْهِمْ اوپر ان منافقوں کے یعنی وہ منافقین ان گھروں میں داخل ہوکر ہجوم کریں مِّنْ اَقْطَارِهَا طرفوں انکی سے کہ ایک دفعہ ہی ان گھروں میں
جا پڑیں اور انکو گھیر لیویں ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ پھر سوال کئے جائیں گے یہ لوگ فتنہ کو یعنی شرک کو کہ اُن سے شرک ہو جانیکو کہیں اہل اسلام مسلمانوں سے
لڑنے کو لَاٰتَوْهَا البتہ دیویں وہ اس فتنہ کو کہ انکی قول کو قبول کرکے وہ مشرک ہو جائیں اور مسلمانوں سے لڑنے پر موجود ہوں اور اہل حجاز لَاَتَوْهَا
کے ہمزہ کو بدون مد کے پڑھا ہے یعنی البتہ آئیں وہ اس فتنہ کو کہ مشرک ہو جائیں وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اور نہ دیر کریں وہ ساتھ اس فتنہ کے یعنی
شرک کے اختیار کرنے میں وہ دیر نہ کریں اِلَّا یَسِیْرًا مگر تھوڑی اور یسیراً صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی تلبثا یسیرا یا زمانا کی صفت ہے یعنی زمانا
یسیراً یعنی زمانہ تھوڑا تو کہ دیر کریں بلکہ جلدی مشرک جائیں اور مسلمانوں سے جنگ کرنے پر مستعد ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نہ دیر کریں
مگر تھوڑی اور سب بیخ و بنیاد سے جاتے رہیں وَلَقَدْ كَانُوْا اور البتہ تحقیق تھے وہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ کہ توبہ کرکے عَاهَدُوا اللّٰهَ عہد کیا تھا
انھوں نے خدا سے مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے جنگ احد میں جس وقت کہ قتل ہونیکے خوف سے بھاگ گئے تھے اور بعد اسکے نادم ہوکر توبہ کی تھی اور عہد کیا تھا خدا سے کہ بعد
اسکے ہرگز لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ نہ پھیریں گے وہ پشتونکو لڑائی میں بلکہ سب جہادوں میں وہ ثابت قدم رہیں گے اور کبھی نہ بھاگیں گے وَكَانَ
عَهْدُ اللّٰهِ اور ہے عہد خدا کا جو کہ انھوں نے کیا تھا مَسْـُٔوْلًا سوال کیا گیا یعنی اس عہد کے وفا کرنے اور توڑنے سے پوچھا جائیگا اور موافق اسکے انکو جزا دیجائے
گی قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں کو اور سست ایمان والونکو کہ کسی وجہ سے لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بھاگنا اِنْ فَرَرْتُمْ
اگر بھاگے تم مِّنَ الْمَوْتِ موت سے اَوِ الْقَتْلِ یا قتل سے اس واسطے کہ جس وقت میں کہ لکھا ہے موت کا آنا یا قتل ہونا ہرگز وہ ٹل نہیں سکتا ہے جہاں
تم بھاگ کر جاؤ گے وہیں لپیٹے جاؤ گے اور ملک الموت تمہاری جان کو قبض کرے گا موافق حکم قضا کے وَاِذًا اور اس وقت یعنی جس وقت کہ تم بھاگے اور
بھاگنے نے تمکو نفع بھی پہنچایا کہ تم بھاگ کر بچ رہے تو لَّا تُمَتَّعُوْنَ نہ فائدہ اٹھاؤ گے تم زندہ رہ کر اِلَّا قَلِیْلًا مگر تھوڑا قلیلا صفت ہے تمتیع محذوف

کی یعنی نہ فائدہ اٹھاؤ گے تم مگر فائدہ اٹھانا تھوڑا کہ آخر کو فنا ہے اور پیالہ شربت مرگ کا پینا ہے قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں سے کہ مَنْ ذَا الَّذِیْ
یَعْصِمُکُمْ کون شخص ہے کہ وہ نگاہ رکھے تمکو اور بچائے مِّنَ اللّٰہِ حکم خدا سے اِنْ اَرَادَ بِکُمْ اگر ارادہ کرے خدا ساتھ تمہارے سُوْٓءًا برائی کا کہ تمکو تباہ یا ہلاک کرے اَوْ اَرَادَ بِکُمْ
یا ارادہ کرے ساتھ تمہارے رَحْمَۃً رحمت کا یعنی نصرت کا اور تاخیر موت کا تو پھر کون ہے کہ تمکو بدی پہنچا سکے وَلَا یَجِدُوْنَ اور نہیں پاتے ہیں آدمی لَهُمْ واسطے اپنے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوا خدا
کے وَلِیًّا کوئی دوست کہ انکو نفع پہنچائے وَّلَا نَصِیْرًا اور نہ مددگار کہ انسے ضرر کو دور کرے جس وقت کفار نے خندق سے پار ہو کر دور کیا تھا تو ایک شخص منافق نے
حضرت کے ہمراہیوں میں سے اپنے ایک یار کو کہا تھا کہ عمرو ابن عبد ود کسیکو زندہ نہ چھوڑیگا محمد کو آگے کر دو کہ یہ مارا جائے اور ہم پھر اپنی قوم میں ملجائیں خدا نے یہ آیت
نازل کی کہ قد یعلم اللہ المعوقین اور بعضے اس آیت کے نازل ہونیکی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد رسولخدا کے لشکر میں سے مدینہ گیا اور اپنے برادر حقیقی کو دیکھا
کہ سامان عیش و طرب تیار کر رکھا ہے اور شراب نبیذ آگے رکھی ہے اسنے کہا کہ اے بھائی تو خوشی اور راحت میں گذارتا ہے اور رسولخدا تیر اور شمشیر کے درمیان پھرتے
ہیں اسنے کہا کہ اے احمق تو یہاں بیٹھ کہ تجھکو اور تیرے یاروں کو بلا نے گھیرا ہے اور محمد اس ورطے سے کبھی سلامت نہ نکلیگا وہ مرد مدینہ سے الٹا پھرا اور بھائی سے
کہا کہ میں تیرے حال کی رسولخدا کو خبر کرتا ہوں اور جس وقت رسولخدا کے پاس پہنچا تو جبرئیل اس سے پہلے پہنچے اور یہ آیت لائے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ تحقیق جانتا
ہے خدا الْمُعَوِّقِیْنَ منع کرنیوالوں کو نصرت پیغمبر سے مِنْکُمْ تم میں سے وَالْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ اور کہنے والوں کو واسطے بھائیوں اپنے کے هَلُمَّ
آؤ تم اِلَیْنَا طرف ہمارے عیش و راحت میں اور لڑائی کہ موجب پریشانی کا ہے اسکے درپے مت ہو اور کہتے ہیں کہ ابوسفیان اور یہودی
منافقوں ضعیف الایمان کو کہتے تھے کہ تم اپنے تئیں ہلاکت میں کیوں ڈالتے ہو محمد صلعم کو چھوڑ کر چلے آؤ وہ لوگ ان کے کہنے کو قبول کر کے لڑنے
سے پہلو تہی کرتے تھے حق تعالے نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے منع کرنے والوں کو محمد کی نصرت سے اور ہلم اسم فعل ہے اور اہل حجاز کے نزدیک وہ واحد
اور تثنیہ اور جمع سب کے واسطے آتا ہے وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اور نہیں آتے ہیں وہ منافق لڑائی میں اِلَّا قَلِیْلًا مگر تھوڑی دیر اور قلیلا صفت ہے
زمان محذوف کی یعنی زمانہ تھوڑے اس واسطے کہ کار انکا بہانہ ہے لڑائی اور کاہلی سے اَشِحَّۃً بخیلی کرنے والے ہیں وہ عَلَیْکُمْ اوپر تمہارے
لڑنے سے یا خرچ کرنے سے اے مسلمانو اور اشحۃ حال واقع ہوا ہے اور وہ جمع شحیح کی ہے اور معنی شحیح کے بخیل کے ہیں اور باس سے یہ مراد ہے کہ وہ
لوگ نہیں چاہتے کہ فتح اور غنیمت تمہارے واسطے ہو فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ پس جس وقت کہ آئے خوف دشمن کا اور لڑائی کا تو رَاَیْتَهُمْ
دیکھے تو ان کو کہ نہایت نامردی سے اور خوف سے یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ نظر کرتے ہیں وہ طرف تیرے کہ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ پھرتی
ہیں آنکھیں انکی چپ و راست حیرت سے کَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مانند اس شخص کے کہ پوشیدہ کیجاتی ہے عقل اوپر اسکے یعنی مانند اس شخص کے کہ غشی
آتی ہے اسکو مِنَ الْمَوْتِ سختیوں موت کے سے اور بیہوش ہو جاتا ہے وہ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہو جاتا ہے شدت خوف سے فَاِذَا ذَهَبَ
الْخَوْفُ پس جس وقت چلا جائے خوف انکا تمہاری فتح کی جہت سے اے مومنین اور غنیمت تمہارے ہاتھ لگے تو سَلَقُوْکُمْ رنجیدہ کرتے ہیں وہ تمکو اور
سخت باتیں تمکو کہتے ہیں بِاَلْسِنَۃٍ حِدَادٍ ساتھ زبانوں تیز کے اَشِحَّۃً بخیلی کرتے ہوئے عَلَی الْخَیْرِ اوپر بھلائی کے کہ وہ غنیمت ہے یعنی
وقت تقسیم ہونے مال غنیمت کے جھگڑتے ہیں اور زیادہ مال لینے کی حرص کرتے ہیں اور تمسے سخت کلامی کرتے ہیں اُولٰٓئِکَ یہ لوگ وہ ہیں کہ
لَمْ یُؤْمِنُوْا نہیں ایمان لاتے ہیں وہ خدا اور پیغمبر پر دل سے فَاَحْبَطَ اللّٰهُ پس نیست اور نابود کر دے خدائے تعالے نے
اَعْمَالَهُمْ عمل ان کے اس واسطے کہ جہاد اور سوائے اس کے اور اعمال نیک انکے واسطے ثواب نہیں ہے اگر فریب کی نیت سے
ہوں اور اگر خالص واسطے خدا کے اور اس کی رضامندی کے واسطے نہوں اور جس وقت ان کا ایمان درست نہوا تو خدا کے واسطے
وہ اعمال نہ ہونگے اور جب خدا کے واسطے نہوئے تو ثواب بھی ان میں نہوگا وَکَانَ ذٰلِکَ اور ہے باطل اور نابود کرنا انکے اعمال کا
عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا اوپر خدا کے آسان کہ کوئی اسکا مانع نہیں ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کیسے ہی اعمال نیک بجالائے جبتک
کہ اس کا ایمان صحیح نہیں ہے تو ان اعمال کا کچھ فائدہ نہیں ہے یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ گمان کرتے ہیں وہ منافقین لشکروں کو

کفار کے کہ وہ لَمْ يَذْهَبُوا نہیں گئے ہیں اب تک بلکہ وہ یہیں ہیں اور حال یہ ہے کہ کفار سب فرار کر گئے کوئی قوم اُنہیں سے باقی نہیں ہے
لیکن اُنکا خوف منافقین پر اسقدر غالب ہے کہ ان بھاگے ہوؤں کو کہتے ہیں کہ وہ لڑنے کے لئے کھڑے ہیں اور اس جہت سے وہ منافقین خندق سے بھاگ کر
مدینہ میں جاتے ہیں اور وہاں جا کر پناہ پکڑتے ہیں اور ہر چند اُن سے کہا جاتا ہے کہ کفار بھاگ گئے لیکن وہ قبول نہیں کرتے ہیں اور اپنے گھر دنیا سے باہر نہیں
نکلتے ہیں وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ اور اگر آئیں وہ لشکر کفار کے دوسری بار تو يَوَدُّوْا دوست رکھیں اور آرزو کریں وہ منافقین کہ لَوْ اَنَّهُمْ
البتہ تحقیق وہ منافقین بَادُوْنَ صحرانشین ہو جائیں فِي الْاَعْرَابِ بیچ عربوں جنگل کے رہنے والوں کے یعنی وہ منافقین نہایت خوف اور نامردی
سے آرزو کریں کہ کاش ہم مدینہ میں نہ ہوتے بلکہ صحرا میں رہتے يَسْاَلُوْنَ پوچھتے ہیں وہ ہر اک آنے والے مدینہ کے سے عَنْ اَنْبَآئِكُمْ خبروں
تمہاری سے اے مومنین یعنی تمہارے حال کو تحقیق کرتے کہ کیونکر ہے غالب ہو گئے ہیں یا مغلوب ہیں اور تمہارے مغلوب ہونے کے منتظر ہوتے اور یعقوب نے
یسئلون کو یسّاءلون پڑھا ہے یعنی بہ تشدید سین اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ اور اگر ہوتے وہ بیچ تمہارے اے مومنین یعنی اگر ہمراہ تمہارے
وہ خندق میں ہوتے اور مدینہ میں نہ پھر جاتے اور کفار سے انکا مقابلہ ہوتا تو مَّا قٰتَلُوْٓا نہ کرتے وہ اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑے اور اب خدا رغبت دلواتا ہے
مومنین کو جہاد کرنے پر اور لڑائی پر صبر کرنے پر چنانچہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ بیچ ذات
رسولخدا کے اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ خصلت نیک اور پیشوا ہونا اسکا پس چاہیے کہ پیروی اسکی کرو تم اور اسکی ہیں کہ ثابت قدم رہو اور سختیوں پر ہر معرکہ کی
صبر کرو جیسے کہ وہ ثابت قدم ہے اور صبر کرتا ہے پس وہ حضرت بہت خوب پیشوا ہے لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ واسطے اس شخص کے کہ وہ امید رکھتا
ہے خدا سے رحمت کی کہ اسکے حال کے شامل ہو وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہے یعنی اس روز کی نعمتوں کی وَذَكَرَ اللّٰهَ
كَثِيْرًا اور یاد کرتا ہے وہ خدا کو یاد کرنا بہت زبان سے اور دل سے ظاہر اور پوشیدہ اور کثیرا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی ذکرا کثیرا اور
کہتے ہیں کہ رسولخدا نے لشکروں کے آنے سے اپنے اصحاب کو خبر دی اور فرمایا کہ انکی بھیڑ سے اور کثرت انبوہ سے مضطرب نہو کہ کام تمپر سخت ہو جائے لیکن
انجام میں فتح و ظفر تمہارے ہی نام ہے اللہ تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور جس وقت دیکھا مومنین نے
جنگ خندق کے ایام میں الْاَحْزَابَ لشکروں کو کفار کے کہ جن کے آنے کی پیغمبر نے خبر دی تھی جس وقت اُنھوں نے ان لشکروں کو دیکھا تو بجز دوستی
کے قَالُوْا کہا کہ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یہ ہے وہ چیز کہ وعدہ کیا تھا ہمسے خدا نے اور پیغمبر اسکے نے وَصَدَقَ اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗ اور سچ کہا تھا خدا نے اور پیغمبر اسکے نے وَمَا زَادَهُمْ اور نہ زیادہ کیا اُن مومنین کو ان لشکروں کے آنے نے اِلَّآ اِيْمَانًا مگر ایمان خدا
اور پیغمبر پر اور یاد کرنا اُن کے وعدوں کا وَّتَسْلِيْمًا اور فرمانبرداری خدا کی اور اسکے رسول کی کہ جنہیں سر اسر سعادت وہ تو جہانکی ہے اور اب
خدا تعالیٰ خاص کرتا ہے بعض مومنین کو ایک خصلت کے ساتھ کہ جو انمیں وہ موجود تھے چنانچہ بیان کرتا ہے کہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنین میں سے
رِجَالٌ ایسے مرد ہیں کہ صَدَقُوْا سچ کہا اُنھوں نے مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ اس امر کو کہ عہد کیا تھا عَلَيْهِ اوپر اسکے کہ ثابت قدم رہنا ہے لڑائی میں
اور لڑنا واسطے رضامندی خدا کے ہے اس آیت کے نزول میں لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ اور مصعب اور انس بن نضیر وغیرہ نے کہ حضرت کے اصحاب میں سے تھے نذر کی تھی
کہ جس جہاد میں کہ ہم رسولخدا کے ہمراہ ہوں چاہیے کہ ثابت قدم ہو کر خوب لڑیں اور جبتک کہ ہم شہید نہوں آرام نہ پکڑیں خدا نے فرمایا کہ یہ مومنین راست
گفتار تھے عہد کر کے فَمِنْهُمْ پس بعض ان میں سے مَّنْ قَضٰى وہ شخص ہے کہ ادا کیا ہے اُس نے نَحْبَهٗ نذر اپنی کو اور جہاد کر کے شہید ہوئے
جیسے کہ حمزہ اور مصعب اور انس اور کہتے ہیں کہ نحب یعنی موت ہے اور نذر کو نحب اسلئے کہتے ہیں کہ جیسے کہ موت لازم ہے ویسی ہی نذر کا وفا کرنا لازم ہے پس
بعضوں نے تو اپنی نذر کو وفا کیا وَمِنْهُمْ اور بعضے ان میں سے مَّنْ يَّنْتَظِرُ وہ شخص ہے کہ انتظار کرتا ہے شہادت کا مثل تمام مومنین باقی کے کہ جو اعتقاد
صحیح رکھتے ہیں وَمَا بَدَّلُوْا اور نہیں بدلا ہے اُنھوں نے عہد کو تَبْدِيْلًا بدلنا کسی طرح سے کہ منافقین نے بدل ڈالا ہے بلکہ وہ اسپر ثابت قدم رہے ہیں
اور اپنے عہد کو وفا کیا ہے اُنھوں نے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ کبھی جہاد میں

ع ۱۴ ۱۸

سے بھاگے نہیں اب پس بعض تو انمیں سے وہ ہی کہ اس نے اپنی نذر کو وفا کیا کہ شہید ہو گیا جیسے کہ حمزہ اور جعفر بن ابیطالب اور بعضا انمیں سے منتظر ہی اپنی اجل کا
یعنی علی ابن ابیطالب حضرت علی نے ایک حدیث میں فرمایا ہی اور البتہ تحقیق عہد کیا میں نے خدا سے اور اسکے پیغمبر سے اور میرے چچا حمزہ اور میرے بھائی جعفر نے
اور میرے چچا کے بیٹے عبیدہ نے ایک امر پر وفا کیا میں نے اسکو واسطے خدا کے اور رسول اسکے کے پس مقدم ہوے مجھ سے ہمراہی میرے اور میں انکے پیچھے رہ گیا واسطے
ارادہ کرنے خدا کے پس نازل کی خدا نے ہمارے مقدمہ میں یہ آیت کہ رجال صدقوا آخر آیہ تک اور فرمایا ہی حضرت علی نے دوسری روایت میں کہ ہمارے
مقدمہ میں نازل ہوئی ہے آیہ رجال صدقوا الخ اور واللہ میں منتظر ہوں اور بیچ نہیں بدلا ہی کوئی بدلنا اور امام محمد باقر نے آیہ وکونوا مع الصادقین کی
تفسیر میں فرمایا ہی کہ کونوا مع علی ابن ابیطالب یعنی ہو تم ساتھ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے اور رسول خدا صلعم کے اس واسطے کہ خدا نے فرمایا ہے
من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه و هو حمزة ابن عبدالمطلب ومنهم من ینتظر و هو علی ابن ابیطالب اور فرماتا ہی خدا کہ وما بدلوا
تبدیلا اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مومن دو قسم کے ہیں ایک مومن تو وہ ہی کہ راست کیا اسنے عہد خدا میں اور اسکو وفا کیا جس طرح سے کہ اسکی شرط تھی اور
اسکے حق میں تو قول حقتعالے کا ہی رجال صدقوا ما عاهدوا الله اور یہ وہ شخص ہے کہ نہ پہنچینگے اسکو ہولیں دنیا کی اور نہ ہولیں آخرت کی اور یہ ان لوگوں
میں سے ہی کہ شفاعت کرے گا اور ہو نکی اور کوئی اسکی شفاعت نہ کریگا اور ایک مومن مانند گھانس اور پتوں زراعت کی ہی کہ کبھی تو کجی پر ہوتا ہی اور کبھی سیدھا
قایم ہوتا ہے پس یہ ان لوگوں میں سے ہی کہ پہنچیں گے اسکو ہولیں دنیا کی اور آخرت کی اور یہ ان لوگوں میں سے ہی کہ اسکی شفاعت کیجاویگی اور وہ کسی کی شفاعت
نہ کریگا اور مناقب میں لکھا ہی کہ کربلا میں اصحاب حسین کے جو کوئی انمیں سے ارادہ جانے کا واسطے جہاد کے کرتا تھا تو حسین کو رخصت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ
السلام علیک یا ابن رسول اللہ پس جواب دیتے تھے اسکو حسین وعلیک السلام اور فرماتے تھے کہ ہم بھی تیرے پیچھے آتے ہیں فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر
اور وہ لوگ اسلئے اپنے عہد کو وفا کرتے تھے کہ لِیَجْزِیَ اللّٰهُ تاکہ بدلا دیوے خدا الصّٰدِقِیْنَ راست کہنے والوں کو اور عہد کے وفا کرنے والوں کو بِصِدْقِهِمْ
ساتھ راستی انکی کے یعنی ساتھ وفا کرنے عہد انکے کے وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اور تاکہ عذاب کرے منافقین کو اِنْ شَآءَ اگر چاہے یعنی اگر وہ نفاق
پر ہیں اور باد دنیا میں انکو عذاب کرے اور بلا میں مبتلا کرے اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ یا توبہ قبول کرے اوپر انکے اور انکو عذاب سے نجات دیوے اگر وہ نادم
ہو کر اپنے کفر باطنی اور افعال بد سے توبہ کریں اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تحقیق کہ خدا ہی غَفُوْرًا بخشنے والا توبہ کرنیوالوں کا رَّحِیْمًا مہربان اس شخص پر کہ جو
توبہ کرے مکر اور ابو القاسم حسکانی نے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ آیہ من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه ہمارے حق میں نازل ہوئی
اور قسم ہے خدا کی کہ میں منتظر ہوں اپنی شہادت کا اور اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ابو عبیدہ
بن حارث کے جو کہ بدر میں شہید ہوا ہے اور حمزہ کے جو کہ احد میں شہید ہوا ہے اور جعفر بن ابیطالب کے جو کہ موتہ میں شہید ہوا ہی اور عبیدہ اور حمزہ اور جعفر
تو اپنا عہد وفا کر گئے تھے اور امیر المومنین منتظر تھے اور عبیدہ کا جنگ بدر میں شہید ہونا مذکور ہو گیا ہے اور حمزہ کا شہید ہونا بھی جنگ احد میں گذر گیا ہے
اور جعفر بن ابیطالب جو موتہ میں شہید ہوے ہیں انکا قصہ اس طرح سے ہے کہ رسول خدا نے جعفر کو سردار لشکر کا کر کے واسطے جہاد کے روانہ کیا اور
پرہیزگاری اور نگہبانی لشکر کی اور لڑائی پر صبر کرنے کی اور بہت احتیاط کرنیکی وصیت کی جعفر کفار سے خوب لڑے اور داد شجاعت کی دی اور بہت
آدمی قتل کئے آخر کو ایک ملعون آیا اور اس نے ایک تلوار انکے داہنے ہاتھ پر ماری دست مبارک انکا کٹ کر گر پڑا انھوں نے جرات کر کے علم اپنا
دست چپ میں لیلیا اور ایک دوسرا ملعون آیا اس نے دست چپ انکا قطع کیا حضرت جعفر زندگی سے اپنی مایوس ہوے اور منہ اپنا طرف مدینہ کے
کر کے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ مودع لا اسلام زائرا یعنی سلام او پر تمہارے میری جانب سے اے رسول خدا اسلام رخصت کرنے والا کا نہ سلام ملاقات کرنے
والا کا پس کفار انکے گرد جمع ہوے اور انکو شہید کیا اور نیزہ سے انکو زمین پر سے اٹھایا اور نیزے پر انکو بلند کیا خدا نے نیزہ کی نوک پر انکو زندہ کیا اور
دو نو ہاتھوں انکی جگہ دو بازو سبز انکو عطا کئے اور وہ نیزہ سے پرواز کر کے آسمان کو چلے گئے اور بہشت میں فرشتوں کے ہمراہ پرواز کرتے پھرتے ہیں اس سبب سے انکو جعفر طیار
کہتے ہیں کہ وہ اڑتے پھرتے ہیں پس ابو عبیدہ اور حمزہ اور جعفر تو عہد کو وفا کر گئے کہ شہید ہو گئے اور علی اپنی شہادت کے منتظر تھے اور کہتے ہیں کہ جس وقت

وتنگ ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ کونسی چیز منع کرتی ہے بدبخت ترین امت کو کہ اس ڈاڑھی کو میرے خون سے خضاب کرے اور بعد آپکے ابن ملجم نے انکو شہید کیا اور منقول ہے کہ جس وقت عبیدہ کو بدر میں اور حمزہ کو احد میں اور جعفر کو موتہ میں شہید کیا تو رسولخدا نے کہا کہ خداوندا تو نے مجھکو تنہا کر دیا میرے چچا حارث کے بیٹے ابو عبیدہ کو بدر میں شہید کر کے اور میرے چچا حمزہ کو احد میں شہید کر کے اور میرے چچا ابوطالب کے بیٹے جعفر کو موتہ میں شہید کر کے خداوندا یہ علی ابن ابیطالب باقی ہے مجھکو تنہا نہ کرنا اور میرے مرنے سے پہلے اسکو دنیا سے مت اٹھانا تحقیق کہ تو بہتر ہے وارث سب وارثوں سے اور اسکو تو میرا وصی اور ولیعہد اور خلیفہ کر غرض یہ ہے کہ خدا تعالے نے فتح جنگ خندق کا وعدہ کیا تھا بے وعدہ لڑائی کی اور کفار سب بھاگ گئے وَرَدَّ اللّٰہُ اور پھیر دیا خدا نے مدینہ سے الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے تھے یعنی ابوسفیان کو مع قریش کے اور یہودیوں کو کہ وہ بھاگ کر اپنے مقاموں کو چلے گئے مایوس ہو کر بِغَیْظِہِمْ ساتھ غصہ اپنے کے کہ بسبب شکست ہونے اور مراد کو نہ پہنچنے کے غصہ میں بھرے ہوئے تھے لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا نہ پایا انھوں نے بھلائی کو یعنی نصرت اور غنیمت انکو میسر نہوئی وَکَفَی اللّٰہُ اور کفایت کی خدا نے الْمُؤْمِنِیْنَ مومنین کو الْقِتَالَ جو لڑائی کرنیکے سبب علی ابن ابیطالب کے اور مقتول ہونے عمر کے اسکے ہاتھ سے اور بسبب پہنچ ہوا کے کہ جسنے انکو پریشان اور زیر و زبر کر دیا وَکَانَ اللّٰہُ اور ہے خدا قَوِیًّا زبردست عَزِیْزًا غالب سب اشیاء پر جو چاہے سو کرے اسکا کوئی مانع نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتے تھے کہ وکفی اللّٰہ المؤمنین القتال بعلی بن ابیطالب وقتلہ عمرو بن عبدود وکان ذلک بسبب ھزیمۃ القوم یعنی اور کفایت کیا خدا نے مومنین کے تئیں لڑنا بسبب علی ابن ابیطالب کے اور قتل کرنے اسکے عمرو بن عبدود کو اور تھا وہ سبب بھاگنے قوم کا کہ عمرو کے قتل ہونیسے کفار شکستہ دل ہو کر بھاگ گئے اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کی بھی قرأت یہی ہے کہ وکفی اللّٰہ المؤمنین القتال یعنے ابن ابیطالب اور منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا جنگ خندق سے واپس ہوئے اور مع اصحاب مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور بدن مبارک کے ہتھیار کھولے اور زینب خاتون کے حجرہ میں جا کر ہاتھ دھونے میں مشغول تھے اور ابھی آدھا سر نہ دھویا تھا کہ جبرئیل نازل ہوئے ایک عمامہ ریشمی سر پر رکھے ہوئے اور کہا کہ یا رسولخدا ابھی ملائکہ نے اپنے ہتھیار نہیں رکھے ہیں آپنے ہتھیار کیوں رکھدئے خدا آپکو حکم کرتا ہے کہ اسی وقت بنی قریظہ پر چڑھائی کرو اور مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں انکے خیمہ کی میخیں اکھاڑ ڈالوں اور دروازے انکے قلعہ کے کھولدوں اور وہ لوگ خوف سے مضطرب اور پریشان ہیں اور بہت حیران ہیں اور حکم ہے کہ تو نماز عصر نہ پڑھنا مگر بنی قریظہ میں اور وہ وقت ظہر کا تھا جس وقت کہ جبرئیل نازل ہوئے تھے پس رسولخدا دولت سرا سے برآمد ہوئے اور حارث بن نعمان حضرت کے آگے آیا حضرت نے پوچھا کہ اے حارث کیا خبر ہے عرض کی کہ قربان ہوں میرے ماں باپ اور ساں میرے یا رسولخدا دحیہ کلبی لوگوں میں آواز کرتا پھرتا ہے کہ نماز عصر کوئی نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل ہے دحیہ کلبی کی صورت میں فرمایا کہ علی کو بلاؤ جب حضرت علی آئے تو علی سے فرمایا کہ سب آدمیوں میں آواز کر کہ نماز عصر کوئی یہاں نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ میں جا کر پڑھنی چاہیے حضرت علی نے آواز کی پس سب اصحاب گھر کر نکلے اور بنی قریظہ کو روانہ ہوئے اور حضرت نے اپنا علم حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو دیا اور اپنے لشکر کا انکو مقدمہ بنایا اور حی بن اخطب بعد فرار کرنے قریش کے جنگ خندق سے بنی قریظہ کے قلعہ میں جا رہا تھا حضرت علی انکے قلعہ کے نیچے آئے اور انکے قلعہ کا محاصرہ کیا کعب بن اسید قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور سب کو مع رسولخدا کے ناسزا کہنے لگا اور دشنام دہی کرنے لگا امیر المومنین وہاں سے پھرے اور رسولخدا مع اصحاب امیر المومنین کے پیچھے آتے تھے امیر المومنین نے آگے بڑھکر عرض کی کہ یا رسولخدا آپ قلعہ کے نیچے تشریف نہ لیجائیں حضرت نے فرمایا کہ اے علی تونے اُن سے کچھ باتیں سنی ہیں کہ تجھکو ناخوش معلوم ہوئی ہیں کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا کہ مجھکو دیکھیں گے تو ایسا کلام نہ کرینگے اور خدا انکو ذلیل کریگا اور حضرت رسولخدا قلعہ کے نیچے تشریف لائے اور فرمایا کہ اے بھائیو بندروں اور خوکوں کے اور پرستش کرنیوالو طاغوت کے جس وقت کہ ہم آئے دشمنوں کی جگہ میں تو پس بد ہوئی صبح ڈرائے گئوں کی کہنے لگے کہ اے ابو القاسم تو ہرگز نادان اور گالیاں دینیوالا نہیں ہے نہیں ہوا ہی حضرت نے اپنا منہ انکی طرف سے پھیر لیا اور گرد قلعہ کے کھجور کے درخت کھڑے تھے حضرت نے ہاتھ سے ایکطرف اشارہ کیا وہ درخت متفرق ہو کر جنگل کے اندر جا پھیرے اور بنی قریظہ کے چاہ پر حضرت نے قیام کیا اور اصحاب آ گئے پیچھے پہنچتے تھے اور منزل پر آ اترتے تھے

غزوۂ بنی قریظہ کا ذکر

اور ایک جماعت بعد نماز عصر کے وہاں پہنچی اور نماز عصر اُن سے فوت ہوگئی اور کہتی تھی کہ ہمپر کوئی گناہ نہیں ہے اس واسطے کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ نماز عصر
پڑھنا مگر بنی قریظہ میں اور حضرتؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمنے رستہ میں کسیکو دیکھا تھا کہا اُنھوں نے کہ ہاں دحیہ کلبی کو دیکھا تھا کہ ایک شتر پر سوار اور چادر ریشمی
اوڑھے ہوئے تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا وہ اسواسطے آیا کہ انکو متزلزل کرے اور خوف انکے دلونمیں ڈالدے پس تین روز تک انکے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بعضے
پچیس روز لکھتے ہیں یہانتک کہ وہ تنگ ہو گئے اور حی بن اخطب نے انکو کہا کہ اے قوم دیکھو کہ بلا تمپر نازل ہوئی اور تم اب ناچار ہو اور ضروری ہے کہ تین کاموں میں سے
ایک کام کرو ایک تو یہ کہ اس امر پر ایمان لاؤ اور اسکے دعوے کو راست جانو اسواسطے کہ تمپر واضح ہو گیا ہے کہ وہ پیغمبر خدا کا ہے اور اسکے اوصاف تم توریت میں دیکھتے ہو اور سُنتے ہو اس کے
یاروں نے کہا کہ ہم ہرگز اسپر ایمان نہ لائینگے اور ہم اپنے دین کو نہ چھوڑینگے حی بن اخطب نے کہا کہ اگر یہ نہیں کرتے ہو تو دوسرا امر یہ ہے کہ عورتوں کو اور فرزندوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرو اور قلعہ سے باہر
نکلکر اُنسے جنگ کرو اگر فتح ہمارے نام ہوئی تو زن و فرزند ہمکو بہتیری مل جاینگی اور اگر فتح انکو خدا نے دی تو بدنامی اور ننگ نہ ہوسکے بچی اسکے یاروں نے کہا کہ بیگناہ بچوں کو ہم کیونکر ماریں اور ہمسے کس طرح ممکن ہو کہ ہم ہاتھ
سے اپنے زن و فرزند کو ماریں ہمارے تمام عیش کیونکر اٹھینگے حی بن اخطب نے کہا کہ تیسرا امر یہ ہے کہ آج کی شب شب شنبہ ہے اور محمدؐ اور اسکے اصحاب جانتے ہیں کہ ہم شب شنبہ میں کسی
کار کو ہتیا نہیں کرتے ہیں اس سبب سے وہ ہمسے غافل ہونگے اور ہم بیخبری میں ان پر حملہ کریں شاید کہ ہمارا کام بنجاوے اسکے یاروں نے کہا کہ ہم شنبہ کی ہتک
حرمت ہرگز نہیں کر سکتے اور خلاف طریقہ باپ اور دادا کے اختیار نہیں کر سکتے کہا کہ آج کی شب ہوشیار رہو کل کو دیکھا جائے گا کہ صلاح کیا ہے دوسرے روز
اُنھوں نے اپنا قاصد رسولخداؐ کے پاس بھیجا کہ ابو لبابہ کہ بنی عمرو سے ہے اسکو ہمارے پاس بھیجدو تاکہ کچھ باتیں ہم اس سے کریں اور کہلا بھیجیں حضرت نے ابو لبابہ کو انکے پاس
روانہ کر دیا جسوقت ابو لبابہ انکے قلعہ میں داخل ہوئے تو عورتیں اور لڑکے انکے پاس آئے اور زار زار روتی تھیں اور نہایت بیقرار تھے ابو لبابہ کا دل ان پر نرم ہوا اور
ابو لبابہ سے کہنے لگے کہ ہمارے واسطے صلاح ہے کہ ہم محمدؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر آئیں کہا کہ کیا مضائقہ ہے اور ہاتھ سے طرف حلق کے اشارہ کیا کہ اگر باہر نکلوگے
تو تمکو مار ڈالینگے اور بعد اسکے ابو لبابہ پشیمان ہوئے کہ تو نے یہ کیوں اشارہ کیا کہ خدا و رسولؐ کی تو نے خیانت کی اس ندامت سے رسولخداؐ کے پاس نہ گئے اور مدینہ میں جاکر
مسجد نبوی کے ستون سے اپنے ہاتھ باندھے اور کہا کہ نہ کھولونگا اپنے ہاتھوں کو جبتک کہ رسولخدا نہ کھولینگے اور رسولخدا کے پاس گئے تو حضرتؐ نے پوچھا کہ ابو لبابہ کہاں
ہے لوگوں نے انکا حال بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر میرے پاس آتا تو میں اسکے واسطے استغفار کرتا اور اب میں اسکے ہاتھوں کو نہیں کھولتا جبتک کہ خدا اسکی توبہ قبول نہ کرے
اور بعد فتح کے خدا تعالے نے توبہ اسکی قبول کی اور جبرئیل صبح کے وقت نازل ہوئے اور رسولخداؐ کو خبر دی کہ توبہ ابو لبابہ کی قبول ہوئی اسوقت حضرتؐ
ام سلمہ کے حجرہ میں رونق افروز تھے ام سلمہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا کو میں نے اسوقت دیکھا کہ حضرت ہنستے ہیں میں نے عرض کی کہ یارسولخدا ہمیشہ دانت تمہارے
خنداں رہیں سبب خندہ کا اسوقت کیا ہے فرمایا کہ جبرئیل آئے اور مجھکو خبر دی کہ خدا نے توبہ ابو لبابہ کی قبول کی میں نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو اسکو
جاکر خوشخبری سناؤں اور یہ سورہ آیہ حجاب سے پہلے نازل ہوا ہے اس واسطے ام سلمہ نے جانے کے لیے پوچھا تھا حضرتؐ نے انکو اجازت دی وہ کہتی ہیں کہ میں مسجد
کے دروازہ پر گئی اور میں نے آواز دی کہ اے ابو لبابہ بشارت ہو تجھکو کہ خدا نے توبہ تیری قبول کی اور جو لوگ کہ مسجد میں موجود تھے اُنھوں نے چاہا کہ ابو لبابہ کے
ہاتھ کھولیں ابو لبابہ نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ سوائے رسولخدا کے کوئی میرے ہاتھ کو نہ کھولے اور جس وقت حضرت واسطے نماز صبح کے مسجد میں تشریف لائے
اسوقت اسکے ہاتھ کھولے اور وہ ستون مشہور ہے حضرتؐ کی مسجد میں اور ایک عمل بھی اسکا ہے جس وقت زوار مدینہ میں جاتے ہیں تو اس عمل کو کرتے
ہیں القصہ وہ لوگ حکم رسول خدا پر قلعہ سے نیچے اترے اور جب وہ بہت تنگ ہوئے تو غزال بن شمول نیچے اترا اور حاضر ہوکر کہا کہ محمدؐ ہمکو بھی وہ عطا
کر کہ جو ہمارے بھائیوں بنی نضیر کو عطا کیا تھا کہ خون ہمارے معاف کر اور ہم اپنے شہروں کو تیرے واسطے مع اسباب کے خالی کر دیں اور کوئی چیز تجھ سے پوشیدہ نہ
رکھیں گے فرمایا کہ میرے حکم پر باہر نکلو وہ الٹا پھر گیا اور کئی روز تک وہ قلعہ میں باقی رہے اور عورتوں اور لڑکوں نے تنگ آکر رونا شروع
کیا جبکہ اُن پر بہت تنگی ہوئی تو ناچار ہوکر نکلے رسولخداؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا مردوں کی تو مشکیں باندھی گئیں اور وہ
سات سو مرد تھے اور عورتیں اُن سے علیحدہ کی گئیں اور اسکی قوم کے آدمی کھڑے ہوئے اور رسولخدا سے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ
ہمارے حلفا اور دوست ہیں اور بہت جگہ اُنھوں نے ہماری نصرت کی ہے خزرج پر تو انکے ساتھ بھی وہی معاملہ کر جو بنی خزرج کے

دوستوں کے ساتھ کیا ہی اور عبداللہ بن ابی کے کہنے سے انکو قلعہ دیدیا تھا اور پہلے اس سے رسولخدا نے بنی قینقاع کو بھی قلعہ دیدیا تھا اس واسطے انھوں نے
درخواست کی کہ جیسے کہ عبداللہ بن ابی کے کہنے سے بنی قینقاع کو دیدیا ہی ایسی ہی ہمارے کہنے سے بنی قریظہ کو حضرت بخشدینگے اور اسکی لوگوں نے عرض کی کہ
عبداللہ بن ابی سے کم نہیں ہیں آپکے نزدیک جب انھوں نے بہت کہا تو حضرت نے فرمایا کہ تم راضی ہوتے ہو کہ اس مقدمہ کے فیصل کرنیکو تمہاری قوم کا ایک
شخص کو پنچ مقرر کردوں کہ اسکے لئے پھر تم انکار نکرو ان لوگوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور وہ کون شخص ہی حضرت نے فرمایا کہ سعد بن معاذ ان لوگوں نے کہا کہ ہم
راضی ہیں سعد کے حکم سے جو چاہی ہمارے مقدمہ میں حکم کرے اور سعد سے وہ لوگ کہتے تھے کہ اے سعد خدا سے ڈر اور اپنے دوستوں اور حلفا کے ساتھ نیکی کر کہ انھوں نے ہماری نصرت
بہت جگہ کی جب ان لوگوں نے سعد سے بہت کہا تو سعد نے کہا کہ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ ملامت کرنے ملامت کرنیوالونکی سے خدا کی جانب کو ترک کرے قبیلہ اوس نے جب اپنے [illegible]
یہ سنا تو کہا کہ اے وائے قوم بنی قریظہ تمام عمر کو تباہ ہوئی اور زمانہ گذرگیا اور عورتیں اور لڑکے بنی قریظہ کے سعد کی طرف منہ کرکے روتے تھے اور فریاد کرتے تھے جب سب خاموش ہوگئے تو سعد نے بنی قریظہ
سے کہا کہ اے گروہ یہود کیا تم میرے حکم سے راضی ہو جو کچھ کہ تمہارے باب میں کہوں ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے حکم سے راضی ہیں کیونکہ ہم امید رکھتے ہیں تیرے انصاف سے اور نیکی کی تیری پھر سعد نے انسے پوچھا انھوں نے وہی جواب دیا
پھر سعد نے رسولخدا کی طرف منہ کرکے عرض کی کہ کیا فرماتے ہو تم قربان ہوں تم پر میرے ماں باپ اور مال اے رسولخدا حضرت نے فرمایا کہ اے سعد حکم کر تو انکے مقدمہ
میں کہ تیرے حکم سے میں راضی ہوں سعد نے کہا کہ یا رسولخدا حکم کیا میں نے کہ انکے مرد قتل کیے جائیں اور انکی عورتیں اور لڑکے قید کیے جائیں اور مال انکے مہاجرین و انصار پر تقسیم کیے جائیں رسولخدا
نے فرمایا کہ اے سعد حکم کیا ہے تو نے موافق حکم خدا کے سات آسمانوں پر سے پس فرمایا کہ انکی عورتونکو باہر کرو اور انکے مردونکی مشکیں باندھ کر اور عورتوں اور
لڑکونکو قید کرکے مع مال اور اسباب کے مدینہ کو روانہ کیا اور مدینہ میں پہنچکر بقیع میں ایک خندق کھودی اور انکے مردونکو کہ وہ سات سو آدمی تھے حضرت
کے روبرو حاضر کیا حضرت نے امیرالمؤمنین اور زبیر کو حکم دیا کہ وہ دونوں ایک ایک آدمی کی گردن تلوار سے جدا کرتے تھے اور خندق میں ڈالتے تھے جس وقت
حی بن اخطب کا وار آیا تو اسنے اپنی پوشاک جو کہ پہنے ہوئے تھا پارہ پارہ کرڈالی اس واسطے کہ بعد مرنے کے کوئی پوشاک لیوے نہیں اور حضرت نے فرمایا کہ اے
فاسق کیسی دیکھی تو نے کاریگری خدا کی اپنے ساتھ کہا کہ واللہ اے محمد میں اپنے نفس کو تیری دشمنی میں ملامت نہیں کرتا ہوں کہ تو نے محمد سے دشمنی کیوں کی
لیکن خدا جسکو چاہی رسوا اور متروک کرے اور اے قوم میری یہ محنت اور بلا بنی اسرائیل کے واسطے مقدر ہوئی ہے اور بعد اسکے اسکو خندق کے کنارہ پر
کھڑا کرکے گردن مارا اور خندق میں ڈالدیا اور بعد اس کے کعب بن اسید کو لائے اسکے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اور وہ جوان خوبصورت اور خوش رو تھا
جس وقت رسولخدا نے اسکی طرف نظر کی تو فرمایا کہ اے کعب تجھکو فائدہ نہ بخشا ابن الحواش عالم کی وصیت نے کہ وہ شام سے تمہارے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ
میں نے توریت میں پڑھا ہی کہ آخر زمانہ میں پیغمبر پیدا ہوگا کہ اسکے نکلنے اور پیدا ہونیکی جگہ تو مکہ ہے اور اسکی ہجرت کی جگہ یثرب ہی سوار ہوگا اسپ بے زین پر
اور پہنیگا شملہ کو اور کفایت کریگا روٹی کے ٹکڑوں پر اور کھجور پر اور خندان پیشانی اور بہت قتل کرنیوالا ہوگا اور آنکھوں میں اسکے سرخی ہوگی اور اسکے
شانونکے درمیان مہر نبوت ہوگی اور تلوار کو اپنے شانہ پر رکھے گا نہ پروا کریگا کسی سے کہ ملاقات کریگا سلطنت اسکی انتہا تک پہنچیگی کعب نے شکر کیا کہ
محمد یہ اسی طرح ہے اگر یہودی مجھکو ملامت نکرتے کہ اسنے وقت قتل کے زاری کی ہے تو البتہ میں ایمان لاتا اور تیری تصدیق کرتا اور لیکن اب میں
یہود کے دین پہوں اسی دین پر زندہ رہوںگا اور اسی دین پر مرونگا رسولخدا نے فرمایا کہ اسکو آگے لیجاکر گردن مارو اسکو بھی قتل کرکے خندق میں ڈالدیا
یہاں تک کہ سب قتل کرڈالے اور بعد قتل کے انکا مال تقسیم کیا سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ اور خمس خمس کے مستحقوں کو دیا اور
کہتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عورتوں کو نجد کو روانہ کیا اور وہاں انکو فروخت کرواکے ان کی قیمت کے ہتھیار
اور گھوڑے خرید کئے اور حضرت کے پاس خرید کرلائے اور سعد معاذ کے جنگ خندق میں ایک تیر لگا تھا رگ ہفت اندام میں اسکے زخم کے
صدمہ سے انھوں نے وفات پائی رسولخدا نے اور حضرت کے صحابہ نے اسپر گریہ کیا اور فتح بنی قریظہ کی آخر ذیقعد سن پانچ ہجری میں ہوئی
اور جنگ خندق شوال سن پانچ ہجری میں واقع ہوئی تھی اللہ تعالے واسطے شمار کرنے نعمتوں اپنی کے بنی قریظہ کی فتح کی خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
کہ وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ اور نازل کیا خدا نے اور نیچے اتارا ان لوگونکو کہ ظَاهَرُوْهُمْ مدد کی انھوں نے لشکرونکی ابوسفیان اور غطفان وغیرہ کو مِنْ

أَهْلِ الْكِتَابِ اہل کتاب سے یہ گروہ بنی قریظہ ہیں کہ جنہوں نے مدد کی تھی انکی اور نیچے اتارا انکو خدانے مِنْ صَيَاصِيهِمْ قلعوں انکے سے وَقَذَفَ فِي
قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ اور ڈالا بیچ دلوں انکے کے رعب کو پیغمبر کی طرف سے کہ فَرِيقًا ایک فرقہ کو یعنی مردوں کو تَقْتُلُونَ قتل کرتے تھے تم وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا
اور قید کرتے تھے تم ایک فرقہ کو یعنی عورتوں اور لڑکوں کو وَأَوْرَثَكُمْ اور وارث کیا خدانے تمکو أَرْضَهُمْ زمین انکی کا زرعی اور کھیتی کا سب کا وَدِيَارَهُمْ
اور گھروں انکے کا اور قلعوں انکے کا وَأَمْوَالَهُمْ اور مالوں انکی کا نقد اور جنس اور مویشی کا وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا اور اس زمین کا کہ نہیں قدم
رکھا ہی تھے اسپر اور اس زمین پر تمہارے قدم نہیں گئے ہیں جیسے کہ زمین خیبر اور فارس اور روم بلکہ ہر زمین کہ مسلمانوں کے تصرف میں آئی ہی وَكَانَ اللَّهُ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا اور ہے خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا پس چاہیئے کہ قادر ہو فتح شہر و پیر اسواسطے غلاموں سرور کائنات اور تابعداروں
سید عالم کے اور منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا خیبر کو فتح کر کے پھرے اور خزانہ آل ابی الحقیق کا ہاتھ لگا تو حضرت کی بیبیوں نے کہا کہ جو کچھ تیرے ہاتھ لگا ہے
وہ ہمکو دے حضرت نے فرمایا کہ وہ تو میں نے مسلمانوں پر تقسیم کر دیا موافق حکم خدا کے یہ سنکر سب نے حضرت پر غصہ کیا اور کہا کہ کیا تو یہ جانتا ہے کہ اگر ہمکو تو طلاق
دے گا تو پھر ہماری قوم میں سے ہمکو کوئی شوہر نہ ملیگا پس غیرت دلائی خدانے پیغمبر اپنے کو اور حکم کیا کہ ان سے کنارہ کر پس کنارہ کیا ان سے رسولخدا
نے اور الگ جدا ہو کر مشربہ ام ابراہیم میں انتیس روز رہے یہانتک کہ بیبیونکو حضرت کی حیض آیا اور بعد حیض کے پاک ہو گئیں بعد اسکے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت
نازل کی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر برگزیدہ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ کہہ تو واسطے بیبیوں اپنی کے إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا اگر تم
کہ چاہتی ہو اپنی زندگانی دنیا کو یعنی اسکی نعمتوں کو اور زیادہ طلب کرتی ہو دنیا کو وَزِينَتَهَا اور آرایش دنیا کو پوشاکیں نفیس اور زیور
گرانقیمت تمکو چاہیئے تو فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ پس آؤ تم کہ متع اور فائدہ دوں میں تمکو جیسے کہ طلاق دیگئی کو دیتے ہیں سوا مہر کے اور متعہ کی تحقیق
تفصیل سے سورہ بقر میں گذر گئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے تمام مہر ہے وَأُسَرِّحْكُنَّ اور رہا کر دوں میں تمکو سَرَاحًا جَمِيلًا
رہا کرنا اچھا کہ تمکو طلاق دوں بدون نزاع اور جھگڑے کے کہ جو درمیان زوجہ اور شوہر کے ہوتا ہے وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ اور اگر ہو
تم کہ چاہتی ہو رضی خدا کو وَرَسُولَهُ اور رسول اسکے کو وَالدَّارَ الْآخِرَةَ اور جائے آخرت کو تو فَإِنَّ اللَّهَ پس تحقیق خدا نے أَعَدَّ تیار کیا ہے
لِلْمُحْسِنَاتِ واسطے نیکی کرنیوالیوں کے مِنْكُنَّ تم میں سے جو کوئی کہ دوسرے امر کو اختیار کرے أَجْرًا عَظِيمًا اجر بڑا کہ مال دنیا کا اسکے مقابلہ میں کچھ حقیقت
نہیں رکھتا ہے بعد نازل ہونے اس آیت کے رسولخدا نے سب بیبیونکو بلا کر جمع کیا اور یہ آیت انکے روبرو پڑھی اور اختیار دیا وہ تو امر دینی پہلے سب سے
ام سلمہ کھڑی ہوئیں اور کہا کہ میں نے تو خدا کو اور اسکے پیغمبر کو اختیار کیا اور بعد اسکے سب بیبیاں کھڑی ہوئیں اور سب نے کہا کہ ہمنے خدا اور رسولخدا کو اختیار
کیا اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وتودی اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ سبب اس آیت کے نازل ہونیکا یہ ہی کہ حضرت کی بیبیاں
حضرت کے مقدور سے زیادہ کھانا اور لباس وغیرہ طلب کرتی تھیں اور سوا کھانے اور پہننے کے زیادہ کی طمع کرتی تھیں کہ حضرت جسکا مقدور نہیں رکھتے
تھے حضرت نے موافق حکم خدا قسم کھائی کہ ایکماہ تک انکے پاس نہ جاؤنگا بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے سب بیبیونکو اختیار دیا طلاق
لینے کا یا رسولخدا کے پاس رہنے کا اسوقت حضرت کی نو بیبیاں تھیں عائشہ اور صفیہ اور ام حبیبہ دختر ابو سفیان اور سودہ دختر زمعہ اور ام سلمہ دختر ابی امیہ
یہ پانچ تو قریش میں سے تھیں اور صفیہ دختر اخطب خیبریہ اور میمونہ دختر حارث ہلالی اور زینب دختر جحش اسدی اور جویریہ دختر حارث مصطلقیہ
سب نے رسولخدا کو اختیار کیا اور حضرت نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو بلکہ جاؤ اور اپنے باپونسے اس مقدمہ میں مشورہ کرو سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ اس مقدمہ میں ہمکو
کسی کا مشورہ نہیں چاہیئے خدا نے ہمکو اختیار دیا تھا ہم نے خدا اور رسول خدا کو اختیار کیا اور اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی ولا یحل لک
النساء اور واحدی کہ علمائے اہلسنت سے ہے اسنے اپنی تفسیر میں روایت کی ہی کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایکروز رسولخدا حفصہ کے پاس بیٹھے تھے دونو کے
درمیان نزاع واقع ہوئی اسواسطے کہ حفصہ رسولخدا سے نفقہ سے زیادہ طلب کرتی تھی اور حضرت انکو مقدور اسکا نہ تھا فرمایا کہ ایکمرد کو درمیان اپنے اور میرے مقرر کرو
کہ وہ فیصلہ کرے حفصہ نے کہا ہاں کسی کو مقرر کرو رسولخدا نے عمر کو طلب کیا اور فرمایا کہ میرے اور حفصہ کے درمیان حکم کر حفصہ سے پوچھا کہ تو کیا

ع ۲ / ۱۹

کہتی ہے حفصہ نے رسولخدا سے کہا کہ تم گفتگو کرو مگر بات سچ سے اور حق کہنا اور رسول حق کے اور کچھ نہ کہنا عمر نے ناگاہ اپنا ہاتھ اٹھایا کہ حفصہ کو تھپڑ مارے پس رسولخدا نے
طمانچہ اسکو نہ مارا اور عمر نے حفصہ سے کہا کہ اے دشمن خدا رسول خدا حق کے سوا کچھ اور بھی کہتے ہیں قسم ہے اس شخص کی کہ جسنے اسکو پیغمبر کر کے بھیجا ہے اگر وہ حضرت نہ ہوتے تو میں
تجھ کو مارتا یہانتک کہ تو مرجاتی پس رسولخدا وہاں سے اٹھے اور غرفہ مسجد میں کہ جائے پوشیدہ تھی تشریف لے گئے اور ایک مہینہ وہاں رہے اور اپنی
بیبیوں کے پاس نہیں گئے اور نہ انکو اپنے پاس آنے دیا اور بعد انتیس روز کے کہ مہینہ تمام ہوا جبرئیل یہ آیت عتاب کی لائے اور اب خدا عورات رسولخدا کو
خطاب کرتا ہے کہ یا نساء النبی اے عورتو پیغمبر کی من یات جو کوئی لائے منکن تم میں سے بفاحشۃ مبینۃ بدی ظاہر
پڑھتا ہے یعنی جو کوئی تم میں سے برائی ظاہر کو کرے کہ وہ فرمان برداری نہ کرنی خدا کی اور پیغمبر کی اور گناہ بڑا ہے تو یضاعف لہا العذاب دو چند
کیا جائے گا واسطے اسکے عذاب ضعفین دو برابر اسکے کہ اور عورتوں کو عذاب ہے اس واسطے کہ تم سے گناہ کا سرزد ہونا نہایت برا ہے اور زیادہ تکلیف اور دوسروں
کے گناہ ہونے اور تمہاری فضیلت بھی زیادہ ہے پس عورتیں پیغمبر خدا کی جو فضیلت اور مرتبہ زیادہ رکھتی ہیں اور عورتوں کے سبب فضیلت رسولخدا کے اور نازل
ہونے وحی کے انکے گھروں میں تو گناہ بھی ان کا بہت سخت ہے اور اسی واسطے عذاب انکا زیادہ ہے اور آپسمیں انکو عذاب ہے اور اسی واسطے بنیاد پر ادنی امر میں
عتاب ہوتا ہے کہ جو اوروں پر اس امر میں عتاب نہیں ہوتا اور اسی سبب سے ثواب اور عذاب بھی اس قسم کا اوروں کے ثواب اور عذاب سے دو چند ہے ابو حمزہ ثمالی نے
زید بن علی سے روایت کی ہے کہ فرمایا میں امیدوار ہوں کہ واسطے ہمارے نیکوں کے دو برابر ثواب ہو اور ڈرتا ہوں ہمارے بدوں کے عذاب انکا دو چند ہو اوروں
کے عذاب سے جیسے کہ بیبیاں پیغمبر کی وعدہ کی گئی ہیں اور علی بن عبداللہ بن حسین نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین سے کہا کہ تم اہلبیت
پیغمبر ہو تم تو بخشے گئے ہو اور حقتعالی تم سے مواخذہ نہ کریگا حضرت غصہ میں ہوئے اور فرمایا کہ ہم زیادہ لائق ہیں کہ ہم میں زیادہ جاری ہو جو کچھ کہ خدا تعالے
نے پیغمبر کی بیبیوں پر جاری کیا ہے تحقیق کہ ہم دیکھتے ہیں اپنے نیکوں کیواسطے دو برابر اجر اور ثواب اور اپنے گناہونکے واسطے دو برابر عذاب اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت
فرمائی کہ یا نساء النبی آخر آیہ تک وکان ذلک اور ہے وہ دو چند عذاب کرنا علی اللہ یسیرا اوپر خدا کے آسان اور پیغمبر کی زوجہ ہونا عذاب
کو مانع نہیں ہے ومن یقنت منکن اور جو کوئی کہ ہمیشہ فرمانبرداری کرے تم میں سے اے بیبیو پیغمبر کی للہ ورسولہ واسطے خدا کے
اور پیغمبر اسکے وتعمل صالحا اور عمل کرے نیک نؤتہا اجرہا دینگے ہم اسکو اجر اسکا مرتین دوبار ایکبار تو واسطے فرمانبرداری خدا کے اور
دوسری بار واسطے خوشنودی پیغمبر کے واعتدنا لہا اور تیار کیا ہے ہمنے واسطے اسکے رزقا کریما روزی بزرگ اور نیک کو بہشت میں اسکا اجر
سے زیادہ اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے یقنت اور تعمل اور نؤت کو سب کو یا سے پڑھا ہے اور بعد ذکر دو چند ثواب اور عذاب کے واسطے زنان پیغمبر کے انکی فضیلت
کو ظاہر کرتا ہے سب عورتوں پر چنانچہ فرماتا ہے کہ یا نساء النبی اے عورتو پیغمبر کی لستن کاحد من النساء نہیں ہو تم مانند کسی
کے عورتوں میں سے کہ تمکو اور عورتوں پر فضیلت ہے بسبب تمہارے شوہر کے ان اتقیتن اگر پرہیز کرو تم خدا سے اور فرمانبرداری کرو خدا کی اور
اسکے پیغمبر کی اس کی زندگی میں اور اسکے مرنیکے بعد بھی پس معلوم ہوا کہ پیغمبر کی زوجہ ہونیسے کچھ بزرگی نہیں ہے بلکہ خدا کی اور اسکے پیغمبر کی فرمانبرداری
ہے فلا تخضعن پس نہ نرمی کرو تم اور نہ پست کرو تم آواز کو بالقول بات میں یعنی جس وقت کہ تمسے کوئی بات کرے تو نرم آواز سے بات
نہ کرو جیسے کہ طریقہ اور عورتوں کا ہے کہ بیگانہ مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں اور حیا سے بے نصیب ہیں فیطمع الذی فی قلبہ مرض پس طمع
کرے وہ شخص کہ بیچ دل اسکے بیماری ہے بدکاری کی کہ تمہاری بات کو سنکر اسکا دل تمہاری طمع کرے اور اسکے دل میں شک پڑے وقلن قولا معروفا
اور کہو تم بات نیک کہ دور ہو شک اور تہمت سے کہ آواز تمہاری نزاکت اور نرمی سے نہو جس وقت کہ تم دوسرے سے بات کرو اور ایسے ہی مومنین کی عورتوں کو چاہیے
کہ اپنی آواز نرم دوسرے مرد کو جو کہ اجنبی ہے نہ سنائیں بلکہ بے ضرورت آواز مطلق مرد بیگانہ کو نہ سنائیں اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو بعضی
عورتوں کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی انکے دروازے پر آواز دیتا اور مرد دوسرا اسوقت گھر میں نہوتا تو وہ منہ پر اپنے انگلی رکھ کر بڑی سختی اور مکروہ آواز سے جواب دیتی
تھیں اور فرماتا ہے خدا کہ وقرن فی بیوتکن اور ٹھہری رہو تم بیچ گھروں اپنے کے اور وقار سے رہو اے عورتو پیغمبر کی اور بے ضرورت گھر سے باہر نکلو

منقول ہے کہ سودہ زوجہ پیغمبرؐ خدا کو لوگوں نے کہا کہ تو حج اور عمرہ کیوں نہیں ادا کرتی جیسے کہ اور لوگ ادا کرتے ہیں فرمایا کہ ایکبار مجھپر واجب تھا بجا لائی
اور اسکے بعد حج اور عمرہ میرا یہی ہے کہ میں اپنے گھر سے باہر نہ نکلوں چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ وقرن فی بیوتکن اور ارادہ میرا یہ ہے کہ پاؤں اپنا اس حجرہ سے کہ
جسمیں رسولخدا مجھکو بٹھا گئے ہیں میں باہر نہ نکالوں یہانتک کہ مرجاؤں پس جنازہ ہی اسکا حجرہ سے باہر نکلا اور وہ اپنی زندگی میں حجرہ سے نہ نکلی اور
اس کلام میں اسکے کنایہ ہے طرف عائشہ کے کہ اسنے مخالفت کی حکم خدا کی اور اونٹ پر سوار ہو کر واسطے جنگ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے باہر نکلی اور بمقابلہ
پیش آئی اور بعد اسکے خچر پر سوار ہو کر باہر نکلی اور حسنؑ بن علیؑ کے جنازہ پر تیر لگوائے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق یوشع بن نون وصی
حضرت موسیٰ کا تھا بعد موسیٰ کے اور تیس برس زندہ رہا اور صفرا بنت شعیب زوجہ موسیٰ نے یوشع سے لڑائی کی اور فوج ہمراہ لیکر اسنے یوشع پر چڑھائی کی اور کہا
کہ خلافت کی حقدار میں ہوں اور بہت جنگ کی کہ اسمیں بہت آدمی مارے گئے اور قریب ہے کہ دختر ابوبکر چڑھائی کرے علیؑ پر کئی ہزار آدمی ہمراہ لیکر میری امت کے
لوگوں میں سے اور ایسی لڑائی کرے گی کہ بڑا کھیت پڑے گا اور حضرت صادقؑ سے من یات منکن بفاحشۃ کی تفسیر میں منقول ہے کہ مراد فاحشۃ سے خروج کرنا ہے تلوار
لیکر اور قرن کو اہل مدینہ نے بفتح قاف پڑھا ہے اور باقیوں نے قاف کے کسرے ولا تبرجن اور ظاہر مت کرو تم زینت کو تبرج الجاھلیۃ الاولی
ظاہر کرنا جاہلیت پہلے کا سا کہ وہ زمانہ کہتے ہیں کہ داؤد اور سلیمان کا تھا کہ اس زمانہ میں عورتیں بدون سیا ہوا کپڑا پہنتی تھیں اور اعضا انکے ظاہر
ہو جاتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زمانہ حضرت ابراہیم کا تھا کہ اس زمانہ کی عورتیں اپنے لباس میں موتی ٹانکتی تھیں اور مرد و پیر اپنی زینت کو ظاہر
کرتی تھیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زمانہ ادریس سے نوح تک تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ آدم سے نوح تک تھا اور کہتے ہیں کہ مراد تبرج سے یہ ہے کہ عورت اپنی اوڑھنی سر پر
ڈالتی تھی اور بدنکو اس سے نہیں لپیٹتی تھی کہ زینت اور زیور اسکا پوشیدہ ہو جاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ جاہلیت اولی سے مراد قبل اسلام ہے اور جاہلیت اخری فسق و فجور
ہے اسلام میں اور جاہلیت پہلے خروج کرنا صفرا زوجہ موسیٰ کا ہے یوشع بن نون پر اور جاہلیت آخر خروج کرنا عائشہ کا ہے علی ابن ابیطالب پر واقمن الصلوۃ
اور قائم کرو تم نماز کو کہ ہمیشہ پڑھتی رہو اسکو اسکے وقتوں پر کہ اصل عبادت بدنی کی وہ ہے واتین الزکوۃ اور دو تم زکوۃ کہ واسطے عورتوں پیغمبر کی کہ اصل عبادت
مال کی وہ ہے واطعن اللہ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی تمام حکموں میں ورسولہ اور پیغمبر اسکے کی ہر امر میں انما یرید اللہ سوائے اسکے نہیں کہ
ارادہ کرتا ہے خدا لیذھب عنکم الرجس تا کہ لیجاوے تم سے ناپاکی کو گناہ کی اھل البیت اے اہل بیت ویطھرکم اور پاک کرے
تمکو گناہوں سے تطھیرا پاک کرنا یعنی اے اہلبیت پیغمبر ارادہ الہی متعلق ہوا ہے اس امر پر کہ تمہارے گناہوں اور خطاؤں کو تم سے دور کرے تا کہ صغیرہ اور کبیرہ سے تم پاک
ہو جاؤ یہ آیت باجماع اہلبیت رسولخدا اور علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اکثر روایتیں اہل سنت کی بھی اسی پر دلالت
کرتی ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں اور جمع بین الصحیحین میں عائشہ سے منقول ہے اور صحیح ابو داؤد اور موطائے مالک بن انس سے اور مسند احمد حنبل میں ام سلمہ سے
اور تفسیر ثعلبی میں ابو سعید خدری سے اور سوائے اسکے بہت کتابوں میں اہلسنت کی مذکور ہے کہ یہ آیت شان میں علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے نازل ہوئی ہے اور مسند
احمد حنبل میں مرقوم ہے کہ عطا ابن رباح کہتا ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا کہ ایکروز فاطمہ زہراؑ نے مٹی کی ہانڈی میں کھانا پکایا تھا اور وہ کھانا پکا کر رسولخدا کے
پاس لائی اور سرور سید عالم میرے گھر میں رونق افروز تھے جسوقت فاطمہ زہراؑ نے وہ کھانا حاضر کیا تو رسولخداؐ نے فرمایا کہ اے نور دیدہ میرے علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو
جا کر میرے پاس لا تا کہ میرے ہمراہ یہ کھانا کھائیں جسوقت وہ حاضر ہوئے تو پانچوں بزرگوں نے جمع ہو کر وہ کھانا تناول فرمایا جبرئیل خداوند جلیل کے پاس سے یہ آیت
لیکر نازل ہوئے پس جناب رسولؐ خدا نے چادر اپنی علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پر ڈالی اور فرمایا کہ خداوندا یہ ہیں اہلبیت میرے اور خاص میرے خداوندا پس
لیجا تو ان سے ناپاکی کو گناہ کی پس جسوقت کہ میں نے وہ دعا حضرت سے سنی تو میں نے کہا کہ یا رسولخداؐ میں بھی انمیں سے ہوں فرمایا کہ تو بھی خیر پر ہے لیکن اہلبیت
میں سے نہیں ہے اور اسی طرح جامع الاصول میں ہے جو کہ جامع صحاح ستہ کی ہے اور دوسری روایت میں ام سلمہ سے ہے کہ میں بھی چادر کا گوشہ پکڑ کر
داخل ہوئی اور کہا میں نے کہ میں بھی تم میں سے ہوں رسولخداؐ نے چادر کو میرے ہاتھ میں سے کھینچ لیا اور فرمایا کہ تو خیر پر ہے یعنی لیکن اہلبیت میں سے نہیں ہے اور ثعلبی نے
عبداللہ بن جعفر طیار سے روایت کی ہے اور آخر اس روایت کا یہ ہے کہ فرمایا رسولخداؐ نے کہ خداوندا ہر نبی کے واسطے اہل ہوتے ہیں اور یہ چاروں اہل میرے ہیں پس خداوندا

آیت نازل کی زینب زوجہ رسولخدا نے کہا کہ یا رسولخدا میں داخل ہو جاؤں تم میں فرمایا کہ تو اپنی جگہ ہے تو خیر پر ہے یعنی اہلبیت میں سے تو نہیں ہے اور ثعلبی نے مجمع
روایت کی ہے کہ ایک روز جمیع اپنی ماں کے ہمراہ عائشہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ دیکھا تو نے کہ بروز جنگ جمل خروج کیا تو نے اور ظاہر ہو گئی تو حکم الٰہی سے کہ فرمایا وقرن
فی بیوتکن عائشہ نے کہا کہ وہ قضا و قدر الٰہی سے تھا اور پھر جمیع نے عائشہ سے علی کے حال سے پوچھا کہا تو نے مجھ سے اس شخص کے حال سے پوچھا کہ جسکو سب بیبیوں سے
زیادہ رسولخدا دوست رکھتے تھے اور اس دختر کے شوہر تھے کہ جسکو ہم سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے اور قسم ہے خدا کی دیکھا میں نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو کہ رسولخدا
نے انکو اپنے جامہ میں لیا اور اس جامہ کو انکے سر پر ڈالا اور فرمایا کہ خداوندا یہ ہیں اہل بیت میرے اور یگانہ میرے پس ناپاکی کو ان سے دور کر اور انکو پاک و پاکیزہ کر تو آلودگی
معصیت سے عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسولخدا میں تیرے اہلبیت میں ہوں فرمایا کہ دور رہو کہ تو میرے اہل بیت میں نہیں ہے اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ مسلم میں
مذکور ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ یاد دلاتا ہوں میں تمکو خدا کو بیچ اہل بیت اپنے کے پس حصین نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ اہل بیت اسکے کون ہیں کیا عورتیں اسکی ہیں کہا کہ نہیں
قسم ہے خدا کی تحقیق عورت ہے ہمراہ مرد کے ایک زمانہ تک پھر طلاق دیتا ہے اسکو تو وہ عورت اپنے باپ اور قوم کے گھر چلی جاتی ہے اور اہل بیت اسکے اصل اور عشیرہ اسکے
اور قریب اسکے ہیں کہ جنپر صدقہ حرام ہے اور صحیح داؤد اور موطائے مالک میں ہے کہ انس نے روایت کی ہے کہ جس وقت رسولخدا واسطے نماز صبح کے نکلتے تھے تو فاطمہ
کے دروازے پر آواز دیتے تھے بعد نازل ہونے اس آیت کے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز صبح کو ادا کرو تم اہلبیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا یہی حال روایات اہل سنت کا اور اس آیت میں انما کلمہ حصر کا ہے اور رجس سے مراد شیطنت اور بدی ہے اور رسولخدا نے بعد خطاب ازواج اور اہل بیت کی
رسولخدا نے تعیین فرمادی کہ وہ علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں اور ناپاکی سے مراد ناپاکی گناہ ہوتی ہے چنانچہ فخر رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ لیجائے
تم سے ناپاکی کو یعنی دور کرے پیغمبر سے گناہ انکو اور پاک کرے تمکو یعنی پہنائے تمکو خلعت کرامت کا اور تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ یہاں استعارہ کیا ہے
واسطے گناہ انکی ناپاکی کے اور واسطے تقوی کے تطہیر کو اور مجمل جو لغت کی کتاب ہے اسمیں لکھا ہے کہ تطہیر کے معنی پاک کرنا ہے ہر گناہ سے اور بدی سے اور راغب
اصفہانی نے لکھا ہے کہ تطہیر جسم میں اور اخلاق افعال میں سب میں کہی جاتی ہے فرمایا خدا نے وثیابک فطہر یعنی اور کپڑے اپنے کو پس پاک کر تو اور
نجاست سے مثل گوہ اور پیشاب اور خون کے یہاں مراد پاک کرنا جسم یا پارچہ کا ہے نجاستوں سے اور فرمایا خدا نے کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا اور ظاہر ہے کہ یہاں ارادہ پاک کرنے کپڑے اور بدن کا نہیں ہے نجاستوں سے بلکہ یہاں پاک کرنا نفس کا ہے کہ جسکے سبب سے سزاوار مدح اور
تعریف کا ہو اور لفظ اہل بیت کا اگرچہ عام سب لوگوں کو گھر کے شامل تھا لیکن جس وقت رسولخدا نے خاص کر دیا اور فرمایا کہ یہ ہیں اہلبیت میرے اور کوئی
تو سوائے ان چار بزرگواروں کے اور سب خارج ہو گئے اور یہی اہلبیت میں داخل ہیں پس ثابت ہوئی اس سے عصمت علی و فاطمہ اور حسن و حسین کی اگر کوئی
منصف انصاف کرے لیکن بعضے علماء اہل سنت جنکی عادت ہے کہ اہل بیت کے فضائل کے ناقص کرنے اور ضعیف کرنے اور وضع کرنے کے اس خیال سے کہ
ایسا نہو کہ فضیلت انکی ثلثہ کی فضیلت سے زیادہ ہو جائے وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت رسولخدا صلعم کی بیبیوں کی شان میں ہے اور اہلبیت سے مراد بیبیاں
حضرت کی ہیں اور حال یہ ہے کہ کوئی روایت ایسی نہیں ہے کہ جسمیں یہ مذکور ہو کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ یہ آیت میری عورتوں کی شان میں نازل ہوئی ہے ایک تو یہ روایت
بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ غلام ابن عباس کا بازار میں آواز دیتا پھرتا تھا کہ یہ آیت پیغمبر کی عورتوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اہلسنت کی کتابوں سے تقلیب المکائد میں نقل کی ہے
کہ عکرمہ خارجی اور دشمن تھا اہلبیت کا پس جب اسکا ایسا حال ہے کہ وہ دشمن ہے اہل بیت کا اور باوجود اسکے وہ بھلا مانس بھی نہیں ہے بلکہ وہ تمام [illegible]
تو وہ کیونکر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کی شان میں اس آیت کو کہے گا اسپر تو لازم ہو گیا ہے کہ عداوت کی اور بد ذاتی کی جہت سے ازواج رسول کی شان میں کہے
اور دوسری روایت جو ابن عباس کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ بھی اس غلام ہی نے وضع کی ہو گی کہ مخالف روایات معتبرہ کے ہے اور سوا اسکے یہ روایات شاذہ
مثل روایات صحاح ستہ کے مثل بخاری اور ترمذی اور جامع الاصول کے کب ہو سکتی ہے کہ انکی روایتوں کے مخالف دوسری کتابوں کی روایتیں اہل سنت کے نزدیک البتہ
معتبر نہیں ہیں لیکن تعجب ہے علماء اہل سنت سے کہ عائشہ اور ام سلمہ اور زینب ازواج رسول اور انس اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم وغیرہ کہ اصحاب رسول ہیں انکی
روایتوں سے چشم پوشی کر کے ایک غلام دشمن اہلبیت کی روایت پر عمل کرتے ہیں ان لوگوں کا دستور ہے کہ اگر ایک شخص معتبر اہل بیت کی فضیلت کو بیان کرے اور دوسرا

اس کے مقابلہ میں کہ نہایت غیر معتبر ہو اور اہلبیتؑ سے عداوت بھی رکھتا ہو اور اس روایت کا صحیح ہونا کہیے تو مکحم ضعف پر محمل ہوگا اور اس عکرمہ کی روایت کا اعتبار نہیں کیا گیا اور صریح صواعق محرقہ میں زید بن ارقم کا قول ہے کہ ازواج حضرت کی اہل بیت میں نہیں ہیں بلکہ اہل بیت وہ لوگ ہیں کہ صدقہ جن پر حرام تھا اور اہل بیت کا لفظ عام ہے کہ بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اور زوجہ کو باعتبار ظاہر کے سب کو شامل ہے اور نساءکم میں نساء کا لفظ ظاہر میں اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مراد اس سے زوجہ ہو اور کوئی نہیں جس وقت کہ آیہ نساءنا ونساءکم میں مراد نساء کے لفظ سے جو کہ مخصوص ازواج کے واسطے تھا اور ظاہر میں وہ ازواج ہی پر دلالت کرتا تھا بیبیاں حضرت کی مراد نہوئیں اور وہاں بھی فاطمہ زہراؑ ہی مقصود ہیں تو اہلبیت کا لفظ عام ہے کہ گھر کے سب آدمی اس سے سمجھے میں آتے ہیں بیبیاں حضرت کی کیونکر ارادہ کی جاوینگی اور دیکھو ظاہر ہے کہ رسولخداؐ صبح کے وقت جس وقت فاطمہ زہراؑ کے دروازہ پر پہنچتے تو آواز دیتے تھے کہ الصلوٰۃ اہل البیت انما یرید اللہ (الآیہ) پس اگر بیبیاں حضرت کی اہلبیت میں داخل ہوتیں تو انکے دروازہ پر بھی آواز کرتے کہ الصلوٰۃ اے اہلبیت اور مراد رجس سے اس آیت میں یا تو ناپاکی ظاہری ہے یا ناپاکی گناہ ہونکی اور ناپاکی ظاہر کی مثل پیشاب اور خون کے تو ہو نہیں سکتی اس واسطے کہ کچھ حضرت کی ازواج گوہ اور موت میں تو آلودہ نہ تھیں کہ خدا انکو پاک کرے پس مراد اس سے ناپاکی باطنی ہے کہ وہ معاصی صغیرہ اور کبیرہ ہیں اور پاک ہونا گناہ ہونسے دلالت کرتا ہے معصوم ہونے پر اور ازواج کے معصوم ہونیکا کوئی قائل نہیں ہے سلمانونکے فرقوں میں سے اور کیونکر معصوم ہوں وہ عورتیں کہ جو باغی ہوں اور خروج کیا انھوں نے امام زمانہ پر اور بسبب نہ پہچاننے امام زمانہ کی جاہلیت کی موت انکو حاصل ہوئی پس ازواج کسی طرح مراد نہیں ہوسکتیں اس آیت سے اور نہیں ہیں وہ مگر علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کہ جنسے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا اور یہ جو کہتے ہیں کہ آیہ تطہیر کے قبل اور بعد ازواج کا ذکر ہے آیہ تطہیر میں بھی وہی مراد ہونگی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو ترتیب ان آیتونکی موافق تنزیل کے نہیں ہے کیونکہ آیت کہیں لیجا کر ڈالدی اور ہمنے تسلیم کیا کہ یہ آیتیں اسی طرح نازل ہوئی ہیں لیکن دیکھو قرآن کو کہ تمام قرآن اسطرح کی آیتوں سے پر ہے یعنی ایک مطلب قرآنمیں شروع ہوا اور بعد اسکے دوسرا مطلب اسکے بیچ شروع ہوا اور اسکے بعد پھر وہ پہلا مطلب مذکور ہوا ایسا قرآن میں بہت سے اسی طرح یہ بھی ہے اور یطہرکم میں کم کی ضمیر دلیل صریح دلالت کرتی ہے کہ مراد اس سے ازواج نہیں ہیں اور اگر ازواج مراد ہوتیں تو جیسے کہ پہلے اور پچھلی آیتوں میں جمع مونث کی ضمیر آئی ہے یہاں بھی آتی اور یہ کہنا کہ ضمیر کم بلحاظ لفظ اہل کے آئی ہے چنانچہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ لکھتے ہیں کہ یہ نہایت لچر اور برخلاف تحریر جمیع مفسرین کے ہے اس واسطے کہ اکثر مفسرین اسکم کی ضمیر ہی کے ملاحظہ سے اہل بیت اہل عبا کو کہتے ہیں اور یہ کب ہوسکتا ہے کہ بلحاظ اہل تو جمع مذکر ہو اور مراد اس سے جمع مونث ہو اور آیہ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید میں عدول مونث واحد اتعجبین سے طرف علیکم جمع مذکر کے نہیں ہے اور نہ مونث واحد کو جمع مذکر کے صیغہ میں بیان کیا ہے بلکہ علیکم میں خطاب طرف حضرت ابراہیم وغیرہ انکے اہلبیت کے ہے اور سارہ بھی انہیں داخل ہے لیکن سارہ انکے اہل بیت میں اس واسطے داخل ہے کہ وہ انکی خالہ کی یا چچا کی بیٹی ہے نہ زوجہ ہونیکی جہت سے اور اتعجبین میں خطاب فقط سارہ کی طرف ہے اور اس آیت کے بھی ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت پیغمبر آخر الزماں کے اہلبیتؑ کی شان میں تھی اور نہ آیہ اسطرح تھی کہ اتعجبین من امر اللہ انہ حمید مجید لیکن جامع قرآن نے مشتبہ ہوجانیکے واسطے حضرت سارہ کے ذکر میں ڈالدیا ہے جیسے کہ ازواج رسولخدا کے ذکر میں آیہ تطہیر کو داخل کردیا ہے ملتبس ہونے کے واسطے کہ ضمیر مونث واحد کی کیونکر مطابق ہوگی ضمیر جمع مونث کو کہ مخالف فصاحت کے ہے اور مونث واحد کو جمع مذکر کے صیغہ سے بیان کرنا کہیں نہیں آیا اور روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آیہ تطہیر تنہا نازل ہوئی ہے اور ان پہلی اور پچھلی آیتوں کے درمیان ہوکر نازل نہیں ہوئی ہے جامع قرآن نے ان آیتونکے بیچمیں اس آیت کو ڈالدیا ہے پھر ازواج سے اس آیت کا کیا تعلق ہے اور بیت سے مراد ازواج کا بیت نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ پہلی اور پچھلی آیتوں میں بیوت ہے جمع کا لفظ اگر ازواج کے واسطے ہوتا تو یہاں بھی جمع کا صیغہ ہوتا تاکہ مطابق ہوتا پہلی اور پچھلی آیتوں کے پس مراد بیت سے بیت نبوت ہے نہ بیت محل ازواج اور روایات کثرت سے دلالت کرتی ہیں کہ بیت ازواج اس سے مراد نہیں ہے اور ابو القاسم حسکانی نے جابر سے روایت کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں جابر کہ آیہ تطہیر جس وقت رسولخداؐ پر نازل ہوئی تھی اس وقت حضرت کے حجرہ میں حضرت کے پاس سوائے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کے کوئی نتھا پس خطاب خدا کا ان پانچوں سے ہے اور اسوقت یہی اہلبیت اور الحجانہ تھے ازواج نہیں کیونکر داخل ہونگی اور اکثر روایات میں آیا ہے کہ یہ آیت

ان پانچونکی شان نہیں ہی اور رسولخدا کے ارشاد کو ترک کرکے اپنی رائے کو دخل دینا اور اپنی طرف سے ایک مضمون ایجاد کرنا قابل سماعت کے نہیں ہی اور یہ
جو کہتے ہیں کہ آیۂ تطہیر تو ازواج کی شان میں ہی اور علی و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو رسولخدا نے اپنی دعا سے اس وعدہ میں داخل کیا ہی یہ قول نہایت پوچ
اور واہی ہے اور یہ قول صاحب تحفہ کا ہے مخالف جمیع مفسرین کے اور دعا سے حضرت کی یہ امر ہرگز ثابت نہیں ہی اس واسطے کہ دعا میں تو یہ ہی کہ ھولاء
اھلبیتی یہ ہیں اہل بیت میرے اور کوئی ان کے واسطے جو تو نے وعدہ کیا ہی اسکو پورا کر اور صاحب قول مستحسن کہ سنی ہے وہ بھی صاحب تحفہ پر اعتراض کرکے یہی
کہتا ہی اور دعا حضرت کے واسطے دور کرنے نجاست کی ہی نہ واسطے داخل کرنے ان چاروں بزرگونکی اھلبیت میں اور ام سلمہ کو جو عبا میں داخل نہیں کیا وہ اس واسطے کہ وہ
اھلبیت میں سے نتھیں نہ اس واسطے کہ وہ اھلبیت میں سے تھیں اور اسکے داخل کرنیسے تحصیل حاصل کی ہوتی تھی اور نہ جمیع اقارب حضرت کے اھلبیت میں داخل ہیں اور نہ سبکے واسطے دعا کی
تھی بلکہ یہی چار شخص ہیں کہ جنکو عبا میں لیا تھا اور یہی چاروں بزرگ وار اسمیں مذکور ہیں نہ اور کوئی اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالی کسی چیز کا ارادہ
کرے اور پھر وقوع میں نہ آوے خدا کا فرمانا لغو نہیں ہی کہ کسی چیز کو کہے کہ میں ارادہ اسکا کرتا ہوں اور پھر اسکو نہ کرے اور سوا اسکے یہ مقام مدح کا ہی اور یہ قول
دلالت کرتا ہے تعظیم پر اور فقط ارادہ کرنے میں کچھ مدح اور تعظیم نہیں ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ آل عبا تو پاک تھے پاک انکو خدا کیا پاک کرے گا یہ امر تو ازواج کی واسطے
بھی ہوسکتا ہے معلوم ہوا کہ پہلے وہ ناپاک نہیں تھے کہ اب خدا انکو پاک کرتا ہے اور یہ لوگ یطہرکم کے معنی ہی نہیں سمجھے اس واسطے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ طہارت پر ثابت
رکھے تمکو خدا جیسے کہ اھدنا الصراط المستقیم ہی یعنی ثابت رکھ تو ہمکو راہ سیدھی پر اور طہارت نجاست سے بھی ہوتی ہے اور معاصی سے بھی ہوتی ہی ایک معنی ہر جگہ مراد نہیں ہیں تحقیق
اس مقام کو دیکھنا چاہیے کہ یہاں کونسے معنی مناسب ہیں غرض یہ ہی کہ باوجود منقول ہونے اکثر احادیث کے شان میں آل عبا کے پھر جو اس آیت میں تاویلیں
کرکے چاہتے ہیں کہ یہ فضیلت آل رسول کے واسطے ثابت نہو بلکہ ازواج کے واسطے ہو اس میں ان لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں ہی بجز اسکے کہ آل رسول فضیلت میں
بڑھنے نہ پائیں اور عصمت انکی ثابت نہو کہ وہ دلیل ہوجاے انکی خلافت اور امامت کیواسطے اور لوگ انکو ثلثہ سے زیادہ بزرگ جاننے لگیں لیکن انکی واہی
تاویلیں کرنے سے کچھ نہیں ہوتا اور چاند پر خاک ڈالنے سے چاند پوشیدہ نہیں ہوتا ہے اھلبیت کا ذکر ہوگا تو سب مسلمان آل عبا کو سمجھینگے نہ ازواج پیغمبر کو جسقدر
یہ کوشش کرتے ہیں آل رسول کے فضائل کے گھٹانے میں اسی قدر خدا انکے فضائل کو روشن کرتا ہے اور اب خدا پھر ازواج پیغمبر کی طرف خطاب کرتا ہی وَ
اذْكُرْنَ اور یاد کرو تم اے عورتو پیغمبر کی مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ اس چیز کو کہ پڑھی جاتی ہے بیچ گھروں تمہارے کے مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ آیتوں
خدا کی میں سے وَالْحِكْمَةِ اور حکمت کی باتوں میں سے یعنی وہ کتاب پڑھی جاتی ہے جو کہ شامل ہے دونوں امروں کو اور یا سخنان پیغمبر کہ محض نصیحت اور پند
ہے انکی باتوں سے نصیحت پکڑو اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا كَانَ لَطِيْفًا ہی لطف کرنیوالا انکو خَبِيْرًا خبردار تمہاری گفتار اور کردار سے اور تدبیر کرنے
والا ہی اسکی کہ جسمیں تمہاری صلاح ہے اور کہتے ہیں کہ اسما بنت عمیس نے اپنے شوہر جعفر طیار کے ہمراہ حبشہ سے مراجعت کی اور مدینہ میں آکر پہنچے تو رسولخدا کی بیبیونکے
پاس آئی اور پوچھا کہ ہمارے مقدمہ میں یعنی عورتونکے حق میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے کہا کہ نہیں وہ رسولخدا کے پاس آئی اور عرض کی کہ یارسولخدا عورتیں
بالکل ناامید ہیں اور بڑے نقصان میں ہیں حضرت نے پوچھا کہ کیوں کہا اس واسطے کہ قرآن میں جابجا مردونکا ذکر ہی اور عورتونکا کسی آیت میں ذکر نہیں ہی معلوم ہوا کہ ہم
شمار میں نہیں ہیں اور نہ عبادت و طاعت ہماری مقبول ہے خدا نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ تحقیق کہ فرمانبرداری کرنیوالے مرد وَالْمُسْلِمٰتِ اور فرمانبرداری
کرنیوالیاں عورتیں وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور ایمان لانیوالے مرد اور ایمان لانیوالیاں عورتیں اور رسولخدا نے فرمایا ہی کہ مسلمان وہ شخص ہی کہ جسکے ہاتھ
اور زبان سے سلامت رہیں مسلمان اور مومن وہ ہی کہ سلامت رہے ہمسایہ ایذاؤں اسکی سے اور نہیں ایمان لایا ہی مجھپر وہ شخص کہ شبکو سیر ہوکر سویا اور ہمسایہ اسکا بھوکا ہی
اور رسولخدا نے فرمایا ہی کہ ایمان معرفت اور اعتقاد ہی دلسے اور اقرار ہی زبان سے اور عمل ہی ارکان دین پر اور حضرت صادق نے فرمایا ہی کہ اسلام تو وہ ہی
کہ جسکے سبب سے خون بچ رہتے ہیں اور امانت ادا کی جاتی ہے اور نکاح آپسمیں جائز ہوتے ہیں اور میراث دیتے لیتے ہیں اور ایمان وہ ہی کہ جو دل میں ہی اور
دوسری حدیث میں ہی کہ ثواب ایمان پر موقوف ہی اور ایک اعرابی کی صورت میں جبرئیل رسولخدا کے پاس آئے اور رسولخدا اسکو پہچانتے تھے انھوں نے رسولخدا سے پوچھا کہ یا
محمد کیا ہے ایمان فرمایا کہ اعتقاد کرے تو خدا کا اور آخرت کا اور فرشتونکا اور کتاب کا اور پیغمبروں کا اور زندہ ہوکر اٹھنے کا بعد مرنیکے کہا کہ سچ کہا تو نے اے محمد

ع ٧

پس کہا ہی سلام فرمایا کہ گواہی دے تو اسکی کہ نہیں ہی کوئی معبود سوا خدا کے اور محمد بندہ اسکا ہی اور پیغمبر اُسکا ہی قایم کرے تو نماز کو اور دے تو زکوٰۃ اور ماہ رمضان
کے روزے رکھے تو اور بیت اللہ کا حج کرے تو کہا سچ کہا تو نے ای محمد اور پھر خدا مرد و عورتوں کا ذکر کرتا ہے کہ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ اور ہمیشہ عبادت کرنیوالے مرد اور
ہمیشہ عبادت کرنیوالیاں عورتیں وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ اور راست کہنیوالے مرد اور راست کہنیوالی عورتیں ہر امر میں وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ
اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنے والیاں عورتیں طاعتوں اور عبادتوں پر اور گناہوں سے پرہیز کرنے پر وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ اور
عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی کرنیوالیاں عورتیں خدا کے سامنے اور خدا سے ڈرنے والے مرد اور عورتیں دل اور اعضا سے وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ
اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینیوالیاں عورتیں اپنے مالوں میں سے صدقہ واجب اور صدقہ سنت اور خمس وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ
اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والیاں عورتیں واسطے خدا کے روزہ واجب راست نیت سے وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ
اور نگاہ رکھنے والے مرد ستروں اپنے کو حرام سے اور نگاہ رکھنے والیاں عورتیں وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا اور ذکر کرنے والے مرد خدا کو بہت اور کثیرًا
صفت ہی ذکرًا مقدر کی یعنی ذکرًا کثیرًا وَالذَّاكِرَاتِ اور ذکر کرنے والیاں عورتیں ذکر بہت رات اور دن دل اور زبان سے أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ
تیار کیا ہے خدا نے واسطے اُن کے یعنی واسطے مرد کے اور عورت کے مَغْفِرَةً بخشش کو گناہوں سے وَأَجْرًا عَظِيمًا اور اجر بڑے کو اور عطا ابن بابویہ نے
روایت کی ہے کہ جو کوئی اپنے تئیں خدا کے سپرد کرے داخل ہووے اس کے قول میں کہ وہ ان المسلمین والمسلمات ہی اور جو کوئی اقرار کرے خدا کا اور اسکے رسول
کا اور تصدیق کرے علی ابن ابیطالب کی ولایت کی اور اسکی اولاد پاک کی اور دل اسکا زبان کے موافق ہو تو وہ اس قول میں داخل ہی کہ والمومنین والمومنات اور جو کوئی
فرمانبرداری کرے خدا کی فرض میں اور فرمانبرداری کرے پیغمبر کی سنت میں وہ شخص داخل ہووے والقانتین والقانتات میں اور جو کوئی زبان کو نگاہ رکھے دروغ
سے وہ شخص داخل ہو جملہ والصادقین والصادقات میں اور جو کوئی صبر کرے طاعت پر اور معصیت سے پرہیز کرنے پر وہ شخص داخل ہو آیہ والصابرین والصابرات میں
اور جو کوئی نماز پڑھے اور چپ راست نگاہ نہ کرے وہ داخل ہو والخاشعین والخاشعات میں اور جو کوئی ہفتہ میں ایک درہم صدقہ دیوے وہ شخص داخل ہے
والمتصدقین والمتصدقات میں اور جو کوئی ہر مہینہ میں تیرھویں چودھویں پندرھویں کو روزہ رکھے وہ داخل ہو والصائمین والصائمات میں اور جو کوئی
اپنے تئیں حرام کرنے سے نگاہ رکھے وہ داخل ہو والحافظین فروجہم میں اور جو کوئی پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرے مع شرائط اور ارکان کے وہ داخل ہو و
الذاکرین اللہ کثیرًا والذاکرات میں اور حضرت امام صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے ہوئے تسبیح حضرت فاطمہ زہراؑ کی پڑھے وہ جملہ والذاکرین اللہ کثیرًا
والذاکرات سے ہو ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسولخداؐ نے زینب دختر جحش کی خواستگاری کی کہ انکی پھپھی کی بیٹی تھی واسطے زید بن حارثہ متبنٰی اور آزاد
کئے ہوئے اپنے کے تو زینب نے پہلے تو اس گمان سے کہ وہ حضرت اپنے واسطے خواستگاری کرتے ہیں قبول کیا اور جس وقت معلوم ہو کہ زید کو واسطے چاہتے ہیں
تو انکار کیا اس واسطے کہ بہت خوبصورت تھی اور حضرت کی پھپھی کی بیٹی تھی اور قریش کی زنان اشراف میں سے تھی اور کہا کہ میں کس واسطے آزاد کئے ہوئے کی
زوجہ ہوں اور اسکا بھائی عبداللہ بن جحش بھی اسکا متفق ہوا اور حضرت امام محمد باقرؑ کی روایت میں یہ ہی کہ زینب نے رسولخداؐ کے جواب میں کہا کہ میں اپنے نفس
سے اس امر میں مشورہ کروں آپ منتظر رہیں پس حقتعالی نے یہ آیت نازل کی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اور نہیں روا ہی واسطے کسی مرد مومن یعنی عبداللہ کے
وَلَا مُؤْمِنَةٍ اور نہ واسطے کسی عورت ایماندار کی مثل زینب کے إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ جسوقت حکم کرے خدا اور پیغمبر اسکا أَمْرًا کسی کار کو مثل نکاح
وغیرہ کے تو أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ یہ کہ ہووے واسطے انکے اختیار مِنْ أَمْرِهِمْ کار اپنے سے کسی چیز میں بلکہ اُن کو چاہیے کہ اپنے اختیار کو خدا و رسول کے
اختیار کے تابع کریں کہ واجب ہے اُنپر اگرچہ آیت خاص آدمیوں کے حق میں ہی لیکن حکم اسکا عام ہے اور اہل کوفہ اور ہشام نے یکون کو یا سے پڑھا ہی اور
باقیوں نے تا سے وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور جو کوئی نافرمانبرداری کرے خدا کی اور پیغمبر اسکے کی تو فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گمراہ ہوا
ضَلَالًا مُبِينًا گمراہ ہونا ظاہر اور جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو زینب نے رسولخدا سے عرض کی کہ میرے نکاح کا اختیار آپ کو ہی میں آپکو
مختار کیا جس سے چاہو نکاح میرا کرو رسولخداؐ نے زید سے زینب کا نکاح کیا اور عبداللہ بھی اسپر راضی ہوا اور کہتے ہیں کہ رسولخداؐ نے زید کا زینب سے نکاح

کیا تو اپنے مال سے مہر اسکا ادا کیا اور مہر میں دس عدد دینار اور ساٹھ درہم اور چادر لحاف اور اوڑھنی اور پچاس مد طعام کے کہ ایک من کے قریب ہو
اور تیس صاع خرما کہ دو من سے کچھ زیادہ ہوے عطا فرمائے اور اس سے پہلے اس سورہ میں وما جعل ادعیاءکم ابناءکم کی تفسیر میں زید کو حال میں حضرت صادقؑ سے
ہمنے روایت لکھی ہو کہ زید نے رسولخدا سے عرض کی کہ اگر آپ زینب سے نکاح کریں تو میں اسکو طلاق دیدوں حضرت نے انکار کیا اور فرمایا کہ خدا سے ڈر اور اپنی زوجہ
کو اپنے پاس نگاہ رکھ اس حال کو خدا تعالی بیان کرتا ہو کہ وَاِذْ تَقُوْلُ اور یاد کر تو اے محمد جس وقت کہ کہتا تھا تو لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ اسطرح اس شخص کے
کہ انعام کیا ہے خدا نے عَلَیْهِ اوپر اسکے کہ اسکو توفیق ایمان کی دی ہو اور تیرا خادم اور تابع اسکو کیا وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اور انعام کیا ہو تو نے اے
محمد اوپر اسکے کہ تو نے اسکو پرورش کیا ہے اور آزاد کیا ہے اور کہا ہو تو نے اسکو از راہ محبت کہ اَمْسِكْ عَلَیْكَ نگاہ رکھ تو اوپر اپنے زَوْجَكَ
زوجہ اپنی کو کہ وہ زینب ہی وَاتَّقِ اللّٰهَ اور ڈر تو خدا سے زینب کے مقدمہ میں اور طلاق اسکو مت دے بلکہ اپنے پاس اسکو رکھ یہ تو نے زید سے کہا وَتُخْفِیْ فِیْ
نَفْسِكَ اور چھپاتا ہی تو بیچ دل اور نفس اپنے کے مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ اس چیز کو کہ خدا ظاہر کرنیوالا اسکا ہی یعنی زینب سے نکاح کرنے کو اگر زید اسکو طلاق دیوے
تیرا جی تو چاہتا ہے وَتَخْشَى النَّاسَ اور ڈرتا ہی تو آدمیوں سے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ اس نے اپنے پسر کی زوجہ سے نکاح کر لیا ہو وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ
تَخْشٰىهُ اور خدا زیادہ لائق ہے کہ ڈرے تو اس سے جناب رسولخدا میں حیا زیادہ تھی اس واسطے آدمیوں سے زیادہ خوف کرتے تھے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ اپنے فرزند کی
زوجہ سے نکاح کر لیا ہے اور پہلے ایام جاہلیت میں لے پالک کی زوجہ سے نکاح کرنیکو حرام جانتے تھے اور اس سے نکاح نہیں کرتے تھے اس واسطے لوگوں کے
طعن کے خوف سے حضرت نے زید سے فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو میرے واسطے طلاق مت دے اور سید مرتضی علم الہدی نے تنزیہ الانبیاء میں لکھا ہی کہ عرب لے پالک کو
قایم مقام اولاد کے جانتے تھے سب حکموں میں اور اسی جہت سے انکی طلاق دی ہوی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے تھے پس رسولخدا نے ارادہ کیا کہ زینب سے نکاح کر کے زینب کے بعد طلاق
کے بالکل اس حکم کو باطل کریں اور جاہلیت کے طریقہ کو منسوخ کریں اور لیکن اس امر کو پوشیدہ رکھتے تھے اس خوف سے کہ یہ لوگ یہ نہ کہیں کہ پیغمبر نے اپنے پسر کی زوجہ سے
نکاح کر لیا اور اسی واسطے زید سے فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو اپنے پاس تھام رکھ اور خدا سے ڈر زینب کے مقدمہ میں کہ اسکو طلاق مت دے اور حضرت سجادؑ نے فرمایا ہی کہ جو امر کہ
رسولخدا اپنے جی میں چھپاتے تھے وہ یہ تھا کہ خدا نے رسولؐ اپنے کو خبر کی تھی کہ زینب تیری عورت تجھ سے ہو گی اور زید اسکو طلاق دیگا پس جس وقت زید آیا اور اس
نے حضرت سے عرض کی کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ زینب کو طلاق دوں تو فرمایا حضرت نے کہ تو اپنی زوجہ کو تھام رکھ اور اسکو طلاق مت دے پس خدا نے فرمایا
کہ تو نے کیوں کہا کہ اپنی زوجہ کو تھام رکھ اور حال یہ ہے کہ ہمنے تجھکو خبر دی ہے کہ وہ تیری عورت تجھ سے ہو گی اور اب خدا زید کے زینب کو طلاق
دینے کا اور رسولخدا کو اس سے نکاح کرنیکا ذکر کرتا ہی کہ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا پس جس وقت ادا کیا زید نے زینب سے وَطَرًا حاجت کو کہ جو
اس سے رکھتا تھا نکاح کی اور مجامعت کی اور طلاق دی اسکو اور زینب نے عدۃ کو پورا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ادا کرنے حاجت سے طلاق دینا ہی
یعنی جس وقت طلاق دی زید نے اور زینب نے عدہ کو تمام کیا تو زَوَّجْنٰكَهَا نکاح کیا ہمنے تیرا اے محمد اس زینب سے اور اہلبیتؑ کی قرأت میں زوجتکہا ہی یعنی نکاح
کیا ہمنے تیرا اے محمد اس زینب سے لِکَیْ لَا یَکُوْنَ تاکہ نہووے بعد تیرے عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ اوپر مومنین کے تنگی یا کوئی گناہ فِیْٓ اَزْوَاجِ
اَدْعِیَآئِهِمْ بیچ درخواست کرنے عورتوں لے پالکوں انکی کے بعد طلاق یا بعد مرجانے شوہر انکے اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا جس وقت کہ ادا کریں
وہ اپنے حاجت کو کہ وہ نکاح اور طلاق اور عدۃ ہی یعنی اس جہت سے تیرا نکاح ہمنے زینب سے کیا کہ تمام مومنین تیری پیروی کریں اپنے لے پالکوں کی عورتوں سے
نکاح کر لیویں اور اسمیں کچھ تردد نکریں اور جاہلیت کی رسم کو ہمنے منسوخ کیا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ اور ہے کام خدا کا جسکا کہ وہ ارادہ کرے
مَفْعُوْلًا کیا گیا یعنی جس چیز کا کہ خدا ارادہ کرے البتہ وہ وقوع میں آتا ہے جیسے کہ نکاح زینب کا حضرت رسالت پناہ سے اور انس بن مالک سے
منقول ہے کہ جس وقت عدۃ زینب کی منقضی ہوئی تو رسولخدا نے زید سے فرمایا کہ تو جا اور زینب کی خواستگاری میرے واسطے کر زید روایت کرتا ہی کہ میں زینب کے
پاس گیا اس وقت وہ آٹے کو خمیر کرتی تھی جس وقت میں نے اسکو دیکھا تو میری نظر و ہمت میں وہ نہایت عظیم الشان اور بلند مرتبہ معلوم ہوئی کہ مجھکو یارا اسپر نگاہ کرنیکا
نہوا رسولخدا کی حرمت کی جہت سے میں نے اپنی پشت اسکی طرف کر کے کہا کہ خوشخبری ہو تجھکو اے زینب کہ رسولخدا تیری خواستگاری کرتے ہیں یہ سنکر خوش ہوئی اور کہا

کہ میں کچھ کام نہ کروں یہانتک کہ اپنے پروردگار سے اپنے کام میں مشورہ کروں ہاں سے اٹھکر مصلی پر گئی اور اپنے خدا سے مناجات کی حقتعالی نے وہ آیت نازل
کی اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ رسولخدا بعد نازل ہونے اس آیت کے بلا اجازت حاصل کئے زینب کے گھر میں تشریف لے گئے زینب نے کہا کہ یا رسولخدا بدون نکاح
میرے گھر میں کیوں آئے حضرت نے فرمایا خدا نکاح کرنیوالا ہے اور جبرئیل گواہ ہیں بعد اسکے زینب اس جہت سے سب بیبیوں پر فخر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ خدا نے میرا
نکاح پیغمبر سے کیا ہے اور تمہارا نکاح تمہارے والی کرتے ہیں اور زینب نے رسولخدا سے کہا کہ میں اور بیبیوں سے زیادہ مرتبہ رکھتی ہوں اور میرا قرب آپسے
زیادہ ہے تین چیز کے سبب سے ایک تو یہ کہ جد میرا اور جد تمہارا ایک ہے کہ وہ عبد المطلب ہے اور خدا نے میرا نکاح تمسے آسمان پر کیا اور جبرئیل ایلچی اور گواہ عقد کا ہوا
کہ ان تین امور میں کوئی زوجہ تمہاری میری شریک نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ رسولخدا نے زینب کی عروسی کے واسطے ولیمہ تیار کیا تھا اور لوگونکو مہمان کیا اور
سوائے زینب کے اور کسی کی عروسی میں اپنی بیبیوں میں سے ولیمہ نہیں کیا اور شام تک لوگوں کو کھانا کھلایا اور بعضے مخالفین اس قصہ کو اس طرح بیان
کرتے ہیں کہ بالکل مخالف شرع کے ہے کہتے ہیں کہ رسولخدا زینب پر عاشق ہو گئے تھے جس وقت کہ زید کی زوجہ تھی اور بیشک یہ امر نہایت بد اور معصیت
ہے اور انبیا دان سب امور سے پاک ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ کی حدیث میں اس طرح سے ہے کہ رسولخدا نے زید سے زینب کا نکاح کیا پس وہ زید کے پاس رہی
بعد اسکے ان دونوں میں نزاع واقع ہوا اور اپنا جھگڑا رسولخدا کے پاس لائے رسولخدا کی نظر زینب پر پڑی تو نہایت تعجب کیا اور خوش آیندہ معلوم ہوئی
زید نے کہا کہ اگر حضرت حکم دیویں تو میں اسکو طلاق دیدوں اسواسطے کہ اسمیں تکبر بہت ہے اور یہ اپنی زبان سے مجھکو نہایت ایذا دیتی ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا سے
ڈر تو اسکو طلاق کیوں دیتا ہے اور اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھ اور اس سے نیکی کر بعد اسکے زید نے اسکو طلاق دی اور جب عدت گزر گئی تو خدا نے اسکے نکاح کا
حکم رسولخدا صلعم سے نازل کیا اور حضرت امام رضاؑ نے عصمت انبیاء کی حدیث میں فرمایا ہے کہ قول حقتعالی کا وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ مراد اس
سے یہ ہے کہ حقتعالی نے نام انکی بیبیوں کے جس قدر کہ دنیا میں ہونگی اور جسقدر کہ آخرت میں سب اپنے حبیب کو تبلا دئے تھے اور فرمایا کہ وہ مومنین کی مائیں
ہیں اور ایک کا نام انمیں سے زینب ہے اور وہ آج کے دن زوجہ زید بن حارثہ کی ہے پس رسولخدا نے نام اسکا اپنے جی میں پوشیدہ رکھا اور اسکو ظاہر
نکیا تا کہ منافقین میں سے کوئی نہ کہے کہ اس نے ایک عورت کو کہ وہ ایک مرد کے گھر میں اپنی ازواج میں سے کہا اور مومنین کی ماؤں میں سے اور خوف کیا
منافقین کے کہنے سے اس واسطے خدا نے فرمایا کہ تخشی الناس واللہ احق ان تخشہ یعنی خدا زیادہ لایق ہے کہ تو اس سے اپنے جی میں ڈرے نہ کہ آدمیوں سے
اور خدائے تعالے نہیں متولی ہوا ہے کسی کے نکاح کا اپنی خلقت میں سے مگر واسطے نکاح آدم کے حوا سے اور رسولخدا کے زینب سے چنانچہ فرمایا ہے کہ زوجناکہا اور
یا نکاح فاطمہ کا علیؑ سے کہ آسمان پر کیا ہے اور خدائے تعالے نے اپنے علم سے جانا کہ قریب ہے کہ منافقین حضرت کو زینب سے نکاح کرنیمیں عیب لگاوینگے
اس واسطے یہ آیت نازل کی کہ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ نہیں ہے اوپر پیغمبر کے مِنْ حَرَجٍ کوئی تنگی اور گناہ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ بیچ اسکے کہ
مقدر اور مقرر کیا ہے خدا نے واسطے اس پیغمبر کے کہ عورتیں لے پالکوں کے اسپر حلال کی ہیں جسوقت کہ وہ مر جائیں یا طلاق دیویں اور یہ خصوصیت
پیغمبر کی نہیں ہے بلکہ سُنَّةَ اللَّهِ سنت اور طریقہ مقرر کیا گیا خدا کا ہے فِي الَّذِينَ خَلَوْا بیچ ان لوگونکے کہ گزریں انبیاء میں سے مِنْ
قَبْلُ پہلے اس سے اور سنۃ اللہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی سن الیہ سنۃ مراد اس سے پہلے انبیاء ہیں کہ خدا نے انسے حرج کو دور کیا تھا اور حلال میں جیسے کہ نکاح لے پالکوں کی
عورتوں کا یا اور جسقدر مباح امور مثل کثرت ازدواج کہ داؤد کی سو زوجہ تھیں اور سلیمان کی تین سو زوجہ اور سات سو حرم تھیں پس جس وقت کہ پہلے انبیاء کو کثرت ازواج کی جائز
ہوئی بدون حرج کے پس محمدؐ کہ سردار انبیاء کا ہے اسکو بھی حرج نہیں ہے اگر اپنے لے پالک کی زوجہ سے نکاح کرے وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ اور ہے
امر خدا کا قَدَرًا مَقْدُورًا ایک حکم ادا کیا گیا اور جاری کیا گیا یقینًا یعنی جو چیز کہ خدا تعالے انبیاء پر نازل کرتا ہے وہ قضا و قدر ہے کہ البتہ واقع
ہونیوالا ہے اس مقدار پر کہ جو موافق حکمت کی ہے اور انبیاء گذشتہ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ وہ لوگ ہیں کہ پہنچاتے ہیں رِسَالَاتِ اللَّهِ
پیغاموں خدا کے کو اپنی امتوں بدون خوف آدمیوں کے وَيَخْشَوْنَهُ اور ڈرتے ہیں وہ خدا سے وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا اور نہیں ڈرتے ہیں احکام کی پہنچانے میں کسی سے
إِلَّا اللَّهَ مگر خدا سے وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا اور کافی ہے خدا کفایت کرنیوالا واسطے بر لانے مقصد ڈرانے والونکی جو کہ اس سے ڈرتے ہیں اور یا یہ کہ کافی ہے خدا حساب

ورشمار کرنیوالا بندوں کے اعمال کا پس چاہیئے کہ اس سے ڈریں نہ اُسکے غیر سے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ انبیاء کو احکام کے پہنچانے میں
تقیہ جائز نہیں ہے نہ غیر تبلیغ احکام میں یعنی سوائے تبلیغ احکام کے اور امور میں تقیہ کرسکتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے کیا اور اگر کوئی کہے کہ اگر انبیاء کو احکام کے
پہنچانے میں تقیہ جائز نہیں ہے تو اس کے کیا معنی ہیں کہ وتخشی الناس یعنی اور ڈرتا ہے تو آدمیوں سے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول تبلیغ احکام سے تعلق نہیں رکھتا ہے
بلکہ خوف حضرت کو منافقین کی بدگوئی کا تھا کہ وہ طعن کریں گے اور لوگوں کی بدگوئیوں اور بدگمانیوں سے ہر عاقل پرہیز کرتا ہے اور یہ امور متعلق احکام خدا
کے نہیں ہیں اور جس امر سے کہ حضرت ڈرتے تھے وہی بعد نکاح کرنے کے زینب کے پیش آیا کہ منافقین نے زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ یہ مرد کہ کہتا ہے کہ تمہارے
فرزندوں کی جورویں تم پر حرام ہیں اور آپ اپنے پسر کی زوجہ سے نکاح اپنا کر لیا یعنی زید کی زوجہ سے اور یہ انھوں نے اس واسطے کہا کہ وہ لے پالک کو مثل پسر حقیقی
اور صلبی کے جانتے تھے سب حکموں میں خدا نے اُن کے رد میں آیت نازل کی کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ نہیں ہے محمد صلعم اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ باپ کسی
کا مردوں تمہارے میں سے اگر باپ ہے تو فاطمہ زہرا کا ہے اور وہ مرد نہیں ہے بلکہ عورت ہے اور اگر قاسم اور ابراہیم کا باپ ہے تو وہ لڑکے تھے اور بالغ نہوئے تھے پس رجال
میں داخل نہوئے اور اگر بالغ بھی ہو گئے تھے تو امت کے مردوں میں سے نہ تھے بلکہ اُن حضرت کے مردوں میں سے تھے اور حسنینؑ بھی اُس وقت میں بالغ نہوئے
تھے اور اگر ہوئے تھے تو وہ بھی اُن حضرت ہی کے مردوں میں سے تھے نہ امت کے مردوں میں سے اور حسنینؑ کو حضرتؐ نے بارہا فرمایا ہے کہ یہ دونو بیٹے میرے ہیں اور وہ
دونو امام ہیں کھڑے ہوں یا بیٹھے رہے ہوں یعنی دونو حالت میں امام ہیں خواہ امامت پر قایم ہوں یا امامت سے بیٹھ رہے ہوں اور معاویہ کی لڑائی میں
جناب امیرؑ نے محمد حنفیہ کو بلا کر کہا کہ تو بیٹا میرا ہے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حسنینؑ بیٹے آپکے نہیں ہیں فرمایا کہ وہ رسولؐ خدا کے فرزند ہیں اور رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ سب کی اولاد باپ کی طرف سے منسوب ہوتی ہے لیکن اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے پس یہ کہ امت کے مردوں میں سے نہ تھے اسکے وہ حضرت
باپ کیونکر ہونگے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ اور لیکن وہ پیغمبر خدا کا ہے اور لکن مخفف ہے لکن مثقلہ کا اور اسم اسکا محذوف ہے اور وہ ضمیر غائب کی ہے اور
اس صورت میں ہے کہ رسول کا لفظ مرفوع ہوا اور اگر منصوب ہو تو خبر کان مقدر کی ہے یعنی ولکن کان رسول اللہ یعنی اور لیکن ہے وہ پیغمبر خدا کا اور امت کا
جو حضرت کو باپ کہتے ہیں اس جہت سے کہ حضرت نصیحت اور شفقت کرنیوالے امت کے ہیں اور واجب التعظیم اور توقیر کے ہیں اور طاعت انکی سب پر واجب ہے اور
زید ایک آدمی امت میں تھا اور رسول خدا میں واسطہ ولادت کا نہ تھا اس واسطے وہ حضرت زید کے باپ نہیں ہوسکتے وہ حضرت تو پیغمبر ہیں خدا کے کہ
لوگونکی ہدایت اور نصیحت کے واسطے حکم کیے گئے ہیں وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور ہے وہ حضرت ختم کرنیوالا پیغمبروں کا کہ بعد انکے کوئی پیغمبر نہوگا اور حفص
نے خاتم کو بفتح تا پڑھا ہے یعنی اور ہے وہ مہر پیغمبروں کی کہ بعد اسکے کوئی پیغمبر نہوگا اور اسکی نبوت قیامت تک باقی رہے گی اور بعد اسکے اُس سے
کسی دوسرے کو نبوت نہ پہنچے گی اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور تو اے علیؑ خاتم الاولیا ہے اور حضرت عیسیٰ جو نازل ہونگے تو ان کا عمل بھی
ہماری شرع پر ہوگا اور نہ انکی شرع پر کہ وہ منسوخ ہے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ساتھ ہر چیز کے دانا اور جاننے والا ہے کہ کون
لائق خاتم النبیین ہونے کے ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی من بعدی یعنی اے علیؑ تو مجھ سے بمنزلہ
ہارون کے موسیٰ سے ہے یعنی جو نسبت کہ ہارون کو موسیٰ سے تھی وہ تجھکو مجھ سے ہے مگر یہ فرق ہے کہ نہیں ہے کوئی پیغمبر بعد میرے اور ہارون پیغمبر بھی
تھا مقصود اس سے یہ ہے کہ بعد میرے پیغمبر نہیں ہے اور اگر ہوتا تو تو ہی ہوتا اس واسطے کہ جو فضائل کہ چاہییں وہ تجھمیں موجود ہیں عصمت اور علم اور شجاعت
اور سخاوت اور حلم اور تمام اخلاق نیک اور سوائے تیرے اور کسی میں یہ اخلاق نہیں ہیں اسکے بعد اپنے بندونکو خدا حکم کرتا ہے کثرت ذکر اور تسبیح کا چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا یاد کرو تم خدا کو یاد کرنا بہت یعنی اکثر اوقات خدا کا ذکر کرتے رہو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے
کہ ہر چیز کی ایک حد ہے کہ اسپر وہ چیز منتہی ہوتی ہے مگر ذکر خدا کا کہ اسکی کوئی حد نہیں ہے اور خدا ذکر کثیر سے راضی ہوتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا شیعہ ہمارے وہ
ہیں کہ جسوقت خالی ہوتے ہیں تو ذکر خدا بہت کرتے ہیں اور تسبیح فاطمہ زہراؑ ذکر کثیر میں داخل ہے اور ذکر کثیر سے مراد یہ ہے کہ کسیوقت اسکو بھولے نہیں وَّسَبِّحُوْهُ اور پاکی سے
یاد کرو تم اسکو بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا صبح کو اور شام کو اس واسطے کہ نماز صبح کی اور شب کی زیادہ شاق ہوتی ہے بسبب غلبہ خواب کے اور کہتے ہیں کہ خصوصیت ان

دونوں وقتوں کی ان دونمازوں کے ساتھ اس واسطے ہے کہ صبح اور شام کی دو ساعتیں ہیں حافظان نامہ اعمال حاضر ہوتے ہیں اور دونوں وقت
تسبیح اور نماز کو نامہ اعمال میں لکھتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک بکرۃ سے مراد نماز صبح کی ہے اور اصیل سے مراد نماز ظہر اور مغرب اور عشا ہے اور نماز کا نام تسبیح
اس واسطے رکھا ہے کہ اس میں خدا کی تسبیح اور تقدیس مذکور ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ مراد ذکر تسبیح سے یہ ہے کہ اسکو اسکی صفات اعلی اور اسماء حسنی سے یاد کرو اور ابن
عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جبریل پیغمبر خدا کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد کہہ تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم عدد ما علم وزنۃ ما علم وملء ما علم اسواسطے کہ جو کوئی اس تسبیح کو کہے حق تعالے اسکے واسطے چھ خصلتیں ثابت کرے ایک تو یہ کہ وہ ذکر کثیر کے ذاکرین میں
سے ہو اور دوسری یہ کہ وہ روز و شب کو ذاکرین سے افضل ہو اور تیسرے یہ کہ بہشت میں بہت درخت اسکے واسطے لگائے جائیں اور چوتھے یہ کہ گناہ اسکے اسطرح گرپڑیں
کہ جیسے درخت خشک سے پتے گرتے ہیں اور پانچویں یہ کہ خدا اسپر نظر رحمت کرے اور چھٹے یہ کہ ہرگز اسکو عذاب نکرے اور فرماتا ہے خدا کہ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ
وہ خدا وہ شخص ہے کہ درود بھیجتا ہے اوپر تمہارے اے مومنین یعنی رحمت نازل کرتا ہے تمپر وَمَلَائِكَتُهُ اور فرشتے اسکے یعنی بخشش چاہتے ہیں تمہارے واسطے اور بعوض رحمت
خدا کی اور بخشش چاہنا ملائکہ کا اسواسطے ہے کہ لِيُخْرِجَكُمْ تاکہ نکالے تمکو خدا مِّنَ الظُّلُمَاتِ اندھیروں کفر اور جہالت اور معصیت سے إِلَى النُّورِ طرف روشنی
ایمان اور معرفت اور طاعت کے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ اور ہے خدا ساتھ مومنین کے رَحِيمًا مہربان کہ خود انپر رحمت نازل کرتا ہے اور ملائکہ
کو واسطے بخشش چاہنے کے حکم کرتا ہے زمخشری نے لکھا ہے کہ اس آیت کے حکم سے ہر ایک مومن پر صلوۃ بھیج سکتے ہیں لیکن شیعوں نے جو اپنا شعار مقرر کیا ہے کہ وہ
اپنے ہر ایک امام پر صلوۃ بھیجتے ہیں اسواسطے ہمنے ترک کیا تَحِيَّتُهُمْ اسمیں اضافت مصدر کی طرف مفعول کی ہے یعنی درود خدا کا ہے ان مومنین کو يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ
جسدن کہ ملاقات کریں یعنی پہنچیں رحمت اسکی کو بعد زندہ ہونے کے قبر سے باہر نکلکر بہشت میں جانے کے بعد سَلَامٌ سلام ہے کہ خبر دینے والا ہے خوف
اور آفت کی سلامتی سے یعنی واسطے تعظیم کے انپر سلام کرے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ ملک الموت جس وقت بندہ مومن کے پاس آوے تو کہتا ہے کہ سلام
ہو جیو کہ خدا تجھکو سلام پہنچاتا ہے وَأَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کیا ہے خدا نے واسطے انکے باوجود سلام بھیجنے کے أَجْرًا كَرِيمًا اجر بڑا کہ وہ بہشت ہے اور نعمتیں
اسکی اور بعد اسکے خطاب کرتا ہے طرف پیغمبر کے از روئے تعظیم کے کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر بلند مرتبہ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ تحقیق ہمنے بھیجا ہے تجھکو اپنے بندوں
پر شَاهِدًا گواہ کہ تو انکے جھٹلانے اور سچا کرنے اور طاعت اور معصیت کی گواہی دیوے وَمُبَشِّرًا اور خوشخبری دینے والا رحمت کی سچا کرنیوالونکو
وَنَذِيرًا اور ڈرانیوالا جھٹلانے والونکو وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ اور بلانیوالا طرف خدا کے لوگونکو اسکی توحید کے اقرار اور اسکی پرستش کی طرف
بِإِذْنِهِ ساتھ حکم اسکے کے وَسِرَاجًا مُّنِيرًا اور چراغ روشن یعنی ہمنے تجھکو چراغ روشن بنایا ہے کہ لوگونکو تاریکی کفر اور جہالت سے باہر نکالتا ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ خدا نے ہمارے حضرت کو چراغ روشن اس واسطے فرمایا ہے کہ جیسے کہ چراغ کی روشنی اندھیرے کو دور کرتی ہے ایسے ہی حضرت کے وجود
کے نور نے کفر کو جہان سے نابود کر دیا اور اسی واسطے روشن فرمایا ہے اس واسطے کہ چراغ تو کبھی روشن ہوتے ہیں اور کبھی گل اور یہ وہ چراغ ہے کہ ہمیشہ
روشن ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ اور خوشخبری دے تو مومنین کو اے محمد بِأَنَّ ساتھ اسکے کہ تحقیق لَهُم واسطے انکے مِّنَ اللَّهِ خدا کی جانب سے فَضْلًا كَبِيرًا فضل
بڑا اور بخشش بے نہایت ہے انکے اعمال کے اجر میں وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ اور نہ فرمانبرداری کر تو کافروں کی اور منافقوں کی بلکہ ان کی
مخالفت پر ثابت قدم رہ تو وَدَعْ أَذَاهُمْ اور چھوڑ دے تو آزار دینے انکے کو کہ خدا انکے شر کے دفع کرنیکو کافی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے
کہ یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور توکل کر تو اوپر خدا کے کہ وہ انکو عذاب میں گرفتار کریگا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا اور
کافی ہے خدا کارساز اور نگاہ رکھنے والا مومنین کا دشمنوں کے شر سے اور اب خدا مومنین کی بیبیوں کے مقدمہ میں بیان کرتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ جس وقت کہ نکاح کرو تم مومن عورتوں سے ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ پھر طلاق دو تم ان کو
مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ پہلے اس سے کہ مس کرو تم یعنی مجامعت کرو تم انسے کہ بعد نکاح کے تم انسے مجامعت نہ کرو اور مجامعت کرنے سے پہلے
انکو طلاق دو تو فَمَا لَكُمْ پس نہیں ہے واسطے تمہارے عَلَيْهِنَّ اوپر ان عورتوں طلاق دی گئی کی مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا عدۃ کہ شمار

کرو تم انکو یعنی ایسی عورتوں کو واسطے عدہ نہیں ہے بلکہ بعد طلاق کے بدون اسکے کہ وہ عدہ میں بیٹھیں وہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہیں اور اگر عقد
نکاح میں مہر کا ذکر نہ کیا ہو تو فَمَتِّعُوهُنَّ پس متعہ دو تم یعنی کچھ دو ان عورتوں کو جس سے انکو فائدہ ہو اور یہ اولی تر ہے اس واسطے کہ مہر اگر ان کے
واسطے مقرر ہوتا تو آدھا مہر دینا ہوتا اور گو مہر مقرر نہیں ہوا اگر مجامعت واقع ہوتی تو بھی مہر دینا آتا مہر مثل باعتبار کہ عورت راضی ہو جائے اور اب
صورت میں نہ مہر مقرر ہوا ہے اور نہ مجامعت وقوع میں آئی ہے پس عورت کو اس وقت اپنی موافق اپنی حیثیت کے کچھ دینا چاہیے اور ذکر اسکا سورۂ
بقرہ میں ہو لیا ہے اور دینا متعہ کا اس عقد نکاح میں واجب ہے کہ جس میں وقت عقد کے ذکر مہر کا نہوا ہو [illegible] وَسَرِّحُوهُنَّ اور رہا کرو تم ان
عورتوں کو اور چھوڑ دو تم سَرَاحًا جَمِيلًا چھوڑنا اچھا یعنی بدون آزار اور ضرر پہنچانے کے [illegible] ذمہ
عدہ تو نہیں ہے کہ انکو اپنے گھروں میں بٹھلاؤ بلکہ ان کو طلاق دینے کے بعد وقت انکو متعہ دیکر رخصت کرو کہ وہ بہت سی [illegible] رہ جاتی ہیں اور دوسرا [illegible]
خوش ہوتے ہیں کہ یہ طلاق بیکار آئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اور حیا کرتا ہے اور حیا والوں کو دوست رکھتا ہے [illegible] تم میں زیادہ بزرگ نزدیک
خدا کے وہ ہے کہ جو اپنی حلال بیبیوں پر بخشش کرے اور یہی مضمون حدیث کا ہے اور اب خدا سرور عالم کی طرف خطاب کرتا ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر بلند مرتبہ
إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ تحقیق ہم نے حلال کیں ہیں واسطے تیرے أَزْوَاجَكَ عورتیں تیری اللَّاتِي آتَيْتَ وہ عورتیں کہ دیا ہے تو نے ان کو أُجُورَهُنَّ
مہر ان کے وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ اور حلال کیا ہے عورت کو کہ مالک ہوا ہے ہاتھ تیرا یعنی لونڈی کو تجھ پر حلال کیا ہے مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ ان میں سے
کہ غنیمت میں بخشش کی ہے خدا نے اوپر تیرے مثل صفیہ کے کہ خیبر کی غنیمتوں میں سے ہے اور ریحانہ کہ بنی قریظہ کی غنیمتوں میں سے [illegible] اور سوا انکے
وَبَنَاتِ عَمِّكَ اور حلال کی بیٹیاں چچا تیرے کی وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ اور بیٹیاں پھوپھیوں تیری کے وَبَنَاتِ خَالِكَ اور بیٹیاں ماموں
تیرے کی وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اور بیٹیاں خالاؤں تیری کی اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وہ عورتیں کہ ہجرت کی ہے انہوں نے ہمراہ تیرے اور حضرت
امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک عورت انصار کی رسول خدا کے پاس آئی اور لباس نفیس پہنے ہوئے تھی اور کنگھی وغیرہ سے اپنی صورت کو آراستہ
کی تھی اور رسول خدا اس وقت حفصہ کے حجرہ میں تھے اس وقت اس عورت نے رسول خدا سے عرض کی کہ یا رسول خدا عورت خود پیغام اپنا مرد کو نہیں دیتی ہے اور میں
ایک عورت بے شوہر ہوں کہ کبھی میرے شوہر نہیں ہوا ہے ابتدائے زمانہ سے اور نہ میرے کوئی فرزند ہے اگر آپکو میری حاجت ہو تو میں نے اپنا نفس آپکو بخشا اگر
آپ قبول کریں رسول خدا نے یہ سنکر خیر کہا اور اسکے واسطے دعا کی اور پھر فرمایا کہ اے بہن انصار کی خدا تعالیٰ تمکو رسول خدا کی طرف سے جزائے خیر دیوے کہ تمہارے
مردوں نے میری نصرت کی اور تمہاری عورتوں نے میری رغبت کی حفصہ نے یہ سنکر کہا کہ کیا کم حیا ہے تو اے عورت اور کیا جرأت اور دلیری ہے تیری کہ تو
مردوں پر گری پڑتی ہے رسول خدا نے یہ سنکر حفصہ سے کہا کہ باز رہ تو اس سے اے حفصہ کہ یہ عورت تجھ سے بہتر ہے اس واسطے کہ یہ رسول خدا کی رغبت رکھتی ہے اور تو اسکو ملامت
کرتی ہے اور اسکو اس امر میں عیب لگاتی ہے اور قمی نے حفصہ کی جگہ عائشہ لکھا ہے کہ اسنے اس عورت کو ملامت کی تھی اور رسول خدا نے اس عورت سے فرمایا کہ تو جا
کہ خدا تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرے پس تحقیق خدا نے بہشت کو تجھ پر واجب کیا ہے میری رغبت کرنیکے سبب اور اس جہت سے کہ تو مجھ سے محبت رکھتی ہے اور
میری خوشی کی خواہش کرتی ہے قریب ہے کہ آئیگا تیرے پاس حکم میرا انشاء اللہ تعالیٰ پس خدا نے یہ آیت نازل کی کہ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً اور حلال کیا
ہم نے عورت مومنہ کو اور امرأۃ باعتبار عطف کے مفعول احللنا کا ہے یعنی اور حلال کیا ہم نے واسطے تیرے اے محمد عورت مومنہ کو بدون مہر کے إِنْ وَهَبَتْ
نَفْسَهَا اگر بخشے وہ مومنہ نفس اپنے کو لِلنَّبِيِّ واسطے پیغمبر کے إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ اگر ارادہ کرے پیغمبر أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا یہ کہ طالب نکاح کا ہووے
اس عورت سے خَالِصَةً لَكَ کہ خالص ہے واسطے تیرے اے محمد اور خالصۃ حال واقع ہوا ہے اور تا اسمیں واسطے مبالغہ کے ہے اور غیبت سے طرف خطاب
کے رجوع کرنا و مکرر لانا لفظ نبی کا واسطے اشارہ خصوصیت رسول خدا کے ہے بسبب شرافت اور نبوت کے مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ سوائے مومنین کے کہ
انکو واسطے جائز اور درست نہیں ہے کہ عورت بدون مہر اور عقد کے اپنے نفس کو ہبہ کرے اور فقط ہبہ کرنے نفس سے وہ زوجہ ہو جائے مومنین کے واسطے
ہرگز درست نہیں ہے بلکہ مومنین کے واسطے صیغہ عقد ہے جو کہ واقع ہوتا ہے وقت نکاح کرنیکے اور یا مملوکہ ہونیکی جہت سے عورت حلال ہوگی اور بدون

عقد اور مہر کے فقط ہبہ کرنے اور بخشنے نفس کی جہت سے خاص تجھ ہی واسطے حلال ہوتی ہے اے محمد نہ کسی اور کے واسطے اور مجمع البیان میں لکھا ہے کہ کہتے ہیں جس وقت اس عورت نے رسولخداؐ کو اپنا نفس بخشا تو عائشہ نے کہا کہ کیا حال ہے عورتوں کا اپنے نفسوں کو بغیر مہر کے خرچ کرتی ہیں پس آیت نازل ہوئی اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو عائشہ نے کہا کہ یا رسول خدا اللہ تعالیٰ کو میں دیکھتی ہوں کہ تیری خواہش کے موافق بہت جلدی کرتا ہے رسولخداؐ نے یہ سنکر فرمایا کہ اگر تو خدا کی فرمانبرداری کرے تو تیری خواہش کے موافق بھی وہ بہت جلدی کرے اور اس عورت میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھی امام زین العابدینؑ اور ضحاک اور مقاتل سے منقول ہے کہ وہ قبیلہ بنی اسد سے تھی اور ام شریک بنت جابر اسکا نام تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ میمونہ بنت حرث تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین ایک عورت انصار میں سے تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ خولہ بنت حکیم تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ام سہل تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ ہبہ واقع نہیں ہوا اور مشہور یہ ہے کہ وہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین سے واقع ہوا جو کہ انصار میں سے تھی اور کہتے ہیں کہ ماہ رمضان سن تین ہجری میں واقع ہوا اور آٹھ مہینے تک حرم محترم میں وہ باقی رہی اور ربیع الآخر سنہ ۴ ہجری میں وفات پائی اور حضرت صادقؑ سے رسولخداؐ کی بیبیوں کے شمار میں اس طرح سے منقول ہے کہ رسولخداؐ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا تھا اور تیرہ عورتوں پر انمیں سے داخل ہوئے اور جس وقت حضرت نے وفات پائی تو نو عورتیں تھیں اور وہ دو عورتیں کہ جنپر داخل نہیں ہوئے وہ عمرہ اور شنبا تھی اور وہ تیرہ کہ جنپر داخل ہوئے اول تو انمیں سے خدیجہ بنت خویلد ہے اور بعد اسکے سودہ بنت زمعہ اور ام سلمہ کہ وہ ہند بنت امیہ ہے اور پھر عائشہ بنت ابوبکر اور حفصہ بنت عمر اور زینب بنت خزیمہ بن الحارث ام المساکین اور زینب بنت جحش اور ام حبیبہ بنت ابو سفیان اور میمونہ بنت حارث اور زینب بنت عمیس اور جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حی بن اخطب اور خولہ بنت حکیم اور ماریہ قبطیہ اور ریحانہ خندقیہ دو حرمیں تھیں اور وہ نو عورتیں کہ حضرت کی وفات کے بعد باقی رہی تھیں وہ یہ ہیں ام سلمہ اور عائشہ اور حفصہ اور زینب بنت جحش اور میمونہ بنت الحارث اور ام حبیبہ بنت ابو سفیان اور صفیہ اور جویریہ اور سودہ اور حفصہ کو طلاق دیدی تھی اور افضل انمیں سے خدیجہ بنت خویلد ہے اور بعد اسکے ام سلمہ ہے اور اسکے بعد میمونہ ہے اور اب خدا بیان کرتا ہے کہ جو کچھ ہمنے مردوں اور عورتوں کے حق میں مقرر کیا ہے بابت نکاح کے وہ عین حکمت ہے اور مصلحت ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **قَدْ عَلِمْنَا** تحقیق جانتے ہیں ہمنے اے محمد **مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ** جو کچھ کہ فرض اور مقرر کیا ہے ہمنے اوپر انکے شرط عقد کی اور نکاح کی اور معین کرنا مہر کا اور نفقہ عورتوں کا اور تقسیم راتوں کی عورتوں کے گھر جانے کے واسطے اور منحصر کرنا چار عورتوں کا ایکمرد کے واسطے **فِي أَزْوَاجِهِمْ** بیچ عورتوں انکی کے **وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ** اور اس میں کہ مالک ہوئے ہاتھ اسکے یعنی لونڈیوں میں انکے امر کی فراخی کے واسطے اور لیکن عورتوں کو بغیر مہر ہبہ کے بھی پر حلال کیا ہے اور یہ خاصہ تیرا ہی ہے **لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ** تا کہ نہووے اوپر تیرے تنگی اور دشواری **وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا** اور ہے خدا بخشنے والا اس چیز کا پرہیز کرنا اور بچنا اس سے دشوار اور تنگی کے ساتھ ہو **رَحِيمًا** مہربان ہے کہ تنگی کی جگہ فراخی کرتا ہے اور پہلے اس سے گزر گیا ہے کہ عورتیں رسولخداؐ کی حضرت سے نفقہ وسے زیادہ حضرت سے طلب کرتی تھیں خدا نے اختیار کی آیت نازل کی تھی کہ چاہو تم طلاق لے لو اے عورتو پیغمبر کی اور چاہو خدا کو اور رسولخداؐ کو اختیار کرو اور انھوں نے خدا اور رسول کو اختیار کیا اور اب بھی خدا اختیار کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے **تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ** ڈھیل دے تو جس عورت کو چاہے تو ان عورتوں میں سے کہ انکے پاس خواب مت کر **وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ** اور جگہ دے تو طرف اپنے جس عورت کو چاہے کہ تو اسکے پاس شب کو رہ تو یعنی تجھکو اپنی عورتوں کے پاس رہنے میں اختیار ہے جس کے پاس تو چاہے رہ اور جس کے پاس چاہے مت رہ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ جسکو چاہے طلاق دے اور جسکو چاہے تو اپنے پاس رکھ تجھکو اختیار ہے لیکن کہتے ہیں کہ اول قول زیادہ مشہور ہے اور کہتے ہیں کہ خدا نے اختیار دیا حضرت کو کہ انکے پاس جانے کی برابر تقسیم مقرر کر یا نہ مقرر کر اور چاہے بعضوں کی تقسیم مقرر کر اور بعضوں کی مت کر اور نفقہ میں بھی تجھکو اختیار ہے جسکو چاہے کم دے جسکو چاہے زیادہ اور وہ سب بیبیاں اسپر راضی ہو گئیں اور یہ امر بھی خاص ہے رسولخداؐ کے واسطے اور مومنین کیواسطے درست نہیں ہے اور سودہ بنت زمعہ کا ارادہ طلاق دینے کا کیا تو وہ بھی ترک تقسیم پر راضی ہو گئی اور اسکی نوبت عائشہ کو دیدی اور کہتے ہیں کہ ڈھیل میں ڈالا اور سودہ اور صفیہ اور جویریہ اور میمونہ اور ام حبیبہ کو کہ جس طرح چاہتے تھے انکی تقسیم کرتے تھے اور جگہ دی

اپنی طرف عائشہ اور حفصہ اور ام سلمہ اور زینب کو اور انکی تقسیم برابر کرتے تھے اور کسیکو ان میں سے کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے وَمَنِ ابْتَغَيْتَ اور جسکو کہ طلب کرے تو
مِمَّنْ عَزَلْتَ ان عورتوں میں سے کہ کنارہ کیا ہی تو نے ان سے انکی پاس شب کو نہیں رہتا ہے اگر ان میں سے تو کسی کو اپنے پاس بلا لیوے اور اپنے پاس جگہ دیوے تو
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ پس نہیں گناہ ہی اوپر تیرے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت سے بھی واجب ہونا تقسیم کا حضرت پر باقی نہیں رہا ذٰلِكَ وہ یعنی طلب کرنا
ان کا بعد کنارہ کرنیکے اور برابر رکھنا ان کو اور زیادتی ایک کی دوسری پر اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ زیادہ نزدیک ہی اسکے کہ روشن ہوویں آنکھیں انکی
وَلَا يَحْزَنَّ اور نہ غمگین ہوں وَيَرْضَيْنَ اور راضی اور شاکر ہوں وہ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ساتھ اسکے کہ دے تو انکو سبکو یعنی جس وقت سب نے جانا کہ جو
کچھ تو کرتا ہے کنارہ کرنا اور جگہ دینی اور طلب کرنا عورتوں کا شب باشی کے واسطے خدا کے حکم سے ہے تو وہ آزردہ نہونگی اور فرمانبرداری کرینگی اور اگر یہ امر تیری
طرف سے ہوتا تو البتہ رنجیدہ ہوتیں اور یہ گمان کرتیں کہ تیرا میل خاطر بعضی کی طرف ہے اور بعضی کی طرف نہیں ہی وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے مَا
فِيْ قُلُوْبِكُمْ جو کچھ کہ بیچ دلوں تمہارے ہے راضی ہونا اور نہ راضی ہونا اور رغبت کرنی بعضی کی طرف سوائے بعضی دوسری کے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
اور ہے خدا جاننے والا دلوں کی بات کا حَلِيْمًا بردبار کہ جلدی نہیں کرتا ہے گنہگاروں کے عذاب کرنے میں لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ نہیں حلال
ہیں واسطے تیرے اے محمد عورتیں پیچھے اسکے یعنی بعد ان عورتوں کے کہ حلال کی ہیں ہمنے تجھپر آیہ انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن میں اور بنات عم
وغیرہ کے کہ سوائے اسکے تجھ پر حلال نہیں ہے اور بعضی روایت میں یہ ہے کہ نہیں حلال ہیں عورتیں واسطے تیرے بعد اسکے کہ حرام کی گئی ہیں سورہ نسا میں
اور کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نہیں حلال واسطے تیرے یہودی اور نصرانی عورتیں وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ اور نہ یہ کہ بدل کرے تو ساتھ ان کے
مِنْ اَزْوَاجٍ جوروں میں سے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوں اس واسطے کہ نہیں لائق ہی یہودیہ اور نصرانیہ کا ام المومنین ہونا وَّلَوْ اَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ اگرچہ تعجب میں ڈالے تجھکو حسن انکا اِلَّا مَا مَلَكَتْ مگر وہ کہ ہے کہ مالک ہوا اسکا يَمِيْنُكَ دست راست تیرا یعنی عورت یہودی
اور نصرانی اگر تیری ملک میں اور لونڈی تیری ہو تو وہ حلال ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہی آیت ترجی من تشاء سے اور یہ آیہ ترجی من تشاء
اگرچہ ترتیب میں مقدم ہے لیکن نزول میں موخر ہے اس سے مثل آیہ عدۃ کے اور بعد نزول اس آیت کے حضرت پر حلال ہوئیں عورتیں جو کچھ کہ چاہتے
تھے کرتے تھے اور عائشہ سے منقول ہی کہ حضرت نے دنیا سے مفارقت نہیں کی یہاں تک کہ حلال ہوئیں واسطے انکے عورتیں جو کچھہ کہ ارادہ کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ
عرب کا دستور تھا کہ آپسمیں جوروں کو بدل لیتے تھے ایک شخص اپنی زوجہ کو دوسرے کو دیتا تھا اور اسکی عوض میں اسکی زوجہ کو لیتا تھا خدا نے اسکو منع فرمایا اور بعضے کہتے
ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہیں واسطے تیرے عورتیں بعد ان عورتوں کے جو تیرے پاس موجود ہیں یعنی ان عورتوں سے زیادہ کوئی اور عورت نہ کر نہ
انکے ساتھ کسی اور عورت کو بدل تو یعنی خدائے تعالیٰ نے نو سے زیادہ کرنیکو اور بدل لینے کو منع فرمایا ہے اور نو سے کم کرنے کو منع نہیں فرمایا ہی کہ
اگر کسی کو طلاق دیکر نو سے کم کر دیتے تو مضائقہ نہ تھا لیکن بوقت وفات حضرت کے نو تھیں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہی خدا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اوپر ہر چیز کے
رَّقِيْبًا نگہبان بس چاہیے کہ تم اپنے امر کی حفاظت کرو اور جو کچھ تمپر حلال نہیں ہے اسکے درپے مت ہو اور منقول ہی کہ جس وقت رسولخدا نے زینب سے
نکاح کیا تو سامان ولیمہ کا کیا اور اصحاب کو واسطے کھانے کے طلب کیا جس وقت صحابہ نے کھانا کھا لیا تو باتیں کرنیمیں مشغول ہوئے اور زینب حجرہ میں دیوار کی
طرف منہ کیے ہوئے بیٹھی تھی اور حضرت جو زینب کی ہمنشینی کی خواہش رکھتے تھے چاہتے تھے کہ یہ سب آدمی اٹھ کر چلے جائیں اور حضرت بسبب حیا کے کسی کو اٹھا نہیں
سکتے تھے جب مجلس کو طول ہوا تو حضرت خود اٹھ کر چلے گئے اور حضرت کی پیروی سے اور آدمی بھی اٹھ گئے مگر تین آدمی اسی طرح بیٹھے ہوئے باتیں
کرتے تھے اور حضرت دروازہ خانہ پر آئے اور شرم کے سبب عذر نہیں کر سکتے تھے اور بعد انتظار دراز کے جو خلوت ہوئی تو حضرت زینب کے پاس آ گئے اور انس
بن مالک نے چاہا کہ زینب کے حجرہ میں جائیں حضرت نے پردہ حجرہ کے دروازہ پر ڈالدیا اور آیہ حجاب نازل ہوئی کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگ کہ
ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ نہ داخل ہو تم گھروں میں پیغمبر کے بیچ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ مگر یہ کہ اذن دیا جائے واسطے تمہارے کہ تمکو طلب کریں
اِلٰى طَعَامٍ طرف کھانے کے اس وقت تم البتہ جاؤ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ جس وقت کہ نہ انتظار کرنیوالی ہو اِنٰىهُ وقت اس کھانے کے کہ کھانا پکتا ہو اور تم پہلے ہی سے

ع ۱۳ ۲ ۹

آ بیٹھے اور کھانیکی انتظاری کرتے بیٹھے ہوئے کہ کب وقت تیار ہو جائے گا تو ہم نوشجان کریں گے بلکہ پکنے سے پہلے تمکو ہرگز نہ آنا چاہیے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت تھی کہ محافظت طعام کے وقت کی کرتی تھی اور جس وقت اثر دھویں کا حضرت کے دولتسرا سے معلوم کرتے تھے تو چلے آتے تھے حکم ہوا کہ جس وقت جاؤ تو انتظاری اس امر کی مت کرو کہ کب کھانا پہنچے وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ اور لیکن جس وقت بلائے جاؤ تم واسطے کھانے کے فَادْخُلُوْا پس داخل ہو تم فَاِذَا طَعِمْتُمْ پس جب وقت کھانا کھا لیا ہو تم نے فَانْتَشِرُوْا پس متفرق ہو جاؤ تم اور بیٹھ رہو نہیں اور ڈھیل مت کرو یہ خطاب ان لوگوں کی طرف ہے کہ کھانیکی انتظاری میں رسول خدا کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور یہ تو کسی کے واسطے نہ تھا سوائے انکے بھی کہ بدون اذن حضرت کے دروازہ پر جا کر دیر کرے اور ٹھیرا رہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جس وقت جبرئیل رسول خدا کے پاس آتے تھے تو روبرو حضرت کے مثل غلاموں کے بیٹھتے تھے اور بدون اذن کے حضرت کے دولتسرا میں ہرگز نہیں داخل ہوتے تھے جب ملائکہ مقربین کا یہ حال ہو تو اور آدمی بدون اذن کیونکر جا سکیں اسواسطے فرمایا ہے کہ بدون اذن کے خانہ رسول میں مت جاؤ اور اگر بعد اذن کے جاؤ تو نہ انتظاری کرنیوالے ہو کھانیکے وقت کو وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ اور نہ انس پکڑنے والے اور جی لگا کر بیٹھنے والے ہو لِحَدِيْثٍ واسطے بات کرنے کے اور لا مستانسین کا عطف غیر ناظرین پر ہے اور یہ دونو حال واقع ہوئے ہیں اِنَّ ذٰلِكُمْ تحقیق کہ وہ ڈھیل کرنی تمہاری بعد کھانا کھانے کے اور دیر تک باتیں کرنی آپس میں كَانَ ہے کہ يُؤْذِي النَّبِيَّ ایذا دیتا ہی پیغمبر کو بسبب تنگی مکان کے اسپر اور اسکے گھر کے لوگوں پر فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ پس شرم کرتا ہے وہ تمسے کہ تمکو کہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ اور خدا نہیں حیا کرتا ہے مِنَ الْحَقِّ حق سے کہ اسکو کہہ دیتا ہی پس نکالدینا تمہارا حق ہے اور خدا حق کے کہنے سے حیا نہیں کرتا اس واسطے کہ تمکو منع کیا ہے اور مجاہد سے منقول ہے کہ عائشہ کہتی ہے کہ رسول خدا کے ساتھ میں کھانا کھاتی تھی ناگاہ عمر آیا اور رسول خدا نے اسکی دعوت کی وہ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھانے لگا اور کھانے کے وقت عمر کی انگلی میری انگلی میں لگی رسول خدا کو یہ امر بہت مکروہ معلوم ہوا اور آیت حجاب کی نازل ہوئی کہ بدون اذن رسول خدا کے گھر میں مت جاؤ کہ موجب اذیت اور کراہت رسول کا ہے وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ اور جس وقت پوچھو تم ان زنان پیغمبر سے مَتَاعًا کسی فائدے کی چیز کو مثل برتن یا کپڑے یا کھانیکے فَسْئَلُوْهُنَّ پس پوچھو تم ان سے مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ پیچھے پردہ کے سے ذٰلِكُمْ وہ سوال کرنا پس پردہ سے اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ پاکیزہ تر ہے واسطے دلوں تمہارے کے وَقُلُوْبِهِنَّ اور دلوں عورتوں کے کہ تہمت اور وسوسہ شیطان سے محفوظ رہتے ہو ابن عباس سے منقول ہے کہ طلحہ نے کہا کہ اگر پیغمبر خدا دنیا سے رحلت فرمائیں تو میں عائشہ سے نکاح کروں اسواسطے کہ وہ ہمکو کہتا ہے کہ ہم اپنے چچاؤں کی بیٹیوں سے پردہ کے پیچھے سے باتیں کریں واللہ اگر وہ مرجائے تو میں عائشہ سے نکاح کروں اور ابو حمزہ ثمالی نے لکھا ہے کہ حضرت کے اصحاب میں سے دو شخصوں نے کہا کہ کیا محمد ہماری عورتوں سے نکاح کرے اور ہم اسکی عورتوں سے نکاح نکریں واللہ اگر محمد مرجائے تو اسکی جوروں سے ہم نکاح کریں اور مراد انکی عائشہ اور ام سلمہ سے تھی ایک تو عائشہ سے نکاح کرنا چاہتا تھا اور دوسرا ام سلمہ سے یہ آیت نازل ہوئی فرماتا ہے خدا وَمَا كَانَ لَكُمْ اور نہیں لائق ہے واسطے تمہارے اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ یہ کہ ایذا دو تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور جس امر کو کہ وہ مکروہ جانتا ہے اس کے کرنے کے درپے ہو وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اور نہیں لائق ہے کہ نکاح کرو تم اَزْوَاجَهٗ بیبیوں اس کی سے مِنْ بَعْدِهٖٓ پیچھے وفات اس کی کے یا بعد اس کے کہ طلاق دی ہو اس نے اَبَدًا کبھی یعنی کبھی اسکی عورتوں سے نکاح مت کرو اس کی زندگی میں اگر وہ طلاق دیوے اور نہ بعد اسکی وفات کے اِنَّ ذٰلِكُمْ تحقیق کہ وہ ایذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اسکی عورتوں سے نکاح کرنا كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ ہے نزدیک خدا کے عَظِيْمًا بڑی بات اور گناہ بڑا اور یہ حکم شامل ہے حضرت کی سب بیبیوں کو خواہ اپنر داخل ہوئے ہوں وہ حضرت خواہ نہ داخل ہوئے ہوں اور منقول ہے کہ دو عورتوں کو حضرت نے اپنی زندگی میں طلاق دی تھی اور بعد وفات حضرت کے دو شخصوں نے انسے نکاح کیا ایک تو مجذوم ہو گیا اور دوسرا مجنون ہوا منقول ہے کہ بعضے اصحاب تو اپنی زبان سے کہتے تھے کہ ہم بعد رسول خدا کے عائشہ سے نکاح کرینگے جیسے کہ گزرا اور بعضے اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے تھے کہ اگر رسول خدا مرجاینگے تو انکی زوجہ عائشہ سے ہم نکاح کرینگے لیکن زبان پر نہیں لاتے تھے خدا نے فرمایا کہ اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو یعنی رسول خدا کی بعضی بیبیوں سے نکاح کرنے کو زبان سے کہو اَوْ تُخْفُوْهُ یا پوشیدہ رکھو تم اسکو دل میں اور زبان پر مت لاؤ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ پس تحقیق کہ خدا ہے بِكُلِّ شَيْءٍ ساتھ ہر چیز کے خواہ ظاہر

ہوخواہ پوشیدہ عَلِیۡمًا دانا اور جاننے والا اور موافق اسکی تکو سزا دیگا اور منقول ہے کہ جس وقت آیت پردہ کی نازل ہوئی تو باپ بھائی اور سب اقاربنے کہا کہ یا رسول اللہ
جس وقت کہ یہ حکم نازل ہوا کہ عورتیں پردہ نشین ہوویں تو ہم بھی اپنی ماں اور بہن اور بیٹی سے پردہ کے پیچھے سے گفتگو کریں یہ آیت نازل ہوئی لَا جُنَاحَ عَلَیۡهِنَّ
نہیں گناہ ہے اوپران عورتونکے فِیۡۤ اٰبَآئِهِنَّ بیچ باپوں انکے کہ اگر انکو اپنے منہ کو دکھلاویں اور بدون پردہ کے انسے گفتگو کریں وَلَاۤ اَبۡنَآئِهِنَّ اور نہ
بیچ بیٹوں انکے کے وَلَاۤ اِخۡوَانِهِنَّ اور نہ بھائیوں انکی کو وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ اور نہ بیٹوں بھائیوں ان کے کے وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ اور نہ
بیٹوں بہنوں انکے کے وَلَا نِسَآئِهِنَّ اور نہ عورتوں انکی کے یعنی زنان مومنہ نہ زنان یہود و نصاریٰ اور بعضے کہتے ہیں کہ جمیع زنان مراد ہیں کہ کسی عورت
سے پردہ نہیں چاہیے وَلَا مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ اور نہ وہ عورتیں کہ مالک ہوئے ہاتھ انکے ان عورتوں سے یعنی لونڈیوں سے بھی پردہ نہیں چاہیے بہ
خلاف غلاموں کے کہ انسے پردہ چاہیے چنانچہ سورہ نور میں گذر گیا ہے وَاتَّقِيۡنَ اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اے عورتو اور پردہ اپنے منہ سے دور مت کرو اور
تمام گناہوں سے پرہیز کرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ اوپر ہر چیز کے تمہارے قولوں اور فعلوں پر شَهِيۡدًا گواہ اور جو کچھ تمہارے
دلوں میں گذرتا ہے اس سے خبردار ہے اور اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے چچا اور ماموں کا ذکر نہیں کیا ہے اس واسطے کہ وہ بمنزلہ ماں اور باپ کے
ہیں اور بعد اس کے خدائے تعالیٰ اس آیت کو بیان کرتا ہے حضرت کے عالیشان پر اور بلندی مرتبہ اور نہایت مہربانی اور عنایت پر چنانچہ فرماتا
ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ تحقیق خدا اور فرشتے اسکے يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ درود بھیجتے ہیں اوپر پیغمبر کے یعنی برگزیدہ اور بلند مرتبہ ہے
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر صَلُّوۡا عَلَيۡهِ درود بھیجو تم اوپر اسکے وَسَلِّمُوۡا اور سلام کہو تَسۡلِيۡمًا
سلام کہنا یا اسکی تسلیم کرو اپنے تئیں اور اسکی فرمانبرداری کی رعایت کرتے رہو اور صلواۃ جانب خدا سے رحمت مراد ہے اور جانب ملائکہ سے استغفار اور جانب
مومنین سے دعا اور یہاں مراد حضرت کا شرف اور بلندی ظاہر کرنے سے مراد ہے اور کہتے ہیں کہ مراد اللھم صل علی محمد سے یہ ہے کہ خداوندا تعظیم کر تو محمد کی
دنیا میں اس کے دین کے بلند کرنے سے اور اسکی شریعت کے باقی رہنے سے اور آخرت میں اسکی شفاعت قبول کرنے سے اور اولین اور آخرین پر اسکی فضل
ظاہر کرنے سے اور تمام انبیا اور مرسلین پر اسکو مقدم کرنے سے اور بعد نازل ہونے اس آیت کے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں فرمایا کہ کہو اللھم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید و بارک علی محمد وآل
محمد کما بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید اور بعد اس کے حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے دو فرشتے اسپر موکل کیے ہیں کہ جس جگہ
میرا نام لیویں اور مجھپر درود بھیجیں وہ فرشتے کہتے ہیں کہ خدا تجھکو بخشے اور خدا اور فرشتے آمین کہیں اور اگر مجھپر درود نہ بھیجیں تو وہ فرشتے کہیں
کہ نہ بخشے تجھکو خدا اور فرشتے آمین کہیں اور حضرت کاظم علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ صلوات خدا اور صلوات ملائکہ اور صلوات مومن کے کیا معنی
ہیں فرمایا کہ صلوات اللہ رحمت ہے خدا کی جانب سے اور صلوات ملائکہ پاکیزہ کرنا ہے انکی طرف سے اور صلوات مومنین دعا ہے انکی جانب سے اور حضرت صادق
سے یہی منقول ہے اور فرمایا کہ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا سے مراد یہ ہے کہ فرمانبرداری کرنی اسکی امر میں کہ وارد ہوا ہے اس سے اور کسی نے پوچھا کہ کیا ثواب ہے اس شخص
کا کہ جو درود بھیجے پیغمبر پر فرمایا کہ نکلتا ہے گناہوں سے واللہ جیسے کہ بچہ ماں کے شکم سے پیدا ہوتا ہے اور پوچھا کہ کیونکر درود بھیجیں فرمایا کہ صلوۃ اللہ
و صلوۃ ملائکتہ و انبیائہ و رسلہ و جمیع خلقہ علی محمد وآل محمد والسلام علیہ وعلیہم ورحمۃ اللہ و برکاتہ اور حضرت امام رضا نے مجلس مامون میں فرمایا کہ
اور تحقیق سب جانتے ہیں معاندین اور دشمن کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کسی نے پوچھا کہ یا رسول خدا اسلام کو تو ہمنے جانا پس کیونکر ہے صلوات آپکے اوپر
فرمایا کہ کہو تم اللھم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت و بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید اسپر اے گروہ آدمیوں کے کیا اسمیں خلاف ہے
تمہارے سب نے کہا کہ نہیں اور مامون نے کہا کہ ہرگز اسمیں اختلاف نہیں ہے اور اسپر اجماع امت کا ہے پس تیرے پاس آل کے مقدمہ میں اس سے زیادہ واضح کوئی
شے ہے قرآن میں فرمایا کہ ہاں خبر دو تم مجھکو کہ قول حقتعالیٰ کہ یٰسٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ پس کون شخص مراد ہے یسین سے علماء
نے کہا کہ یسین محمد کا نام ہے اسمیں کسی کو شک نہیں فرمایا کہ خدا نے محمد کو اور آل محمد کو ایسی ایک بزرگی دی ہے کہ اسکے وصف کو کوئی نہیں پا سکتا ہے مگر وہ شخص

کہ جسکو خدا نے عقل دی ہو اور وہ یہ ہے کہ خدا نے سوائے انبیاء کے کسی پر سلام نہیں بھیجا ہے پس فرمایا ہے خدا نے کہ سلام علی نوح فی العالمین اور فرمایا کہ سلام علے ابراھیم اور فرمایا کہ سلام موسیٰ وھارون اور نہیں فرمایا کہ سلام علی ال نوح اور نہ فرمایا سلام علی آل ابراھیم اور فرمایا خدا تعالے نے سلام علی ال یٰسین یعنی آل محمد اور شرائع دین کے مقدمہ میں جو امام رضا علیہ السلام نے لکھا تو فرمایا کہ درود بھیجنا پیغمبر پر واجب ہے ہر محل پر اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جس وقت تو حضرت کا ذکر کرے یا دوسرا شخص تیرے پاس حضرت کا ذکر کرے اذان میں یا سوائے اسکے تو اس وقت درود حضرت پر بھیج تو اور حضرت موسیٰ سے خدا نے راز کہا اور محمدؐ صلعم کا ذکر آیا تو فرمایا کہ اے بیٹے عمران کے درود بھیج تو محمدؐ پر تحقیق کہ میں درود بھیجتا ہوں اسپر اور فرشتے میرے اسپر درود بھیجتے ہیں اور فرمایا رسولخداؐ نے اپنی وصیت میں کہ اے علیؑ جو درود بھیجے مجھپر ہر دن میں یا ہر رات میں تو واجب ہوئی اسکے واسطے شفاعت میری اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت ذکر کیا جائے پیغمبر خدا کا پس بہت بھیجو تم درود کو اسپر اس واسطے کہ جو کوئی ایکبار درود بھیجتا ہے پیغمبر پر خدا تعالے ہزار درود بھیجتا ہے اسپر ہزار صف میں فرشتوں کی اور کوئی باقی نہیں رہتا ہے مخلوق خدا میں سے مگر کہ درود بھیجتا ہے اس بندہ پر واسطے درود بھیجنے خدا کی اور فرشتوں کے پس جو کوئی نہ رغبت کرے اسمیں پس وہ جاہل و مغرور ہے تحقیق کہ بیزار ہوا ہے اس سے خدا اور فرشتے اسکے اور پیغمبر اسکا اور اہل بیت پیغمبر کے اور فرمایا کہ ہر دعا کہ خدا سے طلب کیجائے محجوب ہے یہانتک کہ درود بھیجے محمد پر اور آل محمدؐ پر اور فرمایا کہ جو کوئی خدا کی طرف حاجت رکھتا ہو پس چاہیئے کہ شروع کرے ساتھ درود کے اوپر محمدؐ کے اور آل محمدؐ کے پس سوال کرے حاجت اپنی کا پھر ختم کرے درود پر اس واسطے کہ خدا بزرگ ہے اس سے کہ دونو طرفونکو قبول کرے کہ وہ درود ہے اور اسکے وسط کو کہ وہ حاجت ہے قبول نہ کرے جس وقت درود بھیجنا محمدؐ اور آل محمدؐ پر اس سے محجوب نہووے اور فرمایا کہ رسولخداؐ فرماتے تھے کہ بلند کرو اپنی آواز ونکو درود کے ساتھ اس واسطے کہ وہ نفاق کو دور کرتا ہے اور فرمایا کہ کوئی چیز درود سے زیادہ بھاری اور گراں میزان میں نہیں ہے اس واسطے کہ اعمال بندونکی میزان میں رکھی جائینگے تو وہ میزان اوپر کو میل کرے گی پس رسولخداؐ درود کو جو کہ رسولخداؐ پر اور انکی آل پر بھیجا تھا اسمیں رکھدینگے اور فرمایا رسولخداؐ نے کہ جس کسی کے روبرو میرا ذکر ہووے اور مجھ پر درود نہ بھیجے تو پس داخل ہوگا وہ آتش دوزخ میں پس بعید کریگا اسکو خدا اپنی رحمت سے اور فرمایا حضرتؐ نے کہ جسکے روبرو ذکر ہو میرا اور وہ مجھ پر درود بھیجنے کو بھول جائے تو وہ بہشت کی راہ کو بھول گیا اور فرمایا حضرتؐ نے کہ جو کوئی درود بھیجے مجھپر اور میری آل پر واسطے عظمت اور بزرگی حق میرے کے تو پیدا کرتا ہے خدا اس درود سے ایک فرشتہ کو کہ بازو اسکے مشرق اور مغرب میں ہوتے ہیں اور پاؤں اسکے ساتویں زمین میں ہوتے ہیں اور گردن اسکی زیر عرش ہوتی ہے پس فرماتا ہے اسکو خدا کہ درود بھیج تو میرے بندے پر جیسا کہ درود بھیجا ہے اسنے میرے پیغمبر پر پس وہ فرشتہ درود بھیجتا ہے اس بندہ پر قیامت تک اور روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ جو کوئی درود بھیجے پیغمبر خداؐ پر دس مرتبہ تو خدا ایک فرشتہ کو حکم کرتا ہے کہ اس درود کو پیغمبر کی قبر پر پہنچا دے وہ فرشتہ اس درود کو قبر پیغمبر پر پہنچاتا ہے اور کہتا ہے کہ یا رسولخدا یہ درود فلانے شخص نے تیری امت میں سے بھیجا ہے پس خوش ہوتے ہیں رسولخداؐ یہ سنکر اور فرماتے ہیں کہ اے فرشتے بندے خدا کے میری طرف سے تو اس شخص کو ہر درود کے عوض میں دس درود پہنچا وہ فرشتہ قبر مقدس سے پھرتا ہے تو خدا باوجودیکہ جانتا ہے لیکن اس فرشتہ سے پوچھتا ہے کہ تو کہاں سے آتا ہے اور کہاں کو جاتا ہے وہ فرشتہ کہتا ہے کہ خداوندا تو عالم ہے کہ میں ایک بندہ کے درود کو تیرے رسول کی قبر پر پہنچانے گیا تھا خدائے تعالے فرماتا ہے کہ میرے رسول نے اسکے جواب میں کیا کہا فرشتہ کہتا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ عوض میں ہر ایک درود کے میری طرف سے اس شخص کو دس درود پہنچا اور فرمایا کہ اگر تو ایک درود مجھپر بھیجتا تو ہمراہ میرے بہشت میں ہوتا اور جس وقت کہ تو نے دس درود بھیجے اسکے ثواب کی تو کچھ انتہا ہی نہیں ہے اللہ تعالے یہ سنکر کہتا ہے کہ میری طرف سے اس بندہ کو رحمت پہنچا اور اس سے کہہ کہ اگر تو میرے حبیب پر ایک درود پہنچاتا تو میں تجھکو دوزخ میں داخل نہ کرتا اور جس وقت تو نے دس درود بھیجے تو اسکا کیا ذکر ہے اور پھر فرماتا ہے خدا کہ بزرگ گرو تم میرے بندہ کے درود کو علیین میں اور جمع کرو تم اسکو اس روز کے واسطے کہ جس روز اسکو احتیاج ہوگی پس اللہ تعالی ہر ایک حرف سے صلوٰۃ کے ایک فرشتہ کو پیدا کرتا ہے کہ اسکے تین سو ساٹھ سر ہوتے ہیں اور ہر ایک سر میں تین سو ساٹھ مونھہ ہوتے ہیں اور ہر ایک منہ میں تین سو ساٹھ زبانیں ہوتی ہیں اور ہر ایک زبان میں تین سو ساٹھ بولیاں ہوتی ہیں پس ہر ایک بولی سے خدا تعالی کی وہ تسبیح اور حمد کرتا ہے اور ثواب اسکا اس بندہ کے اعمال میں لکھا جاتا ہے اور

انیس العارفین میں لکھا ہے اور واحد بن زید سے روایت ہو کہتا ہے کہ میں نے بیت اللہ کا ارادہ کیا اور ہمراہ میرے ایک مرد تھا کہ وہ سفر میں میرا رفیق تھا اور ہر حال میں وہ اٹھتے اور بیٹھتے اور سوتے اور بیدار ہوتے ہر حال میں پیغمبر خداؐ پر درود بھیجتا تھا میں نے اُس سے کہا کہ اے شیخ تو سوا اسکے کوئی وظیفہ نہیں جانتا ہو کہ ہر وقت تو درود بھیجتا ہے پیغمبر پر اُس شخص نے کہا کہ سوائے درود کے ہیں اور وظیفہ بھی جانتا ہوں لیکن میں نے درود پڑھنے سے ایک امر عظیم دیکھا ہی اسواسطے میں نے سب وظائف چھوڑ دئے اور ہر وقت درود پڑھنے میں مشغول رہتا ہوں میں نے اس سے کہا کہ مجھکو اس امر عظیم سے مطلع کر کہا کہ میں اپنے باپ کو ہمراہ تھا سفر حجاز میں ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھکو آواز دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا اُٹھ تو کہ باپ تیرا مر گیا اور منہ اسکا سیاہ ہو گیا میں یہ سنکر اُٹھا اور چراغ کو روشن کیا اور اسکے منہ کو دیکھا تو جیسا کہ اس شخص نے کہا تھا ویسا ہی مردہ اور سیاہ رو پایا یہ دیکھ کر میں بہت رویا اور کہا کہ بڑی رسوائی ہوئی در اس ذلت وخواری کو میں کس طرح پوشیدہ کرونگا جس وقت آدمی صبح کو اسکے غسل کے واسطے حاضر ہونگے اور ایک چادر میں نے اسکے اوپر ڈالدی اور اسکے منہ کو پوشیدہ کردیا اور بعد اسکے پھر میں سو گیا اور خواب میں میں نے چار مرد انکو دیکھا کہ بڑے سخت اور قبیح اور بدصورت تھے اور میرے باپ کے نزدیک وہ گئے عذاب کرنیکے واسطے اور ارادہ کیا کہ اسکو آگ کی ہتوڑ سے عذاب کریں کہ ہمیں ایک مرد نہایت حسین اور خوبصورت سبز لباس پہنے ہوئے آیا اور اسکے چہرہ کے نور سے تمام گھر روشن ہو گیا اور اسکے بدن کی خوشبو سے سب در و دیوار معطر ہو گیا اور وہ مرد بزرگ میرے باپ کے سرہانے جاکر بیٹھا اور اسکے منہ پر سے کپڑا اُٹھایا اور اپنا دست مبارک اسکے چہرے پر پھیرا فی الفور چہرہ میرے باپ کا مثل چاند کے روشن ہو گیا اور میرے باپ سے فرمایا کہ اُٹھ تو اور رنج مت کر تو اور کسی چیز کا خوف مت کر کہ ہم اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتے ہیں اور یہ فرماکر اس بزرگ نے ارادہ جانے کا کیا تو میں اسکے دامن سے لپٹ گیا اور قدموں پر اسکے گر پڑا اور خدمت میں اسکی میں نے عرض کی کہ اے دور کرنیوالے سختیوں کے میں آپکے اسم مبارک سے مطلع نہیں ہوا فرمایا کہ میں خاتم الانبیا محمد بن عبد اللہ ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے عرض کی کہ یا رسولخداؐ میرے باپ کا منہ سیاہ کس واسطے ہو گیا تھا فرمایا کہ تیرا باپ علماء سے روگردانی کرتا تھا اور انسے برگشتہ رہتا تھا اور جسوقت حق اس کا اسکو پہنچاتے تھے تو وہ خفا ہوتا تھا اور ستر علماء سے نزاع کرنے کی اور صلحا سے جھگڑنے کی اور جبرا اُن سے عداوت اور حسد رکھنے کی سیاہ ہونا منہ کا ہی اور پھر میں نے عرض کی کہ یا رسولخدا آپنے اسپر کس واسطے رحم کیا اور کس واسطے اسکو عذاب سے نجات دی فرمایا کہ باپ تیرا ہمیشہ مجھپر درود بھیجتا تھا یہ سبب ہی اسکی نجات کا جسوقت مجھکو اسکے حال کی خبر ہوئی تو میں آیا اور اسکی رسوائی کو میں نے دور کیا اور قیامت میں اسکی شفاعت کرونگا پس وہ کہتا ہی کہ جب میں نے درود کی یہ عظمت دیکھی تو سب وظائف چھوڑ دئے اور درود میں مشغول رہتا ہوں اور بعد اسکے اللہ اپنے حبیب کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ جو دلالت کرتا ہی حضرت کے کمال تعظیم پر اِنَّ الَّذِيْنَ تحقیق کہ جو لوگ کہ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ایذا دیتے ہیں خدا کو اور پیغمبر اسکے کو ایسا امر اختیار کرکے کہ جو موجب ناخوشی خدا اور رسولؐ کا ہے جیسے کہ خدا کی زوجہ اور فرزند مقرر کرنے اور مثل کفر اور عصیان کے اور یا یہ کہ ان حضرات کو ایذا پہنچاتے ہیں زبان سے کہ نالایق باتیں ان حضرت کو کہتے ہیں کہ کبھی تو جادوگر کہتے ہیں اور کبھی شاعر کہتے ہیں اور کبھی مجنون کہتے ہیں یا اور طرح سے حضرت کو ایذا دیتے ہیں اور پشیمان نہیں ہوتے ہیں تو حال ان کا یہ ہے کہ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ لعنت کی ہی انکو خدا نے اور اپنی رحمت سے دور کیا ہے فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بیچ دنیا اور آخرت کے وَاَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کیا ہے واسطے انکے آخرت میں عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ عذاب خوار کرنیوالا ابو القاسم حسکانی نے روایت کی ہی کہ فرمایا علی ابن ابیطالبؑ نے کہ فرمایا مجھسے رسولخداؐ نے کہ اے علیؑ جو کوئی تجھکو سر مو ایذا پہنچائے اُسنے مجھکو ایذا پہنچائی اور جسنے مجھکو ایذا پہنچائی اُسنے خدا کو ایذا پہنچائی اور جسنے خدا کو ایذا پہنچائی اسپر لعنت ہی خدا کی اور حدیث صحیح بخاری اور مسند احمد حنبل میں مذکور ہی پس جس کسی نے کہ علی علیہ السلام کو ایذا پہنچائی کہ اسکا حق غصب کیا یا اس سے بجنگ وجدال پیش آیا اور یا اسکو زبان سے بُرا کہا اور دشنام دہی کی اور لوگوں کو اسکی دشنام دہی کا حکم کیا اس نے ایذا دی رسولخداؐ کو اور جس نے ایذا دی رسولخدا کو اس نے ایذا دی خدا کو وہ لعنت خدا میں گرفتار ہوا اور فرمایا رسولخداؐ نے کہ فاطمہؑ پارہ جگر میری ہے جسنے ایذا پہنچائی اسکو اس نے ایذا پہنچائی مجھکو اور جس نے ایذا پہنچائی مجھکو اس نے ایذا پہنچائی خدا کو اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جس نے ایذا دی فاطمہ زہراؑ کو میری زندگی میں مثل اس شخص کے ہے کہ ایذا دی اسکو میں نے بعد مرنے میرے کے اور جس نے ایذا دی اسکو بعد مرنے میرے کے وہ مثل اس شخص کے ہی

کہ ایذادی اس نے مجھکو میری زندگی میں اور جسنے ایذادی اسکو اسنے ایذادی مجھکو اور جس نے ایذادی مجھکو اسنے ایذادی خدا کو اور جسنے ایذادی خدا کو
اسکے حق میں یہ ہی کہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ پس جسنے ایذادی فاطمہ کو اور اسکا حق غصب کیا اور اسکے حق کا کاغذ اور سند اسکی پھاڑ ڈالی اور اسکا گھر جلا کر
آگ لیگیا اور ہمراہ اپنے لکڑیاں لو لیگیا اسنے ایذادی رسولخدا کو اور اسنے ایذادی خدا کو اور جسنے ایذادی خدا کو اسپر لعنت ہے خدا کی اور واسطے اسکے عذاب ہے
رسوا کرنیوالا وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں مومنین کو کہ انکو مارتے ہیں اور لوگوں سے انکو زد و کوب کراتے ہیں
اور انکو انکے وطن سے نکالکر جلاوطن کرتے ہیں وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا بغیر اسکے کہ کسب کیا ہے انھوں نے یعنی
بغیر کرنے کسی خیانت کے یا جرم کے کہ جس کے سبب سے سزاوار اسکے ہیں فَقَدِ احْتَمَلُوْا پس اٹھایا ہے ان موذیوں نے بُهْتَانًا بہتان کو وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا
اور گناہ ظاہر کو کہتے ہیں کہ یہ آیت بعضے منافقوں کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ امیر المومنین علیہ السلام کو نالایق باتیں کہہ کر ایذا اور رنج دیتے تھے
اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت زانیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ راتوں کو پھرتے تھے اور راستوں پر بیٹھتے تھے اور لوگوں کی لونڈیوں پر جو کہ باہر
نکلتی تھیں زیادتی کرتے تھے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز کرنے والا آواز کریگا کہ کہاں ہیں میرے دوستوں کے ایذا دینے
والے پس ایک قوم اٹھے گی کہ انکے موہنہ پر گوشت نہو گا اس وقت کہا جائیگا کہ یہی ہیں وہ لوگ کہ ایذا دی تھی انھوں نے مومنین کو اور دشمنی کو انکے قایم کیا
تھا اور سختی کی تھی ان پر انکے دین میں بعد اسکے حکم ہو گا کہ انکو دوزخ میں بھیجا جاوے اور فرمایا امام علیہ السلام نے کہ جو کوئی ذلیل جانے مومن کو اور حقیر سمجھے
اسکو بسبب مفلسی اور ناداری اسکی کے تو تشہیر کرے گا اسکو خدا قیامت کے دن تمام خلائق میں اور فرمایا رسولخداؐ نے کہ جس نے ایذادی مومن کو اس نے
ایذادی مجھکو اور جس نے ایذادی مجھکو اسنے ایذادی خدا کو اور جسنے ایذادی خدا کو وہ ملعون ہے توریت میں اور انجیل میں اور زبور میں اور قرآن میں اور
دوسری حدیث میں یہ ہے کہ اسپر لعنت ہے خدا کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی اور فرمایا رسولخداؐ نے کہ جو کوئی رنج دے کسی مومن کو اور بعد اسکے تمام دنیا
اسکو دیوے تو وہ اسکا کفارہ نہیں ہوسکتا اور اسکو اسپر اجر نہ دیا جاوے اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ عورتیں اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں جایا کرتی
تھیں اور رسولخداؐ کے پیچھے نماز پڑھتی تھیں اور جس وقت رات ہوتی تھی تو نماز مغرب اور عشا اور صبح کی بھی پڑھتی تھیں اور بعضے جوان مرد انکے رستہ پر بیٹھتے تھے
اور ان کو آتے جاتے ہوئے ایذا دیتے تھے اور در پے انکے ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر البتہ عربیہ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
کہہ تو واسطے عورتوں اپنی کے وَبَنٰتِكَ اور بیٹیوں اپنی کے وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور عورتوں مومنین کے یعنی ان سب عورتوں سے کہہ تو کہ وقت
باہر نکلنے کے يُدْنِيْنَ نزدیک کریں اور چھوڑ دیں عَلَيْهِنَّ اوپر اپنے موہنوں اور بدنوں پر مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ چادروں اپنی سے کہ اپنے بدنوں کو
چادروں سے لپیٹ لیں ذٰلِكَ یہ پوشیدہ کرنا منہ اور بدن کا اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ نزدیک تر زیادہ اسکے ہے کہ پہچانی جاوے کہ یہ عفیفہ اور نیک چلن ہے اور
اس سبب سے وہ اوباش آدمی ان کے درپے نہوویں فَلَا يُؤْذَيْنَ پس نہ ایذا دیجائیں وہ عورتیں کہ اس صورت میں وہ بدکار مرد ان کے درپے نہونگے
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا اور ہے خدا بخشنے والا گناہوں کا بعد توبہ کے رَّحِيْمًا مہربان اپنے بندوں پر کہ ان کی مصلحتوں کو بیان کر دیتا ہے اور بعد اس کے
خدا تعالیٰ منافقوں اور زانیوں کی شان میں بیان کرتا ہے لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ البتہ اگر باز نہ آئینگے منافق لوگ مکر کرنے سے اور پیغمبر کے
آزار دینے سے وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ بیچ دلوں انکے کے بیماری بدکاری کی ہے اور طرف فحش کے رغبت رکھتے
ہیں وَّالْمُرْجِفُوْنَ اور خبر بد اڑانے والے فِي الْمَدِيْنَةِ بیچ مدینہ کے یعنی مسلمان جو واسطے جہاد کے روانہ ہوتے ہیں اور انکی روانگی کے بعد
انکی خبر بد اڑانے والے کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے اور وہ بھاگ گئے اور قتل ہوگئے ہیں اور ایسی خبر وہ اس واسطے اڑاتے ہیں کہ جو مومن مدینہ
میں موجود ہیں وہ یہ خبر سنکر شکستہ دل اور غمگین ہوں پس خدا منافقین اور ان او باشوں کے اور خبر بد اڑانیوالوں کے حق مقدمہ میں فرماتا ہے کہ۔
لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ البتہ مقرر کرینگے اور پیچھے لگا دینگے ہم تجھکو ساتھ انکے کہ تو ان کو قتل کرے اور گھروں سے انکو نکال کر جلاوطن کرے اور تو انکو ایسا تنگ کرے کہ وہ
ناچار اور مجبور ہو کر وطن کو اپنے ترک کریں ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ پھر نہ ہمسایگی اختیار کرینگے وہ تیری فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا بیچ اس شہر کے مگر زمانہ اندک

قلیلاً صفت ہے زمان مقدر کی یعنی اگر وہ مدینہ میں سکونت بھی کریں گے تو چند روز کم میں گے اس واسطے کہ تھوڑے ہی دنوں میں جڑ اور بنیاد سے جاتے رہینگے مَلْعُوْنِیْنَ
یہ حال واقع ہوا ہے یعنی حال یہ ہے کہ لعنت کئے گئے ہیں وہ رحمت خدا سے دور کئے گئے ہیں اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا جہاں کہیں پائے جائیں وہ اُخِذُوْا پکڑے
جائیں اور گرفتار کئے جائیں وَقُتِّلُوْا اور قتل کئے جائیں وہ یعنی چاہئے کہ ان کو قتل کریں اور گرفتار کریں تَقْتِیْلًا قتل کرنا خواری اور ذلت سے
کہتے ہیں کہ منافقین نے چاہا کہ اپنے نفاق کو ظاہر کریں لیکن جس وقت اس آیت کو سنا تو ڈرے اور پھر اپنا کفر پوشیدہ کیا سُنَّةَ اللّٰهِ یہ مفعول مطلق ہے
فعل محذوف کا یعنی سنت کیا گیا ہے سنت کرنا خدا کا یعنی یہ طریقہ خدا کا ہے منافق لوگوں کے قتل کرنیکا اور جبر بد کے مشہور کرنے والوں کی سزا کا فِی الَّذِیْنَ
خَلَوْا بیچ ان لوگوں کے کہ گزرے ہیں مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے یعنی مقرر کیا ہے ہمنے امتوں میں کہ انبیاء قتل کریں اپنے اپنے عہد کے منافقوں کو وَ
لَنْ تَجِدَ اور ہرگز نہ پائے گا تو لِسُنَّةِ اللّٰهِ واسطے سنت اور طریقہ خدا کے تَبْدِیْلًا بدل جانا یعنی خدائے تعالیٰ اس خاص طریقہ کو بدل نہیں
کرتا ہے اور نہ کسی اور کو قدرت ہے کہ خدا کے طریقہ کو بدل کرے اور کہتے ہیں کہ مشرکین ہنسی کی راہ سے سوال کرتے تھے حضرت رسول خدا سے کہ بتلا قیامت کب
ہوگی حق تعالیٰ نے فرمایا یَسْـَٔلُکَ النَّاسُ سوال کرتے ہیں تجھ سے آدمی یعنی کفار تجھ سے پوچھتے ہیں عَنِ السَّاعَةِ ساعت قیامت سے کہ کس وقت ہوگی
قُلْ کہہ تو اے محمد کہ اِنَّمَا عِلْمُهَا سوائے اسکے نہیں کہ علم اس قیامت کا عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے ہے اور سوائے اسکے کسی پیغمبر مرسل اور فرشتہ مقرب
کو اس کے وقت کی خبر نہیں ہے وَمَا یُدْرِیْکَ اور کس چیز نے بتلایا تجھکو اور آگاہ کیا یعنی تو مطلق نہیں جانتا ہے لَعَلَّ السَّاعَةَ شاید کہ ساعت
قیامت تَکُوْنُ قَرِیْبًا ہووے نزدیک پس تو ان لوگوں کی ہنسی اور ٹھٹھا کرنے پر غمگین مت ہو اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا نے لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ
لعنت کی ہے کافروں کو جو کہ قیامت کے ہونے کا انکار کرتے ہیں وَاَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کیا ہے واسطے انکے سَعِیْرًا آتش سوزاں کو خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ
حال یہ ہے کہ ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اسکے اَبَدًا ہمیشہ کہ کبھی اس میں سے نکلنے نہ پاویں گے لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا نہ پاوینگے وہ
کسی دوست اور مددگار کو کہ وہ انکو عذاب سے نجات دلوائے اور یہ حال انکا اس روز ہوگا کہ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ جس دن پھیرے جاوینگے منہ ان کے
فِی النَّارِ بیچ دوزخ کے کہ کبھی تو انکو پشت پر لٹائیں اور کبھی منہ کے بل جیسے کہ گوشت کو بھوننے کے وقت الٹتے پلٹتے ہیں اور یا بسبب جوش کرنے آگ کے
کبھی تو منہ انکا اوپر کو ہوگا اور کبھی نیچے جیسے کہ گوشت دیگ میں کبھی اوپر ہوتا ہے اور کبھی نیچے اور انکا جب یہ حال ہوگا تو یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَا کہیں گے
کہ اے کاش ہم اَطَعْنَا اللّٰهَ فرمانبرداری کرتے ہم خدا کی اسکے سب حکموں میں وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا اور فرمانبرداری کرتے ہم پیغمبر کی تاکہ اس
عذاب میں گرفتار ہوتے وَقَالُوْا رَبَّنَآ اور کہیں گے وہ کہ اے پروردگار ہمارے اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا تحقیق کہ ہمنے فرمانبرداری کی ہے
رئیسوں اور سرداروں اپنے کی اور ابن عامر اور یعقوب اور سہیل نے ساداتنا الف اور کسرہ تا سے پڑھا ہے یعنی ہمنے فرمانبرداری کی ہے رئیسوں اپنے کی
وَکُبَرَآءَنَا اور بزرگوں اپنے کی فَاَضَلُّوْنَا پس گمراہ کیا انھوں نے ہمکو السَّبِیْلَا راہ سیدھی سے اور طریق حق سے رَبَّنَآ اے پروردگار ہمارے
اٰتِهِمْ دے تو انکو ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ دو چند اس عذاب سے کہ دیا ہے تو نے ہمکو اس واسطے کہ وہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کرنیوالے بھی وَالْعَنْهُمْ اور لعنت
کر تو انکو لَعْنًا کَبِیْرًا لعنت بڑی کہ نہایت سخت ہو کہ پھر وہ ہرگز رجوع نہ کر سکیں اور ہمیشہ اسمیں گرفتار رہیں اور بعد اسکے خدا ان لوگوں کی طرف خطاب کرتا ہے کہ جو
ایمان کو ظاہر کرتے تھے اور پوشیدہ اور باطن میں طرح طرح کے مکر کرتے تھے تاکہ پیغمبر خدا کو اذیت پہنچائیں چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو
کہ ایمان لائے ہو ظاہر میں لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی نہ ہو تم مانند ان لوگوں کے کہ آزار دیا ہے انھوں نے موسیٰ کو کہ تم مثل انکے محمد کو آزار دینے
لگو جیسے کہ انھوں نے موسیٰ کو آزار اور رنج دیا تھا فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ پس بری اور پاک کیا اسکو خدا نے مِمَّا قَالُوْا اس چیز سے کہ کہا تھا انھوں نے موسیٰ کو کہ یہ نامرد ہے
اور یا یہ کہ تہمت زنا کی ایک عورت سے کروانی چاہی تھی اس عورت نے انکی پاکی کا اقرار کیا چنانچہ قصہ قارون میں اسکا ذکر ہو لیا ہے اور حضرت صادق سے منقول
ہے کہ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ موسیٰ نامرد ہے اور جو چیز مردوں کی ہوتی ہے وہ انکے نہیں ہے اور حضرت موسیٰ کا دستور تھا کہ جس وقت غسل کرنیکا ارادہ کرتے
تھے تو ایسی جگہ جاتے تھے کہ وہاں انکو کوئی نہ دیکھے ایک مرتبہ نہر کے کنارے پر غسل کرتے تھے اور کپڑے اپنے پتھر پر رکھدیئے تھے خدا نے پتھر کو حکم کیا وہ کپڑے

لیکر دوڑا اور وہ جا ٹھہرا اس وقت بنی اسرائیل نے موسیٰ کو برہنہ دیکھا تو جانا کہ جو کچھ ہم انکے حق میں کہتے ہیں غلط ہے اور حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ اور ہارون پہاڑ پر
چڑھے وہاں ہارون کی قضا آئی پس وہ مرگئے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تو نے اسکو مار ڈالا ہے فرشتوں کو خدا نے حکم کیا وہ ہارون کا مردہ اٹھا کر
لے گئے اور بنی اسرائیل کی طرف کو گذرے اور فرشتوں نے اسکی مرنیکی باتیں کیں یہانتک کہ بنی اسرائیل نے جانا کہ ان کو قتل نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی موت سے مرا ہے اور بعضی
روایت میں ہے کہ ہارون کو خدا نے زندہ کیا اس نے موسیٰ کو بری کیا اور ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ میں حیا بہت تھی لوگوں کے سامنے برہنہ نہیں ہوتے
تھے اور تنہا ہو کر ایک گوشہ میں غسل کرتے تھے اس جہت سے بنی اسرائیل نے کہا کہ یہ کچھ عیب رکھتا ہے اسلئے تنہا ہو کر غسل کرتا ہے یا تو اسکے بدن پر سفید داغ
ہیں برص کے اور یا اسکے بیضہ بہت بڑے ہیں ایکمرتبہ موسیٰ واسطے غسل کرنیکے نہر پر گئے اور کپڑے اپنے پتھر پر رکھدئے اور برہنہ ہو کر غسل کرنے لگے اور
پتھر بحکم خدا انکے کپڑے لیکر چلا اور موسیٰ اسکے پیچھے دوڑے بنی اسرائیل نے انکو برہنہ دیکھا تو جانا کہ موسیٰ میں کوئی عیب نہیں ہے اور خدا نے انکو بری کیا
اور بعضے اس تہمت کا ذکر کرتے ہیں کہ جو قارون نے ایک رنڈی سے دلوانی چاہی تھی اور قارون کے قصہ میں مذکور ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ کو
انھوں نے اس طرح اذیت دی تھی کہ وہ بعد دیکھنے معجزے کے ان کو جادوگر اور مجنوں کہتے تھے اور انکو جھٹلاتے تھے **وَكَانَ** اور تھا موسیٰ **عِنْدَ اللّٰهِ**
وَجِيْهًا نزدیک خدا کے آبرو اور جاہ اور قرب والا اور مستجاب الدعوات کہ جو طلب کرتا تھا خدا قبول کرتا تھا اور اب خدا تعالےٰ پرہیزگاری کا حکم کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ڈرو تم خدا سے اسکی نافرمانی اور گناہ کرنے میں خصوصاً ایذائے
رسول میں **وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا** اور کہو تم بات درست اور استوار اور دروغ اور لغو بات مت کہو **يُّصْلِحْ لَكُمْ** درست کریگا خدا واسطے تمہارے
اَعْمَالَكُمْ عملوں تمہاری کو کہ تمکو توفیق دیوے نیک اعمال کی **وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ** اور بخشے گا واسطے تمہارے گناہ تمہارے **وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ**
وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی فرمانبرداری کرے خدا کی اور پیغمبر اسکے کی جس چیز کا کہ وہ حکم کرے **فَقَدْ فَازَ** پس تحقیق مراد کو پہنچا وہ خیر اور خوبی کے ساتھ
فَوْزًا عَظِيْمًا مراد کو پہنچنا بڑا کہ دنیا میں نیکبخت مشہور ہوا اور آخرت میں خلد بریں کا ساکن اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فوز عظیم سے رضامندی خدا کی ہے اور
قسم قسم کی بخشش اسکی اور فرماتا ہے خدا کہ **اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ** تحقیق ہم نے پیش کیا ہمنے امانت کو کہ وہ احکام خدا کے ہیں کہ جنکے کرنے میں ثواب ہے
اور نہ کرنے میں عذاب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ نگاہ رکھنا زبان کا ہے بیہودہ
گوئی سے اور سوائے اسکے اور قول بھی ہیں لیکن مشہور قول اول ہے غرض یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ پیش کیا ہمنے امانت کو **عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**
اوپر آسمانوں اور زمین کے **وَالْجِبَالِ** اور پہاڑوں کے بشرط ثواب کے اسکے بجالانے میں اور عذاب اسکے ترک کرنے میں جس وقت کہ عقل اور فہم اور اختیار
اُن میں پیدا کیا تھا **فَاَبَيْنَ** پس انکار کیا اُنھوں نے **اَنْ يَّحْمِلْنَهَا** اس سے کہ اُٹھائیں وہ امانت کو **وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا** اور خوف کیا اُنھوں نے
باوجود بڑے بڑے جسموں کے اور نہایت عاجزی اور زاری سے کہا انھوں نے کہ ہم تابع فرمان کے ہیں اس امر کے لئے کہ جس کے واسطے تو نے ہمکو پیدا کیا ہے
اور عذاب کے اُٹھانیکی ہم طاقت نہیں رکھتے ہیں اسکے ترک کرنے میں پس ہمکو اس امر میں معذور رکھ اور ہمکو اسی کام پر چھوڑ دے کہ جس کے لئے ہم پیدا ہوئے ہیں
اور بعضوں کے نزدیک مراد اس سے اہل آسمان اور زمین اور جبال ہیں پس اس صورت میں معنی اسکے یہ ہوں گے کہ پیش کیا ہمنے امانت کو آسمانوں کے لوگوں پر
کہ وہ ملائکہ ہیں اور زمین کے باشندوں پر کہ وہ حیوانات شہری ہیں اور پہاڑوں کے رہنے والوں پر کہ وہ حیوانات جنگلی ہیں سب نے انکار کیا خوف سے نہ مخالفت کی
جہت سے **وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ** اور اٹھالیا اس امانت کو انسان نے باوجود ضعف اور کم طاقتی کے اور اقرار اسکے ادا کرنیکا کیا **اِنَّهٗ كَانَ** تحقیق کہ وہ آدمی
ہے **ظَلُوْمًا** ظلم کرنے والا اپنی جان پر کہ بڑے بڑے جسم والوں نے اسکے اُٹھانے سے پہلوتہی کی اور اس نے باوجود ناتوانی اور کم طاقتی کے قبول کیا اور ہے انسان
جَهُوْلًا بہت نادان کم اسکے انجام کار اور نہیں جانتا کہ اس امانت کی خیانت میں عذاب ہے ؎ آسماں بار امانت نتوانست کشید ۔ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد امانت سے عقل اور تکلیف شرع کے احکام کی ہے پس معنی آیت کے اس طرح ہونگے کہ پیش کیا ہم نے عقل اور تکلیف کو آسمانپر اور زمین پر
اور پہاڑوں پر انھوں نے اسکے اُٹھانے سے انکار کیا بسبب نہ قابلیت رکھنے کے اور انسان نے اپنی قابلیت کی جہت سے اسکو قبول کیا اور وہ ظالم ہے بسبب

غالب ہونے قوت غضبی کے اس میں اور جاہل ہے بسبب غلبہ قوت خواہش نفس کے اور بعضے کہتے ہیں کہ آدمی نے اسکو قبول کیا کہ نظر اسکی اس امانت کے
پیش کرنے پر تھی نہ امانت پر اور پیش کرنے کی لذت نے امانت کی گرانی اور ثقالت کو فراموش کروا دیا اس واسطے لطف ربانی نے زبان عنایت سے فرمایا
کہ اٹھانا تجھ سے ہے اور نگاہ رکھنا اسکا مجھ سے اور حسن وقت رغبت سے تو نے امانت میری کو اٹھایا تو میں نے سب کے درمیان سے تجھکو اٹھایا اور مراد
انسان سے حضرت آدم نہیں ہوسکتے اس واسطے کہ خدا نے انکو برگزیدہ کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ ان اللہ اصطفیٰ آدم اور جو کوئی برگزیدہ ہوتا ہے وہ
ظلوم وجہول نہیں ہوسکتا اور بعضی روایات آئمہ معصومین علیہم السلام میں آیا ہے کہ مراد امانت سے امامت ہے اور ولایت آئمہ معصومین علیہم السلام کی اور انسان سے
مراد غاصب اسکی ہیں اور اس امانت کو انسان ظالم اور جاہل نے اس واسطے اٹھایا کہ **لیعذب اللہ** تاکہ عذاب کرے خدا **المنافقین** منافق مردوں کو
والمنافقات اور منافق عورتوں کو امانت میں خیانت کرنے کی جہت سے **والمشرکین** اور مشرک مردوں کو **والمشرکات** اور مشرک عورتوں کو امانت کے
ادا نہ کرنے کی جہت سے **ویتوب اللہ** اور تاکہ توبہ قبول کرے خدا **علی المؤمنین** اوپر ایمان لانے والے مردوں کے **والمؤمنات** اور ایمان
لانیوالی عورتوں کے بسبب حفاظت اور دیانت امانت کی **وکان اللہ** اور ہے خدا **غفورا** بخشنے والا توبہ کرنے والوں کا **رحیما** مہربان
کہ انکو مراد کو پہنچاتا ہے **سورۃ السبا** یہ سورہ مکی ہے اور اس میں چپن آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو الحمد کو
پڑھے یعنی سبا اور فاطر کو تمام کو رات کے وقت تو تمام شب حفظ خدا میں ہو اور اگر ان دو کو دن کو پڑھے تو اسکو کوئی مکروہ اس دن میں نہ پہنچے
اور خوبی دنیا اور آخرت کی اسقدر دی جائے کہ جو اسکے دل میں نہ گزری ہو اور اسکی آرزو سے سوا ہو **بسم اللہ الرحمن الرحیم**
الحمد للہ جمیع تعریف واسطے خدا کے ہے **الذی لہ** وہ خدا کہ واسطے اس کے ہے **ما فی السموات وما فی الارض**
جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے کہ سب مخلوق اور ملک اسکی ہے **ولہ الحمد فی الآخرۃ** اور واسطے اس کے شکر
اور تعریف بیچ آخرت کے اس واسطے کہ نعمتیں آخرت کی بھی اسکی عطا کی ہوئی ہیں اور وہی مالک ہے وہاں کی نعمتوں کا **وھو الحکیم** اور وہ حکمت
والا ہے کہ سب امور اسکے موافق حکمت کے ہیں **الخبیر** خبردار ہے سب اشیاء کے باطن سے **یعلم ما یلج فی الارض** جانتا ہے اس چیز کو کہ داخل
ہوتی ہے وہ بیچ زمین کے مثل ابر باراں کے اور خزانوں کے **وما یخرج منھا** اور اس چیز کو کہ جو نکلتی ہے اس سے مثل پانی اور روئیدنی اور
درختوں کے **وما ینزل** اور وہ چیز کہ نازل ہوتی ہے **من السماء** آسمان سے اسکو بھی جانتا ہے مثل ملائکہ اور باران اور بجلیوں اور برکتوں
کے **وما یعرج فیھا** اور وہ چیز کہ چڑھتی ہے بیچ اس آسمان کے اسکو جانتا ہے مثل ملائکہ اور نامہ اعمال اور دعاؤں اور ارواح پاک
کے **وھو الرحیم** اور وہ مہربان ہے نعمتوں کے تمام کرنے میں **الغفور** بخشنے والا ان لوگوں کو کہ قصور کرتے ہیں شکر نعمت کے ادا کرنے میں
وقال الذین کفروا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے ہیں کہ **لا تاتینا الساعۃ** نہیں آوے گی ہمکو قیامت **قل**
کہہ تو اے محمد **بلی** ہاں **وربی** قسم ہے پروردگار میرے کی **لتاتینکم** البتہ آئیگی وہ قیامت تمکو یہ رد ہے ان لوگوں پر کہ کہتے تھے قیامت
نہیں آوے گی اور کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی تھی کہ قیامت نہ آئیگی حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلعم تو بھی قسم یاد کر بحق پروردگار
قیامت جلد آنے والی ہے **عالم الغیب** جاننے والا ہے خدا غیب کا اور حمزہ اور کسائی نے علام کو مجرور پڑھا ہے لیکن عالم کو علام کہتے ہیں
اور باقیوں نے سوائے اہل مدینہ اور شام کے عالم کو مجرور عالم ہی پڑھا ہے اور کوئی تو کہتا ہے کہ وہ صفت الحمد للہ کی ہے اور کوئی کہتا ہے
کہ وہ بدل ہے ربی سے اور اہل مدینہ اور شام نے عالم کو مرفوع پڑھا ہے خبر مبتداے محذوف کی یعنی ہو عالم الغیب **لا یعزب عنہ** نہیں دور
ہوتا ہے اسکے علم سے یعنی نہیں پوشیدہ ہوتا ہے اس سے **مثقال ذرۃ** برابر ذرہ کے اور چیونٹی کے **فی السموات** بیچ آسمانوں کے
ولا فی الارض اور نہ بیچ زمین کے **ولا اصغر** اور نہ چھوٹا **من ذلک** اس ذرہ سے **ولا اکبر** اور نہ بڑا **الا فی کتاب
مبین** مگر لکھا ہوا ہے بیچ کتاب روشن کے کہ وہ لوح محفوظ ہے اس واسطے کہ جو کچھ ہونیوالا ہے وہ اس میں درج ہے اور ہونا قیامت کا

سورۃ السبا ۵ ع ۹

ضروری ہے لیجزی الذین آمنوا تاکہ جزا دیوے خدا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وعملوا الصالحات اور عمل کیے ہیں انھوں نے اچھے
اولئک یہ مومنین صالحین وہ ہیں کہ لہم مغفرۃ واسطے انکی بخشش ہے گناہوں سے ورزق کریم اور روزی بزرگ ہے کہ بدون مشقت
اور منت غیر سے اور یہ جزا متعلق لایعزب کے ہے والذین سعوا اور جن لوگوں نے کوشش کی ہے فی آیاتنا بیچ آیتوں ہماری کے
یعنی ان کے باطل کرنے میں کوشش کی ہے معاجزین عاجز کرنے والے ہو کر اپنے گمان باطل میں اور بعضوں نے اسکو معجزین پڑھا ہے
اور یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ان لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ ہمکو عذاب کرنے میں عاجز کر دیں گے کہ ہم انکو عذاب نہ کر سکیں گے اولئک
یہ لوگ سعی کرنیوالے لہم عذاب واسطے انکے عذاب ہے من رجز الیم بدتر عذاب دردناک سے کہ نہایت سخت ہے وہ عذاب اور فرماتا ہے خدا کہ
ویری الذین اور دیکھتے ہیں یعنی جانتے ہیں وہ لوگ کہ اوتوا العلم دیے گئے ہیں وہ علم کہتے ہیں کہ مراد اس سے اصحاب رسول ہیں اور یا مومنین
اہل کتاب مثل عبداللہ بن سلام اور کعب الاحبار وغیرہ کے اور یا جمیع مومنین مراد ہیں اور قمی نے لکھا ہے کہ وہ جناب امیر المومنین ہیں کہ جنھوں نے سب سے پہلے تصدیق
قرآن کی کی ہے غرض یہ ہے کہ جو لوگ علم دیے گئے ہیں انھوں نے جانا ہے کہ الذی انزل الیک وہ چیز کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے
من ربک پروردگار تیرے کی طرف سے یعنی قرآن ہو الحق وہ حق ہے اور راست اور درست ہے اور الذی مفعول اول یری کا ہے اور حق مفعول
ثانی ہے اور ہو فصل کا ہے اور بعضوں نے حق کو مرفوع پڑھا ہے ویہدی اور ہدایت کرتا ہے وہ قرآن الی صراط العزیز طرف راہ خدائے
غالب کے کہ الحمید تعریف کیا گیا ہے اور سراہا گیا ہے سب فعلوں پر وقال الذین کفروا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہیں قریش کو لوگوں میں سے
یعنی بعضوں نے ان میں سے ہنسی کی راہ سے کہ ہل ندلکم کیا رہنمائی کریں ہم تمکو علی رجل ینبئکم اوپر ایک مرد کے کہ خبر دیتا ہے وہ تمکو یعنی
محمد کہتا ہے تمکو کہ اذا مزقتم جس وقت کہ پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤ تم کل ممزق ہر پارہ اور ٹکڑا ٹکڑا کرنا یعنی جس وقت تمہارا
بدن بعد مرنیکے ریزہ ریزہ ہو جاوے اور خاک ہو کر برابر ہو جاوے تو اسوقت انکم تحقیق تم لفی خلق جدید البتہ بیچ پیدائش نئی کے ہو گے
یعنی مرنیکے بعد پھر نئے سرے سے تم پیدا ہو گے یہ کہتا ہے محمد اور بعد اسکی از روئے انکار اور بعید جاننے کے انھوں نے کہا کہ افتری علی اللہ
کذبا افتری کی اصل افتری ہے ہمزہ استفہام کا ہمزہ وصل پر داخل ہوا تو ہمزہ وصل کا ساقط ہو گیا اور معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ کہا ان لوگوں نے کہ کیا باندھا
لیا ہے اوپر خدا کے جھوٹ کو محمد نے کہ جان بوجھ کر ایسی بات کہتا ہے ام بہ جنۃ یا ساتھ اسکے جنون ہے کہ وہ جنون اسکی زبان پر جاری کر دیتا ہے
اس امر کو کہ جس وقت ہمارے بدن خاک ہو جاویں اور ہوا اس خاک کے ریزوں کو اڑا کر جہاں چاہے وہاں لیجائے اور وہ ریزہ ریزہ جمع ہو کر اور ہر
جگہ سے آکر اکٹھے ہوں اور اس کا پھر دوبارہ ایک بدن بنے اور پھر روح ڈالی جاوے اور دوبارہ وہ زندہ ہو خدا انکو رد فرماتا ہے کہ نہ ایسا کہ وہ کہتے
ہیں بل الذین لا یؤمنون بلکہ وہ لوگ نہیں ایمان لاتے ہیں بالآخرۃ ساتھ آخرت کے کہ اسکے ہونیکو حق نہیں جانتے ہیں وہ لوگ
فی العذاب بیچ عذاب کے آخرت میں والضلال البعید اور گمراہی بعید کے حق سے ہیں دنیا میں اور بعد اسکے نصیحت کرتا ہے خدا کہ
افلم یروا کیا نہیں دیکھتے ہیں وہ الی ما بین ایدیہم وما خلفہم طرف اس چیز کے کہ آگے انکے ہے اور طرف اس چیز کے کہ پیچھے انکے ہے من
السماء والارض آسمان اور زمین سے یعنی ان کے آگے بھی آسمان اور زمین ہے اور انکے پیچھے بھی آسمان اور زمین ہے کہ ان دونوں نے انکو گھیر رکھا ہے
اور یہ لوگ ان دونوں کے بیچ میں ہیں اور ان دونوں سے نکل جانیکی قدرت نہیں رکھتے ہیں اور جب ان کا ایسا حال ہے تو ان نشا اگر چاہیں ہم نخسف بہم
الارض دھسا دیویں ہم انکو زمین میں او نسقط علیہم یا گرا دیں ہم اوپر ان کے کسفا من السماء ایک ٹکڑا آسمان سے بسبب جھٹلانے انکے
آیات خدا کو ان فی ذلک تحقیق کہ بیچ اس نظر کرنے آسمان اور زمین کے اور دھسا دینے کے اور آسمان سے گرا دینے کے لآیۃ
البتہ نشانی نصیحت کی ہے لکل عبد منیب واسطے ہر بندہ رجوع کرنے والے کے طرف حق کے اسواسطے کہ وہی بندے آیت تامل کرتے ہیں
ہماری قدرت کی دلیلوں میں نہ انکار کرنیوالے ہماری قدرت کے اور آپ خدا داؤد اور سلیمان کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ولقد آتینا

دَاوُدَ اور البتہ بتحقیق دیا ہم نے داؤد کو مِنَّا فَضْلًا نزدیک اپنے سے فضل کو کہ وہ نعمت نبوت کی ہے یا زبور یا توفیق عدل یا حلاوت مناجات
یا علم اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے خوش آوازی ہے اس واسطے کہ جس وقت حضرت داؤد زبور پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے تو درندے اور صحرائی جانور
اپنے اپنے مقام سے باہر آکر انکی آواز کو سنتے تھے اور پرندے انکی آواز کو سنکر بیہوش ہو جاتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فضل سے یہ ہے کہ بعد
اسکے فرماتا ہے کہ کہا ہمنے يَا جِبَالُ اے پہاڑو أَوِّبِي رجوع کرو تم مَعَهُ ہمراہ اس داؤد کے ساتھ تسبیح کے یعنی ہمراہ اسکے خدا کی تسبیح کرو
اور کہتے ہیں کہ تسبیح کرنا پہاڑوں کا یہ تھا کہ خدا نے انہیں آواز پیدا کر دی تھی جیسے کہ درخت میں موسیٰ کے واسطے پیدا کی تھی اور پہاڑ انکو اسطرح سے
داؤد کے حکم میں کیا تھا کہ جس وقت وہ انکو آواز کرتے تھے تو وہ پہاڑ جواب میں کہتے تھے لبیک جس طرح سے بندہ فرمانبرداری کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ جس
وقت داؤد ترک اولیٰ پر استغفار کرتے اور بہ آواز بلند گریہ کرتے تو پہاڑ نہایت حزن و اندوہ سے آواز کو بلند کرتے وَالطَّيْرَ اور اے پرندو یعنی
ہم نے ندا کی اور اے پرندو آواز اپنی کو بلند کرو ہمراہ داؤد کے تسبیح کرنے میں اسواسطے کہ ہمنے پہاڑوں اور پرندوں کو عقلاء کے مانند کر دیا ہے کہ وہ ہماری
تسبیح کریں آواز بلند اور خوش سے پس جس وقت داؤد تسبیح کرتے تھے تو پہاڑ آواز کرنے میں انکی مدد کرتے تھے اور پرندے انکے سر پر صف باندھ کر کھڑے ہوتے
تھے اور باواز دلربا انکی آواز میں آواز ملاتے تھے اور اکثر آدمی حضرت داؤد کے نغمہ سے بیہوش ہو جاتے تھے اور کہتے ہیں کہ حضرت داؤد اپنا لباس بدلکر شب
کو کوچوں میں پھرتے تھے اور جو کوئی ملتا تھا اس سے پوچھتے تھے کہ داؤد رعیت کیساتھ کیسا ہے سب آدمی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بڑا عادل ہے اور یہ اسواسطے پوچھتے
تھے کہ اگر کسی پر زیادتی ہوئی ہو اور ظلم پہنچا ہو تو اسکا تدارک کرے اسیطرح ایک شب کوچوں میں پھرتے تھے حقتعالیٰ نے ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں بھیجا اور داؤد نے
بدستور اس سے بھی پوچھا کہ حاکم تمہارا کیسا ہے فرشتہ نے کہا کہ نہایت نیک ہے اگر اسمیں ایک خصلت نہ ہو داؤد نے پوچھا کہ وہ کیا ہے کہ بیت المال میں سے
کھاتے ہیں داؤد نے یہ سنکر چالیس شب روز گریہ کیا اور خدا سے کسب کو طلب کیا خدا نے لوہے کو انپر نرم کیا مثل موم کے اسکی وہ زرہ بناکر فروخت کرتے تھے اور
حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور یعقوب اور عبید بن عمیر اور اعرج نے طیر کو مرفوع پڑھا ہے اوّبی کی یا پر عطف کر کے اسطرح سے کہ اوبی انت والطیر
اور یا یہ کہ جبال کے لفظ پر عطف ہے اور باقی کے قاری طیر کو منصوب پڑھتے ہیں کوئی تو جبال کے محل پر عطف کرتا ہے کہ وہ منصوب ہے اور کوئی فضلا
پر عطف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آتینا داؤد فضلا والطیر یعنی سخرنا طیرا اور کوئی الطیر کو مفعول معہ کہتا ہے غرض یہ ہے کہ داؤد نے کسی کسب کی دعا کی
خدا نے آہن کو انپر مثل موم کے نرم کر دیا اس کی وہ زرہ بناکر فروخت کرتے تھے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ اور نرم کیا ہمنے
واسطے اسکے آہن کو بدون آگ اور ہتھوڑے کے کہ جس طرح چاہتا تھا اسکو توڑ کر جو چاہتا تھا بناتا تھا اور زرہ بنانی ہمنے اسکو تعلیم کی اور حکم کیا ہمنے اسکو
أَنِ اعْمَلْ یہ کہ بنا تو سَابِغَاتٍ زرہیں فراخ دامن اور کشادہ وَقَدِّرْ اور اندازہ نگاہ رکھ تو فِي السَّرْدِ بیچ بننے زرہ کے کہ حلقے اسکے
برابر ہوں اور وضع اسکی مناسب ہو اور یا یہ کہ میخیں اسکی اندازے کے ساتھ ہوں کہ نہ بہت باریک ہوں اور نہ موٹی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول ضعیف
ہے اس واسطے کہ انکو میخوں کی کیا احتیاج تھی لوہا ان کے ہاتھ میں نرم ہوتا تھا جس طرح چاہتے تھے بناتے تھے اور کہتے ہیں کہ ہر روز ایک زرہ بناتے
تھے اور چھ ہزار درہم کو فروخت کرتے تھے اور اسمیں سے چار ہزار درہم راہ خدا میں دیتے تھے اور دو ہزار اپنے عیال میں خرچ کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں
کہ ہر روز ایک زرہ بناتے تھے اور ہزار درہم کو فروخت کرتے تھے اور تمام عمر میں تین سو اور ساٹھ زرہ بنائیں اور تین سو ساٹھ درہم کو فروخت کیں
اور بعضے کہتے ہیں کہ داؤد نے وفات پائی تو ایک ہزار زرہ اسکے خزانہ میں تھی اور کہا ہم نے داؤد کو اور اسکے لوگوں کو کہ وَاعْمَلُوا اور عمل کرو تم صَالِحًا
نیک کہ خالص اور قربۃ الی اللہ ہو واسطے شکر اس نعمت کے جو ہمنے تمکو دی ہے إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ تحقیق میں ساتھ اسکے کہ عمل کرتے ہو تم بَصِيرٌ
دیکھنے والا ہوں کہ کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اور موافق عمل کے تمکو جزا دوں گا اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ خبر دیتا ہے اس فضل اور نعمت سے
جو سلیمان کو دی تھی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلِسُلَيْمَانَ اور دیا ہمنے واسطے سلیمان کے یعنی حکم میں کیا ہمنے واسطے سلیمان کے الرِّيحَ ہوا کو غُدُوُّهَا شَهْرٌ
کہ صبح کو چلنا اسکا ایک مہینے کی راہ تھا وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ اور شام کو چلنا اسکا ایک مہینے کی راہ تھا یعنی ایک رات اور دن میں دو مہینے کی راہ جاتے تھے اور کہتے

قصص حضرت داؤد علیہ السلام

قصص حضرت سلیمان علیہ السلام

ہیں کہ صبح کو شہر تدمر سے نکلتے اور قیلولہ اصطخر شیراز میں کرتے اور شب کو کابل جاتے اور وہاں شب باشی کرتے اور تدمر ایک شہر تھا ولایت شام میں کہ جنوں نے انکے واسطے اسکو بنایا تھا اور کہتے ہیں کہ سلیمان ایکروز صبح کو زمین عراق سے مرو میں گئے اور قیلولہ کیا اور نماز دوسری بلخ میں پڑھی اور بلخ سے ترکستان میں آئے اور وہاں سے چین کو گئے سواس وقت دریا کے کنارہ پر گئے جہاں سے آفتاب نکلتا ہے اور قندھار کی زمین تک پہنچے اور اسجگہ سے مراجعت کرکے کرمان میں آئے اوسطرف زمین فارس کے روانہ ہوئے اور دوسری صبح کو کسکر میں آئے اور نماز شام تدمر میں پڑھی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے ایک سواری لکڑیونکی بنائی تھی کہ اسکے ایک ہزار گوشے تھے اور ہر گوشے میں ایک ہزار خانے تھے کہ لشکر جن اور انسان کا اسمیں ہوتا تھا اور نیچے ہر رکن کے ایک ہزار دیو رہتے تھے کہ اس سواری کو اٹھاتے تھے اور اسوقت ہوا نرم ایک مہینے کی راہ لیجاتی قیلولہ کے وقت تک اور وہاں اتر کر قیلولہ کرتے اور دوسری نماز کے وقت ایک مہینے کی راہ لیجاتی وَاَسَلْنَا لَهٗ اور جاری کیا ہمنے واسطے اسکے عَيْنَ الْقِطْرِ چشمہ تانبے کے کو کہ مانند پانی کے کان سے باہر نکلتا تھا کہتے ہیں کہ وہ ملک یمن میں قریب صنعا کے ایک موضع میں تھا اور کہتے ہیں کہ ایک مہینہ میں تین روز وہ چشمہ جاری رہتا اور اس تانبے گداختہ سے جو کچھ چاہتے بناتے وَمِنَ الْجِنِّ اور جنوں میں سے حکم میں کیا ہمنے واسطے سلیمان کے مَنْ يَّعْمَلُ ان شخصونکو کہ کام کرتے تھے وہ بَيْنَ يَدَيْهِ آگے اس سلیمان کے بِاِذْنِ رَبِّهٖ ساتھ اذن پروردگار اسکے کے وَمَنْ يَّزِغْ اور جو کوئی کہ عدول کرتا تھا مِنْهُمْ ان میں سے عَنْ اَمْرِنَا حکم ہمارے سے کہ جس کام کا ہمنے ان دیوں کو حکم دیا تھا اگر کوئی ان میں سے سلیمان کی خدمت میں وہ کام نہیں کرتا تھا تو نُذِقْهُ چکھاتے تھے ہم اسکو مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ عذاب آتش فروختہ سے اور جلانیوالے سو آخرت میں یا دنیا میں چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ اپر مقرر ہوا تھا اور کوڑا آگ کا اسکے پاس تھا جو کوئی سلیمان کے حکم سے سرکشی کرتا تھا وہ کوڑا آگ کا بنا ہوا اسکے مارتا تھا کہ وہ جل جاتا تھا اور اکثر کے نزدیک عذاب آخرت مراد ہے يَعْمَلُوْنَ لَهٗ کرتے تھے یعنی بناتے تھے وہ واسطے اس سلیمان کے مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ جو کچھ چاہتا تھا وہ بالاخانوں سے کہ نہایت دلکش اور خوشنما تھے اور کہتے ہیں کہ محاریب وہ مکان ہے کہ جنپر زینوں سے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محاریب سے مراد اسجگہ مکان حرب کے یعنی لڑائی کرنے کے مکان ہیں مانند قلعوں بلند کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے محل اور مسجدیں ہیں اور مفسرین لکھتے ہیں کہ دیوں نے جو واسطے سلیمان کے مکان بنائے تھے انمیں سے ایک بیت المقدس بھی ہے اور کیفیت اسکے بننے کی یہ ہے کہ حقتعالیٰ نے آل ابراہیم کو برکت دی کہ وہ کثرت سے پھیلے اور جسوقت نوبت حضرت داؤد کی پہنچی تو حقتعالیٰ نے انپر وحی کی کہ تمہارے باپ ابراہیم سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کثرت سے تیری اولاد پیدا کروں گا کہ کوئی انکا شمار نکر سکیگا سوا میرے اور یہ اس سبب سے تھا کہ اسنے اپنے فرزند کو ذبح کیا تھا ہمارے حکم سے اور میں نے اب وعدہ اپنا وفا کیا اور یہ نعمت تمام کی کہ اولاد انکی کثرت سے پھیلائی اور انھوں نے اس نعمت کی ناشکری اور میری نافرمانی اختیار کی اور اب میں نے قسم کھائی ہے کہ تین بلاؤں میں سے ایک بلا میں مبتلا کروں یا تو تین سال قحط میں انکو مبتلا کروں یا تین مہینے دشمن کو انپر غالب رکھوں یا تین روز انکو طاعون میں گرفتار رکھوں کہ وہ ایک قسم وبا کی ہے اور اسمیں آدمی بہت مرتے ہیں داؤدؑ نے قوم کو اس امر کی خبر کی لوگوں نے کہا کہ ہم قحط کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور دشمنوں سے مقابلہ بھی نہیں کر سکتے ہیں لیکن موت ہمارے لئے آسان ہے طاعون کو ہم نے اختیار کیا اور غسل کرکے اور کفن پہنکر مستعد مرنیکے ہوئے اور عورتوں اور لڑکوں کو انکے ہمراہ لیکر صحرا کو روانہ ہوئے اور خدا نے سرکشوں اور حد سے گزرنیوالوں پر طاعون بھیجا اور ایکروز میں اسقدر آدمی ان کے مرے کہ ان کے دفن کرنیسے عاجز ہوگئے اور دوسرے روز حضرت داؤد بیت المقدس کے ٹیلے پر آئے اور منہ اپنا خاک پر رکھا اور وہ مقام خیمہ گاہ حضرت موسیٰ کا تھا اور بنی اسرائیل کے نیکوں اور صالحوں نے بھی وہاں حاضر ہوکر تضرع اور زاری کی تیسرے روز خدا نے طاعون کو انپر سے دور کیا اور جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے داؤد خدا فرماتا ہے کہ میرے بندوں سے کہہ کہ شکر میرا زیادہ کریں اور اسجگہ میں کہ جہاں تمہاری دعا قبول ہوئی ہے ایک مسجد بنائیں کہ وہ اور فرزند انکے جو کہ بعد انکے پیدا ہونگے اسمیں عبادت کریں جسوقت انھوں نے چاہا کہ مسجد بنائیں ایکمرد نیک بنی اسرائیل میں سے انکے آزمانے کیواسطے کھڑا ہوا کہا کہ اسجگہ میں میرا حق ثابت ہے اور میری مرضی نہیں ہے کہ تم بدون میری اجازت کے یہاں میری ملک میں مسجد بناؤ ان لوگوں نے کہا کہ اس زمین میں بہت آدمیوں کا حق ہے سب نے اجازت دی ہے تو بھی اپنے حصہ سے درگزر اس نے کہا کہ میں بہت محتاج ہوں

اگر چاہو مجھ سے خرید کرلو اور جو نہیں تو غصب ثابت ہوگا وہ لوگ حضرت داؤد کے پاس آئے اور اسکے دعوے کو سنکر داؤد نے کہا کہ اسکو اسکی رضا چاہئے دم
لوگ گئے اور اسکی قیمت سنکر کی وہ شخص اس قیمت پر راضی نہوا اور کہا کہ میں اس قیمت کو تو نہیں بیچتا انہوں نے قیمت کو دو چند کیا اسنے پہلا بھی قبول نکیا یہانتک
کہ سوگز سفید تک نوبت پہنچائی اسپر بھی راضی نہوا بعد اسکے سو گاوئیں کہے اور بعد اسکے سو اونٹ کہے لیکن وہ راضی نہوا اسپر قیمت اسکی یہانتک پہنچی کہ گرد اسکے دیوار
بنائیں اور اسکو چاندی سے پر کریں اسوقت اس شخص نے کہا کہ میں اس قیمت پر راضی ہوں اور جس وقت اسکو یقین ہوا کہ یہ مسجد کے بنانے پر مستعد ہیں اور قربۃً الی اللہ
اسکو بنانا چاہتے ہیں تو اسوقت اسنے کہا کہ میں اپنے حق سے گزرا اور معاف کیا اور برابر ایک جو کے اسکی قیمت میں طمع نہیں کرتا غرض میری قیمت طلب
کرنیسے امتحان تمہارا تھا تم امتحان میں پورے اترے اب مسجد کو بناؤ وہ لوگ مسجد بنانے میں مشغول ہوئے اور حضرت داؤد مع صلحائے بنی اسرائیل کے اپنی پشت
پر پتھر اٹھاتے تھے اور دیواریں بناتے تھے یہانتک کہ دیوار مسجد کی آدمی کے قد کے برابر بلند ہوئی حقتعالےٰ نے حضرت داؤد کو وحی کی کہ تیرا حصہ مسجد بنانے میں
اس سے زیادہ نہیں ہے اسکو اسیطرح چھوڑ دے کہ باقی کو تیرا بیٹا بنائیگا داؤد نے بنانا اسکا موقوف کیا اور مع صلحاء بنی اسرائیل کے اس مسجد میں عبادت کرنی لگے اور اس
اسوقت عمر انکی ایکسو ستائیس سال کی ہوئی تھی اور جس وقت ایکسو چالیس برس کو پہنچی تو انہوں نے وفات پائی اور اسیوقت سلیمان بموجب وصیت پدر کے تیرہ سال
کی عمر میں باپ کی جگہ پر بیٹھے تو حقتعالےٰ نے وحی بھیجی کہ مسجد کو تمام کر حضرت سلیمان نے جنوں کو اور آدمیونکو جمع کیا اور ہر ایک کو موافق طاقت اور قوت اسکی کے
ایک کام سپرد کیا اور دیوونکو بھیجا وہ پہاڑ میں سے پتھر سفید اور زرد اور سبز لاتے تھے اور ایک شہر اسکے گرد تیار ہوا اور اسکے بارہ محلے کئے شمار قوموں بنی اسرائیل
کے کہ وہ بھی بارہ تھے اور جسوقت تیار ہوا تو انہیں بارہ قومیں بنی اسرائیل کی آباد کیں اور بعد اسکے مسجد بنانی شروع کی اور دیوونکو بھیجا وہ گئے اور چاندی
اور سونا اور یاقوت اور زبرجد اور دیگر جواہر اور مشک عنبر اور کافور وغیرہ قیمتی چیزیں لائے اور اسقدر کثرت سے لاکر جمع کئے کہ جنکے شمار کرنیسے عاجز ہو جائیں اور تھک
جائیں اور کاریگروں کو جمع کرکے حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ گول اور چو پہلو بناؤ اور سوراخ نہیں کرو مگر بسبب زیادہ سخت ہونے کے اس کام کو کوئی نہ کرسکا حضرت
سلیمان نے تدبیر اسکی دیوؤں سے پوچھی سب نے کہا کہ اس کام کو صخرہ جن سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ قید میں ہے حکم ہوا کہ وہ حاضر ہو تو حضرت سلیمان نے
ایک ٹکڑا تانبے کا اٹھایا اور اسپر مہر اپنی کی اور دستور تھا کہ جو کوئی دیو سرکش اس مہر کو دیکھتا تھا اسی وقت وہ تابع ہو جاتا تھا جس وقت قاصد سلیمان کا اس
اس مہر کو صخرہ کے پاس لیگیا وہ اسیوقت کھڑا ہوا اور قاصد کے ہمراہ سلیمان کے پاس حاضر ہوا حضرت سلیمان نے قاصد سے پوچھا کہ صخرہ نے میری مہر کو دیکھ کر راہ میں
کیا کیا تھا کہا کہ کچھ نہیں کہا لیکن کبھی خندہ کرتا تھا اور صخرہ نے کہا کہ یا رسول اللہ امر عجیب کو دیکھتا تھا اس لئے مجھکو خندہ آتا تھا سلیمان نے پوچھا کہ وہ کیا
تھا کہا کہ راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ موزہ سینے والے سے کہتا تھا کہ ایسا موزہ چاہتا ہوں میں کہ چار برس تک رہے مجھکو اسکی عقل پر ہنسی آئی کہ اعتبار ایکروز کی زندگی
کا نہیں ہے اور یہ چار سال کو کہتا ہے اور بعد اسکے ایک مرد کو دیکھا کہ لوگونکو غیب کی خبر دیتا ہے اور جسجگہ وہ بیٹھا تھا وہاں خزانہ رکھا ہے اور اسکو اسکی کچھ خبر نہیں ہے
مجھکو اسپر ہنسی آئی سلیمان نے اس سے پوچھا کہ کوئی ایسی چیز ہے کہ جس سے جواہر کو تراشیں اور سوراخ کریں کہا کہ ایک پتھر ہے سفید کہ اسکو سیامور کہتے ہیں اور الماس یعنی
ہیرا بھی کہتے ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ کس کان میں ہے وہ لیکن ایک صندوق سنگ سخت کا بنواؤ اور اسمیں عقاب کے بچونکو کہ وہ ایک جانور شکاری ہے مثل باز
کے ہے رکھو اور چاروں طرف سے اسکو بند کردو کہ اسمیں کوئی سوراخ باقی نرہے جس وقت عقاب دیکھیگا کہ اسمیں بچونکی پاس جانیکی کوئی راہ نہیں ہے تو وہ ضرور اسی
پتھر کو لاکر صندوق میں سوراخ کریگا ایسا ہی کیا اور عقاب اس پتھر کو لایا اور اس سے اسنے صندوق میں سوراخ کیا اور اپنے بچونکے پاس گیا حضرت سلیمان نے ایک جماعت
جنوں کی عقاب کے ہمراہ کی وہ اس پتھر کو کثرت سے لائے سلیمان نے جواہروں کو اور پتھرونکو اس سے ترشوایا اور انہیں سوراخ کئے اور مسجد بیت المقدس کی بنائی
شروع کی اور تختیاں یاقوت اور زمرد کی اور موتی قیمتی اور روشن اور سونا اور چاندی اسکی دیواروں میں لگائے اور فرش اسکا فیروزہ کی تختیوں سے کیا اور ستون
اسکے یاقوت اور زبرجد کی تختیوں سے بنائے اور چھت اسکی جواہر سے جڑاؤ کی کہ رات کے وقت وہ مسجد اسقدر روشن ہوتی تھی کہ احتیاج چراغ کی نہ تھی اور جسوقت
کہ وہ تعمیر تمام ہوئی تو سب نے اسروز عید کی اور ایک امر عجیب اسمیں یہ تھا کہ اگر کوئی مرد صالح اور نیک اسمیں داخل ہوتا تو وہ اپنے منہ کو اس جواہر میں سفید اور روشن دیکھتا
اور مرد بدکار اگر داخل ہوتا تو اپنا منہ اسمیں تاریک اور سیاہ دیکھتا اور کہتے ہیں کہ ایک عصا آبنوس کا اسکے گوشہ میں رکھا تھا اگر پیغمبروں کی اولاد میں سے کوئی اسپر ہاتھ ملتا

تو اسکو کوئی رنج نہ پہنچتا اور اگر کوئی جھوٹا دعوی کرتا اور کہتا کہ نبی پیغمبر کی اولاد سے ہوں اور اس عصا پر ہاتھ ملتا تو ہاتھ اسکا جل جاتا اور دس ہزار قاری قریب کے
بنی اسرائیل کے عابد ونمیں مقرر کئے کہ ہمیشہ توریت کی تلاوت کیا کریں پانچہزار دنکو اور پانچہزار شبکو اور یہ مسجد اسی ہیئت اور صورت سے بنی ہوئی تھی یہانتک
کہ زمانہ بخت نصر کا آیا اور وہ بنی اسرائیل پر غالب ہوا اس نے تمام مسجد کو خراب کیا اور جوہر اسکا اکھاڑ کر عراق میں بھیجا جہاں وہ رہتا تھا غرض یہ ہے کہ
دیونے سلیمان کے واسطے مسجد بیت المقدس کی بنائی اور سوائے اسکے اور بہت مکان بنائے وَتَمَاثِیْلَ اور تصویریں بناتے ملائکہ انبیاء کی تاکہ بندگان
خدا انکی عبادت اور اعمال نیک میں نظر کرکے مثل انکی طاعت خدا میں مشغول ہوں اور منقول ہے کہ تصویر دو شیر کی سلیمان کے تخت کے نیچے بنائی تھی اور صورت
دو گدھ کی تخت کے اوپر اور جس وقت سلیمان چاہتے تھے کہ تخت پر سوار ہوں اس وقت دو شیر بازو اپنے بلند کرتے تھے کہ سلیمان انپر پاؤں رکھ کر اوپر
جاتے تھے اور جس وقت تخت پر بیٹھتے تھے تو وہ دو نو گدھ اپنے پروں سے انپر سایہ کرتے تھے اور سوائے سلیمان کے اور کوئی تخت پر نہیں جا سکتا تھا اور بعد
سلیمان کے بخت نصر جس وقت بنی اسرائیل پر غالب ہوا تو چاہا کہ اس تخت پر سوار ہو جس وقت اس نے پاؤں اٹھایا شیر کی صورت نے ہاتھ اپنا اٹھا
کر ایک پنجہ اسکے پاؤں پر مارا کہ زخمی ہو گیا اور بخت نصر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا لیکن یہ روایت جاندار کی تصویر بنانے کی صحیح نہیں ہے اور صحیح وہ ہے کہ جو
حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ قسم ہے خدا کی مراد تماثیل سے صورت مردوں اور عورتوں کی نہیں ہے بلکہ صورت درختوں وغیرہ کی تھی سوائے تصویر جاندار
کے وَجِفَانٍ اور پیالہ چوبیں اور سنگین بناتے تھے وہ جن سلیمان کے واسطے کَالْجَوَابِ مانند حوضوں بڑے بڑے کے اسطرح کے ہزار آدمی اسکے
گرد بیٹھکر اسمیں سے کھانا کھاتے تھے اور سلیمان ان برتنوں میں اپنے لشکروں کو کھانا کھلاتے تھے وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ اور دیگیں بلند اور بڑی بڑی
بناتے تھے پایوں پر رکھی ہوئی کہ نہایت بڑی ہونیکی جہت سے کوئی انکو ہلا نہیں سکتا تھا اور جنبش نہیں دیسکتا تھا اور پایوں سے نیچے نہیں اتار سکتا تھا اور
ان دیگوں میں کھانا پکا کے جنوں اور آدمیوں کے لشکر کو کھلاتے تھے اور بارہ ہزار طباخ اور باورچی ان دیگوں میں کھانا پکاتے تھے اور خدا نے یہ نعمت بزرگ
اسکو دی تو حکم کیا اس نعمت کی شکر گذاری کا چنانچہ فرمایا کہ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا عمل کرو تم آل داؤد شکر کا کہ خدا کی نعمت کی عوض میں
اسکا شکر کرتے رہو کہ نعمت تمکو زیادہ ہوتی رہے کہتے ہیں کہ آل داؤد نے شب و روز کو واسطے شکر گذاری کے تقسیم کیا تھا اور ہر ساعت میں ایک شخص
ان میں واسطے شکر کرنے کے قایم رہتا تھا اور عبادت خدا کی کرتا رہتا تھا اور اکثر آدمی جو فرمانبردار خواہش نفس کے ہیں اور شکر کرنے کی طرف رغبت کم
رکھتے ہیں اسواسطے خدا نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اور کم ہیں بندوں میرے میں سے شکر کرنے والے کہ اکثر اوقات دل سے اور زبان سے
شکر گذاری کریں اور شاکر وہی ہے کہ جو اکثر شکر کرتا ہو اور باوجود اسکے کہ شب و روز شکر کرتا ہو لیکن پھر اپنے تئیں شکر کے ادا کرنے میں عاجز اور
قاصر جانے اس واسطے کہ توفیق شکر کی بھی ایک نعمت ہے اسکے واسطے بھی ایک شکر چاہیے اسی طرح شکر کی نہایت نہیں ہے پھر کیونکر اسکے حق کو ادا کر سکیں
حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمان نے دیوؤں کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک محل شیشہ کا بناؤ انھوں نے ایک محل شیشہ کا موجب حکم
سلیمانؑ کے بنایا حضرت سلیمان اس محل میں عصا اپنا ہاتھ میں لیے ہوئے پھرتے تھے ایکمرتبہ اس محل میں عصا پر تکیہ کرکے کھڑے ہوئے اور دیوؤں کی
طرف دیکھتے تھے کہ مسجد کے بنانے میں کس طرح کام کرتے ہیں ناگاہ انکی نظر ایکمرد پر پڑی کہ وہ اس محل میں کھڑا ہے اسکو دیکھ کر گھبرائے اور پوچھا کہ تو
کون ہے اسنے کہا کہ میں وہ ہوں کہ رشوت تکو قبول نہیں کرتا ہوں اورنہ بادشاہوں سے ڈرتا ہوں میں ملک الموت ہوں اور وہیں انکی روح قبض کی اور وہ
اسی طرح عصا پر تکیہ کیے ہوئے کھڑے تھے اور جن انکو کھڑا ہوا دیکھتے تھے کہ وہ زندہ ہیں کہ ایکسال تک تکیہ کیے ہوئے کھڑے رہے اور جن انکو زندہ جانکر
انکے خوف سے کام کرتے رہے اور اللہ تعالی نے دیمک کو پیدا کیا زمین میں کہ اسنے عصا کی جڑ کو کھایا اور وہ عصا ٹوٹ گیا اور سلیمان گر پڑے
تب دیوؤں نے جانا کہ سلیمان مرگیا ہے اس وقت انھوں نے کام کرنا موقوف کیا اور سب بھاگ گئے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَلَمَّا قَضَيْنَا پس جس وقت
مقرر کیا ہمنے عَلَيْهِ الْمَوْتَ اوپر سلیمان کے موت کو اور وہ عصا پر تکیہ کیے ہوئے تھا تو مَا دَلَّهُمْ نہ رہنمائی کی ان دیوؤں کو عَلٰى مَوْتِهٖٓ اوپر
مرنے اسکے کے اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ مگر کیڑے زمین کے نے کہ وہ زمین سے باہر نکلا تھا اور وہ دیمک تھا اور زمین سے نکلکر وہ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ

کھاتا تھا عصا اسکے کو فلما خر پس جس وقت گر پڑا سلیمان تو تبینت الجن جانا جنوں نے ان لو کانوا یہ کہ اگر ہوتے وہ جن کہ یعلمون
الغیب جانتے وہ غیب کو گمان جنوں کا یہ تھا کہ ہم غیب جانتے ہیں اور لوگوں پر بھی یہی ثابت کرتے تھے حقتعالے انکے قول کو باطل کرنیکے واسطے فرماتا ہی کہ اگر
وہ غیب کو جانتے تو ما لبثوا نہ ٹھیل کرتے وہ ایکسال تک فی العذاب المھین بیچ عذاب خوار کرنیوالے کے یعنی عمارت کے کام کرنیکی مشقت اور
محنت میں نہ پڑتے اسیوقت سلیمان کو مردہ جانکر بھاگ جاتے لیکن انکو تو ایک سال تک جبتک کہ سلیمان موے ہوے عصا کے سہارے کھڑے رہے معلوم نہوا
کہ سلیمان مردہ ہی بلکہ عصا کے ٹوٹنے سے سلیمان زمین پر گرے تو معلوم ہوا کہ وہ مر گئے ہیں اور پہلے اس سے معلوم نہوا کہ وہ مر گئے ہیں پس غیب کو سوائے
خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور حضرت امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر میں اس طرح سے منقول ہی کہ سلیمان بن داودؑ نے ایکروز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حقتعالی
نے مجھکو بادشاہی دی ہے ایسی کہ نہیں سزاوار ہی واسطے کسی کے بعد میرے ہوا کو میرے حکم میں کیا اور جن اور انسان اور پرندے اور چرندے میرے تابع کئے
اور سکھلائی مجھکو بولی پرندونکی اور ہر ایک چیز مجھکو دی اور باوجود اسکے کہ میں ایسی بادشاہی دیا گیا ہوں لیکن ایکروز کی بھی خوشی مجھکو حاصل نہیں ہوئی
چاہتا ہوں کہ کل کو اپنے محل میں داخل ہوکر محل کے اوپر چڑھوں اور اپنے ملکوں کی طرف نظر کروں میرے پاس تم محل میں کسیکو نہ جانے دینا سب نے کہا کہ
بہت خوب دوسرے روز حضرت سلیمان عصا ہاتھ میں لیکر محل میں تشریف لیگئے اور اسکے اوپر چڑھے اور جو جگہ کہ زیادہ بلند تھی وہاں پہنچے اور عصا پر تکیہ کرکے
کھڑے ہوے اور اپنے ملکوں کی طرف نظر کرتے تھے خوش ہوکر کہ ناگاہ ایک جوان خوبصورت خوش لباس پر نظر پڑی کہ محل کے کونوں میں سے ظاہر ہوا
جس وقت حضرت سلیمان نے اسکو دیکھا تو کہا کہ تجھکو اس محل میں کس نے داخل کیا ہے میں نے تو آج ارادہ مکان کے خالی ہونیکا کیا تھا اس جوان نے کہا
کہ مجھکو اس محل میں محل کے پروردگار نے داخل کیا ہے اور اسکے اذن سے داخل ہوا ہوں سلیمان نے کہا کہ اسکا پروردگار مجھ سے زیادہ حقدار ہے
لیکن تو کون ہے کہا کہ میں ملک الموت ہوں فرمایا کہ تو یہاں کس واسطے آیا ہے کہا کہ تیری جان کو قبض کرنے کے لئے فرمایا کہ جس کام کا تو حکم کیا گیا ہے
اس میں مشغول ہو خدا کو میری خوشی منظور نہیں ہے اپنی ملاقات چاہتا ہے ملک الموت نے انکی روح قبض کی اور وہ اسی طرح عصا پر تکیہ کئے کھڑے تھے اور بعد
روح قبض ہونیکے بھی موے ہوے عصا پر تکیہ کئے کھڑے رہے ایک مدت تک اور آدمی انکو دیکھتے تھے اور زندہ جانتے تھے اور آپسمیں اختلاف کیا بعضے تو
کہتے تھے کہ سلیمان اپنے عصا پر تکیہ کئے ہوے مدت دراز تک کھڑا رہا اور نہ تھکا اور نہ سویا اور نہ اسنے کھایا اور نہ پیا تحقیق وہ البتہ پروردگار ہمارا ہی کہ واجب ہی
ہمپر عبادت اسکی پس چاہیے کہ ہم اسکی عبادت کریں اور ایک قوم نے کہا کہ سلیمان جادوگر ہی کہ ہمکو اپنے تئیں عصا پر تکیہ ہوے دکھلاتا ہی اور ہماری آنکھوں پر
اس نے جادو کر دیا ہے کہ ہم اسکو عصا پر تکیہ کئے ہوے کھڑا ہوا دیکھتے ہیں اور مومنین نے کہا کہ سلیمان بندہ خدا کا ہی اور پیغمبر اسکا ظاہر کرتا ہی خدا امر اپنا
کو کہ جسطرح کہ چاہتا ہے پس جس وقت لوگوں میں اختلاف ہوا تو خدا نے دیمک کو بھیجا کہ وہ سلیمان کے عصا کو اندر سے کھا گیا اور جسوقت عصا کو کھایا تو
وہ ٹوٹ گیا اور سلیمان جو اسکے سہارے سے کھڑے تھے وہ گر پڑے اپنے محل پر سے اور دیووں نے دیمک کا شکر کیا اور اسی جہت سے جہاں دیمک ہوگی وہاں پانی اور مٹی موجود
ہوگی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت اسطرح سے نازل نہیں ہوئی ہے کہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا بلکہ اسطرح سے نازل ہوئی ہے کہ فلما خر تبینت الانس ان الجن
لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین اور عمر حضرت سلیمان کی ایک روایت میں جناب رسول خداؐ سے سات سو بارہ برس کی لکھی ہے اور اہل تاریخ لکھتے
ہیں کہ ترپن سال کی تھی چالیس برس بادشاہی کی اور جسروز بادشاہ ہوئے تھے اسروز تیرہ برس کی عمر تھی اور جس وقت ابتداے سلطنت سے چار برس گذرے تو تعمیر
بیت المقدس کی شروع کی اور حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ کیونکر چڑھتے تھے شیاطین طرف آسمان کے اور حال یہ ہے کہ وہ مثل آدمیوں کے تھے پیدائش میں اور
کثافت جسم میں اور سلیمان بن داودؑ کے واسطے عمارتیں ایسی بڑی بڑی بناتے تھے کہ آدمی جسمیں عاجز ہوں اور اسنے نہ بن سکیں فرمایا کہ وہ سلیمان
کے واسطے کثیف جسم والے کردیے گئے تھے جیسے کہ اسکی تسخیر میں اور اسکے زیر حکم کیے گئے تھے اور اصل میں وہ جسم لطیف رکھتے ہیں اور دلیل انکے لطیف ہونے
پر یہ ہے کہ وہ آسمان پر چڑھتے تھے چوری سے فرشتوں کا کلام سننے کیواسطے اور جسم کثیف بدون سیڑھی کے ہرگز نہیں چڑھ سکتا ہے اور یہ انکی اور سبب انکے واسطے
اور بعد قصہ سلیمان کے اور حکم ادائے شکر کے واسطے آل داودؑ کے قصہ سبا کو خدا بیان کرتا ہے وہ قصہ دلالت کرتا ہی شکر کرنیوالے کی نیک انجامی پر اور ناشکری

کی بد انجامی پر چنانچہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ البتہ تھے واسطے اولاد سبا ابن یشجب ابن یعرب بن قحطان کے فِي مَسْكَنِهِمْ بیچ گھروں انکے
کے کہ بلدہ مارب ولایت یمن میں تھے آيَةٌ نشانی دلالت کرنیوالی عالم کے پیدا کرنے والے اور اس امر پر کہ وہ بڑا قادر ہے اور جو امر عجیب چاہے
پیدا کرسکتا ہے کہتے ہیں کہ فرزندان سبا کے مارب میں رہتے تھے یا مارب کے اطراف میں کہ ولایت یمن میں ہے سبب ہے مقام انکا دو پہاڑ ونکے درمیان تھا اور پانی کو وہ ایک چشمہ
سے لیتے تھے کہ پہاڑ کے پیچھے تھا اور کبھی ایسا ہوتا کہ زیادہ پانی ولایت شجرہ سے آکر انکے پانی میں ملجاتا تھا اور وہ دونوں پانی بہت نقصان کرتے تھے اور ضرر
پہنچاتے تھے ان لوگوں نے بلقیس سے کہ بادشاہ اس ولایت کی تھی فریاد کی اور درخواست کی اس سے کہ ایک بند یہاں بنجائے کہ پانی آنیسے رک جاوے اس نے وہاں
ایک بند لگادیا سب پانی اصلی اور زائد وہاں ٹھیر گیا اور تین موریاں اسمیں لگائیں اوپر نیچے پہلے اوپر کی موری کو کھولتے تھے اور پانی اسکا زراعتوں
اور باغوں میں پہنچاتے تھے اور جس وقت اوپر کا پانی خرچ میں آجاتا تھا اور احتیاج ہوتی تھی تو بیچ کی موری کو کھولتے تھے اور بعد اسکے نیچے کی موری
کو اور ان لوگوں کے داہنے اور بائیں جانب کثرت سے باغ تھے چنانچہ خدا فرماتا ہے جَنَّتَانِ دو باغ تھے سبا والوں کے واسطے عَنْ يَمِينٍ
وَشِمَالٍ ڟ داہنی جانب سے اور بائیں جانب سے اگرچہ داہنی جانب کثرت سے باغ تھے اور ایسے ہی بائیں جانب لیکن خدا تعالے نے ایک باغ داہنی
جانب فرمایا اور ایک باغ بائیں جانب اس واسطے کہ انکی داہنی جانب کے باغ ایسے آپسمیں ملے ہوئے تھے کہ وہ بمنزلہ ایک باغ کے تھے اور ایسے ہی بائیں
جانب کے باغ پس گویا کہ ایک باغ داہنی جانب تھا اور ایک باغ بائیں جانب اس واسطے دو باغ داہنے اور بائیں فرمائے اور جنتان بدل ہے آیۃ سے
اور آیۃ اسم کان کا ہے اور عن یمین وشمال صفت جنتان کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد آیۃ سے آبادی باغوں انکے کی ہے کہ اس کثرت سے تھی وہ
کہ اگر کوئی ٹوکرا اپنے سر پر رکھ کر ان باغوں کے درختوں کے نیچے سے گزرتا تو بدون اسکے کہ وہ اپنے ہاتھ سے میوے کو توڑے تمام ٹوکرا اسکا میوے سے پر ہوجاتا
تھا اور منقول ہے کہ اولاد سبا کی بارہ بستیاں تھیں اور ہر ایک بستی میں ایک پیغمبر تھا کہ انکو خدا کی توحید کی طرف بلاتا تھا اور انکو کہتا تھا كُلُوا
مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ کھاؤ تم روزی پروردگار اپنے کے سے کہ یہ باغ تمکو انعام کئے ہیں وَاشْكُرُوا لَهُ ط اور شکر کرو تم واسطے اسکے اس نعمت کی
کثرت پر اور یہ شہر کہ جس میں خداے تعالے تمکو روزی دیتا ہے بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وہ شہر پاک ہے کہ ہوا اسکی معتدل ہے کہ ہمیشہ تندرست رہتے ہیں
اور پانی اسکا شیریں ہے اور خاک اسکی نہایت پاکیزہ ہے کہ اسمیں سانپ اور بچھو اور مچھر اور جوں اور پسو اور کھٹمل وغیرہ نہیں پیدا ہوتے اور بلدہ خبر مبتدا
محذوف کی ہے وَرَبٌّ غَفُورٌ اور پروردگار تمہارا کہ تمکو روزی دیتا ہے اور طالب شکر کا ہے بخشنے والا ہے اس شخص کو جو کہ شرک سے توبہ کرے
جس وقت ان لوگوں نے اپنے پیغمبر سے یہ سنا تو فَأَعْرَضُوا پس منہ پھیر لیا انھوں نے شکر گذاری سے اور اپنی اپنی بستی کے پیغمبر ونکو جھٹلایا اور کہا
کہ کوئی نعمت خدا کی ہمارے پاس نہیں ہے اور اگر اس نے یہ نعمت ہمکو دی ہے تو اسکو کہہ کہ یہ نعمت ہمسے لے لے اور کہتے ہیں کہ آخر پیغمبر جو انکے پاس آیا زمانہ میں
بادشاہ ذی الاعادی کے تھا اور بعد آسمان پر جانے عیسیٰ کے اسکو انھوں نے بہت آزار دی حقتعالے نے انکے بند کے نیچے جنگلی چوہے پیدا کئے کہ انھوں
نے اس بند میں سوراخ کردیے اور آدھی رات کو جس وقت کہ سب سوتے تھے وہ بند ٹوٹا اور پانی رو کا انکے مکانوں اور باغوں میں آیا سبکو خراب کردیا اور
اکثر آدمی اور چوپاے انکے مرگئے اور جو کچھ کہ باقی رہے وہ متفرق اور پراگندہ ہوگئے اور خدا فرماتا ہے کہ انھوں نے جو ہماری شکر گزاری سے منہ پھیرا
اور ہماری نعمت کی ناشکری کی تو فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ پس بھیجی ہمنے اوپر انکے سَيْلَ الْعَرِمِ رو بند استوار کی کہ جسکو بلقیس نے بنایا
تھا اور قمی نے لکھا ہے کہ یمن میں ایک دریا تھا اور سلیمان نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ دریا میں سے لوگوں کے واسطے نہر نکالیں سند کے شہروں تک
انھوں نے ایسا ہی کیا اور ایک بند پتھر اور چونہ کا اسمیں لگادیا کہ انکے شہروں میں پانی نہ پہنچے اور اس نہر میں بہت سی موریاں بنادی تھیں جس وقت
پانیکی احتیاج ہوتی تھی تو ان موریوں میں سے پانی لیتے تھے اور داہنی جانب انکے باغ تھے دس روز کی راہ تک اور ایسے گنجان تھے کہ جو کوئی ان باغوں
میں ہوکر گذرتا تھا تو اسپر آفتاب نہ پڑتا تھا پس جس وقت انھوں نے گناہ کرنے شروع کئے اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور نیک آدمیوں نے انکو
منع کیا اور انکے منع کرنیسے وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالے نے اس بند پر جنگلی چوہے بڑے بڑے بھیجے کہ انھوں نے بند کے سب پتھر اکھاڑ ڈالے اور اکھاڑ کر

چونکہ سد جس وقت انہیں سے ایک قوم نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے شہر چھوڑ کر بھاگی اور جس وقت چوہوں نے تمام بند کو اکھاڑ ڈالا تو پانی دریا کا
آیا اور وہ لوگ باقی کے اس قدر بے خبر تھے وہ پانی سب کے اوپر سے پھر گیا اور شہران کے ڈھا دیے اور درخت اُن کے اکھاڑ ڈالے اور یہی مراد ہے قول خدا تعالیٰ
سے اور جس وقت کہ وہ سب باغ خراب ہو گئے تو خدا فرماتا ہے کہ وَبَدَّلْنَاهُم اور بدل دیا ہم نے انکو بِجَنَّتَيْهِمْ ساتھ عوض دو باغوں انکے کہ وہ
پر میوہ تھے جَنَّتَيْنِ دو باغوں ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ صاحبوں میوہ بد مزہ کو مثل پیلو اور ببول کے وَأَثْلٍ اور صاحبوں شورہ زمین کے درخت کو
یا صاحبوں درختوں جھاؤ کے کو وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ اور ایک شے درخت بیری تھوڑی سے یعنی زمین شور کے درختوں میں تھوڑے
سے درخت بیری کے بھی دے تاکہ یاد کریں وہ اسمیں اُن پہلے میوہ کو ذَٰلِكَ یہ عذاب جلدی آنے والا جَزَيْنَاهُم بدلا دیا ہم نے
انکو بِمَا كَفَرُوا بسبب اسکے کہ کفر کیا اُنھوں نے اور ناشکری کی ہماری نعمت کی وَهَلْ نُجَازِي اور نہیں جزا دیا جاتا ہے ہمارے طرح کی
إِلَّا الْكَفُورَ مگر ناشکر بہت کفر کرنیوالا اور بعض نے نجازی متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور کفور کو منصوب یعنی نہیں جزائے بد دیتے ہیں ہم کفر کرنے
والوں کو اور جزا تو عام ہے مومن اور کافر کی خیر کے واسطے ہو اور مجازات خاص کفار کے واسطے مستعمل ہے اور کہتے ہیں کہ کچھ آدمی کی اولاد کے جو باقی
رہ گئے تھے وہ اپنے پیغمبر کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں اپنے پروردگار کو پہچانا اور جانا کہ یہ نعمتیں اسکی طرف سے ہیں اگر خدا اسکے بعد ہمکو نعمت بخشے
تو ہم اسکی ناشکری نہ کریں گے اور ایسا شکر اسکا کریں گے کہ کسی قوم نے کیا ہو خدا نے پھر انکو نعمت بخشا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ اور
کردے ہم نے درمیان اُن لوگوں کو وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا اور درمیان ان بستیوں کے کہ برکت دی ہے ہم نے بیچ ان بستیوں کے وہ
شام کی ہیں مثل فلسطین اور اردن اور اریحا اور ایلیا کے قُرًى ظَاهِرَةً دیہات ظاہر متصل متصل آباد درختوں اور نہروں سے یعنی اُن لوگوں کے
مقام سے شام کی بستیوں تک ہم نے انکے واسطے بستیاں آباد کر دیں قریب قریب کہ ہر بستی سے دوسری بستی دکھلائی دیتی تھی اور ہر بستی سے دوسری
بستی ظاہر ہوتی تھی اور رستہ کے سرے پر تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مارب کہ وہ شہر سبا والوں کا تھا شام تک چار ہزار سات سو بستیاں تھے وَقَدَّرْنَا
فِيهَا السَّيْرَ اور اندازہ اور مقرر کیا ہم نے بیچ ان بستیوں کے چلنے کو کہ مسافر ایک بستی میں قیلولہ کرتا تھا اور دوسری بستی میں رات باش ہوتا تھا
یہانتک کہ ملک شام کو آسانی سے پہنچ جاتا تھا اور کہا ہم نے کہ سِيرُوا فِيهَا سیر کرو تم بیچ ان بستیوں کے لَيَالِيَ وَأَيَّامًا راتوں کو اور
دنوں کو جس وقت کہ چاہو آمِنِينَ امن پانیوالے درندوں سے اور رہزنوں سے اور بھوک سے اور پیاس سے بسبب کثرت خلقت کے اور کثرت میووں
اور آب شیریں کے چاہو رات کو سفر کرو اور چاہو دن کو سب وقت برابر ہیں اور کہتے ہیں کہ سبا کے لوگ جو کچھ باقی رہے تھے انھوں نے تجارت شروع کی
اور یمن سے شام کو جاتے تھے اور ایک بستی میں ایک پہر دن گزرے کھانا کھاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے تو دوسری بستی میں شام کا کھانا کھاتے تھے
یہ امر دیکھ کر تونگروں کو مفلسوں پر حسد ہوا کہ انہیں اور ہمیں چلنے میں کچھ فرق نہیں ہے اسواسطے کہ پیادہ اور مفلس اس راہ میں ایسے چلتے ہیں جیسے ہم
سوار اور تونگر فَقَالُوا پس کہا ان تونگروں نے کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے بَاعِدْ دور کر دے تو بَيْنَ أَسْفَارِنَا درمیان منزلوں
سفروں ہمارے کے یعنی رستہ میں جنگل پیدا کر دے ایک منزل سے دوسری منزل تک اور بستیوں میں زیادہ فاصلہ کر دے کہ آدمی بدون سواری اور توشہ کے نہ
جا سکیں اور یہ اُنھوں نے اس واسطے کہا کہ اگر ایسا ہوگا تو مفلس نہ جا سکیں گے مثل ہمارے اور ہم اُنپر فخر اور تکبر کرینگے وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ اور ظلم
کیا اُنھوں نے جانوں اپنی کو دعا کر کے یا ناشکری کر کے اور گناہ کر کے اور انکی دیہات سب صحرا ہو گئے اور آبادی کا ویرانہ بن گیا فَجَعَلْنَاهُمْ
پس کر دیا ہم نے انکو أَحَادِيثَ باتیں کہ آدمی بعد انکے تعجب کر کے کہیں کہ وہ لوگ آبادی سے ویرانہ چاہتے تھے اور بطور ضرب المثل کے بیان کریں کہ تفرقے
سبا والوں کی متفرق ہو گئیں وَمَزَّقْنَاهُمْ اور متفرق کیا ہم نے انکو كُلَّ مُمَزَّقٍ ہر متفرق کرنا یعنی نہایت متفرق کرنا یہانتک کہ کوئی یثرب میں اور بعضے
شام کو چلے گئے اور بعضے مکہ کو اور بعضے بحرین کو اور بعضے عمان کو إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس قصہ سبا والوں کے لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں
قدرت خدا کی ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ واسطے ہر صبر کرنے والے بلاؤں اور محنتوں کے شَكُورٍ شکر کرنے والے نعمتوں کے اور کہتے ہیں کہ سبا کے لوگ

خوشحالی اور فارغ البالی سے گزارہ کرتے تھے اور لیکن بسبب بے صبری اور ناشکری کے پہنچا اپر جو کچھ کہ پہنچا اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَقَدْ صَدَّقَ
اور البتہ تحقیق راست پایا عَلَيْهِمْ اوپر ان سبا والوں کے اور کہتے ہیں کہ اوپر سب کافروں کے اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ ابلیس نے گمان اپنے کو یعنی ابلیس نے
گمان کیا تھا کہ اولاد آدم پر بسبب غضب اور خواہش نفس کے کہ انکی ذات میں ہے اپر غالب ہوکر انکو گمراہ کروں گا تو اسکا گمان گمراہ ہوں کے حق میں راست
ہوا فَاتَّبَعُوْهُ پس پیروی کی انھوں نے اس ابلیس کی شرک اور گناہ کرنے میں اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مگر ایک فرقہ مومنین میں سے کہ وہ ابلیس کے
پیرو نہیں ہیں وَمَا كَانَ لَهٗ اور نہیں تھا واسطے اُسکے عَلَيْهِمْ اوپر ان لوگوں کے مِّنْ سُلْطٰنٍ کوئی غلبہ اِلَّا لِنَعْلَمَ مگر تاکہ جانیں ہم یعنی
جدا کریں ہم درمیان عالم لوگوں کے مَنْ يُّؤْمِنُ اس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت کے مِمَّنْ هُوَ اس شخص سے کہ وہ مِنْهَا
فِيْ شَكٍّ ؕ اس آخرت سے کہ بیچ شک کے ہے یعنی اہل علم پر ظاہر کردوں کہ مومنین کون ہیں اور شرک اور گمان والے کون کون ہیں وَرَبُّكَ
اور پروردگار تیرا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اوپر ہر چیز کے حَفِيْظٌ نگہبان ہے اور کوئی چیز بندوں کے قول اور فعلوں میں سے اسپر پوشیدہ نہیں ہے۔
قُلِ کہہ تو اے محمد صلعم ان مشرکین سے کہ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ پکارو تم ان لوگوں کو کہ گمان کرتے ہو تم انکو خدا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
سوائے خدا کے اور دیکھو کہ وہ نفع کے پہنچانے میں اور ضرر کے دفع کرنے میں تمہاری مدد کرتے ہیں اور تمہارے پکارنے کو وہ سنتے ہیں اور کیونکر تمکو
جواب دینگے اور کیونکر وہ تمہاری مدد کریں گے کہ لَا يَمْلِكُوْنَ نہیں مالک ہیں وہ معبود تمہارے اور نہیں قدرت رکھتے ہیں مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
برابر ذرہ کے فِي السَّمٰوٰتِ بیچ آسمانوں کے وَلَا فِي الْاَرْضِ اور نہ بیچ زمین کے کسی چیز کے وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہے واسطے اُن معبودوں تمہارے
کے فِيْهِمَا بیچ ان دونوں آسمان اور زمین کے مِنْ شِرْكٍ کوئی شراکت اور ساجھا خدا کے ساتھ کسی چیز کے پیدا کرنے میں اور تصرف کرنے اور
برتنے میں وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ اور نہیں ہے واسطے اس خدا کے ان معبودوں میں سے خواہ ملائکہ ہوں خواہ بت یا اور کوئی ہو معبود جعلی تمہارا اگر کوئی
اُنمیں سے واسطے خدا کے نہیں ہے مِّنْ ظَهِيْرٍ مدد کرنے والا تدبیر میں آسمان اور زمین کے اور کفار کو جو گمان تھا کہ بت اور ملائکہ شفاعت کریں گے
اُن کے گمان کے دفع کرنے کو فرماتا ہے وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اور نہیں فائدہ بخشتی ہے سفارش کسی کی عِنْدَهٗٓ نزدیک اس خدا کے یعنی
گمان شفاعت کا کہ ملائکہ اور بتوں کے ساتھ رکھتے ہو البتہ وہ بھی بیفائدہ ہے اس واسطے کہ شفاعت کوئی نہیں کرسکتا ہے کسی کے واسطے اِلَّا لِمَنْ
اَذِنَ لَهٗ ؕ مگر واسطے اس شخص کے کہ حکم دیوے خدا واسطے اسکے کہ اسکی شفاعت کرو مومنین میں سے کہ جن اہل ایمان نے اپنی شامت نفس سے گناہ کیے ہیں اور یا یہ
کہ شفاعت کرنیوالے کو پسند کرے جو کہ لیاقت شفاعت کی رکھتا ہو لیکن بروز قیامت شفاعت کرنے والا اور جسکی شفاعت کرے دونو منتظر ہوں گے
شفاعت کے اور ڈرتے ہونگے اور خوف میں گزرانیں گے حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ یہانتک کہ جس وقت خوف دور کیا جائے دلوں اُن کے
سے اور اجازت شفاعت کی دیویں انکو قَالُوْا کہینگے وہ کہ بعضا بعضے سے کہ مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ کیا کہا پروردگار تمہارے نے شفاعت
کے مقدمہ میں قَالُوا الْحَقَّ ۚ کہیں گے وہ کہ حق اور راست فرمایا کہ مومنین کی شفاعت کرو نہ کفار اور منافقین کی وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اور وہ خدا
بلند اور بزرگ ہے اس سے کہ انبیاء اور ملائکہ بدون اس کی شفاعت کسیکی کرسکیں لیکن ہمارے پیغمبر صلعم کے واسطے قیامت سے پہلے اذن شفاعت
کا حاصل ہوگیا ہے اور بعضے اس آیت کے معنی اس طرح سے کہتے ہیں کہ درمیان حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر کے فاصلہ پانسو پچاس سال کا تھا
اور خدا نے اس مدت میں کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے اور وحی آسمان سے زمین پر نہیں آئی اور جس وقت ہمارے پیغمبر پیغمبر ہوئے تو آسمان کے فرشتوں
نے آواز وحی کی سنی اور گمان کیا کہ قیامت قائم ہوئی اسکے خوف سے بیہوش ہوکر گر پڑے اور جس وقت جبرئیل انکی طرف کو گذرے تو انھوں
نے سر اپنے اٹھائے اور جبرئیل کو دیکھا تو خوف اُن کا دور ہوا اور آپسمیں کہا کہ کیا کہا پروردگار تمہارے نے اور پھر آپسمیں جواب دیا کہ ایک نے
دوسرے سے کہا کہ حق اور راست فرمایا خدا نے پس جب کہ فرشتوں کا خوف سے یہ حال ہے تو وہ بدون اذن کے کسکی شفاعت کرسکتے ہیں اور بت جو کہ
پتھر یا لکڑیاں ہیں وہ کسیکی کیا شفاعت کریں گے اور یہ اس صورت میں ہے کہ قلوبہم کی ضمیر ملائکہ کی طرف پھیری اور بعضے کفار کی طرف پھیرتے ہیں اور معنی

اسکے اس طرح سے کہتے ہیں کہ جس وقت کفار کے دل سے خوف کو دور کریں آخرت میں یا مرنے کے وقت تاکہ وہ کلام ملائکہ کا سنیں اور حجت انپر لازم ہوجائے
تو ملائکہ ان سے کہیں کہ تمہارے خدا نے کیا کہا تھا کفار کہیں کہ حق کہا تھا یعنی اقرار کریں سب احکام کا کہ جو کچھ پیغمبروں پر نازل کیا تھا دنیا میں یعنی اصول
کا اور فروع کا سب اقرار کریں اور پھر خدا فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار سے کہ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ کون روزی دیتا ہے تمکو مِّنَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں سے
مینہ برسا کر اور اسکے اسباب پیدا کر کے وَالْاَرْضِ اور زمین سے روئیدگی کو اُگا کر پس جس وقت کہ وہ خاموش ہوں اور الزام کھا کر جواب نہ دیویں اور
اگرچہ دلوں میں اپنے جانتے ہیں کہ خدا ہی روزی دیتا ہے لیکن زبانوں سے اپنی اقرار نہ کریں تو پس تو ہی خود قُلْ کہہ تو اللّٰهُ خدا ہی روزی دینیوالا
ہے اسواسطے کہ سوال کا بجز اسکے جواب نہیں ہے اور انکی خاموشی کر انکو کہہ تو وَاِنَّآ اور بتحقیق ہم گروہ مومنین کے کہ روزی دینے والے کو ایک جانتے ہیں اور اس کی
پرستش کرتے ہیں اَوْ اِيَّاكُمْ یا تم اے کافرو کہ پتھروں اور لکڑیوں کو پوجتے ہو اور خدا کے شریک کرتے ہو انکو لَعَلٰى هُدًى البتہ اوپر ہدایت کے ہیں اَوْ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یا بیچ گمراہی ظاہر کے یعنی ہم میں سے اور تم میں سے پوچھتے ہو ایک ہدایت پر ہے اور ایک گمراہی پر اسواسطے کہ نہ تو دونو حق پر ہیں اور
نہ دونو باطل پر اور یہ قول مانند کلام حق والے کے ہے کہ جھوٹے کو کہے کہ خدا اپنے بندے جانتا ہے کہ ہم میں اور تم میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے یا تو میں سچا
ہوں اور تو جھوٹا ہے اور یا میں جھوٹا ہوں اور تو سچا ہے باوجود اسکے کہ وہ کہنے والا جانتا ہے کہ میں حق پر ہوں اور یہ مخاطب جس سے کہ میں کہتا ہوں
باطل پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام بطریق لف ونشر کے ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ بتحقیق ہم البتہ ہدایت پر ہیں اور تم گمراہی پر ہو قُلْ کہہ تو اے محمد
اُنسے کہ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ نہ سوال کئے جاؤ گے تم عَمَّآ اَجْرَمْنَا اس چیز سے کہ گناہ کیا ہے ہم نے وَلَا نُسْـَٔلُ اور نہ سوال کئے جاوینگے ہم عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ اس چیز سے کہ عمل کرتے ہو تم بلکہ ہر ایک شخص اپنے عمل سے سوال کیا جائے گا اور موافق اسکے جزا پاوے گا قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اُن سے کہ يَجْمَعُ
بَيْنَنَا جمع کریگا درمیان ہمارے رَبُّنَا پروردگار ہمارا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا پھر حکم کرے گا درمیان ہمارے بِالْحَقِّ ساتھ حق اور انصاف کے اس طرح سے
کہ جو حق پر ہے اسکو بہشت میں داخل کرے گا اور جو کوئی باطل پر ہے اسکو دوزخ میں داخل کرے گا وَهُوَ الْفَتَّاحُ اور وہ حکم کرنے والا ہے سب امور میں
الْعَلِيْمُ جاننے والا ہے حکم کی کیفیت کو موافق حکمت کے قُلْ کہہ تو اے محمد ان سے کہ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ دکھلاؤ تم مجھکو ان لوگوں کو کہ اَلْحَقْتُمْ
بِهٖ لاحق کیا ہے تمنے ساتھ اس خدا کے شُرَكَآءَ شریکوں کو یعنی مجھکو دکھلاؤ تم کہ کس صفت پر بتوں کو خدا کے شریک کرتے ہو عبادت میں کہ ان کا
مستحق ہونا عبادت میں مجھ پر واضح ہو اور الحقتم صلہ الذین کا ہے اور عائد موصول کی محذوف ہے اور تقدیر اسکی الحقتموہم بہ ہے اور شرکاء حال ہے ضمیر
محذوف سے كَلَّا نہ ایسا ہے کہ بتوں کے واسطے کوئی صفت ہو کہ جسکے سبب سے وہ مستحق عبادت کے ہوں اور خدا کے شریک ہوں عبادت میں
بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ بلکہ وہ خدا غالب ہے سب پر پس کون اسکا شریک ہوسکتا ہے الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق مصلحت کرتا ہے اور بعد
اسکے خدائے تعالے اپنے پیغمبر کی نبوت کو بیان کرتا ہے کہ تیری نبوت عام ہے سب خلقت پر چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اور نہیں بھیجا
ہے ہمنے تجھکو اے محمد اِلَّا كَآفَّةً مگر عام اور شامل لِّلنَّاسِ واسطے آدمیوں کل کے کالے کے اور سفید کے سب کے واسطے اور کافہ بمعنی صدر ہے مثل
عافیت اور عاقبت کے اور ارسلناک کے کاف سے حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ آیت میں تقدیم او تاخیر ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ وما ارسلناک
الا للناس کافۃ یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے تجھکو مگر واسطے آدمیوں کے سب کے اور بعضے کہتے ہیں کافہ بمعنی ہمہ آیا ہے اور کف سے مشتق ہے اور کف بمعنی
باز رکھنے کے ہے یعنی باز رکھے گا باز رکھنا واسطے آدمیوں کے بَشِيْرًا خوشخبری دینے والا بہشت کی نعمتوں کا واسطے ایمان لانیوالوں کے
وَّنَذِيْرًا اور ڈرانیوالا واسطے شرک کرنے والوں کے یہ دونو بھی حال واقع ہوئے ہیں وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا يَعْلَمُوْنَ
نہیں جانتے ہیں تیرے کمالوں اور فضیلتوں کو اور انکی جہالت کو تیری مخالفت میں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خدا نے محمدؐ کو شریعتیں نوحؑ
اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی عطا کیں اور کل پر انکو پیغمبر کر کے بھیجا ہے جن پر اور انسان پر اور کالے پر اور گورے پر اور عربی پر اور عجمی پر اور حضرت
صادق علیہ السلام نے ایک مرد سے پوچھا کہ خبر دے تو مجھکو پیغمبر خدا کے حال سے کہ عام سب آدمیوں کے واسطے پیغمبر تھے کیا خدا قرآن میں نہیں فرماتا ہے

وما ارسلناك الا كافة للناس یعنی اہل مشرق اور مغرب پر سب پر پیغمبر کرکے بھیجا تجھکو کیا رسولخدا نے اپنی رسالت سبکو پہنچا دی ہی اس مرد نے کہا کہ نہیں
جانتا ہوں دوسرے نے کہا کہ رسولخدا نہیں باہر نکلے مدینہ سے پس کیونکر پہنچا دی انھوں نے رسالت اپنی مشرق اور مغرب والوں کو پھر فرمایا کہ حکم کیا خدا نے جبرئیل کو
پس انھوں نے زمین کو اکھاڑا اور اپنے پروں پر اٹھا کر رسولخدا کے روبرو کیا وہ حضرت کے سامنے مثل ہتیلی کے تھے کہ اس وقت کل اہل مشرق اور مغرب کی طرف
نظر کرتے تھے اور خدا کی توحید کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور اپنی موت کی طرف پس کوئی شہر اور گاؤں باقی نہ رہا مگر یہ کہ رسولخدا نے انکو رسالت اپنی
پہنچا دی یہ روایت ایسی ہے جیسے کہ آیہ الست بربکم قالوا بلی اور اصل یہ ہے کہ وہ حضرت کل آدمیوں پر پیغمبر ہیں لیکن حضرت کو سب جگہ جانا اور پھرنا ہر شہر
اور ملک میں ضرور نہیں ہے خدا نے لوگوںکو عقل دی ہے انکو خود چاہیے کہ دین حق کی تلاش کرلیویں لیکن لوگوںکو دین کا کچھ خیال نہیں ہے اور نہ اسکی جستجو منظور
ہے بلکہ دنیا کی تلاش میں جا بجا پھرتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ خدا نے مجھکو پانچ خصلتیں وہ دی ہیں کہ انبیا سابقین میں سے وہ
خصلتیں کسیکو نہیں دی ہیں اور یہ میں اپنا فخر کرکے نہیں کہتا ہوں بلکہ خدا کی نعمتوں کو شمار کرکے کہتا ہوں اور واسطے ادا کرنے اسکے شکر کے کہتا ہوں
ایک تو یہ ہے کہ میں پیغمبر ہوا ہوں ہر کالے اور گورے پر اور ترک و ہند اور عرب عجم پر اور دوسرے یہ کہ زمین کو میرے واسطے پاک کیا ہی اور تمام زمین کو مسجد
بنایا ہے جس جگہ چاہوں تیمم کروں اور نماز پڑھوں اور تیسرے یہ کہ غنیمت کو حلال کیا ہے اور پہلے مجھ سے کسیکو واسطے حلال نہیں کیا تھا اور چوتھی یہ کہ نصرت
پائی میں نے دشمنوں پر خوف کے ساتھ ایک مہینہ کی راہ سے مجھ سے ڈر کر بھاگتے تھے اور میرے مقابلہ کی تاب نہیں لاتے تھے اور پانچویں یہ کہ بات
شفاعت امت کی میرے ہاتھ میں ہے کہ ہر بندہ کی میں شفاعت کروں جو کہ شرک نہیں کرتا ہے اور یہ خصوصیت اور بزرگی ہے اس حضرت کی کہ پیغمبر
ہوئے کل آدمیوں پر اور جنوں پر اور سوائے ان حضرت کے کوئی پیغمبر تمام جن و انس پر پیغمبر نہیں ہوا ویقولون اور کہتے ہیں وہ کفار اپنی جہالت اور
عناد اور گمراہی سے کہ متی هذا الوعد کب ہی یہ وعدہ ثواب اور عذاب کا اور قیامت ہونے کا ان کنتم صادقین اگر ہو تم
اے پیغمبر اور مومنین راست کہنے والے قل کہہ تو اے محمد کہ لکم میعاد یوم واسطے تمہارے وعدہ ہے اس دن کا کہ جس وقت پہنچے وہ دن تو
لا تستاخرون نہ تاخیر کروگے تم عنہ اس روز سے ساعة ایک ساعت ولا تستقدمون اور نہ آگے بڑھو گے تم یعنی
تم قادر نہیں ہو کہ روز قیامت کو وقت معین اور مقرر سے پہلے کردو یا اپنی اجلوں کے دنونکو کم یا زیادہ کردو اور صحیح یہ ہے کہ مراد روز قیامت سے ہی
اور کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے بعض یہودیوں سے جو کہ ایمان لائے تھے پوچھا کہ محمد صلعم قیامت کو جو کہتا ہے کہ وہ ہوویگی یہ راست ہی یا نہیں ان لوگوں
نے کہا کہ ہمنے تعریف اسکی کتابوں میں پڑھی ہے کہ وہ پیغمبر حق ہے ابوجہل وغیرہ نے کہا کہ ہم تمہاری کتابوں پر بھی ایمان نہیں رکھتے یہ آیت نازل ہوئی
وقال الذین کفروا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے بعضے اہل کتاب سے جو کہ ایمان لائے تھے لن نؤمن ہرگز نہ ایمان لاویں
گے اور نہ اعتقاد کریں گے ہم بهذا القرآن ساتھ اس قرآن کے کہ محمد پر نازل ہوا ہے ولا بالذی اور نہ ساتھ اس کتاب کے کہ بین
یدیه آگے اسکے ہے کہ وہ توریت اور انجیل ہے اور اب اللہ تعالی انکے انجام کار سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ ولو تری
اور اگر دیکھے تو اے محمد اذ الظالمون موقوفون جس وقت ظلم کرنے والے اپنے نفسوں پر کفر کرکے کھڑے کیے جائیں گے عند ربہم
نزدیک پروردگار اپنے کے واسطے جواب دینے کے تو البتہ کار سخت اور پر ہول دیکھے تو کہ یرجع رجوع کریگا بعضہم الی بعض بعضا انکا طرف بعضوں کی
القول بات کو کہ ایک شخص دوسرے شخص سے گفتگو کرے گا اور جھگڑے کی راہ سے یقول الذین استضعفوا کہینگے وہ لوگ کہ بیچارے گنے گئے
تھے اور پیرو تھے للذین استکبروا واسطے ان لوگوں کے کہ سرکشی اور تکبر کیا انھوں نے اور وہ ان بیچاروں ناتوانوں کے پیشوا اور سردار بنے
ہوئے تھے پس وہ ناتوان لوگ ان سرکشوں سے کہینگے کہ لولا انتم اگر نہوتے تم یعنی اگر تم ہمکو نہ بہکاتے تو لکنا مومنین البتہ ہوتے ہم ایمان
لانیوالے ساتھ خدا اور پیغمبر پر لیکن تمنے ہمکو گمراہ کیا اور ایمان سے باز رکھا اور جس وقت وہ سرکش سنینگے تو قال الذین استکبروا کہینگے وہ لوگ کہ
سرکشی کی ہی انھوں نے از روئے انکار کے للذین استضعفوا واسطے ان لوگوں کے کہ ناتوان اور بیچارے رہے ہیں کہ انحن صددنا

ع ۴ النصف

کہ کیا ہمنے باز رکھا تھا تمکو عن الھدیٰ رہنمائی سے بعد اذ جاءکم پیچھے اسکے کہ آئے وہ رہنمائی تمہارے پاس بل کنتم بلکہ تھے تم اپنی ذات سے مجرمین
گناہ کرنیوالے اور شرک کو اختیار کرنے والے اور ہم نے تمکو ہرگز نہیں بہکایا ہے تم اپنے اختیار سے بدون بہکانیکے کفر اور شرک کرتے تھے وقال الذین
استضعفوا اور کہینگے وہ لوگ کہ ناتوان اور بیچارے رہے تھے للذین استکبروا واسطے ان لوگوں کے کہ سرکشی کی تھی انھوں نے کہ ایسا نہیں
ہے کہ جو تم کہتے ہو کہ ہمنے نہیں بہکایا ہے بل مکر اللیل والنھار بلکہ مکر رات کا اور دن کا تمہارے ایمان کا منع کرنے والا ہوا اذ تامروننا
جس وقت کہ حکم کرتے تھے تم ہمکو ان نکفر باللہ یہ کہ کفر کریں ہم ساتھ خدا کے ونجعل لہ اور کریں ہم واسطے اس کے اندادا شریک
پس دونو فرقے تابع اور متبوع بعد گفتگو کے پشیمان ہوں واسروا الندامۃ اور پوشیدہ رکھیں وہ پشیمانی کو ہر ایک دوسرے سے بسبب خوف اور رسوا
ہونیکے لما راوا العذاب جس وقت کہ دیکھیں وہ عذاب کو اور یا یہ کہ وہ پیشوا بہکانے والے ندامت کو پوشیدہ رکھیں ان لوگوں سے کہ جنکو بہکایا تھا جب
وقت کہ دیکھیں وہ عذاب کو وجعلنا الاغلال اور کریں ہم طوقوں کو فی اعناق الذین کفروا بیچ گردنوں ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انھوں نے
خواہ تابع ہو خواہ متبوع ھل یجزون کیا جزا دیے جاوینگے وہ یعنی نہیں جزا دیے جاوینگے وہ الا ما کانوا یعملون مگر وہ چیز کہ تھے وہ عمل کرتے
اور بعد اسکے واسطے تسلی رسول خدا کے فرماتا ہے کہ وما ارسلنا اور نہیں بھیجا ہمنے فی قریۃ من نذیر بیچ کسی بستی کے کوئی ڈرانیوالا یعنی کوئی پیغمبر
ہمنے نہیں بھیجا ہے الا قال مترفوھا مگر یہ کہ کہا نعمت کے پلے ہووں اسکے نے یعنی اس بستی کے سرکشوں نے کہا ان پیغمبروں سے کہ انا بما ارسلتم
بہ کافرون تحقیق کہ ہم ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم ساتھ اسکے کفر کرنے والے ہیں اور ہم تمپر ایمان نہ لاوینگے وقالوا نحن اکثر اموالا
واولادا اور کہا ان لوگوں نے کہ ہم زیادہ ہیں باعتبار مالوں کے اور اولاد کے یعنی ہمارے تمسے مال اور اولاد زیادہ ہے اور اموالا اور اولادا تمیز واقع ہوئی ہیں
یعنی جس وقت کہ ہمارے مال اور اولاد تم سے زیادہ ہوئے تو ہم تم سے نبوت کے دعوے میں زیادہ لائق ہیں وما نحن بمعذبین اور نہیں ہیں ہم عذاب
کیے گئے اس واسطے کہ خدا نے ہمکو دنیا میں نعمت دی ہے تو آخرت میں بھی ہمکو عذاب کر کے خوار اور ذلیل نہ کریگا اور یا یہ کہ سر سے عذاب ہی کے منکر تھے کہ عذاب ہی
نہو گا کہ ہمکو عذاب کریں اللہ تعالیٰ انکے گمان کو رد کرتا ہے کہ دنیا میں مالدار ہونا آخرت کے عذاب کو منع نہیں کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قل کہہ تو اے
محمد انکے جواب میں کہ ان ربی تحقیق پروردگار میرا یبسط الرزق فراخ کرتا ہے روزی کو لمن یشاء واسطے جس کے چاہتا ہے کافروں میں سے
موافق مشیت اور مصلحت کے نہ واسطے بزرگی اور فضیلت اُن کے کے ویقدر اور تنگ کرتا ہے جس کے واسطے چاہتا ہے روزی کو موافق مصلحت کے نہ واسطے
ذلت بندے کے ولکن اور لیکن اکثر الناس اکثر آدمی لا یعلمون نہیں جانتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ کثرت مال اور اولاد شرافت کی
جہت سے ہے وما اموالکم اور نہیں ہیں مال تمہارے کہ تمکو ہمنے دیے ہیں ولا اولادکم اور نہ فرزند تمہارے کہ تمکو عطا کیے گئے ہیں۔
بالتی تقربکم وہ چیز کہ نزدیک کرے تمکو عندنا زلفیٰ نزدیک ہمارے قربت کو اس واسطے کہ قربت ہماری ایمان اور اعمال نیک سے ہوتی
ہے اور تمکو وہ نصیب نہیں ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ الا من امن مگر جو شخص کہ ایمان لائے وعمل صالحا اور عمل کرے نیک اسکو ہمارا قرب
حاصل ہوتا ہے نہ مال اور اولاد سے فاولئک پس یہ گروہ جو کہ ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں لھم جزاء الضعف واسطے ان
کے ہے بدلا دوچند ایک کے بدلے دس بلکہ سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ خدا کے فضل اور عنایت سے بما عملوا بسبب اس چیز کے کہ عمل کیا ہے
انھوں نے محض واسطے خوشنودی خدا کے وھم فی الغرفات اور وہ بیچ بالاخانوں بہشت کے امنون امن میں ہونے والے ہیں ہول
اور سختیوں سے والذین یسعون اور جو لوگ کہ کوشش کرتے ہیں فی ایاتنا بیچ آیتوں ہماری کہ ان کے باطل کرنے کے در پے ہیں اور انپر
طعن کرتے ہیں معاجزین عاجز کرنے والے ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ہمکو اپنے گمان میں وہ عاجز کرتے ہیں قرآن کے نازل کرنے سے کہ ہم
نازل نکر سکیں اور یا یہ کہ اپنے گمان میں وہ لوگوں کو اسکے قبول کرنے اور اسپر ایمان لانے سے عاجز کرتے ہیں اور یا یہ کہ ہمکو عاجز کرتے ہیں اس طرح سے کہ ہمارے
قبضہ قدرت سے نکلجاویں اور یا یہ کہ ہمارے انبیا کو عاجز کرتے ہیں اولئک یہ لوگ کوشش کرنے والے قرآن کی آیتوں کو باطل کرنے میں فی العذاب

مُحْضَرُوْنَ یعنی عذاب دوزخ کے حاضر کئے گئے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اِنَّ رَبِّیْ تحقیق پروردگار میرا یَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ یَّشَآءُ واسطے جس شخص کہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهٖ بندوں اپنے میں سے جو کہ مومن اور فرمانبردار ہیں کہ اپنی رحمت اور عنایت محض سے دیتا ہے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے روزی کو لَهٗ واسطے اسکے اپنی مصلحت سے کہ ایک بار تو روزی کو ایک بندہ پر فراخ کرتا ہے اور دوسری بار اُسی پر تنگ کرتا ہے بطریق مصلحت یہ آیت ایک شخص کے واسطے ہے اور پہلے دو شخص کے واسطے تھی وَمَآ اَنْفَقْتُمْ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم مِّنْ شَیْءٍ کسی چیز میں سے راہ خدا میں فَهُوَ پس وہ خدا یُخْلِفُهٗ عوض دیتا ہے اسکو جلدی یا دیر میں دنیا میں کہ دولت اسکی زیادہ کرتا ہے اور یا آخرت میں ثواب اسکا عطا کرتا ہے کہ بہشت میں داخل کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالے امر اپنا نازل کرتا ہے ہر شب جمعہ کو آسمان سے دنیا پر اول رات سے اور ہر شب کو تہائی رات اخیر میں اور آگے اسکے فرشتہ ہوتا ہے کہ وہ آواز کرتا ہے کہ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ توبہ اسکی قبول ہو کیا کوئی گناہوں سے بخشش چاہنے والا ہے کہ گناہ اس کے بخشے جائیں کیا کوئی سوال کرنیوالا ہے کہ اسکو دیا جائے خداوندا دے تو ہر خرچ کرنے والے کو راہ خدا میں عوض اور بدلا اور ہر بخیلی کرنے والے کا مال تلف اور برباد کر یہاں تک کہ طلوع کرے فجر اور جس وقت فجر ظاہر ہوتی ہے تو امر خدا کا پھر جاتا ہے طرف عرش کے پھر تقسیم کرتا ہے روزی کو درمیان بندوں کے پھر فرمایا کہ یہی مراد ہے قول حقتعالے سے وما انفقتم من شیء فهو یخلفه اور امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ جو کوئی کشادہ کرے ہاتھ اپنا ساتھ نیکی کے کہ راہ خدا میں لوگوں کو دے جس وقت پاوے خدا اسکو اسکا بدلا اور عوض دیوے گا کہ دنیا میں خرچ کرے اور آخرت کے لئے واسطے اسکے دو چند ثواب جمع رکھیگا اور حضرت امام رضا نے اپنے غلام سے فرمایا کہ آج تو نے راہ خدا میں کچھ خرچ کیا ہے پس کہا کہ نہیں قسم ہے خدا کی پس فرمایا کہ کہاں سے خدا عوض دے گا ہمکو اور جابر بن عبد اللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ہر خرچ کہ مومن کرے خدا تعالے اسکا عوض دیتا ہے کہ اسکا ضامن ہوا ہے مگر جو کچھ کہ دنیا میں گناہ میں خرچ کرے کہ اسکا عوض نہ دیوے گا پس چاہیے کہ بندہ عیال کی خوف سے ہاتھ کو اپنے خرچ کرنے سے بند نہ کرے اس واسطے کہ خدا روزی اسکو پہنچاویگا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اور وہ خدا بہتر روزی دینے والوں کا ہے اور فرماتا ہے کہ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ اور یاد کر تو اس روز کو کہ جمع کریں ہم ان کفار کو اور مراد اس سے بنو ملیح ہیں خزاعہ میں سے کہ ملائکہ کی پرستش کرتے تھے پس روز قیامت ہم جمع کرینگے جَمِیْعًا سبکو ثُمَّ یَقُوْلُ پھر کہیں ہم اور حفص یقول پڑھتا ہے غائب کا صیغہ وہ تو جگہ یعنی خدا اسکو جمع کرکے پھر کہے لِلْمَلٰٓئِكَةِ واسطے فرشتوں کے اَهٰٓؤُلَآءِ کیا یہ لوگ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ تمکو تھے وہ پرستش کرتے یہ سوال مشرکین کے ملامت کرنیکے واسطے ہے اور شفاعت ملائکہ سے انکی طمع کرنے کے واسطے اور جس وقت ملائکہ کو یہ خطاب ہو تو قَالُوْا سُبْحٰنَكَ کہیں وہ کہ پاک ہے تو اس سے کہ تیرے غیر کی پرستش کریں اَنْتَ وَلِیُّنَا تو ہی ہے والی اور معبود ہمارا اور ہم تیری بندگی میں اپنے تئیں قصور مند جانتے ہیں پھر اپنے تئیں ہم کس طرح معبود مقرر کریں اور یا یہ کہ تو ہی دوست ہمارا ہے مِنْ دُوْنِهِمْ سوائے انکے پھر ہم کیونکر انکی پرستش کرنے سے راضی ہوتے کہ درمیان ہمارے اور ان کے کوئی علاقہ دوستی کا نہیں ہے اور ایسا نہیں ہے کہ کفار ہماری پرستش کرتے ہوں بَلْ كَانُوْا بلکہ کہتے تھے وہ کہ اپنی جہالت سے یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ عبادت کرتے تھے شیاطین کو کہ تیرے غیر کی پرستش کرتیں وہ انکی فرمانبرداری کرتے تھے اور ان کے بہکانے سے اور وسوسہ ڈالنے سے غیروں کو عبادت کرتے تھے اور یا یہ کہ طرح طرح کی صورتیں بنکر انکے خیال میں وہ شیاطین آتے تھے کہ وہ انکو ملائکہ جانتے تھے اور انکی پرستش کرتے تھے کہ اَكْثَرُهُمْ اکثر ان آدمیوں کے بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ساتھ ان دیووں کے ایمان لانیوالے ہیں یعنی انکی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں فَالْیَوْمَ پس آج کے دن کہ دن قیامت کا ہے اور سب حکم واسطے خدا کے ہیں لَا یَمْلِكُ مالک نہیں ہوتا ہے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ بعض تمہارا واسطے بعض کے نَّفْعًا نفع کو وَّلَا ضَرًّا اور نہ ضرر کو یعنی جو کہ باطل اور جھوٹے معبود ہیں وہ اپنی پرستش کرنیوالوں کو فائدہ اور انکے غیروں کو ضرر نہیں پہنچا سکتے ہیں اس واسطے کہ یہ عالم اعمال کے جزا دینے کا ہے اور جزا دینے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے وَنَقُوْلُ اور کہیں ہم اس روز لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا واسطے ان لوگوں کہ ظلم کیا ہے انہوں نے خدا کے غیر کی عبادت کرکے کہ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ چکھو تم عذاب آتش دوزخ کا الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ وہ آتش دوزخ کہ تھے تم

ساتھ اسکے تکذیب کرتے اور جھٹلاتے اور کہتے کہ عذاب آتش دوزخ کا ہرگز نہو گا اور پھر خدا حال کفار کا بیان کرتا ہے وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ اور
جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے آيَاتُنَا آیتیں ہماری کہ جو قرآن میں ہیں کہ بَيِّنَاتٍ روشن اور ظاہر ہیں یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت محمد
اُن کافروں کے روبرو قرآن کی آیتیں پڑھتا ہے تو قَالُوا کہتے ہیں وہ کفار آپس میں کہ مَا هَٰذَا نہیں یہ محمد کہ اس کلام کو پھر پڑھتا ہے إِلَّا رَجُلٌ
مگر ایک مرد کہ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ چاہتا ہے کہ بند کر دے تمکو اور باز رکھے عَمَّا كَانَ اس چیز سے کہ تھے يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ عبادت کرتے باپ
تمہارے اور آباؤکم فاعل یعبد کا اور اسم کان کا محذوف ہے اور تفسیر کرتا ہے اسکی آباؤکم اور تقدیر اسکی عما کان آباءکم یعبدونہ ہے وَقَالُوا اور کہا انھوں
نے کہ مَا هَٰذَا نہیں ہے یہ قرآن کہ محمد پھر پڑھتا ہے إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى مگر جھوٹ کہ بنا لیا گیا ہے اور خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے وَقَالَ الَّذِينَ
كَفَرُوا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے مکہ کے لوگوں میں سے لِلْحَقِّ واسطے حق کے کہ وہ نبوت ہے یا اسلام ہے یا قرآن ہے لَمَّا جَاءَهُمْ جس وقت آیا
وہ حق انکے پاس کہ إِنْ هَٰذَا نہیں ہے یہ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ مگر جادو ظاہر اور اب خبر دیتا ہے خدا کہ جو کچھ یہ کفار کہتے ہیں محض پیروی باپ دادوں کی ہے اور
عناد سے کہتے ہیں اور دلیل انکے پاس کوئی نہیں ہے جو کچھ کہ کہتے ہیں بدون دلیل کے کہتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا آتَيْنَاهُم اور نہیں دی ہمنے ان کفار
مکہ کو مِّنْ كُتُبٍ کتابیں نازل کی گئیں کہ ہمیشہ يَدْرُسُونَهَا پڑھتے ہوں وہ انکو اور ان میں سے دلیل لائیں وہ قرآن یا اسلام کی یا پیغمبر
الزمان کی نبوت کے باطل ہونے پر وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ اور نہیں بھیجا ہمنے طرف ان کفار کے قَبْلَكَ پہلے تجھ سے زمانہ فترت میں بعد عیسیٰ علیہ السلام
کے مِن نَّذِيرٍ کوئی ڈرانے والا یعنی کوئی پیغمبر ہمنے نہیں بھیجا ہے تجھ سے پہلے کہ انکو اس طرف شرک کے بلاتا ہو اور نہ جھٹلایا کہ اس نے انکو حکم دیا ہو
وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ اور جھٹلایا ان لوگوں نے کہ پہلے انسے تھے پیغمبروں اپنے کو جیسے کہ یہ لوگ تجھکو جھٹلاتے ہیں وَمَا بَلَغُوا اور نہیں
پہنچے ہیں وہ مکہ والے مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ دسویں حصے اسکے کہ دیا تھا ہمنے ان لوگوں کو زیادتی قوت کی اور درازی عمر کی اور کثرت مال اور
اولاد کی اور یا یہ کہ نہیں پہنچے تھے وہ لوگ پہلے دسویں حصہ اسکے کو کہ دیا ہمنے مکہ والوں تیرے زمانہ کے آدمیوں کو دلیلوں روشن اور حجتوں ظاہر میں سے
فَكَذَّبُوا رُسُلِي پس جھٹلایا انھوں نے پیغمبروں میرے کو فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ پس کیونکر تھا انکار کرنا میرا اوپر اور نہ پسند کرنا انکا اور انکو بیخ اور
بنیاد سے اکھاڑ ڈالنا اس جھٹلانے کے سبب سے پس چاہیے کہ قوم تیری اے محمد ڈریں ان حالوں سے کہ وہ نہ مثل انکے ہلاک ہو جائیں اور کیف خبر کان کی ہے
اور نکیر اسکا اسم ہے اور نکیر مصدر ہے مثل عذیر کے قُلْ کہہ تو اے محمد مکہ والوں سے کہ إِنَّمَا أَعِظُكُم سوائے اسکے نہیں کہ نصیحت کرتا ہوں میں تمکو
بِوَاحِدَةٍ ساتھ ایک خصلت کے کہ وہ بہت نیک ہے یا ساتھ ایک کلمہ کے نصیحت کرتا ہوں میں تمکو أَن تَقُومُوا یہ کہ اٹھو تم لِلَّهِ واسطے خدا کے
اور سیدھے کھڑے ہو خالصۃً للہ میرے امر میں مَثْنَىٰ دو دو وَفُرَادَىٰ اور ایک ایک تاکہ انبوہ میں پریشان خاطر نہو ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا
پھر تامل کرو تم اور سوچو تم میرے امر میں ابتدا سے انتہا تک تاکہ جانو تم کہ مَا بِصَاحِبِكُم نہیں ہے اس صاحب تمہارے کو مِّن جِنَّةٍ کوئی
جنوں اور دیوانگی کہ باعث ہو پیغمبری کے دعوے کا اور البتہ تم اسکے کمال کو پہچانتے ہو کہ اسکو جنون نہیں ہے اس واسطے کہ جو بات اسکی ہے وہ
دلیل کے ساتھ ہے اور معجزہ کے ساتھ پس بہ یقین وہ اپنے دعوے میں راستگو ہے إِنْ هُوَ نہیں ہے وہ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم مگر ڈرانیوالا واسطے
تمہارے بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ پہلے عذاب سخت کے کہ وہ عذاب آخرت ہے تاکہ اس عذاب سے نجات پاؤ ایمان اور عمل نیک کے وسیلہ
سے اور بہشت میں داخل ہو قُلْ کہہ تو اے محمد اُن سے کہ مَا سَأَلْتُكُم جو کچھ کہ سوال کرتا ہوں تم سے مِّنْ أَجْرٍ مزدوری سے رسالت کے ادا کرنے
پر فَهُوَ لَكُمْ پس وہ واسطے تمہارے ہے یعنی خدا کے احکام کے پہنچانے پر جو مزدوری تم سے میں چاہتا تھا وہ میں نے تمکو بخشی مراد اس سے سوال کا نہ کرنا
ہے یعنی تمسے کچھ مزدوری نہیں چاہتا ہوں إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ نہیں ہے مزدوری میری مگر اوپر خدا کے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ اور وہ
اوپر ہر چیز کے شَهِيدٌ گواہ ہے اور خبردار ہے پس جانتا ہے وہ صدق اور خلوص میری نیت کا میرے دعوے میں اور نصیحت کرنے کو بدون طمع اجر
کے قُلْ کہہ تو اے محمد ان سے کہ إِنَّ رَبِّي تحقیق پروردگار میرا يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ڈالتا ہے حق کو یعنی وحی کو بھیجتا ہے جس کے پاس

جاتا ہے اور یا یہ کہ حق کو پھیلاتا ہی عالم میں یعنی دین اسلام کو ظاہر کرتا ہے عَلَّامُ الْغُیُوْبِ جاننے والا غیبونکا ہے کہ کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے
قُلْ کہہ تو اے محمد کہ جَآءَ الْحَقُّ آیا ہے حق یعنی قرآن یا اسلام یا نبوت پیغمبر آخر الزمان کی وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ اور نہیں پیدا کرتا ہے باطل یعنی
ابلیس یا بت وَمَا یُعِیْدُ اور نہ اعادہ کرتا ہے کہ دوبارہ پیدا کرے اور یا یہ کہ نہ پیدا ہوتا ہے باطل اور نہ دعوی کرتا ہے بلکہ نیست اور نابود ہوتا ہے کہ
وہ کفر ہے جس وقت کہ آیا حق کہ وہ دین اسلام ہے اور امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کی ہی کہ رسولخدا صلعم مکہ میں داخل ہوئے اور گرد
کعبہ کے تین سو ساٹھ بت رکھے تھے وہ حضرت لکڑی سے انکو گراتے تھے اور فرماتے تھے کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا وما یبدئ الباطل وما
یعید یعنی آیا حق اور گیا باطل تحقیق باطل ہے جانے والا اور نہیں پیدا ہوتا ہے باطل اور نہ عود کرتا ہی اور اسیطرح ابن مسعود سے منقول ہی اور حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہی کہ مراد حق سے تلوار ہی واسطے جہاد کے کفار سے اور مراد باطل سے ہر معبود ہی سوائے خدا کے کہ جسکی پرستش کریں قُلْ کہہ تو اے محمد
کہ اِنْ ضَلَلْتُ اگر گمراہ ہوں میں حق سے کہ گمان تمہارا ہی فَاِنَّمَآ اَضِلُّ پس سوائے اسکے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہوں میں عَلٰی نَفْسِیْ اوپر نفس
اپنے کے یعنی وبال گمراہی کا میرے نفس پر ہے نہ کسی غیر پر وَاِنِ اهْتَدَیْتُ اور اگر ہدایت پائی میں نے فَبِمَا یُوْحِیْٓ پس بسبب اسکے ہی کہ وحی
بھیجتا ہی اِلَیَّ رَبِّیْ طرف میرے پروردگار میرا اس واسطے کہ توفیق اور ہدایت اسی کی عنایت سے ہی اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدائے پاک سَمِیْعٌ سننے والا
ہے بندوں کی باتوں کا قَرِیْبٌ نزدیک ہی انکے افعال سے پس وہ جاننے والا ہی ہر گمراہ اور ہدایت پانے والے کے قول اور فعل کا اور اسپر کچھ پوشیدہ نہیں ہی
اور اب خدائے تعالے کفار کو ڈراتا ہی چنانچہ فرماتا ہی وَلَوْ تَرٰٓی اور اگر دیکھے تو اے محمد کافروں کو اِذْ فَزِعُوْا جس وقت گھبرائیں وہ خوف سے نزدیک مرنیکے
یا بوقت اٹھنے کے قبروں سے یا روز جنگ بدر تو البتہ اسوقت بڑے ہول اور امر عجیب سوائے انکے دیکھے تو یہ جزا شرط کی ہی جو کہ محذوف ہی فَلَا
فَوْتَ پس نہو گا کوئی فوت ہونا کہ وہ ہم سے بھاگ کر کسی قلعہ میں چھپ جائیں اور عذاب کو ہمسے فوت کردیویں کہ اپنے اوپر عذاب نہونے دیویں
وَاُخِذُوْا اور پکڑے جائینگے وہ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ مکان نزدیک سے قبروں کے یا قدموں سے نیچے سے یا جس جگہ کہ وہ ہوئیں کہ خدا سے
قریب ہیں اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ گویا میں دیکھتا ہوں طرف قایم علیہ السلام کے اور تحقیق کہ وہ پتھر سے کمر کا تکیہ کرکے بیٹھا ہی اور آخر حدیث
میں فرمایا ہے کہ پس جس وقت آئے گا وہ صحرا میں تو خروج کرے گا طرف اسکے لشکر سفیان کا پس حکم کرے گا خدا زمین کو کہ وہ انکو قدموں تک دھسا لیگی اور یہی
مراد ہے قول حقتعالی سے ولو تری اذ فزعوا اور حذیفہ بن الیمان نے روایت کی ہی کہ رسولخدا نے فتنہ کا ذکر کیا کہ میان اہل مشرق اور مغرب کے واقع ہو گا
اور اسی حال پر ہونگے کہ اپر لشکر سفیانی خروج کرے گا وادی یابس سے یہانتک کہ جس وقت سفیان پہنچے دمشق میں تو دو لشکر کو روانہ کرے گا ایک مشرق کی
طرف اور دوسرا لشکر مدینہ کیطرف یہانتک کہ پہنچیں وہ بابل میں شہر ملعون بغداد سے اور تین ہزار سے زیادہ آدمیونکو قتل کریں اور ایکسو سے زیادہ عورتوں کو
فضیحت کریں اور تین سو کو قتل کریں بنی عباس سے پھر اتریں وہ طرف کوفہ کے اور اسکے گرد و نواح کو خراب اور برباد کریں پھر متوجہ ہوں طرف شام کے اور بعد
اسکے علم ہدایت کا کوفہ سے نکلے پس اس لشکر کو قتل کریں کہ کوئی خبر کرنے والا ان میں سے باقی نرہے اور انکے پاس غنیمتیں اور قیدی جو کچھ ہیں سب کو چھڑا
لیویں اور دوسرا لشکر مدینہ میں آوے اور تین روز تک اسکو لوٹیں اور تاراج کریں اور پھر وہ طرف مکہ کے متوجہ ہوں یہانتک کہ جس وقت وہ جنگل میں پہنچیں
تو خدا جبرئیل کو حکم کرے کہ اے جبرئیل جا تو اور انکو ہلاک کر جبرئیل اپنا پاؤں زمین پر ماریگا کہ وہ سب آدمی زمین میں دھس جائینگے اور کوئی امین سے باقی نرہیگا مگر دو مرد
کہ ایک تو انمیں سے مکہ کو جاوے انکی خبر دینے اور دوسرا سفیان کے پاس اور وہ لوگ اپنے قدموں سے زمین میں دھسیں اور یہی مراد ہی مکان قریب سے قول حقتعالے
میں اور یہی ذکر اس زمانہ کا ہی کہ جس زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام خروج کریں گے اور اس روایت کو ثعلبی نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے وَقَالُوْٓا اور کہیں
مشرکین مکہ لشکر سفیانی سے وقت پہنچنے یا وقت دیکھنے کے کہ اٰمَنَّا بِهٖ ایمان لائے ہم ساتھ اس محمد کے اور اسچیز کے کہ اسنے خبر دی ہے اور بہ کی ضمیر صاحب کی
طرف پھرتی ہے کہ وہ محمد ہے اور یا خدا کی طرف ضمیر کو پھرنا چاہیے غرض یہ ہی کہ وہ اس وقت اقرار کریں خدا کی وحدانیت کا اور اسپر ایمان لاویں وَ
اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ اور کہاں ہے واسطے انکے لینا ایمان کا مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ مکان دور سے کہ وہ آخرت ہے یعنی آخرت میں ایمان کو کیونکر لے سکتے ہیں

ایمان کو تو دینا سو لینا چاہی کہ مقام ایمان کے اختیار کرنیکا دنیا میں ہے اور عذاب کو دیکھ کر جو ایمان لائے یہ ایمان فائدہ نہیں بخشتا ہے اور بعضے کہتے ہیں
کہ مکان بعید سے مراد بہت دور اور بلند ہی کہ جیسے کہ کوئی چیز کو بہت بلندی سے ہاتھ اونچا کرکے نہیں لے سکتا ہے کہ محال ہی ایسی ہی عذاب کو دیکھ کر
ایمان لانا ہی کہ وہ قبول نہیں ہو سکتا ہی اور وہ ایمان بے فائدہ ہی اور مراد دور ہونے مکان سے دور ہونا فائدہ کا ہی کہ اس ایمان میں فائدہ نہیں ہی اور
جس وقت بیفائدہ ہوا تو ایمان لانا اور نہ لانا دونو برابر ہیں اور بعد دیکھنے عذاب کے انکا ایمان لانا کیونکر مقبول ہوگا وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ اور حال یہ ہے کہ
تحقیق کفر کیا ہے انھوں نے ساتھ اس خدا کے یا محمدؐ کے یا روز قیامت کے مِن قَبْلُ پہلے اس سے ایمان لانے کے زمانہ میں وَيَقْذِفُونَ
اور ڈالتے تھے وہ بِالْغَيْبِ ساتھ غیب کے مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ مکان دور سے یعنی غیب کی باتوں کو مکان دور سے کہتے تھے اپنے گمان سے کہ ہرگز
انکی خبر نہیں رکھتے تھے کہ اس سے بہت دور تھے اور علم اسکا انکو نہ تھا محمدؐ کو مجنون اور جادوگر اور شاعر کہتے تھے اور قرآن پر طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ
نہ بہشت ہی نہ دوزخ ہے نہ قیامت ہے اور کہتے تھے کہ جیسے ہمکو یہاں آسودگی ہے اگر قیامت ہی تو وہاں بھی ہمکو آسودگی ہوگی اور عذاب ہمکو ہرگز نہ
ہوگا یہ سب باتیں دور کی ہیں کہ جنکی کچھ خبر نہیں ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ اور جدائی ڈالی گئی ہوگی درمیان ان کے وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ اور درمیان
اس چیز کے کہ خواہش کریں وہ کہ اس جہاں میں ایمان ہمارا قبول ہو یا وقت مرنے کے یعنی البتہ ایمان کا قبول کرنا ان سے جدا کیا گیا ہوگا اور وہ اپنی
آرزو کو نہ پہنچیں گے كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِم جیسا کہ کیا گیا ہے ساتھ گروہوں انکی کے قوم کفار سے مِّن قَبْلُ پہلے اس سے کہ وہ بھی عذاب کو دیکھ کر
ایمان لانے لگے تو ان سے قبول نہ کیا گیا اور عذاب سے انکو نجات نہ ملی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان سے صحاب فیل ہیں کہ جو کعبہ کو ڈھانے آئے تھے إِنَّهُمْ
تحقیق کہ وہ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ تھے بیچ شک کے اضطراب میں ڈالنے والے دلوں کو یعنی وہ محمدؐ کے امر میں یا کار آخرت میں اور عذاب کے ہونے
میں بہت شک کرتے تھے سُورَةُ الْفَاطِرِ یہ سورہ مکی ہے مگر دو آیتیں کہتے ہیں کہ مکی نہیں ہیں ایک تو ان الذین یتلون الکتاب آخر تک اور
دوسری ثم اورثنا الکتاب آخر تک اور کل آیتیں اسکی چھیالیس ہیں اور ثواب اسکا سورہ سبا میں گزر گیا ہے اور اسکو سورہ ملائکہ بھی کہتے ہیں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ سب تعریفیں واسطے خدا کے ہیں کہ وہی سزاوار تعریف کا ہی فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا جَاعِلِ
الْمَلَائِكَةِ کردینے والا فرشتوں کا رُسُلًا پیغام لیجانے والے انبیاء کے پاس اور بہ الہام اولیا کے پاس اور سچے خوابوں میں مومنین کے پاس أُولِي
أَجْنِحَةٍ کہ صاحبان پر اور بازو ہیں وہ فرشتے کہ وہ بازو مَّثْنَىٰ دو دو ہیں وَثُلَاثَ اور تین تین ہیں وَرُبَاعَ اور چار چار ہیں اور اولی اجنحہ
صفت رسلا کی ہے اور مثنیٰ اور ثلاث اور رباع صفت اجنحہ کی ہے اور فرق بازوؤں میں فرشتوں کے کہ کسی کے کم ہیں اور کسی کے زیادہ ہیں یہ باعتبار
مرتبوں انکے کے ہے اور ان پروں اور بازو متفاوت سے اترتے اور چڑھتے ہیں اور سرعت کرتے ہیں اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعضے
فرشتے چھ بازو رکھتے ہیں کہ دو بازو کو تو بدن پر لپیٹے ہیں اور دو سے اڑتے ہیں اور دو منہ پر رکھتے ہیں حیا اور خوف خدا سے اس سے معلوم ہوا
کہ مراد حق تعالیٰ کی خصوصیت عدد کی نہیں ہے کہ چار سے زیادہ نہ ہویں چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ زیادہ
کرتا ہے بیچ پیدائش کے جو چاہتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہی کہ رسولخداؐ نے شب معراج جبرئیل کو دیکھا کہ اسکے چھ بازو تھے اور ابن شہاب
نے رسول خدا سے روایت کی ہے فرمایا کہ میں نے جبرئیل سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھکو اس صورت پر دیکھوں کہ جس صورت پر تجھکو خدا نے پیدا کیا ہے
جبرئیل نے چاندنی رات میں پر اپنے کھولے اور تمام روئے زمین کو گھیر لیا میں اسکو دیکھ کر بیہوش ہوگیا جس وقت ہوش میں آیا اسکے اسقدر بڑے ہونے
سے متعجب ہوا جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا میری پیدائش سے آپ تعجب کرتے ہیں اور بیہوش ہوگئے اگر اسرافیل کی خلقت کو دیکھو تو کیا حال ہو وہ بارہ
بازو رکھتا ہے اور ایک بازو اسکا مشرق میں ہی اور ایک مغرب میں اور عرش اسکے کاندھے پر ہے اور پاؤں اسکے ساتوں زمین پر ہیں اور سر اسکا عرش
سے گذر گیا ہے اور باوجود اس کے کبھی خوف خدا سے مانند چڑیا کے ہوجاتا ہے اور دوسری روایت میں ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ خدا کا پیدا کیا
ہوا ایک فرشتہ ہی کہ اسکو دردائیل کہتے ہیں اسکے سولہ ہزار بازو ہیں اور ہر بازو کے درمیان ہوا ہے اور وہ ہوا اسقدر ہی کہ جیسے زمین سے آسمان ہی

اور بعضی روایتیں ہیں کہ بعضے فرشتے اس قدر بڑے ہیں کہ انکے آنکھوں کے آنسو کے قطرے ہیں کشتی کبھی سو برس تک چلی جائے اور حضرت صادقؑ نے
فرمایا ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ میکائیل کو حکم کرتا ہے دنیا میں اترنیکا تو ہوتا ہے پاؤں انکا داہنا آسمان ہفتم پر اور دوسرا پاؤں زمین ہفتم پر
اور کچھ خدا تعالیٰ کے فرشتے ہیں کہ آدھے تو برف سے بنے ہیں اور آدھے آگ سے اور کہتے ہیں وہ کہ اے جمع کرنے والے برف اور آگ کے ثابت رکھ
تو ہمارے دلونکو اپنی طاعت پر اور فرمایا کہ خدا کے فرشتے ہیں کہ انکی کان سے آنکھ تک فرق پانسو برس کی راہ کا ہے اور فرشتے نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں
اور نہ مجامعت کرتے ہیں اور عرش کی ہوا سے زندگانی کرتے ہیں اور بعضے فرشتے ایسے ہیں کہ قیامت تک رکوع میں ہیں اور بعضے قیامت تک سجدہ
میں ہیں اور فرشتوں سے زیادہ کوئی خلقت خدا کی نہیں ہے اور ہر دن کو یا ہر رات کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں
پھر رسول خداؐ کے پاس جاتے ہیں اور پھر امیر المومنینؑ کے پاس پس سلام کرتے ہیں انپر اور پھر حسینؑ کے پاس آتے ہیں پس قیام کرتے ہیں انکے پاس
اور بوقت سحر انکے واسطے زینہ رکھا جاتا ہے اور پھر وہ کبھی نہیں آتے ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے خدا کی قدرت سے سوال کیا تھا حضرتؑ نے
کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور خدا کی تعریف بیان کی اور فرمایا کہ خدا کے ایسے فرشتے ہیں کہ اگر ایک فرشتہ ان فرشتوں میں سے زمین پر اترے تو زمین انکی گنجایش
نہ رکھے کہ نہایت بڑا ہے وہ اور ایسے ہی اسکے پر اور بازو بڑے بڑے ہیں اور بعضے ان میں سے ایسے ہیں کہ اگر جن اور انسان کو تکلیف دیجائے کہ ان
کا وصف بیان کرو تو نہ بیان کر سکیں انکے بدنوں کے جوڑوں کے آپس میں نہایت دور ہونے کے سبب اور ان کی صورت کے حسن ترکیب کی جہت سے
اور کیونکر وصف بیان کرے کوئی ان فرشتوں کا کہ جن کے دونو شانوں کے درمیان سات سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور بعضا ان میں سے ایسا ہے کہ اپنے
ایک بازو سے تمام دنیا کو گھیر لیوے اور اسکے بدن کا کیا ذکر ہے اور بعضے ان میں سے ایسے ہیں کہ آسمان انکے نیفہ کی جگہ تک ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ
قدم انکے نیچے کی ہوا پر ہیں کہ انکو قرار نہیں ہے اور ساتوں زمینیں انکے گھٹنوں تک ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ اگر تمام پانی ان کے انگوٹھے کے گڑھے
میں ڈالے جائیں تو اسمیں سما جائیں اور بعضے ان میں سے ایسے ہیں کہ اگر کشتی انکے آنسو میں ڈالی جائے تو ہمیشہ جاری رہے پس بزرگ اور برکت والا ہے
خدا بہت نیک پیدا کرنے والا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد زیادہ کرنے خلقت سے عام ہے خواہ ملائکہ ہوں خواہ جن اور انسان اور حضرت صادقؑ سے منقول
ہے کہ قضا و قدر مخلوق خدا کی ہیں اور خدا زیادہ کرتا ہے پیدائش میں جو چاہتا ہے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اوپر ہر چیز
کے قادر ہے پیدائش کے زیادہ کرنے پر اور ملائکہ کے بھیجنے پر مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ جس چیز کو کہ کھولتا ہے اور کشادہ کرتا ہے خدا لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے
یعنی انپر بھیجتا ہے خدا مِنْ رَّحْمَةٍ رحمت اور بخشش اپنی میں سے جیسے کہ نعمت اور عافیت اور صحت اور علم اور سوائے اسکے تو فَلَا مُمْسِكَ
لَهَا پس نہیں کوئی بند کرنے والا واسطے اسکے اور ما شرطیہ مفعول یفتح کا ہے اور ایسے ہی ما یمسک کا حال ہے وَمَا يُمْسِكْ اور جس چیز
کو کہ روکتا ہے خدا اپنی بخشش اور رحمت میں سے واسطے مصلحت کے تو فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ پس نہیں ہے کوئی بھیجنے والا واسطے اسکے مِنْۢ بَعْدِهٖ
پیچھے اس سے کہ خدا جس کو روک رکھے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ خدا غالب ہے ہر چیز میں چاہے کشادہ کرے چاہے روک رکھے کوئی اس سے
نزاع کرنیوالا نہیں ہے الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے کہ کشادہ کرنا اور بند کرنا اس کا موافق حکمت کے ہے۔ اور اب خدا
تعالیٰ اپنی نعمتوں کے ذکر اور شکر کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیو اذْكُرُوْا ذکر کرو تم اور یاد کرو تم زبان
اور دل سے نِعْمَتَ اللّٰهِ نعمت خدا کو کہ انعام کی ہے عَلَيْكُمْ اوپر تمہارے پس چاہیے کہ اقرار کرو تم اس کا اور اس کے عطا کرنے
والے کی طاعت میں مشغول رہو اور بعد اسکے اس امر کا ذکر کرتا ہے کہ جس کے سبب مستحق عبادت کا وہی ہے نہ غیر اسکا چنانچہ فرماتا ہے کہ هَلْ
مِنْ خَالِقٍ کیا ہے کوئی پیدا کرنے والا یعنی نہیں ہے غَيْرُ اللّٰهِ سوائے خدا کے کہ يَرْزُقُكُمْ روزی دیتا ہے تم کو مِّنَ السَّمَآءِ
آسمان سے باران رحمت نازل کر کے وَالْاَرْضِ اور زمین سے روئیدگی اگا کر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود قابل پرستش نہیں ہے مگر وہ خدائے پاک
فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ پس کہاں پھیرے جاتے ہو تم توحید سے اور طریق حق سے طرف شرک اور گمراہی کے اور کس وجہ سے تم خدا کا شریک مقرر کرتے ہو اور

ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد اس سے اہل مکہ ہیں کہ خدا نے انکو نعمت مکہ میں رہنے کی دی کہ وہ حرم محترم ہے اور قتل اور قید اور غارت ہونے سے
انکو محفوظ رکھا بخلاف اور عربوں کے جو کہ انکے گرد رہتے ہیں کہ دشمن اپر ظلم کرتے تھے پس خدا اس نعمت کو یاد دلاتا ہے تاکہ شکر گزاری میں انکی مشغول ہوں
اور مراد اس سے نعمت عافیت کی ہے اور اب خدا تعالی اپنے حبیب کی تسلی کرتا ہے کہ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ اور اگر جھٹلاتے ہیں وہ مکہ والے تجکو اے محمد کہ
تیری نبوت کو حق نہیں کہتے ہیں فَقَدْ كُذِّبَتْ پس تحقیق جھٹلائے گئے ہیں رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ پیغمبر پہلے تجھ سے اور انھوں نے
اپر صبر کیا ہے تاکہ ثواب کامل کو پہنچیں پس تو بھی ان کی پیروی کر صبر کرنے میں وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور طرف خدا کے
پھیرے جاتے ہیں سب کام اور تجکو صبر کرنے میں اور انکو جھٹلانے میں جزا دیگا اور بعد اسکے خدا تعالی لوگوں کو ڈراتا ہے دنیا پر غرور
کرنے سے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیو إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ تحقیق وعدہ خدا کا قیامت میں جزا دینے کا حَقٌّ حق ہے اور ہرگز اسمیں خلاف
نہیں ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا پس چاہیے کہ نہ فریب دیوے تمکو زندگانی دنیا کی اور اسپر مغرور ہو جاؤ کہ لذات اسکے تمکو غافل کریں آخرت
کے طلب کرنے سے اور اسکے واسطے کوشش کرنے سے وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ اور چاہیے کہ نہ فریب دیوے تمکو بِاللَّهِ ساتھ کرم اور بخشش اور رحم خدا تعالی کے
الْغَرُورُ وہ شیطان فریب دینے والا اس طرح سے کہ خدا کی بخشش پر تکیہ کر کے تم گناہ کرنے لگو اور خدا کے کرم کے بھروسہ پر حرام کے کرنے میں مشغول ہو اور
اپنے دل میں ٹھیراؤ کہ خدا تو بڑا غفور رحیم ہے بخشدیگا اس گناہ کو کرلو یہ وسوسہ شیطان کا ہے جو کہ تمہارے دل میں ڈالتا ہے اور چاہتا ہے
کہ شیطان تمکو توبہ کرنے سے باز رکھے اسطرح سے کہ تمہارے دل میں وسوسہ ڈالے اور تم اپنے دل میں کہنے لگو کہ ابھی تو جیتے ہیں آیندہ کو توبہ کریں
گے اور اس خیال سے تم توبہ نہ کرو اور گناہ ہمیشہ کرتے رہو اسی امید میں کہ آیندہ کو توبہ کر لیوینگے لیکن موت کا کیا حال معلوم اگر یکبارگی آگئی اور توبہ
نصیب نہوئی تو پھر گناہوں کے سبب سے گرفتار عذاب اور بلا ہو جاؤگے یہ فریب شیطان کا ہے کہ عداوت اور دشمنی کی جہت سے ایسا وسوسہ
تمہارے دل میں ڈالتا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ تحقیق شیطان واسطے تمہارے دشمن ہے قدیم سے فَاتَّخِذُوهُ
عَدُوًّا پس پکڑو یعنی اختیار کرو تم بھی اسکو دشمن اور اس سے ڈرتے رہو ہر حال میں ایسا نہو کہ تمکو فریب دیکر ہمیشہ کو عذاب میں مبتلا کروا کے
کہتے ہیں کہ کسینے ایک بزرگ سے پوچھا کہ شیطان سے کیونکر دشمنی کریں کہا کہ اپنے نفس کے خواہش کی پیروی مت کرو جو کہ مخالف شرع کے
ہو اور اپنی آرزو کے مطابق مت کرو اگر شرع سے اسمیں اجازت ہو اور جو کچھ کرو موافق شرع کے اور مخالف طبیعت کے کرو إِنَّمَا
يَدْعُو اسواے اسکے نہیں کہ بلاتا ہے شیطان مخالف شرع کے دنیا کی طرف رغبت دلا کر حِزْبَهُ گروہ اپنے کو جو آدمی کہ پیروی اور
فرمانبرداری اسکی کرتے ہیں لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ تاکہ ہوویں وہ یاروں دوزخ سے آپسمیں اور اب حال ان لوگوں کا بیان کرتا
ہے کہ جن لوگوں نے شیطان کی بات کو قبول کیا ہے اور فرماتا ہے کہ الَّذِينَ كَفَرُوا جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے اور شیطان کے کہنے کو قبول کیا ہے
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ واسطے انکے عذاب ہے سخت آخرت میں وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور شیطان کی
انھوں نے مخالفت کی ہے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے اچھے لَهُمْ مَغْفِرَةٌ واسطے انکے بخشش ہے پروردگار کی طرف
سے وَأَجْرٌ كَبِيرٌ اور اجر بڑا کہ ہمیشہ بہشت میں رہنا ہوگا اور فرماتا ہے خدا کہ أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ کیا پس وہ شخص کہ آراستہ کی گئی ہو واسطے اسکے
سُوءُ عَمَلِهِ برائی عمل اسکے کی فَرَآهُ حَسَنًا پس دیکھتا ہے اسکو نیک پس وہ مانند اس شخص کے ہے کہ برے عمل کو نیک نہیں دیکھتا ہے بلکہ نیک اور بد
میں وہ فرق کرتا ہے جواب أَفَمَنْ زُيِّنَ کا کہ محذوف ہے اور وہ لفظ میں وہ یہ ہے یعنی وہ شخص کہ آراستہ ہوا ہے واسطے اسکے عمل بد ایسا کہ وہ اپنے عمل بد کو اچھا جانتا ہے
اور باطل کو حق جانتا ہے وہ برابر اس شخص کے نہیں ہے کہ برے عمل کو برا جانتا ہے اور اچھے کو اچھا اپنی عقل سے اور دلیلوں سے اچھے اور برے میں فرق کرتا ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ جو کہ برے عمل کو اچھا دیکھتا تھا وہ ابوجہل تھا کہ شرک کو اور پیغمبر کی تکذیب کو اچھا جانتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہود اور نصاری
ہیں کہ عناد رسول خدا کو اچھا جانتے تھے اور یا خوارج ہیں اور سوء عمل انکا تاویلیں باطل ہیں فَإِنَّ اللَّهَ پس تحقیق خدا يُضِلُّ چھوڑ دیتا ہے گمراہی میں

پڑا ہوا مَنْ یَّشَاءُ جسکو چاہتا ہے اور وہ شخص وہ ہے کہ بسبب زیادتی عناد اور انکار کے لطف الٰہی اسمیں تاثیر نہیں کرتا ہی اس جہت سے خدا تعالیٰ نے
اسکو اسکے حال پر چھوڑ رکھا ہے اور اس سبب سے وہ بُرے کو اچھا اور اچھے کو بُرا دیکھتے ہیں وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اور رہنمائی کرتا ہے جس شخص کو
چاہتا ہے اور وہ ہر شخص ہے کہ طالب حق کا ہو اور اسکی تلاش کرتا ہو اور نیک کو نیک اور بد کو بد جانتا ہی خدا اسکو توفیق اور لطف عطا کرتا ہے کہ وہ
بد کو ترک کرتا ہے اور نیک پر عمل کرتا ہے فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ پس چاہیے کہ نہ جائے نفس تیرا یعنی ہلاک نہووے عَلَیْهِمْ اوپر اُن کے یعنی انکی
گمراہی پہ اور جھٹلانے پر تو اپنے نفس کو ہلاک مت کر حَسَرٰتٍ واسطے حسرتوں کے اور افسوسوں کے انکی ایمان نہ لانے پر تو رکھتا ہے یہ مفعول لہ واقع ہوا ہی
اور یا مصدر ہی فعل محذوف کا یعنی حسرت کرے تو بہت ہی حسرتیں کرنی طرح طرح کے بُرے فعلوں پر کہ ہر فعل انکا تقاضا افسوس کرنیکا کرتا ہی یعنی انکے فعلوں
پر حسرت مت کر اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ وہ جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ اور انکے ان فعلوں پر خدائے
تعالیٰ انکو سزا دیگا اور اپنی توحید کی دلیلیں بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ الَّذِیْ اور خدائے حق وہ شخص ہی کہ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بھیجا ہی
اس نے ہواؤں کو فَتُثِیْرُ پس اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں سَحَابًا بادل کو فَسُقْنٰهُ پس چلایا ہم نے اس بادل کو اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ طرف شہر
مردہ کے یعنی طرف زمین خشک کے فَاَحْیَیْنَا بِهِ پس زندہ کیا ہمنے ساتھ اس پانی کے جو اس بادل سے نازل ہوا ہی الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ
مَوْتِهَا بعد مرنے اس کے کے یعنی زمین کو بعد خشک ہونے کے ہمنے اس پانی سے ترو تازہ اور ہرا اور سبز کیا ہی كَذٰلِكَ اسیطرح یعنی مثل زندہ ہونے
زمین کے بعد مرنے کے النُّشُوْرُ اٹھنا ہے قبروں سے زندہ ہو کر آدمیوں کا بعد مرنیکے کہ یہ دونوں امر خدا کی قدرت کے نزدیک برابر ہیں اور دونوں یکساں
ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ تم مردہ زمین کے زندہ ہونیکا تو اقرار کرتے ہو اور آدمیونکا بعد مرنے کے اقرار نہیں کرتے ہو مَنْ كَانَ یُرِیْدُ جو کوئی
ہووے کہ ارادہ کرے اور چاہے الْعِزَّةَ عزت اور بزرگی کو تو خدا سے عزت کو طلب کرے کہ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا پس واسطے خدا کے ہی عزت ساری
اور جمیعًا حال واقع ہوا ہی یعنی خدا کو عزت دینے سے عزت حاصل ہوتی ہے اور پیغمبر اور مومنین اسکی عزت سے عزت والے ہیں اس واسطے کہ عزت اسکی فرمانبرداری میں
ہے اور ذلت اسکی مخالفت میں اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ پروردگار عالم ہر روز کہتا ہے کہ میں ہوں عزت والا پس جو کوئی ارادہ دنیا کی اور آخرت کی
عزت کا کرے تو پس چاہیے کہ وہ عزت والے کی فرمانبرداری کرے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ فرمایا خدا نے کہ میں نے پانچ چیزیں پانچ چیزوں میں رکھی
ہیں اور آدمی تلاش کرتے ہیں انکو دوسری پانچ میں پس کب پاوینگے وہ یعنی نہ پاوینگے میں نے رکھا ہی عزت کو اپنی فرمانبرداری میں اور آدمی تلاش کرتے
ہیں اسکو بادشاہوں کے دروازوں میں پس کب پاوینگے وہ اور میں نے رکھا ہی علم و حکمت کو بھوک میں اور آدمی طلب کرتے ہیں انکو سیری میں پس کب پاوینگے وہ
اور میں نے رکھا ہی راحت اور آرام کو بہشت میں اور آدمی تلاش کرتے ہیں اسکو دنیا میں پس کب پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے تونگری کو قناعت
میں اور آدمی طلب کرنا چاہتے ہیں کثرت مال میں پس کب پاویں وہ اسکو اور میں نے رکھی ہے رضامندی اپنی مخالفت میں خواہش نفس کی اور آدمی تلاش
کرتے ہیں اسکو خواہش طبیعت میں پس کب پاوینگے وہ اسکو اور فرمایا حضرت نے کہ خداوندا جو کوئی کہ دوست رکھے مجھکو پس روزی دے تو اسکو موافق گزارہ
اور حاجت کے اور جو کوئی دشمن رکھے مجھکو پس کثرت سے دے تو اسکو مال اور اولاد غرض حضرت کی یہ ہے کہ کثرت مال اور اولاد میں وہ خدا کو بھول
جاویگا اور اس سے غافل ہو جائے گا اور ہمیشہ اپنے مال و اولاد کے انتظام میں رہے گا اور اس سبب سے جہنم میں داخل ہو گا اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ فرماتا ہی
کہ جس سے عزت حاصل ہو وہ ایمان اور نیک عمل ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ طرف اس خدا کے چڑھتا ہی کلمہ پاک
یعنی قبول ہوتا ہے اسکی درگاہ میں اور کہتے ہیں کہ لفظ کلم جنس ہے اس واسطے اسکی صفت طیب آئی ہی کہ وہ مذکر ہے اور اگر وہ جمع ہوتا تو صفت اسکی
طیبہ آتی نہ طیب اور اکثر کہتے ہیں کہ لفظ کلم جمع ہی کلمہ کی اور جو لفظ ایسا ہو کہ اسمیں اور اسکے واحد میں فقط ہا کا فرق ہو تو وہ لفظ مذکر اور مونث
کے دونوں کے لیئے آتا ہے اس واسطے اسکی صفت طیب واقع ہوئی کہ لفظ مذکر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کی تقدیر بعض الکلم الطیب ہے اس صورت میں طیب
صفت بعض کی ہو گا نہ کلم کی اور معنی صعود کے بیان قبول کر چکے ہیں اس عمل کو اسکے صاحب سے اور جسوقت خدائے تعالیٰ اطاعت قبول کرتا ہی تو اسکو جزا

اور بلند ہو جیسے حدیث کرتے ہیں اسواسطے ملائکہ حق آدم کے اعمال کو اسی طرف جاتا ہے کلمہ پاک اور بلند کرتا ہے اسکو والعمل الصالح یرفعہ
اور عمل نیک بلند کرتا ہے اس کلمہ پاک کو اور محل قبولیت کو پہنچاتا ہے اور کلمہ طیب کو کہتے ہیں کہ تسبیح و ذکر کو شامل ہے تکبیر اور تسبیح اور دعا اور قرآن کے
پڑھنے کو سبکو اور رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ تسبیح اربع ہے یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر جس وقت بندہ اسکو
کہتا ہے تو ملائکہ اسکو ہاتھ پر بلند کرتے ہیں اور اگر وہ عمل نیک سے خالی ہو تو قبول نہیں ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ خدائے تعالے قبول نہیں کرتا ہے قول مگر ساتھ عمل
صالح کے اور عمل صالح وہ ہے کہ بہ نیت خالص ہو اور موافق حکم خدا کے اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کلمہ اخلاص اور اقرار کرنا ان چیزوں کا کہ جو رسول خدا صلعم
کی سرکار سے لائے ہیں فرائض اور ولایت جناب امیر یہ بلند کرتے ہیں عمل صالح کو طرف خدا کے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ کلمہ طیب مومن کا زبان سے
کہنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وخلیفۃ رسول اللہ اور عمل صالح دل سے اعتقاد کرنا اسکا ہے کہ یہ حق ہے خدا کے پاس سے نہیں شک ہے اس میں اور
امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ واسطے ہر قوم کے عمل کرنے ایک شے حاصل ہوتی ہے کہ سچا کرتی ہے اسکو یا جھوٹا کرتی ہے پس جس وقت ابن آدم
زبان سے کہے اور سچا کرے عمل اسکا قول اسکے کو تو بلند کیا جاتا ہے قول اسکا بسبب عمل کے طرف خدا کے اور جس وقت کہ کہے زبان سے اور عمل اسکا مخالف ہو اس کے
کہنے کے تو رد کیا جاتا ہے اسکا قول سبب عمل ناپاک کی طرف اور پہنچایا جاتا ہے اسکو دوزخ میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ دوستی اہلبیت کی
ہے اور اشارہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ کی طرف اور فرمایا کہ پس جو کوئی نہ دوست رکھے ہمکو تو نہ بلند کریگا خدا اسکے عمل کو اور حضرت امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بہ نیت خالص کہے لا الہ الا اللہ تو جھڑ جاتے ہیں گناہ اسکے جیسے کہ جھڑتا ہے پوست سفید سے جس وقت دوسری مرتبہ
کہے بہ نیت خالص کہ لا الہ الا اللہ تو پھٹ جاتے ہیں اور کھل جاتے ہیں دروازے آسمانوں کے اور صفیں ملائکہ کی یہاں تک کہ ملائکہ بعض بعض سے کہتا ہے کہ خشوع
اور خضوع کرو تم واسطے بزرگی حکم خدا کے پس جس وقت تیسری مرتبہ کہتا ہے بہ نیت خالص لا الہ الا اللہ تو خدائے تعالے فرماتا ہے کہ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی
کہ البتہ بخشونگا کہنے والے کو میں بخشونگا جو گناہ کہ اسکا ہووے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ یعنی جس وقت کہ عمل اسکا خالص
ہووے تو بلند ہوگا قول اسکا اور کلام اسکا والذین یمکرون السیئات اور جو لوگ کہ مکر کرتے ہیں برائیوں کا یعنی مکر قریش کا جو نسبت بہ رسول خدا پوشیدہ
تاکہ ضرر اور آسیب حضرت کو پہنچائیں اور جو کچھ کہ دار الندوہ میں حضرت کے حق میں مشورہ کیا کہ یا تو اسکو قید کرو اور یا قتل کرو اور یا نکال دو اس شہر سے
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے شرک ہے یعنی اور وہ لوگ کہ شرک کرتے ہیں ساتھ خدا کے لھم عذاب شدید واسطے انکے ہے عذاب سخت آخرت
میں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد اس سے ریا والے آدمی ہیں کہ جو عذاب الیم میں گرفتار ہونگے ومکر اولئک ھو یبور لفظ ھو کا
فصل کا ہے درمیان مبتدا اور خبر کے یعنی اور مکر ان لوگوں کا فاسد اور ہلاک ہوگا بخلاف جزائے مکر کے خدا نے انکو دی ہے کہ وہ وقوع میں آئی اور وہ
قتل ہوئے اور انکا اخراج ہوا مکہ سے اور ریا یہ کہ ریا انکا کچھ فایدہ نہ بخشیگا اور فاسد اور باطل ہو جاویگا اور اب خدائے تعالے توحید کی دلیلیں بیان
کرتا ہے واللہ خلقکم اور خدا نے پیدا کیا ہے تمکو یعنی باپ تمہارے آدم کو من تراب مٹی سے یعنی اصل تمہاری مٹی ہے کہ پہلے تمکو مٹی سے پیدا کیا اور وہ
پیدائش تمہارے باپ کی ہے ثم من نطفۃ پھر پیدا کیا تمکو نطفہ سے کہ وہ پیدایش آدم کے فرزندوں سے شروع ہوئی ثم جعلکم پھر کر دیا تمکو
ازواجا جوڑے مرد اور عورت کو باہم کرکے کہ باعث پیدا ہونے اولاد کا ہے وما تحمل من انثی اور نہیں حاملہ ہوتی ہے کوئی عورت ولا تضع
نہ جنے الا بعلمہ مگر ساتھ علم اسکے کہ وہ حمل کو اور جننے اور مدت حمل کو کہ اسکی مقرر کی ہوئی ہے اور جو کچھ شکم میں ہے نر یا مادہ سب کو جانتا ہے وما
یعمر اور نہیں عمر دیا جاتا ہے من معمر کوئی عمر دیا گیا ولا ینقص اور نہیں کم کیا جاتا ہے من عمرہ عمر اس کے سے کہ وہ عمر دیا گیا ہے غرض
یہ ہے کہ عمر کا بڑھا دینا اور گھٹا دینا نہیں ہے الا فی کتاب مگر بیچ کتاب کے کہ وہ لوح محفوظ ہے اور اس میں سب لکھا گیا ہے اور اس سے باہر کوئی
امر نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نہیں زیادہ ہوتی ہے عمر اور نہ کم ہوتی ہے مگر وہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ اگر فرمانبرداری کرے
گا خدا کی فلانا فلانے وقت تک باقی رہیگا اور اگر نافرمانی کریگا تو کم کیا جاویگا اسکی عمر سے جو کہ مقرر ہوئی ہے اور طرف اسکے اشارہ کیا ہے رسول خدا نے

کہ فرمایا ہے کہ صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا آباد کرتا ہے گھروں کو اور زیادہ کرتا ہے عمروں کو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ نہیں جانتا ہوں میں ایسی شے کہ جو زیادہ کرے عمر میں مگر ملاپ رکھنا رشتہ داروں سے یہانتک کہ ایک آدمی کی عمر مثلاً تین سال کی ہو اور وہ صلہ رحمی کرے تو خدائے تعالیٰ تیس برس اسکی عمر میں بڑھادے پس عمر اسکی تینتیس سال کی ہو جائے اور بعد اسکے اسکو موت آئے اور اگر عمر ایک آدمی کی تینتیس سال کی ہو اور وہ اپنے قریبوں سے قطع کرے پس خدائے تعالیٰ تیس سال اسکی عمر میں سے گھٹادے اور عمر اسکی تین برس کی رہجائے اِنَّ ذٰلِكَ تحقیق کہ وہ زیادہ اور کم کرنا عمر کا عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ اوپر خدا کے آسان ہے چاہے زیادہ کرے عمر کو چاہے کم کرے اس میں سب قدرت ہے اور اب اپنی قدرت کاملہ کا ذکر کرتا ہے کہ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ اور نہیں برابر ہیں دو دریا هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ یہ پانی شیریں خوش مزہ ہے کہ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ خوش گوار ہے پینا اس کا اور آسانی سے حلق کے نیچے اُترنے والا ہے وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور یہ دوسرا پانی کھاری کڑوا ہے وَمِنْ كُلٍّ اور ہر ایک دریا سے نکال کر تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا کھاتے ہو تم گوشت تازہ یعنی مچھلیوں کو وَتَسْتَخْرِجُوْنَ اور نکالتے ہو تم ان دریاؤں میں سے حِلْيَةً زیور کو یعنی موتی اور مونگا وغیرہ کہ اس کا زیور بناتے ہو تم اور زیور بنا کر تَلْبَسُوْنَهَا پہنتے ہو تم اسکو یعنی عورتیں تمہاری اس کو پہنتی ہیں وَتَرَى الْفُلْكَ اور دیکھتا ہے تو اے دیکھنے والے کشتیوں کو فِيْهِ بیچ اس دریا کے کہ مَوَاخِرَ پھاڑتے ہیں آب دریا کو چلنے سے کہ شدت سے چلتے ہیں لِتَبْتَغُوْا تاکہ طلب کرو تم مِنْ فَضْلِهٖ فضل میں خدا کے سے روزی کو تجارت کرکے وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر کرو اس نعمت کا يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے مثلاً موسم گرما میں چھ بجے دن ہوتا ہے اور موسم سرما میں چھ بجے رات ہو جاتی ہے اور جو وقت کہ دن کا تھا اس میں رات داخل ہو گئی وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے مثلاً موسم سرما میں جو چھ بجے رات ہوتی ہے موسم گرما میں وہ وقت دن ہو گیا ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور حکم کیا آفتاب کو اور مہتاب کو کہ كُلٌّ يَّجْرِيْ ہر ایک انہیں سے چلتا ہے اپنے اپنے مقام پر لِاَجَلٍ مُّسَمًّى واسطے ایک مدت نام رکھی گئی کے جو کہ انکے چلنے کے واسطے مقرر ہے کہ اپنے دورہ کو تمام کریں اور یا یہ کہ قیامت تک چلیں اور پھر چلنے سے بند ہو رہیں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ وہ خدا کہ کرنیوالا ان چیزوں کا ہے رَبُّكُمْ پروردگار تمہارا ہے لَهُ الْمُلْكُ واسطے اسکے ہے بادشاہی وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ اور جنکو کہ پکارتے ہو تم اور قتیبہ نے کسائی سے یدعون پڑھا ہے یا سے غائب کا صیغہ یعنی اور جو لوگ کہ پکارتے ہیں اور پرستش کرتے ہیں مِنْ دُوْنِهٖ سوائے اُس خدا کے اوروں کو مثل بتوں اور ستاروں کے مَا يَمْلِكُوْنَ نہیں مالک ہیں وہ بت وغیرہ مِنْ قِطْمِيْرٍ مقدار پوست تخم خرما کے جو اسپر لپٹا ہوتا ہے اور وہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اِنْ تَدْعُوْهُمْ اگر پکارو تم انکو جو کہ معبود باطل تمہارے ہیں اے مشرکو واسطے حاصل کرنے نفع اور دور کرنے ضرر کے تو لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ نہ سنیں گے وہ پکارنے تمہارے کو اسواسطے کہ وہ پتھر اور لکڑی وغیرہ ہیں وہ کیا سنیں گے وَلَوْ سَمِعُوْا اور اگر سنیں وہ تمہارے پکارنے کو ہم نے فرض کیا لیکن مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ نہ جواب دیں گے وہ تمکو اور تمہاری مراد کو وہ پورا نہ کریں گے اس واسطے کہ وہ نفع پہنچانے اور ضرر کے دور کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہیں اور یا یہ کہ تمکو اسواسطے وہ جواب نہ دیں کہ وہ تم سے بیزار ہیں بسبب اسکے کہ تم ان کو معبود کہتے ہو اور وہ اس دعوے کا انکار کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور دن قیامت کے يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ کفر کریں گے وہ معبود ساتھ شرک کرنے تمہارے یعنی اقرار کرینگے وہ اس شرک کے باطل کرنیکا کہ جو تم کرتے ہو اور تمہاری پرستش کا انکار کریں کہیں کہ ہمنے تمکو کب کہا تھا کہ ہماری پرستش کرو تم اور بروز قیامت خدا انکو گویا کرے گا اور وہ اپنی پرستش کرنیوالوں کو بہت ملامت کرینگے وَلَا يُنَبِّئُكَ اور نہ خبر دیگا تجھکو تمام امور کی حقیقت سے اور درستی اور خرابی اور نفع اور ضرر سے اشیاء کے کوئی خبر دینے والا مِثْلُ خَبِيْرٍ مانند خبردار کے جو کہ حقیقت سب امور سے واقف ہے اور وہ خدائے پاک ہے کہ ہر ایک شی کی حقیقت سے اطلاع رکھتا ہے اور جانتا ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ جو کچھ میں نے تمکو خبر دی ہے بتوں سے اور بتوں کی پرستش کرنیوالوں سے یہ سب حق ہے اس واسطے کہ میں جس امر کی خبر دیتا ہوں اس سے بہت خبردار ہوں جو حق کہ خبردار ہونیکا ہے اور خدا اپنی بے نیازی اور بندوں کی عاجزی اور محتاج ہونا

بیان کرتا ہے کہ جس سے اسکا معبود حق ہونا اور غیروں کا باطل ہونا لازم آئے چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اے آدمیو اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى
اللّٰهِ تم محتاج ہو طرف خدا کے اپنی جانوں میں اور روزی میں اور اسکے راضی ہونے میں اور بہشت کے داخل کرنے میں وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ اور خدائے
پاک بے نیاز ہے سب کا نعمت دینے والا الْحَمِيْدُ سراہا گیا اپنی ذات میں اور لفظ ہو کا فصل ہے درمیان مبتدا اور خبر کے اور اب خدائے تعالیٰ اپنا غضب ظاہر کرکے
میں فرماتا ہے کہ اِنْ يَّشَاْ اگر چاہے خدا يُذْهِبْكُمْ لیجاوے تمکو زمین سے اور ہلاک کرے اے کافرو وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ اور لاوے خلقت نئی کو یعنی
تمہارے سوا اور قوم کو پیدا کرے کہ وہ فرمانبرداری کریں وَمَا ذٰلِكَ اور نہیں ہے وہ لیجانا تمہارا اور لانا قوم دوسری کا عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اوپر خدا کے
دشوار بلکہ نہایت آسان ہے اور اب اپنے عدل کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ اور نہیں اٹھاتا ہے کوئی نفس اٹھانے والا
وِّزْرَ اُخْرٰى بوجھ گناہ دوسرے کا یعنی ایک آدمی دوسرے آدمی کا گناہ اپنے ذمہ نہیں لے سکتا ہے بلکہ ہر ایک آدمی اپنے ہی گناہ کا بوجھ اٹھاویگا
نہ دوسرے کے گناہ کا اور تزر کا فاعل وازرۃ کی ضمیر مونث کی نفس کی طرف پھرتی ہے اور اُخرٰی کا لفظ بھی مونث نفس کی جہت سے آیا ہے مراد اس سے نفس ہے
وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اور اگر بلاوے نفس بھاری اور بوجھل گناہوں سے دوسرے نفس کو اِلٰى حِمْلِهَا طرف اٹھانے ان گناہوں اسکے کے تو
لَا يُحْمَلْ مِنْهُ نہ اٹھائی جاویگی اس سے شَيْءٌ کوئی چیز اس کے گناہوں میں سے وَّلَوْ كَانَ اگرچہ وہ شخص کہ جسکو بلاتا ہے گناہ کے اٹھانے کو ذَا
قُرْبٰى صاحب قرابت کا اور یگانگت کا مثل باپ اور ماں اور بھائی اور بہن کے اسواسطے کہ سب ماندہ اور اپنے اپنے حال میں گرفتار ہونگے کہتے ہیں کہ
قیامت میں ماں اور اسکے فرزند کو میدان حشر میں لاکر کھڑا کریں گے کہ دونوں گناہوں سے گرانبار ہوں اور ماں اپنے گناہوں کو یاد کرکے اپنے فرزند سے
کہے کہ حق جننے اور دودھ پلانے اور پرورش کرنیکا بجا لا اور ایک گناہ کو میرے تو اٹھالے فرزند کہے کہ میں خود درماندہ ہوں اور اپنے گناہوں میں گرفتار ہوں
اور اہل عناد اور کفار کو جو ڈرانا اور وعدہ عذاب کا ذکر کرنا کچھ فائدہ نہیں کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ سوائے اسکے نہیں کہ ڈراتا ہے تو
ان لوگوں کو اے محمد کہ جو يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ڈرتے ہیں وہ پروردگار اپنے سے بِالْغَيْبِ ساتھ غیب کے کہ عذاب غائب ہے اور اسکو نہیں دیکھا
ہے اور بدون دیکھے ہوئے اس سے ڈرتے ہیں اور جس وقت لوگوں سے غائب ہوتے ہیں تنہائی میں اور پوشیدہ سب سے عبادت کرتے ہیں اور عذاب خدا سے خوف
کرکے روتے ہیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرتے ہیں وہ نماز کو کہ ہمیشہ پڑھتے رہتے ہیں وَمَنْ تَزَكّٰى اور جو کوئی پاکیزہ اور پاک ہووے
گناہوں سے فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى پس سوائے اسکے نہیں کہ پاک ہوتا ہے لِنَفْسِهٖ واسطے نفس اپنے کے کہ وہ پاکیزگی اسکی نفس کو بخشے گی وَاِلَى
اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور طرف خدا کے ہے پھرنا سبکا واسطے جزائے اعمال کے پس پاکیزہ لوگوں کو عوض نیک عطا ہوگا اور فرماتا ہے کہ وَمَا يَسْتَوِي
الْاَعْمٰى اور نہیں برابر ہے اندھا کہ وہ گمراہ یا جاہل ہے وَالْبَصِيْرُ اور بینا کہ وہ مومن یا عالم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مثال واسطے
پروردگار عالم کے اور بتوں کی ہے یعنی بت کہ کسی چیز کو دریافت نہیں کرسکتے ہیں اور خدائے تعالیٰ دانا اور بینا ہے اس واسطے فرمایا کہ نہیں برابر ہے
اندھا اور بینا وَلَا الظُّلُمٰتُ اور نہ اندھیری کہ وہ باطل ہے وَلَا النُّوْرُ اور نہ روشنی کہ وہ حق ہے وَلَا الظِّلُّ اور نہ سایہ کہ وہ ثواب
ہے وَلَا الْحَرُوْرُ اور نہ دھوپ اور گرمی کہ وہ عذاب ہے دوزخ کا یعنی اندھا بینا کے برابر نہیں ہے اور اندھیرا روشنی کے برابر نہیں ہے اور سایہ دھوپ
کی حرارت کے برابر نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شبکی ہوائے گرم کو حرور کہتے ہیں اور دنکی ہوائے گرم کو سموم وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ اور نہیں برابر ہیں زندے
وَلَا الْاَمْوَاتُ اور نہ مردے یعنی مومنین کہ دل انکے زندہ ہیں خدا کی معرفت سے وہ برابر کافروں کے نہیں ہیں کہ دل انکے مردہ ہیں بسبب شرک کے
اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ تحقیق کہ خدا سنواتا ہے رہنمائی کی باتوں کو مَنْ يَّشَاۗءُ جسکو چاہتا ہے توفیق اور لطف عطا کرکے جو کوئی طالب حق کا ہو اور ہدایت
کی تلاش میں ہو نہ وہ لوگ کہ طریق عناد اور سرکشی میں گرفتار ہوں باوجود دیکھنے دلیلوں اور معجزوں ظاہر کے وَمَآ اَنْتَ اور نہیں ہے تو اے محمد
بِمُسْمِعٍ سنانیوالا آیات کا مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ان شخصوں کو کہ بیچ قبروں کے ہیں یعنی جو لوگ کہ سخت کافر ہیں اور حق کو نہیں سنتے ہیں خدا نے انکو مردے فرمایا ہے جو کہ
قبروں میں ہیں اور اسمیں مبالغہ رسول خدا صلعم کے ناامید کرنے کا ہے کفار کے ایمان لانیسے یعنی جیسے کہ سنوانا مردوں کا دشوار ہے تجھپر ایسے ہی سنوانا سخن

حق کا دشوار ہے جیسا کہ ان لوگوں کو کہ جو اصرار کرتے ہیں کفر پر اور حق کے سننے سے نفع جو حاصل ہونا ہے نہیں کرتے ہیں تو وہ گویا ایسے ہیں کہ سنتے ہی نہیں ہیں پس
مثل مردوں کے ہیں جو کہ قبروں میں ہیں تیرے قول کو اِنْ اَنْتَ نہیں ہے تو اے محمد اِلَّا نَذِيْرٌ مگر ڈرانے والا کہ تو ہمارے عذاب سے ان کو ڈرائے اور ہدایت
کے واسطے انکو ناچار کرنا تیرے ذمہ نہیں ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھکو اے محمد ساتھ دین حق کے کہ وہ اسلام ہے بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
خوشخبری دینے والا بہشت کی مومنین کو ڈرانیوالا کافروں اور گنہگاروں کو عذاب سے اور بشیرًا ونذیرًا حال واقع ہوئے ہیں وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ
اور نہیں ہے کوئی امت پہلی امتوں میں سے اِلَّا خَلَا فِيْهَا مگر کہ گذرا ہے درمیان انکے نَذِيْرٌ ڈرانے والا کہ وہ پیغمبر ہے یا وصی پیغمبر اس
واسطے کہ زمانہ حجت خدا سے خالی نہیں رہتا اور بعد اسکے رسولخدا کی تسلی کے لئے فرماتا ہے وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ اور اگر جھٹلاویں وہ تجھکو اے محمد صلعم یعنی
کفار قریش کے تو ان سے اسکا تعجب مت کر اور رنج اپنی طبیعت مبارک کو مت پہنچا کہ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ پس تحقیق جھٹلایا ہے ان لوگوں نے
کہ مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے ان سے تھے پیغمبروں اپنے کو کہ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ آئے انکے پاس پیغمبران کے بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ معجزوں کے اور دلیلوں
روشن کے وَبِالزُّبُرِ اور ساتھ نوشتوں آسمانی کے کہ وہ صحیفہ شیث اور ادریس اور ابراہیم کے تھے وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ اور ساتھ کتاب روشن کے کہ بیان
کرنیوالی حلال اور حرام کے حکموں کے تھی مثل توریت اور انجیل کے اور ان لوگوں نے اسکو جھٹلایا اور ایمان اسپر نہ لائے ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پھر پکڑا
میں نے ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور عذاب میں انکو گرفتار کیا انکے جھٹلانے کے سبب فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ پس کیونکر تھا انکار میرا اُنپر اور نازل کرنا عذاب
کا اُنپر اور پیغمبر بطریق تہدید کی بیان کرتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے دیکھنے والے کہ اَنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا نے اپنی قدرت اور رحمت سے اَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ نازل کیا ہے آسمان سے مَآءً پانی کو کہ وہ باران رحمت ہے فَاَخْرَجْنَا پس نکالا ہمنے اپنی قدرت سے بِهٖ ساتھ اس پانی کے ثَمَرٰتٍ
پھلوں کو کہ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا مختلف ہیں رنگ انکے اور قسم قسم کے ہیں مثل خرما اور انگور اور انار کے اور مختلفًا صفت ثمرات کی ہے اور الوانہا
فاعل مختلفًا کا ہے وَمِنَ الْجِبَالِ اور پہاڑوں سے کہ پیدا کئے ہوئے ہمارے ہیں جُدَدٌ رستے ہیں بِيْضٌ سفید وَّحُمْرٌ اور سرخ کہ
مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا مختلف ہیں رنگ انکے کہ کوئی زیادہ سرخ ہے اور کوئی کم سرخ ہے وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ اور سیاہ نہایت کالے وَمِنَ
النَّاسِ اور آدمیوں سے وَالدَّوَآبِّ اور زمین پر چلنے والے جاندروں سے وَالْاَنْعَامِ اور چارپایوں سے کہ یہ سب پیدا کئے ہوئے ہمارے ہیں
مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ مختلف اور طرح طرح کے ہیں رنگ انکے كَذٰلِكَ اسیطرح سے جیسے کہ رنگ پھلوں کے اور پہاڑوں کے مختلف ہیں اور فرماتا ہے
کہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ سوائے اسکے نہیں کہ ڈرتے ہیں خدا سے مِنْ عِبَادِهِ بندوں اسکے سے الْعُلَمٰٓؤُا علما اسواسطے کہ شرط خوف کرنے کی جاننا
خدا کا اور واقف ہونا اسکی صفات کا اور افعال کا ہے اور اسی مقام سے ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میرا خوف خدا کیطرف سے تم سے زیادہ ہے اور یہ
فرمایا ہے کہ جو کوئی تم میں سے خدا کو زیادہ جانتا ہے وہ خدا سے زیادہ ڈرتا ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ علما سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جن
کا قول مطابق انکے فعل کے ہے اور جو کوئی ایسا نہیں ہے وہ عالم نہیں ہے اور حضرت سجادؑ نے فرمایا ہے کہ علم خدا کا اور جاننا اسکا عمل سے ملا ہوا ہے پس
جو کوئی کہ پہچانیگا خدا کو تو خوف کریگا اس سے اور برانگیختہ کریگا اسکو خدا کا پہچاننا طرف عمل کے کہ وہ مشغول ہو طاعت خدا میں اور علما راہ حق کے
کرنیوالے علم کے وہ لوگ ہیں کہ پہچانتے ہیں خدا کو پس عمل نیک کرتے ہیں واسطے اسکے اور رغبت کرتے ہیں طرف اسکے اور تحقیق کہ فرمایا ہے خدا نے
انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ تحقیق کہ خدا غالب ہے بدلا لینے میں ان لوگوں سے جو کہ کفر پر اصرار کرتے ہیں اور حد سے گذرتے
ہیں غَفُوْرٌ بخشنے والا ہے اسکو جو کہ توبہ کرے کفر سے اور گناہوں سے اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ تحقیق جو لوگ کہ پڑھتے ہیں کتاب
خدا کو یعنی قرآن کو اور اسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرتے ہیں نماز کو کہ ہمیشہ مع شرائط وارکان کے بجا لاتے ہیں
وَاَنْفَقُوْا اور خرچ کرتے ہیں وہ راہ خدا میں مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اس چیز سے کہ روزی دی ہے ہمنے انکو سِرًّا پوشیدہ یعنی پوشیدہ راہ خدا میں دیتے
ہیں کہ ریا سے محفوظ رہیں وَّعَلَانِيَةً اور ظاہر دیتے ہیں کہ اور لوگوں کو بھی دینے کی رغبت ہو اور یا یہ کہ صدقہ سنت کو پوشیدہ دیتے ہیں اور واجب

کو ظاہر میں کہ نہ دینے کی تہمت سے محفوظ رہیں اور یہ دونو چیز واقع ہوئے ہیں اور اس دیتے ہیں يَرْجُونَ امید رکھتے ہیں وہ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ
سوداگری کی کہ ہرگز نہ ہلاک ہو اور نہ کھوٹے اور نقصان والا ہووے وہ مراد اس سے ثواب ہی ہمیشہ کا کہ کبھی منقطع نہووے یعنی امید رکھتے ہیں وہ اس تجارت
کی کہ کبھی انہیں نقصان نہو لِيُوَفِّيَهُمْ تاکہ پورا دیوے انکو خدا بتولے أُجُورَهُمْ اجر انکے عملوں کے وَيَزِيدَهُم اور زیادہ دے انکو زیادہ کرکے
اُن کی نیکیوں کو مِّن فَضْلِهِ فضل اپنے سے دیکو یعنی ان کے عملوں پر نیکیوں کو زیادہ کرکے انکو اپنے فضل و کرم سے اور زیادہ دیکو اور رسولخدا نے
فرمایا ہے کہ وہ شفاعت ہے کہ جو خدا دیوے اس شخص کے واسطے کہ اسپر دوزخ واجب ہوئی ہو اور اسکے ساتھ اس نے دنیا میں نیکی کی ہو إِنَّهُ تحقیق کہ وہ خدا
غَفُورٌ بخشنے والا ہی انکے گناہوں کا شَكُورٌ قدردان ہے کہ مزدوری دینے والا ہے انکی اطاعت کا اور بعضے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت ان
لوگوں کے حق میں ہے کہ جو با امید ثواب قرآنکی تلاوت کرتے ہیں اور اب رسولخدا کی طرف خطاب کرکے فرماتا ہے کہ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ اور وہ چیز
کہ وحی کی ہے ہمنے طرف تیری مِنَ الْكِتَابِ کتاب سے کہ وہ قرآن ہے هُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے کہ مُصَدِّقًا سچا کرنے والا ہے لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
واسطے اسکے کہ آگے اسکے ہیں مثل توریت اور انجیل کے اور مطابق ہے انکو توحید اور عقائد میں اور مصدقًا حال واقع ہوا ہے إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا
بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ ساتھ بندوں اپنے کی البتہ خبردار ہے کہ انکی نیتوں کو جانتا ہے بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے انکے ظاہر حال کو اور قرآنکی تصدیق یا تکذیب
جو کرتے ہیں اسپر پوشیدہ نہیں ہے ثُمَّ أَوْرَثْنَا پھر وارث کیا ہمنے الْكِتَابَ کتاب کا یعنی قرآن کا الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا ان لوگوں کو کہ
برگزیدہ کیا ہمنے انکو مِنْ عِبَادِنَا بندوں اپنے سے اصطفینا کا مفعول لہ وہ ضمیر ہم کی ہی اور الذین کی طرف وہ پھرتی ہے وہ محذوف ہے یعنی
بعد اسکے کہ وحی کیا ہے ہمنے تجھ پر قرآن کو پس وارث کیا ہم نے اسکا اور میراث میں دیا ہی ہمنے ان لوگونکو کہ بعد تیری وفات کے ہونگے بندے تحقیق
کہ وہ برگزیدہ ہمارے ہیں فَمِنْهُمْ پس بعضے ان بندوں میں سے ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ظلم کرنے والے ہیں واسطے نفس اپنے کے کہ اُنسے قصور رہا ہی قرآن پر عمل کرنے
میں وَمِنْهُم اور بعضے انہیں سے مُّقْتَصِدٌ میانہ رو ہیں کہ اکثر اوقات قرآن پر عمل کرتے ہیں وَمِنْهُمْ اور بعضے ان میں سَابِقٌ
بِالْخَيْرَاتِ آگے بڑھنے والے ہیں ساتھ نیکیوں کے کہ ہمیشہ قرآن پر عمل کرتے ہیں بِإِذْنِ اللَّهِ بحکم خدا اسکی توفیق عطا کرنیسے اور یہی تفسیر
لوگوں میں مشہور ہے اور ضمیر منہم کی الذین اصطفینا کی طرف پھیرتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ ظالم لنفسہ وہ شخص ہے کہ جو حق امام زمانہ کا نہ پہچانے اور مقتصد وہ ہے کہ جو
حق امام زمانہ کا پہچانے اور سابق بالخیرات امام ہے اور ضمیر منہم کی عباد کی طرف پھرتی ہے نہ الذین اصطفینا کی طرف اس واسطے کہ جو برگزیدہ ہیں وہ
ظالم لنفسہ نہیں ہوتے اور اسکی تفسیر میں ابو درداء سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسولخدا نے کہ سابق تو وہ ہے کہ بغیر حساب بہشت میں جاویگا اور مقتصد
وہ ہے کہ جس سے تھوڑا سا حساب لیا جاویگا اور ظالم لنفسہ بعد دیر کے بہشت میں داخل ہوگا اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کہینگے کہ شکر ہے خدا کا کہ ہم سے رنج کو لیگیا اور
عائشہ سے روایت کرتے ہیں اُسنے کہا کہ بہشت میں جاوینگے لیکن سابق تو وہ ہے کہ جو رسولخدا کے زمانہ میں گذرا ہے اور حضرت نے اسکے بہشتی ہونیکی گواہی
دی ہے اور مقتصد وہ ہے کہ جسنے اُن حضرت کے چلن کی پیروی کی ہے انکے اصحاب میں سے یہانتک کہ انہیں جا ملا اور ظالم لنفسہ مثل میرا اور تمہارے ہے
اور دوسری روایت میں عائشہ سے یہ ہے کہ سابق وہ ہے کہ جو ہجرت سے پہلے ایمان لایا ہے اور مقتصد وہ ہے کہ جو بعد ہجرت ایمان لایا ہے اور ظالم ہم
ہیں اور عمر بن خطاب سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ اُسنے کہا کہ سابق ہمارا سابق ہے اور مقتصد ہمارا ناجی ہے اور ظالم ہمارا بخشا گیا ہے اور بعضے
لوگ انہیں سے کہتے ہیں کہ ظالم وہ ہے کہ جسکا ظاہر بہتر ہو اسکے باطن سے اور مقتصد وہ ہے کہ جسکا ظاہر و باطن یکساں ہو اور سابق وہ ہے کہ جسکا باطن
بہتر ہو انکے ظاہر سے اور سفیان ثوری نے سدی سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین و امام المتقین نے فرمایا کہ مینے رسولخدا سے اس آیت کی تفسیر میں سنا ہے
کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مراد الذین اصطفینا سے اور اورثنا الکتاب سے تیری اولاد ہیں اور بروز قیامت تیری اولاد قبروں سے باہر نکلیں تین گروہ ہونگے ایک تو وہ کہ
دنیا سے بے توجہ گئی ہیں اور دوسرے وہ کہ نیکیاں اور بدیاں انکی برابر ہوں اور تیسرے وہ کہ نیکیاں انکی گناہوں سے زیادہ ہوں اور امام محمد باقر و امام جعفر
صادق سے منقول ہے کہ برگزیدہ اور وارث علوم انبیا کے ہم ہیں اور بے شبہ یہی صحیح اور حق ہے اس واسطے کہ وہی ہیں جانتے حقیقتوں قرآن کی اور پہچانتے

واسطے حلال اور حرام کے اور احکام ملک علام کے اور ابو حمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ میں خدمت میں حضرت امام زین العابدین کے تھا کہ دو مرد عراق کے رہنے والے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اے فرزند رسول خدا ہمکو خبر کر اس آیت کی تفسیر سے فرمایا کہ اے اہل عراق تم یہ جانتے ہو کہ یہ آیت امت محمدؐ کے حق میں نازل ہوئی ہے پس تمپر لازم آیا کہ تمام امت محمد بہشت میں داخل ہو جیسے کہ اسکے بعد کی آیت سے ظاہر ہے اور میں جس وقت یہ سخن آنحضرتؑ سے سنا تو عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا یہ آیت کن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے فرمایا کہ واللہ ہم اہلبیت کے حق میں نازل ہوئی ہے اور تین مرتبہ اسیطرح فرمایا پھر میں نے پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا علی ابن ابیطالب کی اولاد میں سے ظالم لنفسہ کون ہے فرمایا کہ جسکی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں اور پھر میں نے پوچھا کہ مقتصد ان میں سے کون ہے فرمایا کہ جو لوگ اپنے مکانوں میں عبادت خدا میں مشغول ہوں اور تلاوت قرآن میں اپنی اوقات کو صرف کرتے ہوں یہانتک کہ انکو موت آئے اور پھر میں نے پوچھا کہ سابق بالخیرات کون لوگ ہیں انمیں سے فرمایا کہ جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور لوگونکو راہ راست کی طرف بلاتے ہیں جیسے کہ علی بن ابیطالبؑ اور اولاد طیبین انکی کہ معصوم ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت فاطمہ زہراؑ کی اولاد کے حق میں ہے لیکن نہیں داخل ہے اس میں فاطمہؑ کی اولاد میں سے وہ شخص کہ جسنے تلوار کھینچی اور لوگونکو طرف گمراہی کے بلایا یعنی جھوٹا دعویٰ امامت کا کیا کسینے پوچھا کہ ظالم لنفسہ کون ہے فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھنے والا کہ نہیں پہچانتا ہے حق امام کا اور مقتصد وہ ہے کہ امام کا حق پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے اور امام رضاؑ سے کسینے پوچھا تو فرمایا کہ یہ سب حضرت فاطمہ زہراؑ کی اولاد کے لوگ ہیں سابق بالخیرات امام ہے اور مقتصد امام کا پہچاننے والا ہے اور ظالم لنفسہ وہ ہے کہ جو امام کو نہیں پہچانتا اور دوسری روایت میں حضرت صادقؑ سے یہ ہے کہ ظالم لنفسہ ہم میں سے وہ شخص ہے کہ حق امام کا نہیں پہچانتا اور مقتصد ہم میں سے وہ ہے کہ حق امام کا پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات وہ امام ہے اور یہ سب بخشے جائینگے اور ایک روایت میں حضرت صادقؑ سے اسطرح منقول ہے کہ یہ آیت خاص اولاد فاطمہؑ کے واسطے ہے لیکن جسنے تلوار کھینچی اور آدمیونکو اپنے نفس کے واسطے بلایا طرف گمراہی کے کسینے اولاد فاطمہؑ میں سے تو وہ اس آیت میں داخل نہیں ہے کسینے پوچھا کہ کون شخص داخل ہے اس میں فرمایا کہ ظالم لنفسہ وہ ہے کہ نہ بلائے آدمیونکو طرف گمراہی کے اور نہ طرف ہدایت کے اور مقتصد ہم اہلبیت میں سے وہ ہے کہ حق امام کا پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ہم اہلبیت کے حق میں نازل ہوئی ہے کسی نے پوچھا کہ ظالم لنفسہ کون ہے فرمایا کہ جسکی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں ہم اہلبیت میں سے اور مقتصد کو پوچھا تو فرمایا کہ عبادت کرنے والا خدا کی دونو حال میں آسودگی اور صحت میں بھی اور فقیری اور مرض میں بھی یہانتک کہ آئے انکو موت اور سابق بالخیرات کو پوچھا تو فرمایا کہ وہ شخص کہ بلائے لوگوں کو طرف راہ پروردگار اپنے کے اور حکم کرے نیکی کا اور منع کرے برائی سے اور نہووے واسطے گمراہوں کے مددگار اور نہ راضی ہو حکم فاسقوں سے مگر وہ شخص کہ خوف کرے اپنے نفس اور دین پر اور نہ پائے مددگاروں کو اور حضرت زکی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جن کے حق میں آیت ہے وہ سب آل محمدؐ ہیں اور ظالم لنفسہ انمیں سے وہ ہے کہ نہ اقرار کرے امام کا اور مقتصد وہ ہے کہ جو امام کو پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے حاصل یہ کہ مراد ان لوگوں سے اولاد فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں اور اسطرح کی روایتیں بہت وارد ہیں اور غرض اس سے یہ ہے کہ وہ سب بخشے گئے ہیں اور ثابت ہوئی اس سے امامت حضرت علی علیہ السلام کی اور اولاد فاطمہؑ کی اس واسطے کہ جو کوئی برگزیدہ ہے اور وارث انبیا کا ہے وہی امام ہے **ذٰلِكَ** وہ وارث کرنا اور برگزیدہ کرنا ہے جو کہ اوپر کی آیت میں گذرا ہے **هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ** وہی فضل بڑا اور بزرگ ہے اور وہ فضل کیا ہے کہ اسکو خدائے تعالے بیان کرتا کہ **جَنّٰتُ عَدْنٍ** بہشتیں ہیں عدن کی اور جنات عدن فضل کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے اور بدل بھی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ مقتصد اور سابق بالخیرات ہیں کہ **يَدْخُلُونَهَا** داخل ہوں گے ان بہشتوں میں اس واسطے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ سابق بالخیرات بدون حساب کے بہشت میں جاویں گے اور مقتصد سے تھوڑا حساب ہوگا اور ظالم لنفسہ جو ہے وہ مقام حساب میں دیر تک رہیگا اور بعد اسکے بہشت میں جائیگا **يُحَلَّوْنَ فِيهَا** زیور پہنائے جاوینگے وہ بیچ ان بہشتوں کے **مِنْ أَسَاوِرَ** کنگنوں سے **مِنْ ذَهَبٍ** سونے کے یعنی طلائی خالص کے کنگنوں سے آراستہ کئے جاویں گے وہ **وَلُؤْلُؤًا** اور آراستہ کئے جاویں موتی

جنتیوں کے انعام و لباس و مقام کا ذکر

سے اور لؤلؤ کا عطف من اساور پر ہے نہ اساور پر اور کہتے ہیں کہ کنگن سونیکا موتی جڑا ہوا ز یور عرب کے بادشاہوں کا تھا جیسے کہ تاج عجم کے بادشاہوں کا
اسواسطے اسکی ذکر کی تخصیص ہوئی وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا اور لباس انکا بیچ ان بہشتوں کے حَرِيرٌ ریشمی ہے وَقَالُوا اور کہینگے وہ بہشتی جس وقت کہ دوزخ
سے بچیں اور بہشت میں داخل ہوں کہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تعریف اور شکر واسطے خدا کے ہے الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ جو کہ لیگیا ہمسے رنج کو
إِنَّ رَبَّنَا تحقیق پروردگار ہمارا لَغَفُورٌ البتہ بخشنے والا گنا ہونکا شَكُورٌ جزا دینے والا ہے شکر کرنے والونکا اور شکور سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ
تھوڑی سی اطاعت کو قبول کرتا ہے اور ثواب کثیر اسکی عوض میں عطا کرتا ہے الَّذِي أَحَلَّنَا وہ خدا کہ داخل کیا اور اتارا اُس نے ہمکو دَارَ
الْمُقَامَةِ خانہ ہمیشگی میں کہ پھر ہمکو وہاں سے نہ نکالے گا اور وہ بہشت ہے کہ ہمیشہ اس میں ہمکو رکھیگا مِنْ فَضْلِهِ فضل اپنے سے لَا يَمَسُّنَا
فِيهَا نہیں پہنچتا ہے ہمکو بیچ اس بہشت کے نَصَبٌ کوئی رنج کسی طرح سے وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ اور نہیں پہنچتی ہے ہمکو بیچ اس کے
کوئی ماندگی ملکہ بالکل عیش اور سرور ہے اور نصب اس رنج کو کہتے ہیں کہ جو مشقت کا کام کرنے سے پہنچتا ہے اور لغوب سستی کو کہتے ہیں کہ جو کام کرنیکے
بعد پیدا ہوتی ہے منقول ہے کہ جس وقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں تو غلمان انکی پیشوائی کو آئیں اور فرشتے بھی ہمراہ انکے ہوں اور ہر ایک بہشتی کو واسطے
پانچ انگوٹھیاں لائیں اور کہیں کہ خدا نے تمکو یہ بخشیں ہیں وہ ان انگوٹھیونکو انگلی میں پہنیں ایک انگوٹھی پر لکھا ہو کہ سلام علیکم طبتم فادخلوها خالدین
اور دوسری پر لکھا ہو کہ ادخلوها بسلام آمنین اور تیسری پر لکھا ہو کہ سلام علیکم بما صبرتم اور چوتھی پر لکھا ہو کہ انی جزیتهم الیوم بما صبروا انهم هم
الفائزون اور پانچویں پر لکھا ہو کہ اولئک الذین انعم اللہ علیہم اور جس وقت وہ اپنے اپنے مکانوں میں پہنچیں تو کہیں کہ الحمد للہ الذی اذهب عنا الحزن
اور حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ جس وقت داخل ہوگا مومن بہشت میں اپنے مکانوں میں تو اسکے سر پر تاج بادشاہی اور
بخشش کا رکھا جائے گا اور پوشاک چاندی اور سونیکی پہنائی جائے گی اور اسکے تاج میں یاقوت اور موتی جڑے ہونگے اور ستر پوشاکیں ریشمی کپڑے
کی اسکو پہنائی جائیں گی طرح طرح کے رنگ کی کہ سونے اور چاندی کے تاروں سے وہ بنے ہوں گے اور موتی اور یاقوت سرخ اسمیں ٹکے ہونگے
اور یہی مراد ہے خدا کے قول سے یحلون فیها من اساور (الآیہ) پس نکلے گی زوجہ اسکی حور اپنے خیمہ سے اور گرد اسکے لونڈیاں اسکی ہونگی اور وہ
حور ستر پوشاکیں یاقوت اور موتی اور زبرجد کی ٹکی ہوئی اور مشک اور عنبر سے رنگی ہوئی پہنی ہوئے گی اور اسکے سر پر تاج زر کی کا ہوگا اور اس
کے پاؤں میں جوتیاں ہونگی سونے کی اور یاقوت اور موتی اسمیں ٹکے ہونگے اور تسمہ اسکا یاقوت کا ہوگا پس جس وقت وہ حور اس بہشتی کے قریب آئے اور
وہ بہشتی ارادہ اٹھنے کا کرے نہایت شوق سے تو وہ حور اس بہشتی سے کہے کہ اے دوست خدا کے یہ روز رنج و مشقت کا نہیں ہے تو کھڑا مت ہو میں تیرے واسطے
ہوں اور تو میرے واسطے ہے پس وہ دونوں آپسمیں لپٹینگے اور مقدار پانسو برس کے آپسمیں مشغول رہیں گے کہ نہ سکو اُس سے آزردگی ہوگی اور نہ اسکو اُس سے
اور جب حور کی گردن کی طرف نظر کرے گا تو ایک گلوبند اسکے گلے میں دیکھے گا یاقوت سرخ کا اس کے وسط میں تختی ہوگی اسپر لکھا ہوگا کہ تو
اے دوست خدا کے دوست میرا ہے اور میں حور ہوں دوست تیری طرف تیرے مشتاق ہوا ہے نفس میرا اور طرف میرے مشتاق ہوا ہے نفس تیرا بعد اسکے
خدا ہزار فرشتے بھیجیگا کہ اسکو بہشت کے ملنے کی مبارکباد دیویں اور حور سے اسکا نکاح کریں اور باقی کی حدیث آخر میں سورہ رعد میں سلام علیکم بما صبرتم
کی تفسیر میں گذر گئی ہے اور رسول خداؐ کی حدیث میں مذکور ہے کہ جس وقت داخل ہونگے بہشتی اپنے مکانوں میں تو ملائکہ کو دیکھینگے کہ وہ انکو مبارکباد دینگے انکی
پروردگار کی بخشش کی یہاں تک کہ جس وقت وہ اپنے مقاموں پر بیٹھیں تو انسے کہا جائیگا کہ تمسے جو کچھ کہ تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا
وہ تمنے حق اور راست پایا وہ کہینگے کہ ہاں اے پروردگار ہمارے راضی ہوئے ہم تجھسے پس راضی ہو تو ہم سے فرمائیگا کہ بسبب اسکے کہ میں تم سے راضی ہوں
اور بسبب اسکے کہ تم دوست رکھتے تھے میرے نبی کے اہلبیت کو دیئے تمکو اپنے گھر میں یعنی بہشت میں اتارا اور ملائکہ سے تمنے مصافحہ کیا پس گوارا ہو تمکو
بخشش غیر منقطع کہ نہیں ہے اسمیں کسی طرح کی بدمزگی پس اس وقت وہ کہینگے کہ الحمد للہ الذی اذهب عنا الحزن اور اب خدا کفار کے حال کے
انجام کو بیان کرتا ہے وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے اور ایمان نہیں لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر پر لَهُمْ نَارُ

جہنم ہے واسطے انکے آگ ہے دوزخ کی لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ نہ حکم کیا جائے گا اوپر انکے مرنیکا جس وقت کہ وہ دوزخ میں داخل ہونگے فَيَمُوتُوا پس مر جائیں وہ اور عذاب سے
رہائی پائیں ایسا ہوگا بلکہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور عذاب کو چکھینگے وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ اور نہ ہلکا کیا جائے گا انسے مِّنْ عَذَابِهَا عذاب اس دوزخ سے کچھ بلکہ
آگ دوزخ کی جب بجھنے لگے گی تو اور زیادہ اسکو روشن کرینگے اور دہکاوینگے كَذٰلِكَ ایسے ہی نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ جزا دیتے ہیں ہم ہر کفر کرنیوالے ناشکر کو کہ جسنے
اپنے کفر کو نہایت کو پہنچایا ہو وَهُمْ اور وہ یعنی کفار يَصْطَرِخُونَ فِيهَا فریاد کرینگے وہ دوزخ میں کہ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا اے پروردگار ہمارے نکال
تو ہمکو اس دوزخ سے اور دنیا میں ہمکو بھیج کہ نَعْمَلْ صَالِحًا عمل کریں ہم نیک غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ سوائے اسکے کہ تھے ہم عمل کرتے دنیا میں اسواسطے
کہ ہمکو عذاب ہوا تو ہمنے جانا کہ دنیا میں ہمارے افعال اچھے نہ تھے پس جب وہ بہت فریاد کرینگے تو خدا انکے جواب میں کہیگا کہ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کیا عمر نہ دی تھی
ہمنے تمکو دنیا میں مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ اسقدر کہ نصیحت پکڑے بیچ اسکے مَن تَذَكَّرَ جو کوئی چاہے کہ نصیحت پکڑے وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ اور
آیا تمہارے پاس ڈرانیوالا یعنی پیغمبر تمہارے پاس آیا اور اسنے تمکو ڈرایا لیکن تمنے نصیحت نہ پکڑی اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ یہ ڈرانا ہے واسطے اٹھارہ برس
والیکے یعنی اسواسطے کہ آئندہ کو تامل کرے اور سوچے اور ساٹھ برس کی عمر والے سے کہا جائیگا کہ کیا تجھکو وہ عمر حاصل نہیں ہوئی تھی کہ جس میں تجھکو قدرت حاصل تھی
نصیحت پکڑنیکی پس جس وقت دوزخی یہ کلام سنینگے تو کہیں گے کہ ہاں ہم گمراہ تھے اور زندگانی رکھتے تھے اور ڈرانیوالیکو ہمنے سنا اور دیکھا لیکن اسکو ہمنے جھوٹا جانا
اور اسکی فرمانبرداری نہ کی اللہ تعالیٰ انکے جواب میں فرمائے گا کہ فَذُوقُوا پس چکھو تم عذاب دوزخ کا فَمَا لِلظَّالِمِينَ پس نہیں ہے واسطے ظلم کرنیوالوں کے
مِن نَّصِيرٍ کوئی مدد کرنیوالا کہ عذاب سے انکو بچائے إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جاننے والا پوشیدہ کی آسمانوں کا اور
زمین کا إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ تحقیق کہ وہ خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ سینوں کی باتوں کے هُوَ الَّذِي وہ خدا وہ شخص ہے کہ جَعَلَكُمْ
کر دیا اسنے تمکو اے کافرو خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ خلیفہ اور جانشین بیچ زمین کے پہلے لوگوں کا اور زمین میں تصرف اور قدرت تمکو دی کہ یہ کیسی بڑی نعمت ہے
فَمَن كَفَرَ پس جو کوئی کفر کرے اور اس نعمت کی ناشکری کرے فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ پس اوپر اسکے ہے ضرر کفر اسکے کا کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے وَلَا يَزِيدُ
الْكَافِرِينَ اور نہیں زیادہ کرتا ہے کافروں کو كُفْرُهُمْ کفران کا عِندَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے إِلَّا مَقْتًا مگر دشمنی سخت وَلَا
يَزِيدُ الْكَافِرِينَ اور نہیں زیادہ کرتا ہے کافروں کو كُفْرُهُمْ کفر انکا إِلَّا خَسَارًا مگر ٹوٹا اور نقصان آخرت میں قُلْ أَرَأَيْتُمْ کہہ تو کیا دیکھا
تمنے شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ شریکوں اپنوں کو جنکو کہ تم پکارتے ہو اور پرستش کرتے ہو مِن دُونِ اللَّهِ سوائے خدا کے أَرُونِي دکھلاؤ تم
یعنی خبر دو تم مجھکو کہ مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ کیا پیدا کیا ہے انھوں نے زمین میں سے أَمْ لَهُمْ کیا ہے واسطے انکے شِرْكٌ فِي
السَّمَاوَاتِ شراکت بیچ پیدا کرنے آسمانوں کے کہ خدا کا شریک ہو کر انھوں نے آسمانوں کو پیدا کیا ہے تاکہ مستحق عبادت کے ہوں أَمْ آتَيْنَاهُمْ
كِتَابًا یا دی ہے ہمنے انکو کوئی کتاب کہ اسمیں انکی شراکت لکھی ہو فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ پس وہ اوپر دلیل اور حجت کے ہوں مِّنْهُ اس کتاب سے اور جس وقت
خاطر کرنا حجت کا ممکن نہ ہو تو پھر کس وجہ سے انکو خدا کا شریک کرتے ہیں اور ایسا ہرگز نہیں ہے کہ انکے پاس کوئی حجت ہو بَلْ إِن يَعِدُ الظَّالِمُونَ
بلکہ نہیں وعدہ کرتے ہیں ظلم کرنیوالے اپنی نفسوں پر شرک کرکے یعنی نہیں وعدہ دیتا ہے بَعْضُهُم بعض انکا کہ وہ رئیس انکے ہیں بَعْضًا بعضے کو کہ وہ تابعداری
کرنیوالے انکے اور رذیل آدمی ہیں إِلَّا غُرُورًا مگر فریب دینا کہ جسکی کچھ حقیقت نہیں ہے اور وہ وعدہ بتوں کی شفاعت کا ہے کہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے
نزدیک ہماری شفاعت کرینگے اور بعد اسکے خدا اپنی قدرت کی عظمت اور بزرگی سے خبر دیتا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ تحقیق خدا يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضَ نگاہ رکھتا ہے آسمانوں کو اور زمین کو یعنی اپنی قدرت سے ان دونوں کو تھام رکھا ہے أَن تَزُولَا ایسا نہ ہو کہ الگ ہو جائیں وہ دونوں اپنی جگہ سے
اور کہتے ہیں کہ ان تزولا سے پہلے کراہت کا لفظ مقدر ہے اور مضاف ہے طرف ان تزولا کی اور مفعول لہ واقع ہوا ہے یعنی واسطے مکروہ جاننے کے کہ زائل ہو
جائیں وہ دونوں اور منقول ہے کہ جس وقت یہود نے عزیر اور نصاریٰ نے عیسیٰ کو خدا کا فرزند قرار دیا تو آسمان نزدیک اسکے ہوا کہ پھٹ جائے خدا
اس آیت میں خبر دیتا ہے کہ میں اپنی قدرت سے آسمان اور زمین کو تھام رہا ہوں تاکہ زائل ہو جائیں اور اپنی جگہ سے الگ ہو جائیں وَلَئِن

زَالَتَا اور اگر زائل اور نیست ہو جائیں وہ دونو تو اِنْ اَمْسَکَھُمَا نہ تھام سکے ان دونو کو مِنْ اَحَدٍ کوئی اور انکی جگہ پر انکو قائم نہ رکھ سکے مِّنْ
بَعْدِهٖ بعد اس خدا کے مابعد زائل ہونے کے اِنَّهٗ كَانَ تحقیق کہ وہ خدا ہے حَلِيْمًا بردبار کہ عذاب میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ کے جلدی نہیں کرتا ہے
غَفُوْرًا گناہ بخشنے والا ہے اس شخص کا کہ جو اپنے قول سے توبہ کرے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ خدائے تعالےٰ عرش کو اٹھائے ہوئے ہے یا عرش
خدا کو اٹھائے ہے فرمایا کہ خدائے بزرگ اٹھانیوالا عرش اور آسمانوں کا ہے اور زمین کا اور جو کچھ کہ زمین کے اندر ہے اور آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور اسی
اشارہ طرف قول حقتعالیٰ کے ہے ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا الآیہ کہتے ہیں کہ رئیس قریش کے رسولخدا کے پیغمبر ہونے سے پہلے سنتے تھے کہ یہود اور نصاریٰ
نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے یہ سنکر ان پر لعنت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان دو گروہ نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا قسم ہے خدا کی اگر ہمارے پاس پیغمبر آئے تو ہم اسکو راستگو
جانیں اور ان لوگوں سے زیادہ راہ پانیوالے ہوں اور جب وقت پیغمبر آیا تو اس قوم قریش نے اسکا اعتبار نہ کیا اور اس سے بھاگنے لگے خدا تعالےٰ ان کے
حال سے پیغمبر کو خبر دیتا ہے کہ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اور قسم کھائی ان کفار مکہ نے ساتھ خدا کے جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ بہت سخت قسموں اپنی میں کے یعنی نہایت
قسمیں انھوں نے کھائیں کہ لَئِنْ جَآءَهُمْ البتہ اگر آئے انکے پاس نَذِيْرٌ ڈرانیوالا یعنی پیغمبر تو لَيَكُوْنُنَّ البتہ ہوئینگے وہ اَهْدٰى زیادہ راہ پانے
والے زیادہ مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ایک امتوں سے امتوں گذری ہوئی میں سے مثل یہود اور نصاریٰ کے فَلَمَّا جَآءَهُمْ پس جس وقت آیا ان کے پاس
نَذِيْرٌ ڈرانیوالا یعنی خاتم الانبیاء تو مَّا زَادَهُمْ نہیں زیادہ کیا انھوں نے اسکے اِلَّا نُفُوْرًا مگر بھاگنا حق سے اور دور ہونا راہ راست سے اِسْتِكْبَارًا
فِي الْاَرْضِ واسطے تکبر کرنے کے بیچ زمین کے وَمَكْرَ السَّيِّئِ اور واسطے مکر بدی کے اور استکبارًا مفعول لہ واقع ہوا ہے اور مکر السیئ کا عطف اسپر ہے اور مفعول
مطلق بھی ہو سکتے ہیں فعل محذوف کے وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اور نہیں احاطہ کرتا ہے مکر بد اِلَّا بِاَهْلِهٖ مگر ساتھ لوگوں اس مکر کے کہ جو کوئی مکر
کرتا ہے وہ مکر اس مکر کرنیوالے کا احاطہ کرتا ہے اور چاروں طرف سے اسکو گھیر لیتا ہے چنانچہ کفار نے جو رسولخدا کے ساتھ مکر کیا اور ارادہ کیا کہ حضرت کو قید یا قتل
یا جلاوطن کیجیے وہ مکر ان کفار ہی کی طرف پھرا کہ جنگ بدر میں انکو پیش آیا قتل بھی ہوئے اور قید بھی ہوئے اور رسولخدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے
کہ مکر مت کرو تم اور مکر کرنے والے کی مدد مت کرو تم کہ حقتعالےٰ فرماتا ہے ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ اور کعب الاحبار نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ جو
کوئی گڑھا کھودے آدمیوں کے لیے اسمیں گرنے کے واسطے تو وہ خود اسمیں گرے گا ابن عباس نے یہ سنکر فرمایا کہ بیشک قرآن میں اسی مضمون کی ایک آیت پائی
ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور عرب میں مثل مشہور ہو گئی کہ من حفر بیرا لاخیہ وقع فیہ منکبا یعنی جو کوئی کنواں کھودے واسطے بھائی اپنے کے تو پڑیگا
اسمیں اوندھا فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ پس نہیں انتظار کرتے ہیں وہ جھٹلانیوالے اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ مگر طریقے پہلے لوگوں کے کو کہ جیسے کہ پہلے لوگوں
پر عذاب نازل ہوتا تھا پیغمبروں اور کتابوں کے جھٹلانے سے ایسا ہی ان لوگوں پر بھی عذاب خدا کا نازل ہو اور یہ طریقہ خدا کا ہمیشہ جاری رہا ہے یہ جھٹلانے والے اسی
طریقہ کا انتظار کرتے ہیں فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ پس ہرگز نہ پائے گا تو اے محمد واسطے طریقہ خدا کے تَبْدِيْلًا بدل ڈالنا کہ اسکے عذاب کو
کوئی ثواب سے بدل دے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ اور ہرگز نہ پائے گا تو واسطے طریقہ خدا کے تَحْوِيْلًا پھیر دینا کہ کسی دوسرے آدمی کے کوئی حوالہ
کر دے عذاب جھٹلانے والوں کا اور مکر کرنیوالونکا اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا نہیں سیر کی تھی انھوں نے فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے ملک شام اور یمن کی طرف
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ پس نظر کریں کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ انجام ان لوگوں کا مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے انسے یعنی قوم عاد کی اور ثمود کی وَكَانُوْٓا
اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً اور تھے وہ زیادہ سخت ان مکہ والوں سے قوت میں اور قوۃ تمیز واقع ہوا ہے یعنی وہ لوگ قوت میں بہت سخت تھے اور بڑے بڑے جسم والے
تھے لیکن انکی قوت کسی کام نہ آئی اور باوجود اسکے عذاب کو اپنے اوپر سے دفع نہ کر سکے اور ان مکہ والونکی تو کچھ حقیقت ہی نہیں ہے وَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ اور نہیں ہے خدا ایسا کہ عاجز کرے اسکو مِنْ شَيْءٍ کوئی شئی فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمین کے
کہ اپنی قوت اور توانائی سے اسپر غالب ہو بلکہ خداوند عالم ایسا غالب ہے کہ جو چاہے کرے اور کوئی اسپر اور اسکے حکم پر پیشدستی نہیں کر سکتا ہے کہ سب اسکے
تحت تصرف میں ہیں اور وہی جو چاہے سو کرے اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا تحقیق کہ وہ خدا جاننے والا ہے بندوں کے احوال کا اور سب چیزوں کا اسپر کچھ پوشیدہ

نہیں ہو قَدِیۡرًا قدرت رکھنے والا ہر چیز پر اور کوئی چیز اسکو عاجز نہیں کرسکتی ہو اور اسکی قدرت کو کسیکی قدرت نہیں پہنچتی ہو اور کیونکر برابر ہو قدرت کسی کی
اسکی قدرت کے کہ وہ پیدا کرنیوالا قدرتونکا سب کی ہو اور مخلوق برابر خالق کے کیونکر ہوگا وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ اور اگر مواخذہ کرتا خدا آدمیوں
سے بِمَا كَسَبُوۡا ساتھ اس چیز کے کہ بدلے میں کسب کیا ہو انھوں نے شرک اور گناہ اور ظلم کو تو مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهۡرِهَا نہ چھوڑتا اوپر پشت اس
زمین کے مِنۡ دَآبَّةٍ کوئی زمین پر چلنے والا جاندار کیا آدمی اور کیا جن اور کیا حیوان بلکہ آدمی کی شامت گناہ سے سب ہلاک ہوتے اور کوئی باقی نہ
رہتا جیسے کہ حضرت نوح کے زمانہ میں لوگوں کے کفر کی شومی سے تمام جانور ہلاک ہوئے غرق ہوکر مگر ایک ایک جوڑا کہ جو کہ کشتی میں تھے وہ بچ رہے پس اس وقت
بھی اگر انکو گنہگاروں کے گناہ میں گرفتار کریں تو سب ہلاک ہوں وَلٰكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ اور لیکن ڈھیل دیتا ہے انکو اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى طرف ایک
مدت نام رکھی گئی کے کہ وہ قیامت ہو اور ابن ابی روایت کرتا ہے کہ ایک دن ایک شخص کو نیکی کا حکم کرتا تھا کہ ایک شخص کا گذر اسپر ہوا اس نے کہا کہ اسکو چھوڑ دے کہ ظالم
بجز ظلم اپنے کے ضرر نہیں کرتا ہے ابو دردا نے اسکو کہا کہ تو دروغ کہتا ہے قسم ہے خدا کی کہ جان میری جسکے قبضہ میں ہے کہ جانور اپنے آشیانہ میں گرسنگی سے ہلاک ہوتا ہے
آدمیوں کے سبب ظلم بنی آدم کے اور ابو حمزہ ثمالی بیان کرتا ہے کہ خدا آدمیوں کے گناہوں کی شومی سے مینہ نہیں برساتا ہے کہ سب جانور مر جائیں اور دوسری روایت
میں ابو حمزہ ثمالی سے یہ ہو کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ کسی سال میں مینہ دوسرے سال سے کم نہیں برستا ہے لیکن خدا اسکے عوض
میں دوسری جگہ برسا دیتا ہے اور جس وقت لوگ گناہ کرتے ہیں تو جو باران کہ انکے واسطے مقرر ہوا تھا اس سال میں انکے غیر کی طرف اور پہاڑوں اور جنگلوں اور
دریاؤں میں برساتا ہے اور انکی زمین میں نہیں برساتا ہے اور خدا عذاب کرتا ہے جعل کو یعنی سیاہ کیڑے کو جو کہ گوبر میں سے نکلتا ہے اور اسکو عذاب کرتا ہے
باران بند کرکے کہ اسکے سوراخ میں نہ جاوے اس واسطے کہ جس زمین میں اسکا سوراخ ہے وہاں نہیں برساتا ہے وہاں کے لوگوں کے گناہوں کی جہت سے اور اسکو
عذاب اس جہت سے کرتا ہے کہ وہ گنہگاروں کے محلہ میں کیوں رہا باوجودیکہ خدا نے واسطے اسکے راہ جانے کی اور اس زمین سے اٹھ جانیکی بتلا دی تھی پھر وہ وہاں
سے کیوں نہ گیا اس واسطے اسکو عذاب ہوتا ہے اور بعد اسکے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ نصیحت پکڑو تم اے عقلمند ولیکن خدا اسکو نہیں ہلاک کرتا ہے ایک
وقت معین قیامت تک فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ پس جس وقت آوے گی اجل انکی یعنی جس وقت کہ انکی ہلاکت پہنچے تو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ پس تحقیق کہ خدا ہے
بِعِبَادِهٖ ساتھ بندوں اپنے کے بَصِيۡرًا بینا اور دیکھنے والا اور جانتا ہے کہ مستحق ہلاک ہونے کا کون ہے اور لائق نجات کے کون ہے اور ہر ایک کو موافق اسکے
عمل کے جزا اور سزا دیتا ہے سُوۡرَةُ يٰسٓ یہ سورہ مکی ہے اور اس میں تراسی آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کا ایک
دل ہوتا ہے اور دل قرآن کا یٰسٓ ہے اور جو کوئی دن میں اس سورہ کو تلاوت کرے تمام روز خدا کی امان میں ہو جو کوئی شب کو تلاوت کرے پہلے اس سے کہ خواب
کرے خدائے تعالیٰ ہزار فرشتے اسپر موکل کرے کہ اسکے واسطے استغفار کریں مرنیکے وقت تک اور بعد اسکے جنازے کے ہمراہ جائیں استغفار کرتے ہوئے اور اسکی
ہمراہ قبر میں جائیں اور قیامت تک عبادت میں مشغول رہیں اور ثواب اسکا اس بندہ کو بخشیں اور اسکی قبر کو کشادہ کریں جہاں تک کہ نگاہ پہنچتی ہو اور ہمیشہ
اسکی قبر سے نور روشن ہو اور آسمان کو پہنچے قیامت تک اور جس وقت وہ اپنی قبر سے اٹھے تو وہ فرشتے اسکے ہمراہ ہوں اور ہنسکر اس سے باتیں کریں اور ہر ایک چیز
کی اسکو خوشخبری دیں یہاں تک کہ صراط اور میزان سے اسکو گزار کر اسکو ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کے مقام پر اسکو پہنچائیں اور اسکو رفیق انکا کریں اور بعد اسکے خطاب
رب العزت کا اسکو پہنچے کہ اے بندے میرے جسکی تو چاہے شفاعت کر کہ شفاعت تیرے حق میں ان لوگوں کی کہ جنکی تو شفاعت کرے مقبول ہے اور جو کچھ تو مجھسے
چاہے طلب کر کہ تمام مقصود تیرے تجھکو بخشوں پس جسکے کہ وہ بندہ شفاعت کرے اور جو کچھ کہ طلب کرے خدا اسکو عطا کرے اور ہرگز اسکا حساب نکرے اور کسی
گناہ کا اس سے مواخذہ نہ کرے روز قیامت کے لوگ کہیں کہ سبحان اللہ ہرگز اس بندے سے گناہ چھوٹا بھی نہیں ہوا ہے تاکہ اسکا مواخذہ ہوا اور جناب رسول خدا سے
روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی قربۃً الی اللہ اس سورہ کو پڑھے تمام گناہ اسکے بخشے جاویں اور ثواب بارہ قرآن ختم کرنے کا اسکو ہو اور دوسری
روایت میں ہے کہ بائیس قرآن کے ختم کا ثواب اسکو دیں اور اگر بیمار کے سرہانے اس سورہ کو پڑھیں تو بشمار ہر حرف کے دس فرشتے اسکے پاس حاضر ہوں اور اسکے
واسطے بخشش چاہیں یہاں تک کہ اگر روح اسکی قبض ہو تو ہمراہ جنازے اسکے کے جائیں اور اسپر نماز پڑھیں اور یا یہ کہ اسپر درود بھیجیں یہاں تک کہ اسکو

سورۃ یٰسٓ ع ۵

دفن کریں اور قبر کی برائیوں سے اسکو نگاہ رکھیں اور جو بیمار کہ وقت مرنیکے اس سورہ کو پڑھے یا کوئی اور اسکے پاس پڑھے رضوان داروغہ بہشت کا پیالہ بہشت کی شراب لیکر آئے تاکہ وہ اسکو نوش کرے اور اسکو بہشت کی خوشخبری دیویں اور شراب بہشت سے وہ سیراب ہو کر مرے اور سیراب ہو کر قبر سے اُٹھے اور سیراب ہی بہشت میں جاوے اور حضرتؐ نے فرمایا ہی کہ اس سورہ کو مُعمّہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ اسکے پڑھنے والے کو اور سننے والیکو بہتری دنیا اور آخرت کی عام کرتی ہے اور اسکو دافعہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ اپنے پڑھنے والے سے بلائیں دنیا اور آخرت کی دفع کرتی ہے اور اسکو قاضیہ بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ تمام حاجتیں پڑھنے والے کی دنیا اور آخرت کی ادا کرتی ہی اور جو اسکو ایکبار پڑھے ثواب اسکا برابر بیس حج کے ہو اور جو کوئی اسکو سنے مثل اس شخص کے ہو کہ جس نے ہزار دینار سونے کے راہ خدا میں دیے ہوں اور جو کوئی کہ اسکو لکھے اور دھو کر پیے تو ہزار شفا اور ہزار نور اور ہزار برکت اور ہزار رحمت اسمیں داخل ہوں اور تمام بیماریاں اُس کے بدن کی دفع ہوں اور حضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی اسکو مقبرہ میں پڑھے تخفیف عذاب کی اُسکے مردوں سے ہو اور بشمار ان لوگوں کے کہ اس مقبرہ میں مدفون ہیں اسکو حسنات حاصل ہوں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ یٰسٓ اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے اسکو امالہ سے پڑھا ہی اور باقیوں نے تفخیم سے اور ابو جعفر اور ابو عمرو اور حمزہ اور ابن کثیر اور نافع یٰسین کی نون کو ظاہر کرتے ہیں نزدیک واو کے اور ابن عامر اور کسائی اخفا کرتے ہیں اور یٰسین نام رسولخدا صلعم کا ہی چنانچہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ہی کہ یٰسین رسولخدا کے ناموں میں سے ایک نام ہی اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ رسولخدا کے دس نام ہیں اور بعضی روایت میں ہی کہ بارہ نام ہیں اور پانچ اس میں سے قرآن میں ہیں محمد اور احمد اور عبد اللہ اور یٰسین اور نون اور حضرتؐ کی اہل بیت کو جو آل یٰسین کہتے ہیں اسکی یہی وجہ ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی حدیث میں مجلس مامون میں یہ ہی کہ حضرت امام رضاؑ نے پوچھا کہ خبر دو تم مجھکو قول خدا سے یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ کہ یٰسین سے کیا مراد ہی علما نے کہا کہ یٰسین محمد ہی اسمیں کسیکو شک نہیں ہی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہی کہ یٰسین نام ہے رسولخدا کے ناموں میں سے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ اے سننے والے وحی کے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یا سید الاولین والآخرین ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یا رجل ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یا محمدؐ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یٰسین نام قرآن کا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ نام خدا کا ہی اور آیت کا قرینہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ نام رسولخدا کا ہی اور کہتے ہیں کہ مکہ والے رسولخدا سے کہتے تھے کہ اے محمدؐ تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں ہے اور جو کچھ تو کہتا ہی اپنی طرف سے کہتا ہے اور خدا کی طرف منسوب کرتا ہی کہ اُسنے کہا ہی خدا انکے قول کو رد کرتا ہے کہ اے محمدؐ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ قسم ہی قرآن حکمت والی کی إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ تحقیق کہ تو البتہ رسولوں میں سے ہی کہ خدا نے تجھکو بھیجا ہی عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ اوپر راہ سیدھی کے کہ وہ راہ دین اسلام کی ہی کہ جسمیں توحید اور پاکیزگی خدا کی سب عیبوں سے بیان کیگئی ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ یٰسین رسولخدا کا نام ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر قول خدا کا انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ نازل کرنا غالب کا ہی یعنی قرآن نازل کیا ہوا خدا کا ہے تنزیل خبر ہے مبتدا محذوف کی اور اسیواسطے اہل حجاز اور اہل بصرہ نے اسکو بھی مرفوع پڑھا ہی اور باقیوں نے منصوب پڑھا ہے اور مفعول مطلق فعل محذوف کا اسکو کہتے ہیں یعنی نازل کیا گیا ہے قرآن نازل کرنا خدائے غالب اور قوی کا اپنی بادشاہی میں کہ الرَّحِيمِ ۝ مہربان ہی اپنی مخلوق پر اور تو اے محمدؐ بھیجا گیا ہے تو کہ لِتُنْذِرَ تاکہ ڈراوے تو عذاب خدا سے قَوْمًا مَا أُنْذِرَ اس قوم کو کہ نہیں ڈرائے گئے پہلے اس سے آبَاؤُهُمْ باپ انکے جو کہ نزدیک کے ہیں بسبب دراز ہونے زمانہ پیغمبر سے خالی ہونیکے فَهُمْ غَافِلُونَ ۝ پس وہ لوگ غافل ہیں راہ دین اسلام سے اور علم خدا کا جو متعلق ہوا تھا اس امر پر کہ اکثر انکے کافر ہونگے اسلئے فرماتا ہی کہ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ البتہ تحقیق ثابت اور درست ہوا ہے سخن عذاب کا عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ اوپر اکثر انکے یعنی قول ہمارا لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین یعنی البتہ پر کرونگا میں دوزخ کو جن اور آدمیوں سب سے پس جس وقت کہ حال انکا ایسا ہی تو فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ پس وہ نہ ایمان لائینگے اور اپنے کفر پر باقی رہ کر دوزخ میں جائینگے اور کہتے ہیں کہ ابو جہل نے قسم کھائی تھی کہ اگر پیغمبر کو نماز میں دیکھوں تو پتھر اسکے سر پر گرا دوں کہ سر اسکا ٹوٹ جاوے ایک روز حضرت کو نماز کو پڑھتے ہوئے دیکھا ایک پتھر بڑا سا اٹھا کر لایا اور حضرتؐ کے نزدیک آکر پتھر کو اوپر اٹھایا کہ سر مبارک پر گراوے ہاتھ اسکے گردن میں چمٹ گئے کہ پتھر اسکے ہاتھ سے نہ گر سکا اور جس وقت اپنے یاروں کے پاس آیا تو وہ پتھر اسکے ہاتھوں میں سے گرا اور بعد اسکے ایک اور شخص اسکی گروہ میں سے اٹھا اور کہا کہ میں محمدؐ کو قتل کرونگا پس جسوقت حضرتؐ کے نزدیک آیا حضرت کی قرأت سنکر اسکے دل میں رعب ہو گیا اور وہاں سے پھر کر چلا آیا اور اپنے یاروں سے کہا کہ مثل شیر نر کے میرے اور اسکے درمیان حائل ہو گیا کہ وہ اپنی دم ہلاتا تھا اسکی خوف سے

ہیں آ گئے نہ جا سکا یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِہِمْ تحقیق ہمنے کردیا ہی بیچ گردنوں انکی کے اَغْلٰلًا طوقوں اور گردن بند و نکو کہ ہاتھوں انکے گردنوں میں طوق ہو گئے ہیں فَھِیَ پس وہ طوق اِلَی الْاَذْقَانِ طرف ٹھوڑیوں انکی ہیں یعنی ٹھوڑیوں تک ہیں وہ طوق اور اسطرح سے ہو گئی ہیں طوق کہ انکی سبب سے فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ پس وہ لوگ سر اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں کہ جنبش نہیں دے سکتے سر کو اور آنکھیں انکی کھلی رہ گئی ہیں اور کہتے ہیں کہ بنی مخزوم کی قوم کے لوگوں نے بہت دشواری سے اُسکے ہاتھوں کو گردن سے جدا کیا اور بنی مخزوم میں سے ایک اور اُٹھا اور کہا کہ میں جاتا ہوں اور محمد کو اس پتھر سے ہلاک کروں گا جس وقت حضرت کے نزدیک گیا تو اندھا ہو گیا اور رسولخدا کو نہیں دیکھا تھا لیکن آواز سنتا تھا وہاں سے الٹا پھر کر چلا آیا اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ محمدؐ کو میں نے نہیں دیکھا مگر آواز کو سنا ہم جسوقت میں نے قصد اُسکا کیا تو ایک چیز مثل شیر کے میں نے دیکھی کہ اسنے قصد کیا کہ مجھکو کھا جائے اور بعد اسکے جبرئیلؑ یہ آیت لائے وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ اور کر دیا ہمنے آگے انکے سَدًّا ایک بند اور آڑ کو وَّمِنْ خَلْفِہِمْ سَدًّا اور پیچھے انکے سے ایک آڑ کو فَاَغْشَیْنٰہُمْ پس ڈھانک دیا ہمنے انکو فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ پس وہ نہیں دیکھتے ہیں کسی چیز کو اور قدرت نہیں رکھتے ہیں وہ کہ اپنے داہنے اور بائیں نظر کریں اور اپنے آگے اور پیچھے نظر ڈالیں اور ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ ایک روز قریش نے آپسمیں کہا کہ ہمنے ہرگز اپنے تئیں نہیں دیکھا ہے کہ ہمنے کبھی صبر کیا ہو جو کچھ کہ ہم صبر کرتے ہیں ان امور پر کہ جو ہمکو محمدؐ سے پہنچے ہیں ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف کہتا ہے اور ہمارے باپوں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمکو عیب لگاتا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور ہمارے خداؤنکو دشنام دہی کرتا ہے اور باوجود اسکو ہمنے ہمکو چھوڑ رکھا ہی اور کچھ نہیں کہتے ہیں پس آپسمیں اتفاق کیا کہ جس جگہ محمد کو دیکھیں زندہ نہ چھوڑیں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو انکے مشورہ سے خبر ہوئی تو روتی ہوئی اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں رسولخداؐ نے فاطمہؑ کو گریاں دیکھ کر پوچھا کہ اے جان پدر تو اسقدر کیوں روتی ہے عرض کی کہ قریش نے متفق ہو کر ارادہ کیا ہے حضرت کے مار ڈالنے کا حضرت نے فرمایا کہ تو خوف نہ کر مجھکو کوئی نہیں مار سکتا اور پانی طلب کر کے وضو کیا اور نماز پڑھی اور قدم مبارک مسجد الحرام کے اندر رکھا ان لوگوں نے حضرت کی ہیبت سے آنکھ نہ کھولی اور خوف سے حضرت کے سرنگوں بیٹھے رہے اور حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک اُٹھا ری جس کی اوپر وہ خاک پڑی بروز جنگ بدر وہ مارا گیا اور خدا نے واسطے قطع کرنے طمع پیغمبر کے انکے ایمان سے یہ آیت نازل کی وَسَوَآءٌ عَلَیْہِمْ اور برابر ہی اوپر اُن کے ءَاَنْذَرْتَہُمْ کیا ڈراوے تو انکو اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ یا نہ ڈرا دے تو انکو نہ ایمان لاوینگے وہ بسبب زیادتی کفر کے اور تفسیر اس آیت کی سورہ بقر میں گزر گئی ہے اور ڈرانیسے کفار کے کہ جو کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا تھا اس واسطے خدا نے ڈرانے کو مومنین کے ساتھ خاص کیا چنانچہ فرماتا ہی کہ اِنَّمَا تُنْذِرُ نہیں سوائے اسکے نہیں کہ ڈراتا ہے تو فائدہ دینے کی وجہ سے مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ اس شخص کو کہ پیروی کرے قرآن کی اور اسکی نصیحتوں کو دل سے سنے اور اسپر اعتقاد کرے وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ج اور ڈرے خدا سے ساتھ غیب کے یعنی پوشیدگی اور تنہائی میں آدمیوں سے غائب ہو کر بخلاف منافقوں کے کہ ظاہر میں کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب مومنین کی نظروں سے غائب ہو کر اپنے یاروں کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے جو ہم کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں اور یا یہ کہ آخرت کے امور سے ڈرتا ہی وہ جو کہ غائب ہیں اور جو آدمی کہ پیرو قرآن کا ہے اور تیرے ڈرانیسے وہ ڈرتا ہی اے محمدؐ فَبَشِّرْہُ پس خوشخبری دے تو اسکو بِمَغْفِرَۃٍ ساتھ بخشش گناہوں کے وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ اور ثواب بڑے کے آخرت میں کہ وہ بہشت ہے بھری ہوئی نعمتوں سے اور کہتے ہیں کہ بنو سلمہ کے لوگوں نے جناب رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ گھر ہمارے دور ہیں اگر حکم ہو تو ہم مسجد کے قریب اپنے گھر بنائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں ہی رہو کہ تمہارے پاؤں کے نشانوں کو تم جو مسجد کی طرف جاتے ہو فرشتے لکھتے ہیں پس جس وقت کہ راہ دور ہو تو ثواب اسکا زیادہ ہی اس واسطے کہ ہر قدم پر ثواب ہوتا ہی خدا نے پیغمبر کی تصدیق کے واسطے یہ آیت نازل کی اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی تحقیق کہ ہم زندہ کریں گے مُردوں کو قیامت کے روز اور یا یہ کہ مردہ دلوں کو ہدایت سے ہم زندہ کرتے ہیں وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا اور لکھتے ہیں ہم اس چیز کو کہ آگے بھیجا ہی انھوں نے اعمال نیک اور بد کہ موافق اسکے ہم جزا دیویں وَاٰثَارَہُمْ ط اور نشانوں انکے کو لکھتے ہیں ہم کہ وہ اُن کے قدموں کے نشان ہیں جس وقت کہ وہ طرف مسجد کے جاتے ہیں وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ اور ہر چیز کو گھیر لیا ہی ہمنے اسکو فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ بیچ دفتر کے پیشوا کے ظاہر ہے کتاب اُنکا یعنی لوح محفوظ کہ جسمیں سب لکھا ہوا ہی جو کہ عالم میں ہوتا ہی اور کل شیٔ منصوب ہے فعل مقدر سے کہ وہ احصیناہ ہی اور تفسیر کرتا ہی اسکی احصیناہ مذکور اور یہ قاعدہ ضمار علی شریطۃ التفسیر کا ہی اور مذہب اہلبیت میں مراد امام مبین سے علی ابن ابیطالب ہیں اور امیر المومنینؑ نے فرمایا ہی کہ واللہ میں ہوں

ع ۱۲
۱۸

کہ وہ امام مبین ہوں امام مبین کہ ظاہر کرتا ہو حق کو باطل سے اور وارث ہوا ہوں میں رسول خدا سے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ جس وقت آیہ وکل شئی احصیناہ فی امام مبین رسول خدا صلعم پر نازل ہوئی تو ابو بکر اور عمر دونو کھڑے ہوگئے اور کہا کہ یا رسول خدا کیا امام مبین توریت ہی فرمایا کہ نہیں ان دونو نے کہا کہ کیا وہ انجیل ہے فرمایا کہ نہیں تو پھر پوچھا انھوں نے کہ کیا وہ قرآن ہی فرمایا کہ نہیں اور علیؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تحقیق کہ یہ وہ امام ہی کہ خدا نے ہر چیز کا علم اسمیں گھیر لیا ہے اور رسول خدا نے فرمایا کہ اے گروہ آدمیو کوئی ایسا کوئی علم نہیں ہے کہ میرے پروردگار نے مجھکو تعلیم نہ کیا ہو اور میں وہ علم علیؑ کو تعلیم کیا ہے اور تحقیق کہ گھیر لیا ہے خدا نے علم کو مجھ میں اور جو علم کہ میں سیکھا ہوں اس علم کو گھیر لیا ہے بیچ امام المتقین میں اور ایسا کوئی علم نہیں ہی کہ علیؑ کو میں نے نہ سکھلایا ہو اور باعث نازل ہونے اس آیت کے خدا حکم کرتا ہے اپنے حبیب کو اہل انطاکیہ کے قصہ کے بیان کرنیکا کہ جیسے کہ مکہ والے باوجود دیکھنے معجزوں کے ایمان نہیں لاتے ہیں ایسے ہی انطاکیہ والے بھی معجزوں کو دیکھ کر ایمان نہ لاتے تھے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اور بیان کر واسطے محمدؐ واسطے مکہ والوں کے مثل کو اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ یعنی والوں کی اور اصحاب قریہ بدل واقع ہوا ہے مثلاً سے اور نام اس بستی کا جسکے باشندوں کے مثل کے بیان کرنیکا حکم ہی انطاکیہ ہے اکثر مفسرین کے نزدیک یعنی خدا فرماتا ہے کہ ان مکہ والوں سے انطاکیہ کے رہنے والوں کی مثل بیان کر اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ جس وقت کہ آئے اس بستی میں بھیجے ہوئے آدمی حضرت عیسیٰ کے اور وہ قصہ ایسا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے دو آدمی اپنے حواریوں میں سے شہر انطاکیہ میں واسطے ہدایت کے بھیجے ایک کا نام تو کہتے ہیں صادق تھا اور دوسرے کا نام صدوق اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دونو یوحنا اور یونس تھے اور بعضے یحییٰ اور لومان کہتے ہیں اور بعضے یاروص اور ماروص کہتے ہیں جب وہ دونو شہر کے نزدیک پہنچے اور ایک پیر مرد کو دیکھا وہ دنبیاں چراتا تھا اسپر سلام کیا اس نے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو کہا کہ ہم بھیجے ہوئے عیسیٰ کے ہیں کہ وہ پیغمبر ہی ہم اسلئے آئے ہیں کہ تمکو طرف اسلام کے بلائیں اور بتوں کی پرستش سے منع کریں اس نے کہا کہ تم اپنے دعوے کے راست ہونے پر کوئی دلیل رکھتے ہو ان دونوں نے کہا کہ ہاں ہم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اور مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو اچھا کرتے ہیں اس پیر مرد نے کہا کہ کئی سال سے میرا فرزند بیمار ہی اور سب طبیب اسکے علاج سے عاجز ہیں اگر وہ اچھا ہو جائے تو میں مذہب عیسیٰ کا اختیار کروں اور مسلمان ہو جاؤں وہ دونو اسکے لڑکے کے سرہانے پر آئے اور دعا کی اسی وقت اسکو صحت ہوگئی اور کل مرضوں سے اس نے خلاصی پائی وہ مرد پیر ایمان لایا اور مسلمان ہو گیا اور وہ حبیب نجار ہی جو کہ مومن آل یٰسین مشہور ہی اور وہ چھ سو سال برس پہلے رسول خدا محمد مصطفےٰ پر ایمان لایا تھا اور وہ سابقین میں سے ہی اور کہتے ہیں کہ وہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا اور ایک غار میں عبادت خدا کیا کرتا تھا اور جس وقت یہ دونو آدمی حضرت عیسیٰؑ کے بھیجے ہوئے آئے تو اوس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا القصہ خبر ان دونوں کی شہر میں مشہور ہوئی اور بہت بیمار ان کے ہاتھ سے شفا پائی بادشاہ اس شہر کا کہ جسکا نام مطیخس رومی تھا اور بت پرستی کیا کرتا تھا سنے ان دونوں کے حال سے خبر پائی اور ان دونو کو بلا کر کہا کہ تم کون آدمی ہو انھوں نے کہا کہ ہم رسول عیسیٰ پیغمبر کے ہیں اور خلقت کو گمراہی سے نکالکر راہ حق کی طرف لیجاتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ علامت تمہارے حق ہونے کی کیا ہی کہا کہ ہم مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو دعا کر کے اچھا کرتے ہیں اور سب بیماروں کو شفا بخشتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ میں تمہارے مقدمہ میں کچھ سوچونگا وہ بادشاہ کے پاس سے چلے گئے اور انھوں نے اپنے دین کے ظاہر کرنے میں اور ان کے باطل کرنے میں سختی جو کی تو ان دونو کو بتخانہ میں قید کر دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دونو مدت تک اس شہر میں ہی وہاں کے آدمی انکو بادشاہ کے پاس نہیں جانے دیتے تھے اکیروز بادشاہ کو انھوں نے بازار میں دیکھ کر تکبیر کہی اور ذکر خدا کا شروع کیا بادشاہ نے غصہ ہو کر حکم دیا کہ انکو بتخانہ میں قید کرو یہ خبر حضرت عیسیٰ کو پہنچی انھوں نے شمعون کو جو کہ سردار حواریوں کے تھے اور حضرت عیسیٰ کے خلیفہ تھے ان دونو کی مدد کے واسطے روانہ کیا اور جس وقت وہ شہر میں آئے تو بادشاہ کے مصاحبوں سے آشنائی پیدا کی اور اپنے علم اور حکمت کی جہت سے بادشاہ کے مقربوں میں ہو گئے اور اللہ نے بادشاہ کے دل میں انکی طرف سے ایک جگہ پیدا کی اور حضرت عیسیٰ نے جو بموجب حکم خدا ان دونو پہلے آدمیوں کو بھیجا تھا اس واسطے فرمایا کہ اِذْ اَرْسَلْنَآ جس وقت بھیجا ہمنے اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ طرف ان انطاکیہ والوں کی دو آدمیوں کو فَكَذَّبُوْهُمَا پس جھٹلایا انھوں نے ان دونو کو اور قید خانہ میں انکو بھیجدیا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ پس قوت اور غلبہ دیا ہمنے ساتھ تیسرے کے یعنی ساتھ شمعون کے ان دونو کو اور ابو بکر نے فعززنا تخفیف سے پڑھا ہی اور باقیوں نے تشدید سے یعنی شمعون سے ہمنے انکو قوت دی کہ وہ بادشاہ کا مصاحب ہوا اور کہتے ہیں کہ شمعون بادشاہ کے ہمراہ

قصہ اصحاب القریہ

بتخانہ میں آتا اور خدائے تعالے کو سجدہ کرتا اور لوگ گمان کرتے کہ وہ بتوں کی پرستش کرتا ہے اور بادشاہ کو اس سے بہت اعتقاد ہوا بدون اسکے مشورہ کے
کوئی کام نکرتا تھا ایکروز بادشاہ سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے دو مردونکو قید کیا ہے اسلئے کہ وہ دوسرے دین کا دعوے کرتے ہیں اور آدمیونکو اس دین سے منع کرتے ہیں
بادشاہ نے کہا کہ ہاں شمعون نے تعجب سے کہا کہ اے بادشاہ انکو بلانا چاہئے کہ انکا کلام عجیب اور غریب ہے بادشاہ نے انکو طلب کیا جس وقت انھوں نے شمعون کو دیکھا
بادشاہ کے پاس تو بہت خوشحال ہوئے اور دلیروں کی طرح بیٹھ گئے شمعون نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ ہم رسول خدا کے رسول ہیں شمعون نے پوچھا کہ تم یہاں کس
کام کو آئے ہو ان دونو نے کہا کہ ہم اسلئے یہاں آئے ہیں تاکہ بادشاہ کو اور اسکی قوم کو بتونکی پرستش سے منع کریں اور جسنے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اسکی عبادت کی
رغبت دلائیں شمعون نے کہا کہ تم اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل رکھتے ہو انھوں نے کہا کہ ہاں ہم مادرزاد اندھے کو اور سفید داغ والیکو اور کل بیماروں کو خدا کے حکم سے اچھا کرتے
ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک مادرزاد اندھے کو لاؤ لوگوں نے حاضر کیا اور ایک لڑکے کو لائے کہ اسکی آنکھونکی جگہ مثل پیشانی کے صاف اور برابر تھی اور کوئی علامت آنکھونکی
گڑھے کی نہ تھی بادشاہ نے کہا کہ اگر راست کہتے ہو تو اپنے خدا کو کہو کہ اسکو بینا اور سوانکھا کرے انھوں نے دعا کی اسیوقت انکی آنکھوں کی جگہ شق ہوئی اور دو گڑھے وہاں
ہو گئے اور بعد اسکے دو گولیاں مٹی کی بناکر ان گڑھوں میں رکھدیں اور دعا کی اسیوقت دونو ڈھیلے آنکھوں کے ہوگئے اور آنکھیں روشن ہوگئیں اور ہر چیز کو دیکھنے
لگا بادشاہ نے بہت تعجب کیا شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ ہم بھی اُن خداؤں سے درخواست کریں کہ وہ ایسا کر دکھلائیں بادشاہ نے آہستہ سے کہا کہ اے شمعون تو نہیں
جانتا ہے کہ وہ تو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں شمعون نے ان دونو سے کہا کہ اے جوانو تمہارا خدا اور کیا کرسکتا ہے انھوں نے کہا کہ
مردہ کو زندہ کرسکتا ہے شمعون نے کہا کہ اگر تمہارا خدا ایسا کریگا تو ہم سب اسپر ایمان لائینگے انھوں نے کہا کہ ہمارا خدا سب چیز پر قادر ہے بادشاہ نے کہا کہ سات روز کا
عرصہ ہوا کہ میرے دہقان کا لڑکا مر گیا ہے اسکو ابتک دفن نہیں کیا ہے اسواسطے کہ اسکا باپ راہ دیکھتا ہے جسوقت وہ آئے اسکو دفن کریں اسکو تم زندہ کرو وہ اس لڑکے کو لائے
اور اسمیں بدبو بھی ہو گئی تھی اور وہ سڑ گیا تھا شمعون نے پوشیدہ دعا کی اور ان دونو نے بھی شمعون کی پیروی سے خدا سے درخواست کی اسیوقت وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا
اور کہا کہ اے قوم خدا سے ڈرو اور اسپر ایمان لاؤ کہ وہ مجھکو اس سات روز میں دوزخ کے سات طبقوں میں پھرایا ہے اور عذاب کیا ہے آج کے دن آسمانکے دروازے کھولے گئے اور
ایکجوان خوبصورت کو میں نے دیکھا کہ ان تینونکی سفارش کرتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ وہ تین کون ہیں کہا شمعون اور وہ دونو یار اسکے جو پہلے آئے تھے اور وہ جوان جو کہ انکی سفارش
کرتا تھا وہ عیسی پیغمبر ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے اس قصہ کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شمعون شہر انطاکیہ میں داخل ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ مجھکو بادشاہ کے دروازہ پر
لیچلو جسوقت وہ دروازہ پر پہنچے تو وہاں سے کھڑے ہو کر کہا کہ میں فلانے صحرا میں عبادت کرتا تھا اور اب میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کے خدا کی عبادت کروں لوگوں نے
اسکے کلام کو بادشاہ تک پہنچایا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو خداؤنکی مکان میں لیجاؤ وہاں اسکو پہنچا دیا اور وہاں اسکے دونو یار بھی موجود تھے قید میں جو کہ اس سے پہلے آئے تھے
ان دونو سے کہا کہ دیکھو اسطرح پھرتی ہے قوم ایک دین سے طرف دوسرے دین کے اور تم کسی سے یہ نہ کہنا کہ ہم شمعون کو جانتے ہیں اور ایکسال تک اس بتخانہ میں شمعون نے
ڈھیں کی اور بعد اسکے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا بادشاہ نے اس سے کہا کہ میں سنتا ہوں کہ تو میرے خداؤنکی عبادت کرتا ہے پس تو بھائی میرا ہے اور جو حاجت تیری
ہو مجھ سے طلب کر شمعون نے کہا کہ میری کوئی حاجت نہیں ہے اور لیکن میں نے خداؤں کے گھر میں دو مردونکو دیکھا ہے انکا کیا حال ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ دو مرد میرے شہر میں آئے
کہ دین کو میرے باطل کرتے تھے اور دعوے کرتے تھے آسمان کے خدا کا شمعون نے کہا کہ ای بادشاہ انسے گفتگو کرنی چاہئے اگر حق انکی طرف ہے تو ہم پیروی کرینگے اور اگر حق ہماری طرف
ہے تو وہ دونو ہمارے دین میں داخل ہوں بادشاہ نے یہ سنکر اُن دونو کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوئے تو شمعون نے ان دونو سے کہا کہ تم کیا بات ہمارے پاس لائے ہو
ان دونو نے کہا کہ ہم اسواسطے آئے ہیں کہ بادشاہ کو ہم بلاتے ہیں طرف عبادت خدا کی جسنے کہ پیدا کیا ہے آسمانونکو اور زمین کو اور عورتونکے پیٹوں میں جو چاہتا ہے پیدا
کرتا ہے اور جو صورت چاہتا ہے بناتا ہے اور اُگایا ہے اسنے درختونکو اور پھلوں کو اور نازل کیا ہے اسنے آسمان سے پانیکو شمعون نے کہا کہ تمہارا خدا یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ
اندھے کو بینا کرے ان دونو نے کہا کہ ہم اس سے سوال کرینگے اگر چاہیگا تو بینا کر دیگا بادشاہ سے شمعون نے کہا کہ ایک اندھے کو لانا چاہئے کہ کبھی اسنے کچھ نہ دیکھا ہو جسوقت
اندھا حاضر کیا گیا تو اُسنے کہا کہ اب تم اپنے خدا سے دعا کرو کہ اسکی بینائی کو پھیر دے وہ دونو کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز کی پڑھی اور دعا کی اسیوقت اسکی آنکھیں
کھلکر روشن ہوگئیں اور وہ آسمان کیطرف نظر کرتا تھا شمعون نے کہا کہ ایک اور اندھا بلواؤ جب وہ حاضر ہوا تو شمعون نے سجدہ کیا اور سر کو اپنے اٹھایا تو وہ اندھا

بالکل بینا ہو گیا اس وقت شمعون نے کہا کہ اے بادشاہ اگر اُنھوں نے بینا کیا ہے تو تینے بھی بینا کیا ہے حجت کے مقابلہ میں حجت ہے اور بعد اسکے ایک زمین گیر کو بلوایا او اسکو
بھی اُنھوں نے اچھا کر دیا وہ اپنے پاؤں سے چلنے لگا اور دوسرا زمین گیر بلوا کر اسی طرح شمعون نے اچھا کیا اور بادشاہ سے کہا کہ دو معجزے اُنھوں نے دکھلائے ہمنے بھی دو معجزے
دکھلائے ہم اور یہ برابر ہیں او لیکن ایک شے باقی رہی ہے اگر وہ اسکو کریں گے تو میں انکے دین میں داخل ہو جاؤں گا اور کہا کہ اے بادشاہ میں نے سنا ہے کہ بادشاہ کا ایک بیٹا تھا وہ مر گیا
ہے اگر وہ اسکو زندہ کر دیں گے تو میں انکے دین میں ہو جاؤنگا بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تیرے ہمراہ انکے دین میں ہو جاؤنگا پھر شمعون نے ان دونوں سے کہا کہ ایک امر باقی رہا ہے اور وہ
یہ ہے کہ بادشاہ کا بیٹا مر گیا ہے تم اپنے خدا سے دعا کرو کہ وہ زندہ ہو جاوے وہ دو تو سجدہ میں گر پڑے اور سجدہ کو طول دیا اور بعد اسکے اپنے سر انکو سجدہ سے اُٹھایا اور بادشاہ سے
کہا کہ اسکی قبر پر آدمیوں کو بھیج کہ وہ وہاں موجود ہو گیا ہے لوگ اسکی قبر پر گئے دیکھا کہ وہ اپنی قبر سے نکلا اپنے سر کی خاک کو جھاڑتا ہے اس لڑکے کو بادشاہ کے پاس لائے
بادشاہ نے اسکو پہچانا اور جانا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اس سے پوچھا کہ اے فرزند میرے تیرا کیا حال ہے اسنے کہا کہ میں مُردہ تھا دو آدمیوں کو میں نے دیکھا کہ پروردگار کے سامنے سجدہ میں پڑے ہوئے
میرے زندہ کرنیکا سوال کرتے ہیں خدا نے مجھکو زندہ کر دیا بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند میرے تو ان دونوں کو پہچانتا ہے کہا کہ ہاں جس وقت دیکھونگا تو پہچان لونگا بادشاہ نے سب آدمی
جنگل میں بھیجے اور ایک ایک آدمی کو اسکے روبرو کرتے تھے ان دونوں میں سے ایک شخص اسکے روبرو آیا تو اسنے پہچان لیا اور کہا کہ ان دونوں میں سے ایک تو یہ ہے اور بعد اسکے پھر ایک ایک
کو اسکے روبرو کرتے تھے جب وہ دوسرا اسکے روبرو آیا تو اسکو بھی اُسنے پہچان لیا اور بعد اسکے شمعون نے ان دونوں سے کہا کہ میں تو تمہارے خدا پر ایمان لایا اور میں نے جانا کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ
حق ہے بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تمہارے خدا پر ایمان لایا اور اکثر آدمی اس شہر کے ایمان لائے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ ایمان نہیں لائے اور ان تینوں بزرگوں کے قتل کا ارادہ کیا
اور بعضے کہتے ہیں کہ جو ایمان نہیں لائے وہ اس شہر کے گرد و نواح کے آدمی تھے اور شمعون نے مع اُن دو آدمیوں کے ان لوگوں کو خدا کی طرف بلایا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ
فَقَالُوْٓا پس کہا اُن تینوں نے کہ اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ تحقیق ہم طرف تمہارے بھیجے گئے ہیں عیسیٰ کی طرف سے اور تمہاری ہدایت کیواسطے یہاں آئے ہیں بادشاہ
اور اسکی قوم تو ایمان لائی اور جو لوگ کہ ایمان نہیں لائے تھے ان لوگوں نے سرکشی کر کے قَالُوْا کہا اُنھوں نے کہ مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہو تم مگر مانند آدمی
ہمارے صورت اور شکل میں اور سب صفات میں پس تمکو کس بزرگی سے رسول کر کے بھیجا ہے وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اور نہیں نازل کیا ہے خدا نے کچھ کہ جسکی
طرف تم ہمکو بلاتے ہو اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ مگر کہ جھوٹ بولتے ہو تم ان رسولوں نے بعد سننے اس کلام کے قَالُوْا کہا اُنھوں نے کہ رَبُّنَا
يَعْلَمُ پروردگار ہمارا جانتا ہے کہ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ تحقیق ہم طرف تمہارے البتہ بھیجے گئے ہیں اور موافق اپنے دعوے کے ہم معجزے دکھلاتے ہیں وَ
مَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اور نہیں ہے اوپر ہمارے مگر پہنچانا ظاہر اور اس کے عہدہ سے ہم باہر ہو گئے ہیں کہ جو کچھ ہمارے ذمہ تھا وہ ہم
نے پہنچا دیا اور معجزے دکھلا دے اور اگر تم عناد اور دشمنی کی راہ سے قبول نہ کرو گے تو عذاب میں گرفتار ہو گے قَالُوْٓا کہا اُنھوں نے معجزوں سے منہ پھیر کر کہ اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ تحقیق
ہمنے فال بد لی تمسے ساتھ آنے تمہارے کے جس روز سے تم یہاں آئے ہو مینہ بند ہو گیا ہے اور زراعت ہماری اور درخت خشک ہو گئے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا البتہ اگر باز نہ آؤ گے
تم اپنے دعوے سے تو لَنَرْجُمَنَّكُمْ البتہ سنگسار کرینگے ہم تمکو وَلَيَمَسَّنَّكُمْ اور البتہ پہنچیگا تمکو مِّنَّا ہماری طرف سے عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ عذاب دردناک قَالُوْا کہا
ان رسولوں نے کہ طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ فال بد تمہاری تمہارے ہمراہ ہے کہ تم جو اعتقاد بد رکھتے ہو اور تمہارے افعال جو بد ہیں اس واسطے تمہاری فال بد ہے اور ہم جو خدا
کی توحید کی طرف اور اسکی عبادت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں یہ نہایت خیر اور برکت کا کام ہے اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ کیا اگر نصیحت کیے جاتے ہو تم اسکو فال بد جانتے ہو
اور ارادہ قتل کا رکھتے ہو بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ بلکہ تم ایک قوم حد سے گذرنیوالی ہو زیادتی اور گناہ کرنیمیں اور اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ کو ابو عمرو اور قالون اور زید نے
ایک ہمزہ سے پڑھا ہے بدون مد کے اور ابن کثیر اور یعقوب اور نافع نے بھی ایک ہمزہ سے پڑھا ہے لیکن ہمزہ ممدودہ ہے اور باقیوں نے دو ہمزہ سے پڑھا ہے اور جزا اِنْ كُرْتُمْ
کی محذوف ہے وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ اور آیا انتہائے شہر سے رَجُلٌ يَّسْعٰى ایک مرد دوڑتا ہوا یعنی حبیب نجار انتہائے شہر سے آیا کہ گھر اسکا شہر کے سرے پر اور
شہر کے دروازے کے قریب تھا جب وقت اپنی قوم کی سختی ان رسولوں پر دیکھی تو واسطے نصیحت کے بہت جلدی دوڑتے ہوئے آئے قَالَ يٰقَوْمِ کہا کہ اے قوم میری اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝
پیروی کرو تم رسولوں کی اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ پیروی کرو تم اس شخص کی کہ نہیں چاہتا ہے تمسے اَجْرًا مزدوری پیغام پہنچانے پر وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ اور وہ
ہدایت پائے ہوئے ہیں اس طریق کی کہ جسمیں خیر دنیا اور آخرت کی ہے ان لوگوں نے یہ سنکر حبیب نجار سے کہا کہ کیا تو ہمارے دین کو چھوڑ کر انکا دین اختیار کرتا ہے حبیب نے انکو

جواب میں کہا کہ وَمَالِیَ اور کیا ہو واسطے میرے کہ اپنے اعتقاد سے لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ نہ پرستش کروں میں اس شخص کو کہ فَطَرَنِیْ پیدا کیا ہی جس نے مجھکو وَ
اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ اور طرف اسی کے رجوع کروگے تم اور پھروگے تم واسطے جزائے اعمال کے اس سے ڈرنا چاہیے ءَاَتَّخِذُ کیا پکڑوں میں یعنی کیا اختیار کروں میں
مِنْ دُوْنِهٖۤ سوائے اس خدا کے اٰلِهَةً معبودوں کو کہ وہ بت ہیں اور اپنے خدا ان کو ٹھیراؤں اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ اگر ارادہ کرے میرا خدا بِضُرٍّ ساتھ
ضرر کے یعنی اگر خدا مجھکو ضرر پہنچانا چاہے تو لَّا تُغْنِ عَنِّیْ نہ بے پروا کرے مجھ سے یعنی نہ دفع کرے مجھ سے شَفَاعَتُهُمْ سفارش ان بتوں کی شَیْــٴًـا کسی چیز
کو اگر خدا عذاب کرنا چاہے اس واسطے کہ وہ قابل اسکے نہیں ہیں کہ کسیکی سفارش کریں اور بلا کو دفع کرواویں وَّ لَا یُنْقِذُوْنِ ○ اور نہ چھوڑاویں وہ مجھکو
ضرر سے میری نصرت کرکے پس میں اگر اسکی پرستش کروں کہ نہ تو ضرر کو دفع کرسکے اور نہ نفع کو پہنچا سکے اور اسکی عبادت کو ترک کروں کہ جو سب طرحکی قدرت رکھتا ہی
اور قادر ہی نفع پہنچانے پر اور ضرر کے دور کرنے پر تو اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اس وقت تحقیق کہ میں البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہوں کہ حق کو چھوڑکر باطل کی
طرف گیا جس وقت قوم نے اسکی نصیحت نہ سنی تو اسکے قتل کا ارادہ کیا اُسنے رسولوں کی طرف منہ کرکے کہا اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ تحقیق کہ میں ایمان لایا ہوں بِرَبِّكُمْ ساتھ پروردگار تمہارے کے
فَاسْمَعُوْنِ ○ پس سنو تم مجھ سے ایمان میرے کو کہ کل کو قیامت کے روز میرے ایمان کی تم گواہی دینا کہتے ہیں کہ حبیب نجار تو انکو نصیحت کرتے تھے اور وہ لوگ
ان کو پتھر مارتے تھے اور وہ یہی کہتے تھے کہ خداوندا میری قوم کو ہدایت کر کہتے ہیں کہ انکو سنگسار کیا اور اسقدر پتھر مارے کہ وہ مرگئے اور بازار انطاکیہ میں انکو دفن کیا
اور بعضے کہتے ہیں کہ انکو مار ڈالا اور خدا نے انکو زندہ کیا اور بہشت میں لے گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسقدر انکی لاتیں ماریں کہ وہ ہلاک ہوگئے اور جس وقت راہ خدا
میں مارے گئے تو قِیْلَ کہا گیا یعنی ملائکہ نے اسکو کہا کہ ادْخُلِ الْجَنَّةَ داخل ہو تو بہشت میں اور جس وقت وہ بہشت میں داخل ہوا تو قَالَ کہا کہ
یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ○ اے کاش قوم میری جانے اور دانا ہو بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ ساتھ اسکے کہ بخشش کی ہو واسطے میرے پروردگار میرے نے یعنی جو
چیز کہ سبب بخشش کا ہی اسکو جانیں کہ وہ ایمان لانا ہے خدا پر اور اسمیں کوشش کرنی ہے غرض یہ ہے کہ جیسے کہ حالت زندگی میں وہ اپنی قوم کو نصیحت کرتے تھے
ایسے ہی بعد مرنیکے بھی نصیحت کی کہ میرے بخشے جانیکی کاش انکو خبر ہو کہ بسبب ایمان لانیکے خدا نے مجھکو بخشا اور طرح طرح کی نعمتیں مجھکو بہشت میں عطا کیں وَجَعَلَنِیْ مِنَ
الْمُكْرَمِیْنَ ○ اور کردیا مجھکو بزرگوں بہشت کے میں سے اگر وہ میرے حال سے مطلع ہوتے تو وہ بھی ایمان لاتے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ سابق امت میری کے تین آدمی ہیں
اور ایک لحظہ انھوں نے کفر نہیں کیا ہے اور وہ علی ابن ابیطالب ہی اور حبیب نجار مومن آل یٰسین اور حزقیل مومن آل فرعون اور یہ تینوں صدیق ہیں اور
علیؑ افضل انکا ہی اور ایک روایت میں حزقیل کی جگہ آسیہ زن فرعون کا نام ہے اور یہ سب ہمارے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں حضرت کی نبوت سے پہلے مگر علی ابن
ابیطالب کہ یہ حضرت کے زمانہ میں سب سے پہلے ایمان لائے ہیں اور اب خدائے تعالےٰ اس قوم کے ہلاک ہونے سے خبر دیتا ہے کہ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی
قَوْمِهٖ اور نہیں نازل کیا ہے ہمنے اوپر قوم اس حبیب نجار کے مِنْۢ بَعْدِهٖ پیچھے قتل اسکے سے مِنْ جُنْدٍ کوئی لشکر مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے
واسطے ہلاک کرنے ان لوگوں کے وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ○ اور نہیں ہیں ہم نازل کرنے والے لشکروں کو کفار کی ہلاک کرنیکے واسطے کہ ہماری حکمت اور مصلحت تقاضا
نہیں کرتی ہے لشکروں کے بھیجنے کی واسطے اور بدر اور حنین میں جو لشکر بھیجا تھا وہ پیغمبر کی تعظیم کے واسطے تھا اور کفار کی وہ مقدار نہیں کہ جسکی ہلاکت کو لشکر
بھیجا جاوے اِنْ كَانَتْ نہ تھا عذاب انکا اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مگر چیخ ایک عذاب کی قسموں میں نہایت آسان ہے اور وہ اسطرح سے ہی کہ جبرئیل آئے اور انکے شہر کے دروازہ
کے دونو طرفونکو پکڑکر ایک چیخ ماری فَاِذَا هُمْ پس ناگاہ وہ خٰمِدُوْنَ ○ بجھنے والے یعنی مردے تھے مثل آگ کے کہ ایکدفعہ ہی بجھ جاتی ہے سب کفار ایک مرتبہ ہی
ہلاک ہوگئے یٰحَسْرَةً اے افسوس اور پشیمانی قیامت میں عَلَى الْعِبَادِ ۚ اوپر بندوں کے کہ اپنی اوقات کو کفر اور گناہ میں بسر کرتے ہیں اور باوجودیکہ مَا یَاْتِیْهِمْ
مِّنْ رَّسُوْلٍ نہیں آتا تھا انکے پاس کوئی پیغمبر اِلَّا كَانُوْا بِهٖ مگر کہ تھے وہ ساتھ اس پیغمبر کے یَسْتَهْزِءُوْنَ ○ ٹھٹھا کرتے اور اب خدائے
تعالےٰ مشرکوں کو خوف دلاتا ہے کہ اَلَمْ یَرَوْا کیا نہیں دیکھا ہی ان کفار مکہ نے یعنی نہیں جانا کہ كَمْ اَهْلَكْنَا بہت ہلاک کئے ہیں ہمنے قَبْلَهُمْ پہلے انکے مِّنَ
الْقُرُوْنِ قرنوں کے لوگوں میں سے یعنی پہلے زمانہ کے لوگوں میں سے کیا نہیں دیکھا ہی ان مکہ والوں نے کہ اَنَّهُمْ تحقیق وہ ہلاک کئے گئے لوگ اِلَیْهِمْ طرف ان مکہ والوں کے
لَا یَرْجِعُوْنَ ○ نہیں پھرتے ہیں زندہ ہوکر دنیا میں پس کسواسطے وہ نصیحت نہیں پکڑتے ہیں اور نہیں ڈرتے ہیں کہ مثل ان لوگوں کے اونپر بھی عذاب نازل ہو وَاِنْ

كُلٌّ اور نہیں ہیں کل انکے لَمَّا جَمِيعٌ مگر جمع کیے گئے لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ہمارے نزدیک حاضر کیے گئے واسطے جزائے اعمال کے یعنی وہ پہلی امتیں ہلاک کی گئیں اور
یہ کفار کہ جو پیچھے انکے پیدا ہوئے ہیں سب میدان حشر میں حاضر ہونگے اور موافق اپنے فعلوں کی جزا اور سزا کو پہنچیں گے اور عذاب الیم میں گرفتار ہونگے کہ ہماری قدرت
کی نشانیوں میں انھوں نے کچھ تامل نہ کیا کہ ایمان لاتے اور نشانیاں ہماری توحید اور قدرت کی بہت ہیں اگر وہ تامل کریں اور اپنی عقل کو کام فرمائیں وَآيَةٌ
لَّهُمُ اور نشانی واسطے انکے ہماری قدرت کاملہ پر انکی دوبارہ زندگی کے واسطے الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ زمین مردہ ہے یعنی خشک اور بے گھاس کہ ہمنے بسبب باران
کے أَحْيَيْنَاهَا زندہ کیا ہے ہم نے اسکو وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا اور نکالا ہے ہمنے اس سے حَبًّا دانہ کو یعنی غلہ کو کہ غذا انسان کی ہے فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ پس
اس دانہ میں سے کھاتے ہیں وہ وَجَعَلْنَا فِيهَا اور کردیے ہمنے بیچ اس زمین کے جَنَّاتٍ باغ مِّن نَّخِيلٍ درختوں سے خرما کے وَأَعْنَابٍ اور انگور کے
درختوں سے اور باغ اور زراعت جو بدون پانی کے سرسبز نہیں ہوتے ہیں اسلیے فرماتا ہے کہ وَفَجَّرْنَا فِيهَا اور جاری کیے ہمنے بیچ اس زمین کے
مِنَ الْعُيُونِ چشموں میں سے تا کہ باغوں میں اور زراعت میں پانی دیویں اور یہ چیزیں اسلیے پیدا کی ہیں لِيَأْكُلُوا تا کہ کھائیں وہ مِن ثَمَرِهِ میوے اس
قسم کے درختوں سے وَمَا عَمِلَتْهُ اور اس چیز سے کہ کام کیا ہے أَيْدِيهِمْ ہاتھوں انکے نے کہ اپنے ہاتھوں سے آدمیوں نے بنایا ہے مثل شیرہ اور سرکہ کے أَفَلَا
يَشْكُرُونَ پس کیا نہیں شکر کرتے ہیں وہ بندے عوض میں ان نعمتوں کے اور نعمت دینے والے کی پرستش نہیں کرتے ہیں سُبْحَانَ پاک ہے تمام عیبوں اور
نقصان سے الَّذِي وہ شخص کہ اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَ الْأَزْوَاجَ پیدا کیا ہے اسنے جوڑوں کو كُلَّهَا کل انکو مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ
اس چیز سے کہ اگاتی ہے زمین قدرت خدا سے بوٹیاں اور درخت قسم قسم کے وَمِنْ أَنفُسِهِمْ اور نفسوں ان آدمیوں کے سے کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے اور ایک گورا ہے اور ایک
کالا ہے وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ اور اس چیز سے کہ نہیں جانتے ہیں وہ یعنی اور چیزیں اکثر خدائے تعالے نے قسم قسم کی ایسی پیدا کی ہیں کہ آدمی اسکو نہیں جانتے ہیں جو
وہ پہاڑوں اور صحراؤں اور دریاؤں میں ہیں وَآيَةٌ لَّهُمُ اور نشان واسطے انکے دوسرا جو کہ دلالت کرتی ہے قدرت خدا پر اللَّيْلُ رات ہے کہ اپنی حکمت سے
نَسْلَخُ مِنْهُ ادھیڑتے ہیں ہم اوس سے یعنی دور کرتے ہیں اس سے النَّهَارَ دن کو یعنی روشنی کو دن کی فَإِذَا هُم پس اس وقت وہ لوگ مُّظْلِمُونَ اندھیرے میں ہوئے
ہیں وَالشَّمْسُ اور آفتاب یعنی ایک اور دلیل قدرت خدا کی آفتاب ہے کہ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا چلتا ہے واسطے ایک قرارگاہ کے کہ واسطے اسکے ہے یعنی ہر روز
ایک حد معین پر چلتا ہے اور آفتاب کے تین سو ساٹھ مشرق اور تین سو ساٹھ مغرب ہیں ایک سال میں ہر روز نئے مشرق سے نکلتا ہے اور نئے مغرب میں چھپتا ہے
اور ہمیشہ حرکت اور سیر میں رہیگا یہاں تک کہ دنیا تمام ہو جاوے ٹھیرنا اسکے واسطے نہیں ہے اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے
لمستقر لها کو لا مستقر لها پڑھا ہے یعنی نہیں ہے جگہ ٹھیرنے کی واسطے اسکے کہ ہر روز چلنے ہی میں رہتا ہے ذَٰلِكَ یہ یعنی چلنا آفتاب کا ہر روز اپنی جگہ پر
تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ اندازہ کرنا خدائے غالب کا ہے قدرت کاملہ سے کہ الْعَلِيمِ جاننے والا ہے ہر شی کا وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ اور چاند کو اندازہ کیا ہے
یعنی مقرر کی ہیں ہمنے واسطے اسکے مَنَازِلَ منزلیں یعنی وہ صاحب منزلوں کا ہے اور منازل کا مضاف محذوف ہے اور تقدیر اسکی ذا منازل ہے اور منزلیں اسکی اٹھائیس
ہیں اور ہر روز ایک منزل میں رہتا ہے یہاں تک کہ آسمان کو طے کرے اور بڑھنا اور گھٹنا اسکا باعتبار دوری اور نزدیکی آفتاب کے ہے یعنی جوں جوں اپنی
منزلوں میں آفتاب سے دور ہوتا ہے تو اسکا نور بڑھتا ہے اور جوں جوں آفتاب کے نزدیک ہوتا جاتا ہے تو نور اسکا کم ہوتا جاتا ہے حَتَّىٰ عَادَ كَا
لْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ یہاں تک کہ پھر ہو جاتا ہے مانند شاخ پرانی خرما کے یعنی جس وقت کہ ماہتاب نکلتا ہے تو باریک ہوتا ہے اور ہر شب بڑھتا ہے
اور بعد اسکے کم ہونا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ کم ہوتے ہوتے مثل شاخ خشک اور پرانی اور ٹیڑھی خرما کے ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلی شب میں تھا
اور قمی کی تفسیر میں مذکور ہے کہ ابو سعید مکاری واقفی ایک روز حضرت امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوا اور از روئے انکار اور عناد کے کہنے لگا کہ کیا تیرا مرتبہ یہاں تک پہنچا ہے کہ تو دعوے
امامت کا کرتا ہے جیسے کہ تیرے باپ نے کیا تھا امام نے فرمایا کہ خدا تیرے نور کو بجھاوے اور فقیری اور محتاجگی کو تیرے گھر میں داخل کرے کیا تو نہیں جانتا ہے کہ خدا نے وحی
کی طرف عمران کے کہ میں تجھکو ایک لڑکا بخشنے والا ہوں کہ وہ مادرزاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو اچھا کریگا پس خدا نے عمران کو مریم بخشی اور مریم کو عیسی عطا کیا
پس عیسی مریم سے ہے اور مریم عیسی سے ہے اور مریم اور عیسی ایک شی ہیں اور ایک شخص میں ہیں کہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں اور میں اپنے باپ سے ہوں اور باپ میرا مجھ سے ہے او

میں اور باپ میرا دونو ایک شے ہیں کہ ہم میں کچھ فرق نہیں ہے بعد اسکے ابوسعید نے کہا کہ میں تجھ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں امام نے فرمایا کہ پوچھ اگر تو مجھ سے
قبول نکریگا اور اسکا اعتقاد نہ رکھیگا کہنے لگا کہ کیا کہتا ہے تو اس مرد کے مقدمہ میں کہ وقت مرنیکے کہے کہ جو میرا غلام قدیم ہے وہ آزاد ہے قرینہ الی اللہ امام رضا
نے فرمایا کہ جو غلام کہ چھ مہینے اسکی ملک میں رہا ہو وہ آزاد ہے اس واسطے کہ اسکی ملک میں چھ مہینے رہنے والا قدیم ہے اس شخص نے کہا کہ چھ مہینے والے کو تو قدیم
کہاں سے کہتا ہے فرمایا کہ اسواسطے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم اور شاخ خرما کی چھ مہینے کے عرصہ میں پہلی رات کے
چاند اور آخر شب کے چاند کی شکل ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ قدیم سے مراد چھ مہینے کی مدت ہے اس شخص نے انکار کیا اور نہ مانا اور جس وقت امام رضا کے پاس
سے نکلا تو اندھا ہو گیا اور تنگدست اور محتاج اس طرح کا کہ لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا اور گدائی کرتا پھرتا تھا یہانتک کہ دوزخ کو روانہ ہوا اور پھر خدا تعالےٰ
اپنی قدرت کے کمال بیان فرماتا ہے کہ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا نہ آفتاب کو سزاوار ہے واسطے اسکے اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ یہ کہ پالیوے چاند کو اور اسکے مقام پر جا پہنچے اس واسطے کہ
وہ فلک چہارم پر ہے اور چاند فلک اول پر اور درمیان دونو کے اکہتر ہزار پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور یا یہ کہ آفتاب اپنی اپنی سیر میں ماہتاب کو نہیں پہنچتا جو بہت [illegible] چلتا ہے
آفتاب سے اس واسطے کہ ماہتاب ایک مہینے میں بارہ برجوں کو قطع کرتا ہے اور آفتاب ایکسال میں قطع کرتا ہے اور اگر آفتاب چلنے کی سرعت میں ماہتاب کے برابر ہو تو فصلیں
اپنے موقع پر باقی نرہیں اور حیوانات اور روئیدگی کو خلل پہنچے وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ اور نہ رات پہلے ہونیوالی دن کی اسطرح سے کہ رات کے بعد پھر رات
آجاوے اور رات کے بعد دن ہو بلکہ دونو آگے پیچھے ہیں کہ رات کے بعد دن آتا ہے اور دن کے بعد رات ہے اور دو رات جمع نہیں ہو سکتیں کہ بیچ انکے دن ہو وَكُلٌّ اور سب یعنی
آفتاب و ماہتاب اور ستارے فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ بیچ آسمان کے تیرتے ہیں یعنی آسمانوں پر سیر کرتے ہیں اور پھرتے ہیں جیسے کہ مچھلی دریا میں تیرتی ہے اور حضرت صادق
نے فرمایا ہے کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا ہے اور قول حق تعالےٰ میں ولا اللیل سابق النہار یہ ہے کہ تحقیق سابق ہوا ہے رات سے دن اور دوسری روایت
میں حضرت صادق سے یہ ہے کہ پیدا کیا گیا ہے دن پہلے رات کے اور آفتاب پہلے ماہتاب کے اور زمین پہلے آسمان کے اور مجمع البیان میں تفسیر عیاشی سے لکھا ہے کہ اشعث
بن حاتم روایت کرتا ہے کہ میں خراسان میں تھا جس وقت کہ امام رضا اور فضل بن سہل ایک مجلس میں بیٹھے مرو میں اور دسترخوان بچھایا گیا اور اسوقت آپس میں باتیں کرتے
تھے کہ امام رضا نے فرمایا کہ ایک مرد بنی اسرائیل سے مجھے مدینہ میں پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا پہلے دن پیدا ہوا ہے یا رات تم اس مقدمہ میں کیا فرماتے ہو اور انھوں نے
اسمیں بہت توقف کیا لیکن علم اسکا انکے پاس نتھا پس فضل نے کہا کہ اے فرزند رسول خدا اس مسئلہ کو بیان فرماؤ کہ نہایت احسان ہم پر ہوگا امام نے فرمایا کہ قرآن سے کہوں یا حساب
سے فضل نے کہا کہ حساب کی روسے فرمائیے فرمایا کہ حساب کی روسے اسطور سے ہے کہ طالع دنیا کا سرطان تھا اور ستارے اسوقت موضع شرف میں تھے پس زحل میزان میں تھا اور مشتری سرطان اور شمس حمل میں اور
قمر ثور میں پس یہ دلالت کرتا ہے ہونے شمس کو حمل میں بیچ دسویں خانہ لگن کے طالع سے وسط آسمان میں یعنی امر دلالت کرتا ہے کہ آفتاب شب میں اسوقت وسط سما میں تھا
پس دن شب سے پہلے پیدا ہوا ہے اور لیکن خدا تعالےٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار یعنی روز سابق ہے شب سے
اور اپنی نعمتوں کو شمار کرتا ہے کہ وَآيَةٌ لَّهُمْ اور نشانی واسطے اُن کے جو کہ ہماری قدرت پر دلالت کرتی ہے أَنَّا حَمَلْنَا تحقیق کہ
ہم نے اٹھایا ہے ذُرِّيَّتَهُمْ باپ اور دادا اُن کے کو مراد ذریت سے یہاں باپ اور دادا ہیں اور ذریت اس واسطے کہا کہ ذریت اس وقت اپنے باپوں
کے صلبوں میں اور پشتوں میں تھی وہ بھی اٹھائی گئی اور اہل مدینہ اور ابن عامر اور یعقوب اور سہل نے ذریات پڑھا ہے جمع کا صیغہ یعنی اٹھایا
ہم نے باپوں ان کے کو وقت طوفان کے اور بٹھایا ہم نے اُن کو فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ بیچ کشتی بھری ہوئی کے آدمیوں سے اور حیوانات
سے وَخَلَقْنَا لَهُمْ اور پیدا کیا ہم نے واسطے ان کے مِنْ مِثْلِهِ مانند اس کشتی کے مَا يَرْكَبُونَ وہ چیز کہ سوار ہوتے ہیں یعنی مثل
کشتی نوح علیہ السلام کے اور کشتیاں ہم نے اُن کے واسطے پیدا کیں ہیں کہ وہ ان پر سوار ہوتے ہیں اور یا سواریوں سے مراد حیوانات ہیں مانند گھوڑے
اور اونٹ اور خچر کے اور قول پہلا ہی ظاہر ہے وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ اور اگر چاہیں ہم تو غرق کردیں ان کو پانی میں طوفان اور موج میں
بھیجکر فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ پس کوئی فریادرس نہو واسطے اُن کے کہ غرق ہونے سے انکو نجات دے وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ
اور نہ وہ چھڑائے جائیں موت سے جس وقت کہ ہم ان کو ہلاک کرنا چاہیں إِلَّا رَحْمَةً مگر کہ رحم کریں ہم اپر رحم کرنا مِنَّا اپنی طرف سے کہ انکو دنیا سے بچا دیں

اور فائدہ دیں ہم انکو وَمَتَاعًا اور فائدہ دینا اِلٰی حِیْنٍ ایک وقت تک کہ اجل انکی آئے اور رحمۃ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہی اور مفعول لہ بھی ہو سکتا
ہے وَاِذَا قِیْلَ اور جس وقت کہا جائے یعنی مومنین کہیں لَھُمْ واسطے ان کافروں کے کہ اتَّقُوْا ڈرو تم مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ اس سے کہ آگے تمہارے
ہوا ہے عذاب پہلی امتوں کا وَمَا خَلْفَکُمْ اور اس سے کہ پیچھے تمہارے ہے عذاب آخرت کا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معنی یہ ہیں
کہ ڈرو تم گناہوں سے کہ پہلے تم نے کیے ہیں اور ڈرو تم عذاب سے کہ پیچھے تمہارے ہیں پس پہلے گناہوں پر نادم ہو اور آیندہ گناہوں کو ترک کرو لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ
تاکہ تم رحم کیے جاؤ اور تمہارے گناہوں سے درگزر کیجائے اور وہ کفار مومنین کی نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں اور نزاع کرنیکو مستعد ہوتے ہیں وَمَا تَاْتِیْھِمْ اور نہیں
آتی ہے انکے پاس مِّنْ اٰیَۃٍ کوئی نشانی مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّھِمْ نشانیوں قدرت پروردگار انکے سے کہ وہ قرآن اور معجزے ہیں اِلَّا کَانُوْا عَنْھَا
مُعْرِضِیْنَ مگر کہ ہیں وہ اس سے منہ پھیرنے والے کہ اسمیں نظر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فقرا صحابہ نے جو کہ محتاج تھے مشرکین سے کہا کہ جو کچھ تم گمان
کرتے ہو کہ مال خدا کا ہمارے پاس ہے اسمیں سے تم ہمکو دو انھوں نے کہا کہ اگر خدا تمہارے رزق دینے پر قدرت رکھتا ہے کھانا دیتا پس چاہیے کہ وہ تمکو کھانا
دیتا اور جس وقت کہ اسنے تمکو کھانا نہ دیا تو ہم بھی تمکو نہ دینگے اسواسطے کہ خدا نے جو تمکو اس سے محروم رکھا تو ارادہ خدا کا یہ ہے کہ تم ہمیشہ محروم رہو اور ہم اسکے ارادہ کے
برخلاف نہ کریں گے کہ تمکو کچھ دیویں یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اور جس وقت کہ کہا جائے واسطے ان کافروں کے اَنْفِقُوْا خرچ کرو تم محتاجوں
اور فقیروں پر مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ اسمیں سے کہ روزی دی ہے تمکو خدا نے مال و متاع کا تو قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں اَنُطْعِمُ کیا کھانا دیویں ہم مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اس شخص کو کہ اگر چاہے خدا تو اَطْعَمَهٗ البتہ کھانا دیتا اسکو
اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ مگر بیچ گمراہی ظاہر کے کہ ہمکو خدا کے ارادہ کے برخلاف حکم کرتے ہو اور یہ قول کفار کا عین خطا ہے
اس واسطے کہ خدائے تعالےٰ نے بعضے کو تونگر کیا ہے اور بعضے کو فقیر واسطے امتحان کے اور واسطے پہنچنے ثواب کے جہان کے اور حکم فرمایا ہے کہ تونگر خدا کے
مال میں سے فقرا کو دیویں پس ارادہ خدا کا بہانہ کرنا اور خدا نے جو حکم خرچ کرنیکا کیا ہے اسپر نظر نہ کرنی محض خطا ہے اور خدا سب کو دیتا ہے اور دینے کو اسباب
پیدا کرتا ہے اپنے ہاتھ سے دینے نہیں آتا اور تونگروں کو جو دیتا ہے اسواسطے کہ وہ محتاجوں کی خبر لیتے رہیں اور جس وقت کہ ان کافروں کو ڈراتے تھے وہ پیغمبر اور مومنین
کو ہستی کی راہ سے کہتے تھے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے تھے کہ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ کب ہے یہ وعدہ عذاب کا اور ظاہر ہونا قیامت کا ہمکو بتلاؤ اِنْ کُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم راست کہنے والے اللہ تعالیٰ انکے جواب میں فرماتا ہے کہ مَا یَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے ہیں وہ کفار اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً
مگر چیخ ایک کا کہ تَاْخُذُھُمْ پکڑے انکو مراد اس سے پہلا صور ہے کہ جسکی چیخ سے فنا سب ہو جاوینگے انکی چیخ کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ناگہاں انکو پکڑ لیوے
وَھُمْ یَخِصِّمُوْنَ جس وقت کہ وہ جھگڑتے ہونگے اپنے سودے میں اور معاملہ میں اور لینے اور دینے میں کوئی تو خرید کرتا ہوگا اور کوئی فروخت کرتا ہوگا
اور کوئی اپنے کسی اور کام میں مشغول ہوگا اور کوئی سوتا ہوگا کہ ناگہاں ایک دفعہ ہی صور پھونکا جائیگا اور سب ہلاک ہو جاوینگے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ پس نہ
طاقت رکھیں گے اس حال میں تَوْصِیَۃً وصیت کرنیکو جو کوئی اپنے پاس حاضر ہے اسکو وصیت کریں وَّلَآ اِلٰٓی اَھْلِھِمْ اور نہ طرف لوگوں اپنے کی اگر گھر سے باہر ہونگے
یَرْجِعُوْنَ الٹے پھرینگے بلکہ وہیں فنا ہو جاوینگے اور بازار سے گھر میں آنے پاوینگے بلکہ لقمہ ہاتھ میں ہوگا اور ہونٹوں تک نہ پہنچانے پاوینگے کہ ایکدفعہ ہی صور کی آواز سنکر فنا ہو جاوینگے
اور صور کے پھونکنے جانیکی مطلق خبر نہ ہوگی کہ ایک دفعہ ہی کان میں اسکی آواز آویگی اور اس آواز سے ہلاک ہو جاوینگے حدیث میں ہے کہ دو آدمی کپڑے کے تھان
کو کھولکر پھیلاوینگے کہ ایک اسکو فروخت کرتا ہوگا اور دوسرا خرید کرتا ہوگا اسکو لپیٹنے نہ پاوینگے کہ قیامت قائم ہو جاویگی اور آدمی لقمہ کھانیکا اٹھا کر چاہیگا کہ منہ میں رکھے لیکن
ہونٹوں تک نہ پہنچنے پاویگا وہ لقمہ یہاں تک کہ فنا ہو جاویگا اور آدمی چاہیگا کہ اپنے مویشی کو حوض پر لیجا کر پانی پلائے لیکن پانی نہ پلانے پاویگا اور قیامت آ جاویگی
وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ اور پھونکا جائے بیچ صور کے یہ صور دوسرا ہے کہ جسکے پھونکنے سے سب زندہ ہونگے اور ذکر اسکا تفصیل سے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ زمر میں آویگا اور بعضے
کہتے ہیں کہ تین صور پھونکے جاوینگے پہلا صور نفخہ فزع ہے کہ جسمیں سب گھبرا جاوینگے اور چالیس برس بعد اسکے دوسرا صور پھونکا جاویگا فَاِذَا ھُمْ پس اس وقت وہ
مِّنَ الْاَجْدَاثِ قبروں سے باہر نکلکر اِلٰی رَبِّھِمْ طرف حکم پروردگار اپنے کے یعنی طرف میدان قیامت کے یَنْسِلُوْنَ دوڑتے ہوں گے اور جس وقت ہوں

قیامت کی بھیجیں گے قَالُوْا یٰوَیْلَنَا کہینگے حسرت سے کہ وائے ہمپر مَنْ بَعَثَنَا کس نے اٹھایا ہی ہمکو یعنی کس نے بیدار کیا ہی ہمکو مِنْ مَّرْقَدِنَا ہماری خواب گاہ سے حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ لوگ قبروں میں ہونگے اور جس وقت اٹھینگے تو گمان کریں گے کہ ہم سوتے تھے اس وقت کہیں گے حسرت سے کہ وائے ہمپر کس نے اٹھایا ہمکو خواب گاہ ہماری سے اور بعضے کہتے ہیں کہ جس وقت قیامت کی ہول انکو نظر آئے تو قبر کی ہولیں انکو قیامت کی ہولونکے مقابلہ میں مثل خواب کے معلوم ہوں اس واسطے کہ عذاب قبر کا اسکے مقابلہ میں کچھ نہ معلوم ہوگا اور حضرت علیؑ نے مَنْ کو حرف جر کا اور بعث کو مصدر مجرور پڑھا ہی اور جس وقت کہیں گے کہ ہمکو ہمارے مرقدوں سے کس نے اٹھایا تو ملائکہ کہینگے کہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ یہ وہ ہی کہ جو وعدہ کیا تھا خدا نے قیامت کے ہونیکا وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے اور تم اسکا انکار کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مسلمان اُس کلمہ کو کہیں گے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ خود کہینگے کہ یہ وہ ہی کہ جسکا وعدہ خدا نے کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا اور ہمنے انکو جھٹلایا اور اسکا انکار کیا اور اب خدا انکے اٹھنے کی جلدی سے خبر دیتا ہے اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً نہو وے یہ واقع مگر چیخ ایک کہ وہ صور دوسرا ہے اور پھر دآواز ہونے کے سب زندہ ہو جائیں گے فَاِذَا هُمْ پس اس وقت وہ جَمِیْعٌ سب یعنی تمام خلقت پہلی اور پچھلی لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ نزدیک ہمارے حاضر کئے جائینگے اور سبکا حساب ہوگا اور خطاب ہوگا سبکو کہ فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ پس آج کے دن نہ ظلم کیا جائے گا کوئی نفس شَیْئًا کسی چیز کے بیچ اپنے اعمال کے اور جزا واجبی ملیگی نہ کسی کے ثواب میں کمی کی جائے گی اور نہ کسی کا عذاب زیادہ کیا جائیگا وَلَا تُجْزَوْنَ اور نہ جزا دیے جاؤ گے تم اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مگر جو کچھ کہ تھے تم عمل کرتے نیک یا بد جس نے بد کام کئے ہیں وہ مستحق دوزخ کا ہے اور جس کے اعمال اچھے ہیں وہ بہشت میں جائے گا اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ تحقیق کہ صاحب بہشت کے آج روز فِیْ شُغُلٍ بیچ شغلوں کے فٰكِهُوْنَ مزہ پانیوالے ہیں یعنی بہشت کی نعمتوں میں مشغول ہونگے اور اُسکے طرح طرح کی لذت پائینگے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہی کہ باکرہ حوروں کے ساتھ مشغول ہونگے کہ جن کی بھویں رات کے چاند کے مانند ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ راگ کے سننے میں مشغول ہوں گے اور بعضے کہتے ہیں کہ قسم قسم کے ثواب میں مشغول ہوں گے کہ ہر قسم اُس سے مناسب ایک عضو کے ہو کہ اسکو عبادت میں مشغول کیا ہو مثلاً ادخلوها بسلام آمنین ثواب پاؤں کا ہی کہ اُس سے مسجدوں میں اور واسطے طلب علم دین کے گیا ہو وتناولوں کاسا ثواب ہاتھ کا ہی اس سے اپنے مال کو راہ خدا میں دیا ہو اور حور عین ثواب شرمگاہ کا ہو کہ اسکو زنا اور اغلام سے محفوظ رکھا ہو اور کلوا واشربوا هنیئا ثواب پیٹ کا ہی کہ اسکو حرام کے لقمہ سے بچایا ہو اور آخر دعویٰهم ثواب زبان کا ہے کہ اس سے ذکر خدا اور نصیحت نیک میں مشغول ہوا ہو اور تلذ الاعین ثواب آنکھ کا ہی کہ اسکو زن حرام کی طرف نظر کرنے سے بچایا ہو هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ وہ بہشتی اور جورویں انکی کہ جو دنیا میں بوجہ حلال انکے ساتھ ہمبستر ہوتے تھے اور دنیا سے باایمان گئے ہوں اور یا حوریں مراد ہیں پس یہ بہشتی اپنی بیبیونکے ہمراہ فِیْ ظِلٰلٍ بیچ سایونکے یعنی ایسے مقام میں کہ ہرگز وہاں حرارت اور گرمی آفتاب کی ہوگی عَلَی الْاَرَآئِكِ اوپر تختوں کے کہ نہایت آراستہ اور پیراستہ ہوں گے مُتَّكِـُٔوْنَ تکیہ لگانے والے ہونگے لَهُمْ فِیْهَا واسطے انکے بیچ اس بہشت کے فَاكِهَةٌ میوہ ہر قسم کا وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ اور واسطے اُن کے وہ ہی کہ جو خواہش کرینگے اور زبان سے طلب کرینگے کچھ احتیاج ہوگی اور ابن عباس سے منقول ہی کہ جو کچھ بہشتی اپنے دلمیں خواہش کرے کھانے کی یا پینے کی بدون اسکے کہ اپنی زبان سے اسکو طلب کرے اپنے پاس حاضر پائیگا سَلٰمٌ یہ بدل ہی ما سے اور تقدیر اسکی ولهم سلام ہی یعنی اور واسطے انکے سلامتی ہے اور امن ہر آفت سے قَوْلًا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی کہیگا انکو خدا کہنا کہ وہ مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ پروردگار مہربان کی طرف سے ہے یعنی سلام کہیگا انکو خدا کہ وہ سلام کہنا پروردگار مہربان کی طرف سے ہوگا اور عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ بہشتی نعمتوں میں مشغول ہونگے ناگاہ ایک نور انپر روشن ہو اور جس وقت سر انکو بلند کریں تو اس نور میں سے آواز آوے کہ السلام علیکم یا اہل الجنة اور یہ نہایت مدعا انکا ہوگا اور کہتے ہیں کہ فرشتے انکی زیارت کو آویں اور انکو سلام کریں اس طرح سے کہ السلام علیکم من ربکم الرحیم اور منقول کہ جس وقت بہشتی بہشت کو روانہ ہوں تو کفار بھی ہمراہ انکے چلیں گے اس وقت ان کو خطاب پہنچے کہ دور ہو وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اور جدا ہو جاؤ تم آج کے دن مومنین سے اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اے گنہگارو کفر کرنے والو کہ تمہارے رہنے کی جگہ دوزخ ہے اور بعد اسکے انکو خطاب پہنچے کہ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ کیا نہیں عہد کیا تھا میں نے طرف تمہارے زبانی پیغمبروں کی اور عقل اور فہم تمکو عطا کرکے یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ

اے اولاد آدم کی اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ یہ کہ نہ پرستش کرو تم شیطانکو اور اسکے کہنے پر مت چلو اور اسکے کہنے سے کفر کو مت اختیار کرو اِنَّهٗ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ تحقیق کہ وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر اور تمہارے باپکے ساتھ دشمنی اسکی ظاہر ہے اور روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی
فرمانبرداری کرے مخلوق کی اس امر میں کہ جسمیں نافرمانی خالق کی ہو اور خدا کا حکم اسمیں نہو تو اس شخص نے اس مخلوق کی پرستش کی جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی اختیار کیا ان یہودیوں نے علما اپنے کو اور عابدوں اپنے کو پروردگار سوائے خدا کے اور وہ یہودی اپنے علما کو خدا
نہیں جانتے تھے بلکہ جس حرام کو اُنھوں نے حلال کر دیا تھا وہ اسکو حلال جانتے اور جس حلال کو اُنھوں نے حرام کر دیا تھا اسکو وہ حرام جانتے تھے غرض یہ ہے کہ ہر امر میں انکی
فرمانبرداری کرتے تھے خلاف حکم خدا کے اسواسطے خدا نے فرمایا کہ تم انکو اپنے پروردگار جانتے ہو اسیطرح جو کوئی آدمی کسی کے کہنے پر چلے ایسا امر میں کہ جسمیں خدا
کا حکم نہیں ہے یعنی خدا نے تو منع کیا ہے اور وہ کسی کے کہنے سے اسکو کرے اور جسکو خدا نے واجب کیا ہے اسکو کسی کے کہنے سے نہ کرے تو اس آدمی نے اسکی پرستش
کی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے فرمانبرداری کی کسی مرد کی عذاب کے گناہ میں اُسنے اسکی پرستش کی اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے
کہ جس کسی نے کان رکھے طرف کسی کلام کرنیوالے کے اُس نے اسکی پرستش کی پس اگر وہ کہنے والا بیان کرتا ہے خدا کی طرف سے تو اس نے پرستش کی خدا کی اور اگر وہ
کہتا ہو شیطان کیطرف سے تو اُسنے شیطان کی پرستش کی پس خدا نے فرمایا کہ کیا نہیں عہد نہ کیا تھا کہ شیطان کی پرستش مت کرو وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ اور یہ کہ پرستش
کرو تم میری هٰذَا یعنی میری پرستش کرنا اور شیطان کا ترک کرنا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ راہ سیدھی ہے کہ اپنے چلنے والوں کو جنت میں پہنچانی ہے وَلَقَدْ
اَضَلَّ اور البتہ تحقیق گمراہ کیا ہے اس شیطان نے مِنْكُمْ تم میں سے اے آدمیو جِبِلًّا كَثِيْرًا خلقت بہت کو اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ کیا وہ نہ تھے
تم کہ عقل انکو اپنی کام فرماتے اور سمجھتے اسکے گمراہ کرنیکو کہ اسکے جال میں پھنستے هٰذِهٖ یہ دوزخ کہ دیکھتے ہو تم جَهَنَّمُ الَّتِيْ وہ دوزخ ہے کہ دنیا میں كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ تھے تم کہ وعدہ کئے جاتے اسمیں داخل ہونیکا اور اُس سے ڈرائے جاتے اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ جلو تم اسمیں آج کے دن بسبب اسکے بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ
بسبب اسکے کہ تھے تم کفر کرتے دنیا میں اور شرک کرتے خدا کے ساتھ اور انبیا کو جھٹلاتے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ اسدن مہر کرینگے ہم عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ اوپر مونہوں انکے تاکہ
جھوٹے دعوے نکریں کہ ہمنے کفر اور شرک نہیں کیا اور پیغمبروں کو نہیں جھٹلایا وَتُكَلِّمُنَآ اور کلام کریں ہم سے اَيْدِيْهِمْ ہاتھ ان کے وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ اور گواہی
دیں پاؤں انکے بِمَا كَانُوْا ساتھ اسکے کہ تھے وہ دنیا میں يَكْسِبُوْنَ کسب کرتے یعنی انکے اعضا کو کہ دنیا میں جنکی شان سے گویائی نہیں ہے ہم انکو گویا کریں
آخرت میں کہ وہ اعضا انکی گواہی دیویں اپنر اور ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ خدا قیامت کے دن کافروں میں ایک نشان پیدا کرے کہ اس نشان سے آدمی
جانیں کہ یہ کافر ہیں اور جس وقت وہ کفار باوجود اس علامت کے انکار کریں تو فرشتے اپنر گواہی دیں اور جب اسپر بھی انکار کریں اور کہیں کہ خداوندا
یہ تیرے فرشتے ہیں جو کہ گواہی دیتے ہیں اور انکار پر اصرار کریں تو انبیا گواہی دیویں اور جب اسپر بھی انکار کریں تو ہمسایہ گواہی دیں اور اگر پھر بھی انکار کریں تو
اعضا انکی گواہی دیں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مومن پر اعضا انکی گواہی نہ دیویں اور سوائے اُسکے نہیں ہے کہ گواہی دینگے اس شخص پر کہ جس کے لئے ثابت
ہوا ہے کلمہ عذاب کا اور لیکن مومن پس وہ دیا جائے گا نامہ اعمال دست راست میں اور خدا اسکیلئے فرماتا ہے کہ جو کوئی دیا جائیگا نامہ اعمال اپنا دست راست میں پس یہ
لوگ پڑھینگے نامہ اعمال اپنے کو اور نہ ظلم کئے جائیں گے برابر تاگے دانہ خرما کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مومنین کے اعضا انکی طاعتوں پر گواہی دینگے وَلَوْ نَشَآءُ
اور اگر چاہیں ہم لَطَمَسْنَا البتہ مٹا ڈالنا کریں ہم عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ اوپر آنکھوں انکی کے اسطرح سے کہ اثر آنکھوں کا چہرہ پر باقی نرہے فَاسْتَبَقُوا
الصِّرَاطَ کہ آپس میں ڈھونڈتے پھریں وہ راستہ کو فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ پس کیونکر دیکھیں ہم اسکو کہ اندھے ہیں وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر چاہیں ہم لَمَسَخْنٰهُمْ البتہ
مسخ کر دیں ہم انکو کہ انکی صورت اور طرح کی کر دیں چاہیں ہم انکو بندر بنا دیں اور چاہیں سور عَلٰى مَكَانَتِهِمْ اوپر مکان انکی کے جیجگہ کہ وہ موجود ہوں فَمَا
اسْتَطَاعُوْا پس طاقت نرکھیں وہ مُضِيًّا آگے جانیکی اسجگہ سے وَّلَا يَرْجِعُوْنَ اور نہ الٹے پھریں وہ یعنی نہ آگے جا سکیں نہ پیچھے کو اور اب خدا بیان کرتا ہے اپنی
قدرتکو کہ جس سے اشارہ مسخ کرنیکی قدرت کی طرف ہو جیسا کہ فرماتا ہے کہ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ اور جسکو کہ عمر دیتے ہیں ہم اور اسکی عمر کو دراز کرتے ہیں ہم نُنَكِّسْهُ الٹا کر دیتے ہیں
ہم اسکو فِي الْخَلْقِ بیچ پیدائش کے کہ زیادتی بدنکو نوکمی سے بدل کر دیتے ہیں اور قوت کو ضعیفی اور دانائی کو نادانی سے اور جوانی اور تازگی کو بڑھاپے اور

پیری میں ضعیف اور دانائی کو نادانی سے اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ۝ کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم اور عقل کو کام نہیں فرماتے ہو کہ جو کوئی اسپر قادر ہے کیا وہ مسخ نہیں کر سکتا
ہے اور کہتے تھے کفار عرب جو قرآن کو ہلو غریب اور عجیب کے ساتھ دیکھا تو کہنے لگے کہ محمد شاعر ہے جو اس خوب ڈھنگ اور روش سے کہتا ہے خدا انکے قول کو رد
کیا ہے ۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ اور نہیں سکھلایا ہے ہمنے اس محمد کو شاعری یعنی جو کچھ کہ ہمنے نازل کیا ہے وہ قبیلہ شعر سے نہیں ہے کہ جس میں محض تخیلات شاعرانہ ہوتے
ہیں کہ انسان میں رغبت دلاتی اور نفرت دلاتی ہوتی ہے اور واقع میں اسکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے کلام مقفیٰ اور موزون ہے اور قرآن
ایسا نہیں ہے وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اور نہیں سزاوار ہے واسطے اسکے شعر کہنا اور نظم قرآن دلالت نہیں کرتا ہے شاعری پر اور محمد شعر کہنا نہیں جانتا ہے اور منقول ہے کہ
وہ حضرت اگر کوئی بیت واسطے تمثیل کے ادا کرتے تو وزن سے منحرف ہوجاتی تھی لوگ کہتے تھے کہ یا حضرت یہ موافق وزن کے ادا نہیں ہوئی فرماتے کہ شعر کہنا کام میرا نہیں
اور میں شاعر نہیں ہوں اور جو کچھ کہ حضرت کے کلام میں موافق وزن شعر کے وارد ہوا ہے وہ اتفاقی ہے بدون ارادہ کے چنانچہ فرمایا ہے کہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اور صحیح
یہی ہے کہ مراد شعر سے اس مقام میں تخیلات شاعرانہ ہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن ایسا نہیں ہے اور کلام مقفیٰ اور موزون میں کچھ قباحت نہیں ہے اور حضرت
خود اشعار حسان کے سنتے تھے اور اسکی تعریف کرتے تھے اور جناب امیر اکثر شعر کہتے تھے اور مذمت اس شعر کی آئی ہے کہ جسمیں خیالات شاعرانہ ہوں اور جناب
امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ جناب رسول خدا کلام شعرا کو دشمن رکھتے تھے اور فرمایا کہ اگر شکم تمہارا چرک سے بھرا ہو تو اسکو دوست رکھتا ہوں اس سے کہ شکم تمہارا
شعر سے پر ہو ان باتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کلام شعرا مراد ہے نہ مقفیٰ اور موزون اور قرآن مقفیٰ اور موزون کب ہے کہ جو کفار اسکو شعر کہتے تھے بلکہ وہ
قرآن کو تخیلات شاعرانہ گمان کرتے تھے اس واسطے کہتے تھے کہ محمد صلعم شاعر ہے خدا نے انکے قول کو رد کیا اور اگر حضرت نے کبھی بیت کو وزن سے منحرف بھی کیا
تو وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت کی طرف وہم شاعری کا ہو اور کلام کو حضرت کے شاعرانہ نہ کہنے لگیں اس واسطے حضرت وزن سے منحرف کرتے ہونگے اور خدا قرآن کے
حق میں فرماتا ہے کہ اِنْ هُوَ نہیں ہے وہ قرآن اِلَّا ذِكْرٌ مگر نصیحت وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ اور ایک کتاب روشن ہے کہ آسانی سے اسکے معنی کو حاصل کرسکتے ہیں
اور ہمنے اسکو نازل کیا ہے لِّيُنْذِرَ تاکہ ڈراوے وہ مَنْ كَانَ حَيًّا اس شخص کو کہ ہووے وہ زندہ یعنی مومن کو اس واسطے کہ زندگانی جاودانی ایمان کے ساتھ ہے اور
کافر حکم مردہ کا رکھتا ہے بسبب تامل نہ کرنے اور غور نہ کرنے کے خدا کی قدرت کی نشانیوں میں بلکہ مردہ سے بھی زیادہ بدتر ہے اس واسطے کہ مردہ اگر کچھ نفع حاصل نہیں کرتا
ہے تو ضرر بھی اسکو نہیں ہوتا ہے بخلاف کافر کے کہ بسبب اختیار کرنے دین حق کے کمال ضرر ہے اسکو اور جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ مراد زندگی سے عقل ہے تاکہ ڈراوے
وہ قرآن اس شخص کو کہ عقل رکھتا ہے اور اسکو سمجھ سکتا ہے نہ غافل اور جاہل کہ حکم مردہ کا رکھتا ہے وَيَحِقَّ الْقَوْلُ اور ثابت اور واقع ہووے کلمہ عذاب کا
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اوپر کافروں کے کہ اسکو قبول نہیں کرتے ہیں اور اس سے فائدہ نہیں حاصل کرسکتے ہیں اور اب خدا اپنی قدرت کی دلیلیں بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ
اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا یعنی کیا نہیں جانا انھوں نے کہ اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ تحقیق ہمنے پیدا کیا ہے واسطے انکے مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اس چیز میں سے
کہ کام کیا ہے ہاتھوں قدرت ہماری نے بدون شراکت اور مدد غیرہ کے اور خدا نے جو فرمایا ہے کہ ہمنے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے تو مراد اس سے یہی ہے کہ ہم نے خود کیا ہے اور
دوسرا اسمیں شریک نہیں ہے پس موافق محاورہ انکے فرماتا ہے کہ ہمنے خود پیدا کیا ہے بدون شریک ہونے غیر کے اَنْعَامًا چوپاؤں کو مانند گھوڑے
اور گوسفند اور اونٹ اور گاؤ اور بھینس کے اور سوائے اسکے فَهُمْ لَهَا پس وہ لوگ واسطے ان چوپاؤں کے مٰلِكُوْنَ ۝ مالک ہیں کہ اپنے تصرف میں لاتے ہیں وَذَلَّلْنٰهَا
لَهُمْ اور پست کیا ہے ہم نے ان چوپاؤں کو واسطے انکے فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ پس بعضے ان میں سے سواریاں انکی ہیں مثل اسپ اور شتر اور خچر کے وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝
اور بعضے کو انمیں سے کھاتے ہیں مثل گاؤ اور گوسفند کے وَلَهُمْ فِيْهَا اور واسطے انکے بیچ ان چوپاؤں کے مَنَافِعُ فائدے ہیں پوست اور پشم وغیرہ کے وَمَشَارِبُ
اور پینے کی چیزیں ہیں مثل دودھ اور دہی اور چھاچھ وغیرہ کے اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ کیا پس نہیں شکر کرتے ہیں وہ خدا کا کہ کسطرح کی نعمتیں عطا کی ہیں اور باوجود
حاصل ہونے ایسی نعمتوں کے خدا کی پرستش انھوں نے نہ کی وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور پکڑے انھوں نے یعنی اختیار کیے انھوں نے سوائے خدا کے کہ
پیدا کرنیوالا تمام مخلوقات کا ہے اٰلِهَةً معبود کہ وہ کسی چیز پر قادر نہیں ہیں لَّعَلَّهُمْ تاکہ وہ یعنی باامید اسکے کہ يُنْصَرُوْنَ ۝ نصرت کیے جاویں کہ وہ معبود انکی مدد
کریں اور شفاعت کر کے عذاب کو انسے دفع کریں اور حال یہ ہے کہ وہ بت معبود انکے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ نہیں طاقت رکھتے ہیں مدد کرنے انکی کی وَهُمْ اور وہ

بت پرست لھم کو واسطے ان بتوں کے جُندٌ مُّحْضَرُوْنَ ٥ لشکر ہیں حاضر کئے گئے کہ شیطان نے انکو بتونکی نزدیک کر دیا ہی پرستش کیواسطے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی
اسکے یہ ہیں کہ قیامت میں بت پرست بتونکے ہمراہ دوزخ میں حاضر کئے جاوینگے اور کہتے ہیں کہ قیامت میں بتونکو آگے رکھیں گے اور بت پرست پیچھے ہونگے جیسے کہ لشکر سردار کے
پیچھے ہوتا ہی اور سبکو سب کو دوزخ میں لیجاویں گے اور جس وقت کہ حال انکا ایسا ہوگا تو اے محمد فَلَا یَحْزُنْكَ پس چاہیے کہ نہ غمگین کرے تجھکو قَوْلُهُمْ کہنا انکا
کہ وہ جو خدا کے شریک مقرر کرکے بتونکو معبود کہتے ہیں اور تجھکو شاعر اور جادوگر کہتے ہیں اِنَّا نَعْلَمُ تحقیق کہ ہم جانتے ہیں مَا یُسِرُّوْنَ جو کچھ کہ پوشیدہ کرتے
ہیں وہ کہ تجھسے اور مومنین سے کینہ اور دشمنی رکھتے ہیں وَمَا یُعْلِنُوْنَ ٥ اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں وہ کہ کلمے کفر کے اپنی زبان سے کہتے ہیں اور حضرت صادق
علیہ السلام سے منقول ہی کہ ابی بن خلف مجلس اقدس رسولخدا میں حاضر ہوا اور اس مجلس میں بعضے اشراف قریش بھی حاضر تھے اور وہ ایک استخوان بوسیدہ اپنے
ہمراہ لایا اور اسکو اپنے ہاتھ سے ملا کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگئی اور خاک اسکی ہوا میں اڑ گئی اور بعد اسکے کہنے لگا کہ وہ کون ہے کہ اس خاک ریزہ ریزہ کو جمع کرے اور پھر اس
کو زندہ کرے رسولخدا نے فرمایا کہ پروردگار میرا قیامت کے روز اس خاک کو جمع کرکے پھر دوبارہ زندہ کریگا اور تجھکو زندہ کرکے دوزخ میں ڈالیگا اس
وقت یہ آیت نازل ہوئی اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ کیا نہیں دیکھا اور نہیں جانا اور نہیں دریافت کیا آدمی نے یعنی ابی بن خلف کہ اَنَّا خَلَقْنٰهُ اور
تحقیق ہمنے پیدا کیا ہی اسکو مِنْ نُّطْفَةٍ منی سے اسطرح کہ منی سے خون بستہ کیا اور خون بستہ سے گوشت بنایا اور اسمیں ہڈیاں بنائیں یہانتک کہ رفتہ
رفتہ انسان کی صورت بنا کر اسمیں روح پھونکی اور ماں کی پیٹ میں اسکو پرورش کیا اور ماں کے شکم سے باہر نکالکر لڑکپن میں اسکی پرورش کی اور جسوقت اسکو بالغ کر کے عقل
عطا کی اور گفتگو سکھلائی تو فَاِذَا هُوَ پس اس وقت وہ قیامت کے مقدمہ میں خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ جھگڑنیوالا ظاہر ہے کہ بیوجہ جھگڑتا ہی اور وہ تامل کرے
تو جانے کہ جو شخص قادر ہی اسطرح سے پیدا کرنے پر اس کے نزدیک دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہی اور از راہ عناد و انکار اسنے ہمارے پیغمبر سے مقدمہ میں جھگڑا کیا اور دوبارہ
پیدا کرنے میں بہت تعجب کیا وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا اور بیان کیا واسطے ہمارے مثل کو کہ دیکھو اس خاک ریزہ ریزہ کو کون جمع کرکے زندہ کرسکتا ہی اور ہماری قدرت کا انکار کیا
کہ مردہ کو کون زندہ کرسکتا ہی قیامت کے روز وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ اور بھولگیا پیدایش اپنی کو کہ کسطرح ہمنے اسکو پیدا کیا ہے اور از روئے سرکشی اور عناد کے قَالَ مَنْ
یُّحْیِ الْعِظَامَ کہا کہ کون زندہ کرسکتا ہی ہڈیونکو کہ انکو زندہ کرکے پہلی حالت پر پہنچاوے وَهِیَ رَمِیْمٌ جسوقت کہ بوسیدہ ہوں خدا اسکے رد میں فرماتا
ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد اس شخص کو کہ جو دوبارہ زندہ کرنیکا انکار کرتا ہی کہ یُحْیِیْهَا زندہ کرتا ہے ان ہڈیونکو الَّذِیْ وہ شخص کہ اپنی قدرت کاملہ سے
اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ پیدا کیا ہی اُسنے پہلی مرتبہ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ اور وہ ساتھ پیدا کرنے ہر مخلوق کے عَلِیْمٌ ٥ۙ دانا ہی اور جاننے والا ہی کہ اپنے علم سے
چیز کو تفصیل سے جانکر پیدا کیا ہے کہ ہر ایک ٹکڑے اور ریزے کو اسکے جانتا تھا اور ہر ایک ریزے کو دوسرے ریزے ملنے سے بخوبی واقف تھا پس دوسری بار اسکو
کیا مشکل ہے کہ ایک ریزے سے دوسرے ریزہ کو ملا کر جمع کرے کہ پہلے سے جسکا علم رکھتا ہی اور اس سے زیادہ اپنی قدرت کا حال بیان کرتا ہے اور عجیب کے پیدا کرنے میں
کہ قادر ہے دوبارہ زندہ کرنے پر الَّذِیْ وہ شخص یعنی وہ خدا کہ جَعَلَ لَكُمْ پیدا کیا اسنے واسطے تمہارے مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ درخت سبز سے نَارًا
آگ کو فَاِذَآ اَنْتُمْ پس اسوقت تم مِّنْهُ اس سے تُوْقِدُوْنَ ٥ آگ روشن کرتے ہو کہتے ہیں کہ عرب کے جنگل میں دو درخت ہوتے ہیں مرخ اور عفار جسوقت شاخ
اسکی ہری اور تر و تازہ دوسری شاخ پر ملیں تو اسمیں آگ نکلتی ہی اور پس جو شخص کہ قادر ہو ہرے اور تر و تازہ درخت سے آگ نکالنے پر پس قدرت اسکی زیادہ ہوگی پیدا کی ہوئی چیز کو
مار کر پھر اسکے پیدا کرنے پر اور فرماتا ہی کہ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ کیا نہیں ہی وہ شخص کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ پیدا کیا ہی اسنے آسمانونکو اور زمین کو اس
بزرگی کے ساتھ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ قدرت رکھنے والا اوپر اس کے کہ پیدا کرے یعنی جسنے ایسے بڑے بڑے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہی کیا وہ
قادر نہیں ہے اسپر کہ پیدا کرے مِثْلَهُمْ مثل انکی کو کہ بہ نسبت آسمان اور زمین کے نہایت چھوٹے اور حقیقت میں خدا تعالے خود جواب دیتا ہی کہ بَلٰی
ہاں وہ قادر ہی مردونکو زندہ کرنے پر وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ٥ اور وہ خدا بہت پیدا کرنیوالا جاننے والا ہی ہر ایک کے احوال کا اور پیدا ہونیکی کیفیت کا اور
کسی آلہ اور اوزار سے وہ پیدا نہیں کرتا ہی اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ سوائے اسکے نہیں کہ کام اسکا اِذَاۤ اَرَادَ شَیْئًا جس وقت کہ ارادہ کرے پیدا کرنے کسی چیز کو اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ
یہ ہی کہ کہے واسطے اس چیز کے کہ كُنْ ہو جا تو میرے حکم سے فَیَكُوْنُ ٥ پس ہو جاتی ہے مراد یہ ہے کہ جس وقت خدا تعالے جس چیز کا ارادہ کرتا ہے

وقف لازم

وقف غفران

اسکو کرنا اتنا ہے اور بمنزلہ اسکے ہے کہ کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو پس وہ ہو جاتی ہے اسی وقت اور جس وقت کہ قدرت اسکی پیدا کرنے میں اس مرتبہ کی ہو تو یہ
فَسُبْحَانَ پس پاک ہے دوبارہ زندہ کرنیکی قدرت کے ہونیسے الَّذِي وہ شخص کہ بِيَدِهِ بیچ ہاتھ قدرت اسکی کے مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ بادشاہی ہر چیز کی ہے کہ
سبکا مالک ہے وہ اور ہر چیز کو اسنے پیدا کیا ہے اور جو کوئی کہ ایسا ہی بس اسپر دوبارہ زندہ کرنا دشوار نہیں ہے اور بعضونے ملکوت کو ملکۃ پڑھا ہے اور معنی اسکے قدرت کی ہیں یعنی
پاک ہے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اسکی کے قدرت ہر چیز کی ہے وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ اور طرف اسکی پھروگے تم واسطے جزائے اعمال کو کہ اقرار کرنیوالا اور فرمانبردار تو بہشت میں
جائیگا اور انکار کرنیوالا اور سرکش اور نافرمانبردار دوزخ کو روانہ ہوگا اور عذاب میں گرفتار ہوگا

سُورَةُ الصَّافَّاتِ

یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسکی ایکسو
بیاسی آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ صافات کو ہر جمعہ کے روز پڑھے تو ہر آفت سے محفوظ رہے اور ہر بلا دنیا میں
اس سے دفع ہوتی ہے اور روزی اسکی دنیا میں بہت فراخ ہو اور شیطان اسکے بدن میں اور اسکی اولاد اور مال میں دخل نکرے اور بادشاہ ظالم اس سے بدی نکر سکیگا
گا اور اگر اس روز مرجائے تو خدا اسکو شہید مارے گا اور شہدا کی ہمراہی میں اس کا حشر ہوگا اور بہشت میں داخل ہوگا اور درجہ شہدا کا اسکے نامزد کرینگے اور حضرت
کاظم نے فرمایا ہے کہ اگر وقت نزع کے یہ سورہ پڑھا جائے تو خدا تعالیٰ موت کی سختی کو آسان کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے ازراہ انکار اور تعجب کے کہا
کہ محمدؐ نے سب خداؤنکو ایک خدا کر دیا ہے خدا نے انکے انکار کے دفع کرنیکو اور اپنی توحید کے ثابت کرنے کو واسطے کئی چیزونکی قسم کھائی ہے جیسے کہ اس سورہ میں مذکور
ہے اور فرمایا کہ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَالصَّافَّاتِ قسم ہے ان فرشتونکی جو کہ آسمانوں میں صف باندھے ہوئے ہیں واسطے عبادت کے یا درمیان
ہوا کے پرونکو بچھائے ہوئے ہیں کہ کیا حکم پہنچے کہ اسکو بجا لائیں یا قسم ہے غازیونکی کہ جہاد میں صف باندھنے والے ہیں یا قسم ہے ان مومنین کی کہ نماز جماعت میں
صف باندھنے والے ہیں صَفًّا صف باندھنا خاص واسطے رضامندی خدا کے فَالزَّاجِرَاتِ پس قسم ہے ان فرشتونکی کہ منع کرنے والے شیاطین کے ہیں آسمان
پر چڑھنے سے اور یا وہ فرشتے کہ جو ہانکنے والے ہیں بادلوں کو اور یا قسم ہے نماز گذارنے والوں کی کہ ہانکنے والے ہیں اپنی نمازوں کی کثرت سے
شیاطین کو اور یا قسم ہے ان علماء کی کہ دفع کرنے والے ہیں اور جھڑکتے ہیں کافرونکو اور بدکارونکو اور منع کرنیوالے ہیں گناہوں سے زَجْرًا منع کرنا خالص ریا
سے اور خاص واسطے خوشنودی خدا کی فَالتَّالِيَاتِ پس قسم ہے ان فرشتونکی کہ تلاوت کرنیوالی ہیں ذِكْرًا ذکر خدا کو یا تلاوت کرنیوالے وحی کے ہیں انبیاء پر یا تلاوت کرنیوالی کتاب خدا کے
ہیں یا قسم ہے ان مومنین کی کہ اکثر تلاوت کرنیوالے قرآن کے ہیں یا قسم ہے نماز پڑھنے والونکی کہ نماز میں تلاوت قرآنکی کرنیوالے ہیں اور بعضے ان سب تاؤں کو ما بعد میں ادغام کرتے
ہیں یہ سب قسمیں ہیں اور جواب قسمونکا یہ ہے کہ إِنَّ إِلٰهَكُمْ تحقیق معبود تمہارا لَوَاحِدٌ البتہ ایک ہی اپنی ذات اور صفات میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ پروردگار
پیدا کرنیوالا آسمانونکا اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور اس چیز کا کہ درمیان ان دونو کے ہے جمیع مخلوقات وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اور پروردگار مشرقوں کا یعنی پیدا کرنے
والا مشرقونکی ستارونکا ہے اور آفتاب کے ایکسال میں تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور ہر روز اسکے واسطے ایک مشرق نیا ہوتا ہے ان سبکا پیدا کرنے والا خدا ہے اور مشرق کی قیاس
سے مغرب بھی معلوم ہوتا ہے اسواسطے اسکا ذکر نہیں کیا ہے اور فرماتا ہے کہ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا تحقیق کہ ہمنے آراستہ کیا ہے آسمانکو کہ نزدیک ہے زمین سے یعنی
اول آسمان کو بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ساتھ زینت ستارونکی آراستہ کیا ہے اور عاصم اور حمزہ نے زینت کو تنوین سے اور کواکب کو مجرور پڑھا ہے اور
ابوبکر نے کواکب کو منصوب پڑھا ہے اور باقیوں نے زینت کو مضاف پڑھا ہے طرف کواکب کے اور کہتے ہیں کہ شیاطین جناب رسولخدا سے پہلے آسمان پر جاتے تھے اور کلام
ملائکہ کا سنتے تھے اور زمین پر آکر کاہنوں اور جادوگرونکو وسوسہ میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم غیب سے اطلاع رکھتے ہیں اور اس سبب سے وہ جھوٹ کے ساتھ اسکو ملا کر لوگونکو
اپنا تابعدار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم غیب کی باتونکو جانتے ہیں اور اس حیلہ سے لوگونکو گمراہ کرتے تھے جس وقت رسولخدا پیدا ہوئے تو شیاطین آسمان پر جانے سے بند
ہوگئے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَحِفْظًا اور نگاہ رکھنا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی نگاہ رکھا ہے ہمنے آسمان کو نگاہ رکھنا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ ہر
شیطان مَّارِدٍ سرکش اور نافرمان سے کہ لَا يَسَّمَّعُونَ نہیں سنتے ہیں وہ شیطان اہل کوفہ نے اسکو بہ تشدید شین اور تشدید میم پڑھا ہے یعنی وہ شیاطین
اب کان نہیں لگا سکتے ہیں إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلٰى طرف گروہ بلند کے واسطے سننے بات کے یعنی ملائکہ جو بعضے امور پر لوح محفوظ کے مطلع تھے اور آپس میں اس کا
ذکر رکھتے تھے اور یہ شیاطین اوپر جا کر چوری سے کچھ سن لیا کرتے تھے اب نہیں سن سکتے ہیں اور ملائکہ کی طرف کان واسطے باتونکے نہیں لگا سکتے ہیں وَيُقْذَفُونَ

اور ڈالے جاتے ہیں وہ شیاطین سوراخ کر کے یعنی ان پر انگارے برسائے جاتے ہیں مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ہر طرف سے دُحُورًا واسطے ہانکنے کے اور دور کرنے کے جس وقت وہ ملائکہ کا
کلام ایچ پر چڑھتے ہیں اور دحورا مفعول لہ واقع ہوا ہے وَلَهُمْ اور واسطے ان شیاطین کے عَذَابٌ وَاصِبٌ عذاب دائم ہوا الا کبھی ہر وقت ہر گاہ اور ہمیشہ
عذاب میں گرفتار ہیں إِلَّا مَنْ خَطِفَ مگر جو کوئی کہ اچک لیگیا کلام کو انکے الْخَطْفَةَ اچک لیجانا کہ بعضی بات کو ملائکہ کی چوری سے سنا فَأَتْبَعَهُ
پس پیچھے لگتا اسکے شِهَابٌ ثَاقِبٌ شعلہ چمکنے والا کہ اسکو جلا کر دور کرے اور جلا دیوے اور کہتے ہیں کہ رکانہ بن زید کہ مشرک تھا نہایت توانا اور قوی شخص تھا اور
اور تکبر کرتا تھا اور درمیان قریش کے اس امر کی لاف زنی کرتا تھا کہ شجاعت اور قوت میں میرے کوئی مثل نہیں ہے اسکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ فَاسْتَفْتِهِمْ پس
پوچھ تو اے محمد ان مشرکین سے کہ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا کیا وہ زیادہ سخت ہیں پیدائش میں أَمْ مَنْ خَلَقْنَا یا وہ شخص کہ پیدا کیا ہمنے پہلی امتوں کو انسے پہلے کہ وہ قوت
میں انسے بہت زیادہ تھے ان لوگوں کو ہمنے باوجود اس قوت کے ہلاک کر دیا اور عذاب میں گرفتار کیا کیا باوجود اس قوت کے عذاب کو اپنے اوپر سے دفع نہ کر سکے اور
یہ لوگ کہ بنسبت انکے نہایت ناتوان اور سست ہیں یہ کیونکر اپنے اوپر سے عذاب کو دفع کر سکینگے إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ تحقیق کہ ہم نے پیدا کیا ہے ان کو مِنْ طِينٍ
لَازِبٍ مٹی چپکنے والی سے کہ وہ نہایت سست ہوتی ہے اور انکی پیدائش انکے باپ کی اور انکی اصل کی ہے جبکہ باپ ایسا ہو تو اولاد بھی ایسی ہی ہوگی اور انکے حکم میں
داخل ہونگے اور کسیکو وہ قوت ہوگی کہ عذاب کو اپنے سے دفع کریں بعضے کہتے ہیں کہ گمان رسول خدا کا یہ تھا کہ جو کوئی قرآن کو سنے وہ ایمان کو قبول کرے اور جس وقت
مشرکین نے سنا تو بے پروائی کی اور ٹھٹھا شروع کیا حضرت نے تعجب کیا خدا فرماتا ہے کہ نہ ایسا ہے کہ وہ فرمانبردار قرآن کے ہوں بَلْ عَجِبْتَ بلکہ تعجب کیا تو نے
انکے ایمان نہ لانے سے قرآن پر وَيَسْخَرُونَ اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں وَإِذَا ذُكِّرُوا اور جس وقت کہ نصیحت کیے جاتے ہیں وہ قرآن سے تو لَا يَذْكُرُونَ نہیں
نصیحت قبول کرتے ہیں وہ اور ہر چند انکو [illegible] دلیلیں قیامت کے بیان میں کیجاتی ہیں لیکن وہ ان میں تامل نہیں کرتے ہیں وَإِذَا رَأَوْا آيَةً اور جس وقت
دیکھتے ہیں وہ کسی نشانی قدرت خدا کو مثل معجزے وغیرہ کے تو يَسْتَسْخِرُونَ ٹھٹھا کرتے ہیں اور [illegible] ہیں سنتے ہیں وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا اور کہتے
ہیں کہ نہیں ہے یہ جو کہ ہم دیکھتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے دکھائی دیتے ہیں إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ مگر جادو ظاہر اور ازراہ عناد کے یہ بھی کہتے ہیں کہ أَإِذَا
مِتْنَا کیا جس وقت مر جاوینگے ہم وَكُنَّا تُرَابًا اور ہو جاوینگے ہم خاک وَعِظَامًا اور ہڈیاں بے گوشت اور پوست أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ کیا تحقیق ہم البتہ
اٹھائے جاوینگے دوبارہ زندہ کر کے بعد اسکے کہ ہم خاک ہو گئے ہوں أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ کیا باپ ہمارے پہلے وہ بھی زندہ کر کے اٹھائے جاوینگے کہ بالکل
خاک ہو گئے ہیں یعنی ہرگز ہم اور ہمارے باپ دوبارہ زندہ نہ ہونگے قُلْ کہہ تو اے محمد ان انکار کرنے والوں قیامت کو کہ نَعَمْ ہاں تم سب زندہ ہو کر اٹھوگے
مع اپنے باپوں کے وَأَنْتُمْ اور تم دَاخِرُونَ خوار و ذلیل ہونیوالے ہو آخرت میں اور جس وقت خدا ارادہ کرے قیامت کے ہونیکا تو فَإِنَّمَا هِيَ پس سوا اسکے
نہیں کہ وہ قیامت کے زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ہانکنا ہے یعنی ایک پھونک ہوگی صور کی کہ اسرافیل پھونکینگے اور وہ صور دوسری مرتبہ کا پھونکنا ہوگا اسرافیل کا فَإِذَا
هُمْ پس وہ زندہ ہو کر اور قبروں سے باہر نکل کر يَنْظُرُونَ نظر کرینگے قیامت کی طرف اور عذاب کی طرف کہ اسکو جھٹلاتے تھے وَقَالُوا اور کہینگے وہ کہ
يَا وَيْلَنَا اے وائے ہم پر اور ہماری ہلاکت پر کہ هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ یہ دن جزا دینے کا ہے کہ جسکا ہمکو وعدہ کرتے تھے غرض یہ ہے کہ وہ اس روز قیامت
کا اقرار کریں اور اسکے جھٹلانے پر بہت پشیمان ہوں اور ہر چند عاجزی کریں لیکن اس روز کی عاجزی کچھ فائدہ نہ دیگی اور فرشتے ان سے کہیں کہ هَٰذَا یہ روز يَوْمُ
الْفَصْلِ روز حکم کا ہے یا روز جدا ہونے نیکوں کا بدوں سے یا روز جدا ہونے حق کا باطل سے الَّذِي وہ دن کہ كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ تھے تم ساتھ اسکے
جھٹلاتے اور یقین اسکے ہونیکا نہ کرتے تھے اور بعد اسکے فرشتوں کو خطاب ہوگا کہ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا جمع کرو تم ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنی نفسوں پر کفر کر کے
اور پیغمبروں کی تکذیب کر کے اور لوگوں پر زیادتی کر کے وَأَزْوَاجَهُمْ اور جمع کرو مانندوں اور مشابہوں انکے کو اور یا عورتوں انکی کو جو کہ ہم مذہب انکی ہیں کفر میں وَ
مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ اور اس چیز کو کہ تھے وہ عبادت کرتے بیچ دنیا میں مِنْ دُونِ اللَّهِ سوائے خدا کے اور جس وقت وہ ایک جگہ اکٹھے ہو جاویں تو
فَاهْدُوهُمْ پس راہ دکھلاؤ تم انکو إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ طرف راستہ دوزخ کی وَقِفُوهُمْ اور کھڑا کرو تم انکو اور روک رکھو إِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ پہلے داخل ہونے دوزخ
سے مَسْئُولُونَ سوال کیے جاوینگے اپنے اعتقادوں باطل اور اعمال بد سے اور ابن مسعود کے مصحف میں مذکور ہے کہ وہ سوال کیے جاوینگے ولایت علی ابن ابیطالب سے کہ علی کو

دوست کہتے ہو یا نہیں اور اسکو خلیفہ حق جانتے تھے یا نہیں اور ابو سعید خدری اور سعید ابن جبیر سے بھی یہی روایت ہے کہ علی کی ولایت سے سوال کیے جاینگے اور جناب رسول خدا
نے فرمایا ہے کہ پانچ چیز سے سوال ہوگا جوانی سے کہ کس کام میں اسکو کھویا اور بڑھاپا کیا اور عمر سے کہ کس چیز میں اسکو فنا کیا اور مال سے سوال کیا جائیگا کہ کس طرح اسکو
کمایا تھا اور کہاں اسکو خرچ کیا تھا اور سوال کیا جائیگا علم کہ کیا عمل کیا ہے اور سوال کیا جائیگا علی ابن ابیطالب کی اور اسکی اولاد کی دوستی سے اور جس وقت وہ
کفار جمع کیے جاینگے تو ملائکہ انسے کہینگے کہ مَا لَكُمْ کیا ہے واسطے تمہارے کہ لَا تَنَاصَرُونَ نہیں مدد کرتے ہو تم آپسمیں کہ ایک شخص دوسرے کو عذاب سے بچاوے
وہ کچھ جواب نہ دینگے حق تعالیٰ ملائکہ کو کہیگا کہ یہ آپسمیں کوئی کسی کی کمک کرنیکی قدرت نہیں رکھتا ہے بَلْ هُمُ الْيَوْمَ بلکہ وہ آج کے دن مُسْتَسْلِمُونَ گردن جھکانیوالے ہیں
عاجزی سے اور نہایت فرمانبردار ہیں اور وہ لوگ فرشتوں کو کچھ جواب نہ دیسکینگے لیکن آپسمیں ایک شخص دوسرے شخص کو ملامت کریگا وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ اور منہ کرینگے بعض انکے
عَلَىٰ بَعْضٍ اوپر بعض انکی یعنی بعض بعضے کی طرف متوجہ ہوکر يَتَسَاءَلُونَ سوال کرینگے آپسمیں یعنی گمراہ ہونیوالے گمراہ کرنیوالوں سے پوچھینگے کہ تمنے کس واسطے
ہمکو گمراہ کیا تھا وہ انکے جواب میں کہینگے کہ تمنے ہمارے کہنے کو قبول کیا تھا اور قَالُوا کہینگے وہ گمراہ ہونے والے انکو کہ إِنَّكُمْ كُنتُمْ تحقیق کہ تم تھے کہ تَأْتُونَنَا
عَنِ الْيَمِينِ آتے تھے ہمارے پاس برکت اور خیرخواہی کی جہت سے اور نصیحت کی راہ سے اور تم ہمکو اپنے دین کی طرف بلاتے تھے اور دکھلاتے اپنی قوت اور غلبہ کی جہت سے تم ہمکو اپنے دین
میں لاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے قَالُوا کہینگے گمراہ کرنیوالے سردار انکے اور شیاطین کہ انکو گمراہ کرتے تھے ایسا نہیں ہے کہ ہمنے تمکو گمراہ کیا ہو بَلْ بلکہ لَّمْ تَكُونُوا
مُؤْمِنِينَ نہ تھے تم ایمان لانیوالے یعنی تم راہ راست پر نہ تھے کہ ہمنے تمکو گمراہ کردیا ہو اور تم خود اپنی ذات میں کافر تھے اور پیغمبر تمکو طرف راستی کے بلاتے تھے تو تم خود اپنے
اختیار سے انکی خبر کو قبول نہیں کرتے تھے اور اپنی گمراہی اور جاہلی میں پھنسے ہوئے تھے ہمکو کس واسطے الزام دیتے ہو وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم اور نہ تھا واسطے
ہمارے اوپر تمہارے تحقیق مِّن سُلْطَانٍ کوئی غلبہ اور قوت کہ ہم تمکو زبردستی گمراہی کی طرف بلاتے بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ بلکہ تھے تم ایک گروہ حد سے گذرنے
والے کہ اپنے اختیار سے تم کفر کرتے تھے پس آج کے دن ملامت کرنا ہمکو واسطے جائز ہے بلکہ اسمیں ہم اور تم دونوں شریک ہیں فَحَقَّ عَلَيْنَا پس ثابت اور
واجب ہوا اوپر ہمارے قَوْلُ رَبِّنَا کلمہ پروردگار ہمارے کا کہ وہ کلمہ عذاب کا ہے إِنَّا لَذَائِقُونَ تحقیق کہ ہم البتہ چکھنے والے ہیں عذاب کے اور بعد اسکے اقرار کرینگے
بہکانیکا اور کہیں کہ فَأَغْوَيْنَاكُمْ پس گمراہ کیا ہمنے تمکو اور راہ حق سے باز رکھا إِنَّا كُنَّا تحقیق کہ ہم تھے غَاوِينَ گمراہ اور طریق حق سے باہر ہونیوالے یعنی
ہم جو گمراہ تھے تمکو بھی ہمنے چاہا کہ مثل ہمارے گمراہ ہو جاو اس واسطے تمکو ہمنے گمراہ کیا فَإِنَّهُمْ پس تحقیق کہ وہ گمراہ اور انکو گمراہ کرنیوالے يَوْمَئِذٍ اس روز فِي
الْعَذَابِ بیچ عذاب کے مُشْتَرِكُونَ شریک ہونے والے ہیں جیسے کہ شرک میں دونوں شریک تھے اور جھگڑا اور نزاع کرنا انکو کچھ فائدہ نہ دیگا إِنَّا
كَذَٰلِكَ تحقیق کہ ہم مانند اس عذاب کے نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ کرتے ہیں ساتھ گنہگاروں کے إِنَّهُمْ كَانُوا تحقیق کہ وہ مشرکین گنہگار تھے إِذَا قِيلَ لَهُمْ جس
وقت کہ کہا جاتا تھا واسطے انکے کہ کہو تم لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے تو يَسْتَكْبِرُونَ سرکشی اور تکبر کرتے تھے اسکے کہنے سے اور قبول کرنیسے اور ایمان
نہیں لاتے تھے پیغمبر کے کہنے سے وَيَقُولُونَ اور کہتے تھے کہ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا کیا تحقیق ہم ترک کرنیوالے ہیں معبودوں اپنے کو اور انکی پرستش کو لِشَاعِرٍ
مَّجْنُونٍ واسطے شاعر دیوانہ کے کہ عقل اسکی جاتی رہی ہے یعنی محمد صلعم کہ شاعر اور دیوانہ ہے اسکے کہنے سے ہم اپنے خداؤں کی پرستش کو ترک کرینگے خدا انکے کہنے کو رد کرتا
ہے کہ محمد شاعر نہیں ہے اور نہ دیوانہ ہے بَلْ بلکہ جَاءَ بِالْحَقِّ لایا ہے حق اور راستی کو خدا کی طرف سے کہ وہ دین اسلام ہے یا قرآن ہے وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ
اور تصدیق کی ہے اسنے پیغمبروں کی جو کہ اس سے پہلے آئے تھے اور انکو سچا کہا اور راستگو کیا انکو کہ جو کچھ کہ پہلے پیغمبر لائے تھے توحید خدا کی اور پرستش اسکی اور
ترک کرنا اسکے سوا غیروں کی پرستش کا بھی یہ بھی لیکر آیا ہے اور اب خدا کفار کی طرف خطاب کرتا ہے کہ إِنَّكُمْ تحقیق تم لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ البتہ چکھنے
والے ہو عذاب دردناک کو اے کافرو بسبب شرک کے اور جھٹلانے پیغمبر کے وَمَا تُجْزَوْنَ اور نہ بدلا دیے جاؤگے تم إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ مگر جو کچھ کہ
تھے تم عمل کرتے کہ یہ عذاب دوزخ کا تمہارے کفر کی سزا ہے إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ مگر بندے خدا کے کہ خالص کیے گئے ہیں کفر اور شرک سے اور افعال بد سے
کہ جزا انکی بہشت ہے یہ مستثنیٰ منقطع ہے أُولَٰئِكَ یہ لوگ خالص عمل والے لَهُمْ واسطے انکے ہے بہشت میں رِزْقٌ مَّعْلُومٌ روزی جانی گئی اور مقرر اور معلوم ہے ہر وقت
کے واسطے اور وہ فَوَاكِهُ میوے ہیں طرح طرح کے کہ مقصود کھانے سے انکے لذت یا مزہ پانا ہے نہ غذا کرنا اور نگاہ رکھنا اپنی صحت کا اور بدن کا توانائی اور درست ہونے سے

وَهُمْ مُّكْرَمُونَ ۝ اور وہ بہشتی باوجود ان نعمتوں کے بزرگ کیے گئے ہیں اور بڑی عزت اور توقیر ہے واسطے انکے اور جناب باری سبحانہ سے تحفے اور صلات پہنچتے ہیں
اس میں فرمایا ہے کہ رزق معلوم سے یہ مراد ہے کہ خادم انکے جانتے ہیں اس رزق کو کہ وہ اس روزی کو وقت خاص جنکے پاس لاوینگے اور مکرمون سے مراد یہ ہے کہ بہشتی
نہ خواہش کرینگے کسی نعمت کی بہشت میں مگر کہ بزرگ اور گرامی کیے جاوینگے ساتھ اسکے فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ۝ بیچ بہشتوں نعمتوں والیوں کے اور باوجود ان نعمتوں کے عَلٰى سُرُرٍ
اوپر تختوں کے مُّتَقٰبِلِينَ ۝ آمنے سامنے بیٹھنے والے یہ حال وقت ملاقات کا ہے ایک دوسرے کے مقابل ہونگے يُطَافُ عَلَيْهِمْ پھرائے
جاوینگے اوپر انکے یعنی گرد انکے پھرینگے لڑکے اور حوریں اور غلمان بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ پیالے شراب کے جو بہتی ہوئی نہر سے بھرے ہوئے کہ وہ شراب دنیا کی سی
بیہوش کرتی ہے اور نہ اسکے پینے سے درد سر ہوتا ہے اور نہ بدرنگ ہوتی ہے بلکہ وہ شراب بَيْضَاءَ سفید ہے کہ سفیدی اسکی دودھ اور برف سے زیادہ ہے لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِينَ ۝
لذیذ اور خوش مزہ ہے واسطے پینے والوں کے اور بیضاء اور لذت معین کی صفت واقع ہوئی ہے اور لذة اسکی صفت واسطے مبالغہ کے آئی ہے اور یا یہ کہ لذت لذیذہ
کے معنی میں ہے اور وہ شراب ایسی ہے لَا فِيهَا غَوْلٌ نہیں ہے اس شراب میں غول یعنی فساد اور خرابی جیسے کہ دنیا کی شراب میں خرابی ہے کہ اسکے پینے سے
بیہودہ بکتے ہیں اور جنگ کرنے پر مستعد ہوتے ہیں اور سر میں درد ہوتا ہے وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ۝ اور نہ وہ بہشتی اس شراب سے مست ہونگے اور بعضے قاریوں نے
میں ینزفون کو بکسر زا پڑھا ہے یعنی وہ شراب مست کرنیوالی ہوگی جس سے عقل جاتی رہے وَعِنْدَهُمْ اور نزدیک انکے ہونگی عورتیں کہ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کم
کرنیوالی نظر کی ہونگی یعنی ان عورتوں نے اپنے شوہروں پر نظر کرنے میں کمی کی ہوگی اور سوا انکے اور کسی پر نظر نہ کرینگی اور یا یہ کہ کثرت ناز و کرشمہ اور حیا سے نظر اوپر
نہ کرینگی عِينٌ ۝ کشادہ چشم والیاں اور یا یہ کہ انکی آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی بمرتبہ کمال کو پہنچی ہوگی کہ سفیدی تو نہایت سفید ہوگی اور سیاہی نہایت سیاہ ہوگی
كَأَنَّهُنَّ گویا کہ وہ عورتیں صفائی اور سفیدی میں بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ انڈے ڈھکے ہوئے شترمرغ کے ہیں اور عادت شترمرغ کی ہے کہ اپنے انڈوں کو پروں سے
چھپائے رہتا ہے کہ غبار اسپر نہ پڑے اور میلا نہ ہو اور ہوا اور حرارت آفتاب سے محفوظ رہے اور رنگ اسکا بہت پیارا ہے اسی رنگ کی صفائی میں حوریں ہونگی اور بہشتی
تختوں پر بیٹھے ہونگے اور حوریں اور غلمان انکے روبرو شراب کے پیالے چھلکتے ہوئے ہاتھوں میں لیے کھڑے ہونگے اور ان پیالوں کو وہ لیوینگے اور آپس میں باتیں کرینگے
کہ جو کچھ دنیا میں اپر گذرا ہے ہر ایک اپنے حال کی دوسرے کو خبر دیگا فَأَقْبَلَ پس منہ کرکے بَعْضُهُمْ بعضے ان کا عَلٰى بَعْضٍ اوپر بعضے کے یعنی بعضے
آدمی بعضوں کی طرف منہ کرکے يَتَسَاءَلُونَ ۝ سوال کرینگے آپس میں یعنی ہر ایک دوسرے کا حال پوچھے گا کہ خدا نے تجھکو کیا انعام دیا اور کیا بخشا اور آپس میں دوستوں سے
باتیں کرنے اور اپنا اپنا حال بیان کرنا اور دوسرے کی سرگذشت کو سننا سب لذتوں سے زیادہ لذت رکھتا ہے قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ کہیگا ایک کہنے والا ان بہشتیوں
میں سے اپنے یاروں سے إِنِّي یہ کہ تحقیق کہ میں جس وقت دنیا میں تھا تو كَانَ لِي قَرِينٌ ۝ تھا واسطے میرے ایک صاحب ہمنشین میرا کہ میرے پاس بیٹھتا
تھا اور وہ منکر بعث والوں میں سے تھا مجھکو ملامت کرکے يَقُولُ کہتا کہ أَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ۝ کیا تحقیق تو سچا جاننے والوں قیامت
میں سے ہے أَإِذَا مِتْنَا کیا جس وقت مر جاوینگے ہم وَكُنَّا تُرَابًا اور ہو جاوینگے ہم مٹی وَعِظَامًا اور ہڈیاں بے گوشت اور پوست ریزہ
ریزہ أَإِنَّا کیا تحقیق ہم اس ہیئت اور صورت سے پھر زندہ ہو کر لَمَدِينُونَ ۝ البتہ جزا دئے جاوینگے کیا یہ امر اسی طرح سے ہے کہ ہم ضرور جزا دئے جاوینگے
قَالَ کہیگا وہ مومن اپنے یاروں سے جو کہ بہشت میں اسکی صحبت میں ہیں هَلْ أَنْتُمْ مُّطَّلِعُونَ ۝ کیا تم مطلع ہوئے یارو میرے اس رفیق سے کہ وہ
دوزخ میں کس جگہ ہے اور کس عذاب میں وہ مبتلا ہے تمنے اسکو کبھی دیکھا ہے وہ کہینگے کہ تو دیکھ اسکو کہ تو اپنے رفیق کو خوب پہچانتا ہے اور بعد اسکے بہشت
میں ایک روزن کھولیں دوزخ کی طرف اور اس مومن سے کہیں کہ تو دوزخ میں اسکو دیکھ فَاطَّلَعَ پس مطلع ہوئے وہ مومن اور دوزخ کے لوگوں کی طرف
نظر کرے فَرَآهُ پس دیکھے وہ اس رفیق اپنے کو فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ بیچ وسط دوزخ کے یعنی دوزخ کے بیچ میں اسکو دیکھے اور اس وقت قَالَ کہیگا وہ مومن
اپنے رفیق سے کہ تَاللّٰهِ قسم ہے خدا کی إِنْ كِدْتَّ تحقیق کہ قریب تھا تو کہ سبب بہکانے اور گمراہ کرنے کے لَتُرْدِينِ ۝ البتہ ہلاک کر دیتا تو مجھکو
وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي اور اگر نہ ہوتی نعمت پروردگار میرے کی کہ مجھکو ہدایت کرکے تیرے بہکانے سے مجھکو محفوظ رکھا تو لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝ البتہ
ہوتا میں حاضر کیے گیوں میں دوزخ میں ہمراہ تیرے کہ مثل تیرے دوزخ میں میں بھی موجود ہوتا پس وہ مومن اپنے اس رفیق دنیا کو ملامت کرکے کہے کہ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝

کیا پس نہیں ہیں ہم مرنے والے کہ ہم دنیا میں مر چکے تھے اور پھر زندہ ہوئے اور تم تو کہتے تھے کہ نہیں مرنے کے اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلیٰ مگر مرنا ہمارا پہلا جو کہ دنیا
میں تھا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ اور نہیں ہیں ہم عذاب کیے گئے مومنین سے اس واسطے کہ تو کہتا تھا کہ قیامت ہوگی اور پھر زندہ ہو کر نہ اٹھیں گے اب تو نے دیکھا کہ جو کچھ تو اعتقاد رکھتا
تھا اسکے برخلاف نظر آیا اور کہتے ہیں کہ زیادہ صحیح اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ یہ کلام مومنین کا ایسا ہے کہ بعضا بہشتی بعضے بہشتی سے اپنی خوشی اور نعمتوں کے ظاہر کرنے کے واسطے کہیگا
کہ کیا پس نہیں ہیں ہم مرنے والے مگر موت پہلی جو ہماری دنیا میں تھی اور نہیں ہیں ہم عذاب کیے گئے جیسے کہ خدا نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور یہ از روے تحقیق اور یقین کی کہیگا نہ از
روے شک کے یعنی ہم نعمتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور موت ہمارے واسطے نہیں ہے مگر وہ موت پہلی ہماری کہ جو دنیا میں تھی اور نہ ہم عذاب کیے جاینگے اِنَّ هٰذَا تحقیق کہ یہ نعمت
اور ہمیشہ بہشت میں رہنا اور عذاب سے محفوظ ہونا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ البتہ وہ مراد پانا بڑا ہے اور رستگاری بزرگ لِمِثْلِ هٰذَا واسطے مثل اس ثواب مراد پانیکے
فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ پس چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے دنیا میں تاکہ بہشت میں پہنچکر ہمیشہ کو راحت کریں اور جس وقت بہشت کا اور بہشتیوں کا ذکر کیا تو
کافروں اور گنہگاروں کے ڈرانے کے واسطے فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو کہ عقل و فہم رکھتے ہو اور بھلے اور برے میں فرق کرتے ہو اَذٰلِكَ کیا وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہی بہشت
کی نعمتیں اور ہمیشہ راحت سے خَیْرٌ بہتر ہے نُّزُلًا پیشکشی اور ضیافت میں اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ یا درخت زقوم کا جسکو سینڈھ کہتے ہیں اور
نہ آگ میں واقع ہوا ہے اور زقوم ایک درخت ہے نہایت تلخ اور زہردار اور چھوٹے چھوٹے اسکے پتے ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ درخت تھوہر کا ہے کہ
نہایت بدمزہ ہے اور خاردار ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ پھل ایک درخت کا ہے کہ نہایت تلخ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکی اصل معلوم نہیں ہے اور نزل کے لفظ
سے معلوم ہوا کہ یہ درخت پیشکش ہے دوزخیوں کے واسطے جس وقت دوزخ میں داخل ہوں اور سوا اسکے طرح طرح کے عذاب ہیں انکے واسطے ایسے ہی جو کچھ کہ ذکر ہوا
بہشت کی نعمتوں کا وہ پیشکش بہشتیوں کا ہے جس وقت کہ بہشت میں داخل ہوں اور سوا اسکے انکے واسطے وہ نعمتیں ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی کے
دل میں کبھی گذری ہیں اور کہتے ہیں کہ کفار نے جس وقت سنا کہ درخت زقوم دوزخ میں لگا ہے تو یہ سنکر آپس میں کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ دوزخ جس میں ہو آگ ہے کو
جلا دیتی ہے وہ کیونکر سلامت رہیگا محمد دروغ کہتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے کہتا ہے خدا نے فرمایا کہ اِنَّا جَعَلْنٰهَا تحقیق ہمنے کردیا ہے اس درخت کو
فِتْنَةً آزمایش دنیا میں لِّلظّٰلِمِیْنَ واسطے ظالموں کے تاکہ انکار ان کا جو موجب زیادتی اور سختی عذاب کو ہو اور نہیں جانتے کہ جو شخص
قادر ہے جیسا کہ آگ میں پیدا کرنے پر کرم سمندر کے کہ وہ آگ میں رہتا ہے اور آگ میں انڈے دیتا ہے اور بچے دیتا ہے اور آگ ہی میں سب پرورش پاتے ہیں تو کیا وہ قادر نہیں ہے
کہ آگ میں ایک درخت کو پیدا کرے کہ وہ آگ ہی کی قسم سے ہو یا کسی شے سے پیدا کرے کہ آگ اسکو نہ جلا سکے جیسے کہ زنجیریں اور طوق اور سانپ اور بچھو سب دوزخ
میں موجود ہیں اور آگ انکو نہیں جلا سکتی اور زقوم لغت بربر میں مسکہ اور خرما ملے ہوے کو بھی کہتے ہیں مجمع البیان میں لکھا ہے کہ ابن الزبعری نے قریش کے اشراف کو کہا کہ محمد
ہمکو زقوم سے ڈراتا ہے ابو جہل تھا اور عرب کے بزرگوں کو اپنے گھر میں لایا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ خرما اور مسکہ لا جب وہ لائی تو لوگوں سے کہا اسکو کھاؤ کہ یہ زقوم ہے جس سے
محمد ڈراتا ہے خدا نے آیت نازل کی کہ زقوم سے مراد وہ نہیں ہے کہ تم کہتے ہو اِنَّهَا تحقیق کہ وہ زقوم شَجَرَةٌ تَخْرُجُ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ
بیچ جڑ دوزخ کے یعنی دوزخ کی تہ میں وہ درخت اگتا ہے اور شاخیں اسکی دوزخ کے سب طبقوں میں پہنچتی ہیں طَلْعُهَا میوہ اس درخت کا ایسا ہے کہ كَاَنَّهٗ گویا کہ
وہ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ سر ہیں دیووں کے ڈرانے اور بد صورتی اور مکروہ ہونے میں اس واسطے کہ جو چیز کہ جو نہایت مکروہ اور بد ہوتی ہے اسکو دیو سے تشبیہ دیا
کرتے ہیں اسی جہت سے یہاں بھی ان درختوں کے میوے کو مکروہ ہونیکی جہت سے فرمایا ہے کہ گویا کہ وہ دیووں کے سر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے گرد پہاڑوں میں کچھ
پتھر تھے نہایت سیاہ اور سخت انکو رؤس شیاطین کہتے تھے ان پتھروں سے تشبیہ دی ہے فَاِنَّهُمْ پس تحقیق کہ وہ دوزخی لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا البتہ کھانیوالے ہیں اس
سے یا اسکے میوے سے فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ پس بھرنیوالے ہیں اس سے پیٹوں کو نہایت بھوک سے اور منقول ہے کہ حق تعالے دوزخیوں میں بھوک کی علت
پیدا کریگا اس شدت سے کہ اسکی سختی کے آگے سب عذاب انکو بھول جاینگے اور بھوک کے غلبہ میں مالک کے پاس آوینگے اور اس سے کھانا طلب کرینگے کہ وہ دوزخ کا داروغہ ہے مالک
انکو میوہ درخت زقوم کا اور پتے انکے کھانیکو دیگا وہ لوگ بھوک کی شدت میں اپنے پیٹ اس سے بھرینگے اور بعد اسکے ان پر تشنگی غالب ہو پانی کو طلب کرینگے مالک بعد
عرصہ دراز کے پانی گرم کھولتا ہوا انکے پینے کو دیوے چنانچہ فرماتا ہے کہ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ پھر تحقیق واسطے انکے بعد عرصہ دراز کے عَلَیْهَا اوپر کھانے اس درخت کے

لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ البتہ ملونی ہو آب گرم سے یعنی اس پانی گرم کو زخموں کے دھووں میں اور پیپ میں ملاکر اُن کے پینے کو دیویں وہ اس پانی کو ہونٹوں کے نزدیک لیجائیں تاکہ اسکو نوش کریں اسکی حرارت سے کھال انکے منہ کی گل کر گر پڑے اور جسوقت وہ پانی اُن کے پیٹ میں پہنچے تو تمام انتڑیاں گل کر پارہ پارہ ہوجاویں ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ پھر تحقیق جگہ پھرنے انکی کی بعد کھانے زقوم کے اور پینے پانی گرم کے لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ البتہ طرف دوزخ کے ہی اور وہ جو مستحق عذاب کے ہوئے ہیں یہ سبب اسکے ہے کہ اِنَّهُمْ تحقیق اُنھوں نے اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ پایا ہی اُنھوں نے باپوں اپنوں کو ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ گمراہ اور راہ حق سے پھرنے والے فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ پس وہ اوپر نشانہائے انکی کے یعنی اوپر راہوں انکی کے يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ دوڑائیجاتے تھے بدون تامل و تحقیق کے جو کچھ کہ اُن کے باپوں کی راہ ہوتی تھی اسکو اختیار کرتے تھے اور اسکو سوچتے تھے اور دریافت نہ کرتے تھے کہ یہ مذہب انکا واقع میں بھی حق ہی یا نہیں اور پہلی امتوں کی حالت سے خداے تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وَلَقَدْ ضَلَّ اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے قَبْلَهُمْ پہلے انکی یعنی پہلے قریش کے اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ اکثر پہلے لوگوں کی مانند قوم نوح اور عاد اور ثمود کے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجے ہمنے فِيْهِمْ بیچ اُن لوگوں کے مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾ ڈرانیوالے یعنی پیغمبر ہمنے بھیجے کہ اُنھوں نے عذاب خدا سے انکو ڈرایا لیکن اُن لوگوں نے پیغمبروں کا کہنا قبول نہ کیا فَانْظُرْ پس نظر کر تو عبرت کی آنکھ سے كَيْفَ كَانَ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ انجام ڈرائے گیوں کا یعنی ان لوگوں کا کہ جنکو پیغمبروں نے ڈرایا تھا اور ان لوگوں نے کہنا پیغمبروں کا نہ مانا تھا انکے انجام کو دیکھ کہ کیسے عذاب سخت اور ذلت و رسوائی میں گرفتار ہوئے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ مگر بندے خدا کے جو کہ خالص کیے گئے ہیں کفر اور گناہوں اور پیغمبروں کی ڈرانیسے وہ فائدہ مند ہوئے تھے انکو عذاب سخت سے نجات حاصل ہوئی اور اب انبیاء کا اور انکی امتوں کا حال تفصیل سے بیان کرتا ہی وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ البتہ تحقیق پکارا ہمکو نوح نے اپنی نصرت کے اور اپنی قوم کی ہلاکت کے واسطے بعد اسکے کہ اُن کے ایمان سے ناامید ہوا ہمنے اسکی پکار کو سنا فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾ پس البتہ اچھے جواب دینے والے ہیں ہم کہ اسکی ہمنے مدد کی اور اسکی قوم کو طوفان میں غرق کیا وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اور نجات دی ہمنے اسکو اور لوگوں اسکے کو جو کہ اسکے ہمراہ کشتی میں سوار تھے مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ اندوہ بڑے سے اور رنج عظیم سے کہ وہ غرق ہونا یا آزار دینا قوم کا ہی وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے بعد غرق ہونے ذُرِّيَّتَهٗ اولاد اسکی کو هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وہی باقی رہنے والی دنیا میں اور سب کو ڈبو دیا کہ وہ باقی سام اور حام اور یافث تھے تینوں بیٹے حضرت نوح کے اور کہتے ہیں کہ چار بیٹیاں انکی باقی رہی تھیں تمام آدمی دنیا کے انکے تینوں بیٹوں کی اولاد ہی اسیواسطے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہیں اور سوائے اولاد نوح کے اور مومنین جو غرق ہونے سے بچے تھے ان میں سے کسی کے اولاد نہیں ہوئی یہ سب آدمی نوح کے بیٹوں کی اولاد ہیں کہتے ہیں کہ عرب اور فارس کے آدمی اولاد سام کی ہیں اور ترک اور سقالبہ اور یاجوج اور ماجوج یافث کی اولاد ہیں اور سب ہندی حام کی اولاد ہیں اور بعضی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ سوائے نوح اور آدمیوں کی بھی اولاد باقی رہی ہی وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ ترکنا کا مفعول محذوف ہی مثل ثنا اور ذکر جمیل کے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ چھوڑا ہمنے اوپر اس نوح کے ذکر نیک کو فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ درمیان پچھلے لوگوں کے کہ نوح کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور اسکا ذکر نیک کرتے ہیں خصوصًا امت محمد سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ سلام ہمارا یطرف سے اوپر نوح کے فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ بیچ عالم کے لوگوں کے یعنی ہمنے عالم کے لوگوں کے درمیان نوح پر سلام کرنا باقی چھوڑا ہی کہ تمام جن اور آدمی اسپر سلام بھیجتے ہیں اور یہ اسکے آزار دینی جزا ہی کہ اسنے امت کی طرف سے کھینچی ہیں اِنَّا كَذٰلِكَ تحقیق کہ ہم اسطرح یعنی جیسے کہ نوح کو جزا دی ہی اسکے اعمال نیک پر کہ لوگ اسکی تعریف اور ذکر نیک کرتے ہیں اسی ہی نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾ جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالوں کو اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ نوح مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ بندوں ہمارے ایمان لانیوالوں میں سے تھا اسواسطے ہمنے اسکو غرق سے نجات دی اور نام اسکا درمیان بندوں کے بلند کیا ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾ پھر ڈبو دیا ہمنے اوروں کو کہ وہ کافر تھے اسکی امت کے آدمی اور ہمیروہ ایمان نہ لائے تھے اور اب خدا حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ اور تحقیق کہ پیروی والا اسی نوح کی ہیں سے لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾ البتہ ابراہیم ہے کہ اصول دین اور طریق حق اور ظلم امت کے کھینچنے میں نوح کا پیرو اور اسکی موافق تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ شیعہ کی ضمیر محمد کی طرف پھرتی ہی کہ یعنی پیروی کرنیوالوں محمدؐ سے البتہ ابراہیم ہی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ مبارک ہو تمکو اُنھوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ شیعہ کیسی کہا کہ لوگ ہمکو اس نام پر ملامت کرتے ہیں فرمایا کہ کیا تمنے نہیں سنا ہی تونے قول حقتعالیٰ کا وان من شیعتہ لابراھیم اور قول اسکا دوسرا

فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ یعنی پس فریاد کی موسیٰ سے اس شخص نے کہ گروہ اس موسیٰ کے سے تھا اوپر اس شخص کے کہ دشمنوں اسکو سے تھا پس اسکی تمام
قصہ کو ابراہیم کے پڑھ اور یاد کر اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ جسوقت کہ آیا وہ ابراہیم پروردگار اپنے کے پاس یعنی اپنے پروردگار کو حق جانا اور اسکا اعتقاد کیا بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ
ساتھ دل سلامت کے شرک اور گناہوں سے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ سلامت تھا تمام ماسوائے اللہ سے اور آراستہ تھا دنیا کے موانع اور آخرت کے علاقوں سے یعنی ابراہیم خلیل اللہ
نے منہ اپنا طرف درگاہ پروردگار کے کیا جسوقت کہ دونوں جہان کی محبت سے خالی تھا اِذْ قَالَ جسوقت کہ کہا اسنے لِاَبِيْهِ واسطے باپ اپنے کے کہ وہ چچا اسکا تھا اور ابراہیم کو
اسنے پرورش کی تھی اسواسطے وہ انکو باپ اپنا کہتے تھے اور نام اسکا آذر تھا اسی ابراہیم نے کہا وَقَوْمِهٖ اور کہا واسطے قوم اپنی کے جسوقت کہ انکو بتوں کی پرستش کرتے دیکھا کہ
مَاذَا تَعْبُدُوْنَ کیا چیز ہے کہ پرستش کرتے ہو تم اسکی اَئِفْكًا اٰلِهَةً کیا جھوٹ بنائے ہوئے معبودوں کو دُوْنَ اللّٰهِ سوائے خدا کے تُرِيْدُوْنَ ارادہ
کرتے ہو تم افکا مفعول تریدون کا ہے کہ پہلے مقدم ہے اور الہۃ بدل ہے افکا سے فَمَا ظَنُّكُمْ پس کیا گمان تمہارا ہے بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ساتھ پروردگار عالموں کے یعنی اگر
عبادت انکا تو وہ ہے غیر اسکا اسواسطے کہ جو کہ پیدا کرنیوالا عالموں کا ہے وہ مستحق عبادت کا ہے نہ غیر اسکا چاہیے کہ عالموں کے پروردگار کی عبادت کرو نہ اسکے غیر کی پس کیا ہے
گمان تمہارا کہ عبادت کے مستحق کی پرستش کو ترک کر کے بتوں کی پرستش کرتے ہو اور انکو خدا کے شریک کرتے ہو جسوقت انھوں نے یہ دلیل سنی تو لاجواب ہوئے اور کہا کہ کل ہماری
عید ہے اور ہم صحرا کو جاوینگے اور آج قسم قسم کے کھانے ہم پکاتے ہیں اور بتوں کے روبرو رکھتے ہیں اور کل کو صحرا سے واپس ہو کر بتخانہ میں جو ہم آوینگے تو ان کھانوں کو بطور تبرک
کے آپس میں تقسیم کرینگے تو بھی کل کو ہمارے ہمراہ جنگل کو چل اور سیر ہمارے مجمع اور انبوہ کی کر اور وہاں سے واپس ہو کر ہمارے بتخانہ میں داخل ہو تا کہ تو تجمل اور زینت اور صورتوں اور
شکلیں بتوں کی نظر کرے اور ہم جانتے ہیں کہ جسوقت تو بتوں کا تماشا کرے گا تو پھر ہمکو ملامت نہ کرے گا اور انکی پرستش کو برا نہ کہیگا حضرت ابراہیم نے یہ کلام انکا
سنکر کچھ جواب نہ دیا دوسرے روز انکے چچا آذر نے اور انکے یاروں نے کہا کہ اے ابراہیم چل جنگل کو ہمارے ساتھ فَنَظَرَ پس نظر کی ابراہیم نے نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ نظر کرنی بیچ
ستاروں کے تو انکی حکم نکالنے کے واسطے کہ نجومی گمراہ ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ المنجم کالکاہن والکاہن کالکافر والکافر فی النار یعنی نجومی مثل کاہن کے ہے اور کاہن
مثل کافر کے ہے اور کافر دوزخ میں ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی ایمان لایا ساتھ ستاروں کے وہ کافر ہوا بلکہ سبب ستاروں کی طرف نظر کرنیکا یہ تھا کہ انکو تپ لرزہ
آتا تھا اور نشان تپ لرزہ کا انکے وقت کا مقام معین ستاروں کے پہنچنے کا تھا کہ جس وقت ستارے اس جگہ پر پہنچے تو انکو لرزہ شروع ہوتا تھا اور جسوقت انکو صحرا کو لیجاتے تھے
وہ ستارے اس مقام کے نزدیک پہنچتے تھے ان ستاروں پر نظر کر کے دیکھا کہ قریب پہنچے ہیں فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ پس کہا کہ تحقیق میں بیمار ہوں یعنی بیمار ہونگا اور وقت
تپ کا قریب آیا اور یا یہ کہ قوم انکی نجومی تھی اور ابراہیم نے ستاروں پر نظر کر کے کہا کہ میں بیمار ہوں تو مقصود انکا اس سے یہ تھا کہ میں تمہارے کفر اور عناد کی جہت سے
تنگدل ہوں اور پریشان خاطر اور قوم انکی یہ سمجھی کہ اسنے علم نجوم سے دریافت کیا ہے کہ میں بیمار ہونگا اور حضرت امام محمد باقرؑ نے بھی فرمایا ہے کہ نہ تو حضرت ابراہیم بیمار تھے
حقیقت میں اور نہ انھوں نے جھوٹ بولا اور جس وقت قوم نے ابراہیم سے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ انی سقیم انکو گمان طاعون کے مرض کا ہوا اسواسطے کہ یہ مرض ان لوگوں کو
لاحق ہوا تھا اور اس سے بہت ڈرتے تھے فَتَوَلَّوْا عَنْهُ پس پھر گئے وہ اسکی طرف سے اس بیماری کے خوف سے اس گمان سے کہ ایسا نہ ہو کہ اسکی بیماری ہمکو بھی پہنچ جاوے
مُدْبِرِيْنَ جسوقت کہ منہ پھرانیوالے تھے اسکی طرف سے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی اسکو تنہا چھوڑ کر صحرا کو روانہ ہوئے اور جس وقت وہ اپنی عیدگاہ میں پہنچے
تو حضرت ابراہیم انکے بتخانہ میں آئے لوگوں سے چھپ کر چنانچہ خدا فرماتا ہے فَرَاغَ پس پوشیدہ ہو کر آیا اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ طرف معبودوں انکے کی یعنی طرف بتوں
کے جنکی کہ وہ پرستش کرتے تھے اور جسوقت بتخانہ میں داخل ہوئے تو ان بتوں کو دیکھا کہ طرح طرح کی زینت سے آراستہ ہو رہے ہیں اور قسم قسم کے کھانے انکے روبرو رکھے ہیں
فَقَالَ پس کہا ابراہیم نے ان بتوں سے ہنسی اور ملامت کی راہ سے کہ اَلَا تَاْكُلُوْنَ کیا نہیں کھاتے ہو تم ان لذیذ کھانوں کو اور جسوقت جواب انسے نہ سنا تو
دوسری بار ہنسی کی راہ سے کہا کہ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ کیا ہے واسطے تمہارے کہ نہیں بولتے ہو تم اور مجھکو جواب نہیں دیتے ہو اور اس کلام سے اشارہ ہے طرف اسکی کہ یہ
جو قسم پتھر وغیرہ سے ہیں کہ نہ کھاتے ہیں اور نہ بات کرتے ہیں قابل پرستش نہیں ہیں اور بعد اسکے حضرت ابراہیم نے ایک تبر جو اپنے ہمراہ لائے تھے اٹھایا فَرَاغَ پس پوشیدہ کیا عَلَيْهِمْ
اوپر ان بتوں کے اور وہ بت توڑے اور مارا انکو ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ مارنا ساتھ داہنے ہاتھ کے کہ اسکی قوت بائیں ہاتھ سے زیادہ ہوتی ہے اور ضربا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اور وہ
مقدر ہے اور اسکے متعلق بالیمین ہے پس حضرت ابراہیم نے ان بتوں کو تبر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مگر بڑے بت کو کہ وہ سونیکا تھا اور یاقوت اسکی آنکھوں میں جڑی تھی اسکو نہ توڑا اور وہ تبر

اس بڑے بت کے شانہ پر رکھدیا اور جس وقت کہ قوم انکی عید گاہ سے واپس ہوکر آئی اور بتخانہ میں گئی تو اپنے بتوں کا حال خراب دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ حال انکا کسنے کیا ہی بعضوں
نے انہیں سے کہا کہ یہ کام ابراہیم کا ہی وہ ہمیشہ ہمارے معبودوں کی مذمت کیا کرتا ہے فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ پس منہ کیا انھوں نے طرف ابراہیم کی يَزِفُّوْنَ جس وقت کہ جلدی
چلتے تھے اور دوڑتے تھے وہ اور یزفون حال واقع ہوا ہی اور حمزہ نے اسکو بضم یا پڑھا ہی اور بعضے یزفون کی فا کو مخفف پڑھتے ہیں پس وہ لوگ دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم کے پاس آئے
اور انکو پکڑ کر نمرود کے پاس لیگئے کہ وہ بادشاہ تھا اور نہیں لوگوں کے دین پر تھا حضرت ابراہیم سے دین کے مقدمہ میں گفتگو واقع ہوئی چنانچہ سورہ انبیا میں گذر چکی ہی اور بعد گفتگو کے
قَالَ کہا ابراہیم نے کہ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ کیا پرستش کرتے ہو تم اس چیز کی کہ تراشتے ہو تم جسکو اپنے ہاتھوں سے مثل پتھر اور لکڑی وغیرہ کے یعنی کیونکر درست
ہو عقل کے نزدیک کہ جسکو اپنے ہاتھ سے بنا ئیں اسکی پرستش کریں اور مرادیں اپنی اس سے مانگیں اور واسطے زیادتی انکار کے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا
تَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ نے پیدا کیا ہی تمکو اور اس چیز کو کہ کرتے ہو تم یعنی خدا نے تمکو بھی پیدا کیا ہی اور جسکا عمل اپنے ہاتھ سے تمنے کیا ہی کہ تمنے انکو اپنے ہاتھ سے تراش کر بنایا ہی اسکو بھی
خدا نے پیدا کیا ہی یعنی تمکو اور بتوں کو کہ وہ پتھر وغیرہ ہیں دونوں کو خدا نے پیدا کیا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ خدا نے تمکو پیدا کیا ہی اور تمہارے عمل کو یعنی تراشنے
کو اس سے معلوم ہوا کہ خالق اعمال اور افعال کا خدا ہی لیکن اس آیت کے یہ معنی نہیں ہو سکتے اور یہ معنی نہایت پوچ ہیں اسواسطے کہ وہ لوگ بتوں کو پوجتے تھے انکے تراشنے کو نہیں پوجتے تھے
البتہ اگر وہ لوگ تراشنے کو پرستش کرتے تو یہ معنی ہو سکتے تھے کہ خدا نے پیدا کیا ہی تمکو اور تمہارے تراشنے کو اور اس سے کچھ فایدہ نہ تھا بلکہ وہ لوگ بتوں کی جو پرستش کرتے تھے
اس واسطے ابراہیم نے فرمایا کہ خدا نے تمکو بھی پیدا کیا ہے اور جنکو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو اور عبادت انکی کرتے ہو انکو بھی خدا نے پیدا کیا ہی یعنی تمکو اور بتوں کو دونوں کو
خدا نے پیدا کیا ہی جس وقت حضرت ابراہیم نے یہ گفتگو کی تو وہ لوگ بند ہوگئے اور جبکہ جواب نہ دے سکے تو ارادہ انکے جلانیکا کیا اور آپس میں مشورہ کرکے قَالُوا کہا انھوں نے اپنے
کاریگروں کو کہ ابْنُوْا لَهٗ بناؤ تم واسطے جلانے اس ابراہیم کے بُنْيَانًا ایک عمارت کو اور لکڑیوں سے اسکو پر کرکے آگ لگادو فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ پس ڈالو تم اس ابراہیم کو درمیان
آگ جلانیوالی کے پس انھوں نے ایک عمارت بنائی کہ طول اسکا تیس گز کا تھا اور عرض اسکا بیس گز کا اور لکڑیوں سے اسکو پر کیا اور آگ اسمیں روشن کی فَاَرَادُوْا بِهٖ
پس ارادہ کیا انھوں نے اس ابراہیم سے كَيْدًا مکر اور حیلہ کا اسکے ہلاک کرنیمیں اس طرح سے کہ اسکو گوپھن میں رکھ کر آگ میں پھینکا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ پس
کردیا ہمنے ان لوگوں کو بہت نیچا اور خوار اور ذلیل کہ انکے مکر کو ہمنے باطل کیا اور آگ کو ابراہیم پر گلزار کردیا اور جس وقت ابراہیم آگ میں سے سلامت باہر آئے تو نمرود
نے کہا کہ ہمارے شہر میں سے چلا جا اور ابراہیم بھی انکے ایمان سے مایوس ہوگئے تھے اور جانا کہ یہ ایمان نہ لائینگے اس وقت وہاں سے ارادہ ہجرت کا کیا اور سفر کیا کہ یہاں سے چلا جانا
چاہیے وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اور کہا کہ تحقیق میں جانیوالا ہوں اِلٰى رَبِّيْ طرف پروردگار اپنے کی جسجگہ کہ مجھکو جانیکا حکم ہی واسطے پرستش اور قربت
اسکے یعنی طرف ملک شام کے کہ اسمیں زمین مقدس ہی سَيَهْدِيْنِ ۝ قریب ہے کہ ہدایت کرے مجھکو خدا طرف مقصود میرے کے اور توفیق دے مجھکو طرف اسکے کہ اس
میں بہتری میرے واسطے دنیا اور آخرت میں ہے اور بعد اسکے جانب شام روانہ ہوئے اور راہ میں ہاجرہ ملک میں سارہ کے آئی اور سارہ نے اپنے شوہر کو وہ بخشی اور جس وقت ابراہیم
اسکے مالک ہوئے تو خدا سے فرزند طلب کیا اور مناجات کی اپنے پروردگار سے اور کہا کہ رَبِّ اے پروردگار میرے هَبْ لِيْ بخش تو واسطے میرے فرزند مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
نیکو میں سے کہ میری مدد کرے وہ طاعت میں اور لوگوں کو حق کیطرف بلانے میں اور مونس و غمخوار میرا ہو سفر میں اور درد اور رنج میں اور سختی اور محنت میں خدا نے دعا انکی قبول کی چنانچہ
فرماتا ہی کہ فَبَشَّرْنٰهُ پس خوشخبری دی ہمنے ابراہیم کو بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ساتھ لڑکے بردبار کے کہ کام کرنے میں جلدی نکرے کہ جلدی سے اسکو وقت کے پہلے کرنے لگے
اور حلم انکا اس مرتبہ تھا کہ اول اور ابتدا بلوغ میں باپ نے انسے کہا کہ مجھکو تیرے ذبح کرنیکا حکم ہوا ہی کہا کہ جو کچھ تجھکو حکم ہوا ہی اور کہتے ہیں کہ خدا نے سوائے ابراہیم و اسمعیل کے کسیکو حلیم
نہیں فرمایا ہی اور صادق سے کسی نے پوچھا کہ اسمعیل کی اور اسحاق کی دونوں کی بشارت میں کس قدر فرق تھا فرمایا کہ پانچ برس کا اور اول بشارت جو خدا تعالی نے ابراہیم کو دی تھی
وہ بشارت اسمعیل کے پیدا ہونیکی تھی چنانچہ فرمایا کہ فبشرناہ بغلام حلیم اور جس وقت حضرت اسحاق پیدا ہوئے سارہ کے شکم سے اور تین برس کے ہوئے تو ایکروز ابراہیم کی گود
میں بیٹھے تھے اور اسمعیل آئے اور انھوں نے اسحاق کو ابراہیم کی گود سے نیچے اتارا اور خود ابراہیم کی گود میں ہو بیٹھے اور سارہ اسمعیل کے اس فعل کو دیکھتی تھی ابراہیم سے کہا کہ ہاجرہ
کا بیٹا میرے بیٹے کو تیری گود سے دور کرتا ہے اور اسکی جگہ وہ خود بیٹھتا ہے قسم ہی خدا کی کہ ہاجرہ اور اسکا بیٹا ایک شہر میں میرے پاس کبھی نہ رہنے پائینگے انکو مجھسے دور کر
اور حضرت ابراہیم سارہ کی بہت خاطر داری اور بزرگی کرتے تھے اسواسطے کہ وہ انبیا کی اولاد میں سے تھی اور ابراہیم کی خالہ کی بیٹی تھی یہ امر ابراہیم پر بہت شاق

ہوا اور فراق میں اسمٰعیل کے بہت غمگین ہوئے پس جس وقت رات ہوئی تو ابراہیم نے خواب میں اسمٰعیل کے ذبح کرنیکا حکم سنا موسم حج میں یہ خواب دیکھکر غمگین اور محزون اٹھے
اور حج کا موسم آیا تو ہاجرہ اور اسمٰعیل کو ہمراہ لیکر ملک شام سے مکہ کو روانہ ہوئے تاکہ اسمٰعیل کو ذبح کریں اور مشہور یہ قصہ اس طرح سے ہے کہ ہاجرہ اور اسمٰعیل کو حضرت ابراہیم شام سے
مکہ میں لے گئے اور مکہ میں اسمٰعیل نے پرورش پائی یہانتک کہ تیرہ برس کی عمر کو پہنچے اور ابراہیم ہاجرہ و اسمٰعیل کے دیکھنے کو شام سے آیا کرتے تھے ایکمرتبہ مکہ میں اس
وقت آئے کہ عمر اسمٰعیل کی تیرہ برس کو پہنچی تھی ایکروز اسمٰعیل شکار سے فارغ ہو کر مکہ میں آئے تو انکے رخسار و نیز گرد و غبار پڑا ہوا تھا اور آفتاب کی حرارت سے چہرہ انکا
سرخ ہو گیا تھا اور حضرت ابراہیم انکے ہمراہ بیٹھے تھے جس وقت اسمٰعیل پر نظر کی نور رخسارہ ہلکا مثل گل کے نظر پڑا اور محبت پدری جوش میں آئی اور آٹھویں شب کو
ماہ ذی الحجہ کے بستر راحت پر آرام کیا تو خواب میں آواز آئی کہ اے خلیل تو دعویٰ ہماری محبت کا کرتا ہے اور الفت فرزند کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اگر ہمارا وصال
چاہتا ہے تو اپنے فرزند دلبند کو ذبح کر ابراہیم یہ خواب دیکھکر دہشتناک اٹھے اور تمام روز اس خواب کی فکر میں گزرا اور دلمیں اپنے کہتے تھے کہ یہ خواب شیطان سے ہے یا خدا کی طرف سے
ہے دوسرے روز بھی یہی خواب دیکھا پہلا آٹھویں کو جو دیکھا تھا اس واسطے اس کو یوم ترویہ کہتے ہیں اور دوسرا خواب نویں کو جو دیکھا تھا
تو پہچانا کہ یہ خواب رحمان کی طرف سے ہے اس واسطے نویں کو یوم عرفہ کہتے ہیں اور دسویں شب کو یعنی عید قربان کی شب کو یہی خواب دیکھا یقین ابراہیم
کا زیادہ ہوا اور ارادہ مصمم کیا کہ اس امر کو کرنا چاہیے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا نے بیداری میں ابراہیم کو خطاب کیا تھا کہ اگر خواب میں تجھکو میں حکم کروں کہ فرزند کو اپنے تو ذبح کر تو
اسپر تو عمل کرتا ہیں ابراہیم نے دسویں تاریخ ذی الحجہ کو صبح کے وقت ہاجرہ کو فرمایا کہ اٹھ اور اپنے فرزند کو نہلا اور اسکی آنکھوں میں سرمہ لگا اور کاکل میں اسکی کنگھی کر اور پوشاک نفیس
اسکو پہنا کہ اسکو ایکدوست کی مہمانی میں بھیجتا ہوں ہاجرہ نے اسمٰعیل کو نہلا کر اور پوشاک نفیس پہنا کر بوسہ دیا اور کہا کہ نہیں جانتی ہیں کہ تجھکو کس مجمع میں لیجاتے ہیں لیکن تیری
زلف و نسیم پریشانی کی بو سونگھتی ہوں اور نہیں معلوم کہ تجھکو کس مہمان کے گھر میں طلب کیا ہے ابراہیم نے ہاجرہ سے کہا کہ رسی اور چھری لاؤ کہ ہمراہ اپنے لیجاؤں ہاجرہ نے کہا
کہ یا خلیل اللہ مہمانی میں چھری اور رسی کا کیا کام ہے فرمایا کہ شاید اسجگہ قربانی کی حاجت ہو اور بدون چھری اور رسی کے قربانی کرنا مشکل ہے پس حضرت ابراہیم و اسمٰعیل نے ہاجرہ کو
رخصت کیا اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور ہاجرہ انکے پیچھے پیچھے جاتی تھی و نیز نگاہ حسرت اسمٰعیل کی طرف دیکھتی تھی اور گویا کہتی تھی ؎ مادر مرا بہ بند ہجراں گذاشتی ۔ رفتی و کار من
زغم ہجر ساختی **فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ** پس جس وقت پہنچا اسمٰعیل ہمراہ اس ابراہیم علیہ السلام کے مقام سعی میں کہ وہ درمیان صفا اور مروہ کے ہے **قَالَ** کہا ابراہیم نے
اسمٰعیل سے از راہ شفقت اور مہربانی سے کہ **يَا بُنَيَّ** اے بیٹے میرے تو جانتا ہے کہ نزدیکی رحمت خدا کی اور حاصل ہونا قربت منزلت کا اسکی درگاہ میں بدون کھینچنے سختیوں کے اور اٹھانے
مصیبتوں کے اور صبر کرنے بلاؤں کے ممکن نہیں ہے اور میں ایکمدت سے سختیاں کھینچتا ہوں اور صبر کرتا ہوں لیکن کوئی آزمایش بلا اسکو نہیں پہنچتی ہے کہ **إِنِّي أَرَىٰ** تحقیق میں دیکھتا ہوں
ہمیشہ **فِي الْمَنَامِ** درمیان خواب کے **أَنِّي أَذْبَحُكَ** یہ کہ تحقیق میں ذبح کروں تجھکو یعنی پے در پے حکم الٰہی مجھکو پہنچتا ہے کہ داغ جدائی تیرا بجا دل بریان پر رکھوں اور
تجھکو تیغ بیدریغ سے راہ خدا میں قربانی کروں **فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ** پس نظر کر تو سمجھ دیکھ میں کہ کیا دیکھتا ہے تو مقصود حضرت ابراہیم کا اس مشورے سے یہ تھا کہ
اسمٰعیل کا حال معلوم کریں کہ اس بلائے سخت میں صبر کرکے ثابت قدم رہتا ہے یا جزع اور فزع کرتا ہے اور بے صبری کو کام فرماتا ہے حضرت اسمٰعیل نے جس وقت یہ کلام
اپنے پدر بزرگوار سے سنا تو خوشی دل اور رغبت طبع اور بطیب خاطر **قَالَ يَا أَبَتِ** کہا اے باپ میرے **افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ** کر تو جو کچھ کہ حکم کیا جاتا ہے تو اسمٰعیل
کی احتیاط کو دیکھیے کہ یہ نہ کہا کہ مجھکو تو ذبح کر بلکہ یہ کہا کہ جو کچھ تو حکم کیا جاتا ہے وہ کر اور جو کچھ تونے خواب میں دیکھا ہے سو بجا لا **سَتَجِدُنِي** قریب ہے کہ پاویگا تو مجھکو
إِن شَاءَ اللَّهُ اگر چاہے خدا **مِنَ الصَّابِرِينَ** صبر کرنے والوں میں سے اس ذبح پر اگر میری ہزار جانیں ہوتیں اور ان ہزار کی قربانی کرنیکا حکم پہنچتا تو میں
سبکو فدا کرتا اور اسپر صبر کرتا اور انکو یہ التجا ہی سکا ہرگز مضائقہ نہ کرونگا اور راہ خدا میں فدا کرونگا کہ کل مجھکو کہنے کی قدرت ہو کہ ؎ سر در سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد
ایں بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد اور اے باپ میرے اگر توفیق خدا شامل حال میرے کے ہو گی تو میں اس بلائے عظیم پر ہرگز بے صبری اور جزع فزع نہ کرونگا
اے باپ میرے اگر بعد اسکے لوگ کہیں کہ ابراہیم نے واسطے فرمانبرداری حکم خدا کے اپنے بیٹے کو قربان کیا تو یہ بھی کہینگے کہ اسمٰعیل نے راہ خدا میں اپنا سر دیا اور
کہتے ہیں کہ بعد رخصت ہونے اسمٰعیل کے ہاجرہ سے شیطان کو اس امر کی خبر ہوئی کہا کہ مکر کرنے کا یہ وقت ہے کہ ہاجرہ کو جا کر بہکاؤں کہ بہ نسبت باپ کے ماں کا دل
اولاد کے ساتھ زیادہ مائل ہوتا ہے اور تعلق رکھتا ہے ایک پیر مرد کی صورت میں بنکر ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ہاجرہ تو جانتی ہے کہ ابراہیم اسمٰعیل کو

کہاں لیجاتا ہی کہا کہ ہاں ایک دوست کی مہمانی میں لے جاتا ہوں شیطان نے کہا کہ اے غافل اسکو لیجاتا ہی ذبح کرنیکے واسطے ہاجرہ نے کہا کہ اے بوڑھے بیعقل تعجب نہیں ہی
کہ تو ابلیس ہو باپ تو خلیل ہو اور بیٹا اسمعیل سا ہو کیونکر دل باپ کا یارا دیوے کہ ایسے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے یہ بات بھلا عقل میں بھی آتی ہی کہا کہ مدعا الحکایہ ہی کہ
خواب میں اسنے دیکھا ہی کہ خدا نے اسکو فرمایا ہے کہ تو اپنے فرزند کو ہماری راہ میں قربان کر ہاجرہ نے کہا کہ خلیل ہرگز دروغ نہ کہیگا اور اگر خدا کا حکم یہی ہے کہ اسمعیل کو اسکی راہ میں قربان کرے
تو ہزار جان ہاجرہ کی اور اسکے فرزند کی رب جلیل پر فدا ہیں ابلیس ہاجرہ سے ناامید ہو کر حضرت خلیل کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابراہیم ہزار جان اسمعیل کی جان پر فدا ہو جو تو چاہتا
ہی کہ اسکو خون آلودہ کرے اور ناحق اسکو ذبح کرے اس امر میں تامل کرنا چاہیے ۵ باغبانا چونکہ سرو خویش را خواہی برید ؛ اول از بے رونقی جوئی یاد اندیشہ کن ؛ ابراہیم نے جانا کہ یہ
شیطان ہی اول لاحول ولا قوة الا باللہ اسکی طرف پڑھا اسکو کچھ اثر اسکا ہوا اور کہا کہ ای ابراہیم یہ خواب تیرا شیطانی ہے اور جو نہیں تو خدائے تعالی کیونکر فرزند کو ناحق قتل
کرنیکا حکم دیوے ابراہیم نے فرمایا کہ تو شیطان ہے اور مجھکو اختیار کے بہکانے پر قدرت نہیں ہی خواب یہ رحمانی ہی اور جو کچھ کہ خدا نے مجھکو حکم دیا ہی اسمیں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں مجھکو
سوائے فرمانبرداری حکم کے چارہ نہیں ہی ابلیس نے کہا کہ اے خلیل آخر تیرا دل کیونکر یاری دے کہ ایسے فرزند دلبند کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کرے فرمایا کہ اے مردود جس وقت کہ
نمرود نے مجھکو آگ میں ڈالا تھا جبرئیل کہ مقرب درگاہ خدا ہے اسنے آزمایش کیواسطے مجھکو چاہا کہ راہ توکل سے پھیرے اسکی کلام نے تو میرے دل میں اثر کیا ہی نہیں تو جو رانده درگاہ خدا
ہے تیرے فریب میں کب آتا ہوں اگر مشرق سے مغرب تک میرے فرزند ہوں اور حکم خدا کا پہنچے کہ سبکو اپنے ہاتھ سے ذبح کر تو میں بلا تامل سبکو قتل کروں اور منقول ہی کہ جسوقت حضرت ابراہیم
منی میں جمرہ اولی پر پہنچے تو شیطان وسوسہ ڈالنے آیا سات سنگریزے حضرت ابراہیم نے اسکے مارے اور وہاں سے جمرہ وسطی پر آیا وہاں بھی سات کنکریاں اسکو ماریں اور وہاں سے
حضرت ابراہیم جمرہ عقبی پر پہنچے تو وہاں بھی ابلیس ظاہر ہوا سات کنکریاں وہاں بھی ابراہیم نے اسکو ماریں اور اسیواسطے ان تینوں جمروں کو سات سات کنکریوں کا مارنا حج کے اعمال میں داخل
ہوا ہے اور جسوقت ابلیس لعین وسوسہ خلیل سے ناامید ہوا تو اسمعیل کے پاس آیا اور کہا کہ اے اسمعیل تو جانتا ہی کہ باپ تیرا تجھکو کہاں لیجاتا ہی کہا کہ ایک دوست کی مہمانی میں لیے جاتا ہی ابلیس
نے کہا کہ تو غلط کہتا ہی تجھکو اسلیے لیجاتا ہی کہ ذبح کرے تجھکو اور کہتا ہی کہ خدا نے مجھکو خواب میں حکم دیا ہی کہ اپنے فرزند کو قربانی کر اسمعیل نے کہا کہ اے بوڑھے بیوقوف اگر حکم خدا کا ہی تو
ہزار جان اسمعیل کی فدائے حکم خدا ہیں ابلیس نے کہا کہ تجھکو برداشت تیغ کی نہو گی اپنے باپ سے نزاع کر فرمایا کہ میں حکم خدا سے منہ نہ پھیرونگا اور باپ کے فرمانسے باہر [illegible] ابلیس نے زیادہ
مبالغہ کیا اور کہا کہ تو مفت اپنی جان دیتا ہے اسمعیل نے آواز دی کہ اے باپ میرے یہ بوڑھا آدمی مجھکو سمجھ دیتا ہی حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ ای فرزند یہ ابلیس ہے اسکو پتھر مار اسمعیل
نے کئی پتھر مارے شیطان وہاں سے بھی محروم ہو کر پھرا اور حضرت ابراہیم منی میں ٹھیرے اور اسمعیل کو اپنے روبرو بٹھایا اور چھری اور رسی باہر نکالی اور فرمایا کہ ای فرزند کچھ
وصیت کرتا ہی کہ اسکو بجا لاؤں کہا کہ ہاں تین وصیتیں ہیں مجھسے قبول کر اول یہ کہ وقت ذبح ہاتھ اور پاؤں میرے باندھ ۵ بربند دست و پای مرا محکم اے پدر ؛ تا در جزع
نیفگند تن حرم اے پدر ؛ ابراہیم نے فرمایا کہ تو خدا کے پاس جاتا ہی اور بے صبری کرتا ہی کہا کہ اے باپ میرے جزع اور بیصبری نہیں کرتا ہوں لیکن یہ وصیت میری دو امر
کیواسطے ہی ایک تو یہ کہ زخم چھری تیز کا جس وقت بدن ناتوان اور ضعیف پر پہنچے مبادا کہ میں ہاتھ اور پاؤں مارنے لگوں اور اس سبب سے نام میرا فرقہ صابرین میں سے خارج کریں اور
دوسرے یہ کہ حرمت تیری مجھپر واجب ہے کہ شاید وقت اضطراب کے ہاتھ اور پاؤں مارنے لگوں اور کپڑے تیرے خون میں میرے آلودہ ہوں اور اس سبب سے جرم عاق ہونیکا میری طرف عاید ہو
۵ دامان خویش جمع کن اے باب ممتحن ؛ کالودہ دامن تو نہ گردد ز خون من ؛ ترسم کہ جامہ ات شود از خون من نگار ؛ از دوست منفعل شوم واز تو شرمسار ؛ پس تیغ
خویش تیز کن آئی چو بر سرم ؛ بگذار بے مضائقہ خنجر بحنجرم ؛ حضرت ابراہیم نے اس وصیت کو قبول کیا اور فرمایا کہ دوسری کیا وصیت ہے اسمعیل نے کہا کہ وقت قربان کرنیکے
میرا خاک پر رکھنا اسواسطے کہ خدا بندہ کی خواری اور زاری کو دوست رکھتا ہی اور گرد آلودہ چہرے کی قدر اسکے نزدیک زیادہ ہی اور اسواسطے کہ وقت چھری پھیرنیکے اگر نظر تیری میری آنکھوں
اور رخسار پر پڑیگی تو شفقت پدری اسوقت جوش کریگی اور تیری ثابت قدمی میں فرق آجائیگا اور حکم خدا میں تاخیر واقع ہو گی اس واسطے چاہتا ہوں کہ منہ میرا خاک پر ہو
ابراہیم کو یہ کلام سنکر رقت آئی اور فرمایا کہ تیسری وصیت کیا ہی کہا کہ اے باپ میرے ماں کو فرزند کے ساتھ بہت محبت ہوتی ہی جس وقت تم یہاں سے واپس ہو کر گھر کو جاؤ اور ماں میری
مجھکو تمہارے ہمراہ نہ دیکھیگی تو گریہ وزاری بہت کریگی اور اپنے سینہ سے آہ پر درد کھینچیگی درخواست میری یہ ہی کہ اسپر سختی نکرنا کہ فراق فرزند کا مادر پر نہایت سخت اور دشوار
ہوتا ہی اسکے حال پر نرمی اور مہربانی فرماتے رہنا اور ہر وقت اسکی تسلی کرتے رہنا اور میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اسمعیل امیدوار ہے کہ اسکو بحل کرنا اور اگر کوئی تقصیر ہوئی ہو تو در گذر کرنا اور میرے فراق
میں صبر کرنا کہ خدا صابروں کو دوست رکھتا ہے اور اے پدر بزرگوار یہ فرزند تیرا خو کردہ تیرے دیدار کا تھا میری خاک سے اپنا قدم تم مت اٹھانا اور ای باپ میرے محلہ کے لڑکوں کو

اور بیٹے مکتب کے یاروں کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اسمعیل امید رکھتا ہے کہ جس مجمع میں تم جمع ہو تو میری تنہائی اور غریبی کو یاد کرنا اور مجھکو فراموش نکرنا اور جس محفل میں تم اکھٹے ہو اس
کشتہ تیغ بلا کو شکستہ سوزناک اور آہ دردآمیز سے یاد کرنا ابراہیم نے یہ وصیت بھی قبول کی اور دلکو مضبوط کر کے اسمعیل کے ہاتھ اور پاؤں باندھے اس وقت ملائکہ میں شور و غل
ہوا اور نظارہ کرکے باپ اور بیٹے کو دونوں کو حال پر روتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا کیا بزرگ ہے بندہ تیرا ابراہیم کہ اسکو تیرے سبب سے آگ میں ڈالا اسنے کچھ پروا اور خوف نکیا اور اب تیری
خاطر اپنے فرزند کو قربانی کرتاہے اور کچھ غم اسکو نہیں ہے فرشتوں کو خطاب پہنچا کہ ہمنے اسکو اپنا خلیل بنایا ہے **فَلَمَّآ اَسْلَمَا** پس جس وقت کہ فرمانبرداری کی ان دونوں نے حکم خدا کی
یعنی باپ بیٹے کو فدا کرنے پر اور بیٹا فدا ہونے پر مستعد ہوا **وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ** اور ڈالا ابراہیم نے اسمعیل کو واسطے پیشانی کے زمین پر یعنی پیشانی کے بل اسکو زمین پر ڈالا
کہ پیشانی اسکی زمین پر رکھی موافق وصیت کے اور پشت سر کو اوپر کیا اور چھری اسکے گلے پر رکھی اور چھری کو پھیرا تو جبرئیل نے اس چھری کو الٹ دیا اسیطرح کئی مرتبہ اتفاق ہوا
کہ ابراہیم چھری کو پھیرتے تھے اور جبرئیل اسکو الٹ دیتے تھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ چھریکو وحی پہنچی کہ خبردار اسمعیل کا گلا بال بھر نہ کٹنے پائے اور کہتے ہیں کہ ستر بار ابراہیم نے چھریکو
اسمعیل کی گردن پر پھیرا اور ایک بال کی برابر بھی انکی چھری نے کام نکیا تو ابراہیم نے غصہ ہو کر چھریکو پھینکدیا اور چھری قدرت الٰہی سے گویا ہوئی کہ الخلیل یامرنی والجلیل ینہنی
یعنی ابراہیم خلیل حکم کرتاہے مجھکو اور خدائے جلیل منع کرتاہے مجھکو اور ایک روایت میں ہے کہ خدانے ایک صحیفہ تانبے کا بطور حلقہ کے اسمعیل کے گلے میں ڈالا تھا اپنی قدرت سے اسواسطے چھری نے
اسمعیل کے گلے کو نہ کاٹا اور اللہ تعالیٰ نے عمل ابراہیم کا قبول کیا چنانچہ فرماتاہے کہ **وَنَادَيْنٰهُ** اور ندا کی ہمنے اس ابراہیم کو اور پکارا کہ **اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ** یہ کہ اے
ابراہیم اور منقول ہے کہ مسجد حنیف کی بائیں جانب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم **قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا** تحقیق کہ سچا کیا تونے خوابکو جو دیکھا تھا اور تونے اسکے کر
پر عزم جزم کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ابراہیم نے خواب میں دیکھا تھا کہ اپنے فرزند کو ذبح کرتا ہوں لیکن اثر خون کا ظاہر نہیں ہوتا اور جسوقت بیداری میں یہی صورت واقع ہوئی
تو خدانے فرمایا کہ اے ابراہیم خواب کو سچا کیا تونے بند اسکے ہاتھ اور پاؤں سے کھول ڈال **اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ** تحقیق کہ ہم ایسے ہی جیسے کہ ابراہیم اور
اسمعیل کو انکے نیک عمل پر جزا دی ہے کہ انکی محنت کو خوشی سے اور انکی رنج کو راحت سے بدلدیا ہے ایسی ہی جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالوں کو **اِنَّ هٰذَا** تحقیق یہ آزمائش ابراہیم کی
لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ البتہ وہ آزمایش ہے ظاہر کہ جس سے دوست خاص اور غیر خاص معلوم ہوجائے اور منقول ہے کہ جسوقت ابراہیم اسمعیل کو ذبح کرتے تھے فرشتوں کو بہت بڑا
تعجب تھا اور اس حال کو دیکھکر حیران تھے اور کہتے تھے کہ ابراہیم زیادہ سخی ہے کہ فرزند کو فدا کرتا ہے یا اسمعیل زیادہ جوانمرد ہے کہ باپکی رضامندی کے واسطے جان دیتا ہے ندا
آئی کہ بخشش میری زیادہ ہے اور کرم میرا بیحد ہے سبب کہ بدون کشتہ ہوئے کو کشتہ حساب کرتاہوں اور بدون درخواست کے اسمعیل کیواسطے فدیہ بھیجتا ہوں اے جبرئیل جا اور
اس فدیہ کو لیجا اور ابراہیم سے کہہ کہ خوابکو تونے سچا کیا اور شرط فرمانبرداری کی تو بجا لایا ابراہیم حیران کھڑے تھے کہ جبرئیل پہنچے اور گوسفند واسطے قربانی کے بہشت سے
لائے چنانچہ فرماتاہے خدا کہ **وَفَدَيْنٰهُ** اور فدا کیا ہمنے اس اسمعیل کو **بِذِبْحٍ** ساتھ ذبوح **عَظِيْمٍ** بڑے کے یعنی ساتھ اس چیز کے جو کہ ذبح کیجاتی ہے اور
وہ بزرگ مرتبہ ہے یا بدن میں بڑی اور موٹی ہے اسکو ہم نے اسمعیل کے بدلے ذبح کیا اور بلند مرتبہ اسواسطے تھی کہ وہ خدا کے پاس سے آئی تھی اور اسکے جسیم ہونے میں بیان کرتے
ہیں کہ وہ اس قدر موٹی تھی کہ اپنے سایہ کے اندر چلتی تھی اور اپنے سایہ میں کھاتی اور پیتی تھی اور اپنے سایہ میں سوتی اور جاگتی اور پیشاب کرتی تھی چنانچہ
حضرت امام محمد باقر سے یہی روایت ہے اور فرمایا کہ وہ گوسفند سفید رنگ تھی اور شاخدار اور چالیس سال بہشت میں چری تھی اور خدانے اسکو کن کہنے میں پیدا کیا تھا
اور آسمان سے اس پہاڑ پر کہ مسجد منیٰ کی جانب سے برابر جمرہ وسطیٰ کے اسپر نازل ہوئی تھی اور حضرت جبرئیل اس گوسفند کو حضرت ابراہیم کے پاس لائے اور کہا کہ خدا تجھکو
سلام کہتاہے اور فرماتاہے کہ اپنے فرزند دلبند کے ہاتھ اور پاؤں سے رسی کو کھولدے اور اسکے عوض اس گوسفند کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر قربانی کر ابراہیم نے اپنے فرزند
دلبند کے ہاتھ اور پاؤں کھولے اور فرمایا کہ اے فرزند جبرئیل سلام خدا کا تیرے واسطے لایا ہے اور کہتاہے کہ دوست نے فرمایا ہے کہ اے اسمعیل تونے صبر کیا اور ہماری فرمانبرداری
اختیار کی جو کچھ تو چاہے ہمسے طلب کر تاکہ میں قبول کروں اور مطلب تیرا بر لاؤں حضرت اسمعیل نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے اور نہایت عاجزی سے دعا کی کہ خداوندا جو کوئی
امت پیغمبر آخر الزماں میں سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اپنی زبان سے جاری کرے اسکے گناہوں کو بخشدے جواب آیا کہ ہمنے تیری دعا کو قبول کیا اور مراد تیری بر آئی اور
گنہگاران امت محمد کو تجھکو بخشا ۔ چوں شدی انجان ودل قربان ما ؛ سر نپیچیدی تو از فرمان ما ؛ شد دعا گو تو در دم مستجاب ؛ امتاں رازتو باشد فتح باب ؛ اور
اسروز سے عید قربان میں اور حج میں قربانی کا حکم ہے اور بعضی روایات میں یہ ہے کہ مراد ذبح عظیم سے شہادت حسین ہے اسواسطے کہ گوسفند ذبح عظیم نہیں ہو سکتی اور خدا تعالیٰ نے

گوسفند کو عظیم کیوں فرماتا بلکہ کوئی آدمی بڑے مرتبہ کا ہی کہ اسمٰعیل کے فدیہ ہونیکی صلاحیت رکھے اور حضرت امام رضاؑ نے فرمایا ہی کہ جسوقت خدا نے گوسفند کو واسطے فدائے
اسمٰعیل کے ابراہیم کے پاس بھیجا کہ اپنے فرزند کی جگہ گوسفند کو ذبح کر اسوقت ابراہیم نے آرزو کی کہ کاش میرے ہاتھ سے میرا فرزند ذبح ہوتا اور اسکے بدلے گوسفند کے ذبح
کرنیکا حکم ہوتا تاکہ میرے دلکو وہ درد ہوتا کہ جو باپ کو اپنے فرزند عزیز اور پیارے کے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے میں درد ہوتا ہی اور اسکے سبب سے بہت ثواب عالیہ کو پہنچتا اللہ نے وحی کی کہ اے
ابراہیم میری مخلوقات میں سے تو زیادہ دوست کسکو رکھتا ہی کہا کہ اے پروردگار میں تیری مخلوقات میں سے محمدؐ کے برابر کسیکو دوست نہیں رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اے ابراہیم تو اپنی
جانکو دوست رکھتا ہے یا محمدؐ کو کہا کہ اے پروردگار میرے میں محمدؐ کو اپنی جانسے زیادہ دوست رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اے ابراہیم فرزند تیرا تجھکو زیادہ دوست ہے یا فرزند
محمدؐ کا کہا کہ اے پروردگار میں محمدؐ کے فرزند کو اپنے فرزند سے میں بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اے ابراہیم ذبح ہونا محمدؐ کے فرزند کا ہاتھ سے دشمنوں کے
ظلم سے ناحق اور بیگناہ تیرے دلکو زیادہ درد میں لائے گا یا ذبح ہونا تیرے فرزند کا تیرے ہاتھ سے باری فرمانبرداری میں کہا کہ اے پروردگار بلکہ ذبح ہونا اسکے فرزند کا
اسکے دشمنوں کے ہاتھ سے مجھکو زیادہ درد میں لائیگا فرمایا کہ اے ابراہیم ایک گروہ گمان کریگا کہ ہم امت محمدؐ ہیں اور قریب ہے کہ قتل کریں وہ حسینؑ فرزند محمدؐ کو بعد انکی وفات کے
ظلم اور عداوت سے جیسے کہ ذبح کیجاتی ہے گوسفند اور اس سبب سے وہ مستحق میرے غضب اور عذاب کے ہونگے یہ سنکر ابراہیم نے زاری کی اور دل انکا دردمند ہوا پس وحی کی خدا نے کہ اے
ابراہیم تحقیق فدا کیا میں نے تیری زاری کو جو کہ تیرے فرزند اسمٰعیل پر تیرے ہاتھ سے ذبح کرنے پر ہوتی ساتھ زاری تیری کے حسینؑ پر اور اسکی قتل ہونے پر اور واجب کئے
میں نے واسطے تیرے بلند درجے ثواب اونکے جو کہ مصیبتوں پر ہوتے ہیں اور یہی مراد ہی قول حقتعالیٰ سے وفدیناہ بذبح عظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور رسول خدا
نے فرمایا ہے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اور وہ ایک تو اسمٰعیل ہے کہ جس کا ذکر قرآن میں ہوا ہی اور دوسرا عبداللہ بن عبدالمطلب ہی اور جس سبب سے خدا نے رفع کیا ہو ذبح کو
اسمٰعیل سے اسی سبب سے رفع کیا ہے عبداللہ سے اور وہ یہ ہی کہ جناب رسولؐ خدا اور ائمہ معصومینؑ جو انکی اولاد سے ہونیوالے تھے انکے وجود کی برکت سے خدا نے ذبح کو انسے
رفع کیا پس نہ جاری ہوئی یہ سنت آدمیوں میں کہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے اور اگر وہ امر نہوتا تو آدمی واسطے خوشنودی خدا کے اپنی اولاد کو قتل کرتے اور بعضی روایت میں
آیا ہے کہ جسکو ابراہیم ذبح کرتے تھے وہ اسحاق تھا کہ جسوقت فرشتوں نے ابراہیم کو خوشخبری دی تھی اسحاق کے پیدا ہونیکی تو انھوں نے نذر کی تھی کہ اس فرزند کو
ذبح کرونگا یہ سبب تھا انکے ذبح کرنیکا اور بعضے کہتے ہیں کہ خواب میں اسحاق کو ذبح کرتے دیکھا تھا نہ اسمٰعیل کو اس واسطے اسحاق کے ذبح کرنیکا ارادہ کیا تھا
لیکن اسحاق کے ذبح ہونیکی روایت کو علماء رد کرتے ہیں کہ بعید ہی اس واسطے کہ خدا نے پہلے ذبح کا قصہ بیان کیا ہے اور بعد اسکے اسحاق کی بشارت کا ذکر کیا
ہے چنانچہ فرمایا ہے وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین پس معلوم ہوا کہ ذبیح اسمٰعیل ہے نہ اسحاق اور مشہور بھی یہی ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا
گیا کہ ذبیح کون تھا فرمایا کہ اسمٰعیل اور حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ صاحب ذبح کون تھا فرمایا کہ اسمٰعیل القصہ جسوقت کہ ابراہیم امتحان میں پاک اور درست
ہوئے تو مستحق تعریف اور مدح کے ہوئے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ اور باقی چھوڑی ہمنے اوپر اس ابراہیم کے تعریف عام فِی الْاٰخِرِیْنَ
درمیان پچھلے آدمیوں کے کہ جس وقت کہ وہ اسکا نام لیتے ہیں یا سنتے ہیں تو اسکی تعریف کرتے ہیں اور قیامت تک اسکی تعریف کرینگے خصوصاً امت پیغمبر آخر
الزمان کے آدمی اور جسوقت کہ اسکا ذکر ہوگا تو کہیں گے کہ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ سلام اوپر ابراہیم کے خدا کی جانب سے چنانچہ نام انکا لیتے ہیں تو فرماتے ہیں
کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلام مبتدا ہے اور جار و مجرور خبر اسکی اور یہ جملہ مفعول ترکنا کا ہی اور اسی طرح سب سلام کا حال ہی کَذٰلِکَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ ابراہیم
کو ہمنے بدلا دیا ہی دینگے ایسا ہی نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ بدلا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالوں کو ثواب بہت اِنَّہٗ تحقیق کہ وہ ابراہیم مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ بندوں
ہمارے ایمان لانیوالوں میں سے ہے وَبَشَّرْنٰهُ اور خوشخبری دی ہمنے ابراہیم کو بعد پانچ سال کے خوشخبری اسمٰعیل کی بِاِسْحٰقَ ساتھ اسحاق کے کہ ہم اسکو پیدا
کرینگے سارہ کے شکم سے نَبِیًّا حال یہ ہی کہ پیغمبر ہوگا وہ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ نیکوں میں سے نبیا حال واقع ہوا ہی یعنی وہ پیغمبر جملہ نیکوں میں سے ہوگا وَبٰرَکْنَا عَلَیْہِ
اور برکت دی ہمنے اوپر اس ابراہیم کے وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ اور اوپر اسحاق کے قسم قسم کی بزرگیاں دنیا اور آخرت کی ہمنے انکو بخشیں اور دیا کہ انکی اولاد بہت بخشی قیامت
تک وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا اور اولاد ان دونوں کی میں سے مُحْسِنٌ نیکی کرنیوالے ہیں کہ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے ہیں وہ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ اور ظلم کرنیوالے ہیں واسطے
نفس اپنے کے کفر اور گناہ کرکے مُبِیْنٌ ظاہر ہے کفر اور گناہ انکا اور اسمیں اشارہ ہی طرف اسکے کہ نسب کو ہدایت اور گمراہی میں کچھ دخل نہیں ہی اور ظلم انکی

اولاد کا ان میں کچھ عیب اسے نقصان نہ کریگا اور فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ مَنَنَّا اور البتہ تحقیق احسان کیا ہمنے اور انعام فرمایا ہمنے عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۚ
اوپر موسیٰ اور ہارونکے کہ وہ دونو بھائی تھے اور احسان اپنر یہ کیا کہ نبوت اور رسالت کی نعمت انکو بخشی اور سوائے اسکے تمام نعمتیں دنیا اور آخرت کی انعام کیں وَ
نَجَّيْنٰهُمَا اور نجات دی ہمنے ان دونو کو وَقَوْمَهُمَا اور قوم انکی کو کہ وہ بنی اسرائیل ہیں مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۚ سخ بڑے یعنی غرق ہونیسے اور دشمنونکے آزار
دینیسے کہ بڑے سخت اور مشقت کے کام اسے لیتے تھے وَنَصَرْنٰهُمْ اور مدد کی ہمنے ان سبکی فرعونیونکے مقابلہ میں فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۚ پس تھے وہ ہی غالب ہونے
والے دشمنو پر بعد مغلوب ہونیکے وَاٰتَيْنٰهُمَا اور دی ہمنے ان دونو کو یعنی موسیٰ اور ہارونکو الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۚ کتاب کہ نہایت ظاہر ہے یعنی توریت کہ
اسمیں شرع کے احکام تھے وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۚ اور دکھلائی ہمنے ان دونو کو راہ سیدھی کہ وہ راہ بہشت کی ہے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا اور باقی
چھوڑا ہمنے ان دونو کے ذکر نیک کو فِى الْاٰخِرِيْنَ ۚ درمیان پچھلے لوگونکے خصوصاً امت محمدؐ میں کہ وہ ان دونوکی تعریف کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سَلٰمٌ عَلٰى
مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۚ سلام اوپر موسیٰ اور ہارونکے خدا کی جانب سے اِنَّا كَذٰلِكَ تحقیق کہ ہم ایسے ہی یعنی جیسے کہ موسیٰ اور ہارون کو بزرگ کیا ایسے ہی نَجْزِى
الْمُحْسِنِيْنَ ۚ جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالونکو اور بے انتہا ثواب بخشتے ہیں انکو اِنَّهُمَا تحقیق کہ وہ دونو یعنی موسیٰ اور ہارون مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ
بندوں ہمارے ایمان لانیوالوں میں سے ہیں اور حضرت الیاسؑ حضرت ہارون کی جو اولاد میں سے تھے اسواسطے بعد ذکر موسیٰ اور ہارون کے انکا ذکر کیا چنانچہ فرمایا کہ وَاِنَّ
اِلْيَاسَ اور تحقیق کہ الیاس بن یسین بن یشا بن فخاص بن العزار بن ہارون لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ البتہ رسولوں میں سے ہے کہ خدا کی جانب سے راہ حق کی طرف
ہدایت کرنیکے واسطے بھیجا گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ذوالکفل بھی یہی ہیں یاد کر تو اِذْ قَالَ جس وقت کہ کہا اس الیاس نے لِقَوْمِهٖٓ واسطے قوم اپنی کے کہ
اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ کیا نہیں ڈرتے ہو تم عذاب خدا سے تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس وقت حزقیل نے کہ حضرت موسیٰ کے خلفا میں سے تھا وفات پائی تو درمیان بنی اسرائیل کے
بڑے بڑے فتنے برپا ہوئے اور عہد کو انھوں نے توڑ ڈالا اور توریت کو ترک کیا اور اس زمانہ میں ایک بادشاہ تھا کہ نام اسکا اجہنا تھا اول تو وہ مسلمان تھا اور بعد اسکے
اپنی عورت کے بہکانیسے کہ نام اسکا ازبیل تھا اسلام کو چھوڑ کر بت پرست ہو گیا اور رعیت کے لوگ بھی اسکے ہمراہ متفق ہو کر بیدین ہو گئے اور بت کو پوجنے میں کہ نام
اسکا بعل تھا مشغول ہوئے اور کہتے ہیں کہ وہ بت سونیکا تھا اور بیس گز لنبا تھا اور چار اسکے منہ تھے اور اندر سے وہ خالی تھا اور چار سو آدمی اسکی خدمت کے واسطے
مقرر تھے اور وہ لوگ اس بت کو خدا جانتے تھے اور اسکے خادمونکو پیغمبر کہتے تھے اور وہ بت شہر بک میں تھا اسواسطے اس شہر کا نام بعلبک ہو گیا اور شام کی زمین میں وہ
شہر تھا اور شیطان اس بت کے اندر داخل ہو گیا لوگونکو اسکی پرستش کی رغبت دلاتا تھا وہ لوگ نادان گمان کرتے تھے کہ یہ بت ہی بولتا ہے اور وہ بادشاہ کسی دوسرے شہر کو
جاتا تو زوجہ اسکی مردونکی وضع بنا کر اپنے شوہر کی جگہ بیٹھتی اور حکم کرتی اور اس عورت نے سات شوہر اپنے مکر وفریب سے قتل کئے تھے اور ستر فرزند اسکے شوہروں سے اور دوسرے شوہروں سے ظاہر کئے
تھے اور ایک عابد اسکی ہمسایہ میں ایک باغ رکھتا تھا کہ سرمایہ اسکی معاش کا وہ ہی ایک باغ تھا اسکی آمدنی پر وہ قناعت کر کے شکر خدا کا بجالاتا تھا اس عورت نے اسکے باغ کی طمع کی
اور جس وقت اپنے شوہر کے پاس بیٹھتی تو اس باغ کی تعریف کرتی اور کہتی کہ اس عابد کو قتل کر کے اسکا باغ اپنے تصرف میں ہم لائیں اور شوہر اسکا اس امر بد سے اسکو منع کرتا تھا مگر ایک دفعہ
شوہر اسکا کہیں گیا تھا اس عورت بد ذات نے اس عابد نیک کو تہمت کر کے مروا ڈالا اور تہمت یہ کی کہ اسنے بادشاہ کو گالی دی تھی اس بہانہ سے اسکو قتل کروا کے اسکا باغ
اپنے تصرف میں لائی جس وقت شوہر اسکا اس قصہ سے واقف ہوا تو اسنے اس عورت پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ شامت اس خون ناحق کی ہمپر اثر کرے گی اور بادشاہی ہم سے
جاتی رہے گی خدا نے الیاس کو پیغمبر کر کے اسپر بھیجا اور فرمایا کہ اس بادشاہ سے جا کر کہہ کہ میں عوض اس عابد کا تم سے لونگا اور تجھکو اور تیری زوجہ کو مرتد ہونیکی
جہت سے قتل کروں گا اور اس باغ میں مار کر ڈالوں گا اس طرح سے کہ کوئی تمپر رحم نہ کرے اور تمکو دفن نہ کرے اور درندے تمہارے گوشت کو خواری اور ذلت سے کھائیں
حضرت الیاس ان کے پاس آئے اور پیغام خدا کا انکو پہنچایا اور انکو ملامت کر کے کہا کہ اَتَدْعُوْنَ کیا پکارتے ہو تم یعنی کیا پرستش کرتے ہو تم بَعْلًا بعل کو خدا مقرر کر کے
وَّتَذَرُوْنَ اور ترک کرتے ہو تم یعنی پرستش نہیں کرتے ہو تم اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۚ بہت اچھے پیدا کرنیوالونمیں کے کو یعنی سب صورت بنانے والوں سے اچھی
صورت بنانیوالے کی پرستش کو ترک کرتے ہو یعنی اللّٰهَ خدا کو کہ رَبَّكُمْ پروردگار تمہارا اور پیدا کرنیوالا تمہارا وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۚ اور
پروردگار باپوں تمہارے پہلوں کا ہے اور اہل عراق نے سوائے ابو عمر اور ابو بکر کے اللہ کو منصوب پڑھا ہے احسن الخالقین سے بدل ڈالکر اور رب صفت اللہ کی ہے

حضرت الیاس پیغمبر اور اجہنا بادشاہ کا قصہ

اور اونہیں صفت اباکی اور باقی قاری اللہ کو مرفوع پڑھتے ہیں مبتدا ٹھیرا کر اور ربکم کو خبر اسکی کہتے ہیں یعنی جسکو خدا تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پیدا کرنیوالا ہے تو تمکو چاہیے کہ اسکی پرستش کرو نہ اسکے غیر کی وہ بادشاہ اس کلام کو الیاس سے سنکر غصہ ہوا اور کہا کہ تو پیغمبری کے دعوے میں جھوٹا ہے اور ہم بت پرستی کی طریق میں حق پر ہیں پس مہری بنیالیاس پھر اسکو طرف حق کے بلانا شروع کیا بادشاہ نے ارادہ انکے قتل کا کیا الیاس نے دعا کی کہ خداوندا اس بادشاہ کو مبتلا کر ایسی بلا میں کہ یہ اسمیں مشغول ہو اور میری تلاش سے غافل ہو جاوے خدا نے دعا انکی قبول کی اور بادشاہ کے بیٹے کو بیمار کر دیا وہ اپنے بیٹے کی دوا میں مشغول ہوا اور بیقرار ہو کر بتوں کے پاس آیا اور ہر چند بیٹے کی شفا کیواسطے دعا کی لیکن کچھ فائدہ نہوا بعد اسکے بعل کے پاس آیا کہ وہ سب سے بڑا بت تھا اور ہر چند دعا کی کچھ فائدہ نہوا بعل کے خادموں سے کہا کہ شاید بعل ہمسے خفا ہو گیا کہ دعا ہماری قبول نہیں کرتا ہے تم شام کو جاؤ اور وہاں کے خداؤں سے میرے بیٹے کے واسطے شفا کو طلب کرو وہ شام کو گئے اور جسوقت پہاڑ کے دامن میں پہنچے جسجگہ کہ الیاس تھا الیاس کو انکی خبر ہو گئی اسیوقت وہ باہر نکل آئے اور ان لوگوں کو طرف حق کے بلایا اور فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ عبادت خدا میں مشغول ہو تاکہ میں دعا کروں اور خدا اسکے بیٹے کو شفا بخشے وہ لوگ الٹے پھر گئے اور بادشاہ سے جاکر انھوں نے بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ اسکو میرے پاس کیوں نہیں لائے کہ بمدت سے میں اسکی تلاش میں ہوں اور ارادہ اسکے ہلاک کرنیکا رکھتا ہوں ان لوگوں نے کہا کہ اے بادشاہ ہم اس پہاڑ میں پہنچے اور بقصد ہمکو ایسا خوف ہوا کہ طاقت بات کرنیکی ہم میں نہ رہی بادشاہ نے لشکر اسطرف کو روانہ کیا ہر چند الیاس کو انھوں نے تلاش کیا لیکن کہیں نشان اسکا نہ ملا الٹے پھر کر چلے آئے بادشاہ نے کہا جبکہ اسکو پکڑنا چاہیے اور پچاس آدمی ادھر کو روانہ کیے ان لوگوں نے جاکر ظاہر کیا کہ ہم مومن ہیں الیاس انکے پاس آئے تو انکو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لائے الیاس نے دعا کی کہ خداوندا اگر یہ قصد میری ہلاکت کا رکھتے ہیں تو ان سبکو ہلاک کر اسیوقت آگ آئی اور سبکو جلا دیا بادشاہ نے پچاس آدمی اور بھیجے انکو بھی جلا دیا اسیطرح پچاس آدمیوں کو وہ بھیجتا تھا اور آگ انکے بدنوں کو جلا دیتی تھی یہانتک کہ اکثر آدمی آگ نے جلائے اور منقول ہے کہ اس بادشاہ کا ایک وزیر مومن اور نیک آدمی تھا بادشاہ نے اسکو الیاس کی طرف بھیجا تاکہ الیاس کو کسی حیلہ گرفتار کرکے لاوے جسوقت وہ وزیر پہاڑ کے نزدیک پہنچا تو آواز دی الیاس نے آواز آشنا سنی تو باہر آئے اور اسکو بغل میں لیا اور دونوں بہت روئے وزیر نے کہا کہ اے الیاس اگر صلاح ہو تو میں تیرے ہمراہ رہوں اور جو نہیں تو الٹا پھر جاؤں حضرت الیاس پر وحی آئی کہ مصلحت یہ ہے کہ وہ تیرے ہمراہ رہے اور میں تمہارا نگہبان ہوں اور انکے مکر سے تمکو محفوظ رکھونگا اور اب میں بادشاہ کے فرزند کی روح کو قبض کرتا ہوں تاکہ وہ اسکے ماتم میں مشغول ہو اور وہ اسی روز پہاڑ سے باہر نکل کر روانہ ہوئے اور راہ میں ایک بڑھیا کے گھر میں جاکر ٹھیری کہ نام اسکا متی تھا اور وہ حضرت یونس کی ماں تھی یونس نے الیاس کو دیکھا تو انسے انس پکڑا اور ایک مدت باہم رہے اور بعد انکے الیاس وہانسے باہر آئے اور یونس مرگئے ماں انکی مضطرب ہو کر الیاس کے پاس آئی اور کہا کہ خدا سے دعا کر کہ میرے فرزند کو زندہ کر دے الیاس نے بحکم خدا دعا کی یونس کو خدا نے زندہ کیا اور الیاس وہاں سے پھر اپنے مقام میں آئے اور دعا کی کہ خداوندا ان کافروں سے بہت تنگ ہوا ہوں حکم میری قبض کر یا سات برس ان لوگوں کو قحط میں مبتلا رکھ حقتعالے نے فرمایا کہ سات برس بہت ہیں کہا کہ پانچ برس کا قحط کر دے فرمایا کہ پانچ برس بھی بہت ہیں کہا کہ تین برس کا قحط کر خطاب آیا کہ اچھا الیاس نے دعا کی خدا نے بارش کو انپر بند کر دیا اور الیاس نے دعا کی کہ میری روزی کہاں سے ملے گی فرمایا کہ ایک جانور کو بھیجونگا وہ تجھکو روزی دوسری جگہ سے لاکر پہنچائے گا اور وہاں اس شدت سے قحط ہوا کہ آدمی اور چوپائے ہلاک ہونے لگے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ آخر سال میں الیاس ایک زن مومنہ کے دروازہ پر پہنچے اور کہا کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے کہا کہ قدرے آٹا اور روغن زیت موجود ہے اور اس عورت نے اس آٹے کی روٹیاں پکائیں اور روغن زیت سے چپڑ کر انکو دیں الیاس نے وہ روٹیاں تناول فرمائیں اس عورت کے واسطے دعا برکت کی خدا نے اس عورت کی برتنوں کو آٹے سے پر کر دیا اور وہاں سے حضرت الیسع بن اخطوب کے گھر آئے اور انکو قحط نے ناتوان اور دبلا اور بیمار کر رکھا تھا الیسع کی ماں نے الیاس کو آواز دی اور درخواست کی کہ الیسع کے واسطے دعا کر کہ خدا اسکو شفا بخشے الیاس نے انکے واسطے دعا کی کہ وہ اچھی طرح ہو گیا اور ماں اور بیٹا دونوں الیاس پر ایمان لائے اور بعد اسکے الیاس اپنی قوم میں گئے اور کہا کہ اے قوم قحط کو مدت گذر گیا ہے خدا کے ایک ہونیکا اقرار کرو اور خلوص دل سے اسپر ایمان لاؤ تاکہ اس عذاب سے نجات پاؤ ان لوگوں نے قبول نکیا الیاس نے فرمایا کہ اگر تم اپنا باطل اور گمراہی پر ہونا جاننا چاہتے ہو تو بتوں کو حاضر کرو اور انکے پاس جاکر مینہ کی اپنی دعا کرو اگر وہ تمہاری دعا کو قبول کریں تو تم اپنے دین پر رہو اور اگر میں دعا کروں اپنے خدا سے اور خدا میری دعا کو قبول کرے تو تم میری پیروی اختیار کرو سب نے اقرار کیا اور بتوں کو آراستہ کرکے مینہ برسنے کی دعا کی اور بارش کو بتوں سے طلب کیا دعا انکی قبول نہوئی الیاس نے دعا کی اپنے خدا سے اور بارش یعنی باران رحمت کو طلب کیا اسی وقت دعا انکی قبول ہوئی اور مینہ آیا وہ لوگ اپنے عہد سے پھر گئے اور انھوں نے زیادہ انکار کیا **فَكَذَّبُوهُ** پس جھٹلایا انھوں نے الیاس کو اور خدا کی یکتائی کی کہ تواتر نعم میں سے کہیں کو چلا جا **فَإِنَّهُمْ** پس تحقیق کہ وہ لوگ **لَمُحْضَرُونَ** البتہ حاضر کئے گئے عذاب کے ہیں کہ وہ عذاب میں گرفتار ہونگے **إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ** مگر بندے خدا کے کہ خالص کیے گئے ہیں کفر او

حضرت الیاس کی دعا سے قحط کا پڑنا

الیسع پیغمبر کا ذکر

مشرک سو وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے حضرت الیاسؑ جب حکم خدا وہاں سے چلے گئے اور حکم پہنچا کہ فلاں فلاں مقام میں جا اور جو کچھ تجھکو سواری کی قسم سے ملے اسپر سوار ہو
الیاس اسروز اس مقام پر گئے اور ایک صورت شتر کی یا گھوڑے کی یا اونٹ کی اسکے آگے آئی اسپر سوار ہو کر چلے اور الیسع کو اپنا خلیفہ کیا اور خدا نے انکے پر اور بازو پیدا کیے
اور خواہش کھانے اور پینے کی انسے اٹھا لی ملائکہ کے ہمراہ وہ پرواز کرنے لگے اور وہ متعین جنگلوں پر ہیں جیسے کہ خضر دریاؤں پر اور بعضے کہتے ہیں کہ خضر جنگلوں پر موکل ہیں اور الیاس دریاؤں پر
اور خضر اور الیاس دونو حج کے موسم میں عرفات میں ملاقات کرتے ہیں آپس میں اور ماہ رمضان میں بیت المقدس میں دونو باہم ہو کر روزہ افطار کرتے ہیں اور ایک جماعت بنی آدم کی
انکو دیکھتی ہے اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ ابجر وصدیح نے بیان کیا کہ میں اردن کو جاتا تھا درمیان روز کے کہ اس وقت آفتاب نہایت گرم تھا ایکمرد کو میں نے دیکھا کہ صحرا میں
کھڑا ہے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے کچھ جواب نہ دیا دوسری بار میں نے پوچھا کچھ نہ کہا تیسری مرتبہ جو میں نے پوچھا تو کہا کہ میرا نام الیاس ہے جس وقت میں نے الیاس کا نام سنا تو ایک خوف مجھپر طاری
ہوا اور میں لرزنے لگا اس مرتبہ کہ اپنے تئیں ضبط نہ کر سکا اور اس سے میں نے کہا دعا کر کہ میرا خوف دور ہو سو اسنے دعا کی میں اپنی صحیح حالت پر آگیا اور وقت دعا کرنے کے میں نے
سنا کہ اسنے آٹھ نام خدا کے اپنی زبانپر جاری کیے یا رحیم، یا حنان، یا منان، یا حی، یا قیوم اور تین نام سریانی تھے اور بعد اسکے ہاتھ میرے شانہ پر رکھا اس طرح سے کہ
خنکی اور راحت مجھکو پہنچی اور اس سے میں نے پوچھا کہ وحی تجھکو آتی ہے کہا کہ جب سے کہ خدا نے پیغمبر آخر الزمان کو بھیجا ہے وحی مجھ سے منقطع ہو گئی ہے میں نے پوچھا کہ اب کے پیغمبر زندہ ہیں فرمایا
کہ چار — دو تو آسمانپر ہیں ادریس اور عیسیٰ اور دو زمین پر ہیں خضر اور میں پھر میں نے پوچھا کہ خضر کہاں ہے کہا کہ دریا کے جزیروں میں ہے میں نے پوچھا کہ تو اسکو دیکھتا ہے کہا
کہ ہاں موسم حج میں دیکھتا ہوں اور اس زمانہ میں درمیان مروان اور اہل شام کے لڑائی ہو رہی تھی میں نے پوچھا کہ تو حق میں مروان کے کیا کہتا ہے کہا وہ ظالم ہے حد سے گزرنیوالا
جو لوگ کہ اسکے ہمراہ ہیں قاتل اور مقتول وہ دونو دوزخی ہیں میں نے کہا کہ میں بھی اس جماعت میں تھا لیکن میں کسی سے لڑا نہیں ہوں اور اب میں نے توبہ کی تو توبہ میری قبول ہے
فرمایا کہ ہاں لیکن بعد اسکے ایسے معرکہ میں داخل نہ ہونا اور درمیان اس کلام کے دو روٹیاں میں نے پیش روبرو رکھیں کہ وہ دودھ سے زیادہ شیریں اور برف سے
زیادہ سفید تھیں اور مجھکو فرمایا کہ یہ روٹی کھا میں نے ڈیڑھ روٹی اسمیں سے کھائی اور آدھی روٹی پھر آگے سے اٹھا لی نہیں معلوم کہ کس نے وہ روٹی رکھی تھی اور کس نے
اٹھا لی اور ایک اونٹ اس صحرا میں چرتا تھا الیاس کے پاس آیا اور خود بغیر کسی کے بٹھلانیکے بیٹھ گیا الیاس اسپر سوار ہوا میں نے کہا کہ میں بھی تیرے ہمراہ چلوں کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ
میں مجرد ہوں اور زن و فرزند کچھ نہیں رکھتا فرمایا کہ بیاہ اور نکاح کسی عورت سے کر میں نے پوچھا کہ تجھکو میں کہاں دیکھوں فرمایا کہ جس جگہ کہ اتفاق ہو اور آنکھ سے میری پوشیدہ ہو گیا
اور پھر اسکو کبھی میں نے نہ دیکھا القصہ جسوقت الیاس اپنی قوم میں سے باہر آئے تو خدا نے ایک دشمن زبردست کو اس بادشاہ پر غالب کیا یہانتک کہ اسنے اس بادشاہ اور اسکی جورو کو
قتل کر کے اس باغ میں ڈالدیا اور درندوں نے جمع ہو کر انکو کھایا اور ہڈیاں انکی باقی چھوڑ دیں اور بعد اسکے الیسع درمیان بنی اسرائیل کے آئے اور انکو طرف حق کے
بلایا بعضے انمیں سے ایمان لائے اور وہ احکام خدا کے لوگوں کو پہنچایا کرتے تھے کہ اجل انکی آگئی وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ اور باقی چھوڑا ہمنے اوپر اسکے فِي الْآخِرِينَ
درمیان پچھلے لوگوں کے تعریف اور درود کو کہ وہ کہتے ہیں کہ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ سلام اوپر الیاس کے کہ آخر زمانہ کو لوگ اسپر سلام پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الیاسین
الیاس کا نام ہے جیسے کہ سینین سینا کا نام ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ جمع ہے الیاس کی اور مراد اس سے الیاس اور اسکی پیروی کرنے والے ہیں لیکن اس صورت میں مناسب تھا کہ وہ معرف
بلام ہوتا — اور ابن عامر اور نافع اور یعقوب نے آل یسین پڑھا ہے اور باقیوں نے الیاسین اور آل یسین کی قرات کے موافق بعضے کہتے ہیں کہ یسین الیاس کے باپ کا نام
ہے تا کہ مناسب ہووے ما بعد کے اور تمام قصوں کی نظم کو اور اہلبیت کے مذہب میں یہ ہے کہ یسین رسولخدا کا نام ہے اور آل یسین سے مراد آل محمد ہے کہ وہ آئمہ علیہم السلام ہیں چنانچہ جعفر
صادق نے اپنے باپ سے اور انکے باپ نے اپنے باپ سے یہانتک کہ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے فرمایا کہ اس آیت میں یسین محمدؐ کا نام ہے اور ہم آل یسین ہیں اور اہل سنت کی
روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آل یسین آل محمد ہے چنانچہ سفیان ثوری نے روایت کی ہے منصور سے اور اسنے مجاہد سے کہ عبد اللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ لغت سریانی
میں یسین انسان کو کہتے ہیں اور مراد انسان سے حضرت رسولخدا ہیں اور آل یسین اہلبیت ہیں آنحضرتؐ اور سدی کہ اہلسنت کے راویوں سے ہے اسنے روایت کی ہے کہ مراد اس سے محمد
اور آل محمد ہیں اور سیبب بن نافع نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ شاہ اولیا علی مرتضیٰ سے سوال کیا گیا تھا اس آیت کے معنی سے فرمایا کہ یسین محمدؐ ہے اور ہم
آل یسین ہیں إِنَّا كَذَٰلِكَ تحقیق کہ ہم ایسے ہی یعنی جیسے کہ اعمال نیک کی جزا میں الیاس کا نام ہم نے بلند کیا ہے ایسے ہی نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ جزا دیتے ہیں ہم
نیکی کرنیوالوں کو اور مرتبہ انکا بلند کرتے ہیں إِنَّهُ تحقیق کہ وہ الیاس مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ بندوں ہمارے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور اب حضرت لوطؑ

کا قصہ بیان کرتا ہی کہ وَاِنَّ لُوطًا اور تحقیق کہ لوط بن ہارون برادر زادہ ابراہیم لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ البتہ رسولوں میں سے ہی اِذْ نَجَّیْنٰہُ یاد کر تو ای محمد جس وقت کہ نجات دی ہمنے اسکو وَاَهْلَهٗ اور لوگوں اسکے کو کہ جو ایمان لائے تھے اَجْمَعِیْنَ سب کو یعنی نجات دی ہمنے سب کو اِلَّا عَجُوْزًا مگر ایک بڑھیا کو کہ وہ زوجہ لوط کی تھی اور ایمان میں اسنے لوط کی پیروی نہ کی تھی اور وہ اپنے کفر کی جہت سے پیچھے رہ گئی تھی فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ درمیان باقی رہنے والوں عذاب کے ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ پھر ہلاک کیا ہمنے اور وں کو اسکی قوم میں سے جو کہ کافر اور بدکار تھے وَاِنَّكُمْ اور تحقیق کہ تم اے قریش لَتَمُرُّوْنَ البتہ گزرتے ہو عَلَیْهِمْ اوپر انکے جس وقت واسطے تجارت کے شام کو جاتے ہو مُّصْبِحِیْنَ ۝ جس وقت کہ صبح کرنیوالے ہو وَبِالَّیْلِ اور بیچ رات کے یعنی رات اور دن انکے شہر میں گزرتے ہو اور انکو خراب پڑے ہوئے تم دیکھتے ہو اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم اور عقل کو کام نہیں فرماتے ہو اور اب حضرت یونس کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ وَاِنَّ یُوْنُسَ اور تحقیق یونس بن متی لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ البتہ رسولوں میں سے ہے کہ اسکو نینوا کے لوگوں پر ہمنے پیغمبر کرکے بھیجا تھا اور جس وقت اسکی قوم نے اسکو جھٹلایا اور ایمان نہ لائی اور عذاب کے آنے میں جو دیر ہوئی تو اس شہر سے طرف دریا کے وہ روانہ ہوئے چنانچہ ذکر اسکا مفصل سورہ یونس میں گزر گیا ہی اللہ تعالےٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہی کہ یاد کر تو اے محمد اِذْ اَبَقَ جس وقت کہ بھاگا وہ یونس قوم اپنی سے اور پناہ لایا اِلَى الْفُلْكِ طرف کشتی کی الْمَشْحُوْنِ ۝ کہ بھری ہوئی تھی آدمیوں اور اسباب سے اور اباق اصل میں غلام کو آقا سے بھاگ جانے کو کہتے ہیں اور حضرت یونس بدون اذن پروردگار کے جو اپنی قوم سے بھاگ گئے تھے اس واسطے ابق کا لفظ فرمایا اور یہیں نہایت حسن ہی القصہ یونس کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی جس وقت دریا کے اندر گہرے پانی میں پہنچی تو کھڑی ہوئی ملاحوں نے کہا کہ کوئی غلام بھاگا ہوا اس کشتی میں ہے اسواسطے یہ کشتی جاری نہیں ہوتی اور عادت اس زمانہ کے لوگوں کی یہ تھی کہ جس وقت کشتی چلنے سے بند ہو جاتی تھی تو غلام بھاگے ہوئے کو دریا میں ڈال دیتے تھے تاکہ کشتی جاری ہو حضرت یونس نے کہا کہ غلام بھاگا ہوا میں ہوں لوگوں نے کہا کہ تو غلام بھاگا ہوا ہرگز نہیں ہے اس واسطے کہ علامت آزادی کی اور نیک ہونیکی تیرے چہرے سے ظاہر ہی یونس نے بہت مبالغہ کیا اور کہا کہ غلام بھاگا ہوا میں ہی ہوں اور میں اپنے مالک حضرت رب سے بھاگا ہوں جس وقت یونس نے اپنے قول میں بہت مبالغہ کیا اور لوگوں نے انکار کیا کہ تو غلام نہیں ہے تو رائے سبکی اسپر متفق ہوئی کہ قرعہ ڈالنا چاہئے جسکا نام قرعہ میں نکلے اسکو دریا میں ڈالیں فَسَاهَمَ پس قرعہ ڈالا ان کشتی والوں نے تین مرتبہ اور بعضے کہتے ہیں کہ چالیس مرتبہ قرعہ ڈالا اور جس وقت قرعہ ڈالتے تھے تو یونس ہی کا نام نکلتا تھا چنانچہ فرماتا ہی خدا کہ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ۝ پس ہوگیا وہ یونس قرعہ میں نام نکلنے والوں سے کشتی والوں نے چاہا کہ اسکو دریا میں ڈالیں خدا نے مچھلی کو حکم کیا کہ یونس نے ایک بہتر امر کو ترک کیا ہی کہ بدون ہمارے اذن کے اپنی قوم میں سے چلا آیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ چند روز اسکو تیرے شکم میں بند کریں تو تجھکو چاہئے کہ اسکی نگہبانی اچھی طرح کرے ایسا نہ ہو کہ کوئی زخم اسکو پہنچے اور اسکے اعضا میں خلل آوے سمجھ تیرا کھانا اسکو نہیں بنایا ہے مچھلی نے جو یہ حکم سنا تو کشتی کے کنارہ پر آئی اور منہ اپنا اسنے کھولا ملاح اسکو دوسری طرف لیگئے وہ مچھلی ادھر بھی منہ کھولے ہوئے آئی اور وہاں سے اور طرف کو لیگئے تو وہاں بھی وہ مچھلی منہ کھولے ہوئے آئی یونس نے جانا کہ اسمیں کچھ حکمت ہی خدا پر توکل کرکے دریا میں گر پڑے فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ پس لقمہ کر گئی اسکو مچھلی وَهُوَ مُلِیْمٌ ۝ اور وہ ملامت کرنیوالا تھا اپنے نفس کا بسبب کرنے امر اولیٰ کے کہ بدون اذن خدا کے اپنی قوم سے چلا آیا تھا اور وہ مچھلی یونس کو اسطرح محافظت کرتی تھی جیسے کہ ماں اپنے فرزند کی محافظت کرتی ہی اور حضرت یونس ذکر خدا کرتے تھے اور وہ مچھلی پانی سے منہ اپنا باہر نکالتی تھی اور پھر پانی میں لیجاتی تھی کہ یونس سانس لیتا ہی اسیطرح تین یا سات روز یا بیس روز تا اور مشہور یہ ہی کہ چالیس روز وہ مچھلی کے پیٹ میں رہے اور مچھلی نے انکو سات دریا میں پھرایا تاکہ عجائب و غرائب دریا کے دیکھیں اور جس وقت دریا کی تہ میں پہنچے اور دریا کے جانوروں کی تسبیح کی آواز سنی تو انکی موافقت سے تسبیح خدا میں مشغول ہوئے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ پس اگر نہ ہوتا یہ امر کہ تحقیق وہ یونس كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ۝ تھا تسبیح کرنیوالوں سے کہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین مچھلی کے پیٹ میں کہتا تھا یا تسبیح مطلق کرتا تھا یعنی اگر یونس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح خدا کی کرنیوالا نہ ہوتا اور ذکر خدا کا نہ کرتا لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ البتہ دیر کرتا درمیان پیٹ اس مچھلی کے اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ طرف اس دن کے کہ اٹھائے جائینگے زندہ کرکے سب آدمی یعنی قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ڈھیل کرتا لیکن برکت سے تسبیح کی ہمنے اسکو نجات دی فَنَبَذْنٰهُ پس ڈالا ہمنے اسکو یعنی حکم کیا ہمنے مچھلی کو کہ یونس کو کنارے پر ڈالدے بِالْعَرَآءِ اوپر چٹیل کے کہ وہ میدان صاف ہو اور کوئی درخت وہاں نہ ہو وَهُوَ سَقِیْمٌ ۝ اور وہ یونس بیمار تھا اس وقت یعنی نہایت ناتوان تھا اور کھال اسکی بوسیدہ اور سرخ ہو گئی تھی وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ اور اگایا ہمنے اوپر اسکے یعنی اسکے بدن پر شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ۝ ایک درخت کدو سے کہ اسکے پتوں کے سایہ میں حرارت آفتاب سے اپنے بدن کو محفوظ رکھتا تھا اور کہتے ہیں کہ تاثیر کدو کے درخت کی یہ ہی کہ مکھی اسکے پاس نہیں آتی اسواسطے خدائے تعالےٰ نے کدو کو اگایا کہ آفتاب سے اور مکھی سے دونوں سے محفوظ رہے

قصہ حضرت لوط

قصہ حضرت یونس

۱۳۵

النصف

کہتے ہیں کہ کسی نے جناب رسولخدا سے پوچھا کہ یا رسولخدا کیا سبب ہے کہ کدو کو بہت دوست رکھتے ہو فرمایا اس واسطے کہ وہ درخت ہے برادر یونس کا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت یونس مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو مانند مرغ بے پر کے تھے کہ ہرگز وہ پر نہ رکھتا ہو اور زمین پر پڑے ہوئے تڑپتے تھے اور کانپتے تھے خدا نے پہاڑی بکری کو حکم کیا اُسنے جاکر اپنا دودھ پلایا اور اُسکے دودھ سے انھوں نے پرورش پائی اور جسوقت کھال انکے بدنکی مضبوط ہو کر حالت اصلی پر پہنچی تو ایک روز کسی کام کیواسطے کہیں کو چلے گئے تھے جس وقت پھر آئے تو وہ درخت کدو کا خشک ہو گیا تھا اسکو خشک دیکھ کر تنگدل ہوے خدا نے فرمایا کہ ای یونس درخت کو خشک دیکھ کر تو تنگدل ہوتا ہے اور ایک لاکھ کئی ہزار آدمیونکے ہلاک ہونیسے تیرا دل تنگ نہوا کہ تو نے عذابکے واسطے درخواست کی تھی دریں اگر ایک لاکھ آدمیونکو بخشدوں تو میرے نزدیک یہ زیادہ دوست ہے اسسے کہ ایک آدمیکو عذاب کروں اور تو جلدی جا کہ تیری قوم کے آدمی ایمان لائے ہیں اور تیرے دیدار کی وہ آرزو رکھتے ہیں اور عذابکو میں نے اُنسے دفع کردیا ہے یونس یہ حکم سنکر اپنی قوم کیطرف روانہ ہوئے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ **وَأَرْسَلْنَاهُ** اور بھیجا ہمنے اس یونس کو دوسری بار **إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ** طرف سو ہزار یعنی طرف ایک لاکھ آدمی **أَوْ يَزِيدُونَ** یا زیادہ کے کہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے یا ایک لاکھ تیس ہزار تھے یا ایک لاکھ ستر ہزار تھے اور کہتے ہیں کہ اسطرح کا کلمہ واسطے کثرت کے آتا ہے یعنی ان لوگونکی اسقدر کثرت تھی کہ جو کوئی انکو دیکھتا تو کہتا کہ ایک لاکھ ہیں یا زیادہ ہیں اور خدا کو ہر چند ان لوگونکی گنتی کا علم تھا اور جانتا تھا کہ وہ کتنے ہیں اور تردد اور شبہہ اسکو انکی شمار میں ہرگز نہ تھا لیکن خدا نے عربونکے محاورے کے موافق ایسا کلمہ فرمایا ہے اور حضرت صادقؑ کے قرات میں او کا لفظ نہیں ہے بلکہ فقط واو ہے یعنی اور بھیجا ہمنے یونس کو طرف ایک لاکھ کی اور زیادہ کے اور معنی اس کے بلا تردد ظاہر ہیں اور دوسری سند میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مراد زیادہ سے تیس ہزار آدمی ہیں پس کل آدمی قوم یونس کے ایک لاکھ تیس ہزار تھے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے حضرت یونسؑ کے حال میں لکھا ہے کہ یونس تین روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے اور ظلمات میں خدا کو پکارا یعنی اندھیروں میں کہ ایک اندھیرا تو مچھلی کا پیٹ تھا اور ایک اندھیرا رات کا اور ایک اندھیرا دریا کا اسمیں خدا کو پکارا اسطرح سے کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پس خدا نے انکی دعا کو قبول کیا اور مچھلی نے انکو کنارہ پر ڈالدیا اور خدا نے درخت کدو کا انکے اوپر اُگایا اسکو وہ چوستے تھے اور اسکے سایہ میں رہتے تھے اور بال انکے گر گئے تھے اور جلد بہت باریک ہو گئی تھی اور یونسؑ رات اور دن ذکر خدا کرتے تھے پس جسوقت انکی قوت آئی تو خدا نے ایک کیڑے کو بھیجا اسنے اس کدو کی جڑ کو کھالیا وہ خشک ہو گیا یہ امر یونس کو بہت شاق ہوا اور انکا نہایت رنج کیا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے یونس تو کسواسطے رنج کرتا ہے کہا کہ ای پروردگار میرے یہ درخت کہ مجھکو نفع بخشتا تھا تو نے کیڑا بھیجکر اسکو خشک کردیا کہ وہ اسکی جڑ کو کھا گیا ہے فرمایا کہ ای یونس تو درخت کے واسطے رنج کرتا ہے کہ تو نے اسکو نہ بویا تھا اور نہ تو نے اسکو پانی دیا تھا اور رنج کیا تو نے نینوا کے آدمیوں پر کہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے اور ارادہ کیا تھا کہ ان پر عذاب آئے اور وہ ایمان لائے ہیں اور ڈرے ہیں تو انکے پاس جا یونس یہ حکم سنکر اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے پس جس وقت انکے شہر نینوا کے قریب پہنچے تو شہر میں داخل ہونے سے انکو حیا اور شرم آئی ایک چرواہا اسکو ملا اسسے کہا کہ تو شہر میں جا اور وہاں کے لوگوں سے جاکر کہہ کہ یونس آیا ہے اس چرواہے نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور جھوٹ بولنے سے تو شرم نہیں کرتا ہے یونس تو دریا میں غرق ہو گیا ہے حضرت یونس نے دعا کی کہ خداوندا اس گوسفند کو گویا کردے کہ یہ میری گواہی دیوے اور کہے کہ یونس یہی ہے دعا انکی قبول ہوئی اور اس گوسفند نے گویا ہو کر چرواہے کے روبرو بزبان فصیح کہا کہ یونس یہی ہے وہ چرواہا گوسفند سے سنکر شہر نینوا میں گیا اور یونس کی قوم کو خبر دی وہ لوگ آئے اور اسکو گرفتار کیا اور ارادہ کیا کہ اسکو ماریں اس گمان سے کہ یہ جھوٹ کہتا ہے یونس کہاں ہے یونس تو غرق ہو گیا ہے اس چرواہے نے کہا کہ میں اپنے قول کا گواہ رکھتا ہوں ان لوگوں نے کہا کہ کون ہے تیرا گواہ کہا کہ یہ گوسفند میری گواہ ہے گوسفند نے گواہی دی کہ یہ سچ کہتا ہے اور یونس کو خدا نے پھر بھیجا ہے وہ لوگ باہر نکلے اور یونس کو لائے **فَآمَنُوا** پس ایمان لائے وہ آدمی باشندے نینوا کے کہ انکے ہاتھ پر انھوں نے ایمان کو پھر بنایا کیا **فَمَتَّعْنَاهُمْ** پس فائدہ دیا ہمنے انکو نفعوں اور لذتوں اور مالوں دنیا کا **إِلَىٰ حِينٍ** طرف انکے وقت یعنی موت کے وقت تک انکو ہمنے فائدہ دیا اور اب پھر مشرکوں کو تنبیہ کرتا ہے اور انکے اعتقاد بد کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ ملائکہ کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد **فَاسْتَفْتِهِمْ** پس حکم طلب کر تو ان سے یعنی پوچھ تو اُن سے بنی خزاعہ اور بنی ملیح اور بنی جہینہ سے کہ وہ ملائکہ کو دختران خدا کہتے ہیں اور انکو ملامت کرکے سوال کر کہ **أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ** کیا واسطے پروردگار تیرے کے اے محمد بیٹیاں ہیں **وَلَهُمُ الْبَنُونَ** اور واسطے انکے پسر ہیں یعنی انسے پوچھ کہ واسطے خدا کے تو بیٹیاں ہیں جو کہ گھٹکی چیز ہیں تم انسے بہت عار اور ننگ رکھتے ہو یہانتک کہ زندہ درگور انکو کرتے ہو اور پسر جو کہ اچھی چیز ہے وہ تمہارے اپنے واسطے مقرر کئے ہیں کہ **أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ** کیا پیدا کیا ہمنے فرشتوں کو **إِنَاثًا** عورتیں **وَهُمْ شَاهِدُونَ** اور وہ حاضر ہونے والے تھے پیدا کرنے کے

وقت ہوا اسواسطے کہ یہ حال بدون دیکھنے کی اپنی آنکھ سے نہیں معلوم ہوسکتا ہے کہ جسمیں شبہ نہ کیا جاسکے اور جس وقت کہ وہ وقت پیدا کرنے ملائکہ کے حاضر نہ تھے تو کیونکر وہ انکی
عورت ہونیکا حکم کرتے ہیں اَلَآ اِنَّهُمْ خبردار ہو کہ تحقیق وہ کفار مِّنْ اِفْكِهِمْ دروغ اور افترا اپنے سے لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں کہ وَلَدَ اللّٰهُ بچہ لایا ہے خدا یعنی خدا
کے بچے پیدا ہوتے ہیں اس واسطے کہ وہ ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں وَاِنَّهُمْ اور تحقیق کہ وہ کفار اس قول میں کہ ملائکہ خدا تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں لَكٰذِبُوْنَ البتہ
دروغگو ہیں اَصْطَفَى الْبَنَاتِ اسکے اول میں ہمزہ استفہام کا ہے اور اسکے پیچھے ہمزہ وصل ساقط ہوگیا ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ برگزیدہ کیا ہے خدا نے بیٹیوں کو کہ جن کو تم
مکروہ جانتے ہو عَلَى الْبَنِيْنَ اوپر بیٹوں کے کہ باعث تمہارے فخر اور ناز کا ہے یعنی تم باوجود عاجز اور ناقص ہونیکے پست اور گھٹی چیز کو تو اختیار کرتے نہیں ہو اور جو شخص کہ سب
قدرت رکھتا ہے اور سب کا مالک اور عالم ہے رشتے کا ہے وہ پست اور ناقص چیز کو کیوں اختیار کرے مَا لَكُمْ تمہیں کیا ہے واسطے تمہارے كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ کیونکر حکم کرتے ہو تم واسطے خدا کے خلاف
عقل اسکے واسطے تجویز کرتے ہو اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم اور نہیں سمجھتے ہو تم کہ ذات پروردگار کی جورو اور فرزند سے پاک ہے اسواسطے کہ فرزند
چاہئے کہ مشابہ باپ کے ہو اور خدا اپنا کوئی مشابہ اور مانند نہیں رکھتا ہے پس فرزند اسکے کیونکر ہوگا اَمْ لَكُمْ کیا واسطے تمہارے اس امر میں سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ کوئی دلیل ظاہر اور کوئی
حجت ہے کہ وہ نازل ہوئی ہے تمہارے اس مقصد پر دلالت کرنیوالی فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ پس لاؤ تم کتاب اپنی کو جو کہ اس مقدمہ میں آسمان سے نازل ہوئی اور اسمیں لکھا ہے کہ ملائکہ خدا
کی بیٹیاں ہیں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم راستگو اس دعوے میں اور کہتے ہیں کہ بعضے کفار عرب مثل بنی خزاعہ کے کہتے ہیں کہ خدا نے اشراف جنوں کی عورتوں سے
صحبت کی ہے اس سے ملائکہ پیدا ہوتے ہیں اور مجوس کا یہ اعتقاد ہے کہ خدا اور شیطان دو بھائی ہیں اور خدا پیدا کرنیوالا نور کا اور خیر کا اور فائدہ بخشنے والا حیوانات کا ہے اور
شیطان پیدا کرنیوالا تاریکی اور بدی اور ضرر کرنیوالا حیوانات کا ہے خدا انکے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ وَجَعَلُوْا اور مقرر کیا ان کفار نے بسبب دلوں اپنے بَيْنَهٗ درمیان اس
حقتعالیٰ کے وَبَيْنَ الْجِنَّةِ اور درمیان جنوں کے کہ شیطان بھی انہیں میں سے ہے نَسَبًا ناتا اور رشتہ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جن اور پری اِنَّهُمْ تحقیق
کہ وہ مشرکین کہ جو ایسے کلمے کفر کے لَمُحْضَرُوْنَ البتہ حاضر کیے گئے ہیں دوزخ کے سُبْحٰنَ اللّٰهِ پاک ہے خدا عَمَّا يَصِفُوْنَ اس چیز سے کہ جو وصف بیان کرتے
ہیں کفار کہ رشتہ اور ناتا طرف خدا کی منسوب کرتے ہیں اور سب کفار ایسی ایسی باتیں کرکے خدائے پاک کی جناب میں کہتے ہیں اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ مگر بندے خدا کے جو کہ خالص
اور پاک کیے گئے ہیں ایسی باتوں نالائق اور کفر اور شرک سے اور جو کلمے کہ مناسب اور سزاوار ذات پاک حقتعالیٰ کی ہیں وہ اپنی زبان سے نکالتے ہیں اور اب خدا تمام مشرکین کو خطاب کرتا ہے کہ
فَاِنَّكُمْ پس تحقیق تم اے کافرو وَمَا تَعْبُدُوْنَ اور وہ چیز کہ پرستش کرتے ہو تم اسکی مَآ اَنْتُمْ نہیں ہو تم عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ اوپر اس خدا کے فساد کرنیوالے اسکے
بندوں کو بہکا کر اور گمراہ کرکے اِلَّا مَنْ هُوَ مگر اس شخص کو کہ وہ صَالِ الْجَحِيْمِ داخل ہونیوالا آگ جلانیوالی کا ہے یعنی تم اور تمہارے معبود خدا پر غالب ہو کر اسکے بندوں کو گمراہ
نہیں کرسکتے ہو مگر ان لوگوں کو کہ علم الٰہی متعلق ہوا ہے اس طور سے کہ وہ لوگ کافر اور مرتد ہو کر مریں اور دوزخ میں جاویں اور اب خدا ان لوگوں کی رد کرنیکے واسطے جو کہ ملائکہ کو پرستش
کرتے تھے جبرئیل کو حکم کرتا ہے کہ اے جبرئیل حبیب محمدؐ سے جا کر بیان کر کہ ہم سب فرشتے بندے ہیں خدا کے اور کہہ تو کہ وَمَا مِنَّآ اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی اِلَّا لَهٗ مگر کہ واسطے اسکے ہے عبادت
کرنیکے لیے مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ایک جگہ معلوم اور مقرر یعنی بقدر مرتبہ کے ہر فرشتہ کیواسطے ایک مقام ہے عبادت کرنیکے واسطے کہ اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے کہ بعضے تو
ایسے ہیں کہ ہمیشہ کھڑے ہی رہتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ ہمیشہ رکوع میں ہیں اور بعضے ہمیشہ سجدہ میں ہیں اور اپنی اپنی اس حالت سے دوسری حالت میں مشغول نہیں
ہوسکتے ہیں پس جس وقت کہ ہمارا ایسا حال ہے تو ہم کیونکر سزاوار پرستش کے اور پروردگار ہونیکے ہوسکتے ہیں کہ کوئی معبود ہمکو اپنا مقرر کرے اور مخلوق برابر خالق کے کیونکر
ہوسکتا ہے وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ اور تحقیق ہم البتہ صف باندھنے والے ہیں طاعت اور عبادت کے مقام میں اور صف باندھنے والے ہیں پروں کے واسطے عاجزی کرنیکے اور اگر
معاذ اللہ کسی طرح کی سستی اور غفلت ہمسے واقع ہو تو باعث غضب خدا ہو اور ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوں وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ اور تحقیق ہم البتہ تسبیح کرنیوالے
ہیں اور پاکی بیان کرنیوالے خدا کے ہیں سب عیبوں سے اور ان امور سے جو کہ لائق اسکی ذات پاک کے نہیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے رسول خدا اور مومنین ہیں اور یہ کلام انہی کا ہے یعنی ہر ایک
ہم میں سے بہشت میں مقام معلوم رکھیگا بقدر اعمال کے اور تحقیق ہم صف باندھنے والے ہیں اور خدا کو پاکیزگی سے بیان کرنیوالے ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت حق میں آئمہ
معصومین کے ہے اور کہتے ہیں کہ کفار مکہ جناب رسول خدا کے پیغمبر ہونے سے پہلے کہتے تھے کہ اگر کوئی کتاب آسمان سے نازل ہو تو ہم کفر کو ترک کرکے ایمان اختیار کریں اور جس وقت قرآن
نازل ہوا کہ وہ سب کتابوں سے زیادہ بزرگ ہے تو پھر ایمان نہ لائے اور اپنے کفر پر قائم رہے خدا فرماتا ہے کہ وَاِنْ كَانُوْا اور تحقیق تھے وہ کفار قریش پہلے پیغمبر ہونے محمد صلعم سے

لیقولون لو ان عندنا ذکرا البتہ کہتے تھے کہ اگر تحقیق ہوتی نزدیک ہمارے کوئی کتاب من الاولین ۵ پہلے لوگوں کی کتاب توریت وغیرہ یعنی اگر پیغمبر کوئی کتاب
نازل ہوتی جیسے کہ پہلے لوگوں پر نازل ہوئی ہے تو لکنا البتہ ہوتے ہم عباد اللہ المخلصین ۵ بندے خدا کے خالص پاک کئے گئے شرک سے اور ہمیشہ خالص خدا کی عبادت کرتے
اور جس وقت قرآن نازل ہوا تو فکفروا بہ پس کفر کیا انہوں نے ساتھ اسکے فسوف یعلمون ۵ پس قریب ہے کہ جانینگے انجام کو کفر اور شرک کے کہ دنیا میں تو خوار اور ذلیل
ہوئے اور مسلمانوں سے مغلوب ہوئے اور آخرت میں دوزخ میں جلیں اور فرماتا ہے کہ ولقد سبقت کلمتنا اور البتہ تحقیق پہلے گذر گئی ہے بات ہماری لعبادنا المرسلین ۵
واسطے بندوں ہمارے رسولوں کے لوح محفوظ میں کہ ہم لکھ چکے ہیں اسطرح سے کہ انہم لہم المنصورون ۵ تحقیق کہ وہ رسول بندے ہمارے البتہ وہی نصرت دیئے گئے اور مدد کئے گئے ہیں وان
جندنا اور تحقیق کہ لشکر ہمارا کہ وہ فرمانبرداری کرنیوالے انبیا کے ہیں لہم الغالبون ۵ البتہ وہی غالب ہوئے ہیں کفار پر دنیا میں تو دلیلوں سے اور لڑائی میں غالب
ہیں اور آخرت میں مرتبہ کی فضیلت میں اور بلندی سے جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ کوئی پیغمبر لڑائی میں مغلوب نہیں ہوا اور نہ کوئی قتل ہوا ہے بلکہ حیلہ اور مکر سے قتل ہوا ہے سوائے لڑائی کے اور
اس صورت میں بھی بعد انکے امت انکی غالب ہوئی ہے اور امت کا غلبہ بعینہ پیغمبر کا غلبہ اور باوجود واضح ہونے دلیلوں کے جو یہ کفار ایمان نہیں لائے ہیں اے محمد تو فتول عنہم پس
منہ پھیرلے تو انسے حتی حین ۵ ایک وقت تک کہ وہ وقت لڑائیکا ہے یعنی جبتک کہ ہم انسے لڑنیکا حکم نہ دیویں اس وقت تک تو انسے سروکار مت رکھ اور وہ وقت روز جنگ بدر ہے یا روز
جنگ فتح مکہ اور ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد اس سے وقت موت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ روز قیامت مراد ہے غرض یہ ہے کہ تو انکو مہلت دے اور منہ انسے پھیر وابصرہم اور دیکھ تو ان کو
کہ انکا کیا حال ہوتا ہے کہ قتل اور اسیر ہوں دنیا میں اور آخرت میں عذاب میں گرفتار ہوں فسوف یبصرون ۵ پس قریب ہے کہ دیکھینگے وہ تیری فتح اور نصرت کو اے محمد دنیا میں
اور تیرے مرتبہ کی بلندی آخرت میں اور جس وقت کفار نے سنا فسوف یبصرون تو کہنے لگے کہ جو کچھ کہ محمد کہتا ہے وہ کب ہوگا اور کس زمانہ میں اسکے ہونیکا وعدہ کرتا ہے یہ آیت نازل
ہوئی کہ افبعذابنا یستعجلون ۵ پس کیا ساتھ عذاب ہمارے کے جلدی کرتے ہیں وہ کفار فاذا نزل پس جس وقت کہ نازل ہوگا عذاب بساحتہم بیچ انگنائی انکی
کے یعنی اگر عذاب انکے گھروں میں نازل ہو تو فساء صباح المنذرین ۵ پس بڑی ہوگی صبح ڈرائے گئے لوگوں کی اور کہتے ہیں کہ درمیان عرب کے قتل اور غارت کی رسم
تھی اور جو کوئی قوم کہ دوسری قوم کے قتل اور غارتکا ارادہ رکھتی تھی تو وہ رات کو اپنی بستی سے روانہ ہوتی تھی اور صبح کے وقت کہ وقت خواب شیرین کا ہے اس قوم کی بستی کے
گرد پہنچتی تھی اور انکو غافل پا کر قتل اور غارت کرتی تھی اور اکثر جو قتل و غارت صبح کو واقع ہوتا تھا اسواسطے انہوں نے غارت کا نام صباح رکھا اور صبح کے سوا جو کسی اور وقت میں اتفاق
قتل اور غارتکا ہوتا تو اسکو بھی صباح ہی کہتے تھے اسواسطے خدا نے بھی قتل اور غارت کو موافق انکے محاورہ کے صباح فرمایا اور خدا واسطے تاکید کے مکرر فرماتا ہے کہ وتول عنہم
اور منہ پھیرلے تو انسے اے محمد حتی حین ۵ ایک وقت تک کہ وہ وقت روز جنگ بدر ہے اور یا روز مرگ اور عذاب کے دیکھنے کا دن ہے وابصر اور دیکھ تو اے محمد عذاب انکو جو کہ انپر
نازل ہوگا فسوف یبصرون ۵ پس قریب ہے کہ دیکھینگے وہ اس عذاب کو اور اپنے مغلوب ہونیکو اور تیرے غالب ہونیکو اور اب حق تعالے اپنی پاکیزگی بیان کرتا ہے ان
امور سے کہ جو کفار خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ سبحان ربک پاک ہے پروردگار تیرا کہ رب العزۃ پروردگار قوت اور غلبہ کا ہے عما
یصفون ۵ اس چیز سے کہ وصف بیان کرتے ہیں مشرکین کہ اسکے زن و فرزند مقرر کرتے ہیں اور اپنی ذات کی پاکیزگی بیان کرنے کے بعد انبیا پر سلام بھیجتا ہے اسطرح
وسلام علی المرسلین ۵ اور سلام اوپر پیغمبروں کے کہ لوگوں تک اسکا پیغام پہنچاتے ہیں اور امت کی ایذا سہتے اور آزار کھینچنے والے ہیں والحمد للہ رب العالمین ۵ اور
سب تعریفیں واسطے خدا کے ہیں کہ پروردگار عالموں کا ہے اور یہ تعلیم ہے اسکی بندوں کو چاہئے کہ بندے اسطرح سے سلام کریں انبیا کو اور تعریف اور حمد کریں خدا کی اسکے انعام کی عوض
میں اور جناب امیر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چاہتا ہے کہ اسکے ثواب کی پیمائش کریں پیمانہ پورے اور کامل سے تو چاہئے کہ آخر کلام اسکا ہر مجلس میں سبحان ربک رب العزۃ الخ ہو یعنی جس وقت
کہ کسی مجلس سے اٹھے تو ان آیتوں کو پڑھے وقت اٹھنے کے سورۃ ص یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں اٹھاسی آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب جمعہ کو
سورہ ص پڑھے تو اسکو اسقدر ثواب دنیا اور آخرت کا دیویں کہ کسیکو نہ دیا ہو سوائے انبیا اور ملائکہ مقربین کے اور اسکو بہشت میں لیجائیں مع اس شخص کے کہ جو اسکے
ہمراہ ہے یہانتک کہ خادم اسکا کہ دنیا میں اسکی خدمت میں رہا ہو اگرچہ وہ قابل شفاعت کرنیکی ہو مگر اس سورت کی برکت سے اسکو بھی ہمراہ پڑھنے والے کی بہشت میں لیجائیں
بسم اللہ الرحمن الرحیم ص کہتے ہیں کہ صاد اشارہ ہے طرف ان نام خدا کے کہ جنکے اول میں ص ہے مثل صانع اور صمد اور صادق اور صابر کے یا اشارہ ہے طرف صدق
محمد کے یا طرف صورت محمد کی اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ ص ایک نام ہے خدا کے ناموں سے کہ خدا نے اسکی قسم کھائی ہے اور دوسری روایتیں حضرت صادق سے ہے کہ ص

اور چشمہ ہے کہ پانی ... وضو کیا تھا جس شب کہ معراج کو تشریف لیگئے تھے اور ہر روز جبرئیل اس چشمہ میں داخل ہوتے ہیں اور جب
نکل کر اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں اور ہر قطرہ سے جو کہ پروں سے جھڑتا ہے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ قیامت تک خدا کی تسبیح کرتا ہے اور حمد و تکبیر میں مشغول رہتا ہے اور ایک روایت میں حضرت
صادقؑ سے ہے کہ شب معراج خدا نے حضرت کو وحی کی کہ یا محمد نزدیک ہو تو صاد کے اور غسل کر تو اپنے سجدہ کرنے کے اعضا کو اور پاک کر تو انکو اور نماز پڑھ تو واسطے پروردگار اپنے کے پس
نزدیک ہوئے رسول خدا صاد سے اور وہ پانی ہے کہ جاری ہے عرش کی جانب راست سے اور حضرت کاظمؑ کی حدیث میں ہے وہ صاد کہ جسمیں رسول خدا کو غسل کرنے کا حکم ہوا تھا وہ چشمہ ہے
کہ جاری ہے عرش کے ایک کن سے اور انکو ماء الحیات کہتے ہیں اور وہ چشمہ وہ ہے کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ص۔ والقرآن ذی الذکر اور بعضوں کے نزدیک مراد اس سے یہ ہے کہ قسم ہے صمدیہ
کی ازل سے ابد تک اور صاد صمدیہ کی ازل سے ابد تک اور صاد صانعیت کی ازل سے ابد تک پس معنی اسکے یہ ہونگے کہ قسم ہے صاد کی **وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ** اور قرآن صاحب
ذکر کی کہ اسمیں ذکر ہے حلال کا اور حرام کا اور بیان ہے امر کا اور نہی کا اور ذکر ہے انبیاء کے قصوں کا اور امتوں کی خبروں کا اور احوال قیامت کا اور اُن چیزوں کا کہ جن
کی طرف بندگان خدا محتاج ہیں امور دنیا اور آخرت میں اور جواب قسم کا محذوف ہے یعنی قرآن معجزہ ہے اور حق ہے اور پیروی اسکی اور اسپر عمل کرنا واجب ہے اور کفار
جو اُسپر ایمان نہیں لاتے ہیں اس واسطے کہ اسمیں کچھ خلل اور قصور ہے **بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا** بلکہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے وہ اور نہ ایمان لائے قرآن پر یعنی قریش کے
فِیْ عِزَّۃٍ بیچ تکبر اور سرکشی کے ہیں قبول کرنے حق **وَّشِقَاقٍ** اور برخلافی پیغمبر کے ہیں اسواسطے اسپر ایمان نہیں لاتے ہیں پیغمبر کی تابعداری عار اور ننگ کہتے ہیں
اور تامل نہیں کرتے ہیں اور نہیں سوچتے ہیں کہ **کَمْ اَهْلَکْنَا** بہت ہلاک کئے ہیں ہمنے **مِنْ قَبْلِهِمْ** پہلے ان مشرکوں سے **مِّنْ قَرْنٍ** زمانہ کے لوگوں میں سے یعنی پہلی امتوں کے
آدمی بسبب تکبر اور برخلافی کے ہمنے پہلے ان کفار مکہ سے بہت ہلاک کئے ہیں اس کا کچھ خیال انکو نہیں ہے اور جسوقت ہمنے ان لوگوں کو عذاب کیا تو **فَنَادَوْا** پس
آواز دی انھوں نے اور فریاد کی پیغمبروں سے عذاب انکو دیکھ کر تاکہ انکی فریاد کو پہنچیں وہ اور عذاب انکو انسے دور کریں ان پیغمبروں نے انکی کمک کی **وَّلَاتَ** اور نہ تھا وقت **حِیْنَ مَنَاصٍ**
وقت بھاگنے کا عذاب خدا سے اور کہتے ہیں کہ عادت کفار مکہ کی یہ تھی کہ جس وقت لڑائی اُنپر تنگ ہوتی تو کہتے تھے کہ مناص مناص یعنی بھاگو اور کسی مقام پر پناہ لیجاؤ
خدا خبر دیتا ہے کہ جیسے پہلی اُمتوں کے آدمی وقت عذاب کے بھاگنے کی جگہ نہیں کہتے تھے ایسے ہی کفار مکہ بدر کی لڑائی میں مناص کہینگے اور لات میں تا متصل ہوئی ہے اور یہ دو تو ملکر
بمنزلہ لیس کے ہیں اور نصب حین کا اسواسطے ہے کہ وہ خبر ہے لات کی کہ معنی لیس ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ لیس الوقت حین مناص اور بعضی کہتے ہیں کہ لا تنہا حرف نفی ہے
اور یہ تا حین سے ملی ہوئی ہے یعنی ولا تحین اور تحین بمعنی حین ہے **وَعَجِبُوْٓا** اور تعجب کیا اُن کافروں نے **اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ** اس سے کہ آیا انکے پاس ڈرانے والا
عذاب خدا سے **مِّنْهُمْ** انھیں میں سے اور کہا کہ یہ تو مثل ہمارے آدمی ہے اور ہماری قوم کا ہے یہ کیونکر پیغمبر ہو سکتا ہے **وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ** اور کہا کافروں نے کہ
هٰذَا یہ ڈرانے والا **سٰحِرٌ** جادوگر ہے اور جو کچھ ہمکو خلاف عادت کے دکھلاتا ہے جادو سے دکھلاتا ہے **کَذَّابٌ** بڑا جھوٹا ہے کہ دعوے نبوت کا کرتا
ہے اور قرآنکو کہتا ہے کہ یہ خدا کے پاس سے نازل ہوتا ہے کہتے ہیں کہ جسوقت حضرت حمزہ ایمان لائے تو اسلام کو بہت قوت ہوئی اور پچیس آدمی قریش کے کہ انمیں سے ولید
بن مغیرہ اور ابوجہل اور ابو امیہ اور عتبہ اور شیبہ اور نضر بن حارث اور ہشام اور عاص بن وائل وغیرہ کہ یہ سب اشراف اور سردار قریش کے بیقرار ہو کر حضرت ابوطالب
کے پاس آئے اور کہا کہ تو بہتر اور سردار ہمارا ہے ہم تیرے پاس ایک حاجت اور فریاد اپنی لائے ہیں تو ہمارے اور اپنے بھتیجے محمد کے درمیان حکم کر کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں
دیتا ہے اور ہماری عقلوں کو واہی کہتا ہے اور ہمارے بیعقلوں کو بہکا کر اس دین میں لیجاتا ہے جو دین کہ اسنے ایجاد کیا ہے اور اس سبب سے اُسنے تفرقہ ہمارے درمیان ڈالدیا ہے ابوطالب
نے آنحضرتؐ کو طلب کر کے کہا کہ اے برادرزادہ یہ لوگ تیری قوم کے آدمی ہیں اور یہ تجھسے ایک آرزو رکھتے ہیں بالکل انکو ناامید نکرنا چاہیے اور انکے مدعا میں تامل کرنا
چاہیے حضرت نے فرمایا کہ اے قریش کے لوگو مطلب تمہارا مجھسے کیا چیز ہے کہا کہ ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے اپنی زبان کو بند کر تاکہ ہم بھی تیرے اور تیرے تابعدار کے در پے
نہوویں حضرت نے فرمایا کہ میں بھی تمسے ایک آرزو رکھتا ہوں کہ ایک کلمہ میں میری مدد کرو اسکے سبب سے تم مالک عرب اور عجم کے ہو جاؤ ابوجہل نے کہا کہ اگرچہ درمیان ہمارے اور تیرے
نزاع واقع ہے لیکن حال ہمارا اس حد کو نہیں پہنچا کہ ایک کلمہ میں ہم تجھسے مضائقہ کریں بلکہ دس کلمہ میں ہم تجھسے مضائقہ نہ کرینگے وہ ایک کلمہ کونسا ہے بیان کر فرمایا
کہ کہو تم لا الہ الا اللہ اسکو سنتے ہی سب قریش نے منہ پھیر کر آپسمیں کہا کہ سب خداؤں کو ہمارے ایک خدا کر دیا اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا اسوقت اپنی آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا
کہ اے چچا اگر آفتاب میری جانب راست اور مہتاب میری جانب چپ رکھا جاوے تو میں اس کہنے کو ترک نہ کرونگا یہاں تک کہ اسکو میں جاری کروں یا قتل کیا جاؤں ابوطالب نے

کہا کہ تو اپنے امر کو جاری کر قسم ہے خدا کی کہ میں تجھ سے کبھی مواخذہ نہ کرونگا اور جس وقت قریش یہ کلمہ کہکر اُٹھے کہ تنے سب خدا ونکو ایک خدا کر دیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ کیا کر دیا معبودونکو محمد نے ہمارے واسطے اِلٰهًا وَّاحِدًا معبود ایک اِنَّ هٰذَا تحقیق کہ یہ قول محمد کا کہ خدا ایک ہے لَشَیْءٌ عُجَابٌ البتہ ایک چیز ہے بہت تعجب میں لانیوالی اسواسطے کہ یہ امر مخالف ہے ہمارے باپ دادا کے اعتقاد کے اور تین سو ساٹھ خدا جو ہم رکھتے ہیں وہ ایک شہر مکہ کا انتظام نہیں کر سکتے ہیں ایک خدا تمام عالم کے کاموں کو کیونکر درست کریگا وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ اور چلے گئے اشراف قریش کے ابوطالب کی مجلس سے مِنْهُمْ ان میں سے یعنی سردار اور کہتے تھے پسیں اَنِ امْشُوْا یہ کہ چلو تم وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ اور صبر کرو تم اور پرستش کرو معبودوں اپنے کی اور اسی پر ثابت قدم رہو تم اِنَّ هٰذَا تحقیق کہ یہ یعنی مخالف محمد کے ہے اور زیادہ ہونا اس کے اصحاب کا لَشَیْءٌ البتہ ایک شی ہے زمانہ کی سختیوں اور حادثوں میں سے یُّرَادُ ارادہ کی گئی ہے ہمارے ساتھ یعنی یہ ارادہ ہی کہ ہم پر واقع ہووے اور جبکہ یہ ہمپر واقع ہونیوالی ہے تو اسکا علاج ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا اور اس کا دفع کرنا ہم سے ہرگز ممکن نہیں ہے مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا نہیں سنا ہم نے اسکو جو کہ محمد کہتا ہے کہ خدا ایک ہے اور اسکے شریک نہیں ہیں فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ بیچ مذہب پچھلے کے کہ وہ مذہب ہمارے باپوں کا ہے اور یہ کہ مذہب عیسیٰ کا کہ آخری مذہب ہے اس مذہب میں بھی یہ بات نہیں ہے وہ بھی تین خدا کے قائل ہیں نہ ایک خدا کے اِنْ هٰذَاۤ نہیں ہے یہ توحید کہ جو محمد کہتا ہے کہ خدا ایک ہے اِلَّا اخْتِلَاقٌ مگر جھوٹ بنا لینا اپنی جی سے اور قریش جو اپنے تئیں زیادہ بزرگ جانتے تھے رسول خدا سے تو اس سبب سے انکار قرآن کا اور حضرت کی نبوت کا کرکے کہا کہ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ کیا نازل کیا گیا ہے اوپر اسکے قرآن مِنْۢ بَیْنِنَا درمیان ہمارے سے یعنی ہم جو ریاست اور بزرگی میں اس سے زیادہ ہیں ہمپر نازل ہونا قرآن کا چاہیے تھا نہ اسپر کہ وہ مرتبہ میں ہمسے کم ہے خدا فرماتا ہی کہ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ بلکہ وہ لوگ بیچ شک کے ہیں ذکر میرے سے کہ وہ قرآن ہے اور یقین اسکا نہیں کرتے ہیں کہ میں نے اسکو نازل کیا ہے بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا بلکہ نہیں چکھا ہی انھوں نے اب تک عَذَابِ عذاب میرا عذاب کے بعد یا متکلم مقدر ہے یعنی اب تک ان کفار نے عذاب میرا نہیں چکھا ہے اور اس سے اشارہ ہی طرف اسکے کہ عذاب کو چکھیں گے اور جس وقت دیکھیں وہ عذاب کو توحید انکے دلوں سے بالکل جاتا رہی اور اس وقت تجھکو اور قرآن کو سب کو سچا کہنے لگیں لیکن اس وقت کا اقرار کچھ فائدہ انکو نہ بخشیگا اور وہ جو نبوت کا انکار کرتے تھے اور نبوت کیواسطے حضرت کو خاص نہیں جانتے تھے اسکے جواب میں خدا فرماتا ہے کہ اَمْ عِنْدَهُمْ کیا نزدیک انکے خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ خزانے رحمت پروردگار تیرے کے ہیں کہ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ غالب مطلق بخشنے والا ہی اور جسکو دیتا ہی اسکو موافق مصلحت کے دیتا ہی مستحق جان کر یعنی نبوت کے واسطے بھی جسکو چاہتا ہے اپنی مصلحت سے اختیار کرتا ہی اسمیں کفار کو کچھ دخل نہیں ہی کہ انکے ریسوں میں سے جسکو چاہیں نبوت کے واسطے پسند کریں بلکہ یہ ایک نعمت اور بخشش ہی خدا کیجانب سے کہ جو کوئی اسکا مستحق ہی اسکا عطا کرے اَمْ لَهُمْ یا واسطے انکے مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ہی وَمَا بَیْنَهُمَا اور اس چیز کی کہ درمیان ان دونوں کے ہی کہ جو کچھ جسکو چاہیں بخشش کریں اور نبوت بھی جسکو چاہیں بخشدیں اور جس وقت انکو بادشاہی ہر چیز کی اور تصرف کرنا آسمان و زمین میں حاصل ہے تو فَلْیَرْتَقُوْا پس چاہیے کہ چڑھیں وہ فِی الْاَسْبَابِ بیچ زینوں کے اور آسمانوں پر ہوتے ہوئے عرش تک چڑھتے چلے آویں اور وہاں پہنچکر عالم کے انتظام میں اور آدمیوں کے امور کی تدبیر میں مشغول ہوں اور جس کو چاہیں وحی بھیجا کریں اور منصب رسالت جسکو چاہیں عطا کریں لیکن اسپر تو قدرت نہیں رکھتے ہیں اور باوجود اسکے کہ جُنْدٌ ایک گروہ ہی نہایت پستی اور بے قدری میں مَّا هُنَالِكَ اسجگہ یعنی بدر میں کہ مقام ہلاک ہونے انکے کا ہی مَهْزُوْمٌ شکست دئے گئے ہیں اور مغلوب ہونیوالے اور وہ لوگ مِّنَ الْاَحْزَابِ ان گروہوں میں سے ہیں کہ جناب رسولخدا سے وہ لڑے یعنی عنقریب جنگ بدر میں یا جنگ خندق میں تجھ سے وہ جمع ہوکر مقابلہ کریں اور شکست کھا کر وہاں سے بھاگیں اور تو اے محمد ان پر غالب آئے اور مَا جُنْدٌ میں زائد ہی اور بسبب جھٹلانے حضرت کے رنج جو حضرت کو ہوتا تھا اس سبب سے خدا حضرت کی تسلی کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے محمد یہ جھٹلانا خاص تجھی سے واسطے نہیں ہی بلکہ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ جھٹلایا ہی پہلے ان مشرکین سے قَوْمُ نُوْحٍ قوم نوح نے نوح کو وَّعَادٌ اور عاد نے ہود کو وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ اور فرعون صاحب میخوں کے نے موسیٰ اور ہارون کو اور میخوں والا فرعون کو اس واسطے کہتے ہیں کہ حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جس وقت وہ کسیکو عذاب کرتا تھا تو اسکو اوندھا منہ کے بل زمین پر لٹاتا تھا اور دونوں ہاتھ اور پاؤں اسکے زمین پر پھیلا کر چاروں ہاتھ اور پاؤں میں چار میخیں ٹھونکتا تھا اور کبھی اسکو لکڑی پر لٹا کر چاروں ہاتھ اور پاؤں میں چار میخوں کو ٹھونکتا تھا اور بعد اسکے اسی طرح زمین پر پڑا رہنے دیتا تھا یہانتک کہ وہ مرجاتا تھا اسی واسطے خدائے تعالیٰ نے اسکا نام فرعون ذو الاوتاد رکھا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اوتاد سے ...

جنکے بہت تھے بسبب کثرت لشکر کے اور خیموں کے اسکی میخیں بہت تھیں اس واسطے اسکو میخوں والا فرماتا ہے وَثَمُودُ اور جھٹلایا قوم ثمود نے صالح کو وَقَوْمُ لُوطٍ
اور قوم لوط نے لوط کو وَأَصْحَابُ لْئَيْكَةِ اور صاحبوں ایکہ نے شعیب کو اور ایکہ بن کو کہتے ہیں اور وہ لوگ بن میں رہتے تھے اور ایکہ انکی بستی کا بھی نام ہے وہ بستی ایک بن میں واقع
تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ انکی بستی کا نام ایکہ ہے أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ یہ گروہ جھٹلانے والے ہیں یہ وہ گروہ ہیں کہ جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے یعنی یہ گروہ جھٹلانیوالے بڑے بڑے تھے
گروہ ہیں کہ جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے إِنْ كُلٌّ نہیں سب یہ لوگ پہلی امتوں کے إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ مگر کہ جھٹلاتے تھے پیغمبروں کو فَحَقَّ عِقَابِ
پس ثابت اور لازم ہوا عذاب میرا انپر کہ انکو عذاب میں گرفتار کروں وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَاءِ اور نہیں انتظار کرتے ہیں یہ کفار قریش إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مگر
ایک چیخ کا کہ وہ پہلی صور کی ہے اور اس آواز سے مرجاینگے سب اور وہ آواز ایسی ہے کہ مَا لَهَا نہیں ہے واسطے اسکے مِنْ فَوَاقٍ افاقہ اور مہلت کہ وہ آواز ہوش لینے دیگی
اور دم لینے کی مہلت نہ دیگی اور کہتے ہیں کہ جس وقت کہ آیہ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ نازل ہوئی تو کفار قریش نے کہا کہ محمد دعوٰی کرتا ہے کہ قیامت میں نامہ اعمال ہمارے
دست چپ میں دیگا پس ہنسی اور ٹھٹھے کی راہ سے انہوں نے دعا کی وَقَالُوا اور کہا انہوں نے کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے عَجِّلْ لَنَا جلدی دے تو واسطے ہمارے قِطَّنَا نامہ اعمال
ہمارا کہ محمد ہمکو اس سے ڈراتا ہے قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ پہلے دن حساب کے یعنی جو کچھ کہ ہمارا حصہ عذاب میں ہے وہ ہمکو جلدی دے قیامت سے پہلے ہی کہ محمد ہمکو بار بار اس سے ڈراتا ہے اور
جناب رسول خدا کی خاطر عاطر جو ایسی باتیں کفار کی سنکر آزردہ ہوتی تھی خدا نے واسطے تسلی خاطر اقدس کے فرمایا کہ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ صبر کر تو اے محمد اوپر اسکے
کہ کہتے ہیں وہ کفار کہ تجھکو جھٹلاتے ہیں اور تیری باتوں پر ہنستے ہیں یہانتک کہ حکم جہاد کا صادر ہو وَاذْكُرْ اور یاد کر تو عَبْدَنَا دَاوُودَ بندہ ہمارے داؤد
کو یعنی داؤد کے قصہ کو یاد کر کہ تھا وہ داؤد ذَا الْأَيْدِ صاحب قوت کا دین میں اور مشقتوں اور ریاضتوں کا کھینچنے والا عبادت میں بہت مشغول رہتا تھا کہ
اپنی قوت کو عبادت کی مشقت میں خرچ کرتا تھا کہتے ہیں کہ آدھی رات سے واسطے عبادت کے اٹھتا تھا اور ایکدن روزہ رکھتا تھا اور ایکدن نہیں رکھتا تھا اسمیں زیادہ مشقت ہے
روز کے روزہ رکھنے سے اور بدن میں ان حضرت کے بہت زور تھا کہ لڑائی میں دشمنوں پر غالب آتا تھا اور جہاد میں قوت اسکی اس مرتبہ کی تھی کہ اگر کسیکو سینہ میں پتھر مارتا تھا تو اسکی پشت
کے باہر نکل آتا تھا اور دوسرا آدمی کہ وہ پتھر جا کر لگتا تھا تو اسکو بھی ہلاک کرتا تھا إِنَّهُ أَوَّابٌ تحقیق کہ وہ رجوع کرنیوالا تھا اپنے پروردگار کی مرضیوں کی طرف اور تمام
نعمتوں سے کہ جو ہمنے اسکو عطا کی تھیں ایک نعمت یہ تھی إِنَّا سَخَّرْنَا تحقیق ہمنے حکم میں کیا ہمنے الْجِبَالَ مَعَهُ پہاڑوں کو ہمراہ اسکے کہ جس جگہ وہ چاہتا تھا پہاڑ بھی ہمراہ اسکے
جاتے تھے يُسَبِّحْنَ تسبیح خدا کی کرتے تھے اسکے ساتھ بِالْعَشِيِّ بیچ وقت شب کے وَالْإِشْرَاقِ اور دن نکلنے کے اور تسبیح پہاڑوں کی یا تو اسطرح ہے کہ انمیں آواز پیدا
کردی تھی اور یا پیدا کر زبان کا ہے کہ جس سے تسبیح حاصل ہو اور اسی قسم کی تسبیح سنگریزوں کی تھی کہ دست مبارک رسول خدا میں کیا کرتے تھے وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً اسکا عطف جبال
پر ہے اور حکم میں کیا ہمنے پرندوں کو جمع کئے گئے نزدیک داؤد کے صف باندھکر سر پر اسکے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور محشورۃ حال واقع ہوا ہے كُلٌّ ہر ایک پہاڑوں اور پرندوں میں سے
لَهُ أَوَّابٌ واسطے تسبیح اسکے رجوع کرنیوالے تھے یعنی جس مقام میں کہ داؤد تسبیح کرتا تھا تمام پہاڑ اور پرندے اسکی طرف رجوع کر کے تسبیح میں مشغول ہوتے تھے وَشَدَدْنَا
مُلْكَهُ اور مضبوط کیا ہمنے بادشاہی داؤد کی کو کثرت سے لشکر اور پاسبان اسکو ذکر کرتے ہیں کہ چھتیس ہزار آدمی اسکے گھر کی نگہبانی اور پاسبانی کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ
مضبوطی اسکے ملک کی اس سبب سے تھی کہ خدا تعالے نے ایک زنجیر آسمان سے داؤد کے محکمہ میں لٹکائی اور مدعی اور مدعا علیہ میں سے جو کوئی کہ حق پر ہوتا تھا اسکا ہاتھ اس زنجیر
پہنچتا تھا اور اس دوسرے کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا اور عکرمہ غلام ابن عباس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ دو آدمی بنی اسرائیل کے مدعی اور مدعا علیہ داؤد کے پاس آئے اور ایک نے
دوسرے پر دعوے گاؤ کا کیا اور مدعا علیہ نے دعوے کا انکار کیا داؤد نے مدعی سے فرمایا کہ اپنے دعوے کے ثابت کرنیکے واسطے گواہوں کو حاضر کر وہ کہا کہ میں گواہ نہیں رکھتا
ہوں داؤد نے کہا کہ آج جاؤ کل کو آنا کہ تمہارے مقدمہ میں کچھ سوچوں وہ تو چلے گئے اور داؤد نے شبکو خواب میں دیکھا کہ اسکو حکم ہوا کہ کل مدعا علیہ کو قتل کر جسوقت صبح ہوئی تو داؤد نے
بسبب نہ ثابت ہونے حد شرعی کے اسکے قتل پر اس خواب کے عمل میں لانے میں تامل کیا دوسری شبکو بھی داؤد کو اسکے قتل کا خواب میں حکم ہوا داؤد نے پھر بھی قتل نہ کیا اور اسکے قتل میں
تامل کیا تاکہ سبب قتل کا واضح ہو تیسری شبکو خواب میں داؤد پر عتاب ہوا کہ کیوں نہیں قتل کرتا ہے تو صبح کو داؤد نے مدعا علیہ کو طلب کیا اور اسکے قتل کا حکم دیدیا مدعا علیہ نے
کہا کہ تو مجھکو بدون ثابت ہونے جرم کے قتل کرتا ہے داؤد نے فرمایا کہ تین شب سے مجھکو خواب میں تیرے قتل کا حکم ہوتا ہے احتیاج گواہوں کی ہمکو نہیں ہے اور نہ جرم کے ثابت
کرنیکی ہمکو غرض ہے مدعا علیہ نے جس وقت جانا کہ البتہ تو قتل ہوگا اوس وقت اقرار کیا اور سبب قتل کا بیان کیا اور کہا کہ یا نبی اللہ اس مدعی کے باپ کو میں نے قتل کیا ہے اور

قتل کر کے اسکے گاؤں کو میں اپنے قبضہ میں لایا ہوں اور تجھکو حکم میرے قتل کا اسی جہت سے ہے داؤد نے اسکے قتل کا حکم دیا وہ مارا گیا اور جس وقت یہ خبر بنی اسرائیل
میں مشہور ہوئی تو خوف داؤد کا اُنکے دلوں میں زیادہ ہوا چنانچہ فرمایا خدا نے کہ وشددنا ملکہ وَاٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ اور دی ہمنے اس داؤد کو حکمت یعنی نبوت یا کمال
زبور یا کمال علم اور عمل اور جو کلام کہ موافق حق کے اور مطابق واقع کے ہو وَفَصْلَ الْخِطَابِ اور تفصیل کرنیوالی بات یعنی کلام کہ حق کو باطل سے جدا کرنیوالا ہو اور یا یہ
کہ ایسا کلام خالص ہو کہ سننے والا آسانی سے اپنا مقصود اس سے سمجھ جائے اور یا وہ کلام کہ جھگڑنے والوں کا فیصلہ کردے یعنی علم جھگڑوں کے احکام کا اور مدعی اور
مدعا علیہ کو حکم مناسب دینے کا اور امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ وہ علم لغات کا ہے کہ سب زبانوں کو سمجھتا ہو اور امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ گواہ اوپر مدعی کے اور قسم اوپر مدعا علیہ
کے اس سے مراد ہے اور جھگڑا اسی سے فیصلہ پاتا ہے اور منقول ہے کہ اوریا بن حنان کہ سردار حضرت داؤد کا تھا ایک عورت کو اس نے پیغام نکاح کا دیا اور قریب تھا
کہ اُنہیں نکاح ہوجائے لیکن آپس میں ایسا نزاع اور جھگڑا ہوا کہ اس عورت کے والیوں نے اوریا کی نسبت کو چھوڑ دیا اور اوریا سے کہا کہ ہم تجھسے نہ کرینگے اور جس وقت وہ
نسبت چھوٹ گئی تو حضرت داؤد نے اس عورت کا پیغام دیا اسکے والیوں نے بسبب بادشاہی اور پیغمبری داؤد کے اس پیغام کو قبول کیا اور اس وقت داؤد کی
ننانوے زوجہ تھیں اسکو بھی اپنے نکاح میں لائے اور پوری ایک سو بیبیاں کرلیں اور اوریا کو جسوقت یہ خبر ہوئی تو بہت رنجیدہ ہوا اور داؤد نے اس مقدمہ میں اولیٰ بات
کو ترک کیا اسواسطے کہ داؤد کو مناسب یہ تھا کہ اس عورت کے والیوں کو سمجھا کر اوریا سے اُنکو راضی کردیتا اور اوریا ہی سے اس عورت کا نکاح کروا دیتا اور خود اس عورت سے نکاح
نکرتا اور اس امر میں داؤد سے کچھ گناہ نہیں ہوا ہے اسواسطے جسوقت کہ وہ نسبت چھوٹ گئی تھی تو اس وقت داؤد نے پیغام اپنا دیا تھا اور اس امر میں گناہ نہیں ہے بلکہ ایک
بہتر امر کو داؤد نے ترک کیا ہے کہ اُنکی آپس میں صفائی کروا کر پھر اوریا سے نکاح نہ کروا دیا اور اسی بہتر امر کے ترک کرنیسے داؤد پر عتاب ہوا کہ خدا نے اس امر کی خبر
دینے کے واسطے دو فرشتوں کو آدمیوں کی شکل میں داؤد کے پاس بھیجا کہ ایک اُن میں سے مدعی تھا اور دوسرا مدعا علیہ چنانچہ فرماتا ہے کہ وَهَلْ اَتٰىكَ اور کیا آئی
ہے تیرے پاس اے محمدؐ نَبَؤُا الْخَصْمِ خبر جھگڑنیوالوں کی اور لفظ خصم کا واحد اور تثنیہ اور جمع پر سب پر بولا جاتا ہے اس واسطے خصم فرمایا کہتے ہیں کہ دو فرشتے خدا نے
تثنیہ کے واسطے داؤد کے پاس بھیجے وہ دونوں آئے اور داؤد کے دروازے پر کھڑے ہوکر اندر جانیکی اجازت چاہی دربان نے کہا کہ آج روز عبادت کا ہے دوسرے روز آؤ وہ دونوں
واپس چلے گئے اور دیوار سے ہوکر داؤد کے پاس گئے اور تبیان میں لکھا ہے کہ جبرئیل اور میکائیل دو جھگڑنیوالے آدمیوں کی شکل بنکر مع ایک جماعت فرشتوں کے داؤد کے پاس گئے
داؤد نے اپنے دنوں کو تقسیم کیا تھا ایک روز حکم جاری کرتے تھے اور ایک روز عبادت کرتے تھے اور ایک روز وعظ کہتے تھے اور ایک روز اپنے کاموں کی درستی میں مشغول ہوتے تھے اور
عبادت کی روز بالاخانہ پر رہتے تھے اور پاسبان چوکی کے آدمی چاروں طرف کھڑے ہوکر آدمیوں کو اندر جانے سے منع کرتے تھے اور وہ فرشتے جس وقت کہ انکو دربانوں
نے منع کیا تو دیوار پر سے چڑھ کر داؤد کے پاس گئے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ کیا آئی ہے تیرے پاس اے محمدؐ خبر جھگڑنیوالوں کی اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ؕ
جس وقت کہ دیوار پر سے گئے وہ جھگڑنے والے محراب میں کہ وہ مقام داؤد کی عبادت کرنیکا تھا اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ یہ بدل ہے اذ تسوروا المحراب سے یعنی جس وقت
داخل ہوئے وہ فرشتے اوپر داؤد کے ناگہاں اور داؤد نے انکو دیکھا تو فَفَزِعَ مِنْهُمْ پس ڈرا اُن سے اس واسطے کہ بدون اجازت اور صورت عجیب میں اور
بیوقت اور بغیر راہ کے دیوار پر ہوکر کہ جو عادت اس طرف سے آنے جانیکی نہیں ہے مکان میں داخل ہوئے اور وہ روز بھی عبادت کا تھا نہ جھگڑوں کی فیصلہ کرنیکا اور
پاسبان چاروں طرف سے بیٹھے تھے کسی کو اندر مکان کے جانے نہیں دیتے تھے اسی وقت میں ایک دفعہ ہی چلے آئے اور کہتے ہیں کہ حضرت داؤد نے انکو آتے ہوئے نہیں
دیکھا کہ ناگاہ انکے پاس وہ آ بیٹھے اور جس وقت نظر داؤد کی اُن پر پڑی تو ڈرنے لگے اور گمان یہ ہوا کہ یہ میرے دشمن ہیں میرے قتل کرنیکو آئے ہیں فرشتوں نے جس وقت
خوف انکا دیکھا تو قَالُوْا کہا اُنھوں نے کہ لَا تَخَفْ نہ خوف کر تو کہ ہم تیرے دشمن نہیں ہیں بلکہ ہم خَصْمٰنِ دو جھگڑنیوالے ہیں کہ بَغٰى بَعْضُنَا زیادتی کی ہے بعضے ہمارے
نے عَلٰى بَعْضٍ اوپر بعضے کے اور خصمان خبر ہے نحن محذوف کی اور یہ کہنا انکا بسبیل فرض اور کنایہ کے ہے اس سے دروغ ملائکہ کا لازم نہیں آتا ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اگر بالفرض
ہمارا جھگڑا آپس میں ہو اور بعضا ہم میں سے بعضے پر زیادتی کرے تو فَاحْكُمْ بَيْنَنَا پس حکم کر درمیان ہمارے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے وَلَا تُشْطِطْ اور نہ ظلم کر تو حکم
کرنے میں وَاهْدِنَآ اور رہنمائی کر تو ہمکو اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ طرف سیدھی راہ کی کہ وہ راہ عدالت کی ہے حضرت داؤد نے یہ سنکر فرمایا کہ تم اپنا مقدمہ پیش کرو تاکہ موافق
عدالت اور انصاف کے میں حکم کروں ایک نے ان میں سے جو کہ مدعی تھا بیان کیا کہ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ تحقیق کہ یہ مرد دوسرا بھائی میرا ہے دین میں یا دوستی اور الفت میں یا شرکت میں

قصہ اوریا و حضرت داؤد علیہ السلام

لَهٗ تِسۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ نَعۡجَةً واسطے اسکے ننانوے بھیڑیں ہیں وَّلِیَ نَعۡجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف اور واسطے میرے بھیڑ ایک ہی ہے اور یہ کنایہ ہے زوجہ سے اور مراد اسکی اس بیان سے یہ ہے کہ اس
کی تو ننانوے زوجہ ہیں اور میری ایک زوجہ ہے فَقَالَ پس کہا اس ننانوے والے نے مجھکو کہ اَکۡفِلۡنِیۡهَا کار ساز کر دے تو مجھکو اس ایک کا بھی اور میرے ہی حصہ اور ذمہ میں
اسکو سپرد کر دے یعنی اسکا بھی مجھکو مالک کر دے کہ اپنے تصرف میں اسکو میں لاؤں وَعَزَّنِیۡ فِی الۡخِطَابِ اور غلبہ کیا مجھ پر اس ننانوے والے نے بیچ بات کرنیکے کہ میں کچھ عذر
نہ کر سکا یعنی اس عورت کی نسبت مجھپر غالب ہو گیا کہ مجھ سے اسکی نسبت چھوٹ گئی اور اسکا نکاح اس سے ہو گیا پس جس وقت مدعی نے اپنا دعوی بیان کر لیا تو قَالَ کہا داؤد نے
کہ اگر تو اپنے اس دعوے میں سچا ہے اور یا یہ کہ مدعا علیہ کے اقرار کے بعد کہا کہ لَقَدۡ ظَلَمَكَ البتہ تحقیق ظلم کیا تجھ پر تیرے بھائی شریک نے بِسُؤَالِ نَعۡجَتِكَ ساتھ
چاہنے بھیڑ تیری کے اور پھر ملا دینے اسکے بھیڑ کو اِلٰی نِعَاجِهٖ طرف بھیڑوں اپنی کے اور بطریق نصیحت کے فرمایا انھوں نے کہ وَاِنَّ كَثِيۡرًا اور تحقیق بہت سے
مِّنَ الۡخُلَطَآءِ شریکوں میں کہ اپنے مال کو آپس میں ملا دیتے ہیں لَيَبۡغِیۡ بَعۡضُهُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ البتہ زیادتی کرتا ہے بعضا انکا اوپر بعضے کے اور اپنے حق سے زیادہ
طلب کرتا ہے اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک اور خدا سے وہ ڈرتے ہیں کہ دوسرے
کے مال پر نظر نہیں رکھتے ہیں کہ کسی طرح اس سے لیویں وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ اور بہت تھوڑے ہیں وہ آدمیوں میں اور اکثر ایسے ہیں کہ دوسرے پر ظلم کرتے ہیں اور حضرت
صادق نے فرمایا ہے کہ تم آدمی کے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے پر نہ فریفتہ ہو بلکہ آدمی کو معاملات میں آزماؤ کہ وہ معاملہ میں فرق نہ کرے اور امانت میں خیانت نہ کرے
اور جھوٹ نہ بولے وہ آدمی اچھا ہے اور قلیل خبر ہے ہم کی اور ما اسمیں زائد ہے اور جس وقت وہ فرشتے اٹھے اور غائب ہو گئے تو داؤد کو خبر ہوئی اپنے امتحان کی وَ
ظَنَّ دَاوٗدُ اور گمان کیا داؤد نے کہ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ سوائے اسکے نہیں کہ آزمایا ہے ہم نے اسکو اس حکم کرنے میں ان فرشتوں کے حق میں اور عمر بن خطاب نے فتنا کو
بہ تشدید تا اور بہ تشدید نون پڑھا ہے فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّهٗ پس بخشش چاہی داؤد نے پروردگار اپنے سے اس فعل میں کہ اوریا سے صفائی کروا کے اس عورت سے نکاح
نہ کروایا اور خود اس سے نکاح کر لیا وَخَرَّ اور گر پڑا منہ کے بل رَاكِعًا جس وقت کہ سجدہ کرنیوالا تھا اور سجدہ کو رکوع فرمایا اس واسطے کہ ابتدا سجدہ کی رکوع ہے وَّاَنَابَ
اور رجوع کیا داؤد نے اپنے پروردگار کی طرف اور پشیمان ہوا بہتر امر کے ترک کرنے سے اگرچہ کوئی گناہ اس میں نہ تھا لیکن ثواب کے امر کو جو ترک کیا تھا اس واسطے
پشیمان ہوا اور کہتے ہیں کہ چالیس دن تک داؤد نے سجدہ سے سر کو نہ اٹھایا مگر نماز ادا کرنے کے واسطے اور اسقدر گریہ کیا کہ آب چشم سے گھاس زمین پر اگی اور اگر پانی پیتے تو دو تہائی
اسکا آب چشم ہوتا تھا فرماتا ہے خدا کہ فَغَفَرۡنَا لَهٗ پس بخشا ہم نے واسطے اس داؤد کے ذٰلِكَ اس ترک اولی کو کہ جس سے اس نے بخشش چاہی تھی اور جو ثواب کہ اس
اولی امر کے کرنے میں ہوتا وہ ہم نے اسکو عطا فرمایا وَاِنَّ لَهٗ اور تحقیق کہ واسطے داؤد کے عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰی نزدیک ہمارے البتہ قربت اور نزدیکی ہے وَحُسۡنَ مَاٰبٍ
اور نیکی پھر نیکی ہے بہشت میں یہ ہے قصہ داؤد کا اور بعضے اہل خلاف نے اس طرح کے قول لکھے ہیں کہ شان انبیا سے وہ بعید ہیں بعضے تو کہتے ہیں کہ داؤد نے اوریا
کو کسی لڑائی میں بھیجا تھا وہاں اوریا مارا گیا اور داؤد نے اسکا کچھ رنج نہ کیا اور ایسا بھی رنج نہ کیا کہ جیسا اپنے لشکر کے اور آدمیوں پر رنج کرتا تھا اس واسطے کہ داؤد اسکی زوجہ
پر مائل تھا کہ اس سے نکاح کروں اس امر پر داؤد عتاب خدا میں گرفتار ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ داؤد کے پاس اوریا اور ایک عورت اپنا جھگڑا لیکر آئی جس وقت کہ وہ
عبادت میں تھے داؤد نے عورت کی طرف نظر کی تاکہ اسکو خوب پہچانے اور یہ نظر مباح ہے لیکن داؤد کی طبیعت اس عورت کی طرف راغب ہوئی اور انکا فیصلہ کر کے پھر
عبادت میں مشغول ہوئے مگر دل ان کا اس عورت ہی میں اٹکا رہا یہانتک کہ بعضے نوافل بھی انسے نہو سکے اور بعضے کہتے ہیں کہ داؤد کا دل اوریا کی زوجہ پر
بہت مائل تھا کسی طرح اس سے نکاح کروں اوریا کو ایک جہاد میں بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اوریا کو سب سے آگے رکھنا اوریا جہاد میں مارا گیا داؤد نے اسکی زوجہ سے
نکاح کیا اس واسطے داؤد پر خدا کا عتاب ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ داؤد اپنی محراب میں نماز پڑھتے تھے کہ ابلیس دیوار پر سے چڑھکر ایک خوبصورت پرندہ کی صورت میں نکل آیا داؤد نے جو اسکو
دیکھا کہ بہت خوبصورت جانور ہے تو اپنی نماز کو توڑ کر اسکے پیچھے ہوئے کہ کسی طرح اس کو پکڑوں وہ جانور اڑ کر کوٹھے پر گیا تو یہ اس کے پکڑنے کو کوٹھے پر چڑھے
اس وقت زوجہ اوریا کی اپنے گھر میں نہاتی تھی داؤد کی نظر اس عورت پر پڑی اور جس وقت اسکو دیکھا تو داؤد کا دل اسپر مائل ہوا اور اوریا کو اس زمانہ میں داؤد نے
کسی جہاد میں بھیجا تھا اپنے لشکر کے افسر کو داؤد نے لکھ بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ کے آگے رکھنا اور اوریا نے مشرکین پر فتح پائی داؤد کو یہ امر نہایت سخت معلوم
ہوا دوسری مرتبہ داؤد نے لکھا کہ اوریا کو آگے رکھنا اور اوریا مارے گئے آگے تھے کہ مارے گئے داؤد نے اسکی زوجہ سے نکاح کیا اس واسطے داؤد پر خدا کا عتاب ہوا اور سوا اسکے

سجدۂ مستحبہ

اور بھی قول ہیں لیکن پچھلا قول سب قولونسے زیادہ وہی ہی کہ لاکیٹ نماز کا جانور کیواسطے توڑنا اور جانور کے پیچھے واسطے پکڑنے اسکی کی جانا کہ یہ فعل نہایت لغو اور شان انبیا سے بعید ہی اور پھر
اسکی عورت نامحرم کو دیکھ کر عاشق ہونا اور اوریا کا عمداً قتل کروانا نعوذ باللہ منہا کیسی بیہودہ قول انبیا علیہم السلام کی حق میں بیان کرتے ہیں اور ایک روایت میں حضرت امام رضا سے
حضرت داؤد کی خطا میں اسطور منقول ہی کہ داؤد نے گمان کیا تھا کہ میرے برابر خدا نے کوئی زیادہ عالم نہیں پیدا کیا ہی اس واسطے خدا نے واسطے آزمائش کے دو فرشتے بھیجے اور جو کچھ کہ
آیت میں بیان ہوا ہی وہ سب امام نے فرمایا اور فرمایا کہ داؤد نے حکم دینے میں جلدی کی اور مدعی سے کہا کہ تجھپر مدعا علیہ نے ظلم کیا کہ تیری بھیڑ کو بھی لینا چاہا پس داؤد نے مدعی سے
گواہ طلب کئے اور مدعا علیہ سے نہ پوچھا کہ تو کیا کہتا ہی اور اسکو ظالم کہدیا بے ثبوت دعوے کے یہ تھی خطا اسکی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہی کہ وہ دونو جو کہ داؤد کے پاس دیوار پر ہوکر
آئے تھے وہ حقیقت میں دو آدمی تھے اور وہ دونو فرشتے نہ تھے اور ان دونو آدمیونکا جھگڑا بھی حقیقت میں بھیڑوں ہی کے مقدمہ میں تھا اور خوف داؤد نے ان سے اسواسطے کیا
[illegible] کے بغیر اذن کے عبادت کے وقت جو خلوت کا وقت تھا وہ داؤد کے پاس آئے اور عتاب اسواسطے ہوا کہ داؤد نے مدعا علیہ پر بغیر دریافت کئے ظلم کا حکم کردیا پہلے اسکے کہ وہ مدعا علیہ سے
اس مقدمہ میں سوال کریں اور جناب امیر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی گمان کرے کہ داؤد نے زوجہ اوریا سے نکاح کیا ہے میں اسکو دو حد لگاؤنگا ایک حد تو داؤد کی نبوت کے واسطے
اور ایک حد اسکی اسلام کیواسطے اور ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ فرمایا ہے حضرت نے جو کوئی روایت بیان کرے داؤد کی اسطرح سے جیسے قصہ گو بیان کرتے ہیں اسکو ایک سو ساٹھ درے لگاونگا اسقدر حد مفتری
داؤد نے بالکل اپنی مولی کی طرف رجوع کی اور سوائے ذات خدا کے سب سے الگ اور علیحدہ ہوگئے تو خدا نے منصب خلافت اسکو عطا فرمایا چنانچہ فرماتا ہی کہ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ
اے داؤد تحقیق ہمنے کردیا تجھکو خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ جانشین بیچ زمین کے یعنی ہمنے تجھکو بادشاہ زمین کا کیا اور انتظام اپنے بندونکا تیرے سپرد کیا اور تدبیر انکے
بندوبست کی تیرے ہاتھ میں دی اور جسطرح کہ بادشاہ اپنے غیر کو اپنا جانشین کرتے ہیں شہرونکی تدبیر کے واسطے اسیطرح ہمنے بھی تدبیر اپنے بندونکی تیرے سپرد کی فَاحْكُمْ
بَیْنَ النَّاسِ پس حکم کر تو درمیان آدمیونکے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے اور موافق مرضی ہماری کے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی اور نہ پیروی کر تو خواہش نفس اپنی کی اور اگر تو پیروی خواہش
نفس کی کریگا برخلاف حکم حق کے فَیُضِلَّكَ پس گمراہ کردیگی تجھکو وہ خواہش عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ راہ خدا کی سے اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
تحقیق وہ لوگ کہ گمراہ ہوتے ہیں راہ خدا کی اور طریق حق سے لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ واسطے انکے ہی عذاب سخت بِمَا نَسُوْا بسبب اسکے کہ فراموش کیا ہی انھوں نے یَوْمَ
الْحِسَابِ حساب کے دن کو یعنی قیامت کے دن کو وہ بھول گئے [illegible] اور خواہش نفس کی پیروی کی اور اسدن کو یاد نہ کیا کہ اسروز اعمال کی جزا ملیگی اور اگر اس دن کو
یاد رکھتے تو حق کی مخالفت اور خواہش کی پیروی نہ کرتے پس پیروی حق کی کہ طریق عدل کا ہی اور پیروی گمراہی اور راہ باطل کی ہی کہ مخالف ارادہ الٰہی کی ہی
چنانچہ فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہی ہمنے آسمانکو اور زمین کو وَمَا بَیْنَهُمَا اور اس چیز کو کہ درمیان ان دونو کی ہی بَاطِلًا بے
فائدہ اور عبث کہ اسمیں کچھ غرض نہو اور اسکے پیدا کرنے میں کوئی حکمت اور مصلحت نہو بلکہ اسکو دلیل لاتے ہیں خدا کے وجود پر اور اسکی قدرت کاملہ پر اور طرح طرح کے اسمیں نفع ہیں
واسطے آدمیونکے اور اس آیت سے رد ہوا قول فرقہ جبریہ کا کہ وہ کہتے ہیں کہ باطل اور گمراہی خدا کا فعل ہی ذٰلِكَ یہ پیدا کرنا باطل اور عبث کا بدون حکمت اور مصلحت کے ظَنُّ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا گمان ان لوگونکا ہی کہ کفر کیا ہی انھوں نے فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا پس وائے ہی واسطے ان لوگونکے کہ کفر کیا ہی انھوں نے مِنَ النَّارِ آگ سے یہ سبب
اس گمان کے یعنی کفار گمان کرتے ہیں کہ ہمنے آسمان اور زمین کو باطل کیا ہی اور اسکے پیدا کرنے سے کوئی غرض نہیں ہی اور اس سے لازم آتا ہی کہ نیکی کرنیوالا اور فساد
کرنیوالا اور پرہیزگار بدکار سب برابر ہوں اور ایسا نہیں ہی اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کیا کردیا ہی ہمنے ان لوگونکو کہ ایمان لائے ہیں وہ وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ مانند فساد کرنیوالوں کے بیچ زمین کے یعنی کیا مومنین نیک عمل کرنیوالے مانند کافروں
بدکاروں کے ہیں اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ یا کردیا ہی ہمنے پرہیزگاروں کو كَالْفُجَّارِ مانند بدکاروں کے یعنی ہرگز ہم مشرکوں اور کافروں کو مانند مومنین پرہیز کرنیوالوں کے
نہ کرینگے بلکہ واسطے متقیوں کے درجے بلند ہیں اور واسطے کافروں کے آگ دوزخ کی ہے اور اب خدا واسطے رغبت پیروی کرنے قرآن کے فرماتا ہے کہ كِتٰبٌ یہ کتاب کہ
اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ نازل کیا ہے ہمنے اسکو طرف تیرے مُبٰرَكٌ برکت دی گئی ہے کہ اسمیں بہت فائدے بھرے ہوئے ہیں اور ہم نے تجھ پر نازل کیا ہی
لِّیَدَّبَّرُوْٓا تاکہ سوچیں وہ اٰیٰتِهٖ آیتوں اسکی کو یعنی تامل کریں اسکے معنی میں اور تفسیر میں جو کہ موافق مراد حقتعالی کے ہی اور ابو جعفر نے لیدبروا کو تا سے اور
تخفیف دال سے پڑھا ہی اور باقیوں نے یا سے اور تشدید دال سے وَلِیَتَذَكَّرَ اور تاکہ نصیحت پکڑیں اُولُوا الْاَلْبَابِ صاحب عقلوں کے کہ وہی سمجھتے ہیں فائدہ اٹھاتے ہیں

جو لوگ ان میں تامل نہیں کرتے ہیں وہ بمنزلہ جاہلوں کے ہیں اور خدا نے داؤدؑ کے امتحان کا ذکر کر لیا تو اب حضرت سلیمانؑ کا قصہ اور امتحان بیان کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ اور بخشا ہم نے واسطے داؤد کے سُلَيْمَانَ سلیمان کو نِعْمَ الْعَبْدُ اچھا بندہ تھا سلیمانؑ کہ إِنَّهُ أَوَّابٌ تحقیق وہ رجوع کرنے
والا تھا طرف خدا کے اور منہ پھیرنے والا تھا اس کے غیر سے پس یاد کرا اے محمدؐ قصہ اسکی کو إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ جب وقت کہ پیش کیے گئے اوپر اسکے بِالْعَشِيِّ بیچ
آخر روز کے الصَّافِنَاتُ گھوڑے تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے اور چوتھے پاؤں کے سم کا سرا زمین پر رکھنے والے الْجِيَادُ بہت اچھے بعضے کہتے ہیں کہ وہ ہزار گھوڑے تھے کہ
سلیمان نے کنار دمشق اور نصیبین سے جنگ کر کے لیے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ عمالقہ سے لیے تھے اور بعضوں کے نزدیک وہ گھوڑے دریائی تھے اور پر رکھتے تھے جن
بطور تحفہ کے سلیمان کے واسطے لائے تھے سلیمان نوافل کے پڑھنے اور وظیفہ سے جو کہ آخر روز پڑھتے تھے گھوڑوں کے دیکھنے کے سبب محروم رہے اور آفتاب کو جو دیکھا وہ
غروب ہو گیا تھا تو فَقَالَ پس کہا سلیمانؑ نے کہ إِنِّي أَحْبَبْتُ تحقیق میں نے دوست رکھا ہے حُبَّ الْخَيْرِ دوستی گھوڑوں کو اور عرب گھوڑوں کو خیر کہتے ہیں اسواسطے کہ انکی ساتھ
بہت خیر متعلق ہے چنانچہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانی سے خیر اور نیکی بستہ ہو رہی ہے اس واسطے خدا نے گھوڑوں کو خیر فرمایا ہے پس حضرت سلیمان گھوڑوں کے دیکھنے میں
مشغول جو رہے تو نتیجہ یہ کہ آخر روز میں نوافل اور وظیفہ پڑھتے تھے اسکا وقت جاتا رہا کہ آفتاب غروب ہو گیا سو وقت انھوں نے افسوس کر کے کہا کہ میں نے گھوڑوں کی دوستی کو
زیادہ دوست رکھا عَنْ ذِكْرِ رَبِّي ذکر پروردگار اپنے سے کہ انکو دیکھنے میں مشغول ہو گیا حَتَّىٰ تَوَارَتْ یہانتک کہ پوشیدہ ہوا آفتاب بِالْحِجَابِ بیچ پردے کے اور چھپ گیا
اور ضمیر توارت کی آفتاب کی طرف اس واسطے پھرتی ہے کہ عشی اسپر دلالت کرتا ہے اور جو نہیں تو مرجع کا بیان ظاہر میں کچھ ذکر نہیں ہے پس حضرت سلیمان بسبب
فوت ہونے نوافل اور وظیفے کے جو غمگین ہوئے تو اسکے تدارک کے واسطے اصحاب کی طرف منہ کر کے کہا کہ رُدُّوهَا عَلَيَّ پھیر لاؤ تم ان گھوڑوں کو اوپر میرے کہ انکو میرے پاس
حاضر کرو اور جس وقت وہ گھوڑے حاضر ہوئے تو فَطَفِقَ پس شروع کیا سلیمان نے تلوار کے ہاتھ سے انکو چھونا تھا مَسْحًا چھونا اور ہاتھ پھیرنا واسطے انکے بِالسُّوقِ
ساتھ پاؤں کے وَالْأَعْنَاقِ اور گردنوں کے یعنی انکے پاؤں اور انکی گردن کاٹی کہ ان سب کو راہ خدا میں قربانی کر کے تصدق کیا کفارہ میں اسکے کہ خدا کے جو اس سے فوت ہوا تھا
اور ابن عباس سے منقول ہے کہ ضمیر ردوہا کی طرف آفتاب کے پھرتی ہے اور مراد ذکر سے نماز عصر ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین سے پوچھا کہ اس آیت کی کیا تفسیر ہے فرمایا
کہ تو نے اسکو کیا سنا ہے میں نے کہا کہ کعب کہتا ہے کہ سلیمان گھوڑوں کے دیکھنے میں مشغول ہوئے یہانتک کہ نماز انکی فوت ہوئی اس وقت فرمایا کہ ان گھوڑوں کو پھیر پاس لاؤ اور وہ
چودہ گھوڑے تھے جس وقت حاضر ہوئے تو انکے پاؤں اور گردنیں کاٹنے کا حکم دیا پس قتل کروا ڈالا انکو اور اس جرم میں خدا نے چودہ روز تک بادشاہی کو ضبط کیا اسواسطے کہ اسنے
گھوڑوں پر ظلم کیا تھا حضرت علیؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ کعب جھوٹ کہتا ہے اور لیکن سلیمان ایک روز مشغول ہوئے گھوڑوں کے دیکھنے میں اس واسطے کہ انکا ارادہ دشمن پر جہاد کرنے کا تھا
یہانتک کہ انکے دیکھنے میں آفتاب غروب ہو گیا حضرت سلیمان نے بحکم خدا ان فرشتوں سے کہا کہ جو آفتاب پر موکل ہیں کہ آفتاب کو پھیر لاؤ جس وقت آفتاب پھر الٹا آیا
تو نماز انھوں نے ادا کی اور انبیا ظلم نہیں کرتے ہیں اور نہ ظلم کا حکم کرتے ہیں اس واسطے کہ وہ معصوم ہیں اور جنگ خیبر میں حضرت علیؑ کے واسطے بھی آفتاب پھرا اللہ علی کیواسطے
دو مرتبہ پھرا چنانچہ روایت سے ثابت ہوتا ہے اور اس روایت سے ابن عباس کی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ان گھوڑوں کے پاؤں اور گردنیں کاٹی نہیں تھیں بلکہ پیار سے انکے پاؤں
اور گردن پر ہاتھ پھیرا تھا اور روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اول وقت عصر کا فوت ہوا تھا نہ کل وقت اسکا اور اول وقت میں نماز پڑھنے کے واسطے آفتاب کو الٹا
پھیرا تھا اور نقل روایت امیر المومنین کے حضرت صادقؑ سے بھی روایت ہے لیکن انھوں نے فرمایا ہے کہ مسح کرنا گردن اور پاؤں کا یہ وضو انکا تھا نماز پڑھنے کے واسطے اور اپنے اصحاب
کو بھی حضرت سلیمان نے اسی طرح سے مسح کرنے کا حکم دیا تھا جنکی نماز کہ ہمراہ انکے فوت ہو گئی تھی اور جس وقت نماز سے فارغ ہوئے تھے اسی وقت آفتاب غروب ہو کر
ستارے ظاہر ہو گئے تھے اور کہتے ہیں کہ سلیمان کی ایک سو زوجہ تھیں ایک روز اپنی مجلس میں کہا کہ آج کی رات سب عورتوں کے پاس جاؤں تاکہ خدا مجھکو ان سو عورتوں سے سو بیٹے
دے کہ راہ خدا میں وہ جہاد کریں اور ان شاء اللہ تعالیٰ نہ کہا اور جسوقت سبکے پاس گئے تو سوائے ایک عورت کے کوئی انمیں سے حاملہ نہوئی اور وہ بھی مردہ بچہ جنی اور سلیمان کے
تخت پر اسکو ڈالدیا اور بسبب ترک کرنے کلمہ بہتر اور مستحب کے کہ وہ کہنا ان شاء اللہ تعالیٰ کا تھا خدا نے سلیمان پر عتاب کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ اور البتہ
تحقیق آزمایا ہم نے سلیمان کو اور امتحان اسکا کیا ہم نے وَأَلْقَيْنَا اور ڈالا ہم نے یعنی اسکی عورتوں کو ہم نے الہام کیا اور اسکے دلمیں ہم نے ڈالا کہ اس مردہ کو ڈالا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ اوپر تخت
اس سلیمان کے جَسَدًا ایک بدن مردہ کو کہ اسمیں روح نہ تھی اور وہ مردہ تھا اور جسوقت سلیمان نے جانا کہ وہ بسبب ترک کرنے کلمہ ان شاء اللہ تعالیٰ کے ہے تو پشیمان ہوئے

ثُمَّ اَنَابَ پھر رجوع کی طرف خدا کے کہ سوائے خدا کے سب سے علیحدہ ہو گئے اور ہمہ تن اُسی کی طرف مصروف ہو کر نماز اور دعا میں مشغول ہوئے اور کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان محمدؐ کی اس کے دست قدرت میں ہے کہ اگر سلیمان انشاء اللہ تعالیٰ کہتا تو خدا اسکو ایک سو بیٹے عطا کرتا کہ وہ سب راہ خدا میں جہاد کرتے اور اس بہتر امر کو جو ترک کیا تو خدائے تعالیٰ کا اس پر عتاب ہوا اور اس سعادت سے محروم رہے لیکن ترک کرنا کلمہ انشاء اللہ کا گناہ نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ اگرچہ سلیمانؑ زبان سے وہ کلمہ نہیں کہا تھا مگر دل میں کہا ہو سو البتہ اس واسطے محفوظ رہنے کو دروغ سے ظاہر میں اُس کے لئے سنت اور بہتر تھا کہ اس کلمہ کو کہتا اور حضرت صادقؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جس وقت سلیمانؑ کے بیٹا پیدا ہوا تو جن اور شیاطین نے آپس میں کہا کہ اگر اسکا بیٹا زندہ رہیگا تو اس سے بھی ہمکو وہی بلا پہنچے گی جو کہ اسکے باپ سے پہنچی ہے حضرت سلیمان نے ان شیاطین سے خوف کیا کہ ایسا نہو کہ اسکو مار ڈالیں اس لڑکے کو واسطے پرورش کے ایک ابر کے سپرد کر دیا اور جس وقت وہ لڑکا مر گیا تو اسکو سلیمانؑ کے تخت پر ڈال دیا ہے اطلاع سلیمانؑ کے اس تنبیہ کیلا سطے کہ خوف کرنا تقدیر کے آگے کچھ فائدہ نہیں بخشتا ہے اور عتاب سلیمان پر اس واسطے ہوا کہ اُسنے شیاطین سے خوف کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے تخت پر شیطان ڈال گیا تھا اور نام اسکا صخر تھا اور وہ بڑا سرکش تھا اور تمام شیاطین مل کر اسپر غالب نہیں ہو سکتے تھے اور سلیمان جس وقت پاخانہ میں جاتے تھے تو انگشتری کو نہیں لیجاتے تھے صخر جن سلیمان کی صورت بنکر آیا اور سلیمان کی بی بی سے اس انگشتری کو لے گیا اور چالیس روز اسنے بادشاہی کی اور سلیمان بھاگ گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ شیطان آصف بن برخیا تھا سلیمان نے اس سے کہا کہ تم کس طرح فتنہ میں ڈالتے ہو آدمیونکو اور انکی عقلونکو کیونکر بہکاتے ہو کہا کہ اپنی انگشتری مجھکو دکھلا تاکہ تجھکو خبر دوں جس وقت سلیمانؑ نے اسکو اپنی انگشتری دی تو اس نے اسکو دریا میں ڈال دیا اسی وقت سلیمان کی بادشاہی جاتی رہی اور وہ شیطان اسکے تخت پر جو بیٹھا اور خدا نے اسکو منع کیا کہ سلیمان کی عورتوں کے پاس نجانا اور سلیمانؑ کھانا مانگتا پھرتا تھا کوئی اسکو کھانا نہیں دیتا تھا یہاں تک کہ اسکو ایک عورت نے مچھلی دی جس وقت اس مچھلی کا پیٹ چیرا تو اسمیں سے انکی انگشتری نکلی خدا نے پھر اسکو بادشاہی دی اور بعضے کہتے ہیں کہ نام اس شیطان کا حبقیق تھا اور بعضے اسکے سبب میں بیان کرتے ہیں کہ خدا نے سلیمان کو منع کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے سوا کسی عورت سے اپنا نکاح نکرنا سلیمانؑ نے سوائے بنی اسرائیل کے بھی کئی عورتوں سے نکاح کیا اس واسطے شیطان نے انکی بادشاہی لی اور بعضے سبب اسکا اس طور بیان کرتے ہیں کہ سلیمانؑ نے ایک عورت سے حالت حیض میں صحبت کی اور اس سے خون جاری ہوا اور سلیمان انگشتری کو رکھکر حمام میں گئے شیطان انکی انگشتری کو لیگیا اور بعضے کہتے ہیں کہ سلیمان نے ایک عورت مشرکہ سے نکاح کیا اور زبردستی اسپر جبر کر کے مسلمان کرنیکی قدرت نہیں رکھتا تھا اس عورت نے سلیمان کی گھر میں چالیس روز بت پرستی کی خدا نے چالیس روز اسکو اس بلا میں مبتلا کیا کہ انگشتری اسکی شیطان نے لی اور اسکی عوض بادشاہی کی یہ جتنے قول ہیں سب واہی اور پوچ ہیں اور قابل اعتبار کے نہیں ہیں اسواسطے کہ بادشاہی اور پیغمبری سلیمان کی انگشتری میں نہ تھی اور خدائے تعالیٰ پیغمبری کو چھین نہیں سکتا ہے اور شیطان پیغمبر کی صورت نہیں بن سکتا ہے اور پیغمبر کے تخت پر بیٹھکر اسکے بندوں پر حکمرانی نہیں کر سکتا ہے تفصیلہ سلیمانؑ نے امر اولیٰ ترک کرنے سے نادم ہو کر رجوع طرف پروردگار اپنے کی کی اور زبان عاجزی سے مناجات کر کے کہا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِی کہا کہ اے پروردگار میرے بخش تو واسطے میرے اس جرم ترک اولیٰ کو وَهَبْ لِی مُلْكًا اور بخش تو واسطے میرے بادشاہی کو کہ لَّا یَنۢبَغِی نہ سزاوار ہووے وہ لِاَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِی واسطے کسی کے پیچھے مجھ سے کہ یہی بادشاہی معجزہ میرا ہو اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ تحقیق کہ تو ہی ہے بخشنے والا کہ جو کچھ چاہے عطا کرے اور اس دعا سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ بخیل تھے کہ انھوں نے خاص اپنی ذات کے واسطے بادشاہی کو طلب کیا اور دوسرے کے واسطے اُس کا ہونا چاہا اس واسطے کہ انبیا نہیں سوال کرتے ہیں مگر اس چیز کا کہ خدائے تعالیٰ واسطے اُنکے اُسکے سوال کرنیکا اذن دیوے اور ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے سلیمانؑ کو خبر کی ہو کہ اگر وہ واسطے اپنے ایسی بادشاہی کا سوال کرے کہ مثل اسکی غیر کے واسطے نہو تو یہ اسکے واسطے بہت مناسب ہو اور صلاحیت رکھی امور دین میں اور اسکے غیر کے واسطے اسطرح سے سزاوار نہو اس واسطے سلیمان نے اس طرح سے سوال کیا اور یا یہ کہ انھوں نے جو فرمایا کہ بعد میرے کسی کو نہو تو مراد اس سے یہ ہے کہ جن لوگوں پر پیغمبر ہو کر آیا ہوں اُن میں سے کسی کو بعد میرے بادشاہی ایسی نہو اور یا یہ کہ انھوں نے سوال ملک آخرت کا کیا ہو اور یا یہ جو انھوں نے کہا ہے کہ بعد میرے کسی کو نہو تو مراد اس سے یہ ہے کہ بعد پہنچنے میرے کے بہشت میں پھر کوئی ایسا عمل نکرے کہ مستحق ملک بہشت کا ہو اس واسطے کہ پھر زمانہ عمل کرنیکا باقی نہیں رہتا ہے کہ جس عمل کے کرنیسے بہشت میں جاوے اور جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہو سکتا ہے کہ کوئی پیغمبر بخیل ہو فرمایا کہ نہیں سائل نے کہا کہ کیا معنی ہیں قول حقتعالیٰ کے کہ سلیمانؑ نے دعا کی کہ خداوندا مجھکو ایسی بادشاہی دے کہ بعد میرے وہ واسطے کسی کے سزاوار نہو

فرمایا کہ بادشاہی دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو وہ غلبہ اور ظلم سے آدمیونکو زیر کرکے لیجاتی ہے اور ایک بادشاہی وہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے انعام ہوتی ہے جیسے کہ
بادشاہی آل ابراہیم کی اور طالوت کی اور ذو القرنین کی اور یہ جو انھوں نے کہا ہے کہ تو سزاوار ہے کہ واسطے کسی کے بعد میرے سزاوار نہ ہو کہ سزاوار نہیں واسطے کسی کے پیچھے
مجھ سے یہ کہ کہو بادشاہی لی گئی ہے غلبہ سے اور قہر سے اور آدمیوں پر زبردستی کرکے پس حکم میں اس کے کیا خدائے تعالے نے ہوا کو کہ اسکے حکم سے چلتی تھی صبح کو
ایک مہینے کی راہ پہنچاتی تھی اور شام کو ایک مہینے کی راہ پہنچاتی تھی اور حکم میں اس کے کیا خدائے تعالے نے شیاطین کو کہ عمارتیں بناتے تھے اور دریا سے غوطہ مارکر
جواہر لاتے تھے سلیمان کے واسطے اور پرندونکی بولی انکو تعلیم کی اور زمین میں انکو قدرت دی جس وقت کہ انکا ایسا حال ہوا تو آدمیوں نے اس کے زمانہ کے اور اسکے
بعد نے جانا کہ بادشاہی سلیمان کی ان بادشاہونکی بادشاہی کے مشابہ نہیں ہے کہ جو آدمیوں پر ظلم اور زبردستی کرکے بادشاہ ہو جاتے ہیں پس جس وقت سلیمان نے ایسی
بادشاہی کے واسطے دعا کی تو خدائے تعالے نے دعا انکی قبول کی چنانچہ فرماتا ہے کہ فَسَخَّرْنَا پس حکم میں کیا ہمنے لَهُ الرِّيحَ واسطے اس سلیمان کے ہوا کو اس وجہ سے کہ
تَجْرِي بِأَمْرِهِ چلتی تھی ساتھ حکم اسکے کے رُخَاءً نرمی سے بے تمیز واقع ہوئی ہے یا حال واقع ہوا ہے یعنی نرمی اور خوشی سے وہ ہوا چلتی تھی ہمراہ اسکے بدون
حرکت دینے کے حَيْثُ أَصَابَ جس جگہ کہ پہنچتا تھا وہ سلیمان وَالشَّيَاطِينَ اور شیاطین کو حکم میں کیا ہمنے اسکی كُلَّ بَنَّاءٍ ہر عمارت بنانیوالا کہ بڑے
بڑے شہر اور قلعے اسکے واسطے بناتے تھے وَغَوَّاصٍ اور ہر غوطہ مارنیوالے کو دریا میں کہ واسطے اس کے جواہر دریا سے نکال کر لاتے تھے اور کل بنا اور بدل واقع ہوا ہے
شیاطین سے وَآخَرِينَ اور حکم میں کیا ہمنے اسکے اوروں کو دیووں میں سے کہ مُقَرَّنِينَ نزدیک کیا گیا تھا بعضا ساتھ بعضے کے یعنی جکڑے ہوئے تھے وہ فِي
الْأَصْفَادِ بیچ زنجیروں لوہے کی یعنی جو شیاطین کہ نرم تھے اُنسے کام لیتے تھے اور جو کہ سرکش تھے انکو قید کر رکھا تھا کہ انکی بدی آدمیوں کو نہ پہنچ پاوے اور خدا نے
ایسی بادشاہی جو سلیمان کو دی تھی کہ جس میں خوبی دنیا اور آخرت کی دونوں کی تھی اسواسطے فرماتا ہے کہ هَٰذَا یہ بادشاہی اس بزرگی اور مرتبہ کے ساتھ
کہ ہمنے تجھکو دی ہے عَطَاؤُنَا بخشش ہماری تجھ پر اے سلیمان فَامْنُنْ پس بخش تو ہمارے سے جو کچھ چاہے تو اور جسکو چاہے أَوْ أَمْسِكْ یا بند کر تو کہ کسیکو نہ بخش
تو یعنی اسمیں تصرف کرنا تیرے ارادہ اور خواہش پر موقوف ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ بدون حساب کے کہ قیامت میں تجھسے اسکا حساب لیا جائے گا چاہے تو بخش اور
چاہے تو نہ بخش وَإِنَّ لَهُ اور تحقیق کہ واسطے اس سلیمان کے عِنْدَنَا نزدیک ہمارے لَزُلْفَىٰ البتہ قربت اور مرتبہ ہے یعنی وہ ہماری درگاہ کے مقربوں اور
ہماری رحمت کے نزدیکوں میں سے ہے باوجود اس بادشاہی کے کہ وہ شہنشاہ ملک دنیا کا تھا وَحُسْنَ مَآبٍ اور نیکی پھرنیکی ہے ہماری طرف کہ واسطے اسکے آخرت میں
درجے بلند ہیں اور اب خدا ے تعالے حضرت ایوب کے مبتلا ہونیکی اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ اور یاد کر تو اے محمد صلعم
بندے ہمارے ایوب کو کہ وہ بندہ ہمارا صابر تھا بیٹا عیص کا اور داماد یعقوب کا اور اسکی زوجہ کا نام لیا تھا اور یا وہ داماد یوسف کا تھا اور نام اسکی زوجہ کا رحمت
یا رحیمہ تھا حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جس بلا میں کہ ایوب مبتلا ہوئے تھے دنیا میں وہ نعمت کی جہت سے تھی کہ خدا نے انکو دنیا میں دی تھی اور انھوں نے اسکا شکر ادا کیا تھا اور
ابلیس اس زمانہ میں عرش کے نیچے تک جاتا تھا پس جس وقت ایوب کے شکر کا عمل آسمان پر گیا ابلیس نے اسکو دیکھ کر حسد کیا اور خدائے تعالے سے کہا کہ اے پروردگار ایوب جو تیرا شکر کرتا ہے
یہ سبب اسکے ہے کہ اسکو دنیا تو نے بہت دی ہے اور اگر دنیا کی نعمتیں اس کے پاس سے جاتی رہیں تو وہ ہرگز تیرا شکر نہ کرے مجھکو تو اسپر غالب کردے اسکی دنیا پر یہانتک
کہ تو جانے کہ وہ شکر تیرا ادا نہیں کرتا ہے فرمایا کہ میں نے تجھکو اسکی دنیا پر غالب کیا ابلیس نے کوئی چیز دنیا کی انکے پاس نہ چھوڑی نہ مال اور نہ فرزند سب کو ہلاک کیا اور ایوب شکر خدا کرتے رہے پھر
ابلیس نے کہا کہ اے پروردگار ایوب جانتا ہے کہ تو اسکی دنیا کو جو کچھ کہ تو نے لی ہے پھر تو اسکو پھیر دیگا اور عطا کرے گا تو مجھکو اسکے بدن پر قابض کردے تا کہ جانے تو کہ وہ
تیری نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا ہے فرمایا کہ میں نے غالب کیا تجھکو اسکے بدن پر سوائے اسکے دل کے اور آنکھوں اور کانوں کے ابلیس نے اسکے نتھنوں میں پھونک ماری کہ وہ قسم قسم کی بیماریوں
میں مبتلا ہو گئے لیکن پھر بھی خدا کا شکر کرتے رہے اور یہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ بدن ایوب کا شیطان کی پھونک مارنے سے مثل پھوڑے کے ہو گیا اور چار ہزار کیڑے اس کے
بدن میں پڑ گئے اور انکے بدن کو وہ کھاتے تھے اور بدن انکا متعفن ہو گیا اور بدبو اسمیں سے آتی تھی اور سات برس تک وہ بنی اسرائیل کے مزبلہ پر پڑے رہے لوگوں نے
انکو وہاں ڈالدیا تھا اور تمام اپنے اور بیگانے انکے زخمونکی بدبو سے بھاگتے تھے سوائے رحمت کے کہ زوجہ انکی تھی اور وہ اسکی خدمتمیں حاضر رہتی تھی اس طرح کی نقلیں
قابل اعتبار کے نہیں اس واسطے کہ شیطان راندہ درگاہ الہی اور دشمن خدا ہی اسکو خدا اپنے دوستوں پر غالب نہیں کرتا ہے اور نہ انکا ایسا حال کرتا ہے کہ خلقت

انسے نفرت کرے اور بھاگے اسواسطے کہ وہ ہدایت کیواسطے آئے تہیں اور جس وقت خلقت انسے بھاگے تو ہدایت وہ کسکو کرینگے پس انکے بدن میں کیڑے پڑے تھے اور نہ انسے بدبو
آتی تھی کہ موجب نفرت کا ہو اور نہ انکی صورت بگڑی تھی چنانچہ روایات اسپر دلالت کرتی ہیں البتہ قسم قسم کی سخت بیماریوں میں خدا نے انکو مبتلا کیا تھا اور گناہ انسے نہیں ہوا تھا
اور آدمی جو انسے بھاگتے تھے وہ اُن حضرت کی فقیری اور محتاجی کی جہت سے بھاگتے تھے اپنی جہالت کے سبب سے اور وقت انکے مبتلا ہونیکا سوسے اٹھارہ برس گذر گیا ہی
اور شیطان کی جو ایوب نے شکایت کی ہی کہ وہ مجھکو رنج پہنچاتا ہے تو اسکا باعث یہ تھا کہ شیطان وسوسہ دلمیں ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھ لے ایوب خدا نے تیرے
ساتھ کیا کیا کہ تیرے فرزند اور مال ہلاک کئے اور تجھکو بلاؤں میں مبتلا کیا اور مقصود اسکا اُس سے یہ تھا کہ ایوب بے صبری کی شکایت کریں اس واسطے ایوب نے خدا سے کہا کہ
شیطان مجھکو رنج پہنچاتا ہے چنانچہ بعضے تفسیروں میں لکھا ہے کہ جس وقت ایوب بلاؤں میں مبتلا ہوئے تھے ایک شخص انکے پاس آیا اور کہا کہ ایوب تجھ سے کوئی امر عظیم صادر ہوا ہی کہ
جس سے یہ مصیبت خدا کی [illegible] اسپر رحم نہیں کرتا ہے [illegible] ایوب نے جواب دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ وہ پیغمبر خدا ہی اور
خدا اسواسطے انکو [illegible] طرح کی بلا [illegible] کرتا ہی [illegible] اور گناہ کی انکو بلاؤں میں گرفتار نہیں کرتا ہی اس واسطے کہ گناہ سے وہ
پاک ہیں پس پہلو تو اسکو حقیقت کی [illegible] امتحان کیا انکا [illegible] اور بعد اسکے بلاؤں میں اسکو گرفتار کرکے اسکا امتحان کرتا ہی تم خدا سے ڈرو [illegible]
اس سے توبہ کرو اور گمان پیغمبروں کے حق میں [illegible] کرو حضرت ایوب بھی ان باتوں کو سنتے تھے اُس وقت انھوں نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے اور کہا کہ خداوندا تو جانتا ہی
کسیکو جانتا ہی کہ کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا ہی یا کوئی گرسنہ ہو اور کھانا اسکو نہیں دیا ہو اور ہرگز [illegible] کپڑے نہیں پہنے ہیں اگر مجھکو معلوم ہوا
ہو کہ فلانا [illegible] ہی اور [illegible] کپڑے نہ پہنائے ہوں اور اگر دو مرد میرے پاس جھگڑا لاتے اور ایک شخص انمیں سے غصہ اور دلتنگ ہو کر قسم کھاتا میں کفارہ اسکا اپنے پاس سے دیتا کہ
اگر اسنے جھوٹی قسم کھائی ہے تو کفارہ اسکا ہو جاوے اور تو جانتا ہے کہ میں نے ہرگز تیری نافرمانی نہیں کی ہی اور ہمیشہ تیری فرمانبرداری اور عبادت کرتا رہا ہوں اور غرض میری
اس سے فقط رضامندی تیری ہی ہی [illegible] مطالب [illegible] دوست کہا ہی [illegible] طاعت کو [illegible] کہ تجھکو توفیق دی ہی ایوب نے خاک کی مٹھی زمین سے اٹھا کر
اپنے منہ میں رکھی اور کہا کہ تو نے اے پروردگار [illegible] نازل ہوا اور کہا کہ اے ایوب [illegible] اور بلا کا آخر ہو گیا ہے دعا کر تو خدا سے کہ تجھکو شفا بخشے حضرت ایوب
نے [illegible] دعا کے [illegible] یاد کر تو اے محمد اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ جس وقت کہ پکارا ایوب نے پروردگار اپنے کو اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ یہ کہ تحقیق
پہنچایا ہے مجھکو شیطان نے بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ رنج بدن اور عذاب کے وسوسہ دلمیں ڈالتا ہی اور کہتا ہی کہ تو نے کیا کیا تھا کہ [illegible] نعمت بدنکی اور مال کی تجھ سے لی اور
محنت اور سختی تجھکو پہنچائی اور یہ جو حضرت ایوب نے فرمایا ہی کہ مجھکو رنج پہنچایا ہے یہ بے صبری کی راہ سے نہیں ہی بلکہ اس سبب سے فرمایا تھا کہ لوگ اسپر طعن کرتے تھے کہ اس نے
کوئی گناہ کیا ہی کہ [illegible] مبتلا ہوا ہی وہ اس کلام کے سننے کی تاب نہ لائے اور اسطرح سے دعا کی اور یہ کہ شیطان نے کہا تھا کہ اے ایوب تو نے دیکھا کہ اتنی
مدت تو نے خدا کی عبادت کی اور آخر تجھکو اس بلا میں مبتلا کیا اگر تو مجھکو ایک سجدہ کرے تو میں تجھکو اس بلا سے باہر نکالوں اور جو تیرا مطلب ہے اسکو بر لاؤں ایوب نے
ابلیس کے ضرر سے شکایت کی کہ انی مسنی الشیطان [illegible] کہتے ہیں کہ بیماری ایوب کی جسقدر زیادہ ہوتی تھی اسقدر وہ صبر اور شکر زیادہ کرتے تھے اور رحمت زوجہ انکی
خدمت کرتی تھی شیطان نے چاہا کہ انکے صبر اور شکر میں رخنہ ڈالے لیکن [illegible] اور حیلہ میں [illegible] کہ اپنے ہمراہی [illegible] امر میں [illegible] کہا سب نے متفق ہو کر کہا کہ تو ہمارا آقا اور
سردار ہی اور ہر ایک مکر و حیلہ گمراہ کرنیکا ہم نے تجھ سے سیکھا ہی اور کہاں گئے وہ حیلہ کہ جس سے تو نے آدم کو وسوسہ کیا تھا کہا کہ اسکی زوجہ کے وسیلہ سے اسکو [illegible] اسکے حال میں [illegible] تھا کہا کہ ایوب
سے بھی یہی مکر کر ابلیس نے کہا کہ خوب کیا تم نے پس وہ رحمت کے پاس آیا دیکھا کہ کچھ کھانا بچاتی ہے کہا کہ اے کنیز خدا شوہر تیرا کہاں ہے فرمایا کہ فلانی جگہ بیمار پڑا ہی اور مدت سے
بیمار ہی شفا اسکو نہیں ہوتی شیطان نے دیکھا کہ اسکو شوہر کی بیماری کا بہت رنج ہی اسوقت کہا کہ اے رحمت تجھکو یاد نہیں آتا ہی وہ مال اور جمال اور فرزند کہ [illegible] پاس تھے اور
طرح طرح کی باتیں [illegible] کرکے رحمت کو رنج میں لایا یہاں تک کہ وہ ایسی باتیں سنکر رونے لگی ابلیس نے سنکر کہا کہ اے رحمت رنج مت کر کہ میں اسکا علاج جانتا ہوں اگر میری نصیحت
کو سنے رحمت نے پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا کہ اس گوسفند کو بیچا کہ میرے نام کی قربانی کرے خدا اسکو اسی وقت شفا بخشیگا اور تمام بیماریاں اسکی جاتی رہینگی رحمت اس گوسفند
کو لیکر ایوب کے پاس آئی اور کہا کہ یا نبی اللہ کبتک بیماری اور رنج میں پڑا رہیگا ایک طبیب آیا ہی اور اسنے مجھکو علاج بتلایا ہی اور سب قصہ بیان کیا ایوب نے کہا کہ اے
ناقص العقل وہ شیطان ہی کہ دشمن خدا ہی وہ اسلئے آیا ہی کہ تجھکو بہکا کر کافر کردے اور تو نہیں جانتی ہے کہ سب نعمت اور رنج اور محنت خدا کی طرف سے ہی اگر

چاہی نعمت دیوی اور اگر مصلحت جانے تو بندہ کو محنت اور بلا میں مبتلا رکھے شیطان کچھ اس کہنے تو کچھ کام نکیا تب ایک اور حیلہ کیا کہ ایک مرد خوبصورت کی شکل میں بکرا اور ایک
گھوڑے پر سوار ہوکر رحمت کے پاس آیا اور کہا کہ حال تیرے شوہر کا کیا ہی فرمایا کہ نہایت رنجور ہی اور بیمار ہی کہا کہ مجھکو تو پہچانتی ہی فرمایا کہ نہیں کہا کہ میں بادشاہ زمین کا
ہوں اور میں نے اسکا مال اور فرزند انکو ہلاک کیا ہے اور اسکو بیمار کر ڈالا ہی اس واسطے کہ وہ مجھکو چھوڑکر آسمان کے خدا کی عبادت کرتا تھا اگر تو مجھکو ایک سجدہ کرے تو تمام رنج اسکے
میں دور کروں اور تمام مال اور فرزند تیرے پھر تجھکو دیدوں فرمایا کہ بدون مشورہ شوہر کے یہ کام میں نکرونگی کہا کہ اگر یہ کام نہیں کرتی ہے تو اپنے شوہر سے کہہ کہ کھانا
کھانے کے اول میں بسم اللہ اور بعد اسکے الحمد للہ نکہے تاکہ اس سے میں راضی ہوجاؤں اور اسکو شفا بخشوں رحمت ایوب کے پاس آئی اور سب حال بیان کیا ایوب یہ سنکر بہت غصہ میں
ہوئے اور فرمایا کہ آج تو تمام روز ابلیس کی باتوں میں رہی ہے قسم ہے خدا کی اگر خدا مجھکو شفا دیگا تو سو لکڑیاں تیرے مارونگا اور میرے پاس سے تو چلی جا جسوقت رحمت ایوب کے
پاس سے چلی آئی تو وہ تنہا رہگئے اور کوئی پاس نہ تھا کہ کھانا کھلائے اور پانی پلائے اور خدمت کرے تب ایوب نے منہ اپنا زمین پر رکھا اور کہا کہ رب انی مسنی الشیطان اور بعضے کہتے ہیں
کہ ایوب کو اسقدر ناتوانی اور ضعف ہوا کہ واسطے نماز فرض کے کھڑے نہیں ہوسکتے تھے اس واسطے انھوں نے رب انی مسنی الضر چنانچہ سورۂ انبیا میں ہے اپنی زبان سے کہا نہ واسطے شدت اور
سختی مرض کے تاکہ مخالف ہو انا وجدناہ صابرا کے اور کہتے ہیں کہ رحمت ایوب کے واسطے لوگوں کے گھروں سے کھانا مانگ کر لاتی تھی اور انکو کھلاتی تھی اور گیسو اسکے بہت خوبصورت تھے لوگوں نے اس سے کہا
کہ گیسو اپنے ہمارے ہاتھ فروخت کر یہانتک کہ ہم تجھکو کھانا دیویں رحمت نے اپنے گیسو کاٹکر انکو دیدئے اور ایوب کے واسطے انسے کھانا لیکر گئی ایوب نے جس وقت اسکو گیسو بریدہ دیکھا تو قسم کھائی
کہ میں تیرے سو لکڑیاں مارونگا رحمت نے بیان کیا کہ تیرے واسطے کھانا مانگ کر لائی ہوں لوگوں نے میرے گیسو کے عوض میں تجھکو کھانا دیا ہی ایوب نے یہ سنا تو بہت رنجیدہ ہوئے اور
اسوقت اس امر کی جہت سے آبدیدہ ہوکر کہا کہ رب انی مسنی الضر چنانچہ سورۂ انبیا میں ہے نہ بیماری کی جہت سے اور منقول ہی کہ ایوب کی بیماری کے دنوں میں چار طرف سے بیمار انکے پاس
آتے تھے اور ان سے اپنی شفا کے لئے دعا کرواتے تھے وہ بیمار انکے واسطے دعا کرتے تھے خدا انکو شفا دیتا تھا لوگوں نے کہا کہ اے ایوب تو اپنے واسطے دعا کیوں نہیں کرتا ہے کہ خدا تجھکو
شفا دیوے تو فرمایا کہ مجھکو شرم و حیا آتی ہی کہ اسی برس تک میں نے نعمت اور راحت میں گزران کی ہی اور اب جو چند روز سے محنت اور بیماری میں مبتلا ہوا ہوں تو اسکے دفع کرنیکو دعا کروں
خدا نے اس سبب سے ایوب کو اجازت دی دعا کرنیکی انھوں نے دعا کی کہ رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین چنانچہ سورۂ انبیا میں مذکور ہی اور کہتے ہیں کہ شیطان ایوب کے
دل میں وسوسہ ڈالتا تھا کہ یہ کسیطرح اپنے مرض کی شکایت کرے تاکہ نام اسکا صابروں کے دفتر میں سے مٹ جاوے اور کہتے ہیں کہ شیطان لوگوں کو کہتا تھا اور اگر ایوب ہدایت پر ہوتا
تو اس بلا میں مبتلا نہوتا اور لوگوں کو انکی صحبت سے نفرت دلاتا تھا اور انکی بی بی کو وسوسہ کرتا تھا اور انکی خدمت سے منع کرتا تھا جب حال انکا یہانتک پہنچا تو انھوں نے درگاہ
خدا میں فریاد کی اور شیطان کی بدی اور گمراہ کرنیکو دفع کرنا چاہا اور دعا کی نہ واسطے دفع کرنے اپنے مرض کے اور نہ شکایت کی اپنی اولاد اور مال کے جانے کی اور حضرت صادق
نے فرمایا ہی کہ ایوب سات برس بلا میں مبتلا رہی اور اس عرصہ میں کبھی شکایت اپنے مرض کی اور مال و اولاد کی نہیں کی اور جسوقت ابلیس درپے اس امر کے ہوا کہ وہ شکایت اپنے مرض اور رنج
کی کرے تو ایوب نے ابلیس کی شکایت خدا سے کی دعا انکی قبول ہوئی اور فرمایا کہ فاستجبنا لہ چنانچہ سورۂ انبیا میں مذکور ہی اور منقول ہی کہ حضرت ایوب کو بیماری کے دنوں میں
حاجت پاخانہ میں جانیکی ہوتی تو رحمت زوجہ انکی ہاتھ انکا پکڑ کر باہر ایک جگہ لیجاتی اور وہاں انکو بٹھلا کر چلی آتی اور ایک جگہ بیٹھ جاتی جسوقت ایوب فارغ ہوتے
تو اپنی زوجہ کو آواز دیتے وہ وہاں جاکر انکو لاتی اور انکے بستر پر انکو لٹا دیتی اور اسروز کہ جسروز انکو شفا حاصل ہوئی موافق معمول کے انکا ہاتھ پکڑ کر لیگئی اور اسی
قدیم جگہ پر انکو بٹھلا دیا اور خود وہاں سے چلی آئی اور اسجگہ ایوب کی آواز کی منتظر ہوکر بیٹھ گئی خدا نے اسی جگہ ایوب کو وحی کی کہ **ارکض برجلک** ج لات مار تو
ساتھ پاؤں اپنے کے ایوب نے بموجب حکم کے زمین پر پاؤں مارا دو چشمے انکے قدم کے نیچے سے ظاہر ہوئے ایک گرم اور دوسرا سرد جبرئیل نے کہا کہ اے ایوب **ھذا** یہ گرم چشمہ
مغتسل جگہ غسل کرنیکی ہے اور چشمہ دوسرا **بارد و شراب** سرد اور پینے کا ہی حضرت ایوب نے چشمہ گرم میں غسل کیا جسقدر کہ ظاہر کے مرض انکے بدن پر تھے
سب جاتے رہی اور چشمہ سرد سے پانی پیا تو سب بیماریاں باطن کی دور ہوگئیں اور اکثر کہتے ہیں کہ چشمہ تو ایک ہی ظاہر ہوا تھا لیکن وہ وقت غسل کرنیکے تو گرم معلوم
ہوتا تھا اور وقت پینے کے سرد اور ایوب کی قوت اور جوانی اور حسن و جمال پہلے سے زیادہ ہوگئی اور جبرئیل انکے واسطے بہشت سے پوشاک لائے وہ پوشاک انھوں نے پہنی اور
وہانسے ایک ٹیلے پر جا بیٹھے اور جبرئیل باتیں کرنے لگے اور ایوب کی آواز آتیں جو دیر ہوئی تو رحمت گھبرائی اور پریشان ہوئی کہ مبادا اسکو کچھ ہوگیا ہو وہانسے روتی ہوئی اٹھی
دیکھا کہ ٹیلے پر دو مرد بیٹھے ہیں ایک چیخ مار کر روئی اور کہا کہ ایوب تجھکو کیا صدمہ پہنچا اور ایوب کو اس جگہ کہ جہاں واسطے رفع حاجت کے لئے بیٹھے تھے نہ دیکھا اور ٹیلے پر دیکھا

کہ ایکمرد نہایت حسن جمال والا بیٹھا ہی اُسنے پوچھا کہ ایکمرد بیمار تھا وہ کہاں گیا اُسنے پوچھا کہ وہ تیرا کون ہی کہا کہ وہ میرا شوہر ہے فرمایا کہ اگر تو اسکو دیکھیگی تو پہچانیگی کہا
کہ کیونکر نہ پہچانونگی کہ برسوں اسکی صحبت میں رہی ہوں فرمایا کہ اسکی شکل اور صورت کیسی ہی کہا کہ جس وقت جوان تھا وہ تو تیری شکل تھا فرمایا کہ میں ہی ہوں ایوب شوہر تیرا خدانے مجھپر
احسان کیا اور سارے رنج اور درد و بیماری دور کیئے اور حالت جوانی پھر مجھکو بخشی وہ تو گرد نوں میں ہاتھ ڈالکر نہایت خوشی ہوئیں سیت ہوئے اور سجدے شکر کے ادا کیئے اور خدا فرماتا ہی کہ
رنج و الم ہمنے ایوب کے پاک کیا **وَوَهَبْنَا لَهُ** اور بخشا ہمنے واسطے اسکے **أَهْلَهُ** لوگوں اسکے کو یعنی اسکی اولاد کو ہمنے زندہ کیا **وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ** اور مثل انکی ہمراہ انکے اور بخشے کہ جو فرزند
کہ مرگئے تھے انکو زندہ کیا اور مثل انکی رحمت کو شکم سے اور پیدا کیئے اور احادیث میں آیا ہی کہ خدانے انکے اہل اور مال کو دوچند کیا یعنی ایک عورت کی عوض دو عورتیں دیں اور ایک
فرزند کے عوض دو فرزند دیئے اور ایکمال کی عوض دو مال دیئے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خدانے فرمایا کہ ہمنے ایوب کی اولاد کو جو کچھ کہ اسکی بیماری میں مرگئے تھے اور جو
کچھ کہ اس حالتمیں مرگئے تھے سبکو زندہ کیا اور اسکو دوچند کیا اور یہ سب کچھ ہمنے اسکو بخشا **رَحْمَةً مِّنَّا** واسطے رحمت اور بخشش کی ہماری جانب سے **وَذِكْرَىٰ** واسطے نصیحت کرنیکے
لِأُولِي الْأَلْبَابِ واسطے صاحبوں عقلوں کے تاکہ صبر کے انجام پر نظر کرکے وقت مصیبت کی بےصبری نہ کریں اور اسکے وسیلہ سے فرحت اور راحت حاصل کریں اور رحمت اور
ذکری دونو مفعول واقع ہوئے ہیں وہبنا کے اور کہتے ہیں کہ ایوبنے بعد صحت کے سات روز تک اپنی امت کے لوگونکو کھانا کھلایا اور مصیبت پر صبر کرنیکی انکو بہت تاکید
کی اور ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ خدانے مال و اولاد اور مویشی اسکو دوچند دیئے اور ابر سرخ اور سفید اسکے گھر پر بھیجا کہ اس سے سونیکی ٹڈیاں برسیں اور جس وقت ہوا کسی ٹڈی کو
اڑاتی تھی تو وہ اسکے پیچھے دوڑ کر اسکو پکڑتے تھے اور ڈھیر بنا کر رکھتے تھے جبرئیل نے کہا کہ اے ایوب تیرا پیٹ نہیں بھرتا ہی اور تو سیر نہیں ہوتا ہی کہ اسکے پیچھے دوڑتا ہی کہا کہ
خدا کی دی ہوئی روزی سے کون سیر ہوتا ہی اور پیٹ بھرتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایوبنے جو قسم کھائی تھی کہ میں اپنی زوجہ کے سو لکڑیاں ماروں گا بعد صحت کے انکو تردد ہوا کہ اس قسم سے
کیونکر پاک ہونا چاہیے کہ قسم ذمہ سے اترجائے اور میری بی بی کو بھی آزار نہ پہنچے خدانے بہت آسانی سے ایوب کو قسم سے پاک کیا چنانچہ فرماتا ہی کہ **وَخُذْ**
بِيَدِكَ اور لے تو ایوب بیچ ہاتھ اپنے کے **ضِغْثًا** مٹھا سو لکڑیوں باریک کا یا سو سینکوں کا مثل جھاڑو کے **فَاضْرِب بِّهِ** پس مار تو ساتھ اسکے اپنی زوجہ کو ایکبار
کہ قسم سے تو پاک ہوجائے **وَلَا تَحْنَثْ** اور نہ مخالفت کر تو قسم کی پس حضرت ایوبنے سو لکڑیوں باریک کی ایک جھاڑو سی بنا کر ایکبار اپنی زوجہ کو ماری کہ سو لکڑیوں
کا مارنا اسپر صادق آیا اور وہ قسم سو لکڑیونکی مارنیکی انکے ذمہ سے اترگئی اور یہ حکم آیندہ کو بھی جاری رہا اور عبادہ کی روایت کرتا ہی کہ سفیان ثوری نے مجھسے کہا کہ حضرت
صادقؑ سے پوچھ کہ کیا کہتا ہی تو اس شخص کے حق میں کہ جو مریض ہو اور اسنے زنا کیا ہو بسبب حد مارنیکے خوف اسکے مرنیکا ہو میں نے اُن حضرت سے عرض کی فرمایا کہ
استسقا کی بیماری والے مرد کو رسول خدا کے پاس لائے کہ اسنے ایک عورت بیمار سے زنا کیا تھا حضرتنے حکم دیا کہ سو لکڑیاں گھانس کی حاضر کرو جس وقت وہ لکڑیاں آئیں
تو حضرتنے انکی ایک جھاڑو سی بنا کر ایکمرتبہ اس مرد زانی کے ماری اور ایکمرتبہ اس عورت زنا کرنیوالی کے اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ خذ بیدک ضغثا فاضرب
به ولا تحنث **إِنَّا وَجَدْنَاهُ** تحقیق ہمنے پایا ہی ہمنے اسکو **صَابِرًا** صبر کرنیوالا اوپر رنجوں میں **نِّعْمَ الْعَبْدُ** اچھا بندہ ہی ایوب **إِنَّهُ أَوَّابٌ** تحقیق کہ وہ
ایوب رجوع کرنیوالا ہی ہماری درگاہ کی طرف اور بعد اس کے خدائے تعالے اور انبیاء علیہم السلام کی نیک عادتوں کو بیان کرتا ہی تاکہ آدمی انکی عادتوں
کی پیروی کریں چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَاذْكُرْ عِبَادَنَا** اور یاد کر تو اے محمد صلعم بندوں ہمارے کو **إِبْرَاهِيمَ** ابراہیم خلیل کو **وَإِسْحَاقَ** اور اسحاق
نبی کو **وَيَعْقُوبَ** اور یعقوب پسر اسحاق ابن ابراہیم کو کہ **أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ** صاحب قوتوں کے تھے عبادت میں اور صاحب بینائیوں
اور سمجھوں کے تھے یعنی دین میں اور عمل میں اور علم میں دونوں میں کامل تھے اور یا یہ کہ صاحب نعمتوں کے تھے خدا کے بندوں پر کہ انکو دین کی طرف بلاتے تھے اور
صاحب عقلوں کے تھے اور ابن کثیر نے عبادنا کو عبدنا پڑھا ہے اور سب نام انبیاء کے بدل ہیں عباد سے **إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم** تحقیق کہ ہمنے خالص کیا ہی انکو
واسطے اپنی **بِخَالِصَةٍ** بسبب خالص **ذِكْرَى الدَّارِ** ذکر کرنے دار آخرت کے یعنی ہمنے انکو خالص کیا ہی سو واسطے کہ وہ خالص بدون آمیزش کے آخرت کا ذکر کرتے ہیں اسلیے کہ خلوص انکا
ہماری طاعت میں آخرت ہی کے ذکر کیواسطے ہی اور خالصۃ خلوص کے معنی میں ہی اور ذکری تذکیر کے معنی میں ہیں اور اہل مدینہ نے خالصۃ کو مضاف پڑھا ہی بدون تنوین کے **وَ**
إِنَّهُمْ عِندَنَا اور تحقیق کہ وہ نزدیک ہمارے **لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ** البتہ برگزیدہ کیے گئے نیکو میں سے ہیں کہ ہمنے انکو نعمت نبوت کی دی ہی اور وہ ہماری درگاہ
کے مقرب اور نزدیک کیے گئے ہیں اور مصطفین بفتح فا جمع مصطفی کی ہے **وَاذْكُرْ** اور یاد کر تو اے محمد صلعم **إِسْمَاعِيلَ** اسمعیل کو کہ وہ ذبیح اللہ تھا **وَالْيَسَعَ** اور الیسع کہ وہ

بیٹا اخطوب او خلیفہ الیاس کا تھا بیچ اسرائیل پر اور آخر کو پیغمبر ہوا وَذَا الْكِفْلِ اور ذو الکفل کو کہ الیسع کے چچا کا بیٹا تھا اور سو پیغمبروں کا قتل سے بچا گئے تھے
کفیل ہوا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک مرد صلح کا ذمہ وار ہوا تھا کہ وہ ہر روز سو رکعت نماز کی پڑھتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ یوشع بن نون تھا وصی حضرت موسیٰ کا اور
بتیان میں کہا ہے کہ وہ بیٹا ایوب پیغمبر کا تھا اور نام اسکا بشر تھا اور بعد اپنے باپ کے اہل شام پر پیغمبر ہوکر آیا تھا وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ اور ہر ایک نیکوں میں سے تھے یہ انبیا هٰذَا
یہ یعنی کچھ پیغمبروں کا ذکر ہوا ہے ذِكْرٌ ذکر نیک ہے انکا کہ ہمیشہ بندگان خدا انکی تعریف کرتے ہیں وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ اور تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے لَحُسْنَ مَآبٍ البتہ نیک
جگہ ہے پھر نیکی کہ وہ جَنَّاتِ عَدْنٍ بہشتیں ہیں عدن کی واسطے انکے کہ مُّفَتَّحَةً کھلے ہوئے ہیں لَّهُمُ الْأَبْوَابُ واسطے انکے دروازے کہ جس وقت بہشت کے دروازوں پر
پہنچیں تو انتظاری دروازوں کے کھولنے کی نہووے اور بے تامل بہشتوں میں چلے جاویں اور جس وقت بہشتوں میں داخل ہوں تو مُتَّكِئِينَ تکیہ لگائے ہوئے اونپر تختوں کے فِيهَا
بیچ اُن بہشتوں کے جیسے کہ بادشاہ تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور جنات عدن بدل ہے حسن مآب سے اور مفتحۃ حال واقع ہوا ہے اور ایسے ہی متکئین اور وہ بہشتی بہشت میں
يَدْعُونَ فِيهَا بلاوینگے بیچ ان بہشتوں کے یعنی حکم کرینگے وہ بہشتی اپنے خادموں کو بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ساتھ میووں بہشت کے اور پینے کی چیزوں کے تو
وہ انکے پاس لاکر حاضر کرینگے اور یا یہ کہ بلاوینگے وہ میووں کو یعنی جس وقت وہ خواہش کرینگے میووں کی اور پینے کی چیزوں کی تو وہ خود انکے پاس حاضر ہوجاینگی بدون اسکے
کہ کوئی اُن کو حاضر کرے وَعِندَهُمْ اور نزدیک اُن بہشتیوں کے قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عورتیں کمی کرنے والی نگاہ کی ہونگی اور شوہروں کی ہونگی یعنی وہ اپنی نگاہ ہونگی
شوہروں ہی پر کمی کرنے والی ہونگی کہ سوائے اُن کے اور کسی پر اُنھوں نے نگاہ نہ کی ہوگی أَتْرَابٌ ہم عمر کہ کوئی ان میں دوسرے سے زیادہ عمر میں ہوگی اور بڑی عمر کی اور
بڑھیا ہوگی اور یا یہ کہ شوہروں کے ہم عمر ہونگی اور حسن وجمال کی مقدار میں برابر ہونگی کہ کسی کو دوسرے پر بزرگی یا زیادتی ہوگی کہ بعضی سے عشق ہو اور بعضی سے نہو
اور جس وقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں اور طرح طرح کے میوے اور شرابیں اور حوریں اور محل دیکھیں تو ملائکہ انکو کہیں کہ هٰذَا مَا تُوعَدُونَ یہ وہ چیزیں ہیں
کہ وعدہ کئے جاتے تھے تم دنیا میں لِيَوْمِ الْحِسَابِ واسطے دن حساب کے یعنی واسطے روز جزا کے کہ اگر اچھے عمل کروگے تو جزا دینے کے روز تمکو ایسی ایسی چیزیں ملینگی اور
جبکہ بہشتی بہشت میں یہ نعمتیں دیکھیں گے تو خوش ہوکر ایسے کہیں گے کہ إِنَّ هٰذَا تحقیق یہ نعمتیں کہ ہم دیکھتے ہیں لَرِزْقُنَا البتہ روزی ہماری ہے کہ خدا نے ہمیں احسان
کیا ہے اسکے بخشنے میں مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ نہیں ہے واسطے اُن کے نیست ہونا کہ کبھی تمام ہوگی اور نہ اسکو فنا اور زوال ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ یہ کلام مبتدا
کا ہے خدا فرماتا ہے کہ یہ نعمت ہماری روزی ہے کہ ہمنے اپنے بندوں کو انعام کی ہے اور کبھی اسکو زوال نہیں ہے هٰذَا یہ خبر مبتدا محذوف کی ہے اور یا مبتدا خبر محذوف
کا یعنی امر انکا یہ ہے اور یا یہ کہ یہ ہی امر انکا کہ جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے اور اب خدا تعالیٰ دوزخیوں کا حال سے خبر دیتا ہے کہ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ اور تحقیق کہ واسطے
حد سے گذر جانے والوں نافرمانوں کے لَشَرَّ مَآبٍ البتہ بری جگہ پھرنے کی ہے کہ وہ جَهَنَّمَ دوزخ ہے يَصْلَوْنَهَا داخل ہونگے اسمیں اور آگ میں جلینگے اور
انکا بستر ہوگا فَبِئْسَ الْمِهَادُ پس برا بچھونا ہے وہ دوزخ ہے عذاب انکا هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ پس چاہیے کہ چکھیں وہ کفار حد سے گذر جانے والے اور وہ عذاب
چکھنے کا حَمِيمٌ پانی گرم ہے کھولتا ہوا کہ جس وقت اسکو منہ کے پاس لیجائیں تو اسکی سوزش سے منہ کی کھال اسمیں گل کر گر پڑے اور جس وقت اسکو پیویں تو اسکی حرارت سے وہ
انتڑیاں پارہ پارہ ہوجائیں اور حمیم خبر ہے مبتدا محذوف کی وَغَسَّاقٌ اور پانی سڑا ہوا بدبودار جو انکا دوزخیوں کی اور پانی نہایت بدبو کہ دالا کر جو تنا کر دیا گو
سڑ و نسو جاری ہوگا اور پیپ جو انکی دوزخیوں کے انکی پینے کو ملیگا اور بعضے نے غساق کو تخفیف سے پڑھا ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ غساق ایک چشمہ ہے دوزخ میں سانپ اور بچھوؤں کے
زہر کا اور کہتے ہیں کہ سختی اور عذاب غساق کا اس مرتبہ کا ہے کہ اگر ایک قطرہ مغرب میں ہو تو مشرق والے اس سے نفرت کریں اور اگر مشرق میں ہو تو مغرب والے اس سے نفرت کریں وَ
آخَرُ مِن شَكْلِهِ اور دوسرے عذاب شکل اسکی سے یعنی سوائے اپنے عذاب کے اور عذاب مثل اس پہلے عذاب کے سختی اور شدت میں أَزْوَاجٌ قسم قسم کے اور طرح طرح کے
ہونگے لیکن درد اور سختی میں یکساں ہونگے کسی سے کوئی کم نہو گا اور بعضوں نے آخر کو آخر پڑھا ہے جمع کا صیغہ اور کہتے ہیں کہ کفار کے رئیسوں اور سرداروں کو جو کہ انکو گمراہ کرتے تھے
وہ دوزخ میں لیجائیں تو انکی پیروی کرنیوالوں کو انکے پیچھے کریں اور وہ سردار فرشتوں سے پوچھینگے کہ یہ کون ہیں کہ جو ہمارے پیچھے آتے ہیں فرشتے کہینگے کہ هٰذَا فَوْجٌ یہ گروہ ہیں
مُّقْتَحِمٌ رنج اور سختی سے آنیوالی دوزخ میں مَّعَكُمْ ہمراہ تمہارے وہ سردار سمجھ گئے تو جماعت پیچھے آنیوالی کو کہینگے کہ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ نہ کشادگی اور فراخی ساتھ ہو
انکو کہ وہ ہمیشہ دوزخ کی تنگی میں رہیں اور یہ کلمہ دعائیہ ہے اور با اسمیں تعدیہ کی ہے اور اصل میں یہ تھا تو ہم رحبا ہے اور رحبا مفعول فعل محذوف کا ہے یعنی ان لوگوں کے

واسطے کشادگی نہ ہو جیوا در فرشتے انکو کشادگی میں نہ لائیں اِنَّھُمْ صَالُوا النَّارِ تحقیق کہ وہ داخل ہونیوالے آتش دوزخ کے ہیں اور جس وقت وہ جماعت پیچھے
آنیوالی اپنے پیشوونسے یہ کلمہ سنیگی تو قَالُوْا کہینگے کہ بَلْ اَنْتُمْ بلکہ تم زیادہ لائق ہو کہ کہا جائے تمہارے حق میں لَا مَرْحَبًا بِكُمْ نہ مرحبا ہو جیو تمکو کہ تم خود گمراہ ہوا در ہمکو تم نے
گمراہ کیا اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا تمنے مقدم کیا ہے اس عذاب کو واسطے ہمارے اور آگے بھیجا ہے یعنی تمنے ہمکو معتقد کیا ہے دین باطل پر اور اعمال بد پر کہ جو موجب عذاب کا ہے
اور تمہارے گمراہ کرنیسے ہم دوزخمیں آئے ہیں فَبِئْسَ الْقَرَارُ پس بُری ہی ہے پھر نیکی جگہ دوزخ اور حدیث میں آیا ہے کہ آتش دوزخ روز جیونپر تنگ ہوا ور دوزخیونکو تنگی میں ایسے کھینچے مثل
لوہے سر نیزہ کے کہ نیزہ کو تنگی سے پکڑتا ہے اور پھر چپک جاتا ہے اور بعد اسکے وہ لوگ اپنے سرداروں پہ کہا کہ تمہاری سنگی میں بد دعا کریں اور نہایت دردل سے قَالُوْا کہیں کہ
رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے مَنْ قَدَّمَ لَنَا جسنے کہ آگے بھیجا واسطے ہمارے هٰذَا اس عذاب کو کہ سبب عذاب کا ہمسے کروایا ہو فَزِدْهُ پس زیادہ کر تو اسکو
عَذَابًا ضِعْفًا عذاب دو چند فِي النَّارِ بیچ دوزخ کے کہ ایک عذاب تو گمراہ ہونیکا اور دوسرا عذاب گمراہ کرنیکا اور کہتے ہیں اشراف قریش مثل ابوجہل اور ولید بن مغیرہ کے
مومنین کو جسوقت دیکھینگے مثل عمار اور صہیب اور بلال کے تو کہینگے کہ یہ لوگ گمراہ اور مردود ہیں اور بڑے شریر ہیں اور لائق دوزخ کے ہیں اور جس وقت کہ وہ کفار دوزخ میں جاوینگے اور ان
مومنین کو دوزخمیں نہ دیکھیں تو انکو تلاش کریں وَقَالُوْا اور کہیں وہ کفار آپسمیں مَا لَنَا لَا نَرٰى کیا ہے واسطے ہمارے کہ نہیں دیکھتے ہیں ہم رِجَالًا ان مردونکو کہ
كُنَّا نَعُدُّهُمْ تھے ہم کہ شمار کرتے تھے ہم ان کو دنیا میں مِّنَ الْاَشْرَارِ شریر دشمنوں سے اور انکو بہت بد سمجھتے تھے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے
اپنے شیعونکی طرف خطاب کرکے کہتے تھے کہ مراد کفار کی چال سے تم لوگ ہو کہ واللہ تم میں سے کسیکو دوزخ میں نہ دیکھینگے اور ایسے ہی حضرت صادق نے فرمایا ہے اور جس وقت
وہ کفار مومنین کو دوزخمیں نہ دیکھینگے تو اپنے نفسوں ملامت کرکے کہیں کہ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا کیا پکڑا تھا ہمنے انکو ٹھٹھا دنیا میں اور اگر انسے ٹھٹھا کیا تو بڑی خطا کی اور
اتخذنا میں ہمزہ استفہام کا ہے اور وہ ہمزہ آیا تو ہمزہ وصلی گر پڑا اور اہل مدینہ اور کوفہ نے سخریا کو بضم سین پڑھا ہے اور اہل عراق اتخذنا میں ہمزہ استفہام نہیں ملاتے ہیں
بلکہ ہمزہ وصلی سے پڑھتے ہیں اور اس صورت میں صفت بعد صفت رجالا کی کہتے ہیں یعنی ہم ان مردونکو نہیں دیکھتے ہیں کہ جنکو شمار کرتے تھے ہم شریر دشمنوں سے
اور پکڑا تھا ہم نے انکو مسخرہ اَمْ زَاغَتْ یا کہ پھری ہیں عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ دیکھنے انکے سے بینائیاں یعنی کیا وہ موجود تو ہیں دوزخ میں لیکن ہماری آنکھیں
انکو نہیں دیکھتی ہیں کیونکہ وہ آنکھ دیکھنے میں قصور کرتی ہیں اور منقول ہے کہ خدا مومنین کو جس وقت بہشت میں داخل کریگا اور وہ بہشت کی لذتوں میں مشغول ہوں تو
اس وقت انکے حال کو کفار کو دکھلاویگا تا کہ انکو یقین ہو کہ دوزخ میں نہیں ہیں اور رنج اور افسوس انکا زیادہ ہو اِنَّ ذٰلِكَ تحقیق کہ وہ یعنی جو کچھ کہ گذرا
یہ احوال دوزخیونکا اور گفتگو انکی لَحَقٌّ البتہ حق اور درست ہے تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ جھگڑنا اہل دوزخ کا یعنی ان کفار کا اور انکے گمراہ کرنیوالونکا آپسمیں جھگڑنا جو کچھ
کہ اوپر گذرا ہے سب حق ہے اور ہونیوالا ہے اور اب خدا تعالےٰ اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد انکو کہ اِنَّمَآ اَنَا سوائے اسکے نہیں کہ میں تمکو مُنْذِرٌ ڈرانے
والا ہوں ڈرانیوالا ہوں عذاب خداسے وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اور نہیں ہے کوئی معبود کہ قابل پرستش کے ہو اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ سوائے خدا ایک کے کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں
کوئی شریک نہیں رکھتا ہے الْقَهَّارُ قہر کرنیوالا ہے ہر چیز پر اپنی قدرت کاملہ سے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پروردگار پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا
وَمَا بَيْنَهُمَا اور اس چیز کا کہ درمیان ان دونوں کے ہے جن اور انسان اور حیوانات اور پہاڑ اور درخت کا سبکا الْعَزِيْزُ غالب کفار کو عذاب کرنے پر کہ ہرگز مغلوب نہو
الْغَفَّارُ بخشنے والا گنہگاروں کا جو کہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد اپنی امت کے لوگوں کو کہ هُوَ وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے حال عذاب کا اور آخرت کا اور
یا جو کچھ کہ میں دعوے کرتا ہوں خدا کے ایک ہونیکا اور اپنے پیغمبر ہونیکا وہ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ خبر بڑی ہے کہ اَنْتُمْ تم اپنی جہالت اور غفلت کے سبب سے عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ
اس سے منہ پھیرنے والے ہو اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مراد نبا عظیم سے امیر المومنین علیہ السلام ہیں مَا كَانَ لِيَ نہ تھا واسطے میرے مِنْ عِلْمٍ علم پہلے اس سے
بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى ساتھ گروہ بلند کے کہ وہ ملائکہ اور ابلیس اور آدم ہے اور آسمان پر رہتے تھے اور جو کچھ انمیں گفتگو ہوئی اسکو میں نہیں جانتا تھا اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ
جس وقت جھگڑتے تھے وہ کہ ملائکہ تو کہتے تھے کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا اور آدم کہتا تھا کہ انبئونی باسماء ھؤلاء اور جس وقت ابلیس کو کہا گیا کہ تو آدم کو سجدہ
کر تو وہ کہتا تھا کہ انا خیر منہ پس میری نبوت کے ثابت ہونے میں اس سے زیادہ روشن اور کیا دلیل ہوگی کہ میں قصہ ملائکہ اور آدم اور ابلیس کا بیان کرتا
ہوں اس طرح سے کہ جس طرح سے پہلی کتابوں پاک میں موجود ہے کہ نہ کسی کتاب کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور نہ کسی استاد سے سنا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ بدون

وحی کے حاصل نہیں ہوا ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھ سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ کس چیز میں جھگڑتے تھے ملاء اعلیٰ والے میں نے کہا کہ میں نہیں
جانتا فرمایا کہ جھگڑا کیا انھوں نے کفارات میں اور درجات میں لیکن کفارات تو پورا اور کامل کرنا وضو کا ہے صبح کیوقت سردی میں اور قدموں کا اٹھانا طرف جماعتوں نماز کی اور بعد
ادا کرنے ایک نماز کے دوسری نماز کا منتظر ہونا اور لیکن درجات ظاہر کرنا اسلام کا ہے اور کھلانا کھانے کا ہے اور پڑھنا نماز کا شب کو جس وقت کہ آدمی سوتے ہیں یعنی وہ پہلی چیزیں گناہوں
کا کفارہ ہیں اور پچھلی چیزوں سے درجے بلند ہوتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث معراج کے اخیر میں منقول ہے کہ رسولخدا سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرئیل
آگے چلنے سے رہگئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل اس جگہ تو مجھکو تنہا چھوڑتا ہے کہا کہ تشریف لیجاؤ آگے کو قسم ہے خدا کی اس مقام پر پہنچے ہو تم اے رسولخدا کہ مخلوقات
خدا میں سے کوئی اس مقام پر نہیں پہنچا ہے اور پروردگار کے نور میں سے مینے دیکھا اور میرا اور اسکے درمیان ایک سبحہ حائل ہو گیا امام سے پوچھا کہ سبحہ کیا چیز ہے پس اپنے منہ کی
طرف زمین کے اور اپنے ہاتھ سے طرف آسمان کے اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ جلال ربی اور حضرت رسولخدا فرماتے تھے کہ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ محمد میں نے کہا کہ لبیک
اے پروردگار میرے فرمایا کہ کس چیز میں جھگڑا کیا ملاء اعلیٰ نے مینے کہا کہ پاک ہے تو اے پروردگار میرے مجھکو اسکا علم نہیں ہے اور وہی جانتا ہوں کہ جو تونے مجھکو سکھلایا ہے اور دست
قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا کہ مینے اسکی خنکی کو اپنے سینہ کے درمیان پایا پس فرمایا کہ نہ پوچھیگا تو مجھ سے اس چیز کو کہ گذر گئی ہے اور اس چیز کو کہ باقی رہی ہے مگر تعلیم
کرونگا میں تجھکو اور بتلادونگا وہ تجھکو پس فرمایا کہ اے محمدؐ کس چیز میں جھگڑا کیا ملاء اعلیٰ نے مینے کہا کہ کفارات میں اور درجات میں اور حسنات میں پس فرمایا کہ اے محمدؐ
منقطع ہوا کھانا تیرا اور گذر گئی نبوت تیری پس کون شخص ہے وصی تیرا مینے کہا کہ اے پروردگار میرے تیری خلقت کو مینے آزمایا پس کسی آدمی کو مینے اپنا فرمانبردار
زیادہ علیؑ کے سوا نہ دیکھا فرمایا کہ میرا زیادہ فرمانبردار بھی وہی ہے اور پھر رسولخدا نے کہا کہ اے پروردگار میرے مینے تیری خلقت کو آزمایا پس زیادہ دوست اپنا
سوائے اسکے کسی کو نہ پایا فرمایا کہ میرا بھی زیادہ دوست وہی ہے پس خوشخبری دے تو اے محمدؐ اسکو کہ وہ علم ہے میری ہدایت کا اور امام ہے میرے دوستوں کا اور نور ہے
اس شخص کے واسطے جو فرمانبرداری کرے میری اور وہ کلمہ کہ لازم کیا ہے مینے اسکو متقیوں کو جو شخص کہ دوست رکھے اسکو وہ دوست رکھے مجھکو اور جو کوئی دشمن رکھے اسکو
وہ دشمن رکھے مجھکو اور خاص کیا مینے اسکو پیغمبر کے ساتھ مینے کہا کہ اے پروردگار وہ بھائی میرا ہے اور مصاحب میرا اور وزیر میرا اور وارث میرا اور فرمایا کہ کہہ تو اے
محمدؐ اِنْ یُّوحٰۤی اِلَیَّ نہیں وحی کی جاتی ہے طرف میرے اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا مگر اسواسطے کہ تحقیق نہیں ہوں میں مگر نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ڈرانیوالا ظاہر تاکہ لوگوں کو تاریکی گمراہی سے
باہر نکالوں اور اب جھگڑے کو ابلیس کے بیان کرتا ہے کہ یاد کر تو اے محمدؐ اِذْ قَالَ رَبُّکَ جس وقت کہ کہا پروردگار تیرے نے لِلْمَلٰٓئِکَۃِ واسطے فرشتوں کے
اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا تحقیق میں پیدا کرنیوالا ہوں آدمی کہ صفات اسکی مینے تمسے بیان کی تھیں اور کہا تھا کہ پیدا کرونگا میں اسکو اور اب ضرور پیدا کرونگا میں اسکو
مِّنْ طِیْنٍ مٹی سے اور مراد اس سے پیدائش آدمؑ کی ہے اور فرمایا کہ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ پس جسوقت کہ درست کروں میں اسکو بنا کر وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ
رُّوْحِیْ اور پھونکوں میں بیچ اسکے روح اپنی سے کہ جو مینے پیدا کی ہے اور خاص کیا ہے اسکو فَقَعُوْا لَہٗ پس گر پڑو تم واسطے اسکے سٰجِدِیْنَ جسوقت کہ
سجدہ کرنیوالے ہو یعنی آدمؑ کو تعظیم کا سجدہ کرو اور جسوقت خدا نے آدمؑ کا پتلا بنا کر اسمیں روح کو پھونکا اور زندہ کیا تو فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّہُمْ اَجْمَعُوْنَ پس سجدہ
کیا فرشتوں نے کل انکے سب نے آدمؑ کو اور کسینے انکار نکیا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ مگر شیطان نے اِسْتَکْبَرَ تکبر کیا اور اپنے تئیں بڑا جانا اور سجدہ کرنیسے انکار کیا وَکَانَ اور تھا
وہ شیطان پہلے سے اور یا ہو گیا حکم کے نہ بجالانے سے مِنَ الْکٰفِرِیْنَ کفر کرنیوالوں میں سے کہ خدا کا کہنا نہ مانا اور جس وقت شیطان نے سجدہ سے انکار کیا تو
قَالَ کہا خدا نے اس سے کہ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھکو اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ اس سے کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ پیدا کیا میں نے
اسکو بِیَدَیَّ ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے یعنی مینے خود اسکو پیدا کیا ہے بدون ماں اور باپ کے اور بے سبب غیر کے اور یا یہ کہ مینے اسکو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے
اَسْتَکْبَرْتَ کیا تکبر کیا تو نے اور یہاں بھی ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ وصلی ساقط ہو گیا ہے یعنی کیا بدون استحقاق کے تکبر کیا تونے اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ یا ہے تو
بلند مرتبہ ہونیوالوں میں سے کہ وہ استحقاق بلندی کا رکھتے ہیں قَالَ کہا ابلیس نے کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ میں بہتر ہوں اس آدمؑ سے کہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ پیدا کیا ہے تو نے مجھکو
آگ سے کہ وہ لطیف اور نورانی ہے وَخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ اور پیدا کیا تو نے اسکو مٹی سے کہ وہ نہایت کثیف اور تاریک ہے اور جس وقت کہ آگ افضل ہوئی مٹی سے
تو افضل کیونکر سجدہ کرے اپنے سے کم مرتبہ والی چیز کو اور ابلیس نے یہیں بڑی غلطی کی کہ اگر اس مٹی کی نورانیت کی طرف لحاظ کرتا تو کبھی ایسا نہ کہتا اور ذکر اسکا

سورہ اعراف میں گذر گیا ہے اللہ تعالےٰ نے اسے سنکر قال کہا کہ فاخرج منہا پس نکل تو ان فرشتوں میں سے یا بہشت میں سے فانک رجیم پس تحقیق کہ تو
راندہ ہوا ہے رحمت سے اور کرامت ہماری سے وان علیک لعنتی اور تحقیق کہ اوپر تیرے لعنت میری ہے الی یوم الدین تا روز جزا یعنی ہمیشہ تجھ پر
لعنت میری ہے اور قیامت میں لعنت اسپر دوچند ہوگی ابلیس نے جس وقت یہ سنا تو قال کہا کہ رب اے پروردگار میرے جس وقت کہ اپنی رحمت سے تونے
مجھکو نا امید کیا ہے تو فانظرنی پس مہلت دے تو مجھکو یعنی زندہ رکھ تو مجھکو الی یوم یبعثون اس روز تک کہ اٹھائے جاویں زندہ کر کے یعنی قیامت
تک مجھکو موت نہ ہو قال کہا اللہ نے اسکے جواب میں کہ فانک من المنظرین پس تحقیق تو مہلت دئے گیوں میں سے ہے الی یوم الوقت المعلوم تا روز
وقت معلوم کہ وہ پہلا نفخہ صور اول کا ہے کہ اسوقت سب مر جاوینگے وہ وقت ابلیس کے عدہ مہلت کا سنا تو قال کہا کہ فبعزتک پس قسم ہے غالب ہونے تیرے کی ہر آینہ
سے کہ میں لاغوینہم اجمعین البتہ گمراہ کرونگا میں اولاد آدم کو یعنی آدمیوں کو سب گمراہ کرونگا الا عبادک منہم مگر بندوں تیرے کو
ان میں سے کہ المخلصین خالص کئے گئے ہیں کفر اور گناہوں سے یا خالص عمل کئے ایمان لائے ہیں اور خالص تیرے ذکر میں ہیں ان پر میرا قابو نہ چلیگا
مراد ان لوگوں سے انبیاء اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں کہ معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں قال کہا خدا نے اسکے جواب میں کہ فالحق پس حق قسم ہے میری
اور یہ خبر ہے مبتدا اسکے محذوف کی اور یا یہ کہ خبر اسکی محذوف ہے یعنی حق قسم میری ہے والحق اقول اور حق کہتا ہوں میں اور یہ حق مفعول ہے اقول کا
جملہ یعنی منصوب پڑھتے ہیں فعل محذوف اور اسکے مقسم کو بیان کرتا ہے کہ لاملئن جہنم البتہ پر کرونگا میں دوزخ کو ساتھ تیرے اور تیرے
شیطانوں سے ومن تبعک اور ان لوگوں سے کہ پیروی کی ہے انہوں نے تیری منہم ان میں سے یعنی آدمیوں کے اجمعین سب سے یعنی جن آدمیوں نے
تیری پیروی کی ہے اور جس کسی نے تیری پیروی کی سب کو دوزخ کو بھر دونگا تیرے ہمراہ اور اب خدا اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے کہ قل کہہ تو اے
محمد کفار مکہ کو کہ ما اسئلکم علیہ نہیں سوال کرتا ہوں میں تم سے اوپر اس رسالت کے یعنی احکام خدا کے پہنچانے پر اور راہ حق کے بتلانے پر نہیں طلب
کرتا ہوں من اجر کوئی اجرت اور مزدوری کہ اسکے عوض میں تم مجھکو کچھ مال دو وما انا اور نہیں ہوں میں من المتکلفین تکلف اور بناوٹ کرنے
والوں میں سے کہ جس لیاقت ایک چیز کی نہو اور اسکا دعوےٰ کرتا ہے یعنی میں دعوے کروں کہ میں لیاقت رسول ہونے کی نہ رکھتا ہوں اور میں کہوں کہ یہ قول خدا کا ہو اور
قرآن کی آیتوں کو اپنی طرف سے بنا لاؤں یہ امر ہرگز نہیں ہے ان ہو نہیں ہے وہ قرآن الا ذکر مگر نصیحت خدا کی جانب سے للعالمین واسطے عالم کے لوگوں کو
کہ وہ جن اور انسان ہیں اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ واسطے تکلف کرنے والوں کے تین علامتیں ہیں ایک تو یہ کہ جو کوئی اس سے مرتبہ میں فوقیت رکھتا ہو اور علیہ
اس سے وہ نزاع رکھتا ہے اور دوسری یہ کہ لیتا ہے اس چیز کو کہ جس کے لینے کی قدرت نہیں رکھتا ہے اور تیسرے یہ کہ کہتا ہے آدمی اس امر کو کہ نہیں جانتا ہو جسکو
اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ بعضے علما وہ ہیں کہ فتوے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے سوال کرو اور ایک حرف بھی درست نہیں کہہ سکتے ہیں اور خدا نہیں
دوست رکھتا ہے تکلف کرنیوالوں کو پس یہ لوگ بیچ طبقے چھٹے دوزخ کے ہیں ولتعلمن نباہ اور البتہ جانو گے تم خبر اس قرآن کی یعنی راستی اور حق ہونا
ان باتوں کا کہ جو اسمیں مذکور ہیں اسکو جانو گے اور اسکے صدق سے مطلع ہو گے تم بعد حین بعد ایک وقت کے کہ وہ وقت موت کا ہے یا روز قیامت
یا وقت ظاہر ہونے مہدی آل محمد کے سورۃ الزمر یہ سورہ مکی ہے اور اس میں پچھتر آیتیں ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ زمر کو پڑھے خدا
اسکو بزرگی دنیا اور آخرت کی بخشے اور غالب کرے اسکو بدون مال اور کنبہ کے آدمیوں پر اس وجہ سے کہ جو کوئی اسکو دیکھے ہیبت اسکی اسکے دل پر غالب ہو اور اسکی
بدنکو دوزخ پر حرام کرے اور ہزار شہر بہشت کے اسکے واسطے بنائے کہ ہر شہر میں ہزار محل ہوں اور ہر محل میں ہزار حوریں اور باوجود اسکے اسکے واسطے دو چشمے جاری ہوں
اور دو چشمے جوش کرنیوالے ہوں دو بہشتیں نہایت سبز ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب نازل کرنا کتاب کا یعنی قرآن کا نازل کرنا محمد پر من
اللہ خدا کی جانب سے ہے العزیز کہ غالب ہے تمام خلقت پر ہر حال میں الحکیم حکمت والا ہر امر میں اور تنزیل الکتاب مبتدا ہے اور من اللہ خبر اسکی ہے اور یا تنزیل
الکتاب خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہذا تنزیل الکتاب اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے فعل محذوف کا انا انزلنا تحقیق ہم نے نازل کیا ہے الیک الکتاب
طرف تیری کتاب کو کہ وہ قرآن ہے بالحق ساتھ حق کے اور راستی کے نہ ساتھ باطل اور لغو کے فاعبد اللہ پس عبادت کر تو خدا کو مخلصا لہ اس وقت کہ خالص

ع ۴ ۱۴ سورۃ الزمر

کرنیوالا ہو تو واسطے اس خدا کے اَلدِّیۡنَ ہٗ دین کو شرک اور ریا سے یعنی عبادت خاص واسطے خدا کے کر بدون آمیزش کسی دوسری چیز کے یہ خطاب رسول خدا کی طرف ہے اور
مراد اس سے امت کے لوگ ہیں اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ خبردار ہو کہ واسطے خدا کے دین خالص ہے کہ اسکو عبادت کرنی چاہیے خالص اور پاک شرک اور ریا سے وَالَّذِیۡنَ
اتَّخَذُوۡا اور وہ لوگ کہ پکڑا ہے یعنی اختیار کیا ہے انھوں نے مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ سوائے اس خدا کے دوستوں کو کہ دوستی انکی اس گمان سے رکھتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے ہیں مثل ملائکہ اور
عیسیٰ اور عزیر اور آفتاب اور ماہتاب اور بتوں کے اور اپنے اعتقاد باطل سے کہتے ہیں کہ مَا نَعۡبُدُہُمۡ نہیں عبادت کرتے ہیں ہم ان چیزوں کو اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ مگر واسطے اسکے کہ
نزدیک کریں ہم کو یہ معبود ہمارے اِلَی اللّٰہِ طرف خدا کے زُلۡفٰی نزدیک کرنا یعنی ہم اس واسطے انکو عبادت کرتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے ہماری شفاعت کریں کہ انکے سبب سے ہم مقرب درگاہ
خدا کے ہوں اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ تحقیق خدا حکم کریگا عدل اور انصاف کے ساتھ بَیۡنَہُمۡ درمیان انکے روز قیامت فِیۡ مَا ہُمۡ فِیۡہِ بیچ اس چیز کے کہ وہ بیچ اس چیز کے
یَخۡتَلِفُوۡنَ اختلاف کرتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مجوس اور تمام مشرکین آپس میں اختلاف رکھتے ہیں اور سوائے خدا کے ہر ایک اپنے معبود کو حق جانتے ہیں قیامت کے روز
انکو اپنے اعتقاد باطل کا حال معلوم ہو جائے گا اور اس اعتقاد باطل کی بابت بہشت سے بے نصیب دوزخ کو روانہ ہو کر عذاب آتش دوزخ میں گرفتار ہونگے اِنَّ اللّٰہَ تحقیق کہ
خدا لَا یَہۡدِیۡ نہیں ہدایت کرتا ہے اور نہیں دکھلاتا ہے راہ بہشت کی یعنی بہشت کو نہیں لیجاتا ہے مَنۡ ہُوَ اس شخص کو کہ وہ کٰذِبٌ دروغ گو ہے باطل معبودوں کی
شفاعت کے دعوے میں کَفَّارٌ کفر کرنیوالا اور ناشکری کرنے والا خدا کی نعمتوں کا اور اسکی وحدانیت کا انکار کرتا ہے اور اب خدا ان لوگوں کے رد میں فرماتا ہے کہ جو دعویٰ کرتے تھے
کہ ملائکہ دختران خدا ہیں اور عیسیٰ پسر خدا چنانچہ فرماتا ہے لَوۡ اَرَادَ اللّٰہُ اگر ارادہ کرتا خدا بسبیل فرض اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا یہ کہ پکڑے یعنی اختیار کرے فرزند کو جیسا کہ
شرک کرنیوالے دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس صورت میں لَّاصۡطَفٰی البتہ برگزیدہ کرتا مِمَّا یَخۡلُقُ اس چیز سے کہ پیدا کرتا ہے مَا یَشَآءُ جو کچھ چاہتا یعنی
جسکو کہ وہ چاہتا اسکو فرزند اپنا اختیار کرے اور جو کچھ موجود ہے سب اسکا پیدا کیا ہوا ہے اور درمیان پدر اور پسر کے ہم جنس ہونا شرط ہے اور جو چیز کہ مخلوق ہے وہ مشابہ اور
مانند خالق کے ہو نہیں سکتی پس یہ شبہ سُبۡحٰنَہٗ پاک ہے وہ خدا فرزند اختیار کرنے سے ہُوَ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ وہ ہے خدا ایک الۡقَہَّارُ قہر کرنیوالا اسپر کہ نہیں
زبردستوں پر اور خدا نے حق وہی ہے جسکی اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو بِالۡحَقِّ ساتھ حق کے
نہ باطل اور لہو اور لعب کے واسطے بلکہ انکے پیدا کرنے میں علامتیں اسکی قدرت کاملہ کی ہیں کہ انہیں تامل کرکے انکے پیدا کرنیوالے کو پہچانیں یُکَوِّرُ الَّیۡلَ داخل کرتا ہے
اسکو عَلَی النَّہَارِ اوپر دن کے کہ دن کی رات ہو جاتی ہے وَیُکَوِّرُ النَّہَارَ اور داخل کرتا ہے دن کو عَلَی الَّیۡلِ اوپر رات کے کہ رات کا دن ہو جاتا ہے وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ
اور حکم میں کیا آفتاب کو وَالۡقَمَرَ اور ماہتاب کو کہ ایک طریق پر موافق اسکے حکم کے چلتے ہیں کُلٌّ یَّجۡرِیۡ ہر ایک چلتا ہے اپنے اپنے آسمان پر ایک راہ معین
پر لِاَجَلٍ مُّسَمًّی واسطے ایک مدت نام رکھی گئی کے کہ وہ مدت معین انکے دورہ کی ہے اور یا یہ کہ قیامت تک چلتے ہیں اور پھر بند ہو جاوینگے اَلَا ہُوَ الۡعَزِیۡزُ خبردار ہو
کہ وہ خدا غالب ہے سب چیز پر الۡغَفَّارُ بخشنے والا ہے کہ باوجود شرک اور گناہ کے انکی نعمت کو اپنی ان سے چھینتا نہیں ہے اور عذاب کرنے میں انکے جلدی نہیں کرتا ہے
چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز کہ جرم بیند و ناں برقرار بسیار دہد خَلَقَکُمۡ پیدا کیا ہے تمکو اے آدمیو مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ جان ایک سے کہ وہ آدم ہے باپ تمہارا
ثُمَّ جَعَلَ مِنۡہَا پھر پیدا کیا اس ایک تن سے اسکے پہلوئے چپ یا اسکی مٹی سے جو کچھ کہ اسکا پتلا بنا کر باقی رہی تھی زَوۡجَہَا جوڑا اسکا کہ وہ حوا ہے یہ نعمت تو
سب نعمتوں میں بڑی ہے کہ انکو عدم سے وجود میں لایا اور اب سوائے اس نعمت کے اور نعمتوں کا ذکر کرتا ہے وَاَنۡزَلَ لَکُمۡ اور نازل کیا واسطے تمہارے اور یا معنی اسکے یہ ہیں کہ نازل کیا پانی کہ
کہ سبب گھانس وغیرہ کے پیدا ہونے کا ہے تاکہ چارہ حیوانات کو ہو اور بعد اسکے پیدا کیا واسطے تمہارے مِّنَ الۡاَنۡعَامِ چارپایوں میں سے ثَمٰنِیَۃَ اَزۡوَاجٍ آٹھ کو کہ جوڑے ہیں یعنی
ایک نر ہے اور ایک مادہ اور ان آٹھ میں دو گوسفند ہیں کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے اور دو شتر ہیں کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے اور دو گاؤ ہیں کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے اور دو بکریاں
ہیں کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے اسطرح سے وہ آٹھ جوڑے ہیں اور جوڑی آٹھ نہیں ہیں اور یا یہ کہ جوڑی ہی آٹھ ہیں لیکن وہ اس طرح سے ہونگی کہ ایک جوڑا گوسفند شہری کا اور ایک جوڑا
گوسفند صحرائی کا اور اسی طرح گاؤ شہری اور صحرائی اور بکری شہری اور صحرائی اور شتر بختی اور اعرابی یہ آٹھ جوڑے ہوئے اور اب آدمی کی پیدائش کا حال بیان کرتا ہے
یَخۡلُقُکُمۡ پیدا کرتا ہے تمکو فِیۡ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ بیچ پیٹوں ماؤں تمہاری کے خَلۡقًا مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ پیدا کرنا بعد ایک پیدا کرنے کے یعنی نطفہ کو خون کرتا
ہے اور خون کو گوشت اور پھر ہڈیاں پیدا کر کے اوپر گوشت چڑھاتا ہے فِیۡ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ بیچ اندھیروں تین کے کہ ایک اندھیرا ماں کے پیٹ کا ہے اور ایک اندھیرا رحم

وقف لازم

کالہ جسجگہ بچہ پیٹ میں رہتا ہے اور ایک اندھیرا مشیمہ کا یعنی اس کھال کا جو بچہ پر لپٹی رہتی ہے اور بعد پیدا ہونیکے اسکو اس سے جدا کرتے ہیں ذٰلِکُمُ وہ کہ جسنے یہ چیزیں
کیں ہیں اللّٰہُ رَبُّکُمۡ خدا ہے پروردگار تمہارا اور پیدا کرنیوالا تمہارا اور ذالکم مبتدا ہی اور اللہ خبر ہے اسکی اور ربکم بدل ہی اللہ سے لَہُ الۡمُلۡکُ واسطے اسکے
بادشاہی تمام مخلوقات پر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش کے سوا اسکے فَاَنّٰی تُصۡرَفُوۡنَ پس کہاں پھر جاتے ہو تم راہ حق سے کہ وہ توحید
خدا کی ہی اور شرک کی طرف جھکتے ہو اور رغبت کرتے ہو اِنۡ تَکۡفُرُوۡا اگر کافر ہو جاؤ تم اے مکہ والو اور یا ناشکری اسکی نعمتوں کی کرو تم جو چاہو کرو فَاِنَّ اللّٰہَ
غَنِیٌّ پس تحقیق کہ خدا بے پروا ہے عَنۡکُمۡ تمہارے ایمان تمہارے اور شکر کرنے تمہارے سے پس کفر اور ناشکری تمہاری اسکو ضرر نہیں کرتی ہے بلکہ ضرر اسکا تمہاری ہی
جانوں پر ہی وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ اور نہیں پسند کرتا ہے خدا واسطے بندوں اپنے کے کفر کو اور جس وقت کہ کفر پسند نہ کیا تو بندوں کے کفر کا خالق بھی ہوگا اس
واسطے کہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو پسند نہ کرے اسکو پیدا کرے پس باطل ہوا قول ان لوگوں کا کہ جو کہتے ہیں کہ خالق کفر کا بھی خدا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا
ارادہ نہیں کرتا ہے اس کفر کا کہ جو بندہ سے واقع ہوتا ہے اس واسطے کہ اگر اسکا ارادہ کرتا تو جس وقت وہ بندے سے واقع ہوتا اس وقت بندہ کے واسطے اسکو پسند
بھی کرتا اس واسطے کہ جس وقت ہمارے ارادہ سے کسی آدمی سے کفر واقع ہو تو ہم سے راضی بھی ہونگے اور خدا تعالے تو نہیں پسند کرتا ہے واسطے بندے کے کفر کو پس
ارادہ بھی نہ کریگا بندہ کے کفر کا وَاِنۡ تَشۡکُرُوۡا اور اگر شکر کرو تم خدا کی نعمتوں کا خصوصًا ایمان کی نعمت کا تو یَرۡضَہُ لَکُمۡ پسند کریگا اسکو واسطے تمہارے کہ وہ
موجب زیادتی نعمت کا ہی اور یرضہ کے آخر میں سے الف ساقط ہو گیا ہے جزا ہونیکی جہت سے اور ابو عمرو نے اسکی ہا کو ساکن پڑھا ہی اور ابن کثیر اور ابن عامر اور خلف اور
نافع نے ہا کو مضموم پڑھا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ اور نہیں بوجھ اٹھاتا ہے کوئی بوجھ اٹھانیوالا وِّزۡرَ اُخۡرٰی بوجھ دوسرے نفس کا یعنی ایک آدمی دوسرے
آدمی کا گناہ نہیں اٹھا سکتا ہے کہ اپنے ذمہ کسی دوسرے کے گناہ کر لیوے اور نہ ایک کی عوض دوسرے کو سزا ہو سکتی ہے کہ عدل کے برخلاف ہی پس ہر شخص سے مواخذہ
اسی کے گناہ کا ہوگا نہ دوسرے کے گناہ کا ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ پھر طرف پروردگار تمہارے کے ہی جگہ پھرنے تمہارے کی واسطے جزائے اعمال نیک اور بد کے
فَیُنَبِّئُکُمۡ پس خبر دیگا تمکو بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں اِنَّہٗ تحقیق کہ وہ سبحانہ تعالی عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ
جاننیوالا ہی اور عالم ہے ساتھ سینہ کی باتوں کے پس اعمال تمہارے اسسے کیونکر پوشیدہ ہونگے اور کہتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ اور یا ابو حذیفہ ایک بلا میں گرفتار ہوئے اور بعد اسکے
انھوں نے خدا کی طرف رجوع کی اور بت پرستی کو ترک کیا اور جسوقت بلا دفع ہوئی اور نعمت حاصل ہوئی تو پھر مرتد ہو گئے اور کفر اور شرک کو اختیار کیا اور لوگوں کو
گمراہ کرنے لگے خدا نے یہ آیت نازل کی وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ اور جسوقت پہنچتا ہے آدمی کو یعنی عتبہ کو یا ابو حذیفہ کو ضُرٌّ کوئی ضرر مثل بیماری یا قحط یا فقیری کے تو
دَعَا رَبَّہٗ پکارتا ہی پروردگار اپنے کو مُنِیۡبًا اِلَیۡہِ کہ رجوع کرنیوالا ہے طرف اسکے اور فریاد کرنیوالا ہے اور توبہ کرنیوالا ہی غیر کی عبادت کو ترک کرکے
اور ایسا حال واقع ہوا ہی ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ پھر جس وقت دی اسکو خدا نے نِعۡمَۃً مِّنۡہُ نعمت اپنے پاس سے یعنی اس بلا کو نعمت سے بدل کیا تو نَسِیَ مَا
کَانَ بھول گیا اس چیز کو یعنی اس ضرر کو کہ تھا یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡہِ پکارتا تھا طرف اسکے خدا کو مِنۡ قَبۡلُ پہلے اس سے کہ کسی طرح اس ضرر کو دور کرے وَجَعَلَ
لِلّٰہِ اور کر دیے اسنے واسطے خدا کے اَنۡدَادًا شریک لِّیُضِلَّ تاکہ گمراہ کرے آدمیوں کو عَنۡ سَبِیۡلِہٖ راہ اسکی سے یعنی خدا کی راہ کہ وہ دین اسلام ہی اور
حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ابو الفضیل کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ جناب رسولخدا کو ساحر جانتا تھا اور جسوقت اسکو کوئی ضرر پہنچتا تھا تو خدا کی طرف رجوع
کرتا تھا اور جو کچھ رسولخدا کو کہتا تھا اس سے توبہ کرتا تھا اور جس وقت اسکو کوئی نعمت مثل عافیت کے حاصل ہوتی تھی تو اس توبہ کو بھول جاتا تھا اور رسولخدا کو پھر جادوگر کہنے
لگتا تھا فرماتا ہے خدا کہ قُلۡ کہہ تو اے محمد اس کافر کو کہ تَمَتَّعۡ فائدہ اٹھا تو بِکُفۡرِکَ ساتھ کفر اپنے کے قَلِیۡلًا تھوڑا سا یعنی تھوڑے دنوں تک کہ وہ دن دنیا کی ہیں اور
قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی تمتعًا قلیلا اور وہ مفعول مطلق تمتع کا ہی یعنی چند روز دنیا کے مال سے فائدہ اٹھا کہ عنقریب فنا ہونیوالا ہی اِنَّکَ مِنۡ اَصۡحٰبِ
النَّارِ تحقیق کہ تو صاحبوں دوزخ کے سے ہی پس کیا کافر بہتر ہے اَمَّنۡ ہُوَ یا وہ شخص کہ وہ قَانِتٌ دعا کرنیوالا ہے نماز میں کھڑے ہو کر یا ہمیشہ عبادت کرنیوالا ہی
اٰنَآءَ الَّیۡلِ ساعتوں رات میں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہی کہ نماز تہجد پڑھنے والا ہی کہ نماز شب میں سَاجِدًا سجدہ کرنیوالا ہی وَّقَآئِمًا
اور کھڑا ہونیوالا ہے یعنی شکو عبادت خدا میں کہ کبھی سجدہ کرنیوالا ہے اور کبھی کھڑے ہو کر ذکر خدا کرنیوالا ہے اور ساجدا اور قائما حال واقع ہوئے ہیں اور باوجود اسکے

عبادت کے یحذر الآخرۃ ڈرتا ہو وہ عذاب آخرت کا ویرجوا رحمۃ ربہ اور امید رکھتا ہو رحمت پروردگار اپنے کی یعنی اسقدر تو عبادت کرتا ہو اور
پھر درمیان خوف اور امید کے ہے کہ دونوں کو برابر رکھتا ہو اور ایک دوسرے سے زیادہ نہیں رکھتا ہے اسواسطے کہ امید کو زیادہ رکھنا عذاب سے بیخوف ہونا ہو اور خوف کو زیادہ
رکھنا رحمت سے ناامید ہونا ہے اور یہ دونوں امر بد ہیں اور حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ خدا سے اسقدر خوف کرو کہ تجھکو گمان ہو کہ اگر تمام زمین کے کل باشندوں کی
نیکیاں لائے تو تجھسے قبول نہ کریگا اور امید رکھو خدا سے ایسی کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگوں کے گناہ لیکر آئے تو تجھکو بخشدیگا قل کہہ تو اے محمد صلعم کفار کو کہ هل یستوی
کیا برابر ہیں الذین یعلمون وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں وحدانیت خدا کا والذین لا یعلمون اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے ہیں خدا کی وحدانیت
کو بلکہ انکار کرتے ہیں اور کفر اور سرکشی کی ہے انما یتذکر سوائے اسکے نہیں کہ نصیحت پکڑتے ہیں ان آیتوں سے اولوا الالباب صاحب عقل کہ جو شک
اور شبہ سے خالی ہوں کرتے ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ الذین یعلمون ہم ہیں الذین لا یعلمون ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے شیعہ اولوا الالباب ہیں
یعنی صاحبان عقل ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے ہمارا اور ہمارے شیعوں کا اور ہمارے دشمنوں کا ایک آیت میں ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ هل یستوی
الذین یعلمون والذین لا یعلمون منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ قنبر کو ہمراہ لیکر ایک رات کوفہ کے کوچوں میں پھرتے تھے شخص اس آیت کو پڑھتا تھا امن هو قانت اناء اللیل ساجدا وقائما
یحذر الآخرۃ ویرجوا رحمۃ ربہ قنبر کہتا ہے کہ میں وہاں کھڑا رہا اور امیرالمومنینؑ آگے چلے گئے تھوڑی دور گئے تھے کہ پھر کر مجھکو دیکھا اور فرمایا کہ اے قنبر تو کیوں
کھڑا ہے میں نے عرض کی کہ یا مولا اس کے گھر سے آواز حزین و دردناک میرے کان میں آتی ہے فرمایا کہ اے قنبر سورہنا یقین والے کا بہتر ہے شک والے کی عبادت سے یعنی
بات سے تعجب کیا اور اسکے گھر کے دروازہ پر نشان کرکے امیرالمومنینؑ کے ہمراہ وہاں سے چلا گیا دوسرے روز پھر وہاں گیا تو معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک منافق کا ہے میں نے حضرت سے
پوچھا کہ یا امیرالمومنین آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ منافق ہے فرمایا کہ پاسبان محبت کا محبت کو کیونکر نہ پہچانے اور ہمارے علوم سے اسکو نصیب محروم ہے اور اسے خدا
اپنے حبیب کی طرف خطاب کرتا ہے کہ قل کہہ تو اے محمد صلعم مومنین سے کہ خدا فرماتا ہے کہ یا عباد الذین آمنوا اے بندے میرے جو کہ ایمان لائے ہو میری
وحدانیت اور پیغمبر کی نبوت پر اتقوا ربکم ڈرو تم پروردگار اپنے سے طاعت کو اسکی لازم جانو اور امر و نہی بجا لاؤ للذین احسنوا واسطے ان
لوگوں کے کہ نیکی کی ہے انہوں نے فی هذه الدنیا بیچ اس دنیا کے اپنے خیر کو راہ خدا میں دیا ہے حسنة نیکیاں آخرت کی ہیں انہوں نے دنیا میں نیکی کی ہو واسطے
انکے آخرت میں نیک بدلا ہو اور عطا اور اعمال نیک بجا لانے کی تاکید میں فرماتا ہے کہ وارض اللہ واسعة اور زمین خدا کی کشادہ ہے اگر وطن میں اعمال خیر بجا لانے
نیکی ہو اور طاعت اور عبادت میں مشغول نہ ہو سکتے ہو اور اسلام کے طریقوں کو نہ ظاہر کر سکتے ہو تو چاہئیے کہ وہاں سے ہجرت کرو اور اسلام
کے شہروں میں جاؤ اور بے خوف و خطر فراغت سے خدا کی عبادت میں مشغول ہو اور جس وقت کہ وطن کو چھوڑ کر دوسرے شہروں میں جانا
نہایت مشقت و محنت رکھتا تھا تو اسواسطے تسلی کے لئے فرماتا ہے کہ انما یوفی الصابرون سوائے اس کے نہیں کہ تمام
اور پورا دیا جاتے ہیں صبر کرنیوالے ہجرت اور جدائی وطن پر اجرهم اجر اپنا بغیر حساب بے حساب کثرت کہ جسکی انتہا نہیں ہے اور کثرت کی جہت سے اسکا حساب نہیں
ہو سکتا ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک جماعت آدمیوں کی کھڑی ہوگی اور بہشت کے دروازے کو جا کر کھٹکھٹائینگے انکو کہا جائے گا کہ تم کون ہو
وہ کہینگے کہ ہم وہ ہیں کہ جو دنیا میں صبر کرتے تھے انسے پوچھا جائیگا کہ تم کس چیز پر صبر کرتے تھے وہ کہینگے کہ ہم صبر کرتے تھے خدا کی طاعت پر اور ہم صبر کرتے تھے گناہوں سے
تب اللہ تعالی فرمائیگا کہ یہ سچ کہتے ہیں انکو بہشت میں داخل کرو اور یہی مراد ہے قول حق تعالی سے کہ انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب اور اصبغ بن نباتہ نے روایت کی ہے
کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسنؑ بیمار ہوئے میں حضرت امیرالمومنینؑ کے ہمراہ انکی پوچھنے کو گیا امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ کیا حال ہے اے فرزند رسول خدا کہا کہ الحمد للہ اے وصی محمد
میں اچھی نہیں ٹھہرا ہوں اور بعد اسکے فرمایا کہ مجھکو بٹھلا دو جس وقت انکو بٹھلایا تو فرمایا کہ میں نے سنا ہے اپنے جد رسول خدا سے فرماتے تھے کہ اے فرزند میرے تحقیق کہ بہشت میں ایک
درخت ہے کہ اسکو شجرة البلوی کہتے ہیں اور اس درخت کو اہل بلا کے نام زد کیا ہے اور بلا والوں کے واسطے ترازو اعمال کی کھڑی نہ کرینگے اور نامہ اعمال کا انکے
واسطے نہ کھولینگے بلکہ ثواب صبر کا بے حساب انکو دینگے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب اور حضرت صادقؑ نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے
کہ قیامت کو روز ترازوئے اعمال کو کھڑا کرینگے واسطے نماز پڑھنے والوں کے اور حج کرنیوالوں اور زکوۃ دینے والوں کے اور بعد انکے جزائے اعمال انکو پوری اور کامل دینگے اور واسطے صبر کرنیوالوں

بلا انکو کوئی ترازو کھڑی نہ کرینگے بلکہ ثواب انکو بیحساب دینگے اور حال انکا اس درجہ کو پہنچیگا کہ جن لوگوں نے دنیا میں کوئی درد و آزار نہیں کھینچا ہے وہ آرزو کرینگے کہ کاش ہماری
کھال مقراضوں سے کتری جاتی تا کہ ہم بلا والوں کے ہمراہ زیادتی درجہ کو پہنچتے اور منقول ہے کہ قیامت کے روز غازیوں کی جماعت کو کہ دنیا میں راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں بہشت میں
جانیکا حکم ہو جس وقت کہ وہ بہشت کے دروازے پر پہنچیں تو ایک جماعت کو دیکھیں کہ بہشت کے بلند درجہ پر بیٹھی ہے انکو دیکھ کر کہیں کہ خداوندا ہمنے اپنے فرزندوں کو یتیم کیا اور تیری
راہ میں ہمنے اپنی جانوں کو فدا کیا یہ کون ہیں کہ ہم سے پہلے بہشت میں پہنچے ہیں خطاب آوے کہ یہ فقرا آل محمد صلعم کے ہیں کہ تمنے تمام عمر میں ایکمرتبہ کفار کی تلواریں کھا کر شہادت
پائی ہے اور یہ لوگ ایک روز میں سو مرتبہ تیغ بلا و تیر آزمائش کے کشتہ ہوتے تھے اور ہر مرتبہ شہادتکا انکو مرتبہ پہنچا ہے اور کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے رسول سے کہا کہ تو کسواسطے ایک
دین نیا پیدا کرتا ہے اور ہمارے طریقہ کے تو خلاف ہے اور تو کسواسطے پیروی اپنی قوم کے اشراف کی نہیں کرتا ہے اور انکی تابعداری کی طرف کسواسطے رغبت نہیں کرتا ہے تاکہ اس محنت
تشویش سے رہائی پاوے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد اِنِّیْٓ اُمِرْتُ تحقیق میں حکم کیا گیا ہوں خدا کی جانب سے اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ یہ کہ پرستش
کروں میں خدا کی مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ اس وقت کہ خالص کرنیوالا ہوں واسطے اسکے دین کو کفر اور شرک سے یعنی خدا کی توحید کے اعتقاد کرنیوالوں میں ہوں وَاُمِرْتُ
اور حکم کیا گیا ہوں میں لِاَنْ اَكُوْنَ واسطے اسکے کہ ہوں میں اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ اول فرمانبرداری کرنیوالوں کا یعنی سب سے پہلے میں فرمانبرداری کروں اور اسلام میں سب سے مقدم ہوں
قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار سے جو کہ چاہتے ہیں کہ تجھکو دین سے پھیریں کہ اِنِّیْٓ اَخَافُ تحقیق کہ میں ڈرتا ہوں اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ اگر نافرمانی کروں میں پروردگار
اپنے کی اسطرح سے کہ دین حق کو چھوڑ کر تمہارے دین کو اختیار کروں اگر میں ایسا کروں تو ڈرتا ہوں عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ عذاب سے بڑے دن کے کہ وہ دن قیامت کا ہے قُلِ اللّٰهَ
کہہ تو اے محمد کہ خدا کو اَعْبُدُ مُخْلِصًا پرستش کرتا ہوں میں جسوقت کہ خالص کرنیوالا ہوں لَّهٗ دِیْنِیْ واسطے اسکے دین اپنے کو شرک اور کفر سے فَاعْبُدُوْا پس پرستش کرو
تم اے مشرکو مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ جس چیز کو کہ چاہو سوا اسکے بتوں غیرہ کو اور یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہے اور مشرکوں نے بعد سننے اس کلام کے حضرت
سے کہا کہ اے محمد اپنا نقصان کیا ہمارا دین نہ اختیار کیا اور نہ مذہب باپ دادا کا اختیار کیا فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد کہ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ تحقیق نقصان والے اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا
وہ لوگ ہیں کہ نقصان دیا انہوں نے اَنْفُسَهُمْ جانوں اپنی کو وَاَهْلِیْهِمْ اور لوگوں اپنوں کو یَوْمَ الْقِیٰمَةِ دن قیامت کے کہ اپنے نفسوں کو دوزخ کی آگ میں جلایا
اور جو کہ انکے لوگوں میں سے کافر ہیں انکو جلتا دوزخ میں دیکھینگے اَلَا ذٰلِكَ خبردار ہو کہ وہ نقصان مذکور دنیا کا حقیقت میں هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ وہ نقصان
ظاہر ہے کہ قیامت کے لوگوں پر پوشیدہ نہ ہوگا لَهُمْ واسطے ان نقصان والوں کے مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ اوپر ان کے سے سائبان ہیں آگ کے وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ اور نیچے انکے سے سائبان
ہیں آگ کے اس گروہ کو کہ جو نیچے انکے ہیں اسے نیچے کے طبقہ میں اور بستر بھی انکے آگ کے ہیں ذٰلِكَ وہ عذاب مذکور وہ ہے کہ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ ڈراتا ہے خدا ساتھ اس کے
عِبَادَهٗ بندوں اپنے کو اپنی رحمت کی جہت سے تا کہ پرہیز کریں اور اس عذاب سے خوف کریں یٰعِبَادِ اے بندو میرے جس وقت کہ یہ عذاب تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے فَاتَّقُوْنِ پس تم مجھ سے ڈرو اور میرے عہد کا حکم
کرو اور کہتے ہیں کہ زمانہ کفر میں عثمان و عمر و زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری نے زبان کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ سے کھولی اور خدا کو واحد ماننیکا اقرار کیا اور اپنے باپ دادا کے مذہب سے بیزار ہوئے خدا انکی ثنا میں فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ
اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اور وہ لوگ کہ پرہیز کیا ہے انہوں نے شیطان سے اَنْ یَّعْبُدُوْهَا یہ کہ عبادت کریں وہ اسکو اسکی پیروی کر کے یعنی شیطان کی وہ پیروی نہیں کرتے
ہیں اور اسکے کہنے پر وہ نہیں چلتے ہیں بلکہ برخلاف اسکی مرضی کے وہ کرتے ہیں کہ شرک اور کفر کو وہ ترک کرتے ہیں وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ اور رجوع کی انہوں نے
طرف خدا کے یقین کامل سے لَهُمُ الْبُشْرٰی واسطے اُن کے خوشخبری ہے ثواب کی کہ پیغمبر کی زبان سے سنتے ہیں وقت مرنے کے فَبَشِّرْ عِبَادِ پس خوشخبری
سنا تو اے محمد بندوں میرے کو الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ کہ سنتے ہیں بات حق کو کہ وہ قرآن ہے فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ پس پیروی کرتے ہیں وہ نیک زیادہ
اسبات کی یعنی اسپر عمل کرتے ہیں وہ اسکو سنکر اور انمیں جو زیادہ نیک ہے اسکو اختیار کرتے ہیں مثلاً بخشنے قصور کو اختیار کرتے ہیں عوض لینے پر چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وان
تعفوا اقرب للتقوٰی اور راہ خدا میں پوشیدہ دینے کو اختیار کرتے ہیں ظاہر دینے پر چنانچہ فرماتا ہے کہ وان تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خیر لکم اور اسیطرح ہر چیز کو اختیار
کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ یہ گروہ کہ جو پیروی کرنے والے زیادہ نیک عمل کے ہیں الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وہ لوگ ہیں کہ رہنمائی کی ہے انکو خدا نے طرف راہ نجات
کی اس سبب سے وہ اپنے مقصود کو پہنچے ہیں وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور وہ لوگ وہی ہیں صاحب عقلوں کے کہ اپنی عقلوں کی صفائی سے طرف حق کے راہ
پاتے ہیں اور واسطے تنبیہ کفار کے فرماتا ہے کہ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ کیا پس وہ شخص کہ ثابت اور واجب ہوا ہے اوپر اسکے کلمہ عذاب کا یعنی بات عذاب کی

بسبب اسکی کفر کے وہ مانند اس شخص کے ہی کہ سزاوار بہشت کا ہی اور خدا اس سے راضی ہی اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ کیا پس تو اے محمد چھڑا اسکا ہی اس شخص کو کہ بیچ دوزخ
کے ہی یعنی جسپر واجب ہوا ہی کلمۂ عذاب کیا اسکے دلمیں ایمان کو داخل کر کے تو دوزخ سے رہائی دلو اسکتا ہی یعنی تو اسپر قادر نہیں ہے کہ نہ قبول کرنا ایمان کا انکی نفس کی طرف سے ہی اور تجھپر
کوئی حرج اسمیں نہیں ہی کہ تیرے ذمہ تو فقط پہنچا دینا ہمارا احکام کا ہی نہ ایمان اسکے دل میں داخل کرنا اور پہلا جملہ افمن حق کا مبتدا ہی اور دوسرا جملہ فانت تنقذ کی خبر ہی اور ابن
عباس سے منقول ہی کہ یہ آیت ابولہب اور اسکے بیٹے کی شان میں ہی لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا لیکن وہ لوگ کہ ڈرتے ہیں رَبَّھُمْ پروردگار اپنے سے اسکے عذاب کرنے سے انکے
واسطے انکی ہیں بہشت میں بسبب قبول کرنے ایمان کے اور طاعت کے غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِھَا غُرَفٌ بالاخانے کہ اوپر ان کے بالاخانے ہیں مَّبْنِیَّۃٌ بنائے گئے
اور مضبوط کیے گئے کہ کسی طرح کا عیب انمیں نہیں ہی تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ جاری ہیں نیچے انکے سے نہریں کہ وعدہ کئے گئے ہیں یہ بالاخانے اور نہریں ایمان
والونکو وَعْدَ اللّٰہِ وعدہ کرنا خدا کا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا ایمان لانیوالونکو لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ الْمِیْعَادَ نہیں خلاف کرتا ہی خدا وعدہ سے کیونکہ جو کچھ وعدہ
کرتا ہے اسکو پورا کرتا ہے اور وعد اللہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہی اور غرف من فوقہا غرف مقابلہ میں اسکے ہی کہ جو دوزخیونکو لئے فرمایا ہی لہم من فوقہم ظلل من النار و
من تحتہم ظلل اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ نے جناب رسولخداؐ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ یہ بالاخانے کس چیز سے بنے ہوئے ہیں فرمایا کہ اے علی اللہ تعالیٰ نے یہ
بالاخانے اپنے دوستونکے واسطے بنائے ہیں موتی اور یاقوت اور زبرجد سے اور چھت انکی سونے کی ہے چاندی کے تار وں سے آراستہ اور ہموار کیگئی اور ہر بالاخانہ کے ہزار
دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ہزار فرشتے متعین ہیں اور بڑے بڑے بلند اور نرم فرش ریشمی طرح طرح کے رنگ کے بچھے ہوئے ہیں اور مشک اور عنبر اور کافور سے بھرا ہوا ہی اور
یہی مراد ہی قول خدا سے وفرش مرفوعۃ اور ابو سعید خدری نے جناب رسولخداؐ سے روایت کی ہی فرمایا حضرتؐ نے کہ جسوقت بہشتی داخل ہوں بہشت میں تو اپنے سر اٹھا کر اوپر بالاخانے
دیکھیں کہ دوری مسافت انکی ایسی ہو کہ جیسے دوری زمین سے آسمان کی ہے اور باشندے وہانکے مثل ستاروں کے چمکتے ہونگے پس پوچھا کہ یا رسولخدا یہ مکان انبیا کے ہیں فرمایا کہ
میری امت کے نیکوں کے مکان ہیں اور اب خدا اپنی توحید کی دلیلیں بیان کرتا ہی کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھتا ہی تو اے دیکھنے والے یہ استفہام اقراری ہی یعنی البتہ دیکھتا ہی
تو اسکو کہ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ تحقیق خدا نے نازل کیا ہی مِنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان کی جانب سے پانی کو فَسَلَکَہٗ پس کھینچا اس پانی کو یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ
چشموں میں بیچ زمین کے مثل نہروں کے اور نالونکے ثُمَّ یُخْرِجُ بِہٖ پھر نکالتا ہے ساتھ اس پانی کے زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ زراعت کو کہ طرح طرح کے ہیں رنگ
اسکے کہ کوئی سبز ہے اور کوئی زرد ہی اور کوئی سفید ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان رنگوں سے جنسیں غلہ کی ہیں مثل گندم اور ماش اور برنج کے ثُمَّ یَھِیْجُ پھر خشک ہوتی ہی
وہ زراعت بعد سبز اور تر ہونیکے فَتَرٰىہُ پس دیکھتا ہی تو اسکو مُصْفَرًّا زرد ہوئی تراوت اور تازگی کے بعد ثُمَّ یَجْعَلُہٗ پھر کر دیتا ہی خدا اسکو حُطَامًا ریزہ ریزہ
اور شکستہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ تحقیق بیچ اسکے یعنی باران رحمت کے نازل ہونمیں اور اس سے زراعت پیدا کرنے میں اور پھر زراعت سبز کے خشک اور ریزہ ریزہ کرنے میں لَذِکْرٰی
البتہ نصیحت ہی لِاُولِی الْاَلْبَابِ واسطے صاحبان عقلونکے کہ اسمیں تامل کر کے اسکے پیدا کرنے والیکو پہچانیں اور اسکی قدرت کاملہ کی طرف راہ لیجائیں اور جنکی
عقلیں صاف نہیں ہیں بلکہ آلودہ شک اور وہم سے ہیں وہ ان عجائب امور میں تامل نہیں کرتے ہیں تا کہ انکے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اس سبب سے فرماتا ہی کہ اَفَمَنْ
شَرَحَ اللّٰہُ کیا پس وہ شخص کہ کشادہ کیا ہی خدا نے صَدْرَہٗ سینہ اسکے کو یعنی فراخ کیا ہے اسکے دل کو لِلْاِسْلَامِ واسطے قبول کرنے اسلام کے دلیلوں روشن
کی جہت سے اور حجتوں ظاہر کے وسیلہ سے وہ مانند اس شخص کے ہے کہ دل اسکا تنگ ہی حق کے قبول کرنے سے بسبب اسکی جہالت اور عناد اور انکار کے اور قدرت خدا کی نشانیوں میں
تامل نہ کرنیسے اور افمن شرح اللہ مبتدا ہی اور خبر اسکی محذوف ہی اور وہ یہ ہی کہ کمن ضاق صدرہ یعنی کیا جسکا سینہ کشادہ ہی وہ مانند اس شخص کے ہی کہ سینہ اسکا تنگ
ہے پروردگار کے پہچاننے سے بلکہ ان دونوں میں بہت فرق ہی فَھُوَ پس وہ کہ جس کا سینہ اسلام کے قبول کرنیکے واسطے کشادہ ہی وہ عَلٰی نُوْرٍ اوپر نور کے ہی یعنی
ہدایت پر اور یقین کامل پر ہی مِّنْ رَّبِّہٖ پروردگار اپنے کی طرف سے اور منقول ہی کہ جناب رسولخداؐ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا کہ تحقیق نور خدا کی معرفت کا
مومن کے دل میں واقع ہو تو سینہ اسکا کھلجاتا ہی اور کشادہ ہوجاتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسولخدا اسکی کوئی علامت ہی فرمایا کہ ہاں یکسو ہوجانا دار غرور سے یعنی دنیا سے
علیحدہ ہو کر طرف خدا کے متوجہ ہوا اور رجوع کرنا طرف ہمیشہ کے گھر کے یعنی طرف آخرت کے کہ اعمال خیر بجالائے تا کہ توشۂ آخرت کا ہو اور مستعد اور تیار
رہنا واسطے مرنیکے موت سے پہلے اور منقول ہی کہ یہ آیت شان میں حضرت امیرؑ کے نازل ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شان میں امیر المومنینؑ اور حمزہ کے ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ

ع ۱۳
۱۶

اسلام کیواسطے کھولدیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور پر ہے یعنی اس نور کی راہ پر ہے جسکی ہدایت اسکو کی ہے اور ایسا شخص ان لوگوں کے مانند نہیں ہو سکتا ہے جنکے دل سخت ہیں چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَوَيْلٌ پس وائے ہو واسطے ان لوگوں کے جنکے لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم
سخت ہو گئے ہیں دل مِّن ذِكْرِ اللَّهِ یاد کرنے خدا کے کہ کلمہ توحید کو اپنی زبان پر جاری نہیں کرتے ہیں اور جس وقت انکے روبرو خدا کا ذکر ہوتا ہے
انکو اس سے رغبت نہیں ہوتی اور انکے دلوں پر ذکر خدا کا اثر نہیں ہوتا ہے أُولَٰئِكَ یہ لوگ سنگدل خدا کے ذکر کی طرف سے فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں یا انکی گمراہی ایسی ہے
کہ پوشیدہ نہیں ہے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اپنی حاجت کو میری امت کے نرم دلوں سے طلب کرو کہ خدا نے اپنی رحمت انکے دلوں پر رکھی ہے اور
سخت دلوں سے حاجت مت طلب کرو کہ خدا نے اپنا غضب اور غصہ انکے دلوں میں داخل کیا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ خدا دوست رکھتا ہے اس شخص کو کہ جو نرم دل
اور غمگین اور مہربان ہو اور آدمیوں کو نیکی کی تعلیم کرے اور دشمن رکھتا ہے اس شخص کو کہ غافل ہو اور اپنی اوقات کھیل اور لہو و لعب میں بسر کرے اور تمام شب مثل مردار کے پڑا رہے اور ذکر خدا نہ کرے اور روایت
ہیں کہ ایک مرتبہ صحابہ نے رسولخدا سے عرض کی کہ ہمکو بیچ بہت بیتابی ہے اور خواہش ہماری یہ ہے کہ ایسی باتیں بیان کیجئے کہ غم ہمارا دور ہو اور دلوں کو فرحت اور کشادگی حاصل
ہو یہ آیت نازل ہوئی اللَّهُ نَزَّلَ خدا نے نازل کیا ہے أَحْسَنَ الْحَدِيثِ بہتر بات کو یعنی قرآن کو كِتَابًا مُّتَشَابِهًا کتاب مشابہ یعنی بعضے سے خوبی لفظ اور معنی میں
اور صحیح ہونے میں دلالت کرنے میں اور اسکے کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے کتابًا بدل ہے احسن الحدیث سے مَّثَانِيَ مکرر ہے یعنی قصے اور امر اور نہی اور نصیحت اور وعدہ اور وعید بہت جگہ
ذکر ہوئی ہیں اور مکرر ہونا اسلئے واقع ہوا ہے کہ لوگ ہمیشہ بھولے ہوئے ہیں کہ عذاب اور ثواب اور نصیحت اور رغبت والے ذکر خدا کے اگر مکرر یہ امر مذکور نہ ہوں تو دلوں پر اثر نہیں کرتے ہیں
واسطے اسکے رسولخدا نصیحت کی باتیں چار چار مرتبہ اصحاب کے روبرو بیان کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے تاکہ دلوں میں انکی جگہ پکڑے اور ثنائی کو واحد کا وصف اسلئے ٹھہرایا ہے کہ کتاب کئی
جملے ہیں بہت سی تفصیلوں کا اور وجہ دوسرا اقرار کا یہ ہے کہ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ کانپتے ہیں اسکے سننے سے یعنی عذاب کے وعدے جو اس میں مذکور ہیں انکو سننے سے کانپتے ہیں جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ پوست انلوگوں کے کہ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اور روز قیامت کے ہول سے لرزان ہیں ثُمَّ تَلِينُ پھر نرم ہوتے ہیں جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ پوست انکے اور دل انکے
إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ طرف ذکر خدا کے یعنی جس وقت آیتیں رحمت اور مغفرت اور بخشش کی سنتے ہیں تو دل انکے نرم ہوتے ہیں واسطے ذکر خدا کے اور چاہتے ہیں کہ خدا کی یاد میں مشغول ہوں
اور وہ لرزہ جو انکو اوپر عذاب کی آیتوں کے سننے سے تھا وہ سب دور ہو جاتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مومن ایسا ہو کہ کانپے پوست اسکا خوف
خدا سے تو گناہ اسکے اس طرح جھڑتے ہیں کہ جیسے پتے درخت سے جھڑتے ہیں اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہر آنکھ قیامت کی ہول دیکھ کر گریان اور نالان ہوگی مگر تین آنکھیں کہ وہ
مسرور و خندان ہونگی ایک وہ آنکھ کہ جو روئی ہے دنیا میں خوف خدا سے اور ایک وہ آنکھ کہ جو پست اور نیچی ہوئی ہے ان چیزوں کے دیکھنے سے کہ انکے دیکھنے کو خدا نے حرام
کیا اور ایک وہ آنکھ کہ جو بیدار رہی ہے راہ خدا میں اور منقول ہے کہ ہر چیز کا وزن اور پیمانہ ہوتا ہے مگر آنسو کہ تحقیق بجھاتا ہے خدا اس سے آگ کے دریاؤں کو اور اگر بندہ کسی
امت میں رویا ہے تو خدا نے اس امت پر رحم کیا ہے اس بندہ کے رونے سے خوف خدا سے اور منقول ہے کہ درمیان دوزخ اور بہشت کے گھاٹیاں ہیں نہیں گذر
سکتے ہیں ان سے مگر رونے والے اور فرمایا حضرت نے اپنے وداع کے خطبہ میں کہ وہ شخص کہ ٹپکیں آنکھیں اسکی خوف خدا سے تو ہووے گا واسطے اسکے ہر قطرہ اشک کے
برابر کوہ احد کے اسکے اعمال کی ترازو میں اجر و ثواب اور ہو جائیں گے بدلے میں ہر قطرہ چشم کے بہشت میں شہر اور محل ایسے کہ نہ دیکھے ہیں کسی آنکھ نے اور نہ سنے
ہیں ایسے کسی کان نے اور نہ گزرے ہیں دلمیں کسی آدمی کے مانند انکے اور فرمایا حضرت صادق نے کہ امام حسن اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عابد تھے اور سب سے زیادہ زاہد اور بزرگ تھے
اور جس وقت حج کرتے تھے تو پیدل مدینہ سے مکہ کو جاتے تھے اور سنگریزے بھی جمرات کو پیادہ ہو کر مارتے تھے اور کبھی پابرہنہ چلتے تھے اور یہ حال تھا انحضرت کا کہ جس وقت موت کا ذکر ہوتا تھا
تو روتے تھے اور جس وقت زندہ ہو کر اٹھنے کا اور حشر کے میدان میں جانے کا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور جس وقت صراط پر سے گذرنے کا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور جس وقت خدا کی
روبرو پیش ہونے کا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور روتے روتے دم الٹ جاتا تھا اور غش ہو جاتے تھے اور جس وقت نماز کیواسطے کھڑے ہوتے تھے تو تھر تھر کانپتے تھے خوف خدا سے اور
جس وقت بہشت اور دوزخ کا ذکر ہوتا تھا تو بیقرار ہوتے تھے مانند اس شخص کے کہ جسکو سانپ یا بچھو کاٹتا ہو اور بہشت کا خدا سے سوال کرتے تھے اور دوزخ سے پناہ
مانگتے تھے ذَٰلِكَ یہ کتاب کہ جسکے اوصاف مذکور ہوئے ہیں هُدَى اللَّهِ راہ دکھلانا خدا کا ہے بندوں کو طرف حق کے يَهْدِي بِهِ راہ دکھلاتا ہے بسبب اسکے یعنی توفیق
ایمان کی دیتا ہے اسکے سبب مَن يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے ان لوگوں میں سے کہ تامل کرتے ہیں خدا کی معرفت کی دلیلوں میں وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ اور جسکو کہ گمراہی
پر قرار رہنے دیتا ہے خدا انکے عناد اور انکار سے اور دیدہ و دانستہ معجزوں اور خدا کی قدرت کی نشانیوں کے انکار کرنے سے توفیق اسکو عطا نہیں کرتا ہے تو فَمَا لَهُ پس نہیں ہے واسطے

اس کے مِنْ هَادٍ کوئی رہنمائی کرنے والا کہ اسکو گمراہی سے نجات دے مراد اس سے کفار ہیں کہ اپنے عناد کی جہت سے خدا کی توحید کی دلیلوں کی طرف نظر نہیں کرتے ہیں
اور واسطے خوف دلانے کے فرماتا ہے کہ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ کیا پس جو شخص کہ پرہیز کرتا ہے اور بچتا ہے بِوَجْهِهٖ ساتھ منہ اپنے کے سُوْٓءَ الْعَذَابِ بدی عذاب کے
سے یعنی اپنے منہ سے اپنے تئیں بچاتا ہے اپنے منہ کو سپر کرکے اپنے سارے بدن کے اعضا سے کہ پہلے سب اعضا سے وہی جلے گا اس واسطے کہ ہاتھ تو اسکے گردن میں بستہ ہونگے اور پانوں میں زنجیر ہوگی اور عذاب
پہلے سب سے منہ کو ہوگا کہ یہی عذاب کے دفع کرنیکے واسطے آگے ہوگا عذاب کے دفع کرنیکے واسطے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے پس شخص کیا مانند اس شخص کے ہے کہ جو عذاب سے نجات
پانیوالا ہو اور یہ خبر ہے افمن یتقی کی اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سب سے منہ کو عذاب اسواسطے ہوگا کہ الٹا منہ کے بل دوزخ میں ڈالا جائے گا وَقِيْلَ اور کہا جائے یعنی دوزخ کے
کے فرشتے کہینگے لِلظّٰلِمِيْنَ واسطے ظالموں کے یعنی جن لوگوں نے کہ اپنے نفسوں پر کفر کرکے ظلم کیا ہے انسے کہینگے کہ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ چکھو تم جو کچھ کہ تھے تم تَكْسِبُوْنَ
کسب کرتے کہ پیغمبر کو اور قیامت کے روز کو جھٹلاتے تھے اور دور ہٹانے میں کفار کے مبالغہ کرکے فرماتا ہے کہ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جھٹلایا ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے
یعنی جھٹلایا ان لوگوں نے کہ کفار مکہ سے پہلے تھے اپنے پیغمبروں کو فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ پس آیا انکو عذاب مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ اسجگہ سے کہ نہیں اطلاع
رکھتے تھے وہ اور عذاب کے آنیکا انکو وہم بھی نہ تھا بلکہ امن وچین میں اپنی اوقات بسر کرتے تھے کہ انکی غفلت میں ناگہاں انپر عذاب نازل ہوا فَاَذَاقَهُمُ
اللّٰهُ الْخِزْيَ پس چکھایا انکو خدا نے رسوائی کو فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بیچ زندگانی دنیا کے کہ کسیکو مسخ کیا اور کسیکو زمین میں دھسا دیا اور کسیکو قتل کیا وَلَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ اور البتہ عذاب آخرت کا جو واسطے انکے تیار ہے وہ اَكْبَرُ بہت بڑا ہے دنیا کے عذاب سے کہ دنیا کا عذاب تو تھوڑی دیر کا اور چند روز کا تھا اور
آخرت کا ہمیشہ کا ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر ہیں وہ کہ جانتے ہیں تاکہ پرہیز کریں کفر سے اور یا یہ کہ اگر ہوتے وہ کہ جانتے اس عذاب کو البتہ
نصیحت پکڑتے اور پرہیز کرتے وَلَقَدْ ضَرَبْنَا اور البتہ تحقیق بیان کی ہے ہمنے لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ واسطے آدمیوں کے بیچ اس قرآن کے مِنْ كُلِّ
مَثَلٍ ہر ایک مثال کہ جس کی طرف آدمی محتاج ہیں دین کے امر میں کہ احوال پہلی امتوں کا ہمنے بیان کر دیا ہے نصیحت کے واسطے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ
کفار مکہ نصیحت پکڑیں اور فکر و تامل کریں کہ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا قرآن عربی ہے اور قرآن حال واقع ہوا ہے ہذا سے اور عربیا اسکی صفت ہے یعنی قرآنکو ہمنے عربی زبان میں
نازل کیا ہے جو کہ ان مکہ والوں کی زبان ہے غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ کہ نہیں ہے صاحب کجی کا وہ قرآن کہ راہ حق سے وہ پھرا ہو بلکہ حق کی طرف وہ پہنچانیوالا ہے پس
کسی طرح کا خلل اسکے معنی میں نہیں ہے اور اُسکے حق ہونے میں شبہہ نہیں ہے اور نازل کیا ہے ہمنے اسکو اسواسطے کہ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ وہ پرہیز کریں کفر سے اسکے معنی میں
تامل اور فکر کرکے پس واسطے بت پرستوں اور خدا کے ایک جاننے والوں کے واسطے مثل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا بیان
کیا ہے خدا نے مرد کی مثل کو یعنی واسطے مشرکوں کے تو یہ مثل بیان کی کہ فِيْهِ شُرَكَآءُ وہ ایک مرد ہے کہ بیچ اسکے شریک ہیں کئی کہ وہ غلام چند شخصوں کا ہے کہ
مُتَشٰكِسُوْنَ برخلافی رکھنے والے ہیں آپس میں وہ سب شرکا بدخوئی کی جہت سے اور اسکی شراکت میں موافقت نہیں کرتے ہیں کہ ایک شریک اسکو ایک کام کے واسطے
کہتا ہے اور ہنوز وہ کام تمام نہیں ہوا کہ دوسرا شریک اسکو دوسرے کام کیواسطے کہتا ہے پس وہ کسی کا کام پورا نہ کرسکیگا اور اس جہت سے شریک اس سے راضی نہ
ہونگے اور رجلا بدل ہے مثلا سے اور فیہ متعلق متشاکسون کے ہے اور واسطے ایک جاننے والوں خدا کے مثل فرماتا ہے کہ وَرَجُلًا سَلَمًا اور ایک مرد کہ سلامت اور خالص ہے
لِّرَجُلٍ واسطے ایک مرد کے یعنی ایک ہی آدمی کا غلام ہے کہ وہ کام کرنے میں اپنے مولا اور آقا کو راضی رکھتا ہے اس واسطے کہ کوئی دوسرا اسکا مالک نہیں ہے کہ وہ بھی اپنے کام کو اس
سے کہے اور دونوں کا کام اُس سے نہو سکے هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا کیا برابر ہیں وہ دونو غلام مشابہ اور مانند ہونے میں یعنی البتہ ایک دوسرے کے مانند نہوگا اس
واسطے کہ ایک تو مالکوں کے نزاع اور جھگڑے کے سبب سے ناچار اور مجبور رہوگا اور اس سے نہو سکیگا کہ سبکو راضی رکھے اور دوسرا غلام شریکوں کے جھگڑے سے سلامت ہوگا
اور اپنے آقا کی خدمتگاری جو اچھی طرح کریگا تو آقا اس سے راضی ہوگا اور ایسے ہی مشرکوں کا حال ہے کہ چند معبودوں کی پرستش کرتے ہیں نہیں معلوم کونسا معبود راضی ہے اور کس
معبود کی خدائی پر اعتماد کرے اور کس سے اپنے مقصود کو طلب کرے جیسے کہ بندہ ایک خدا کا توحید کامل سے عبادت اپنے خدا کی کرتا ہے اور جانتا ہے کہ کس طرح سے
کہ آقا کی رضا ہو اسطرح کرنا چاہیے اور جس امر سے وہ ناراض ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے یہ اس اکثر معبودوں کی پرستش کرنے والے سے کب ہو سکتا ہے کس کس کو
وہ راضی کرے گا اور ابوالقاسم حسکانی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت امیرالمومنینؑ نے کہ میں وہ مرد سلم واسطے رسول خدا کے ہوں کہ بہ نیت خالص خدمتگار ہیں

وقف لازم

رسولخدا کی کمر بستہ رہتا ہوں اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مرد سلامت واسطے مرد کے علی ابن ابیطالبؑ و شیعہ اسکے ہیں اور یہ مثل سبب ہدایت کا جو واسطے ہیدوں کے ہی اس جہت سے
فرماتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریفیں واسطے خدا کے ہیں اس مثل کی جہت سے کہ یہ مثل تمکو شرک کی تاریکی سے نکال کر طرف نور توحید کے بیجاتی ہے اور یا یہ کہ مستحق تعریف کا
خدا ہی ہے کہ اپنا شریک کوئی نہیں کہتا ہے اور اپنی ذات سے نعمت دینے والا ہے بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے ہیں اس مطلب کی حقیقت کو اور
عناد کی زیادتی کی جہت سے دوسرے کو شریک اسکا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ کفار مکہ کہتے تھے کہ ہم انتظار کرتے ہیں کہ محمد مرجاے تو اسکی محنت سے ہم نجات پاویں یہ آیت نازل
ہوی اِنَّکَ مَیِّتٌ تحقیق تو مرنیوالا ہی اے محمدؐ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ۝ اور تحقیق وہ کفار بھی مرنیوالے ہیں کہ ایکروز سب کے واسطے موت ہی اپنی اپنی اجل کے روز پس انتظار
تیری موت کا اے محمدؐ بیفائدہ ہی انکے واسطے اور وہ کیا ہمیشہ زندہ رہینگے تیرے مرنیکا جو وہ انتظار کرتے ہیں ثُمَّ اِنَّکُمْ پھر تحقیق اے مسلمانو اور کافرو یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ دن
قیامت کے عِنْدَ رَبِّکُمْ نزدیک پروردگار اپنے کی تَخْتَصِمُوْنَ ۝ جھگڑوگے تم دین کے امر میں پس تو کہیگا اے محمدؐ کہ میں تو حید پر تھا اور تم شرک کرتے تھے اے
کافرو اور کفار عذر کرینگے کہ ہمنے اپنے رئیسوں کی پیروی کی تھی اور اپنے باپ دادوں کے مذہب پر تھے اور تو کہیگا کہ بینے احکام خدا کے تمکو پہنچائے اے کافرو اور راہ حق کی طرف تمکو بلایا
اور تم نے میرا کہنا نہ مانا اور جادوگر اور شاعر مجھکو کہا اور کافر یہ سنکر سرنگوں ہونگے اور کہتے ہیں کہ یہ خطاب خاص مسلمانوں کی طرف ہے اور وہی آپسمیں جھگڑینگے اور مظلوم ظالم
کی شکایت کریگا کہ اس نے مجھ پر زیادتی کی اور حق کو میرے چھین لیا اور ابو العالیہ کہتا ہے کہ یہ جھگڑا خاص اہل قبلہ کے یعنی مسلمانوں کے درمیان ہوگا اور ابن عمر کہتا ہے کہ ہم ایسا
جانتے تھے کہ یہ آیت ہمارے اور اہل کتاب کے حق میں نازل ہوی ہے اور ہم کہتے تھے کہ ہمیں یہ جھگڑا خدا کے روبرو کیونکر ہوگا کہ خدا ہمارا ایک ہی اور پیغمبر ہمارا ایک ہی اور کتاب
ہماری ایک ہی یہانتک کہ دیکھا ہمنے مسلمانونکو آپسمیں لڑتے ہیں اور بعضا گردن بعضے کی تلوار سے کاٹتا ہے اسوقت ہمنے جانا کہ یہ آیت ہم مسلمانوں ہی کے حق میں نازل ہوی
ہے اور ابو سعید خدری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہم بعد نازل ہونے اس آیت کے کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا ایک ہی اور پیغمبر ہمارا ایک ہی اور دین ہمارا ایک ہی پس
یہ جھگڑا کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں واقع ہوگا پس جبکہ جنگ صفین کا روز آیا تو ہم نے کہا کہ ہاں یہ وہی جھگڑا ہی اور بعضوں نے روز جمل اور صفین دونو لکھے ہیں اور ثقی نے
نے لکھا ہے کہ وہ جھگڑنیوالے علی ابن ابیطالب ہیں اور وہ شخص ہے کہ جس نے اسکا حق غصب کیا ہی اور اہلسنت کی کتابوں میں لکھا ہی کہ جسوقت رسولخدا نے وفات پائی تو
عمر نے کہا کہ پیغمبر خدا مرے نہیں اور وہ پھر آوینگے اور پیغمبر مرتا نہیں ہے اور جو کوئی کہے گا کہ پیغمبر مرگیا ہے تو میں اسکو سزا دونگا جسوقت ابوبکر نے سنا تو کہا کہ تیری ماں تیرے
ماتم میں روے پیغمبر نے وفات پائی ہے اور خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ انک میت وانہم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون جب ابوبکر سے سنا تو معلوم ہوا کہ حقیقت
میں پیغمبر خدا نے وفات پائی ہے اور ابوبکر سے کہا کہ گویا کہ یہ آیت میں نے کبھی سنی ہی نہ تھی اور طرفہ یہ ہی کہ باوجود نہ واقف ہونے ایسے ایسے ظاہر امر کے اور نہ مطلع ہونے آیات خدا
کے کہتے ہیں کہ قرآن عمر کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا فَمَنْ اَظْلَمُ پس کون زیادہ ظالم ہے مِمَّنْ کَذَبَ اس شخص سے کہ جھوٹ کہے عَلَی اللّٰہِ اوپر خدا کے کہ
اسکے شریک اور فرزند اور زوجہ مقرر کرے وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اور جھٹلاوے اور تکذیب کرے ساتھ سچ کے یعنی توحید اور قرآن کہ راست اور حق ہے اسکو جھٹلاوے اِذْ جَآءَہٗ
جسوقت کہ آیا وہ قرآن اسکے پاس اور تامل اسکے معنی میں نہ کرے اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ کیا نہیں ہی بیچ دوزخ کے یہ استفہام اقراری ہے یعنی البتہ ہے بیچ دوزخ کے مَثْوًی
لِّلْکٰفِرِیْنَ ۝ جگہ رہنے کی واسطے کافروں کی انکی اعتقاد باطل کی سزا میں کہ انھوں نے جھوٹ باندھا ہی خدا پر اور اسکی وحدانیت کا انکار کیا ہی وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ
وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ اور وہ شخص کہ لایا ہے راستی اور حق کو اور راست جانا اور تصدیق کی جھوٹے ساتھ اس راستی کی یہ لوگ وہی
پرہیزگار ہیں بعضے کہتے ہیں کہ وہ جو راستی اور حق ہی وہ تو قرآن ہی اور لانیوالا اسکا محمدؐ ہے اور تصدیق کرنیوالے اسکے امیر المومنین ہیں یہ قول تو اکثر کا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ محمدؐ لایا
کلمہ لا الہ الا اللہ کو اور اسی نے اسکی تصدیق کی اور طرف خلقت کے اسکو پہنچایا یہ قول ابن عباس کا ہی اور کہتے ہیں کہ یہ قول زیادہ قوی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ راستی اور حق کو کہ جسکو لائے
وہ انبیا اور تصدیق کرنیوالے اسکی انکے پیرو ہیں اور یہ قول عطا کا ہی اس صورت میں مراد الذی سے جنس ہوگی اس واسطے کہ خبر اسکی جمع ہی اور وہ اولئک ہم المتقون ہی اور ابو العالیہ
سنی کے نزدیک جو کوئی اس راستی کو لایا ہے تو وہ محمد رسول اللہ ہے اور تصدیق کرنیوالا اس کا ابوبکر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ لانیوالا راستی اور حق کا محمد رسول اللہ ہی
اور تصدیق کرنیوالا اسکا علی بن ابیطالبؑ ہے اور یہ قول مجاہد شعبی کا ہی اور ضحاک نے اس قول کی روایت ابن عباس سے کی ہی اور یہی قول آئمہ معصومین علیہم السلام کا ہی
اور منقول ہے کہ شب معراج کو رسولخدا کو آسمان پر لیگئے اور ملک آسمانوں کا حضرت کو دکھلایا تو حکم ہوا کہ تو جا اور جو کچھ تو نے دیکھا ہی اپنی قوم کو اسکی خبر کر حضرت نے

عرض کی کہ خداوندا لوگ میری تصدیق نہ کرینگے فرمایا کہ علی تیری تصدیق کریگا اور منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ صدیق تین شخص ہیں حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب نجار
مومن آل یٰسین اور علی ابن ابیطالبؑ اور وہ صدیق اکبر ہے اور منقول ہے کہ رسولخدا نے صحاب کو کسی لڑائی کیواسطے روانہ کیا اور علیؑ کو انپر امیر کیا اور بعد اسکے فرمایا کہ کون
ہے کہ پیچھا علیؑ کی فضیلت قرآن سے بیان کرے عمار یاسر اٹھے اور کہا کہ میں بیان کروں یا رسولخدا صلعم فرمایا کہ بیان کر عمار نے کہا والذی جاء بالصدق وصدق
بہ حضرت نے فرمایا کہ سچ کہا تو نے اے عمار اور زید بن حسان نے روایت کی ہے کہ ابتدای اسلام میں رسولخدا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ کیا کہتا ہے تو فرمایا کہ میں کہتا
ہوں لا الہ الا اللہ و انا رسولہ یعنی خدا ایک ہے اور میں اسکا پیغمبر ہوں میں نے عرض کی کہ آپکو اس کہنے کی کون تصدیق کرتا ہے فرمایا کہ ایک لڑکا اور عورت میری یعنی
علیؑ اور خدیجہ اور خدا فرماتا ہے کہ وہ متقی اور پرہیزگار راستی اور حق کے لانیوالے مصدق وہ ہیں کہ لھم واسطے انکے ہے بہشت میں ما یشاؤن جو کچھ چاہینگے وہ اور آرزو کرینگے
عند ربھم نزدیک پروردگار انکے ذلک وہ ثواب اور نعمت جزاء المحسنین ہے بدلا نیکی کرنیوالوں کا ہے کہ تصدیق کرنیوالے حق کے ہیں لیکفر اللہ
عنھم تاکہ دور کرے خدا انسے سبب ترک نیکیوں کے اسوا الذی عملوا بدتر اس چیز کا کہ کیا ہے انہوں نے ایمان سے پہلے مثل شرک کے یا گناہ ہوئے یہ فرمانا خدا کا بطور مبالغہ کے ہے
اور اسواسطے کہ وہ حضرت معصوم ہیں ویجزیھم اور بدلا دیوے خدا انکو اجرھم اجر انکے کا باحسن الذی ساتھ بہتر اس چیز کے کہ کانوا یعملون وہ تھے
عمل کرتے اور مراد نیک اعمال سے فرض اور سنت اعمال ہیں اسواسطے کہ مباح کو کرنے میں کچھ ثواب نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسولخدا کفار کے معبودوں کے عیب بیان
کرتے تھے تو کفار حضرت کو خوف دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو انکو مت کہہ ایسا ہو کہ تجھکو انکی طرف سے کوئی ضرر پہنچے کہ کوئی اسکو پھر کفایت نہ کرسکے اللہ تعالے نے یہ آیۃ
نازل کی الیس اللہ بکاف کیا نہیں ہے خدا کفایت کرنیوالا یعنی البتہ کفایت کرنیوالا ہے عبدہ بندہ اپنے کو سب ضرروں سے کہ وہ بندہ اسکا محمدؐ ہے ویخوفونک
اور خوف دلاتے ہیں تجھکو اے محمد وہ مشرکین بالذین ساتھ ان چیزوں کے کہ پرستش کرتے ہیں وہ جنکی من دونہ سوائے اس خدا کے اور کہتے ہیں کہ ہمارے معبود تجھکو ضرر
پہنچاوینگے اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے اور ابوجعفر نے عبدہ کو عبادہ پڑھا ہے ومن یضلل اللہ اور جس کسی کو کہ گمراہی میں چھوڑ دیوے خدا اور توفیق اسکو
عطا نہ کرے بسبب اسکی انکار اور عناد کے کہ دیدہ و دانستہ حق سے منہ پھیرتا ہے اور اپنے اعتقاد باطل پر اصرار کرتا ہے تو فما لہ من ھاد پس نہیں ہے واسطے
اسکے کوئی راہ دکھلانیوالا کہ اسکو راہ راست پر لاوے اور یا یہ کہ جس کسی کو کہ خدا بہشت کی راہ سے گم کرے بسبب اسکی کفر اور گناہوں کے اور بہشت میں اسکو نہ لیجاوے تو کوئی نہیں
ہے واسطے اسکے بہشت کی راہ بتلانیوالا ومن یھد اللہ اور جس کسی کو کہ راہ دکھلاوے خدا طرف توحید کے بسبب اسکے تامل اور فکر کرنیکے قدرت خدا کی نشانیوں میں تو
فما لہ من مضل پس نہیں واسطے اسکے کوئی گمراہ کرنیوالا کہ اسکو اس راہ سے پھیر دیوے الیس اللہ بعزیز کیا نہیں ہے خدا غالب یہ استفہام بھی اقراری ہے یعنی البتہ
خدا غالب ہے مشرکوں پر اور انکا مغلوب اور عاجز کرنیوالا ہے ذی انتقام صاحب بدلا لینے اور کینہ کھینچنے کا کافروں اور انکار کرنیوالوں سے یہ کلام کفار
قریش کے عذاب کے ذکر میں تھا اور اب اپنے خالق خالص ہونیکا ذکر کرتا ہے کہ ولئن سالتھم اور البتہ اگر پوچھے تو انسے اے محمد کہ من خلق السموت والارض
کسنے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو تو لیقولن اللہ البتہ کہینگے وہ کفار کہ خدا نے باوجود انکی انکار اور عناد کے پس جس وقت وہ اسکا اقرار کریں تو قل کہہ تو
اے محمد انسے کہ افرءیتم کیا پس دیکھا ہے تمنے ما تدعون اس چیز کو کہ پکارتے ہو تم یعنی پرستش کرتے ہو تم من دون اللہ سوائے خدا کے یعنی جانتے ہو تم انکو
کہ ان ارادنی اللہ اگر ارادہ کرے مجھکو خدا بضر ساتھ ضرر کے کہ سختی اور آزار مجھکو پہنچاوے اور فقیری اور بیماری میں مجھکو مبتلا کرے تو ھل ھن
کیا وہ معبود تمہارے کاشفت ضرہ دور کرنیوالے ضرر اس خدا کے ہیں کہ جو مجھکو اسنے پہنچایا ہے او ارادنی برحمۃ یا ارادہ کرے مجھکو خدا ساتھ
رحمت کے کہ نعمت اور صحت اور آسودگی مجھکو دیوے تو ھل ھن کیا وہ معبود تمہارے ممسکت رحمتہ بند کرنیوالے ہیں رحمت اسکی کے مجھسے اور جس وقت کہ
تم اقرار کرتے ہو خدا کے خالق ہونیکا اور اپنے معبودوں کے عاجز ہونیکا کہ نہ نفع کو پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر کو دفع کرسکتے ہیں پس اس صورت میں ترک کرنا خدا کی پرستش کا
اور عبادت کرنی بتوں کی نہایت بیوقوفی تمہاری ہے اور بڑے جاہل ہو تم کہ عقل کے خلاف کام کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسولخدا نے انسے یہ سوال کیا تو خاموش ہوے اور کچھ
جواب نہ دیسکے اور خدا نے فرمایا کہ قل کہہ تو اے محمد ان کفار سے کہ حسبی اللہ کافی ہے مجھکو خدا نفع کا پہنچانیوالا اور ضرر کا دفع کرنیوالا علیہ اوپر اسی کے
یتوکل المتوکلون توکل کرتے ہیں توکل کرنیوالے اور اپنے کاموں کو اسی کے سپرد کرتے ہیں اور واسطے ڈرانے کفار کے فرماتا ہے کہ قل کہہ تو اے محمد ان مشرکین

مکہ سو کہ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا اے قوم میری عمل کرو تم عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اوپر طاقت اپنی کے اور میرے ہلاک کرنے میں اپنی قدرت کے موافق کوشش کرو کہ اِنِّیْ عَامِلٌ تحقیق میں بھی
عمل کرنیوالا ہوں موافق اپنی قدرت کے اور تمہیں کوشش کرنیوالا ہوں یعنی ظاہر کرنے میں کلمہ توحید کے اور بلند کرنے میں دین اسلام کے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس قریب ہے کہ جانو گے
تم مَنْ یَّاْتِیْهِ اس شخص کو کہ آئے گا اسکو عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ عذاب کہ رسوا کرے اسکو مراد اس سے عذاب روز جنگ بدر ہے کہ خدا نے کفار کو قتل اور قید کر کے رسوا کیا وَیَحِلُّ عَلَیْهِ
اور نازل ہوا اوپر انکے عَذَابٌ مُّقِیْمٌ عذاب ہمیشہ رہنے والا کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے اسکو بھی قریب ہے کہ جانو گے تم اے کافرو اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا تحقیق ہمنے نازل کیا ہے عَلَیْكَ
الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ اوپر تیرے کتاب کو کہ قرآن ہے واسطے آدمیوں کے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے تاکہ ہدایت پاویں وہ فَمَنِ اهْتَدٰى پس جو کوئی کہ راہ پاوے طرف قرآن
کے کہ اسپر ایمان لاکر اسکے احکام پر عمل کرے فَلِنَفْسِهٖ پس واسطے اسکے ہے فائدہ اسکا وَمَنْ ضَلَّ اور جو کوئی کہ گمراہ ہووے کہ قرآن کا اعتقاد نکرے اور اسکے احکام کو حق
جانے فَاِنَّمَا یَضِلُّ پس سوائے اسکے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے وہ عَلَیْهَا اوپر اس نفس کے کہ ضرر گمراہ ہونیکا اس نفس کیواسطے ہے وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ اور نہیں ہے تو اے
محمد صلعم اوپر ان کفار کے نگہبان کہ واسطے ایمان لانیکے تو اسپر زبردستی کرے اور ایمانکو دلمیں تو نگاہ رکھے کہ وہ گمراہ نہونے پاویں اسواسطے کہ یہ تیری قدرت سے باہر ہے اور تجھپر تو
فقط پہنچا دینا ہمارے احکام کا ہے اور اب خدا دوبارہ زندہ کرنیکی قدرت کو بیان کرتا ہے کہ اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ خدا قبض کرتا ہے نفسونکو حِیْنَ مَوْتِهَا وقت مرنے
انکے کہ جس وقت انکی اجل آتی ہے تو زندگی کو انکی قطع کرتا ہے وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ اور قبض کرتا ہے اس نفس کو کہ نہیں مرا ہے فِیْ مَنَامِهَا بیچ سونے اسکے کو
یعنی وقت سونیکے جان کو قبض کرتا ہے اسطرح سے کہ اسکا تعلق اور تصرف بدن سے اٹھا لیتا ہے اور تدبیر اسکے بدن میں سے موقوف کر دیتا ہے لیکن جانکو بدن سے نہیں نکالتا ہے
فَیُمْسِكُ الَّتِیْ پس نگاہ رکھتا ہے خدا اس جہان میں اس نفس کو کہ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ مقرر کیا ہے اوپر اسکے مرنیکو کہ پھر اسکو بدن کی طرف نہیں پھیرتا ہے دنیا میں
وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اور بھیجتا ہے دوسرے نفس کو بدن میں کہ جس سے زندگانی ہے وقت بیداری کے اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى طرف ایک مدت نام رکھی گئی کے لیئے مرنیکے وقت تک
اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے قضی کو بضم قاف پڑھا ہے صیغہ مجہول کا اور موت کو منصوب پڑھا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ آدمی کے بدن میں ایک روح ہے اور ایک نفس ہے اور درمیان
ان دونو کے ایک شعاع ہے مثل شعاع آفتاب کے پس نفس تو وہ ہے کہ جس سے عقل اور تمیز ہے اور روح وہ چیز ہے کہ جس سے نفس اور حرکت کرتا ہے پس جس وقت آدمی سو جاتا ہے
تو خدا اسکے نفس کو قبض کرتا ہے اور روح اسمیں باقی رہتی ہے کہ اسکو نہیں نکالتا ہے اور جس وقت مرجاتا ہے تو روح کو اور نفس کو دونو کو قبض کرتا ہے پس روح نکلتی
ہے اور نفس بھی نکلجاتا ہے اور نفس کے نکلنے سے روح کا نکلجانا ضروری نہیں ہے اور ایسے ہی حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی نہیں سوتا ہے مگر یہ کہ نفس اسکا آسمان
کو چڑھتا ہے اور روح بدنمیں رہتی ہے اور درمیان روح اور نفس کے ایک شعاع پیدا ہوتی ہے مثل شعاع آفتاب کے پس اگر حکم الہی تعلق پکڑتا ہے روح کے قبض کرنیکا تو
قبول کرتی ہے روح نفس کو اور اگر حکم دیتا ہے خدا روح کے باقی رہنے کا تو قبول کرتا ہے نفس روح کو یہ ہے قول خدا کا اللہ یتوفی الانفس حین موتہا اور جسوقت نفس سونے
والیکا ملاحظہ کرتا ہے آسمانونکی ملک کا جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے اسکی تعبیر ہے اور اگر درمیان آسمان اور زمین کے دیکھتا ہے تو اسکی تعبیر نہیں ہے اور وہ خیالات شیطانی سے
ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس موت دینے اور نگاہ رکھنے اور بھیجنے نفس کے لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں قدرت خدا کی اور زندہ کرنے مردونکی ہیں لِّقَوْمٍ
یَّتَفَكَّرُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں نشانیوں قدرت خدا میں اور بغور سوچتے ہیں اور تامل کرتے ہیں اور توریت میں مذکور ہے کہ اے فرزند آدم کے جس طرح
تو سوتا ہے اسیطرح مریگا اور جس طرح تو بیدار ہوتا ہے اسی طرح تو زندہ ہوگا اور کفار باوجود دیکھنے ان دلیلوں قدرت خدا کے دوبارہ زندہ ہونے سے انکار کرتے
کرتے ہیں اَمِ اتَّخَذُوْا بلکہ پکڑا انھوں نے یعنی مقرر کیے ہیں انھوں نے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے شُفَعَآءَ شفاعت کرنیوالے خدا کے نزدیک
کہ انکو سفارش کر کے نجات دلاویں قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار مکہ سے کہ سفارش کرینگے وہ اَوَلَوْ كَانُوْا کیا اگر ہوویں وہ لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْــٴًـا نہ مالک ہوویں وہ کسی چیز
کو سفارش میں سے وَّلَا یَعْقِلُوْنَ اور نہ عقل رکھتے ہوں اور نہ جانتے ہوں اپنی پرستش کرنے والوں کو جس وقت کہ ایسے بیخبر ہووینں وہ کیا اس وقت بھی وہ
سفارش کرینگے تمہاری کہ نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ کچھ سمجھتے ہیں کہ وہ پتھر ہیں تراشے ہوئے قُلْ کہہ تو اے محمد کہ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا واسطے خدا کے ہے شفاعت
تمام کہ وہ مالک شفاعت کا ہے اور بدون اذن اور حکم خدا کے کوئی قدرت شفاعت کرنیکی نہیں رکھتا ہے اور شفاعت کرنے میں دو امر چاہئیں ایک اذن
خدا کا شفاعت کرنیوالے کو اور دوسرے یہ کہ جسکی شفاعت کرے وہ بھی قابلیت سفارش کرنیکی رکھتا ہو اور یہاں دونو امر گم ہیں اسواسطے کہ سفارش کرنے والی تو بت ہیں

ع ۴

وہ پتھر کیا سفارش کرینگے نیکی اور انکو کس وجہ سے سفارش کرنیکا حکم ہو کہ خدا کے نزدیک کوئی مرتبہ نہیں رکھتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں اور نہ کچھ سمجھ سکتے
ہیں اور جنکی سفارش کریں وہ کافر ہیں اور نافرمانبردار خدا کے ہیں وہ قابلیت اسکی نہیں رکھتے ہیں کہ کوئی ان کی سفارش کرے اور خدا مالک شفاعت او
سب چیز کا ہے کہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ واسطے اسی کی ہے بادشاہی آسمان کی اور زمین کی ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ پھر طرف اسکے پھیرے
جاؤگے تم واسطے جزائے اعمال کے قیامت میں بھی بادشاہ اور مالک وہی ہے اور جسوقت کہ خدا دنیا اور آخرت میں دونوں میں مالک اور بادشاہ ہو تو بدون اذن
اسکے کون سفارش کر سکتا ہے اور اب ان کفار کے اعتقاد کی بدتری خدا خبر دیتا ہے کہ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ اور جس وقت کہ ذکر کیا جائے خدا وَحْدَهُ تنہا
اور اکیلا بدون ذکر انکے معبودوں باطل کے اور وحدہ حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو سنیں کہ جسمیں خدا کی توحید کا بیان ہو تو اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ
الَّذِيْنَ گھبجاتے ہیں اور رنجیدہ ہوتے ہیں دل ان لوگونکے کہ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ نہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ آخرت کے اور نہایت کینہ اور غصہ سے تیوری کو چڑھا
لیتے ہیں وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ اور جسوقت کہ ذکر کئے جائیں وہ کہ مِنْ دُوْنِهٖ سوائے اس خدا کے ہیں یعنی انکے باطل معبودوں کا ذکر ہو تو اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ
اسوقت وہ خوش ہوتے ہیں اس طرح سے کہ اثر سرور کا ان کے چہرہ پر ظاہر ہوتا ہے اور ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہو کہ جو انکے تئیں مسلمان کہتے ہیں کہ جسوقت علی ابن طالب
اور انکی اولاد کے فضائل اور بزرگیوں کا ذکر ہوتا ہے تو چہرے انکے سیاہ اور نیلے ہو جاتے ہیں اور دل انکے سننے سے فضائل اہل بیت کے گھٹتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور اگر قدرت
جواب دینے کی رکھتے ہیں تو اس فضیلت کو رد کرتے ہیں اور طرح طرح کے عیب اور قبیح اسمیں نکالتے ہیں اور نہایت لچر اور واہی تاویلیں اسمیں کرتے ہیں اور جسوقت
سوائے اہلبیت رسول کے اور کسیکا ذکر ہو یا فضیلت گھڑی ہوئی اور لوگوں کی بنائی ہوئی کسی کی مذکور ہو تو نہایت خوش ہوتے ہیں اور جس وقت کفار بغض کو نہیں سنتے تھے اور
عناد اور انکار کو زیادہ کرتے تھے تو رسول خدا صلعم انکے عناد کی کثرت سے حیران ہوتے تھے خدا تعالے نے حکم دیا ہے کہ تو ہماری طرف متوجہ ہو اور اس طرح دعا کر چنانچہ
فرماتا ہے کہ قُلِ اللّٰهُمَّ کہہ تو اے محمد اے خدا معبود حق فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنیوالے آسمانوں کو اور زمین کے اور مالک انکے عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے ہے اور فاطر اور عالم کا نصب حرف ندا کی جہت سے ہے کہ پوشیدہ ہے یعنی اے خدا پیدا کرنیوالے آسمان اور زمین کے اور اے خدا جاننیوالے ہر پوشیدہ اور ظاہر
کے اَنْتَ تَحْكُمُ تو ہی حکم کرے گا بَيْنَ عِبَادِكَ درمیان بندوں اپنے کے آخرت میں فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ بیچ اس چیز کے کہ ہیں وہ بیچ اسکے يَخْتَلِفُوْنَ
اختلاف کرتے امر دین کے مقدمہ میں پس حکم کر تو ہمارے اور انکے درمیان حق کے ساتھ کہتے ہیں کہ ربیع بن خثیم کہ زاہد دنیا سے تھا اگر وہ حضرت امام حسین کے واقعہ سے خبری اور انکے
قاتلوں پر لعنت کی اور کہا کہ آہ قتل کیا اس شخص کو کہ جسکو رسول خدا اپنے دامن میں رکھتے تھے اور منہ اپنا اسکے منہ پر رکھتے تھے اور بعد اسکے آیت تلاوت فرمائی کہ قل اللھم فاطر السموات
والارض (الآیہ) اور اب خدا تعالے کفار کو ڈراتا ہے وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور اگر تحقیق ہووے واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کیا ہے انھوں نے اپنے نفسوں پر کفر کر
مَا فِي الْاَرْضِ جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے مال اور دولت جَمِيْعًا سب وَّمِثْلَهٗ اور مانند اس مال کے مَعَهٗ ہمراہ اسکے اور مال ہوں سب دنیا کی مانند چند مال انکے پاس ہو تو
لَافْتَدَوْا بِهٖ البتہ فدیہ کریں وہ ساتھ اس مال کے یعنی اس مال کو فدا کریں اپنی نجات کے واسطے مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ بدی عذاب کے سے اور سختی اسکی سے يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہووے واسطے انکے مِّنَ اللّٰهِ خدا کی جانب سے قسم قسم کے عذاب مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ جو کچھ کہ تھے وہ گمان
کرتے کہ ہمکو پہنچیں گے اور یا یہ کہ ظاہر ہوں انکو عذاب گناہوں کے عوض میں اور وہ ان گناہوں کو نیکیاں گمان کرتے ہوں وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہوں واسطے انکے قیامت میں
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا جزائیں برائیوں اس چیز کی کہ کسب کیا ہو انھوں نے کہ وہ جزائیں طرح طرح کے عذاب ہیں واسطے انکے وَحَاقَ بِهِمْ اور احاطہ کرے ساتھ ان
کے اور گھیرے انکو مَّا كَانُوْا بِهٖ جزا اس چیز کی کہ تھے وہ ساتھ اسکے يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ٹھٹھا کرتے کہ جسوقت انکو عذاب سے ڈرایا جاتا تھا تو وہ اسپر ہنستے تھے اور اسکو بات
ہنسی جانتے تھے اور کفار کا عجیب و غریب حال ہے کہ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ پس جس وقت پہنچے آدمی کو یعنی کسی کافر کو پہنچے ضُرٌّ کوئی سختی مثل فقیری اور مرض کے تو
دَعَانَا پکارتا ہو وہ ہمکو اور درخواست کرتا ہے ہم سے اسکے دفع کرنیکی ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ پھر جس وقت دیویں ہم اسکو اپنے فضل اور کرم سے نہ اسکے مستحق ہونیکی جہت سے
نِعْمَةً مِّنَّا ایک نعمت اپنی جانب سے کہ اسکی فقیری کو تونگری سے اور اسکی بیماری کو صحت سے بدل کریں تو اسی طرح اپنے انکار اور عناد کو پیش کرکے قَالَ کہے کہ اِنَّمَآ
اُوْتِيْتُهٗ سوائے اسکے نہیں کہ دیا گیا ہوں میں اس قسم کی نعمت تونگری یا صحت کو عَلٰى عِلْمٍ اوپر علم کے مجھے کہ میں اسکے حاصل کرنے اور کسب کرنیکی وجہ کو جانتا تھا اور اسکا

علم رکھتا تھا اور یا یہ کہ خدا کو اسکا علم تھا کہ میں مستحق اسکا ہوں خدا فرماتا ہے کہ نہ ایسا ہے کہ وہ گمان کرتا ہے بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ بلکہ وہ نعمت امتحان اور آزمائش ہے اسکی تا کہ ظاہر ہو کہ وہ شکر کرتا ہے اس نعمت کا یا ناشکری کرتا ہے اسکے عوض میں مستحق عذاب کا ہو وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ اور لیکن اکثر ان کفار میں کے لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے ہیں کہ سب نعمتیں خدا کی جانب سے ہیں اور بلا اور نعمت میں فرق نہیں کرتے ہیں قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ تحقیق کہ کہا ہے اس کلمہ کو یعنی کلمہ انما اوتیتہ علی علم کو ان لوگوں نے کہ مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے ان سے تھے مثل قارون کے فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ پس بے پروا کیا انسے عذاب کے ہونے سے مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ اس چیز نے کہ تھے وہ کسب کرتے اور مال و دولت کو جمع کرتے تھے بلکہ سبب انکے عذاب کا ہوا وہ مال فَأَصَابَهُمْ پس پہنچا انکو سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا عذاب برائیوں اس چیز کا کہ کسب کیا تھا انھوں نے وَالَّذِينَ ظَلَمُوا اور وہ لوگ کہ ظلم کیا ہے انھوں نے اپنے نفسوں پر کفر کر کے مِنْ هَٰؤُلَاءِ ان لوگوں میں سے کہ جو اس زمانہ کے کفار ہیں سَيُصِيبُهُمْ قریب ہے کہ پہنچے ان کو سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا عذاب برائیوں اس چیز کا کہ کسب کیا ہے انھوں نے جیسا کہ پہلی امتوں کو پہنچا ہے وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ اور نہیں ہیں وہ کفار عاجز کرنیوالے ہمکو عذاب کرنے سے کہ بھاگ کر کہیں کو چلے جاویں اور منقول ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے خدا نے سات برس انکو قحط میں مبتلا رکھا اور بڑے بڑے نامی انکے جنگ بدر میں مارے گئے بعد انکے سات برس پھر ارزانی اور آسودگی انکو بخشی تا کہ جانیں کہ تنگ کرنا اور کشادہ کرنا روزی کا خدا کے اختیار میں ہے اس واسطے بعد اسکے فرماتا ہے کہ أَوَلَمْ يَعْلَمُوا آیا نہ جانا انھوں نے کہ أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ تحقیق کشادہ کرتا ہے روزی لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس کے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے محض اپنے فضل و کرم سے نہ کسی اس مرتبہ اور مستحق ہونیکی جہت سے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے روزی کو جس کے واسطے چاہتا ہے اپنی مصلحت سے نہ واسطے ذلت اور خواری بندہ کے إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس کشادہ اور تنگ کرنے روزی کے لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ واسطے اس قوم کے کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ دینے والا اور روزی کا خدا ہے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت مشرکوں کی کہ قتل اور زنا بہت کرتے تھے اور طرح طرح کے گناہ کرتے تھے ان لوگوں نے رسول خدا سے عرض کی کہ ہمسے بہت بڑے گناہ ہوئے ہیں اور تو دعوی کرتا ہے کہ جو کوئی شرک کرے اور ناحق کسیکو قتل کرے اسکو خدا نہیں بخشتا ہے پس ہم ایمان نہیں لاتے ہیں جب تک اس شرط سے کہ خدا ہمارے گناہوں کو بخشدے بعد مسلمان ہونیکے یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ کہدے تو اے محمد يَا عِبَادِيَ اے بندو میرے الَّذِينَ أَسْرَفُوا جنھوں نے کہ زیادتی کی ہے گناہ کر کے عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ اوپر نفسوں اپنے کے یعنی حد سے گذر گئے ہیں گناہ کرنے میں اور بہت سخت گناہ کئے ہیں انھوں نے لَا تَقْنَطُوا نا امید نہو تم مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ رحمت خدا کی سے إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ بخشتا ہے گناہوں کو جَمِيعًا صغیرہ اور کبیرہ کو اگرچہ انکی کثرت ہو اور حد سے زیادہ ہوں إِنَّهُ تحقیق کہ وہ خدا هُوَ الْغَفُورُ وہی بخشنے والا گناہوں کا ہے الرَّحِيمُ مہربان ہے اپنے بندوں پر حضرت علی نے فرمایا ہے کہ قرآن میں اس آیت کی برابر رحمت اور مغفرت فراخ والی کوئی آیت نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت وحشی قاتل حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ اس خوف سے کہ توبہ میری قبول نہوگی مسلمان نہوتا تھا یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہوا اور اسکے بعد صحابے نے پوچھا کہ یا رسول خدا یہ آیت خاص وحشی کیواسطے ہے یا سب مسلمان اسمیں شریک ہیں فرمایا کہ یہ آیت عام ہے اور سب مسلمانوں کو شامل ہے لیکن اس آیت کے خاص وحشی کے اسلام کے واسطے ہونے میں کلام ہے اس واسطے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہے اور وحشی اس آیت کے نازل ہونیکے کئی برس بعد مسلمان ہوا ہے البتہ ہو سکتا ہے کہ جس وقت اس نے یہ آیت سنی ہو تو اسکو سنکر مسلمان ہوا ہو اگرچہ بعد نازل ہونیکے کئی برس بعد سنا ہو اور کہتے ہیں کہ زید بن اسلم کہ اپنے زمانہ میں بڑا زاہد مشہور تھا اور کثرت سے عبادت کرتا تھا وہ آدمیوں کو عذاب خدا سے بہت خوف دلاتا تھا اور رحمت سے ناامید کرتا تھا جس وقت وہ مرا تو کہا کہ خداوندا تیرے نزدیک میرا کس قدر مرتبہ ہے جواب آیا کہ دوزخ ہے تیرے واسطے کہا کہ اسقدر عبادت جو میں نے کی ہے اسکا ثواب کہاں ہے فرمایا کہ تو نے میرے بندوں کو میری رحمت سے ناامید کیا آج میں تجھکو اپنی رحمت سے ناامید کرونگا اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ خدا نے اس آیت کو اولاد فاطمہ کے شیعوں کی خاطر میں نازل کیا ہے اور حضرت صادق نے فرمایا اپنے شیعوں سے کہ نہیں ہے ملت ابراہیم پر سوا تمھارے کوئی اور نہیں قبول کرتا ہے خدا مگر تمسے اور نہ بخشیگا گناہ مگر تمہارے امام نے اس واسطے فرمایا ہے کہ بدون محبت علی کے اور اسکی اولاد طاہرین کے بخشش گناہوں کی نہوگی اور محبت علی کی سوائے اس فرقہ شیعہ کے کسی میں نہیں ہے اس واسطے کہ محبت انکی اسوقت ثابت ہوگی کہ انکے دشمنوں سے بیزاری بھی دلمیں ہو اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ انکو بھی دوست رکھے اور انکے دشمنوں کو بھی دوست رکھے اور یہ دوستی انکی نہیں ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہماری دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دوستی ایک دلمیں نہیں سما سکتی جیسے کہ دو تلواریں ایک میان میں نہیں سما سکتیں اور حدیث قدسی میں فرمایا ہے خدا نے کہ علی ابن ابیطالب حجت میری ہے خلقت میری پر کہ میں نے اسکو خلیفہ اور حاکم کیا ہے واسطے ہدایت کے اور انکا رہنما ہے میرے

علم کے خزانوں پر بہشت میں لیجاؤں گا میں اسکو کہ جو کوئی دوست رکھے اگرچہ پیغمبر کی نافرمانی اس نے کی ہو اور نہ لیجاؤنگا میں اسکو بہشت میں کہ جسنے اسکے دشمنی کی اگرچہ میری
فرمانبرداری کی ہو اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خدا دوست رکھے اسکو کہ جو دوست رکھے علیؑ کو اور دشمن رکھے اسکو کہ جو دشمن رکھے علیؑ کو اور خدا کو دشمن کی ہرگز نجات
نہیں ہے اور آئمہ معصومین علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ دوستی ہم اہلبیت کی گراتی ہے گناہوں کو بندوں سے جیسے کہ گرا دیتی ہے ہوا سخت پتوں کو درخت سے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی کہ شیعہ ہمارا ہو قیامت کے دن اسکو مقام حساب میں کھڑا کریں اور خدا اسکے گناہوں سے خبردار کرے اور جس وقت وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرے تو اسکے گناہوں کو نیکیوں سے
بدل دے اور لوگوں کو وہ نیکیاں اسکی دکھلاوے اور جس وقت وہ دیکھیں تو تعجب کرکے کہیں کہ اس بندے کو کوئی گناہ صادر نہیں ہوا اور اسکے بعد حکم ہو اسکو بہشت میں داخل
کرینگا اور یہی معنی ہیں قول خدا کے اولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات اور صواعق محرقہ وغیرہ کتب احادیث اہل سنت میں مذکور ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ یا علی انت وشیعتک فی الجنۃ
اے علی تو اور شیعہ تیرے بہشت میں ہیں اور سنی اپنے تئیں ایسی ایسی روایتیں دیکھ کر کہیں کہ ہم شیعہ ہوں تو یہ ایسا ہے کہ جیسے حبشی اپنے تئیں کہے کہ میں ترک ہوں اندر لحد منکر
ونکیر دیدندش اعضائے گنہگار ار بوئیدندش چون مہر علی بینند امر نو دوے آخر بخشش ہمہ بخشیدندش اور فرماتا ہے خدا کہ وَاَنِیْبُوْٓا اور رجوع کرو تم شرک اور
گناہ سے نہایت کوشش کرکے اور جھکو تم اِلٰی رَبِّکُمْ طرف پروردگار اپنے کے کہ اسکو واحد جانتے اور طاعت کے وسیلہ سے وَاَسْلِمُوْا لَہٗ اور فرمانبرداری کرو تم واسطے اسکے
جس حکم کو کہ وہ فرماوے مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ پہلے اس سے کہ آوے تمکو عذاب خدا کا ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ پھر نہ مدد کئے جاؤ تم یعنی کوئی ایسا نہ ہوئے
کہ تمہاری نصرت اور مدد کرے عذاب کو تمسے دفع کرے وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ اور پیروی کرو تم نیک تر اس چیز کی کہ نازل کی گئی ہے طرف تمہارے مِّنْ رَّبِّکُمْ
پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ واجب کو مقدم رکھو سنت پر اور معاف کرنیکو مقدم رکھو بدلا لینے پر اور پیروی اس چیز کی کرو کہ جو سچائی سے زیادہ قریب ہے مِّنْ قَبْلِ اَنْ
یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ پہلے اس سے کہ آوے تمکو عذاب خدا کا بَغْتَۃً اچانک کہ جسکے آنیکی امید نہو وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور تم نہ اطلاع رکھتے ہو اسکے آنیکی پس پیروی شتابی
نیک طاعتوں کی کرو اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ ایسا نہو کہ کہے نفس وقت دیکھنے عذاب کے یٰحَسْرَتٰی ہائے افسوس اور پشیمانی میری عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ اوپر اسکے کہ تقصیر کی میں نے فِیْ
جَنْبِ اللّٰہِ بیچ جانب خدا کے یعنی اسکے حق میں اور اسکی طاعت میں اور آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ مراد جنب اللہ سے وہ طریقہ ہے کہ پہنچانیوالا ہے طرف جلال خدا کی
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں جنب اللہ یعنی ہم وہ طریقہ ہیں کہ جو پہنچانے والے ہیں طرف خدا کے پس جو کوئی کہ ہماری پیروی نکرے وہ کل کو
قیامت کے دن کہیگا کہ ہائے افسوس کہ میں نے تقصیر کی آل عبا کی طریقہ میں اور رہبر المومنین نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں جنب اللہ اور امام کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ جنب اللہ امیر المومنین
ہے اور ایسے ہی جو کوئی کہ بعد اسکے ہے اوصیا میں سے اور یہی مقصود ہے حدیث ثقلین سے چنانچہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ دو چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں قرآن اور اہلبیت
اگر ان سے چنگل مارو گے تم تو گمراہ نہو گے یعنی اگر ان دونوں کی پیروی کروگے تو گمراہ نہوگے پس جسنے کہ انکی پیروی نہ کی ہوگی از وہ اس روز افسوس کریگا اور اپنے قصور کو
ظاہر کریگا کہ میں نے انکی پیروی کیوں نہ کی لیکن اس روز کی پشیمانی کچھ فائدہ نہ بخشے گی اور کہیگا کہ وَاِنْ کُنْتُ اور تحقیق کہ تھا میں دنیا میں لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ البتہ ٹھٹھا
کرنیوالوں میں سے کتاب خدا اور رسول خداؐ اور آئمہ ہدیٰ پر کہ میں نے انکی پیروی نہ کی اور کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عالم تھا کہ تمام اوقات اپنے علوم کے حاصل کرنے میں
خرچ کرتا تھا ابلیس اسکے پاس آیا اور کہا کہ تو کس واسطے اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے ان مشقتوں اور محنتوں سے اور دنیا کے فائدوں اور مزوں سے تو محروم رہتا ہے چاہئے کہ دنیا
کی لذتوں سے فائدہ مند ہو کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہوا ہے آئندہ کو توبہ کر لینا کہ دونوں جہان کی لذتوں سے فائدہ اٹھاوے وہ شخص ابلیس کے فریب میں آگیا اور فسق وفجور
اور بدکاریوں کو اسنے اختیار کیا اور جس وقت کہ لذت دنیا میں مشغول تھا اسوقت ملک الموت اسکے پاس آیا اور جسوقت اسنے آثار موت دیکھے تو کہا اے پشیمانی میری اوپر اسکے
کہ تقصیر کی میں نے طاعت خدا میں اور شیطان کی پیروی میں رہا اور اسی حسرت اور پشیمانی میں روح اسکی قبض ہوئی اور ہمیشہ کے عذاب میں وہ گرفتار ہوا خدا نے اپنے حبیب کو خبر دی
کہ ایسا نہو کہ ابلیس کے فریب میں آکر تم بھی اے لوگو اس زمانہ کے طاعت خدا میں قصور کرو اور کل کو کہنے لگو کہ ہائے پشیمانی میری کہ میں نے طاعت خدا میں قصور کیا
اور اسکے احکام پر ٹھٹھا کرنیوالا تھا اَوْ تَقُوْلَ یا کہے وہ نفس کہ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ھَدٰنِیْ اگر تحقیق کہ خدا رہنمائی کرتا مجھکو توفیق عطا کرکے طرف حق کی لَکُنْتُ
مِنَ الْمُتَّقِیْنَ البتہ ہوتا میں پرہیزگاروں میں سے اور شرک اور گناہ میں آلودہ نہوتا غرض یہ ہے کہ اسوقت ہر طرح کی آرزو اور عذر کریگا لیکن کچھ فائدہ نہوگا اَوْ تَقُوْلَ
یا کہیگا وہ نفس افسوس کرکے حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ جسوقت دیکھیگا عذاب کو کہ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً اگر تحقیق ہوتا واسطے میرے پھرنا طرف دنیا کی تو فَاَکُوْنَ پس ہوتا

ہیں اگر مجھ کو پھرنا ہو فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ تو ہوؤں نیکی کرنیوالا لوگوں میں سے اور خدا اسکے قول کو رد کرکے کہیگا کہ بَلٰی قَدْ جَآءَتْکَ اٰیٰتِیْ ہاں تحقیق کہ آئیں میری کتابیں کہ قرآن کی دلیلیں
تیرے پاس تجھکو راہ حق دکھلاتی فَکَذَّبْتَ بِهَا پس تکذیب کی تونے ساتھ ان آیتوں کے اور جھٹلایا تونے وَاسْتَکْبَرْتَ اور تکبر اور سرکشی کی تونے اسکے قبول کرنے سے اور
انکار اور عناد سے اور گمراہی کو تونے ہدایت پر اختیار کیا وَکُنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ اور تھا تو کفر کرنیوالوں میں سے اور اب خدا جھوٹ بنانیوالوں کو ڈراتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور دن قیامت کے تَرَى الَّذِیْنَ کَذَبُوْا دیکھیگا تو ان لوگوں کو کہ جھوٹ باندھا ہے انہوں نے عَلَى اللّٰهِ اوپر خدا کے اس طرح کہ اسکے
واسطے فرزند مقرر کئے اور آدمیوں کو شریک ٹھیرائے اور کہا کہ یہ ہماری سفارش کرینگے خدا کی درگاہ میں پس ان جھوٹ بنانیوالوں کا یہ حال ہوگا وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ
منہ انکے کالے ہونگے پہلے اس سے کہ انکو دوزخ میں لیجاویں تاکہ قیامت کے لوگ اس علامت سے انکو جانیں کہ یہ دوزخی ہیں اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے
بیچ دوزخ کے مَثْوًى لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ جگہ بیٹھنے کی واسطے سرکشوں کے کہ تکبر کی جہت خدا کی اور رسول کی فرمانبرداری انہوں نے نہ کی اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے
کہ مراد اس سے ہر امام ہے کہ اپنی امت کو طرف خدا کے بے [illegible] پکڑتا ہے اور حال یہ ہے کہ خدا نے اسکو منصب امامت کا نہیں دیا اور راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ اگر وہ فاطمی
ہو اور اب خدا پرہیزگاروں کا حال بیان کرتا ہے وَیُنَجِّی اللّٰهُ اور نجات دیگا خدا الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ان لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں وہ اور پرہیز کرتے ہیں کفر
اور گناہوں سے بِمَفَازَتِهِمْ بسبب نجات اور مراد پانے اپنے کے ایمان اور طاعت کی جہت سے اور اہل کوفہ نے سوائے حفص کے مفازات پڑھا ہے جمع کا صیغہ لَا
یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ نہ پہنچیگی انکو کوئی برائی اور سختی وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہونگے نعمت اور لذت کے نپانے سے اور اب اپنی قدرت کا حال
بیان کرتا ہے اَللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ خدا پیدا کرنیوالا ہر چیز کا ہے وَّهُوَ عَلٰى کُلِّ شَیْءٍ اور وہ اوپر ہر چیز کے وَّکِیْلٌ نگہبان ہے کہ اسکا دخل اور تصرف
ہر چیز میں ہے لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ واسطے اسکے ہیں کنجیاں خزانوں آسمانوں اور زمین کی یعنی وہ مالک تمام امور آسمانوں اور زمین کا اور اسکے غیر کو
کسی طرح دخل اسمیں نہیں ہے جیسے کہ کسی کے پاس کنجی خزانہ کی ہو تو وہ اسکے غیر کو اسمیں دخل نہیں دیتا ہے اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ کنجیاں روزی کی اسکے پاس ہیں پس
در و آکر روزی کے جسکے واسطے چاہے کھولے اور جس کے واسطے مصلحت دیکھے روزی تنگ کرتا ہے اور دروازہ روزی کے بند کرے اور کہتے ہیں کہ خزانہ آسمانوں کا باران رحمت
ہے اور خزانے زمین کے روئیدگی اور کنجی ان خزانوں کی اس کے تصرف میں ہے جسقدر چاہے برسائے اور جسقدر چاہے اگائے اور حارث ہمدانی نے
روایت کی ہے کہ میں نے امیرالمومنینؑ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے رسولخداؐ سے پوچھا کہ کنجیاں آسمان اور زمین کی کیا ہیں فرمایا کہ سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا اله الا
اللّٰه واللّٰه اکبر ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم هو الاول والآخر والظاهر والباطن له الملک وله الحمد یحیی ویمیت وهو حی لا یموت بیده الخیر وهو علی کل شیء
قدیر یہ کلمے کہ جن میں خدا تعالیٰ کی تسبیح اور حمد اور تکبیر کا بیان ہے یہ کنجیاں ہیں آسمانوں اور زمین کی خیر اور برکت کی اور جو کوئی صبح کے وقت ان کلموں کو پڑھے اسکو واسطے
خدا چھ خصلتیں بخشے اول تو یہ کہ اسکو ابلیس سے اور اسکے لشکر سے محفوظ رکھے اور دوسرے یہ کہ کثرت سے ثواب اسکو دیوے کہ کوہ احد سے زیادہ ہو اور تیسرے یہ کہ اسکو نیکیوں کے
درجہ پر پہنچائے اور چوتھے یہ کہ حور العین کو زوجہ اسکی کرے اور پانچویں یہ کہ بارہ ہزار فرشتوں کو خدا حکم فرماتا ہے کہ ان کلموں کو اس سے سنکر ایک ورق پر لکھیں اور قیامت
کے دن اس کے واسطے گواہی دیویں اور چھٹے یہ کہ ثواب توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کے پڑھنے کا اسکو دیا جاوے ایسا ہو کہ حج اور عمرہ مقبول اسنے کیا ہو اور اگر
اسی مہینے میں مرے تو شہید مرے ہو اور اب کفار کے حال میں خدا بیان فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور انکار کیا انہوں نے
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ساتھ نشانیوں قدرت خدا کے اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہ لوگ وہی نقصان پانیوالے ہیں قیامت کے دن کہ انہوں نے بہشت کی نعمتوں
کے عوض میں عذاب دوزخ کو خرید کیا ہے اور حکم کرتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان مشرکین سے کہ جو تجھکو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں اَفَغَیْرَ اللّٰهِ
کیا پس غیر خدا کو تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ حکم کرتے ہو تم مجھکو کہ پرستش کروں میں بعد اسکے کہ دلیلیں روشن اسکی توحید اور قدرت پر دلالت کرتی ہیں
اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ اے جاہلو اور نہ جاننے والو انجام کار کو اور اہل مدینہ نے تامرونی کو نون خفیفہ سے پڑھا ہے اور یا کو فتح سے اور ابن عامر نے دو نون سے
تامروننی پڑھا ہے اور یا کو ساکن اور ابن کثیر نے نون مشدد اور یا مفتوحہ پڑھا ہے اور باقیوں نے نون مشدد اور یا ساکن سے پڑھا ہے اور اپنے حبیب
کی طرف خطاب کرتا ہے کہ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ اور البتہ تحقیق وحی کی گئی ہے طرف تیرے وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اور طرف ان لوگوں

ع ۱۱

کی کہ پہلی تجھ سے تھے یعنی تجھ سے پہلے جو پیغمبر تھے مثل تیرے انکے طرف بھی وحی کی گئی ہے اور تیری طرف بھی قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ لَئِنْ اَشْرَکْتَ البتہ اگر
شرک کرے تو برسبیل فرض اگرچہ تجھ سے محال ہے تو اس صورت میں لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ البتہ نابود ہو جائے عمل تیرا وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ البتہ ہووے
تو نقصان پانے والوں میں سے یعنی اگر تو شرک کرے تو مرنے کے وقت تک تو کوئی عمل تیرا قبول نہو اور ثواب اس عمل کا تجھکو حاصل نہو پس پیروی مشرکوں کی مت کر اور ان کے بہکانے
اپنے طریق کو مت چھوڑ اس کلام میں اگرچہ خطاب حضرت کی طرف ہے لیکن تنبیہ اپنے بندوں کو کرتا ہے کہ جو کوئی شریک کرے عبادت میں سوائے خدا کے اسکے غیر کو تو اس عبادت
مستحق ثواب کا نہو گا اسواسطے کہ ثواب کا حاصل ہونا موقوف ہے عمل کے خالص واسطے خدا کے ہونے پر نہ یہ کہ دوسرے کی بھی شرکت میں ہو اور مراد عمل کے حبط اور نابود ہونے سے یہاں
یہ ہے کہ اس عمل کے کرنے سے مستحق ثواب کا ہو گا بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ بلکہ خدا کو بس عبادت کر تو وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ اور ہو تو شکر کرنیوالوں میں سے نعمت
توحید اور عمل خالص پر وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ اور نہ بزرگی کی انھوں نے خدا کی حَقَّ قَدْرِہٖ حق بزرگی اسکی کا جس طرح سے کہ وہ لائق بزرگی کرنے کو ہے بلکہ اسکی
عبادت میں اسکے غیر کو انھوں نے شریک کیا اور یا یہ کہ نہ تعریف کی انھوں نے اسکی جیسے کہ سزاوار تعریف کا ہے اسواسطے کہ انھوں نے انکار کیا اسکی قدرت کا کہ وہ دوبارہ زندہ ہیں
کر سکتا ہے اور حق میں اسکے بیان کیا انھوں نے کہ خلقت کو اس نے عبث پیدا کیا ہے اور وہ عاجز ہے دوبارہ اسکے پیدا کرنیسے وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا اور زمین
سب قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قبضہ میں اسکے ہے دن قیامت کے اور جمیعًا حال واقع ہوا ہے اور عامل اسکا محذوف ہے وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ
اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں ساتھ ہاتھ قدرت اسکی کے مقصود اس سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اسکی قدرت کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہیں تو با وجود اسقدر بڑی ہونے
کے ایسی ہی کہ جیسے کوئی کسی چیز کو مٹھی میں پکڑے اور آسمان ایسے ہیں کہ جیسے کوئی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے لپیٹ لیوے اور اسطرح سے بیان کرنا ان کا تمثیل کے واسطے ہے
اور مراد اس سے ظاہر کرنا اپنی قدرت کا ہے اور جس وقت کہ وہ ایسا ہے تو سُبْحٰنَہٗ پاک ہے وہ خدا وَتَعٰلٰی اور بلند مرتبہ والا ہے عَمَّا یُشْرِکُوْنَ
اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں وہ مشرکین کہ اسکے غیر کو اسکا شریک کرتے ہیں اور اب قیامت کے حال سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ اور پھونکا
جاویگا بیچ صور کے یہ پہلا صور ہے کہ جسکو اسرافیل پھونکینگے اور ذکر اسکا سورہ یٰسین میں ہو لیا ہے فَصَعِقَ پس بیہوش ہو جائیگا یعنی مر جاویگا اسکی سختی آواز کے
سننے سے مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ جو کوئی کہ بیچ آسمانوں کے ہے ملائکہ وغیرہ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اور جو کوئی کہ بیچ زمین کے ہے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ مگر جس
کو چاہے خدا وہ اس آواز سے نہ مرے گا جیسے کہ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل و حاملان عرش اور بعضی روایت میں جناب رسولخدا سے ہے کہ شہدا اپنی تلواریں گلے
میں ڈالے ہوئے ہونگے گرد عرش کے یہ بھی اس آواز سے نہ مرینگے ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی پھر پھونکی جاوے بیچ اس صور کے دوسری پھونک یہ صور دوسرا ہے
کہ جس سے سب زندہ ہو جاوینگے اور کہتے ہیں کہ درمیان دونوں صوروں کے چالیس برس کا فاصلہ ہو گا پس جس وقت دوسرا صور پھونکا جاویگا تو فَاِذَا ھُمْ پس ناگاہ
وہ قِیَامٌ کھڑے ہونے والے ہونگے اور قبروں سے اٹھنے والے یَّنْظُرُوْنَ نظر کرینگے اور دیکھیں گے اپنی چاروں طرف حیران ہو کر کہ اس وقت انتظار کرینگے کہ
دیکھئے ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے اور ہمکو کیا حکم ہوتا ہے اور منقول ہے کہ حضرت سجاد علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ درمیان دونوں پھونکوں صور پہلے اور دوسرے
کے کس قدر فاصلہ ہو گا فرمایا کہ جسقدر کہ خدا چاہے اور پوچھا کسی نے کہ اے فرزند رسولخدا کیونکر پھونکا جاویگا صور فرمایا کہ جسوقت پہلا صور پھونکا جاویگا تو
اسکی کیفیت یہ ہے کہ خدائے تعالے اسرافیل کو حکم کرے گا وہ دنیا میں آوے گا آسمان پر سے اور اسکے پاس صور ہو گا اور اسکے دو سرے ہونگے ایک اوپر اور ایک
نیچے اور فرق درمیان دونوں سروں کے ایسا ہو گا کہ جیسے زمین اور آسمان میں فرق ہے اور جس وقت ملائکہ اسرافیل کو دیکھینگے کہ دنیا کی طرف جاتا ہے اور ہمراہ اسکے
صور ہے تو کہینگے کہ خدائے تعالے نے زمین کے اور آسمانوں کے باشندوں کی موت کا اسکو حکم دیا ہے پس اسرافیل بیت المقدس کے حضیرہ پر اتریگا اور کعبہ کی طرف اسکا منہ ہو گا اور جس وقت
زمین کے رہنے والے اسکو دیکھینگے تو کہینگے کہ خدا نے اسکو زمین کے باشندوں کی موت کا حکم دیا ہے پس اسرافیل صور میں ایک پھونک ماریگا اور اس صور سے آواز اس طرف
سے نکلے زمین کی جو طرف کہ اسکی زمین کے متصل ہے پس کوئی جاندار زمین پر باقی نرہیگا کہ جسقدر ہیں سب مر جاوینگے اور بعد اسکے اس طرف سے آواز نکلیگی جو طرف کہ
اس صور کی آسمان کے متصل ہے اور اس آواز سے جس قدر کہ جاندار آسمانوں پر ہیں سب مر جاوینگے مگر اسرافیل کہ وہ باقی رہیگا پس فرماوے گا خدائے تعالی اسرافیل کو کہ
مر جا تو وہ بھی مر جاوے گا اور دیر کرینگے سب اسیطرح رہینگے جس مدت تک کہ خدا چاہے پھر حکم کرے گا خدائے تعالے آسمانوں کو پس مضطرب ہونگے اور حرکت

کرینگے اور حکم دیگا پہاڑونکو پس روانہ ہونگے اور چلینگے اور یہ مراد ہی اس قول سے کہ یوم تمور السماء مورا وتسیر الجبال سیرا اور بدلی جائیگی زمین اس بیچ کہ جسپر گناہ نہیں ہوئی ہیں اور اپنی ظاہر اور کھلی ہوئی ہوگی کہ اسپر نہ پہاڑ ہونگے اور نہ درخت ہونگے جیسے کہ پہلی مرتبہ بچھائی گئی تھی اور ہو جائے گا عرش اسکا پانی پر جیسے کہ اول مرتبہ تھا اسکی قدرت اور عظمت سے اس وقت خدا ندا کرے گا اس طرح سے کہ سب زمین و آسمان کی طرفیں سنینگی اور کہیگا کس کے واسطے ہے آج بادشاہی پھر کوئی جواب نہ دیگا اسکو اور اپنی قدرت سے آپ ہی کہیگا کہ بیچ قہر کیا خلقت پر اور سبکو مار ڈالا میں ہی ہوں خدا نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوا میرے کہ نہ کوئی میرا شریک ہے نہ وزیر ہے اور میں نے اپنے دست قدرت سے خلقت کو پیدا کیا تھا اور میں نے ہی انکو مار ڈالا اپنی خواہش سے اور میں ہی انکو زندہ کرونگا اپنی قدرت سے اور فرمایا امام نے کہ پس پھونکیگا اسرافیل صور دوسرا اپس آواز نکلیگی اس طرف سے جو کہ متصل آسمان کے ہے جتنے باشندے آسمانوں میں ہیں سب زندہ ہو جائینگے اور زندہ ہونگے حاملان عرش اور جاری ہونگی بہشت اور دوزخ اور خلقت حساب کے لئے جمع ہوگی راوی کہتا ہے کہ میں نے امام زین العابدین کو دیکھا کہ یہ فرما کر بہت شدت سے روئے اور حضرت صادق نے صور اول کے پھونکنے کا حال یہ فرمایا ہے کہ جس وقت پہلا صور پھونکا جائیگا تو زمین کے باشندے سب مرجائینگے اور بعد اسکے آسمانوں کے سب مرجائینگے اور کوئی باقی نہ رہیگا مگر ملک الموت اور حاملان عرش اور جبرئیل و میکائیل اور ملک الموت خدا کے آگے کھڑا ہوگا اس سے کہا جائیگا کہ کون باقی رہا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ کون کون باقی رہا ہے لیکن ملک الموت سے پوچھیگا تو وہ جواب میں کہیگا کہ کوئی باقی نہیں رہا ہے مگر ملک الموت اور حاملان عرش اور جبرئیل و میکائیل حکم ہوگا ملک الموت کو کہ تو جبرئیل اور میکائیل کو کہ مرجائیں اس وقت فرشتے کہینگے کہ خداوندا یہ تیرے رسول اور امین ہیں کہ تیرا حکم لیکر جاتے تھے فرمائیگا کہ میں نے سب جانداروں کی طرف حکم موت کا دیا ہے اور بعد اسکے جبرئیل اور میکائیل کے پھر ملک الموت خداوند جبار کے آگے کھڑا ہوگا فرمائیگا خدا کہ اب کون باقی رہا ہے ملک الموت عرض کرے گا کہ ملک الموت اور حاملان عرش کے سوا کوئی باقی نہیں رہا ہے فرمائیگا کہ کہہ تو ان سے کہ وہ بھی مرجائیں جسوقت کہ حاملان عرش بھی مرجائینگے تو ملک الموت غمگین اور بدحال ہوکر آگے کھڑا ہوگا اور آنکھ اپنی اوپر کو نہ اٹھا سکیگا فرمائیگا خدا الٰہی باکل الموت کون باقی ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار سوا ملک الموت کے کوئی باقی نہیں رہا ہے فرمائیگا کہ مرجا تو وہ بھی مرجائیگا اور زمین و آسمانکو اپنے دست قدرت میں پکڑ کر فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ ہمراہ میرے شریک مقرر کرتے تھے اور کہاں ہیں آج وہ لوگ کہ دوسرا معبود تجویز کرتے تھے اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ جسروز یہ معرکہ ہوگا وہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جس وقت خدا خلقت کو زندہ کر کے اٹھانے کا ارادہ کریگا تو چالیس صباح مینہ برسائیگا سب ہڈیاں جمع ہو کر اپنی اپنی جگہ پہنچ جائینگی اور گوشت ہڈیوں پر آجائینگے اور دوسری روایت میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ روح اپنے مکان میں مقیم ہوگی روح نیک آدمی کی تو روشنی اور کشادگی میں ہوگی اور روح بد آدمی کی تنگی اور تاریکی میں ہوگی اور بدن مٹی ہو جائیگا مثل اس کے کہ جس سے پہلے پیدا ہوا تھا اور جو کچھ کہ درندوں اور جانوروں نے کھا کر اپنے پیٹوں سے باہر ڈالا ہے وہ مٹی میں سب خدا کے پاس محفوظ ہے اور ہر ایک ریزہ کو جانتا ہے وہ شخص کہ جس سے پوشیدہ نہیں ہوتا ہے برابر ذرہ کے زمین کی تاریکیوں میں اور جانتا ہے گنتی کو چیزونکی اور وزن انکے اور مٹی روح والی چیز ونکی بمنزلہ طلا کے ہوگی خاک میں اور جس وقت خدا زندہ کرنا چاہیگا تو زمین پر مینہ برسیگا اور مٹی زمین کی مثل دہی کے بلوئی جائیگی پس مٹی آدمی کی مثل سونے کے نکل آئے گی جیسے کہ سونا مٹی میں دھو کر نکالتے ہیں اور مسکہ کو شیر سے بلو کر نکالتے ہیں پس مٹی ہر بدن کی جمع ہو کر اپنے بدن میں مل جائے گی اور قدرت خدا سے جو صورت کہ پہلے تھی وہی بن جائیگی اور روح اسمیں داخل ہو جائے گی وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ اور روشن ہو وے زمین یعنی میدان محشر کا روشن بِنُوْرِ رَبِّهَا ساتھ نور پروردگار اپنے کے مراد نور سے یہاں عدل انصاف ہے یعنی جیسے کہ ظلم کو تاریکی کہتے ہیں اسی طرح عدل کو نور کہتے ہیں اور یہاں اس واسطے عدل کو نور کہا کہ اس روز حق ظاہر ہو جائیگا اور یا مراد نور سے یہ ہے کہ خدا اس روز ایک نور پیدا کرے گا کہ اس سے زمین محشر کی بدون آفتاب اور مہتاب کے روشن ہو جائے گی وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور رکھی جائے کتاب یعنی اعمال کی کتابیں حساب کے واسطے رکھی جائیں وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ اور لائے جائیں پیغمبر واسطے دعوے پہنچانے احکام خدا کے امتوں پر اور ان امتوں پر حجت پکڑنے کے واسطے وَالشُّهَدَآءِ اور گواہ لائے جائیں واسطے صحیح کرنے دعوے پیغمبرونکو اور جھٹلانے امتونکو لوگوں کے اور مراد ان گواہوں سے ملائکہ ہیں کہ آدمیوں پر مقرر ہیں انکے اعمال بد اور نیک لکھنے کیواسطے اور یا مومنین عادل مراد ہیں اور پہلی سورہ بقر میں گذرا ہے کہ مراد ان سے آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ اور حکم کیا جائے درمیان ان سب کے ساتھ حق کے یا ساتھ عدل اور راستی کے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اور نہ وہ ظلم کئے جائیں گے کہ ثواب کسی کا کم کیا جائے یا عذاب کسی کا زیادہ کیا جائے بلکہ ثواب عمل سے زیادہ ملیگا اور عذاب موافق گناہ کے ہوگا وَوُفِّيَتْ اور پورا دیا جائے گا كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس مَّا عَمِلَتْ جزا اس چیز کی کہ وہ عمل میں لایا ہے وہ نیکی یا بدی وَهُوَ اَعْلَمُ اور وہ خدا زیادہ

جاننے والا اور عالم ہے بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ بندے نیک یا بد اسپر کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور ہر ایک کو جزا دیگا اس تفصیل سے کہ خدا بیان کرتا ہے
وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور ہانکے جاوینگے وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انھوں نے ذلت وخواری سے إِلَىٰ جَهَنَّمَ طرف دوزخ کے زُمَرًا گروہ گروہ یہ حال واقع ہوا ہے
یعنی ایک جماعت کو بعد ایک جماعت کے ہر جماعت کو اسکے پیشوا کے ہمراہ دوزخ میں لیجاوینگے نہایت خواری اور رسوائی سے حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا یہانتک کہ جس وقت
آوینگے وہ اس دوزخ میں تو فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا کھولے جاوینگے دروازے اسکے انکے داخل ہونیکے واسطے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہیں واسطے ان دوزخیوں کے نگہبان اس
دوزخ کے کہ وہ فرشتے ہیں انیس اور انکے زیر حکم جس قدر کہ فرشتے ہیں وہ ان دوزخیوں سے وقت داخل ہونے کے کہیں کہ أَلَمْ يَأْتِكُمْ کیا نہیں آئے تھے رُسُلٌ مِّنكُمْ پیغمبر
تمہاری قوموں میں کہ بحکم خدا يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ پڑھتے اوپر تمہارے آيَاتِ رَبِّكُمْ آیتیں پروردگار تمہارے کی اور نشانیاں اسکی قدرتکی بیان کرتے کہ جسکے
سے تم خدا کو پہچانتے اور اسکی طاعت کو اختیار کرتے وَيُنذِرُونَكُمْ اور ڈراتے وہ تمکو لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ملاقات کرنی اسدن تمہارے سے یعنی اسدنکی ملاقات
کرنیسے تمکو ڈراتے قَالُوا کہینگے وہ دوزخی ان فرشتوں کے جواب میں کہ بَلَىٰ ہاں ہمارے پاس پیغمبر آئے تھے اور انھوں نے ہمکو ڈرایا بھی تھا وَلَٰكِنْ حَقَّتْ اور لیکن
واجب ہوا كَلِمَةُ الْعَذَابِ سخن عذاب کا جو خدا نے فرمایا تھا عذاب کے واقع ہونیکا عَلَى الْكَافِرِينَ اوپر کافروں کے یعنی ہم جو باوجود ہونے علامتوں توحید خدا کے اور ڈرانے
پیغمبروں کے اپنے شرک سے نہ پھرے اس سبب سے لائق کلمہ عذاب کے ہوئے اور جس وقت فرشتے اس کلام کو انسے سنیں تو قِيلَ کہا جائے یعنی وہ فرشتے انسے کہیں کہ ادْخُلُوا
أَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو تم دروازوں دوزخ میں کہ خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہو گے بیچ اس دوزخ کے فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝
پس بری ہے دوزخ جگہ تکبر اور سرکشی کرنیوالوں کی اور اب مومنین کا حال بیان کرتا ہے کہ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا اور روانہ کیے جاوینگے وہ لوگ کہ پرہیز کیا ہے
انھوں نے کفر اور گناہوں سے اور ڈرتے ہیں وہ رَبَّهُمْ پروردگار اپنے سے إِلَى الْجَنَّةِ طرف بہشت کے زُمَرًا گروہ گروہ موافق اپنے اپنے مرتبہ کے ایک گروہ کے بعد
دوسرا گروہ اپنے اپنے پیشوا کے ہمراہ سے جنت میں ہر گروہ کا جو وقت ہو گذار؛ اور مرتقی آگلی بھی چلے لیکے اپنے یار؛ اسوقت اپنے فضل و کرم کی نگاہ سے؛ بار سب محو علی کے
محبوبین کر شمار؛ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا یہانتک کہ جس وقت آئیں وہ متقی اس بہشت میں نہایت خوشی سے اور اسکے دروازے پہ پہنچیں وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا
اور کھولے جاویں دروازے اسکے انکو داخل ہونیکے واسطے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہیں واسطے ان کے نگہبان اس بہشت کے رضوان وغیرہ کہ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
سلامتی ہے اوپر تمہارے اور رحمت جانب خدا سے کہ بےخوف ہو تم طِبْتُمْ پاک تھے تم دنیا میں گناہوں سے اسواسطے کہ تم اس مرتبہ کو پہنچے اور یا یہ کہ پاکیزہ ہوئے
تم مغفرت اور بخشش کے ساتھ پہلے داخل ہونیسے اور فتحت کو دونو کو اہل کوفہ نے تاکی تخفیف سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تشدید سے اور واو وفتحت کی بعضے کہتے ہیں کہ زائد ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ واو حالیہ ہے اور حضرت صادق نے روایت کی ہے اپنے باپ سے اور انکو باپ نے اپنے باپ سے یہانتک کہ امیر المومنین سے پس فرمایا حضرت علی نے کہ بہشت
کے آٹھ دروازے ہیں ایک دروازہ سے انبیا داخل ہوں گے اور صدیقین اور ایک دروازے سے شہدا اور صالحین داخل ہونگے اور پانچ دروازوں سے ہمارے شیعہ اور دوست داخل ہونگے
اور میں صراط کے اوپر کھڑا ہونگا اور دعا کرتا ہونگا کہ اے پروردگار میرے سلامت رکھ تو میرے شیعوں اور دوستوں کو اور جسنے میری نصرت کی ہے اور لڑا ہے وہ اس شخص
سے جو کہ مجھ سے لڑا ہے فعل سے یا قول سے اور ایک دروازہ سے سب مسلمان داخل ہونگے جو کہ گواہی دیتا تھا لا الٰہ الا اللہ کی اور اسکے دلمیں برابر ذرہ کے دشمنی
ہم اہلبیت کے نہتی اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ خدا کی طرف نیک گمان کرو اور جانو تم کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور عرض ہر دروازہ کا چارسو برس کی
راہ کا ہے ظاہر امر اور ان آٹھ دروازوں سے آٹھ بہشتیں ہیں اور ہر بہشت کا عرض چارسو برس کی راہ کا ہوگا لیکن یہ بھی حد سے زیادہ ہے اور اسکی حقیقت کو
خدا ہی جانتا ہے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ جس وقت بہشتی بہشت کے دروازے پر پہنچیں تو ایک درخت دیکھیں اسکے نیچے سے دو چشمہ جاری ہیں بہشتیوں کو حکم ہو کہ ایک چشمہ
میں غسل کرو جس وقت وہ غسل کریں تو تمام بدن انکا پاکیزہ اور لطیف ہو جاوے اور بدن انکا پھر کبھی میل اور چرک پیدا نہ کرے اور بال انکے پریشان اور بکھرے ہوئے ہوں اور
دوسرے چشمہ سے انکو پانی پلائیں تو دل انکا حسد اور کینہ سے اور عیبوں باطنی سے پاک اور صاف ہو جاوے اور بعد انکے بو انکی برائے اور ریح انکی بیسر ز نہو اور رنگ انکا دگرگوں نہو
اور جو چیز کہ باعث دگرگوں ہونیکی ہے وہ ظاہر نہو اور اس سبب سے ملائکہ انکو کہیں کہ طبتم یعنی ظاہر اور باطن تمہارا پاک ہو جب فَادْخُلُوهَا پس داخل ہو تم اس بہشت
میں خَالِدِينَ ۝ کہ ہمیشہ رہنے والے ہو اسمیں اور منقول ہے کہ جسوقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں تو جس طرح کہ کوئی سفر سے آتا ہے اور یگانے مہربان ہوتے ہیں

اس طرح سے ایک شخص انکے غلاموں میں سے انکی عورتوں حور العین کو جا کر خبر کرے وہ عورتیں انکی پیشوائی کو محلوں سے باہر آئیں اور انپر سلام کریں اور جس وقت محلوں میں
داخل ہوں تو دیکھیں کہ تخت جڑاؤ طرح طرح کے جواہر سے رکھے ہوئے ہیں اور فرش ریشمی بچھے ہوئے ہیں اور تکیے انپر رکھے ہوئے ہیں اور دیواریں ان محلوں کی ایک
سونے کی اینٹ سے اور ایک چاندی کی اینٹ سے اور یاقوت سرخ اور موتی اور زبرجد سے چنی ہوئی ہیں اور جس وقت وہ بہشتی وہاں پہنچیں اور تختوں پر مثل بادشاہوں کے
بیٹھیں اور جس وقت انکی اس ہیئت پر پڑے تو کہیں کہ الحمد للہ الذی ھدانا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ فرشتے انکو کہیں کہ تلک الجنۃ التی اورثتموھا بما
کنتم تعملون وہ بہشتی ملائکہ کے قول کو سچا کریں وَقَالُوا اور کہیں وہ کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریف اور شکر واسطے خدا کے ہے اَلَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ جس نے سچ کیا ہم
سے وعدہ اپنے کو جو کچھ کہ زبانی پیغمبر کے فرمایا تھا وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ اور وارث کیا ہمکو زمین بہشت کا کہ ہم اپنی قدرت اور اختیار سے نَتَبَوَّاُ جگہ پکڑتے ہیں ہم مِنَ
الْجَنَّۃِ بہشت میں سے حَیْثُ نَشَآءُ جس جگہ کہ چاہیں ہم اس اشارہ ہے طرف کثرت محلوں اور مکانوں کی اور حدیث میں آیا ہے کم مرتبہ کا وہ مومن ہے کہ جس کے
پاس ایک دنیا کے برابر بہشت ہو اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ ایسا کوئی نہیں ہے کہ جسکے واسطے بہشت میں مکان نہو خواہ مومن ہو خواہ کافر اور اگر کافر نے پہلے
ایمان کو اختیار نہ کرے اور حالت کفر میں مرجائے تو بندہ مومن اسکے مکان کا وارث ہوتا ہے پس معنی آیت کے یہ ہوئے کہ حقتعالے وارث کرتا ہے مومن کو کافر
کے مکانوں کا فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ پس اچھی ہے مزدوری کام کرنیوالوں کی اور ثواب اور بدلا نیک عمل کرنیوالوں کا کہ وہ بہشت کی نعمتیں ہیں وَتَرَی الْمَلٰٓئِکَۃَ
حَآفِّیْنَ اور دیکھیگا تو اے محمد صلعم فرشتوں کو گھیرنے والے مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ گرداگرد عرش کے یعنی جس وقت کہ تو آخرت میں اپنے اعتقاد نیک اور
راستے مرتبہ قرب کو پہنچیگا تو فرشتوں کو گرد عرش کے طواف کرتے ہوئے دیکھے گا لذت سے نہ تکلیف کی راہ سے اس واسطے کہ وہاں تکلیف نہیں ہے اور وہ فرشتے
وقت پھرنے کے گرد عرش کے یُسَبِّحُوْنَ پاکی سے یاد کرینگے خدا کو کہ وہ پاکیزگی نزدیک کی گئی ہوگی بِحَمْدِ رَبِّہِمْ ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے یعنی کہینگے وہ کہ
سبحان اللہ العظیم وبحمدہ اور خدائے تعالے کی پاکیزگی بیان کرینگے ہر عیب و نقصان سے کہ جو لائق اسکی ذات پاک کے نہیں ہے وَقُضِیَ بَیْنَہُمْ اور حکم کیا جائے
درمیان انکے یعنی خدا درمیان بندوں کے حکم کرے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے کہ جو کوئی سزاوار جس مقام کا ہے بہشت کا یا دوزخ کا وہاں اسکو بھیجے وَقِیْلَ اور کہا
جائے یعنی مومنین کہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سب تعریفیں واسطے خدا کے ہیں کہ پروردگار عالم کے لوگوں کا ہے اسکے حکم کرنے پر درمیان ہمارے
حق و راستی سے کہ ہر ایک کو موافق اعمال کے مناسب مقام میں لایا سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں پچاسی آیتیں اور سات سورتیں ہیں اور یہاں سے
شروع ہوئی ہیں اور جمع حم کی حوامیم ہے اور منقول ہے کہ حوامیم زیور قرآن کا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر چیز کا ایک میوہ ہوتا ہے اور میوہ قرآن
کا حوامیم ہے اور جو کوئی چاہے کہ بہشت کے باغ میں میوہ کھائے چاہیے کہ حوامیم کو پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز شب میں پڑھے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے
کہ حوامیم پھول قرآن کے ہیں پس چاہیے کہ اسکی تلاوت پر شکر خدا کا کرو اس واسطے کہ جو بندہ مومن کہ اس سورت کو پڑھے اسکے منہ میں خوشبو مشک اور عنبر کی آئے
اور حقتعالے اسپر رحمت کرے اور اسکے تمام گھر والوں اور ہمسایوں کو اسکی تلاوت کی برکت سے رحمت میں غرق کرے اور عرش و کرسی اور ملائکہ مقربین اس کے
واسطے بخشش چاہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حوامیم سات ہیں اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں کہ وہ جہنم اور حطمہ اور لظی اور سعیر اور سقر اور جحیم اور ہاویہ ہے
پس جو کوئی ان سورتوں کو پڑھے ہر سورت ایک صورت میں ہوکر دوزخ کے دروازے پر کھڑی ہو اور اسکے پڑھنے والے کو دوزخ میں نہ جانے دے اور منقول ہے کہ ہر چیز کا خلاصہ ہے
اور خلاصہ قرآن کا حوامیم ہیں اور حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جو کوئی سورہ مومن کو پڑھے تین روز میں ایکبار خدا اسکے تمام گناہ پہلے اور پچھلے سب بخشے اور
تقوی اور پرہیزگاری کو اسکے لازم کردے اور نعمتیں بہشت کی اسکو بخشش فرمائے اور اسکی آخرت کو دنیا سے بہتر کرے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ
ابن عباس سے منقول ہے کہ حم بزرگترین نام خدا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جن ناموں کی اول میں حا اور میم ہے ان ناموں کا شروع ہے مثل حلیم اور حامد اور حمید اور حی
اور حق اور حکیم اور حاکم اور حفیظ اور حافظ اور حنان کے اور مثل ملک اور ملیک اور مالک اور مجید اور ماجد اور مبدی اور معید اور معز اور مہیمن اور منان کے اور انس بن
مالک نے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک اعرابی نے رسولخدا سے پوچھا کہ حم کیا چیز ہے کہ ہماری لغت میں نہیں ہے فرمایا کہ شروع ناموں پاک خدا کا اور سورتوں کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
حا اور میم دو حرف ہیں درمیان رحمن اور محمد کے پس یہ اشارہ ہے طرف ایک راز کے درمیان خدا اور پیغمبر کے اور کوئی پیغمبر مرسل سوائے خاتم النبیین کے اور ملک مقرب

سورۃ المومن

کہ اس رمز کو نہیں جانتا ہو اور سوا اسکے اور قول بھی آئیں ہیں لیکن سورہ بقر کے اول بیان اسکی تحقیق ہو چکی ہے کہ حروف مقطعہ سے کیا مراد ہے اور حضرت صادق سے
منقول ہے کہ مراد اس سے حمید المجید ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حم نام سورہ کا ہے اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے الف کو اور کہا امالہ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے فتحہ سے تَنْزِيلُ الْكِتَابِ
یہ نازل کرنا کتاب کا ہے مِنَ اللَّهِ جانب خدا سے اور تنزیل خبر مبتدا محذوف کی ہے اور مبتدا بھی ہو سکتا ہے اور من اللہ خبر اسکی یعنی نازل کرنا کتاب کا خدا کی جانب
سے ہے الْعَزِيزِ کہ غالب ہے وہ اپنی بادشاہی میں الْعَلِيمِ جاننے والا ہے ہر چیز کا غَافِرِ الذَّنْبِ بخشنے والا گناہ کا اس شخص کے کہ جو ہمیشہ خالص اور سچا
اعتقاد رکھتا ہو اور خدا کی طاعت میں مصروف ہو وَقَابِلِ التَّوْبِ اور قبول کرنے والا توبہ کا واسطے مومن گنہگار کے اور واسطے مشرک کے اگر شرک سے توبہ
کرکے خدا اور پیغمبر پر ایمان لاوے اور توب جمع توبہ کی ہے یا مصدر ہے شَدِيدِ الْعِقَابِ سخت کرنے والا عذاب کا واسطے اس شخص کے کہ جو ایمان نہ لائے انکار کرے
اور گناہ سے توبہ نہ کرے اور اس صفت کا ذکر بعد مغفرت کی صفت کو اس واسطے ہے کہ بندہ مغفرت پر تکیہ کرکے گناہ میں مشغول نہ ہو بلکہ چاہیے کہ امید اور خوف دونوں رکھے
ذِي الطَّوْلِ صاحب فضل اور احسان کا اپنے بندوں پر کہ طرح طرح کی نعمتیں بخشتا ہے اور یہ سب اللہ کی صفتیں ابجد واقع ہوئی ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا
بخشنے والا ہے اس شخص کا کہ کہے لا الہ الا اللہ اور سخت کرنے والا عذاب کا ہے اس شخص کو کہ جو نہ کہے لا الہ الا اللہ اور صاحب طول ہے یعنی بے نیاز ہے اس سے کہ نہ کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوائے اس خدائے حق کے کہ جس میں وہ صفات مذکورہ ہیں إِلَيْهِ الْمَصِيرُ طرف اسی کی ہے پھرنا سب کا واسطے جزائے اعمال کے کہ
فرمانبردار کو تو درجات بلند عطا کرے اور نافرمانبردار کو عذاب میں گرفتار کرے اور جس وقت معلوم ہوا کہ قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے تو اسکی پیروی واجب ہے اور اسکے
احکام پر عمل کرنا لازم ہے اور اس میں جھگڑا اور چون و چرا کرنی حرام ہے مَا يُجَادِلُ نہیں جھگڑا کرتے ہیں فِي آيَاتِ اللَّهِ بیچ آیتوں خدا کی کہ وہ آیتیں
خدا کی ہیں إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا مگر وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور خدا کی نعمت کا انھوں نے انکار کیا اور مراد اس جھگڑے سے وہ ہے کہ جو کفار قرآن کی دلیلوں کو دفع کرنے
کے واسطے عناد اور انکار سے جھگڑا کرتے تھے اور حق کو ڈھانا چاہتے تھے نہ وہ جھگڑا کہ جو علماء اس کے معانی کی تحقیق میں کرتے ہیں اور اس سے احکام کے نکالتے ہیں
اور کج راہوں کو دفع کرنے کے واسطے گفتگو کرتے ہیں اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ لعنت کئے گئے ہیں جھگڑا کرنیوالے دین میں زبان پر ستر پیغمبروں کی اور جو کوئی کہ جھگڑا کرے
آیات خدا میں وہ کافر ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور دوسری روایت میں بھی ہے کہ جھگڑا کرنا قرآن میں کفر ہے اس سے بھی مراد جھگڑا باطل ہے نہ وہ جھگڑا کہ
جو دین کے ثابت کرنیکے واسطے ہو اور عناد اور انکار والے لوگ باوجود حاصل ہونے نعمتوں الٰہی کے جو اپنے کفر اور انکار پر ہٹ کرتے تھے اس جہت سے فرماتا ہے کہ فَلَا
يَغْرُرْكَ پس چاہیے کہ نہ فریب دیوے تجھکو اے محمد تَقَلُّبُهُمْ پھرنا ان کا فِي الْبِلَادِ بیچ شہروں کے کہ واسطے تجارت کے کہ جو یہ شام کے اور یمن کے شہروں میں
جاتے ہیں اور بڑے بڑے منافع حاصل کرتے ہیں اور تیری خاطر میں انکی تونگری اور مالداری دیکھ کر یہ نہ گزرے کہ میں انکو یونہی چھوڑ دونگا اور انکو چندروز کے چھوڑ دینے
سے یہ نہ جاننا چاہیے کہ میں انکو عذاب نہ کروں گا بلکہ یہ انکے واسطے باعث زیادتی عذاب کا ہے اور انکا وہی حال ہوگا جیسے کہ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ جھٹلایا
پہلے انکے قوم نوح کی نے وَالْأَحْزَابُ اور قوموں کتنی نے مِنْ بَعْدِهِمْ پیچھے انکے پیغمبروں کو مثل قوم عاد اور ثمود کے اور سوا انکے کے وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ
اور قصد کیا ہر امت نے بِرَسُولِهِمْ ساتھ پیغمبر اپنے کے لِيَأْخُذُوهُ تاکہ پکڑیں وہ اسکو اور سزا دیویں اور قتل کریں وَجَادَلُوا اور جھگڑا کیا انھوں نے
پیغمبروں سے بِالْبَاطِلِ ساتھ باطل گفتگو کے کہ تم پیغمبر نہیں ہو اور تم مثل ہمارے آدمی ہو اور فرشتوں کو اس نے پیغمبر کرکے کیوں نہ بھیجا اور یہ جھگڑا انکا اس واسطے
تھا پیغمبروں سے لِيُدْحِضُوا بِهِ تاکہ باطل کردیں ساتھ اس باطل گفتگو کے وہ الْحَقَّ اس سخن حق کو کہ جسکی پیروی واجب ہے فَأَخَذْتُهُمْ پس پکڑ لیا
میں نے ان امتوں کو جو کہ پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے عذاب میں اور ہر امت کو ایک قسم کا عذاب دیا دیکھو تو کہ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ پس کیونکر تھا عذاب میرا اور
عقاب کے بعد یا متکلم محذوف ہے وَكَذَٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ واجب ہوا تھا عذاب میرا پہلی امتوں پر ایسے ہی حَقَّتْ واجب ہوا ہے كَلِمَتُ رَبِّكَ
سخن عذاب پروردگار تیرے کا عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں تیری قوم میں سے اور تجھکو انھوں نے جھٹلایا ہے أَنَّهُمْ أَصْحَابُ
النَّارِ واسطے اسکے کہ تحقیق وہ صاحب آتش دوزخ کے ہیں یعنی وہ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور انہم اصل میں لانہم ہے اور کلمۃ ربک کو اہل مدینہ اور ابن عامر نے کلمات
ربک پڑھا ہے یعنی کفار پہلی امتوں کے اور حال کے سب دوزخ میں جلنے والے ہیں اور تیرے جھٹلانے اور جھگڑا نہ کرنے سے کچھ نقصان نہیں ہے اور خدا کی طاعت اور عبادت اور

وقف لازم

تسبیح کرنیوالے بہت ہیں اسلئے الَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وہ ہیں کہ اٹھاتے ہیں عرش کو بموجب حکم خدا کے وَمَنۡ حَوۡلَهٗ اور جو کہ گرد اس عرش کے ہیں کہ ہمیشہ طواف اسکا کرتے ہیں یہ سب یُسَبِّحُوۡنَ پاکیزگی سے یاد کرتے ہیں خدا کو اور تسبیح کرتے ہیں بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ساتھ تعریف پروردگار اپنے کی وَیُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ اور ایمان لاتے ہیں ساتھ اس خدا کے اور اعتقاد کرتے ہیں اسکی وحدانیت اور قدرت اور پروردگار ہونیکا یہ سب مخلوقات پاکیزہ اور تمام ملائکہ میں برگزیدہ اور خاص ہیں اور ذکر خدا میں اپنی زبانکو تر رکھتے ہیں آپس میں جھگڑے اور ترک عبادت کرنے ان کفار کے سے کہ بدتر خلائق کے ہیں کچھ نقصان نہیں ہے اور عرش کو اب چار فرشتے اٹھاتے ہیں قیامت کے روز آٹھ اٹھاوینگے کہتے ہیں کہ خدا حکم کرتا ہے سب فرشتونکو کہ وہ ہر صبح و شام عرش کے اٹھانیوالے فرشتونکو سلام کریں انکی تعظیم اور بزرگی کی جہت اور کہتے ہیں کہ پاؤں عرش کے اٹھانیوالونکے ساتویں زمین پر ہیں اور سر انکے آسمانوں سے گذر گئے ہیں اور ہاتھ انکے اطراف سے باہر نکل گئے ہیں اور عاجزی اور زاری میں مشغول رہتے ہیں اور نہایت عاجزی سے سر اپنے نیچے ڈالے ہوئے ہیں اور نظر اپنی ہرگز اوپر کو نہیں کرتے ہیں اور حاملان عرش کہتے ہیں کہ سب فرشتوں سے زیادہ عاجزی کرنیوالے ہیں اور ساتویں آسمانکے فرشتے چھٹے آسمانکے فرشتوں سے زیادہ عاجزی کرتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور چھٹے آسمان کے فرشتے پانچویں آسمانکے فرشتوں سے اور پانچویں آسمان کے فرشتے چوتھے آسمان کے فرشتوں سے اسی طرح اول آسمان تک اور مجاہد سے منقول ہے کہ درمیان ملائکہ کے اور عرش الہی کے ستر ہزار حجاب ہیں اور تمام ملائکہ پیچھے ان حجابونکے تسبیح خدا میں مشغول ہیں اور آسمانکے طبقوں میں اسقدر فرشتے ہیں کہ شمار ان کا سوا خدا کے کسیکو معلوم نہیں ہے اور نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ بعضے فرشتے ایسے ہیں کہ ہمیشہ سجدہ میں رہتے ہیں اور یہ سب سے زیادہ مقرب درگاہ خدا ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ رکوع میں رہتے ہیں اور کبھی کھڑے نہیں ہوتے اور یہ حاملان عرش ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ صف باندھے ہوئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جو گرد عرش کے رہتے ہیں اور بعضے تسبیح کرتے ہیں کہ ملائکہ عرش کی طرف نہیں دیکھتے ہیں اور یہ ایک لاکھ صف فرشتونکی ہے کہ پیچھے ان فرشتونکے ہے کہ جو عرش کو گھیرے ہوئے ہیں اور وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہوئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے عرش کو ایک جوہر سبز سے پیدا کیا ہے اور ایک پایہ سے عرش کے دوسرے پایہ تک اس قدر فاصلہ ہے کہ اگر پرندہ بہت تیز اڑنیوالا دو لاکھ برس اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آٹھ لاکھ برس تک اڑے تو ایک پایہ سے دوسرے پایہ تک پہنچے اور منقول ہے کہ خدا نے جسوقت عرش کو پیدا کیا تو تمام فرشتونکو حکم پہنچا کہ اسکو اٹھاؤ اور حاملان عرش کے کاندھے پر رکھو جبرئیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ سبحان اللہ اور میکائیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ الحمد للہ اور اسرافیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ لا الہ الا اللہ اور عزرائیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ اللہ اکبر اور عرش کو ملائکہ نے اٹھا کر حاملان عرش کے کندھے پر رکھا اور جس وقت حاملان عرش کو اسکا بوجھ بہت بھاری معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وہ گرانی انکی نہایت سبک ہو گئی پس جو مومن کہ ان کلموں کو ایکبار کہے تو ثواب حاملان عرش کا اور سب فرشتوں کا اسکے نامہ اعمال میں لکھیں اور گرانی دنیا اور آخرت کی اسپر سبک ہو جائے اور رحمت خدا میں وہ غرق ہو اور جابر بن عبد اللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مجھکو اذن دیا ہے کہ کچھ احوال عرش کا اور اسکے اٹھانیوالونکا تم سے بیان کروں جانو تم کہ خدا نے عرش کو جوہر سبز سے پیدا کیا ہے اور اسکے سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار سر ہیں اور ہر سر میں اسکے سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں اس کے سولہ لاکھ چھیاسٹھ ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے وہ سولہ لاکھ چھیاسٹھ ہزار لغت میں تسبیح خدا کرتا ہے اور ثواب اسکا میرے امتیوں کو بخشتا ہے اور اس قدر بڑا ہے عرش کہ حزقائیل کہ ایک فرشتہ ہے اور اس کے اسی ہزار پر ہیں اور ہر پر سے دوسرے پر تک اسی ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے اس کی خاطر میں گذرا کہ طول و عرض عرش کا دریافت کروں خدا تعالے سے سوال کیا کہ میرے پرونکو دو چند کر دے خدا نے قبول کیا اور وہ ایک لاکھ اور ساٹھ ہزار برس کی راہ اڑا اور اسی ہزار مرتبہ سست ہوا اور پھر خدا سے مدد چاہی خطاب پہنچا کہ اے حزقائیل اگر تو تمام عالم کے گذر جانے تک پرواز کرے تو ایک پایہ عرش پر سے بھی تو نے پرواز نہ کیا ہو حزقائیل نے کہا کہ سبحان ربی الاعلی وبحمدہ خدا نے حکم کیا میری امت کو کہ اس تسبیح کو سجدہ میں کہیں تا کہ ثواب حزقائیل کا ان کو حاصل ہو اور حاملان عرش یعنی عرش کے اٹھانے والے فرشتے اسقدر بڑے ہیں کہ ایک کان سے دوسرے کان تک ستر ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی چیز عرش سے زیادہ خوف کرنیوالی خدا سے نہیں ہے اور اسکی تسبیح میں سے ایک یہ ہے کہ اعوذ باللہ من غضب اللہ واعوذ باللہ من سخط اللہ واعوذ باللہ من نقمۃ اللہ اور کہتے ہیں کہ جس وقت خدا نے عرش کو پیدا کیا تو فرشتوں کی خاطر میں گذرا کہ کوئی چیز عرش سے زیادہ بڑی نہ ہو گی خدا نے ایک سانپ کو پیدا کیا کہ اس نے اپنی دم سے عرش کو چاروں طرف سے بیچ میں لے لیا اور ہنوز وہ عرش سے دو تہائی زیادہ تھا اور وہ ستر ہزار بازو رکھتا ہے اور ستر ہزار سر اور ہر سر میں

عرش کے طول و عرض اور اوصاف حاملان عرش کا ذکر

ستر ہزار دہان اور ہر دہن میں ستر ہزار زبان اور ہر زبان سے ستر ہزار لغت میں تسبیح کرتا ہے اور ثواب اسکا آل محمد کے شیعوں کو بخشتا ہے اور حاملان عرش بعد تسبیح خدا کے
مومنین کے واسطے عاقبت بخیر کو خدا سے طلب کرتے ہیں چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ وَيَسْتَغْفِرُونَ اور بخشش چاہتے ہیں وہ فرشتے خدا سے لِلَّذِينَ
آمَنُوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں اور بخشش چاہتے انکی نہایت عاجزی سے اسطرح پر کہتے ہیں رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ گھیرا
شامل کیا ہے تونے ہر چیز کو رَحْمَةً وَعِلْمًا رحمت میں اور علم میں اور یہ دونوں چیز واقع ہوئے ہیں یعنی تیری رحمت اور علم تیرا سب چیز کو پہنچا ہوا ہے فَاغْفِرْ
لِلَّذِينَ تَابُوا پس بخشش تو واسطے ان لوگوں کے کہ توبہ کی ہے انھوں نے اور گناہوں سے پرہیز کیا ہے وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ اور پیروی کی ہے انھوں نے راہ تیری
کی کہ وہ راہ ایمان کی ہے وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ اور بچا تو ان کو عذاب آگ جلانے والی سے رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے رحم کر تو توبہ کرنے والوں پر وَ
أَدْخِلْهُمْ اور داخل کر تو ان کو جَنَّاتِ عَدْنٍ بہشتوں عدن کی میں الَّتِي وہ بہشتیں کہ تونے محض اپنے فضل و کرم سے وَعَدْتَهُمْ وعدہ کیا
ہے تونے ان سے زبانی پیغمبروں کی وَمَنْ صَلَحَ اور اس شخص کو کہ نیکی کی ہے اس نے مِنْ آبَائِهِمْ باپوں انکے میں سے اسکو داخل کر تو بہشت میں عدن کی اور
گناہ انکے بخش تو وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ اور عورتوں انکی کو اور اولاد انکی کو داخل کر تو بہشتوں میں عدن کی کہ وہ ان سے انس پکڑیں اور سبب
ان کی خوشی کا اور باعث انکی چشم کی روشنی کا اور خوشی کا ہو إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ تحقیق کہ تو ہی ہے غالب کہ کسی سے مغلوب اور عاجز نہیں ہوتا ہی الْحَكِيمُ
حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ اور نگاہ رکھ تو انکو برائیوں سے یا عذاب سے کہ باعث اسکا برا ایمان
اور گناہ ہیں وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ اور جسکو بچائے تو عذابوں سے کہ وہ جزا ہیں برائیوں کی ہیں يَوْمَئِذٍ اس دن کہ وہ روز جزا کا ہے تو فَقَدْ رَحِمْتَهُ
پس تحقیق رحم کیا تونے اسپر اور بخشش کی تونے کہ جنت میں پہنچایا تونے اسکو اور یا یہ کہ جسکو بچایا تونے گناہوں سے توفیق عطا کرکے دنیا میں تو پس رحم کیا تونے اسپر جزا
دینے کے روز میں اور عذاب سے نجات دی تونے اسکو وَذَٰلِكَ اور وہ بچانا تیرا ہے گناہ اور عذاب سے اور داخل کرنا بہشت میں هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ وہی مراد پانا
بڑا ہے کہ وہ باعث راحت اور عیش ہمیشہ کا ہے اور بعد اسکے مشرکین کے حال سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق وہ لوگ کہ کافر ہوئے
اور نہ ایمان لائے خدا کی وحدانیت پر اور پیغمبر کی نبوت پر يُنَادَوْنَ پکارے جائینگے یعنی جس وقت کفار دوزخ میں جائیں تو اپنے نفسوں کو ملامت کریں اور اپنے نفسوں سے
دشمنی کرکے کہیں کہ ہم کیوں نہ ایمان لائے جسوقت کہ ہمکو اختیار تھا ایمان لانے کا اس وقت وہ کفار پکارے جاینگے اور ملائکہ اس وقت انکو پکاریں گے
اور انکو اپنے نفسوں کے ساتھ دشمنی کرتے ہوئے دیکھکر کہیں گے لَمَقْتُ اللَّهِ البتہ دشمنی خدا کی تھے أَكْبَرُ بہت بڑی ہے مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ دشمنی تمہاری
سے نفسوں اپنوں کو إِذْ تُدْعَوْنَ جسوقت کہ بلائے جاتے تھے تم إِلَى الْإِيمَانِ طرف ایمان کے تو فَتَكْفُرُونَ پس کفر کرتے تھے تم اور ایمان نہیں لاتے تھے
تم اس وقت تم ایمان کیوں نہ لائے کہ خدا تمکو دشمن نہ رکھتا اور اب جو تم اپنے نفسوں سے دشمنی کرتے ہو اس دشمنی تمہاری سے خدا کی دشمنی تمہارے ساتھ بہت بڑی ہے
کہ جسوقت وہ تمکو ایمان لانے کو کہتا تھا تو تم کفر کرتے تھے قَالُوا رَبَّنَا کہیں گے وہ کفار کہ اے پروردگار ہمارے أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ مارا تونے ہمکو دو مرتبہ ایک
تو جبکہ دنیا میں ہمکو تونے موت دی اور دوسری مرتبہ قبر میں واسطے سوال و جواب نکیرین کے زندہ کرکے موت دی وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ اور زندہ کیا تونے
ہمکو دو مرتبہ اول تو قبر میں اور دوسری مرتبہ قیامت کے روز اور ابن عباس کے نزدیک پہلا مارنا باپوں کی پشتوں میں ہے جس وقت کہ نطفہ تھے اور دوسری بار مارنا وہ ہے کہ جو دنیا میں
اپنی اجل سے مرا اور پہلا زندہ کرنا دنیا میں پیدا کرنا ہے اور دوسرا زندہ کرنا قیامت کے روز کا ہے واسطے ثواب اور عذاب کے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلا مارنا وہ تھا کہ
اولاد آدم کو خدا بروز الست انکی باپوں کی پشتوں سے باہر لایا تھا واسطے اقرار کرانیکے اور پھر انکو مار ڈالا اور دوسرا مارنا دنیا میں وقت آنے اجل کے تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے
کہ پہلا مارنا دنیا میں وقت آنے اجل کے ہو اور دوسرا مارنا رجعت میں بعد زندہ کرنے کے ہو اور پہلا زندہ کرنا وقت رجعت کے ہو اور دوسرا زندہ کرنا قیامت کے روز
ہو غرض یہ ہے کہ کفار عذاب کو دیکھکر ان چیزوں کا اقرار کریں گے جن کا دنیا میں انکار کرتے تھے کہ سوال قبر نہو گا اور خدا پھر زندہ کرکے نہ اٹھائے گا اور اسوقت کہیں گے
کہ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا پس اقرار کیا ہمنے ساتھ گناہوں اپنے کے کہ ہمنے جھٹلانا عذاب قبر کا ہے اور زندہ کرنا قیامت کے روز کا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ پس کیا ہے
طرف نکلنے کے دوزخ سے مِنْ سَبِيلٍ کوئی راہ کہ اب ہم ایمان لائے ہیں اور اپنے قصور کا اقرار کرتے ہیں ہمکو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کرنا

دنیا میں بعضے آدمی دعوے بادشاہی کا کرتے تھے اَلْيَوْمَ تُجْزٰى آج کے دن بدلا دیا جائے گا كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس بِمَا كَسَبَتْ ساتھ اس چیز کے کہ کسب کیا ہو اس
اور عمل کیا ہو نیک یا بد لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ نہیں ظلم ہے آج کے دن کہ نہ ثواب کسی کا کم کیا جائے گا اور نہ عذاب کسی پر زیادہ کیا جائیگا بلکہ موافق عمل کے جزا ہوگی
اور نہ کسی کو دوسرے کے گناہ میں گرفتار کریں گے اور نہ نیکی کی بدی جزا دینگے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا سَرِيْعُ الْحِسَابِ جلدی لینے والا حساب کا ہے کہ ایکمرتبہ ہی
سبکا حساب لیگا کسی نے جناب امیرالمومنین سے پوچھا کہ ایکمرتبہ ہی سبکا حساب کیونکر لیگا فرمایا کہ جیسے کہ ایکمرتبہ سبکو روزی دیتا ہے اور ایکشخص کا حساب دوسرے
شخص کے حساب کو منع نکرے گا اور منقول ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ حقتعالے اس روز کہے گا کہ میں بادشاہ جزا دینے والا ہوں سزاوار نہیں ہے کسی کو بہشتیوں
اور دوزخیوں میں سے کہ کسی پر ظلم کیا ہو اور وہ بہشت میں یا دوزخ میں داخل ہو یہانتک کہ میں بدلا ظلم کا اس سے لوں اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ
الیوم تجزی کل نفس اور اب بندونکو اپنا خوف دلاتا ہے کہ وَاَنْذِرْهُمْ اور ڈرا تو اے محمد صلعم کافروں کو يَوْمَ الْاٰزِفَةِ دن نزدیک آنے والے سے
یعنی قیامت کے دن سے کہ وہ نزدیک ہے اس سے تو کافرونکو ڈرا اِذِ الْقُلُوْبُ جس وقت کہ دل لوگوں کے خوف اور دہشت سے اس روز کے
لَدَى الْحَنَاجِرِ نزدیک حلقوں کے ہونگے نہ باہر نکلیں گے اور نہ پیچھے کو پھرینگے كٰظِمِيْنَ غم اور غصہ میں بھرے ہوئے ہوں گے اس روز اور حال
واقع ہوا ہے مَا لِلظّٰلِمِيْنَ نہیں ہے واسطے ظلم کرنیوالوں کے قیامت کے دن مِنْ حَمِيْمٍ کوئی یگانہ مہربان کہ عذاب کو ان سے
دفع کرے وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اور نہ سفارش کرنے والا کہ کہا مانا جاوے وہ یعنی ایسا شخص کہ سفارش اسکی قبول کیجائے اور حضرت امام محمد باقر نے
فرمایا ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ گناہ کرے اور بعد اسکے وہ گناہ اسکو بُرا نہ معلوم ہوا اور اسپر نادم ہوا ور تحقیق فرمایا ہے رسولخدا نے کہ کفایت کرتی ہے
توبہ کے واسطے ندامت اور پشیمانی بعد گناہ کے اور فرمایا کہ جس شخص کو خوشی ہو نیکی کرنی اور رنجیدہ اور پشیمان کرے بدی کرنی پس وہ مومن ہے اس واسطے کہ جو
کوئی کہ نہ پشیمان ہوا اپنے گناہ پر کہ جو اس نے کیا ہے تو پس وہ مومن نہیں ہے اور نہیں واجب ہے واسطے اسکی شفاعت اور وہ ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ جانتا ہے خدا چوری سے نظر کرنی آنکھونکو اور خائنہ مصدر ہے مثل کاذبہ کے اور
بعضے کہتے ہیں کہ خائنہ صفت عین کی ہے اسکو مضاف کردیا ہے طرف اعین کے یعنی خدا جانتا ہے آنکھوں خیانت کرنے والیونکو جو کہ چوری سے نظر
کرتے ہیں اس چیز پر کہ جس پر نظر کرنی حرام ہے - اور ابن عباس سے منقول ہے کہ خیانت اور چوری آنکھ کی وہ ہے کہ ایک مرد درمیان ایک جماعت کے
بیٹھا ہو اور کوئی عورت ادھر سے گزرے وہ مرد اس عورت کی طرف پوشیدہ گی سے نظر کرے اور جن آنکھوں سے اسکو دیکھے اور حضرت صادق نے
خائنۃ الاعین کی معنی میں فرمایا ہے کہ کسی چیز کی طرف اسطرح سے نظر کرے کہ گویا کہ نہیں نظر کرتا ہے پس خدا پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے وہ جانتا
ہے چوری سے نظر کرنیکو وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ اور اس چیز کو کہ پوشیدہ رکھتے ہیں سینہ میں یعنی جو چیز کہ آدمی کے دل میں ہے اسکو جانتا
ہے اور فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ يَقْضِىْ اور خدا حکم کرتا ہے بِالْحَقِّ ساتھ حق اور راستی کے جزا دیتا ہے اعمال نیک اور بد کے اور ظلم کسی پر
نہیں کرتا ہے وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اور وہ لوگ کہ پکارتے ہیں یعنی پرستش کرتے ہیں مِنْ دُوْنِهٖ سوائے اس خدا کے غیر اسکو تو وہ غیر
لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ نہیں حکم کرتے ہیں ساتھ کسی چیز کے اس واسطے کہ وہ پتھر ہیں وہ کیا حکم کرینگے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا هُوَ السَّمِيْعُ
وہ سننے والا ہے بندونکی باتوں کو الْبَصِيْرُ دیکھنے والا ہے انکے فعلونکو کہ از انجملہ چوری سے نظر کرتے ہیں اور واسطے تنبیہ مشرکوں کے فرماتا ہے کہ اَوَ
لَمْ يَسِيْرُوْا کیا نہیں روانہ ہوتے ہیں وہ کفار قریش فِى الْاَرْضِ بیچ زمین شام اور یمن کے واسطے تجارت کے فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
پس دیکھیں وہ کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ انجام ان لوگونکا کہ تھے وہ پہلے اُن سے کہ انبیا کو جھٹلاتے تھے مثل عاد اور
ثمود کہ شہر انکے ان لوگونکے رستہ میں پڑتے تھے کہ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ تھے وہ زیادہ سخت اور قوی ان سے اور انسے قُوَّةً قوت میں وَّاٰثَارًا اور نشانیوں
فِى الْاَرْضِ بیچ زمین کے کہ بڑے بڑے قلعہ اور مکان اور شہر بناتے تھے اور رتوۃ اور آثار انکے واقع ہوئے ہیں یعنی ایسے قوی اور زبردست آدمی تھے
اور پھر انسے کچھہ نہو سکا جس وقت عذاب انپر نازل ہوا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑ لیا انکو خدا نے عذاب میں بِذُنُوْبِهِمْ بسبب گناہوں انکی کے اور

ع ۱۱

طرح طرح کی عذاب میں گرفتار کرکے انکو ہلاک کیا وَمَا كَانَ لَهُمْ اور نہ تھا واسطے انکے مِّنَ اللّٰهِ عذاب خدا سے مِن وَّاقٍ کوئی بچانے والا کہ عذاب کو
اُنسے دفع کرے ذٰلِكَ وہ پکڑنا اور عذاب کرنا بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ بسبب اسکے تھا کہ تحقیق وہ تھے کہ آتے تھے انکے پاس رُسُلُهُمْ پیغمبر انکے بِالْبَيِّنٰتِ
ساتھ دلیلوں اور معجزوں کے فَكَفَرُوْا پس کفر کیا ان لوگوں نے اور ان پیغمبروں کا انکار کیا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑا انکو خدا نے عذاب میں اِنَّهٗ قَوِيٌّ تحقیق کہ وہ خدا
زبردست ہی اور ہر ایک امر کی قدرت رکھتا ہے پکڑنے کی اور ہلاک کرنے کی شَدِيْدُ الْعِقَابِ سخت کرنیوالا عذاب کا ہے اور بعد اسکے واسطے تنبیہ مشرکوں کے قصہ موسیٰ اور
خربیل اور فرعون کا بیان کرتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے موسیٰ کو بِاٰيٰتِنَا ساتھ نشانیوں قدرت اپنی کے کہ وہ نو معجزے تھے جن کا ذکر
سورہ اعراف میں ہو گیا ہے پس اُن معجزوں کے ساتھ بھیجا ہمنے موسیٰ کو وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور ساتھ حجت ظاہر اور معجزہ روشن کے کہ وہ سانپ ہو جانا عصا کا
تھا یا پھٹنا دریا کا یا دوسری دلیلیں توحید کی تھیں ایسے ایسے کامل معجزے دیکر ہمنے موسیٰ کو بھیجا اِلٰى فِرْعَوْنَ طرف فرعون کے کہ بادشاہ مصر کا تھا اور دعوی خدائی
کا کرتا تھا اور حد سے گذر گیا تھا اسکی طرف ہمنے موسیٰ کو بھیجا وَهَامٰنَ اور ہامان کی طرف کہ وہ وزیر فرعون کا تھا وَقَارُوْنَ اور قارون کی طرف کہ وہ
مصاحب و مشیر فرعون کا تھا اور غنا و تکبر ان تینوں کا سب سے زیادہ جو تھا تو اسواسطے ان تینوں کو ذکر میں خاص کیا پس جس وقت موسیٰ مصر میں آئے اور اُن
لوگوں کو معجزے دکھلائے تو انھوں نے سرکشی کی راہ سے انکار کیا فَقَالُوْا پس کہا انھوں نے کہ وہ موسیٰ سٰحِرٌ جادوگر ہی اور جو کچھ کہ ہمکو خلاف عادت کے دکھلاتا ہے
یہ جادو کی قسم سے ہے كَذَّابٌ دروغ گو ہی اپنے دعوے میں کہ کہتا ہے کہ ایک خدا ہی اور میں اسکا رسول ہوں اور اسنے مجھکو تمہاری طرف بھیجا ہی فَلَمَّا جَآءَهُمْ
بِالْحَقِّ پس جس وقت لایا وہ انکے پاس حق کو اور دین درست اور راست کو مِنْ عِنْدِنَا نزدیک ہمارے سے تو فرعون قَالُوا کہا ان لوگوں نے کہ اقْتُلُوْٓا قتل کرو تم
اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بیٹوں ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وہ ہمراہی موسیٰ کے اور پہلے اس سے مذکور ہوا ہے کہ نجومیوں نے فرعون سے کہا تھا کہ ایک
شخص بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا اُسکے ہاتھ سے تیری ہلاکت ہوگی اس واسطے اس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں بیٹا پیدا ہو تو اسکو مار ڈالو اور جس وقت موسیٰ
مصر میں آئے تو اس وقت بھی اسکے مصاحبوں نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل سے اگر بیٹا پیدا ہو تو اسکو مار ڈالو تاکہ وہ بدحال رہیں اور موسیٰ کی مدد نہ کرنے پاویں
اس سبب سے بنی اسرائیل کے لوگوں میں جس وقت بیٹا پیدا ہوتا تھا تو وہ قتل ہوتا تھا لیکن انکو یہ خبر نہ تھی کہ وہ شخص کہ جس سے خوف تھا فرعون کی ہلاکت کا
اور اسکی سلطنت کے جانے رہنے کا وہ یہی موسیٰ ہے پس فرعون کے مصاحبوں نے مشورہ دیا کہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرو پیدا ہوتے ہی وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ
اور زندہ رکھو تم لڑکیوں انکی کو تاکہ قبطیوں کی عورتوں کی خدمت کریں پس جب انھوں نے ایسا کیا تو خدا نے اسپر طوفان اور مینڈکیاں اور ٹڈیاں وغیرہ بھیجیں کہ جسکا
ذکر سورہ اعراف میں ہو گیا ہے اور مکر و کید انکا چلنے نہ پایا چنانچہ خدا فرماتا ہی کہ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اور نہیں ہی مکر کافروں کا فرعونیوں کا نیست و نابود اِلَّا فِيْ
ضَلٰلٍ مگر بیچ گمراہی اور باطل ہونے کے یعنی مکر اُن کا باطل اور برباد گیا اور اس مکر سے کوئی فائدہ انکو حاصل نہوا اور فرعون باوجودیکہ جانتا تھا
کہ موسیٰ پیغمبر ہے اور اسکے قتل کرنیسے بالکل صبر ہی لیکن اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ لوگوں پر اسکا معجزہ ظاہر ہو جاوے جرات اور دلیری کرکے کہتا تھا کہ موسیٰ کو قتل
کرنا چاہیے اور مصاحب اسکے اس حرکت کو منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ شخص نہیں ہے کہ جس کا خوف ہی بلکہ ایک مرد جادوگر ہی وہ کیا کرسکتا ہی اور اگر
تو اسکو مار ڈالیگا تو مصر کے لوگ کہینگے کہ فرعون اسکا مقابلہ نہ کرسکا اور جس وقت عاجز ہوا اسکے مقابلہ سے تو اسکو مار ڈالا چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَقَالَ
فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے اپنی قوم سے کہ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى چھوڑ دو تم مجھکو کہ قتل کروں میں موسیٰ کو لوگوں نے کہا کہ ایسا نہو کہ وہ شکایت اپنی خدا کی
کرے اور اسکی جانب سے تجھکو ضرر پہنچے فرعون نے کہا کہ میں اسکو قتل کرونگا اگرچہ وہ شکایت میری کرے وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اور چاہیے کہ پکارے وہ پروردگار اپنے کو تاکہ
مجھکو ضرر پہنچاوے یا مجھکو اسکے قتل کرنے سے منع کرے اور اگر میں اسکو قتل نکروں تو اِنِّيْٓ اَخَافُ تحقیق میں ڈرتا ہوں اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اسسے کہ
بدل دیوے وہ دین تمہارے کو اور میری پرستش سے لوگوں کو منع کرے اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ یا یہ کہ ظاہر کرے لوگوں کو اپنی طرف بلاکر اور ایک جمعیت کرکے فِي الْاَرْضِ
الْفَسَادَ بیچ زمین مصر کے فساد اور فتنہ کو اس واسطے کہ جس وقت ہمراہ اسکے بہت آدمی ہو جاینگے تو وہ تم سے مقابلہ میں پیش آویگا اور جس وقت
دو فرقوں میں جنگ و جدال واقع ہو تو یہ موجب بیکار ہونے زراعتوں کا ہی اور کسب کرنا معاش کا بند ہو جاویگا اور باعث پریشانی اور خرابی کا ہوگا اور اہل

قصہ موسیٰ و فرعون

مدینہ اور ابوعمر نے وان یظہر کو بتغیر الف کے پڑھا ہے اور ابن کثیر اور ابن عامر نے وان یظہر بفتح یا اور رفع فساد سے پڑھا ہے اور حفص اور یعقوب نے وان یظہر
بضم یا اور نصب فساد سے پڑھا ہے اور باقیوں نے او ان یظہر بفتح یا اور رفع فساد سے پڑھا ہے اور جس وقت خبر موسیٰ کے قتل کی مشہور ہوئی تو بنی اسرائیل اسکو سنکر غمگین
ہوئے اور قبطی خوش ہوئے تو **وَقَالَ مُوسَىٰ** اور کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ **إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ** تحقیق میں نے پناہ پکڑی ہے پروردگار اپنے کی اور پروردگار
تمہارے کی **مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ** بدی ہر تکبر کرنیوالے سے کہ وہ اپنی سرکشی کے سبب سے **لَّا يُؤْمِنُ** نہیں ایمان لاتا ہے **بِيَوْمِ الْحِسَابِ** ساتھ دن حساب کے یعنی ساتھ دن
آخرت کے کہ اسکے شر کو مجھ سے دفع کرے اور فرعون نے بہت زیادتی کی تو بنی اسرائیل بہت بیتاب ہوئے اور صبر انکا جاتا رہا **وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ**
اور کہا ایکمرد مومن نے **مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ** لوگوں فرعون میں سے کہ وہ قبطیوں میں سے تھا اور نام اسکا خرقیل تھا اور موسیٰ پر وہ ایمان لایا تھا **يَكْتُمُ إِيمَانَهُ**
چھپاتا تھا وہ ایمان اپنے کو کہ فرعون سے اور اسکے گروہ کے آدمیوں سے کہ اسکے دین پر تھے اور کہتے ہیں کہ وہ شخص مومن آل فرعون کے چچا کا بیٹا تھا اور ایک روایت میں
امام رضاؑ سے یہ ہے کہ وہ فرعون کے ماموں کا بیٹا تھا اور کہتے ہیں کہ سو برس یا چھ سو برس اسنے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا تھا اور تقیہ میں وہ بسر کرتا تھا اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تقیہ دین میرا ہے اور دین باپوں میرے کا ہے نہیں دین ہے اس شخص کے واسطے کہ جسکے واسطے تقیہ نہیں ہے اور تقیہ سپر خدا کی ہے زمین میں
اس واسطے کہ مومن آل فرعون اگر اسلام کو ظاہر کرتا تو قتل کیا جاتا اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ صدیق تین شخص ہیں مومن آل فرعون کہ نام اسکا خرقیل ہے اور مومن
آل یٰسین کہ نام اسکا حبیب نجار ہے اور علی ابن ابیطالب اور ان تینوں نے تقیہ کیا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ قبطیوں میں سے سوائے خرقیل اور آسیہ زن فرعون کے کوئی
ایمان نہ لایا تھا اور خرقیل مومن آل فرعون نے دیکھا کہ قبطی موسیٰ کے قتل کے درپے ہیں تو از روئے انکار انکو کہا کہ **أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا** کیا قتل کرتے ہو
تم یعنی ارادہ مار ڈالنے کا کرتے ہو تم ایکمرد کا **أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ** اس واسطے کہ کہتا ہے وہ کہ پروردگار میرا خدا ہے نہ غیر اسکا **وَقَدْ جَاءَكُم** اور
حال یہ ہے کہ تحقیق لایا ہے وہ تمہارے پاس **بِالْبَيِّنَاتِ** معجزے روشن **مِن رَّبِّكُمْ** طرف پروردگار تمہارے کے پاس سے کہ دلالت کرتے ہیں وہ معجزے اوپر
پیغمبر ہونے اسکے اور ایسے ایسے ظاہر معجزے ہیں کہ عصا سانپ ہو جاتا ہے اور ہاتھ اسکا مثل آفتاب کے روشن ہوتا ہے تم کچھ تامل نہیں کرتے ہو **وَإِن يَكُ**
كَاذِبًا اور اگر ہے وہ دروغگو **فَعَلَيْهِ** پس اوپر اسکے ہے **كَذِبُهُ** وبال جھوٹ اسکے کا اور عذاب اسکا **وَإِن يَكُ صَادِقًا** اور اگر ہے وہ راستگو اپنے
دعوے میں تو کم سے کم **يُصِبْكُم** پہنچیگا تمکو **بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ** بعضا اس چیز کا کہ وعدہ کرتا ہے وہ تم سے یعنی وہ تم سے ہلاکت دنیا اور آخرت
کا اور طرح طرح کے عذاب کا وعدہ کرتا ہے اور اگر بالفرض وہ سب تمکو پہنچا تو بے شبہ بعضا اسکا کہ وہ ہلاک ہونا ہے وہ تو ضرور تمکو پہنچیگا اور یہ نہایت مبالغہ
ہے ڈرانے میں اور انصاف کے ظاہر کرنے میں بدون تعصب کے اور اسی واسطے کاذب ہونیکو پہلے بیان کیا ہے **إِنَّ اللَّهَ** تحقیق کہ خدا **لَا يَهْدِي** نہیں ہدایت کرتا
ہے یعنی توفیق نہیں دیتا ہے طرف راہ نجات کے معجزوں کے وسیلہ سے بلکہ گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے **مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ** اس شخص کو کہ وہ حد سے گذرنیوالا
كَذَّابٌ وہ دروغگو ہے خدائی کے دعوے میں اور یا یہ کہ نہیں دکھلاتا ہے راہ نجات اس شخص کو کہ وہ حد سے گزرنیوالا ہے دروغ گو ہے نبوت کے دعوے میں یعنی اگر
بالفرض موسیٰ حد سے گذرنیوالا دروغ گو ہے نبوت کے دعوے میں تو خدائے تعالیٰ اسکو راہ راست نہ دکھلائیگا اور اسکو رسوا کرے گا پس احتیاج اسکے قتل کی کیا ہے
یہ تیسری دلیل خرقیل کی ہے **يَا قَوْمِ** اے گروہ میرے **لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ** واسطے تمہارے ہے بادشاہی آج کے دن کی **ظَاهِرِينَ** کہ غالب ہونے والے ہو
فِي الْأَرْضِ بیچ زمین مصر کے کہ سب آدمی تمہارے فرمانبردار ہیں کیا بنی اسرائیل اور کیا غیر انکے اور ظاہر ہے حال واقع ہوا ہے **فَمَن يَنصُرُنَا** پس کون مدد کریگا
ہماری **مِن بَأْسِ اللَّهِ** عذاب خدا کے سے **إِن جَاءَنَا** اگر آئے ہمارے تئیں موسیٰ کے قتل کرنیکے واسطے پس چاہیے کہ اسکے آزار کے درپے نہو اور اسکو قتل مت کرو پس جس وقت
نصیحت انکو سنائی تو **قَالَ فِرْعَوْنُ** کہا فرعون نے خرقیل کو اور ان لوگوں کو کہ اسکے پاس تھے **مَا أُرِيكُمْ** نہیں دکھلاتا ہوں میں تمکو **إِلَّا مَا أَرَىٰ** مگر وہ
راہ کہ دیکھتا ہوں میں مصلحت اسکو کہ موسیٰ کو جھٹلانا چاہیے اور قتل کرنا چاہیے اور میری خدائی پر اعتقاد رکھنا چاہیے پس جو کچھ میں بہتر دیکھتا ہوں وہی تم سے
کہتا ہوں **وَمَا أَهْدِيكُمْ** اور نہیں راہ دکھلاتا ہوں میں تمکو **إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ** مگر راہ حق اور راستی کی تاکہ تم واقف اور خبردار ہو جاؤ اور فرعون بے
شبہہ موسیٰ کو پیغمبر راست جانتا تھا معجزوں کی جہت سے اس سبب سے اپنے دل میں خوف رکھتا تھا موسیٰ کی جانب سے لیکن ظاہر میں ایسا کہتا تھا کہ لوگوں کو خوف اسکا ظاہر نہو اور اگر

یہ امر نہوتا تو موسیٰ کے قتل کا مشورہ کاہیکو کرتا موسیٰ ایک آدمی تھا اس سے کیا خوف ہوتا بلکہ فرعون کو یہی خوف تھا کہ ایسا نہو یہ تیری بادشاہی کو بگاڑ دے اور
خرقیل نے فرعون کا کلام سنا تو پھر نصیحت کرنی شروع کی وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ اور کہا اس شخص نے کہ ایمان لایا تھا یعنی خرقیل نے کہا کہ یٰقَوْمِ اے قوم میری
اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ تحقیق میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہارے موسیٰ کے جھٹلانے کے سبب سے اور انکو قتل کرنے کے باعث سے مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ مثل
روز ہلاک ہونے گروہوں گذرے ہوئے کے یعنی میں خوف کرتا ہوں کہ جو عذاب کہ پہلی امتوں پر جھٹلانے اور قتل کرنیکے باعث سے نازل ہوا تھا کہیں تم بھی مثل
اُن کے اس عذاب میں گرفتار ہو جاؤ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ مثل عادت قوم نوح کے کہ طوفان جزا انکی تھا وَّعَادٍ اور مثل عادت عاد کے کہ جزا انکی ہوائے
سخت تھی جس سے وہ ہلاک ہوئے وَّثَمُوْدَ اور مثل ثمود کے کہ وہ آواز سخت جبرئیل سے ہلاک ہوئے وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ اور وہ لوگ کہ پیچھے اُنکے مثل قوم
لوط اور اصحاب ایکہ وغیرہ کے کہ یہ سب عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوئے یعنی عادت اور طریقہ خدا کا اسیطرح جاری رہا ہے کہ جنہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے یا قتل کیا ہے
انکو بیخ اور بنیاد سے اکھاڑ کر پھینکدیا ہے اور مجھکو خوف یہ ہے کہ اگر تم بھی ایسا کروگے مثل پہلے لوگوں کی تو عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ
اور نہیں چاہتا خدا کہ ارادہ کرے ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ظلم کو واسطے بندوں کے یعنی خدا نے اُنپر ظلم نہیں کیا ہے کہ بدون گناہ کے انکو عذاب کیا ہو بلکہ عدالت کی انکی خبر کیونکہ وہ اپنے
اعمال بد کی جہت سے ہلاک ہوئے تمکو بھی چاہیے کہ ظلم نہ کرو تاکہ عذاب سے محفوظ رہو اور عذاب آخرت سے ڈراتا ہے اسطرح سے کہ وَیٰقَوْمِ اور اے قوم میری اِنِّیْٓ
اَخَافُ عَلَیْکُمْ تحقیق میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہارے یَوْمَ التَّنَادِ ؕ عذاب دن آپس میں ندا کرنے کے سے یعنی قیامت کے دن سے کہ اسروز ہر ایک دوسرے کو
فریاد کر کے پکاریگا اور کوئی کسی کی فریاد کو نہ پہنچے گا اور یا یہ کہ ندا آوے کہ فلانا نیک ہے اور فلانا بد ہے اور یا یہ کہ دوزخی بہشتیوں کو پکاریں کہ ہمپر پانی گراؤ
یا جو کچھ کہ تمکو روزی دی ہے خدائے تعالےٰ نے چنانچہ سورہ اعراف میں گذرا ہے یَوْمَ تُوَلُّوْنَ جس دن کہ پھیرے جاؤ گے تم حساب کی جگہ سے مُدْبِرِیْنَ
پیٹھ پھیرنے والے ہو کر طرف دوزخ کے اور یا یہ کہ بھاگنے والے ہو دوزخ سے اور بدترین حال واقع ہوا ہے مَا لَکُمْ نہیں ہو گا واسطے تمہارے مِّنَ اللّٰهِ
عذاب خدا سے مِنْ عَاصِمٍ کوئی بچانیوالا کہ عذاب کو تم سے دفع کرے اور تمکو اپنی حمایت میں رکھے وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کسی کو کہ گمراہی
میں چھوڑ دے خدائے تعالےٰ اس کے عناد اور انکار کی جہت سے اور نہ تامل کرنے سے خدا کی وحدانیت کی دلیلوں میں تو فَمَا لَهٗ پس نہیں ہے واسطے اس
کے مِنْ هَادٍ کوئی راہ دکھلانے والا کہ راہ راست کی طرف پہنچاوے وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ اور البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس یوسف بن یعقوب
مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے بِالْبَیِّنٰتِ ساتھ دلیلوں روشن کے اور معجزوں ظاہر کے کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ کے زمانہ کا وہی فرعون یوسف کے زمانہ
کا تھا اور فرعون ایک گھوڑا قیمتی جو رکھتا تھا وہ مر گیا تھا اور یوسف کی دعا سے وہ گھوڑا زندہ ہو گیا تھا اس جہت سے فرعون یوسف پر ظاہر میں ایمان
لایا تھا اور بعد مرنے یوسف کے پھر فرعون ایمان سے پھر گیا تھا اور موسیٰ کے زمانہ تک وہ زندہ رہا تھا خرقیل کہتا ہے کہ یوسف پہلے اس سے تمہارے پاس آیا
معجزے لیکر کہ ان معجزوں میں سے ایک معجزہ تھا کہ گھوڑے کو اُسنے زندہ کر دیا تھا اور پہلے اس سے لڑکے شیرخوار نے اسکی پاکدامنی کی گواہی دی تھی اور بعضوں کے
نزدیک فرعون موسیٰ فرعون یوسف کی اولاد میں سے تھا پس خرقیل اسکے حال سے خبر دیتا ہے کہ یوسف تمہارے پاس پیغمبر ہو کر آیا فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَکٍّ پس ہمیشہ
تھے تم بیچ شک کے مِّمَّا جَآءَکُمْ بِهٖ اس چیز سے کہ وہ لایا تمہارے پاس اور کہ وہ دلیلیں توحید کی اور احکام شرع کے تھے حَتّٰٓی اِذَا هَلَکَ یہاں تک
جس وقت کہ مر گیا وہ قُلْتُمْ تو کہا تم نے آپس میں بدون حجت اور دلیل کے کہ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ ہرگز نہ بھیجیگا خدا مِنْۢ بَعْدِهٖ پیچھے اس یوسف کے رَسُوْلًا
کسی پیغمبر کو یعنی تمنے یہ کہا کہ جس وقت انکار یوسف کا ہمنے کیا اور اسکی باتکو ہمنے نہ سنا تو اب کوئی ایسا نہ آئیگا کہ دعوے پیغمبری کا کرے پس اسیطرح تم گمراہی
میں ہو کَذٰلِکَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ تم شک اور حد سے گزرنیکی جہت سے گمراہی میں ہو ایسے ہی یُضِلُّ اللّٰهُ گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے خدا اسکو شک اور
عناد اور حد سے گزرنیکی جہت سے اور توفیق نہیں بخشتا ہے مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ اس شخص کو کہ وہ حد سے گزرنیوالا ہے اپنے عناد اور انکار میں مُّرْتَابٌ
شک کرنیوالا ہے معجزات ظاہر اور روشن میں جو کہ توحید خدا اور نبوت پیغمبر پر دلالت کرتے ہیں بسبب اپنے وہم اور نہ تامل کرنیکی جہت سے ان معجزوں اور دلیلوں میں
پس گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے خدا شک کرنیوالوں کو الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ ان لوگوں کو کہ جھگڑا کرتے ہیں پیغمبروں سے فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بیچ

نشانیوں خدا کی اور اسکی کی آیتوں کے دفع کرنے میں اور پوشیدہ کرنے میں بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ بدون دلیل کے کہ آئی ہو انکے پاس بلکہ محض
پیروی سے لوگوں کی جھگڑتے ہیں كَبُرَ بہت بڑا ہو وہ جھگڑا کرنا مَقْتًا باعتبار دشمنی اور بغض کے عِنْدَ اللَّهِ نزدیک خدا کے وَعِنْدَ الَّذِينَ
آمَنُوا اور نزدیک ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں خدا و رسول پر اور مقتًا تمیز واقع ہوا ہے یعنی خدا بہت دشمن رکھتا ہے انکے جھگڑنے کو اور مومن
بھی ان کے دشمن ہیں اور انسے بیزار ہیں كَذَٰلِكَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ مہر لگی ہے خدا نے ان کے دلوں پر کہ وہ علامت ہے انکے کفر کی ایسے ہی يَطْبَعُ اللَّهُ
مہر رکھتا ہے خدا واسطے نشانی کفر کے عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ اوپر ہر دل تکبر کرنے والے سرکش کے کہ جسنے فرمانبرداری خدا کی سے سرکشی کی ہو اور غیروں
سے اپنے تئیں بلند اور بزرگ جانتا ہو تا کہ اس علامت اور نشان سے فرشتے فرق کر لیا کریں مومن سے اور جس وقت خرقیل نے نصیحت کو بیان کیا تھا
تو فرعون نے خوف کیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ نصیحتیں لوگوں کے دلمیں اثر کریں لوگوں کو دوسرے امر میں مشغول کیا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون
نے اپنے وزیر سے کہ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي اے ہامان بنا تو واسطے میرے یعنی معماروں کو تو حکم کر کہ وہ بنائیں واسطے میرے صَرْحًا ایک محل کو کہ وہ بہت بلند ہو
لَعَلِّي شاید کہ میں أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ پہنچوں راہوں کو أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ راہوں آسمانوں کو اور راستے آسمانوں پر پہنچوں فَأَطَّلِعَ پس مطلع ہوں
میں إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ طرف خدائے موسیٰ کے اور دیکھوں میں اسکو اور اسکے احوال اور اوضاع کو دریافت کروں تا کہ موسیٰ کا دعویٰ معلوم ہو کہ وہ سچا ہے
خدا سے خبر دیتا ہے اور حفص نے فاطلع کو منصوب پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع پس فرعون نے ہامان سے کہا کہ تو سبب واسطے ایک محل بنا کہ میں اسپر چڑھ کر
آسمانوں پر پہنچوں موسیٰ کے خدا کو دیکھوں وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا اور تحقیق میں گمان کرتا ہوں اس موسیٰ کو دروغ گو پیغمبری کے دعوے میں
خدا کے ہونے میں وہ جو کہتا ہے کہ خدا ہی آسمان کا پیدا کرنے والا ہے یہ گفتگو اسکی مکر کی جانکو دھوکہ دینے کے واسطے تھی اور نہیں تو وہ خوب جانتا تھا
کہ آسمان پر جانا ممکن نہیں ہے اور فرعونیوں نے محل کا بنانا شروع کیا اور موسیٰ نے اس حال سے مناجات کی خطاب آیا کہ تم مت ڈرو اور دیکھو تو کہ ہم کیا کرتے
ہیں پس خدا نے بعد تیار ہونے کے اس محل کو گرا دیا چنانچہ تفصیل اسکی سورہ قصص میں گزر گئی ہے وَكَذَٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ شیطان نے آراستہ کرتا ہے
اعمال بد کو نظر میں سب کافروں کے ایسے ہی زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ آراستہ کیگئی تھی واسطے فرعون کے سُوءُ عَمَلِهِ برائی عمل اسکے کی وَصُدَّ اور بند کیا
گیا تھا وہ یعنی شیطان نے اسکو بند کیا تھا عَنِ السَّبِيلِ راہ حق اور راستے وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اور نہ تھا مکر فرعون کا محل کے بنانے میں لوگوں کو
دھوکے میں ڈالکر اور باطل کرنے میں موسیٰ کی دلیلوں کے إِلَّا فِي تَبَابٍ مگر بیچ تباہی اور ہلاکت کے وَقَالَ الَّذِي آمَنَ اور کہا اس شخص نے
کہ ایمان لایا تھا یعنی خرقیل نے بعد ان فریبوں فرعون کے کہا اپنی قوم کے لوگوں سے کہ يَا قَوْمِ اے قوم میری اتَّبِعُونِ پیروی کرو تم میری أَهْدِكُمْ
دکھلاؤنگا میں تمکو سَبِيلَ الرَّشَادِ راہ راستی کی اور طریق حق اور درستی کا کہ وہ ایمان لانا ہے موسیٰ پر اور اسکو پیغمبر برحق خدا کا جاننا ہے يَا قَوْمِ
اے قوم میری راہ درست یہ ہے کہ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا سوائے اسکے نہیں کہ یہ زندگانی دنیا کی مَتَاعٌ فائدہ تھوڑا ہے کہ جلد فنا ہو جائیگا
اور وبال اسکا باقی رہیگا وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ اور تحقیق کہ آخرت وہ گھر ٹھیرانے اور آرام کرنے ہمیشہ کا ہے کہ اسکو کبھی کسی طرح سے فنا اور
زوال نہیں ہے تعجب ہے کہ اس گھر فانی کو اس گھر باقی پر اختیار کرتے ہو تم مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً جو کوئی کہ عمل کرے برا فَلَا يُجْزَىٰ پس نہ بدلا دیا جائیگا وہ
إِلَّا مِثْلَهَا مگر مانند اسکے اس واسطے کہ زیادہ اس سے ظلم ہے اور وہ خدا پر روا نہیں ہے وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جو کوئی کہ عمل کرے نیک مِنْ ذَكَرٍ
أَوْ أُنْثَىٰ مرد سے یا عورت سے یعنی وہ عمل کرنیوالا مرد ہو یا عورت ہو وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ مومن بھی ہے فَأُولَٰئِكَ پس یہ لوگ مومن نیک عمل
کرنیوالے ہیں يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ داخل ہونگے بہشت میں اور حفص نے یدخلون کو ضمہ یا اور فتح خا سے پڑھا ہے يُرْزَقُونَ فِيهَا روزی دیے جائینگے وہ مومنین
صالحین بیچ اس بہشت کے قسم قسم کی نعمتوں سے بِغَيْرِ حِسَابٍ بحساب و بیشمار پس ثواب اعمال نیک کا چند در چند ہوگا زیادہ استحقاق سے اور جس وقت فرعون کے
لوگوں نے یہ کلام خرقیل کا سنا تو سمجھے کہ خرقیل موسیٰ پر ایمان لایا ہے اور فرعون کی پرستش سے دستبردار ہوا ہے اسوقت خرقیل کو ملامت کر کے کہا کہ تعجب ہے تجھسے کہ
فرعون کو چھوڑ کر دوسرے شخص کی عبادت کو تو اختیار کرتا ہے خرقیل نے پھر انکو نصیحت کرنی شروع کی اور کہا کہ وَيَا قَوْمِ اے قوم میری مَا لِي کیا ہے واسطے

ع ۱۰/۶

ہیں کہ اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى النَّجٰوةِ بلاتا ہوں تمکو طرف نجات کے یعنی تمکو طرف اس امر کے بلاؤں کہ وہ موجب نجات کا ہو اور ایمان لانا خدا پر اور اسکے پیغمبروں
پر ہے وَتَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَى النَّارِؕ اور بلاتے ہو تم مجھکو طرف دوزخ کے یعنی طرف اس عمل کے کہ جو باعث ہو دوزخ میں جانیکا اسواسطے کہ تَدۡعُوۡنَنِيۡ بلاتے
ہو تم مجھکو لِاَكۡفُرَ بِاللّٰهِ تاکہ کفر کروں میں ساتھ خدا کے وَاُشۡرِكَ بِهٖ اور شریک کروں میں ساتھ اسکے مَا لَيۡسَ لِيۡ بِهٖ نہیں ہے واسطے میرے علم ساتھ اسکے خدا ہونیکے
عِلۡمٌ یعنی اسکے خدا ہونے کو میں نہیں جانتا ہوں اور خدا کے سوائے غیر کے معبود ہونیکی کوئی دلیل میرے پاس نہیں ہے پس دوسرے کو اسکا شریک کیونکر کروں وَ
اَنَا اَدۡعُوۡكُمۡ اور میں بلاتا ہوں تمکو اِلَى الۡعَزِيۡزِ طرف خدائے غالب کے کافروں کے عذاب کرنے پر الۡغَفَّارِ کہ بخشنے والا ہے گناہگاروں کا یعنی میں تمکو ایسے
خدا کی طرف بلاتا ہوں کہ جسمیں سب خوبیاں ہیں اور جو باتیں کہ خدا کے واسطے چاہئیں وہ اس میں سب موجود ہیں علم اور قدرت اور غلبہ اور کافروں کو عذاب دینے پر
وہ قادر ہے اسکا کوئی مانع نہیں ہوسکتا اور اسکے سوائے اور کوئی ایسا نہیں ہے لَا جَرَمَ بلاشبہ اَنَّمَا تَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَيۡهِ تحقیق وہ چیز کہ پکارتے ہو تم مجھکو طرف
اس کے لَيۡسَ لَهٗ دَعۡوَةٌ نہیں ہے واسطے اسکے پکارنا یعنی تمہارے معبود سزاوار پکارنے اور پرستش کرنے کے نہیں ہیں فِى الدُّنۡيَا وَلَا فِى الۡاٰخِرَةِ
بیچ دنیا کے اور نہ بیچ آخرت کے کہ انکے پکارنیکی نہ دنیا میں کوئی وجہ ہے اور نہ آخرت میں انکے پکارنیکی کوئی وجہ ہے کہ وہ لیاقت ہی نہیں رکھتے ہیں کہ پکارے
جائیں اور یا یہ کہ کسی کے پکارنیکو یہ قبول ہی نہیں کرسکتے ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں دنیا و آخرت میں وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اور تحقیق پھرنا ہمارا اسکا اِلَى اللّٰهِ
طرف خدا کی ہے واسطے جزائے اعمال نیک اور بد کے وَاَنَّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ اور تحقیق حد سے گذر جانیوالے بسبب شرک کے اور خون ناحق کرنے والے اور سوائے اسکے
هُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ وہ صاحب آتش دوزخ کے ہیں اور ہمیشہ اسمیں رہنے والے فَسَتَذۡكُرُوۡنَ پس قریب ہے کہ یاد کرو گے تم وقت دیکھنے عذاب کے
مَاۤ اَقُوۡلُ لَكُمۡ اس چیز کو کہ کہتا ہوں میں واسطے تمہارے یعنی میری نصیحت کو تم بہت یاد کرو گے اور جانو گے کہ وہ سچ کہتا تھا وَاُفَوِّضُ اَمۡرِيۡۤ اِلَى اللّٰهِ اور
سپرد کرتا ہوں میں کام اپنے کو طرف خدا کے اور اسی پر توکل کرتا ہوں میں اور اسکے فضل اور لطف پر اعتماد کرتا ہوں تاکہ مجھکو محفوظ رکھے اِنَّ اللّٰهَ بَصِيۡرٌ تحقیق کہ
خدا دیکھنے والا ہے اور بینا ہے بِالۡعِبَادِ ساتھ بندوں کے کہ ان کی فرمانبرداری اور نافرمانبرداری سب دیکھتا ہے فَوَقٰٮهُ اللّٰهُ پس بچایا اسکو خدا نے
سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوۡا برائیوں اس چیز کی سے کہ مکر کیا انہوں نے فرعونیوں نے اور منقول ہے کہ خرقیل نے ایمان اپنے کو ظاہر کیا اور فرعون نے اسکے قتل کا حکم دیا وہ
وہاں سے بھاگ کر ایک پہاڑ میں کہ مصر کی نواح میں تھا جا ٹھیرا اور عبادت خدا میں مشغول ہوا حق تعالیٰ نے اسکی حفاظت کے واسطے درندوں کو مقرر کیا کہ
اسکے گرد کھڑے ہو کر اسکی پاسبانی کرتے تھے اور یہ برکت سے اس توکل کے تھا کہ اسنے سب کام اپنے خدا کے سپرد کر دیے تھے اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ فرعون
نے اپنے خواص کو بھیجا کہ اسکو پکڑ لائیں اور سزا دیں وہ جسوقت وہاں پہنچے تو دیکھا کہ نماز میں مشغول ہے اور درندے اسکی نگہبانی کرتے ہیں یہ دیکھکر ڈرے
ہوئے اور وہاں سے الٹے پھرے اور فرعون سے حال اسکا بیان کیا فرعون نے اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ یہ امر لوگوں کے کانوں تک پہنچے ان خبر لانیوالوں کے
قتل کا حکم دیا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرۡعَوۡنَ اور گھر گیا ساتھ لوگوں فرعون کے جو کہ خرقیل کے قتل کرنے یا پکڑنے کو گئے تھے سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ
بدی عذاب کی اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ خرقیل ان لوگوں کو بلاتا تھا طرف توحید خدا کے اور نبوت موسیٰ کے اور طرف فضیلت محمد صلعم کے جمیع خلق پر
اور طرف فضیلت امیر المومنین کی اور اسکی اولاد طیبین کی تمام اوصیا اور انبیا پر اور طرف بیزاری کی فرعون کی خدائی سے پس لوگوں نے فرعون سے انکی چغلی کھائی اور کہا کہ خرقیل
تیرے خلاف لوگوں کو بلاتا ہے اور تیرے دشمنوں کی مدد کرتا ہے فرعون نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور خلیفہ میرا ہے میری سلطنت پر اور ولیعہد میرا ہے اگر اسنے یہ امر کیا ہے تو وہ لائق
عذاب کے ہے میری نعمت کے کفر کرنیکے سبب سے اور تم اگر جھوٹے ہو اور اسپر تہمت کرتے ہو تو تم مستحق عذاب کے ہو پس خرقیل کو لائے اور اس سے پوچھا کہ کیا تو فرعون کی خدائی کا انکار کرتا
ہے اور اسکی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے خرقیل نے یہ سنکر فرعون سے کہا کہ اے بادشاہ کبھی تو نے میرا جھوٹ دیکھا ہے کہا کہ نہیں پھر خرقیل نے لوگوں سے پوچھا کہ کون ہے پروردگار تمہارا انہوں نے کہا کہ
یہ فرعون اور پوچھا کہ کون ہے پیدا کرنے والا تمہارا کہا کہ یہ فرعون اور پوچھا کہ کون ہے روزی دینے والا تمہارا کہا کہ یہ فرعون خرقیل نے کہا کہ اے بادشاہ میں تجھکو گواہ
کرتا ہوں اور ہر شخص کو کہ تیرے پاس حاضر ہے تحقیق کہ جو پروردگار انکا ہے وہ پروردگار میرا ہے اور جو روزی دینے والا ہے انکا وہ روزی دینے والا میرا ہے
اور جو پیدا کرنیوالا انکا ہے وہ پیدا کرنیوالا میرا ہے اور سوائے اسکے کے میرا کوئی خالق اور رازق نہیں ہے اور گواہ کرتا ہوں میں تجھکو اے بادشاہ

اور اس شخص کو کہ یہاں حاضر ہے کہ میں بیزار ہوں اس پروردگار اور خالق اور رازق سے کہ سوائے انکے پروردگار کے جو خالق اور رازق ہے خرقیل تو حقیقت میں
خدا کو کہتا تھا کہ وہ پروردگار خالق اور رازق ہے اس واسطے کہ واقع میں تو سبکا یعنی خرقیل کا بھی اور ان لوگوں کا بھی پروردگار اور خالق اور رازق وہی خدا ہے
کہ معبود حقیقی ہے نہ غیر اسکا اور فرعون اور اُسکے پاس کے آدمی گمان کرتے تھے کہ یہ فرعون کو پروردگار اور خالق اور رازق کہتا ہے اسواسطے فرعون نے یہ سنکر ان لوگوں سے کہ
جنہوں نے اسکی چغلی کھائی تھی یہ کہا کہ اے بدمردو تم میرے ملک میں فساد کرنا چاہتے تھے اور میرے اور میرے چچا کے بیٹے کے درمیان فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے تم سزاوار
عذاب کے ہو اور اُن سب کو مروا ڈالا اور یہی مراد ہے قول حق تعالےٰ فوقاہ اللہ سیئات مامکروا سے کہ انہوں نے چغلی کھائی خرقیل کی فرعون سے انکو مروا ڈالا
یہ مراد ہے وحاق بآل فرعون سوء العذاب سے اور فرعون نے میخوں سے مروایا تھا کہ ان کے سینوں میں ٹھکوا دی تھیں اور لوہے کی کنگھیوں سے انکے بدن کے
گوشت اور پوست چھڑوائے اور کھچوائے تھے غرض ایسے سخت عذابوں سے انکو قتل کروایا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد آل فرعون سے تمام پیرو آل فرعون کی ہیں
عذاب سے مراد غرق ہونا دریا میں ہے دنیا میں اور آخرت میں انکے واسطے عذاب دوزخ کا ہے اور بعضی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ خرقیل کو فرعون نے مروا ڈالا تھا اور فوقاہ اللہ سیئات
مامکروا سے مراد یہ ہے کہ فرعونیوں نے جو اسکے ساتھ مکر کیا تھا اور اسکو دین سے پھرانا چاہا تھا وہ اپنے دین سے نہ پھرا اور خدا نے انکے مکر سے نگاہ رکھا کہ وہ اپنے دین
پر قایم رہا النار گھیر لیا انکو آتش دوزخ نے کہ یعرضون علیہا پیش کئے جاتے ہیں وہ لوگ فرعون کے اوپر اس آگ کے غدوا وعشیا
صبح کو اور شب کو بعد مرنیکے دونو وقت آگ میں جلتے ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ یہ جلنا انکا شب و روز دنیا کی دوزخ میں ہے قیامت سے پہلے اس واسطے
کہ قیامت میں صبح اور شام نہیں ہے اور جبتک کہ قیامت نہو ان دونو وقت میں وہ جلا کریں گے اور جب قیامت ہو گی تو دوزخ میں ہمیشہ کے عذاب میں
گرفتار ہونگے اور حضرت صادقؑ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں اُن فرعونیوں کے مقدمہ میں عرض کی کہ کہتے ہیں کہ دوزخ میں جلیں گے آخرت
میں اسکے پہلے انکو عذاب نہیں ہے حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ نیکوں میں سے تھے کہ انکو بعد مرنیکے قیامت تک عذاب نہیں ہے اور پھر
فرمایا کہ وہ اسی دنیا میں آگ سے جلتے ہیں صبح اور شام آخرت کے دوزخ کے لئے کہ جسمیں وہ ہمیشہ رہیں گے بعد اسکے خدا فرماتا ہے کہ یوم تقوم الساعۃ
ادخلوا آل فرعون اشد العذاب اور حضرت صادقؑ نے دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ ارواح کفار کی آتش دوزخ پر پیش کیے جاتے ہیں اور وہ ارواح
کہتی ہیں کہ اے پروردگار ہمارے نہ قایم کر تو ہمارے واسطے قیامت کو اور جو کچھ کہ تو نے ہمسے وعدہ کیا روز حشر زیادہ تر عذاب میں گرفتار کرنیکا اس وعدہ کو تو
وفا نہ کر اور ہمارے اول کو ہمارے آخر تک نہ پہنچا اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ خدا نے مشرق میں ایک آگ پیدا کی ہے کفار کی ارواح کو ہر
کے واسطے بعد مرنیکے اور زقوم کو وہ کھاتے ہیں اور آب گرم پیتے ہیں شبکو اور جس وقت صبح ہوتی ہے تو وہ وادی یمن کی طرف جاتی ہیں اس صحرا میں کہ جسکو
برہوت کہتے ہیں کہ وہ نہایت گرم ہے اور آتش دنیا سے زیادہ اسمیں حرارت ہے اور اسمیں ملاقات کرتی ہیں اور پہچانتے ہیں اور جس وقت شام
ہوتی ہے تو پھر وہیں جاتے ہیں اس آگ میں اور قیامت تک انکا یہی حال رہیگا اور بعضے آدمی رسولخدا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا
کہ جو کوئی تم میں سے مرتا ہے تو وہ مکان کہ تا مرا اسکے ہے بہشت میں یا دوزخ میں وہ مکان ہر صبح کو شام کو اسکو دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخرت
میں یہ تیرا مکان ہوگا ویوم تقوم الساعۃ فقط اور جسدن کہ قائم ہو قیامت اور روحیں انکی بدنوں میں داخل ہوں تو خدائے تعالےٰ فرشتوں
کو حکم کرے گا کہ ادخلوا آل فرعون داخل کرو تم لوگوں فرعون کے کو اشد العذاب سخت تر عذاب میں یہ قرآت اہل مدینہ اور اہل کوفہ کی
ہے کہ ادخلوا کے ہمزہ کو قطعی کہتے ہیں باب افعال سے اور باقی قاری ہمزہ وصلی کہتے ہیں اس تفسیر سے اس صورت میں فرشتے فرعونیوں سے کہینگے کہ داخل
ہو تم اے لوگو فرعون کے بہت سخت عذاب میں کہ وہ عذاب آتش دوزخ کا ہے اور اب خدائے تعالےٰ دوزخیوں کے جھگڑے کو بیان کرتا ہے کہ وہ اسمیں جھگڑا کرینگے
اور نزاع کرینگے چنانچہ فرماتا ہے کہ واذ یتحاجون اور یاد کر تو اے محمد جس وقت کہ جھگڑا کرینگے دوزخی فی النار بیچ آتش دوزخ کے فیقول الضعفاء
پس کہینگے ناتوان بیچارے قوم کے للذین استکبروا واسطے ان لوگوں کے کہ سرکش تھے اور اپنے تئیں بڑا جانتے تھے کہ انا کنا لکم تبعا تحقیق ہم تھے واسطے
تمہارے تابعدار اور فرمانبردار اور جو کچھ ہمکو تم کہتے تھے شرک اور کفر کرنیکو تمہارے کہنے پر عمل کرتے تھے اور تمہارے کہنے پر جو ہم نے عمل کیا تو اس سبب سے ہم دوزخ

میں داخل ہے اور حکم کرنیوالوں کو لازم ہے کہ ہم اپنے محکوم اور تابعداروں سے اذیت کو دفع کریں اور تبع جمع تابع کی ہے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا پس کیا تم دور
کرنے والے ہو ہم سے نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ایک حصہ کو آگ میں سے یعنی تم سے ہوسکتا ہے کہ کچھ عذاب ہم سے دور کردو قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا کہیں گے وہ
لوگ کہ سرکش ہوتے تھے اور اوپر حکومت کرتے تھے انکے جواب میں کہ اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ تحقیق ہم سب بیچ اس دوزخ کے ہیں ہم بھی اور تم بھی پس کیونکر ہم تمسے عذاب
کو دفع کریں اور اگر ہمکو قدرت عذاب کے دفع کرنیکی ہوتی تو پہلے ہم اپنی جانوں سے دفع کرتے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا نے قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ تحقیق
حکم کیا ہے درمیان بندوں اپنے کے اور ہر ایک کو جو کہ مقام کہ اسکے لائق تھا وہاں بھیجا ہے پس عذاب کیونکر دفع ہوسکے وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ اور
کہیں وہ لوگ کہ بیچ دوزخ کے ہیں سردار بھی اور انکے تابعدار بھی لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ واسطے نگہبانوں دوزخ کے یعنی ملائکہ سے جو کہ دوزخ کے موکل ہیں انسے
کہیں کہ ہمارے واسطے ادْعُوْا رَبَّكُمْ پکارو پروردگار اپنے کو کہ يُخَفِّفْ عَنَّا ہلکا کرے ہمسے يَوْمًا ایک روز یعنی بمقدار ایک روز کے مِّنَ الْعَذَابِ عذاب
سے تاکہ کچھ تو ہمکو آرام ہووے وہ فرشتے انسے یہ سنکر قَالُوْٓا کہیں انکو ملامت کرکے اَوَلَمْ تَكُ کیا نہ تھا قصہ دنیا میں کہ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ آتے تھے تمہارے
پاس پیغمبر تمہارے بھیجے ہوئے خدا کے بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ دلیلوں اور معجزوں کے کہ جو دلالت کرتے تھے خدا کی توحید پر اور پیغمبر کی نبوت پر اور تک اصل تکون تھا
واو نون اس میں سے لم کے آنیسے ساقط ہوا اور نون واسطے تخفیف کے اور اسم اسکا اس میں پوشیدہ ہے اور وہ لفظ قصہ کا ہے اور بعد اسکے تفسیر اسکی ہے پس فرشتے
جس وقت ان سے یہ گفتگو کریں تو قَالُوْا کہیں وہ دوزخی کہ بَلٰى ہاں آتے تھے پیغمبر اور خدا کی طرف ہمکو بلایا تھا اور معجزے دکھلاتے تھے لیکن ہمنے انکو جھٹلایا
اور کہنا انکا نہ مانا فرشتے یہ سنکر ان سے قَالُوْا کہیں کہ فَادْعُوْا پس پکارو تم خدا کو اور اس سے تخفیف عذاب کی چاہو لیکن ہمکو اجازت نہیں ہے کہ ہم تمہارے
واسطے دعا کریں پس دوزخی اگرچہ جانتے ہونگے کہ ہمارے دعا کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے لیکن عذاب کے اٹھانیکی طاقت جو نہ رکھیں گے تو فریاد و زاری
کریں گے لیکن کچھ فائدہ نہو گا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اور نہیں ہے پکارنا کافروں کا اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مگر بیچ گمراہی اور
برباد کرنے اور نہ قبول ہونے کے اور اب خدا خبر دیتا ہے پیغمبروں اور مومنوں کی نصرت دینے سے کافروں پر چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا
تحقیق ہم البتہ نصرت کرتے ہیں اور مدد دیتے ہیں پیغمبروں اپنوں کو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ کفار پر غالب ہوتے ہیں گفتگو میں دلیلیں اور حجتیں بیان کرکے اور با جنگ کفار میں خدا انکی نصرت کرتا ہے موافق مصلحت
اپنی کے اور کبھی دشمن کو ہلاک کرکے مدد کرتا ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے زمانہ رجعت کا ہے کہ اس زمانہ میں خدا نصرت کریگا اور پہلی اس سے
کثرت سے انبیاء قتل کئے گئے ہیں اور دنیا میں انکی کچھ نصرت نہیں ہوئی پس مراد اس سے زمانہ رجعت کا ہے وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اور جسدن کہ قائم
ہوں گواہ اسروز نصرت کریں ہم انکی یعنی بروز قیامت کہ گواہی دیجاوے اسروز کافروں کی باطل ہونے پر اور مومنوں کے حق ہونے پر اور گواہی دینے والے انبیاء
ہوں گے اور بعضے کہتے ہیں کہ فرشتے لکھنے والے نامہ اعمال کی گواہی دیں گے اور انبیاء گواہی مومنین کی فرمانبرداری اور کفار کے شرک پر ہونے کی
ادا کریں گے اور یا مراد امت حضرت خاتم الانبیاء ہے کہ مشرکین کے عناد اور کفر پر گواہی دینگے يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ جسدن کہ نہ فائدہ دیوے
ظلم کرنے والوں کو مَعْذِرَتُهُمْ عذر کرنا انکا وہ ہرگز قبول نہو گا وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ اور واسطے ان کے لعنت ہے کہ وہ دوری ہے رحمت خدا سے
وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اور واسطے انہیں کے برا گھر ہے کہ وہ دوزخ ہے اور اب خدا حضرت موسیٰ کا حال بیان کرتا ہے کہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْهُدٰى البتہ تحقیق دی ہمنے موسیٰ کو رہنمائی یعنی وہ چیز کہ جس سے راہ حق پاتے ہیں جیسے کہ معجزے اور توریت اور احکام شرع کے وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
الْكِتٰبَ اور وارث کیا ہے ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب توریت کا کہ هُدًى وَّذِكْرٰى وہ ہدایت اور نصیحت ہے لِاُولِي الْاَلْبَابِ واسطے صاحبان عقلوں
کے اسواسطے کہ فائدہ اس سے وہی اٹھاتے ہیں نہ بیوقوف اور جاہل اور اب خدا اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے کہ فَاصْبِرْ پس صبر کر تو کفار کے آزار دینے پر جیسے کہ
موسیٰ صبر کرتا تھا فرعون کے آزار دینے پر اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ تحقیق وعدہ خدائے تعالیٰ کا پیغمبروں کی نصرت کرنے پر اور کفار
کے ہلاک کرنے پر حَقٌّ تو اور راست ہے اور خلاف اسمیں ممکن نہیں ہے وَّاسْتَغْفِرْ اور بخشش چاہ تو اے محمد صلعم خدا سے لِذَنْۢبِكَ واسطے گناہ اپنے کے

اگر تجھ سے کوئی امر اولیٰ ترک ہوا ہو اور گناہ کبیرہ یا صغیرہ اس سے مراد نہیں ہو سکتا کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں گناہ نہیں کرتے ہیں نہ صغیرہ اور نہ کبیرہ
اور یا یہ کہ خدا کی طرف سے تعلیم ہے عبادت کے طریقہ کی کہ اگرچہ کوئی گناہ صادر نہیں ہوا ہے لیکن واسطے انکسار کے خدا کے روبرو اپنے تئیں گنہگار
ظاہر کر کے مغفرت کو خدا سے طلب کر کہ موجب بلندی درجات کا ہے اسواسطے کہ خدا عاجزی اور انکساری کو بہت دوست رکھتا ہے اور یا یہ کہ اگر تو اسطرح سے کہیگا تو امت
کے لوگ بھی تیری پیروی سے اسطرح کہیں گے اور اپنی بخشش چاہینگے وَسَبِّحْ اور تسبیح کر تو اے محمد صلعم بِحَمْدِ رَبِّكَ ساتھ تعریف اور شکر پروردگار اپنے کے
بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ بیچ رات کے اور صبح کے یعنی رات اور دن ہمیشہ خدا کو پاکیزگی سے یاد کر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نماز پنجگانہ ہے اور جناب رسولخدا سے
روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ مجھکو یاد کر بعد صبح کے ایک ساعت اور بعد عصر کے ایک ساعت تاکہ کفایت کروں میں جو کچھ کہ مقصود تیرا
ہو اور تیری حاجت کو قبول کروں اور کہتے ہیں کہ یہودی رسولخدا سے جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہارا صاحب نہیں ہے بلکہ مسیح دجال ہمارا صاحب ہے اور جو بادشاہ
تری اور خشکی کا ہے اور نہریں پانی کی اسکے ہمراہ رواں ہونگی اور بادشاہی ہمکو بخشیگا اور وہ ایک نشانی ہے خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے حقتعالیٰ نے یہ آیت
نازل کی کہ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ تحقیق وہ لوگ کہ جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں قدرت خدا کے بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ
بدون حجت اور دلیل کے کہ آئی ہو انکے پاس کہ دلالت کرتی ہو انکے دعوے کے صحیح ہونے پر کہ دجال کی نبوت کو صحیح اور تیری نبوت کو وہ باطل
کہتے ہیں اور یا یہ کہ یہ آیت عام ہے ہر جھگڑنے والے کے واسطے کہ وہ یہود ہوں خواہ مشرکین مکہ ہوں إِنْ فِي صُدُورِهِمْ نہیں ہے بیچ سینوں
ان کفار یہود یا مشرکین کے إِلَّا كِبْرٌ مگر تکبر اور سرکشی اور خواہش بادشاہی کی اور آرزو نبوت کی اپنی قوم میں کہتے ہیں کہ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ نہیں ہیں وہ
پہنچنے والے اسکو بلکہ حقتعالیٰ انکو ذلیل اور خوار کریگا فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ پس پناہ چاہ تو ساتھ خدا کے انکے حسد سے اور دجال کے شر اور فتنہ سے کہ وہ ایک مخلوقات
میں سے ہے پس ہر بدی سے پناہ ساتھ خدا کے چاہ تو إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ تحقیق کہ وہ ہے خدا سننے والا تیری باتوں کا الْبَصِيرُ دیکھنے والا ہے انکے فعلوں کا اور آیات
خدا میں جو وہ جھگڑا کرتے تھے اصل مقصود انکا اس سے انکار کرنا قیامت کا تھا اسواسطے بعد اسکے فرماتا ہے کہ لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ البتہ پیدا کرنا آسمان
اور زمین کا نزدیک تمہارے أَكْبَرُ بہت بڑا ہے مِنْ خَلْقِ النَّاسِ پیدا کرنے آدمیوں سے پس جو کوئی کہ قدرت رکھتا ہو اسقدر بڑی بڑی چیزوں کے پیدا
کرنے پر بدون موجود ہونے اس چیز کے کہ جس سے انکو بنایا ہیں تو بیشک وہ آدمی کو بھی دوبارہ پیدا کر سکے گا اس چیز سے کہ اسکی اصل اور مادہ کو کہ وہ مٹی ہے اسکے
پاس محفوظ اور موجود ہے وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ اور لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ہیں کہ یہ آدمی کا دوبارہ پیدا کرنا بہت آسان
ہے خدا کے نزدیک اس واسطے کہ بسبب جہالت اور غفلت کے اس میں تامل نہیں کرتے ہیں اور دجال کے حال میں اسماء بنت زید سے روایت ہے کہ اصحاب
نے رسولخدا سے اسکے حال کو دریافت کیا فرمایا کہ وہ آدمی ہے اور آدمیوں سے قد میں زیادہ بلند ہے اور بدن میں بہت قوی ہے اور ایک آنکھ رکھتا ہے
اور علامت اسکے ظاہر ہونیکی یہ ہے کہ آدمی اسکے نکلنے سے تین برس پہلے قحط میں مبتلا ہوں اور سال اول میں جو کچھ بارش ہو آسمان ایک تہائی پھیرے اور
جو کچھ زمین میں اُگے اسمیں سے ایک تہائی نگاہ رکھے اور دوسرے سال میں دو تہائی پھیرے اور تیسرے سال میں نہ آسمان سے مینہ برسے اور نہ زمین سے
کوئی دانہ اُگے اور نہ گھاس نکلے اکثر جانور بھوک کی شدت سے مر جائیں اور ابوامامہ نے روایت کی ہے کہ ایکروز رسولخدا خطبہ پڑھتے تھے اور اس خطبہ میں
اکثر ذکر دجال کا تھا اور ازانجملہ فرمایا حضرت نے کہ اے لوگو زمین میں دجال کے فتنہ سے کوئی فتنہ زیادہ نہیں ہے اور خدا نے جس پیغمبر کو بھیجا ہے اسکی امت کو
دجال کے فتنہ سے خوف دلوایا ہے اور میں پیغمبر آخر الزماں ہوں اور تم امت آخرین ہو ممکن ہے کہ تمہارے وقت میں دجال باہر نکلے اگر میں موجود ہوں گا
تو اسکی حجتوں سے الزام دونگا اور اگر تم ہو تو کوشش کرو کہ اسکو الزام دو اور جسوقت اسکے نکلنے کا وقت قریب ہو تو شام اور عراق کو دو پہاڑوں کے درمیان سے
باہر نکلے اور چپ و راست سے اپنے لشکر کو روانہ کرے اور پیغمبری کا دعوے کرے اور بعد پیغمبری کے خدائی کا دعوے کرے اور اسکی دو آنکھوں کے درمیان لکھا ہو
کہ الئس من رحمۃ اللہ یعنی نا امید ہے رحمت خدا سے اور جو مومن کہ اسکو دیکھے اسکے منہ پر تھوکے اور جادو اسکے ہمراہ بہت ہو اور اکثر آدمی اسکی پیروی کریں
مگر جسکو خدا نگاہ رکھے اور ہمراہ اسکے بہشت اور دوزخ ہو اور جو مومن کہ اسکی دوزخ میں گرفتار ہو تو چاہیے کہ سورہ الحمد پڑھے کہ آگ اسمیں ٹھنڈی ہو اور مدت اسکی

بادشاہی کی چالیس روز ہو گی اور بعضے ان روزوں میں سے مقابلہ میں چند سال کے ہونگے اور بعضے کمتر ایکسال سے اور بعضے مقدار چندماہ کے اور بعضے برابر ایکہفتہ کے اور بعضے برابر ایکدن کے اور بعضے برابر ایک ساعت کے اور روز آخر اسقدر ہوگا کہ جتنی دیر میں چوب خشک کو آگ لگے اور دیو اس کے ہمراہ ہونگے کہ آدمیونکی صورت میں ہو جائینگے پس جسکے ماں اور باپ مر گئے ہوں تو اس سے کہیگا کہ اگر تیرے ماں اور باپ کو زندہ کروں تو میرے پروردگار ہونیکا اقرار کرے وہ کہیگا کہ ہاں اقرار کروں گا ان دیووں میں سے جو کہ اسکے ہمراہ ہیں وہ شخص اسکی ماں اور باپ کی شکل بن جائیں گے اور اسکو کہیں گے کہ اے فرزند پیروی اسکی کر کہ یہ تیرا پیدا کرنے والا ہی اور سب شہرونکو دجال اپنے زیر حکم کرے گا مگر مکہ اور مدینہ کو اور جس وقت قصد انکا کرے تو آسمان سے ایک فرشتہ آئے گا کہ اسکو اس سے منع کرے گا اور اس وقت ایک لرزہ آئیگا اور کوئی منافق مدینہ میں نہ رہیگا سب باہر چلے آئیں گے اور دجال کی پیروی کرینگے اور آدمی اس روز کو روز خلاص کہینگے ام شریک نے کہا کہ یا رسول خدا اس روز مومنین کہاں ہونگے فرمایا کہ بیت المقدس میں پناہ لیجائینگے اور دجال اُسکا محاصرہ کرے گا اور صاحب الزمان اپر ظاہر ہوں نماز صبح کے وقت اور اقامت کہکر انکے ہمراہ نماز میں مشغول ہوں اور جسوقت نماز صبح سے فارغ ہوں جیسے آسمان سے زمین پر آئے اور صاحب الزمان کے پیچھے نماز پڑھے اور دروازہ شہر کا کھولیں اور ہمراہ دجال کے ستر ہزار یہودی ہتھیار لگائے ہوں اور جسوقت حضرت عیسیٰ شہر سے باہر آئے تو دجال بھاگے اور اسکو طرف مشرق میں پکڑیں اور مار ڈالیں اور فوجیں اسکی قلعوں میں پوشیدہ ہو جائیں اور وہ قلعے گویا ہوکر مومنین سے کہیں کہ دشمن تمہارے ہمارے پیچھے پوشیدہ ہوئے ہیں اس روز مومنین کفار سے بار لا لیویں اور حقتعالے حسد اور کینہ کو دلوں سے مومنین کے دفع کرے کہ سب آپسمیں دوست ہو جائیں اور بعد اسکے کفار دنیا میں باقی نرہیں اور حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے ظاہر ہونیکا حال حق الیقین وغیرہ میں تفصیل سے لکھا ہے اور اب حقتعالے مومنین اور مشرکین کا ذکر کرتا ہے وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ اور نہیں برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا یعنی کافر کہ جاہل اور غافل ہے اور حقتعالے کی توحید کی دلیلوں میں تامل نہیں کرتا ہے وہ برابر مومن کے نہیں ہے کہ وہ عاقل ہے اور خدا کو پہچانتا ہے پس کافر اور مومن برابر نہیں ہیں وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک وَلَا الْمُسِيءُ اور نہ بدی کرنیوالا برابر ہے یعنی مومن نیک برابر کافر بدکار کے نہیں کہ پہلا بہشت کے بلند درجوں میں رہنے والا ہے اور دوسرا دوزخ کے طبقوں میں قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ کم ہے کہ جو نصیحت پکڑتے ہو تم اے کافرو اور اہل کوفہ نے یتذکرون کو ونا سے پڑھا ہے اور باقی پہلی تا کی جگہ یا کہتے ہیں یعنی کم نصیحت پکڑتے ہیں وہ کافر اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی تذکرا قلیلا إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ تحقیق قیامت البتہ آنیوالی ہے کہ کسی طرح سے لَّا رَيْبَ فِيهَا نہیں شک ہے بیچ ہونے اسکے کے اکثر دلیلیں نقلی اس کے واقع ہونے پر اور دلیلیں عقلی اسکے ممکن ہونے پر دلالت کرتی ہیں وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا يُؤْمِنُونَ نہیں اعتقاد کرتے ہیں قیامت کے ہونے کا اور واسطے رغبت دلانے بندونکی ایمان اور عبادت میں فرماتا ہے کہ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي اور کہا پروردگار تمہارے نے کہ پکارو تم مجھکو اپنے سب مقصدوں اور حاجتوں میں أَسْتَجِبْ لَكُمْ قبول کرونگا میں واسطے تمہارے اگر مصلحت اسکی قبول کرنے میں ہوگی کہتے ہیں کہ دعا کرنے والے کو چاہیے کہ دعا بشرط مصلحت کے کرے اس واسطے کہ وہ کیا جانتا ہے کہ یہ میرے واسطے مناسب ہے یا نہیں اور بعضی دعا کا قبول نہیں فساد اور قباحت ہے اور بہر دعا کو بکر قبول کہ بعضی دعا کے قبول ہونے میں مصلحت نہیں ہی اور یہ اس مصلحت کو نہیں جانتا ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ افضل عبادت دعا ہے اور کسی نے ان حضرت سے پوچھا کہ کونسی عبادت افضل ہے فرمایا کہ خدا کے نزدیک کوئی شی افضل نہیں ہے اس سے کہ سوال کریں اُس سے اس چیز کو کہ اسکے پاس ہے اور کوئی چیز زیادہ دشمن نہیں ہے خدا کو اس سے کہ سرکشی اور تکبر کرے اس کی عبادت سے اور اس سے طلب نہ کرے وہ چیز کہ اسکے پاس ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي تحقیق جو لوگ کہ سرکشی کرتے ہیں عبادت میری سے کہ مجھکو وقت حاجتوں کے پکارتے نہیں ہیں اور زاری کرکے گناہوں کی اپنے بخشش نہیں چاہتے ہیں اور یا یہ کہ مجھکو بوحدانیت نہیں پکارتے ہیں سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ قریب ہے کہ داخل ہونگے دوزخ میں اور ابو جعفر اور ابن کثیر نے سیدخلون کو بضم یا اور فتح خا پڑھا ہے یعنی قریب ہے کہ داخل کئے جائینگے وہ دوزخ میں دَاخِرِينَ ذلیل اور خوار ہونے والے ہوکر اور یہ حال واقع ہوا ہے اور معاذ بن عمار نے روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ سے میں نے پوچھا کہ کیا فرماتے ہیں ان دو شخص کے حق میں کہ دونو

ع ١٠
١١

مسجد میں جاتے ہیں اور ایک ان میں سے اکثر جاتا ہے اور دعا میں مشغول رہتا ہے اور دوسرا اکثر اوقات نماز پڑھتا ہے فرمایا کہ دونو خوب ہیں میں نے عرض
کی کہ اے فرزند رسول خدا میں چاہتا ہوں کہ یہ جانوں کہ ان دونو میں افضل کون ہے فرمایا کہ وہ شخص کہ اکثر دعا پڑھتا ہے کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ حقتعالیٰ
فرماتا ہے ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور بعد اسکے فرمایا کہ دعا عبادت ہے اور امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ
زیادہ دوست خدا کو سب اعمال میں دعا ہے اور جناب رسول خداؐ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا ہے حضرت نے کہ اپنی حاجتوں میں خدا کی طرف رجوع کرو
اور بہت زاری سے دعا کرو کہ دعا مقام قرار پکڑنے عبادت کا ہے اور کوئی مومن خدا کو نہ پکارے مگر کہ دعا اسکی قبول ہو دنیا میں یا آخرت میں اور اگر واسطے مصلحت
کے دعا اسکی قبول نہو اور حاجت اسکی نہ بر آوے تو اسکی گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا جبتک کہ گناہ کا کوئی اصرار میں نہو اور حضرت امام علی نقیؑ سے روایت ہے کہ
جسوقت بلا بندہ کیطرف متوجہ ہو اور دعا کرے حقتعالیٰ جلدی اسکو دور کرے اور اگر دعا نہ کرے تو وہ بلا اس پر نازل ہو اور مدت دراز تک چمٹی رہے پس چاہئے کہ
تم ہمیشہ دعا کرو اور نہایت زاری اور عاجزی سے خدا کو پکارو اور حضرت صادقؑ علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ ادعونی استجب
لکم اور ہم مضطر اور بیچارے کو دیکھتے ہیں کہ دعا کرتا ہے اور وہ قبول نہیں ہوتی ہے اور مظلوم ظالم پر نصرت چاہتا ہے اور نصرت اسکے واسطے نہیں ہوتی ہے اور خدا اسکی
مدد نہیں کرتا ہے فرمایا امام علیہ السلام نے کہ وائے تجھ پر نہیں دعا کرتا ہے کوئی مگر کہ قبول ہوتی ہے دعا اسکی لیکن ظالم پس دعا اسکی تو روکی گئی ہے اور الٹی پھیر
گئی ہے یہانتک کہ وہ توبہ کرے اور لیکن حق والا پس جسوقت وہ دعا کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے اور بلا اس سے پھیر دیجاتی ہے اور دور کیجاتی ہے اس جگہ
سے کہ نہیں جانتا ہے وہ اور یا یہ کہ اسکے واسطے خدا عوض اس مطلوب کے ثواب کو جمع کرے کہ وہ اسکی حاجت کے روز یعنی بروز قیامت کام آوے اور اگر وہ امر کہ جسکو
مومن نے طلب کیا ہے اسکے واسطے بہتر نہیں ہے تو وہ امر خدا اسکو نہیں دیتا ہے اور مومن خدا کا پہچاننے والا اکثر ایسی چیز طلب کرتا ہے کہ نہیں جانتا ہے کہ طلب کرنا اسکا اچھا
ہے یا اسکے طلب کرنے میں خطا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ خدائے حق وہ شخص ہے کہ پیدا کیا ہے اس نے لَکُمُ الَّیْلَ واسطے تمہارے شب تاریک کو
لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ تاکہ کرو تم آرام بیچ اس کے کاروبار کی شقت سے وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اور پیدا کیا ہے دنکو روشن کہ ہر چیز کو اسمیں بخوبی دیکھو اور اپنے اپنے
کسب اور پیشہ کے کام کو آسانی سے کرو اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا لَذُوْ فَضْلٍ البتہ صاحب فضل اور بخشش کا ہے عَلَی النَّاسِ اوپر آدمیوں کے کہ رات اور دن کو
انکے فائدہ کے واسطے پیدا کیا ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا یَشْکُرُوْنَ نہیں شکر کرتے ہیں اس نعمت کا اپنی جہالت سے ذٰلِکُمُ وہ جو کہ
ایسے ایسے فائدہ کی چیزونکے پیدا کرنے سے خالص ہو گیا ہے سب شرکتوں سے وہ اَللّٰهُ رَبُّکُمْ خدا ہے پروردگار تمہارا خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ پیدا کرنے والا ہر
چیز کا آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش سوائے اس معبود حق کے فَاَنّٰی
تُؤْفَکُوْنَ ۝ پس کہاں پھیرے جاتے ہو تم پرستش اسکی سے طرف پرستش غیر کے کہ قابل پرستش نہیں ہے کَذٰلِکَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ یہ لوگ دین
اسلام سے پھیر گئے ہیں ایسے ہی یُؤْفَکُ پھیرے جاتے تھے الَّذِیْنَ کَانُوْا وہ لوگ کہ تھے پہلے ان سے بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ساتھ نشانیوں قدرت خدا
کی یَجْحَدُوْنَ ۝ انکار کرتے اَللّٰهُ الَّذِیْ خدائے حق وہ شخص ہے کہ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ کردیا اس نے واسطے تمہارے زمین کو قَرَارًا جائے قرار کی
وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو عمارت بلند مثل خیمہ کے زمین پر وَّصَوَّرَکُمْ اور صورت بنائی تمہاری فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ پس اچھا بنایا صورتونکو تمہاری
اس واسطے کہ انسان کی صورت سب حیوانوں سے بہتر اور نیک تر ہے کہ سیدھا قد بنایا اور پوست ظاہر رکھا کہ اسپر بال نہیں ہیں اور ہاتھ اور پاؤں آپس میں سب
متناسب رکھے اور کمالات اور کاریگری اور علم کا حاصل کرنا اس صورت میں رکھا وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اور روزی دی تمکو پاکیزہ کھانوں سے شیرینی اور
میوے اور گوشت لذیذ ذٰلِکُمُ وہ جو کہ ایسے ایسے احسان کرنیوالا ہے اَللّٰهُ رَبُّکُمْ خدائے حق ہے پروردگار تمہارا فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ پس بزرگ ہے
خدا اور برکت والا ہے رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ پروردگار عالم کے لوگوں کا آدمیوں کا اور جنوں کا اور ملائکہ کا اور انکے غیر کا سوائے اسکے کہ جسقدر مخلوقات ہے سب محتاج اسکی ہے
هُوَ الْحَیُّ وہی ہے زندہ ہمیشہ کی زندگی کا اور سوائے اسکے سب فنا ہونیوالے ہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش سوائے اس معبود حقیقی کے فَادْعُوْهُ
پس پکارو تم اسکو اور پرستش اسکی کرو مُخْلِصِیْنَ خالص کرنے والے ہو کر لَهُ الدِّیْنَ واسطے اسکے دین کو شرک اور ریا سے کہ بے آمیزش دوسری چیز کے اسکی عبادت

وقف لازم

کرو اور مخلصین حال واقع ہوا ہی اور کہو تم اس ہدایت اور نعمت کے حاصل ہونے پر کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ تعریف اور شکر ہے واسطے خدا پروردگار
عالموں کی اور کفار مکہ جو کہ رسول خدا کو اپنے دین کی طرف بلاتے تھے حق تعالی نے فرمایا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد مشرکین مکہ کو کہ اِنِّیْ نُهِیْتُ تحقیق میں منع کیا گیا ہوں
اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ اس سے کہ پرستش کروں میں ان چیزوں کی کہ تَدْعُوْنَ پکارتے ہو تم اور پرستش کرتے ہو انکو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوا خدا کے
لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ جس وقت سے کہ آئی ہیں میرے پاس حجتیں اور دلیلیں اور حجتیں روشن مِنْ رَّبِّیْ پروردگار میرے کے پاس سے وَاُمِرْتُ
اور حکم کیا گیا ہوں میں اَنْ اُسْلِمَ یہ کہ فرمانبرداری کروں میں لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ واسطے پروردگار عالم کے لوگونکے کہ وہ خدائے معبود حق ہی هُوَ
الَّذِیْ وہ خدا وہ شخص ہی کہ اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَكُمْ پیدا کیا ہے تمکو یعنی آدم کو کہ اصل تمہاری ہے مِّنْ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ پھر تمکو کہ فرزند
اسکے ہو مِنْ نُّطْفَةٍ نطفہ سے یعنی آب منی سے پیدا کیا ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ پھر خون بستہ سے کہ منی بعد چالیس روز کے خون ہو جاتی ہی ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ
پھر نکالتا ہے تمکو شکم مادر سے طِفْلًا لڑکا کر کے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی پس لڑکا کر کے تمکو پیدا کرتا ہے اور روز بروز تمکو بڑھاتا جاتا ہی اور باقی
رکھتا ہے ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا پھر تا کہ پہنچو تم اَشُدَّكُمْ قوت اپنی کو جوان ہو کر اور انتہائے جوانی تیس ۳۰ برس سے چالیس برس تک ہی ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا
شُیُوْخًا ج پھر تا کہ ہو تم بوڑھے بعد چالیس برس کے رفتہ رفتہ بڑھ کر وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ اور بعضا تم میں سے وہ شخص ہے کہ روح قبض
کیا جاتا ہے پہلے اس بوڑھے ہونے سے وَلِتَبْلُغُوْٓا اور تا کہ پہنچو تم ایک حال سے دوسرے حال تک بڑھ کر اَجَلًا مُّسَمًّی مدت نام رکھی گئی کو کہ وہ وقت موت کا
ہے وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ اور تا کہ سمجھو تم اپنی پیدائش کے مقدمے میں اور ایک درجے سے دوسرے درجے میں پہنچنے سے اور اپنے پیدا کرنیوالے کو پہچانو
هُوَ الَّذِیْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت سے یُحْیٖ زندہ کرتا ہے وہ تمکو وَیُمِیْتُ ج اور مارتا ہی فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا پس جس وقت کہ حکم کرے کسی
امر کے تئیں یعنی اگر کسی کام کا ارادہ کرے کہ وہ ظاہر ہو جائے مثل زندہ کرنے کے اور مارنے کے تو فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ پس سوائے اسکے نہیں کہ کہتا ہے واسطے
اسکے کہ كُنْ ہو جا تو فَیَكُوْنُ ٥ پس ہو جاتی ہے بدون ڈھیل کے اور کفار باوجود کثرت دلیلوں وحدانیت خدا کے جھگڑا کرتے تھے خدا کی قدرت
کی نشانیوں میں اس واسطے انکی خوف دلانیکو فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھتا ہے تو اِلَی الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ طرف ان لوگوں کے جو جھگڑا
کرتے ہیں فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بیچ آیتوں خدا کی کہ قرآنیں ہیں یا بیچ نشانیوں کے قدرت خدا کے کہ وہ معجزے ہیں اَنّٰی یُصْرَفُوْنَ ج کہاں
پھیرے جاتے ہیں وہ جھگڑا کرنے والے ان آیتوں کے سچ جاننے سے الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا وہ لوگ ہیں وہ کہ جھٹلایا انھوں نے اور تکذیب کی انھوں نے
بِالْكِتٰبِ ساتھ کتاب کے کہ وہ قرآن ہے وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ اور ساتھ اس چیز کے کہ بھیجا ہے ہمنے ساتھ اسکے رُسُلَنَا قف پیغمبروں اپنے کو کتابیں اور احکام
دین کے ہمراہ کر کے فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ٥لا پس قریب ہی کہ جانینگے وہ اس جھٹلانے کے انجام کو اِذِ الْاَغْلٰلُ جس وقت کہ طوق آگ کے فِیْٓ
اَعْنَاقِهِمْ بیچ گردنوں انکے کے ہوں گے وَالسَّلٰسِلُ اور زنجیریں یُسْحَبُوْنَ کھینچے جاویں گے وہ ان میں جکڑے ہوئے فِی الْحَمِیْمِ بیچ پانی کھولتے
ہوئے کے کہ نہایت گرم ہوگا پہلے اس پانی کا ذکر ہو لیا ہے ایسا گرم ہوگا کہ وہ جسوقت اسکو منہ کے قریب لیجاویں گے تو کھال منہ کی اسکی حرارت سے
گل کر گر پڑیگی پس اس پانی میں وہ گھسیٹ کر ڈالے جاویں گے ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ج پھر بیچ آتش دوزخ کے جلائے جاویں گے وہ ثُمَّ قِیْلَ
لَهُمْ پھر کہا جائے گا واسطے ان کے یعنی ملائکہ انسے کہیں گے ملامت کر کے کہ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ کہاں ہیں وہ لوگ کہ تم دنیا میں اپنی گمراہی سے
انکو تُشْرِكُوْنَ ٥لا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط شریک کرتے تھے سوائے خدا کے اور انسے امید نفع پہنچانیکی اور ضرر کے دور کرنیکی رکھتے تھے اور دعوے کرتے تھے کہ یہ
ہماری شفاعت کرینگے درگاہ خدا میں اور جسوقت وہ دوزخی فرشتوں سے یہ کلام سنینگے تو قَالُوْا کہینگے کہ وہ شریک ضَلُّوْا عَنَّا گم ہو گئے ہم سے نہیں معلوم
کہ کہاں گئے اور یہ ذکر اسوقت کا ہے کہ ابھی اپنے معبودوں تک نہیں پہنچے ہیں اور وہ کہینگے کہ ہم ایسا جانتے ہیں کہ بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ
بلکہ نہ تھے ہم کہ پکارتے تھے اور پرستش کرتے تھے پہلے اس سے دنیا میں شَیْـًٔا ط کسی چیز کو یعنی ہم سے وہ ایسے غائب ہوئے ہیں اور بالکل انھوں نے جو ہماری
خبر نہیں لی ہے تو ایسا حال ہو گیا ہے کہ گویا ہم کسی کو پکارتے ہی نہ تھے اور پرستش ہی نہ کرتے تھے اور غرض پرستش کرنیسے تو یہ تھی کہ معبود کی جانب سے کوئی

کوئی فائدہ ہمکو پہنچا اور جس وقت کہ اُنھوں نے اپنی مصیبت میں ہماری خبر نہ لی تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں وہ کچھ تھے ہی نہیں اور گویا کہ ہم نے انکی عبادت ہی کی تھی
اور جیسے کہ خدا تعالے نے چھوڑ دیا ہے ان جھگڑنے والوں کو گمراہی میں پڑا ہوا کَذٰلِكَ ایسے ہی یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ وہ چھوڑ دیتا ہے خدا کفر کرنے
والوں کو سب کو ذٰلِكُمْ یہ چھوڑ دینا تمہارا اے کافرو آج کے دن بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ بسبب اسکے ہے کہ تھے تم خوش ہوتے فِی الْاَرْضِ بیچ زمین کے یعنی دنیا میں بِغَیْرِ
الْحَقِّ ساتھ غیر حق کے کہ وہ بت ہیں کہ جنکی عبادت سے تم خوش ہوتے تھے وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ اور بسبب اسکے کہ تھے تم کہ نہایت خوش ہوتے تھے اس امید پر کہ
انبیاء کو مکروہات پہنچیں اور بلاؤں میں وہ گرفتار ہوں اور فرح اور مراح میں فرق یہ ہے کہ فرح تو حق کے واسطے بھی ہوتی ہے اور باطل کے واسطے بھی اور
اسی واسطے اسکو غیر حق کے ساتھ مقید کیا اور مرح بالکل باطل کے واسطے ہوتی ہے اس واسطے اسکو مطلق رکھا ہے اور کہا جائے گا ان مشرکوں کو کہ اُدْخُلُوْٓا
اَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو تم اے کافرو دروازوں میں دوزخ کے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہنے والے ہو کر بیچ اس دوزخ کے فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ
پس بُری جگہ ہے وہ دوزخ جگہ تکبر کرنیوالوں سرکشوں کی اور جس وقت کہ مشرکوں کو انکے واسطے دروازے دوزخ کے تیار ہیں تو فَاصْبِرْ پس صبر کر تو اے محمدؐ اپنی قوم کی ایذا پر
اور راہ حق پر ثابت قدم رہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ تحقیق کہ وعدہ خدا کا دوستوں کی مدد کرنے اور دشمنوں کے عذاب اور ہلاک کرنے پر دنیا اور آخرت میں
حَقٌّ حق ہے کہ بدون شبہ کے واقع ہوگا فَاِمَّا نُرِیَنَّكَ پس اگر دکھلاویں ہم تجھکو تیری زندگی میں بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ بعضا اس عذاب
کا کہ وہ وعدہ کرتے ہیں ہم ان کفار سے پس وہ جزا اُنکی ہے چنانچہ جنگ بدر میں واقع ہوا کہ وہ قتل اور اسیر ہوئے اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ یا اگر موت دیں ہم
تجھکو اے محمدؐ عذاب کے ظاہر ہونے سے پیشتر تو فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ پس طرف ہمارے پھیرے جاویں گے وہ قیامت میں واسطے جزائے اعمال کے کہ بچ
کسطرح وہ بچنے نہیں ہیں اور اما میں ان شرطیہ ہے اور ما اسمیں زائد ہے واسطے تاکید کے اور فاما نرینک کی جزا محذوف ہے اور نتوفینک کی جزا فالینا
یرجعون ہے اور کہتے ہیں کہ کفار رسول خدا سے سوال کرتے تھے کہ تو پیغمبر ہے تو چشموں کو زمین پر جاری کر دے اور طرح طرح کے میووں کے باغ ظاہر کر دے اور سوائے
اسکے طلب کرتے تھے چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں اسکا ذکر ہوا ہے خدا نے یہ آیت نازل کی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے پیغمبروں کو
مِّنْ قَبْلِكَ پہلے تجھ سے مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ بعضا ان میں سے وہ ہے کہ قصہ بیان کیا ہے ہم نے اوپر تیرے اسکا وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ
نَقْصُصْ عَلَیْكَ اور بعضا اُن میں سے وہ ہے کہ نہیں قصہ بیان کیا ہے ہم نے اوپر تیرے اسکا اور مشہور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں اور حضرت علیؑ سے
روایت ہے کہ ایک پیغمبر حبشی تھا اسکا قصہ خدائے تعالے نے بیان نہیں کیا ہے وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اور نہ تھا واسطے کسی پیغمبر کے اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ
یہ کہ لاوے کسی معجزہ کو کہ اسکی نبوت کی نشانی ہو اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر ساتھ حکم خدا کے پس معجزہ دکھلانا کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ اسکی قدرت
میں ہے کہ جب چاہے دکھلا دے البتہ اگر خدا مصلحت جانے تو معجزہ ظاہر کر سکتا ہے اس صورت میں تجھ سے معجزہ کا سوال کرنا بے محل ہے اگر مصلحت
میری اسکے ظاہر کرنے میں ہوگی تو کیونکر تو دکھلا سکتا ہے فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ پس جس وقت آئے حکم خدا کا اُن معجزوں کی طلب کرنے والوں
کے عذاب کے واسطے بعد ظاہر ہونے دلیلوں راستی پیغمبر کے تو قُضِیَ حکم کیا جائے گا بِالْحَقِّ ساتھ حق کے درمیان مومنین اور کفار کے کہ کفار تو عذاب
میں گرفتار ہوں اور مومنین نجات پاویں وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ اور نقصان پاویں اُسجگہ یعنی اس وقت باطل لوگ کہ جو بعد دیکھنے
معجزہ راستی پیغمبر کے دوسرا معجزہ طلب کرتے ہیں نقصان میں ہونگے اور ہنالک اسم زمان کی جگہ مذکور ہے اور اب اللہ تعالے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے
اَللّٰهُ خدائے حق اَلَّذِیْ وہ شخص ہے کہ جسنے جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ پیدا کیا واسطے تمہارے چارپاؤں کو مثل گاؤ اور گوسفند اور اسپ و شتر کی لِتَرْكَبُوْا
مِنْهَا تاکہ سوار ہو تم بعض پر انمیں سے مثل اسپ اور شتر کے وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور بعضے کو انمیں سے کھاؤ تم مثل گاؤ اور گوسفند کے اور بعضے ایسے
ہیں کہ اسکو کھاؤ بھی اور سواری بھی اسپر کرو مثل گاؤ اور شتر کے وَلَكُمْ فِیْهَا اور واسطے تمہارے بیچ ان چارپاؤں کے مَنَافِعُ فائدے ہیں سوائے اسکے
مثل شیر اور پشم کے اور سوائے اسکے وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا اور تاکہ پہنچو تم اوپر ان چارپاؤں کے حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ حاجت کو بیچ سینوں
تمہارے کے ہے یعنی اور پیدا کیا ہے واسطے تمہارے اُن چارپاؤں کو تاکہ انپر سوار ہو کر اور اپنا اسباب لاد کر جو حاجت کہ تمہارے دلوں میں ہے تجارت کرنی یا حج اور

زیارت کو جانا یا اور کسی کام کے واسطے دور یا قریب شہر ونکو روانہ ہونا اُس حاجت کو اپنے آسانی سے تم پہنچ جاؤ وَ عَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ اور اوپر
اُن چوپاؤں کے کہ خشکی صحرا کی ہیں اور اوپر کشتی کے کہ دریا میں ہیں تُحْمَلُونَ ۵ اُٹھائے جاتے ہو تم کہ خدا تعالےٰ نے تمہارے فائدہ کے واسطے اور تمہاری
احتیاج دور کرنے کے واسطے دو قسم کی سواریاں پیدا کی ہیں کہ اُنپر سوار ہو کر دریا کو اور جنگل کو دونو کو آسانی سے طے کر سکتے ہو اور اگر یہ صورت
نہوتی تو تمہارے واسطے سفر کرنا دریا کا اور جنگل کا دونو کا دشوار ہوتا وَيُرِيكُمْ اور دکھلاتا ہے تمکو خدا اٰيٰتِهٖ نشانیاں قدرت اور رحمت اپنی کی فَاَيَّ
اٰيٰتِ اللّٰهِ پس کون سی نشانیوں کو نشانیوں خدا میں سے تُنْكِرُوْنَ ۵ انکار کرتے ہو تم اور بسبب نہایت ظاہر ہونیکے قابل انکار کے جو نہیں ہیں
تو اس واسطے کفار کے ڈرانیکے واسطے فرماتا ہے کہ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا پس نہیں روانہ ہوتے ہیں وہ کفار فِي الْاَرْضِ بیچ زمین عاد اور ثمود کے
وقت تجارت شام اور یمن کے فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ پس دیکھیں کہ کیونکر ہو عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ انجام ان لوگوں کے کہ پہلے اُن سے
تھے كَانُوْا تھے وہ پہلی امتوں کے لوگ اَكْثَرَ مِنْهُمْ زیادہ انسے شمار میں وَاَشَدَّ قُوَّةً اور سخت تر قوت میں اور دبدبہ میں وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ
اور نشانیوں میں بیچ زمین کے کہ بڑے بڑے شہر اور قلعے مضبوط اُنھوں نے بنائے تھے اور قوۃ اور آثارًا دونو تمیز واقع ہوئے ہیں پس وہ لوگ شمار میں تھے اُن
لوگوں سے زیادہ تھے اور قوت میں نہایت سخت تھے اور زمین میں اُنھوں نے بڑی بڑی نشانیاں تیار کی تھیں قلعہ اور شہر بنا کر لیکن باوجود ہونے ایسی ایسی سامان
کے فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ پس نہ بے پروا کیا اُنکو اور نہ دور کیا عذاب کو مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۵ اس چیز نے کہ تھے وہ کسب کرتے کہ بڑے بڑے محل اور قلعے بناتے
تھے اور مال اور سپاہ جمع کرتے تھے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ پس جس وقت کہ آئے اُنکے پاس رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ پیغمبر اُنکے ساتھ معجزوں ظاہر کے تو فَرِحُوْا
خوش ہوئے وہ بِمَا عِنْدَهُمْ ساتھ اُس چیز کے کہ نزدیک اُنکے تھی مِّنَ الْعِلْمِ قسم علم سے اور مراد اُنکی علم سے یا تو اُنکے عقیدے باطل ہیں کہ اعتقاد
پیغمبروں کے نہونیکا اور قیامت اور عذاب کے نہونیکا رکھتے تھے اور یا اُنکو علم تجارت و نکا اور کسب کرنیکا خواب تھا اور اعتقاد رکھتے تھے کہ فائدوں کے
حاصل کرنیمیں کسیکو مثل ہمارے علم نہیں ہے اور یا اُنکو علم فلاسفہ کا تھا کہ بسبب اپنے علموں کے انبیاء کو حقیر جانتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ حکمائے یونان
جس وقت انبیاء کی وحی کو سنتے تھے تو اسکو حقیر جانتے تھے اور اسکے دفع اور سبک اور بیقدر کرنیمیں کوشش کرتے تھے اور اپنے علم کی نسبت اسکو جہل جانتے
تھے چنانچہ روایت ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ نے اپنی پیغمبری کو ظاہر کیا اور لوگوں کو طرف خدا کے بلانے لگے تو سقراط حکیم کو لوگوں نے کہا کہ تو موسیٰ کے پاس
کس واسطے نہیں جاتا ہے کہ علم دین اُسکے حاصل کرے کہا کہ ہم علم اخلاق سے آراستہ ہیں ہمکو کسی کے علم کی احتیاج نہیں ہے پس وہ کفار اپنے علم کی جہت سے
جو مغرور تھے تو انبیاء کی باتوں پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیر لیا انکو مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۵ اس چیز نے کہ تھے وہ ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے
کہ عذاب کا جو انکار کرتے تھے اور اسپر ہنستے تھے اسمیں مبتلا ہوئے فَلَمَّا رَاَوْا پس جس وقت دیکھا اُنھوں نے بَاْسَنَا خوف ہمارے کو یعنی عذاب بھیجے ہوئے
ہمارے کو دنیا میں تو قَالُوْٓا اٰمَنَّا کہا اُنھوں نے کہ ایمان لائے ہم بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ساتھ خدا کے کہ ایک ہے وہ یہ حال واقع ہوا ہے وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ
اور کفر کیا ہمنے ساتھ اُس چیز کے کہ تھے ہم ساتھ اُسکے شرک کرنیوالے کہ اُن چیزوں کو خدا کا شریک کرتے تھے اور وہ بت تھے کہ جنکو شریک کرتے تھے عبادت خدا میں
فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ پس نہ تھا کہ فائدہ دے اُنکو اُسوقت اِيْمَانُهُمْ ایمان اُنکا لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا جس وقت کہ دیکھا اُنھوں عذاب ہمارے کو اسواسطے کہ وقت دیکھنے
عذاب کے تکلیف شرع کی باقی نہیں ہوتی ہے بلکہ ساقط اور دور ہو جاتی ہے اور ایمان اس وقت کا معتبر نہیں ہوتا اور اسی واسطے جس وقت کہ طلحہ جنگ جمل میں زخمی
ہو گیا تو حضرت علیؑ کو کہلا بھیجا کہ میں توبہ کرتا ہوں تمہاری بیعت کے توڑنے سے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یاس اور یاس کی توبہ قبول نہیں ہے یعنی زندگی سے جو نا امید ہو اور
عذاب کو جو دیکھا ہے تو توبہ کرتے ہو تو یہ توبہ تمہاری درگاہ خدا میں قبول نہیں ہوگی پس اسی حال میں مر گیا اور مروان کے تیر سے وہ مارا گیا تھا چنانچہ مروان نے طلحہ کو
قابو میں دیکھ کر اپنے غلام سے کہا کہ اسی نے عثمان کے قتل میں کوشش کی تھی ایک تیر مجھے دے کہ میں اپنا عوض عثمان کے خون کا اس وقت اس سے لوں اور یہ دونو عائشہ
کے لشکر میں تھے طلحہ بھی اور مروان بھی اور علیؑ سے یہ لڑتے تھے پس غلام نے مروان کو تیر دیا اس نے اسکے تیر مارا وہ اسی ضرب میں مارا گیا اور مثل اسکی اہل سنت کی
کتابوں میں بھی مذکور ہے چنانچہ دفع المغالطہ میں نام اُن کتابوں کا مرقوم ہے پس وقت دیکھنے عذاب کے ایمان لانا مقبول نہیں ہے سُنَّتَ اللّٰهِ طریقہ

رکھنا خدا کا ہے کہ وقت نازل ہونے عذاب کے کوئی ایمان لائے تو ایمان اسکا قبول نہیں ہوتا ہے الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ وہ طریقہ کہ تحقیق گزر ہی ہے فِیْ
عِبَادِہٖ بیچ بندوں اسکے کے پہلی امتوں پر وَخَسِرَ ھُنَالِکَ اور نقصان والے ہوئے اسجگہ یعنی اسوقت وقت آنے عذاب کے الْکٰفِرُوْنَ کفر کرنیوالے
بسبب نفع دینے اس وقت کے ایمان کے اور حضرت امام رضا سے کسی نے پوچھا کہ فرعون کس سبب سے غرق ہوا وہ تو ایمان لایا تھا آخر وقت میں اور اسنے اقرار کیا تھا خدا کی وحدانیت
کا فرمایا کہ اسواسطے غرق ہوا کہ وہ عذاب کو دیکھ ایمان لایا تھا اور عذاب کو دیکھکر ایمان لانا قبول نہیں ہے اور یہ حکم خدا تعالےٰ کا ہی لوگوں پہلوں اور پچھلوں میں چنانچہ
خدا فرماتا ہے کہ فلما راوا باسنا اور دونو آیتیں تلاوت فرمائیں اور منقول ہے کہ ایکمرد نصرانی نے ایک عورت مسلمان سے زنا کیا تھا وہ گرفتار ہوکر متوکل بادشاہ عباسی
کے پاس آیا متوکل نے چاہا کہ اسپر حد جاری کرے وہ عذاب کے خوف سے مسلمان ہوگیا کسینے تو کہا کہ اسکے ایمان نے اسکے شرک کو باطل کردیا اور کسی نے کہا کہ اسکے تین حدیں
مارنی چاہئیں اور کسی نے اور کچھ کہا اسی طرح ہر عالم ایک حکم دیتا تھا متوکل نے حضرت امام علی نقی کی خدمت میں لکھا امام علیہ السلام نے اسکے جواب میں لکھا کہ اسکو
زدوکوب کریں یہانتک کہ وہ مرجائے جس وقت وہ جواب اسکے پاس پہنچا تو اسکے علماء نے انکار کیا اور کہا کہ یہ وہ حکم ہے کہ نہ خدا کی کتاب میں ہے اور نہ پیغمبر کی
حدیث میں دوسری بار متوکل نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا حضرت نے بعد بسم اللہ کے یہی دونو آیتیں لکھیں پس متوکل نے حکم دیا اسکو اسقدر زدوکوب ہوئی کہ وہ مرگیا

سورۃ حٰمٓ السجدۃ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چون آیتیں ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ حم سجدہ کو پڑھے اسکے واسطے قیامت کے روز
نور ہوگا برابر درازی نگاہ کے اور اسرور وہ بہت خوش ہوگا اور لوگ دنیا میں اسکے مرتبہ کی آرزو کرینگے اور اسکو سورہ فصلت بھی کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حٰمٓ اسکی تفسیر اس سے پہلی سورۃ میں گذر گئی ہے اور اگر حم نام اس سورۃ کا ہے تو معنی اسکے یہ ہیں تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نازل کیا گیا ہے خدا بخشنے
والے مہربان کی طرف سے اور اس صورت میں حم مبتدا ہی اور بعد اسکے آگی خبر ہی کہ تمام ادمیوں پر نازل کیا گیا اور اگر یہ نام اس سورۃ کا نہیں ہے تو تنزیل مبتدا ہی اور کتاب کہ
بعد اسکے ہے وہ خبر اسکی ہی اور ہذا یا ہو مقدر کی خبر بھی تنزیل ہوسکتا ہے یا ہذا تنزیل یا ہو تنزیل کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ کتاب ہے کہ تفصیل کی گئیں
ہیں آیتیں اسکی حرام کے اور حلال کے بیان میں اور رغبت دلانے اور ڈرانے کے بیان میں اور وعدہ بہشت اور وعدہ دوزخ کے بیان میں اور نصیحت اور قصوں کے
ذکر میں اور سوا اسکے کہ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا قرآن ہے عربی یعنی عربی زبان میں اور قرآنا حال واقع ہوا ہے اور عربیا صفت اسکی ہے یعنی وہ کتاب قرآن ہے عرب کی زبان میں
لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ جانیں اسکے معنی کو اور اسکے مقصود کو سمجھیں کہ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا خوشخبری دینیوالا ہی وہ قرآن عمل کرنیوالوں کو اسپر اور
ڈرانیوالا ہی ان لوگوں کو جو اسپر ایمان نہیں لائے ہیں اور یہ دو توصیفیں ہیں قرآن کی اور باوجود ان بزرگ صفتوں کے فَاَعْرَضَ پس منہ پھیر لیا اسکے قبول کرنے سے
اَکْثَرُھُمْ اکثر ان لوگوں نے فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ پس وہ نہیں سنتے ہیں قبول کرنے کے کانوں سے اور اسمیں تامل نہیں کرتے ہیں وَقَالُوْا اور کہا انہوں
نے قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَکِنَّۃٍ دل ہمارے بیچ پردوں کے ہیں سننے سے مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْہِ اس چیز سے کہ بلاتا ہے تو ہمکو طرف اسکے یعنی قرآن کو اے محمد
ہم نہیں سمجھتے ہیں وَفِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ اور بیچ کانوں ہمارے کے بوجھ ہی قرآن کے سننے سے کہ جو کچھ تو پڑھتا ہے ہم نہیں سمجھتے وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ
حِجَابٌ اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے ایک پردہ ہی کہ ہم تجھ تک نہیں پہنچتے ہیں یہ تمثیل انکی دونوں دور ہونیکی سمجھنے قرآن سے ہے اور نہ اعتقاد کرنے اسکے احکام پر ہیں
گویا کہ دل انکے پردہ میں ہیں اور کانوں میں انکے گرانی ہے کہ نہیں سمجھتے ہیں وہ اسکو اور نہ سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابوجہل نے ایک کپڑے کو درمیان اپنے اور درمیان آنحضرت
ڈالکر پردہ کیا اور پیچھے پردہ کے جاکر کہا کہ اے محمد تو اس طرف ہی اور ہم اس جانب ہیں فَاعْمَلْ پس عمل کر تو اپنے دین پر اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ بتحقیق ہم عمل کرنیوالے
ہیں اپنے مذہب پر اور یا یہ کہ تو ہمارے دین کے باطل کرنے میں کوشش کر اور ہم تیرے دین کے باطل کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور یا یہ کہ تو ہماری ہلاکت میں کوشش کر اور ہم تیری
ہلاکت میں کوشش کرتے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار بدشعار سے کہ اِنَّمَاۤ اَنَا سوا اسکے نہیں کہ میں بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ آدمی ہوں مثل تمہارے نہ فرشتہ ہوں نہ جن
ہوں کہ جسکی بات کو تم نہ سمجھو بلکہ تمہاری جنس سے ہوں کہ میری بات کو تم خوب سمجھتے ہو اور کسی امر کردہ کی طرف تمکو نہیں بلاتا ہوں بلکہ مضمون میرے بلانیکا یہ ہے کہ
یُوْحٰۤی اِلَیَّ وحی کی جاتی ہی طرف میری اسطرح سے کہ اَنَّمَاۤ اِلٰـھُکُمْ سوا اسکے نہیں کہ معبود تمہارا اِلٰہٌ وَّاحِدٌ معبود ایک ہی کہ کسی طرح سے شریک نہیں رکھتا
ہے فَاسْتَقِیْمُوْۤا اِلَیْہِ پس سیدھے چلو تم طرف اسکے کہ اسکو ایک جانو اور خالص اسکی عبادت کرو وَاسْتَغْفِرُوْہُ اور بخشش چاہو تم اس سے شرک اور

ع ۱۶ ۱۴
سورۃ حٰمٓ السجدۃ
النصف

گناہوں سے توبہ کرکے وَوَيْلٌ اور وائے ہے اور سخت عذاب ہے لِّلْمُشْرِكِيْنَ واسطے شرک کرنیوالوں کے الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ جو کہ نہیں دیتے ہیں زکوٰۃ
کو بسبب بخیلی اور بے مہری بندگان خدا کے وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ ساتھ آخرت کے وہ هُمْ كٰفِرُوْنَ کفر کرنیوالے ہیں یہ آیت بظاہر
اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ کفار پر واجب ہے لیکن ادا کرنا اس کا حالت کفر میں صحیح نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ انکی نیت میں خلوص نہیں ہے اور یا مراد زکوٰۃ
نہ دینے سے اعتقاد رکھنا ہے کفار کا زکوٰۃ کو نہ دینے پر اور یا کلمہ توحید کو کہ وہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور زکوٰۃ نفس کی پاک کرنا نفس کا شرک سے ہے اسکو اپنی زبان سے
نہیں کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنے نفسوں کو شرک اور گناہوں سے پاک کریں خدا پر ایمان لائیں انکے واسطے بہت فائدہ ہو چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تحقیق کہ جو لوگ کہ ایمان
لائے خدا اور رسول پر اور قیامت کے ہونیکو انھوں نے حق جانا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے اچھے لَهُمْ اَجْرٌ واسطے اُن کے اجر و ثواب ہے غَيْرُ
مَمْنُوْنٍ غیر احسان رکھا گیا کسی آدمی کا اور بے منت غیر اور بعضے ممنون کے معنی مقطوع کہتے ہیں یعنی ثواب قطع کیا گیا کہ کبھی منقطع اور فنا نہو بلکہ ہمیشہ کو ہے
اور واسطے زجر اور توبیخ کفار کے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمدؐ ان کفار سے کہ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ کیا تحقیق تم کفر کرتے ہو بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ
ساتھ اس شخص کے کہ پیدا کیا ہے اُسنے زمین کو فِيْ يَوْمَيْنِ بیچ دو دن کے کہ وہ یکشنبہ اور دوشنبہ اور منقول کہ اصل زمین کو یکشنبہ کے روز پیدا کیا ہے
اور دوشنبہ کو اسکو پھیلایا اور منقول ہے کہ اصل زمین تو وہ ہے جو بیت اللہ کی زمین ہے اور باقی اُسکے نیچے سے پھیلائی گئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ دو دن سے
مراد مقدار دو دن کی ہے اور یا دو نوبت ہے کہ قدرت سے دو دفعہ پیدا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ دو دن سے مراد دو وقت ہیں ایک تو ابتدائے پیدائش اور ایک انتہائے پیدائش
پس خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ تو ان کفار سے کہہ کہ تم کیونکر کفر کرتے ہو ساتھ اسکے کہ جسنے اپنی قدرت سے زمین کو دو روز میں پیدا کیا ہے وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا
اور مقرر کرتے ہو تم واسطے اسکے شریک ذٰلِكَ وہ زمین کا پیدا کرنیوالا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ پروردگار عالم کے لوگوں کا ہے اور پیدا کرنے والا
سب چیزوں کا وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ اور پیدا کئے بیچ اس زمین کے پہاڑ بلند قائم ہونے والے مِنْ فَوْقِهَا اوپر اس زمین کے تا کہ منافع انکے لوگوں کو
پہنچیں وَبٰرَكَ فِيْهَا اور برکت دی بیچ اس زمین کے کہ اسمیں درخت اور اشجار اور آب شیریں اور پہاڑ پیدا کئے کہ بیچ اُن پہاڑوں کے بہت سے بلند
ہیں اکثر فائدے انمیں رکھے کہ چشمے اور کانیں اور جواہر اور درخت اور پتھر ہر قسم کے انمیں پیدا کئے وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا اور اندازہ کیں بیچ اس زمین کے
روزیاں انکی کہ وہ کھانے ہیں زمین کے باشندوں کی آدمیوں کی اور حیوانوں کی بھی اور جس چیز کا محتاج ہے جاندار کھانیکے واسطے وہی زمین میں پیدا کیا فِيْٓ
اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ بیچ چار دن کے یعنی بیچ بقیہ چار دن کے کہ وہ سہ شنبہ اور چہارشنبہ ہے یہ ایسا ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ سیر کی میں نے دہلی سے لکھنؤ تک سولہ روز میں
فیض آباد تک بیس روز میں پس چار روز ہیں بقیہ بیس روز کے اور ایسا ہی ہے دو روز بقیہ چار دن کے ہیں یعنی دو روز میں زمین کو پیدا کیا اور دو
روز میں کھانے اور روزیاں جانداروں کی پیدا کیں اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد چار دن سے چار وقت ہیں کہ جنمیں کھانا آدمیوں کا اور چوپاؤں کا اور پرندوں کا
اور زمین کے اندر کے جانوروں کا اور دریائی جانوروں کا پیدا ہوتا ہے اور وہ چار وقت چار فصلیں ہیں شتا اور ربیع اور صیف اور خریف شتا کہ ہند میں وہ پوس اور
ماگھ اور پھاگن کے مہینے ہیں اس زمانہ میں ولایت ایران اور عرب وغیرہ میں مینہ برستا ہے اور یہاں اس مہینہ کو مہاوٹ کہتے ہیں اور وہ موسم نہایت سرد ہوتا ہے
اور بعد اسکے ربیع ہوتی ہے اور ربیع کے مہینے ہند میں چیت و بیساکھ اور جیٹھ ہیں اس موسم میں زمین میں تو گھانس اور گل بوٹے پیدا ہوتے ہیں اور درختوں میں
پھل لگتے ہیں اور وہ موسم بہار کا ہوتا ہے اور بعد اسکے فصل صیف آتی ہے اور ہند میں وہ اساڑھ اور ساون اور بھادوں ہیں اور وہ موسم نہایت گرم ہوتا ہے اور
اس میں میوے پختہ ہو جاتے ہیں اور دانے سخت ہو جاتے ہیں اور بعد اسکے موسم خریف کا آتا ہے اور وہ ہند میں کنوار کاتک اور اگہن کے مہینے ہیں اس موسم میں پاک اور
صاف کرکے پھلوں کو اور دانوں کو اٹھاتے ہیں اور اگر ایک ہی وقت ہوتا تو روئیدگی زمین سے نہ نکلتی اسواسطے کہ اگر وہ سب وقت ربیع ہوتے تو پھل اور دانے پختہ ہوتے
اور اگر سب وقت صیف ہوتے تو گرمی سے جو چیز کہ زمین میں ہے وہ سب جل جاتی اور حیوانوں کے واسطے کوئی روزی ہوتی اور اگر سب وقت خریف ہوتے اور پہلے اسکے ان وقتوں
میں سے کوئی وقت ہوتا تو کوئی شے انسان اور حیوانوں کے کھانے کے واسطے نہوتی اور اگر سب وقت شتا ہوتے تو ہمیشہ بارش رہتی اور درختوں میں پھل اور زمین میں روئیدگی
ظاہر ہوتی اسواسطے خدا نے کھانوں کی پیدائش چار وقت میں رکھی ہے شتا اور ربیع اور صیف اور خریف میں میوے اور غلہ تو آدمی کھاتے ہیں اور گھانس اور بھوسا

چوپائے اور ایسے ہی سب حیوانات ہیں کوئی تو پھل کھاتا ہے اور کوئی پتے اور حق تعالیٰ نے ان وقتوں کا نام ایام رکھا ہے یہ چاروں سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ برابر ہیں واسطے سوال کرنیوالوں محتاجوں کے کہ جو روزی اپنے خدا سے طلب کرتے ہیں اس واسطے کہ ہر ایک روزی اپنی خدا سے طلب کرتا ہے خواہ زبان مقال سے خواہ زبان حال سے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ یہ چاروں بے زیادتی اور نقصان جواب ہے سوال کرنیوالوں کی واسطے جو کوئی پوچھتے ہیں کہ خدا نے کتنے دنوں میں زمین کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ کہ اسکے اندر ہے اسکا اندازہ کتنے دنوں میں کیا ہے اور سواء کو ابو جعفر نے مرفوع پڑھا ہے مبتدائے محذوف کی خبر مقرر کر کے یعنی ھی سواءٌ اور یعقوب نے مکسور پڑھا ہے ایام کی صفت مقرر کر کے اور باقیوں نے منصوب پڑھا ہے مفعول مطلق فعل محذوف کا مقرر کر کے یعنی استوت سواءً اور کہتے ہیں بعضے آدمی کہ خدائے تعالیٰ نے زمین کو یکشنبہ اور دوشنبہ کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو سہ شنبہ کو اور درختوں اور پانیوں کو چہارشنبہ کو اور آسمان کو پنجشنبہ کو اور آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں اور ملائکہ اور آدم کو جمعہ کو ثُمَّ اسْتَوٰٓى پھر قصد کیا خدا نے واسطے پیدا کرنے کے اِلَى السَّمَآءِ طرف آسمان کے اسکو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا بعد پیدا کرنے زمین کے اور ان چیزوں کے جو اسکے اوپر اور اندر ہیں وَهِيَ دُخَانٌ اور وہ آسمان دھواں تھا اسی طرح یعنی پانی کے بخارات اور اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بعد پیدا کرنے زمین کے اور پہاڑوں اور درختوں وغیرہ کے ایک جوہر سبز پیدا کیا اور دبدبہ کی نظر سے اسکی طرف دیکھا وہ پانی ہو گیا اور بعد اسکے آگ اسپر غالب کی کہ اس سے وہ جوش میں آیا اور اس سے ایک بخار نکلا اسکو پانی پر رکھا اور پانی کو بستہ کیا اور اس بخار سے آسمان کو پیدا کیا بلند کر کے اور اس آب بستہ سے زمین کو پیدا کیا اور جس وقت آسمانکو اور زمین کو دونوں کو پیدا کر لیا تو فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ پس کہا واسطے اس آسمان کے اور واسطے اس زمین کے کہ ائْتِيَا آؤ تم دونو فرمانبرداری میری میں جو کچھ کہ میں تمکو حکم کروں طَوْعًا اَوْ كَرْهًا رغبت سے یا کراہت سے اور یہ دونو لفظ مصدر ہیں اور قائم مقام حال کے واقع ہوئے ہیں یعنی رغبت یا ناخوشی سے جو کچھ میں تمکو حکم کروں اسکو بجا لاؤ اور ایک جگہ ہے کہ جو ابن عباسؓ روایت ہے کہ آسمان سے کہا کہ چاند اور ستارے تجھ میں جتنے پیدا کئے ہیں انکو تو ظاہر کر دے اور زمین سے کہا کہ جو نہریں اور درخت تجھ میں ہیں انکو تو ظاہر کر دے اور مراد اس سے ظاہر کرنا اپنی قدرت کے کمال کا ہے اور جس وقت آسمان اور زمین کو یہ حکم ہوا تو قَالَتَآ کہا ان دونوں نے کہ اَتَيْنَا آئے ہم جو کچھ کہ تو فرمائے طَآئِعِيْنَ فرمانبرداری کرنے والے ہو کر اپنی رغبت سے یہ حال واقع ہوا ہے اور کسی شخص نے سوال کیا حضرت امام رضاؑ سے کہ خدا تعالیٰ نے سوا جن اور آدمی کے اور کسیسے کلام کیا ہے فرمایا کہ زمین اور آسمان سے چنانچہ فرماتا ہے کہ قالتا اتینا طائعین اور منقول ہے کہ جس وقت حق سبحانہ نے خطاب زمین کو کیا تو پہلے زمین کعبہ نے جواب دیا کہ اتینا طائعین اور بعد اسکے جو زمین کہ اسکے متصل تھی اور اسکے متصل نے اسی طرح سب زمین نے جواب دیا اور اسی سبب سے کعبہ قبلہ اہل اسلام کا ہوا فَقَضٰىهُنَّ پس بنایا اور اندازہ کیا انکو سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمان فِيْ يَوْمَيْنِ بیچ دو دن کے یعنی دو وقت میں ایک وقت تو ابتدائے پیدائش اور دوسرا آخر پیدائش اور سبع سموات حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ دو روز کہ جنمیں آسمان پیدا ہوئے ہیں پنجشنبہ اور جمعہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا نے پنجشنبہ کو آسمانونکو پیدا کیا ہے اور جمعہ کو آفتاب اور ماہتاب کو اور اسکی ساعت اخیر میں آدم کو اور اسی روز قیامت کو قائم کریگا وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا اور وحی کی بیچ ہر آسمان کے کام اسکے کو کہ جو کچھ اسکے پیدا کرنیسے ارادہ کیا ہے اور جو کچھ کہ اس سے ہو سکے تدبیریں اور مصلحتیں اور یا یہ کہ ہر آسمان کے ملائکہ کو حکم کیا ہے کہ کس طرح کی عبادت کرنا وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا اور زینت دی ہم نے آسمان نزدیک کے کہ وہ آسمان اول ہے بِمَصَابِيْحَ ساتھ چراغوں کے یعنی ساتھ ستارونکے کہ مثل چراغوں کے وہ روشن ہیں اور اگرچہ سب ستارے آسمان اول میں نہیں ہیں لیکن آسمان اول میں سب دکھائی دیتے ہیں اور اسی کو اسکے آرائش ہو رہی ہے اس واسطے خدا نے فرمایا کہ زینت دی ہم نے آسمان نزدیک کو ساتھ چراغونکے وَحِفْظًا اور نگاہ رکھا ہم نے نگاہ رکھنا شیاطین سے کہ جو ملائکہ کے کلام سننے کو اوپر جاتے تھے اور محفوظ رکھا ہے سب آفتونسے اور حفظاً مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور رسول خدا نے فرمایا کہ ستارے امان ہیں واسطے آسمانکے رہنے والونکے اور اہلبیت میرے امان ہیں واسطے زمین کے رہنے والونکے پس جس وقت جاتے رہیں ستارے تو جاتے رہیں آسمان کے رہنے والے اور جس وقت چلے جائیں اہلبیت میرے دنیا سے تو چلے جائیں سب زمین کے رہنے والے اس روایت سے معلوم ہوا کہ قیامت تک اہلبیت رسول میں سے کوئی شخص زمین

موجود رہی لیکن ثابت ہوا اس سے موجود ہونا صاحب الزمان کا زمین پر اور دنیا اہلبیت سے خالی نہیں ہے ذٰلِكَ وہ یعنی جو مذکور ہوا ہے خدا کی عجیب و غریب پیدائش ہے
تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ اندازہ کرنا اور پیدا کرنا خدائے غالب کا کہ اپنی بادشاہی میں جو چاہے سو کرے اسکا کوئی منع کرنیوالا نہیں ہے الْعَلِيمِ جاننے والا ہے پیدا کرنیکی
مصلحتوں کا فَإِنْ أَعْرَضُوا پس اگر منہ پھیریں وہ کفار قریش ایمان لانے سے باوجود دیکھنے ایسی ایسی دلیلوں اور نشانیوں قدرت خدا کے تو فَقُلْ
أَنذَرْتُكُمْ پس کہہ تو اے محمد ڈرایا ہے میں نے تمکو صَاعِقَةً عذاب بیہوش کرنیوالے اور ہلاک کرنیوالے سے کہ نازل ہوگی جلدی مانند بجلی گرنیوالی کے ہے اور عذاب
بیہوش کرنیوالا مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ کہ مثل عذاب بیہوش کرنیوالے عاد اور ثمود کے ہے کہ عاد کو تو ہوا نے بیہوش اور ہلاک کیا تھا اور ثمود جبرئیل کی
چیخ سے بیہوش ہوگئے اور مرگئے تھے إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ جس وقت کہ آئے انکے پاس پیغمبر بھیجے ہوئے خدا کے ہود اور صالح مِنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ آگے انکے سے
وَمِنْ خَلْفِهِمْ اور پیچھے انکے سے یعنی ہر طرف سے وہ پیغمبر انکے پاس آئے تھے اور انھوں نے انکو سمجھایا اور نصیحت کی کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے اور سوائے
ان پیغمبروں کے پہلے گزشتے اور پیغمبر بھی انکے پاس آئے تھے اور یا یہ کہ خبریں پہلے پیغمبروں کی آپکی سنتے تھے اسطرح انکے پاس ہر طرف سے پیغمبر آئے اور انھوں نے نصیحتیں کیں
اور کہا أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر خدائے حق کو اور اسکی عبادت میں کسی کو شریک مت کرو قَالُوا کہا انھوں نے یعنی ثمود وغیرہ نے
جواب میں پیغمبروں انکو جھٹلا کر کہ لَوْ شَاءَ رَبُّنَا اگر چاہتا پروردگار ہمارا کہ ہم ایمان لائیں اور کسی کو اسکا شریک کریں تو لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً البتہ نازل
کرتا فرشتوں کو پیغمبر کرکے نہ کہ آدمیوں کو فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ پس تحقیق ہم ساتھ اسچیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم كَافِرُونَ وہ کفر کرنیوالے ہیں اسواسطے کہ جیسے کہ ہم
آدمی ہیں ایسے ہی تم آدمی ہو تمکو ہم پر کیا بزرگی اور زیادتی ہے اور انکا قصہ جدا بیان کرتا ہے کہ فَأَمَّا عَادٌ پس لیکن قوم عاد فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ پس
سرکشی کی انھوں نے بیچ زمین کے اور بزرگ جانا انھوں نے اپنے تئیں اور دنیا بِغَيْرِ الْحَقِّ ساتھ ناحق کے اور بدون لیاقت اور استحقاق کے اور انکا غرور محض کفر اور ظلم کی
جہت سے تھا اور حضرت ہود نے انکو عذاب خدا سے ڈرایا اور انھوں نے اپنے تکبر کی جہت سے اسکی کچھہ پروانہ کی اور اپنی قوت اور تنومندگی کا غرور کیا وَقَالُوا اور کہا انھوں نے کہ
مَنْ أَشَدُّ مِنَّا کون شخص سخت ہے ہمسے قُوَّةً قوت میں تمیز واقع ہوا ہے اور منقول ہے کہ وہ بہت بڑے بڑے قد کے آدمی تھے اور قوت اُن میں اسقدر تھی
کہ بڑے بڑے پتھروں کو اپنے ہاتھ سے پہاڑ میں سے اکھاڑ لیتے تھے اور وہ اپنی قوت کے بھروسے پر غرور کرکے کہتے تھے کہ ہمارے برابر کون زورمند ہے اگر عذاب آئے گا تو ہم اسکو بھی اپنی قوت سے
دفع کریں گے خدا انکے رد میں فرماتا ہے کہ أَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہ دیکھا یعنی کیا نہ جانا انھوں نے کہ أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ تحقیق خدا جسنے پیدا کیا ہے انکو هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ وہ ہے
قُوَّةً وہ زیادہ سخت ہے اُن سے قوت میں اور قدرت میں پس وہ قدرت رکھتا ہے عذاب کے نازل کرنیکی انپر اور انکے ہلاک کرنے پر وَكَانُوا اور تھے وہ اپنے غرور سے
بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے انکار کرتے باوجود علم انکے حق ہونے کے فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ پس بھیجا ہم نے اوپر ان لوگوں عاد کی
قوم کے رِيحًا صَرْصَرًا ہوائے سخت کو کہ اسکی سردی اور آواز سخت ہیبتناک سے ہلاک ہوئے فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ بیچ دنوں نحس کے کہتے ہیں کہ وہ شوال کے
اول ہفتے کے روز تھی ایک چارشنبہ سے دوسرے چارشنبہ تک آٹھ دن اور سات راتیں چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ سبع لیال وثمانیة ایام سات راتیں اور آٹھ دن اور
منقول ہے کہ عذاب ہر امت باطل پر چارشنبہ کے روز نازل ہوتا تھا اور جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ کسی قوم پر
مہربانی کرتا ہے تو انپر مینہ برساتا ہے بدون ہوا کے اور جسکو ہلاک کرنا چاہتا ہے اسپر ہوا کو بھیجتا ہے بدون بارش باران کے جیسا کہ قوم عاد کے واسطے
کیا اور کہتے ہیں کہ پہلے خدا نے اُنسے مینہ کو بند کر لیا اور ہوا چلتی رہی اور بعد اسکے ہوا کو سخت کیا کہ اس نے انکو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور اہل کوفہ اور
ابوجعفر اور ابن عامر نے نحسات کو بکسر حا پڑھا ہے اور باقیوں نے بسکون حا اور نحس کے معنی شوم کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ عرب سرد کو نحس بولتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ
نحسات سے مراد صاحب گرد و غبار ہے کہ وہ لوگ غبار میں ایسے اٹے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو نہیں دیکھتا تھا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بھیجی ہم نے ہوائے سخت نحس و زمینی انپر بھی لِّنُذِيقَهُمْ
تاکہ چکھائیں ہم انکو عَذَابَ الْخِزْيِ عذاب رسوائی اور خواری کا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بیچ زندگانی دنیا کی یعنی باوجود قوت اور شوکت انکی کے ہم نے ان
سبکو دنیا میں خوار اور ہلاک کیا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ اور البتہ عذاب آخرت کا رسوا کرنیوالا زیادہ ہے کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے اور اسمیں وہ بہت رسوا
اور شرمندہ ہونگے وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ اور وہ نہ نصرت کیے جائیں گے اور اسروز کوئی انکی مدد نہ کریگا کہ عذاب کو انسے دفع کرے اور جابر بن عبداللہ انصاری سے

روایت ہے کہ ابوجہل نے بعضے اشراف قریش کو جمع کیا اور کہا کہ کار محمد کا سب مکر و فریب ہے جو شخص کہ جادو اور کہانت یعنی فال گوئی اور شعر جانتا ہو اسکے پاس کسی آدمی
کو بھیجنا چاہیے تاکہ وہ محمد سے گفتگو کرے اور بعد اسکے حال سے وہ ہمکو خبر کرے عتبہ نے کہا میں اس علم کو جانتا ہوں اور اسکے پاس میں جاکر گفتگو کرتا ہوں اور جو کچھ اسکے
حال سے میں اطلاع پاؤں گا تو تمکو خبر کرونگا یہ کہکر عتبہ حضرت رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے محمد تو بہتر ہے یا ہاشم اور عبدالمطلب اور عبداللہ کہ
تیرے باپ دادا تھے اور وہ کبھی ہمارے معبودوں کو برا نہیں کہتے تھے اور تجھکو کیا ہوا کہ تو ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمکو تو گمراہ جانتا ہے اگر مراد تیری ریاست
اور سرداری ہے تو ہمنے تجھکو اپنا سردار اور پیشوا کیا اور سبکا ہمنے تجھکو حاکم کیا اور غرض تیری نکاح کرنا ہے تو قریش کی لڑکیوں میں سے جو کہ باکرہ یعنی کواری اور بہت
خوبصورت ہو اور تو اسکو اختیار کرے تو ہم تیرے ساتھ اسکا نکاح کردیں اور اگر مطلب تیرا مال ہے تو ہم اسقدر تجھکو زر سرخ دیویں کہ کبھی تو محتاج نہووے اور تیری
کو کوئی نہ پہنچے اور رسولخدا ان باتوں کو سنکر کچھ جواب نہیں دیتے تھے جس وقت اس شخص نے اس بیہودہ کلام کو تمام کیا تو حضرت نے اسکے جواب میں فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
حم تنزیل من الرحمن الرحیم یہاں تک کہ فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق الآیہ عتبہ نے حضرت کا دامن پکڑ کر کہا کہ تجھکو قسم ہے اس خویشی کی جو ہم تم میں ہے
خاموش ہو جاؤ حضرت رسول اللہ خاموش ہو گئے اور عتبہ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر کو گیا اور قریش کے پاس نہ گیا ان لوگوں نے کہا کہ عتبہ کہاں گیا ہے ایسا ہو کہ اپنے
دین سے پھر گیا ہو اور محمد کے دین کی طرف رغبت کی ہو اور یا یہ کہ محمد نے اسکو کھانا اور رشوت دی ہو اور فریب میں لایا ہو وہ سب اٹھ کر عتبہ کے گھر آئے اور کہا کہ
اے عتبہ تو محمد کے پاس سے اٹھ کر ہمارے پاس کیوں نہیں آیا معلوم ہوا کہ تو اپنے دین سے پھر گیا ہے یا کھانا تو نے محمد کا کھایا ہے یا رشوت تو نے اس سے لی ہے عتبہ نے یہ کلام ان سے
سنا تو غصہ ہوا اور کہا کہ مال میرا تم سب کے مالوں سے زیادہ ہے اور غلبہ میرا سب کے غلبہ سے بڑھا ہوا ہے میں کسواسطے کسی کے کھانے پر فریفتہ ہو جاؤں اور تم جانتے ہو کہ محمد
مال نہیں رکھتا ہے پس کیونکر وہ کسی کو رشوت دیکر فریب میں لائیگا اور لیکن میں اسکے پاس گیا اسنے میری باتوں کے جواب میں وہ کلام پڑھا کہ نہ وہ شعر تھا اور نہ جادو
تھا اور نہ کہانت تھی اور جو کچھ حضرت سے سنا تھا وہ انکے روبرو پڑھا اور کہا کہ میں نے اسکے دامن پر ہاتھ رکھا اور قسم دی کہ اس سے زیادہ اور نہ پڑھ اور تم جانتے ہو
کہ محمد کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے پس میں ڈرا کہ عذاب نازل ہو کہ وہ باعث ہو ہماری اور تمہاری سبکی ہلاکت کا وہ لوگ یہ سنکر ناامید ہو کر اسکے گھر سے باہر چلے
آئے اور اب خدا قوم ثمود کا حال بیان کرتا ہے کہ وَاَمَّا ثَمُوْدُ اور لیکن قوم ثمود کہ وہ حضرت صالح کی امت کے لوگ تھے فَهَدَيْنٰهُمْ پس ہمنے رہنمائی حق
کی کی ہمنے انکو پیغمبر کو بھیجکر اور دلیلیں اور حجتیں حق بیان کرکے اور معجزے دکھلا کر فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى پس دوست رکھا انھوں نے نابینائی کو یعنی گمراہی کو
اور کفر کو عَلَى الْهُدٰى اوپر رہنمائی کے یعنی ایمان پر مراد یہ ہے کہ ان لوگوں نے ایمان کو اختیار نہ کیا اور اپنی اسی کفر اور گمراہی کو ایمان سے بہتر جانکر قبول کیا
فَاَخَذَتْهُمْ پس پکڑ لیا انکو صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ کڑک عذاب خوار کرنیوالی نے کہ وہ چیخ جبرئیل کی تھی اسکے صدمہ سے ایک لحظہ میں وہ سب ہلاک ہوگئے
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ج بسبب اس چیز کے کہ تھے وہ کسب کرتے کہ حضرت صالح کو جھٹلاتے تھے اور ناقہ صالح کو انھوں نے قتل کیا تھا وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا اور نجات دی ہمنے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے اس عذاب صاعقہ سے وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ع اور تھے وہ کہ پرہیز کرتے تھے شرک اور
گناہوں سے یعنی صالح کی امت میں جو کہ مومنین اور پرہیزگار تھے انکو ہمنے جبرئیل کی آواز سے محفوظ رکھا اور بچا دیا کہ وہ زندہ رہے اور اب مطلق کافروں کا حال
خدا بیان کرتا ہے کہ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اور یاد کر تو اے محمد اسدن کو کہ جمع کیے جاینگے اسدن یعنی قیامت کے روز اَعْدَآءُ اللّٰهِ دشمن خدا کے پہلی امتوں کے
اور پچھلی امتوں کے آدمی اِلَى النَّارِ طرف آتش دوزخ کے فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ پس وہ روکے جاینگے اور ایکجگہ کھڑے کیے جاینگے تاکہ پچھلے آدمی امتیں
آکر ملجاویں اور بعد اسکے ان سبکو روانہ کریں اکٹھا کرکے حَتّٰىٓ اِذَا مَا جَآءُوْهَا یہاں تک کہ جس وقت آئیں وہ اس آتش دوزخ میں تو شَهِدَ
عَلَيْهِمْ گواہی دیں اوپر انکے سَمْعُهُمْ کان انکے جو کہ انھوں نے سنا تھا پیغمبر انکو طرف دین حق کے بلاتے ہوئے اور انھوں نے اسکو قبول نکیا تھا وَاَبْصَارُهُمْ
اور آنکھیں انکی گواہی دینگی جو کچھ نہ انھوں نے خدا کی وحدانیت کی دلیلوں میں سے دیکھا تھا اور پیغمبر انکو طرف دین حق کے بلاتے ہوئے دیکھا تھا اور ان لوگوں
نے ادھر سے منہ پھیر لیا تھا وَجُلُوْدُهُمْ اور پوست انکی یعنی اعضا انکے جو کچھ کہ بدنمیں ہیں وہ گواہی دینگے بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ عمل کرتے
دنیا میں بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سے دست چپ اور دست راست گواہی دینگے اور بعد انکے اور اعضا اور بعضے کہتے ہیں کہ جلود سے مراد فرج ہیں کہ آدمی کا ستر بھی

ع ۱۰ / ۱۶ / ۲

گواہی دیگا وَقَالُوْا اور کہینگے وہ کفار اور گنہگار ملامت کرکر لِجُلُوْدِهِمْ واسطی اعضا اپنے کے جنھوں نے گواہی ہمپر دی تھی کہ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا کس واسطی گواہی دی تمنے اوپر ہمارے کہ ہم تو تمسے دنیا میں سعی کرتے تھے کہ ہر آفت سے ہمکو بچاتے تھے اور یہاں بھی ہم چاہتے ہیں کہ عذاب کو تمسے دفع کریں اور تم ہمکو عذاب میں گرفتار کرواتے ہو قَالُوْٓا کہینگے وہ اعضا جواب میں اپنے صاحبوں کے کہ ہمکو تم ملامت نکرو ہم اپنے اختیار سے گواہی نہیں دیتے ہیں بلکہ اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ گویا کیا ہے ہمکو خدا نے وہ خدا کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ گویا کیا ہے ہر چیز کو کہ گویا ہوتی ہے اور کلام کرتی ہے وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور اسی نے پیدا کیا ہے تمکو پہلی مرتبہ کو جس وقت تم کچھ نہ تھے اس وقت تمکو وجود میں لایا وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اور طرف اسکی پھیر جاتے ہو تم واسطے جزائے اعمال کے یعنی خدائے تعالیٰ قادر ہے آدمیوں کو پاک نیست اور پیدا کرنے پر اور پھر واسطے جزائے اعمال کے دوبارہ زندہ کرنے پر تو اس سے ہمارا گویا کردینا عجب نہیں اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ جن کے روبرو اعمال بد پیش کئے جاینگے اور وہ ان اعمال کا انکار کرکے کہینگے کہ ہمنے یہ اعمال نہیں کئے ہیں پس جو فرشتے کہ انکے اعمال کو لکھتے تھے وہ گواہی دیں گے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس وقت ملائکہ گواہی دینگے تو وہ لوگ کہینگے کہ اے خدا یہ فرشتے تیرے ہیں جو گواہی دیتے ہیں پھر قسم کھاینگے کہ ہمنے کوئی عمل اس قسم کا نہیں کیا اور یہی مراد ہے قول حقتعالیٰ سے کہ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ یعنی جس دن کہ اٹھاویگا خدا ان سبکو زندہ کرکے تو پس قسم کھاینگے وہ واسطے اس خدا کے جیسے کہ اب قسم کھاتے ہیں واسطے تمہارے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور غاصبان حق امیر المومنینؑ بھی انہیں میں داخل ہیں پس اسوقت خدا انکی زبانوں پر مہر کریگا اور اعضا انکے گواہی دینگے پس آنکھ تو گواہی اس چیز کی دیگی کہ جسکا دیکھنا حرام تھا اور جسنے اسکو دیکھا تھا اور کان اس چیز کی گواہی دینگے کہ جسکا سننا حرام تھا اور اسکو سنا تھا اور ہاتھ گواہی اس چیز کی دینگے کہ جس کا پکڑنا ہاتھوں سے حرام تھا اور اسکو پکڑا تھا اور پاؤں گواہی دیں گے اس چیز کی کہ جسجگہ جانا حرام تھا اور اسجگہ پاؤں سے گیا تھا اور پھر ستر انکے گواہی دینگے اگر ان سے حرام کیا تھا پھر حقتعالیٰ انکی زبانوں کو گویا کریگا تب وہ اپنے اعضا سے کہینگے کہ کس واسطے گواہی دی ہے تمنے اور فرشتے انسے کہینگے کہ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اور نہ تھے تم کہ پوشیدہ ہو جاؤ تم اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ اس سے کہ گواہی دیں اوپر تمہارے یعنی تمہارے اعمال پر سَمْعُكُمْ کان تمہارے وَلَآ اَبْصَارُكُمْ اور نہ آنکھیں تمہاری وَلَا جُلُوْدُكُمْ اور نہ اعضا تمہارے وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اور لیکن گمان کیا تم نے اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ کہ تحقیق خدا نہیں جانتا ہے كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ بہت سے تئیں اس سے کہ کرتے ہو تم اس سبب سے تم اعمال بد کرتے تھے ابن عباس سے منقول ہے کہ بیت اللہ کے روز اپنے تئیں کعبہ کے پردوں سے پوشیدہ کیا تھا کہ تین آدمی آئے ایک صفوان اور دوسرا امیہ اور تیسرا عبد اللہ ثقفی ان تینوں نے آپس میں کلام کرنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں کیا خدا سنتا ہے ایک نے کہا کہ اگر خدا بلند آواز کو سنتا ہے تو آہستہ کو بھی سنتا ہی میں نے رسول خدا کو اس گفتگو سے انکی خبر کی یہ آیت نازل ہوئی وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمْ اور وہ گمان تمہارا ہی خدا کے نہ سننے کا الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ جو کہ گمان کیا تھا تمنے دنیا میں بِرَبِّكُمْ ساتھ پروردگار اپنے کے اَرْدٰىكُمْ ہلاک کیا تمکو اس گمان بد نے فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ پس ہو گئے تم نقصان پانے والوں میں سے اس بدگمانی کی جہت سے پس چاہیے کہ بندہ مومن تنہائی میں گناہ کرنیکے واسطے خوف خدا کو کم نکرے ظاہر میں گناہ کرنیسے بلکہ تنہائی میں خوف اسکا زیادہ ہوتا کہ اس جماعت میں داخل نہو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ بندہ مومن خدا سے اس طرح ڈرے کہ گویا دوزخ میں اسکو ڈالتے ہیں اور امید خدا سے ایسی رکھی کہ گویا وہ بہشت میں ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور بعد اسکے فرمایا کہ خداوند بگمان انکے نزدیک موجود ہوتا ہے اگر گمان اسکا خیر ہوتا ہے تو خیر اسکو پہنچاتا ہے اور اگر گمان اسکا بد ہے تو شر اسکو دیتا ہے اور دوسری روایت میں حضرت صادقؑ سے یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آخر بندہ کا حکم کیا جاوے اسکو دوزخ میں لیجانے کا تو وہ وقت لیجانیکے خدا کیطرف متوجہ ہوگا اور پھر کر دیکھیگا اسوقت خدائے بزرگ فرمائے گا کہ پھیرو اسکو جب اسکو الٹا پھیرینگے تو فرمائے گا تو کیوں متوجہ ہوا تھا طرف میری اور تونے مڑ کر کس واسطے دیکھا تھا وہ بندہ کہیگا کہ اے پروردگار میرے یہ گمان میرا تیری طرف نتھا فرمائیگا کہ کیا گمان تھا تیرا میری طرف بندہ کہیگا کہ اے پروردگار میرے میرا گمان یہ تھا کہ تو گناہوں کو میرے بخشیگا اور اپنی بہشت میں مجھکو جگہ دے گا خدا یہ سنکر فرمائے گا کہ اے فرشتو میرے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی اور اپنی نعمتوں اور بلندی مرتبہ کی کہ اس بندہ نے کبھی گمان نیک میرے ساتھ نہیں کیا ہے اور اگر ایک ساعت بھی میرے ساتھ گمان نیک کرتا تو میں

آتش دوزخ کا اسکو نہ ڈرانا علماء اور انعام دونوں اسکے دروغ کا اور بہشت میں اسکو داخل کرو پھر فرمایا رسول خدا نے کہ نہیں ہے کوئی ایسا بندہ کہ گمان نیک کرے خدا
کے ساتھ مگر کہ خدا موجود ہوگا اسکے گمان کے نزدیک اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی وذالکم ظنکم الذی ظننتم بربکم فَاِنْ یَّصْبِرُوْا پس اگر صبر
کریں دوزخ کے عذاب پر وہ بدگمانی کرنیوالے اور فریاد اور واویلا نہ کریں تو فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ پس آتش دوزخ جگہ رہنے کی ہے واسطے انکے اور صبر کرنا انکو
کچھ فائدہ نہ دیویگا اور ہمیشہ دوزخ میں جلا کرینگے وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا اور اگر رضامندی چاہیں وہ خدا کی تو فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ پس نہیں ہیں
رضامندی قبول کئے گئے کہ خدا انسے راضی ہوجاوے اور غضب بتصبہ کو انسے دور کرے یہ ہرگز نہوگا اور عذاب انسے کبھی دفع نہ کریگا وَقَیَّضْنَا لَهُمْ اور مقرر کیا ہے
واسطے ان مشرکوں کے قُرَنَآءَ مصاحبوں کو شیاطین میں سے بسبب انکے عناد کے اور دیدہ و دانستہ خدا کی وحدانیت کی دلیلوں میں انکار کرنے سے کہ وہ شیطان ہمیشہ ان
کے پاس رہتے ہیں یعنی ہمنے انکو بسبب انکے عناد کے انکی حال پر چھوڑ دیا ہے اور توفیق اپنی انسے اٹھالی ہے اور عوض میں نیک ہمنشینوں اور مصاحبوں کے ہمنشین بد کہ وہ
شیاطین ہیں انکی صحبت میں مقرر کئے ہیں کہ وہ شب و روز انکے پاس رہتے ہیں فَزَیَّنُوْا لَهُمْ پس آراستہ کرکے دکھلایا انھوں نے واسطے ان کفار کے مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ
اس چیز کو کہ آگے ان کفار کے ہے مال اور متاع دنیا اور پیروی خواہش نفس کی کہ طلب دنیا میں وہ شب و روز سرگردان ہیں وَمَا خَلْفَهُمْ اور اس چیز کو کہ پیچھے انکے ہے امر
آخرت کا اور انکار کرنا اسکا کہ زندہ ہونگے اور نہ جزا ملیگی اعمال کی اور بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے یہ سب انکی خاطر میں ڈالا وَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ اور ثابت اور واجب
ہوا اوپر انکے سخن عذاب کا فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ بیچ ان جملہ امتوں کے کہ گزرے ہیں مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے انسے مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جن اور آدمیوں میں سے یعنی
یہ لوگ گناہوں اور بدیوں کے اختیار کرنے میں اور پیغمبروں کے جھٹلانے میں پہلے ہی گروہوں میں سے تھے اور انہی میں انکی شمار تھی کہ جس وقت کہ مثل انکے انھوں نے عمل کئے مرادیہ ہے کہ جیسے کہ
پہلی امتیں لائق عذاب کے تھیں ایسے ہی یہ لائق عذاب کے ہیں اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ بتحقیق کہ وہ کفار ہیں نقصان پانیوالے کہ انھوں نے بہشت کی عوض میں دوزخ کو خرید کیا
ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رئیس کفار کے قرآن کے مقابلہ کرنے سے عاجز ہوئے اور ڈرے کہ ایسا نہو کہ صحرائی عرب اطراف و جوانب کے اگر قرآن کو سنیں اور اسپر ایمان لاویں پس
واسطے اپنے تابعداروں کے ہمراہ متفق ہوئے اس امر پر کہ جس وقت وہ حضرت قرآن پڑھیں تو ایسا چاہئے کہ وہ غلطی میں پڑ جاویں پس جس وقت وہ حضرت قرآن پڑھنے میں مشغول
ہوتے تو ایک جماعت انمیں سے حضرت کے قریب کھڑے ہو کر غل مچاتی اور بیہودہ باتیں بکتی اور سیٹیاں مارتی اور تالیاں بجاتی اور شعر پڑھتی چیخیں مار کر خدا نے یہ آیت نازل کی وَ
قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے یعنی مکہ کے مشرکوں نے آپسمیں کہا کہ لَا تَسْمَعُوْا نہ سنو تم اور کان اپنا نہ لگاؤ تم لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ واسطے
اس قرآن کے کہ جسکو محمد پڑھتا ہے وَالْغَوْا فِیْهِ اور بیہودہ باتیں کرو تم درمیان اسکے یعنی اسکے پڑھنے کے درمیان ایسی بیہودہ باتیں بلند آواز سے کرو
کہ کوئی اس قرآن کو سنے نہیں لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تاکہ تم غالب ہوجاؤ اسکے پڑھنے پر اور اسکو پڑھنے سے اور اصحاب کو سننے سے بند کرو خدا فرماتا ہے کہ فَلَ
نُذِیْقَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا پس البتہ چکھاویں گے ہم ان لوگوں کو کہ کفر کیا ہے انھوں نے عَذَابًا شَدِیْدًا عذاب سخت وَّلَنَجْزِیَنَّهُمْ اور البتہ جزا دیویں گے
ہم انکو اَسْوَاَ الَّذِیْ كَانُوْا بدترین جزا اس چیز کی کہ تھے وہ یَعْمَلُوْنَ عمل کرتے اپنی جہالت اور عناد سے یعنی انکو ہم بدتر جزا دینگے انکے بدتر عمل کی جہت سے کہ وہ کفر
اور شرک ہے اور ذکر کرنا بدتر عمل کا واسطے مبالغہ کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عذاب سخت تو دنیا میں تھا کہ روز جنگ بدر وہ قتل اور قید ہوئے اور بدتر عمل کا آخرت میں ہے
کہ وہ ہمیشہ آگ میں جلا کرینگے ذٰلِكَ وہ عذاب بدتر جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ جزا دشمنان خدا کی ہے کہ وہ النَّارُ آتش دوزخ ہے لَهُمْ فِیْهَا واسطے ان
کافروں کے بیچ اس آتش دوزخ کے دَارُ الْخُلْدِ گھر ہمیشہ کا ہے کہ وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے اور ہرگز اس میں سے باہر نہ نکلینگے جَزَآءًۢ بدلا دیئے جاوینگے وہ بدلا دینا بِمَا كَانُوْا
بسبب اس چیز کے کہ تھے وہ بِاٰیٰتِنَا ساتھ نشانیوں قدرت ہمارے کے یا ساتھ آیتوں ہماری کے جو قرآن میں ہیں یَجْحَدُوْنَ انکار کرتے اور بیہودہ باتیں اسکے درمیان کرتے
اور جزاءً مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور کہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے جس وقت کہ دوزخ میں جلنے لگیں کہ رَبَّنَاۤ اے
پروردگار ہمارے اَرِنَا الَّذَیْنِ دکھا تو ہمکو ان دو شخصوں کو کہ اَضَلّٰنَا گمراہ کیا ان دونوں نے ہمکو مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے
یعنی ان دو شخصوں گمراہ کرنیوالوں کو کہ ایک تو شیطان ہے جنوں میں سے اور دوسرا ان دونوں میں سے آدمی ہے خواہ رئیس ہو خواہ اور کوئی ہو کسی کا بہکانیوالا اور گمراہ کرنیوالا ان
دونوں کو ہمکو دکھلا اور جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ایک تو ابلیس ہے کہ پیشوا شیاطین کا ہے اور دوسرا قابیل ہے بیٹا آدم کا کہ گناہ قتل کرنیکا جس سے شروع ہوا ہے غرض

کہ ہر دو ز حق پکاریگا کہ ہمارے بہکا ہوئے شیطان اور آدمی کو اے خدا ہمکو دکھلا کہ سونپت نَجْعَلْهُمَا اگر ہم ان دونوں کو تَحْتَ اَقْدَامِنَا بیچ قدموں اپنے کی اور انکو خوب لگد کوب کریں اور پاؤں کے نیچے ملیں یا یہ کہ انکو دوزخ کی نیچے کے درجہ میں ڈالیں لِيَكُونَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ تاکہ ہوویں وہ دونوں نیچے ہوئیوالوں میں سے اور اب مومنین کا حال بیان کرتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا تحقیق وہ لوگ کہ کہا ہی انھوں نے رَبُّنَا اللّٰهُ پروردگار ہمارا خدا ہی جو کہ معبود حق ہے اور اسکی وحدانیت کا اور اسکے رسول کا اور جو کچھ رسول اسکے پاس سے لایا ہی اسکا انھوں نے اقرار اور اعتقاد کیا ہی ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پس سیدھے رہے وہ اور قائم رہے اس اپنے اقرار اور اعتقاد پر اور اس سے پھری نہیں انکی وقت تک اسواسطے کہ منقول ہے کہ حضرت پیغمبر نے فرمایا ہے کہ آدمی کلمہ ربنا اللہ کے قائل ہوتے ہیں اور اکثر انمیں سے پھر جاتے ہیں پس جسوقت کہ مرنیکے وقت تک اس کلمہ کے اقرار کرنیوالے ہوں تو وہ طریقہ استقامت پر قائم ہیں اور حضرت امیر المومنین سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا فرائض کے ادا کرنے پر قائم رہو مرنیکے وقت تک اور حضرت امام رضا کے صحابہ میں سے کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا استقامت کیا چیز ہی فرمایا واللہ کہ استقامت وہ راہ ہی کہ جس راہ پر تم ہو یعنی قائم رہنا اہلبیت کی پیروی پر مرنیکے وقت تک اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد استقامت سے قائم رہنا خدا کے احکام پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مطابق ہونا گفتار کا کردار سے مراد ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ دور ہونا دنیا سے اور رغبت رکھنی آخرت سے مراد ہی اور منقول ہے کہ ایکروز رسول خدا قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور روتے تھے کسی نے کہا کہ یا رسول خدا خدا کے خوف سے روتے ہو فرمایا کہ ہاں مجھکو ایسے طریق پر بھیجا ہے کہ مثل تیزی تلوار کے ہی اگر اسپر سیدھا چلا جاؤں تو نجات پاؤں اور اگر تھوڑا سا بھی اس سے پھروں تو ہلاک ہو جاؤں پس جو شخص کہ راہ حق پر سیدھے چلے جاتے ہیں اور کسیطرح اس سے نہیں پھرتے ہیں تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ نازل ہوتے ہیں ان پر فرشتے وقت مرنیکے اور وقت نکلنے کے قبروں سے یا قیامت میں اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ وقت مرنیکے فرشتے ان مومنین کے پاس آتے ہیں اور خوشخبری دیتے ہیں اور کہتے ہیں اَلَّا تَخَافُوْا یہ کہ نہ خوف کرو تم عذاب سے وَلَا تَحْزَنُوْا اور نہ غمگین ہو تم ثواب کے زائل ہونے سے اور قیامت کے ہولوں سے اور یا یہ کہ نہ غمگین ہو تم اپنے پس ماندوں کی طرف سے یعنی اولاد اور والدین اور زوجہ کی طرف سے کہ خدا کارساز انکا ہی وَاَبْشِرُوْا اور خوش ہو تم بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ ساتھ بہشت کے وہ بہشت کہ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ تھے تم کہ وعدہ کئے جاتے تھے زبانی پیغمبروں کی نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ ہم دوست تمہارے اور مددگار تمہارے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بیچ زندگانی دنیا کے کہ تمکو آفتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور بچاتے تھے اور ہم طرف راہ نیک کے ہدایت کرتے ہیں برخلاف شیاطین کے کہ وہ کفار کو گمراہ کرتے ہیں وَفِي الْاٰخِرَةِ اور بیچ آخرت کے دوست تمہارے ہیں ہم کہ تمہاری سفارش کرتے رہتے ہیں اس وقت تک کہ تم بہشت میں داخل ہو اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ ہم تمہاری نگہبانی کرتے ہیں دنیا میں طرح طرح کی بلاؤں سے اور آفتوں سے اور وقت مرنیکے وسوسہ شیطان سے اور آخرت میں عذاب کی سختیوں سے اور بہشت میں تمکو پہنچاینگے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ کوئی دوست ہمارا نہیں مرتا ہے مگر کہ حاضر ہوتے ہیں اسکے پاس رسول خدا اور امیر المومنین اور حسن اور حسین علیہما السلام اور خوشخبری دیتے ہیں اسکو اور جو کوئی کہ ہمارا دوست نہیں ہے وہ انکو خوفناک صورتمیں دیکھتا ہی اور دلیل اسپر شعر جناب امیر کا ہی کہ جو حضرت کے دیوان میں ہی اور مضمون اسکا یہ ہی کہ فرماتے ہیں اے حارث ہمدانی جو کوئی مرتا ہے وہ وقت مرنیکے مجھکو دیکھتا ہے مومن ہو یا منافق اور وہ فرشتے کہتے ہیں ان مومنین سے کہ وَلَكُمْ فِيْهَا اور واسطے تمہارے بیچ اس آخرت کے مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وہ چیز کہ خواہش کرتے ہیں نفس تمہارے لذت اور بزرگی کی چیزیں وَلَكُمْ فِيْهَا اور واسطے تمہارے بیچ آخرت کے مَا تَدَّعُوْنَ وہ چیز کہ دعوے کروگے تم کہ یہ ہماری ہی کہ کوئی تم سے وہاں نزاع کرنیوالا نہیں ہے کہ نُزُلًا ضیافت اور پیشکش ہی وہاں ہر چیز کہ جسکی خواہش تمہارے نفس کرتے ہونگے مِّنْ غَفُوْرٍ خدا بخشنے والے کی جانب سے کہ رَّحِيْمٍ مہربان ہی سب مومنوں پر اور نزلا حال واقع ہوا ہی اور تفسیر امام میں سورۂ بقر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مومن ہمیشہ خوف میں مبتلا ہے اپنے انجام سے اور طرف رضامندی خدا کے پہنچنے کا اسکو یقین نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ وقت نزع کا اور ملک الموت کے حاضر ہونیکا آجاتا ہے اور ملک الموت اسکے پاس آتا ہے تو وہ مومن اسوقت بیماری کی شدت میں ہوتا ہی اور سینہ اسکا تنگ ہوتا ہی بسبب اسکے کہ اپنے پیچھے وہ مال اپنا اور مکان اپنا اور اپنے عیال اور اولاد کو چھوڑتا ہی اور دل میں اسکے آرزوئیں اور حسرتیں بھری ہوتی ہیں ملک الموت اسکو کہتا ہی کہ کیا ہوا ہی تجھکو کہ اسقدر تو رنج کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ حال میرا بیقرار ہے اور میری آرزو کو قطع کرتا ہے ملک الموت کہتا ہی کہ کیا کوئی عاقل رنج کرتا ہی کھوٹے درہم کے جاتے رہنے سے جسکی عوض میں چند در چند لاکھوں دینار ملتی ہیں وہ کہتا ہی کہ نہیں تب ملک الموت کہتا ہی کہ اوپر کو نظر کر اور دیکھ تو کہ کیا ہی تیرے واسطے پس وہ مومن نظر کرتا ہی تو باغ اور محل ایسے کثرت سے دیکھتا ہی کہ سب آرزوئیں اسکی سامنے کھڑی ہوئی اور کم معلوم ہوتی ہیں اسوقت ملک الموت اسکو کہتا ہے کہ یہ سب تیرے مکان اور باغ اور نعمتیں اور مال ہیں اور تیرے عیال اور خادم ہیں اور جو شخص کہ تیری اہل و عیال

اور اولاد نیک اور صالح یہاں دنیا میں ہیں وہ سب تیرے پاس ہیں ہمراہ بہشت میں ہونگے کیا اب بھی تو راضی ہوتا ہے اسکے آگے چیزیں دکھاتا ہے جو یہاں دنیا میں تھے اسکو ہیں سو مومن کہتا ہے کہ ہاں قسم ہے خدا کی میں راضی ہوں پھر ملک الموت کہتا ہے کہ نظر کر تو پس وہ نظر کرتا ہے تو دیکھتا ہے محمدؐ اور علیؑ کو اور انکی اولاد طاہرین کو اعلیٰ علیین میں تب ملک الموت اسکو کہتا ہے کہ کیا دیکھتا ہے تو انکو کہ یہ سردار تیرے اور امام تیرے ہیں یہ یہاں ہمنشین اور انیس تیرے ہونگے کیا اب بھی تو راضی ہوتا ہے انکے عوض میں انکے جو یہاں دنیا میں تو چھوڑتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہاں قسم ہے خدا کی پس یہی مراد قول حق تعالیٰ سے ہے ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا و لا تحزنوا یعنی جو کچھ کہ آگے تمہارے ہو لیں ہیں پس کارسازی تمنے انکی اور رنج کرو تم اسکا کہ پیچھے اپنی اولاد و عیال وغیرہ کو چھوڑتے ہو ہیں یہ جو تمنے بہشتوں میں دیکھا ہے انکے عوض میں ہے اور خوش ہو تم ان بہشتوں سے کہ جنکا تم وعدہ کیے جاتے ہو اور بعد اسکے خدا ان کفار کے رد میں فرماتا ہے کہ جو کہتے تھے کہ قرآن کو مت سنو اور بیہودہ باتیں اسکے درمیان کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا** اور کون نیک زیادہ ہے بات کہنے میں **مِمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ** اس شخص سے کہ بلاوے طرف خدا کی لوگونکو اسکی عبادت کے واسطے اور قولاً تمیز واقع ہوا ہے یعنی جو شخص کہ لوگونکو عبادت خدا کی طرف بلاوے **وَعَمِلَ صَالِحًا** اور عمل کرے نیک **وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ** اور کہے کہ تحقیق میں فرمانبرداری کرنیوالونمیں سے ہوں تو اس شخص سے کون بہتر ہے یہ آیت ائمہ معصومینؑ کی شان میں ہے کہ لوگونکو طرف حق کے بلاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بلالؓ کے حق میں ہے جس وقت کہ وہ اذان کو شروع کرتے تھے تو یہودی کہتے تھے کہ کوا آواز کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں علماء اور فقہا کی شان میں ہے کہ وہ احکام دین کے لوگونکو تلقین کرتے ہیں اور فرماتا ہے کہ **وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ** اور نہیں برابر ہے نیکی اور بدی اور دوسرا لا زائد ہے واسطے تاکید نفی کے اور مراد حسنہ سے توحید ہے اور مراد سیئہ سے شرک ہے یعنی توحید خدا اور دین اسلام برابر دین بد کے کہ وہ کفر اور شرک ہے نہیں اسواسطے کہ پہلا موجب حاصل ہونیکے بلند درجونکا ہے اور دوسرا سبب داخل ہونیکے دوزخ کے طبقونکا ہے اور یا یہ کہ اعمال نیک اور اعمال بد برابر نہیں ہوسکتے اور تبیان اور علل المعانی وغیرہ میں مذکور ہے کہ حسنہ دوستی آل محمدؐ کی ہے اور سیئہ دشمنی انکی ہے اور بعد تعریف حسنہ اور مذمت سیئہ کی فرماتا ہے کہ **اِدْفَعْ** دفع کر تو اے محمدؐ سیئہ کو یعنی بدی کو **بِالَّتِيْ** ساتھ اس خصلت کے کہ واقع میں **هِيَ اَحْسَنُ** وہ نیک زیادہ ہے یعنی غضب کو حلم سے اور گناہ کو بخشش سے اور کلام باطل کو کلام حق سے اور یا یہ کہ دفع کر تو اسکو اس حسنہ سے کہ زیادہ نیک ہو یعنی جس وقت کہ دو حسنہ کا تجھکو اختیار ہو تو سیئہ کو زیادہ نیک سے دفع کر مثلاً اگر کوئی تیرے ساتھ بدی کرے تو حسنہ اسکا یہ ہے کہ اسکو بخشدے اور زیادہ نیک یہ ہے کہ اسکی عوض میں اسکے ساتھ احسان کر اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد حسنہ سے تقیہ ہے اور مراد سیئہ سے ظاہر کرنا مذہب کا ہے پس جس وقت تو دفع کرے گا سیئہ کو احسن سے تو **فَاِذَا الَّذِيْ** پس اس وقت وہ شخص کہ **بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ** درمیان تیرے اور درمیان اسکے دشمنی ہے **كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ** گویا کہ وہ دوست ہے **حَمِيْمٌ** قرابتی نہایت مہربان کہ دل سے وہ تیرا یار ہو جاوے **وَمَا يُلَقّٰىهَآ** اور نہیں پہنچائی جاتی وہ نیک خصلت کہ مقابل بدی کے نیکی ہے **اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا** مگر وہ لوگ کہ صبر کیا ہے انہوں نے بلاؤں پر اور مکروہات پر اور لوگونکی آزار دینے پر اور بدلا اپنا انہوں نے انسے نہیں لیا ہے اور غصہ کو اپنے پی گئے ہیں **وَمَا يُلَقّٰىهَآ** اور نہیں دیا جاتا ہے وہ خصلت پسندیدہ **اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ** مگر صاحب حصہ بڑے کا خیر سے اور نفس کے کمال میں سے اور خلقوں نیک میں سے اور ایمان کامل سے **وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ** اور اگر پہنچے تجھکو **مِنَ الشَّيْطٰنِ** شیطان کی جانب سے **نَزْغٌ** کوئی خشکی اور تباہی کہ تجھکو وسوسہ کرے اس خصلت کے ترک کرنیمیں تو **فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ** پس پناہ ڈھونڈ تو ساتھ خدا کے اسکی شر سے **اِنَّهٗ** تحقیق کہ وہ **هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ** وہی سننے والا ہے پناہ چاہنے کا جاننے والا ہے نیتونکا اور اب اپنی قدرت کا بیان کرتا ہے **وَمِنْ اٰيٰتِهِ** اور نشانیوں قدرت اسکی سے ہے **الَّيْلُ وَالنَّهَارُ** رات اور دن کہ ایک کے بعد دوسرا آتا ہے دن تو واسطے کسب کرنے معاش کے اور رات واسطے آرام کرنیکے **وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ** اور آفتاب اور ماہتاب کہ ہر ایک انمیں سے ایک تدبیر کے واسطے ہے **لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ** نہ سجدہ کرو تم واسطے آفتاب کے **وَلَا لِلْقَمَرِ** اور نہ واسطے ماہتاب کے اسواسطے کہ یہ بھی مثل تمہارے مخلوقات خدا میں سے ہیں تب معبود ہونا انکو نہیں ہے **وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ** اور سجدہ کرو تم واسطے خدا کے **الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ** وہ ہے جو پیدا کیا ہے ان کو **اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ** اگر ہو تم خاص اسکو پرستش کرتے یعنی اگر خدا کی عبادت کا قصد کرتے ہو تو اسکو سجدہ کرو نہ اسکے غیر کو یہ سجدہ واجب ہے اور ایاہ تعبدون پر ہے اور یہی منقول ہے ائمہ معصومینؑ سے **فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا** پس اگر سرکشی کریں خدا کے سجدہ کرنیسے باوجود واضح ہونے دلیلوں اسکی وحدانیت کے تو کچھ پروا نہیں ہے اسکی **فَالَّذِيْنَ**

سجدہ ۱۵

سجدہ واجب

عِنْدَ رَبِّكَ پس جو لوگ کہ نزدیک پروردگار تیرے کے ہیں گروہیں ملائکہ کی یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ تسبیح کرتے ہیں واسطے اسکے بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ رات کے
اور دن کو کہ برابر اسکی عبادت کرتے ہیں بلا فاصلہ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ اور وہ نہیں تھکتے ہیں عبادت کرنے سے اور بعض کہتے ہیں کہ سجدہ اس آیت پر ہے اور صحیح وہ ہے کہ جو ائمہ
معصومین سے منقول ہے اور وہ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پر ہے وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اور نشانیوں قدرت اسکی سے یہ ہے اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ یہ کہ تحقیق تو دیکھتا ہے زمین کو خَاشِعَةً
ذلیل اور خوار یعنی سوکھی پژمردگی سے فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا پس جس وقت نازل کریں ہم عَلَیْهَا الْمَآءَ اوپر اسکے پانی کہ مینہ برساکر اهْتَزَّتْ ہلتی ہے وہ خوشی سے
وَرَبَتْ اور پھولتی ہے مانند حرکت کے تاکہ اگتی ہیں طرح طرح کی بوٹیاں نکلتی ہیں سرسبز ہو کے آراستہ ہو جاتی ہے اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا تحقیق جس شخص نے کہ زندہ کیا ہے
اس زمین کو بعد مردہ اور پژمردہ ہونے کے لَمُحْیِ الْمَوْتٰى البتہ زندہ کرنیوالا ہے مردوں کا آخرت میں اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تحقیق وہ خدا اوپر ہر چیز کے قدرت
رکھنے والا ہے جو چاہے کر سکتا ہے [illegible] کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ تحقیق کہ جو لوگ کہ کجروی کرتے ہیں راہ حق سے اور
طریق سیدھے سے پھر جاتے اور طعن کرتے فِیْۤ اٰیٰتِنَا آیتوں ہماری کے وہ لوگ [illegible] لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا نہیں پوشیدہ ہیں اوپر ہمارے سب کو ہم
جانتے ہیں اور انکی باتیں ہم سنتے ہیں [illegible] اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ کیا پس جو شخص کہ ڈالا جائیگا آتش دوزخ کے خَیْرٌ بہتر
اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یا وہ شخص کہ آئیگا امن پایا ہوا آتش دوزخ سے یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ دن قیامت کے کہ یہ دونو درجہ میں ہرگز برابر نہ ہونگے کہ پہلا تو آتش دوزخ
میں ہمیشہ جلیگا اور دوسرا بہشت میں رہیگا اور مراد ان دونوں سے مومنین اور کفار ہیں اور ان کافروں ملحدوں کو فرماتا ہے کہ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ عمل کرو تم
جو کچھ چاہو تم اسکا فرو اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے موافق تمہارے اعمال کے تمکو جزا دیگا اِنَّ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ تحقیق وہ لوگ کہ کفر لائے ساتھ ذکر کے یعنی ساتھ قرآن کے کہ اسپر ایمان نہ لائے لَمَّا جَآءَهُمْ جس وقت آیا وہ قرآن
انکے پاس تو پس جزا دئے جاوینگے وہ اپنے کفر کی یہ خبر ان کی ہے کہ محذوف ہے وَاِنَّهٗ اور تحقیق وہ قرآن لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ البتہ کتاب ہے عزت والی نزدیک
خدا کے اور کہتے ہیں کہ قرآن اسواسطے عزیز ہے کہ کلام پروردگار عزیز کا ہے کہ بادشاہ عزیز ہے نازل کیا ہے اسکو رسول عزیز پر واسطے امت عزیز کے یا اسواسطے
عزیز ہے کہ کوئی مثل اسکے نہیں لاسکتا یا اسواسطے کہ احکام اسکے عزیز ہیں لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ نہیں آتا ہے اسکو باطل یعنی اسمیں دخل جھوٹ کا نہیں ہے
مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ آگے اس کے سے وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ اور نہ پیچھے اسکے سے یعنی کسی جہت سے اسمیں باطل نہیں
اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اسکی خبروں گزشتہ اور آئندہ میں کسی طرح کا دروغ نہیں ہے بلکہ جو کچھ اسمیں لکھا ہے وہ سب مطابق واقع
کے ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ پہلے اس سے کوئی کتاب ایسی نہیں آئی ہے کہ اسکو باطل کرے اور یا یہ کہ شیطان اپنی طرف سے کچھ اسمیں کم اور
زیادہ نہیں کر سکتا غرض یہ ہے کہ اس کتاب میں کسیطرح کا خلل نہیں ہے اسواسطے کہ یہ تَنْزِیْلٌ نازل کیا ہوا مِّنْ حَكِیْمٍ خدا حکمت والے کی جانب سے ہے کہ جو سب مصلحتوں
اور حکمتوں کو جانتا ہے حَمِیْدٍ سراہا گیا ہے [illegible] کہ اپنی نعمت ان [illegible] قرآن بھیجا اور کفار جو اسکا انکار کرتے تھے اور رسول کو رنج ہوتا تھا
اسواسطے خدا [illegible] واسطے تسلی خاطر حضرت کے فرماتا ہے کہ مَا یُقَالُ لَكَ نہیں کہا جاتا ہے واسطے تیرے یعنی یہ کفار نہیں کہتے ہیں تجھکو اِلَّا مَا قَدْ
قِیْلَ مگر جو کچھ کہ تحقیق کہا گیا ہے لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ واسطے پیغمبروں کے پہلے تجھ سے کہ انکو بھی امتوں کے آدمی جھٹلاتے تھے اور انکا
انکار کرتے تھے پس ان کفار کی باتوں پر تو رنجیدہ مت ہو کہ اِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا لَذُوْ مَغْفِرَةٍ البتہ صاحب بخشش کا ہے مومنین کے واسطے کہ انہوں نے
نیت خالص سے خدا کی توحید کا اقرار کیا ہے اور رسول حق کی نبوت کے حق ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ اور صاحب عذاب دردناک ہے
کفار کیواسطے اور رسول حق کے اور قرآن عزیز کے جھٹلانیوالوں کے واسطے اور کہتے ہیں کہ کفار کہتے تھے کہ قرآن عجمی زبان میں یعنی عربی کے سوا
دوسری زبان میں کیوں نازل ہوا بعضا عربی تھا اور بعضا قرآن عجمی یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ جَعَلْنٰهُ اور اگر کرتے ہم اس قرآن کو کہ سب
کتابوں میں افضل اور نزدیک ہے قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا قرآن عجمی سوائے زبان عرب کے لَّقَالُوْا البتہ کہتے وہ کفار عرب کہ لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ کیوں
نہیں تفصیل کیگئی ہیں آیتیں اسکی زبان عربی میں تاکہ اسکو ہم سمجھیں ءَاَعْجَمِیٌّ کیا کلام عجمی ہے وَّعَرَبِیٌّ اور عربی مخاطب ہے یعنی پیغمبر نازل کیا گیا ہے

وہ عربی ہیں اور کہتے ہیں کہ کیونکر ہم اسکو سمجھیں کیونکہ ہماری زبان تو عربی ہے اور یہ قرآن عجمی ہے پس خدا نے قرآن انکو انکی زبان میں نازل کیا اور انکی ہی قوم میں سے پیغمبر کو بھیجا تاکہ حجت انپر تمام ہوجاوے اور یہ جو کہتے ہیں کہ کتاب تو عجمی ہے اور جن لوگوں پر نازل ہو وہ عربی ہوں انکی زیادتی انکار اور کفر سے ہے **قُلْ** کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے کہ **هُوَ** وہ کتاب **لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** واسطے ان لوگوں کے ہے کہ ایمان لائے **هُدًى** راہ دکھلانیوالی ہے طرف بہشت کے **وَّشِفَآءٌ** اور شفا دینے والی ہے مرضوں ظاہر اور باطن کے اور یا یہ کہ شفا دینے والی شک اور شبہ کی بیماریوں سے **وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ** اور جو لوگ کہ ایمان نہیں لاتے ہیں **فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ** بیچ کانوں انکے کے بوجھ اور سنگینی ہے کہ اپنا حال بہروں کا سا کرتے ہیں اور ہوش کے کانوں سے اسکو نہیں سنتے ہیں **وَّهُوَ** اور وہ کتاب **عَلَيْهِمْ عَمًى** اوپر ان کفار کے اندھی ہے یعنی پوشیدہ ہے کہ اسکی آیتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں اندھا کرتے ہیں یعنی اسکی آیتوں سے جو فائدہ حاصل نہیں کرتے ہیں پس گویا کہ بہرا اور اندھا ہونا انکا اسکے دیکھنے اور سننے کو منع کرتا ہے **اُولٰٓئِكَ** یہ لوگ جو کہ قرآن کے دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے ہیں **يُنَادَوْنَ** پکارے جاتے ہیں **مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ** مکان دور سے یعنی وہ لوگ اسکے انکار اور نہ سمجھنے کی جہت سے ایسے ہیں کہ جیسے کوئی کسی کو مسافت بعید اور دور سے آواز کرتا ہے کہ وہ نہ پکارنیوالے کو دیکھتا ہے اور نہ اسکی آواز کو سنتا ہے مراد یہ ہے کہ جیسے کہ دور سے پکارنیوالے کی آواز کچھ فائدہ نہیں دیتی ہے ایسے ہی پڑھنا قرآن کا انکو فائدہ نہیں دیتا اور اب حضرت رسول خدا کی تسلی کے لیے فرماتا ہے کہ **وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ** اور البتہ دی ہمنے موسیٰ کو کتاب توریت **فَاخْتُلِفَ فِيْهِ** پس اختلاف کیا گیا بیچ اسکے بعضوں نے تو اس کتاب کا اعتبار کیا اور بعضوں نے نہیں کیا بلکہ جھٹلایا اسکو جیسے کہ تیری قوم اے محمد قرآن میں اختلاف کرتی ہے کہ بعضے تو اسپر ایمان لاتے ہیں اور بعضے نہیں لاتے بلکہ اسکو جھٹلاتے ہیں **وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ** اور اگر نہ تھا سخن کہ پہلے گزر گیا ہے تیری قوم کے مقدمہ میں **مِنْ رَّبِّكَ** پروردگار تیرے کی طرف سے کہ خدا انکو عذاب کریگا جس وقت کہ تو ان میں موجود ہو اور انکا عذاب آخرت پر منحصر رکھا ہے تو **لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ** البتہ حکم کیا جاتا درمیان انکے عذاب کا اور جڑ سے اکھاڑ کر انکو پھینک دیا ہی ہیں **وَاِنَّهُمْ** اور تحقیق کہ وہ مشرکین عرب **لَفِيْ شَكٍّ** البتہ بیچ شک کے ہیں **مِّنْهُ** اس قرآن سے **مُرِيْبٍ** کہ شک میں ڈالنے والا ہے اور اضطراب میں وہ شک یعنی نہایت شک ہے اور ظن غالب انکا یہ ہے کہ قرآن جھوٹ ہے اور اب خدا تعالیٰ حجت پکڑنے کے طور پر فرماتا ہے کہ **مَنْ عَمِلَ صَالِحًا** جو کوئی کام کرے نیک **فَلِنَفْسِهٖ** پس واسطے نفس اسکے ہے کہ اسکا فائدہ اسکے نفس کو ہوگا **وَمَنْ اَسَآءَ** اور جو کوئی بد کام کرے **فَعَلَيْهَا** پس اوپر اسی نفس کے ہے جزا اسکی بدی کی **وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ** اور نہیں پروردگار تیرا ظلم کرنے والا **لِّلْعَبِيْدِ** واسطے بندوں کے کہ موافق عمل کے جزا نہ دیوے اور ثواب کسی کی طاعت کا نہ دیوے اور ایک شخص کے گناہ میں دوسرے کو سزا دیوے ایسا نہیں ہوسکتا اور کہتے ہیں کہ کفار قریش نے رسول خدا صلعم سے کہا کہ اگر تو پیغمبر راستگو ہے اور عذاب کا وعدہ ہم کو کرتا ہے کہ قیامت میں تمکو عذاب ہوگا تو تبلا کہ قیامت کب ہوگی یہ آیت نازل ہوئی کہ **اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ** اسی خدا کی طرف پھیرا جاتا ہے جاننا قیامت کا یعنی سوائے خدا کے اسکو کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب ہوگی **وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ** اور نہیں نکلتے ہیں پھل اور میوے اور حفص نے ثمرہ پڑھا ہے یعنی نہیں نکلتا ہے کوئی پھل **مِّنْ اَكْمَامِهَا** غلافوں اپنے میں سے **وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى** اور نہیں حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ انسان اور حیوان کی **وَلَا تَضَعُ** اور نہ رکھے باہر حمل کو پیٹ سے نکالکر کسی وقت **اِلَّا بِعِلْمِهٖ** مگر ساتھ علم اور خدا کے کہ وہی جانتا ہے کہ دانہ پھل میں سے کس وقت نکلیگا اور کیا اسکا مزہ ہوگا اور چھوٹا ہوگا یا بڑا ہوگا اور کیا اسکا رنگ ہوگا اور حمل میں نر ہے یا مادہ اور کس وقت وہ پیدا ہوگا ان سب کو خدا جانتا ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور ایسے ہی قیامت کا علم بھی اسکو ہے اور سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا ہے **وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ** اور جسدن کہ پکاریگا خدا ان مشرکین کو اور سوال کریگا انکو ملامت کرکے کہ **اَيْنَ شُرَكَآءِيْ** کہاں ہیں شریک میرے کہ جنکو تم اپنے گمان میں میرا شریک جانتے تھے تو **قَالُوْٓا** کہینگے وہ مشرکین کہ **اٰذَنّٰكَ** خبر کردی ہے ہمنے تجھکو کہ **مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ** نہیں کوئی ہم میں سے گواہ کہ ان کے شریک ہونے کی گواہی دے جس وقت کہ ہم انسے بیزار ہوئے انکا حال دیکھکر اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر قالوا کی ان شریکوں کی طرف پھرتی ہے وہ شریک کہیں گے کہ ہم میں سے کوئی انکی گواہی دینیوالا نہیں ہے کہ ہمنے انسے تبرا کیا ہے اور تیرے واحد ہونیکا ہمنے اقرار کیا ہے **وَضَلَّ عَنْهُمْ** اور گم ہوا انسے یعنی مشرکوں سے **مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ** وہ چیز کہ تھے پکارتے اور پرستش کرتے اسکو **مِنْ**

ع ۲۳ / ۱۹

اور یقین کرینگے وہ مشرکین کہ نہیں ہے واسطے انکے کوئی جگہ بھاگنے کی عذاب الٰہی سے جیسے کوئی یقینی چیز ہوا اور ایسا یقین بہت آیا ہے اور فرماتا ہے کہ لَا یَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ نہیں تھکتا ہے انسان کافر مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ مانگنے بھلائی سے اس جہاں میں مثل صحت اور دولت اور فراغت کے وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ اور اگر پہنچتی ہے اسکو بدی مثل محتاجگی اور بیماری اور پریشانی کی فَیَـُٔوْسٌ پس ہوتا ہے نا امید ہونیوالا رحمت خدا سے قَنُوْطٌ بہت ظاہر کرنیوالا نا امیدی رحمت خدا اور دعا کے قبول ہونے سے اور خدا پر بدگمان ہوتا ہے وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ اور اگر چکھاتے ہیں ہم اُسکو رَحْمَةً مِّنَّا بخشش اپنی پاس سے مثل تونگری اور صحت کے مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ پیچھے سختی کے کہ پہنچی ہو اسکو مثل بیماری اور تنگدستی کے تو لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ البتہ کہتا ہے یہ بھلائی واسطے میرے ہے یعنی میرے سبب اپنے اس عمل کے اسکا مستحق ہوا ہوں اور پایا کہ یہ بھلائی ہمیشہ میرے واسطے ہے اور کبھی یہ دور نہ ہوگی اور کہتا ہے کہ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ اور نہیں گمان کرتا ہوں میں قیامت کو قَآئِمَةً قائم ہونیوالی یعنی قیامت نہ ہوگی وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اور اگر پھیرا جاؤں میں اِلٰی رَبِّیْٓ طرف پروردگار اپنے کے یعنی بالفرض اگر قیامت قائم ہو جیسے کہ تم مسلمان کہتے ہو اور مجھکو بھی زندہ کرکے اٹھائیں تو اِنَّ لِیْ تحقیق واسطے میرے عِنْدَهٗ نزدیک اُس خدا کے لَلْحُسْنٰی البتہ بہتر حالت ہوگی اس حالت سے جو میں آج کے دن یہاں کہتا ہوں سو اسطرح دنیا میں تو واسطے میرے استحقاق نعمتوں کا ثابت ہے آخرت میں بھی میرے واسطے سیطرح کی نعمتیں ہونگی اس قیاس پر پس حقتعالیٰ جواب میں اُسکے فرماتا ہے کہ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا پس البتہ خبر دینگے ہم ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے وہ بِمَا عَمِلُوْا ساتھ اس چیز کے کہ عمل کیا ہے اُنھوں نے مثل شرک کہ جو موجب عذاب دائمی کا ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ آخرت میں بھی ہمارے واسطے نعمتیں ہونگی لیکن ہم انکو عکس اسکا دکھلاوینگے کہ انکے اعمال بد کی جہت سے انکو ہمیشہ دوزخ میں جلاتے ہیں وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ اور البتہ چکھاوینگے ہم انکو مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ عذاب سخت سے کہ ہرگز انکو نجات نہو وَاِذَآ اَنْعَمْنَا اور جس وقت کہ انعام کرتے ہیں ہم اور دیتے ہیں نعمتیں بہت سی ہم عَلَی الْاِنْسَانِ اوپر آدمی ناشکری کرنیوالے کے اَعْرَضَ منہ پھیر لیتا ہے شکر کرنے سے اور نعمت کے غرور میں نعمت دینے والے کو فراموش کرتا ہے وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور دور کرتا ہے جانب اپنے کو شکر کرنے سے اور اقرار نہیں کرتا ہے اپنی نعمت دینے والے کی نعمتوں کا بسبب اپنے تکبر اور سرکشی کے وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جس وقت پہنچے اسکو بدی مثل بیماری اور تنگدستی کے تو فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ میں صاحب دعا بہت کا ہے کہ ہماری درگاہ کی طرف رجوع کرکے بڑی چوڑی دعائیں اس بدی کے رفع کرنیکے واسطے کرتا ہے نہایت عاجزی اور زاری سے قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار سے کہ اَرَءَیْتُمْ کیا دیکھا تم نے یعنی اگر شعور رکھتے ہو تم خبر دو تم مجھکو کہ اِنْ كَانَ اگر ہووے وہ قرآن واقع میں مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ نزدیک خدا کے سے بھیجا ہوا ہو ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ پھر کفر کیا ہو تم نے ساتھ اسکے بدون تامل اور ملاحظہ کے اسکے معنی میں مَنْ اَضَلُّ کون زیادہ گمراہ ہو مِمَّنْ هُوَ اس شخص سے کہ وہ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ بیچ مخالفت دور کے ہے حق سے اور راہ نیک سے ہو یعنی تم سے زیادہ کون گمراہ ہو کہ ہمیشہ تم مخالفت میں اسکی رہے ہو اور اسکو تم جھٹلاتے ہو اور انکار اسکا کرتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ ابوجہل نے جناب رسول خدا سے کہا کہ اے محمد کوئی معجزہ دکھلا کہ ہم تجھکو رسول جانیں حضرت نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ابوجہل نے کہا کہ اے قریش محمد نے سحر جادو کیا اور نہیں تو تم اطراف و جوانب میں آدمیونکو بھیجکر دریافت کرو اور جس وقت آدمیونکو روانہ کیا تو اطراف کے رہنے والوں نے چاند کے ٹکڑے ہونیکی خبر دی ابوجہل نے سنکر کہا کہ یہ جادو ہے کہ تمام جہان میں پہنچ گیا ہے خدا نے یہ آیت نازل کی کہ سَنُرِیْهِمْ قریب ہے کہ دکھلائیں ہم ان کفار مکہ کو اٰیٰتِنَا نشانیاں قدرت اپنی کی فِی الْاٰفَاقِ بیچ کناروں جہان کے وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ اور بیچ نفسوں ان مکہ والوں کے یعنی ہم چاند کے دو ٹکڑے کرنے پر کفایت نکرینگے بلکہ مقرر اپنی قدرت کی علامتوں کو ان مکہ والوں اور نواح مکہ کے رہنے والوں کو دکھلاوینگے حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ یہانتک کہ ظاہر ہو واسطے اُن کے اَنَّهُ الْحَقُّ تحقیق وہ رسول ہمارا حق ہے یعنی ہم اپنی توحید اور قدرت کی دلیلیں اور علامتیں انکو دکھلاوینگے کنارہ عالم کے اور آسمان و زمین کے بیچ میں اور طرفوں میں مثل آفتاب کے اور ماہتاب کے اور ستاروں کے اور پہاڑوں کے اور دریاؤں کے اور درختوں کے اور حیوانوں کے اور انکے نفسوں میں جو کچھ عجائب اور غرائب کاریگریاں ہیں وہ انکو ہم دکھلاوینگے تاکہ جانیں وہ کہ حق ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نشانیاں آفاق کی تو چاند گہن اور سورج گہن اور زلزلہ اور بارش وغیرہ ہیں اور انکے نفسوں میں کبھی بھوک ہوتی اور کبھی پیاس ہوتی اور کبھی سیری ہوتی اور کبھی بیماری ہوتی اور کبھی صحت ہوتی اور کبھی تونگری اور کبھی محتاجگی اور کبھی غصہ اور کبھی

اور کبھی ضعف ہوتا اور کبھی اچھی اور قوّتی ہو کر یہاں تک نشانیاں آنکی اقتدار کی ہیں کہ ہوا کی ... دلالت ... کرتی ... اور نفسوں میں ہم انکو دلیلیں کہ دلالت کرتی ہیں محمد کی نبوت کے صحیح ہونے پر اطراف کہ ہیں فتح ہونے قلعوں اور شہروں کے اور بیٹیوں آنکی تصرف ... حیدر کرار سے اور بعد آنکے مسلمانوں کی ملک سو جیسے کہ فتح ہونا روم کا اور فارس کا اور یمن کا اور غالب ہونا تھوڑے سے آدمیوں کا جماعت کثیر پر اور ... زبردستی سے پھیل جانا دعوت اسلام کا تمام دنیا میں اور مراد انفسہم سے فتح مکہ ہے بعد قتل اور قحط کے اور یہ فتح آفاق اور انفس کی اسواسطے ہے کہ تاکہ معلوم ... ملکوں کو باوجودیکہ وہ شخص اسقدر جماعت کثیر نرکھتا تھا اور ہمیشہ آنکو تھوڑے آدمی کفار کی جماعت کثیر پر غالب ہوتے تھے وہ شخص بیشک اور بدون ... جانب سے تائید اور مدد دیا گیا ہے اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ کیا نہیں کفایت کرتا ہے پروردگار تیرا یہ استفہام اقراری ہے یعنی کفایت کرتا ہے پروردگار تیرا اس واسطے اظہار میں کہ اَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ تحقیق وہ خدا اوپر ہر چیز کے گواہ ہے یعنی اگر کفار تیری نبوت کا انکار کرتے ہیں تو خدا کافی ہے گواہ تیرے دعوے کے راست ہونیکا اسکی گواہی سب چیزوں پر کفایت کرتی ہے اَلَآ اِنَّهُمْ خبردار ہو کہ تحقیق وہ کفار فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ شک میں ہیں ملاقات کرنے ثواب اور عذاب پروردگار اپنے سے قیامت کے روز اَلَآ اِنَّهٗ خبردار ہو کہ تحقیق وہ خدا بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ساتھ ہر چیز کے احاطہ کرنے والا ہے یعنی علم اور قدرت سے کہ سب چیزوں کے ظاہر اور باطن کو تفصیل سے جانتا ہے اس وجہ سے کہ کچھ اسپر پوشیدہ نہیں ہے پس احوال لوگوں کا اسکو سب معلوم ہے موافق اعمال کے ہر ایک کو جزا اور سزا دے گا سورۃ الشوریٰ یہ سورہ مکی ہے مگر چار آیتیں اسمیں سے مدینہ میں نازل ہوئی ہیں از انجملہ آیہ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى چنانچہ ابن عباس سے منقول ہے اور اس سورہ میں ترپن آیتیں ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ حم عسق کو پڑھے خدا قیامت میں اسکے منہ کو مثل ماہ چہاردہم روشن کرے اور اسکو اپنے سامنے کھڑا کرکے کہے کہ اے بندہ میرے تو نے حم عسق کو ہمیشہ پڑھا ہے اور ثواب اسکا تو نے نہیں جانا ہے کہ کیا ہے اور اگر اسکے ثواب کو جانتا تو اسکے پڑھنے سے تو کاہلی نہ کرتا اور لیکن میں تجھکو اسکے پڑھنے کی جزا دیتا ہوں پھر فرشتوں کو حکم کرے کہ اسکو بہشت میں داخل کرو اور بہشت میں اسکے واسطے محل ہے یاقوت سرخ کا اور اسکے دروازے اور کنگرے اور سب یاقوت سرخ کے ہیں اور ایسا صاف اور لطیف ہے وہ محل کہ باطن اسکا اسکے ظاہر میں دکھلائی دیتا ہے اور ظاہر اسکا اسکے باطن سے اور اس میں اسکے واسطے دو حور العین ہیں اور ہزار حوریں لونڈیاں اور ہزار غلمان خدمتگار ہیں جنکی تعریف خدا نے قرآن میں کی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمۗ ۝ عۗسۗقۗ ۝ حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ معنی اسکے الحکیم المثیب العالم القادر القوی اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ یہ حروف ہیں خدا کے اسم اعظم کے جدا جدا کہ اسکو پیغمبر یا امام مرکب کرتا ہے اور جس وقت اس اسم سے خدا کو پکارے پس تو قبول کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حم عسق نام قرآن کا ہے اور ابن جبیر سے منقول ہے کہ حا حلیم میں سے ہے اور میم مجید میں سے اور عین عالم میں سے اور سین قدوس میں سے اور قاف قاہر میں سے اور یا اشارہ ہے طرف حکیم اور مجید اور علیم اور سمیع اور قدیر کے اور یا اشارہ ہے طرف صفت حلم اور مجد اور علم اور ستائش اور قدرت کے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ رمز ہے طرف ان بخششوں کے کہ خدا نے اپنے حبیب سید الانبیاء کو مرحمت فرمائی ہیں حا سے تو حوض مراد ہے یعنی حوض کوثر کہ امت کے پیاسوں کو اس سے پانی پلائینگے اور میم سے مراد ملک ممدود ہے کہ مشرق سے مغرب تک اسکی امت کے تصرف میں آئے اور عین سے مراد عزت ہے اور سین سے مراد ستائش مشہور اسکی ہے کہ کوئی شخص اسکے مرتبہ کی بلندی کو نہ پہنچے اور قاف سے مراد مقام محمود ہے کہ وہ قیامت میں شفاعت کبریٰ ہے اسکی اور بعضے کہتے ہیں کہ حا حرب سے ہے یعنی جنگ سے اشارہ ہے کہ درمیان قریش کے اور آنکے دشمنوں کے واقع ہوا اور میم سے ملک بنی امیہ ہے اور عین علو یعنی بلند ہونا عباسیوں کا ہے اور سین ستائش مہدی ہے یعنی بلندی مہدی کی اور قاف قوم عیسیٰ کی جس وقت کہ عیسیٰ آسمان سے آئے اور رفاقت میں مہدی کی نصاریٰ کو قتل کرے اور انکے عبادتخانوں کو ڈھاوے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا کہ حم عسق سے کیا مراد ہے کہا کہ میں تجھکو اسکی خبر دیتا ہوں جان کہ یہ آیت ایک مرد کی شان میں ہے کہ نام اسکا عبد اللہ ہے کہ وہ بعضی نہروں پر مشرق کی نازل ہو اور کنارہ پر نہر کے دو شہر آباد کرے اس طرح سے کہ پانی نہر کا دونوں شہروں میں سے گذرے اور جس وقت خدا چاہے کہ ملک اسکا اور اسکے تابعین کو برباد کرے تو ایک شب کو آگ بھیجے کہ ایک شہر تو تمام جل جائے اس طرح سے کہ کوئی اثر اسکا باقی نرہے اور دوسرے روز آدمی اس شہر کے دوسرے شہر میں آجائیں خدا ان دونوں شہروں کو زمین میں دھنسا دے اس طرح سے کہ کوئی نشان انکا باقی نرہے پس یہی مراد ہے قول حقتعالیٰ حم عسق سے یعنی مقدر ہوا ہے عزم اور سنت اور قضا جانب خدا سے جو اب ان دونوں شہروں کی اور یا عین اشارہ ہے طرف عدل خدا کے اور سین

سورۃ الشوریٰ

۱۰

طرف سکون کے اور قاف طرف وقوع عذاب کے واسطے ان دونو شہرونکی یعنی مقدر ہوا ہے کہ عدل کے اعتبار سے جلدی ان شہرونپر عذاب واقع ہو
اور سوائے اسکے اور اقوال بھی اس میں ہیں کہ انکے ذکر میں کچھ فائدہ نہیں ہے کَذٰلِكَ ایسے ہی یعنی جو کچھ کہ اس سورہ میں معنی ہیں ایسے ہی یُوْحِیْٓ اِلَیْكَ وحی
کرتا ہے طرف تیرے اور ابن کثیر نے بفتح حا پڑھا ہے یعنی وحی کی جاتی ہے طرف تیری وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور طرف ان لوگونکی کہ پہلے تجھسے تھے سارے
پیغمبر یعنی طرف تیری اور طرف تمہارے پیغمبرونکو وحی کرتا ہے اللّٰهُ الْعَزِیْزُ خدا کہ غالب ہے تمام چیزوں پر پس کوئی شخص اسکو وحی کرنے سے نہیں ہٹا سکتا
ہے الْحَکِیْمُ حکمت والا ہے کہ موافق حکمت کے جو شخص کہ سزاوار وحی کا ہے اسکے پاس وحی کو بھیجتا ہے کہتے ہیں کہ اس سورہ میں جو بیان توحید خدا کا اور قیامت کی
تصدیق کرنے کا ہے اس سورہ کا مضمون ہر پیغمبر پر نازل ہوا ہے اپنی زبان میں لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ واسطے اسی خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِی
الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے یعنی سب اسکی ملک ہے اسی کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں وَهُوَ الْعَلِیُّ اور وہی بلند مرتبہ ہے الْعَظِیْمُ بزرگ کہ کوئی
اسکی بلندی اور بزرگی کو نہیں پاسکتا ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ قریب ہے کہ آسمان اسکی عظمت اور جلال کی ہیبت سے یَتَفَطَّرْنَ پھٹ جائیں مِنْ
فَوْقِهِنَّ اوپر اپنے سے یعنی عرش سے آسمان دنیا تک وَالْمَلٰٓئِكَةُ یُسَبِّحُوْنَ اور تمام فرشتے تسبیح کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ساتھ تعریف
پروردگار اپنے کے اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مراد ان فرشتوں سے حاملان عرش ہیں کہ جو ہمیشہ تسبیح خدا میں مشغول ہیں وَیَسْتَغْفِرُوْنَ اور بخشش
چاہتے ہیں گناہوں سے درگاہ خدا میں لِمَنْ فِی الْاَرْضِ واسطے ان لوگونکے کہ بیچ زمین کے ہیں مومنین کے گروہ میں سے جو کہ گناہ ہوئے توبہ کرتے ہیں اَلَآ اِنَّ
اللّٰهَ خبردار ہو کہ تحقیق خدا هُوَ الْغَفُوْرُ وہی بخشنے والا ہے بندونکا ہے الرَّحِیْمُ مہربان اپنے بندونپر کہ انکی توبہ کو قبول کرتا ہے اور اپنے فرشتونکو حکم کیا ہے بخشش چاہنے کا مومنین
کیواسطے اور آگے خدا کفار کا حال بیان کرتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا اور جن لوگوں نے کہ پکڑے ہیں یعنی مقرر کئے ہیں مِنْ دُوْنِهٖٓ سوائے اس خدا کے اَوْلِیَآءَ دوست کہ وہ بت ہیں یعنی مشرکوں
اللّٰهُ حَفِیْظٌ عَلَیْهِمْ خدا نگہبان ہے اوپر انکے کہ انکی اعمال اور افعال و اقوال کو سب کو جانتا ہے پس ہر ایک کو موافق اس کے اعمال کے جزا دیگا وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ اور تو نہیں
ہے تو اوپر انکے اے محمدؐ بِوَكِیْلٍ نگہبان یعنی تجھ پر واجب نہیں ہے کہ تو انکی اعمال اور افعال کی محافظت کرے پس انکے کفر اور عناد سے تو دلتنگ مت ہو اس
واسطے کہ تیرے ذمہ تو فقط ہمارے احکام کا پہچانا اور راہ حق کو بتلا دینا ہے وَكَذٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ پہلے پیغمبروں پر ہمنے وحی کی تھی ایسے ہی
اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وحی کی ہے ہمنے طرف تیری قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا قرآن عربی کہ تیری قوم کی زبان میں ہے لِّتُنْذِرَ تاکہ ڈراوے تو اس قرآن سے اُمَّ
الْقُرٰی مکہ کو یعنی مکہ کے باشندونکو اور مکہ کو ماں بستیونکی اس واسطے فرمایا کہ وہ اصل سب زمین کی ہے اور اسکے نیچے سے سب زمین بچھائی گئی ہے پس فرماتا ہے خدا کہ
ڈرا تو مکہ والونکو وَمَنْ حَوْلَهَا اور ان لوگوں کو کہ گرد اس مکہ کے ہیں تمام دنیا کے آدمی وَتُنْذِرَ اور ڈرا تو سبکو یَوْمَ الْجَمْعِ دن جمع ہونیکے سے یعنی
قیامت کے سے کہ لَا رَیْبَ فِیْهِ نہیں شک بیچ ہونے اسکے سے اور بعد اسکے کہ سب خلقت حساب سے فارغ ہو تو فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ ایک فرقہ بیچ بہشت کے روانہ
ہو بسبب اپنے ایمان اور طاعت کے اور وہ فرقہ مومنین کا ہے وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ اور ایک فرقہ ان میں سے بیچ دوزخ کے جاوے بسبب کفر اور گناہونکے
اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایکروز رسول خدا اپنے دولتسرا سے باہر تشریف لائے اور دو کتابیں اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ یہ کتاب
کیا ہے میں نے حضرت سے عرض کی کہ میں نہیں جانتا فرمایا کہ جو کہ میرے دست راست میں ہے اسمیں نام سب نیکوں کے ہیں کہ جو بہشت میں جائیں گے اور اس سے نہ کم ہیں
اور نہ زیادہ اور یہ جو میرے دست چپ میں ہے اسمیں نام سب کافروں کے ہیں جو کہ دوزخ میں جائینگے اور نہ اس سے کم ہیں اور نہ زیادہ ہیں اور یہ آیت تلاوت فرمائی
فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت نے وقت خطبہ پڑھنے کے دونو ہاتھونکی مٹھیاں بند کرکے پوچھا تھا لوگوں سے کہ میری
مٹھیوں میں کیا ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے تو فرمایا کہ میری داہنی مٹھی میں بہشتیونکے نام ہیں اور بائیں مٹھی میں دوزخیونکے نام ہیں وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ
اور اگر چاہتا خدا قہر اور جبر کرکے کہ سب مسلمان ہو جائیں تو لَجَعَلَهُمْ البتہ کر دیتا ان سب بے اختیار کرکے اُمَّةً وَّاحِدَةً گروہ ایک راہ حق پر
وَّلٰكِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ اور لیکن داخل کرتا ہے جسکو چاہتا ہے مومنین میں سے فِیْ رَحْمَتِهٖ بیچ رحمت اپنی کے کہ وہ داخل ہونا بہشت میں
ہے یعنی شرع کے احکام کی سب کو تکلیف دی پس جو کوئی کہ اپنے اختیار اور ارادہ سے ایمان لایا اور فرمانبرداری اسنے خدا کی تو وہ بہشت میں داخل

ہوا اور جس نے کہ اپنے اختیار سے کفر اور شرک کو قبول کیا اور فرمانبرداری خدا کی اسنے نہ کی تو وہ مستحق دوزخ کا ہوا اور اپنے نفس پر اسنے ظلم کیا کفر کو اختیار کر کے
وَالظّٰلِمُوْنَ اور ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر مَا لَھُمْ نہیں ہے واسطے انکے مِّنْ وَّلِیٍّ کوئی دوست کہ کارساز انکا ہووے وَّلَا نَصِیْرٍ اور نہ مدد کرنیوالا
کہ عذاب انکو انسے دفع کرے اور نہ ایسا ہے کہ کفار توحید کا اقرار کریں اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ بلکہ پکڑے ہیں انھوں نے سوائے اس خدا کے اَوْلِیَآءَ کہ
وہ دوست بت ہیں اور معبود انکے ہیں کہ جنسے نفع اور ضرر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر ارادہ کریں کہ کوئی ایسا دوست اختیار کریں کہ وہ فائدہ انکو پہنچاوے اور
ضرر کو انسے دور کرے تو فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ پس خدا ہی دوست ہے ایسا کہ نفع پہنچاوے اور ضرر کو دور کرے اور سوا اسکے اور کوئی ایسا نہیں ہے وَ
هُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو اپنی قدرت سے نہ بت کہ جو معبود کفار کے ہیں وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت
رکھنے والا ہے بخلاف بتوں کے کہ وہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر کو دور کر سکتے ہیں اور بعد اسکے پیغمبر کی حکایت کو بیان کرتا ہے نسبت
بہ مومنین یعنی جو کچھ کہ پیغمبر صلعم نے مومنین سے کہا تھا اسکو بیان کرتا ہے کہ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ اور وہ چیز کہ اختلاف کیا ہو تمنے اے مومنین فِیْهِ بیچ اس چیز کے اور وہ
ہے مِنْ شَیْءٍ کسی شے میں سے امر دین ہیں یا دنیا ہیں تو فَحُكْمُهٗ پس حکم اسکا پھیر دیا گیا اِلَی اللّٰهِ طرف خدا کے ہے یعنی قیامت کے دن جو خدا تعالےٰ
عدالت کرے گا تو اس روز اسکی حقیقت کا حکم کرے گا کہ حق ہی یا باطل ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حق والونکو اس روز ثواب بخشیگا اور باطل ہونیوالوں کو عذاب دیگا
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ متشابہ کی تاویل ہیں جو تم اختلاف کرتے ہو پس رجوع کرو طرف محکم کے کتاب خدا ہیں سے اور یا یہ کہ آپس ہیں جو تم نزاع
اور جھگڑا کرتے ہو اس مقدمہ ہیں رجوع طرف پیغمبر کے کرو کہ وہ آپس ہیں حکم دے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ وہ خدا کہ حقیقت حکم کی جانتا ہو رَبِّیْ پروردگار میرا ہے عَلَیْهِ
اوپر اسکے نہ اسکے غیر پر تَوَكَّلْتُ توکل کیا میں نے جمیع امور ہیں اور دشمنوں کو رد کرنے ہیں وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ اور طرف اسی کے رجوع کرتا ہوں ہیں سب کاموں ہیں
فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا جَعَلَ لَكُمْ پیدا کئے واسطے تمہارے مِّنْ اَنْفُسِكُمْ نفسوں تمہارے سے یعنی
نفسوں کی جنس سے اَزْوَاجًا جوڑے کہ انسے انس پکڑو اور وہ عورتیں تمہاری ہیں کہ انسے اولاد کو حاصل کرو وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اور چارپایوں سے پیدا کئے
واسطے تمہارے اَزْوَاجًا جوڑے قسم قسم کے کہ وہ نر اور مادہ اونٹ کے ہیں اور نر اور مادہ گوسفند کے ہیں اور نر اور مادہ گائے اور بھینس کے ہیں اور نر اور مادہ بکری کے
ہیں کہ تم انسے فائدہ حاصل کرو یَذْرَؤُكُمْ پیدا کرتا ہے تمکو اور چارپایوں کو فِیْهِ بیچ اس وجہ کے کہ ذکر کی گئی ہے پیدا کرنے جوڑوں کو اور شق کے ظاہر کرنے
خلقت کے ہیں پیدا کرکے اور ضمیر فیہ کی طرف جعل کی پھرتی ہے اور بعضے کہتے ہیں معنی اسکے یہ ہیں کہ بہت اور کثرت کرتا ہے تمکو کہ تمہارے نفسوں سے تمہارے
جوڑے پیدا کئے ہیں اور چارپایوں کے جوڑے پیدا کئے تاکہ نسل اور اولاد کثرت سے ہو لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ نہیں ہے مانند اسکے کوئی شے نہ ذات میں نہ صفات میں کہ
پیدا کئے آسمان کو اور زمین کو اور خلقت کی کثرت کرے جوڑے بنا کر اور نہ کسی کے مشابہ اور مانند اور کاف مثل پر زائد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ زائد نہیں ہے اور مثل
صفت کے معنی میں ہے وَهُوَ السَّمِیْعُ اور وہ سننے والا ہر چیز کا ہے جو کہ قابل سننے کے ہے الْبَصِیْرُ دیکھنے والا ہر چیز کا ہے جو کہ قابل دیکھنے کے ہے باوجود اسکے کہ کسی
کی مثل نہیں ہے یعنی باوجودیکہ کوئی چیز اسکے مشابہ اور مانند نہیں ہے لیکن پھر دیکھتا ہو اور سنتا ہو لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ واسطے اسی کے
کنجیاں ہیں آسمانوں کی اور زمین کی یعنی خزانہ آسمان کا کہ وہ بارش باراں ہے اور خزانہ زمین کا کہ وہ زراعت ہے اور وہ موجب روزی کے ہیں یہ سب اسکے
قبضہ اور قدرت ہیں ہیں یَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ یَّشَآءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے موافق مصلحت کے وَیَقْدِرُ اور تنگ
کرتا ہے جسکو واسطے چاہتا ہے موافق مصلحت کے اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ بِكُلِّ شَیْءٍ ساتھ ہر چیز کے خواہ کشادہ کرنا روزی کا ہو خواہ تنگ کرنا عَلِیْمٌ جاننے والا ہے
روزی کے استحقاق کو کہ کسقدر ہر ایک کو چاہیے اور اب خدا نعمت دین کو بیان کرتا ہے کہ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ ظاہر کیا اور بیان کیا خدا نے واسطے تمہارے
دین سے کہ جسکو اختیار کرو اور راہ حق پاؤ مَا وَصّٰی بِهٖ اس چیز کو کہ وصیت کی ساتھ اسکے نُوْحًا نوح کو یعنی اس دین کو تمہارے واسطے بیان کیا کہ جس دین کی وصیت
نوح کو کی تھی کہ جس دین ہیں شرک نہیں ہے وَّالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ اور وہ دین ہے کہ وحی کی ہے ہمنے طرف تیرے اے محمد صلعم وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖ
اور وہ چیز یعنی وہ دین کہ وصیت کی ہمنے ساتھ اس دین کے اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یعنی خدا نے ظاہر کیا ہے

اور بیان کیا ہے واسطے تمہارے اصول دین کو کہ وہ شریک ہی درمیان نوح اور محمدؐ کے اور ان پیغمبروں کے کہ جو درمیان ان دونوں کے ہوئے ہیں اور وہ اصول دین کے توحید خدا کی ہے
اور اعتقاد کرنا تمام پیغمبروں کی نبوت اور انکی کتابوں کا اور روز قیامت کا اور مضمون اس وصیت کا اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ یہ ہے کہ قایم کرو تم دین کو کہ وہ اعتقاد کرنا ہے
اصول دین کا وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ اور نہ فرقہ فرقہ ہو تم بیچ اس دین کے اور اختلاف مت کرو تم دین میں کَبُرَ بڑا اور دشوار اور بھاری ہے عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا
تَدْعُوْهُمْ اور مشرکوں پر وہ امر کہ بلاتا ہے تو انکو اِلَیْهِ طرف اس امر کے کہ وہ توحید خدا کی ہے اور بیزاری شرک سے اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ خدا کھینچتا ہے طرف
اپنے یا دین کے مَنْ یَّشَآءُ جسکو چاہتا ہے یہ ان لوگوں میں سے کہ فرمانبرداری اسکی کرتے ہیں یا یہ کہ برگزیدہ کرتا ہے واسطے پیغمبری کے جسکو چاہتا ہے سزاوار اسکی پاکر جیسے کہ
تجھکو پیغمبر کیا وَیَهْدِیْٓ اور راہ دکھاتا ہے اور توفیق بخشتا ہے اِلَیْهِ طرف اس دین حق کے مَنْ یُّنِیْبُ اس شخص کو کہ رجوع کرے طرف حق کے وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اور
نہ متفرق ہوئے وہ مذہبوں میں اگلے پیغمبروں کی امتوں میں اور متفرق ہوئے یہود اور انکے کے اور نصاری یعنی یہ لوگ دین میں اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ مگر بعد ان کے
کہ آیا انکے پاس علم پیغمبروں کی خبروں کا اور پیغمبروں کا علم انکو ہوا اور معجزے انکے دیکھے جو کہ دلالت کرتے ہیں پیغمبروں کے دعوے کی راستی پر اور آپ محمد ان کفار نے نہیں خلاف
کیا ہے تجھ میں مگر بعد اسکے کہ انکو علم ہوا ہے تیری نبوت کا لیکن حسد اور عناد انھوں نے تامل اسمیں کیا اور لیکن وہ متفرق ہوئے بَغْیًا واسطے ظلم کے اور حسد کے جو
بَیْنَهُمْ درمیان انکے اور یا واسطے طلب کرنے جاہ اور ریاست کے اور یا واسطے حسد پیغمبر کے اور بغیاً مفعول لہ واقع ہوا ہے وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ اور اگر نہ ہوتا کلمہ
عذاب کا کہ پہلے گذر گیا ہے عذاب کی قبل ہیں مِنْ رَّبِّکَ پروردگار تیرے کی طرف سے اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی طرف مدت نام رکھی گئی کے کہ عذاب انکا قیامت تک
مقرر کیا ہے لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ البتہ حکم کیا جاتا درمیان ان کے کہ ان کافروں کو تنبیہی کیجاتی اور سب کو ہلاک کرتے وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ اور تحقیق جو
لوگ کہ وارث کئے گئے ہیں کتاب کو یعنی دئے گئے ہیں قرآن میں مِنْۢ بَعْدِهِمْ پیچھے انکے یعنی پیچھے امتوں گذری ہوئی کے کہ وہ قوم نوح کی اور ابراہیم کی اور
موسی کی اور عیسی کی ہیں بعد انکے باپ دادا انکے قرآت انکے پاس آیا اور یا مشرکین مراد ہیں کہ بعد یہود اور نصاری کے قرآن انپر نازل ہوا لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ
البتہ بیچ شک کے ہیں اس قرآن سے یا دین حق سے یا پیغمبر سے مُرِیْبٍ کہ نہایت شک میں ڈالنے والا ہے یعنی ظن غالب انکا یہ تھا کہ قرآن یا دین حق نہیں ہے فَلِذٰلِکَ
پس واسطے اس متفرق ہونے کے اختلاف کرنے انکے کے فَادْعُ پس بلا تو اے محمد لوگوں کو طرف اتفاق اور الفت کے کہ یہ تفرقہ اور اختلاف انسے دور ہو وَاسْتَقِمْ اور مستقیم رہ تو
پہنچانے پر احکام ہمارے کے کَمَآ اُمِرْتَ جیسے کہ حکم دیا گیا ہے وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ اور پیروی کر تو خواہشوں انکی کی اور انکی آرزوں باطل کی اور منقول ہے کہ ولید
بن مغیرہ نے جناب رسول خدا سے کہا کہ اپنے دین سے تو پھر جا تا کہ تمام مال اپنا تجھکو بخشوں اور شیبہ بن عتبہ نے کہا کہ اگر تو اپنے دین سے پھر جاوے تو میں اپنی بیٹی تیرے نکاح میں دوں
خدا نے یہ آیت نازل کی کہ تو لوگوں کو حق کی طرف بلانے پر ثابت قدم رہ اور دین اسلام پر قایم رہ اور لوگوں کی خواہشوں کی پیروی مت کر وَقُلْ اٰمَنْتُ اور کہہ تو
ایمان لایا ہوں میں بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے مِنْ کِتٰبٍ قسم کتاب سے یعنی جو کتاب کہ خدا نے پہلے پیغمبروں پر اور مجھ پر نازل
کی ہے ان کتابوں پر میں ایمان لایا ہوں اور ان کتابوں میں حکم ہے خدا کے واحد جاننے کا اور شرک سے بیزاری کرنے کا اس میں کیونکر تمہاری پیروی کروں وَاُمِرْتُ
اور حکم کیا گیا ہوں میں خدا کی جانب سے لِاَعْدِلَ کہ عدل کروں میں اور مساوات اور برابری رکھوں میں بَیْنَکُمْ درمیان تمہارے کہ اعلی اور ادنی اور اشرف اور اجلاف سب کو
خدا کی توحید کی طرف بلاؤں اور احکام شرع کے پہنچانے میں کوتاہی نہ کروں اور کہہ تو اے محمد انسے کہ تم اقرار کرتے ہو کہ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ خدا پروردگار
ہمارا ہے اور پروردگار تمہارا اور یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ کہتے تھے کہ پیدا کرنیوالا خدا ہے پس اسواسطے حکم دیا کہ کہہ تو کہ پروردگار ہمارا اور تمہارا خدا ہے لَنَآ اَعْمَالُنَا
واسطے ہمارے جزا ہے اعمال ہمارے کی وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ اور واسطے تمہارے جزا اعمال تمہارے کی ہے لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ نہیں جھگڑا ہے درمیان ہمارے اور درمیان
تمہارے اسواسطے کہ جو حق ہے وہ ظاہر ہوا ہے پس اگر طرف اختلاف کے کوئی رغبت کرے تو یہ شورہ پشتی ہے اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا خدا جمع کریگا درمیان ہمارے قیامت کے
دن اور ہمارا بدلا تم سے لیگا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ اور طرف اسی کے ہے جگہ پھرنے سب خلقت کی واسطے جزائے اعمال کے کہ مومنین کو بہشت کے ملیند درجوں میں داخل کریگا
اور باطل والوں کو آتش دوزخ میں جلائے گا وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ اور جو لوگ کہ جھگڑا کرتے ہیں پیغمبر سے اور مسلمانوں سے فِی اللّٰهِ بیچ دین خدا کے مِنْۢ بَعْدِ
مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ بعد اسکے قبول کر لیا گیا ہے واسطے اس دین کی یعنی بعد اسکے کہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں مراد اس سے یہود اور نصاری ہیں کہ پہلے تو رسول خدا کی

اورصادق توریت اور انجیل میں دیکھ ایمان لائے تھے اور جب پیغمبر ہو کر آئے تو حسد کی جہت سے ایمان نہ لائے حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ حجت انکی باطل ہونیوالی ہے
نبوت کے رد کرنے میں عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے کے بعد واضح ہونے دلیلوں درستی نبوت کے پھر حجت اور تکرار انکا محض عناد اور حسد ہے وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
اور اوپر ان لوگوں کے غضب ہے خدا کا بسبب اسکے کہ وہ حق کے باطل کرنیکے درپے ہیں وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اور واسطے انکے عذاب سخت ہے کہ وہ آتش دوزخ
ہے اور کہتے ہیں کہ جھگڑا انکا یہ تھا اور کہتے تھے کہ ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے اور پیغمبر ہمارا تمہارے پیغمبر سے پہلے ہے پس ہم تم سے بہتر ہیں اللّٰهُ الَّذِي
خدائے حق وہ شخص ہے کہ أَنْزَلَ الْكِتَابَ نازل کیا ہے اس نے کتاب کو یا قرآن کو بِالْحَقِّ ساتھ حق کے یعنی ساتھ راستی کے کہ جس چیز کی وہ خبر دیتا ہے
گذشتہ اور آئندہ کی سب سچ ہے وَالْمِيزَانَ اور ترازو کو نازل کیا ہے یعنی شرع کے طریق کو کہ وہ حقیقی عدالت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ترازو سے یہی ترازو
کہ جسکا رواج دنیا میں ہے اور مراد اسکے نازل کرنے سے تعلیم کرنا اسکا ہے کہ وزن کرنے کی کیفیت سکھلائی تاکہ بائع اور مشتری کو نقصان ہو وَمَا يُدْرِيكَ اور
کس چیز نے خبر دیا تجھکو قیامت کے حال کو لَعَلَّ السَّاعَةَ شاید کہ قیامت یعنی آنا اسکا قَرِيبٌ ۝ نزدیک ہو اور لعل کلام خدا میں یقین کے معنے میں ہے یعنی البتہ قیامت
نزدیک ہے پس پیروی کتاب خدا کی کر تو اور اسکی شرح پر کہ محض عدل ہے عمل کر اور حکمت قیامت کے پوشیدہ کرنے میں یہ ہے کہ بندے ہمیشہ خوف کرتے رہیں اور ذکر خدا میں مشغول
ہوں اور اگر وقت قیامت کا معلوم ہوتا تو قیامت سے پہلے گناہوں کے کرنے میں دلیری کرتے اس نیت سے کہ توبہ کر لینگے يَسْتَعْجِلُ بِهَا جلدی کرتے ہیں ساتھ
قیامت کے ہنسی اور ٹھٹھے کی راہ سے الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکے اور اسکے آنے کو سچ نہیں جانتے ہیں وَالَّذِينَ
آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر کو راستگو جانا ہے وہ مُشْفِقُونَ مِنْهَا ڈرا ہوا ہیں اس قیامت سے بسبب معلوم ہونے اپنے فعلوں
کے انجام کے کہ دیکھئے نجات ہوگی یا نہیں وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ اور جانتے ہیں وہ کہ تحقیق وہ قیامت حق ہے کہ ضرور آنے والی ہے أَلَا إِنَّ
الَّذِينَ خبردار ہو کہ تحقیق وہ لوگ کہ يُمَارُونَ شک کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں فِي السَّاعَةِ بیچ آنے قیامت کے لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ
البتہ بیچ گمراہی کے دور گئے ہیں حق سے کہ کتابیں سب انبیاء کی اسکے حق ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور جو شخص کہ اول بار پیدا کرتا ہے کیا دوسری مرتبہ وہ زندہ نہیں
کر سکتا اللّٰهُ لَطِيفٌ خدا مہربان ہے بِعِبَادِهِ ساتھ بندوں اپنے کے اور یا یہ کہ دوربین ہے اور باریک بین ہے ساتھ بھیدوں بندوں اپنے کے کہ ان کے
دلونکی باتونکو جانتا ہے اور مراد اسماء سے یہ ہے کہ فائدہ پہنچانیوالا ہے اپنے بندوں کو اس وجہ سے کہ دریافت کرنا اسکا نہایت باریک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ لطف کے
معنی یہ ہیں کہ نعمت اپنی قدر کے موافق دیوے اور شکر بندہ کا قدر کے موافق چاہے اور متکلمین کی اصطلاح میں لطف اس فعل کو کہتے ہیں کہ بندہ اسکے سبب سے
طاعت کے قریب ہو اور گناہوں سے دور ہو اپنے اختیار کی جہت سے اور جو لطف کہ باعتبار طاعت کے ہو اسکو توفیق کہتے ہیں اور اگر گناہ کا منع کرنیوالا ہو اسکو عصمت کہتے ہیں
اور بعضے لطیف کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ علم اسکا گھیرنے والا مصلحتوں کا باریکیونکا ہو اور حکمت اسکی شامل فائدوں اور نفعوں کو ہو اور اسی مقام سے
ہے کہ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے موافق مصلحت پوشیدہ کی میں خاص کرتا ہے ہر بندہ کو ایک قسم کی نعمت کے ساتھ کہ موافق
حکمت ہو کہ کسیکو فرزند عطا کرتا ہے اور کسی کو تونگری بخشتا ہے اور کوئی اسکے احسان سے خالی نہیں ہے اگرچہ مرتبوں میں نعمت دینے کے فرق ہو کہ کسی کو زیادہ بخشے
اور کسیکو کم وَهُوَ الْقَوِيُّ اور وہ زبردست ہے مہربانی اور لطف کرنے میں الْعَزِيزُ غالب ہے اپنے ارادہ میں کہ ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتا ہے مَنْ كَانَ
يُرِيدُ جو شخص ہووے کہ ارادہ کرے دنیا میں حَرْثَ الْآخِرَةِ کھیتی آخرت کا کہ موجب ثواب آخرت کا ہے تو نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ زیادہ کرینگے ہم واسطے
اسکے بیچ کھیتی اسکی کے کہ اسکو ایک کی عوض میں ستر دیوینگے وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ اور جو شخص کہ ہووے کہ ارادہ کرے حَرْثَ الدُّنْيَا کھیتی دنیا کا کہ
مقصود اصلی اسکا حاصل ہونا نعمت کا دنیا میں ہو تو نُؤْتِهِ مِنْهَا دیوینگے ہم اس کو اس دنیا میں سے موافق مصلحت اور حکمت کے جس قدر کہ واسطے اسکے مقدر ہے جس قدر نہ
کہ وہ چاہے وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ اور نہیں ہے واسطے اسکے بیچ آخرت کے مِنْ نَصِيبٍ کوئی حصہ ثواب میں سے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت جہاد کرنیوالونکے حق
میں نازل ہوئی ہے کہ بعضے ان میں سے منافق تھے وہ غنیمت لینے کے ارادہ سے جہاد کو جاتے تھے اور جو کہ مومنین خالص تھے وہ بقصد ثواب جہاد کرتے تھے
پس غنیمت کے طلب کرنیوالونکو تو یہی حصہ انکا مال غنیمت کا ملتا تھا اور آخرت کے طلب کرنیوالوں کو غنیمت کا حصہ بھی ملتا تھا اور آخرت کا ثواب بھی ملتا تھا

اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی آخرت کی نیت سے کام کرے خدا دنیا میں تمام پراگندگیاں اور پریشانیاں اسکی جمع کرے اور اسکی خیر سے اسکو بے پروا کرے
اور دنیا اسکی طرف رخ کرے اور جو کوئی دنیا کی نیت سے کام کرے خدا اسکی جمعیت کو پریشان کرے اور فقیری اور محتاجی اُسکے آگے آئے اور دنیا میں سے اسکو
کچھ نہ پہنچے مگر جو کچھ کہ واسطے اسکے مقدر ہوا ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مال اور پسر کھیتی دنیا کے ہیں اور عمل نیک کھیتی آخرت کی ہے اور دوسری روایت
میں فرمایا ہے کہ جو کوئی ارادہ کرے کسی بات کا واسطے فائدہ دنیا کے تو نہیں ہے واسطے اسکے کوئی حصہ آخرت میں ثواب میں سے اور جو کوئی ارادہ کرے اسکا آخرت کی
بھلائی کا تو دیگا اسکو خدا بھلی دنیا اور آخرت کی اور اب خدا کفار کو زجر و توبیخ کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا ملکہ واسطے ان کافروں کو شریک ہیں
شیطانوں میں سے گناہ ہونگے کہتے ہیں کہ شَرَعُوۡا لَهُمۡ پیدا کیا ہے انھوں نے واسطے اُن کفار کے اور مقرر کیا ہے یعنی انکو دلونمیں آراستہ کیا ہے مِّنَ الدِّيۡنِ دین باطل
میں سے مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ جو اُسچیز کو کہ نہیں اذن دیا ہے ساتھ اسکے خدا نے مثل شرک اور انکار قیامت کے اور عمل کرنا خاص واسطے دنیا کے وَلَوۡلَا كَلِمَةُ
الۡفَصۡلِ اور اگر نہوتا سخن فیصلہ کا کہ سابق ہو گیا ہے اور خدا نے پہلے اس سے حکم دیا ہے عذاب کی تاخیر کا کہ فیصلہ خلقت کا قیامت پر رکھا ہے اور اس امت کا عذاب
آخرت میں منحصر لکھا ہے اگر یہ سخن پہلے سے نہو لیا ہوتا تو لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ البتہ حکم کیا جاتا درمیان ان کافروں کے اور انکے شریکوں کے اور ہر ایک موافق اپنے عمل کے
سزا پاتا وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ اور تحقیق جو لوگ کہ ظلم کرنیوالے ہیں اپنے نفسوں پر کفر کر کے لَهُمۡ واسطے انکے قیامت میں عَذَابٌ اَلِيۡمٌ عذاب دردناک ہے کہ کبھی کم
ہوگا تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ دیکھیگا تو اے محمد ظلم کرنیوالوں کو قیامت میں مُشۡفِقِيۡنَ ڈرنیوالے ہونگے مِمَّا كَسَبُوۡا جزا اس چیز کی سے کہ کسب کیا ہے انھوں نے دنیا میں
کہ قسم قسم کے اعمال بد کئے ہیں وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ اور وہ جزا واقع ہونیوالی ہے ساتھ انکے خواہ اس سے وہ ڈریں خواہ نہ ڈریں کہ بہت ڈرنا اور خوف
کرنا عذاب کو دفع نہ کریگا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے ہیں انھوں نے نیک وہ لوگ فِىۡ رَوۡضٰتِ
الۡجَنّٰتِ بیچ باغوں بہشتوں کے ہونگے اور روضہ اس زمین کو کہتے ہیں کہ کثرت روئیدگی سے سبز ہو اور جنت اس زمین کو کہتے ہیں کہ جسمیں بڑے بڑے درخت کثرت سے ہوں
پس مومنین صالحین اس مقام دلکش اور خوشتر میں ہونگے لَهُمۡ واسطے انکے ان بہشتوں میں مَّا يَشَآءُوۡنَ وہ چیز ہوگی کہ چاہینگے وہ اور آرزو کرینگے وہ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ نزدیک
پروردگار اپنے کے کہ اسکے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے ذٰلِكَ وہ یعنی جو کہ مذکور ہوا ہے بہشتوں میں داخل ہونا موافق اپنی خواہشوں کی نعمتیں پانی هُوَ الۡفَضۡلُ
الۡكَبِيۡرُ وہی ہے فضل بڑا اور نعمت بڑا کہ جسکے مقابلہ میں نعمت دنیا فانی کی نہایت حقیر اور بے اعتبار ہے ذٰلِكَ یہ ثواب بڑا الَّذِىۡ يُبَشِّرُ اللّٰهُ وہ چیز ہے
کہ خوشخبری دیتا ہے خدا ساتھ اسکی عِبَادَهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بندوں اپنے کو جو کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک اور
کشاف وغیرہ تفاسیر اہلسنت میں مذکور ہے کہ ایکروز انصار اپنا فخر بیان کرتے تھے قریش پر ابن عباسؓ اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباسؓ نے انصار کو کہا کہ ہمکو تم پر بزرگی اور فضیلت
ہے اور رسولخدا نے یہ سنا تو انصار کی مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تم ذلیل تھے کہ خدا نے میرے واسطے تمکو عزیز اور عزت دار کیا انصار کہا کہ ہاں یا
رسولخدا پھر فرمایا کہ کیا تم گمراہ نہ تھے کہ خدا نے میرے سبب سے تمکو راہ حق پانیوالا کیا انصار نے کہا کہ ہاں یا رسولخدا پھر فرمایا کہ جواب اسکا کیوں نہیں دیتے ہو انصار نے کہا کہ کیا کہیں
یا رسولخدا فرمایا کہ میرے جواب میں بیان کرو کہ کیا تیری قوم نے تجھکو نہیں نکال دیا تھا تیرے وطن سے اور ہمنے تجھکو جگہ دی اور اپنی پناہ میں لائے اور کیا تیری قوم
نے تجھکو جھٹلایا تھا اور ہمنے تجھکو سچا کیا اور پیغمبر برحق جانا اور تیری قوم نے کیا تیری نصرت سے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا اور ہمنے تیری نصرت کی اور اسیطرح حضرت انصار
کے اوصاف نیک بیان کرتے تھے کہ وہ لوگ مودب ہو کر دوزانو بیٹھے اور عرض کی کہ یا رسولخدا جان و مال ہمارا تمپر فدا ہو جو کچھ مال ہم رکھتے ہیں وہ خدا رسول کا ہے اگر اجازت
فرماؤ تو ہم اپنے مالوں کو خوشی خاطر حضرت کے خادموں کو سپرد کریں تا کہ اپنی احتیاج اور ضرورت میں اسکو خرچ کرو اور اپنی خاطر پاک کو خرچ کی فکر اور تردد سے فارغ کرو
یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ کہہ تو اے محمد مومنین کو لَّاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا نہ سوال کرتا ہوں میں تم سے اوپر پہنچانے احکام خدا کے مزدوری کو اِلَّا الۡمَوَدَّةَ مگر طلب
کرتا ہوں میں دوستی کو فِى الۡقُرۡبٰى بیچ قریبوں اپنے کے کہ وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور انکی اولاد طاہرین اور آئمہ معصومین ہیں چنانچہ روایات اہلبیت سے
ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے دوستی انکی تمام امت پر واجب اور فرض کی ہے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میرے قریبوں کو دوست رکھو اور تعظیم انکی واجب جانو اور روایات اہلسنت سے
بھی ثابت ہوتا ہے کہ مراد قریبوں سے اس آیت میں علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ ہیں چنانچہ کشاف اور بیضاوی اور تفسیر کبیر اور مسند احمد ابن حنبل اور صواعق محرقہ وغیرہ میں لکھا ہے

کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول خدا وہ قریب آپکے کون ہیں کہ جنکی دوستی ہمپر واجب ہے فرمایا کہ وہ علی اور فاطمہ اور حسن و حسین ہیں پس دوستی انکی تمام امت
پر واجب ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ مکی ہے اور حسنین اسوقت پیدا نہیں ہوئے تھے انکی دوستی کیونکر واجب ہوگی بموجب اس آیت کے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ سورہ اگرچہ مکی ہے لیکن چار
آیتیں اسکی مدنی ہیں اور ان چار و میں سے ایک یہ آیت بھی ہے چنانچہ ابن عباس و قتادہ مفسرین اہل سنت سے روایت ہے کہ یہ کیا ضروری ہے کہ جو شے موجود ہو خدا اسکا ذکر کرے
چنانچہ قیامت موجود نہیں ہے اسکا ذکر کیا اور حضرت کے ذوی القربیٰ اسوقت حضرت علی و حضرت فاطمہ موجود تھے یہ جواب اس آیت کے مکی ہونیکا ہے اور حقیقت میں تو
یہ آیت بروایت ابن عباس اور مفسرین اہلسنت مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اگر یہ آیت مدنی نہوتی تو اسقدر روایتیں منقول نہوتیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اسے سب صحابہ ہیں
کہ انسے دوستی رکھیں یہ وجہ بھی نامعقول ہے اسواسطے کہ آنحضرت نے صحابہ کو خطاب کیکے فرمایا ہے کہ تم میرے اقرباسے دوستی کرو اور یہ نہیں ہوسکتا کہ انکو انکے نفسوں کی دوستی کا
حکم ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے وما اجری الا علی رب العالمین سے ہم کہتے ہیں کہ اگر دوستی اہلبیت کی منسوخ ہو تو اس صورت میں دشمنی انکی واجب ہو اور دشمنی انکی ہونا ان
اسواسطے کہ کثرت سے روایتیں کتب اہلسنت کی انکی دوستی کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں پس ثابت ہوا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اجر کا طلب کرنا خدا نے نبیوں کی شان کے
اور یہ کام دنیا داروں کا ہے کہ جو کسی امر خیر میں اجر کو طلب کریں پس کیونکر وہ حضرت عوض اپنے پہنچانے احکام کے اپنے قرابتیوں کی دوستی کو طلب کرتے جواب اسکا یہ ہے کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں
ہے اسواسطے کہ اس اجر کا نفع اور فائدہ ان لوگوں ہی کے واسطے ہے کہ جو حضرت کے قریبوں سے دوستی کرینگے اور وہ فائدہ ثواب آخرت کا ہے یہ اجر مخالف شان نبوت کے ہوگا اور نہ شایان
ہے جیسے کہ جسکا قول ہے کہ قتادہ اور سدی اور کبیر اور سعید بن جبیر نے جزم کیا ہے اور معنی آیہ کے یہ ہیں کہ سوال نہیں کرتا ہوں تمسے کسی حکم کے پہنچانے پر اجر کو لیکن سوال کرتا
ہوں میں تم سے دوستی کو اپنی بسبب قرابت کے کہ تمہارے ساتھ رکھتا ہوں اور ابن عباس سے بھی یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے اور مفصل مذکور ہے کہ کوئی فرقہ قریش کا ایسا
نہ ہوگا کہ ان حضرت کو انکے ساتھ قرابت نہو وہ قرابت حضرت نے یاد دلوائی اور اس قول کو اس شخص نے پسند کیا ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ دوستی قرابتیوں کی تو مخالف شان
نبوت کے ہو اور اجر رسالت کا ان کی دوستی کو مقرر کرنا کام دنیا داروں کا ہو اور اپنی دوستی کو اجر رسالت کا ٹھہرانا اور اپنی دوستی
ان سے طلب کرنی مخالف شان نبوت کے ہو اور نہ کام دنیا داروں کا ہو اسمیں اور اسمیں کیا فرق ہے مگر یہ کہا جاوے کہ دوستی حضرت کے قرابتیوں کی پسند طبع نہیں ہے اور جو اس
آیت کو منسوخ بھی کہتے ہیں کہ اگر دوستی اہلبیت میں کچھ قصور واقع ہو تو موجب گناہ کا ہو اکثر آدمی اس سبب سے گناہگار ہوتے ہیں اسکی یہی وجہ ہے کہ اس آیت کو منسوخ
کہتے ہیں ومن یقترف حسنۃ اور جو کوئی کہ کسب نیکی کو نزدلہ فیھا حسنا زیادہ کرینگے ہم واسطے اسکے بیچ اس نیکی کے حسنا نیکی کو چند در چند کرینگے ہم ثواب
نیکی کا ان اللہ غفور تحقیق خدا بخشنے والا ہے گناہوں کا شکور قدردان جزا دینے والا ہے فرمانبردار وں کی طاعت کا زیادہ عمل سے کہ جو بہشت میں کثرت سے
ابوحمزہ ثمالی نے سدی سے روایت کی ہے کہ مراد اقتراف حسنہ سے دوستی اہلبیت کی ہے اور منقول ہے کہ ایکروز حضرت امام حسن نے خطبہ کے درمیان فرمایا کہ میں ان اہلبیت
میں سے ہوں کہ خدا نے جنکی دوستی ہر مسلمان پر فرض کی ہے اور یہ مودت تلاوت فرمائی اور بعد اسکے فرمایا کہ اقتراف حسنہ دوستی ہماری ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ یہ آیت
ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے اور ذکر غفران اور شکر کا بعد اقتراف حسنہ مودت کے دلالت کرتا ہے مغفرت پر گناہوں محبان اہلبیت کی اور بہت سی حدیثیں وارد ہیں کہ دوستی ہم
اہلبیت کی گناہوں کو یوں گراتی ہے جیسے کہ ہوا سخت پتوں کو درختوں سے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ کوئی بندہ درمیان صفا و مروہ کے عبادت خدا کی
کرے ہزار برس تک اور پھر ہزار برس عبادت کرے اور پھر ہزار برس عبادت کرے یہانتک کہ مثل مشک پرانی بوسیدہ اور پٹی ہوئی کے ہوجاوے اور دوستی کو ہماری نہ پاوے اسکو
اوندھا کرکے خدا دوزخ میں ڈالیگا اور حضرت علی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی میری عترت کو دوست نہ رکھیگا تو وہ منافق ہے اور یا وہ نطفہ حرام ہے اور یا وہ نطفہ
حیض کا ہے اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت فرض ہونے دوستی اہلبیت کی نازل ہوئی تو ایک جماعت نے جو کہ اعتقاد میں درست نہ تھی سوا اسکے تہمت کی کہ مراد اس شخص کی
ہے کہ لوگوں کو اپنے اہلبیت کی طرف رغبت دلاوے تاکہ لوگ حکومت اور امامت میں فرمانبردار انکے ہوویں خدا نے انکے قول کو رد میں فرمایا کہ نہ ایسا ہے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ محمد نے
اس بات پر اپنی طرف سے اپنے نفس پر جھوٹ بنایا ہے ام یقولون افتریٰ بلکہ کہتے ہیں کہ وہ بنا لیا علی اللہ کذبا اوپر خدا کے جھوٹ کو کہ اس قول کو اس نے خدا کی طرف منسوب
کیا ہے فان یشا اللہ پس اگر چاہے خدا یختم علیٰ قلبک مہر رکھے اوپر دل تیرے اور اگر چاہے تو انکو تجھ سے بھلادے اور اگر تو ارادہ جھوٹ بنانیکا کرے پس اسوقت تجھکو
کیونکر قدرت ہو جھوٹ بنانے پر اور اسیطرح کی یہ آیت ہے کہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین یعنی اگر جھوٹ بنا محمد اوپر ہمارے بعضی باتیں تو

البتہ پکڑ لیں ہم اسکی دست است کو پھر البتہ کاٹیں ہم اسکی رگ گردن کو ۔ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ اور مٹاتا ہے خدا اور نابود کرتا ہے باطل کو وَيُحِقُّ الْحَقَّ اور
ثابت کرتا ہی حق کو بِكَلِمَاتِهٖ ساتھ کلموں اپنے کے کہ وہ وحی ہی اور وہ یہ قرآن ہی کہ معجزہ ہی اور اسسے حق کو ثابت کرتا ہی اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
جاننے والا ہی اور عالم ہے ساتھ سینہ کی باتوں کے کہ جو کچھ آدمی کے دل میں پوشیدہ ہی سب سے مطلع ہی یعنی تیری راستی اور گمان افترا کرنیکا تجھ پر خدا سے پوشیدہ نہیں ہی پس موافق حقیقت نیک
اور بد کے سب کو جزا دیگا اور ابن عباس سے منقول ہی کہ جس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی تو رسول خدا پر تہمت کرنیوالے بہت پشیمان ہوئے اور حضرت رسول خدا کے پاس حاضر ہو کر دونوں
میں گر پڑے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو راستگو ہی سب باتوں میں اور ہم نے اس گمان بد سے توبہ کی اور نئے سر سے ہم ایمان لائے تب یہ آیت نازل ہوئی وَهُوَ الَّذِيْ
اور وہ خدا وہ شخص ہی کہ محض اپنے فضل اور رحمت سے يَقْبَلُ التَّوْبَةَ قبول کرتا ہے توبہ کو عَنْ عِبَادِهٖ بندوں اپنے سے جس وقت کہ وہ بہ نیت خالص توبہ کریں وَيَعْفُوْا
اور معاف کرتا ہی اور درگزر کرتا ہی عَنِ السَّيِّاٰتِ گناہوں سے اور اگرچہ گناہ کبیرہ ہوں وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ اور جانتا ہی وہ اس چیز کو کہ کرتے ہیں وہ اور اہل کوفہ نے
تفعلون پڑھا ہے تا سے یعنی اور جانتا ہے وہ اس چیز کو کہ کرتے ہو تم نیکی کو یا بدی کو اور بعد بدی کے تمہاری توبہ کو بھی جانتا ہی اور توبہ پشیمان ہونیکو کہتے ہیں پہلے گناہوں سے اور آیندہ
ارادہ گناہوں کے نہ کرنیکا ہو اور توبہ کرنی گناہوں سے ہر شخص پر واجب ہی اور جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ ایک عرب صحرائی رسول خدا کی مسجد میں آیا اور دو رکعت نماز ادا کی
اور بعد اسکے کہا کہ اللهم انی استغفرک واتوب الیک امیر المومنین نے فرمایا کہ اے اعرابی ایسی جلدی زبان چلا کر توبہ کرنی اور بخشش چاہنی یہ توبہ جھوٹوں کی سی ہی اسکی بھی توبہ کرنی
چاہیے اعرابی نے پوچھا کہ اے امیر المومنین توبہ کے کیا معنی ہیں فرمایا کہ توبہ کی چھ شرطیں ہیں اول تو پشیمانی گزرے ہوئے گناہوں سے اور آیندہ کو ارادہ گناہ کے نہ کرنیکا ہو اور جو
فرض اور واجب کہ ترک ہو گیا ہے اسکو ادا کرے اور جو چیز کسی کی اپنے ذمہ رکھتا ہے اسکو واپس کرے اور گھلانا نفس کا ہی طاعت میں جیسے کہ اسکو پرورش اور زیادہ تازہ کیا گناہ
گناہوں سے اور چکھانی ہے نفس کو تلخی عبادت کی جیسے کہ چکھائی ہی اسکو شیرینی گناہوں کی اور گریہ کرنا بدلے ہر خندہ کے جو تو نے کیا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ جو حضرت امیر المومنین
نے فرمایا ہے کہ یہ کمال ہے توبہ کا اور توبہ کافی اسی قدر ہے کہ گزرے ہوئے گناہوں سے پشیمان اور نادم ہو اور آیندہ ارادہ گناہوں کے نہ کرنیکا ہو اور جو فرض خدا کا یا
بندہ کا اپنے ذمہ رکھتا ہے اسکو ادا کرے وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور قبول کرتا ہے دعا انکی جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل
کیے اچھے نیک وَيَزِيْدُهُمْ اور زیادہ دیتا ہے انکو مانگنے سے بھی مِّنْ فَضْلِهٖ فضل اپنے سے وَالْكٰفِرُوْنَ اور جو کفر کرنے والے ہیں لَهُمْ واسطے انکے عَذَابٌ
شَدِيْدٌ عذاب ہی سخت بدلے اسکے کہ مومنین کو عطا کیا ہے ثواب اور تفضل اور ابن عباس سے روایت ہی کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ حق تعالے اذن شفاعت کا دیتا ہی انکو برادران
مومنین کے حق میں اور زیادہ دیتا ہے انکو فضل اپنے سے اس وجہ سے کہ شفاعت کو انکی قبول کرتا ہے حقیقی برادران مومنین کے اور منقول ہے جناب رسول خدا سے کہ مراد زیادتی
سے قبول کرنا شفاعت مومن کا ہے حق میں اس شخص کے کہ دوزخ کا مستحق ہوا ہو اور دنیا میں اپنی شفاعت کرنیوالے پر احسان کیا ہو اور حضرت امام باقر نے
ویستجیب الذین (الآیہ) کی تفسیر میں فرمایا ہی کہ وہ مومن وہ ہی کہ اپنے برادر مومن کے واسطے اسکی غیبت میں دعا کرتا ہے پس فرشتہ کہتا ہی کہ آمین اور خدا کہتا ہی کہ تیرے
واسطے دوگنا ہی اور دو چند اسکا کہ تو نے برادر مومن کے واسطے مانگا ہی اور میں تجھکو دیا اس سبب سے کہ تو اسکو دوست رکھتا ہی اور منقول ہے کہ جسوقت مال بنی قریظہ اور
بنی نضیر اور بنی قینقاع کی غنیمت میں آئے تو بعضے صحابہ تنگدستوں کی خاطر میں گزرا کہ کیا ہو کہ ہم تونگر ہوجائیں تا کہ فقرا اور ضعفا سے ہم خلاصی پائیں اور لوگوں پر بھی
احسان ہم کریں یہ آیت آئی وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ اور اگر کشادہ کرتا خدا روزی کو اور فراخ کرتا لِعِبَادِهٖ واسطے اپنے بندوں کے لَبَغَوْا البتہ باغی ہو جاتے اور اندازہ سے
باہر ہوجاتے اور حد سے گذر جاتے فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے کہ تکبر کرتے اور اپنی بلندی چاہتے اور فساد کرتے اور ظلم کرتے اور بعض بعضے پر غلبہ کرتا اور اکثر آدمی اس حال سے ہیں مگر تھوڑے
آدمی کہ کثرت مال انکو خلل نہیں کرتی ہے بلکہ وہ ہر حال میں خدا تعالے کے فرمانبردار رہتے ہیں اور مال کو امر خیر میں خرچ کرتے ہیں اور بیجا مال کو ضائع نہیں کرتے ہیں پس حق تعالے
اکثر آدمیوں کا ایسا حال ہی کہ وہ کثرت مال سے اپنی حد سے باہر ہو جاتے ہیں تو سب کو مالدار نہ کیا وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ اور لیکن نازل کرتا ہی روزی کو ساتھ اندازہ کے مَا يَشَآءُ جس قدر
کہ چاہتا ہے یعنی ایک اندازہ معین کے ساتھ موافق مصلحت کے ہر ایک کے حال کے موافق نازل کرتا ہی اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ تحقیق کہ وہ خدا ساتھ بندوں اپنے کے خَبِيْرٌ خبردار ہی انکے حال
بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہی انکی صلاح کا اور انکے حال کا جس قدر کسی کے واسطے مناسب جانتا ہی اسیقدر روزی دیتا ہے اور حدیث قدسی میں ہے کہ بعضے بندے میرے ایسے ہیں کہ نہیں دوست
رکھتی ہے انکو مگر تونگری اور اگر محتاج کروں میں انکو تو البتہ محتاجی بگاڑے انکو اور بعضے بندے میرے ایسے ہیں کہ نہیں دوست رکھتی ہے انکو فقیری اور اگر تونگر کروں میں انکو تو البتہ فاسد کرے

انکو توانگری اور یہ اس واسطے ہی کہ تحقیق میں تدبیر کرتا ہوں اپنے بندونکی کہ میں انکو دلونکو جانتا ہوں اور اسی طرح انس سے روایت ہی کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جبرئیل آیا اور آنحضرت کہا
کہ خدا فرماتا ہی کہ بندوں میرے سے بعضے ایسے ہیں کہ درستی انکی حال کی فقیری میں ہے اور اگر انکو توانگر کرینگے تو علامتیں فساد کی انمیں ظاہر ہوں اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ درستی انکی
حال کی توانگری میں ہے اور اگر وہ تنگدستی میں مبتلا ہوں تو مآل کار انکا تباہی کی طرف مائل ہو اور ایک جماعت ایسی ہی کہ درستی انکی حال بیماری میں ہی اور اگر تندرست ہوں تو
فساد انسے ظاہر ہو اور ایک گروہ ایسا ہی کہ حکمت انکی تندرستی میں ہی اور اگر وہ بیمار ہیں تو باعث تباہی کا ہوں اور بعضے ایسے ہیں کہ عبادت کرنیکو طلب کرتے ہیں اور اگر میں
انکی خواہش کو قبول کروں اور وہ کثرت سے عبادت کریں تو پھر سے اپنی عبادت کا ہو اور اس عبادت پر ناز اور فخر کرنے لگیں پر فقیری اور توانگری اور بیماری اور تندرستی
سب موافق مصلحت کے ہی وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ اور وہ خدا وہ شخص ہی کہ نازل کرتا ہے مینہ کو کہ فریادرس بندونکا ہی خشک سالی میں اور غیث اس مینہ کو کہتے ہیں
کہ جو اپنے وقت پر فائدہ بخشے اور مطر وہ مینہ ہی کہ کبھی فائدہ بخشتا ہی وقت پر اور کبھی ضرر کرتا ہے وقت پر اور غیر وقت پر پس باران رحمت کو نازل کرتا ہی مِنۢ بَعْدِ مَا
قَنَطُوا پیچھے اسکے کہ ناامید ہوئے ہیں وہ وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ اور بکھیرتا ہی رحمت اپنی کو کہ اس مینہ کی برکت سے گھاس اور درخت اور پھل اور میوے اور غلے حاصل ہوتے ہیں وَهُوَ الْوَلِيُّ
اور وہ خدا دوست اور کارساز بندونکا ہی کہ رحمت کو اپنی نازل کرتا ہے بندونکی پرورش کے واسطے الْحَمِيدُ تعریف کیا گیا ہے بندونکی زبان پر اور جزا دینے والا تعریف کرنے
والونکا ہے وَمِنْ آيَاتِهِ اور نشانیاں قدرت اسکی میں سے ہے خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ پیدا کرنا آسمانونکا اور زمینونکا اسواسطے کہ وہ اپنی ذات سے دلالت کرتے ہیں
اپنے بنانے والے کے وجود پر اور اسکی قدرت اور حکمت پر وَمَا بَثَّ اور جو کچھ کہ بکھیرا ہے فِيهِمَا بیچ ان دونو آسمانوں اور زمین کے مِن دَابَّةٍ زمین پر چلنے والونکی قسم سے
یہ سب اسکی قدرتکی نشانیونمیں سے ہے اور اسکی پیدا کی ہوئی ہیں وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ اور وہ اوپر اکٹھا کرنے انکے کے میدان حشر میں بعد بکھیرنے انکی کے إِذَا يَشَاءُ جس وقت
چاہے قَدِيرٌ قدرت رکھنے والا ہے اور سوا اسکے سب عاجز ہیں اور فرماتا ہے کہ گرفتار عذاب میں نہیں ہوتے ہیں مگر بسبب گناہونکے چنانچہ فرماتا ہی کہ وَمَا أَصَابَكُم اور
جو کچھ کہ پہنچتا ہے انکو آپ بندو مِّن مُّصِيبَةٍ مصیبت اور بلا ناگہانی سے فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ پس سبب اسکے ہی کہ کسب کیا ہے ہاتھوں تمہارے نے کہ تم نے
جو گناہ کئے ہیں اسکے سبب سے یہ مصیبت ہی اور اہل مدینہ اور ابن عامر نے بما کسبت پڑھا ہے بدون فا کے وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ اور معاف کرتا ہے اور گذر کرتا ہی خدا
بہت سے گناہوں سے اور یہ آیت مخصوص گناہگاروں کے واسطے ہی اور جو کچھ کہ بلا بیگناہوں کو پہنچتی ہے مثل انبیا اور ائمہ معصومین اور لڑکوں اور اطفال کے یہ انکے درجونکی
زیادہ کرنیکے واسطے ہی کہ جسقدر زیادہ تر بیگناہ ہوتا ہے اسی قدر زیادہ نزول بلا ہوتا ہی اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ کوئی رگ اور چھالا بھڑکتا نہیں ہے
اور کوئی ٹکڑا بدن کا لکڑی سے چھلتا نہیں ہے اور کوئی پتھر پاؤں پر گرتا نہیں مگر گناہ کی وجہ سے کہ آدمی نے کیا ہو اور بخشش انکی جو خدا کے نزدیک ہے زیادہ ہی اور حضرت
امیرالمومنین نے فرمایا ہے کہ زیادہ امید والی آیت کہ جو رسولخدا پر نازل ہوئی ہے یہ آیت اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ بسبب گناہ کے میں مصیبت پہنچاتا ہوں اور بہت گناہونکو
معاف کرتا ہوں اور وہ خدا زیادہ کریم ہے اس سے کہ جس گناہ پر دنیا میں عذاب کیا ہو اور جس گناہ کو کہ بخشدیا ہو پھر دوبارہ اس گناہ پر آخرت میں عذاب کرے
اور انس نے پیغمبر خدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جس وقت خدا بندے کے ساتھ ارادہ خیر کا کرے تو اسکو جلدی عذاب کرتا ہے دنیا میں اور جو شخص کہ عذاب اسکا
آخرت پر موقوف رکھتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ اور نہیں ہو تم عاجز کرنیوالے خدا کے بیچ زمین کے لئے بندو کہ اپنے اوپر
مصیبت اور عذاب نہ ہونے دو وَمَا لَكُم اور نہیں ہے واسطے تمہارے مِّن دُونِ اللَّهِ سوا خدا کے مِن وَلِيٍّ کوئی دوست کارسازی کرنیوالا
دنیا میں وَلَا نَصِيرٍ اور نہ نصرت کرنیوالا کہ آخرت میں تم سے عذاب کو دفع کرے وَمِنْ آيَاتِهِ اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ
کشتیاں ہیں جاری ہونیوالی بیچ دریا کے كَالْأَعْلَامِ مانند پہاڑوں بلند کے إِن يَشَأْ اگر چاہے خدا يُسْكِنِ الرِّيحَ ٹھیرا دے ہوا کو اور چلنے سے اسکو
بند کردے اور جس وقت ہوا کو چلنے سے بند کردے کہ جس کے سبب سے کشتیاں چلتی ہیں تو فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ پس ہوجائیں وہ کشتیاں کھڑی ہونیوالی عَلَىٰ
ظَهْرِهِ اوپر پشت دریا کے اور کشتی والے آدمی ناچار ہوجائیں إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اسکے یعنی ٹھیر جانے کے اور جاری کرنے کشتیونکی لَآيَاتٍ
البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ واسطے ہر صبر کرنیوالے کے حکم خدا پر یا واسطے ہر بند کرنیوالے نفس کے تامل کرنے پر نشانیوں قدرت خدا کی ہیں کہ
شَكُورٍ بہت شکر کرنیوالا ہے خدا کی نعمتوں پر اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایمان کے دو ٹکڑے ہیں برابر ایک ٹکڑا تو صبر ہے بلاؤں اور مصیبتوں پر اور دوسرا شکر ہے

ع

خدا کی نعمتوں پر پس مومن کامل وہ ہے کہ جسمیں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں اَوْ یُوْبِقْهُنَّ یا اگر چاہے ہلاک کرے ان کشتیوں کو یعنی کشتیوں کی سواروں کو غرق کرکے
اور سلامتی کا لطف تھیکل پر ہے یعنی کشتیوں کو سوار ہونیوالوں کو ہلاک کرے بِمَا كَسَبُوْا بسبب اسکے کہ کمایا ہے انھوں نے گناہوں کو وَيَعْفُ اور معاف کرے اور درگذر کرے
ہلاک کرنے سے عَنْ كَثِيْرٍ بہتوں سے کہ انکو غرق نکرے وَيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ اور تاکہ جانیں وہ لوگ کہ جھگڑا کرتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِنَا بیچ نشانیوں
قدرت ہماری کے مَا لَهُمْ نہیں ہے واسطے انکے مِّنْ مَّحِيْصٍ جگہ بھاگنے کی وقت نازل ہونے عذاب کے اور یعلم کو اہل مدینہ اور ابن عامر نے رفع پڑھا ہے اس واسطے کہ بعد جزا
کے وہ نیا جملہ شروع ہوا ہے اور باقی کے قاری اسکو منصوب پڑھتے ہیں اسوجہ سے کہ یا تو اسکا عطف علت مقدر پر ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ یوبقهن لینتقم ویعلم الذین پس عطف
یعلم کا لینتقم پر ہے اور ان اسمیں مقدر ہے اور یا عطف یعلم کا جزا پر ہے اور جو کہ معطوف جزا کا ہوتا ہے وہ سیبویہ کے نزدیک منصوب ہوتا ہے فَمَآ اُوْتِيْتُمْ پس جو کچھ کہ دئے
گئے ہو تم مِّنْ شَيْءٍ کسی شے سے کہ جو دنیا سے علاقہ رکھتی ہے مثل مال اور اولاد کے فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پس فائدہ اور زندگانی دنیا کا ہے کہ جسکے فائدہ مند ہوتے ہو
فائدہ مند اور خوش ہوتے ہو اور بعد مرنیکے اسکو دنیا میں چھوڑ جاتے ہو اور پھر تمکو اس سے دنیا میں کچھ فائدہ نہیں ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ اور جو کچھ پاس خدا کے ہے ثواب
آخرت کا اور نعمتیں بہشت کی وہ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى بہتر اور زیادہ باقی ہے کہ ہمیشہ کو رہیگا اور فائدہ اسکا کبھی کم نہو گا اور وہ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا واسطے ان لوگوں کے
کہ ایمان لائے ہیں وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں اور سب امور کو اپنے خدا کے سپرد کرتے ہیں وَالَّذِيْنَ اور واسطے
ان لوگوں کے ہے کہ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ پرہیز کرتے ہیں بڑے گناہوں سے وَالْفَوَاحِشَ اور بدکاریوں سے وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ اور جس وقت غصہ میں ہوں
وہ بسبب اذیت اور رنج کے کہ لوگ انکو پہنچاتے ہیں تو يَغْفِرُوْنَ بخشدیتے ہیں وہ اور غصہ کو اپنے پی جاتے ہیں اور ہم غضبوا ہم میں یا تو تاکید ہے اس ضمیر کی
کہ جو غضبوا میں پوشیدہ ہے اور یغفرون جواب ہے شرط کا اور یا یہ کہ ہم مبتدا ہے اور یغفرون اسکی خبر ہے اور کبائر الاثم کو اہل کوفہ نے سواے حمزہ کے کبیر الاثم پڑھا ہے اور فواحش
جمع فاحشہ کی ہے اور فاحشہ بدتر گناہوں کا نام ہے مثل شرک کے اور مانند اسکے اور بعضے زنا کو کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فاحشہ وہ گناہ ہے کہ جسپر حد جاری ہو اور حضرت
امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی پیجاوے غصہ کو جسوقت کہ وہ قدرت رکھتا ہے اسکو جاری کرنے پر تو پُر کردیگا خدا اسکے دل کو قیامت کے روز امن اور ایمان سے اور فرمایا
کہ جو کوئی مالک ہوا اپنے نفس کا اور غالب ہوا اسپر جسوقت رغبت کرے اور خوف کرے اسوقت جسوقت غضب کرے تو حرام کرے گا خدا اسکے بدن پر آتش دوزخ کو چنانچہ ابھی بہت
سی آیتیں ہیں اور فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اور واسطے ان لوگوں کے ہے جو کچھ کہ خدا کے پاس تھا اور باقی نہ رہے گا کہ اسْتَجَابُوْا قبول کیا انھوں نے ایمان کو رغبت سے لِرَبِّهِمْ
واسطے پروردگار اپنے کے کہتے ہیں کہ مراد اس سے انصار ہیں جسوقت کہ رسول خدا نے انکو ایمان کیطرف بلایا تو فی الفور رغبت دل سے انھوں نے اسکو قبول کیا اور فرمانبردار اور
تابعدار ہو گئے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کیا انھوں نے نماز کو مع انکے ارکان اور شرطوں کے انکو وقتوں پر اور رسول خدا کی ہجرت سے پہلے وہ لوگ بے مشورہ کوئی کام نہیں کرتے
تھے اور یہ بھی انکے مشورہ سے تھا کہ ابو ایوب انصاری کے گھر میں جمع ہو کر انھوں نے اتفاق کیا ایمان لانے پر اور رسول خدا کی نصرت کرنے پر اور انھوں نے جو رسول خدا
کی نصرت کی تو وہ انصار مشہور ہوئے اور بدون مشورہ کے وہ کوئی کام نہیں کرتے تھے تو خدا نے انکی تعریف میں فرمایا ہے وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ اور کام انکا مشورہ
کرنا ہے درمیان اپنے یعنی بے صلاح دوسرے کے کام نہیں کرتے ہیں اور ہر امر پر اپنا اتفاق رکھتے ہیں وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اور اس چیز سے کہ روزی دی ہے ہم نے انکو
مال حلال يُنْفِقُوْنَ خرچ کرتے ہیں اور ہماری راہ میں لوگوں کو دیتے ہیں اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ بدبخت ہووے وہ بندہ کہ مشورہ بے کام کو شروع کرے اور
فرمایا ہے کہ کوئی مرد مشورہ نہ کرے مگر کہ ہدایت کیا جاوے طرف راہ نیک کے وَالَّذِيْنَ اور واسطے ان لوگوں کے ہے جو کچھ کہ خدا کے پاس ہے کہ اِذَآ
اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ جسوقت پہنچے انکو زیادتی اور ظلم کفار سے تو هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ وہ بدلا لیتے ہیں دشمنوں سے اپنے اور اپنے تئیں خوار اور ذلیل نہیں کرتے ہیں
ان سے خوف کرکے اور انسے دب کر اور وہ کراہیت رکھتے ہیں اس امر سے کہ اپنے نفس کو ذلیل کریں تا کہ بدکار انپر دلیری نہ کرنے پاویں اور کہتے ہیں کہ مومن دو قسم کے ہیں
ایک قسم تو وہ ہے کہ جنکی خصلت معاف کرنا ہے اور آیہ واذا ما غضبوا ہم انکی شان میں ہے اور ایک قسم کے مومن وہ ہیں کہ اپنا بدلا دشمنوں سے لیتے ہیں انکے حق میں یہ آیت ہے اور
بدلا لینے کی حد میں فرماتا ہے وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ اور بدلا کا سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا بدی ہے مثل اسکے نہ زیادہ اس سے یعنی اگر کوئی بدلا لیوے کسی سے تو جو اسنے اسکے ساتھ کیا ہے وہی
بھی کرے اور زیادہ اس سے ارادہ سزا دینے کا نہ کرے اور اگر وہ کہے کہ خدا تجھکو رسوا کرے تو یہ بھی کہے کہ خدا تجھکو رسوا کرے اور دشنام دہی جائز نہیں ہے اور نہ

دشنام کی عوض میں دشنام جاہیو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے زخم ہیں کہ جسجگہ اسکے زخم لگایا ہو یہ بھی وہیں اسی قدر زخم لگا دے نہ زیادہ اس سے اور بدلا لینے کا نام
سیئہ اسواسطے رکھا ہی کہ وہ پہلی سیئہ کے مقابلہ میں واقع ہوا ہی اور یا اسواسطے کہ وہ بدلا لینا برا معلوم ہوتا ہے اس شخص کو کہ جس سے بدلا لیا جائے فَمَنْ عَفَا پس جو شخص کہ معاف کرے اور درگذر
کرے زیادتی اور ظلم کرنیوالے مومن سے اور بدلا نہ لیوے اس سے وَاَصْلَحَ اور صلح اور دوستی کرے درمیان اپنے اور درمیان اپنے دشمن کے تو فَاَجْرُهٗ پس اجر اور ثواب اسکا قیامت کے دن
عَلَى اللّٰهِ اوپر خدا کے ہے جناب رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ قیامت کے دن ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ خدا کے ذمہ جس کسیکا اجر ہو وہ کھڑا ہووے
اور اجر انبیا سے لیوے پس ایک جماعت اس وقت کھڑی ہو ملائکہ انسے پوچھیں کہ خدا پر تمہارا کیا اجر ہے وہ لوگ بیان کریں کہ ہم وہ جماعت ہیں کہ ہمنے معاف کیا ہی ان لوگوں کو جو ہم پر
ظلم کرتے تھے پس کہا جاوے گا انکے حق میں کہ داخل کرو تم انکو اے فرشتو بہشت میں بدون حساب کے اور دوسری روایت میں آنحضرت سے اسطرح منقول ہی کہ فرمایا ایک آواز کرنیوالا آواز
کریگا قیامت کے دن کہ جس کسیکا اجر خدا پر ہی وہ بہشت میں داخل ہو پس کہا جائیگا کہ کون ہی وہ شخص کہ جسکا اجر خدا پر ہی اسکو جواب کہینگے کہ جسکا اجر خدا پر ہی وہ لوگ وہ ہیں
کہ جو آدمیوں کی تقصیر کو معاف کرتے تھے دنیا میں وہ داخل ہونگے بہشت میں بدون حساب کے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے لازم ہے تمکو معاف کرنا اسواسطے کہ
معاف کرنا نہیں زیادہ کرتا ہے بندہ کو مگر عزت پس آپس میں ایک دوسرے کو معاف کرو تم کہ عزت تمکو دیگا خدا۔ اور غالب اور بزرگ کریگا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ
تحقیق کہ وہ خدا نہیں دوست رکھتا ظلم کرنیوالوں کو کہ وہ ابتدا ظلم کی کریں یا بدلہ لینے میں کسی پر زیادتی کریں وَلَمَنِ انْتَصَرَ اور البتہ وہ شخص کہ بدلا لیوے ظلم کرنیوالے سے
بَعْدَ ظُلْمِهٖ کہ پیچھے ظلم کرنے اسظلم کے تو فَاُولٰٓئِكَ پس وہ لوگ کہ بدلا لینیوالے بعد ظلم اپنے ظالم کے مَا عَلَيْهِمْ نہیں ہے اوپر انکے مِّنْ سَبِيْلٍ کوئی راستہ کہ گناہ
انکا اسمیں نہیں ہے اور نہ اس بدلا لینے میں وہ سزاوار غصہ کرنے کے ہیں کہ یہ امر کیوں کیا اِنَّمَا السَّبِيْلُ سوائے اسکے نہیں کہ پیچھے راہ غصہ کرنے اور سزا
دینے کے عَلَى الَّذِيْنَ اوپر ان لوگوں کے ہے کہ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ ظلم کرتے ہیں آدمیوں پر بدون وجہ پسندیدہ کے وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور زیادتی اور
تعدی کرتے ہیں بیچ زمین کے اور حد سے گذرتے ہیں بِغَيْرِ الْحَقِّ بدون حق کے اور بدون کسی وجہ کے بلکہ تکبر اور سرکشی کی جہت سے ظلم کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ ظلم کرنیوالے
وہ ہیں کہ لَهُمْ واسطے انکے ہے عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب دردناک کہ وہ دوزخ کا ہے وَلَمَنْ صَبَرَ اور البتہ جو شخص کہ صبر کرے اور ظالموں کے آزار اور اذیت دینے کی
برداشت کرے وَغَفَرَ اور بخشدے ستانیوالوں کو اور قصد انسے بدلا لینے کا نہ کرے اِنَّ ذٰلِكَ تحقیق یہ صبر کرنا اور بخشنا اسکے لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ البتہ
ہمت اور ارادہ کے کاموں سے ہے اور یقینی کاموں کہ وہ ان کاموں کو یقینی جانتے ہیں اور انکے کرنیکا ارادہ مصمم رکھتے ہیں وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کسی کو
گمراہی میں پڑا رہنے دے خدا اور نظر لطف کی اس سے اٹھا لے بسبب اسکے عناد اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے کے نشانیوں قدرت خدا کی سے تو فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ پس
نہیں ہے واسطے اسکے کوئی دوست اسکی کارسازی کرنیوالا مِّنْ بَعْدِهٖ سوا اس خدا کے کوئی اسکی کارسازی نہیں کرسکتا ہے بعد اسکے کہ خدا اسکو چھوڑ دے
اور گمراہی میں پڑا رہنے دے وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ اور دیکھیگا تو اے دیکھنیوالے ظالموں کو لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ جس وقت دیکھینگے وہ عذاب کو قیامت کے روز
تو يَقُوْلُوْنَ کہینگے وہ اس وقت هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ کیا ہے طرف پھرنے دنیا کے مِّنْ سَبِيْلٍ کوئی راہ تا کہ ہم وہاں جا کر اعمال نیک بجا لاویں کلام چار
ہو کر کہینگے اور جو نہیں تو وہ جانتے ہونگے کہ پھرنا طرف دنیا کے ممکن نہیں ہے وَتَرٰىهُمْ اور دیکھیگا تو انکو اسروز کہ يُعْرَضُوْنَ پیش کیے جاینگے وہ عَلَيْهَا
اوپر اس آتش دوزخ کے خٰشِعِيْنَ جس وقت کہ عاجزی کرنیوالے ہونگے مِنَ الذُّلِّ خواری کی جہت سے يَنْظُرُوْنَ نظر کرینگے وہ دوزخ کو مِنْ طَرْفٍ
خَفِيٍّ دیکھنے پوشیدہ سے یعنی دوزخ کی ہیبت سے اور عذاب کی سختی سے نظر جما کر نہ دیکھ سکیں گے بلکہ گوشہ چشم سے نظر کرینگے وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور کہینگے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وقت دیکھنے عذاب کافروں کے اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ تحقیق نقصان پانیوالے الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا وہ لوگ ہیں کہ نقصان میں ڈالا
انہوں نے اَنْفُسَهُمْ نفسوں اپنوں کو وَاَهْلِيْهِمْ اور لوگوں اپنوں کو يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے اسواسطے کہ بسبب پوجنے بتوں کے اپنے نفسوں کو مستحق دوزخ کا
کیا اور اپنے لوگوں کو اور بیگانوں کو جو گمراہ کیا اور ایمان لانے سے انکو منع کیا تو انکو سزاوار دوزخ کے کیا اور یا یہ کہ لوگ انکے کہ وہ اولاد اور زوجہ اور اقارب انکے
ہیں وہ بسبب ایمان لانے کے بہشت میں داخل ہوئے ہوں اور یہ بسبب کفر کے دوزخ میں تو انکے دیدار سے یہ محروم رہیں گے اور انکی طرف سے نقصان میں ہونگے
کہ انکو دیکھنے نہ پاینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انکی اہل سے حوریں ہیں کہ اگر ایمان لاتے تو انکو پاتے اور ایمان جو نہ لائے تو انکی طرف سے نقصان اور خسارہ میں رہے

ع ۱۴ ۵

اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ خبردار ہو کہ تحقیق ظلم کرنے والے اپنے نفسوں پر بسبب کفر کے فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ بیچ عذاب ہمیشہ کے ہیں کہ کبھی تمام نہ ہوگا وہ عذاب
وَمَا كَانَ لَهُمْ اور نہ ہونگے واسطے ان کافروں کے مِّنْ اَوْلِيَآءَ دوست کہ عذاب کو دفع کریں يَنْصُرُوْنَهُمْ نصرت کریں وہ انکی اور عذاب کو انسے دور کرکے
ان کو نجات دلوائیں مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے یعنی سوائے خدا کے کوئی انکا عذاب دفع نہیں کرسکتا ہے پس ہمیشہ وہ عذاب میں گرفتار رہینگے وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کسیکو کہ گمراہی میں پڑا رہنے دے خدا بسبب اسکے عناد اور انکار کے تو فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ پس نہیں ہے واسطے انکے کوئی راہ نجات اور
رستگاری کی اور انجام کار گمراہونکا جو عذاب ہے تو پس اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ قبول کرو تم اے بندو واسطے پروردگار اپنے کے اسکے حکم کو کہ اسکی وحدانیت کا اقرار
کرو اور ہر امر میں اسکی فرمانبرداری کرو مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ پہلے اس سے کہ آئے وہ دن لَّا مَرَدَّ لَهٗ کہ نہیں ہے پھرنا واسطے اس دن کے مِنَ اللّٰهِ جانب خدا
سے یعنی قیامت کا دن پھر نہیں سکتا ہے ایسا نہیں کہ وہ دن ضرور ہونیوالا نہیں اس واسطے کہ خدا نے اسکے ہونیکا حکم دیا ہے پس وہ پھر نہیں سکتا مَا لَكُمْ نہیں
ہے واسطے تمہارے مِّنْ مَّلْجَاٍ کوئی پناہ اور نہ بھاگنے کی جگہ يَّوْمَئِذٍ اس دن کہ پناہ لیجاکر اس جگہ عذاب سے نجات پاؤ وَّمَا لَكُمْ اور نہیں ہے واسطے تمہارے مِّنْ
نَّكِيْرٍ کچھ انکار کرنا جو کچھ کہ تم نے کیا ہے اس واسطے کہ جو کچھ تم کرتے ہو کراما کاتبین اس تمہارے کیے ہوئے کو تمہارے نامہ اعمال میں لکھتے جاتے ہیں پس تم اپنے کسی
فعل کا انکار نہ کرسکو گے اور اب خدا واسطے تسلی خاطر اقدس رسول خدا کی فرماتا ہے کہ فَاِنْ اَعْرَضُوْا پس اگر منہ پھیر لیویں وہ مشرکین تجھ سے جس وقت کہ
تو انکو طرف ایمان کے بلاوے فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ پس نہیں بھیجا ہم نے تجھکو عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اوپر ان کفار کے نگہبان کہ زبردستی اور جبر کرکے تو انکو مومن کردے
تیرے ذمہ یہ امر نہیں ہے تو انکے منہ پھیرنے سے کیوں غمگین ہوتا ہے اِنْ عَلَيْكَ نہیں ہے اوپر تیرے اِلَّا الْبَلٰغُ مگر پہنچانا حکموں کا ہمارے اور جو شرط پہنچانیکی ہے اسکو تو
ادا کرتا ہے وَاِنَّآ اور تحقیق ہم اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ جس وقت چکھاتے ہیں آدمیونکو یعنی بخشش کریں ہم مِنَّا رَحْمَةً اپنے پاس سے رحمت کہ وہ صحت اور
تونگری ہے فَرِحَ بِهَا خوش ہوتے ہیں وہ ساتھ اس رحمت کے وَاِنْ تُصِبْهُمْ اور اگر پہنچے انکو سَيِّئَةٌ کوئی برائی مثل بیماری اور تنگدستی کے بِمَا
قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں انکے نے کہ اعمال بد کرکے وہ سزا اور اس کے ہوئے ہیں فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ پس تحقیق
آدمی اس وقت ناشکری کرنے والا ہے اور ہرگز تامل نہیں کرتا ہے نعمت اور عذاب کے سبب میں اور مراد انسان سے جنس انسان ہے اسیواسطے اسکی واسطے ضمیر واحد کی
اور جمع کی دونوں کی آئی ہیں اور اب خدا بیان کرتا ہے کہ نعمت اور بلا جو کچھ ہے خدا کی مشیت اور ارادہ سے ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ خاص واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانونکی اور زمین کی يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا بخشتا ہے واسطے
جس شخص کے چاہتا ہے بیٹیاں نہ کہ بیٹے وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اور بخشتا ہے واسطے جس شخص کے چاہتا ہے بیٹے نہ کہ بیٹیاں اَوْ يُزَوِّجُهُمْ یا جوڑے دیتا ہے
انکو ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا بیٹے اور بیٹیاں یعنی بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اسطرح سے کہ ایک شکم سے دو بیٹے اور ایک شکم سے دو بیٹیاں اور ایک شکم سے ایک بیٹا
اور ایک دختر یا ایک شکم سے ایک پسر اور ایک شکم سے ایک دختر وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ اور کردیتا ہے جسکو چاہتا ہے عَقِيْمًا بے فرزند اِنَّهٗ عَلِيْمٌ تحقیق کہ وہ خدا
جاننے والا ہے مصلحت دینے اور نہ دینے کی قَدِيْرٌ قدرت رکھنے والا ہے بخشنے اور نہ بخشنے کی کہ سب امور اسکے اختیار میں ہیں اور جو کچھ ہوتا ہے اسکے ارادہ اور مشیت سے
ہوتا ہے اور بیٹیونکا ذکر بیٹوں سے پہلے کیا باوجود شرافت بیٹونکے اسواسطے کہ بیٹیونکی کثرت ہے بہ نسبت بیٹونکے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ بڑی برکت والی وہ
عورت ہے کہ پہلے دختر جنے اور بعد اسکے پسر جیسے کہ خدا نے قرآن میں بیٹیونکا ذکر بیٹوں سے پہلے کیا ہے اور فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جس گھر میں بیٹیاں ہوتی ہیں
انہیں ہر روز ۱۲ برکتیں نازل ہوتی ہیں اور بارہ رحمتیں آسمان سے اور اس گھر کی زیارت ملائکہ سے کبھی منقطع نہیں ہوتی اور بیٹیونکے باپ کے واسطے ہر روز ایک سال کی عبادت
لکھتے ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے بیٹیاں حسنات ہیں اور بیٹے نعمت ہیں اور ثواب حسنات کی جہت سے ہوتا ہے نہ نعمت کی جہت سے بلکہ نعمت سے تو سوال کیا جائیگا
اور دوسری روایت میں ہے کہ بیٹیاں حسنت ہیں اور بیٹے نعمت ہیں خدا حسنت کو بسبب محبت کے دیتا ہے نہ بسبب نعمت کے اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے رسول خدا سے کہا کہ خدا بلا واسطہ تجھ سے کیوں
باتیں نہیں کرتا ہے تاکہ تو اسکو دیکھے جیسے کہ موسیٰ سے خدا باتیں کرتا تھا اور موسیٰ اسکو دیکھتا تھا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰ خدا کے کلام کو تو سنتا تھا لیکن اسکو دیکھتا نہیں تھا یہ آیت
نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اور نہیں ہے واسطے کسی آدمی کے اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ یہ کہ کلام کرے اس سے خدا اس طرح سے کہ وہ آدمی خدا کو دیکھے بلکہ کلام خدا کا آدمی

کے ساتھ نہیں ہی اِلَّا وَحۡیًا مگر وحی کہ وہ کلام پوشیدہ ہی اور بہت سرعت سے پایا جاتا ہے کہ وہ یا تو بطور الہام کے ہوتا ہی کہ آدمی کے دل میں ڈالا جاوے اور یا سوتے
ہوئے خواب میں وہ کلام حاصل ہوتا ہے چنانچہ داؤد کو بطور الہام کیا اور ابراہیم کو خواب میں اسمٰعیل کے ذبح کا حکم دیا اَوۡ یا کلام کرے خدا آدمی سے مِنۡ وَّرَآیِٔ حِجَابٍ
پیچھے پردہ کے اس طرح سے کہ آواز کو تو آدمی سنے اور لیکن کوئی دکھلائی نہ دیوے جیسے کہ موسیٰ سے کلام کیا اور مراد حجاب کے پیچھے ہونے سے یہ ہی کہ وہ کلام حجاب میں ہی تمام مخلوقات سے
مگر وہ شخص کہ جس سے ارادہ کلام کرنیکا جیسے کہ کلام اسکا موسیٰ سے تھا اور مراد حجاب کے پیچھے ہونے سے یہ نہیں ہے کہ خدا حجاب کے پیچھے بیٹھا تھا اور کلام کرتا تھا اس واسطے کہ حجاب مکان
محدود پر ہوتا ہے اور خدا اس سے پاک ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ شب معراج جناب رسولخدا سے کلام کیا پیچھے دو حجاب کے کہ ایک حجاب تو طلا سرخ خالص کا تھا اور دوسرا حجاب موتی
سفید کا اور مسافت درمیان دونوں حجاب کے ستر برس کی راہ تھی اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا یا بھیجتا ہے خدا ایلچی پیغام پہنچانے والے کو آدمی کے پاس کہ وہ ایلچی ملائکہ کی
جنس سے ہو جیسے کہ جبرئیل کہ وہ کلام خدا کا انبیاء کے پاس لاتا ہے فَیُوۡحِیَ پس وحی پہنچاتا ہے وہ ایلچی خدا کا بھیجا ہوا آدمی کے پاس بِاِذۡنِہٖ ساتھ اذن اس
خدا کے مَا یَشَآءُ جو کچھ کہ چاہے وہ خدا اِنَّہٗ عَلِیٌّ تحقیق وہ خدا بلند اور برتر ہی اس سے کہ آنکھوں سے دیکھا جاوے اس واسطے کہ دکھلائی دینا مخلوقات کے اوصاف میں سے
ہی حَکِیۡمٌ حکمت والا ہی کہ جو کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور عائشہ سے روایت ہی کہ جو کوئی گمان کرے کہ پیغمبر خدا نے خدا کو دیکھا ہی تو اسنے بڑا بہتان کیا
وَکَذٰلِکَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ اور پیغمبروں پر ہمنے وحی کی ہی اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ وحی کی ہی ہمنے طرف تیرے ای محمد رُوۡحًا روح کو یعنی قرآنکو کہ دل اس
سے جان پاتے ہیں جیسے کہ بدن روح سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے جبرئیل ہے اور یا ایک فرشتہ ہی کہ وہ جبرئیل اور میکائیل سے بھی زیادہ بزرگ ہی اور یہی حضرت
امام جعفر صادقؑ سے منقول ہی اور فرمایا کہ وہ فرشتہ رسولخداؐ کے ہمراہ رہتا تھا اور حضرت کو خبر دیا کرتا تھا اور بعد رسولخداؐ کے وہ ائمہ معصومینؑ کے ہمراہ ہی اور ایک روایت
میں ہی کہ جس روز سے فرشتہ رسولخداؐ کے پاس آیا ہے آسمان پر نہیں گیا ہے بلکہ ہمراہ ہمارے ہی یہانتک کہ خروج کرے قائمؑ ہمارا غرض یہ ہی کہ خدا فرماتا ہے کہ بھیجا ہمنے
طرف تیرے روح کو مِّنۡ اَمۡرِنَا حکم اپنے سے اور اب خدا رسولخدا پر اپنی نعمت کو ظاہر کرتا ہے کہ مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ نہ تھا تو کہ جانتے تو پہلے وحی سے کہ
مَا الۡکِتٰبُ کیا ہی قرآن یعنی اسکے نازل ہونیسے پہلے اسکو تو نہیں جانتا تھا وَلَا الۡاِیۡمَانُ اور نہ ایمان کہ کیا ہے یعنی ایمان کی طرف بلانیکو با شرع اور احکام
کی طرف راہ دکھلانے کو تو نہیں جانتا تھا اور اگرچہ پیغمبر ہونیسے پہلے تو عقلی دلیلونکے وسیلہ سے ایمانکی اصلونکو جانتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ تو اہل ایمان کو
نہیں جانتا تھا کہ کون ایمان لاویگا اور کون ایمان نہیں لاوے گا اس صورت میں صفات ایمان کا محذوف ہی وَلٰکِنۡ جَعَلۡنٰہُ ولیکن کیا ہمنے اس کتاب کو
کہ اس میں دینکے علم ہیں یا ایمان کہ وہ طریق نجات کا ہی نُوۡرًا روشنی کہ نَّہۡدِیۡ بِہٖ راہ راست دکھلاتے ہیں ہم ساتھ اسکے مَنۡ نَّشَآءُ جسکو چاہتے ہیں ہم
مِنۡ عِبَادِنَا بندوں اپنے میں سے جس وقت کہ وہ دلیلوں وحدانیت اور قدرت ربانی میں تامل کرے وَاِنَّکَ لَتَہۡدِیۡۤ اور تحقیق کہ البتہ تو ہدایت
کرتا ہے ہماری وحی کے وسیلہ سے اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ طرف راہ سیدھی کے کہ جو حق کی طرف پہنچانیوالی ہے صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ راہ خدا کی وہ خدا کہ واسطے
اس کے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ جو کچھ کہ بیچ آسمانونکے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے کہ سب اسکے ملک اور مخلوقات اسکی ہی اَلَاۤ اِلَی اللّٰہِ خبردار ہو
کہ طرف خدا کے تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ پھرتے ہیں کام سب مخلوقات کے آخرت میں کہ موافق اعمال کے ہر ایک کو جزا دے گا حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہی کہ ایک مرتبہ
قرآن دریا میں گرا اور اسکو دریا سے نکالا تو دیکھا کہ سب حرف اسکے مٹ گئے ہیں مگر یہ آیت باقی ہے الا الی اللہ تصیر الامور اور ایسے ہی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ
قرآن جل گیا تھا مگر اس میں یہ آیت باقی رہی تھی کہ الا الی اللہ تصیر الامور **سورۃ الزخرف** یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ آیہ واسئل من ارسلنا
اسمیں بیت المقدس میں نازل ہوئی ہے وقت رات معراج کے اور اسمیں اٹھاسی یا نواسی آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی ہمیشہ اس سورت کو پڑھے خدائے تعالیٰ اسکو لحد میں زمین کے جانوروں سے اور قبر کے بھینچنے سے محفوظ رکھے قیامت تک اور قیامت کے روز یہ سورۃ بصورت
ہو کر آوے اور اپنے پڑھنے والے کو بحکم خدا بہشت میں داخل کرے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ حٰمٓ اس کے معنی پہلے اس سے گذر گئے ہیں وَ
الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ قسم ہے قرآن روشن کی باعتبار ظاہر اور روشن ہونے اسکے معنوں کے اور باعتبار واضح ہونے اسکی حجتوں کے کہ دلالت کرتی ہیں
خدا کے پاس سے نازل ہونے پر اور یا باعتبار ظاہر ہونے احکام حلال اور حرام کے اور احکام اسلام کے اور قسم یہ ہے کہ اِنَّا جَعَلۡنٰہُ تحقیق ہم نے کیا ہی اس کتاب

ع ۵ ۱۰ ۶

قرآناً عربیاً قرآن عربی زبان میں لعلکم تعقلون تاکہ تم اے ملک عرب کے رہنے والو سمجھو تم کہ وہ تمہاری زبان میں ہے اور اسکے معنوں میں غور کرکے اسکے
فائدہ حاصل کرو اور اسکی فصاحت اور بلاغت کو پہنچکر جانو تم کہ مثل اسکے کسی بشر سے نہیں ہو سکتا ہے اور اس امر کو دریافت کرکے پیغمبر کی نبوت کا اقرار کرو وانہ
اور تحقیق وہ قرآن فی ام الکتاب لدینا بیچ اصل کتابوں کے ہے کہ نزدیک ہمارے ہے یعنی لوح محفوظ کہ اصل سب کتابوں کی ہے ہمارے پاس ہے اور یہ قرآن ہے
لعلی البتہ بلند مرتبہ اور حکیم صاحب قدر ہے باعتبار معجزہ ہونے کے اور زیادتی فصاحت کی اور منسوخ کرنے پہلی کتابوں کے اور واجب ہونے اسکے عمل کو قیامت
تک حکیم وہ صاحب حکمت ہے اور ظاہر کرنے والا حق کا اور اب انکار کرنے والوں کی طرف خطاب کرتا ہے کہ افنضرب کیا پس باز رکھیں ہم عنکم
الذکر تمسے ذکر کو یعنی قرآن کو صفحاً باز رکھنا اور تمکو یونہیں چھوڑ دیں کہ تمہیں کچھ حجت نہ پکڑیں اور وحی تمہیں نازل نہ کریں اور پیغمبر کو تمہیں نہ بھیجیں ان کنتم
اس واسطے کہ ہو تم قوماً مسرفین قوم حد سے گذرنیوالی یعنی تم اپنے کفر اور انکار میں جو حد سے گذرنے والے ہو تو کیا اس جہت سے ہم تمکو تمہارے حال پر
چھوڑ دیں اور تمکو ایمان لانے کو نہ کہیں یہ استفہام انکاری ہے یعنی ہرگز ہم ایسا نہ کرینگے اور اہل کوفہ اور اہل مدینہ نے ان کو بکسر ہمزہ پڑھا ہے وکم
ارسلنا من نبی اور بہت بھیجے ہیں ہم نے پیغمبر فی الاولین درمیان پہلے لوگوں کے کہ وہ لوگ بھی حد سے گذرنیوالے تھے اور کفر اور جہالت
اور عداوت اور انکار میں بڑے سخت تھے اور ان کے انکار سے ہم نے بھیجنا پیغمبروں کا موقوف نہیں کیا بلکہ واسطے تمام کرنے حجت کے پے در پے انکے پاس
پیغمبر بھیجے ہیں وما یاتیہم اور نہیں آتا تھا ان کے پاس من نبی کوئی پیغمبر ہمارے پاس سے الا کانوا بہ مگر کہ تھے وہ ساتھ اس
پیغمبر کے یستہزءون ٹھٹھا کرتے جیسے کہ کفار قریش تیرے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں فاہلکنا پس ہلاک کیا ہمنے ٹھٹھے کی جہت سے اس گروہ کو کہ
تھے وہ اشد منہم بہت زیادہ سخت ان کفار قریش سے بطشاً قوت میں یہ تمیز واقع ہوا ہے یعنی وہ لوگ کہ قوت اور دبدبہ میں ان مشرکین سے
بہت زیادہ تھے انکو ہمنے ہلاک کر ڈالا اور انکی قوت اور دبدبے نے ہمکو انکے عذاب کرنے سے عاجز نہ کیا تو پس ان مشرکین کو چاہیے کہ اپنی قوت اور شوکت پر غرور
نہ کریں ومضی اور گذر گیا ہے قرآن میں کئی جگہ مثل الاولین قصہ پہلے لوگوں کا کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کے ساتھ کیا کیا اور ہمنے انکو کس طرح عذاب کیا
ولئن سألتہم اور البتہ اگر پوچھے تو اے محمد ان مشرکوں سے کہ من خلق السموات والارض کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو تو لیقولن
البتہ کہیں وہ اقرار اور یقین کرکے کہ خلقہن العزیز پیدا کیا ہے انکو خدائے غالب نے کہ کوئی چیز اسکو عاجز نہیں کر سکتی ہے کہ العلیم وہ جاننے والا ہے
خلقت کی مصلحتوں کا اس مقام پر خدا ان کی جہالت سے خبر دیتا ہے کہ باوجود اقرار کرنے اس امر کے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا خدا ہے اور پھر اس کی
عبادت کو ترک کرکے بتوں کی عبادت اختیار کرتے ہیں جو کہ نہایت عاجز ہیں اور انکے واسطے زیادتی حجت کے اپنے اوصاف بیان کرتا ہے کہ خدا الذی جعل
وہ شخص ہے کہ کر دیا ہے اسنے لکم الارض مہداً واسطے تمہارے زمین کو بچھونا تاکہ اسپر ٹھیرو وجعل لکم اور کر دیے واسطے تمہارے فیہا سبلاً
بیچ اس زمین کے رستے کہ اسپر چلتے ہو اور راہیں تمہارے لیے اس واسطے بنائی ہیں کہ لعلکم تہتدون تاکہ تم راہ پاؤ طرف شہروں کے کہ جہاں تم جاتے ہو اور
وہاں مقصود تمہارا ہے اور یا راہ پاؤ تم طرف حکمت پیدا کرنے والے کے تامل کرکے والذی نزل اور وہ ہے خدا کہ نازل کیا ہے اسنے من السماء
ماءً بقدر آسمان سے پانی کو ساتھ اندازہ کے یعنی موافق حاجت اور مصلحت کے واسطے بندوں کے نہ کثرت سے کہ جسمیں غرق ہو جائیں اور نہ ایسا کم کہ کھیتوں
کو کفایت نہ کرے فانشرنا بہ پس زندہ کیا ہمنے ساتھ اس پانی کے بلدۃ میتاً شہر مردہ کو یعنی زمین خشک کو کہ طرح طرح کی بوٹیاں اس میں سے
نکالکر سبز اسکو کر دیا کذلک ایسے ہی یعنی جیسے کہ گھاس اور درخت زمین میں سے نکلتے ہیں ایسے ہی تخرجون نکالے جاؤ گے تم زمین سے زندہ ہو کر قیامت کے
دن والذی خلق الازواج اور وہ شخص ہے خدا کہ پیدا کیا اسنے جوڑوں کو کلہا سب ان جوڑوں کو حیوانات میں تو نر اور مادہ کو اور سوائے اسکے اور
چیزوں میں ایک دوسرے کا مقابل جیسے کہ شیریں اور تلخ اور تر اور خشک اور گرم اور سرد اور روشنی اور تاریکی اور سخت اور نرم اور آسمان اور زمین اور بہشت اور دوزخ
اور سورج اور چاند اور سوائے اسکے وجعل لکم اور پیدا کی واسطے تمہارے من الفلک کشتیوں سے والانعام اور چارپاؤں سے ما ترکبون وہ چیز کہ
سوار ہوتے ہو تم دریا میں اور جنگل میں اسپر لتستوا تاکہ راست ہو تم اور درست ہو کر بیٹھو تم علی ظہورہ اوپر پیٹھوں اس چیز کے کہ وہ کشتیاں اور

چوپائے ہیں لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُهُوْرِهٖ تاکہ تم سوار ہو اُن کی پشت پر ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ پھر یاد کرو تم نعمت پروردگار اپنی کو اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ جس وقت راست اور درست ہو تم اوپر اُسکے کہ اس نعمت پر یعنی کو یاد کرکے اسکا شکر ادا کرو وَتَقُوْلُوْا اور کہو تم اس وقت کہ سُبْحٰنَ الَّذِيْ پاک ہے وہ شخص کہ سَخَّرَ لَنَا حکم میں کیا ہے واسطے ہمارے اسنے اور ذلیل میں کیا ہے هٰذَا اس سواری کو کہ وہ کشتی ہے یا چوپایہ ہے وَمَا كُنَّا لَهٗ اور نہیں تھے ہم واسطے اس سواری کے مُقْرِنِيْنَ طاقت رکھنے والے اسکے بس میں کرنے کے اور اپنے قابو میں کرنے کے اور چوپایہ سرکشی کرنے اور گر پڑنے سے جو خالی نہیں ہے اور کشتی غرق ہونے سے بے خوف نہیں ہے اور اندیشہ ان دونوں میں ہلاکت کا ہے اس واسطے ان دونوں کو حکم کرتا ہے کہ بعد تسبیح کے مستعد موت کے ہوکر کہو کہ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا اور تحقیق ہم طرف پروردگار اپنے کے آخر کار لَمُنْقَلِبُوْنَ البتہ پھر نیوالے ہیں کہ آخری سواری ہماری جنازہ ہے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ جس وقت رسول خدا پائے مبارک اپنا رکاب میں رکھتے تو فرماتے کہ الحمد للہ علی کل نعمۃ سبحان الذی خلق الازواج کلہا وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون اور اس آیت کو وانا الی ربنا لمنقلبون تک پڑھتے اور بعد اسکے تین تکبیر کہتے اور چوپائے پر سوار ہوتے اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ذکر نعمت کا کہ قرآن میں حکم آیا ہے کہ بندہ کہے کہ الحمد للہ الذی هدٰنا للاسلام وعلمنا القرآن ومن علینا بمحمد اور بعد اسکے آیہ سبحان الذی سخر لنا تلاوت کرے اور حضرت امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ اگر تو سواری کی پشت پر سوار ہو تو کہہ کہ الحمد للہ الذی سخر لنا آخر آیت تک اور امام موسی کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ اگر تو جنگل میں نکلے تو کہہ سبحان الذی سخر لنا آخر آیہ تک اسواسطے کہ جو کوئی اسوقت میں اس آیت کو پڑھے وقت سوار ہونے کے اور سواری سے گر پڑے اسکو کوئی آزار نہ پہنچیگا اور بعد ذکر نعمت سواری کے پھر کفار کے حال میں خدا فرماتا ہے کہ اگر تو انسے پوچھے کہ آسمان اور زمین کو کسنے پیدا کیا ہے تو کہینگے کہ خدا نے انہوں نے باوجود اس اقرار کے خدا کے واسطے فرزند مقرر کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَجَعَلُوْا لَهٗ اور مقرر کیا ان کافروں نے واسطے خدا کے مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا بندوں میں اسکے ایک ٹکڑا یعنی ملائکہ کو کہ بیٹیاں اسکی ہیں خدا کی بیٹیاں مقرر کیا اور فرزند باپ کا چونکہ ٹکڑا ہوتا ہے اسواسطے خدا نے فرزند کو ٹکڑا فرمایا اور یہ نہایت جہالت کفار کی ہے کہ باوجود اقرار کرنے کے خالق ہونیکے پھر اسکے واسطے فرزند مقرر کیا اور معلوم ہے کہ جو پیدا کرنیوالا جمیع چیزوں کا ہے اور وہ پیدا کرنیوالا خود ہی ہے پس نسبت اولاد کی اسکی طرف کیونکر کرنی چاہیے اِنَّ الْاِنْسَانَ تحقیق کہ آدمی یعنی اکثر آدمی کہ کافر ہیں لَكَفُوْرٌ البتہ ناشکری کرنے والے ہیں ظاہر اسواسطے کہ نسبت فرزند کی اسکی طرف کفر ہے اور کفر اصل ہے سب ناشکریوں کی اَمِ اتَّخَذَ کیا پکڑا ہے خدا نے یعنی اختیار کیا ہے واسطے اپنے مِمَّا يَخْلُقُ اس چیز میں سے کہ پیدا کرتا ہے بَنٰتٍ بیٹیاں کہ نہایت کم مرتبہ ہیں بیٹوں سے وَّاَصْفٰىكُمْ اور برگزیدہ اور خالص کیا ہے تمکو اے کافرو بِالْبَنِيْنَ ساتھ بیٹوں کے کہ بلند مرتبہ اور نہایت عزیز ہیں وہ یہ نسبت بیٹوں کے یعنی کیا خدا نے کمتر اور ادنی چیز کہ وہ بیٹیاں ہیں واسطے اپنے مقرر کی ہیں اور بیٹے جو کہ اعلی مرتبہ کی اور اچھی چیز ہیں وہ تمہارے واسطے مقرر کیے ہیں بھلا یہ بات کیونکر عقل میں آوے کہ جو کہ خالق سب چیز کا ہے اسکے واسطے تو ادنی چیز ہو اور تمہارے واسطے اعلی اور حال یہ ہے کہ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ اور جس وقت خبر دیا جائے کوئی ان کافروں میں سے مثل بیٹی پیدا ہونے کے کہ ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں یعنی خبر دیا جائے وہ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ ساتھ اس چیز کے کہ بیان کیا ہے اس مشرک نے واسطے خدا بخشنے والے کے مَثَلًا مانند اور شابہ کو یعنی دختر کو اسواسطے کہ فرزند شابہ اور مانند باپ کے ہوتا ہے اسلیے مثل فرمایا دختر کو یعنی ان کافروں میں سے اگر کسی کو خبر دیجائے اس چیز کی کہ رحمان کے لیے وہ بیان کرتا ہے اور کہا جائے اسے کہ تیرے دختر پیدا ہوئی ہے تو وہ شخص نہایت رنجیدہ اور غمگین ہو اسطرح کہ رنج کی شدت سے ظَلَّ وَجْهُهٗ ہوجائے منہ اسکا مُسْوَدًّا سیاہ اور نہایت کالا وَّهُوَ كَظِيْمٌ اور حال یہ ہے کہ وہ غصہ اور غم میں بھرنے والا ہو اس وقت اس خبر کے سننے سے اور اپنے دل میں سوختہ ہو بسبب اسکے کہ بدلا اسکا نہیں لے سکتا ہے پس جس وقت کہ منسوب کرنا دختر کا اس مرتبہ بد ہے تو پھر کس واسطے خدا کے واسطے تجویز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عرب ہمیشہ شجاعت اور فصاحت کا فخر کرتے تھے اور دشمنوں سے دشمنوں پر غالب ہونیکا بڑا افتخار کرتے تھے اور جس میں یہ وصف نہ ہوتا اور وہ ناز و نعمت میں پرورش پاتا مثل زنان عروس کے کہ وہ زینت کرکے چھپر کھٹ میں بیٹھی ہیں تو وہ آدمی انکے نزدیک بہت کم قدر اور بیقدر تھا اس واسطے خدا مذمت بیٹیوں کی ان صفات میں بیان کرتا ہے اور کفار کو زجر اور توبیخ کرتا ہے بیٹیوں کی نسبت دینے میں چنانچہ فرماتا ہے کہ اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا کیا وہ کوئی کہ پرورش کیا جائے فِي الْحِلْيَةِ بیچ زیور کے یعنی لڑکیاں جو کہ زیب اور زینت اور موتی اور زیور میں پرورش پاتی ہیں اسکو خدا کی طرف منسوب کرتے ہو کہ جو بہادری اور شجاعت سے بالکل خالی ہیں اور اہل کوفہ نے ینشؤا کو بضم یا اور فتح نون اور تشدید شین پڑھا ہے اور باقیوں نے

بفتح یا اور سکون نون اور تخفیف شین پڑھا ہے یعنی جو کہ زیور اور پوشاک گوٹہ اور کناری میں پرورش ہوتی ہیں تم انکو خدا کی طرف منسوب کرتے ہو وَ
هُوَ فِي الْخِصَامِ اور وہ بیچ جھگڑے انکی اور وقت گفتگو کرنے کے غَيْرُ مُبِينٍ نہ ظاہر کرنے والے حجت اور دلیل کے ہے یعنی عورت وقت گفتگو کے اور پیش آنے جھگڑے
کے کسی سے حجتیں اور دلیلیں بیان کر نہیں سکتی اور دوسرے پر غالب نہیں ہو سکتی ہے بلکہ بسبب کم ہونے عقل کے ایسی گفتگو کرتی ہے کہ جس میں اپنا ضرر ہو اور جانب مقابل کو
اپنی ہی تقریر سے غالب کر لیتی ہے اور ہو ضمیر مذکور کی من کے لفظ کی طرف پھرتی ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ مراد اس آیت میں دختروں سے نہیں ہے بلکہ بتوں سے مراد ہے
کہ کفار بتوں کو زیور سے آراستہ رکھتے تھے یعنی کیا عبادت کرتے ہو تم انکی جو کہ زیور میں پرورش پاتے ہیں اور کسی حجت اور دلیل کو بیان نہیں کر سکتے ہیں بلکہ مطلق گویا
نہیں ہو سکتے ہیں اور جواب دینے سے عاجز ہیں وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ اور ٹھہرایا کرد یا ان مشرکین نے فرشتوں کو جو کہ وہ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ بندے
خدا بخشنے والے کے ہیں إِنَاثًا بیٹیاں یعنی ملائکہ مقدسین کہ پاکیزہ عبادت گزار ہیں عبادت خدا کی کرتے ہیں انکو اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ یہ بیٹیاں
خدا کی ہیں أَشَهِدُوا کیا حاضر تھے وہ خَلْقَهُمْ وقت پیدائش ان فرشتوں کو کہ انکی عورتیں ہونے سے خبر دیتے ہیں پس انکی تنبیہ کے واسطے فرماتا ہے کہ
سَتُكْتَبُ قریب ہے کہ لکھی جائے شَهَادَتُهُمْ گواہی انکی اس مقدمہ پر وَيُسْأَلُونَ اور پوچھے جاویں گے وہ اس سے قیامت کے روز اور گواہی دروغ کی جہت سے
انکو عذاب ہو کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے بنو ملیح سے پوچھا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملائکہ عورتیں ہیں کہا کہ ہمنے اپنے باپوں سے سنا ہے اور گواہی دیتے ہیں ہم کہ
انھوں نے ہرگز دروغ نہیں کہا ہے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی عنقریب گواہی انکی نامہ اعمال میں انکے لکھی جائے وَقَالُوا اور کہا ان بنی ملیح نے جھگڑے کی
راہ سے کہ لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ اگر چاہتا خدا بخشنے والا تو مَا عَبَدْنَاهُمْ نہ پرستش کرتے ہم ان ملائکہ کو مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے
واسطے انکے ساتھ اسکے کچھ علم اور اسکی قباحت کو وہ نہیں جانتے إِنْ هُمْ نہیں ہیں وہ اس دعوے میں إِلَّا يَخْرُصُونَ مگر اٹکل کرتے اور اپنی رائے سے
تجویز کرکے ایسی بات کہتے ہیں أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ کیا دی ہے ہمنے انکو کوئی کتاب پہلے اس سے کہ جس میں انکے دعوے کا صحیح ہونا لکھا ہو فَهُمْ
بِهِ پس وہ ساتھ اس کتاب کے جو کہ ہمنے قرآن سے پہلے بھیجی ہو مُسْتَمْسِكُونَ چنگل مارنیوالے ہیں اور حجت لانیوالے اور ایسی کتاب تو کسی کے پاس کبھی نازل
نہیں ہوئی کہ جس میں انکے مدعا کا صحیح ہونا لکھا ہو پس یہ اپنے مدعا پر نہ دلیل عقلی رکھتے ہیں نہ دلیل نقلی بَلْ بلکہ اس مدعا میں اپنے باپونکی پیروی کا اقرار کرکے قَالُوا
کہا انھوں نے کہ إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا تحقیق ہمنے پایا ہے ہمنے باپوں اپنوں کو عَلَىٰ أُمَّةٍ اوپر ایک مذہب اور راہ کے وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ اور تحقیق ہم اوپر
علامتوں انکے کے مُهْتَدُونَ ہدایت پانے والے ہیں یعنی اس دعوے میں ہم اپنے باپونکی پیروی کرنے والے ہیں پس واسطے تسلی خاطر رسول خدا کے فرماتا ہے کہ وَ
كَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اور ایسی ہی نہیں بھیجا ہے ہمنے پہلے تجھ سے اے محمد فِي قَرْيَةٍ بیچ کسی بستی کے مِنْ نَذِيرٍ کوئی ڈرانیوالا پیغمبر کہ
انکو عذاب خدا سے ڈرائے إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا مگر کہا نعمت میں پلے ہوئے دولتمندوں اس بستی کے نے تکبر اور سرکشی کی راہ سے کہ إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا تحقیق
ہمنے پایا ہے باپوں اپنوں کو عَلَىٰ أُمَّةٍ اوپر ایک دین کے وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ اور تحقیق ہم اوپر نشانیوں انکی کے مُقْتَدُونَ پیروی کرنیوالے ہیں اور تخصیص دولتمندوں
کی اس واسطے ہے کہ وہ بسبب مشغول ہونے نعمتوں کی دلیلوں میں حق کی تامل اور نظر نہیں کرتے ہیں اور اپنے باپونکی پیروی پر تکیہ کرکے دین کے مقدمہ میں بے فکر ہو گئے ہیں
قُلْ کہا اور اصل میں قُل تھا لیکن ابن عامر نے قال پڑھا ہے یعنی کہا محمد نے ان کافروں سے کہ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ کیا اگر لایا ہوں میں تمہارے پاس بِأَهْدَىٰ
زیادہ ہدایت کرنیوالا دین مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ اس دین سے کہ پایا ہے تمنے اوپر اس کے آبَاءَكُمْ باپوں اپنوں کو کیا تب بھی تم اپنے باپونکی دین کی
پیروی کروگے اگرچہ میرا دین تمہارے باپونکے دین سے بہتر ہو قَالُوا کہا انھوں نے جواب میں پیغمبر کے کہ إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ تحقیق کہ ہم ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم
كَافِرُونَ کفر کرنیوالے ہیں اور تمہارے دین پر ہم کبھی ایمان نہ لائینگے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس بدلا لیا ہمنے ان سے کہ انکو عذاب کرکے دنیا میں اور ہلاک کرکے دوزخ
میں انکو جلایا فَانْظُرْ پس دیکھ تو اے دیکھنے والے کہ كَيْفَ كَانَ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ انجام جھٹلانے والونکا اور اب حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کرتا
ہو کہ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ اور یاد کر تو جس وقت کہ کہا ابراہیم نے غار سے نکلنے کی بعد لِأَبِيهِ واسطے باپ اپنے کے اور وہ آزر چچا انکا تھا اور اس نے جو پرورش انکو کیا
تھا تو اس واسطے وہ اسکو باپ کہتے تھے اس سے حضرت ابراہیم نے کہا وَقَوْمِهِ اور قوم اپنی سے کہ بتونکی اور ستارونکی عبادت میں وہ مشغول تھے إِنَّنِي بَرَاءٌ تحقیق

ربع

کہ میں بیزار ہوں مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اُس چیز سے کہ پوجتے ہو تم سوا خدا کے اِلَّا الَّذِیْ مگر وہ شخص یعنی وہ خدا کہ فَطَرَنِیْ پیدا کیا ہے اُس نے مجھکو فَاِنَّہٗ پس
تحقیق وہ خدا سَیَهْدِیْنِ قریب ہے کہ راہ حق دکھلاوے مجھکو توفیق عطا کر کے دلیلوں کو قایم کرنے کی وَجَعَلَهَا اور کیا ہے ابراہیم نے اس کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو یا کلمہ انکی
بیزاری معبودوں کو كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً کلمہ باقی ہمیشہ رہنے والا فِیْ عَقِبِهٖ بیچ پیچھے اپنے کے یعنی درمیان فرزندوں اپنے کے لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ تاکہ وہ اولاد اسکی
رجوع کریں اپنے باپ کی طرف کلمہ توحید کہتے ہیں اور شرک سے بیزار ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد کلمہ باقیہ سے امامت ہے کہ ابراہیم نے اپنے پیچھے اپنی اولاد میں
چھوڑی ہے اس واسطے کہ وہ امامت ہے کہ قیامت تک اسکی اولاد میں باقی رہے گی اور بواسطہ سدی سے منقول ہے کہ مراد حضرت ابراہیم کی عقب سے آل محمد ہیں اور حضرت سجادؑ نے فرمایا ہے
کہ ہمارے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور کیا ہے امامت کو حسینؑ کے عقب میں قیامت تک اور خطبہ غدیر میں جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اے گروہ لوگو میں نے قرآن کو بتلایا ہے
تمکو کہ ائمہ بعد علیؑ کے اسکی اولاد میں سے ہیں اور میں نے جتلا دیا ہے تمکو کہ وہ مجھسے اور میں انسے ہوں جس جگہ کہ خدا نے انہیں فرمایا ہے کہ وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ اور کہا ہے کہ لن تضلوا ما ان
تمسکتم بہما یعنی ہرگز گمراہ نہ ہو گے اگر چنگل مارو گے تم ساتھ ان دونوں کے یعنی قرآن کو اور اہلبیتؑ کو کہ اگر انکی پیروی کرو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور رسولخدا سے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ امامت حسینؑ کے عقب میں ہے کہ انکی اولاد میں
نو امام ہونگے اور ایک انمیں سے مہدیؑ اس امت کا ہے اور بعد قصہ ابراہیم کے حقتعالی اپنی نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو کچھ کہ قریش کو بخشی ہیں اور فرماتا ہے کہ میں نے بسبب کفر اور شرک
کے انکے عذاب میں جلدی نہیں کی ہے بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ بلکہ فائدہ دیا ہے میں نے گروہ قریش کو وَاٰبَآءَهُمْ اور باپوں انکے کو کہ انکی عمر دراز کی ہیں اور
نعمتیں انکو بخشی ہیں حَتّٰی جَآءَهُمُ الْحَقُّ یہانتک کہ آیا ہے انکے پاس قول حق کا کہ وہ توحید ہے یا قرآن ہے وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ۝ اور پیغمبر ظاہر کرنے
معجزے ظاہر کرتا تھا اور دلیلیں ظاہر اور روشن توحید کی بیان کرتا تھا وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ اور جس وقت کہ آیا ان کے پاس سخن حق تو اسکا انھوں نے
انکار کیا اور سرکشی کی راہ سے قَالُوْا هٰذَا کہا انھوں نے کہ یہ قرآن جو کہ محمدؐ لایا ہے سِحْرٌ جادو ہے وَّاِنَّا بِهٖ اور تحقیق ہم ساتھ اسکے کٰفِرُوْنَ ۝ کفر کرنے
والے ہیں اور اسکو اعتبار نہیں ہے کہ یہ خدا کے پاس سے آیا ہے پس انھوں نے اسکی بے ادبی کی اور اسکو سبک جانا اور پیغمبر سے جھگڑا کیا وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے کہ
لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ کیوں نہیں نازل کیا گیا ہے یہ قرآن اگر فرض کریں ہم کہ یہ خدا کے پاس سے تھا عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ اوپر ایک مرد کے دو
بستیوں میں سے کہ وہ مکہ اور طائف ہے عَظِیْمٍ ۝ بزرگ مرتبہ کے پاس باعتبار مال اور خادموں اور نوکروں کے یعنی ان دو بستیوں میں جو بزرگ آدمی ہیں مثل
ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے کہ وہ مکہ میں ہیں اور عروہ بن مسعود ثقفی اور حبیب بن عمرو ثقفی وغیرہ کے کہ طائف میں ہیں ان میں سے کسی پر قرآن نازل
ہوتا کہ یہ بڑے مالدار ہیں اور بہت دولت اپنے پاس رکھتے ہیں نہ یہ کہ یتیم و مفلس پر قرآن نازل ہو غرض کفار کی یہ تھی کہ نبوت ایک منصب بلند قدر ہے اس واسطے
چاہیے کہ ایسے شخص پر نازل ہو کہ جو مال دنیا بہت رکھتا ہو اور نوکر اور چاکر اسکے بہت ہوں اور سب طرح کی حکومت وہ رکھتا ہو اور نہیں جانتے تھے اپنی جہالت
کے سبب سے کہ نبوت کے لائق وہ شخص ہے کہ جو فضائل اور کمالات اور نیک خلقوں سے آراستہ ہو اور بری عادتوں اور بد خلقوں سے پاک ہو پس خدا انکے قول کا انکار کر کے فرماتا ہے
کہ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ کیا وہ تقسیم کرتے ہیں اور بانٹتے ہیں رحمت پروردگار تیرے کو اے محمدؐ کہ جسکو وہ چاہیں نبوت دیویں اور جسکو
انکا دل چاہتا ہے اور جسکی طرف وہ رغبت رکھتے ہیں اسکو نبوت پہنچے نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ ہمنے تقسیم کیا ہے درمیان انکے مَّعِیْشَتَهُمْ سبب زندگانی انکی کو کہ وہ
روزی ہے فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ اسکی تدبیر سے نہایت عاجز ہیں پس جسوقت کہ وہ روزی کی تقسیم میں عاجز ہوں باوجودیکہ وہ انکی دنیا کی
مصلحت میں سے ہے تو امر نبوت کہ بڑے مرتبہ کا ہے انمیں انکو کیونکر دخل اور تصرف ہو اور اپنی خواہش کے موافق جسکو چاہیں نبی کریں وَرَفَعْنَا اور
بلند کیا ہے ہم نے بَعْضَهُمْ بعضے ان آدمیوں کو فَوْقَ بَعْضٍ اوپر بعضے کے دَرَجٰتٍ درجوں میں کہ کسی کو تونگر کیا ہے اور کسی کو محتاج
اور کسی کو عالم اور کسی کو جاہل اور کسی کو غلام اور کسی کو آقا لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا تاکہ پکڑے یعنی اختیار کرے بعضا ان کے بعضے کو
سُخْرِیًّا ؕ تابعدار اور حکم میں ہونے والا کہ ایک شخص کا اختیار طرف دوسرے کے ہو اور مالدار اسکا محتاج کی کرے اور کام کرنے والا مدد اسکی کرے کہ جو محتاج
کام کا ہے کہ اس سبب سے آپس میں الفت ہو اور انتظام عالم کا بخوبی صورت پکڑے اور ہر ایک کام درست ہوتا ہے ایک دوسرے کے سبب سے اور
اگر یہ امور بندوں کے سپرد ہوتے تو باعث فساد کا ہوتا اور انتظام عالم میں خلل ہوتا پس جس وقت کہ امور دنیا میں بندوں کا ایسا حال ہے تو امر نبوت کہ رحمت بزرگ

ہوتی ہے کیونکہ خدا نے سپرد ہو کہ جس کو چاہیں پیغمبر کریں اور یہی حال امامت اور خلافت کا ہے کہ اگر وہ بندوں کی رائے پر ہو تو باعث فساد کا ہو اور مختلف ہونا دین کا
ہیں اگر وہ موافق حکم خدا کے ہوتی اور یہ امت خدا کے کئے ہوئے امام کو امام جانتی تو اس قدر اس دین میں اختلاف نہوتا اور مال دنیا کے اعتبار سے جو کہتے ہیں کہ نبوت
فلاں اور فلانکو ہوتی یہ انکی کمال جہالت ہے اس واسطے کہ مال دنیا کا کچھ قدر نہیں رکھتا ہے خدا کے نزدیک جیسا کہ کفار کے نزدیک قدر رکھتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر دنیا
خدا کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو اس سے فائدہ نہ پہنچاتا اور خدا کو مال کی طمع نہیں ہے جیسے کہ آدمیوں کو طمع ہے کہ مال کی جہت سے وہ کسی کو پیغمبر کرے
اور جس کی جو صفت ہے تو وہ طرف اس کے نظر نہیں کرتا ہے اور نہ کسی کے مال کی طرف بلکہ یہ مال اور جمال اسکے فضل و کرم سے ہے اور خدا پر کسی کا حق نہیں ہے جو کچھ چاہے موافق مصلحت کے اپنے
تفضل سے عنایت کرتا ہے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی کو واسطے کہے کہ جس وقت اوسنے فلاں پر فضل و کرم کیا ہے مال سے تو نبوت بھی اسکو عطا کر کیا نہیں دیکھتا ہے تو کسی کو
تونگر کیا اور صورت اسکی بری بنائی ہے اور دوسرے کو محتاج کیا ہے اور صورت اسکی خوب اور حسین بنائی ہے اور بعضے کو شریف اور محتاج بنایا ہے اور بعضے کو کمینہ اور مالدار کیا ہے
پس وہ تونگر نہیں کہہ سکتا ہے کہ میری فلاں محتاج کی سی صورت کیوں نہیں ہوئی اور وہ خوبصورت نہیں کہہ سکتا ہے کہ میرے جمال کے ساتھ فلاں تونگر کا مال کیوں نہیں ہے
اور وہ شریف نہیں کہہ سکتا ہے کہ میری شرافت کے ہمراہ فلاں کا مال کیوں نہیں ہے اور نہ وہ کمینہ کہہ سکتا ہے کہ میرے مال کے ہمراہ فلانکی شرافت کیوں نہیں ہے اور لیکن حکم واسطے
خدا کے ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہ حکیم ہے اپنے فعلوں میں اور سزا دیگا ہر ایک کو اپنے اعمال میں وَرَحْمَتُ رَبِّكَ اور رحمت پروردگار تیرے کی کہ وہ نبوت ہے یا محمد اور
جو کچھ کہ نبوت کے تحت میں ہے مثل فوز عظیم اور پہنچنا مقام بلند اور جو انکو بہشت میں ملیگا یہ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہیں کفار مال دنیا اور اسکو
سرمایہ اپنی بزرگی کا جانتے ہیں اور دنیا کے مال کی مذمت میں خدا تعالے فرماتا ہے کہ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ اور اگر نہ ہوتی یہ صورت کہ ہو جاوینگے سب آدمی
أُمَّةً وَاحِدَةً گروہ ایک کفار کے کہ مسلمان بھی کافروں کو مالدار دیکھکر مال کی حرص سے کافر ہو جاوینگے یہ خیال کرکے کہ مال کفر کی جہت سے ہے تو مال لیا بے قدر ہے ہمارے
نزدیک کہ لَّجَعَلْنَا البتہ کر دیتے ہم کثرت سے مال دے کر لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ واسطے اس شخص کے کہ کفر کرتا ہے خدا بخشنے والے کے لِبُيُوتِهِمْ واسطے گھروں انکے
کے یہ بدل الاشتمال ہے لمن یکفر سے یعنی کرتے ہم واسطے گھروں کفار کے سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ چھت چاندی سے وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا اور زینے کہ اوپر
ان کے چڑھ کر يَظْهَرُونَ ظاہر ہوتے ہیں اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابو جعفر نے سقفا کو بفتح سین پڑھا ہے وَلِبُيُوتِهِمْ اور واسطے گھروں ان
کے کرتے ہیں ہم چاندی سے أَبْوَابًا وَسُرُرًا دروازے اور تخت کہ عَلَيْهَا اوپر ان تختوں کے يَتَّكِئُونَ تکیہ کریں وَزُخْرُفًا اور سونا
دیتے ہم اور عطف اسکا سقفا پر ہے یا محل من فضۃ پر پس دنیا جو ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں رکھتی ہے اور ہم اسکو نہایت بدل جانتے اگر یہ قباحت ہوتی کہ آدمی
کافروں کے پاس مال دیکھکر بسبب حرص دنیا کے طرف کفر کے رجوع کرتے اور ایک گروہ کفار کے ہو جاتے سارے آدمی تو ہم کفار کو اس کثرت سے مال دیتے
کہ انکے کوٹھے اور دروازے اور تخت چاندی کے ہوتے اور سونے سے آراستہ اور مطلع ہوتے اور چاندی کی زینوں پر وہ چڑھ کر ظاہر ہوتے اور تختوں پر چاندی کے تکئے کرتے اور
کافروں ہی کو ہم مال دیتے لیکن ہمنے تنہا کافروں کو اس اندیشہ سے مال نہیں دیا ہے بلکہ کافروں کو بھی محتاج اور تونگر دونوں کیے اور مسلمانوں میں بھی محتاج اور تونگر
دونوں کیے اور پھر ان کو احکام بھیجکر آزمایا اور صبر اور رضا سے انکا امتحان کیا چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے اور حضرت سجاد سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا
کہ مراد اس سے امت محمد ہے کہ سب کافر ایک دین پر ہو جاتیں اور اگر خدا ایسا کرتا تو مومنین کو بہت رنج و غم ہوتا وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ اور نہیں ہے کل وہ چیز
کہ مذکور ہوئی دنیا کے مال کی لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مگر فائدہ زندگانی دنیا کا چند روز کا ہے وَالْآخِرَةُ اور آخرت یعنی نعمت آخرت کی کہ وہ بہشت ہے
عِندَ رَبِّكَ نزدیک پروردگار تیرے کے لِلْمُتَّقِينَ واسطے پرہیزگاروں کے ہے کہ کفر اور گناہوں سے بچتے ہیں اور دنیا کی لذتوں سے انہوں نے منہ پھیرا ہے اور بالکل

متوجہ آخرت کے ہیں اور امام حسین سے کسی نے پوچھا کہ خدا کے نزدیک کونسا عمل ہے کہ وہ افضل ہے سب اعمال سے فرمایا کہ بعد معرفت خدا کی دنیا کی دشمنی سے کوئی عمل افضل نہیں ہے
اور حضرت سجاد نے فرمایا ہے کہ نہایت تعجب ہے اس شخص سے کہ عمل کرے واسطے گھر فنا ہونے والے کے اور ترک کرے ہمیشہ کے گھر کو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ ایک روز
رسول خدا باہر نکلے اس وقت خاطر اقدس کو ملال تھا ایک فرشتہ آیا اور ہمراہ اسکے کنجیاں خزائن زمین کے خزانوں کی کہا کہ اے محمد یہ کنجیاں ہیں زمین کی خزانوں کی
پروردگار تیرا کہتا ہے کہ خزانوں کو کھولکر جسقدر تو چاہے لے کچھ تیرا مرتبہ میرے نزدیک ہے اس میں سے بھی کم نہوگا فرمایا کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے کہ جسکے واسطے

گھر نہیں ہے اُس دنیا کیواسطے وہ شخص جمع کرتا ہے کہ جسمیں عقل نہیں ہے اُس شخص نے کہا کہ قسم ہے خدا کی جبتک آسمان پر میں نے یہی کلام سنا تھا ایک فرشتہ سے جس
وقت مجھکو کنجیاں دی گئیں تھیں اور فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ اے علی جسکے روبرو پیش کئے جاویں دنیا اور آخرت پس اختیار کرے وہ آخرت کو اور ترک کرے دنیا کو
تو اسکو واسطے بہشت ہے اور جو کوئی لیوے دنیا کو آخرت کو چھوڑ دے اور سبک جانکر تو اسکے واسطے آتش دوزخ ہے اور حضرت امام رضا نے فرمایا ہے کہ روایت کی ہے امیر المؤمنین نے
کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ایکمرتبہ میرے پاس جبرئیل آیا اور کہا کہ اے محمد تجھکو خدا بعد سلام کے کہتا ہے کہ اگر تو چاہے تو تیرے واسطے مکہ کے سنگریزوں کو سونا کردوں حضرت فرماتے
ہیں کہ مینے سر اپنا آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا کہ اے پروردگار میرے میں چاہتا ہوں کہ ایکروز سیر ہوں اور ایکروز بھوکا رہوں اور جس وقت کہ سیر ہوں تب تو تیرا شکر کروں اور اگر بھوکا رہوں
لگے تو تجھ سے سوال کروں غرض حضرت کی اس بات سے یہ ہے کہ مجھکو مال دنیا کا درکار نہیں ہے وَمَنْ يَعْشُ اور جو کوئی اندھا بنے یعنی اندھا ہو کر عَنْ ذِكْرِ
الرَّحْمٰنِ ذکر خدا بخشنے والے سے اور اسکی وحدانیت کی دلیلوں میں نظر اور تامل نہ کرے تو نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا مقرر کرینگے ہم واسطے اسکے شیطان کو اور نظر لطف
کی اُسپر سے اٹھا لینگے کہ شیطان اسپر غلبہ پاوے فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ پس وہ شیطان واسطے اسکے مصاحب ہووے اور ہمیشہ اسکے بہکانے اور گمراہ کرنے میں مشغول رہے اور حضرت
امیر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی وے گناہ کو کہ ہووے وہ اندھا ہوجاتا ہے یاد خدا سے جو کوئی ترک کرے یاد کو اس شخص کی کہ جسکی فرمانبرداری کا حکم خدا نے کیا ہے تو تعین کریگا خدا واسطے
اسکے شیطان کو پس وہ اسکا مصاحب ہوگا اور ایک شخص اہلبیت میں سے بیان کرتا ہے کہ میری اور ایک شخص کی دوستی تھی ایکوقت ہم مسجد میں بیٹھے تھے اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہ ان آدمیوں کو تو کیونکر دیکھتا ہے
مینے اس سے کہا کہ بعضوں کو سوتا دیکھتا ہوں اور بعضوں کو بیدار اسنے کہا کہ جو کچھ ان کے سر پر ہے اسکو تو دیکھتا ہے میں نے کہا کہ نہیں آخر میری آنکھ پر ہاتھ پھیرا اسوقت دیکھا کہ ہر ایک کے سر پر کوئی بیٹھا تھا
بعضے نے تو ہاتھ پر اسکی آنکھوں تک چھوڑ رکھے تھے اور بعضا کبھی تو ہاتھوں کو چھوڑ دیتا تھا اور کبھی اٹھا لیتا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اسنے کہا
کہ یہ شیاطین ہیں کہ انکے سر و پر بیٹھے ہیں اور ہر ایک نے بقدر غفلت غلبہ پایا ہے پس یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا
فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ اور عاشی اور شیطان باعتبار معنی جمع ہیں اس واسطے کہ مراد ان سے انکی جنس ہے پس اسلئے جمع کی ضمیروں سے انکا ذکر کرتا ہے کہ وَإِنَّهُمْ اور تحقیق وہ
شیطان لَيَصُدُّونَهُمْ البتہ بند کرتے ہیں خدا کی یاد سے اندھوں کو عَنِ السَّبِيلِ راہ حق سے وَيَحْسَبُونَ اور گمان کرتے ہیں وہ اندھے
أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ کہ تحقیق وہ راہ پانیوالے ہیں اور اپنے گمان باطل سے ہمیشہ انکی فرمانبرداری رہتے ہیں اور ان شیاطین کو ہدایت کرنیوالے جانتے
ہیں حَتّٰى إِذَا جَاءَنَا یہانتک کہ جس وقت آئیں وہ دونوں ہمارے پاس اور حساب کے مقام میں کھڑے ہوں قیامت کے روز اہل عراق نے جاء کو واحد کا صیغہ
پڑھا ہے اور ضمیر اسکی کافر کی طرف پھرتی ہے اور باقی قاریوں نے تثنیہ کا صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر اسکی کافر کے اور شیطان کے دونوں کی طرف پھرتی ہے یعنی
یہانتک کہ جس وقت آئیں وہ دونو ہمارے پاس قیامت میں تو قَالَ کہے وہ اندھا ہونیوالا اپنے مصاحب شیطان سے کہ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ اے کاش
ہوتی درمیان میرے اور درمیان تیرے بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ دوری مشرق اور مغرب کی کہ تو مشرق میں ہوتا اور میں مغرب میں کہ تجھ سے ہرگز میری ملاقات نہوتی
اور مجھکو تو نہ دیکھتا اور میرے نزدیک نہ آتا فَبِئْسَ الْقَرِينُ پس برا مصاحب ہے تو اور درمیان اس گفتگو کے فرشتے ان اندھے ہونیوالوں سے کہیں کہ وَلَنْ
يَنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اور ہرگز نہ فائدہ دیگی تمکو آج کے دن یہ آرزو إِذْ ظَلَمْتُمْ جس وقت کہ ظلم کیا تمنے اپنے نفسوں پر کفر اختیار کرکے أَنَّكُمْ تحقیق کہ تم سب فِي
الْعَذَابِ بیچ عذاب کے دوزخ میں مُشْتَرِكُونَ شریک ہونیوالے ہو کہ عذاب کے سبب میں بھی تم شریک تھے اور جناب رسولخدا کو جو ان لوگوں کے ایمان نہ لانے سے
رنج ہوتا تھا خدا نے یہ آیت نازل کی أَفَأَنْتَ کیا پس تو اے محمد صلعم تُسْمِعُ الصُّمَّ سنوا سکتا ہے تو بہروں کو أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ یا راہ دکھلا سکتا ہے
تو اندھوں کو وَمَنْ كَانَ اور اس شخص کو کہ ہووے فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ بیچ گمراہی ظاہر کے یعنی جن کے ہوش کے کان سخن حق کے سننے سے بہرے ہیں اور
جنکے دلوں کی آنکھیں راہ حق کے دیکھنے سے اندھی ہیں اور گمراہی ظاہر میں وہ پڑے ہوئے ہیں تو انکو نہ حق کی بات سنوا سکتا ہے اور نہ راہ حق دکھلا سکتا ہے
تو اور خدا انکی ہدایت پر قدرت رکھتا ہے پس تو احکام ہمارے پہنچانیکے سوا اور امر کا تردد مت کر اور اپنی خاطر کو رنجیدہ نہ کر کہ یہ لوگ لائق عذاب اور ہلاکت کے
ہیں فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ پس اگر لیجاویں ہم تجھکو اپنی رحمت میں اما اصل میں اِن شرطیہ ہے اور ما اسمیں زاید ہے یعنی اگر ہم تجھکو دنیا سے لیجاویں پہلے
اس سے کہ تو انسے بدلا لیوے تو فَإِنَّا مِنْهُمْ پس تحقیق ہم ان سے مُنْتَقِمُونَ بدلا لینے والے ہیں عذاب کرکے دنیا اور آخرت میں أَوْ نُرِيَنَّكَ

الذی یا اگر چاہیں دکھلا دیں ہم تجھکو وعدنٰہم جو کچھ کہ وعدہ کیا ہے ہم نے اُن سے عذاب کا نیز زمانہ میں مثل جنگ بدر کے فانا علیہم پس تحقیق
کہ ہم اوپر ان کفار کے عذاب کرنے میں مقتدرون ۰ قدرت رکھنے والے ہیں کہ ہر حال میں عذاب کے چکھنے والے ہیں تیری زندگی میں یا تیری وفات کے بعد منقول
ہے کہ جس وقت رسول خدا کو خبر دی ان امر کو کہ جو حضرت کے بعد واقع ہوئے ہیں تو اثر رنج اور اندوہ کا پیشانی مبارک پر ظاہر ہوا اور جب تک زندہ رہے انکو کسی نے
ہنستے ہوئے نہیں دیکھا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ بیچ حجۃ الوداع میں حاضر تھا رسول خدا نے اصحاب کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ چاہیئے کہ میں تمکو بعد اپنے کافر نہ پاؤں کہ بعد
میرے تم مرتد ہو جاؤ اور آپس میں شمشیر زنی کرو پس قسم خدا کی اگر ایسا کروگے اور آپس میں تلواریں چلاؤ گے تو مجھکو ہی لشکر میں تم پاؤ گے کہ جو تم سے جنگ کریگا اور بعد اسکے
اپنے پیچھے نگاہ کی امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو دیکھا فرمایا کہ یا علی یا علی یا علی اور دوسری روایت میں ہے کہ تین بار علی کا نام لیا جابر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت علی
کو کہ اسی وقت اثر وحی کا ظاہر ہوا اور خدا نے یہ آیت نازل کی کہ فانا منہم منتقمون بعلی بن ابیطالب اسیطرح سے تفسیر اہلبیت میں ہے کہ منتقمون بعلی بن ابیطالب اور جس
وقت کفار اس تنبیہ سے بھی بیدار نہوئے اور عناد اور انکار انھوں نے زیادہ کیا تو حقتعالے نے اپنے حبیب کو فرمایا کہ فاستمسک پس چنگل مار تو اور مضبوط
پکڑ لے تو یعنی عمل کر تو بالذی اوحی الیک ساتھ اس چیز کے کہ وحی کی گئی ہے طرف تیرے انک تحقیق کہ تو علی صراط مستقیم اوپر راہ سیدھی کے ہے
کہ کسی طرح اسمیں کجی نہیں ہے وانہ اور تحقیق کہ وہ وحی یعنی قرآن لذکر لک البتہ ذکر ہے یعنی شرف اور عزت ہے واسطے تیرے ولقومک اور واسطے
قوم تیری کے کہ وہ قریش ہیں یا تمام امت وسوف تسئلون ۰ اور قریب ہے کہ سوال کیے جاؤ گے اور پوچھے جاؤ گے تم اے سب قرآن کے حق سے اور
اسکے حکموں کی تعظیم کرنے سے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں قوم آپکی اور ہم پوچھے جائینگے اور فرمایا کہ رسول خداؐ اور ہم اہل ذکر ہیں ہم پوچھے جائیں گے اور
حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ذکر قرآن ہے اور ہم قوم آپکی ہیں ہم پوچھے جائیں گے واسئل اور پوچھ تو اے محمد من ارسلنا من قبلک ان لوگوں سے
کہ بھیجے ہیں ہمنے پہلے تجھسے من رسلنا پیغمبروں ہمارے میں سے کہ انھیں موسیٰ اور عیسیٰ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکی تقدیر یہ ہے کہ واسئل امم من ارسلنا
مضاف من کا محذوف ہے یعنی پوچھ تو مومنین اہل کتاب سے کہ وہ انھیں پہلے انبیا کی ہیں اجعلنا کیا کیا ہمنے یعنی کیا فرمایا ہے ہمنے پہلی کتابوں میں کہ من
دون الرحمن سوا خدا بخشنے والے کے بھی الہۃ یعبدون ۰ معبود ہیں کہ پرستش کئے جائیں وہ بت اور عترت یعنی انسے تو پوچھ کہ ہمنے حکم کیا ہے کسی امت
میں سوا خدا کے دوسرے کی پرستش کا اور ظاہر پہلا قول ہے کہ رسولوں سے سوال کرنیکا حکم ہے اور وہ سوال شب معراج میں ہوا چنانچہ امام محمد باقرؑ سے کسی نے سوال
کیا اس آیت کے معنی سے کہ کیا چیز تھی کہ سوال کیا تھا اس سے محمد صلعم نے اور حال یہ ہے کہ درمیان محمدؐ اور عیسیٰ کے پانسو یا چھ سو برس کا فاصلہ تھا پس پڑھا اس آیت
کو کہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا یعنی پاک ہے وہ شخص کو لیگیا بندہ اپنے کو رات کو مسجد الحرام سے طرف
مسجد اقصیٰ کے کہ وہ مسجد کہ برکت دی ہے ہمنے گرداگرد اسکے کہ دکھلائیں ہم اسکو نشانیاں اپنی اور فرمایا امام نے کہ جو نشانیاں اپنی قدرت کی خدا نے محمدؐ کو دکھلائی تھیں جس وقت
کہ اسکو شب معراج بیت المقدس کو لیگیا تھا یہ تھیں کہ جمع کیا واسطے اسکے پہلے اور پچھلے انبیا اور مرسلین کو پھر حکم کیا جبرئیل کو اسنے اذان و اقامت کہی اور اقامت میں
حی علی خیر العمل کہا بعد اسکے محمدؐ سب انبیاء کے آگے کھڑے ہوئے اور سب کو نماز پڑھائی پس نازل کی خدا نے یہ آیت واسئل من ارسلنا (الآیہ) پس کہا محمد صلعم
نے کہ کس چیز پر گواہی دیتے ہو تم اور کس چیز کو عبادت کرتے تھے تم سب نے کہا کہ گواہی دیتے ہیں ہم اسکی کہ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوا خدا کہ ایک ہے وہ اور
کوئی اسکا شریک نہیں ہے اور تو پیغمبر اسکا ہے لیا ہے تو نے اسپر ہمارے عہد انکو اور ثعلبی کہ اہل سنت کے مفسروں میں سے ہے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ مسعود سے
روایت کرتا ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ جسوقت شب معراج مجھکو آسمان پر لے گئے اور انبیا کو جمع کیا اور میں انکے پاس بیٹھا تھا تو ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھسے کہا
کہ خدا فرماتا ہے کہ تو ان انبیا سے پوچھ کہ انکو کس چیز کے واسطے بھیجا ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے انسے پوچھا کہ تم کس چیز پر بھیجے گئے ہو سب نے کہا کہ تیری دوستی پر اور علی ابن ابیطالب
کی دوستی پر ہمکو بھیجا اور اب حضرت موسیٰ کا ذکر کرتا ہے کہ ولقد ارسلنا موسیٰ اور البتہ تحقیق بھیجا تھا ہمنے موسیٰ کو بایٰتنا ساتھ نشانیوں قدرت اپنی
کے کہ وہ معجزے تھے کہ دلالت کرتے تھے اسکی نبوت کے حق ہونے پر بھیجا ہمنے اسکو الی فرعون وملائہ طرف فرعون اور سرداروں کے کہ وہ اشراف
تھے اسکی قوم کے فقال انی رسول رب العالمین ۰ پس کہا موسیٰ نے کہ تحقیق میں رسول پروردگار عالموں کا ہوں فلما جاءھم بایٰتنا پس جس وقت

ع ۱۰

زیادہ انکے پاس ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کہ معجزہ عصا کا اور ید بیضا کا ہے انکو دکھلایا اور سوائے انکے اور کئی معجزے دکھلائے تو إِذَا هُم اس وقت وہ لوگ مِّنْهَا وہ
يَضْحَكُونَ ان معجزوں سے ہنستے تھے اپنی جہالت سے اور انمیں تامل نہیں کرتے تھے تاکہ اُنسے فائدہ حاصل کریں وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ اور نہیں دکھلاتے تھے ہم انکو کوئی معجزہ
ایک کے بعد دوسرا إِلَّا هِيَ مگر وہ معجزہ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا بڑا اور زیادہ تھا مانند اپنے سے کہ پہلے اسے دکھلایا تھا اخت بہن کو کہتے ہیں اور مراد یہاں مثل اور مانند سے یعنی
جو معجزہ کہ ہم انکو دکھلاتے تھے وہ پہلے معجزے سے زیادہ بزرگ ہوتا تھا اور وہ نو معجزے تھے انکا عنقریب ذکر کرتا ہے وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ اور پکڑا ہمنے انکو ساتھ عذاب کے
کہ قحط میں انکو مبتلا کیا اور مینڈکیاں بھیجیں یا پانی خون کیا اور جوئیں انپر نازل کی انکو عذاب کے واسطے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ تاکہ وہ رجوع کریں اور پھریں وہ اپنے دین باطل سے
لیکن انھوں نے اپنی گمراہی کو ترک نہ کیا وَقَالُوا اور کہا انھوں نے موسیٰ سے کہ يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ اے جادوگر ادْعُ لَنَا پکار تو واسطے ہمارے رَبَّكَ پروردگار اپنے کو
بِمَا عَهِدَ عِندَكَ ساتھ اس چیز کے کہ عہد کیا ہے نزدیک تیرے کہ تیری دعا کو وہ قبول کرتا ہے اور جس وقت ہم ایمان لائینگے تو وہ تیری دعا سے عذاب کو ہمارے دور کریگا
پس دعا کر تو واسطے ہمارے کہ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ تحقیق ہم البتہ ہدایت پانے والے ہیں یعنی اگر عذاب ہمسے دفع ہوگا تو ہم ایمان لائینگے اور یہ انھوں نے اسواسطے کہا
کہ جسوقت انھوں نے دیکھا کہ یہ معجزے تو ہمارے ہی واسطے عذاب ہیں اور بغیر موسیٰ کی دعا کے یہ دفع نہوں گے تو انھوں نے موسیٰ سے فریاد کی اور انکا دفع ہوجانا چاہا
اور ساحر موسیٰ کو اسواسطے کہا کہ جادو کا علم انکے نزدیک بڑا بزرگ علم تھا اور ایک صفت پسندیدہ تھا اور حضرت موسیٰ کو جادو کے علم میں بڑا استاد اور ماہر جانتے تھے اور سب
جادوگروں پر مقدم سمجھتے تھے اسواسطے انھوں نے کہا کہ اے جادوگر یعنی اے استاد علم سحر کے یہ کلمہ انھوں نے تعظیم کی راہ سے کہا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ
پس جسوقت کہ دور کیا ہمنے اُنسے عذاب کو موسیٰ کی دعا کے سبب سے تو إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ اس وقت وہ عہد کو توڑتے تھے یعنی جسوقت کہ انکو ہم ایک عذاب میں مبتلا کرتے تھے تو وہ تنگ
ہوکر موسیٰ سے کہتے تھے کہ ہم ایمان لائینگے اگر یہ عذاب ہمسے دور ہوجاوے گا تو دعا کر موسیٰ دعا کرتا تھا تو پس وہ عذاب اُنسے دفع ہوجاتا تھا لیکن وہ ایمان نہ لاتے تھے اور اپنے عہد کو
توڑ ڈالتے تھے اور بعد اسکے پھر عذاب میں مبتلا ہوتے تھے اور اسیطرح موسیٰ سے دعا کرواکے عذاب سے نجات پاتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے کئی مرتبہ ایسا ہی کیا چنانچہ سورۂ اعراف میں
تفصیل سے مذکور ہے اور فرعون نے جسوقت موسیٰ کی دعا سے عذاب کا دفع ہونا دیکھا اور ترقی اور بلندی موسیٰ کی روز بروز دیکھی تو ڈرا کہ ایسا نہو کہ آدمی مجھسے پھر جائیں اور موسیٰ کی طرف ہوجائیں
اور بادشاہی میری سے جاتی رہے اسواسطے ایک مکر سوچکر سب قبطیوں کو یعنی اپنی قوم کے آدمیوں کو جمع کیا اور خود ایک بلندی پر گیا اور اپنی بلندی اور موسیٰ کی حقارت بیان
کی چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ اور آواز دی فرعون نے خود اپنی ذات سے فِي قَوْمِهِ بیچ قوم اپنی کے قَالَ کہا ان سب سے کہ يَا قَوْمِ اے قوم میری أَلَيْسَ
لِي مُلْكُ مِصْرَ کیا نہیں ہے واسطے میرے بادشاہی مصر کی اسکندریہ سے شام تک اور نعم تک اسواسطے کہ دریائے نیل کی تین سو ساٹھ نہریں تھیں اور چار بڑی نہریں نہر الملک
اور نہر طولون اور نہر دمیاط اور نہر تنیس فرعون کے باغ میں اسکے محلوں کے نیچے سے ہوکر جاتی تھیں اسواسطے اپنی بادشاہی کا فخر کرکے ان نہروں پر ناز کیا اور کہا کہ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ
اور کیا نہیں یہ نہریں کہ تَجْرِي مِن تَحْتِي جاری ہوتی ہیں نیچے محلوں میرے سے أَفَلَا تُبْصِرُونَ کیا پس نہیں دیکھتے ہو تم عظمت اور بزرگی میری اور پستی اور ذلت
موسیٰ کی أَمْ أَنَا خَيْرٌ بلکہ میں بہتر ہوں مِّنْ هَٰذَا الَّذِي اس شخص سے کہ بیچ شہر میں ہو هُوَ مَهِينٌ اور خوار بیقدر ہے وَلَا يَكَادُ يُبِينُ اور نہیں قریب ہے کہ ظاہر کرے وہ بات کو سبب کُند
ہونے زبان کے غرض فرعون کی یہ تھی اس کلام سے کہ موسیٰ باوجودیکہ آدمی بہت اپنے پاس نہیں رکھتا ہے اور زبان بھی اسکی صاف نہیں ہے بات کہنے میں جو کہ سردار آدمی کیواسطے ہوتی ہے پس وہ
برابری میری کیونکر کریگا اور دعوے نبوت کا کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ نے دعا کی تھی تو لکنت اسکی زبان سے جاتی رہی تھی پہلی لکنت کے لحاظ سے فرعون نے ایسا
کہا تھا اور رسم اس زمانہ کی کہتے ہیں کہ ایسی تھی کہ جسکو اپنا پیشوا کرتے تھے تو کنگن سونے کے اسکے ہاتھوں میں پہناتے تھے اور طوق سونے کا اسکے گلے میں ڈالتے تھے اسواسطے فرعون نے بعد
ظاہر کرنے اپنی بادشاہی اور بلندی مرتبہ کے اور بیان کرنے حقارت اور کمی یاروں موسیٰ کے اپنی قوم سے کہا کہ اگر موسیٰ خدا کے پاس سے رسول ہوکر آیا ہے تو فَلَوْلَا أُلْقِيَ
عَلَيْهِ پس کیوں نہیں ڈالے گئے اوپر اس کے أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ کنگن سونے سے بنے ہوئے اور بعضوں نے اساور پڑھا ہے أَوْ جَاءَ یا کیوں نہیں آئے مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ
ہمراہ اسکے فرشتے مُقْتَرِنِينَ ملے ہوئے اس سے نزدیک ہوئے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ہمراہ موسیٰ کے فرشتے اسکی کمک کیواسطے کیوں نہیں آئے دستور ہے کہ جو بادشاہ اپنا ایلچی کہیں کو
بھیجتا ہے تو ہمراہ اسکے کثرت سے آدمی اور سامان کرتا ہے کہ اسکے ہمراہ میں مددگار رہیں اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا ایکمرد فقیر اور مفلس کو اپنا ایلچی کرکے بھیجے کہ نہ وہ اپنے ہمراہ کوئی
یار رکھتا ہو اور نہ مددگار اور نہ کچھ سامان اور جناب امیر المومنینؑ کے خطبہ میں ہے کہ موسیٰ اور ہارون دونوں بھائی جسوقت فرعون کے پاس آئے تھے اونوں کی

جنسے پہنے ہوئے تھے اور لاٹھیاں انکے ہاتھوں میں تھیں فرعون سے انھوں نے کہا کہ اگر تو ایمان لائیگا تو تیرا ملک اور بادشاہی ہمیشہ کو رہیگی اور اسکی ہم تجھسے شرط کرتے ہیں کہ
تیرا ملک تیرے سپرد کردیں گے فرعون نے کہا کہ کیا نہیں تعجب کرتے ہو تم اے قوم میری ان دونوں آدمیوں کے واسطے جو شرط کرتے ہیں واسطے ہمیشہ باقی رہنے بادشاہی و عزت کا اور حال یہ ہے
کہ تم دیکھتے ہو انکو حالت فقیری اور خواری میں اگر یہ اپنے قول میں ایلچی خدا کا کہتے ہیں تو کنگن سونیکے کیوں نہیں پہنائے گئے اور فرماتے ہیں امیر المومنین کہ اگر خدا چاہتا تو
انبیاء کے واسطے خزانے سونے کے اور جواہر کی کانیں کھولدیتا اور پرندے انکے ہمراہ ہوتے اور انکو قوت اور شوکت بہت ہوتی لیکن آدمی اس صورت میں یا تو ڈر کر ایمان لاتے یا
دنیا کی طمع سے اور خاص واسطے خدا کے کوئی ایمان نہ لاتا اور نہ خالص واسطے خدا کے کوئی عمل کرتا تاکہ مستحق ثواب کا ہوتا فَاسْتَخَفَّ پس خفیف پایا عقل میں فرعون نے قَوْمَهٗ
قوم اپنی کو فرمانبرداری میں یا اُسنے ہلکا پن چاہا فرمانبرداری اپنی میں فَاَطَاعُوْهُ پس فرمانبرداری کی انھوں نے اس فرعون کی اور تابعدار اسکے ہو گئے اِنَّهُمْ
كَانُوْا تحقیق کہ وہ لوگ تھے یعنی قبطی فرعون قوم کے آدمی قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ایک گروہ باہر ہونے حکم خدا سے اور اسکی بندگی سے فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا پس جسوقت
غضب میں لائے وہ ہمکو زیادہ عناد اور انکار اور سرکشی کرکے تو انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ بدلا لیا ہمنے اُنسے واسطے دوستوں اپنے کے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ خدا
غضب میں نہیں ہوتا ہے جیسے کہ ہم غضب میں ہوتے ہیں اور لیکن اُسنے اپنی ذات کے دوست پیدا کیے ہیں کہ وہ غضب میں ہوتے ہیں اور رضامند ہوتے ہیں اور وہ اسکے پیدا کیے ہوئے پرورش
کیے ہوئے ہیں اُنکی رضامندی کو تو اپنی ذات کی رضامندی کیا ہے اور انکے غضب کو اپنی ذات کا غضب ٹھہرایا ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ انکو مقرر کیا ہے کہ لوگوں کو خدا کی طاعت
کی طرف بلاویں اور طریق حق کی رہنمائی کریں اور دوسری روایت میں ہے کہ مراد غضب خدا سے عذاب کرنا ہے پس جسوقت انھوں نے زیادہ کفر کیا تو وہ ہمکو زیادہ غضب میں لائے
پس بدلا لیا ہمنے اُن سے اپنے دوستوں کا فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ پس ڈبو دیا ہمنے انکو سبکو دریا میں فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا پس کر دیا ہمنے انکو مقدم اور
پیشوا انکا فرقوں کا جو انکے پیچھے آنے سے پیشوا ہوں اور حمزہ اور کسائی نے سلفا کو بضم سین اور ضم لام پڑھا ہے اور یا قبول نے ان دونوں کو فتح
سے پڑھا ہے یعنی انکو پیشوا اُنکے آیندہ کا ہمنے کیا تاکہ عذاب میں انکے پیشوا ہوں وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ اور کیا انکو مثل واسطے پچھلوں کے کہ انکے بعد جو آدمی پیدا ہوں تو وہ مثل
انکی بیان کیا کریں ہلاک ہونے میں بسبب تکبر اور کفر کے اور اُنکے قصہ عجیب سے نصیحت پکڑیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت حضرت رسولخدا نے آیہ وانکم وما تعبدون من دون اللہ
حصب جہنم قریش کے روبرو پڑھی یعنی تحقیق کہ تم اور وہ چیز کہ پرستش کرتے ہو تم انکو سوائے خدا کے ایندھن دوزخ کا ہو قریش اس آیت کو سنکر بہت غصہ ہوئے اور عبداللہ بن
زبعری نے کہا کہ اے محمد یہ خاص ہمارے اور ہمارے معبودوں کے واسطے ہے یا سب امتوں اس حکم میں شریک ہیں حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ تمہارے واسطے اور تمہارے معبودوں کے واسطے اور تمام
مشرکوں کے واسطے ہے اسنے کہا کہ قسم ہے خدائے کعبہ کی کہ میں اس حکم میں تجھ پر غالب ہوا اسواسطے کہ تو دعوے کرتا ہے کہ عیسیٰ پسر مریم پیغمبر ہے اور ہمیشہ اسکی تعریف کرتا ہے اور
تو جانتا ہے کہ نصاریٰ اسکی پرستش کرتے ہیں اور ملائکہ کی بھی لوگ پرستش کرتے ہیں اگر عیسیٰ اور ملائکہ دوزخ میں جاوینگے تو ہم راضی ہیں کہ اپنے معبودوں کے ہمسایہ میں رہیں
اور اس گفتگو کو سنکر سب قریش خوش ہوئے اور بہ آواز بلند خندہ کیا اور اپنے گمان میں جانا کہ ہمنے محمد کو الزام دیا جبرئیل یہ آیت ہمراہ لیکر نازل ہوئے وَلَمَّا ضُرِبَ
ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا پس جسوقت بیان کیا گیا بیٹا مریم کا مثل کہ ابن زبعری نے عیسیٰ کے مثل بیان کی اور جھگڑا کیا ہے تجھ سے نصاریٰ کی پرستش کرنیکی جہت سے اور کہا
ہمارے معبود اگر پرستش کی جہت سے دوزخ میں جاوینگے تو عیسیٰ کو جو نصاریٰ پرستش کرتے ہیں وہ بھی دوزخ میں جایگا یہ کلام جو ابن زبعری نے کہا تو اِذَا قَوْمُكَ اسوقت
قوم تیری اے محمد یعنی کفار قریش مِنْهُ يَصِدُّوْنَ اس مثل سے غل مچاتے ہیں اور خوش ہو کر آوازیں بلند کرتے ہیں کہ ہمنے محمد کو الزام دیا وَقَالُوْٓا اور کہا انھوں نے
کہ ءَاٰلِهَتُنَا کیا معبود ہمارے خَيْرٌ اَمْ هُوَ بہتر ہیں یا وہ عیسیٰ جسوقت کہ وہ ایندھن دوزخ کا ہو اگر یہ وہ بھی دوزخ میں ہو مَا ضَرَبُوْهُ نہیں بیان کیا ہے انھوں
نے اس مثل کو لَكَ واسطے تیرے اِلَّا جَدَلًا مگر واسطے جھگڑا کرنیکے اور ٹھٹھا کرنیکے نہ واسطے فرق کرنے حق کو باطل سے بَلْ هُمْ بلکہ وہ ہر حال میں قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ایک گروہ
جھگڑنے والے سختی سے ناحق اور بیفایدہ اور تحقیق حق کی نہیں چاہتے ہیں مراد خدا کی ما تعبدون سے اور مقصود رسولخدا کا یہ ہے کہ تم اور تمہارے معبود لے کافرو دوزخ کا ایندھن ہیں
بت ہیں کہ کافروں کی زیادہ حسرت کے واسطے وہ دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور کہا جایگا کہ دیکھو تمہارے معبود جنکی تم پرستش کرتے تھے دوزخ کے کندے ہیں ایسا نہیں کہ مراد
اس سے اور کوئی ہو جو کہ نیک بندے خدا کے ہیں اور ابن زبعری نے واسطے فریب اور جھگڑا کرنیکے ایسا کہا تھا اور تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں لکھا ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا کہ
ایک روز میں رسولخدا کے پاس آیا اور وہ حضرت قریش کی جماعت میں اسوقت بیٹھے تھے جسوقت مجھکو دیکھا تو تھوڑی دیر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے علی تو ہمیں

ع ۱۱

امت میں عیسیٰ کی مثال ہے کہ ایک قوم نے اسکو دوست رکھا اور اسکی دوستی میں حد سے زیادہ بڑھ گئی کہ اسکو خدا جانا تو ہلاک ہوئی اور ایک قوم نے اس سے دشمنی کی اور دشمنی
میں اسکی حد سے بڑھ کر ہلاک ہوئی اور ایک قوم نے جو میانہ روی اختیار کی تو انھوں نے نجات پائی اور حال تیرا بھی اے علیؑ امت میں ایسا ہی ہے اسواسطے کہ ایک قوم
تیرے خدا ہونیکا اعتقاد کرینگی اور ایک فرقہ امت میں سے تجھکو دشمن رکھینگے اور تیرے حق میں بیہودہ باتیں کہینگے پس ہلاک ہونا پہلے فرقہ کا زیادتی کی جہت سے اور دوسرے فرقہ کا
کمی کی جہت سے ہے پس جب قوم قریش نے یہ سنا تو انکو بہت گراں اور ناگوار معلوم ہوا اور ہنسکر کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو انبیاء کے مشابہ کرتا ہے اور [illegible] دیتا ہے پس آیت
نازل ہوئی کہ جسوقت عیسیٰ کی مثال دی گئی یعنی علیؑ کو مثل عیسیٰ کے تو نے کہا کہ تیری قوم نے تجھکو طعن کیا اور کلام کو تیرے صحیح نہ جانا اور [illegible] انکو ٹھٹھا کر
کا پس کہا انھوں نے کہ جسوقت علیؑ مثل عیسیٰ کے ہوا تو معبود ہمارے عیسیٰ سے بہتر ہو گئے اور بیان نہ کیا اس کلام کو مگر واسطے جھگڑا کرنے کے نہ واسطے [illegible] منقول ہے
از معصومین سے کہ رسول خدا صلعم نے جنگ سلاسل میں امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ اگر اسکا خوف نہوتا کہ جماعت میری امت [illegible]
تو میں کہتی جو عیسیٰ کے حق میں بعضے کہتے ہیں تو میں تیرے حق میں آج کے دن بات کہتا کہ تو کسی قوم پر نہ گذرتا مگر کہ وہ تیرے قدموں کے نیچے کی خاک برکت جانکر اٹھاتے
برکت اور شفا کیلئے پس جماعت قریش نے یہ سنا تو غصہ ہوئے اور کہا کہ نہ راضی ہوا اپنے چچا کے بیٹے کے واسطے مثال دی مگر عیسیٰ بن مریم سے تو خدا نے یہ آیت نازل کی صاحب
ابن عباس مقداد اور سلمان فارسی سے منقول ہے کہ ایکدن رسول خدا بیٹھے تھے اور ایک جماعت اصحاب کی بھی حضرت کی خدمت میں حاضر تھی حضرت نے فرمایا کہ اس وقت داخل ہوگا تمپر وہ شخص
کہ مشابہ عیسیٰ ابن مریم کے ہے کہ اکثر شخص حضرت کے ہمراہیوں میں سے تمنا تھا کہ وہ داخل ہو [illegible] ناگاہ علی ابن ابیطالب داخل ہوئے منافق اپنے یاروں سے کہا کہ
راضی نہوا محمد اس کے فضیلت اور بزرگی دی علیؑ کو یہانتک کہ مشابہ کیا اسکو عیسیٰ بن مریم سے قسم ہے خدا کی [illegible] ہمارے ایام جاہلیت میں پرستش کرتے
وہ بہتر ہیں اس سے پس نازل کی اللہ تعالیٰ نے اس مجلس میں یہ آیت فلما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منه یصدون [illegible]
عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَیۡهِ برگزیدہ کہ انعام کیا ہے ہم نے اوپر اسکے کہ اسکو پیغمبر کیا ہے اور بدون باپ کے پیدا کیا ہے وَجَعَلۡنٰهُ مَثَلًا اور کیا ہے ہم نے اسکو
مثل اور عجیب لِّبَنِیۡٓ اِسۡرَآءِیۡلَ واسطے بنی اسرائیل کے یعنی اسکا بدون باپ کے پیدا ہونا ایک قصہ ہے کہ مثل کہاوت کے [illegible] درمیان بنی اسرائیل کے [illegible]
اپنی قدرت کاملہ فرمایا ہے کہ وَلَوۡ نَشَآءُ اور اگر چاہیں ہم یعنی اگر ہماری حکمت اور مصلحت [illegible] لَجَعَلۡنَا البتہ کر دیں ہم مِنۡكُمۡ مَّلٰٓئِكَةً
[illegible] تمکو ہلاک کریں اور تمہارے بدلے فرشتے لا دیں کہ وہ فِی الۡاَرۡضِ یَخۡلُفُوۡنَ بیچ زمین کے جانشین ہوں تمہارے کہ تمہارے پیچھے زمین میں وہ رہیں یعنی
عیسیٰ کا پیدا ہونا اگرچہ عجیب ہے لیکن اس سے عجیب زیادہ یہ ہے کہ ہم تمکو ہلاک کریں اور تمہاری عوض فرشتے پیدا کریں یا بدون تمہارے اور یا یہ کہ تمکو بھی ہم
فرشتے بنا دیں کہ بشر ہونیکی بنیاد کو بدل ڈالیں ملائکہ کی بنیاد سے ایسی ہے قدرت کاملہ ہماری اور تا کہ جانو تم کہ ذات قدیم خدائے پاک کی بلند ہے
اس سے کہ فرشتوں کو اس سے نسبت دو کہ اسکی اولاد کہو وَاِنَّهٗ اور تحقیق وہ عیسیٰ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ البتہ علم ہے واسطے قیامت کے کہ نزدیک ہونا قیامت کا
اس سے جانا جائیگا اس واسطے کہ اترنا اسکا آسمان سے قیامت کے نزدیک ہونیکی علامتوں میں سے ہے منقول ہے کہ عیسیٰ بعد غلبہ دجال کے آسمان پر سے نازل ہونگے زمین مقدس میں
نزدیک منارہ بیضا کے بالائے کوہ اور دو کپڑے مصری پہنے ہوئے اور دجال کی طلب میں [illegible] ہو اور باب لد میں کہ ایک مقام ہے ولایت شام میں اسکے پاس پہنچ اور اسکے ہاتھ
میں ایک حربہ ہو اس سے دجال کو مارے اور صاحب الامر علیہ السلام خروج کریں اور حضرت عیسیٰ سب خنزیروں کو قتل کرے اور صلیبوں کو توڑے اور گرجا گھروں کو
خراب کریں اور نصاریٰ کو قتل کرے مگر ان لوگوں کو کہ ایمان لائیں بیت المقدس میں پہنچے اور صاحب العصر امام مہدی اسوقت نماز صبح میں اور ایک روایت میں ہے کہ نماز عصر میں
مشغول ہونگے اور اشارہ عیسیٰ کی طرف کرینگے کہ جماعت کے آگے ہو اور نماز پڑھا حضرت عیسیٰ ہاتھ صاحب الامر کا پکڑے اور کہے کہ تو اولیٰ ہے کہ نائب پیغمبر آخر الزمان کا ہے تو
اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ کیونکر ہوگا حال تمہارا اس روز کہ جب عیسیٰ بن مریم درمیان تمہارے نازل ہو اور امام تمہارا تم میں سے ہی ہو کہ امت میری ہو تم یعنی میری اولاد
طاہرین میں سے ایک شخص تمہاری امامت کرے مختصر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں اور بعد اسکے وہ لوگ باہر آئیں اور یاجوج ماجوج خروج کریں
عیسیٰ مومنین کو کوہ طور پر لیجائیں معلوم ہوا کہ نازل ہونا حضرت عیسیٰ کا قیامت کے نزدیک ہونیکی علامتوں میں سے ہے فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا پس شک کرو تم ساتھ اس
قیامت کے اور جھگڑا مت کرو قیامت کے بیچ میں وَاتَّبِعُوۡنِ اور پیروی کرو تم میری کہ میری رسول کی فرمانبرداری کرو هٰذَا یہ یعنی جسکی طرف کہ تمکو بلاتا ہوں صراط

مُّسْتَقِيمٌ یہ راہ سیدھی ہے اور اب شیطان کی پیروی سے منع کرتا ہے کہ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ج اور چاہیے کہ نہ باز رکھے تمکو شیطان اور نہ بند کرے راہ راست
سے وسوسہ میں ڈالکر اور بہکا کر اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ شیطان لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ واسطے تمہارے دشمن ظاہر ہے اور اسی دشمنی سے تمہارے باپ کو بہشت سے نکلوایا اور چاہتا ہے
کہ تمکو بہشت کی راہ سے بند کرے اور احوال حضرت عیسیٰ کے پیغمبر ہونیکا بیان کرتا ہے وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى اور جسوقت آیا عیسیٰ بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ دلیلوں روشن کے
کہ وہ معجزے ظاہر تھے اور انجیل احکام خدا کے قَالَ کہا عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ حکمت کے کہ وہ شریعت
ہے ملی ہوئی حکمت اور مصلحت سے وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ اور تاکہ بیان کروں میں واسطے تمہارے بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ یعنی وہ چیز کہ خلاف کرتے ہو تم بیچ
اسکے امور دین میں سے تاکہ سب ایک راہ سیدھی پر ہو جاؤ فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم عذاب خدا سے گناہوں سے پرہیز کرکے وَاَطِيْعُوْنِ اور فرمانبرداری کرو تم میری
حکم میں جو خدا کیطرف سے تم کو میں پہنچاؤں اِنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا کہ جسکے پاس سے میں احکام شرع کو لایا ہوں هُوَ رَبِّيْ وہ پروردگار میرا ہے وَرَبُّكُمْ اور پروردگار تمہارا
ہے فَاعْبُدُوْهُ پس عبادت کرو اسکی تم وحدانیت کے ساتھ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ ہے راہ سیدھی کہ جسمیں کسی طرح کی کجی نہیں ہے فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ
پس اختلاف کیا فرقوں نے کہ بعد حضرت عیسیٰ کے متفرق ہو کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے تھے مثل یعقوبیہ اور نسطوریہ اور ملکانیہ اور فرقہ سبیلیہ و شمعونیہ کے مِنْۢ بَيْنِهِمْ درمیان
انکے سے جو کہ عیسیٰ کے خطاب کیے گئے تھے اور انپر مبعوث ہو کر آیا تھا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس ویل ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کیا انھوں نے ان فرقوں میں سے مِنْ عَذَابِ
يَوْمٍ اَلِيْمٍ عذاب سے ایک دن دردناک کے یعنی عذاب ایکا یعنی روز قیامت هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے ہیں یہ فرقے بعد آنے پیغمبر اور قرآن کو اِلَّا السَّاعَةَ
مگر قیامت کو اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً یہ کہ آجاوے انکو ناگہاں وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور جسوقت کہ وہ نہ اطلاع رکھتے ہوں بسبب اپنی غفلت اور مشغول ہونے
دنیا کے اَلْاَخِلَّآءُ دوستی رکھنے والے دنیا میں يَوْمَئِذٍۢ اس روز بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض انکا واسطے بعضوں کے دشمن ہوگا اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ مگر پرہیزگار
مومنین ہیں کہ قیامت میں بھی وہ آپس میں دوست ہونگے اس واسطے کہ دوستی انکی ایمان کی جہت سے تھی وہ باقی رہے گی اور دوستی کفار کی امور دنیا کی جہت سے تھی
اور کفر اور گناہ پر مدد کرنے کے واسطے اسروز اس دوستی کی جہت سے عذاب میں گرفتار ہونگے ہر ایک دشمن دوسرے کا ہو جاویگا اور منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین نے بیچ تفسیر
اس آیت کے فرمایا کہ جسوقت دو مومن آپس میں دوستی کریں اور ایک ان دونوں میں سے مرجاوے تو وہاں جاکر کہے کہ فلانا میرا دوست تھا اور مجھکو تیری فرمانبرداری میں اور تیرے
انبیاء کی تابعداری میں حکم کرتا تھا اور نیکی کا حکم کرتا تھا اور بدی سے منع کرتا تھا اے خدا نظر لطف کی اسپر سے مت اٹھا اور جیسے کہ اسنے مجھکو ہدایت کی ہے الٰہی تو
اسکو ہدایت پر درست کر اور جیسے کہ تو نے مجھپر مہربانی کی ہے ایسی ہی اسپر مہربانی کر اور کفار اور بدکار جو آپس میں دوستی کرتے ہیں اور ایک شخص ان دونوں میں سے
پہلے مرجاتا ہے تو کہے کہ خداوندا فلانا شخص مجھکو تیری عبادت سے منع کرتا تھا اور تیری نافرمانبرداری اور گناہ کی رغبت دلاتا تھا اور کہتا تھا کہ پھر ہم زندہ ہو کر نہ
پھر پہنچیں گے خداوندا نظر مہربانی کی اس سے اٹھا لے اور طرح طرح عذاب میں اسکو گرفتار کر ۔ دنیا کی دوستی کا نہیں ہرگز اعتبار ۔ سب ٹھکانے چلتے کی ہیں دنیا کے
یار ۔ غار ۔ یہ دوستی نہ حشر میں کچھ کام آئیگی ۔ دشمن بنینگے جو کہ ہیں اسکا رفیق و یار ۔ لیکن جو کوئی دوست ہو ایمان کی وجہ سے ۔ اور حکم دوستکو کرے نیکی کا بار بار ۔ اور منع
کار بد سے کرے اپنے دوست کو ۔ خالص خدا کے واسطے وہ یار نامدار ۔ دنیا میں دوستی ہے یہی متقین کی ۔ محشر تلک رہیگی یہ باقی و برقرار ۔ اور حضرت صادقؑ نے
فرمایا ہے کہ جو دوستی کہ دنیا میں سوائے خدا کی اور کسی وجہ سے تھی وہ دوستی قیامت کے روز دشمنی ہو جائیگی اور دوسری روایت میں حضرت صادقؑ سے ہے کہ آنحضرت نے
اس آیت کو پڑھا اور اپنے دوستوں سے فرمایا کہ مراد ان متقیوں سے تم ہو اور ایک روایت میں حضرت صادقؑ سے ہے کہ طلب کرو دوستی پرہیزگاروں اور متقیوں کی اگرچہ
وہ زمین کے اندر اندوہ و مصروف ہوں اور اگرچہ تو انکی تلاش میں اپنی عمر کو فنا کرے اس واسطے کہ خدا نے بعد انبیاء کے زمین پر انکے برابر کوئی بزرگ پیدا نہیں
کیا ہے اور نہیں انعام کیا ہے خدا نے کسی بندہ پر مثل صحبت انکی کے کہ جسکو توفیق انکی صحبت کی دی ہے اسواسطے کہ خدا نے فرمایا ہی کہ الاخلاء یومئذ بعضہم
لبعض عدو الا المتقین اور گمان کرتا ہوں میں کہ جو کوئی ایسا دوست بے عیب اس زمانہ میں طلب کرے تو وہ بے دوست رہجاویگا پس مومنین کو چاہیے کہ مقصود
دوستی کرنے سے رضامندی خدا کی ہو اور دنیا کے اعتبار سے وہ دوستی نہو تاکہ قیامت کے دن اس خطاب سے سرفراز ہوں کہ يٰعِبَادِ اے بندو میرے لَا خَوْفٌ
عَلَيْكُمُ نہیں خوف ہے اوپر تمہارے الْيَوْمَ آج کے دن مکروہات کے دیکھنے سے وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ج اور نہ تم غمگین ہو گے اور وہ بندے جنکو آواز پہنچیگی

ع ۱۱

الَّذِينَ وہ لوگ ہیں کہ آمَنُوا بِآيَاتِنَا ایمان لائے ساتھ آیتوں ہماری کے جو قرآن میں ہیں وَكَانُوا مُسْلِمِينَ اور تھے وہ فرمانبرداری کرنیوالے اور پاک
کرنیوالے اپنے نفسوں کو شرک اور ریا سے اور منقول ہے کہ جس وقت لوگ قبروں سے نکلینگے کوئی ایسا نہو گا کہ ترساں اور لرزاں نہو پس آواز یا عبادی لا خوف علیکم الیوم کی سنیں یہ
تمام خلائق امیدوار ہونگے بعد اسکے آواز الذین آمنوا کی سنیں تو کفار اپنی طمع کو قطع کر کے رہ جاویں اور مومنین کو آواز کرنیوالا کہیگا کہ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ داخل
ہو جاؤ بہشت میں أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تم اور جوروئیں تمہاری جو کہ ایماندار ہیں تُحْبَرُونَ خوش کئے گئے ہو تم اس طرح سے کہ اثر خوشی کا چہروں پر ظاہر ہوئے
يُطَافُ عَلَيْهِمْ گرد اگرد پھرائے جاوینگے اوپر انکے بہشت میں بِصِحَافٍ پیالے مِنْ ذَهَبٍ سونے سے وَأَكْوَابٍ اور آبخورے [illegible] ان
پیالوں میں اور آبخوروں میں مزیدار شربت ان آبخوروں میں ہونگے منقول ہے کہ مومن بہشت میں ایک پیالہ سے ستر قسم کا کھانا کھاویگا [illegible]
اور دوسرے کھانے سے ملا ہوا نہو گا اور ہر ایک آبخورہ میں طرح طرح کے شربت ہونگے وَفِيهَا اور بیچ اس بہشت کے ان مومنین کے واسطے مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ
وہ چیز ہے کہ آرزو کرتے ہیں اسکو نفس یہ قرأت اہل مدینہ اور حفص اور ابن عامر کی ہے [illegible] زیادہ کرتے ہیں اور باقی کے قاری تشتہی پڑھتے ہیں [illegible]
ایسی خواہش کرینگے نفس انکے ایسی ایسی چیزیں لذیذ اور مزہ دار اور خوشبودار ہونگی وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ اور لذت پاوینگی آنکھیں کہ دیکھنے بہشت کی چیزوں کی
اور جو چیزیں وہاں چاہیں گے وہ وہاں موجود ہونگی منقول ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول خدا میں گھوڑے کو بہت دوست رکھتا ہوں کیا بہشت میں وہ ہوگا فرمایا کہ
ہاں ہوگا اور جس چیز کو دل چاہیگا وہ موجود ہوگی اور آنکھ اس سے لذت پاویگی اور کہتے ہیں کہ کوئی بہشت میں مرغ کو دیکھ کر کہیگا کہ کاش مرغ بریاں ہوتا
مرغ بریاں ہو کر اسکے پاس موجود ہوگا تاکہ وہ اسکو کھاوے اور اگر شراب کی آرزو کرے تو اسی وقت کوزے شراب لذیذ کے ہاتھ میں آ جاویں وَأَنْتُمْ فِيهَا
اور تم بیچ اس بہشت کے خَالِدُونَ ہمیشہ رہنے والے ہو کہ جس کی انتہا نہیں حضرت قائم سے کسی نے پوچھا کہ کیا بہشت میں جماع بھی ہوگی اور وہاں اولاد پیدا ہوگی
فرمایا کہ بہشت میں عورتوں کو حمل نہیں ہے اور نہ جننا ہے اور نہ حیض ہے اور وہاں وہ چیز ہے کہ جسکی خواہش کریں گے نفس اور لذت پاوینگی آنکھیں انکی دیکھنے سے
جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے اور جسوقت خواہش کریگا مومن فرزند کی تو بغیر حمل کے اور جننے کے جس صورت کی چاہیگا ویسی ہی پیدا کر دیگا جیسے کہ آدم کو پیدا کر دیا
تھا اور جس وقت کہ بہشتی بہشت میں داخل ہونگے تو ان سے کہا جاویگا وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا اور وہ بہشت وعدہ کیا گیا وہ بہشت ہے
کہ وارث کئے گئے ہو تم اسکے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ بسبب اس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں لَكُمْ فِيهَا واسطے تمہارے بیچ اس بہشت کے فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ
میوے ہیں بہت کہ مِنْهَا تَأْكُلُونَ انہیں سے کھاتے ہو تم جس قدر کہ کھاتے جاؤ کم نہو اور منقول ہے کہ جس وقت مومن بہشت کے درخت سے میوہ توڑے تو دوسرا
اسی وقت اسی جا موجود ہو جاوے اور اب کفار کا حال بیان کرتا ہے إِنَّ الْمُجْرِمِينَ تحقیق کہ گنہگار لوگ کفر کرنے والے فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ بیچ عذاب
دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ نہ سست کیا جاویگا ان سے عذاب بلکہ موافق عمل کے ہوگا اور کمی اس میں کسی طرح نہ کی جاویگی وَهُمْ فِيهِ اور وہ
گنہگار بیچ اس عذاب کے مُبْلِسُونَ ناامید ہونے والے ہیں رحمت خدا سے اور ہلکے ہونے عذاب سے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر کافر کو آگ کے تابوت میں بند کریں گے
اور دروازہ اسکا بند کر دینگے کہ نہ وہ کسیکو دیکھے اور نہ اسکو کوئی دیکھے اور ہمیشہ وہ اس عذاب میں گرفتار رہینگے اور خدا فرماتا ہے کہ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ اور نہیں ظلم کیا ہم نے انکو
عذاب کر کے وَلَكِنْ كَانُوا اور لیکن تھے وہ کفار هُمُ الظَّالِمِينَ وہی ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر شرک اور گناہ کر کے اور جب عذاب کی نہایت سختی ہو تو بیطاقت ہو کر
اور گھبرا کر حضرت مالک داروغہ دوزخ کے پاس جاویں وَنَادَوْا اور آواز دیں وہ اسکو کہ يَا مَالِكُ اے مالک درخواست کر لِيَقْضِ عَلَيْنَا تاکہ
حکم کرے اوپر ہمارے یعنی مار ڈالے ہمکو رَبُّكَ پروردگار تیرا تاکہ اس عذاب سے رہائی پاویں ہم دوزخیوں کا حال عجیب و غریب ہوگا کہ کبھی تو ناامید ہونگے اور جب زیادہ
سختی دیکھیں گے تو مالک سے فریاد کریں گے کہ مالک انکے جواب میں قَالَ کہیگا کہ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ تحقیق تم ٹھیرے رہنے والے ہو دوزخ میں یعنی ہمیشہ رہنے والے ہو نہ تم
مرو گے اور نہ تخفیف عذاب کی تم سے ہوگی کہتے ہیں کہ بعد چالیس برس کے مالک انکو جواب دیں گے اور بعضی روایت میں ہے کہ وہ چلایا کریں گے اور بعد [illegible]
لیکن مالک انکو ہزار برس بعد جواب دیں گے کہ تم ہمیشہ اس میں رہنے والے ہو اور خدا بعد جواب دینے مالک کے فرماتا ہے کہ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ البتہ تحقیق لائے ہم تمہارے
پاس حق کو یعنی بھیجا حق بات کو ساتھ زبانی پیغمبروں کے ہم نے تمہارے پاس وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ اور لیکن اکثر تمہارے یعنی ایک گروہ کثیر تم میں سے لِلْحَقِّ كَارِهُونَ

اور البتہ اگر پوچھے تو اے محمد ان پرستش کرنیوالوں غیر خدا کو کہ مَنْ خَلَقَهُمْ کسنے پیدا کیا ہے انکو تو کیقولن لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ البتہ کہینگے کہ خدا نے اسواسطے کہ نہایت ظاہر ہونیسے
انکار نہ کرسکینگے فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ پس کہاں پھیرے جاتے ہیں عبادت خدا سے باوجود ظاہر ہونے دلیلیں وحدانیت خدا کی اور اقرار کرنے انکے خالق ہونیکے اور کہتے ہیں کہ سو تحقیق ظاہر ہو چکیں
وحدانیت خدا کے ثابت کرنیمیں اور شرک کے باطل کرنیمیں دلیلیں قائم کرتے تھے لیکن کفار زیادہ عناد اور انکار کرتے تھے رسول خدا نے درگاہ خدا میں عرض کی آیت اگلی
وَقِيْلِهٖ اور کہنا اسکا نزدیک خدا کے ہی جاننا کہنے اس رسول کا کہ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ اے پروردگار ہمارے تحقیق یہ لوگ مشرکین کہ قَوْمٌ ایک گروہ ہیں کہ
زیادتی انکار اور عناد سے لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ نہیں ایمان لاتے ہیں خدا کی وحدانیت پر اور قیل یعنی قول ہے اور عاصم اور حمزہ نے قیل کو جر پڑھا ہے اس ساعۃ پر عطف
کرکے یعنی وعندہ علم قیلہ اسمیں قیل مضاف الیہ علم کا ہوگا لیکن علم الساعۃ اسکے دور بہت ہے اور باقیوں نے قیل کو منصوب پڑھا ہے اس صورت میں یا تو عطف
اسکا سرہم پر ہے اور یا الساعۃ کے محل پر ہے کہ وہ مفعول ہے علم مصدر کا کہ وہ الساعۃ کی طرف مضاف ہوا ہے اور یا منصوب ہے فعل سے کہ قیل سے پہلے مقدر ہے یعنی
سرہم پر جو عطف کرتے ہیں وہ قیل سے نہایت دور ہے اور بعضی قیل کو رفع سے پڑھتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ مبتدا ہے اور خبر اسکی محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ یا رب ان ہؤلاء قوم لا
یؤمنون فَاصْفَحْ عَنْهُمْ پس منہ پھیرے تو ان سے وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ اور کہہ تو کہ سلام ہے سلام جسکا کہ ہمارا اور تمہارا درمیان کچھ جھگڑا نہیں ہے اور تمکو مجھ سے
کچھ واسطہ نہیں ہے اور نہ تمکو مجھ سے کچھ واسطہ ہے فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ پس قریب ہے کہ جانینگے وہ اپنے کفر اور شرک کے انجام کو جس وقت کہ عذاب انپر نازل ہوگا دنیا میں
تو بروز جنگ بدر اور آخرت میں وہ دوزخ میں جلینگے اور یہ آیت آیۂ جہاد سے منسوخ ہے سورۃ الدخان یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں انسٹھ آیتیں ہیں
اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ دخان کو پڑھے فرائض میں اور نوافل میں خدا تعالیٰ قیامت کے روز امن والوں میں اٹھاویگا اور عرش کا سایہ
کریگا اور حساب اسکا بہت آسانی سے کریگا اور نامہ اعمال کو دست راست میں دیگا اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ کونسی راتوں میں کہ شب قدر رمضان
میں اکثر جو ہوتی ہے فرمایا کہ جسوقت ماہ رمضان آئے تو سورۂ دخان کو ہر شب سو مرتبہ تلاوت کر اور جسوقت تئیسویں شب آئے تو انشاء اللہ تعالیٰ نظر کریگا تو طرف
راتی اس چیز کے کہ جسکا تو نے مجھ سے سوال کیا ہے خداوند الغیب کی قسم تلاوت ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ۝ اسکی تفسیر پہلے اس سے ہو چکی ہے
وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ قسم ہے کتاب ظاہر اور روشن کی کہ وہ قرآن شریف ہے واضح کرنیوالا احکام حلال اور حرام کا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ تحقیق کہ ہمنے نازل کیا ہے اس
قرآن کو فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ بیچ رات مبارک برکتوں والی کے اور اسی شب کی برکتوں سے ہے کہ کتاب بزرگ پروردگار قدیم کی کہ جو باعث ہے دین اور دنیا کی فائدوں
کی اس شبکو لوح محفوظ آسمان سے نازل ہوئی اور اسی شب کی برکتوں سے ہے کہ خدا روزی ہر سال کی بندوں پر تقسیم کرتا ہے اور اسی شب کی برکتوں سے ہے کہ اس شب کو دعا
بندوں کی قبول کرتا ہے اور گناہوں کی مغفرت چاہنے والوں کو بخشتا ہے اور فرشتے رحمت کے انپر نازل کرتا ہے اور مراد اس شب مبارک سے شب قدر ہے اور حدیثیں اس شب
کی فضیلت کی انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ قدر میں مذکور ہونگی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس شب سے شب نیمہ شعبان ہے یعنی شب پانزدہم شعبان اور اسکی فضیلت کی روایتیں
بھی بیان کرتے ہیں لیکن آئمہ معصومین علیہم السلام کی روایتیں اسکے شب قدر ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور قرآن کی آیتیں بھی اسپر دلالت کرتی ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ انا انزلناہ فی
لیلۃ القدر اور دوسری آیت شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہے اور بعد بیان برکت اس شب کے فرماتا ہے اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ تحقیق ہم ہیں ڈرانے
والے بندوں کے قرآن کو نازل کرکے اس شبکو کہ جسکی برکتوں سے یہ ہے کہ فِيْهَا يُفْرَقُ بیچ اسکے فیصلہ کیا جاتا ہے كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ ہر امر محکم کہ جسمیں زیادتی اور کمی
نہیں ہوتی اور تمام سال کے واسطے حکم ہوتا ہے جیسے کہ تقسیم روزی کی اور تمام فائدے اور ضرر بندوں کو دیتا ہے اور اجلیں اور عمریں اور سوا اسکے کہ جسمیں کسی طرح سے کمی
اور زیادتی نہیں ہوتی اور امام کاظم نے فرمایا ہے کہ خدا نے قرآن کو آسمان پر بیت المعمور میں اکبر تبہ تمام اور کمال کے ساتھ نازل کیا اور بعد اسکے بیت المعمور سے تھوڑا
پر آیت آیت اور سورہ سورہ نازل ہوئی اور اس شب کو کہ جسمیں نازل ہوا ہے یعنی شب قدر میں مقدر کیا جاتا ہے ہر امر حق اور باطل اور جو کچھ کہ اس سال میں ہوگا
اور جس چیز کو چاہے اس سال میں مقدم کرے اور موخر کرے اور مٹا دے اور ثابت کرے اجلوں کو اور روزیوں کو اور بلاؤں کو اور مرضوں کو اور جو چاہے کم اور زیادہ کرے اور منقول ہے کہ
روزیوں کے نسخوں کو اس شب کو میکائیل کو دیتے ہیں اور لڑائیوں اور دھنسنے زمین کے نسخے کو جبرئیل کو اور اعمال کے نسخے کو اسرافیل کو اور مصیبتوں کے نسخہ کو عزرائیل کو اس امر کا حکم کیا گیا
ہے اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ حکم کرنا نزدیک ہمارے اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ تحقیق کہ ہم ہیں بھیجنے والے قرآن کے کہ عادت ہماری ہے بھیجنا پیغمبروں کا کتابیں سماوی کرساتھ انکے دیکھ

وقف لازم

ع ۱۹

سورۂ الدخان

ع ۱۳

قوم فرعون کو کہ وہ قبطی تھے یعنی انکو ہم نے آزمایا رزق کی فراخی کرکے اور مہلت دیکر لیکن انھوں نے اپنی نعمت دینے والے کا شکر نہ کیا بلکہ کفر میں
زیادتی کی اور بنی اسرائیل کو اپنی غلامی میں گرفتار کیا وَجَآءَهُمْ اور آیا انکے پاس رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ پیغمبر بزرگ یعنی حضرت موسی کہ نزدیک خدا تعالی کے عالی
مرتبہ تھے خدا کے نزدیک اور جس وقت وہ انکے پاس آیا تو انسے کہا اَنْ اَدُّوْۤا یہ کہ پہنچا دو تم اِلَیَّ طرف میری عِبَادَ اللّٰهِ بندگان خدا کو یعنی بنی اسرائیل
کو کہ وہ بندے خدا کے ہیں [illegible] اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ تحقیق کہ میں واسطے تمہارے پیغمبر امانت دار ہوں اور جس چیز کا مجھے حکم کیا گیا ہوں خدا کی طرف سے
سے وہ تم کو پہنچاؤں اور اپنی جانب سے ہرگز اسکو کم اور زیادہ نہ کروں اور جو کچھ ہو وہی پہنچاؤں اور تم جانتے ہو کہ میں نے کبھی خیانت نہیں کی پس
ہے تمکو میری فرمانبرداری کرنی وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰهِ اور یہ کہ نہ تکبر کرو تم اوپر خدا کے اسکے دوستوں پر ظلم کر کے اور سرکشی مت کرو ناشکری کر کے اور انکا
فرمانبرداری کر کے اور اسکے پیغمبر کا اور وحی کا قصد کر کے اِنِّیْۤ اٰتِیْکُمْ تحقیق میں لاتا ہوں تمہارے پاس بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ حجت ظاہر اپنے
دعوے کی راستی پر جس وقت موسی نے انسے یہ کہا تو انھوں نے ارادہ اسکے قتل اور سنگسار کرنیکا کیا موسی نے یہ جب حال انکا دیکھا تو خدا سے پناہ چاہی اور کہا
کہ وَاِنِّیْ عُذْتُ اور تحقیق میں نے پناہ پکڑی ہے بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ساتھ پروردگار اپنے کے اور پروردگار تمہارے کے اَنْ تَرْجُمُوْنِ اسسے کہ سنگسار
کرو تم مجھکو یا قتل کرو یا دشنام دو یا آزار دو وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ اور اگر نہیں ایمان لاتے ہو تم واسطے میرے اور میرے پیغمبر ہونیکا تم اعتبار نہیں کرتے ہو تو تم
فَاعْتَزِلُوْنِ پس کنارہ کرو تم مجھسے اور اپنی نیکی اور بدی کو مجھ سے دور رکھو اور مجھکو میرے حال پر چھوڑ دو اور میرے آزار کے درپے مت ہو ان لوگوں نے
حضرت موسی کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور انکی ایذا دینے میں مشغول ہوئے فَدَعَا رَبَّهٗۤ پس پکارا موسی نے پروردگار اپنے کو اسطرح سے کہ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ تحقیق کہ یہ لوگ قبطی
قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ایک گروہ ہیں گناہ سخت کرنیوالے کہ وہ کفر اور شرک ہے خدا تعالی نے دعا حضرت موسی کی قبول کی اور حکم دیا کہ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا پس لیجا
تو بندوں میرے کو رات کو یعنی بنی اسرائیل کو شب کو اپنے ہمراہ اس شہر سے باہر لیجا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ تحقیق کہ تم پیچھا کیے گئے ہو کہ فرعون تمہارے پیچھے مع
لشکر کے تمہارے پیچھے روانہ ہوگا اور جسوقت کہ تو اے موسی دریا پر پہنچے تو عصا اپنا دریا پر مار تاکہ وہ پھٹ جاوے اور آب بارہ رستے ہوں اور تیرے ہمراہ کے آدمیوں کے بارہ فرقے
ان بارہ رستوں خشک میں سے نکل جاویں اور انکو ہمراہ لیکر دریا کے پار چلا جا وَاتْرُکِ الْبَحْرَ رَهْوًا اور چھوڑ دے تو دریا کو ٹھیرا ہوا اور رہوا حال واقع
ہوا ہے یعنی چھوڑ دے دریا کو اسی طرح مع ان راہوں کے اور پھر عصا اسپر مت مار تاکہ قبطی ان راہوں میں داخل ہوں اور تو انکے پیچھے کچھ اندیشہ مت کر اِنَّهُمْ تحقیق
کہ وہ قبطی جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ایک لشکر ہیں غرق کیا گیا کہ سب دریا میں ڈوب جاوینگے پس حضرت موسی بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر شب کو مصر سے روانہ ہوئے اور جس وقت دریا پر پہنچے
تو حضرت موسی نے دریا پر عصا مارا اسمیں بارہ رستے ہو گئے موسی اپنی بارہ قوموں کو ہمراہ لیکر دریا کے پار اتر گئے اور انکے پیچھے فرعون مع لشکر بیشمار کے انکی تلاش میں
آیا جسوقت دریا پر پہنچا دریا کے اندر بارہ راہیں خشک دیکھیں مع اپنے ہمراہیوں کے دریا میں داخل ہوا بنی اسرائیل کے پیچھے اور جسوقت آدمی اسکے دریا میں داخل ہو گئے
خدا نے دریا کو حکم کیا پانی اس کا ملکر برابر ہو گیا اسطرح سے کہ گویا اسمیں کوئی رستہ نہ تھا اور قبطی قوم کے سب آدمی غرق ہو کر دوزخ میں پہنچے اور اب خدا اپنے حبیب کو انکے حال کی خبر دیتا
ہے کہ کَمْ تَرَکُوْا بہت چھوڑے ان قبطیوں نے مِنْ جَنّٰتٍ باغ بھرے ہوئے درختوں اور میووں سے وَّعُیُوْنٍ اور چشمے کہ جاری تھے وَّزُرُوْعٍ اور کھیتیاں وَّ
مَقَامٍ کَرِیْمٍ اور مقام بزرگ کہ بڑے بڑے محل آراستہ ہوئے تھے وَّنَعْمَةٍ اور نعمت طرح طرح کی کہ کَانُوْا فِیْهَا تھے وہ بیچ اس کے فٰکِهِیْنَ لذت پانیوالے کہ سواد
غذائیں لذیذ کھاتے تھے کَذٰلِكَ قصہ یہی ہے حکم ہمارا احد کے گنہگاروں کے حق میں وَاَوْرَثْنٰهَا اور وارث کیا ہمنے ان باتوں اور چیزوں مذکورہ کا قَوْمًا
اٰخَرِیْنَ قوم دوسری کو کہ وہ قوم اور مذہب میں انکی غیر تھی اور وہ بنی اسرائیل تھے کہ خدا نے انکو قبطیوں کا وارث کیا [illegible]
انکی ہلاک ہونیکے بعد بے محنت اور بے تردد جیسی کہ میراث کیکو بدون مشقت کے ملتی ہے فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ پس نہ رویا اوپر ان قبطیوں کی السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ آسمان اور
زمین جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلانا ایسا تھا کہ اسپر آسمان اور زمین اور آفتاب اور ماہتاب اور دیوار روئے لیکن اسپر آسمان اور زمین نہ روئے اسواسطے کہ غضب الہی میں
گرفتار تھے اور حال انکا برخلاف اس شخص کے ہے کہ جسکی موت امر عظیم ہو اور ابن عباس سے منقول کہ جس وقت مومن مرتا ہے تو اسکا مصلی اور عبادت کرنیکی جگہ اور عمل کے
چڑھنے کی جگہ اور روزی کے اترنیکی جگہ اس پر روتے ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ یحیی بن زکریا اور حسین بن علی پر آسمان چالیس صباح رویا اور سوائے

اوپر کسی پر نہیں رویا کسی نے پوچھا کہ علامت اسکے رونیکی کیا ہے فرمایا کہ ایک سرخی ہے جو وقت طلوع کے ظاہر ہوتی تھی اور ایک سرخی غروب کے وقت ہوتی تھی اور
قائم سے منقول ہے کہ ذبح کیا گیا یحییٰ جیسے کہ ذبح کیا گیا حسینؑ اور نہیں روئے ہیں آسمان اور زمین مگر ان دونوں پر اور صحیح مسلم جو اہل سنت کی احادیث کی کتاب ہے اسمیں
لکھا ہے کہ یحییٰ اور حسینؑ پر آسمان رویا اور سدی راوی اہلسنت سے منقول ہے کہ جس وقت حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان نے اسپر گریہ کیا اور گریہ اسکا سرخی اسکی اطراف
کی ہے وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ۝ اور نتھے فقط انتظار کئے گئے اور مہلت دی گئی ایکوقت سے دوسرے وقت تک ملکہ جس وقت عذاب نازل ہوا اسی وقت ہلاک کئے گئے
اور جڑ اور بنیاد سے جاتے رہے وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اور البتہ تحقیق نجات دی ہمنے بنی اسرائیل کو مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ عذاب خوار کرنیوالے سے
کہ انپر واقع ہوتا تھا مِنْ فِرْعَوْنَ جانب فرعون سے کہ وہ انکے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور بہت سخت محنت انسے لیتا تھا اور اپنی بندگی میں انکو قید کر رکھا تھا
إِنَّهُ كَانَ تحقیق کہ وہ فرعون تھا عَالِيًا تکبر سرکشی میں ہونیوالا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝ حد سے گزرنیوالوں میں سے کفر اور گناہ میں وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ اور البتہ
تحقیق برگزیدہ کیا ہمنے انکو یعنی موسیٰؑ کو اور اسکے ہمراہ کے مومنین کو عَلَىٰ عِلْمٍ اوپر علم کے کہ ہم جانتے تھے اور ہمکو علم اسکا تھا کہ یہ لائق برگزیدہ کرنیکے ہیں اسواسطے ہمنے انکو برگزیدہ کیا عَلَى
الْعَالَمِينَ ۝ اوپر عالم کے لوگوں اس زمانہ کے وَآتَيْنَاهُمْ مِنَ الْآيَاتِ اور دی ہمنے انکو نشانیوں قدرت اپنی میں سے مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُبِينٌ ۝ وہ چیز کہ بیچ انکے نعمت ظاہر ہے جیسے کہ
پھٹنا دریا کا انکے واسطے اور سایہ کرنا ابر کا اور بھیجنا من و سلویٰ کا اور انکا چھڑانا فرعونیوں کے ہاتھ سے اور اسکے پھر کفار قریش کا حال بیان فرماتا ہے إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ۝ تحقیق کہ یہ لوگ
قریش کے البتہ کہتے ہیں اپنی جہالت سے مومنین کے جواب میں جسوقت کہ وہ کہتے ہیں کہ تم بعد مرنیکے زندہ ہوگے إِنْ هِيَ نہیں ہے وہ مرنا إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ مگر مرنا ہمارا پہلا دنیا میں کہ بعد اسکے پھر زندگی نہوگی
وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ ۝ اور نہیں ہیں ہم اٹھائے گئے زندہ کرکے بعد مرنیکے اور اگر تم اے مسلمانو دوبارہ زندہ ہونیکا دعوے کرتے ہو تو فَأْتُوا بِآبَائِنَا پس
لاؤ تم باپوں ہمارے کو اور خدا سے درخواست کرو کہ وہ انکو زندہ کردے إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ اگر ہو تم راست اور درست کہنے والے کہ خدا قادر ہے اوپر
زندہ کرنے پر اور کہتے ہیں کہ کہنے والا اس بات کا ابوجہل تھا رسولخدا سے کہتا تھا کہ اگر تو سچا ہے تو قصی بن کلاب دادا ہمارے کو زندہ کردے کہ ہم اس سے حال زندہ
ہونے کا اور قیامت کا دریافت کریں اور جناب رسولخدا دلیلیں قائم کرتے تھے اور معجزے دکھلاتے تھے اور وہ کفر کی زیادتی سے اس میں تامل نہ کرکے بیجا سوال
کرتے تھے اسواسطے انکو خوف دلانیکو خدا فرماتا ہے کہ أَهُمْ خَيْرٌ کیا وہ قریش بہتر ہیں قوت اور شوکت اور سختی میں أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ یا قوم تبع کی کہ ایک لشکر
کثیر تھا نہایت زبردست وَالَّذِينَ اور وہ لوگ کہ تھے مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے انکے جیسے کہ قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور باوجود انکو قوت اور شوکت کی أَهْلَكْنَاهُمْ
ہلاک کیا ہمنے انکو إِنَّهُمْ كَانُوا تحقیق کہ وہ لوگ تھے مُجْرِمِينَ ۝ سخت گناہ کرنے والے مثل کفر اور شرک کے اور قیامت کا انکار کرتے تھے پس جس وقت کہ
ہمنے انکو باوجود اس قوت اور کثرت کے ہلاک کیا تو قریش کہ ان سے نہایت کم مرتبہ ہیں وہ ہمارے عذاب سے کیونکر نجات پاسکیں گے اور کہتے ہیں کہ تبع حمیری ایک بادشاہ
تھا اور کنیت اسکی ابو ایوب تھی اور نام اسکا اسعد بن ملکا تھا اور لشکر بیشمار رکھتا تھا اور مشرق سے مغرب تک اسنے سیر کی اور بڑے بڑے شہر اپنے قبضہ میں لایا اور سمرقند کو
اسنے منہدم کیا اور پھر اسکو بنایا اور کثرت لشکر اور خادموں اور تابعداروں کی جہت سے نام اسکا تبع مشہور ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ یمن کا بادشاہ تھا اور یمن کے بادشاہوں
کو تبابعہ کہتے ہیں کہ جیسے کہ خاقان ترک کے بادشاہ کو اور قیصر روم کے بادشاہ کو کہتے ہیں اور منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ تبع کو دشنام مت دو اسواسطے
کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ پیغمبر تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ مرد صالح اور نیک تھا اور خدا نے اسکی قوم کی مذمت کی ہے اسکی مذمت نہیں کی
اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ تبع نے اوس اور خزرج کے قبیلہ سے کہا تھا کہ تم اپنے حال پر قائم رہو یہانتک کہ پیغمبر آخرالزمان آویں اور اگر میں اسکو پاؤں تو اس کی
خدمتگاری کروں اور منقول ہے کہ تبع اگر کسی کو خط لکھتا تھا تو اس کے اول میں لکھتا تھا کہ بسم اللہ الذی ملک برّاً و بحراً وضحاً و ریحاً یعنی بنام خدا
جو بادشاہ ہے خشکی اور تری کا اور آفتاب کا اور ہوا کا اور منقول ہے کہ پہلے سب سے خانہ کعبہ کو لباس تبع نے پہنایا ہے اور روایت ہے کہ پہلے
تبع آتش پرست تھا اور جس وقت اسکے بیٹے کو مدینہ میں قتل کیا تو اس نے وہاں کے رہنے والوں پر لشکر کشی کی دو آدمی بنی قریظہ میں سے کعب اور
اسد یہ خبر سنکر اس کے پاس آئے اور تبع سے کہا کہ ایسی دلیری مت کر کہ مدینہ مقام ہجرت پیغمبر آخرالزمان ہے اور ان حضرت کی بہت تعریف کی وہ یہ
سنکر انکے قتل و غارت سے دستبردار ہوا اور انہی دونوں کے ہاتھ پر ایمان لایا اور ایک جماعت اہل کتاب کی ہمراہ لیکر یمن کو روانہ ہوا اور ایک جماعت

ع ۲۹ ۱۴

نبی تبدیل کی انکو رستہ پر آئی اور کہا کہ ہم تجھکو ایک مکان بتلاتے ہیں کہ جہاں خزانہ ہے چاندی اور سونے اور موتیوں کا اسنے پوچھا کہ کہاں ہے وہ کہا کہ مکہ میں اور غرض
انکی یہ تھی کہ وہ قصد خانہ کعبہ کا کرے اور ہلاک ہو جاوے اسنے علماء کے روبرو قصہ خزانہ کا بیان کیا انھوں نے کہا کہ اے بادشاہ ہرگز یہ ارادہ نہ کرنا اس واسطے کہ تمام روے
زمین میں یہی جگہ بزرگ زیادہ ہے اور جو کوئی اسکا قصد کرتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے تبع یہ سنکر مکہ کو روانہ ہوا اور خانہ کعبہ کو جامہ پہنایا اور چھ ہزار حیوان قربان کئے اور وہاں سے
یمن کو روانہ ہوا اور ایک قوم حمیر نے اسکی مخالفت کی اور کہا کہ ہمارے دین سے پھر گیا ہے ہم تیرے ہمراہ نہیں تبع نے انکو خدا کی توحید کی طرف رہنمائی کی اور ان لوگوں نے
اور زیادہ عناد اور انکار کیا اور کہا کہ ہم آگ سے آزمائش کرتے ہیں وہ اک آگ تھی پہاڑ کے دامن میں یعنی یمن کے پہاڑ میں ایک پہاڑ کے نیچے وہ آگ تھی جس وقت دو
آدمیونکا آپسمیں جھگڑا ہوتا تو اس آگ کے پاس جاتے جو کوئی کہ جھوٹا ہوتا وہ جلجاتا تھا اور سچے کو کچھ اثر نہ ہوتا وہ وہاں گئے اور علماء اہل کتاب اپنی کتابیں لیکر
اس آگ میں داخل ہوے اور سلامت وہاں سے نکل آئے اور آتش پرست اسمیں داخل ہوے تو جل گئے اور منقول ہے کہ تبع نے ایک عریضہ جناب رسولخدا کو لکھا اور
شامول یہودی کے سپرد کیا کہ اگر تو زندہ رہے تو جناب رسالتمآب کو پہنچا دینا اور جو نہیں تو اپنی اولاد کے سپرد کر کے وصیت کرنا کہ حضرت کو پہنچاویں کہتے ہیں کہ
اکیسواں فرزند شامول کی نسل میں سے ابو ایوب انصاری تھا اسنے حضرت کی خدمت میں عرض کیا اور حضرت نے تین مرتبہ فرمایا کہ مرحبا برادر نیک تبع کو اور منقول
ہے کہ سعد تمیمی کہتا تھا کہ تبع تھا اسلام سو برس پہلے پیغمبر ہونے حضرت کے ایمان لایا تھا حضرت رسولخدا پر اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک ہزار تین سو برس پہلے ہجرت سے ایمان
لایا تھا کہ پیغمبر ہونے سے پہلے ایک ہزار چالیس برس ہے اور اب خدا قیامت کا حال بیان کرتا ہے کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہے
ہمنے آسمانونکو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور اسچیز کو کہ درمیان ان دونوں کے ہے لٰعِبِيْنَ ۝ بازی کرنے والے ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ان سبکو ہمنے
واسطے کھیل اور دل لگی کے نہیں پیدا کیا ہے بلکہ واسطے نصیحت پکڑنے کے اور واسطے راہ پہچاننے کے اسکے پیدا کرنیوالے پر پیدا کیا ہے پس کیونکر بیکار اور معطل
چھوڑینگے ہم بدون ثواب کے اور عذاب کے لوگونکو قیامت کے روز مَا خَلَقْنٰهُمَآ نہیں پیدا کیا ہے ہمنے ان دونوں کو یعنی آسمان اور زمین کو اِلَّا بِالْحَقِّ
مگر ساتھ حق کے اور واسطے ایک مصلحت کے کہ اسنے تقاضا انکے پیدا کرنیکا کیا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ اور لیکن اکثر انکے بسبب تامل نکرنے کے لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
نہیں جانتے ہیں کہ فعل حکیم کا خالی حکمت اور مصلحت سے نہیں ہے اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ تحقیق کہ دن جدا ہونے حق کا باطل سے مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
وقت جمع ہونے انکے کا ہے سبکا یعنی یہ حال واقع ہوا ہے یعنی دن قیامت کا وقت جمع ہونے سب آدمیوں کا ہے يَوْمَ لَا يُغْنِيْ جسدن کہ نہ بے پروا کرے عذاب سے
اور نہ دور کرے مَوْلًى کوئی دوست عَنْ مَّوْلًى دوست سے شَيْئًا کسی شی کو عذاب سے وَّلَا هُمْ اور نہ وہ دوست يُنْصَرُوْنَ ۝ مدد کئے جاوینگے دوستوں
کی جانب سے کہ انکو عذاب سے نجات دلاویں اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ مگر وہ شخص کہ رحم کرے خدا اسپر کہ اسکو بخشدے اور با اذن شفاعت کا اسکے حق میں دیوے اگر وہ مومن
ہو اس واسطے کہ کفار کے واسطے شفاعت نہیں ہے اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ تحقیق کہ وہ خدا وہی ہے غالب عذاب کرنے پر مہربان ہے اس شخص پر کہ جو کوئی اسکی
فرمانبرداری کرے اور کفار کے حق میں فرماتا ہے کہ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ تحقیق درخت زقوم کا طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ کھانا گنہگار سخت کا ہے جو کہ کفر اور شرک
کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے ابوجہل ہے کہ وہ خرما اور مسکہ کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ جس سے محمد ہمکو ڈراتا ہے وہ یہ ہے خدا اسکے قول کو رد کرتا ہے کہ زقوم وہ نہیں
ہے جسکو ابوجہل گمان کرتا تھا بلکہ زقوم وہ ہے کہ كَالْمُهْلِ مانند تانبے گلے ہوئے کے يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ جوش کرتا ہے بیچ پیٹوں کے اور اہل کوفہ اور حفص
یغلی کو یاسے پڑھتے ہیں اور باقی کے قاری تاسے یعنی جوش کرتا ہے زقوم پیٹوں میں كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ مانند جوش کرنے آب گرم کی شدت حرارت سے کہ جس سے انتڑیاں اور
اوجھڑیاں سب گلجاوینگی پس خدا دوزخ کے فرشتوں کو حکم کرے گا کہ خُذُوْهُ پکڑو تم اس گنہگار کو فَاعْتِلُوْهُ پس کھینچو تم اسکو اور اہل کوفہ اور ابو جعفر
اور ابو عمرو نے اسکو کسرہ تا سے پڑھا ہے اور باقی کے قاری فتح تا سے پڑھتے ہیں یعنی کھینچو تم اس کافر کو سختی سے اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ جو طرف بیچ اور وسط
دوزخ کے ثُمَّ صُبُّوْا پھر گراؤ تم فَوْقَ رَاْسِهٖ اوپر سر اسکے کے مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ عذاب آب گرم کھولتے ہوے سے اور بھٹھی کی راہ سے فرشتے اس گنہگار کافر کو
کہ جسکے نزدیک زقوم بہت عزیز تھا کہینگے کہ ذُقْ چکھ تو اس عذاب کو کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ تحقیق تو عزت والا ہے نزدیک اپنے الْكَرِيْمُ ۝ بزرگوار ہے اپنے گمان میں
کہتے ہیں کہ ابوجہل کہتا تھا کہ درمیان ان دونوں پہاڑ ویکے کہ گرد مکہ کے ہیں میرے برابر کوئی عزت دار اور بزرگ نہیں ہے پس تو اے محمد اور تیرا خدا قدرت نہیں

ع ۱۴ ۲ ۱۵

مع ۱۴

رکھتے ہو کہ تم مجھکو ضرر پہنچاؤ پس قیامت کے روز اسسے کہا جائے گا کہ اے عزیز اور کریم چکھ تو اس عذاب کو اور کسائی نے انک بفتح ہمزہ پڑھا ہی اور ان گنہگار کافروں
سے کہا جاوے گا کہ اِنَّ هٰذَا تحقیق یہ عذاب مَا كُنْتُمْ بِهٖ وہی ہے کہ تھے تم ساتھ اسکے دنیا میں تَمْتَرُوْنَ شک کرتے اب دیکھو کہ وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے
ہے اور اب اپنے فرمانبرداروں کے حق میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ تحقیق کہ پرہیزکرنیوالے کفر اور گناہوں سے فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ بیچ جگہ امن والی کے ہونگے
اور آفت و محنت اور درد و دکھ سب سے اور مقام امین کے بدل کو فرماتا ہے کہ فِيْ جَنّٰتٍ بیچ بہشتوں اور باغوں بھرے ہوئے درختوں اور میووں کے وَّعُيُوْنٍ
اور چشموں جاری ہونے والوں کے يَّلْبَسُوْنَ پہنینگے پوشاک مِنْ سُنْدُسٍ ریشمی پارچہ باریک اور مہین مثل لاہی کے وَّاِسْتَبْرَقٍ اور ریشمی کپڑا گندہ
سے مثل اطلس کے مُّتَقٰبِلِيْنَ منہ سامنے بیٹھنے والے ہونگے تاکہ آپس میں ایک شخص دوسرے شخص کے دیدار سے محظوظ ہووے اور متقابلین حال واقع ہوا ہے
كَذٰلِكَ ایسا ہی حال بہشت کا اور بہشت کے رہنے والے مومنین کا ہے وَزَوَّجْنٰهُمْ اور زوجہ کردینگے ہم انکے واسطے بِحُوْرٍ عِيْنٍ حور العین کو کہ وہ
عورتیں بہشت کی سفید رو اور نازک بدن ہیں اور بڑی آنکھوں والیاں کہ جنکی آنکھوں کی سفیدی نہایت سفید ہے اور سیاہی نہایت سیاہ ہے اور کہتے
ہیں کہ حوریں وہ عورتیں ہیں کہ نہایت حسین اور خوبصورت ہیں اور سفیدی انکے چہروں کی ایسی ہے کہ آنکھیں اسکو دیکھ کر حیران ہو جائیں اور صفائی انکے
بدنوں کی ایسی ہے کہ جو کوئی انہیں نظر کرے تو اپنا چہرہ انکے بدنوں میں دیکھے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مومن کے واسطے آٹھ سو زوجہ باکرہ کنواریاں ہونگی اور
انکے سوا غیر باکرہ اور دو زوجہ حور عین اور وہ متقی اور پرہیزگار بہشت میں يَدْعُوْنَ فِيْهَا طلب کرینگے بیچ اس بہشت کے غلاموں اور خادموں سے اور خواہش کریں
گے بِكُلِّ فَاكِهَةٍ ساتھ ہر میوہ کے جو چاہینگے اٰمِنِيْنَ امن میں ہونیوالے ہر ایک ضرر سے یہ حال واقع ہے لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ نہ چکھیں گے بیچ اس
بہشت کے موت کو اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى مگر موت پہلی کو کہ وہ دنیا میں ہے اور آخرت میں انکے واسطے موت نہو گی اور بعضے کہتے ہیں کہ الا بمعنی بعد ہے یعنی نہ چکھیں وہ بیچ
اس بہشت کے موت کو بعد موت پہلی کے کہ جو دنیا میں ہے وَوَقٰهُمْ اور نگاہ رکھی خدا نے انکو عَذَابَ الْجَحِيْمِ عذاب آگ جلانیوالی سے اور بخشش کرنا بہشت کا پرہیزگاروں
کو فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ فضل ہے پروردگار تیرے کیطرف سے اور احسان اور کرم اسکا اور فضلاً مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا ذٰلِكَ وہ جو ہم نے ذکر کیا بہشت
میں ہر قسم کی نعمتیں ہیں اور باوجود اسکے پھر موت کی تلخی کا نہ چکھنا هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وہی مراد پانا بڑا ہے کہ سب بلاؤں سے رہائی پاکر حاصل کرنا جمیع مقاصد کا
ہے فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ پس سوائے اسکے نہیں کہ آسان کیا ہی ہمنے اس قرآن کو اس واسطے کہ نازل کیا ہے ہمنے اسکو بِلِسَانِكَ ساتھ زبان تیری کے لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ کفار نصیحت پکڑیں اور اسکے معانی کو سمجھکر اس واسطے کہ انکی زبان میں ہے اور جس وقت کہ وہ کفار باوجود آسان ہونے اسکے معنی کے
پھر نصیحت نہ پکڑیں تو فَارْتَقِبْ پس منتظر رہ تو اس امر کا کہ جو انپر نازل ہو اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ تحقیق کہ وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں کہ تجھکو کیا چیز پہنچے
لیکن تجھکو خدا کی طرف سے نصرت اور مدد پہنچیگی اور وہ عذاب میں گرفتار ہونگے سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ اور سورہ شریعت بھی اسی کو کہتے ہیں اور یہ
سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ آیہ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسمیں سینتیس آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ جاثیہ کو پڑھے ثواب اسکا یہ ہے کہ آتش دوزخ کو نہ دیکھیگا اور نہ دوزخ کا چلانا سنیگا غرض یہ ہے کہ وہ دوزخ میں نہ جائیگا اور ہمراہ
محمدؐ کے ہوگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ اسکی تفسیر پہلے گذر گئی ہے تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ نازل کرنا اس کتاب کا مِنَ اللّٰهِ خدا کی جانب سے
ہے الْعَزِيْزِ غالب ہے ہر چیز پر الْحَكِيْمِ حکمت والا ہے کہ ہر کام کو موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حم قسم ہے اور تنزیل الکتاب
صفت اسکی یعنی قسم ہے حم کی کہ یہ کتاب ہے کہ بھیجی گئی ہے خدائے غالب کی جانب سے اور جواب قسم کا ہے اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ تحقیق بیچ آسمانوں کی مثل ستاروں
اور آفتاب اور ماہتاب وغیرہ کے وَالْاَرْضِ اور بیچ زمین کے مثل پہاڑوں اور درختوں اور دریاؤں اور حیوانات وغیرہ کی لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
البتہ نشانیاں ہیں واسطے ایمان لانیوالوں کے کہ وہ سب ایسی نشانیاں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں خدا کی وحدانیت اور قدرت کاملہ پر ایمان لانیکے واسطے وَفِيْ
خَلْقِكُمْ اور بیچ پیدا کرنے تمہارے کے ابتدائے نطفہ سے پیدا ہونے تک کہ کبھی نطفہ کا خون بنایا اور پھر گوشت اور ہڈیاں بنائیں اور اسطرح طرح کی عجیب اور
نادر کاریگریاں اسمیں کھیں اور پھر پیدا کیا اور جوان کیا اور بوڑھا کیا وَمَا يَبُثُّ اور بیچ اسچیز کے کہ بکھیرتا ہے اور پھیلاتا ہے زمین میں مِنْ دَآبَّةٍ

ع ۱۰ سورۃ الجاثیۃ مکیۃ

چلنے والوں کی قسم سے طرح بطرح کی جنس اور صورت کے جاندار ہیں سب **اٰیٰتٌ** نشانیاں قدرت اور وحدت خدا کی ہیں **لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ** واسطے اس گروہ کے کہ یقین کرتے ہیں خدا
کے وجود اور واحد اور قادر ہونیکا **وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ** اور بیچ آمد و رفت رات کے اور دن کے کہ ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور بیچ مختلف ہونے حال ان دونو
کی روشنی اور تاریکی اور درازی اور کوتاہی میں **وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ** اور بیچ اس چیز کے کہ نازل کیا ہے خدا نے **مِنَ السَّمَآءِ** آسمان سے **مِنْ رِّزْقٍ** روزی
سے کہ وہ باران رحمت ہے اور سبب روزی کا ہے اسواسطے اسکو روزی کہا ہے **فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ** پس زندہ کیا ساتھ اس باران کے زمین کو **بَعْدَ مَوْتِهَا** بعد مرنے
اسکے کے اور خشک ہونیکے **وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ** اور بیچ پھرنے ہواؤں کے کبھی پورب کو اور کبھی پچھاں کو یہ سب **اٰیٰتٌ** علامتیں ہیں وحدانیت اور قدرت خدا پر
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور عقل کو کار فرماتے ہیں ان سب عجایب چیزوں میں اور بنظر تامل انکو دیکھتے ہیں اور بعد دیکھنے کے انکی نشانیاں جانتے ہیں
کہ یہ چیزیں بنائی ہوئی ہیں ضرور انکا بنانیوالا ہے اور وہ بڑا قادر ہے اور سوا اسکے اور کوئی ایسا نہیں ہے اور وہی خدا ہے اور کفار جو ان علامتوں کو قدرت خدا کی دیکھ کر
ایمان نہیں لاتے تھے انکو تنبیہ کے لئے خدا فرماتا ہے کہ **تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ** یہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں اور یا یہ کہ یہ آیتیں خدا کی ہیں قرآن میں کہ **نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ**
پڑھتے ہیں ہم انکو اوپر تیرے **بِالْحَقِّ** ساتھ حق اور راستی اور درستی کے نہ ناحق اور کجی کے ساتھ اور کفار باوجود ظاہر اور واضح ہونے ایسی علامتوں کی ایمان نہیں لاتے تھے
انکے واسطے خدا فرماتا ہے کہ **فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ** پس ساتھ کونسی بات کے **بَعْدَ اللّٰهِ** بعد سخن خدا کے کہ وہ قرآن ہے **وَاٰیٰتِهٖ** اور نشانیوں قدرت اس کی کے
یُؤْمِنُوْنَ ایمان لائیں گے وہ اور یہ یا کہ پس ساتھ کونسی بات کے بعد آیتوں خدا کی ایمان لاوینگے وہ اور اللہ کا لفظ بسبب تعظیم کے آیات پر مقدم ہو گیا ہے جیسے کہ
اعجبنی زید کرمہ یعنی کرم زید ہے اور اہل کوفہ نے سوائے حفص کے اور یعقوب الغز ابن عامر نے تؤمنون پڑھا ہے تا سے اور باقیوں نے یومنون غائب کا صیغہ **وَیْلٌ** وائے ہے
یا چاہ دوزخ ہے کہ خون اور پیپ سے بھرا ہوا ہے **لِّكُلِّ اَفَّاكٍ** واسطے ہر جھوٹ بولنے والے **اَثِیْمٍ** گناہ سخت کرنے والے کے کہ وہ نضر بن حارث ہے **یَّسْمَعُ اٰیٰتِ
اللّٰهِ** سنتا ہے آیات خدا کو کہ **تُتْلٰی عَلَیْهِ** پڑھی جاتی ہیں اوپر اسکے **ثُمَّ یُصِرُّ** پھر اصرار کرتا ہے کفر اور گناہ پر **مُسْتَكْبِرًا** سرکشی کرنیوالا ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے یعنی اس
طرح سے تکبر کر کے کنارہ کشی کرتا ہے کہ **كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا** گویا کہ نہیں سنا ہے ان آیتوں کو اور جس وقت کہ حال اسکا ایسا ہے تو **فَبَشِّرْهُ** پس خوشخبری دے اسکو ساتھ
بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ساتھ عذاب دردناک کے اور لفظ بشارت کا واسطے مزاح اور ہنسی کے ہے ڈرانیکے مقام میں **وَاِذَا عَلِمَ** اور جس وقت کہ جانتا ہے وہ **مِنْ اٰیٰتِنَا**
آیتوں ہماری میں سے جو کہ ہماری کتاب میں ہیں **شَیْئًا** کسی چیز کو یعنی بعد سننے کے اسکو معلوم ہو کہ یہ آیتیں قرآن کی ہیں تو **اتَّخَذَهَا** پکڑتا ہے انکو
یعنی مقرر کرتا ہے ان آیتوں کو **هُزُوًا** ٹھٹھا تا کہ عوام جانیں کہ یہ کوئی شے نہیں ہے جیسے کہ نضر بن حارث مقابلہ میں قرآن کے قصہ رستم اور اسفندیار کا پڑھتا تھا
اُولٰٓئِكَ یہ لوگ یعنی کرنیوالے **لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ** واسطے ان کے عذاب ہے خوار کرنیوالا کہ **مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ** پیچھے اور آگے انکے دوزخ ہے اور وراء پیچھے اور
آگے سب پر بولا جاتا ہے اس واسطے کہ جو چیز کہ غائب ہوتی ہے اسکو وراء کہتے ہیں خواہ آگے ہو خواہ پیچھے ہو اور یا یہ کہ پیچھے انکے دوزخ ہے یعنی بعد مرگ انکے
دوزخ ہے **وَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ** اور نہ بے پروا کریگی انسے اور نہ دور کریگی **مَّا كَسَبُوْا** وہ چیز کہ کسب کی ہے انھوں نے مال اور متاع دنیا کی اور کمائی کر
انکو جمع کیا ہے **شَیْئًا** کسی چیز کو عذاب میں سے یعنی یہ کمائی انکی مال اور متاع دنیا کے عذاب کو ان سے دور نہ کر سکیگی **وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا** اور نہ وہ کہ پکڑے
انھوں نے **مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ** سوا خدا کے **اَوْلِیَآءَ** دوست کہ وہ معبود انکے ہیں اور با امید شفاعت انکی پرستش کرتے تھے یا وہ بھی انسے عذاب کو دور نہ
کر سکیں گے **وَلَهُمْ** اور واسطے انکے دوزخ میں **عَذَابٌ عَظِیْمٌ** عذاب ہے بڑا کہ سختی انکی حد سے زیادہ ہے **هٰذَا** یہ قرآن کہ تجھ پر پڑھا ہے **هُدًى**
رہنمائی کرنیوالا ہے راہ حق کا **وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا** اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور ایمان نہیں لاتے ہیں **بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ** ساتھ آیتوں پروردگار اپنے
کے **لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ** واسطے انکے عذاب ہے بہت سخت عذاب میں سے کہ **اَلِیْمٌ** دردناک ہے اور رجز بڑے سخت عذاب سخت کو کہتے ہیں اب اپنی توحید
اور قدرت کے بیان میں فرماتا ہے کہ **اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ** خدا وہ شخص ہے کہ حکم میں کیا اس نے **لَكُمُ الْبَحْرَ** واسطے تمہارے دریا کو کہ سطح اسکا برابر بنا دیا اور غوطہ لگانا آسان
کر دیا **لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ** تاکہ جاری ہوں کشتیاں بیچ اسکے **بِاَمْرِهٖ** ساتھ حکم اسکے کے کہ تم مال تجارت انمیں بھر کر لیجاؤ اور فائدے حاصل کرو اور سفر دور
و دراز کو جلدی سے قطع کرو **وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ** اور تاکہ طلب کرو تم فضل اسکے سے کہ موتی اور مونگا وغیرہ جواہر اسمیں سے نکالو غوطہ لگا کر **وَ**

لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ اور تاکہ تم شکر کرو ان نعمتوں کے حاصل ہونے پر وَسَخَّرَ لَکُمْ اور حکم میں کر دیا واسطے تمہارے مَا فِی السَّمٰوٰتِ اُن چیزوں کو کہ بیچ آسمانوں
کے ہیں یعنی اُنکے فائدوں کو تمہارے واسطے کیا ہے جیسے کہ آفتاب ہے اور ستارے ہیں اور باراں ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور اُن چیزوں کو کہ بیچ زمین کے ہیں مثل حیوانات
کے اور درختوں کے اور پہاڑ وغیرہ کے جَمِیْعًا سب کو کہ مِّنْهُ اُسکی جانب سے ہے نہ اُسکے غیر کی طرف سے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ ان ذکر کی گئی چیزوں کے لَاٰیٰتٍ
البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ واسطے اس قوم کے کہ سوچتے ہیں اور تامل کر کے انکے پیدا کرنے والے کیطرف راہ لیجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
ابتدا اسلام میں بعضے مسلمان کفار کو نصیحت کر کے ایمان کی طرف بلاتے تھے اور اُنھوں نے زیادتی جہالت سے اُنکی دلیلوں کی طرف لحاظ نکر کے دشنام دہی
اختیار کی اور نالایق باتیں کہنے لگے اور مسلمانوں نے اُنسے اپنا بدلا لینا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی قُلْ کہہ تو اے محمد لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا واسطے ان لوگوں کے
کہ ایمان لائے ہیں یَغْفِرُوْا بخشیں اور معاف کریں یعنی بدلا لینے سے درگذر کریں لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں امید رکھتے ہیں
وہ دنوں واقع ہونے عذاب خدا کو دشمنوں پر یعنی وہ دن کہ جن دنوں میں خدا نے کفار عرب پر عذاب نازل کیا ہے ان دنوں کی وہ امید نہیں رکھتے ہیں اور جانتے
ہیں کہ ایسے دن نہ آئینگے پس تم اُنسے بدلا نہ لو اور ہمارے اوپر انکو چھوڑ دو ہم اُنسے سمجھ لینگے اور جو دن کہ واسطے عذاب کے انکے مقرر ہیں اُن دنوں میں ہم اُنپر عذاب
نازل کرینگے اور تم اُن سے درگذر کرو لِیَجْزِیَ تاکہ جزا دیوے خدا قَوْمًا قوم کو بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ بسبب اس چیز کے کہ تھے وہ کسب کرتے خواہ مومن ہو
خواہ کافر ہو موافق عمل کے اسکو جزا ملیگی مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جو شخص کہ عمل کرے نیک جیسے کہ طاعت کرنی اور احسان کرنا اور معاف کرنا فَلِنَفْسِهٖ پس
واسطے نفس اسکے کی ہے فائدہ اسکا نہ غیر کے واسطے وَمَنْ اَسَاۗءَ اور جو کوئی بدی کرے فَعَلَیْهَا پس اوپر اس نفس کے ہے ضرر اسکا ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ پھر
طرف پروردگار اپنے کے تُرْجَعُوْنَ ۝ پھرو گے تم واسطے جزائے اعمال کے کہ مالک فائدے اور ضرر کا وہ ہی ہے اور اب بنی اسرائیل کا حال بیان کرتا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا
اور البتہ تحقیق دی ہم نے بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ بنی اسرائیل کو کتاب وَالْحُكْمَ اور حکمت وَالنُّبُوَّةَ اور نبوت کہ ان میں اکثر پیغمبر ہوئے ہیں اور بعضے کہتے
ہیں کہ ہزار پیغمبر ان میں ہوئے ہیں اور جیسے بنی اسرائیل میں کثرت سے پیغمبر ہوئے ہیں ایسے کسی قوم میں نہیں ہوئے وَرَزَقْنٰهُمْ اور روزی دی ہم نے ان بنی اسرائیل
کو مِّنَ الطَّیِّبٰتِ پاکیزہ کھانوں میں سے کہ حلال اور لذیذ تھے وَفَضَّلْنٰهُمْ اور بزرگی دی تھی ہم نے انکو عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ اوپر عالم کے لوگوں اس زمانہ
کے کہ اکثر انبیا اور بادشاہ انہیں پیدا کئے تھے وَاٰتَیْنٰهُمْ اور دی تھیں ہم نے انکو بَیِّنٰتٍ دلیلیں روشن مِّنَ الْاَمْرِ کار دین سے کہ وہ معجزے تھے اور یا یہ کہ
دلیلیں روشن پیغمبر آخر الزماں کے امر کی تھیں کہ جن سے علم اسکے پیغمبر ہونے کا انکو حاصل ہو اور وہ اوصاف اور علامتیں اُس حضرت کی بیچ انجیل و توریت میں فَمَا اخْتَلَفُوْۤا
پس نہ اختلاف کیا اُنھوں نے اسکے امر میں اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ لیکن بعد اسکے کہ آیا انکو علم کہ ثابت کرنیوالا حال کا اور دور کرنیوالا خلاف کا تھا بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ
واسطے عداوت کے درمیان اپنے کہ باعث اسکا طلب کرنا ریاست کا تھا یعنی اختلاف نہ کیا اُنھوں نے بعد حاصل ہونے علم حق کے مگر واسطے طلب کرنے ریاست کے یا واسطے باغی ہونے کے
اوپر محمد کے انکار کیا اُنھوں نے پیغمبر کے کہ انکی کتابوں میں لکھی ہے اور وہ اوصاف اور علامتیں محمد صلعم کی ہیں اِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ
حکم کریگا درمیان انکے جزا دیگا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ دن قیامت کے فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ بیچ اُس چیز کے کہ تھے وہ بیچ اسکے یَخْتَلِفُوْنَ ۝ اختلاف کرتے کہ انبیاء کا انکار
کرتے تھے باوجود ظاہر ہونے دلیلوں اور معجزوں کی ثُمَّ جَعَلْنٰكَ پھر کیا ہم نے تجھکو اے محمد بعد بنی اسرائیل کے عَلٰی شَرِیْعَةٍ اوپر ایک طریقہ کے کہ وہ حق اور
راست ہے مِّنَ الْاَمْرِ کار دین اسلام سے فَاتَّبِعْهَا پس پیروی کر تو اس طریقہ کی وَلَا تَتَّبِعْ اور نہ پیروی کر تو اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ خواہشوں
ان لوگوں کی کہ نہیں جانتے ہیں وہ حق کو اور وہ اہل کتاب ہیں کہ اُنھوں نے بدل دیا ہے توریت کی عبارتوں کو اپنے نفسوں کی خواہشوں کی پیروی سے اور دوستی میں ریاست
کی اور نہ پیروی کر تو قریش کی کہ وہ بھی اپنے نفسوں کی خواہشوں کی پیروی سے بتوں کو پوجتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تجھکو بھی راہ راست دین اسلام سے پھیر دیں اور طرف
بت پرستی کے راغب کریں اِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْكَ ہرگز نہ بے پروا کرینگے تجھسے اور نہ دور کرینگے مِنَ اللّٰهِ خدا سے یعنی عذاب خدا سے شَیْـًٔا
کسی چیز کو اگر بالفرض تو ان کی پیروی کرے پس تجھکو چاہئے کہ راہ حق اسلام پر ثابت قدم رہ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ اور تحقیق ظلم کرنے والے اپنے نفسوں پر بسبب
کفر اور شرک کے بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ بعضے ان کے دوست ہیں بعضوں کے کہ ایک شخص دوسرے کو مدد دیتا ہے دین باطل میں اور تیری دشمنی میں

اسی جہت سے آپ پیغمبر کی متابعت کرتے ہیں (وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ) اور اللہ دوست ہے پرہیزگاروں کا جو کہ کفر و شرک سے پرہیز کرتے
ہیں تو ان سے ہی دوستی کرتے ہیں (هٰذَا) یہ قرآن اور یا پیروی اسلام کی (بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ) بینائیاں ہیں واسطے آدمیوں کے جنکو کہ شبہ کی راہوں کو دکھلاتا
ہے (وَهُدًى) اور دکھلانے والا دین حق کا (وَرَحْمَةٌ) اور رحمت ہے (لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ) واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں اور منقول ہے کہ
مشرکین مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اگر قیامت کا ہونا حق ہے جیسے کہ گمان تمہارا ہے تو ہم اس جگہ بھی مال اور عزت میں زیادہ ہونگے جیسے کہ ہم یہاں
دولت اور نعمت میں زیادہ ہیں یہ آیت نازل ہوئی (اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ) کیا گمان کیا ہے ان لوگوں نے کہ کسب کیا ہے انھوں
نے برائیوں کو مثل کفر اور شرک اور گناہ کے (اَنْ نَّجْعَلَهُمْ) یہ کہ کریں ہم انکو آخرت میں (كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) مانند ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں خدا
اور پیغمبر پر (وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک یعنی مشرکین مومنین کے مرتبہ میں ہرگز نہ ہونگے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ کردیں ہم متقیوں
کو اور کفار کو (سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ) برابر زندگی انکے اور مرنا ان کا اس واسطے کہ دنیا میں اگرچہ کفار صحت اور دولتمندی کے ساتھ ہیں لیکن آخرت
میں بعد مرنے کے عذاب میں گرفتار ہونگے اور مومنین کے واسطے بہشت کی نعمتیں ہیں اور دنیا میں مومنین کے واسطے نصرت ہے خدا کی جانب سے اور کفار کے
واسطے قتل اور اسیری ہے (سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ) بری ہے وہ چیز کہ حکم کرتے ہیں وہ کفار کہ مومنین کے برابر ہوں یا ان سے زیادہ ہوں اور سواء کو
اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے منصوب پڑھا ہے اس واسطے کہ محیاہم ومماتہم بدل ضمیر منصوب ہے جو کہ نجعلہم میں ہے اور سواء مفعول ثانی نجعل کا ہے اور تقدیر
اسکی یہ ہے کہ ان نجعل محیاہم ومماتہم سواء اور یا یہ کہ محیا اور ممات دونو ظرف زمان ہیں اور سواء مفعول ثانی ہو اور سواء کو حال بھی کہتے ہیں نجعلہم کی ضمیر سے
اور کالذین آمنوا کو مفعول ثانی نجعل کا اور جو قاری کہ سواء کو مرفوع پڑھتے ہیں وہ اسکو خبر کہتے ہیں محیاہم ومماتہم مبتداء مؤخر کی اور کہتے ہیں کہ فضیل
بن عیاض جس وقت اس آیت پر پہنچا تو مکرر اسکو پڑھتا اور روتا اور اپنے تئیں کہتا کہ اے فضیل کاش کہ جانتا میں کہ کس گروہ میں ان دونوں سے
داخل ہونگا (وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ) اور پیدا کیا ہے خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق اور درستی کے نہ عبث اور بیکار
بلکہ پیدا کیا ہے انکو خلقت کے نفع کے واسطے اور واسطے دادگستری کے اور تقاضا دادگستری کا یہ ہے کہ درمیان نیک اور بد اور مومن اور مشرک کے تفاوت ہو
اس واسطے پیدا کیا ہے ان دونو کو (وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ) اور تاکہ بدلا دیا جاوے ہر نفس ساتھ اس چیز کے کہ کسب کیا ہے آپ طاعت کو یا
گناہ کو (وَهُمْ) اور وہ یعنی عمل کرنے والے نیک اور بد کے (لَا يُظْلَمُوْنَ) نہ ظلم کئے جاوینگے کہ نیکو کے ثواب میں کمی ہو اور بدوں کے عذاب میں زیادتی کی جاوے
یا بیگناہ کو عذاب میں گرفتار کیا جاوے بلکہ موافق اپنے اعمال کے جزا پاویں گے اور منقول ہے کہ قریش کا یہ دستور تھا کہ پہلے کسی بت کو پوجتے تھے اور اگر انکو دوسرا
خوشنما اور مرغوب طبیعت نظر پڑتا تھا تو اس پہلے کو چھوڑ کر اس دوسرے کے پوجنے میں مشغول ہوتے اور خدا تعجب کی راہ سے اپنے پیغمبر کو خبر دیتا ہے کہ
(اَفَرَءَيْتَ) کیا پس دیکھا تو نے (مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ) اس شخص کو کہ پکڑا ہے اسنے معبود اپنا خواہش اپنی کو کہ جسکو جی چاہتا ہے خلاف
عقل کے اسکو معبود اپنا مقرر کرکے پرستش اسکی کرنے لگتا ہے (وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ) اور گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اسکو خدا نے بسبب اسکی عناد اور
دیدہ و دانستہ انکار کرنے کے حق میں اور باعث نہ تامل کرنے اسکے کے دلیلوں روشن میں جو کہ دلالت کرتی ہیں خدا کی وحدانیت اور قدرت پر پس توفیق
اور لطف اپنا اسپر سے اٹھالیا ہے تاکہ گمراہی میں پڑا ہے اور اسکو گمراہی میں پڑا رہنے دیا ہے (عَلٰى عِلْمٍ) اوپر علم کے کہ ازل کی راہ سے جانتا تھا اس
کے عناد اور انکار کو اور کفر پر اصرار کرنے کو (وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ) اور مہر کی ہے اوپر کان اسکے کے (وَقَلْبِهٖ) اور اوپر دل اسکے کے (وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ) اور
کیا اوپر بینائی اسکی کے رکھا اسکی بینائی پر (غِشٰوَةً) پردہ یعنی ایک علامت اسکے کان اور دل اور آنکھ پر رکھی تاکہ نشانی اسکے کفر کی ہو اور نشان نہ سننے
کلام حق کا اور نہ دیکھنے اور تامل کرنے دلیلوں حق کا ہو اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے غشاوۃ کو غشوۃ پڑھا ہے (فَمَنْ يَّهْدِيْهِ) پس کون اس شخص کو
ہدایت کرے گا (مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ) پیچھے ہدایت کرنے خدا کے اسکو یعنی جس وقت خدا کی ہدایت کرنے پیچھے اس نے ہدایت نہ پائی باوجود ظاہر ہونے
دلیلوں کے تو پھر کون اسکو ہدایت کر سکتا ہے اور بعد اسکے اسکی ہدایت پانے کی ہرگز امید نہیں ہے (اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ) کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے

ہو تم تاکہ خدا کو پہچانو اور اسکی واحدانیت اور قدرت کا اعتقاد کرو اور حدیث میں آیا ہے کہ عاقل وہ ہی کہ حساب اپنے نفس کا کرے اور عمل واسطے مرگ کے
کرے اور عاجز وہ ہے کہ اپنے نفس کو تابعدار اپنی خواہش کا کرے اور پھر آرزو بہشت کی کرے اور اب قیامت کو انکار کرنیوالونکے حالیں بیان کرتا ہی وَقَالُوا
اور کہا انھوں نے کہ مَا هِيَ نہیں ہے وہ زندگی اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا مگر زندگانی دنیا کی کہ جسمیں ہم ہیں نَمُوتُ وَنَحْيَا مرتے ہیں ہم اور زندہ ہوتے ہیں
ہم یعنی بعضے ہم میں سے مرتے ہیں اور بعضے پیدا ہوتے ہیں اور یا یہ کہ ہم اپنی ذات سے مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں ہم اولاد کے باقی رہنے سے اور یا یہ کہ مرتے ہیں ہم
کہ روح ہماری بدن سے نکلجاتی ہی اور زندہ ہوتے ہیں ہم کہ روح ہماری دوسرے بدن میں داخل ہوتی ہے اسی دنیا میں جیسے کہ مذہب ہنود کا ہی اور علما اسکو
تناسخ کہتے ہیں اور کہتے ہیں وہ کفار منکر قیامت کے کہ وَمَا يُهْلِكُنَا اور نہیں ہلاک کرتا ہی ہمکو اِلَّا الدَّهْرُ مگر زمانہ یعنی گذرنا راتوں اور دنوں کو
اور دراز ہونا زمانہ کا اسیطرح چلا جانا ہمکو ہلاک کرتا ہے اور ملک الموت خدا کی حکم سے ہماری روح کو قبض نہیں کرتا ہے اور اسیطرح مثل گھانس کے ہم پیدا ہوتے ہیں اور کوئی
ہمارا پیدا کرنیوالا نہیں ہے دور دنیا اسیطرح چلی آتی ہے اور اسی طرح ہمیشہ کو چلی جاویگی وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہی واسطے ان کافرین منکرین قیامت کے
بِذَٰلِكَ ساتھ اس کلام کے مِنْ عِلْمٍ کوئی علم کہ وافق دلیل کے ہو یعنی حشر اور جینے کو جو دنیا میں منحصر جانتے ہیں اور مرنیکو منسوب زمانہ کے کرتے ہیں ایک سخن
واہی ہے انکا کہ کوئی دلیل اس کے واسطے نہیں رکھتے ہیں اور فقط پیروی لوگونکی ہے اور رجوع طرف عقلی دلیلونکے نہیں کرتے ہیں تاکہ انکو معلوم ہو کہ زندہ کرنیوالا اور
مارنیوالا بندونکا خدا ہی نہ گذرنا زمانہ کا اور وہ قدرت رکھتا ہے آخرت میں زندہ کرنیکی اِنْ هُمْ نہیں ہیں وہ اِلَّا يَظُنُّونَ مگر گمان کرتے یعنی یہ کلام انکا
محض گمانات انکا ہے کہ بدون دلیل کے اپنے گمان سے کہتے ہیں اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نہ دشنام دو تم زمانیکو کہ تحقیق زمانہ وہی خدا ہی اور تاویل اسکی یہ ہی
کہ کفار منسوب کرتے ہیں حادثونکو اور بلاؤنکو جو نازل ہوتی تھیں طرف زمانہ کے اور کہتے تھے کہ زمانہ نے یہ کیا ہے اور زمانہ کو گالیاں دیتے تھے حضرت نے فرمایا
کہ کرنیوالا ان سب امور کا خدا ہی ان امور کے کرنے والیکو برا مت کہو وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر انکے آيَاتُنَا آیتیں ہماری
کتاب کی بَيِّنَاتٍ کہ روشن ہیں اور مقصود پر آسانی سے دلالت کرتی ہیں اور ان کفار کے جو برخلاف ہیں تو مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ نہو دلیل
انکی ان آیتوں کے مقابلہ میں اِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا مگر یہ کہیں وہ کہ لاؤ تم بِآبَائِنَا باپوں ہمارے کو زندہ کر کے ہم انسے دریافت کریں دوبارہ زندہ ہونیکا
حال ہیں ہمارے باپونکو تم خدا سے زندہ کرواؤ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر ہو تم سچے اپنے دعوے میں کہ خدا دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ کلام انکا عناد اور
جہالت کی راہ سے تھا کہ خدا ہمارے باپونکو زندہ کرے اس واسطے کہ خدا نے جو وعدہ کیا ہے زندہ کرنے کا وہ وقت خاص ہے قیامت کے دن کا اور دنیا میں جمع
زندہ نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ خواہش منکر کی زندہ کرنیکے واسطے عناد اور نزاع کی جہت سے تھی نہ ہدایت پانیکے واسطے انکی رد میں فرماتا ہے قُلِ کہہ تو اے محمد اللَّهُ
يُحْيِيكُمْ خدا زندہ کرتا ہے تمکو ماؤں کے پیٹوں میں ثُمَّ يُمِيتُكُمْ پھر مارتا ہے تمکو دنیا میں وقت آنے اجل کے ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ پھر جمع کرتا ہی تمکو قبروں میں
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ روز قیامت تک لَا رَيْبَ فِيهِ نہیں شک ہے بیچ ہونے اسکے پس اسروز بھی تمکو زندہ کرے گا اس واسطے کہ جو شخص قادر ہی
پیدا کرنے پر اور پہلے زندہ کرنے پر وہ دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے اور جو شخص کہ پہلے زندہ کرنے پر عاجز ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی عاجز ہے
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے ہیں انکو بسبب تامل کرنے اور نظر کرنے کے خدا کی قدرت کی دلیلوں میں
وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی پس جو شخص کہ مالک ہی تمام مخلوقات کا اور سبکو
پیدا کیا ہے تو وہ قدرت دوبارہ زندہ کرنے کی بھی رکھتا ہے قیامت کے روز وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اور جس دن کہ قائم ہو قیامت يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ
الْمُبْطِلُونَ اسدن نقصان ہونگے اہل باطل ناحق کام کرنے والے اور نقصان انکا یہ ہو کہ بہشت کے درجوں کی عوض میں دوزخ کے طبقے انکو ملینگے
وَتَرَىٰ اور دیکھے تو اے محمد اسروز كُلَّ أُمَّةٍ ہر گروہ کو جَاثِيَةً زانو پر بیٹھنے والے اسروز کی ہیبت سے اور منتظر حساب کے ہوں اور منقول ہی کہ
قیامت کے روز ایکساعت دنیا کی دو سال کے برابر ہوگی اس ساعت میں سب زانو کے بل پڑے رہینگے اور نفسی نفسی کہینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ جاثیہ کے معنی
جمع ہونیوالونکے ہیں کہ اسروز ہر گروہ ایک ایک جماعت جمع ہونیوالی ہوگی كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا ہر جماعت بلائی جاویگی طرف نوشتہ اپنے کی

یعنی طرف نامہ اعمال اپنے کے اور کہا جائے گا انکو کہ الیوم تجزون آجکے دن بدلا دئے جاؤ گے تم ما کنتم تعملون جو کچھ کہ تم عمل کرتے تھے
نیک یا بد ھذا کتابنا یہ کتاب ہماری یعنی یہ نوشتہ کہ کرام کاتبین کو ہم نے لکھنے کا حکم دیا تھا تمہارے اعمال کے واسطے یہ نوشتہ ینطق گویا ہوتا ہے یعنی گواہی
دیتا ہے علیکم اوپر تمہارے جو کچھ کہ تمنے دنیا میں کیا ہے بالحق ساتھ حق اور راستی کے کہ اسکی گواہی میں کسیطرح کا فرق نہیں ہے اور جو کچھ کہ تم نے کیا ہے وہی اس
میں موجود ہے نہ اس سے کم ہے اور نہ زیادہ ہے یعنی نامہ اعمال جو کچھ کہ انھوں نے کیا ہے سب اسپر ظاہر کر دیگا اسطرح سے کہ گویا بیان کرتا ہے اپنی زبان
سے انا کنا نستنسخ تحقیق کہ تھے ہم کہ لکھتے تھے ہم یعنی حکم لکھنے کا ہم ملائکہ کو دیتے تھے ما کنتم تعملون اسچیز کو کہ تھے تم کرتے دنیا میں اور ملائکہ مقربین لکھتے تھے ذکر
کی حدیثوں میں لکھا ہے کہ جس وقت وہ فرشتے ارادہ نازل ہونیکا کرتے ہیں صبح اور شام کو تو اسرافیل عمل بندہ کو لوح محفوظ سے نقل کرکے اور لکھ کر ان کو دیتا ہے پس
جس وقت وہ چڑھتے ہیں صبح کو اور شام کو بندہ کا عمل ہمراہ لیکر تو اسرافیل مقابلہ کرتا ہے عمل کو اس نوشتہ سے جو پہلے لوح محفوظ سے لکھ کر دیا تھا یہانتک کہ ظاہر
ہو جاوے کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لکھکر دیا تھا اور حضرت صادق سے منقول ہے لوح محفوظ کے حال میں کہ کسی نے ان حضرت سے نون اور قلم کو دریافت کیا فرمایا
کہ خدا نے پیدا کیا قلم کو ایک درخت سے کہ وہ بہشت میں ہے اور اسکو خلد کہتے ہیں اور بعد اسکے حکم کیا نہر کو کہ وہ بہشت میں ہے کہ ہو جا تو سیاہی وہ بستہ ہو گئی اور وہ
نہایت سفید تھی کہ برف کی سفیدی سے اسکی سفیدی زیادہ تھی اور شہد سے زیادہ تر شیریں تھی پس قلم کو حکم دیا کہ لکھ تو قلم نے پوچھا کہ کیا لکھوں فرمایا
کہ لکھ تو جو کچھ کہ ہوا ہے اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک پس لکھا قلم نے ایک تختی میں کہ وہ چاندی سے زیادہ سفید تھی اور یاقوت سے زیادہ صاف تھی جب
قلم سے لکھ لیا تو اسکو عرش کے پایہ میں لٹکا دیا اور قلم کے منہ پر مہر کردی کہ آیندہ کو ہرگز نہ لکھیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے کہ تمام
اعمال بندونکے اسمیں لکھے ہوئے ہیں اور فرمایا حضرت نے کہ اول سب سے خدا نے قلم کو پیدا کیا ہے نور سے اور درازی اسکی پانسو برس کی راہ ہے حکم دیا اسکو کہ لکھ تو
جو کچھ کہ ہونیوالا ہے یعنی نام نیک اور بد اور تمام خشک اور تر اور ہوائی اسکو جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک سبکو لکھ اور لوح میں اسکو ثابت کر اور بعد اسکے حضرت نے آیت
تلاوت فرمائی کہ ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون یعنی یہ کتاب ہماری گویا ہے تمپر ساتھ حق کے تحقیق کہ ہم حکم لکھنے کا کرتے تھے ملائکہ کو
اسچیز کا کہ تھے تم عمل کرتے اور موافق اسکے ہم تمکو جزا دینگے اور اب جزا دینی کی تفصیل بیان کرتا ہے کہ فاما الذین امنوا پس لیکن جو لوگ کہ ایمان
لائے ہیں خدا پر اور ان سب چیزوں پر کہ جو پیغمبر خدا کے پاس سے لایا ہے وعملوا الصلحت اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک فیدخلھم پس داخل کریگا ان کو
ربھم پروردگار انکا فی رحمتہ بیچ رحمت اپنی کے کہ انکو بہشت میں جگہ دیگا ذلک یہ داخل ہونا رحمت خدا میں ھو الفوز المبین
وہی ہے مراد کو پہنچنا ظاہر واما الذین کفروا اور لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے ہیں انکو خدا کہیگا کہ افلم تکن کیا پس نہ تھے ایتی تتلی علیکم
آیتیں میری کہ پڑھی جاتی تھیں اوپر تمہارے کہ پیغمبر میرا ان آیتوں کو تمپر پڑھتے تھے فاستکبرتم پس تکبر کیا تمنے اور سرکشی اور انکار کیا تم نے ایمان لانے سے
وکنتم اور تھے تم قوما مجرمین ایک گروہ سخت گناہ کرنیوالے کہ خدا پر اور پیغمبر پر ایمان نہ لائے واذا قیل اور جس وقت کہا گیا یعنی پیغمبروں نے تم سے
کہا کہ ان وعد اللہ حق تحقیق وعدہ خدا کا حق ہے یعنی جو کچھ کہ اسنے فرمایا ہے کہ زندے ہونگے اور حساب ہوگا اور نیکونکو ثواب ملیگا اور بدونکو عذاب ہوگا اور سب سچ ہے
الٰہی والساعۃ لاریب فیھا اور قیامت میں شک نہیں یعنی سچ ہو گی اسکے قلتم ما ندری کہا تم نے کہ نہیں جانتے ہم کہ ما الساعۃ کیا ہے قیامت اور کیا چیز ہے وہ
ان نظن نہیں گمان کرتے ہیں ہم اسکی بابت الا ظنا مگر گمان کرنا کہ یقین سے بہت بعید ہے وما نحن بمستیقنین اور نہیں ہیں ہم یقین کرنیوالے اسکے ہونے کو پہلی
ساعت کو حمزہ نے منصوب پڑھا ہے ان کے اسم پر عطف کر کے وبدا لھم اور ظاہر ہوا واسطے ان کافروں کے سیات ما عملوا برائی اسچیز کی کہ کیا تھا انھوں نے دنیا میں اور اپنے اعمال
کی بدی کو اسروز خوب پہچان جاوینگے وحاق بھم اور گھیر لیوے انکو ما کانوا جزا اس چیز کی کہ تھے وہ بہ یستھزءون ساتھ اسکے
ٹھٹھا کرتے اور کہتے تھے کہ عذاب نہ ہوگا وقیل اور کہا جاوے یعنی خدا زبانی فرشتوں کے انسے کہے کہ الیوم ننسکم آجکے دن بھلا دینگے ہم تمکو یعنی آگ میں تمکو
ڈالکر تمہاری خبر نہ لینگے جیسے کہ کوئی کسیکو ایک جگہ ڈالکر بھول جاتا ہے اور ہرگز تمکو یاد نہ کرینگے کما نسیتم جیسے کہ بھول گئے تم اور یاد نہ کیا
تمنے لقاء یومکم ملاقات کرنے دن اپنے کو اسدن کو اور اسدن کے واسطے مستعد نہوئے اعمال نیک کرکے وماوٰکم النار اور جگہ تمہاری دوزخ ہے

وَمَا لَكُمْ اور تمہیں نہیں ہے واسطے تمہارے آج کے دن مِّنْ نَّاصِرِيْنَ مددگار کہ تمکو عذاب دوزخ سے بچاویں ذٰلِكُمْ یہ عذاب کا نازل ہونا تمپر بِاَنَّكُمُ
بسبب اسکے ہے کہ تمنے اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ پکڑا تمنے آیتوں خدا کی کو جو کہ قرآن میں ہیں یا اسکی قدرت کی نشانیوں کو هُزُوًا ٹھٹھا کہ انپر تم ہنستے وَّ
غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور فریب میں ڈالا تمکو زندگانی دنیا نے کہ ہمیشہ کی زندگانی ہے کہ جو کبھی فنا نہو نگی اس سے غافل ہو گئے اور تمنے جانا کہ بس
یہی زندگانی ہے کہ جو دنیا میں ہے اور اسپر تمنے تکیہ کیا فَالْيَوْمَ پس آج کے دن لَا يُخْرَجُوْنَ نہ نکالے جاوینگے وہ مِنْهَا اس دوزخ سے وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ
اور نہ انسے راضی کرنیکی خواہش کیجاویگی کہ عبادت اور طاعت کرکے خدا کو راضی کردیویں اور نہ کوئی عذر انکا قبول کیا جاویگا کہ زمانہ توبہ کا باقی نہیں رہا ہے
اور نہ اب حکم عبادت کرنیکا ہے بلکہ وہ روز تو روز جزائے عبادت و اعمال کا ہے اور ڈرانا بندونکا روز قیامت سے یہ بھی ایک لطف ہے خدا کا کہ نزدیک
کرتا ہے بندونکو عبادت سے اور دور کرتا ہے گناہ سے پس باعث ہوگا یہ ذکر شکر گذاری کا اس واسطے بعد اسکے حمد کو ذکر کرتا ہے فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پس واسطے
خدا کے ہے تعریف اور شکر کہ رَبِّ السَّمٰوٰتِ پروردگار آسمانوں کا ہے وَرَبِّ الْاَرْضِ اور پروردگار زمین کا رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پروردگار عالم کے
لوگوں کا جن اور انسان اور پرند اور چرند کا کہ سبکی پرورش کرتا ہے وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ اور واسطے اسکے ہے بزرگی فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیچ آسمانوں
کے اور زمین کے کہ اسی کا حکم سب جگہ جاری ہے پس سوائے اسکے کون بزرگ ہوگا وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے سب چیزوں پر اور کفار سے بدلا لینے
پر الْحَكِيْمُ ۝ حکمت والا ہے کہ سب تدبیر اسکی موافق مصلحت اور حکمت کے ہے اور حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کبریائی چادر میری ہے اور عظمت
چادر میری ہے یعنی جیسے کہ چادر بدن پر ہوتی ہے ایسی ہی کبریائی اور عظمت لائق ذات میری کے ہیں پس جو کوئی کہ ان دونو صفتوں میں مجھسے نزاع
کرے اور اپنے تئیں بزرگ جانے تو میں اسکو دوزخ میں ڈالونگا سورة الاحقاف یہ سورہ مکی ہے مگر بعضے کہتے ہیں کہ آیہ قل ارایتم ان کان
من عند اللہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسمیں پینتیس آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر روز جمعہ یا ہر شب کو سورہ احقاف کو
پڑھے اللہ تعالے اسکو خوف دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھے کہ نہ اسکو کوئی خوف دنیا میں پہنچے اور نہ آخرت میں وہ ترسناک ہو بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ اسکی تفسیر پہلے اس سے گذر گئی ہے تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ اتارنا کتاب کا مِنَ اللّٰهِ جانب خدا سے ہے کہ الْعَزِيْزِ غالب ہے سب چیزوں پر اپنی ذات
اور صفات میں الْحَكِيْمِ ۝ حکمت والا ہے ہر کام میں کہ بدون حکمت اور مصلحت کے اسکا کوئی کام نہیں ہے مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ نہیں پیدا کیا ہمنے آسمانونکو اور
زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَآ اور اس چیز کو کہ درمیان ان دونوں کے ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر ساتھ حق کے اور غرض صحیح کے واسطے کہ تقاضا حکمت اور مصلحت کا ہے نہ عبث اور بیکار وَّ
اَجَلٍ مُّسَمًّى اور ساتھ مدت نام رکھی گئی کہ یعنی ان چیزوں کو نہیں پیدا کیا ہے مگر ساتھ حق کے اور ساتھ مدت نام رکھی گئی معین تک کہ وہ قیامت ہے اور جبکہ قیامت آویگی یہ سب چیزیں فنا ہو جاوینگی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا وہ عَمَّآ اُنْذِرُوْا اس چیز سے کہ ڈرائے گئے ہیں یعنی قیامت کے ہولوں وغیرہ سے وہ اس سے مُعْرِضُوْنَ ۝ منہ پھیرنے والے اور انکار
کرنیوالے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد ان انکار کرنے والوں قیامت سے کہ اَرَءَيْتُمْ کیا دیکھا تمنے یعنی خبر دو تم مجھکو کہ مَّا تَدْعُوْنَ وہ چیز کہ پکارتے
ہو تم اور پرستش کرتے ہو اسکو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے اَرُوْنِيْ دکھلاؤ تم مجھکو کہ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ کیا پیدا کیا ہے
انھوں نے زمین میں سے اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ یا واسطے ان کے شراکت ہے خدا سے فِي السَّمٰوٰتِ بیچ پیدا کرنے آسمانوں کی تاکہ وہ مستحق پرستش
کے ہوں اور اس امر میں خوب تامل کرو کہ کوئی چیز انھوں نے پیدا کی ہے یا نہیں اور جس وقت نہیں پیدا کی ہے کوئی چیز تو پھر کس واسطے ان کی پرستش
کرتے ہو اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ لاؤ تم میرے پاس کتاب کو جو کہ تمہارے پاس آئی ہو مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ پہلے اس قرآن سے کہ دلالت کرنے والی توحید
کا اور باطل کرنے والی شرک کا ہے یعنی اگر کوئی کتاب سوائے قرآن کے نازل ہوئی ہے اور مضمون اس کا یہ ہو کہ شرک کرنا چاہیے پس لاؤ تم وہ کتاب
اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ یا کوئی نشانی علم سے ہو تو اسکو لاؤ یعنی کوئی نوشتہ پہلے لوگوں کے علم کا باقی ہو اور اسمیں غیر خدا کا پرستش کرنا لکھا ہو تو اسکو
حاضر کرو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اگر ہو تم راستگو اپنے دعوے میں وَمَنْ اَضَلُّ اور کون شخص زیادہ گمراہ ہے مِمَّنْ يَّدْعُوْا اس شخص سے
کہ پکارتا ہے اور پرستش کرتا ہے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ اس شخص کو کہ نہیں جواب دیتا ہے اور نہیں قبول کرتا ہے وہ

ع ۱۱

لہٗ واسطے اسکے اور اسکی فریاد کو نہیں پہنچتا ہے اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ تا روز قیامت یعنی اگر مشرک کی عمر دراز ہو قیامت تک اور وہ اپنے معبودوں کو تمام عمر پکارے
تو وہ ہرگز اسکو جواب نہ دینگے اور اسکی دعا کو قبول نہ کرینگے وَهُمْ اور وہ معبود اُن کے عَنْ دُعَآئِهِمْ پکارنے ان پرستش کرنیوالوں کے غٰفِلُوْنَ بیخبر ہیں یعنی
نہیں جانتے کہ ہمکو کون پکارتا ہے اس واسطے کہ وہ پتھر ہیں وہ کیا جانتے ہیں کہ کون پکارتا ہے وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ اور جس وقت جمع کیے جاویں آدمی میدان
حشر میں تو كَانُوْا ہونگے وہ معبود باطل لَهُمْ واسطے اُن پرستش کرنیوالوں کے اَعْدَآءً دشمن وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ اور معبود ہونگے وہ ساتھ پرستش انکی
کے كٰفِرِیْنَ انکار کرنیوالے یعنی خدا تعالیٰ قیامت کے روز بتوں کو گویا کرے گا اور وہ اپنی پرستش کرنیوالوں سے عداوت کرینگے اور انکے شرک کا انکار کرینگے
گے اور ایسے ہی بتوں کے سوا اور معبود بھی اپنی پرستش کرنیوالوں سے بیزار ہونگے اور اب مشرکین کا حال بیان فرماتا ہے کہ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اور جس وقت پڑھی جاتی
ہیں اوپر ان مشرکین کے اٰیٰتُنَا آیتیں ہماری کتاب کی بَیِّنٰتٍ کہ روشن اور ظاہر ہیں معجزے ہونے میں تو قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا کہتے ہیں وہ لوگ کہ
کافر ہوئے لِلْحَقِّ واسطے حق کے لَمَّا جَآءَهُمْ جس وقت کہ آیا اُنکے پاس یعنی جسوقت قرآن انکے پاس آیا کہ وہ حق اور معجزہ ہے تو کہا ان کافروں نے اس حق
کو کہ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ یہ جادو ظاہر ہے اور اے محمد یہ کفار اس قرآن کو فقط جادو ہی نہیں کہتے ہیں اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ بلکہ کہتے ہیں کہ بنا لیا
ہے اسکو محمد صلعم نے اپنے جی سے اور خدا کی طرف اسکو منسوب کیا ہے قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ کہہ تو اے محمد کہ اگر بنا لیا ہے میں نے اسکو جھوٹ اپنی طرف سے پس بفرض
اس قول تمہارے کو فرض کیا لیکن یہ بنا لیا اپنے جی سے اور خدا کی طرف اسکو منسوب کرتا کہ خدا نے اسکو بھیجا ہے تو یہ بڑا سخت گناہ ہوا اور جسوقت اس گناہ کی سزا
میں مجھ پر عذاب نازل ہو تو فَلَا تَمْلِكُوْنَ پس نہیں مالک ہو اور نہیں قدرت رکھتے ہو لِیْ واسطے میرے مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا عذاب خدا سے کسی چیز کو کہ مجھکو نجات دلواؤ
پس کیونکر میں ایسے بڑے گناہ کی جرأت کروں هُوَ اَعْلَمُ وہ خدا زیادہ جاننے والا ہے اور عالم ہے بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ساتھ اس چیز کے کہ شروع کرتے
ہو تم بیچ اسکے کہ طعن کرتے ہو قرآن کی آیتوں پر اور انہیں جھوٹ ٹھہراتے ہو کہ اسکو جھوٹ بنایا ہوا کہتے ہو كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًا کافی ہے خدا گواہ بَیْنِیْ وَ
بَیْنَكُمْ درمیان میرے اور درمیان تمہارے کہ میرے کلام کی راستی کی گواہی دیوے اور شہیداً حال واقع ہوا ہے وَهُوَ الْغَفُوْرُ اور وہ بخشنے والا ہے اس شخص
کا کہ جو کوئی کفر اور گناہوں سے توبہ کرے الرَّحِیْمُ مہربان اس شخص پر کہ جو ایمان پر ثابت قدم رہے اور کفار جو اپنے دین پر اصرار کرتے تھے اور رسولِ خدا سے
معجزے طلب کرتے تھے اور جس چیز کا حضرت کو حکم نہ تھا وہ حضرت سے درخواست کرتے تھے تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ مَا كُنْتُ بِدْعًا
نہیں ہوں میں نیا پیدا ہوا مِّنَ الرُّسُلِ پیغمبروں سے یعنی میں اول پیغمبر نہیں ہوں کہ سب پیغمبروں سے پہلے آیا ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بہت پیغمبر ہوئے ہیں پس
جو کچھ کہ وہ اپنی امتوں سے چاہتے تھے کہ انکو طرف توحید کے بلاتے تھے میں تمکو وہی کہتا ہوں اور جس چیز کا مجھکو حکم ہے وہ کہتا ہوں اور جس چیز کا مجھکو حکم نہیں
ہے اسکی میں قدرت نہیں رکھتا ہوں تم میری نبوت کا کس واسطے انکار کرتے ہو وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ اور نہیں جانتا ہوں میں کہ کیا کیا جاویگا ساتھ
میرے محنت یا راحت جنگ یا صلح غالب ہونا یا مغلوب ہونا وَلَا بِكُمْ اور نہ ساتھ تمہارے جانتا ہوں کہ کیا کیا جاویگا قتل ہونا یا قید ہونا اور لیکن
آخرت کے احوال کا مجھکو یقین ہے اور خوب جانتا ہوں کہ مومن مستحق بہشت کا ہے اور کافر سزاوار آتش دوزخ کا اِنْ اَتَّبِعُ نہیں پیروی کرتا ہوں میں اِلَّا مَا یُوْحٰٓى
مگر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے اِلَیَّ طرف میرے اور اس سے زیادہ مجھکو علم نہیں ہے اور نہ میں قدرت رکھتا ہوں وَمَآ اَنَا اور نہیں ہوں میں اِلَّا نَذِیْرٌ مگر ڈرانے والا عذاب
خدا سے مُّبِیْنٌ ظاہر کہ معجزوں کو ظاہر کرتا ہوں اپنے دعوے کی راستی کے واسطے اور بے حکم خدا کے کوئی معجزہ نہیں دکھلا سکتا ہوں کہ مجھکو اسکی قدرت نہیں ہے اور ابن عباس
سے منقول ہے کہ رسولِ خدا صلعم اور اصحاب حضرت کے مکہ میں کفار کے ہاتھ سے بہت آزار کھینچتے تھے ایک شب رسولِ خدا نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے ہجرت کر کے ایک زمین
میں پہنچے ہیں کہ وہاں پانی اور درخت کثرت سے تھے خواب سے بیدار ہوئے تو اصحاب کے روبرو یہ ماجرا بیان کیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسولِ خدا اس جگہ کو ہم کب جاوینگے
اور کس روز وہاں پہنچینگے تاکہ کفار کے آزار سے خلاصی پاویں حضرت نے انکو صبر کرنے کا حکم کیا اور جسوقت ظلم کفار کا حد سے زیادہ گذرا تو ہجرت کرنے کا اصحاب نے جلدی
ارادہ کیا یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ تو اے محمد کہ نہیں جانتا میں کہ میں اور تم مامور ہونگے مکہ میں رہنے کے واسطے اور کفار کی ایذا اور آزار کھینچنے کے واسطے اور یا ہجرت
کرنے کے واسطے طرف زمین درختوں اور پانی کی جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے اور میں تمہارا اور اپنا انجام کو نہیں جانتا ہوں مگر وحی سے پس اس مقدمہ میں وحی

جو تمہیں آتی ہے تو صبر کرو یہانتک کہ وحی نازل ہو اسوقت جو کچھ حکم ہو عمل میں لاؤ اور بعد اسکے فرماتا ہے **قُلْ** کہدے تو اے محمدؐ **اَرَءَیْتُمْ** کیا دیکھا تمنے اے کافرو یعنی
خبر دو تم جھٹلانے والے کافرو **اِنْ كَانَ** اگر ہووے وہ قرآن **مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ** نزدیک خدا کے سے **وَكَفَرْتُمْ بِهٖ** اور کفر کیا ہے تمنے ساتھ اسکے کیا بہالت تھی انکی نزدیک ہو
وَشَهِدَ شَاهِدٌ اور گواہی دی ہو ایک گواہ نے اسکے حق ہونے پر **مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ** بنی اسرائیل میں سے کہ وہ عبداللہ بن سلام عالم بنی اسرائیل کا ہے
عَلٰی مِثْلِهٖ اوپر مثل اس قرآن کے اور کہا ہو کہ جو کچھ قرآن میں ہے مثل اُسی کی تعریف پیغمبر آخر الزمان کی اور اوصاف اسکے اور ذکر اسکی نبوت کا توریت میں بھی موجود ہے
اور مثل اس قرآن کے توحید اور ثواب اور عذاب وغیرہ توریت میں مذکور ہے اور توریت قرآن کو سچا کرتی ہے **فَاٰمَنَ** پس ایمان لایا ہو وہ گواہ توریت کا مضمون قرآن
میں دیکھ کر **وَاسْتَكْبَرْتُمْ** اور تکبر اور سرکشی کی ہو تمنے ایمان لانے سے کہ اس قرآن پر تم ایمان نہ لائے ہو اور جزا اسکی محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا اس صورت میں تم نہیں
نفسوں پر ظلم کرنے والے ہوگے اور سزاوار عذاب کے تم ہوگے یعنی بیشک تم لائق عذاب کے ہو اور اپنے نفسوں پر تمنے ظلم کیا ہو **اِنَّ اللّٰهَ** تحقیق خدا **لَا یَهْدِی الْقَوْمَ**
الظّٰلِمِیْنَ نہیں راہ دکھلاتا ہے گروہ ظلم کرنیوالے کو جو کہ دیدہ و دانستہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں کفر کو اختیار کرکے اور حسد اور عناد کی راہ سے ایمان نہیں لاتے ہیں حق یہ ہے کہ انکو خدا نے
چھوڑ دیتا ہے گمراہی میں پڑا ہوا اور توفیق اپنی اُنسے اُٹھا لیتا ہے اور بعضے انس سے روایت کرتے ہیں اُنسے کہا کہ جسوقت پیغمبر خدا مدینہ میں تشریف لائے تو عبداللہ
بن سلام رسول خدا کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ تجھسے میں تین مسئلے پوچھتا ہوں کہ جواب انکا سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا ہے بیان کر کہ پہلی شرط قیامت کی
کیا ہے اور پہلا کھانا کہ بہشتی کھاوینگے کیا ہے اور فرزند جو پیدا ہوتے ہیں کس واسطے بعضا مشابہ ماں کے ہوتا ہے اور بعضا مشابہ باپ کے جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ خدا
فرماتا ہے کہ پہلی علامت قیامت کی یہ ہے کہ آگ مشرق کیجانب سے پیدا ہو کہ تمام خلقت کو طرف مغرب کے لیجاوے اور وہ پہلا کھانا کہ بہشتی کھاوینگے جگر مچھلی کا ہوگا اور
اگر پانی مرد کا سابق ہو عورت کے پانی پر تو فرزند مشابہ باپ کے ہوتا ہے اور اگر آب عورت سابق ہو آب مرد پر تو مشابہ ماں کے ہوتا ہے عبداللہ بن سلام نے
تینوں جواب سنکر حضرت سے کہا کہ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله اور کہا کہ یا رسول اللہ عادت یہودیوں کی بہتان کرنے کی ہے اگر انکو معلوم ہو کہ میں بہتان
کریں اور میرے اسلام سے مطلع ہوں تو مجھکو جاہل قرار دیویں اور علم کا میرے انکار کریں اور مجھکو پیشوا اپنے علماء کا نہ جانیں پہلے اس سے کہ میرے اسلام کی انکو خبر ہو میرا حال انسے
سے دریافت کرو تاکہ میرے عالم ہونیکا اقرار کریں اور بعد ظاہر ہونے میرے اسلام کے انکو کوئی عذر نہو اور انکار کسی چیز کا نکریں رسول خدا نے یہود کو جمع کرکے کہا کہ کیا کہتے ہو تم عبداللہ
بن سلام کے حق میں سب نے کہا کہ آقا ہمارا ہے اور بیٹا آقا ہمارے کا ہے اور بہتر ہمارا اور بہتر بیٹا ہمارے کا ہے اور دانا تر ہمارا اور بیٹا دانا تر ہمارے کا ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ گواہی
دے میری نبوت کی اور مجھپر ایمان لاوے تو تم بھی اسکی موافقت کروگے سبنے کہا معاذ اللہ کہ وہ تجھ پر ایمان لاوے عبداللہ بن سلام نے اسوقت آگے آکر کہا کہ اشهد ان لا اله الا الله
واشهد ان محمدا رسول الله یہودیوں نے یہ سنکر کہا کہ بدتر ہمارا ہے اور بیٹا بدتر ہمارے کا ہے اور عبداللہ بن سلام کا عیب اور نقصان بیان کرنے لگے عبداللہ بن سلام
نے کہا کہ اسی سبب سے میں ڈرتا تھا اور سعد بن وقاص سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا سے کبھی نہیں سنا کہ کسیکو آنحضرتؐ نے بہشتی فرمایا ہو مگر عبداللہ بن سلام کو
کہ جسکے حق میں آیت نازل ہوئی وشهد شاهد من بنی اسرائیل علی مثله اور کہتے ہیں کہ جسوقت جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار کہ قبیلے عرب کے ہیں ایمان لائے
تو بنو عامر اور غطفان اور اسد اور اشجع نے کہا کہ اگر اسلام میں کچھ فائدہ ہوتا تو وہ ہمسے پہلے ایمان نہ لاتے بلکہ ہم ہی اُنسے پہلے اسلام قبول کرتے یہ آیت نازل ہوئی
وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے کہ کفر کیا ہے بنی عامر وغیرہ نے **لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں **لَوْ كَانَ خَیْرًا**
اگر ہوتا وہ اسلام بہتر دین ہمارے سے تو **مَّا سَبَقُوْنَآ** نہ سبقت کرتے وہ جہینہ وغیرہ ہم سے **اِلَیْهِ** طرف اسکے اور پہلے ہمسے وہ ایمان نہ لاتے بلکہ ہم ان سے زیادہ
لائق تھے ایمان کے قبول کرنے میں اسواسطے کہ رتبہ ہمارا ان سے زیادہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے بعد مسلمان ہونے عبداللہ
بن سلام کے اس صورت میں معنی اسکے یہ ہونگے کہ یہودیوں کے رئیسوں نے کہا کہ اگر دین محمد کا بہتر ہوتا ہمارے دین سے تو ہمسے پہلے اس دین کو کوئی قبول نکرتا اسواسطے کہ
ہم قوم کے بزرگوں میں سے ہیں اور بعضے کے نزدیک کل مشرکوں کی شان میں ہے کہ انھوں نے حق میں فقرائے صحابہ مثل عمار اور صہیب اور ابن مسعود وغیرہ کے کہا کہ اگر اسلام
بہتر ہوتا تو یہ فقیر ہمسے پہلے ایمان نہ لاتے **وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ** اور جسوقت کہ نہ ہدایت پائی اُن یہودیوں نے یا مشرکوں نے ساتھ اس قرآن کے یا ساتھ تمام اسچیز کے
کہ محمد لایا ہے **فَسَیَقُوْلُوْنَ** پس قریب ہے کہ کہیں گے وہ **هٰذَآ اِفْكٌ قَدِیْمٌ** یہ دروغ قدیم اور پرانا ہے کہ پہلے لوگ بھی ایسی ہی جھوٹی باتیں کہتے تھے پس واسطے د

مشرکوں کے اور یہودیوں کے فرماتا ہے کہ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اور پہلے اس قرآن کے کتاب موسیٰ کی ہے یعنی توریت کہ اِمَامًا پیشوا ہے کہ لوگ اسکی پیروی کرتے
دین حق میں وَّرَحْمَةً اور رحمت اور بخشش ہے کہ لوگ اس سے ہدایت پائیں اور موافق اسکے عمل کریں قرآن کے نازل ہونے سے پہلے پس مشرکوں نے اس سے ہدایت نہ پائی اور بتوں کی
عبادت میں مشغول ہوئے اور یہودیوں نے بھی اسکے مضمون پر عمل نہ کیا اور پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف کو اور آپکی نبوت کے مضمون کو بدل ڈالا اور اِمَامًا اور رَحْمَةً دونوں حال واقع
ہوئے ہیں وَهٰذَا كِتٰبٌ اور یہ قرآن ایک کتاب ہے مُّصَدِّقٌ سچا کرنیوالی توریت کی اور سب کتابوں کی جو کہ پہلے نازل ہوئی ہیں کہ لِّسَانًا عَرَبِيًّا زبان عربی ہے
اور یہ حال واقع ہوا ہے یعنی یہ کتاب زبان عربی میں نازل کی ہے لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تاکہ ڈراوے وہ کتاب ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انھوں نے اپنے
نفسوں پر کفر کرکے اور اہل حجاز اور ابن عامر اور یعقوب نے لتنذر کو تا کے ساتھ پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ یعنی تاکہ ڈراوے تو اے محمد ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے
انھوں نے کفر کرکے وَبُشْرٰى اور خوشخبری دینے والا ہے بہشت کی لِلْمُحْسِنِيْنَ واسطے نیکی کرنے والوں کے جو کہ ایمان لائے ہیں اور بشریٰ کا عطف لینذر پر ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ بشریٰ مفعول مطلق ہے یبشر مقدر کا اور بعضے کہتے ہیں کہ خبر ہے ہو مقدر کی اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا تحقیق جن لوگوں نے کہا ہے کہ رَبُّنَا اللّٰهُ پروردگار
ہمارا اللہ ہے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر ثابت رہے وہ اعتقاد پر اور اس سے پھرے نہیں اور انہیں شک کیا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ پس نہیں ہے خوف ان پر ... کے
آزار کے پہنچنے سے دشمنوں کی طرف سے وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہونگے اپنی مرغوب چیز کے جاتے رہنے سے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
صاحبان بہشت ہیں اور رہنے والے اسکے کہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ اس بہشت کے اور خالدین حال واقع ہوا ہے یعنی وہ ایمان کے
سبب سے رہنے والے ہمیشہ بہشت میں رہنے والے ہیں کہ بدلا دئے جاوینگے جَزَآءًۢ بدلا دینا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بسبب اس چیز کے کہ تھے وہ عمل کرتے کہ نیک
اعمال بجا لاتے تھے اور جزاء مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ اور وصیت کی ہمنے آدمی کو یعنی فرمایا ہے ہمنے آدمی کو بِوَالِدَيْهِ
اِحْسَانًا ساتھ والدین اسکے کے نیکی کرنا یعنی ہمنے آدمی کو حکم دیا کہ وہ اپنے ماں اور باپ کے ساتھ نیکی کرے اور نیکی کرنیکی تفصیل سورہ بنی اسرائیل میں ہو چکی
ہے حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ اٹھایا اس آدمی کو ماں اسکی نے اپنے پیٹ میں كُرْهًا کراہت کرنیوالی ہوکر بسبب اسکے بوجھ اور سختی اٹھانیکے وَّوَضَعَتْهُ
كُرْهًا اور رکھا یعنی جنا ہے اسکو کراہت کرنیوالی ہوکر جننے میں بہت درد اور محنت ہوتی ہے اور دونو کرہا حال واقع ہوئے ہیں وَحَمْلُهٗ وَ
فِصٰلُهٗ اور مدت حمل اسکی اور چھوڑنا اس آدمی کا دودھ پلانے سے یعنی ابتداے حمل سے دودھ اسکا چھوڑانیکے وقت تک ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا
تیس مہینے ہیں کہ اکثر مدت دودھ پلانے کی دو سال ہیں اور کمتر مدت حمل کی چھ مہینے ہیں اور وجہ دو سال کی واسطے دودھ پلانیکے یہ ہے کہ دوسری آیت میں
اس کا ذکر ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین یعنی اور مائیں دودھ پلائیں اولاد اپنی کو دو برس کامل اور جناب امیر علیہ السلام
نے بھی یہی فرمایا ہے اور جس وقت تیس مہینے میں سے دو برس کے چوبیس مہینے دودھ پلانے کے نکل گئے تو چھ مہینے حمل کے باقی رہے اور چھ مہینے نہایت
کم ہیں حمل کے واسطے اور اس سے کم کا بچہ زندہ نہیں رہتا ہے اور کہتے ہیں کہ چھ مہینے کے حمل کا بچہ بھی سواے حضرت یحییٰ اور امام حسین کے کوئی زندہ نہیں رہا ہے
شاید کوئی اور بھی زندہ رہا ہو اور ستائیس مہینے تک بھی دودھ پلانا جائز ہے اور اس سے کم جائز نہیں ہے کہ بچہ پر ستم ہوتا ہے اور اکیس مہینے تک اسواسطے جائز ہے کہ اکثر
مدت حمل کی نو مہینے ہوتے ہیں اور جس وقت تیس مہینے میں سے نو مہینے نکل گئے تو اکیس مہینے باقی رہے اور بعد چھوڑانے دودھ کے آدمی غلہ وغیرہ سے پرورش
پاتا ہے اور جوانی کو پہنچتا ہے حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ یہانتک کہ جس وقت پہنچے اَشُدَّهٗ نہایت قوت اپنی کو اور مضبوطی عقل کو کہ وہ بعضوں کے نزدیک تینتیس برس
ہیں اور بعضوں کے نزدیک اٹھارہ سے چالیس تک ہیں وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اور پہنچے وہ چالیس برس کو کہ وہ نہایت توانائی کی عمر ہے اور کمال انبیا
اس عمر کو پہنچا قَالَ رَبِّ کہا اے پروردگار میرے اَوْزِعْنِيْٓ الہام کر تو مجھکو اور ڈال دل میں میرے اَنْ اَشْكُرَ یہ کہ شکر کروں میں نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ نعمت تیری کا جو کہ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ انعام کی ہے
تو نے اوپر میرے وَعَلٰى وَالِدَيَّ اور اوپر والدین میرے کے کہ وہ نعمت اسلام اور زندگی اور قوت اور عقل وغیرہ ہیں فرزند جو کہ شکر کرتا ہے والدین
کی نعمت پر وہ اس واسطے ہے کہ نعمت انکی اسی کی طرف منتہی ہوتی ہے وَاَنْ اَعْمَلَ اور یہ کہ عمل کروں میں یعنی دل میں میرے ڈال تو کہ عمل کروں میں صَالِحًا
نیک کہ تَرْضٰىهُ پسند کرے تو اسکو اور اس سے راضی ہو تو وَاَصْلِحْ لِيْ اور درستی کر تو واسطے میرے یعنی اور صلاحیت اور درستی جاری کر تو واسطے میرے فِيْ ذُرِّيَّتِيْ

پیچ اولاد میری کے کہ انکو صالحین کر تو کہ وہ تیری طاعت اور عبادت میں مشغول رہیں تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کریں اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ تحقیق کہ میں رجوع کی ہے طرف تیرے ہر اُس امر سے کہ تیری رضامندی اسمیں نہیں ہے وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور تحقیق کہ میں حکم بردار وں میں سے ہوں کہ تیری مرضی کے سوا کوئی کام نہ کروں اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یہ لوگ وہ ہیں کہ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ قبول کرتے ہیں ہم اُن سے اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا انبہتر اسکا کہ کیا ہے انھوں نے یعنی جو اعمال کہ واجب و سنت کہ انھوں نے کئے ہیں انکو ہم قبول کرتے ہیں وَنَتَجَاوَزُ اور درگذر کرتے ہیں ہم عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ گناہوں انکے سے کہ ہو نیوالے ہیں وہ اور بایہ کہ شمار کئے گئے ہیں وہ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ بہشت رہنے والوں بہشت کے اور اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے نتقبل اور نتجاوز کو متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور باقیوں نے غائب کا صیغہ وَعْدَ الصِّدْقِ وعدہ کرنا سچ کا یعنی وعدہ کیا ہے خدا نے وعدہ کرنا سچ کا اعمال نیک کے قبول کرنے میں اور گناہوں سے درگزر کرنے میں کہ کسی طرح کا فرق اسمیں نہیں ہے اور وعد الصدق مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا الَّذِیْ وہ وعدہ کہ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ تھے وہ وعدہ کئے جاتے دنیا میں چنانچہ فرماتا ہے کہ وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصلوا الحات جنات تجری من تحتہا الانہار اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت امام حسینؑ کی شان میں ہے چنانچہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت فاطمہ زہرا حضرت امام حسینؑ کے حمل سے حاملہ ہوئیں تو جبرئیل رسول خدا کے پاس آئے اور کہا کہ قریب ہے کہ فاطمہؑ ایک لڑکا جنے کہ اسکو تیری امت تیرے بعد قتل کرے پس جس وقت فاطمہ زہرا حاملہ ہوئیں تو اس حمل کو مکروہ جانا اور کراہت سے اسکو جنا اور فرمایا کہ دنیا میں کسی ماں کو نہ دیکھا ہوگا کہ لڑکے کو وہ کراہت سے جنے لیکن فاطمہ زہرا نے کراہت سے جنا یہ سنکر کہ وہ قتل ہو گا اور اسی کے مقدمہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جبرئیل نازل ہوا اور کہا کہ اے محمد خدا تجھکو سلام کہتا ہے اور خوشخبری دیتا ہے تجھکو اس بات کی کہ میں اسکی اولاد میں امامت اور ولایت کرونگا ہوں حضرت نے فرمایا جبرئیل سے کہ میں راضی ہوں اسکے قتل ہونے سے حضرت فاطمہؑ کو خوشخبری دی تب انھوں نے بھی کہا کہ میں راضی ہوں اور کہا کہ اگر وہ اصلح لی فی ذریتی نہ کہتے تو سب اولاد انکی امام ہوتی کہا کہ نہیں دودھ پیا ہے حسینؑ نے فاطمہؑ کا ابتدا میں اور نہ کسی دوسری عورت کا بلکہ رسول خدا صلعم اپنا انگوٹھا ہاتھ کا انکے منہ میں کہتے تھے اور امام حسینؑ اسکو چوس کر دو دن یا تین دن تک کو سیر ہو جاتے تھے پس اوگا ہے گوشت اور خون حسینؑ کا رسول خدا کے گوشت اور خون سے اور نہیں زندہ رہا ہے چھ مہینے کا بچہ پیدا ہو کر مگر عیسیٰؑ ابن مریم اور حسینؑ بن فاطمہؑ اور منقول ہے کہ عمر بن خطاب نے ایک عورت کو کہ وہ چھ مہینے کا بچہ جنی تھی سنگسار کرنیکا حکم دیا امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اگر میں اس آیت خدا سے اس مقدمہ میں جھگڑا کروں تو کر سکتا ہوں اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ وحملہ وفصالہ ثلثون شہرًا اور فرماتا ہے کہ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ پس جس وقت تمام کرے مدت دو برس تک دودھ پلانے کو اور تھا حمل اسکا اور دودھ پلانا اسکا تیس مہینے تو حمل اسکا چھ مہینے کا ہوگا پس چھوڑ دیا عمر نے اس عورت کو اور یہی حکم ثابت رہا اور صحابہ اور تابعین اسی پر عمل کرتے رہے اور صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت پہنچے سنہ تینتیس برس کو تو پس تحقیق پہنچا وہ قوت اپنی کو اور جس وقت پہنچے وہ چالیس برس کو پس پہنچا وہ انتہا قوت اپنی کو اور جسوقت اکتالیس برس کو پہنچ تو قوت میں اسکی نقصان شروع ہوا اور سزاوار ہے واسطے پچاس برس والے کے کہ وہ ایسا ہی جیسے کہ کوئی نزع میں ہوتا ہے اور اب خدائے تعالیٰ کافر کے وصف میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْ اور وہ شخص کہ قَالَ لِوَالِدَیْهِ کہا اس نے واسطے والدین اپنے کے جس وقت کہ انھوں نے طرف ایمان کے رغبت دلائی کہ اُفٍّ لَّكُمَآ اف ہو واسطے تمہارے اے باپ اور ماں اَتَعِدٰنِنِیْٓ کیا وعدہ کرتے ہو تم دونو مجھکو اَنْ اُخْرَجَ یہ کہ نکالا جاؤنگا میں قبر سے زندہ کر کے وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ اور حال یہ ہے کہ تحقیق گذرے ہیں زمانے یعنی لوگ زمانوں کے مِنْ قَبْلِیْ پہلے مجھ سے اور کوئی شخص بھی زندہ ہو کر نہیں پھرا اور بایہ کہ پہلی قرنون کے لوگوں میں سے کسینے دوبارہ زندہ ہونیکو معتبر نہیں جانا پس میں کیونکر اس کا اعتبار کروں وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ اور وہ دونو باپ اور ماں فریاد کریں خدا سے کہ انکے فرزند کو ایمان کی راہ دکھلادے اور یہ کہ خدا سے اپنی داد چاہیں اس فرزند سے اور اسکی باتوں سے کہیں اس سے کہ وَیْلَكَ وائے ہے واسطے تیرے یہ کیا گفتگو کرتا ہے بلکہ نیت خالص سے اٰمِنْ قیامت پر ایمان لا تو اور اعتقاد کر تو دوسری مرتبہ زندہ ہونیکا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ تحقیق وعدہ خدا کا حق اور راست ہے اور ضرور واقع ہونیوالا ہے دن قیامت کا جو اس نے وعدہ کیا ہے وہ بیشک ہوگی فَیَقُوْلُ پس کہے وہ آدمی جواب میں اپنے باپ

کو دیکھا کہ رنگ تو زرد ہو رہا تھا اور خاک پر لیٹی تھیں بورئے کا فرش بھی نہ تھا اور اسکے گھر میں سوائے اس کہنہ عبا کے کہ جس سے بدنکو چھپا رکھا تھا اور کچھ نہ تھا رسولخدا نے پوچھا
کہ اے بیٹی میری کیا حال ہے کہا کہ بیماری ہے اور بھوک ہے اور تین روز گذرے کچھ کھانا نہیں کھایا ہے اور کچھ میسر ہوا ہے رسولخدا یہ سنکر فاطمہ کے حال پر رونے لگے اور بیبی بھی رونے لگی
اور رسولخدا نے فرمایا کہ اے فاطمہ بیٹی میں بھی تین روز سے کھانا نہیں کھایا ہے اور جان تو کہ میں خدا کے نزدیک تجھ سے زیادہ بزرگ ہوں اگر وہ چاہتا تو مجھکو دیتا اور مجھسے فرمایا
خدا نے کہ اے حبیب میرے اگر تو چاہے تو تمام خزانے زمین کے تیرے حکم میں کردوں اور جدھر کو تو پھرے ادھر کو وہ خزانے پھر بنیں میں نے انکو قبول نہ کیا اور کہا کہ اے
پروردگار میرے میں چاہتا ہوں کہ میں محتاج اور فقیر رہوں کہ ایکروز تو بھوکا رہوں اور ایکروز کھانا کھاؤں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت جناب رسولخدا
کی وفات ہوئی تھی تو اسوقت حضرت کے بدن میں ایک کرتا تھا بالوں کا کہ اسمیں بارہ پیوند تھے اور بعضے پیوند چمڑے کے تھے اور ان دنوں حضرت کے ذمہ ستر ہزار درہم
قرض کے تھے کہ لوگوں سے قرض لیکر فقرا اور مساکین کو راہ خدا میں دیتے تھے حضرت کی وفات کے بعد علی ابن ابیطالب نے وہ ادا کئے اور دوسری روایت میں ابن
عباس سے منقول ہے کہا کہ میں جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا جناب امیر کو دیکھا کہ منبر پر کھڑے ہو کے خطبہ پڑھتے ہیں اور ایک لباس پرانا پیوند لگے ہوئے پہن رہے ہیں اور کہتے
ہیں کہ میں نے اس لباس کو اسقدر پیوند لگوائے ہیں کہ مجھکو اب اسکے پیوند لگوانیوالے سے حیا آتی ہے کیا ہے واسطے علی کے اور تمازگی دنیا کی اور کیونکر خوش ہو میں اس لذت سے
کہ فنا ہونیوالی ہے اور اس نعمت سے کہ باقی نہ رہیگی اور کیونکر پیٹ بھر کے کھاؤں میں جس وقت کہ گرد حجاز کے شکم برہنہ اور گرسنہ ہوں اور کیونکر راضی ہوں میں کہ نام
میرا امیر المومنین ہو اور مومنین کی میں شراکت نہ کروں تنگی اور سختی میں اور رنج و محنت میں ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں رو دیا اور سب آدمی جو کہ وہاں موجود
تھے رونے لگے اور میں نے کہا کہ یا امیر المومنین کیا مضائقہ ہے اگر نیا لباس تم بدلو فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے عہد لیا ہے صاحبان حکم سے اسطرح سے کہ وہ حکام نسبت
میں ادنیٰ رعیت کے ہوں تاکہ تونگر انکی پیروی کریں اور مفلسوں کو افسوس نہو اور کہتے ہیں کہ ایک شخص امیر المومنین کے پاس بطور ہدیہ کے حلوا لایا امیر المومنین نے
اسمیں سے انگلی کو لگایا اور بعد اسکے فرمایا کہ رنگ اور بو اسکی دونو بہت خوب ہیں لیکن معلوم نہیں کہ مزہ اسکا کیسا ہے اور انگشت مبارک کو دھو ڈالا اور فرمایا کہ میرے سامنے سے
اسکو اٹھالو لوگوں نے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ تمپر حرام ہے؟ فرمایا کہ نہیں اور لیکن روا نہیں ہے کہ میرے گرد ایک جماعت ہو فقر اور فاقہ میں اور میں اپنے شکم کو حلوے
سے آلودہ کروں اور اسطرح کی روایتیں حضرت امیر المومنین کے زہد کی بہت ہیں اور اب خدائیتعالیٰ واسطے تسلی اپنے حبیب کے قصہ قوم عاد کا بیان کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اور یاد کر تو اے محمد بھائی عاد کے کو کہ وہ حضرت ہود پیغمبر تھے قوم عاد میں سے یعنی حال اسکا اور اسکی قوم کا قریش کے روبرو
بیان کر اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ جس وقت کہ ڈرایا اسنے قوم اپنی کو عذاب خدا سے اور خوف دلایا انکو بِالْاَحْقَافِ ساتھ احقاف کے کہ وہ ایک مقام تھا
ریگستان میں قریب حضرموت کے کہ یمن کے ملک میں ہے دریائے عمان کے کنارہ پر اور اس موضع کو شجر کہتے ہیں اور احقاف جمع حقف کی ہے اور حقف ریگستان دراز
اور بلند کو کہتے ہیں اور وہانکے باشندے خیموں میں رہتے تھے اور حضرت ہود ڈرانیکے واسطے آئے وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ اور تحقیق گذر گئے تھے ڈرانیوالے پیغمبر
مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ آگے اسے وَمِنْ خَلْفِهٖ اور پیچھے اسکے سے یعنی پہلے ہود سے بھی پیغمبر گذر گئے تھے اور اسکے بعد بھی بہت پیغمبر ہوئے تھے اور خدا کی توحید
کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور ہود نے ان لوگوں سے کہا اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ یہ کہ نہ عبادت کرو تم سوائے خدا کے کہ اسکے سوائے کوئی مستحق عبادت کا نہیں ہے
اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ تحقیق میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہارے عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ عذاب دن بڑے کے سے اور پرہول سے بسبب شرک تمہارے کے
قَالُوْٓا کہا ان لوگوں نے کہ اے ہود اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا کیا آیا ہے تو ہمارے پاس کہ پھیر دے تو ہمکو عَنْ اٰلِهَتِنَا معبودوں ہمارے سے اور انکی پرستش سے ہمکو باز
رکھے فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ پس لا تو ہمکو وہ چیز کہ وعدہ کرتا ہے تو ہم سے عذاب کے نازل ہونیکا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہے تو
سچ کہنے والوں میں سے کہ عذاب ضرور نازل ہوگا قَالَ کہا ہود نے مجھکو کہ علم عذاب کے نازل ہونیکے وقت کا نہیں ہے تاکہ میں جلد ہی اسکو لاؤں بلکہ اِنَّمَا الْعِلْمُ
سوائے اسکے نہیں کہ علم انکے نازل ہونیکے وقت کا عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے ہے جس وقت اسکی مصلحت ہوگی اس وقت نازل کریگا اور میرا کام فقط حکم کے پہنچانیکا
ہے وَاُبَلِّغُكُمْ اور پہنچاتا ہوں میں تمکو مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وہ چیز کہ بھیجا گیا ہوں میں ساتھ اسکے وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ اور لیکن میں دیکھتا ہوں تمکو قَوْمًا
تَجْهَلُوْنَ ایک قوم کہ نادانی کرتے ہو تم اور نہیں جانتے ہو تم اس امر کو کہ جسمیں تمہاری نجات ہے اور جلدی طلب کرنا عذاب کا تمہاری جہالت اور نادانی ہے

ان لوگوں نے نصیحت قبول نہ کی اور اپنے کفر پر مضبوط رہے خدا نے تین برس تک یا سات برس تک اُنپر مینہ نہ برسایا یہانتک کہ قحط میں مبتلا ہوئے اور ہود انکو کہتے تھے کہ ایمان لاؤ تاکہ مینہ تمپر برسے ایک شخص نے کہ قیس بن عتر اسکا نام رکھتا تھا ہنسی کی راہ سے کہا کہ ہمکو عذاب چاہیئے نہ باران آخرالامر خشکی اور قحط سے تنگ ہوکر خانہ کعبہ کی جگہ میں کہ ان دنوں میں ایک ٹیلہ ریت کا تھا روانہ ہوئے اور مرثد کہ عاد کے بزرگوں میں سے تھا اور ہود پر ایمان لایا تھا اس نے انکو کہا کہ تمہاری دعا مینہ نہ برسے گا مگر جسوقت کہ ہود کی فرمانبرداری کرو ان لوگوں نے اسکی نصیحت کی کچھ پروا نہ کی اور اسکے کہنے کو نہ مانا اور اسکو ایک جگہ قید کردیا اور اس خانہ کعبہ کی جگہ میں جاکر اپنی حاجت کیلئے دعا کی اور باران رحمت کی خواہش کی اور آفت کے دفع ہونیکے واسطے درخواست کی ہاتف نے آواز دی کہ ان میں سے ایک چیز کو اختیار کرو انھوں نے ابر سیاہ کو کہ اسمیں گمان بارش باران کا بہت ہے اختیار کیا وہ ابر انپر آیا یہاں تک کہ احقاف میں پہنچا فَلَمَّا رَاَوْهُ پس جسوقت دیکھا انھوں نے اسکو کہ جسکا وعدہ کیئے گئے تھے عذاب میں عَارِضًا پھیلنے والا کہ وہ ایک ابر تھا جانب آسمان سے پھیلا ہوا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ رخ کرنیوالا انکے جنگلوں کا قَالُوْا کہا انھوں نے خوش ہوکر کہ هٰذَا یہ ابر ہے عَارِضٌ چوڑا کہ مُّمْطِرُنَا مینہ دینے والا ہے ہمکو ہود نے کہا کہ بَلْ هُوَ بلکہ وہ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ وہ چیز ہے کہ جلدی کرتے تھے تم ساتھ اسکے کہ وہ عذاب ہمپر جلد نازل ہو پس بیان کر اس عذاب کو اس طرح سے کہ وہ رِيْحٌ ہوا ہے فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ بیچ اسکے عذاب ہے دردناک تُدَمِّرُ ہلاک کرتی ہے وہ ہوا اپنی شدت سے كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو انسان ہو یا حیوان یا سوائے اسکے بِاَمْرِ رَبِّهَا ساتھ حکم پروردگار اپنے کے کہتے ہیں کہ وہ ہوا چیونٹیوں کو اور اونٹوں کو اُنکے اُڑا کر اوپر کو لیجاتی کہ مثل ٹڈی کے وہ اڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے اور حضرت ہود مومنین کو ہمراہ لیکر باہر چلے گئے تھے اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ایک عورت نے اس عذاب کو دیکھا تھا اور بعد دیکھنے کے اپنے لوگوں سے کہا کہ میں ایک ہوا کو دیکھتی ہوں کہ اسمیں آگ کی مشعلیں ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہوا جس وقت آئی تو بہت خنک اور روح افزا تھی کہ اسکی خنکی میں سب جمع ہوگئے اور بعد اسکے اُنپر آگ برسی کہ سب ہلاک ہوگئے اور منقول ہے کہ قوم عاد نے دیکھا کہ ہوا آدمیوں کو اور مویشیوں کو اُڑا کر جنگل میں لے گئی اور وہ سب درمیان آسمان اور زمین کے اُڑتے پھرتے ہیں سب اپنے گھروں میں چلے گئے اور دروازے بند کرلیے اور ہوا اُن کے گھروں کی طرف روانہ ہوئی اور انکے گھروں کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالا اور سات شب اور آٹھ روز چلی اور ریت کے ٹیلے کو انپر ڈالتی تھی یہانتک کہ سب ریت میں پوشیدہ ہوگئے اور مرگئے اور بعد اسکے ریت کو اُنکے اوپر سے اُڑا کر انکی لاشوں کو دریا میں ڈالدیا اور بعضے کہتے ہیں کہ انکی لاشوں کو ریت کے نیچے سے نکال کر پہاڑ پر مارتی تھی کہ بدن انکے پارہ پارہ ہوگئے فَاَصْبَحُوْا پس ہوگئے وہ اس حالت پر کہ لَا يُرٰى نہیں دیکھے جاتے تھے اگر کوئی اسوقت انکے شہر پر گذرتا تو نہ دیکھتا اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ مگر گھروں انکے کو کہ وہی خالی نظر آتے اور آدمیوں سے کسیکو نہ دیکھتا اور اہل کوفہ نے لا یُرٰی اور مساکنہم کو بصیغہ مرفوع پڑھا ہے اور باقیوں نے تا سے پڑھا ہے اور الا مساکنہم کو منصوب كَذٰلِكَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ ہمنے انکو عذاب کیا ہے کہ انکو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکدیا ایسے ہی نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ جزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگار کو جو کہ سخت گناہ کرتے ہیں مثل کفر اور شرک کے اور کہتے ہیں کہ جسوقت رسولخدا ابر کو دیکھتے کہ جسمیں گمان مینہ برسنے کا ہوتا تھا تو رنگ حضرت کا بدل جاتا تھا اور اُٹھتے اور بیٹھتے اور آتے اور جاتے لوگ کہتے کہ یا رسولخدا سبب بیقراری اور خوف کا کیا ہے فرماتے کہ میں اسواسطے ڈرتا ہوں کہ یہ ابر اس ابر کی مانند ہو کہ جو قوم عاد نے کہا تھا ہذا عارض ممطرنا اور اب کفار کو ڈراتا ہے کہ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ اور البتہ تحقیق قدرت دی تھی ہمنے اُن عادیوں کو فِيْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ بیچ اس چیز کے کہ نہیں قدرت دی ہے تمکو اے کفار قریش فِيْهِ بیچ اس چیز کے کہ جیسے کہ قوت اور شوکت اور کثرت مال اور آسودگی حال اور درازی عمر انکے تئیں دی تھی وہ تمکو نہیں دی ہے وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا اور کیا ہمنے واسطے انکے کانوں کو تاکہ وہ سنیں وَّاَبْصَارًا اور آنکھوں کو تاکہ اُنسے دیکھیں وَّاَفْـِٕدَةً اور دلوں کو تاکہ اُنسے تحقیق اور دریافت کرکے حق اور باطل کو پہچانیں لیکن اُنھوں نے ان چیزوں کے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا اس واسطے کہ اُنھوں نے کان طرف سننے حق کے رکھے اور نہ آنکھوں سے اسکی قدرت کی علامتوں کو دیکھا اور نہ دلوں سے اسکی قدرت کی دلیلوں میں تامل کیا پس یہی سبب تھا کہ جسوقت عذاب انپر نازل ہوا تو فَمَاۤ اَغْنٰى پس بے پروا کیا اور دور کیا عَنْهُمْ اُنسے سَمْعُهُمْ کانوں انکے نے وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ اور نہ آنکھوں انکی نے وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ اور نہ دلوں انکے نے مِّنْ شَيْءٍ کسی چیز کو عذاب میں سے اِذْ كَانُوْا اسواسطے کہ تھے وہ کہ بسبب اپنے عناد اور پیروی نفسوں کی خواہشوں کے يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ انکار کرتے تھے ساتھ نشانیوں

قدرت خدا کی کہ وہ معجزے انبیا کے اور عجائب آثار قدرت کی تھیں وَحَاقَ بِهِم اور احاطہ کیا ساتھ انکے اور گھیر لیا انکو مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ
اس چیز نے کہ تھے وہ ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے یعنی عذاب پر ہنسا کرتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمکو جھوٹا ڈراتے ہیں پیغمبر ڈراتے ہیں اور عذاب انپر آپڑا الاہی سے وَلَقَدْ
أَهْلَكْنَا اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہمنے اے مکہ والو مَا حَوْلَكُم انکو کہ گرد تمہارے ہیں مِّنَ الْقُرَىٰ بستیوں میں سے مثل حجر ثمود اور سدوم و غیرہ دیہات قوم لوط
کے وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ اور طرح طرح سے بیان کیا تھا اور دکھلایا تھا ہم نے نشانیوں قدرت اپنی کو بستیوں والوں کو لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ تاکہ
وہ پھر آویں اپنے کفر سے اور توبہ کریں اور بسبب انکار کرنیکے ہماری نشانیوں سے عذاب بنیاد سے وہ جاتے رہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ پس کیوں نہ مدد کی انکی
الَّذِينَ اتَّخَذُوا انھوں نے کہ پکڑا تھا اور اختیار کیا تھا انھوں نے انکو مِن دُونِ اللَّهِ سوائے خدا کے قُرْبَانًا واسطے نزدیک ہونے خدا کے
آلِهَةً اس واسطے کہ وہ باامید شفاعت انکی بتوں کی پرستش کرتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ ہمکو خدا کی رحمت کے نزدیک کریں گے اور ہمکو بخشوائیں گے اور پہلا مفعول
اتخذوا کا کہ وہ ضمیر جمع کی الذین کی طرف پھرتی ہے محذوف ہے اور دوسرا مفعول قربانا ہے اور آلہۃ اس سے بدل ہے یا عطف بیان ہے اور یا قربانا مفعول
لہ ہے اور قربانا اور آلہۃ حال بھی ہوسکتے ہیں اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ معبود انکی شفاعت کریں بَلْ ضَلُّوا بلکہ گم ہو گئے وہ معبود اور کھوئے گئے وہ
عَنْهُمْ ان مشرکوں سے کہ وقت نازل ہونے عذاب کے کچھ فائدہ ان معبودوں نے انکو نہ پہنچایا اور عذاب کو ان سے دور نہ کیا وَذَٰلِكَ اور وہ یعنی پکڑنا
اور اختیار کرنا بتوں کا معبود سوائے خدا کے إِفْكُهُمْ دروغ انکا ہے اور بناوٹ انکی وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ اور وہ چیز ہے کہ تھے وہ جھوٹ بنالیتے یعنی گمان
کرتے تھے سوائے خدا کے اپنا شفاعت کرنیوالا گمان کر کے اور مفسرین لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابو طالب نے وفات پائی تو سوائے خدا کے کوئی مددگار نہ رہا
مکہ سے طرف طائف کے روانہ ہوئے تاکہ بنی ثقیف کی قوم سے مدد چاہیں جس وقت طائف میں پہنچے تو ان لوگوں کے مجمع میں تشریف لیگئے اور انکے تین رئیس عبد یالیل
بالیل اور مسعود اور حبیب اور یہ تینوں عمر کے بیٹے تھے انکے پاس جاکر دعوے نبوت کا کیا اور واسطے اپنے حق میں مدد طلب کی ان لوگوں نے حضرت کی نبوت کا انکار
کیا ایک نے تو ان میں سے کہا کہ کعبہ کا لباس میں پھاڑا ہوا اگر خدا نے تجھکو پیغمبر کر کے بھیجا ہو اور دوسرے نے کہا کہ کیا خدا کو حاجت ہے کہ سوائے تیرے کسی اور کو خلقت
پر بھیجے اور تیسرے نے کہا کہ قسم ہے خدا کی بعد اس مجلس کے ہرگز تجھ سے کلام نہ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ تمکو اگر راست کو نہیں جانتے ہو تو میرے احوال
کو ہر قوم سے پوشیدہ رکھو تاکہ مجھ پر دلیر نہ ہو جائیں وہ لوگ یہ سنکر طعن کرنے لگے اور ہنسنے لگے اور نادان آدمی اور لڑکے حضرت کے پیچھے آنا شروع ہوئے
اور شور و غل مچانے لگے اور پتھر مارنے لگے یہانتک کہ حضرت کے دونوں پائے مبارک کو خون آلودہ کر دیا اور حضرت ایک دیوار کے نیچے جاکر ٹھیرے اور درخت خرما کے
سایہ میں بیٹھ گئے اور اسجگہ عتبہ اور شیبہ کہ ربیعہ کے بیٹے تھے حاضر تھے وہ نادان آدمی انکو دیکھ کر الٹے پھر گئے اور حضرت نے ان دونوں شخصوں کو دیکھا اور پریشان ہوئے
اسواسطے کہ وہ دونوں دشمن خدا اور رسول کے تھے حضرت نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے اور کہا کہ خدا وندا تیری طرف شکایت کرتا ہوں اپنی ناتوانی اور بیمددگاری کی
سے ان دونوں نے یہ حال دیکھا تو رگ قرابت کی جوش میں آئی اور ایک طبق انگور کا غلام نصرانی کے ہاتھ حضرت کے پاس بھیجا اور وہ غلام نینوا کا رہنے والا تھا اور نام
اسکا عداس تھا اس غلام نے طبق کو حضرت کے روبرو زمین پر رکھدیا حضرت نے بسم اللہ کہکر کھانا انگور کا شروع کیا عداس نے کہا کہ اس کلمہ کو اس شہر کے
باشندے نہیں کہتے ہیں تو کس شہر کا رہنے والا ہے فرمایا کہ میں مکہ کا رہنے والا ہوں تو کہاں کا رہنے والا ہے اور دین تیرا کیا ہے غلام نے کہا کہ میں نصرانی ہوں
نینوا کا رہنے والا حضرت نے فرمایا کہ وہ شہر ایک مرد صالح اور نیک کا تھا کہ نام اسکا یونس بن متی ہے غلام نے کہا کہ تو یونس بن متی کو کیونکر جانتا ہے فرمایا کہ
وہ بھائی میرا تھا اور پیغمبر خدا کا جیسے کہ میں پیغمبر خدا کا ہوں اور تھوڑا سا حال یونس کا بیان کیا عداس نے جس وقت یونس کا حال سنا تو حضرت کے منہ کی طرف
دیکھنے لگا اور علامتیں راستی کی حضرت کی پیشانی سے دریافت کیں اور سجدہ شکر کا کیا اور حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دیا اور ربیعہ کے بیٹے دور سے
اس حال کو دیکھتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تیرے غلام کے دین کو اسنے بگاڑ دیا اور جس وقت وہ غلام انکے پاس آیا تو انھوں نے اس سے کہا تجھکو کیا ہوا تھا کہ تونے
سجدہ کیا اور اسکے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا اور ہمکو تو کبھی اس طرح سے پیش نہیں آیا کہا کہ یہ پیغمبر ہے خدا کا اس واسطے کہ اسنے مجھکو ان قصوں سے خبر دی ہے کہ
سوائے پیغمبر کے اسکو کوئی نہیں جانتا وہ دونوں ربیعہ کے بیٹے یہ سنکر کہنے لگے کہ اے غلام اپنے دین کو نگاہ رکھ کہ وہ مرد فریب دینے والا ہے اور حضرت وہاں سے مکہ کو روانہ

بعد وفات ابو طالب کے حضرت کا طائف میں تشریف لیجانا

ہوئے اور رستہ میں ایک باغ میں کھجور کے مقام کیا اور شب کو تہجد کے واسطے اٹھے اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے اتفاقاً ایک جماعت جنوں کی نصیبین کے یا نینوا
کے رہنے والے ادھر کو گذرے اور بعد سننے قرآن کے حضرت کے روبرو وہ ظاہر ہوئے اور ایمان لائے اور اپنے گروہ میں جا کر انکو ڈرایا اور ایمان کی طرف رغبت
دلائی چنانچہ خدا اپنے حبیب کو ان کے حال سے خبر دیتا ہے وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ اور یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہ پھیرا ہم نے طرف تیرے نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ
ایک جماعت کو جنوں میں سے نفر دس سے کم کو کہتے ہیں اور جناب امیر المومنین سے روایت ہے کہ وہ نو تھے ایک تو نصیبین کا رہنے والا تھا اور آٹھ بنی عمرو کے اور ابن عباس رض روایت
بیان کرتے ہیں کہ وہ سات جن تھے شاصر اور ناصر اور فرش اور مس اور اردا بیان اور اعظم اور زوبعہ کہ ابلیس کا بیٹا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ نو تھے لیکن
اکثر کے نزدیک دس سے کم تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حکم کیا رسول خدا کو کہ جنوں کو ڈرا اور خوف دلا اور قرآن کو ان کے روبرو پڑھ پس خدا نے
ایک جماعت کو جنوں میں سے بھیجا حضرت کی طرف اور حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں جنوں کے روبرو قرآن کو پڑھوں تم میں سے کون شخص میرے ہمراہ ہوتا ہے
اور تین مرتبہ یہی فرمایا عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں حضرت کی رفاقت میں ہوا اور حضرت کے ہمراہ شعب حجون پر گیا کہ مکہ کے اوپر
پہاڑ پر ہے رسول خدا نے ایک خط میرے گرداگرد کھینچا اور فرمایا کہ اس خط سے قدم باہر نہ رکھنا یہانتک کہ میں تیرے پاس آؤں اور حضرت گئے اور کھڑے ہوکر
قرآن کو شروع کیا کئی جانور میں نے دیکھے برابر گدھ کے کہ آتے تھے اور اڑتے تھے اور بیٹھتے تھے اور سانپ دیکھے کالے کہ وہ آکر میرے اور رسول خدا کے درمیان
حائل ہوگئے اور انکے شور اور غل سے رسول خدا کی آواز کو میں نہیں سن سکتا خوف مجھ پر بہت غالب ہوا اور اکثر خوف میرا رسول خدا پر تھا اور جس وقت حضرت
تلاوت سے فارغ ہوئے تو وہ مانند ٹکڑوں ابر سیاہ کے متفرق اور پراگندہ ہوگئے اور صبح ہوئی تو رسول خدا میرے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا سوتا ہے تو میں نے عرض کی
کہ نہیں یا رسول خدا سونیکا کون مقام ہے کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت پر خوف کرکے چاہتا تھا کہ فریاد کروں لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت انکو اپنے عصا سے دور کرتے ہیں
اور میرے پاس نہیں آنے دیتے ہیں میں بیخوف ہوگیا اور فرمایا کہ اگر تو خط سے باہر قدم رکھتا تو بڑے خطرے کا گمان تھا اور فرمایا کہ تو نے کیا دیکھا میں نے عرض کی کہ سیاہ
رنگ کے آدمی کہ جن کے لباس سفید تھے وہ میں نے دیکھے فرمایا کہ وہ بارہ ہزار جن نصیبین کے تھے کہ قرآن کو سنتے تھے اور سورہ قل اعوذ برب الفلق انکے روبرو پڑھی تھی
چنانچہ خدا ان جنوں کے حال کو بیان کرتا ہے کہ ہم نے انکو تیری طرف بھیجا کہ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ج سنتے تھے وہ قرآن کو فَلَمَّا حَضَرُوْهُ پس جس وقت کہ
کہ حاضر ہوئے وہ اس قرآن کو یعنی اسجگہ حاضر ہوئے کہ جس جگہ قرآن پڑھا جاتا تھا اور نزدیک رسول خدا کے جا کر قَالُوْٓا کہا انھوں نے آپس میں کہ اَنْصِتُوْا ج
خاموش رہو تم اور خوب اسکو متوجہ ہو کر سنو تم کہتے ہیں کہ زیادہ حرص جو سننے کی انکو تھی تو ایک جن دوسرے پر گرتا تھا فَلَمَّا قُضِيَ پس جس وقت ادا کیا گیا
یعنی قرأت تمام کیگئی تو وہ جن ایمان لائے اور اکثر مسائل حضرت سے پوچھے اور حضرت نے انکو اپنی طرف سے انکی قوموں پر نامزد کرکے بھیجا کہ انکو تعلیم کریں
دین کے مسئلوں کی پس وہ جن وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ پھرے طرف قوم اپنی کے مُّنْذِرِيْنَ ڈرانیوالے ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت وہ جن
حضرت کے پاس سے اپنی قوم میں آئے تو عذاب خدا سے انھوں نے انکو ڈرایا اور ایمان کی طرف رغبت دلا کر قَالُوْا کہا انھوں نے اپنی قوم سے کہ يٰقَوْمَنَآ
اے قوم ہماری اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا تحقیق ہم نے سنا ہے ایک کتاب کو کہ وہ قرآن خدا کی جانب سے ہے اُنْزِلَ نازل کی گئی ہے مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى پیچھے
کتاب موسیٰ سے مُصَدِّقًا کہ تصدیق اور سچا کرنے والی ہے لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ واسطے اسکے کہ آگے اسکے ہوئی ہیں اور انبیاء کی کتابیں اور بعضے جن ایسے تھے
انجیل کے نازل ہونیکی خبر نہیں رکھتے تھے مثل یہودیوں کے اس واسطے انھوں نے کہا کہ من بعد موسیٰ اور انجیل کا ذکر نہ کیا اور مصدقاً حال واقع ہوا ہے اور تعریف میں قرآن
کی جن اپنی قوم سے بیان کرتے ہیں کہ يَهْدِيْٓ رہنمائی کرتی ہے وہ کتاب اِلَى الْحَقِّ طرف حق کے وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور طرف راہ راست کے کہ پہنچانے
والی طرف مطلوب کے ہے يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا اے قوم ہماری قبول کرو تم دَاعِيَ اللّٰهِ بلانے والے خدا کی طرف کو کہ وہ محمد ہے اور لوگوں کو طرف راہ حق کے
بلاتا ہے وَاٰمِنُوْا بِهٖ اور ایمان لاؤ تم ساتھ اسکے ہر بات کے کہنے کا یقین کرو يَغْفِرْ لَكُمْ بخشیگا خدا واسطے تمہارے مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ بعضے گناہوں تمہارے کو جو کہ
حق دوسرے شخص کا نہیں ہے اس واسطے کہ وہ نہیں بخشا جاتا ہے جبتک کہ اسکو ادا نہ کرے یا اس شخص سے نہ بخشوائے وَيُجِرْكُمْ اور رہائی دیگا تمکو مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ عذاب دردناک
سے کہ واسطے کفار کے تیار کیا گیا ہے وَمَنْ لَّا يُجِبْ اور جو کوئی کہ نہ قبول کرے دَاعِيَ اللّٰهِ پکارنے والے خدا کی طرف کو کہ وہ محمد ہے اور اس سبب سے اسپر عذاب نازل ہوتا

فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ پس نہیں ہو وہ عاجز کرنیوالا خدا کا عذاب کرنے میں فِي الْأَرْضِ بیچ زمین کے کہ وہ اسکے عذاب سے بچ رہے اور کوئی مہربانی کرکے اسکو بچالیوے وَلَيْسَ لَهُ
اور نہیں ہیں واسطے اسکے مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ سوائے خدا کے دوست اور مددگار جو کہ عذاب کو منع کریں أُولَئِكَ یہ لوگ نہ قبول کرنیوالے فِي ضَلَالٍ
مُبِينٍ بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں کہ انکی گمراہی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ انھوں نے اس شخص کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے جو کہ خدا کی طرف بلاتا ہے اور قمی نے اپنی تفسیر میں ان
آیتوں کے نازل ہونیکا سبب اسطرح سے لکھا ہے کہ رسولخدا بازار عکاظ میں تشریف لیگئے اور ہمراہ حضرت کے زید بن حارثہ تھا وہاں جاکر لوگوں کو طرف اسلام کے بلانے لگے
کسی نے حضرت کے کہنے کو قبول نہ کیا وہاں سے پھر کر مکہ میں چلے آئے اور جس وقت وادی مجنہ میں پہنچے رات کو تہجد میں قرآن کی تلاوت کی اسوقت ایک جماعت جن کا ادھر سے
گذر ہوا اسوقت انھوں نے قرآن کو سنا تو بعضے نے بعضے سے کہا کہ خاموش ہوجاؤ اور بخوبی اسکو سنو پس جسوقت رسولخدا اسکے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو وہ جن
اپنی قوم کی طرف پھر گئے اور وہاں جاکر انکو ڈرایا اور جو کچھ ضلال مبین تک لکھا ہے سب انھوں نے بیان کیا اور رسولخدا کے خدمت میں حاضر ہوکر ایمان لائے اور رسولخدا
نے احکام دین کے انکو تعلیم کئے خدا نے اپنے حبیب پر یہ آیتیں نازل کیں کہ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن تمام سورہ تک اور خدا نے انکی حکایت کو نقل کیا اور رسولخدا
نے ایک شخص کو انمیں سے انپر سب کا پیشوا کیا اور وہ ہر وقت رسولخدا کے پاس آیا کرتے تھے رسولخدا نے امیر المومنین کو انکی تعلیم کرنیکا حکم دیا کہ احکام دین انکو سکھلاویں پس بعضے
انمیں مومن ہیں اور بعضے کافر ہیں اور بعضے ناصبی ہیں اور بعضے یہودی ہیں اور بعضے نصرانی اور بعضے مجوسی اور جان کی وہ اولاد ہیں امام سے کسی نے پوچھا کہ مومنین جن
بہشت میں داخل ہونگے فرمایا کہ نہیں ولیکن خدا نے درمیان بہشت اور دوزخ کے حظیرے بنائے ہیں انمیں مومنین جن اور بدی کرنیوالے شیعہ رہینگے اور ان آیتوں کے نازل ہونے
کے پیشتر رسولخدا آدمیوں پر پیغمبر ہوکر آئے تھے ایسے ہی جنوں پر اور سوا اسکے پیغمبر کے ایسا نہیں ہوا کہ وہ دونوں گروہ پر پیغمبر ہوکر آیا ہو اور اب خدا اپنی قدرت کا بیان کرتا ہے
کہ أَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہ دیکھا انھوں نے یعنی کیا نہ جانا قیامت کے انکار کرنیوالوں نے کہ أَنَّ اللَّهَ الَّذِي تحقیق خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو وَلَمْ يَعْيَ اور نہیں تھکا اور سست اور رنج میں ہے بِخَلْقِهِنَّ ساتھ پیدا کرنیکے انکو بِقَادِرٍ قدرت رکھنے والا ہے عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ

اوپر اسکے کہ زندہ کرے مردوں کو اس واسطے کہ عاجزی اور نقصان کو اسمیں دخل نہیں ہے اور بقادر کی باء زائد ہے اور محل میں ہے لیقادر واقع ہوا ہے اسواسطے کہ ان
کی خبر ہے یعنی کیا نہیں دیکھا انھوں نے کہ تحقیق خدا جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور انکے پیدا کرنے سے سست نہیں ہوا ہے وہ قادر ہے مردوں کو زندہ کرنے پر بَلَىٰ
ہاں جو شخص کہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ تحقیق وہ اوپر ہر چیز کے قَدِيرٌ قدرت رکھنے والا ہے اور اب کفار کا انجام
بیان کرتا ہے وَيَوْمَ يُعْرَضُ اور یاد کر تو اسدن کو کہ پیش کئے جاوینگے الَّذِينَ كَفَرُوا وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انھوں نے عَلَى النَّارِ اوپر آتش دوزخ کے اور ملائکہ
دوزخ انسے کہینگے کہ أَلَيْسَ هَٰذَا کیا نہیں ہے یہ عذاب بِالْحَقِّ ساتھ راست اور درست قَالُوا بَلَىٰ کہینگے وہ کہ ہاں سب حق ہے وَرَبِّنَا قسم ہے پروردگار
ہمارے کی قَالَ کہیگا خدا زبانی مالک داروغہ دوزخ کے کہ فَذُوقُوا الْعَذَابَ پس چکھو تم عذاب کو بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ بسبب اسکے کہ تھے تم کفر کرتے اور
پیغمبر کی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے تھے اور حضرت رسولخدا کو جو کفار کے انکار کرنے اور ایمان نہ لانے اور آزار دینے سے رنج ہوتا تھا تو واسطے تسلی خاطر اقدس رسولخدا
کے خدا فرماتا ہے کہ فَاصْبِرْ پس صبر کر تو اے محمد كَمَا صَبَرَ جیسے کہ صبر کیا ہے أُولُو الْعَزْمِ صاحبان عزم اور کوشش نے مِنَ الرُّسُلِ پیغمبروں میں سے بعضے کہتے
ہیں کہ من بیانیہ ہے اور مراد اولو العزم سے کل پیغمبر ہیں اسواسطے کہ سب پیغمبروں نے عزم کیا ہے احکام خدا کے پہنچانے کا اور دین حق کی ترقی کا اور اکثر کے نزدیک من تبعیض ہے
اور مراد اولو العزم سے بعضے انبیا ہیں اور یہی قول حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام کا ہے اور اولو العزم سے مراد پانچ پیغمبر ہیں نوح اور ابراہیم اور
موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام کہ یہ منسوخ کرنے والے اپنے غیر کی شرع کے ہیں اور انکو سادات انبیا کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ وہ نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام ہیں کسی نے پوچھا کہ یہ اولو العزم کیونکر ہوئے فرمایا کہ حضرت نوح پیغمبر ہوئے
ایک کتاب اور شرع کے ساتھ اور جو کوئی کہ بعد نوح کے پیغمبر ہوا اس نے نوح کی کتاب اور شرع پر عمل کیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم پیغمبر ہوکر آئے ایک
شرع اور صحیفوں کے ساتھ اور عزم ترک کرنے کتاب نوح کے کا اور جو کوئی بعد ابراہیم کے پیغمبر ہوکر آیا اس نے ابراہیم کی شرع پر عمل کیا یہانتک کہ موسیٰ پیغمبر ہوکر آئے
ایک کتاب اور شرع کے ساتھ اور عزم ترک کرنے صحیفوں ابراہیم کا اور جو کوئی بعد موسیٰ کے پیغمبر ہوکر آیا اس نے موسیٰ کی کتاب اور شرع پر عمل کیا یہانتک کہ عیسیٰ پیغمبر

ہوکر آیا ایک کتاب اور شرع کے ساتھ اور عزم ترک کرنے کتاب موسیٰ کی اور شرع اسکی کا اور جو کوئی بعد عیسیٰ کے پیغمبر ہوکر آیا اُسنے عیسیٰ کی کتاب اور شرع پر عمل کیا یہانتک کہ محمدؐ پیغمبر ہوکر آیا ایک کتاب اور شرع کے ساتھ اور عزم ترک کرنے کتاب اور شرع عیسیٰ کے کا پس حلال اسکا حلال ہے قیامت تک اور حرام اسکا حرام ہے قیامت تک پس یہ ہیں اولوالعزم پیغمبروں میں سے اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ سردار پیغمبروں کے پانچ ہیں اور وہی اولوالعزم ہیں پیغمبروں میں سے اور انپر چلی ہے چکی دین کی کہ وہ نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ چھہ پیغمبر ہیں اول نوح کہ قوم کے آزار دینے پر صبر کیا اور دوسرے ابراہیم کہ آتش نمرود پر صبر کیا اور تیسرے اسمعیل کہ ذبح ہونے پر صبر کیا اور چوتھے یعقوب کہ واسطے فرزند کے صبر کیا اور پانچویں یوسف کہ چاہ کے اندر گرنے اور بھائیوں کی ایذا اور قید ہونے پر صبر کیا اور چھٹے ایوب کہ بلا اور بیماری پر صبر کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اولوالعزم ہیں کہ جنکو جہاد کرنے کا حکم تھا غرض یہ ہے کہ حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ مثل ان پیغمبروں کو صبر کر تو وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ اور نہ جلدی چاہ تو واسطے اُن کفار قریش کے عذاب کے نازل ہونیکو اسواسطے کہ جو اسکا وقت مقرر ہے اس وقت ضرور نازل ہوگا اور اسمیں کچھ شبہہ نہیں ہے كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ گویا کہ وہ جسدن دیکھینگے مَا يُوعَدُونَ اس چیز کو کہ وعدہ کئے جاتے ہیں وہ اسکا کہ وہ نازل ہونا عذاب کا ہے تو جانینگے وہ کہ لَمْ يَلْبَثُوا نہیں ڈھیل کی ہے دنیا میں إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ مگر ایک ساعت دنمیں سے یعنی باوجودیکہ عمر انکی دنیا میں بہت دراز ہوئی مگر ہول قیامت کی ایسی ہوگی اور عذاب اُن کا ایسا سخت ہوگا کہ اسکے روبرو دنیا کا ہر راحت اور آرام اسکا مثل ایک ساعت کے معلوم ہوگا بَلَاغٌ پہنچانا ہے یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی بلاغ ہے یعنی جو کچھ مذکور ہوا ہے اس سورہ میں نصیحت وغیرہ وہ پہنچانا خدا کی جانب سے ہے طرف تمہاری فَهَلْ يُهْلَكُ پس نہ ہلاک کر جائینگے وقت نازل ہونے عذاب کے إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ مگر قوم باہر ہونے والی حکم خدا سے اور منقول ہے کہ اگر عورت کو وضع حمل دشوار ہو تو یہ کلمیں لکھکر پانی میں دھوئیں اور اسکو پلائیں بچہ آسانی سے پیدا ہوگا بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار بلاغ فہل یہلک الا القوم الفاسقون

سورۂ محمدؐ یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں چالیس آیتیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ آیہ وکاین من قریۃ اس وقت نازل ہوئی تھی کہ جس وقت مکہ سے طرف مدینہ کے متوجہ ہوئے تھے اور اس سورہ کو سورۂ قتال بھی کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ محمد کو پڑھے اپنے دین میں ہرگز شک نہ کرے اور شرک اور کفر سے محفوظ رہے یہانتک کہ مرجاوے اور بعد مرنیکے خدا ایکہزار فرشتے اسکی قبر پر بھیجے تاکہ اسپر نماز پڑھیں اور ثواب اسکا اسکو بخشیں اور قیامت کے روز اسکے پیچھے پیچھے ہوں تاکہ اسکو خدا کے پاس امن میں پہنچائیں اور دوسری روایت میں ہے کہ جو کوئی چاہے کہ حال ہمارا اور ہمارے دشمنوں کا جانے وہ اس سورہ کو پڑھے اسواسطے کہ اس سورہ میں ایک آیت ہماری شان میں اور ایک آیت ہمارے دشمنوں کی شان میں ہے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ الَّذِينَ كَفَرُوا وہ جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے اور نہیں ایمان لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر پر وَصَدُّوا اور بند کیا ہے اُنھوں نے اور باز رہے عَن سَبِيلِ اللَّهِ راہ خدا کی سے کہ وہ دین اسلام ہے کہتے ہیں کہ مراد ان سے کفار قریش کے بعضے آدمی ہیں مثل نضر اور عتبہ وغیرہ کے کہ خود گمراہ تھے اور لوگوں کو گمراہ کرتے تھے اور اسلام قبول کرنے سے منع کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ لوگ کافر ہوئے بعد وفات رسول خدا کے اور دین سے پھر گئے بسبب غصب کرنے حق امیر المومنینؑ کے اور بند کیا اُنھوں نے لوگوں کو امیر المومنینؑ کی پیروی سے کہ وہ خدا کی راہ ہے أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ گم اور باطل کریگا اعمال انکو وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر اور پیغمبر کے فرمانے سے پھرے نہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے اُنھوں نے اچھے خالص واسطے خدا کے وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ اور ایمان لائے وہ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے اوپر محمدؐ اور بعد اس حضرت کے اس چیز سے پھرے نہیں وَهُوَ اور وہ چیز کہ نازل کی گئی ہے یعنی قرآن الْحَقُّ حق اور راست اور درست ہے مِن رَّبِّهِمْ پروردگار انکے کی طرف سے كَفَّرَ عَنْهُمْ دور کریگا انسے جو کہ ایمان لائے ہیں سَيِّئَاتِهِمْ برائیوں انکی کو اور گناہوں سے انکے درگذر کریگا یعنی توبہ کرنے کے انکے ایمان کی برزگی سبب سے وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ اور درست کریگا حال انکو آخرت میں ذَٰلِكَ وہ گمراہی اور درست کرنا حال کا اور دور کرنا گناہ ہونگا بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بسبب اسکے ہے کہ تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا ہے اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ پیروی کی ہے اُنھوں نے باطل کی کہ وہ شیطان ہے اور یا ہر کوئی کہ قابل پیروی کے نہو وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اور تحقیق جن لوگوں نے کہ اعتقاد کیا ہے خدا کی وحدانیت

اور پیغمبر کی نبوت کا اِتَّبَعُوا الْحَقَّ پیروی کی ہے اُنھوں نے حق کی کہ وہ علیؑ ہے یا قرآن ہے کہ نازل کیا گیا ہے مِنْ رَّبِّهِمْ پروردگار اُن کے کی جانب سے
كَذٰلِكَ ایسے ہی یعنی اسی طریق سے يَضْرِبُ اللّٰهُ بیان کرتا ہے خدا لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے اَمْثَالَهُمْ احوال اُن کے کو کفر اور ایمان کو اور کہتے ہیں کہ
ضمیر ان دونوں فرقوں کی طرف پھرتی ہے جو کہ اوپر گذرے ہیں یعنی خدا ان دو گروہ کو بیان کرتا ہے واسطے آدمیوں کے تا کہ حق کو باطل سے اور نیک کو بد سے جدا کریں اور بعد آگے
خدائے تعالیٰ مومنین کو کفار پر جہاد کرنیکا حکم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کفار اپنے کفر سے باز نہیں آتے ہیں اور اپنی گمراہی پر اصرار کرتے ہیں تم اوپر جہاد کرو فَاِذَا
لَقِيْتُمُ پس جس وقت ملاقات کرو تم اے مومنین اور دیکھو تم وقت لڑائی کے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اُن لوگوں کو کہ کفر کیا ہے اُنھوں نے فَضَرْبَ الرِّقَابِ
پس مارنا گردنوں کا ہے اور ضرب کہ مصدر ہے مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور اپنے مفعول کیطرف وہ مضاف ہے اور تقدیر اسکی فاضربوا ضرب الرقاب ہے
یعنی مارنا گردنوں کا اور مراد یہ ہے کہ قتل کرو تم کفار کو جس وقت کہ لڑائی قایم ہو جس طرح سے کہ تم قابو پاؤ اوپر اس واسطے کہ مقصود قتل کرنا انکا ہے نہ خاص مارنا
گردنوں کا حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ یہانتک کہ جس وقت زخموں میں چور کر دو تم انکو کہ لڑنے کی طاقت انہیں باقی نہ رہے تو فَشُدُّوا الْوَثَاقَ
پس مضبوط مضبوط کرو تم بند ونکو یعنی جس وقت انکو زخمی اور بیتاب کر کے قید کرو تو انکی مشکیں خوب جکڑ کے باندھو کہ بھاگ نہ جائیں فَاِمَّا مَنًّۢا پس یا احسان کرو تم
احسان کرنا بَعْدُ بعد اس قید اور مضبوط کرنے بند ونکے کہ انکو چھوڑ دو بدون عوض لینے کے وَاِمَّا فِدَآءً اور یا فدا لو تم فدا لینا اُن سے کہ فدا لیکر انکو
چھوڑ دو ان دونو امروں میں تمکو اختیار ہے اور منا اور فدا مفعول مطلق ہیں فعل محذوف کے یعنی تمنون منا و تفدون فدا غرض یہ ہے کہ ان دونو امروں میں
تمکو اختیار ہے خواہ بدون عوض کے بہر احسان کر کے انکو چھوڑ دو خواہ انکی عوض میں فدا لیکر چھوڑ دو اور یہ حکم تمہارے واسطے باقی ہے حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ
یہانتک کہ رکھے لڑائی یہاں حرب کا مضاف محذوف ہے یعنی یہانتک کہ رکھیں صاحب لڑائی کے اَوْزَارَهَا ہتھیار اپنے یعنی لڑائی گذر جائے اور سوائے اسلام
قبول کرنیکے اور صلح کرنیوالے کے کوئی باقی نہ رہے حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ میرے والد بزرگوار کہتے تھے کہ جنگ کے دو حکم ہیں ایک تو یہ کہ جسوقت لڑائی قائم
ہو اور ابھی ہتھیار رکھو نہ سکے ہوں اور لڑنیوالے زخموں سے چور نہوئے ہوں تو اس صورت میں یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ جسکو قید کیا ہو اگر چاہے اسکو گردن مارے اور اگر
چاہے اسکے ہاتھ اور پاؤں برخلاف کاٹ کر یعنی داہنا ہاتھ و بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹ کر اسکو چھوڑ دے کہ وہ اپنے خون میں لوٹکر مرجائے اور اس صورت میں
احسان کر کے یا فدا لیکر چھوڑنا جائز نہیں ہے اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر کفار زخموں سے چور ہو گئے ہوں اور لڑائی موقوف ہو گئی ہو اور کفار کو قید کیا
ہو تو اس صورت میں امام کو اختیار ہے درمیان بے عوض چھوڑ دینے اور عوض لیکر چھوڑ دینے کے اور اگر چاہے غلام بنا لیوے اور کہتے ہیں کہ اس صورت میں امام
کو قتل کرنا جائز نہیں اور منقول ہے کہ ان دونو صورتوں میں اگر کافر اسلام قبول کرے تو کوئی امر اسپر جاری نہیں ہو سکتا بلکہ کل امور مذکورہ اس سے ساقط ہیں اور
حکم اسکا وہ ہے جو اور مسلمانوں کا حکم ہے اور فرماتا ہے خدا کہ ذٰلِكَ یہ ہے حکم تمہارے واسطے کہ جسطرح فرمایا ہے اسطرح کرنا چاہیے اور اس آیت کے حکم میں درمیان
علمائے اسلام کے بہت اختلاف ہے لیکن مذہب حق وہ ہے جو بیان کیا گیا وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ البتہ بدلا لیتا ان کا فروں سے
زمین میں دھسا کر اور یا دریا میں ڈبو کر اور سوائے اسکے بدون اسکے کہ نوبت جنگ کرنیکی انسے پہنچے وَلٰكِنْ اور لیکن حکم دیا جہاد کا اور عذاب انپر نازل کیا
یہ اسواسطے ہے کہ لِّيَبْلُوَا تاکہ آزمائے بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ بعضے تمہارے کو ساتھ بعضے کے اس طرح سے کہ مومنین کو تو کفار کے ساتھ آزمائے کہ وہ کفار سے
جہاد کر کے ثواب عظیم پائیں اور کفار کو مومنین سے آزمائے کہ وہ بسبب عذاب لڑائی کے کفر سے توبہ کریں اور یا یہ کہ تاکہ معلوم ہو کہ کون فرمانبردار ہے
اور کون نافرمانبردار ہے مسلمانوں میں سے کہ رسول کو لڑائی میں چھوڑ کر اسکی رفاقت سے بھاگ جاتا ہے اپنی جان بچا کر اور اب جہاد کی رغبت میں فرماتا ہے کہ وَ
الَّذِيْنَ قُتِلُوْا اور جو لوگ قتل کیے گئے ہیں اور اہل بصرہ اور حفص قتلوا ماضی مجہول کا صیغہ پڑھتے ہیں اور باقی کے قاری قاتلوا ماضی معروف
کا صیغہ باب مفاعلہ سے پڑھتے ہیں یعنی اور جو لوگ کہ لڑتے ہیں فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے فَلَنْ يُّضِلَّ پس ہرگز نہ گم اور ضائع کریگا
خدا اَعْمَالَهُمْ اعمال انکے کو بلکہ جزا جہاد کرنے کی کامل اور پوری انکو دیویگا اس تفصیل سے کہ سَيَهْدِيْهِمْ قریب ہے کہ راہ دکھلائے انکو دنیا کی طرف
خیر اور ثواب کی اور آخرت میں طرف بلند درجوں بہشت کے اور حد سے زیادہ ثواب عطا کرے وَيُصْلِحُ اور درست کرے بَالَهُمْ حال انکی کو دو نو جہاں میں

ع ۱۵

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ اور داخل کرے ان کو بہشت میں کہ عَرَّفَهَا لَهُمْ تعریف کی ہے اس بہشت کی واسطے انکے دنیا میں تاکہ اسکے مشتاق ہو کر اعمال نیک بجا لاویں
کہ جن کے سبب سے بہشت میں پہنچیں اور فرماتا ہے جہاد کی رغبت میں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ اگر مدد کرو گے
تم خدا کی کہ اسکے دین کی ترقی کے واسطے کافروں سے لڑو گے تو يَنْصُرْكُمْ مدد کرے گا تمہاری خدا کہ کفار پر تم غالب ہو جاؤ گے اور فتح پاؤ گے وَيُثَبِّتْ
أَقْدَامَكُمْ اور ثابت اور استوار کرے گا قدم تمہارے کہ تمہارے دلوں کو قوت دے گا اور کفار پر انکو دلیر کرے گا تاکہ تمہارے قدم ڈگیں نہیں اور جہاد سے
تم نہ بھاگو اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہ جہاد میں سے بھاگا کرتے تھے وہ لوگ خدا کی نصرت نہیں کرتے تھے بلکہ واسطے دکھلانے لوگوں کے اور طمع غنیمت کے حضرت
رسول خدا کے ہمراہ جہاد میں جاتے تھے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ اگر تم میری نصرت کرو گے تو میں تمہاری نصرت کرونگا اور تمہارے قدموں کو ثابت اور استوار رکھونگا اور وعدہ خدا کا حق ہے
کہ اسمیں خلاف کسیطرح کا نہیں ہے پس جس وقت کہ انکے قدم ثابت نہ رہے جہاد میں تو معلوم ہوا کہ وہ خدا کی نصرت کرنیوالے نہیں تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مدد کریگا
تمہاری آخرت میں اور ثابت رکھیگا تمہارے قدموں کو نزدیک حساب کے اور صراط پر اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مدد کریگا تمہاری دنیا اور آخرت میں اور دونوں جہان میں تمہارے
قدموں کو ثابت رکھیگا وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انھوں نے فَتَعْسًا لَهُمْ پس ہلاکت ہو جو واسطے انکے اور پستی اور تعسا منصوب ہے فعل مضمر سے اور مضمر لانا اسکے فعل کا وجوب ہی سماعا
اور وہ فعل خبر ہے الذین موصول کی اور فعل کا اسپر عطف ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے فتعسهم الله تعسا یعنی پس ہلاک کیا انکو خدا نے ہلاک کرنا وَأَضَلَّ
أَعْمَالَهُمْ اور گم اور نابود کیا اعمال انکے کو ذٰلِكَ یہ ہلاک کرنا اور گم کرنا اعمال کا بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا بسبب اسکے ہے کہ تحقیق انھوں نے مکروہ جانا ہے
مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ اس چیز کو کہ نازل کیا ہے خدا نے پیغمبر پر مثل قرآن اور احکام شرع کے اور جب انھوں نے ایسا کیا تو فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ پس مٹا دیا خدا نے
اعمال انکو اور میت اور نابود کر دیا اور جزا انکو نہ دی ان کے اعمال نیک کی جو کچھ کہ وہ کرتے تھے جیسے کہ آباد رکھنا اور مرمت کرنی خانہ کعبہ کی اور طواف
کرنا اس کا اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مراد گم کرنے اور نابود کرنے اعمال اس آیت میں بسبب اسکے ہے کہ جو کچھ خدا علیؑ کی شان میں نازل کرتا تھا
وہ اسکو مکروہ جانتے تھے اس واسطے کہ خدا کا واحد جاننا اور عبادت کرنا اسکا فائدہ نہیں بخشتا ہے بدون دوستی علیؑ کے اور فرماتا ہے کہ أَفَلَمْ يَسِيرُوا کیا پس
نہیں سیر کی ہے انھوں نے فِي الْأَرْضِ بیچ زمین کے یعنی عاد اور ثمود کے شہروں میں فَيَنْظُرُوا پس دیکھیں وہ کہ كَيْفَ كَانَ کیونکر ہوا ہے
عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ انجام ان لوگوں کا کہ پہلے انسے تھے شرک کرنیوالے اور انبیا کے جھٹلانیوالے کہ دَمَّرَ اللّٰهُ ہلاکت نازل کی
خدا نے عَلَيْهِمْ اوپر انکے اور جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدیا وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا اور واسطے کفر کرنیوالوں کے تیرے ساتھ مانند اس عذاب کے چاہیے
جو کہ پہلے لوگوں پر ہوا ہے لیکن ہم نے انپر عذاب سخت ہلاک کرنیوالا دنیا میں نازل نہیں کیا ہے اور عذاب انکا آخرت پر رکھا ہے سبب اپنے فضل اور کرم
کے اور تیرے وجود کی برکت سے کہ تو جو انمیں موجود ہے اس واسطے ہم انکو عذاب نہیں کرتے ہیں اور ضمیر امثالها کی ہلاکت کی یا عقوبت کی طرف پھرتی ہے
کہ دلالت کرتا ہے اسپر دمر کا لفظ ذٰلِكَ وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے ذلیل اور عذاب کرنا کفار کا اور نصرت اور ثواب بخشنا مومنین کا بِأَنَّ
اللّٰهَ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق خدا مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا دوست اور مدد کرنیوالا ان لوگوں کا ہے کہ ایمان لائے ہیں وہ وَأَنَّ الْكَافِرِينَ
اور تحقیق کفر کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ نہیں ہے کوئی دوست واسطے انکے کہ مدد انکی کرے اور لا مولی لهم برخلاف ردوا الی الله مولٰهم الحق
کے نہیں ہے اسواسطے کہ اس صورت میں معنی مولی کے دوست اور ناصر کے ہیں اور یہ آیہ مولٰهم الحق میں معنی مولی کے مالک کے ہیں اور پروردگار بندوں کے اور اب
دونوں فرقوں کا انجام بیان کرتا ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا داخل کرے گا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
اور عمل کیے ہیں انھوں نے اچھے جَنَّاتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِي جاری ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ نیچے درختوں انکے سے نہریں وَالَّذِينَ
كَفَرُوا اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے يَتَمَتَّعُونَ فائدہ اٹھاتے ہیں وہ دنیا کی لذتوں کا وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ
اور کھاتے ہیں وہ جیسے کہ کھاتے ہیں چوپائے بہایت حرص سے اور انجام سے اپنے غافل ہیں وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ اور آگ دوزخ
کی جگہ رہنے کی ہے واسطے انکے پس عاقل کو چاہیے کہ کھانا یہ سمجھ کر کھاوے کہ میرے بدن میں قوت اور طاقت پیدا ہو واسطے عبادت خدا کے

ع ۱۱ ۵

مثل حیوان کے کہ کثرت سے کھاتا ہے اور جب کہ فربہ ہوتا ہے کھا کر تو ذبح کیا جاتا ہے اور ایسے ہی آدمی غافل کہ اپنے بدن کو موٹا کرتا ہے اور ذکر خدا کی نعمت
پس انجام انکا آتش دوزخ ہے اور کفار کو خوف دلانے کو کہتا ہے کہ وَكَأَيِّنْ مِّن قَرْيَةٍ اور بہت بستیاں مضاف انکا محذوف ہے یعنی اور بہت اہل دیہ کہ
هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً وہ زیادہ سخت تھے قوت میں مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي بستی تیری سے اے محمد وہ بستی کہ جس نے أَخْرَجَتْكَ نکال دیا ہے تجھکو مکہ والوں نے یعنی
تیری بستی سے زیادہ قوت والی بستیوں کے آدمیوں کو أَهْلَكْنَاهُمْ ہلاک کر ڈالا ہم نے انکو عذاب نازل کر کے فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ پس نہ تھا کوئی مدد کرنیوالا
واسطے انکے کہ عذاب انکو اللہ دفع کرے اور وقت ہلاکت کے انکی فریاد کو پہنچے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت رسولخدا ایام ہجرت میں مکہ سے باہر نکلکر یہ ارادہ
مدینہ طرف غار ثور کے روانہ ہوئے تو مکہ کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ انت احب البلاد عندی یعنی تو اے مکہ زیادہ دوست ہے سب شہروں سے نزدیک میرے اور اگر کفار مجھکو
تنگ نہ کرتے اور باہر نہ نکالتے تو ہرگز تجھکو چھوڑ کر میں باہر نہ جاتا پس خدا نے واسطے تسلی خاطر اقدس رسولخدا کے اور کفار کی مذمت کے فرمایا کہ أَفَمَن كَانَ کیا
پس جو شخص ہووے عَلَىٰ بَيِّنَةٍ اوپر دلیل اور حجت کے مِّن رَّبِّهِ پروردگار اپنے کی طرف سے کہ وہ قرآن ہے اور سوا اسکے اور دلیلیں ہیں کہ جو راہ لیجاتی ہیں طرف توحید
خدا کے برابر ایسا شخص کہ جو ایسی روشن دلیلیں رکھتا ہے كَمَن زُيِّنَ مانند اس شخص کے ہے کہ آراستہ کیا گیا ہے یعنی شیطان نے آراستہ کر کے دکھلایا ہے لَهُ واسطے
اس کے سُوءُ عَمَلِهِ برائی عمل اسکے کو کہ وہ اس عمل بد کو اچھا جانتا ہے وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ اور پیروی کی ہے انھوں نے خواہشوں اپنی کی اور ضمیر جمع کی بعد مفرد
کے اسواسطے آئی ہے کہ من باعتبار معنی کے واحد اور جمع پر دونوں پر بولا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر اور مومنین کے برابر کفار اور مشرکین نہیں ہو سکتے اور حضرت امام محمد باقر
نے فرمایا ہے کہ آیۂ کمن زین له سوء عمله واتبعوا اهواءهم منافقوں کی شان میں ہے کہ ہمراہ حضرت کے تھے اور نہ مشرکوں کی شان میں اور اب خدا بہشت کی تعریف کرتا ہے کہ
مَثَلُ الْجَنَّةِ صفت بہشت کی اور قصہ اسکا الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ وہ بہشت کہ وعدہ کئے گئے ہیں پرہیزگار اسکا اور بعضے کہتے ہیں کہ خبر مثل الجنۃ کی کمن
هو خالد ہے کہ بعد اسکے مذکور ہوگا اور مثل الجنۃ کا مضاف محذوف ہے یعنی مثل اهل الجنة كمن هو خالد في النار یعنی کیا امثال اہل بہشت کی مانند اس شخص کے ہے کہ ہمیشہ
رہنے والا بیچ آگ کے ہے اور فرمایا ہے خدا نے فِيهَا أَنْهَارٌ بیچ اس بہشت کے نہریں ہیں مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ پانی سے کہ نہیں بدلنے والا ہے رنگ اور بو اور مزہ اسکا اپنی
اصل سے جیسا کہ وقت آب دنیا کے بدلجاتا ہے وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ اور نہریں ہیں دودھ سے لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ نہیں بدلا ہے مزہ اس دودھ کا باوجود گذرنے
بہت زمانہ کے بخلاف دودھ دنیا کے کہ تھوڑے عرصے میں بگڑ جاتا ہے وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ اور نہریں ہیں شراب سے لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ لذت
مزہ دار ہے واسطے پینے والوں کے اور بہت لذیذ ہے اور نہ اسمیں نشہ ہے اور بیہوشی ہے اور نہ درد سر ہے اور لذة کہ مصدر ہے بمعنی فاعل ہے معنی میں ہے وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ
مُّصَفًّى اور نہریں ہیں شہد صاف کئے گئے سے کہ نہ اسمیں موم ہے اور نہ مکھیوں کا گوہ ہے بلکہ قدرت خدا سے صاف اور مصفا پیدا ہوا ہے وَلَهُمْ فِيهَا اور واسطے ان متقیوں کے بیچ
اس بہشت کے باوجود ان نہروں کے مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ہر قسم کے میووں سے ہیں کہ جسکی نفس خواہش کرتا ہو لذیذ اور خوشبودار وَمَغْفِرَةٌ اور مغفرت ہے گناہوں سے
مِّن رَّبِّهِمْ پروردگار انکے کی جانب سے کہ انکو بسبب گناہوں کے عتاب کرے اور کہتے ہیں کہ خدا تمام گناہوں کو انکی یاد سے بھلا دیگا کہ انکو اپنے گناہ یاد کر کے رنج نہ
ہو جس سے انکا عیش تلخ ہو جاوے پس جو شخص کہ ایسا ہے کہ قسم قسم کی نعمتیں اسکے واسطے بہشت میں موجود ہونگی کیا وہ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ مانند اس شخص کے ہے کہ
ہمیشہ رہنے والا ہے فِي النَّارِ بیچ آتش دوزخ کے وَسُقُوا اور سیراب کئے جاویں وہ یعنی پلائیں انکو بہشت کے شربت کی عوض مَاءً حَمِيمًا پانی گرم کھولتا ہوا فَقَطَّعَ
پس پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دے وہ پانی اپنی حرارت سے أَمْعَاءَهُمْ انتڑیوں انکی کو اور ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے طرف من کے پھرتی ہے کہ وہ جیسے
کہ واسطے واحد کے آتا ہے ایسے ہی واسطے جمع کے آتا ہے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو درخت طوبیٰ کا دیکھا کہ اسکی جڑ میں سے ایک نہر نکلی ہے اور اس میں
سے چار نہریں بہتی ہیں ایک نہر پانی کی ایک نہر شراب کی ایک نہر دودھ کی اور ایک نہر شہد کی اور کہتے ہیں کہ جناب رسولخدا جس وقت خطبہ پڑھتے اور منافقوں کا عیب بیان کرتے
تو بعضے منافقین مسجد سے باہر نکلکر ہنسی کی راہ سے بعضے علما صحابہ سے پوچھتے کہ اس مرد نے اس وقت کیا کہا خدا انکا حال یہ خبر دیتا ہے کہ وَمِنْهُم اور بعضے ان منافقوں میں سے
مَّن يَسْتَمِعُ وہ شخص ہیں کہ کان رکھتے ہیں إِلَيْكَ طرف تیرے واسطے سننے کلام تیرے کے حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا یہاں تک کہ جس وقت باہر نکلتے ہیں وہ مِنْ عِندِكَ
نزدیک تیرے سے تو قَالُوا کہتے ہیں لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ واسطے ان لوگوں کے کہ دئے گئے ہیں علم شرع کا مَاذَا قَالَ آنِفًا کیا کہا پیغمبر نے اس وقت اور ابن

اکثر نے انکا کو قصر سے پڑھا ہے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ ہم رسول خدا کے ہمراہ ہوتے تھے اور جو کچھ وحی نازل ہوتی تھی رسول خدا ہمکو اسکی مطلع کرتے تھے پس ہیں اسکو سنکر
یاد کر لیتا تھا اور اپنے کان میں رکھتا تھا اور دوسرا جو کوئی موجود ہوتا تھا وہ اسکو سنکر یاد کر لیتا تھا پس جب وقت ہم باہر نکلتے تو منافقین ہم سے پوچھتے کہ کیا کہا ہے
محمد نے اس وقت خدائے تعالے انٌ منافقوں کی حال سے خبر دیتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ گروہ وہ لوگ ہیں کہ بسبب زیادتی عناد اور انکار کے باوجود دیکھنے ان
علامتوں قدرت خدا کے طَبَعَ اللّٰهُ مہر رکھی ہے خدا نے عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اوپر دلوں اُن کے کہ تا کہ ملائکہ اس علامت سے انکو پہنچانیں کہ یہ منافقین ہیں اور ان پر لعنت کریں
وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ اور پیروی کی ہے اُنھوں نے خواہشوں اپنی کی کہ جو کچھ انکے نفس ناپاک نے چاہا وہ کیا اور پیغمبر خدا کے فرمانے کو معتبر نہ جانا وَالَّذِيْنَ
اهْتَدَوْا اور جن لوگوں نے کہ ہدایت پائی ہے مومنین میں سے زَادَهُمْ زیادہ کرتا ہے خدا انکو هُدًى رہنمائی اور یقین اور یا یہ کہ منافقوں کے ٹھٹھا کرنے سے ان مومنین
کے ایمان کو زیادہ کرتا ہے اور یقین انکا زیادہ ہوتا ہے وَاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ اور دیتا ہے ان کو پرہیزگاری انکی کہ انکو توفیق تقوی کی دیتا ہے
فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ پس نہیں انتظار کرتے ہیں وہ منافقین اِلَّا السَّاعَةَ مگر قیامت کا اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً یہ کہ آئے انکو ناگہاں فَقَدْ جَآءَ پس تحقیق آئی
ہیں یعنی ظاہر ہوئی ہیں اَشْرَاطُهَا علامتیں اس قیامت کی جیسے کہ پیغمبر آخر الزمان کا آنا اور دو ٹکڑے ہو جانا چاند کا فَاَنّٰى لَهُمْ پس کہاں ہے واسطے انکے اِذَا
جَآءَتْهُمْ جس وقت کہ آئے قیامت انکو ذِكْرٰىهُمْ نصیحت پکڑنا انکو یعنی وقت آنے قیامت کے نصیحت پکڑنا اور ایمان لانا کچھ فائدہ انکو نہ بخشیگا کہ وہ وقت
ایمان لانے کا نہیں ہے بلکہ جزائے اعمال کا وقت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث طولانی منقول ہے قیامت کی علامتوں میں لیکن
خلاصہ اسکا لکھا جاتا ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ ضائع کریں گے نماز کو اور خواہشوں نفس کی پیروی کریں
گے اور مالداروں کی تعظیم کریں گے اور دین کو دنیا سے فروخت کریں گے پس اس وقت گلیگا دل مومن کا جیسے کہ نمک پانی سے گلتا ہے جس وقت وہ دیکھیگا بدی کو جو ہوتے
اور طاقت انکے دور کرنے کی نہ رکھیگا اور حکام ظالم اور وزیر بدکار اسوقت پیدا ہونگے اور ہر نیک بد ہو جائے گا اور ہر بد نیک ہو جائیگا اور خیانت کرنیوالا امانتدار ہو جائیگا
اور امانتدار خیانت کرنیوالا ہو جائیگا اور جھوٹے راستگو ٹھیریں گے اور راست گو جھوٹے مقرر ہونگے اور عورتیں حکم کریں گی اور لونڈیاں انکی مشورہ ہو گا اور لڑکے منبروں
پر بیٹھینگے اور جھوٹ ظرافت اور نقل محفل ہو جائے گا اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے اور والدین پر ظلم کریں گے اور دوست بیزار ہونگے اور دمدار ستارہ ظاہر ہو گا اور عورت
سوداگری میں اپنے شوہر کی شریک ہو گی اور باران کم ہو جائے گا اور تنگدست آدمی حقیر شمار کیا جائیگا اور نہ رحم کرینگے چھوٹے پر اور نہ بزرگی کرینگے بڑے کی اور
کنارہ کرینگے بدی کرنیوالوں سے بدن اسکے آدمیوں کے ہونگے اور دل انکے شیطانوں کے سے اور اس وقت مرد مردوں پر کفایت کرینگے اور عورتیں عورتوں پر اور مرد اپنے تئیں مشابہ
عورتوں کے کرینگے اور عورتیں اپنے تئیں مشابہ مردوں کے کرینگی اور زین پر گھوڑوں کے اور خچر کے سوار ہونگی جیسے کہ مرد سوار ہوتا ہے پس ان عورتوں پر میری امت کی لعنت ہے
خدا کی اور مسجدوں کو سونے اور چاندی سے آراستہ اور مزین کریں گے جیسے کہ یہود اور نصاریٰ کے عبادتخانے آراستہ ہوتے ہیں اور مرتب کئے جائینگے سونے سے مصحف
اور منارہ بلند کئے جائینگے اور صفیں کثرت سے ہونگی کہ دل انکے آپس میں بغض رکھتے ہونگے اور باتیں انکی مختلف طرح کی ہونگی اور مرد میری امت کے سنہری اور ریشم خالص کا
لباس پہنینگے اور سود ظاہر ہو جائیگا اور رشوت حاصل کریں گے اور دین کی پستی ہو گی اور دنیا کو بلند کرینگے اور طلاق کثرت سے ہو گی اور حدود خدا کے قائم نہ
کئے جائیں گے اور گلنے والیاں اور مزامیر اور باجے ظاہر ہونگی اور مشغول ہونگے اور بازی کرینگے انسے بدتر آدمی امت میری کے اور اسوقت حج کرینگے تونگر اور دولتمند
امت میری کے واسطے سیر اور تماشے کے اور میانہ مرتبہ کے آدمی واسطے سوداگری کے اور محتاج آدمی واسطے ریا اور سمعہ کے یعنی واسطے دکھلانے اور سنانے کے اور ایسی قومیں ہونگی
کہ سیکھینگے قرآن کو واسطے غیر خدا کے اور قرآن کو راگ میں پڑھینگے جو کہ ممنوع ہے اور مسائل دین کو سیکھینگے واسطے غیر خدا کے اور اولاد زنا کی بہت ہو گی اور پردہ نشینوں کی پردہ
دری ہو جائیگی اور گناہوں کو کسب کرینگے اور بد آدمی نیکوں پر غالب ہو جائینگے اور جھوٹ ظاہر ہو گا اور جھگڑا آپس میں بہت کریں گے اور ظاہر ہو فاقہ اور فخر اور ناز کریں
اچھی قیمتی لباس سے اور بغیر وقت بارش ہو اور ڈھول اور ستار وغیرہ باجوں کو اچھا جانیں کہ انکو سنیں اور نیکی کے حکم کرنیکو برا جانیں اور ایسی برائی سے منع کرنیکو
برا جانیں یہانتک کہ مومن اس زمانہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہے اور تونگر کو خوف ہو گا فقیر پر یہانتک کہ سائل سوال کرے آدمیوں سے جمعہ اور انکو کوئی کچھ نہ دیگا اور جناب
رسول خدا نے عبداللہ بن سلام کے سوالوں کے جواب میں فرمایا ہے کہ علامت قیامت کے آنیکی یہ ہے کہ آگ مشرق کیجانب سے آئیگی اور آدمیوں کو طرف مغرب کے لیجاویگی اور ایک روایت میں

جناب رسولخدا سے منقول ہے کہ حضرت نے قیامت کی علامتوں میں فرمایا کہ علم اٹھ جائیگا اور جہل ظاہر ہوگا شراب کو آدمی نوش کریں گے اور زنا ظاہر ہونے لگیں گے اور مرد کم پیدا ہونگے اور عورتیں زیادہ پیدا ہونگی یہانتک کہ پچاس عورتیں اور ایک مرد ہوگا اور جسوقت کہ سعادت اور نجات مومنین کی اور عذاب بدبختی مشرکین کی تو نے معلوم کرلی تو فَاعْلَمْ یعنی جان تو اور ثابت قدم رہ تو اسپر کہ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تحقیق نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش سوائے خدا معبود حق کے اور بعضے کہتے ہیں کہ فاعلم متعلق ہے فاذا جاءتہم الساعۃ سے یعنی جس وقت قائم ہوگی قیامت واسطے اسوقت حکم ثابت ہوگا سوائے خدا کے کہ موصوف ہے واحد ہونے اور بزرگی کے ساتھ وَاسْتَغْفِرْ اور بخشش طلب کر تو لِذَنْبِكَ واسطے گناہ اپنے کے باوجود معصوم ہونے کے تاکہ بسبب اسکی شکستگی نفس کی ہو اور تیری امت کے آدمی استغفار کریں پیروی تیری کریں اور کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ عصمت یعنی گناہوں سے بچنا طلب کر تو خدا سے کہ تجھکو گناہوں سے محفوظ رکھے اس واسطے کہ رسولخدا معصوم تھے کوئی گناہ انسے صادر نہیں ہوا تھا کہ اسکی بخشش چاہتے اور یا استغفار سے یہ مراد ہے کہ سب سے قطع کر کے نظر جناب باری عزاسمہ کے متوجہ ہو جا تو اور یا یہ کہ امر مستحب ترک ہوا ہو تو اس سے استغفار کر تو اگر ذنب ترک اولی کے معنی میں ہے پس اولی کے ترک کرنے سے بخشش طلب کر تو وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور واسطے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی بخشش چاہ تو کہ خدا انکی گناہوں سے درگذر کرے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ استغفار اور کہنا لا الہ الا اللہ کا بہتر عبادت کا ہے اسواسطے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبک اور بعضے علما کہتے ہیں کہ خدا نے اپنے حبیب کو حکم کیا ہے کہ تو اپنی امت کے مومنین اور مومنات کے گناہوں کی بخشش طلب کر اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ رسولخدا خلاف حکم خدا کے کریں اور بخشش کو مومنوں کے واسطے طلب کریں اور جس وقت رسولخدا بخشش چاہیں کہ میری امت کے مومنوں کے گناہ بخشدے تو رسولخدا کو وہ قرب اور مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ خدا اپنے حبیب کی دعا کو قبول نکرے پس معلوم ہوا کہ بخشش اس امت کے واسطے ثابت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب طرف رسولخدا کے ہے اور مراد امت کے آدمی ہیں اور انکو حکم کرتا ہے خدا کہ تم اپنے اور اپنے مومنین اور مومنات کے گناہوں سے بخشش چاہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بہت استغفار کرے گا تو کردیگا خدا واسطے اسکے ہر غم سے خوشی اور تنگی سے کشادگی اور روزی دیگا اسجگہ سے کہ وہ نہ گمان کرتا ہو اور حضرت امام علیؑ نے فرمایا ہے کہ استغفار مانند پتوں درخت کے ہے جس وقت درخت حرکت میں آوے تو پتے اس سے گرتے ہیں ایسی ہی استغفار ہے کہ جس وقت کوئی کرتا ہے تو گناہ اسکے گرتے ہیں جھڑتے ہیں اور استغفار سے مراد یہ ہے کہ پھر گناہ نہ کرے اور اگر استغفار کرتا جاوے اور ہمراہ اسکے گناہ بھی کرتا جاوے تو اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بخشش طلب کرنے والا گناہوں سے اور حال یہ ہے کہ وہ کرتا بھی ہے گناہوں کو تو وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی خدا سے ہنسی کرتا ہو اور اب خدائے تعالیٰ رغبت دلاتا ہے بندوں کو طرف طاعت کے اور ترک کرنے گناہ کے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے مُتَقَلَّبَكُمْ جگہ پھرنے تمہارے کو دنیا میں کہ واسطے تجارت اور طلب معاش کے پھرتے ہو وَمَثْوٰىكُمْ اور جگہ رہنے تمہارے کو آخرت میں کہ بہشت میں ہونگے یا دوزخ میں پس خدا سے خوف کرو کہ وہ تمہارے سب حال کو جانتا ہے اور گناہوں سے توبہ کرو اور توشہ سفر آخرت کا تیار رکھو اور اب خدائے تعالیٰ شوق مومنین کا اور کراہت منافقین کی جہاد سے بیان کرتا ہے کہ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں جہاد پر حرص کر کے کہ لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ کیوں نہیں نازل کی گئی کوئی سورۃ جہاد کی تاکید پر کہ راہ خدا میں ہم کفار سے جنگ کریں فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ پس جسوقت بھیجی جاوے سورۃ محکم کہ جو تاویل کی احتیاج نہ رکھتی ہو اور معنی ظاہر اسکے جہاد پر دلالت کرتے ہوں اور سوائے جہاد کے اور کوئی مطلب اس سے نہ نکلتا ہو کسی وجہ سے اور نہ وہ آیت منسوخ ہو جب ایسی سورۃ جہاد کے حکم میں نازل ہو وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ اور ذکر کیا جاوے بیچ اسکے لڑنا کفار سے تو رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ دیکھے تو ان لوگوں کو کہ بیچ دلوں انکی کے بیماری نفاق اور شک کی ہے اور سستی ایمان کی ہے کہ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نظر کرتے ہیں طرف تیرے نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ نظر کرنا اس شخص کا سا کہ غش کیا گیا ہو اوپر اسکے اور بیہوش ہو گیا ہو وہ مِنَ الْمَوْتِ بیچ موت کے سے یعنی نامردی اور خوف سے انکا ایسا حال ہو کہ جیسے کوئی نزع میں ہوتا ہے اور مردنی اسکے چہرہ پر ظاہر ہونے لگے اور آنکھیں انکی پتھرا جائیں فَأَوْلٰى لَهُمْ پس ہلاکت اور عذاب ہے واسطے انکے فاولی لہم مبتدا اور خبر ہے اور یا یہ کہ اولی کے معنی سزاوار تر کے ہیں اور اسوقت میں یہ لفظ لہم کے ساتھ ملکر مبتدا ہے اور مابعد اسکے خبر اسکی ہے یعنی پس سزاوار تر ہے واسطے انکے طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ فرمانبرداری حکم جہاد میں اور کہنا نیک کہ ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی نہ یہ کہ حکم خدا سے کراہت کریں اور کہیں کہ ہمکو کیا کہا ہے اور اب اگر فاعلی

ع ۵

ہم مبتدا اور خبر ہوں تو طاعۃ وقول معروف مبتدا ہوگا اور خبر اسکی محذوف ہوگی یعنی فرمانبرداری اور کہنا بات بہتر ہی انکو لیے جزع اور فزع کے وقت
نازل ہونے سورتکے اور بعضے کہتے ہیں کہ طاعۃ وقول معروف منافقوں کا ہی اور خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی امرنا طاعۃ وقول معروف ہی یعنی کلام
ہمارا فرمانبرداری اور سخن نیک ہی اور یہ قول انکا ظاہر میں تھا زبان سے اور دلمیں اُن کے کفر تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ
پس جس وقت یقین ہوا امر جہاد اور لازم ہوا علم جہاد کا اور جواب اس شرط کا محذوف ہی اور دلالت کرتا ہی اسپر فلو صدقوا اللہ کہ بعد اسکے ہی اور وہ جواب فکذبوا
کلہے یعنی اس جس وقت یقین اور لازم ہوا امر جہاد تو پس جھوٹ کہا اُنھوں نے جس چیز میں کہ وعدہ کیا تھا فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ پس اگر سچ کہتے وہ خدا سے
جس چیز کو کہ وہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم فرمانبرداری کرینگے حکم جہاد میں تو لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ البتہ بہتر ہوتا واسطے انکے دنیا اور آخرت میں انکے نفاق سے اور خدا
فرماتا ہے انکو کہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ پس کیا قریب ہو تم اے منافقوں اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اگر کارکن ہو تم لوگونکے اور انکے حاکم ہوجاؤ اَنْ تُفْسِدُوْا یہ کہ
فساد کرو تم اور تباہی چاہو فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے کہ لوگوں پر ظلم اور خونریزی کرو وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اور قطع کرو تم رشتہ داروں اپنے سے یعنی اگر
تم حاکم ہو اور امور آدمیونکے تمہارے سپرد ہوں تو تم بسبب تکبر اور کثرت مال اور مرتبہ کے زمین میں فساد کرو اور اپنے یگانوں سے قطع کرو اور بعضا بعضے کو قتل
کرے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ منافقین وہ لوگ ہیں کہ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ لعنت کی ہی انکو خدا نے فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى
اَبْصَارَهُمْ پس بہرا کیا ہی انکو اور اندھا کیا ہے آنکھوں انکی کو یعنی انکو بسبب انکے عناد اور انکار کے انکے حال پر چھوڑ دیا ہی اور نظر لطف ان سے اٹھالی ہے کہ وہ
دیدہ ودانستہ راہ حق سے قدرت خدا کی علامتوں میں تامل نہیں کرتے اور اپنے تکبر اور سرکشی میں رہتے ہیں اور اس سبب سے حال انکا ایسا ہوگیا ہی کہ کلام حق کو سنکر
سے اور دیکھکر بھی انکار کرتے ہیں گویا ہمنے انکو بہرا اور اندھا کردیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ انکو آخرت میں بہشت کی راہ دکھلا
نگا اور بمنزلہ اس شخص کے ہونگے کہ دنیا میں اندھا اور بہرا ہوتا ہے اور بہرا فقط کانوں سے ہوتا ہے اس واسطے اصم کے بعد کان کا ذکر نہیں کیا اور اندھا آنکھوں
کا بھی ہوتا ہے اور دل کا بھی اسواسطے اعمی کے بعد ابصار کا ذکر کیا اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ پس نہیں تامل کرتے اور سوچتے ہیں وہ قرآن کو اپنے دل
سے اور اسکے معنی میں غور نہیں کرتے تاکہ ہدایت پاویں اور یہ آیت دلالت کرتی ہے قرآن کے ظاہر معنی کے عمل کرنے پر اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ بلکہ اوپر
دلونکے ان لوگونکے جو قرآنمیں تامل نہیں کرتے ہیں اَقْفَالُهَا قفل انکے ہیں کہ وہ مہریں ہیں انکے دلوں پر کہ جس کے سبب سے نصیحت کو نہیں سنتے ہیں اور ہدایت
نہیں پاتے ہیں اور مہر کرنیکا ذکر سورۂ بقر میں ہولیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے اوصاف رسولخدا کے توریت میں لکھے دیکھے تھے اور حضرت کی نبوت کا
صحیح ہونا اُنھوں نے جان لیا تھا کہ حق ہی اور حضرت کے آنے سے پہلے حضرت کے اوصاف بہت بیان کرتے تھے اور ظاہر ہونے سے حضرت کے خبر دیتے تھے اور جس وقت کہ
حضرت پیغمبر ہوئے اور مدینہ میں تشریف لائے تو وہ حضرت سے پھر گئے اور اوصاف کا حضرت کے انکار کرنے لگے خدا نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا
تحقیق جو لوگ کہ مرتد ہوئے اور دین سے پھر گئے عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ اوپر پشتوں اپنی کے کہ پھر کافر ہوگئے لیکن یہ آیت عام ہی سب مرتدونکے حق میں خواہ یہودی ہوں
کہ حضرت کے نبی ہونیکا یقین کرکے پھر گئے ہوں خواہ مسلمان ہوں اور خواہ حضرت کی زندگی میں پھر گئے ہوں خواہ بعد وفات حضرت کے مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمُ پیچھے اس سے کہ ظاہر ہوئی ہو واسطے انکے الْهُدَى سے ہدایت کہ وہ نبوت حضرت کی ہے اور یا یہ کہ کوئی خاص حکم ہے کہ حضرت کے روبرو تو اسکا اقرار کیا
اور بعد حضرت کے بسبب حسد اور حب جاہ اور ریاست کے اس سے پھر گئے اور یا یہ کہ دین اسلام ہی کو ترک کیا بعد ثابت ہونے اسکی حقیت کے خواہ روبرو حضرت کے خواہ بعد حضرت کے
الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ شیطان نے آراستہ کیا ہے واسطے انکے عمل بد انکو کو کہ وہ عمل انکی نظر میں بہت اچھا معلوم ہوتا ہے وَاَمْلٰى لَهُمْ اور امید دراز کی واسطے انکے اور
انکی آرزو کو طول دیا اور یا یہ کہ انکو وہم میں ڈالا درازی عمر کو امن کے ساتھ اور آرزوے باطل کیا تھا اور یا یہ کہ مہلت دیگئی انکو کہ جلدی عذاب ان پر
نازل ہو لیکن یہ موافق قرأت اہل بصرہ کے ہی کہ وہ املی کو ماضی مجہول کے صیغہ سے پڑھتے ہیں اور مرتد ہوجانا مسلمان کا بعید ہے اسواسطے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جمع
بین الصحیحین وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ قیامت کے روز ایک گروہ میرے اصحاب میں سے حوض کوثر سے ہانکا جائے گا کہ انکو دور کریں پس میں کہونگا
کہ اے پروردگار میرے یہ اصحاب میرے ہیں خدا فرمائیگا کہ تو نہیں جانتا ہے جو کچھ کہ اُنھوں نے بعد تیرے حادثات کیا ہو اور جس وقت سے کہ تو نے وفات پائی ہی یہ اسوقت سے مرتد ہوگئے

اور یہ حدیث کئی طریقوں کے ساتھ منقول ہے ذٰلِكَ وہ آراستہ کرنا اور دراز کرنا آرزو کا بِاَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق ان یہودیوں نے یا دوسرے مرتدوں نے قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا کہا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ مکروہ جانا ہے انھوں نے مَا نَزَّلَ اللّٰهُ اس چیز کو کہ نازل کیا ہے خدا نے کہ وہ قرآن ہے یا حکم خاص ہے فضیلت میں امیر المومنین کے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ وہ بنی امیہ ہیں کہ انھوں نے علیؑ کی فضیلت کو مکروہ جانا جو کہ قرآن میں نازل ہوئی تھی غرض یہ ہے کہ اُن لوگوں نے اپنے دوستوں سے کہا پوشیدگی میں کہ سَنُطِیْعُكُمْ قریب ہے کہ فرمانبرداری کریں ہم تمہاری فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ بعضے امور میں کہ وہ جنگ کرنا ہے پیغمبر سے پس ایسے ہم تمہاری مدد کرینگے اور یا یہ کہ عداوت اہلبیت میں اور انکے پاس حکومت کے نہ جانے میں تمہاری مدد ہم کرینگے اور اس امر میں کوتاہی ہم نکرینگے وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے اِسْرَارَهُمْ پوشیدگیوں انکی کو جو کچھ وہ آپس میں کہتے ہیں اور اسکو ظاہر کرکے رسوا کرتا ہے اور اہل کوفہ نے اسرار کو ہمزہ کے کسرہ سے پڑھا ہے فَكَیْفَ پس کیونکر ہوگا حال انکا اور کیا حیلہ رکھتے ہونگے وہ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ جسوقت کہ جان قبض کریں انکی فرشتے بحکم خدا یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ ماریں مونہوں انکے کو آگ کی گرزیں وَاَدْبَارَهُمْ اور پشتوں انکی کو اسواسطے کہ وہ جانب حق سے مونہوں کو اور پشتوں کو پھیرتے تھے اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جو کوئی گناہ پر مرتا ہے ملائکہ اسکے منہ اور پشت پر گرزیں مارتے ہیں اور سبب اسطرح کی موت کا بیان کرتا ہے ذٰلِكَ وہ مرنا اسطرح کا کہ وقت مرنے کے انکو گرزیں آگ کی لگتی ہیں بِاَنَّهُمُ سبب اسکا یہ ہے کہ تحقیق انھوں نے اتَّبَعُوْا پیروی کی ہے مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ اس چیز کی کہ غضب میں لائے خدا کو یعنی جس عمل سے خدا راضی تھا اسکو انھوں نے ترک کیا جیسے کہ ظاہر کرنا پیغمبر کی صفتوں کا اور اقرار کرنا محبت اہلبیت کا کہ انھوں نے ترک کیا وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ اور مکروہ جانا انھوں نے رضامندی اسکی کو کہ جس عمل میں خدا راضی تھا وہ انکو ناخوش معلوم ہوا فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ پس نیست و نابود کیا خدا نے عملوں انکے کو مثل نماز اور روزہ اور صدقہ وغیرہ کے کہ ثواب انکا کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ ثواب کا حاصل ہونا موقوف ایمان پر ہے اور ایمان انہیں ثابت نتھا اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ بلکہ گمان کیا ان لوگوں نے کہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ بیچ دلوں انکے بیماری نفاق کی ہے اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ یہ کہ ہرگز نہ نکالیگا خدا یعنی ظاہر نہ کریگا اَضْغَانَهُمْ کینوں انکے کو کہ پیغمبر اور مومنین سے رکھتے ہیں اور یا یہ کہ اہلبیت رسول سے کینہ رکھتے ہیں وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰكَهُمْ اور اگر چاہیں ہم البتہ دکھلائیں ہم تجھکو ان لوگوں کو یعنی علامتیں انکی ہم پیدا کریں فَلَعَرَفْتَهُمْ پس البتہ پہچانے تو انکو بِسِیْمٰهُمْ ساتھ علامت ان کی کے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ اور البتہ پہچانے تو انکو فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ بیچ پھیرتے بات کے جانب حق سے اور ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ لحن القول دشمنی علی ابن ابیطالبؑ کی ہے اور ہم منافقین کو علی ابن ابیطالبؑ کی دشمنی سے پہچانتے تھے رسول خداؐ کے زمانہ میں اور ایسی ہی جابر بن عبداللہ انصاری سے اور عبادہ بن صامت سے منقول ہے کہ ہم اپنی اولاد کو علیؑ کی دوستی سے امتحان کرتے تھے اور جسوقت دیکھتے تھے کسی کو کہ علیؑ سے دوستی نہیں رکھتا ہے تو جانتے تھے کہ یہ راہ راست پر نہیں ہے اور رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ اے علیؑ نہیں دوست رکھتا ہے تجھکو مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھتا ہے تجھ سے مگر منافق اور انس سے روایت ہے کہ بعضے جہاد میں نو آدمی منافقوں میں سے تھے کہ سوار ہوئے جب صبح کو اُٹھے تو ہر ایک کی پیشانی پر لکھا تھا کہ یہ منافق ہے اور اس علامت سے انکو پہچانا اور دوسری روایت میں انس سے منقول ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے کوئی منافق نہ تھا مگر پیغمبر خدا اسکو علامت اور لحن قول سے پہچانتے تھے وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے اَعْمَالَكُمْ عملوں تمہارے کو ظاہر کو اور باطن کو سبکو اور موافق اسکے تمکو جزا دیگا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ اور البتہ آزمائینگے ہم تمکو یعنی اگرچہ ہم سب حال کو جانتے ہیں لیکن معاملہ آزمانیوالوں کا سا تمسے ہم امر جہاد میں کرینگے حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ یہاں تک کہ جانیں ہم جہاد کرنیوالوں کو تم میں سے وَالصّٰبِرِیْنَ اور صبر کرنیوالوں جہاد کی مشقت میں کہ معلوم ہو کہ کون جہاد اور صبر کرتا ہے اور کون ایسا نہیں ہے وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ اور آزمائیں ہم خبروں تمہاری سے یعنی معاملہ آزمانے والوں کا سا کریں ہم خبروں تمہاری سے یعنی ان چیزوں سے کہ صادر ہوتی ہیں ہم تمسے ایمان کے مقدمہ میں اور مومنین کو دوستی کرنے میں تاکہ تمہارا سچ اور جھوٹ معلوم ہو اور ابو بکر نے تینوں فعلوں کو غائب کا صیغہ پڑھا ہے اور یہی منقول ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ یعنی البتہ آزمائیگا خدائے تعالےٰ تمکو یہانتک کہ جہاد کرنیوالوں کو تم میں سے اور صبر کرنیوالوں کو اور آزمائے خبروں تمہاری کو اور یعقوب نے نبلو پڑھا ہے سکون واو سے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے وَصَدُّوْا اور بند کیا ہے انھوں نے لوگوں کو عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ راہ خدا کی کہ دین اسلام ہے اور لوگوں کو بہکا کر اسلام قبول کرنے نہیں دیا ہے وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ اور مخالفت کی ہے انھوں نے رسول کی اور دشمنی ان سے رکھی ہے مِنْۢ بَعْدِ مَا

ع ۹

تَبَیَّنَ لَهُمُ پیچھے اس سے کہ ظاہر ہوئی واسطے انکے الْهُدَی ہدایت اور راہ راست کہ توریت میں اُنھوں نے پڑھا تھا اور دیا یہ کہ معجزات روشن اُنھوں نے دیکھے اور وہ کفار قریش ہیں اور رئیس قوم قریش کے اور وہ لوگونکو راہ خدا کی بند کرتے تھے لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ ہرگز نہ ضرر پہنچا سکینگے خدا کو شَیْـًٔا کچھ بلکہ بدی انکے کفر کی انہیں کی طرف پھریگی وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ اور قریب ہے کہ باطل کرے گا خدا اعمال اُن کے کو اور نیست و نابود کرے گا اور انکی عبادت کے عوض میں کچھ ثواب نہ دیگا بسبب ترک کرنے ایمان کے اور نہ عمل کرنے ان چیزونکے کہ ایمان کو لازم ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو۔ اَطِیْعُوا اللّٰهَ فرمانبرداری کرو تم خدا کی کہ جس چیز کہ کرنیکا تمکو حکم دیوے یا منع کرے اسکے فرمانیکے موافق کرو وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور فرمانبرداری کرو تم پیغمبر کی کہ جو کچھ تمکو وہ حکم دیوے اُسکے موافق کرو وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ اور نہ باطل کرو تم عملوں اپنے کو ریا کر کے اور اپنے عمل پر نازاں ہوکے اور تکبر کر کے اور راہ خدا میں کسی کو کچھ دو تو اپنا احسان اسپر مت جتلاؤ اور نہ اسکو ایذا دو کہ اس سے بھی عمل باطل ہوتا ہے اور ثواب اسکا کچھ نہیں ہوتا اور نماز کی نیت کر کے ہر ایک امر پر اسکو توڑو نہیں مگر جس امر پر کہ توڑنیکا حکم ہے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تحقیق جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے وَصَدُّوْا اور بند کیا ہے اُنھوں نے لوگونکو عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ راہ خدا سے کہ وہ راہ اسلام کی ہے ثُمَّ مَاتُوْا پھر مر گئے وہ وَهُمْ كُفَّارٌ اور حال یہ ہے کہ وہ کافر تھے تو فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ پس ہرگز نہ بخشش کریگا خدا واسطے انکے کبھی فَلَا تَهِنُوْا پس سستی کرو تم اے مومنین کفار سے لڑنے میں وَتَدْعُوْۤا اور نہ بلاؤ تم انکو اِلَى السَّلْمِ ﳓ طرف صلح کے اس واسطے کہ صلح کا طالب ہونا دلالت کرتا ہے عاجزی اور نامردی پر وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﳓ اور حال یہ ہے کہ تم بلند تر اور غالب ہو اور کفار مغلوب ہیں وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اور خدا ہمراہ تمہارے ہے یاری اور مدد کرنیکو دشمنوں پر وَلَنْ یَّتِرَكُمْ اور ہرگز نہ نقص کریگا تمسے اَعْمَالَكُمْ عملوں تمہارے کو کہ تمہارے عمل کے ثواب میں کمی کرے ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ عمل سے زیادہ دیتا ہے خدا کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب بلکہ اس سے زیادہ یہانتک کہ سات سو تک دیتا ہے اور اب عبادت کی رغبت اور طلب آخرت میں فرماتا ہے کہ اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا سوا اس کے نہیں کہ زندگانی دنیا کی لَعِبٌ بازی اور کھیل ہے وَّلَهْوٌ اور مشغول ہونا ہے بیفائدہ چیزوں میں وَاِنْ تُؤْمِنُوْا اور اگر ایمان لاؤ تم خدا تعالیٰ پر اور پیغمبر پر وَتَتَّقُوْا اور پرہیز کرو تم گناہوں سے اور ڈرو تم خدا سے تو یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ دیگا تم کو اجر تمہارا ایمان اور پرہیزگاری کا پورا اور کامل آخرت میں وَلَا یَسْـَٔلْكُمْ اور نہ سوال کرے گا تم سے عوض میں اجر دینے کے اَمْوَالَكُمْ مالوں تمہارے کو اور دیا یہ کہ نہیں سوال کرتا ہے خدا تم سے کل مالوں تمہارے کو بلکہ مال اندک کہ اسکو راہ خدا میں خرچ کرو دسواں حصہ یا بیسواں حصہ یا چالیسواں حصہ اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا اگر سوال کرے تم سے ان مالوں کو کل کو فَیُحْفِكُمْ پس مبالغہ کرے طلب کرنے میں تم سے اور بہت درپے ہوکر سوال کرے تم سے کل کے طلب کرنے میں تَبْخَلُوْا بخیلی کرو تم اور خوشدلی سے اسکو نہ دو تم وَیُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ اور نکالے خدا کینوں تمہارے کو یعنی ظاہر کرے کینوں کو بسبب اس سوال کرنے کے کہ تمہارے دلوں میں ہیں خدا اور رسول کی نسبت هٰۤاَنْتُمْ خبردار ہو تم اے لوگو هٰۤؤُلَآءِ تم وہ گروہ ہو کہ تُدْعَوْنَ بلائے جاتے ہو لِتُنْفِقُوْا خرچ کرو تم فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے کہ زکوٰۃ کو ادا کرو اور دیا یہ کہ جہاد میں خرچ کرو فَمِنْكُمْ پس بعضا تم میں سے مَّنْ یَّبْخَلُ وہ شخص ہے کہ بخیلی کرتا ہے زکوٰۃ دینے میں وَمَنْ یَّبْخَلْ اور جو کوئی کہ بخیلی کرے فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ پس سوا اسکے نہیں کہ بخیلی کرتا ہے جان اپنی سے کہ فائدہ کو اس خرچ کرنے کے اپنی نفس سے منع کرتا ہے اور اسکے ثواب سے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں اپنی جان کو محروم رکھتا ہے اور عذاب عظیم میں گرفتار کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ بخیلی اسکی اس کے نفس کی جانب ہے کہ نفس اسکا راہ خدا میں دینے کو منع کرتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ اور خدا بے نیاز اور بے پروا ہے صدقہ اور خیرات دینے سے اور اسکی راہ میں خرچ کرنے سے وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اور تم محتاج ہو خدا کے کہ ہر چیز اور بخشش اس سے طلب کرتے ہو پس کس واسطے خرچ نہیں کرتے ہو اسکی راہ میں کہ ثواب عظیم اسکی عوض میں پاؤ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا اسکا عطف ہے ان تؤمنوا پر یعنی اور اگر منہ پھیرو تم پھیرنے سے کہ جسکا تمکو حکم ہے تو یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ بدل دیوے گا خدا ایک قوم کو کہ غیر تمہارے ہو وہ قوم اور تمکو ہلاک کرے اور تمہارے بدلے انکو پیدا کرے ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا پس نہ ہوویں وہ قوم اَمْثَالَكُمْ مانند تمہارے بلکہ تم سے زیادہ فرمانبردار ہوں اور بیضاوی اور معالم التنزیل

ع ۱۰

میں لکھا ہے کہ لوگوں نے رسولخدا سے ان زیادہ فرمایا سرداروں کو پوچھا کہ وہ کون ہیں تو حضرت نے دست مبارک سلمان فارسیؓ کے شانہ پر یا ران پر مارا اور فرمایا
کہ یہ اور قوم اسکی اور قسم ہے خدا کی اگر بالفرض ایمان دنیا سے اٹھ جائے یہانتک کہ ثریا سے آمیختہ ہوجائے تو البتہ جماعت فارس کی اس پر ہاتھ ماریں اور اسکو حاصل کریں اسی
طرح حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے سورۃ الفتح یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں انتیس آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا
ہے کہ نگاہ رکھو تم اور حفاظت کرو تم اپنے مالوں کی اور عورتوں کی اور لونڈیوں کے جاتے رہنے سے اور ضائع ہونے سے سورۂ انا فتحنا پڑھ کر اور جانو تم کہ جو کوئی ہمیشہ سورۂ
انا فتحنا کو پڑھے تو ایک آواز کرنیوالا آواز کرے کہ تمام اہل محشر اس آواز کو سنیں کہ اے بندے تو میرا خالص اور خاص بندہ ومیرا ہے اور حکم کرے فرشتوں کو کہ اسکو میرے خاص
اور برگزیدہ بندوں میں شامل کرو اور بہشتوں کی بہشتوں میں اس کو داخل کرو اور شراب مہر کی گئی کا فور سے اسکو سیراب کرو بسم اللہ الرحمن الرحیم انا فتحنا لک
فتحا مبینا۔ تحقیق فتح دی ہمنے واسطے تیرے فتح ظاہر اور مراد اس فتح سے فتح مکہ ہے یعنی مکہ کو فتح کیا ہمنے واسطے تیرے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس فتح سے صلح حدیبیہ
ہے کہ مقدمہ فتح مکہ کا ہے اور کیفیت اسکی یہ ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال میں جناب رسولخدا نے خواب میں دیکھا کہ ہمراہ ایک جماعت اصحاب کے بحکم خدا مکہ کو گئے
اور طواف خانہ کعبہ کا کیا اور اعمال عمرہ کے بجا لائے حضرت نے اس خواب کو اصحاب کے روبرو بیان کیا اصحاب نے یہ سنکر تصور کیا کہ تعبیر اس خواب کی اس سال میں واقع
ہوگی اور حضرت نے سامان سفر تیار کیا واسطے روانگی مکہ کے اور اصحاب کو حکم روانگی کا دیا اور اسی سال میں غرۂ ذیقعد کو مدینہ سے باہر نکلے اور روانہ ہوئے
اور جس وقت ذوالحلیفہ پر پہنچے تو احرام عمرہ کا باندھا اور اونٹ قربانی کا ہر ایک نے اپنے ہمراہ ہانکا اور رسول خدا نے چھیاسٹھ یا ستر اونٹ ہمراہ اپنے لئے
اور جسوقت مشرکوں کو خبر حضرت کے تشریف لانے کی پہنچی تو انھوں نے خالد بن ولید کو مع دوسو سوار کے حضرت کے مقابلہ کو بھیجا اور رسولخدا مقام حدیبیہ میں پہنچے
کہ وہ حرم کے ایک طرف ہے اور مشرکین مکہ سے باہر نکل کر بلدج میں جمع ہوئے اور مشرکین کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی چند آدمیوں سمیت رسولخدا کے پاس آیا تاکہ باعث
حضرت کی علت آمد ورفت کا معلوم کرے اور جس وقت اسکو معلوم ہوا کہ حضرت لڑنیکے واسطے نہیں آئے ہیں تو وہ الٹا پھر گیا اور قریش سے بیان کیا کہ وہ لڑائی کو واسطے نہیں آئے
بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت کے واسطے آئے ہیں اور قریش جاہلیت کی غیرت سے راضی نہوئے کہ رسولخدا مع اپنی اصحاب کے مکہ میں داخل ہوں کہتے ہیں کہ رسولخدا نے عثمان کو اپنی
طرف سے بھیجا تاکہ قریش کو راضی کرے قریش نے اسکو قید کیا اور اصحاب میں اسکا قتل ہونا مشہور ہوا اسواسطے بیعت رضوان واقع ہوئی چنانچہ ذکر اسکا بعد اسکے آئیگا اور تفصیل
صلح حدیبیہ کی حضرت امیر المومنینؑ سے اسطرح نقل کرتے ہیں کہ سید عالم صلعم نے بقصد عمرہ مع سات سو اصحاب کے مکہ کو کوچ کیا اور جس وقت ذوالحلیفہ پر پہنچے
تو احرام عمرہ کا باندھا اور اونٹ قربانی کے ہمراہ لئے اور اسجگہ سے ایک جاسوس بنی خزاعہ میں سے مکہ کو روانہ ہوئے تاکہ احوال قریش کا دریافت کرے اور
جس وقت کہ حضرت غدیر اشطاط پر پہنچے کہ وہ قریب کوہ عسفان کے ہے تو وہ جاسوس آیا اور کہا کہ رئیس قریش کے مثل کعب بن لوی اور عامر بن لوی وغیرہ
نے ہر قسم کے آدمیوں کو جمع کیا ہے تاکہ تم سے جنگ کریں اور یا تمکو مکہ کے داخل ہونے اور زیارت خانہ کعبہ سے منع کریں اور رسولخدا نے بطور مشورہ کے اصحاب سے
پوچھا کہ اے تمہاری اس میں کیا ہے اگر تم خود قتل کرو گے یا جو کوئی تم سے ارادہ لڑنیکا کرے اس پر جہاد کروگے اصحاب نے عرض کی کہ رائے حضرت کی نیکی پر
ہے لیکن ہم لڑنیکو نہیں آئے بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں دوسری صورت ہی بہتر ہے کہ اگر کوئی ہمسے جنگ کرنا چاہیگا تو ہم اس سے لڑینگے اور غرض
رسول خدا کی اس مشورہ سے یہ تھی کہ رائے اصحاب کی معلوم کریں اور نہیں تو حضرت رائے نیک ہی خود واقف تھے اور اسوقت اصحاب سے فرمایا کہ روانہ ہو تم
جس وقت کوہ عسفان پر پہنچے تو بشر بن سفیان کعبی مکہ سے آیا تھا حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسولخدا قریش تمہاری دشمنی میں متفق الکلمہ ہو رہے ہیں مکہ میں تمکو نہ جانے
دیں گے اور خالد بن ولید مع ایک جماعت ہمراہیوں کے کراع الغمیم پر پڑا ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر انکو مجھپر غلبہ ہوتا تو مراد انکی حاصل ہوتی قسم ہے خدا کی
اگر وہ میرے ساتھ بدسلوکی کریں تو بمدد خدا ان سے جنگ کروں اور سبکو مغلوب کروں اور فرمایا کہ کون ہے تم میں سے کہ مجھکو اس راہ سے پیچلے کہ وہ گذرانکی
ہے ایک مرد اسلمی نے کہا کہ میں تمکو راہ دشوار سے انکے پاس پہنچاؤں حضرت نے فرمایا کہ چلو اصحاب روانہ ہوئے اور دشوار مقاموں کو جس وقت طے کیا اور زمین برابر میں پہنچے
تو حضرت نے فرمایا کہ کہو نستغفر اللہ ونتوب الیہ سب اصحاب نے یہ کلمہ زبان پر جاری کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ خطبہ وہی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے پیش کیا تھا اور انھوں نے اسکو قبول
نہ کیا تھا اور فرمایا کہ دست راست کو چلو پس اصحاب دست راست کو پھر گئے اور جس وقت ثنیۃ المرار پر پہنچے قریب حدیبیہ کے تو ناقہ حضرت کا بیٹھ گیا

وہاں لیٹ گیا اور ایک کنواں کہ نہایت کم پانی رکھتا تھا وہاں حضرت نے مقام کیا اور حضرت کے قدم کی برکت سے پانی اس کنوئیں میں کثرت سے ہو گیا اور بعد اسکے بدیل بن ورقا
خزاعی ایک جماعت خزاعہ کو ہمراہ لیکر پہنچا اور کہا کہ یا رسول خدا کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے لشکر جمع کیا ہے اس ارادہ سے کہ وہ تمکو مسجد الحرام میں جانے نہ دیویں
حضرت نے فرمایا کہ میں کسی سے لڑنیکو نہیں آیا ہوں بلکہ قصد زیارت کا رکھتا ہوں قسم ہے خدا کی آنا ان کا باعث انکے عذاب اور بربادی کا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ان سے
صلح کروں ایک مدت معین تک کہ نہ مجھکو انکے ساتھ کوئی جھگڑا ہو اور نہ بیر رکھے ہوں اگر اس مدت میں اسلام کو قبول کریں مناسب ہے کہ یہی مراد ہماری ہے اور جو نہیں
تو فراغت اور امن سے اپنے گھروں میں آرام کریں اور اگر ایسا نہ کریں تو قسم ہے خدا کی میں انسے جنگ کروں یہانتک کہ خدا مجھکو ان پر فتح دیوے اور یا جو کچھ کہ حکم خدا ہے وہ مجھ پر
جاری ہو بدیل نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور اس کلام کی انکو خبر کرتا ہوں اور دیکھونگا کہ اس مقدمہ میں وہ کیا کہتے ہیں انہوں نے گفتگو کی قریش کو جاکر خبر کی عروہ بن مسعود ثقفی
اٹھا اور قریش سے کہا کہ یہ مرد وہ بات کہتا ہے کہ جسمیں تمہاری خیر ہے اگر اس امر کو قبول کرو تو یہ مراد میری ہے اور جو نہیں تو مجھکو محمد کے پاس بھیجو تاکہ میں بھی اس سے کچھ کہوں ان لوگوں نے اسکو
حضرت کے پاس بھیجا اور حضرت نے جو کچھ بدیل سے کہا تھا وہی اسکو بھی فرمایا عروہ نے کہا کہ اے محمد قسم ہے خدا کی میں تیرے گرد ایسے آدمی دیکھتا ہوں کہ وقت لڑائی کے وہ بھاگ جاینگے
اور تمہارا ساتھ چھوڑینگے ابوبکر نے اسکو دشنام دہی کی اور کہا کہ کیا ہم ایسے ہیں کہ رسول خدا کو تنہا چھوڑکر بھاگ جاوینگے عروہ نے پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے لوگوں نے کہا کہ ابوبکر بن قحافہ ہے کہا کہ اگر تو نے پیشتر ایک
کام میرے ہمراہ نہ کیا ہوتا کہ ہنوز اسکا عوض تجھکو نہیں پہنچایا ہے تو البتہ میں تجھکو اسکا جواب دیتا اور عروہ جس وقت بات کرتا تھا اپنا ہاتھ حضرت کے منہ تک لیجاتا تھا مغیرہ
بن شعبہ نے خود سر پر رکھا تھا اور تلوار گردن میں ڈال رکھا تھا اور اسکے سر کے نیچے کھڑا تھا جس وقت عروہ حضرت کے منہ کی طرف ہاتھ دراز کرتا تو مغیرہ قبضہ
تلوار کا اسکے ہاتھ پر مارتا اور کہتا کہ ہاتھ اپنا تو اپنی طرف کو رکھ اور بے ادبی کو ترک کر نہیں تو ہاتھ تیرا تلوار سے قطع کر ڈالونگا اسنے پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے لوگوں
نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ ہے عروہ نے مغیرہ کو ملامت کرکے کہا کہ اے مغیرہ تو وہ نہیں ہے کہ جسنے خیانت کی تھی اور یہ اسواسطے کہا کہ مغیرہ نے ایام جاہلیت میں ایک قوم کی
مصاحبت کی تھی اور آخر کو مال انکا لے لیا اور انکو قتل کیا اور بعد اسکے رسول خدا کے پاس جاکر مسلمان ہو گیا اور حضرت نے فرمایا کہ میں نے تیرے اسلام کو قبول کیا اور عروہ
نے دیکھا کہ اصحاب حضرت کے خدمتگاری میں حضرت کے مستعد رہتے ہیں اور جو کچھ حضرت حکم کرتے ہیں اسیوقت بجا لاتے ہیں اور مثل خادموں اور چاکروں کے دست بستہ
کھڑے رہتے ہیں اور نہایت خوف اور ادب سے وقت کلام کرنیکے حضرت کے منہ کی طرف نگاہ نہیں کرتے ہیں اور آہستہ اور نرمی سے بات کرتے ہیں اور جسجگہ کہ حضرت
وضو کرتے ہیں یا تھوکتے ہیں ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھکر اسکو اٹھاتے ہیں اور اس تھوک اور آب دہن کو تبرک جانکر اپنے منہ پر ملتے ہیں جس وقت عروہ نے
اس طرح سے تعظیم اور محبت حضرت کی انکو کرتے ہوئے دیکھا تو وہاں سے روانہ ہوا اور قریش سے جاکر کہا کہ اے قوم میں نے بادشاہ دنیا کے بہت دیکھے ہیں مانند
قیصر روم اور کسریٰ فارس اور نجاشی حبشہ کے قسم ہے خدا کی کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ قوم اسکی مثل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمانبرداری اس
کی کرتی ہو اور کچھ کہ فرمانبرداری اور چاکری اور محبت اور وفاداری اصحاب کی دیکھی تھی قریش کے روبرو بیان کی اور کہا کہ ایسا بادشاہ جلیل القدر
تمسے درخواست صلح کی کرتا ہے اسکو قبول کرو ایک مرد نے کنانہ میں سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور میں سلوک صحابہ کا محمد کے ساتھ دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ جا جس وقت
وہ حضرت کے پاس پہنچا تو فرمایا حضرت نے اصحاب سے کہ یہ فلانا آدمی فلانی قوم کا ہے جو کہ تعظیم حج کی اور قربانی کی کرتے ہیں لبیک کہتے ہوئے اسکی پیشوائی کو جاؤ اور
اور اونٹ قربانی کے ہمراہ لیجاؤ انھوں نے ایسا ہی کیا اس مرد نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ سبحان اللہ ایسی قوم کو خانہ خدا سے کس واسطے منع کرتے ہیں پس وہ شخص
پھر گیا اور صلح کی رغبت اپنی قوم کو دلائی انھوں نے حلیس بن علقمہ کو بھیجا اور وہ ہر قوم کے آمیختہ آدمیوں کا سردار تھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ آدمی
عبادت کرنیوالی قوم میں سے ہے قربانی کو اسکے آگے لیجاؤ جس وقت قربانیکو اور اونٹوں کو اسنے دیکھا تو کہا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور قریش کی طرف پھر گیا اور
اس حال کو اسنے جاکر بیان کیا اور بعد اسکے مکران بن حفص قریش سے اذن لیکر حضرت کے پاس آیا اور حضرت نے اسکو دیکھا تو فرمایا کہ یہ مکران ہے کہ جو فاسق اور
فاجر مشہور ہے اور حضرت سے وہ شخص گفتگو کرنے لگا اور بعد اسکے سہیل بن عمرو پہنچا اور حضرت سے عرض کی کہ کام تمپر آسان ہو گیا اسواسطے کہ قوم تمسے صلح طلب کرتی ہے اور سہیل
نے کہا کہ میں قریش کیجانب سے آیا ہوں تاکہ تمسے صلح کروں عہدنامہ تمسے لکھواؤں رسول خدا نے امیر المومنین کو طلب کیا اور صلحنامہ کا مضمون بیان کیا امیر المومنین
نے موافق ارشاد حضرت کے لکھنا صلحنامہ کا شروع کیا اور اول میں اسکی بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے اور یہ نوشتہ ہمارے اور

تیرے درمیان ہی اسمیں وہ چیز چاہیے کہ جسکو ہم جانتے ہوں کہا کہ بسمک اللھم لکھ مسلمانوں نے کہا کہ ہم بسم اللہ کو ترک نہیں کر سکتے حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ جو کچھ سہیل کہتا ہے وہ لکھ تو امیر المومنینؑ نے وہی لکھا جو کہ سہیل نے کہا تھا اور بعد اسکے حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ لکھ ہذا ما قضیٰ علیہ محمد رسول اللہ - کہا سہیل نے کہ اگر ہم تجھکو رسول جانتے تو ہرگز تجھ سے جھگڑا نہ کرتے اور خانہ کعبہ سے تجھکو منع نہ کرتے حضرتؐ نے فرمایا کہ میں رسول خدا کا ہوں اگرچہ تم مجھکو جھٹلاؤ اور فرمایا کہ اے علیؑ رسول اللہ کا لفظ اسمیں سے مٹا دے حضرت امیرؑ نے عرض کی یا رسول خدا ہاتھ میرا رسول کے مٹانے پر جاری نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ میں حضرت کی نبی ہونے پر ایمان لایا ہوں تو کلمہ میرا ہاتھ سے نہیں مٹ سکتا حضرتؐ نے صلحنامہ کو امیر المومنینؑ کے ہاتھ سے لیکر رسول کا لفظ اسمیں سے مٹا دیا اور لکھا کہ ہذا ما قضیٰ محمد ابن عبد اللہ یعنی یہ وہ ہے کہ حکم کیا محمدؐ پسر عبد اللہ نے اور اسمیں تحریر کیا کہ دو سال تک جانبین میں لڑائی نہو اور اس عرصہ میں محمدؐ کے اصحاب میں سے جو کوئی واسطے حج اور عمرہ کے یا واسطے تجارت کے مکہ میں آوے وہ اپنی جان اور مال سے امن میں ہے اور جو کوئی قریش کا آدمی مدینہ میں آوے اور وہاں سے مصر اور شام کو جاوے وہ بھی امن میں ہو اور جو کوئی آدمی انکا اس مدت میں مسلمانوں کے پاس جاوے تو اسکو واپس کر دیں اور مسلمانوں میں سے جو کوئی انکے پاس چلا جاوے تو وہ واپس نہ کریں یہ شرط مسلمانوں کو بہت ناگوار اور دشوار معلوم ہوئی حضرتؐ نے فرمایا کہ اس بحث سے درگذرو اور جو کوئی ہم میں سے انکی جانب چلا جاوے وہ رحمت خدا سے دور رہا اور لائق غضب الٰہی کے ہے اور جو کوئی انکا ہمارے پاس آوے ہم اسکو انکی طرف واپس کر دیں پس اگر علم خدا متعلق ایمان انکے ہے تو اسکو باہر نکالدیگا اور کفار کے ہاتھ سے اسکو نجات دیگا اور یہ بھی اسمیں لکھا کہ جو کوئی چاہے محمدؐ کے عہد میں آجاوے اور جو کوئی چاہے انکے عہد میں چلا جاوے بنو خزاعہ اس وقت اٹھے اور کہا کہ ہم محمدؐ کے عہد میں ہیں اور بنو بکر نے کہا کہ ہم قریش کے عہد میں ہیں اور رسول خدا نے فرمایا کہ ہمکو اجازت دو کہ خانہ کعبہ کی طواف کو ہم روانہ ہوں سہیل نے کہا کہ اس سال زیارت کعبہ کو موقوف رکھو اور مکہ میں ہمارے ہمراہ نہ جاؤ اور سال آیندہ میں ہم تین روز مکہ کو خالی کر دینگے تم بدون ہتیار رکھے مکہ میں داخل ہونا اور اب تم ہتیار انکو باندھ کے اور قربانی کے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلے آؤ جہانتک کہ ہم تمکو آنے دیویں اسیجگہ قربانی کو ذبح کرو اور وہاں سے الٹے چلے جاؤ حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ قربانیکے اونٹوں کو ہانکو اصحاب نے اونٹوں کو ہانکا اور قریش کے آدمیوں نے درمیان راہ کے انکو کھڑا دیا اور آگے کو نہ جانے دیا اور صلحنامہ تمام ہوا اور دونوں طرف کے گواہوں نے اپنی گواہی اسپر لکھی اور حضرتؐ نے فرمایا کہ قربانی کو یہاں ذبح کرو اور سر انکو اپنے منڈواؤ کسی نے حضرتؐ کے کہنے پر عمل نہ کیا دوسری بار حضرتؐ نے پھر فرمایا کسی نے کہنا نہ مانا حضرتؐ غضبناک ہوئے اور ام سلمہ کے خیمہ میں تشریف لیگئے اور اصحاب کی فرمانبرداری نہ کرنیسے ام سلمہ کو مطلع کیا ام سلمہ نے عرض کی کہ آپ ان سے کچھ نفرمائیں اپنے اونٹوں کو حضرت ذبح کریں اور اپنے سر کو منڈائیں حضرت خیمہ سے باہر نکلے اور اونٹ اپنے ذبح کیے اور سر کو منڈوایا اور اصحاب سے کچھ نہ فرمایا اصحاب نے جس وقت دیکھا کہ حضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے اونٹ ذبح کیے ہیں اسی وقت سب اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور سر منڈوائے اور بعضوں نے منڈوانیکی عوض تھوڑے بال کتر لیے اور سر کو نہ منڈوایا اور رسولخدا کی فرمانبرداری نہ کرنیسے پشیمان ہوئے حضرتؐ نے فرمایا کہ رحم کرے خدا سر کے منڈوانے والوں کو لوگوں نے عرض کی یا رسولخدا بالوں کے کترنیوالوں کو بھی؟ پھر فرمایا کہ رحم کرے خدا سر کے منڈوانے والوں کو لوگوں نے عرض کی کہ بالوں کے کترنیوالوں کو پھر سر کے منڈوانے والوں کے واسطے فرمایا کہ خدا انپر رحم کرے اور بالونکے کترنیوالونکے واسطے بھی لوگوں نے پوچھا کہ یا رسولخدا حضرتؐ نے سر کے منڈوانے والونکے واسطے تین مرتبہ فرمایا کہ خدا انپر رحم کرے اور بالونکے تراشنے والونکو نہیں فرمایا مگر ایکمرتبہ فرمایا کہ سر کے منڈوانے والونکو یقین تھا اور بالونکے کترنے والونکو شک تھا اور رسولخدا مدینہ کو تشریف لے گئے اور منقول ہے کہ جسوقت یہ صلحنامہ لکھا گیا کہ اس سال مکہ میں نہ جاویں اور سال آیندہ میں طواف کریں صلحنامہ حضرت کا اصحاب کو پسند نہ آیا علی الخصوص عمر بن الخطاب کہ رسولخدا سے کہتے تھے کہ ہم حق پر ہیں اور تمہارے دشمن باطل پر فرمایا کہ ہاں عمر نے کہا کہ تو ہمارے دین کو ذلیل و خوار کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اور وعدہ میں اسکے ہرگز خلاف نہیں ہے عمر نے کہا کہ کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ ہم طواف کرینگے اور سر منڈائینگے اور مسجد الحرام میں داخل ہونگے حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اس سال کو نہیں کہا تھا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل ہونگے مسجد الحرام میں کہا تھا اور اگر اس سال میں داخل نہیں ہوئے تو سال آیندہ میں داخل ہونگے اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ عمر نے کہا کہ امر عظیم اسروز میرے دل میں داخل ہوا یعنی نبوت میں شک کیا اور شمس الدین جیہیہ نے کتاب زاد المعاد میں لکھا ہے کہ عمر نے کہا کہ قسم ہے خدا کی نہیں شک کیا میں نے جسروز سے ایمان لایا ہوں مگر اسدن کہ میں نے پیغمبر سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا تو پیغمبر خدا کا نہیں ہے فرمایا کہ ہاں میں پیغمبر حق ہوں اور مفتاح الفتوح میں لکھا ہے کہ عمر سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا کہ بتحقیق شک کیا میں نے ایسا شک کہ جس وقت سے مسلمان ہوا ہوں ایسا شک کبھی نہیں کیا تھا اور اگر میں آدمی پاتا اور ایک روایت میں ہے کہ ستر آدمی پاتا تو قریش سے جنگ کرتا اور صلح کو بگاڑ دیتا اور بعد اسکے بندونکو آزاد کرتا اور

حضرت عمر کی پیغمبری میں شک لانے کا ذکر

حدیبیہ کو روزہ رکھتا جس وقت کہ داخل ہوا اس روز شک میں دلمیں اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے بہت امر عجیب ظاہر ہوئے صلح حدیبیہ اور … إِنَّا فَتَحْنَا الی آخرہ
کی انگلیوں سے اور فتح ہونا مکہ کا اور فتح ہونا خیبر کا اور فتح پانا رومیوں کا فارسیوں پر اور اہل کتاب کا مشرکوں پر پس خدا فرماتا ہے کہ تحقیق کہ فتح دی ہم نے واسطے تیرے فتح ظاہر لِيَغْفِرَ
لَكَ اللَّهُ تاکہ بخشے واسطے تیرے خدا مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ جو کچھ کہ مقدم ہوا ہے اور پہلے گزرا ہے گناہ تیرے سے وَمَا تَأَخَّرَ اور جو کچھ پیچھے ہوا ہے …
یعنی خدا جہاد کے اور کفار کے دفع کرنیکی جہت سے کہ سبب فتح کا ہے بخشے گناہ تیرے کہ مراد گناہ سے ترک کرنا اولی الامر کا ہے اس واسطے کہ پیغمبر معصوم ہے اور ان سے کوئی
صادر نہیں ہوتا پس مراد گناہ سے ترک کرنا اولی امر کا ہے اور یا مراد امت کے گناہ ہیں اور روایت اہلبیت میں یوں ہے کہ مراد اس گناہ سے جو بخشا گیا شیعوں کے گناہ ہیں
چنانچہ حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ رسول خدا نے کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ کبھی ارادہ گناہ کا کیا لیکن خدا نے جناب امیر کے شیعوں کے گناہ … حوالے حضرت کے
کرکے انکو بخشا اور بعضے علما فرماتے ہیں کہ خطاب اس آیت میں حضرت کی طرف ہے اور مراد اس سے امت کے آدمی ہیں یا امت کے لوگ … گناہ بخشے اور قرآن
میں اکثر ایسی آیتیں ہیں کہ انمیں خطاب رسول خدا کی طرف ہے اور مراد امت کے آدمی ہیں اور حضرت امام رضا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ مکہ کے مشرکوں
کے نزدیک رسول خدا کے برابر کوئی شخص زیادہ گناہگار نہ تھا اس واسطے کہ وہ سوا خدا کے تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور جس وقت رسول خدا پیغمبر ہوئے
اور خدا کی توحید کی طرف ان لوگونکو بلایا تو انکو یہ امر بہت برا معلوم ہوا اور کہا کہ بہت سے معبودونکو ایک معبود مقرر کرتا ہے پس جسوقت رسول خدا نے مکہ کو فتح کیا
خدا نے فرمایا کہ اے محمد تحقیق ہم نے فتح دی واسطے تیرے فتح ظاہر تاکہ بخشے خدا واسطے تیرے جو کچھ کہ پہلے گذرا ہے گناہ تیرا اور جو کچھ کہ پیچھے ہوا مکہ کے مشرکونکے نزدیک
بسبب بلانے تیرے کے طرف توحید خدا کے پہلے اور پیچھے اس واسطے کہ مکہ کے مشرکین بعضے تو ایمان لائے تھے اور بعضے مکہ سے باہر نکل گئے تھے اور جو کوئی کہ مکہ میں باقی رہا
تھا وہ انکار توحید کا نہیں کرسکتا تھا جس وقت وہ حضرت آدمیونکو توحید کی طرف بلاتے تھے اور انکے نزدیک گناہ حضرت کا بخشا گیا تھا جسوقت حضرت انپر غالب ہوئے
پس اس گناہ کا رسول خدا کے خدا نے ذکر کیا ہے کہ وہ گناہ جو تیرا انکے مشرکونکے نزدیک تھا وہ بعد فتح مکہ کے انکے نزدیک بخشا گیا اور دوسری روایت میں بھی ائمہ معصومین
علیہم السلام سے ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ تاکہ بخشے خدا گناہ تیرا پہلا اور پچھلا جو کہ مکہ والونکے نزدیک ہے پہلے ہجرت سے اور بعد ہجرت کے اس واسطے کہ جس وقت تو نے مکہ کو
فتح کیا بدون قتل کے اور نہ مواخذہ کیا تو نے انکی عداوت کا اور اس جنگ کا کہ پہلے اس سے انھوں نے تجھسے کیا ہے تو انھوں نے تیرے گناہ کو بخشدیا جو کہ
انکے اعتقاد میں تیرا گناہ تھا اور جو کچھ کہ انکی عداوت کے مقابلہ میں تیری عداوت تھی جس وقت کہ انھوں نے دیکھا تو حاکم اور قادر ہوگیا اور بعضے علما
ہمارے کہتے ہیں کہ ذنب کا لفظ مصدر ہے اور اضافت اسکی جیسے کہ فاعل کی طرف جائز ہے ویسے ہی مفعول کی طرف بھی جائز ہے اور یہاں اضافت ذنب کی مفعول کی طرف ہے اور
مغفرت کے معنی ازالہ اور دور کرنے کے ہیں یعنی تاکہ دور کرے خدا جو کچھ کہ پہلے گزرا ہے گناہ کرنا انکا تیری ذات پر کہ تجھکو انھوں نے مکہ سے نکالا یا … آزار
دیکر اور جو کچھ کہ پیچھے ہوا ہے گناہ تیرا اسلئے کہ تجھکو مکہ میں واسطے طواف کے آنے نہ دیا اور کعبہ کی زیارت سے منع کیا اس واسطے کہ جسوقت مکہ مفتوح ہوا تو جو گناہ کہ
وہ لوگ حضرت کی نسبت کرتے تھے اور حضرت کو آزار دیتے تھے وہ سب دور ہوگئے اور مخالفین کے علما وہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جو مخالف ہیں حضرت کی عصمت کے … ہیں
کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ تاکہ بخشے خدا واسطے تیرے گناہ تیرے کو جو کہ پہلے نبوت سے ہیں اور جو کہ بعد نبوت کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں جو گناہ کہ پہلے فتح کے ہوا ہے اور جو گناہ
کہ بعد فتح کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں جو گناہ کہ واقع ہوا ہے اور جو گناہ کہ واقع ہوگا وہ بخشا جاوے گا اور بعضے کہتے ہیں کہ جو گناہ کہ تیرے باپ اور ماں اور آدم و حوا سے
پہلے ہوا ہے وہ تیرے قدم کی برکت سے بخشا جاویگا اور جو گناہ کہ پیچھے اس کے تیری امت سے ہوا ہے وہ بخشا جاویگا لیکن آدم اور ہمارے پیغمبر میں باعتبار نبوت کے کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ
گناہ آدم کا ہے ویسا ہی گناہ ہمارے پیغمبر کا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَيُتِمَّ اور تمام کرے خدا اپنے فضل و کرم عام سے نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ نعمت اپنی کو اوپر تیرے دنیا
میں تو دشمنوں پر تیری نصرت کرکے اور قیامت تک تیری شرع کو باقی رکھ کر اور نبوت کو تجھ پر ختم کرکے اور دین اسلام اور کلمہ حق کو غالب کرکے اور آخرت میں
تیرے درجے اور مرتبے بلند کرکے اور تیری شفاعت تیری امت کے مومنین کے حق میں قبول کرکے وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا اور دکھلائے تجھکو راہ سیدھی احکام کے
پہنچانے میں اور ریاست کے طریقونکو قائم کرنے میں اور رہنما کہ ثابت رکھے تجھکو راہ سیدھی پر جو کہ بہشت کی طرف پہنچانیوالی ہے وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ اور مدد کرے تیری خدا
نَصْرًا عَزِيزًا مدد غالب والی اور غالب کرنیوالی کہ جس میں عزت ہو اس شخص کی جسکی مدد کرے اور کہتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا حدیبیہ سے صلح کرکے پھرے تو راہ میں ایک شخص

نے اصحاب میں سے کہا کہ یہ کیا فتح ہے کہ ہمکو بیت الحرام سے منع کیا اور ہماری قربانی کو اسکے محل پر نہ جانے دیا رسول خدا کو اسکی گفتگو کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ یہ بات بد ہے کہ
کہ اس شخص نے کہی ہے اور ایسا نہیں ہے کہ جو کہتا ہے بلکہ یہ فتح بہت بڑی فتح ہے اسواسطے کہ مشرکین اپنے مرتبہ کی شوکت سے گر کے طالب صلح کے ہوئے اور عاجز ہو کر انھوں نے
امان تم سے چاہی اسلیے خدا فرماتا ہے کہ هُوَ الَّذِیْٓ وہ خدا وہ شخص ہے کہ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ نازل کیا اسنے تسکین کو فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ بیچ دلوں مومنین
کے اور وہ مومنین وہ تھے کہ جن لوگوں نے رسول خدا کی مخالفت نہیں کی اور صلح کا انکار نہیں کیا اور صلح کے مقدمہ میں حضرت پر اعتراض نہیں کیا ان لوگوں کو نہیں
فتح ہونیکی وہ دلیلیں نہیں کہ جسکی جہت سے انکو اطمینان تھا اور سوائے انکے اوروں کے دلوں میں شک اور شبہہ تھا اور دلوں کو انکے یقین اور اطمینان حاصل تھا بلکہ فتح اور نصرت کی [illegible] میں
تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد سکینہ سے علامتیں ہیں مومنین کی نصرت کی اعدائے دین پر کہ جو باعث تھی انکے قدم مضبوط ثابت رہنے کی لِیَزْدَادُوْٓا تاکہ زیادہ کریں وہ مومنین
اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ایمان کو ساتھ ایمان اپنے کے بسبب مضبوطی اعتقاد اور اطمینان خاطر کے اور یقین پر یقین انکا زیادہ ہو ابن عباس سے منقول ہے کہ جو
چیز کہ پیغمبر [illegible] پہلے اپنی امت کے پاس لایا وہ توحید خدا کی تھی جس وقت لوگ توحید پر ایمان لائے اور خدا کو ایک جانا تو انکو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کیا اور جس وقت نماز و زکوٰۃ
پر ایمان لائے تو انکو حج اور جہاد کا حکم دیا اور بعد اسکے دوستی علی ابن ابیطالب کی ان پر فرض کی ان لوگوں نے ایمان کو ایمان پر زیادہ کیا یہاں تک کہ اپنے ایمان کو علی کی دوستی
سے تازہ کیا اور اب خدا جہاد کی رغبت دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین
کے کہ وہ ملائکہ اور جن اور انسان ہیں پس اے مومنین خدا کی نصرت اور مدد کے ساتھ قوی دل ہو کر جہاد میں کوشش کرو کہ جس کے حکم میں لشکر آسمان اور زمین کا ہے وہ اپنے
دوستوں کو وقت لڑائی اعدا کے بے یار و بے مددگار نہیں چھوڑ دیتا ہے بلکہ اگر مصلحت اور حکمت اسکی تقاضا کرے تو وہ آسمانوں اور زمین کے باشندوں کو واسطے کمک
کے بھیجتا ہے وَکَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا عَلِیْمًا جاننے والا اپنے بندوں کی مصلحت کا حَکِیْمًا حکمت والا کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور یہ بھی
اسکی حکمت میں سے ہے کہ مومنین کے دلوں میں تسکین نازل کی صلح حدیبیہ کے وسیلہ سے اور فتح مکہ کے وعدہ سے لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ تاکہ
داخل کرے مومنین کو اور عورتوں ایمان والیوں کو بسبب مضبوطی اعتقاد کے اس نعمت کی شکر گذاری سے جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری
ہیں نیچے درختوں انکے سے نہریں کہ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ ان کے وَیُکَفِّرَ عَنْهُمْ اور تاکہ پوشیدہ کرے ان سے سَیِّاٰتِهِمْ
برائیوں انکی کو وَکَانَ ذٰلِکَ اور ہے وہ داخل کرنا بہشتوں میں اور پوشیدہ کرنا گناہوں کا عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے فَوْزًا عَظِیْمًا مراد پانا بڑا اس واسطے
کہ کوئی مراد اس سے بہتر نہیں ہے کہ گناہوں سے پاک ہو کر بہشت میں داخل ہو اور لام لیدخل کا انا فتحنا کے نزدیک متعلق ہے وَّیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
اور عذاب کرے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ اور شرک کرنیوالے مردوں کو اور شرک کرنیوالی عورتوں کو الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ اور جو
کہ گمان کرنیوالے ہیں ساتھ خدا کے ظَنَّ السَّوْءِ گمان کرنا بد کہ خدا اپنے حبیب کی مدد نہ کریگا عَلَیْهِمْ اوپر ان گمان بد کرنے والوں کے ہے دَآئِرَةُ السَّوْءِ گردش بدی
کی یعنی گمان بد کہ طرف مسلمانوں کے لیجاتے ہیں وہ طرف انکے پھرتا ہے اور مغلوب ہو کر ہلاک ہوں وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اور غصہ کیا خدا نے اوپر ان کے
وَلَعَنَهُمْ اور لعنت کی انکو اور اپنی رحمت سے ان کو دور کیا وَاَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کیا ہے واسطے انکے جَهَنَّمَ دوزخ کو وَسَآءَتْ اور بری ہے وہ دوزخ
مَصِیْرًا پھرنیکی جگہ اور فرماتا ہے واسطے خوف دلانے انکے واسطے تاکید کے دوسری بار کہ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور واسطے خدا کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے
کہ سب اسکی ملک اور اسکے زیر حکم ہیں پس کفار اور منافقین سے بدلا لینے میں اور سزا دینے میں وہ عاجز نہوگا وَکَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا اور ہے خدا غالب سب پر حَکِیْمًا حکمت والا
ہر امر میں کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور یہ آیت پہلے اس سے مومنین کے ذکر کے متصل تھی واسطے وعدہ نصرت اور فتح مومنین کے اور اس مقام میں
مشرکین اور منافقین کے ذکر میں ہے انکو خوف دلانے اور ڈرانے کے واسطے اور اب اپنے حبیب کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ تحقیق ہمنے بھیجا ہے تجھکو
اے محمد کمال آل رسول اور جو پیغمبر شَاهِدًا گواہ ہونیوالا انکے ایمان اور طاعت اور کفر اور فرمانبرداری پر وَّمُبَشِّرًا اور خوشخبری دینے والا ہے بہشتوں کی اور بلند درجوں کی
انکو نکو واسطے کہ جنھوں نے تیری فرمانبرداری کی ہے سب حکموں میں وَّنَذِیْرًا اور ڈرانیوالا ہے عذاب دردناک سے ان لوگوں کو کہ جو تیرا کہنا نہیں مانتے اور تیری بات کو
رد کرتے ہیں اور یہ خوشخبری اور ڈرانا اس واسطے ہے کہ لِّتُؤْمِنُوْا تاکہ ایمان لاؤ تم اے بندوں خدا کے اور ابن کثیر اور ابو عمرو نے لیؤمنوا پڑھا ہے غائب کا صیغہ

اور بعد اسکے جو تین صیغہ مضارع کے ہیں انکو بھی غائب کے صیغہ سے پڑھا ہے اور باقی کے قاریوں نے مخاطب کے صیغوں سے یعنی تاکہ ایمان لاؤ تم باللہ ورسولہ
ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے کے وتعزروہ اور قوت دو تم اسکو دین کے مقدمہ میں اور اسکی مدد کرو وتوقروہ اور توقیر اور بزرگی کرو تم اسکی ایسے جگہ منزلت اسکی تعظیم
کرو تم وتسبحوہ اور پاکی سے یاد کرو تم اسکو کہ نماز پڑھو اور اسکی یاد میں ہو بکرۃ واصیلا صبح کو اور شام کو اور بعضوں نے کہا ہے صبح سے نماز صبح اور ظہر
اور عصر ہے اور شام سے مراد مغرب اور عشا ہے اور منقول ہے کہ رسول خدا اور مومنین کو کفار نے مکہ میں داخل ہونے سے منع کیا اور خبر عثمان کے قتل ہونیکی حدیبیہ میں
مشہور ہوئی تو رسول خدا نے اصحاب کو بیرحمی باکیلہ کے درخت کے نیچے جمع کیا اور بیعت کرنیکا حکم دیا اصحاب نے نہایت رغبت سے حضرت کے ہاتھ پر اس مطلب سے بیعت کی کہ
ہم تمام عمر حضرت کی بیعت کی رعایت کرینگے اور جہاد سے کبھی بھاگنے کے نہیں اور مومنین نے بخلوص نیت جو بیعت کی تھی اور خدا اس بیعت کے کرنے سے ان سے راضی
ہوا تھا اسواسطے اس بیعت کا نام بیعت رضوان ہے اور اسی درمیان میں یہ آیت نازل ہوئی ان الذین یبایعونک تحقیق جو لوگ کہ بیعت کرتے
ہیں تجھ سے اے محمد اس مقام میں انما یبایعون اللہ سوائے اسکے نہیں کہ بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے اسواسطے کہ مقصود آنحضرت کے رضامندی خدا کی ہے اور
رضامندی اور فرمانبرداری رسول کی بمنزلہ فرمانبرداری خدا کے ہے چنانچہ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی اور جس نے کہ فرمانبرداری کی
پیغمبر کی پس تحقیق کہ فرمانبرداری کی اس نے خدا کی اور فرماتا ہے کہ وقت بیعت کرنے پیغمبر کے ید اللہ فوق ایدیہم ہاتھ خدا کا اوپر ہاتھ
انکے کے ہے یعنی ہاتھ پیغمبر کا کہ ان کے ہاتھوں پر ہے وقت بیعت کرنے کے وہ خدا کے ہاتھ کے حکم میں ہے اسواسطے کہ خدا تو ہاتھ اور پاؤں سے پاک ہے پس ہاتھ رسول خدا
کا بمنزلہ ہاتھ خدا کے ہے اور غرض اس سے یہ تھی کہ عہد کرنا رسول سے عہد کرنا خدا سے ہے اور حضرت امام رضا نے فرمایا ہے کہ کیفیت پیغمبر کے ہاتھ کی انکے ہاتھوں پر
اسطرح سے تھی کہ وہ لوگ اپنا ہاتھ دراز کرتے اور رسول خدا ہاتھ انکا پکڑ لیتے بیعت لیتے تھے یہ ہے قول امام رضا کا اور یہ طریقہ کسی امر کے عہد کرنیکا ہمیشہ سے جاری ہے
اور جسوقت عہد کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اسکو وفا کرینگے اور اپنے عہد سے پھرینگے نہیں اور ابن عباس نے فرمایا کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قوت خدا کی ہے انکے عہد
کے وفا کرنے میں واسطے ثواب آخرت کے اور نصرت پیغمبر کی بالا اور فوق ہے انکی قوت سے عہد کے وفا کرنے میں اور مدد کرنے میں اور جابر بن عبداللہ انصاری
سے منقول ہے کہ اسروز ایکہزار چار سو آدمیوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور خدا اپنے علم سے جو جانتا تھا کہ بیعت کرنیوالوں میں سے کون کون وفا بیعت
کرتا ہے اور جہاد سے بھاگ جاتا ہے اسواسطے بعد اسکے فرمایا کہ فمن نکث پس جو کوئی کہ توڑے بیعت کو کہ جہاد سے بھاگے فانما ینکث
پس سوائے اسکے نہیں کہ توڑتا ہے وہ عہد کو علی نفسہ اوپر نفس اپنے کے کہ ضرر اسکا اسکی جان پر ہے اسواسطے کہ ثواب آخرت سے وہ محروم ہوگا اور عذاب دنیا
میں وہ گرفتار ہوگا اور ویسا ہی ہوا کہ بعضے اصحاب خیبر اور حنین میں سے بھاگے اور جس وقت ہوازن میں سے بھاگے تو حضرت عباس ٹیلہ پر چڑھ کر
باآواز بلند انکو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بیعت رضوان والو کہاں بھاگے جاتے ہو لیکن کوئی پیچھے پھر کر نہیں دیکھتا تھا اور فرماتا ہے خدا کہ ومن اوفی اور جو
کوئی کہ وفا کرے عہد کو اور بھاگے نہیں اور قائم اور ثابت رہے بما عاھد علیہ اللہ ساتھ اس چیز کے کہ عہد کیا ہے اوپر اسکے خدا سے اور حفص نے علیہ کے
ہا کو مضموم پڑھا ہے اور اس قرآت کے بموافق اکثر پڑھتے ہیں اور باقیوں نے ہا کو کسرہ سے پڑھا ہے خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی عہد کو وفا کرے تو فسیؤتیہ
پس قریب ہے کہ دیگا اسکو خدا اجرا عظیما اجر بڑا اور فسیؤتیہ کو اہل عراق نے یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے نون سے پڑھا ہے متکلم کا صیغہ یعنی پس
قریب ہے کہ دینگے ہم اسکو اجر بڑا کہ بہشت میں داخل کرینگے اور درجے اسکے بلند کرینگے اور منقول ہے کہ جسوقت رسول خدا نے ارادہ مکہ کے جانیکا کیا تو اسوقت صحرا
نشینوں کو کہ جو مدینہ کے گرد رہتے تھے مثل قبیلہ اسلم اور جہینہ اور مزینہ اور غفار اور اشجع کے اپنے ہمراہ لیجانیکے واسطے طلب کیا اور انکو اپنے ساتھ چلنے کی رغبت دلائی اور فرمایا
کہ غرض میری تمہارے چلنے سے یہ ہے کہ اگر قریش مجھکو مکہ کے داخل ہونے سے منع کریں اور نوبت جنگ کرنے کی آنپہنچے تو ہماری طرف سے بھی ایک لشکر مستعد ہے
اور بعد اسکے حضرت نے احرام باندھ کر قربانی کے اونٹوں کو ہانکا تاکہ وہ لوگ جانیں کہ حضرت لڑنے کے واسطے نہیں آئے ہیں بلکہ واسطے بجالانے عمرے کے روانہ ہوئے ہیں ان
صحرانشین عربوں نے قریش کی لڑائی سے خوف کرکے حضرت کے ہمراہ جانا قبول نہ کیا اور کہا کہ ہم کیونکر انکی ہمراہی اختیار کریں کہ عنقریب قریش سے مغلوب ہو کر
مقتول ہونگے اور انکے ہاتھوں سے مارے جاوینگے سبب ہر ایک انہیں سے بہانہ کرکے بیٹھ رہا اور حق تعالی اپنے پیغمبر کو انکے حال سے خبر دیتا ہے کہ جسوقت تو مدینہ

واپس ہوکر مدینہ میں پہنچے تو سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ قریب ہے کہ کہیں گے واسطے تیرے پیچھے رہجانے والے مِنَ الْأَعْرَابِ صحرائی عربوں سے عذر کرکے
کہ شَغَلَتْنَا مشغول کیا ہمکو اور باز رکھا تیری ہمراہی سے أَمْوَالُنَا مالوں ہمارے نے وَأَهْلُونَا اور اہل ہمارے نے یعنی عورتوں اور فرزندوں ہمارے نے واسطے
کہ بعد ہمارے کوئی ایسا نہ تھا کہ ہمارے قایم مقام ہوا اور ہمارے مالوں اور اہل وعیال کی غمخواری کرے اور وقت احتیاج کے انکی خبر لیتا ہے اس سبب سے ہم تیری خدمت
سے محروم رہے اور ہم جو ناچار ہوکر پیچھے رہ گئے تھے بے اختیاری کے سبب سے فَاسْتَغْفِرْ لَنَا پس بخشش چاہ تو واسطے ہمارے خدا سے اس گناہ کی کہ ہم بیٹھ رہے تھی خدا انکو
دکھوا دہ سے خبر دیتا ہے کہ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ کہتے ہیں وہ لوگ یعنی پیچھے رہنے والے ساتھ زبانوں اپنی کے مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ جو وہ چیز کہ نہیں ہے بیچ دلوں انکے کے
یعنی یہ عذر انکا زبانی ہے اور دلوں میں انکے نفاق ہے اور بخشش طلب کرنی بھی ظاہری ہے نہ دلوں میں اور جس وقت کہ حال ایسا ہے تو قُلْ کہہ تو اے محمد انکے عذر کے
جواب میں کہ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ پس کون شخص مالک ہو واسطے تمہارے اور دفع کر سکے مِنَ اللَّهِ خواہش خدا سے شَيْئًا کسی چیز کو إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اگر
ارادہ کرے ساتھ تمہارے ضرر کا کہ وہ عذاب آخرت ہے یا قتل یا نقصان مال کا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا یا ارادہ کرے خدا ساتھ تمہارے نفع کا کہ وہ ثواب ہے
ہمراہی رفاقت پیغمبر میں اور فتح اور نصرت اور نگہبانی مالوں کی اور اہل وعیال کی حاصل یہ ہے کہ اگر خدا ارادہ ضرر یا فائدہ کا کرے تمہاری نسبت تو کوئی ایسا نہیں ہے
کہ اسکو دور کر سکے پس آنا تمہارا ہمراہ پیغمبر کے ضرر کو منع نہیں کر سکتا ہے اور یہ آنا موجب تمہارے فائدہ کا نہیں ہے اور اسوقتمیں عذر بے موقع تمکو کچھ فائدہ نہ بخشیگا۔
بَلْ كَانَ اللَّهُ بلکہ ہے خدا بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خَبِيرًا خبردار یعنی وہ جانتا ہے کہ تمہارا بیٹھ رہنا مالوں اور اہل وعیال کی
جہت سے نہ تھا بَلْ ظَنَنْتُمْ بلکہ گمان کیا تھا تم نے أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ یہ کہ ہرگز نہ پھرینگے پیغمبر اور مومنین صحیح اور سلامت إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ
طرف لوگوں اپنے کے یعنی طرف اہل وعیال اپنے کے مدینہ میں أَبَدًا کبھی کہ مشرکین انکو قتل کر ڈالینگے اور کوئی اُن کے ہاتھوں سے بچکر زندہ نہ پھریگا وَزُيِّنَ
ذَٰلِكَ اور آراستہ کیا گیا وہ گمان یعنی شیطان نے آراستہ کرکے تمکو دکھلایا قتل ہونا پیغمبر کا اور انکے اصحاب کا اور گمان کو پختہ کر دیا اور جما دیا فِي
قُلُوبِكُمْ بیچ دلوں تمہارے کے وَظَنَنْتُمْ اور گمان کیا تم نے ظَنَّ السَّوْءِ گمان بد کہ دین خدا کا باطل ہو جائے وَكُنْتُمْ اور ہو تم بسبب اس
گمان بد کے قَوْمًا بُورًا ایک گروہ ہلاک ہونے والے کہ عذاب خدا میں تم گرفتار ہو جاؤ اور انکی عذاب کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ
اور جو کوئی کہ نہ ایمان لائے ساتھ خدا کے وَرَسُولِهِ اور پیغمبر اسکے کو دے اور اعتقاد اسکے حکم کا درست نہ کرے فَإِنَّا أَعْتَدْنَا پس تحقیق ہم نے تیار کیا لِلْكَافِرِينَ
واسطے کافروں کے سَعِيرًا آگ جلانے والی کو کہ وہ آگ دوزخ کی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے کہ جو خدا اور رسول پر دونو پر ایمان لاوے اور اگر ان دونوں
میں سے ایک پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اور پہلے قول کی تاکید میں فرماتا ہے کہ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور واسطے خدا کے ہی بادشاہی آسمانوں
کی اور زمین کی کہ سبکی تدبیر اسکے قبضہ قدرت میں ہے يَغْفِرُ بخشتا ہے گناہ کو لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے وَيُعَذِّبُ اور عذاب کرتا ہے گناہ
کی عوض میں مَنْ يَشَاءُ کہ جسکو چاہتا ہے اور اسکی رحمت جو غالب ہے اسکے غضب پر اسواسطے بعد اسکے رحمت کی صفت کو بیان کرتا ہے وَكَانَ اللَّهُ اور ہے
خدا غَفُورًا بخشنے والا توبہ کرنے والوں کا رَحِيمًا مہربان توبہ کرنے والوں پر اور منقول ہے کہ جناب حضرت کائنات نے ذی الحجہ کے مہینے میں چھٹویں برس ہجرت
کے حدیبیہ سے طرف مدینہ کے کوچ کیا اور محرم کے مہینہ میں ساتویں سال ہجرت کے واسطے مہم خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور صحابہ سے وعدہ فتح کا اور غنیمت کے حاصل
ہونیکا کیا اور فرمایا کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی حدیبیہ میں حاضر تھا وہ شخص اس جنگ کے واسطے روانہ ہو اور سوائے انکے اور کوئی شخص چلنیکا ارادہ نہ کرے
اور جس وقت ارادہ حضرت کا واسطے روانگی خیبر کے مصمم ہوا تو حدیبیہ سے بیٹھ رہنے والوں نے خدا کے حکم کے رد کرنیکے واسطے کہا کہ ہم بھی تمہارے ہمراہ چلیں اور
تمہارے ہمراہ ہوکر کافروں سے جنگ کریں خدا نے اس قضیہ کے واقع ہونے سے پہلے اپنے حبیب کو خبر دی کہ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ قریب ہے کہ کہیں گے پیچھے رہجانے والے
حدیبیہ سے إِذَا انْطَلَقْتُمْ جس وقت چلو تم إِلَىٰ مَغَانِمَ طرف غنیمتوں خیبر کے لِتَأْخُذُوهَا تاکہ لو تم ان غنیمتوں کو ذَرُونَا کہ چھوڑو تم ہمکو یعنی تاکہ
نَتَّبِعْكُمْ پیروی کریں ہم تمہاری خیبر کے چلنے میں اور تمہارے ہمراہ چلکر اُنسے لڑیں يُرِيدُونَ ارادہ کرتے ہیں پیچھے رہنے والے اپنی کلام سے أَنْ يُبَدِّلُوا یہ کہ بدل
ڈالیں وہ كَلَامَ اللَّهِ کلام خدا کو اور بدل ڈالیں اسکے حکم کو کہ اس نے فرمایا ہے کہ حدیبیہ والوں کے سوا اس جنگ میں کوئی نجائے اور غنیمت کو نہ لیوے قُلْ کہہ تو

اے محمد ان لوگوں سے کہ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا ہرگز نہ پیروی کروگے تم ہماری یہ نفی نہی کے معنوں میں ہے یعنی ہماری پیروی مت کرو تم اور ہمارے ہمراہ نہ چلو كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ ایسے ہی کہا ہے خدا نے اور حکم دیا ہے تمہارے نہ چلنے کے واسطے مِنْ قَبْلُ ۚ پہلے اس سے فَسَيَقُوْلُوْنَ پس قریب ہے کہ کہیں وہ پیچھے رہنے والے حدیبیہ سے یہ بات سنکر خدا نے نہیں فرمایا ہے بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بلکہ حسد کرتے ہو تم ہمسے کہ ہم تمہارے ساتھ غنیمتوں میں شریک ہوں خدا انکے کلام کو رد کر کے فرماتا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ بلکہ ہیں وہ کہ نہیں سمجھتے ہیں اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مگر تھوڑا قليلا صفت ہے مصدر محذوف کی اور تقدیر اسکی الا فقها قليلا ہے یعنی سمجھنا تھوڑا کہ وہ سمجھ انکی امور دنیائے فانیہ میں ہے کہ دنیا کے مالوں اور فائدوں میں انکی ہمت مصروف ہے اور آخرت کے امور ہیں کہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں ہرگز غور اور تامل نہیں کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ کہہ تو اے محمد واسطے ان پیچھے رہنے والوں کے مِنَ الْاَعْرَابِ صحرائی عربوں میں سے کہ سَتُدْعَوْنَ قریب ہے کہ بلائے جاؤ تم اِلٰى قَوْمٍ طرف لڑائی ایک قوم کے کہ وہ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ صاحب لڑائی سخت کے ہیں اور بڑے بہادر اور دلاور ہیں تُقَاتِلُوْنَهُمْ جنگ کروگے تم ان سے اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ یا اسلام قبول کریں وہ یعنی ان دو امروں میں سے ایک امر ضرور ہوویگا یا کہ یا تو تمکو انسے لڑنا ہوگا اور یا یہ کہ وہ مسلمان ہو جاویں بعضونکے نزدیک وہ قوم صاحب لڑائی سخت کے ہوازن کے لوگ تھے کہ رسولخدا نے وادی حنین میں انسے جنگ کی تھی یہ قول سعید اور عکرمہ کا ہے مفسرین اہلسنت میں سے اور قتادہ کے نزدیک بنی ثقیف ہیں اور بعضونکے نزدیک اہل فارس ہیں اور بعضوں کے نزدیک اہل روم اور بعضونکے نزدیک اصحاب مسیلمہ کذاب اور بعضوں کے نزدیک اصحاب معاویہ ہیں کہ صفین میں امیر المومنین انسے لڑے تھے لیکن یہ قول کہ مابعد رسولخدا کی ان سے جنگ ہوئی تھی مثل اہل فارس و اہل روم اور اصحاب معاویہ یہ سارے قول بیجا ہیں بلکہ جو کچھ کہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ مراد بلانیوالے سے واسطے لڑائی قوم مذکور کے جناب رسولخدا ہیں اسواسطے کہ آنحضرت نے صحرا نشین عربونکو طلب کیا تھا واسطے لڑائی گروہوں سخت اور بہادر کے جیسے کہ لوگ حنین کے اور طائف کی اور موتہ اور تبوک کے چنانچہ مجمع البیان میں لکھا ہے اور بعد رسولخدا کے یہ لڑائی مراد لینی بیوجہ اور ساختہ اور پرداختہ لوگونکی ہے اس واسطے کہ بعد رسولخدا کے ان صحرا نشین عربونکو واسطے لڑائی کے کسی نے نہیں بلایا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ اے محمد ان لوگوں سے کہہ تو کہ فَاِنْ تُطِيْعُوْا پس اگر فرمانبرداری کروگے تم اس بلانیوالے کی واسطے جہاد کے اور اسکے کہنے کو قبول کروگے تو يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ دیوے گا خدا تمکو اجر نیک کہ دنیا میں تو غنیمت تمہارے ہاتھ آویگی اور آخرت میں تمہارے درجے بلند ہونگے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا اور اگر منہ پھیروگے تم اس بلانیوالے کی طرف سے اور اسکے کہنے کو نہ مانکر جہاد سے بیٹھے رہو گے كَمَا تَوَلَّيْتُمْ جیسا کہ منہ پھیر لیا تھا تم نے اور کہنے کو نہ مانا تھا تم نے مِّنْ قَبْلُ پہلے اس سے اور نہ قبول کیا تھا تم نے حدیبیہ کے سفر میں ہمراہ چلنے کو تو يُعَذِّبْكُمْ عذاب کریگا تمکو خدا عَذَابًا اَلِيْمًا عذاب دردناک دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور کہتے ہیں کہ یہ تاکید اور خوف دلانا پیچھے رہجانیوالونکا جو تھے مسلمان معذوروں اور عاجزوں کے کانوں میں پہنچا تو انھوں نے نہایت خوف کر کے حضرت سے عرض کی کہ ہم بسبب مرض اور عاجزی کے جہاد میں نہیں جاتے ہیں ہمارا کیا حال ہوگا یہ آیت نازل ہوئی کہ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ نہیں ہے اوپر اندھے کے کوئی تنگی اور گناہ اگر جہاد سے بیٹھ رہے وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ اور نہیں ہے اوپر لنگڑے کے کوئی تنگی اور مواخذہ اگر جہاد کرنے نجاوے وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ اور نہ اوپر بیمار کے کوئی تنگی اور کدورت ہے اگر مجاہدین کی ہمراہی نہ اختیار کرے اس واسطے کہ یہ لوگ معذور ہیں جہاد کرنے سے اور بعد اس کے جہاد کی تاکید میں فرماتا ہے کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اور جو شخص کہ فرمانبرداری کرے خدا کی وَرَسُوْلَهٗ اور پیغمبر اسکے کی جہاد کے مقدمہ میں اور سوا اسکے تو يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ داخل کریگا اسکو خدا بہشتوں میں کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ جاری ہیں نیچے درختوں انکے سے نہریں وَمَنْ يَّتَوَلَّ اور جو شخص کہ منہ پھیرے خدا اور رسول کے حکم سے اور جہاد وغیرہ میں انکے کہنے کو نمانے تو يُعَذِّبْهُ عذاب کریگا اسکو خدا عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ عذاب دردناک اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت رسولخدا حدیبیہ میں پہنچے اونٹنی حضرت کی خود بخود چلنے سے ٹھہر گئی اور ہر چند اسکو مارتے تھے لیکن وہ قدم اپنا آگے کو نہ بڑھاتی تھی یہانتک کہ زمین پر لیٹ گئی حضرت نے فرمایا کہ عادت اسکی نہیں ہے کہ بے سبب لیٹ جاوے لیکن خدا کہ منع کرنیوالا ہاتھی کا تھا مکہ معظمہ کیطرف جانے سے اسنے اسکو بھی چلنے سے بند کیا ہے حضرت وہیں اتر پڑے اور مقام کیا اور ایک شخص کو بنی خزاعہ میں سے کہ نام اسکا خراش تھا اسکو مکہ کی طرف بھیجا کہ وہ وہاں جا کر خبر کرے کہ غرض حضرت کی یہاں آنے سے لڑائی کرنی نہیں ہے بلکہ واسطے طواف خانہ کعبہ کے یہاں

ع ۱۰ النصف

تشریف لائے ہیں اور چاہتے ہیں کہ عمرہ کو بجا لائیں اس شخص نے پیغام حضرت کا ان لوگوں کو پہنچایا ان لوگوں نے انکے اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالے اور انکے قتل کرنیکا ارادہ کیا وہ وہاں سے بھاگا اور رسول خدا کو اس قصہ سے مطلع کیا حضرت نے عمر سے فرمایا کہ تو مکہ کو جا اور صورت حال ان سے بیان کر عمر نے کہا کہ مکہ میں میرا کوئی مددگار نہیں ہے اور بنی عدی میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے اس سبب سے میں ان سے ڈرتا ہوں ایسا نہو کہ مجھکو قتل کریں لیکن عثمان کے خویش واقارب انمیں موجود ہیں بہتر یہ ہے کہ وہ پیغام کو ان لوگوں تک پہنچائیں رسول خدا نے عثمان کو ابوسفیان وغیرہ اشراف قریش کی طرف بھیجا جس وقت وہ مکہ کے قریب پہنچا تو ابان بن سعید کہ قبیلہ ہوازن سے تھا اس سے ملاقات ہوئی وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور عثمان کو اسپر سوار کیا اور خود عثمان کے پیچھے بیٹھکر مکہ کو روانہ ہوئے جس وقت مکہ میں پہنچے تو عثمان نے پیغام حضرت کا ان کو پہنچایا کہ ہم لڑنے کے واسطے نہیں آئے ہیں بلکہ بیت اللہ کے طواف کرنیکو آئے ہیں ان لوگوں نے سنکر کہا کہ ہم محمد کو مکہ میں ہرگز نہ داخل ہونے دیں گے اگر تو چاہتا ہے تو طواف کرکے چلا جا عثمان نے کہا کہ میں پہلے رسول خدا سے طواف نہ کرونگا اور عثمان نے واپس ہونیکا ارادہ کیا تو اسکو جانے نہ دیا اور اسکو قید کر دیا اور خبر عثمان کے قتل ہونیکی حدیبیہ میں مشہور ہوئی حضرت نے صحابہ کو درخت کے نیچے جمع کرکے بیعت لی کہ قریش سے جنگ کریں اور لڑائی سے ہرگز بھاگیں نہیں یہانتک کہ شہید ہو جائیں یا فتح کریں اور سب نے اس شرط پر بیعت کی مگر ابن قیس کہ اپنے شتر کے پیچھے پوشیدہ ہوگیا اور وہ ایکہزار چار سو یا ایکہزار پانچسو پچیس آدمی تھے بیعت کرنے والے اور کشاف میں مذکور ہے کہ رسول خدا نے وقت بیعت لینے کے درخت کے نیچے مقام کیا تھا اور ایکشاخ انکی حضرت کی پشت پر تھی راوی کہتا ہے کہ میں اس شاخ کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور سب اصحاب نے بیعت کی اس شرط پر کہ ہم ہرگز بھاگنے کی نہیں یہانتک کہ آ جائیں یا فتح کریں اور حضرت نے فرمایا کہ تم آجکے دن بہتر اہل زمین کے ہو اور اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں اسواسطے کہ خدا نے انکی ثنا میں فرمایا ہے کہ **لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ** البتہ بتحقیق راضی ہوا خدا **عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ** مومنین سے **اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ** جسوقت بیعت کرتے تھے وہ تجھسے اے محمد **تَحْتَ الشَّجَرَةِ** نیچے درخت کے **فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ** پس جانا خدا نے اس چیز کو کہ بیچ دلوں انکے ہے اعتقاد خالص اور صفائی باطن کی اور خدا نے اس آیت میں یہ نہ فرمایا کہ خدا راضی ہوا ان لوگوں سے کہ جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی بلکہ اس طرح فرمایا کہ خدا مومنین سے راضی ہوا جس وقت انھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اس سے معلوم ہوا کہ بیعت کرنے والے سب مومنین نہ تھے بلکہ بعضے انمیں سے منافق اور ضعیف الایمان بھی تھے اس واسطے مومنین کو خاص کیا رضامندی میں اور بیعت میں شرط کی تھی کہ جہاد میں سے بھاگیں گے نہیں اور بعد اسکے ہوازن والوں اور خیبر کے لوگوں سے بھاگے پس معلوم ہوا کہ بھاگنے والے ان ضعیف الایمان یا منافقوں میں سے تھے کہ جن سے خدا راضی نہیں ہوا اگرچہ انھوں نے بیعت کی اور رضامندی خدا کی اس شرط کے وفا کرنے پر موقوف تھی اور جسوقت بھاگے تو شرط کے برخلاف کیا پس رضامندی بھی خدا کی باقی نہیں رہی اور جو لوگ کہ نہیں بھاگے انسے خدا البتہ راضی رہا اور آیہ لقد رضی اللہ پہلے تھی اور بعد انکے آیہ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ تھی وقت جمع کرنے قرآن کے پہلی آیت کو پیچھے لکھدیا ہے چنانچہ تفسیر قمی میں مذکور ہے اور حاصل اس آیت کے ظاہر معنی کا بدون تاویل کے یہ ہے کہ خدا تعالے سب بیعت کرنیوالوں سے راضی نہیں ہے بلکہ ان لوگوں سے راضی ہے کہ جو انمیں سے مومنین ہیں اسواسطے فرماتا ہے کہ البتہ بتحقیق راضی ہوا خدا مومنین سے اور اگر سب بیعت کرنیوالوں سے راضی ہوتا تو مومنین کے ذکر کی کیا احتیاج تھی بلکہ کہتا کہ بتحقیق خدا راضی ہوا بیعت کرنیوالوں سے جن لوگوں نے کہ نیچے درخت کے بیعت کی ہے اور ان مومنین سے بھی اسوقت راضی ہوا کہ جس وقت انھوں نے بیعت کی اسواسطے کہ فرماتا ہے کہ بتحقیق خدا راضی ہوا مومنین سے جب وقت کہ بیعت کی انھوں نے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ہمیشہ انسے راضی ہو اگرچہ بعد اسکے وہ افعال بد عمل میں لائیں اور یہ امر ظاہر ہے کہ جسوقت بندہ فعل نیک عمل میں لاتا ہے تو خدا اس سے راضی ہوتا ہے اور اگر فعل بد عمل میں لاتا ہے تو اس سے راضی نہیں ہوتا پس رضامندی بھی ہمیشہ کی ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ اسوقت خدا ان سے راضی ہوا تھا کہ جس وقت وہ اس فعل نیک کو عمل میں لائے تھے اور بعد اسکے انھوں نے اگر کوئی فعل بد کیا تو خدا ان سے راضی نہوا اور جو کچھ انکے دلوں میں اس وقت بیعت کا رغبت کرنا تھا اسکو خدا نے جانا اور اسواسطے سکینہ کو انپر نازل کیا اور جن لوگوں سے خدا راضی ہوا ہے وہ لوگ وہ ہیں کہ جنکو فتح قریب پہنچائی ہے اس واسطے کہ فرماتا ہے **وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا** اور مراد فتح قریب سے فتح خیبر ہے اور فتح خیبر علی کے اور اسکے ہمراہیوں کے ہاتھ پر واقع ہوئی ہے پس یہ لوگ بیعت رضوان سے مراد ہونگے اور شیخین بلکہ خلفائے ثلثہ اس رضوان سے خارج ہیں کہ انکو یہ فتح نصیب نہوئی بلکہ وہ خیبر سے بھاگ کر چلے آئے تھے **فَاَنْزَلَ** پس نازل کیا خدا نے **السَّكِيْنَةَ** تسلی اور اطمینان کو **عَلَيْهِمْ** اوپر ان مومنین بیعت کرنیوالوں کے کہ صلح حدیبیہ میں وہ بیعت واقع ہوئی تھی اور یہ صلح علامت تھی مسلمانوں کے غلبہ کی **وَاَثَابَهُمْ**

بیعت رضوان کا ذکر

اور ثواب دیا انکو اس بیعت کے عوض میں فَتْحًا قَرِيبًا فتح قریب کی وہ فتح خیبر کی ہے وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً اور غنیمتیں بہت دیں اسکے عوض میں اپنے فضل و کرم سے انکو کہ وہ
غنیمتیں خیبر کی بخشیں کہ الغنیمۃ يَأْخُذُونَهَا لیویں گے وہ اُن غنیمتوں کو کہ وہ بسبیل احتمال تقریباً ہیں خیبر کی اور ہوازن کی کہ بعد فتح مکہ کے تقسیم کی تھیں اسی ہوازن کی تھی
وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا عَزِيزًا غالب سب چیزوں پر یعنی دوستوں کو اپنے مدد کو اور دشمنوں پر غالب کرے حَكِيمًا حکمت والا کہ جو کچھ کرتا ہے کہ وہ موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وعدہ کیا ہے تمکو خدا نے اے امت محمد مَغَانِمَ كَثِيرَةً غنیمتوں بہت کا کہ وہ غنیمتیں خیبر اور ہوازن اور فارس اور روم وغیرہ کی ہیں۔
تَأْخُذُونَهَا لوگے تم ان غنیمتوں کو قیامت تک فَعَجَّلَ لَكُمْ پس جلدی کی واسطے تمہارے خدا نے هٰذِهِ اسکو یعنی خیبر کی غنیمت کو کہ سب غنیمتوں سے پہلے تمکو وہ
عطا کی وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ اور باز رکھا ہاتھوں آدمیوں کے یعنی خیبر کے اور بنی اسد اور بنی غطفان کے ہاتھوں کو باز رکھا اور بند کیا عَنْكُمْ تم سے تمکو وہ آزار
نہ پہنچا سکے اسطرح سے کہ خوف اور رعب تمہارا اُن کے دلوں میں ڈالدیا کہ وہ اپنے قلعوں میں بیٹھ رہے اور تم سے مقابلہ نہ کیا اور منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا نے خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کیا اور چاروں
طرف سے انکو گھیر لیا تو قبیلہ بنی اسد و غطفان نے قصد کیا کہ مدینہ میں جا کر مسلمانوں کے مالوں کو لوٹ لیویں اور انکی عورتوں اور فرزندوں کو قید کریں خدا نے انکے دلوں میں رعب ڈالدیا کہ وہ اس
ارادہ سے باز رہے اور قصد مدینہ کا نکیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مالک بن عوف عیینہ بن حصین بنی اسد کے ساتھ اور بنی غطفان کے ہمراہ خیبر والوں کی مدد کو آئے تھے خدا نے
انکے دلوں میں رعب ڈالدیا اس سبب سے وہ الٹے پھر گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے مکہ کے لوگ ہیں یعنی خدا نے مکہ والوں کے ہاتھ تم سے کوتاہ کئے تاکہ تم اُن سے سلامت رہو وَلِتَكُونَ
اور تاکہ ہووے وہ غنیمت حاصل کی آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ نشانی واسطے مومنین کے پیغمبر کے فرمانے کی راستی کی اور وعدہ خیبر اور وعدہ غنیمتوں کی اور لتکون کا عطف فعل محذوف پر ہے اور وہ
لتسلموا یا لتأخذوا ہے اور وہ فعل محذوف علت ہے کف ایدی الناس کی وَيَهْدِيَكُمْ اور تاکہ دکھلاوے تمکو خدا صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا راہ سیدھی یعنی ثابت رکھے تمکو راہ
راست پر کہ وہ دین اسلام ہے بسبب زیادتی یقین کے اور فتح خیبر کے اور سوا اسکے تاکہ فضل الہی پر ہمیشہ اعتماد کرتے رہو اور قصہ فتح خیبر کا اس طرح سے بیان کرتے
ہیں کہ رسول خدا حدیبیہ سے واپس ہو کر بیس روز مدینہ منورہ میں ٹھہرے اور بعد اسکے سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ طیبہ میں اپنی طرف سے خلیفہ کر کے بموجب وعدہ فتح کے ایک ہزار
چار سو صحاب اپنے ہمراہ لیکر خیبر کے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے اور منقول ہے کہ جس وقت خیبر ظاہر ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ سب اصحاب اسجگہ ٹھہر گئے اور رسول خدا نے دونوں
ہاتھ اپنے اٹھا کر یہ مناجات ادا کی کہ اللهم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضين السبع وما اقللن ورب الشياطين وما اضللن انا نسألك خير هذه القرية وخير اهلها و
خير ما فيها ونعوذ بك من شر هذه القرية وشر اهلها وشر ما فيها اور بعد اسکے فرمایا کہ قدم کو آگے بڑھاؤ تو ہم نے منزل صہبا پر پہنچے اور صبح کے وقت وادی رجیع کی راہ سے
خیبر کے قلعوں کے درمیان آئے انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ میں ابو طلحہ کے ہمراہ سوار تھا جس وقت ہم خیبر کے نیچے پہنچے تو خیبر کے آدمی قلعہ سے باہر نکلے تھے اور زراعت
اور باغ کے ہمراہ لیکر اطراف کھیتوں اور باغوں کا قصد کیا ناگاہ لشکر اسلام کا انکی نظر پڑا کہا کہ واللہ محمد اور اسکا لشکر آیا ہے اسی وقت وہاں سے طرف قلعوں کی بھاگے اور قلعوں
میں داخل ہو کر دروازے قلعوں کے بند کر دئے اور حضرت جس وقت قلعہ کے نیچے پہنچے تو فرمایا کہ خیبر خراب ہوا اور خیبر کے باشندے یہودی تھے اور لڑائی کا ارادہ کر کے ان کے
بڑے نامی اور شجاع آدمی قلعوں سے باہر نکلے اور قلعہ قموص کے باہر مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے اور جس وقت صفیں لڑائی کی دونو طرف سے آراستہ ہوئیں تو مرحب یہودی
کہ بڑا شجاع اور پہلوان اور بڑے قد کا آدمی تھا اور سردار قلعہ کے رئیسوں اور بہادروں کا تھا اسنے جرأت کر کے قدم آگے بڑھایا اور اپنی بہادری اور تعریف میں
کچھ شعر پڑھے عامر بن اکوع اسکے شعر سنکر مسلمانوں کی غول میں سے باہر نکلا اور مرحب کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اسنے بھی اپنی بہادری میں شعر پڑھے اور مرحب کے قریب جا کر اسنے مرحب سے لڑنا
شروع کیا اور ساجیں ان دونوں کے درمیان رد و بدل ہوئی اور تلوار مرحب کی عامر کی سپر پر آئی عامر نے غصہ ہو کر مرحب کی پنڈلی پر تلوار لگائی لیکن تلوار چھوٹی تھی مرحب کی پنڈلی تک پہنچی اور
دھار تلوار کی واپس ہو کر عامر کے زانو پر آئی اور اسکے زانو کو قطع کیا وہ اسکے صدمہ سے زمین پر گرا اور شہید ہو گیا بعضے آدمیوں نے جو یہ حال دیکھا تو کہا کہ عامر کا عمل باطل ہوا
بھائی عامر کا سلمہ بن اکوع رسول خدا کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول خدا بعضے صحاب کہتے ہیں کہ عامر کا عمل باطل ہوا فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ خدا اسکو دو بخشش فرماتا ہے
اور بعد اسکے لوگ لڑائی میں مشغول ہوئے اور رسول خدا نے اس روز اپنا علم ابوبکر کو دیا ابوبکر مسلمانوں کی فوج ہمراہ لیکر مرحب سے لڑنے کو گئے جس وقت لڑائی شروع ہوئی تو مرحب سے ترساں
و ہراساں ہو کر وہاں سے بھاگے موافق عادت کے جیسی کہ احد میں سے بھاگ گئے تھے اور دستور ہے کہ جس وقت سردار بھاگے گا تو اسکا لشکر بھی بھاگے گا سب مسلمان ابوبکر کے پیچھے ہو لئے اور اپنے
خیمہ گاہ پر جا کر دم لیا اور دوسرے روز رسول خدا نے عمر بن خطاب کو اپنا علم سپرد کر کے مع ایک جماعت اصحاب کے یہودیوں سے لڑنے کو بھیجا جس وقت لڑائی ہونے لگی تو وہ بھی مثل اپنے

برادر بزرگ ابوبکر کے مرحب کی تلوار سے ڈر کر اور اپنے ہمراہیوں کو بزدل کر کے مع اپنے یاروں کے میدان کارزار سے بھاگے اور اپنے ڈیرہ میں جا کر دم لیا اور بعضی روایتوں میں
اس طرح سے مذکور ہے کہ نوبت مرحب کی لڑائی کی ابھی تا یہاں پہنچی تھی بلکہ اسکے بھائی حارث نے مسلمانوں کا یہ حال کیا تھا اور ابوبکر اور عمر کو حارث ہی نے بھگایا تھا
نہ مرحب نے کہ مرحب کی لڑائی کی تو کوئی طاقت ہی نہ رکھتا تھا سوائے حیدر کرار صاحب ذوالفقار کے کہ ایسا زبردست وہ آدمی تھا اور اس روز رسولخدا کے درد شقیقہ لاحق
ہوا تھا اس سبب سے خیمہ کے باہر رونق افروز نہیں ہو سکتے تھے آخر روز جس وقت درد میں تخفیف ہوئی تو خیمہ سے باہر تشریف لائے اور لڑائی کی کیفیت دریافت کی لوگوں نے
صورتحال بیان کی وہ حضرت یہ حال سنکر بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ لاعطین الرایۃ غدًا رجلا کرار غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ لایرجع حتی یفتح اللہ
علی یدیہ یعنی البتہ دونگا میں علم کل کو ایسے مرد کو کہ مکرر حملہ کرنیوالا ہو اعدا پر نہ بھاگنے والا ہو دوست رکھے وہ مرد خدا کو اور پیغمبر اسکے کو اور دوست رکھے اس مرد کو خدا اور پیغمبر اسکا
الٹا نہ پھرے وہ مرد یہانتک کہ فتح کرے خدا اوسکے ہاتھوں اس مرد کے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جن لوگوں کو پہلے اس روز رسولخدا نے اپنا علم دیا تھا انمیں یہ صفات نہیں
ورنہ ان صفات کے بیان کرنیکی کیا حاجت تھی پس جس وقت حضرت نے ایسا فرمایا تو تمام اصحاب شب کو اس فکر میں تھے کہ ایسا کون شخص ہے کہ لائق اس منصب جلیل کے ہو اور حضرت
علی کی ان روزوں میں آنکھیں دکھتی تھیں اس سبب سے کہتے تھے کہ علی کو علم نہ ملیگا اس واسطے کہ اسکی آنکھیں درد کرتی ہیں جس وقت صبح ہوئی تو ہر ایک منتظر تھا کہ اس منصب سے مجھکو
سرافرازی حاصل ہو اور ہتھیار لگا کر رسولخدا کے روبرو جاتے تھے کہ حضرت سرافراز فرمائیں لیکن حضرت کسیکی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور عمر بن خطاب فرماتے ہیں
کہ مجھکو کبھی تمنا منصب کی نہیں ہوئی مگر اس روز میں حضرت کے روبرو ہتھیار لگا کر گیا کہ مجھکو اپنا علم عطا فرمائیں مگر حضرت نے کچھ نہ فرمایا لیکن تعجب ہے حضرت عمر
یہ نہ سمجھے کہ کل تو بھاگ کر آئے تھے پھر ان کو علم کیونکر عنایت ہوتا اور ابوہریرہ بھی روایت کرتے ہیں کہ مجھکو بھی سوائے اس روز کے کبھی آرزو منصب کی نہوئی
ہتھیار لگا کر حضرت صلعم کے روبرو گیا کہ شاید وہ شخص میں ہو جاؤں لیکن حضرت صلعم نے کچھ توجہ نہ کی اور فرمایا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کہاں ہیں
لوگوں نے عرض کی کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں اس سبب سے وہ اپنے خیمہ سے باہر نہیں نکلتے ہیں فرمایا کہ انکو طلب کرو جس وقت حضرت علی حاضر ہوئے تو حضرت نے اپنے
پاس انکو بلایا اور سر ان کا اپنی بغل میں لیا اور آب دہن مبارک اپنا علی کی آنکھوں میں لگایا اور دست مبارک اپنا ان کے سر پر رکھا اسی وقت آنکھیں انکی روشن
ہو گئیں اور سب درد جاتا رہا اور حق میں انکے یہ دعا فرمائی کہ اللہم احفظ عن الحر والبرد یعنی اے خدا نگاہ رکھ تو اسکو گرمی اور سردی سے حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں
کہ جس روز سے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے حق میں دعا کی ہے کبھی گرمی اور سردی نے ذرا بھی مجھ میں اثر نہیں کیا ابو عبداللہ عبدالرحمن بن ابی
لیلی سے روایت کرتے ہیں کہ علی گرمی کے موسم میں قبائے پنبہ دار پہنتے تھے اور انکو ہرگز اثر گرمی کا نہوتا تھا اور سرما کے موسم میں باریک کپڑا پہنتے تھے اور ہرگز اثر سردی کا
انکو نہوتا تھا القصہ رسولخدا نے تیسرے روز علم اپنا علی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ جا تو کہ جبرئیل تیرے ہمراہ ہے اور نصرت تیرے آگے ہے اور رعب تیرا لوگوں کے سینے میں ہے
جبتک کہ تو لڑنیکو جاتا ہے امیر المومنین علم کو اٹھا کر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور رسولخدا نے وقت روانہ ہونے کے فرمایا کہ اے علی جس وقت تو ان لوگوں
کے پاس پہنچے تو پہلے انکو طرف اسلام کے بلا اور خوف دلا کہ اگر ایک شخص کو بھی تو ان میں سے مسلمان کرے تو بہتر ہے واسطے تیرے بہت سے اونٹوں سرخ موسے اور فرمایا
اے علی خیبر والوں نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے کہ وہ شخص کہ قلعہ کو ان کے فتح کرے اور انکو مغلوب کرے نام اسکا ایلیا ہے جس وقت تو ان سے ملاقات کرے تو کہہ کہ
نام میرا علی ہے یہ حکم سنکر حضرت علی یہودیوں کی طرف روانہ ہوئے اور کہتے ہیں کہ خیبر کے قلعہ پر دیدبان یعنی سپاہی بیٹھا تھا کہ قلعہ کی طرف کوئی آئے تو لوگوں کو
خبر کردے جس وقت حضرت علی روانہ ہوئے تو اس نے دیکھا کہ ایک غبار اڑتا ہوا آتا ہے اور درمیان اس غبار کے ایک شیر ہے جس وقت وہ غبار دور ہوا تو اس میں سے ایک سوار پیدا ہوا یہ حال اسنے یہودیوں کے
روبرو بیان کیا اسیوقت سے انکے دلوں میں حضرت علی کا رعب پڑ گیا اور جس وقت جناب امیر میدان جنگ میں پہنچے تو مرحب سے وہی حضرت علی سے جنگ کرنے باہر نکلا کہ کثرت سے ہتھیار لگائے
ہوئے تھا اور ایک خود فولاد کا اسکے سر پر رکھا ہوا تھا اور اس خود پر ایک پتھر کا خود تھا اور بعضی روایتوں میں یہ ہے کہ پہلے حارث مرحب کا بھائی لڑنیکو آیا جس وقت جناب امیر نے حارث کو قتل کیا
تو مرحب بہت رنج اور غصہ میں بھرا ہوا حضرت علی سے لڑنیکو آیا اور گھوڑا اپنا میدان میں کودایا اور کاوہ اور پلٹن پھرایا اور اپنی تعریف میں شعر پڑھے اور حضرت علی نے بھی اسکے مقابلہ میں
شعر پڑھے خلاصہ انکا یہ ہے کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے نام میرا حیدر اور شیر رکھا ہے جس وقت مرحب نے جناب امیر کا رجز سنا تو کانپنے لگا اس واسطے کہ اسکی دائی نے اس سے کہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک
شیر نے تجھ پر حملہ کیا ہے اور حملہ کر کے تجھکو مغلوب کر دیا ہے آج کے دن شیر ہے یا جو کوئی شیر کا نام ہو یا شیر کی خصلت رکھتا ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے لیکن غیرت جہالت کی اسکو ٹا پھر جانے

سے مانع ہوئی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے لڑنے کو مستعد ہوا پہلے تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا اس نے نہ مانا اور لڑائی شروع ہوئی اور طرفین سے رد و بدل ہوتی رہی آخر الامر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک تلوار اسکے سر پر ماری کہ خود سنگ اور فولاد کو کاٹ کر اسکے سر اور منہ سے گذرتی ہوئی چلی گئی یہاں تک کہ اسکے حلق تک پہنچی مرحب گھوڑے سے گر کر جہنم کو پہنچا یہودیوں نے جس وقت یہ ضرب دیکھی تو رعب اور خوف امیر المومنین کا اُن کے دلوں میں پڑ گیا سب وہاں سے بھاگے اور قلعہ میں جاکر دروازہ بند کر لیا امیر المومنین قلعہ کے دروازے پر آئے ایک شخص نے قلعہ کے اوپر آواز دی کہ اے مرد نام تیرا کیا ہے فرمایا کہ علیؑ اسنے کہا کہ بلند ہی محمدؐ اور جو کوئی کہ اسکے ہمراہ ہیں اور کہا کہ اے علیؑ میں نے کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک پیغمبر پیدا ہو کہ نام اسکا محمدؐ ہے وہ اپنے چچا کے بیٹے کو اس قلعہ کے دروازہ پر بھیجے اور خدا اس قلعہ کو اسکے ہاتھ پر مفتوح کرے اگر تو اسکو فتح کرے تو مجھکو امان ہے یا نہیں فرمایا کہ تجھکو امان ہے پیغمبر کی اس مرد نے کہا کہ جنبش دے امیر المومنین نے اسکے کہنے سے خوشحال ہو کر دروازہ کو پکڑا اور ایک دو دفعہ زور سے اسکو پکڑ کر ہلایا زنجیر اور کواڑ اسکے ٹوٹ کر گر پڑے اور دروازے کو اٹھا کر اپنے سر پر لے گئے اور چالیس قدم اپنے سر کے پیچھے اسکو پھینکدیا اور ابو عبد اللہ حافظ ابو رافع سے روایت کرتا ہے کہ امیر المومنین نے مرحب یہودی سے لڑائی کی تو اس یہودی نے جناب امیرؑ کے تلوار سر پر ماری اور سپر حضرتؑ کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی امیر المومنین غضب میں ہوئے اور کواڑ کو قلعہ خیبر کے ہاتھ میں لیکر سپر بنایا اور اس یہودی سے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ فتح کی اور بعد اسکے اسکو ڈالدیا اور اسی شخص نے لیث بن اسلم سے اور امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ جس وقت امیر المومنین نے خیبر کا دروازہ توڑا اور اسکو توڑ کر ڈالدیا تو مسلمانوں نے چاہا کہ قلعہ میں داخل ہوں خندق قلعہ کے بیچ میں حائل ہو رہی تھی امیر المومنین نے کواڑ کو اٹھایا اور خندق کے اندر گئے اور عرض خندق کا کواڑ کے طول سے زیادہ تھا کواڑ کا سرا خندق کے سرے سے متصل کرتے تھے جس وقت مسلمان اس پر سوار ہو لیتے تھے تو وہیں خندق کے اندر کھڑے ہوئے دوسرا سرا کواڑ کا خندق کی دوسری جانب ملادیتے تھے مسلمان اسپر سے اتر کر قلعہ میں داخل ہوتے تھے اور منقول ہے کہ ابوبکر نے جناب رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسولخدا میں بہت تعجب کرتا ہوں علیؑ کی قوت سے کہ کواڑ کو ہاتھ میں لیکر مسلمانوں کو اسپر سوار کرتا ہے اور خندق کے پار اسکو اتارتا ہے رسولخداؐ نے فرمایا کہ اسکے ہاتھ سے تو تعجب کرتا ہے اسکے پاؤں کو تو خندق میں ملاحظہ کر ابوبکر نے امیر المومنین کے پاؤں کو خندق میں نظر کی تو دیکھا کہ پاؤں اسکے زمین پر نہیں ہیں بلکہ ادھر میں ہوا پر ہیں کہا کہ یا رسولخدا پاؤں انکے ہوا پر ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ ہوا پر نہیں ہیں بلکہ جبرئیل کے شہپر پر علیؑ کے پاؤں ہیں کہ جبرئیل نے اسکے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھائے ہیں اور لیث نے جابر سے روایت کی ہے کہ چالیس آدمیوں قوت والوں نے ارادہ کیا کہ اسکو اٹھائیں اور دوسری روایت میں ہے کہ ستر آدمیوں نے چاہا کہ اس کواڑ کو اٹھائیں مگر جنبش بھی نہ دے سکے اور ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جسوقت میں نے خیبر کے در کو اکھاڑا اور پل بنادیا اور لوگ اسپر سے سوار ہو کر گذرے تو ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ اے علیؑ بہت بھاری بوجھ تو نے اٹھایا ہے میں نے اس سے کہا کہ قسم ہے خدا کی اسکی گرانی مجھکو سپر کی گرانی سے زیادہ معلوم نہیں ہوئی اور جس وقت سب آدمی اس پر سے گذر گئے تو میں نے اسکو خندق میں ڈالدیا ستر آدمی گئے اور ارادہ اسکے اٹھانیکا کیا لیکن اسکو نہ اٹھا سکے اور منقول ہے کہ جس وقت امیر المومنین خیبر کو فتح کر کے اپنے خیمہ گاہ کی طرف رسول خدا کی خدمت میں آنے ہوئے تو جبرئیل نے رسول خدا کو خبر کی رسولخداؐ علیؑ کی پیشوائی کو باہر نکلا اور علیؑ کے پاس پہنچکر گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے علیؑ تجھ سے خدا اور رسول اسکا دونوں راضی ہوئے امیر المومنین نے جس وقت یہ سنا تو رونے لگے لوگوں نے پوچھا کہ اے علیؑ یہ مقام خوشی کا تھا تم روئے کس واسطے فرمایا کہ جس وقت رسولخدا نے فرمایا کہ خدا اور رسولخدا تجھ سے راضی ہے تو نہایت خوشی سے مجھکو رقت آگئی اور منقول ہے کہ رسولخدا قلعوں کے قریب تشریف لائے اور ہر قلعہ کو کھولتے تھے اور اسکی غنیمت کو اصحاب پر تقسیم کرتے تھے یہانتک کہ نوبت سطیح اور سلام کے قلعہ کی لڑائی کی پہنچی اور یہ آخر کا قلعہ تھا اور رسولخدا نے بارہ روز میں اور ایک روایت میں ہے کہ پندرہ روز اس قلعہ سے لڑائی کی یہانتک کہ اسکو فتح کیا اور منقول ہے کہ پہلے قلعہ ناعم کو فتح کیا اور بعد اسکے نطات اور شق کو اور بعد اسکے یہودی صعب بن معاذ کے قلعہ میں جمع ہو گئے اور وہ بھی بہت لڑائی کے بعد فتح ہوا اور مال و اسباب سب کا مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور بعد اسکے قلعہ قموص سے لڑائی ہوئی اور رسولخدا کو درد سر پیدا ہوا اس سبب سے وہ سوار نہیں ہو سکتے تھے اور وہ قلعہ بہت مضبوط اور استوار تھا بعد جنگ بسیار کے حیدر کرار کے ہاتھ پر وہ فتح ہوا اور یہ قلعہ سلام بن ابی الحقیق کا تھا اور اسی قلعہ کی لڑائی میں بہت جنگ ہوئی تھی القصہ اصحاب ان قلعوں کی غنیمت کو اپنے تصرف میں لائے اور درمیان اپنے غنیمت

صفیہ دختر حیی بن اخطب اور ایک دوسری عورت کہ اسکے ہمراہ تھی کہ لایا تو اثنا راہ میں کہ بلال تھا ان دونوں عورتوں کو انکے بھائیوں کی کشتوں کی طرف لایا جس وقت اس عورت نے اپنے کشتوں کو دیکھا
تو فریاد کرنے لگی اور رخسارہ اپنا نوچا اور خاک اپنے سر پر ڈالی رسولخدا نے فرمایا کہ دور کرو مجھ سے اس عورت شیطانہ کو اور بلال کی طرف منہ کرکے فرمایا کہ اے بلال کیا تیرے
دل میں رحم نہیں ہے کہ تو ان عورتوں کو انکے کشتوں کی طرف لایا اور بعد اسکے حضرت نے صفیہ کو اپنے پاس بلایا اور ردائے مبارک اپنی اسکے بدن پر ڈالی صحابہ نے جانا کہ رسولخدا نے
اس عورت کو اپنے واسطے پسند کیا ہے اور صفیہ نے پہلے اسکے خواب میں دیکھا تھا کہ چاند آسمان کا میرے بغل میں آیا ہے اس خواب کا حال اپنے شوہر سے بیان کیا کہ وہ
کنانہ بن ربیع تھا اس نے طمانچہ اسکے رخسار پر مارا کہ نیلا ہو گیا اور کہا کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد کی طرف رغبت رکھتی ہے جس وقت حضرت نے صفیہ کا رخسارہ نیلا دیکھا تو
فرمایا کہ اے صفیہ یہ نیل تیرے رخسارہ پر کیونکر ہوا ہے اس نے یہ حال سب بیان کیا اور بعد اسکے شوہر کنانہ بن ربیع کو رسولخدا کے پاس لائے اور وہ بنی النضیر کا خزانہ اپنے پاس رکھتا
تھا حضرت نے فرمایا کہ تیرے پاس جو مال ہے اسکو حاضر کر اسنے قبول نہ کیا فرمایا کہ اسکو عذاب کیجئے یہانتک کہ اقرار کرے ایک یہودی نے بیان کیا کہ میں نے اسکو دیکھا ہے فلانے کھنڈر میں
آمد و رفت رکھتا تھا حضرت نے حکم دیا کہ اس کھنڈر کو کھود ڈالو جب اسکو کھود ڈالا تو بہت مال اسمیں سے نکلا اور خزانہ اسکے اور زر اس سے طلب کیا اس نے اقرار نہ کیا اسکو شکنجہ میں کھینچا
پھر بھی اس نے اقرار نہ کیا اسکو محمد مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اس سے قصاص لیوے اپنے بھائی اور چچا کا کہ انکو قلعہ میں مار ڈالا تھا اور بعد اسکے ابی الحقیق نے درخواست کی کہ میں
قلعہ سے نیچے آکر رسولخدا سے کچھ باتیں کروں حضرت نے اسکو اجازت دی وہ نیچے آیا اور بعد نہایت عاجزی اور زاری کے صلح کی خون کے بخشنے پر اور عورتوں
اور بچوں کے چھوڑ دینے پر اسطرح سے کہ تمام مال اور زمینیں اور نقد اور کپڑا اور مویشی وغیرہ سب رسولخدا کو دیدیں سوائے اس لباس کے جو بدن پر ہے حضرت نے
فرمایا کہ بری ہے ذمہ خدا و رسول کا اگر تم نے کچھ پوشیدہ کیا ہو اس امر پر صلح ہوگئی اور خیبر والوں نے کہا کہ ہم طریقہ اور رسمیں عمارت اور زراعت کی خوب جانتے ہیں
ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دو کہ ہم نگہبانی مکان کی کریں گے اور آبادی اور زراعت کیا کریں گے اور جو کچھ حاصل ہوگا اس سے آدھا دیدیا کرینگے رسولخدا اسپر راضی ہو گئے
اور فرمایا کہ اس شرط پر کہ جس وقت ہم چاہیں تمکو ان قلعوں سے باہر نکال دیں اور خود عمارت و زراعت کریں اور جس وقت خبر خیبر کے قلعوں کی فتح کی فدک کے
لوگوں کو پہنچی تو وہ رسولخدا کے پاس آئے اور امان طلب کی اور فدک کے قلعوں کو حضرت کے سپرد کیا رسولخدا نے خیبر والوں کے مطابق انکے صلح کی پس زمین خیبر کی واسطے مسلمانوں
کے فئی ہوئی ہے اس واسطے کہ جنگ کرکے اسکو لیا تھا اور فدک خاص واسطے رسولخدا کے ہوا اس واسطے کہ بدون لڑائی کے ہاتھ آیا رسولخدا نے واسطے آرام لینے کے چند روز
توقف کیا اور زینب دختر حارث کہ زوجہ سلام بن مشکم تھی اور مرحب کے بھائی کی بیٹی تھی ایک گوسفند بریاں کرکے بطور ہدیہ کے رسولخدا کے پاس لائی اور حضرت کے
خادموں سے دریافت کیا کہ رسولخدا کون سے عضو کو بہت دوست رکھتے ہیں کہا کہ اسکے دست کو اس عورت نے پوشیدہ ہو کر گوسفند کے دست کو زہر آلودہ کیا اور باقی
اعضا کو بھی تھوڑا سا ملدیا اور جسوقت اس گوسفند کو رسولخدا کے پاس لائے تو ایک ٹکڑا اسکے دست کا اٹھا کر رسولخدا کو دیا حضرت نے تھوڑا سا گوشت
دندان مبارک سے چبایا اور اسکو تھوک دیا اور بشیر بن براء نے تھوڑا سا گوشت اسمیں سے کھایا اور حضرت نے فرمایا کہ اس گوسفند کے شانہ نے مجھکو خبر دی ہے کہ مجھکو
زہر آلودہ کیا ہے اسکو مت کھاؤ اور اس عورت کو طلب کرکے اس سے دریافت کیا کہ تو نے اسمیں زہر ملایا ہے اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے یہ کام کیا ہے تاکہ مجھکو خبر ہے اگر
حال ہے اور مجھکو تیری نبوت کا یقین زیادہ ہووے حضرت نے یہ بات سنکر اس عورت سے درگذر کی اور بشیر بن براء نے جو وہ گوشت کھایا زہر نے اسمیں اپنا اثر کیا وہ مر گیا
اور بشیر کی ماں روایت کرتی ہے کہ میں رسولخدا کی مرض الموت میں حضرت کی مزاج پرسی کیواسطے گئی تو فرمایا کہ اے مادر بشیر تیرے بیٹے کے ہمراہ جو میں نے وہ لقمہ زہر آلود
کھایا تھا ہمیشہ وہ اپنا اثر دکھاتا تھا اور اب یہ حال ہوا ہے کہ وہ میری رگ گردن کو قطع کرتا ہے اسی واسطے بعض کہتے ہیں کہ حضرت کو شہادت بھی حاصل ہوئی
کہ کوئی درجہ فضیلت کا حضرت سے باقی نہ رہے الغرض خدا نے وعدہ غنیمت خیبر کے اور غنیمتوں کا اور فتح کا وعدہ اور خوشخبری امت محمد کو دیا ہے اور فرماتا ہے کہ
وَأُخْرَىٰ اور وعدہ کیا ہے دوسری غنیمتوں کا خدا نے کہ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا نہیں قادر ہوئے ہو تم اوپر ان غنیمتوں کے ابتک ایسے مومنین اور بیان ہے کہ وعدہ
کیا ہے تمہیں دوسری کا کہ ابھی تم اسپر قادر نہیں ہوئے ہو مثل مکہ اور دوسرے شہروں کے قیامت تک قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا تحقیق احاطہ کیا ہے خدا نے
ساتھ ان غنیمتوں کے کہ آگے کو وہ ہاتھ تمہارے آویں گی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد ان غنیمتوں سے مداین اور فارس اور روم اور شام کی غنیمتیں
ہیں کہ رسولخدا نے خوشخبری دی تھی کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کی جس وقت کہ خندق کھودتے تھے فارس اور روم کی لڑائی پہ اور مداین کی فتح پہ اور کہتے ہیں کہ ہوازن

کی غنیمتیں مراد ہیں کہ حنین میں صحابہ کے ہاتھ لگی تھیں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اور ہر چیز کے فتح شہر و پر اور غنیمت کے عطا کرنے پر قَدِيْرًا قدرت
رکھنے والا کہ اسکے نزدیک فتح کرنا شہروں کا اور بخشنا غنیمتوں کا بہت آسان ہے وَلَوْ قٰتَلَكُمُ اور اگر لڑائی کرتے تم سے حدیبیہ میں الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ
کہ کفر کیا ہے انھوں نے مکہ کے لوگوں میں سے اور صلح نکرتے اور یا اگر بنی اسد اور بنی غطفان وغیرہ کہ ارادہ لوٹ اور قید کرنے عورتوں اور بچوں کا مسلمانوں کے
مدینہ میں کرتے تھے وہ تم سے لڑائی کرتے تو لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ البتہ پھیرتے وہ پیٹھوں کو اور تمہارے روبرو سے بھاگ جاتے ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ پھر نپاتے وہ
واسطے اپنے وَلِيًّا کوئی دوست کو کہ کارسازی انکی کرے اور ضرر کو ان سے دفع کرے وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ کوئی مدد کرنیوالا کہ انکی کمک کرے سُنَّةَ اللّٰهِ
طریقہ رکھا ہے خدا نے طریقہ رکھنا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی سن اللہ سنتہ ہے فعل کو محذوف کرکے مصدر اسکا اللہ کی طرف مضاف کردیا ہے
الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ وہ طریقہ کہ بتحقیق گذرا ہے مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے پہلی امتوں میں یعنی طریقہ خدا کا اور عادت اسکی جاری ہوئی گذری ہوئی امتوں میں کہ
ہمیشہ اسکے دوست دشمنوں پر غالب ہوں وَلَنْ تَجِدَ اور ہرگز نپائے گا تو لِسُنَّةِ اللّٰهِ واسطے طریقہ خدا کے دوستوں کی نصرت میں تَبْدِيْلًا
بدلنا یعنی کوئی اسکے طریقہ اور عادت کو بدل نہیں سکتا ہے اور مراد طریقہ کے نہ بدلنے سے یہ ہے کہ جو کوئی خدا کے دوستوں سے دین کی لڑائی میں مقابلہ کرتا
ہے تو وہ خدا کے دوستوں پر فتحیاب نہیں ہوتا بلکہ مغلوب ہوتا ہے وہ اور خدا کے دوست غالب ہوتے ہیں اور منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا نے حدیبیہ میں مقام کیا تو
اسّی آدمی مکہ والوں میں سے کوہ تنعیم سے صبح کو دوڑ لائے تاکہ صحابہ کو قتل کریں اصحاب نے انپر غالب ہو کر سبکو گرفتار کیا اور رسول خدا نے انکو چھوڑ دیا ایسا نہو کہ حرم میں قتل واقع
ہو خدا نے یہ آیت نازل کی کہ وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے فضل و کرم سے كَفَّ اَيْدِيَهُمْ باز رکھا ہاتھوں انکے کو اور بند کیا عَنْكُمْ
تم سے وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ اور ہاتھوں تمہارے کو ان سے اے مومنین بِبَطْنِ مَكَّةَ بیچ سرحد مکہ کے یعنی حدیبیہ میں مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ
پیچھے اسکے کہ فتح دے تمکو غالب کیا عَلَيْهِمْ اوپر ان کے مراد اس سے وہی اسّی آدمی ہیں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ
اس چیز کے کہ کرتے ہو تم کہ سید ابرار کے حکم سے کفار کے ساتھ جنگ کرتے ہو اور باوجود اسکے کہ انکو قتل نہیں کرتے ہو بسبب تعظیم حرم پروردگار کی بَصِيْرًا
دیکھنے والا کہ انکو خوب جانتا ہے اور اسکے عوض میں تمکو جزائے نیک دیگا دنیا میں اور آخرت میں اور بعضے اس آیت کی شان نزول بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے
چالیس آدمی حدیبیہ میں بھیجے کہ مسلمانوں کو ضرر پہنچائیں اصحاب نے خبردار ہو کر انکو گرفتار کیا اور رسول خدا کے حکم سے سبکو چھوڑ دیا اور عبداللہ بن مغفل روایت کرتے
ہیں کہ جس وقت ہم درخت کے نیچے مکہ والوں سے صلح کرتے تھے اور امیرالمومنین صلحنامہ تحریر کرتے تھے تیس سوار ہتیار باندھے ہوئے ہمپر دوڑے رسول خدا نے دعا کی
وہ سب اندھے ہو گئے ہمنے اٹھ کر انکو گرفتار کیا رسول خدا نے فرمایا کہ انکو آزاد کرو ہمنے سبکو چھوڑ دیا اور بعد اسکے خدا مکہ میں داخل ہونیکے منع کرنیکا حال
بیان کرتا ہے هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہی ہیں جو کہ کافر ہوئے وَصَدُّوْكُمْ اور منع کیا تمکو جانے عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد الحرام کے سے اور طواف
خانہ کعبہ سے وَالْهَدْيَ اور قربانی کو منع کیا مَعْكُوْفًا جس وقت کہ باز رکھی گئی تھی وہ قربانی اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ اس سے کہ پہنچے وہ جگہ اپنی کو
یعنی جس جگہ کہ اسکو ذبح یا نحر کرتے ہیں اسجگہ انھوں نے اسکو نجانے دیا اور وہ ستر اونٹ تھے کہ ہمراہ اپنے انکو لائے تھے اور جس وقت کہ انھوں نے منع کیا تو وہیں
انکو نحر کیا اور معکوفا حال واقع ہوا ہے یعنی کفار نے جو تمکو منع کیا ہے اور تمہاری قربانی کو اسکی قربان کرنیکی جگہ پر نہیں جانے دیا ہے اس سبب سے وہ لائق
جنگ اور خونریزی کے تھے لیکن ہمنے اس سال میں تمکو انکی لڑائی سے منع کیا ہے اسی جہت سے کہ اس جماعت مومنین کو کوئی آسیب اور ضرر کفار کے ہاتھ سے نہ پہنچے
جو کہ مکہ میں رہتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ اور اگر نہوتے مرد ایمان لانے والے وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ اور
عورتیں ایمان لانیوالیاں مکہ میں لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ نہیں جانتے ہو تم انکو اور انکے ایمان پر تمکو اطلاع نہیں ہے بسبب آمیزش انکی کے مشرکین میں اور وہ بہتر مرد اور عورتیں تھیں
کہ مشرکین سے اپنا ایمان انھوں نے پوشیدہ رکھا تھا بسبب کمزوری اور عاجزی کے انمیں ملے ہوئے رہتے تھے مکہ میں اور وہاں سے باہر جانیکی قدرت نہیں رکھتے تھے
یعنی خدا فرماتا ہے کہ اگر مکہ میں مومن مرد اور عورتیں نہوتے کہ جنکو تم نہیں جانتے ہو اَنْ تَطَئُوْهُمْ یہ کہ کچل ڈالو یا دبا دو انکو یعنی ہلاک کرو تم انکو مشرک گمان کرکے وقت
لڑائی کے مشرکین سے اور اس سبب سے فَتُصِيْبَكُمْ پس پہنچے تمکو مِّنْهُمْ انسے یعنی انکے قتل ہونے سے مَّعَرَّةٌ گناہ کے باعث خون بہایا ہو انکو قتل کرنیسے اور یا یہ کہ مشرکین

عیب لگاؤ تمکو اور ملامت کریں انکے مارے جانیسے تمہارے ہاتھ سے **بِغَیْرِ عِلْمٍ** بغیر علم کے کہ تم انکے ایمان سے واقف ہو اور بیخبری میں انکو مشرک جانکر مار ڈالو اور جواب لو کا محذوف ہے یعنی اگر یہ امر مذکورہ ہوتے تو البتہ ہم تمہارے ہاتھ انکو اُنسے بند نہ کرتے اور تمہاری نصرت کرکے انکو تمسے مغلوب کرتے اور لیکن اسی جہت سے تم اپر جہاد کرنیسے منع کئے گئے ہو **لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهٖ** تاکہ داخل کرے خدا بیچ رحمت اپنی کے **مَنْ يَّشَآءُ** جسکو چاہے ان لوگوں میں سے کہ ایمان کو قبول کریں وہ صلح کے بعد مکہ کے لوگوں میں سے اور اگر وہ قتل ہوتے تو امر خیر حاصل نہوتا اور یا یہ کہ داخل کرے خدا ان مؤمنین مکہ کو اپنی رحمت میں بسبب سلامت رہنے انکے کے قتل سے اور داخل کرے تمکو اپنی رحمت میں تمہارے سلامت رہنے کی جہت سے طعن کرنے اور عیب لگانے کفار کے سے بسبب قتل ہونے مومنین کے درمیان اُنکے اور ان تطؤہم بدل اشتمال واقع ہوا ہے رجال سے یعنی اگر نہوتے مرد یعنی اگر نہوتا کچل جانا پاؤں میں انکا اور تعلموہم میں جو ہم کی ضمیر ہے اس سے بھی بدل اشتمال ہوسکتا ہے یعنی نہ جانو تم کچل جانے انکو اور فرماتا ہے خدا کہ **لَوْ تَزَيَّلُوْا** اگر جدا ہوتے وہ مومنین اور ان میں کفار میں فرق اور جدائی ہوتی تو **لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** البتہ عذاب کرتے ہم ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں **مِنْهُمْ** ان مکہ والوں میں سے **عَذَابًا اَلِيْمًا** عذاب دردناک قتل اور نہب اور غارت کرکے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہو کہ امیر المومنین علیہ السلام نے جناب رسولخدا سے اس آیت کی معنی پوچھے تو فرمایا کہ جو اولاد کہ ان کی پشتوں میں ہے اور ان سے نسل ان کی چلے گی انکو ہم اپنے علم سے جانتے ہیں کہ وہ ایمان لاوینگے پس اگر وہ اپنے باپوں سے جدا اور علیحدہ ہوتے تو ہم ان کافروں کو عذاب کرتے اور کسی شخص نے حضرت صادق سے پوچھا کہ کیا علی قوی نہ تھے بدن میں اور حکم خدا میں فرمایا کہ ہاں سائل نے کہا کہ پھر کس جہت سے دفع نہ کرسکے وہ اعدا کو فرمایا کہ منع کیا علی کو قرآن کی آیت نے اسنے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے فرمایا کہ لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا اسواسطے کہ علی کی قوم کی پشتوں میں امانتیں خدا کی تہیں ایمان لانے والے آدمی علی ان کے باپوں کو قتل نہیں کرسکتے تھے یہانتک کہ وہ امانتیں باہر نکلکر اُن سے جدا ہو جائیں پس جس وقت وہ امانتیں باہر نکلیں تو دفع کیا علی نے اور قتل کیا جسکو قتل کیا اور ایسے ہی قائم ہمارا نہ ظاہر ہو گا کبھی یہانتک کہ امانتیں خدا کی اپنے باپوں کی پشتوں سے باہر نکلکر اُن سے جدا ہو جائیں پس جس وقت وہ امانتیں خدا کی باپوں کی پشتوں سے باہر نکلکر انسے جدا ہو جائیں اُس وقت ظاہر ہوگا اور قتل کریگا اور قصہ صلح حدیبیہ کا پہلے اس سورت کے اول میں تفصیل سے گذر گیا ہے اور اب خدا اسکو مجملاً بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** یاد کر تو اے محمد جس وقت کہ کیا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے **فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ** بیچ دلوں اپنے کے تعصب کو اور اس چیز کو کہ غضب اور غصہ سے وہ دلکو افروختہ کرے اور بیان کرتا ہے کہ وہ تھے **حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ** غیرت جاہلیت کے اور تعصب انکا انکے دلوں کو غضب اور تکبر میں لایا اور اس جہت سے کہا انھوں نے کہ محمد صلعم نے اور اسکے اصحاب نے ہمارے باپوں اور بھائیوں اور یگانوں کو بدر اور احد میں قتل کیا ہے قسم ہے لات اور عزی کی ہم ان کو اپنے مکانوں میں نہیں آنے دینگے اور یا یہ کہ باپ ہمارے اس پر ایمان نہیں لاتے تھے ہم بھی اسکی پیغمبری پر ایمان نہ لاوینگے اور یا یہ کہ باپ دادا ہمارے بسم اللہ کے قائل نہ تھے ہم بھی راضی نہیں ہیں کہ صلحنامہ کے اول میں بسم اللہ لکھی جاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ اذ جعل متعلق لعذبنا کے ہے یعنی اگر مومنین مکہ کا سبب نہوتا تو البتہ عذاب کرتے ہم کافروں کو جسوقت کہ انھوں نے تعصب اور جاہلیت کو راہ دی تھی اور بعضے کہتے ہیں متعلق صدوکم کے ہے یعنی باز رکھا تھا تمکو کافروں نے مسجد الحرام سے اور منع کیا جس وقت کہ کیا انھوں نے تعصب جاہلیت کو اپنے دلوں میں لیکن ہر صورت میں یہ ہے کہ انھوں نے تعصب جاہلیت کو دخل دیا تو **فَاَنْزَلَ اللّٰهُ** پس نازل کیا خدا نے **سَكِيْنَتَهٗ** تسکین اپنی کو اور اطمینان کو یعنی اس چیز کو کہ جس کے سبب سے آرام دل اور تسلی خاطر ہو نازل کیا خدا نے **عَلٰى رَسُوْلِهٖ** اوپر پیغمبر اپنے کے **وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** اور اوپر مومنین کے کہ انھوں نے لڑائی کو ترک کیا اور صلح پر راضی ہوگئے جس وقت کہ سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزی وغیرہ راضی نہوئے کہ صلحنامہ کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور محمد رسول اللہ لکھا جاوے اور مومنین نے اس جہت سے چاہا کہ اُن سے جنگ کریں پس حق تعالیٰ نے تسکین کو اُن کے دلوں میں نازل کیا اور انھوں نے اس جہت سے صبر کیا اور حلم اور بردباری کو اختیار کیا اور صلح کو قبول کیا **وَاَلْزَمَهُمْ** اور لازم کیا خدا نے مومنین کو **كَلِمَةَ التَّقْوٰى** کلمہ تقوی اور پرہیزگاری کا یعنی وہ کلمہ کہ باعث پرہیزگاری کا ہو اور کہتے ہیں کہ وہ کلمہ شہادت ہو یا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ مکہ والوں نے نہ چاہا کہ صلحنامہ پر وہ لکھا جاوے یا محمد رسول اللہ ہو کہ راضی

تھوے وہ اسکے لکھنے سے اور یا مراد اس سے ایمان ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ علیؑ علم ہدایت کا ہے اور بیچ دوستونکا امام ہے اور نور ہے اس شخص کا جو کہ فرمانبردار کرے میری اور وہ کلمہ ہے کہ جسکو خدا نے لازم کیا ہے متقین کو اور فرمایا کہ ہم کلمے تقویٰ کے ہیں اور راہ ہدایت کے اور امیر المومنینؑ نے خطبہ میں فرمایا کہ میں العروۃ الوثقیٰ اور کلمہ تقویٰ ہوں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم کلمہ تقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں **وَكَانُوٓا** اور ہیں وہ مومنین **اَحَقَّ بِهَا** حق دار زیادہ ساتھ اس کلمے کے **وَاَهْلَهَا** اور لائق اسکے کہ لیاقت اس کلمہ کی وہی رکھتے ہیں نہ غیر انکے اور یا یہ کہ وہ مومنین لائق تسکین کے نازل ہونے کے ہیں نہ غیر ان کے اور یا یہ کہ مکہ کے داخل ہونے کے وہی لائق ہیں اور اہل اسکے ہیں **وَكَانَ اللّٰهُ** اور ہے خدا **بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا** ساتھ ہر چیز کے عالم اور جاننے والا کہ ہر ایک کے باطن اور دلکی بات کو جانتا ہے اسیواسطے مذہب کافرونکی حمیت جاہلیت کے ساتھ کی اور تعریف مومنونکی تسکین نازل کرنے اور لازم کرنے کلمہ تقویٰ سے کی اور پہلے اس سے مذکور کیا ہے کہ رسولِ خداؐ نے حدیبیہ میں جانے سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مع صحابہ کے امن اور آرام سے مکہ میں داخل ہوا ہوں اور بال سر کے منڈوائے ہیں اور کتروائے ہیں حضرتؐ نے اس خواب کو صحابہ کے روبرو بیان کیا صحابہ نے خوش ہوکر تصور کیا کہ تعبیر اس خواب کی اسی سال میں ظاہر ہوگی اور جسوقت حدیبیہ میں صلح کر کے واپس ہوئے اور طرف مدینہ کے روانگی ظہور میں آئی تو عبداللہ بن ابی وغیرہ نے جو ہمراہ رسولِ خداؐ کے تھے کہا واللہ ہمنے نہ سر منڈوایا اور نہ بال کتروائے اور نہ مسجد الحرام کو دیکھا پس خواب رسولِ خداؐ کا کیونکر راست اور درست ہوا اور اسیطرح عمر بن خطاب نے بھی حضرتؐ کی نبوت میں زیادہ شک کیا اور کہا کہ جیسے میں نے آج شک کیا ہے ایسا شک پہلے اس سے کبھی نہیں کیا تھا چنانچہ پہلے اس سے صلحنامہ کی عبارت میں مذکور ہوا ہے رسولِ خداؐ نے جسوقت یہ گفتگو لوگونکی سنی تو فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس سال میں مسجد الحرام کو دیکھینگے اور بال منڈوائینگے اور بیت اللہ کا طواف کرینگے خدا واسطے سچا کرنے خواب پیغمبر کے اور آیندہ کو اسکی تعبیر کے ظاہر ہونے میں فرماتا ہے کہ **لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ** البتہ تحقیق سچا کیا خدا نے **رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا** پیغمبر اپنے کو خواب کے دیکھنے میں یعنی جو کچھ کہ اسنے خواب میں دیکھا تھا اسکو ثابت کیا **بِالْحَقِّ** ساتھ حق کے یعنی غرض صحیح اور حکمت کے ساتھ اس واسطے کہ اسمیں آزمائش تھی مومن خالص کی اور ضعیف الایمان کی کہ جسکے دلمیں بیماری نفاق کی ہے اور جو کچھ کہ رسولِ خداؐ نے دیکھا ہے وہ راست اور درست ہے اور باطل نہیں ہے اور جو کچھ کہ دیکھا ہے وہ ضرور ہوویگا اپنے وقت پر چنانچہ فرماتا ہے کہ **لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ** البتہ داخل ہوگے تم مسجد الحرام میں **اِنْ شَآءَ اللّٰهُ** اگر چاہے خدا اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے مسجد الحرام کے داخل ہونیکے واسطے انشاءاللہ فرمایا وجودیکہ اسکو علم تھا اور جانتا تھا داخل ہونے کو اور ایسا کلمہ وہ شخص کہا کرتا ہے کہ جسکو اس امر کا علم نہ ہو اور خدا تو عالم ہے سب آیندہ اور گذشتہ کا پس یہ کلمہ یا تو واسطے تعلیم بندونکے ہے کہ اگر کسی کام کے کرنیکو کہیں تو بعد اسکے انشاءاللہ بھی کہیں کہ سب کام مشیت خدا پر موقوف ہیں اور بندہ کو کو اسکام کے ہونے اور نہونے کا علم نہیں ہے اور یا اسواسطے یہ کلمہ فرمایا کہ داخل ہونے سے پہلے ایکسال تک نہ داخل ہونیکی شرط کفار نے کی تھی اور اس عرصہ میں کوئی مر گیا تھا اور کوئی بیمار ہو گیا تھا اور کوئی کہیں کو چلا گیا تھا پس معنی اسکے اس صورت میں یہ ہونگے کہ اگر خدا چاہتا تو تم سب مسجد الحرام میں داخل ہوتے اس واسطے کہ خدا جانتا تھا کہ بعضے بیمار ہونگے اور بعضے مر جائینگے اور بعضے غائب ہو جائینگے اس جہت سے فرمایا انشاءاللہ تاکہ کُل کے داخل نہونے میں خلاف وعدے کی لازم آوے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ اس فرشتہ کا قول ہے کہ جسنے رسولِ خداؐ سے خواب میں کہا تھا اور یا قول پیغمبرؐ کا ہے کہ وقت بیان کرنے خواب کے صحابہ سے فرمایا تھا **اٰمِنِيْنَ** امن میں ہونیوالے ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے لتدخلن سے یعنی البتہ داخل ہوگے تم مسجد الحرام میں اگر چاہے خدا امن میں ہونیوالے ہو کر دشمنونکے شر سے اور بعضے کہتے ہیں کہ انشاءاللہ متعلق آمنین کے ہے یعنی داخل ہوگے تم مسجد الحرام میں امن میں ہونے والے ہو کر اگر چاہے خدا **مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ** منڈوانے والے سروں اپنوں کو **وَمُقَصِّرِيْنَ** اور کترنے والے بالونکو اور یا ناخونکو یعنی بعضے سر کو منڈائینگے اور بعضے بال یا ناخن کتروائینگے اور یہ دونوں بھی حال واقع ہوئے ہیں **لَا تَخَافُوْنَ** نہ خوف کرتے تم کسی سے یہ حال واقع ہوا ہے اور یا یہ کہ یہ علیحدہ جملہ ہے اور بندہ برابر کے پہلے اور پیچھے ہونیکے جو حکمت اور مصلحت ہے غافل ہے اس واسطے فرماتا ہے کہ **فَعَلِمَ** پس جانتا ہے خدا **مَا لَمْ تَعْلَمُوْا** اس چیز کو کہ کبھی نہیں جانتے ہو تم مصلحت صلح حدیبیہ کی اور تاخیر عمرہ کی کہ بعد ایکسال کے واقع ہوا اور جلدی فتح خیبر کی کہ اسکی مصلحت سے بھی تمکو اطلاع نہیں ہے **فَجَعَلَ** پس کی یعنی مقرر کی واسطے تمہارے **مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ** سوائے اسکے یعنی پہلے داخل ہونے مسجد الحرام کے واسطے عمرہ کے **فَتْحًا قَرِيْبًا** فتح نزدیک کہ وہ فتح خیبر کی ہے تاکہ راحت پاویں دل مومنین کے اور خوش

ہوں اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسولخدا چھٹے سال ہجرت کے ذیقعدہ کے مہینے میں مکہ جانبسے منع کیے گئے اور حدیبیہ میں صلح ہوئی تو اُلٹے پھر گئے اور ساتویں سال
ہجرت کے اسی مہینے میں اصحاب کے ہمراہ ہوکر احرام عمرہ کا باندھ کر مکہ میں تشریف لائے اور تین روز قیام کیا اور منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ بیٹے جعفر طیار کو میمونہ
عامریہ کی خواستگاری کے لیے اپنے لیے بھیجا میمونہ نے کہا کہ اختیار میرے نکاح کا عباس بن عبد المطلب کو ہے اور ان دونوں میں بہن اسکی ام الفضل دختر حارث
زوجہ عباس کی تھی جعفر عباس کے پاس آئے انھوں نے میمونہ کو حضرت کے واسطے قبول کیا اور اسکو حضرت کے نکاح میں دیا اور اب اللہ تعالیٰ واسطے تاکید وعدہ فتح شہر مکہ اور
اطمینان اور غلبہ مومنین کے مشرکوں کے شہروں پر فرماتا ہے کہ هُوَ الَّذِیْٓ وہ خدا وہ شخص ہے کہ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بھیجا اسنے پیغمبر اپنے کو کہ وہ محمد ہے بِالْهُدٰی
ساتھ رہنمائی راہ راست کے وَدِیْنِ الْحَقِّ اور دین حق کے کہ وہ اسلام ہے اور احکام اسلام کے لِیُظْهِرَهٗ تا کہ غالب کرے خدا اس دین حق کو عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ اوپر
دین کے کل اس دین کے اور ہر ایک دین کے کہ جو دین حق کہ پہلے اس سے تھا اسکو تو منسوخ کیا اس دین نے اور جو دین کہ باطل ہے اسکی خرابی ظاہر کی دلیلیں بیان کر کے اور یا یہ
کہ اس دین کو غالب کیا سب دینوں پر مسلمانوں کا غلبہ کفار پر کر کے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ تاویل اس آیت کی اب تک ظہور میں نہیں آئی ہے اور وقت ظاہر ہونے
امام مہدیؑ کے ظاہر ہوگی اور اسیوقت غلبہ دین اسلام کا سب دینوں پر ہوگا کہ سوائے دین اسلام کے کوئی دین زمین پر باقی نہ رہیگا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ ولیمکنن
لہم دینہم ارتضی لہم یعنی اور غالب اور قوی کرے گا واسطے ان مومنین کے دین انکا جو کہ پسند کیا ہے واسطے اُن کے اور رسولخدا نے فرمایا ہے امام مہدیؑ کے
حال میں کہ بھر دیگا وہ زمین کو عدل اور داد سے بعد اسکے کہ بھری جاوے وہ ظلم اور جور سے وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا اور کافی ہے خدا جس وقت کہ گواہ ہونے
والا ہے اس چیز پر کہ وعدہ کیا ہے جس کا کہ دین اسلام غالب ہوگا سب دینوں پر اور یا گواہ ہے نبوت پر اور شہیدا حال واقع ہوا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
محمد پیغمبر خدا کا ہے جسکی گواہی خدا نے دی ہے وہ یہ جملہ ہے یعنی کافی ہے خدا گواہی دینے والا اس امر پر کہ محمد پیغمبر خدا کا ہے وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اور جو لوگ کہ ہمراہ
اسکے ہیں اور محمد مبتدا اور رسول اللہ عطف بیان ہے اور والذین معہ کا عطف محمد پر ہے اور معطوف اور معطوف علیہ دونوں ملکر مبتدا ہیں اور اشداء بعد اسکے
خبر اسکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ محمد مبتدا ہے اور رسول اللہ خبر اسکی ہے اور والذین معہ مبتدا ہے اور ما بعد اسکے خبر اسکی ہے اَشِدَّآءُ بہت سخت ہیں یعنی محمد
پیغمبر خدا کا اور وہ لوگ کہ ہمراہ اسکے ہیں بہت سخت دل ہیں عَلَی الْكُفَّارِ اوپر کافروں کے رُحَمَآءُ مہربان اور نرم دل ہیں بَیْنَهُمْ درمیان اپنے یعنی
آپسمیں کہتے ہیں کہ کفار سے انکو اس قدر نفرت تھی کہ اپنے بدنوں کو اور کپڑوں کو کفار کے بدن اور کپڑے سے بچاتے تھے کہ ان کے کپڑے اور بدن مس نہ ہونے پائیں
اور آپسمیں مہربانی اسقدر تھی کہ جس وقت کسی برادر مومن کو دیکھتے تھے تو سلام کرتے تھے اور مصافحہ اور معانقہ اُس سے کرتے تھے یعنی ہاتھ میں ہاتھ ملاتے تھے
اور گلے لگتے تھے اور شبہہ نہیں ہے کہ ہر زمانے کے مومن کو چاہیے کہ غیر دین والے سے نفرت رکھے اور اپنے دین والے پہ مہربان ہو اور اسکو دیکھ کر خوش ہو اور بلا شک
صفت علی ابن ابیطالب کے شیعوں کی ہے کہ کفار سے نفرت رکھتے ہیں اور انکے بدن اور کپڑے سے پرہیز کرتے ہیں کہ اپنے بدن اور کپڑے سے مس نہ ہو جائے اور انکو نجس جانتے
ہیں اور آپسمیں اسقدر مہربانی اور رحم ہے کہ جس وقت کسی مومن سے ملاقات ہوتی ہے تو نہایت خوش ہوتے ہیں اور اسپر مہربانی کرتے ہیں بخلاف اور مذہب والوں کے
کہ انہیں یہ وصف نہیں ہے کفار کو تو طاہر اور پاکیزہ جانتے ہیں اور باوجود اسکے کفار انکو نجس جانتے ہیں اور آپسمیں ایسی محبت نہیں رکھتے ہیں اور اب انکی کثرت نماز کا
ذکر کرتا ہے تَرٰىهُمْ دیکھتا ہے تو اُن کو اے دیکھنے والے رُكَّعًا رکوع کرنیوالے سُجَّدًا سجدہ کرنے والے کہ اکثر اوقات نماز میں مشغول رہتے ہیں اور بعضے اہل جماعت
کہتے ہیں کہ مراد الذین معہ سے ابوبکر ہے اور اشداء علی الکفار سے مراد عمر ہے اور رحماء بینہم سے مراد عثمان ہے اور تریہم رکعا سجدا سے مراد علیؑ ہے لیکن یہ قول
نہایت پوچ ہے خواہ الذین معہ مبتدا ہو خواہ معطوف مبتدا پر اس واسطے کہ اس صورتمیں معنی یہ ہونگے کہ ابوبکر عمر ہے عثمان ہے اور یا یہ معنی ہونگے کہ محمد اور ابوبکر
عمر ہیں عثمان ہیں اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ سب صحابہ مراد ہیں یہ قول بھی درست نہیں ہو سکتا بلکہ وہ لوگ ہیں کہ جنہیں یہ اوصاف تھے اول تو معیت رسولخدا کی
اور ہمراہ رہنا حضرت کے ہر مقام میں جہاد اور نماز میں اور وعظ میں اور بے اجازت حضرت کے کہیں کو نہ جانا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ انما المومنون الذین امنوا
باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذہبوا حتی یستاذنوہ یعنی سوائے اسکے نہیں کہ مومنین وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے وہ ساتھ خدا کے اور پیغمبر اس کے
اور جس وقت ہوں وہ ہمراہ اس پیغمبر کے کسی امر جامع پر تو نہیں جاتے ہیں یہانتک کہ اذن لیویں پیغمبر سے لیکن وہ منافقین ہمیشہ جماعت نماز میں حاضر رہتے

تھے اور نہ مجمع وعظ میں اور نہ جہاد میں بلکہ حضرت کو تنہا چھوڑ کر چلے جاتے تھے اور نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ و اذا راوا
تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما یعنی اور جس وقت دیکھتے ہیں وہ خرید اور فروخت کو یا بازی کو مثل ڈھول اور دف بجانے کے تو دوڑتے ہیں وہ
طرف اسکے اور چھوڑ دیتے ہیں وہ تجھکو اے محمد کھڑا ہوا اور جماعت تنہا اور وعظ میں اسواسطے حاضر نہیں ہوتے تھے کہ خدا فرماتا ہے قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لو
اذا یعنی تحقیق خدا جانتا ہے ان لوگوں کو کہ تھوڑے تھوڑے ہو کر چلے جاتے ہیں ہم میں سے چھپکر اور جہاد میں سے بھاگ جانا تو ظاہر ہے کہ احد میں سے بھاگے اور حنین میں سے
بھاگے اور خدا فرماتا ہے کہ ثم ولیتم مدبرین یعنی پھر پھر گئے تم پشت کر کے ہو کر جہاد سے اور پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر گئے بھاگ گئے اور خدا فرماتا ہے اس آیت میں
اور جو لوگ کہ ہمراہ اس پیغمبر کے ہیں اور ہمراہ حضرت کے تو منافقین اور ضعیف الایمان اور نبوت میں شک کرنیوالے بھی تھے پس یہ مراد نہیں ہے والذین معہ سے گروہ لوگ
کہ جو ایمان کامل رکھتے تھے اور حضرت کو تنہا چھوڑ کر جہاد میں سے اور نماز میں سے اور وعظ میں سے نہیں چلے جاتے تھے بدون اذن حضرت کے اور ایسے ضعیف الایمان سختی کفار پر تو کیا
کرینگے کہ کفار کے خوف سے پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جاتے بلکہ مومنین پر سختی کرتے تھے ابوذر کو عثمان نے جلاوطن کیا اور عمار کو اسقدر مارا کہ اسکو فتق کی بیماری ہو گئی اور ابن
مسعود تو اسکی زد و کوب سے مر گیا اور عمر بن خطاب تو ابو بکر کے حکم سے لکڑیاں لیکر فاطمہ زہرا کا گھر جلانیکو گئے چنانچہ استیعاب عبد البر میں مذکور ہے کہ علی اور عباس
فاطمہ کے گھر بیٹھے تھے ابو بکر کی بیعت سے انکار کر کے اور عمر گیا تو فاطمہ نے کہا کہ اے پسر خطاب کیا میرا گھر جلائے گا کہا کہ ہاں اور تاریخ عقد ابن عبد ربہ میں لکھا ہے کہ
ابو بکر نے عمر سے کہا کہ علی و عباس اگر بیعت سے میری انکار کریں تو ان دونوں کو قتل کر اور ملل اور نحل میں شہرستانی نے لکھا ہے کہ کہتے ہیں کہ کینہ اور دشمنی انکی امیر المومنین
علی کے ساتھ اسقدر تھی کہ سعد ابن ابی وقاص اور ابن عمر اور اسامہ بن زید متبنی رسول خدا کا اور رافع خدیج انصاری اور محمد بن مسلمہ اور زید بن ثابت انصاری اور
ابو ہریرہ اور ابو درداء اور ایک جماعت نے سوائے انکے علی کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جس وقت وہ خلیفہ ہوئے اور بعد اسکے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور یزید کے ہاتھ پر بیعت
کی جس نے کہ اپنی زندگی میں اسکو پایا اور سوائے اسکے جنگ جمل میں دونوں طرف مہاجرین اور انصار تھے اور معاویہ کے ہمراہ ہزاروں آدمی مہاجرین اور انصار میں سے
تھے جنگ صفین میں حضرت علی کی عداوت کی جہت سے عائشہ اور معاویہ کی طرف ہو کر مومنین کو قتل کرتے تھے یہ بھی سختی کافروں پر اور نرمی مومنین پر مراد اس آیت
میں نہیں ہے مگر جناب امیر سے کہ کبھی جہاد سے بھاگے نہیں اور رسول خدا کی خدمت سے بدون اذن کے کہیں گئے نہیں اور یا وہ لوگ تھے کہ رسول خدا کے زمانہ میں گئے اور
شہید ہو گئے ہیں اور یا چند صحابہ مسکین کہ جو علی کے دوست نہیں ہوتے اور بدون اجازت رسول خدا کہیں نہیں جاتے تھے اور اگر اوصاف اس آیت کے کل صحابہ میں فرض کریں کہ وقت
اس آیت کے یہ اوصاف انمیں ہونگے اور بعد رسول خدا کے جو تغیر انمیں اور عداوتیں اور مخالفتیں اور قتل و جمیع انمیں واقع ہوئے ہیں سب متواترات سے ہیں سو نہیں جا سکتا ہے انپر اطلاق
ہو سکتا ہے اور ان سب متقین کا یہ حکم نہیں خدا فرماتا ہے کہ یبتغون طلب کرتے ہیں وہ فضلا من اللہ فضل کو خدا سے اور زیادتی ثواب کو ورضوانا اور رضامندی خدا کی
اور رکوع اور سجدہ کرتے ہیں واسطے رضامندی خدا کے نہ واسطے دکھلانے اور سنانے لوگوں کے سیماھم علامت انکی عبادت کی فی وجوھھم بیچ مونہوں انکے کے ہے من اثر السجود
نشانی سجدہ کی ہے یعنی انکی پیشانیوں پر ظاہر ہوتی ہیں علامتیں سجدہ کرنے کی اور حضرت امام زین العابدین کی پیشانی سجدوں کی کثرت سے مثل سینہ شتر کے ہو گئی تھی
اور اسی واسطے وہ سجاد مشہور ہوئے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد سیما سے وہ نور ہے کہ قیامت کے روز ان سجدہ کرنیوالوں کی پیشانیوں سے چمکتا ہوگا
اور اس علامت سے جانینگے کہ یہ سجدہ کرنے والوں میں سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ منہ ان کے قیامت میں سفید اور روشن ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ نشانی
سجدہ کی خاک ہے کہ انکی پیشانی پر بسبب سجدہ کرنے کے خاک پڑ گئی پر اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے بیداری شب کی ہے عبادت میں ذلک
یہ وصف انکا مذکور ہوا ہے مثلھم صفت انکی ہے فی التوراۃ بیچ توریت کے کہ جو موسیٰ کی کتاب ہے ومثلھم فی الانجیل اور صفت انکی ہے
بیچ انجیل کے کہ حضرت عیسیٰ کی کتاب ہے یعنی مومنین ان وصفوں کے ساتھ ان دونوں کتابوں میں مذکور ہوئے ہیں اور حال ان مومنین کا کزرع مانند کھیتی کے ہے یعنی
وہ مومنین مثل دانہ بوئے ہوئے کے ہیں کہ اول دفعہ میں اخرج شطاہ نکالا ہو اسنے سوئی اپنی کو کہ نہایت باریک اور سست ہوتی ہے فآزرہ پس قوی
کیا اسکو خدا نے اور مضبوط کیا فاستغلظ پس موٹا ہوا وہ درخت شاخیں نکالکر اور بڑھکر فاستوی علی سوقہ پس سیدھا کھڑا ہوا اوپر جڑ اپنی کے
یعنی وہ درخت پہلے تو نہایت باریک اور سست تھا اور بعد اسکے رفتہ رفتہ بڑھ کر اس طرح سے قوی اور مضبوط ہوا کہ یعجب الزراع

تعجب میں ڈالتا ہے بونے والوں کو اپنی مضبوطی اور بڑھنے اور قوی ہونے سے یعنی جیسے کہ دانہ کھیتی کا ابتدا میں سوئی اچھی ہوتا اور نہایت ضعیف اور نحیف ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ پرورش پا کر مضبوط اور قوی ہوتا ہے اور باعث تعجب بونیوالوں کا ہے ایسے ہی مومنین کا حال ہے یعنی رسولخدا اور اصحاب اُن کے ابتدا حال میں تو نہایت خوف اور ضعف میں تھے اور بعد اسکے رفتہ رفتہ قوت پکڑ کر تمام عالم پر قوی اور غالب ہوگئے اور باعث تعجب خلقت کا ہوئے اور یا یہ کہ تمثیل واسطے رسولخدا کے ہو کہ ابتدا میں تو بے یار اور بے مددگار تھے اور بعد اُسکے بسبب اہلبیت اور اصحاب کے قوت پیدا کی ہیں کھیتی رسولخدا سے مراد ہے اور شاخیں اسکی اصحاب سے مراد ہو کہ انھوں نے اسکو قوی اور زبردست کیا ہے جیسے کہ کھیتی ابتدا میں باریک اور سست ہوتی ہے اور بعد اسکے رفتہ رفتہ موٹی اور مضبوط ہوتی ہے اور شاخیں اسکی پھیلتی ہیں اسطرح سے کہ بونے والے اسکے تعجب کرتے ہیں اور پیغمبر خدا بھی ابتدا میں بسبب نہونے یار اور مددگار کے کمال ضعف اور بیچارگی میں تھے اور بعد اسکے خدا تعالیٰ نے ان کو مومنین کی جہت سے قوی دست اور قوی پشت کیا اس وجہ سے کہ لوگوں نے انکی قوت اور شوکت سے تعجب کیا حاصل یہ ہے کہ خدا نے واسطے مومنین کے یہ مثال بیان کی لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تا کہ غصہ میں لاوے بسبب ان مومنین کے کفار کو یعنی یہ بسبب قوت اور کثرت مومنین کے کفار کو غصہ اور غضب میں لاوے اور وہ کفار ان مومنین کی قوت اور کثرت دیکھ کر رنج کریں اور اپنے دلوں میں جلیں اور کہیں کہ محمد اور اسکے اصحاب کیسے قوی اور کثیر ہو گئے اور فرماتا ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وعدہ کیا ہے خدا نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک مِنْهُمْ ان میں سے یعنی جنکا کہ ذکر ہوا ہے ان مومنین میں سے انکے وعدہ کیا ہے خدا نے مَغْفِرَةً بخشنے گناہوں کو وَأَجْرًا عَظِيمًا اور اجر بڑے کو کہ وہ بہشت کی نعمتیں ہیں اور من منھم میں واسطے بیان کے ہے جیسے کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں ہے اور جناب رسولخدا سے تفسیر اس آیت کی پوچھی گئی کہ کس شخص کے واسطے نازل ہوئی ہے فرمایا کہ جسوقت قیامت کا روز ہوگا تو ایک علم نور کا تیار ہوگا اور ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ چاہیے کہ کھڑا ہو سردار مومنین کا اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ ہمراہ اسکے ہوں پس کھڑا ہوگا علیؑ ابن ابیطالب پس دیا جاوےگا علم نور سفید کا اسکے ہاتھ میں اور نیچے اس علم کے سب اولین اور سابقین ہونگے مہاجرین اور انصار میں سے اور سوا انکے کوئی غیر اُن میں آمیزش نہ کرے گا یہانتک کہ بیٹھے گا منبر پر کہ وہ رب العزت کے نور سے ہوگا اور پیش کئے جاوینگے اسکے روبرو سب آدمی ایک ایک شخص پس دیوےگا اجر اسکا اور نور اسکا پس جس وقت نوبت انکی آخری پہنچے گی تو کہا جائےگا واسطے اُن کے کہ پہچانا تم نے اپنے مقاموں اور منزلوں کو بہشت میں کہ تحقیق پروردگار کہتا تھا کہ نزدیک میرے واسطے تمہارے بخشش اور اجر بڑا ہے یعنی بہشت پس کھڑا ہوگا علیؑ ابن ابیطالب اور لوگ اسکے علم کے نیچے ہوں گے یہانتک کہ داخل ہوں بہشت میں پھر واپس ہو علیؑ منبر کی طرف اور اسی طرح مومنین ہمیشہ اسکے پیش کئے جائیں گے اور ہر ایک اپنا حصہ بہشت سے لیوے اور سوا مومنین کے سب دوزخ کے واسطے چھوڑے جائیں

سورۃ الحجرات

یہ سورہ مدنی ہے مگر آیہ یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی کہ ابن عباس کے نزدیک مکہ میں نازل ہوئی ہے اور اس سورہ میں کل ۱۸ آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو ہر روز ہر شب پڑھے تو جناب رسولخدا کی زیارت کرنیوالا مومنین سے ہو یعنی ثواب زیارت کا پاوے اور اس سورہ سے عم یتساءلون تک طوال یعنی دراز کہتے ہیں اور عم یتساءلون سے والضحی تک میانہ کہتے ہیں اور والضحی سے آخر تک قصار یعنی کوتاہ کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کہتے ہیں کہ بعضے اصحاب نے عید قربان کے روز نماز عید سے پہلے قربانیکو ذبح کیا رسولخدا نے بعد نماز عید کے انکو حکم فرمایا کہ قربانی کو پھر ذبح کرو اور اسوقت جبرئیل یہ آیت مع بسم اللہ کے لائے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ اور رسول پر لَا تُقَدِّمُوا مت بڑھو تم اور پہلے مت کرو تم کسی عمل کو امور دین میں سے بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ آگے خدا کے اور پیغمبر اسکے کے یعنی کوئی ارادہ اور نہی عمل میں نہ لاؤ اور کوئی کام اپنے دین کے کاموں میں سے نہ کرو مگر بعد حکم کرنے خدا کے اور پیغمبر اسکے کے یہ چاہیے کہ عمل تمہارا یا تو موافق وحی کے ہو یا پیغمبر کے فعل کے موافق ہو اور مراد بین یدی رسول اللہ ہے اور ذکر اللہ کا واسطے تعظیم کے ہے اور اشارہ ہے طرف اسکے کہ وہ خدا کی جانب سے ایک مرتبہ والا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد اس آیت سے ممانعت ہے اصحاب کو رسولخدا سے پہلے کلام کرنے کی پس معنی اسکے یہ ہونگے کہ اے لوگو جسوقت تم رسولخدا کی مجلس میں بیٹھے ہو اور کوئی شخص مسئلہ حضرت سے پوچھے تو تم حضرت سے پہلے جواب مت دو اور خاموش بیٹھے رہو یہانتک کہ پیغمبر اپنے جواب سے سائل کا اطمینان کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اسسے ممانعت ہے رسولخدا سے آگے ہوکر چلنے سے اور حکم ہے کہ حضرت سے پیچھے ہوکر چلو اور

بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ کسی طاعت کو اسکے وقت سے پہلے مت بجا لاؤ پس جائز نہیں ہے بجا لانا نماز کا اور روزے اور حج کا اس وقت سے پہلے کہ جو خدا نے مقرر کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ کسی قول اور فعل میں سبقت نہ کرو اور کوئی کام اپنی طرف سے مت کرو یہانتک کہ خدا و رسول اسمیں حکم فرمائے اور مسروق سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ یوم شک ماہ رمضان میں ام سلمہ کے پاس گیا انہوں نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ شہد کا شربت بنا کر لاوے اُسنے کہا کہ میں روزے سے ہوں حق تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی اور روز شک کو بہ نیت رمضان روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور عبداللہ بن زبیر سے منقول ہے کہ جماعت قعقاع کی رسول خدا کے پاس آئی ابوبکر نے کہا کہ یا رسول خدا قعقاع بن سعید کو ان پر امیر اور سردار کر عمر بن خطاب نے کہا کہ اقرع بن حابس کو انکا حاکم کر قعقاع کو مت کر ابوبکر نے کہا عمر سے کہ تو نے ارادہ میں میری مخالفت چاہی عمر نے کہا کہ یہ ارادہ نہیں ہے بلکہ اسواسطے میں نے کہا ہے کہ اقرع آداب ریاست اور حکومت کے بہتر جانتا ہے پس آواز ان دونوں کی بلند ہوئی اس مقدمہ میں حقتعالیٰ نے یہ آیت مع سببیت کی آیت مابعد کو نازل کی اور بعض کہتے ہیں کہ رسول خدا نے ستائیس آدمی تہامہ کو بھیجے اور بنی عامر نے انپر غلبہ کر کے سبکو قتل کیا مگر تین آدمی کہ مدینہ کی طرف کو بھاگے اور گرد مدینہ کے پہنچے تو دو آدمیوں سے بنی سلیم کے ملاقات ہوئی اور اُنکو بنی عامر جانکر مار ڈالا اور کپڑے انکے اُتار لیے اور رسول خدا کے پاس حاضر ہوکر صورت حال کو بیان کیا رسول خدا نے فرمایا کہ تمنے بہت برا کام کیا وہ آدمی بنی عامر میں سے نہ تھے بلکہ بنی سلیم سے تھے اور کپڑے جو وہ پہنے ہوئے تھے انکو دیئے تھے پس خونبہا انکا انکے وارثوں کو دیا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ تم لوگ اپنی طرف سے کوئی امر نہ کرو بلکہ سب امور میں پیروی خدا اور رسول خدا کے حکم کی کرو وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو تم خدا سے سب قولوں اور فعلوں میں خدا کے حکم پر مقدم کرنے سے اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ تحقیق خدا سننے والا ہے سب باتوں تمہاری کا عَلِیْمٌ جاننے والا ہے فعلوں تمہارے کا موافق اسکے تمکو جزا دے گا اور یہ آیت دلالت کرتی ہے قیاس کے باطل ہونے پر کہ جسمیں اپنی رائے سے حکم ہوا وہ حکم خدا و رسول کا جسمیں ہو اور کہتے ہیں کہ عطارد بن حاجب بن زرارہ تمیمی مع بعض اشراف قوم اپنی کے اقرع بن حابس اور زبرقان ابن بدر اور عمرو بن اہتم اور قیس بن عاصم رسول خدا کی مسجد میں آئے اور حجروں کے پیچھے سے باواز بلند پکارے کہ اے محمد باہر آ جرات سے کہ تعریف ہماری خوب ہے اور مذمت ہماری بد اور عیب ہے وہ حضرت انکی بلند آواز سے اذیت پاکر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ خدا ہے کہ جسکی تعریف خوب ہے اور مذمت اسکی بد ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس واسطے آئے ہیں کہ اپنا فخر اور بزرگی بیان کریں پس حکم دے کہ شاعر اور خطیب ہمارے خوبی بیان کریں حضرت نے اجازت دی اور عطارد بن حاجب اُٹھا اور یہ مضمون اسنے ادا کیا کہ شکر ہے خدا کا کہ ہمکو زمین کا بادشاہ کیا اور احسان اور فضل ہمپر کیا اور مال بہت ہمکو انعام کیا کہ اس سے ہم لوگوں پر احسان کرتے ہیں اور محتاجوں کو دیتے ہیں اور ہمکو بزرگ زیادہ اہل مشرق کا کیا اور آدمیوں کو ہمارے زیادہ کیا اور حسب اُنکا سب ہمارا بہتر کیا ہے کون ہے کہ ہمارے مثل ہو آدمیوں میں اور یہ اوصاف اپنے بیان کرے اور اگر چاہوں تو اس سے زیادہ انکے اوصاف بیان کروں لیکن کلام کے زیادہ کرنے سے شرم آتی ہے یہ کہکر وہ بیٹھ گیا اور رسول خدا نے ثابت بن قیس بن شماس کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور عطارد کا جواب دے ثابت کھڑا ہوا اور یہ مضمون کا خطبہ ادا کیا کہ حمد اور شکر ہے خدا کا کہ جسنے آسمان اور زمین کو پیدا کیا جس وقت کہ حکم اسکا سب جگہ جاری تھا اور کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی ہے مگر اسکے فضل اور احسان سے اور اسکے فضل اور کرم سے یہ ہے کہ ہمکو بادشاہ زمین کا کیا اور تمام مخلوقات میں پیغمبر کو برگزیدہ کیا کہ حسب اسکا زیادہ بزرگ ہے اور کلام اسکا راست اور درست ہے اور حسب اسکا اعلیٰ ہے اور بعد اسکے کتاب اسپر نازل کی اور اسکو تمام مخلوقات پر امیر اور حاکم کیا پس وہ برگزیدہ خدا کا ہے تمام مخلوقات پر اور جس وقت کہ وہ پیغمبر ہوا تو بعد اسکے لوگوں کو طرف ایمان حق کے بلایا اور مہاجرین کہ اسکی قوم کے آدمی تھے اسپر ایمان لائے اور انسان حسب اُنکا سب سے زیادہ ہے پس سب سے پہلے اسکی قوم کے سوا کہ ایمان لائے ہیں وہ ہم ہیں اور ہم انصار اور صاحب یار اسکے ہیں کہ سب آدمیوں سے دین کے مقدمہ میں جنگ کرتے ہیں تاکہ سب ایمان لائیں پس جو کوئی کہ خدا اور رسول خدا پر ایمان لائے مال اور خون اسکا محفوظ ہے اور جو کوئی قبول نہ کرے ہم اسپر جہاد کرتے ہیں اور قتل کرنا اسکا ہمپر آسان ہے اور ہم واسطے مومنین اور مومنات کے خدا سے بخشش گناہوں کی چاہتے ہیں والسلام والاکرام اور بعد اسکے زبرقان شاعر اُٹھا اور چند شعر اسنے پڑھے اور حسان بن ثابت نے اسکے جواب میں شعر پڑھے اور اقرع نے کہا کہ خطیب اور شاعر اسکا ہمارے خطیب اور شاعر سے زیادہ افضل ہے اور آوازیں انکی ہماری آوازوں سے زیادہ بلند ہیں اور بعد اسکے اقرع نے کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ لوگوں نے جس وقت دیکھا کہ اقرع ایمان لایا ہے وہ بھی سب ایمان لائے اور رسول خدا نے سبکو انعام اور خلعت دیا اور بعد اسکے خدا نے صحاب کو منع کیا رسول خدا کے پاس آواز

کو بلند کرنے سے واسطے تعلیم آداب کے کہ جس کے سبب سے آزار اور کلفت حضرت کو اور نہایت گستاخی اور کمال بے ادبی ہے نزدیک حضرت کے آواز بلند کرنا پس فرمایا خدا نے کہ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ مت بلند کرو تم آوازوں اپنی کو فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اوپر آواز پیغمبر کے یعنی
وقت بات کرنے کے اپنی آواز انکو پیغمبر کی آواز پر نہ بلند کرو تم کہ بلند کرنا آواز کا یا حقارت کی جہت سے ہے اور وہ کفر ہے یا ملاحظہ نکرنے ادب کی راہ
سے ہے اور وہ خلاف تعظیم کے ہے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوبکر اور عمر کی شان میں نازل ہوئی ہے جس وقت انھوں نے اپنی آواز کو رسول خدا کی آواز پر بلند کیا اور
اول آیت بھی اس صورت کی ان دونوں ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ اور نہ آواز بلند کرو تم واسطے اس پیغمبر کے بِالْقَوْلِ ساتھ بولنے
کے یعنی آنحضرت کو آواز بلند سے مت پکارو كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ مانند آواز بلند سے پکارنے تمہارے کے لِبَعْضٍ واسطے بعضے کے یعنی اسکو آواز بلند سے مت پکارو
جیسے کہ تم آپس میں پکارتے ہو کہ فلانے بلکہ اپنی آواز انکو نیچا اور نرم کرو اور حضرت کے نزدیک جا کر ادب سے عرض کرو کہ یا رسول خدا اور نام بھی حضرت کا نہ لو کہ ان
کو اے محمد کہو بلکہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہو چنانچہ کہتے ہیں کہ ابن عباس سے اس آیت کے نازل ہونے سے پوچھا گیا کہ ایک جماعت بنی عنبر سے کہ صحابہ نے
ان کے عزیز بند قید کئے تھے وہ لوگ مدینہ میں آئے فدیہ دینے کے ارادہ پر حضرت کے حجرہ کے پیچھے کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے محمد باہر نکل آنحضرت کو اس بے
ادبانہ آواز دینے سے اذیت ہوئی خدائے تعالیٰ نے واسطے تشفی خاطر اقدس کے یہ آیت بھیجی کہ اے محمد حجرہ سے باہر نکل اور انکو منع کر اور کہہ تو کہ مجھکو نام لیکر
مت پکارو اس واسطے کہ آپس میں سب کے ساتھ برابری ہوتی ہے اور اس میں رعایت حرمت عزت کی نہیں ہے پس ایسے قول سے اپنی زبان کو بند کرو اَنْ
تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ اس واسطے کراہت باطل ہونے عملوں اپنوں کے ان تحبط مفعول لہ واقع ہوا ہے اور اس کے اول میں کراہت کا لفظ کہ وہ مضاف ہے مقدر
ہے اور مراد اعمال کے باطل ہونے سے یہ ہے کہ ثواب حاصل نہ ہوگا اعمال کا وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور نہ تم اطلاع رکھتے ہوگے اعمال کے باطل ہونے
سے اور ثعلبی نے لکھا ہے کہ یہ آیت بنی تمیم کے آدمیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ جس وقت وہ رسول خدا کے پاس آتے تھے تو حضرت کے حجرے کے دروازہ پر کھڑے
ہو کر پکارتے تھے کہ اے محمد باہر نکل اور جس وقت حضرت باہر رونق افروز ہوتے تھے تو وہ لوگ حضرت کے آگے ہو کر چلتے تھے اور جس وقت کلام کرتے تھے تو اپنی
آواز انکو حضرت کی آواز پر بلند کرتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ اے محمد اے محمد اس مقدمہ میں تو کیا کہتا ہے جیسا کہ آپس میں ایک شخص دوسرے کو کہتا ہے
خدا نے یہ آیت نازل کی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ بہرا تھا جس وقت کلام
کرتا تھا تو بہت بلند آواز سے بات کہتا تھا اور بلند آواز بھی تھا وہ اور رسول خدا اکثر اسکی آواز سے ایذا پاتے تھے اور منقول ہے کہ یہ آیت نازل
ہوئی تو ثابت گم ہو گیا رسول خدا نے اسکو تلاش کروایا لوگوں نے بیان کیا کہ وہ روتا ہے حضرت نے اسکو بلوایا اور رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ
یا رسول خدا یہ آیت نازل ہوئی ہے اور آواز میری بہت بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ عمل میرا باطل ہو جائے حضرت نے فرمایا کہ خیر کے ساتھ زندگانی کرے گا
اور خیر کے ساتھ مرے گا اور بہشتیوں میں سے ہے اور منقول ہے کہ جس وقت کوئی شخص رسول خدا کو آواز بلند سے پکارتا تو حضرت اپنی آواز کو اسکی آواز پر بلند
کرتے تھے اس واسطے کہ ایسا نہ ہو کہ اسکی آواز میری آواز پر بلند ہو تو اسکا عمل باطل ہو جائے اور عبد اللہ بن زبیر کہتا ہے کہ اصحاب بعد نازل ہونے اس آیت
کے حضرت کے روبرو اسقدر آہستگی سے باتیں کرتے تھے کہ رسول خدا جب تک مکرر دوسری بار نہ سنتے تو نہ سمجھتے تھے اور مطلق بلند کرنا آواز کا ممنوع نہیں ہے بلکہ وہ
آواز کہ جس سے رسول خدا کو اذیت ہوتی تھی پس جنگ میں جو آوازیں بلند کرتے تھے وہ حضرت کو پسند اور مرغوب تھیں اور حنین میں اصحاب کفار کے مقابلے
بھاگ گئے تو عباس کو حکم دیا کہ بلندی پر چڑھ کر بہ آواز بلند چیخ مار کر انکو پکار انھوں نے موافق حکم کے چیخ مار کر اصحاب کو آواز دی کہ اے بیعت
رضوان والو کہاں بھاگے جاتے ہو اور کہتے ہیں کہ حضرت عباس کی آواز اسقدر بلند تھی کہ ایک مرتبہ کفار نے مسلمانوں پر ہجوم کیا عباس نے با آواز بلند
کہا کہ یا صباحاہ حاملہ عورتوں نے اس آواز کی ہیبت سے اپنے پیٹوں سے بچے گرا دیئے اور منقول ہے کہ ایک روز بھیڑیا گوسفندوں کو پکڑنا چاہتا تھا حضرت
عباس نے ایک چیخ ماری کہ پتا اس بھیڑیے کا پھٹ گیا اور بعد اسکے وہ مر گیا اور کہتے ہیں کہ جس وقت ثابت نے آواز بلند کرنے سے توبہ کی اور اکثر اصحاب نے آواز
کو اپنی پست اور نرم کیا رسول خدا کے روبرو تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ تحقیق جو لوگ کہ پست اور نیچا کرتے ہیں اَصْوَاتَھُمْ

اپنی آوازوں کو یعنی آہستہ بولتے ہیں عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ نزدیک رسولخدا کے انکے ادب کا ملاحظہ کرکے اور انکی تعظیم کے واسطے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ
یہ وہ لوگ ہیں کہ آزمایا ہے خدا قُلُوْبَهُمْ دلوں انکے کو لِلتَّقْوٰى واسطے پرہیزگاری کے جیسے کہ سونے کو آگ پر آزماتے ہیں تاکہ کھوٹ اسکا معلوم ہو جاوے لیکن بعضے صحابہ انکے
بھی آواز کے بلند کرنے سے باز نہ آئے چنانچہ وقت مرض الموت کے رسولخدا نے دوات اور قلم واسطے لکھنے وصیت کے طلب کی اور عمر بن خطاب اور انکے ہمراہیوں نے کہا کہ
دوات و قلم حضرت کو دینی نہ چاہیے ہمکو کتاب خدا کی کفایت کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ دینی چاہیے اس وقت طرفین کی آوازیں بلند ہوئیں کہ رسولخدا نے غصہ ہوکر فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ
تم میرے پاس سے اور حضرت کی بیماری کا بھی کچھ خیال نہ کیا کہ بیمار کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اسوقت چیخ کر نہ بولیں اسقدر چیخے کہ رسولخدا نے اپنے پاس سے انکو اٹھا دیا اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد امتحان سے خدا کا پہچاننا ہے انکی خالص نیت کو یعنی پہچانا ہے خدا نے انکے دلوں کو عبادت اور پرہیزگاری سے یعنی انکے دل پاکیزہ اور خالص ہیں کہ پرہیز کرنے والے ہیں
برائیوں سے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ واسطے انکے بخشش ہے گناہوں کہ وہ بلند کرنا آواز کا ہے وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ اور اجر بڑا ہے واسطے انکے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں اور بعضے مفسرین
کہتے ہیں کہ یہ تینوں آیتیں بنی تمیم کی جماعت کے حق میں نازل ہوئی ہیں کہ وہ حضرت کے پاس جاکر بلند آوازوں سے حضرت کو بلاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے محمد باہر
نکل تو کہ ہماری عورتوں اور بچوں کو تیرا لشکر قید کرکے لایا ہے رسولخدا انکی آواز سے بیدار ہوکر حجرے سے باہر تشریف لائے ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے قیدیوں کو یا
آزاد کر یا انکا فدیہ لے جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسولخدا انہیں سے ایک شخص کو درمیان انکے اور درمیان اپنے حاکم کر کہ وہ اس مقدمہ میں حکم کرے حضرت نے اعور کو حاکم کیا اور
اسنے حکم کیا کہ آدھوں کو آزاد کر دو اور آدھوں کا فدیہ لو حضرت نے موافق اسکے عمل کے فرمایا کہ اسمعیل کی اولاد میں سے جس کسی نے ایسا عمل کیا ہو کہ موجب کفارہ کا ہو چاہیئے کہ
وہ انہیں سے ایک کو آزاد کرے پس اسطرح سے انمیں سے آدھے آزاد کئے اور آدھوں کا فدیہ لیا خدا نے بسبب انکے ترک کرنے کے ادب کو ان کی مذمت میں فرمایا ہے کہ اِنَّ
الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ تحقیق جو لوگ کہ پکارتے ہیں تجھکو اے محمد مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ پیچھے حجروں انکے سے یعنی حجروں انکے باہر سے اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ اکثر
انکے عقل نہیں رکھتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں اور واقف نہیں ہیں ادب کی رسموں سے بسبب پہچاننے قدر اور شرف تیرے کے اور ترک کرنے تیری تعظیم کے پس جو کہ مقتضی
عقل کا ہے کہ وہ تیرے رتبہ کو پہچانیں وہ انھوں نے نہ کیا تو مثل چوپایوں کے ہیں کہ عقل کا کام نکیا اسواسطے فرمایا کہ وہ عقل نہیں رکھتے ہیں اور وہ مجنون اور دیوانہ نہ تھے کہ بالکل عقل سے خالی
ہوں اور مراد حجروں سے حضرت کی بیبیوں کے حجرے ہیں کہ ہر ایک کے واسطے ایک حجرہ علیحدہ بنایا تھا اور حجرات اسواسطے فرمایا ہے ہوسکتا ہے کہ کوئی تو کسی حجرے کے باہر سے آواز
دیتا ہوگا اور کوئی اسکے دوسرے حجرے کے پیچھے اور حجرات کو ابو جعفر نے بفتح جیم پڑھا ہے اور باقیوں نے بضم جیم اور یہ آیت دلالت کرتی ہے حضرت کے کمال تعظیم اور بزرگی
مرتبہ پر اسواسطے خدا نے فرمایا کہ وہ لوگ حجروں کے باہر سے اسطرح بے ادب ہوکر تجھکو پکارتے ہیں اکثر انمیں ایسے ہیں کہ عقل نہیں رکھتے ہیں اور مثل چوپایوں کے ہیں اور کسیکو بلانا
بدون چیخ مارنیکے بہت خوب ہے اور اسکو بھی ترک کرنا اور صبر کرکے منتظر بیٹھا رہنا خصوصاً جناب رسولخدا کے واسطے کہ حضرت خود رونق افروز ہونگے تو ملاقات کرونگا
اور بلانیکو ترک کرنا ادب کی رعایت سے اور واسطے ملاحظہ تعظیم حضرت کے یہ تصور نہایت ہی نیک اور خوب ہے اسواسطے خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ
اِلَيْهِمْ اور اگر تحقیق وہ لوگ بنی تمیم کے صبر کرتے اور تجھکو پکارتے نہیں یہانتک کہ باہر آتا تو طرف انکے حجرہ سے باہر نکلکر تو لَكَانَ البتہ ہوتا وہ صبر کرنا اور
منتظر رونق افروزی تیری کے رہنا خَيْرًا لَّهُمْ بہتر واسطے انکے آواز کرنے سے واسطے ملاحظہ کرنے رسوم آداب کے کہ باعث سعادتمندی دنیا اور آخرت کا ہے اور موجب
ثواب ابدی کا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے اس شخص کا کہ بعد اسکے توبہ کرے رَّحِيْمٌ مہربان ہے ادب اور حرمت کرنیوالوں پر اور کہتے ہیں کہ جناب رسولخدا نے
نویں سال ہجرت کے ولید بن عقبہ برادر مادری عثمان کو قبیلہ بنی المصطلق کے پاس بھیجا تاکہ صدقات اور زکواۃ وغیرہ کو انسے وصول کرکے لائے اور پہلے سے درمیان ولید اور
اور بنی المصطلق کے ایام جاہلیت میں عداوت تھی جبوقت انکو خبر ولید کے آنے کی پہنچی تو پہلی عداوت سے درگذر کرکے اور محبت جدید اسلام کی انکے دل میں
قرار پکڑ کر ولید کی پیشوائی کو باہر نکلے ولید نے یہ گمان کرکے کہ میرے قتل کرنیکو یہ آئے ہیں وہانسے واپس ہوکر مدینہ کی راہ اختیار کی اور رسولخدا سے جاکر عرض کی کہ
بنی المصطلق مرتد ہوگئے ہیں اس واسطے انھوں نے زکواۃ نہ دی اور میرے قتل کرنیکا انھوں نے ارادہ کیا رسولخدا یہ سنکر غصہ ہوئے اور ارادہ انکے قتل کا کیا وہ لوگ حاضر ہوئے
اور کہا کہ ہم پناہ مانگتے ہیں ساتھ خدا کے غضب سے اور اسکے رسول کے غضب سے قسم ہے خدا کی ہمسے کوئی سرکشی واقع نہیں ہوئی اور ہم سب فرمانبردار اور تابعدار ہیں اور
جو کچھ ولید نے ہماری طرف سے عرض کیا ہے سب دروغ اور خلاف واقعہ کے ہے رسولخدا نے انکے کہنے کا اعتماد نہ کرکے فرمایا کہ حکم درمیان میرے اور درمیان تمہارے دوم

باہر نہیں ہے یا تو تم اپنی سرکشی اور نافرمانی سے توبہ کرو اور یا ایک مرد کو میں تمہاری طرف بھیجتا ہوں کہ وہ بمنزلہ جان میری کے ہے تاکہ وہ تم سے جنگ کرے
اور تمہاری عورتوں کو اور لڑکوں کو وہ قید کرکے لائے اور بعد اسکے دست مبارک جناب امیرؑ کے شانہ پر رکھ کر فرمایا کہ وہ مرد یہ ہے اور خالد بن ولید کو مع ایک جماعت کے انکی شہر میں
بھیجا اور فرمایا کہ پوشیدہ انکا حال دریافت کر جسوقت خالد انکے قریب پہنچا تو ایک جاسوس اسنے اپنا انکے احوال کے دریافت کرنے کے واسطے بھیجا وہ جاسوس وقت نماز
عصر کے انکے پاس پہنچا دیکھا کہ اذان نماز کی کہتے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھتے ہیں اور طریقہ اسلام ادا کرتے ہیں وہ یہ حال دیکھ کر وہاں سے پھرا اور صورت حال خالد سے بیان کی
خالد انکے پاس گیا اور انھوں نے بیان کیا کہ پہلے اس سے ولید ہمارے پاس آیا اور ہم اسکی تعظیم کے واسطے اسکی پیشوائی کو باہر نکلے وہ ہمکو دیکھ کر الٹا پھر گیا معلوم نہیں
کہ کیا باعث تھا اور خالد انسے صدقہ وصول کرکے مدینہ کو واپس ہوا اور رسول خدا سے سب حال بیان کیا یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ اگر لائے تمہارے پاس کوئی باہر ہونیوالا حکم خدا سے بِنَبَاٍ کسی خبر کو فَتَبَیَّنُوْٓا اور امام محمد باقرؑ نے فتثبتوا
پڑھا ہے ثابت رہو یعنی پس تحقیق اور تجسس کرو تم اس چیز کو اور اسکا سچ اور جھوٹ اسکی سوا اور کسی وجہ سے دریافت کرلو اور اسکی خبر دینے پر عمل مت کرو اَنْ تُصِیْبُوْا
واسطے کراہت اسکی کہ پہنچاؤ تم آزار قَوْمًۢا کسی قوم کو قتل کرکے یا مال انکا لوٹ کے بِجَهَالَةٍ ساتھ نادانی کے کہ انکے حال سے تم بخوبی واقف نہ ہو اور جانتے ہو کہ وہ
ہیں یا کافر اور فرمانبردار ہیں یا سرکشی کرنیوالے اور ہر ایک شخص کے کہنے سے انکو کافر گمان کرکے انسے لڑنے کو جاؤ اور آزار پہنچاؤ اور حقیقت میں وہ مومن اور فرمانبردار
ہوں اور اگر انکو کوئی اذیت پہنچاؤ اور اسکے بعد جس وقت انکا حال واضح ہو جائے تو فَتُصْبِحُوْا پس ہو جاؤ تم عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ اوپر اس چیز کے کہ
کیا ہے تمنے انکے ساتھ کہ انکو آزار پہنچایا ہے نٰدِمِیْنَ پشیمان ہونیوالے اور اپنے اس فعل پر شرمندہ ہونے والے اور پھر تدارک اسکا تم سے کچھ نہ ہو سکے اور ہمیشہ اپنا
فعل کا افسوس اور رنج کرتے رہو پس عاقل کو چاہیے کہ ہر ایک شخص کی خبر دینے پر عمل نکرے جبتک کہ سچ اسکا اور جھوٹ خارج سے دریافت نکرلے اور یہ ولید
بن عقبہ برادر عثمان وہ شخص ہے کہ عثمان نے اپنی خلافت میں اسکو کوفہ کا حاکم کیا تھا اور شراب بہت پیتا تھا ایک روز نشہ میں اٹھ کر لوگوں کو صبح کی نماز پڑھوائی امام
بنکر اور نماز صبح کی چار رکعت پڑھی اور بعد سلام کے لوگوں کی طرف منہ کرکے کہا کہ اگر کہو تو اور رکعتیں زیادہ کردوں چنانچہ استیعاب میں لکھا ہے اور ان تصیبوا
مفعول لہ واقع ہوا ہے اور پہلے اسکے مضاف اسکا مثل کراہت وغیرہ کے مقدر ہے اور بجہالۃ محل حال میں ہے یعنی جاہلین اور بعضے اس آیت کی شان نزول میں
بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم حرم رسول خدا کو اسکے چچا کے بیٹے سے تہمت لگائی اور وہ تہمت لگانے والی حضرت کی بیبیوں میں سے تھی رسول خدا نے
امیر المومنینؑ کو حکم دیا کہ یہ تلوار لے اور اسکے پاس جا اور اس امر کو تحقیق کر اگر ثابت ہو تو اسکو قتل کر امیر المومنینؑ تلوار لیکر اسکے پاس گئے دیکھا اسکو کہ وہ ماریہ کے پاس
بیٹھا ہے امیر المومنینؑ نے تلوار کو میان سے باہر نکالا اسنے جانا کہ میرے قتل کے واسطے آئے ہیں اسی وقت وہ وہاں سے بھاگا اور خرما کے باغ میں پہنچا اور اسکے پیچھے پیچھے
امیر المومنینؑ بھی گئے وہ وہاں سے جا کر چت لیٹ گیا اور پاؤں اپنے اوپر اٹھا لیے امیر المومنینؑ نے اسکی طرف نظر کرکے دیکھا کہ وہ نامرد ہے اور علامت مردی کی نہیں
رکھتا ہے امیر المومنینؑ وہاں سے پھر گئے اور رسول خدا کو اسکے حال سے مطلع کیا حضرتؐ نے یہ سنکر فرمایا کہ شکر ہے خدا کا کہ وہ بدی اور بدکاری کو ہم اہلبیت سے پھیرتا
ہے اور دور کرتا ہے اور اب خدا خوف دلاتا ہے جھوٹ بولنے سے اس طرح سے وَاعْلَمُوْٓا اور جانو تم اے مومنین اَنَّ فِیْكُمْ تحقیق درمیان تمہارے رَسُوْلَ اللّٰهِ
پیغمبر خدا کا ہے اور بزرگی اور رتبہ اسکا اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ جھوٹ اور کلام بیہودہ اسکی خدمت میں عرض نکرو اور اگر کوئی خبر دروغ بیان کروگے تو خدا پیغمبر کو اس کے
کذب سے مطلع کرے گا اور اسوقت تم رسوا ہو جاؤ گے لَوْ یُطِیْعُكُمْ اگر کہا مانے تمہارا پیغمبر اور تمہاری باتوں کو قبول کرے اور تمہاری رائے پر عمل کرے فِیْ كَثِیْرٍ
مِّنَ الْاَمْرِ بیچ بہت سے کاموں کے تو لَعَنِتُّمْ البتہ رنج میں پڑ جاؤ تم اور ہلاک ہو جاؤ تم اسواسطے کہ اکثر تمہاری گفتار اور کردار اور خواہش نفس اور تعصب
کی راہ سے ہے پس اگر پیغمبر تمہارے کہنے پر چلے تو تمہارے واسطے ہی خرابی ہے کہ برائی اسکے انجام کی تمہاری طرف عائد ہونیوالی ہے پس چاہیے کہ سب امور میں تم اسکی فرمانبرداری
کرو دنیا اور آخرت کی دونوں کی تنگی سے رہائی پاؤ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے مومنین ولید کی خبر کو راست جانکر رسول خدا کو بنی
مصطلق کے قتل اور لڑائی پر رغبت دلاتے تھے اور جماعت دوسری کہ متقی اور پرہیزگار تھی وہ اس امر پر دلیری نہیں کرتے تھے اور اپنے تئیں اس سے بچاتے تھے اور دور رہتے
تھے اور [illegible] تھے اسواسطے خدا نے ان مومنین متقین کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اور لیکن خدا نے حَبَّبَ دوست رکھا ہے اِلَیْكُمُ

طرف تمہارے یعنی بعضے تمہارے کہ پرہیزگاری کی جہت سے اُنھوں نے اپنے تئیں اس سے باز رکھا ہے انکی طرف سے دوست کیا ہے خدا نے الْإِيمَانَ ایمان کو
اور وہ اعتقاد کرنا ہے خدا کی وحدانیت سے اور پیغمبر کی نبوت سے اور تمام ان امور کے جو پیغمبر خدا کی جانب سے لایا ہے وَزَيَّنَهُ اور آراستہ کیا ہے اسکو
فِي قُلُوبِكُمْ بیچ دلوں تمہارے کے دلیلیں قائم کرکے وَكَرَّهَ اور مکروہ اور دشمن رکھا ہے خدا نے إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ طرف تمہارے کفر کو وَالْفُسُوقَ اور طاعت سے باہر نکلنے کو
وَالْعِصْيَانَ اور نافرمانی کو سرکشی کی راہ سے اور امام محمد باقر علیہ السلام اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد فسق سے دروغ ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اہل جبر کے
مذہب کے باطل ہونے پر اسواسطے کہ خدا نہ دوست رکھیگا اس چیز کو کہ جسکو دوست نہیں کہتا ہے اور نہ مکروہ جانیگا اس چیز کو کہ جسکو مکروہ نہیں جانتا ہے أُولَٰئِكَ وہ گروہ یعنی
وہ لوگ کہ وصف کیا ہے انکا ایمان کے ساتھ اور آراستہ کیا ہے ایمان کو انکے دلوں میں اور انھوں نے اس امر پر دلیری نہیں کی ہے هُمُ الرَّاشِدُونَ وہی ہیں
ہدایت پانیوالے طرف طریق نیک کے اور ایمان انکے دلوں میں آراستہ ہو رہا ہے اور کفر اور فسوق اور عصیان کو وہ مکروہ جانتے ہیں فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ واسطے فضل
کے خدا کیجانب سے وَنِعْمَةً اور واسطے نعمت کے وَاللَّهُ عَلِيمٌ اور خدا جاننے والا ہے مومنین کے احوال کا اور ہر ایک کی فضیلت کو دوسرے پر اور انکے جھوٹ اور سچ
کو بھی جانتا ہے پس موافق اسکے سب کو سزا اور جزا دیگا حَكِيمٌ حکمت والا ہے اور یہ بھی حکمت اسکی ہے کہ خبروں کی تحقیق کرنیکا حکم دیا اسواسطے کہ جھوٹی
خبروں میں بہت فساد اور فتنے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایکروز رسولخدا دراز گوش پر سوار تھے اور انصار کی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں پہنچے اور وہاں کچھ توقف کیا
اور بیٹھے اس دراز گوش نے پیشاب کیا عبداللہ سلول نے اسکی بو سے اپنی ناک پکڑلی اور کہا کہ چھوڑ دو اس دراز گوش کو کہ اسکے پیشاب کی بو ہمکو اذیت
پہنچاتی ہے عبداللہ رواحہ نے کہا کہ تو ناک پکڑتا ہے اس حیوان کی بو سے کہ بو اسکی تیری بو سے خوشتر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دراز گوش بہتر تجھ سے ہے اور اسکے پیشاب کی بو مشک سے بہتر ہے اور
رسولخدا اس مجلس سے چلے آئے بعد تشریف لیجانے حضرت کے ابن سلول غصہ ہوا اور کلام بے ادبانہ ابن رواحہ سے کیا ابن رواحہ نے بھی اسکے مقابلہ میں ویسا ہی کلام
کیا اور لڑائی نے طول پکڑا اور قوم دونوں کی کہ اوس اور خزرج تھی دونو طرف سے مستعد جنگ کی ہوئی اور نوبت لاٹھی اور کفش زنی کی پہنچی رسولخدا کو اس قضیہ کی
خبر ہوئی تو پھر وہاں رونق افروز ہوئے اور ان دونو قوموں کو علیحدہ کرکے آپس میں انکی صلح کرادی اور یہ آیت نازل ہوئی وَإِن طَائِفَتَانِ اور اگر دو گروہ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ مومنین سے اقْتَتَلُوا جنگ کریں آپس میں تو فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا پس صلح کرو تم درمیان ان دونوں کے ولاقتتلوا بصیغہ جمع کہا ہے محل تثنیہ میں باعتبار
معنی کے ہے کہ ہر طائفہ میں کثرت سے آدمی تھے اور بعضے اس آیت کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد انصاری کا دوسرے مرد انصاری کے ذمہ کچھ
آتا تھا اور وہ اسکے دینے میں بہانہ کرتا تھا اور مانگنے والا اپنی قوم کی کمک سے قوی اور مطمئن ہوکر کہتا کہ میں اپنا حق تجھ سے زبردستی اور قہر کرکے لونگا
اس شخص نے کہا کہ رسولخدا کے پاس چل کہ ہم اس مقدمہ میں انکو حاکم مقرر کریں اور جو کچھ حضرت حکم دیویں اسپر عمل کریں اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں اور
آپس میں انکی لڑائی ہونے لگی اور نوبت دشنام سے طرف تلوار کے پہنچی اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک عورت انصاریہ نے اپنے شوہر سے جھگڑا کیا اسکے شوہر نے اسکو
گھر میں قید کردیا اسکی قوم یہ خبر سنکر آئی اور اسکو چھڑا کرلے گئی اور شوہر کی قوم کے آدمی جنگ کرنیکو تیار ہوئے اور دونو طرف سے تلواریں کھنچیں خدا نے یہ
آیت نازل کی اور حکم دیا کہ دونو مومنین میں صلح کرادو فَإِن بَغَتْ پس اگر زیادتی اور تعدی کرے إِحْدَاهُمَا ایک ان دونو گروہ میں سے عَلَى الْأُخْرَىٰ
اوپر دوسرے گروہ کے اور صلح پر راضی ہو اور حکم خدا سے پھر جاوے فَقَاتِلُوا الَّتِي پس جنگ کرو تم اس گروہ سے کہ تَبْغِي زیادتی اور تعدی کرے
دوسرے گروہ پر حَتَّىٰ تَفِيءَ یہانتک کہ پھرے وہ گروہ باغی ہونیوالا اور تعدی کرنیوالا إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ طرف حکم خدا کے اور فرمانبرداری کرے
فَإِن فَاءَتْ پس اگر پھرے وہ گروہ اپنی زیادتی سے اور فرمانبرداری کو اختیار کرے لڑائی کو ترک کرکے تو فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا پس صلح کرو تم
درمیان ان دونو گروہ کے بِالْعَدْلِ ساتھ انصاف کے ان دونوں میں سے کسی کیجانب داری نہو بلکہ دونوں کی رعایت برابر ہو اور اول جو دونوں
گروہ آپس میں جنگ کرتے تھے اسواسطے دونوں میں فقط صلح کرانیکا حکم دیا اور بعد اسکے ایک گروہ جو کہ باغی تھا اس سے لڑنیکا حکم دیا کہ اسکا تئیں لڑنا اسواسطے ہے
کہ اس نے عدول کیا ہے اور پھر گئے ہیں اور بعد اسکے جو صلح واقع ہووے تو اسکو عدل کے ساتھ مقید کیا اور رعایت عدل کی معتبر رکھی کہ اسنے رجوع کی ہے اپنی
بغاوت سے اور رعایت عدل کی جو ہر امر میں بہت خوب ہے اسواسطے کہ انتظام امور دنیا اور دین کا اسپر موقوف ہے پس اسی واسطے پیغمبر کو اور انکے پیرو کرنیوالوں کو

ع ۱۰ ۱۴

حکم عدل کا دیا ہے اور فرمایا وَاَقْسِطُوْا اور عدل کرو تم سب امور میں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ تحقیق خدا دوست رکھتا ہے عدل کرنیوالوں کو
اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ تاویل اس آیت کی جنگ جمل میں واقع ہوئی ہے اور وہی آدمی اس آیت کے لوگ ہیں اور وہ آدمی وہ ہیں کہ باغی ہوے امیر المومنینؑ
پر اور واجب ہو گیا تھا لڑنا انسے اور قتل کیا انکو یہانتک کہ رجوع کی انھوں نے ساتھ حکم خدا کے اور اگر رجوع کرتے تو واجب تھا علیؑ پر موافق حکم اس آیت کے تلوار اپنی
نہ اٹھانا یہانتک کہ رجوع کریں اسواسطے کہ بیعت کی تھی انھوں نے رغبت سے اور پھیر پھر گئے وہ اور وہ گروہ باغی ہے جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے پس واجب تھا امیر المومنینؑ
پر یہ کہ عدل کرے انمیں جس وقت کہ فتح پاوے اونپر جیسے کہ عدل کیا رسولخدا نے مکہ والوں میں کہ احسان کیا انپر اور معاف کیا اور ایسے ہی امیر المومنینؑ نے کیا
اہل بصرہ کے ساتھ جس وقت کہ ظفریاب ہوئے انپر اور جناب امیرؑ نے فرمایا تھا روز جنگ جمل کہ اس آیت کے لوگوں سے لڑائی نہیں ہوئی مگر آج کے روز اور فرماتا ہے کہ اِنَّمَا
الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ سوائے اسکے نہیں کہ مومنین بھائی ہیں آپس میں کہ اصل ایمان میں وہ شریک ہیں اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مومن بھائی مومن کا ہے باپ اور
مانکی جانب سے اس واسطے کہ پیدا کیا ہے خدا نے مومنین کو بہشت کی مٹی سے اس واسطے کہ وہ بھائی ہیں کہ اصل انکی ایک ہے اور وہ بہشت کی مٹی ہے اور حضرت صادقؑ نے
فرمایا ہے کہ مومن نظر کرتا ہے طرف نور خدا کے اس واسطے کہ پیدا کیا ہے خدا نے مومنین کو نور سے اور رنگا ہے انکو اپنی رحمت میں اور عہد لیا ہے ان سے ہماری دوستی
کا کہ جسوقت پہنچوایا ہے اپنے نفس کو پس مومن بھائی مومن کا ہے باپ و مانکی جانب سے کہ باپ اسکا نور ہے اور ماں انکی رحمت ہے اور اس نور کی طرف نظر کرتا ہے جس سے
کہ پیدا ہوا ہے اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ مومن بھائی مومن کا ہے چاہیے کہ نہ ظلم کرے اسپر اور نہ عیب لگاوے اسکو اور نہ خیانت کرے انکی اور نہ ظلم کرے اسپر
اور اس سے جو وعدہ کرے تو خلاف اسکا نہ کرے بلکہ اسکو وفا کرے اور جس وقت مومن بھائی مومن کا ہے تو پس چاہیے کہ آپس میں جھگڑا واقع ہو اور اگر اتفاقاً کبھی
واقع بھی ہو تو فَاَصْلِحُوْا پس صلح کرو تم بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ درمیان دو بھائی اپنے کے یعنی ہر دو بھائیونکی درمیان اگرچہ وہ لڑیں بھی یا جھگڑا کریں اور
معنی اثنین کے جمع کے آتے ہیں اس واسطے کہ تاویل اسکی میں کل اثنین ہیں پس صلح کرو تم درمیان مومنین کے کہ اگر جھگڑا ان میں واقع ہو تو ظالم کو انمیں سے
منع کرو اور مظلوم کی مدد کیجیو اور بدو شخصوں میں صلح کرنیکے واسطے فرمایا کہ جس وقت کمتر میں صلح لازم ہوئی تو زیادہ میں بطریق اولی لازم ہوگی اس واسطے کہ
مخالفت اکثر کی آپس میں زیادہ ہے اور فساد انکا پہنچا ہوا ہے بہت ہے کثیر کی مخالفت کی نسبت اسواسطے دو بھائیونکی صلح کو فرمایا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے
کہ وہ صدقہ کہ جسکو خدا دوست رکھتا ہے وہ صلح کرانی ہے درمیان آدمیونکے جس وقت فساد کریں وہ نزدیک کردے انکو جسوقت بعید ہو جائیں وہ
اور دوسری روایت میں فرمایا تفصیل ہے کہ جس وقت کہ دیکھے تو درمیان دو شخصوں ہمارے شیعوں میں سے جھگڑے کو تو تمہارے مال سے خرچ کرو صلح
میں اور فرمایا کہ صلح کرانیوالا جھوٹا نہیں ہے اگر صلح کرانیمیں ضرورت جھوٹ بولنے کی ہو اور وہ جھوٹ بولے اور یعقوبؑ نے اخویکم کو اخوتکم پڑھا ہے جمع
کا صیغہ اور بعضوں نے اخوانکم پڑھا ہے اور یہ بھی جمع کا صیغہ ہے اور باقیوں نے اخویکم تثنیہ کا صیغہ پڑھا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم اللہ سے
یعنی اسکے عذاب سے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ تاکہ تم رحم کیے جاؤ اور رحمت خدا شامل حال تمہارے ہو یعنی تقوی کے وسیلہ سے امیدوار رحمت کے رہو اور
کعب الاحبار نے کہا کہ جو صلح کرانیوالے کا درمیان آدمیونکے مثل ثواب جہاد کے ہے کہ کفارے کرے اور رسولخدا نے وصیت کی ہے امیر المومنینؑ کو اسمیں ہے
کہ اے علی ایک میل راہ جا اور بیمار کی عیادت کر اور دو میل راہ جا اور جنازہ کے ہمراہ چل اور تین میل راہ جا اور دعوت کو قبول کر اور چار میل راہ جا اور
زیارت اس شخص کی کر کہ جسکو دوست اور بھائی کہا ہے راہ خدا میں ایمان کی جہت سے اور پانچ میل راہ جا اور اندوہ رسیدہ کی خبر لے اور چھ میل راہ جا اور
مدد مظلوم کی کر اور لازم ہے تجھکو کہ ہمیشہ استغفار کرتا رہ اور کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس جسوقت مجلس اقدس رسولخدا میں جاتا تو لوگ اسکو بہرا ہونے کی جہت سے
رسولخدا کے نزدیک بٹھاتے تاکہ کلام حضرت کا بخوبی سنتا رہے ایک روز مسجد میں آیا جس وقت کہ لوگوں نے ایک رکعت نماز صبح کی پڑھ لی تھی اور نماز میں مشغول تھے
اور جسوقت انھوں نے نماز سے فراغت کی تو لوگ پہلے اس سے فارغ ہوئے تھے اور جبتک وہ نماز سے فارغ ہوا ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ رہا اور ثابت اپنی نماز
سے فارغ ہو کر اٹھا اور وہاں سے چلا تو لوگونکی گردنوں پر پاؤں رکھتا ہوا جاتا تھا یہانتک کہ اس جگہ پہنچا کہ درمیان اسکے اور رسولخدا کے ایک آدمی زیادہ نہ تھا اس شخص کو
کہا کہ تو ہٹ جا یا نیچے کھڑا ہو جا اور میری جگہ چھوڑ دے اس نے کہا کہ تو اپنی جگہ پر پہنچا ہے یہیں بیٹھ جا تو وہ غصہ ہو کر وہیں بیٹھ گیا اور جس وقت صبح خوب روشن ہو گئی تو

ثابت نے اُس مرد کی طرف غور سے دیکھا کہا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ میں فلاں شخص ہوں ثابت نے کہا کہ فلانی عورت کا بیٹا اور یہ اُسنے اسواسطے کہا کہ اسکی ماں ایام جاہلیت میں
اسلام سے پہلے زنا اور بدکاری کیساتھ مشہور تھی اُس مرد نے یہ کلام سنکر خجالت و شرمندگی سے سر اپنا نیچے کر لیا خدا نے یہ آیت نازل کی کہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ چاہیے کہ ہنسی نہ کرے کوئی قوم حقارت کی راہ سے مِّنْ قَوْمٍ کسی قوم سے یعنی کوئی شخص کسی شخص سے اس طرح سے ہنسی کرے
کہ جسمیں اسکی حقارت اور سبکی ظاہر ہوتی ہو کہ جسکے سبب سے اسکو خجالت ہو عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا قریب ہے کہ ہوویں وہ لوگ کہ جنسے تم ہنسی کرتے ہو خَیْرًا مِّنْھُمْ بہتر انسے ہنسی
کرنیوالوں سے باعتبار درجہ اور مرتبہ کے خدا کے نزدیک اسواسطے کہ اکثر آدمی اطلاع نہیں رکھتے ہر ایک کے باطن پر بلکہ ظاہر حال کو دیکھتے ہیں اور ایک جماعت کہتی ہے کہ بنی تمیم کے
آدمی صحابہ تنگدستوں سے مثل عمار اور خباب اور بلال اور صہیب اور سلمان اور حبیب کہ انکی فقیری کی جہت سے ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے خدا نے فرمایا کہ اے مومنین حقارت اُن
لوگونکی مت کرو کہ ایمان میں جنکے تم شریک ہو اور تمکو کیا معلوم ہے کہ جنکے ظاہر حال کو فقیر اور حقیر دیکھ کر انسے ہنسی کرتے ہو وہ خدا کے نزدیک تم سے بہتر ہی ہوں
اور سب تونگروں سے جو کہ آسودہ حال ہیں اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایکروز ام سلمہ نے لنگ سفید باندھا تھا اور گوشہ اسکا پشت کے پیچھے لٹکایا تھا کہ زمین پر لٹکتا جاتا تھا
عائشہ نے ہنسی کی راہ سے حفصہ سے کہا کہ یہ گوشہ جو ام سلمہ نے پشت کے پیچھے لٹکایا ہے گویا زبان کتے کی ہے کہ منہ سے باہر نکلی ہو خدا نے یہ آیت نازل کی وَلَا
نِسَآءٌ اور نہ ہنسی کریں عورتیں مِّنْ نِّسَآءٍ عورتوں سے عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ قریب ہے کہ ہوویں وہ عورتیں کہ جنسے ہنسی کی گئی ہو خَیْرًا مِّنْھُنَّ جو بہتر ان
عورتوں ہنسی کرنے والیوں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت اُن عورتوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ جو ام سلمہ کے قد کے کوتاہ ہونے پر ٹھٹھا کرتی تھیں اور
ثعلبی نے لکھا ہے کہ یہ آیت صفیہ دختر حیی بن اخطب کے ساتھ ہنسی کرنے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ زوجہ تھی سرور انبیا کی اور عائشہ اور حفصہ اسکے ہنسی کرکے
اسکو ایذا دیتی تھیں اور کہتی تھیں اسکو کہ اے یہودی بچی یہودیہ تھی اُسنے رسول خدا سے اسکی شکایت کی حضرت نے فرمایا کہ تو جواب میں کیوں نہیں کہتی ہے کہ باپ
میرا ہارون خدا کا پیغمبر ہے اور موسیٰ کلیم اللہ میرا چچا ہے اور محمد رسول اللہ میرا شوہر ہے آخر انکے جواب میں یہ کہا تو انھوں نے کہا کہ تجھکو رسول خدا نے تعلیم کیا ہے
اور یہی روایت ابن عباس سے ہے لیکن اسمیں عائشہ و حفصہ کا نام نہیں لکھا ہے بلکہ صفیہ کی شکایت سطر ہے کہ عورتیں مجھسے ہنسی کرتی ہیں وَلَا تَلْمِزُوْٓا اور
نہ طعن کرو تم اور مت عیب لگاؤ تم اَنْفُسَکُمْ نفسوں اپنے کو یعنی اپنے ہم دینوں اور ہم مذہبوں کو ہر واسطے کہ سب مومنین مثل ایک نفس اور ایک جان کے ہیں پس
جو کوئی کہ کسی مومن کو عیب کرے وہ ایسا ہے کہ اُسنے اپنے تئیں عیب کیا اور خلاف مذہب اپنے کا طعن اور عیب کرنا جائز ہے سوا مومنین کا اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے
کہ بچاؤ تم اپنے تئیں طعن کرنے سے مومنین پر اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ اگر بیان کرے کوئی شخص کسی مومن کا کہ اس بیان کرنے سے وہ ارادہ کرتا ہو اسکے
عیب کا اور ڈھانا اور گرا دینا اسکی خوبی کا کہ گر جاوے وہ لوگونکی نظروں سے اور اسکو حقیر سمجھیں تو نکالدیگا خدا اسکو اپنی ولایت سے طرف ولایت شیطان کے
پس شیطان بھی اسکو قبول نہ کریگا وَلَا تَنَابَزُوْا اور نہ پکارو تم آپسمیں بِالْاَلْقَابِ ساتھ لقبوں برے کے جیسکہ یہودی مسلمان ہو گئے ہوں ان
کو کہو تم کہ اے یہودیو اور یا کوئی نصرانی مسلمان ہو گیا ہو اسکو کہو کہ اے نصرانی اور ایسے ہی مومن کو کافر اور منافق اور ملحد کہنا جائز نہیں ہے بِئْسَ
الِاسْمُ الْفُسُوْقُ برا ہے نام فسق یعنی کسی کو یہودی یا نصرانی کہنا بَعْدَ الْاِیْمَانِ بعد ایمان لانے کے بہت بد ہے اور یا یہ کہ بدی کسب کرنا
نام فسق کا مومن کی غیبت اور مذمت کر کے وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ اور جو شخص کہ نہ توبہ کرے ان منع کئے گئے امروں سے اور نادم و پشیمان ہو فَاُولٰٓئِکَ پس لوگ
ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ وہی ہیں ظلم کرنے والے کہ فرمانبرداری کی جگہ نافرمانی عمل میں لائے اور مَن کا لفظ باعتبار لفظ کے مفرد ہے اور باعتبار معنی کے مفرد اور
جمع دونوں کے لیے آتا ہے اسواسطے اسکے واسطے پہلے تو ضمیر مفرد کی آئی ہے بعد اسکے ضمیر جمع کی اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ حق مومن کا اپنے بھائی مومن پر
یہ ہے کہ اسکو اسکے نام سے پکارے اور تمام اسکا اپنی زبان پر جاری کرے کہ جو اسکے نزدیک بہت دوست ہے اور فرماتا ہے کہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ
لوگو کہ ایمان لائے ہو اِجْتَنِبُوْا پرہیز کرو تم کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ بہت سے تئیں گمان سے کہ وہ گمان ہے تحقیق مومن کے یعنی مومن کی بدگمانی سے پرہیز کرو اِنَّ
بَعْضَ الظَّنِّ تحقیق بعضا گمان اِثْمٌ گناہ ہے یعنی باعث گناہ کا ہے اور فرمایا کہ بہت گمانوں سے پرہیز کرو اور بعضا نہیں ہے گناہ ہے اور وہ گناہ وہی ہے کہ جسکو
زبانسے ظاہر کرے اور پرہیز تو سب بدگمانوں سے کرنا چاہیے وَّلَا تَجَسَّسُوْا اور تجسس اور تلاش نکرو تم مومنین کے عیبوں اور خطاؤں کو جو کہ تم پر پوشیدہ ہیں

اور کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ بچاؤ تم اپنے تئیں گناہ بد سے اور منقول ہے کہ تم اسکو کہ ظاہر ہے اور ترک کرو تم اسکو جو امر پوشیدہ ہے یعنی عیب کو کسی کے تلاش
نہ کرو اور امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اپنے برادر مومن کے امر کو بہتر پر رکھو یہانتک کہ ثابت ہو جائے کہ وہ چیز کہ پھیرے تجھکو اسکے امر سے اور نہ گمان کرو بد اس کلمہ کا کہ
تیرے بھائی کے منہ سے نکلا ہے جس وقت کہ تو اسکی بنا تاویل کر سکتا ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ نہ طلب کرو تم خطائیں مومنین کی اسواسطے کہ جو کوئی تلاش کرے اپنے
بھائی کے گناہونکو اور جو کوئی تجسس کرے اسکے گناہونکو تو تجسس کریگا خدا اسکے گناہونکو اور جسکے گناہونکو خدا تجسس کرے تو اسکو رسوا کرے اگرچہ درمیان اسکے گھر کے ہو
اور تفسیر ثعلبی میں مذکور ہے کہ لوگوں نے عمر خطاب سے کہا کہ ابو محجن ثقفی اپنے گھر میں بیٹھ کر شراب پیتا ہے عمر اٹھا اور اسکے گھر میں گیا دیکھا کہ ایک مرد کے ہمراہ بیٹھا ہے اور شراب اسکے
پاس نہیں ہے ابو محجن نے کہا کہ اے عمر یہ فعل حرام تھا کہ تو نے کیا اس واسطے کہ خدا نے تجسس سے منع کیا اور تو نے اسکو جتایا ہے عمر نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کیا کہتا ہے زید
بن ثابت اور عبد اللہ بن ارقم نے کہا کہ سچ کہتا ہے پس عمر نادم ہو کر اس مجلس سے چلا گیا اور عبد الرحمن بن عوف نے روایت کی ہے کہ ایک رات عمر کے ہمراہ ہم پھرتے تھے
مدینہ میں اور ایک شخص کے دروازہ پر پہنچے تو سنا کہ اسکے گھر میں سے آواز گانے کی آتی ہے اور چراغ روشن ہے دروازے کو بند ہے ٹھوکا تو انھوں نے دروازہ کھولا اور ہم اندر گئے دیکھا
کہ ایک مرد اور عورت بیٹھے ہیں اور عورت گانے میں مشغول ہے اور مرد کے ہاتھ میں ایک قدح ہے عمر نے مرد سے پوچھا کہ یہ عورت تیری کون ہے کہا کہ یہ عورت میری ہے
اور پوچھا کہ قدح میں کیا ہے کہا کہ آب شہد ہے عورت سے پوچھا کہ تو کیا گاتی ہے اس نے کچھ شعر پڑھے کہ میں یہ گاتی تھی اس مرد نے کہا کہ اے عمر خدا نے فرمایا ہے کہ ولا تجسسوا اور تو نے
برخلاف اسکے کیا اور تجسس میں مشغول ہوا توبہ کرکے یہاں سے پھر جا عمر نے اس کے کلام کو راست کہکر وہاں سے رجوع کی اور دوسری روایت بن عبد الرحمن سے منقول ہے کہتا ہے
کہ میں ہمراہ عمر کے شبکو ایک گھر کے نزدیک پہنچا کہ وہاں چراغ روشن تھا اور اس گھر میں سے آواز آتی تھی عمر نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہے میں نے کہا کہ امیہ بن ربیعہ کا ہے ہم دونوں
اسکی دیوار سے اسکے کوٹھے پر چڑھے اور اسکے گھر میں اترے دیکھا کہ امیہ اپنے یاروں کے ہمراہ شراب پینے میں مشغول ہے عمر نے انکو اس فعل سے منع کیا اور ڈرایا ان لوگوں نے کہا اے عمر ہم نے
ایک فعل بد کیا ہے اور تو نے چار فعل بد کئے ہیں اول تو یہ کہ تو نے تجسس کیا ہے اور خدا اسکو منع کرتا ہے اور دوسرے یہ کہ گھر کے دروازہ سے ہو کر تو نہیں آیا بلکہ دیوار سے ہو کر
آیا ہے اور خدا اسکو منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظهورها اور فرماتا ہے واتوا البیوت من ابوابها اور تیسرے یہ کہ بدون اذن صاحب خانہ کے
اسکے گھر میں تو داخل ہوا اور خدا اس سے منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ولا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستاذنوا اور چوتھے یہ کہ تو نے ہمپر سلام نہیں کیا اور مخالفت کی
تو نے قول خدا کی چنانچہ فرماتا ہے کہ فسلموا علیٰ اہلها عمر یہ کلام سنکر خجل ہوا اور باہر چلا گیا **وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ** اور چاہیے کہ نہ غیبت کرے بعضا تمہارا
بَعْضًا بعضے کو یعنی آپسمیں اے مومنین ایک شخص دوسرے شخص کی غیبت نہ کرے اور غیبت کرنا ایسا ہے جیسے اپنے بھائی مرے ہوئے کا گوشت کھانا چنانچہ خدا فرماتا ہے
کہ **أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ** کیا دوست رکھتا ہے کوئی تم میں سے **أَنْ يَأْكُلَ** اسکو کہ کھائے **لَحْمَ أَخِيهِ** گوشت بھائی اپنے کا **مَيْتًا** جس وقت کہ مردہ ہو وہ بھائی
اور یا یہ کہ وہ گوشت مردہ ہو **فَكَرِهْتُمُوهُ** پس مکروہ جانتے ہو تم اسکو یعنی اگر گوشت بھائی مردہ کا تمہارے پیش کریں تو پس مکروہ جانو گے تم اسکو اور ہرگز نہ کھاؤ گے
پس جیسے تم گوشت برادر مردہ سے پرہیز رکھتے ہو ایسے غیبت سے بھی کراہت رکھو اور اس آیت کی شان نزول میں لکھا ہے کہ ابوبکر اور عمر نے سلمان فارسی کو رسول خدا
کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ سے کچھ کھانا چاہکر لا حضرتؐ نے سلمان کو اسامہ بن زید کے پاس بھیجا کہ وہ حضرت کا باورچی تھا اسامہ نے کہا کہ میرے پاس اسوقت کھانا نہیں ہے
سلمان لوٹ پھر کر چلے آئے اور ابوبکر اور عمر سے بیان کیا کہ اسامہ نے کہا نہیں کا انکار کیا ان دونوں نے کہا کہ اسامہ بڑا بخیل ہے اور سلمان ایسا ہے کہ اسکو ہم چاہ پر آب پر بھیجیں
تو پانی اسکا خشک ہو جائے اور بعد اسکے دونوں رسول خدا کے پاس گئے حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہے تمکو کہ سبزی گوشت کی تمہارے دانتوں میں دیکھتا ہوں ان دونوں نے
کہا کہ یا رسول خدا ہم نے تو آج گوشت نہیں کھایا ہے فرمایا کہ سلمان اور اسامہ کا گوشت تم نے کھایا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
ذکر کرے کسی شخص کا اسکے پیچھے اس امر کا کہ اسمیں وہ ہے اور سننے والے بھی اسکو جانتے ہیں تو وہ غیبت نہیں اور اگر سننے والے اسکو نہیں جانتے تھے تو وہ غیبت ہے
اور اگر اس امر کا ذکر کرے کہ وہ امر اسمیں نہیں ہے تو وہ بہتان ہے اور رسول خدا نے فرمایا کہ بچو تم غیبت سے کہ تحقیق غیبت زیادہ سخت ہے زنا سے اور پھر فرمایا کہ اگر آدمی توبہ
کرتا ہے زنا کرکے تو خدا قبول کرتا ہے توبہ اسکی اور غیبت کرنیوالا نہیں بخشا جاتا ہے جبتک کہ وہ شخص نہ بخشے کہ جسکی غیبت کی ہے اور حضرت امام رضاؑ سے فرمایا ہے کہ
فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی معاملہ کرے آدمیوں سے اور ان پر ظلم نہ کرے اور باتیں ان سے کرے تو جھوٹ نہ بولے اور وعدہ انسے کرے تو خلاف اسکا نہ کرے پس وہ شخص

وہ ہی کہ کامل ہوئی مروت اسکی ثابت ہونا اسکا اور ظاہر ہوئی عدالت اسکی اور حرام ہوئی غیبت اسکی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ کہو تم اس شخص کے حق میں کہ جو علم خدا سے باہر ہے اور فرمانبرداری اسکی نہیں کرتا ہے ہر امر کو کہ جو الہی ہے تاکہ آدمی اس سے پرہیز کریں لیکن مومن کی غیبت کرنی جو کہ فرمانبردار ہو خدا کا حرام ہے اور جیسے کہ غیبت کرنی حرام ہے ایسی ہی غیبت سننا بھی حرام ہے جیسے کہ احادیث میں آیا ہے اور پہلے اس سے ذکر ہو لیا ہے غیبت کا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو تم خدا سے بیچ عذاب کے بسبب اختیار کرنے غیبت کے اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ تحقیق خدا توبہ قبول کرنیوالا ہے ان لوگوں کا کہ غیبت سے توبہ کرتے ہیں رَّحِیْمٌ مہربان ہے ان لوگوں پر کہ جو توبہ کرتے ہیں اور مصابیح القلوب میں مذکور ہے کہ ایک صالح اور نیک امت کا بیان کرتا ہے کہ ایک روز میں فلانے قبرستان میں بیٹھا تھا ایک مرد جوان بہت جلدی اور عجلت سے میرے گذرا میں نے کہا کہ یہ آدمی اور اسی طرح کے اور آدمی مسلمانوں کا وبال ہیں اور لوگوں کو پریشان خاطر کرتے ہیں شاید وہ لوگوں سے سوال کرتے ہونگے اس واسطے اسنے کہا کہ لوگوں کو پریشان کرتے ہیں بس وہ شخص بیان کرتا ہے کہ یہ بات میں نے اسکے حق میں کہی اور رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ اس مرد کو جنازے پر لٹا کر لائے ہیں اور اسکو میرے پاس لائے اور چھری مجھکو دی اور کہا کہ گوشت اسکا کاٹ کر نوش جان کر میں نے اُن سے کہا کہ سبحان اللہ میں نے تو ایک عرصہ سے حیوان کا گوشت نہیں کھایا ہے گوشت مردہ کو کیونکر کھاؤں لوگوں نے کہا کہ کیا تو نے غیبت اسکی نہ کی تھی پس تو کس واسطے گوشت اسکا نہیں کھاتا ہے میں نے کہا کہ توبہ کی میں نے اس سے اور یہ خیال میں نے اس قبرستان میں آمد و رفت رکھی کہ اگر وہ شخص ملے تو اس سے معاف کراؤں بعد چند خیال کے اسکو میں نے دیکھا اول اُسنے مجھے دیکھ کر یہی کہا کہ توبہ کی تو نے میں نے کہا کہ ہاں میں نے توبہ کی ہے کہا کہ جا میں نے تجھکو معاف کیا اور منقول ہے کہ جس وقت ماعزؓ کو زنا کا اقرار کرنے سے سنگسار کیا تو رسولِ خدا نے سنا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ ماعز نے اپنے تئیں رسوا کیا زنا کی گواہی اپنے حق میں دیکر یہانتک کہ اسکو سنگسار کیا رسولِ خدا نے اس وقت کچھ نہ فرمایا اور وہ دو آدمی رسولِ خدا کے پیچھے آتے تھے یہانتک کہ ایک کھنڈر پر پہنچے وہاں ایک گدھا موا پڑا تھا حضرت نے اُن آدمیوں کو فرمایا کہ تم اسکا گوشت کھاؤ اُنھوں نے کہا کہ یا رسولِ خدا مردار کا گوشت ہم کیونکر کھائیں فرمایا کہ تم نے غیبت ماعز کی کی ہے اور وہ مردار کے گوشت سے بدتر ہے نہیں جانتے تم کہ ماعز بہشت کی نہروں میں تیرتا ہے اور انسؓ نے رسولِ خدا سے روایت کی ہے فرمایا کہ مجھکو شب معراج آسمان پر لے گئے ایک جماعت کو میں نے دیکھا کہ ناخن انکے تانبے اور لوہے کے ہیں اور انسے اپنے موہوں کو چھیلتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا کہ یہ وہ ہیں کہ جو دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے تھے اور انکی غیبت کرتے تھے اور ان کی آبرو لیجاتے تھے اور سننے والا غیبت کا بھی مثل غیبت کرنیوالے کے ہے چنانچہ جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ سننے والا غیبت کا ایک غیبت کرنے والوں میں سے ہے اور منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اگر ہوا تمہارے لباس میں آوے اور تمہارے لباس کو تمہارے ستر پر سے اٹھا دے تو تم کیا کرو گے کہا کہ ہم اس ستر کو پوشیدہ کریں گے فرمایا کہ نہیں تم وہ جماعت ہو کہ لباس کو اوپر اٹھاؤ گے اور سر کا دو گے اور یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ اگر کوئی کسی کی غیبت کرے تو تم اسکو منع نہ کرو گے بلکہ مدد اسکی کرو گے اور غیبت کہنے پر منحصر نہیں ہے بلکہ اشارہ ہاتھ سے یا آنکھ سے یا سر سے بھی غیبت کی قسم میں سے ہے پس جس وقت کہ اس سے عیب ظاہر ہوتا ہو ایسے ہی نقل کرنی کسی کی حرکت کی اور چلنے کی اور بیٹھنے کی اور یا کسی پر تعرض کرنا کہ میں کسی یتیم کا مال نہیں کھاتا ہوں اور میں غصبی مال نہیں رکھتا ہوں اور میں فلانی جگہ نہیں بیٹھتا ہوں اور میں کسی کا کچھ لیکر دبا نہیں کرتا ہوں اور میں بے غیرت نہیں ہوں اور مراد اس سے یہ ہو کہ فلانا ایسا کرتا ہے اور یا یہ کہے کہ الحمد للہ کہ ہم تو اس فعل سے پاک ہیں اور قصد یہ ہو کہ فلانا اس فعل کو کرتا ہے اور یا یہ کہ اپنے نفس کی مذمت کرے اور مقصود اس سے ظاہر کرنا دوسرے کے عیب کا ہو اور جو کوئی ظاہر میں علانیہ بدکاری کرتا ہو مثل زنا اور ظلم اور شراب نوشی کے اسکی اور مخالف دین کی غیبت غیبت میں داخل نہیں ہے چنانچہ پہلے اس سے بھی اسکا ذکر ہو لیا ہے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ کوئی کسی کی غیبت کرے یا سنے اور بعد اسکے وہ اس سے نادم اور پشیمان ہو تو کہے کہ اللھم صل علے محمد وآل محمد اغفر لمن اغتبتہ واسمعت غیبتہ اس صورت میں اس گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسولِ خدا نے مکہ کو فتح کیا تو بلال کو حکم دیا اذان کہنے کا اور وہ خانہ کعبہ کے کوٹھے پر گیا اور وہاں جا کر اسنے اذان کہی اور بعضے آدمی انکی غیبت کرنے لگے ہشام نے تو ان کی نسبت مذمت کی اور کہا کہ کیا محمدؐ کے پاس کوئی اور آدمی نہیں ہے اذان کہنے کو سوائے اس سیاہ کوے کے عتاب بن اسید نے کہا کہ الحمد للہ کہ باپ میرا زندہ نہیں ہے کہ اسکی اذان کو سنے اور سہیل بن عمرو نے کہا کہ اگر خدا چاہے تو اسکو برطرف کر دے گا اور ابو سفیان نے کہا کہ میں کچھ نہیں کہتا ہوں اسواسطے کہ ڈرتا ہوں کہ خدا آسمان کا محمدؐ کو خبر دے اسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور رسولِ خدا کو خبر دی حضرت نے لوگوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہتے تھے سب نے اقرار کیا اور یہ آیت نازل ہوئی

یا ایہا الناس اے آدمیو انا خلقنٰکم تحقیق ہمنے پیدا کیا ہے تمکو من ذکر و انثیٰ ایک مرد اور ایک عورت سے یعنی آدم اور حوا سے پس جبکہ تحقیق
کہ تم ایکباپ اور ایک ماں سے پیدا ہوئے تو تمہاری سب کی ایک اصل ہوئی اسصورت میں اگر تم اپنی نسب کی بڑائی اور افتخار کرو اور دوسرے کے نسب پر طعن کرو تو نہایت
بیوجہ ہے اور غرض جدا جدا ہونے قوموں اور فرقوں سے کہ کوئی عربی ہے اور کوئی عجمی ہے اور کوئی ترکی ہے اور کوئی حبشی ہے اور کوئی قریشی ہے اور کوئی
بنی تمیم سے ہے اور کوئی بنی تیم سے ہے اور کوئی بنی عدی سے ہے اور کوئی شیخ ہے اور کوئی سید ہے اور کوئی مغل ہے اور کوئی افغان
ہے اور یہ سب شناخت کیواسطے ہے کہ فلانا فلانی قوم کا ہے اور واسطے فخر اور ناز کرنے کے نہیں ہے کہ کہیں فلانی قوم کا ہوں سب سے زیادہ بزرگ ہوں
چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وجعلنٰکم شعوبا اور کیا ہمنے تمکو بڑی بڑی گروہیں اور قومیں وقبائل اور چھوٹی چھوٹی گروہیں لتعارفوا
تاکہ پہچانو تم آپسمیں ایک شخص دوسرے شخص کو کہ یہ فلانی قوم کا ہے یہ واسطے شناخت کے ہے نہ واسطے فخر کرنے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد شعوب سے عجم ہیں سوائے عرب کے اور مراد
قبائل سے عرب ہیں پس غرض یہ ہے کہ تم متفرق قوموں کی ہونیکی جہت سے اپنے باپ اور دادا کا فخر اور ناز مت کرو کہ وہ بکار آمد نہیں ہے اور دنیا کا فخر تو مال کی جہت سے ہے
اور آخرت کا فخر اعمال کی جہت سے ہے لیکن ناز ان پر بھی نہ ہونا چاہئے اور باپ دادا کا فخر کرنا تو محض نادانی ہے یہانتک کہ سید کو بھی مناسب نہیں ہے دادا کا فخر کرے البتہ غیر سید کو چاہیئے کہ بسبب عنایت حضرت
سید کی بزرگی کرے وہ اولاد رسولخدا اور علی مرتضیٰ میں سے ہے اسکی خاطرداری میں قصور نہ کرے لیکن بڑا ہی نالائق ہے وہ سید کہ جو اپنے باپ اور دادا کے برخلاف خدا کی
نافرمانبرداری کرے کہ نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے اور مال لوگونکے غصب کرے اور غیرونکے حقوق پر قابض ہو جاوے اور خدا کے نزدیک تو سید ہونا کچھ
فائدہ نہیں بخشتا ہے بلکہ اسکے نزدیک تو وہ آدمی بزرگی اور فضیلت رکھتا ہے کہ جو اسکی فرمانبرداری کرے اور اعمال نیک بجالاوے اور پرہیزگاری
اختیار کرے چنانچہ فرماتا ہے کہ ان اکرمکم تحقیق زیادہ بزرگ تمہارا عند اللہ نزدیک خدا کے اتقٰکم پرہیزگار زیادہ تمہارا ہے اسواسطے
کہ پرہیزگاری ہی سے نفس کامل اور بزرگ ہوتا ہے اور نہ باپ اور دادا کی جہت سے اور قمی نے لکھا ہے کہ یہ رد ہے اس شخص پر کہ جو نسب سے اپنی بڑائی اور
بزرگی بیان کرتا ہے پس جسکی پرہیزگاری زیادہ ہے اسکی قربت طرف خدا کے زیادہ ہے اور جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ اے آدمیو خدا بسبب اسلام کے تم سے
نخوت جاہلیت کی لے گیا اور اپنے باپ اور دادا سے جو فخر و ناز کرتے تھے اسکو دفع کیا اس واسطے کہ عربی ہونا باپ کی جہت سے نہیں ہے بلکہ ایک زبان
ہے پس جو کوئی اس زبان میں کلام کریگا اسکو عربی کہینگے اور تم آدم سے ہو اور آدم مٹی سے اور تحقیق زیادہ بزرگ تمہارا نزدیک خدا کے وہ شخص ہے کہ
پرہیزگار زیادہ ہے ان اللہ علیم تحقیق خدا جاننے والا ہے تمہاری اصل اور نسبت کا خبیر خبردار ہے تمہارے علم اور ادب سے اور رسولخدا
نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز کہیگا کہ میں نے تمکو جو حکم دیا تھا تمنے اسکو ضائع اور برباد کیا اور اپنے نسبوں کو تمنے بلند کیا پس آج کے دن میں اپنا
نسب بلند کرونگا اور تمہارا نسب پست کرونگا کہاں ہیں پرہیزکرنیوالے تحقیق کہ زیادہ بزرگ تمہارا وہ شخص ہے نزدیک خدا کے کہ جو زیادہ پرہیزگار ہے
اور امام زین العابدینؑ نے فرمایا ہے کہ دوزخ پیدا کی گئی ہے واسطے اس شخص کے کہ جو نافرمانی کرے خدا کی اگرچہ وہ سید قریشی ہو اور جنت پیدا کی گئی ہے واسطے
اس شخص کے جو فرمانبرداری کرے خدا کی اگرچہ وہ غلام حبشی ہو چنانچہ منقول ہے کہ ایکروز رسولخدا مدینہ کے بازار میں پھرتے تھے دیکھا کہ ایک غلام حبشی کو فروخت
کرتے ہیں اور وہ غلام کہتا ہے کہ جو کوئی مجھکو چاہتا ہے چاہیئے کہ اس شرط پر خرید کرے کہ مجھکو منع نہ کرے نماز پنجگانہ کا دا کرنے سے پیچھے رسولخدا کے اسواسطے
کہ میں ہمیشہ پانچوں وقت کی نماز رسولخدا کے پیچھے پڑھتی ہے ایکمرد نے اسکو اس شرط پر خرید کیا اور رسولخدا اسکو ہمیشہ نماز میں دیکھتے تھے کہ آتا ہے اور نماز پڑھتا ہے
جماعتمیں اور بعد اسکے کسی روز اسکو نماز میں نہ دیکھا اسکا حال پوچھا لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولخدا وہ بیمار ہے وہ حضرت اٹھے اور اسکی عیادت کو یعنی پوچھنے کو
گئے اور بعد تین روز کے پھر حضرت نے اسکا احوال پوچھا اسکے آقا نے عرض کی کہ یا رسولخدا وہ مرگیا ہے حضرت یہ سنکر اٹھے اور وہاں جا کر خود اسکے غسل و کفن میں مشغول ہوئے اور
مہاجرین و انصار نے اس امر سے تعجب کیا اور خدا نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ نسب کو کچھ دخل نہیں ہے بلکہ بزرگی اور شرافت اور تقویٰ اور پرہیزگاری سے ہے اور فرمایا ہے حضرت نے کہ وہ شخص
کہ خوش کرے اسکو یہ امر کہ میں زیادہ بزرگ سب آدمیوں سے ہو جاؤں تو چاہیئے کہ ڈرے وہ خدا سے اور پرہیزگاری اختیار کرے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ زیادہ پرہیزگار آدمیوں میں
وہ شخص ہے کہ حق کہے خواہ اپنا فائدہ ہو اس میں اور خواہ اپنا نقصان کا ضرر ہوتا ہو جبکہ کہے سرا ہیں اور حضرت عیسیٰ سے کسی نے پوچھا کہ زیادہ بزرگ آدمیوں میں کون ہے حضرت عیسیٰ نے فرما

مٹھیاں خاک کی زمین سے اٹھائیں اور فرمایا کہ دو نوں برابر ہیں اور کسی میں فرق نہیں ہے اسواسطے کہ اصل سبکی خاک ہے پس زیادہ بزرگ وہ ہے کہ جو زیادہ پرہیزگار
ہے اور تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین و اصحاب الشمال ما اصحاب الشمال پس اصحاب یمین ہیں ہم ہوں اور بعد اسکے دو قسم کو تین قسم کیا اور مجھکو ان تین
قسموں کے بہتر قسم میں کیا چنانچہ فرمایا فاصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ و اصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون پس ہیں سابقون سے ہوں اور بعد اسکے ان تینوں قسموں کو
قبائل کیا اور مجھکو ان تینوں قبیلوں میں سے بہتر قبیلہ میں کیا چنانچہ فرمایا کہ وجعلنا کم شعوبا و قبائل پس ہیں زیادہ پرہیزگار اولاد آدم کا ہوں خدا کے نزدیک اور بزرگ زیادہ ان
میں ہوں یہ بات میں خدا کی طرف سے کہتا ہوں اپنا فخر کر کے پس ان قبیلوں کو قسم قسم کیا اور مجھکو بہتر گھروں کا کیا چنانچہ فرمایا کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا پس ہیں اور اہلبیت میرے پاک اور پاکیزہ ہیں تمام گناہوں سے اور کہتے ہیں کہ ایک ٹولی جماعت بنی اسد کی آدمیوں کی قحط کے دنوں میں اپنے بچے اور اسباب ہمراہ لیکر
رسولخدا کے پاس آئی اور کلمہ اسلام کو ظاہر کیا اور کلمہ شہادت پڑھا اور ایمان باطن میں نہیں رکھتے تھے اور نبوت کے حضرت کی منکر تھے اور انکی کثرت اور انبوہ کی جہت سے
مدینہ میں تنگی ہو گئی کہ جگہ رہنے کو نہیں ملتی تھی پس مسجدوں اور مقبروں میں وہ ٹھہرے اور مدینہ کے کوچوں اور گلیوں کو انھوں نے گوہ سے بھر دیا اور غلوں کا نرخ گراں کر دیا
اور صبح اور شام حضرت کے پاس آتے تھے اور کہتے تھے کہ عرب تنہا تیرے پاس آئے تھے اور سوار ہو کر پیٹھ کر یہ اولاد اور اسباب اور خدمتگار و نوکر آئے تھے اور ہم مع عیال و
اسباب کے آئے ہیں پس ہمکو کچھ دے تاکہ اپنے عیال کے کھانے کپڑے میں خرچ کریں حقتعالے نے یہ آیت نازل کی قَالَتِ الْاَعْرَابُ کہا صحرا نشین عربوں نے قبیلہ بنی
اسد میں سے کہ اٰمَنَّا ایمان لائے ہم خدا اور پیغمبر پر خدا تعالے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے کہ لَّمْ تُؤْمِنُوْا نہیں ایمان لائے ہو تم اسواسطے کہ ایمان
ثابت ہوتا ہے کہ اقرار زبان سے ہو اور اعتقاد بھی دل سے ہو اور تمکو زبان سے تو اقرار ہے لیکن دلوں میں تمہارے اس زبانی اقرار کا اعتقاد نہیں ہے اور احسان کھنا رسول
پر ایمان لانے کا اور ترک کرنا اپنے سے لڑائی لڑنے کا یہ دلالت ہے اس امر پر کہ تم ایمان نہیں لائے ہو پس دعوے ایمان کا مت کرو وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا اور لیکن
کہو کہ اسلام لائے ہیں ہم کہ مراد اس سے داخل ہونا اسلام میں اور فرمانبرداری حکم کی ہے اسواسطے کہ غرض دعوی ایمان سے فرمانبرداری ہے قتل اور قید ہونے کے خوف سے
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور ابھی نہیں داخل ہوا ہے ایمان بیچ دلوں تمہارے کے اور جسوقت ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہوگا اسوقت تم ایمان
والے ہو گئے اور ابھی مومن نہیں ہو اور ایمان خاص ہے اسلام سے جو کہ مومن ہے وہ اسلام میں بھی داخل ہے اور جنے اسلام قبول کیا ہے وہ ضرور نہیں ہے کہ مومن بھی ہو
اسواسطے کہ ایمان وہ ہے کہ جیسے زبان سے اقرار ہے ایسے ہی دل سے بھی اعتقاد ہو اور مسلمان وہ ہے کہ جو زبان ہی سے کلمہ شہادت کا اقرار کرے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اسلام
تو ظاہر میں ہوتا ہے زبان سے اور ایمان دل سے ہوتا ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ اسلام پہلے ہے ایمان سے اور اسی پر وارث ہونا اور نکاح ہونا صحیح ہوتا ہے
اور ثواب ایمان پر موقوف ہے اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ اسلام سے خون معاف ہوتا ہے اور امانت ادا کی جاتی ہے اور نکاح صحیح ہوتا ہے اور ثواب ایمان
پر موقوف ہے اور فرمایا ہے حضرت صادق نے کہ کبھی ہوتا ہے بندہ مسلمان پہلے اس سے کہ ہووے مومن اور نہیں ہوتا ہے مومن جبتک کہ ہووے مسلمان پس اسلام پہلے
ایمان سے ہے اور اسلام شریک ہے ایمان کو پس جسوقت کرے کوئی بندہ گناہ بڑا بڑے گناہوں میں سے یا چھوٹا گناہ کرے کہ جسکو خدا نے منع کیا ہے تو ہوویگا وہ بندہ
خارج ایمان سے اور دور ہو جائے گا اس سے نام ایمان کا اور ثابت رہے گا اسپر نام اسلام کا یعنی وہ مسلمان رہیگا اور مومن نہ ہو گا پس اگر توبہ کرے اور بخشش
چاہے تو پھر داخل ہو جائے گا ایمان میں اور نہیں نکالتا ہے اسکو طرف کفر کے مگر انکار اور حلال جاننا اس طرح سے کہ کہے حلال کو کہ یہ حرام ہے اور
کہے حرام کو کہ یہ حلال ہے اور اسکو عمل میں لاوے پس اسوقت خارج ہو جائیگا اسلام سے اور ایمان سے دونوں سے اور داخل ہو گا کفر میں اور ہو جائے گا بمنزلہ اس شخص کے
کہ داخل ہوا حرم میں پھر داخل ہوا کعبہ میں اور کعبہ میں ایسا امر ممنوع کیا کہ نکالا گیا کعبہ سے اور حرم سے پس گردن مارا گیا اور داخل ہوا دوزخ میں اور امام محمد
باقر نے فرمایا ہے کہ وہ مسلمان وہ ہے کہ جسکی زبان اور ہاتھ سے سلامت رہیں مسلمان اور مومن وہ ہے کہ جسکو امانتدار جانیں مسلمان اپنے مالوں پر اور نفسوں پر اور ثواب جو موقوف
ایمان پر تھا اور فقط دعوے کرنا بدون اعتقاد کے ثواب کا فائدہ نہیں بخشتا ہے اسواسطے خطاب کر کے فرماتا ہے وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ اور اگر فرمانبرداری کرو تم خدا کی
وَرَسُوْلَهٗ اور پیغمبر اسکے کی ظاہر میں اور باطن میں دونوں میں اور نفاق سے توبہ کر کے نیت خالص سے اعتقاد ایمان کرو تو لَا يَلِتْكُمْ نہ کم کریگا خدا مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا
ثواب عملوں تمہارے سے کچھ بلکہ ثواب تمہارے عملوں کا کامل اور پورا دیگا اور اگر چاہیگا اپنے فضل و کرم سے زیادہ دیگا لیکن کم نکریگا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ تحقیق خدا بخشنے والا

فرمانبردار کے گناہوں کا بخشنے والا مہربان ہے کہ توبہ اور اپنے کرے او اہل بصرہ نے اہلکم کو لا یالتکم پڑھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت بنی اسد
اور جہینہ اور مزینہ اور اشجع اور اسلم اور غفار کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ایمان کو ظاہر کر کے اپنے جان و مال سے بچے رہے اور رسول خدا نے انکو حدیبیہ جانیکی رغبت دلائی
تو ہمراہ چلنے سے انکار کیا خدا نے فرمایا کہ عرب صحرائی دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں اور حقیقت میں ایمان انکے دل میں نہیں ہے پس کہہ تو انکو اے محمد کہ تم دعوی اسلام کا
کرو نہ ایمانکا اس واسطے کہ ایمان تمہارے دلمیں داخل نہیں ہوا ہے اور اگر تم حقیقت میں ایمان کہتے اور تو دشمنان دین کے ڈرسے پوشیدہ رہتے اور اہل ایمان کی
تحقیق میں فرماتا ہے کہ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ سوا اسکے نہیں کہ ایمان والے حقیقت میں الَّذِينَ آمَنُوا وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ساتھ خدا
کے اور پیغمبر اسکے کے بنیت خالص ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا پھر شک نہ کیا انھوں نے بعد اقرار کے اپنے دلمیں خدا کا اور پیغمبر کی نبوت کا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں
نے روز صلح حدیبیہ رسول خدا کی نبوت میں شک کیا تھا وہ ایمان سے بہرہ نہیں رکھتے تھے اور بعضے ان میں کہتے تھے کہ ہمکو آج جیسا شک پیدا ہوا ہے ایسا پہلے ابتک نہیں
ہوا تھا وہ لوگ بعث شک نہ رکھتے تھے لیکن روز حدیبیہ انکا شک زیادہ تھا پھر انکو مومن کیونکر کہا جائے گا اور بعد اسکے بیان کرتا ہے وصف مومنین کا
کہ وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ اور جہاد کیا انھوں نے ساتھ مالوں اپنے کے کہ جہاد کرنیوالوں پر اپنے مال خرچ کئے وَأَنْفُسِهِمْ اور جہاد کیا انھوں نے ساتھ نفسوں اپنے کے
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بیچ راہ خدا کے کہ خود جنگ میں کفار کے مقابل ہو کر لڑتے تھے اور شمشیر زنی کرتے تھے اور جہاد میں سے بھاگے نہیں أُولَئِكَ یہ لوگ جنکی صفت
ہے هُمُ الصَّادِقُونَ وہی سچے ہیں ایمان کے دعوے میں نہ وہ لوگ کہ تلوار کے خوف سے دعویٰ ایمانکا کرتے ہیں کہ مسلمان انکی تلوار سے بچ رہیں اور ہماری
عورتیں اور بچے قید نہوں اور جہاد نفس سے مراد اپنے نفس پر جہاد کرنا بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے نفس کی فرمانبرداری نکرے اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو
ان صحرائیوں عرب نے قسم کھائی کہ اس دعوے میں ہمارا دل مطابق ہماری زبان کے ہے اور ظاہر ہمارا مطابق ہمارے باطن کے ہے اور ہم مومن صادق العقیدہ ہیں خدا نے انکے
کے قول کے رد کرنے میں یہ آیت نازل کی کہ قُلْ کہہ تو اے محمد عرب کی جماعت کو کہ وہ جھوٹا دعوی کرتے ہیں أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ کیا سکھلاتے ہو تم خدا کو اور تعلیم کرتے
ہو تم اسکو بِدِينِكُمْ ساتھ دین اپنے کے اور تمکو یہ گمان ہے کہ وہ تمہارے دین کو نہیں جانتا ہے اور دل کی بات پر وہ مطلع نہیں ہے وَاللَّهُ يَعْلَمُ اور حال یہ ہے کہ خدا
جانتا ہے مَا فِي السَّمَاوَاتِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِي الْأَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ اور خدا ساتھ ہر چیز کے
عَلِيمٌ عالم ہے اور جاننے والا ہے اور کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے پس تمہارے دل کا اعتقاد اسپر کیونکر پوشیدہ ہوگا اور وہ ہرگز تمہاری خبر کرنیکا محتاج نہ
ہوگا بلکہ وہ خود جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اور پہلے اس سے گذر گیا ہے کہ وہ عرب ایمانکے دعوے میں حضرت پر بڑا احسان رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اور عرب تو تجھ سے لڑائی کرتے
تھے اور ہم بدون لڑائی کے تجھپر ایمان لائے ہیں خدا نے فرمایا کہ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ احسان رکھتے ہیں تجھپر وہ عرب اے محمد أَنْ أَسْلَمُوا اسپر کہ اسلام لائے اور
دین کو قبول کیا ہے انھوں نے قُلْ کہہ تو اے محمد انکو کہ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ نہ احسان رکھو تم اوپر میرے إِسْلَامَكُمْ اسلام اپنے کا بَلِ اللَّهُ بلکہ خدا يَمُنُّ
عَلَيْكُمْ احسان رکھتا ہے اوپر تمہارے أَنْ هَدَاكُمْ کہ راہ راست دکھلائے تمکو لِلْإِيمَانِ واسطے ایمانکے دلیلیں قائم کر کے إِنْ كُنْتُمْ
صَادِقِينَ اگر ہو تم راستگویان ایمان کے دعوے میں پس واسطے خدا کے ہے احسان رکھنا تمپر نہ یہ کہ تم الٹا احسان مجھپر رکھو اور لطافت اس کلام میں یہ ہے کہ
جسکو وہ عرب ایمان کہتے تھے خدا نے اپنے کلام میں اسکو اسلام فرمایا اس سے اشارہ طرف اسکے ہے کہ جسکو وہ ایمان کہتے ہیں حق اسکا یہ ہے کہ وہ اسلام نام
رکھا جائے نہ ایمان پس کہہ تو انکو اے محمد کہ احسان مت رکھو تم مجھ پر اس چیز کا کہ حقیقت میں وہ اسلام ہے اور ایمان نہیں ہے وہ اور اگر بالفرض وہ ایمان ہو تو خدا
کا احسان ہے تمپر کہ راہ راست دکھلایا تمکو خدا اور خدا جو انکے دل کی بات پر مطلع تھا اسواسطے فرماتا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ تحقیق خدا جانتا ہے غَيْبَ السَّمَاوَاتِ
غائب اور پوشیدہ ہوئی چیز آسمانوں کو وَالْأَرْضِ اور زمین کو وَاللَّهُ بَصِيرٌ اور خدا دیکھنے والا ہے اور بینا ہے بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے ہو تم
ظاہر کرنا ایمانکا اور پوشیدہ رکھنا دلمیں کفر کا اور بعضوں نے اسکو یعملون یا سے غائب کا صیغہ پڑھا ہے سورة ق یہ سورہ مکی ہے اور اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور
کل آیتیں اسکی مکی ہیں مگر ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ولقد خلقنا السموات والارض سے وقبل الغروب تک مدنی ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ
کو ہمیشہ فرائض اور نوافل میں پڑھے تو خدا دنیا میں اسکی روزی زیادہ کرے گا اور آخرت میں نامہ اعمال اسکے دست راست میں دیگا اور حساب بہت آسانی سے لے گا

ع ۹ سورة ق

بسم اللہ الرحمن الرحیم قٓ سید مرتضی علم الہدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اول سورہ میں حروف مقطعہ کا لانا اسواسطے ہے کہ تا فرق ہو کلام شریف کلام میں اور کلام آدمی کے
واسطے کہ سننے والا جانے گا کہ بعد اسکے کہ کلام آئیگا وہ نثر ہے اور نظم نہیں ہے اور یہ رد ہے ان لوگوں پر کہ جو قرآن کو شعر کہتے ہیں اور قٓ کی تفسیر میں اختلاف ہے ابن عباسؓ کے
نزدیک وہ نام ہے خدا کے ناموں سے اور بعضوں کے نزدیک وہ شروع ہے ہر اسم کا کہ جسکے اول میں قاف ہے مثل قادر و قدیر اور قاہر کے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ اسکے اشارہ
ہے طرف قرآن کے اور اکثر کہتے ہیں کہ قاف نام پہاڑ کا ہے کہ وہ تمام زمین کے گرد ہے انکی قسم خدا نے یاد کی ہے اور یہی حضرت صادقؑ سے منقول ہے اور
قمی نے لکھا ہے کہ وہ تمام دنیا کے گرد ہے یاجوج اور ماجوج کے پیچھے اور کہتے ہیں کہ وہ پہاڑ زمرد سبز کا ہے اور کنارہ آسمان کا اسکے اوپر ہے اور آسمان کی
سبزی اسیکا عکس ہے اور روایات میں جو تفسیر میں آئی ہیں یہ ہے کہ سکندر ذوالقرنین وہاں تک لایا تھا اور سکندر وہاں پہنچا تو گرد کوہ قاف کے چھوٹے چھوٹے پہاڑ دیکھے
پوچھا کہ یہ کیسے پہاڑ ہیں اسکے موکلوں نے کہا کہ یہ رگیں زمین کی ہیں اور کوئی ایسا شہر اور جگہ نہیں ہے مگر ایک رگ اسکی اس پہاڑ سے متصل ہو رہی ہے جس وقت
خدا کسی زمین کو زلزلہ میں لانا چاہتا ہے تو ہمکو حکم کرتا ہے ہم اسجگہ کی رگ کو حرکت دیتے ہیں سکندر نے کہا کہ مجھکو خدا کی عظمت سے خبر دو کہا کہ کمترین چیز کہ دلالت کرتی
ہے خدا کی عظمت شان پر وہ یہ ہے کہ پہاڑ کے پیچھے ایک زمین ہے برف کی کہ طول اور عرض جسکا پانچسو برس کی راہ کا ہے اور اسکی سردی سے بعضی بعضی کو شکستہ کرتی
ہے اگر وہ نہ ہوتی تو تمام آدمی دوزخ کی گرمی سے جلکر مرجاتے اور بعضوں کے نزدیک قاف سوگند ہے قدرت الہی کی اور یا اشارہ ہے طرف قوت قلب محمدؐ کے
اور یا اشارہ ہے طرف کلمہ قضی اللہ کے اور یا اشارہ ہے طرف قل یا محمدؐ کے اور قٓ اگر نام سورہ کا ہے تو مفعول ہوگا فعل محذوف کا یعنی پڑھ تو قٓ کو اور یا
خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی وہ قٓ ہے اور اگر قٓ قسم ہے تو معنی یہ ہونگے کہ قسم کھاتا ہوں میں حقیقت قٓ کی وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اور قرآن بزرگ کی
اور جواب قسم کا محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ تحقیق تم اے کافرو اٹھائے جاؤگے زندہ کرکے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ قسم ہے قرآن بزرگ کی تحقیق
محمدؐ رسول خدا کا ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر یہ قول آئندہ بَلْ عَجِبُوْٓا بلکہ تعجب کیا انھوں نے یعنی کفار قریش نے اَنْ جَآءَهُمْ اسکا کہ آیا انکے پاس
مُّنْذِرٌ ڈرانیوالا مِّنْهُمْ انہیں سے یعنی انکی ہی قوم میں کا اور حال یہ ہے کہ مقام تعجب کا نہیں ہے اسواسطے کہ جس وقت انکو ڈرانیوالے کے اوصاف کا علم ہو کہ وہ
عادل ہے اور امین ہے اور رحیم ہے اور متکبر ہے اور تمام نیک خلقوں کے ساتھ آراستہ ہے تو سوائے نصیحت کے اسکے ڈرانیسے اور کیا سمجھا جائے گا اور تعجب اسمیں کیا ہے لیکن
گمان انکا یہ تھا کہ وحی سوائے فرشتے کے کسی کے پاس نہیں آتی اسواسطے وہ تعجب کرتے تھے کہ آدمی کے پاس کیسے آئی اور بہت تعجب کیا چنانچہ فرماتا ہے خدا
کہ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ پس کہا کافروں نے کہ هٰذَا یہ پیغمبر کرکے بھیجا محمدؐ کا شَيْءٌ عَجِيْبٌ چیز عجیب ہے اور دوسرا تعجب انکا یہ تھا کہ کہتے تھے وہ کہ ءَ
اِذَا مِتْنَا کیا جس وقت مرجائینگے ہم یعنی کیا زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے ہم جس وقت کہ مرجائیں گے ہم وَكُنَّا تُرَابًا اور ہوجائیں گے ہم مٹی ہڈیاں
اور گوشت ہمارے ریزہ ریزہ ہوکر اور ہم پھر زندہ ہوکر پھرینگے ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ یہ پھرنا بعید ہے عادت اور امکان سے کہ کبھی سنا ہے اور نہ
دیکھا ہے اور خدا انکے بعید جاننے کو رد کرتا ہے کہ قَدْ عَلِمْنَا تحقیق جانا ہے ہمنے مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ اس چیز کو کہ کم کرتی ہے زمین اور کھاتی ہے
مِنْهُمْ ان لوگوں میں سے بعد مرنیکے گوشت اور پوست اور ہڈیاں انکی پس جس وقت کہ ہم انکے تمام اعضا کی خاک کو جانتے ہیں اور وہ سب ہمارے علم میں ہے
تو پھر پھر اسکا جمع کرنا اور اسمیں روح ڈالکر زندہ کرنا کیا دشوار ہے اور جناب سیدؐ سے منقول ہے کہ تمام اعضا آدمی کے خاک اور ریزہ ریزہ ہوجاتے ہیں مگر ایک ہڈی
کہ جو اسمیں دو سرین کے ہے قیامت کے روز خدا اسی بکھرے ہوئے ریزوں کو آدمی کے جمع کرکے اس ہڈی سے ملادیگا اور حدیث میں آیا ہے کہ انبیا اور اوصیا
اور اولیا اور شہدا کے بدن اسی طرح سلامت رہتے ہیں اور اسی اپنے پہلے بدن سے زندہ ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قسم ہے قٓ کی اور قرآن مجید
کی کہ ہم جاننے والے ہیں آدمی کے بدن کے ریزوں کو جو کہ زمین میں خاک ہوکر مل گئے ہیں وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ اور نزدیک ہمارے کتاب ہے نگاہ
رکھنے والی سب اشیا کی کہ جو کچھ عالم میں ہے سب اسمیں مندرج ہے تفصیل سے اور وہ لوح محفوظ ہے پس جس وقت کہ ہمارے پاس ایسی کتاب ہے تو ہم انکے بدنوں کے ریزوں
سے کیونکر مطلع نہونگے اور انکے زندہ کرنے پر کیونکر قدرت نرکھتے ہوں گے اور اب انکو جھٹلانیسے خبر دیتا ہے کہ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ بلکہ جھٹلایا ان کافروں نے اور
تکذیب کی انھوں نے ساتھ حق کے کہ وہ قرآن ہے یا محمدؐ ہے لَمَّا جَآءَهُمْ جس وقت کہ آیا وہ حق انکے پاس اور حجت انپر لازم ہوگئی فَهُمْ پس وہ جھٹلانیوالے

فِيْ أَمْرٍ مَّرِيْجٍ یعنی کام پریشان کے بیچ ہیں کہ کبھی تو قرآن کو جادو کہتے ہیں اور کبھی شعر اور کبھی قصہ اور پیغمبر کو کبھی مجنون کہتے ہیں اور کبھی جادوگر جھوٹا
بنانیوالا اور ایک امر پر قرار نہیں پکڑتے ہیں اور ایک چیز پر اکتفا نہیں کرتے ہیں بلکہ شاخ در شاخ پھرتے ہیں اور اب خدا اپنی قدرت کو دوبارہ زندہ
کرنیکی دلیل بیان کرتا ہے أَفَلَمْ يَنظُرُوا کیا پس نہیں دیکھا ان انکار کرنیوالوں قیامت کے نے إِلَى السَّمَاءِ طرف آسمان کے کہ فَوْقَهُمْ اوپر ان کے ہے
کسطرح اپنی قدرت سے كَيْفَ بَنَيْنَاهَا کیونکر بنایا ہے ہمنے اسکو وَزَيَّنَّاهَا اور آراستہ کیا ہے ہمنے اسکو ستاروں سے وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ اور نہیں
ہیں واسطے اس آسمان کے شگاف اور سوراخ پس پیدا کرنا ایسی بڑی چیز کا اس انتظام سے بدون خلل اور عیب کے دلیل واضح ہے اسکی کمال قدرت پر
اور علم اور حکمت پر پس بلاشبہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی وہ قادر ہوگا اور جھٹلانا کفار کا اور انکار کرنا انکا محض بکار اور بعداوت ہے اور واسطے لازم کرنے حجت کے
دوسری دلیل بیان کرتا ہے کہ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا اور زمین کو بچھایا ہے ہمنے اسکو پانی پر وَأَلْقَيْنَا فِيهَا اور ڈالے ہمنے بیچ اسکے رَوَاسِيَ
پہاڑ بلند اور مضبوط تاکہ انکی سنگینی سے زمین حرکت کرنے سے قرار پکڑے اور مثل کشتی کے الٹ نہ جائے وَأَنبَتْنَا فِيهَا اور اگایا ہمنے بیچ اس زمین کے
مِن كُلِّ زَوْجٍ ہر قسم کی روئیدگی کو بَهِيجٍ یا خوب رونق دار ہو کہ نظر کرنے والے کو خوش معلوم ہو اور انکو ہمنے پیدا کیا ہے تَبْصِرَةً واسطے بینائی
کے کہ ہمیں با چشم عبرت سے نظر کریں اور نصیحت پکڑیں اور اسکے کمال قدرت کا اعتقاد کریں وَذِكْرَىٰ اور واسطے نصیحت پکڑنے اور یاد کرنیکے لِكُلِّ
عَبْدٍ مُّنِيبٍ واسطے ہر بندے رجوع کرنے والے خدا کی طرف جو خدا کی کاریگریوں میں تامل کرکے اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور تبصرہ اور ذکری مفعول لہ واقع
ہوئے ہیں اور ایک اور دلیل بیان کرتا ہے اپنی قدرت کی وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ اور نازل کیا ہے آسمان سے مَاءً مُّبَارَكًا پانی یعنی بہت برکت
والا اور بہت فائدہ رکھنے والا فَأَنبَتْنَا بِهِ پس اگایا ہمنے ساتھ اس پانی کے جَنَّاتٍ باغونکو کہ جنمیں کثرت سے قسم قسم کے درخت ہیں وَحَبَّ
الْحَصِيدِ اور دانہ روئیدگی کٹی ہوئی کو یعنی دانہ کو اس روئیدگی کے ہمنے اگایا کہ جس وقت وہ اپنے وقت کے پہنچنے پر کاٹی جاتی ہے مثل گندم
اور جو اور نخود کے وَالنَّخْلَ اور اگایا ہمنے کھجور ونکو اس پانی سے بَاسِقَاتٍ بلند اور کشیدہ قامت ہیں وہ کھجوریں یہ حال واقع ہوا ہے اور ایسی ہیں
کھجوریں کہ لَّهَا واسطے انکے طَلْعٌ نَّضِيدٌ خوشے ہیں تہ بتہ اوپر نیچے کھنچے ہوئے اور کثرت سے فراہم کئے گئے کہ جن کے پھل بھی کثرت سے ہوں اور یہ سب
کثرت سے ہمنے پیدا کئے ہیں رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ واسطے روزی بندوں کے یہ مفعول لہ واقع ہوا ہے یا مفعول مطلق ہے وَأَحْيَيْنَا بِهِ اور زندہ کیا ہے
ہمنے ساتھ اس پانی کے بَلْدَةً مَّيْتًا شہر مردہ کو یعنی زمین خشک کو کہ پہلے اس سے بدون گھاس کے تھی اور اب ہری اور سبز ہو گئی روئیدگی کی کثرت سے
پس جیسے کہ زمین کو زندہ کیا ہمنے پانی سے كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ ایسے ہی نکلنا ہے قبروں سے زندہ ہو کر اور حاضر ہونا میدان قیامت میں اس واسطے کہ اگر
کوئی ادنی تامل بھی کرے دانہ میں کہ وہ بالکل مردہ ہے اور خاک کے اندر پڑا ہے تو وہ جانے گا کہ جو شخص کہ اسکے نکالنے پر قادر ہے تو مردوں کا قبروں میں سے
نکالنا اسپر کیا دشوار ہے اور خاطر اقدس رسول خدا جو کفار کے جھٹلانے سے رنجیدہ ہوتی تھی خدا تعالے حضرت کی تسلی کے واسطے فرماتا ہے کہ كَذَّبَتْ
قَبْلَهُمْ جھٹلایا ہی پہلے ان مکہ والوں کے اپنے اپنے پیغمبر کو قَوْمُ نُوحٍ قوم نوح کی نے وَأَصْحَابُ الرَّسِّ اور صاحبوں چاہ کے نے کہ اپنے پیغمبر
کو انہوں نے کنوئیں میں بند کر دیا تھا اور قصہ اصحاب الرس کا سورہ فرقان میں گذر گیا ہے وَثَمُودُ اور جھٹلایا ثمود کی قوم نے حضرت صالح کو
وَعَادٌ اور قوم عاد نے حضرت ہود کو وَفِرْعَوْنُ اور فرعون نے اور اسکی قوم نے حضرت موسی اور ہارون کو وَإِخْوَانُ لُوطٍ اور بھائیوں لوط کے
لوط کو اور بھائی لوط کے اس واسطے کہے کہ وہ لوط کے انساب میں تھے وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ اور صاحبوں بن کے نے حضرت شعیب کو جھٹلایا وَقَوْمُ
تُبَّعٍ اور قوم تبع نے اور قصہ قوم تبع کا سورہ دخان میں گزر گیا ہے اور باقی انبیاء کا حال اپنے اپنے محل پر گزر گیا اور جھٹلانا ایک پیغمبر کا ایسا ہے
جیسے سب پیغمبروں کو جھٹلایا اس واسطے فرماتا ہے کہ كُلٌّ ہر ایک نے انمیں سے یعنی سب نے كَذَّبَ الرُّسُلَ جھٹلایا پیغمبروں کو اور جس وقت کہ جھٹلانا ان کا
ثابت ہوا فَحَقَّ وَعِيدِ پس واجب اور لازم ہوا وعدہ عذاب میرے کا یعنی جو کچھ کہ وعدہ کیا تھا ہمنے عذاب کے نازل کرنے کا وہ عذاب
ان پر نازل ہوا اور حال مکہ والوں کا بھی ایسا ہی ہوگا اور پہلے اس سے جو گذرا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ اسکے جواب میں فرماتا ہے

اَفَعَیِیْنَا پس کیا درماندہ اور عاجز ہوئے تھے ہم بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ساتھ پیدائش پہلی کے کہ آئندہ کو دوسری پیدائش سے ہم عاجز ہوویں اور لوگوں کو
بعد مرنیکے پھر زندہ نہ کر سکیں اور حال یہ ہے کہ پہلی پیدائش کا اُن کو فرقونکو اقرار ہے کہ ہر چیز کو خدا پیدا کرتا ہے اور دوسری پیدائش میں اُنکو شک ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ بَلْ ھُمْ
بلکہ وہ بسبب وسوسہ شیطان کے اور پیروی نفس کے فِیْ لَبْسٍ بیچ شبہ اور شک کے ہیں مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ پیدائش نئی سے کہ وہ دوبارہ زندہ ہونا ہے
اور فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہے ہمنے آدمی کو وَنَعْلَمُ اور جانتے ہیں ہم مَا تُوَسْوِسُ اس چیز کو کہ وسوسہ کرتا ہے
بِهٖ نَفْسُهٗ ساتھ اسکے نفس اس کا ہم یعنی جانتے ہیں ان باتوں کو کہ جو اُسکے دل میں گزرتی ہیں اور سب وہ جو سینوں میں پوشیدہ ہیں اور اس کلام کی دلیل
فرماتا ہے کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ اور ہم نزدیک زیادہ ہیں طرف اس انسان کے مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ رسی رگ گردن کی سے یعنی رگ جان سے اور مراد
خدا کے نزدیک ہونے سے نزدیکی اس کے علم کی ہے بندہ سے یعنی علم ہمارا بندہ سے اسکی رگ گردن سے زیادہ نزدیک ہے اور ورید وہ رگ ہے کہ جس نے گردنکی دونو طرف
کو احاطہ کیا ہے اور گھیر لیا ہے اور دل سے وہ نکلتی ہے کہ قطع کرنا اسکا موجب موت کا ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ حبل الورید قریب تر جز نفس انسان کا ہے پس خدا
اس سے بھی نزدیک زیادہ ہے اور حق یہی ہے کہ مراد نزدیک ہونے خدا سے نزدیک ہونا اسکے علم اور قدرت کا ہے بندہ سے کہ وہ اسکی رگ جان سے زیادہ نزدیک ہے اور اس
طرح کا نزدیک ہونا ہمارا آدمیوں سے ثابت ہے اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ جس وقت کہ لیتے ہیں وہ لینے والے فرشتے کہ لکھنے والے اعمال بندوں کے
ہیں اور انکی اعمال و اقوال کو لیکر اپنے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں اور وہ دو ہیں منکر و نکیر منکر تو شانہ راست پر ہے اور وہ نیکیاں بندہ کی لکھتا ہے اور نکیر شانہ چپ پر ہے اور
وہ بندہ کی بدیاں لکھتا ہے اور جس وقت بندہ بدی کرتا ہے تو فرشتہ بدی کا ارادہ کرتا ہے کہ بدی کو لکھے فرشتہ نیکیوں کا کہتا ہے کہ ابھی مت لکھ کہ شاید یہ توبہ
استغفار کرے پس اگر وہ استغفار کرے تو خدا بخشدیتا ہے اور سات ساعت تک فرشتہ انتظار کرتا ہے اگر اس عرصہ میں اس نے استغفار نکیا تو وہ فرشتہ شانہ چپ کا
ایک بدی لکھتا ہے اور اس آیت سے اشارہ ہے طرف اسکے کہ خدا فرشتوں کی حفاظت سے بے پروا ہے اسواسطے کہ وہ مطلع ہے ان امور پر کہ جو فرشتوں پر پوشیدہ ہیں لیکن مقرر کرنا
فرشتوں کا واسطے لکھنے اعمال کے واسطے حکمت کے ہے اور وہ لطف ہے پروردگار کا کہ آدمی بدی کرنے سے پرہیز کریں اور نیکیوں کی طرف رغبت کریں یہ منکر اور نکیر اس واسطے
مقرر کئے ہیں واسطے لکھنے اعمال کے کہ قیامت کے روز بندوں پر حجت ہو اور انکے نامہ اعمال ان کو دکھائے جاویں اور بعضی کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ یاد کر تو اے محمد کہ جس وقت
لیتے ہیں وہ فرشتے لینے والے اعمال اور اقوال بندوں کو کہ ایک تو بیٹھا ہے عَنِ الْیَمِیْنِ جانب راست ہے اور وہ منکر ہے وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ اور دوسرا جانب
چپ سے بیٹھنے والا ہے یعنی وہ دونوں بندوں سے چپٹے ہوئے ہیں کہ کبھی الگ اُس سے دو نہیں ہوتے اور اول میں قعید کے ذکر کو ترک کیا دوسرے پر اعتماد کرکے اور فعیل
کا لفظ واحد اور متعدد کے دونو کے لئے آتا ہے جیسے کہ والملائکۃ بعد ذالک ظہیر ا پس اس صورت میں قعید بمعنی قعیدان ہوگا اور اول میں حذف کرنیکی احتیاج
نہیں ہے یعنی وہ دو فرشتے راست اور چپ بیٹھے ہیں کہ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ نہیں نکالتا ہے منہ سے آدمی کوئی بات یعنی آدمی کچھ کلام نہیں کرتا ہے اِلَّا
لَدَیْهِ مگر نزدیک اسکے یا نزدیک اسکی بات کے رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ نگہبان ہے تیار کہ اسی وقت اس بات کو نامہ اعمال میں لکھتا ہے اگر اس نے نیکی کی ہے تو ایک کی
دس لکھتا ہے اور اگر بدی کی ہے تو چھ یا سات ساعت کی مہلت ہوتی ہے اور اگر اس عرصہ میں استغفار کیا یا کوئی نیکی کی تو وہ بدی نہیں لکھی جاتی اور اگر ان
دونوں میں کچھ نہیں کیا تو ایک بدی لکھی جاتی ہے اور جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ تحقیق جگہ بیٹھنے تیرے دو فرشتوں کی دو دانت تیرے آگے ہیں کہ ایک
فرشتہ دندان راست پر ہے اور ایک دندان چپ پر اور زبان تیری قلم انکا ہے اور لعاب دہن تیرا سیاہی انکی ہے اور جاری ہوتا ہے لا یعنی باتوں میں یعنی تو
بے ملاحظہ جو کچھ چاہتا ہے کہتا ہے وہ باتیں سب کہ جو تیرے کام میں نہیں آتی ہیں اور فائدہ نہیں بخشتی ہیں اور خدا سے اور ان فرشتوں سے تو حیا نہیں کرتا ہے
کہ جو ایسی باتیں کہتا ہے اور حضرت امام حسنؑ سے منقول ہے کہ وہ دو فرشتے دور نہیں ہوتے ہیں بندہ سے مگر وقت رفع حاجت کے اور خلوت کے اور انس نے
رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جس وقت کوئی مومن بندہ مرتا ہے تو وہ دونو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ خداوندا تو نے فلانے بندہ مومن کی روح کو
قبض کیا اب ہم کہاں جاویں اور ہمکو اب کیا حکم ہے ان فرشتوں کو خطاب پہنچے کہ آسمان اور زمین فرشتوں اور آدمیوں سے مشحون پر ہے اور وہ میری
عبادت میں مشغول ہیں تم بھی قبر پر اس بندہ مومن کی جاؤ اور تسبیح اور ذکر میرا کرو اور ثواب اسکا اس بندے کے نامہ حسنات میں لکھو قیامت تک وَجَآءَتْ

ع ۱۵ / ۱۵

سَکْرَۃُ الْمَوْتِ اور لائے بیہوشی موت کی یعنی حاضر کرے شدت موت کی کہ دور کرنیوالی عقل کی ہے بِالْحَقِّ ؕ ساتھ امر حق اور راست کو کہ آخرت ہے اور پہچانیگا اسکو مرنیوالا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اُسکے یہ ہیں کہ لائے بیہوشی موت کی حق کو کہ وہ موت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد حق سے کھلجانا بندہ کے حال کا ہے کہ وہ نیک ہے یا بد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے حقیقت کل نفس ذائقۃ الموت کی ہے اور مجمع البیان میں لکھا ہے کہ قرأت سعید بن جبیر اور طلحہ کی وجاءت سکرۃ الحق بالموت ہے اور ہمارے علماء نے بھی آئمہ ہدیٰ علیہم السلام سے یہی قرأت روایت کی ہے اور اس وقت ملائکہ کہیں ذٰلِكَ یہ موت مَا كُنْتَ وہ چیز ہے کہ تھا تو اپنی زندگی میں مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ اس سے مرجاتا اور بھاگتا کہ اس سے تو ڈرتا تھا اور اسکو مکروہ جانتا تھا وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ اور پھونکا جائے بیچ صور کے دوسری مرتبہ کہ سب زندہ ہوجاویں اور اپنی قبروں سے نکلکر باہر آویں اور فرشتے انکو کہیں کہ ذٰلِكَ یہ پھونکنا يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ دن وعدہ کرنے عذاب کا ہے کہ خلقت سے وعدہ عذاب کرتے تھے اور انکو ڈراتے تھے اس نیت تاکہ اعمال نیک میں مشغول ہوں اور اسدن کیواسطے تیار رہیں وَجَآءَتْ اور آوے اسدن کہ میدان قیامت ہے كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس یعنی ہر شخص کہ مَّعَهَا ہمراہ اسکے ہو سَآئِقٌ ایک ہانکنے والا یعنی ایک فرشتہ ہمراہ اسکے ہو کہ اسکو حساب کی جگہ ہانکتا ہوا لیجائے وَّشَهِيْدٌ ۝ اور گواہ ہووے یعنی وہ فرشتہ جو اسکے اعمال نیک اور بد کی گواہی دیوے اور یہی خطاب امیر نے فرمایا ہے اسکی تفسیر میں اور بطریق اہلسنت ام سلمہؓ سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مراد سابق سے اس آیت میں ہوں اور مراد شہید سے علی ابن ابیطالب ہیں پس اس صورت میں انکو چاہیے کہ طریقہ عناد اور تعصب کا ترک کریں اور انصاف کرکے علی ابن ابیطالب کو مثل دیگر صحابہ کے نہ سمجھیں کہ مرتبہ انکا سب سے زیادہ ہے بعد رسول خدا کے اور کہا جائے اسسے کہ لَقَدْ كُنْتَ البتہ تحقیق تھا تو دنیا میں فِيْ غَفْلَةٍ بیچ غفلت اور بیخبری کے مِّنْ هٰذَا اسدن سے فَكَشَفْنَا پس کھولا اور اٹھایا ہمنے عَنْكَ تجھسے غِطَآءَكَ پردہ غفلت تیری کا کہ جس امر حق کو تو سنتا تھا وہ تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور یقین کیا فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ پس آنکھ تیری آج کے دن بسبب دور ہونے پردہ اور حجاب کے حَدِيْدٌ ۝ تیز ہے دیکھتی ہیں اس چیز کے کہ نہیں دیکھی تھی تو نے قیامت کی چیزوں میں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد بصیر سے بصیرت ہے علم کے معنی میں یعنی جو کچھ کہ تجھپر پوشیدہ تھا احوال قیامت کا آجکے دن اسکا تو عالم ہوا اور ابن عباس کے نزدیک خطاب کافر سے ہے یعنی اے منکر قیامت کہ دنیا میں تو بیخبر اور غافل تھا اور ہرگز اسپر ایمان نہیں لاتا تھا اور بعضوں کے نزدیک ہر شخص تمیز دار کی طرف خطاب ہے اس واسطے کہ ایسا کوئی نہیں ہے کہ تمام عمر آخرت میں مشغول رہا ہو اور امور دنیا نے اسکو آخرت سے کبھی باز نہ رکھا ہو اور فرماتا ہے کہ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ اور کہے ہمنشین اسکا اسروز یعنی وہ فرشتہ کہ دنیا میں گواہ اسکا تھا هٰذَا یہ ہے مَا لَدَيَّ جو کچھ کہ نزدیک میرے عَتِيْدٌ ۝ ؕ تیار ہے یعنی نامہ اعمال تیرا اور یہی حضرت باقرؑ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس ہمنشین سے وہ آدمی ہے کہ جو دنیا میں اسکا یار اور ہمدم تھا اور گمراہ تھا اور اسکو اغوا کرکے برے افعال اس سے کرواتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے شیطان ہے کہ اسکو دنیا میں بہکاتا تھا اور گمراہ کرتا تھا اور وہ آدمی ہمنشین یا شیطان کہیگا کہ یہ میرے پاس تیار ہیں بدیاں تیری اور عذاب دوزخ کا کہ میرے بہکانے سے تو گمراہ ہوتا تھا پس خدا کی جانب سے سائق اور شہید کو خطاب پہنچے کہ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ ڈالو تم بیچ دوزخ کے كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ ۙ ہر کفر کرنیوالے عناد کرنیوالے کو کہتے ہیں کہ یہ خطاب دوزخ کے فرشتوں کی طرف ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسی سائق اور شہید کی طرف ہے اور ابو القاسم حسکانی کہ علماء اہلسنت سے ہے ابن عیینہ سے روایت کی ہے اور وہ کہتا ہے کہ روایت کی ہے ابو المتوکل ناجی نے ابو سعید خدری سے فرمایا رسول خدا نے کہ جسوقت قیامت کا دن ہوگا تو فرمائیگا خدا مجھکو اور علیؑ کو کہ ڈالو تم دونو دوزخ میں اس شخص کو کہ دشمن رکھتا تھا وہ تم دونوں کو اور داخل کرو تم بہشت میں اس شخص کو کہ دوست رکھتا تھا وہ تم دونو کو اور یہی مراد ہے قول خدا سے کہ القیا فی جہنم کل کفار عنید اور عنید وہ شخص ہے کہ جو جانے والا ہے حق سے اور راہ ہدایت پانے سے اور محمد بن تمیم واسطی نے روایت کی ہے کہ شریک بن عبد اللہ نے کہا کہ میں سلمان اعمش کی عیادت کو اور اسکا مزاج پوچھنے کو گیا تھا اور اسکے مرض الموت میں اتفاقاً ابو حنیفہ اور ابو لیلی اور ابن شبرمہ بھی وہاں حاضر ہوئے اور اعمش سے انھوں نے کہا کہ اے ابو محمد تو آخرت سے نزدیک ہوا ہے تجھکو چاہیے کہ توبہ اور استغفار کرے اور اپنے گناہوں سے پشیمان ہو اور اپنی باطل قولوں سے کہ تو انکو نقل کرتا تھا باز آوے اور توبہ کرے تو اور بعد اسکے کہا کہ علی ابن ابیطالب کے حق میں تو بڑھ کر کہتا تھا اور غلو کرتا تھا اور بہت سی روایتیں رسول خدا سے علیؑ کی شان میں تو وارد کرتا تھا اور لوگوں کو اس راہ سے تو ہلاکت میں ڈالتا تھا اور تجھکو

ان روایتوں سے خاموشی بہتر ہیں پس چاہئے کہ تو ان سب باتوں سے توبہ کرے اعمش نے جس وقت ابوحنیفہ سے یہ تقریر سنی تو اپنے قریبوں اور یاروں سے کہا کہ مجھکو
بٹھلا دو انھوں نے اسکو بٹھا دیا اور تکیہ اسکی پیچھے لگا دیا اسنے کہا کہ الٰہی یہ نعمان تو کہ ابومتوکل ناجی نے مجھکو خبر دی ہے ابوسعید خدری سے کہ وہ کہتا تھا کہ سنا ہے میں نے رسولخدا سے کہ فرماتے
تھے کہ جس وقت قیامت کا دن ہوگا تو خطاب حقتعالیٰ کا پہنچیگا کہ اے محمدؐ اور اے علیؑ ڈالو تم دوزخ میں اس شخص کو کہ دشمن رکھتا تھا وہ تمکو اور داخل کرو تم بہشت میں
اس شخص کو کہ وہ دوست رکھتا تھا تمکو پس جائیگا علی ابن ابیطالب دوزخ کے کنارے پر اور کہیگا کہ اے دوزخ پکڑ تو اسکو کہ یہ واسطے تیرے ہے اور چھوڑ دے تو اسکو کہ وہ
میرے واسطے ہے اور یہی معنی ہیں آیۂ القیا فی جہنم کل کفار عنید کے ابوحنیفہ نے جس وقت یہ کلام سنا تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اس مجلس سے اٹھو تا کہ بہت بڑی آواز
تمہارے کان میں نہ پہنچے وہ سب وہاں سے اٹھکر چلے گئے اور مجاہد جو مفسر بینا اہلسنت میں سے ہے ابن عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھکو وصیت کی
رسولخدا نے کہ اے پسر عباس تجھکو چاہئے تو علی ابن ابیطالب کی دوستی اور پیروی اختیار کرے کہ گویا اسکی رہنمائی ہے اور پیروی اسکی نجات ہے عذاب سے پس آگاہ
وہ ہیارہ روشن رائے کہ اسکی رائے سے باہر نہ جائے اور فرمانبردار اسکا ہے اور وائے اس شقی بدبخت پر کہ اسے دشمنی رکھے اور نزاع کرے اور کینہ اسکا دلمیں رکھے اور
اسکے برخلاف چلے اے پسر عباس خبردار ہو کہ قیامت کے دن کنجیاں بہشت و دوزخ کی اسکے ہاتھ میں ہونگی پس بہشتی بہشت میں اسکے حکم سے داخل ہونگی اور دوزخی
دوزخ میں اسکے حکم سے ڈالے جائینگے اور اسیطرح کی روایتیں اہلبیت علیہم السلام سے ہیں چنانچہ فرمایا حضرت سجادؑ نے کہ فرمایا ہے امیرالمومنین نے کہ فرمایا رسولخدا نے
کہ جس وقت جمع کرے خدا آدمیوں کو قیامت کے دن ایک مقام میں تو ہونگا میں اور تو اے علی اس روز عرش کی داہنی طرف پھر فرمائیگا خدا مجھکو اور تجھکو کہ اٹھو تم
ڈالدو تم اس شخص کو کہ وہ دشمن رکھتا تھا تمکو اور جھٹلاتا تھا تمکو دوزخ میں اور قریب بہا اسکے قول حضرت صادق علیہ السلام کا ہے کہ علی تقسیم کرنے
والا بہشت اور دوزخ کا ہے اور مطابق اسی کے امام اہل سنت کے شعر میں ہے کہ ؎ علی حبہ جنة ؛ قسیم النار والجنة ؛ وصی
المصطفیٰ حقا ؛ امام الانس والجنة اور اسی کفار عنید کا وصف بیان کرتا ہے خدائے تعالیٰ کہ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ بہت منع کرنے والا ہو واسطے خیر
کے یعنی واسطے مال کے کہ اسکو خرچ نہیں کرتا ہے واجب حقوق میں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز کا منع کرنے والا ہے مُعْتَدٍ حدوں سے
گذر نیوالا ہے خدا کی مُرِيبٍ بہت شک لانے والا ہے وحدانیت خدا میں اور روز جزا میں الَّذِي وہ شخص کہ جَعَلَ کیا اسنے یعنی شریک کیا اسنے
مَعَ اللَّهِ ہمراہ خدا کے إِلَٰهًا آخَرَ معبود دوسرے کو فَأَلْقِيَاهُ پس ڈالو تم اسکو فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ بیچ عذاب سخت کے اور فالقیا مکرر
واسطے تاکید کے آیا ہے اور کہتے ہیں کہ خطاب اسمیں طرف مالک داروغہ دوزخ کے ہے اور تثنیہ اسواسطے آیا ہے کہ عرب یک شخص کو اور قوم کو تثنیہ کے لفظ سے خطاب
کرتے ہیں اور بعضے ایک آدمی کو کہتے ہیں کہ قفا و اخرجا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسمیں تکرار فعل کی ہے یعنی الق الق اور بعضے کہتے ہیں کہ الف اسکا نون خفیفہ
تاکید سے بدلا ہوا ہے اور جس وقت وہ کفار عنید دوزخ میں ڈالا جائیگا اپنے ہمنشین کے ہمراہ جسنے کہ اسکو گمراہ کیا تھا تو اس وقت وہ جھگڑا شروع کریگا اور
کہیگا کہ میرا کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ گناہ میرے ہمنشین کا ہے کہ اسنے مجھکو گمراہ کیا تھا قَالَ قَرِينُهُ کہیگا ہمنشین اسکا یہ سنکر کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے
مَا أَطْغَيْتُهُ نہیں حد سے گذر نیوالا کیا ہے میں نے اسکو راہ حق سے باہر نہیں نے کیا ہوں میں اسکو وَلَٰكِن كَانَ لیکن وہ تھا خود فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ
بیچ گمراہی دور کے حق سے یعنی میں نے زبردستی اسکو گمراہ نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی اختیار اور اپنی قدرت سے گمراہ ہوا ہے قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ کہیگا خدا کہ
نہ جھگڑا کرو تم نزدیک میرے کہ اسمیں فائدہ تمہارے واسطے نہیں وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم اور تحقیق پہلے سے بھیج چکا ہوں طرف تمہاری بِالْوَعِيدِ
وعدہ عذاب کا یعنی پہلے اس سے دنیا میں اپنی کتابوں میں اور زبانی پیغمبروں کی تمکو خبر دی ہے اسچیز کی کہ باعث ڈرانیکی تھی اس روز سے مقصود یہ ہے کہ دنیا میں
تمکو اس سے مطلع کیا اور اس روز عذاب سے تمکو ڈرایا لیکن تمنے عناد سے ہمارے پیغمبروں کے کہنے پر عمل نہ کیا مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ نہیں بدلا جاتا ہے قول
نزدیک میرے یعنی جو کچھ کہ میں نے پہلے اس سے دنیا میں کہہ چکا ہوں تمکو کہ جو کوئی پیغمبروں کو جھٹلائے گا اور میرا انکار کریگا اسکو عذاب کرونگا یہ کہنا میرا بدل
نہیں ہو سکتا ہے اور اسکے خلاف نہیں ہو سکتا ہے تمنے جو دنیا میں میرا انکار کیا اور میرے پیغمبروں کو جھٹلایا اسکی سزا میں داخل دوزخ ہوئے اور بعضی آدمیوں کو
جو خدا گناہ بخشیگا اس سے بدلنا قول کا لازم نہیں آتا ہے اسواسطے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہوگا کہ جنکے واسطے بخشش کا حکم کیا گیا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا أَنَا

بظلامٍ اور نہیں ہوں میں ظلم کرنے والا لِّلۡعَبِيۡدِ واسطے بندوں کے کہ بدون جرم کے انکو گناہ میں پکڑیں بلکہ جو کوئی عذاب میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنے
گناہ سے ہوتا ہے يَوۡمَ نَقُوۡلُ لِجَهَنَّمَ یاد کر تو اے محمد اس دن کو کہ کہیں ہم واسطے دوزخ کے اور نافع اور ابوبکر یقول پڑھتے ہیں غائب کا صیغہ یعنی کہے خدا واسطے
دوزخ کے هَلِ امۡتَلَاۡتِ کیا پر ہوا ہے تو کافروں اور گنہگاروں سے وَتَقُوۡلُ اور کہے وہ دوزخ کہ هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ کیا کوئی زیادتی ہے یعنی اب
نہ امید ہے یعنی وہ دوزخ کہے گا اور زیادہ ڈالو حقتعالیٰ اور کافرونکو اس میں بھیجے یہانتک کہ پر ہو جائے اور کہتے ہیں کہ دوزخ پر ہو جائے موافق وعدہ کے کہ
اسکے وعدہ پر کرنیکا خدا نے کیا تھا اور بہشت فریاد کرے کہ خداوندا تو نے دوزخ کو پر کر دیا اور مجھکو پر نہیں کیا ہے اس وقت خدا تعالیٰ ایک خلقت کو پیدا
کر کے بہشت کو اس سے پر کر دیگا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اچھے ہونگے وہ آدمی کہ انھوں نے دنیا کا غم نہیں دیکھا اور بعد ذکر وعدہ عذاب کفار کی اور گنہگاروں
کے مومنین پرہیزگاروں کے وعدہ بہشت کا ذکر کرتا ہے وَاُزۡلِفَتِ الۡجَنَّةُ اور نزدیک کیا جائے بہشت لِلۡمُتَّقِيۡنَ واسطے پرہیزگاروں کے
غَيۡرَ بَعِيۡدٍ وہ کہ نہ دور ہو یعنی الا ہو اور بعید کی ضمیر جنت کی طرف پھرتی ہے کہ فعیل کا وزن مذکر کے اور مونث کے دونو کے واسطے آتا ہے یا اس واسطے
کہ غیر بعید حال ہو کہ واقع ہوا ہے اور موصوف اسکا محذوف ہے یعنی شیأ غیر بعید اور یا یہ کہ جنت بتاویل بستان اور کہتے ہیں کہ ازلفت زینت کے معنی
میں ہے یعنی آراستہ کیا جائے بہشت واسطے پرہیزگاروں کے اور بعضے تفسیر غیر بعید کی اس طرح سے کرتے ہیں کہ وعدہ مومنین متقین کے بہشت میں داخل ہونیکا دور نہیں ہے
انسے بلکہ عنقریب داخل ہونگے اور دکھلانا پرہیزگاروں کو بہشت کی منزلوں اور درجوں کا داخل ہونیسے پہلے اسواسطے ہے کہ داخل ہونیسے پہلے وہ خوشحال ہوں اور بعد اسکے کہ اپنے
درجوں کو بہشت میں انھوں نے ملاحظہ کیا ہے تو ملائکہ انسے کہیں کہ هٰذَا یہ ثواب عظیم لائق متقین بہشت کی ہیں مَا تُوۡعَدُوۡنَ وہ چیز ہے کہ وعدہ کئے جاتے تھے تم دنیا میں پیغمبروں
کی زبانوں سے اور یا یہ کہ ہذا کا اشارہ ازلفت کے مصدر کی طرف ہے یعنی یہ نزدیک کرنا بہشت کا وہ چیز ہے کہ وعدہ کئے جاتے تھے تم دنیا میں یہ نزدیک کرنا بہشت کا لِکُلِّ اَوَّابٍ
واسطے ہر پھرنیوالے کے شرک سے طرف توحید کے یا گناہ سے طرف طاعت کے اور خبر دار کی اور لکل اواب بدل واقع ہوا ہے للمتقین سے باعادہ حرف جار اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اواب
سے وہ شخص ہے کہ بہشت یاد کرنیوالا خدا کا ہو تنہائی میں اور پشیمان ہونیوالا اور توبہ کرنیوالا گناہوں سے حَفِيۡظٍ نگاہ رکھنے والا شرع کی حدود کا
اور رعایت کرنیوالا خدا کے احکام کا مَنۡ خَشِيَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ وہ شخص کہ ڈرتا ہے خدا سے ساتھ غیب کے کہ اسکو دیکھا نہیں ہے اور پھر ڈرتا ہے اسکا
یقین کر کے اور من بدل واقع ہوا ہے بعد بدل کے اور رحمن کے معنی رحمت فراخ والے کے ہیں اسواسطے رحمن کا لفظ آیا ہے کہ باوجود ڈرنے کے اسکی
رحمت کی امید رکھنے والا ہے وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيۡبٍ اور آتا ہے ساتھ دل رجوع کرنیوالے کے طرف طاعت کے اور نفرت کرنے والے کے گناہوں سے
اور ملائکہ کہینگے ایسے لوگونکو کہ ادۡخُلُوۡهَا داخل ہو تم اس بہشت میں اور ادخلوا کا صیغہ جمع کا من کے اعتبار سے ہے کہ وہ مفرد اور جمع کے دونوں کے واسطے آتا
ہے اسواسطے کہا کہ داخل ہو تم بہشت میں بِسَلٰمٍ ساتھ سلامتی کے ہر بلا سے اور زوال سے اور یا یہ کہ ملائکہ تمپر سلام کریں ذٰلِكَ یہ داخل ہونیکا
وقت سلامتی سے بہشت میں يَوۡمُ الۡخُلُوۡدِ وہ دن ہمیشہ رہنے کا ہے کہ بعد اسکے موت کبھی نہوگی اور فرماتا ہے کہ جس وقت بہشتی بہشت میں داخل
ہوں تو لَهُمۡ واسطے انکے ہے مَّا يَشَآءُوۡنَ جو کچھ چاہیں گے وہ نعمتیں اور لذتیں فِيۡهَا بیچ اس بہشت کے وَلَدَيۡنَا مَزِيۡدٌ اور نزدیک ہمارے
زیادتی ہے اسکے کہ ارادہ کریں وہ اور وہ چیز ہے ہمارے پاس کہ ہرگز انکے دلمیں نہ گزری ہو اور انکی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو اور انکے کانوں نے نہ سنی ہو
اور کہتے ہیں کہ مراد مزید سے بخشنا اس زیادتی کا ہے کہ جو انکے استحقاق سے زیادہ ہو اور منقول ہے کہ بادل بحکم خدا بہشتیونکے سر پر سے گذر کر حوریں انپر
برسائے اسوقت وہ حوریں کہیں کہ ہم ہیں وہ زیادہ کہ جسکو خدا نے فرمایا ہے ولدینا مزید اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نظر کرنی ہے طرف رحمت پروردگار
کی اور اب خدا تعالیٰ پھر کافرونکا ذکر کرتا ہے کہ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا اور بہت ہلاک کئے ہیں ہم نے قَبۡلَهُمۡ پہلے ان مکہ والوں کے مِّنۡ قَرۡنٍ قرن سے یعنی پہلے
زمانہ کے لوگوں میں سے کہ هُمۡ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ وہ بہت سخت اور قوی تھے ان سے بَطۡشًا بحسب پکڑنے یعنی قوت میں اور اکثر تھے مال اور آدمیوں میں
مثل عاد اور غیر انکے کے فَنَقَّبُوۡا پس راہ کاٹی انھوں نے فِي الۡبِلَادِ بیچ شہروں کے یعنی پھرے وہ شہروں میں تجارت کرتے ہوئے اور مال اور متاع کمانے ہوئے
یا موت سے ڈرتے ہوئے اور عذاب کے نازل ہونے سے بچتے ہوئے هَلۡ مِنۡ مَّحِيۡصٍ کیا جگہ بھاگنے کی تھی انکو موت سے یا عذاب کے نازل ہونے سے اور نصیحت تو اسمیں البتہ ہوتی ہے جو

جو کہ عاقل اور ہوشیار ہیں نہ غافلوں اور جاہلوں کو اسلئے فرماتا ہے کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اسکے یعنی ان باتوں میں کہ جو اس سورہ میں
مذکور ہوئی ہیں لَذِكْرٰی البتہ نصیحت ہے لِمَنْ كَانَ لَهٗ واسطے اس شخص کے کہ ہووے واسطے اسکے قَلْبٌ دل تامل کرنیوالا اور سوچنے والا نصیحت کی
باتوں کو کان میں کہنے والا اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد قلب سے عقل ہے اور یہی قول ابن عباس کا ہے اور عقل کو قلب اسواسطے فرمایا
کہ دل محل ہے عقل اور فکر کا اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ یا وہ شخص کہ ڈالے کان کو نصیحتوں کی طرف خصوصاً وہ نصیحتیں کہ جو قرآن میں مذکور ہیں وَهُوَ
شَهِيْدٌ اور وہ دل حاضر ہے واسطے لینے اس نصیحت کے کہ جسکو سنتا ہے اور ذکر و فکر میں مشغول ہوتا ہے تاکہ اس سنی ہوئی کو سمجھے اور جس کسی کا دل حاضر نہیں
ہوتا ہے وہ غائب کے حکم میں شمار کیا جاتا ہے اور سننا اسکا بمنزلہ نہ سننے کے ہے بسبب نہ حاصل ہونے کسی فائدے کے اس سننے سے اور ابن عباس سے روایت
ہے کہ جو لوگ کہ بعد سننے قرآن کے رسولخدا کے پاس سے اسپہیں باہر آکر کہتے تھے کہ کیا کہا تھا اب اس نے سو دل ان کے حاضر نہ تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ
دل متفکر مومن عرب ہے اور شہید مومن اہل کتاب کے گواہی دیوے ذکر نعمت رسولخدا کی جو کہ پہلی کتابوں میں لکھی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کان کا ڈالنا طرف
سننے قرآن کے اسطرح سے چاہئے کہ گویا رسولخدا سے سنتا ہے اور اس سے بھی ترقی کر کے جانے کہ جبرئیل سے سنتا ہوں اور بعد اسکے خدا سے سنتا ہوں خلاصہ یہ ہے کہ
وقت سننے نصیحتوں قرآن کے حضور قلب چاہئے اور ایسے ہی چاہئے کہ ہر عبادت میں طرف خدا کے متوجہ ہو خصوصاً نماز میں کہ یہ سب عبادتوں سے افضل ہے اور
یہ کام ہر شخص کا نہیں ہے بلکہ وہ خاص لوگ ہیں کہ جو مقرب درگاہ خدا کے ہیں اور وکیع کہ اہلسنت کا راوی ہے ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ ایکروز دو شتر
نہایت خوبصورت رسولخدا کے پاس بطور ہدیہ کے آئے رسولخدا نے اصحاب کیطرف خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے کون ایسا ہے کہ دو رکعت نماز کی اسوقت پڑھے اسطرح سے کہ
دل اسکا وقت پڑھنے نماز کے امر دنیا میں مشغول نہو اور اسکے دل میں دنیا کا کوئی امر نہ گذرے تاکہ میں ان دو ناقوں میں سے ایک اسکو دوں دریا لکا اسکو کر دوں
کسی کی جرات نہوئی لیکن علی ابن ابیطالب نے جسوقت سید المرسلین سے یہ تقریر سنی تو کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز کی ادا کیں اور بیٹھ گئے جبرئیل نازل
ہوئے خدا کی طرف سے اور کہا کہ مجھکو یا رسول اللہ حکم خدا یہ ہے کہ ان دو ناقوں میں سے ایک ناقہ علی کو دے موافق وعدہ کے رسولخدا نے فرمایا کہ اے جبرئیل
علی کے دلمیں وقت تشہد کے گذرا تھا کہ ان دونو ناقوں میں سے جو کہ بہتر اور فربہ ہو گا اسکو میں لونگا اگر حضرت عنایت کرینگے اور یہ امر دنیا کا ہے اسواسطے میں
نہیں دیتا ہوں کہ شرط کے برخلاف علی نے کیا ہے جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسولخدا یہ فکر علی کا متعلق ہے امور آخرت سے اسواسطے کہ مقصود اسکا اس فکر
سے یہ تھا کہ اس ناقہ کو راہ خدا میں تصدق کروں اور کسی مومن محتاج کو دیڈالوں اور شک نہیں ہے کہ جو چیز کہ بہتر اور افضل راہ خدا میں دیویں ثواب اسکا
زیادہ ہے ناقص چیز کے دینے سے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی ہرگز نہ پہنچوگے تم نیکی کو یہانتک کہ خرچ کرو تم راہ خدا میں
اس چیز میں سے کہ دوست رکھتے ہو تم پس یہ فکر علی کا واسطے خدا کے تھا نہ اپنے نفس کے واسطے اور فربہ شتر کے دینے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے کہ فقیر کو اسمیں فائدہ
زیادہ ہے اسواسطے علی نے یہ بات اپنے دلمیں گذاری تھی رسولخدا نے یہ سنا تو دونو شتر علی کو دیدیئے اور جس وقت یہ امر واقع ہوا تو خدا نے یہ آیت نازل
کی کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ یعنی تحقیق بیچ اس عمل کے کہ علی نے کیا ہے البتہ نصیحت ہے واسطے اس شخص کے کہ
ہووے واسطے اسکے عقل یا ڈالے کان کو سننے کے واسطے اور وہ حاضر ہو اور کہتے ہیں کہ یہودی موافق اپنے اعتقاد باطل کے کہتے تھے کہ خدا نے چھ روز میں آسمان اور
زمین کو پیدا کر کے شنبہ کے روز عرش پر آرام لیا اور تھک کر بیٹھ رہا اور اسواسطے کچھ اور کام نہیں کرتا ہے خدا انکے رد میں فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہے ہمنے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور اسچیز کو کہ درمیان ان دو کے ہے پہاڑ اور درخت
اور دریا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ بیچ چھ دنکے کہ وہ یکشنبہ سے شنبہ تک تھے وَمَا مَسَّنَا اور نہیں مس کیا ہمکو اس پیدا کرنے میں مِنْ لُّغُوْبٍ کسی ماندگی اور تھکن
نے کہ جسکے سبب ہم آرام لیتے اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہودیوں نے کہا کہ خدا نے شنبہ کو آرام اور دم لیا آسمان اور زمین بنا کر رسولخدا کا چہرہ سنکر سرخ ہو گیا خدا نے اسواسطے
فرمایا کہ فَاصْبِرْ پس صبر کر تو اے محمد عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہیں یہودی جھوٹ اور بہتان کی راہ سے ہیں اسواسطے کہ جو شخص قادر ہو عالم
کے پیدا کرنے پر بدون ماندگی کے تو وہ یہودیوں کے بدلا لینے پر بھی قادر ہو گا دنیا اور آخرت میں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت کفار قریش کی شان میں نازل ہوئی ہے

وہ انکار قیامت کا کرتے تھے وَسَبِّحْ اور تسبیح کر تو بِحَمْدِ رَبِّكَ ساتھ حمد پروردگار اپنے کے عوض میں ان نعمتوں کے کہ تجھکو عطا کی ہیں اور بعضے کہتے ہیں
کہ مراد تسبیح سے صلوٰۃ ہے یعنی نماز پڑھ تو اور نماز کا تسبیح اس واسطے نام رکھا ہے کہ تسبیح نماز کا ایک ٹکڑا ہے اور اسمیں داخل ہے پس فرماتا ہے کہ نماز پڑھ تو قَبْلَ طُلُوْعِ
الشَّمْسِ پہلے نکلنے آفتاب کے کہ وہ وقت نماز صبح کا ہے وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ اور پہلے غروب کے کہ وقت نماز ظہر و عصر کا ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ اور رات
میں سے پس تسبیح کر تو اسکو کہ وقت نماز مغرب اور عشا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تہجد کی نماز مراد ہے وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ اور پیچھے سجدوں کے یعنی تسبیح کر تو پیچھے سجدوں کے
یعنی پیچھے نمازوں کے اور اہل حجاز اور حمزہ اور خلف نے ادبار کو بکسر ہمزہ پڑھا ہے اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر صبح کو اور ہر شام کو دس مرتبہ پڑھے یہ دعا
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شیء قدیر اور حضرت امام باقرؑ نے فرمایا کہ مراد اس سے دو رکعتیں ہیں بعد نماز مغرب کے
اور حضرت امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ چار رکعتیں ہیں بعد نماز مغرب کے اور ایک روایت میں حضرت صادقؑ سے ہے کہ مراد اس سے وتر کی رکعت ہے آخر شب کو اور بعضے کہتے ہیں
مراد اس سے نماز وتر ہے کہ وہ دو رکعت بیٹھکر ہیں بعد نماز عشا کے اور ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مراد اس سے تعقیبات ہیں نماز دن یومیہ کی اور بعضے کہتے
ہیں کہ مراد اس سے نوافل ہیں بعد فرائض کے اور بعد حکم تسبیح کے بندوں کو خوف دلاتا ہے قیامت کا حال بیان کرکے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاسْتَمِعْ اور سن تو
ظاہر میں یہ خطاب محمدؐ سے ہے اور مراد اس سے امت کے آدمی ہیں یعنی سنو تم اس امر کو کہ خبر دیتا ہوں میں تمکو قیامت کے حال سے اور وہ یہ ہے کہ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ
جس دن کہ آواز دیویگا آواز دینے والا اور یوم کا مضاف محذوف ہے اور وہ لفظ حدیث کا ہے اور مفعول ہے استمع کا اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ واستمع حدیث یوم
ینادی المناد یعنی اور سن تو نفخہ اسرافیل کو آواز دے گا آواز دینے والا یعنی اسرافیل کہ دوسرا صور پھونکیگا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ جگہ سے کہ نزدیک ہے آسمان
سے اور مراد اس سے صخرہ بیت المقدس ہے کہ تمام زمین سے بارہ میل اور ایک روایت میں ہے کہ اٹھارہ میل آسمان سے زیادہ نزدیک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد مکان قریب سے یہ
کہ سب مکانوں کی نسبت وہ قریب کہلاتا ہے کہ وہاں سے سب جگہ آواز برابر پہنچیگی اور بعضے کہتے ہیں کہ اسرافیل اس صخرہ پر جاکر انگلیاں اپنی کانوں میں کریگا اور باواز بلند
پکاریگا کہ اے ہڈیو پرانی گلی ہوئی اور اے جوڑو ہڈیوں کے کہ جدا ہو گئے ہو اور اے گوشتو ریزہ ریزہ ہوئے اور اے بالو بکھرے ہوئے خدا تمکو حکم کرتا ہے کہ جمع ہو جاؤ
واسطے قضا اور جزا کے اور یہ آواز دیگا آواز دینے والا يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ جس دن کہ سنینگے لوگ آواز ہیبتناک کو کہ ایک مرتبہ ہی بِالْحَقِّ ساتھ حق کے
یعنی واسطے امر حق کے کہ وہ جزا ہے اعمال کی اور بعضے کہتے ہیں کہ صور پھونکنے والا اسرافیل ہوگا اور آواز کرنیوالا جبرئیل ہوگا اور عامل جملہ ظرفیہ کا محذوف
ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ یوم یسمعون الصیحۃ یخرجون من القبور یعنی جس دن کہ سنینگے آواز سخت کو تو نکلینگے قبروں سے چنانچہ دلالت کرتا ہے عامل کے
محذوف ہونے پر یہ قول آئندہ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ یہ دن نکلنے کا ہے یعنی کہینگے سننے والے آواز کے کہ یہ دن نکلنے کا ہے قبروں سے واسطے حساب اور
جزائے اعمال کے اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّا نَحْنُ تحقیق کہ ہم ہیں نُحْيٖ زندہ کرتے ہیں آدمیوں کو یعنی نطفہ کو انکی زندگی بخشتے ہیں ہم دنیا میں وَنُمِيْتُ
اور مار ڈالتے ہیں ہم دنیا میں وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ اور طرف ہمارے ہے پھرنا کہ دوسری بار انکو واسطے جزائے اعمال کے ہم زندہ کرینگے يَوْمَ تَشَقَّقُ
الْاَرْضُ جس دن کہ شگافتہ ہوویگی زمین اور دور ہوویگی عَنْهُمْ ان سے یعنی مردوں سے اور بعد پھٹنے زمین کے وہ باہر نکلیں قبروں سے سِرَاعًا جس وقت کہ جلدی کرنے
والے اور دوڑنے والے ہونگے آواز کرنے والے کی طرف بدون تاخیر اور ڈھیل کے اور سراعا حال واقع ہوا ہے ذٰلِكَ یہ زندہ کرنا اور نکالنا قبروں سے
اور دوڑانا طرف مقام حساب کے حَشْرٌ جمع کرنا اور اٹھانا ہے عَلَيْنَا يَسِيْرٌ اوپر ہمارے آسان باوجود دور دور اور متفرق ہونے قبروں کے نَحْنُ
اَعْلَمُ ہم زیادہ جاننے والے ہیں اور خوب عالم ہیں بِمَا يَقُوْلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ کہتے ہیں وہ کفار کہ انکار وحدانیت اور نبوت اور قیامت کا کرتے ہیں
اور نالائق باتیں حق میں سید المرسلین کے کہتے ہیں وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ اور نہیں ہے تو اے محمد اوپر ان کافروں کے زبردستی کرنیوالا واسطے ایمان لانے کے
کہ قہر اور جبر کرکے انکو مومن کر دے تجھ پر تو فقط ہمارے احکام کا پہنچانا ہے اور انکو رغبت دلانی ہے طرف ایمان کے اور ڈرانا عذاب خدا سے فَذَكِّرْ پس نصیحت
کر تو بِالْقُرْاٰنِ ساتھ قرآن کے یعنی ساتھ نصیحتوں قرآن کے مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ اس شخص کو کہ ڈرے وعدہ عذاب کرنے میرے سے قیامت کے روز
اس واسطے کہ جو کوئی خوف کرتا ہے اسکو فائدہ ہوگا اور جو لوگ کہ اپنے کفر پر اصرار کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں انکو کچھ نفع نہ پہنچیگا نصیحت کرنا تیرا

٣ ع ١٦ ١٧

سورۃ الذاریات یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں ساٹھ آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ ذاریات کو پڑھے دنکو یا راتکو خدا اسکی زندگی
کو درست کرے گا اور روزی کو اسپر فراخ کرے گا اور نور اسکی قبر میں پیدا کریگا کہ قیامت تک اس کی قبر اس نور سے روشن رہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَالذّٰرِیٰتِ قسم ہے پراگندہ کرنیوالیونکی یعنی قسم ہے ہواونکی کہ پراگندہ اور متفرق کرتی ہیں بادلونکو یا خاک کو یا قسم ہے ملائکہ کی کہ پراگندہ کرنے والی ہیں بادلونکے
یا قسم ہے عورتوں بکھرنے والیوں اولاد کے ذَرۡوًا پراگندہ کرنے پر فَالۡحٰمِلٰتِ پس اُٹھانے والیاں وِقۡرًا بوجھ بھاری بادلونکو یا اُٹھانیوالے
بادلونکے بوجھ بھاری باران کو یا ملائکہ اُٹھانے والے بوجھ بھاری بادلونکو یا عورتوں اُٹھانیوالیوں بوجھ بھاری حملوں کو فَالۡجٰرِیٰتِ پس جاری
ہونیوالی کشتیوں کے دریا میں یُسۡرًا آسانی سے یہ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی جاری ہونا آسان فَالۡمُقَسِّمٰتِ پس تقسیم کرنے والے ہیں ملائکہ
اَمۡرًا کام کو جو کہ متعلق انکے ہے جیسکہ برسانا باران کا اور تقسیم کرنا بندونکی روزی کا اور اجلوں کا کہ نامزد انکے ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ سوال کیا گیا جناب امیر المومنین علیہ السلام سے والذاریات ذروًا سے فرمایا کہ وہ ہوائیں ہیں اور والحاملات وقرًا بادل ہیں اور والجاریات
یسرًا کشتیاں ہیں اور والمقسمات امرًا ملائکہ ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ والمقسمات امرًا ملائکہ ہیں کہ جو تقسیم کرتے ہیں روزی
بنی آدم کی طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک اور جو کوئی سوئے اسوقت وہ سویا اپنی روزی سے اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے
فرمایا ہے کہ سوائے خدا کے کسی کی قسم کھانی جائز نہیں ہے اور خدا اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھا سکتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ چار فرشتے ہیں
کہ جن کو بندوں کے کام سپرد ہیں جبرئیل تو سختی کرنے پر ہے اور میکائیل رحم کرنے پر اور عزرائیل ارواح قبض کرنے پر اور اسرافیل صور پھونکنے پر اور
حق تعالے قسم یاد کرتا ہے اپنے عجائب صنعتوں اور کاریگریوں کی اس امر کے واسطے کہ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ تحقیق وہ چیز کہ وعدہ کئے جاتے ہو تم قیامت
کا اور حساب اور جزا اور بہشت اور دوزخ کا اور سوائے اسکے اور احوال قیامت کا لَصَادِقٌ البتہ راست ہے اور کسی طرح کا اسمیں خلاف نہیں ہے
وَّاِنَّ الدِّیۡنَ اور تحقیق جزا بروز حساب لَوَاقِعٌ البتہ واقع ہونیوالی ہے اسمیں کچھ شک نہیں ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُکِ قسم ہے آسمان
صاحب راہوں خوب کے اور مراد اس سے جگہ چلنے ستارونکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جبکہ آسمان ستارونکا ہے یعنی وہ آسمان کہ نہایت ہی مزین ہے اور کہتے
ہیں کہ مراد راہوں سے یہ ہے کہ اسمیں باریک جیسے کہ پانی میں ہوا چلنے سے ہو جاتی ہیں ایسے ہی راہیں آسمان میں ہیں اور اسی طرح پیدا ہوا ہے اور امیر المومنینؑ
سے کسی نے حبک کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ حسن اور زینت کے معنی ہیں اور بعضوں کے نزدیک معنی استواری اور مضبوطی کے ہیں اور حسین بن خالد نے امام
رضاؑ سے پوچھا کہ حبک کیا چیز ہے خدا کے قول میں والسماء ذات الحبک فرمایا کہ محبوکۃ علی الارض یعنی استوار کیا گیا زمین پر اور بعد اسکے امام علیہ السلام نے
انگلیاں ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا کہ اس طرح سے آسمان اور زمین آپسمیں ہیں کہ ایکدوسرے میں داخل ہے میں نے عرض کی کہ اے
فرزند رسول خدا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا فرماتا ہے رفع السماء بغیر عمد یعنی بلند کیا آسمان کو بغیر ستون کے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ بغیر عمد ترونہا
یعنی بدون اس ستون کے کہ دیکھو تم اسکو یعنی وہ ستون کہ جس کو تم دیکھو وہ نہیں ہے بلکہ ستون ہے لیکن تم اسکو نہیں دیکھتے ہو میں نے عرض کی کہ یا بن
رسول خدا واضح کر کے فرماؤ کہ میں سمجھوں امام نے اپنا دست چپ زمین پر بچھا دیا اور اوپر اسکے اپنا دست راست مثل قبہ کے رکھا فرمایا کہ زمین مثل
دست چپ میرے کے ہے اور آسمان پہلا اسپر ایک قبہ سا مثل دست راست میرے کے ہے اور اسی طرح سے زمین دوسری آسمان اول کے اوپر
ہے اور اسکے اوپر آسمان دوسرا ہے مثل قبہ کے اور آسمان دوسرے پر زمین تیسری ہے اور اسکے اوپر آسمان تیسرا ہے مثل قبہ کے اور اسی طرح ساتوں زمینیں اور
ساتوں آسمان ہیں اور عرش رحمان کا آسمان ساتویں کے اوپر ہے اور یہی مراد ہے قول خدا سے الذی خلق سبع السموٰت طباقا ومن الارض مثلھن یعنی وہ
شخص ہے خدا کہ پیدا کئے اُسنے سات آسمان طبق طبق اور زمین مثل انکے کہ وہ بھی سات ہیں یتنزل الامر بینھن یعنی نازل ہوتا ہے درمیان انکے میں صاحب امر پیغمبر ہے اور وصی اسکا ہے
بعد اسکے کہ قائم ہیں وہ زمین پر اور امر جو اسپر نازل ہوتا ہے جانب بالا سے وہ درمیان آسمانوں اور زمینوں کے ہے اور امام سے پوچھا تو فرمایا کہ نیچے ہمارے ایک
زمین ہے اور چھ زمینیں ہمارے اوپر ہیں اور صاحب صافی نے لکھا ہے کہ گویا امام علیہ السلام نے ہر آسمان کو زمین فرمایا ہے بہ نسبت اسکے ماتحت کے یعنی اوپر کی

سطح ہر آسمان کی اتنی زمین کے ہے اور تعداد آسمان اور زمین کی باعتبار دونوں سطحوں آسمان کے ہے اور خدا نے قسم کھائی ہے برابر ہر کہ اِنَّكُمْ بتحقیق تم لوگ
مکہ والو لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ البتہ بیچ قول مختلف کے ہو پیغمبر کے مقدمہ میں کہ کبھی تو اسکو شاعر کہتے ہو اور کبھی جادوگر اور کبھی دیوانہ اور یا یہ کہ قرآن کی نسبت مختلف
ہو کہ کبھی تو اسکے معنی کو جادو کہتے ہو اور کبھی شعر اور کبھی افترا اور کبھی قصہ اور کبھی کہتے ہو کہ شیطان دلمیں ڈالتا ہے اسکو اور کبھی کہتے ہو کہ سلیمان محمد کو تعلیم کرتا ہے اور کوئی
تو اسکو راست جانتا ہے اور کوئی اس میں شک کرتا ہے اور کوئی اسکا انکار کرتا ہے اور جھٹلاتا ہے اور غرض اس کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ وہ کفار سمجھیں تامل
کریں کہ حقیقت میں ان قولوں مختلف کی محال ہے پس سلسلہ سے دلیلوں روشن کے طالب حق کے ہوں يُؤْفَكُ عَنْهُ پھیرا جاتا ہے اس لانے ایمان سے محمد پر یا
قرآن پر مَنْ أُفِكَ ۗ جو کوئی کہ پھیرا گیا ہے کہ نہایت مصروف ہو ایمان نہ لانے میں کہ برابر اسکے کوئی امر نیک نہیں جانتا ہے اور یا یہ کہ پھیرا جاتا ہے
ایمان سے وہ شخص کہ علم الہی میں اسکا پھرنا گذرا ہے کہ وہ بسبب عناد اور انکار کے ایمان نہ لائے گا اور یا یہ کہ پھیرا جاتا ہے حق سے وہ شخص کہ پھیرا گیا ہی
تمام بھلائیوں سے اور فرماتا ہے کہ قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ ۙ قتل کئے گئے ہیں یعنی لعنت کئے گئے ہیں جھوٹ بولنے والے ان مختلف قولوں میں کے اور یہ خبر
بد دعا کے معنی میں ہے یعنی ہلاک کئے جائیں اپنے جی سے بنا کر کہنے والے اور خرص کے معنی اندازے اور اٹکل کرنیکے ہیں اپنے گمان سے اور اپنی رائے سے بدون
حاصل ہونے یقین کے الَّذِينَ هُمْ وہ لوگ وہ ہیں اپنے جی سے ایک جھوٹ بات بنا کر کہنے والے کہ وہ فِي غَمْرَةٍ بیچ جہالت کے سَاهُونَ ۙ غافل
اور بیخبر ہیں احکام خدا سے اور نہایت جہالت اور کمال غفلت سے انکے یہ ہو کہ ہنسی کی راہ سے يَسْأَلُونَ سوال کرتے ہیں کہ بتلاؤ پیغمبر اور مومنین کہ
أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ۗ کب ہوگا دن جزا کا کہ خدا نے انکی واقع ہونے پر قسم کھائی ہے اور کہا ہے کہ ان الدین لواقع خدا فرماتا ہے کہ واقع ہوگا روز جزا کا
يَوْمَ هُمْ جس دن کہ وہ کفار عَلَى النَّارِ اوپر آتش دوزخ کے يُفْتَنُونَ ۙ جلائے جائیں گے اور عذاب کئے جائیں گے اور مفتون فتن سے مشتق
ہے اور وہ سوختن کے معنی میں ہے اور وقت جلنے کے ملائکہ ان سے کہیں گے کہ ذُوقُوا چکھو تم جلنا اپنا دوزخ میں فِتْنَتَكُمْ یعنی عذاب هَٰذَا
الَّذِي یہ وہ چیز ہے کہ كُنتُم تھے تم دنیا میں پہلے سے آنے اسکے بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ جلدی کرتے اور کہتے تھے کہ کب ہو یہ اگر ہو تم سچے اور اب
مومنین کے وعدہ کا ذکر کرتا ہے کہ إِنَّ الْمُتَّقِينَ تحقیق پرہیز کرنے والے شرک اور گناہ سے اور فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۙ بیچ باغوں اور چشموں
بہشت کے ہونگے آخِذِينَ اس وقت کہ لینے والے ہونگے رغبت اور خوشی اور رضامندی سے مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ اس چیز کو کہ دیا ہے انکو پروردگار ان کے
نے کہ انکو اعمال نیک کے عوض میں نعمتیں بہشت کی عطا فرمائیں اور درجے انکے بلند کئے اسواسطے إِنَّهُمْ كَانُوا تحقیق وے تھے قَبْلَ ذَٰلِكَ پہلے اس سے
دنیا میں مُحْسِنِينَ ۗ نیکی کرنے والے یا احسان کرنے والے لوگوں پر اور ایسے ہیں وہ کہ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ وہ تھوڑا اسا رات میں سے
مَا يَهْجَعُونَ ۙ سوتے تھے اور باقی شب عبادت میں مشغول رہتے تھے اور قلیلا خبر کانو کی ہے اور ما یہجعون فاعل قلیلا کا ہو اور یا یہ کہ قلیلا صفت مصدر
محذوف کی ہے یعنی کانوا یہجعون ہجوعا قلیلا اور ما زائدہ ہے اور یہجعون خبر کانوا کی ہے پس وہ لوگ دنیا میں تھوڑی شب تو سوتے تھے اور اکثر شب عبادت
کرتے تھے جس وقت کہ اور آدمی غافل سوتے تھے اور وہ متقی شب کو خالی نہیں رہتے تھے بلکہ تہجد کی نفلیں پڑھتے تھے اور ذکر خدا میں مشغول رہتے تھے اور ابن
عباس سے منقول ہے کہ ایسی رات کم ہوتی تھی کہ جسمیں وہ نوافل پڑھتے تھے اور یہی حضرت صادقؑ سے منقول ہے اور بعضے قلیلا پر وقف کرتے ہیں اور ما
کو نفی کے معنی میں کہتے ہیں اور معنی اسکے بیان کرتے ہیں کہ محسنین دنیا میں کم تھے اور وہ خواب نہیں کرتے تھے بلکہ تمام شب بیدار ہو کر عبادت خدا میں
مشغول رہتے تھے وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۙ اور بیچ سحر کے وقتوں کے کہ وہ آخر شب ہے وہ متقی استغفار کرتے تھے اور اپنے گناہوں کی
بخشش چاہتے تھے باوجود بیداری اور عبادت اکثر شب کے اور اندک خواب کے گویا کہ تمام شب گناہوں میں بسر کرتے تھے اور یہ دلیل ہے اسپر کہ انھوں نے اپنے
اعمال نیک پر ناز نہیں کیا ہو اور انکو شمار میں نہیں لائے پس سزاوار استغفار کے وہی آدمی ہیں نہ گناہوں پر اصرار کرنے والے اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے
منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں ہے جو کہ نماز تہجد کے وتر میں ستر بار استغفار کرتے ہیں آخر شب میں اور قتادہ کہ مفسرین اہلسنت میں سے ہیں بیان کرتا ہے
کہ سعید بن جبیر نے روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت شان میں اہل بیت کے یعنی علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کے

نازل ہوئی ہے اور بعد اسکے کہا کہ علی دو تہائی رات آخر شب کو نماز پڑھتے تھے اور ایک تہائی رات شب اول میں سوتے تھے اور جبکہ سحر کا وقت ہوتا تھا تو استغفار کرتے اور دعا کے بیٹھتے اور ستر رکعت نماز کی ہر شب میں پڑھتے تھے اور تمام کلام اللہ ہر شب ختم کرتے تھے اور بعضی تفسیر میں اور صحیح روایتوں میں آیا ہے کہ ایک روز ضرار کہ حضرت علی کے صحاب میں سے تھا معاویہ کی مجلس میں حاضر تھا اور معاویہ جانتا تھا کہ ضرار حضرت ابو تراب کے خواص اصحاب میں سے تھا اسواسطے معاویہ نے اس سے کہا کہ اے ضرار ابو الحسن علی ابن ابیطالب کے احوال میں سے کچھ بیان کر اور جو کچھ تو نے اسکی خصلتیں دیکھی ہیں انکا ذکر کر تاکہ میں بھی مطلع ہوں آنکی عادتوں سے ضرار نے کہا کہ اے معاویہ مجھکو اسکے بیان سے معاف رکھ معاویہ نے کہا کہ تجھکو ضرور بیان کرنا ہوگا اور جو کچھ تو نے اسکی نیک خصلتیں دیکھی ہیں انکو ظاہر کر ضرار نے فرمایا کہ اے معاویہ جان تو اور خبردار رہو کہ میں قسم کھاتا ہوں خدائے عز و جل کی کہ میں نے آدھی رات کو دیکھا ہے اسکو کہ مسجد کی محراب میں کھڑا ہوا نالہ کرتا تھا مثل اس شخص کے کہ جسکو سانپ نے کاٹا ہو اور سوز تمام سے اپنی ڈاڑھی کو ہاتھ میں پکڑا تھا اور فرماتے تھے کہ اے دنیا میرے غیر کو تو فریب دے اور میں نے تجھکو تین طلاق دی ہیں کہ پھر میں تیری طرف کبھی رجوع ہی نہیں کرتا ہوں اسلئے کہ تین طلاق کے بعد وہ عورت کہ جسکو طلاق دیتے ہیں وہ حرام ہو جاتی ہے اور فرمایا حضرت نے کہ اے دنیا زندگانی تیری نہایت کوتاہ ہے اور امر بزرگ تیرا تھوڑا اور بیقدر ہے اور آرزو تیری حقیر ہے آہ آہ توشہ کی کمی سے اور سفر کی دوری اور درازی سے اور وحشت اور خوف اس راہ سے اور بزرگی اس منزل سے جسوقت معاویہ نے شاہ مرداں کا یہ حال سنا تو رو دیا اور کہا کہ خدا رحم کرے ابو الحسن پر اور ضرار سے پوچھا کہ اے ضرار تیرا حال اسکے فراق میں کیسا ہے اور اسکی جدائی میں تو کیونکر گذارا کرتا ہے ضرار نے کہا کہ اے معاویہ حال میرا فراق میں اسکے ایسا زبون ہے اور مانند اس عورت کے ہے کہ جسکا بچا اسکی بغل میں ذبح کریں پس کیا حال ہوگا اس عورت کا اور خدا ان متقیوں کے حال میں فرماتا ہے کہ وَفِيٓ أَمْوَالِهِمْ اور بیچ مالوں اُن کے حَقٌّ حق ہے یعنی ایک حصہ مقرر ہے لِلسَّآئِلِ واسطے سائل مانگنے والے کے وَالْمَحْرُومِ اور محروم کے کہ کبھی سوال نہیں کرتا ہے اور نہ مانگنے کے سبب سے لوگ اسکو تونگر گمان کرتے ہیں اور اس سبب سے اسکو زکواۃ اور صدقہ سے محروم رکھتے ہیں اور یا محروم وہ شخص ہے کہ پیشہ کرتا ہے لیکن اپنے پیشہ سے کچھ کمائی نہیں کر سکتا ہے اور یا وہ شخص ہے کہ مال غنیمت میں اسکا حصہ نہیں ہے غرض یہ ہے کہ متقی اپنے مال میں سے سائل اور غیر سائل کو دونوں کو دیتے ہیں اور غرض بیان کرنے وعدہ اور وعید سے رغبت دلانی ہے لوگونکو طرف ایمان کے اسواسطے بعد اسکے دلیلیں ایمان لانے کی بیان کرتا ہے کہ وَفِي الْأَرْضِ اور بیچ زمین کے آيَاتٌ نشانیاں ہیں قدرت خدا کی اسکے وجود پر اور واحد ہونے پر لِّلْمُوقِنِينَ واسطے یقین کرنے والوں کے جو کہ خدا تعالےٰ کو پہچانتے ہیں اور دلیلوں روشن کے وسیلہ سے اپنے دلکا شک اور شبہہ دور کیا ہے اور جو نشانیاں اسکی قدرت کی ہیں انمیں سے ایک تو خود زمین ہے کہ اسکو بچھونا بنایا ہے اور پانی پر اسکو بچھایا ہے مخلوقات کی سکونت کیواسطے اور چشمے اسمیں جاری کئے اور کانیں اور جواہر اسمیں پیدا کئے اور حیوان قسم قسم کے بدنوں اور شکلوں اور فعلونکے اسمیں پیدا کئے درندے اور پرندے اور چرندے کہ ہر ایک کی وضع علیحدہ ہے اور روئیدگی قسم قسم کی اور پھول طرح طرح کے اور ترکاریاں اور پھل اور میوے اسمیں پیدا کئے اور ہر ایک پھول کا رنگ اور بو علیحدہ ہے اور ہر پھل اور میوہ کا مزہ اور خوشبو جدی جدی ہے اور پہاڑ اور رستے واسطے آمد و رفت بندونکے زمین پر بنائے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو آسانی سے چلے جائیں اور سوائے اسکے اور بہت نشانیاں اسکی قدرت کی زمین میں ہیں کہ جنکے لکھنے کو ایک دفتر چاہیے وَفِيٓ أَنفُسِكُمْ اور بیچ نفسوں تمہارے کے نشانیاں اسکی قدرت کی ہیں کہ دلالت کرتی ہیں کمال قدرت پر بنانے والے عالم کے کہ کس طرح کی پاکیزہ صورت اور حسن اور عقل اور حواس اور کمالات آدمی کو بخشے ہیں أَفَلَا تُبْصِرُونَ کیا پس نہیں دیکھتے ہو تم تامل کی آنکھ سے طرف کاریگر بدیع الصنع کے کہ جس کے وسیلہ سے تم اسکو پہچانو اور اسکی وحدانیت اور کمال قدرت اور علم کی طرف راہ لیجاؤ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ اور بیچ آسمان کے ہے روزی تمہاری کہ باران رحمت آسمان کی طرف سے نازل ہوتا ہے تمہاری روزی کے پیدا کرنے کے واسطے وَمَا تُوعَدُونَ اور وہ چیز کہ وعدہ کئے جاتے ہو تم وہ بھی آسمان پر ہے اس واسطے کہ آٹھوں بہشتیں آسمان ہفتم پر ہیں سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک اور کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تمام روزیاں تمہاری اور جو کچھ کہ وعدہ کئے گئے ہو تم ساتھ لوح محفوظ میں لکھا ہے اور وہ چوتھے آسمان پر ہے پس چاہیے کہ بندہ غم روزی کا نہ کرے کہ وہ ایسی جگہ رکھی ہے کہ کوئی آفت اسکو نہیں پہنچتی اور اسی قول کی تاکید میں فرماتا ہے کہ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ پس قسم ہے پروردگار آسمان اور زمین کی إِنَّهُ تحقیق وہ امر مذکور کہ نشانیاں قدرت خدا کی اور روزی اور وعدہ کی گئی چیز ہے لَحَقٌّ البتہ حق اور راست اور

درست ہو مِثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ؁ مثل اس چیز کے کہ تحقیق تم باتیں کرتے ہو کہ جیسے کہ تم اپنے باتیں کرتے نہیں کچھ شک نہیں کیتے ہو ایسے ہی ان امروں میں
شک اور شبہہ نہیں ہے اور مثل کا لفظ منصوب ہے اسواسطے کہ حال واقع ہوا ہے ضمیر حق سے اور حمزہ اور کسائی اور ابو بکر نے اسکو مرفوع پڑھا ہے صفت حق کی مقرر
کرکے اور اصمعی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ ایکروز بصرہ کی جامع مسجد میں جاتا تھا راہ میں ایک عرب صحرائی سے ملاقات کی کہ وہ رہبری کرتا تھا اور اس وقت وہ
ایک شتر پر سوار تھا اور تلوار اسکے گلے میں پڑی تھی اور کمان بازو میں لٹکتی تھی اور جس وقت نزدیک میرے آیا تو سلام کیا اور مجھسے پوچھا کہ تو کون سے قبیلہ میں سے ہے
مینے کہا کہ میں بنی الاصمعی کے قبیلے میں سے ہوں کہا کہ تو بنی الاصمعی کے قبیلہ میں سے نہیں ہے مینے کہا کہ میں اسی قبیلہ میں سے ہوں بعد اسکے مجھسے پوچھا کہ تو کہاں سے
آتا ہے مینے کہا کہ میں اسجگہ سے آتا ہوں کہ جسجگہ تلاوت قرآن کی اور کلام خدا کی کرتے ہیں کہ کیا خدا کا کلام ایسا ہے کہ آدمی اسکو پڑھ سکتا ہے مینے کہا کہ ہاں کہا
پڑھ تو اسکو مینے سورۂ ذاریات پڑھی اور جس وقت میں اس آیت پر پہنچا کہ وفی السماء رزقکم وما توعدون تو مجھسے کہا کہ اے اصمعی تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں
کہ کہا یہ کلام خدا کا ہے کہ مکہ میں محمدؐ پر نازل کیا ہے مینے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے محمدؐ کو خلقت پر پیغمبر کرکے بھیجا ہے یہ کلام خدا کا ہے کہ محمدؐ پر نازل
کیا ہے جس وقت اس عرب نے یہ کلام سنا تو اپنے اونٹ سے نیچے اترا اور اونٹ کو اپنے ذبح کرکے پارہ پارہ کیا اور کھال میں اسکے ٹکڑے رکھے اور مجھسے کہا
کہ میری مدد کر کہ اسکو محتاجوں پر تقسیم کریں اور تلوار کو توڑ کر اور کمان کو خاک میں پوشیدہ کرکے صحرا کو چلا گیا اور کہا کہ وفی السماء رزقکم وما توعدون اور
میں نے اپنے نفس کو ملامت کیا اور کہا کہ اے نفس تو برسوں سے اس آیت کو پڑھتا ہے اور تجھکو نصیحت نہوئی اور اعرابی نے ایکبار سنکر نصیحت پکڑی پس میں نے
اس اعرابی کو نہ دیکھا یہانتک کہ میں حج کو گیا ایکروز طواف میں ایک شخص نے مجھکو پیچھے سے آواز دی جس وقت مینے نگاہ کی تو دیکھا وہی اعرابی ہے بسبب
کثرت عبادت کے ناتوان ہوگیا تھا اور فقط پوست اور استخوان اسکا باقی رہ گیا تھا اور رنگ اسکا زرد ہوگیا تھا مجھکو مقام ابراہیم میں لیگیا اور کہا
کہ وہی کلام خدا کا پھر مجھے سنا مینے وہی سورۂ ذاریات پڑھی پس جس وقت اس آیت پر پہنچا کہ وفی السماء رزقکم کہا کہ پایا مینے جو کچھ خدا نے وعدہ کیا
اور کہا کہ کچھ اور پڑھ مینے یہ آیت پڑھی کہ فورب السماء والارض اعرابی نے ایک نعرہ مارا اور کہا کہ کون ہے کہ خدا کو غضب میں لائے اور اسکے کہنے کو حق اور راست
نجانے میں اسنحو تین مرتبہ یہ کہا اور جان اپنی حق کو تسلیم کی اور ابو سعید خدری نے رسول خدا سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ اگر کوئی تم میں سے روزی
سے بھاگے تو روزی اسکے پیچھے پیچھے جائے گی اور اسکو پائے گی جیسے کہ موت پیچھے پیچھے جاتی ہے اور اسکو پاتی ہے اور حضرت امیرؑ نے فرمایا ہے کہ روزی دو
طرح کی ہے ایک وہ ہے کہ جسکا تو طالب ہے اور دوسری وہ ہے کہ تیری وہ طالب ہے اور جسکا کہ تو طالب ہے وہ احتمال رکھتی ہے کہ تو اسکو پانہ پائے اور جو روزی کہ
تیری طالب ہے ممکن نہیں ہے کہ وہ تجھکو نہ پائے اور حکمت روزی کے طلب کرنے میں یہ ہے کہ اسکے سبب سے عالم کا انتظام ہووے اور آدمی آپس میں اسکے بعد اس حال
حضرت ابراہیمؑ کا اور قوم لوط کے ہلاک ہونیکا بیان کرتا ہے واسطے خوف دلانے کفار کے چنانچہ فرماتا ہے کہ هَلْ اَتٰىكَ کیا آئی ہے تیرے پاس یہ استفہام اقراری
ہے یعنی البتہ آئی ہے تیرے پاس حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ بات مہمانوں کی ابراہیم کے الْمُكْرَمِيْنَ ؁ کہ بزرگ تھے وہ نزدیک خدا کے یا ابراہیم
کہ اپنی ذات سے انکی خدمت کی تھی اسنے اور ضیف اصل میں مصدر ہے اس واسطے اسکا اطلاق واحد پر اور کثیر پر دونوں پر ہوتا ہے اور ابن عباسؓ سے منقول ہے
کہ وہ مہمان بارہ فرشتے تھے کہ واسطے ہلاک کرنے قوم لوط کے نازل ہوئے تھے اور پہلے حضرت ابراہیم کے پاس گئے تھے اور بعض تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ چار
تھے جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور زرقائیل اور بعضے کہتے ہیں کہ تین فرشتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ دس تھے اور دسواں انکا جبرئیل تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ فرشتے
سات تھے اور آٹھواں انکا جبرئیل تھا اور مہمان انکو اسواسطے کہا کہ وہ مہمان بنکر حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے اور یا یہ کہ حضرت ابراہیم نے ان کو
مہمان گمان کیا تھا اِذْ دَخَلُوْا جس وقت داخل ہوئے وہ مہمان عَلَيْهِ اوپر ابراہیم کے تو فَقَالُوْا پس کہا انھوں نے کہ سلام کیا ہمنے تجھپر سَلٰمًا
سلام کرنا قَالَ کہا ابراہیم نے کہ سَلٰمٌ سلام ہے تمپر اور جس وقت ابراہیم نے انکو عجیب اور غریب صورت اور ہیبت میں دیکھا تو بعد جواب سلام کے فرمایا کہ تم
قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ؁ قوم ہو اجنبی کہ میں تمکو پہچانتا نہیں ہوں اور تمہارے حال سے واقف نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ تم کون آدمی ہو اور ابراہیم نے انکو اجنبی اس
واسطے کہا کہ بدون اجازت کے وہ گھر میں داخل ہوگئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ سلام کرنیکی جہت سے انکار کیا اسواسطے کہ اس زمانہ میں سلام کرنیکا دستور نہ تھا

ملکہ سلام کرنا اسلام کے زمانہ میں سنت ہوا ہے اور ابراہیم نے جسوقت خلاف عادت کے دیکھا تو فرمایا کہ تم اجنبی ہو **فَرَاغَ** پس چھپکر گیا ابراہیم **إِلَىٰ أَهْلِهِ** طرف اہل اپنے کے یعنی اپنی گھر کے لوگونکی پاس گیا اسطرح سے کہ وہ مہمان نہ جانیں کہ کہاں جاتا ہی اس واسطے کہ مہماندار کے آداب میں سے یہ ہی کہ اپنی امر کو پوشیدہ کرے اور بدون اطلاع مہمان کے کھانا حاضر کرے **فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ** پس لایا ابراہیم بچھڑا فربہ بھنا ہوا اور منقول ہی کہ حضرت ابراہیم حضرت سارہ کی پاس آئے اور کہا کہ مہمان عزیز اور بزرگ آئے ہیں کچھ کھانا موجود ہی کہ انکو کھلاؤں سارہ نے کہا کہ کچھ نہیں ہے مگر ایک بچھڑا ہے کہ جسے اسکو فرزند کی ہوس میں پرورش کیا ہے اور ہاتھ اور پاؤں کو اسکے مہندی لگائی ہے اس سے بہت انس رکھتی ہوں جیسکہ مادر اپنے فرزند سے رکھتی ہے وہ جسے تجھکو بخشا ابراہیم نے اسکو ذبح کیا اور بھونکر اور ایک طبق میں کھکر اسکو مہمانونکے پاس لے گئے **فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ** پس نزدیک کیا اس بچھڑے کو طرف انکے یعنی انکے سامنے زمین پر رکھا کہ اسکو کھاویں انھوں نے اسکی طرف کچھ رغبت نہ کی **قَالَ** کہا ابراہیم نے ان مہمانوں سے کہ **أَلَا تَأْكُلُونَ** کیا نہیں کھاتے ہو تم یہ کھانا اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی عادت یہ تھی کہ وقت کھانے مہمانونکی طرف نہیں نظر کرتے تھے کہ کھانے سے حیا اور شرم نہ کریں انکی طرف بھی نظر نہیں کرتے تھے اور گمان یہ تھا کہ وہ کھانیمیں مشغول ہیں سارہ نے پردے کے پیچھے سے دیکھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے ہیں ابراہیم کو اس امر کی خبر کی حضرت ابراہیم نے نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے ہیں **فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ** پس دلمیں گزرا انکی طرف سے **خِيفَةً** خوف اس واسطے کہ اس زمانہ میں جس کو کہ گمان دشمنی کا کسی کی طرف سے ہوتا تھا وہ اس کا کھانا نہیں کھاتا تھا پس یہ خیال کیا ابراہیم نے کہ ایسا نہو کہ یہ غدر کرنے یا مال وجان کے ارادہ پہ آئے ہوں انھوں نے جسوقت ابراہیم کی صورت سے اثر خوف کا معلوم کیا تو **قَالُوا** کہا انھوں نے کہ **لَا تَخَفْ** نہ خوف کر تو اے ابراہیم اور اندیشہ کو اپنی طرف راہ مت دے کہ ہم ملائکہ ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت ابراہیم نے جانا کہ یہ فرشتے ہیں ان سے کہا کہ مجھکو پہلے اس سے کیوں نہ خبر کی کہ میں بچھڑے کو بیجان نکرتا اور اسکی ماں سے اسکو جدا نہ کرتا جبرئیل نے اس بچھڑے پر اپنا پر مارا وہ اسی وقت زندہ ہوگیا اور آواز کرتا ہوا اپنی ماں کی طرف پہنچا سارہ نے جس وقت پردے کے پیچھے سے یہ حال دیکھا تو تعجب کیا اور ابراہیم نے بھی تعجب کیا **وَبَشَّرُوهُ** اور خوشخبری دی ان فرشتوں نے اس ابراہیم کو **بِغُلَامٍ** ساتھ لڑکے کے کہ وہ سارہ سے پیدا ہو **عَلِيمٍ** علم والا ہو کہ کامل ہو وہ علم میں جس وقت کہ وہ حد بلوغ کو پہنچے اور نام اسکا اسحاق ہو پس جس وقت فرشتوں نے یہ خوشخبری دی تو **فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ** پس منہ کیا عورت اس ابراہیم کی نے اور متوجہ ہوئی طرف گھر کے یعنی سارہ زوجہ ابراہیم وہاں سے اپنے گھر کی طرف کو روانہ ہوئی **فِي صَرَّةٍ** بیچ فریاد کرنیکے یعنی فریاد کرتی ہوئی وہاں سے گئی **فَصَكَّتْ وَجْهَهَا** پس طپانچہ مارا اس نے منہ اپنے کو تعجب کرکے اس واسطے کہ بڑھیا ہوگئی تھی اور وقت بچہ جننے کا گذر گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ جس وقت اس خوشخبری کو سنا تو حرارت خون حیض کی اپنے میں پائی اس واسطے حیا کی جہت سے وہ اپنے منہ پر طپانچہ مارتی تھی **وَقَالَتْ** اور کہا سارہ نے کہ میں **عَجُوزٌ عَقِيمٌ** بڑھیا ہوں بانجھ پس کیونکر بچہ جنونگی اور منقول ہی کہ سارہ کی عمر ان دنوں میں ننانویں برس کی تھی اور اس عرصہ میں کبھی جنی نہ تھی اور حضرت ابراہیم کی عمر ایکسو نوے برس کی تھی جس وقت فرزند کی خوشخبری سنی تو تعجب کیا **قَالُوا** کہا ان فرشتوں نے انکا تعجب دیکھکر کہ **كَذَٰلِكِ** ایسا ہی ہے کہ جیسے کہ ہمنے تجھکو خوشخبری دی ہے **قَالَ رَبُّكِ** کہا ہے پروردگار تیرے نے اور ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے ہیں وہی کہتا ہے کہ تمہارے فرزند پیدا ہوگا **إِنَّهُ** تحقیق وہ خدا **هُوَ الْحَكِيمُ** وہی حکمت والا ہی کہ اپنی حکمت سے بڑھاپے میں فرزند پیدا کرے اور ناامیدی کے زمانہ میں حکم کرے فرزند پیدا ہونیکا **الْعَلِيمُ** جاننے والا تیرے بانجھ ہونے کا اور تمام امروں پوشیدہ کا اور کہتے ہیں کہ جس وقت جبرئیل نے سارہ کا تعجب دیکھا تو کہا اے سارہ تو اپنے گھر کی چھت پر نظر کر سارہ نے جس وقت چھت پر نظر کی تو دیکھا کہ لکڑیاں چھت کی کہ مدت سے وہ خشک ہو رہی تھیں سب ہری اور سبز ہوگئیں اور میوہ انمیں ظاہر ہوگیا اس وقت سارہ کو فرزند ہونیکی طرف سے اطمینان حاصل ہوا اور ابراہیم نے جس وقت ان مہمانوں کو جانا کہ یہ ملائکہ ہیں تو جانا کہ انکا زمین پر اس صورت سے آنا کہ ایک جماعت ہوکر یہ آئے ہیں کسی امر عظیم کے واسطے ہوگا اس واسطے ابراہیم نے **قَالَ** کہا ان سے کہ **فَمَا خَطْبُكُمْ** پس کیا ہے کار بزرگ تمہارا **أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ** اے بھیجے گیو خدا کے **قَالُوا** کہا انھوں نے جواب میں ابراہیم کے کہ **إِنَّا أُرْسِلْنَا** تحقیق ہم بھیجے گئے ہیں **إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ** طرف قوم گنہگاروں کے

یعنی طرف قوم کفار کے کہ کفر سخت تر گناہوں کا ہے اور مراد اس سے قوم لوط ہے یعنی ہمکو طرف قوم لوط کی بھیجا ہے لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ تاکہ بھیجیں ہم اوپر ان کے
اور نازل کریں بعد ہلاک کرنے اور زیر و زبر کرنے شہر ان کے کے حِجَارَةً مِّنْ طِينٍ پتھر مٹی سے بنے ہوئے جسکو کھنگر کہتے ہیں مُّسَوَّمَةً
جس وقت کہ نشان کئے گئے ہوں وہ پتھر عِنْدَ رَبِّكَ نزدیک پروردگار تیرے کے لِلْمُسْرِفِينَ واسطے حد سے گزر نیوالوں کے کفر میں
اور مسومة حال واقع ہوا ہے اور معنی اسکے علامت اور نشان کئے گئے ہیں یعنی ہر ایک ان میں سے نشان کیا گیا ہے اور لکھا گیا ہے اسپر نام اس شخص کا کہ
جو اس سے ہلاک ہوگا کہتے ہیں کہ بعد ہلاک ہونے انکے اور الٹ جانے انکے شہروں کے پھر پتھر انپر برسے کہ جو اس قوم کے آدمی اپنے شہروں میں نہیں تھے بلکہ دوسرے
شہروں میں تجارت وغیرہ کو اور اپنی ضرورت کے واسطے گئے تھے اور جس وقت ابراہیم نے جانا کہ یہ فرشتے ہلاک کرنے واسطے قوم لوط کے جاتے ہیں تو دل ان
کا اپنے بھائی کے بیٹے لوط کے واسطے رنجیدہ ہوا اور ملائکہ سے پوچھا کہ وہیں لوط ہے اسکا کیا حال ہوگا فرشتوں نے کہا کہ اسکی طرف سے غم مت کرو اسکو
اور اس کے بیٹوں کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا فَأَخْرَجْنَا پس باہر نکالیں گے ہم مَنْ كَانَ فِيهَا اس شخص کو کہ ہووے بیچ ان شہروں کے مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
مومنوں میں سے فَمَا وَجَدْنَا پس نہ پائینگے ہم فِيهَا بیچ ان شہروں کے غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ سوائے ایک گھر کے مسلمانوں میں سے کہ
وہ ایک گھر لوط کا تھا اور انکے دو بیٹیوں کا اور کہتے ہیں کہ بیس برس کے عرصہ میں ایک شخص لوط کی قوم میں سے ایمان لایا تھا اور خدائے تعالے نے مومنین کو مسلمین
فرمایا ہے اس واسطے کہ جو مومن ہے وہ مسلمان بھی ہوتا ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ جو مسلم ہے وہ مومن بھی ہو اور کہا ان فرشتوں نے کہ وَتَرَكْنَا
اور باقی چھوڑینگے ہم بعد ہلاک کرنے اس قوم کے کفار کے اور نجات دینے مومنین کے فِيهَا بیچ ان شہروں کے آيَةً ایک نشانی عذاب کی لِّلَّذِينَ
واسطے ان لوگوں کے یعنی واسطے نصیحت پکڑنے ان لوگوں کے يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ڈرتے ہیں عذاب دردناک سے اور ڈرنیوالوں کو خاص
اس واسطے کہ جن کے دل سخت ہیں اور کفر کی نہایت کو پہنچے ہیں وہ اس علامت اور نشانی سے ہرگز متنبہ نہیں ہوتے ہیں اور نصیحت نہیں پکڑتے ہیں اور
اب قصہ حضرت موسی کا اور فرعون کا اور فرعونیوں کے ہلاک ہونے کا بیان کرتا ہے وَفِي مُوسَىٰ اسکا عطف فیہا پر ہے یعنی اور چھوڑی ہمنے بیچ
قصہ موسی کے نشانی عذاب کی إِذْ أَرْسَلْنَاهُ جس وقت کہ بھیجا ہمنے اسکو إِلَىٰ فِرْعَوْنَ طرف فرعون کے اور اسکی قوم کے بِسُلْطَانٍ
مُّبِينٍ ساتھ حجت ظاہر کے کہ وہ اژدہا ہوجانا عصا کا اور روشن ہونا ہاتھ کا تھا اور جس وقت کہ فرعون نے ایسے معجزہ کو دیکھا
تو فَتَوَلَّىٰ پس پھر گیا ایمان لانے سے بِرُكْنِهِ ساتھ قوت اپنی کے کہ کثرت لشکر کی اور مال کی اسکو حاصل تھی اور اسکے سبب سے وہ قوی ہو رہا تھا مثل مکان کے
کہ اپنے رکنوں اور ستونوں سے قوی اور استوار ہوتا ہے وَقَالَ اور کہا فرعون نے موسی کو کہ وہ سَاحِرٌ جادوگر ہے کہ ہماری نظروں کو بندکر کے ایسا
دکھلاتا ہے أَوْ مَجْنُونٌ یا دیوانہ ہے کہ اپنے کام کے انجام کو نہیں سوچتا محققین کہتے ہیں کہ فرعون کا جہل اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ اسکی جہالت
نے عقل کو اس سے خارج کر دیا تھا اس واسطے کہ ساحر کو عقل چاہیے اور ذہن اور فہم کامل اور مجنون ہونا دلالت کرتا ہے بے عقل ہونے پر اور وہ ان
ان وصفوں سے کہ آپس میں ایک دوسرے کی ضد اور برخلاف ہے موسی کو طعن کرتا تھا فرماتا ہے خدا کہ فَأَخَذْنَاهُ پس پکڑا ہمنے اس فرعون کو
وَجُنُودَهُ اور لشکروں اسکے کو قہر اور غضب میں فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ پس ڈالا ہمنے ان کو بیچ دریا کے اور غرق کیا وَهُوَ
مُلِيمٌ جس وقت کہ فرعون ملامت کرنیوالا تھا اپنے نفس کو کہ کس واسطے میں نے موسی کے کہنے کو نہ مانا اور اسپر طعن کیا اور اسی سبب سے اسنے وقت
غرق ہونے کے کہا کہ آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل اور مثل وفی موسی کی یہ ہے کہ وَفِي عَادٍ اور چھوڑی ہمنے بیچ قصہ عاد کی
نشانی عذاب إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ جس وقت بھیجا ہمنے اوپر ان کے الرِّيحَ الْعَقِيمَ ہوا بانجھ کو کہ جس سے درخت پھلوں سے اور بادل
باران سے حاملہ ہوتے تھے یعنی جس ہوا میں کچھ فائدہ نہ تھا وہ ہمنے انپر بھیجی کہ اس نے انکی جڑ کو اکھاڑ کر پھینکدیا اور نسل کو انکی قطع کیا اور جناب امیر نے
فرمایا ہے کہ ہوائیں پانچ ہیں اور ان میں ایک عقیم ہے پس پناہ مانگو تم ساتھ خدا کے اس ہوا کے شر سے اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ خدا کے پاس
لشکر ہوا اس کے ہیں عذاب کرتا ہے ان سے اس شخص کو کہ جو کوئی اسکی نافرمانی کرے اور وہ ہوا جو انپر بھیجی تھی وہ ایسی تھی کہ مَا تَذَرُ

نہیں چھوڑتی تھی وہ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اُس چیز کو کہ آتی تھی اوپر اسکے اِلَّا جَعَلَتْهُ مگر کر دیتی وہ اُس چیز کو کَالرَّمِیْمِ مانند کہنہ اور ریزہ ریزہ کے جیسے کہ گھاس خشک یا استخوان کہنہ اور بوسیدہ ہوتی ہیں اور مثل وفی موسیٰ کی یہ قول بھی حق تعالیٰ کا ہے وَفِیْ ثَمُوْدَ اور بیچ قصہ ثمود کے نشانی عذاب کی ہے خوف کرنے والوں کو اِذْ قِیْلَ لَهُمْ جس وقت کہا گیا واسطے انکے بعد جھٹلانے حضرت صالح کے اور قتل کرنے ناقہ کے تَمَتَّعُوْا کیا فائدہ اٹھاؤ تم زندگانی دنیا سے اور نفع حاصل کرو تم اپنی عمر سے حَتّٰی حِیْنٍ ۝ اس وقت تک کہ وہ وقت عذاب کا تھا کہ بعد تین روز کے انپر واقع ہوا فَعَتَوْا پس سرکشی کی انھوں نے عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ حکم پروردگار اپنے سے فَاَخَذَتْهُمُ پس پکڑا انکو الصّٰعِقَةُ بیہوش کرنے والے عذاب نے کہ وہ چیخ جبرئیل کی تھی اس سبب ہلاک ہو گئے وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ اور حال یہ ہے کہ وہ دیکھتے تھے اس واسطے کہ وہ عذاب دن کو نازل ہوا تھا فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ پس نہ طاقت رکھی انھوں نے کھڑے ہونے سے یعنی انکا اسقدر مقدور نہوا کہ کھڑے ہو کر بھاگ جائیں یا اس عذاب کو اپنے دفع کریں بلکہ اپنے اپنے گھر و نشیمن میں زانو کے بل گر کے ہلاک ہو گئے وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ۝ اور نہ تھے وہ بدلا لینے والے یا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنیوالے عذاب کے دفع کرنے میں وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اور قوم نوح کو پہلے اس سے اور قوم نوحؑ منصوب ہے فعل مقدر سے اور وہ اہلکنا ہے کہ دلالت کرتا ہے اسپر کلام سابق اور تقدیر اسکی او اہلکنا قوم نوح مثل قبل یعنی اور ہلاک کیا ہمنے قوم نوح کو پہلے ان امتوں مذکورہ سے اور یا اذکر کا لفظ مقدر ہے کہ تقدیر اسکی واذکر قوم نوح یعنی اور یاد کرو قوم نوح کو اور یا منصوب بنزع خافض ہے اور فی اسمیں مقدر ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر قرات اہل کوفہ کی سوائے عاصم کے کہ وہ قوم کے لفظ کو مکسور پڑھتے ہیں موسیٰ پر عطف کرکے یا عاد پر عطف کرکے یعنی بیچ قصہ قوم نوح کے نشانی عذاب کی ہے واسطے ان لوگوں کے کہ خوف کرتے ہیں اِنَّهُمْ كَانُوْا تحقیق کہ وہ قوم نوح کے آدمی تھے وہ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ ایک گروہ باہر ہو جانیوالے حکم خدا سے بہ نسبت زیادتی کفر اور سرکشی کے اور اب خدا تعالیٰ اپنی کمال قدرت اور نعمت کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا اور آسمان کو بنایا ہمنے بِاَیْىدٍ ساتھ قوت اپنی کے وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ اور تحقیق البتہ ہم طاقت رکھنے والے قادر ہیں اسکے بنانے پر اور یا یہ کہ ہم گنجائش رکھنے والے ہیں اس سے زیادہ اور بلند بنانے پر اور یا یہ کہ ہم فراخ کرنے والے ہیں روزی کو بندوں پر وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا اور زمین کو بچھایا ہمنے پانی پر واسطے سکونت اور ٹھہرنے خلقت کے فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ پس اچھے بچھانے والے ہیں ہم کہ ہمنے اسکو واسطے فائدے بندوں کے بچھایا نہ واسطے نفع ذات اپنی کے کہ ہم اپنی ذات میں کسی امر میں محتاج نہیں ہیں وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ اور ہر چیز سے مخلوقات کی قسموں میں سے خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ پیدا کئے ہیں ہمنے دو قسم کہ ایک دوسرے کا جوڑا ہے یا تو باعتبار شکل کے کہ مرد اور عورت یا باعتبار پہلے اور پیچھے اُن کے جیسے کہ رات اور دن اور یا باعتبار مخالفت ذات کے جیسے کہ روشنی اور تاریکی اور تر اور خشک اور سوائے اسکے جیسے کہ آسمان اور زمین اور دریا اور خشکی اور جن اور انسان اور یا صفات میں مخالف ہوں جیسے کہ بردباری اور قہر اور بیماری اور صحت اور تونگری اور فقیری اور رونا اور ہنسنا اور زندگی اور موت اور خوشی اور غم حاصل یہ ہے کہ ہمنے ہر چیز کو پیدا کیا ہے بطریق جوڑا ہونے کے پیدا کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد جوڑا پیدا کرنے سے نر اور مادہ ہیں اور ہمنے آسمان کو بلند پیدا کیا ہے اور زمین کو بچھایا ہے اور جوڑے پیدا کئے ہیں اس واسطے کہ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اسکے وسیلہ سے اُن چیزوں کے پیدا کرنے والے کی طرف راہ پاؤ اور اسکی عبادت میں مشغول ہو اور مقصود جو مختلف چیزوں کے پیدا کرنے سے پہچاننا انکے پیدا کرنیوالے کا اور عبادت اسکی ہے تو فَفِرُّوْٓا پس بھاگو تم یعنی رجوع کرو تم کفر کو چھوڑ کر اِلَى اللّٰهِ ؕ طرف خدا کے کہ اسکو واحد جانکر اسکی پرستش میں مشغول ہو اور حضرت صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ حج کرو تم طرف خدا کے اور یہی حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ بھاگو تم اس چیز سے کہ تمکو منع کرے طاعت خدا سے اور بالکل طرف طاعت کے متوجہ ہو جاؤ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ بھاگو تم اسکے ما سوا سے طرف اسکے اِنِّیْ لَكُمْ تحقیق کہ میں واسطے تمہارے مِّنْهُ اس عذاب سے نَذِیْرٌ ڈرانیوالا ہوں مُّبِیْنٌ ۝ ظاہر معجزے دکھاکر وَلَا تَجْعَلُوْا اور نہ مقرر کرو تم مَعَ اللّٰهِ ہمراہ خدا کے اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ معبود دوسرا اِنِّیْ لَكُمْ تحقیق میں واسطے تمہارے مِّنْهُ اس عذاب خدا سے نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ ڈرانیوالا

ظاہر ہوں اور مکرر لانا اسکا واسطے تاکید کے ہے کذٰلک ایسے ہی یعنی جیسے کہ تجھکو جھٹلاتے ہیں کہ کبھی تجھکو جادوگر اور مجنون کہتے ہیں ما اتی الذین
نہیں آیا ہے ان لوگوں کے پاس کہ من قبلہم پہلے ان کفار مکہ سے تھے من رسول کوئی پیغمبر الا قالوا مگر کہا انھوں نے کہ انکی قوم کے آدمی
تھے اس پیغمبر کو کہ ساحر جادوگر ہے یہ جس وقت کہ انکو معجزہ دکھلایا او مجنون یعنی یا دیوانہ ہے جس وقت کہ غیب کی خبر انکو دیتا تھا یعنی پیغمبر
کے معجزہ کو تو جادو کہتے تھے اور بات کو اسکی دیوانوں کی بڑ بیان کرتے تھے اتواصوا بہ آیا وصیت کی ان پہلوں نے ان پچھلوں کو پیٹ ساتھ اس قول کے کہ پہلے اور پچھلے اس بات کے
کہنے میں متفق ہیں اور حقیقت میں وصیت نہیں کی ہے پہلوں نے ان پچھلوں کو بل ہم قوم طاغون بلکہ وہ ایک گروہ ہیں حد سے گذرنے والے ہیں اور انکا کفر و عناد جو حد کو پہنچا ہے
فتول عنہم پس منہ پھیرے تو اے محمد ان سے اور ارادہ انکو سزا دینے کا اور بدلا لینے کا مت کر جبتک کہ تجھکو حکم پہنچے فما انت بملوم پس نہیں ہے تو ملامت کیا
کیا ہمارے نزدیک اگر تو ان سے اپنا منہ پھیر لیوے اور ملامت کئے گئے وہی ہیں کہ انھوں نے حق کو قبول نہ کیا اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی
تو رسول خدا اور اصحاب رنجیدہ ہوئے کہ شاید وحی منقطع ہو گئی اور نازل ہونا عذاب کا نزدیک پہنچا یہ آیت نازل ہوئی کہ و ذکر اور نصیحت دے تو مومنین
کو فان الذکری پس تحقیق نصیحت دینی تنفع المؤمنین نفع پہنچاتی ہے مومنین کو یعنی بسبب عناد کفار کے مومنین کی نصیحت کو ترک
مت کر اس واسطے کہ نصیحت موجب زیادتی ایمان کا ہے اور مجاہد سے منقول ہے کہ ایکروز امیر المؤمنین پیراہن بدن پر لپیٹ کر گھر سے باہر نکلے غمگین اور
رنجیدہ اور فرمایا کہ جس وقت آیہ فتول عنہم فما انت بملوم نازل ہوئی تو ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ غمگین ہوا اور وحی کے منقطع ہونیکا یقین کیا اور
عذاب کے نازل ہونیکا بھی جزم ہو گیا اور جس وقت آیہ وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین نازل ہوئی تو ہم خوشحال ہوئے اور بعضے علما کہتے ہیں
کہ نصیحت کرنے والے کو چاہیے کہ نصیحت میں دس چیزوں کا ذکر کرے کہ جس سے سننے والوں کو فائدہ ہو اول ذکر کرنا نعمت خدا کا تاکہ اسکا شکر ادا کریں
اور دوسرے ذکر ثواب رنج اور بلا کا تاکہ اسپر صبر کریں اور تیسرے بیان کرنا اپنے گناہوں کے عذاب کا اور شمار انکے تاکہ ان سے توبہ کریں اور چوتھے ذکر
کرنا شیطان کے وسوسوں کا تاکہ اس سے پرہیز کریں اور پانچویں ذکر کرنا دنیا کے زوال اور جلد جاتے رہنے کا اور اسکی بے اعتباری کا تاکہ اس سے نفرت کریں
اور چھٹے بیان کرنا موت کا تاکہ مستعد مرنے کے رہیں اور ساتویں ذکر قیامت کا تاکہ اس دن کے کام میں مشغول ہوں اور آٹھویں بیان کرنا دوزخ کے طبقوں کا اور عذاب
کی قسموں کا تاکہ اس سے ڈریں اور خوف کریں اور نویں بہشت کے درجوں کا اور اسکی نعمت کی قسموں کا تاکہ طرف اسکے رغبت کریں اور دسویں کلام کرنا
خوف و رجا میں یعنی کبھی تو خدا کی عظمت اور جلال کو اور اسکے قہر کو اور غضب کو بیان کرنا تاکہ اس سے ڈرتے رہیں اور کبھی اسکی رحمت اور مغفرت کا ذکر کرنا کہ اسکی
امید رکھیں اس جس نصیحت میں کہ یہ دس امر ہونگے تو مومنین کو اس سے بہت فائدہ ہو گا اور بعد حکم پہنچانے حجت کے اسکے سبب کو بیان کرتا ہے کہ وما
خلقت الجن والانس اور نہیں پیدا کیا ہے میں نے جنوں اور آدمیوں کو الا لیعبدون مگر واسطے اسکے کہ عبادت کریں وہ مجھکو اور بعضے کہتے ہیں
کہ مراد اس سے یہ ہے کہ میں نے بندوں کو پیدا نہیں کیا ہے مگر اس واسطے کہ انکو عبادت کا حکم کروں اور دلالت کرتا ہے طرف اسکے یہ قول وما امروا الا
لیعبدوا اللہ اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں انھوں نے فرمایا کہ نہیں پیدا کیا ہے میں نے جنوں کو اور آدمیوں کو مگر اس واسطے کہ
اقرار کریں وہ عبودیت کا اور بندہ ہونیکا اور پہچانیں اسکی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کیساتھ اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ حسین بن علی علیہما السلام نے
اپنے اصحاب سے کہا کہ اے آدمیو خدا نے نہیں پیدا کیا ہے بندوں کو مگر اس واسطے کہ پہچانیں وہ اسکو اور جس وقت اسکی عبادت کریں تو انکو غیر کی عبادت
سے بے پروا ہو جاویں ایک مرد نے ان حضرت سے کہا کہ فدا ہوں تجھپر باپ اور ماں میرے اے فرزند رسول خدا کیا ہے معرفت خدا کی اور پہچاننا اسکا فرمایا کہ پہچاننا
ہر زمانہ کے آدمیوں کو اپنے زمانہ کے امام کا جسکی کہ طاعت اسپر واجب ہے اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ پیدا کیا ہے انکو واسطے امر اور واسطے نہی کے
اور نہیں پیدا کیا ہے اس واسطے کہ جبر سے عبادت کریں بلکہ اس واسطے کہ اپنے اختیار سے عبادت کریں تاکہ معلوم ہو کہ کون فرمانبرداری خدا کی کرتا ہے اور
کون نافرمانی کرتا ہے اور بعضی روایتیں ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیہ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک سے اور بعضے کہتے ہیں کہ غرض اصلی پیدا کرنے
سے پیش کرنا ثواب کا ہے نہ عبادت لیکن ثواب حاصل نہیں ہوتا ہے مگر عبادت سے پس گویا کہ عبادت باعث پیدا کرنیکا ہے اور اسوقت میں منسوب کرنا

پیدا کرنیکی غرض کا طرف عبادت کے مبالغہ کی جہت سے ہے نہ حقیقت میں اور بعضے جو عبادت نہیں کرتے ہیں اُس سے اسکی غرض باطل نہیں ہوتی ہے ہوں اگر
کہ مراد عبادت سے یہ ہے کہ اپنے اختیار سے کریں نہ مجبوری اور ناچاری سے اس واسطے کہ اگر مجبوری کی جہت سے ہوتی تو سب عبادت کرتے اور کوئی شخص اسکو ترک
کرتا اور غرض عبادت کے حکم کرنے سے پہنچانا نفع کا ہے بندوں کو نہ خود اسنے فائدہ کا حاصل کرنا اور اگر کسی نے اسکی عبادت نہ کی تو اس سے اسکی غرض باطل نہیں
ہوتی اور یہ ایسا ہے جیسے کوئی کسی قوم کے واسطے کھانا تیار کرکے اسکو کھلانے کے واسطے بلائے اور وہ آئیں اور بعضوں نے ان میں سے نہ کھایا تو اسکی غرض میں کچھ خرابی نہ ہوگی
اس واسطے کہ کھانا موقوف ہے دوسرے کے اختیار پر اور غرض اسکی عبادت کرنے کے حکم سے یہ ہے کہ اسکے وسیلہ سے آخرت میں رستگاری پاویں اور اپنی مراد کو پہنچیں
نہ یہ کہ خدائے تعالیٰ کو اُن سے کچھ فائدہ حاصل ہو اسواسطے کہ ذات اسکی بے پرواہ ہے اور کسی چیز کی احتیاج نہیں رکھتی اور وہی اپنے فضل و کرم سے سبکو روزی دیتا
ہے خواہ عبادت میں اسکی مشغول ہوں خواہ نہوں اور کسی سے روزی کا ارادہ نہیں کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ نہیں چاہتا ہوں میں ان بندوں
میں سے مِّنْ رِّزْقٍ کسی روزی کو وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اور نہیں چاہتا ہوں میں کہ کھانا دیویں وہ مجھکو بلکہ روزی اور کھانا دینا میری صفت ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہیں چاہتا ہوں میں کہ روزی دیویں وہ کسی کو میری مخلوقات میں سے اور اپنے تئیں جو کہا ہے کہ نہیں چاہتا ہوں میں کہ مجھکو
کھانا دیویں اسواسطے کہ تمام خلائق خدائے تعالیٰ کے عیال ہیں اور جو کوئی کسیکے عیال کو کھانا دیوے تو ایسا ہے کہ گویا اسکو کھانا دیا اس واسطے فرمایا
کہ میں اُنسے روزی نہیں چاہتا ہوں اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا هُوَ الرَّزَّاقُ وہی روزی دینے والا ہے تمام مخلوقات کا نہ غیر اسکا پس وہ خدا محتاج کسی کا نہوگا
ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ صاحب قوت استوار اور مضبوط کا ہے کہ اپنی قدرت اور قوت میں بڑا کامل ہے اور عاجزی اور احتیاج کا اسکی طرف ہرگز وہم
بھی نہیں ہوسکتا ہے اور کفار قریش باوجود دیکھنے ان دلیلوں کے اور اسکی قدرت کی نشانیوں کے جو اپنے کفر کو زیادہ کرتے تھے اور رسول خدا کو جھٹلاتے تھے ان
کے ڈرانیکو خدا فرماتا ہے فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس تحقیق واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کیا انھوں نے اپنے نفسوں پر کفر کرکے اور پیغمبر کو جھوٹا کہکر اور یا یہ کہ ظلم کیا ہے
انھوں نے آل محمد کے حقوق غصب کرکے اُن کے واسطے ذَنُوْبًا ایک حصہ عذاب کا ہے مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ مانند حصہ یاروں اُنکے کے جو کہ پہلی
امتوں میں گذرے ہیں کفر کرنے والے اور جھٹلانے والے پیغمبروں کے مثل قوم نوح اور عاد اور ثمود وغیرہ کے یعنی انکو وہ عذاب ہوگا جو کہ پہلی امتوں کے کافروں
کو ہے اور ذنوب اصل میں پانی سے بھرے ہوئے ڈول کو کہتے ہیں کہ جو بہت بڑا ہوتا ہے اور وہ مذکر کے اور مونث کے دونوں کے لئے آتا ہے اور اس
پانی کے حصے تقسیم کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک ذنوب اسکا ہے اور ایک ذنوب میرا ہے اس واسطے حصہ کے معنی میں اسکا استعمال ہوا ہے اور یہاں وہ اسم انکا واقع ہوا ہے
اور کفار مکہ عذاب کو سنکر کہتے تھے کہ کب ہے یہ وعدہ اگر تم راستگو ہو اس وعدہ میں اے مسلمانو خدا اُن کے جواب میں فرماتا ہے کہ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ پس نہ
چاہئے کہ نہ جلدی کریں وہ مجھسے عذاب کے واقع ہونے میں کہ وہ اُن سے ترک نہ ہوگا اور اب انکے عذاب کو بیان کرتا ہے کہ فَوَيْلٌ پس ویل ہے کہ یہ کلمہ وقت
واقع ہونے عذاب اور ہلاکت کے کہا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ویل دوزخ کے ایک کنوئیں کا نام ہے پس ویل ہے لِّلَّذِيْنَ واسطے ان لوگوں کے کہ كَفَرُوْا
کفر کیا ہے انھوں نے مِنْ يَّوْمِهِمُ عذاب دن انکے سے الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ وہ دن کہ وعدہ کئے جاتے ہیں وہ ساتھ اسکا اور مراد اس سے روز قیامت ہے یا روز بدر
سُوْرَةُ الطُّوْرِ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں انچاس آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جو کوئی سورہ طور کو پڑھے خدا اسکے واسطے نیکی دنیا
اور آخرت کی جمع کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ رسول خدا اس سورہ کو نماز مغرب میں پڑھتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالطُّوْرِ قسم ہے طور کی اس لفظ کے معنی
زبان سریانی میں پہاڑ کے ہیں اور مراد اس سے کوہ سینین ہے کہ جسپر خدا کا کلام حضرت موسیٰ سنتے تھے اور وہ مدین میں ہے یا ارض مقدس میں ہے اور سورہ تین میں
بھی ذکر اسکا آیا ہے کہ وہ طور سینین ہے اور تخصیص اسکے ذکر کی اسکی برکت کی جہت سے ہے اور اس کے فائدہ کی کثرت کے سبب سے اور ابن عباس کے نزدیک وہ پہاڑ ہے کہ
جس میں گھاس وغیرہ درخت اُگتے ہیں جسکو سرجیون کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دو پہاڑ ہیں ایک کو تینا کہتے ہیں بسبب کثرت گھاس کے اور
تین گھاس کو کہتے ہیں اور دوسرے کو زیتا کہتے ہیں بسبب کثرت زیتون کے اور بعضے کہتے ہیں کہ طور مطلق پہاڑ کو کہتے ہیں اور جس وقت لام تعریف
کا اسپر آئے تو وہ خاص ہو جاتا ہے وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ اور قسم ہے کتاب لکھی گئی کی فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ بیچ صحیفہ کشادہ کے وقت پڑھنے کے

سورة الطور ١١٢ ع ٢

اور مراد اس سے قرآن شریف ہے اور بعضوں کے نزدیک مراد لوح محفوظ سے ہے اور وہ تختی زمرد سبز کی ہے اور یا مراد توریت کی تختیوں سے ہے اور یا مراد بندوں
کے نامۂ اعمال سے ہے اور تینوں کتابوں کو واسطے تعظیم کی ہے اور رق ہر پوست کو کہتے ہیں کہ جس پر لکھتے ہیں اور یہاں مراد ہر ایسی چیز سے ہے کہ جس پر لکھا جائے وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۙ
اور قسم ہے گھر آباد کی کہ وہ کعبہ معظمہ ہے اور آبادی اسکی حاجیوں کی کثرت سے ہے اور وہ اول گھر ہے کہ جو زمین پر بنایا گیا ہے واسطے عبادت بندوں کے اور بعضی نے لکھا ہے کہ
بیت المعمور آسمان چہارم پر ہے اور آبادی اسکی فرشتوں سے ہے کہ ہر روز اسمیں ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں اور پھر وہ اسکی طرف عود کبھی نہیں کرتے ہیں اور یہی حضرت
امیر المومنینؑ سے منقول ہے فرمایا کہ نگہبان اور خزانہ دار اسکا ایک فرشتہ ہے کہ اسکو رضوان کہتے ہیں اور وہ گھر یاقوت سرخ کا ہے اور خدا نے اسکو
حضرت آدم کے زمانہ میں زمین پر بھیجا تھا اور حضرت نوح کے طوفان کے وقت حکم دیا کہ اسکو پھر آسمان پر لے گئے اور حضرت امام محمد باقرؑ سے
منقول ہے کہ ملائکہ کو حکم دیا کہ اسکا طواف کریں اور بعد اسکے ملائکہ کو زمین پر بھیجا اور فرمایا کہ زمین پر مثل اسکے اور مقدار اسی کے ایک مکان بناؤ اور حکم دیا کہ جو
کوئی زمین پر ہے اسکا طواف کرے اور وہ کعبہ ہے اور منقول ہے کہ کعبہ بیت المعمور کے مقابلہ میں ہے اگر بیت المعمور کو نیچے چھوڑیں تو کعبہ کے اوپر گرے
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ آسمان اول پر ہے اور حدیث معراج میں یہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے اور ابو ہریرہ نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ بیت
المعمور آسمان دوم پر ہے اور آسمان چہارم پر ایک نہر ہے کہ اسکو نہر حیوان کہتے ہیں جبرئیل ہر روز وقت طلوع آفتاب کے اسمیں داخل ہوتا ہے اور جس وقت
باہر نکلکر اپنے پر جھاڑتا ہے تو ستر ہزار قطرے اسکے پر میں سے گرتے ہیں اور ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے اور ان سب ملائکہ کو بیت المعمور میں داخل ہونیکا
خدا حکم کرتا ہے پس وہ اس روز بیت المعمور میں داخل ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور اسکا طواف کرتے ہیں اور اسی طریق سے خدا دوسرے روز اور فرشتے پیدا کرتا ہے
اور طواف کا اور داخل ہونیکا انکو حکم کرتا ہے اور پھر انکو نوبت اسکے طواف کی نہیں پہنچتی ہے وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ۙ اور قسم ہے چھت بلند کی گئی
کی یعنی آسمانکی کہ وہ مانند چھت زمین کے ہے اور یہ قول حضرت امیر المومنین کا ہے وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۙ اور قسم ہے دریا پر کئے گئے کی اور یا یہ کہ قسم ہے دریا
افروختہ کئے گئے کی کہ مراد دوزخ سے ہے اور منقول ہے کہ جناب امیر نے ایک یہودی سے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں دوزخ کو کس موضع میں لکھا ہے کہا کہ دریا میں
فرمایا کہ اس قول میں یہ راستگو ہے اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ البحر المسجور اور منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن دریا کو آتش سے پر کریں آب دریا سے آتش کو
روشن کریں اور دوسری روایت میں ہے کہ سب دریاؤں کو قیامت کے روز روشن کریں یہانتک کہ مانند آتش سوزاں کے ہو جائیں اور بعد اسکے
سب کی راہوں کو کھولدیں یہانتک کہ سب ایک دریا ہو جائیں پس سکو دوزخ میں جاری کریں اور امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد بحر مسجور سے
ایک دریا ہے نیچے عرش کے اور گہراؤ اسکا مقابل سات آسمان اور زمین کے ہے اور پانی اسکا گاڑھا ہے مانند منی کے اور نام اسکا بحر الحیوان ہے اور قیامت کے
روز خدا اسکو حکم کرے کہ چالیس صباح وہ قبروں پر برسے اور دوسرے صور میں سب خلائق اس سے زندہ ہو جائیں اور زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکلیں پس
ان عجیب امور کی خدا قسم کھاتا ہے اس بات پر کہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ عذاب پروردگار تیرے کا البتہ واقع ہونیوالا ہے
او پر دشمنوں اور گنہگاروں پر کہ مَّا لَهٗ نہیں ہے واسطے اس عذاب کے مِنْ دَافِعٍ ۙ کوئی دفع کرنیوالا کہ اس عذاب کو دور کرے اور وجہ دلالت کرنی ان امور
کی کہ جنکی قسم کھائی ہے عذاب کے واقع پر یہ ہے کہ وہ امور دلالت کرتے ہیں اسکے کمال قدرت اور حکمت پر اور اسکی خبر ونکی راستی پر اور اعمال کی جزا
دینے پر جبیر بن مطعم سے منقول ہے کہتا ہے کہ میں مدینہ میں گیا تھا کہ اساراے بدر کے مقدمہ میں حضرت پیغمبر سے کچھ عرض کروں پس مسجد میں آیا اور اس وقت
حضرت نماز صبح میں مشغول تھے اور سورہ طور پڑھتے تھے جس وقت اس آیت پر پہنچے کہ ان عذاب ربک لواقع اس وقت قریب تھا کہ نہایت
خوف سے دل میرا شگافتہ ہو جائے اسی وقت میں نے اسلام کو قبول کیا اس خوف سے کہ مبادا عذاب نازل ہو اور میں حالت کفر میں مر جاؤں
اور اب عذاب کے وقت کو بیان کرتا ہے یعنی عذاب واقع ہوگا يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ جس دن کہ بیقرار ہو اور بہت حرکت کرے آسمان مَوْرًا ۙ بیقرار
ہو کر اور پھر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے وَّ تَسِيْرُ الْجِبَالُ اور روانہ ہوں پہاڑ زمین سے اکھڑ کر سَيْرًا ۙ روانہ ہونے کو کہ مانند غبار کے
پراگندہ ہو کر اڑ جائیں اور جس وقت یہ واقع ہو فَوَيْلٌ پس وائے ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ واسطے جھٹلانیوالوں خدا و رسول کے

الَّذِیْنَ ھُمْ وہ لوگ کہ وہ فِیْ خَوْضٍ بیچ شروع کرنے امر باطل کے کہ وہ بہتان ہے قرآن پر اور جھٹلانا ہے پیغمبر کا اور انکار کرنا قیامت کا ہے اور سب وہ یَلْعَبُوْنَ بازی کرتے ہیں اور اعتبار ہی کا نہیں کرتے اور عذاب ان پر واقع ہوگا یَوْمَ یُدَعُّوْنَ جس دن کہ بلائے جائیں اور دفع کیے جائیں وہ کمال سختی سے اِلٰی نَارِ جَھَنَّمَ طرف آتش دوزخ کی دَعًّا دفع کرنا اور دھکا دینا سختی سے اور اس وقت انکو کہا جائے ھٰذِهِ النَّارُ الَّتِیْ یہ وہ آگ ہے کہ کُنْتُمْ بِھَا جسے تم ساتھ اسکے دنیا میں تُکَذِّبُوْنَ تکذیب کرتے اور جھٹلاتے اور اعتبار ہی کا نہ کرتے تھے اور پیغمبر جو تمکو معجزہ دکھلاتا تھا تو تم اسکو جادو کہتے تھے اور کہا جائیگا اَفَسِحْرٌ ھٰذَآ کیا پس جادو ہے کہ دیکھتے ہو تم اسکو یعنی یہ عذاب کہ تم دیکھتے ہو کیا یہ بھی جادو ہے جیسے کہ وحی کو خدا کی تم جادو کہتے تھے جیسا ہی کہ اسکو بھی جادو کہو اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ کیا تم نہیں دیکھتے ہو اس عذاب کو کیا اندھے ہو جیسا کہ دنیا میں اندھے بنے ہوئے تھے اس چیز کے دیکھنے سے جو کہ اس عذاب کے ہونے پر دلالت کرتی تھی پس کہا جائیگا انکو کہ اِصْلَوْھَا داخل ہو تم اس دوزخ میں اور جلو تم اسمیں فَاصْبِرُوْٓا پس صبر کرو تم عذاب کے کھینچنے میں اَوْ لَا تَصْبِرُوْا یا نہ صبر کرو تم سَوَآءٌ عَلَیْکُمْ برابر ہے اوپر تمہارے صبر کرنا اور جزع اور فزع اور فریاد و زاری کرنا کہ سوائے دوزخ کے تمہاری جگہ ٹھیرنے کی نہیں ہے اور نہ عذاب سے پرہیز کر سکتے ہو اور نہ دوزخ سے کہیں کو بھاگ سکتے ہو اِنَّمَا تُجْزَوْنَ سوائے اسکے نہیں کہ سزا دیے جاتے ہو تم مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس چیز کی کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں کہ قیامت کا انکار کرتے تھے اور پیغمبر کو جھٹلاتے تھے اور اب خدا متقیوں کا حال بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ تحقیق پرہیز کرنے والے کفر اور شرک اور گناہ سے فِیْ جَنّٰتٍ بیچ بہشتوں کے ہونگے وَّنَعِیْمٍ اور بیچ نعمتوں کے فٰکِھِیْنَ مزہ پانیوالے ہونگے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی لذت پانیوالے اور خوشحال ہونگے بِمَآ اٰتٰھُمْ بسبب اس چیز کے کہ دیا ہے انکو رَبُّھُمْ پروردگار انکے نے وَوَقٰھُمْ اور نگاہ رکھا ہے انکو رَبُّھُمْ پروردگار انکے نے عَذَابَ الْجَحِیْمِ عذاب دوزخ کے سے اور اگر ما کو مصدریہ کہو تو سب فعلوں کے معنی مصدر کے ہونگے یعنی مسرور بہشتی شاداں اور فرحاں ہونگے بسبب بخشنے خدا کے بہشت کی نعمتوں کو اور نگاہ رکھنے دوزخ کے عذاب سے اور جس وقت متقی بہشت میں داخل ہوں تو فرشتے انکو کہینگے کہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا کھاؤ تم اور پیو تم بہشت کے کھانوں اور پینے کی چیزوں میں سے ھَنِیْٓـًٔا خوشگوار پچتا ہوا کہ ہضم ہو اور بدہضمی نہو اور ہنیئا صفت ہے اکلا اور شربا محذوف کی اور زید بن ارقم سے منقول ہے کہ ایک مرد اہل کتاب میں سے رسولخدا کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابو القاسم تو دعوی کرتا ہے کہ بہشتی بہشت میں کھائینگے اور پئینگے حضرت نے فرمایا قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری اسکے دست قدرت میں ہے کہ ہر ایک بہشتیوں میں سے قوت سو مرد کی رکھتا ہوگا بر غبت تمام کھائیگا اور پیئیگا اور مجامعت کریگا اور بعد کھانے اور پینے کے ایک پسینہ اسکو آئیگا کہ خوشبو اسکی مشک سے زیادہ ہوگی اور جو کچھ کھایا اور پیا ہے اسیطرح تحلیل ہوگا اور خدا کہیگا کہ یہ بدلا ہے تمہارا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بسبب اسکے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں اور یہ سب فضل و کرم خدا کا ہے کہ تھوڑے سے اعمال کے عوض میں اسقدر انعام کیا ورنہ اعمال بندوں کے اس انعام کے برابر کب ہوتے ہیں مُتَّکِئِیْنَ جس وقت کہ تکیہ لگائے ہوئے ہونگے وہ بہشتی بہشت میں عَلٰی سُرُرٍ اوپر تختوں کے کہ چاندی اور سونے کے یاقوت کے ہونگے مَّصْفُوْفَةٍ صف باندھی ہوئی رکھی ہونگی وہ تخت برابر برابر اور فرماتا ہے وَزَوَّجْنٰھُمْ اور جوڑا کر دیا ہے ہمنے انکو بِحُوْرٍ عِیْنٍ ساتھ حور عین کے کہ ان حوروں کو انکی زوجہ بنا دیا ہے اور حور سفید بدن گوری عورتوں کو کہتے ہیں کہ سفیدی اسکی آنکھ کی نہایت سفید ہو اور عین کشادہ چشم کو کہتے ہیں کہ سیاہی اسکی آنکھ کی بہت سیاہ ہو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ اور پیروی کی انکی اولاد انکی نے بِاِیْمَانٍ ساتھ ایمان کے کہ جیسے کہ وہ مومن تھے ایسے ہی اولاد بھی ان کی پیروی سے مومن ہوئی ہے تو جیسا کہ اور سرتیں اور شادیاں بہشت میں انکے واسطے ہیں کہ وہ بہشت کی نعمتوں کو کھائیں اور پئینگے اور تختوں پر تکیہ لگائے ہونگے اور حور عین سے انکے بیاہ ہونگے ایسے ہی انکی خوشی کے واسطے اَلْحَقْنَا بِھِمْ پہنچا دینگے ہم ساتھ انکے اور لاحق کرینگے ذُرِّیَّتَھُمْ اولاد انکی کو خواہ وہ اولاد صغیرہ ہو خواہ کبیرہ اولاد اکبر تو اپنے ایمان کی جہت سے اپنے باپوں کی ہمراہ بہشت میں ہوگی اور اولاد اصغر اپنے باپوں کے ایمان کی جہت سے انکے باپوں کی ہمراہ بہشت میں اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ خدا تعالے بلند کریگا اولاد مومن کو انکے باپ کے درجہ میں اگرچہ وہ درجہ میں کم ہوں تاکہ خنک اور روشن ہو آنکھ مومن کی انکے پاس کے رہنے سے جیسا کہ دنیا میں روشن ہوتی تھی اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق مومنین اور اولاد انکی بہشت میں ہونگے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مومنین کے لڑکوں کو راہ دکھلائینگے انکے باپوں کی طرف قیامت کے روز اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت مومن اپنے درجہ میں پہنچے تو کہے کہ خداوندا باپ اور ماں اور فرزند میرے کہاں ہیں آواز آوے کہ وہ ایسا عمل نہیں کرتے تھے کہ جیسا کہ

سبب تیرے درجہ میں وہ بہشت میں ہوں وہ مومن کہے کہ خداوندا کیا اچھا ہو اگر اپنے فضل و کرم سے تو انکو میرے پاس پہنچا دے خدا حکم کرے کہ سب کو انکے پاس لے جاؤ
اور اولاد صغیرہ کے حق میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اللہ نے مومنین کے لڑکوں کو حضرت ابراہیمؑ اور سارہ کے سپرد کیا ہے پرورش کیواسطے وہ انکو ایک بہشتی درخت سے
غذا دیتے ہیں کہ اس درخت میں پستان ہیں مثل پستان گائے کے اور موتیکے محل میں انکو رکھتے ہیں قیامت کے روز انکو لباس پاکیزہ پہنا کر اور خوشبو لگا کر بطور تحفہ کے
انکو انکے باپوں کے پاس لیجائینگے اور انکے سپرد کریں گے وہ بھی مثل اپنے باپوں کے بہشتمیں بادشاہ ہونگے اور یہ تفسیر ہے قول حقتعالے کی والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان
اور منقول ہے کہ اولاد صغیرہ کفار کی بھی دوزخ میں نہ جائیگی بلکہ بہشت میں جائے گی اور کہتے ہیں کہ وہ یا تو غلام ہونگے کہ بہشت میں مومنین کے خدمتگار ہونگے
اور یا یہ کہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ بہشت کی چڑیاں بنجائینگے اور کہتے ہیں کہ مراد اولاد کے لاحق ہونیسے یہ ہے کہ وہ اپنے باپوں کے نزدیک ہونگے کہ ان سے ملتے رہینگے نہ یہ کہ انکے
درجہ میں ایک مکان میں ہوں کہ اس صورت میں باپوں کے درجہ کی کمی اور نقصان لازم آتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ حقتعالے اولاد کے درجہ کو اگر باپ کے درجہ سے
کم ہوگا تو اپنے فضل اور کرم سے بلند کرے گا اور بڑھا دیگا باپوں کی خوشی کے واسطے نہ یہ کہ باپوں کے درجہ سے کچھ کم کرے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا اَلَتْنٰ
هُمْ اور نہ کم کریں گے ہم مِّنْ عَمَلِهِمْ ثواب عمل انکے میں سے مِّنْ شَیْءٍ کچھ کم نہ کریں گے یعنی اپنے فضل اور کرم سے اولاد کے درجہ کو بلند کرکے ان باپوں کے درجہ
میں پہنچا دیں گے اور باپوں کے درجہ سے کم نہ کرینگے كُلُّ امْرِیءٍ ہر مرد بالغ بِمَا كَسَبَ ساتھ اس چیز کے کہ کسب کیا ہے عمل نیک یا بد رَهِیْنٌ گرو ہے
اپنے عمل میں قیامت کے دن اور اس میں مقید ہے اور عمل نیک ہے تو رہائی پائے گا اور اگر بد ہے تو گرفتار عذاب ہوگا اس کے عوض میں اور دوسرے کے عمل کی عوض
میں کسی کو گرفتار نہ کریں گے اور عورتیں تابع مردوں کے ہیں اس واسطے مردوں کا ذکر کیا اور عورتوں کا ذکر نہ کیا اور حال دونوں کا یکساں ہے اعمال میں اور اب مومنین کے
حق میں یادتی نعمت کا ذکر کرتا ہے وَاَمْدَدْنٰهُمْ اور زیادہ کریں ہم ان نعمتوں کو یعنی جو کچھ کہ انکے پاس ہے اس سے بڑھکر زیادتی کریں ہم بِفَاكِهَةٍ
ساتھ میوے کے ہر قسم کا میوہ انکو دیویں وَّلَحْمٍ اور ساتھ گوشت کے کہ سب قسموں کے گوشت انکو دیویں مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ اس چیز سے کہ خواہش کرتے
وہ اور میوہ اور گوشت کو اسواسطے خاص کیا کہ یہ سب کھانوں میں افضل ہیں حاصل یہ ہے کہ ہم پرہیزگاروں کو زیادہ دیتے رہینگے ہر وقت میں یَتَنَازَعُوْنَ
لیویں اور دیوینگے آپسمیں فِیْهَا بیچ اس بہشت کے كَاْسًا پیالہ کو شراب کے کہ ایک شخص دیوے گا اور دوسرا لیویگا اور اسی طرح سے دور رہیگا اور بعضے کہتے
ہیں کہ مراد کاسا سے خمر ہے یعنی شراب اور دلالت کرتی ہے اسپر وہ ضمیر مونث کی کہ جو اسکی طرف پھرتی ہے قول خدا میں لَّا لَغْوٌ فِیْهَا نہیں بیہودگی ہے
بیچ اس شراب کے یعنی اس شراب کے پینے سے مست نہیں ہوتے اور بیہودہ بکتے ہیں اور نہ اسکو پی کر کسی سے جھگڑتے ہیں وَلَا تَاْثِیْمٌ اور نہ گنہگار کرنا یعنی نہ طرف گناہ کے منسوب
کرنا اور اسکو پیکر ایسا کام نکرنا کہ جو باعث گناہ کا ہو اور لوگ اسکو گناہ کی طرف منسوب کریں جیسکہ دنیا کی شراب میں ہے اور اسکو پیکر بہکتے ہیں اور لڑتے اور
جھگڑتے ہیں اور گالیاں بکتے ہیں اور وہ شراب ان سب امور سے خالی اور پاک ہے وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ اور گرد پھرینگے اوپر ان بہشتیوں کے پیالے شراب کے ہاتھوں
میں لیے ہوئے یا واسطے خدمت کے غِلْمَانٌ لَّهُمْ خدمتگار واسطے ان کے کہ وہ خوبصورت لڑکے ہونگے کہ واسطے انکے خاص کئے گئے ہونگے كَاَنَّهُمْ گویا کہ
وہ حسن اور صفائی اور لطافت میں لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ موتی ہیں چھپائے گئے اور پوشیدہ سیپی میں کہ ہاتھ کسی کا اب تک نہیں پہنچا اور گرد و غبار سے وہ
پاک اور محفوظ ہیں یعنی جیسکہ موتی سیپی میں صاف اور ہاتھوں کی استعمال سے اور گرد و غبار سے امن میں تا ہے ایسے ہی وہ غلمان ہیں اور منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب
رسول خداؐ سے پوچھا کہ یا رسول خدا خادم ایسا ہے تو مخدوم اسکا کیسا ہوگا فرمایا کہ بزرگی مخدوم کی خادم پر ایسی ہے کہ جیسے چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر ہو
اور منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ کم مرتبہ کا بہشتی اپنے خادم کو آواز دے گا تو ایک ہزار خادم اسکے جواب میں کہیں گے کہ لبیک لبیک یعنی حاضر
ہیں ہم اور منقول ہے کہ جیسے اہل بہشت غلمان سے محظوظ ہونگے ویسے ہی غلمان بھی انکی خدمت سے لذت پائینگے اسواسطے کہ وہاں سراسر استراحت اور آرام ہے رنج
اور محنت اور تبیان میں لکھا ہے کہ لڑکے مشرکوں کے غلمان بہشتیوں کے ہونگے اور لڑکیاں انکی حور العین ہونگی اور اولاد مومنین اپنے باپوں کے ہمراہ اسی صورت اور ہیئت سے
ہوگی جیسکہ دنیا میں تھی، القصہ بہشتی بہشتمیں زرین تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے وَاَقْبَلَ اور منہ کریگا بَعْضُهُمْ بعض انکے عَلٰى بَعْضٍ اوپر
بعضے کے یَّتَسَآءَلُوْنَ جسوقت کہ آپس میں پوچھینگے اور سوال کریں گے یعنی ہر ایک شخص دوسرے کے احوال اور اعمال کو پوچھیگا اور وہ آپس میں قَالُوْا کہیں گے

کہ اِنَّا کُنَّا قَبۡلُ تحقیق ہم تھے پہلے اس روز سے فِیۡۤ اَهۡلِنَا بیچ لوگوں اپنے کے یعنی تھے ہم دنیا میں مُشۡفِقِیۡنَ ڈرا ہوا ہوے عذاب دوزخ سے اس سبب سے خدا کی عبادت میں مشغول رہتے تھے اور گناہوں سے پرہیز کرتے تھے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیۡنَا پس احسان رکھا خدا نے اوپر ہمارے اپنی رحمت سے اور توفیق طاعت کی اور گناہوں سے پرہیز کرنے کی ہمکو دی وَوَقٰىنَا اور بچایا ہمکو عَذَابَ السَّمُوۡمِ عذاب باد گرم دوزخ کے سے کہ وہ مسامات میں نفوذ کرتی ہیں اور کہتے ہیں کہ سموم نام جہنم کا ہے اِنَّا کُنَّا مِنۡ قَبۡلُ تحقیق کہ ہم تھے پہلے اس سے دنیا میں نَدۡعُوۡهُ ط پکارتے تھے ہم اس خدا کو اور پرستش کرتے تھے ہم اس کی خالص نیت سے اور اپنی نجات کے واسطے اس سے دعا مانگتے تھے خدا نے ہماری دعا کو قبول کیا اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا هُوَ الۡبَرُّ وہ ہے بہت نیکی کرنیوالا اپنے بندوں پر الرَّحِیۡمُ مہربانی کرنیوالا اوپر اور بعضے کہتے ہیں کہ بر بمعنی صادق الوعدہ ہے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت قریش کی مکہ کے ٹیلوں پر بیٹھکر آنے جانے والے قافلوں کے روبرو جناب رسولخدا کو شاعر اور جادوگر اور مجنون کہتی تھی اور رسولخدا کو یہ بہتان انکے سنکر بہت رنج ہوتا تھا حق تعالیٰ واسطے تسلی خاطر اقدس جناب رسولخدا کے فرماتا ہے فَذَکِّرۡ پس نصیحت دے تو اے محمد قرآن کے ساتھ مکہ والوں کو اور مشرکوں کی باتوں کا رنج مت کر اور اسکے سبب سے نصیحت کرنیکو موقوف مت کر فَمَاۤ اَنۡتَ پس نہیں ہے تو بِنِعۡمَتِ رَبِّکَ قسم ہے انعام کرنے پروردگار تیرے کی نبوت کو بِکَاهِنٍ خبر دینے والا غیب کی جنّی تعلیم سے بدون وحی کے یعنی تو خبر غیب کی جن کے مطلع کرنے سے بدون وحی خدا کے نہیں دیتا ہے وَّلَا مَجۡنُوۡنٍ ط اور نہ دیوانہ ہے کہ جو قریش تجھکو کہتے ہیں اس واسطے کہ قول ان کا باطل اور مخالف عقل کے ہے اور یہ ظاہر ہے اسلئے کہ کاہن کو عقل اور فہم اور تیزی ذہن کی چاہیے اور مجنوں سے عقل زائل ہو جاتی ہے اکشخص میں دو لوزوصف کیونکر جمع ہو سکتے ہیں اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ بلکہ کہتے ہیں وہ مشرکین کہ محمد شَاعِرٌ شاعر ہے نہ پیغمبر اور جو کچھ وہ فصاحت اور بلاغت سے بیان کرتا ہے یہ شعر گوئی کی قوت سے ہے نَّتَرَبَّصُ بِهٖ انتظار کرتے ہیں ہم ساتھ اس محمد کے رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ حادثوں کے واقع ہونیکا کہ نہایت تردد اور فکر کر وہ شاعری کو بھول جاوے اور یا یہ کہ انتظار کرتے ہیں ہم ساتھ اسکے حادثوں موت کا کہ وہ مرجاوے تو یہ شاعری اسکی موقوف ہو قُلۡ کہہ تو اے محمد ان کے جواب میں کہ تَرَبَّصُوۡا انتظار کرو تم میرے حادثہ یا مرنیکے زمانہ کا فَاِنِّیۡ مَعَکُمۡ پس تحقیق کہ میں بھی ہمراہ تمہارے مِّنَ الۡمُتَرَبِّصِیۡنَ ط انتظار کرنیوالوں میں سے ہوں تمہارے اوپر بلا اور مصیبت کے نازل ہونیکا جیسے کہ تم انتظار کرتے ہو میرے اوپر حادثہ کے واقع ہونیکا اور مرجانے کا پس انھیں کے قول کے باطل ہونے کو بیان کرتا ہے کہ اَمۡ تَاۡمُرُهُمۡ بلکہ حکم کرتی ہیں ان کفار کو اَحۡلَامُهُمۡ عقلیں انکی بِهٰذَاۤ ساتھ ان مختلف باتوں کے اسواسطے کہ کہانت کو عقل چاہیے اور جنون میں زوال عقل کا ہوتا ہے اور شعر ایک کلام مقفیٰ اور خیالی اور موزوں ہوتا ہے اسکو جنون سے اور کہانت سے کیا مناسبت ہے پس باتیں انکی موافق عقل کے نہیں ہیں پس اس سے روگردانی فرماتا ہے اَمۡ هُمۡ بلکہ وہ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ج ایک گروہ ہیں حد سے گذرنیوالے عناد اور انکار میں اور اسی سبب سے ایسی ضد اور نقیض کی باتیں کرتے ہیں اور حق سے انکو انکار ہے اور اب دوسری حجت بیان کرتا ہے کہ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ بلکہ کہتے ہیں وہ کفار کہ تَقَوَّلَهٗ ج بنا لیا ہے اس قرآن کو محمد نے اپنے جی سے اور اس نے کہا ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ جو وہ کفار کہتے ہیں بَلۡ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ج بلکہ نہ ایمان لاوینگے وہ یعنی باعث انکے ایسا کہنے کا کہ محمد نے قرآن کو اپنی طرف سے بنایا ہے یہ انکار صرف کفر پر ہے اسواسطے وہ ایسا کہتے ہیں اور سبب انکی کفر اور گمراہی پر ہے اور نہ انکو یقین ہے کہ قرآن ایسا ہے کہ اسکو کوئی نہیں بنا سکتا ہے جس وقت کہ تمام فصیح عرب کے اسکے مثل لانیسے عاجز ہو گئے پس خدا واسطے لازم کرنے حجت کے فرماتا ہے کہ اگر قرآن محمد کا بنایا ہوا ہے تو فَلۡیَاۡتُوۡا پس چاہیے کہ لاویں وہ بھی بِحَدِیۡثٍ مِّثۡلِهٖۤ کوئی بات مثل اس قرآن کے فصاحت میں اور حسن بیان میں اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ ط اگر ہیں وہ سچے اس گفتگو میں کہ کلام جن محمد کا قرآن کو بنایا ہے اور آدمی مثل اسکے کہہ سکتا ہے اس واسطے کہ وہ بھی عرب میں بڑے فصیح ہیں اور محمد بھی انہیں لوگوں میں سے تھے اور انہیں محمد سے ایکزیادہ امر یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے اپنے استاد کی صحبت کچھ سیکھا ہے اور پڑھا ہے اور محمد کا تو آجتک کوئی استاد نہیں ہے پڑھے لکھے ہیں اور نہ کسی آدمی سے کسی کتاب کا سبق پڑھا ہے اس صورت میں ان لوگوں کی فصاحت محمد سے زیادہ ہونی چاہیے پس اگر قرآن محمد کا بنایا ہوا ہے تو چاہیے کہ وہ قرآن سے زیادہ کہہ لاویں اور جس وقت کہ وہ قرآن کے مثل بھی نہیں کہہ سکتے اور ایسا کلام کہنے میں وہ عاجز ہیں تو معلوم ہو کہ قرآن آدمی کا کلام نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام ہے کہ جسکی مثل

کہنے ہیں سب فصیح و بلیغ عرب کے عاجز ہیں اور محمد کی طرف جو اسکو منسوب کرتے ہیں کہ یہ اسنے بنایا ہے یہ ان کا کذب اور بہتان ہے اور اب خدا حجت پکڑتا ہے
اسطرح سے کہ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ کیا پیدا کیے گئے ہیں وہ بدون کسی چیز کے کہ انکا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے اور خود بخود ہو گئے ہیں اسی
جہت سے عبادت میں مشغول نہیں ہوتے ہیں اور یا یہ کہ وہ پیدا ہوئے ہیں نہ کسی کام کے واسطے کہ پیدا ہونا انکا عبث اور لہو اور لعب کے واسطے ہے اور امر و نہی ان پر
جاری نہیں ہے اور حساب انکا ہوگا اور جزا ان کو نہ دیجائے گی اَمْ ہُمُ الْخٰلِقُوْنَ ؕ یا یہ کہ وہی پیدا کرنے والے ہیں اپنی جانوں کو جس کے سبب سے اقرار
اپنے پیدا کرنیوالے کا نہیں کرتے ہیں اور یہ امر تو باطل ہے کہ انکا پیدا کرنیوالا کوئی نہو اس واسطے کہ بغیر بنانے والے کے کوئی چیز بن نہیں سکتی ہے پس اقرار کرنا
انکا اپنے خالق کے واسطے یہ انکی عناد اور سرکشی کی جہت سے ہے اور بعد اسکے بھی واسطے لازم کرنے حجت کے فرماتا ہے کہ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ
کیا پیدا کیا انھوں نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ایسا بھی نہیں ہے بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ؕ بلکہ نہیں یقین لاتے ہیں وہ اسکا کہ پیدا کرنے والا سب چیزوں کا خدا ہے
اَمْ عِنْدَہُمْ کیا نزدیک ان کے ہیں خَزَآئِنُ رَبِّکَ خزانے رحمت پروردگار تیرے کے کہ جسکو چاہیں نبوت بخشیں یا خزانے علم خدا کے
اُن کے ہاتھ میں ہیں تاکہ جانیں کہ لائق نبوت کے منصب کے کون ہے اَمْ ہُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ ؕ یا وہی ہیں غالب ہونے والے سب آدمیوں پر اور ہر چیز کو
اپنے حکم میں کرنے والے تاکہ خدا کے امور کی تدبیر اور انتظام کریں اور ہر چیز اپنی کو خواہش کے موافق رکھیں اور جسکو چاہیں نبوت دیویں اَمْ لَہُمْ سُلَّمٌ
یا واسطے اُن کے سیڑھی ہے کہ اس سیڑھی سے آسمان پر سے چڑھ کر یَّسْتَمِعُوْنَ فِیْہِ ۚ سنیں وہ بیچ اسکے اور کہتے ہیں کہ فی معنی علی ہے یعنی سنیں وہ اوپر اسکے
کلام فرشتوں کا کہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں اور جو کچھ کہ علوم غیب کے ان پر وحی کیے جاتے ہیں تاکہ علم گذشتہ اور آئندہ کا اُنسے حاصل کریں اور عالم ہو جائیں
محمد کے پہلے آنے سے اور اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو فَلْیَاْتِ مُسْتَمِعُہُمْ پس چاہیے کہ لے آوے سننے والا انکا کہ آسمان پر گیا ہو اور کلام
غیب کا سنا ہو بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ؕ کوئی حجت ظاہر اور دلیل روشن کہ اسکے سننے کا گواہ ہو اَمْ لَہُ الْبَنٰتُ یا واسطے اس خدا کے
بیٹیاں ہیں وَلَکُمُ الْبَنُوْنَ ؕ اور واسطے تمہارے بیٹے ہیں اے کافرو اور یہ اشارہ طرف اسکے ہے کہ قریش نے کہا تھا کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں
اور اس آیت میں ان کافروں کا احمق ہونا بیان کرتا ہے کہ جنکی یہ رائے ہو کہ بیٹیوں کو جو کہ مرتبہ میں کم ہیں اپنے خالق کی طرف منسوب کریں اور بیٹوں کو جو کہ مرد ہیں اور
عورتوں سے افضل ہیں انکو اپنے واسطے مقرر کریں وہ نہایت بیوقوف ہیں اور عقلا میں ہرگز شمار نہیں کیے جا سکتے چہ جائیکہ وہ آسمان پر جا کر غیب سے مطلع ہوں
اَمْ تَسْـَٔلُہُمْ کیا سوال کرتا ہے تو ان سے اے محمد ہمارے احکام پہنچانے پر اَجْرًا مزدوری کو کہ وہ اپنے اوپر تاوان سمجھتے ہیں فَہُمْ پس وہ
مِّنْ مَّغْرَمٍ اس تاوان سے مُّثْقَلُوْنَ ؕ بوجھ ڈالے گئے ہو گئے ہیں اپنے اوپر گرانبار ہیں اس سبب سے تیری پیروی سے پشت پھیرتے ہیں اور انکار
کرتے ہیں اَمْ عِنْدَہُمُ الْغَیْبُ کیا نزدیک انکے غیب کی چیز ہے لکھی ہوئی مراد اس سے لوح محفوظ ہے کہ اسمیں سب غیب کی چیزیں مندرج ہیں
فَہُمْ یَکْتُبُوْنَ ؕ پس وہ لکھتے ہیں اسمیں سے جو کہ غیب کی چیزیں ہیں اور غیب سے مطلع ہو کر کہتے ہیں کہ جو کچھ محمد کہتا ہے قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے
اور حساب اور جزا کے ہونیکو یہ سب باطل اور بے اصل ہے اور انھوں نے جان لیا ہے کہ محمد ہم سے پہلے مریگا اَمْ یُرِیْدُوْنَ کَیْدًا ؕ کیا ارادہ کرتے ہیں
وہ مکر کو تیرے مقدمہ میں اور مراد مکر سے وہ ہے کہ انھوں نے ارادہ کیا تھا رسول خدا کے قتل اور قید اور نکالدینے کا اور مشورہ اسکا دار الندوہ میں کیا تھا
کہ ان تین امروں میں سے ایک امر کرنا چاہیے اور خدا نے اپنے حبیب کو اس مشورہ سے انکے مطلع کیا اور مکہ سے طرف مدینہ کے ہجرت کرنیکا حکم دیا اور حضرت مدینہ کو
تشریف لے گئے فَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا پس جن لوگوں نے کفر کیا ہے ہُمُ الْمَکِیْدُوْنَ ؕ وہی ہیں مکر کیے گئے یعنی وبال مکر و فریب کا اُن کے انہیں کی
جانوں پر ہے کہ جنگ بدر میں قتل اور گرفتار ہوں اَمْ لَہُمْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ ؕ یا واسطے انکے معبود ہے سوائے خدائے پاک کے کہ وہ مدد انکی کرے اور اس عذاب
سے انکو بچائے کہ جو بدلا انکے مکر کا ہے سُبْحٰنَ اللّٰہِ پاک ہے خدا عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ اس چیز سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں وہ کفار اسکی ذات مقدس کے اور وہ
کفار اپنے عناد اور سرکشی سے ایمان نہیں لاتے تھے اور حضرت رسول خدا عذاب کے نازل ہونیکو فرماتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ اگر تو راست گو ہے تو ہمارے
اوپر آسمان سے کوئی ٹکڑا اسکا گرا دے خدا انکے جواب میں فرماتا ہے کہ وَاِنْ یَّرَوْا اور اگر دیکھیں وہ کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ ٹکڑا کوئی آسمان سے سَاقِطًا

گرنیوالا اپنے سروں پر تو یَقُوْلُوْا کہیں وہ اپنی سرکشی اور عناد سے کہ یہ آسمان کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ بادل ہے تہ بہ تہ ملا ہوا یہ کمال سرکشی
اور عناد ہے انکا کہ باوجود دیکھنے علامتوں عذاب کے پھر اپنے کفر سے توبہ نہ کریں اور اب فرماتا ہے کہ جسوقت حال ان کا کفر میں اور عناد میں ایسا ہے تو
فَذَرْهُمْ پس چھوڑ دے تو ان کو انکے حال پر اور انکے کفر کے سزا دینے کا ارادہ مت کر حَتّٰى يُلٰقُوْا یہانتک کہ ملاقات کریں وہ یعنی دیکھیں
وہ اپنی آنکھوں سے يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ دن اپنے کو وہ دن کہ بیچ اسکے يُصْعَقُوْنَ بیہوش کیے جاویں گے پہلے صور کی آواز سے اور پھر
ہلاک ہو جاویں گے اور یصعقون کو عاصم اور ابن عامر نے بضم یا پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح یا اور اب صفت اسروز کا بیان کرتا ہے کہ يَوْمَ لَا
يُغْنِيْ عَنْهُمْ وہ دن کہ نہ بے پروا کرے اور نہ دفع کرے انسے كَيْدُهُمْ مکر انکا شَيْئًا کسی چیز کو عذاب میں سے وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ
وہ مدد کیے جاویں گے اسروز کہ کوئی شخص انکی مدد کرکے انکو عذاب سے بچا لیوے وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور تحقیق واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کیا ہے انھوں
نے اپنی جانوں پر کفر کو اختیار کرکے عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ عذاب ہے سوائے اس عذاب آخرت کے کہ عذاب آخرت تو ہوئیگا لیکن سوا اسکے قبر
میں بھی عذاب ہوگا اور رجعت میں بھی عذاب ہوگا اور یا بروز جنگ بدر قتل کیے جاویں اور قحط میں سات برس کے مبتلا ہوں وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ اور لیکن
اکثر ان کافروں کے آدمی لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں اس عذاب کے واقع ہونیکو وَاصْبِرْ اور صبر کر تو اے محمد لِحُكْمِ رَبِّكَ واسطے حکم پروردگار
اپنے کے ان کافروں کے مقدمہ میں کہ انکو مہلت دی ہے اور ابھی عذاب ان پر نازل نہیں کیا ہے اور تجھکو ابتک انکی آزار کھینچنے پڑتے ہیں فَاِنَّكَ پس تحقیق
کہ تو بِاَعْيُنِنَا ساتھ نگہداشت ہماری کے ہے یہ کلمہ دیکھنے کی جگہ میں استعمال کیا جاتا ہے یعنی ہم تجھکو دیکھتے ہیں اور کوئی بات تیری ہمپر پوشیدہ نہیں
پس لطف اور مہربانی کی نظر سے ہم تیری محافظت کرتے ہیں انکے مکر سے وَسَبِّحْ اور پاکی سے یاد کر تو خدا کو اور تسبیح کر تو بِحَمْدِ رَبِّكَ ساتھ
حمد و شکر پروردگار اپنے کے حِيْنَ تَقُوْمُ جس وقت اٹھے تو خواب سے اور کہتے ہیں کہ مراد تسبیح اور حمد سے نماز ہے یعنی نماز پڑھ تو جب
اٹھے تو خواب سے اور مراد اس سے نماز شب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نماز صبح ہے وَمِنَ الَّيْلِ اور بعضے رات میں فَسَبِّحْهُ پس پاکی سے یاد کر تو اسکو
یعنی نماز پڑھ تو اور مراد اس سے نماز مغرب اور عشا کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نماز تہجد ہے اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ آنحضرت
شب کو تین مرتبہ بیدار ہوتے تھے اور آسمان کے کنارونکی طرف ملاحظہ فرماتے تھے اور پانچ آیتیں آخر سورہ عمران میں سے انک لا تخلف المیعاد تک
پڑھتے تھے اور بعد اسکے نماز شب کو شروع کرتے تھے وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ اور نماز پڑھ تو وقت پیچھے جانے ستارونکے یعنی وقت پوشیدہ ہونے
ستارونکے صبح کی روشنی سے اور جناب رسولخدا اور امیر المومنین اور حسن مجتبیٰ اور امام محمد باقر اور امام رضا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ مراد
اس سے دو رکعت نافلہ صبح کی ہیں اور زید نے ادبار کو بفتح ہمزہ پڑھا ہے اور رسولخدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دو رکعت نافلہ
صبح بہتر ہیں سرا سر چیز سے کہ جسپر آفتاب پڑے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فریضہ صبح سے ہے سورۃ النجم یہ سورہ مکی ہے مگر ایک آیت اسکی مدنیہ میں
نازل ہوئی ہے الذین یجتنبون کبائر الاثم اور کل آیتیں اسکی باسٹھ ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر روز یا ہر شب اس سورت کو
پڑھے تو درمیان تمام آدمیوں کے تعریف کیا گیا ہو اور سب آدمی اسکو دوست رکھیں اور گناہ اسکے بخشے جاویں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى قسم ہے ستارہ کی جس وقت کہ طلوع کرکے نیچے کو اترے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ نہیں گمراہ ہوا ہے صاحب
تمہارا اے قریش کہ وہ محمد ہے اور طریق حق سے نہیں پھرا ہے وَمَا غَوٰى اور نہ خطا کی ہے انھوں نے اس امر میں کہ جو تمسے انھے کہا ہے وَمَا يَنْطِقُ اور نہیں
بولتا ہے وہ عَنِ الْهَوٰى خواہش نفس سے اور نہ وہ کلام کرتا ہے اپنی طبیعت کی رغبت سے اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى نہیں ہے وہ بولنا مگر وحی کہ
بھیجی جاتی ہے خدا کی طرف سے اس سورہ کے اول کی شان نزول میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ہمنے نماز عشا ایکمرتبہ رسولخدا کے ہمراہ پڑھی جس وقت
حضرت نے سلام پھیرا تو ہماری طرف منہ کرکے فرمایا کہ قریب ہے کہ وقت طلوع فجر کے ستارہ گرے اور تم میں سے ایک شخص کے گھر میں وہ ستارہ گرے گا اور جس شخص
کے گھر میں وہ ستارہ گریگا پس وہ شخص وصی میرا ہے اور خلیفہ میرا ہے اور امام ہے بعد میرے پس جس وقت کہ صبح قریب ہوئی تو ہر ایک شخص ہم

سورۃ النجم

ہیں اپنے گھر میں ستارہ کے گرنیکا منتظر ہو کر بیٹھ گیا اور ہر ایک کو آرزو یہ تھی کہ میرے گھر میں یہ ستارہ گرے اور سب سے زیادہ طمع اس امر کی میرے باپ عباس کو تھی
پس جس وقت کہ صبح ہوئی تو ستارہ آسمان کی طرف سے ٹوٹ کر علی ابن ابیطالب کے گھر میں گرا رسول خدا نے علی سے فرمایا کہ اے علی قسم ہے اس شخص کی کہ
جس نے مجھکو پیغمبر کر کے بھیجا ہے البتہ تحقیق واجب ہوئی ہے واسطے تیرے وصیت اور خلافت اور امامت بعد میرے پس منافقوں نے جس وقت یہ سنا تو کہا کہ محمد
گمراہ ہو گیا ہے علی کی محبت میں اور نہیں کہتا ہے اسکی شان میں مگر اپنی خواہش سے اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی کہ والنجم اذا ہوی یعنی قسم ہے
ستارہ کی جس وقت ٹوٹ کر گرے کہ نہیں گمراہ ہوا ہے صاحب تمہارا کہ وہ محمد ہے علی کی محبت میں ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی اور نہیں کہتا ہے علی کی شان میں اپنی
خواہش نفس سے نہیں ہے وہ فرمانا اسکا علی کے حق میں مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے اسپر خدا کی جانب سے ان ہو الا وحی یوحی اور یہ روایت تھوڑے سے فرق سے اہل سنت کی کتابوں میں
بھی موجود ہے چنانچہ ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا ابن عباس نے کہ ہم ایک روز رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھے اور
بنی ہاشم بھی بہت بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک ستارہ آسمان سے زمین کی طرف آیا رسول خدا نے فرمایا کہ جسکے گھر میں یہ ستارہ گرے وہ بعد میرے [illegible] وصی ہوگا اور
بعد اسکے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ستارہ علی ابن ابیطالب کے گھر میں گرا ہے لوگوں نے کہا کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ ہو گئے ہیں پس خدا نے یہ آیت
نازل کی اور بعضے مفسرین نے اس آیت کی شان نزول یوں بیان کی ہے کہ جس وقت رسول خدا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو جتنے اصحاب
انصار اور مہاجرین نے جو کہ حضرت کے ہمراہ مکہ سے آئے تھے مسجد کے گرد آنحضرت کے مکان بنائے اور ہر ایک نے اپنے گھر سے مسجد کی طرف اپنے گھر کا دروازہ کھولا بعد
ایک مدت کے کہ مسلمان قوی اور کثرت سے ہو گئے تو جبرئیل آئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ مسجد کی طرف جو لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے کھولے
ہیں وہ سب بند کر لیں پہلے سب سے امیر المؤمنین اپنا دروازہ بند کرنے پر مستعد ہوئے اور رسول خدا جو انکے گھر پر گئے اور انکو دروازہ بند کرنے پر تیار
دیکھا تو فرمایا کہ تمکو دروازہ بند کرنیکا حکم نہیں ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں جس وقت علی کا دروازہ بند نہوا اور لوگوں کے دروازے بند ہو گئے
تو بعضے صحابہ کو ناگوار معلوم ہوا اور اسکا بہت رنج کیا اور منافقین نے کہا کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ ہو گیا ہے حضرت نے لوگوں کا تردد جو سمجھا تو
ممبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ خدا نے اپنی طرف سے لوگوں کو حکم دیا تھا اور علی کا دروازہ کھلا سوا اسنے کہا ہے مگر [illegible] تو یہ آیت
نازل ہوئی کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ نہیں ہوا ہے اور وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا ہے بلکہ موافق وحی کے کہتا ہے اور اہلسنت کی کتابوں میں حضرت
صادق سے منقول ہے کہ مراد ستارہ سے وجود محمد ہے کہ شب معراج آسمان سے نیچے کو آیا یا اوپر کو گیا اور منقول ہے کہ حضرت کے اوپر جانیکے بعد ابو طالب نے لوگوں سے
کہا کہ محمد شام سے گھر نہیں آئے اور کہیں نشان اسکا نہیں ملتا تمام شب حضرت کو تلاش کیا اور امیر المؤمنین بھی تلاش کرتے پھرتے تھے اور ام ہانی حجرہ میں
ڈھونڈھتی تھی اور کہیں انکو نہیں پاتے تھے ابو طالب نے ہتیار لگا کر سب بنی ہاشم کو جمع کیا اور کہا کہ اگر محمد صبح کو نہ ملا تو سبکو خواری اور زاری سے قتل کرونگا
جس وقت صبح قریب ہوئی تو ستارہ نہایت روشن آسمان سے اترا اور ہر ساعت زمین کے نزدیک چلا آتا تھا یہانتک کہ رسول خدا کے دروازہ پر وہ ستارہ اترا
جس وقت لوگوں نے نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ رسول خدا تھے اس ستارہ کی خدا نے قسم کھائی ہے کہ والنجم اذا ہوی اور عمرو بن زبیر نے روایت کی ہے کہ جس وقت یہ
سورۃ نازل ہوئی تو عتبہ بن ابی لہب نے کہا کہ قسم ہے خدا کی البتہ اذیت پہنچاؤنگا میں محمد کو پس نزدیک حضرت کے آیا اور آپ کے پیرہن پر تھوکا اور کہا کہ اے
محمد انا کافر بالنجم اذا ہوی یعنی اے محمد میں کفر کرنیوالا ستارہ کا ہوں جسوقت وہ اوپر سے نیچے کو آئے حضرت اس سے دلتنگ ہوئے اور اسکے واسطے دعا بد کی
اور فرمایا اے خدا اپنے درندوں میں سے ایک درندہ کو اسپر غالب کر کہ وہ اسکو کھائے اور بعد اسکے عتبہ کفار قریش کے قافلہ کے ہمراہ واسطے تجارت کے روانہ
ہوا راہ میں ایک منزل میں مقام کیا اور اسجگہ ایک دیر تھا اسکے پجاری نے آواز دی کہ یہ منزل درندوں کی ہے یہاں اپنے تئیں درندوں سے نگاہ رکھو ابو لہب نے کہا
کہ آج کی رات میری مدد کرو اے گروہ قریش کے اسواسطے کہ میں ڈرتا ہوں اپنے بیٹے کیطرف سے کہ محمد نے اسکے واسطے دعا بد کی ہے ان لوگوں نے اپنے سب بار جمع کئے اور ان
باروں کے اوپر عتبہ کو سلایا اور خود اسکے گرد سوئے اور اونٹوں کو اپنے گرد چاروں طرف بٹھایا جسوقت قدر رات گزری تو ایک شیر آیا اور اونٹوں سے گزر کر ان
آدمیوں کے پاس پہنچا ایک ایک آدمی کو سونگھتا تھا یہانتک کہ ان باروں کے اوپر گیا اور عتبہ کو سونگھا عتبہ نے آواز دی کہ مجھکو محمد کے خدا نے قتل کیا

اور اسی وقت شیر نے عتبہ کا سر اسکے بدن سے جدا کیا اور تمام اسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور بعضے ٹکڑوں کو کھاکر واپس چلا گیا اور سوا عتبہ کو اور کسی
آدمی کو آزار نہ پہنچایا اور وحی کے پہنچانے والے خدا کی جانب سے رسولخدا کے پاس جبرئیل ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ سکھلایا
سخت رکھنے والے قوتوں کے یعنی جبرئیل کہ وہ بہت مضبوط اور سخت قوتوں والا ہے وہ وحی کو رسولخدا کے پاس لایا خدا کی طرف سے اور حضرت کو وحی کی
اور تعلیم کی اور قوت جبرئیل کی ایسی سخت تھی کہ قوم لوط کے شہروں کو زمین سے اکھاڑ کر اپنے پر پر رکھا اور اسقدر آسمان کے قریب ان شہروں کو لیکر پہنچے
فرشتوں نے ان شہروں کے کتوں کی آوازیں سنی اور بعد اسکے ان شہروں کو زمین پر الٹ دیا اور قوم ثمود کو ایک چیخ سے ہلاک کیا اور ایسی قوت ہے کہ آسمان سے
پر انبیاء کے پاس آنا اور پھر آسمان کو جانا چشم زدن سے زیادہ جلدی کے عرصہ میں ہوتا تھا اور کہتے ہیں کہ جبرئیل نے ارض مقدس میں ابلیس کو دیکھا کہ حضرت
عیسیٰ سے گفتگو کرتا ہے جبرئیل نے اپنے بازو کو حرکت دی اس ہیبت سے ہوا جو نکلی تو اس سے ابلیس کو ہند کے پہاڑ پر پھینکدیا اور جبرئیل کے وصف میں فرماتا
ہے کہ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ صاحب مضبوطی رائے اور تیزی عقل کا اور دیانت والا ہے وہ اور ابن عباس کے نزدیک ذومرۃ بمعنی خوبصورت ہے اور بعضے کہتے ہیں
دراز قد ہے اور بعضے کہتے ہیں معنی اسکے سلامت ہونا آفتوں اور عیبوں سے ہیں اور یا یہ کہ گزرنے والا ہے ہوا پر بطریق اترنے اور چڑھنے کے فَاسْتَوٰى ۙ
پس سیدھا کھڑا ہوا وہ جبرئیل اپنی صورت اصلی پر کہ جس صورت میں وہ پیدا ہوا ہے بدون اس صورت کے کہ جس صورت میں آکر وحی کو پیغمبر خدا کے پاس لاتا تھا
کہ دحیہ کلبی کی یا اور کسیکی صورت اور منقول ہے کہ کسی پیغمبر نے جبرئیل کو اصلی صورت میں نہیں دیکھا سوائے ہمارے پیغمبر کے کہ دو دفعہ جبرئیل کو صورت اصلی میں دیکھا
ایکدفعہ تو زمین پر جانب مشرق میں اور بعد اسکے دوسری دفعہ آسمان پر شب معراج کو سدرۃ المنتہی کے نزدیک پس جبرئیل نے اپنے تئیں صورت اصلی میں
اول مرتبہ حضرت کو دکھلایا وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۭ جسوقت کہ وہ جبرئیل بیچ کنارے بلند تر آسمان کے تھا اور وہ انتہا دنیا کی ہے نزدیک طلوع
کرنے آفتاب کے بہ نسبت کنارہ مغرب کے زیادہ بلند ہے اور حضرت نے جبرئیل کو دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک تمام جگہ کو اپنے پروں سے گھیر لیا ہے جس وقت
اس شکل سے جبرئیل کو دیکھا تو بیہوش ہو گئے اور جس وقت ہوش آیا تو جبرئیل کو آدمی کی صورت میں اپنے پاس بیٹھا ہوا پایا کہ ایک ہاتھ اپنا حضرت کے سینہ پر
رکھے ہوئے تھا اور دوسرا ہاتھ حضرت کے شانے پر اور حق تعالیٰ نے اسکی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ثُمَّ دَنَا پھر نزدیک ہوا جبرئیل پیغمبر سے بعد ہوش میں آنے
پیغمبر کے فَتَدَلّٰى ۙ پس جھک آیا کنارہ آسمان سے طرف پیغمبر کے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کے لفظوں میں تقدیم اور تاخیر ہے اور اصل میں یوں ہے
کہ ثم تدلی فدنی یعنی پھر جھک آیا طرف پیغمبر کے پس نزدیک ہوگیا حضرت سے اس واسطے کہ پہلے جھکنا ہے اور بعد اسکے نزدیک ہونا نہ عکس اسکا حاصل یہ کہ جبرئیل
نے سر اپنا اٹھایا اور حجابات کو جو طرف پیغمبر کے پس نزدیک ہوا بعد اسکے کہ افق اعلیٰ پر تھا اور یہ بھی جبرئیل کے کمال قوت پر دلالت کرتا ہے کہ
آسمان کے کنارہ سے اپنے تئیں حضرت کے پاس پہنچایا اور بعضے کہتے ہیں کہ دنو کے معنی قریب ہونیکے ہیں اور تدلی کے معنی نازل ہونیکے اور بعضے دنو کو بمعنی قرب
اور تدلی کو بمعنی نزدیک ہونے کے کہتے ہیں اگر یہ معنی اسکے آئے ہوں تو تقدیم اور تاخیر کی احتیاج نہیں ہے اور اب جبرئیل کے پیغمبر سے نزدیک ہونیکو
بیان کرتا ہے کہ کسقدر نزدیک تھا چنانچہ فرماتا ہے کہ فَكَانَ پس تھا نزدیک ہونا جبرئیل کا پیغمبر سے قَابَ قَوْسَيْنِ مقدار دو کمانوں کا اَوْ اَدْنٰى ۚ یا نزدیک
تر اس سے بھی یعنی اس طرح سے جبرئیل پیغمبر سے نزدیک ہوا کہ اگر کوئی دیکھتا تو اسی قدر یا اس سے بھی زیادہ نزدیک پاتا اور انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ
معنی قاب قوسین کے رسولخدا سے پوچھے گئے فرمایا کہ مقدار دو ہاتھ کے یا کمتر اس سے ہے پس اس صورت میں مراد قوس سے کمان نہوگی بلکہ وہ چیز ہوگی کہ جس سے
کسی چیز کو قیاس کرتے ہیں اور یہاں قوس سے ہاتھ قیاس کئے گئے ہیں اور جسوقت جبرئیل پیغمبر سے نزدیک ہوا تو فَاَوْحٰٓى پس وحی کی یعنی وحی پہنچائی
جبرئیل نے اِلٰى عَبْدِهٖ طرف بندہ اس خدا کے کہ وہ بندہ اسکا محمد ہے مَآ اَوْحٰى ۭ جو کچھ کہ وحی کی اور از انجملہ یہ تھا کہ للہ ما فی السموات وما فی الارض
وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ چنانچہ سورہ بقر کے آخر میں ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ ولایت علی کی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ وحی
یہ تھی کہ بتحقیق بہشت حرام ہے انبیاء پر یہانتک کہ تو اسمیں داخل ہو اور سب امتوں پر حرام ہے یہانتک کہ تیری امت داخل ہو اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ وحی
یہ تھی کہ الم یجدک یتیما فاوی اور بعد اسکے الم نشرح کی آیہ کی "ورفعنا لک ذکرک" تک اور بعضے کہتے ہیں کہ استوی بمعنی ارتفع ہے یعنی بلند ہوا جبرئیل

جانب آسمان کے بعد اسکے کہ پیغمبر کو دینی تعلیم کی اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر ہو کی دھو بالافق الاعلیٰ میں طرف پیغمبر کے پھرتی ہے یعنی سیدھا کھڑا ہوا جبرئیل
جس وقت کہ پیغمبر افق اعلیٰ پر تھا یعنی آسمان دنیا پر وقت روانگی معراج کی اور کہتے ہیں کہ تمام ضمیریں شدید القویٰ سے یہاں تک حضرت حق سبحانہ کی طرف پھرتی
ہیں پس مراد شدید القویٰ سے سختی قوت اور قدرت حق سبحانہ کی ہوگی جیسا کہ فرمایا ہے کہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین اور نزدیک ہوئے خدا کے طرف پیغمبر کے بلندی
مرتبہ رسولخدا کی مراد ہے نزدیک خدا تعالیٰ کے اور تدلیٰ اور جھکنے سے مراد کھینچنا اپنے حبیب کا ہے اپنی جانب واسطے کثرت اور شدت محبت اس حضرت کے اور جس وقت
کوئی چیز دوسری چیز سے بہت نزدیک ہوتی ہے تو عرب کہتے ہیں کہ یہ اس سے بمقدار دو کمان کے پاس ہے بلکہ بھی زیادہ نزدیک ہے پس رسولخدا کو جو نہایت قرب
اور مرتبہ جانب خدا سے حاصل تھا اس واسطے ایسا فرمایا ہے نہ یہ کہ کسی جگہ اور مکان میں خدائے تعالیٰ پیغمبر سے اسقدر نزدیک ہوا ہو اس واسطے کہ خدا تعالیٰ
مکان سے پاک ہے اور اسکے واسطے کوئی مکان نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر دنیٰ تدلیٰ کی پیغمبر کی طرف پھرتی ہے اور ضمیر کان کی قرب کی طرف جو کہ خدا
کے اور پیغمبر کے درمیان تھا اور ضمیر اوحیٰ کی طرف حق سبحانہ کے پھرتی ہے یعنی شب معراج رسولخدا نزدیک خدا کے پہنچے اور قرب درگاہ الہی کے ہو مرتبہ پہنچا
نہ مکان میں پس متدلی ہوئے یعنی فروتنی کی اور سر نیچے کو جھکایا سجدہ کے واسطے واسطے ادا کرنے شکر اس نعمت کے کہ خدا کی قربت حاصل ہوئی تاکہ
سبب زیادتی نعمت کا ہو پس قرب پیغمبر کا اور خدا کا بمقدار دو کمان کے تھا بلکہ کمتر اس سے اور یہ کنایہ ہے تاکید قرب سے اور واسطے سمجھانے لوگوں کے اس مثل
میں بیان کیا اس واسطے کہ عادت عرب کی یہ تھی کہ اگر عہد و پیمان کو پختہ کرنا چاہتے اور ارادہ یہ ہوتا کہ اس عہد میں کسی طرح کا نقصان اور خلل واقع نہ ہو
تو وہ دو تو عہد باندھنے والے اپنی اپنی کمان کو حاضر کرتے اور دونوں کمانوں کو آپس میں ملاتے اور دونو ایکدفعہ ہی قبضہ کو پکڑ کر کھینچتے اور دونو متفق
ہو کر تیر ڈالتے اور اس عمل سے ایسا جانتے کہ ہمارا و میان موافقت کلی حاصل ہو گئی ہے پس اس آیت میں اشارہ طرف استواری قرب اور محبت خدا اور
پیغمبر میں ہوگا اور یہی مضمون منہج الصادقین میں مذکور ہے اور حضرت سجاد علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیا خدا کو مکان کیساتھ وصف کر سکتے ہیں اور ایسا
بات کہہ سکتے ہیں جس سے پایا جاتا ہو کہ خدا کے واسطے بھی مکان ہو فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا مرتبہ اس سے بلند ہے اور مکان اسکے واسطے نہیں ہے
اس شخص نے کہا کہ پھر کس واسطے خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کو شب کو آسمان پر لیگیا تاکہ دکھلائے اسکو بادشاہی آسمانوں کی اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے عجیب
و غریب کا عجائب اور طرح طرح کی مخلوقات اسکی اور خدا فرماتا ہے کہ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ فرمایا
کہ وہ رسول اللہ تھے کہ نزدیک ہوئے نور کے حجابوں سے پس دیکھا آسمانوں کی بادشاہی کو پھر نیچے کو جھکے پس نظر کی اپنے نیچے کی طرف اور دیکھی بادشاہی
زمین کی یہاں تک کہ گمان کیا حضرت نے کہ نزدیک پہنچیں زمین سے بمقدار دو کمان کے یا کمتر اس سے ہوں اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
خدا اپنے حبیب کو لیگیا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک مہینے کی راہ اور آسمانوں کی ملکوت میں لیگیا پچاس ہزار برس کی راہ تہائی رات کی کمتر میں یہاں
تک کہ پہنچے حضرت ساق عرش تک پس نزدیک ہوئے علی کے پس جھکا بہشت میں سے واسطے ان حضرت کے رفرف سبز اور ڈھک لیا نور نے
بینائی کو حضرت کی پس دیکھا رسولخدا نے اپنے پروردگار کی عظمت اور جلال کو دل سے اور نہ دیکھا اسکو آنکھوں سے پس تھا مقدار دو کمان کے اس عظمت
اور رسولخدا میں فاصلہ یا کمتر اس سے اور مراد اس سے نہایت قریب اور نزدیک ہونا درگاہ خدا کا ہے القصہ خدا واسطے تحقیق ان چیزوں کی جو حضرت نے
دیکھی تھیں فرماتا ہے کہ **مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ** نہ جھوٹ کہا دل محمد کے نے **مَا رَأَى** اس چیز کو دیکھا کہ جبرئیل کو اسکی صورت اصلی میں دیکھا اور انہیں
کسی طرح کا وہم نہیں ہوا اور نہ شک اور شبہہ واقع ہوا بلکہ جبرئیل کو دیکھ کر یقین کیا کہ یہ صورت جبرئیل کی ہے اور کسی دوسری چیز کی نہیں ہے
اور اگر مراد اس سے خدا کا دیکھنا ہو تو خدا کو رسولخدا نے دل سے دیکھا نہ آنکھ سے اس واسطے کہ وہ آنکھ سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے خدائے تعالیٰ کو دل سے دیکھا ہے کیا نہیں سنا ہے تونے کہ فرماتا ہے کہ نہیں جھوٹ کہا ہے
محمد صلعم نے جو کچھ کہ دیکھا ہے کہ نہیں دیکھا ہے اس کو آنکھ سے بلکہ دیکھا ہے اس کو دل سے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ نہیں جھوٹ کہا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جو کچھ کہ اس کی آنکھوں نے دیکھا ہے اور بعد اس کے خبر دی

لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ یعنی البتہ تحقیق دیکھا محمد نے نشانیوں پروردگار اپنے کی بڑی نشانیاں اسکی قدرت کی یعنی اون نشانیاں پروردگار کی
نہ دیکھا اپنی آنکھ سے خدا کا دیکھنا ثابت نہیں ہوسکتا اور اگر آنکھ سے دیکھا ہو تو خدا کی قدرت کی نشانیونکو دیکھا ہو خدا کو چنانچہ بعض نے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا
دیکھنا ... اور اگر خدا کو دیکھا ہے تو وہ دلسے دیکھا ہے چنانچہ اوپر کی روایتوں میں گذرا ہے اور بعض صحابہ نے حضرت سے پوچھا کہ کیا دیکھا ہے تو نے اپنے پروردگار کو فرمایا
دل سے دیکھا ہے آنکھ سے نہیں دیکھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ محمد نے اپنے پروردگار کو دل سے دیکھا یعنی اسکی قدرت کی نشانیاں دیکھیں کہ انکا یقین ہوا اگرچہ یقین
پہلے ہی سے تھا لیکن اسپر ترقی ہوئی اور دل مطمئن ہوا اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ رسولخدا سے کسی نے پوچھا کہ شب معراج تو نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے فرمایا کہ ایک
نہر دیکھی ہے اور پیچھے نہر کے ایک حجاب دیکھا ہے اور پیچھے حجاب کے ایک نور دیکھا ہے اور سوا اسکے کچھ نہیں دیکھا ہے اور صحیح زیادہ وہ ہے کہ جو اس سے پہلے حضرت سجاد کی
روایت میں گذرا ہے کہ بادشاہی آسمانکی اور زمین کی او عجیب و غریب مخلوقات اور نشانیاں خدا کی قدرتکی دیکھی تھیں اور ابو جعفر اور ہشام نے کذب کو کذب تنبیہ
ڈال چڑھا ہے اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا معراج سے تشریف لائے تو صحابہ کو خبر دی اپنے دیکھنے کی کہ میں نے ایسا کچھ دیکھا ہے اور قریش کے کافروں نے جو سنا تو
حضرت کو جھٹلایا اور حضرت کے فرمانیکو جھوٹ بتانا اور جھگڑنیکو مستعد ہوئے اور حضرت سے علامتیں بیت المقدس کی اور خبر اپنے کاروان کی پوچھی حضرت نے بیان
کیا چنانچہ ذکر اسکا مفصل سورہ بنی اسرائیل میں گذر گیا ہے یہاں ذکر قصہ معراج کے اور سبب انکار ان جھگڑنیکے فرماتا ہے افتمٰرونہ کیا پس جھگڑتے
ہو تم اے کافر قریش اس محمد سے علیٰ ما یریٰ اوپر اس چیز کے کہ دیکھتا تھا وہ شب معراج میں نشانیاں قدرت خدا کی ... عجیب مخلوقوں خدا کی
اور جبرئیل کی اسکی صورت اصلی پر ولقد راٰہ اور البتہ تحقیق دیکھا ہے پیغمبر نے اس جبرئیل کو اسکی صورت اصلی پر نزلۃ اخریٰ دوسری بار عند
سدرۃ المنتہیٰ نزدیک درخت سدرۃ المنتہی کے اور سدر بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور وہ درخت ساتویں آسمانپر ہے عرش کی جڑ میں اور شاخیں
اور پتے اسکے تمام عالم کے لوگوں پر ہیں اور علم ملائکہ کا اور تمام مخلوقات کا وہاں منتہی ہوتا ہے اسواسطے اسکو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں اور وہاں سے آگے کسیکا
علم نہیں گذرتا ہے اور اسیواسطے امیر المومنین نے فرمایا تھا کہ پوچھو تم مجھسے اس چیز سے کہ عرش کے نیچے ہو اور اعمال بھی بندونکے وہیں منتہی ہوتے ہیں اس سے
آگے نہیں گذرتے اور جو کچھ اسکے آگے ہے سوائے خدا کے اسکو نہیں جانتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ انتہا اسکی اس اعتبار سے ہے کہ نہایت فرشتونکے چڑھنیکی
وہی ہے اور اس سے آگے وہ نہیں جاسکتے اور اسکے نیچے سے ملائکہ اور ارواح مومنین کی اسپر چڑھتے ہیں اور وہاں پہنچکر اکٹھے ہوجاتے ہیں اور آگے نہیں
جاسکتے اور امام رضا نے فرمایا ہے کہ جسوقت رسولخدا کو آسمانوں پر لے گئے اور سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک وہ پہنچے تو حجابوں میں سے ... رسولخدا نے ... اور
عظمت پروردگار کا اسمیں جسقدر کہ چاہا خدا نے اور منظور ہوا دکھلانا اسکا اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جسوقت رسولخدا سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرئیل آگے جانے سے رکے
حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل تو ایسے مقام میں مجھکو تنہا چھوڑتا ہے کہا اے یا رسولخدا آگے کو جاؤ تم ایسی جگہ پہنچے ہو کہ اب تک مخلوقات خدا میں سے کوئی وہاں نہیں پہنچا مجھسے
فرماتے ہیں حضرت کہ میں دیکھا میں نے پروردگار کے نوروں سے اور حائل ہوا درمیان میرے اور درمیان سجدے کے پھر پوچھا کہ کیا چیز ہے پس اشارہ کیا اپنے منہ سے
طرف زمین کے اور اپنے ہاتھ سے طرف آسمان کے اور تین مرتبہ فرمایا جلال ربی اور دوسری روایتمیں انہیں حضرت سے ہے کہ جس وقت سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرئیل
کھڑا ہو رہا اور رسولخدا آگے کو چلے اور جبرئیل پیچھے رہ گئے اور کہا کہ یا رسولخدا التحقیق یہ سدرہ جگہ میری ہے کہ خدا نے میرے واسطے مقرر کی ہے اور مجھے طاقت نہیں ہے کہ آگے
اس سے بڑھوں اور لیکن تم آگے کو جاؤ سدرہ کی طرف پس رسولخدا آگے کو گئے اور جبرئیل پیچھے کو رہ گئے اور امام نے اسکا سدرۃ المنتہیٰ ہونا یہ ہوا ہے کہ فرشتے اعمال اہل زمین کے لیکر
سدرہ تک چڑھتے ہیں اور کرام کاتبین سدرہ کے نیچے لکھتے ہیں جو کچھ اعمال بندونکے کہ فرشتے زمین سے لیکر جاتے ہیں اور سدرہ پر جاکر منتہی ہوتے ہیں فرمایا امام
نے کہ میں نے دیکھیں رسولخدا نے شاخیں اس درخت کے نیچے عرش کے اور گرد اسکے اور روشن ہوا واسطے محمد کے نور جبار کا پس جس وقت ڈھانکا نور نے محمد کو
تو آنکھیں انکی پتھرا گئیں اور کھلی رہ گئیں اور گوشت شانہ کا کانپنے لگا خدا نے دلکو اور آنکھونکو محمد کے قوی کیا یہانتک کہ دیکھا خدا کی قدرتکی نشانیوں میں سے جو کچھ کہ
دیکھا اور یہی ہے مراد ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ سے اور یہی مراد ان لوگونکی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ راہ کی ضمیر خدا کی طرف پھرتی ہے نہ جبرئیل کی طرف اور
پہلے اس سے گذر گیا ہے کہ دلکی آنکھ سے خدا کو دیکھا تھا اور فرمایا امام نے کہ دیکھا محمد نے اپنی آنکھ سے اپنے پروردگار کی قدرت کی بڑی نشانیونکو اور دل سدرہ کا

سو برس کی راہ کا ہے اور ایک پتہ اسکا تمام دنیا کے لوگوں کو ڈھانکے اور رسولخدا نے فرمایا کہ ہر پتے پر اسکے بیٹھے ایک فرشتے کو دیکھا کہ کھڑا ہوا تسبیح خدا کی کرتا ہے اور
منقول ہے کہ تمام نہریں بہشت کی اس درخت کے نیچے سے نکلتی ہیں عِنْدَهَا نزدیک اس درخت سدرہ کے جَنَّةُ الْمَأْوٰى ؕ بہشت جگہ ہے متقیوں کی ہے اور
جنت الخلد ہے کہ ساتویں آسمان پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ آدم کے رہنے کی جگہ ہے اور ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جگہ ہے جبرئیل اور تمام ملائکہ کی ہے
اور صحیح زیادہ یہ ہے کہ وہ پرہیزگاروں اور نیکوں کی جگہ ہے القصہ رسولخدا نے جبرئیل کو اپنی آنکھ سے اسکی صورت اصلی میں دیکھا یا خدا کو دیکھا اِذْ يَغْشَى
السِّدْرَةَ جس وقت کہ ڈھانکا تھا سدرہ کو مَا يَغْشٰى ؕ اس چیز نے کہ ڈھانکا تھا اسمیں اشارہ ہے طرف تعظیم اور کثرت ڈھانکنے والے اس درخت کے کہ کوئی وصف اسکی بیان
کو نہیں پہنچ سکتا اور تعریف اسکی کسی سے نہیں ہو سکتی ہے اور اسکی حقیقت کو کوئی نہیں پا سکتا ہے قمی نے لکھا ہے کہ جس وقت اسکے اور رسولخدا کے درمیان
حجاب اٹھا دیا تو اسکے نور نے سدرہ کو ڈھانکا اور گھیر لیا اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے عجائب اور غرائب صنعتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں کمال قدرت اور علم خدا پر
اور یہی زیادہ صحیح ہے اور بسیار کثرت سے ملائکہ اس درخت پر جمع ہوئے تھے اور عبادت خدا میں مشغول تھے چنانچہ پہلے اس سے مذکور ہوا ہے رسولخدا کی [illegible]
یہ ہے کہ ہر پتے پر اسکے لاکھ فرشتے کھڑے ہوئے عبادت خدا میں مشغول تھے اور منقول ہے کہ فرش طلائی سے اسکو پوشیدہ کیا تھا اور جناب رسولخدا باوجود دیکھنے
ایسے عجیب و غریب چیزوں کے آسمانوں پر ملاحظہ فرمائی نہیں کمال ادب اور بلندی ہمت سے کسی شے پر توجہ نہیں کرتے تھے اور دیدہ دل اسکو مشاہدہ جمال بے زوال الہی کے
کسی چیز پر نہیں کھولتے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ ؕ نہ کجی کی دیدہ دل محمدؐ نے یعنی جانب راست اور چپ نگاہ نہ کی بلکہ ہر دم مقام یقین میں اپنے
پروردگار کے جمال کی طرف نگاہ تھی وَمَا طَغٰى ؕ اور نہ حد سے گذری وہ آنکھ کہ جو حد کہ مقرر تھی پہنچنے کیواسطے اسی حد پر ثابت قدم رہی اور اس سے آگے نہ بڑھی
اور کسی طرح کا فرق نہ کیا لَقَدْ رَاٰى البتہ تحقیق دیکھا یعنی قسم ہے خدا کی کہ دیکھا محمدؐ نے شب معراج کو مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ؕ نشانیوں قدرت پروردگار اپنے سے
بڑی نشانیوں کو جیسے کہ دیکھنا جبرئیل کا صورت اصلی پر کہ مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھی مع چھ سو پر کے اور آثار رفرف سبز کا کہ وہ جامہ سبز تھا بہشت کا اور
دیکھنا عرش عظیم کا اور کرسی بلند کا اور سوائے اسکے نہایت عجیب اور غریب چیزیں دلالت کرنے والی کمال قدرت خدا پر حضرتؐ نے ملاحظہ فرمائیں یعنی کہ جو بڑی
بڑی نشانیاں اسکی قدرت کی تھیں اور اب خدا کفار کو ملامت کرتا ہے بتوں کو پوجنے پر اور خالق کی عبادت کو ترک کرنے پر چنانچہ فرماتا ہے کہ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ
وَالْعُزّٰى ؕ کیا پس دیکھتے ہو تم لات و عزیٰ کو اے کفار قریش وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ؕ اور منات تیسرے پچھلے کو یعنی خبر دو تم مجھکو معبودوں اپنے سے کہ پرستش
کرتے ہو تم انکی سوائے خدا کے اور ہمراہ انکی ملائکہ کی پرستش کرتے ہو اور انکو خدا کی بیٹیاں مقرر کیا ہے تمنے اور یہ دو وصف منات کے کہ اسکو تیسرا اور پچھلا کہا ہے تاکید کے
واسطے ہیں جیسے کہ یطیر بجناحیہ یعنی اڑتا ہے ساتھ دو بازو اپنے کے اور یا یہ کہ منات ان دونوں پہلوں سے مرتبہ میں بہت کم تھا اسواسطے کہ وہ لات اور عزیٰ کی عزت و
حرمت منات سے زیادہ کرتے تھے اسواسطے اس منات کو پچھلا اور تیسرا فرمایا اور بعضے منات کی تا کو مشدد پڑھتے ہیں اور کسائی لات کے آخر میں وقف کرتا
ہے تا کیساتھ اور کہتے ہیں کہ کفار قریش ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں گمان کرتے تھے اور انکی صورتوں کے بت بنا رکھے تھے اور ان بتوں کو پوجتے تھے اور انکے واسطے نام بھی خدا کے
ناموں میں سے نکالے تھے اللہ سے تو لات اور عزیز سے عزیٰ اور منان سے منات اور کہتے ہیں کہ لات کو ثقیف کی قوم کے آدمی پوجتے تھے طائف میں اور یا وہ قریش
کا بت تھا نخلہ میں اور لوی سے وہ مشتق ہے بمعنی قیام کردن ہے اور کفار اسکے پاس قیام رکھتے تھے طواف اور پرستش کے واسطے اور بعضے کہتے ہیں کہ لات
بتشدید تا ہے اور وہ ایک مرد تھا کہ ستو گھی میں لت کر کے حاجیوں کو دیا کرتا تھا جس وقت وہ مرا تھا تو کفار اسکی قبر پر بیٹھکر اسکی عبادت میں مشغول ہوئے اور عزیٰ
مونث اعزی ہے یعنی عزیز اور عزیٰ ایک درخت تھا کہ غطفان اسکی پرستش کرتے تھے اور جس وقت اسلام قوت پکڑی تو رسولخداؐ نے اسکو ترڑوایا اسکے اندر
سے شیطانہ نکلی بال اپنے بکھیرے ہوئے اور لوگوں کو اس درخت کی عبادت کے واسطے رغبت دلاتی تھی کہتے ہیں کہ خالد نے اسکے تلوار ماری وہ ہلاک ہو گئی حضرت
کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ وہ عزیٰ تھی اور بعد اسکے وہ ہرگز پرستش نہ کیجائے گی اور بعضے کہتے ہیں کہ عزیٰ بت تھا غطفان کا کہ سعد بن حاتم نے اپنی قوم کے
واسطے بنایا تھا اور بجائے صفا اور مروہ اسکو مقرر کیا تھا اور منات ایک پتھر تھا کہ ہذیل اور خزاعہ اسکی پرستش کرتے تھے اور ابن عباسؓ سے منقول کہ وہ بت
قبیلہ ثقیف کا تھا کہ اسکا طواف کیا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ لات مرد ہے اور عزیٰ عورت ہے اور منات ایک بت تھا حرم سے چھ میل دور اور بعضے

کہتے ہیں کہ یہ تینوں بت تھے پتھر کے اور کعبہ میں رکھے تھے مکہ کے لوگ پرستش انکی کرتے تھے اور مقصود اس آیت سے یہ ہے کہ خبر دو تم مجھکو اے کافرو بتوں کی حال سے
کہ کچھ نفع اور ضرر یہ پہنچا سکتے ہیں اور گمان ان کافروں کا یہ تھا کہ جن یا ملائکہ جو انکے اندر ہیں وہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور انکی عبادت وہ اسواسطے کرتے تھے کہ یہ سفارش
کرینگی خدا سے اور باوجود اسکے حال انکا یہ تھا کہ اگر دختر کسی کے پیدا ہوتی تھی تو اسکو مار ڈالتے تھے اور یا یہ کہ زندہ کو گور میں گاڑ دیتے تھے دختر کی تولد کو عیب جانکر اور جو کہ
عیب دار چیز ہے اب اسکو خدا کے واسطے مقرر کرتے ہیں لہذا انکار اسکا کرتا ہے کہ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَىٰ کیا واسطے تمہارے فرزند نر ہے اور واسطے اس خدا کے
فرزند مادہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ تم لڑکیوں کو حقیر جانتے ہو اور اس امر سے تم بڑی غیرت رکھتے ہو کہ وہ تمہارے یہاں پیدا ہوں پس کیونکر لات اور
مناۃ اور عزی کو خدا کے شریک کرتے ہو اور خدا کا نام اسپر بولتے ہو تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ یہ تقسیم اسوقت ایک تقسیم ہے نادرست اور ظلم اور جو والی
کہ جس کی علت نہیں ہے اس واسطے کہ جو کہ بہتر ہے اسکو تو اپنے واسطے اختیار کرتے ہو اور جو کہ عیب دار اور گھٹیا ہے اسکو خدا کیواسطے مقرر کرتے ہو اور رد کرنے انکے قول کے خدا
فرماتا ہے کہ إِنْ هِيَ نہیں ہیں یہ بت کہ جنکو تم اپنا خدا قرار دیتے ہو إِلَّا أَسْمَاءٌ مگر نام جنکو کہ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ نام رکھ لیا ہے انکا تم نے وَآبَاؤُكُمْ اور
باپوں تمہارے نے کہ وہ فقط نام ہیں اور حقیقت میں وہ کچھ نہیں ہیں اور معنی انکا نام رکھنے کا اور خدا کہنے کا معنی سے وہ بالکل خالی ہیں مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا نہیں
نازل کی ہے خدا نے ساتھ اس نام رکھنے کے مِنْ سُلْطَانٍ کوئی حجت اور دلیل یعنی خدا کی جانب سے ان نام رکھنے کی صحت پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے
کہ اسکو دستاویز مقرر کرکے اپنے مخالف کو مغلوب کرو بلکہ یہ نام رکھنا محض تمہارے نفسوں کی خواہش سے ہے بدون سند اور دلیل کے اور فرماتا ہے کہ إِنْ يَتَّبِعُونَ نہیں
پیروی کرتے ہیں وہ کفار ان بتوں کی پرستش میں إِلَّا الظَّنَّ مگر گمان کی یعنی وہ جو ان بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور اعتقاد انکی شفاعت کا رکھتے
ہیں یہ محض ایک وہم ہے انکا بدون دلیل کے وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ اور نہیں پیروی کرتے ہیں وہ مگر اس چیز کی کہ خواہش کرتے ہیں نفس انکے اور جس
چیز کو انکی طبیعت چاہتی ہے وَلَقَدْ جَاءَهُمْ اور البتہ تحقیق آئی ہے انکے پاس مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ پروردگار انکے کی طرف سے ہدایت یعنی سبب ہدایت
کا کہ وہ پیغمبر ہے اور کتاب کہ راہ حق دکھلانیوالی ہے انکی اور رہنمائی کرنیوالی ہے اس امر کی کہ بت لیاقت معبود ہونیکی اور شفاعت کرنیکی نہیں رکھتے ہیں اور عبادت
سوائے خدا کے کسیکی روا نہیں ہے اور بعد اسکے واسطے انکار آرزو اور شفاعت ان بتوں کی فرماتا ہے أَمْ لِلْإِنْسَانِ کیا واسطے انسان کے ہے یعنی کیا واسطے کافر کے ہے مَا
تَمَنَّىٰ جو کچھ کہ آرزو رکھے وہ یعنی نہیں ہے واسطے انکے جو کچھ کہ آرزو کریں وہ کافر کہ بت انکی شفاعت کریں اور یا یہ کہ آرزو رکھتے ہیں کہ لئن رجعت الی ربی
ان لی عندہ للحسنی یعنی البتہ اگر پھیرا جاؤں میں طرف پروردگار اپنے کے تو تحقیق واسطے میرے نزدیک اسکے البتہ نیکوئی ہے اور یا یہ کہ آرزو کریں کہ ولولا انزل ہذا
القرآن علی رجل من القریتین عظیم اور کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن اوپر ایک مرد کے دو بستیوں مکہ اور طائف میں سے کہ بزرگ ہو وہ مرد اور یا یہ کہ آرزو کریں
وہ لاوتین مالا وولدا یعنی البتہ دیا جاؤنگا میں مال اور اولاد یہ سب خواہشیں اور آرزوئیں انکی باطل ہیں اور نہیں ہے واسطے انکے جو آرزو کہ وہ کریں اور ایسی ایسی
آرزوئیں ولید بن مغیرہ کی تھیں فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ پس خاص واسطے خدا کے ہے ملک آخرت کا وَالْأُولَىٰ اور دنیا کا جو چاہے اپنے ملک میں کرے اور جسکو
چاہے بخشے اسپر کسیکی حکومت نہیں ہے پس کوئی شخص مالک کسی چیز کا نہیں ہوتا ہے مگر اسکے حکم سے اور اسی قول کی تاکید کیلئے فرماتا ہے کہ وَكَمْ مِنْ
مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ اور بہت سے فرشتے بیچ آسمانوں کے ہیں کہ مشرکین انکی شفاعت کی امید رکھتے ہیں کہ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ نہیں بے پروا کرتی ہے
اور نہیں فائدہ بخشتی ہے شفاعت انکی شَيْئًا کسی چیز کو إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ مگر بعد اسکے کہ اذن دیوے خدا شفاعت کرنیکا لِمَنْ
يَشَاءُ واسطے جس شخص کے کہ چاہے فرشتوں میں سے کہ وہ شفاعت کرے آدمیوں میں سے فلانے شخص کی وَيَرْضَىٰ اور پسند کرے کہ اسکی شفاعت تو
کرا اور مصلحت اسکی شفاعت کرنیکی دیکھے پس جسوقت کہ ملائکہ باوجود اس مرتبہ اور تقرب کے بدون اذن خدا کے کسیکی شفاعت نکر سکتے ہوں تو بت کہ بہت
پست اور ذلیل و خوار ہیں وہ کیونکر لیاقت شفاعت کی اپنے عابدوں کے حق میں رکھینگے اور اب ان کفار کی مذمت میں فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ تحقیق جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ آخرت کے اور اعتقاد نہیں رکھتے دوبارہ زندہ ہونیکا اور جزا خدا کا لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ البتہ
نام رکھتے ہیں وہ فرشتوں کا تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ نام رکھنا مادہ کا یعنی کہتے ہیں کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں وَمَا لَهُمْ بِهِ اور نہیں ہے واسطے ان کو ساتھ اس

چیز کے کہ کہتے ہیں وہ ملائکہ کو بارہ وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ اور نہیں ہے ان کو اس کا کچھ علم اور یقین اِن يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے ہیں وہ مگر گمان کی وَ
اِنَّ الظَّنَّ اور تحقیق کہ گمان لَا يُغْنِي نہیں کفایت کرتا ہے اور نہیں فائدہ بخشتا ہے مِنَ الْحَقِّ حقیقت امر سے شَيْئًا کسی چیز کو یعنی گمان کہ
حق کو وہ حقیقت امر کی ہی نہیں پا یا جاتا ہے مگر علم و یقین سے اور گمان اور وہم کا اسمیں اعتبار نہیں ہے کہ آنے حقیقت شئے کی حاصل نہیں ہوتی ہے اور اعتقادی
چیز و میں یقین چاہیے اور گمان اور وہم انہیں کافی نہیں ہے فَاَعْرِضْ پس منہ پھیرے تو اے محمد عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی اس شخص سے کہ منہ پھیرے وہ
عَنْ ذِكْرِنَا ذکر ہمارے سے کہ وہ قرآن ہے شامل ہے تو الا خدا کی توحید کو اور ایمان کے اصول کو وَلَمْ يُرِدْ اور نہیں ارادہ کرتا ہو وہ شخص اپنے عمل سے اِلَّا
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا مگر زندگانی دنیا کو ذٰلِكَ وہ یعنی اختیار کرنا زندگانی دنیا کا مَبْلَغُهُمْ نہایت پہنچنے ان کے کی ہے مِّنَ الْعِلْمِ علم اور دانش
سے اور علم ان کا اس دنیائے فانیہ کے فائدوں اور لذتوں ہی میں منحصر ہے اور یہی اور عوض اسمیں کہتے ہیں اور آخرت کے امور کو کچھ نہیں جانتے ہیں اور انہیں
ہرگز تامل نہیں کرتے اور ہمت انکی مثل چوپایوں کے کھانے اور پینے میں مصروف ہے اِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا هُوَ اَعْلَمُ وہ خوب جاننے والا ہے
اور عالم تر ہے بِمَنْ ضَلَّ ساتھ اس شخص کے کہ گمراہ ہوا ہے اور پھر گیا ہے وہ عَنْ سَبِيْلِهٖ راہ اسکی سے کہ وہ سیدھی راہ ہے وَهُوَ اَعْلَمُ
اور وہ اعلم تر ہے بِمَنِ اهْتَدٰى ساتھ اس شخص کے کہ راہ پائی ہے اس نے طرف حق کے یعنی سب کو جانتا ہے اور اسپر کچھ پوشیدہ نہیں ہے سبکو موافق
عمل کے جزا دے گا اور وہ ایمان لانیوالونکو سب کو جانتا ہے تو ان کو طرف ایمان کے بلانے میں اپنے نفس پاکیزہ کو رنج اور مشقت میں مت ڈال اسواسطے
کہ تجھکو قدرت نہیں ہے اور تیرے اختیار میں نہیں ہے صورت ہدایت پانے کی کسیکی اور تجھپر تو فقط ہمارے حکم کا پہنچانا ہے اور سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے
اور حکم کو ہمارے تو پہنچا تا رہتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے آیہ جہاد سے اور اسکے بعد اپنی کمال قدرت اور ملک کی فراخی کو بیان کرتا ہے کہ وَلِلّٰهِ اور واسطے
خدا کے ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے سبکا مالک و خالق ہے اور غرض انکی پیدا کرنے سے
عبادت اور طاعت ہے کہ انکی عبادت میں مشغول رہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پس عبادت کرنیکی تکلیف دی اور اسکو
یہی حکم دیا لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ تاکہ جزا دیوے ان لوگوں کو کہ اَسَآءُوْا برا کیا ہے انھوں نے بِمَا عَمِلُوْا ساتھ عذاب کے کہ عمل کیا ہے انھوں نے کہ وہ
عذاب آتش دوزخ کا ہے وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا اور تاکہ جزا دیوے ان لوگوں کو کہ نیکی کی ہے انھوں نے بِالْحُسْنٰى ساتھ ثواب نیک کے کہ وہ
باغ ہائے بہشت کے اور بعضوں نے کہا کہ و یجزی الذین متعلق ہے بمن ضل عن سبیلہ کے بھی ہو سکتا ہے اور وللہ ما فی السموات و ما فی الارض جملہ معترضہ ہے اور انہی
نیکی کرنیوالونکی صفت میں فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ وہ لوگ ہیں وہ کہ پرہیز کرتے ہیں وہ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ بڑے بڑے گناہوں سے اور بڑا گناہ وہ ہے کہ
جس کے واسطے وعدہ عذاب کا ہے یا شرع سے اسکی ایک حد مقرر ہوئی ہے اس گناہ سے وہ پرہیز کرتے ہیں وَالْفَوَاحِشَ اور فاحشہ سے یعنی نہایت
قبیح گناہ سے جو اس سے بھی پرہیز کرتے ہیں مثل زنا کے کہ نہایت قبیح ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فحش مراد شرک ہے نعوذ باللہ اِلَّا اللَّمَمَ مگر
گناہ صغیرہ کہ اگر اسپر اصرار نہو تو وہ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرنیوالے سے بخشا جاتا ہے اور عذاب اسپر نہیں ہوتا ہے اور یہ استثنا منقطع ہے اور یا یہ کہ وہ صفت ہے کہ غیر کے معنی
میں ہے اور حضرت صادق نے فرمایا کہ فواحش زنا اور چوری ہے اور لمم یہ ہے کہ آدمی گناہ کے قریب ہو وے اور اسکے استغفار کرے اور توبہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ لمم وہ گناہ
ہے کہ جسپر خدا نے حد مقرر نہیں کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ گناہ ہے کہ جو دل میں گذرا ہے اور ارادہ اسکے کرنیکا ہو لیکن کرے نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مثل
نظر کرنے اور بوسہ لینے کے ہے اور بعضے علما ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ لمم وہ گناہ ہے کہ جو ایام جاہلیت میں یعنی ایام کفر میں اسلام سے پہلے کیا اور سبب
نازل ہونے اس آیت کا یہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم سے ایام جاہلیت میں بہت گناہ صادر ہوئے ہیں اور اب تم ہمکو ان
گناہوں پر عیب کرتے ہو اور ان گناہوں کے عذاب سے ڈراتے ہو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ جو گناہ کہ ایام جاہلیت میں مسلمانوں نے کیا ہے وہ بخشا گیا ہے
اور اسپر انکو عذاب نہوگا اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ تحقیق کہ پروردگار تیرا فراخ بخشش والا یعنی بہت بخشش والا ہے اور اسی واسطے گناہان
صغیرہ کو گناہان کبیرہ کے پرہیز کرنے سے بخشدیتا ہے اور گناہ کبیرہ کو توبہ کرنے سے بخشتا ہے آدمی کو چاہیے کہ اسکی رحمت اور مغفرت سے ناامید نہو لیکن

الربع

اسکے قہر اور غضب سے ڈرتا رہے اور رحمت پر تکیہ اور اعتماد کر کے گناہ میں مشغول نہو اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی رسول خدا کے زمانہ میں اپنی پرہیزگاری
اور تقوی پر بہت ناز کرتے تھے اور اپنے اعمال نیک کی لاف زنی میں رہتے تھے اور اپنی نماز اور روزہ اور حج اور جہاد کی تعریف کرتے تھے حقتعالے نے یہ
آیت نازل کی هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ وہ خدا عالم تر ہے ساتھ احوال تمہارے کے اور تمہارے اعمالکو خوب جانتا ہے اِذْ اَنْشَاَكُمْ جس وقت کہ پیدا کیا تمکو مِّنَ
الْاَرْضِ زمین سے اس واسطے کہ زمین سے غذا پیدا ہوتی ہے اور غذا سے نطفہ پیدا ہوتا ہے اور نطفہ سے آدمی یعنی وہ خدا ابتدائے خلقت تمہاری میں تمہارے
افعال اور اقوال سے مطلع تھا وَاِذْ اَنْتُمْ اور جس وقت کہ تم اَجِنَّةٌ بچے تھے فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ بیچ پیٹوں ماؤں اپنی کے اسوقت بھی تمہارے
احوال کو جانتا تھا اور اسپر تمہارا کوئی امر پوشیدہ نہیں فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ پس نہ پاکیزہ کہو تم نفسوں اپنوں کو یعنی اپنے اعمال اور افعال کی تعریف
مت کرو اور اپنے تئیں نیکیاں کر کے سراہو نہیں لوگو ہمیں اور اعمال نیک سے اپنے فخر اور ناز مت کرو اور اگر قصد تعریف کا نہو اور ارادہ فخر اور ناز کا نہو
اور ویسے ہی اپنے اعمال نیک کا ذکر کرے اور اپنے نفس کو پاکیزہ کہے اس قصد سے کہ خدا کی توفیق اور تائید سے ہے جو کچھ کہ میں کرتا ہوں تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے
اور نیک عمل کر کے خوش ہونا اور ذکر اپنے نیک عمل کا واسطے شکر گذاری خدا کے کرنا بہت خوب ہے اور یہ کسی طرح سے مذموم اور بد نہیں ہے لیکن اپنے
عمل نیک پر نازاں نہو کہ هُوَ اَعْلَمُ وہ خدا زیادہ جاننے والا اور عالم تر ہے بِمَنِ اتَّقٰى ساتھ اس شخص کے کہ پرہیزگار رہا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
سبب اس آیت کے نازل ہونیکا یہ ہے کہ یہود جنکا کوئی لڑکا مرتا تو کہتے کہ وہ صدیق ہوا ہے سو حضرت نے سنکر فرمایا کہ دروغ کہتے ہیں اس واسطے کہ کوئی بچہ نہیں ہے اپنی
ماں کے پیٹ میں مگر نیک ہے یا بد ہے اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ فخر نہ کرے کوئی تم میں سے
اپنی نماز اور روزہ اور زکواۃ اور عبادت کی کثرت سے اس واسطے کہ خدا خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ پرہیزگاری کرتا ہے تم میں سے اور حضرت صادقؑ سے کسی نے
تفسیر اس آیت کی پوچھی تو فرمایا کہ کہتا آدمی کہ کل کی رات میں نے خوب نمازیں پڑھیں اور کل کے روز ہم تو روزہ سے تھے اس واسطے کہ پہلے
امت ایسے ہی آدمی تھے کہ صبح کو اٹھکر کہتے کہ کل رات ہمنے ساری رات نمازیں پڑھیں اور دنکو روزہ رکھا اور حضرت علی نے فرمایا کہ لیکن میں تو راتکو سوتا
ہوں اور دنکو بھی سوتا ہوں اور اگر ان دونوں کے درمیان کوئی وقت پایا جاتا تو اسمیں بھی سوتا اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا امیر المومنین نے
کہ اگر خدا منع نکرتا نفس کی پاکیزگی کے ظاہر کرنیکو تو البتہ ذکر کرنیوالا ذکر کرتا اپنی فضیلتوں اور خوبیوں کو کہ مومنین کے دل ان خوبیوں کو پہچانتے اور انکے
سننے والوں کے کان انکو باہر نہ نکالتے اور کسی نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ جائز ہے آدمی کو کہ اپنی تعریف بیان کرے اور اپنی خوبی کو ظاہر کرے فرمایا کہ ہاں
جسوقت اسکے ظاہر کرنیکی ضرورت ہو کیا نہیں سنا تو نے قول حضرت یوسف کا کہ فرمایا تھا اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ امین یعنی مقرر کر مجھکو تو اے بادشاہ
اوپر خزانوں زمین کے تحقیق کہ میں نگہبانی کرنیوالا امانتدار ہوں اور ابن عباس اور سدی اور کلبی وغیرہ مفسرین سے منقول ہے کہ عثمان نے کچھ مال اپنا راہ خدا میں
تصدق کیا عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کہ عثمان بن عفان کا برادر رضاعی تھا اسنے عثمان سے کہا کہ تو راہ خدا میں اسقدر مال اپنا [illegible] خرچ مت کر کہ ایسا نہو
کہ فقیر ہو جائے اور نوبت تنگی اور احتیاج کی تجھکو پہنچے عثمان نے کہا کہ میرے گناہ بہت ہیں اور خطائیں میری کثرت سے ہیں جیسے کہ بھاگ جانا جنگ احد
وغیرہ میں سے اور سوا اسکے گناہان کبیرہ مجھ سے بہت صادر ہوئے ہیں پس یہ تصدق اور خیرات میں اس واسطے کرتا ہوں کہ ان گناہوں کا کفارہ ہووے اور خدا مجھ سے
راضی ہو عبد اللہ ابن ابی سرح نے کہا کہ یہ شتر کہ بار لدا ہوا ہے اور مال پر ہے اسکو مجھے بخشدے کہ میں تیرے گناہ اپنے ذمہ کرتا ہوں اور بار گران انکا اپنے اوپر لیتا ہوں
عثمان نے وہ شتر مع مال و اسباب کے اسکو دیدیا اور دو گواہ اسپر مقرر کیے اور بعد اسکے عثمان نے راہ خدا میں خرچ کرنا موقوف کیا اور یہ آیت عثمان کے حق میں نازل ہوئی
کہ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ پس دیکھا تو نے اے محمدؐ اس شخص کو کہ تَوَلّٰى منہ پھیرا اپنی جنگ احد سے اور پشت کی طرف کفار کی اور یا یہ کہ منہ پھیرا حق کی جانب سے وَاَعْطٰى
قَلِیْلًا اور دیا تھوڑا سا مال اپنے عذاب کے اٹھانے کی رشوت میں عبد اللہ کو وَّاَكْدٰى اور بند کیا باقی کو اور راہ خدا میں دینا اسکا موقوف کیا اور بخل
کو اختیار کیا اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ کیا نزدیک اسکے علم غیب کا ہے کہ فَهُوَ یَرٰى پس وہ دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسکا بھائی جو اسکے گناہوں
کو اپنے اوپر اٹھا لینے کو کہتا ہے تو سچا ہے اور ضرور دوسرے کے گناہوں کو وہ اٹھا لیگا اور ہمزہ استفہام عندہ پر انکاری ہے یعنی علم غیب وہ نہیں رکھتا ہے یا بخل

أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ کیا نہیں خبر دیا گیا وہ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ساتھ اس چیز کے کہ بیچ صحیفوں موسیٰ یعنی جو کچھ کہ توریت میں ہے وَإِبْرَاهِيمَ اور جو کچھ کہ بیچ صحیفوں ابراہیم کے ہے الَّذِي وَفَّىٰ وہ ابراہیم کہ وفا کیا جسنے یعنی ادا کیا اسچیز کو کہ اسکے ذمہ تھی اور جس کا کہ وہ حکم کیا گیا تھا اور کسی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ کیا مراد ہے وابراہیم الذی وفی سے فرمایا کچھ کلمہ ہیں کہ انہیں پہنچا تھا وہ پوچھا کہ وہ کیا ہیں فرمایا کہ جسوقت صبح ہوتی تو کہتا کہ اصبحت وربی محمود اصبحت لا اشرک باللہ شیئا ولا ادعوا مع اللہ الٰہا آخر ولا اتخذ من دونہ ولیا اور تین مرتبہ کہتا تھا اور شام کو بھی تین مرتبہ کہتا تھا حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ کیا اسکو خبر نہیں دیگئی احکام کی کہ جو ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں ہے اور وہ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ یہ ہے کہ نہیں اٹھاتا ہے کوئی نفس اٹھانیوالا وِزْرَ أُخْرَىٰ بوجھ گناہ دوسرے نفس کا یعنی دوسرا آدمی گناہ کا کسی سے مواخذہ نہیں ہوتا ہے جو شخص کہ گناہ کرتا ہے اسی کو اس گناہ کی سزا ملتی ہے نہ دوسرے کو اور منقول ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانہ کے بعد حضرت ابراہیم کے زمانہ تک اس زمانہ کے ظالم لوگوں کی یہ عادت تھی کہ باپ کو بیٹے کے گناہ میں اور بھائی کو بھائی کے گناہ میں اور غلام کو اسکے آقا کے گناہ میں اور اسی طرح قرابتیوں کو قرابتیوں کی عوض میں گرفتار کر کے سزا دیتے تھے اور قصاص لیتے تھے اور جس وقت صحف ابراہیم پر یہ صحیفے نازل کیے اور آیہ الا تزر وازرۃ وزر اخری تو اسوقت ابراہیمؑ نے ان لوگوں کو اس عمل بد سے منع کیا وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ اور یہ کہ نہیں ہے واسطے آدمی کے إِلَّا مَا سَعَىٰ مگر ثواب اس چیز کا کہ کوشش کی ہے اسنے یعنی جیسے کہ کسی کو دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑتے ہیں ایسے ہی ثواب کسی شخص کا اسکے غیر کو نہیں دیتے ہیں یہ بھی کتابوں میں ابراہیم اور موسیٰ کے ہے اور میت کو جو ثواب کسی زندہ کے نیک عمل کا پہنچتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ نیت کرنے والا واسطے ثواب پہنچانے میت کے نائب کے حکم میں ہوتا ہے میت کی طرف سے باعتبار شرع کے پس جیسے کہ وکیل کرنیوالا اور نائب کرنیوالا اور وکیل کے عمل نیک سے ثواب پاتا ہے ایسے ہی میت ثواب پاتی ہے جو کوئی کہ واسطے اسکے نیت عمل کی کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ دوسرے کے عمل کے ثواب پہنچنے کا حکم خاص واسطے قوم ابراہیم اور موسیٰ کے ہے اور امت مرحومہ ہمارے پیغمبر کی دوسرے کی سعی سے ثواب پاتی ہے اور یہ بھی کتابوں میں ابراہیم اور موسیٰ کے مذکور ہے وَأَنَّ سَعْيَهُ اور تحقیق کوشش اپنی یعنی آدمی عمل اپنا کہ واسطے اسکی سعی کی ہے سَوْفَ يُرَىٰ قریب ہے کہ دکھلایا جاوے اپنے اعمال سے ترازو میں جزا کے دن ثُمَّ يُجْزَاهُ اسکے بعد بدلا دیا جاوے گا وہ سعی کا الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ بدلا پورا موافق عمل کے اور الجزاء منصوب ہے بنزع خافض یعنی بالجزاء الاوفی اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ عبداللہ طاہر کہ حاکم خراسان کا تھا اسنے حسین بن فضل کو طلب کیا اور جس وقت وہ آیا تو اس سے کہا کہ مجھکو تین آیتیں قرآن کی نہایت مشکل معلوم ہوتی ہیں انکو حل کرنا چاہیے اول تو فاصبح من النادمین یعنی پس ہو گیا وہ قابیل پشیمان ہونیوالوں سے پس جسوقت پشیمانی گناہ سے سبب بخشش اور مغفرت کا ہو چنانچہ الندم توبۃ اسپر دلالت کرتا ہے تو پس کس واسطے توبہ اسکی قبول ہوئی اور مستحق غضب اور مذمت کا کیوں ہوا وہ اور دوسری آیت وان لیس للانسان الا ما سعی پھر اضعاف مضاعفۃ کیا چیز ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ عمل سے چند در چند زیادہ جزا دونگا اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بدلا موافق سعی عمل کے ہی ملیگا اور اس سے زیادہ نہ ملیگا اور تیسری آیت کل یوم ھو فی شان یعنی ہر دن وہ بیچ ایک شان کے اور پیدا کرنے اور مشغول ہے اور ثابت کرنے اور مٹانے ایک امر کے ہے اور یہ مخالف حدیث کے ہے کہ جف القلم بما ھو کائن یعنی خشک ہو گیا قلم لکھنے سے اسچیز کے کہ جو ہونے والی ہے اور جو کچھ ہونیوالا تھا اسکو قلم لکھ چکا اب نہیں ہو سکتا حسین بن فضل نے جواب دیا کہ ندامت قابیل کی ہابیل کے قتل پر نہ تھی بلکہ اسکے بدن کے اٹھانے پر تھی اور یا یہ کہ اس شریعت میں ندامت سبب توبہ کی نہ تھی بلکہ یہ خاص واسطے امت مرحومہ کے ہے یہ سبب برکت خاتم الانبیاء کے اور ان لیس للانسان الا ما سعی موافق عدل کے فرمایا ہے اور اضعاف مضاعفۃ باعتبار فضل اور کرم کے ہے اور مراد حدیث جف القلم بما ھو کائن سے یہ ہے کہ پہلے ازل کے روز حکم کیا اور تقدیر کی آئندہ کو فلانے روز اور وقت فلانا امر کروں گا موافق مصلحت ہر روز کے اور ہر وقت کے اور بعد اسکے موافق عمل کرتا ہے اور ہر ساعت قیامت تک اسیطرح کرتا جائے گا پس حدیث مخالف آیت کے نہ ہوگی عبداللہ طاہر نے اس جواب کو بہت پسند کیا اور حسین بن فضل کی تعریف کی اور اسکے سر اور منہ پر بوسہ دیا اور بعضے اور طرح سے بھی جواب دیتے ہیں وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ اور تحقیق طرف پروردگار تیرے کی ہے انتہا اور رجوع تمام خلائق کی اور یہ بھی ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں ہے یعنی بعد منقطع ہونے عمل کے خدا کی طرف پھرنا ہوگا تاکہ ہر ایک کو موافق عمل نیک اور بد کے جزا دیوے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جیسے کہ ابتدا خلقت کی اس سے ہے ایسے ہی نہایت خلقوں کی بھی اس سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ انتہا فکر کی طرف اسکی ہے یعنی تو

فکر تیری ہر چیز کی فکر کرنیکی قدرت رکھتی ہے لیکن جس وقت اس تک پہنچتی ہے تو حیران ہوتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے چنانچہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ نہیں چاہیے فکر کرنا پروردگار میں اور فرمایا ہے کہ فکر کرو تم خدا کی نعمتوں میں اور نہ فکر کرو تم ذات خدا میں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جسوقت کلام منتہی ہو طرف خدا کی پس ٹھہر جاؤ اور اس سے گذر جاؤ اور بعد اسکے فرمایا کہ اے فرزند آدم اگر کوئی پرندہ تیرے دلکو کھائے تو اس سے وہ سیر نہو وے اور اگر کوئی چیز بمقدار سوراخ سوئی کے تیرے آنکھ پر واقع ہو تو تیری آنکھ کی روشنی کو پوشیدہ کرے اور تو چاہتا ہے کہ اس دلاور آنکھ سے پہچانے اور جلانے ملکوں کو آسمان اور زمین کے اور جسوقت فکر کرنا حقیقت میں اسکی مخلوقات کے دشوار ہو تو پس فرات ہیں انکے خالق کی بطریق اولی دشوار ہوگا اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایکروز رسولخدا مسجد میں تشریف لے گئے اور صحابہ سے پوچھا کہ تم کس فکر میں ہو کہا کہ ذات خدا میں ہم فکر کرتے ہیں فرمایا کہ اس کی خلقت میں فکر کرو اور اسمیں فکر مت کرو فکر تمہارا اسکی حقیقت کو نہ پہنچیگا اور بعد اسکے فرمایا کہ خدا نے سات آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور دل ہر آسمان کا پانسو برس کی راہ کا ہے اور ساتویں آسمان پر ایک دریا ہے کہ گہراؤ اسکا ساتویں زمین کے نیچے سے ساتویں آسمان کے اوپر تک ہے اور اس دریا میں خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ پانی اس دریا کا اسکے ٹخنے تک بھی نہیں ہے اور اسیطرح ساتوں زمینوں کو پیدا کیا ہے پس تم ان عجیب و غریب کاریگریوں اور مخلوقات خدا میں فکر کرو کہ اُن کے پیدا کرنے والے کے وجود کی طرف راہ لیجاؤ اور اسکی حقیقت میں فکر مت کرو اور یہ بھی ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ **وَاَنَّهٗ هُوَ** اور تحقیق وہ خدا ہے **اَضْحَكَ** ہنساتا ہے **وَاَبْكٰى** اور رلاتا ہے اس واسطے کہ باعث خلق اور پیدا کرنے ہنسی اور رونیکا وہ ہی ہے کہ سرور اور حزن کہ سبب خندہ اور گریہ کا ہے وہ اسکی جانب سے ہے اور خندہ اور گریہ خود خدا کا فعل نہیں ہے ورنہ بندہ پر امر و نہی ان دونوں کی جاری نکرتا اور نہ فرماتا کہ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا اور نہ فرماتا کہ اتضحکون ولا تبکون وانتم سامدون اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ رلاتا ہے آسمانکو مینہ سے اور ہنساتا ہے زمین کو روئیدگی اور خشوع سے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ ہنساتا ہے بہشتیوں کو بہشت میں اور رلاتا ہے دوزخیوں کو دوزخ میں اور کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے بعد سننے اس آیت کے امیر المومنینؑ سے کہا کہ ہنسانا اور رلانا حکیموں کا کام نہیں ہے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ وہ خدا ابر کو رلاتا ہے مینہ سے اور باغ کو ہنساتا ہے کھلاتا ہے بہار کے وقت طرح طرح کے پھولوں سے اور عارفوں کے دلوں کو معرفت کے اقبال سے ہنساتا ہے اور کافروں کو کفر کی بدبختی سے رلاتا ہے **وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ** اور تحقیق وہی خدا مارتا ہے **وَاَحْيَا** اور جلاتا ہے یعنی قادر مار ڈالنے اور زندہ کرنے پر وہی ہے ہر چند قاتل مقتول کی بنیاد کو اور شکل کو بگاڑ دیتا ہے لیکن موت جو مقتول کو حاصل ہوئی ہے وہ خدا ہی کا فعل ہے موافق عادت کے پس وہ مارتا ہے وقت اجل کے اور زندہ کرتا ہے قبر میں اور قیامت میں زندہ کریگا **وَاَنَّهٗ** اور تحقیق کہ وہ خدا **خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ** پیدا کرتا ہے آدمی سے اور سوائے اسکے اور حیوانات سے دو قسم کو **الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى** نر کو اور مادہ کو **مِنْ نُّطْفَةٍ** نطفہ سے یعنی آب منی سے نر اور مادہ کی **اِذَا تُمْنٰى** جس وقت کہ جدا کی جاوے وہ منی اُسکے کو دکر اور مادہ کو بچہ دان میں وہ گرائی جائے اور آدمؑ اور حوا اس حکم سے خارج ہیں اور کہتے ہیں کہ نطفہ خون کا بنتا ہے اور اول وہ خون نطفہ بن کر دماغ میں جاتا ہے اور اس رگ میں رہتا ہے کہ جس کو ورید کہتے ہیں اور بعد اسکے پشت کے مہروں میں آتا ہے اور ایک ایک مہرہ میں گزر کر اور ناف کی دو جانب میں دو رگیں ہیں وہاں جاکر ٹھیرتا ہے اور وہ سفید ہوتا ہے اور عورت کی منی سینہ میں سے اترتی ہے **وَاَنَّ عَلَيْهِ** اور تحقیق کہ اوپر اس خدا کے ہے **النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى** پیدا کرنا دوسرا بعد مرنیکے قیامت میں واسطے وفا کرنے وعدہ جزا دینے کے اس واسطے کہ خلاف کرنا وعدہ کا اسکی ذات میں نہیں ہے **وَاَنَّهٗ هُوَ** اور تحقیق کہ وہی خدا **اَغْنٰى** تونگر کر دیتا ہے خرچ کئے گئے مالونکا **وَاَقْنٰى** اور مالدار کرتا ہے جمع کئے گئے مالونکا کہ جسکو صرف نہیں کرتے ہیں اور جمع کرکے رکھتے ہیں اور جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ تونگر کرتا ہے ہر آدمی کو اسکی معیشت سے اور راضی کرتا ہے اسکو اسکے کسب سے جو کہ وہ اپنے ہاتھ سے سعی کرکے کھاتا ہے **وَاَنَّهٗ هُوَ** اور تحقیق کہ وہ خدا **رَبُّ الشِّعْرٰى** وہی ہے پروردگار شعریٰ ستارہ کا اور وہ ایک ستارہ ہے کہ قریش اور ایک قوم عرب کی اسکی پرستش کرتی تھی اور آخر شب کو وہ نکلتا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے شعریٰ یمانی ہے کہ بہت روشن ہے شعریٰ شامی ہے اور مقصود اس سے مقام میں ذکر نیسے بیان کرنا بطلان خزاعہ کا ہے کہ وہ اسکی پرستش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اُسکی

اس واسطے پرستش کرتے ہیں کہ یہ تمام ستاروں کے مخالف ہے اس واسطے کہ باعتبار طول کے سیر کرتا ہے اور سوا اسکے اور ستارے باعتبار عرض کے سیر کرتے
ہیں اور حاصل اسکے ذکر کا یہ ہے کہ وہ ستارہ مخلوق ہے کہ جسکو خدا نے پیدا کیا ہے اور مخلوق سزاوار خدائی اور پرستش کے نہیں ہوسکتا ہے وَاَنَّہٗ
اور تحقیق اس خدا نے اَھْلَکَ عَادَنِ الْاُوْلٰی ہلاک کیا ہے قوم عاد پہلی کو کہ امت حضرت ہود کی تھی اور ایک قوم انمیں سے کہ انکو تبیعم کہتے تھے
اور وقت ہلاک ہونے عاد کے مکہ میں رہتے تھے اور بعد اُن کے وہ ظاہر ہوئے انکو عاد دوسرا کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ قوم ارم کو عاد دوسرا کہتے ہیں
اور بعضے کہتے ہیں کہ عاد اولیٰ اس واسطے کہتے ہیں کہ پہلی امت انمیں سے کہ بعد نوح کے ہلاک ہوئے وہ آدمی تھے اور وہ مقدم تھے دنیا میں اپنے غیر پر
باعتبار شرافت کے اور مرتبہ کے وَثَمُوْدَا اور قوم ثمود کو ہلاک کیا کہ حضرت صالح کی امت تھی فَمَآ اَبْقٰی پس نہ باقی رکھا اُن میں سے کسی کو اور انکی
کی جڑ او بیخ اکھاڑ کر پھینکدی وَقَوْمَ نُوْحٍ اور ہلاک کیا قوم نوح کو مِّنْ قَبْلُ پہلے اس عاد اور ثمود سے اِنَّھُمْ کَانُوْا ھُمْ تحقیق کہ تھے
وہی اَظْلَمَ وَاَطْغٰی زیادہ ظلم کرنے والے اور زیادہ حد سے گذرنے والے کفر اور دشمنی میں قوم عاد اور ثمود سے اس واسطے کہ حضرت نوح کو بہت
ایذا دیتے تھے وہ اور اس قدر انکو مارتے تھے کہ ان میں طاقت حرکت کرنے کی باقی نہیں رہتی تھی اور لوگوں کو انکی صحبت سے نفرت دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ
اسقدر پتھر انکو مارتے تھے کہ وہ پتھروں کے نیچے چھپ جاتے تھے اور دب جاتے تھے اور جبرئیل انکو پتھروں کے نیچے سے نکالتے تھے اور نوسو پچاس برس میں تھوڑے سے
آدمی اُنپر ایمان لائے تھے وَالْمُؤْتَفِكَةَ اور شہروں قوم لوط کی کو اَھْوٰی اکھاڑ ڈالا بعد اسکے کہ انکو قریب آسمان کے لے گیا جبرئیل کے پر دینے
اور پایہ کہ اسکو زمین کے اندر سے لے گیا بعد اسکے کہ جبرئیل نے اسکو الٹ دیا تھا اور وہ چار شہر تھے صوائم اور داما اور عامورا اور سدوم فَغَشّٰھَا پس ڈھانک
لیا ان شہروں کو مَا غَشّٰی اس چیز نے کہ ڈھانکا اور وہ پتھر تھے کہ ان شہروں پر برسے تھے اور کثرت سے ان پتھروں کی وہ شہر پوشیدہ ہو گئے
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکَ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی تَتَمَارٰی شک کرتا ہے تو یہ خطاب اگرچہ رسول خدا صلعم کی طرف ہے
لیکن مقصود اس سے امت کے لوگ ہیں اور یہ امور جو ذکر کئے گئے پہلی آیتوں میں اگرچہ بعضے امر عذاب کے ہیں اور نعمتیں وہ نہیں ہیں لیکن اس
اعتبار سے کہ شامل ہیں اور اپنے درمیان میں ملے ہوئے ہیں وہ نصیحتوں کو خاص ان لوگوں کے واسطے کہ جو نصیحت پکڑتے ہیں اور ان میں
ذکر ہے انبیاء اور مومنین کے بدلا لینے کا کافروں سے اور تسلی خاطر عاطر رسول خدا کی اس سبب انکا نام نعمتیں ہوا اور محمد بن حمید اعمش نے روایت کی ہے
صالح سے اور انہنے ابن عباس سے کہ جسوقت رسول خدا کو حکم ہوا کہ علیؑ ابن ابیطالب کو خلیفہ مقرر کریے اور لوگونکو مطلع کرے کہ امامت حق اسی کا ہے
تو چند روز لوگوں سے پوشیدہ رکھا اس واسطے کہ جانتے تھے کہ رئیس قریش کے اور بزرگ عرب کے اس امر کو قبول نہ کرینگے بلکہ اس سے انکار کرینگے اور حسد اور عداوت
انکی اس امر کی تصدیق سے مانع ہوگی اور یہ بھی احتمال تھا کہ اس امر کے سبب کوئی آسیب اُن حضرت کو پہنچے پس دوسری بار جبرئیل آیا اور خبر کی حضرت کو
قوم کے آزار سے محفوظ رکھنے اور بچانے کی اور یہ آیت لائے کہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس جسوقت حضرت نے یہ سنا تو اندیشہ کسی کے آزار کا نہ کرکے اسی وقت علیؑ ابن ابیطالب کو خم غدیر میں جیسے کہ پہلے اسکے یہ تفصیل گذر
گیا ہے واسطے خلافت اور امامت کے مقرر کیا اور اسکی دوستی کو سب پر واجب اور فرض کیا اور بعد مقرر کرنے امیرالمومنینؑ کے جبرئیل نازل ہوئے
اور یہ آیت لائے کہ فبای الاء ربک تتماری پس بعد اسکے طرف ڈرانیوالا ہے نے حضرت کے اشارہ کرتا ہے کہ ھٰذَا یہ پیغمبر محمدؐ ہے نَذِیْرٌ
ڈرانیوالا ہے مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی جنس ڈرانیوالوں پہلوں سے جیسے کہ پہلے انبیاء اپنی اپنی قوموں کو ڈراتے تھے ایسی ہی یہ بھی اپنی قوم کو ڈراتا
ہے اور یہ بھی اپنی امت کو وہی حکم کرتا ہے جو کہ پہلے پیغمبر کرتے تھے اور حضرت صادقؑ سے کسی نے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو فرمایا کہ خدا نے جسوقت روز
میثاق سب روحوں کو عقل اور گویائی عطا کرکے انکی صفوں کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور محمدؐ کو اپنا پیغمبر کرکے بھیجا اور اس نے انکو طرف ایمان کے بلایا تو پس
ایک قوم تو انمیں سے ایمان لائی اور ایک قوم نے انکار کیا پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ڈرانیوالا ہے ڈرانیوالوں پہلوں سے یعنی محمدؐ جسوقت کہ بلایا اسنے انکو طرف
خدا کے بیچ روز میثاق کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہذا کا اشارہ طرف قرآن کے ہے یعنی یہ قرآن ڈرانیوالا ہے جنس کتابوں ڈرانیوالیوں پہلی سے

پس واسطے تنبیہ اور ڈرانیکے فرماتا ہے کہ اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ نزدیک ہوئی نزدیک ہونے والی کہ وہ قیامت ہے کہ لَیْسَ لَھَا نہیں ہے واسطے اسکے یعنی
اسکے وقت کے پہنچنے کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَۃٌ سوائے خدا کے کوئی نفس ظاہر کرنے والا یعنی سوائے خدا کے کوئی اسکے وقت کو ظاہر نہیں کر سکتا ہے کہ وہ
فلانے وقت ہوگی اسواسطے کہ سوائے خدا کے اسکے وقت پر کسیکو اطلاع نہیں ہے اور اب عرب کے مشرکوں کو خطاب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اَفَمِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ
کیا پس اس بات سے اور سخن سے کہ وہ قرآن ہے تَعْجَبُوْنَ تعجب کرتے ہو تم از روئے انکار کے وَتَضْحَکُوْنَ اور ہنستے ہو تم اسپر ٹھٹھا کر کے وَلَا تَبْکُوْنَ
اور نہیں روتے ہو تم خوف سے اس عذاب کے کہ جس کا اسمیں وعدہ مذکور ہے اور ان گناہوں سے جو کہ تم سے صادر ہوتے ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد حدیث سے وہ خبریں
پہلی ہیں یعنی ان خبروں کو سنکر تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اس خوف سے کہ کبھی تمپر واقع ہو جائیں وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ اور تم
بازی کرنیوالے اور غفلت کرنیوالے ہو اسواسطے کہ جسوقت قرآن پڑھا جاتا تھا تو مشرکین گانا شروع کرتے تھے تا کہ لوگوں کو اسکے سننے سے باز رکھیں اور حضرت
ام سلمہ سے روایت ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو اہل صفہ کہ وہ عمار اور صہیب وغیرہ تھے اسقدر روئے کہ آواز انکی گریہ کی بلند ہوئی اور جسوقت رسولخدا نے آواز
انکے رونیکی سنی تو رونے لگے اور اصحاب نے بھی رونا شروع کیا اور رسولخدا نے فرمایا کہ دوزخ میں نہ جائے گا وہ شخص کہ خوف خدا سے دنیا میں رویا ہے اور بہشت میں
نہ جائے گا وہ شخص کہ حد سے گزرنیوالا ہے اور گناہ پر اصرار کرنیوالا ہے اور اگر تم گناہ نہ کرو تو خدا تعالےٰ ایک قوم پیدا کرے کہ وہ گناہ کریں اور سبب انکے گریہ کرنے
کے گناہوں اور خطاؤں پر انکو بخشے اور بہشت میں انکو بھیجے اور منقول ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے پھر رسولخدا کو کسی نے خنداں نہ دیکھا اور
زاری اور خشوع اور خضوع جو موجب رستگاری کا عذاب سے ہے اس واسطے اسکے بعد سجدہ کرنیکا حکم دیتا ہے کہ باعث خواری اور ذلت نفس کا ہے اور فرماتا ہے وہ کہ
فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا پس سجدہ کرو تم خاص واسطے خدا کے اور پرستش کرو تم اسکو نیت خالص سے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولخدا نے بعد
تلاوت اس آیت کے سجدہ کیا اور ہمارے مذہب میں اس آیت کا سجدہ واجب ہے اور یہ سورہ چار سوروں عزائم میں سے ہے سُوْرَۃُ الْقَمَرِ یہ سورہ مکی ہے اور
اس میں پچپن آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ اقتربت کو پڑھے خدا اسکو قبر سے بہشت کے ناقہ پر سوار کر کے نکالیگا بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے ہیں کہ کفار قریش نے رسولخدا سے معجزہ طلب کیا حضرت نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی اِقْتَرَبَتِ
السَّاعَۃُ نزدیک آئی قیامت وَانْشَقَّ الْقَمَرُ اور پھٹ گیا چاند اور قیامت کو ساعت اسواسطے فرمایا ہے کہ وہ ایکساعت کی درازی میں قایم ہو جائیگی
اور چاند کا پھٹکر دو ٹکڑے ہونا قیامت کے نزدیک علامتوں میں سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے قیامت میں ہونگے اور یہی مراد ہے حقتعالے کے قول سے
اور حضرت کے زمانہ میں چاند کے ٹکڑے نہیں ہوئے لیکن یہ قول باوجود قلیل اور نادر ہونے اسکے قائل کے نہایت ضعیف ہے اسواسطے کہ دو ٹکڑے ہونا چاند
کا نقصے سے حضرت کے متواترات میں سے ہے اور اکثر صحابہ اور تابعین نے اسکو نقل کیا مثل ابن مسعود اور انس بن مالک اور حذیفہ بن الیمان اور ابن عمر اور ابن عباس
اور جبیر بن مطعم اور روایات اہلبیت اسپر دلالت کرتی ہیں اور مفسرین کا بلکہ کل اہل اسلام کا اسپر اجماع ہے اور اسکے مخالف کا قول شمار میں نہیں ہے اسواسطے
کہ مشہور ہونا شق قمر کا درمیان صحابہ کے اسکے مخالف کے قول کو رد کرتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرکین رسولخدا کی خدمت میں جمع ہوئے اور کہا کہ
اگر تو راستگو ہے تو چاند کے دو ٹکڑے کر دے پس فرمایا رسولخدا نے کہ اگر میں چاند کے دو ٹکڑے کر دوں تو تم ایمان لاؤ گے سب نے کہا کہ ہم ایمان لائینگے اور وہ رات
چودھویں تھی کہ جسمیں چاند پورا اور کامل ہوتا ہے رسولخدا نے اپنے پروردگار سے سوال کیا چاند کے دو ٹکڑے ہونیکا خدا نے چاند کو حضرت کے حکم میں کیا
حضرت نے اپنی انگلی سے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور اسوقت حضرت نے یہ آواز دی کہ اے فلانے اور اے فلانے گواہ رہو تم اور بعد اسکے کفار نے کہا کہ محمد نے ہمپر جادو کیا
ہے اور منقول ہے کہ ابو جہل اور ایک یہودی آنحضرت رسولؐ کے پاس آئے اور وہ چودھویں شب تھی ابو جہل نے کہا اے محمد موافق اپنے دعوے کے معجزہ دکھلا ورنہ سر تیرا اس تلوار
سے قلم کروں گا حضرت نے فرمایا کیا چاہتا ہے ابو جہل نے اس یہودی سے پوچھا کہ وہ کونسا امر ہے کہ آدمی کی قدرت سے باہر ہے اور آدمی اسکو نہیں کر سکتا ہے
اور اپنے چپ و راست دیکھتا تھا اور سوچتا تھا کہ کیا پوچھوں وہ یہودی کہتا تھا کہ محمد جادوگر ہے اور جو کچھ اس سے سوال کرتا ہوں جادو کی قوت سے
اسکو دکھلاتا ہے کہا اس نے کہ چاند کے ٹکڑے کر دے اس واسطے کہ جادو آسمان پر اثر نہیں کرتا ہے اور جادوگروں کا وہاں دخل نہیں ہے اگر چاند کے ٹکڑے

ع ۳ سورۃ القمر

لیکن وہ عاجز ہو جائے تو اسکو قتل کرا ابو جہل نے کہا کہ اے محمد ہمارے واسطے چاند کے ٹکڑے کر اپنی انگلی سے حضرت نے دعا کی اور انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا وہ دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو اپنی جگہ قایم رہا اور دوسرا ٹکڑا ایسا ہو گیا کہ جیسے حرف کو جاتا ٹھہرا ابو جہل نے کہا کہ ان دو نوں ٹکڑوں کو ملا دے اور پیوست کر دے حضرت نے اشارہ کیا تو وہ ٹکڑے آپس میں مل گئے وہ یہودی تو ایمان لایا اور ابو جہل ایمان نہ لایا اور کہا کہ ہماری آنکھیں ہی جادو سے بند کر دی ہیں چاند کے دو ٹکڑے ہونے کو دیکھا ہے مسافر جو اطراف و جوانب سے آتے ہیں ان سے ہم دریافت کرینگے کہ انھوں نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے یا نہیں پس جب آئے اور مسافروں سے پوچھا تو انھوں نے بیان کیا کہ ہاں ہمنے فلانی شب کو چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں اور ابو جہل باوجود ایسے ظاہر معجزہ کے ایمان نہ لایا اور اسکو جادو ٹھہرایا اور کفار قریش نے بھی ابو جہل کی پیروی کی اور اس معجزہ کو جادو مقرر کیا اور سوا اسکے بہت سی روایتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں چاند کے شق ہونے پر صحابہ اور اہلبیت سے اور بعضے آدمی انکار کر کے جو کہتے ہیں کہ اگر پیغمبر خدا کے زمانہ میں شق قمر ہوتا تو اور ملکوں کے آدمی بھی اسکو دیکھتے اور ایسا پوشیدہ کیوں رہتا یہ قول انکا نہایت پوچ اور ضعیف ہے اسواسطے کہ چاند کے ٹکڑے کر کے دکھلانے سے مقصود یہ تھا کہ عرب کے لوگ اسکو دیکھیں اور ہو سکتا ہے کہ اسوقت چاند اور شہروں میں ابر کے نیچے ہو اور رات کو وقت یہ معجزہ واقع ہوا تھا ہو سکتا ہے کہ اسوقت اور شہروں کے آدمی سوتے ہوں اسواسطے انکو اطلاع نہوئی اور علاوہ اسکے یہ بات ہے کہ کل آدمیوں کی عادت ہے کہ وہ آسمان کی طرف اس ارادے سے نظر نہیں کرتے ہیں کہ دیکھیں آسمان پر کیا ہو رہا ہے کوئی ستارہ بھی اسوقت ٹوٹتا ہے یا نہیں اور اگر کوئی ستارہ ٹوٹتا ہے اور قریب زمین کے پہنچکر روشنی پیدا کرتا ہے تو اتفاقیہ اسپر نظر جا پڑتی ہے اور ٹکڑے ہونا چاند کا نہایت قلیل زمانہ میں تھا کہ بعد ٹکڑے ہونیکے اسیوقت کفار نے اسکے ملجانیکا سوال کیا حضرت نے اسکو ملا دیا اگر اس تھوڑی سی دیر میں لوگوں کی نظر آسمان پر نہ پڑی تو کیا بعید ہے اور بڑا اعتراض یہود و نصاریٰ کا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر چاند کے ٹکڑے ہوتے تو کیا اور ملکوں کے لوگ اسکو نہ دیکھتے سو جواب اسکا پہلے ہو چکا ہے اور ماسوا اسکے اسکا زمانہ بہت قلیل تھا اگر اس قلیل مدت میں واقع ہونیوالی چیز معلوم ہوئی تو مقام تامل نہیں ہے بلکہ پہلی امتوں کی کتابوں میں تو ایسے امر بہت دیر تک قائم رہنے لکھے ہیں چنانچہ بیبل یعنی توریت صحیفہ یوشع کے دسویں باب کے بارھویں اور تیرھویں درس میں لکھا ہے کہ حضرت یوشع کے واسطے پھر آفتاب اور ماہتاب کے روبرو بنی اسرائیل کے دعا مانگی انکی دعا سے آفتاب اور ماہتاب پھر اور وادی ایالون اور جبعون کے برابر قریب آٹھ پہر کے وسط سما پر ٹھہر گئے اور تیسویں بائبل کی کتاب صحیفہ اشعیاہ کے اٹھائیسویں باب میں ہے کہ جس وقت آفتاب دس درجہ پشت میں گیا تھا اس وقت رجعت آفتاب ہوئی پس دیکھنا چاہیے کہ آفتاب آٹھ پہر تک آسمان کے بیچ میں ٹھہرا رہا اس عرصہ دراز تک اور کوئی آدمی سوائے یہود اور نصاریٰ کے اسکی خبر نہیں دیتا ہے اور اقرار اسکا نہیں کرتا ہے پس تعجب ہے اہل کتاب سے کہ تھوڑی دیر رہنے والی چیز کو تو کہیں کہ اگر یہ واقع میں ہوتی تو اور ملکوں کے لوگ بھی اسکو دیکھتے اور اسکی خبر دیتے اور جو چیز کہ زمانہ دراز تک رہی اسکو نہیں کہتے کہ اگر یہ ہوتی تو اور ملکوں کے لوگ بھی اسکو دیکھتے اور سوا اسکے یہ کیا ضرور ہے کہ جس وقت مکہ میں رات ہو تو اور شہروں میں بھی اسی وقت رات ہو مگر خط استوا کے نیچے ہی جسوقت وہاں شام ہوتی ہے تو اور ملکوں میں جو کہ دور ہیں دو یا ڈیڑھ گھنٹے بلکہ اس سے زیادہ دن باقی رہتا ہے پس ہو سکتا ہے کہ جسوقت چاند کے ٹکڑے ہوئے ہوں اسوقت اور ملکوں میں دن ہو اور ہنوز چاند نہ ظاہر ہوا ہو اور اہل تاریخ کا اس زمانہ میں حوادث آسمانی کے لکھنے کا دستور نہ تھا کہ کسوف اور خسوف اور ستاروں کے ٹوٹنے اور دمدار ستاروں کے نکلنے کو لکھتے بلکہ جیسے کہ اور آسمانی چیزوں کو نہ لکھا ایسا ہی اسکو بھی نہ لکھا جیسے کہ آفتاب کے آٹھ پہر ٹھہرنیکو سوائے اہل کتاب کے اور مورخوں نے نہیں لکھا ہے لیکن اہل کتاب ابتدائے ظہور معجزہ سے آجتک اس معجزہ کو لکھتے چلے آئے ہیں اور یہ متواترات میں سے ہے انکا انکار ایسا ہی ہے جیسے کہ بدیہی اور ضروری چیزوں کا انکار ہے اور جس وقت کفار قریش نے انکار کیا اس معجزہ کا اور اسکو جادو ٹھہرایا تو خدا نے یہ آیت نازل کی کہ **وَإِنْ يَرَوْا** اور اگر دیکھتے ہیں وہ کافر **آيَةً** نشانیکو خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے کہ وہ معجزہ ہے اور پیغمبر کے ہاتھ پر جاری ہوا ہے کہ دلیل اسکے دعوے کے حق ہونیکی ہے **يُعْرِضُوا** منہ پھیر لیتے ہیں وہ اس سے اور تامل اسمیں نہیں کرتے ہیں حسد اور عناد کی جہت سے **وَيَقُولُوا** اور کہتے ہیں یہ امر **سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ** جادو ہے ہمیشہ یعنی محمد سے جادو صادر ہوتا ہے اور وہ ایسی ہی تشعید کرتا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے بھی کفار بہت معجزے دیکھ چکے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مستمر مرہ سے نکلا ہے کہ جو قوت اور مضبوطی کے معنی میں ہے یعنی جادو ہے محکم اور مضبوط اور یہ آیت رد کرتی ہے ان لوگوں کے قول کو کہ جو کہتے ہیں شق قمر قیامت کے روز ہوگا اسواسطے کہ خدا صریح فرماتا ہے کہ اگر معجزہ کو دیکھتے ہیں تو انکا انکار کر کے جادو ٹھہراتے ہیں اور آیت دلالت کرتی ہے اس معجزہ کے دنیا میں واقع ہونے پر تاکہ پیغمبر آخر الزمان کی پیغمبری کی دلیل ہو نہ یہ کہ آخرت میں ہو اور اگر آخرت میں ہو یہ معجزہ تو اس سے کیا فایدہ ہے اور ابن عباس سے روایت کرتے

نہیں کہا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری اسکے دست قدرت میں ہے کہ دیکھا میں نے کوہ حرا کو درمیان دو ٹکڑے چاند کے اور ایسے ہی جبیر بن مطعم نے روایت کی ہے کہ رسول خدا کے
زمانہ میں چاند ٹکڑے ہوا ایسا تک کہ ایک ٹکڑا پہاڑ پر دوسرا ٹکڑا نیچے ہوا اور اشارہ طرف کوہ حرا کے کیا پس کہا کفار نے کہ محمد نے ہمپر جادو کیا ہے ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ
کیونکر جادو ہو وہ چیز کہ جسکو لوگوں نے اطراف و جوانب میں دیکھا ہو لیکن کفار انکار ہی کرتے رہے **وَكَذَّبُوا** اور جھٹلایا اُنھوں نے **وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ** اور پیروی کی اُنھوں
نے خواہشوں نفسوں اپنی کی کہ جو کچھ شیطان نے انکی نظروں میں آراستہ کیا تھا اسکو وہ اچھا جانتے تھے اگرچہ واقع میں وہ باطل ہو **وَكُلُّ أَمْرٍ** اور ہر کام **مُسْتَقِرٌّ**
ٹھہر نیوالا ہے اپنی جگہ میں کہ خیر تو اپنی جگہ پکڑتی ہے اہل خیر میں اور شر اپنی جگہ پکڑتی ہے اہل شر میں کہ ہر چیز کی ایک انتہا ہے کہ وہاں وہ جا کر ٹھہرتی ہے اور
انتہائے اہل ایمان کی دنیا میں تو ہدایت اور نصرت ہے اور آخرت میں بہشت ہے اور کافروں کی انتہا دنیا میں تو طرف قتل اور اسیری کے ہے اور آخرت میں طرف آتش
دوزخ کے اور ابو جعفر نے مستقر کو مجرور پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع **وَلَقَدْ جَاءَهُمْ** اور البتہ تحقیق آئی ہیں اُنکے اور انکے پاس **مِنَ الْأَنْبَاءِ** خبروں
میں سے قرآن میں **مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ** وہ چیز کہ بیچ اُسکے باز رکھنا اور ڈانٹنا ہے گناہ سے اور وہ باز رکھنا **حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ** حکمت ہے نہایت کو پہنچنے والی کہ کسی
طرح کا خلل اسمیں نہیں ہے **فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ** پس نہ فائدہ دیویں ڈرانے والے انبیاء اپنی اُمتوں کو ہدایت کرنیں جس وقت کہ وہ اپنی کلام کو اپنے انبیاء کے
نہ سنیں ملکہ انکو جھٹلاویں اور جادوگر ٹھہراویں اور جسوقت کہ جانتا ہے تو اے محمد کہ حال تیری امت کا ایسا ہی ہے تو **فَتَوَلَّ عَنْهُمْ** پس منہ پھیر لے تو اُنسے اور انکو نصیحت
کرنا چھوڑ دے یہاں تک کہ تجھکو حکم جہاد کرنے کا پہنچے اور یاد کر تو **يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ** اسدن کہ بلاوے بلانیوالا یعنی اسرافیل صخرہ بیت المقدس پر کھڑا ہو کر لوگوں کو
بلاوے گا **إِلَىٰ شَيْءٍ نُكُرٍ** طرف ایک چیز زبون اور ناخوش کے کہ وہ قیامت ہے کہ انکی عادت میں جو کبھی ایسی نہ تھی ایکدفعہ ہی وہ دیکھنی پڑے اسوقت انکو
وہ نہایت ناخوش معلوم ہوگی اور وہ بلائے جاوینگے اور الداع کو یعقوب نے الداعی پڑھا ہے یا کیا تھا اور نکر کو ابن کثیر نے تخفیف سے پڑھا ہے اور بلائے جاوینگے وہ
خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ جس وقت کہ نیچے ہونے والی اور ذلیل ہونگی آنکھیں اُنکی اور بزار زار ہوں عذاب کو دیکھ کر اور خشعا حال واقع ہوا ہے اور جس وقت بلانیوالا
انکو بلاوے گا تو **يَخْرُجُونَ** نکلیں گے وہ **مِنَ الْأَجْدَاثِ** قبروں سے یعنی جس وقت قبروں میں سے نکلینگے تو ترساں اور ہراساں ہونگے اور یہ حال انکے
ذوالحال پر مقدم ہے اور وہ حال خشعا ہے کہ یخرجون کی ضمیر سے واقع ہوا ہے اور ذوالحال یخرجون کی ضمیر ہے اور نکلینگے وہ اپنی قبروں سے اس طرح سے کہ **كَأَنَّهُمْ**
گویا کہ وہ **جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ** ٹڈیاں ہیں بکھری ہوئی یعنی بسبب کثرت کے اور پراگندگی کے مانند ٹڈی کے ہر طرف کو حیران اور سرگردان پھرتی ہونگی
اور کوئی علاج اور تدبیر اُن سے باہر چلے جانیکی نہ بن پڑے گی اور جس وقت آواز بلانیوالے کی انکے کانوں میں پہنچے گی تو باہر نکلینگے وہ قبروں سے **مُّهْطِعِينَ**
جسوقت کہ ڈر سے ہوئے ہونگے **إِلَى الدَّاعِ** دوڑ طرف بلانیوالے کے کہ اسکی آواز کی طرف روانہ ہونگے اور اسوقت **يَقُولُ الْكَافِرُونَ** کہینگے کفار اس روز کو
هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ کہ یہ دن دشوار اور سخت ہے ہمپر اور بعد بیان احوال قیامت کے ذکر پہلی اُمتوں کا کرتا ہے کہ جو جھٹلاتے تھے انبیاء کو چنانچہ فرماتا ہے
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ جھٹلایا پہلے ان مکہ والوں کے جو کہ تیری قوم کے آدمی ہیں اے محمد **قَوْمُ نُوحٍ** قوم نوح کی نے قیامت کو **فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا** پس
جھٹلایا اُنھوں نے بندے ہمارے نوح کو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قوم نے نوح کو جھٹلایا ہے بعد جھٹلانیکے کہ ایک قوم نے جھٹلایا اور بعد اسکے
جو ایک قوم پیدا ہوئی تو اُنھوں نے بھی اپنے باپوں کی پیروی سے نوح کو جھٹلایا اور ان حضرت کے ایذا دینے میں مشغول ہوئے **وَقَالُوا مَجْنُونٌ**
اور کہا اُنھوں نے کہ نوح دیوانہ ہے **وَازْدُجِرَ** اور باز رکھا گیا ہے لوگوں کو خدا کی طرف بلانیسے بسبب ایذا اور تکلیفوں کے کہ اسکی جان کو پہنچتی تھیں یعنی جس وقت
نوح خدا کی توحید کی طرف بلاتا تھا تو اسکو ایذا دیتے تھے اور سنگسار کرتے تھے ڈراتے تھے اور اسکو اسقدر پتھر اسکے مارتے تھے کہ وہ بیہوش ہو جاتا تھا اور لوگوں کو خدا کی طرف بلانیسے
باز رہتا تھا اور بند ہو جاتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اور کہا اُنھوں نے کہ اسکو جن لپٹا ہوا ہے اور عقل سے باز رکھا گیا ہے وہ نوح کہ جن نے
اسکی عقل کو زائل کر دیا ہے اور جس وقت حضرت نوح انکے ایمان سے مایوس ہوئے اور اُنکے قول اور فعل سے بیطاقت ہوئے **فَدَعَا رَبَّهُ** پس پکارا
پروردگار اپنے کو نہایت درد اور بیطاقتی سے کہ **أَنِّي مَغْلُوبٌ** تحقیق میں مغلوب ہوا ہوں قوم سے کہ وہ مجھپر غالب ہو گئے ہیں اور مجھکو اُنھوں نے عاجز
کر دیا ہے اور میں انسے مغلوب ہوں انکے قہر اور ظلم سے ہوا ہوں حجت اور دلیل سے اور میں انکا مقابلہ کرنیسے عاجز ہوں **فَانتَصِرْ** پس مدد کر تو اور بدلا لے میری

اور بدلا بیرا انسو لا اور کہتے ہیں کہ جس وقت نوح قوم کو طرف خدا کے بلاتا تو وہ اسکا گلا گھونٹتے یہانتک کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑتا اور جس وقت ہوش میں آتا تو کہتا کہ خداوند میری
قوم کو بخشدے کہ یہ جاہل ہیں اور کچھ نہیں جانتے اور جب ظلم انکا نہایت درجہ کو پہنچا اور حد سے گزر گیا تو انھوں نے قوم کے واسطے بددعا کی اور کہا کہ رب لاتذر علی الارض
من الکافرین دیارا حقتعالے نے انکی دعا قبول کر کے ان لوگوں کو طوفان سے ہلاک کیا چنانچہ فرماتا ہے ففتحنا ابواب السماء پس کھولے ہمنے دروازے آسمانکے
واسطے عذاب کے اور ابو جعفر اور ابن عامر اور یعقوب نے ففتحنا کو مشدد پڑھا ہے باب تفعیل سے یعنی پس کثرت سے کھولے ہمنے دروازے آسمانکے واسطے عذاب کے قوم نوح کے بماء
منھمر ساتھ پانی بہت گرنے والے کے یعنی آسمان سے پانیکا گرنا نہایت کثرت اور شدت سے تھا اور منقول ہے کہ چالیس رات اور دن برابر آسمان سے پانی گرتا تھا
جیسے کہ دریا جاری ہوتا ہے اور اس عرصہ میں کبھی بند نہیں ہوا وفجرنا الارض اور جاری کیا ہمنے زمین کو عیونا باعتبار چشموں کے یہ تمیز واقع ہوا ہے یعنی
چشمے زمین سے ہمنے جاری کئے اس واسطے کہ تقدیر اسکی وفجرنا عیون الارض ہے اور اس طرح مبالغہ کی راہ سے فرمایا ہے کہ گویا تمام زمین چشمے بن کر جاری ہوئی
اور تمام ریزے زمین کے پانی ہو گئے فالتقی الماء پس ملگیا پانی زمین کا آسمانکے پانی سے علی امر قد قدر اوپر اس حالت کے کہ تحقیق اندازہ کیا
گیا تھا یعنی اسطرح سے کہ خدا نے ازل کے روز اندازہ اور تقدیر کی تھی اور مشیت اسکی متعلق ہوئی تھی بدون فرق کے اور یا یہ کہ آسمان سے پانی نازل ہوا اسقدر کہ حد سے
زمین سے باہر آئے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ فرمایا جناب امیر نے کہ نہیں نازل ہوتا ہے آسمانسے باران مگر کہ قطرے اسکے سب شمار کئے گئے ہوتے ہیں لیکن بروز طوفان
نوح جو پانی آسمانسے نازل ہوا تھا اسکا شمار نہ تھا وہ حساب سے خارج تھا اس واسطے کہ آب بیرون بدون وزن اور شمار کے نازل ہوا تھا وحملنہ اور اٹھایا ہمنے
اس نوح کو یعنی سوار کیا ہمنے اسکو مع مومنین کے جو کہ اسپر ایمان لائے تھے علی ذات الواح اوپر کشتی صاحب تختوں کے ودسر اور صاحب میخوں کے یعنی
وہ کشتی تختوں اور میخوں سے بنی ہوئی تھی اس پر ہمنے اسکو سوار کیا اور وہ کشتی تجری باعیننا چلتی تھی ساتھ نگہداشت ہماری کے یا ساتھ نگہبانی اولیا ہمارے کے کہ وہ ملائکہ تھے موکل
اس کشتی کے اور تحقیق اعیننا کی سورہ طور میں گذر گئی ہے حاصل یہ کہ نوح کو مع مومنین کے اس کشتی پر ہمنے سوار کیا جزاء کے واسطے بدلہ اور ثواب دینے کو لمن کان کفر واسطے
اس شخص کے کہ کفر کیا گیا تھا اور وہ نوح تھا کہ اسکے ساتھ کفر کیا گیا تھا اور وجہ داشتہ اسکی قوم نے اسکا کفر کیا تھا اور اسکی نبوت کا انکار کیا تھا اور اسکو اسکے بیزار
کیا تھا اور خدا کا کفر کیا تھا اور منقول ہے کہ اسروز سب کفار طوفان سے ہلاک ہوئے مگر عوج بن عوق کہ پانی اسکی کمر تک آیا تھا اور عوج بن عنق غلط مشہور ہے
اسواسطے کہ اسکے باپ کا نام عوق تھا نہ عنق اور وہ حضرت آدم کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا اور موسی کے زمانہ تک زندہ رہا اور عمر اسکی تین ہزار پانسو برس کی ہوئی تھی
حضرت موسی نے اسکے ٹخنے پر عصا مارا تھا کہ اسکے صدمہ سے گر پڑا اور مر گیا اور کہتے ہیں کہ سبب اسکی نجات کا طوفان سے یہ تھا کہ وہ کشتی کے واسطے شام کی ملک سے لکڑیاں
لاتا تھا ولقد ترکناھا اور البتہ تحقیق باقی چھوڑا ہمنے اس قصہ کو کہ وہ اپنی ضمن میں لئے ہوئے ہے ہلاکت کفار کو اور نجات مومنین کو آیۃ ایک نشانی
درمیان آدمیوں کے کہ اس سے نصیحت پکڑیں اور کہتے ہیں کہ وہ کشتی ہمارے پیغمبر کے زمانہ تک باقی رہی تھی اور آدمی اسکو دیکھ کر نصیحت پکڑتے تھے اور اسکی لکڑیوں سے
بہت کشتیاں بنائیں فہل من مدکر پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے فکیف کان پس کیونکر تھا عذابی عذاب
میرا دینا ہیں کہ انکو طوفان بھیجکر ہلاک کیا ونذر اور ڈرانا میرا یا بہت ڈرانا میرا قوم نوح کو عذاب سے زبانی پیغمبر کے انکو اطلاع کر کے عذاب کے نازل
ہونیسے پہلے ڈرانا میرا عذاب انکے سے اس جماعت کو کہ بعد انکے ہوئی ولقد یسرنا القرآن اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو حسن بیان اور
ظہور دلائل میں للذکر واسطے نصیحت پکڑنے کے اس واسطے کہ اسمیں طرح طرح کی نصیحتیں ہیں اور یا آسان کیا ہے ہمنے واسطے یاد کرنیکے کہ لفظ اسکے نہایت
شیریں ہیں اور بہت دلچسپ ہیں کہ جلدی یاد ہو جاتے ہیں فہل من مدکر پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے اور اس آیت کو
خدا نے اس سورہ میں مکرر کئی جگہ ذکر کیا ہے تاکہ اطلاع ہو طرف اسامر کے کہ جھٹلانا ہر پیغمبر کا موجب نازل ہونے عذاب کا ہے اور سننا ہر قصہ قرآن کا موجب نصیحت
پکڑنے کا اور باعث غفلت سے بیدار ہونیکا ہے تاکہ بندوں پر نسیان اور غفلت غالب نہو اور یہی حال فبای آلاء ربکما تکذبان اور ویل یومئذ للمکذبین
کا ہے اور اب عاد کے قصہ کو بیان کرتا ہے کہ کذبت عاد جھٹلایا عاد کی قوم نے ہود پیغمبر کو فکیف کان پس کیونکر تھا عذابی عذاب میرا انکو ہوا بھیجکر و
نذر اور ڈرانا میرا انکو عذاب سے زبانی پیغمبر کے یا انکو عذاب کر کے ڈرانا اس جماعت کا کہ بعد انکے تھی اور اب انکے عذاب کی تفصیل بیان کرتا ہے اپنے قول میں کہ

اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَیْہِمْ تحقیق کہ ہمنے بھیجا ہے ہمنے اوپران عادیوں کے رِیْحًا صَرْصَرًا ہوا سخت کو اور بعضے کہتے ہیں کہ ہوا صرصر کو کہ آواز بھی نہایت ہولناک تھی اس ہوا کو ہمنے بھیجا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ بیچ دن نحس مُّسْتَمِرٍّ مضبوطی اور قوی ہونیوالے کے نحوست میں اور یا ہمیشہ ہونیوالا نحوست کو کہ ہمیشہ رہی تھی نحوست انکی اوپر سات رات اور آٹھ دن اور کہتے ہیں کہ وہ روز چہارشنبہ کا تھا اور کہتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخر کا چہارشنبہ تھا اور کہتے ہیں کہ اس طرح کی سخت تھی وہ ہوا کہ تَنْزِعُ النَّاسَ اکھاڑتی تھی آدمیوں کو انکی جگہ سے اور منقول ہے کہ وہ لوگ وقت پہنچنے آمد عذاب کے پہاڑونکی غاروں اور گھروں میں جا چھپے اور ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو بغل میں لیا اور ایک شخص دوسرے شخص سے چمٹ گیا اور اس ہوا نے ان سب کو انمیں سے اکھاڑ کر باہر ڈالدیا اور روایت ہے کہ جس وقت ہوا نے چلنا شروع کیا تو سات آدمی قوم عاد کے قریبوں اور رشتہ داروں میں سے کہ بہت جسیم اور قوی تھے عمر بن خلود اور بن شداد اور سلقان اور خلجان وغیرہ نے اپنے عیال کو پہاڑ کے غار میں پوشیدہ کیا اور خود اس غار کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے تاکہ ہوا کو دفع کریں جب بیخ جانے دیویں جس وقت وہ ہوا بہت سختی سے چلی تو ایک ایک کو انمیں سے غار سے نکال کر پھینکدیا اور ہر ایک کو اٹھا کر پہاڑ سے مارتی تھی یہانتک کہ سب ہلاک ہوگئے اور یہ حال تھا انکی لاشونکا کہ کَاَنَّہُمْ گویا کہ وہ اَعْجَازُ نَخْلٍ لکڑ کھجور کے تھے لمبے لمبے مُّنْقَعِرٍ جڑ سے اکھڑے ہوئے کہ زمین پر پڑے ہیں اور مذکر لانا صفت نخل کا کہ وہ مونث ہے باعتبار لفظ کے ہے اور اعجاز نخل خاویہ میں باعتبار معنی کے ہے اور کہتے ہیں کہ تشبیہ انکی کھجور کی درختونسے اسواسطے ہے کہ ہوا ان کے سرونکو بدنسے جدا کرتی تھی اور وہ بغیر سرونکے ایسے پڑے تھے جیسے کہ کھجوروں کے درخت زمین پر پڑے ہوتے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ وہ ہوا اکھاڑتی تھی ان لوگونکو انکے مقاموں سے اور انکو اٹھا کر زمین پر مارتی تھی پس گردنیں انکی ٹوٹ کر سر ان کے ان کے بدنوں سے جدا ہوجاتے تھے فَکَیْفَ کَانَ عَذَابِیْ پس کیونکر تھا عذاب کرنا میرا انکو وَنُذُرِ اور ڈرانا میرا اور مکرر لانا اسکا واسطے ہول دلانے کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلا تو واسطے وعدہ عذاب دنیا کے ہے اور دوسرا واسطے ڈرانے عذاب عقبیٰ کے وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو لِلذِّکْرِ واسطے نصیحت پکڑنے یا واسطے حفظ کرنیکے فَہَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ پس کیا کوئی ہے کہ نصیحت پکڑے کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ جھٹلایا ثمود کی قوم نے حضرت صالحؑ پیغمبر کو اور تکذیب کی بِالنُّذُرِ ساتھ ڈرانیکے یعنی جس چیز سے وہ ڈراتے تھے اسکو جھٹلایا اور یا ساتھ نصیحتوں کے تکذیب کی اور ان نصیحتونکو جھٹلایا اور یا پیغمبروں کی جھٹلانے ساتھ رسولونکی اسواسطے کہ ایک رسول کا جھٹلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ سب رسولونکو جھٹلایا اور ان سب میں سے ایک صالح بھی ہے فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا پس کہا انھوں نے کہ کیا آدمی کے تئیں کہ ہماری جنس سے ہے وَاحِدًا اکیلے تنہا کے تئیں کہ دبدبہ اور ثروت نہیں رکھتا ہے نَّتَّبِعُہٗ ہم پیروی کریں ہم اسکی اور بشرًا مفعول واقع ہوا فعل مقدر کا اور وہ نتبع ہے اور تفسیر کرتا ہے نتبعہ کہ بعد اسکے مذکور ہے اور واحدًا صفت بشرًا کی ہے اور یہ استفہام انکاری ہے یعنی ہم پیروی نہ کرینگے اس شخص کی کہ وہ مثل ہمارے ہے اور کوئی فضیلت اور بزرگی اسکو ہمپر نہیں ہے اور اگر ہم پیروی کریں تو اِنَّآ اِذًا تحقیق ہم اسوقت لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ البتہ ہم بیچ گمراہی اور آگوں جلانیوالیوں کے ہیں پہلے یہ کلام حضرت صالحؑ کا تھا کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر میری پیروی نکروگے تو طریق حق سے گمراہ ہوگے اور آخرتمیں آتش سوزاں میں جلوگے ان لوگوں نے انکے کلام کو انہیں پر الٹ دیا اور کہا کہ اگر ہم اسکی پیروی کریں گے تو گمراہ ہوجائینگے اور آگوں میں جل جائینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضلال یعنی انحراف کیا ہے باپونکی طریق سے اور سعر یعنی جنون ہے یعنی اگر پیروی اسکی کریں تو اپنے باپوں کے طریق سے ہم منحرف ہونگے ہوا ان ہیں اور سعی خطا کر کے عقل سے باہر ہوگئے ہوں اور سودا میں گرفتار ہوئے ہوں اور کہا ان لوگوں نے کہ ءَاُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْہِ کیا ڈالا گیا ہے ذکر یعنی وحی اوپر اسی کے مِنْۢ بَیْنِنَا درمیان ہمارے ہے اور حال یہ ہے کہ درمیان ہمارے اس سے اولیٰ اور زیادہ لائق پائے جاتے ہیں بَلْ ہُوَ بلکہ وہ کَذَّابٌ اَشِرٌ دروغگو خود پسند ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ جو دعوے کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں اور چاہتا ہے کہ اس دعوے سے ہمپر اپنی بزرگی اور بلندی پیدا کرے خدا واسطے رد کرنے انکے قول کے عذاب سے انکو ڈراتا ہے کہ سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا قریب ہے کہ جانینگے وہ کل کو کہ عذاب انپر نازل ہوجائیگا قیامت کے روز اور ابن عامر اور حمزہ نے ستعلمون پڑھا ہے تا سے مخاطب کا صیغہ یعنی جانوگے تم کل کو قیامت کے روز مَّنِ الْکَذَّابُ الْاَشِرُ کہ کون ہے دروغگو خود پسند یعنی آخر کو انکی خاتمہ پر معلوم ہوگا کذاب اشر صالح ہے یا وہ ہیں وقت نازل ہونے عذاب کے القصہ قوم ثمود نے صالح کو جھٹلایا اور اس سے معجزہ طلب کیا کہ اس پتھر میں سے اونٹنی کو نکال انھوں نے دعا کی

خدانے پتھر سے اونٹنی کو نکالا اور حضرت صالح نے انسے فرمایا کہ پانی تمہارے شہر کا ایکروز تو یہ پیے گی اور ایکروز تم اور تمہارے چوپائے پینگے اور دونوں کو یہ پانی کافی نہیں ہوسکتا
لیکن یہ اونٹنی جسقدر پانی پیے گی اسیقدر یہ تمکو دودہ دلوے گی اور اسکو کوئی آزار نہ دینا یہ سب شرطیں انھوں نے قبول کریں اس قصہ کو خدا بیان کرتا ہے کہ اِنَّا مُرْسِلُوا
النَّاقَةِ تحقیق کہ ہم بھیجنے والے اونٹنی کے تھے پتھر سے نکال کر جس طرح سے کہ انھوں نے صالح سے درخواست کی تھی فِتْنَةً لَّهُمْ واسطے آزمائش ان
لوگوں کی تاکہ عالم کے لوگوں پر ظاہر ہوجاے کہ سبب انکے عذاب انکا کیا تھا اور فتنہ مفعول لہ واقع ہوا ہے اور بعد نکالنے اونٹنی کے پتھر سے حضرت صالح کی طرف خطاب کیا فَارْتَقِبْهُمْ
پس انتظار کر تو انکا اے صالح اور دیکھ تو کہ وہ اونٹنی کے ساتھ کیا کرتے ہیں وَاصْطَبِرْ اور صبر کر تو انکی آزار دہی پر انکی عذاب کے واسطے جلدی مت کر پہلے اسکے وقت مقرر
کے گذرنے سے وَنَبِّئْهُمْ اور خبر کر تو انکو اس امر کی کہ اَنَّ الْمَاۗءَ تحقیق پانی چشمہ کا قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ تقسیم کیا گیا ہے درمیان لوگوں کی اور اونٹنی کے کہ ایکروز تو وہ لوگ اور
ان کے مواشی پیویں اور ایکروز وہ اونٹنی فقط پیے كُلُّ شِرْبٍ ہر حصہ پینے کا اس پانی میں سے مُّحْتَضَرٌ حاضر کیا گیا ہے حصہ والے کے پاس یعنی وہ لوگ اور اونٹنی
اپنی نوبت کے روز حاضر ہوں اور اسکو پی جاویں اور وہ دوسرے کی نوبت میں حاضر نہ ہوں اور وہ اونٹنی جسقدر پانی پیتی تھی اسیقدر دودہ دیتی تھی ان لوگوں کو دودہ
کی کثرت کی جہت سے پانی کی احتیاج ہوتی تھی پانی کی جگہ انھیں دودہ کو پیتے تھے اور اس تقسیم اور بانٹ سے انکو کچھ حظ نہ تھا فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ پس پکارا انھوں نے اپنے یار
کو کہ وہ قیدار بن سالف تھا واسطے ہلاک کرنے اونٹنی کے فَتَعَاطٰى پس لیا اس قیدار نے تلوار اپنی کو اور اس اونٹنی کے رستہ پر اسکی تاک میں جا بیٹھا اور جسوقت اونٹنی اسکے برابر
آئی تو فَعَقَرَ پس پاؤں کاٹے اسکے اوپر پہلے اس سے گذر گیا ہے کہ باعث اونٹنی کے قتل ہونے کی دو عورتیں تھیں عنیزہ اور صدوف اور سبب تھا کہ صدوف نے اپنے چچا کے بیٹے مصدع
بن مہرج کو اپنے وصال کا وعدہ دیا تھا اور عنیزہ نے اپنی دختر نامزد قیدار کے کی تھی وہ دونوں اونٹنی کے رستہ پر بیٹھے کہ جسوقت اونٹنی پانی پیکر پھری تو اول مصدع کی
طرف پہنچی اسنے ایسا تیر مارا کہ اس تیر سے اونٹنی کے پاؤں سی دیئے اور قیدار نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اونٹنی کے پاؤں کاٹے اور جسوقت اونٹنی زخم کے صدمہ سے گری تو اس اونٹنی کے
ٹکڑے ٹکڑے کر کے لوگوں میں تقسیم کیے اور بچہ اسکا کوہ صنوبر پر تین مرتبہ پکارا کہ واامّاہ اور وہاں سے آسمان کو چلا گیا اور بعد تین روز کے انپر عذاب نازل ہوا فَكَيْفَ كَانَ
پس کیونکر تھا عَذَابِيْ وَنُذُرِ عذاب میرا اور ڈرانا میرا قوم ثمود کو اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ تحقیق کہ بھیجا ہم نے اوپر ان لوگوں کی صَيْحَةً وَّاحِدَةً چیخ ایک کہ وہ
آواز جبرئیل کی تھی فَكَانُوْا پس ہوگئے وہ لوگ قوم صالح کے اس آواز کے صدمے سے كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ مانند درخت خشک کے شکستہ ریزہ ریزہ کے کہ جسکو کوئی واسطے
بنانے حظیرہ کے گھاس جمع کرتا ہے اور جمع کرکے اسکی گری لگاتا ہے بکریوں کو کھانے کے واسطے خلاصہ یہ کہ وہ ہلاک ہونیکے بعد ریزہ ریزہ اور چورچور ہوگئے مانند گھاس خشک کے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا
الْقُرْاٰنَ اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو لِلذِّكْرِ واسطے نصیحت پکڑنے کے یا حفظ کرنیکے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے کہ اس
سے نصیحت پکڑے كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ جھٹلایا قوم لوط نے لوط کو اور تکذیب کی بِالنُّذُرِ ساتھ ڈرانیکے اور اسکی نصیحت کرنیکے یعنی وہ جو انکو عذاب سے
ڈراتا تھا تو اسکو جھٹلاتے تھے اِنَّآ اَرْسَلْنَا تحقیق ہمنے بھیجا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اوپر انکے مینہ پتھروں کا کہ پتھر انپر برستے تھے یہانتک کہ ہلاک ہوئے وہ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ
مگر لوگ لوط کے کہ جو انپر ایمان لائے تھے وہ محفوظ رہے اسرزان تھوڑے سی اور وہ لوط کی بیٹیاں تھیں اور شوہر انکے تھے نَجَّيْنٰهُمْ نجات دی ہمنے انکو عذاب سے بِسَحَرٍ
بیچ وقت صبح کے اور وہ چھٹا حصہ رات کا تھا آخر شب میں کہ قوم لوط پر عذاب اسوقت نازل ہوا اور لوط کے لوگ جو کہ مومن تھے وہ بچ رہے نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
واسطے انعام کے نزدیک ہمارے سے اور نعمتہ مفعول لہ واقع ہوا ہے كَذٰلِكَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ انعام کیا ہمنے لوط پر اور انکی بیٹیوں پر ایسے ہی نَجْزِيْ جزا دیتے ہیں ہم
مَنْ شَكَرَ اس شخص کو کہ شکر کرے ہماری نعمتوں کا کہ وہ بھیجنا پیغمبروں کا اور کتابوں کا ہے اور انپر ایمان لاوے اور انکی فرمانبرداری کو قبول کرے وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ
اور البتہ تحقیق ڈرایا لوط نے انکو بَطْشَتَنَا سخت پکڑنے ہمارے عذاب کے ساتھ فَتَمَارَوْا پس شک کیا ان لوگوں نے بِالنُّذُرِ ساتھ ڈرانیکے یعنی جس عذاب سے
انکو ڈرایا تھا اسکا انھوں نے یقین نہ کیا وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ اور البتہ تحقیق طالب ہوئے وہ لوط سے عَنْ ضَيْفِهٖ مہمانوں اسکے سے یعنی اسکے مہمان کہ وہ ملائکہ تھے اور خوبصورت
لڑکوں کی شکل بنکر آئے تھے انکو لوط سے طلب کیا اور کہا کہ تو ان مہمانوں کو ہمارے حوالہ کر اور لوط نے انکو دینے سے انکار کیا اور اس امر میں بہت گفتگو درمیان میں آئی آخر
وہ لوگ دروازہ کو توڑ کر مکان کے اندر داخل ہوئے اور جس مکان میں وہ ملائکہ تھے وہاں چلے آئے خدا فرماتا ہے کہ فَطَمَسْنَآ پس مٹا دیا ہمنے اَعْيُنَهُمْ آنکھوں انکی
کو کہ منہ کو ان کے برابر کر دیا گویا کہ آنکھ انکے چہرہ پر کبھی نہ ہوئی تھی کہتے ہیں کہ جبرئیل نے ہاتھ اپنا انکے منہ پر مارا آنکھیں انکی بالکل جاتی رہیں اور نشان نہ رہا

چہرہ پر باقی نہ رہا پس وہاں سے وہ آئے اور حیران ہوکر گرتے تھے اور اُٹھتے تھے اور فریاد کرتے تھے کہ لوط جادوگر نے ہماری قوم کو اپنے گھر میں لایا ہے اور ہمکو جادو سے اندھا کردیا اور خدا فرماتا ہے کہ کہا ہمنے انکو زبانی فرشتوں کی کہ **فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ** پس چکھو تم عذاب میرا **وَنُذُرِ** اور ڈرانے میرے کو یعنی جس چیز سے کہ میں تمکو ڈراتا تھا زبانی لوط کے اسکو تم چکھو کہ وہ عذاب سخت ہے تمہارے واسطے **وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ** اور البتہ تحقیق صبح کو آیا انکو **بُكْرَةً** اول روز **عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ** عذاب ٹھہرنیوالا ہمیشہ کہ بعد اسکے عذاب دوزخ میں گرفتار ہوے اور کہا ہمنے زبانی فرشتوں کی **فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ** پس چکھو تم عذاب میرا **وَنُذُرِ** اور ڈرانے میرے کو یعنی عذاب سے کہ لوط تمکو ڈراتا تھا میرے حکم سے اسکو چکھو اور وجہ مکرر کہنے کی اسکی یہ ہے کہ پہلا تو باعتبار اندھا کرنیکے ہے اور دوسرا باعتبار ہلاک کرنیکے **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ** اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو **لِلذِّكْرِ** واسطے نصیحت پکڑنیکے اور یاد واسطے حفظ کرنے کے **فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ** پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے **وَلَقَدْ جَآءَ** اور البتہ تحقیق آیا **اٰلَ فِرْعَوْنَ** لوگوں فرعون کے اور فرعون کے پاس **النُّذُرُ** ڈرانا عذاب سے یا آئے انکے پاس ڈرانیوالے کہ وہ پیغمبر تھے موسیٰ اور ہارون وغیرہ اسواسطے کہ موسیٰ اور ہارون کا جھٹلانا ایسا ہی کہ جیسے سب پیغمبروں کو جھٹلایا ہو **كَذَّبُوْا** جھٹلایا اُنھوں نے اور تکذیب کی **بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا** ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کل اُن نشانیوں کی کہ سب ان نشانیوں کو جھٹلایا اور وہ نو نشانیاں تھیں جنکا ذکر سورہ اعراف میں گزرا ہے اور یا یہ کہ تمام نشانیوں کو جھٹلایا **فَاَخَذْنٰهُمْ** پس پکڑ لیا ہمنے انکو عذاب میں کہ وہ غرق ہونا انکا دریا میں تھا **اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ** پکڑنا غالب قدرت اور قوت والے کا کہ کبھی وہ پکڑا ہوا مغلوب اور عاجز ہوا اور اب کفار مکہ کیطرف خطاب کرتا ہے کہ **اَكُفَّارُكُمْ** کیا کفار تمہارے عرب کے کافر **خَيْرٌ** بہتر ہیں قوت اور عدد اور سختی میں **مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ** ان لوگوں سے کہ پہلے گذرے ہیں نوح اور ہود اور صالح اور لوط کی قوم کے آدمی اور یہ استفہام انکاری ہے یعنی یہ عرب انسے بہتر نہیں ہیں قوت اور کثرت میں اور جسوقت کہ وہ قوی اور کثیر آدمی عذاب میں گرفتار ہوے تو یہ کیونکر گرفتار ہونگے **اَمْ لَكُمْ** یا واسطے تمہارے اے عرب کے مشرکو **بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ** چھٹی خلاصی کی ہے بیچ کتابوں پہلیوں کے کہ تمہارا نام پر لکھا ہو کہ جو کوئی تم میں سے کفر کرے اور پیغمبر کو جھٹلاوے وہ عذاب سے بیخوف ہوگا **اَمْ يَقُوْلُوْنَ** کیا کہتے ہیں وہ کفار عرب کہ **نَحْنُ جَمِيْعٌ** ہم جمع ہونیوالے ہیں قوت اور کثرت میں کہ **مُّنْتَصِرٌ** بدلا لینے والے اور کینہ کھینچنے والے ہیں اکٹھے ہوکر اپنے دشمنوں سے کہتے ہیں کہ جنگ بدر کے روز ابوجہل وغیرہ مشرکین نے کہا تھا کہ آج کے روز ہم محمد سے اپنا بدلا لیوینگے اور قتل کرینگے **سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ** قریب ہے کہ بھگائے جائیں تمام کفار مکہ کے اور یعقوب نے سنہزم پڑھا ہے نون سے **وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ** اور پھیریں وہ کفار پشتوں کو بدر کی لڑائی میں اور بھاگ جائیں وہ مسلمانوں کے سامنے سے اور دبر کا لفظ جو یہاں مفرد آیا ہے یہ باعتبار جنس کے ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے نبوت کے حق ہونے پر کہ جو کچھ اس میں ہے وہی بدر کے روز واقع ہوا اور خدا فرماتا ہے کہ یہی قتل اور قید پر انکی اکتفا نہیں **بَلِ السَّاعَةُ** بلکہ قیامت **مَوْعِدُهُمْ** جگہ وعدہ اُن کی ہے واسطے عذاب کے اور جو کچھ کہ دنیا میں انپر واقع ہو یہ تمہید اس عذاب کی ہے اور جو کہ اصلی عذاب ہے وہ آخرت میں ہوگا **وَالسَّاعَةُ** اور قیامت باعتبار ہولوں اور عذابوں کے **اَدْهٰى** زیادہ سخت اور مصیبت والی ہے **وَاَمَرُّ** اور زیادہ تلخ اور ناخوش ہے دنیا کے عذاب سے اور اب کفار کا حال بیان کرتا ہے کہ **اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ** تحقیق گناہ بزرگ کرنیوالے مثل کفر اور شرک کے **فِىْ ضَلٰلٍ** بیچ گمراہی کے ہیں راہ حق سے **وَّسُعُرٍ** اور آگ جلاتے ہیں آخرت کے روز اور ہمیشہ کے عذاب میں وہ گرفتار ہونگے **يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ** جسدن کہ کھینچے جائیں **فِى النَّارِ** بیچ آتش دوزخ کی **عَلٰى وُجُوْهِهِمْ** اوپر مونہوں اپنے کے یعنی انکے پاؤں پکڑ کر ان کے منہ کے بل گھسیٹینگے اور دوزخ میں انکو گھسیٹ کر ڈالینگے اور بعد ڈالنے کے کہا جائے گا کہ **ذُوْقُوْا** چکھو تم **مَسَّ سَقَرَ** چھونا دوزخ کا یعنی دوزخ کی حرارت کو اور دکھ اور درد کو چکھو اور اپنے عدل کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **اِنَّا كُلَّ شَىْءٍ خَلَقْنٰهُ** تحقیق ہمنے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ہمنے دنیا اور آخرت میں **بِقَدَرٍ** ساتھ اندازہ کے یعنی موافق اس اندازہ اور مرتبہ کے کہ حکمت اور مصلحت جسکا تقاضا کرتی تھی بدون کمی اور زیادتی کے یہانتک کہ عذاب مشرک اور گنہگار کا بھی موافق اُسکے استحقاق کے اندازے کے ہے اور یا یہ کہ ہر چیز کو کیا ہمنے اس طریقہ سے کہ جو لوح محفوظ میں اندازہ کی گئی اور لکھی گئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ ہر چیز کو اسکی ہیئت اور صورت کے ساتھ جو کہ اسکے لائق اور مناسب تھی پیدا کیا ہے ہمنے جیسا کہ پیدا کیا عورت کا واسطے مرد کے اور لباس عورتوں کا واسطے بدن کے واسطے اور لباس مرد کا مرد کے واسطے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ ہر چیز کو اسکی قدر معلوم کیواسطے ہمنے پیدا کیا ہے جیسا کہ زبان واسطے کلام کرنیکے اور ہاتھ واسطے پکڑنیکے اور پاؤں واسطے چلنے کے اور کان واسطے سننے کے

وقف لازم

اگر اسمیں کمی یا زیادتی ہو تو جو غرض کہ اسکے پیدا کرنے سے ہے وہ غرض جاتی رہے اور تمام نہو وے اور اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے جو چیز پیدا کی
وہ اندازہ کے ساتھ ہے اور یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ خدا نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے یہانتک کہ بندونکے افعال بھی اسنے پیدا کیئے ہوں اور کل شئے منصوب ہے فعل مقدر سے کہ تفسیر
کرتا ہے اسکی خلقناہ کہ بعد اسکے مذکور ہے یعنی خلقناہ کل شئی اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیتیں ان المجرمین سے خلقناہ بقدر تک فرقہ قدریہ کے حق میں
نازل ہوئی ہیں اور فرمایا ہے کہ قدریہ مجوس امت کے ہیں اور وہ فرقہ وہ ہے کہ جو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کے صادر کرنے میں قادر مطلق ہے اور
ہر طرح سے بندہ قدرت رکھتا ہے اور خدا کو بندہ کے افعال میں کسی طرح کا تعلق اور لگاؤ نہیں ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَآ اَمْرُنَآ اور نہیں ہے حکم ہمارا
اس چیز کے واسطے کہ جسکا ہم پیدا کرنا چاہیں اِلَّا وَاحِدَۃٌ مگر ایک کلمہ کہ وہ کلمہ کن ہے پس جس وقت ہمنے کسی چیز کو کہا کہ ہو جا تو وہ اسی وقت بدون دیر اور ڈھیل
کے ہو جاتی ہے كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ مانند جھپکنے کے ساتھ آنکھ کے کہ آنکھ سے دیکھنے میں کچھ دیر نہیں ہوتی ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس امر سے واقع ہونا
قیامت کا ہے یعنی اگر ہم چاہیں تو قیامت کو ایک لحظہ میں لے آئیں بلکہ اس سے بھی کم میں وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اور البتہ تحقیق کہ ہلاک کیا ہے ہمنے پہلے زمانوں میں اور
اَشْيَاعَكُمْ گروہوں ہم مذہب ہوں تمہارے کو کفر اور عناد میں مثل تمہارے تھے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہے تا کہ انکا حال سنکر نصیحت پکڑے
وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ اور جو چیز کہ کیا ہے انھوں نے اسکو یعنی جو کچھ کہ کیا ہے کفار نے وہ لکھا ہوا ہے فِي الزُّبُرِ بیچ کتابوں کے یعنی انکے اعمال ناموں میں یا یہ کہ جو
کچھ وہ کرتے ہیں سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور اصل جو ہر کتاب کی لوح محفوظ ہے اس واسطے اسکو زبر فرمایا جمع کا صیغہ ورنہ لوح محفوظ تو ایک چیز ہے وَكُلُّ
صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ اور ہر چھوٹا اور بڑا فعل جو کہ بندونسے صادر ہوا ہے اور آیندہ کو صادر ہو گا وہ سب مُّسْتَطَرٌ لکھا ہے لوح محفوظ میں خواہ نیک ہو وہ
فعل خواہ بد ہو اور موافق اسکے جزا پاینگے اور بعد بیان کرنے حال کفار کے متقیوں اور پرہیزگاروں کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ
تحقیق پرہیز کرنے والے دنیا میں شرک اور کفر گناہ ہونسے فِيْ جَنّٰتٍ بیچ بہشتونکے ہونگے وَّنَهَرٍ اور نہروں کے اور نہر کا لفظ اگرچہ مفرد آیا ہے مگر مراد اس سے جنس نہر کی
ہے اور وہ دودھ اور شراب اور شہد اور پانی کی ہونگی اور بعضے نہر کو نہار سے مشتق کر کے فراخی اور روشنی کے معنی میں کہتے ہیں یعنی پرہیزگار آدمی بہشتوں
میں ہونگے اور روشنی میں اور فراخی مکان میں فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ بیچ مجلس حق اور راستی کے اور مکان پسندیدہ کے کہ جسمیں لغو اور بیہودگی اور گناہ کی طرف
منسوب کرتا ہو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس مکان کو صدق فرمایا ہے اور صدق کا لفظ اسکا وصف بیان کرتا ہے پس سوا صدق اور سچ
کے لوگوں کے اسمیں کوئی داخل نہو گا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مکان وہ ہے کہ خدا اسجگہ اپنے وعدہ کو راست کریگا جو کہ اپنے دوستوں سے کیا تھا کہ اگر تم اعمال نیک
کرو گے تو تمکو میں بہشت میں داخل کرونگا سو اس وعدہ کے موافق پرہیزگار آدمی بہشت میں ہونگے عِنْدَ مَلِيْكٍ نزدیک اس بادشاہ کے کہ پوشیدہ ہے جمیع
خلقت پر امر اسکا اور تمام فہمیں اور وہم اسکے پانے سے عاجز ہیں مُّقْتَدِرٍ قدرت اور قوت رکھنے والا ہے اس طرح سے کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسکی
قدرت اور ملک سے باہر ہو پس زیادہ اس سے اور کون سا مرتبہ بزرگ ہو گا کہ جو انکے مرتبہ سے افضل اور اعلیٰ ہو اور قرب سے مراد نزدیک ہونا خدا سے ہے
باعتبار مرتبے کے ہے نہ باعتبار مکان کے پس پرہیزگار آدمی ہمیشہ خدا کی پناہ میں ہونگے کہ ہمیشہ ان پر رحمت پروردگار کی نازل ہوتی رہی گی اور کہتے ہیں کہ وہ بہشتی کہ
مرتبہ انکا مرتبہ مقعد صدق سے کم ہو گا وہ ہر روز اسجگہ آیا کریں گے اور قرآن کو سنکر اور لذت پاکر پھر اپنے اپنے مکانونکو چلے جاوینگے اور منقول ہے کہ ایکروز
حضرت موسیٰ مناجات کیواسطے جاتے تھے اور ایک کھنڈر کے دروازہ پر پہنچے تو اسمیں سے آواز رونیکی اور آہ و نالہ کی سنی جس وقت نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک مرد
برہنہ خاک پر پڑا ہوا ہے اور ایک اینٹ اسکے سر کے نیچے رکھی ہے اور ایک کپڑے سے کہ وہ مثل ٹاٹ کے تھا اپنے ستر کو پوشیدہ کیا ہے اور سوائے آگے اور پیچھے
کے سب بدن اسکا برہنہ ہے اور نالہ کرتا ہے اور نالہ میں کچھ کہتا ہے حضرت موسیٰ اسکے پاس گئے دیکھا کہ وہ زمین پر پڑا ہوا کہتا ہے کہ اے الٰہی تو میری
غریبی اور تنہائی کو دیکھتا ہے اور میرے فقر اور فاقہ کو تو جانتا ہے پس حضرت موسیٰ یہ سنکر مناجات کی واسطے گئے اور بعد مناجات کے واسطے ارادہ پھرنیکا
تو خطاب پہنچا پروردگار کا کہ اے موسیٰ تونے پیغام اس فقیر کا ہمکو کیوں نہیں پہنچایا اور احوال اسکا ہمسے کیوں نہیں عرض کیا موسیٰ نے کہا کہ خداوندا
تو جانتا ہے کہ وہ اپنی تنہائی اور وحشت کا ذکر کرتا تھا اور شکایت اپنے فقر اور فاقہ کی کرتا تھا حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اسکو میرا سلام پہنچا

اور کہے کہ تو تنہا نہیں ہے میں کہ خدا وند ہوں انیس تیرا ہوں اور تو غریب نہیں ہے سوا اسکے کہ ہمنشین تیرا ہوں تو فقیر نہیں ہے کہ میں تیرا یار اور نگہبان ہوں جس چیز کا محتاج
ہے کی احتیاج ہے موسیٰ اور وہاں سے اس درویش کے پاس آئے اور اسکے سرہانے بیٹھے اور پیغام خدا کا اسکو پہنچایا اس درویش نے کہا کہ اے کلیم اللہ میرا بھی اسقدر مرتبہ ہے
کہ خدا میری بات کو سنے اور اسکا جواب دیوے پس نعرہ مارا اور مر گیا موسیٰ بنی اسرائیل کے پاس آئے تاکہ اسکو جاکر دفن کریں اور جس وقت اس ویرانہ میں جو پہنچے تو دیکھا وہ اینٹ جو کہ اسکے
زیر سر رکھی تھی اور وہ بچھونا ٹاٹ کا جو کہ بستر پر رکھا تھا وہ دونوں چیزیں تو وہاں موجود ہیں لیکن وہ درویش وہاں نہیں ہے حضرت موسیٰ نے مناجات کی کہ یا الٰہی وہ درویش
کیا ہوا زمین اسکو نگل گئی یا بھیڑیئے نے اسکو کھا لیا جبرئیل آیا اور کہا کہ اے موسیٰ خدا فرماتا ہے کہ یہ کیا گمان ہے تمہارا دوستوں کی طرف لیجاتا ہے یہ وہ فقیر تھا کہ شیطان نے اسکو
دنیا میں ڈھونڈا تو نہ پایا اور ملک الموت نے وقت نزاع کے تلاش کیا تو اسکی طرف کو راہ نہ پہچانا اور منکر نکیر نے قبر میں اسکی جستجو کی تو نہ پایا اور رضوان نے بہشت میں اسکو
میں نہ پایا اور مالک نے اسکو دوزخ میں نہ پایا موسیٰ نے پوچھا کہ الٰہی پھر وہ کیا ہوا فرمایا کہ دوست نہیں ہوتا ہے مگر نزدیک دوست کے فی مقعد صدق عند ملیک
مقتدر اور ثعلبی مفسر اہلسنت نے اپنی تفسیر میں جابر سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسولخدا مسجد میں بیٹھے تھے اصحاب نے بہشت کا احوال حضرت سے پوچھا فرمایا کہ
خدا کے نزدیک ایک علم ہے نور کا اور ستون ہے زبرجد کا کہ انکو آسمان اور زمین سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے اور اس علم پر لکھا ہے کہ کوئی معبود قابل پرستش کے نہیں ہے
سوائے خدا کے معبود حق کے اور محمد پیغمبر اسکا ہے اور آل محمد تمام مخلوقات سے بہتر ہیں اور علی اس علم کا اٹھانیوالا ہے اور امام تمام آدمیونکا ہے امیر المومنین نے کہا کہ شکر ہے
کہ شکر ہے خدا کا کہ جسنے ہمکو تیرے سبب سے ہدایت کی اور ہمکو بزرگ کیا اور فضیلت عطا کی رسولخدا نے فرمایا کہ اے علی کیا نہیں جانا تو نے کہ جو کوئی دوست رکھے تجھکو اور اپنی دوستی کو
ہماری طرف منسوب کرے تو خدا اسکو ہمراہ بہشت میں جگہ دیگا اور ہمارا رفیق اور مصاحب اسکو کریگا اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر

سورۃ الرحمٰن یہ سورہ مکی ہے اور کہتے ہیں کہ کل آیتیں اسکی مکی ہیں مگر آیہ یسئلہ من فی السموات والارض اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ مدنی ہے اور آیتیں
کل اٹھتر آیتیں ہیں امام موسیٰ کاظم نے فرمایا ہے کہ رسولخدا فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے واسطے ایک عروس ہے اور عروس قرآن کی سورہ رحمٰن ہے اور حضرت صادق نے
فرمایا ہے کہ سورہ رحمٰن کا پڑھنا ترک مت کرو کہ یہ سورہ منافقوں کے دلوں میں نہیں ٹھہرتی ہے اور قیامت کے روز یہ سورہ اپنے پروردگار کے روبرو آویگی خوبصورت آدمی
کی شکل میں ہوکر اور خوشبودار ہوکر اور جو مقام کہ زیادہ قریب ہے وہاں کھڑی ہوگی اور کہتی ہیں کہ کسی ایسا مرتبہ حال نہو کہ وہاں کھڑا ہو پس خدا خطاب کریگا اسکو کہ کون آدمی
ہے جو تیری تلاوت کرتا تھا دنیا میں وہ سورت کہیگی کہ فلانا فلانا اور فلانا خدا ان لوگوں کے چہرونکو روشن اور نورانی کریگا اور کہیگا کہ جسکو تم دوست رکھتی ہو اسکی شفاعت
کرو پس وہ جسکی چاہینگے شفاعت کرینگے اور جسکی وہ شفیع ہونگی اسکو خدا فرمائے گا کہ سیر بہشت میں ساکن ہو کہ جو کچھ تیری آرزو اور خواہش ہے وہ سب وہاں موجود ہے اور دوسری
روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صادق نے کہ جو کوئی سورہ رحمٰن کو پڑھے اور بعد فبای آلاء ربکما تکذبان کے لا بشیء من آلائک رب اکذب کہے پس اگر رات کو پڑھے تو مریگا شہید اور
اگر دنکو پڑھے اور پھر مرجائے تو مریگا شہید اور جمعہ کے روز سورہ رحمٰن کے پڑھنے کے اور ہر فبای آلاء ربکما تکذبان کے بعد لا بشیء من آلائک رب اکذب کہنے کی بہت تاکید
اور ثواب ہے اور کہتے ہیں کہ پہلے سب سے قرآن کو باواز بلند ابن مسعود نے قریش کے روبرو پڑھا تھا اور کیفیت اسکی اسطرح ہے کہ اصحاب اکٹھے جمع تھے کہا کہ قریش نے قرآن نہیں
سنا ہم میں سے کون ہے کہ جرات کرکے باواز بلند انکے روبرو قرآن کو پڑھے عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ میں پڑھونگا اور مقام سے وہ اٹھا اور مقام ابراہیم میں گیا اور وہاں
کھڑے ہوکر باواز بلند سورہ رحمٰن کو پڑھا قریش اپنے اپنے مقام میں بیٹھے تھے اسکے پڑھنے کو سنکر بہت تعجب کیا اور آپس میں کہا کہ یہ مرد کیا کہتا ہے پس چند آدمی انمیں سے
اٹھے اور اسکو اسقدر مارا کہ نشان زد و کوب کا اسکے بدن پر نمایاں ہوگیا اور وہ اسی طرح پڑھتا تھا اور پڑھنے سے بند نہیں ہوتا تھا یہانتک کہ کئی آیتیں پڑھکر
وہانسے پھرا اور اصحاب سے کہا کہ ہم میں سے ایسی جرات قرآن کے پڑھنے میں کوئی نہ کرتا **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الرحمٰن ۱** یہ بھی ایک آیت ہے باوجودیکہ جملہ نہیں ہے سو طرح کہ
تقدیر اسکی اللہ الرحمٰن ہے اور خدا نے سورہ کو اس اسم سے شروع کیا ہے تاکہ جانیں سب کہ خدا کے بعد اسکے جو فعال ہیں کہ خدا کا مذکور ہوئے ہیں سب رحمت سے صادر ہوئے ہیں کہ شامل ہے
رحمت اسکی تمام مخلوقات کو اور گویا کہ وہ جواب ہے انکے قول کا جس وقت انکو کہا گیا تھا کہ سجدہ کرو تم رحمٰن کو انھوں نے کہا کہ کیا ہے رحمٰن اسکا جواب واقع ہوا اور یہ سورہ
نازل ہوا اور منقول ہے کہ جس وقت نازل ہوئی یہ آیت ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن تو انھوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے رحمٰن کو مگر صاحب یمامہ رحمٰن ہے انکے جواب میں کہا گیا کہ رحمٰن
وہ شخص ہے کہ **علم القرآن ۲** سکھلایا اسنے قرآن محمد کو اور محمد کو امت کو اور کہتے ہیں کہ مکہ کے آدمی طعن کرتے تھے کہ محمد کو جبر اور یسار دو شخص قرآن سکھلاتے ہیں

خدا نے فرمایا کہ رحمٰن یعنی خدا بہت بخشنے والا ہے کہ رحمت اسکی سب چیز کو پہنچتی ہے سکھلایا ہے اسنے قرآن محمدؐ کو اور مراد سکھلانے خدا کے سے قدرت دینی اور آسان کرنا قرآن
کا ہے اور واضح کر دینا ہر چیز کا کہ جسکے سبب سے جانی جاوے اور الاہی ہو جاوے اور پہلے خدا نے قرآنکی تعلیم کا ذکر کیا کہ جسکی طرف آدمی اپنے دین میں محتاج ہیں تاکہ ادا کریں وہ ہر چیز کہ جسکا
واجب ہے اور اپنے پروردگار کی طاعت کرنے سے مستحق ثواب کے ہوں **خَلَقَ الْاِنْسَانَ** پیدا کیا اسنے آدمی کو یعنی عدم سے اسکو وجود میں لایا اور مراد انسان سے یہاں ابن عباس کے نزدیک
آدم ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسان سے جنس آدمیوں کی ہے **عَلَّمَهُ الْبَيَانَ** سکھلایا اسکو آدمی کو بیان یعنی واضح کرنا ہر چیز کا کہ دل میں ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ بیان اسم
اعظم ہے کہ جس سے ہر چیز جانی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ مراد انسان سے محمد صلعم ہے اسکو سکھلایا بیان یعنی پیدا کیا محمدؐ کو اور سکھلایا اسکو بیان یعنی جو کچھ کہ ہوا ہے اور جو کچھ کہ ہوویگا
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ سکھلایا آدمیوں کو سبکو بیان یعنی گویائی اور خط و کتابت اور سمجھنا اور سمجھانا یہانتک کہ جانے کہ یہ کیا کہتا ہے اور کیا اسکو کہا جاتا ہے اور
ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا اور تمام اسمار انکو سکھلائے اور منقول ہے کہ آدمؑ سات لاکھ لغت میں گفتگو کرتے تھے اور عربیت انکی سب سے زیادہ تھی اور منقول ہے
کہ بیان اسم اعظم ہے کہ آدمؑ اسکے سیکھنے کی جہت سے سب چیزونکو جانا اور ان جملوں میں حرف عطف کا نہیں آیا ہے اس واسطے کہ یہ سب نعمتیں رحمٰن کی ہیں بطور شمار کرنے کے آئی
ہیں **الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ** آفتاب اور مہتاب چلتے ہیں آسمان کے برجوں میں **بِحُسْبَانٍ** ساتھ ایک حساب اندازہ کئے گئے کے برجوں میں اور حسبان مصدر ہے حساب کے معنی
میں ہے کہ نہ فضول ہے نہ نقصان اور یا جمع حساب کی ہے جیسے کہ شہبان جمع شہاب کی ہے اور فعل اسکا محذوف ہے اور اسکے حذف پر کلام دلالت کرتا ہے خلاصہ یہ کہ آفتاب و مہتاب
ایکساں مقرر سے چلتے ہیں کہ انمیں کسی طرح کا فرق نہیں ہوتا ہے پس آفتاب سب برجونکو تین سو پینسٹھ دن میں طے کرتا ہے اور مہتاب اٹھائیس دن میں اور خاص کرنا
ذکر آفتاب و مہتاب کا اسواسطے ہے کہ یہ باعث ہیں فائدہ کثیر کے اس واسطے کہ فصلیں انہیں سے پہچانی جاتی ہیں اور سال اور ماہ اور اوقات سب انہیں سے معلوم ہوتے ہیں اور رات
اور دن انکے ہی حساب سے ہے اور منقول ہے کہ آفتاب چھ ہزار اور چار فرسخ کا طول اور ویسا ہی عرض رکھتا ہے اور مہتاب چار ہزار فرسخ کا اور آفتاب کے ظاہر میں لکھا ہوا ہے
کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خلق الشمس بقدرتہ واجراہا بامرہ اور باطن میں لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ رضاہ کلام و غضبہ کلام یعنی مراد یہ ہے کہ کلام خدا کا رضامندی اور رحم کرو اور آدمی
کلام کے موافق غصہ کرو اور عذاب کرو یعنی رضامندی اور رحم اور غضب عذاب کرنا تمہارا موافق ارادہ الٰہی کے ہو اور چاند کے ظاہر میں لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
خلق القمر و خلق الظلمات والنور اور اسکے باطن میں لکھا ہے کہ خلق اللہ الخیر والشر لقد رتہ یبتلی بہما من یشاء من خلقہ طوبیٰ لمن اجری اللہ الخیر علی یدہ
و ویل لمن اجری اللہ علے یدہ الشر یعنی مراد یہ ہے کہ پیدا کیا خدا نے قدرت اور قوت شر کر سکنے اور آلات شر کو اور نفس شر کو اس نے پیدا نہیں کیا ہے خوشا حال اس شخص کا کہ لطف الٰہی اسکا شامل
حال ہے کہ وہ فعل خیر میں مشغول ہے اور وائے اس شخص پر کہ جسکو اسکے حال پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اختیار کرنیوالا شر کا ہے اور بعد اسکے دوسری نعمت کی طرف اشارہ کرکے
فرماتا ہے کہ **وَالنَّجْمُ** اور درخت بیل والا کہ جسکی شاخیں زمین پر چلتی ہیں **وَالشَّجَرُ** اور درخت کہ جسکی شاخیں اوپر کو جاتی ہیں **يَسْجُدَانِ** سجدہ کرتے ہیں دونوں خدا کو یعنی
اسکی حکمبرداری کرتے ہیں اپنی رغبت اور خواہش سے اس امر میں کہ جسکے واسطے وہ پیدا ہوئے ہیں اور ہرگز اسکے حکم سے سرکشی نہیں کرتے ہیں جیسے کہ سجدہ کرنیوالے حکمبرداری کرتے
ہیں اور سجدہ کرتے ہیں ایسی ہی اسکی حکمبرداری میں انکا حال ہے اور کہتے ہیں کہ سجدہ انکا سایہ کا پھرنا انکے ساتھ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سجدہ انکا ایک خاص طور کا ہے کہ ہم اسکو نہیں سمجھتے
جیسے کہ انکی تسبیح کو ہم نہیں جانتے چنانچہ خدا فرماتا ہے ولکن لا تفقہون تسبیحہم یعنی اور لیکن نہیں سمجھتے ہو تم تسبیح انکی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد نجم سے ستارے ہیں اور سجدہ انکا طلوع
انکا ہے **وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا** اور آسمانکو بلند کیا اتنا زمین پر کہ بیچ پانسو برس کی راہ کے برابر دوری اور فاصلہ رکھتا ہے اور یہ اشارہ ہے اسکی کمال قدرت اور بلندی شان کیطرف
وَوَضَعَ اور رکھی درمیان آدمیوں کے **الْمِيزَانَ** وہ چیز کہ جس سے مقدار شی کی معلوم کریں مثل ترازو اور پیمانہ کے اور سوائے اسکے جس سے کہ مقدار شے معلوم ہوتی ہے اور یہ واسطے عدل
کے ہے کہ ہر ایک شخص اپنا حق پورا لیتا رہے اور نقصان کسیکی حق کا نہو اور یہ موجب انتظام عالم کا ہے اور اگر عدل نہو اور لوگونمیں کمی اور زیادتی ہر چیز کی ہوتی رہے تو باعث برہمی انتظام
اور سبب فساد کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وضع یعنی امر ہے اور میزان یعنی عدل یعنی خدا نے حکم کیا ہے عدالت کا کل امر دین میں جیسے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ آسمان اور زمین
عدل سے قائم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ خدا نے ترازو رکھی ہے **اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ** اسواسطے کہ حد سے نہ گزر و تم بیچ ترازو کے یعنی عدل و انصاف سے گذر جاؤ تم اور راستی
اور درستی کیساتھ معاملہ کرو تم اور الا تطغوا کے اول میں لام علت کا محذوف ہے یعنی لان لا تطغوا اور یہ نفی نہی کے معنی میں ہے غرض اس حکم سے یہ ہے کہ آپس میں معاملہ میں عدل
انصاف کرتے رہو اور نہ زیادہ اپنے حق سے لو اور نہ کم کسیکو دو اور واسطے تاکید اس امر کے مکرر فرماتا ہے کہ **وَاَقِيمُوا الْوَزْنَ** اور قائم کرو تم وزن اور تولنے کو **بِالْقِسْطِ** ساتھ انصاف

ہے کہ ترازو کی ڈنڈی کی دونو طرفیں برابر ہوں وقت لینے کے بھی اور وقت دینے کے بھی وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ اور نہ کم کرو تم ترازو کو بلکہ برابر ہو اسواسطے کہ وہ امر تو بنا کا
نہی ہے کہ اسمیں پورا تولا جاوے اور پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم عدل کر اگر چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ عدل کریں اور وفا کر تو ویسا ہو اگر چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ وفا کریں حاصل
یہ ہے کہ تو نہ تیں کمی اور نہ زیادتی مت کرو اور غرض اس سے عدل و انصاف ہے اور برابری ہر امر میں اور کمی اور زیادتی کسی امر میں نہ کرو اور میزان کا لفظ مکرر واسطے تاکید وصیت کے آیا ہے
پورا لینے اور دینے میں وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا اور زمین کو رکھا ہے اسکو پانی پر لِلْاَنَامِ واسطے خلقت کی کہ بسیر کریں اس پر چلیں پھریں فِيهَا فَاكِهَةٌ بیچ اس زمین کے میوے
ہیں وَالنَّخْلُ اور کھجور کے درخت ہیں ذَاتُ الْاَكْمَامِ جس کے ساتھ غلاف ہیں یعنی خوشوں والیاں ہیں اور خرما جب تک خشک نہیں ہوتا غلاف میں رہتا ہے اور وہ غلاف وہ چیز ہے کہ
جسمیں پھل کھجور کے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور خصوصیت خرما کے ذکر کی اسکی فضیلت کیواسطے ہے انسان کے مشابہ ہونیکی جہت سے اسواسطے کہ جیسے انسان کا سر کاٹو تو مر جاتا ہے
ایسے ہی کھجور کا سر کاٹو تو خشک ہو جاتی ہے اور جیسے کہ مرد عورت کے پاس جاتا ہے تو بچہ پیدا ہوتا ہے ایسے ہی کھجور کے نر کو مادہ پہ چھوڑتے ہیں تو اچھا پھل پیدا ہوتا ہے
اور جیسے کہ آدمی کے سر میں مغز ہوتا ہے ایسے ہی اسکے سر میں بھی مثل مغز کے ایک چیز ہوتی ہے اور جیسے کہ آدمی کا قد سیدھا ہوتا ہے ایسے ہی کھجور کا درخت بھی سیدھا
ہوتا ہے اور یہ درخت عرب میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے ان وجہوں کے سبب سے خاص کر کے فرمایا کہ زمین میں کھجوریں خوشوں والیاں ہیں وَالْحَبُّ اور دانہ غلہ کا ذُو الْعَصْفِ صاحب
بھس کا اناج کو خوشوں کو کوٹ کر انمیں سے دانے نکالتے ہیں کہ انکو آدمی کھاتے ہیں اور جس میں سے وہ نکلتے ہیں وہ عصف بھس کو کہتے ہیں کہ اسکو چارپائے کھاتے ہیں وَالرَّيْحَانُ اور ریحان
زمین میں اگے وہ پھول ہیں کہ اسکو سونگھتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ زمین میں بعضی چیزیں دی ہیں کہ بعضی ان میں سے کھاتی ہیں اور بعضی سونگھنی کی اور اکثر مفسرین ریحان کو روزی کے معنی میں کہتے ہیں
خلاصہ یہ ہے کہ خدا نے انسانکی اور حیوانکی دونوں کی روزی زمین پیدا کی فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی کہ مذکور ہوئیں ہیں تُكَذِّبٰنِ
جھٹلاتے ہو تم اے انسان اور جن اور انکار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اسکی جانب سے نہیں ہیں اور اس آیت کا ذکر اس سورۃ میں اکتیس مقام میں ہے اور یہ آیت بار بار اس جہت سے آئی ہے
کہ اس سورۃ میں کئی نعمتوں کا ذکر ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں پس بیچ ذکر ہر نعمت کے یہ آیت مذکور ہوئی ہے تاکہ سننے والے خبردار ہوں مقام نعمت سے اور اعتقاد کریں
ہر نعمت کا اور کلام عرب میں اس طرح سے اکثر تکرار آتے ہیں اور حضرت صادق سے کسی نے پوچھا کہ کیا مراد ہے ان نعمتوں سے فرمایا کہ پس ساتھ کونسی نعمتوں کے کفر کرتے ہو
ساتھ محمد کے یا ساتھ علی کے خَلَقَ الْاِنْسَانَ پیدا کیا خدا نے آدمی کو کہ وہ حضرت آدم باپ سب آدمیوں کا ہے مِنْ صَلْصَالٍ مٹی سے خشک بجنے والی ہے كَالْفَخَّارِ
مانند ٹھیکری کے کہ اسپر ہاتھ مارو تو وہ بجتی ہے سبب آدم کو جو اصل سب آدمیوں کی ہے مٹی سے پیدا کیا اور اسکی اولاد کو منی سے وَخَلَقَ الْجَانَّ اور پیدا کیا جان کو کہ وہ باپ جنّ کا
ہے مِنْ مَّارِجٍ شعلہ سے کہ وہ مِّنْ نَّارٍ آگ میں سے ہے اور اسکی اولاد کو پیدا کیا ہے اور کہتے ہیں کہ جیسے آدمی منی سے نکلتی ہے ایسے ہی جن میں سے ہوا نکلتی ہے اس سے جن کا
بچہ پیدا ہوتا ہے اور بعضے مارج اس آگ کو کہتے ہیں کہ جو سرخ اور زرد اور سبز شعلہ سے ملکر بنی ہو بسبب بلند اور تیز ہونے اس آگ کے اور جان دو عنصر سے پیدا ہوا ہے آگ اور ہوا سے
اور آدم چار عنصر مشہور سے پیدا ہوا ہے اور آگ اور ہوا ملکر جو ایک چیز ہو جاتی ہے اسکو مارج کہتے ہیں جیسے کہ مٹی اور پانی ملی ہوئی کو طین کہتے ہیں اور درمیان پیدائش آدم و جان کے
ساٹھ ہزار برس کا فرق ہے فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی تُكَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم اے جن اور آدمی کہ تمکو شعلہ و مٹی سے پیدا کیا اور
صورت دیا تمکو بخشی اور زندگی تمکو عطا کی رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ پروردگار دو مشرق کا ہے خدا اور پیدا کرنیوالا ان دونوں کا ایک مشرق تو جاڑے کی ہے آفتاب کی واسطے اور ایک
مشرق گرمی کی وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ اور پروردگار دو مغرب کا ایک مغرب جاڑے کی ہے آفتاب کے واسطے اور ایک مغرب گرمی کی ہے اور بعضوں کے نزدیک مراد مشرقین اور مغربین سے مغرب
و مشرق آفتاب اور ماہتاب دونوں کا ہے اور مختلف ہونا مشرق اور مغرب آفتاب کا موجب فوائد بہت کا ہے کہ فصلیں اسی جہت سے مختلف ہوتی ہیں اور جو چیز کہ ہر فصل سے تعلق رکھتی
وہ بھی پیدا ہوتی ہے اور باوجود اسکے روشن ہونا آفتاب کا موجب طلب کرنے معاش کا ہے اور غروب ہونا باعث آسائش اور آرام کا ہے اور یہ سب امور خدا کے کمال
قدرت پر دلالت کرتے ہیں فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی تُكَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ چھوڑے خدا نے دو دریا ایک
شیریں اور خوش مزہ دوسرا شور اور تلخ يَلْتَقِيٰنِ آپس میں ملاقات کرتے ہیں ملتے ہیں اور وہ دریا فارس اور دریا روم ہیں کہ سمندر میں دونوں ملتے ہیں بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ
درمیان دونوں دریاؤں کے ایک پردہ اور منع کرنے والی چیز ملنے سے ہے قدرت خدا سے کہ اسکے سبب سے لَّا يَبْغِيٰنِ نہیں زیادتی کرتا ہے ایک یا دوسرے پر اور ایک
ان میں دوسرے پر غالب نہیں ہوتا ہے کہ اس دوسرے میں مل کر اسکے مزہ کو بدلاوے اور اسکی خاصیت کو کھووے یا نہیں سکتا ہے فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ

کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُکَذِّبٰنِ ۝ جھٹلاتے ہو تم اور بعضے فائدوں کو دریا کے بیان کرتا ہے کہ یَخْرُجُ مِنْهُمَا باہر نکلتے ہیں ان دو دریا سے اللُّؤْلُؤُ موتی
بڑا وَالْمَرْجَانُ ۝ اور مونگا مروارید خرد اور کہتے ہیں کہ موتی اور مونگا دریائے شور میں سے نکلتے ہیں دریائے شیریں میں سے پس اس صورت میں مراد دو دریا میں سے نکلنے سے یہ ان
دونوں کو ملی کیجگہ سے ہوگی اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر آب باران اور آب دریا کی طرف پھرتی ہے اسواسطے کہ موتی قطرہ باران سے حاصل ہوتا ہے اور اسیواسطے ابن عباسؓ نے دریائے آسمان اور دریائے زمین
کے ساتھ تفسیر کی ہے اور یہ دونوں دریا خدا کی قدرت سے ایکسال میں ایکبار ملتے ہیں اور درمیان انکے ابر کا ایک پردہ ہے کہ دریائے آسمان کو نازل نہیں ہونے دیتا اور دریائے زمین کو اوپر کو
نہیں جانے دیتا اور دریائے آسمان سے قطرے دریائے زمین پر گرا دئے جاتے ہیں اور سیپی کے منہ میں وہ داخل ہوتے ہیں اور چھوٹے قطروں سے چھوٹے موتی بنتے ہیں اور بڑے قطروں سے بڑے
موتی اور منقول ہے کہ جس وقت مینہ برستا ہے تو اسوقت سیپیاں دریا سے باہر نکلکر منہ اپنے کھولدیتی ہیں جو قطرہ باران انکے دہن میں گرتا ہے وہ موتی ہوجاتا ہے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے
کہ فرمایا امیر المومنینؑ نے کہ آب آسمان اور آب دریا سے موتی پیدا ہوتا ہے پس جسوقت مینہ برستا ہے تو سیپیاں اپنے مونہوں کو کھولدیتی ہیں اور قطرے باران کے انکے مونہوں میں پڑتے ہیں
پس چھوٹے قطروں سے چھوٹے موتی بنتے ہیں اور بڑے قطروں سے بڑے موتی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ علیؑ اور فاطمہؑ دو دریا عمیق ہیں کہ نہیں زیادتی کرتا ہے ایک
انمیں سے دوسرے پر اور نکلتے ہیں ان دونوں سے موتی کہ وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور سلمان اور سعید بن جبیر اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ دو دریا تو علیؑ
اور فاطمہؑ ہیں اور برزخ محمدؐ ہے اور لولو اور مرجان حسنؑ حسینؑ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ سے مراد باقی آئمہ معصومین ہیں اور تفسیر اہلبیت میں ہے کہ مراد
ان دو دریا سے علیؑ اور فاطمہؑ ہیں کہ ایک دریا علم کا ہے اور دوسرا دریا حلم اور ایک دریا شجاعت کا ہے اور دوسرا دریا سخاوت اور ایک دریا وفا ہے اور دوسرا دریا حیا اور
طہارت کا ہے اور دوسرا دریا عصمت اور برزخ درمیان اُن دونوں کے محمدؐ ہے اور لولو اور مرجان کہ ان دونوں دریا کے کرم سے نکلتے ہیں حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور سعید بن
جبیر سے روایت ہے کہ فرمایا ابن عباس نے کہ مراد مرج البحرین سے علاقہ زوجیت کا ہے درمیان علیؑ اور فاطمہؑ کے اور مراد برزخ سے محبت ہے کہ جو درمیان ان دونوں کی ہے اور وہ ہرگز منقطع
نہوگی اور مراد نکلنے لولو اور مرجان سے تولد حسنؑ و حسینؑ کا ہے اور محمد بن جمیل نے زیاد بن منذر سے روایت کی ہے کہ ضحاک کہ مفسرین اہلسنت میں سے ہے اس سے پوچھا گیا کہ مراد مرج البحرین
یلتقیان سے کیا ہے کہا کہ مراد بحرین سے علیؑ اور فاطمہؑ ہیں اور مراد برزخ سے محمدؐ ہے اور لولو اور مرجان سے حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور اعمش نے طریق اہلسنت سے روایت کی ہے
کہ میں نے ابو عبدالرحمن اسلمی سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے اور انس بن مالک کہتا ہے کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس وقت تم گم کرو
آفتاب کو تو مہتاب کے پاس آؤ اور جسوقت تم مہتاب کو گم کرو تو زہرہ کے پاس آؤ اور جس وقت تم زہرہ کو گم کرو تو فرقدین کے پاس آؤ لوگوں نے پوچھا کہ
آفتاب کیا ہے فرمایا کہ میں ہوں اور پوچھا کہ مہتاب کون ہے فرمایا کہ علیؑ ہے پوچھا کہ زہرہ کیا ہے فرمایا کہ فاطمہؑ میری بیٹی اور پوچھا کہ فرقدین کون ہیں فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں
اور حق یہی ہے کہ جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا ہے اسواسطے کہ یہ پانچوں تن تاریکی گمراہی سے باہر نکالنے والے تھے ہدایت کی روشنی کے وسیلے سے اور یہ پانچوں دریائے رحمت الٰہی تھے واسطے شیعوں اور انکے ہی وسیلہ سے نجات ہوگی
چنانچہ شاعر عرب کہتا ہے لی خمسۃ اطفی بہا حر الجحیم الحاطمۃ ۝ المصطفی والمرتضی وابناہما والفاطمہ ۝ یعنی واسطے میرے پانچ تن ہیں کہ بجھاؤں گا میں سبب انکے یعنی انکی
دوستی اور پیروی کے سبب سے حرارت دوزخ سوزندہ کی اور وہ پانچ تن مصطفٰے اور مرتضیٰ اور بیٹے انکے حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور فاطمہؑ دختر مصطفٰی اور لوگ وبا
کے واسطے حر الوباء الحاطمہ کہتے ہیں ہر چند کہ ترکیب اسکی درست نہیں ہوسکتی اسواسطے کہ وبا کا لفظ مذکر ہے صفت اسکی حاطمہ نہیں ہوسکتی لیکن پھر بھی
یہ اپنا اثر بخشتا ہے اور سوا ان پانچوں کے کسی سے سنا اور نہ کسی کتاب میں دیکھا کہ کسی اور شخص کا واسطہ بھی دیتے ہوں اسکا نام لیکر اس امت کے لوگوں میں سے اور اگر نام بھی
لیتے ہیں کبھی اور کا تو انھیں کی اولاد کے بزرگوں کا نام لیتے ہیں نہ عمر اور بکر کا کہ جو شرف کہ خدا نے انکو بخشا ہے دوسرے کسواسطے ہرگز نہیں اور ایک اور شاعر سنی کہتا ہے کہ ع
علی اللہ فی کل الامور توکلی ۝ وبالخمس من آل العباء توسلی ۝ یعنی اوپر خدا کے ہر چیز میں توکل میرا اور ساتھ پانچ آدمیوں آل عبا کے ہے وسیلہ میرا اور ان پانچوں کا ذکر
کرتا ہے کہ محمد ن المبعوث وابنیہ بعدہ ۝ وفاطمۃ الزہرا والمرتضی علی ۝ یعنی محمدؐ بھیجا گیا ہے واسطے ہدایت کے پیغمبر کرکے اور دو بیٹے اسکے کہ بعد اسکے ہیں حسنؑ
و حسینؑ اور فاطمۃ الزہرا اور مرتضی علیؑ پس خدا تعالیٰ نے یہ نعمتیں تمکو عطا کی ہیں کہ گمراہی اور جہالت سے یہ تمکو نکالتے ہیں اور طرف طریق حق کے یہ تمکو پہنچاتے ہیں فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس تم کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُکَذِّبٰنِ ۝ جھٹلاتے ہو تم اور بعضے تفسیر کرتے ہیں کہ درمیان خدا کے اور بندہ کے دو دریا ہیں ایک دریا
نجات کہ وہ قرآن ہے پس جو کوئی کہ اسپر عمل کرے وہ ہلاکت سے نجات پائے اور دوسرا دریا ہلاکت کا ہے اور وہ دنیا ہے کہ جو کوئی اسکی لذتوں میں مشغول ہو

وہ ہلاک ہوگا اور برزخ ان دونوں کی نصیحتیں اور پند خدا کے ہیں کہ اے مومن کا انکو اپنے دلمیں جگہ دیکر بلاکت سے نجات پائے اور بعضے تفسیر کرتے ہیں کہ یہ دو دریا
دو نصیحتیں ہیں اور برزخ انکے درمیان پیغمبر ہے کہ ایک امین ہے دوسرے پر زیادتی نہ کرے اور بعضے تفسیر کرتے ہیں کہ مراد ہے دریائے عقل اور دریائے خواہش نفس ہے اور برزخ
لطف الٰہی ہے اور لولو و مرجان توفیق و عصمت ہے اور بعضے تفسیر کرتے ہیں کہ مراد دو دریا سے امید رحمت کی اور خوف خدا کی ہے اور لولو مرجان زہد اور تقویٰ
ہے کہ ان سے باہر نکلتا ہے اسیطرح سے اپنے اپنے ذہن کے موافق ہر ایک تفسیر کرتا ہے وَلَهُ الْجَوَارِ اور خاص واسطے اسکے ہیں کشتیاں یعنی حکم سے اس خدا کے
کشتیاں جاری ہونیوالی الْمُنْشَآتُ بلند کیگئی ہیں فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ بیچ دریا کے اور اُٹھائے گئے ہیں مانند پہاڑ کے انکی درازی اور بلندی اور بزرگی میں اور
جس وقت وہ دریا میں چلتی ہیں اور پردے انکے ہوا سے بھر گئے ہوتے ہیں تو وہ حقیقت میں دور سے مثل پہاڑ کے معلوم ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کشتیاں کہ پردوں
والی ہیں انکو منشآت کہتے ہیں اور جنپر بادبان نہیں ہیں انکو منشآت نہیں کہتے ہیں اور بعضے منشآت کے یہ معنی کہتے ہیں کہ بلند کیگئی ہیں پردوں سے اور کشتی کا پیدا کرنا اور دریا
میں جاری کرنا واسطے فائدے بندوں کے ہے اور یہ بھی بڑی نعمت ہے کہ مسافت بہت کو اسکے وسیلہ سے تھوڑی سی میں طے کرتے ہیں اور مال تجارت اسپر بار کر کے ایک ولایت سے
دوسری ولایت کو لیجاتے ہیں اور نفع میں زر کثیر حاصل کرتے ہیں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبَانِ
جھٹلاتے ہو تم كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا ہر شخص کہ اوپر اس زمین کے ہے اگرچہ زمین کا لفظ یہاں مذکور نہیں ہے کہ اسکی طرف ضمیر پھرے لیکن وہ دلمیں معلوم ہے کہ مراد اس سے یہاں
ہے کہ جو کوئی کہ زمین پر ہے آدمی اور جن اور حیوان اور سوا اسکے فَانٍ فنا ہونیوالا ہے یعنی انجام ہر ایک کا فنا ہے اور عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ جسوقت یہ آیت
نازل ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ زمین کے رہنے والے ہلاک ہونگے اور جس وقت آیہ کل شیء ہالک نازل ہوئی تو فرشتوں نے جانا کہ ہم بھی فنا ہو جاوینگے اور کوئی شخص باقی نہ رہیگا
سوائے ذات خدا کے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ اور باقی رہیگی ذات پروردگار تیری ذُو الْجَلَالِ کہ صاحب بزرگی کا ہے اور سب چیزیں پیدا
اور نیست کرنیوالا ہے وَالْإِكْرَامِ اور صاحب بزرگ کرنیکا اور مرتبہ والا کرنیکا ہے اپنے فضل و کرم عام سے جو کہ مستحق اور لائق اسکا ہو انبیا اور اولیا اور مومنوں کیطرف اور پرہیزگاروں کی طرف ہر جس وقت کہ کوئی
باقی نہ رہیگا سوائے ذات خدا کے اور سب کو فنا ہے تو نہایت بیوقوفی اور حماقت ہے اور دنیا کی چیزوں سے دل لگانا اور مال و اسباب کے دنیا میں جمع کرنا اور زیادہ تعجب ان لوگوں پر ہے
مال کو حرام وجہ سے کمائی کرتے ہیں اور پھر اسکو چھوڑ جاتے ہیں پس عاقل کو چاہئے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنے کو نہیں آیا ہے جو کچھ آخرت کے واسطے جمع کرنا چاہیے اور اسواسطے دنیا میں کچھ جمع
نہ کرنا چاہئے کہ یہاں سے ہر روز کوچ کرنا ہے ؎ فنا ہے سب کے لئے آدمی ہو یا حیوان ؛ کوئی رہیگا نہ باقی بجز خدائے جہاں ؛ نظر زخارف دنیا کا فقر، اے غافل نہ تو
رہیگا نہ تیرا یہ مال اور سامان ؛ متاع و مال جو کرتا ہے جمع دنیا میں ؛ کبھی سنا نہیں کیا کل من علیہا فان ؛ کہتے ہیں کہ ذات خدا کا نام وجہ اسواسطے ہے کہ سوائے اسکی ذات کے
سب چیزیں اسکی طرف توجہ رکھتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ بمعنی رب کے اور تدبیر ہے یعنی خداوند جو تدبیر کرنیوالا جمیع امور کا اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ اللہ سے مراد دین خدا ہے اور بیانکی کہ
ممکنات کے وجوہ ہی ذات میں فنا ہونیوالے ہیں مگر وجہ خدا کی کہ جو اسکی طرف متوجہ ہونیکی وجہ ہے اور منقول ہے کہ ذو الجلال والاکرام دونوں اسم اعظم میں خدا کی اور اسواسطے رسول خدا نے
فرمایا تھا کہ لازم کرو تم اپنے اوپر اور ہمیشہ کہا کرو تم ذو الجلال والاکرام اور معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ ایکروز رسول خدا ایک مرد کے پاس پہنچے کہ وہ نماز میں کہتا تھا یا ذو الجلال
والاکرام حضرت نے فرمایا کہ دعا اسکی قبول ہوئی اور کہتے ہیں کہ جلال نام بہشت کا ہے گرد عرش کے اور درمیان اس بہشت کے اور اس بہشت کے کہ جسمیں نیک مومن رہینگے سات سو برس کی راہ کا
فاصلہ ہے اور فنا ہونا اس اعتبار سے کہ بعد اسکے دوبارہ زندہ ہو کر بہشت میں جاوینگے یہ بھی بڑی نعمت ہے اسواسطے فرماتا ہے کہ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار
اپنے کی کہ انکو خبر دی فنا ہونیکی تاکہ تم آخرت کے کام میں مشغول ہو اور اسکے سبب جنت میں داخل ہو تُكَذِّبَانِ جھٹلاتے ہو تم يَسْأَلُهُ سوال کرتا ہے اس سے یعنی اپنی حاجت کی
طلب اس سے کرتا ہے مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جو کوئی کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اسواسطے کہ سب آسمان کے اور زمین کے رہنے والے اسکی طرف محتاج ہیں اور ہر ایک کو اسکے موافق مصلحت کے
بخشش کرتا ہے كُلَّ يَوْمٍ ہر دن یعنی ہر وقت هُوَ فِي شَأْنٍ وہ بیچ ایک کام کے ہے کہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے اور کسی چیز کو ناپید کرتا ہے اور ابو درداء سے منقول ہے
کہ لوگوں نے رسول خدا سے پوچھا کہ کیا مراد ہے اس سے فرمایا کہ اسکی شان یہ ہے کہ بخشے گناہ کو اور دور کرے سختی اور رنج کو اور ایک قوم کو بلند کرے اور ایک قوم کو پست کرے اور حضرت امیر
نے خطبہ میں فرمایا ہے اسکی تفسیر میں کہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور روزی دیتا ہے اور کم کرتا ہے اور زیادہ کرتا ہے اور اس آیت کے نازل ہونیکا سبب بیان کرتے ہیں کہ
یہودی کہتے تھے کہ خدا شنبہ کو کچھ کام نہیں کرتا ہے یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ ہر وقت کام میں ہے اور سعید بن جبیر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ پہلی سب سے جو خدا نے

ایک تختی پیدا کی ہے موتی سفید سے اور اسکی طرفین یاقوت سرخ کی ہیں قلم اسکا نور کا ہے اور نوشتہ اسکا بھی نور کا ہے ایک دن میں تین سو ساٹھ دفعہ اس تختی کی طرف دیکھتا ہے اور
نظر کرتے ہی خلقت کے کام کرتا ہے پس دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے اور سائل کو بخشش کرتا ہے اور درماندہ کو نجات دیتا ہے اور غمگین کو خوش کرتا ہے اور بیمار کو صحت دیتا ہے
اور ایک قوم کو توفیق توبہ کی دیتا ہے اور ایک قوم کے گناہ بخشتا ہے اور کشاف میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی پوچھے اسنے عرض کی کہ اے بادشاہ مجھکو
آج روز کی مہلت دیجیے تاکہ میں اسکے معنی بیان کروں بادشاہ نے کہا کہ تجھکو میں نے مہلت دی وزیر دلتنگ اور متفکر ہو کر اپنے گھر میں آیا اور اسکے غلاموں میں ایک غلام حبشی تھا اسنے اپنے آقا کو دلتنگ
دیکھا تو پوچھا کہ کس چیز نے تمکو دلتنگ کیا ہے اسکے آقا نے اسکی طرف سے منہ کو پھیر لیا اور کچھ جواب اسکو نہ دیا اس غلام نے کہا کہ اے آقا شاید کہ تیری فرح اور خوشی
کا سبب میں ہی ہو جاؤں وزیر نے اس غلام سے سب حال بیان کیا غلام نے کہا کہ تو بادشاہ کے پاس جا کر اس سے بیان کر کہ میرا ایک غلام اس آیت کی تفسیر جانتا
ہے وزیر نے بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ نے اسکے حاضر ہونیکا حکم دیا وہ حاضر ہوا تو بادشاہ نے اس غلام سے پوچھا کہ خدا ہر روز کس کام میں ہے غلام نے عرض کی کہ اے
بادشاہ شان خدا کی یہ ہے کہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور شفا دیتا ہے بیمار کو
اور بیمار ڈالتا ہے صحیح اور سالم کو اور محتاج کرتا ہے دولتمند کو اور دولتمند کرتا ہے محتاج کو اور ذلیل کرتا ہے عزت دار کو اور صاحب عزت کرتا ہے ذلیل و خوار کو
بادشاہ نے سنکر کہا کہ اے غلام تو نے خوب جواب دیا اور بعد اسکے فرمایا کہ وزیر کے لباس کو بدن سے اتار کر اس غلام کو پہنا دو اور منصب وزارت کا اس غلام کو عطا کیا غلام نے
کہا کہ یہ بھی شان پروردگار ہمارے کی ہے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبَانِ ۝ جھٹلاتے ہو تم اور انکار کرتے ہو سَنَفْرُغُ
قریب ہے کہ فارغ ہو دیں ہم سب کاموں سے اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے سیفرغ پڑھا ہے یا سے غائب کا صیغہ یعنی فارغ ہو وے گا وہ خدا سب کاموں سے لَكُمْ واسطے حساب تمہارے
کے اور جزا تمہاری کو قیامت کے روز اور اس روز خدا کوئی کام نہ کریگا سوائے حساب اور جزا دینے بندوں کی اور یہ خدا نے واسطے تنبیہ اور ڈرانیکے فرمایا ہے اور مقصود فارغ ہونے
اور اسکا موں سے یہ ہے کہ اس روز حساب اور جزا دینے ہی کا کام کرے گا اور اسی ارادہ امر کا ہوگا نہ یہ کہ پہلے ایک چیز میں مشغول تھا اور اب فارغ اور بیکار ہو گیا ہے یعنی قریب
ہے کہ قصد ثواب اور عذاب تمہارے کا کریں ہم أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ۝ اے دو گروہ بزرگ قدر جن اور انسانو اور جو چیز کہ قدر اور قیمت والی ہوتی ہے اسکو عرب ثقل بولتے ہیں
چنانچہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ انی تارک فیکم الثقلین یعنی تحقیق میں چھوڑے جاتا ہوں میان تمہارے دو چیز بزرگ قدر اور بلند مرتبہ کو اور وہ قرآن اور اہلبیت حضرت کے
ہیں اور یہاں مراد ثقلان سے گروہ جن اور انسانکی ہے اور وہ بسبب اور حیوانات کے بلند قدر ہیں اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ثقل فرمایا ہے اسواسطے کہ وہ
گرانبار ہیں شرع کی تکلیف سے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسواسطے فرمایا ہے کہ وہ گرانبار ہیں گناہوں سے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے
کے تُكَذِّبَانِ ۝ جھٹلاتے ہو تم بعد اسکے کہ تمکو خبر کردی ہے حساب اور جزائے اعمال کی تاکہ اپنی آخرت کو درست کرو اور اعمال نیک ادا کرکے بہشت کی نعمتوں کے
مستحق ہو جاؤ اور ابد الآباد بہشت میں رہو يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ یہ کلام تفسیر ثقلان کی ہے یعنی اے گروہ جنوں کے اور آدمیوں کے إِنِ اسْتَطَعْتُمْ
أَنْ تَنْفُذُوا پس نکلجاؤ تم اور بھاگو تم لیکن مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ کناروں آسمانوں کے سے اور زمین کے سے تاکہ بھاگو عذاب یا موت
سے فَانْفُذُوا پس نکلجاؤ اور بھاگو تم لیکن لَا تَنْفُذُونَ نہیں نکل سکتے اور بھاگ سکتے ہو تم إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ مگر ساتھ غلبہ اور قوت کے اور یہ کہنا
واسطے تمہارے ہیں جس جگہ کہ جاؤ گے موت تمہارے ہمراہ ہے اور عذاب سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے ہو اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز ملائکہ گرداگرد اہل محشر
کے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے اور فرشتے وقت نکلنے باہر نکلنے چار طرف سے انکو گھیر لیں مثل حلقہ آتش کے اور آواز کرنے والا آواز کرے کہ اے جن اور
آدمیوں یہ میدان محشر کا ہے اگر اس میں سے نکل سکتے ہو تو نکلجاؤ لیکن نہیں نکل سکتے ہو مگر غلبہ سے اور وہ تمکو کہاں ہے اور منقول ہے کہ قیامت کے روز آسمان سے
ملائکہ نازل ہوں اور تمام خلائق کو گھیر لیں اور جن اور آدمی بھاگنا شروع کریں جس جگہ جائیں فرشتوں کو دیکھیں کہ احاطہ کیے ہوئے ہوں اور کوئی جگہ نہ پائیں
کہ بھاگ کر وہاں چلے جائیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز خدا تمام بندوں کو ایک ٹیلہ پر جمع کریگا اور سات آسمانوں کے فرشتوں کو نازل ہونیکا حکم کریگا
اور ہر آسمان کی ملائکہ جنوں اور آدمیوں سے دوچند ہونگے یہاں تک کہ وہ فرشتوں کی سات صفوں کے درمیان ہوں گے کہ ہر صف ان سے دوچند ہوگی اور ان صفوں کے درمیان سے
نکلجانے کی قدرت نہ رکھینگے اس وقت آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم اور انکار کرتے ہو باوجودیکہ تمکو خبر کردی ہے کہ تم عاجز ہو دنیا اور آخرت میں اپنا جانو کہ سوائے اسکے کوئی تمہارا یار و مددگار نہیں ہے پس اسی کی درگاہ کیطرف متوجہ ہو جاؤ یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا بھیجا جائے گا اوپر تمہارے اگر شرک کرو اور کفر کرو شُوَاظٌ شعلہ بیغیر خالص مِّنْ نَّارٍ آتش دوزخ سے وَّنُحَاسٌ اور دھواں سیاہ یا تانبا پگھلا ہوا کہ انکے سروں اور مونہو پر گرایا جائیگا اور ابن کثیر نے شواظ بکسر شین پڑھا ہے اور نحاس کو ابن کثیر اور اہل کوفہ نے مجرور پڑھا ہے نار پر عطف کر کے اور بعضے کہتے ہیں کہ نحاس پانچ نہریں ہیں تانبے پگھلی ہوئی کی اور عرش کے نیچے وہ جاری ہیں نہریں ہیں دوزخیوں کے سروں پر گرائی جاوینگی دو نہریں تو دنیا کے واسطے اور تین نہریں راتوں کو حاصل یہ ہے کہ کبھی تو شعلہ آتش سے انکو عذاب کرینگے اور کبھی دود سیاہ یا تانبے پگھلے ہوئے سے اور جسوقت ڈالے جاؤگے اور عذاب کو دیکھوگے تو فَلَا تَنْتَصِرٰنِ پس نہ مدد کروگے تم آپس میں ایک شخص دوسرے شخص کی عذاب کے منع کرنے میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم بعد اسکے کہ تمکو خبر کردی ہے عذاب دوزخ سے تاکہ پرہیز کرو تم شرک سے اور گناہوں سے فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ پس جس وقت کہ پھٹ جاوے آسمان اور ملائکہ اسوقت وہاں سے اتر آئیں فَکَانَتْ وَرْدَةً پس ہو جائیگا آسمان سرخ مثل گل گلاب کے اور بعضے کہتے ہیں کہ آسمان مثل اسپ ورد کے ہو جائیگا اپنے رنگ میں یعنی آسمان اس گھوڑے کے رنگ میں ہو جائیگا کہ سفیدی اسکی سرخی بازردی کی طرف مائل ہوتی ہے اور ایسا گھوڑا اوائل میں کمیت اور اشقر کے ہوتا ہے رنگ میں اور وہ بیچ میں رنگ ہوتا ہے اور موسم سرما میں سرخ پس مراد یہ ہے کہ آسمان طرح طرح کے مختلف رنگوں میں ہو گا مثل اسپ مذکور کے فصلوں میں مختلف ہونے اسکا رنگ مختلف ہوتا ہے اور آسمان بعد پھٹنے اور سرخ ہونے کے كَالدِّهَانِ مانند تری سرخ کے یا روغن زیت کے ہوگا اور یہ رنگ اسوقت ہوگا کہ جسوقت حرارت دوزخ کی اسکو پہنچے اور کہتے ہیں کہ تشبیہ اسکی روغن زیت سے ہے اعتبار اسی کے ہے کہ روغن زیت ہر ساعت رنگ بدلتا ہے پس آسمان اسروز رنگ میں تو مثل گل سرخ کے ہو گا اور رنگ کے اختلاف میں مثل روغن زیت کے ہو گا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم بعد اسکے کہ خبر کردی ہے تمکو آسمان کے پھٹنے سے تاکہ اسکی شدت سے طرف خدا کے پناہ کو طلب کرو اور منقول ہے کہ ایکشب رسول خدا ایک جوان کے پاس پہنچے جسوقت کہ وہ نماز پڑھتا تھا دیکھا کہ وہ اس آیت کو پڑھتا ہے اور روتا ہے اور کہتا ہے کہ ویلی من یوم تنشق فیہ السماء یعنی واے ہے مجھپر اسدن کہ جس دن پھٹ جاویگا آسمان رسول اللہ نے فرمایا کہ اے جوان قسم ہے اس خدا کی کہ جان میری بیچ اسکے حکم میں ہے کہ ملائکہ تیرے رونے سے گریاں ہوئے ہیں فَیَوْمَئِذٍ پس اسروز کہ آسمان پھٹ جاویگا لَّا یُسْئَلُ سوال کیا جائیگا عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ گناہ اپنے سے آدمی وَّلَا جَآنٌّ اور نہ جن یعنی سوال نکرینگے کہ تونے کیا کیا ملائکہ جھڑکی دیکر کہینگے کہ کیوں کیا اور یا یہ کہ علامتوں سے پہچانے جائینگے کہ انکے سیاہ منہ اور نیلی آنکھیں ہونگی اور حاجت سوال کرنیکی نہ ہوگی اور یا یہ کہ اعضا انکے سوال کرنے سے پہلے انکے گناہوں کی گواہی دینگے اور یا یہ کہ بیگناہ سے گناہ کرنیکا سوال نہ کریں اور یا یہ کہ وقت نکلنے کے قبروں سے گناہ کا سوال نہ کرینگے بلکہ دوسرے مقام میں کہ وہ حساب لینے کی جگہ ہے وہاں سوال کرینگے اور فوربک لنسئلنہم اجمعین اور وقفوهم انہم مسئولون سے بھی یہی مراد ہے کہ وقت حساب کے گناہوں سے سوال ہوگا اور حضرت امام رضا سے اسکی تفسیر میں منقول ہے کہ جو کوئی حق سے اعتقاد رکھتا تھا اور بے توبہ وہ مر گیا تو برزخ میں یعنی قبر میں اسکو عذاب کریں گے اور قیامت میں جب وہ اٹھیگا تو کوئی گناہ اسپر نہ ہوگا کہ اس سے سوال کریں اور مراد جان سے اولاد جان کی ہیں کہ وہ دیو اور پریاں ہیں اور جان کہ باپ جنوں کا ہے وہ مراد نہیں ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم اسروز کے ہولوں سے تمکو خبر دی ہے تاکہ ایمان پر اپنے ثابت قدم رہو یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ پہچانے جاوینگے گنہگار سخت گناہ کرنیوالے مثل کفر اور شرک کے بِسِیْمٰهُمْ ساتھ علامت اپنی کے منہ ان کے سیاہ اور آنکھیں انکی نیلی ہونگی اور علامتیں غم اور اندوہ کی انکے چہرہ پر نمایاں ہونگی اور وہ لوگ فَیُؤْخَذُ پس پکڑے جائینگے بِالنَّوَاصِیْ ساتھ بالوں پیشانی کے وَالْاَقْدَامِ اور قدموں کے یعنی کبھی انکی پیشانی کے بال پکڑ کر دوزخ میں ڈالینگے اور کبھی پاؤں پکڑ کے گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں لیجاوینگے اور یا یہ کہ بعضے فرشتے دوزخ کے انکی پیشانی کے بال پکڑینگے اور بعضے انکے پاؤں پکڑینگے اور اس صورت سے انکو دوزخ میں ڈالینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ انکی پیشانی اور قدم انکی آگ کی زنجیروں سے ملا کر باندھینگے اور زمین پر کھینچتے ہوئے انکو دوزخ میں لیجاوینگے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم کہ خبر کردی ہے تمکو تمہارے گرفتار کرنے اور ذلت اور خواری کے ساتھ دوزخ میں ڈالنے سے تاکہ کفر اور گناہوں سے پرہیز کرو تم اور جسوقت ملائکہ مشرکین کو دوزخ میں ڈالیں تو کہینگے وقت ڈالنے کے ان مشرکین کے

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یہ دوزخ ہے وہ دوزخ کہ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ جھٹلاتے تھے اور تکذیب کرتے تھے ساتھ اسکے گناہ کرنیوالے کفر کا اور شرک کا
اور کہتے تھے وہ کہ دوزخ اور بہشت کچھ نہیں ہے یَطُوْفُوْنَ پھرینگے وہ دوزخی اور ملائکہ انکو پھرائینگے بَیْنَهَا درمیان اس دوزخ کے وَبَیْنَ حَمِیْمٍ
اٰنٍ اور درمیان آب گرم کھولتے ہوئے کے کہ نہایت گرم ہو اور انکے سر پر اسکو گرائینگے یا انکو پینے کو دینگے اور کہتے ہیں کہ جس وقت دوزخی آتش دوزخ سے فریاد و نالہ
کریں تو انکی فریاد کو اس طرح پہنچینگے کہ انکو کھولتے ہوئے پانی پینے کو دینگے اور اسکی حرارت کی شدت سے تمام اعضا انکے جدا ہو جائیں گے اور منقول ہے کہ ایک صحرا دوزخ کے
صحراؤں میں سے کہ جسمیں خون اور پیپ دوزخیوں کے جمع ہوتے ہیں ان دوزخیوں پر کھولا جائیگا اور انکو زنجیروں سے جکڑ کر اس صحرا میں لیجائیں گے اور اس پیپ اور خون
میں انکو غرق کرینگے اور جوڑ انکے ہڈیوں سے الگ ہو جائینگے اور پھر انکو حکم اس صحرا سے واپس ہونیکا ہوگا اور اعضا اور جوڑ انکے ملا دئے جائیں گے اور آتش سوزاں
سے اُن کو عذاب کرینگے پس اسی طرح عذاب دوزخ میں وہ گرفتار رہیں گے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُکَذِّبٰنِ
جھٹلاتے ہو تم کہ تمکو مطلع کر دیا ہے عذاب دوزخ سے تاکہ کفر اور گناہوں سے پرہیز کرو اور جسقدر آیتیں کہ عذاب کی گذری ہیں یہ سب حق پسند اور سمجھنے والے کے
کو کفر اور گناہ سے دور کرنیوالی اور طاعت کی طرف مائل کرنیوالی ہیں اور یہ بڑا لطف خدا کا ہے اور اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ جسکے طفیل سے عذاب دوزخ
سے نجات ہو اور اب پرہیزگاروں اور خدا سے ڈرنیوالوں کا اور انسے وعدہ کرنیکا ذکر کرتا ہے وَلِمَنْ خَافَ اور واسطے اس شخص کے کہ خوف کرے اور ڈرے وہ
مَقَامَ رَبِّهٖ کھڑے ہونے سے سامنے پروردگار اپنے کے واسطے حساب کے اور اس سبب سے گناہوں کو ترک کرے تو جَنَّتٰنِ دو بہشت ہیں واسطے اسکے یعنی جو شخص کہ خدا سے
خوف اور ڈر کے گناہوں کو ترک کرے تو اسکے واسطے دو بہشت ہونگے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جانے کہ خدا اسکے اور سب اعمال کو دیکھتا ہے
اور باتوں کو بھی اسکی سنتا ہے اور وہ اس سبب سے گناہوں کو ترک کرے اور پرہیز کرے تو خدا اسکو دو بہشت دیگا اور فرمایا سوگند ہے کہ جسکے سامنے پیش کیجائے
فاحشہ اور آرزو اسکی اور وہ پرہیز کرے اس سے خدا سے خوف کر کے تو خدا دوزخ کو اسپر حرام کرے گا اور قیامت کے ہولوں اور خوفوں سے اسکو امن میں رکھیگا اور جو کچھ
کہ وعدہ کیا ہے اپنی کتاب میں اور فرمایا کہ لمن خاف مقام ربہ جنتان اس وعدہ کو وفا کریگا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ دو بہشت وہ ہیں کہ ایک تو انمیں جنت عدن
ہے اور دوسرا جنت نعیم اور کہتے ہیں کہ دو اس واسطے فرمایا ہے کہ ایک تو خائف انسانوں کے واسطے ہے اور دوسرا جن خائف کیواسطے اسواسطے کہ خطاب دونوں کی طرف ہے
اور یہ یا کہ دونوں ایک شخص کو ملینگے ایک تو واسطے اسکی اطاعت کی اور دوسرا واسطے ترک کرنے گناہوں کے اور یا یہ کہ ایک تو عدل کی جہت سے اور دوسرا فضل اور کرم کی جہت سے اور کہتے ہیں
کہ ایک بہشت تو سونیکا ہے اور دوسرا چاندی کا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک بہشت یاقوت سرخ کا ہے اور دوسرا زبرجد سبز کا اور خاک اسکی کافور اور عنبر ہے اور
گارا اسکا مشک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکو دو باغ دینگے بہشت کے باغوں میں سے کہ ہر ایک باغ سو برس کی راہ کا ہوگا اور درمیان ان دو باغوں کے
مکانات خوش اور حوریں دلکش ہونگی اور کہتے ہیں کہ جسوقت امیر المومنین نے عمرو ابن عبدود کو قتل کیا تو لوگوں نے جناب امیر سے عرض کہ اے علی تو نے اس سے خوف
کیا اور اس سے ڈرا نہیں کہ وہ بڑا قوی اور زبردست تھا فرمایا کہ کیونکر خوف کرے سوائے خدا کے کسی سے وہ شخص کہ سوائے اسکے طرفۃ العین کسیکی جسنے پرستش نہیں کی ہو اور امام
ہم نقل کرتے ہیں کہ کہا اسنے کہ میں واسطے حج کے جاتا تھا راہ سے دور جا پڑا اور ایک شخص کو دیکھا میں نے بشکل عجیب اور صورت ہیبتناک کہ جس سے آدمی ڈر جائے میں اس سے خوف کرکے
پوچھا کہ تو جن ہے یا آدمی ہے اسنے مجھکو جوابدیا کہ تو کافر ہے یا مومن ہے کہا میں نے کہ میں مومن ہوں اسنے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اگر تو مومن ہوتا تو خدا کے غیر سے نہ ڈرتا
حاصل یہ ہے کہ جو کوئی خدا سے خوف کرے تو اسکو دو بہشت دیوینگے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے
ہو تم کہ وہ دو بہشت عطا کرتا ہے خدا سے خوف کرکے گناہوں سے پرہیز کرنے والے کو اور اب ان بہشتوں کا وصف بیان کرتا ہے کہ وہ بہشتیں ذَوَاتَآ
اَفْنَانٍ صاحب شاخوں کی ہیں یعنی انکے درختوں میں کثرت سے شاخیں ہیں کہ جو موجب پتوں اور میووں کی کثرت کا ہیں اور یا یہ کہ وہ بہشتیں طرح طرح کی میووں
اور درختوں والیاں ہیں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم کہ وہ بہشتیں بھری ہوئی نعمتوں اور
میووں سے بندوں کو عطا کرتا ہے فِیْهِمَا بیچ اُن دو بہشتوں کے عَیْنٰنِ دو چشمے ہیں کہ تَجْرِیٰنِ جاری ہیں جس جگہ کہ بہشتی ارادہ کریں اوپر کے مکانوں میں یا
نیچے کے مکانوں میں کہتے ہیں کہ ایک تو تسنیم ہے اور دوسرا سلسبیل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ دو چشمے آب زلال کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک تو آب صاف کا ہے اور دوسرا

وقف لازم

ع ۴ ۱۳

اور کہتے ہیں کہ مشک کے پہاڑ میں سے وہ دونوں چشمے نکلتے ہیں اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ یہ دو بہشت ہیں ان دونوں چشموں کو اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے اپنی قدرت کے
ہر وقت خدا کے جاری ہوتے ہیں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم کہ ایسے چشمے بہشت میں تمہارے آرام کو
جاری کئے ہیں فِیْهِمَا بیچ ان بہشتوں کے مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ ہر میوے کی قسم سے زَوْجٰنِ دو طرح کے ہیں کہ ایک پہچان اور دوسری طرح
کے ایسے ہیں کہ ایک قسم ان میں کا مشہور ہے کہ اسکو دنیا میں دیکھا ہے اور دوسرا ایسا ہے کہ مثل اسکے دنیا میں نہیں دیکھا ہے اور یا یہ کہ ایک تر ہے اور ایک
خشک ہے اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ دنیا کا کوئی میوہ ترش یا شیریں ایسا نہیں ہے کہ جو بہشت میں نہ ہو یہاں تک کہ حنظل یعنی اندراین بھی وہاں موجود
ہے مگر بہشت کا حنظل شیریں ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم کہ وہ طرح طرح کے میوے عطا کرتا ہے
مُتَّکِئِیْنَ تکیہ لگائے ہوئے ہونگے وہ یہ حال واقع ہوا ہے یعنی خوف کرنے والے کیواسطے دو بہشت ہیں کہ تکیہ لگانے والے ہونگے بادشاہوں کی طرح ان تختوں میں
عَلٰی فُرُشٍ اوپر فرشوں کے کہ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ استر ان کے ریشمی کپڑے ہیں مثل اطلس کے یہ حال استر کا ہے کہ جو نیچے ہوتا ہے اور ابرہ جو کہ اوپر
ہوتا ہے معلوم نہیں کہ وہ کاہے کا ہوگا اور کیسا ہوگا کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ استر کا یہ حال ہے تو ابرہ نور کا ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اوپر
کا پردہ اس فرش کا سندس کا ہوگا کہ وہ پتلا کپڑا ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اوپر اور نیچے کے دونوں کپڑے ایک جنس کے اور ایک طرح کے ہونگے وَجَنَا
الْجَنَّتَیْنِ اور میوہ ان دونوں بہشتوں کا کہ چنا جائے دَانٍ نزدیک ہے زمین سے اس طرح سے کہ کھڑا اور بیٹھا اور لیٹا سب کوئی بآسانی اسکو
توڑ سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تکیہ لگانے والے بہشت کے تختوں پر اگر وہیں بیٹھے ہو کسی میوے کی آرزو کریں تو شاخ درخت کی اسکے پاس جھک آتی ہے اور جس میوے
کو وہ چاہتا ہے وہ اسکے منہ میں چلا جائے گا اور اگر چاہے وہ بیٹھا یا لیٹا ہوا اسکو اپنے ہاتھ سے توڑے گا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں
پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ تمکو اسنے تختوں اور فرشوں شاہانہ پر بٹھایا فِیْهِنَّ بیچ ان بہشتوں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر ھن کی جنیات اور جمیان اور فرش اور
بہشت کی نعمتوں کی طرف پھرتی ہے یعنی ان بہشتوں اور چشموں اور میووں میں قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ بند اور کوتاہ کرنیوالیاں آنکھوں کی ہونگی کہ آنکھوں اپنی کو
نے بند اور نیچے جھکا رکھا ہوگا غیر شوہر کے دیکھنے سے اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ہر ایک عورت ان حوروں میں سے اپنے شوہر سے کہیگی کہ قسم ہے عزت و جلال پروردگار
اپنے کی کہ بہشت میں تجھ سے زیادہ کسی چیز کو خوبصورت اور بہتر نہیں دیکھتی ہوں شکر ہے خدا کا کہ تجھکو شوہر میرا کیا اور مجھکو زوجہ تیری اور منقول ہے کہ جس شخص
نے مردوں اور عورتوں میں سے دنیا میں نامحرم کی طرف نظر نہیں کی ہے اسکو آخرت میں اسکی عوض میں یہ حوریں قاصرات الطرف ملینگی انشاء اللہ تعالیٰ وہ کہ لَمْ
یَطْمِثْهُنَّ نہیں چھوا ہے انکو یعنی ہاتھ ان پر دراز نہیں کیا ہے ان سے صحبت کرنے کے واسطے اِنْسٌ آدمیوں نے قَبْلَهُمْ پہلے ان خوف کرنیوالوں کے
سے وَلَا جَآنٌّ اور نہ جنوں نے یعنی جو حوریں کہ واسطے آدمیوں کے مقرر ہوئی ہیں انکو کسی آدمی کا ہاتھ نہیں پہنچا ہے اور جو حوریں کہ واسطے جنوں کے
مقرر ہوئی ہیں ان تک کسی جن کا ہاتھ نہیں پہنچا ہے اور یا یہ کہ ذکر جن کا واسطے مبالغہ کے ہے جیسے کہ کہتے ہیں کہ وہاں نہ آدمی کا گذر ہے نہ جن کا فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ ایسی ایسی پاکیزہ اور لطیف حوریں بندوں کے واسطے پیدا کیں اور ان حوروں ہی کی تعریف میں فرماتا ہے کہ
کَاَنَّهُنَّ گویا کہ وہ حوریں الْیَاقُوْتُ یاقوت ہیں سرخی میں وَالْمَرْجَانُ اور موتی ہیں سفیدی اور روشنی میں اور منقول ہے کہ صفائی حوروں کی
صفائی یاقوت اور موتی سے زیادہ ہے اور اختیار کرنا لفظ مرجان کا کہ وہ مروارید خورد ہے اور نہ اختیار کرنا لفظ لولو کا کہ وہ مروارید بزرگ ہے اس واسطے ہے کہ سفیدی
اور صفائی چھوٹے موتی کی بڑے موتی کی سفیدی اور صفائی سے زیادہ ہوتی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حور ستر پوشاک ریشمی پہنے ہوئے ہوگی
اور مغز ساق سکا ان پوشاکوں میں سے دکھلائی دیتا ہوگا جیسے کہ تاگا سفید یاقوت کی پشت کے پیچھے دکھلائی دیتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جیسے شراب سرخ
سفید شیشہ میں دکھلائی دیتی ہے اور منقول ہے کہ دنیا کی عورتیں بھی خوبی اور حسن اور صفائی میں حوروں کی مانند ہو جائینگی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ حوریں اس حسن اور جمال والی تمکو کرامت فرمائیں هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ
نہیں ہے بدلا نیکی کرنیکا اِلَّا الْاِحْسَانُ مگر احسان اور نیکی کرنی پس بدلا طاعت کا درجے ہیں اور بدلا شکر کا زیادتی نعمت ہے اور بدلا تقوی کا جنت ہے اور

توبہ کرنیکا اور دعا کا قبولیت ہے اور بدلا سوال کا بخشش ہے اور بدلا استغفار کا مغفرت ہے گناہوں کی اور فرمایا رسول خدا نے کہ نہیں ہے بدلا اُس شخص کا کہ کہے لا الٰہ الا اللہ
مگر بہشت اور جناب رسول خدا نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا کہ کیا جانتے ہو تم کہ کیا کہتا ہے پروردگار تمہارا اصحاب نے عرض کی کہ خدا اور پیغمبر اسکا خوب جانتا ہے
فرمایا کہ پس تحقیق پروردگار تمہارا کہتا ہے کہ نہیں ہے جزا اُس شخص کی کہ جسکو ہمنے توحید انعام کی ہے مگر بہشت اور لا الٰہ الا اللہ اور توحید سے مراد یہ ہے کہ جو احکام کہ
پیغمبر نے خدا کے یہاں سے لایا ہے سب پر عمل کرے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت جاری ہوئی ہے کافر اور مومن اور نیک اور بد میں سب میں جسکو ساتھ
کہ نیکی کیجائے بس چاہیے کہ وہ بدلا دیوے اسکا اور نہیں ہے بدلا دینا یہ کہ تو بھی اسکے ساتھ اسیقدر نیکی کرے جسقدر کہ اُسنے تیرے ساتھ کی ہے پس اگر تو بھی ویسی ہی کرے جو اُسنے
کیا ہے تو اسکو تجھ پر فضیلت ہوگی کیونکہ اُسنے پہلے تیرے ساتھ نیکی کی ہے ورنہ چاہیے کہ اس نیکی سے زیادہ نیکی کرے اور یہ آیت مطلق ہے اس واسطے سب میں جاری ہوئی ہے پس بدلا نیکی کا
نیکی ہے یعنی مومن کا بدلا بہشت ہے اور بدلا بدی کا بدی ہے یعنی بدلا کافر کا عذاب اور دوزخ ہے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس ساتھ کونسی نعمتوں
پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ تمکو خبر کردی ہے کہ بدلا نیکی کا نیکی ہے اور بدی کا بدلا بدی تاکہ تم نیکی کرکے بہشت میں داخل ہو جاؤ وَمِنْ دُونِهِمَا
اور سوائے اُن دو بہشتوں کے کہ خوف کرنیوالوں سے وعدہ کئے ہیں جَنَّتَانِ دو بہشت ہیں وہ خوف کرنیوالوں کے محلوں اور مکانوں کے نزدیک ہیں تاکہ ان
دیکھ کر زیادہ فرحت اور خوشی انکو حاصل ہو اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ دو بہشت چاندی کے ہیں کہ انکے سب مکان چاندی کے ہیں اور یہ دو اگلی پچھلی ہیں اور دو
پہلے بہشت ایسے ہی سونے کے ہیں اور حضرت صادقؑ سے ابو بصیر نے پوچھا کہ فدا ہوں میں تجھ پر خبر دے تو مجھکو کہ مرد مومن کی زوجہ مومنہ کہ دنیا میں تھی وہ
مومنہ وہاں بھی اسکی زوجہ ہوگی فرمایا کہ اے ابو محمد خدا عادل ہے اگر مرد افضل ہوگا اپنی زوجہ سے تو اسکو ہی اختیار دینگے پس اگر وہ مرد اختیار کرے گا
تو وہ عورت اسکی زوجہ ہو جائے گی اور ایسے ہی اگر زوجہ افضل ہوگی شوہر سے تو اسکو اختیار دینگے پس اگر اپنے شوہر کو وہ اختیار کرے گی تو اسکی زوجہ ہو جائیگی
اور بعد اسکے فرمایا کہ ایک جنت مت کہو اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ اور ایک درجہ مت کہو اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ درجے ہیں بعضے اوپر بعضوں
کے اور فضیلت درجوں کی اور زیادتی باعتبار فضیلت اور زیادتی عملوں کے ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ مومنین بہشت میں بعضے بعضوں کے
مرتبہ میں زیادہ ہیں پس اگر ارادہ ملاقات کا رکھتے ہوں تو کیونکر میسر ہوئے فرمایا کہ جو کہ بلند مرتبہ کا ہے وہ کم مرتبہ والے کے پاس آئیگا اور جو کہ کم مرتبہ والا ہے وہ
بلند مرتبہ والے کے پاس نہ جاسکیگا اس واسطے کہ وہ لائق اس مکان کے نہیں ہے لیکن جسوقت ارادہ ملاقات کا کریں گے تو ملسکتے ہیں کسی مقام نیک پر اور علاوہ اسکے روایت
ہے کہ میں نے حضرت صادقؑ سے کہا کہ لوگ میرے کلام سے تعجب کرتے ہیں جسوقت میں کہتا ہوں کہ ایک قوم دوزخ سے نکلکر بہشت میں داخل ہوگی اور اصحاب الیمین
اللہ کے ہمراہ ہو جائینگے حضرت نے فرمایا کہ اے علا حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ قسم ہے خدا کی کہ وہ ہمراہ اولیاء اللہ کے نہ ہونگے میں نے کہا کہ وہ کافر ہو گئے فرمایا
کہ اگر وہ کافر ہوتے تو بہشت میں نہ جاتے میں نے کہا کہ پس مومن ہوکر ہونگے فرمایا کہ اگر مومن ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے لیکن میانہ حال تھے مراد حضرت کی یہ ہے کہ
مومنین صالحین میں سے وہ نہ تھے فاسق مومن تھے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ بہشتوں کو
بہشتیں زیادہ کیں تاکہ انکی طرف رغبت کرکے اعمال نیک بجالاویں اور بعد اسکے پچھلی دو بہشتوں کی تعریف میں فرماتا ہے کہ مُدْهَامَّتَانِ گہری
سبز ہونیوالی ہیں اور نہایت سبزی سے مائل طرف تیرگی کے ہیں اس واسطے مدہامتان فرمایا فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار
اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ ایسے باغ سبز کہ جس سے آنکھیں روشن ہوں تمکو عطا کرتا ہے فِيهِمَا عَيْنَانِ بیچ ان دو بہشتوں کے چشمے ہیں نَضَّاخَتَانِ
جوش کرنیوالے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ دو چشمے بہشت کی جڑ سے جوش کرتے ہیں مشک اور عنبر اور کافور کے ساتھ واسطے دوستان خدا کے فَبِأَيِّ
آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ ایسے چشمے جوش کرنیوالے بخشتا ہے فِيهِمَا فَاكِهَةٌ بیچ ان دو بہشتوں کے
میوے ہیں بہت وَنَخْلٌ اور کھجوریں وَرُمَّانٌ اور انار اور سب میووں میں سے بعد فاکہہ کے خرما اور انار کا ذکر اس واسطے مرتبہ اور بزرگی انکی کے ہے اور
اسیطرح خدا نے دوسری جگہ فرمایا ہے وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال باوجودیکہ جبرئیل اور میکائیل فرشتوں میں داخل تھے لیکن انکی فضیلت کے واسطے انکا ذکر کیا اور
فضیلت ان دو میووں کی یہ ہے کہ خرما میوہ بھی ہے اور غذا بھی ہے اور انار میوہ بھی ہے اور دوا بھی ہے اور منقول ہے کہ درخت بہشت کے اسکی شاخیں جڑ سے سر شاخ تک [illegible]

پیدا ہیں اور بہت سے میوے انمیں ایسے ہیں جو بہت مشہور ہیں یہ ایک میوہ مثل سیب کے ہے اور جس وقت توڑو تو اسی وقت اسکی جگہ دوسرا موجود ہو جاوے اور خوشہ انگور کا
بارہ ہاتھ کا ہے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ شب معراج جس وقت مجھکو آسمان پر لیگئے تو درخت انار بہشت کے دیکھے کہ ہر انار اسمیں شتر مرغ کے انڈے
کے برابر تھا اور ایک لڑکے کو میں نے دیکھا اور اسسے پوچھا کہ تو کسکے واسطے ہے کہا کہ زید بن حارثہ کے واسطے پیچھے زید کو خوشخبری اسکی دی اور بہشت میں ایسی چیزیں ہیں
دیکھیں کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ دل میں کسی کے انکا گذر ہوا ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ میوہ انگور بہشت میں تمام کا ہے اور فضل اور سردار
میووں کا انار ہی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ ایسے میوے بندوں کو بخشش کرتا ہی فِیْهِنَّ
خَیْرٰتٌ بیچ ان چاروں بہشتوں کے بہتر عورتیں ہونگی نیک نہاد اور عادتوں اور خصلتوں میں حِسَانٌ حسن اور جمال والیاں کہ ہر عیب اور کج خلقی سے
پاک ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ وہ عورتیں مومنہ صالحہ ہیں جو کہ دنیا میں تھیں اور وہ حوروں سے زیادہ خوبصورت ہیں اور بعضی نے لکھا ہی کہ وہ کنیزکیاں
وہ ہیں کہ کوثر کے کنارے اگتی ہیں اور اگر ان میں سے ایک کو اٹھاؤ تو دوسری اسی وقت اسجگہ اگتی ہے اور کسی نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ
ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہی کہ جزاک اللہ خیرا اس سے کیا مراد ہے فرمایا کہ خیر بہشت میں ایک نہر کا نام ہے اور وہ نہر کوثر سے نکلتی ہے اور کوثر ساق عرش سے نکلتی
ہے اسکے کنارہ پر مکان اوصیاء کے اور انکے شیعوں کے ہیں اور دونوں طرف اس نہر کے عورتیں خوبصورت اگتی ہیں اور جس وقت انمیں سے کوئی اٹھائی جاتی ہے تو دوسری
اسی وقت موجود ہو جاتی ہے اور نہر کے نام پر انکا نام خیرہ ہے اور جمع خیرہ کی خیرات ہے اور یہی مراد ہے قول حقتعالے سے کہ فیہن خیرات حسان پس جو
کوئی کسی کو جزاک اللہ خیرا کہتا ہے تو مراد اسکی خیر سے وہ مکانات اور حوریں ہیں اور کہتے ہیں کہ بہشت میں حوریں آپس میں ایک دوسری کا ہاتھ پکڑتی ہیں اور آواز
خوش اور دلکش سے کہ کبھی کسی نے ایسی نہ سنی ہو ہر ایک کہتی ہے کہ ہم راضی ہیں ایسے ہیں کہ کبھی غصہ نہ کریں اور ہم ہمیشہ یہاں رہنے والیاں ہیں کہ کبھی باہر نہ
نکلینگے اور ہم آراستہ ہیں نیک خلقوں اور حسن اور جمال کیساتھ اور پیدا ہوئے ہیں واسطے شوہروں بزرگوار اپنے کے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ
پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ تمکو خوبصورت حوریں کرامت کرتا ہے اور ان چاروں بہشتوں میں حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ حوریں ہیں ٹھہری
گئی اور بند کی گئی فِی الْخِیَامِ بیچ خیموں کے وہ ایک ایک موتی کا خیمہ ہوگا اور خیمہ کے پردے میں وہ بیٹھی ہونگی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ حوریں سفید رنگ
کی ہونگی خیموں کے پردوں میں اور وہ خیمہ موتی اور یاقوت کے اور موتی کے بنے ہونگے اور ہر خیمہ کے چار دروازے ہونگے اور ہر دروازہ پر ستر حوریں انار پستان ہونگی یعنی وہ
عورتیں کہ جنکی چھاتیاں مثل انار کے ہوتی ہیں وہ عورتیں ان دروازوں پر حاجب اور پردہ دار ہونگی اور ہر روز انکو کرامت خدا کی جانب سے آتی رہتی
ہے خدا ان عورتوں کی بہشتیوں کو خوشخبری دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد مقصورات سے یہ ہے کہ آنکھیں انکی قصر کی گئی ہیں انکی نظریں شوہروں پر کہ دوسرے کی
طرف نظر نہیں کرتی ہیں اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ خیمہ ایک موتی کا ہوگا ساٹھ میل اونچا اور ایک میل شرعی ہزار ہاتھ کا ہوتا ہی اور فرمایا حضرت
نے کہ اس خیمہ کے ہر کونہ میں مومن کے اہل یعنی اسکی زوجہ اور حوریں ہونگی کہ نہ دیکھینگی انکو غیر اس مومن کے اور آدمی اور فرمایا حضرت نے کہ شب معراج
بہشت میں میں نے ایک نہر دیکھی کہ اسکے کنارے اوپر مرجان کے خیمے ہیں اسجگہ سے مجھکو آواز پہنچی کہ السلام علیک یا رسول اللہ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہیں
ہیں کہا کہ یہ حور العین ہیں کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے تجھپر سلام کرنیکا اذن لیا ہے اور بعد سلام انہوں نے کہا کہ ہم ہمیشہ بہشت میں رہنے والیاں ہیں کہ ہرگز
یہاں سے باہر نہ جاوینگے اور ہم ناز اور نعمت والیاں ہیں کہ ہرگز ہمکو فقیری نہوگی اور شوہر ہمارے بزرگوار ہیں اور بعد اسکے حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ حور
مقصورات فی الخیام اور انس نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اگر یہ ایک حور العین دریائے شور میں تھوکے تو تمام پانی اسکا شیریں ہو جاوے اسکے تھوک
کی شیرینی سے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ ایسی ایسی پاکیزہ عورتیں بہشتیوں کو دیتا ہی
اور ایسی ہی وہ عورتیں کہ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ نہیں چھوا ہی انکو اِنْسٌ کسی آدمی نے اور ان سے نزدیکی نہیں کی ہے قَبْلَهُمْ پہلے ان بہشتیوں کے کہ شوہر انکے
ہونگے وَلَا جَآنٌّ اور نہ کسی جن نے بلکہ وہ سب عورتیں باکرہ اور کنواریاں ہیں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار
اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ وہ باکرہ عورتیں نامزد بہشتیوں کے کرتا ہے مُتَّکِئِیْنَ تکیہ لگانیوالے ہونگے وہ بہشتی نصب اسکا حال ہونیکی جہت سے ہے اور یا اختصاص کی

جنت سے ہی یعنی وہ بہشتی خاص ہونگے واسطے اسکے کہتے ہیں کہ تکیہ لگا ئے ہونگے اوپر عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ اوپر مسندوں یا فرشوں سبز کے یا اوپر تکیوں سبز کے وَ
عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ اور بچھونوں بہشتی خوب اور زیبا کے اچھا کپڑوں منقش سے جمع ہے کہ ہیں اور کہتے ہیں کہ رفرف جمع رفرفہ کی ہے اور رفرفہ تکیہ کو کہتے ہیں خواہ
چھوٹا ہو خواہ بڑا جسکو گاو تکیہ کہتے ہیں یا کوئی قسم فرش کی ہے یا دامن خیمہ کا اور کہتے ہیں کہ وہ ایک عریض کپڑہ ہوتا ہے اور یا بمعنی مجاز ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ رفرف
بہشت کے سبزہ زار کو کہتے ہیں اور عبقری مسند کو کہتے ہیں اور یا ہر کپڑے نقش دار کو یا ریشمی کپڑے کو اور کہتے ہیں کہ یا اسمیں نسبت کی ہے اور عبقر ریتیلی زمین کو کہتے ہیں یا
اور عرب کا قاعدہ ہے کہ جو چیز کہ عجیب و غریب اور بہت اچھی ہوتی ہے اسکو عبقر سے منسوب کرتے ہیں یہ لفظ اسم جنس ہے اور اسی واسطے صفت اسکی جمع واقع ہوئی
ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو چیز کہ نفیس اور عمدہ والی ہے وہ عبقری ہے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی جھٹلاتے ہو
تم باوجودیکہ ایسی مہربانی فرماتا ہے کہ اسکی کچھ حد نہیں ہے تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ بزرگ اور بابرکت ہے نام پروردگار تیرے کا اسواسطے کہ وہ مستحق ہے اسا
امر کا کہ جسکا دوسرا مستحق نہیں ہو سکتا ہے اور وصف کیا جاتا ہے اسچیز کے ساتھ کہ دوسرا کوئی اسچیز کے ساتھ وصف نہیں کیا جاتا ہے واسطے ہونے اسکی ذات کے قدیم
اور قادر اور عالم اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ بڑی برکت نام ہیں تیرے پروردگار کے پس طلب کر تو برکت کو ہر چیز میں اسکی نام کا ذکر کر کی اور حدیث
میں وارد ہوا ہے کہ جس مقصد کے اول میں خدا کا نام نہ لیا جائے تو وہ ابتر ہوتا ہے اور پروردگار تیرا ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ صاحب بزرگی کا
اور صاحب کرم کرنیکا ہے اور کہتے ہیں کہ جلال اشارہ طرف صفت قہری کے ہے اور اکرام مراد ہے اوصاف لطیفہ سے پس ذو الجلال والاکرام تمام صفتوں کو شامل ہے اور
حضرت امام باقرؑ نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں جلال خدا کے اور کرامت اسکی کہ وہ کرامت اسکی کہ اکرام کیا ہے خدا نے بندوں کو ہماری فرمانبرداری اور محبت کرنیسے اور جابرؓ سے
روایت ہے کہ جسوقت رسول خداؐ نے سورہ رحمٰن کو لوگوں کے روبرو پڑھا تو سب خاموش ہو رہے اور کسی نے کچھ نہ کہا اسوقت رسول خداؐ نے فرمایا کہ جن تم سے زیادہ نیک ہیں جبکہ ایسا نے
میں جس وقت بیٹے اُن کے روبرو فبای آلاء ربکما تکذبان پڑھا تو انھوں نے اسکے جواب میں لا بشیء من آلائک ربنا نکذب کہا سُورَةُ الْوَاقِعَةِ یہ سورہ مکی ہے مگر آیہ وتجعلون
رزقکم ابن عباسؓ کے نزدیک نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ثلۃ من الاولین اور افبہذا الحدیث انتم مدہنون مکہ سے مدینہ کو جاتے ہوئے رستے میں نازل ہوئی تھی اور آیتیں
اس سورہ کی ننانوے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب سورہ واقعہ کو پڑھے سونے سے پہلے کل کو جو ملاقات کریگا حق تعالیٰ سے تو چہرہ
اسکا مثل ماہ شب چہاردہم کے ہوگا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب جمعہ کو یہ سورہ پڑھے تو خدا اسکو اپنا دوست کرے اور تمام خلائق کے دلوں میں
اسکی دوستی کو ڈالے اور ہرگز وہ فقیری کو نہ دیکھے اور محتاج نہووے اور آفتوں اور بلاؤں دنیا کی سے محفوظ رہے اور حضرت امیر کے رفیقوں میں سے ہووے اور منقول ہے کہ عثمان
بن عفان عبداللہ بن مسعود کے پوچھنے کو گیا کہ وہ بیمار تھا اور بیماری اسکی موت کی تھی عثمان نے اس سے پوچھا کہ کس چیز کی تو شکایت کرتا ہے کہا کہ گناہوں کی اور پھر
پوچھا کہ کیا آرزو رکھتا ہے تو کہا کہ رحمت پروردگار کی بعد اسکے کہا کہ طبیب کو بلواؤں تاکہ تیرا علاج کرے کہا کہ طبیب ہی نے مجھکو بیمار ڈالا ہے پھر کہا کہ
کچھ بخشش تجھکو دوں کہا کہ جس وقت میں محتاج تھا اس وقت تو نے بخشش کو مجھ سے بند رکھا اور اب مجھکو احتیاج نہیں تو مجھکو دیا چاہتا ہے عثمان نے کہا کہ تیرے
بیٹوں کو کچھ بخشوں کہا کہ انکو احتیاج نہیں ہے اس واسطے کہ سورہ واقعہ بیٹے انکو تعلیم کی ہے اور وہ ہمیشہ اسکی تلاوت کرتے ہیں اور میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ جو کوئی ہر شب
اس سورہ کو پڑھے ہرگز وہ فقیر اور محتاج نہو بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ یاد کرو تم جس وقت کہ واقع ہو واقع ہونے
والی کہ وہ قیامت ہے یعنی قیامت کہ وہ ضرور ہونیوالی ہے جس وقت کہ وہ ظاہر ہوگی لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ نہیں ہوگا واسطے واقع ہونے اس
قیامت کے کوئی نفس جھوٹ کہنے والا اور خدا پر دروغ کی نسبت کرنیوالا کہ کہے کہ قیامت نہیں واقع ہوئی ہے جیسے کہ اب ہزاروں آدمی کہتے ہیں
کہ قیامت نہوگی اور جسوقت واقع ہوگی تو سب آدمی یقین اسکا کرینگے اور کوئی انکار نہ کریگا اور وہ قیامت خَافِضَةٌ پست کرنیوالی ہے دشمنان خدا کو اور ان
لوگوں کو جو کہ دنیا میں بلند تھے رَافِعَةٌ بلند کرنیوالی دوستان خدا کو اور ان لوگوں کو جو کہ دنیا کے اعتبار سے پست اور ذلیل و خوار تھے اور یا یہ کہ نیکوں کو
بلند کرنیوالی ہے اور بدوں کو پست کرنیوالی ہے اور خافضۃ رافعۃ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہی خافضۃ الرافعۃ اور بعضوں نے ان دونوں لفظوں کو منصوب پڑھا
ہے حال مقرر کر کے اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت واقع ہو قیامت پست کرنے والی تو پست کرے گی دشمنان خدا کو طرف آتش دوزخ

ع ۳۳ ۱۴

سورۃ الواقعۃ

الجزء ۲۷

کے اور بلند کرنیوالی ہے کہ بلند کرے گی دوستان خدا کو طرف بہشت کے اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا جس وقت کہ ہلائی جائے گی زمین سخت ہلایا جانا
اسطرح سے کہ تمام مکان اور پہاڑ کہ اسپر ہیں سب گر پڑیں اور جس قدر آدمی کہ اسپر ہیں سب فنا ہو جائیں اور تمام آدمی قبروں سے باہر جا پڑیں یہ ظرف بدل ہے ظرف
اول سے وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا اور پارہ پارہ کئے جائیں پہاڑ سخت پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ کرنا اور یا یہ کہ روانہ کئے جائیں اپنی جگہ سے فَكَانَتْ هَبَاءً
پس ہو جائیں وہ پہاڑ غبار مثل اس غبار کو کہ جو دیوار کے روزن میں آفتاب کی شعاع سے دیکھا جاتا ہے مُّنْبَثًّا پراگندہ اور بکھرا ہوا اور جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ
پہاڑ اس روز مانند اس گرد کے ہو جائیں کہ جو گھوڑوں کے سموں سے اٹھتی ہے وَّكُنْتُمْ اور ہو جاؤ گے تم اے بالغ آدمیو اس روز قیامت کے بعد اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً تین قسم
اور عرب کا دستور ہے کہ ایک چیز کے کئی ٹکڑے اور حصے ہوں تو انکو ازواج کہتے ہیں اور اب تینوں قسموں کی تفسیر بیان کرتا ہے فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ
الْمَيْمَنَةِ پس صاحب دست راست کے کیا ہیں وہ صاحب دست راست کے یہ کلمہ واسطے تعجب کے شان کی بزرگی کے آتا ہے یعنی وہ لوگ بلند مرتبہ والے ہیں اور یہ اسوقت کہتے ہیں کہ جس وقت
وصف کریں کسی شخص کا بلندی درجہ کے اور فضیلت مرتبہ کے ساتھ اور یمین سے وہ مشتق ہے اور وہ لوگ کہ جنکے واسطے یہ لفظ آیا ہے بسبب طاعت کے مبارک اور میمون
ہیں اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ وہ گروہ جماعت ہیں کہ وقت نکالنے اولاد کے صلب آدمؑ سے آدمؑ کے دست راست کی جانب تھے اور یا وہ لوگ ہیں کہ نامہ اعمال انکو
دست راست میں دیئے جائیں گے یا وہ گروہ ہیں کہ عرش کی جانب راست ہونگے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بہشت عرش کی جانب راست ہے اور فاصحاب المیمنۃ مبتدا
واقع ہوا ہے یعنی فاصحاب المیمنۃ ہم وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ اور صاحب دست چپ کے کیا ہیں وہ صاحب دست چپ کے اور ایسا
تعجب ہے انکی شومی اور نحوست سے اور یہ اسوقت آتا ہے کہ جس وقت کسی کا وصف پستی کے ساتھ کریں اور یہ وہ جماعت ہیں کہ آدمؑ کے جانب چپ تھی اور
یا وہ ہیں کہ جنکو نامہ اعمال دست چپ میں دیا جائیگا اور یا وہ ہیں کہ جنکی جگہ عرش کی جانب چپ ہے اس واسطے کہ دوزخ عرش کی جانب چپ ہے اور ترکیب
اسکی وہی ہے کہ جو پہلی آیت کی ہے اور اب تیسری قسم کو بیان کرتا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ آگے نکل جانے والے ایمان اور اطاعت میں مومنین
سے بعد ظاہر ہونے حق کے بدون تامل اور سستی کے اور دوسرا سابقون یا تو خبر ہے پہلے سابقون کی اور یا تاکید ہے یعنی سابقون وہ ہیں کہ حال انکا واضح ہے
اور یہ واسطے مثل کلام سابق کے السابقون ما السابقون نہ کہا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ حال سابقونکا معلوم ہے اور ظاہر ہے کہ انمیں پوشیدگی کسی طرح کی نہیں ہے یہ
پہلی دو قسموں سے بہتر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ آگے بڑھنے والے ایمان اور طاعتوں میں پیشی بخش وہ ہیں اپنی قوم پر کثرت ثواب و رحمت میں اور
پہلے داخل ہونیوالے ہیں جنت میں اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ سابق وہ آدمی ہے کہ ابتداء جوانی میں اعمال نیک میں مشغول ہوا اور ہمیشہ بجالاتا رہا یہانتک کہ مر جائے
اور صاحب میمنہ وہ ہے کہ ابتداء عمر میں مشغول ہو گناہوں میں اور بعد اسکے توبہ کرے اور صاحب مشئمہ وہ ہے کہ اول عمر سے آخر تک فسق اور فجور میں اپنی عمر کو بسر
کرے اور جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ سابقون وہ ہیں کہ جنہوں نے سبقت کی ہے طرف پانچوں نمازوں کے ہمیشہ کے اور پہلی تکبیر اول میں شامل ہوئے ہوں اور بعضے
کہتے ہیں کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ جو جہاد میں آگے بڑھنے والے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ سابقون وہ ہیں کہ جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور بعضے کہتے
ہیں کہ سابقون وہ ہیں کہ جو سبقت کرنیوالے ہیں طرف جمع کے علوم اور فضائل کے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ آگے ہیں سب سے خدا کے احکام بجالانے میں اور شبہ
نہیں ہے کہ یہ سب اوصاف جناب امیرؑ کے تھے کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور طاعت الٰہی اختیار کی تھی اور سات برس تک ہمراہ رسولخداؐ کے نماز پڑھی تھی کہ اسوقت
سوائے علیؑ اور خدیجہؓ کے کوئی شخص رسولخداؐ کے ہمراہ نماز پڑھنے والا نہ تھا اور سب جانتے ہیں کہ اول عمر سے آخر تک اعمال نیک کے بجالانے میں مشغول رہے ہیں
اور جہاد میں سب سے آگے بڑھنا علیؑ کا اور قتل ہونا کفار کا دست حق پرست علیؑ سے تمام مسلمانوں پر ظاہر ہے اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے میں
بھی اتفاق امت کا ہے کہ علیؑ نے پہلے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی بحکم خدا اور بعد اسکے کعبہ کی طرف اور جمع کرنیوالا علوم اور فضائل کا بھی بعد
رسول خدا کے مثل انکے کوئی نہ تھا اور کل احکام الٰہی پر بھی وہی عمل کرنیوالے تھے پس ثابت ہوا اس سے سابق ہونا علیؑ کا جمیع امت سے اور امام احمد حنبل نے اپنی
مسند میں لکھا ہے کہ صدیق یعنی سب سے پہلے انبیاء کو سچا جاننے والے تین آدمی ہیں مومن آل فرعون کہ وہ خرقیل تھے اور مومن آل یٰسین کہ وہ حبیب نجار تھے اور
علیؑ ابن ابیطالبؑ اور تفسیر ثعلبی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا علیؑ ابن ابیطالبؑ نے کہ میں بندہ خدا کا ہوں اور بھائی رسول اللہ کا اور میں صدیق اکبر ہوں

ور ... یہ کہ ... اپنے ... حدیث اکبر کہ وہ مشہور ہے اور اکثر مفسرین بھی کہتے ہیں کہ سابقون انبیاء اور خاص بندے خدا کے ہیں کہ جو بحکم خدا سبقت کرتے
تھے اور حضرت علی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے خلقت کو تین قسم کا پیدا کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وکنتم ازواجا ثلثة اور فرمایا ہے السابقون
انبیاء ہیں اور خاص بندے اسکے انکی پیدائش میں کہ خدا تعالیٰ نے انمیں پانچ روحیں پیدا کی ہیں ایک روح قدس یعنی روح پاک کہ جس سبب سے چیزوں کو انھوں نے پہچانا
اور مدد کی انکی روح ایمان سے کہ اس روح کے سبب سے انھوں نے خوف خدا کیا اور مدد کی انکی روح قوت سے کہ اسکے سبب سے قادر ہوئے وہ طاعت خدا پر اور مدد کی انکی
روح شہوت یعنی روح خواہش سے کہ خواہش کی انھوں نے طاعت خدا کی اور ناخوش اور مکروہ جانا انھوں نے گناہ کو اور ایک انمیں روح مدرج پیدا کی کہ جسکے
سبب سے وہ آدمیوں میں چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں اور مومنین میں جو کہ اصحاب میمنہ ہیں انمیں چار روحیں پیدا کی ہیں روح ایمان کہ جس کے سبب سے انھوں نے
خوف کیا خدا کا اور دوسری روح قوت کہ جس کے سبب سے قوی اور قادر ہوئے وہ طاعت خدا پر اور تیسری روح شہوت کہ جس کے سبب سے خواہش کی انھوں نے طاعت
خدا کی اور چوتھی روح مدرج ہے کہ جس کے سبب سے وہ آدمیوں میں آتے جاتے ہیں اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اصحاب شئمہ میں داخل
ہیں اسواسطے کہ روح ایمان انمیں نہیں ہے سو داخل نہیں ان زمرہ میں مگر سابقون کے کچھ اسکا غم نہ ہوگا الٰہی کبھی مجھے پر میمنہ کے لوگوں میں ہو در اصحاب
شئمہ کے زمرہ سے دوری مجھے رہے اور حضرت علی نے فرمایا ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ مجھ سے جبرئیل نے کہا کہ وہ
علی اور شیعہ اسکے ہیں کہ وہ طرف جنت کے سبقت کرنیوالے ہیں نزدیک کئے گئے ہیں کرامت خدا سے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ میرے باپ نے بعضے شیعوں سے کہا کہ
تم گروہ خدا کے ہو اور تم مددگار اور نصرت کرنیوالے خدا کے ہو اور تم سبقت کرنیوالے پہلے اور پچھلے ہو کہ دنیا میں سبقت کرنیوالے طرف دوستی ہماری کے ہو اور آخرت میں
سبقت کرنیوالے طرف بہشت کے ہو البتہ علی کے شیعہ سابقون میں داخل ہیں لیکن شیعہ ہونا بہت مشکل ہے اور منقول ہے کہ جس وقت کوئی سابقون میں سے اپنے مکان
سے بہشت میں باہر نکلیگا تو اسکے چہرہ سے اس قدر نور تاباں ہوگا کہ بہشت کے آدمی حیران اس سے اور متعجب ہو جاوینگے اور اس نور سے پہچانیں گے کہ سابقون
میں سے ہے اور اب خدا سابقون کے درجوں اور مرتبوں کی بلندی سے خبر دیتا ہے کہ اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ وہ سابقون نزدیک کئے گئے ہیں جیہ اور مرتبہ
میں رحمت خدا سے کہ درجہ ان کے نزدیک عرش کے ہیں فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ بیچ بہشتوں نعمتوں کے کہ قسم قسم کی نعمتوں سے وہ پُر ہیں پس ان بہشتوں میں
وہ ہونگے کہ وہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ گروہ بڑا ہے پہلے لوگوں میں سے یعنی پہلی امتوں میں سے آدم سے خاتم النبیین تک سابقون بہت ہیں وَقَلِیْلٌ
اور تھوڑے ہیں مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ پچھلے لوگوں میں سے یعنی امت محمد کے لوگوں میں سے اور اگرچہ سابقون پہلی امت کے ہماری پیغمبر کی امت کے سابقون سے زیادہ ہیں
لیکن مجموع جنتی ہمارے پیغمبر کی امت کے پہلی امتوں کے سب جنتیوں سے زیادہ ہونگے اور وجہ پہلی امتوں کے سابقوں کی بہت ہونے کی یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں
تو پیغمبر ہی ہیں اور اس سے زیادہ انکے اوصیاء ہیں اور سوا انکے معلوم نہیں کہ بندگان صالحین اور مخلصین انمیں کسقدر ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ سابقون اولون
اور سابقون آخرون سے امت محمدی ہی کے آدمی اس آیت میں مراد ہیں نہ پہلی امتوں کے پس معنی اس آیت کے اس طرح سے ہونگے کہ وہ سابقون ایک جماعت بڑی
امت محمد کے لوگوں کی ہے اور تھوڑے ہیں پچھلے لوگوں امت محمد میں سے اور وہ سابقون بہشت میں ہونگے عَلٰی سُرُرٍ اوپر تختوں کے کہ مَّوْضُوْنَةٍ
جو بنے گئے ہیں سونیکے تاروں سے اور یاقوت اور زمرد سے اور قسم قسم کے جواہر سے وہ جڑاؤ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر تخت تین سو ہاتھ اونچا ہے اور سابقون جس وقت اوپر
جانا چاہینگے تو وہ تخت اپنے سرونکو نیچے جھکا دینگے اور جسوقت وہ سوار ہو جائینگے تو وہ اپنے سرونکو بلند کر لینگے پس لوگ ان تختوں پر ہونگے مُّتَّکِئِیْنَ جنتوں کے تکیہ لگانیوالے ہونگے
عَلَیْهَا اوپر ان تختوں کے مُتَقٰبِلِیْنَ کہ آمنے سامنے بیٹھنے والے ہونگے اور علی سرر اور متکئین اور متقابلین تینوں حال واقع ہوئے ہیں یعنی آپس میں وہ مقابلہ
ہو کر بیٹھے ہوں گے تا کہ ہر ایک شخص دوسرے کے دیدار سے لذت پاوے اور اسکو دیکھ کر خوش ہو اور جسوقت وہ تختوں پر بیٹھے ہونگے تو یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ پھرینگے اوپر حکم
ان کے خدمت کرتے ہوئے وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ لڑکے ہمیشہ رہنیوالے انکے پاس لڑکین کی شکل میں بنے ہوئے ابد الآباد کمال تازگی اور حسن و جمال کیساتھ
کہ وہ صورت لڑکپن کی انکی کبھی نہ بدلیگی اور خدا نے لڑکے واسطے خدمت کے اسواسطے مقرر کئے ہیں کہ لڑکے بہ نسبت مردوں کے خدمت کرتے ہوئے اچھے معلوم ہوتے ہیں اور بعضے
کہتے ہیں کہ مخلد مشتق ہے خلدہ سے کہ گوشوارہ کے معنی میں ہے یعنی وہ لڑکے آراستہ کئے گئے گوشوارونسے ہونگے اور جناب رسول خدا سے لوگوں نے مشرکین کے لڑکوں کا

حال پوچھا تو فرمایا کہ یہ خدمتگار بہشتیونکی ہونگی اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ یہ لڑکے دنیا کے لوگونکی اولاد ہیں تو انکی نیکیاں نہیں ہیں کہ ثواب ملے انکو ثواب
انکو ملے اور نہ انکے ذمہ بدیاں ہیں کہ انکی سزا میں گرفتار عذاب ہوں پس وہ لڑکے ان سابقون کے گرد خدمت کرتے ہوئے پھرینگے بِاَكْوَابٍ ساتھ آبخورون
کے وَّاَبَارِيْقَ ۙ اور آفتابونکے اکواب جمع کوب کی ہے اور کوب اس پانی پینے کے برتن کو کہتے ہیں کہ وہ نہ ٹونٹی رکھتا ہو اور نہ دستہ رکھتا ہو پکڑنے
کیواسطے اور اباریق جمع ابریق کی ہے اور ابریق اس برتن کو کہتے ہیں کہ جو ٹونٹی اور دستہ دونوں رکھتا ہو جیسے کہ آفتابہ پس وہ لڑکے یہ ظروف ہاتھوں میں لیکر
گرد انکے پھرینگے وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ اور پھرینگے ساتھ پیالیوں کے بھرے ہوئے شراب سے کہ وہ نہایت صاف مثل آب زلال کے ہوگی اور اسکے پینے سے
نہ درد سر ہوگا اور نہ بیہوشی ہوگی چنانچہ فرماتا ہے کہ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا نہ درد سر کئے جاینگے اس شراب سے بعد اسکے پینے کے وَلَا يُنْزِفُوْنَ
اور نہ بیہوش اور مست کئے جاینگے اسکے پینے سے اور نہ عقل میں کچھ فرق آوے گا وَفَاكِهَةٍ اور میونکی یعنی اور طواف کرینگے اور پھرینگے گرد انکے خدمت کرتے
ہوئے ساتھ میوونکے مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ ان میووں میں سے کہ پسند کریں وہ بہشتی وَلَحْمِ طَيْرٍ اور ساتھ گوشت پرندونکے کہ پاکیزہ تر سب گوشتوں سے ہے مِّمَّا
يَشْتَهُوْنَ ۙ ان گوشتوں میں سے کہ خواہش کریں وہ بہشتی خواہ بھنا ہوا ہو خواہ جوش دیا ہوا اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ سردار سب کھانوں کا
گوشت ہے اور گوشت سردار سب کھانونکا ہے دنیا اور آخرت میں اور منقول ہے کہ اگر بہشتی کو رغبت گوشت کی ہوگی تو خدا گوشت مرغ کا پختہ کیا ہوا پیدا کردیگا
تاکہ اسکو احتیاج ذبح کرنے اور پکانیکی نہو اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جو پرندہ اسکے دلمیں گذریگا وہی پکا ہوا اسکی خواہش کیموافق حاضر ہوگا اور ابو سعید خدری
نے رسولخدا سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ بہشت میں پرندے ہیں کہ وہ اڑتے ہوئے پھرتے ہیں اور ہر پرندہ کے ستر ہزار پر ہیں اور جس وقت مومن کھانیکی
طرف رغبت کریگا تو ایک پرندہ انمیں سے اسکے پاس آوے اور اسکے خوان میں جا بیٹھے اور اپنے پرونکو جھاڑے اور ہر پر سے اسکے ایک کھانا نکلے کہ وہ برف سے زیادہ سفید
اور شہد سے زیادہ شیریں ہو اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہو اور دوسرے کھانے کے مشابہ نہو اور بعد اسکے وہ اڑ کر بہشت کے درختوں پر جا بیٹھے وَحُوْرٌ اور
پھرینگی گرد سابقون کے خدمت کرتی ہوئی بہشت میں حوریں یعنی گورے بدن والی عورتیں عِيْنٌ ۙ کشادہ چشم اور سیاہ کہ سیاہی انکی آنکھ کی نہایت
سیاہ اور سفیدی انکی آنکھ کی نہایت سفید اور حور کا عطف ولدان پر ہے اور ابو جعفر اور حمزہ اور کسائی نے اسکو مکسور پڑھا ہے جنات پر عطف کرکے اور تقدیر
اسکی یہ ہے کہ اولئك المقربون في جنات النعيم وفي حور عين یعنی وہ لوگ نزدیک کئے گئے ہیں رحمت خدا سے بیچ بہشتوں نعمتونکی اور بیچ نزدیکی کرنے حور عین
کی کہ وہ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ مانند موتی پوشیدہ کئے گئے کے سیپی کے اندر ہیں کہ گرد وغبار سے اور آدمیونکے استعمال اور ہاتھ پہنچنے سے وہ محفوظ ہیں
اور وہ حوریں غیروں کے ہاتھوں سے بچی ہوئی ہیں اور ابو امامہ رسولخدا سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے بہشت میں کوئی مومن ایسا نہوگا کہ اسکے پاس ستر
حور عین نہوں اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولخدا سے سنا ہے فرماتے تھے کہ نور بہشت میں پیدا ہوگا اور بہشتی کہیں کہ یہ کیسا نور ہے کہینگے کہ یہ نور
حور کے دانتونکا نور ہے کہ وہ اپنے شوہر کے روبرو ہنسی ہے اور یہ نعمتیں خدا کرامت فرماے گا جَزَآءًۢ واسطے بدلا دینے انکے بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ سبب اسکے کہ تھے
وہ عمل کرتے دنیا میں نیک اور جزاء یا تو مفعول لہ ہے اور یا مفعول مطلق ہے یعنی بدلا دینا لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا نہ سنینگے وہ بیچ اس بہشت کے لَغْوًا بیہودہ
بات کو کہ جسمیں کچھ فائدہ نہو وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اور نہ بسبب گناہ کی کردینے کو یعنی ایسی بات کہ جو موجب گناہ کی ہو جیسے کہ فحش اور دشنام ایسی باتیں وہاں نہ سنینگے
اِلَّا قِيْلًا مگر کہنے کو آپسمیں کہ سَلٰمًا سَلٰمًا سلام ہے سلام ہے اور مراد اس سے سلامتی ہے اور آزاد ہونا رنج اور تکلیف سے اور سلاما سلاما بدل واقع
ہوا ہے قیلا سے اور یا صفت اسکی ہے اور یا مفعول اسکا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ یہ سلام ہے بعد سلام کے یعنی ہمیشہ آپسمیں سلام کیا کرینگے نہ کوئی اور حسن
اخلاق سے کہ باعث دوستی باہم کا ہے اور بعد ذکر سابقون کے اصحاب یمین کا حال بیان کرتا ہے کہ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۭ
اور صاحب دست راست کے کیا ہیں صاحب دست راست کے یہ تعجب ہے انکے مرتبہ کی بزرگی سے یعنی وہ بزرگ اور بلند قدر کئے گئے ہونگے بہشت میں فِيْ سِدْرٍ
مَّخْضُوْدٍ ۙ بیچ سایہ درخت بیری بیخار کی اور بعضے کہتے ہیں کہ اہل اسلام نے طائف کے صحرا میں نظر کی وہاں بیری کے درخت کثرت سے تھے اسوقت انہوں نے کہا کہ کیا
ہوتا اگر ہمارے واسطے بیری کے درخت ہوتے یہ آیت نازل ہوئی کہ بہشت میں بیری کے درخت بیخار ہیں وَّطَلْحٍ اور بیچ درخت کیلے مَّنْضُوْدٍ ۙ تہ بتہ رکھی گئی ہونگی

کہ پھلیاں اسکے نیچے سے اوپر تک تہ بتہ چنی ہوئی ہونگی کہ سوائے میوہ کے سبیل اور کچھ نہ ظاہر ہوتا ہوگا اور کہتے ہیں کہ کیلا بہشت کا شہد سے زیادہ شیریں ہوگا
اور کہتے ہیں کہ یمن میں اور حجاز میں وہ خوشتر ہوتا ہے اور ان دو درختوں کو خاص کرکے اس واسطے ذکر کیا ہے کہ عرب ان درختوں سے بہت اُنس رکھتے تھے وَّ
ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ اور بیچ سایہ دراز کے ہونگے کہ پہنچے آفتاب اس سایہ کو ہرگز دور کر سکیگا اور ہمیشہ کو رہیگا وہ سایہ اور جو چیز کہ منقطع نہو اسکو عرب ممدود کہتے ہیں
اور حدیث میں آیا ہے کہ بہشت میں ایسی درخت ہیں کہ سوار تیز چلنے والا سو برس کے عرصہ میں بھی انکے سایہ سے باہر نہ نکل سکے اور بہشت کے اوقات ایسے ہونگے کہ جیسے
گرمیونکے موسم کی صبح ہوتی ہے اسوقت نہ سردی ہوتی ہے نہ گرمی ہوتی ہے وَّ مَآءٍ مَّسۡكُوۡبٍ اور بیچ پانی ریزاں اور ٹپکائے گئے کے ہونگے کہ وہ پانی
جنت عدن سے دوسری جنتوں کی طرف ٹپکتا ہے اور دریا کوئی اور پانی ہو کہ اسکو خدا بہشت میں موافق خواہش بہشتیونکی ٹپکاوے اور یا وہ پانی کہ ہمیشہ کو
بہشت میں جاری رہے اور کبھی منقطع نہو اور ایک شخص ملا ہم ابن داؤد کہتا ہے کہ میرا ایک بھائی نیک اور صالح تھا کہ اپنی ماں کی عزت اور حرمت بہت
کرتا تھا اور اسکی فرمانبرداری میں کسی طرح کا فرق نہ کرتا تھا بعد مرنیکے اسکو میں نے خواب میں دیکھا اور کہا کہ اے بھائی مدت ہوئی کہ تیرے حال سے مجھکو اطلاع
نہیں ہے اور تو کہاں رہتا ہے کہا کہ فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب یہ مرتبہ اسکو والدہ کی خدمت سے حاصل ہوا ہے خدا توفیق
دیوے سب مومنین کو والدین کی خدمت کی وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ اور بیچ میووں بہت کے ہونگے وہ اصحاب یمین کہ ہر قسم کا میوہ وہاں موجود ہوگا انکے واسطے لَّا
مَقۡطُوۡعَةٍ نہ منقطع کیے گئے ہیں وہ میوے بلکہ ہمیشہ ہیں اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ نہیں وہ ہوویں جیسکہ دنیا کے میوے کہ اپنے اپنے فصل میں ہوتے
ہیں اور غیر فصل میں نہیں ہوتے وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ اور نہ منع کیے گئے ہیں وہ میوے کہ کوئی کھانے سے منع کرے اور کہے کہ مت کھاؤ اسکو جیسی کہ دنیا میں
میوونکی حفاظت کرتے ہیں اور لوگوں کو منع کرتے ہیں وہاں یہ ممانعت نہیں ہے اور منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ شب معراج جس وقت داخل ہوا میں بہشت
میں تو ایک درخت طوبی میں نے بہشت میں دیکھا کہ جڑ اسکی علی کے گھر میں تھی اور بہشت میں کوئی ایسا مکان اور محل نہ تھا کہ جسمیں اسکی شاخ نہو اور اسکے چادرانیاں
ہیں پوشاکونکی کہ سندس اور استبرق سے وہ پوشاکیں بنی ہوئی ہیں اور ہر مومن کے واسطے ہزار چادرانیاں ہونگی اور ہر ایک چادرانی میں ہزار پوشاکیں
ہونگی کہ ہر پوشاک دوسری پوشاک سے مخالف ہوگی اور وہ پوشاکیں طرح طرح کے رنگ کی ہونگی یہ تو پوشاکیں بہشتیونکی ہونگی کہ طوبی کے اوپر
ہونگی اور سو برس میں اسکا سایہ دراز ہوگا بہشت کے عرض میں اور عرض بہشت کا آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے کہ تیار کیا گیا ہے وہ بہشت واسطے
ان لوگوں کے کہ جو ایمان لائے ہیں خدا پر اور انبیا پر اور سایہ اسکا اسقدر دراز ہے کہ اگر سوار اسکے نیچے دو سو برس چلے تو اس سے باہر نہ نکل سکے اور
یہی مراد ہے قول خدا میں وظل ممدود اور اس درخت کے نیچے اور تحت میں اسکے میوے اور کھانے بہشتیونکے ہیں انکے گھروں میں شاخیں اسکی پہنچی ہوئی ہیں اور ہر شاخ میں ہر قسم کا میوہ ہے کہ بعض
تو اس طرح کا ہے کہ مثل اسکی دنیا میں تمنے دیکھا ہے اور بعض ایسا ہے کہ اسکو سنا ہے اور بعض ایسا ہے کہ اسکو نہیں سنا ہے اور جو میوہ کہ توڑا جائیگا اسیوقت
اسکی جگہ اور موجود ہو جائیگا کہ نہ تو منقطع کیا گیا ہے وہ اور ممانعت کیا گیا ہے اور حضرت صادقؑ سے کسی نے عرض کی کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس میوہ کو توڑیں تو اسیوقت اسکی جگہ دوسرا موجود ہو جائیگا دنیا میں کوئی اسکی مثال
دیجیئے سمجھاو فرمایا کہ جیسے چراغ ہے کہ اس ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کیے جائیں اور اسکی روشنی میں کچھ کم نہو وَّ فُرُشٍ اور بچھونے ریشمی خوشرنگ کپڑوں
کے مَّرۡفُوۡعَةٍ بلند کیے گئے کہ ایک بچھونے پر دوسرا بچھونا ہوگا یہانتک کہ بہت بلند ہو جاوے اور منقول ہے کہ بلندی اسکی تین سو ہاتھ کی ہوگی اور
جسوقت مومن اسپر ارادہ بیٹھنے کا کرے گا تو وہ نیچے کو جھک جائیگا اور جسوقت مومن اسپر بیٹھ جائے گا تو پھر بلند ہو جائے گا اور بعضی روایت میں ہے
کہ بلندی اسکی آسمان اور زمین کے بیچ تک ہے اور جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ فرش بلند کے یہ معنی ہیں کہ وہ بلند کیے گئے ہیں اس جہت سے کہ وہ تختوں پر
بچھے ہوئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مرفوعہ سے مراد یہ ہے کہ وہ بلند قدر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فرش سے عورتیں ہیں کہ بلند کی گئیں اور اٹھائی گئیں ہیں تختوں پر
اس واسطے کہ عرب زوجہ کو فراش کہتے ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ الولد للفراش اور دلالت کرتا ہے عورتیں مراد ہونے پر یہ قول آئندہ حقتعالی کا کہ اِنَّآ
اَنۡشَاۡنٰهُنَّ بتحقیق ہمنے پیدا کیا ہے ان عورتوں کو اِنۡشَآءً پیدا کرنا بدون ولادت کے کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئی ہیں بلکہ خدا نے انکو
بہشت کی نورانی مٹی سے پیدا کیا ہے اور ضمیر ہن کی فرش کی طرف پھرتی ہے اور مراد فرش سے عورتیں ہیں قول آخر کے موافق اور وہ عورتیں موافق قول

حضرت صادقؑ کے حور عین ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی عورتیں ہیں کہ خدا قیامت کے روز انکو دوبارہ پیدا کریگا فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا پس کیا ہم نے انکو
عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ باکرہ کہ کسی مرد کے پاس وہ نہ گئی ہوں اور جس وقت انکے شوہر انکے پاس جاوینگے تو انکو باکرہ پاوینگے عُرُبًا ناز کرنیوالیاں خاوند شوہر کی اور بعض
کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ عربی میں وہ گفتگو کرینگے اور سب کی زبان عربی ہی ہو جاویگی اَتْرَابًا ہم عمر کہ سب کی تینتیس سال کی عمر ہو جاویگی اور انکے شوہر کی بھی یہی
عمر ہوگی اور منقول ہے کہ بہشتی بہشت میں امرد ہو کر آوینگے کہ انکے چہرہ پر بال نہ ہونگے اور بدن انکے گورے ہونگے اور بال انکے گھنگریالے اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا
ہوگا اور تینتیس برس کی عمر میں ہونگے اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر تخت پر چالیس فرش ہونگے اور ہر فرش چالیس ہاتھ کا ہوگا اور ہر فرش پر اسکی زوجہ حور عین
ہوگی ناز کرنیوالی حسن اچھی اور منقول ہے جناب رسولخدا سے کہ وہ عورتیں وہ ہیں کہ جو دنیا میں بڑھیا ہو کر مری ہیں اور بال انکے سفید تھے اور آنکھوں میں
انکی چیپڑ لگا ہوا تھا انکو خدا ہم عمر کردیگا کہ سب ایک عمر کے ہونگی اور جس وقت شوہر انکے نزدیک انکے جائیں گے تو انکو باکرہ پاوینگے اور منقول ہے کہ رسولخدا نے
ایک بڑھیا کو دیکھا کہ عایشہ کے پاس بیٹھی ہے فرمایا کہ یہ بڑھیا کون ہے عایشہ نے کہا کہ خالہ میری ہے حضرت نے فرمایا کہ بڑھیا بہشت میں نہ جاویگی وہ عورت
یہ کلام سنکر رونے لگی اور وہ وہاں سے اٹھکر چلی گئی حضرت نے فرمایا کہ اسکو خبر کرو کہ وہ اس روز بڑھیا نہ ہوگی بلکہ سب جوان ہو جاوینگے اور بہشت میں داخل ہونگے
حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہمنے عورتوں کو ان صفات کے ساتھ بہشت میں پیدا کیا ہے لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۙ واسطے صاحبوں دست راست کے کہ وہ
اصحاب یمین ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ ایک گروہ بڑے ہیں پہلے لوگوں میں سے وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۗ اور ایک گروہ بڑے ہیں پچھلے لوگوں
میں سے اور ثلۃ من الاولین خبر ہے مبتداے محذوف کی اور تقدیر اسکی ہم ثلۃ من الاولین ہے اور روایت ہے جناب رسولخدا سے کہ آدم سے مجھ تک ایک گروہ
ہے اور یہ گروہ پہلوں کا ہے اور مجھ سے قیامت تک ایک گروہ ہے اور یہ گروہ پچھلوں کا ہے اور گروہ سیر انتمام نہو مگر ان حبشیوں سے جو کہ صحرا میں اونٹ
چراتے ہیں اور کہتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی امت کے لوگوں میں سے کوئی شخص ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیگا اور
حضرت نے فرمایا کہ میں امیدوار ہوں کہ آدھے بہشتیوں میں سے تم ہو اور حضرت رسولخدا نے فرمایا ہے کہ بہشتیوں کی ایکسو بیس صفیں ہونگی اور اس امت کے لوگ ان
میں سے اسی صفیں ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونو گروہ میری امت کے ہونگے اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں ایک رات
رسولخدا صلعم سے باتیں کرتا تھا اور وہ حضرت پہلی امتوں کے حال سے خبر دیتے تھے جس وقت مجلس تمام ہوئی تو میں اٹھکر اپنے گھر کو چلا گیا اور سب اپنے اپنے
گھر کو چلے گئے دوسرے روز حضرت نے فرمایا کہ کل کی رات انبیا گزرے ہوے مع انکی پیروی کرنیوالونکے میرے سامنے گئے بعضے انبیاء کو دیکھا کہ بہت امت رکھتے
تھے اور بعضے کمتر اس سے اور بعضے ایسے تھے کہ تین آدمیوں سے زیادہ نہ رکھتے تھے اور بعضے ایک آدمی سے زیادہ نہ رکھتے تھے اور بعضے ایسے تھے کہ ایک آدمی بھی انکی امت کا
نہ تھا اور ایک پیغمبر کو میں نے دیکھا کہ بہت سی امت کو اپنے ہمراہ لئے آتا تھا کہ انکی کثرت سے میں نے تعجب کیا میں نے عرض کی خداوندا یہ کون پیغمبر ہے کہ اسقدر آدمی
اپنی امت میں رکھتا ہے خطاب آیا کہ یہ بھائی تیرا موسیٰ بن عمران ہے اور یہ ہمراہ اسکے بنی اسرائیل ہیں کہا کہ خداوندا میری امت کے آدمی کہاں ہیں فرمایا
کہ اپنی جانب راست کو دیکھ جس وقت میں نے نگاہ کی تو مکہ کی صحرا کو دیکھا کہ جہانتک نگاہ پہنچتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے میں نے عرض کی کہ خداوندا یہ
کون ہیں آواز آئی کہ یہ تیری امت کے لوگ ہیں تو راضی ہوا یا نہیں میں نے کہا کہ میں راضی ہوا پھر فرمایا کہ جانب چپ کو دیکھ جسوقت میں نے نگاہ کی تو دیکھا
کہ آدمیوں کی کثرت سے کنارے آسمان کے پوشیدہ ہو رہے ہیں میں نے پوچھا کہ خداوندا یہ کون ہیں فرمایا کہ یہ بھی تیری امت کے آدمی ہیں راضی ہوا تو
کہا میں کہ راضی ہوا ہوں اور بعد اسکے فرمایا کہ درمیان انکے ستر ہزار آدمی ہیں کہ بیحساب بہشت میں جاوینگے عکاشہ بن محصن بن ابی اسد کھڑا
ہوا کہ یا رسولخدا دعا کرو کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں حضرت نے فرمایا کہ خداوندا تو اسکو ان لوگوں میں سے کر جو کہ بیحساب بہشت میں جاوینگے پھر دوسرا آدمی
کھڑا ہوا اس نے بھی یہی عرض کی حضرت نے فرمایا کہ عکاشہ نے پہلے مجھسے درخواست کی ہے اسکے واسطے یہ امر ہے عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ یا رسولخدا گمان ہمارا
ہے کہ وہ ستر ہزار وہ ہیں کہ جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں فرمایا کہ یہ امر نہیں ہے بلکہ وہ ہیں کہ جو چوری نہ کریں اور تکبر نکریں اور خدا پر توکل کریں اور خصوصیت
ان تینوں چیزونکی یہ تھی کہ عرب نے برخلاف اسکے عادت کی تھی اور بعد اسکے فرمایا کہ امیدوار ہوں کہ امت میری چہارم بہشتیوں میں سے ہوں

یہ سنکر تکبیر کہی بعد اسکے فرمایا کہ امیدوار ہوں کہ امت آدھی بہشتیوں میں سے ہو یہ سنکر تکبیر کہی بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین
وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ؕ اور صاحب دست چپ کے کیا ہیں صاحب دست چپ یعنی جن کو نامہ اعمال دست چپ میں دیئے جائینگے اور عرش کی جانب چپ
انکی جگہ ہے اور یہ تعجب ہے ذلت اور رسوائی سے یعنی وہ اسروز نہایت خواری میں ہونگے فِيْ سَمُوْمٍ بیچ لو کے کہ نہایت گرم ہے اور دوزخ کی آگ میں سے نکلتی
ہے پس ایسی سخت گرم لو میں ہونگے وَّحَمِيْمٍ ۙ اور بیچ آب گرم کے کہ بہت گرم اور کھولتا ہوا ہے وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۙ اور بیچ سایہ کے دھوئیں سے کہ نہایت
گرم اور سیاہ ہوگا اور کہتے ہیں کہ جسوقت حرارت لو کی انکی بدنوں اور کلیجوں میں اثر کریگی تو وہ آب گرم کی طرف پناہ لے جائینگے جیسے کہ دنیا میں گرمی کا مارا
ہوا پانی طلب کرتا ہے اور جس وقت آب گرم میں جائیں گے تو زیادہ ایذا پائیں گے اسوقت سیاہ دھوئیں کی طرف پناہ لیجائینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ یحموم ایک پہاڑ
ہے درمیان آگ کے کہ دوزخی اسکے سایہ میں پناہ لیجائیں گے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ آگ ہے سیاہ اسواسطے کہ آگ دوزخ کی اور دوزخی لباس انکا اور جو کچھ کہ اسمیں
ہے سب سیاہ ہے اور سیاہ دھوئیں کا لَّا بَارِدٍ نہ سرد ہے مثل اور سایوں کے کہ ان کے نیچے بیٹھکر آرام کرتے ہیں وَّلَا كَرِيْمٍ اور نہ آرام بخشنے والا
ہوگا وہ اسکے واسطے کہ جو اسکے نیچے بیٹھے اور اب انکے عذاب کے سبب کو بیان کرتا ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا تحقیق وہ لوگ تھے قَبْلَ ذٰلِكَ پہلے اس سے کہ جب دنیا میں
تھے مُتْرَفِيْنَ ۚ ناز و نعمت میں پلنے والے کہ حرام امروں میں مشغول رہتے تھے اور نفسونکی خواہش کی پیروی کرتے تھے اور گناہوں سے پرہیز نہیں کرتے تھے
اور جو جی چاہتا وہی کھاتے اور پیتے تھے اور حرام و حلال میں فرق نہیں کرتے تھے اور ان کا یہ تھا ناز و نعمت میں پرورش پانا وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ
اور تھے وہ کہ استادگی اور ہٹ کرتے تھے عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۚ اوپر گناہ بڑے کے کہ وہ شرک ہے اور اس سے پشیمان نہیں ہوتے تھے اور توبہ نہیں
کرتے تھے اور یا یہ کہ جھوٹی قسم کھاتے تھے کہ قیامت نہ آوے گی وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اور تھے وہ کہ کہتے تھے انکار کی راہ سے اَئِذَا مِتْنَا کیا جس وقت مر جائیں
گے ہم وَكُنَّا تُرَابًا اور ہو جائیں گے ہم مٹی وَّعِظَامًا اور ہڈیاں بے گوشت اور بے پوست تو اسوقت ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ کیا تحقیق ہم اٹھائے جائینگے زندہ
کرکے اپنی قبروں سے اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۚ کیا باپ ہمارے پہلے بھی اٹھائے جائیں گے زندہ کرکے بعد خاک ہو جانے کے یہ نہایت تعجب انکا تھا کہ بھلا
بعد خاک ہو جانے کے ہم بعد مر چکے اور ہمارے باپ اور دادا کیونکر دوبارہ زندہ ہوں گے خدا فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد انکے جواب میں کہ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ تحقیق
کل پہلے لوگ باپ دادا وغیرہ وَالْاٰخِرِيْنَ ۙ اور تمام پچھلے تم اور سوائے تمہارے لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ البتہ جمع کئے جائینگے اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ طرف وقت مقرر
کئے گئے روز معلوم کے کہ وہ روز قیامت ہے اور بعد اسکے خطاب ہے اہل مکہ وغیرہ سے کہ ثُمَّ اِنَّكُمْ پھر تحقیق کہ تم اسروز اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ اے گمراہو طریق حق سے
الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ اے جھٹلانیوالو قیامت کے لَاٰكِلُوْنَ البتہ کھانے والے ہو تم اسروز مِنْ شَجَرٍ درخت میں سے مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ کہ وہ زقوم ہے پہلا من ابتدائیہ
اور دوسرا بیانیہ ہے اور زقوم کی تحقیق سورہ صافات میں گذر گئی ہے یعنی بعد زندہ کرنے کے تمکو اس درخت میں سے کھلاویں گے فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا پس پر کرنیوالے
ہوگے اس درخت سے الْبُطُوْنَ ۚ پیٹوں کو بھوک کی شدت سے فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ پس پینے والے ہوگے اوپر اس درخت کے یعنی اسکے کھانے کے
بعد مِنَ الْحَمِيْمِ ۚ آب گرم کھولتے ہوئے میں سے پیاس کی شدت میں اور کہتے ہیں کہ پہلے دوزخیونکو بھوک سے عذاب کریں گے اور وہ بھوک کی شدت میں اس سے
اپنے پیٹونکو پر کریں گے اور بعد اسکے انکو پیاس کا غلبہ ہوگا تو آب گرم ان کے سامنے پیش کرینگے اور پیاس کی شدت میں انکا یہ حال ہوگا کہ فَشٰرِبُوْنَ پس
نوش کرینگے وہ آب گرم میں سے شُرْبَ الْهِيْمِ ۗ پینا اونٹ پیاسے کا سا کہ مدت تک اسنے پانی نہ پیا ہو اور جسوقت پانی پر پہنچتا ہے تو اسپر گر پڑتا ہے اور یہ جمع اہیم اور ہیما کی ہے
اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ وہ شتر تشنہ ہے اور استسقا کے مشابہ اسکی بیماری ہوتی ہے کہ پیاس اسکی نہیں بجھتی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہیم جمع ہیام کی ہے اور ہیام ریت کو
کہتے ہیں کہ وہ پانیکو کثرت سے پیتا ہے اور بسبب جذب ہو جاتا ہے اور اوپر اسکے باقی کچھ نہیں رہتا اور فرماتا ہے کہ هٰذَا یہ کھانا اور پینا نُزُلُهُمْ مہمانی اور بخشش انکا ہے يَوْمَ الدِّيْنِ بیچ دن
جزا کے جیسے کہ مہمانونکے سامنے جو کچھ کہ اسوقت موجود ہوتا ہے رکھتے ہیں اور بعد اسکے انواع و اقسام کے کھانے انکے واسطے تیار ہوتے ہیں ایسے ہی وہ دوزخیونکے واسطے وہ پہلا
کھانا اور پینا بطور مہمانی کے ہے اور بعد اسکے طرح طرح کے عذاب دوزخ میں انکے واسطے ہونگے اور مہمانی کا کھانا انکے کھانیکو کہنا ہنسی کی راہ سے ہے اور انکے دوبارہ زندہ
کرنے کے مقدمہ میں دلیل بیان کرتا ہے کہ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ ہمنے پیدا کیا ہے تمکو پہلے اور تمکو بھی اس کا اقرار ہے کہ ہمنے ہی تمکو پیدا کیا ہے فَلَوْلَا

تُصَدِّقُوْنَ ٥ پس کیوں نہیں راست اور درست جانتے ہو تم دوبارہ زندہ کرنیکو اور اسکا اعتبار کیوں نہیں کرتے سوا ر عقلمند والے سمجھتے ہیں اور یہ واضح
ہے کہ جو کوئی اول پیدا کرنے پر قادر ہے تو بعد اسکے دوبارہ زندہ کرنے پر بھی اسکو قدرت ہوگی اور فرماتا ہے کہ اَفَرَءَیْتُمْ پس کیا دیکھا تم نے مَّا تُمْنُوْنَ
وہ چیز کہ منی ڈالتے ہو تم عورت کے پیٹ میں یعنی خبر دو تم مجھکو اس نطفہ سے کہ عورت کے پیٹ میں گراتے ہو ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ کیا تم پیدا کرتے ہو
اس منی کو آدمی کی صورت میں اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ٥ یا ہم پیدا کرنیوالے ہیں اور اسکا تو تمکو اقرار ہے پس چاہیے کہ دوبارہ پیدا کرنیکو بھی سچ جانو اور اسکا
اقرار کرو کہ دوبارہ پیدا کرنا پہلے سے آسان ہے اور جبکہ خدا بعد پیدا کرنے کے مار ڈالنے پر قادر ہے ایسے ہی بعد مار ڈالنے کے زندہ کرنے پر بھی قادر ہے
اور فرماتا ہے کہ نَحْنُ قَدَّرْنَا ہمنے مقدر اور مقرر کیا ہے بعد پیدا کرنیکے بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ درمیان تمہارے موت کو اور ہر ایک کیواسطے ایک وقت اجل کا مقرر
اور مثل روزی کے اسکو سب پر تقسیم کیا ہے موافق مشیت کے اور ابن کثیر نے قدرنا کو تخفیف سے پڑھا ہے وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ٥ اور نہیں ہیں ہم سبقت کئے گئے
کہ کوئی ہمپر غالب ہوکر ہمکو عاجز کر دے اور اپنا غلبہ کرے عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ اوپر اسکے کہ بدل دیں ہم تمکو اَمْثَالَكُمْ مانندوں تمہارے سے یعنی اگر ہم
تمکو تمہارے مانند اور مثل کے لوگوں سے بدلنا چاہیں تو ہرگز ہمکو کوئی عاجز نہیں کرسکتا ہے وَنُنْشِئَكُمْ اور اوپر اسکے کہ پیدا کریں ہم تمکو یعنی کوئی ہم سے سبقت
کرکے اور آگے بڑھ کے ہمکو عاجز نہیں کرسکتا ہے اسسے کہ پیدا کریں ہم تمکو فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ بیچ ان صورتوں کے کہ نہیں جانتے ہو تم مثل صورت خوک اور
بندر اور ریچھ کے یعنی جس صورتیں کے ہمکو قدرت ہے تمہارے بدل دینے پر اور مثل تمہارے اور آدمیوں کے پیدا کرنے پر اور تمکو تمہارے غیر صورتوں کے پیدا کرنے پر تو دوبارہ زندہ
کرنے پر بھی ہمکو بلا شک قدرت ہے وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى اور البتہ تحقیق جانا ہے تمنے پیدائش پہلی کو کہ وہ نطفہ سے خون ہوجاتا ہے
اور خون سے گوشت ہوجاتا ہے اور بعد اسکے گوشت کا ہڈیوں پر لپٹنا اور رگوں اور پٹھوں کا پیدا ہونا ہے اور جب صورت انسانی تمام بن گئی تو بعد اسکے
روح کا اسمیں داخل ہونا ہے ان سب چیزوں کا تم اقرار کرتے ہو کہ خالق اسکے ہم ہیں فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ٥ پس کیوں نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم اور
کیوں نہیں یاد کرتے ہو تم ہماری قدرت اور قوت کو اور اسکو کیوں نہیں دلیل لاتے ہو دوبارہ پیدا کرنے پر اسواسطے کہ جو کوئی کہ پہلی پیدائش پر قادر ہے وہ دوسری
پر عاجز نہ ہوگا اَفَرَءَیْتُمْ پس کیا پس دیکھا تمنے یعنی خبر دو تم مجھکو مَّا تَحْرُثُوْنَ ٥ اس چیز سے کہ بوتے ہو تم تخم ریزی کرکے ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ کیا
تم اگاتے ہو اس تخم کو زمین میں اور اسکو روز بروز بڑھاتے اور سبز کرتے ہو اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ٥ یا ہم اگانے والے ہیں اور اسکو بڑھانیوالے اور سبز کرنیوالے
پس جس وقت کہ تمکو اقرار ہے کہ ہم ہی اسکو اگاتے ہیں تو کیوں نہیں تامل کرتے کہ تمکو معلوم ہو کہ جو کوئی کہ تخم کے اگانے پر قادر ہے وہ البتہ دوبارہ زندہ
کرنے پر بھی قادر ہوگا اور منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ یہ نہ کہو کہ زراعت کی ہے میں نے بلکہ یہ کہو کہ حراثت کی ہے میں نے اسواسطے کہ زرع اگانے
کو کہتے ہیں اور حراثت تخم ریزی اور بونے کو کہتے ہیں اور بعضوں نے نہم پڑھا ہے ایک ہمزہ سے اور فرماتا ہے کہ لَوْ نَشَآءُ اگر چاہیں ہم اور مصلحت
ہماری تقاضا کرتی ہو تو لَجَعَلْنٰهُ البتہ کردیویں ہم اس کھیتی کو پہلے پختہ ہونے سے حُطٰمًا بھس اور اسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیں فَظَلْتُمْ
پس ہوجاؤ تم تَفَكَّهُوْنَ ٥ تعجب کرتے ہیں اس قضیہ ادبار سے اور افسوس کرو تم اور کہو تم کہ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ٥ تحقیق ہم البتہ تاوان دے گئے ہیں
اور نقصان دئے گئے ہیں اور یا یہ کہ کیا ہلاک کئے گئے ہیں ہم بسبب ہلاک ہونے ہماری روزی کے اور بعد اسکے ترقی کرکے کہتا ہے کہ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ٥ بلکہ ہم
محروم ہیں روزی سے اور بالکل اس سے بے نصیب ہیں کہ اگر ہمارا حصہ ہمیں ہوتا تو یہ قضیہ واقع ہوتا اور وجہ ترقی کی یہ ہے کہ مغرم تو وہ ہوتا ہے کہ جسکے پاس کچھ ہو
محروم وہ ہے کہ جسکو پاس کچھ نہو اور ابوبکر نے انا لمغرمون کو دو ہمزہ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے ایک ہمزہ سے اور فرماتا ہے کہ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ
کیا پس دیکھا تمنے پانی کو جو کہ پیتے ہو تم یعنی خبر دو تم مجھکو پانی سے جسکو تم پیتے ہو واسطے دفع کرنے تشنگی کے اور باقی رہنے زندگی کے ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ
کیا تم اتارتے ہو اس پانی کو مِنَ الْمُزْنِ بادل سے اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ٥ یا ہم اتارنیوالے ہیں اپنی قدرت سے اور کہتے ہیں کہ مراد ابر سے ابر سفید ہے کہ
پانی اسکا بہت شیریں و لطیف ہوتا ہے لَوْ نَشَآءُ اگر چاہیں ہم تو جَعَلْنٰهُ کردیں ہم اس پانیکو اُجَاجًا تلخ اور شور کہ اسکو کوئی نہ پی سکے تلخی اور شوری کی
جہت سے فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ٥ پس کیوں نہیں شکر کرتے ہو خدا کا ان نعمتوں پر اور اسکے غیر کی عبادت کو کیوں نہیں ترک کرتے ہو کہ اسکو چھوڑ کر اسکے غیر کی عبادت

میں سراسر ناشکری ہے اور فرماتا ہے اپنی قدرت کے علامت کے بیان میں کہ اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ کیا پس دیکھا تم نے آگ کو کہ جسکو چقماق
سے نکالتے ہو تم یعنی پس خبر دو تم مجھکو اُس آگ کی کہ جسکو پتھر سے چقماق مار کر یا درخت سبز سے نکالتے ہو ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ کیا تم نے پیدا کیا ہے
درخت اسکا کہ وہ آگ جب روشن ہوتی ہے تو ایک درخت اور جھاڑ کی صورت معلوم ہوتی ہے اور یا یہ کہ وہ درخت مرخ اور عفار کے ہیں کہ اُن میں سے
آگ نکلتی ہے سبز درخت اور سبز میں سے جنکا ذکر سورہ یٰسین کی تفسیر میں ہوا ہے وہ درخت مراد ہیں پس فرماتا ہے کہ کیا تم نے پیدا کیا ہے درخت آگ کا اَمْ
نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ یا ہم پیدا کرنے والے ہیں پس چاہیئے کہ اقرار کرو ہماری قدرت کا اور جسوقت کہ ہم درخت سبز میں سے آگ نکالنے پر قادر ہیں تو بیشک
دوبارہ زندہ کرنے پر بھی ہم قادر ہیں نَحْنُ جَعَلْنٰهَا ہم نے کیا ہے ہمنے اس آگ کو تَذْكِرَةً نصیحت اور یاد کرنا آتش دوزخ کا جس وقت اسکو دیکھو
تو آتش دوزخ کو یاد کرو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ ہمنے اس آگ کو نمونہ آتش دوزخ کا کیا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ رسولخدا نے فرمایا
ہے کہ یہ آگ تمہاری کہ جسکو تم روشن کرتے ہو آتش دوزخ کا حصہ ستّرواں ہے وَّمَتَاعًا اور کر دیا ہے ہمنے اس آگ کو فائدہ یعنی سبب فائدہ کا لِّلْمُقْوِیْنَ
واسطے جنگل والوں کے یعنی واسطے مسافروں کے کہ اسکی روشنی میں بیٹھتے ہیں اور اسکی روشنی کی علامت سے حال آبادی کا دریافت ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ ہمنے آگ
کو کیا ہے سبب فائدہ کا واسطے بستی والوں کے یعنی واسطے سب آدمیوں کے کیا ہے کہ اسکی روشنی میں بیٹھتے ہیں اور موسم سرما میں اس سے تاپتے ہیں اور ہمیشہ اس سے
کھانا پکاتے ہیں اور جسوقت کہ ایسی ایسی نعمتیں دی ہیں تو فَسَبِّحْ پس تسبیح کر تو بِاسْمِ رَبِّكَ ساتھ نام پروردگار اپنے کے کہ الْعَظِیْمِ
بزرگ اور بڑا ہے نام پروردگار تیرے کا اور عظیم خواہ تو صفت اسم کی ہو اور خواہ رب کی ہو دونو درست ہیں اور مراد اس سے خدا کو پاکی سے یاد کرنا ہے
اور نام شے کا بھی دلالت ذات ہی پر کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے سبحان ربی العظیم وبحمدہ ہے اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو
رسولخدا نے فرمایا کہ اسکو اپنے رکوع میں کہو اور بعد اسکے واسطے تاکید ذکر حق ہونے قرآن کے اور بیچ قیامت کے واقع ہونے کا ذکر ہی بیان کرتا ہے کہ فَلَآ اُقْسِمُ
بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ پس نہیں قسم کھاتا ہوں میں ساتھ موضعوں ستاروں کے اس چیز پر کہ جو بعد اسکے مذکور ہو گی حق ہونا قرآن کا اور بزرگی اسکی اسواسطے
کہ حال اسکا بہت ظاہر ہے اسکے لئے قسم کھانے کی احتیاج نہیں ہے اور حضرت باقرؑ و صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد مواقع النجوم سے انکا پھینکنا ہے شیاطین کے
واسطے اور مشرکین ان ستاروں کی گرنیکی جگہ کی قسم کھاتے تھے خدا نے فرمایا کہ میں قسم نہیں کھاتا ہوں ستاروں کے موقعوں کے ساتھ اور بعضے کہتے ہیں کہ لا ہیں
زائد ہے اور مراد مواقع النجوم سے انکی غروب کی جگہ ہے یعنی میں قسم کھاتا ہوں ساتھ مغربوں ستاروں کے کہ وہ وقت عبادت تہجد اور نکاح ہے اور وقت نازل ہونے رحمت
اور رضامندی خدا کا اسواسطے ان موقعوں کی قسم کھائی وَاِنَّهٗ اور تحقیق یعنی جس چیز پر خدا نے قسم کھائی ہے لَقَسَمٌ البتہ قسم ہے لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ
اگر جانو تم بڑی ہے اور بزرگ قدر اور عقل کے نزدیک بہت معتبر اور لو تعلمون جملہ معترضہ واقع ہوا ہے درمیان موصوف اور صفت کے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ
اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ یعنی جو کچھ کہ پیغمبر تمہارے روبرو پڑھتا ہے لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ البتہ قرآن ہے بزرگ بہت نفع اور فائدہ والا اور کثیر الخیر کہ شامل ہے معاش
اور معاد کی مصلحتوں کو اور یا یہ کہ بزرگ ہے خدا اور ملائکہ کے نزدیک اور مومنین کی نظر میں اور کہتے ہیں کہ بزرگ اس سبب سے ہے کہ وہ کلام خدا کا ہے اور محفوظ ہے تغیر اور
تبدل سے اور یا اس اعتبار سے کہ وہ معجزہ ہے رسول خدا کا اور یہ قرآن ثابت ہے فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ بیچ کتاب پوشیدہ کے اور نگاہ رکھی گئی کہ ملائکہ کے
غیر سے اور مراد اس سے لوح محفوظ ہے لَّا یَمَسُّهٗۤ نہیں چھوتے ہیں اس کتاب کو یعنی نہیں مطلع ہوتے ہیں اسکے مضمون سے اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ
مگر وہ لوگ کہ پاک کئے گئے ہیں گناہوں سے اور اخلاق بد اور کدورت بدنی سے اور اکثر مفسرین ضمیر کو قرآن کی طرف پھیرتے ہیں یعنی نہیں چھوتے ہیں قرآن
کو مگر وہ کہ پاک ہیں حدث سے کہ وضو سے یا غسل سے ہیں اور یہی حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے پس بے وضو کو اور
جنب کو اور حیض والی عورت کو اور زچا کو غسل سے پہلے قرآن کے حرفونکا چھونا جائز نہیں ہے اور اس صورت میں معنی نفی کے لا یمسہ میں نہی کے ہیں اور حضرت
صادقؑ نے اپنے فرزند اسمعیل سے فرمایا کہ پڑھ تو قرآن کو کہا کہ مجھکو وضو نہیں ہے فرمایا کہ قرآن کے حرفونکو ہاتھ مت لگا اور ورق کو ہاتھ لگا اور فقہا کے
نزدیک بے وضو کے پڑھنا قرآن کا جائز ہے اور مس کرنا قرآن کے حاشیہ کا مکروہ ہے اور باقی مسائل قرآن کے پڑھنے اور چھونے کے فقہ کی کتابوں میں

ہیں تَنۡزِیۡلٌ نازل کیا گیا ہے قرآن اور یا یہ کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی وہ قرآن نازل کرنا مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ پروردگار عالمین کی طرف سے ہے
اور کفار مکہ سے بر سبیل انکار خطاب کرتا ہے کہ اَفَبِهٰذَا الۡحَدِیۡثِ کیا پس ساتھ اس سخن کے کہ وہ قرآن ہے اَنۡتُمۡ تم اے مکہ والو مُّدۡهِنُوۡنَ سستی
کرنیوالے ہو اور دلسے اسپر ایمان نہیں لاتے ہو مضبوطی کے ساتھ اور بعضے مدہنون کے معنی مکذبون کہتے ہیں یعنی جھٹلانیوالے ہو تم قرآن کے وَتَجۡعَلُوۡنَ اور کرتے ہو تم
رِزۡقَكُمۡ روزی اپنی کو کہتے ہیں کہ مضاف کا محذوف ہے یعنی کرتے ہو تم شکر گذاری اپنی کو یعنی جو کچھ کہ قرآن میں روزی اور حصہ تمہارا ہے اسکے شکر
میں تم یہ امر کرتے ہو اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ تحقیق تم جھٹلاتے ہو قرآن کو اور اسیواسطے جو کچھ قرآن میں ہے تم اسکے برخلاف کرتے ہو اور ابن عباس سے انکی
تفسیر میں منقول ہے کہ کرتے ہو تم شکر باران کو کہ سبب تمہاری روزی کا ہے یہ کہ جھٹلاؤ تم کہ خدا کی جانب سے نہیں ہے بلکہ کہو تم کہ یہ باران فلانے ستارے
کے اثر سے اور فلانے کے چڑھنے سے ہے اور بعد اسکے ابن عباس نے کہا کہ سبب اسکا یہ تھا کہ رسولخدا ہمراہ صحاب کے ایک سفر میں تھے اور راہ میں تشنگی سب پر غالب
ہوئی اور پانی میسر نہو اور رسولخدا سے شکایت کی اور کہا کہ یا رسولخدا تشنگی ہمپر غالب ہوئی ہے اور نوبت ہلاکت کی پہنچی ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر میں دعا کروں
اور خدا باران رحمت نازل کرے تو تم کہو گے کہ فلانے ستارے کے نکلنے سے باران رحمت نازل ہوا ہے سبھوں نے کہا کہ یا رسولخدا یہ وقت ستارہ کی تاثیر کا
نہیں ہے تا کہ ہم ہمکو ستارہ کی طرف نسبت دیویں رسولخدا نے دو رکعت نماز کی پڑھی اور دعا کی کہ ایک ہوا چلی اور بادل ظاہر ہوا اور اس کثرت سے مینہ برسا کہ
تمام تالاب اور جھیلیں پُر ہو گئیں اور انھوں نے اپنے برتن اور مشکیں پانی سے پُر کر لیے رسولخدا نے ایک مرد کو دیکھا کہ اپنا قدح پانی سے بھرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ باران
فلانے ستارہ کی جہت سے ہے حضرت نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ بعضے تم میں سے ایسا کہینگے پس حقتعالے نے یہ آیت نازل کی اور منقول ہے کہ سلیمان بن عبد الملک کو
لوگوں نے کہا کہ علم نجوم کو سیکھ تو تا کہ اس علم سے بھی بے نصیب نرہے کہا کہ مجھکو اس سے منع کیا ہے اسواسطے کہ رسولخدا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں
اپنی امت پر تین چیز کا بہت خوف کرتا ہوں ایک تو ظلم کرنا آئمہ ہدی پر اور دوسرے جھٹلانا قضا و قدر کا اور تیسرے ایمان لانا ستارہ پر اور فرمایا ہے رسولخدا
نے کہ جو کوئی ایمان لایا ستاروں پر اسنے کفر کیا اور بعد اسکے منافقوں کے نفاق کو بیان کرتا ہے اور انکو خوف دلاتا ہے کہ فَلَوۡلَآ پس کیوں نہیں اِذَا
بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ جسوقت پہنچے روح گلے کو وقت مرنیکے وَاَنۡتُمۡ حِیۡنَئِذٍ اور تم اسوقت تَنۡظُرُوۡنَ دیکھتے ہو حال انکا نزع میں جو کچھ
ہے اور بہت حیران ہو اور علاج انکا کچھ نہیں کر سکتے ہو وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ اور ہم زیادہ نزدیک ہیں باعتبار علم و قدرت کے طرف اسکی مِنۡكُمۡ
تمسے اے میتکے وارثو وَلٰكِنۡ لَّا تُبۡصِرُوۡنَ اور لیکن نہیں دیکھتے ہو تم اسکو اور نہیں جانتے ہو کہ اس مرنیوالے پر کیا گذرا ہے اور یا یہ کہ مراد علم اور قدرت
کے نزدیک ہونیسے نزدیک ہونا ملائکہ کا ہے جو کہ قبض کرنیوالے ارواح کے ہیں یعنی ملائکہ ہمارے کہ اسکی روح قبض کرنیکو حاضر ہیں وہ تم میں سے زیادہ
نزدیک ہیں فَلَوۡلَآ اِنۡ كُنۡتُمۡ پس کیوں نہیں اگر ہو تم غَیۡرَ مَدِیۡنِیۡنَ نہ جزا دیے گئے قیامت میں اور جانتے ہو کہ قیامت کے روز ہمکو جزا نہ
ملے گی اور کسی عمل بد کی سزا ہمکو نہیں ہونے کی تو کیوں نہیں تَرۡجِعُوۡنَهَاۤ پھیرتے ہو تم اس روح کو بدن میں مرنے والے کے جو کہ نزع میں پڑا ہے اور
روح کو اسکے بدن میں جاری کر کے پھر ویسا ہی کر دو جیسے کہ وہ پہلے تھا اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ اگر ہو تم اس گفتگو کہ خدا ہمکو یونہی چھوڑ دیگا بدون سزا
دیے ہوئے اور حشر کا تم بالکل انکار کرتے ہو اور خدا کو جھٹلاتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمکو ہمارے فعلوں کی کچھ سزا نملے گی اور نہ ہم پھر زندہ ہونگے تو چاہیے
کہ اسکو تم مرنے ہی ندو اور اسکی روح کو گلے سے بدن کیطرف الٹا پھیر لو اور حضرت صادق نے فرمایا کہ روح نزع والے کی جس وقت حلقوم کو پہنچتی ہے تو واسکو
محل اسکا جو کہ بہشت میں ہے دکھلایا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھکو دنیا کی طرف پھیر دو کہ میں اپنے لوگوں کو خبر کروں اسکو جواب ملتا ہے کہ اب دنیا کی طرف جانا نہیں ہو سکتا
اور اب خدا اہل نزع و انکی قسموں کی تفصیل بیان کرتا ہے کہ فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ پس لیکن اگر ہے وہ نزع والا مِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ نزدیک کیے گئے
خدا سے یعنی پہلی قسموں کے سابقون میں سے ہے تو واسطے اسکے فَرَوۡحٌ پس راحت ہے دنیا کی تکلیفوں سے اور یا یہ کہ رحمت ہے کہ باعث زندگانی دائمی کا ہے
اور یعقوب نے روح کو بضم را پڑھا ہے اور یہی قرات رسولخدا اور ابن عباس اور امام محمد باقر اور قتادہ اور حسن اور ضحاک وغیرہ کی ہے اور باقیوں نے
بفتح را پڑھا ہے پس واسطے اسکے راحت ہے اور باقی رہنا ہوا کا ہے کہ اسسے لذت پاتا ہے اور غم اسکے دور ہوتا ہے وَّرَیۡحَانٌ اور روزی ہے خوش واسطے

اسکے اور یا پھول بہشت کا کہ وقت مرنیکے اسکے پاس موجود رہے اور اسکو سونگھا کرے اور یا مراد ہر بزرگی اور کرامت اور مراد پانے سے ہے اور بعضے کہتے ہیں
کہ روح قبر میں ہوتا ہے اور ریحان بہشت ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ روح گلے لگتا ہے یا کرہ حوروں سے اور ریحان رفاقت نیکوں کی ہے وَّجَنَّةُ
نَعِيمٍ اور بہشت ہے نعمتوں کا واسطے اسکے کہ طرح طرح کی نعمتیں اسمیں بھری ہوئی ہیں وَأَمَّا إِن كَانَ اور لیکن اگر ہے وہ نزع کی حالت والا مِنْ
أَصْحَابِ الْيَمِينِ صاحبوں دست راست کے سے تو فَسَلَامٌ لَّكَ پس سلامتی ہے واسطے تیرے خوف اور مکروہات سے او دست راست والے مِنْ أَصْحَابِ
الْيَمِينِ صاحبوں دست راست سے یعنی تیرے بھائیوں کی طرف سے کہ سلام کریں وہ تجھ پر جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ الا قیلا سلاما سلاما اور یا یہ کہ سلامتی
ہے تجھکو جانب ملائکہ سے اے وہ شخص کہ تو اصحاب یمین سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی یہ ہے کہ انک من اصحاب الیمین یعنی سلام واسطے تیرے ہے کہ تو
صاحبوں دست راست سے ہے اور مشہور یہ ہے کہ معنی آیت کے اسطرح سے ہیں کہ سلام تجھپر اے محمد دست راست والوں کی جانب سے کہ بھائی تیرے ہیں اور اس صورت میں
لام علی کے معنی میں ہے وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ اور لیکن اگر ہے وہ مرنیوالا جھٹلانیوالوں خدا اور رسول خدا کے سے اور انکار کرنیوالوں قیامت
سے کہ الضَّالِّينَ گمراہ ہونیوالوں میں سے تو فَنُزُلٌ پس مہمانی اور پیشکش اور ضیافت ہے واسطے اسکے قبر میں مِّنْ حَمِيمٍ آب گرم کھولتے ہوئے دوزخ کے
وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ اور داخل ہونا آگ جلانیوالی میں قیامت کے روز إِنَّ هَٰذَا تحقیق کہ یہ یعنی جو کچھ کہ ان تینوں فرقوں کے حق میں کہا گیا ہے لَهُوَ حَقُّ
الْيَقِينِ البتہ وہ حق یقین کا ہے یعنی وہ حق ہے کہ جو یقین سے ثابت ہے کہ کسیطرح کا شبہ اسمیں نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اضافت حق کی یقین کی طرف
باوجودیکہ دونو ایک معنی میں ہیں واسطے تاکید کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یقین صفت ہے امر مقدر کی یعنی حق الامر الیقین فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ پس تسبیح
کر تو ساتھ نام پروردگار اپنے کے الْعَظِيمِ بزرگ ہے اس سے کہ شرک کو طرف اسکے منسوب کرتے ہیں یعنی پاکی سے یاد کر تو اسکو اسکا اسم مبارک ذکر کرکے
اور یا یہ سبحان ربی العظیم بحمدہ کہہ تو اور یا یہ کہ نماز پڑھ تو اپنے پروردگار کے نام کے ذکر کے ساتھ سُورَةُ الْحَدِيدِ یہ سورہ مدنی ہے اور آیتیں
اسکی انتیس ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی پانچوں سورتیں سبح اور یسبح پڑھے خواب کرنیسے پہلے تو نہ مرے یہانتک کہ قائم ہمارے کو دیکھے
یعنی مہدی علیہ السلام کو اور جس وقت دنیا سے کوچ کرے تو رسول خدا کے ہمسایہ میں ہو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ حدید اور سورہ مجادلہ
کو نماز فرض میں پڑھے تو ہرگز اسکو عذاب نہ کریں اور اسکے نفس و مال میں نقصان نہ پہنچے اور بدن اسکا تمام آفتوں اور خللوں سے دور ہو اور پہلی سورۃ کو خدا نے
تسبیح پر ختم کیا ہے اور اسکو شروع کیا تسبیح سے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ سَبَّحَ لِلَّهِ تسبیح کرتی ہے واسطے خدا کے اور پاکی سے اسکو یاد کرتی ہے مَا
فِي السَّمَاوَاتِ وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے مثل ملائکہ اور آفتاب اور مہتاب کے وَالْأَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے حیوانات اور درخت اور
دریا اور پہاڑ وغیرہ حاصل یہ ہے کہ تسبیح خدا کی عام ہے خواہ زبان مقال سے ہو خواہ زبان حال سے چنانچہ فرماتا ہے کہ وان من شئ الا یسبح بحمدہ
پس تسبیح صاحبان عقل کی زبان سے ہے اور تسبیح اور چیزوں کی سایہ سے ہے اور مذکر تسبیح کا اس سورہ میں اور سورہ حشر میں
اور سورہ صف میں ماضی کے لفظ سے ہے اور سورہ جمعہ اور تغابن میں مضارع کے صیغہ کے ساتھ ہے اسمیں اطلاع ہے طرف اس امر کے کہ اسکو ہر وقت
اور ہر زمانہ میں تسبیح چاہیے ماضی اور حال اور استقبال میں اور سورہ بنی اسرائیل میں مصدر کے لفظ سے شروع ہے یہ سب سے زیادہ بلیغ ہے اس واسطے کہ وہ مطلق
ہے اور مستحق ہونا تسبیح کا ہر وقت میں اور ہر شے کی جانب سے واسطے خدا کے اس سے ظاہر ہوتا ہے وَهُوَ الْعَزِيزُ اور خدا غالب ہے ہر چیز پر الْحَكِيمُ حکمت
والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ واسطے اسکے ہے بادشاہی آسمانوں کی وَالْأَرْضِ اور زمین کی اس واسطے
کہ وہ پیدا کرنیوالا انکا اور تصرف کرنیوالا انکا اسمیں ہے اور سب اسکے قبضہ قدرت میں ہے يُحْيِي زندہ کریگا قیامت کے روز وَيُمِيتُ اور مارتا ہے دنیا میں وقت آنے
اجل کے موافق مصلحت کے اور اصل بادشاہی اسکی ہے کہ جو مارے اور زندہ کرے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے
هُوَ الْأَوَّلُ وہ پہلے سب عالم سے ہے کہ اسکے اول کا کوئی شروع نہیں ہے کہ کب سے ہے بلکہ یونہی چلا آیا ہے اور قدیم ہے وہ وَالْآخِرُ اور پیچھے سب
سے کہ سب فنا ہو جاوینگے اور وہی باقی رہیگا اور اسکے آخر کی کچھ انتہا نہیں ہے وَالظَّاهِرُ اور ظاہر ہے وجود اسکا دلیلوں کی کثرت سے وَالْبَاطِنُ اور پوشیدہ

سورۃ الحدید

ہے حقیقت اسکی ذات کی عقل سے ہر عاقل کی اور امیر المومنین نے خطبہ میں فرمایا ہے کہ وہ شخص ہے وہ کہ نہیں ہے واسطے اول اسکے نہایت اور نہ اسکے آخر کی کوئی حد ہے
اور وہ شخص وہ ہے کہ پوشیدہ ہوا ہے اسواسطے کہ پوشیدہ امور میں ہے اور ظاہر ہوا ہے عقلوں میں بسبب اسکے کہ دیکھا جاتا ہے خلقت میں اسکی تدبیر کی علامتوں کو اور منقول
ہے کہ ایکروز رسول خدا ہمراہ اپنے اصحاب کے بیٹھے تھے ایک ابر آیا فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے سب نے کہا کہ خدا جانتا ہے اور پیغمبر اسکا فرمایا کہ اسکو عنایت
کہتے ہیں کہ یہ سیراب کرتا ہے زمین کو اور سبز کرتا ہے بوٹیوں کو اور حق تعالیٰ اسکو باز رکھتا ہے اور منع کرتا ہے اس اس سے کہ اسکو نہیں جانتے ہیں اور اسکی عبادت نہیں
کرتے ہیں اور شکر اسکا ادا نہیں کرتے ہیں اور بعد اسکے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ نیچے زمین کے اور اوپر اسکے کیا ہے لوگوں نے کہا کہ خدا اور پیغمبر اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا
کہ اوپر تو اسکے آسمان دنیا ہے اور ساتویں آسمان تک ہر ایک نیچے دوسرے کے ہے اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور نیچے زمین کے
زمین ہے اور ایک زمین سے دوسری زمین تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور بعد اسکے فرمایا کہ قسم اس خدا کی کہ جان محمدؐ کی اسکے حکم میں ہے کہ اگر
تم اسکو عرش کے اوپر سے پکارو تو تمکو جواب دیوے اور اگر ساتویں زمین کے نیچے پکارو تو وہ تمکو جواب دیوے اور اگر درمیان آسمان اور زمین کے پکارو تو وہ تمکو
جواب دیوے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور وہ خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور
حق جاننے والا ہے کہ اسکے نزدیک اول اور آخر کا اور ظاہر و باطن سب برابر ہے هُوَ الَّذِي وہ شخص ہے وہ خدا کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ پیدا کیا ہے اسنے آسمانوں کو
اور زمین کو فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ بیچ چھ دنوں کے اور چھ دن اسواسطے فرمائے کہ بندے اپنے کام میں جلدی نہ کیا کریں ورنہ ایک آن میں پیدا کر سکتا تھا اور ذکر
اسکا پہلے اس سے کئی مرتبہ ہو لیا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر غالب ہوا اوپر عرش کے یا قصد کیا اسکی تدبیر کا اور اسکے امور کے جاری کرنیکا موافق مصلحت کے
اور بعضے کہتے ہیں کہ عرش یعنی بادشاہی ہے اور بعد ذکر کمال قدرت کے اپنے کمال علم کا ذکر کرتا ہے کہ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ جانتا ہے اس چیز کو کہ
داخل ہوتی ہے بیچ زمین کے جیسے کہ تخم واسطے بونے کے اور قطرے بارانکے اور خزانے اور مردے قبروں میں وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا اور جانتا ہے اس چیز کو کہ نکلتی ہے
زمین سے جیسے کہ گھانس اور بوٹیاں اور کانیں چیزیں وَمَا يَنْزِلُ اور وہ چیز کہ نازل ہوتی ہے مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے اسکو بھی جانتا ہے جیسے کہ
برف اور باران اور اولے اور ملائکہ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا اور وہ چیز کہ چڑھتی ہے بیچ آسمان کے وہ بھی اسکو معلوم ہے جیسے کہ ارواح اور اعمال بندوں کو اور
ملائکہ اور بخارات زمین کے اور سوائے اسکے غرض یہ ہے کہ کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اور وہ ہمراہ تمہارے ہے باعتبار علم اور قدرت کے کہ اسکا
علم اور قدرت تمہارے ساتھ متعلق ہے اور فضل اور رحمت کے اعتبار سے بھی بعضے بندوں کے ہمراہ ہے پس اس وجہ سے وہ تمہارے ہمراہ ہے أَيْنَ مَا كُنْتُمْ جسجگہ
کہ ہو تم اسواسطے کہ اسکا علم اور قدرت تم سے کسی حالت میں جدا نہیں ہے پس تمہارا کوئی عمل اور کوئی حال اسپر پوشیدہ نہو گا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ
اس چیز کے کہ کرتے ہو تم بَصِيرٌ بینا ہے اور دیکھنے والا ہے اور موافق اسکے جزا اور سزا دیوے گا لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ واسطے اسکے ہے
بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور طرف خدا کے پھیرے جاتے ہیں تمام امور کہ انجام سبکا اسی کی طرف ہے اور جو کوئی سوائے
اسکے دنیا کے مالک ہونیکا کرتا ہے آخر اسکو فنا ہے اور مالک اصلی وہی ہے يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے کہ دن کی رات زیادتی جیسے کہ موسم
سرما میں وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے رات کا دن بنانا جیسے کہ موسم گرما میں فصلوں کے مختلف ہونے سے واسطے مصلحت بندوں کے
وَهُوَ عَلِيمٌ اور وہ جاننے والا ہے اور عالم ہے بِذَاتِ الصُّدُورِ ساتھ ان چیزوں کے کہ سینوں میں ہیں پوشیدہ اور چھپے ہوئے اور اس کلام میں بندوں کو
خوف دلاتا ہے گناہ کرنے سے پس جس وقت کہ خدا سب چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے اور جاننے والا اور قدرت رکھنے والا سب چیزوں کا ہے تو اے کفر کرنے والو
اور انکار کرنیوالو اٰمِنُوا بِاللّٰهِ ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے اور اسکی وحدانیت کا اقرار اور اعتقاد کرو وَرَسُولِهِ اور ساتھ پیغمبر اسکے کے ایمان
لاؤ اور اسکی نبوت کا اعتقاد کرو کہ وہ محمدؐ ہے وَأَنْفِقُوا اور خرچ کرو تم راہ خدا میں مِمَّا جَعَلَكُمْ اس چیز میں سے کہ کر دیا ہے خدا نے تمکو مُسْتَخْلَفِينَ
جانشین ہو تم اے پہلے لوگوں کے فِيهِ بیچ اس چیز کے کہ وہ مال ہیں تمہارے اور پہلے لوگ انکو چھوڑ کر مر گئے ہیں اور بعد انکے جانشین اور وارث بمقام
ہوکر ان مالوں کے مالک ہوئے اور مثل پہلوں کے تم انمیں اپنا تصرف کرتے ہو پس ان مالوں میں سے دو اور نصیحت پکڑو تم ان لوگوں سے کہ جنھوں نے اس مال کو نہ کھایا اور خرچ نہ کیا

بلکہ اسکے کمانیمیں رنج دیکھے اور فائدہ اس سے حاصل نہ کیا اور بدون اٹھانیکے جمع کرکے تمہارے واسطے چھوڑ گئے اور تم بازرہ داور شفقت اسکی مالک ہوئے اور عنقریب ہے اس جماعت کو پہنچیگا کہ بعد تمہارے وہ ہونگے پیش پہلے اس سے کہ تمسے دوسروں کو پہنچے راہ خدا میں خرچ کرو اور یا یہ کہ یہ مال حقیقت میں تمہارا مال نہیں ہے بلکہ خدا کا مال ہے کس اعتبار سے کہ اسنے اسکو پیدا کیا ہے اور تمہارے تصرف میں اسکو کردیا ہے اور تم اسکے تصرف میں مثل وکلاء کے ہو خدا کی جانب سے اور جیسے کہ موکل اپنے وکیل کو کہدیتا ہے کہ میرا مال تو فلانی جگہ خرچ نہ کیجیو ایسے ہی خدا نے خرچ اور نہ خرچ کرنیکے مقام بیان کردیئے ہیں پس اسکو تم خرچ کرو جیسے کہ حکم ہے تمکو اور نیز اسکا خرچ کرنا بہت آسان ہے جیسے کہ اس شخص پر آسان ہوتا ہے کہ جو کسی کی جانب سے وکیل ہو کر خرچ کرتا ہے اور امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ خدا نے مالداروں کی مال میں محتاجوں کا قوت اور رزق رکھا ہے اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے حدیث قدسی میں کہ مال مال میرا ہے اور مالدار وکیل میرے ہیں اور محتاج آدمی عیال میرے ہیں پس جو کوئی کہ بخل کرے میرے مال میں اوپر عیال میری کے کہ نہیں دیوے میرے عیال کو نہ دیکھے تو داخل کروں گا میں اس کو آتش دوزخ میں اور اسکی کچھ پرواہ نہ کروں گا لیکن یہ صدقہ واجب کا ذکر ہے مثل زکواۃ واجب کے اور اجر ایمان لانے کا اور اسکی راہ میں خرچ کرنے کا جو خدا پر ہے تسبیح بعد حکم ایمان لانیکے اور خرچ کرنے کے فرماتا ہے کہ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور رسول پر مِنْكُمْ تم میں سے وَاَنْفَقُوْا اور خرچ کیا ہے انھوں نے اپنے مالوں کو راہ خدا میں کہ زکوٰۃ اور خمس ادا کیا ہے اور سوا اسکے امر خیر میں اسکو صرف کیا ہے لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ واسطے ان لوگوں کے اجر ہے بڑا کہ نعمتیں ہیں بہشت کی اور بعد اسکے کفار کو زجر اور توبیخ کرتا ہے کہ وَمَا لَكُمْ کیا ہے واسطے تمہارے اے کافرو کہ لَا تُؤْمِنُوْنَ نہیں ایمان لاتے ہو تم بِاللّٰهِ ساتھ خدا کی کہ اسکی وحدانیت کا اعتقاد نہیں کرتے ہو وَالرَّسُوْلُ اور حال یہ ہے کہ پیغمبر کہ بھیجا ہوا اسکا ہے يَدْعُوْكُمْ بلاتا ہے تمکو دلیلوں اور حجتوں کے وسیلے سے لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ تاکہ ایمان لاؤ تم ساتھ پروردگار اپنے کے وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اور تحقیق لیا ہے خدا نے پیمان تمہارا اور عہد لیا ہے تم سے ایمان لانیکا پہلے بلانیسے دلیلوں کے وسیلہ سے اور فکر و تامل کرنیکی جہت سے کہ تمکو عقل عطا کی ہے اور تمہاری دلیلوں میں عقل کی رہنمائیاں رکھی ہیں حق کیا ایمان کی طرف پہنچانیوالی ہیں اور بعد عقلی دلیلوں اور خبردار کرنے پیغمبر کے کوئی عذر باقی نہیں ہے پس کیا وجہ ہے کہ تم خدا اور رسول پر ایمان نہیں لاتے ہو اور ابوعمر نے اخذ کو بضم ہمزہ پڑھا ہے اور میثاق کو مرفوع اور بعضے کہتے ہیں کہ میثاق سے وہ پیمان مراد ہے کہ جو روز الست خدا نے سب روحوں سے لیا تھا اقرار کرنیکا اپنی پروردگاری کیواسطے اور شرک کے انکار کیواسطے حاصل یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تمسے عہد و پیمان لیا ہے ایمان لانیکا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ایمان لانے والے اور اب کہ ظاہر ہو رہی ہیں دلیلیں حق کی تو پھر کس واسطے ایمان نہیں لاتے ہو هُوَ الَّذِيْ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ نازل کرتا ہے اوپر بندے اپنے محمدؐ کے اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ دلیلیں روشن ایمان لانیکی کہ وہ قرآن ہے اور معجزے ظاہر لِّيُخْرِجَكُمْ تاکہ نکالے تمکو خدا مِّنَ الظُّلُمٰتِ اندھیروں کفر کے سے پیغمبر اور قرآن اور دلیلوں کے سبب اِلَى النُّوْرِ طرف روشنی ایمان کی وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ اور تحقیق کہ خدا ساتھ تمہارے لَرَءُوْفٌ البتہ مہربان ہے رَّحِيْمٌ رحم کرنے والا کہ پیغمبر کو ایمان کیطرف بلانیکا حکم کرتا ہے اور فقط عقلی دلیلوں پر اکتفا نہیں کرتا ہے اور خرچ کرنے کے مقدمہ میں فرماتا ہے وَمَا لَكُمْ اور کیا ہے واسطے تمہارے اور کیا عذر ہے اَلَّا تُنْفِقُوْا یہ کہ نہیں خرچ کرتے ہو تم اپنے مالوں کو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے کہ جس کے سبب سے اسکی درگاہ کی نزدیکی حاصل ہو وَلِلّٰهِ اور حال یہ ہے کہ واسطے خدا کے ہے مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میراث آسمانوں کی اور زمین کی کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے بعد فنا ہونیکے اسکی طرف ہو جائے گا اور خود آج کے دن بھی حقیقت میں اسکے واسطے ہے لیکن خلقت کو اسمیں رخصت تصرف کرنیکی ہے اور آخر کو سب کا تصرف جاتا رہے گا اور خدا ہی اسکا مالک رہجائے گا پس جسوقت کہ تم جانتے ہو کہ یہ مال ہمارے پاس نہ رہیگا تو کیوں نہیں خرچ کرتے ہو کہ اسکا ثواب تمکو ایسا ملے کہ وہ ہمیشہ کو باقی رہے اور اور اب خرچ کرنیوالوں کی تفاوت کو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ نہیں برابر ہے تم میں سے مومنین مَّنْ اَنْفَقَ وہ شخص کہ خرچ کرے راہ خدا میں مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ پہلے فتح مکہ سے کہ اس وقت مسلمانوں کی زور اور قوت کے ہونیسے پہلے ہے اسواسطے کہ جس وقت کہ فتح ہوا مسلمانوں کی کثرت ہوگئی اور لوگ فوج فوج اسلام میں داخل ہونے لگے اور حاجت کفار سے جنگ کرنیکی نہ رہی اور ضرورت ہر ایک خرچ کی

فتح مکہ سے پہلے تھی اور مومنین اس زمانہ میں محتاج بھی زیادہ تھے اس واسطے کہ اسوقت کے خرچ کرنے کا ثواب زیادہ تھا پس اسی لئے خدا نے فرمایا کہ نہیں برابر ہے وہ شخص کہ خرچ کرے پہلے فتح مکہ سے وَقَاتَلَ اور جنگ کرے دشمنوں سے خدا کے اور وہ شخص کہ خرچ کرے بعد فتح مکہ کے اور جنگ کرے کافروں سے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنیوالا اور جہاد میں جا کر کافروں سے لڑنیوالا ثواب میں زیادہ ہے اس واسطے کہ بعد فتح مکہ کے تو بہت مال ہاتھ آیا تھا اور فراغت ہو گئی تھی، اسقدر احتیاج خرچ کرنے کی باقی نہیں رہی تھی اُولٰٓئِكَ وہ لوگ پہلے خرچ کرنیوالے مہاجرین اور انصار میں سے اَعْظَمُ دَرَجَةً بزرگ زیادہ ہیں باعتبار درجہ اور مرتبہ کے مِنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا اُن لوگوں سے کہ خرچ کیا ہے اُنھوں نے مِنْۢ بَعْدُ پیچھے فتح مکہ کے وَقَاتَلُوْا اور جنگ کی ہے اُنھوں نے وَكُلًّا اور ہر ایک کو یعنی فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنیوالے کو دونوں کو وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وعدہ کیا ہے خدا نے ثواب نیک اور اچھی کا کہ وہ بہشت ہے سبھی وہ تو جاوینگے لیکن درجوں میں اور مرتبوں میں دونوں کے فرق ہے کہ پہلے خرچ کرنیوالے کے درجے پیچھے خرچ کرنیوالے سے زیادہ ہیں اور ابن عامر نے کُلٌّ کو مرفوع پڑھا ہے اور کہتا ہے کہ مفعول فعل پر مقدم ہو تو عمل فعل کا ضعیف ہو جاتا ہے اس واسطے اسنے نصب نہ کیا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اسکے کہ کرتے ہو تم خَبِيْرٌ خبردار ہے تمہارے خرچ کرنے اور لڑنے سے کہ کون اخلاص سے بہ نیت خالص خرچ کرتا ہے اور خالص نیت سے لڑتا ہے اور کون دکھلانے کو خرچ کرتا ہے اور کون جہاد سے بھاگتا ہے پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر ورنہ دونوں اوصاف خرچ کرنا اور کفار سے لڑنا جو کہ بدرجہ کمال علیؑ میں تھے وہ رسول خدا کے اصحاب میں سے کسی میں بھی، چنانچہ آیت اور روایات سے ثابت ہوتا ہے اور راہ خدا میں اس قدر دیتے تھے کہ اپنے پاس کچھ باقی نہ رہتا تھا یہانتک کہ لباس بھی انکا اور فاطمہ زہرا کے پیوند لگتے تھے اور یہ اس وجہ سے نہ تھا کہ حضرت علیؑ کے پاس کچھ آمدنی نہ تھی اور ابوبکر کے پاس آمدنی زیادہ تھی بلکہ آمدنی صحابہ کی برابر مال غنیمت میں سے تھی اور علیؑ کو زیادہ آمدنی اور صحابہ سے ایک اور وجہ سے بھی تھی کہ انکو خمس میں سے ملتا تھا لیکن بسبب سخاوت کے خرچ کر دیتے جود دریغ نہ کرتے تھے تو فقیر رہتے تھے اور جہاد کرنا انکا ظاہر ہے کہ کبھی جہاد میں سے بھاگے نہیں ہیں اور تنہا نے جنگ سر کی ہیں اور ایمان بھی سب سے پہلے لائے ہیں چنانچہ پہلے اس سے گذر گیا ہے کہ سات برس تک علیؑ اور خدیجہ نے رسول خدا کے پیچھے نماز پڑھی اس وقت کہ جس وقت تیسرا آدمی حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے والا نہ تھا اور وہ اپنے شعر میں فرماتے ہیں کہ سبقتکم الی الاسلام طرا ٭ غلاما ما بلغت اوان حلم ٭ یعنی سبقت کی ہے میں نے تمسے طرف اسلام کے پہلے سب سے کہ اسوقت لڑکا تھا اور بالغ نہ ہوا تھا میں لیکن تعجب ہے بیضاوی اور کشاف والے سے کہ اس آیت کو ابوبکر کی شان میں لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُسنے خرچ کیا تھا اور وہی پہلے ایمان لایا تھا اور قتال کے معنی لکھے ہیں کہ مکہ میں اسکو زد و کوب ہوئی تھی اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ قریش نے وقت پڑھنے خطبہ کے نقش کاری کی تھی اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ رخسار ورم کر کے ناک کے برابر ہو گئے تھے بھلا اسکو قتال کون کہدیگا اور واسطے تاکید خرچ کرنیکے فرماتا ہے کہ مَنْ ذَا الَّذِيْ کون ہے وہ شخص کہ يُقْرِضُ اللّٰهَ قرض دیوے خدا کو عوض کی امید میں کہ مال کو اپنے خرچ کرے اور اسکا عوض جو ثواب ہے وہ خدا کے ذمہ قرض رہے اور جیسے کہ قرض کہ ایک دین ذمہ ہوتا ہے ایسے ہی خرچ کرنیکا عوض کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں خدا کے ذمہ رہیگی کہ بروز حشر انکو وصول کریگا پس مناسب ہے مومن کو کہ خدا کو کہ بڑا اور سچا وعدہ کا ہے قرض دیوے قَرْضًا حَسَنًا قرض نیک کہ نیت خالص سے ہو اور مال حلال کو نیک وجہ میں خرچ کرے فَيُضٰعِفَهٗ پس دو چند کرے خدا اس قرض کو اور بڑھاوے لَهٗ واسطے اسکے کہ اجر اسکا ایک سے دس تک یہانتک کہ سات سو تک زیادہ کرے وَلَهٗٓ اور واسطے اسکے اَجْرٌ كَرِيْمٌ اجر ہے بڑا اپنی ذات میں اگرچہ دو چند اور زیادہ نکیا جاوے اور جس وقت کہ زیادہ اور چند در چند کیا جاوے تو اسکی بزرگی کا کیا ذکر ہے کہ بیان سے باہر ہے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں کہ جنکی انتہا نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ قرض حسن یعنی جو مال کہ راہ خدا میں دیا جاوے اسکی کئی وصف ہیں ایک تو یہ کہ وہ حلال مال ہو اس واسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب یعنی تحقیق کہ خدا پاک ہے نہیں قبول کرتا ہے مگر پاک کو دوسرے یہ کہ مال نفیس کو خرچ کرنا چاہیے نہ مال ناقص کو کہ خدا فرماتا ہے ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون یعنی نہ قصد کرو تم ناپاک کا اور بگڑے ہوئے خراب کا اس مال میں سے کہ خرچ کرو تم اور تیسرے یہ کہ وہ مال جو تم راہ خدا میں دو اس مال کو عزیز رکھتے ہو اور اپنی زندگی کی امید رکھتے ہو اس واسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ زیادہ بزرگ وہ صدقہ ہے کہ جسکو خرچ کرے تو جس وقت کہ تندرست ہو تو اور نفس تیرا اسکے خرچ کرنے میں بخیلی کرے اور امید ہی زندگی کی رکھتا ہو تو اور محتاج ہو جانیکا تجھکو خوف ہو اور اسکے خرچ کرنے میں ڈھیل نکر تو یہانتک

ع ۱۵

روح تیرے حلق کو پہنچے اور کہے تو کہ فلانے کو اسقدر مال دو اور اسقدر فلانے کو دو اور چوتھی اور پانچویں یہ ہے کہ پوشیدہ دیوے اور زیادہ محتاج کو دیوے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ وان
تخفوہا وتوتوہا الفقراء فہو خیر لکم یعنی اور اگر پوشیدہ کرو تم اسکو اور دو تم محتاجوں کو تو پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور چھٹے یہ کہ بعد دینے کے جسکو دیوے اوپر احسان نہ رکھے
اور اذیت نہ پہنچاوے کہ خدا فرماتا ہے لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی یعنی نہ باطل کرو تم صدقوں کو ساتھ احسان رکھنے کے اور اذیت پہنچانے کے ساتویں یہ کہ خاص واسطے
خوشنودی خدا کے دیوے اور آمیزش ریا کی اسمیں نہووے اسواسطے کہ ریا دہی باعتبار شرع کے اور ثواب اسمیں نہیں ہوتا اور آٹھویں یہ کہ جو مال کہ راہ خدا میں دیوے اسکو حقیر اور
تھوڑا جانے اگرچہ بہت ہو اسواسطے کہ مال دنیا کا مقابلہ میں آخرت کی نعمتوں کے نہایت قلیل اور بیقدر ہے نویں یہ کہ اس مال کو بہت دوست رکھتا ہو اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے
لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی ہرگز نہ پہنچوگے تم نیکی کو یہانتک کہ خرچ کرو تم اس چیز میں سے کہ دوست رکھتے ہو تم اسکو دسویں یہ کہ تمکو اسکی طرف احتیاج بہت
ہو اور اسوقت اسکو نہ خرچ کرو اسواسطے کہ بہت نزدیک ہے خلوص کے اور اب مومنین کا حال روز قیامت کا بیان کرتا ہے کہ یوم تری المومنین یاد کر تو اے محمد
اسدن کو کہ دیکھے تو مومنین کو اور اکثر تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ ظرف متعلق ہے اجر عظیم کے یعنی خرچ کرنیوالوں کو اجر بڑا ہے جسدن کہ دیکھے تو اے دیکھنے والے مردوں
ایمان لانیوالوں کو والمومنات اور عورتوں ایمان لانیوالیوں کو صراط پر یسعی دوڑتا ہوگا نورہم نور ایمان انکا بین ایدیہم آگے انکے و
بایمانہم اور ساتھ جانبوں راست انکی کے کہ موجب انکی نجات اور ہدایت کا ہے طرف بہشت کے اور ان دونوں جانبوں کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ نیکوں کو نامہ
اعمال اسروز آگے سے اور جانب راست سے ملینگے جبکہ بدوں کو پشت کے پیچھے سے اور جانب چپ سے ملینگے پس نور علامت ہوگا انکی نیکی کا اعمال نیک کی جہت سے اور بسبب
نور کے مانند برق کے صراط پر سے گذر جاوینگے یہانتک کہ بہشت میں جا پہنچیں اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ نور ہر شخص کا بقدر عمل کے ہوگا کسی کا تو صنعا سے عدن تک
کی دوری میں ہوگی اور کسیکا مثل پہاڑ کے اور کسیکا برابر درخت خرما کے اور کمتر سب سے وہ نور ہوگا کہ صاحب نور کا انگوٹھا قدموں کی جگہ دیکھے اور بعضے مومنین کا نور اس مرتبہ کو
پہنچیگا کہ آتش دوزخ کو بجھا دیگا اور جس وقت صراط پر گذریں تو دوزخ سے آواز آئیگی کہ جلدی گذر جا تو اے مومن کہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا حاصل یہ ہے کہ
مومنین کے آگے اور جانب راست نور ہوگا اس طرح سے وہ جاتے ہونگے یہانتک کہ بہشت کے دروازے پر پہنچیں اور جب نزدیک بہشت کے دروازہ پر پہنچیں تو ملائکہ انکا استقبال کریں کہیں
بشریکم الیوم خوشخبری تمہاری آجکے دن جنات داخل ہونا ان بہشتوں میں ہے کہ تجری جاری ہیں من تحتہا الانہار نیچے درختوں انکے سے نہریں
خالدین فیہا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان بہشتوں کے ذلک یہ خوشخبری بہشت کی ہو الفوز العظیم وہی ہے رستگاری بڑی اور مراد کو پہنچنا اسواسطے کہ
اس حالمیں انھوں نے تمام ہولوں قیامت سے نجات پائی اور خاتمہ امن میں پہنچے اور کہتے ہیں کہ مومنین کو صراط پر نور دیوینگے اور منافقین کو اس نور پر چلاوینگے اور جس وقت
مومنین اپنا منہ پیچھے کو پھیریں تو تمام صراط روشن ہو جاوے پس منافقین انسے درخواست نور کی کریں لیکن ان تک نہ پہنچے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ یوم یقول
المنافقون یاد کر تو اسدن کو کہ کہینگے منافق مرد والمنافقات اور منافق عورتیں للذین امنوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یعنی وہ مومنین سے
نور کو طلب کرینگے کہینگے انسے کہ انظرونا نظر کرو تم ہمپر اور منہ اپنے موڑ کر ہماری طرف کو دیکھو کہ نقتبس روشنی لیویں ہم یعنی روشنی لیویں من نورکم
نور تمہارے سے جس وقت کہ تم ہماری طرف دیکھو اور بعضے کہتے ہیں کہ انظرونا بمعنی انتظرونا ہے یعنی منافقین مومنین سے کہینگے کہ انتظار کرو تم ہمارا کہ نور کو تمسے لیویں ہم اور
اسواسطے کہینگے کہ مومنین صراط پر سے مانند برق کے گزرینگے خوش رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر اور منافق پیادہ ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مومنین اور منافقین جسوقت
قبروں سے باہر نکلکر چلینگے تو آپس میں ملے ہوئے ہونگے اور منافقین مومنین کے نور کی روشنی میں راہ چلتے ہونگے اور جس وقت مومنین انسے جدا ہو جاوینگے وہ نور بھی جاتا
اور اسوقت نور کو مومنین سے طلب کرینگے پس جسوقت کہ منافقین نور کو طلب کرینگے تو قیل کہا جاویگا یعنی مومنین یا ملائکہ منافقین کو کہینگے ارجعوا
الٹے پھر جاؤ تم اے منافقو وراءکم پیچھے اپنے دنیا میں اور جس وقت دنیا میں پہنچو فالتمسوا نورا پس ڈھونڈو تم نور کو اسجگہ سے اسواسطے کہ قیامت میں نور
کو نہیں کما سکتے ہیں بلکہ دنیا سے کمائی کرکے لاتے ہیں اور یا یہ کہ وہاں جاؤ کہ جہانسے یہ نور ہمارے پاس آتا ہے اور یا یہ کہ چلے جاؤ یہانسے نا امید ہوکر کہ تمہارا حصہ
اس نور میں نہیں ہے یہ مراد ہے مومنین کے پیچھے کو پھریں اور مومنین منافقین کو کہیں کہ پیچھے کو پھر کر نور کو طلب کرو تو وہ اپنے منہ پیچھے کو پھیر جاویں کہ
انکو کچھ نہ ہے فضرب پس مارا جاویگا یعنی ملائکہ بحکم خدا ماریں بینہم درمیان ان مومنین اور منافقین کے بسور ایک دیوار یعنی ایک دیوار بلند درمیان انکے کھڑی کی

اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ اعراف ہے کہ وہ دیوار ایسی ہوگی کہ لَهٗ بَابٌ واسطے اسکے دروازہ ہوگا کہ مومنین اس دروازے سے داخل ہوں بَاطِنُهٗ اندر اسکا ایسا ہوگا کہ فِيْهِ الرَّحْمَةُ بیچ اسکے رحمت ہوگی اسواسطے کہ نزدیک اسکے بہشت ہے وَظَاهِرُهٗ اور باہر اسکا کہ جہاں منافقین ہونگے ایسا ہوگا کہ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ طرف اسکی عذاب ہے اسواسطے کہ قریب اسکے دوزخ ہے پس منافقین جس وقت کہ پیچھے کو دیکھیں تو وہاں نور کو نہ پائیں پھر مومنین کی طرف متوجہ ہوں لیکن درمیان انکے اور درمیان انکے ایک دیوار دیکھیں اور دروازہ میں سے نگاہ کریں اور مومنین کو دیکھیں کہ ایک ناز سے طرف بہشت کے جاتے ہیں یہ دیکھ کر يُنَادُوْنَهُمْ آواز دینگے اور پکاریں گے ان مومنین کو باواز بلند تضرع اور زاری سے کہ اے مومنین اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ کیا نہ تھے ہم ہمراہ تمہارے دنیا میں کہ ہمراہ تمہارے نماز پڑھتے تھے جماعت میں اور تمہاری موافقت سے روزہ رکھتے تھے ہم اور آپس میں نکاح اور مشورہ کرتے تھے ہم یہ سنکر قَالُوْا کہیں گے وہ مومنین ان منافقین کو کہ بَلٰى ہاں ظاہر میں تم ہمارے ہمراہ تھے وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اور لیکن فتنہ میں ڈالا تمنے یعنی رنج وہلاکت میں ڈالا تمنے اَنْفُسَكُمْ جانوں اپنی کو بسبب نفاق کے وَتَرَبَّصْتُمْ اور انتظار کیا تمنے گردشوں بد کا اور مصیبتوں کا محمد پر اور مومنین پر کہ اپر نازل ہوں وَارْتَبْتُمْ اور شک کیا تمنے پیغمبر کی نبوت میں وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ اور فریفتہ کیا تمکو آرزوؤں نے اور امیدوں دور ودراز نے کہ وہ درازی عمر کی ہے اور یا امیدیں واقع ہونے مصیبتوں کی مومنین پر پس دنیا نے تمکو فریب دیا حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ یہانتک کہ آیا حکم خدا کا کہ قبض ہوئے جب تمہاری وقت تمہاری تک پہنچا اور یا یہ کہ حکم خدا کا پیغمبر کی نصرت اور غلبہ کیواسطے آیا کہ سب دینوں پر دین اسکا غالب ہے وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ اور فریب دیا تمکو ساتھ خدا کے یعنی فریب دیا تمکو اسطرح سے کہ خدا حلیم اور کریم ہے کہ عذاب تمکو نہ کریگا اگر تمکو بدون عذاب کے چھوڑ دیگا الْغَرُوْرُ شیطان فریب دینے والے نے یعنی اس طرح کا فریب تمکو شیطان نے دیا فَالْيَوْمَ پس آج کے دن لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ نہ لیا جائیگا تمسے اور ابو جعفر اور ابن عامر اور یعقوب نے یؤخذ کو تؤخذ پڑھا ہے تا سے یعنی اے منافقو تمسے آجکے دن نہ لیا جائے گا فِدْيَةٌ فدیہ یعنی ایسی چیز کہ اسکو ادا کر سے فدا کرو تاکہ عذاب سے رہائی پاؤ ایسی چیز تمسے نہ لی جائیگی وَلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور نہ ان لوگوں سے کہ کفر کیا انھوں نے ظاہر اور باطن میں مَاْوٰىكُمُ النَّارُ جگہ تمہاری اور انکی آتش دوزخ ہے هِيَ مَوْلٰىكُمْ وہ آتش اولے اور بہتر ہے تمہارے واسطے اور لائق اور سزاوار ہے تمکو وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بری ہے جگہ پھرنے کی وہ آتش دوزخ کہ جسمیں قسم قسم کی آزار اور تکلیفیں ہیں کہتے ہیں کہ مومنین مکہ میں باوجود فقر اور فاقہ کے خدا کی طاعت میں مشغول رہتے تھے اور جسوقت مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مال بہت ہاتھ آیا اور آسودگی حاصل ہوئی تو دولت میں مشغول ہوگئے اور وہ وظیفہ اور طاعت انکی باقی نرہی بلکہ اسمیں بہت فرق ہوگیا یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلَمْ يَاْنِ کیا نہیں وقت آیا ہے لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ یہ کہ نرم ہوویں دل انکے لِذِكْرِ اللّٰهِ واسطے یاد کرنے خدا کے یعنی وہ چیز کہ جس سے خدا یاد آوے اس چیز کا ذکر کرنا جیسے کہ نصیحت اور وعظ وَمَا نَزَلَ اور واسطے اس چیز کے کہ نازل ہوئی ہے مِنَ الْحَقِّ کلام حق میں سے کہ ہے وہ اور بعضے کہتے ہیں کہ ذکر سے اور حق سے دونوں سے مراد قرآن ہوسکتا ہے کہ وہ ان دونوں صفات کو شامل ہے کہ وہ ذکر اور نصیحت بھی ہے اور حق بھی ہے اور یا یہ کہ دلونکو خشوع اور خضوع ہووے وقت ذکر خدا کے اور تلاوت قرآن کے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اس آیت کے نازل ہونیکا یہ ہے کہ صحابہ کے درمیان ہنسی اور ٹھٹھا بہت ہونے لگا تھا اسواسطے انکی تنبیہ کو یہ آیت نازل ہوئی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا نے قرآن کی نازل ہونیکے تیرہ برس بعد صحابہ میں سختی دل پائی اور قساوت قلبی ان میں پیدا ہوئی تو یہ آیت نازل کرکے اپر عتاب اور غصہ کیا اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ ہمارے اسلام کے اور اس آیت کے نازل ہونیمیں فاصلہ چودہ سال کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت منافقوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی کیا وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ظاہر کے ایمان لانیوالوں کے دل نرم ہوویں اور مثل ظاہر کے دلسے بھی اعتقاد کریں حال یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کیا وقت نہیں آیا کہ دل مومن کے نرم ہوویں وَلَا يَكُوْنُوْا اور نہ ہوویں وہ كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مانند ان لوگوں کہ دیئے گئے ہیں کتاب مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے مثل یہود اور نصاریٰ کے کہ پہلے تو دل انکے نرم تھے فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ پس دراز ہوئی اور بیچ انکے مدت درمیان انکے اور درمیان انکے انبیا انکے اور یا یہ کہ زمانہ سزا دینے کا اپر دراز ہوگیا فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ پس سخت ہوگئے دل انکے اور نرمی اور خضوع اور خشوع کا اثر انمیں باقی نرہا پس گناہوں میں مشغول ہوئے اور شریعت کو اپنی انھوں نے ترک کیا اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ نے جو کچھ کہ انکی طبیعت کے پسند

اور مرغوب توریت میں تھا اسمیں کچھ تکلیف نہ تھی اسکو تو توریت میں رہنے دیا ہے اور جو احکام ایسے تھے کہ انکی کرنے میں گو نہ مشقت تھی اور ممانعت بہت چیزوں کی تھی اسکو
انھوں نے اسمیں سے نکال ڈالا اور جو کچھ کہ انکی نفس کی خواہش کے موافق تھا اسکی جگہ اسکو لکھدیا اور بعد اسکے کہا کہ اسکو بنی اسرائیل کی قوم کو روبرو پیش کرنا چاہیے جو کوئی
کہ اسکو قبول نہ کریں تو اسکو قتل کرو اور اتفاق کیا کہ پہلے اسکو جبیر کے پاس لے چلو کہ وہ عالم انکا تھا پس اگر وہ اسکو قبول کرے تو اسکو کچھ نہ کہو اور اگر قبول نہ کرے
تو اسکو مار ڈالو جبیر نے خبر پاکر کئی آیتیں ایک ورق پر لکھیں اور یہودیوں نے اسکے پاس جاکر اس ساختہ اور پرداختہ اپنے کو اسکے روبرو رکھا اسنے اس ورق کو انکی
اس جلسا نی پر رکھا اور کہا کہ یہ کلام خدا کا ہے اور توریت موسیٰ کی ان لوگوں نے گمان کیا کہ ہمارے اس کلام بنائے ہوئے کو کہتا ہے وہ سنکر خوش ہوئے اور بعضے خواص
جبیر کے اس امر کو جانتے تھے جس وقت وہ مرگیا تو یہ راز ظاہر ہوگیا اسیواسطے بنی اسرائیل میں اختلاف ہوا اور بہتر فرقے انکے ہوگئے اور جو فرقہ کہ حق پر تھا وہ جبیر کا
تابعدار رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد مؤمنین اہل کتاب ہیں کہ خاتم النبیین کے پیغمبر ہونے سے پہلے حضرت پر ایمان لائے تھے اور جسوقت حضرت کے آنے میں دیر ہوئی دل
انکے سخت ہوگئے اور بدعتیں رہبانیت کی انھوں نے پیدا کیں اور اپنی تجویز اور رائے سے اسکو بنایا اور عبادتخانے تیار کئے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ ورہبانیة ابتدعوها
اور تھوڑے سے دین عیسیٰ پر رہے وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ اور بہت سے آدمی ان میں سے فَاسِقُونَ وہ باہر ہونے والے ہیں دین حق سے اور کتاب کے حکموں کو ترک کرنیوالے قساوت
قلبی کی جہت سے اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ انجام دل کی سختی کا غفلت ہے یاد خدا سے اور علامت دل کی نرمی کی متوجہ ہونا ہے طرف طاعت خدا کے اور منقول ہے حضرت
عیسیٰ نے فرمایا کہ سوائے ذکر خدا کے بہت باتیں مت کرو کہ تمہارے دلوں کو سخت کردینگی اور جو دل کہ سختی رکھتا ہے وہ دور ہے رحمت خدا سے اور بعد اسکے فرمایا کہ تم
آدمیوں کے گناہوں کی طرف نظر مت کرو کہ تم معبود انکے نہیں ہو اور نظر اپنے گناہوں کی طرف کرو اسواسطے کہ خدا کی بندگی میں گرفتار ہو تم اور آدمی دو قسم کے ہیں ایک صاحب
بلا اور ایک صاحب عافیت بلا والوں پر رحم کرو اور عافیت والوں پر شکر کرو اِعْلَمُوْٓا جانو تم اے انکار کرنیوالو قیامت کے اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ تحقیق خدا
زندہ کرتا ہے زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا بعد مرنے اور خشک ہونے اسکی کے کہ اسکو سرسبز کرتا ہے اور یہ مثال اسواسطے زندہ کرنے دلوں سخت کے ہے ذکر خدا سے یا تلاوت قرآن
سے یعنی جیسے کہ خدا زمین مردہ کو زندہ کرتا ہے ہمیشہ ایسا کرا اسی طرح سخت دلوں کو نرم اور زندہ کرتا ہے ذکر سے یا تلاوت قرآن سے قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ تحقیق بیان کیا
ہمنے واسطے تمہارے اور ظاہر کیا ہے الْاٰيٰتِ حجتوں اور دلیلوں روشن کو لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ سمجھو تم اور عقلوں کو اپنی کام فرماؤ تم اور ان دلیلوں سے طرف
حق کے راہ لیجاؤ تم کہ طاعت اور عبادت میں مشغول ہوجاؤ اور جو کچھ کہ اہل کتاب نے کیا ہے کہ احکام توریت کے بدل ڈالے ہیں تم ایسا نہ کرو اور تمام احکام کو ہمارے
حق اور درست جانو اور اعتقاد انکا کرو اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ تحقیق صدقہ دینے والے مرد وَالْمُصَّدِّقٰتِ اور صدقہ دینے والی عورتیں اور ابن کثیر اور ابوبکر
نے تخفیف صاد سے پڑھا ہے یعنی سچا جاننے والے مرد اور سچا جاننے والی عورتیں قول خدا اور پیغمبر کو وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ اور قرض دیا ہے اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا قرض نیک
کہ وہ پاکیزہ اور حلال اور پیارا مال ہے اور نیت خالص سے دیا ہے بدون ریا کے يُّضٰعَفُ لَهُمْ واسطے انکے اور چند در چند کیا جائیگا ثواب اسکا وَلَهُمْ
اَجْرٌ كَرِيْمٌ اور واسطے انکے اجر ہے بزرگ کہ وہ بہشت ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں بِاللّٰهِ ساتھ خدا کے وَرُسُلِهٖٓ اور پیغمبروں اسکے کو اور
کبھی انکی نبوت میں شک کیا اور نہ انکی خبر کے بیان کرنے میں اور نہ انکے حکم میں شک کیا اُولٰٓئِكَ یہ لوگ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وہی ہیں صدیق وَالشُّهَدَآءُ
اور شہدا عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار ان کے کے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے اپنے شیعوں کی طرف خطاب کرکے کہ پہچاننے والا امام کا تم میں سے ہر کوئی صاحب الامر
مانند اس شخص کے ہے کہ ہمراہ امام مہدی کے تلوار لیکر جہاد کیا ہو اور بعد اسکے فرمایا کہ بلکہ ہمراہ رسولخدا کے جہاد کرنیوالا ہے وہ اور بعد اسکے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ بلکہ مانند
اسکے ہے کہ شہید ہوا ہو وہ ہمراہ رسولخدا کے خیمہ میں آنحضرت کے اور فرمایا کہ درمیان تمہارے آیت ہے کتاب خدا میں سے کہ طرف اسکی اشارہ کرتی ہے راوی نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت
ہے فرمایا کہ والذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم اور بعد اسکے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی ہوگئے تم صادقین اور شہدا نزدیک پروردگار اپنے کے
اور امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا کہ میت ہمارے شیعوں میں سے صدیق ہے کہ انھوں نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور ہمارے دوستوں کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کو انھوں نے دشمن رکھا ہے
اسکے واسطے خدا فرماتا ہے کہ یؤمن باللہ ورسلہ اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور حضرت سجاد نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ہمارے اور ہمارے شیعوں کے حق میں نازل ہوئی ہے لَهُمْ اَجْرُهُمْ
واسطے ان کے اجر انکا ہے یعنی واسطے مؤمنین کے مثل اجر اطاعت صدیقین اور شہدا کے ہے وَنُوْرُهُمْ اور نور ان کا ساتھ ہے قیامت کے روز کہ روشنی

ہیں بہشت کو رواتہ ہوں گے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ساتھ خدا کے اور پیغمبر کے وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اور جھٹلایا ہے انھوں نے اور
تکذیب کی ہے ساتھ آیتوں ہماری کے جو کہ محمد پر نازل کی ہیں اُولٰٓئِكَ یہ لوگ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ صاحبان دوزخ کے ہیں کہ ہمیشہ اسمیں رہینگے اور اب دنیا کی حقارت
بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اِعْلَمُوْٓا جانو تم اپنی دنیا کے طلب کرنیوالو کہ اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا سوائے اسکے نہیں کہ زندگانی دنیا کی لَعِبٌ بازی لڑکوں کی
ہے اور اسکے مال کے طلب کرنے میں رنج اور مشقت بیفائدہ ہے جیسے کہ لڑکونکی بازی کے رنج و تعب میں کچھ فائدہ نہیں ہوتا وَّلَهْوٌ اور مشغولی ہے کہ تمہیں
مشغول ہونیکی جہت سے آخرت کے بزرگ فائدوں سے باز رہوگے وَّزِيْنَةٌ اور آرائش ہے مزیدار کھانوں میں اور لباسوں قیمتی اور محلوں بلندوں میں اور سواریوں اعلیٰ کے
ہیں وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ اور فخر و ناز کرنا ہے درمیان اپنے آپسمیں نسبت اور دولت کی جہت سے وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ اور کثرت کرنی ہے بیچ مالونکے وَالْاَوْلَادِ
اور اولاد کے اس آیت میں خدائے تعالیٰ دنیا کی حقارت بیان کرتا ہے کہ وہ ایسی ہے کہ جس کے سبب سے آخرت کی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی اور بیان کیا
کہ وہ ایک امر وہمی بیفائدہ نمود زوال ہے اور وہ ایک بازیچہ ہے کہ آدمی اسکے واسطے اپنی جانونکو مشقت میں ڈالتے ہیں جیسے کہ لڑکے بازی میں اپنی جانونکو
مشقت میں ڈالتے ہیں بدون فائدہ کے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جمع کرنا مال حرام کا تکاثر ہے اور تکبر کرنا دوستان خدا پر مال اور اولاد اور خدم و حشم کے باعث سے تفاخر
ہے اور منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے عمار یاسر سے فرمایا کہ اے عمار دنیا کے واسطے غم مت کھا کہ تمام لذتیں دنیا کی چھ چیزوں میں ہیں کھانا اور
پینا اور لباس اور نکاح اور سواری اور خوشبو اور سب کھانوں میں تو افضل شہد ہے اور وہ لعاب مکھی کا ہے اور پینے کی چیزوں میں افضل پانی ہے اور اس
میں سب حیوانات برابر ہیں اور افضل اور بہتر خوشبو میں مشک ہے اور وہ خون ہرن کا ہے اور افضل سواریوں میں گھوڑا ہے اور اسکا ہلاکت کے اندیشہ میں ہے اور نفیس
سب لباسوں میں ریشمی ہے اور ریشم گوہ کیڑے کا ہے اور فائدہ نکاح کا اور غرض اس سے صحبت ہے اور وہ داخل کرنا پیشاب گاہ کا پیشاب گاہ میں ہے اور منقول
ہے کہ ایکروز رسول خدا صلعم کا گذر مع صحاب ایک گوسفند مردہ پر ہوا کہ وہ مردہ ہونیکے بعد پھول گئی تھی اور بدبو اس سے آتی تھی حضرت نے فرمایا کہ اسکو کوئی
ایکدرم کو خرید کرے اصحاب نے عرض کی کہ اسکو تو زندہ بھی کوئی ایکدرم کو خرید نہ کرتا اور اب تو یہ مردہ ہے اسکو کون خرید کرے حضرت نے فرمایا کہ سوگند ہے خدا
کی کہ دنیا خدا کے نزدیک اس گوسفند مردہ گندیدہ سے زیادہ حقیر اور بیقدر ہے اور امیر المومنین سے کسی نے دنیا کی تعریف پوچھی تو فرمایا کہ اول میں تو اسکے گریہ ہے
اور درمیان میں اسکے رنج ہے اور آخر میں اسکے فنا ہے اور حق تعالیٰ نے دنیا کی بے اعتباری اور جلدی جاتے رہنے کی اس طرح مثال فرمائی کہ وہ كَمَثَلِ
غَيْثٍ مانند باران کے ہے کہ زمین پیاسی مینہ سے اور تخم کہ اسمیں ہیں جلدی اُگیں اور سیدھے کھڑے ہوں اور بسبب طراوت اور تازگی کے اَعْجَبَ الْكُفَّارَ
تعجب میں لگائے ہوئے ہے کفار کو نَبَاتُهٗ روئیدگی اسکی کہ تعجب انکا زینت دنیا کیساتھ زیادہ ہے بخلاف مومن کے کہ اگر امر عجیب دیکھے تو فکر اسکا اسکے پیدا کرنے
والے کی قدرت کی طرف جاتا ہے اور کافر کا فکر اسکے خالق کی طرف ہرگز نہیں جاتا ہے غرض یہ ہے کہ دنیا مثل روئیدگی کے ہے کہ مینہ سے اُگی ہو کمال
تری اور تازگی کیساتھ ثُمَّ يَهِيْجُ پھر خشک ہو جائے کسی آفت ارضی یا سماوی سے فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا پھر دیکھے تو اسکو زرد بعد سبزی اور تازگی کے
ثُمَّ يَكُوْنُ پھر ہو جائے وہ بعد زردی کے حُطَامًا بھس شکستہ اور ریزہ ریزہ ہو کر یعنی مال دنیا کا بھی ایسا ہی ہے چند روز تو باقی اور خرمی کے ساتھ ہے
اور آخر کو فنا ہے اور بسبب حادثوں کے رفتہ رفتہ سب جاتا رہتا ہے اور نہ وہ صاحب مال باقی رہتا ہے لیکن آخرت میں وہ شامل ہے بڑے امور کو چنانچہ فرماتا ہے
کہ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ اور بیچ آخرت کے عذاب ہے سخت دشمنان خدا کو کہ جنہوں نے عمر اپنی دنیا کی طلب میں بسر کی ہے اور حق کو فراموش کر دیا ہے
وَّمَغْفِرَةٌ اور بخشش ہے آخرت میں مِّنَ اللّٰهِ خدا کی جانب سے مومنین گنہگاروں کو وَرِضْوَانٌ اور خوشنودی اور رضامندی ہے دوستان خدا کو بسبب مشغول
رہنے انکے طاعت اور عبادتوں میں وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ مگر پونجی فریفتہ ہونیکی کہ فریب دے تو اور باقی نہ رہے
اور یہ پونجی غرور کی اس واسطے ہے کہ جو کوئی اسپر فریفتہ ہو اور آخرت کو اس سے حاصل نہ کرے اور نفس کی لذتوں میں اسکو خرچ کرے اور اب طلب مغفرت کے سبقت کرنیکو حکم
کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ سَابِقُوْٓا آگے بڑھو تم اور جلدی کرو تم اِلٰى مَغْفِرَةٍ طرف بخشش کے یعنی طرف سببوں بخشش کے مِّنْ رَّبِّكُمْ پروردگار اپنے کے اور
بخشش کے سببوں میں سے توبہ ہے اور ادا کرنا نماز و نکا اور روزہ کا اور زکوٰۃ کا اور حج کا اور حاضر ہونا جماعت کا پس سستی اور غفلت نہ کرو تم مغفرت کے سببوں کو

بجا لاتے ہیں بلکہ بہت جلدی کرو تم طرف اُسکے وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا اور طرف مستحق ہو بہشت کے کہ چوڑاؤ اسکا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مانند چوڑاؤ
آسمان و زمین کے ہے اور جسوقت کہ عرض اُسکا اسقدر ہے تو طول اسکا معلوم نہیں کہ کس مرتبہ کا ہوگا پس درازی اسکی سوائے خدا کے کسیکو معلوم نہیں ہے اور منقول ہے کہ
جبرئیل نے ارادہ کیا کہ طول اسکا معلوم کرے تیس ہزار سال اُڑا اور آخر کو تھک گیا اور خدائے تعالےٰ سے مدد چاہی اور قوت طلب کی تیس ہزار مرتبہ اور ہر مرتبہ
تیس ہزار سال اُڑا اسی مناجات کی تعداد خداوند زیادہ طے کیا ہے یا زیادہ باقی رہا ہے ایک حور نے اپنے خیمہ سے آواز دی کہ اے روح اللہ کس واسطے زحمت کھینچتا ہے تو اور راستے
تیس رنج میں ڈالتا ہے کہ اسقدر تو اڑا ہے لیکن میرے ملک میں سے ابتک باہر نہیں نکلا ہے جبرئیل نے کہا کہ تو کون ہے کہا کہ میں ایک حور ہوں حور عین سے
کہ پیدا ہوئی ہوں ایک مومن کے واسطے اور وہ بہشت کہ جسکا اسقدر عرض ہے أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا تیار کیا گیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے
ہیں بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ساتھ خدا کے اور پیغمبروں اسکے ذَٰلِكَ یعنی جو کچھ وعدہ ہوا ہے مغفرت اور جنت کا فَضْلُ اللَّهِ فضل خدا کا ہے اور کرم اسکا کہ تھوڑے
عمل کی جزا میں اسقدر بے انتہا ملک و دولت دیتا ہے اور اگر عمل کے موافق جزا دیوے کہ جسقدر بندہ مستحق ہے وہ جزا باعتبار عدل کے ہے کہ جسقدر کام کیا
اسکے موافق اپنی مزدوری پائی اور اس کثرت سے جو دیتا ہے یہ محض فضل و کرم اسکا ہے اور یہ بھی اسکا فضل و کرم ہے کہ جو ہمکو توفیق دیتا ہے اعمال نیک کے بجا لانیکی کہ جسکے
سبب سے اس مرتبہ کو پہنچے اور یہ مغفرت اور بخشش اور جنت يُؤْتِيهِ دیتا ہے اسکو اپنی عنایت سے مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے مومنین میں سے اسکے استحقاق سے زیادہ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے مومنین پر دنیا میں بھی کہ توفیق طاعت اور عبادتکی دیتا ہے اور عقبیٰ میں بھی کہ بہشت عنایت
کرتا ہے اور بعد بیان کرنے ثواب کے مصیبتوں کے تحمل کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا أَصَابَ نہیں پہنچی ہے اور نہ پہنچیگی مِنْ مُصِيبَةٍ فِي
الْأَرْضِ کوئی مصیبت بیچ زمین کے مثل قحط اور گرانی اور نقصان مال اور زراعت کے وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ اور نہ بیچ نفسوں تمہارے کے مثل بیماریوں اور
دردوں اور رنجوں کے اور مرنے قریبوں اور دوستوں کے إِلَّا فِي كِتَابٍ اور نہ بیچ نفسوں تمہارے کے یعنی لوح محفوظ میں لکھدیا ہے ان سب امور کو
مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم ان نفسوں تمہارے کو یا زمین کو یا مصیبت کو تاکہ ملائکہ اسکو دیکھ کر جانیں کہ خدا ہر امر کو اسکے واقع
ہونے سے جانتا ہے پہلے اور اپنی ذات سے عالم ہے إِنَّ ذَٰلِكَ تحقیق کہ یہ ثابت کرنا مصیبت وغیرہ کا لوح محفوظ میں عَلَى اللَّهِ اوپر خدا کے يَسِيرٌ آسان ہے
اور مصیبتیں نازل ہونیوالی اسواسطے لوح محفوظ میں ثابت کرتا ہے لِكَيْلَا تَأْسَوْا تاکہ نہ غم کرو تم عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ اوپر اس چیز کے کہ فوت ہوئی تمسے مثل
مال یا صحت یا عافیت یا ارزانی کے وَلَا تَفْرَحُوا اور نہ خوش ہو تم بِمَا آتَاكُمْ ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے تمکو خدا نے نعمت وغیرہ اور ابو عمرو نے اتٰی کو الف
مقصورہ کے ساتھ پڑھا ہے یعنی اور نہ خوش ہو تم اس چیز کے کہ آئی ہے تمہارے پاس اس واسطے کہ جو کوئی جانے کہ تو دنیا کے غم کو قرار ہے اور اسکی خوشی کا اعتبار
ہے تو دنیا کی مصیبت پر رنج نہ کریگا اور دنیا کی نعمتوں کے حاصل ہونے سے خوش نہوگا اور فخر اور ناز نہ کرے گا اور ایسے ہی اگر جانیگا کہ جو کچھ مجھ سے فوت ہوا ہے اور جاتا
رہا ہے اسکا عوض خدا پر واجب ہے کہ دنیا میں یا آخرت میں اسکو پہنچاوے اور اس سبب سے غمگین نہوگا اور جانیگا کہ نعمت جو حاصل ہوئی ہے اسکا شکر واجب ہے اور حقوق
مالی ادا کرنے چاہئیں پس اسکے آنیسے خوش نہوگا اور جس وقت اسکو علم ہوگا کہ جو کچھ ہوتا ہے موافق تقدیر کے ہوتا ہے تو سب امور اسپر آسان ہوجاوینگے
اور برابر ہوجاوینگے اور جانیگا کہ جو کچھ ہوتا ہے موافق اسکے ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہے اور خلق اسکا نیک ہوجائے گا اس واسطے کہ وجود اور عدم دنیا کا
جس وقت اسکے نزدیک برابر ہوجاویگا تو حسد اور بغض اور جھگڑا کہ بدخلقی کے سببوں میں سے ہے اسمیں باقی نہ رہیگا اسواسطے کہ یہ امور دنیا کے نتیجے ہیں اور دنیا کو
حقیر سمجھنے لگے گا اور اسکے طالبوں اور عاشقوں کو بھی بسبب خوش ہونے حصول دنیا کے اور نہ غم کرنے فوت دنیا کے اور آخرت کو بہت بزرگ جاننے لگیگا جس وقت کہ
جانیگا کہ یہ سختیوں اور مصیبتوں کا باعث حصول ثواب الٰہی کا ہے اور افتخار اپنا خدا کی جانب سے جاننے لگیگا دنیا کے اسباب سے اور جناب امیر المومنین نے فرمایا
کہ زہد قرآن کے دو کلموں میں ہے چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتٰکم اور جو شخص کہ رنج کرے گزرے ہوئے پر اور خوش
ہو آنیوالے سے تو اسنے زہد کی دو طرفونکو گھیر لیا اور حضرت سجادؑ نے فرمایا کہ زہد قرآن کی ایک آیت میں ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور حضرت صادقؑ
نے فرمایا ہے کہ اے فرزند آدم کس واسطے غمناک ہوتا ہے گم ہوئی چیز پر کہ غم تیرا اسکو پھیرکے نہ لائیگا اور کس واسطے خوش ہوتا ہے تو اس چیز سے کہ وہ موت تجھ سے دفع

نہیں کر سکتی ہے اور ممنوع وہ غم ہے کہ جو منع کرے صبر کرنیکو اور قضائے الٰہی کو تسلیم کرنیکو اور خوشی وہ منع کیگئی ہے کہ جو باز رکھے شکر گذاری سے اور مطلق غم و مطلق
خوشی منع نہیں ہے اسواسطے کہ وہ انسان کی طبیعت کو لازم ہے اور اسکو کوئی دفع نہیں کر سکتا ہے اور کسی محبوب امر کے فوت ہونیسے البتہ رنج ہوگا لیکن اسکو صبر دفع کرے
اور کسی نعمت کے حاصل ہونیسے البتہ دل خوش ہوگا لیکن البتہ شکر خدا کا ادا کرے اور غرور اور فخر اور ناز کو اپنی طبیعت میں جگہ نہ دیوے اور دوستی مرتبہ دنیا کی
اور مغرور ہونا دنیا کی ثروت پر اور خوشحال ہونا دنیا کے فائدوں سے جو موجب تکبر کا ہے کہ جو تمام خصلتوں سے بدتر ہے اس واسطے خدا تعالےٰ بعد اس کے
فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ اور خدائے تعالےٰ نہیں دوست رکھتا كُلَّ مُخْتَالٍ ہر اترانے والے کو لعنت دینا پر کہ فَخُورٍ ناز اور تکبر کرنے والا ہو دنیا
کی نعمتوں اور مرتبوں اور مالوں پر اور محبت مال کی جو باعث ہوتی ہے بخل کا اور اس سبب سے حقوق خدائے تعالیٰ کے مثل زکوٰۃ اور خمس وغیرہ کے ادا
نہیں کرتا ہے اس واسطے فرماتا ہے کہ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں اور یہ بدل ہے مختال سے یعنی خدا دوست نہیں رکھتا ہے ان
لوگونکو کہ باوجود دنیا داری اور محبت اور منافع دنیا کے بخل کرتے ہیں اور مال کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ اور حکم
کرتے ہیں آدمیونکو بھی بِالْبُخْلِ ساتھ بخل کے وَمَنْ يَتَوَلَّ اور جو شخص کہ منہ پھیرے مال کے خرچ کرنیسے اس مقام میں کہ جہاں خرچ کرنا واجب ہے
اور منہ پھیرے خدا کے احکام سے اور باز رہے غم کرنیسے جس وقت کہ دنیا کی کوئی چیز جاتی رہے اور نہ خوشی کرنے سے منع ہو جس وقت کہ دنیا کی کوئی
چیز ہاتھ لگے تو فَإِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق کہ خدا هُوَ الْغَنِيُّ وہ بے نیاز ہے اس سے اور اسکے خرچ کرنیسے الْحَمِيدُ سراہا گیا اپنی ذات میں اور
صفات میں کہ آدمیوں کا منہ پھیرنا اسکو کچھ ضرر نہیں کرتا ہے اور اگر منہ نہ پھیریں اور مالونکو خرچ کریں تو انہیں ہی کا فائدہ ہے خدا کا احسان
اپنے لطف کو بیان کرتا ہے کہ لَقَدْ أَرْسَلْنَا البتہ تحقیق بھیجا ہے ہمنے رُسُلَنَا پیغمبروں اپنے کو بِالْبَيِّنَاتِ ساتھ دلیلوں روشن اور حجتوں
روشن کے کہ دلالت کرتی ہیں وحدانیت اور معبود ہونے ہمارے پر اور یا یہ کہ بھیجا ہمنے ساتھ معجزوں کے کہ دلالت کرتی ہیں انکے حق ہونے پر وَ
أَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ اور نازل کیا ہے ہمنے ساتھ انکے کتاب کو تا کہ حق باطل سے جدا ہو جاوے اور شامل ہوتی ہے وہ کتاب حلال اور
حرام کے حکمونکو مثل توریت اور انجیل اور قرآن کے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد کتاب سے اسم اعظم ہے کہ جس سے علم ہر چیز کا جانا جاتا ہے اور
ہمراہ انبیاء کے وہ ہوتا تھا وَالْمِيزَانَ اور نازل کیا ہے ہمنے ترازو کو لِيَقُومَ النَّاسُ تا کہ قائم ہوویں آدمی بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف
کے کہ حقوق کو اس سے برابر کریں آپس میں وقت معاملہ کے اور منقول ہے کہ جبرئیل آسمان سے ترازو حضرت نوحؑ کے پاس لائے تھے اور کہا کہ اپنی
قوم کو حکم کر کہ اس سے وزن کریں اور فرماتا ہے کہ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ اور نازل کیا ہے ہمنے لوہے کو آدم پر ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جس وقت آدم بہشت
سے دنیا میں آئے تو تین چیزیں لوہے کی ہمراہ انکے تھیں ہتوڑی اور اہرن اور سنڈاسی اور بعضی روایت میں ہے یہ کہ پانچ چیزیں تھیں سوئی اور مقراض
بھی تھی اور روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ اللہ تعالےٰ نے چار برکتیں آسمان سے زمین پر نازل کی ہیں لوہا اور آگ اور پانی اور نمک فِيهِ بَأْسٌ
شَدِيدٌ بیچ اس لوہے کے خوف سخت ہے اس واسطے کہ اس سے ہتیار بنتے ہیں جو کہ جنگ میں کام آتے ہیں خواہ تو دشمن کے دفع کرنے کے واسطے ہوں
مثل نیزہ اور تلوار اور تیر اور خنجر کے اور سوائے اسکے اور خواہ اپنے نفس کی حفاظت کے واسطے ہوں مثل زرہ اور خود اور چار آئینہ وغیرہ کے اور اکثر
مفسرین کہتے ہیں کہ مراد اس سے شمشیر ہے اور اہلبیتؑ کی روایات میں مراد ذوالفقار سے ہے کہ واسطے رسولخداؐ کے آسمان سے نازل ہوئی تھی اور رسولخدا
نے وہ امیر المومنینؑ کو عنایت کی تھی کہ اس سے وہ دشمنوں پر جہاد کرتے تھے اور بعضی روایت میں ہے کہ ذوالفقار ان ہدیوں میں سے تھی کہ جو بلقیس نے حضرت
سلیمان کو بھیجی تھی اور وہ منبہ بن الحجاج کے پاس تھی اور جنگ بدر میں امیر المومنین نے اسکو قتل کیا اور اس تلوار کو اس سے لیا اور ایک روایت میں ہے
کہ رسولخدا نے ایک لکڑی دوشاخی ایک درخت میں سے لی اور جناب امیر کو عنایت کی اور فرمایا کہ اس سے جہاد کرو اور جس وقت اسکو علی نے اپنے ہاتھ میں لیا
تو وہ تیغ دو سر ہو گئی اس تلوار سے وہ جہاد کرتے تھے اور دشمنان خدا کو قتل کرتے تھے حاصل یہ ہے کہ لوہے کے ضمن میں جنگ سخت ہے اور جہاد کرنا ہے دشمنوں پر
وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ فائدے ہیں واسطے آدمیوں کے اس سے بہت سے اوزار بنتے ہیں کہ جنسے پیشہ والوں کو احتیاج ہوتی ہے اور خلاصہ سب کا یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے

پیغمبر بھیجے اور کتابیں نازل کیں تاکہ حق باطل سے جدا ہو جاوے اور ترازو نازل کی واسطے وزن کرنیکے کہ لوگوں کے حقوق میں کمی یا زیادتی نہووے اور لوہا نازل کیا تاکہ
دشمنان دین اس سے خوف کریں اور نفع کلی اس سے مسلمانوں کو ہو وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ اور تاکہ جانے خدا مَنْ يَّنْصُرُهٗ اس شخص کو کہ نصرت اور مدد کرے اسکی
وَرُسُلَهٗ اور پیغمبروں اسکے کی ان ہتھیاروں سے لوہے کی یعنی علم اسکا متعلق ہو نصرت کرنیوالوں سے اور لیعلم کا لام متعلق انزلنا الحدید کے ہے یعنی وانزلنا الحدید لیعلم بِالْغَيْبِ
ساتھ غیب کے یہ حال ہے پیغمبر سے جو کہ نہیں دیکھتے ہیں یعنی تا علم خدا متعلق ہووے ان لوگوں کے ساتھ کہ جو مدد کرتے ہیں خدا اور اس کے پیغمبروں کی وقت غائب ہونے
پیغمبروں کے یعنی جس وقت کہ پیغمبر حاضر نہوں اسوقت دین کی وہ مدد کریں اور پیغمبروں کو تو مدد کرتے ہیں اور انکی غیبت میں مدد نہیں کرتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ
قَوِيٌّ بتحقیق خدا قوی اور زبردست ہے دشمنوں کے ہلاک کرنے پر عَزِيْزٌ غالب ہے سب پر اور احتیاج کسیکے مدد کرنیکی نہیں رکھتا ہے اور حکم اسکا جہاد کے واسطے
اسلیے ہے تاکہ بندے اس سے فائدہ پاویں اور لایق ثواب الٰہی کے ہوں اور حضرت نوح اور ابراہیم جو افضل تھے انبیا میں اسواسطے کہ انبیا انکی نسل سے ہیں اسواسطے پہلے
تو انبیاء کا مجملاً ذکر کیا اور اسکے بعد نوح اور ابراہیم کو ذکر میں خاص کرکے کہتا ہے کہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے نُوْحًا نوح کو
قابیل کی اولاد میں وَّاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم کو نمرود کی قوم میں وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ درمیان اولاد ان دونوں کے نبوت کو
بطریق وحی کے وَالْكِتٰبَ اور کتاب کو یعنی ان دونوں کی اولاد میں ہمنے نبوت بخشی کہ کثرت سے انمیں پیغمبر ہوے اور واسطے فرق کرنے حق کو باطل سے
کتاب انکو دی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ مراد کتاب سے لکھنا ہے کہ ہمنے لکھنا انکو سکھایا اور اب نوح اور ابراہیم کی اولاد کا حال بیان کرتا ہے کہ
فَمِنْهُمْ پس بعضے انمیں سے مُّهْتَدٍ ہدایت پانیوالے تھے کہ وہ انبیا پر اور انکی کتابوں پر ایمان لائے وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ اور بہت سے انمیں سے فٰسِقُوْنَ وہ خارج ہونیوالے
تھے طریق حق سے ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ پیچھے سے لائے ہم اوپر نشانوں ان انبیاء کے یعنی نوح اور ابراہیم اور انکے زمانہ کے دوسرے انبیاء کے قدم بقدم
لائے ہم بِرُسُلِنَا پیغمبروں اپنے کو یعنی نوح کے بعد ہود اور صالح کو اور ابراہیم کے بعد اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف وغیرہ کو وَقَفَّيْنَا اور پیچھے لائے ہم
تمام ان پیغمبروں کے یعنی ختم کیا ہمنے انبیاء بنی اسرائیل کو بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ساتھ عیسےٰ بیٹے مریم کے وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ اور دی ہمنے اسکو انجیل
یعنی عیسیٰ کو ہم سب انبیاء بنی اسرائیل کے بعد لائے اور کتاب انجیل ہمنے اسکو دی وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے یعنی رکھا ہمنے فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ بیچ دلوں ان
لوگوں کے کہ اتَّبَعُوْهُ پیروی کی ہے انھوں نے اسکی یعنی عیسیٰ کی رَاْفَةً وَّرَحْمَةً مہربانی اور بخشش کو انمیں یعنی عیسیٰ کی پیروی کرنیوالوں کو انمیں مہربان کر دیا
کہ ایک شخص دوسرے پر مہربانی کرتا تھا اور ثواب کی انکو رغبت دلائی تھی ہمنے اور یا یہ کہ پیدا کیا ہمنے بیچ دلوں انکے کے مہربانی اور بخشش کو وَرَهْبَانِيَّةَ
اور طریقہ رہبانیت کو کہ ابْتَدَعُوْهَا ایجاد کیا تھا انھوں نے اسکو اپنی طرف سے اور رہبانیت اصل میں منسوب ہے طرف رہبان کے اور رہبان وہ شخص ہے کہ
خدا سے خوف کرتے ہیں اور عبادت اور ریاضت میں اور پرہیزگاری کے اختیار کرنیمیں نہایت کو پہنچا ہوا ہو اور انھوں نے اسمیں بہت مبالغہ کیا تھا اور
رہبانیت کا طریقہ انھوں نے اپنی طرف سے اختیار کیا تھا کہ كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ نہیں فرض کیا تھا ہمنے اس رہبانیت کو اوپر انکے بلکہ انھوں نے خود اپنے
نفس پر اسکو لازم کیا تھا اور سبب اسکا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانیکے بعد بعضے آدمی انکی امت کے انجیل کے احکام سے دستبردار ہوکر کافر ہوگئے
اور جو کچھ ان میں دین عیسوی پر باقی رہے تھے انھوں نے پہاڑوں میں جاکر رہبانیت اختیار کی اور نہایت خلوص سے عبادت خدا میں مشغول ہوے اور بڑی بڑی مشقتیں انکو
اپنے نفسوں پر گوارا کیا لذیذ کھانے اور پینے اور نکاح اور لباس سب ترک کر دیئے بالوں کا لباس مثل ٹاٹ کے پہنتے تھے اور اس طرح کی ریاضت اور رہبانیت
اونپر فرض نہیں ہوئی تھی اور انھوں نے بھی اس رہبانیت کو اپنے نفسوں پر لازم نہیں کیا تھا اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ مگر واسطے طلب کرنے خوشنودی خدا
کے کہ خدا ایسی سخت عبادت اور پرہیزگاری ہمارے سے راضی ہو اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں ایکروز رسول خدا کے پیچھے اونٹ پر بیٹھا تھا
مجھے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ نصرانیوں نے رہبانیت کو کیونکر اختیار کیا تھا میں نے کہا کہ خدا اور پیغمبر اسکو خوب جانتے ہیں فرمایا کہ بعد عیسےٰ کے جبار دل اور
گردن کشوں نے گناہوں اور بدکاریوں کو ظاہر کیا اور مومنین نے انکو ملامت کیا مگر وہ اپنے بدکاموں سے باز نہ رہے اور تین مرتبہ مومنوں کا اونپر
جہاد کیا یہاں تک کہ بہت مومنین مارے گئے اور چند آدمی کہ باقی رہے تھے انھوں نے کہا کہ ہم عبادت خدا میں مشغول ہوتے ہیں یہانتک کہ محمد صلعم پیغمبر

آخر الزماں کہ عیسیٰ نے جس کا وعدہ دیا ہے پیغمبر ہو کر آئے اور اے ابن مسعود جس وقت میں پیغمبر ہو کر آیا تو بعضے مجھ پر ایمان لائے اور بعضے انمیں سے
کافر ہو گئے چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ فَمَا رَعَوْهَا پس نہ رعایت کی ان سب نے اس رہبانیت کی اور نہ نگاہ رکھا انھوں نے اسکو حَقَّ رِعَايَتِهَا
حق نگاہ رکھنے اسکے کا جیسے کہ چاہیے تھا اور سزاوار تھا کہ اس طرح سے نگاہ رکھنا چاہیے بلکہ خدا کے قائل ہو کر محمدؐ اور قرآن کو انھوں نے جھٹلایا اور بعضے
بعضے دین عیسوی کو چھوڑ کر محمدؐ کے دین میں داخل ہوئے اور مسلمان ہو گئے ہیں پس فرماتا ہے خدا کہ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا پس دیا ہم نے ان لوگوں کو
کہ ایمان لائے ہیں مِنْهُمْ انمیں سے پیغمبر آخر الزماں پر أَجْرَهُمْ اجر انکا کہ کثرت سے ثواب انکو عطا کیا وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ اور بہت ان میں سے فَاسِقُونَ
باہر نکلنے والے ہیں ایمان سے اور ابن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایکروز میں رسولخداؐ کی خدمتمیں حاضر ہوا فرمایا کہ اے ابن مسعود وہ جماعت کہ پہلے تم سے تھی
بہتر فرقے ہو گئی اور ایک فرقہ انمیں سے ناجی ہوا اور باقی ناری ہوئے اور ایک فرقہ انمیں سے عیسیٰ کے دین پر سلاطین جبابرہ پر اور سرکشوں سے لڑا اور دوسرا فرقہ وہ تھا کہ طاقت جبابرہ سے لڑنیکی نہیں رکھتے تھے وہ شہروں
میں جابجا چلے گئے اور رہبانیت کو انھوں نے اختیار کیا اور ان لوگوں ہی کے حق میں خدا فرماتا ہے کہ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا اور بعد اسکے فرمایا کہ جو کوئی مجھپر ایمان
لایا اور میری پیروی انہوں نے کی تو اسنے رہبانیت کے حقکی رعایت کی اور جو کوئی مجھپر ایمان نہیں لایا وہ کافر اور ہلاک ہونیوالوں میں سے ہے اور فرمایا کہ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ
یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں ہے بلکہ رہبانیت میری امت کی ہجرت ہے اور جہاد اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور وقت احرام باندھنے کے باواز بلند تکبیر کہنی ہے اور
حواریین کے احوال کے بعد خطاب کرتا ہے اہل کتاب سے جو کہ ایمان لائے تھے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو پہلے پیغمبروں پر اتَّقُوا اللَّهَ
ڈرو تم خدا سے وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ اور ایمان لاؤ تم ساتھ پیغمبر اسکے کہ وہ محمدؐ ہے يُؤْتِكُمْ دیوے گا تمکو خدا كِفْلَيْنِ دو حصے مِنْ رَحْمَتِهِ رحمت
اور بخشش اپنی میں سے ایک حصہ تو پہلے پیغمبروں پر ایمان لانیکی جہت سے اور دوسرا حصہ محمدؐ پر ایمان لانیکے سبب سے وَيَجْعَلْ لَكُمْ اور مقرر کردیگا واسطے تمہارے نُورًا
تَمْشُونَ بِهِ نور کہ چلو تم ساتھ اس نور کے اس کی روشنی میں اور صراط پر سے گذر جاؤ اور بہشت میں داخل ہو وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور بخشیگا وہ واسطے تمہارے
گناہونکو اور سابق کے کفر کو وَاللَّهُ غَفُورٌ اور خدا بخشنے والا ہے مومنین کو رَحِيمٌ مہربان ہے اوپر کہ بعد توبہ کے انکے گناہونکو بخشتا ہے اور تفسیر اہلبیت
میں مذکور ہے کہ مراد کفلین سے حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور نور سے مراد علیؑ ہیں ایمان لاؤ تم خدا پر تاکہ حقتعالیٰ شفاعت حسنؑ اور حسینؑ کی عطا فرماوے اور علیؑ کے نور کی روشنی
سے صراط پر سے گذر جاؤ اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ رسولخداؐ نے جعفر طیار کو ستر سوار انکے ہمراہ کر کے بجانب حبشہ بھیجا نجاشی کے پاس تاکہ اسکو دین اسلام
کی طرف بلائے جعفرؑ اسکے پاس گیا اور طرف دین اسلام کے بلایا اور رغبت دلائی اسنے اسلام کو قبول کیا اور چالیس آدمی ہمراہ اسکے ایمان لائے تھے انھوں نے نجاشی سے
اذن طلب کیا رسولخداؐ کی خدمتمیں جانیکا نجاشی نے انکو اجازت دی اور وہ ہمراہ جعفرؑ کے مدینہ میں آئے لیکن اسوقت وہ مدینہ میں پہنچے کہ رسولخدا تیاری جنگ
احد کی کر رہے تھے اور جس وقت محتاجگی اور فقیری اصحاب کی اور موجود نہونا سامان لڑائی کا انھوں نے دیکھا تو رسولخداؐ سے اذن طلب کیا واپس جانیکا تاکہ
حبشہ سے مال اور اسباب لاکر مسلمانوں پر تقسیم کریں حضرتؐ نے انکو رخصت دی اور انھوں نے وہاں سے مال لاکر مسلمانوں پر تقسیم کیا خدا نے یہ آیت انکی شان میں نازل
کی کہ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ (الآیہ) اور جس وقت کفار اہل کتاب نے آیہ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ کو سنا تو مسلمانوں پر فخر کیا اور کہا کہ جو کوئی ہماری
اور تمہاری دونوں کی کتاب پر ایمان لائے تو اسکے واسطے دو اجر ہیں اور جو کوئی فقط تمہاری کتاب پر ایمان رکھے اور ہماری کتاب پر ایمان نہ رکھے اسکو ایک اجر سے
سوا نہ ملیگا پس تمکو کیونکر فضیلت ہمپر ہے خدا نے یہ آیت نازل کی کہ اے لوگو کہ ایمان لائے ہو ڈرو تم خدا سے اور محمدؐ پر ایمان لاؤ انمیں ثابت قدم رہو
تاکہ خدا تمکو دیوے جو کچھ کہ وعدہ کیا ہے تمسے اور مومنین اہل کتاب سے دو اجر کا اور اجر تمہارا انکے اجر سے کمتر نہ کریگا اسواسطے کہ تم مثل انکے ہو ایمان لانے میں کہ
جیسے کہ وہ پہلے پیغمبروں پر اور خاتم المرسلین پر ایمان لائے ہیں ایسے ہی تم بھی سب پیغمبروں پر ایمان لائے ہو اور بعد اسکے فرمایا کہ لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ
الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ لا اسمیں زائد ہے اور دوسرا ان مخففہ مثقلہ کا ہے اسواسطے کہ علم کے بعد واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ لیعلم اہل الکتاب انہ لا یقدرون
یعنی خدا مومنین کو دو حصے نور رحمت اور مغفرت کے دیتا ہے تاکہ جانیں اہل کتاب جو کہ محمدؐ پر ایمان نہیں لائے ہیں یہ کہ قدرت نہیں رکھتے ہیں وہ کفار اہل کتاب عَلَىٰ
شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ اوپر کسی چیز کے فضل خدا کے سے کہ وہ ہرگز فضل خدا کو نہیں پہنچ سکتے ہیں اس واسطے کہ بزرگی اور کرامت اسوقت ہے کہ جس وقت

محمد پر ایمان لائیں اور وہ اس سعادت سے محروم ہیں پس ان بخششوں سے بھی محروم رہینگے وَاَنَّ الْفَضْلَ اور تحقیق فضل ثواب عطا کرنیکا بِیَدِ اللّٰہِ بیچ ہاتھ قدرت خدا کے ہے یُؤْتِیْہِ دیتا ہے اسکو مَنْ یَّشَآءُ جسکو چاہتا ہے موافق مصلحت کے وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور خدا صاحب فضل بڑے کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ چوبیس آدمی ہیں کہ وہ دین یہود اور نصاری کا نہ کہتے تھے لیکن پیغمبروں کے دین پر تھے وہ رسولخدا کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا ابوجہل نے انسے کہا کہ بد قوم ہو تم انھوں نے جواب اسکے کہا کہ کیا ہے اسواسطے ہمارے کہ ہم خدا پر ایمان نہ لائیں خدانے ان کے واسطے اور مومنین اہل کتاب کے واسطے مثل عبداللہ بن سلام کے اور اسکی یاروں کے وہ اجر بخشش فرمائے ان لوگوں نے اصحاب رسول پر فخر کرکے کہا کہ ہم تمسے بہتر ہیں اس واسطے کہ ہمارے واسطے دو اجر ہیں اور تمہارے واسطے ایک اجر ہے خدانے آیہ آیت نازل کی سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ یہ سورہ مدنی ہے اور آیتیں اسمیں اکیس ہیں اور اسکے پڑھنے کے ثواب کی حدیث سورہ حدید میں گزر گئی ہے اسکے پڑھنے کے ثواب کے ذکر میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے ہیں کہ ایک روز خولہ بنت ثعلبہ کہ انصار سے تھی قوم خزرج سے اور نماز پڑھتی تھی اور شوہر اسکا اس سبب سے کہ وہ عورت خوبصورت تھی وہ اسکو دیکھ کر شہوت میں مبتلا ہوا اور نام اسکا اوس بن صامت تھا اور جسوقت وہ عورت نماز سے فارغ ہوئی تو اس سے طالب صحبت کا ہوا وہ بسبب کسی باعث کے اس امر سے باز رہی شوہر اسکا جو احمق تھا اس نے غصہ ہو کر اسکو کہا کہ انت علی کظہر امی یعنی تو مجھپر مانند پشت ماں میری کے ہے اور اسکو شرع میں ظہار کہتے ہیں اسواسطے کہ وہ ظہر سے مشتق ہے اور اس کلمہ کے کہنے سے وہ عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے جبتک کہ کفارہ نہ دے تو اور کفارہ کا بعد اسکے ذکر ہوگا اور ایام جاہلیت میں ظہار سے اور ایلا یعنی نہ صحبت کرنیکی قسم کھانیسے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اوس بعد اسکے پشیمان ہوا اور خولہ سے کہا کہ گمان میرا یہ ہے کہ تو مجھپر حرام ہو گئی ہے خولہ نے کہا کہ اس امر کو تو رسولخدا سے جاکر پوچھ اسنے کہا کہ مجھکو حیا آتی ہے خولہ خود حضرت کی خدمت میں گئی اور اسوقت عائشہ حضرت کا سر دھلاتی تھی کہا کہ یا رسولخدا اوس بن صامت جسوقت کہ مجھکو اپنے نکاح میں لایا تھا اسوقت میں جوان تھی اور مالدار اور کنبہ بہت رکھتی تھی اور اب کہ مال میرا خورد برد کیا اور بہت سے فرزند مجھ سے جنائے اور جوان سے اب بڑھیا ہو گئی اور میرے کنبہ کے لوگ مجھ سے جدا اور متفرق ہو گئے تو مجھکو اسنے مثل ماں کے کر دیا ہے اور میں نہیں جانتی کہ فرزندوں کا کیا علاج کروں اگر اُسکے پاس چھوڑتی ہوں تو سب ضائع اور ہلاک ہو جائینگے اور اگر اپنے پاس رکھتی ہوں تو بھوکے مر جائینگے اور اب وہ تمہارے پشیمان ہوا ہے ہمقدمہ میں کیا کوئی تدبیر ہے کہ پھر ہماری صورت باہم بنے کی ہو فرمایا کہ تم آپسمیں حرام ہو گئے ہو کہا کہ یا رسولخدا لفظ طلاق کا واقع نہیں ہوا ہے فرمایا کہ میرا گمان یہی ہے کہ تو اسپر حرام ہو گئی ہے خولہ فرزندونکی کثرت اور بچپن انکے سے اور جدائی اسکی سے کہ ایک مدت دراز تک اسکے ہمراہ رہی تھی نہایت غمگین ہوئی اور دوسری بار حضرت سے عرض کی تو وہی جواب سنا پھر کہا کہ شکایت کرتی ہوں میں طرف خدا کے اپنی فاقہ اور تنہائی کی حضرت نے فرمایا کہ ظاہر شرع کی اعتبار سے تو اسپر حرام ہو گئی ہے اور خدانے تیرے مقدمہ میں کچھ نہیں فرمایا ہے اور وہ یہی کہتی تھی کہ شکایت کرتی ہوں میں طرف خدا کے اپنی فاقہ اور تنہائی اور پریشانی کی ہیں اسنے عاجزی سے منہ طرف آسمان کے کیا اور کہا کہ خداوندا تحقیق میں شکایت کرتی ہوں طرف تیرے اپنی فاقہ اور تنہائی کی پس نازل کر تو اپنے پیغمبر کی زبان پر وہ حکم کہ جسمیں میری خلاصی اور راحت ہو وہ یہ کہتی تھی اور عائشہ حضرت کے سر کو دھوتی تھی دوسری بار حضرت سے پھر عرض کی کہ یا رسولخدا میرے مقدمہ میں فکر کرنی چاہیے اور میرے حال پر رحم کرنا چاہیے عائشہ نے کہا کہ جھگڑے کو اپنے کوتاہ کرنا چاہیے کہ وحی پیغمبر پر نازل ہوئی اور علامت وحی کی یہ تھی کہ اسوقت اونگھ حضرت پر طاری ہوتی تھی جسوقت عائشہ نے آدھا سر حضرت کا دھویا تو حضرت ہوش میں آئے اور خولہ کو حکم کیا کہ تو اپنے شوہر کو حاضر کر اور بعد اسکے یہ چار آیتیں تلاوت فرمائیں قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ تحقیق سنلیا ہے خدانے قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ کہنا اس عورت کا کہ جھگڑا کرتی تھی تجھسے اے محمد فِیْ زَوْجِہَا بیچ امر شوہر اپنے کے وَتَشْتَکِیْٓ اور شکایت کرتی تھی اِلَی اللّٰہِ طرف خدا کے وَاللّٰہُ یَسْمَعُ اور خدا سنتا ہے تَحَاوُرَکُمَا سوال اور جواب تمہارا یعنی بار بار کہنا سخن کا آپسمیں اور سوال کرنا اور جواب دینا مقدمہ میں ظہار کے کہ تو کہتا تھا عورت سے کہ تو اپنے شوہر پر حرام ہے اور وہ کہتی تھی کہ مجھکو طلاق نہیں دی ہے اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ تحقیق خدا سننے والا ہے آدمیوں کی گفتگو کا بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے ان کے احوال کا اور منقول ہے کہ جس وقت عائشہ نے یہ آیت سنی تو کہا کہ بزرگ ہے وہ شخص کہ سنتا ہے سب آوازونکو اور اس پر کوئی آواز پوشیدہ نہیں ہے ایک عورت گھر کے گوشہ میں رسول سے گفتگو کرتی تھی اس طرح سے کہ ہم بعضی بات کو اسکی سنتے اور بعضی کو نہیں سنتے تھے اور خدا پر اسکی بات پوشیدہ نہ ہوئی اور اسکے بعد فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ جو لوگ کہ ظہار کرتے ہیں تم میں سے مِنْکُمْ مِّنْ

ع ۱۹

نِسَآئِهِمْ عورتوں اپنی سے یعنی بیبیونکو وہ کہیں کہ تو مجھپر مثل پیٹھ ماں میری کے ہے تو جانئے وہ لوگ کہ مَّا هُنَّ نہیں ہیں وہ عورتیں انکی اُمَّهٰتِهِمْ مائیں
ان کی حقیقت میں اسواسطے کہ انکی عورتیں اور ماؤں میں بڑا فرق ہے اور اس کلمہ کے کہنے سے جورو ماں نہیں ہو جاتی اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ نہیں ہیں مائیں انکی اِلَّا الّٰٓئِیْ
وَلَدْنَهُمْ مگر وہ عورتیں کہ جنا ہے انھوں نے انکو اور سوائے انکے اور عورتیں مائیں نہیں ہو جاتیں اور مثل ماں کے حرام ہو جانے میں بھی برابر نہیں ہو جاتیں مگر وہ عورتیں کہ جن
کو خدا نے مثل ماؤں کے حرام کیا ہے جیسا کہ رسول خدا کی بیبیاں مومنین پر اور دودھ پلانیوالی عورتیں دودھ پینے والوں پر اور مائیں حقیقت میں وہ بھی نہیں ہیں لیکن ایسا کلمہ
زبان پر لانا برا اور ناسزا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَاِنَّهُمْ اور تحقیق وہ مرد ظہار کرنے والے لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ انکار کیگئی چیز کو
سخن نالائق میں سے اور نہ پہچانے ہوئے سبب نزدیک شرع کے وَزُوْرًا اور باطل کو یعنی کہتے ہیں وہ باطل بات کو جو کہ حق کے مخالف ہے اسواسطے کہ زوجہ ماں نہیں ہو سکتی وَ
اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ اور تحقیق کہ خدا البتہ معاف کرنیوالا ہے گناہ کو توبہ کرنیوالوں کے اس قول سے غَفُوْرٌ بخشنے والا کہ کفارہ کو فقط واجب کر دیا ہے کہ اور حکم دیا
کہ بعد ادا کرنے کفارہ کے وہ زوجہ کہ جسکو ظہار کیا ہے وہ اسپر حلال ہے اور مسائل اسکے تفصیل سے فقہ کی کتابوں میں ہیں اور اب خدا ظہار کے کفارہ کا ذکر کرتا ہے وَ
الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ اور جو لوگ کہ ظہار کرتے ہیں موافق عادت جاہلیت کے مِنْ نِّسَآئِهِمْ عورتوں اپنی سے ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ پھر عود کرتے ہیں وہ
لِمَا قَالُوْا واسطے اس چیز کے کہ کہا ہے انھوں نے یعنی اس قول سے نادم ہو کر طرف زوجہ کے رجوع کریں اور بیبیوں سے اپنی صحبت کرنی چاہیں تو کفارہ اسکا فَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ پس آزاد کرنا گردن ایک بندہ کا ہے یعنی اسکے کفارہ میں ایک بندہ مومن آزاد کریں تاکہ زوجہ سے صحبت کرنی حلال ہو لیکن یہ آزاد کرنا واجب ہے مِّنْ
قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا پہلے اس سے کہ آپس میں مس کریں دونوں ایکدوسرے کو اور ضمیر تثنیہ کی یتماسا میں دونوں مرجع کے واسطے دلالت کرنے کلام کے ہے اور مراد مس
کرنے سے مجامعت کرنی ہے اور اگر کفارہ دینے سے پہلے مجامعت کرے کوئی تو اسپر دو کفارے ہیں اور اسی طرح پر مجامعت میں کفارہ بڑھتا جائے گا ذٰلِكُمْ
یہ حکم کفارہ کا کہ جسکے ادا کرنیکا حکم تم کو ہے تُوْعَظُوْنَ بِهٖ نصیحت کیے جاتے ہو تم ساتھ اسکے تاکہ باز رہو تم اس لفظ منکر کے کہنے سے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خَبِيْرٌ خبردار ہے اور اسپر سر کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور واجب ہونا بندہ کے آزاد کرنیکا اس صورت میں ہے کہ جسنے ظہار کیا ہے اور قدرت رکھتا ہو
بندہ کی یا اسکی قیمت کی فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پس جو شخص نہ پاوے بندہ کو تو فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ پس روزے ہیں دو مہینے کے درپے یعنی اکسٹھ
روز تو برابر پے در پے روزہ رکھے اور بعد اسکے باسٹھ روز میں اختیار ہے اگر چاہے پے در پے رکھے اور اگر چاہے متفرق رکھے اور لیکن یہ دو مہینے کے روزے رکھنے
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا پہلے اس سے ہیں کہ مس کریں وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ پس جو شخص کہ نہ طاقت رکھے روزہ رکھنے کی
کسی عارضہ کے یا بڑھاپے کے یا نقاہت کے سبب سے تو فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا پس اوپر اسکے کھلانا ساٹھ مسکینوں کا ہے کہ ہر آدمی مومن کو
کھلانے سیر کر دے اور یا یہ کہ ہر مسکین کو ایک مد گندم کہ جسکو اکثر کھاتے ہیں دیوے ذٰلِكَ یہ یعنی فرض کرنا اسواسطے ہے کہ لِتُؤْمِنُوْا تاکہ ایمان لاؤ تم
بِاللّٰهِ ساتھ خدا کے وَرَسُوْلِهٖ اور پیغمبر اسکے کے احکام اور شرع کے قبول کرنیمیں اور ترک کرنے ایام جاہلیت کی عادتوں میں وَتِلْكَ
اور یہ احکام حُدُوْدُ اللّٰهِ حدیں خدا کی ہیں کہ اُنسے گزرنا نہ چاہیے وَلِلْكٰفِرِيْنَ اور واسطے کافروں کے جو کہ خدا کی حدونکو قبول نہیں کرتے
ہیں عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب ہے دردناک آخر میں کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے رسول خدا نے اسکو اختیار کر دیا اس عورت کی طلاق دینے میں اور رکھ چھوڑنے میں اس نے
عورت کا اپنے پاس رکھنا قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ تو اسکے کفارہ میں ایک بندہ آزاد کر اسنے اپنی گردن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ سوائے اس گردن کے دوسری گردن کو
میں اپنے پاس نہیں رکھتا ہوں فرمایا کہ بندہ کو خرید کر کہا کہ یا رسول خدا مال میرے پاس تھوڑا ہے اور بندہ کی قیمت بہت ہے فرمایا کہ دو مہینے کے روزے پے در پے
رکھ کہا کہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اسواسطے کہ دن میں دو بار کھاتا ہوں اور اگر روزہ رکھوں تو رنجور ہو جاؤں اور آنکھوں کی روشنی جاتی رہے فرمایا کہ ساٹھ
مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے کہا کہ نہیں قسم ہے خدا کی کہ سوائے اپنے کسیکو بہت زیادہ فقیر نہیں پاتا ہوں پس مال زکوٰۃ میں سے حضرت نے پندرہ صاع کھانا اسکو دیا اور
فرمایا کہ مستحقوں کو یہ کھانا پہنچا دے اور کہتے ہیں کہ اسنے پندرہ صاع لیکر کہا کہ یا رسول خدا میں یہ کھانا جن لوگوں کو پہنچاؤں خدا کی قسم زیادہ فقیر ہوں حضرت نے مسکرا کر
استغفار کرنیکا حکم دیا اور ان دونوں کو آپس میں ملا دیا پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی تینوں کفاروں کا مقدور نہ رکھتا ہو تو استغفار کر لیوے اور ایسے لوگوں کو ڈراتا ہے کہ جو حد

کی مقرر کی ہوئی حدوں سے گزرجاتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تحقیق جو لوگ کہ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مخالفت کرتے ہیں خدا کی
اور پیغمبر اسکے کی اور انکے حکموں کو سوائے اور حکموں پر چلتے ہیں کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ ذلیل اور خوار کیے جاویں گے وہ جیسے کہ خوار کیے
گئے ہیں وہ شخص کہ پہلے اُن سے تھے یعنی پہلے زمانہ کے کفار کہ جو انبیا سے عداوت رکھتے تھے وہ جیسے کہ ذلت و خواری سے ہلاک ہوئے ایسے ہی یہ بھی
ہلاک ہونگے عذاب دنیا میں گرفتار ہو کر اور کہتے ہیں کہ مراد انکے ہلاک ہونے سے بروز جنگ خندق ہلاک ہونا ہے وَقَدْ اَنْزَلْنَا اور بتحقیق نازل کی ہیں ہم نے اٰیٰتٍ
بَیِّنٰتٍ آیتیں روشن کہ وہ قرآن ہے اور تمام معجزے ہیں کہ جو دلالت کرتے ہیں محمدؐ کی نبوت کے حق ہونے پر وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ اور واسطے
کافروں کے عذاب ہے خوار کرنیوالا دنیا میں کہ وہ قتل اور قید ہونگے یَوْمَ یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ یاد کر تو کہ جس دن اُٹھائے انکو خدا فردوس جَمِیْعًا سب کو اور کوئی ایسا ہو
کہ اسکو نہ اُٹھائے اور بعد اُٹھانے کے فَیُنَبِّئُہُمْ پس خبر دیگا انکو خدا بِمَا عَمِلُوْا ساتھ اس چیز کے کیا ہے اُنھوں نے پس اس وقت وہ نہایت شرمندہ ہو
اور اس رسوائی کی خجالت سے آرزو کریں کہ جلدی دوزخ میں چلے جاویں کہ اَحْصٰہُ اللّٰہُ شمار کر لیا ہے اس عمل کو خدا نے اور اپنے علم سے اسکو جانتا ہی اس
واسطے کہ اُن کے عملوں میں سے کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہی اور جو کچھ کہ اُنھوں نے کیا ہے انکے نامہ اعمال میں لکھا ہوا ہی وَنَسُوْہُ اور بھول گئے ہیں وہ لوگ اس
عمل کو وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اور خدا اوپر ہر چیز کے اعمال اور احوال بندوں میں سے شَہِیْدٌ حاضر ہے کہ سب چیزوں کو جانتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ
کیا نہ دیکھا تو نے کہ تحقیق خدا یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ جانتا ہے اس چیز کو کہ بیچ آسمانوں کے ہے ملائکہ اور ستارے اور روحیں وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جانتا ہے
اس چیز کو کہ بیچ زمین کے ہے حیوانات اور درخت اور دریا اور پہاڑ وغیرہ مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ نہیں ہوتا ہے مشورہ تین کا کہ وہ آپس میں اپنا راز
بیان کریں ایک دوسرے سے اِلَّا ھُوَ رَابِعُہُمْ مگر وہ کہ خدا چوتھا انکا ہی کہ انکا مشورہ اسکو معلوم ہی جیسے کہ چوتھے آدمی کو معلوم ہوتا ہے اور ابو جعفر نے تکون پڑھا ہے
تا کہ ساتھ وَلَا خَمْسَۃٍ اور نہیں ہوتا ہے مشورہ پانچ آدمیوں کا اِلَّا ھُوَ سَادِسُہُمْ مگر وہ کہ خدا چھٹا اُن کا ہے کہ وہ اُن کے سب راز کو جانتا
ہے جیسے کہ چھٹا آدمی اگر انمیں شریک ہو کر جانتا وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ نہ کمتر اس تین سے وَلَآ اَکْثَرَ اور نہ زیادہ پانچ سے اِلَّا ھُوَ مَعَہُمْ مگر وہ
کہ ہمراہ انکے ہے اپنے علم سے اور یعقوب نے اکثر کو مرفوع پڑھا ہے من نجویٰ کے محل پر عطف کر کے اسواسطے کہ وہ محل یکون کے اسم کا ہی اس جہت سے وہ مرفوع
ہوگا پس خدا انکے ہمراہ ہے اَیْنَ مَا کَانُوْا جہاں کہیں کہ وہ ہو ویں خواہ آسمانوں میں خواہ زمین میں ثُمَّ یُنَبِّئُہُمْ پھر خبر دیوے گا انکو بِمَا عَمِلُوْا
ساتھ اس چیز کے کہ کیا ہو اُنھوں نے دنیا میں یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ دن قیامت کے یعنی قیامت کے روز انکو خبر دیگا کہ جس سے وہ رسوا ہوں اور ان اعمال پر انکو سزا دیوے
اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور ہر شخص کے کہے اور کیے کو جانتا ہے اور آسمان اور زمین کی سب چیزوں کو برابر
جانتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہودی اور منافقین پاس مومنین کے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کرتے تھے جس وقت کوئی لشکر جہاد میں
ہوتا تھا اور مسلمانوں کی طرف دیکھ کر آنکھوں سے اشارہ کرتے تھے مومنین انکا یہ حال دیکھتے تو انکو گمان ہوتا کہ انکو ہمارے قرابتیوں کی جو کہ جہاد میں گئے ہیں
خبر پہنچی ہے کہ وہ یا تو قتل ہو گئے ہیں اور یا بھاگ گئے ہیں یا کوئی اپر افتاد واقع ہوئی ہے یہ مشورہ انکا دیکھ کر مومنین کو بہت رنج ہوتا تھا جب ایسا
حال اُن کا مومنین دیکھتے تھے تو رسولخدا سے شکایت کرتے اور وہ حضرت انکو منع کرتے کہ تم مومنین کے قریب بیٹھ کر مشورہ اور سرگوشی نہ کیا کرو وہ اس کام
سے مومنین کے باز نہ آئے خدا نے یہ آیت نازل کی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف ان لوگوں کی کہ نُہُوْا عَنِ النَّجْوٰی منع کیے
گئے ہیں آپس میں بھید کہنے سے اور سرگوشی کرنے سے ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ پھر عود کرتے ہیں اور پھرتے ہیں اور رجوع کرتے ہیں لِمَا نُہُوْا عَنْہُ واسطے
اس چیز کے کہ منع کیے گئے ہیں وہ اس سے یعنی انکو منع کیا جاتا ہے کہ تم مسلمانوں کے قریب بیٹھ کر مشورہ نہ کیا کرو لیکن وہ باز نہیں آتے ہیں اور اسیطرح
سرگوشی کرتے ہیں وَیَتَنٰجَوْنَ اور آپس میں راز کہتے ہیں عناد اور حسد کے اعتبار سے بِالْاِثْمِ ساتھ گناہ کے یعنی ساتھ اس چیز کے کہ گناہ میں کر دیتی ہے
وہ اُن کو جیسے کہ رنج دینا مومنین کو اور آزار پہنچانا انکو اور اُنکے عیب بیان کرنے وَالْعُدْوَانِ اور راز کہتے ہیں وہ ساتھ تعدی اور ظلم کرنے
مومنین کے کہ وہ انکا غمگین کرنا ہے وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ اور مشورہ کرتے ہیں ساتھ نافرمانی پیغمبر کے کہ مخالف حضرت کے آپس میں صیحت کرتے ہیں

ع ا

اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہودی حضرت کی مجلس اقدس میں آتے تو کہتے حضرت سے کہ السام علیک اور سام موت کے معنی میں ہے یعنی موت اوپر تیرے
اور حضرت انکے جواب میں فرمایا کہ وعلیکم یعنی اوپر تمہارے وہی سام ہو یعنی ایکروز یہود رسولخدا کے پاس آئے اور وہی کلمہ انھوں نے کہا عائشہ نے یہ سنکر کہا کہ تمکو موت
ہو جیو اور ورود اور غضب خدا کا اور دوری رحمت خدا سے اور نزدیکی عذاب خدا کی حضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ سختی نکر بلکہ نرمی کر فی چاہیے عائشہ نے کہا
کہ تمنے سنا کہ یہ کیا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تو نے سنا نہیں کہ میں نے رد کیا ہی انکے کلام کو اور وہی کلمہ اُن کے جواب میں کہا ہے حقتعالے نے یہ آیت نازل
کی کہ وَإِذَا جَاءُوكَ اور جس وقت آتے ہیں یہودی تیرے پاس تو حَيَّوْكَ دعا دیتے ہیں وہ تجھکو اے محمد بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ
ساتھ اس چیز کہ نہیں دعا دی ہے تجھکو ساتھ اسکے خدا نے یعنی وہ سلام کیجگہ تجھکو سام کہتے ہیں وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ اور کہتے ہیں بیچ نفسوں
اپنے کے یعنی جی میں اپنے کہتے ہیں کہ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ کیوں نہیں عذاب کرتا ہی ہمکو خدا بِمَا نَقُولُ ساتھ اس چیز کو کہتے ہیں ہم یعنی اگر پیغمبر ہوتا تو
ہم جو انکی اہانت کرتے ہیں اس سبب سے خدا ہمکو عذاب کرتا خدا انکے جواب میں فرماتا ہے کہ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ کافی ہے انکو دوزخ واسطے عذاب کے
کہ يَصْلَوْنَهَا داخل ہوویں وہ اسمیں فَبِئْسَ الْمَصِيرُ پس بُرا ہے وہ دوزخ جگہ پھرنے کی کہ اسمیں قسم قسم کے عذاب ہیں اور اب مومنین کو سطرح
کے راز کو کہنے سے منع کرتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو إِذَا تَنَاجَيْتُمْ جس وقت بھید کہو تم آپسمیں تو فَلَا
تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ پس بھید نہ کہو تم ساتھ گناہ کے وَالْعُدْوَانِ اور تعدی اور ظلم کے وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ اور نافرمانی پیغمبر کے جیسے کہ
یہودی اور منافقین کہتے ہیں کہ پس ایسا نہ کہو تم اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ خطاب منافقین کی طرف ہے یعنی اے لوگو کہ اقرار ایمان کا کرتے ہو اور دعوٰے کرتے ہو تم کہ ہم
مسلمان ہیں تو پس جسوقت راز کہو تو ایسا نہ کہو جو کہ یہودی کہتے ہیں وَتَنَاجَوْا اور راز کہو تم بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ساتھ نیکی اور پرہیزگاری کے اور ڈرنا ہر کسے
کہ جسمیں مومنین کی خیر ہو اور نافرمانی پیغمبر سے وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے ہر کام میں الَّذِي إِلَيْهِ وہ خدا کہ طرف اسکی تم تُحْشَرُونَ حشر کیے جاؤ گے
ایک جگہ میں موافق اُسکے حکم کے اور تمکو موافق تمہارے اعمال کے جزا دے گا إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ سوائے اسکے نہیں کہ راز کہنا تعدی اور نافرمانی
پیغمبر کی جانب شیطان سے ہی الف لام نجوی سے اشارہ طرف اسی نجوی کے ہی کہ جسمیں گناہ اور تعدی اور نافرمانی پیغمبر کی ہو اس نجوی کو خدا فرماتا ہی کہ وہ جانب
شیطان سے ہے لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا تاکہ غمگین کرے وہ ان لوگو نکو کہ ایمان لائے ہیں وَلَيْسَ اور نہیں ہے وہ شیطان انکو راز کے کہنے سے کہ وہ گناہ
اور معصیت کا ہے بِضَارِّهِمْ شَيْئًا ضرر کرنیوالا انکا کسی شے کو کہ وسوسہ ڈالکر مومنین کو ضرر پہنچائے إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ مگر ساتھ حکم خدا کے اور
مشیت اور مصلحت انکی کے کہ اُن کے قریبوں کو خدا موت دیوے اور انکو مرنے سے قریبوں کے رنج ہووے وَعَلَى اللَّهِ اور اوپر خدا کے فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ
پس چاہیے کہ توکل کریں مومنین اور مقصود اپنے خدا کے سپرد کریں اور راز کہنے یہودیوں اور منافقوں کے سے خوف نہ کریں اور ابن مسعود نے جناب رسولخدا سے روایت
کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جسوقت تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تم میں سے تیسرے کو علیحدہ کر کے آپسمیں اپنا راز نہ کہیں اور سرگوشی نہ کریں اسواسطے کہ وہ تیسرے کو رنج ہو گا
اور اگر چار آدمی یا زیادہ ہوں تو مضائقہ نہیں ہے کہ دو آدمی الگ میں سے اپنا راز پوشیدہ کہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی خواب ہولناک دیکھے تو
بعد بیدار ہونیکے یہ آیت پڑھے انما النجوی من الشیطان الخ اور بعد اسکے کہے کہ اللھم بحق محمد و آل محمد وقنی شر ما رایت فی منامی اور اسی خواب کو کسی کے روبرو بیان نکرے کہ خدا
اس خواب کے شر کو اُس سے باز رکھے اور کہتے ہیں کہ مراد آیت سے خواب پریشان ہیں کہ انکو آدمی سوتے ہوئے دیکھتا ہے اور اسکو وہ خواب غمگین کرتے ہیں اور حضرت
صادقؑ نے فرمایا ہی کہ سبب اس آیت کے نازل ہونے کا یہ ہی کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے خواب میں دیکھا رسولخدا نے قصد کیا ہی کہ وہ اور فاطمہ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ
مدینہ سے باہر نکلے ہیں اور دوستے انکو پیش آئے رسولخدا جانب راست کو روانہ ہوئے اور ایک مقام پر پہنچے کہ وہاں درخت خرما کا اور پانی تھا پس رسولخدا نے
ایک گوسفند کہ اسکے کان پر سفید نقطے تھے خرید کیا اور اسکو ذبح کرنیکا حکم دیا پس جس وقت اس گوسفند کو ان بزرگوں نے کھایا تو سب مر گئے اور فاطمہ زہرا
روتی ہوئی خواب سے بیدار ہوئیں لیکن رسولخدا سے اس خواب کو بیان نہ کیا اور جس وقت صبح ہوئی تو رسولخدا صلعم دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لائے
اور فاطمہ زہرا کو اسپر سوار کیا اور حکم کیا کہ امیر المومنینؑ اور حسنؑ اور حسینؑ بھی مدینہ سے باہر نکلیں جیسا کہ فاطمہ علیہا السلام نے خواب میں دیکھا تھا پس

جس وقت مدینہ کی دیواروں سے باہر نکلے تو دو رستے انکو پیش آئے رسولخدا جانب راستکے رستہ کو روانہ ہوئے جیسے کہ فاطمہ نے خواب میں دیکھا تھا یہانتک کہ ایک مقام پر پہنچے کہ وہاں پانی اور درخت خرما تھا اور رسولخدا نے اسیطرح کی گوسفند جیسکہ فاطمہ نے خواب میں دیکھی تھی خریدکی اور اسکو ذبح کرنیکا حکم دیا پس وہ ذبح کی گئی اور بھونی گئی جسوقت انھوں نے ارادہ کھانیکا کیا تو فاطمہ اٹھکر ایک جانب کو چلی گئیں اور وہاں جاکر رونے لگیں کہ یہ اس گوسفند کو کھاکر مرجائینگے رسولخدا صلعم نے فاطمہ کو بلایا اور پوچھا کہ تو کیوں روتی ہے کہا کہ یا رسولخدا میں نے خواب میں ایسا ایسا دیکھا ہے اور تم نے وہی کیا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا میں تم سے علیحدہ ہوگئی تاکہ تمکو مرا ہوا نہ دیکھوں پس رسولخدا کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اپنے پروردگار سے راز کہا جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ شیطان ہے کہ جسکو زہا کہتے ہیں اسنے فاطمہ کو وہ خواب دکھلایا تھا اور مومنین کو وہ سونے میں ایذا دیتا ہے کہ جسکے سبب سے وہ غمگین ہوتے ہیں رسولخدا نے جبرئیل کو حکم دیا وہ اسکو پکڑ لائے رسولخدا نے اس سے فرمایا کہ تونے ہی فاطمہ کو یہ خواب دکھلایا تھا کہا کہ ہاں پس حضرت نے تین مرتبہ اسپر تھوکا تین مقام میں اور جبرئیل نے حضرت سے کہا کہ جس وقت تو کسی چیز کو خواب میں دیکھے کہ تجھکو مکروہ معلوم ہوتی ہے اور یا مومنین سے کوئی جیسے اسکو وہ مکروہ معلوم ہوتی ہے تو یہ چاہیئے کہ کہے اعوذ بما عاذت ملائکۃ اللہ المقربون وانبیاء اللہ المرسلون وعباد اللہ الصالحون من شر ما رایت من رویای اور الحمد اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے اور اپنی جانب چپ کو تین مرتبہ تھوکے پس وہ خواب اسکو ضرر نہ پہنچائے گا پس خدا نے اپنے پیغمبر پر یہ آیت نازل کی کہ انما النجوی من الشیطان الخ کہتے ہیں کہ صحابہ رسول بیٹھنے کی جگہ کا بخل کرتے تھے اور اگر کسی کو دیکھتے کہ وہ ارادہ بیٹھنے کا کرتا ہے تو اسکو اپنے پاس جگہ نہیں دیتے تھے جمعہ کے دن رسولخدا مسجد کے در میں بیٹھے تھے اور اسجگہ زیادہ گنجایش بیٹھنے کی نہ تھی اہل جماعت بدر کے آدمیوں کی کہ انہیں سے ایک شخص ثابت بن شماس تھا رسولخدا کی مجلس اقدس میں آئے اور دیکھا انھوں نے کہ صحابہ گرد اگرد حضرت کے بیٹھے ہیں وہاں کھڑے ہوکر انھوں نے کہا کہ السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے انکو سلام کا جواب دیا بعد اس کے انھوں نے اصحاب کو سلام کیا انھوں نے بھی انکو سلام کا جواب دیا لیکن مسجد میں جگہ خالی نہ تھی وہ لوگ وہاں کھڑے رہے اور انتظار کرتے تھے کہ کوئی انکو جگہ دیوے اور رسولخدا بدر کے لوگوں کی عزت بہت کرتے تھے جسوقت دیکھا کہ انکو کسی نے جگہ نہ دی تو حضرت کو رنج ہوا اور فرمایا کہ اے فلانے اور اے فلانے کھڑے ہوجاؤ وہ لوگ کہ مہاجرین وانصار میں سے تھے کراہت سے کھڑے ہوئے اور بدر کے لوگوں کو جگہ خالی کردی منافقوں نے اس مقدمہ میں مجال پاکر زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ تم کہتے ہو کہ ہمارا صاحب عادل اور منصف ہے اور حال یہ ہے کہ پہلے لوگوں کو پچھلے لوگوں کے واسطے اٹھادیا اور یہ امر مخالف عدالت اور انصاف کے ہے خدا نے پیغمبر کی رائے کو پسند کرکے یہ آیت نازل کی یا ایھا الذین امنوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے خدا اور پیغمبر پر اذا قیل لکم جس وقت کہا جائے واسطے تمہارے کہ تفسحوا فی المجالس جگہ کشادہ کردو تم بیچ مجلسوں کے کہ ذکر خدا یا تلاوت قرآن یا وعظ وغیرہ امر خیر کی مجلس ہو تاکہ اور مومنین بھی وہاں آکر بیٹھیں اور جسوقت تمکو کوئی دوسرا جگہ کشادہ کرنے کے واسطے کہے یا زبان سے نہ کہے بسبب حیا کے لیکن بیٹھنا چاہتا ہے تو اس صورتمیں تمکو چاہیئے کہ فوراً فافسحوا اس جگہ کشادہ کردو تم اور انکو بیٹھنے کے واسطے یفسح اللہ لکم جگہ کشادہ کردیگا خدا تمہارے واسطے قبروں میں یا بہشت میں اور وہ بڑے محل اور باغ تمکو دیگا اور یا یہ کہ تمہاری روزی میں کشادگی کردے گا اور کہتے ہیں کہ لوگ رسولخدا کی مجلس اقدس میں بیٹھتے تھے اور اگر انمیں سے کسی کو کام کیواسطے بلاتے تو وہاں سے اٹھتے نہیں تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں سب سے پیچھے اٹھوں یہ آیت نازل ہوئی کہ واذا قیل انشزوا اور جس وقت کہ کہا جائے واسطے تمہارے اے مومنین کہ اٹھ کھڑے ہو تم بیٹھے سے تو فانشزوا پس کھڑے ہوجاؤ تم اور اشارہ اسیطرف ہے کہ لوگوں کو رسولخدا نے اٹھایا تھا اور منافقین نے طعن کیا تھا خدا نے انکے دفع کرنے کے واسطے یہ آیت نازل کی کہ حکم خدا کا بھی ایسا ہی ہے جیسکہ رسولخدا نے کیا تھا کہ اپنی مجلس میں سے بعضے آدمیوں کو بعضے آدمیوں کے واسطے اٹھایا تھا اور بعضی تفسیروں میں مذکور ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ جسوقت آواز کریں تمکو کہ کھڑے ہو تم اور جلدی کرو تم نماز جمعہ کے واسطے تو پس اٹھ کھڑے ہوجاؤ تم اور نماز میں جاکر مشغول ہوجاؤ اور یا یہ کہ تمکو جہاد کیواسطے کہیں کہ کھڑے ہوجاؤ تم اور جہاد جاکر کرو تو پس کھڑے ہوجاؤ جہاد کیواسطے اور تمام اعمال نیک کے واسطے اور کھڑے ہونے میں سستی نہ کرو کہ یرفع اللہ بلند کرے گا خدا الذین امنوا منکم ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے

مدد کرکے اور دنیا میں انکا نیکی کے ساتھ ذکر کرکے اور آخرت میں انکو بہشت کے محلوں میں جگہ دے کر وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور بلند کریگا ان لوگوں کو جو دیئے گئے ہیں علم شرع کے حکموں کا دَرَجٰتٍ درجوں میں کہ درجے انکو بلند کرے گا ان لوگوں سے کہ نہیں دیئے گئے ہیں وہ علم اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ فضیلت عالم کی شہید پر اور فضیلت شہید کی عابد پر درجہ میں اور فضیلت رسول کی تمام عالم پر درجہ میں اور فضیلت قرآن کی سب کلاموں پر مانند فضیلت خدا کی ہے اوپر کل مخلوقات کے اور فضیلت عالم کی تمام آدمیوں پر مانند فضیلت میری کے ہے ادنی آدمی پر اور فرمایا ہے حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مثل فضیلت چاند کے ہے ستاروں پر شب چہاردہم کو اور فرمایا ہے حضرت نے کہ درمیان عالم کے اور عابد کے سو درجوں کا فرق ہے اور درمیان دو درجوں کے اس قدر فرق ہے کہ گھوڑا تیز دوڑنے والا ستر برس تک درمیان ان دونوں درجوں کے دوڑے تو ایک درجہ سے دوسرے درجہ کو پہنچے اور فرمایا ہے رسولخدا نے کہ قیامت کے روز تین گروہ شفاعت کرینگے اول تو انبیا اور بعد انکے علما اور بعد انکے شہدا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز خدا سب آدمیوں کو ایکجگہ جمع کردیگا اور ترازو کھڑی کیجائیگی پس وزن کیا جائے گا خون شہدا کا علما کی دوات کی سیاہی کے ساتھ پس غالب اور گراں ہوگی وہ سیاہی خون شہدا سے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ وہ عالم کہ جس کے علم سے فائدہ حاصل کیا جاوے وہ بہتر ہے ستر ہزار عابدوں سے اور مراد علم سے دین علم کا ہے یعنی جاننا حلال اور حرام کا اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ عالم کی مجلس میں حاضر ہونا بہتر ہے ہزار رکعت نماز کے پڑھنے سے اور فرمایا ہے حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کسی کو علم دین سکھلاتا ہے اسکو درود بھیجتے ہیں ملائکہ اور کل اہل آسمان و زمین یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں دریا میں اور منقول ہے کہ جو کوئی علم دین سیکھنے جاتا ہے خدائے تعالے اسکو جنت کی راہ لیجاتا ہے اور اسکے پاؤں کے نیچے ملائکہ اپنے پر بچھاتے ہیں اور منقول ہے کہ جو کوئی کسیکو ایک مسئلہ دین کا تعلیم کرے گا خدا قیامت کے دن ہزار بدھیاں نور کی اسکے گلے میں ڈالیگا اور ایکہزار گناہ اسکے بخشے گا اور ایک ہزار شہر اسکے واسطے بنائیگا اور جسقدر بال کہ اسکے بدن پر ہیں انکی شمار کیموافق ثواب حج اور عمرہ کا اسکے واسطے لکھیگا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ سلیمان بن داؤد کو اختیار دیا گیا علم اور ملک اور مال کا ان تینوں میں سے ایک کو اختیار کر پس اُسنے علم کو اختیار کیا پس برکت سے علم کے ملک اور مال بھی اُسنے پایا اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ بعد رسولخدا کے علیؑ کے برابر کسی کا درجہ اور فضیلت نہیں ہے اس واسطے کہ وہ سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اور صحابہ مشکل مسئلوں میں علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم اور از انجملہ راز کہنا ہے ان سب فعلوں اور قولوں تمہارے سے خَبِيْرٌ خبردار ہے اور جاننے والا ہے پس سبکو موافق عمل کے جزا دیگا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ بہت آدمی رسولخدا کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور حضرت سے بہت مسائل پوچھتے تھے اور ایسے ایسے حضرت سے سوال کرتے تھے کہ جس سے حضرت کو رنج ہوتا تھا اور آپسمیں طرح طرح کی گفتگو کرتے تھے کہ جو باعث ملال کا حضرت کے ہوتے تھے اور بسبب خلق نیک اپنے کے انکو منع نہ کرتے تھے اور تونگر اور آسودہ آدمی حضرت کے پاس بہت آتے تھے اور دیر تک بیٹھے رہتے تھے اور انکی کثرت کے سبب سے صحابہ فقرا کو جگہ بیٹھنے کی نہیں ملتی تھی اس سبب سے بھی حضرت کو بہت مکروہ ہوتا تھا اور ظاہر نہیں کرسکتے تھے حقتعالے نے چاہا کہ اپنے پیغمبر کو اس مشقت اور رنج سے خلاصی بخشے اور کثرت کو قلت سے بدل دیوے اس واسطے یہ آیت نازل کی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ جس وقت کہ راز کہو تم پیغمبر سے تو فَقَدِّمُوْا پس مقدم کرو تم بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ آگے راز کہنے اپنے پیغمبر کے صَدَقَةً صدقہ کو یعنی جس وقت تم پیغمبر سے کچھ راز کہو تو پہلے راز کہنے سے کچھ تصدق کرو اور راہ خدا میں دو اور بعد اسکے اپنا راز کہو اس آیت میں بڑی تعظیم ہے رسولخدا کی اور ممانعت ہے کثرت سوال سے اور فرق ہوتا درمیان مومن خالص اور منافق کے اور فرق معلوم ہوتا درمیان دوست دنیا اور آخرت کے اور حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ جس وقت رسولخدا سے کسی حاجت کا سوال کرو تو اسوقت کچھ تصدق کرو تا کہ حاجت روائی تمہاری جلدی ہو جائے اور اس امر کو کسی نے ادا نہیں کیا ہے سوائے امیرالمومنین کے اس واسطے کہ اُنھوں نے ایک دینار کو تصدق کر کے دس مرتبہ رسولخدا سے راز کہا ذٰلِكَ یہ صدقہ دینا راز کہنے سے پہلے خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے دین کی بابت میں دوستی دنیا سے وَاَطْهَرُ اور پاکیزہ تر اس واسطے کہ اسکے ادا کرنیسے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور امیرالمومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں پوچھا تو فرمایا کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسولخدا نے صحابہ کے روبرو یہ آیت پڑھی تو سب آدمی اٹھکر چلے گئے اور رسولخدا نے مجھکو بلا کر فرمایا کہ کیا مصلحت

دیکھتا ہے تو اسمیں کہ ہر ایک کے اوپر ایک دینار مقرر کروں کہ وہ وقت راز کہنے کے ہر ایک ایک دینار تصدق کرے میں نے عرض کی کہ یہ لوگ اسکی طاقت نہیں رکھتے ہیں فرمایا کہ پس کیا دیویں میں نے کہا کہ ایک دانہ یا ایک جو دینار میں سے فرمایا کہ نصیب تیرا دنیا میں سے بہت کم ہے جس وقت کہ حضرت نے اس قدر اسپر مقرر کیا لوگونکو بہت دشوار معلوم ہوا اور فقیر دینے تو تنگی کے سبب اور تونگروں نے بخل کے سبب رسولخدا کے پاس جانا موقوف کیا اور میں نے اپنی مال میں سے ایک دینار اپنے پاس رکھا تھا اسکو میں نے دس درہم کو بیچا اور ہر روز ایکدرم تصدق کرتا تھا اور رسولخدا سے راز کہتا تھا اور مسائل پوچھتا تھا اور خلوت میں علوم کے راز سے واقف ہوتا تھا اور مخالف اور موافق کی دو نونکی کتاب میں مذکور ہے کہ علیؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں ایک آیت ہے کہ کسی نے پہلے مجھ سے اسپر عمل نہیں کیا اور نہ بعد میرے اسپر کوئی عمل کریگا اور جامع الاصول میں لکھا ہے کہ صحابہ میں سے کسی نے اس آیت پر عمل نہیں کیا ہے سوائے علی ابن ابیطالبؑ کے اور کشاف میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے ایکروز کہا کہ علیؑ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر مجھ میں ایک بھی انمیں سے ہوتی تو میرے نزدیک وہ شتران سرخ مونہ سے بہتر تھی ایک تو فاطمہ زہرا کا اس سے نکاح ہونا جس وقت کہ بڑے بڑے بزرگ اور نامی آدمی قریش کے اسکی درخواست کرتے تھے اور دوسرے علم رسولخدا کا اسکو مرحمت ہونا بروز جنگ خیبر اور ذکر اسکا سورۂ انا فتحنا میں مفصل گذر گیا ہے اور تیسرے آیہ نجویٰ کہ اسپر سوائے اسکے کسی نے عمل نہیں کیا اور منصف طالب حق پر ظاہر ہے کہ اختیار کرنا علیؑ کا تصدق کرنیکو اور نجویٰ کو اور حرص اسکی مناجات انبیاء دین اور توجہ اسکی ملاقات سرور انبیاء دین و دنیا ہی فضل ہونے علیؑ میں تمام صحابہ سے اور پیچھے رہنا ابوبکر اور عمر اور عثمان کا باوجود آسودگی اور تونگری کے ترک کرنا نجویٰ رسولؐ خدا کا اور محروم رہنا انکا اس سعادت کبریٰ سے دلالت کرتا ہے انکی حرص پہونچنے پر طرف مال دنیا کے اور رغبت انکی پر طرف دنیائے ناپائدار کے اور علیؑ باوجود فقر اور فاقہ کے اس سعادت سے محروم ہوا اور تفسیر مدارک اور تفسیر زاہدی اور تفسیر بحر مواج شہاب الدین دولت آبادی میں کہ بڑی معتبر کتابیں اہلسنت کی ہیں مذکور ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت پر کسی نے عمل نہیں کیا ہے پہلے مجھ سے اور نہ بعد میرے اسپر کوئی عمل کرے گا میرے پاس ایک دینار تھا اسکو میں نے خرچ کیا پس جس وقت کہ میں جناب رسولخدا صلعم سے راز کہتا تھا تو اسمیں سے ایکدرم کو تصدق کرتا تھا اور دس مسئلہ میں نے رسولخدا سے پوچھے اور حضرت نے جواب انکا مجھکو دیا میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وفا کیا چیز ہے فرمایا کہ توحید اور شہادت لا الہ الا اللہ کی پھر میں نے پوچھا کہ فساد کیا ہے فرمایا کہ کفر اور شرک ہے خدا کا اور بعد اسکے میں نے پوچھا کہ حق کیا ہے فرمایا کہ اسلام اور قرآن اور ولایت یعنی خلافت جس وقت منتہی ہو وے وہ طرف تیرے اور بعد اسکے باقی کے مسئلہ لکھے ہیں لیکن اس مقام میں غور کرنا چاہیے اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے کہ رسولخدا فرماتے ہیں کہ حق تین چیزیں ہیں اسلام اور قرآن اور خلافت جس وقت منتہی ہووے وہ طرف علیؑ کے اور علیؑ کے پاس جس وقت وہ پہنچے اور علیؑ سے پہلے لوگوں کی خلافت کو حق نفرمایا پس وہ باطل ٹھیری اور علیؑ کی خلافت کی حقیت ثابت ہوئی اور اگر پہلونکی خلافت بھی حق ہوتی تو چاروں کی خلافت کو حق فرماتے نہ تنہا علیؑ کی خلافت کو اور اگر ولایت بمعنی دوستی ہو تو اس صورت میں بھی مطلب ثابت ہے اس واسطے کہ جس وقت علیؑ کی دوستی حق ہوئی اور پہلونکی دوستی باطل ہوئی تو خلافت بھی انکی باطل ہے کہ جس وقت دوستی انکی باطل ہوئی تو خلافت انکی کیونکر حق ہوگی پس مطلب ہمارا ثابت ہوا اور سوائے اسکے دوسرے مقام میں بھی علیؑ کا اور رسول خدا کا آپسمیں راز کہنا اور فضیلت علیؑ کی کل اصحاب پر ثابت ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جابر بن عبداللہ سے منقول ہے کہ دعی رسول اللہ علیًا الی الطائف فانتجاہ فقال الناس ای المنافقون او عوام الصحابۃ فقد طال نجواہ مع ابن عمہ یعنی بلایا رسولؐ خدا نے علیؑ کو طرف طائف کے پس راز کہا حضرت نے علیؑ سے پس کہا آدمیوں نے یعنی منافقوں نے یا عام صحابہ نے کہ بیشک تحقیق دراز ہوا راز کہنا اسکا ہمراہ پسر عم اسکے کے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کہنے والے طال نجواہ مع ابن عمہ کے منافقین یا عام صحابہ تھے اور شیخ متقی نے کنز العمال میں اس حدیث میں فقال الناس کی جگہ فقال ابوبکر لکھا ہے پس اس قول سے معلوم ہوا کہ کہنے والا طال نجواہ مع ابن عمہ کا ابوبکر ہے اور ملا معین الدین نے اپنی تفسیر میں ابوبکر کی جگہ عمر کا نام لکھا ہے اور ملا علی قاری جو اس امر سے غافل تھا اس واسطے اسنے ناس کی تقریر میں منافقون یا عوام صحابہ لکھی ہیں اور جس وقت یہ حدیث موافق لکھنے ملا علی قاری کے تسلیم کی جائے تو لازم آئے کہ ابوبکر اور عمر اور منافقین یا عام صحابہ میں سے تھے کہ کچھ قدر و منزلت نہ رکھتے تھے رسولخدا کے نزدیک صحابہ کبار میں سے جیسا کہ اہلسنت لکھتے ہیں اور عبداللہ بن ہارون

خراسانی نقل کرتا ہے کہ میں نے امام علی بن موسیٰ الرضا سے پوچھا کہ صدقہ پیغمبر کیواسطے حرام ہوا فرمایا کہ امر عظیم ہے تو نے سوال کیا ہے اب اسکو جان تو
کہ جس وقت ہمنے صدقہ دیکر اپنے تئیں پاک کیا تو خدائے تعالیٰ نے نہ چاہا کہ ہمکو صدقہ لینے سے چرک آلودہ کرے اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ یا
ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول الخ اور فرمایا کہ کسی نے اس آیت پر عمل نہیں کیا ہے سوائے امیر المومنینؑ کے کہ صدقہ دیا اور رسول خدا سے راز کہا اور یہ
حکم ایکروز تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ حکم ایک ساعت تھا اور امیر المومنین علیہ السلام نے اس ساعت میں صدقہ دیا اور بعد اسکے حق تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کیا کہ بعد
اُسکے او فقیروں اور تونگروں سبکو اجازت دی کہ بدون صدقہ کے رسولخدا سے راز کہیں اور اول فقیروں کے حال میں فرماتا ہے کہ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا
پس اگر نپاؤ تم صدقہ دینے کے واسطے کسی چیز کو تو فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ پس تحقیق خدا بخشنے والا ہے یعنی درگذر کی اس شخص سے کہ بدون صدقہ کے راز
کہے رَّحِیْمٌ مہربان ہے کہ بندہ کو ایسی تکلیف نہیں دیتا ہے جسکی کہ وہ طاقت نہ رکھے اور اب تونگروں کو خطاب کرتا ہے عفو سے واسطے معاف کرنے صدقہ
کے کہ ءَاَشْفَقْتُمْ کیا ڈر گئے تم فقیر ہوجانے سے اَنْ تُقَدِّمُوْا اس سے کہ مقدم کرو تم یعنی پہلے دو تم بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ نزدیک راز
کہنے اپنے کے صَدَقٰتٍ صدقوں کو یعنی تمنے جو صدقہ ندیا اور صدقہ کے بعد راز کہنا اختیار نہ کیا تم ڈر گئے کہ ایسا ہو کہ صدقہ دینے سے ہم فقیر
ہو جائیں فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا پس جس وقت کہ نہ کیا تمنے اس کام کو وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ اور توبہ قبول کی خدانے اوپر تمہارے اور صدقہ دینا تمکو معاف
کیا اور اس حکم میں تمکو معذور رکھا اور تقصیر سے تمہاری درگزرا تو فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ پس قایم رکھو تم نماز کو کہ ہمیشہ اسکو پڑھتے رہو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
اور دو تم زکواۃ کو جو کہ تمپر فرض کی ہے وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی اور پیغمبر اسکے کی سب حالوں میں وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ اور
خدا خبردار ہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم ظاہر میں اور باطن میں اور موافق اسکی تمکو جزا دیگا اور اس آیت میں شرف اور بزرگی جناب
امیر المومنین علیہ السلام کی ظاہر ہے اس واسطے کہ خدا کے علم میں گذرا تھا کہ اس آیت پر سوائے علیؑ کے اور کوئی عمل نہ کریگا اور فرمانبرداری اس امر کی اور
دوسرے شخص میں ثابت ہوگی پس باعث اس آیت نجویٰ کے نازل ہونیکا اور پھر اسکو منسوخ کرنیکا ظاہر کرنا علیؑ کی فضیلت کا ہے اور کہتے ہیں کہ عادت منافقوں
کی یہ تھی کہ یہودیوں سے دوستی رکھتے تھے اور مومنین کے راز اور پوشیدہ باتیں اُنسے کہتے اور ان سب میں سے ایک شخص عبداللہ بن نبیل تھا کہ وہ منافق رسولخدا کی
پاس اکثر نشست و برخاست کرتا تھا اور حضرت کی باتوں کا ذکر یہودیوں سے کرتا تھا ایکروز رسولخدا اپنے حجرۂ طاہرہ میں بیٹھے تھے اور صحابہ بھی حضرت کے
پاس موجود تھے صحابہ سے فرمایا کہ اسوقت تمہارے پاس مرد آویگا کہ دل اسکا جبر کرنیوالوں کا سر کشوں سا ہے اور شیطان کی نظر سے وہ نگاہ کرے ناگاہ ابن نبیل آیا اور وہ کبود
چشم تھا حضرت نے اس سے فرمایا کہ تو اور یار تیرے کسواسطے مجھکو گالیاں دیتے ہیں اُسنے سوگند کھائی اور اپنے یاروں کو لایا اُنھوں نے بھی سوگند کھائی اور کہا کہ ہم ایسی
بے ادبی نہیں کرتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا کیا نہیں دیکھا ہے تو طرف ان لوگوں کی کہ دوستی کی ہے اُنھوں نے یعنی
کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف منافقوں کی کہ دوستی کی ہے اُنھوں نے قَوْمًا اس قوم سے کہ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ غصہ کیا ہے خدانے اوپر انکے یعنی یہودی
کہ خدانے انپر غصہ کیا ہے اور انسے منافقین دوستی رکھتے ہیں کہ مَا هُمْ نہیں ہیں وہ منافقین مِّنْكُمْ تم میں سے وَلَا مِنْهُمْ اور نہ انمیں سے یعنی اور نہ
یہودیوں میں سے ہیں جیسے کہ پہلے اس سے فرمایا ہے کہ مذبذبین بین ذالک لا الی ہولاء ولا الی ہولاء وَیَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ اور قسم کھاتے ہیں اوپر
جھوٹ کے کہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور پیغمبر کی بے ادبی نہیں کرسکتے ہیں وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں یہ تحقیق کہ وہ
منافق ہیں اور جھوٹ پر قسم کھاتے ہیں اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ تیار کیا ہے خدانے واسطے اُن منافقوں کے عَذَابًا شَدِیْدًا عذاب سخت کو کہ دنیا
میں تو واسطے انکی خواری اور رسوائی ہے اور آخرت میں آتش دوزخ ہے اِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ لوگ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بُری ہے وہ چیز کہ تھے کرتے
اور عمل بد پر وہ اصرار کرتے ہیں اور ہمیشہ اسکو کئے جاتے ہیں اور یا یہ کہ آخرت میں انکو عذاب کر کے کہا جاویگا کہ بُری ہے وہ چیز کہ تھے وہ کرتے دنیا میں کہ اسلام کو ظاہر
کرتے تھے اور دلمیں اپنے کفر رکھتے تھے اور دشمنان خدا سے دوستی رکھتے تھے اِتَّخَذُوْٓا پکڑا ہے ان منافقوں نے اَیْمَانَهُمْ قسموں اپنی کو کہ جھوٹ پر کھاتے ہیں
جُنَّةً ایک سپر کہ اس سے اپنے تئیں نگاہ رکھتے ہیں یعنی اپنے خون اور مال کو مسلمانوں کے ہاتھ سے بچاتے ہیں فَصَدُّوْا پس باز رکھا ہے اُنھوں نے لوگوں کو عن

ع ۲

سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی خدا کی راہ سے کافروں کو روکتے اور مسلمانوں کی اہانت بیان کرتے اور مسلمانوں کو کافروں کے جہاد سے خوف دلاتے ہیں اور کافروں کو مسلمانوں کی ملاقات سے منع کر کے
اور رسول کی صحبت میں بیٹھنے سے منع کرکے فَلَہُمْ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ پس واسطے انکے عذاب ہے خوار کرنیوالا اور یہ دوسری صورت عذاب کی ہے واسطے منافقوں کے اور
اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے عذاب سے اشارہ طرف عذاب قبر کے ہے اور دوسرے سے اشارہ طرف عذاب آخرت کے ہے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے منافقین میں سے کہا کہ ہم بسبب کثرت اولاد
اور مال کے قیامت کے روز بھی نصرت کئے گئے ہونگے اور فائدہ میں ہونگے اور عذاب سے اس روز کی رستگاری پائینگے خدا نے یہ آیت نازل کی کہ لَنْ تُغْنِیَ عَنْہُمْ
ہرگز بے پروا نکرینگے انکو قیامت کے روز اَمْوَالُہُمْ مال انکے وَلَآ اَوْلَادُہُمْ اور نہ اولاد انکی مِّنَ اللّٰہِ عذاب خدا سے شَیْئًا کسی چیز کو اُولٰٓئِکَ
یہ گروہ منافقوں کے اَصْحٰبُ النَّارِ صاحب آتش دوزخ کے ہیں ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ کہ وہ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں یَوْمَ یَبْعَثُہُمُ
اللّٰہُ جَمِیْعًا یاد کر تو اسدن کو کہ اٹھائے ان منافقوں کو خدا اسکو قبروں سے اور اس روز انکو کہا جائے کہ تم ایمان کیوں نہیں لائے تو فَیَحْلِفُوْنَ پس قسمیں کھائیں وہ لَہٗ
واسطے اس کے یعنی خدا کے آگے اپنے ایمان اور مومن خالص ہونے پر قسمیں کھائیں منافقین کَمَا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ جیسے کہ قسمیں کھاتے ہیں وہ واسطے تمہارے اے
مسلمانو اور کہتے ہیں کہ ہم مثل تمہارے مسلمان ہیں وَیَحْسَبُوْنَ اور گمان کرتے ہیں کہ اَنَّہُمْ تحقیق وہ عَلٰی شَیْءٍ اوپر ایک چیز کے ہیں یعنی گمان انکا
یہ ہے کہ اس جھوٹی قسم سے ہمکو اس روز فائدہ دیگا اور وہ اپنے تئیں راہ راست پر جانتے ہیں اور مراد اس سے یہ ہے کہ نفاق انکا انکے دلوں میں اس طرح سے مضبوط
ہے کہ آخرت میں بھی وہ اس سے دور نہوگا اَلَآ خبردار ہو اے مومنین کہ اِنَّہُمْ تحقیق وہ منافقین ہُمُ الْکٰذِبُوْنَ وہی جھوٹ بولنے والے ہیں اور
دروغ ان کا اس مرتبہ کو پہنچا ہے کہ خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں خدا کے آگے اِسْتَحْوَذَ عَلَیْہِمُ غالب ہوا ہے اوپر ان
منافقوں کے الشَّیْطٰنُ شیطان اور وسوسہ انکو کر کے طرف باطل کے راغب کیا ہے فَاَنْسٰہُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ پس بھلا دیا انکو یاد کرنا خدا کا کہ نہ اسکو
زبان سے یاد کرتے ہیں نہ دل سے اُولٰٓئِکَ یہ گروہ خدا کو بھولنے والے لوگ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ گروہ شیطان کے ہیں اور تابعدار اسکے اَلَآ خبردار ہو اور
جانو تم اے بندو خدا کے اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ اس بات کو کہ تحقیق گروہ شیطان کا ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہی نقصان والے ہیں کہ بہشت کی نعمتوں
کو ہاتھ سے دیکر ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ تحقیق جو لوگ کہ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مخالفت کرتے ہیں خدا کی اور اسکے پیغمبر کی
اُولٰٓئِکَ وہ لوگ خلاف کرنیوالے فِی الْاَذَلِّیْنَ بیچ زیادہ ذلیل لوگوں کے ہونگے دنیا میں اور آخرت میں یعنی زیادہ ذلیل لوگوں کی جماعت میں داخل ہیں
اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے بعد فتح ان بستیوں کے کہ جو اس کے گرد و نواح میں تھیں کہا کہ البتہ خدا ہمکو فارس اور روم کے لینے کی بھی توفیق دیگا جسوقت عبداللہ بن سلول
وغیرہ منافقوں نے سنا تو کہا کہ گمان تمہارا ایسا ہے کہ فارس و روم ان بستیوں کی مانند ہیں کہ جنکو تم نے فتح کیا ہے خدا نے یہ آیت نازل کی کَتَبَ اللّٰہُ
لکھا ہے خدا نے لوح محفوظ میں اور اس حکم کو ثابت کیا ہے کہ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ البتہ غالب ہونگا میں اور رسول میرے دشمنان دین پر اور غلبہ خدا کا
حجت قائم کرنی اور نصرت دینی ہے پیغمبروں کو اور مسلمانوں کو دشمنوں پر اور غلبہ رسولوں کا اگر انکو حکم جہاد کا ہے تو لڑائی میں انکو دشمنوں پر غالب کرے گا
اور جو حکم جہاد کا نہیں ہے تو دلیل اور حجت سے غالب کرے گا اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ تحقیق خدا قوت والا ہے انبیاء کی نصرت کرنے اور غالب کرنے پر
عَزِیْزٌ غالب ہے ہر حکم میں اور ہر چیز پر اور کوئی اسکو منع نہیں کر سکتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایکروز عبیداللہ بن عبداللہ سلول رسول خدا کے پاس آیا حضرت نے پانی طلب
کرکے نوش فرمایا اور کچھ اس میں سے پانی باقی رہ گیا عبیداللہ نے کہا کہ یا رسول خدا مجھکو اجازت ہو تو یہ باقی پانی لیجاؤں اور اپنے باپ کو پلاؤں کہ اس
پانی کی برکت سے دل اسکا شرک سے پاک ہو آنحضرت نے اسکو اجازت دی وہ لیگیا اور اپنے باپ کو وہ پانی دیا اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے عبیداللہ نے کہا کہ
رسول خدا کا جھوٹا پانی ہے اسکو پی جا کہ دل تیرا شرک اور نفاق سے پاک ہو اس نے کہا کہ تو اپنی ماں کا پیشاب کیوں نہیں لایا عبیداللہ نے رسول خدا سے
جا کر سب حال بیان کیا اور کہا کہ مجھکو اجازت ہو تو میں اسکو مار ڈالوں فرمایا کہ نہیں بلکہ اسکے ساتھ نرمی کر خدا نے یہ آیت نازل کی کہ لَا تَجِدُ قَوْمًا
نہ پائیگا تو کسی قوم کو یعنی محال ہے کہ پاوے تو ایسی قوم کو کہ یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے ۔
یُوَآدُّوْنَ دوست رکھیں وہ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اس شخص کو کہ خلاف کرے وہ خدا کے اور رسول اسکے کے یعنی مومنین ہرگز کافروں

اور منافقوں اور اپنے دین کے بھائیوں کو دوست رکھینگے وَلَوْ كَانُوٓا اگرچہ ہوویں وہ خلاف کرنیوالے خدا اور رسولخدا کے اٰبَآءَهُمْ باپ انکے جیسے کہ بیٹا
عبداللہ سلول کا اپنے باپ کو قتل کرتا تھا اَوْ اَبْنَآءَهُمْ یا بیٹے انکے جیسے کہ ابوبکر کہ اپنے بیٹے عبدالرحمن کو واسطے لڑنیکے طلب کیا اور رسولخدا نے بیٹے سے لڑنیکو اسکو
نہ جانے دیا اَوْ اِخْوَانَهُمْ یا بھائی انکے جیسے کہ مصعب بن عمیر کہ بھائی کو اپنے جنگ احد میں اسنے قتل کیا اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ یا کنبہ انکا اور خویش اور اقارب
جیسے کہ امیرالمومنین اور حمزہ کو کہ اپنے قریبوں عتبہ اور شیبہ کو انھوں نے جنگ بدر میں قتل کیا اور پہلی ضمیر طرف من کے باعتبار لفظ کے پھرتی ہے اور دوسری باعتبار
معنی کے اسواسطے کہ من واسطے واحد اور جمع کے دونو کے آتا ہے اور بخلاف رسولخدا کے عثمان نے اکثر کیا ہے مروان کو باپ حکم کو کہ جسکو رسولخدا نے مدینہ سے نکالدیا تھا
اور ابوبکر اور عمر نے بھی اسکو نکالے رکھا تھا اسکو قرابت کی جہت سے مدینہ میں بلا کر جگہ دی اور مال ملکونکی آمدنی کا جو کہ سب مومنین کا حق تھا اور اپنے قریبوں اور یار
آشنا کو دے کر انکو مالا مال کر دیا خلاف تقسیم رسولخدا کے اور اسی سبب سے سب اصحاب اس سے برگشتہ ہو گئے تھے چنانچہ کتب فریقین میں ثابت ہے اور خلاف رسولخدا
کے اکثر امور اسکے ہیں اسی سبب سے صحابہ اس سے پھر گئے تھے چنانچہ اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے اُولٰٓئِكَ وہ گروہ کہ جو دشمنان خدا سے دوستی نہیں کرتے
كَتَبَ لکھا ہے خدا نے یا ثابت کیا ہے فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ بیچ دلوں انکے ایمان کو اپنے الطاف اور توفیق کے وسیلہ سے وَاَيَّدَهُمْ اور قوت
دی ہے انکو بِرُوْحٍ مِّنْهُ ساتھ روح کے اپنی جانب سے یعنی ساتھ روح کے اپنی جانب سے یعنی ساتھ ایسی چیز کے کہ دل انکا اس سے زندہ ہو مثل
رحمت کے یا نصرت کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مدد دی انکو جبرئیل سے یا قرآن سے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر ایمان کی طرف پھرتی ہے یعنی مدد دی انکو ایمان
سے اسواسطے کہ وہی سبب ہے دلکی زندگانی کا اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق نے بھی یہی فرمایا ہے اور حضرت امام باقر نے فرمایا ہے کہ جس وقت کوئی مرد زنا
کرتا ہے تو روح ایمان کی اس سے نکل جاتی ہے اور یہ وہی روح ہے کہ جس سے مدد دی ہے اور امام کاظم نے فرمایا ہے کہ جسوقت آدمی نیکی کرتا ہے تو وہ روح باقی رہتی
ہے اور گناہ کرتا ہے تو اس سے غائب ہو جاتی ہے وَيُدْخِلُهُمْ اور داخل کریگا انکو قیامت کے روز جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ جاری ہیں نیچے درختوں انکے سے نہریں پانی کی اور دودھ کی اور شراب کی اور شہد کی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان
بہشتوں کے رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ راضی ہوا ہے خدا ان سے اور انکے اعمال کو پسند کیا ہے وَرَضُوْا عَنْهُ اور راضی ہیں وہ اس خدا سے بسبب اسکے کہ عطا
کیا ہے اسنے ثواب کا اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ یہ لوگ گروہ خدا کے ہیں سبب خدا کی نصرت کرنے والے اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ آگاہ رہو خبردار ہو اور جانو تم
کہ گروہ خدا کے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی رستگاری پانیوالے ہیں دنیا اور آخرت میں اور منقول ہے کہ داود پیغمبر نے مناجات میں کہا کہ خداوندا تیرے گروہ
کون ہیں خطاب آیا کہ وہ اپنی آنکھوں کو نامحرم کے دیکھنے سے نیچے کرے اور ہاتھ کو خلقت کے آزار دینے اور حرام کے لینے سے کوتاہ کرے اور دل اپنے کو خدا کے غیر
سے پاک کرے وہ گروہ میرے ہیں اور عرش کے خزانہ دار وہیں ہیں سُوْرَةُ الْحَشْرِ یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں چوبیس آیتیں ہیں اور رسولخدا نے فرمایا
ہے کہ جو کوئی سورہ حشر تلاوت کرے کوئی چیز ایسی نہو بہشت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور آسمان اور زمین اور ہوا اور چرند اور
پرند اور چوپائے اور سورج اور چاند اور ستارے اور ملائکہ میں سے کہ اس پر درود نہ بھیجے اور واسطے اسکے استغفار نکرے اور اگر اس روز یا اس شب کو مرا ہو تو
شہید مرا ہو اور فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی سورہ حشر کو پڑھے خدا بخشیگا اسکے گناہ گزشتہ اور آئندہ بخشے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شب کو
سورہ رحمن اور حشر پڑھے خدا اسکے گھر پر ایک فرشتہ بھیجے کہ وہ تلوار کھینچکر اسکے گھر والوں اور مالونکی نگہبانی کرے یہانتک کہ دن نکل آئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّ
حْمٰنِ الرَّحِیْمِ سَبَّحَ تسبیح کرتے ہیں اور پاکی سے تعریف کرتے ہیں لِلّٰهِ واسطے خدا کے کہ مستحق تعریف کا ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے
وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے وَهُوَ الْعَزِیْزُ اور وہ غالب ہے اپنے حکم میں ہر چیز پر الْحَكِیْمُ حکمت والا کہ جو کرتا ہے موافق حکمت
اور مصلحت کے کرتا ہے اور منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا چوتھے سال ہجرت کے اصحاب خاص اپنے ہمراہ لیکر واسطے لینے خونبہا دو بنی عامر کے کہ وہ حضرت کے عہد میں تھے اور
عمرو بن امیہ ضمری نے انکو قتل کیا تھا بنی نضیر کے یہودیوں کے مکانوں میں تشریف لے گئے اور بنی نضیر اور بنی عامر میں عہد وپیمان تھا حضرت نے ان دو بنی عامر کے خونبہا
لینے میں بنی نضیر سے مدد چاہی ان لوگوں نے کہا کہ ہم بسر وچشم حاضر ہیں اور آپکی کمک ہم کرینگے جبراہ میں کہ آپ حکم دیویں اور حضرت سے علیحدہ ہو کر آپس میں

یہ مشورہ کیا کہ کام محمدؐ کا تمام کر دیں جس وقت کہ حضرت انکی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے تو ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر اوپر کوٹھے کے لیگئے تا کہ حضرتؐ کے اوپر اسکو چھوڑ دیں اور یہ کام اس جناب کا تمام کریں اسی وقت جبرئیل نے رسول خدا کو انکے ارادے سے خبر کی حضرت وہاں سے اٹھے اور صحابہ سے فرمایا کہ تم یہیں بیٹھے رہو اور یہاں سے جانا نہیں اور آپ خود مدینہ منورہ کو واپس چلے گئے اور جس وقت حضرتؐ کے آنے میں دیر ہوئی تو اصحاب حضرت کی طلب میں کھڑے ہوئے اور وہاں سے روانہ ہوئے رستہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ مدینہ سے آتا ہے اس سے احوال حضرت کا پوچھا کہا کہ راہ میں میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ مدینہ کو جاتے تھے پس وہ مدینہ میں آئے اور حضرتؐ نے انکو یہودیوں کے فریب سے خبردار کیا اور محمد بن مسلمہ کو کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا کہ وہ بنی نضیر کا رئیس تھا اور محمد بن مسلمہ سلکان بن سلامہ اور تین آدمی بنی حرث کے اپنے ہمراہ لیکر کعب بن اشرف کی طلب میں بنی نضیر کی طرف روانہ ہوا اور پیچھے سے انکے رسول خدا مدینہ سے باہر نکلکر ایک مقام میں بیٹھ گئے اسکے قتل کے انتظار میں اور محمد بن مسلمہ اپنے رفیقوں کے ہمراہ کعب کے محل پر پہنچا اور یاروں کو قلعہ کے نیچے بٹھا کر کعب کو آواز دی کعب نے کہا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ میں تیرا بھائی محمد بن مسلمہ ہوں اور وہ کعب کا برادر رضاعی تھا اور محمد بن مسلمہ نے کہا کہ میں تیرے پاس قرض لینے آیا ہوں کہ چند درہم تجھسے لوں اسواسطے کہ محمدؐ مجھسے صدقہ کا مطالبہ کرتا ہے کعب نے کہا کہ بدون رہن کے میں قرض نہ دونگا اسنے کہا کہ تو قلعہ سے نیچے آ کہ میں رہن بھی لایا ہوں اور کعب نے اسی شب ایک عورت سے بیاہ کیا تھا جس وقت اس دلہن نے محمد کی چیخ سنی تو کعب سے کہا کہ میں تجھکو قلعہ کے نیچے نہ جانے دونگی کعب نے اسکی کہنے کا کچھ خیال نہ کر کے قلعہ سے نیچے اترا اور محمد اس سے گلے ملا اور آپس میں وہ باتیں کرتے ہوئے قلعہ سے آگے بڑھے جبکہ گھر سے کعب کے کچھ فاصلہ ہو گیا تو محمد نے کعب کا سر اپنی بغل میں لیکر یاروں کو اپنے آواز دی اور کعب نے غل مچایا اسکی دلہن نے کعب کی آواز سنکر بنی نضیر کو آواز دی وہ لوگ اپنے گھروں سے باہر دوڑے اور جس وقت اسجگہ پہنچے تو اسکو مقتول پایا اور محمد بن مسلمہ اپنے یاروں کو ہمراہ لیکر وہاں سے بھاگ گیا اور اسکے قتل ہونیکی خبر صبح کے وقت حضرت کو پہنچائی اصحاب یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور حضرت نے بنی نضیر سے لڑنیکا حکم انکو دیا اور اصحاب نے جا کر انکے قلعہ کو گھیر لیا اور حضرت نے انکو کہلا بھیجا کہ تمہارا فریب ظاہر ہو گیا ہے ہماری ولایت سے تم نکلجاؤ اور جو نہیں تو لڑنے پر تیار ہو جاؤ اور دس روز تک انکو امان دی اور انھوں نے تیاری سفر کی کی ابتداء کی منافق نے انکے پاس آدمی کو بھیجا کہ تم اپنی ولایت سے کہیں باہر مت جاؤ اور اپنے قلعہ میں بیٹھے رہو کہ میں دو ہزار آدمی اپنی قوم کے ہمراہ لیکر تمہاری کمک کو آتا ہوں یہودی اس منافق کے کہنے کا بھروسہ کر کے باغی ہو گئے یہ خبر حضرت کو پہنچی پندرہ روز تک انکے قلعہ کا محاصرہ کیا آخر کو انھوں نے جلا وطن ہونا قبول کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ اس شرط سے کہ ہتھیار اپنے یہیں چھوڑ جاؤ اور جسقدر مال کہ تمہارے دواب جسکو اٹھا سکیں وہ لیجاؤ اور مدینہ کی نواح کو ترک کر کے ابھی جاؤ اور روزعاۃ کو کہ شام کے ملک میں ہے روانہ ہوئے اور ابی حقیق اور حی بن اخطب کے لوگ خیبر والوں میں جا ملے خدا نے انکے مقدمہ میں فرمایا کہ **هُوَ الَّذِيٓ أَخۡرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا** وہ خدا وہ شخص ہے کہ نکالا اسنے ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں **مِنۡ أَهۡلِ الۡكِتَٰبِ** اہل کتاب میں سے یعنی بنی نضیر کو **مِن دِيَٰرِهِمۡ** گھروں انکے سے کہ مدینہ کی نواحیں میں تھے **لِأَوَّلِ الۡحَشۡرِ** واسطے اول جمع کرنے کے یعنی یہ نکالدینا یہود کا اول حشر تھا زمین شام میں اور دوسرا حشر آدمیوں کا قیامت کے روز ہوگا زمین شام میں اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے یہود کو فرمایا کہ نکلجاؤ تم انھوں نے پوچھا کہ کہاں جائیں ہم فرمایا کہ طرف زمین محشر کے اور مراد اس سے زمین شام ہے اسواسطے کہ محشر اسی زمین پر ہوگا یعنی اول حشر انکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حشر کے معنی نکالدینے کے ہیں پس معنی اسکے یہ ہوئے کہ واسطے اول نکالدینے کے اسواسطے کہ اول نکالے گئے وہ ہیں اہل کتاب میں سے جزیرہ عرب سے اور بعد انکے انکے بھائی یہودی باقی کے نکالدئے گئے تھے تا کہ ملک عرب میں دو مذہب جمع نہوں اور کہتے ہیں کہ معنی حشر کے نکالدینے ایک جماعت کے ہیں ایک مکان سے طرف مکان دوسرے کے پس جماعت انکی عرب سے طرف شام کے نکالی گئی اور شام کی زمین میں حشر ہونیکی روایت امام حسن علیہ السلام سے بھی ہے چنانچہ فرمایا انحضرتؑ نے ہیں کہ پھر بھیجیگا خدا ایک آتش کو مشرق سے اور ایک آتش کو مغرب سے اور دو ہوائیں سخت انکے پیچھے لگا دیگا پس اکٹھا کر دیگا آدمیوں کو نزدیک صحرہ بیت المقدس کے کہ وہ آگ انکو وہاں پہنچا دیگی اور بعد اسکے اپنا احسان مومنین کو یاد دلاتا ہے کہ **مَا ظَنَنتُمۡ** نہ گمان کیا تھا تمنے اے مومنین **أَن يَخۡرُجُوا** یہ کہ نکلیں وہ بنی نضیر **وَظَنُّوٓا أَنَّهُم** اور گمان کیا تھا انھوں یہودیوں نے کہ تحقیق وہ ایسے ہیں کہ **مَّانِعَتُهُمۡ حُصُونُهُم** منع کرنیوالے ہیں ان یہودیوں کو قلعے انکے یعنی ان یہودیوں نے گمان کیا تھا کہ قلعے ہمارے مضبوط ہیں وہ قلعے ہمکو منع کرنے والے ہیں **مِّنَ اللَّهِ** عذاب خدا کے سے کہ ان قلعوں میں

ہمکو عذاب نہو سکیگا فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ پس آیا اُن کو عذاب خدا کا مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا اسجگہ سے کہ نہ گمان کرتے تھے وہ بسبب گمان
مضبوطی قلعوں کے وَقَذَفَ اور ڈالا خدا نے فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ بیچ دلوں اُن کے رُعب کو بسبب قتل ہونے کعب کے کہ سردار اُن کا تھا اسی سبب
انھوں نے جلا وطنی اختیار کی يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ ڈھاتے تھے گھروں اپنوں کو اندر سے بِاَيْدِيْهِمْ ساتھ ہاتھوں اپنوں کے مومنین سے بخل کرکے اور
واسطے نکالنے اسباب کے وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ اور ساتھ ہاتھوں مومنین کے باہر سے ڈھاتے تھے یعنی وہ یہودی تو اپنے گھروں کو اندر سے ڈھاتے تھے اور
مومنین انکو باہر سے ڈھاتے تھے اور اندر سے اسواسطے ڈھاتے تھے کہ اسمیں سوراخ کرکے سب اسباب انہیں سے باہر نکل جاویں اور مومنین باہر اس واسطے ڈھاتے
تھے کہ تاکہ اندر جا کر مال اور اسباب انکا غنیمت میں لیویں اور عطف ایدی المومنین کا ایدیہم پر اسواسطے ہے کہ ڈھانا مومنین کا اُنکے نقض کی جہت سے تھا پس
گویا کہ گویا انہوں نے خود مومنین کے ہاتھوں سے خراب کروایا ہے اور منقول ہے کہ چھ سو اونٹ اسباب سے لاد کر دف بجاتے ہوئے اور گاتے ہوئے مدینے کے بازار
میں ہوکر وہ نکلے اور شام کی طرف کو روانہ ہوئے فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ پس نصیحت پکڑو تم اے صاحبو بینائیوں کے یعنی احوال اُن کا دیکھو
اور ہمیں تامل کرو کہ خدا نے کیونکر مومنین کو انپر غالب کیا بدون جنگ اور لڑائی کے یہانتک کہ واسطے ہیبت اور خوف مومنین کے اپنے گھروں کو چھوڑ کر
بھاگ گئے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے حضرت کی نبوت کے حق ہونے پر اس واسطے کہ حضرت نے خبر دی تھی مومنین کو کہ خدائے تعالیٰ مال بنی نضیر
کے بدون لڑائی مرحمت فرمائے گا اور بعد اسکے انکے جلا وطن کرنے کی حکمت کو بیان کرتا ہے کہ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ اور اگر نہوتی یہ بات کہ
لکھا خدا نے اور فرض کیا ہے عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ اوپر اُن کے نکلنے کو یعنی اگر خدا جلا وطن انکو نہ کرتا لَعَذَّبَهُمْ البتہ عذاب کرتا انکو فِي
الدُّنْيَا بیچ دنیا کے قتل اور قید کرکے جیسا کہ بنی قریظہ کے ساتھ کیا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ اور واسطے اُن کے بیچ آخرت کے
عذاب آگ کا ہے پس اگر انھوں نے دنیا کے عذاب سے نجات پائی تو کیا ہے کہ عذاب آخرت تو انکے واسطے موجود ہے اس سے انکو ہرگز نجات نہو گی ذٰلِكَ یہ جلا وطنی
اور رعب اور عذاب آخرت جو نازل انکے ہوا بِاَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ بتحقیق انھوں نے شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مخالفت کی خدا کی اور پیغمبر اسکے
کی اور اُن سے دشمنی کی وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ اور جو کوئی مخالفت کرے خدا کی تو فَاِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق خدا شَدِيْدُ الْعِقَابِ سخت کرنے
والا عذاب کا ہے اس شخص کو اور کہتے ہیں کہ وقت محاصرہ کرنے یہود و بنو کے حکم الٰہی پہنچا کہ درختوں کو کھجور کے جو انکی ملک میں ہیں کاٹ ڈالو سوائے عجوہ اور برنیہ
کے درختوں کے اور عبداللہ سلام اور ابو لیلیٰ مازنی کو پس خدا نے انکے کاٹنے کا حکم دیا پس ابو لیلیٰ اچھے درختوں کو کاٹتا تھا تاکہ یہودی غمگین ہوں اور عبداللہ
سلام ناقص درختوں کو کاٹتا تھا یہ خیال کرکے کہ آخر خدا یہ درخت مسلمانوں کی ملک میں کریگا پس جو کہ بہتر ہے وہ میں مسلمانوں کے واسطے چھوڑتا ہوں
یہودیوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ اے محمد یہ عدل ہے کہ تمہارے درختوں کو کاٹتے ہو اور جلاتے ہو یہ بات حضرت کو ناگوار معلوم ہوئی اور مسلمان ضعیف الایمان
کو یہ اندیشہ تھا کہ کاٹنا ان درختوں کا موجب فساد کا ہوگا اسواسطے انھوں نے آپسمیں اختلاف کیا کوئی تو کہتا تھا کہ نہ کاٹنے چاہییں کہ غنیمت میں داخل
ہیں اور بعضے کہتے تھے کہ کاٹنے چاہییں واسطے رنجیدہ کرنے یہود کے اس اختلاف میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ جو چیز
کہ کاٹ ڈالی ہے تمنے بزرگ اور بہتر درختوں میں سے اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا یا چھوڑ دیا ہے تمنے اسکو کھڑا ہوا اوپر جڑ اس کی کے ہے
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ پس ساتھ حکم خدا کے ہے یعنی یہ کٹنا درختوں کا یا کھڑا رہنا خدا کے حکم سے ہے اور لینہ یا تو لون سے مشتق ہے اور جمع اسکی الوان ہے
یعنی قسم قسم کے خرما عجوہ اور برنیہ اور محمودہ اور یا لین سے مشتق ہے کہ معنی درخت کریم ہو وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ اور تاکہ رسوا کرے باہر ہونیوالوں کو
حکم خدا سے کہ وہ یہود ہیں یعنی تم درختوں کو جو کاٹتے ہو یہ حکم خدا سے ہے اور اس واسطے کہ تاکہ رسوا کرے یہودیوں کو حکم خدا سے باہر ہو جانیوالوں کو اور کہتے
ہیں کہ جسوقت بنی نضیر جلا وطن ہوئے تو پچاس زرہ اور پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں انکی باقی رہیں تھیں انکو وہیں چھوڑ گئے اور تمام
مال اور زمینیں اور درخت انکے فئے ہوئے کہ وہ مال خاص پیغمبر کا ہے پس حضرت نے اُن ہتھیاروں میں سے جسکو چاہا بخشا اور زمینیں بعضے اصحاب کو بخشیں
اور جو مال اور زمین کہ بدون لڑائی کے ہاتھ آئے وہ مال خاص پیغمبر کا ہے اوسے فئے مال غنیمت کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ مال غنیمت اصحاب کے یعنی مہاجرین

کو دیا اور انصار کو نہ دیا مگر تین آدمیوں کو ابو دجانہ کو اور سہیل بن حنیف کو اور زید بن ظہیر کو اور بنی نضیر میں سے فقط دو آدمی ایمان لائے تھے سفیان بن عمیر اور
سعد بن وہب حضرت نے فرمایا کہ مال و ملک انکی انکو پھیر دو اور حق تعالیٰ نے اس فے کے مقدمہ میں یہ آیت نازل کی کہ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ اور جو کچھ کہ مال
غنیمت دیا ہے خدا نے اور پھیرا ہے اسکو عَلٰی رَسُوْلِہٖ اور پر پیغمبر اپنے کے مِنْهُمْ مالوں انکے سے یعنی یہ مال بنی نضیر کے رسول خدا کو بخشے اس واسطے کہ جو کچھ
درمیان آسمان اور زمین کے ہے خاص واسطے خدا کے ہے اور واسطے پیغمبر کے اور واسطے مومنین کے جو کہ فرمانبردار اور پیرو پیغمبر کے ہیں کہ جنکا وصف خدا نے بیان کیا ہے الذین آمنوا
انما یہ دون پس جو حکم کہ کفار اور مشرکین اور ظالموں کے ہاتھ میں ہے وہ حق انکا ہے کہ پھیرا ہے اُنسے طرف مومنین کے خدا نے اور بخشا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے
حضرت صادق نے پس جو کچھ کہ مال غنیمت خدا نے اپنے رسول کو بخشا ہے وہ بے تردد تمہارے ہاتھ میں آیا ہے کہ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ پس نہیں دوڑائے ہیں
تم نے عَلَیْهِ اوپر اسکے واسطے لینے اسکے مِنْ خَیْلٍ گھوڑے وَّلَا رِكَابٍ اور نہ شتر یعنی پیادہ آئے تم وہاں سوائے پیغمبر کے کہ وہ اونٹ پر سوار
تھا اور ایک روایت میں ہے کہ دراز گوش پر سوار تھا اور اس قلعہ کے فتح میں یہودیوں سے جنگ کسی طرح کی نہیں واقع ہوئی ہے کہ تمکو مشقت ہوتی اور بسبب
اسکے مستحق لینے غنیمت کے ہوتے وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ اور لیکن خدا نصرت کر کے یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ غالب کرتا ہے پیغمبروں اپنے کو عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ اوپر
اور پر جس شخص کے کہ چاہتا ہے بسبب رعب اور خوف کے پس مقدمہ غنیمت کا سپرد ہے پیغمبر کے جسکو وہ چاہے دیوے اور جسکو چاہے نہ دیوے
اور تقسیم اسکی مثل اس غنیمت کے نہیں ہے کہ جسکو جنگ کر کے لیتے ہیں وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا
ہے کہ کبھی تو بسبب امر ظاہر کے کہ وہ جنگ اور جدال ہے انکو دشمنوں پر غالب کرتا ہے اور کبھی بسبب امر پوشیدہ کے کہ وہ ڈالدینا رعب اور خوف کا انکے
دلوں میں ہے رسل انکو اونپر غالب کرتا ہے اور اسکی تقسیم کا حال بیان کرتا ہے کہ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ اور عطف کا اس میں سے اس واسطے
ترک کیا ہے کہ تفسیر ہے پہلے ما افاء اللہ کی اور معنی اسکے یہ ہیں کہ جو کچھ پھیرا ہے خدا نے اوپر پیغمبر اپنے کی مال غنیمت میں سے مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی بستیوں
والوں کے مال میں سے کہ وہ بستیوں والے بنی نضیر تھے اور وہ مال غنیمت بنی نضیر کا فَلِلّٰهِ پس خاص واسطے خدا کے ہے وَلِلرَّسُوْلِ اور واسطے پیغمبر کے اور جو
حصہ کہ خدا کا ہے اسکو بھی وہ حضرت اپنی مصلحت کے موافق خرچ کریں وَلِذِی الْقُرْبٰی اور واسطے صاحب قرابت رسول کے ہے وہ مال چاہیے
کہ اہلبیت کو آنحضرت کے وہ مال پہنچے وَالْیَتٰمٰی اور واسطے یتیموں آل محمد کے ہے وَالْمَسٰكِیْنِ اور واسطے مسکینوں کے ہے وہ مال کہ جو قدرت ایک
سال کے کھانیکی نہ رکھتے ہوں آل محمد میں سے وَابْنِ السَّبِیْلِ اور واسطے مسافر کے ہے وہ مال کہ آل محمد کے لوگوں میں سے ہو وہ مسافر غرض یہ ہے کہ قرابت
اور یتیم اور مسکین اور مسافر سب اہلبیت رسول میں سے ہوں کہ انکے واسطے یہ مال ہو اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ واللہ ہم ہیں لوگ
کہ ذوالقربیٰ جیسے خدا نے ارادہ کیا ہے اور اپنے رسول کے نفس کے نزدیک انکو کیا ہے کہ انکا ذکر اپنے اور پیغمبر کے ساتھ کیا ہے پس فرمایا کہ ما افاء اللہ
علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل ہم میں سے ہیں یہ سب خاص کئے گئے ہیں اور صدقہ میں سے یعنی زکواۃ وغیرہ
میں سے ہمارے واسطے حصہ مقرر نہیں کیا اس واسطے کہ بزرگ اور مرتبہ والا کیا ہے خدا نے پیغمبر اپنے کو اور ہمکو اس امر سے کہ کھلائے میل ہر چیز کا کہ آدمیوں کے ہاتھوں میں ہے
اور حضرت سجاد نے فرمایا ہے کہ وہ ہمارے قریب اور یتیم اور مساکین اور مسافر ہیں اور مخالفین کو علماء انکے کل آدمیوں کو قریب اور یتیم اور مسافر اور مسکین مراد لیتے ہیں
اور دوسری روایت میں سجاد نے فرمایا کہ واسطے ہمارے حصہ قریبوں اور فقرا کا ہے اور باقیوں سب آدمیوں کو ہمراہ شریک ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا
ہے کہ ہم وہ قوم ہیں کہ فرض کی ہے خدا نے فرمانبرداری ہماری لوگوں پر اور واسطے ہمارے ہے مال فے کا کہ خاص کیا گیا ہو اور جنگ کر نکالا ہو برگزیدہ مال چوپائے
خوب اور لونڈیاں خوبصورت اور موتی قیمتی اور ہر چیز بیش قیمت اور مال تین طرح کا ہوتا ہے ایک تو مال زکواۃ کہ وہ بنی ہاشم پر حرام ہے اور ایک مال وہ ہے کہ جو کفار
سے لڑ کر شمشیر کے زور سے لیتے ہیں اسمیں سے خمس بنی ہاشم کے واسطے ہے اور باقی کا جہاد کرنیوالے کے واسطے اور ذکر اسکا واعلموا انما غنمتم والی آیتیں گزر گیا ہے اور
ایک مال وہ ہے کہ جو کفار سے بدون لڑائی ہاتھ لگتا ہے اور وہ خاص پیغمبر کے واسطے ہے زندگی میں آپکی اور بعد اسکے خلیفہ حق کے واسطے ہے اور وہ جسطرح
چاہیں اسکو خرچ کریں اور مستحق مال فے اور خمس کے بنی ہاشم میں اولاد ابو طالب اور عباس کی اور حق ان کا خمس میں جسقدر ہے وہ رسول خدا نے اپنی

زندگی میں انکو دیا تھا اور ایسے ہی ابوبکر نے اپنی خلافت میں کیا تھا لیکن عمر نے اپنی خلافت کے آخر زمانہ میں تھوڑا سا علی و اولاد عباس وغیرہ کو دیا اور بیان کرتا ہے خدا کہ ایسا
ہر مال فئی کو کیوں کیا اسواسطے کہ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً تاکہ نہووے وہ مال فی دست بدست آنیوالا بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ درمیان تونگروں کے تم میں
سے کہ اپنی قوت اور غلبہ سے اپنے حق سے زیادہ لیویں اور محتاجوں کو تھوڑا دیویں اور یا یہ کہ انکو محروم رکھیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا پہلے زمانہ
رسول سے اور خطاب اس آیت میں طرف مومنین کے ہے سوائے پیغمبر اور اہلبیت کے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ اور جو کچھ کہ دیوے تم کو پیغمبر مال فئی اور غنیمت سے
فَخُذُوْهُ پس لو تم اسکو کہ وہ حق تمہارا ہے وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ اور وہ چیز کہ منع کیا ہے تمکو اس سے فَانْتَهُوْا پس باز رہو تم اور اسکے قریب مت
جاؤ اور یہ حکم عام ہے کہ جو کچھ پیغمبر فرمائے وہ کرو جس کام کو منع کرے اسکو ہرگز مت کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے رسول کی مخالفت میں اِنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ تحقیق خدا سخت کرنیوالا عذاب کا ہے مخالفوں پر حکم پیغمبر کے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ خدا نے کسی نبی کو انبیا میں سے بخشش نہیں
فرمایا ہے کہ جو کچھ پیغمبر آخر الزمان کو مرحمت فرمایا ہے کہ سلیمان کو یہی فرمایا کہ فامنن او امسک بغیر حساب یعنی بخشش تو یا تھام رکھ تو بغیر حساب کے اور ہمارے حضرت کو
فرمایا کہ ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ تدبیر امت کی پیغمبر کے ہاتھ میں ہے اور بعد اُس کے
آئمہ معصومین کے ہاتھ میں اور اسیواسطے حضرت نے خیبر کے مال تقسیم کئے مسلمانوں پر اور خیبر والوں پر احسان رکھکر انکو انکے حال پر چھوڑ دیا اور بنی نضیر اور بنی قینقاع
کو جلا وطن کیا اور بنی قریظہ کو قتل کیا اور انکی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنایا اور انکے مالونکو مسلمانوں پر تقسیم کیا موافق مصلحت کے لِلْفُقَرَآءِ
الْمُهٰجِرِيْنَ واسطے فقرا مہاجرین کے بدل واقع ہوا ہے ذوالقربیٰ سے اور ما بعد اسکے سے یعنی واسطے خدا کے ہے اور پیغمبر کے وہ مال فئے اور واسطے فقرا
مہاجرین کے کہ وہ ذوی القربیٰ اور یتیم اور مساکین اور ابن سبیل ہیں اور پیغمبر فقرا میں داخل نہیں ہے کہ خدا نے انکی تعظیم کے واسطے فقرا سے انکو خارج کیا ہے
اور اسی واسطے عطف للفقراء کا رسول کے مابعد پر ہے اور مہاجرین سے وہ لوگ مراد ہیں کہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر مکہ سے طرف مدینہ کے روانہ ہوئے تھے اور
وہ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا وہ لوگ ہیں کہ نکالے گئے ہیں مِنْ دِيَارِهِمْ گھروں اپنے سے کہ مکہ میں تھے وَاَمْوَالِهِمْ اور مالوں اپنے سے کہ مال انکے انکے
پڑے رہے اور وہ مال انکو اٹھانے نہ دئے اور وہ فقرا اور مہاجرین ایسے ہیں کہ يَبْتَغُوْنَ طلب کرتے ہیں وہ بسبب ہجرت کے فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ
فضل کو خدا سے وَرِضْوَانًا اور رضامندی کو خدا کی یعنی ہجرت انکی واسطے سوداگری اور دنیا کے کسی غرض کیواسطے نہیں ہے بلکہ واسطے خوشنودی
اور رضامندی خدا کے ہے وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ اور مدد کرتے ہیں وہ دین خدا کی اپنے مالوں اور جانوں سے وَرَسُوْلَهٗ اور پیغمبر اسکے کی ہر مقام میں
اُولٰٓئِكَ یہ گروہ مہاجرین کے هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وہی ہیں سچے قول میں اور فعل میں اور منقول ہے کہ مہاجرین میں سے اکثر ایسے تھے کہ شکم اپنے پر پتھر باندھتا تھا
اور جاڑوں میں بسبب برہنگی کے گڑھا کھودتا اور اسکے اندر بیٹھتا تھا کہ سردی کم اثر کرے اور جس وقت کہ حال انکا ایسا ہوا تو رسول خدا نے مال بنی نضیر کا
مہاجرین پر تقسیم کیا اور انصار سے تین آدمیوں پر کہ بہت محتاج تھے چنانچہ مذکور ہوا ہے اور اب انصار کے حق میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ
اور جو واسطے ان لوگوں کے ہے کہ جگہ پکڑی ہے انھوں نے بیچ گھر اسکے کہ وہ مدینہ ہے وَالْاِيْمَانَ اور بیچ ایمان کے خدا اور پیغمبر پر یعنی مدینہ اور ایمان کو
جگہ وطن کی اور جگہ ٹھہرنے اپنے کی کیا ہے انھوں نے اور مراد اس سے انصار ہیں کہ مدینہ جگہ انکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایمان سے پہلے فعل کہ وہ اخلصوا ہے محذوف
ہے یعنی جگہ پکڑی ہے انھوں نے بیچ گھر کے کہ وہ مدینہ ہے اور خالص کیا ہے انھوں نے ایمان کو اور اعتقاد کامل سے تصدیق کی ہے انھوں نے اور
بعضے کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی یہ ہے دار الہجرۃ و دار الایمان ہے اور ہجرت اور دار الایمان نام مدینہ منورہ کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایمان نام مدینہ
کا ہے اور رسول خدا نے نام اسکا ایمان رکھا ہے حاصل یہ کہ مدینہ میں وہ ساکن ہوئے ہیں مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے ان مہاجرین سے اور یا یہ کہ ایمان لائے ہیں وہ پہلے
ہجرت مہاجرین سے اور پہلے آنے انکے سے مدینہ میں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُس سے اصحاب عقبہ ہیں اور وہ ستر آدمی ہیں مدینہ کے کہ مکہ میں جاکر انھوں نے رسول خدا
سے بیعت کی تھی لڑنے پر ہر شخص کالے اور گورے سے اور انصار ہی کی تعریف میں فرماتا ہے کہ يُحِبُّوْنَ دوست رکھتے ہیں وہ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ اس
شخص کو کہ ہجرت کرے طرف اُن کے کہ اپنے شہر کو چھوڑ کر انکے شہر میں چلا آوے پس جگہ دیتے ہیں وہ انکو اپنے شہر میں اور اپنے مال سے انکی مدد کرتے ہیں اور

ہیں کہ یحبون خبر ہے والذین تبوؤا الدار کی لیکن اسصورت میں عطف اسکا مہاجرین پر ہوگا بلکہ نیا جملہ ہوگا وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ اور نہیں پاتے ہیں وہ انصار بیچ سینوں اپنے کے حَاجَةً احتیاج کو مِّمَّا أُوتُوا اس چیز سے کہ دئے گئے ہیں وہ مہاجرین مال غنیمت بنی نضیر کا اور انصار کو وہ مال نہیں دیا گیا ہے اور اسکا وہ کچھ حسد نہیں کرتے ہیں کہ انکو دیا ہمکو کیوں نہیں دیا بلکہ رسولخدا نے وہ مال تقسیم کیا ہے اسپر راضی ہیں اور منقول ہے کہ رسولخدا نے انصار کو طلب کیا اور احسان اور مدد جو مہاجرین کی ساتھ انہوں نے کی تھی اسکا ذکر کیا اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کے اگر تم چاہتے ہو تو مال بنی نضیر کا تمہیں میں تقسیم کروں اور گروہ مہاجرین کا پہلے قرار تمہارے گھروں میں ساکن رہیں اور اگر چاہو تو تمام مال مہاجرین پر تقسیم کروں کہ وہ تمہارے گھروں سے باہر نکلکر اپنی معاش کی امور میں مشغول ہوں جس وقت حضرت نے کلام اپنا تمام کیا تو سعد بن عبادہ نے کہا کہ یا رسول اللہ خاطر ہماری یہ چاہتی ہے کہ مال کو مہاجرین پر تقسیم کرا اور وہ بدستور ہماری گھروں میں ساکن رہیں کہ روشنی اور برکت ہمارے گھروں میں مہاجرین کے سبب سے ہے حضرت نے انکے حق میں دعا فرمائی اور خدا نے انکی شان میں فرمایا کہ وَيُؤْثِرُونَ اور اختیار کرتے ہیں وہ انصار مہاجرین کو اور مقدم رکھتے ہیں عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ اوپر نفسوں اپنے کے یعنی گھر اور بستر اپنے اور مکان اپنے اور مال وغیرہ مہاجرین کو دیتے ہیں خالی کرکے وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور اگرچہ ہے ساتھ انکے احتیاج اور فقیری لیکن مہاجرین کو باوجود احتیاج کے اپنے نفسوں پر مقدم رکھتے ہیں اور ایثار اسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک چیز کی طرف بہت احتیاج ہو اور وہ چیز اپنے پاس موجود ہو اور دوسرے کو دیکھے کہ یہ بھی محتاج ہے اس چیز کا کہ جو اپنے پاس ہے پس وہ اپنی احتیاج کو تو اسی طرح رہنے دے اور دوسرے کو وہ چیز دیدے کہ وہ دوسرا اپنی احتیاج کو اس سے دفع کرے چنانچہ ابو القاسم دمشقی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایکروز حضرت علی نے فاطمہ سے کہا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے کھانے کے واسطے چاشت کے کہا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جسنے میرے باپ کو پیغمبر کیا ہے کہ کھانے کی قسم سے میرے پاس کچھ نہیں ہے تاکہ میں اپنے اور فرزندوں کے نفس پر تجھکو اختیار کروں علی نے فرمایا کہ پھر مجھکو کیوں نہیں کہتی ہو کہ میں کہیں سے کچھ لاؤں فاطمہ نے کہا کہ مجھکو حیا آتی ہے کہ میں تجھکو تکلیف دوں اس چیز کی کہ جسکی تجھکو قدرت نہو حضرت علی یہ سنکر گھر سے باہر نکلے خدا پر اعتماد کرکے اور ایک دینار کسی سے قرض لیا اور راہ میں وہ دینار لیے ہوے جاتے تھے تاکہ اپنے اور اپنی عیال کے واسطے کھانا خرید کریں ناگہاں مقداد کو دیکھا کہ شدت گرمی میں چلے آتے ہیں اور آفتاب کی حرارت سے چہرہ انکا سرخ ہو رہا ہے اور صورت بدلگئی ہے حضرت نے فرمایا کہ اے مقداد کیا باعث ہوا ایسی گرمی میں گھر سے باہر نکلنے کا کہا کہ اے ابو الحسن مجھسے اسوقت کچھ پوچھو نہیں اور مجھکو جانے دو فرمایا کہ اے پسر برادر تجھکو حلال نہیں ہے کہ تو اپنا حال مجھسے پوشیدہ رکھے کہا کہ یا علی کیا کہوں میرے اسوقت بچے اور عیال میرے شدت گرسنگی سے روتے ہیں مجھسے حال انکا دیکھا نہ گیا اور میں گھبراکر رنجیدہ اور مغموم اپنے گھر سے باہر نکلا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا زمین مجھکو نہیں اٹھاتی ہے یہ حال اور قصہ میرا ہے حضرت نے سنا تو اسقدر روئے کہ مقداد کہ ریش مبارک اشکوں سے تر ہوگئی اور فرمایا کہ جسنے تجھکو نکالا ہے اسی نے مجھکو نکالا ہے یعنی جیسے کہ اہل و عیال کی بھوک نے تجھکو نکالا ہے ایسی ہی میرے اہل و عیال کے فاقہ نے مجھکو گھر سے باہر نکالا ہے اور فرمایا کہ ایک دینار میں قرض لایا ہوں تو اسکو لے کہ اپنے نفس پر میں تیرے نفس کو اختیار کرتا ہوں وہ دینار مقداد کو دیکر خالی ہاتھ اپنے گھر کو چلے آئے پس خدا نے عوض میں ایثار اور بخشش کے اہلبیت رسول کیواسطے بہشت سے کھانا بھیجا اور عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایکشب رسولخدا نماز مغرب اور عشا سے فارغ ہوکر مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایکمرد صفوں کے درمیان سے اٹھا اور کہا کہ اے مہاجرین و انصار میں ایک مرد غریب ہوں اور مجھکو کسی چیز کی قدرت نہیں ہے مجھکو کھانا کھلاؤ رسولخدا نے فرمایا کہ اے مرد درویش ذکر غریبی متکر کہ دلکو میرے تو نے غمگین کردیا اور فرمایا کہ غریب چار ہیں ایک تو مسجد کہ ایک قوم کے درمیان ہو اور اسمیں وہ لوگ نماز نہ پڑھیں اور دوسرے قرآن کہ وہ گھر میں رکھا ہو اور آدمی اس گھر کے تلاوت اسکی نہ کریں اور تیسرے عالم کہ درمیان ایک جماعت کے ہو اور لوگ اس جماعت کے مسائل دینی اس سے نہ پوچھتے ہوں اور چوتھے قیدی مسلمانوں کا آدمی کہ درمیان کفار کے قید ہو اور بعد اسکے طرف اصحاب کے منہ کرکے فرمایا کہ کون ہے کہ اس محتاج کی حاجت کو پورا کرے تاکہ فردوس اعلیٰ میں اسکو جگہ دیں حضرت علی کھڑے ہوے اور اس سائل کا ہاتھ پکڑکر حضرت فاطمہ زہرا کے حجرہ میں لائے اور فاطمہ سے فرمایا کہ اے دختر رسولخدا اس مرد مہمان کے کام میں نظر کر حضرت فاطمہ نے کہا کہ اے پسر عم کھانا بہت تھوڑا ہے اور حسن اور حسین بھوکے ہیں اور تو روزہ دار ہے اور وہ کھانا ایک آدمی کی خوراک سے زیادہ کا نہیں ہے فرمایا کہ اس کھانے کو حاضر کرو فاطمہ زہرا وہ کھانا حضرت علی کے آگے لائیں حضرت علی نے وہ کھانا مہمان کے روبرو رکھا اور اپنے جی میں کہا کہ اگر میں اس کھانے میں سے کھاؤنگا تو مہمان بھوکا رہجائے گا اور اگر میں کھانے میں سے نہ کھاؤنگا تو مہمان کو خجالت ہوگی پس ہاتھ

ایثار حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

اپنا طرف چراغ کے بڑھایا اور اس مہمان کو ایسا دکھلایا کہ گویا بتی کو اسکی درست کرتے ہیں اسکو گل کر دیا اور فاطمہ سے فرمایا کہ اسکے روشن کرنے میں دیر کر دینا یہاں
تک کہ مہمان کھانے سے فارغ ہو جاوے اور خود ہمراہ مہمان کے اپنے دہن مبارک کو طرح ہلاتے تھے تاکہ مہمان جانے کہ یہ بھی کھانا کھاتے ہیں پس جسوقت کھانے سے فارغ ہوئے تو
فاطمہ زہرا چراغ کو روشن کر کے لائیں اور وہ کھانا اسیطرح بدستور جیسا کہ پہلے تھا اسی قدر رکھا ہوا تھا حضرت علی نے فرمایا کہ اے درویش تو نے کسواسطے نہیں کھایا
کہا کہ میں سیر ہو گیا ہوں پس حضرت علی نے اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین اور فضہ اور ہمسایوں نے سیر ہو کر اس کھانے میں سے کھایا اور ہنوز وہ باقی تھا دوسرے روز
علی رسول خدا کے پاس گئے تو رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی کل کی رات کیونکر گزاری کہا کہ خیر اور خوبی سے اور چراغ کا گل کر دینا اور خالی منہ ہلانا اور کھانے میں
برکت ہونی یہ سب رسول خدا نے بیان کیا حضرت علی نے پوچھا کہ یا رسول خدا حضرت کو کسنے خبر دی ہے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آیا اور سب حال آکر بیان کیا
اور یہ آیت لایا کہ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ اور اس روایت کو عاصم بن کلیب نے کہ اہلسنت کے راویوں میں سے ہے اور ثعلبی نے بیان کیا ہے اس
روایت میں اور اسمیں کچھ فرق ہے اور منقول ہے کہ ایکروز جناب امیر علیہ السلام نے ایک جماعت کو دیکھا ان سے پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے کہا کہ ہم توکل کرنیوالے ہیں
حضرت علی نے پوچھا کہ تمہارا توکل کس طرح ہے کہ جس وقت ہم کھانے پاتے ہیں کھاتے ہیں اور جسوقت نہیں پاتے تو صبر کرتے ہیں فرمایا کہ یہ فعل کتوں کا ہے انھوں
نے پوچھا کہ یا امیر المومنین پھر توکل کیا ہے فرمایا کہ جیسے کہ ہم کرتے ہیں کہ جس وقت کچھ نہ پائیں تو شکر کریں اور جس وقت پائیں تو اپنے نفس پر دوسرے
کے نفس کو اختیار کریں اور اب خدا طرف سخاوت کے رغبت دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ ومن یوق اور جو کوئی نگاہ رکھا جاوے شح نفسہ بخیلی نفس اپنے
سے یعنی اپنے نفس کو بخل کرنے اور دوستی مال سے بچاوے اور نگاہ رکھے اور بخل کرنے پر نفس کو ملامت کرے یہانتک کہ اسکی فرمانبرداری نہ کرے اور اسکو جو کہ راہ خدا کے
دینے میں دریغ نکرے فاولئک پس یہ لوگ ہم المفلحون وہی رستگاری پانے والے ہیں اور مراد کو پہنچنے والے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ شح بخل سے
زیادہ سخت ہے اسواسطے کہ بخیل تو اس چیز سے بخل کرتا ہے کہ جو اسکے پاس ہے اور شحیح وہ شخص ہے کہ جو بخل کرے اس چیز سے کہ جو لوگوں کے ہاتھ میں ہو اور جو کچھ کہ اسکے پاس ہے
یہانتک کہ نہیں دیکھتا ہے لوگوں کے ہاتھوں میں کسی چیز کو مگر آرزو کرتا ہے کہ یہ سب میرے پاس آ جاوے اور میرا ہی مال ہو جاوے خواہ وہ حلال ہو خواہ
حرام اور قناعت نکرے اسپر کہ جو خدا نے دیا ہے اور منقول ہے کہ جو کوئی اس چیز کو نہ لیوے کہ خدا نے اسکو منع کیا ہے اور جو چیز کہ خدا نے حکم کیا ہے اسکو بند نہ کرے
وہ شخص نگاہ رکھنے والا اپنے نفس کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شح نفس کا لینا مال حرام کا ہے اور منع کرنا زکوٰۃ کا اور انس نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ جو کوئی
زکوٰۃ دیوے اور مہمان کو کھانا کھلاوے اور جو مہم کہ پیش آوے اسمیں مال کو اپنے خرچ کرے وہ شخص شح نفس سے پاک ہے اور جابر نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے
کہ بچو تم شح سے اسواسطے کہ پہلے تمسے آدمی اسکی جہت سے ہلاک ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ شح اور ایمان مومن کے دل میں جمع نہیں ہوتے یعنی توفیق
کہ حق واجب کو ادا نکرے حلال جانکر یعنی اور جو کچھ کہ شحیح کو حلال اور درست جانتے اور کہتے ہیں کہ نوشیرواں نے بزرجمہر سے پوچھا کہ کیا چیز آدمی کے واسطے زیادہ بری ہے
کہا کہ درویشی نوشیرواں نے کہا کہ بخل زیادہ بد ہے اسواسطے کہ درویش جسوقت مال کو پاوے تو فراخ دست ہو جاوے اور بخیل ہرگز فراخ دل نہ ہو اور اب حال ان
لوگوں کا بیان کرتا ہے مومنین میں سے کہ جو بعد صحابہ کے ہوئے ہیں قیامت تک چنانچہ فرماتا ہے کہ والذین جاءو اور وہ لوگ کہ آئے وہ یعنی
آتے ہیں وہ من بعدہم پیچھے ان مہاجرین اور انصار سے یقولون کہتے ہیں وہ عاجزی سے کہ ربنا اغفر لنا اے پروردگار ہمارے
بخش تو واسطے ہمارے گناہ ہمارے ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اور بخش تو واسطے بھائیوں دینی ہمارے کے وہ لوگ کہ سبقت
کی ہے انھوں نے ہمسے ساتھ ایمان کے کہ ہمسے پہلے وہ ایمان لائے ہیں اور ایمان خالص پر وہ مرے ہیں ولا تجعل اور نہ کر تو یعنی نہ رکھ تو فی
قلوبنا غلا بیچ دلوں ہمارے کینہ اور حسد کو للذین امنوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں وہ یعنی ہمکو اپنے فضل و کرم سے ارادہ بد سے نگاہ
رکھ کہ ہم مومنین کے حق میں کچھ بد نہ کہیں اور انکی طرف سے بدی اپنے دلوں میں نہ رکھیں ربنا انک رءوف رحیم اے پروردگار ہمارے تو مہربان ہے بخشنے
والا ہے ہماری دعا کو قبول کر اور ہمکو مومنین سابقین کے زمرہ میں داخل کر اور جاننا چاہیے کہ بغض اور بدی کا ارادہ کرنا مومنین سے باعتبار ایمان کے کفر ہے
اور دنیا کے امور کی جہت سے فسق ہے اور اب خدا ابن ابی وغیرہ منافقین کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ الم تر کیا نہ دیکھا تو نے اے محمد الی الذین

نَافَقُوْا طرف اُن لوگوں کے کہ منافق ہوئے ہیں عبداللہ بن اُبی اور ابو لیلی اور رفاعہ وغیرہ کہ بنی نضیر کو انھوں نے پیغام بھیجا تھا کہ ہم تمسے متفق ہیں اور
اگر محمد سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کرینگے اور وہ اگر غالب ہوکر تمکو نکالدیگا تو ہم بھی نکل جائینگے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ یَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں وہ منافق
لِاِخْوَانِهِمُ واسطے بھائیوں اپنے کے کہ وہ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اہل کتاب سے کہ وہ یہودی ہیں سبب اپنے
ہیں وہ منافق ان یہودیوں سے کہ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ البتہ اگر نکالے جاؤ گے تم اپنے گھروں سے لَنَخْرُجَنَّ البتہ نکلینگے ہم مَعَكُمْ ہمراہ تمہارے دوستی میں تمہاری
وَلَا نُطِیْعُ اور نہ فرمانبرداری کریں گے ہم فِیْكُمْ بیچ مقدمہ تمہارے کے اَحَدًا کسی کے کہ اگر محمد تمسے لڑنیکو کہیگا تو ہم اسکا کہنا نہ مانینگے اَبَدًا کبھی
وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ اور اگر جنگ کیجاؤ تم یعنی مسلمان تمسے لڑیں لَنَنْصُرَنَّكُمْ البتہ مدد کرینگے ہماری تمہاری وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اور خدا گواہی دیتا ہے
کہ اِنَّهُمْ تحقیق وہ لَكٰذِبُوْنَ البتہ جھوٹ کہنے والے ہیں اس مقدمہ میں کہ وہ ان وعدوں کو یہودیوں سے وفا نہ کریں گے جیسے کہ خدا فرماتا ہے لَىِٕنْ
اُخْرِجُوْا البتہ اگر نکالے جائیں یہودی اپنے گھروں سے تو لَا یَخْرُجُوْنَ نہ نکلیں گے وہ منافقین مَعَهُمْ ہمراہ اُن کے اور موافقت انکی ہرگز نہ کریں
گے وَلَىِٕنْ قُوْتِلُوْا اور البتہ اگر لڑائی کیجائیں وہ یہودی یعنی مسلمان یہودیوں سے لڑیں تو لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ نہ مدد کرینگے وہ منافقین اُن یہودیوں کی
وَلَىِٕنْ نَّصَرُوْهُمْ اور البتہ اگر مدد کریں وہ منافقین ان یہودیوں کی بسبیل فرض تو لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ البتہ پھیریں پیٹھوں اپنی کو اور بھاگ
جائیں ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ پھر نہ مدد کیے جائیں وہ یہودی منافقوں کے بھاگنے کے بعد اس واسطے کہ جب نصرت کرنیوالے بھاگ گئے تو وہ کیونکر منصور اور فتحمند
ہونگے بلکہ قتل اور اسیر ہونگے اور اب مومنین کی طرف خطاب کرتا ہے لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً البتہ تم اے مومنین زیادہ سخت ہو خوف اور ڈر میں
فِیْ صُدُوْرِهِمْ بیچ سینوں انکے کے مِّنَ اللّٰهِ خدا سے یعنی تمہارا خوف اے مومنین منافقین کے سینوں میں خدا کی طرف سے زیادہ ہے اور بہت تیز
واقع ہوا ہے یعنی اے مومنین جیسا کہ تم سے یہ منافقین ڈرتے ہیں ایسے خدا سے نہیں ڈرتے ذٰلِكَ یہ خوف تمہارا منافقوں کو بِاَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق
وہ منافقین قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے ہیں بزرگی کو اور اسکے عذاب کرنیکو ورنہ اس سے بہت ڈرتے اور تمسے نہ ڈرتے لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ
نہ جنگ کریں گے تمسے منافقین اور یہودی جَمِیْعًا جس وقت کہ اکٹھے ہو نیوالے ہوں وہ دو نو گروہ ہیں اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ مگر بیچ بستیوں مضبوط کیے گئی کے
خندق اور برجوں سے کہ بڑے استوار وہ قلعے ہوں اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ یا پیچھے دیواروں سے ہو کر وہ تمسے لڑیں اور وہ جو تمسے نہ لڑیں گے یہ انکی نامردی کی
جہت سے نہیں ہے بلکہ بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ جنگ انکا درمیان انکے آپسمیں شَدِیْدٌ سخت ہے کہ جس وقت وہ آپسمیں لڑتے ہیں تو ہر ایک دوسرے پر بہت سختی
اور شدت کرتا ہے لیکن تمہارے مقابلہ میں وہ نہیں ہوسکتے کہ تمہارا رعب خدا نے انکے دلوں میں ڈالدیا ہے کہ بہادر اُن کا تو تمہارے مقابلہ میں نامرد ہے اور عزت
والا ذلیل ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا گمان کرتا ہے تو انکو اکٹھے اور جانتا ہے تو کہ منافقین اور یہود اکٹھے اور متفق ہیں وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى اور حال یہ ہے کہ دل
اُنکے پراگندہ ہیں بسبب خلاف اعتقاد کے اور برائیوں کے ذٰلِكَ وہ اختلاف اور کثرت کینہ اور حسد کے ان میں بِاَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ
قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ایک قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے ہیں اور عقلوں کو اپنی دخل نہیں دیتے ہیں کہ انکو معلوم ہو کہ ہمارے واسطے کیا بہتر ہے اور پراگندگی دلکی
سست کرتی ہے خود تو انکو اور اب فرماتا ہے کہ مثال یہودیوں کی مغرور ہونے میں كَمَثَلِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مانند اُن لوگوں کے ہے کہ پہلے انسے تھے وہ
قَرِیْبًا بیچ زمانہ نزدیک کے ذَاقُوْا چکھا انھوں نے وَبَالَ اَمْرِهِمْ بد انجامی امر اپنی کو یعنی اپنے کفر کے وبال کو اور مراد اُنسے مشرکین قریش ہیں
کہ جو مہینہ پہلے اُنسے بدر میں مارے گئے اور دنیا ہی میں اُنھوں نے عذاب چکھا اور كَمَثَلِ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی مثلهم كمثل الذين ہے اور قریبا منصوب
کا نہ محذوف سے اور کہتے ہیں کہ مراد ان لوگوں سے بنی قینقاع ہیں کہ جس وقت بدر سے پھرے تو رسول خدا نے انکو حکم دیا کہ اپنے گھروں سے نکل جائیں وہ اس واسطے کہ رسول خدا
سے جو انھوں نے عہد کیا تھا وہ عہد انھوں نے توڑ ڈالا اور عبداللہ بن اُبی نے کہا تم نکلو نہیں میں محمد کے پاس جا کر تمہاری سفارش کرونگا اور یا یہ کہ تمہارے پاس قلعہ
میں آکر تمہاری مدد کرونگا اور جسوقت وہ قلعہ میں گئے تو عبداللہ بن ابی نے انکی مدد نہ کی اور ناچار انکو بھاگنا پڑا اور جلاوطن ہوگئے وَلَهُمْ اور واسطے
اُنکے باوجود خواری جلاوطن ہونے کے عَذَابٌ اَلِیْمٌ عذاب دردناک ہے آخرت میں اور مثال منافقوں کی یہودیوں کے فریب دینے میں اور نصرت

کے وعدے کرتے ہیں اور پھر اسکے خلاف کرتے ہیں کَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ مانند شیطان کے ہے کہ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ جسوقت کہا واسطے آدمی کے کہ کفر
کر تو کہ میں تیرا مددگار اور مصاحب ہوں فَلَمَّا كَفَرَ پس جسوقت کفر کیا اس نے قَالَ کہا شیطان نے کہ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ تحقیق میں بیزار ہوں تجھسے
اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ تحقیق کہ میں ڈرتا ہوں خدا سے کہ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ پروردگار عالموں کا ہے اسواسطے کہ خدا قیامت کے روز شریک تیرا مجھکو کریگا عذاب
میں اور مراد شیطان سے ابلیس ہے اور انسان سے مراد ابوجہل ہے اس واسطے کہ جسوقت وہ بدر میں گیا تو ابلیس سراقہ کی صورت میں کہ وہ رئیس بنی کنانہ کا تھا نکلا یا اور ابوجہل
سے کہا کہ اے ابوالحکم خوف مت کر کہ کوئی آدمی تجھپر غالب ہوگا اور جس وقت بدر میں پہنچے تو ابلیس نے دیکھا کہ ملائکہ مسلمانوں کی مدد کو آتے ہیں اور آسمان سے نازل
ہوتے ہیں یہ دیکھکر بھاگا اور کہا کہ میں تجھسے بیزار ہوں اور ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مراد شیطان سے ابیض ہے کہ وہ ابلیس کے چچا کا بیٹا ہے
اور مراد انسان سے برصیصا عابد ہے کہ بنی اسرائیل میں سے تھا پس اس صورت میں معنی آیت کے یہ ہونگے کہ مثل منافقوں کے یہودیوں کے فریب دینے میں مانند ابیض کے ہے
کہ برصیصا کو کہا کہ کافر ہوجا تو کہ میں تیری مدد کرونگا اور جسوقت برصیصا کافر ہوگیا تو ابیض نے کہا کہ میں تجھسے بیزار ہوں اور یہ قصہ مفصل اس طرح سے ہے کہ برصیصا
راہب تھا فترت میں کہ مابین حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر کے وہ زمانہ ہے اس زمانہ میں عبادت خدا کی کرتا تھا یہانتک کہ ستر برس عبادت کی اور ابلیس نے ہر چند چاہا کہ اسکو
گمراہ کرے لیکن وہ ابلیس کے بہکانے میں نہ آیا ابلیس نے ناچار ہو کر شیاطین کو کہ جو اسکے تابع تھے جمع کیا اور برصیصا کے مقدمہ میں انسے مشورہ کیا ابیض نے کہا کہ میں اسکو
گمراہ کرونگا اور یہ وہی ابیض ہے کہ رسول خدا کو چاہتا تھا کہ اغوا کروں جبرئیل نے اسکو مار کر پھینکدیا جزیرہ میں والدیا القصہ ابیض نے لباس عابدوں کا پہنکر برصیصا
کے عبادتخانہ کے قریب اپنے تئیں پہنچایا اور آواز دی برصیصا جو اپنی نماز میں مشغول تھا اس طرف ابیض کو جواب نہ دیا اور ابیض اسکے حجرے کے نیچے نماز پڑھنے میں مشغول
ہوا اور ہر نماز کو باعتبار نفاق کے خشوع وخضوع سے ادا کرتا تھا برصیصا نے جس وقت اسکا یہ حال دیکھا تو آواز دی کہ اے بندہ خدا کے مجھکو معذور رکھ کہ جس وقت
تو نے مجھکو آواز دی تھی اسوقت میں نماز میں مشغول تھا اور تیری کیا حاجت ہے کہا کہ درخواست میری یہ ہے کہ تیرے پاس رہوں تاکہ تیری خصلتوں کو دیکھکر میں بھی
ایسی ہی خصلتیں اختیار کروں اور علم تجھسے سیکھوں برصیصا نے انکار کیا اور ابیض نے بہت تضرع اور زاری کی اور اسکے روبرو نہایت عاجزی سے اصرار میں مبالغہ کیا
آخر کو برصیصا نے اجازت دی ابیض نے اسکے حجرہ میں داخل ہوکر نہایت ریاضت سے عبادت اختیار کی اور شکل عبادتیں نفاق سے برصیصا کے دکھلا کر
کرتا تھا برصیصا اسکی مشقت اور ریاضت اور کثرت عبادت کو دیکھکر مرید اسکا ہوگیا اور وہ ہر روز اپنی ریاضت اور عبادت کو زیادہ کرتا تھا اور روز بروز
برصیصا کے دلمیں محبت اسکی ترقی پکڑتی تھی یہانتک کہ ایک سال گذرا ابیض نے کہا کہ اے زاہد میرا ایک یار ہے کہ عبادتیں وہ مجھسے زیادہ ہے اور ریاضت اور محنت اسکی
عبادت میں نہایت کے مرتبہ کو پہنچی ہے میں چاہتا ہوں کہ اسکے پاس جاؤں اور چند روز اسکی خدمت میں حاضر رہکر ریاضت میں مشغول ہوں برصیصا کو اسکی جدائی
بہت شاق اور دشوار تھی لیکن جانتا تھا کہ یہاں نہ رہے گا اس واسطے ناچار ہو کر اسکو اجازت دیدی اور ابیض نے وقت رخصت کے برصیصا سے کہا کہ تجھکو
میں ایک دعا سکھلاتا ہوں کہ خدا اسکی برکت سے مریضوں کو شفا بخشے اور بلا کے گرفتاروں کو نجات دے اور دیوانوں کو عاقل کردے برصیصا نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں
کہ اگر آدمی اسپر مطلع ہونگے تو کثرت سے اپنے بیماروں کو لیکر آئیں گے اور عبادتمیں میری قصور اور کمی ہوجائیگی کہ اوقات میری انمیں ہی صرف ہوں گی اور
ابیض نے کہا کہ البتہ اس دعا کو سیکھنا چاہیے کہ اگر وہ ایسا ہوگا کہ تجھکو اسکی طرف احتیاج ہوگی پس ابیض وہ دعا برصیصا کو تعلیم کرکے رخصت ہوا اور ابلیس
سے کہا کہ اب زمانہ برصیصا کے گمراہ کرنیکا نزدیک آیا ہے اور شہر میں جاکر ایک مرد کو لپٹ گیا کہ وہ بیہوش ہوگیا اور بعد اسکے طبیب کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ
علاج اسکا سوائے دعا برصیصا کے نہیں ہے پس اس شخص کو برصیصا کے حجرہ کے دروازہ پر لائے اور انھوں نے بہت تضرع اور زاری کی اسنے وہی دعا اسپر پڑھی اور ابیض
نے اپنا ہاتھ اس شخص کے گلے پر سے اٹھالیا وہ ہوش میں آگیا اور اسی طرح ابیض آدمی کے سر پر آتا تھا اور برصیصا اسکو دعا سے اچھا کرتا تھا اکثر آدمیوں کے
ساتھ یہی اتفاق ہوا اور یہ خبر اس ولایت میں مشہور ہوئی اور ایک روز ابیض بادشاہ کی دختر کو لپٹا کہ وہ بادشاہ تو مرگیا تھا اور تین بیٹے اسکے زندہ تھے
اس لڑکی کو برصیصا کے پاس لے گئے اور برصیصا جو لوگوں کی کثرت آمد ورفت اور انبوہ سے تنگ ہوگیا تھا اسنے دروازہ اپنے حجرہ کا نہ کھولا بادشاہ کے بیٹوں نے
کہا کہ ہم اپنی بہن کو یہیں تنہا چھوڑ جاتے ہیں یہ امانت ہماری تیرے پاس ہے اور وہ اسکو تنہا چھوڑ کر چلے گئے برصیصا نے نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک

قصہ برصیصا

دختر نہایت خوبصورت حسن وجمال والی ہے اسکے پاس گیا اور وہی دعا ابیض کی تعلیم کی ہوئی اسپر پڑھی ابیض نے اپنا ہاتھ اسکے گلے پر سے اٹھا لیا وہ ہوش میں آگئی اور
دوسری بار ابیض نے پھر اسکا گلا پکڑا وہ بیہوش ہوگئی اور پھر برصیصا نے دعا پڑھی اور کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا اور اسکی بیہوشی کی حالت میں ابیض نے برصیصا کے دلمیں وسوسہ ڈالا کہ یہ
لڑکی اسوقت بیہوش ہے اور نہایت خوبصورت ہے اگر اسکے ساتھ تو اسوقت صحبت کرے گا تو کسی کو خبر نہ ہو گی برصیصا نے اسکے وسوسہ سے زنا کیا اس لڑکی سے اپنا منہ کالا کیا
اور وہ لڑکی اس سے حاملہ ہوگئی اور ابیض ایک صورت بنکر اسکے پاس آیا اور برصیصا سے کہا کہ تو نے یہ کیا فعل بد اور حرکت نالائق کی اور تو نے اپنے تئیں اور بستی والوں کو
رسوا اور بدنام کیا برصیصا نے نہایت زاری سے کہا کہ اسمقدمہ میں کوئی تدبیر کرنی چاہیے ابیض نے کہا کہ یہ راز پوشیدہ نہ رہیگا جبتک کہ تو اسکو قتل نہ کرے اور
اس پہاڑ کے نیچے دفن نہ کرے اور ایک روایت یہ ہے کہ اپنے مصلے کے نیچے اسکو قتل کرکے دفن کردے برصیصا نے اپنی جان کے خوف سے اسکو قتل کیا اور خاک میں اسکو
دفن کردیا اور ابیض نے اس عورت کی چادر کا گوشہ اس خاک سے باہر نکال دیا اور جسوقت بھائی اس لڑکی کے آئے اور اپنی بہن کو برصیصا سے پوچھا تو کہا کہ اسکو
دیو لے گئے اور ان شخصوں کو جو اس سے نیک اعتقاد تھا اسکے کہنے کو قبول کرکے چلے گئے اور دوسری شب ابیض نے بڑے بھائی کے خواب میں جاکر کہا کہ برصیصا نے تیری
بہن کیساتھ ایسا ایسا کیا ہے جسوقت بیدار ہوئے تو اپنے جی میں ٹھیرایا کہ یہ خواب شیطانی ہے اور دوسری شب منجھلے بھائی کے خواب میں جاکر یہی کہا اسنے بھی بعد
بیدار ہونے کے خواب شیطانی مقرر کیا اور تیسری شب چھوٹے بھائی کے خواب میں جاکر یہی حال بیان کیا جو کچھ کہ بڑے بھائی سے بیان کیا تھا اور چوتھے
روز تینوں بھائی ایکجگہ اکٹھے ہوکر بیٹھے تھے اور اپنی بہن کو روتے تھے چھوٹے بھائی نے کہا کہ میں نے ایسا ایسا خواب میں دیکھا ہے منجھلے بھائی نے کہا کہ میں نے بھی دیکھا
ہے بڑے نے کہا کہ واللہ میں نے بھی دیکھا پس تینوں برصیصا کے پاس گئے اور کہا کہ ہماری بہن کے ساتھ تو نے کیا کیا کہا کہ میں نے کیا نہیں کہا ہے کہ دیو
اسکو لے گئے ان تینوں نے کہا کہ برصیصا اپنے زمانہ کا زاہد ہے دروغ نہ کہیگا جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے وہ وہاں سے چلے گئے اور دوسری شب ابیض پھر انکی
خواب میں آیا اور وہی حال بیان کیا اور کہا کہ جاؤ بہن تمہاری فلانی جگہ خاک میں مدفون ہے اور اسکی چادر کا گوشہ خاک سے باہر نکلا ہوا ہے جسوقت وہ
بیدار ہوئے تو وہاں گئے اور اسکے مصلے کے نیچے جاکر دیکھا تو گوشہ چادر کا باہر نکلا ہوا تھا اسجگہ کو کھودا تو وہاں سے وہ عورت نکلی اور برصیصا کو گرفتار کرکے
لیگئے تاکہ اسکو سولی پر چڑھاویں ابلیس نے ابیض سے کہا کہ تو نے کچھ کام نہ کیا کہ اگر وہ سولی پر چڑھایا جائے گا تو کفارہ اسکے گناہ کا ہو جائے گا ابیض نے کہا
کہ میں ابھی اسکا کام تمام کرتا ہوں اسکو کافر کرکے مارتا ہوں اسی پہلی صورت میں بنکر برصیصا کے پاس آیا اور کہا کہ میں وہ عابد ہوں کہ تجھکو فلانی دعا
سکھائی تھی اور تو نے یہ کام برا کیا کہ سبب عابد ہونے کی آبروریزی کی اس قضیہ میں بھی ایک چیز تجھکو تعلیم کرتا ہوں تاکہ تو اس بلا سے نجات پاوے برصیصا نے کہا
کہ وہ کیا ہے کہا کہ مجھکو سجدہ کرتا کہ میں ایک دعا سے تجھکو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کردوں اور تو انہیں سے بھاگ جاوے اور جس وقت بھاگ جاوے تو توبہ
کرلینا برصیصا نے ابیض کو سجدہ کیا اور ابیض نے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں پس سولی پر اسکو چڑھا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ جسوقت سولی پر چڑھایا
تو ابیض اسکے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ہی تجھکو اس بلا میں گرفتار کیا ہے اگر میری فرمانبرداری کرے تو تجھکو اس بلا سے رہائی دوں کہا کہ میں تیرا فرمانبردار ہوں
ابیض نے کہا کہ مجھکو ایک سجدہ کر کہا کہ سولی پر کیونکر سجدہ کروں ابیض نے کہا کہ اسوقت اشارہ سے کرنا کفایت کرتا ہے برصیصا نے سولی پر اشارہ سے ابیض کو
سجدہ کیا اور کافر ہوگیا اور بعد اسکے ابیض نے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں اسی وقت وہ عابد کافر ہوکر مرگیا اور ستر برس کی عبادت اسنے اپنی برباد کی اور
دوسری روایت میں یہ قصہ اس طرح سے مذکور ہے کہ برصیصا ایک عابد زاہد تھا اور دنیا سے اسنے کنارہ اختیار کیا تھا اور ملائکہ نے اسکی عبادت کی
کثرت سے تعجب کیا اور ابلیس نے اسکے ساتھ فریب کیا اور ایک عابد کی صورت بنکر برصیصا کے حجرہ کے دروازہ پر آیا اور برصیصا نے پوچھا کہ تو کون ہے کہا
کہ میں ایک شخص عابد مومن سے ہوں چاہتا ہوں کہ تیرے ہمراہ میں عبادت کروں برصیصا نے اسکو بلا لیا اور ابلیس نے اس قدر عبادت کی کہ تین روز
تلک نہ کھایا نہ پیا اور نہ ایکساعت سویا اور جسوقت برصیصا نے ریاضت ابلیس کی دیکھی تو بہت تعجب کیا اور ابلیس نے کہا کہ میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے جسوقت وہ گناہ
میرے دلمیں گذرتا ہے تو بسبب ندامت کے نہ میں کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں اور نہ سوتا ہوں برصیصا نے کہا کہ میں بھی چاہتا ہوں کہ تیری مثل ہو جاؤں
گناہ کرکے تاکہ خوب طرح سے عبادت کو بجالاؤں گناہ کو یاد کرکے کہا کہ پہلے گناہ کر اور بعد اسکے توبہ کرتا کہ عبادت کی حلاوت چکھے سو اگر خدا غفور رحیم ہے گناہ کو

بخشدیگا برصیصا نے کہا کہ کونسا گناہ کروں ابلیس نے کہا کہ زنا کر برصیصا نے کہا کہ زنا نکرونگا کہا کہ نشہ کی چیز کہا کہ وہ بہت آسان ہے برصیصا نے
کہا کہ نشہ کی چیز کو میں کہاں سے لاؤں کہا کہ فلانی بستی میں جا وہاں وہ چیز ملیگی برصیصا اس بستی میں گیا اور دیکھا کہ ایک عورت نہایت خوبصورت شراب بیچتی ہے
اس سے شراب خرید کر کے نوش کی اور جس وقت عقل دور ہوگئی تو اس عورت سے زنا کیا اور وہ عورت شوہر دار تھی جس وقت شوہر اسکا اس عورت کے پاس
آیا تو برصیصا نے اسکو قتل کیا اور ابلیس آدمی کی صورت میں شکل دار ہو کر حاکم کے پاس گیا اور اسکو خبر کی انکے حال کی حاکم نے برصیصا کو بلالیا اور چالیس کوڑے
شراب پینے کے جرم میں اسکو مارے اور سو زنا کے جرم میں مارے اور بعد اسکے قصاص کے واسطے اسکو سولی پر لٹکایا پس ابلیس اپنی پہلی صورت میں بنکر آیا اور برصیصا
سے کہا کہ کیا حال ہے تیرا اے برصیصا کہا کہ سزا اس شخص کی کہ جو ہمنشین کے کہنے پر چلے ابلیس نے کہا کہ میں بہت مدت گمراہ کرنے میں وسوسہ دینے میں تیرے کوشش کرتا
تھا یہانتک کہ تجھکو سولی پر دیکھا اور اب اگر تو اپنی نجات اس بلا سے چاہتا ہے تو میں تجھکو چھڑا سکتا ہوں کہا کہ یہی چاہتا ہوں کہ مجھکو خلاصی ہوجائے ابلیس نے کہا
کہ مجھکو سجدہ کر کہا کہ کیونکر سجدہ کروں سولی پر ابلیس نے کہا کہ اشارہ کر اس غضب ابلیس کی اشارہ سے سجدہ کیا اور کافر ہو گیا فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ پس ہے انجام ان
دونوں کا یعنی شیطان کا اور اس انسان کا منافقوں اور یہودیوں کافروں میں سے أَنَّهُمَا یہ کہ تحقیق کہ وہ دونو فِي النَّارِ بیچ آتش دوزخ کے ہونگے
خَالِدَيْنِ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے اور خالدین حال واقع ہوا ہے وَذَٰلِكَ اور وہ یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہنا جَزَاءُ الظَّالِمِينَ بدلا ظلم
کرنے والوں کا ہے اپنی جانوں پر بسبب اختیار کرنے کفر کے کہ راہ حق سے گذر گئے ہیں اور اب مومنین کو نصیحت کرتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے
وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللَّهَ ڈرو تم عذاب خدا سے کہ اسکے حکموں کو بجالاؤ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ اور چاہیے کہ دیکھے نفس مَا قَدَّمَتْ
لِغَدٍ اس چیز کو کہ آگے بھیجی ہے واسطے کل کے دن کے یعنی واسطے روز قیامت کے کہ وہ عمل صالح ہے یا عمل بد ہے اگر عمل نیک ہے تو نجات دیگا اور اگر
عمل بد ہے تو ہلاک کرنیوالا ہے پس اگر طاعتیں اور نیکیاں کی ہیں تو انکی شکر گذاری کرے اور اگر وہ برائیاں اور گناہ ہیں تو ان سے توبہ کرے اور پشیمان ہو وَاتَّقُوا
اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے یہ قول تاکید ہے پہلے قول کی اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلا واسطے توبہ کے ہے گناہوں گذری ہوئے سے اور دوسرا واسطے باز رہنے کی آئندہ گناہوں سے یا
یہ کہ پہلا واسطے ادائے واجبات کے ہے اور دوسرا واسطے ترک کرنے حراموں کے ہے إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ تحقیق خدا خبردار ہے بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے
ہو تم اگر اسکے حکم کے خلاف کروگے تو عذاب میں گرفتار ہوگے وَلَا تَكُونُوا اور نہو تم اے مومنین كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ مانند ان لوگونکے کہ بھول گئے
خدا کو یعنی انکے حکموں کو ترک کیا اور مراد اس سے یہود و منافقین اور مشرکین ہیں یا مطلق احکام خدا کی بھول گئے پروا نہیں کی ہے فَأَنْسَاهُمْ پس بھلا دیا
نے انکو اور أَنْفُسَهُمْ نفسوں انکے کو یہانتک کہ نہیں سنتے ہیں وہ اسبات کو کہ نفع بخشے انکے نفسونکو اور نہیں کرتے ہیں وہ احکام کو کہ خلاص کرے
انکے نفسونکو اور جس وقت کہ زمانہ کفر اور گناہ میں خدا کو فراموش کر بسبب عناد کے باوجود ظاہر ہونے دلیلوں فرمانبرداری خدا کے تو خدا نے توبہ کو بھی انپر
بھلا دیا اور انکی حالپر انکو چھوڑ دیا أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ یہ لوگ وہی باہر ہونیوالے ہیں حکم خدا سے اور بعد اسکے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار
کرتا ہے کہ لَا يَسْتَوِي نہیں برابر ہیں نزدیک خدا کے أَصْحَابُ النَّارِ صاحب آتش دوزخ کے کہ غفلت میں بسر کرکے مستحق دوزخ کے ہوئے وَأَصْحَابُ
الْجَنَّةِ اور صاحب بہشت کے کہ خدا کی فرمانبرداری کرکے مستحق بہشت کے ہوئے أَصْحَابُ الْجَنَّةِ صاحب بہشت کے یعنی رہنے والے بہشت کے هُمُ الْفَائِزُونَ
وہی رستگاری پانیوالے اور مراد کے پہنچنے والے ہیں اور امام رضا نے فرمایا ہے کہ رسول خدا نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا کہ اصحاب جنت وہ ہیں کہ جنہوں نے میری فرمانبرداری کی
ہے اور بعد میرے علی کو تسلیم کیا ہے اور اسکی خلافت کا اقرار کیا ہے اور اصحاب النار وہ ہیں کہ جنہوں نے انکار کیا خلافت کا اور عہد کو توڑ ڈالا اور جنگ کی بعد میرے اس سے اور اب
قرآنکی تعظیم اور توقیر کو بیان کرتا ہے کہ لَوْ أَنْزَلْنَا اگر نازل کرتے ہم هَٰذَا الْقُرْآنَ اس قرآن کو عَلَىٰ جَبَلٍ اوپر پہاڑ کے بطریق مثل لَرَأَيْتَهُ البتہ دیکھتا
تو اسکو خَاشِعًا عاجزی کرنیوالا مُتَصَدِّعًا پھٹنے والا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ خوف خدا کے سے اور ہیبت وعدہ عذاب کے سے جو اسمیں ہے باوجود اس قدر سخت
اور بڑے ہونیکے اور کفار کے دلونکو اس سے کچھ اثر نہیں ہوتا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اگر ہم قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے بعد اسکے کہ ہم اسکو سمجھ اور دریافت
عطا کرتے تو وہ پارہ پارہ ہوجاتا وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ اور یہ مثالیں کہ جو کچھ قرآنمیں مذکور ہوئی ہیں نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ بیان کرتے ہیں ہم انکو واسطے آدمیونکی

ع ۲

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ وہ سوچیں اور تامل کریں روز قیامت کے عذاب میں اب اپنی پروردگاری اور رحیمی کو بیان کرتا ہے کہ هُوَ اللّٰهُ وہ کہ جس نے قرآن کو بھیجا ہے
خدا ہے الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وہ خدا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُسکے کہ مستحق عبادت کا ہو عَالِمُ الْغَيْبِ جاننے والا پوشیدہ کا وَالشَّهَادَةِ اور
ظاہر کا یعنی جاننے والا سب ظاہر اور پوشیدہ کا ہے کہ اسپر کوئی امر چھپا ہوا نہیں ہے یہانتک کہ دلونکی سب باتونکو جانتا ہے اور معدوم اور موجود کوئی اسپر پوشیدہ
نہیں ہے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ غیب وہ امر ہے کہ نہیں ہوا ہے اور شہادت وہ ہے کہ جو ہو لیا ہے هُوَ الرَّحْمٰنُ وہی ہے بہت بخشنے والا کہ رحمت عام اسکی نے دنیا میں تمام
مخلوقات کو گھیر لیا ہے الرَّحِيْمُ مہربان بخشنے والا ہے کہ رحمت خاص اسکی تو بخشش اور کرم ہے آخرت میں مومنین کو پہنچیگی اور واسطے تاکید کے مکرر فرماتا ہے هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ
وہی خدا وہ شخص ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے کہ مستحق عبادت کا ہو اَلْمَلِكُ بادشاہ ہے کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ کہ درمیان
انکے ہے سب ملک اسکی ہے اور اسکے حکم اور تصرف میں ہے جس طرح چاہے اپنا دخل کرے کوئی اسکا منع کرنیوالا نہیں ہے اَلْقُدُّوْسُ نہایت پاک اور پاکیزہ تمام عیبوں اور
نقصانوں سے اور بری ہے شریک اور آفت اور اولاد اور صفات جسمی سے اَلسَّلَامُ سلامت ہے قباحت اور عاجزی اور خلل سے اَلْمُؤْمِنُ امن دینے والا بندونکا عذاب سے اور
ظلم سے اَلْمُهَيْمِنُ نگہبان اور حافظ ہر چیز کا اَلْعَزِيْزُ غالب ہے ہر حکم میں کہ کوئی اسکو مغلوب نہیں کر سکتا اور برابری اسکی کوئی نہیں کر سکتا اَلْجَبَّارُ زبردست ہے اور عظیم الشان
ہے اپنی ملک اور سلطنت میں کہ مشیت اسکی ہر چیز میں جاری ہے اور اسپر کسیکی مشیت جاری نہیں ہو سکتی اور درست کرنیوالا ہے احوال خلقت کو اور اسکو پروا نہیں ہے اس امر کی
کہ ہو لیا اور اس امر کی کہ نہیں ہوا ہے اَلْمُتَكَبِّرُ نہایت بزرگی والا اور بلند مرتبہ ہے کہ تمام چیزیں آگے اسکے حقیر ہیں سُبْحٰنَ اللّٰهِ پاک ہے خدا عَمَّا يُشْرِكُوْنَ
اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں اسکے شرک کرنیوالے اس واسطے کہ دلیلوں سے ثابت ہوا ہے کہ کوئی اسکے شریک نہیں ہے هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ وہ خدا پیدا کرنیوالا ہے ہر
چیز کا موافق مشیت کے اَلْبَارِئُ پیدا کرنے والا اور ظاہر کرنے والا اور عدم سے وجود میں لانیوالا ہر چیز کا اَلْمُصَوِّرُ صورت بنانیوالا مخلوقات کی طرح طرح کہ
چیز اپنی صورت میں دوسری چیز سے ہرگز نہیں ملسکتی لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى واسطے اس خدا کے ہیں نام نیک کہ شرع اور عقل کے نزدیک پسند کئے گئے ہیں جیسے
رحمٰن اور رحیم اور عفو اور قدیر اور علیم اور حلیم وغیرہ يُسَبِّحُ لَهٗ پاکی سے یاد کرتی ہے اور تسبیح کرتی ہے واسطے اسکے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہی ہے غالب بیچ حکم میں کہ کوئی چیز اسکو مغلوب نہیں کر سکتی اَلْحَكِيْمُ حکمت والا بیچ قول
اور فعل میں کہ جو کچھ کرے موافق حکمت اور مصلحت کے کرے اس سورت کے آخر میں اسماء حسنےٰ خدا کے مذکور ہیں اور منقول ہے کہ اسم اعظم ان ناموں میں ہے اور حضرت
صادقؑ نے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اللہ تعالیٰ کے کل ننانوے نام ہیں کہ جو کوئی انکو یاد کرے اور ان ناموں سے خدا کا ذکر کرے
تو بہشت میں داخل ہوگا لیکن چاہیے کہ ان ناموں کے معنی کو سمجھے اور ابو امامہ نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ جو کوئی سورہ حشر کی آخر کو پڑھے شب کو یا روز
کو اور اس دن وہ مرجائے تو خدائے تعالیٰ بہشت اسپر واجب کرے اور معقل بن یسار نے روایت کی ہے کہ جو کوئی صبح کو تین بار کہے کہ اعوذ باللّٰه
من الشیطان الرجیم اور تین آیتیں سورہ حشر کی آخر کی پڑھے خدا ستر ہزار فرشتے اسپر موکل کرے تا کہ اسکو جمیع آفات سے نگاہ رکھیں اور درود اس پر بھیجیں
رات تک اور اگر روز کو مرے تو شہید مرا ہو اور اگر اسیطرح شب کو پڑھے تو یہی مرتبہ رکھتا ہو اور انس نے روایت کی ہے رسول خدا سے کہ جو کوئی لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ سے
آخر سورہ تک پڑھے اور اس شب کو مرجائے تو شہید ہوا ہو سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ اور اس سورہ کو سورہ مودت بھی کہتے ہیں یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں
تیرہ آیتیں ہیں اور حضرت علی بن الحسینؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ ممتحنہ فرائض میں یا نوافل میں پڑھے خدا اسکے دلکو ایمان سے امتحان کرے اور اسکی آنکھوں کو
روشن کرے اور درویشی اور دیوانگی ہرگز اسکی ذات میں اور اسکی اولاد میں نہ ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ
ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر لَا تَتَّخِذُوْا نہ پکڑو تم یعنی نہ مقرر کرو تم عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ دشمنوں میرے اور دشمنوں اپنے کو اَوْلِيَآءَ دوست یعنی انکو
ہمیشہ دوست رکھو اور عدو مصدر کے وزن پر ہے اور اسکو واحد اور جمع پر دونوں پر بول سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چھٹے سال ہجرت کے اور بعد دو برس کے جنگ بدر سے
رسول خدا پوشیدہ ارادہ مکہ کا رکھتے تھے سارہ کنیز عمرو بن صیفی کی کہ مکہ میں سرود گوتی تھی مکہ سے مدینہ میں آئی رسول خدا نے اس سے پوچھا کہ تو واسطے اسلام لانے کے
یہاں آئی ہے کہا کہ نہیں فرمایا کہ واسطے ہجرت کے وہاں سے آئی ہے کہا کہ نہیں بلکہ اس واسطے آئی ہوں کہ مجھکو کھانا اور کپڑا دو حضرت نے فرمایا کہ مکہ والوں سے

کیوں نہیں طلب کرتی ہے کہا کہ بعد جنگ بدر کے کسی نے میری خبر گیری نہ کی اور نوحہ کی طرف رغبت نہ کی حضرت نے فرزندان عبد المطلب کو فرمایا کہ اسکو کچھ دو انھوں نے کپڑا اور دینار
اور زاد راہ اور سواری اسکو دی اور بعد اسکے حاطبہ بن ابی بلتعہ کے پاس وہ آئی اور کچھ طلب کیا اُسنے مکہ والوں کو خط لکھا کہ رسول خدا قصد تمہارا رکھتا ہے اپنے ہتھیاروں
کو درست کر رکھو اور دس دینار اور وہ خط دیکر اسکو رخصت کیا ساتھ وہ خط اس سے لیکر اپنے بالوں میں چھپا کر رکھ لیا اور طرف مکہ روانہ ہوئی اور جبرئیل نے رسول خدا کو اس
امر سے خبر دی رسول خدا نے جناب امیر کو مع مقداد اور عمار طرف مکہ روانہ کیا اور فرمایا کہ راہ میں اس عورت کے پاس سے خط لیکر یہاں آؤ وہ سوار ہو کر مکہ کی طرف روانہ
ہوئے اور راہ میں اس عورت کو پایا خط کو اس سے طلب کیا اسنے انکار کیا اسباب میں اسکے دیکھا نہ پایا وہ لوگ ارادہ پھرنے کا کیا جناب امیر نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی نہ پیغمبر خدا
ہرگز دروغ فرماوینگے پس تلوار کھینچ کر اس عورت کے پاس آئے اور فرمایا کہ اگر خط تو نہ دیگی تو میں تجھکو مار ڈالونگا وہ عورت ڈری اور کہا کہ تم منہ اپنا پھیر لو تاکہ میں خط کو
نکالکر تمکو دوں اسنے اپنے سر سے وہ خط نکالکر انکو دیا حضرت علی اس خط کو لیکر مدینہ کو روانہ ہوئے اور رسول خدا کو وہ خط دیا رسول خدا منبر پر تشریف لیگئے اور خط
پڑھا اور فرمایا کہ ایک شخص نے تم میں سے مکہ والوں کو خط لکھا ہے تاکہ انکو ہمارے قصد سے خبردار کرے اگر وہ شخص اٹھے اور اقرار کرے تو بہتر ہے ورنہ میں اسکو رسوا کرونگا
حضرت نے دو دفعہ فرمایا لیکن کسی نے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ حاطبہ اٹھا اور کہا کہ یا رسول خدا میں نے لکھا ہے وہ خط اور خدا آگاہ ہے کہ بعد اسلام کے نفاق کو میں نے اختیار
نہیں کیا ہے لیکن مکہ میں میرے رشتہ دار ہیں انکا ملاحظہ کر کے میری رعایت کرنی چاہی ہے حضرت نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے باہر نکالدو لوگ اسکو نکالتے تھے اور وہ گردن پھیر کے
وہ رسول خدا کی طرف دیکھتا تھا شاید کہ رحم کریں جس وقت کہ مسجد کے باہر پہنچا تو حضرت نے فرمایا کہ اسکو یہاں لاؤ جس وقت وہ آیا تو حضرت نے اسکی توبہ قبول کی
اور خدا نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اے مومنین خدا کے اور اپنے دشمنوں سے دوستی مت کرو **تُلْقُوْنَ** ڈالتے ہو تم یعنی رسم و راہ رکھتے ہو تم **اِلَيْهِمْ** طرف ان
دشمنوں کے **بِالْمَوَدَّةِ** ساتھ دوستی کے بسبب خط و کتابت لکھنے انکے **وَقَدْ كَفَرُوْا** اور حال یہ ہے کہ تحقیق کفر کیا ہے انھوں نے **بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ**
ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے تمہارے پاس سخن حق سے کہ وہ قرآن ہے یا دین اسلام پس جس وقت کہ انھوں نے حق سے کفر کیا ہے تو تمکو انسے دوستی نہ کرنی چاہئے اگرچہ
وہ تمہارے رشتہ دار ہوں اور حال ان کفار کا یہ ہے کہ **يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ** نکالتے ہیں وہ پیغمبر کو **وَاِيَّاكُمْ** اور تمکو مکہ سے **اَنْ تُؤْمِنُوْا** اس سبب سے کہ
ایمان لاتے ہو تم **بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ** ساتھ اللہ پروردگار اپنے کے یعنی بسبب ایمان کے انھوں نے تمکو مکہ سے نکالدیا ہے پس انکو تم ہرگز دوست مت رکھو **اِنْ**
كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ اگر ہو تم کہ نکلے ہو تم اپنے وطنوں سے **جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ** واسطے جہاد کرنے کے بیچ راہ میری کے **وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِيْ** اور واسطے طلب کرنے
مرضی میری کے اور جہاد اور ابتغاء دو مفعول لہ واقع ہوئے ہیں **تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ** پوشیدہ کرتے ہو تم طرف ان دشمنوں کے دوستی کو یہ
جانکر کہ کسیکو تمہاری دوستی کی خبر ہوگی **وَاَنَا اَعْلَمُ** اور میں خوب جانتا ہوں اور زیادہ عالم ہوں **بِمَا اَخْفَيْتُمْ** ساتھ اس چیز کے کہ پوشیدہ کرتے ہو تم
دوستی دشمنان خدا کی کو **وَمَا اَعْلَنْتُمْ** اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہو تم عذر کہ وہ ہمارے کنبہ کے آدمی تھے اس واسطے انکو لکھا تھا لیکن میں اپنے رسول کو
مطلع کر دیتا ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ اعلم متکلم کا صیغہ ہے اور با بما اخفیتم میں زائد ہے یعنی اور جانتا ہوں میں اس چیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہو اور اس چیز کو کہ ظاہر
کرتے ہو تم **وَمَنْ يَّفْعَلْهُ** اور جو شخص کہ کرے اس کام کو کہ پوشیدہ انکو خبر کرے اور ان سے دوستی رکھے **مِنْكُمْ** تم میں سے **فَقَدْ ضَلَّ** پس تحقیق
گم ہوا وہ **سَوَاءَ السَّبِيْلِ** سیدھی راہ سے اور خدا کی راہ حق ہے اور یہ خطاب کہ جسپر عتاب ہے بدریں تھا اور فرماتا ہے کہ **اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ** اگر پاویں وہ
مکہ والے تمکو یعنی اگر وہ تمپر قدرت رکھیں اور قابو پاویں **يَكُوْنُوْا لَكُمْ** ہو دیں وہ واسطے تمہارے **اَعْدَاءً** دشمن **وَّيَبْسُطُوْا** اور کشادہ کریں **اِلَيْكُمْ**
طرف تمہارے **اَيْدِيَهُمْ** ہاتھوں اپنے کو **وَاَلْسِنَتَهُمْ** اور زبانوں اپنی کو **بِالسُّوْءِ** ساتھ بدی کے یعنی ساتھ مارنے اور گالیاں دینے کے **وَوَدُّوْا** اور
لَوْ تَكْفُرُوْنَ اور دوست رکھتے ہیں وہ اگر کفر کرو تم جیسے کہ وہ کفر کرتے ہیں پس جس وقت کہ حال انکا ایسا ہے تو اے مسلمانو ان لوگوں سے دوستی رکھنی نہ چاہئے
لَنْ تَنْفَعَكُمْ ہرگز نہ نفع پہنچاویں گے تمکو **اَرْحَامُكُمْ** رشتہ دار تمہارے **وَلَا اَوْلَادُكُمْ** اور نہ فرزند تمہارے اور انکی دوستی سے کیا فائدہ ہے کہ **يَوْمَ**
الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے **يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ** جدائی کرے گا درمیان تمہارے خدا کہ تمکو تمہاری اولاد اور رشتہ داروں کفار سے جدا کر دیگا کہ کافروں کو تو
دوزخ میں بھیجے گا اور مومنوں کو بہشت میں پس یہ لوگ کہ نفع تمکو نہیں پہنچا سکتے ہیں اور کل کے دن تم سے وہ جدا ہو جائینگے انکی رعایت تم کس واسطے کرتے ہو

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دوستی یا دشمنی بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے اور موافق اسکے تمکو جزا دیگا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ تحقیق کہ ہے واسطے تمہارے اے مسلمانو کافروں کی دوستی چھوڑنے میں اور انسے بیزاری کرنے میں أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ پیروی نیک اور خصلت پسندیدہ کہ پیروی جسکی کرنی چاہیے فِي إِبْرَاهِيمَ بیچ ابراہیم کے وَالَّذِينَ مَعَهُ اور ان لوگوں کی کہ ہمراہ اسکے تھے ایمان لانے والے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان لوگوں سے کہ ہمراہ ابراہیم کے تھے انبیاء ہیں یعنی بیچ انبیاء کے کہ تابعدار اسکے تھے إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ جسوقت کہا انھوں نے واسطے قوم اپنی کے جو کہ مشرک تھی إِنَّا بُرَآءُ تحقیق کہ ہم بیزار ہیں مِنْكُمْ تمسے وَمِمَّا تَعْبُدُونَ اور اس چیز سے کہ پرستش کرتے ہو تم اسکو مِنْ دُونِ اللّٰهِ سوائے خدا کے اور اگر ما مصدریہ ہو تو معنی اسکے یہ ہیں کہ بیزار ہیں ہم تسے اور پرستش کرنی تمہاری كَفَرْنَا بِكُمْ کفر کیا ہمنے ساتھ تمہارے یعنی تمہارے دین پر اور تمہارے معبودوں پر ہم ایمان نہیں لاتے ہیں اور ہم انکار کرتے ہیں تمہارے دین اور معبودوں سے وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اور ظاہر ہوئی درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ دشمنی اور بغض أَبَدًا ہمیشہ حَتّٰى تُؤْمِنُوا یہانتک کہ ایمان لاؤ تم بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ساتھ خدا تنہا کے یعنی تم جبتک کہ تم ایمان خدا پر نہیں لاتے ہو تو تم میں اور ہم میں ہمیشہ کو عداوت ہے إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ مگر قول ابراہیم کا یہ استثناء ہے اسوۂ حسنہ سے یعنی پیروی کرو تم دین ابراہیم کی جمیع امور میں مگر اس قول ابراہیم میں کہ اسنے کہا تھا لِأَبِيهِ ساتھ باپ اپنے آزر کے لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ البتہ بخشش چاہونگا میں واسطے تیرے یعنی سب امور میں ابراہیم کی پیروی کرو مگر ابراہیم کے استغفار کرنے میں واسطے باپ کے کہ تم اپنے باپ یا رشتہ دار کافر کے واسطے استغفار نہ کرو اور انکے واسطے بخشش نہ چاہو اس واسطے کہ ابراہیم نے موافق وعدہ کے اپنے باپ آزر کے کہ حقیقت میں وہ باپ اسکا نہ تھا بخشش چاہی تھی اور باپ اسکو وہ اسواسطے کہتے تھے کہ اسنے پرورش ابراہیم کی کی تھی اور تمکو ایسا نہیں چاہیے کہ اپنے یگانے کافر کے واسطے بخشش چاہو اور ابراہیم نے اگرچہ وعدہ بخشش چاہنے کا اس سے کیا تھا لیکن یہ بھی کہدیا تھا وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اور نہیں مالک ہوں میں واسطے تیرے عذاب خدا سے کسی چیز کو کہ عذاب کو تجھ سے دفع کرسکوں فقط استغفار ہی تیرے واسطے کروں گا اور جسوقت حضرت ابراہیم نے اور انکے صحابہ نے اپنی قوم سے تبرا کیا تو منہ اپنا طرف درگاہ خدا کے کرکے عاجزی سے کہا کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا اوپر تیرے توکل کیا ہمنے اور تجھ پر اعتماد کیا ہمنے اور خلقت سے قطع کرکے تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا اور طرف تیرے رجوع کی ہمنے تیری فرمانبرداری کے واسطے وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ اور طرف حکم تیرے کے ہے پھرنا سب کا آخرت میں اور یہ کلام متصل ہے استثناء سے ماقبل کے ساتھ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام دعا کا ابراہیم کا نہیں ہے بلکہ حقتعالے اس امت کے مومنین کو حکم کرتا ہے بعد منع کرنیکے دوستی کفار سے کہ جس وقت تمنے علاقہ دوستی کفار کا قطع کردیا تو تم کہو کہ اے پروردگار ہمارے تجھی پر توکل کیا ہمنے اور طرف تیرے ہی رجوع کی ہمنے اور اسی طرح یہ قول ہے کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے لَا تَجْعَلْنَا نہ کر تو ہمکو فِتْنَةً آزمائش لِلَّذِينَ كَفَرُوا واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انھوں نے یعنی انکو ہمپر غالب مت کر اور ہمکو انکے سپرد مت کر کہ ہمکو وہ دین تیرے سے فتنہ میں ڈالیں اور دین سے پھیر دیں اور فتنہ میں اسطرح ڈالیں کہ ہمکو بڑے بڑے عذاب میں گرفتار کریں کہ جن عذابوں کو ہم اٹھا نہ سکیں ہمکو آزمائیں اور ہمکو تنگ کرکے اپنے دین میں لائیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ پہلے مومن نہیں ہوتا تھا مگر محتاج اور کافر نہیں ہوتا تھا مگر تونگر یہانتک کہ ابراہیم پیغمبر ہوئے اور انھوں نے دعا کی کہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا پس کردئے خدا نے مومنوں میں تونگر اور محتاج اور کافروں میں بھی کردیئے تونگر اور محتاج اور دعا کی ابراہیم نے کہ وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اور بخش تو ہمکو اے پروردگار ہمارے جو کچھ تیری راہ میں ہمنے قصور کیا ہے إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ تحقیق کہ تو غالب ہے اپنے حکم میں پس ہی کون کی ہے دور کرنا الْحَكِيمُ حکمت والا اور دانا ہے تو اپنے کام میں پس بخشدے تو ہمکو لَقَدْ كَانَ لَكُمْ البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے اے مسلمانو فِيهِمْ بیچ انکے یعنی بیچ ابراہیم کے اور قوم اسکی کے أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ خصلت نیک کہ پیروی اسکی کرنی چاہیے لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ واسطے اس شخص کے کہ امید رکھے خدا سے یعنی یہ پیروی ابراہیم کی ثابت ہے اس شخص کے واسطے کہ امید رضامندی خدا کی رکھتا ہو وَالْيَوْمَ الْآخِرَ اور بدلے کو دن آخرت کے اور یہ کلام دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ مومن کو سزاوار نہیں ہے ترک کرنا ابراہیم کی پیروی کا اور ترک کرنا اسکا

باعث بدی اعتقاد کا ہے اور اسی واسطے بعد اسکے فرماتا ہے وَمَنْ يَّتَوَلَّ اور جو شخص کہ منہ پھیرے ابراہیم کی پیروی سے اور دشمنان خدا کو
دوستی رکھے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ پس تحقیق خدا وہ بے پرواہ ہے اس سے اور اسکی نصرت سے اسواسطے کہ وہ خود اپنے دین کی نصرت کرنیوالا ہے اور اسکو
احتیاج کسیکی نصرت کی نہیں ہے الْحَمِيْدُ تعریف کیا گیا ہے اپنی ذات میں اور بن تعریف کرنے کسی غیر کے تمام فعلوں میں پس منہ پھیرنا لوگونکا اسکی طرف سے
ضرر اسکو نہیں پہنچاتا ہے بلکہ ضرر اسکا منہ پھیرنیوالے ہی کی طرف پھرنیوالا ہے اور ابراہیم کی پیروی کے حکم کو خدا نے مکرر واسطے زیادتی رغبت کے بیان کیا ہے
اور منقول ہے کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے مومنین نے اپنے والدین اور اقارب مشرکین کی دوستی کو جو کہ مکہ میں ٹھہر رہے تھے نکال ڈالا اور عداوت اُن سے
کرنے لگے اور خدا نے جو ترک کرنا یگانوں کی دوستی کا اور اختیار کرنا انکی دشمنی کا مومنین کے حال میں پایا تو اوپر رحم کیا اور وعدہ دوستی کا اُنسے کیا چنانچہ فرماتا ہے
کہ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ قریب ہے خدا یہ کہ پیدا کرے بَيْنَكُمْ درمیان تمہارے وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ اور درمیان ان لوگوں کے کہ دشمن
رکھا ہے تمنے جنکو مِّنْهُمْ ان کفار مکہ میں سے کہ یگانے تمہارے ہیں مَّوَدَّةً دوستی کو یعنی قریب ہے کہ خدا تمہارے اور تمہارے یگانوں کے درمیان دوستی کو پیدا
کرے اور ایسا ہی ہوا کہ بعد فتح مکہ کے اُنکے یگانے مسلمان ہو گئے اور آپسمیں پھر دوستی پیدا ہوئی بعد دشمنی کے اور ابو سفیان وغیرہ اشراف
قریش مسلمان ہو گئے اور رسولخدا نے ام حبیبہ دختر ابو سفیان سے نکاح اپنا کیا وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ اور خدا قدرت رکھنے والا ہے ہر چیز پر یعنی قادر
ہے اسپر کہ دشمنی کو دوستی سے بدل دے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے اس شخص کو کہ دوستی کی ہے اُس نے منع کرنے سے پہلے رَّحِيْمٌ
مہربان اور بخشنے والا اس شخص کو کہ مسلمان ہو گیا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ قوم خزاعہ اور بنو مدلج اور رسولخدا کے درمیان عہد و پیمان تھا اور انھوں
نے عہد کیا تھا کہ ہم قصد مسلمانوں کا نہ کریں گے اور دشمنان دین کی مدد نہ کریں گے اور وہ لوگ اپنے عہد پر ثابت قدم رہے اور مسلمانوں کا قصد انھوں نے کیا
اور دشمنان دین کی حمایت نہ کی حق تعالے نے اُن کے مقدمہ میں فرمایا کہ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ نہیں منع کرتا ہے تمکو خدا اے مومنین عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ
يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ ان لوگوں سے کہ نہیں لڑے ہیں وہ تمسے بیچ مقدمہ دین اور مذہب کے وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ اور نہیں نکالا ہے انھوں نے تمکو مِّنْ
دِيَارِكُمْ گھروں تمہارے سے اَنْ تَبَرُّوْهُمْ یہ کہ نیکی کرو تم انسے یعنی خدا منع نہیں کرتا ہے تمکو اس سے کہ نیکی کرو تم ان لوگوں سے جسوقت کہ وہ تم سے
مذہب کے مقدمہ میں لڑے نہیں ہیں اور نہ انھوں نے تمکو تمہارے گھر سے نکالا ہے پس خدائے تعالے تمکو نہیں منع کرتا ہے اس سے کہ نیکی کرو تم اُن سے وَ
تُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اور عدل و انصاف کرو تم طرف انکے اور ظلم انپر نہ کرو تاکہ انکو رغبت طرف اسلام کے ہو بلکہ نیکی اور احسان اُنپر کرتے رہو اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کہتے ہیں کہ قتیلہ دختر عبد العزی کہ مشرکہ تھی تحفہ اور ہدیہ اپنی
دختر اسما بنت عمیس و دختر ابوبکر کے پاس لائی اسنے اسکو قبول نکیا اور اپنے پاس آنیکا اذن اسکو ندیا حقتعالے نے یہ آیت نازل کی اور رسولخدا نے اس
کے آنیکا حکم دیا اور ہدیہ اسکا قبول کیا اور اسکے ساتھ نیکی کی اور کفار سے نیکی کرنی حرام نہیں ہے خواہ قرابت رکھتا ہو خواہ نہیں لیکن زکوٰۃ اور
فطرہ انکو نہیں دیسکتے ہیں اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ سوائے اسکے نہیں کہ منع کرتا ہے تمکو خدا عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ ان لوگوں سے
کہ لڑائی کی ہے اُنھوں نے تمسے بیچ مقدمہ دین کے وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اور نکالا ہے اُنھوں نے تمکو گھروں تمہارے سے وَظَاهَرُوْا
اور ہم پشت ہوئے ہیں وہ اور مدد کی ہے اُنھوں نے دشمنوں کی عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اوپر نکال دینے تمہارے کے اَنْ تَوَلَّوْهُمْ یہ کہ دوستی کرو تم اُنسے یعنی منع
کیا ہے تمکو دوستی کرنے ان لوگوں سے اور مراد ان سے کفار مکہ کے ہیں کہ بعضے تو مسلمانوں سے لڑے تھے اور بعضوں نے نکالنے میں کوشش کی تھی
اور بعضوں نے نکالنے والوں کی مدد کی تھی وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ اور جو کوئی دوستی رکھے اُن سے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ دوستی رکھنے والے هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
وہی ظالم ہیں کہ دوستی کو غیر محل دوستی کے رکھتے ہیں اور بسبب اسکے مستحق عذاب دردناک کے ہو گئے ہیں اس واسطے کہ دوستی خدا کے اور اُسکے دوستوں سے چاہیئے
نہ اُن کے غیر سے اور کہتے ہیں کہ جسوقت حدیبیہ میں صلح واقعہ ہوئی تو صلح کی شرطوں میں سے یہ شرط بھی تھی کہ جو مسلمان کہ مکہ سے مدینہ کو جاوے رسولخدا
اسکو کفار کے پاس واپس کر دیں اور جو مسلمان کہ مدینہ سے مکہ کو جاوے تو اسکو قریش واپس نہ کریں وہ حضرت ہنوز حدیبیہ میں تھے کہ جماعت مومنین کی

ع

سے بھاگ کر رسول خدا کے پاس آئی اور ان لوگوں میں سبیعہ دختر حارث بھی تھی وہ حدیبیہ میں آئی اور مسلمان ہو گئی اور اسکے بعد شوہر اسکا مسافر مخزومی بھی آیا
اور حضرت سے کہا کہ میری زوجہ کو واپس کر دو کہ شرط صلح کی اسی طرح تھی کہ جو کوئی ہم میں سے تیرے پاس آئے تو اسکو واپس کر دے جبرئیل آئے اور کہا کہ یہ شرط مردوں کے
واسطے تھی نہ عورتوں کے اور مومنین کو طرف کفار کے پھیرنا جائز نہیں ہے یہ آیت نازل ہوئی کہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِذَا
جَاءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ جسوقت کہ آئیں تمہارے پاس عورتیں ایمان لانیوالیاں یا ظاہر کرنیوالیاں ایمان کی مُہٰجِرٰتٍ ہجرت کرنیوالیاں کفر سے طرف ایمان کے یہ حال واقع
ہوا ہے یعنی جسوقت مومن عورتیں ہجرت کر کے کفر سے طرف ایمان کے آئیں تو فَامْتَحِنُوْهُنَّ پس آزماؤ تم انکو اسطرح سے کہ انکو قسم دلواؤ کہ وہ
شوہروں کی دشمنی سے نکلکر نہیں آئی ہیں اور غیروں کی دوستی سبب انکے آنیکا نہیں ہوا ہے اور کسی غرض دنیا کی جہت سے نہیں آئی ہیں بلکہ خاص واسطے دوستی
خدا اور رسول خدا اور مسلمان ہونے کے واسطے آئی ہیں اور امتحان سے پہلے انکو مومنات اسواسطے کہا کہ انھوں نے تصدیق کی تھی زبان سے اور کلمہ شہادت پڑھتی تھیں اور
مخالف ایمان کے کوئی امر انسے ظاہر نہیں ہوتا تھا اَللّٰہُ اَعْلَمُ اور خدا زیادہ جاننے والا اور عالم ہے بِاِیْمَانِہِنَّ ساتھ ایمان ان عورتوں کے اسواسطے کہ وہ
دلکی باتوں کو جانتا ہے اور مسلمانوں کو تو امتحان بھی انکا کفایت کرتا ہے اور اسواسطے مدار شرع کے احکام کا ظاہر پر ہے پس ان عورتوں کو قسم دیویں اور یا علامتوں کو
انکے ایمان کی ملاحظہ کریں فَاِنْ عَلِمْتُمُوْہُنَّ پس اگر جانو تم ان عورتوں کو سبب غلبہ گمان کے اور ظاہر قرینوں کے مُؤْمِنٰتٍ ایمانوالیاں تو فَلَا تَرْجِعُوْہُنَّ
پس مت پھیرو تم انکو اِلَی الْکُفَّارِ طرف کفار کے کہ وہ شوہر انکے ہیں اسواسطے کہ لَا ہُنَّ نہ وہ عورتیں حِلٌّ لَّہُمْ حلال ہیں واسطے ان کفار کے وَلَا ہُمْ
اور نہ وہ مرد کافر یَحِلُّوْنَ لَہُنَّ حلال ہیں واسطے ان عورتوں کے اس واسطے کہ عورتیں بسبب غلبہ شوہروں کے امن میں نہیں ہیں اسسے کہ شوہر انکو بہکا کر
گمراہ کر دیں اور مکرر لانا اسکا واسطے مطابقت کی ہے یا واسطے مبالغہ کے اور یا یہ کہ پہلا واسطے حاصل ہونے فرقت کے ہے درمیان ان دونوں کے اور دوسرا واسطے منع
کرنے کے کہ پھر انمیں ملاپ نہیں ہو سکتا جبتک کہ عورت مومنہ ہے اور شوہر اسکا کافر ہے اور کہتے ہیں کہ اسکے بعد یہ دستور ہو گیا تھا کہ جس وقت کوئی عورت
مشرکین کی مسلمانوں میں جاملتی تو اسکو آزماتے تھے اسطرح سے کہ اسکو کہتے تھے کہ تو قسم کھا خدا کی کہ نہیں شوہر کی عداوت کی جہت سے یہاں آئی ہو اور
اور نہ کسی مسلمان کی یاری اور دوستی سے بلکہ اسلام کی دوستی نے اپنے تئیں یہاں پہنچایا ہے اور جسوقت وہ قسم کھاتی تو اسلام اسکا قبول کرتے تھے اور
وہ عورت اپنے شوہر کا مہر جو کچھ کہ اسکو مرد کافر نے دیا تھا پھر اس شوہر کافر کو واپس کرتی تھی اور کسی مسلمان سے نکاح کر لیتی تھی اور یہی آیت دلالت کرتی
ہے اس امر پر کہ جو مسلمان حد کفر کو پہنچے ہیں افراط اور تفریط کر کے مثل غالیوں اور مفوضہ اور ناصبی اور خوارج کے عورت مومنہ کو انسے بھی نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ
مخالف مذہب سے پرہیز کرنا لازم ہے اور مہر واپس کرنیکو خدا فرماتا ہے کہ وَاٰتُوْہُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا اور دو تم ان شوہروں کو مومن عورتوں کے جو کہ کافر ہیں جو چیز کہ خرچ
کی ہے انھوں نے بابت مہر کے نہ جو کچھ کہ کھلایا اور پہنایا ہے انھوں نے اور کہتے ہیں کہ وقت صلح کے کفار نے حضرت سے یہ شرط بھی کی تھی کہ جو کوئی عورت ہماری تمہارے پاس
پہنچے اور دین پر تیرے وہ ہووے تو ہماری طرف اسکو تو واپس کر دے اور اگر وہ مسلمان ہو جاوے اور شوہر رکھتی ہو تو اسکے شوہر نے جو کچھ بابت مہر کے خرچ کیا ہے اور
اس عورت کو دیا ہے وہ اسکو واپس کر دے اور حضرت بھی اس شرط پر راضی ہو گئے تھے پس حضرت نے سبیعہ کو جسکا ذکر کہ پہلے ہو لیا ہے قسم دلوائی اور اسکے شوہر مخزومی کا
جو مہر کہ اسکو دیا تھا وہ اسکو واپس کر دیا اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اور نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اے مومنین اَنْ
تَنْکِحُوْہُنَّ یہ کہ نکاح کرو تم ان عورتوں سے جو کہ واسطے اسلام کے ہجرت کر کے آئی ہیں اور نکاح انکا انکے شوہروں کفار سے فسخ ہو گیا ہے اور ٹوٹ گیا ہے بسبب مسلمان
ہونے ان عورتوں کے پس تمکو جائز ہے کہ تم اپنے نکاح میں لاؤ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْہُنَّ جسوقت کہ دو تم ان عورتوں کو اُجُوْرَہُنَّ مہر انکے اور مہر کو اجرہ اسواسطے کہا کہ
وہ مہر عورت سے فائدہ حاصل کرنیکی اجرت ہے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ جو کچھ شوہروں نے اپنی عورتوں کو دیا ہے وہ سب قائم مقام مہر کے نہیں ہے اور بعد نازل
ہونے اس آیت کے کئی عورتیں کفار کی مدینہ میں آئیں اور مسلمان ہو گئیں اور ان عورتوں نے مسلمانوں سے نکاح کیا اور جو عورت آتی تھی اور مسلمان ہو جاتی تھی
اور اسکا شوہر اسکو طلب کرتا تھا تو حضرت اسکو واپس نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ شرط مردوں کو واپس کرنیکی ہے نہ عورتوں کو واپس کرنیکی اور عورتوں میں شرط
کے جاری نہ ہونیکی وجہ یہ تھی کہ عورت اپنے شوہر کافر پر حرام تھی اور اسواسطے مخالفت کفر اور ایمان کے فرمایا ہے کہ وَلَا تُمْسِکُوْا اور نہ چنگل مارو تم بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ

نکاح ان عورتوں کو کفر میں والیوں کی یعنی اے مومنین درمیان تمہارے اور کفار کے علاقہ زوجیت کا نہووے اور چاہیے کہ عورت مومنہ کافر سے نکاح نہ کرے ایسے ہی مرد مومن عورت
کافرہ سے نکاح نہ کرے کہ حرام ہے اور نکاح کا نام عصمت اسواسطے ہوا ہے کہ عورت منکوحہ مرد کی عصمت اور حبالہ میں ہوتی ہے اور معنی عصمت کے منع کے ہیں اس
کلام میں دلالت ہے اوپر اسکے کہ عورت کافرہ سے عقد کرنا جائز نہیں ہے خواہ بت پرست ہو خواہ یہود اور نصاریٰ میں سے ہو اسواسطے کہ یہ حکم عام ہے کفر کرنیوالی عورتوں کو اسیطے
اور حضرت امام باقرؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جس مومن کے پاس عورت کافرہ ہے چاہئیے کہ وہ اسکو مسلمان ہونیکے واسطے کہیں پس اگر قبول کرے وہ تو وہ زوجہ اسکی ہے
اور اگر انکار کرے تو وہ بری ہے اس سے کہ وہ زوجہ اسکی نہیں ہے اسواسطے کہ خدا نے منع کیا ہے انکے نکاح کیساتھ چنگل مارنے سے اور دوسری روایت میں وارد ہے
کہ نہیں سزاوار ہے نکاح اہل کتاب کا کسی نے پوچھا کہ کہاں سے حرام ہونا اسکا فرمایا کہ ولا تمسکوا بعصم الکوافر اور بعد نازل ہونے اس آیت کے جس مومن کی زوجہ کہ
کافرہ تھی اور اسنے اسلام کو قبول نہ کیا تو اس مومن نے اس عورت کو اپنے سے علیحدہ کیا وَاسْـَٔلُوْا اور مانگ لو تم اے مومنین کفار سے مَآ اَنْفَقْتُمْ جو خرچ
کیا ہے تمنے مہر وغیرہ یعنی جس وقت تمہاری عورتیں کافرہ ہو گئی ہوں اور کفار میں جا ملی ہوں تو جو مہر کہ تمنے انکو دیا ہے وہ مہر کفار سے طلب کر لو اگر وہ انکو منع کریں
وَلْيَسْـَٔلُوْا اور چاہیے کہ مانگ لیویں وہ کفار تم سے مَآ اَنْفَقُوْا جو کچھ کہ خرچ کیا انھوں نے اپنی عورتوں کو مہر وغیرہ یعنی وہ عورتیں کہ ہجرت کر کے انکی پاس تمہارے پاس
آئی ہیں اور مسلمان ہو گئی ہیں ذٰلِكُمْ یعنی جو کچھ مذکور ہوا ہے اس آیت میں حُكْمُ اللّٰهِ حکم خدا کا ہے يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ حکم کرتا ہے درمیان تمہارے وَ
اللّٰهُ عَلِيْمٌ اور خدا جاننے والا ہے تمہاری مصلحتوں کا حَكِيْمٌ صاحب حکمت ہے جو کچھ کہ اقتضا حکمت کا ہے اور کہتے تھے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے مومنین نے
مہر ان عورتوں کا کہ جو ہجرت کرکے ان کے پاس آئی تھی انکے شوہروں کفار کو واپس کیا اور جو عورتیں کہ مرتد ہو کر مومنین کے پاس سے کفار کے پاس جاتی تھیں کفار انکا
مہر مومنین کو واپس نہیں کرتے تھے پس یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ فَاتَكُمْ اور اگر فوت ہو جاوے اے مومنین شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ کوئی چیز عورتوں تمہاری
میں سے اِلَى الْكُفَّارِ طرف کافروں کے یعنی کوئی عورت تمہاری عورتوں میں سے مرتد ہو کر کافروں میں جا ملے اور مہر اسکا تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے فَعَاقَبْتُمْ
پس پیچھے اسکے اور گئے تم مہر انکا مال غنیمت سے جس وقت کہ تم ان کفار پر فتح پاؤ اور غنیمت تمہارے ہاتھ آوے اسمیں سے انکے شوہروں کا مہر ادا کرو اور یا یہ کہ نوبت ادا کی
کی جدا اسکے تمکو ہووے کہ پیچھے اسکے تم بھی نکاح کر دتے جو کہ انکی طرف سے ہجرت کر کے آئے کوئی عورت تمہارے پاس فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ پس دو تم ان
لوگونکو کہ چلی گئی ہیں اَزْوَاجُهُمْ عورتیں انکی کفار میں اور مہر انھوں نے اپنی عورتوں کو پہنچائے ہیں تو دو تم انکو مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا مثل اس چیز کے
کہ خرچ کیا ہے انھوں نے مہر وغیرہ ہجرت کرنیوالی عورتوں کی اور انکے کافر شوہروں کو کچھ نہ دو یعنی ایک مسلمان کی عورت کافر ہو کر کسی کافر کے پاس چلی جاوے اور جس کافر
کو اسنے شوہر کیا اسنے اسکے پہلے شوہر مسلمان کو مہر نہ دیا ہو اور ایک عورت کافرہ ہجرت کر کے مسلمانوں میں چلی آئی ہو اور ایک مسلمان اسکو اپنا شوہر کیا تو یہ مسلمان اپنی
جورو کا مہر جو کہ اسکے شوہر کافر نے دیا تھا اسکے شوہر کافر کو نہ دیوے بلکہ اس مسلمان کو دیوے کہ جسکی عورت مرتد ہو کر کافر کے پاس چلی گئی ہے اور اس کافر نے اس مسلمان
کو مہر واپس نہ کیا تھا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم عذاب خدا سے الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ وہ خدا کہ تم ساتھ اسکے ایمان لائے ہو اسواسطے کہ ایمان ہی
تقاضا کرتا ہے عذاب سے پرہیز کرنیکا اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ چھ عورتیں مومنین کی مرتد ہو کر کفار میں جا ملی تھیں ایک تو حکم دختر ابوسفیان کہ زوجہ عیاض
بن شداد فہری کی تھی اور دوسری فاطمہ دختر امیہ کہ زوجہ عمر خطاب کی تھی جس وقت کہ عمر نے ارادہ ہجرت کا کیا تو وہ مکہ میں مرتد ہو کر بیٹھ رہی اور تیسری
بروع دختر عقبہ کہ زوجہ شماس کی تھی اور چوتھی عبدہ دختر عبدالعزیٰ کہ زوجہ عمر بن عبدود کی تھی اور پانچویں ہند دختر ابوجہل کہ زوجہ ہشام بن عاص
کی تھی اور چھٹی ام کلثوم دختر جرول کہ وہ بھی زوجہ عمر کی تھی پس محمدؐ نے مال غنیمت میں سے انکے مہر انکے شوہروں کو پہنچائے اور مہر ہجرت کرنیوالی عورت مسلمان کا اگر حرام
چیز ہو گی مانند خوک اور شراب وغیرہ کے تو وہ انکے شوہروں کو واپس کیا جاوے گا اور شوہر اور زوجہ مسلمانوں میں سے اگر کوئی کافر ہو جاوے اور دوسرا مسلمان ہے
تو نکاح اسکا اسی وقت ٹوٹ جاتا ہے اور احتیاج طلاق کی نہیں ہوتی ہے اگر اس شوہر نے اس زوجہ سے صحبت نہیں کی ہے اور اگر صحبت کی تھی تو وہ عورت عدہ
میں بیٹھی رہے گی اور اگر شوہر مرتد ہو گیا تھا تو انتظاری اسکے مسلمان ہونیکی کرے گی اگر مسلمان نہیں ہوا اور وہ عدہ سے نکل گئی تو اسکی زوجیت سے خارج ہو گئی اور
اگر زوجہ عدہ میں تھی کہ وہ مسلمان ہو گیا تو وہ زوجہ اسکی ہے اور اگر زوجہ مرتد ہو گئی اور مرد مسلمان ہے اور صحبت اس سے نہیں کی ہے تو نکاح باطل ہے

اور مہر بھی کچھہ نہ دیا جائیگا اور اگر صحبت واقع ہوئی ہے تو جو شخص کہ کافر ومنیں سے اسکو اپنی زوجہ کرے وہ اسکے پہلے شوہر کو وہ مہر دیدے جو اسنے
دیا تھا اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسولخدا نے مکہ کو فتح کیا تو کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور وہاں مکہ کے مردوں سے بیعت لی اور مردونکی پیروی سے عورتوں نے
بھی طرف بیعت کے رغبت کی خدا اپنے حبیب کو طریقہ بیعت کا تعلیم کرتا ہے کہ یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ اے پیغمبر بلند مرتبہ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ جب وقت
آئیں تیرے پاس ایمان لانیوالی عورتیں کہ یُبَایِعْنَکَ بیعت کریں وہ تجھہ سے عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ اوپر اسکے کہ نہ شریک کریں بِاللّٰہِ شَیْئًا ساتھ
خدا کے کسی چیز کو بتوں سے یا اور چیزوں میں سے وَلَا یَسْرِقْنَ اور نہ چوری کریں وہ شوہروں کے اور غیروں کے مال میں وَلَا یَزْنِیْنَ اور نہ زنا کریں وہ وَلَا یَقْتُلْنَ
اور نہ قتل کریں وہ اَوْلَادَہُنَّ اولاد اپنی کو یعنی دختروں کو کہ وہ زندوں کو خاک میں دفن کردیتے تھے اور یا یہ کہ بچہ جو پیٹ میں ہو اسکو گرائیں نہیں وَلَا یَاْتِیْنَ
بِبُہْتَانٍ اور نہ لائیں وہ بہتان کو کہ یَفْتَرِیْنَہٗ جھوٹ بنایا ہویں وہ اسکو بَیْنَ اَیْدِیْہِنَّ وَاَرْجُلِہِنَّ درمیان ہاتھوں اپنے کی اور پاؤں اپنے
کے یہ کنایہ ہے اس فرزند سے کہ کسی غیر سے ہو جن کر شوہروں کے سر لگائیں اور کہیں کہ یہ شوہر نے جنایا ہے اور یہ کنایہ اس فرزند سے اسواسطے ہے کہ پیٹ کہ جسمیں
اسکو رکھتے ہیں درمیان دونوں ہاتھوں کے ہوتا ہے اور فرج کہ جس سے اسکو باہر نکالتے ہیں وہ درمیان دونوں پاؤں کے ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ بچہ حرام کا نہ جنیں اور
اس حرام کے بچے کو جبکہ شوہروں کی طرف منسوب نہ کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے تہمت زنا کی کرنی شوہر دار پارسا عورتوں کو ہے اور غیروں کی اولاد خاوندوں کے
سر لگانی وَلَا یَعْصِیْنَکَ اور نہ نافرمانی کریں وہ تیری اے محمد فِیْ مَعْرُوْفٍ بیچ نیک کام کے کہ تو ان کو حکم کرے اور معروف ہر ایک نیک کام کو کہتے ہیں
خواہ واجب ہو خواہ سنت ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ مرد غیر محرم کے ہمراہ تنہائی میں بیٹھیں اور کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نوحہ نہ کریں اور کپڑے بدن کے
نہ پھاڑیں اور بال سر کے نہ نوچیں اور منہوں کو نہ چھیلیں اور شعر نہ پڑھیں اور زبان درازی شوہروں سے نکریں اور نامحرموں سے باتیں نکریں پس جس وقت کہ
وہ عورتیں اس شرط پر تجھہ سے بیعت کرنی چاہیں اے محمد فَبَایِعْہُنَّ پس بیعت کر تو ان سے اور ضامن انکے ثواب کا ہو اگر وہ اپنے عہد کو وفا کریں
اور حضرت صادقؑ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسولخدا نے قدح پانی کا طلب کرکے اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالا اور پھر اسمیں سے نکالا اور بعد اسکے ان عورتوں کو
حکم دیا انھوں نے اپنے ہاتھ پانی میں ڈالے اس طرح سے انسے بیعت لی اور ہاتھ اپنا ان عورتوں کے ہاتھوں سے مس نہیں کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس طرح سے ان سے بیعت
لی کہ حضرت نے کپڑا اپنے ہاتھ پر لپیٹا اور بعد اسکے ان سے بیعت لی اور بعضے کہتے ہیں اس طرح سے بیعت لی کہ حضرت نے ایک کپڑا درمیان اپنے اور درمیان
ان عورتوں کے ڈالا اور ایک سرا اسکا اپنے ہاتھ میں پکڑا اور دوسرا سرا اسکا انکے ہاتھ میں دیدیا اسطرح سے بیعت لی اور انکے ہاتھوں کو چھوا نہیں اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ حضرت نے امیہ خواہر خدیجہ کو فرمایا اسنے حضرت کیطرف سے بیعت النبی لی وَاسْتَغْفِرْ لَہُنَّ اللّٰہَ اور بخشش چاہ تو اے محمد ان عورتوں کے واسطے خدا
سے جو کچھ کہ انھوں نے حالت کفر میں کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے ان آدمیوں کے گناہوں کو جو کہ بیعت کریں رَّحِیْمٌ مہربان ہے
کہ توفیق توبہ اور ایمان کی انکو دی کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے رسولخدا نے عورتوں سے فرمایا کہ ابایعکن علی ان لاتشرکن باللہ یعنی بیعت کرتا
ہوں میں تمسے اوپر اس شرط کے کہ نہ شریک کرو تم ساتھ خدا کے کسیکو ہند دختر عتبہ کہ زوجہ ابوسفیان کی تھی عورتوں کے درمیان کھڑی تھی اور نقاب اپنے چہرہ پر اس
نے ڈالا تھا اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ رسولخدا پہچان لیں حضرت کا ارشاد سنکر کہنے لگی کہ یا رسولخدا بیعت لیتے ہیں جو کچھہ کہ ہمپر تاکید کی ہے وہ مردوں
پر نہیں کی کہ مردوں سے فقط اسلام اور جہاد پر بیعت لی ہے اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ولا تسرقن یعنی اور نہ چوری کرو تم ہند نے کہا کہ ابوسفیان ایک بخیل
ہے اور میں نے اسکے مال میں سے بہت مال لیا ہے بدون اسکی اجازت کے نہیں جانتی ہیں کہ حلال ہے وہ مجھپر مال یا حرام ہے ابوسفیان نے کہا کہ جو کچھ تو نے
لیا ہے اور جو کچھہ تو لیوے گی سب تجھ پر حلال ہے رسولخدا ہنسے اور ہند کو حضرت نے پہچانا اور فرمایا کہ تو ہند ہے کہا کہ ہاں رسولخدا جو کچھہ کہ گذرا ہے اسکو معاف
کر کہ خدا تجھے معاف کرے اور مقصودونکو تیرے بر لائے یہ اس واسطے کہا کہ اسنے بروز جنگ احد جگر حضرت حمزہ کا اپنے دانتوں کے نیچے رکھہ کر چبایا تھا اس
قصور کو معاف کراتی تھی اور بعد اسکے فرمایا کہ ولا تزنین یعنی اور نہ زنا کرو تم ہند نے کہا کہ کیا عورت آزاد زنا کرتی ہے عمر درمیان صف کے کھڑا
تھا یہ کلام سنکر ہنسا اس سبب سے کہ اسلام سے پہلے عمر اور ہند کے درمیان آشنائی تھی اور اس نے اسکے ساتھ فعل کیا تھا اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ولا

نقتلن اولادکن یعنی اور نہ قتل کرو تم اولاد اپنی کو ہندنے کہا کہ ہم انکو پرورش کرتے ہیں بچپن میں اور جس وقت وہ جوان ہوتے ہیں تو انکو قتل کرتا ہے اور یہ اسلئے
نے اسواسطے کہا کہ جنگ بدر میں اسکا بیٹا حنظلہ بن ابی سفیان امیرالمومنینؑ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا رسولخدا یہ سنکر مسکرائے اور عمر ہنسا اور ایسا ہنسا کہ اپنی پشت کو بل گر پڑا اور
بعد اسکے فرمایا حضرتؐ نے ولا یاتین ببہتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن یعنی اور نہ لاؤ تم بہتان کہ جھوٹ بناؤ تم اسکو درمیان ہاتھوں اپنے کے اور پاؤں اپنے کے ہندنے
کہا کہ بہتان امر بدا ہے اور تو ہمکو حکم نہیں کرتا ہے مگر بھلائی حق کا اور نیک عادتوں کا اور بعد اسکے حضرتؐ نے فرمایا کہ ولا یعصینک فی معروف یعنی اور نافرمانبرداری کرو تم
نیک کام کے ہندنے کہا کہ بخدا سوگند کہ ہم یہاں اسواسطے حاضر نہیں ہوئے ہیں کہ تیری نافرمانبرداری کریں غرض جو کچھ کہ تو فرمائے اسکے برخلاف کریں پس عورتوں نے ان
شرطوں پر بیعت کی اور رسولخدا نے انکے حق میں دعائے خیر کی اور کہتے ہیں کہ بعضے مسلمان محتاج یہودیوں کے دوستی رکھتے تھے اور مسلمانوں کی خبر انکو پہنچاتے تھے اور انکی عوض میں
انکے میوہ اور کھانے لیتے تھے خدانے اس امر سے انکو منع کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر **لَا تَتَوَلَّوْا** دوست
رکھو تم اور نہ دوست رکھو تم **قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ** اس قوم کو کہ غضب کیا ہے خدانے اوپر انکے یعنی یہودیوں کو دوستی مت کرو **قَدْ یَىٕسُوْا** تحقیق کہ ناامید ہوئے ہیں وہ **مِنَ
الْاٰخِرَةِ** ثواب آخرت سے بسبب عناد کے اور ترک کرنے ایمان اور نصرت پیغمبر کی اور چھپانے حضرتؐ کے اوصاف کے جو کچھ کہ توریت میں ہیں باوجودیکہ جانتے ہیں کہ پیغمبر
حق ہے اور پھر اسپر ایمان نہیں لاتے عناد کی جہت سے اسواسطے انکے لئے ثواب حاصل ہوگا یہ بات ناامید ہوئے وہ اس سے **كَمَا یَىٕسَ الْكُفَّارُ** جیسے کہ ناامید ہوئے ہیں کفار
مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ اصحاب قبور سے یعنی گور میں دفن ہونیوالوں سے کہ وہ آخرت میں زندہ ہوکر اُٹھینگے اور یا یہ کہ وہ پھر دنیا میں رجوع نہ کرینگے اور یا یہ کہ
انکی خیر پہنچنے سے ناامید ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جار مجرور بیان ہے کفار کا یعنی یہودی ناامید ہیں ثواب آخرت سے جیسے کہ کفار کہ قبروں میں ہیں بعد مرنیکے اور اپنی
آنکھوں سے بعد مرنیکے انجام بد اپنا دیکھا ہے اور اپنی خرابی کا یقین انکو ہوگیا ہے اور آخرت کی نعمتوں سے بالکل ناامید ہوگئے ہیں ایسے ہی یہودی ثواب آخرت سے ناامید
ہیں **سورۃ الصف** یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں چودہ آیتیں ہیں اور اس سورہ کو سورۃ حواریون اور سورہ عیسیٰ بھی کہتے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ
جو کوئی سورہ صف کو فرائض اور نوافل میں ہمیشہ پڑھے خدا اسکو قیامت کے روز ملائکہ اور انبیا کی صف میں جگہ دیگا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سَبَّحَ
لِلّٰهِ** پاکی سے یاد کیا اور تسبیح کی واسطے خدا کے **مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ** ان چیزوں نے کہ بیچ آسمانوں کے ہیں اور ان چیزوں نے کہ بیچ زمین کے ہیں
وَ هُوَ الْعَزِیْزُ اور وہ غالب ہے اپنے حکم میں کہ کسی وجہ سے مغلوب نہیں ہوسکتا اور کوئی اسکے حکم کا منع کرنیوالا ہے **الْحَكِیْمُ** حکمت والا ہے کہ کوئی فعل اسکا خالی
حکمت اور مصلحت سے نہیں ہے کہتے ہیں کہ ایک جماعت صحابہ نے حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم اگر ہمکو معلوم ہو کہ کون عمل خدا کے نزدیک زیادہ دوست ہے تو ہم
ہم اپنی جان اور مال کو خرچ کریں خدانے یہ آیت نازل کی کہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ چنانچہ بعد اسکے یہ آیت مذکور ہوگی اور جنگ احد کے روز
اپنے کہنے پر عمل نہ کرکے جہاد میں سے وہ بھاگ گئے اور پیغمبر خدا کو تنہا معرکہ جنگ میں چھوڑ دیا اور کچھ پروا نہ کی یہانتک کہ دندان مبارک حضرتؐ کے شہید
ہوگئے خدانے انکی ملامت کرنیکو اور واسطے زجر اور توبیخ انکی کے یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** اے وہ لوگوں کہ ایمان
لائے ہو **لِمَ تَقُوْلُوْنَ** کس واسطے کہتے ہو تم **مَا لَا تَفْعَلُوْنَ** اس بات کو کہ نہیں کرتے ہو تم **كَبُرَ مَقْتًا** بڑی بات ہے باعتبار دشمنی اور غضب خدا
کے **عِنْدَ اللّٰهِ** نزدیک خدا کے **اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ** یہ کہ کہو تم جو کچھ کہ نہ کرو تم اور مقتا تمیز واقع ہوا ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا
ہے کہ وعدہ مومن کا اپنے بھائی مومن سے ایک نذر ہے کہ جسمیں کفارہ نہیں ہے پس جو کوئی خلاف کرے گا اس وعدے کو خلاف کرے گا خدا سے اور
اسکی دشمنی اور غصہ کے درپے ہوا اور یہی مراد ہے قول حقتعالے سے کہ یا ایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت
اگرچہ واسطے سبب خاص کے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا عام ہے کہ جو کوئی ایک بات کہے اور اسکو نہ کرے وہ اس غصہ میں داخل ہے پس جو علما کہ لوگوں کو
تو واسطے کار خیر کے کہتے ہیں اور خود نہیں کرتے ہیں وہ اسمیں داخل ہیں اور مثل اسی کے سورہ بقر میں ہے کہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنی کیا حکم کرتے
ہو تم آدمیوں کو ساتھ نیکی کے اور بھولتے ہو تم نفسوں اپنوں کو اور منقول ہے کہ رسولخدا نے شب معراج ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ ہونٹ انکے مقراض آتش
سے کترتے ہیں اور بعضے علما اس آیت کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ رسولخدا نے شہدائے بدر کے ثواب سے خبر کی صحابہ نے عرض کی کہ جہاد بدر میں ہم

ثابت قدم رہینگے اور جہاد سے بھاگینگے نہیں اور جب روز جنگ بدر آیا اور کفار سے مقابلہ ہوا تو وہ بھاگ گئے خدا نے اس آیت میں انکو ملامت کیا اور انکو جہاد
کی رغبت دلاتا ہے بیان کرتا ہے کہ جس عمل نیک کی صحابہ نے درخواست کی تھی اور اسپر عمل نہ کیا تھا چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ تحقیق خدا یُحِبُّ
الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو کہ جنگ کرتے ہیں فِیْ سَبِیْلِہٖ بیچ راہ اس خدا کے صَفًّا صف باندھے ہوئے اور یہ مصدر ہے
بمعنی اسم فاعل اور حال واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی صافین ہے یعنی صف باندھنے والے ہیں مقابلہ میں دشمنان دین کے کَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ
گویا کہ وہ ایک بنیاد ہے مضبوط سیسہ پلائی گئی ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتی ہے اور حاصل یہ ہے کہ خدا نے بندوں کو خبر دی کہ وہ سبب ہے جہاد میں ثابت
قدم رہنا اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنی مثل دیوار استوار کے وقت لڑائی کے اور معنی محبت خدا کے بندے کے ساتھ ثواب دینا انکا اور بلند کرنا درجہ انکا ہے
اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جس وقت علی ابن ابیطالب صف باندھتے تھے جہاد میں تو وہ مثل بنیاد استوار کے ہوتی تھی خدا نے انکی شان میں یہ
آیت نازل کی یعنی جناب امیر جس وقت صف جنگ میں کھڑے ہوتے تھے تو گویا صف اس صفدر کی مثل بنیاد مضبوط کے ہوتی تھی دوسری روایت میں ضحاک نے بیان کیا ہے
کہ میں نے ابن عباس سے سنا ہے کہ کہتا تھا کہ وہ جماعت کہ خدا نے اس آیت میں تعریف شجاعت کی کی ہے اور انکی محبت کو ظاہر کیا ہے وہ علی ابن ابیطالب ع و حمزہ اور عبیدہ
بن حارث اور مقداد اسود ہیں اور کلبی نے ابوصالح سے روایت کی ہے کہ یہ آیت شان میں علی بن ابیطالب ع و حمزہ اور عبیدہ اور سہل بن حنیف اور حارث
بن صمت اور ابودجانہ کے نازل ہوئی ہے پس ہر حالت میں امیر المومنین ممدوح اور محبوب خدا ہیں اور حدیث رسولخدا کی جنگ خیبر میں لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرار
غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ اسپر دلالت کرتی ہے پس مراد اس آیت سے امیر المومنین ہیں اور ہمراہی انکے اور سردار سب یہ ہیں کہ جو مثل دیوار استوار کے
جہاد میں ثابت قدم رہے اور کبھی بھاگے نہیں نہ وہ لوگ کہ جو رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر جہاد سے بھاگ جاتے تھے اور کبھی انکو اس بھاگنے سے غیرت نہ آتی تھی اور وقت
تقسیم غنیمت کے واسطے لینے حصہ غنیمت کے حاضر ہوتے تھے اور حضرت امیر المومنین نے خطبہ میں فرمایا ہے کہ جانو تم اے مومنین کہ خدا نے فرمایا ہے ان اللہ یحب الذین
یقاتلون فی سبیل اللہ کیا جانتے ہو تم کہ کون ہے سبیل اللہ میں ہوں سبیل خدا جسکو قایم کیا ہے واسطے اس امر کے کہ لوگ اسکی پیروی بعد پیغمبر کے کریں اور
بعد اسکے خدا موسیٰ کی ثابت قدم رہنے کو اور صبر کرنیکو قوم کی اذیت پر بیان کرتا ہے واسطے تسلی رسولخدا کے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی اور یاد کر تو اے محمد جس
وقت کہا موسے نے لِقَوْمِہٖ واسطے قوم اپنی کے کہ وہ بنی اسرائیل تھے یٰقَوْمِ اے قوم میری لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ کس واسطے آزار پہنچاتے ہو تم مجھکو
میرے حکم کے نہ سننے میں اور معجزونکے انکار کرنے میں اور نسبت عیب کے ظاہر کرنے میں اور مجھپر تہمت کرنے میں اس واسطے کہ وہ لوگ کبھی تو حضرت موسیٰ کو جادوگر
کہتے تھے اور کبھی دیوانہ اور کبھی برص کو انکی طرف منسوب کرتے تھے اور کبھی زنا کا بیان کرتے تھے چنانچہ قصہ قارون میں مذکور ہوا ہے اور کبھی کہتے تھے کہ
ہارونکو موسیٰ نے قتل کیا ہے اور کبھی کہتے تھے کہ ہمارے واسطے خدا مقرر کر دے جیسا کہ ان لوگوں کے واسطے خدا ہے اور کبھی کہتے تھے کہ تو اور تیرا خدا دونو جبابرہ سے جا کر لڑو ہم
تو نہیں جاتے اور کبھی خدا کا دیکھنا چاہتے تھے اور کبھی گوسالہ پرستی کرتے تھے ان امور کے واسطے موسیٰ نے فرمایا کہ کس واسطے رنج پہنچاتے ہو تم مجھکو وَقَدْ
تَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ تحقیق جانتے ہو تم بہ یقین کہ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ تحقیق میں بھیجا ہوا خدا کا ہوں طرف تمہاری معجزوں کے ساتھ کہ جو
دلالت کرتے ہیں میری نبوت کے صحیح ہونے پر اور میری نبوت میں تمکو کسیطرح کا شبہہ نہیں ہے اور پھر مجھکو رنج پہنچاتے ہو اور پیغمبر کی چاہیے کہ حرمت اور تعظیم کریں
اور اسکے حکم کو سر اور آنکھوں پر رکھیں پس تمکو چاہیے کہ میرے ساتھ عناد کی راہ نہ چلو لیکن انھوں نے موسیٰ کے کہنے کو نہ مانا اور اپنی گمراہی اور جہالت پر ثابت قدم رہے
انکی بات کو نہ سنا اور انکے آزار دینے سے ہاتھ نہ اٹھایا فَلَمَّا زَاغُوْٓا پس جس وقت کجی میں ہوئے وہ موسیٰ کے حکم کے قبول کرنے سے باوجود ظاہر ہونے دلیلوں کے
تو اَزَاغَ اللّٰہُ کجی میں رہنے دیا خدا نے قُلُوْبَهُمْ دلوں انکے کو حال پر چھوڑ دیا اور انکو انکے دیدہ و دانستہ انکار کرنیکی جہت سے توفیق اور لطف انکو عطا کیا
اور وہ اسی طرح اپنی گمراہی میں پڑے رہے وَاللّٰہُ لَا یَهْدِی اور خدا راہ راست نہیں دکھلاتا ہے توفیق عطا کرکے اور یا یہ کہ بہشت کی راہ نہیں بتاتا ہے الْقَوْمَ
الْفٰسِقِیْنَ قوم باہر ہونیوالوں کو حکم خدا سے بسبب عناد اور زیادتی کے کہ یہ طریقہ منع کرتا ہے لطف اور توفیق کے عطا کرنے کو اور ایسے لوگوں کو خدا انکے
حال پر چھوڑ دیتا ہے وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اور یاد کر تو جس وقت کہ کہا عیسیٰ پسر مریم نے اپنی امت کو کہ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

اے اولاد یعقوب کی اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں خدا کا طرف تمہاری معجزوں کے ساتھ کہ جو دلالت کرتے ہیں میری نبوت کے
صحیح ہونے پر اور یہاں یا بنی اسرائیل فرمایا اور یا قوم نفرمایا اس واسطے کہ عیسیٰ کو بانکی طرف سے اونکے ساتھ نسبت نتھی تا کہ یا قوم فرماتے بلکہ عیسیٰ نے یہ کہا کہ میں
خدا کا بھیجا ہوا تمہاری طرف آیا ہوں مُّصَدِّقًا سچا کرنیوالا ہوکر لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ واسطے اسکے کہ پہلے مجھ سے ہے مِنَ التَّوْرٰىةِ کتاب توریت کہ موسیٰ
پر نازل ہوئی ہے وَمُبَشِّرًا اور خوشخبری دینے والا ہوکر آیا ہوں بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ ساتھ پیغمبر کے کہ آئیگا شرع کامل لیکر مِنْۢ بَعْدِی پیچھے مجھ سے
اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ کہ نام اسکا احمد ہے یعنی وہ نعت اور پیغمبروں کے زیادہ تعریف کیا گیا ہے اس واسطے کہ عادتیں اسکی سب مخلوقات سے افضل اور بہتر ہیں
اور انجیل یوحنا کے چودھویں باب میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے عزیز جانتے ہو تو میرے حکموں کو یاد رکھو میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا
وہ تمکو دوسرا وکیل دیگا جو کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی فارقلیط روح صدق جسے دنیا قبول نہیں کرتی کیونکہ اسے دیکھتے نہیں جانتے نہیں اور پندرھویں
باب میں ہے کہ جب وکیل شافع جسے میں باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی روح صدق کہ باپ سے نکلتا ہے آوے تو وہ میرے لئے گواہی دیگا اور سولھویں باب میں کہ فرمایا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نصرانیوں سے کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی سودمند ہے کیونکہ اگر میں نجاؤں تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئیگا لیکن میں اگر جاؤنگا تو اسکو
تمہارے پاس بھیجونگا اور جب وہ آئیگا تو جہانکو توبیخ کریگا اور الزام دیگا بسبب گناہوں کے کیونکہ مجھپر ایمان نلائے بسبب حکم اور جزا کے کیونکہ اس جہان
کے سردار پر حکم کیا گیا ہے اور ہنوز بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمسے کہوں پر اب تم انکی برداشت نہیں کرسکتے ہو لیکن جب وہ روح صدق آئیگا تو تمکو
ساری راستی کی چیزیں دیگا اور وہ میری ستایش کریگا اس سے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگا اور تمکو دکھائیگا سب چیزیں جو کہ باپ کی ہیں میری ہیں اس
لئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگا اور تمکو دکھلائیگا تمام ہوئی عبارت انجیل کی اور اب میں کہتا ہوں کہ یہ دوسرا وکیل جسکو عیسیٰ پیغمبر نے کہا محمد ہے
اور فرمایا کہ وہ ابد تک رہیگا اس واسطے کہ اسکی شرع اور دین اسکا قیامت تک ہے اور بعد اسکے کوئی پیغمبر ہوگا اور فرمایا کہ دنیا اسے قبول نہیں کریگی
یعنی اسکا ذکر جو میں دنیا کے نادانوں سے کرتا ہوں کہ وہ یہود ہیں وہ نہیں مانتے ہیں کیونکہ وہ فارقلیط کو دیکھتے نہیں ہیں اور مجھکو بھی اپنی جہالت سے اچھا نہیں
جانتے لیکن تم جو عیسوی ہو میرے بتانے سے اسکو جانتے ہو اور فرمایا کہ میرے لئے وہ گواہی دیگا یعنی مجھکو پیغمبر برحق بتلائیگا اور انبیا کے صحیفے میں
میں بھی اور قرآن میں ہمارے حضرت کو شاہد فرمایا کہ کہا کہ میرا جانا ہی سودمند ہے یعنی میرے سبب سے تمکو فائدہ پورا پہنچ گیا اور دین کامل ہوگیا اور توحید کو تم
جانگئے اور میرے رہنے سے فائدہ نہیں ہے اور یہود میرے درپے ہیں اور میں جہاد کا حکم نہیں لایا ہوں جو انکو قتل کروں اور فارقلیط جہاد کا حکم لیکر آئیگا اور انکو
سزا دیگا اور فرمایا کہ جہانکو توبیخ کریگا اور الزام دیگا بسبب گناہوں کے کیونکہ وہ مجھپر ایمان نہ لائے سو ہمارے حضرت نے جہاد کیا اور کفار کو زیر و زبر کیا اور فرمایا
کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے سو ہمارے حضرت کے برابر کون سردار ہوا اور اسپر جو حکم ہوا خدا کی جانب سے وہ ادا کیا اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہ فارقلیط
کہ جسکو روح صدق اور روح قدس کہا وہ تیسرا خدا ہے جو باپ اور بیٹے سے نکلا اور ہم میں آکر رہا اور نزول اسکا اسطرح ہوا کہ حواری لوگ ایک گھر میں جمع تھے
ناگاہ چنگاریاں آسمان سے اتریں اور حواریوں پر گریں سو وہ چنگاریاں نہ تھیں بلکہ وہ روح قدس تھا کہ حواری اس سے معمور ہوگئے اور خود بخود تمام
لغتوں اور زبانوں سے واقف ہوگئے اور کرامتیں ان سے ظاہر ہونے لگیں سو وہ ہے فارقلیط روح القدس اب بھی ہمارے پاس ہے اور ابد الآباد تک رہیگا
ہم کہتے ہیں کہ بعد عیسیٰ کے کوئی شخص اس قسم کا ظاہر نہیں ہوا جو خلق کو نیک راہیں بتلائے اور عیسیٰ کی کہی ہوئیں باتیں یاد دلائے اور نبوت اسکی ختم
ہوجائے اور اس سبب سے دین اسکا ابد تک رہے اور وہ آیندہ کی خبریں بتلاوے اور عیسیٰ کی ستایش کرے اور اسکو نبی برحق کہے اور اسکے دشمنوں کو الزام دیوے
اور جہان کو زجر اور توبیخ کرے اور عدالت کو جاری کرے سوائے ہمارے پیغمبر کے کہ انہیں یہ اوصاف تھے پس معلوم ہوا کہ روح صدق اور روح قدس اور فارقلیط ہمارے
پیغمبر ہیں وہ شخص مجہول مفروض ذہنی کہ جسکو نصاریٰ تیسرا خدا ٹھہراتے ہیں اور روح قدس کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ ایک وہمی چیز ہے کہ نہ خارج میں کوئی
اسکی ذات موجود ہے اور نہ اسکے افعال اور آثار ایسے ہیں کہ جو اسکی ذات پر دلالت کرتے ہوں اور موافق ارشاد عیسیٰ کے نہ اس وہمی چیز نے جہان کو زجر اور توبیخ
کیا اور نہ الزام دیا اور نہ عیسیٰ کی سی کوئی بات کہی اور نہ اس نے کوئی عدالت کی اور نہ اس نے راستی کی چیزیں دیں اور عیسیٰ کی ستایش کی مختصر یہ ہے کہ عیسیٰ کی

فرمائی ہوئی کوئی چیز اس سے مزید نہیں ہوئی اور حقیقت اس امر کی یہ ہے کہ حواریوں پر یوم الدار میں فیض الٰہی چنگاریوں کی صورت میں نازل ہوا تھا اس سبب سے
انہیں کرامتیں ہو گئی تھیں سو اس فیض کو اس نظر سے کہ مستفیض کا روحانی اور مقدس بنانے والا ہے اگر روح قدس کہیں تو ہو سکتا ہے لیکن اسکو فارقلیط
سمجھنا نادانی ہے اس واسطے کہ وہ یوم الدار کے بعد بھی رہا اور اب نصرانیوں کے پاس سوائے روح ابلیس کے کچھ نہیں ہے اور اگر فارقلیط سے وہی فیض اور روح مقدس مراد
ہو جو کہ حواریین پر یوم الدار میں نازل ہوا تھا تو لازم آئے کہ نصرانیوں کے پادری اور پاپا بھی مثل حواریوں کے کشف اور کرامتوں پر قادر ہو جاویں لیکن وہ ہرگز قادر
نہیں ہیں پس معلوم ہوا کہ فارقلیط اس فیض کو نہیں کہا اور نہیں تو بتلاویں کہ وہ فارقلیط کہ جو ابدی تھا وہ کہاں چلا گیا اور کیوں فانی ہو گیا کہ اسکا
کوئی اثر ظاہر نہیں ہے اور اسکے فیض کی بھنک بھی کانوں میں نہیں پہنچی وہ تو جہان کی زجر اور توبیخ کرنے اور الزام دینے کے واسطے تھا اسنے تو عیسے کے فرمانے
کے بموجب کوئی کام بھی نہ کیا اور عیسیٰ نے اسکو اس جہان کا سردار فرمایا تھا سو اس نے نہ کچھ حکومت اور عدالت کی اور نہ کچھ انتظام عالم کا کیا وہ کیونکر
سردار ہو جاوے گا پس ثابت ہوا کہ جہان کے سردار ہمارے پیغمبر ہیں جنھوں نے عدل اور حکم جاری کیا اور نصاریٰ جب اس مقام میں عاجز ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس
جہان کے سردار سے مراد شیطان ہے سو یہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اگر تفسیر سے خدا کو اس جہان کا سردار کہیں تو خدا و مسیح میں مغایرت ثابت ہو جاویگی اور اگر غور
اور انصاف سے دیکھو تو یہ تاویل درست نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ یہاں کلام دوسرے وکیل کے آنے میں ہے شیطان بیچ میں کہاں سے کود پڑا اور علاوہ
اسکے شیطان گیا تھا کہاں جو حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ وہ آتا ہے تو وہ انکے عہد میں موجود تھا اور انجیل میں لکھا ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ سے
باتیں کیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو آزمایا اور اگر یہ مراد ہو کہ وہ غالب ہوا چاہتا ہے یہ بھی درست نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میرا
جانا تمہارے واسطے سودمند ہے پس جس وقت عیسے کے جانے سے اسکا غلبہ ہوا تو عیسیٰ کا جانا سودمند کب ہوا بلکہ مضر ہوا اور اگر ہم فرض کریں کہ وہی
اس جہان کا سردار ہے اور ایک جملہ معترضہ ہے کہ درمیان میں آ گیا ہے لیکن جسکو تم فارقلیط اور روح صدق کہتے ہو وہ محمد ہے وہ غیر خدا ذہنی
اور قرینہ نہیں ہے اس واسطے کہ اسنے جہان کو توبیخ نہیں کیا اور نہ عدالت کی اور انجیل میں لکھا ہے کہ وہ اپنی نہ کہیگا اور یہی قرآن میں بھی ہے کہ وما ینطق
عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ یعنی محمد اپنے جی سے نہیں کہتا ہے بلکہ جو کچھ اسکو پیغام دیا جاتا ہے وہی کہتا ہے اور اگر مراد فارقلیط سے وہ فرد ذہنی ہو تو
اسکا محتاج ہونا لازم آئے اس واسطے کہ جب دوسرے کی سنے تو کہے اور محتاج خدا نہیں ہو سکتا اور فارقلیط یونانی لفظ ہے اور معنی اسکے شفاعت کرنیوالا
اور درمیانی اور بزرگ کیا ہوا ہیں دونوں آپس میں مترادف ہیں اور اگر نصاریٰ کہیں کہ اس میں نام کی تبدیلی ہے تو اس کا بھی کچھ
مضائقہ نہیں ہے اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی بھی ہے اور خود نصاریٰ نے لکھتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں حضرت عیسیٰ کا
نام عمنوائیل ہے یعنی خدا ہمارے ساتھ پس جس طرح عیسیٰ کے نام میں تبدیلی ہوئی اسی طرح ہمارے حضرت کے نام میں تبدیلی ہے اور خدا کا ساتھ ہونا بھی
حضرت عیسیٰ کے لئے خاص تھا چنانچہ پیدائش کے انتالیسویں باب میں ہے کہ خدا یوسف کے ساتھ تھا اور بعضے نصرانی اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ
کہ یہ پیشین خبری محمد کے لئے ہو سکتی اس واسطے کہ عیسے نے فرمایا تھا کہ میں باپ سے درخواست کرکے تمہارے واسطے وکیل بھیجوں گا کہ وہ تمہارا تسلی دینے والا اور
ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے اور محمد عیسیٰ کے چھ سو برس بعد پیدا ہوا اور اس عرصہ میں عیسیٰ کے شاگرد سب مر گئے تھے سو ایسے وقت میں حواریین کو تسلی اسکی کب دینے کا
تھی ہم کہتے ہیں کہ یہ خطاب عیسیٰ کا سب نصرانیوں کی طرف ہے اسمیں خصوصیت کسی مخاطب کی نہیں ہے اور اگر وقت ظہور ہمارے پیغمبر کے حواریین میں
سے کوئی باقی نہ رہا تو اسکا مضائقہ نہیں ہے اس واسطے کہ اگر حواریین موجود نہ تھے انکے تابعین تو موجود تھے انکا موجود ہونا بھی بمنزلہ موجود ہونے حواریین کے
ہے اور چھبیسویں آیتیں انجیل کی ہے کہ عیسیٰ نے فرمایا کہ اور اپنے باپ سے تمہارے اور ہر ایک ایماندار کے لئے جو تمہاری منادی سے مجھ پر ایمان لائیں گے
سفارش کرونگی بات کہی ہے وہ یاد دلا دے گا پس معلوم ہوا کہ تسلی دینے والا خاص شاگردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ جو لوگ کہ انکی منادی سے ایمان
لائے ضرور ہے کہ انکو بھی تسلی دیجائے اور اگرچہ عیسیٰ نے انکے ہمراہ حواریین کا ذکر کیا ہے لیکن تسلی ان لوگوں ہی کے واسطے چاہیے جو کہ ایمان میں سست
اور متزلزل ہیں جو حواریین ایمان میں کامل تھے انکو احتیاج تسلی کی کیا تھی اور حضرت عیسیٰ کے کہنے سے وہ جانتے تھے کہ بعد اسکے فارقلیط کہ مراد محمد ہے

بالضرور آئیگا اور لوگوں کو جو کہ عیسوی مذہب میں ہیں تسلی دے گا اور ایسا ہی ہوا کہ جو کہ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں عیسوی مذہب بگڑ چکا تھا اور ہمارے پیغمبر کو آخر زمانہ تک
اسکو تسلی بخشی اور وہ عذاب ہمیشہ ہمارے ہمراہ ہے کہ دین اسکا ابدی ہے اور شرع آپکی قیامت تک ہمیشہ ساتھ ہے اور قیامت تک سبکے ساتھ رہیگی کہ وہ حضرت
خاتم النبیین ہیں اور بعضے نصرانی کہتے ہیں کہ بھیجا اس بھیجے ہوئے کا نام تسلی دینے والا ہے تو اس سے مراد محمد کسطرح تسلی دینے والا ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ
انسے تو تسلی دینے کے برعکس لوگوں میں ہلچل ڈالدی اور ظلم اور جبر کے ساتھ تلوار کے زور سے اسلام نے مذہب کو جاری کر دیا یہاں تک کہ تلوار ہی کو بہشت کی کنجی
ٹھیرایا ہم کہتے ہیں کہ محمد کے نیک اخلاق اور رحمدلی اور بیواؤں اور بیواؤں اور یتیموں پر رحم کرنا اور ہر مومن کو تسلی بخشی متواتر ہے جس کا کوئی انکار
نہیں کرسکتا اور اگر کوئی نصرانی اپنے متواترات کا انکار کرے گا تو یہودی بھی حضرت عیسیٰ کے متواترات کا انکار کریں گے لیکن دونوں کے انکار تواتر میں
فرق نہیں ہوسکتا اور ظلم اور جبر کو ہمارے پیغمبر کیطرف منسوب کرنا کمال التعصب ہے اور جہاد کا نام ظلم رکھنا بڑی گمراہی نصاریٰ کی ہے سمجھا کہ جہاد موجب حکم خدا کے ہوتا
ہے اور ظلم خلاف حکم خدا کے ہوتا ہے اور نہیں سمجھتے کہ واسطے ہر نبی کے احکام علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں ایک ہی کے احکام کا قیاس دوسرے نبی کے احکام پر نہیں
ہوسکتا حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ تو اپنے فرزند اسمعیل کو ذبح کر اور یہ حکم کسی اور پیغمبر کو نہ ہوا ایسے ہی کسی پیغمبر کو حکم جہاد کا نہ تھا جیسے کہ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کو
حکم تھا کہ جہاد کرے جیسے کہ حضرت موسیٰ چنانچہ سفر الحساب کے اکتیسویں باب میں ہے کہ موسیٰ نے فینحاس کو سردار بنا کر بارہ ہزار اسرائیلیوں کے ساتھ مدیانیوں کے
مقابلہ کو بھیجا انھوں نے سارے مدیانیوں کو قتل کیا اور انکا مال اور اسباب اور مویشی سب لوٹ لیا اور انکی سب بستیوں اور گھروں کو جلا دیا اور صحیفہ یوشع کے آٹھویں باب میں
لکھا ہے کہ یوشع نے بحکم خدا تیس ہزار آدمی لیکر عی پر چڑھائی کی اور وہاں کے لوگوں کو تہ تیغ کیا اور سب مقتول بارہ ہزار تھے اور سفر الخروج کے سترھویں باب میں ہے
کہ موسیٰ کے حکم سے یوشع نے عمالقہ کو شکست دی اور استثناء کے بیسویں باب میں ہے کہ جب تو کسی شہر کے پاس لڑائی کیلئے پہنچے تو پہلے صلح کا پیغام دے اگر وہ صلح کو
قبول کریں تو سب خراج دے اور نہیں تو ہر ایک مرد کو قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں اور مال اور مویشی کو لوٹ لے اور یہی حال ہمارے پیغمبر کا تھا کہ پہلے تو لوگوں سے
ایمان کے طالب ہوتے تھے اور اگر وہ معجزہ طلب کرتے تھے تو انکو معجزہ دکھلاتے تھے اور اگر وہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے تھے تو اسوقت وہ حضرت موجب
حکم خدا واسطے ایمان کے اوپر جہاد کرتے تھے اور اگر جہاد کرنا ظلم کہا جاوے تو چاہیے کہ سب انبیاء کہ جنکو حکم جہاد کا تھا ظالم ہو جائیں جہاد کرنے اور
خدا نے قوم نوح کو مع چرند و پرند غرق کر دیا چنانچہ پیدائش کے ساتویں باب میں ہے پس چاہیے کہ اسصورت میں تم خدا کو ظالم کہو اور بعضے نصاریٰ کہتے
ہیں کہ محمد کو روح قدس نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ روح قدس تو نادیدنی شے ہے اور خدا کی روح کہلاتی ہے جسکی تاثیر دل پر ہوتی ہے نہ کہ جسم پر ہم کہتے ہیں کہ روح قدس
روح پاک کو کہتے ہیں اور روح صدق راستی کی روح کو کہتے ہیں اور یہ دونوں محمد پر صادق آتی ہیں اور یہ ضرور نہیں کہ وہ نادیدنی شے ہو اور
حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ نادیدنی شے نہ تھے بلکہ ان کو ہر کوئی دیکھتا تھا اور اگر روح قدس نادیدنی شے ہو تو پھر کیوں صادق
آوے موافق ارشاد حضرت عیسیٰ کے کہ وہ تمکو سب چیزیں سکھلاویگا اور سب باتیں جو کچھ میں نے تمکو کہی ہیں یاد دلاویگا بھلا کہیں نادیدنی شے بھی
جسکا تعلق کہ دل سے ہو کچھ سکھلا اور یاد دلا سکتی ہے اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ جہان کو توبیخ اور الزام دیویگا اب انصاف کرنا چاہیے کہ نادیدنی توبیخ کر سکتی
ہے اور کسیکو الزام دے سکتی ہے اور تم جو کہتے ہو کہ حواریوں نے محمد کو نہیں دیکھا تو جس صورت میں روح قدس نادیدنی شے ہے تو حواریوں نے اسکو بھی نہیں دیکھا
تخصیص محمد کے نہ دیکھنے کی کیا ہے اور تاثیر دل پر خدا بھی کر سکتا ہے پھر تیسری چیز ثالث بالخیر کی کیا احتیاج تھی حاصل یہ ہے کہ روح قدس اور فارقلیط سوائے محمد کے کوئی
دوسرا شخص نہیں ہوسکتا اور وہی آویست تاویلیں اسمیں کر کے ایک وہمی اور فرضی شے مراد لینی تعصب کی راہ ہے اور جو کچھ کہ قرآن میں ہے کہ عیسیٰ نے خوشخبری
ہمارے پیغمبر کے آنیکی دی کہ نام مبارک جسکا احمد ہے یہ سب مطابق انجیل کے ہے اور دراصل سخن تو فراخ ہے آدمی جو کچھ چاہے حق اور ناحق کہتا چلا جائے اور یہ خوشخبری دینا
حضرت عیسیٰ کی بھی ایک معجزہ حضرت عیسیٰ کا ہے کہ جس پیغمبر کے آنیکی خوشخبری دی تھی وہ پیغمبر ظاہر ہوا موافق خبر دینے کے **فَلَمَّا جَآءَهُمْ** پس جس وقت کہ آیا
انکے پاس وہ احمد **بِالْبَيِّنٰتِ** ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں ظاہر کے تو **قَالُوْا** کہا انہوں نے یعنی عیسائیوں نے کہ **هٰذَا** یہ یعنی جو کچھ کہ ہمکو دکھلاتا ہے محمد **سِحْرٌ
مُّبِيْنٌ** جادو ہے ظاہر کہ اسکا جادو ہونا کسی پر پوشیدہ نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جاء کی ضمیر عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے یعنی جسوقت کہ آیا انکے پاس عیسیٰ

معجزے روشن پیغمبر مثل زندہ کرنے مردوں کے اور بینا کرنے اندھے مادرزاد کے تو انکی امت کے لوگوں نے کہا کہ یہ جادو ہے وَمَنْ اَظْلَمُ اور کون زیادہ ظالم ہے
مِمَّنِ افْتَرٰی اس شخص سے کہ باندھے عَلَی اللّٰهِ اوپر خدا کے الْكَذِبَ جھوٹ کو یعنی اسکے پیغمبر کو جھٹلائے اور معجزوں کو سچا نجانے اور کہے کہ خدا نے اس کو
پیغمبر کر کے نہیں بھیجا ہے وَهُوَ يُدْعٰى اور حال یہ ہے کہ بلایا جاتا ہے وہ جھوٹ باندھنے والا اِلَى الْاِسْلَامِ طرف اسلام کے یعنی پیغمبر اسکو طرف اسلام
کے بلاتے تھے کہ جس میں سراسر خیر ہے دنیا اور آخرت کی اور رستگاری ہے عذاب سے لیکن وہ شخص اپنی جہالت سے پیغمبر کو جھٹلاتا ہے اور دیدہ و دانستہ عذاب کو اختیار کرتا
ہے کہ اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي اور خدا نہیں دکھلاتا ہے راہ حق الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ قوم ظلم کرنیوالوں کو اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیتا ہے
بسبب انکی عناد کے اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے معجزوں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ نضر بن حارث نے کہا کہ قیامت کے روز لات اور عزی میری شفاعت کرینگے خدا اور شفاعت
انکی قبول ہوگی خدا نے اسکے قول کے رد کرنیکو یہ آیت نازل کی کہ کون شخص زیادہ ظالم ہے اس سے کہ خدا پر جھوٹ باندھے کہ خدا انکی شفاعت کو قبول کریگا کفار
کے واسطے اور کہتے ہیں کہ چالیس روز رسولخدا پر وحی نہ آئی کعب بن اشرف یہودی نے کہا کہ خوشخبری ہو تمکو اے گروہ یہود کے کہ محمد کے خدا نے اسکے نور کو بجھا دیا
اور کام انکا انجام کو نہ پہنچا یہ بات سنکر حضرت کو رنج ہوا جبرئیل امین واسطے دور کرنے ملال خاطر اقدس رسولخدا کے یہ آیت لائے يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا ارادہ
کرتے ہیں کہ بجھا دیں وہ کفار نُوْرَ اللّٰهِ نور خدا کو بِاَفْوَاهِهِمْ ساتھ مونہوں اپنے کے طعن کرکے اور بیہودہ باتیں کہکر کہ بمنزلہ بجھانے نور کے ہے یعنی حال ان کا
اس بجھانے میں مثل اس شخص کے ہے کہ اپنے منہ سے پھونک مار کر آفتاب کے نور کو بجھانا چاہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ اور خدا تمام کرنیوالا نور اپنے کا ہے اور ابن
کثیر اور اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے متم کو مضاف طرف نور کے اور نور کو مجرور پڑھا ہے اور باقیوں نے بغیر اضافت اور متم کو تنوین سے اور نور کو منصوب پڑھا ہے
یعنی روشنی دین اور شریعت سید المرسلین کی ظاہر کرنے والا اسلام قیامت تک باقی رہے گی وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اگرچہ مکروہ جانیں کفر کرنے والے
اسکے تمام کرنیکو اور انکی کراہت کا انکو اس میں کچھ اثر نہیں ہے هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ وہ خدا وہ شخص ہے کہ بھیجا اسنے رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى پیغمبر اپنے کو ساتھ
ہدایت کے کہ وہ معجزہ اور قرآن ہے وَدِيْنِ الْحَقِّ اور ساتھ دین حق کے کہ وہ دین اسلام ہے لِيُظْهِرَهٗ تاکہ غالب کرے اس دین کو عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اوپر دین کے
کل اس دین کے یعنی سب دینوں پر اسکو غالب کرے وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اگرچہ مکروہ جانیں مشرکین اور ناخوش ہوں اسکے غالب ہونے سے اس واسطے کہ انکا
دین بیچ توحید خالص ہے کہ کسی دین میں ایسی توحید نہیں ہے اور کہتے ہیں یہ وعدہ وقت نازل ہونے عیسی کے آسمان سے اور ظاہر ہونے مہدی آل محمد کے وفا
ہوگا کہ تمام زمین اسلام کو قبول کرے اور امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ بلند ہونا کلمہ اسلام کا اور غالب ہونا اسکا اس زمانہ کے بعد ہوگا اور قسم ہے اس شخص کی
کہ جان میری اسکی قدرت میں ہے کہ دین اسلام کو غلبہ سب پر ہوگا یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی بستی مگر کہ صبح کو اور شام کو آواز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کی سنیں اور بعد اسکے رسولخدا کے قول سے قبول ہونیکو فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو هَلْ اَدُلُّكُمْ کیا رہنمائی کروں
میں تمکو عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ اوپر ایسی سوداگری کے کہ نجات دیوے وہ تمکو مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ عذاب دردناک سے کہ وہ آگ دوزخ کی ہے اور وہ
سوداگری نجات دینے والی یہ ہے کہ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے کے وَتُجَاهِدُوْنَ اور جہاد کرو تم کافروں
سے یہ امر بصورت خبر ہے یعنی ایمان لاؤ تم خدا اور رسول پر اور جہاد کرو تم کافروں سے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے اگر دین کے بلند کرنے اور جاری کرنے میں
بِاَمْوَالِكُمْ ساتھ مالوں اپنے کے کہ جہاد کرنے والوں کے کھانے اور سواری اور ہتھیار میں اپنے مال کو خرچ کرو وَاَنْفُسِكُمْ اور ساتھ جانوں اپنی کے جہاد کرو
تم کہ کفار کے مقابلہ میں ہو کر انکے ساتھ راہ خدا میں لڑو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ بعضے صحابہ نے کہا کہ بہتر عمل کو ہم جانیں تو انمیں کوشش کریں اور اپنے
نفس اور مال کو اسمیں خرچ کریں یہ آیت نازل ہوئی کہ هل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم اور ایک مدت اسپر گذر گئی اور بیان اسکا نازل نہوا تو لوگوں نے کہا کہ کاش
ہم جانتے کہ بیان اسکا کیا ہے خدا نے یہ آیت نازل کی کہ تؤمنون باللہ ورسولہ ذٰلِكُمْ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے ایمان اور جہاد خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے
واسطے تمہارے دنیا کے فائدوں کے معاملوں سے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم کہ جانتے ہو طریقہ تجارت حقیقی کا یعنی اگر تم جانتے ہو ایمان اور جہاد کی بہتری کو اور اعتقاد
رکھتے ہو اسکا کہ پہنچانے والا ہے ہمیشہ کے فائدہ کی طرف پس چاہیے کہ اسکو فائدوں پر مقدم رکھو کہ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ بخشیگا خدا واسطے تمہارے گناہ

ع ۹

تمہارے یعنی ایمان لاؤ اور جہاد کرو کہ خدا تمہارے گناہوں کو بخشے وَيُدْخِلْكُمْ اور داخل کریگا تمکو قیامت کے روز جَنّٰتٍ بیچ بہشتوں کہ جاری
ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ نیچے درختوں انکے نہریں وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور داخل کریگا تمکو مکانوں پاکیزہ میں کہ وہ مکان واقع ہیں فِيْ جَنّٰتِ
عَدْنٍ بیچ بہشتوں عدن کے ذٰلِكَ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے بخشش اور داخل کرنا بہشتوں میں الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ رستگاری بڑی ہے اور مراد یہ ہے کہ بڑی
نہ جو کچھ کہ دنیا کے آدمی اسکو فوز عظیم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ باقی رہنا اور حکومت کرنی اور دنیا کی لذتیں پانی اور منقول ہے کہ حضرت سے مساکن طیبہ
کو پوچھا تھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ یہ ایک مکان ہے بہشت میں کہ وہ ایک موتی کا ہے اور اسمیں ستر گھر یاقوت سرخ کے ہیں اور ہر گھر میں ستر حجرے زمرد سبز
کے ہیں اور ہر حجرہ میں ستر تخت ہیں اور ہر تخت پر ستر فرش ہیں ہر رنگ کے اور ہر فرش پر ایک عورت حور عین سے بیٹھی ہے اور ہر حجرہ میں ستر دستر خوان ہیں
اور ہر دستر خوان پر ستر قسم کا کھانا ہے اور ہر حجرہ میں ایک غلام اور ایک کنیز ہے خدا مومن کو اسقدر قوت دیگا کہ سب کا نوش فرمائے اور کھانا کھاوے اور
یہ بڑی نعمتیں آخرت میں وَّاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا اور نعمت دوسری کہ دوست رکھتے ہو تم اسکو اور چاہتے ہو اسکو دنیا میں وہ دوسری نعمت یہ ہے کہ جلد ہوگی تمکو وہ نَصْرٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ نصرت ہے خدا کی جانب سے قریش پر اور فتح نزدیک کہ وہ فتح مکہ ہے یا فتح فارس اور روم اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ فتوحات مراد ہیں جو
کہ اسلام میں واقع ہوئی ہیں وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور خوشخبری دے تو اے محمد مومنوں کو ان دونوں نعمتوں کی کہ وہ ثواب اور بہشت ہے آخرت میں اور نصرت اور فتح
ہے دنیا میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ ہو تم نصرت کرنیوالے خدا کے یعنی اسکے دین کی مدد کرنیوالے ہو کہ حضرت
اسکے پیغمبر ہیں کہ لڑنیکا راہ خدا میں دیوے اور نصرت کو تمسے طلب کرے تو اسکا حکم قبول کرو اور جو نصرت کیا ہے ہوا كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ جیسے
کہ کہا تھا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے لِلْحَوَارِيّٖنَ واسطے حواریوں کے کہ وہ دین میں خاص تھے اور سب سے زیادہ بزرگ تھے اسی حضرت عیسیٰ نے کہا مَنْ اَنْصَارِيْٓ
کون ہیں مدد کرنیوالے میرے اور شریک ہیں اسکے متوجہ ہونیوالے ہوں اِلَى اللّٰهِ طرف خدا کے یعنی نصرت کریں دین خدا کی قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ کہا حواریوں نے عیسیٰ کو نَحْنُ
اَنْصَارُ اللّٰهِ ہم نصرت کرنیوالے دین خدا کے ہیں یعنی اے محمد اپنے اصحاب کو کہہ تو کہ اے مسلمانوں نصرت کرو تم خدا کی ایسے کہ حواری نصرت کرنیوالے تھے جس وقت عیسیٰ نے کہا تھا کہ کون
نصرت کرنیوالے میرے ہیں دین خدا کے واسطے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم ہیں نصرت کرنیوالے اور حواری کہتے ہیں برگزیدہ اور خاص اصحاب عیسیٰ کے اور تحقیق انکی اول
سورہ آل عمران میں اور کہتے ہیں کہ بعد جانے عیسیٰ کے آسمان پر انہوں نے نصرت دین کی کی اور خلقت کو طرف دین خدا کے بلایا فَاٰمَنَتْ پس ایمان لائے خدا کی وحدانیت
اور عیسیٰ کے بندہ اور پیغمبر ہونے پر حواری یعنی کہتے ہیں طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ اور کافر ہوا ایک
گروہ نے کہ عیسیٰ کو خدا کا فرزند جانا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر گئے تو بنی اسرائیل تین فرقے ہو گئے ایک فرقہ نے کہا کہ وہ خدا تھا
آسمان پر چلا گیا اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور ایک گروہ نے کہا جو کہ مسلمان تھے کہ وہ بندہ خدا کا اور پیغمبر اسکا تھا پس جنگ ہوئی درمیان ان کے
اور وہ دو فرقے کافر غالب آئے یہاں تک کہ حضرت خاتم الانبیا پیغمبر ہوئے اور وہ فرقہ مومن تھا حضرت پر ایمان لایا اور اس سبب سے انہوں نے قوت پائی
اور ان دو فرقوں پر غالب ہوئے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس قوت دی ہم نے اور غالب کیا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے عیسیٰ کے
پیغمبر اور بندہ ہونے پر عَلٰى عَدُوِّهِمْ اوپر دشمنوں انکے کہ جو کہ اعتقاد رکھتے تھے عیسیٰ کے خدا اور فرزند خدا ہونے پر فَاَصْبَحُوْا پس ہو گئے وہ مومنین
ظٰهِرِيْنَ غلبہ پانیوالے ان کافروں پر لڑائی میں یا حجت اور دلیل میں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہیں کہ حجت ان لوگوں کی کہ عیسیٰ پر ایمان لائے تھے ظاہر ہوئی محمد
کے تصدیق کرنیسے سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور اسمیں گیارہ آیتیں ہیں اور حضرت جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ لازم ہے
اس شخص پر کہ جو ہمارا شیعہ ہے یہ کہ شب جمعہ کو یہ سورہ اور سورہ سبح اسم ربک پڑھے اور جمعہ کے روز نماز ظہر میں یہ سورہ اور سورہ منافقین پڑھے
پس جس وقت یہ عمل کرے تو ایسا ہو کہ رسول خدا کا سا اسنے عمل کیا ہو اور جزا اس عمل کی خدا پر بہشت ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ
تسبیح کرتی ہے واسطے خدا کے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہے اور تسبیح کبھی تو بصورت
ماضی آئی ہے اور کبھی بصورت مضارع اس سے اشارہ ہے طرف ہمیشہ پاک ہونے حق سبحانہ تعالیٰ کے اور اب اپنے اوصاف کو بیان کرتا ہے کہ

سورۃ الصف ع ۲ ۱۰

الْمَلِكِ بادشاہ ہو خدا کہ ہمیشہ بادشاہی اسکی الْقُدُّوسِ پاک ہو سب عیبوں اور خلل سے الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ غالب ہو ہر حال میں حکمت والا ہو کہ کوئی اسکا
فعل خالی مصلحت سے نہیں ہو هُوَ الَّذِي بَعَثَ وہ خدا وہ شخص ہو کہ بھیجا اسنے فِي الْأُمِّيِّينَ درمیان ناخواندوں کے اور نہ لکھنے والوں کے رَسُولًا مِنْهُمْ پیغمبر کو
انہی میں سے یعنی جسطرح وہ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے ایسا ہی بن پڑھا اور لکھا پیغمبر انہیں بھیجا تاکہ یہ نہ سمجھیں کہ لکھا پڑھا ہونا اور سمجھتے کہ اسکو علم سے
تعلیم کیا ہے اور پہلی خبر ہے اسکو سکھلا دی ہیں اور یا اُمی میں نسبت کی ہے یعنی منسوب طرف امت عرب کا اکثر انکے لکھے پڑھے نہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اُمی
طرف ام القریٰ کے منسوب ہو اور ام القریٰ مکہ کا نام ہو اور یا منسوب ہو طرف ام الکتاب کے کہ وہ قرآن ہو اور پہلا قول زیادہ مشہور ہو اور کہتے ہیں کہ اُمی
ہونا حضرت کا اس جہت سے ہو کہ پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ خاتم الانبیا اُمی ہوگا اور حضرت اشعیا کی کتاب میں ہے کہ فرمایا خدا نے کہ میں پیغمبر اُمی بھیجونگا
درمیان اُمیوں کے اور اسپر پیغمبروں کو ختم کروں گا اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ امیین انکو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ کہتے تو تھے لیکن اُن کے پاس کوئی
کتاب خدا کی جانب سے نہیں آئی تھی اور نہ کوئی پیغمبر آیا تھا اس واسطے انکو خدا نے امیین فرمایا يَتْلُو عَلَيْهِمْ پڑھتا ہے وہ پیغمبر اُمی اوپر ان اُمی
لوگوں کے آيَاتِهِ آیتیں اسکی جو کہ قرآن میں ہیں وَيُزَكِّيهِمْ اور پاک کرتا ہے انکو کفر کی نجاست سے اور ناپاک اعتقادوں سے اور بدخلقوں سے وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ اور سکھلاتا ہے انکو قرآن وَالْحِكْمَةَ اور حکمت کہ وہ احکام شرع کے ہیں اور علوم دین کے باوجود اُمی ہونے کے کہ کسی سے کوئی سبق پڑھا
تھا نہ لکھنا سیکھا تھا اور یہ دلیل واضح ہے اس امر کی کہ جو کچھ کہتا تھا وحی سے کہتا تھا اس واسطے کہ بغیر پڑھے لکھے کے بلکہ پڑھے لکھوں کی بھی یہ طاقت
نہیں ہے کہ ایک شخص تنہا ایسے احکام موافق عقل سلیم کے کہ جسمیں صلاح دنیا و آخرت کی ہو اپنی طرف سے بنا سکے پس جو کچھ وہ حضرت کہتے تھے وحی خدا سے
کہتے تھے نہ اپنی طرف سے ❊ نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت ❊ بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد ❊ وَإِنْ كَانُوا اور تحقیق کہ تھے وہ لوگ کہ اب
قرآن پڑھتے ہیں اور پاک ہیں مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے یعنی محمد کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھے وہ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے کہ وہ
شرک ہو اور جاہلیت کے دین کی پیروی کرتے تھے اور ان کانوا میں ان مخففہ مثقلہ کا ہو کہ لام تاکید کا جو کہ نفی میں ہے اسپر دلالت کرتا ہو وَآخَرِينَ مِنْهُمْ
اور درمیان دوسروں کے بھی اسنے اسکا عطف امیین پر ہے یعنی پیغمبر کر کے بھیجا بیچ ناخواندوں کے امیین اور درمیان دوسرے لوگوں کے امیین سے کہ ابھی لَمَّا يَلْحَقُوا
بِهِمْ انہیں لاحق ہوئے ہیں وہ ساتھ انکے لیکن لاحق ہونگے بعد اسکے اور انکے بعد آئیں گے اور مراد ان لوگوں سے جو کہ بعد اسکے آئینگے تابعین ہیں اور
بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان لوگوں سے وہ ہیں کہ بعد رسولخدا کے قیامت تک ہوں گے اور یہی مشہور ہو اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ وہ عجم کے لوگ ہیں اور جو کہ
زبان عرب کو نہیں جانتے ہیں اور رسولخدا سے بعد نازل ہونے اس آیت کے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول خدا وہ کون لوگ ہونگے حضرت نے دست مبارک اپنا
سلمان فارسی کے شانہ پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بستہ ہو تو اسکو لیویں گے اس قوم کے آدمی یعنی فارس کے باشندے اور عبد الرحمان لیلی نے روایت
کی ہے ایک شخص سے رسولخدا کے اصحاب میں سے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایسا دیکھا ہے کہ میں جاتا ہوں اور سیاہ گوسفندیں میرے پیچھے آتی ہیں اور ان
سیاہ گوسفندوں کے پیچھے خاکی رنگ کی گوسفندیں آتی ہیں اور انکی پیروی کرتی ہیں حضرت علیؑ سے پوچھا کہ تعبیر اسکی کیا ہو کہا کہ تعبیر اسکی میں جانتا ہوں
عرب تیرے حکم میں ہو جاوینگے اور بعد اسکے عجم بھی تیری فرمانبرداری قبول کریں گے اور اسلام میں داخل ہونگے حضرت نے فرمایا کہ یہی تعبیر جبرئیل نے مجھ سے
کہی تھی اور سہل ساعدی نے روایت کی ہو کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت کی پشتوں میں مرد اور عورتیں ہونگی کہ وہ بہشت میں بحساب داخل
ہونگی اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور وہ خدا غالب ہے سب چیزوں پر حکمت والا ہو کہ
موافق مصلحت کے کام کرتا ہے ذَٰلِكَ بھیجنا پیغمبر کر کے لوگوں پر فَضْلُ اللَّهِ فضل خدا کا ہے اور زیادتی نعمت کی يُؤْتِيهِ دیتا ہے اسکو فضل
و کرم سے مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے موافق حکمت اور مصلحت کے کہ جسکو کہ لائق اس کے دیکھتا ہے وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ اور خدا صاحب فضل بڑے کا ہے کہ نعمت دنیا و آخرت کی جسکے مقابلہ میں حقیر ہے اور محمد بن عمر نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہو کہ
مسلمانوں کے فقیر اور محتاج آدمی رسول خدا کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسولخدا دولتمندوں کے پاس مال ہو وہ اسکو راہ خدا میں دیتے ہیں اور ہمکو میسر

مقدور نہیں اور وہ حج کرتے ہیں اور ہمکو اس قدر طاقت نہیں ہے اور وہ جہاد کرتے ہیں اور ہم کوئی غلام نہیں آزاد کر سکتے حضرت نے فرمایا کہ سو بار اللہ اکبر کہو یہ بندہ کے آزاد کرنے سے افضل ہے اور جو کوئی سو بار الحمد للہ کہے تو بہتر ہے سو گھوڑوں مع زین اور لگام کے کہ راہ خدا میں انکو دیوے اور جو کوئی سو بار لا الہ الا اللہ کہے تو بہتر ہے تمام آدمیوں سے عمل میں مگر یہ کہ کسی اور شخص کا لا الہ الا اللہ کہنا اسکے لا الہ الا اللہ کہنے سے زیادہ ہو پس وہ یہ سنکر اس عمل میں مشغول ہوئے اور جس وقت یہ خبر تونگروں کو پہنچی تو وہ بھی اس عمل میں مشغول ہوئے تاکہ ثواب پاویں اور دونوں حاصل کریں فقرا نے جس وقت یہ حال دیکھا تو پھر حضرت سے جا کر شکایت کی کہ جو کچھ حضرت نے ہمارے واسطے فرمایا تھا وہ بھی وہ تونگر کرنے لگے اور وہ بھی زیادتی ہمکو بہرہ رہا حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور اسکے بعد ایسے علماء یہود کی مذمت بیان کرتا ہے بسبب پوشیدہ کرنے اوصاف خاتم الانبیاء کے جو کچھ کہ توریت میں لکھی ہیں پس فرماتا ہے کہ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ مثال ان لوگوں کی جنکو لدا گیا ہے توریت کو یعنی حکم ہوا انکو کہ توریت کو سیکھو اور پڑھو اور اسپر عمل کرو پس اسکے بار کے ہیں وہ اٹھانے والے ہوئے یعنی اسکو سیکھا اور یاد کیا ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا پھر نہ اٹھایا انھوں نے اس توریت کو جیسے کہ حق اسکے اٹھانیکا تھا واسطے کہ انھوں نے فقط اسکے اٹھانے پر کفایت کی کہ اسکو پڑھا اور یاد کیا لیکن جو کچھ کہ اسمیں لکھا ہوا تھا اسکے فائدہ حاصل نہ کیا اور اسکی آیتوں پر عمل نہ کیا کہ وہ ظاہر کرنا پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف کا تھا اور خبر اسکے آنیکی تھی كَمَثَلِ الْحِمَارِ مانند مثل گدھے کی ہے کہ يَحْمِلُ أَسْفَارًا جو کہ وقت اٹھاتا ہے کتابوں کو یعنی اسکے اٹھانے میں رنج کھینچتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو کچھ ہمنے اٹھایا ہے اسمیں کیا ہے اور ایسا ہی حال اس شخص کا ہے کہ جو کوئی قرآن کو پڑھے اور یاد کرے اور اسپر عمل نہ کرے اور ایسے ہی جو کوئی مسائل دین کو سیکھے اور اسپر عمل نہ کرے بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ برا ہے مثل اس قوم کی الَّذِينَ كَذَّبُوا جنہوں نے جھٹلایا اور تکذیب کی بِآيَاتِ اللَّهِ ساتھ آیتوں خدا کے کہ دلالت کرتی ہیں وہ خاتم الانبیاء کی نبوت کے صحیح ہونے پر اور مراد انسے توریت اور قرآن ہے وَاللَّهُ لَا يَهْدِي اور خدا نہیں دکھلاتا ہے طریق رستگاری اور نجات کا الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ گروہ ستمگاروں کو کہ جنہوں نے عناد کرکے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اور راہ حق سے گذر گئے یعنی خدا نے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا ہے اور اپنے الطاف سے انکو محروم رکھا ہے بسبب اسکے کہ وہ از راہ عناد دیدہ و دانستہ طریق حق سے انکار کرتے ہیں اور یا یہ کہ آخرت میں انکو بہشت کی طرف رہنمائی نہ کریگا اور کہتے ہیں کہ رسول خدا نے مدینہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور میری نبوت کا اقرار کرو ان یہودیوں نے خیبر کے یہودیوں کو لکھا کہ ہمکو محمد اپنے دین کی طرف بلاتا ہے اگر تم اسکی پیروی کرو گے اور بہتر جانو ہو تو ہمکو اطلاع کرو کہ ہم تمہارے ساتھ متفق الکلمہ ہیں انھوں نے اسکے جواب میں لکھا اور اپنی کفر اور سرکشی کو ظاہر کیا کہ نبوت ہمکو اور ہمکو محمد سے زیادہ لائق ہے کہ ہم قوم موسیٰ کلیم اللہ کی ہیں بیٹے خدا کے اور دوست اسکے ہیں پس عربی آدمی پر ہم کیونکر ایمان لاویں کہ جسکی قوم میں کبھی نبوت نہوئی سو خدا نے یہ آیت نازل کی کہ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا کہدے تو اے محمد کہ اے وہ لوگو کہ یہودی ہوئے ہو إِنْ زَعَمْتُمْ اگر گمان کرتے ہو تم أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ یہ تحقیق تم دوست ہو خاص واسطے خدا کے مِنْ دُونِ النَّاسِ سوائے آدمیوں کے جو کہ ایمان لائے ہیں فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ پس آرزو کرو تم مرنیکو إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر ہو تم سچے خدا کی دوستی میں تاکہ بعد مرنیکے اس قیدخانہ رنج اور بلا سے رستگاری پاکر اس مقام پر پہنچو کہ جو خدا نے اپنے دوستوں کے واسطے مقرر کیا ہے اور توریت میں لکھا ہے کہ جو خدا کے دوست ہیں وہ مرنیکی آرزو کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو کہ خدا کا دوست ہوگا وہ آخرت کے گھر کا مشتاق ہوگا اور مرنے سے کبھی خوف نہ کریگا جیسے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہیں پروا کرتا ہوں کہ موت مجھپر واقع ہوئے یا میں موت پر واقع ہوں لیکن وہ یہودی اس دوستی کے دعوے میں جو جھوٹے تھے خدا انکو دروغ سے خبر دیتا ہے کہ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا اور نہ آرزو کریں گے وہ اس موت کی کبھی بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں انکے نے کہ اعمال بد انھوں نے کئے ہیں جیسے کہ بدل ڈالنا توریت کے مضمون کا اور اوصاف سید المرسلین کے اسمیں سے نکال ڈالنے اور ایسے ایسے کفر کے اعمال سے انکو یقین ہے کہ بعد مرنے کے عذاب میں گرفتار ہونگے وَاللَّهُ عَلِيمٌ اور خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے بِالظَّالِمِينَ ساتھ ظلم کرنیوالوں کے اپنے نفسوں پر بسبب کفر اور اعمال بد کے پس انکو عذاب ابدی میں مبتلا کریگا اور منقول ہے کہ رسول خدا نے یہودیوں سے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری جسکے دست قدرت میں ہے کہ کوئی تم میں سے آرزو مرنیکی نکرے مگر یہ کہ موت

... پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق ہونے کا ان کو اگر یقین ہوتا تو وہ
اور دشمنی کرتے اور لیکن جانتے تھے کہ اگر آرزو کرینگے تو مر کر عذاب میں گرفتار ہونگے سالہا سال کی جرات مرنے کی ان کو بھی نہیں ہوئی ... کہ جبروں خبر دیتے
کہ تمنا موت کی نہ کرینگے اور ایسا ہی ہوا قُلْ کہہ تو اے محمد کہ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تحقیق موت وہ موت کہ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ بھاگتے ہو تم اس سے فَاِنَّهٗ
مُلٰقِیْكُمْ پس تحقیق وہ پہنچنے والی ہے تمکو اور تمسے وہ ملاقات کرے گی اور تمکو فنا کرے گی اور بھاگنا تمکو کچھ فائدہ نہ دیگا ثُمَّ تُرَدُّوْنَ پس پھیر جاؤ گے تم
اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ طرف جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے فَیُنَبِّئُكُمْ پس خبر دیگا تمکو بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ساتھ اسچیز کے کہ ہو تم عمل
کرتے اور موافق اسکے تمکو جزا دے گا اور اب مومنین کو حکم عبادت اور طاعت کا کرتا ہے جو کہ سبب پہنچانے والی ہے طرف نعمتوں آخرت کے يٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو شرع محمدی کے حکم پر اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ جس وقت کہ آواز دیجائے یعنی اذان کہی جاوے مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ دن جمعہ کے
واسطے نماز جمعہ کے فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ پس دوڑو تم طرف ذکر خدا کے کہ وہ نماز جمعہ ہے یا خطبہ جمعہ کا ہے کہ جسمیں ذکر خدا کا ہے وَذَرُوا الْبَیْعَ
اور چھوڑ دو تم خرید اور فروخت کو بعد سننے اذان کے ذٰلِكُمْ یہ دوڑنا طرف ذکر خدا کے اور ترک کرنا خرید اور فروخت کا خَیْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے
بیچ آخرت کے اسواسطے کہ دوڑنا طرف ذکر خدا کے ہمیشہ کا فائدہ بخشتا ہے اور معاملہ کرنا بیچ چند روز کا فائدہ ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے فائدہ
اور ضرر امور کا اور اپنے نفسوں کی مصلحت کا اور نماز جمعہ کی واجب ہے ہر مرد بالغ اور عاقل پر اور مسافر اور عورت اور مریض اور اندھے اور لنگڑے نہایت بوڑھے اور
نابالغ اور دیوانہ پر واجب نہیں ہے اور غلام پر بھی واجب نہیں لیکن نماز جمعہ جماعت سے ہوتی ہے اور بدون جماعت کے نہیں ہوتی اور نماز جمعہ پڑھانے کو
واسطے پیشوا عادل چاہئے اور بعد اذان نماز جمعہ کے خرید اور فروخت کرنا حرام ہے اور اگر نماز جمعہ کی مقرر ہو جاوے تو اس روز بعد زوال کے سفر کرنا حرام ہے
جبتک کہ نماز جمعہ کی نہ ہولیوے اور بعد طلوع صبح کے سفر اس روز کرنا مکروہ ہے اور جو شخص کہ نماز جمعہ سے دو فرسخ دور رہتا ہے یا کم اس کو تو اوپر بھی جمعہ واجب
اور غسل کرنا بروز جمعہ سنت موکدہ ہے اور پاکیزہ پوشاک اور لباس نفیس پہننا جمعہ کے دن اور خوشبو لگانی بھی سنت ہے اور تمام مسائل نماز جمعہ کے فقہ کی کتابوں میں لکھے ہیں
اور کہتے ہیں کہ پہلے نماز جمعہ رسول خدا نے جو صحابہ کے ہمراہ ادا کی تھی وہ اسطرح سے تھی کہ جسوقت مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو قبا میں جا کر اترے
کہ وہ مدینہ سے ایک فرسخ دور ہے اور جس روز قبا میں تشریف لائے تو وہ روز دو شنبہ کا تھا اور بارھویں تاریخ ربیع الاول کی تھی اور اسجگہ واسطے بنی عمرو بن عوف کے
مسجد بنائی اور تا پنجشنبہ وہاں رہے اور مسجد کو تمام کیا اور جمعہ کو صبح کے وقت مدینہ کو روانہ ہوئے اور جس وقت وادی بنی سالم بن عوف میں پہنچے تو وقت نماز
جمعہ کا آیا اور فرمایا کہ مسجد کھینچو تب وہیں اسجگہ خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ ادا کی اور بعضے علما کہتے ہیں کہ یہودی اسلام سے پہلے تین چیزوں کے اپنا فخر کرتے تھے خدا نے
سب ان اور فخر انکا توڑ دیا اول تو یہ کہ وہ کہتے تھے کہ ہم بیٹے خدا کے ہیں اور دوست اسکے خدا نے جھٹلایا کہ اگر تم خدا کو دوست کہتے ہو تو فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ
اور دوسرا یہ کہ یہود بولے کہا کہ ہم اہل کتاب ہیں اور عرب اہل کتاب نہیں ہیں خدا نے انکو گدھے کے ساتھ تشبیہ دی چنانچہ فرماتا ہے كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا اور تیسرا یہ
کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے واسطے ایک روز ہے واسطے عبادت کے کہ وہ روز شنبہ ہے اور مسلمانوں کے واسطے کوئی دن نہیں ہے خدا نے مسلمانوں کو جمعہ کا روز بخشا اور رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ روز جمعہ کا سردار سب دنوں کا ہے نیکیاں کرنی اسمیں چند در چند ثواب رکھتی ہیں اور درجے بلند ہوتے ہیں اور دعائیں اس روز قبول ہوتی ہیں اور سختیاں اس روز دور
ہوتی ہیں اور بڑی حاجتیں اس روز روا ہوتی ہیں اور وہ روز آزادی کا ہے اور اسروز خدا گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور جس نے اس روز دعا کی اور اسکے حق اور
حرمت کو جانا خدا تعالی اسکو دوزخ سے آزاد کریگا اور جو کوئی اسروز یا اسکی شب کو مر جاوے تو شہید مریگا اور امن میں زندہ ہو کر اٹھیگا اور جس نے کہ خفیف جانا اسکی حرمت کو
اور ضائع کیا اسکے حق کو تو سزاوار ہے خدا پر یہ کہ داخل کرے اسکو دوزخ میں مگر یہ کہ توبہ کرے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ خدا ہر شب جمعہ کو عرش پر پکارتا ہے اول شب
سے آخر تک کہ کیوں نہیں دعا کرتا ہے بندہ مومن واسطے دنیا اور دین اپنے کے پہلے طلوع فجر سے کہ قبول کروں میں اسکو اور کیوں نہیں توبہ کرتا ہے بندہ مومن اپنے گناہوں سے پہلے طلوع
فجر سے کہ قبول کروں میں اسکی توبہ کو اور جس مومن کی روزی تنگ ہے وہ کیوں نہیں سوال کرتا ہے روزی کے زیادہ ہونے کا پہلے صبح سے کہ فراخ کروں میں اسکی روزی
کو اور مومن بیمار کیوں نہیں سوال کرتا ہے مجھسے اپنی شفا کا پہلے صبح سے کہ صحت بخشوں میں اسکو اور کیوں نہیں سوال کرتا ہے مجھ سے بندہ مومن قیدی کہ

رہائی دو ہیں اسکو اور کیوں نہیں سوال کرتا ہے مجھسے بندہ مومن مظلوم پس داد کو پہنچوں میں اسکی اور بہشت یہی ندا کرتا ہے صبح تک اور سلیمان ہیثمی نے روایت
کی فرمایا رسولخدا نے کہ خدا ہر جمعہ کو چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے کہ سب لائق عذاب کے ہوئے ہیں اور انس نے روایت کی ہے کہ میں نے پیغمبر خدا
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ یہ روز جمعہ کا خدا کے نزدیک سب دنوں سے بہتر ہے اور بہشتی اسکو روز مزید کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ یا رسولخدا مزید کیا چیز ہے فرمایا
کہ بہشت میں ایک صحرا ہے بہت وسیع اور فراخ کہ خاک اسکی مشک سے زیادہ خوشبو رکھتی ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے جمعہ کے روز خدا حکم کرتا ہے کہ کرسی طلائی
اسمیں رکھی جاتی ہے اور پیغمبران خدا اسپر بیٹھتے ہیں اور صدیق اور مومنین انکے گرد بیٹھتے ہیں اور خطاب پہنچے انکو جانب خدا کے کہ مانگو جو حاجت کہ تمکو
ہو طلب کرو وہ کہتے ہیں کہ خداوندا ہم تیری رضامندی چاہتے ہیں خدا فرماتا ہے کہ میں راضی ہوا ہوں تم سے پھر ندا آوے کہ حاجت اپنی عرض کرو ہیں جو کوئی
کہ حاجت رکھتا ہو طلب کرے اور خدا قبول کرے کہ جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی ہو اور نہ کسی کان نے سنی ہو اور نہ کسی دلمیں گذری ہو اور بعد اسکے ہر ایک
اپنے مقام کو چلا جاوے دوسرے جمعہ تک اور اس وادی میں ایک دروازہ ہے کہ کسی پیغمبر مرسل اور فرشتہ مقرب نے نہ دیکھا ہو اور جمعہ کے روز خدا اسکو خطاب کرے
کہ گویا ہو وہ کہتا ہے تحقیق رستگاری پائی امت محمد کی مومنین نے کہ جو ذکر خدا میں مشغول ہیں اور فرائض کو ادا کرتے ہیں پس فرشتے کو میری قبر پر بھیجے اور
مجھکو خوشخبری دے کہ خدا جمعہ کے دن تین مرتبہ تیری امت پر نظر کرتا ہے اور ہر نظر میں ایکہزار گنہگار کو بخشتا ہے اور کعب الاحبار نے رسولخدا سے روایت کی
ہے کہ خدا نے مکہ کو سب شہروں سے بزرگی دی ہے اور ماہ رمضان کو سب مہینوں پر اور جمعہ کو سب دنوں پر جو کوئی کہ جمعہ کو مرے خدا اسکے نامہ اعمال میں شہید کا
ثواب لکھتا ہے اور قبر کے فتنے سے وہ بیخوف ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت کہ روز جمعہ کا ہو تو ملائکہ جمعہ کی نماز کی جلدی کرتے جاتے ہیں اور انکے
ہاتھ میں چاندی کی کتابیں اور سونیکے قلم ہوتے ہیں اور مسجد میں پہلے جانیوالوں کا ثواب لکھتے ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جمعہ کا روز آتا ہے تو محمد آکے
تو اسے سلام کرتا ہے پس بیت المعمور کے دروازہ پر منبر رکھا جاتا ہے اور ملائکہ اسکے گرد حاضر ہوتے ہیں پس جبرئیل نماز کی اذان کہتا ہے اور میکائیل امامت کرتا
ہے اور ملائکہ اسکے پیچھے نماز پڑھتے ہیں جس وقت فارغ ہوں تو جبرئیل کہے کہ ثواب اس اذان کا امت محمد کو میں نے بخشا اور میکائیل کہے کہ ثواب اس امامت کا میں نے
امت محمد کو دیا اور ملائکہ کہیں کہ ثواب ان نمازوں کا ہمنے محمد کی امت کو بخشا خدا فرماتا ہے کہ میں تم سے زیادہ سخی ہوں تمکو گواہ کرتا ہوں میں کہ محمد کی امتوں کو
تمام بخشتا ہوں پس وہ وہاں سے چلے جاتے ہیں دوسرے جمعہ تک اور دوسری روایت میں ابن عباس سے ہے کہ بہشت میں ایک حور ہے کہ نام اسکا لعبہ ہے اور
اسکے حسن اور بزرگی کی زیادتی اور حوروں پر ایسی ہے کہ جیسے چاند کو ستاروں پر اور جمعہ کا روز ہوتا ہے تو حوریں عالی اور جواہر کی کرسیوں پر بیٹھتی ہیں اور سبحان الله
اور لا اله الا الله کہتی ہیں یہاں تک کہ آدمی نماز عصر سے فارغ ہوں اور ان حوروں کی تسبیح کرنے کے درمیان عرش کے نیچے ایک نور ظاہر ہوتا ہے لوگ پوچھیں
کہ اے رضوان یہ نور کیسا ہے رضوان کہے کہ لعبہ آتی ہے ناگاہ لعبہ ظاہر ہو کہ ستر ہزار حوریں اسکی جانب راست زیور اسکا سنبھالے ہوئے ہوں اور ستر ہزار حوریں
جانب چپ پوشاک اسکی اٹھائے ہوئے ہوں اور ستر ہزار اسکے آگے آگے انگیٹھیاں اٹھائے ہوئے ہیں اور ستر ہزار حوریں اسکے پیچھے پیچھے اسکے گیسو اٹھائے ہوئے
ہوں اور لعبہ وہاں پہنچکر نور کے تخت پر بیٹھے اور آواز سبحان الله اور لا اله الا الله کی بلند کرے اور جس وقت نمازی نماز عصر سے فارغ ہوں تو وہ اٹھے اور اپنی لباس کو
پنڈلی کے اوپر اٹھاوے حوریں اسکو کہیں کہ پنڈلی کو اپنی پوشیدہ کر کہ اگر دنیا کے لوگ تیرے حسن سے مطلع ہوں تیرے شوق میں انکی روحیں انکے بدنوں سے مفارقت
کر جائیں اور اس سے پوچھیں کہ اے لعبہ تجھکو خدا نے کس واسطے پیدا کیا ہے وہ کہے کہ مجھکو خدا نے اس شخص کے واسطے پیدا کیا ہے کہ جو کوئی جمعہ کی نماز کے واسطے
پہلے سب سے جاوے اور پیچھے سب کے آوے اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے دس نام ہیں یوم المولد بسبب تولد رسولخدا کے اس روز اور یوم الفضل اور یوم البرکۃ
یوم الرحمۃ اور یوم الاجابۃ اور یوم العید اور یوم العتق اور یوم الفرد اور یوم الکرامۃ اللہ یوم الجمعہ اور یوم المزید اور نماز جمعہ سے پہلے حکم کیا تھا
کہ خرید اور فروخت کو چھوڑ کر نماز جمعہ میں حاضر ہو جاؤ اور اب فرماتا ہے کہ **فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ** پس جس وقت کہ ادا کی جاوے نماز جمعہ تو
فَانْتَشِرُوا پس پھیل جاؤ تم اور بکھر جاؤ **فِي الْاَرْضِ** بیچ زمین کے واسطے سوداگری اور معاملوں اپنے کے اور واسطے کمانے روزی اپنی کے یعنی اگر چاہو تم تو بعد
نماز جمعہ کے اپنی خرید و فروخت اور دوسرے معاملوں کے کرنیکو زمین میں چلو پھرو **وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ** اور طلب کرو تم فضل خدا کے سے

اپنی روزی کو معاملوں کے وسیلوں سے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ نماز تو جمعہ کے دن پڑھو اور زمین پر واسطے طلب کرنے روزی کے شنبہ کو چلے
پھرو اور بعضے کہتے ہیں کہ زمین پر پھیلنے سے مراد مجلس علما میں جانا بیماروں کی عیادت کرنا اور جنازہ و پر حاضر ہونا اور برادر مومن کی ملاقات کو جانا اور انس سے
روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تم دنیا کے طلب کیواسطے حکم نہیں کئے گئے ہو بعد نماز جمعہ کے بلکہ بیمار کی عیادت کے واسطے اور جنازہ و پر حاضر ہونے کے واسطے
اور برادر مومن کی زیارت کے واسطے اور بعضے طلب علم کو کہتے ہیں اور حضرت صادقؑ کی روایت میں طلب روزی مراد ہے اور دوسری روایت میں حضرت صادقؑ سے
یہ ہے کہ میں روزی کو طلب کرتا ہوں اور اس مقدمہ میں کوشش کرتا ہوں اور خدا سے درخواست کرتا ہوں کہ وجہ حلال سے مجھکو دیوے اور اسکے حلال ہونے کی
کو مجھکو دکھلاوے اسواسطے کہ خدائے تعالیٰ نے بندوں کو حکم فرمایا ہے روزی کے طلب کرنیکے واسطے اس آیت بزرگ میں کہ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا
فی الارض وابتغوا من فضل اللہ اور بعد اسکے فرمایا کہ پس جو کوئی کہ گھر میں بیٹھکر دروازہ کو بند کرے اور گھر میں بیٹھا ہو لیکن کہ مجھکو روزی دے وہ ان
تین آدمیوں میں سے ہوگا ایک تو یہ کہ اپنی زوجہ کے واسطے دعائے بد کرے خدا اسکی دعا کو قبول نکریگا اس واسطے کہ طلاق عورت کی اسکے ہاتھ میں ہے وہ کیوں نہیں
طلاق دیتا ہے اور دوسرے وہ شخص کہ جو کسی کو قرض دیوے اور گواہ اسپر مقرر نہ کرے وہ لیکر انکار کر جاوے اور وہ دینے والا اسکے واسطے دعائے بد کرے اسکی
دعائے بد بھی قبول نہوگی اسواسطے کہ موافق حکم خدا کے اسنے کیا اور تیسرے وہ شخص کہ اصل مال کو اپنے گھر میں رکھتا ہے اور اس سے سوداگری کرکے فائدہ حاصل نہیں کرتا ہے
اور چند روز میں اسکو خورد برد کر جاوے اور بعد اسکے خدا سے روزی کو طلب کرے اسکی بھی دعا قبول نہوگی اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ فانتشروا فی الارض
وابتغوا من فضل اللہ **وَاذْكُرُوا اللّٰهَ** اور یاد کرو خدا کو اسکے احسان کرنے پر اور اسکی نعمتوں کا شکر کرو اسکی اطاعت کرکے **كَثِيرًا** بہت یہ صفت
مصدر محذوف کی ہے اور تقدیر اسکی ذکرا کثیرا ہے یعنی یاد کرنا بہت ہر حال میں اور ہر وقت میں فقط نماز کے وقت میں **لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** تاکہ
تم رستگاری پاؤ اسواسطے کہ نماز جمعہ میں حاضر ہونا اور روزی اس سے طلب کرنا اور اکثر اوقات اسکے ذکر میں مشغول رہنا موجب رستگاری دنیا اور آخرت کا
ہے اور اکثر اوقات کے ذکر کا حکم کرنے سے مقصود یہ ہے کہ بندے ہر حال میں دنیا کے طلب کرنے میں مشغول نہ رہیں اور خدا سے غافل ہو جائیں اور جناب
رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بہ نیت خالص ذکر خدا کا بازار میں کرے جس وقت کہ اور آدمی غافل ہوں اور خرید و فروخت میں مشغول ہوں خدا واسطے
اسکے ہزار حسنہ لکھے اور قیامت میں اسکو بخشے اور نوازش فرمائے اس طرح سے کہ کسی کی خاطر پر ایسا نہ گزرا ہو اور منقول ہے کہ ایکروز رسولخدا خطبہ پڑھتے تھے
ناگاہ کاروان دحیہ کلبی کا شام سے پہنچا روغن زیت لیکر اور ان دنوں میں مدینہ میں گرانی اور قحط بہت سخت تھا اور دستور مدینہ میں یہ تھا کہ
قافلہ سلامت پہنچتا تھا تو طبل شادی کا بجاتے تھے اور ہاتھ پر ہاتھ مارتے تھے جسوقت آواز طبل کی اور ہاتھ پہ ہاتھ مارنیکی لوگوں کے کانوں میں
پہنچی تو رسولخدا کو مسجد میں چھوڑ کر واسطے خریدنے غلہ وغیرہ کے مسجد سے باہر دوڑے اور بقیع میں پہنچکر کاروانکی طرف روانہ ہوئے اور سوائے بارہ
آدمیوں کے حضرت کے پاس کوئی نرہا رسولخدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان محمد کی جسکے قبضہ قدرت میں ہے اگر سب مسجد سے باہر چلے جاتے اور کوئی تم
میں سے باقی نرہتا تو اس صحرا سے تمپر آگ روانہ ہوتی اور سب کو جلا دیتی اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی **وَاِذَا رَاَوْا** اور جس وقت دیکھتے ہیں وہ **تِجَارَةً**
سوداگری کو **اَوْ لَهْوًا** یا کھیل اور بازی کو کہ وہ بجانا طبل کا اور ہاتھ پہ ہاتھ مارنا ہے تو **انْفَضُّوا اِلَيْهَا** متفرق ہو کر جاتے ہیں طرف اسکی اور دوڑتے ہیں ادہر کو **وَتَرَكُوكَ قَائِمًا**
اور چھوڑتے ہیں وہ تجھکو کھڑا ہوا منبر پر اور دوسری روایت اسکے شان نزول کی یہ ہے کہ رسولخدا نماز جمعہ کو پڑھتے تھے اور کاروان سوداگری کا شہر میں داخل ہوا اور آگے اس کاروان
کے لوگ دف بجاتے تھے اور سوا اسکے اور باجے بجاتے تھے رسولخدا کے پیچھے جو آدمی کہ نماز پڑھتے تھے حضرت کو نماز میں چھوڑ کر وہ جماعت میں سے نکل کر انکے دیکھنے کو بھاگ گئے اور جابر سے روایت ہے کہ کاروان
مدینہ میں آیا اور ہم رسولخدا کے پیچھے نماز پڑھتے تھے بس لوگ نماز میں سے رسولخدا کو چھوڑ کر اس قافلہ کی طرف چلے گئے اور بارہ آدمیوں کے سوا حضرت کے
پیچھے کوئی باقی نرہا اور میں بھی ان بارہ میں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر تم سب چلے جاتے تو قسم ہے خدا کی کہ اس صحرا میں سے
آگ روانہ ہوتی اور تم سب کو جلا دیتی اور متفرق جانیسے مراد یہ ہے کہ کوئی تو طبلوں کا تماشا دیکھنے اور اسکی آواز سننے کو دوڑا تھا اور کوئی غلہ خریدنے
بھاگا تھا اور ابن کیان سے منقول ہے کہ گیارہ آدمی جماعت میں باقی رہے تھے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آٹھ آدمی باقی رہے تھے

اور قتادہ سے منقول ہے کہ یہ حرکت اُنسے تین مرتبہ وقوع میں آئی اور ہر تین مرتبہ جمعہ کا دن تھا اور جس وقت ایسی حرکت اُنسے سرزد ہوئی تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ محمدؐ اپنے اصحاب سے کہ مَا عِنْدَ اللّٰہِ جو نزدیک خدا کے ہے ثواب نماز جمعہ کا اور سننا خطبہ کا اور پیغمبر کی صحبت میں حاضر رہنا خَیْرٌ بہتر ہے اور فائدہ مند ہے وہ مِنَ اللَّهْوِ بازی سے یعنی طبل سننے سے وَمِنَ التِّجَارَةِ اور سوداگری اور اسکے فائدہ سے اس واسطے کہ فائدے ثواب کے ہمیشہ ہیں اور فائدے معاملوں کے چند روزہ ہیں اور احتمالی ہیں کہ معاملہ میں فائدہ بھی ہو اور نہ بھی ہو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خیر من اللھو والتجارۃ ان لوگوں کے واسطے نازل ہوا ہے کہ جو ڈرے خدا سے اور پرہیز کیا انھوں نے نماز میں سے بھاگ گئے سے اور حضرت امام رضاؑ اسکو خیر من اللھو ومن التجارۃ پڑھتے تھے اور وہ بھی اسکو پرہیزگاروں کے لئے کہتے تھے وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور خدا بہتر روزی دینے والوں کا ہے پس اُسی پر توکل کرو اور روزی کو اس سے طلب کرو کہ وہ تمکو روزی پہنچائے گا اور کہتے ہیں کہ ایکشخص نے بغداد کے بادشاہوں میں سے بہلول دانا کو کہا کہ تو چاہتا ہے کہ تیری ہر روز کی روزی ہم مقرر کردیویں تاکہ تو روزی کیطرف سے بیفکر اور فارغ البال ہوجائے بہلول نے جواب دیا کہ میں ایسا ہی کرتا اگر چند امور مانع مجھکو نہ ہوتے اول تو یہ کہ تو نہیں جانتا ہے کہ مجھکو کیا چاہئے اور دوسرے یہ کہ تو نہیں جانتا ہے کہ مجھکو کب چاہئے اور تیسرے یہ کہ تو نہیں جانتا ہے کہ مجھکو کس قدر چاہئے اور خدا کہ میری روزی کا ضامن ہے وہ ان سب امور کو جانتا ہے اور اپنی حکمت کے موافق مجھکو پہنچاتا ہے اور تو شاید کہ مجھپر غصہ کرے اور میری روزی کو بند کر لیوے اور خدا میرے گناہ کے سبب سے روزی بند نہیں کرتا ہے سورۃ المنافقون یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں گیارہ آیتیں ہیں اور ثواب اسکے پڑھنے کا اس سے پہلے سورۃ میں گذر گیا ہے اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخداؐ نے جو کوئی اس سورہ کو پڑھے وہ نفاق سے محفوظ ہے اور منافقوں کے شر سے بچا رہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ اس سورہ کی شان نزول میں لکھتے ہیں کہ پانچویں سال ہجرت کے بنی المصطلق نے رسولخداؐ سے لڑائی کرنے پر اتفاق کیا اور پیشوا اُن کا حارث بن ضرار تھا باپ جویریہ زوجہ رسولخداؐ کا جس وقت یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی تو ہمراہ اصحاب کے مدینہ سے باہر نکلے اور کنارہ پر آب مریسیع کے کہ اُن لوگوں کے پانیوں میں تھا پہنچکر اُنسے لڑنا شروع کیا اور بعضے ان میں سے مارے گئے اور بعضے بھاگ گئے اور مسلمانوں نے انکی عورتوں اور لڑکوں کو قید کیا اور مال انکے غنیمت میں قبضے کئے اور ایک مرد انصار میں سے کہ قبیلہ عاد سے تھا ایک مسلمان پر پہنچا اور اسکو کافر گمان کرکے زخمی کیا درمیان انکے نزاع واقع ہوئی اسی درمیان میں جہجاہ کہ ملازم عمر بن خطاب کا تھا اور گھوڑا عمر کا کھینچتا تھا پانی پر پہنچا اور انبوہ کی جہت سے کہ تنگی ہو رہی تھی اسمیں اور سنان جہنی میں جھگڑا واقع ہوا اور نوبت جنگ کی پہنچی جہنی نے آواز دی کہ اے گروہ انصار کے اور جہجاہ نے آواز دی کہ اے گروہ مہاجرین کے پس ایک شخص مہاجرین میں سے کہ اجبال نام رکھتا تھا اور مہاجرین میں سے تھا جہجاہ کی مدد کو کھڑا ہوا عبداللہ بن اُبی منافق نے دیکھا کہ وہ جہجاہ کی کمک کے لئے آیا ہے تو جہنی کی راہ سے اُسنے اسکو کہا کہ تو بیجگہ کاہے کو آیا غصہ ہوکر کہا کہ کیا سبب ہے کہ مجھکو مدد کرنے سے تو مانع ہوتا ہے اور سخت باتیں اُسنے عبداللہ کو کہیں عبداللہ نے کہا کہ صبر کر تو کہ مدینہ میں جاؤں اور بھوک تیرا ایسا حال کردے کہ تو سب بھولجائے اور تجھکو یاد نہ آئے کہ نزاع اور جھگڑا کیا چیز ہے اور عبداللہ کے نزدیک ایک جماعت کھڑی تھی اسکی قوم میں سے اور ان میں زید بن ارقم بھی تھا اور اُن دنوں میں وہ نوجوان تھا عبداللہ نے کہا کہ یہ سب تمہاری جانب سے ہے کہ اگر تم اپنا کھانا دسترخوان کا بچا ہوا جھوٹا اپنا ایسے آدمیوں کو نہ دیتے تو یہ ہمسے جھگڑنے کے لئے نہ اُٹھتے قسم ہے خدا کی ہماری اور انکی مثل نہیں ہے مگر جو کچھ کہ کسی کہنے والے نے اپنے شعر میں کہا ہے کہ موٹا کر تو اپنے کتے کو تاکہ وہ تجھکو کھالے اور قسم ہے خدا کی اگر ہم مدینہ کو پھر جاوینگے تو زیادہ عزت دار ہمارا اُس کے زیادہ ذلیل کو مدینہ سے باہر نکالدے گا مراد اس ملعون کی زیادہ عزت دار سے تو اپنی ذات ہے اور زیادہ ذلیل سے مراد رسولخداؐ ہیں زید بن ارقم یہ کلام سنکر غصہ ہوا اور کہا اسکو کہ تو ہی بیمقدار ہے اپنی قوم میں اور محمدؐ عزت دار ہے خدا کی جانب سے قسم ہے خدا کی بعد اسکے درمیان ہمارے اور تیرے دوستی نہوگی عبداللہ بن اُبی نے کہا کہ خاموش ہو کہ میں تو بازی کرتا تھا اور زید بن ارقم نے رسولخداؐ کو اس قصہ سے مطلع کیا عمر حاضر تھا اُسنے کہا کہ یا رسولخداؐ حکم ہو تو ہم اسکو مار ڈالیں حضرتؐ نے فرمایا کہ مار ڈالنا مناسب نہیں ہے اسواسطے کہ ایکجماعت مسلمانوں کی اسکے

سورۃ المنافقون

تعلق رکھتی ہے اور عبد اللہ ابی کو بلا کر حضرت نے پوچھا تو اُسنے قسمیں کھائیں کہ مینے ایسا نہیں کہا ہے اور گواہی دی کہ تو بیشک رسول خدا کا ہے لوگوں نے زید کو ملامت کیا اور کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے عبد اللہ نے نہیں کہا اور رسول خدا سے کہا کہ زید ابھی لڑکا ہے اسنے جھوٹ کہدیا ہے زید یہ حال لوگوں کا دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا الٰہی تو جانتا ہے مینے جھوٹ نہیں کہا ہے پس پیغمبر نے واسطے دفع ہونے فتنہ کے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم کیا اسید بن حصین نے کہا کہ یا رسول خدا کیا سبب ہے کہ ایسے وقت میں کوچ کیا حضرت نے فرمایا کہ اے اسید کیا نہیں سنا ہے تو نے کہ تمہارے صاحب نے کہا ہے کہ جس وقت مدینہ میں پہنچینگے تو زیادہ عزت والا زیادہ ذلیل کو باہر نکالدیگا اُسنے کہا کہ یا رسول خدا اگر تو چاہے تو اسکو نکالدے اور اے رسول خدا اسکے ساتھ نرمی کرو اللہ اگر تو اسوقت مدینہ میں تشریف نہ لاتا تو قوم اسکی واسطے اسکے تاج جڑاؤ بناتی تا کہ اسکے سر پر رکھکر اسکو پیشوا اپنا کریں لیکن تیرے آنے سے کار دگرگوں ہو گیا اور اعتقاد اسکا یہ ہے کہ تو اسکی بادشاہی کا مانع ہوا ہے اور عبید اللہ بیٹا عبد اللہ بن ابی کا حضرت کے روبرو آیا اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے باپ کو مار ڈالوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو جا اور اُسکے ساتھ نرمی کر اور اسکی خاطرداری کر جبتک کہ وہ ہمارے ہمراہ ہے اور حضرت نے وہاں سے کوچ کیا اور تمام روز و شب چلے اور دوسرے روز کچھ دن چڑھے جس وقت کہ آفتاب گرم ہوا تو سب درماندہ ہو گئے اور تھک گئے اور بعد نماز ظہر کے وہاں سے چلے اور صبح کیوقت بعقبہ پہنچے قریب بقیع کے اور کنارہ پر آب حجاز کے مقام کیا اور جس وقت باد سند کھولے تو ہوا سخت چلی کہ جب اس سے خوفناک ہو گئے اور اونٹ حضرت کی سواری کا اس شب کو گم ہو گیا اور حضرت نے فرمایا کہ باعث اس ہوا کے چلنے کا یہ ہے کہ ایک شخص نے بڑے آدمیوں میں سے مدینہ میں وفات کی ہے پوچھا کہ وہ کون ہے یا رسول خدا فرمایا کہ رفاعہ اور وہ ایک شخص منافقوں میں سے تھا ایک شخص نے منافقوں میں سے یہ سنکر کہا کہ تعجب ہے محمد سے کہ خبر دیتا ہے کہ مدینہ میں حادثہ ہوا اور اونٹ جو گم ہو گیا ہے اسکی خبر نہیں اور اسی وقت جبرئیل نازل ہوا اور اس منافق کے کلام سے حضرت کو مطلع کیا اور اونٹ کو بتلا دیا کہ فلانی جگہ ہے حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ میں غیب کا علم نہیں رکھتا ہوں اور لیکن خدا نے اس منافق کے کلام سے اور اس اونٹ کیجگہ سے مجھکو خبر کی ہے لوگوں نے پوچھا کہ وہ اونٹ کہاں ہے فرمایا کہ فلانی جگہ درخت کی شاخ میں اسکی مہار لپٹی ہے بعضے آدمی وہاں پہنچے اور جسطرح حضرت نے فرمایا تھا اسیطرح اسکو پایا اور اسکو وہاں سے لائے وہ منافق ایمان لایا اور جس وقت مدینہ کے نزدیک پہنچے تو تابوت رفاعہ کا دیکھا کہ بنی قینقاع اسکو اٹھا کر بقیع میں لائے تا کہ اسکو دفن کریں اور جسوقت سپاہ حضرت کی وادی عقیق میں پہنچی تو عبید اللہ پسر عبد اللہ ابی وہاں ٹھیر گیا اور جس وقت اسکے باپ کا اونٹ وہاں آیا تو اسکو وہاں ٹھیرا دیا اور اسکے ہاتھ پر اپنا پاؤں رکھدیا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ تجھکو مدینہ نہ جانے دونگا جبتک کہ رسول خدا حکم نہ دیویں تا کہ جانے تو کہ زیادہ ذلیل تو ہے اور زیادہ عزت والا رسول خدا ہے عبد اللہ ابی نے شکایت اپنے بیٹے کی رسول خدا کے پاس بھیجی رسول خدا نے اسکے بیٹے کے پاس آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ باپ کو ایذا مت دے اور اسکو چھوڑ دے کہ وہ مدینہ کو جائے بیٹے نے اس سے کہا کہ رسول خدا کا حکم ہے اس واسطے تجھکو چھوڑتا ہوں اور کہتے ہیں کہ اسکے بیٹے نے کہا کہ کہہ تو عزت واسطے خدا کے ہے اور واسطے رسول خدا کے اور واسطے مومنین کے اور اگر نکہیگا تو تجھکو مار ڈالونگا عبد اللہ ابی نے جو اسکی سبب کدامین دیکھی تو کہا کہ اشہد ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین جس وقت رسول خدا کو خبر ہوئی تو اس کے بیٹے کو طلب کیا اور فرمایا کہ جزاک اللہ عن رسولہ وعلی المؤمنین خیراً اور عبد اللہ ابی مدینہ میں آیا تو بیمار ہو گیا اور دو تین روز کے بعد مر گیا اور زید بن ارقم مدینہ میں آیا تو انصار کی ملامت کرنیسے کہ تو نے عبد اللہ ابی کے مقدمہ میں جھوٹ کہا ہے غمگین اور رنجیدہ ہو کر اپنے گھر میں بیٹھ رہا حق تعالی نے واسطے سچا کرنے زید بن ارقم کے اور جھوٹا کرنے عبد اللہ بن ابی کے رسول خدا کی طرف خطاب کیا کہ جس وقت آتے ہیں تیرے پاس منافقین اے محمد تو قَالُوْا نَشْهَدُ کہتے ہیں وہ کہ گواہی دیتے ہیں ہم کہ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ تحقیق تو البتہ پیغمبر خدا کا ہے اور ہم منافقین نہیں ہیں اور یہ گواہی ہماری زبان سے اور دل سے دونوں سے ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے اور گواہی دیتا ہے کہ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ تحقیق تو البتہ پیغمبر اسکا ہے واسطے کہ اسنے تجھکو بھیجا ہے وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اور خدا گواہی دیتا ہے یہ کہ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ تحقیق منافقین البتہ جھوٹ بولنے والے ہیں اپنی گواہی میں اسواسطے کہ زبان سے وہ کہتے تھے کہ تو پیغمبر خدا کا ہے اور دل میں انکے یہ اعتقاد نہ تھا پس جو گواہی دیتے ہیں کہ دل ہمارا محمد کے پیغمبر ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے ایسے وہ جھوٹے ہیں اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ پکڑا ہے ان منافقوں نے قسموں کو کہ جھوٹی قسمیں تیری پیغمبری کے معتقد ہونے پر کھاتے ہیں جُنَّةً ایک سپر یعنی جھوٹی

قسمیں کھانیکو اپنے واسطے سپر بنایا ہے مسلمانوں کی طرف سے آزار اور تکلیف نہ پہنچنے کے واسطے تاکہ قسموں کے وسیلہ سے قتل اور قید ہونے سے محفوظ رہیں فَصَدُّوا پس بند کیا اُنھوں نے اور باز رکھا لوگوں کو شبہ میں ڈالکر عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ راہ خدا سے کہ وہ طریق اسلام ہے لوگوں کے روبرو باطل اور گمراہی کی باتیں کہکر رسول خدا کے پاس جانے سے انکو باز رکھا کہ وہ کلمات حق سنکر ایمان لاتے إِنَّهُمْ سَاءَ تحقیق کہ وہ لوگ برے ہیں بد عمل ہیں مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وہ چیز کہ وہ کرتے ہیں کفر کا دلمیں رکھنا اور ایمان کا ظاہر کرنا اور لوگوں کو راہ خدا سے بند کرنا ذَٰلِكَ یہ قول انکا کہ گواہی انکی بدی پر اور جھوٹا ایمان ظاہر کرنا بِأَنَّهُمْ آمَنُوا بسبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ ایمان لائے زبان سے اور ظاہر میں اپنے تئیں مسلمان کر کے دکھلایا کہ کلمۂ شہادت کا اپنی زبان سے اقرار کیا ثُمَّ كَفَرُوا پھر کفر کیا انھوں نے دلسے کہ بعد اسکے کفر ان کا ظاہر ہو گیا کفر کی باتیں کرنے سے اور نفاق اُن کا کھل گیا فَطُبِعَ پس مہر رکھی گئی عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اوپر دلوں اُن کے کہ تا کہ اس علامت سے اُن میں اور مومنین میں فرق کریں اور یا یہ کہ خدا نے انکو کفر پر اصرار کرنے اور عناد اور دیدہ و دانستہ انکار کرنیکی جہت سے انکو انکی حال پر چھوڑ دیا ہے اور لطف اور توفیق کو ان سے باز رکھا پس حال اُنکا ایسا ہی ہو گیا کہ گویا کہ انکے دلوں پر مہر رکھی گئی ہے کہ وہ کچھ نہیں سوچتے اور حق کی دلیلوں میں تامل نہیں کرتے ہیں فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ پس وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں ایمان کی حقیقت کو اور نہیں جانتے ہیں اسکی صحت کو اسواسطے کہ عناد کو ترک نہیں کرتے ہیں اور حق کی دلیلوں کو سوچتے نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ابن اُبی خوبصورت اور بتبریں سخن اور فصیح زبان تھا پس رسول خدا کے پاس حاضر ہوتا تھا تو فصاحت سے کلام کرتا تھا اور اکثر جماعت منافقوں کی اسکے سوا بھی مثل اسکے یا قریب اسکی تھی اور رسول خدا انکی صورتوں اور کلام فصیح اُنکے سے بہت تعجب کرتے تھے حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا کہ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ اور جس وقت کہ دیکھتا ہے تو ان منافقوں کو اے محمد تُعْجِبُكَ تعجب میں ڈالتے ہیں تجھکو أَجْسَامُهُمْ جسم انکے قد آور اور خوبصورت ہونیکی جہت سے وَإِن يَقُولُوا اور اگر بات کہیں وہ تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ تو کان رکھتا ہے تو واسطے باتوں انکی کے اور اسکو کان لگا کر سنتا ہے بسبب انکی فصاحت اور شیرینی سخن کے اور اس سبب سے وہ اپنے جھوٹے ایمان کو ظاہر کرتے ہیں تو انکے کہنے کا اعتبار کرتا ہے كَأَنَّهُمْ گویا کہ وہ نہ سمجھنے میں اور نہ تامل کرنے میں خُشُبٌ لکڑیاں ہیں خشک مُّسَنَّدَةٌ دیوار سے پر رکھی گئی ہیں یعنی شکلیں ہیں خالی علم اور فکر سے اور کورے ہیں ایمان اور خیر سے اور ذکر مسندہ کا اُن کے بے فائدہ ہونے کے واسطے ہے اور مسندہ ان لکڑیوں کو کہتے ہیں کہ جن کو دیوار پر یا ٹیلے پر ڈال دیتے ہیں کہ وہ یونہی بیفائدہ پڑی رہتی ہیں اور اگر چھت انکی دیوار و غیرہ پر رکھکر بناتے ہیں تو ان میں فائدہ ہوتا ہے لیکن انکو مسندہ نہیں کہتے ابو عمرو اور کسائی نے خشب کو سکون شین پڑھا ہے يَحْسَبُونَ گمان کرتے ہیں کہ وہ كُلَّ صَيْحَةٍ ہر آواز کو کہ سنتے ہیں وہ واقع ہونیوالی عَلَيْهِمْ اوپر اپنے یعنی انکی نامردی اور خوف اس مرتبہ کو پہنچا ہے کہ جو آواز کہ وہ سنتے ہیں گمان کرتے ہیں کہ یہ آواز ہماری ضرر اور ہلاکت کیواسطے ہے اور یا یہ کہ جس وقت کوئی آواز سنیں تو گمان اُن کا یہ ہو کہ کوئی آیت نازل ہوئی ہے کہ جس سے حال اُن کا کھلجائے اور نفاق کی جہت سے پیغمبر اور مومنین کے روبرو رسوا ہوں هُمُ الْعَدُوُّ وہ دشمن کامل ہیں تیرے اور مومنین کے فَاحْذَرْهُمْ پس ڈر تو مکر اُنکے سے اے محمد اور اُنکے ظاہر حال پر مطمئن مت ہو قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ہلاک کرے ان کو خدا اور لعنت کرے اُنپر اور انکو دنیا اور آخرت میں رسوا کرے یہ دعائے بد ہے اُن کے واسطے اور تعلیم ہے مومنین کے واسطے کہ دشمنان دین کے واسطے دعائے بد کریں أَنَّىٰ کیونکر پھیرے جاتے ہیں وہ طریق حق سے باوجود کثرت دلیلوں راہ حق کے دکھلانیوالوں کی اور یہ تعجب ہے انکی جہالت اور گمراہی سے اور بعضے کہتے ہیں کہ یؤفکون مشتق افک سے ہے بمعنی دروغ ہے یعنی کیونکر دروغ کہتے ہیں وہ اور منقول ہے کہ پہلے نازل ہونے ان آیتوں سے رسول خدا نے زید بن ارقم کو بلایا اور فرمایا کہ اے زید شاید تو بسبب عداوت کے کہ تیرے اور ابن ابی کے درمیان ہے تو نے یہ باتیں اسکی طرف منسوب کیں ہیں کہا کہ ایسا نہیں یا رسول خدا پھر فرمایا کہ اے زید شاید تو اُسکے کہنے کو نہ سمجھا ہو اسنے کہا ہو اور تو اسکو اور طرح سمجھا ہو برخلاف اسکے کہنے کے کہا کہ یا رسول خدا ایسا نہیں ہے بلکہ جو سنے کہا تھا میں اسکو خوب سمجھا ہوں اور جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہی اُسنے کہا ہے اور جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو رسول خدا نے زید کے پیچھے سے جاکر اسکا کان پکڑا اور کان پکڑکر اسکو اٹھایا اور فرمایا کہ اے لڑکے تیرے منہ نے سچ کہا تھا اور تیرے کان نے خوب سنا تھا اور دل نے تیرے اسکو اچھا یاد کیا تھا اور خدا نے قرآن میں وہی نازل کیا ہے جو کچھ کہ تو نے کہا تھا اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا اے لڑکے نگاہ رکھا تیرے کان نے جو کچھ کہ سنا اور خدا نے تجھکو سچا

کیا اور منافقین کو جھوٹا کیا اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے ابن ابی کی قوم نے اسکو کہا کہ یہ آیتیں تیرے مقدمہ میں نازل ہوئی ہیں رسول خدا کے پاس
جا تاکہ تیرے واسطے خدا سے بخشش چاہیں اس منافق نے یہ سنکر اپنا منہ پھیر لیا اور کہا کہ اسنے مجھکو کہا تھا کہ تو ایمان لا میں ایمان لایا اور پھر مجھکو تکلیف دی
کہ زکواۃ بھی دے میں نے زکواۃ بھی دی اور اب یہی باقی رہا ہے کہ محمد کو سجدہ کرنا چاہیے یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اور جسوقت کہا جائے
واسطے ان منافقوں کے کہ آؤ تم یعنی ابن ابی وغیرہ منافقین کو کہیں کہ آؤ تم واسطے عذر کرنے کے یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ بخشش چاہے واسطے تمہارے رَسُوْلُ اللّٰہِ
خدا کا لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ پھیرتے ہیں وہ منافقین سروں اپنے کو جیسے کہ کوئی مکروہ چیز سے سر اپنا پھیر لے وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ اور دیکھتا ہے تو انکو
کہ روگردانی کرتے ہیں وہ بخشش چاہنے سے وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ اور وہ تکبر کرنے والے ہیں عذر چاہنے سے نزدیک رسول خدا کے اور بخشش چاہنے سے
سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ برابر اور یکساں ہیں اوپر انکے اے محمد اَسْتَغْفَرْتَ لَھُمْ کیا بخشش چاہے تو واسطے انکے اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ یا نہ بخشش چاہے تو
واسطے انکے کہ وہ منہ پھیرتے ہیں بخشش چاہنے سے اور استغفرت کی ہمزہ پر فتح اس واسطے ہے کہ وہ ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ وصلی اسکے آنے سے ساقط ہو گیا ہے
اور خدا فرماتا ہے کہ تو واسطے انکے بخشش چاہے لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ ہرگز نہ بخشیگا خدا واسطے انکے بسبب مصر ہونے انکے نفاق میں اور عناد میں بعضے کہتے
ہیں کہ رسول خدا انکے بہ حال کے موافق استغفار کرتے تھے حق تعالی نے خبر کی کہ وہ کفر پر مرینگے حضرت نے استغفار کو موقوف کیا اِنَّ اللّٰہَ تحقیق کہ خدا
لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ نہیں رہنمائی کرتا ہے قوم باہر ہونیوالی کو حکم خدا سے یعنی توفیق اور لطف انکو عطا نہیں کرتا ہے بسبب انکی زیادتی عناد
کے اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور یا یہ کہ آخرت میں انکو بہشت کی رہنمائی نہ کرے گا ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ وہ منافقین وہ لوگ ہیں کہ
کہتے ہیں انصار کو کہ لَا تُنْفِقُوْا نہ خرچ کرو تم عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اوپر ان لوگوں کے کہ نزدیک رسول خدا کے ہیں یعنی انکو کھانا اور لباس
مت دو حَتّٰی یَنْفَضُّوْا یہاں تک کہ متفرق ہو جاویں وہ گرسنگی اور برہنگی کی جہت سے وَلِلّٰہِ اور حال یہ ہے کہ خاص واسطے خدا کے ہیں خَزَآئِنُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خزانے آسمانوں کے اور زمین کے یعنی کنجیاں روزی کی جو آسمان اور زمین سے سب کو پہنچتی ہیں سب اسکے دست قدرت میں ہیں
موافق حکمت اور مصلحت کے دیتا ہے جسکو چاہے اور تونگر کرے اگرچہ وہ خرچ کرے جیسے مہاجرین پر انکار کرے اور جسکو چاہے تونگری سے محروم رکھتا ہے
تاکہ فقیری اور صبر کی جہت سے وہ ثواب حاصل کرے وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ اور لیکن منافقین بسبب جہالت اور گمراہی کے لَا یَفْقَھُوْنَ نہیں سمجھتے
ہیں کہ حقیقت میں روزی دینے والا خدا ہے نہ آدمی یَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں وہ منافقین ابن ابی اور پیروی کرنے والے اسکے لَئِنْ رَّجَعْنَآ
اِلَی الْمَدِیْنَۃِ البتہ اگر پھریں گے ہم طرف مدینہ کے اس سفر سے تو لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ البتہ نکالدے گا عزت دار زیادہ مِنْھَا الْاَذَلَّ اس
مدینہ سے ذلیل زیادہ کو مراد ابن ابی کی عزت دار سے اپنا نفس ہے اور مراد ذلیل سے اشرف مخلوقات کا نفس ہے پس حقتعالی اس قول کو رد کرتا ہے کہ وَ
لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ اور خاص واسطے خدا کے ہے عزت کہ جو مالک اسکا اور پیدا کرنے والا اسکا ہے وَلِرَسُوْلِہٖ اور واسطے پیغمبر اسکے کہ ہے عزت نبوت اور
شفاعت کی بسبب بلند ہونے انکے دین کے سب دینوں پر وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور واسطے ایمان لانیوالوں کے عزت ایمان اور طاعت کی اور ہمیشہ بہشت میں
رہیں گے جیسے کہ ذلت شیطان کو اور اسکی پیروی کرنے والے کافروں اور منافقوں کو ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ فرمایا
خدا نے میں نے پانچ چیزوں کو پانچ جگہ رکھا ہے اور آدمی اسکے غیر میں طلب کرتے ہیں پس کہاں پاوینگے وہ میں نے عزت کو اپنی طاعت میں رکھا ہے اور آدمی اسکو
طلب کرتے ہیں بادشاہوں کے دروازوں سے پس کہاں پاویں گے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے علم اور حکمت کو بھوک میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو سیری
میں پس کہاں پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے راحت کو جنت میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو دنیا میں پس کہاں پاویں گے وہ اور میں نے رکھا ہے
تونگری کو قناعت میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو کثرت مال میں پس کہاں پاوینگے وہ اور میں نے اپنی رضامندی کو رکھا ہے خواہش نفس کی مخالفت
میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو خواہش نفس میں پس کہاں پاوینگے وہ اسکو اور فرمایا کہ خداوندا جو کوئی کہ مجھکو دوست رکھے پس روزی دے تو اسکو بقدر
حاجت اور موافق گزارے کے اور جو کوئی کہ دشمن رکھے مجھکو پس کثرت سے مال اور اولاد دے تو اسکو اور حقیقت میں عزت خدا کے واسطے ہے اور رسول اور

ع ۲ / ۱۳

مومنین کو جو عزت ہے وہ فیضان خدا کا ہے اور امام جعفر صادقؑ ہمیشہ فرماتے تھے کہ مانند میرے کون ہے کہ پروردگار برحق کا بندہ میرا ہے اور مانند
میرے کون ہے کہ الہٰی تو پروردگار میرا ہے وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ اور لیکن منافقین سیاہ دل لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں عزت کی حقیقت
کو اور اپنی گمراہی اور جہالت سے عزت کو اپنے واسطے سمجھتے ہیں اور اب مومنین کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو
کہ ایمان لائے ہو لَا تُلْهِكُمْ نہ مشغول کرے تمکو تدبیر اور انتظام مال اور اولاد کا یعنی نہ غافل کریں تمکو اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ نہ مال تمہارے
اور نہ فرزند تمہارے عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ذکر خدا کے سے کہ انکی ہی اٹھانے اور رکھنے اور محافظت میں ہو اور انکے انتظام میں خدا کو بھول جاؤ اور نماز کو ترک کرو
اور اسکی نعمتوں کا شکر نہ کرو اور بلاؤں پر صبر نہ کرو اور اسکی قضا پر راضی نہو اور قرآن کی تلاوت کو چھوڑ دو اور انکے انتظام میں واجبات کو ترک کرو اور حرام امروں کو
اختیار کرو اس واسطے کہ تقاضا ایمان کا یہ ہے کہ خدا کی دوستی انکی دوستی پر غالب ہو وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو کوئی کرے یہ کام کہ مال اور اولاد کی
دوستی میں خدا سے غافل ہو جائے تو فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہی نقصان پانے والے ہیں کہ نعمت دائمی کو برباد کر کے حقیر اور
فانی چیز کو اختیار کیا ہے وَاَنْفِقُوْا اور خرچ کرو تم راہ خدا میں مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اس چیز میں سے کہ جو روزی دی ہے تمکو مراد زکواۃ نکالنے
اور حقوق واجبہ سے ہے جو حقوق خدا کے کہ دینا ان کا واجب ہے مثل زکواۃ وغیرہ کے انکو ادا کرو مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ پہلے اس کے کہ آئے اَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ کسیکو تم میں سے موت کہ علامتیں اسکی ظاہر ہوں اور آثار مرنے کے معلوم ہوں فَیَقُوْلَ پس کہے وہ شخص مرنیکے قریب افسوس کر کے رَبِّ اے پروردگار میرے
اور فیقول کا نصب بعد فا کے امر کے بعد آنے کی جہت سے ہے کہ بعد فا کے ان ناصبہ ہے یعنی کہنے لگے موت کے آثار دیکھ کر کہ اے پروردگار میرے لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ
کیوں نہیں مہلت دی تو نے مجھ کو اور کس واسطے دیر نہ کی تو نے میرے مرنے میں اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ طرف ایک مدت نزدیک کے یعنی اسقدر تھوڑی مدت تک کہ میں
حقوق خدا کو ادا کر سکیں تو نے میرے مرنے میں دیر کی ہوتی فَاَصَّدَّقَ پس تصدق کرتا میں اور تمام حقوق واجبہ کو ادا کرتا میں سوا اسقدر مہلت تو مجھکو دے
کہ تیری راہ میں اپنے مال میں سے تصدق کروں اور حقوق واجبہ کو ادا کروں وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ اور ہو جاؤں میں نیکوں میں سے بعد اسکے تدارک کرنا
مافات کے اور فاصدق اس واسطے منصوب ہے کہ اسمیں بعد فا کے ان مقدر ہے اسواسطے کہ بعد امر کے یہ فا واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی اخرنی فاصدق ہے یعنی مہلت
دے مجھکو پس تصدق کروں میں اور اکن مجزوم ہے اس واسطے اسکی واو ساقط ہو گئی ہے اور مجزوم اس واسطے ہے کہ اسکا عطف فاصدق کی فا پر اور اسکے محل
پر ہے اور فاصدق محل میں فعل مجزوم کے واقع ہوا ہے اسواسطے کہ وہ جواب ہے شرط مقدر کا اور سوال کرنا لولا کے لفظ سے شرط کے ذکر کرنے سے بے پروا ہو گیا ہے
اس واسطے شرط مذکور نہیں ہوئی اور تقدیر اسکی اخرنی فانک ان توخرنی فاصدق ہے یعنی مہلت دے تو مجھکو پس تحقیق اگر مہلت دے گا تو مجھکو پس تصدق
کروں گا میں اور ابو عمرو نے اکون منصوب پڑھا ہے فاصدق کے لفظ پر عطف کر کے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیت زکواۃ کے منع کرنیوالوں کے حق میں
نازل ہوئی ہے اور بعد اسکے فرمایا کہ تصدق کرو تم پہلے اس سے کہ سلطان مرگ تم پر نازل ہو پس اسوقت توبہ قبول نہوگی اور کوئی عمل فائدہ نہ بخشیگا
اور دوسری روایت میں فرمایا کہ کونسی چیز تمکو منع کرتی ہے وقت مال رکھنے کے زکواۃ دینے کو اور وقت قدرت رکھنے کے حج کرنیکو پہلے اس سے کہ تمکو موت پہنچے
اور وقت مرنیکے دنیا کی طرف پھرنیکی درخواست کرنے لگو اور اسوقت وہ درخواست قبول نہو اور حضرت صادقؑ سے بھی یہی منقول ہے اور اس آیت کی تفسیر میں
لکھا ہے کہ جسوقت کسیکو موت کا وقت آتا ہے اور پردہ اسکی آنکھوں سے اٹھایا جاتا ہے تو اس جہانکو وہ دیکھتا ہے اس وقت کہتا ہے کہ اے ملک الموت ایکدن کی
مجھے مہلت دے کہ میں اپنے پروردگار سے عذر کروں اور توبہ کروں اور توشہ آخرت اپنے واسطے اختیار کروں ملک الموت اسکے جواب میں کہتا ہے کہ دن
تیرے سب گذر گئے بعد اسکے وہ کہتا ہے کہ ایکساعت ہی کی مہلت دے وہ کہتا ہے کہ ساعتیں بھی تیری گذر گئیں بس بند ہو جاتا ہے اسپر دروازہ توبہ
کا پس آمد و رفت کرتی ہے روح گلے میں اور بعد اسکے داخل کیا جاتا ہے وہ دوزخ میں یہ حال ان لوگوں کا ہے کہ جو گناہ کرتے ہیں دنیا میں اور بغیر توبہ
کے مرجاتے ہیں اور موت کے آثار دیکھ کر توبہ کرے تو مقبول نہیں ہوتی اور موت کی وقت ٹل نہیں سکتا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ اور ہرگز نہیں
ڈھیل کرتا ہے خدا نَفْسًا کسی نفس کو مرنے سے اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا جسوقت کہ آئے اجل اسکی اسواسطے کہ حکمت خدا کی اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ عمر جس وقت تمام

ہو تو اسپر کچھ زیادہ کرے اور نہ اسمیں کچھ کم کرے وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ اور خدا خبردار ہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے ہو تم اور بعضے تعلمون
کو یا سے پڑھتے ہیں یعنی عمل کرتے ہیں وہ آدمی اور موافق اسکے جزا دے گا پس آدمیونکو چاہیے کہ خواب غفلت سے بیدار ہوکر اعمال خیر بجا لاویں اور خدا کے
حقوق کو ادا کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں کہ کس وقت آئے اور جب آثار موت نظر آئیں تو پھر کچھ نہ ہوسکیگا فقط حسرت اور افسوس لیس باقی رہ جائیگا
اے دل خیال وقت اجل کا ضرور ہے ٭ مرنے سے پہلے توشۂ عقبیٰ ضرور ہے ٭ خالق کے سب حقوق ادا کرنے چاہیں ٭ اور آدمی کے حق کا بھی دینا ضرور ہے ٭ اور
بے ادا کیے ہوئے گر یوں ہی مر گئے ٭ دوزخ میں پھر تو مرتے ہی جلنا ضرور ہے **سورۃ التغابن** یہ سورہ مدنی ہے اور ابن عباس کے نزدیک مکی ہے سوا
ان تین آیتوں کے کہ جو آخر میں ہیں اور ان تینوں کو وہ مدنی کہتے ہیں اور اس سورہ میں اٹھارہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی اس سورہ کو نماز فرض میں پڑھے قیامت کے روز یہ سورہ اسکی شفاعت کرے گا اور اسکے اعمال نیک پر گواہ عادل ہوگا اس شخص کے نزدیک کہ جس نے اسکو
اجازت گواہی کی دی اور ہمیشہ اسکے ہمراہ رہیگا یہاں تک کہ اسکو بہشت میں پہنچاوے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ تسبیح کرتی ہے واسطے
خدا کے مَا فِی السَّمٰوٰتِ جو چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو چیز کہ بیچ زمین کے ہے لَہُ الْمُلْکُ واسطے اسکے ہے بادشاہی مطلق
اس واسطے کہ پیدا کرنیوالا آسمان اور زمین کا اور جو کچھ کہ ان کے درمیان میں ہے سب کا وہی ہے وَلَہُ الْحَمْدُ اور واسطے اسی کے ہے تعریف اسواسطے کہ نعمت پیدا
کرنے اور پالنے کی اسکی جانب سے ہے وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے اسواسطے کہ اسکی ذات کو سب چیز کی طرف نسبت برابر
ہے ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کیا ہے اسنے تمکو اے آدمیو فَمِنْکُمْ کَافِرٌ پس بعض تم میں سے کافر ہے کہ خدا کے خالق ہونے پر ایمان نہیں لاتا ہے
جیسے کہ دہریہ وَمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ اور بعض تم میں سے ایمان لانیوالا ہے اسکے خالق اور پروردگار ہونے پر جیسے کہ مومنین اور بعض تم میں سے کافر ہے باطن میں اور مومن ظاہر
میں جیسے کہ منافقین اور بعض تم میں سے مومن ہے باطن میں اور ظاہر میں اپنے ایمان کا اقرار نہیں کرتا جیسے کہ عمار یاسر اور خلاصہ یہ ہے کہ تمکو خدا نے پیدا کیا ہے پس
کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی تم میں سے مومن ہے پس جسنے کہ اسکی خالقیت اور وحدانیت کی دلیلوں میں تامل کیا وہ اسپر ایمان لایا اور جس نے اپنی اوقات
جہالت میں بسر کی اور اسکے وجود کے اور واحد ہونے کی دلیلوں میں فکر نہ کیا وہ کافر رہا وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم۔
بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے پس موافق تمہارے اعمال کے تمکو جزا دے گا کہ مومن کو بہشت میں داخل کرے گا اور کافر کو دوزخ میں اور یہ آیت دلالت
کرتی ہے اس امر پر کہ خدا ایمان اور کفر کا پیدا کرنیوالا نہیں ہے اس واسطے کہ اسنے ان دونوں کو طرف بندوں کے منسوب کیا ہے پس باطل ہوا مذہب فرقہ
مجبرہ کا کہ وہ خالق کفر اور ایمان کا خدا کو کہتے ہیں اور اس مذہب کے باطل ہونے پر بہت سی آیتیں دلالت کرتی ہیں اور عقلی دلیلوں سے بھی یہ مذہب
باطل ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ پیدا کیا ہے اسنے آسمانوں کو اور زمین کو بِالْحَقِّ ساتھ حق کے یعنی موافق مصلحت کی اور غرض صحیح کے واسطے
نہ باطل اور بیفائدہ وَصَوَّرَکُمْ اور صورت دار کیا تمکو فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ پس خوب کیا صورتوں تمہاری کو تاکہ اسکا شکر کرو وَاِلَیْہِ
الْمَصِیْرُ اور طرف اس خدا کے ہے پھرنا واسطے جزائے اعمال کے پس چاہیے کہ اعمال نیک بجا لاؤ اور ان اچھی صورتوں کو اعمال بد کرکے دوزخ کی
آگ میں نہ جلاؤ یَعْلَمُ جانتا ہے خدا اپنے علم کامل سے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس چیز کو کہ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے وَیَعْلَمُ مَا
تُسِرُّوْنَ اور جانتا ہے اس چیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہو تم وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور اس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہو تم وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ اور خدا جاننے والا ہے
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ساتھ سینہ کی باتوں کے اور ظاہر و باطن اسکے نزدیک دونوں برابر ہیں پس چاہیے کہ ہر حال میں اس سے ڈرتے رہیں اور جو امر کہ اسکی رضا کے
مخالف ہے اسکی جرات نہ کریں اور اب خدا بندوں کو ڈراتا ہے کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ کیا نہیں آئے تمہارے پاس لے کفار مکہ نَبَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا خبر ان لوگوں کی
کہ کافر ہوئے تھے وہ مِنْ قَبْلُ پہلے تم سے مثل عاد اور ثمود اور قوم لوط کے فَذَاقُوْا پس چکھا انھوں نے وَبَالَ اَمْرِھِمْ عذاب کام اپنے کو یعنی دنیا میں
اپنے کفر کی جزا کو کہ وہ باد صرصر اور صیحہ جبرئیل کی اور الٹنا انکے شہروں کا تھا وَلَھُمْ اور واسطے انکے آخرت میں عَذَابٌ اَلِیْمٌ عذاب دردناک ہے اور آ
عذاب کے سبب کو بیان کرتا ہے ذٰلِکَ وہ وبال دنیا اور عذاب آخرت انکے واسطے بِاَنَّہٗ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق آتے تھے

سورۃ التغابن

۳ع

ان کے پاس رُسُلُهُم پیغمبر اُن کے بِالْبَيِّنَاتِ ساتھ معجزوں روشن کے فَقَالُوا پس کہا انھوں نے کہ أَبَشَرٌ کیا آدمی مثل ہمارے يَهْدُونَنَا رہنمائی کرتے ہیں ہمکو یہ تعجب تھا انکا کہ خدا آدمی پر وحی کیونکر بھیج سکتا ہے اور تکبر تھا انکو اس امر کا کہ ہم آدمی کی پیروی کریں اور کہتے تھے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ نجانا انھوں نے کہ اگر فرشتہ آتا تو وہ بھی انہیں کی صورت میں آتا پس اسکو جھٹلاتے اور کہتے کہ تو تو آدمی ہو مثل ہمارے اور اگر کسی اور صورت میں آتا تو اس سے وحشت کرتے اور ڈر کر اس سے بھاگ جاتے فَكَفَرُوا پس کفر کیا انھوں نے رسولوں کا وَتَوَلَّوا اور منہ پھیرا انھوں نے پیغمبروں سے اور خدا نے انکو جبر سے اٹھا کر پھینک دیا وَاسْتَغْنَى اللَّهُ اور بے پروا ہوا خدا ان کے ایمان سے یہانتک کہ انکو مجبور کر کے بھی ایمان دار نہ کیا باوجود قدرت کے ملکہ جس وقت انھوں نے منہ پھیرا تو انکے ایمان کی اسکو پروا نہوئی اس واسطے کہ وہ انہیں کے فائدہ کے واسطے ایمان کو چاہتا تھا اور جب انھوں نے خود ہی اپنے اپنی فائدہ سے منہ پھیرا تو اسکو کیا ضرورت ہو وہ تو اپنی ذات میں کسی کے ایمان کا محتاج نہیں ہے وَاللَّهُ غَنِيٌّ اور خدا بے پروا اور بے نیاز ہے ایمان اور طاعت مخلوقات سے حَمِيدٌ تعریف کیا گیا اپنی ذات میں بدون تعریف کرنے تعریف کرنیوالونکی اس واسطے کہ وجود ہر ایک کا مخلوقات میں سے دلالت کرتا ہے اُنکی تعریف پر اور فرماتا ہے کہ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا گمان کیا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے یہ کہ ہرگز نہ اُٹھائے جاوینگے وہ زندہ کر کے قُلْ کہہ تو اے محمد کے بلے ہاں وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ قسم ہے پروردگار کی البتہ اُٹھائے جاؤ گے تم زندہ کر کے قیامت کے روز ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ پھر البتہ خبر دیے جاؤ گے تم بِمَا عَمِلْتُمْ ساتھ اس چیز کے کہ عمل کیا ہے تمنے دنیا میں یعنی تمہارے اعمال کا حساب ہو اور موافق اُسکے تمکو جزا دیجائے وَذَٰلِكَ اور یہ اُٹھانا زندہ کر کے اور جزا دینی عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ اوپر خدا کے آسان ہے کہ اسکی قدرت کے نزدیک یہ امر دشوار نہیں ہے جیسے کہ پہلے بھی پیدا کیا تھا ایسے ہی دوبارہ پیدا کر سکتا ہے اور فرماتا ہے کہ جس وقت کہ انجام تمہارا ایسا ہے تو تمکو چاہیے کہ فَآمِنُوا بِاللَّهِ پس ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے وَرَسُولِهِ اور پیغمبر اسکے کہ وہ محمد ہیں وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا اور ساتھ نور کے کہ جو نازل کیا ہے ہمنے محمد پر اور مراد اس سے قرآن ہے اور نور اسکو اس واسطے فرمایا کہ وہ معجزہ ہو تمہیں ظاہر ہے اور ظاہر کرتا ہے حلال اور حرام کے احکام کو اور یا یہ کہ وہ شامل ہے دلیلوں اور حجتوں کو جو کہ حق کی طرف لیجاتے ہیں جیسے کہ نور میں راہ کو دیکھ کر چلتے ہیں اور روایات اہلبیت علیہم السلام میں یہ بھی آیا ہے کہ مراد نور سے امام ہے وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے ہو تم اقرار کرنا یا انکار کرنا خَبِيرٌ خبر رکھنے والا ہے پس تمکو موافق اُسکے جزا دے گا يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ جسدن کہ جمع کرے گا تمکو یہ متعلق ہے لَتُنَبَّؤُنَّ کے ہے یعنی پھر خبر کریگا تمکو تمہارے عملونکی اور موافق اسکے تمکو جزا دے گا جسدن کہ جمع کرے گا تمکو لِيَوْمِ الْجَمْعِ واسطے دن جمعہ کے کہ وہ روز قیامت ہے اور اسروز سب جمع ہونگے میدان حشر میں اولین اور آخرین اور کوئی باقی نہ رہیگا کہ وہاں موجود ہو ذَٰلِكَ وہ روز جمعہ کا يَوْمُ التَّغَابُنِ روز نقصان کا ہے کہ نیکو نکو بدوں کا مکان دیویں گے جو کہ بہشت میں تھا اگر وہ اچھے عمل کرتا ایں جاتا اور بدوں کو نیکوں کا مکان دیوینگے جو کہ دوزخ میں تھا اگر وہ اعمال بد کرتے ایں میں جاتا اور اسمیں ایک طرح ہے اشقیا اور بدوں کے ساتھ اس واسطے کہ مومن کو اسکے مکان بہشتی میں جانیسے کچھ نقصان نہیں ہو اور رسول خدا سے یوم التغابن کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ یعنی کوئی بندہ مومن بہشت میں جائے مگر یہ کہ دکھلاویں اسکو جگہ اسکی جو کہ دوزخ میں ہے اگر وہ اعمال بد کرتے اسمیں جاتا تاکہ شکر اسکا ادا کرے اور اس مکان سے نجات پائے اور کوئی بندہ دوزخ میں جائے مگر یہ کہ دکھلاویں اسکو جگہ اسکی بہشت میں اگر وہ نیک عمل کرتے ایں جاتا کہ حسرت اور ندامت اسکی زیادہ ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ تغابن باب تفاعل سے مشتق غبن سے ہے اور مراد اس سے لینا شر کا اور ترک کرنا خیر کا خیر کی لینا خیر کا اور ترک کرنا شر کا ہے پس مومن نے ترک کیا حصہ اپنا دنیا سے اور لیا حصہ اپنا آخرت سے پس ترک کیا اسکو کہ وہ شر تھا واسطے اسکے اور لیا اسکو کہ وہ خیر تھا واسطے اسکے پس ہوا نقصان کرنیوالا اور کافر نے ترک کیا حصہ اپنا آخرت سے اور لیا حصہ اپنا دنیا سے پس ترک کیا خیر کو اور حاصل کیا شر کو پس ہو گیا نقصان کیا گیا پس ظاہر ہو جائے گا اسروز نقصان کرنیوالا اور نقصان کیا گیا اور بعضی کہتے ہیں کہ مومن اور کافر دونوں نقصان دیکھینگے اور ہر ایک بمقدار حصہ اپنی کی افسوس اور پشیمانی کرے گا کافر تو کہے گا کہ میں مسلمان کیوں نہوا تاکہ بہشت میں جاتا اور مومن کہے گا کہ زیادہ عبادت میں نے کیوں نہ کی تاکہ اس سے زیادہ درجہ پاتا پس کافر اپنا نقصان دیکھیگا ایمان کے ترک کرنیمیں اور مومن اپنا نقصان پائے گا نیکی کی تقصیر

کرتے ہیں وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ اور جو شخص کہ ایمان لائے ساتھ خدا کے وَیَعْمَلْ صَالِحًا اور عمل کرے نیک یُّکَفِّرْ عَنْہُ پوشیدہ اور دور کریگا
خدا اُس سے سَیِّاٰتِہٖ گناہوں اسکے کو یعنی معاف کرے گا اسکی برائیوں کو وَیُدْخِلْہُ اور داخل کریگا اسکو جَنّٰتٍ تَجْرِیْ بہشتوں میں کہ جاری
ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ نیچے درختوں اُنکے سے نہریں خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اُن کے اَبَدًا ہمیشہ یہ تاکید واقع ہوا ہے
ذٰلِكَ یہ معاف ہونا گناہوں کا اور داخل ہونا بہشتوں میں الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ مراد پانا بڑا ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی مقصود اور مراد نہیں ہے وَ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے خدا اور پیغمبر سے وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اور جھٹلایا اُنھوں نے اور تکذیب کی ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے
کہ وہ قرآن ہے اور معجزے ہمارے پیغمبر کے اُولٰٓىِٕكَ یہ لوگ اَصْحٰبُ النَّارِ صاحب دوزخ کے ہیں کہ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہنے والے بیچ اُسکے ہیں کہ
ہرگز انکو موت نہ آئے گی تاکہ اسکے عذاب سے رہائی پائیں وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور بری جگہ ہے پھرنیکی دوزخ اور اب واسطے تسلی اور دلجوئی مصیبت زدہ کے فرماتا ہے
کہ مَاۤ اَصَابَ نہیں پہنچتی ہے کسی کو مِنْ مُّصِیْبَةٍ کوئی مصیبت اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر ساتھ حکم خدا کے اور ارادہ اسکے کے اور مراد مصیبت سے وہ مصیبت
ہے کہ خدا کی جانب سے بندہ کو پہنچتی ہے مثل بیماری اور سختی اور قحط اور موت یگانہ کی اور مصیبت جاتے رہنے مال کی اور مثل اسکے لیکن یہ واسطے درستی حال بندہ کے ہے
اور آزمائش ان کی ہے صبر کرنے پر کہ اسپر ثابت قدم رہیں اور اسکے واقع ہونے کی بیقراری اور جزع اور فزع نہ کریں تاکہ اسکی عوض میں دیجئے انکو بہشت
میں زیادہ کرے وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ اور جو کوئی کہ ایمان لائے ساتھ خدا کے اور اعتقاد کرے کہ جو کچھ خدا کی جانب سے پہنچتا ہے وہ میرے حال کی درستی
کے واسطے ہے تو اس صورت میں یَهْدِ قَلْبَهٗ رہنمائی کرے گا خدا دل اسکے کو یعنی ثابت رکھیگا اسکو ایمان پر اور لطف اپنا زیادہ اسکو عطا کرے گا تاکہ
دل اسکا کشادہ ہو کر طاعتوں اور خیرات کو زیادہ کرے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ رہنمائی کرے اسکو طرف کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کے کہنے کے وقت
مصیبت کے روز قضائے خدا پر وہ راضی ہوا اور یہ نہایت فضل خدا کا ہے کہ رہنمائی کرے دلکو کہ وہ وقت حاصل ہونے نعمت کے شکر کرے اور
وقت مبتلا ہونے مصیبت کے صبر کرے وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ اور خدا ساتھ ہر چیز کے عَلِیْمٌ دانا عالم ہے اور جانتا ہے پس جانتا ہے اس دلکو کہ جسمیں اسکا
لطف اثر کرتا ہے اور اس جہت سے اسکو لطف عطا کرتا ہے اور جانتا ہے اس دلکو کہ جسمیں اسکا لطف اثر نہیں کرتا ہے پس اس جہت سے اسکو لطف نہیں بخشتا ہے
اور یا یہ کہ جانتا ہے کہ صبر اور شکر کرنے والونکو اور سبکو موافق اسکے عمل کے جزا دے گا وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی سب حکموں میں وَ
اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور فرمانبرداری کرو پیغمبر کی سب حکموں میں کہ جس چیز کے کرنے کو حکم دیوے بلا تامل اسکو بجا لاؤ اور جس کام کو وہ منع کرے
اسکو ہرگز نہ کرو فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ پس اگر منہ پھیرو تم پیغمبر کے حکم سے تو نقصان اسکا اسمیں کچھ نہیں ہے اس واسطے کہ فرمانبرداری تمہاری اُسپر
واجب نہیں ہے بلکہ تمپر واجب ہے فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا پس سوائے اسکے نہیں کہ اوپر رسول ہمارے کے الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ پہنچانا حکموں کا ہے
ظاہر اور اس نے سب احکام ہمارے پہنچا دیئے پس اسپر کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ وبال منہ پھیرنے کا منہ پھیرنے والے پر ہے اَللّٰهُ خدا ہے حق کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُسکے کہ سزاوار پرستش کا ہو وَعَلَى اللّٰهِ اور اوپر خدا کے ہے نہ اسکے غیر پر فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ پس چاہیے مومنین
کہ توکل کریں اسواسطے کہ ایمان لانا اسپر اسی امر کا تقاضا کرتا ہے کہ اپنے سب کام اسکے سپرد کریں اور اسکے فضل و کرم پر تکیہ کریں اور ابن عباس سے منقول ہے
کہ بعد ہجرت رسول خدا کے جو مسلمان کہ مکہ کے تھے اُنھوں نے ارادہ ہجرت کا کیا کہ مدینہ کو جاویں عورتیں اور لڑکے انکے نالہ و زاری اور فریاد و بیقراری
کرکے اُنکو جانیسے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم چلے جاؤ گے تو ہم یہاں پیچھے تمہارے ضائع اور برباد ہو جاویں گے اور وہ بھی نہایت مہربانی اور
شفقت سے کہ انکی حال پر رکھتے تھے مدینہ کے جانیسے بیٹھ رہے حقتعالے نے انکی مقدمہ میں پس یہ آیت نازل کی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا
اے وہ لوگوں کہ ایمان لائے ہو اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ تحقیق کہ بعضی عورتیں تمہاری میں سے وَاَوْلَادِكُمْ اور فرزندوں تمہارے میں سے کہ ہجرت کرنے سے
منع کرتے ہیں عَدُوًّا لَّكُمْ دشمن ہیں واسطے تمہارے کہ وہ نہیں چھوڑتے ہیں تمکو کہ تم ہجرت کرکے ثواب آخرت کو اور بلند درجوں کو پہنچو
فَاحْذَرُوْهُمْ اور پرہیز کرو تم ان سے اور اُن کی تضرع اور زاری پر فریفتہ مت ہو تاکہ تمکو راہ حق سے نہ بہکاویں اور

ربع ۱۵

اور ہجرت سے کہ جسمیں رضامندی خدا کی ہے تمکو باز نہ رکھیں یہ آیت جس وقت انکے پاس پہنچی تو انھوں نے ہجرت کی اور جسوقت مدینہ میں آئے تو دیکھا کہ انکے یار جو کہ پہلے
ان سے ہجرت کر گئے تھے احکام دین میں خوب واقف او رعالم اور فاضل ہو گئے ہیں اس سبب سے انھوں نے اپنی عورتوں کو عذاب کرنا چاہا اور کہا کہ ہم تمہارے
سبب سے اس نعمت سے محروم رہے اور روٹی کپڑا انکا بند کر دیا یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ تَعْفُوْا اور اگر معاف کرو تم اپنی عورتوں اور اولاد کے گناہ ہونکو اور ان
کے عذاب بیجا کو ترک کرو وَتَصْفَحُوْا اور منہ پھیر لو انکے عتاب کرنے سے اور اس امر سے کہ جو ان سے سرزد ہوا ہے وَتَغْفِرُوْا اور بخشدو تم انکو اور پوشیدہ کرو انکی
تقصیر کو فَاِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق خدا غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بخشنے والا مہربان ہے کہ اُنسے درگذر کریگا اور تمہارے ساتھ بھی وہی معاملہ کریگا کہ جو تم اپنے ساتھ کرو گے
اگر تم ان کو بخشو گے تو خدا تمہارے گناہ ہونسے درگذر کریگا اور سوائے اسکے تمہارے درجے بلند کریگا اور حضرت امام محمد باقرؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جس وقت کوئی مرد
طرف رسول خداؐ کے ارادہ کرتا تھا تو اسکی عورت اور بیٹا اسکو لپٹ جاتے تھے اور اسکو قسمیں دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو مت جا اور ہمکو یہاں تنہا مت چھوڑ
کہ ہم ضائع ہو جائینگے تیرے بعد پس بعض اُنمیں سے ایسا تھا کہ اپنے عیال کہنے پر عمل کر کے وہاں رہجاتا تھا پس خدا نے انکو ڈرایا اور عورتوں اور فرزندوں کی فرمانبرداری
سے منع کیا اور بعض مرد ایسا تھا کہ چلا جاتا تھا اور انکو وہاں چھوڑ جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر تم میرے ہمراہ ہجرت نکرو گے اور پھر مجھکو اور تمکو خدا دار ہجرت
میں جمع کرے گا تو میں تمکو پھر کبھی کچھ نہ دونگا پس جسوقت خدا نے اسکو اور انکو جمع کیا تو حکم کیا کہ انکے ساتھ نیکی کرو اور اُن سے ملاپ کر لو اور فرمایا کہ وان
تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم اور بعضوں نے کہا کہ عوف بن مالک اشجعی نے چاہا کہ جہاد میں جائے اس کی عورتیں اور فرزند اس سے لپٹ گئے
اور زاری اور بیقراری انھوں نے شروع کی اور کہا کہ ہمکو کس کے سپرد کرتا ہے اور کسپر چھوڑتا ہے اور ہم بدون تیرے کیونکر اپنی زندگانی کریں گے عوف
اُن کے آزار پہنچانیکے درپے ہوا خدا نے یہ آیت نازل کی اور انکے آزار دینے سے اسکو منع کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ درگذر کرنا عام ہے ہر شخص کی نسبت کہ
آزار پہنچاے خواہ قریبوں سے ہو خواہ غیر وں میں سے اور بعضے محققین کہتے ہیں کہ عداوت عورتونکی اور اولاد کی اس اعتبار سے ہے کہ بعضی عورتیں آرزو شوہر و نکے مرنیکی
کرتی ہیں اور بعضے فرزند باپ کی موتکی آرزو کرتے ہیں تاکہ اُسکے مرنیکے بعد اسکے مال میں تصرف کریں اور شبہہ نہیں ہے کہ اُنسے کوئی زیادہ دشمن نہیں ہے کہ
آرزو اُسکے مرنیکی کریں تاکہ اسکے مال میں تصرف کریں اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ سوائے اسکے نہیں کہ مال تمہارے وَاَوْلَادُكُمْ اور فرزند تمہارے فِتْنَةٌ آزمایش
ہیں تاکہ ظاہر ہو کہ کون تم میں سے خدا کی محبت کو انکی محبت پر اختیار کرتا ہے اور کون اپنے دل کو مال اور اولاد سے متعلق رکھتا ہے اور خدا کی محبت سے لا تعلق ہوتا
ہے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اور خدا نزدیک اسکے اَجْرٌ عَظِيْمٌ اجر بڑا ہے واسطے اس شخص کے کہ خدا اور رسولؐ کی محبت اور فرمانبرداری کو مال اور اولاد
کی محبت پر مقدم رکھے اور حدیث میں آیا ہے کہ ایکمرد کو قیامت کے روز حاضر کریں اور کہیں کہ اسکی اہل وعیال نے اسکی نیکیونکو کھا لیا ہے یعنی انمیں مشغول ہونیکے
سبب سے اس نے نیکیونکو ترک کیا ہے اور عبد اللہ بن یزید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایکروز رسول خداؐ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اور حسنؑ و حسینؑ کو دیکھا
کہ مسجد میں داخل ہوئے اور سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے اور بچپن کے سبب سے گرتے تھے اور اُٹھتے تھے رسول خداؐ منبر سے نیچے اترے اور ان دونونکو اُٹھا کر منبر پر
لے گئے اور ران مبارک پر انکو بٹھا لیا اور فرمایا کہ سچ فرمایا ہے خدا نے کہ اولاد فتنہ ہیں میں نے ان دو نو لڑکونکو دیکھا کہ آتے ہیں اور گرتے ہیں اور اُٹھتے
ہیں صبر نہ کیا میں نے یہانتک کہ خطبہ کو قطع کر کے انکو اُٹھایا اور بعد اسکے پھر خطبہ کو شروع کیا فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم عذاب خدا سے اور پرہیز کرو عذاب
کے سببوں سے مَا اسْتَطَعْتُمْ جو کہ طاقت رکھتے ہو تم یعنی اسمیں اپنی طاقت اور کوشش کو خرچ کرو وَاسْمَعُوْا اور سنو تم خدا کی نصیحتونکو وَاَطِيْعُوْا
اور فرمانبرداری کرو تم اسکے حکمونکی وَاَنْفِقُوْا اور خرچ کرو تم اپنے مالونکو راہ خدا میں خَيْرًا یہ مفعول فعل محذوف کا ہے اور تقدیر اسکی افعلوا خیرا ہے یعنی
کرو تم نیکی کو اور خیرا صفت مصدر محذوف کی بھی ہو سکتا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے و انفقوا انفاقا خیرا یعنی اور خرچ کرو تم خرچ کرنا بہتر اور خیرا سے مراد اگر
مال ہو جیسے ان ترک خیرا الوصیۃ میں ہے تو کچھ محذوف کرنا نہیں ہوتا اور خیرا انفقوا کا مفعول ہو جائیگا یعنی اور خرچ کرو تم مالکو لِّاَنْفُسِكُمْ واسطے
نفسوں اپنے کے اسواسطے کہ فائدہ اُن عملوں سے تمہارے ہی نفسونکے واسطے ہیں کہ وہ بلند ہونا درجونکا ہے وَمَنْ يُّوْقَ اور وہ شخص کہ نگاہ رکھا جاوے شُحَّ
نَفْسِهٖ بخل نفس اپنے سے یعنی اپنے تئیں باز رکھے بخل سے اور خدا کے حقوق میں مال کو خرچ کرے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ خرچ کرنیوالے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

وہی رستگاری پانیوالے ہیں دنیا اور آخرت میں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جسنے ادا کیا زکوٰۃ کو پس تحقیق نگاہ رکھا اُسنے اپنے نفس کو بخیلی سے
اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ اگر قرض دو تم خدا کو یہاں قرض حقوق واجبہ ایں مالونکو خرچ کرنیسے مراد ہے اور قرض کے لفظ میں اسکو بیان کرنا مہربانی اور کرم کی راہ
سے ہے یعنی قرض دو تم خدا کو قَرۡضًا حَسَنًا قرض نیک کہ خلوص کے ساتھ ہو اور جس وقت ایسا قرض خوشی خاطر سے نیت خالص خدا کو دوگے یعنی اسکی راہ میں
مسکین محتاجونکو دوگے تو یُضٰعِفۡہُ لَکُمۡ چند در چند کریگا اسکو خدا واسطے تمہارے سات سو تک بلکہ زیادہ اس سے بھی وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ اور بخشیگا واسطے
تمہارے گناہ تمہارے وَاللّٰہُ شَکُوۡرٌ اور خدا قدردان اور جزا دینے والا شکر گذاروں کا ہے کہ تھوڑے کے مقابلہ میں بہت سا ثواب دیتا ہے حَلِیۡمٌ بردبار ہے
بخیلوں اور مسکونکی عذاب کرنے میں یعنی جلدی نہیں کرتا ہے انکو عذاب کرنے میں اور یہ بڑا کرم ہے اسکا تدوینہ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ جاننے والا پوشیدہ
اور ظاہر کا ہے پس جانتا ہے جو کچھ کہ ظاہر میں دیتے ہو اور پوشیدہ رکھتے ہو دلمیں خلوص کو یا ریا کو الۡعَزِیۡزُ غالب ہے سب چیز پر اور مغلوب کسی سے نہیں ہو سکتا
اور قدرت رکھتا ہے سزا دینے کی اس شخص پر کہ جو نیت خالص سے نہ دیوے الۡحَکِیۡمُ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے حکمت اور مصلحت سے کرتا ہے ثواب ہو یا عذاب
ہو سُوۡرَۃُ الطَّلَاقِ یہ سورہ مدنی ہے اور گیارہ یا بارہ یا تیرہ اسمیں آیتیں ہیں باعتبار اختلاف کے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ طلاق
اور سورہ تحریم کو نماز فریضہ میں پڑھے خدا اسکو اپنی پناہ میں لیوے قیامت کی خوف سے اور نگاہ رکھے اسکو آتش دوزخ سے اور بہشت میں اسکو داخل کرے اس
واسطے کہ یہ دو نو سورے پیغمبر کی ہیں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی زوجہ کو حالت حیض میں طلاق دی رسول خدا نے فرمایا کہ اس
کی طرف رجوع کرو اور اسکو زوجہ کر لے اور جسوقت حیض سے پاک ہو تو اسوقت تو اگر چاہے تو اسکو طلاق دے مجامعت کرنیسے پہلے خدا نے اسمقدمہ میں فرمایا کہ یٰۤاَ
یُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ اے پیغمبر علیہ السلام جسوقت طلاق دو تم اپنی عورتونکو یعنی تو اور تیری امت جسوقت طلاق دویں اپنی عورتونکو کہ جنسے
مجامعت کی ہے اور وہ عورتیں نوبرس سے کم عمر کی اور ایسی بوڑھی نہیں کہ حیض انکا موقوف ہو جاوے اور حاملہ نہوں تو فَطَلِّقُوۡہُنَّ پس طلاق دو تم انکو
لِعِدَّتِہِنَّ واسطے عدت انکی کے یعنی وقت عدت کے کہ وہ پاکی کی حالت ہے اور بعد حیض کے اس پاکی میں مجامعت نکی ہو اور طلاق دینے میں کئی شرطیں
ہیں خلاصہ یہ ہے کہ طلاق دینے والا بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار اور ارادہ سے طلاق دیوے اور جس عورت کو طلاق دیوے وہ زوجہ دائمی ہو اور جسوقت
طلاق دیوے تو وہ عورت حیض و نفاس میں نہو جس وقت کہ شوہر اسکا طلاق دینے والا وہاں حاضر ہو اور اگر غائب ہو وقت طلاق دینے کے تو ضرور نہیں ہے
کہ عورت اس وقت حیض سے پاک ہو اور عورت کو بعد حیض کے اس پاکی میں طلاق دیوے کہ جسمیں مجامعت اس عورت سے نہ کی ہو اور طلاق دینے کے وقت
اس عورتکو معین کرے کہ فلانی کو یا اسکو طلاق دیتا ہوں اور انت طالق کے صیغہ سے یا اسکے نام سے کہ فلانۃ طالق اور یا اشارہ سے کہ ہٰذہ طالق
طلاق دیوے اور وقت طلاق دینے کے دو گواہ عادل حاضر ہوں کہ طلاق دینے کو سنتے ہوں یہ شرطیں طلاق کی ہیں اور اگر اسمیں سے کوئی شرط نہ
ہوگی تو طلاق واقع نہوگی اور طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن قبیح ہے اور حدیث میں اسکی مذمت وارد ہوئی ہے اور اگرچہ قبیح ہے لیکن طلاق
دیوے گا تو واقع ہو جائیگی گو عورت بے قصور کو طلاق دیوے اگر پے در پے تین مرتبہ زبان سے کہے کہ انت طالق تو ایک طلاق مراد ہوگی
اور مسائل اسکے تفصیل سے فقہ کی کتابونمیں ہیں اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور جابر بن عبداللہ اور علی بن الحسین
اور زید بن علی اور جعفر بن محمد اور مجاہد نے فطلقوہن فی قبل عدتہن پڑھا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاَحۡصُوا الۡعِدَّۃَ اور شمار کرو تم عدت
عورتونکو تین پاکی تک کہ اسمیں کمی نہو اور صورت اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو طلاق دیوے تو وہ تین پاکی تک عدۃ میں ہوگی اور تین پاکی کا
شمار یہ ہے کہ ایک پاکی تو وہ ہے کہ جسمیں عورت کو طلاق دی ہے اور بعد اسکے عورت کو حیض آئیگا اور دوسری پاکی اس حیض کے بعد شروع ہوگی اور اس پاکی
کے بعد پھر اسکو حیض آئیگا اور اس دوسرے حیض کے بعد تیسری پاکی شروع ہے اور جسوقت بعد اسکے تیسرا حیض شروع ہوگا تو تیسری پاکی تمام ہو جائیگی اور عدۃ
کے دن پورے ہو جائیں گے اور جبتک عورت عدۃ میں ہے شوہر کے نکاح سے باہر نہیں ہو سکتی اور اگر اسکا شوہر چاہے تو عدۃ میں پھر اسکو اپنے تصرف میں
لا سکتا ہے بدون عقد نکاح جدید کے لیکن جسوقت عدۃ سے باہر ہو جاوے تو پھر اسکو زوجہ نہیں کر سکتا ہے مگر عقد جدید سے کہ پھر اسسے نکاح کرے جبتک

سورۃ الطلاق ع ۱۵

طلاق اور احکام

کہ کسی دوسرے شخص سے اس نے نکاح نہ کیا ہو اور دو طلاق کی عدۃ میں بدون عقد کے رجوع کرے اور اگر بعد عدۃ گذرنے کے تو اسکو زوجہ بنا سکتا ہے اور تیسری
طلاق کے بعد اسکو زوجہ نہیں کر سکتا ہے نہ عدۃ میں نہ عدۃ کے بعد جبتک کہ وہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لیوے اور وہ دوسرا اس سے فائدہ حاصل کر کے طلاق
دیوے اور جبتک عورت عدۃ میں ہے تو اسکا کھانا کپڑا ذمہ شوہر کے جاری رہیگا اور شوہر کے مکان میں سکونت رکھیگی اور جبتک عدۃ میں ہے کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں
کر سکتی مگر بعد گذرنے عدۃ کے وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ اور ڈرو تم خدا سے کہ پروردگار تمہارا ہے عدۃ کے شمار کرنے میں اور اسکو کم اور زیادہ نکرو اور عدۃ وفات
شوہر کہ وہ چار مہینے دس روز ہیں اور عدۃ حیض والی عورت کا کہ وہ تین پاکیاں ہیں پہلے اس سے سورہ بقر میں مذکور ہو گیا ہے اور باقی کی عدتوں کا ذکر
اس سورہ میں ہے چنانچہ بعد اسکے مذکور ہوگا اور جس وقت طلاق دیوے تو عورتوں کو اپنے گھر سے نہ نکالے چنانچہ فرماتا ہے کہ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ
مت نکالو تم ان عورتوں طلاق دیگئی کو مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ گھروں انکے سے جبتک کہ عدۃ گذر جائے مراد ان گھروں سے شوہروں کے گھر ہیں کہ جنمیں وہ عورتیں رہتی تھیں
وَلَا يَخْرُجْنَ اور چاہیے کہ نہ نکلیں وہ عورتیں طلاق دیگئی بھی بدون اذن تمہارے کے اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ مگر یہ کہ آئیں وہ یہ مستثنیٰ لا تخرجوہن سے ہے
یعنی نہ نکالو تم انکو گھروں انکے سے مگر یہ کہ بجا لائیں وہ عورتیں بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ بدی ظاہر کو اور بدی ظاہر کی تفسیر میں روایتیں مختلف ہیں
حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ عورت زنا کرے تو گھر سے باہر نکال دی جائے گی اور حد اسپر جاری ہوگی اور امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر کے
قریبیوں کو آزار پہنچاوے اور انسے کج خلقی کرے تو اس صورت میں بھی عدۃ کے گذرنے سے پہلے شوہر اسکو نکال سکتا ہے اور ابن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے اور
دوسری روایت میں ابن عباس سے ہر گناہ مراد ہے کہ اسکو ظاہر کریں اور یہ حکم عدہ رجعی میں ہے اور عدہ طلاق بائن میں جو کہ تیسری طلاق کے بعد ہوتا
ہے اسمیں نکالنا اور نکلنا دونو جائز ہیں وَتِلْكَ اور یہ احکام جو کہ مذکور ہوئے ہیں حُدُوْدُ اللّٰهِ حدیں خدا کی ہیں مقرر کی گئی واسطے مصلحت
بندوں کی وَمَنْ يَّتَعَدَّ اور جو شخص کہ گذر جائے اور چھوڑے حُدُوْدَ اللّٰهِ حدوں خدا کی کو اور انکے برخلاف کرے فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ پس تحقیق
ظلم کیا اس نے جان اپنی پر اور بسبب اسکے مستحق غضب اور عذاب خدا کا ہوگا اور ثواب دائمی سے محروم رہا لَا تَدْرِيْ نہیں جانتا ہے تو اے طلاق دینے والے
عدۃ میں کیا مصلحت ہے یا نہیں جانتا تو اے پیغمبر لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ شاید کہ خدا پیدا کرے بَعْدَ ذٰلِكَ پیچھے اس طلاق کے اَمْرًا کوئی امر کہ اس
طرح سے کہ مرد طلاق دینے سے پشیمان ہو اور دوستی عورت کی اسکے دل میں پیدا ہو کہ وہ اس عورت کی طرف پھر رجوع کرے اور اسکو زوجہ ٹھیرا کر پھر اپنے
تصرف میں لاوے درمیان عدۃ کے اور یہی مصلحت ہے عدۃ کے مقرر کرنے کی اور عورتوں کو گھر سے نہ نکالنے کی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ عورت طلاق
دیگئی کو چاہیے کہ وہ عدۃ میں سرمہ لگاوے آنکھوں میں اور مہندی لگاوے ہاتھوں میں اور کپڑوں میں خوشبو ملے اور اچھے نفیس کپڑے پہنے اس واسطے کہ
خدا فرماتا ہے لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلک امرا شاید کہ اسکی محبت شوہر کے دل میں پڑے اور وہ اسکی طرف رجوع کرے فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
پس جس وقت پہنچیں وہ عورتیں مدت اپنی کو کہ عدۃ کے آخر کو وہ پہنچیں تو فَاَمْسِكُوْهُنَّ پس نگاہ رکھو تم ان عورتوں کو یعنی رجوع کرو
انکی طرف بِمَعْرُوْفٍ ساتھ نیکی کے کہ انکو اچھی طرح رکھو اور کھانا اور کپڑا مناسب دیتے رہو اور ضرر انکو نہ پہنچاؤ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ یا جدائی
اختیار کرو انسے بِمَعْرُوْفٍ ساتھ نیکی کے کہ انکا نفقہ اور مہر ادا کرو خلاصہ یہ ہے کہ عورت جبتک عدۃ میں ہے تو مرد کو اختیار ہے چاہے زوجہ بنا کر
پھر اپنے پاس رکھے اور چاہے اسکو اپنے پاس سے علیحدہ کرے اور بعد عدۃ کے اختیار عورت کو ہے جس سے چاہے نکاح کرے پہلے شوہر سے یا اسکے غیر شوہر سے
کہ مراد پہنچنے اجل سے نہایت اجل کی نہیں ہے بلکہ قریب اسکی ہے اسواسطے کہ نہایت اجل پر تو عدہ گذر جاتا ہے پھر مرد کو اختیار باقی نہیں رہتا بلکہ اس وقت
اختیار عورت کو ہے جس سے چاہے نکاح کرے وَّاَشْهِدُوْا اور گواہ مقرر کرو تم طلاق دینے پر ذَوَيْ عَدْلٍ دو صاحب عدل کو یعنی دو
گواہ عادل مقرر کرو واسطے سننے طلاق کے مِّنْكُمْ اپنے میں سے کہ وہ دونوں مومن ہوں اور اسکا عطف اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن پر ہے اور اسیواسطے
طلاق دینے میں دو گواہ عادل ہونا ضرور ہے اور سوا ہمارے فقہا کے اور فقہا رجوع کرنے میں گواہوں کو مقرر کرتے ہیں اور طلاق دینے میں مقرر نہیں کرتے
اور ہمارے مذہب میں دو گواہ عادل اسواسطے ضرور ہوئے ہیں کہ مرد بعد طلاق کے انکار طلاق نہ کرے اور یا عورت بعد گذرنے عدۃ کے انکار کرے اور یا بعد مرنے

اس شخص کے ان دونوں میں سے دوسرا دعویٰ زوجیت کا نکرے تاکہ مرنے پر اسکی میراث میں سے حصہ لیوے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ طلاق یہ ہی کہ مرد طلاق
دیوے عورت کو پاکی کے دنوں میں کہ جن دنوں میں پاک ہیں اس عورت سے جماع نکیا ہو اور دو گواہ عادل طلاق دینے پر مقرر کرے پھر وہ مرد زیادہ حقدار ہی اس عورت
کے رجوع کرنیکا جبتک کہ تین پاکیوں کے دن نہ گزریں لیکن وہ طلاق ہی کہ جسکا حکم خدا تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہی اور رسولخدا نے جس طلاق کے واسطے فرمایا ہی اور جو
طلاق کہ غیر عدۃ کے واسطے ہی وہ طلاق نہیں ہی اور یہی حضرت صادقؑ سے منقول ہی کیا عدۃ سے مراد پاکی کے دن ہیں اور امام کاظمؑ نے قاضی ابو یوسف سے فرمایا کہ
تحقیق خدا نے اپنی کتاب میں طلاق کا حکم کیا اور تاکید کی ہی اسمیں دو گواہوں عادل کی اور گواہ بھی عادل پسند کیے ہیں اور حکم کیا ہی اپنی کتاب میں نکاح کا اور نہ ذکر کیا گواہ
کے اسکو بیان کیا ہے پس ثابت کیا تمنے گواہوں کو انمیں کہ جنمیں خدا نے انکو ذکر نہ کیا تھا اور باطل کیا تمنے گواہوں کو انمیں کہ جنمیں تاکید گواہونکی تھی وَاَقِیْمُوا
الشَّھَادَۃَ اور قائم کرو تم گواہی کو اے گواہو وقت حاجت کے لِلّٰہِ واسطے خالص واسطے رضامندی خدا کے نہ واسطے رضامندی اس شخص کے کہ جسکے فائدہ
کیواسطے گواہی دیتے ہو اور نہ واسطے خوف اس شخص کے کہ جسکی گواہی دیتے ہیں جسکا ضرر ہی اور نہ واسطے کسی دوسری غرض کے ذٰلِکُمْ یہ گواہی قائم کرنی
یا جو کچھ کہ مذکور ہوا ہی یُوْعَظُ بِہٖ نصیحت کیا جاتا ہے ساتھ اسکے مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ وہ شخص کہ ایمان لاتا ہی بِاللّٰہِ ساتھ خدا کے اور اسکے حکم پر
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور ساتھ دن قیامت کے اور جو کچھ کہ اسمیں ہی اور خصوصیت مومنین کی اس واسطے ہی کہ فایدہ نصیحت کا انکو ہی ہوتا ہی وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ اور
جو شخص کہ ڈرے خدا تعالیٰ سے اور اسکے حکم کے خلاف نہ کرے تو یَجْعَلْ لَّہٗ کر دیگا خدا واسطے اسکے مَخْرَجًا جگہ نکلنے کی
یعنی رنج دنیا اور آخرت سے وہ نکلجاویگا اور خلاصی پاویگا اور رسولخدا نے فرمایا ہی کہ کر دیگا جگہ نکلنے کی شبہات دنیا سے اور سختی موت سے اور سختیوں قیامت سے اور فرمایا کہ جو
کوئی بہت استغفار کرے تو خدا تعالیٰ اسکو ہر غم سے کشادگی اور ہر تنگی سے جگہ نکلنے کی بخشیگا اور ابوذر نے ان حضرت سے روایت کی ہی کہ
فرمایا کہ میں البتہ جانتا ہوں ایک آیت کو قرآن میں سے کہ اگر آدمی اسکو لیویں تو انکو کفایت کرے وَّیَرْزُقْہُ اور روزی دیگا اسکو خدا مِنْ حَیْثُ
لَا یَحْتَسِبُ اسجگہ سے کہ نہ گمان کرے اور نہ شمار میں لاوے وہ اور خاطر میں نہ گزرے اسکی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہی کہ برکت
دیگا خدا اسکو اس چیز میں کہ جو اسکو بخشش فرمائی ہے اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ جسکے پاس روزی آتی ہے اسطرح کہ وہ اسکے
واسطے قدم کہیں کو رکھتا ہے اور نہ اسکی طرف ہاتھ کو دراز کرتا ہے اور نہ اسکے مقدمہ میں زبان سے کلام کرتا ہے اور نہ اسکی طلب میں اپنے کپڑے باندھتا ہی اور نہ اسکے در
پے ہوتا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہی کہ خدا نے جنکا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب اور ایک اور روایت میں فرمایا ہی کہ
ایک جماعت نے رسولخدا کے اصحاب میں سے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے گھروں میں بیٹھ رہے اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور کہا کہ خدا نے
ہماری کارسازی کی جسوقت یہ خبر رسولخدا کو پہنچی تو کہلا بھیجا کہ تمنے روزی کی تلاش کو کس واسطے ترک کیا ہی اور روزی کو موقوف کر کے عبادت میں کیوں مشغول
ہوئے ہو کہا کہ یا رسولخدا روزی دینے والا ہماری روزی کا ضامن ہو گیا اسواسطے ہم عبادت کی طرف مشغول ہوئے حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی ایسا کرے گا ہرگز عبادت
اسکی مقبول نہوگی تمکو روزی کا طلب کرنا چاہیے غرض یہ ہی کہ خدا روزی کو تو البتہ اسجگہ سے پہنچاتا ہے کہ جسجگہ سے روزی کا گمان نہو لیکن اسکے واسطے
روزی کی طلب کو ترک نکرنا چاہیے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اور جو کوئی توکل کرے اوپر خدا کے اور سب کام اپنے اسکے سپرد کرے فَھُوَ حَسْبُہٗ پس
وہ کافی ہی اسکو سب کاموں کی صلاح اور درست کرنیکو واسطے اِنَّ اللّٰہَ تحقیق کہ خدا بَالِغُ اَمْرِہٖ پہنچانے والا کام اپنے کا ہے جس طرح چاہے اور جسجگہ
ارادہ کرے یعنی جو کچھ مراد خدا کی متوکل اور غیر متوکل کے حق میں فوت نہیں ہوتی اور کوئی اسکے ارادہ کو منع نہیں کر سکتا اور حفص نے بالغ کو مضاف طرف امر کا
پڑھا ہے اور باقی قاری بالغ کو تنوین سے پڑھتے ہیں اور امر کو منصوب پڑھتے ہیں بالغ کا مفعول مقرر کر کے یعنی خدا پہنچانیوالا ہی کام اپنے کو جس طرح سے کہ
ارادہ کرے قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ تحقیق کر دیا ہے خدا نے لِکُلِّ شَیْءٍ واسطے ہر چیز کے قَدْرًا اندازہ کہ اس سے گذرتی نہیں اور یہ بیان ہی واسطے وجوب توکل
کے اور تقریر ہے واسطے پہلے حکموں کے اور تمہید ہی واسطے اسکی کہ جو بعد اسکے مذکور ہوگا کہتے ہیں کہ توکل یہ ہی کہ اعتقاد کرے خدا پر اور اسکے غیر سے منقطع ہو جاوے
اور جو کوئی توکل کرے خدا پر تو وہ اسکی ہر جگہ مدد کرے گا اور کہتے ہیں کہ متوکل وہ شخص ہے کہ جسوقت اسکو کوئی چیز حاصل ہو تو شکر کرے اور جسوقت

حاملہ ہووے چنانچہ بعد اسکے مذکور ہوگا اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ طلاق بائن والی کیواسطے جسکو کہ تین طلاق دی ہیں نفقہ اور طعام نہیں ہے اور وہ
اس عورت کے واسطے کہ جسکو رجوع کر سکتا ہے اور حضرت امام صادقؑ سے پوچھا گیا کہ جسکو تین طلاق دیجئے ہیں اسکو مکان دینا واسطے رہنے کے اور کھانا دینا
واجب ہے پوچھا کہ وہ حاملہ ہے سائل نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کچھ واجب نہیں ہے اور روح نے وجد کو بکسر واؤ پڑھا ہے وَلَا تُضَارُّوهُنَّ اور نہ رنج پہنچاؤ
ان عورتوں کو مکان اور کھانا دینے میں لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ تاکہ تنگی کرو تم اوپر ان عورتوں طلاق پائیوالیوں کے مکانوں میں کہ وہ ناچار ہو کر نکل
جائیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ ضرر پہنچاوے مرد اپنی زوجہ کو جس وقت کہ اسکو طلاق دیوے پس تنگی ـ پس تنگی نہ کرے اسپر یہانتک
کہ عدہ کے گزرنے سے پہلے وہ نکلجاوے اس واسطے کہ خدا تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور چاہیے کہ مکان لائق حال
عورت کے ہو کہ جسمیں اسکو وہ ضرر نہ ہو کہ جسکی ممانعت ہے وَإِنْ كُنَّ اور اگر ہوویں وہ عورتیں طلاق دیگئیں أُولَاتِ حَمْلٍ صاحب حمل کے یعنی اگر
وہ عورتیں حاملہ ہوویں تو فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ پس نفقہ کرو تم اوپر ان کے یعنی کھانا اور کپڑا دو تم انکو حَتَّىٰ يَضَعْنَ یہاں تک کہ نکالکر
رکھیں وہ حَمْلَهُنَّ حمل اپنا یعنی جبتک کہ وہ بچہ جنیں انکو کھانا اور کپڑا دو خواہ طلاق رجعی والی ہو وہ عورت خواہ طلاق بائن والی اور اگر وفات
شوہر کے عدہ میں ہو حاملہ عورت تو اسکو مکان اور کھانا کپڑہ شوہر کے ترکہ میں سے ملیگا اور یہ امر کہ وہ کھانا اور کپڑا اس حمل کے واسطے ہے یا اس حاملہ
کے واسطے اسکی بحث فقہ کی کتابوں میں ہے فَإِنْ أَرْضَعْنَ پس اگر دودھ پلاویں وہ عورتیں اولاد اپنی کو بعد منقطع ہونے علاقہ نکاح کے لَكُمْ
واسطے تمہارے اے باپو اولاد کے اور اگر احسان کرکے وہ عورتیں اولاد کو بدون لینے اجرت کے دودھ پلاویں تو اولاد کو انکے سپرد کردو اور انکے ہی پاس
رہنے دو اور اگر بدون اجرت کے دودھ نہ پلاویں تو فَآتُوهُنَّ پس دو تم ان عورتوں کو أُجُورَهُنَّ اجرتیں اور مزدوریاں انکی دودھ پلانے
کی عوض میں موافق عرف اور عادت کے اور ماؤں کو طلاق دینے سے پہلے بھی اجرت دیکر دودھ پلوا سکتے ہیں اگر وہ بدون اجرت لئے دودھ نہ پلاویں
وَأْتَمِرُوا اور موافقت کرو تم ایک دوسرے کی دودھ پلانے کے مقدمہ میں بَيْنَكُمْ درمیان اپنے یعنی قرار داد ایک دوسرے کی کرو اے پدر و مادر
دودھ پینے والے کے دودھ پینے کے مقدمہ میں بِمَعْرُوفٍ جو ساتھ نیکی کے یعنی ماں اجرت زیادہ طلب نہ کرے اور باپ اسکی اجرت مثل دینے میں تکرار نہ کرے
اور بچہ کو مقدار شرعی سے کم دودھ نہ دیویں کہ یہ بچہ دونوں سے حاصل ہوا ہے پس چاہیے کہ اسکے غور و پرداخت میں دونوں شریک ہوں وَ
إِنْ تَعَاسَرْتُمْ اور اگر تنگی اور سخت گیری کرو تم دودھ کے مقدمہ میں کہ ماں زیادہ اجرت طلب کرے اور باپ اس اجرت کو دینا نہ چاہے اور
بایں کہ ماں دودھ پلانے پر ہی راضی ہو تو فَسَتُرْضِعُ پس قریب ہے کہ دودھ پلاوے لَهُ أُخْرَىٰ واسطے اسکے دوسری عورت سوائے ماں کے
پس چاہیے کہ باپ کسی دایہ کو اجرت دیکر دودھ پلاوے یا بدون اجرت کے اگر وہ راضی ہوجاوے اور مفت دودھ پلاوے احسان کرکے اور اس کلام میں
عتاب مادر پر ہے بسبب انکار دودھ پلانے کے لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ چاہیے کہ نفقہ اور خرچ دیوے صاحب گنجائش اور تونگری کا دودھ پلانیوالی
مادر بچہ کو مِنْ سَعَتِهِ گنجایش اپنی میں سے یعنی بقدر طاقت اور تونگری اپنی کے اس عورت دودھ پلانیوالی کو جسکو کہ طلاق دی ہے کھانا اور لباس
دیوے وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ اور وہ شخص کہ تنگ کی گئی ہے اوپر اسکے رِزْقُهُ روزی اسکی کہ وہ فقیر اور تنگدست ہے تو فَلْيُنْفِقْ
پس چاہیے کہ خرچ کرے وہ اس عورت پر مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ اس میں سے کہ دیا ہے اسکو خدا نے یعنی تونگر اور تنگدست موافق حیثیت اپنی کے خرچ
کریں جیسا کہ فرمایا ہے کہ علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ اور فرماتا ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نہیں تکلیف دیتا ہے خدا نَفْسًا کسی نفس کو إِلَّا
مَا آتَاهَا مگر جو کچھ کہ دیا ہے اسکو کہ اسمیں سے دینے کا حکم کرتا ہے اور زیادہ اس سے دینے کی تکلیف نہیں دیتا ہے اور یہ ارشاد تنگدست کا دل خوش کرنیکے
واسطے ہے اور اسیواسطے اسکو وعدہ دیتا ہے سَيَجْعَلُ اللَّهُ قریب ہے کہ کردے خدا بَعْدَ عُسْرٍ پیچھے تنگی اور دشوار کے يُسْرًا آسانی اور تونگری کو
اگر موافق مقدور کے اب خرچ کریں اور خرچ کرنے میں مضائقہ نکریں اور کہتے ہیں کہ یہ کلام صحابہ کی تسلی کیواسطے ہے اسواسطے کہ اس زمانہ میں اکثر اصحاب
تنگدست اور محتاج تھے حق تعالیٰ نے اکثر شہر اور قلعے فتح کرائے اور غنیمتیں ہاتھ آئیں تو سب آسودہ اور تونگر ہوگئے اور حضرت صادق سے کسی نے پوچھا

ع ۱۷

کہ اگر کوئی شخص تونگر متعدد کپڑے نفیس بنائے قبائیں اور عبائیں اور کرتے اور چادریں اور انکو پہنتا ہے اور ایسے اپنے بدن کو مزین اور آراستہ
کرے تو وہ شخص اسراف کرنے والوں اور بیجا خرچ کرنیوالوں میں سے ہوگا یا نہیں فرمایا کہ نہیں اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے لینفق ذو سعۃ من سعتہ اور اپنے ابتغائے
ان لوگوں کو خوف والا ہے کہ جو اسکے حکموں کی فرمانبرداری نہیں کرتے ہیں وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اور بہت سی بستیاں یعنی بستیوں کے باشندے ایسے تھے کہ
عَتَتْ سرکشی کی انھوں نے اور منہ پھیر لیا عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا حکم پروردگار اپنے سے وَرُسُلِهٖ اور پیغمبروں اسکے سے اور انکی نافرمانی پر حد سے گزر گئے فَحَاسَبْنٰهَا
پس حساب لینگے ہم ان کا قیامت کے روز حِسَابًا شَدِيْدًا حساب سخت یعنی انکو حساب میں بہت سختی گیری کرینگے ہم وَّعَذَّبْنٰهَا اور عذاب
کرینگے ہم انکو عَذَابًا نُّكْرًا عذاب برا کہ کسی نے ایسا عذاب نہ دیکھا ہو اور بیان کرنا لفظ ماضی سے اسکی تحقیق وقوع کے واسطے ہے اور بعضے کہتے ہیں
کہ مراد عذاب دنیا سے ہے یعنی عذاب کیا ہمنے دنیا میں عذاب سخت اور برا اور حساب کرینگے ہم آخرت میں حساب سخت لیکن کلام میں تقدیم اور تاخیر ہے
فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا پس چکھا ان بستیوں والوں نے عذاب کام اپنے کو یعنی سزائے کفر اور شرک کو وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا اور تھا
انجام کام انکے کا خُسْرًا نقصان کہ بہشت کی نعمتوں سے محروم ہوکر عذاب دوزخ میں گرفتار ہوئے اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ تیار کیا ہے خدا نے واسطے
ان کے عَذَابًا شَدِيْدًا عذاب سخت دنیا اور آخرت میں فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم عذاب خدا سے يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ اے صاحبو عقلوں کے اور
ان لوگوں کے انجام سے نصیحت پکڑو کہ کیونکر ہوا انجام انکا دنیا و آخرت میں اور خدا اور رسول کی مخالفت سے پرہیز کرو الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ کہ ایمان
لائے ہو یعنی اے صاحب عقلوں کے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تحقیق نازل کیا ہے خدا نے اِلَيْكُمْ طرف تمہارے ذِكْرًا نصیحت کو مراد
ذکر سے رسول خدا ہیں چنانچہ مابعد اسکا اسپر دلالت کرتا ہے اور ذکر اس واسطے فرمایا حضرت کو کہ وہ حضرت ہمیشہ ذکر قرآن اور تبلیغ احکام میں رہتے تھے
اور یا یہ کہ حضرت کے نام کا ذکر لوگوں کی زبان پر رہتا تھا اور یا یہ کہ سبب سے ذکر کے یعنی قرآن کے نازل ہونے کا رَّسُوْلًا کہ پیغمبر ہے وہ ذکر یہ بدل
ہے یا بیان ہے ذکر کا اور مفعول ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی ارسل رسولا ہے یعنی بھیجا پیغمبر کو کہ يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ پڑھتا ہے اوپر تمہارے اٰيٰتِ
اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ آیتیں خدا کی کہ روشن اور ظاہر ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فاسئلوا اہل الذکر کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ذکر رسول خدا
اور ہم اہل انکے ہیں اور فرمایا یعنی حضرت کا ذکر نام ہونا مذکور ہوا ہے سورہ طلاق میں چنانچہ فرمایا ہے کہ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا
یتلوا علیکم آیات اللہ مبینات اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ذکر سے جبرئیل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ قرآن ہے اور جسوقت ذکر رسول خدا کا نام ہوا تو آیہ
نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں بھی ذکر سے مراد رسول خدا ہیں پس خدائے تعالیٰ نے نازل کیا طرف تمہارے ذکر کو کہ وہ پیغمبر ہے لِّيُخْرِجَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تاکہ نکالے وہ پیغمبر ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وہ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک مِنَ الظُّلُمٰتِ اندھیروں
گمراہی کے سے اِلَى النُّوْرِ طرف روشنائی ہدایت اور ایمان کے اور یا جہل سے طرف علم کے اور یا شبہہ سے طرف حجت اور یقین کی اس واسطے کہ وہ لوگ
ذکر رسول خدا سے ایمان رکھتے تھے بلکہ بعد بھیجے رسول کے ایمان لائے وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ اور جو کوئی کہ ایمان لاتا ہے ساتھ خدا کے وَيَعْمَلْ
صَالِحًا اور عمل کرے نیک کہ خالص ہو ریا سے اور غرض سے تو يُّدْخِلْهُ داخل کرے گا اسکو جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِيْ جاری ہیں
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ نیچے درختوں یا محلوں انکے سے نہریں پانی اور شیر اور شہد اور شراب کی خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ ہمیشہ رہنے والے ہیں
بیچ ان کے اَبَدًا ہمیشہ یہ تاکید خلود کی ہے اور مفرد لانا ضمیر کا باعتبار لفظ موصول کے ہے اور جمع لانا باعتبار معنی کے قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ
تحقیق نیک کیا ہے خدا نے بہشت میں لَهٗ واسطے اس مومن نیک اور صالح کے رِزْقًا روزی کو یہ بزرگی ہے بہ نسبت کی کہ جو مومن کو بہشت میں واسطے کھانے
اور پینے کے ملیگی کہ جس سے ہمیشہ لذت اور مزہ پائینگے اَللّٰهُ الَّذِيْ خدا وہ شخص ہے کہ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ پیدا کیا ہے اسنے سات آسمانوں کو بعضے کو
اوپر بعضے کے وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ اور زمین سے مثل ان آسمانوں کے یعنی مثل سات آسمانوں کے زمینیں بھی سات پیدا کی ہیں یعنی نیچے بعضی کے اور حدیث
سات آسمان اور سات زمین کی سورہ ذاریات میں حضرت امام رضا سے گذر گئی ہے اور فرق زمین اور آسمان میں اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک

ع ۱۸

برس کی راہ کا ہے اور ایسے ہی دل ہر آسمان کا ہے اور زمین کے ساتھ طبقے ہونے پر بھی کوئی آیت دلالت نہیں کرتی ہے سوا اس آیت کے
يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ نازل ہوتا ہے حکم خدا بَيْنَهُنَّ درمیان ان سب کے یعنی آسمانوں اور زمینوں کے کا حکم ہر آسمان و زمین میں جاری ہے زندگی اور موت اور صحت
اور مرض اور تونگری اور فقیری وغیرہ کا اور موافق حدیث امام ثعلبی کے جو سورۂ ذاریات میں گذر گئی ہے شہر در شہر تک سے نازل ہوتا ہے حکم
کا ہے درمیان آسمان اور زمین کے احکام خدا کے پہنچا دیا ہر ایک کے پاس خلاصہ یہ ہے کہ خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا ہے لِتَعْلَمُوا تاکہ جانو تم اے بندگان
خدا أَنَّ اللَّهَ یہ کہ تحقیق خدا عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اوپر ہر چیز کے قادر ہے کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں وَأَنَّ اللَّهَ اور تحقیق خدا نے علم اپنا جاری کیا ہے ہر چیز پر
تاکہ معلوم کریں کہ قَدْ أَحَاطَ تحقیق احاطہ کیا ہے خدا نے بِكُلِّ شَيْءٍ ساتھ ہر چیز کے عِلْمًا از روئے علم کے یعنی علم اسکا ہر چیز کو پہنچا ہے اس طرح سے
کہ کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں ہے اور نہ کوئی اسکی قدرت سے خارج ہے سورۃ التحریم یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں بارہ آیتیں ہیں اور ثواب اسکا
سورۂ طلاق میں مذکور ہو گیا ہے اور ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی سورہ تحریم کو پڑھے حقتعالیٰ توبہ نصوح اسکو عطا فرماوے
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ اس سورہ کے نازل ہونے کے سبب میں بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے دنوں کو اپنی بیبیوں میں تقسیم کر رکھا تھا اتفاقاً ایک روز
نوبت حفصہ کی تھی رسول خدا سے حفصہ نے کہا کہ یا رسول خدا میں اپنے باپ کے گھر جانا چاہتی ہوں اگر مجھکو اجازت ہو حضرت نے اسکو رخصت دی وہ اپنے باپ کے
گھر میں چلی گئی اور جس وقت وہ چلی گئی تو رسول خدا نے ماریہ قبطیہ کو جو مادر ابراہیم بن رسول خدا تھی اور بادشاہ اسکندریہ نے ہدیۃً تحفہ واسطے حضرت
کے بھیجی تھی حفصہ کے گھر میں طلب کیا اور اپنی خدمت سے اسکو سرفراز فرمایا اس وقت حفصہ اپنے باپ کے گھر سے آئی تو دروازہ حجرہ کا بند پایا
دروازہ کے باہر بیٹھ گئی یہاں تک کہ رسول خدا باہر تشریف لائے اور قطرے عرق کے روئے مبارک سے ٹپکتے تھے حفصہ اس حال پر مطلع ہو کر رونے لگی
اور کہا کہ یا رسول خدا لونڈی کو میرے گھر میں تو لایا اور اس سے خلوت کی اور میری حرمت نگاہ نہ رکھی اور دوسری بیبیوں کے گھر میں یہ کام کیا حضرت
نے فرمایا کہ اے حفصہ یہ لونڈی میری ہے اور خدا تعالیٰ نے یہ مجھپر حلال کی ہے میں نے تیری خاطر سے اسکو اپنے اوپر حرام کیا لیکن یہ راز تیرے
پاس امانت ہے تو اسکا ذکر کسی کے روبرو نہ کرنا اور کسی سے یہ امر نہ کہنا حفصہ نے قبول کیا اور درمیان اسکے اور عائشہ کے جو دوستی تھی عائشہ کے اور اسکے
حجرے کے درمیان کی دیوار کو جا کر کوٹا عائشہ خبردار ہوئی حفصہ نے عائشہ سے کہا کہ اے بہن خوشخبری ہو جیو تجھکو کہ رسول خدا نے ماریہ قبطیہ کو اپنے
اوپر حرام کیا ہے ہم نے اسکی تشویش سے خلاصی پائی اور جس وقت حضرت عائشہ کے گھر میں آئے تو عائشہ نے یہ حکایت کہا سیدہ حضرت کے روبرو بیان
کی اور یہ سورۃ نازل ہوئی کہ کس واسطے تو نے حرام کیا ہے اپنے اوپر جو کہ خدا نے تجھکو حلال کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر عالیقدر
لِمَ تُحَرِّمُ کس واسطے حرام کرتا ہے تو اپنی ذات پر مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ جو چیز کہ حلال کیا ہے خدا نے واسطے تیرے تَبْتَغِي طلب کرتا ہے تو اس
حرام کرنے میں حلال چیز کے مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ خوشنودی عورتوں اپنی کی یعنی انکو چاہتا ہے کہ وہ تیری خوشنودی کو اور رضامندی
طلب کریں کہ تو پیغمبر خدا کا اور شوہر انکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اسکے نازل ہونیکا یہ ہے کہ رسول خدا کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح کے اپنی بیبیوں کے
حجروں کے گرد جاتے تھے اور بعد اسکے کام اپنے میں جاتے تھے زینب دختر جحش اپنے پاس قدرے شہد رکھتی تھی اور جس وقت حضرت اسکے گھر میں جاتے تو وہ انکے واسطے
شربت تیار کرتی تھی اور اسکے لانے میں زیادہ دیر کرتی تاکہ حضرت اسکے گھر میں زیادہ ٹھہریں یہ حال دوسری بیبیوں کو حضرت کی بہت مکروہ معلوم
ہوا عائشہ اور حفصہ نے آپس میں اتفاق کر کے مقرر کیا کہ جس وقت حضرت زینب کے گھر سے شہد نوش کر کے ہم میں سے کسی کے گھر میں تشریف لاویں تو اسسے یہ
کہیں کہ حضرت کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے اور دوسری بیبیوں کو کہا کہ تم بھی یہی کہنا اور مغافیر درخت ہیں کہ جنکی بو مکروہ معلوم ہوتی ہے اور حضرت بوئے
خوش کو دوست رکھتے تھے اور بوئے بد سے نہایت پرہیز کرتے تھے تاکہ جبرئیل حضرت کے پاس آوے اور بوئے بد کو نہ سونگھے پس جس وقت حضرت شہد کا شربت
نوش فرما کر سودہ کے پاس تشریف لائے تو سودہ نے اپنے جی میں کہا کہ سخن دروغ حضرت سے کہنا نہایت بد ہے لیکن اس امر کا کچھ ذکر نہ کیا
اور جس وقت عائشہ کے گھر میں تشریف لائے تو عائشہ نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر ناک کو بند کیا حضرت نے پوچھا کہ ایسا تو نے کیوں کیا کہا کہ مجھکو

معافیر کی بو آتی ہے کہا کہ معافیر تو میں نے نہیں کھایا ہے لیکن زینب کے گھر میں شہد کا شربت پیا ہے کہا کہ اسکی مکھی نے اسکا پھول چوسا ہوگا اور جس وقت حفصہ کے گھر میں تشریف لیگئے اسنے بھی اپنی ناک پکڑ لی اور کہا کہ یہ کیا ناخوش بو ہے کہ تجھ میں سے آتی ہے اور جو کچھ عائشہ نے کہا تھا اسنے بھی کہا جس وقت حضرت نے دو مرتبہ دو عورتوں سے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ میں نے شہد کو اپنے اوپر حرام کیا تب یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا خدا نے کہ کسواسطے حرام کرتا ہے تو اس چیز کو کہ خدا نے تجھپر حلال کی ہے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے ترک کرنے پر اولیٰ امر کے تجھکو رَّحِيْمٌ مہربان ہے رجوع کر تجھے طرف افضل اور اولیٰ کے اور رسولخدا نے اپنے اوپر ماریہ کو یا شہد کو جو حرام کیا تھا اسمیں حضرت کا کچھ گناہ نہیں ہے نہ چھوٹا نہ بڑا اسواسطے کہ عورتوں کو یا لذیذ چیزوں کو واسطے انکساری اور شگفتگی نفس کے ترک کرنا بد نہیں ہے اور نہ داخل گناہ ہے بلکہ یہ امر داخل زہد اور ریاضت ہے اور موجب ثواب ابدی کا ہے اور ایک زوجہ کیجا طرح سے دوسری زوجہ کو طلاق دیوے تو جائز ہے کہ اسکو خطاب کرکے کہیں کہ تو نے یہ کیوں کیا ہے اور مشقت کس واسطے گوارا کی اگرچہ انکا یہ فعل جو کیا ہے قبیح نہیں ہے اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو یہ ترک اولیٰ ہوگا نہ گناہ اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں گناہ ہونے اور دلیلیں عقلی اور نقلی اسپر قائم ہوئی ہیں قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تحقیق کہ مقرر کیا ہے خدا نے واسطے تمہارے اے بندو تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ کھولنا قسموں تمہاری کا یعنی جس چیز پر کہ تم قسم کھاؤ کہ اسکو میں نکروں گا اسکے واسطے ایک طریقہ میں نے مقرر کیا ہے کہ جس کے سبب سے اگر قسم کے مخالف کوئی کام کرو تو اسمیں کچھ گناہ نہو اور وہ یہ ہے کہ بعد قسم کھانیکے انشاء اللہ تعالیٰ کہے اور یا یہ کہ اگر قسم کے مخالف کام کرو اور اگر قسم کو توڑ ڈالو تو اسکا کفارہ دیدو کہ جس چیز پر قسم کھائی ہے وہ حلال ہوجائے گی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے قسم کھائی اور قسم کھانے سے ماریہ یا شہد حرام ہوگئے تھے اس واسطے خدا نے فرمایا کہ تو کیوں حرام کرتا ہے حلال چیز اپنے نفس کیواسطے اور طریقہ اسکے حلال ہونیکا بیان کردیا اور حرام نہیں ہوسکتی کوئی چیز جبتک کہ خدا حرام نہ کرے اور اگر کسی چیز مباح کے نہ کھانے پر قسم کھائے تو البتہ اسکا کھانا اسی وقت حرام ہوجائے گا قسم کھانے سے لیکن بعد کفارہ دینے کے پھر حلال ہوجائے گا اور کہتے ہیں کہ اگر اولیٰ کے ترک کرنے پر قسم کھائے اور قسم کو توڑے تو اسپر کفارہ دینا بھی واجب نہیں ہے اور اگر دیوے تو مستحب ہوگا وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ اور خدا کارساز تمہارا ہے یعنی وہ کام کہ جسمیں تمہاری صلاح اور درستی ہو وہ کرتا ہے اور یا یہ کہ خدا اولیٰ ہے تمہارے نفسوں سے وَهُوَ الْعَلِيْمُ اور وہ جاننے والا ہے بندوں کی مصلحتوں کا الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ رسولخدا نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور حفصہ کو اس راز کے پوشیدہ رکھنے کی بہت تاکید کی تو فرمایا کہ ایک راز میرا اور ہے کہ تیرے روبرو اسکو بیان کرتا ہوں اسکو بھی تو کسی سے نہ کہنا اور اسکے پوشیدہ رکھنے میں خیانت نہ کرنا یعنی اسکو کسی پر ظاہر نہ کرنا اور وہ یہ ہے کہ بعد میرے ابوبکر اور عمر باپ تیرا مالک اس امت کے ہونگے اور بادشاہی کرینگے اور بعد انکے عثمان حکومت کرے گا حفصہ یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور یہ دونوں راز حضرت کے عائشہ سے جاکر کہدئے خدا نے یہ آیت نازل کی کہ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اور یاد کرو تم اے مومنین جسوقت راز کہا پیغمبر خدا نے اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ طرف بعض بیبیوں اپنی کے یعنی طرف حفصہ کے پوشیدہ رکھا حَدِيْثًا ایک بات کو کہ وہ حرام کرنا ماریہ کا اور حکومت ابوبکر اور عمر اور عثمان کی ہے اور رسولخدا نے جو فرمایا تھا کہ ابوبکر و عمر مالک اس امت کے ہونگے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مالک ہونا انکا حق پر تھا اور خلیفہ حق تھے اسواسطے کہ رسول نے اپنے بعد کی خبر دی تھی کہ بعد میرے وہ خلیفہ ہونگے خواہ حق پر خواہ باطل پر اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ خلیفہ میرے ہونگے اور حق پر ہونگے اور ایسا کیونکر فرماتے کہ وہ حضرت تو جانتے تھے کہ بعد میرے خلفا ہونگے اور وہ حق پر ہونگے چنانچہ صحیح مسلم میں مذکور ہے حذیفہ سے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ بعد میرے امام اور پیشوا ہونگے کہ وہ میری ہدایت پر اور میری سنت پر ہونگے اور سوا اسکے یہ روایت کیونکر معتبر ہو کہ وقت معرکہ خلافت ابوبکر کے کسی نے بھی ذکر نہ کیا کہ رسولخدا فرما گئے ہیں کہ بعد میرے ابوبکر اور عمر خلیفہ اور مالک ہونگے اور نہ ابوبکر نے ذکر کیا ہے ایسے معرکہ کی بات کہ علیؑ شان نزول میں ایک سورہ نازل ہوا اور فدک کے صدقہ ہونیکو فاطمہ زہرا سے ابوبکر نے بیان کردیا کہ جسکو کسی نے رسولخدا سے نہ سنا تھا جب ایسی بات کو بیان کیا کہ جسکو کسی نے رسولخدا سے نہ سنا تھا تو ایسے معرکہ کی بات کو کیوں نہ کہتا کہ وہ بادشاہی اور سرداری کی بات تھی اور اسی راز کے ظاہر کردینے کے مقدمہ میں خدا فرماتا ہے کہ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ پس جس وقت کہ خبر کی اس حفصہ نے عائشہ کو بِهٖ ساتھ اس بات کے کہ جس کے چھپانیکا رسولخدا نے حکم دیدیا تھا وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ اور ظاہر کیا اسکو خدا نے یعنی ظاہر کیا پیغمبر پر خدا نے جبرئیل کے واسطے سے کہ جبرئیل نے مطلع کیا رسولخدا کو عَلَيْهِ اوپر اس خبر کے کہ حفصہ نے تیری بات عائشہ سے کہدی عَرَّفَ بَعْضَهٗ جتلایا

پیغمبر خدا نے بعضی اس بات کو حفصہ کو یعنی حفصہ پر وہ سب بات ظاہر کی جو کچھ کہ اُس نے عائشہ سے کہی تھی مگر بعضی کا عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ اور منہ پھیر لیا عَنْ
بَعْضٍ یعنی بعضی بات نہیں کہی حفصہ سے پس جب خدا نے تو سب بات بتلائی تھی جو کچھ کہ حفصہ نے عائشہ سے کہی تھی اور کل باتیں حفصہ سے نہ کہنا
اور بعضی بات حفصہ سے کہی اور بعضی نہ کہی یہ حضرت کے حلم اور کرم کی جہت سے تھا اور خیانت حفصہ کا ذکر بعضی بات کہنے سے بھی خالی ہو گیا اگر ساری باتیں
کا ذکر کیا اور کہا تو حرف کو تخفیف سے پڑھا پس جب حفصہ پر اور منہ پھیر لیا یہاں تک کہ طلاق دی اسکو فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ پس جب خبر
کی پیغمبر نے حفصہ کو اس ساتھ اس بات کے جس پر مطلع کیا تھا قَالَتْ کہا حفصہ نے پیغمبر سے مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا کس نے خبر دی تمکو اس کی
کہ حفصہ نے تیرا راز ظاہر کر دیا ہے قَالَ کہا پیغمبر نے نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ خبر دی ہے مجھکو خدا جاننے والے ظاہر اور پوشیدہ کی باتوں کے الْخَبِیْرُ
خبردار ہے ہر چیز سے منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا کو راز ظاہر کرنا معلوم ہوا تو حفصہ کو طلاق دی اور اسکے باپ کے گھر اسکو بھیجدیا اسکا باپ بہت
غصہ ہوا اور کہا کہ اگر رسولخدا کے راز ظاہر کرنیمیں تو وہ اسکو طلاق کیوں دیتے اور رسولخدا اپنی بیبیوں سے جدا ہوکر ایک مہینہ ماریہ قبطیہ کے گھر
میں رہے اور اہلسنت کی کتابوں میں حفصہ کے طلاق دینے کا قصہ مذکور ہوا ہے چنانچہ استیعاب ابن عبدالبر میں عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حفصہ کو طلاق دی جب
عمر کو پہنچی تو اُسنے اپنے سر پر خاک ڈالی اور سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی میں بھی روایت ہے اور جو کہتے ہیں کہ بعد اسکے رسولخدا نے پھر حفصہ سے رجوع
کی یہ قول باطل ہے اسواسطے کہ بعد اسکے خدا تعالیٰ نے مثال حفصہ اور عائشہ کے خیانت کرنیکے مقدمہ میں نوح اور لوط کی بیبیوں کے ساتھ دی ہے کہ وہ پیغمبر
کی خیانت کرتی تھیں پھر رجوع کیونکر ہو سکتی ہے اور اگر بالفرض حضرت نے دنیا میں حفصہ سے رجوع کی واسطے مصلحت کے اور اسکے اقارب کے تالیف قلوب کی واسطے
جیسا کہ مشہور ہے کہ بعد رسولخدا کے وہ بیبیوں میں وہ بھی داخل ہے لیکن آخرت میں صحبت رسولخدا کی نصیب نہ ہوگی اور اسکے بدلے حضرت کو مریم اور آسیہ عطا ہونگی
اور بعد اسکے دو مومن عورتوں کا ذکر کیا ہے زن فرعون اور مریم کا باوجودیکہ زن فرعون کافر کی زوجہ تھی اور مریم کو تہمتیں بد کرکے بنی اسرائیل آزار
پہنچاتے تھے لیکن وہ دونوں خدا کی فرمانبرداری سے درجہ بلند پہنچیں اور عائشہ کی طلاق کو رسولخدا نے علیؑ کے سپرد کیا اور فرمایا تھا کہ میری بیبیوں میں سے
جسکو تو طلاق دیدے وہ میری زوجیت کے شرف سے خارج ہو جائیگی چنانچہ اہلسنت کی کتابوں میں مذکور ہے اور مولانا طبرسی نے احتجاج میں روایت لکھی
ہے کہ علیؑ نے عائشہ کو طلاق دی پس عوض ان دونوں کے خدا آسیہ زن فرعون اور مریم مادر عیسیٰ رسولخدا کو عطا کریگا قیامت کے روز اور آپ خدا
ترغیب سے طرف خطاب کی رجوع کی واسطے مبالغہ عتاب کے حفصہ اور عائشہ پر کہ اِنْ تَتُوْبَاۤ اگر توبہ کرو تم اے حفصہ و عائشہ اور رجوع کرو تم اِلَى اللّٰهِ طرف خدا
کے اور پیغمبر کے آزار دینے میں ایکدوسری کی مدد نہ کرو تو بہتر ہے واسطے تمہارے کہ تمنے بڑا جرم کیا ہے پیغمبر کے راز میں خیانت کرکے اور توبہ اور ندامت اس جرم سے
ضرور اور واجب ہے کہ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا پس تحقیق کج ہو گئے ہیں دل تم دونوں کے اور میل کیا ہے حق سے کہ وہ محافظت راز پیغمبر کی تھی طرف باطل کے
کہ وہ ظاہر کرنا اسکا ہے اور دل دونوں کے دو تھے اور یہاں جمع قلوب کا لفظ بصورت جمع آیا ہے یہ اسواسطے ہے کہ عرب کا دستور ہے کہ تثنیہ کو جو طرف تثنیہ کے
مضاف کرتے ہیں تو مضاف کو صیغہ جمع کر دیتے ہیں اور صحیح بخاری میں مذکور ہے ابن عباس سے کہتے ہیں کہ مدت دراز سے میں حریص اس امر کا تھا کہ عمر بن
خطاب سے پوچھوں کہ آیہ فقد صغت قلوبکما میں کونسی دو عورتیں مراد ہیں اکثر ہیبت سے اور عمر جب حج کے واسطے روانہ ہوئے ایکروز عمر وضو کرتا تھا اس وقت میں
عمر کے روبرو گیا اور کہا کہ اے امیرالمومنین اس آیہ میں خدا کے فقد صغت قلوبکما میں کونسی دو عورتیں مراد ہیں زہری کہتا ہے کہ عمر نے ابن عباس کے
اس سوال سے بہت کراہت کی اور کہا کہ تم ایسی باتوں سے باز نہیں آتے ہو اور رنجیدہ ہو کر کہا کہ مراد ان عورتوں سے حفصہ اور عائشہ ہیں اور مسند احمد حنبل میں بھی
یہی مذکور ہے اور سوا اسکے اور کتابوں میں یہ روایت بڑی طولانی ہے اور اسمیں مذکور ہے کہ طلاق تو حفصہ کو دی تھی اور عرفہ ام ابراہیم میں جانے سے مشہور ہو گیا کہ
سب بیبیوں کو طلاق دی اور نہایت عتاب سے خدا حفصہ اور عائشہ کی طرف خطاب کرتا ہے کہ وَاِنْ تَظٰهَرَا اور ایک دوسری کی کمک کرو تم دونوں اے
عائشہ و حفصہ عَلَیْهِ اوپر اسکے یعنی پیغمبر کے راز پہنچانے پر تو کیا ڈر ہے اور کچھ مضائقہ نہیں ہے فَاِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق خدا هُوَ مَوْلٰهُ وہی ہے
مددگار اسکا اور اپنے پیغمبر کی نصرت کریگا الٰہی وَجِبْرِیْلُ اور جبرئیل کہ سردار ملائکہ کروبین کا ہے وہ ناصر اور مددگار اسکا ہے وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ

اور مرد نیک تمام مومنین سے کہ وہ علی ابن ابیطالب ہے مدد کرنیوالا اسکا ہے وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور ملائکہ آسمان اور زمین کے بَعْدَ ذٰلِكَ بعد اسکے ظَهِيْرٌ
خدا اور جبرئیل اور امیر المومنین کے پشت پناہ مددگار ہیں یعنی پیغمبر خدا کے پس جس وقت کہ خدا اور جبرئیل اور امیر المومنین اور تمام ملائکہ انکے مددگار ہوں تو وہ
دفعہ سے کچھ کیا آپ کو پہنچا مختص ہوا اور خاص کرنا جبرئیل کا تمام کا سب ملائکہ میں سے اسکی تعظیم اور رتبہ کے سبب ہے کہ وہ سردار ملائکہ کا ہے کہ زمین کا اور ملائکہ
مقربین کا اور لفظ ظہیر کا باوجود اسکے کہ وہ خبر ملائکہ کی ہے واحد لانا اسواسطے ہے کہ وہ واحد اور جمع پر دونوں پر بولا جاتا ہے اسواسطے کہ مثل
... جیسا ... اور یا یہ کہ مصدر ہے اور مصدر واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے اور مراد صالح المومنین سے علی ابن ابیطالب ہیں چنانچہ
تفسیر ثعلبی اور تفسیر کواشی میں اور تفسیر شواہد التنزیل میں اور حلیۃ الاولیاء میں اور سدی نے ابن عباس سے اور کلبی اور مجاہد اور ابو صالح نے ابن عباس سے
بھی یہی روایت کی ہے کہ مراد صالح المومنین سے علی ابن ابیطالب ہیں اور شواہد التنزیل میں سدیر صیرفی سے نقل کی ہے کہ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے
کہ رسول خدا نے دو مرتبہ علی کو اپنے اصحاب کو جتلایا ایک مرتبہ تو وہ کہ فرمایا مَن کُنتُ مولاہ فعلی مولاہ یعنی میں جسکا مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے دوسرے اور
دنیا کا اسکا ... علی مالک ہے اسکے جمیع امور کا اور دوسری مرتبہ اسوقت جتلایا کہ جسوقت نازل ہوا آیہ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ پس
رسول خدا نے ہاتھ امیر المومنین کا ... اور فرمایا کہ اے لوگو یہ ہے صالح المومنین اور بعد اسکے خدا رسول خدا کی بیبیوں کو ڈراتا ہے اور ملامت کرتا ہے کہ عَسٰی رَبُّهٗٓ قریب
ہے کہ پروردگار اس پیغمبر کا اِنْ طَلَّقَكُنَّ اگر طلاق دیوے تمکو اے عورتو پیغمبر کی اور جمع لانا ضمیر کا تغلیباً ہے اسواسطے کہ عتاب تو فقط عائشہ اور حفصہ پر تھا
نہ سب بیبیوں پر اور سبکی طلاق کو معلق شرط پر کیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ایک کو یعنی حفصہ کو بھی طلاق نہ دی ہو چنانچہ بیضاوی نے لکھا ہے یعنی
عورتو تمکو پیغمبر کی کہا ہے کہ اگر تمکو طلاق دیوے تو تمسے بہتر اور بیبیاں تمہارے بدلے میں اسکو دیگا اور سبکی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے پس سبکی طلاق نہونے سے لازم
نہیں آتا ہے کہ حفصہ تنہا کو بھی طلاق نہو پس فرماتا ہے خدا کہ اگر طلاق دیگا تمکو پیغمبر تو واجب ہے خدا پر اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ کہ بدلے میں اسکو اَزْوَاجًا خَيْرًا
مِّنْكُنَّ عورتیں بہتر تمسے کہ وہ سب عورتیں مُسْلِمٰتٍ فرمانبرداری کرنیوالیاں خدا اور پیغمبر کی ہوں مُّؤْمِنٰتٍ ایمان لانیوالیاں خدا اور پیغمبر پر نیت
خالص ہوں قٰنِتٰتٍ عاجزی کرنیوالیاں خدا کے روبرو اور خدا اور رسول خدا کے حکم سے یا نماز پڑھنے یا پرہیز کرنیوالیاں فحش اور افعال بد سے تٰٓئِبٰتٍ
توبہ کرنیوالیاں گناہوں سے اور رجوع کرنیوالیاں خدا اور رسول خدا کی طرف یا ترک کرنیوالیاں خواہش نفس کو اور یا پشیمان ہونیوالیاں خطا اور قصور پر جو کہ اگر
صادر ہو عٰبِدٰتٍ عبادت خدا کرنیوالیاں سٰٓئِحٰتٍ روانہ ہونیوالیاں طاعت میں خدا کی اور پیغمبر کی اور یا روانہ ہونیوالیاں ... ہجرت کرنیوالیاں
ساتھ پیغمبر کے کہ جہاں پیغمبر جاوے وہ بھی وہیں جاویں اور یا روزہ رکھنیوالیاں ثَيِّبٰتٍ شوہر دیدہ کہ شوہروں کے پاس گئی ہوویں وَّاَبْكَارًا اور شوہروں کے
پاس نہ گئی ہوویں عورتیں کنواریاں اور ان دونوں صفتوں کے درمیان واو اسواسطے آیا ہے کہ یہ دو صفتیں آپسمیں خلاف ہیں بخلاف اور پہلی صفتوں کے کہ وہ ایک
جمع ہو سکتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واو کو واو ثمانیہ کہتے ہیں اور ثمانیہ آٹھ کو کہتے ہیں اور عادت انکی یہ ہے کہ سات کے بعد جو آٹھویں چیز کا ذکر کرتے
ہیں تو واو کے ساتھ اسکا ذکر کرتے ہیں اور مثل اسکے اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ ہے اور النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ تک اور ایسی ہی قول خدا کا سبعۃ و ثامنہم کلبہم ہے اور اسی
سبب سے دروازے دوزخ کے جو سات ہیں تو فتحت ابوابہا سے پہلے واو نہ آیا اور بہشت کے دروازے آٹھ ہیں تو اسواسطے وفتحت ابوابہا سے پہلے واو آیا ہے چنانچہ سورۂ
زمر میں ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد شوہر دیدہ عورت سے آسیہ زن فرعون ہے اور باکرہ عورت سے مراد کہ جسنے شوہر کو نہ دیکھا ہو مریم مادر عیسیٰ ہے کہ حق
تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ دونوں کو بہشت میں رسول خدا کے عقد میں لاوے اور بہتر ہونا بدلہ کی عورتوں کا پیغمبر خدا کی عورتوں سے باعتبار صفات کے کہتے ہیں اور وہ فرمانبرداری
پیغمبر کی ہے اور سب سے ایک محافظت حضرت کے راز کی ہے اور جمیع صفات میں بہتر نہیں ہو سکتیں اسواسطے کہ پیغمبر کی عورتیں بھی مسلمان اور مومنہ تھیں اور اسکے بعد حق تعالےٰ
مومنین کو حکم کرتا ہے کہ اپنے اہل عیال کو ڈراؤ اور تادیب کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ
بچاؤ تم جانوں اپنی کو گناہ کو ترک کرکے وَاَهْلِيْكُمْ اور لوگوں اپنے کو مثل زوجہ اور فرزند اور خادم وغیرہ کو حرام و حلال کے مسائل تعلیم کرکے اور نصیحت
کرکے نَارًا آتش دوزخ سے کہ وَّقُوْدُهَا النَّاسُ ایندھن اسکا اور روشن کرنیوالا اسکے آدمی ہونگے کافر ہیں وَالْحِجَارَةُ پتھر گندھک کے ہیں کہ آگ کے روشن کرنیوالے

ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ بُت پتھر ونکے بنے ہوئے ہیں جنکو کفار پرستش کرتے تھے اور حدیث میں آیا ہی کہ رحم کرے خدا اس مرد کو کہ اپنے گھر کے لوگوں کو کہے کہ
اے بیبیو گھر والو نماز کو چاہیے کہ نماز پڑھو اور روزہ رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور مسکین اور یتیم اور ہمسایہ پر احسان کرو اور انپر مہربانی کرو شاید کہ خدا تعالیٰ اس شخص
کے ہمراہ بہشت میں جمع کرے اور عذاب سے اسکو رہائی دے اور روایت میں آیا ہی کہ بہت سخت عذاب قیامت کے روز اس شخص کو ہوگا کہ جو کوئی اپنے اہل وعیال
جاہل رکھے مسائل دین انکو تعلیم نکرے اور منقول ہی کہ جسوقت کوئی گناہوں سے پرہیز کرے اور واجبات کو ادا کرے اور اپنے اہل وعیال کو گناہوں سے باز رکھے
اور طاعت اور عبادت پر انکو قایم رکھے تو قیامت کے دن وہ کہینگے اسکو کہ خدا ہماری طرف سے جزائے خیر دے کہ دنیا میں تو نے ہمکو تعلیم کیا اور خدا کے حکموں کو بجالانے کو ہم پر
تاکید کی اور بدکاموں سے تو نے ہمکو منع کیا اور اسکے سبب سے اپنے تئیں اور ہمکو بچایا اسروز کے عذاب سے پس وہ مع اہل وعیال اپنے کے بہشت کی طرف روانہ ہو
اور بہشت کی نعمتوں سے وہ ابد الآباد فائدے اٹھاویں اور اگر اپنے اہل وعیال کو تعلیم نہ کیا ہو تو قیامت کے روز وہ اسکو کہیں کہ خدا ہماری
طرف سے تجھکو جزائے حسرت دیجیو کہ تو نے ہمکو تعلیم نہ کیا اور نیکی کرنیکا حکم نہ دیا اور بُرے کاموں سے تو نے ہمکو منع نہ کیا اور ہمکو تو نے ہمیشہ کی ہلاکت اور عذاب میں
ڈالا پس اسکو مع اُسکے اہل وعیال اسکے دوزخ میں بھیجاویں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو ایک شخص مسلمانوں میں سے بیٹھکر
رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں اپنے اہل وعیال کو اسقدر تکلیف دی اور انکو تعلیم کیا کہ میں عاجز ہوگیا اور رسول خدا نے فرمایا کہ کفایت کرتا ہی تجھکو یہی کہ تو
انکو حکم کر جو کچھ کہ تو اپنے نفس کو حکم کرتا ہے اور منع کر تو انکو اس کام سے کہ جس سے تو اپنے نفس کو منع کرتا ہی اور دوسری روایت میں ہی کہ حضرت صادقؑ سے
ایک شخص نے کہا کہ میں اپنے نفس کو نگاہ رکھتا ہوں بدی سے اور اپنے اہل وعیال کو کیونکر نگاہ رکھوں فرمایا کہ حکم کر تو انکو جو کچھ کہ خدا نے حکم کیا ہی اور منع کر تو
انکو اس کام سے کہ جس سے انکو خدا نے منع کیا ہے پس اگر انھوں نے تیرے کہنے پر عمل کیا تو تو نے انکو نگاہ رکھا اور اگر انھوں نے تیرا کہنا نہ مانا تو تو نے ادا کیا جو کچھ
کہ تیرے اوپر واجب تھا اور اسکے بعد دوزخ کا حال بیان کرتا ہے خدا کہ جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں کہ عَلَيْهَا اوپر اس آگ کے مَلٰٓئِكَةٌ فرشتے ہیں
کہ موکل ہیں اہل آتش دوزخ پر غِلَاظٌ سخت کلام درشت خو شِدَادٌ سخت کار اور قوی اور زبردست عذاب کرنے پر اور درد پہنچانے پر اور غصہ والے اور بیرحم
درشت خو ہیں اور ایسے کہ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ نافرمانی کریں خدا کی مَآ اَمَرَهُمْ اس امر میں کہ حکم کرے وہ انکو وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ اور کرتے
ہیں جو کچھ کہ حکم کئے جاتے ہیں اور کچھ ڈھیل اسکے بجالانے میں نہیں کرتے اور پہلے جملہ سے مراد یہ ہی کہ کفار کے عذاب کرنے سے جو کچھ خدا انکو فرمائے تو نافرمانی
نہیں کرتے ہیں اور یا یہ کہ خدا کے حکموں کو قبول کرتے ہیں اور لازم پکڑتے ہیں اور انسے انکار نہیں کرتے ہیں اور دوسرے جملہ سے مراد یہ ہی کہ خدا زمانہ آیندہ میں انکو حکم فرمائے
تو اسکو بجالاتے ہیں اور یا یہ کہ احکام کو کرتے ہیں کہ جسکا انکو حکم ہوتا ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے ملائکہ کے معصوم ہونے پر گناہ سے اور اسروز کفار کو کہا جائیگا
کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے وہ لوگو کہ کافر ہوئے ہو لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ نہ عذر کرو تم آج کے روز کہ عذر تمہارا قبول نہوگا اور کچھ فائدہ نہیں
بخشتا ہی اور منقول ہی کہ جسوقت دوزخ کے فرشتے کفار کو دوزخ کے کنارہ پر لاویں تو وہ عذر کرنا شروع کریں اور عذر کرکے خواہش خلاصی کی کریں
حقتعالیٰ زبانی فرشتوں کی انکو کہیگا اے کافرو عذر مت کرو کہ عذر تمہارا مقبول نہیں ہی اسواسطے کہ دنیا میں ہمنے تمہارے پاس کتابیں اور پیغمبر بھیجے اور تمکو اسروز سے
ڈرایا لیکن تمنے قبول نکیا پس آج کے روز تمہارا کوئی عذر باقی نہیں ہی تا کہ اسکے وسیلہ سے اپنے تئیں عذاب سے رہائی دو اِنَّمَا تُجْزَوْنَ سوائے اسکے نہیں کہ بدلا دیئے
جاؤگے مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو کچھ کہ تم عمل کرتے تھے دنیا میں کہ کفر اور گناہ کرتے تھے اور اب مومنین کیطرف خطاب کرتا ہی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ توبہ کرو تم طرف خدا کے گناہوں سے تَوْبَةً نَّصُوْحًا توبہ خالص خاص واسطے خوشنودی
خدا کے کہ پھر گناہ کرنیکا ارادہ نکرو اور حضرت صادقؑ سے اس آیت کے معنی پوچھے گئے فرمایا کہ بندہ توبہ کرے اور پھر گناہ نہ کرے اور دوسری روایت میں ہی کہ فرمایا
کہ توبہ نصوح یہ ہی کہ باطن آدمی کا اسکے ظاہر کے مانند بلکہ افضل اس سے ہو اور فرمایا کہ جسوقت توبہ کرے بندہ توبہ نصوح تو دوست رکھیگا اسکو خدا پس پردہ ڈالدیگا
اسپر دنیا اور آخرت میں کسی نے پوچھا کہ کیونکر پردہ ڈالدیگا اسپر فرمایا کہ وہ فرشتے کہ جو اسکے اعمال کو لکھتے ہیں اُن سے گناہ اسکے بھلادیگا اور اسکے اعضا پر وحی
کریگا کہ اسکے گناہونکو چھپا دو اور وحی کرے گا اس زمین پر کہ جسپر وہ گناہ کرتا تھا کہ چھپاوے تو ان گناہونکو کہ جسپر وہ کرتا تھا پس ملاقات کریگا وہ خدا سے

ع ۱۹

اس طرح سے کہ اسپر کوئی گناہ نہو گا کہ جسکی گواہی دیوے کوئی اور معاذ بن جبل نے رسول خدا سے پوچھا کہ حقیقت توبہ نصوح کی کیا ہے فرمایا کہ توبہ کرے توبہ کرنیوالا اسطرح سے
کہ پھر گناہ کی طرف رجوع نہ کرے جیسیکہ شیر پستان کی طرف رجوع نہیں کرتا ہے بعد دودہ چھٹنے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ توبہ نصوح سے مراد توبہ نصیحت کرنیوالی ہے آدمی کے نفس کو
اور بعضے کہتے ہیں کہ توبہ نصوح سے مراد یہ ہے کہ گناہ ہمیشہ توبہ کرنیوالے کے پیش نظر ہو اور منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام ایک اعرابی سے سنا تھا کہ کہتا تھا اے خدا میں توبہ
کی اور بخشش چاہتا ہوں تجھ سے گناہوں سے یہ سنکر اسکو فرمایا کہ اے شخص بانسے جلدی جلدی توبہ کرنی توبہ جھوٹوں کی ہے اس شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین پھر توبہ کیا ہے فرمایا
کہ توبہ چھ چیزیں جمع کرتی ہیں اول تو پشیمانی گناہوں گذشتہ پر دوسری جو فرائض مثل نماز اور روزہ وغیرہ کے نہیں کئے گئے ہیں انکو بجالائے تیسرے آدمیوں کے حقوق جو اپنے
ذمہ رکھتا ہے انکو ادا کرے اور ان لوگوں کو پہنچادے چوتھے بحل کرانا ان لوگوں سے کہ جنکا اپنے ذمہ کچھ رہ گیا ہے یا کسیکو ستایا ہے یا کسیکی غیبت کی ہے پانچواں ارادہ
مصمم ہو کہ پھر گناہ نہ کرے چھٹے یہ کہ اپنے نفس کو گلادے طاعت خدا میں جیسیکہ اسکو پرورش کیا ہے خدا کی نافرمانبرداری میں اور چکھاوے اسکو تلخی طاعتوں کی جیسے
کہ چکھائی ہے اسکو شیرینی گناہوں کی اور شبہ نہیں ہے کہ یہ توبہ کامل ہے اور حقیقت میں توبہ یہی ہے کہ گذشتہ گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ گناہ نکرنیکا عزم بالجزم
ہو اور حقوق خدا اور حقوق ناس کو ادا کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ نصوح نام ایک آدمی کا تھا اسنے توبہ خالص کی تھی اسکی توبہ کے لئے خدا فرماتا ہے کہ توبہ کرو تم
مثل توبہ نصوح کے اس صورت میں توبہ مضاف ہوگا طرف نصوح کے بلکہ مثل کا لفظ بھی مقدر جاننا ہوگا توبہ کے لفظ سے پہلے اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ توبہ
نصوح ہر گناہ کو پوشیدہ کرتی ہے جو کہ توبہ کرنیوالے سے صادر ہوا ہے اور کہا کہ وہ قرآن میں موجود ہے یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحا عسٰی
ربکم قریب ہے پروردگار تمہارا جسوقت کہ تم توبہ کرو ان یکفر عنکم جو یہ کہ پوشیدہ کرے وہ تم سے سیاٰتکم گناہ تمہارے ویدخلکم اور داخل کریگا وہ تمکو
جنات بہشتوں میں کہ ہمیشہ تجری من تحتھا الانھار جاری ہیں نیچے درختوں انکے سے نہریں یوم لا یخزی اللہ النبی اسدن کہ نہ رسوا کریگا
خدا پیغمبر کو عذاب کرکے اور اسکی شفاعت کو قبول نہ کرکے بلکہ اسکو نہایت معزز اور مکرم کریگا اور واسطے بخشش گناہگاران امت کے تاج شفاعت کا اسکے
سر پر رکھیگا والذین آمنوا معہ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ ہمراہ اس نبی کے اسکا عطف نبی پر ہے یعنی جسدن کہ نہ رسوا کریگا خدا پیغمبر کو
اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وہ ہمراہ اسکے اس واسطے کہ مومنین بھی ہمیشہ بہشت میں رہینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ والذین آمنوا معہ مبتدا ہے اور خبر اسکی بعد
اسکے یہ قول خدا کا ہے کہ نورھم یسعٰی نور مومنین کا کہ جو عطا کریگا انکو خدا دوڑتا ہوگا بین ایدیھم آگے آگے انکے وبایمانھم اور ساتھ دست
راست انکے کے جسوقت کہ صراط پر سے گذریں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد آئمہ مومنین ہیں یعنی دوڑتے ہونگے امام مومنین آگے ان مومنین کے اور دست
راست ان مومنین کے اور انکو ہمراہ لیکر بہشت میں داخل کرینگے اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے واسطے اسروز نور ہوگا اسنے نجات پائی اور ہر مومن
کے واسطے اسروز نور ہوگا یقولون کہتے ہیں وہ مومنین کہ ربنا اے پروردگار ہمارے اتمم لنا تمام کر تو واسطے ہمارے نورنا نور ہمارا یعنی توفیق طاعت کی دے تو
ہمکو کہ سبب حاصل کرنے نور کا ہے واغفر لنا اور بخشش دے تو واسطے ہمارے گناہوں ہماریکو اور انکے سبب سے ہمکو ہلاک مت کر انک علٰی کل شیء قدیر تحقیق تو اوپر
ہر چیز کے قادر ہے توفیق دینے پر اور گناہوں کے بخشنے پر اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جسوقت صراط پر سے گذرینگے تو نور منافقوں کا
جاتا رہیگا اور مومنین خوف کرینگے کہ ایسا نہو کہ نور ہمارا بھی جاتا رہے یا کم ہوجائے اسواسطے وہ دعا کرینگے کہ اے پروردگار ہمارے تمام کر واسطے ہمارے نور ہمارا
اور اسکو کم مت کر یہانتک کہ ہم صراط پر سے گذر جائیں اور کفار اور منافقین جو باوجود ان نصیحتوں کے غفلت سے بیدار نہیں ہوتے تھے اس سبب سے خدا ان کے لئے
فرماتا ہے کہ یا ایھا النبی اے پیغمبر بلند قدر جاھد الکفار جہاد کر تو کافروں پر تلوار سے والمنافقین اور منافقوں پر جہاد کر تلوار سے یا انکار ظاہر
ظاہر کرکے اور ان پر حدیں قائم کرکے اور کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں منافقوں پر حدیں بہت جاری ہوتی تھیں اسواسطے کہ وہ ممنوع چیزوں کو بہت اختیار کرتے
تھے اور حضرت صادق نے اسکو جاھد الکفار بالمنافقین پڑھا ہے یعنی جہاد کر تو کافروں سے منافقین کے ساتھ ہو کر اور فرمایا کہ رسول خدا نے منافقین پر کبھی
جہاد نہیں کیا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ علی نے منافقوں پر جہاد کیا ہے واغلظ علیھم اور سختی کر تو اوپر ان کافروں اور منافقوں کے اور چشم
پوشی اور نرمی انکے ساتھ مت کر وماوٰھم اور جگہ رہنے انکی کافروں اور منافقوں کی اگر ایمان نہ لائیں اور مومن خالص نہو جائیں تو جھنم دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بری جگہ پہنچنے کی ہے وہ دوزخ اور اب تمثیل بیان کرتا ہے کافروں اور منافقوں کے واسطے قصہ زن نوح اور زن لوط کے ساتھ اور بہیں قصہ ہے
حفصہ اور عائشہ کے واسطے زن نوح اور لوط کی عورتوں کے قصہ کے بیان میں کہ صحبت پیغمبر کی کچھ کام نہیں آتی ہے جس وقت کہ پیغمبر کی مخالفت اختیار کرے اور اسکے آزار
پہنچانے پر تیار ہو چنانچہ فرماتا ہے کہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا بیان کی خدا نے لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور وہ مثل امْرَاَتَ نُوْحٍ
عورت نوح کی ہے کہ جس کا نام تھی وَامْرَاَتَ لُوْطٍ اور عورت لوط کی کہ والہہ یا واعلہ نام رکھتی تھی كَانَتَا تھی وہ دونوں عورتیں تَحْتَ عَبْدَيْنِ
نیچے حکم دو بندوں یعنی نکاح میں دو بندوں کے مِنْ عِبَادِنَا بندوں ہمارے سے کہ صَالِحَيْنِ نیک تھے وہ دونوں بندے نوح اور لوط فَخَانَتٰهُمَا
پس خیانت کی ان دونوں عورتوں نے ان دونوں بندوں کی کفر اور نفاق کے ساتھ نہ زنا کے ساتھ اس واسطے کہ عورتیں انبیاء کی اس فعل بد سے پاک ہیں
اور منقول ہے کہ زن نوح اپنی قوم سے جا کر کہتی تھی کہ نوح دیوانہ ہے اور احوال اسکا میں جانتی ہوں کہ ہمیشہ اسکے پاس رہتی ہوں اور زن لوط نے لوط کے مہمانوں کی
خبر اپنی قوم کو جا کر دی تاکہ مہمانوں کو سیج میں کریں اور جو کوئی ایمان لاتا اسکی خبر قوم کے لوگوں کو جا کر دیتی تھی وہ اسکو پکڑ کر لیجاتے اور مار ڈالتے فَلَمْ يُغْنِيَا
پس نہ دور کیا لوط اور نوح نے عَنْهُمَا ان دو عورتوں سے حق صحبت کی جہت سے مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا عذاب خدا سے کسی چیز کو یعنی اس قدر مدت تک
کہ انکی صحبت میں وہ دونوں عورتیں رہیں اور انکی زوجہ اور ہمنشیں اور ہمدم حقیقی لیکن ان دو پیغمبر کی رات اور دن کی صحبت نے ان عورتوں کو کچھ فائدہ
نہ بخشا آخر عذاب خدا میں گرفتار ہو کر دوزخ میں داخل ہوئیں وَقِيْلَ اور کہا گیا ان دو عورتوں کو بعد گرفتار ہونے عذاب کے ایک تو غرق
ہوئی اور دوسری پر پتھر برسے اور یا یہ کہ قیامت کے روز کہا جائے گا کہ ادْخُلَا النَّارَ داخل ہو تم آتش دوزخ میں مَعَ الدّٰخِلِيْنَ
ہمراہ داخل ہونے والوں دوزخ کے کفار میں سے پس جو کوئی کہ پیغمبر کی مخالفت کرے اور اسکو آزار پہنچائے اس سے عداوت کرکے یا اسکے قریبوں سے عداوت
کرکے اور یا اسکے راز کو ظاہر کرے اور اگرچہ وہ اسکی زوجہ ہووے اسکو پیغمبر کی صحبت کا کچھ فائدہ نہیں ہے اور حال اس کا ایسا ہی جیسا
کہ زن نوح اور زن لوط کا حال اور بلا شبہ یہ تمثیل بعد اتفاق حفصہ اور عائشہ کے ایذائے پیغمبر پر نہایت خوف دلانے کے واسطے
ہے بہت سخت وجہ کے ساتھ کہ جس میں ذکر کفر کا ہے اور بعد اسکے دوسری تمثیل بیان کرتا ہے خالص مومنوں کے واسطے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَ
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان کیا ہے خدا نے مثل کو لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں اور وہ مثل امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ عورت
فرعون کی ہے یعنی آسیہ دختر مزاحم کہ ایمان خالص کی جہت سے بہشت کے بلند درجوں میں پہنچی اور فرعون کی صحبت نے اسکو کچھ ضرر نہ کیا جیسے کہ نوح اور لوط کی نیکی اور
برگزیدگی نے ان عورتوں کو کچھ فائدہ نہ بخشا اور کہتے ہیں کہ آسیہ حضرت موسیٰ کی پھوپھی تھی اور منقول ہے کہ جس وقت زمانہ فرعون میں جادوگروں نے
جادو اپنا دکھلایا اور حضرت موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈالا اور وہ اژدہا ہو گیا اور انکے جادوگروں نے جو لاٹھیاں اور رسیاں ڈالکر سانپوں کی طرح
دکھلائے تھے وہ عصا اژدہا بن کر سبکو نگل گیا تو یہ حال دیکھ کر آسیہ ایمان لائی اور ایک مدت تک ایمان اپنا اسنے فرعون سے پوشیدہ رکھا اور
جسوقت فرعون اسکے ایمان پر مطلع ہوا تو اسکو کہا کہ موسیٰ کے دین کو ترک کر وہ ہرگز نہ پھری اسکو دھوپ میں ڈالدیا حق تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا کہ
اسکے اوپر اپنے پروں سے سایہ کرو اور بعد اسکے فرعون نے حکم دیا کہ اسکے سینہ پر بڑا سا پتھر رکھیں آسیہ نے جس وقت وہ پتھر دیکھا تو دعا کی درگاہ خدا میں اور فرعونیوں سے
اپنی نجات چاہی اور بہشت میں اپنے داخل ہونے کی درخواست کی خدا سے جیسا کہ فرماتا ہے خدا تعالیٰ اِذْ قَالَتْ یاد کر تو جس وقت کہ کہا آسیہ نے رَبِّ ابْنِ
لِيْ اے پروردگار میرے بنا تو واسطے میرے عِنْدَكَ نزدیک اپنے سے بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ایک گھر بیچ بہشت کے اور اپنے قرب میں مجھکو جگہ دے وَنَجِّنِيْ اور
نجات دے تو مجھکو مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ فرعون سے اور کردار اسکے سے کہ کفر اور ظلم ہے بدون جرم کے وہ عذاب کرتا ہے وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ اور نجات دے تو مجھکو قوم ظالموں کی سے کہ وہ قبطی ہیں فرعون کی قوم کے آدمی اور کہتے ہیں کہ خدا نے اسکی جان کو قبض کیا اور پھر اس بدن بے
جان پر آیا اور آسیہ نے فرعون کے عذاب کا درد نہ چکھا اور بعضی تفسیروں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ اسکو آسمان پر لے گیا مع اسکے بدن کے اور اب بہشت میں ہے اور
بہشت کی نعمتوں کو کھاتی اور پیتی ہے اور یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں اس امر پر کہ کسیکی نیکی دوسرے آدمی کو فائدہ نہیں بخشتی ہے کہ کسی شخص کے نیک ہونے سے دوسرا آدمی

کو فائدہ پہنچے اور نہ ایک شخص کی بدی دوسرے شخص کو فائدہ پہنچا سکتی ہے اور دوسری مثل کو بیان کرتا ہے **وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ** اور مریم بیٹی عمران کی ہے **الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا** جس نے نگاہ رکھا فرج اپنی کو حرام سے **فَنَفَخْنَا فِيْهِ** پس پھونکا ہمنے بیچ فرج اسکی کے یا گریبان یا اسکی آستین میں **مِنْ رُّوْحِنَا** روح اپنی سے کہ پیدا کیا تھا ہمنے اسکو یعنی جبرئیل کو ہمنے حکم کیا کہ روح کو پھونک دے اور مسیح اس سے پیدا ہوا **وَصَدَّقَتْ** اور سچا جانا اور تصدیق کی اسکی مریم نے **بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا** ساتھ باتوں پروردگار اپنے کو یعنی جو احکام کہ انجیل سے پہلے انبیا پر جبرئیل لایا تھا اسکی اس نے تصدیق کی اور اعتقاد کیا **وَكُتُبِهٖ** اور تصدیق کی ساتھ کتابوں اسکی کے کہ انکو سچا جانا اور انکا اعتقاد کیا جو کتابیں کہ انجیل سے پہلے انبیا پر نازل ہوئی تھیں اور بعضے وکتابہ پڑھتے ہیں اور مراد اس کتاب سے انجیل لیتے ہیں **وَكَانَتْ** اور تھی وہ مریم **مِنَ الْقٰنِتِيْنَ** ؏ فرمانبرداروں میں سے خدا کی اور ہمیشہ عبادت کرنیوالوں اور وظیفہ پڑھنے والوں میں سے اور قانتین کہ جمع مذکر کے صیغہ سے تغلیبا آیا ہے اور اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ طاعت مریم کی کامل مردوں کی طاعت سے کم نہیں اور یا یہ کہ مریم کے باپ دادا قانتین تھے صلاح اور تقوی سے آراستہ اور مریم انہیں پیدا ہوئی اور مریم اولاد میں ہارون برادر موسی کے تھی اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہے کہ وقت نزع خدیجۃ الکبرے کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے خدیجہ میں کراہت رکھتا ہوں اس حادثہ سے کہ تجھپر نازل ہوا ہے اور خدائے تعالے نے اس کراہت کے ضمن میں بہت سے خیر کا ارادہ کیا ہے اور جس وقت تو اپنی سوتوں کے پاس پہنچے تو ان کو میرا اسلام پہنچا خدیجہ نے کہا کہ یا رسولخدا سوتیں میری کون ہیں فرمایا کہ مریم دختر عمران اور آسیہ دختر مزاحم اور کلیمہ یا حلیمہ خواہر موسی اور مشہور نام خواہر موسی کا کلثم ہے اور یہی من لایحضرہ الفقیہ کی روایت میں ہے اور ابوموسی نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ مردوں میں سے بہت کامل ہوئے لیکن عورتوں میں سے کامل نہیں ہوئی ہیں مگر چار عورتیں آسیہ دختر مزاحم زوجہ فرعون اور مریم دختر عمران اور خدیجہ دختر خویلد اور فاطمہ بنت محمدؐ اور فرمایا ہے حضرتؐ نے کہ افضل بہشت کی عورتوں کی چار ہیں خدیجہ دختر خویلد اور فاطمہؑ دختر محمدؐ اور مریم دختر عمران اور آسیہ دختر مزاحم زن فرعون اور مقاتل میں مفسرین سے منقول ہے کہ حقتعالے نے اس تمثیل میں حکم کیا ہے حفصہ اور عایشہ کو کہ تم مانند زن نوح اور زن لوط کی مت ہو خیانت کرنیمیں بلکہ مانند زن فرعون اور مریم کے ہو فرمانبرداری میں اور صاحب کشاف کہتا ہے کہ اس تمثیل کے ضمن میں کنایہ ہے حفصہ اور عایشہ کی طرف اس سورہ کے اول میں ذکر ہوا ہے اور عتاب ہے اس امر پر کہ جو ان سے صادر ہوا ہے کہ انھوں نے آپس میں اتفاق کرکے اور ایک نے دوسری کی مدد کرکے پیغمبر خدا صلعم کو آزار پہنچایا ہے

سُورَةُ الْمُلْكِ سورہ مکی ہے اور تیس آیتیں ہیں اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ فرمایا ہے رسولخدا نے جو کوئی اس سورہ کو پڑھے قیامت کے روز نجات پائے اور ملایکہ کے پروں پر بیٹھا ہو اور حسن میں منہ اسکا یوسف کے حسن کے مانند ہو اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ سورۃ الملک مانعہ ہے اسواسطے کہ منع کرتی ہے اپنے پڑھنے والوں کو عذاب قبر سے اور توریت میں بھی نام اسکا سورۃ الملک ہے جو کوئی اس سورۃ کو شب کو پڑھے تو برکت والا ہوجاے اور خوشحال اور مرفہ الحال ہو اور اسکو غافلوں میں سے نہ لکھیں اور میں اس سورہ کو بعد نماز عشا کے پڑھتا ہوں اور جو کوئی اس سورۃ کو شب و روز میں تلاوت کرے جس وقت قبر میں رکھیں تو منکر اور نکیر اسپر ظاہر ہوں اور پاؤں اسکے گویا ہو کر کہیں کہ تمہارا اسپر قابو نہیں ہے اس واسطے کہ یہ بندہ پاؤں پر کھڑا ہوتا تھا اور سورۃ الملک پڑھتا تھا ہر شب و روز اور جس وقت اسکے شکم کی طرف سے آئیں تو شکم انکو کہے کہ تمہارا اس بندے پر قابو نہیں ہے اسواسطے کہ مجھکو اس بندہ نے ظرف سورۃ الملک کا کیا تھا اور جس وقت وہ اسکی زبان کی طرف سے آئیں تو وہ انکو کہے کہ تمکو اس بندہ پر کوئی راہ نہیں ہے اس واسطے کہ یہ سورۃ الملک پڑھتا تھا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ تبارک الذی بیدہ الملک نماز فرض میں پڑھے سونے سے پہلے وہ شخص ہمیشہ حفظ خدا میں ہو صبح تک اور قیامت کے روز خدا کے امن میں ہو یہانتک کہ بہشت میں داخل ہو اور اس سورہ کو منجیہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ نجات دینے والی ہے اور سورہ واقیہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ نگاہ رکھنے والی ہے عذاب قبر سے چنانچہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ انہا واقیۃ من عذاب القبر **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** **تَبٰرَكَ** بابرکت اور بزرگ اور بلند ہے صفات مخلوقات سے اپنی ذات اور صفات میں **الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ** وہ شخص کہ بیچ ہاتھ قدرت اسکی کی ہے بادشاہی دنیا و آخرت کی اور جمیع امور میں اسکا تصرف ہے اسواسطے کہ اسکا علم اور قدرت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور تمام موجودات کی طرف

سورۃ الملک

اسکو نسبت برابر ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اور وہ اوپر ہر چیز کے آمادہ کرے قَدِيْرٌ قدرت رکھنے والا ہے اسواسطے کہ کل ممکنات اسکی زیر قدرت ہیں الَّذِيْ
خَلَقَ الْمَوْتَ وہ خدا کہ پیدا کیا ہے اُسنے موت کو وَالْحَيٰوةَ اور زندگانی کو یعنی اندازہ کیا ہے موت اور زندگانی کا اور کہتے ہیں کہ مراد موت دنیوی ہے دنیا میں
اور زندگانی انکی آخرت میں یا موت نطفہ ہے اور زندگانی اسمیں روح کا داخل کرنا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد اس موت سے ہے جو کہ بعد زندگانی کے ہے اور اس صورت میں
مقدم کرنا موت کا حیات پر اسواسطے ہے کہ موت قہر سے زیادہ نزدیک ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ خدا نے زندگانی کو موت سے پہلے پیدا کیا ہے
اور فرمایا کہ زندگانی اور موت خدا کی مخلوقات میں سے ہیں پس جس وقت موت آئے اور انسان میں داخل ہو تو انسان کی جس چیز میں داخل ہو اسمیں سے زندگانی
نکلجاتی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا نے موت کو گوسفند کی صورت میں پیدا کیا اور وہ جس چیز پر گذرے اور بو اسکی جس چیز کو پہنچے وہ مرجاتا ہے
اور زندگی کو گھوڑے کی صورت میں پیدا کیا ہے اور وہ جس چیز پر گذرتی ہے اور بو اسکی جس چیز کو پہنچتی ہے وہ زندہ ہو جاتی ہے اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ
موت اور حیات دو ایک کیفیت میں موجود ہیں اور نسبت انہیں تضاد کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اسجگہ موت اور حیات سے دنیا اور آخرت ہے یعنی حقتعالی
نے دنیا اور آخرت کو پیدا کیا ہے لِيَبْلُوَكُمْ تاکہ آزمائے تمکو اے بندو یعنی تمسے معاملہ آزمانے والا کا سا کرے اس دار فنا میں اَيُّكُمْ کہ کونسا
تمہارا اَحْسَنُ عَمَلًا نیک زیادہ ہے باعتبار عمل کے عملاً تمیز واقع ہوا ہے یعنی تاکہ ظاہر ہو خلوص تمہارا کونسا زیادہ خالص ہے واسطے رضامندی خدا کے
عمل کرتا ہے اور کون مستحبات کو بجا لاتا ہے اور سے حرام امور سے پرہیز کرتا ہے اور کسکی پرہیزگاری زیادہ ہے اور کون طاعت و عبادت خالص خدا
میں زیادہ مشغول ہوتا ہے اور رسول خدا سے احسن عملاً کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ نیک زیادہ عمل میں اور تمامتر عقل میں اور زیادہ سخت خدا کے خوف
میں اور جس چیز کو خدا نے حکم کیا ہے اور منع کیا ہے اسمیں بہت نیک ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ نہیں ہے کہ زیادہ
عمل ہو بلکہ زیادہ نیک اور خالص یا دہ عمل ہو اور نیت صادقہ ہو اور باقی رکھنا عمل کا یعنی یہ ارادہ ہو کہ کوئی اس عمل میں تعریف میری کرے یہاں
تک کہ خالص ہو جائے اور عمل خالص یہی ہے کہ سوائے ارادہ تعریف چاہنے کا ہو سوائے خدا کے کسی سے اور نیت افضل ہے عمل سے اس واسطے کہ حقیقت میں نیت
ہی عمل ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ یعنی کہہ تو کہ ہر ایک عمل کرتا ہے اوپر نیت اپنی کے خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالے نے تمکو زندگانی
بخشی تاکہ قادر ہو تم عمل نیک پر اور موت کو تمپر غالب کیا تاکہ عمل نیک اختیار کرو اسواسطے کہ بعد اسکے پھر زندہ ہونا اور جزائے اعمال پانی ہے اور واقع ہونا
اسکا ضروری ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے بدلا لینے میں گنہگاروں سے پس کوئی عمل بد کرنیوالا اسکو عاجز نہیں کرسکتا ہے الْغَفُوْرُ بخشنے والا
گنہگاروں کو بعد توبہ کے الَّذِيْ خَلَقَ جسنے پیدا کیا ہے سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمانوں کو طِبَاقًا پرت پرت ایک اوپر دوسرے کے اور یہ حال واقع ہوا
ہے اسم فاعل کے معنی میں اور جمع طبق کی ہے یا طبقہ کی اور اسصورت میں مضاف اسکا محذوف ہوگا یعنی ذات طباق اور کعب الاحبار سے منقول ہے کہ آسمان
اول ایک موج ہے استوار اور دوسرا سفید موتی کا اور تیسرا لوہے کا اور چوتھا دھات کا ہے اور پانچواں چاندی کا ہے اور چھٹا زبرجد کا ہے اور ساتواں
یاقوت سرخ کا ہے اور ساتویں آسمان سے عرش تک سات حجاب ہیں اور ہر حجاب میں صحرا اور بیابان ہے نور کا کہ نہایت کو اسکی خدا جانتا ہے اور نام
اس فرشتہ کا جو اُن حجابوں پر موکل ہے قیطاروس ہے اور آسمانوں کی مضبوطی بیان کرتا ہے مَا تَرٰى نہیں دیکھتا ہے تو اے بندے فِيْ خَلْقِ
الرَّحْمٰنِ بیچ پیدا کرنے خدا کے آسمانوں کو مِنْ تَفٰوُتٍ کوئی اختلاف اور خلل اور کجی اور بگاڑ بلکہ سب سیدھے اور درست برابر اور آپس میں مناسب اور
مضبوط اور صاف اور منتظم ہیں موافق مصلحت اور حکمت کے اور رحمن کا ذکر کرنا ضمیر کی جگہ واسطے تعظیم کے ہے اور اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ اپنے
تفضل اور رحمت سے واسطے مخلوقات کے پیدا کئے ہیں فَارْجِعِ الْبَصَرَ پس پھر تو بینائی کو اور نظر کر تو اپنی آنکھوں کو کھولکر طرف اُن کے دوبارہ
هَلْ تَرٰى کیا دیکھتا ہے تو مِنْ فُطُوْرٍ کوئی شگاف اور خلل یعنی اگر تجھکو شبہ ہو ہماری خبر کرنیمیں کہ انمیں کوئی اختلاف اور خلل نہیں ہے تو دوبارہ
ان میں خوب نظر کر ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ پھر پھیر تو بینائی کو اور نظر کر غور سے طرف آسمانوں کے كَرَّتَيْنِ اور مراد مکرر دیکھنے سے کثرت سے دیکھنا ہے یعنی
کئی مرتبہ اگرچہ بعد دوسری مرتبہ کے اور کرتین منصوب علی المصدر یہ ہے کہ جس وقت بہت نظر کرے تو مکرر کئی مرتبہ تو يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ

پھر بھی طرف تیرے بینائی خَاسِئًا عاجز اور سندلی ہو کر وَّهُوَ حَسِيْرٌ اور وہ درماندہ اور تھکی ہوئی ہوگی اور خاسا حال واقع ہوا ہی اور مراد یہ ہی کہ آنکھ
ہر چند نگاہ کریگی لیکن کوئی عیب و خلل انہیں نہ پاوے گی یہانتک کہ نظر کرتے کرتے تھک جاوے گی اور عاجز ہو جائیگی وَلَقَدْ زَيَّنَّا اور البتہ تحقیق آراستہ کیا ہی
ہمنے زینت کے ساتھ السَّمَآءَ الدُّنْيَا آسمان نزدیک تر کو یعنی پہلے آسمان کو جو کہ زمین کے نزدیک ہی بِمَصَابِيْحَ ساتھ چراغوں کے کہ ستارے روشن ہیں مثل چراغوں کے
چمکنے والے رات کے وقت اور اگرچہ ستارے اور آسمانوں میں بھی جڑے ہوئے ہیں لیکن یہ ستارے دنیا کے لوگوں کی نظر میں پہلے ہی آسمان کے ہی اور آسمانوں کے ستارے بھی
چمکتے پہلے آسمان میں سے معلوم ہوتے ہیں وَجَعَلْنٰهَا اور کیا ہی ہمنے ان ستاروں کو رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ ہانکنے والی واسطے شیطانوں کے جو چوری سے ملائکہ کے کلام سننے کا
قصد طرف آسمان کے کرتے ہیں یعنی شعلے ان ستاروں میں سے جدا ہو کر شیطانوں پر گرتے ہیں جیسے شعلہ آگ کا آگ میں سے جدا کریں اور آگ اپنی جگہ پر بدستور باقی رہی ہو واسطے
کہ ستارے آسمانوں میں جڑے ہوئے ہیں وہ اپنی جگہ سے جدا نہیں ہو سکتے مگر جس وقت کہ قیامت قائم ہوگی اس وقت سب گر پڑینگے اور یا یہ معنی ہیں کہ کیا ہمنے ان
ستاروں کو گمان سے بات کہنے واسطے شیاطین انس کے کہ وہ نجومی لوگ ہیں یعنی یہ ستارے گمان ہیں کہ نجومی انکی حرکات اور اوضاع سے گمان کیے چلتے ہیں
اور اس گمان اور ظن اپنے سے اور لوگوں کو خبر دیتے ہیں کہ فلانا ستارہ فلانی جگہ ہی اسکا اثر یہ ہے اور رجوم جمع رجم کی ہی اور رجم کے معنی گمانیات کے بھی ہیں چنانچہ خدا
فرماتا ہے کہ خمسۃ سادسہم کلبہم رجما بالغیب اور محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ کہا اسنے بخدا نہیں ہی کسیکو آسمان اور زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی ستارہ
کہ اس سے دریافت کرسکے کہ یہ ستارہ میرا ہی اور میں اس سے غیب کی خبر دیتا ہوں بلکہ وہ لوگ کہانت کو طلب کرتے ہیں یعنی شیاطین سے سنکر کہتے ہیں اور
ستاروں کو باعث اسکا کہتے ہیں اور اسکو سبب غیب کا ٹھیراتے ہیں وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ اور تیار کیا ہی ہمنے واسطے انکے شیاطین جن اور انس کے بعد جلنے
یا بعد گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے انکے کے عَذَابَ السَّعِيْرِ عذاب دوزخ جلانیوالی کا آخرت میں اور کفار جو شیاطین کے فرمانبردار ہیں اس واسطے کہ بعد شیاطین
کے کفار کو بھی وعدہ عذاب کا دیتا ہی وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہی انھوں نے بِرَبِّهِمْ ساتھ پروردگار اپنے کے عَذَابُ
جَهَنَّمَ عذاب دوزخ کا ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بری جگہ پہنچنے کی ہی وہ دوزخ کفار کیواسطے اور بعد اسکے کفار کا حال جو کچھ کہ دوزخ میں ہوگا اسکو بیان
کرتا ہے کہ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا جس وقت ڈالے جاویں وہ کفار بیچ اس دوزخ کے جیسے ایندھن کو آگ میں ڈالتے ہیں تو سَمِعُوْا لَهَا سنینگے وہ واسطے
اس دوزخ کے شَهِيْقًا ایک آواز گدھے کی سی جیسے وقت روشن ہونے کے بڑی آگ سے آواز سنتے ہیں وَّهِيَ تَفُوْرُ اور وہ دوزخ جوش
کرتا ہوگا اور اون چیزوں کو اوپر اور نیچے کرتا ہوگا جیسے گوشت وقت جوش کے دیگ میں اوپر نیچے ہوتا ہے تَكَادُ تَمَيَّزُ قریب ہو کہ پھٹ جاوے اور
متفرق ہو جاوے اور پارہ پارہ ہو جاوے وہ دوزخ مِنَ الْغَيْظِ غضب سے کافروں پر كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا جس وقت ڈالی جاوے بیچ اس دوزخ کے
فَوْجٌ جماعت اور فوج کافروں کی تو سَاَلَهُمْ پوچھیں ان سے خَزَنَتُهَآ خزانہ دار اس دوزخ کے یعنی مالک داروغہ دوزخ کا اور اسکے ہمراہ کے فرشتے جو
کہ دوزخ میں متعین ہیں پوچھیں کہ اَلَمْ يَاْتِكُمْ کیا نہیں آیا تمہارے پاس نَذِيْرٌ کوئی ڈرانیوالا پیغمبر خدا کا بھیجا ہوا کہ تمکو خدا کی طرف بلاتا اور عذاب
خدا سے ڈراتا اور غرض اس سوال سے انکا ملامت کرنا ہے کہ رنج اور غم انکو زیادہ ہو اور جس وقت ملائکہ انسے پوچھینگے تو قَالُوْا کہینگے وہ دوزخی
کہ بَلٰى قَدْ جَآءَنَا ہاں تحقیق آیا تھا ہمارے پاس نَذِيْرٌ ڈرانیوالا پیغمبر فَكَذَّبْنَا پس جھٹلایا ہمنے اسکو اور اسکے کہنے پر عمل نہ کیا وَقُلْنَا اور کہا
ہمنے اس پیغمبر ڈرانیوالے کو اس سے سرکشی کرکے کہ مَا نَزَّلَ اللّٰهُ نہیں نازل کی ہی خدا نے اور نہیں بھیجی ہی مِنْ شَيْءٍ کچھ کوئی چیز جو کچھ کہ تم کہتے ہو
کہ بہشت ہی اور دوزخ ہی اور یہ کام کرو اور وہ کام نکرو اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم دعوے میں پیغمبری کے اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ مگر بیچ گمراہی بڑی کی
کہ آدمی ہو کر تم ایسا دعوے کرتے ہو کہیں آدمی بھی پیغمبر ہوتا ہے وَقَالُوْا اور کہیں وہ کفار ان ملائکہ دوزخ سے افسوس کرکے کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ
اگر ہوتے ہم کہ سنتے ہم پیغمبروں کے فرمانے کو اور ان پر ہم ایمان لاتے جس وقت کہ انکے معجزے دیکھتے تھے اور جادوگر انکو نہ کہتے اَوْ نَعْقِلُ یا تعقل کرتے ہم اور
سوچتے اور فکر کرتے انکے کلام میں اور غور کرکے خوب سمجھتے مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ نہ ہوتے ہم بیچ صاحبوں دوزخ کے یعنی دوزخیوں میں شمار کئے
شامل ہوتی اور سمع اور عقل کا لفظ اس واسطے آیا ہے کہ مدار تکلیف کا سمعی اور عقلی دلیلوں پر ہے فرماتا ہی خدا کہ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ پس اقرار کیا ساتھ

يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ یعنی کہ دھسا دے وہ تمکو زمین میں فَإِذَا هِيَ پس اسوقت کہ زمین میں گئے ہو هِيَ تَمُورُ وہ زمین حرکت کرے یہانتک کہ تمکو نیچے کو لیجائے شق قارونکی
کہ ہر روز اسکو ایک قد کی برابر لیجاتی ہے اور قیامت تک اسی طرح چلا جائے گا أَمْ أَمِنتُم یا بے خوف ہو گئے ہو تم مَّن فِي السَّمَاءِ اس شخص سے کہ بیچ آسمان کے ہے تمہارے گمان
میں أَن يُرْسِلَ یہ کہ بھیجے وہ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا اوپر تمہارے سنگریزے کہ آسمان سے برسیں جیسے کہ قوم لوط پر برسے تھے فَسَتَعْلَمُونَ پس قریب ہے کہ جانو تم
بعد دیکھنے اس عذاب کے كَيْفَ نَذِيرِ کیونکر ہے ڈرانا میرا لیکن وہ ڈرانا تمکو فائدہ نہ بخشے اور نذیر مصدر کے معنی میں ہے اور اسواسطے تسلی خاطر رسول خدا کے فرماتا ہے
کہ تجھکو یہ کیا جھٹلاتے ہیں کہ پہلی امتوں نے بھی اپنے انبیا کو جھٹلایا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَلَقَدْ كَذَّبَ اور البتہ تحقیق جھٹلایا پیغمبروں کو الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے اور اپنی شامت اعمال سے ہلاک ہوئے فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ پس کیونکر تھا عذاب میرا اور یا یہ کہ کیونکر دیکھا تمنے انکا
میرا ان پر ان کے ہلاک کرنے میں اور بیچ کمی کرنے میں اسباب اپنی قدرت پر دلیل لاتا ہے کہ أَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھتے ہیں وہ إِلَى الطَّيْرِ طرف پرندوں کے کہ وہ
فَوْقَهُمْ اوپر ان کے سرونکے ہیں اور ہر ہوا میں صَافَّاتٍ صف باندھنے والے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی اپنے پرونکو کھولکر پھیلائے ہوئے ہیں ہوا میں جانب
راست اور چپ وقت اڑنے کے وَيَقْبِضْنَ اور سمیٹتے ہیں وہ پرونکو جس وقت کہ ہر ایک کو پہلو پر مارتے ہیں مَا يُمْسِكُهُنَّ نہیں تھامے رکھتا ہے انکو ہوا میں
إِلَّا الرَّحْمَٰنُ مگر خدا بخشنے والا ہے کہ ہر ایک پرندہ کو شکل اور ہیئت اور طبیعت خاص عطا کی ہے اور اسباب اڑنے اور کودنیکے ہوا میں تیار رکھے ہیں
إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ تحقیق وہ خدا ساتھ ہر چیز کے بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے اور سمجھا لیتا ہے ہر شخص کو ہوا پر پرندوں کے تھامنے کی قدرت رکھتا ہے وہ ہر چیز
پر قادر ہے أَمَّنْ کیا کوئی شخص ہے یعنی کون شخص ہے کہ اشارہ کیا جائے طرف اسکے کہ هَٰذَا الَّذِي یہ ہے وہ شخص کہ حمایت کرے اعتبار سے هُوَ جُندٌ لَّكُمْ
وہ لشکر ہے واسطے تمہارے کافرو جیسے کہ بادشاہ کا لشکر ہوتا ہے ایسا ہی تمہارے واسطے ہو کہ يَنصُرُكُم مدد کرے وہ تمہاری مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ سوائے
خدا بخشنے والے کے یعنی وہ کون ہے کہ جسکی طرف اشارہ کیا جائے کہ یہ ہے لشکر تمہارا کہ انکی مدد کیواسطے سوا خدا کے کہ انکو خدا کے عذاب سے بچائے اور یہ استفہام
انکاری ہے یعنی نہیں ہے کافرونکے واسطے کوئی ایسا لشکر کہ عذاب خدا سے انکو بچائے اور مراد اس لشکر سے بت ہیں کہ جنکو وہ پرستش کرتے تھے لیکن وہ انکی نجات
دینے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں إِنِ الْكَافِرُونَ نہیں ہیں کفار إِلَّا فِي غُرُورٍ مگر بیچ فریب شیطان کے کہ انکی رو میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ عذاب تمپر نازل نہ
ہوگا اور حال یہ ہے کہ ان کاریگریوں عجیب کی طرف نظر نہیں کرتے ہو کہ تمکو یقین ہو تمہارے عذاب کا مثل دھسانے اور پتھر برسانیکے یا کوئی مددگار تمہارا ای کافرو
سوائے خدا کے کہ وہ تمہاری مدد کرکے عذاب خدا سے تمکو بچائے اور کس بھروسہ پر تم میری نافرمانی کرتے ہو کیا تمہارا کوئی لشکر ہے کہ وہ میرے عذاب کو تم سے
دفع کرے أَمَّنْ آیا کون شخص ہے کہ اشارہ کیا جائے طرف اسکے کہ هَٰذَا الَّذِي یہ ہے وہ شخص کہ اپنی عنایت سے يَرْزُقُكُمْ روزی دیگا تمکو إِنْ أَمْسَكَ
رِزْقَهُ اگر بند کرے خدا روزی اپنی کو باران رحمت بند کرے اور زراعت پر آفتیں نازل کرے یعنی اگر خدا اپنی روزی کو تمسے بند کرے تو وہ کون ہے سوائے
اسکے کہ تمکو روزی دیوے بَل لَّجُّوا بلکہ لڑائی کی ان کافروں نے اور ہو گئے ہیں وہ فِي عُتُوٍّ بیچ سرکشی اور عناد کے وَنُفُورٍ اور بیچ نفرت کے ہیں خدا سے
اسکی بندگی کرنے میں بسبب نفرت کرنے انکی طبیعتوں کے اور اب مومنین اور کافرونکے واسطے تمثیل بیان کرتا ہے اپنے قول میں کہ أَفَمَن يَمْشِي کیا پس جو شخص کہ چلتا ہے
مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ اوندھا گرا ہوا اوپر منہ کے کہ سر کے بل چلتا ہے اور پیش و پس کو کچھ نہیں دیکھتا ہے ایسا شخص أَهْدَىٰ زیادہ ہدایت اور راہ پانے والا ہے
اور زیادہ مطلب کو پہنچنے والا أَمَّن يَمْشِي یا وہ شخص کہ چلتا ہے سَوِيًّا سیدھا کھڑا ہوا اور سب اطراف اور جوانب کو اپنی دیکھتا ہے اور سلامت ہے منہ کے اوپر
پڑنے اور گرنیسے اور واقع ہے عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اوپر راہ سیدھی کے کہ پہنچانیوالی ہے طرف مقصود کے اور پہلی مثال واسطے کافر کے ہے اور دوسری واسطے
مومن کے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ دل چار ہیں ایک تو وہ کہ جسمیں نفاق اور ایمان ہے اور دوسرا دل منکوس یعنی اوندھا اور تیسرا دل مطبوع یعنی زنگ آلودہ
اور چوتھا پر انوار ہے پس مطبوع دل منافق کا ہے اور پر انوار دل مومن کا ہے کہ جب نعمت خدا دیتا ہے وہ شکر کرتا ہے اور بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور
منکوس دل مشرک کا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور چوتھے کو امام موسی کاظمؑ نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ خدا نے بیان کی مثل اس
شخص کی کہ مخالفت کرے خلافت امیرالمومنین سے مانند اس شخص کے ہے کہ چلتا ہے اوپر منہ اپنے کے نہیں راہ پاتا ہے طرف مقصود کے اور کیا اس شخص کو کہ پیروی

وقف منزل
وقف غفران

کرے اسکی سیدھا کھڑے ہوکر چلنے والا صراط مستقیم پر اور صراط مستقیم امیر المومنین ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد هُوَ وہ خدا الَّذِیْ وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت سے
اَنْشَاَکُمْ پیدا کیا ہے تمکو اسنے وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ اور کیا یعنی پیدا کیا ہے واسطے تمہارے کان کو تاکہ سنو تم کلام خدا کو وَالْاَبْصَارَ اور آنکھوں کو تاکہ دیکھو
تم قدرت خدا کی عجائب مخلوقات کیا وَالْاَفْئِدَةَ اور دلوں کو تاکہ خدا کے کلام کو سمجھو اور اسکے معنی میں تامل کرو اور نصیحت پکڑو قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ
تھوڑا ہے جو تم شکر کرتے ہو تم ان نعمتوں کا قلیلاً صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی شکراً قلیلاً اور ما زائد ہے قُلْ کہہ تو اے محمد اگر کفار قریش جواب دیویں اور
نہ کہیں کہ رازق اور ناصر ہمارا خدا ہے کہ هُوَ الَّذِیْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ رازق اور ناصر تمہارا ہے کہ ذَرَاَکُمْ پیدا کیا ہے اسنے تمکو فِی الْاَرْضِ بیچ زمین کے اور
ہر ایک کو اسپر ساکن کیا اور ہر ایک کار سپرد کیا تاکہ اسکی عبادت کرو وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اور طرف اسکی جمع کیے جاؤگے تم قیامت کے روز نہ اسکی غیر کی طرف اور جزا اپنے
اعمال کی پاؤگے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں مشرکین پیغمبر سے اور انکے صحابہ سے ہنسی کی راہ سے کہ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ کب ہے یہ وعدہ دشمن جاننے اور پیغمبر کا یا
وعدہ قیامت کا اور جزا پانیکا اپنے اپنے اعمال کا قیامت کے روز اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے اس دعوے میں قُلْ کہہ تو اے محمد کہ اِنَّمَا الْعِلْمُ
سوا اسکے نہیں کہ جاننا وقت عذاب کا دنیا میں یا جاننا قیامت کا کہ کب ہوگی عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے ہے اور وہی جانتا ہے دونوں وقتوں کو اور سوا اسکے اور
کوئی نہیں جانتا ہے وَاِنَّمَآ اَنَا اور سوا اسکے نہیں کہ میں نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ڈرانیوالا ہوں ظاہر یعنی میں فقط ڈرانیوالا ہوں عذاب سے دنیا اور آخرت کے
اور عذاب دنیا اور قیامت کے وقت کو میں نہیں جانتا ہوں اور اب خدا تعالےٰ انکے حال کا ذکر کرتا ہے وقت نازل ہونے اور دیکھنے عذاب کے چنانچہ فرماتا ہے
کہ فَلَمَّا رَاَوْهُ پس جس وقت کہ دیکھینگے کفار اس عذاب وعدہ کیے گئے کو دنیا میں یا آخرت میں زُلْفَةً جس وقت کہ نزدیک ہونیوالا ہوگا ان لوگوں
کے تو سِیْٓـَٔتْ بد اور زشت کیے جائیں وُجُوْهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا منہ ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے یعنی وہ عذاب برا کریگا مونہوں کو اور ان کے
چہرے سیاہ ہوجائیں اسکے دیکھتے ہی وَقِیْلَ اور کہا جائیگا یعنی مومنین کہینگے انکو کہ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ یہ وہی ہے کہ تھے تم ساتھ اسکے تَدَّعُوْنَ
راہ طلب کرتے اور اسکو مانگتے اور یا یہ کہ دعوے کرتے تھے کہ بسبب اسکے ہم برباد ہونگے اور دوبارہ زندہ ہوکر نہ اٹھینگے اور پہلے اعتبار سے تدعون
مشتق دعا سے ہے اور دوسرے اعتبار سے مشتق دعوے سے ہے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ دیکھنا عذاب کا قیامت کے دن ہوگا اور حاکم ابو القاسم حسکانی نے شریک
سے نقل کی ہے کہ اعمش نے بیان کیا کہ معنی اور مراد اس آیت سے یہ ہے کہ جس وقت دیکھا انکار کرنیوالوں خلافت علیؑ نے قرب و منزلت اور مرتبہ علی ابن ابیطالب
کا خدا کے نزدیک تو چہرے انکے سیاہ ہوگئے نہایت کینہ اور حسد اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ جسوقت دیکھا انھوں نے قرب مکان اور مرتبہ امیر المومنین کا
نزدیک پیغمبر کے تو سیاہ ہوگئے دل ان لوگوں کے کہ علیؑ کی فضیلت اور بزرگی کو جھٹلاتے تھے اور انکار کرتے تھے اور قمی نے لکھا ہے کہ قیامت کے روز دشمن
علیؑ کے جسوقت نظر کرینگے طرف اسکے اور طرف اس چیز کے کہ خدا اسکو عنایت کرے گا مرتبہ بزرگ اور ہاتھ میں اسکے لوا حمد ہوگا اور کوثر پر دوستونکو اپنے سیراب کرتا
ہوگا اور دشمنونکو وہاں سے ہانکتا ہوگا تو سیاہ ہوجائینگے منہ اسکے دشمنوں کے اور کہا جائیگا انکو کہ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ منہ اور مصنف صافی نے لکھا یعنی یہ وہ ہے کہ
تھے تم ساتھ اسکے دعوے کرتے مرتبہ اسکے کا اور مقام اور نام اسکے کا اور کہتے ہیں کہ ہمیشہ کفار رسول خدا کے اور انکے صحابہ کے مرنیکی آرزو کرتے تھے خدا نے یہ آیت
نازل کی کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار سے کہ اَرَءَیْتُمْ کیا دیکھا تمنے یعنی خبر دو تم مجھکو کہ اِنْ اَهْلَکَنِیَ اللّٰهُ اگر ہلاک کرے مجھکو خدا وَمَنْ
مَّعِیَ اور ان لوگونکو کہ ہمراہ میرے ہیں اَوْ رَحِمَنَا یا بخشے ہمکو اور مہربانی کرے ہمپر اور ہماری اجل میں دیر کرے تو فَمَنْ یُّجِیْرُ الْکٰفِرِیْنَ
پس کون ہے کہ پناہ دیگا کافروں کو مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ عذاب دردناک سے کہ کفر کے سبب سے مستحق اسکے ہوئے ہوں یعنی ہمکو خدا مار ڈالے یا جلائے اسکو جنیا
ہے لیکن تم عذاب سے کیونکر بچ سکتے ہو ہمارا مرنا تو تمکو فائدہ نہیں دیسکتا ہے جسوقت کہ تم کافر ہوئے اگر ہم مرجائینگے تو تمکو کیا حاصل ہے تم تو بسبب کفر کے ہمارے مرنیکے بعد بھی عذاب سے
نجات نہیں پاسکتے ہو البتہ اگر ایمان لاؤ تو نجات پاسکتے ہو پس ہمارے مرنیکی آرزو کرنی بیفائدہ ہے اور اگر ہم مرگئے تو سراسر فائدہ اور سعادت ہمکو حاصل ہے کہ بہشت کی نعمتوں سے لذت اٹھائینگے
قُلْ کہہ تو اے محمد کفار سے توبیخ کرکے کہ هُوَ وہ کہ میں تمکو جسکی طرف بلاتا ہوں الرَّحْمٰنُ بخشنے والا ہے بزرگ نعمتیں اسکی تمام خلائق کو پہنچی ہیں اٰمَنَّا بِهٖ ایمان لائے ہم ساتھ اسکے
ہمکو یقین اسکی وحدانیت کا ہے وَعَلَیْهِ اور اوپر اسکے تَوَکَّلْنَا توکل کیا ہمنے اور اعتماد کیا ہے اور سارے کام اپنے اس کے سپرد کیے یعنی اس پر ہم ایمان لائے

لائے ہیں اور تم ایمان نہیں لائے ہو اور ہم نے کفر نہیں کیا ہے جیسے کہ تم کفر کرتے ہو اور ہمنے اسی پر توکل کیا ہے نہ مال اور آدمیوں اپنے پر جیسکہ تم مال پر
اور آدمیوں پر توکل کرتے ہو فَسَتَعْلَمُوْنَ پس قریب ہے کہ جانوگے تم یعنی بعد دیکھنے عذاب کے تم جانوگے کہ واقع میں مَنْ هُوَ کون شخص ہے کہ وہ
ہم ہیں اور تم میں سے فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ بیچ گمراہی ظاہر کے ہے قُلْ اَرَءَيْتُمْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کیا دیکھا تمنے یعنی خبر دو
تم مجھکو کہ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ اگر ہوجائے پانی تمہارا یعنی آب چاہ زمزم اور آب بیر میموں حضرمی کہ جسکو تم پیتے ہو غَوْرًا نیچے جانے والے
زمین میں کہ ڈول وہاں نہ پہنچے فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ پس کون لائے گا تمہارے واسطے بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ پانی جاری یا ظاہر کہ سب آدمی اسکو دیکھیں یہیں
اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ روزی کا دینے والا وہ خدا ہے پس چاہیے کہ اسکی نعمتوں کا شکر کرو اور اسکی پرستش کرو نہ بتوں کی کہ کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے
وہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اگر ہوجائے امام تمہارا غائب اور اسکو نہ تم دیکھو اور نہ جانو کہ کہاں ہے
تو پس کون لائے تمہارے پاس امام ظاہر کو کہ خبر دیوے وہ تمکو آسمان اور زمین سے اور بتلاوے وہ تمکو حرام اور حلال خدا کے اور منقول ہے کہ بعد تلاوت
اس آیت کے کہے کہ اللہ رب العالمین یعنی خدا کہ پروردگار عالموں کا ہے وہ پانی غائب ہوئے کو ظاہر کرے اور کہتے ہیں کہ ایک معلم اپنے شاگرد کو پڑھاتا تھا
فمن یاتیکم بماء معین ایک کافر زندیق نے سنکر جواب دیا کہ کدال اور کسی سے کھود کر پانی نکالیں گے شبکو وہ زندیق اندھا ہوگیا ہاتف نے آواز دی کہ دیکھ
چشمہ تیری آنکھ کا نیچے کو چلا گیا ہے اب کہہ کہ اسکو کسی اور کدال سے کھود کر باہر نکالیں اور کہتے ہیں کہ وہ محمد بن زکریا طبیب تھا کہ جسنے آیت خدا پر
جرات کی تھی سُوْرَةُ الْقَلَمِ یہ سورہ مکی ہے اور اسکو سورہ نون بھی کہتے ہیں اور آیتیں باون آیتیں ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ علی الخرطوم
تک مکی ہے اور بعد اسکے لو کانوا یعلمون تک مدنی ہے اور بعد اسکے یکتبون تک مکی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ نون
والقلم کو پڑھے فریضہ میں یا نوافل میں جبتک کہ وہ زندہ ہے فقر اور احتیاج سے اسکو امن میں رکھے اور بعد مرنے کے فشار قبر سے اسکو اپنی پناہ میں رکھے انشاء اللہ
تعالیٰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نٓ حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ ن ایک نہر ہے بہشت میں حقتعالےٰ نے اسکو فرمایا کہ ہوجا تو روشنائی پس
وہ بستہ ہوگئی اور تھی وہ زیادہ سفید دودھ سے اور شیریں زیادہ شہد سے بعد اسکے قلم کو فرمایا کہ لکھ تو پس لکھا قلم نے جو کچھ کہ ہوا ہے
اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ ن ایک نہر ہے بہشت میں حقتعالےٰ نے اسکو حکم کیا کہ بستہ ہوجا تو پس وہ بستہ ہوگئی
اور بستہ ہوکر روشنائی بنگئی بعد اسکے خدا نے قلم کو فرمایا کہ لکھ تو پس لکھا قلم نے لوح محفوظ میں جو کچھ کہ ہوا ہے اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک
پس روشنائی نور کی ہے اور قلم نور کا ہے اور لوح محفوظ نور کی ہے سفیان کہتا ہے کہ میں نے عرض کی اے فرزند رسول خدا بیان کر تو میرے روبرو حال روشنائی
اور لوح اور قلم کا اور سکھلا تو مجھکو جو کچھ کہ خدا نے تجھکو سکھلایا ہے فرمایا کہ اے ابن سعید اگر تو لائق جواب کے ہوتا تو میں تجھکو جواب نہ دیتا
پس ن ایک فرشتہ ہے کہ پہنچاتا ہے طرف قلم کے اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے اور قلم پہونچاتا ہے طرف لوح کے اور وہ بھی ایک فرشتہ ہے اور لوح پہنچاتا
ہے طرف اسرافیل کے اور اسرافیل پہنچاتا ہے طرف میکائیل کے اور میکائیل پہنچاتا ہے طرف جبرئیل کے اور جبرئیل پہنچاتا ہے طرف پیغمبروں کے اور بعد اسکے
فرمایا کہ کھڑا ہوجا تو اے سفیان کہ تجھ سے امن نہیں ہوں اور دوسری روایتیں حضرت صادق سے ہے کہ ن ایک نہر تھی بہشت میں برف سے زیادہ
سفید اور شہد سے زیادہ شیریں خدا نے اسکو حکم کیا کہ روشنائی ہوجا تو اور بعد اسکے اپنے دست قدرت سے ایک درخت لگایا اور اسکو کہا کہ تو قلم ہوجا اور
فرمایا لکھ تو اسنے پوچھا کہ اے پروردگار میرے کیا لکھوں میں فرمایا کہ جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے اسنے لکھا پھر مہر کی اسپر اور فرمایا کہ قیامت تک گویا
ہونا اور نون رسول خدا کا بھی نام ہے مثل یٰسین کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ن شروع اسماء الٰہی کا ہے مثل نور اور ناصر کے اور بعضے کہتے ہیں کہ اشارہ طرف کلمہ
کن کی ہے اور بعضونکے نزدیک نام اس سورہ کا ہے اور بعضونکے نزدیک ن ایک لوح ہے نور کی اور بعضونکے نزدیک قسم ہے نصرت خدا کی اور مشہور یہ ہے کہ وہ نام
مچھلی کا ہے اور جمیع اسکی الوان اور نشان ہے اور خصوصیت اسکے ذکر کی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ اسکی خلقت عجیب و غریب ہے کہ جس وقت اسکو پانی سے نکالو تو مرجاوے
مخلوقات اور حیوانات کہ پانی میں پڑیں تو ڈوبکر مرجائیں اور ابن عباس کے نزدیک وہ مچھلی ہے کہ جسکی پشت پر زمین ہے اور اسکو بہموت کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نام

ع ۱۴

سورۃ القلم

اسکا کلموت ہی اور امیر المومنین سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نام اسکا بلہوت ہی اور کہتے ہیں کہ خداتعالے نے جسوقت زمین کو پیدا کیا تو اسکے سات ٹکڑے کیے اور
ایک فرشتہ پیدا کیا تو اس نے زمین کو اپنے شانہ پر رکھا اور اسکے ٹھہرنے کیواسطے ایک گاؤ بہشت فردوس سے بھیجا کہ اسکے چالیس ہزار پاؤں تھے اس فرشتہ نے اس کے
کوہان پر قدم رکھا اور جسوقت اسنے اسکے کوہان پر قدم رکھا تو پاؤں اسکا کانپنے لگا خداتعالے نے ایک یاقوت پیدا کیا کہ طول اور عرض اور دل اسکا پانسو برس کی راہ
کا ہے اسکو گاؤ کے کوہان پر رکھا ہے اور فرشتہ نے اپنا قدم اس یاقوت پر رکھا اسکے پاؤں نے یاقوت پر قرار پکڑا اور واسطے قرار پکڑنے قدم گاؤ کے ایک سنگ سبز پیدا کیا
اور اسکا دل مثل سات آسمان اور سات زمین کے ہے اور یہ وہ پتھر ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی
صخرۃ اور بعد اسکے واسطے قرارگاہ اس پتھر کے ن کو پیدا کیا اور اس پتھر کو اسکی پشت پر رکھا اور وہ مچھلی پانی پر ہے اور پانی ہوا پر ہے اور ہوا خدا کی قدرت سے قائم
ہے کہ وہ بہت بزرگ ہے قدرت اسکی اور کعب الاحبار سے منقول ہے کہ مچھلی نے ابلیس کے وسوسہ ڈالنے سے چاہا کہ حرکت کرے اور جو کچھ کہ اسکی پشت پر ہے اسکو ڈالدے
حقتعالی نے ایک جانور کو پیدا کیا کہ وہ اسکی ناک میں داخل ہوکر اسکے دماغ میں جا ٹھیرا مچھلی نے فریاد وزاری کی خدا نے اس جانور کو حکم کیا کہ باہر نکل جا وہ
جانور اسکی ناک سے باہر نکلکر اسکے روبرو کھڑا ہو گیا تاکہ اگر وہ ارادہ ایسی کا کرے تو اسکے دماغ میں داخل ہو اور مچھلی اسکے خوف سے خاموش کھڑی ہے اور ہرگز حرکت
نہیں کرتی اور کہتے ہیں کہ قول صحیح یہ ہے کہ وہ ن دوات ہے خداتعالے نے اسکی قسم کھائی ہے یعنی قسم ہے دوات کی **والقلم** اور قلم کی کہ وہ نور سے اور طول
اسکا مثل مابین آسمان اور زمین کے ہے اور لوح محفوظ اس سے لکھی گئی ہے اور یا مراد ہر قلم سے ہے اگر اسم جنس اسکو کہیں اور یہ بھی قلم ہی کی بزرگی سے ہے کہ تمام
کتابیں آسمانی اس سے لکھی گئیں اور احکام شرع کے اس سے تحریر ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بیان دو ہیں بیان زبانکا اور بیان قلم کا بیان زبان کا تو وہ ہے کہ
جس سے درس اور تدریس کرتے ہیں اور اسکو بھولجاتے ہیں اور بیان قلم کا ہمیشہ ایک زمانہ دراز تک باقی ہے اور کہتے ہیں کہ بنا امور دنیا اور دین کی دو چیز پر ہے
تلوار اور قلم پر اور تلوار زبردست قلم کی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اول چیز جو خدا نے نور محمد سے پیدا کی ہے وہ قلم ہے اور بعد اسکے لوح پس لکھا قلم نے
لوح پر جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک اور بعد اسکے بخارات پانی سے اٹھے انسے آسمان کو پیدا کیا اور بعد اسکے نون کو پیدا کیا اور زمین کو اسکی پشت پر رکھا اور
جسوقت ن نے حرکت کی تو زمین ہلی پس پہاڑ انکو پیدا کیا اور اسکو زمین کی میخیں کیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی ن والقلم **وما یسطرون** اور قسم ہے اس
چیز کی کہ لکھتے ہیں ملائکہ جو کچھ اوپر وحی ہوتی ہے یا جس چیز کا کہ انکو حکم ہے اور کہتے ہیں کہ ن دہن ہے اور قلم زبان ہے اور سیاہی آب دہن ہے اس سے بندونکے
اعمال لکھتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مراد قلم سے صاحبان قلم ہیں یعنی لکھنے والے کہ وہ ملائکہ ہیں انکی قسم کھائی ہے اور کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل وغیرہ کفار
رسول خدا کو طرف جنون کی نسبت دیتے تھے اور نالائق باتیں اپنی زبان سے نکالتے تھے اور حضرت کو کہتے کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون یعنی اے وہ شخص کہ
نازل کیا گیا ہے اوپر اسکے قرآن البتہ دیوانہ ہے اور وہ حضرت اپنے خلق عظیم سے انکی باتونکی برداشت کرتے تھے حقتعالے نے ان چیزونکی قسم کھاکر کہا کہ **ما انت**
نہیں ہے تو اے محمد صلعم کہ **بنعمۃ ربک** بزرگ کیا گیا ہے ساتھ نعمت پروردگار اپنی کے **بمجنون** دیوانہ جبکہ یہ احمق آدمی تجھکو کہتے ہیں اور
نعمۃ ربک حال واقع ہوا ہے یعنی مجنون نہیں ہے وہ شخص کہ انعام کیا گیا ہے کمال عقل اور نبوت اور حکمت کو **وان لک** اور تحقیق کہ واسطے تیرے ہے **لاجرا**
البتہ ثواب بار نبوت کے اٹھانے اور غصہ پینے میں اور امت کی تکلیفیں سہنے میں اور انکے ظلم اور آزار کھینچنے میں **غیر ممنون** غیر احسان اور منت رکھا گیا
ہے یعنی خدا بدون واسطے کسی شخص کے کہ اسکا احسان اٹھایا جاوے تجھکو ثواب کامل عطا کریگا اور یا یہ کہ ممنون بمعنی مقطوع ہو یعنی ثواب غیر قطع کیا گیا جو
کہ ہمیشہ کو وہ تجھکو عنایت کرے گا اور بعد اسکے اپنے حبیب کی تعریف میں فرماتا ہے کہ **وانک** اور تحقیق تو اے محمد صلعم **لعلی خلق عظیم** البتہ اوپر خلق
عظیم اور عادت بزرگ کے ہے کہ دوسرا کوئی مثل تیرے اس صفت میں شریک نہیں ہے اسواسطے کہ تو اپنی قوم سے ان باتونکا متحمل ہوتا ہے کہ دوسرے آدمی
کو انکی برداشت کی قوت نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد خلق عظیم سے دین اسلام ہے کہ سب دینوں سے بزرگ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کیسا خلق مثل خلق محمدی
کے نہیں ہے کہ اسنے اپنے تئیں بالکل حق کے سپرد کر دیا تھا اور تمام مخلوقات اسکی نظر میں خدا نے حقیر دکھلائی اور شب معراج جمیع اشیا کو اسکے پیش نظر کیا اسکی
نظر میں سب ہیچ معلوم ہوئے اور اسکو کوئی مقصود سوائے ذات خدا کے نہ تھا اور منقول ہے کہ خلق حضرت کا یہ تھا کہ باادب ادب خدا کے تھے اور اسی واسطے حضرت نے

فرمایا تھا کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی یعنی ادب سکھلایا مجھکو پروردگار میرے نے پس نیک کیا ادب سکھلانا میرا اور کہتے ہیں کہ خلق عظیم حضرت کا یہ تھا کہ
ظاہر میں خلقت کے ساتھ خلق عظیم کے ساتھ پیش آتے تھے اور باطن میں حق کی طرف متوجہ تھے ابن عباس سے منقول ہے کہ ایکروز مسجد میں بیٹھے تھے اور اصحاب حضرت کے
گرد بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی یعنی جنگل کا رہنے والا آدمی مسجد میں داخل ہوا اور ایک سوسمار یعنی گوہ اپنے دامن میں رکھتا تھا حضرت سے کہنے لگا کہ اے محمدؐ تو جادوگر اور دروغگو ہے
اصحاب نے ارادہ کیا کہ اسکو ماریں الیس حضرت نے منع کیا اور اعرابی سے فرمایا کہ اے بھائی عرب کے تو کسکو چاہتا ہے کہا کہ محمد جادوگر جھوٹے کو فرمایا کہ محمد میں ہی ہوں لیکن جادوگر
اور جھوٹا نہیں ہوں بلکہ رسولخدا کا ہوں اعرابی نے کہا کہ قسم ہے لات اور عزی کی کہ یہ تیرا جمال اور شان و شوکت مانع نہوتی تو میں اپنی شمشیر کو تیرے خون سے آلودہ کرتا
اور قسم ہے خدا کی تجھ پر میرا ایمان نہ لاونگا جبتک کہ یہ گوہ تجھپر ایمان نہ لاوے پس گوہ کو نکالکر باہر ڈالدیا حضرت نے فرمایا کہ اے سوسمار اسنے جواب دیا کہ لبیک یا رسولخدا
فرمایا کہ میں کون ہوں کہا کہ تو رسول خدا کا ہے اسی وقت اس اعرابی کے دلمیں تاثیر پیدا ہوئی اور ایمان لایا اور بصدق دل کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمد رسول اللہ اور کہا کہ یا رسولخدا جس وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو تیرے برابر کسی کو دشمن نہ رکھتا تھا اور اب تیری برابر میں کسیکو دوست نہیں رکھتا ہوں اور منقول ہے
خلق عظیم کی تفسیر میں کہ ایکروز رسولخدا صحرائے مدینہ میں پھرتے تھے دیکھا کہ ایک بڑھیا ایک کنوئیں پر پانی بھرنیکو چڑھی ہے لیکن ضعف اور پیری کے سبب سے پانی
کنوئیں میں سے نہیں کھینچ سکتی تھی حضرت اسکے پاس گئے اور فرمایا کہ اے بڑھیا میں تیرے واسطے پانی کھینچوں کہا کہ اگر نیکی کروگے تو اپنے نفس کے واسطے کروگے تم پس حضرت
کنوئیں پر گئے اور ڈول کنوئیں میں ڈالکر پانی نکالا اور اسکی مشک کو پر کردیا اور دوش مبارک پر اس مشک کو رکھا اور بڑھیا سے فرمایا کہ تو آگے میرے
چل اور اپنے خیمہ کو دکھلا دے اور ایک شخص حضرت کے ہمراہ تھا اصحاب میں سے انہوں نے ہرچند کہا کہ اس مشک کو میں لے چلوں حضرت نے قبول نکیا اور فرمایا کہ میں اولی ہوں امت کا
بار کھینچنے کے واسطے پس وہ بڑھیا آگے آگے جاتی تھی اور رسولخدا اسکے پیچھے مشک اٹھائے ہوئے جاتے تھے یہانتک کہ اسکے خیمہ کے دروازے پر پہنچے اور مشک
کو زمین پر رکھدیا اور وہاں سے چلے گئے اور بڑھیا خیمہ کے اندر گئی اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ مشک کو باہر سے اٹھالاؤ انھوں نے کہا کہ اے مادر تو اس مشک کو یہاں کیونکر لائی کہا
کہ اے مرد شیرین گفتار خوبصورت نیک اور خوشخو مجھپر مہربانی کرکے یہاں لایا ہے انھوں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے کہا کہ وہ جاتا ہے وہ بیٹے بڑھیا کے حضرت
کے پیچھے گئے اور انھوں نے حضرت کو پہچانا اور پاؤں پر گر پڑے اور حضرت کو اپنے خیمہ کے قریب لائے اور اپنی ماں سے کہا کہ یہ جو مرد وہ ہے کہ تو شب و روز جسکی دیدار کی
مشتاق تھی اور آرزو کرتی تھی اور جسکی محبت میں دم مارتی تھی بڑھیا خیمہ سے باہر نکلی اور وہ اسکے بیٹے سب حضرت کے قدموں پر گر پڑے اور بڑھیا روئی اور کہا
کہ یا رسولخدا مجھسے بڑی گستاخی ہوئی اور میں نے حضرت کو پہچانا نہیں تھا اور میں کیونکر اس عذر کے عہدے سے باہر نکلوں رسولخدا نے اسکو تسلی دی اور اسکے بیٹوں کے
حق میں دعائے خیر فرمائی پس جبرئیل نازل ہوئے اور یہ آیت لائے کہ وانک لعلی خلق عظیم اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایکدفعہ رسولخدا کے بدن میں کچھ حرارت ظاہر
ہوئی اور وہ روز حفصہ کی نوبت کا تھا عائشہ نے ایک قدح آش جو کا لونڈی کے ہاتھ رسولخدا کے پاس بھیجا اور حضرت اسوقت حفصہ کے پاس بیٹھے تھے وہ لونڈی
جسوقت قدح کو لیگئی تو حفصہ نے کہا کہ اسمیں کیا ہے لونڈی نے کہا کہ آش جو ہے عائشہ نے رسولخدا کے پاس بھیجا ہے حفصہ یہ سنکر غصہ ہوئی اور کہا کہ عائشہ
مجھپر سرکشی کرتی ہے اور بلندی ڈھونڈتی ہے کیا مجھکو آش جو پکانا نہیں آتا ہے یا پیغمبر کے ساتھ مجھکو وہ نسبت نہیں ہے جو اسکو ہے اور قدح کو لونڈی کے ہاتھ میں سے
لیکر زمین پر پھینکدیا آش جو زمین پر گر پڑا اور قدح پارہ پارہ ہوگیا رسولخدا نے اس قدح کے ٹکڑوں کو اٹھایا اور جو کچھ آش جو انمیں لگا ہوا تھا اسکو تناول
فرمایا اور اس لونڈی کے پیچھے جاکر فرمایا کہ اے کنیز اگر عائشہ پوچھے تو کہدینا کہ انھوں نے آش جو کھالیے ہیں اور جو کچھ تو نے حفصہ سے سنا ہے اور دیکھا ہے اسکا ذکر اسکے
سامنے نہ کرنا کہ موجب نزاع اور فساد کا ہے اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی آزردہ ہو اور کسیکو کسی طرح سے رنج پہنچے بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ وانک
لعلی خلق عظیم اور یہ بھی حضرت کے خلق میں سے تھا کہ امت کو خلق نیک کا حکم کرتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ رسولخدا سے کسی نے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے فرمایا کہ خلق نیک
اور فرمایا حضرت نے کہ نیک خلق باگ ہے رحمت خدا سے ناک میں اس نیک خلق والے کے اور وہ باگ ہاتھ میں فرشتہ کے ہے اور فرشتہ کھینچتا ہے اسکو طرف خیر کے اور خیر کھینچتی ہے
اسکو طرف بہشت کے اور خلق بد باگ ہے عذاب خدا سے ناک میں اس خلق بد والے کے اور وہ باگ ہاتھ میں شیطان کے ہے اور شیطان کھینچتا ہے اسکو طرف بدی کے اور بدی
کھینچتی ہے اسکو طرف دوزخ کے اور فرمایا حضرت نے کہ اکثر میری امت کے آدمی جو بہشت میں داخل ہونگے وہ تقوی اور نیک خلق سے داخل ہونگے اور سوال کیا اسنے رسولخدا

اور ائمہ ہدیٰ کی خلق نیک میں ہر مومن کو پیش آنیکی تعریف میں کثرت سے روایتیں آئی ہیں خدا اپنی توفیق خلق نیک کی عطا کرے اور اے محمد رسول خدا کے دشمنوں کو
عذاب الیم سے ڈراتا ہے تو جو کچھ فرماتا ہے کہ فَسَتُبْصِرُ پس عنقریب ہے کہ دیکھیگا تو اے محمد صلعم وَيُبْصِرُونَ ؕ اور دیکھینگے وہ دشمن تیرے مکہ کے رہنے والے یعنی جس وقت
کہ عذاب نازل ہوگا تو معلوم ہوگا اس وقت کہ بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ ؕ کون سا تمہارا فتنہ مجنون ہے ب زائد لائی گئی ہے تاکید کیلئے اور بعضے کہتے ہیں کہ مفتون مصدر ہے یعنی معلوم ہو جائیگا
کون سے تمہارے جنون ہے یعنی وقت نازل ہونے عذاب کے معلوم ہوگا کہ مستحق اسکے ہم ہیں یا تم إِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا هُوَ أَعْلَمُ وہی خوب جانتا ہے اور زیادہ
عالم ہے بِمَنْ ضَلَّ ساتھ اس شخص کے کہ گمراہ ہوا عَنْ سَبِيلِهِ راہ اسکی سے کہ وہ راہ حق ہے اور حقیقت میں یہی دیوانہ ہے وَهُوَ أَعْلَمُ اور وہی زیادہ عالم ہے
بِالْمُهْتَدِينَ ؕ ساتھ ہدایت پانیوالوں کے کمال عقل کے ساتھ کہ وہ مومن ہیں اس کلام میں مومن کو وعدہ نجات کا ہے اور کفار کو وعدہ عذاب ہے حاکم ابو القاسم حسکانی نے
روایت کی ہے ضحاک سے کہ جس وقت دیکھا قریش نے پیغمبر کو مقدم رکھنا علی کا ہر امر میں اور اسکی عزت اور فضیلت کو بڑھانا تو انھوں نے علی کی مذمت میں باتیں
اپنی درانہ کیں اور کہا کہ پیغمبر علی کی محبت میں دیوانہ ہو گیا ہے حق تعالیٰ نے یہ سورہ نازل کیا اور فرمایا کہ اے محمد تو دیوانہ نہیں ہے بلکہ خلق عظیم کے ساتھ ہے
اور خدا جانتا ہے ان لوگوں کو کہ گمراہ ہو کر راہ راست سے جو کہ محمد اور علی کے حق میں بیہودہ باتیں کہتے ہیں اور خدا جانتا ہے راہ راست پانیوالوں کو یعنی علی ابن ابیطالب کو
اور محمد بن سماع نے روایت کی ہے کعب بن عجرہ اور عبید اللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا کی مجلس میں بیٹھے تھے حضرت ایک نے علی ابن ابیطالب کے حال سے سوال کیا
اور فضائل اور مراتب میں سردار اولیا کے دریافت کیے رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ علی ابن ابیطالب اسلام میں تم سب سے مقدم ہے اور کوئی مرد اس سے پہلے ایمان سے سرفراز نہیں
ہوا اور ایمان علی کا تمہارے ایمان سے زیادہ ہے اور علم اسکا تمہارے علم سے افزوں تر ہے اور حلم اسکا تمہارے حلم سے غالب تر ہے اور عقل اسکا دین اور شرع کے احکام میں
تمہاری عقل سے زیادہ ہے اور سوار تر ہے اور علم اسکا میرے علم سے ہے اور تعلیم کرنیوالا اسکا میں ہوں اور اپنے علوم اور اسرار اسکے سینے میں رکھے ہیں اور میرے دین کے امور اسکے سپرد ہیں اور وہ
خلیفہ میرا ہے درمیان زمین کے رہنے والوں کی اور امین میرا ہے میری امتوں میں اور وہی کہتا ہے کہ کلام رسول خدا صلعم کا جس وقت کہ یہانتک پہنچا تو بعضے منافقوں نے
کہا کہ علی ابن ابیطالب نے محمد کو اپنی محبت میں فریفتہ کیا ہے یہانتک کہ اس کے حق میں کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی اور اپنے سب امور اسکے سپرد کیے اور اسکو اپنی ذات
کی جگہ مقرر کیا اس وقت کہ لوگوں کا یہ حال تھا تو خدا تعالیٰ نے واسطے تسلی خاطر اقدس رسول خدا صلعم یہ آیت نازل کی کہ تو ایسا نہیں ہے جیسا کہ یہ
منافقین کہتے ہیں اور خطاب کرتا ہے اپنے حبیب کی طرف کہ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ؕ پس نہ فرمانبرداری کر تو جھٹلانیوالوں کی یعنی مشرکین کی کہ توحید کو خدا کی
جھٹلاتے ہیں اور تیری نبوت کا انکار کرتے ہیں اور تجھکو اپنے باپ دادا کے دین کی طرف بلاتے ہیں انکے کہنے کو مت مان وَدُّوا دوست رکھتے ہیں وہ اور چاہتے ہیں
کہ لَوْ تُدْهِنُ اگر نرمی کرے تو انکے ساتھ اور شرک سے انکو تو منع نہ کرے فَيُدْهِنُونَ ؕ پس نرمی کریں وہ بھی اور دین حق پر طعنہ نہ کریں اور یا یہ کہ دوست
رکھتے ہیں وہ اس بات کو کہ تو انکی موافقت کرے شرک میں کہ کبھی تو انکے معبودوں کی بھی پرستش کرے تو وہ بھی تیرے ساتھ نرمی کریں وَلَا تُطِعْ اور فرمانبرداری نہ
کر تو كُلَّ حَلَّافٍ ہر جھوٹے اور سچی قسم کھانیوالے کی کہ بے پرواہی سے ہر طرح کی قسم کھاتا ہے اور مراد اس سے ولید بن مغیرہ ہے کہ وہ بیباک اور ناپاک تھا جھوٹی
قسم کھاتا تھا مَّهِينٍ ؕ خوار اور حقیر اور خفیف عقل اور تدبیر میں اور یا یہ کہ آدمیوں کی نظروں میں وہ خوار ہے هَمَّازٍ بہت عیب کرنیوالا لوگوں کا پیٹھ پیچھے اور طعنہ
کرنیوالا آدمیوں پر مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ؕ بہت چلنے والا چغلخوری میں درمیان آدمیوں کی یعنی اس کی بات اسکو کہتا تھا اور اس سبب سے درمیان آدمیوں کی نزاع ڈالدیتا تھا اور
کہتے ہیں کہ وہ ولید بن مغیرہ تھا اور یہ سب اوصاف اسی کے ہیں مَّنَّاعٍ بہت منع کرنیوالا لِّلْخَيْرِ واسطے نیکی کے یعنی اپنے مال کو لوگوں سے منع کرتا تھا
اور کسیکو کچھ نہیں دیتا تھا مستحق کو نہ غیر مستحق کو نہ حق واجب میں سے نہ سنت میں سے اور یا یہ کہ منع کرنیوالا ایمان کا ہے کہ جو بہترین اعمال ہے اور کہتے ہیں
کہ ولید بڑا مالدار تھا اور اس کے دس بیٹے تھے ان کو کہتا تھا کہ جو کوئی تم میں سے اسلام کو قبول کرے گا اسکو کچھ نہ دونگا اور کہتے ہیں کہ
مال اپنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرتا تھا کہ وہ حضرت اپنے دین سے پھر جائیں اور یگانوں کو اپنے کچھ نہیں دیتا تھا مُعْتَدٍ
حد سے گذرنے والے ظلم میں أَثِيمٍ ؕ بہت گناہ کرنے والا یا زناکار عُتُلٍّ بدخو بدمزاج سخت دل ترش رو اور بعضے کہتے
ہیں کہ عتل وہ شخص ہے کہ لوگوں کو بہانہ کرکے قید میں اور عذاب میں ڈالے اور بعضے کہتے ہیں کہ عتل

بہت کشادہ شکم رکھتا ہو کہ جو کچھ ہاتھ لگے کھاتا اور پیتا سبکو کھا جاے اور پی جاے اور کسیکو کچھ نہ دیوے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ پیچھے ان عیبوں کے جو کہ مذکور ہوے ہیں
زَنِيمٍ ولد الحرامی ہو کہ باپ اسکا معلوم نہیں اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ جسکی کوئی اصل نہو یعنی ولد الزنا ہو کہتے ہیں کہ ولید درمیان قریش کی بزرگ ہوا تھا اور
مغیرہ نے بعد اٹھارہ برس کی عمر ہونے کے اسکو اپنے اوپر باندھ لیا اور اسکو اپنا بیٹا کر لیا تھا اور منقول ہو کہ یہ صفت اسکی کوئی نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت
نازل ہوئی اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہو کہ جسوقت رسولخدا نے یہ آیت قریش کی مجلس میں پڑھی تو ولید نے عجیب کہ ہر آیتوں میں مذکور ہو اچھی میں جانتا تھا مگر
حرامی ہونیکو نہیں جانتا تھا اپنے جی میں کہتا تھا کہ میں سردار قریش کا ہوں اور باپ میرا مغیرہ مشہور و معروف ہو اور یہ بھی جانتا ہوں کہ محمد جھوٹ نہیں
کہتا ہے معلوم نہیں کہ یہ امر کیونکر ہے غضبناک ہو کر مجلس سے اٹھا اور شمشیر برہنہ اپنی ماں کے پاس آیا اور اسکو بہت ڈرایا اور کہا کہ راست راست بیان کر اسنے
کہا کہ باپ تیرا عنین تو نکے قابل تھا اور اسکے بھائی کے بیٹے طمع بہت تھے انھوں نے اسکی میراث پر نظر ڈالی تھی اور کہتے تھے کہ اسکی بعد ہم مالک ہونگے مجھکو انکار شاق
ہوا بیٹے اپنے غلام کو رغبت دلا کر اس سے وہ فعل کرایا جو کہ مرد عورتوں سے کرتے ہیں اور تو فرزند اس غلام کا ہے اور شبہ نہیں ہو کہ ناپاک نطفے سے اکثر فعل
بد سرزد ہوتے ہیں اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ ولد الزنا بہشت میں داخل نہوگا اور یہ حکم ظنیات میں سے ہے یعنی ولد الزنا مظنہ ہو کہ بہشت میں نجائیگا
اور منقول ہو کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں جواظ اور نہ جعظری اور نہ عتل زنیم راوی نے پوچھا کہ جواظ کون ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ بہت جمع
کرنیوالا مال کا اور منع کرنیوالا اسکا آدمیوں کے دینے سے اور پوچھا کہ جعظری کون ہے فرمایا کہ بدخو اور سخت مزاج اور سنگدل پھر پوچھا کہ عتل زنیم کون ہی فرمایا
کہ فراخ شکم بدخلق اور بہت کھانیوالا اور بہت پینیوالا اور ستمگار ظلم پیشہ اور یہ تفسیر ارحم ولد الزنا کی ہے اسواسطے کہ ولد الزنا میں اکثر یہ اوصاف ہوتے ہیں اور ایک
روایت میں ہو کہ فرمایا رسولخدا نے عتل زنیم کی تفسیر میں کہ صحیح اور قوی بدن اور بہت کھانیوالا اور بہت پینیوالا جو کچھ ہاتھ لگے اور ستمگار اور مردم آزار اور فراخ
شکم خلاصہ یہ ہو کہ ولید میں یہ تمام عیب ہیں اَنْ كَانَ اسواسطے کہ ہو وہ ذَا مَالٍ صاحب مال کا وَبَنِيْنَ اور بیٹوں کا یعنی کثرت مال اور اولاد اسکی
تیری فرمانبرداری سے اسکو منع کرتی ہے اور یہ صفت ہی لا تطع کی اور یا یہ صفت ہی اسکی کہ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ جبکہ
پڑھی جاتی ہیں اوپر اسکے آیتیں ہماری تو کہتا ہے کہ قصے پہلوں کے ہیں کہ جنکی کچھ اصل نہیں ہے یعنی اپنے مال اور اولاد کے غرور سے ہماری آیتوں کو
جھٹلاتا ہے سَنَسِمُهٗ قریب ہے کہ نشان داغ کریں گے ہم اسکے یعنی ولید بن مغیرہ کے عَلَى الْخُرْطُوْمِ اوپر ناک کے کہ سب اعضا میں بزرگ ہو اور یہ کنایہ ہے طرف
رسوائی اور خواری اسکی کے یعنی اسکو خوار و ذلیل کرینگے ہم لوگوں میں اسطرح کہ کسی پر پوشیدہ نرہیگا جیسے کہ داغ ناک کا کہ باعث ذلت و خواری کا ہے اور کسی طرح
سے پوشیدہ نہیں کر سکتے ہیں اور ناک پر داغ کرنا اسواسطے فرمایا کہ چہرہ سب اعضا میں افضل ہے اور ناک چہرہ پر افضل ہے ناک کو عار کرنا اور داغ کرنا ذلت و خواری کی مراد لیتے
ہیں اور جس وقت آدمی تکبر کرتا ہے تو ناک چڑھاتا ہے پس داغ دینا اس ناک پر باعث ڈھانے بنا تکبر کا اور موجب حاصل ہونے رسوائی اور خواری کا ہے اور ابن
عباس سے روایت ہے کہ مراد اس داغ سے زخم شمشیر کا ہے کہ روز جنگ بدر اسکی ناک پر لگا تھا اور اسکا اثر ہمیشہ باقی رہا جبتک کہ وہ زندہ تھا اور اسکے سبب سے
نہایت خجل اور شرمندہ تھا خدا فرماتا ہے کہ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ تحقیق کہ آزمایا ہمنے ان مکہ والوں کو بلا میں مبتلا کر کے کہ قحط ان پر نازل کیا بعد اسکے کہ انکو کثرت سے
نعمت اور دولت دی تھی اور انھوں نے اسکی ناشکری کی اور یہ بلا انپر پیغمبر کی دعا سے نازل ہوئی چنانچہ کہتے ہیں کہ جنگ احد میں اکثر مسلمان شہید ہوے اور حضرت
حمزہ نے بھی شربت شہادت پیا رسولخدا نہایت دلتنگ ہوے اور دعا کی کہ خداوندا انکو مبتلا کر قحط میں مثل قحط زمانہ یوسف کے پس خدا نے دعا حضرت کی
قبول کی اور فرمایا کہ تحقیق آزمایا ہمنے یعنی معاملہ آزمانے والوں کا سا کیا ہے ہمنے انسے بلاے قحط میں مبتلا کر کے كَمَا بَلَوْنَآ جیسے کہ آزمایا ہمنے اَصْحٰبَ
الْجَنَّةِ صاحبوں باغ کو اور باغ والونکا قصہ ابن عباس سے اسطرح منقول ہو کہ کسی نے ابن عباس سے کہا کہ ایک قوم اس امت کی اسطرح بیان کرتی ہو کہ
اگر بندہ گناہ کرے تو اسکے سبب سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے ابن عباس نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ نہیں ہو کوئی معبود سواے اسکے کہ یہ امر کتاب
خدا میں آفتاب سے زیادہ روشن ہے چنانچہ خدا نے سورہ نون والقلم میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص بزرگ کے ایک باغ تھا اور وہ صروان میں رہتا تھا اور
صروان صنعا دین سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے اور وہ شخص جبتک کہ حقداروں کا حق اسکی میوہ میں سے ادا نہیں کر لیتا تھا تو میوہ اسکا اپنے گھر میں نہیں

لاتا تھا اور جس وقت میوہ تیار ہوتا تھا تو سوائے حقداروں کے مسکینوں کو بھی دیتا تھا اور رستہ پر اسکا باغ تھا مسافروں کو میوہ کھانے سے منع نہیں کرتا تھا اور خود
میوہ درختوں سے چھانٹ کر انکو کھلاتا تھا وہ مر گیا تو اسکے بیٹے اس باغ کے مالک ہوئے اور اسکے تین بیٹے تھے اور بعضی روایتوں میں پانچ لکھے ہیں اور جس سال وہ شخص مرا
تو اس باغ میں کثرت سے میوہ ظاہر ہوا کہ پہلے اُس سے کبھی ایسا نہوا تھا وہ سب بھائی اپنے باغ میں گئے بعد نماز عصر کے اُنھوں نے وہ میوہ دیکھا کہ پہلے اُس سے کبھی نہ دیکھا
تھا اپنے باپ کی زندگی میں پس جس وقت اُنھوں نے کثرت سے وہ میوہ دیکھا تو حد سے گذر گئے اور نیتوں میں اُنکی فرق آگیا اور آپس میں کہنے لگے کہ باپ ہمارا بوڑھا
ہو گیا تھا اور بڑھاپے کے سبب سے اسکی عقل جاتی رہی تھی پس چاہیے کہ عہد کریں ہم آپس میں کہ اس سال میں کسی مسکین کو کچھ نہ دیویں یہانتک کہ ہم تونگر اور مالدار
ہو جاویں سب بھائی اس عہد پر راضی ہوئے مگر ایک اُنمیں سے راضی نہوا اور وہ بھائی وہ ہے کہ جسکو خدا نے فرمایا کہ قال اوسطھم الم اقل لکم لولا تسبحون لوگوں نے
پوچھا کہ ای ابن عباس وہ بھائی سن میں اوسط تھا فرمایا کہ نہیں وہ چھوٹا تھا لیکن عقل میں سب سے بڑا تھا اور اوسط اسواسطے خدا نے فرمایا کہ اوسط القوم خیرہم یعنی میانہ
قوم کا بہتر انکا ہوتا ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وجعلناکم امۃ وسطا پس کہا اوسط نے کہ لے بھائیو خدا سے ڈرو تم اور اپنے باپ کے طریق پر رہو جیسا کہ وہ فقیروں کا دینے والا تھا ایسے ہی
تم بھی دیتے رہو کہ اسمیں تمہاری سلامتی ہے ان بھائیوں نے اسکو پکڑ کے خوب مارا پس جس وقت اسکو یقین ہوا کہ مجھکو یہ قتل کرینگے وہ بھی انکے مشورہ میں داخل ہو گیا کہا ایسے
پس سب اپنے گھروں میں آئے اور قسم کھائی کہ جس وقت صبح ہو گی تو میوہ کو جاکر توڑ لینگے اور ان شاء اللہ تعالے نہ کہا پس مبتلا کیا انکو خدا نے اس گناہ کی عوض میں باغ انکا
تو ایسا کر دیا کہ جیسے کٹا ہوا ہوتا ہے کہ جسمیں کچھ میوہ نہیں ہوتا اور یا یہ کہ انکو خشک کر کے مثل رات کے سیاہ کر دیا پس جتلاتے انکو قصہ کو اپنی کتاب میں خبر دی اور فرمایا
کہ انا بلوناہم کما بلونا اصحاب الجنۃ یعنی تحقیق آزمایا ہمنے انکو جیسے کہ آزمایا صاحبان باغ کو اذ اقسموا یاد کرو جس وقت کہ قسم کھائی ان باغ والوں نے فقیروں سے
پوشیدہ ہو کر کہ لیصرمنھا البتہ کاٹینگے ہم میوہ اسکے کو مصبحین جس وقت کہ صبح کرینگے وہ اسمیں یعنی صبح ہوتے ہی اور یہ حال واقع ہوا ہے یعنی انھوں نے قسم کھائی کہ ہم
صبح کو باغمیں جاکر میوہ اسکا توڑ لینگے ولا یستثنون اور استثنا نہ کیا یعنی نہ انشاء اللہ تعالے کہا انھوں نے جس وقت قسم کھائی تھی کہ صبح کو ہم اسکا
میوہ توڑینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے استثنا نہ کیا انھوں نے اس میوہ میں سے حصہ فقیروں کا جیسے کہ باپ انکا کرتا تھا اور اسمیں سے نکال کر فقیروں کو دیتا تھا اور
یا یہ کہ تعریف خدا کی نکی انھوں نے اور شکر اس نعمت کا ادا نکیا فطاف علیہا پس پھر گیا پاس اسکے طائف ایک پھرنے والا یعنی عذاب
من ربک پروردگار تیرے کی طرف سے وہم نائمون اور جس وقت وہ سوتے تھے اپنے اپنے گھر میں اور وہ ایک آگ تھی کہ آسمان سے نازل ہوئی اور
میوہ کو اسنے جلا دیا اور درختوں کو خشک کر دیا فاصبحت پس ہو گیا وہ باغ انکا اس بلا سے کالصریم مانند میوہ کٹے ہوئے باغ کے کہ جسمیں کچھ میوہ باقی
نرہا اور یا یہ کہ ہو گیا وہ باغ مانند رات کالی کے سبب جل جانے کے اور یا مانند روشن کے سبب خشک ہو جانے کے اور یا مانند ٹیلے ریت کے کہ جسپر کچھ نہ اُگتا
اور وہ سب بھائی اپنے باغ کے اس حال سے بیخبر تھے صبح کے وقت خواب سے بیدار ہوئے اور اپنے دلوں میں خوش تھے کہ میوہ کو اب جاکر توڑینگے جب خواب سے بیدار ہوئے
تو فتنادوا پس آواز دی آپسمیں ایک نے دوسرے کو مصبحین جس وقت کہ صبح کرنے والے تھے یعنی ہر ایک نے صبح کو اٹھکر دوسرے کو آواز دی ان اغدوا
یہ کہ سویرے چلو تم علی حرثکم اوپر کھیتی اپنی کے کہ جو کچھ تمنے درخت لگائے ہیں ان کنتم صارمین اگر ہو تم میوہ کاٹنے والے پس وہ سب بھائی اپنے
اپنے گھروں سے نکلکر اکٹھے ہوئے اور سب متفق ہو کر باغ کی طرف روانہ ہوئے فانطلقوا پس چلے وہ اپنے گھروں سے وہم یتخافتون اور وہ جس وقت کہ وہ چپکے چپکے
باتیں کرتے تھے کہ ایسا نہو کہ کوئی فقیر ہماری آواز کو سن لیوے اور ہمارے ہمراہ ہو لیوے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وہ آہستہ باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے ان لا یدخلنھا
الیوم یہ کہ نہ داخل ہووے اس باغ میں آج کے دن علیکم مسکین اوپر تمہارے کوئی فقیر کہ وہ بھی حصہ لیوے اور ہمارے حصوں میں کمی ہو جاوے وغدوا اور سویرے
ہی گئے وہ علی حرد اوپر قصد منع کرنے فقیروں کے اس گمان سے کہ اگر دن چڑھے چلو گے تو فقرا آکر گھیر لیوینگے اسواسطے وہ اول وقت صبح کے روانہ ہوئے
قادرین جس وقت کہ قدرت رکھنے والے تھے اپنے اعتقاد میں فقیروں کی منع کرنے پر اور میووں کو توڑنے پر اور یا یہ کہ فقط فقرا کے منع کرنے پر قدرت رکھنے والے تھے اسواسطے کہ
میوہ کہاں کہ توڑتے باغ تو سوختہ ہو رہا تھا اور یا یہ کہ قدرت رکھنے والے تھے فقرا کے نفع پہنچانے پر اور باوجود اسکے نفع نہ پہنچایا اور پہلے ہی معنی بہتر ہیں اور اکثر
کے نزدیک یہی ہیں فلما راوھا پس جس وقت دیکھا انھوں نے اس باغ کو برخلاف اسکے کہ جو پہلے دیکھا تھا یعنی انھوں نے اس باغ کو سوختہ اور سیاہ دیکھا تو

قَالُوْٓا کہا انھوں نے اِنَّا لَضَآلُّوْنَ تحقیق ہم البتہ راہ بھولے ہوئے گمراہ کرنے والے ہیں بلکے اسواسطے کہ باغ ہمارا میووں سے معمور تھا اور پر ہو رہا تھا اور اس باغ میں کچھ نہیں اور درخت اسکے سیاہ اور سوختہ ہو رہے ہیں یہ باغ ہمارا نہیں ہے اور جس وقت اُنھوں نے اسمیں غور و تامل کیا اور علامتوں کو اسکی دیکھا اور دیوار کی ہیئت دیکھی تو جانا کہ یہ باغ ہمارا ہی ہے اور اسپر آفت پہنچی ہے اسوقت کہنے لگے کہ ہمنے راہ نہیں گم کی ہے بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ بلکہ ہم بے نصیب ہیں ہوئے اس باغ کے اور اس کے فائدہ سے منع کئے گئے ہیں اور محروم ہیں بسبب محروم رکھنے اور منع کرنے فقیروں کو اور ان شاء اللہ نہ کہنے کے قَالَ اَوْسَطُهُمْ کہا بہتر ایک نے عقل میں کیں جو فقیروں کو منع کرنے پر راضی نہ ہوا تھا اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کیا نہیں کہا تھا میں نے واسطے تمہارے جس وقت کہ تمنے فقیروں کو منع کرنیکا مشورہ کیا تھا کہ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ کیوں نہیں پاکی سے یاد کرتے ہو تم خدا کو اسکی عبادت میں مشغول ہو کر واسطے شکر اس نعمت کے اور تمنے میری بات کو نہ سنا اور خدا کی ناشکری کی کہ اسکی راہ میں فقیروں کا دینا بند کیا یہاں تک کہ اس بلا میں گرفتار ہوئے قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ کہا ان بھائیوں نے کہ پاک ہے پروردگار ہمارا ظلم کرنیسے اور اپنے فعل سے نادم ہوئے اور فقراء کے منع کرنے پر افسوس کیا اور پشیمان ہوئے اور کہا کہ یہ بلا جو ہمپر خدا نے نازل کی ہے اسمیں ظلم اسنے ہمپر نہیں کیا ہے بلکہ ہم مستحق اسی کے تھے اور کہا اِنَّا كُنَّا تحقیق کہ ہم تھے ظٰلِمِيْنَ ظلم کرنے والے اپنی نفسوں پر فقیروں کے منع کرنیسے فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ پس منہ کیا بعضے انکے نے عَلٰى بَعْضٍ اوپر بعضے کے يَّتَلَاوَمُوْنَ ملامت کرتے تھے آپس میں ایکدوسرے کو کہ کوئی تو کہتا تھا کہ میں منع کرتا تھا اس مشورہ کو اور تو نے نہیں مانا وہ کہتا تھا کہ تو نے نہیں کہا تھا فلانے نے کہا تھا کہ پہلے خیال تیرے یہ راہ نکالی تھی اور وہ عذر کرتا اور کوئی خاموش تھا کچھ جواب نہیں دیتا تھا اور کوئی کسیکو کہتا تھا کہ تو اگر خاموش تھا لیکن اس مشورہ سے راضی تھا اسی طرح ایک دوسرے کو ملامت کرتا تھا اور نادم اور پشیمان ہو کر قَالُوْا کہا انھوں نے يٰوَيْلَنَآ اے وائے ہمپر کہ اِنَّا كُنَّا تحقیق کہ ہم تھے طٰغِيْنَ حد سے گزرنے والے گناہ کرنیمیں کہ فقیروں کو ہمنے منع کیا اور ان شاء اللہ نہ کہا اور توبہ جو باعث دور ہونیکے گناہوں کا ہے اس جہت سے کہا انھوں نے کہ عَسٰى رَبُّنَآ قریب ہے کہ پروردگار ہمارا یعنی امید رکھتے ہیں ہم اسکے کرم سے اَنْ يُّبْدِلَنَا یہ کہ بدلہ دیوے ہمکو خَيْرًا مِّنْهَآ بہتر اس باغ سے توبہ کی برکت کے سبب سے اور گناہوں کو اقرار کرنیسے اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا تحقیق کہ ہم طرف پروردگار اپنے کے رٰغِبُوْنَ رغبت کرنیوالے ہیں یعنی امیدوار مغفرت کے ہیں اور طالب خیر کے یا رغبت کرنے والے ہیں اسکے حکم کے اور روایت عباسؓ سے منقول ہے کہ خدا نے توبہ انکی اپنے فضل و کرم سے قبول کی اور ایک باغ انگور بخشا کہ کثرت سے میوے درخت اور میوے تھے اور خوشہ انگور کا اسکے ایک شتر کا بار تھا اور نام اس باغ کا حیوان تھا اور بعضوں نے ابو خالد یمانی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اس باغ کا خوشہ دیکھا ہے برابر مرد سیاہ کھڑے ہوئے کے تھا اور محققین کہتے ہیں کہ جو کوئی بلا میں مبتلا ہوا اور زیان دنیا کا اسکو ملتفت اور ضرر پا ہو جائے اور دوسرا شخص اسمیں تامل کرے اور جانے کہ تو مستحق اس بلا کا تھا اور بعد اسکے اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور خدا کیطرف رجوع کرے اور توبہ کرے تو خدا تعالیٰ بہتر اور خوشتر اس سے کہ تلف ہوا ہی اسکو عطا کرے جیسا کہ باغ حیوان انکو بخشا اور اب بطور رحمت والے کے فرماتا ہے کہ كَذٰلِكَ ایسی ہی ہے جیسا کہ مصروف اہل مکہ کو عذاب الْعَذَابُ عذاب کرنا دنیا میں وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اور البتہ عذاب آخرت کا اَكْبَرُ بہت بڑا ہے اس عذاب سے اس واسطے کہ عذاب دنیا کا تمام ہو جاتا ہے اور جاتا رہتا ہے اور عذاب آخرت کا ہمیشہ کو ہمیشہ لا آبادی ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر ہیں وہ آدمی کہ جانتے ہیں اسکی حقیقت اور ہو اسکو دیکھیں یقین کریں اور چاہئے کہ باعث سے اس عذاب کے پرہیز کریں اور خدا کے حکموں سے غافل نہوں اور ہرگز ہرگز گناہوں کے گرد نہ جائیں اور اب پرہیزگاروں کے انجام کا ذکر کرتا ہے کہ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے کے یعنی آخرت میں جَنّٰتِ النَّعِيْمِ بہشتیں ہیں نعمت کی ہمیشہ بے مشقت اور بدون خوف و خطر کے اور جنمیں کسی طرح کا نقصان اور زوال نہیں ہے اور منقول ہے کہ جس وقت قریش کے شرافت نے سنا کہ مومنوں کے واسطے بہشت میں بہت مرتبے اور بلند درجے ہیں اور مرفہ الحال اور فارغ البال ہونگے بہشت کی نعمتوں کی لذت اٹھاوینگے یہ سنکر کہنے لگے کہ یہ خبر اور نعمت کہ محمد اور اسکے اصحاب کو جو خبر دیتے ہیں خلاف واقع کے ہے اور انکو واسطے یہ امر نہوگا اور فرض کیا کہ اگر انکو واسطے کچھ آسودگی ہوگی تو لیکن ہم جو دنیا میں فراغت اور آسودہ حال ہیں وہاں بھی انسے بہتر ہونگے اور نہایت یہ ہے کہ اگر ہم انسے زیادہ نہونگے تو کم بھی نہ ہونگے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ کیا پس کر دینگے ہم مسلمانوں کو نجات کے اور درجوں کو حاصل کرنے میں كَالْمُجْرِمِيْنَ مانند گنہگاروں کے شرک اور کفر کرنیوالوں کے اور واسطے زجر اور توبیخ کے فرماتا ہے کہ مَا لَكُمْ کیا ہے واسطے تمہارے کیا تمہارے کا فسرو

کیف تحکمون کیونکر حکم کرتے ہو تم مسلمانوں اور مشرکوں کے برابر ہونیکا مرتبہ اور برتری میں اور تم ایسا جانتے ہو کہ گویا جزا دینی تمہارے سپرد ہوگئی ہے کہ جسطرح
کچھ چاہو حکم کرو **ام لکم کتاب** یا واسطے تمہارے کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوئی ہے کہ تم **فیہ تدرسون** بیچ اسکے پڑھتے ہو اور سمجھتے ہو اسکو کہ
ان لکم تحقیق واسطے تمہارے **فیہ** بیچ اسکے **لما تخیرون** البتہ وہ چیز کہ اختیار کرتے ہو تم جو کچھ چاہو تم دو اور جو چاہو قبول کرو اور جو چاہو آزاد
کرو اور یہ جملہ مفعول ہے تدرسون کا اور فرماتا ہے کہ **ام لکم ایمان** یا واسطے تمہارے عہد و پیمان ہیں قسموں کے ساتھ تاکید کیگئی **علینا** اوپر ہمارے **بالغۃ** پہنچنے والے
نہایت تاکید سے **الی یوم القیامۃ** دن قیامت تک یعنی کیا ثابت ہیں واسطے تمہارے قسمیں ہمپر قیامت تک کے **ان لکم** تحقیق واسطے تمہارے **لما تحکمون** البتہ
چیز ہے کہ حکم کرو تم اپنے واسطے جو کچھ چاہو بہتر آویگا یعنی تمہارے واسطے کیا ہمنے قسمیں کھائی ہیں تاکید کے ساتھ کہ تمکو ہم حاکم کرینگے قیامت کے روز تاکہ مسلمانوں سے برابر ہونیکا حکم کرو
سلہم پوچھ تو اے محمد ان کافروں سے کہ **ایہم بذلک** کونسا انکا ساتھ اس حکم کے **زعیم** ضامن ہے کہ آخرت میں اس حکم کے عہدے سے باہر آئے **ام لہم** یا واسطے
انکے **شرکاء** شریک ہیں اور آدمی اس قول میں کہ وہ موافق انکے کہتے ہیں اور انکے دعوے پر گواہ ہیں **فلیاتوا** پس چاہیے کہ لاویں وہ **بشرکائہم** شریکوں اپنے
کو تاکہ وہ انکی تصدیق کریں **ان کانوا صادقین** اگر ہیں سچے اس دعوے میں کہ مثل مسلمانوں کے انکو بھی بہشت میں درجے ملینگے یعنی اس دعوے میں کوئی انکا مددگار نہیں ہے
جیسے کہ کتاب ان کے پاس نہیں ہے کہ اس مدعا کی خبر دیتی ہو اور یا عہد ہو کہ خدا کے نزدیک اسکو مضبوط کیا ہو اور یا کوئی ضامن ہو کہ ذمہ دار اس امر کا ہو حاصل
یہ ہے کہ کوئی دلیل اور سند اس دعوی کی اُن کے پاس نہیں ہے بلکہ خیالات اور توہمات نفس کی پیروی ہے **یوم یکشف عن ساق** جسدن کہ کھولا جائے پنڈلی
سے یہ متعلق فلیاتوا کے ہے یعنی ہیں چاہیے کہ لاویں اور حاضر کریں وہ شریکوں اپنوں کو جسدن کہ اٹھایا جاوے کپڑا پنڈلی سے اور یا یہ کہ متعلق اذکر مقدر کے ہے یعنی یاد کرو
تم جسدن کہ ظاہر کی جاوے پنڈلی اور یہ کنایہ ہے امور کے حقیقتوں کے اور سببوں کی پوشیدگیوں کے ظاہر ہونے سے یعنی جسدن کہ ظاہر ہو جاویں اصلیں اور حقیقتیں سب کاموں کی
یہانتک کہ واقف ہو جاویں آپسمیں ہر ایک دوسرے کے حال اور اسرار پر اور کہتے ہیں کہ کشف ساق سے مراد ہے سختی اس روز کی اور ہو ہیں یعنی جسدن کہ بہت سختی اور
شدت ظاہر ہو اور دہشتیں اور شدتیں اس روز کی ایسی ہوں کہ زیادہ اُن سے متصور نہوں اور یہ اسوقت ہوں کہ ایام دنیا کے تو گذر جاویں اور قیامت
پیدا ہو اور ثواب اور عذاب کو آنکھوں سے دیکھیں ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ ساعت سب ساعتوں سے زیادہ سخت ہے قیامت کا روز اور یہ وہ ساعت ہے کہ
رسولخدا نے جسکی خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے روز خلایق کو میدان حشر میں حاضر کریں اور خدا تعالے درمیان ظالموں اور مظلوموں کی حکم کرے یہانتک کہ
اگر کسی نے پانی میں دودھ ملایا ہو تو اس سے کہینگے کہ پانی سے دودھ کو جدا کر اور یہ عذاب کی راہ سے ہوگا اور ایک آواز کرنیوالا آواز کرے گا کہ تمام خلایق
اسکو سنے اور کہے گا کہ ہر گروہ اور امت اپنے پیشوا کے پیچھے جاویں پس بت پرست بتوں کے پیچھے دوزخ میں جاویں اور ایسے ہی جس کسی نے سوا خدا کے کسی کی پرستش
کی ہے مثل نمرود اور فرعون وغیرہ کے وہ لوگ انکے ہمراہ دوزخ میں جاوینگے اور وہ لوگ کہ جنھوں نے عزیر اور عیسی کی پرستش کی ہے کہ عزیر اور عیسی کی صورتیں خدا اور فرشتوں انکے
واسطے پیدا کرے گا اور وہ انکو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ اہل یہود ہمارے خدا تعالے یہود و نصاری کو حکم کرے گا کہ انکو ہمراہ ان فرشتوں کے دوزخ میں لیجاؤ اور
مالک کے سپرد کرو پس باقی رہجاوینگے وہ لوگ کہ جو خدا کی عبادت کرتے تھے مومنین اور منافقین پس خدا انکو خطاب کرے گا کہ تم کسکی پرستش کرتے تھے وہ کہیں گے
کہ خدائے حق کی اور خدا تعالے حکم کرے گا کہ حجاب کو اٹھا دیں اور ایک نور اسکی عظمت اور جلال کا ظاہر ہوگا اور سب آدمیوں کو حکم سجدہ کرنیکا ہو سب مومنین
سجدے میں جاویں اور منافق اور ریا کرنے والے قدرت سجدہ کرنیکی نہ رکھیں اور پشت انکی مثل چوب خشک کے ہو جاوے اور یہ مراد ہے قول حق تعالے سے یوم
یکشف عن ساق **ویدعون الی السجود** اور بلائے جاوینگے وہ آدمی طرف سجدے کے خدا کیواسطے اور بعضے کہتے ہیں کہ بلانا طرف سجدے کے امر تحت اس روز کا ہوگا۔
کہ جس وقت یہ حال دیکھیں گے تو سجدے میں گر پڑیں گے اور معالم التنزیل میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ خدا اسروز اپنی پنڈلی کو کھولیگا اور اہل سنت کی کتابوں میں لکھا
ہے کہ خدا تعالے اپنی صورت بندوں کو غیر صورتیں دکھلایگا وہ کہیں گے کہ تو ہمارا خدا نہیں ہے اور جس وقت کہ اپنی صورت کو دکھلایگا تو پہچان کر کہیں گے کہ تو ہمارا خدا ہے
حاصل یہ ہے کہ منافقین اور ریاکار سے سجدہ نہو سکیگا جس وقت واسطے سجدے کے آدمیوں کو حکم ہوگا کہ تم سجدہ کرو **فلا یستطیعون** پس نہ طاقت رکھیں گے وہ سجدہ کرنیکی
خاشعۃ ابصارہم جس وقت کہ جھکنے والی ہونگی نیچے کو آنکھیں انکی شدت کے ہول اور خوف سے اور آنکھوں کو نہ کھول سکیں گے اور سروں کو اوپر نہ اٹھا سکیں گے

وحشت ترهقهم ذلة چھاجاویگی انکو اور گھیریگی ذلت وخواری [illegible] وقد کانوا اور تحقیق تھے وہ دنیا میں یدعون بلائے جاتے تھے یعنی حکم کئے جاتے
تھے الی السجود طرف سجدہ کرنے خدا کے وھم سالمون جسوقت [illegible] اور وہ تندرست تھے اور قدرت رکھتے تھے واسطے سجدہ کرنے کے لیکن باوجود صحت بدن کے سجدہ نہ کرتے تھے حضرت
اس روز سوا حسرت اور ندامت کے اور کچھ انکو حاصل ہوگا اور سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ مراد بلائے جانے سے اذان ہے یعنی حی علی الفلاح کو سنتے تھے اور نماز کیواسطے نہیں جاتے تھے اور بعض روایت
میں آیا ہے ان لوگوں کے حق میں کہ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور حضرت صادق نے اسی کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ وہ قدرت رکھتے تھے اس امر کے کرنیکی کہ جسکا انکو حکم کیا گیا
تھے اور نیکی اس امر کے کہ جس سے منع کئے گئے تھے اور [illegible] امتحان کیا [illegible] اور امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ آدمی [illegible] ہوجائیں اور بڑھاپا اور ہیبت اور وحشت انکو
پہنچے [illegible] خوف چھاجائیں اور [illegible] ہوجائیں اور دل انکے [illegible] ہوکہ دنیا میں حکم الہی کے بجا لانیکی قدرت رکھتے تھے اور جس کا [illegible] منع کیا تھا اسکے
باز رہنیکی طاقت رکھتے تھے انھوں نے خدا کے احکام پر عمل ترک کرکے حدود الہی کو کان [illegible] جانا اور مکہ کے مشرکین جو ان حضرت کو [illegible] عناد اور سرکشی سے [illegible] حضرت
کو ملال ہوتا تھا حق تعالی نے واسطے تسلی خاطر [illegible] اور خوف دلانے اہل عناد کے فرمایا کہ فذرنی پس چھوڑ دے تو اے محمد مجھکو ومن یکذب اور اس شخص کو کہ جھٹلاتا
ہے اور تکذیب کرتا ہے بھذا الحدیث ساتھ اس بات کے کہ وہ قرآن ہے یا روز حشر ہے یعنی مجھکو اسپر چھوڑ دے [illegible] اور [illegible] اپنی [illegible]
دیکھ لوگ میں اسکو کیسی سزا دیتا ہوں سنستدرجھم قریب ہے کہ پکڑینگے ہم انکو درجہ درجہ اور مرتبہ مرتبہ گناہ [illegible] مہلت دیکر اور [illegible] صحت [illegible] اور نعمت
زیادہ کرکے کہ وہ گناہوں میں مشغول رہیں [illegible] ہم انکو درجہ درجہ [illegible] کہ انکو [illegible] اور درد اور مرض سے نگاہ رکھیں اور نعمتوں میں انکی [illegible] من حیث
لا یعلمون اس جگہ سے کہ نہ جانیں وہ کہ یہ استدراج ہے یعنی جسوقت وہ خطا کرینگے ہم انکو عطا کرینگے [illegible] اور اسکو فضیلت اپنی جانکر [illegible]
نعمت کا عطا کرنا [illegible] مرتبہ کی زیادتی سے [illegible] ہم انکو عذاب میں گرفتار کرینگے حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جس وقت بندہ گناہ کرے اور ایک نعمت جدید
اسکو حاصل ہو اور وہ بعد اسکے استغفار نکرے اور گناہ سے بخشش نچاہے تو وہ استدراج ہے اور خدا فرماتا ہے کہ وہ گناہ کرتے جائیں اور ہم انکو درجہ درجہ بڑھاتے جائیں و
املی لھم اور مہلت دونگا میں واسطے انکے دنیا میں اور دراز کرونگا [illegible] انکی کو [illegible] عطا کرینگے صحت اور نعمت کے اور جلدی انکو عذاب میں نکرونگا یہاں تک کہ مغرور
ہوجائیں وہ اور زیادہ گناہ کرنے لگیں ان کیدی تحقیق کہ عذاب میرا متین مضبوط ہے کہ کسی طرح دفع نہیں ہوسکتا اور پکڑنا میرا نہایت سخت ہے کہ
کوئی اسکی برداشت نہیں کرسکتا ہے اور درجہ درجہ بڑھانیکا نام کید اس واسطے فرمایا کہ وہ کید کی صفت میں داخل ہے اور توبیخ کرکے فرماتا ہے کہ ام تسئلھم
کیا سوال کرتا ہے تو ان سے اے محمد اجرا مزدوری کی ہدایت کرنیکی عوض میں فھم من مغرم پس وہ تاوان مزدوری کی ہے مثقلون گرانباری میں ہوتے ہیں
اور اس سبب تیری طرف سے وہ منہ پھیرتے ہیں اور ایمان کو قبول نہیں کرتے ہیں ام عندھم الغیب یا نزدیک انکے غیب ہے یعنی یا نزدیک انکے لوح محفوظ ہے کہ اس میں غیب کی خبریں
ہیں فھم یکتبون پس وہ لکھتے ہیں اس میں سے جو کچھ حکم کرتے ہیں مومن اور کافر کے برابر ہونیکا درجہ میں اور نہ محتاج ہونیکا تیری ہدایت کی طرف اور [illegible]
سے کوئی امر نہیں ہے اور تیری فرمانبرداری نکرنی محض عناد کی جہت سے ہے تو فاصبر پس صبر کر تو اے محمد لحکم ربک واسطے حکم پروردگار اپنے کے کافروں کی مہلت دینے
میں اور دیر نصرت کرنے تیرے میں اور انکی آزار کے اٹھانے میں اور بعضے کہتے ہیں کہ لام معنی الی ہے یعنی صبر کر تو یہاں تک کہ حکم کرے پروردگار تیرا اپنے اور تیرے دوستوں کی نصرت کا
اور قہر کرے دشمنوں تیرے کا ولا تکن اور نہ ہو تو عذاب کے جلد کرنے میں امت پر اور دلتنگی اور جلدی باہر نکلجانے میں قوم کے درمیان سے کصاحب الحوت مانند صاحب مچھلی کے
یعنی مانند یونس کے مت ہو کہ اسنے صبر نکیا تھا قوم کے ایذا پر اور جلدی کرکے انکے بیچ سے نکل گیا اور اس سبب سے مچھلی کے شکم میں قید ہوگیا مراد یہ ہے کہ اسمیں طاقت نہ تھی صبر کرنیکی اس محنت
کی کہ خدا نے اسکو جس میں مبتلا کیا تھا تاکہ موجب بلندی درجہ اسکی کا آخر نہیں ہوتا پس اس سے تاب اسکی نہ لاکر طلب خلاصی کی اسنے درگاہ خدا کی میں پس حق اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہ تیرا
مرتبہ تیرا یونس کے مرتبہ سے زیادہ کیا ہے چاہیے کہ صبر تیرا موافق تیرے مرتبہ کے ہو نہ مانند صبر یونس کے اذ نادی یاد کر تو جسوقت کہ پکارا یونس مچھلی کے پیٹ میں درگاہ
اپنے کو کلمہ طیبہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کیساتھ وھو مکظوم جسوقت وہ غصہ میں بھرا ہوا تھا اور اندوہ میں مچھلی کے پیٹ میں لولا ان تدارکہ
اگر نہوتا یہ کہ پایا تھا اسکو نعمۃ من ربہ نعمت نے یعنی رحمت نے پروردگار اسکے کی جانب سے کہ دعا اسکی قبول کی اور مچھلی کے شکم سے اسکو رہائی دی تو لنبذ البتہ
ڈالا جاتا وہ یونس بالعراء بیچ جنگل خالی کے پانی اور گھاس سے وھو مذموم جسوقت کہ وہ ملامت کیا گیا تھا اور رحمت سے دور کیا گیا تھا پس رحمت

وقف لازم

کی شامل ہوئی اور اسکو سلامت کنارہ پر لایا اور کدو کے درخت کے نیچے اسکی پرورش کی یہانتک کہ اسنے قوت پکڑی اور حالت اصلی کو پہنچا فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ پس برگزیدہ
کیا اسکو پروردگار اسکے نے بعثت اور ارسال وحی سے فَجَعَلَهٗ پس کیا اسکو مِنَ الصّٰلِحِيْنَ نیکوں میں سے تمام انبیا صالحین کی گروہ میں لکھا اور اسکو
ایک سو ہزار کا حکم فرمایا اور ہمیشہ وحی کا بھیجنا اسپر جاری کیا اور ایک امر بہتر کے ترک کرنے سے اسکو محروم نہ کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے کہ حضرت
رسولخدا قوم ثقیف کو دعا بد کرنا چاہتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ صبر کر اور دعا کر توفیق کی اللہ کریگا کام صبر درست ہوتے ہیں اور اسکی برکت سے مقاصد دنیا اور آخرت کے
حاصل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوتاہ نظران بنی اسد اپنی شجاعت کو کہ چشم بد پہنچانے کے ساتھ مشہور تھی طلب کیے کہا کہ تم رسولخدا کو چشم بد پہنچاؤ اور اسنے بہت وعدے کیے کہ ہم
تمکو اسقدر روپیہ دینگے اور بدچشمی انکی ایسی تھی کہ اگر ارادہ گوشت کھانیکا کرتے تو لونڈی کو اپنی کہتے کہ زنبیل لیکر ہمارے ہمراہ چل اور وہ باہر نکلکر اگر کوئی اونٹ یا گوسفند فربہ
دیکھتے تو کہتے کہ کیا اچھا ہے اور ایسا ہمنے نہیں دیکھا اسیوقت وہ گر پڑتا اسکا مالک اسکو اگر ذبح کرتا تو اسمیں سے وہ حصہ لیتے اور کہتے ہیں کہ اگر ارادہ کسیکے ہلاک کرنیکا کرتے تو تین
دنتک کچھ نہ کھاتے اور بعد اسکے نظر اسپر ڈالتے اسیوقت وہ مرجاتا اور انمیں ایک مرد تھا کہ جسپر وہ نظر ڈالتا تو اسیوقت وہ گر پڑتا یا مرجاتا یا مقتول ہوتا اور وہ مرد کہ خیمہ کے باہر
نہ نکلتے تھے اور جسوقت خیمہ میں وہ دلتنگ ہوتا خیمہ کو اٹھاتے تاکہ وہ نظارہ کرے الغرض وہ لوگ آئے اور رسولخدا کے سامنے کھڑے ہوئے اور وہ حضرت قرآن
کی تلاوت کرتے تھے اور وہ لوگ حضرت کی طرف نگاہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا فصیح ہے اور کیا خوبصورت ہے یہ کہ ایسا ہمنے نہیں دیکھا ہے فصاحت اور بلاغت اور خوبی
میں انکی مثل نہیں اور خدا اپنے حبیب کو انکی چشم بد سے محفوظ رکھتا ہے اور یہ آیت نازل کی کہ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور تحقیق قریب تھا وہ لوگ کہ کافر ہوئے
اور یہ ان مخففہ ہے ان مثقلہ سے اور تقدیر اسکی وانہ ہے یعنی اور تحقیق قریب تھا کہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے لَيُزْلِقُوْنَكَ البتہ پھسلا دیں وہ تجھکو اور ہلاک کریں۔
بِاَبْصَارِهِمْ ساتھ آنکھوں اپنی کے لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ جسوقت کہ سنا انہوں نے قرآن کو تجھسے وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے تھے وہ تیرے کار میں حیرت اور تعجب کرکے کہ
اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ تحقیق وہ مرد دیوانہ ہے کہ خلاف عادت کے اس سے صادر ہوتا ہے یا اسکے پاس جن ہے کہ اسکو تعلیم کرتا ہے وَمَا هُوَ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہے وہ قرآن
اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ مگر نصیحت واسطے عالم کے لوگوں کے یا یہ کہ نہیں ہے محمد مگر شرف واسطے عالم کے لوگوں کے یا یاد دلانیوالا ہے احکام خدا کا انکو واسطے اور دوسری بات
میں منقول ہے کہ رسولخدا مسجد میں بیٹھے ہوئے قرآن پڑھتے تھے اور یہ جماعت بدچشموں کی مسجد کے باہر کھڑی ہوئی انتظار کرتی تھی کہ وہ حضرت مسجد کے باہر نکلیں تو چشم بد کی اسپر
آفت پہنچائیں جبرئیل آسمان سے اور یہ آیت لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ اس آیت کو تلاوت فرماؤ کہ انکی چشم بد سے محفوظ رہو حضرت نے یہ آیت پڑھی اور مسجد کے باہر رونق افروز ہوئے
جب نظر انکی حضرت کے چہرہ مبارک پر پڑی تو سب اندھے ہو کر زمین پر گر پڑے اور وہ حضرت سلامت انکی عداوت کے اندر چلے گئے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ آنکھ اونٹ کو دیگ
میں پہنچاتی ہے اور مرد کو قبر میں اور اسماء بنت عمیس کہتی ہے کہ میں نے رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسول اللہ فرزندان جعفر کو چشم زخم پہنچتی ہے کوئی افسون ان پر پڑھوں انکو واسطے اسکے
فرمایا کہ ہاں اگر کوئی چیز قدر پر سبقت کرتی اور غالب ہوتی تو وہ چشم ہے زخم ہوتا اور فرمایا ہے رسولخدا نے کہ نہیں ہے افسون مگر چشم زخم سے اور حیوان نیش دار اور حسن بصری
سے منقول ہے کہ دوا چشم زخم کی نہیں ہے مگر تلاوت اس آیت کی اور منقول ہے کہ ایکروز رسولخدا کا گذر بقیع میں ہوا فرمایا کہ بخدا سوگند کہ اکثر اہل قبور یہاں کے چشم زخم
سے موئے ہیں اور علماء کا چشم زخم میں اختلاف ہے بعضے تو کہتے ہیں کہ اسکی اصل کچھ نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ممکن ہے اور ہوسکتا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے کہ ہوسکتا ہے
اور جو علماء کہ اسکو ممکن نہیں جانتے ہیں وہ اس آیت کے معنی اس طرح سے کہتے ہیں کہ نزدیک ہے کہ کفار زیادتی عداوت اور شدت بغض سے جو تیری طرف نگاہ کرتے
ہیں تیرے قدم کو اس سے نظر سے پھسلا دیں اور تجھکو زمین پر گرادیں اور ہلاک کریں جس وقت کہ تو قرآن کی تلاوت کرتا ہے یعنی اسکا سننا موجب حسد اور
بغض کا ہوتا ہے اور تیری حقارت کرکے کہتے ہیں کہ یہ البتہ دیوانہ ہے **سورۃ الحاقہ** یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں باون آیتیں ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ سورہ الحاقہ کو بہت پڑھو کہ اسکا پڑھنا فرائض اور نوافل میں موجب تمام ہونے ایمان کا ہے خدا اور رسول پر اور انکے پڑھنے والے کا ایمان ہرگز
زائل نہو یہانتک کہ وہ بہشت میں مرتبہ بلند اور درجہ ارجمند کو پہنچے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَاقَّةُ ساعت حق کہ وہ قیامت ہے یا پہچانی جائیں
اسمیں حقیقتیں اشیا کی یا واقع ہو اسمیں امور حق مثل حساب اور ثواب اور عذاب کے اور حاقہ نام قیامت کا ہے اور الحاقہ مبتدا ہے اور خبر اسکی بعد اسکے ہے اور وہ
یہ ہے کہ مَا الْحَاقَّةُ کیا ہے حاقہ اور اصل اسکی ماہی ہے اور مظہر جو موضع مضمر کے اور استفہام کے ساتھ آیا ہے یہ واسطے بزرگ ہونے کی شان کے اور اسکی ہولناکی

تعظیم کے واسطے آیا ہی وَمَآ اَدۡرٰىكَ اور کس چیز نے جتلایا تجکو کہ مَا الۡحَآقَّةُ کیا ہے حاقہ یعنی وہ ساعت کہ جسکا واقع ہونا حق ہی یعنی تو اسکی حقیقت کو نہیں
جانتا ہے اس واسطے کہ وہ بزرگ ہے اس سے کہ کسیکی دریافت اسکو پہنچے اور بعد اسکے حال جھٹلانیوالونکا بیان کرتا ہی واسطے یاد دلانے اور خوف دلانے مکہ والونکو اور انجام کار جھٹلانے
والونکا تبلاتا ہے كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَعَادٌ جھٹلایا قوم ثمود اور عاد نے اور تکذیب کی اُنھوں نے بِالۡقَارِعَةِ ساتھ کوٹنے والی کے کہ قیامت ہی اور شکستہ کرنیوالی ہی
لوگوں کو ہولوں کے اور آسمانونکو پھٹنے سے اور زمین اور پہاڑونکو لرزہ کرنے سے اور ستارونکو دھندلا ہونیسے فَاَمَّا ثَمُوۡدُ پس لیکن قوم ثمود کہ امت صالح پیغمبر کی تھی
فَاُهۡلِكُوۡا پس ہلاک کئے گئے وہ بِالطَّاغِيَةِ بسبب زیادتی اور عداوت کے اور جھٹلانے پیغمبر کے اور طاغیہ مصدر ہی مثل عاقبت اور عافیت کے یا اسم فاعل ہی بحذف
محذوف یعنی بسبب زیادتی طاغیہ کے ان میں سے کہ قدار بن سالف اور یار اسکے ہیں کہ ناقہ صالح کو انھوں نے پے کیا تھا یا ساتھ حادثے حد سے گذرنیوالے کے
کہ جسکے مثل کسی نے نہ سنا تھا اور نہ دیکھا تھا اور وہ چیخ جبرئیل کی تھی اور زلزلہ وَاَمَّا عَادٌ اور لیکن قوم عاد کہ امت ہود کی تھی فَاُهۡلِكُوۡا پس ہلاک کی گئی
وہ بِرِيۡحٍ صَرۡصَرٍ ساتھ باد سخت کے کہ نہایت سرد تھی اور اس سے دانت بجتے تھے اور یا یہ کہ بہت سخت آواز والی تھی عَاتِيَةٍ حد سے گزرنے اور حکم سے
باہر ہونیوالے کہ جو ملائکہ اسپر موکل تھے انکے بس میں نہیں آتی تھی اور ابن عباس سے منقول ہی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ذرہ ہوا اور قطرہ پانی کا نہیں بھیجا جاتا ہی دنیا میں
مگر وزن اور مقدار معلوم کیساتھ لیکن قوم نوح اور قوم ہود کہ پانی اور ہوا نے زیادتی کی اپر اور انکے موکلونکو اپر قدرت نرہی اور بعد اسکے یہ دو آیتیں
تلاوت فرمائیں نوح کی قوم کیواسطے تو یہ کہ انا لما طغی الماء حملناکم فی الجاریة یعنی جسوقت زیادتی کی پانی نے تو اٹھایا ہمنے تمکو بیچ کشتی کے اور قوم ثمود کیواسطے یہ
کہ بریح صرصر عاتیة اور فرماتا ہے خدا کہ سَخَّرَهَا عَلَيۡهِمۡ غالب کیا خدا نے اس ہوا کو اوپر ان لوگونکے سَبۡعَ لَيَالٍ سات رات وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ اور آٹھ
آٹھ دن ایک چارشنبہ کی صبح سے دوسرے چارشنبہ کے غروب آفتاب تک حُسُوۡمًا پے در پے یعنی سات رات اور آٹھ دن پے در پے ہوا چلی اور حسوم
حاسم کی جمع ہی مثل شکور اور کفور کے اور ثمانیہ کی صفت واقع ہوا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قطع کرنیوالے تھے وہ رات اور دن انکو کسی کو انھوں
نے باقی نہ چھوڑا اور بعضے کہتے ہیں کہ حسوما مصدر ہی اور منصوب بسبب مفعول مطلق واقع ہوا ہی فعل محذوف کا کہ موضع میں ثمانیہ کی صفت کے ہے اور تقدیر یہ کہ
تحسمهم حسوما ہی اور ان ایام کو ایام عجوز بھی کہتے ہیں اور عجوز بڑھیا کو کہتے ہیں اور ایام عجوز انکو اسواسطے کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا قوم عاد کی اس ہوا کے خوف سے سرداب میں جاکر چھپ
گئی تھی اور آٹھویں روز ہوا نے اسکو سرداب میں سے نکال کر پھینکدیا اور مار ڈالا اور بعضے کہتے ہیں کہ انکو ایام عجز کہتے ہیں اسواسطے کہ وہ ہوا جاڑے کے آخر کے آٹھ دن تک چلی تھی
اور عجز شے کا آخر شے کا ہوتا ہے اور نام ان ایام کے یہ ہیں کہ اول تو صنبر ہی اور دوسرا صنبر ہے اور تیسرا وبر ہے اور چوتھا مطفی الجمر ہے اور پانچواں مکفی الظعن ہے اور
چھٹا آمر ہے اور ساتواں موتمر ہی اور آٹھواں معلل ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ قمر زحل سے سات رات اور آٹھ دن نحس ہوگیا تھا یہانتک کہ وہ لوگ قوم عاد کے ہلاک ہوگئے
فَتَرَى الۡقَوۡمَ پس دیکھتا تو قوم عاد کو اگر اس وقت حاضر ہوتا فِيۡهَا بیچ ان دنوں کے صَرۡعٰى پڑے ہوئے مردہ یہ حال واقع ہوا ہی یعنی وہ لوگ قوم عاد کے کافر ہو
گئے كَاَنَّهُمۡ گویا وہ بڑے بڑے بدن ہونیکی جہت سے اَعۡجَازُ نَخۡلٍ تنہ یعنی تنکہ کھجور کے ہیں خَاوِيَةٍ کھوکھلے اندر سے خالی کہ ہوا جسپر چلے تو وہ گر پڑیں اور
کہتے ہیں کہ ان کے قد کا طول بارہ گز کا تھا اسواسطے خدا تعالے نے کھجور کے درختوں سے انکو تشبیہہ دی فَهَلۡ تَرٰى لَهُمۡ پس کیا دیکھتا ہے تو واسطے انکے مِّنۡ
بَاقِيَةٍ کوئی باقی اور باقیہ مصدر ہی مثل طاغیہ کے بقیہ کے معنی میں اور استفہام اس آیتمیں انکاری ہے یعنی کوئی باقی نہیں رہا ہی انمیں سے اور احوال فرعون
کا حال بیان کرتا ہے اور ان لوگوں کا کہ جو اس سے پہلے تھے بعد قوم عاد اور ثمود کے وَجَآءَ فِرۡعَوۡنُ وَمَنۡ قَبۡلَهٗ اور آیا فرعون اور وہ لوگ کہ پہلے
اس سے تھے اور اہل بصرہ اور کسائی نے اسکو بکسر کاف اور فتح با پڑھا ہے یعنی آیا فرعون اور جو لوگ کہ نزدیک اور متصل اسکے تھے اس سے پہلے وَالۡمُؤۡتَفِكٰتُ اور الٹے ہوئے
بستیوں والے کہ وہ بستیاں قوم لوط کی تھیں بِالۡخَاطِئَةِ ساتھ خطا اور گناہ کرنیکے کے کہ وہ شرک ہی اور سب گناہوں سے بڑا ہے اور سوا اسکے اور گناہ بھی وہ
کرتے تھے اور یہ بھی مصدر ہے فَعَصَوۡا پس نافرمانی کی ان لوگوں نے رَسُوۡلَ رَبِّهِمۡ پیغمبر پروردگار اپنے کی فَاَخَذَهُمۡ پس پکڑا انکو خدا نے اَخۡذَةً
رَّابِيَةً پکڑنا سخت عذاب کا کہ پہلی امتوں سے زیادہ سخت انکو عذاب کیا بسبب زیادتی انکے اعمال کی بدی کے اِنَّا تحقیق کہ ہمنے لَمَّا طَغَا الۡمَآءُ جسوقت کہ طغیانی
کیا پانی نے اور حد معتاد سے گذرا تو حَمَلۡنٰكُمۡ اٹھایا ہم نے تمکو یعنی تمہارے باپونکو کہ انکی صلبوں اور پشتوں میں تھے بیچ کشتی کے یعنی اٹھایا ہمنے تمہارے باپوں کو

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِيَةِ یعنی کشتی کے یعنی اٹھا لیا ہمنے تمکو نوح کی کشتی میں لِنَجْعَلَهَا تاکہ کریں ہم اس فعل کو کہ وہ نجات مومنوں کی ہے اور ڈبونا کافروں کا لَكُمْ تَذْكِرَةً واسطے تمہارے نصیحت اور عبرت کہ دلالت کرے حکمت پر صانع عالم کی اور اسکی کمال قدرت اور رحمت اور قہر پر وَّتَعِيَهَآ اور تاکہ نگاہ رکھے اس نصیحت کو اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ کان نگاہ رکھنے والا کہ اسکو سنکر فائدہ حاصل کرے یعنی وہ کان کہ اسکی شان سے ہو نگاہ رکھنا اُس چیز کا کہ واجب ہے نگاہ رکھنا اسکا نصیحت پکڑ کے اور تفکر کرکے اور عمل بموجب اسکے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ حقتعالے فرماتا ہے قصہ قوم نوح پر جو ہمنے حالانکہ جاری کی ہیں ستمگاری اور گرفتاری بھی قسم ہی اسواسطے کہ علق مشتبہ ہی واسپر کریم غالب اور قاہر ہیں ولیل ہے ہماری رحمت اور رافت اور قہر اور غضب پر اور ہر کان کو سزاوار سننے کے ہی اسکو سنکر یاد رکھے اور اسمیں تفکر کرے اور امور بد یاد آوے اور آیہ وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ جناب امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی چنانچہ فرمایا جناب رسولخدا نے واسطے علیؑ کے کہ اے علیؑ مجھکو حکم کیا ہی کہ نزدیک کروں میں تجھکو اور دور نکروں میں تجھکو اور یہ کہ تعلیم کروں میں تجھکو اور نگاہ رکھے تو اور ثابت ہوا ہی خدا پر کہ سنے تو اور نگاہ رکھے تو اور فرمایا ہے حضرت نے جسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اے علیؑ سوال کیا ہے میں نے خدا سے کہ تیرے کان کو ایسا کرے اور اساس تاویل جو اہلبیت کی تفسیر ہے اسمیں لکھا ہی کہ یہ آیت علی ابن ابیطالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حضرت علیؑ سے روایت ہے فرمایا کہ فرمایا مجھکو رسولخداؐ نے اپنے سینہ سے لگا کر کہ اے علیؑ خدا نے مجھکو حکم کیا ہے کہ تجھکو اپنے نزدیک کروں اور دور نکروں اپنے سے اور تجھکو تعلیم کروں اور جو کچھ تعلیم کروں تو اسکو سنے اور یاد کرے اور فراموش نکرے اور تفسیر ثعلبی میں بعینہ یہی روایت لکھی ہی اور حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور تفسیر ثعلبی میں یہ بھی روایت ہے عبد اللہ بن حسن سے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا رسولخدا نے کہ کہا میں نے خدا سے کہ اے خدا کر دے تو اس کان کو کان علیؑ کا پس نہ سنی علیؑ نے بعد اسکے کوئی شے مگر کہ یاد رکھا اسکو اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسولخداؐ نے نزدیک نازل ہونے اس آیت کے علیؑ سے کہ سوال کیا میں نے خدا سے کہ اس کان کو خدا تیرا کان کر دے اے علیؑ پس نہیں ہے تو بعد اسکے کسی چیز کو اور نہیں ہے واسطے میرے کہ بھولوں میں اور یہی سبب تھا کہ بعد رسولخدا کے حضرت علیؑ منبر پر کہا کرتے تھے کہ پوچھو تم مجھ سے اے لوگو جو کچھ کہ چاہو پہلے اس کے کہ گم کرو تم مجھکو اور صحابہ ہر مشکل میں اسی واسطے حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے اور یہ وہ فضیلت ہے کہ سوا علیؑ کے صحابہ میں سے اور کسی میں نہ تھی اور اب خدا پھر قیامت کا حال بیان کرتا ہے کہ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ پس جس وقت کہ پھونکا جاوے بیچ صور کے نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ پھونکنا ایک اور مراد اس صور سے صور پہلا ہے پس جس وقت پہلا صور پھونکا جاوے وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ اور اٹھائی جاوے زمین اور پہاڑ اپنے مکانوں سے اسکی قوت کاملہ سے زلزلہ یا سخت ہوا کے واسطہ سے فَدُكَّتَا پس شکستہ اور چورا کیے جاویں وہ زمین بھی اور پہاڑ بھی دَكَّةً وَّاحِدَةً شکستہ کرنا ایک یعنی زمین اور پہاڑ ایک ہی بار چورا چورا ہو جاویں اور خورد برد ہو کر مانند گرد کے ہوا میں ناپدید ہو جاویں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ پھیلجاویں زمین اور پہاڑ ایک پھیلنا اور وہ سب ہموار ہو جاویں کہ کچھ بلندی اور پستی نہ ہو مثل چرسے کھنچے ہوئے کے۔

فَيَوْمَئِذٍ پس اسروز وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ واقع ہو ساعت واقع ہونے والی یعنی قیامت پیدا ہو وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ اور پھٹ جاوے آسمان فَهِیَ يَوْمَئِذٍ پس وہ آسمان اسروز وَّاهِيَةٌ سست ہو یعنی الاہو مثل پشم سرخ دھنکی ہوئی کے بعد مضبوطی اور ہمواری کے وَّالْمَلَكُ عَلٰۤى اَرْجَآئِهَا اور ملائکہ اوپر کنارون اس آسمان کے ہوں جسوقت آسمان پھٹ جاوے اور ملک کا لفظ ملائکہ کی جگہ اسواسطے فرمایا ہے کہ ملک جنس ملائکہ کی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ جس وقت آسمان پھٹ جاوے تو ملائکہ کنارون پر آجاویں اور جسوقت کہ حکم الہی پہنچے انکو مومن اور کافر کے مقدمہ میں تو بلا تاخیر اسکو بجا لاویں وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ اور اٹھاوینگے عرش پروردگار تیرے کو فَوْقَهُمْ اوپر ان ملائکہ کے جو کہ آسمان کے کنارون پر ہیں يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ اسروز آٹھ فرشتے اسواسطے کہ ضمیر فوقہم کی ثمانیہ کی طرف پھر سکتی ہے اگرچہ لفظوں میں فوقہم سے موخر ہے لیکن رتبہ میں مقدم ہی اور منقول ہی کہ ان دنوں میں عرش کے اٹھانے والے چار فرشتے ہیں اور قیامت کے روز خدا چار فرشتے اور زیادہ کریگا انکی مدد کے واسطے اس روز آٹھ فرشتے عرش کو اٹھاوینگے اور کہتے ہیں کہ وہ فرشتے جو کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اسقدر بلند ہیں کہ پاؤں انکے ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور وہ سر انکے اپنے آگے ڈالے ہوئے تسبیح خدا میں مشغول ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی تو ان میں سے آدمی کی صورت ہے اور کوئی شیر کی صورت ہی اور کوئی بیل کی صورت ہی اور کوئی گھوڑے کی صورت ہی اور ہر ایک خدا سے روزی ان حیوانوں کی طلب کرتا ہی کہ جنکی صورت میں ہی اور امام زین العابدینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے عرش کے پہلے کوئی چیز پیدا کی ہی مگر نور اور قلم اور ہوا اور بعد انکے

عرش کو پیدا کیا طرح طرح کے نور سے ایک نور سبز تھا کہ سبزی ہر سبز چیز کی اُسی سے ہے اور ایک نور سرخ تھا کہ سرخی سب چیزوں کی اس سے ہے اور ایک نور زرد تھا
کہ زردی سب چیزوں کی اس سے ہے اور ایک نور سفید تھا کہ سفیدی سب چیزوں کی اس سے ہے اور بعد اسکے ستر ہزار طبقے پیدا کیے ہر طبقہ بھرا ہوا ملائکہ سے ہے کہ حق تعالیٰ کی
تسبیح کرتے ہیں طرح طرح کی آوازوں سے کہ اگر وہ آواز زمین پر پہنچیں تو پہاڑ پارہ پارہ ہو جاویں اور درخت زمین کے اندر چلے جاویں اور بعضے کہتے ہیں کہ عرش کے اٹھانے
والوں کو خدا ہی جانتا ہے معلوم نہیں کہ آٹھ ہیں یا آٹھ ہزار اور بعضے کہتے ہیں کہ قیامت کے روز عرش کے اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں ایسے بزرگ ہیں کہ پاؤں انکے
قدم سے زانو تک اسقدر فاصلہ ہے کہ جس قدر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ستر برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عرش
کے اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں اور ہر فرشتہ کی آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ مثل طبق دنیا کے ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ مراد عرش سے علم ہے اور اٹھانے والے اسکے آٹھ
ہیں چار اولین سے اور چار آخرین سے چار پہلوں میں سے تو نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور چار پچھلوں میں سے محمد اور علی اور حسن اور حسین ہیں
تُعْرَضُوْنَ اُس روز پیش کیے جاؤگے تم خدا کے آگے حساب کے واسطے کہ لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ نہ پوشیدہ رہیگی خدا سے تم میں سے تمہاری گفتار اور کردار میں سے خَافِیَةٌ
کوئی پوشیدگی اور خافیہ مصدر ہے یعنی خدا تمہاری پوشیدگیوں پر مطلع ہے اور پیش کرنے سے اس روز غرض یہ ہے کہ تمہارے اعمال پر اطلاع حاصل ہو کہ واسطے ظاہر کرنے
عدل کے پیش کیے جاؤگے اور تمہارے احوال کے لوگوں پر ظاہر کرنے کے واسطے تمکو پیش کرینگے اور اب اسکی تفصیل بیان کرتا ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ پس لیکن
جو کوئی کہ دیجاوے كِتٰبَهٗ کتاب اسکی یعنی نامہ اعمال اسکا بِیَمِیْنِهٖ ساتھ داہنے ہاتھ اسکے کے تو فَیَقُوْلُ پس کہیگا وہ خوش ہو کر قیامت کے لوگوں کو کہ
هَآؤُمُ لیجیو تم نامہ اعمال میرا یا آؤ تم کہ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ پڑھو تم نامہ اعمال میرے کو کہ نہیں کوئی ایسا عمل نہیں کہ جسکے ظاہر ہونے سے مجھکو شرم ہو اور خجل اور
شرمندہ ہو جاؤں اور هَآؤُمُ اسم فعل ہے اور واحد اسکا ہا ہے اور مفعول اسکا وہ کتابی ہے محذوف ہے واسطے دلالت کرنے دوسرے کے مفعول کے اسکو حذف کر دیا ہے
اور ہا کتابیہ میں سکتہ کے واسطے ہے اور منقول ہے کہ وہ کتاب اعمال کی ہوگی اور مضمون اسکا خوشخبری ہوگی بہشت میں جانیکی خلاصہ یہ ہے کہ وہ کتاب والا دنیا کے بہشت
کے لوگوں سے کہیگا کہ اِنِّیْ ظَنَنْتُ تحقیق میں نے یقین کیا تھا دنیا میں اَنِّیْ مُلٰقٍ یہ کہ تحقیق میں ملاقات کرنیوالا ہوں دیکھنے والا اپنے حِسَابِیَهْ حساب اپنے کا
کہ یقین جانتا تھا کہ ضرور میرا حساب ہوگا اور اسواسطے میں حساب کے خوف سے گناہوں سے پرہیز کرتا تھا اور ظن اسجگہ یعنی یقین ہے اور عرب میں اسطرح کا استعمال اکثر ہوتا ہے
اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ ظن دو طرح کا ہوتا ہے ظن شک کا اور ظن یقین کا پس جو ظن کہ دنیا کے امر میں ہے وہ ظن شک کا ہے اور جو ظن کہ قیامت کے امر میں
ہے وہ ظن یقین کا ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ ہر گروہ کا حساب اسکے زمانہ کا امام لیگا اور ائمہ علیہم السلام اپنے دوستوں اور دشمنوں کو پہچانینگے انکی
علامتوں سے اور یہی مراد ہے قول خدا سے وعلی الاعراف رجال یعرفون اور وہ ائمہ علیہم السلام ہیں کہ پہچانینگے سب کو انکی علامتوں سے پس دینگے اپنے دوستوں کو نامہ اعمال انکے
داہنے ہاتھوں میں پس گزر کرینگے وہ طرف بہشت کے بدون حساب کے اور دینگے اپنے دشمنوں کو نامہ اعمال انکے دست چپ میں پس گزر کرینگے وہ طرف دوزخ کے
بدون حساب کے پس جسوقت دیکھینگے دوست انکے نامہ اعمال اپنے کو تو اپنے ساتھیوں سے کہینگے کہ هاؤم اقرءوا کتابیہ انی ظننت انی ملاق حسابیہ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ
رَّاضِیَةٍ پس وہ جسکو داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا گیا بیچ زندگانی پسندیدہ کے یعنی زندگانی پسند کی گئی کے اور یہاں راضیہ کہ اسم فاعل ہے بمعنی اسم مفعول ہے اور کہتے
ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ عیش صاف اور خالص کہ نزدیک کیا گیا ہو تعظیم اور بزرگی سے اور ہوئیگا وہ شخص فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ بیچ بہشت بلند کے کہ مکان اور درجے اسکے بہشت
میں اونچے ہونگے قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ میوے اسکے کہ جتنے چاہیں نزدیک ہونگے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹا ہو بھی جسوقت چاہیگا میوے اسکے منہ میں پہنچیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد نزدیک
ہونے سے یہ ہے کہ جسوقت بہشتی میوہ اسمیں سے توڑے تو اسیوقت اسکی جگہ دوسرا موجود ہو جاویگا اور عطا ابن یسار نے سلمان سے روایت کی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشت میں
نہ داخل ہوگا مگر وہ شخص کہ جسکے ہاتھ میں چٹھی پروانگی کی ہوگی خدا کی طرف سے اور اسمیں لکھا ہوگا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم هذا کتاب من اللہ لفلان بن فلان ادخلوه
فی جنة عالیة قطوفها دانیة یعنی ساتھ نام خدا مہربان بخشنے والے کے یہ نوشتہ ہے خدا کی جانب سے واسطے فلاں پسر فلاں کے داخل کرو تم اسکو بیچ بہشت بلند کے کہ میوے اسکے نزدیک ہونگے
ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے کیواسطے پس عنوان وارد ہے بہشت ان بہشتیوں کو کہیگا كُلُوْا کھاؤ تم اے بہشتیو میوے وَاشْرَبُوْا اور پیو تم شربت دودھ اور شراب کے اور شہد کے
هَنِیْٓئًا گوارا اور خوشجات اور هنیئا حال واقع ہوا ہے اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے فعل محذوف کا یعنی ہنیتم هنیئا اور معنی اسکے یہ ہیں کہ گوارا ہے تمکو گوارا ہونا کہ جسمیں

اعتبارات ہو فقط اتنے کہ تیغ لہو کی آتش ان کو بیان کی اور منقول ہے حدیث میں کہ مومن جس قدر بہشت میں کھائے اور پئیگا اسکا پسینہ مشک ہو کر نکل جایا کریگا اور خوشبو مشک کی سی
سے زیادہ ہوگی اور ملائکہ کہینگے کہ نہایت ذوق اور شوق سے بہشت کی نعمتیں کھاؤ تم بِمَا أَسْلَفْتُمْ یعنی بسبب اسکے جو پہلے بھیجے ہیں تم نے اعمال نیک فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ
بیچ دنوں گذرے ہوئے کے دنیا میں اور بعض کہتے ہیں کہ ایام خالیہ سے مراد روزہ کے دن ہیں کہ ان دنوں میں پیٹ اپنے طعام سے خالی رکھتے تھے یعنی کھاؤ اور پیو بدل اسکے کہ باز
رکھا تھا اپنے تئیں کھانے اور پینے سے دنیا میں واسطے رضامندی خدا کے اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ حق تعالیٰ روزہ داروں کو بہشت میں خطاب کریگا اے دوستو میرے دنیا میں
بہت مدت تک دیکھا ہے کہ ہونٹ تمہارے تشنگی سے خشک ہو گئے تھے اور آنکھیں تمہاری اندر کو ہو گئی تھیں پیٹ تمہارے لاغر ہو کر پیٹھ سے لگ گئے تھے بھوک کی شدت سے پس آج کے دن آسودہ
ہو کر نعمتیں بہشت کی فراغت سے کھاؤ اور پیو عوض پیاس اور گرسنگی کے کہ دنیا میں کھینچی ہے وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ اور لیکن جو شخص کہ دیا گیا ہوگا نامہ اعمال اسکا یعنی
نامہ اعمال اسکا دیا گیا ہو بِشِمَالِهِ ساتھ دست چپ اسکے اور وہ اپنی بدیوں کو دیکھیگا اور اپنے برے اعمال پر واقف ہوگا فَيَقُولُ پس کہیگا وہ دیکھ کر اپنے اعمال بد کو
حسرت اور ندامت سے کہ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ اے کاش کہ میں نہ دیا جاتا یعنی کاش مجھکو نہ دیتے كِتَابِيَهْ نامہ اعمال میرا اور کاش نہ ہوتا میں وَلَمْ أَدْرِ اور کاش
نہ جانتا میں مَا حِسَابِيَهْ کہ کیا ہے حساب میرا اسواسطے کہ سوائے عذاب اور حسرت کے اور کچھ حاصل نہیں يَا لَيْتَهَا اے کاش کہ وہ موت کہ دنیا میں ہوئی تھی میں كَانَتِ
الْقَاضِيَةَ ہوتی ختم کرنیوالی ہمیشہ کو ہوتا کہ پھر زندہ نہ ہوتا میں یا ضمیر الیہا کی حالت کی طرف پھرتی ہے یعنی اے کاش کہ وہ حالت ہوتی حکم کرنے والی میرے فنا ہونیکا
واسطے کہ یہ حالت اور تلخی موت کی تلخی سے بہت زیادہ ہے اور یاد حیات دنیا کی ہوتی قطع کرنیوالی اسکی پس کہتا اپنے دنیا میں مَا أَغْنَى عَنِّي نہ بے پروا کیا مجھکو یعنی نہ
دفع کیا مجھ سے عذاب کو مَالِيَهْ مال میرے نے کہ دنیا میں کمایا تھا اور جمع کیا تھا میں نے اسکو هَلَكَ عَنِّي نابود اور گم ہوگیا مجھ سے سُلْطَانِيَهْ غلبہ اور حکمرانی میری کہ وہ
لوگوں پر تھی اور ابسبب اسکے ذلیل و خوار اور بے مقدار ہو گیا یا یہ کہ ناپید ہوگئی مجھ سے حجت میری کہ اپنے کمالات ناقصہ کے دین کے مقدمہ میں اسپر اپنے اعتماد کیا تھا اور
کتابیہ اور حسابیہ اور مالیہ اور سلطانیہ کے آخر میں ہاے سکتہ کی ہے اور اسی طرح تا آخر سورہ اور حسرت کچھ فائدہ نہ دیگا اور خطاب ہوگا فرشتوں کو پس کہینگے خُذُوهُ پکڑو تم اسکو
فَغُلُّوهُ پس طوق ڈالو اور ہاتھ اور پاؤں اسکے گردن سے باندھو تم ثُمَّ الْجَحِيمَ پھر آتش بزرگ دوزخ میں صَلُّوهُ داخل کرو تم اسکو ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ پھر بیچ زنجیر آتشیں کہ ذَرْعُهَا
گز اسکے سَبْعُونَ ذِرَاعًا ستر گز ہیں فَاسْلُكُوهُ پس داخل کرو تم اسکو یعنی اسکو ستر گز کی زنجیر میں مضبوط باندھو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ
اگر ایک حلقہ اس زنجیر کا کہ جسکا طول ستر گز کا ہے دنیا میں رکھا جاوے تو تمام دنیا اسکی حرارت سے پگھل جائے اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اگر تمام لوہا دنیا کا جمع کریں تو
اس زنجیر کے ایک حلقہ کے وزن کے برابر نہ ہووے اور اگر حلقہ اسکا عالم کے پہاڑ پر رکھیں تو مانند رانگ کے پگھل جاویں اور سویدہ سے مروی ہے کہ سب دوزخی دوزخ کی اس زنجیر میں
جکڑے جاوینگے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ ملائکہ اس زنجیر کو اسکے پیچھے سے نکال کر اسکی ناک میں کھینچیں اور اسکو دہن میں ڈال کر اسکی پیٹھ سے باہر نکالیں معلوم نہیں کہ اسقدر
قدر بڑی زنجیر کہ جسکا حلقہ تمام دنیا کے لوہے سے زیادہ ہے اسکے دہن اور آنکھ میں کیونکر جاویگا اور آویگا شاید خدا اپنی قدرت سے کوئی صورت پیدا کرے اور صاحب کشاف
نے جو کچھ لکھا ہے وہ قریب بالقیاس ہے کہ مراد ستر گز سے وصف اس زنجیر کا ہے جیسے کہ خدا نے فرمایا کہ اگر استغفار کرے تو واسطے ان کے ستر مرتبہ تو بھی خدا نہ بخشیگا یہاں مراد
ستر سے کثرت گزوں کی ہے نہ عدد معین کہ ہر چند زنجیر زیادہ دراز ہو تو عذاب اسکا زیادہ سخت ہے اور اب سبب اسکا بیان کرتا ہے کہ کس جہت سے اسکو ایسا سخت عذاب
ہوگا إِنَّهُ كَانَ تحقیق کہ وہ تھا دنیا میں کہ لَا يُؤْمِنُ نہیں ایمان لاتا تھا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ساتھ خدا بزرگ کے اور عظیم کے ذکر سے اشارہ ہے طرف اس امر کہ
مستحق بزرگواری کا خدا ہے نہ غیر اسکا اور جو کوئی سوا اسکے کسی غیر کی تعظیم کرے بت وغیرہ کی تو وہ مستحق اس عذاب کا ہے اور دوسری وجہ اسکے عذاب کی بیان
کرتا ہے خدا کہ وَلَا يَحُضُّ اور نہیں حرص دلاتا تھا وہ لوگوں کو عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ اوپر کھلانے مسکین اور فقیر کے اور مراد اس سے دینا زکوٰۃ اور حقوق
واجبہ کا ہے یعنی وہ زکوٰۃ اپنی دیکر لوگوں کو حرص نہیں دلاتا تھا کہ لوگ اسکو زکوٰۃ دیتے ہوئے دیکھ کر اپنی اپنی زکوٰۃ کو ادا کرتے پس وہ اپنے نفس کو زکوٰۃ دینے سے
منع کرتا تھا اور جس وقت ترک حرص کا ایسا سخت عذاب ہے تو ترک فعل کا عذاب کیا ذکر کیا جاوے اور کہتے ہیں کہ ابو درداء اپنی زوجہ کو حرص دلاتا تھا شوربے کی زیادہ کرنیکے
واسطے دینے مسکینوں کو اور کہتا تھا کہ آدھی زنجیر تو ہمنے ایمان لا کر نکال ڈالی ہے اور آدھی دوسری مسکین کو کھانا دیکر کیا نہ نکالیں پس وہ کافر زنجیر سے جکڑا
ہوا اور ہاتھ اور پاؤں اسکے گردن سے بندھے ہوئے آتش دوزخ میں جلیگا اور رہیگا فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ پس نہیں ہے واسطے اسکے آج کے دن یعنی اس روز خدا کی ہے کہ نہیں

ہیں واسطے اُسکے آج کے دن هٰهُنَا حَمِيْمٌ اسجگہ کوئی یگانہ کہ حمایت اسکی کرے وَّلَا طَعَامٌ اور نہ کوئی کھانا واسطے کھانیکے اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ مگر دھوون سے دوزخیوں
زخموں کے یعنی خون اور پیپ اور چرک ملا ہوا ہوگا لَّا يَأْكُلُهٗٓ نہیں کھاتے ہیں اسکو اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ مگر گنہگار کہ جو عمداً اپنے ارادہ سے گناہ کو اختیار کرتے ہیں اور بیان اور مراد
مشرکین ہیں کہ جو راہ راست سے گزر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوزخی کئی قسم کے ہیں اور بعضوں کا کھانا غسلین ہے اور بعضوں کا کھانا زقوم ہے اور بعضوں کا کھانا ضریع ہے اور قول انکو
انکی تاکید میں فرماتا ہے کہ فَلَآ اُقْسِمُ پس نہیں قسم کھاتا ہوں میں بسبب عدم احتیاج ہونے قسم کے اور یا یہ کہ لا زائد ہے واسطے تاکید قسم کے یعنی البتہ سوگند کھاتا ہوں میں بِمَا
تُبْصِرُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ دیکھتے ہو تم ان چیزوں کو کہ جو دیکھی جاتی ہیں وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ اور ساتھ اس چیز کے کہ نہیں دیکھتے ہو تم جو چیزیں کہ غائب
ہیں نظروں سے اس قسم میں سب چیزیں آگئیں اور کوئی چیز باقی نہ رہی یہانتک کہ ذات خدا بھی آگئی پس قسم کھائی ہے خدا نے اپنی تمام مخلوقات کی کہ اِنَّهٗ تحقیق وہ
قرآن لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ البتہ قول رسول بزرگ کا ہے یعنی جو کہ بطور رسالت اور پیغام بری کے جانب خدا سے کلام کرتا ہے اور خدا کے حکم کو روبرو پڑھتا ہے اور اپنی
طرف سے نہیں بناتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد رسول جبرئیل ہیں یعنی وہ قرآن قول جبرئیل کا ہے کہ جانب خدا سے محمد پر پڑھتا ہے اور پہلا قول بہتر ہے کہ اس میں حضرت کی رسالت
ثابت ہوتی ہے اور رد کرنا شاعر اور کاہن ہونیکا آپ سے خدا فرماتا ہے کہ یہ قول رسول کا ہے کہ جو بطور رسالت کے خدا کی جانب سے پڑھتا ہے وَّمَا هُوَ اور نہیں ہے وہ قرآن بِقَوْلِ
شَاعِرٍ قول شاعر کا جس میں بندش خیالات کی ہوتی ہے اور یا یہ کہ مقفی اور موزوں ہو جیسے کہ کفار گمان کرتے ہیں قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ کم ہے کہ ایمان لاتے ہیں
وہ قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی اور تقدیر اسکی ایمانا قلیلا ہے اور ما اسمیں زائد ہے اور ابن کثیر اور ابن عامر اور یعقوب اور سہل نے یومنون پڑھا ہے کفار کی طرف
ضمیر پھیر کر اور باقیوں نے تومنون پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ کفار کی طرف خطاب کر کے یعنی کم ہے کہ ایمان لاتے ہو تم اور مراد اس سے ایمان لانا ہے اسواسطے کہ قلت عدم کے معنی میں ہے
وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ اور نہیں ہے وہ قرآن قول کاہن کا کہ جو شیاطین کے بتلانے سے خبر غیب کی دیتا ہے جیسے کہ وہ کفار کبھی کاہن بھی کہتے ہیں قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ
کم ہے کہ نصیحت پکڑتے ہیں وہ اور ترکیب اور قرات اور معنی میں اس قول کا بھی وہی حال ہے کہ جو پہلے قول کا ہے اور کہتے ہیں کہ ذکر ایمان کا عدم شاعریت کیساتھ اور ذکر تذکر
کا نہ کاہن ہونیکے ساتھ اس واسطے ہے کہ نہ مشابہ ہونا قرآن کا واسطے شعر کے تو ایک امر ظاہر ہے کہ اسکا کوئی انکار نہیں کرتا ہے مگر جو کہ عناد کرنیوالا ہے بخلاف جدا ہونے قرآن کے
کہانت سے کہ اسکا علم موقوف ہے تذکر اور تفکر احوال رسول پر اور قرآن کے معنی پر کہ مخالف ہیں طریقہ کہانت کے تَنْزِيْلٌ نازل کیا گیا ہے قرآن محمد پر مِّنْ رَّبِّ
الْعٰلَمِيْنَ پروردگار عالموں کی طرف سے جبرئیل کے واسطے سے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا اور اگر جھوٹ کہے اور بنا کر وہ محمد بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ بعضی باتوں کو جیسے کہ گمان تمہارا ہے
لَاَخَذْنَا مِنْهُ البتہ پکڑیں ہم اسے بِالْيَمِيْنِ دست راست کو ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ پھر البتہ کاٹیں ہم اس سے الْوَتِيْنَ بڑی رگ کو کہ گردن سے متصل ہے یعنی اگر محمد
اپنی طرف سے بنا کر ہماری طرف منسوب کرے تو ہم اسکا دست راست پکڑ کے اسکی رگ گردن کو کاٹ ڈالیں کہ وہ ہلاک ہو جائے اور اسکو قتل کریں جیسے کہ بادشاہ غضب میں آکر جلاد کو
قتل کرنیکا گنہگار کو حکم دیتے ہیں اور وہ جلاد بادشاہ کے تلوار غلاف سے نکالکر گنہگار کا دست راست پکڑ کر قتل کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ اول اسکے دست راست کو
اس سے جدا کریں اسکی سزا کرنیکے واسطے اور بعد اسکے اسکو قتل کریں اور بعضوں کے نزدیک یمین معنی قوت ہے یعنی اسکو اپنی قوت اور قدرت سے ہم پکڑیں اور ہلاک کریں اور یا یہ کہ قوت
اور توانائی کو اسکی اس سے جدا کریں اور پھر اسکو قتل کریں فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ پس نہیں ہے تم میں سے کوئی عَنْهُ اس قتل سے حٰجِزِيْنَ منع کرنیوالا یا اس
مقتول سے باز رکھنیوالا قتل کو وَاِنَّهٗ اور تحقیق کہ وہ قرآن لَتَذْكِرَةٌ البتہ نصیحت لِّلْمُتَّقِيْنَ واسطے پرہیزگاروں کے اسواسطے کہ وہی اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں وَاِنَّا
لَنَعْلَمُ اور تحقیق کہ ہم البتہ جانتے ہیں اَنَّ مِنْكُمْ یہ کہ تحقیق بعضے تم میں سے مُّكَذِّبِيْنَ جھٹلانیوالے ہیں قرآن کو پس ہم انکو اس جھٹلانیکی سزا دینگے اور بعضے کہتے ہیں
کہ منکم میں خطاب طرف مسلمانوں کے ہے یعنی ہم جانتے ہیں کہ بعضے تم میں سے کافر ہو جائیں اور دین اسلام سے پھر جائیں وَاِنَّهٗ اور تحقیق وہ قرآن لَحَسْرَةٌ البتہ پشیمانی ہے
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اوپر کافروں کے جس وقت کہ ثواب مومنین کا دیکھینگے اور یا یہ کہ جھٹلانا قرآن کا موجب انکی حسرت کا ہے اس روز وَاِنَّهٗ اور تحقیق وہ قرآن لَحَقُّ
الْيَقِيْنِ البتہ حق یقین کا ہے یعنی وہ یقین ہے جسمیں کسی طرح کا شبہہ نہیں ہے اسکے خدا کے پاس سے نازل ہونیکا اور حق اور یقین میں اختلاف لفظی ہے اور معنی میں دونوں ایک
ہیں فَسَبِّحْ پس تسبیح کہہ تو بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ساتھ نام پروردگار اپنے کے کہ بزرگ ہے یعنی پاکیزگی اسکی بیان کر تو اسکے عیب اور خلل سے اور بری صفتوں سے
اور حضرت سجاد نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ بدون تعجب کے بلکہ تسبیح کے قصد سے کہے تو خدا تعالی واسطے اس کے لاکھ نیکیاں لکھیگا اور دور کریگا

اس سے تین ہزار گناہ اور تین ہزار درجہ اسکے واسطے بلند کرینگے سورۃ المعارج کہتے ہیں کہ یہ سورہ مکی ہے مگر آیۃ والذین فی اموالہم حق معلوم کہ بعضوں کے نزدیک
مدنی ہے اور آیتیں اسکی چالیس ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ سأل سائل کو ہمیشہ پڑھے تو خدا قیامت کے روز اسکے گناہوں پر چشم پوشی کرے گا
اور اسکو بہشت میں ہمنشین محمد صلعم کا کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہیں کہ نضر بن حارث بن کلاہ کہ رسول خدا صلعم کے جھٹلانیوالوں اور دشمنوں میں سے تھا
مسجد الحرام کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور ہنسی اور ٹھٹھے کی راہ سے کہا کہ اے خدا اگر محمد صلعم حق پر ہے اور جو کچھ کہتا ہے وہ تیرے پاس سے ہے تو پتھر ہم پر برسا یا عذاب دردناک
میں ہمکو گرفتار کر حق تعالے نے یہ آیت نازل کی سَأَلَ سَائِلٌ سوال کیا ایک سوال کرنیوالے نے بِعَذَابٍ وَاقِعٍ اس عذاب کا جو واقع ہونیوالا ہے لِلْكَافِرِينَ واسطے کفر
کرنیوالوں کے کہ وہ قتل ہے بدر میں دنیا میں عذاب دوزخ ہے آخرت میں لَيْسَ لَهُ نہیں ہے واسطے اس عذاب کے دَافِعٌ کوئی دفع کرنیوالا مِنَ اللَّهِ خدا سے یعنی وہ عذاب
خدا کی طرف سے واقع ہونیوالا ہے اور اسکو کوئی دفع نہیں کر سکتا ہے جس وقت خدا نے اسکو نازل کیا ہو وہ خدا کہ ذِي الْمَعَارِجِ صاحب درجوں بلند کا ہے اور اہل
مدینہ اور ابن عامر نے سال کو بغیر ہمزہ کے پڑھا ہے اور یہ آیت صحیح یہ ہے کہ امیر المومنین کی خلافت کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے چنانچہ تفسیر کواشی اور تفسیر
ثعلبی اور جواہر العقدین نور الدین سمہودی میں کہ یہ کتابیں اہلسنت کی ہیں اور حاکم ابو القاسم حسکانی نے روایت کی ہے کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے پوچھا کہ سأل سائل
کسکے حق میں نازل ہوئی ہے اس نے قسم کھا کر کہا کہ تو نے ایسے مسئلہ سے سوال کیا ہے کہ پہلے اس سے مجھ سے کسی نے اس مسئلہ سے سوال نہیں کیا تھا روایت کی مجھ سے جعفر
بن محمد الصادق نے اپنے باپوں سے کہ جس وقت رسول خدا نے غدیر خم میں لوگونکو جمع کیا اور علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس یہ خبر مشہور ہوئی
شہروں میں اور حارث بن نعمان فہری اسی وقت اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ میں آیا اور اونٹ سے پیادہ ہو کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر نزاع شروع
کیا اور کہا کہ اے محمد ہمکو تو نے کلمہ شہادت کا حکم دیا ہمنے قبول کیا اور نماز پنجگانہ کا تو نے ہمکو حکم دیا ہے ہمنے اسکو قبول کیا اور حکم کیا تو نے ہمکو ایک مہینہ کے
روزونکا وہ بھی ہمنے منظور کیا اور پھر بھی تو راضی نہوا یہانتک کہ بلند کیا تو نے اپنے چچا کے بیٹے کے ہاتھونکو اور فضیلت دی تو نے اسکو ہمپر اور کہا تو نے کہ من کنت
مولاہ فعلی مولاہ یہ کلام تو نے اپنی جانب سے کہا ہے یا خدا کی جانب سے رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ نہیں سوا اسکے کوئی خدا کہ یہ امر جانب خدا سے
تھا میں حارث نے یہ سنکر اپنی پشت پھیری اور اپنے اونٹ کی طرف روانہ ہوا اور کہتا تھا کہ اے خدا جو کچھ محمد کہتا ہے کہ اگر یہ حق ہے تو مجھ پر تو پتھر برسا یا بھیج
تو مجھپر عذاب دردناک ہنوز وہ شخص اپنے اونٹ تک نہ پہنچا تھا کہ پتھر آسمان سے نازل ہو کر اسکے سر پر لگا اور مقعد سے باہر نکل آیا پس نازل ہوا آیہ سأل سائل بعذاب
واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک میں نزول اسکا ذکر کی ہے لیکن بسبب تعصب کے پتھر کے نازل
ہونیکا ذکر نہیں کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے اس نے کہا تھا کہ اگر محمد حق پر ہے تو خدا آسمان سے مجھپر پتھر برسا تَعْرُجُ
الْمَلَائِكَةُ اوپر چڑھتے ہیں فرشتے وَالرُّوحُ اور جبرئیل اور جبرئیل کا ذکر اس واسطے خاص کیا کہ عظمت اور بزرگی اسکی خدا کے نزدیک بہت ہے اور وہ سردار ملائکہ
کروبین کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ روح ایک اور فرشتہ ہے کہ وہ جبرئیل سے بھی زیادہ بزرگ ہے حاصل یہ ہے کہ چڑھتے ہیں فرشتے اور روح إِلَيْهِ طرف
اسکے یعنی طرف عرش خدا کے فِي يَوْمٍ بیچ اس دن کے کہ كَانَ مِقْدَارُهُ ہے مقدار اسکی خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ پچاس ہزار برس دنیا کے برسونکے
اعتبار سے یعنی اگر آدمی روانہ ہو زمین سے اس مقام تک کہ جہاں فرشتے ایکروز میں جاتے ہیں تو وہ پچاس ہزار برس میں وہاں پہنچے اور کہتے ہیں کہ مراد یوم سے
قیامت کا روز ہے یعنی ملائکہ اور روح چڑھیں گی عرش خدا پر اس دن کہ جسکی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ یہاں سے عرش تک پچاس
ہزار برس کی راہ ہے اس واسطے کہ زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اور ایسی ہی دل ہر آسمان کا ہے اور کرسی اور عرش بھی ایسی ہی
ہیں لیکن سبکو ملا کر پچاس ہزار برس نہیں کہہ سکتے اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے حساب لینا ہے خلقت کا قیامت کے روز کہ اس مقدار میں حساب لیا جائیگا اور
حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اگر سوائے خدا کے کوئی اور حساب لینے میں مشغول ہو تو پچاس ہزار برس میں حساب لیتا اور لیکن خدا ایک
ساعت میں حساب خلقت کا لیگا اور دوسری روایت میں ان حضرت سے منقول ہے کہ یہ روز ہنوز نصف کو نہ پہنچیگا کہ سبکا حساب ہو لیگا اور بہشتی بہشت میں چلے جائیں
اور دوزخی دوزخ میں اور کسی نے رسول خدا سے کہا کہ کیا دراز ہے یہ دن فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان محمد کی جسکے قبضہ میں ہے وہ روز مومنین پر

بہت سہل ہوگا یہانتک کہ ایک نماز واجب کے ادا کرنیسے زیادہ سہل ہوگا جس نماز کو کہ تم دنیا میں ادا کرتے ہو اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ قیامت کے پچاس موقف ہیں اور ہر موقف ہزار برس کا ہے لیکن روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درازی مومنین کو معلوم نہ ہوگی اور بعضے اس آیت کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مقدار اول نازل ہونے ملائکہ کا دنیا میں واسطے احکام اور قضائے الٰہی کے انکی آخر عروج اور اوپر چڑھنے تک پچاس ہزار برس ہیں اور بعد کی قیامت کے بموافق اسکے ہے مقدار زمانہ دنیا کی پچاس ہزار برس ہیں لیکن سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے کسقدر مدت گذر گئی اور کتنی باقی ہے ابن عباس کے نزدیک یہ ہے کہ مراد اس سے سختی روز قیامت کی ہے کہ وہ سختی کافروں کو اسقدر ایسی معلوم ہوگی کہ اسکے سبب جانینگے کہ یہ روز پچاس ہزار برس کا ہوا ہے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ عذاب جھٹلانیوالوں سے دفع نہیں ہوسکتا اور البتہ واقع ہوگا فَاصْبِرْ پس صبر کر تو منکروں کے جھٹلانے پر صَبْرًا جَمِيْلًا صبر نیک کہ جسمیں کسی طرح کی شکایت نہو اور عذاب میں انکے جلدی نکر کہ عنقریب واقع ہوگا اور ہر ایک اپنی سزا کو پہنچیگا اِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ کافر جھٹلانیوالے يَرَوْنَهٗ دیکھتے ہیں وہ اس عذاب کو یا قیامت کو بَعِيْدًا دور امکان سے یعنی گمان انکا یہ ہے کہ وہ واقع نہوگا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا اور دیکھتے ہیں ہم اسکو امکان سے ممکن ہے کہ وہ واقع ہو يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ جسدن کہ ہوئیگا آسمان كَالْمُهْلِ مثل چاندی گلی ہوئی کے یا مانند تانبے گلے ہوئے کے یا مانند تلچھٹ تیل کے وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ اور ہوئیں پہاڑ كَالْعِهْنِ مانند پشم رنگا رنگ کے پس جسوقت کہ ریزہ ریزہ ہوجائیں تو ہوا پر اڑ کر مانند پشم دھنکی ہوئی کے ہوجائینگے اور رنگا رنگ اسواسطے ہوجائینگے ہوا پر اُڑ کر کہ پہاڑ طرح طرح کے رنگ کے ہوا کرتے ہیں کہ پہاڑ سب شل ہیتہ ریگ کے ہوجائیں اور بعد اسکے مانند پشم رنگا رنگ دھنکی ہوئی کے اور بعد اسکے مانند غبار بکھرے ہوئے کے وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ اور نہ پوچھیگا کوئی یگانہ حَمِيْمًا یگانہ کو کہ تیرا کیا حال ہے اسواسطے کہ ہر ایک کو اپنی جانکی پڑی ہوگی اور ابن کثیر اور عاصم نے یسأل کو بضم یا پڑھا ہے یعنی نہ پوچھا جائے گا کوئی یگانہ یگانہ سے يُّبَصَّرُوْنَهُمْ دکھلائے جائینگے وہ یگانے ان یگانوں کو یعنی ایسا نہوگا کہ آدمی اپنے یگانوں کو نہ دیکھنے پائیں اور یا وہ انکو نہ دیکھتے ہوں بلکہ ہر ایک ہر ایک دوسرے کو دیکھیگا اور پہچانیگا اور اسکے حال کو دیکھتا ہوگا لیکن اپنے اپنے حال میں ایسے گرفتار اور مشغول ہونگے کہ دوسرے کے حال کے پوچھنے کی قدرت نہوگی اور یہی امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ آپسمیں پہچانتے ہونگے اور کوئی کسیکو نہ پوچھیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ کوئی یگانہ دوسرے کے گناہ سے نہ پوچھا جائیگا بلکہ ہر ایک اپنے ہی گناہ کی سزا پائیگا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یگانے یگانوں کو پہچانینگے یہ ایک ساعت کا ذکر ہے اور بعد اسکے کوئی کسیکو نہ پہچانیگا اور ہر ایک دوسرے سے بھاگیگا اور ایسا حال ہوگا اسوقت کہ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ دوست رکھیگا اور آرزو کریگا گنہگار کافر لَوْ يَفْتَدِيْ اگر فدا کرے مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ عذاب اسدنکے سے بِبَنِيْهِ ساتھ بیٹوں اپنے کے اور بعضوں نے عذاب کو تنوین سے پڑھا ہے اور یومئذ کی میم کو مفتوح یعنی ہر گنہگار آرزو کریگا اپنے بیٹوں کو اپنی عوض میں فدا کردوں تا کہ وہ عذاب کو اُٹھالے اور میں نجات پاؤں باوجودیکہ بیٹے سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں لیکن انکو اپنے اوپر سے چاہیگا کہ فدا کردوں اور میں عذاب سے رہائی پاؤں وَصَاحِبَتِهٖ اور جورو اپنی کو چاہیگا کہ فدا کردوں اپنی عوض میں باوجودیکہ بڑی غمخوار ہے وہ وَاَخِيْهِ اور بھائی اپنے کو کہ قوت بازو اور ہم پشت اسکا ہے چاہیگا کہ فدا کردوں وَفَصِيْلَتِهِ اور کنبہ اپنے کو الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ جو کہ جگہ دیتا ہے اسکو یعنی کے واسطے چاہیگا کہ فدا کردوں اپنی عوض میں وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اور جو کوئی کہ بیچ زمین کے ہے دوست رکھیگا کہ اپنی عوض میں فدا کردوں جَمِيْعًا سبکو یعنی چاہیگا کہ تمام خلائق کو یگانہ کو اور بیگانہ کو اپنے بدلے فدا کردوں ثُمَّ يُنْجِيْهِ پس نجات دیوے وہ فدا دینا اسکو عذاب سے كَلَّا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ فدا دینا عذاب سے رہائی دلوائے اِنَّهَا تحقیق کہ وہ آتش دوزخ کہ جس سے فدا دیتا ہے وہ گنہگار اور فائدہ نہیں ہوتا ہے لَظٰى شعلہ ہے خالص کہ کوئی چیز اسمیں ملی ہوئی نہیں ہے تا کہ باعث کم ہونے حرارت کا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ لظی نام دوزخ کا ہے اور ہا کے مرجع کا ذکر نہیں کیا اسواسطے کہ عذاب کا ذکر اسپر دلالت کرتا ہے اور یا فدا دینا دلالت کرتا ہے اور یا یہ کہ وہ ضمیر قصہ کی ہے اور لظی مبتدا ہے اور خبر اسکی یہ ہے کہ نَزَّاعَةً ادھیڑنیوالا ہے وہ شعلہ لِّلشَّوٰى واسطے پوست ہاتھ اور پاؤں مستر کو یا پوست سر کو شدت حرارت سے اور حفص نے نزاعہ کو منصوب پڑھا ہے حال مقرر کرکے اور نزاعہ صیغہ مبالغہ ہے یعنی بہت کھینچنے والا پوست اور گوشت اور اعضا کو اپنی جگہ سے اور شوی بمعنی اطراف ہے اور یا جمع شواۃ کی ہے کہ جو بمعنی پوست سر کے اور جسوقت کہ وہ شعلہ پوست اور گوشت کو کھینچیگا اور اُدھیڑیگا تو اسکی جگہ دوسرا پیدا ہوجائے گا اسی طرح سے وہ ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیگا تَدْعُوْا بلاتی ہے وہ آگ یعنی کھینچتی ہے اپنی طرف جبر اور قہر سے چلا کے واسطے مَنْ اَدْبَرَ اس شخص کو کہ پشت پھیری ہے اسنے حق سے وَتَوَلّٰى اور منہ پھیرا ہے حکم خدا سے وَجَمَعَ اور جمع کیا ہے مال دنیا کو بدون ملاحظہ حلال و حرام کے فَاَوْعٰى پس بند رکھا ہے اس مال کو یعنی واسطے حفاظت کے اس مال کو برتن میں رکھ چھوڑا ہے اور حقوق واجبہ کو ادا

سے اور انہیں کیلئے اور بسبب کثرت حرص اور حفاظت مال اور درازی امل اور شغل معاملات کے حق سے باز رہا اور فرمان خدا کو ترک کیا ہے اور اب خدا انسان کی کثرت
حرص کو بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ تحقیق آدمی خُلِقَ پیدا کیا گیا ہے هَلُوْعًا بہت حرص کرنیوالا مال کے جمع کرنے پر اور حقوق واجبہ کی ادا کرنیکو جلد منع کرنیوالا
اور بلا اُنکو نازل ہونیپر جلد بے صبری کرنیوالا ہے اور رسول خدا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ بدتر آدمی ہیں وہ بخیلی ہے کہ دینے سے اسکو منع کرے اور بدتر
وہ نامردی ہے کہ دلکو اسکی جگہ سے لیجائے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہلوع ایک جانور ہے کوہ قاف کی پشت پر کہ ہر روز ساتوں صحرا کو گھانس سے خالی کرتا ہے یعنی تمام گھانس
اسکی کھاجاتا ہے اور سات دریا کا پانی پیتا ہے اور سردی اور گرمی میں صبر نہیں کرسکتا ہے اور ہر شب فکر میں رہتا ہے کہ کل کو کیا کھاونگا بس خدا نے بے صبری اور اندیشہ
روز مبین انسانکو اس جانور کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور کسی نے ایک عالم سے تفسیر ہلوع کی پوچھی تو کہا کہ اس سے زیادہ کیا تفسیر اسکی واضح ہوگی جو کہ خدا فرماتا ہے
اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جبوقت کہ پہنچتی ہے اسکو بدی مثل فقر اور فاقہ اور مرض کے تو جَزُوْعًا بہت بے صبری اور فریاد کرنیوالا ہے اور شب و روز جزع اور فزع
بسر کرتا ہے وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ اور جبوقت پہنچتی ہے اسکو بھلائی اور نیکی مثل تونگری اور آسودگی کے تو مَنُوْعًا منع کرنیوالا ہے اپنے نفس کو طاعت خدا سے
اور مال کے خرچ کرنیسے راہ خدا میں اور ہلوعا اور جزوعا حال واقع ہوئے ہیں اور مراد اس آیت کے مضمون سے یہ ہے کہ انسان بے صبر ہے اور منع کرنے میں ایسا مضبوط اور مصروف
ہے کہ گویا اسپر ہی پیدا کیا گیا ہے اور گویا یہ اسکی صفات خلقیہ غیر اختیاریہ میں سے ہے اور حقیقت میں خدا نے ان صفات پر پیدا نہیں کیا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ خدا مومنین کو
انہیں سے استثنا کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ مگر نماز پڑھنے والے یعنی سب آدمی اس صفت پر قایم رہتے ہیں مگر نماز ادا کرنیوالے اَلَّذِيْنَ هُمْ وہ لوگ کہ وہ
عَلٰى صَلَاتِهِمْ اوپر نماز اپنی کے دَآئِمُوْنَ ہمیشگی کرنیوالے ہیں کہ ہر چند کوئی شغل رکھتے ہوں لیکن نماز کے وقت پر پڑھنے سے باز نہیں رہتے ہیں اور بدون عذر نماز کو
کبھی فوت نہیں کرتے اور جناب امیرالمومنین نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ ہیں وہ کہ اگر کوئی عمل نیک رات کو فوت ہوتا ہے تو دنکو قضا کرتے ہیں یعنی بجالاتے ہیں اسکو اور اگر دنکو فوت ہوتا
ہے تو راتکو قضا کرتے ہیں اور بجالاتے ہیں اسکو اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت نوافل کے واسطے ہے اور آیہ والذین ہم فی صلواتہم یحافظون فرائض کے واسطے
اور بعضی روایتوں میں یہ ہے کہ مراد الذین ہم فی صلواتہم دائمون سے وہ لوگ ہیں کہ حالت نماز میں اپنے منہ کو قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرتے ہیں اور چپ و راست نظر نہیں کرتے ہیں وَ
الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ اور وہ لوگ کہ بیچ مالوں انکے کے حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ حق ہے جانا گیا یعنی حق معین جیسے کہ زکواۃ ہیں اور صدقوں وغیرہ میں لِّلسَّآئِلِ واسطے سوال
کرنے محتاج کے وَالْمَحْرُوْمِ اور واسطے نہ سوال کرنیوالے محتاج کے کہ آدمی اسکو بسبب نہ سوال کرنیکے تونگر گمان کرتے ہیں اور اس سبب سے اسکو دینے سے محروم رکھتے ہیں اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حق معلوم زکواۃ میں سے نہیں ہے بلکہ وہ چیز ہے کہ تو اسکو اپنے مال میں سے نکالے اور بعد اسکے اپنی خواہش کے موافق تھوڑا یا بہت جمعہ کو یا ہر
روز احسان کرنے کے طریق سے مستحقوں کو دیوے اور دوسری روایتوں میں ہے کہ پہنچائے تو قرابتوں کو اور دیوے تو اس شخص کو کہ محروم رکھتا ہے تجھکو اور عطا کرے تو اس شخص کو کہ دشمن
رکھتا ہے وہ تجھکو وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ اور وہ لوگ ہیں کہ سچ جانتے اور اعتقاد کرتے ہیں بِيَوْمِ الدِّيْنِ ساتھ روز جزا کے اور علامت روز جزا کے
حق جاننے کی یہ ہے کہ اس روز کے خوف سے طاعت اور عبادت میں مشغول ہو اور احکام خدا تعالے کے بجالاوے اور واجبات کو ترک نکرے اور منع کئے گئے کاموں کے گرد نجاوے
وَالَّذِيْنَ هُمْ اور وہ لوگ ہیں وہ کہ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ عذاب پروردگار اپنے سے مُّشْفِقُوْنَ ڈرنیوالے ہیں اور خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہو کہ عذاب
میں گرفتار ہوجاویں اور اس سبب سے وہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ تحقیق عذاب پروردگار انکے کا غَيْرُ مَاْمُوْنٍ بیخوف کیا گیا ہے یعنی
اسکے واقع ہونیسے بیخوف اور بے ڈر نہونا چاہیے اگرچہ کثرت سے طاعت کرتا ہو اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہو بلکہ امید نجات اور خوف عذاب دونو برابر چاہئیں اور
اعمال نیک پر اپنے نازاں نہونا چاہیے بلکہ ہر دم عذاب الہی سے ڈرنا چاہیے اور اسکی رحمت سے ناامید بھی نہونا چاہیے کہ ذات اسکی غفور الرحیم ہے ؎ کیا ڈر ہے گر عذاب
کو نار جحیم ہے ؎ مولا کا میرے نام غفور الرحیم ہے ؎ بخشیگا اپنے فضل سے عصیاں مرے تمام ؎ پروا ہی اسکو کیا وہ غنی اور کریم ہے ؎ لیکن عذاب کا بھی بڑا خوف ہے مجھے ؎ کھٹکے سے
اس بلا کے مرا دل دونیم ہے ؎ امید مغفرت کی ہے گرچہ مجھے مدام ؎ لیکن عذاب سے بھی نہایت ہی بیم ہے ؎ وَالَّذِيْنَ هُمْ اور وہ لوگ ہیں وہ کہ لِفُرُوْجِهِمْ واسطے
ستروں اپنے کے حٰفِظُوْنَ نگاہ رکھنے والے ہیں حرام کرنیسے مثل زنا اور اغلام کے اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ مگر اوپر عورتوں اپنی کے کہ نکاح دائمی کے ہوں
یا نکاح متعہ کے یا لونڈیاں اپنی ملک کی جیسا کہ خدا فرماتا ہے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا وہ عورتیں کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ انکے ان عورتوں کے کہ وہ عورتیں انکی

مالک ہیں پس وہ اپنی عورتیں نکاحی اور باندی کی عورتوں پر اکتفا کرتے ہیں فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ پس تحقیق وہ نہیں ملامت کیے گئے ہیں اگر ان عورتوں سے شرمگاہ کو نگاہ رکھنے کو ترک کرتے ہیں فَمَنِ ابْتَغٰى پس جو شخص کہ طلب کرے وَرَآءَ ذٰلِكَ سوائے ان عورتوں نکاحی اور باندیوں کے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ ان عورتوں کے سوا طلب کرنے والے هُمُ الْعٰدُوْنَ وہی ہیں حد خدا سے گزرنے والے اور خدا کے غیر مباح کیے ہوئے کاموں کو اختیار کرنے والے وَالَّذِيْنَ هُمْ اور وہ لوگ جو کہ لِاَمٰنٰتِهِمْ امانتوں اپنی کے وَعَهْدِهِمْ اور عہد اپنی کے رٰعُوْنَ رعایت کرنے والے اور نگہبانی کرنے والے ہیں خواہ امانتیں خدا کی ہوں جیسے کہ ایمان اور ادا کرنا فرض چیزوں کا اور خواہ امانت خلق کی جیسے کوئی اپنی چیزیں کسی کے پاس رکھوا دے اور عہد بھی خواہ خدا کے ساتھ ہو خواہ خدا کے بندوں کے ساتھ اور ابن کثیر نے اَمٰنَتِهِمْ پڑھا ہے واحد کا صیغہ وَالَّذِيْنَ هُمْ اور وہ لوگ ہیں وہ کہ بِشَهٰدٰتِهِمْ ساتھ گواہیوں اپنی کے قَآئِمُوْنَ قیام کرنے والے ہیں اور ادا کرنے والے اور حفص اور یعقوب اور سہل نے شہاداتہم پڑھا ہے جمع کے صیغے سے اور باقیوں نے شہادتہم پڑھا ہے واحد کے صیغے سے یعنی جو کچھ کہ جانتے ہیں اسطرح اپنے علم کے موافق گواہی دیتے ہیں اور نہیں رعایت اور ملاحظہ کسی کا نہیں کرتے خواہ کوئی یگانہ اپنا ہو یا بیگانہ تونگر ہو یا فقیر ہووے اور نہ گواہی کو چھپاتے ہیں وَالَّذِيْنَ هُمْ اور وہ لوگ ہیں وہ کہ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اوپر نماز اپنی کے حفاظت کرتے ہیں کہ اسکو اسکے آداب و شرائط سے اور رعایت ارکان سے بجا لاتے ہیں اور اس کے وقت کی رعایت کرتے ہیں اور امام کاظم نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے ہمارے شیعہ ہیں کہ دن اور رات میں اکاون رکعت نماز کی پڑھتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے دن اور رات کی فرض نمازیں ہیں جو کوئی انکو وقتوں پر ادا کرے اور انکی حقوق کو پہچانتا ہو اور انکی وقتوں پر انکی غیر کو اختیار نہ کرے یہاں تک کہ انکو ادا کرے خدا بسبب اسکے اسکے واسطے ایک نوشتہ لکھے اس مضمون کا کہ ہرگز اسکو عذاب نہ کرے اور جو کوئی اسکو غیر وقت میں پڑھے اور نماز کے سوا اور کام کو اختیار کرے تو چاہے کہ خدا اسکو بخشے اور چاہے عذاب کرے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ جنکو کہ وہ اوصاف بیان ہوئے ہیں الا المصلین سے یہاں تک وہ لوگ فِيْ جَنّٰتٍ بیچ بہشتوں کے ہیں جو کہ پر ہیں طرح طرح کی نعمتوں سے مُّكْرَمُوْنَ بزرگ اور معزز کیے گئے ہیں خدا کے نزدیک اور بڑی قدر و منزلت والے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے مشرکوں نے گرا گرد رسول خدا کے حلقہ باندھا اور ہنسکر کہا کہ اگر اصحاب محمد کے طمع رکھتے آخرت کے باغوں کی ہم بھی طمع رکھتے ہیں کہ زیادہ اُن سے ہم ہیں اسواسطے کہ دنیا میں اُن سے افضل ہیں مالوں اور خادموں کی اعتبار سے وہاں بھی ہم انسے افضل ہونگے یہ آیت نازل ہوئی کہ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس کیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں اور ان اوصاف سے بے نصیب ہیں قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ طرف تیرے دوڑتے ہوئے جلدی کرکے عَنِ الْيَمِيْنِ جانب راستے وَعَنِ الشِّمَالِ اور جانب چپ سے عِزِيْنَ گروہ گروہ متفرق ہو کر آنے والے اور مہطعین اور عزین دو حال واقع ہوئے ہیں منقول ہے کہ ہنسی کرنے والے پانچ گروہ تھے کہ گرداگرد رسول خدا کے حلقہ کرتے تھے قرآن پر سنتے تھے پس خدا نے انکے قول کا انکار کرکے فرمایا کہ اَيَطْمَعُ کیا طمع رکھتا ہے كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ ہر مرد ان میں سے اَنْ يُّدْخَلَ یہ کہ داخل کیا جائے ہمراہ مومنین کے جَنَّةَ نَعِيْمٍ بہشت نعمتوں کی میں یعنی مشرکین کو یہ دعوے ہے کہ بدون ایمان اور طاعت کے بہشت میں داخل ہوں كَلَّا نہ ایسا ہی کہ وہ کہتے ہیں اور ہرگز کفار کو بہشت میں جانا نصیب نہوگا اس لئے کہ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ تحقیق ہمنے پیدا کیا ہے انکو مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ اس چیز سے کہ جانتے ہیں وہ یعنی نطفہ نجس سے کہ اسکو عالم پاک سے کچھ مناسبت نہیں ہی ہیں اگر وہ نطفہ ایمان اور طاعت کے وسیلہ سے کامل اور طاہر نہو اور عادتوں ملکیہ کو اختیار کرکے آلودگی کدورتوں سے صفائی نہ پاوے تو قابل بہشت میں جانیکے نہیں ہوتا ہے فَلَآ اُقْسِمُ پس قسم کھاتا ہوں میں اور لا یہاں زائد ہے واسطے تاکید کے اور بعضے کہتے ہیں کہ لا زائد نہیں ہے اور معنی اسکے اسطرح بیان کرتے ہیں کہ پس نہ ایسا ہے کہ کفار کہتے ہیں کہ قسم کھاتا ہوں میں بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ ساتھ پروردگار مشرقوں کے کہ واسطے آفتاب کے ہیں وہ مشرقیں کہ ہر روز نئی جگہ سے نکلتا ہے وَالْمَغٰرِبِ اور ساتھ پروردگار مغربوں کے قسم کھاتا ہوں کہ وہ مغارب آفتاب کے واسطے ہیں اور ہر روز نئی جگہ سے وہ غروب کرتا ہے اس واسطے آفتاب کے واسطے تین سو ساٹھ مشرق اور تین سو ساٹھ مغرب ہیں اور ہر روز ایک مشرق میں سے نکلتا ہے اور ایک مغرب میں داخل ہوتا ہے تمام سال اسکا یہی حال ہے اور تمام سال کے موافق مشہور کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور مشرق آفتاب کے نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور مغرب غائب ہونیکی جگہ کو پس خدا قسم کھاتا ہے کہ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ بتحقیق کہ ہم البتہ قدرت رکھنے والے ہیں عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اوپر اسکے کہ بدلدیویں ہم ان مشرکوں کو یعنی ہلاک کریں ہم انکو اور بدلے انکے دوسری خلقت کو لاویں ہم کہ خَيْرًا مِّنْهُمْ بہتر اُنسے ہوں اور زیادہ فرمانبردار ہوں وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ اور نہیں ہیں ہم سبقت اور پیشی کیے گئے کہ پھر کوئی پیشی کرکے ہمکو عاجز

اور مغلوب کرے جس وقت ہم ارادہ عذاب کا کریں اور ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا پس جس صورت میں کہ حال ایسا ہے تو فَذَرْهُمْ پس چھوڑ دے تو انکو اور ہاتھ اسے اٹھالے کہ
یَخُوضُوا شروع کریں وہ امور باطلہ وَیَلْعَبُوا اور کھیل اور بازی میں مشغول ہوں دنیا میں امور کے ساتھ حَتّٰی یُلٰقُوا یہانتک کہ ملاقات کریں یَوْمَهُمُ دن انکو
الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ وہ دن کہ وعدہ کئے جاتے ہیں وہ اسدن کا یعنی روز قیامت اور بعضے روز بدر کو کہتے ہیں اور یہ آیت منسوخ ہے آیہ جہاد یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ
جسدن کہ نکلینگے وہ مِنَ الْاَجْدَاثِ قبروں سے سِرَاعًا جسوقت کہ جلدی کرکے دوڑنے والے ہونگے اسرافیل کی آواز کی طرف اور سراع جمع سریع کی ہے پس وہ اسی طرح سے جلدی
جائینگے کہ کَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ اِلٰی نُصُبٍ طرف بتوں کے تھانوں کے یا جھنڈیوں کے یُّوْفِضُوْنَ دوڑتے ہیں یعنی جیسکہ واسطے تقرب بتوں کے انکے تھانوں کی طرف دوڑتے
ہیں یا جیسے کہ لشکر پراگندہ اور متفرق اپنی فوج کے علم کو قائم دیکھ کر اسکی طرف دوڑتے ہیں اور ابن عامر اور حفص اور سہل نے نصب پڑھا ہے نون اور صاد کے ضمہ سے جمع
نصب فتح نون کے اور باقی کے قاری نصب فتح نون پڑھتے ہیں اور جس وقت وہ قبروں سے نکلکر دوڑینگے تو خَاشِعَةً نیچے کو جھکنے والے ہونگی اَبْصَارُهُمْ آنکھیں
انکی نہایت خوف اور دہشت سے اور خاشعہ حال واقع ہوا ہے ضمیر یوفضون سے یعنی خوف سے نہ آنکھیں کھول سکینگے اور نہ وہ سر کو اوپر اٹھا سکینگے تَرْهَقُهُمْ
پوشیدہ کر لیوے گی انکو ذِلَّةٌ خواری اور نگونساری اور روسیاہی ذٰلِكَ الْیَوْمُ الَّذِیْ یہ دن وہ ہے کہ دنیا میں كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ تھے وہ وعدہ
کئے جاتے جسدن کا اور جسدن سے ڈرائے جاتے تھے اور عناد کی جہت سے اس روز کا انکار کرتے تھے سُوْرَةُ نُوْحٍ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں اٹھائیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایمان خدا پر رکھے اور اسکی کتاب کی تلاوت کرے چاہیے کہ ترک نہ کرے تلاوت سورہ انا ارسلنا نوحا اسواسطے کہ ہر بندہ ایمان لانیوالا واسطے رضائے
خدا کے اور صبر کرنیوالا کہ اس سورت کو نماز فرض اور نافلہ میں پڑھے گا تو خدا اسکو نیکوں کے مکانوں میں جگہ دے گا اور تین باغ مع اسکے بہشت کے اسکو دیگا اور طرح طرح کی
بخشش اور بزرگی اور قسم قسم کی نعمتیں اسکو عطا کرے گا اور دو سو حوریں اور چار ہزار بے بکارت کی عورتیں اسکو دے گا انشاء اللہ تعالیٰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا تحقیق کہ ہمنے بھیجا تھا نوح کو اِلٰی قَوْمِهٖٓ اوپر قوم اسکی کے کہ وہ قابیل کی اولاد تھی اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ یہ کہ ڈرا تم قوم اپنی کو
یعنی یہ کہکر ہمنے اسکو بھیجا کہ تو اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرا جا کر مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ پہلے اسسے کہ انکے پاس عَذَابٌ اَلِیْمٌ عذاب
دردناک کہ وہ طوفان ہے یا عذاب دوزخ ہے اور ان انذر مجرور ہے حرف جر مقدر سے اور تقدیر اسکی بان انذر ہے پس جس وقت کہ خدا کا حکم ہوا تو حضرت
نوح اپنی قوم کی ہدایت کو گئے قَالَ کہا اس نوح نے کہ یٰقَوْمِ اے قوم میری اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ تحقیق میں واسطے تمہارے ڈرانیوالا ہوں ظاہر اَنِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ یہ کہ پرستش کرو تم خدا کو یگانگی کے ساتھ وَاتَّقُوْهُ اور ڈرو تم اس سے اسکے عذاب سے اور پرہیز کرو تم اسکی نافرمانی سے وَاَطِیْعُوْنِ اور فرمانبرداری کرو تم
میری جس چیز کا کہ میں تمکو حکم دوں یا منع کروں اسواسطے کہ میری فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری کے نزدیک ہے اور جسوقت تم ایسا کروگے تو یَغْفِرْ لَكُمْ بخشیگا خدا واسطے
تمہارے مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ بعضے گناہ تمہارے جو کہ تمنے اسلام سے پہلے کئے ہیں اور بعد اسلام کے جو گناہ کروگے انکو چاہے بخشے نہ بخشے وَیُؤَخِّرْكُمْ اور مہلت دیگا
تمکو عذاب ہلاک کرنے والے سے یعنی زندہ رکھیگا تمکو اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى طرف ایک مدت مقرر کے کہ وہ وقت اجل کا ہے لیکن بشرط ایمان اور اطاعت
اور اگر ایسا نکروگے تو عذاب میں گرفتار کرکے ہلاک کرے گا اور ایسا ہی ہوا کہ وہ ایمان نہ لائے اور طوفان میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوئے اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ
تحقیق مدت مقرر کی ہوئی خدا کی ہے واسطے مرنیکے اِذَا جَآءَ جس وقت آئی تو لَا یُؤَخَّرُ نہیں مہلت دیجاتی ہے یعنی جس وقت اجل کا وقت آئے تو پھر اجل نہیں
ٹلتی ہے اور حیلہ اور تدبیر اسمیں فائدہ نہیں بخشتی ہے پس جلدی کرو مہلت اور تاخیر کے واسطے ایمان اور طاعت کو اختیار کرکے لَوْ كُنْتُمْ اگر ہو تم کہ فکر اور
تامل سے تَعْلَمُوْنَ جانتے ہو اور کچھ علم رکھتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اجل سے قیامت کا روز ہے اور اپنے وقت سے وہ ٹلتی نہیں ہے القصہ نوح نے
اپنی قوم کو نوسو پچاس برس سمجھایا کہ خدا پر تم ایمان لاؤ لیکن وہ ہمیشہ سرکشی کرکے ان حضرت کو آزار اور تکلیفیں پہنچاتے تھے اور وہ حضرت صبر کرکے انکی
آزار کی برداشت کرتے تھے چنانچہ سورہ ہود میں اسکا ذکر ہو لیا ہے اور جسوقت ایمان سے ناامید ہوئے تو قَالَ کہا رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ اے پروردگار
میرے تحقیق کہ میں نے بلایا قوم اپنی کو ایمان اور طاعت کی طرف لَیْلًا وَّنَهَارًا رات کو اور دن کو یعنی میں نے رات دیکھی نہ دن ہمیشہ ہر وقت انکو ایمان
کی طرف بلاتا تھا اور انکی بلا میں میں نے کسی طرح کا قصور نہیں کیا فَلَمْ یَزِدْهُمْ پس نہ زیادہ کیا انکو دُعَآءِیْٓ بلانے میرے نے اِلَّا فِرَارًا مگر

مگر بھاگنا اُسکے قبول کرنے سے اور نفرت کرنے سے ایمان اور کفر کی زیادتی سے مراد یہ ہے کہ وہ نوح کے بلانے سے پہلے تو کفر اور گمراہی میں گرفتار رہے تھے اور جب حضرت
نوح نے طرف ایمان کے انکو بلایا اور انھوں نے اسکو قبول نہ کیا تو ان کے کفر میں اور زیادتی ہوئی اور کہتے ہیں حضرت نوح کہ وَاِنِّیْ اور تحقیق میں نے کُلَّمَا
دَعَوْتُهُمْ جسوقت بلایا ان کو طرف عقائد اور عبادت کے لِتَغْفِرَ لَهُمْ تاکہ تو بخشش کرے تو واسطے ان کے ایمان لانے کی جہت سے انکے گناہوں کو جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ
کیا انھوں نے انگلیوں اپنی کو فِیْٓ اٰذَانِهِمْ بیچ کانوں اپنے کو اور کانوں کو سننے سے بند کر دیا وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ اور ڈھانکا انھوں نے کپڑے اپنے اور
سروں کو کپڑوں میں چھپا لیا سبب سے بلانے کو نفرت کرنے کے میری صورت انکو نہیں چاہتے تھے کہ دیکھیں نظر کریں یا اسواسطے انھوں نے اپنی صورت انکو بھی چھپا لیا ایسا نہ ہو
کہ انکو پہچانکر پھر ایمان کی طرف بلاؤں وَاَصَرُّوْا اور اصرار کیا انھوں نے کفر پر اور بہت اصرار کیا کہ ہمیشہ آپس گرفتار رہے کفر پر ہمیشہ کے ارادہ کیا انھوں نے
کہ ہرگز کفر سے نہ پھرینگے وَاسْتَکْبَرُوا اور تکبر اور سرکشی کی انھوں نے میری پیروی سے اسْتِکْبَارًا سرکشی کرنی بڑی کہ جو حد سے زیادہ ہو کہتے ہیں کہ ہر ایک مرد ان کا
اسطرح کو سمجھاتا تھا کہ ہر ایک اپنے بیٹے کو کہ دیکھیو یہ شخص جسکے پاس آتا اور کہتا کہ اس سے ڈرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ تجھکو گمراہ کرے کہ میں جسوقت تیری عمر کا تھا تو میرا
باپ مجھکو اس مرد کے پاس لایا اور مجھکو ڈرایا اور کہا کہ ایسا دانا تو نہیں اگر گمراہ ہو جائے پس تو بھی ایسا ہی کرنا اور کہتے ہیں حضرت نوح کہ ثُمَّ اِنِّیْ پھر تحقیق
میں باوجود انکی عناد کی اور سرکشی کی دَعَوْتُهُمْ بلایا میں نے انکو جِهَارًا آواز بلند کر ساتھ یہ مصدر اور محل حال کے واقع ہوا ہے ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ پھر تحقیق میں نے
ظاہر اور آشکارا کیا بیچ وعظ انکی بلایا ان کو ہر مقام و مجلس میں وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اور پوشیدہ کہا میں نے واسطے انکی اِسْرَارًا پوشیدہ کہا یعنی چپکے چپکے بھی کہا میں نے انکو اور مقصود یہ ہے کہ
ہر طرح سے انکو کہا یعنی آواز بلند سے بھی اور کم آواز سے بھی اور آہستہ آواز سے بھی اور کہتے ہیں کہ آواز بلند سے کہنا اسطرح سے تھا کہ اُنکے دروازہ پر جاکر پکار کر کہتے کہ اے لوگو
کہو تم لا الہ الا اللہ تاکہ رستگاری پاؤ اور آہستہ کہنا اسطرح سے تھا کہ جسوقت جانتا کہ فلانی جگہ مجلس میں جمع ہیں اور لوگ وہاں جمع ہوئے ہیں اس جگہ لوگونکو جا کہتے کہ اے لوگو کہو تم لا
الہ الا اللہ تاکہ رستگاری پاؤ اور جسوقت کہ کسی نے حضرت نوح کے کہنے کو نہیں قبول کیا تو خدا نے چالیس سال اور بعض کہتے ہیں کہ ستر سال باران رحمت کو ان پر بند کیا اور
عورتیں انکی بانجھ کر دیں لیکن تب بھی انھوں نے نہ مانا تو حضرت نوح نے کہا کہ اے پروردگار میرے جسطرح کہ ہو سکتا ہے انکو بلایا ظاہر اور پوشیدہ اور تنہائی میں اور مجمع میں
لیکن فائدہ نہوا اور تو نے انپر قہر کیا کہ مینہ انپر بند کر دیا اور عورتیں انکی بانجھ کر دیں اور انھوں نے میری طرف رجوع نکی تو فَقُلْتُ پس کہا میں نے کہ اسْتَغْفِرُوْا بخشش چاہو تم
رَبَّکُمْ پروردگار اپنے سے یعنی توبہ کرو کفر اور گناہوں سے اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا تحقیق کہ وہ خدا ہے بخشنے والا توبہ کرنیوالوں کا اور اگر تم توبہ کرو گے تو یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ
بھیجیگا ابر کو آسمانوں اوپر تمہارے مِّدْرَارًا بہت برسنے والا پے در پے وَّیُمْدِدْکُمْ اور مدد دیگا تمکو بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ ساتھ مال اور بیٹوں کے یعنی بہت دیگا مال اور بیٹے وَ
یَجْعَلْ لَّکُمْ اور کردیگا واسطے تمہارے جَنّٰتٍ باغ بھرے ہوئے درختوں کے وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا اور کردیگا واسطے تمہارے نہریں یعنی جاری کردیگا نہر پانی کی حضرت
نوح نے ان چیزوں کا وعدہ کیا اُنسے کہ انکی نظروں میں بہت خوب اور مرغوب معلوم ہوتی تھیں اور فائدہ ظاہری اُنسے یہ تھا اور یہ انھوں نے ایمان کی طرف رغبت دلانے کے
واسطے کیا لیکن انھوں نے پھر بھی نہ مانا اور حضرت نوح نے تنگ ہوکر واسطے انکے بددعا کی چنانچہ بعد اسکے آویگا اور کہتے ہیں کہ ایک مرد امیر المومنین کے پاس آیا اور کہا کہ یا
امیر المومنین گناہ میں نے بہت کیے ہیں دعا کرو کہ خدا مجھکو بخشے فرمایا کہ استغفار کر اور ایک اور آدمی آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین میری زراعت اور درخت انگور خشک ہوگئے
ہیں دعا کرو کہ خدا باران رحمت نازل کرے فرمایا کہ استغفار کر اور ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین میں ایک شخص محتاج اور فقیر ہوں دعا کرو کہ خدا مجھکو روزی دیوے
فرمایا کہ استغفار کر اور ایک اور آدمی آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین مال بہت رکھتا ہوں لیکن فرزند میرے نہیں ہیں دعا کرو کہ خدائے تعالے مجھکو فرزند عطا کرے فرمایا کہ استغفار
کر اور ایک اور کوئی آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین باغ میرا میوہ بہت کم دیتا ہے دعا کرو خدا سے کہ میوہ کی کثرت ہو جاے فرمایا کہ استغفار کر اور بعد اسکے کسی نے آکر کہا کہ
یا امیر المومنین ہماری نواحیں چشمے خشک ہوگئے ہیں دعا کرو کہ خدا انکو پانی سے پُر کردے فرمایا کہ استغفار کر ابن عباس کہتے ہیں کہ میں جو نزدیک بیٹھا تھا میں نے کہا کہ یا امیر المومنین
سب لوگوں نے طرح طرح کے مختلف سوال کیے اور تو نے سبکو ایک ہی جواب دیا فرمایا کہ کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا (الآیہ) اور ایک
شخص نے امام محمد باقر سے پوچھا کہ قربان ہوں میں تیرے فرزند رسول خدا میں ایک مرد ہوں کہ خدا نے مجھکو بہت مال دیا ہے اور فرزند میرے نہیں ہیں کوئی علاج اور تدبیر کہ میرے فرزند
پیدا ہو فرمایا کہ ہاں استغفار کر پروردگار سے آخر شب کو سو مرتبہ ایکسال تک اور اگر شب کو تجھ سے فوت ہو جائے اور کسی سبب سے نہ پڑھ سکے تو دن کو اسکی قضا کر اور شب کی

عوض دنکو پڑھ کہ خدا اپنے کلام میں فرماتا ہے کہ استغفروا ربکم الآیہ اور بعد حکم کرنے استغفار کے حضرت نوح نے انسے کہا مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ کیا ہے
واسطے تمہارے کہ نہیں امید رکھتے ہو تم واسطے خدا کے وَقَارًا وقار عزت کہ تمکو اسکے واسطے حق وقت کہ اسکی فرمانبرداری کرو یعنی ایسی حالت میں کیوں نہیں ہوتے ہو کہ جس کے
سبب سے خدا تمہاری توقیر کرے اور تمہاری تعظیم کرے بسبب بخشنے نیکی اور بہتر دینا اور آخرت کی اور ابن عباس سے روایت بیان کرتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ کیا ہے تمکو
کہ نہیں اعتقاد کرتے ہو تم خدا کی بزرگی کا اور اسکے حکم کی نافرمانی سے دور نہیں ہوتے ہو وَقَدْ خَلَقَكُمْ اور حال یہ ہو کہ تحقیق پیدا کیا ہے تمکو اَطْوَارًا طرح طرح
کہ پہلے نطفہ تھا اور پھر خون بستہ ہوا اور بعد اسکے گوشت ہوا اور پھر ہڈیاں پیدا ہوئیں اور پھر سب اعضا ٹھیک ایک پتلا ہوا اور پھر روح داخل ہو کر ایک لڑکا ہوا اور پھر پاؤں سے
چلنے لگا اور پھر جوان ہوا اور پھر ادھیڑ ہوا اور پھر بوڑھا ہوا اور بعد الست زمانہ ہے پھر کہ ممکن ہو کہ خدا تمہاری توقیر کرے ثواب عطا کرکے آخرت میں اور طالعہ دنیا ہی یہ اسکی کمال
قدرت اور عظمت پر پس کس واسطے قیامت کا انکار کرتے ہو اور اسکی زندگی کا اور بعضے کہتے ہیں کہ اطوار سے مراد مختلف ہونا اوصاف کا ہے کہ مراد اس سے تونگری اور فقیری اور صحت اور
حق ہے اور قوت ہے اور ناتوانی ہے اور درازی اور کوتاہی ہے اور کہا حضرت نے ان لوگوں سے کہ اَلَمْ تَرَوْا کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ کیونکر پیدا کیا ہے خدا نے
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمانوں کو طِبَاقًا طبقہ طبقہ کہ طبقہ کے اوپر طبقہ ہے وَجَعَلَ الْقَمَرَ اور کیا چاند کو فِيْهِنَّ بیچ انکے نُوْرًا روشنی کہ پرتو اسکا سب آسمان اور زمین
پر پہنچتا ہے اور چاند مشہور یہ ہے کہ آسمان اول پر ہے اور سب آسمانوں سے اسکو نسبت اسواسطے دی ہے کہ نور اسکا سب آسمانوں پر پہنچتا ہے یعنی روشنی اسکی سب آسمانوں
میں گئی ہے وَجَعَلَ الشَّمْسَ اور کیا ہے آفتاب کو سِرَاجًا چراغ زمین پانند دنیا کہ سبکو روشنی دیتا ہے اور رسول خدا کو سراج منیر کہتے ہیں اسواسطے کہ حضرت کے نور
نے تاریکی کفر کو عالم سے دور کیا ہے اور کہتے ہیں کہ آفتاب اور ماہتاب کا رخ آسمانوں کی طرف ہے اور پشت زمین کی طرف ہے اور آسمانوں کو اپنے رخ سے روشنی دیتے ہیں اور زمین کو
پشت سے اور روشنی چراغ کے نور کی روشنی سے زیادہ قوی ہے اسواسطے نور کو قمر کی طرف منسوب کیا اور سراج کو آفتاب کی طرف اور کہتے ہیں کہ آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور کہا حضرت نوح نے
کہ وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ اور خدا نے اگایا تمکو مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے کہ تمہارے باپ آدم کو زمین سے پیدا کیا ہے نَبَاتًا اگانا زمین سے یعنی پیدا کرنا زمین سے
اور جس وقت کہ اصل تمہاری زمین ہوئی تو تم سب اولاد اسکی ہو زمین ہوئے ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا پھر پھیر لیجائیگا تمکو بیچ اس زمین کے بعد مرنے کے وَيُخْرِجُكُمْ اور نکالیگا تمکو
زمین سے قیامت کے روز زندہ کرکے اِخْرَاجًا نکالنا واسطے حساب اور جزائے اعمال کے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا اور خدا نے کیا ہے واسطے تمہارے زمین
کو فرش کہ اسپر آرام پکڑتے ہو اور بیٹھتے ہو اور مثل فرش کے زمین کو اسواسطے بنایا کہ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا تاکہ چلو تم اس زمین سے سُبُلًا فِجَاجًا راہوں کشادہ کو اور
بعضے کہتے ہیں کہ سبل پہاڑوں کی راہ کو کہتے ہیں اور فجاج جنگل کی راہوں کو اور جس وقت کہ حضرت نوح نے خدا کی نعمتوں کو شمار کیا اور لوگوں نے بدلے شکر ان نعمتوں کے اپنے کفر کو اور
گناہوں کو اور زیادہ کیا تو قَالَ نُوْحٌ کہا نوح نے رَّبِّ اے پروردگار میرے اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ تحقیق ان لوگوں نے نافرمانی کی میری اور میری نصیحت کو نمانا وَاتَّبَعُوْا
اور پیروی کی انہوں نے مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ اس شخص کی کہ نہیں زیادہ کیا اس شخص کو مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ مال اسکے نے اور فرزند اسکے نے اِلَّا خَسَارًا مگر نقصان یعنی ان لوگوں نے اپنے
رئیسوں کی پیروی کی کہ جنکو کثرت مال اور اولاد نے غرور میں ڈالکر آخرت کے فائدہ سے بے نصیب کرکے خسارہ اور نقصان میں رکھا ہے اور وہ رئیس مال اور اولاد
والے ان لوگوں سے کہتے تھے کہ اگر نوح پیغمبر ہوتا تو مالدار اور تونگر ہوتا وَمَكَرُوْا اور مکر کیا انہوں نے جو کہ مال اور اولاد والے رئیس ہیں مَكْرًا كُبَّارًا مکر کرنا بڑا کہ
احمقوں اور جاہلوں کو انہوں نے حیلہ کرکے اپنی طرف کھینچا اور حضرت نوح سے انکو برگشتہ رکھا اور کہا کہ یہ مرد مجنوں ہے اور اگر پیغمبر ہوتا تو مالدار ہوتا اور لوگوں کو میرے آزار
دینے پر رعیت اور حرص دلائی اور پتھروں سے بہت سی بدنکو زخمی کیا وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے کہ لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ نہ چھوڑو تم معبودوں اپنے کو کہ ان
بتوں معبودوں اپنے کی پرستش سے ہاتھ مت اٹھاؤ اور بعضے بت جو انکے نزدیک سب بتوں سے زیادہ بزرگ تھے انکو ذکر کو خاص کرکے کہا وَلَا تَذَرُنَّ
وَدًّا اور نہ چھوڑو تم ود کو کہ وہ ایک بت مرد کی صورت تھا وَّلَا سُوَاعًا اور نہ سواع کو کہ وہ ایک بت عورت کی صورت کا تھا وَّلَا يَغُوْثَ اور نہ یغوث
کو کہ وہ ایک بت شیر کی صورت تھا وَيَعُوْقَ اور نہ یعوق کو کہ وہ ایک بت گھوڑے کی صورت کا تھا وَنَسْرًا اور نہ نسر کو کہ وہ گدھ کی صورت کا بت تھا اور مشہور
یہ ہے کہ یہ پانچ نام نیک مردوں کے ہیں کہ وہ آدم اور نوح کے درمیان تھے اور آدمی انسے بہت اعتقاد رکھتے تھے اور بعد انکے مرنے کے شیطان نے لوگوں سے کہا کہ ان بزرگوں کی
صورتوں کے بت بناؤ اور ان سے انس پکڑو اور دیکھو غور سے کہ موجب کثرت عبادت ہو ان لوگوں نے پانچ بت پانچ آدمیوں کی صورت کے پتھر اور لکڑی کے بنائے اور انکی

ع ۲۰

تعظیم کرتے تھے اور عبادت الٰہی میں کوشش کرتے تھے جس وقت کہ وہ سب مر گئے تو شیطان نے انکی اولاد سے کہا کہ تمہارے باپ اور دادا تمہارے بزرگ ان بتوں کی پرستش
کیا کرتے تھے تمکو چاہیے کہ اپنے باپ اور دادا کے دین کی پیروی کر کے انکی پرستش میں مشغول ہو پس وہ لوگ ابلیس کے گمراہ کرنیسے انکی عبادت میں مشغول ہوئے اور بتوں کی عبادت اسی
وقت سے شروع ہوئی اور حضرت نوح کے زمانہ میں طوفان آیا تو یہ بت خاک میں پوشیدہ ہوگئے اور بعد طوفان کے ابلیس نے ان بتوں کو مٹی کے اندر سے نکالا اور آدمیوں کو
انکی پرستش کے واسطے حکم دیا اور وہ بت بطور وراثت کے دست بدست چلے آتے تھے یہاں تک کہ عرب کی قوموں میں وہ پہنچے اور عرب انکی پرستش کرتے تھے بنی مذحج نے یغوث
کو طے سے لیا اور مراد کی طرف لیجا کر اسکی عبادت میں مشغول ہوئے اور زمانہ دراز تک اسکی پرستش کی اور بنی ناجیہ نے ان سے چھیننے کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ کر بنی الحرث کی
طرف چلے گئے اور یعوق بنی کہلان کے پاس تھا اور بعد انکی اولاد انکی وارث ہوتی رہی یہانتک کہ وہ بت ہمدان میں پہنچا اور نسر خثعم کے پاس تھا وہ اسکی عبادت کرتے
تھے اور سواع آل ذو الکلاع کے پاس تھا وہ اسکی عبادت کرتے تھے اور ود قضاعہ کے پاس تھا وہ دومۃ الجندل میں لیجا کر اسکی پرستش کرتے تھے اور بعد انکی اولاد میں
انکی چلا آتا تھا بطور وراثت کے یہانتک کہ اسلام شروع ہوا اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ نوح ایک جماعت کے ہمراہ سراندیپ میں آدم کے بدن کی نگہبانی کرتے تھے اور
کفار کو انکی قبر کا طواف نہیں کرنے دیتے تھے ابلیس نے لوگوں سے کہا کہ نوح اور انکا گروہ تمپر فخر کرتے ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ ہم فرزند آدم ہیں اور تمکو کہتے
ہیں یہ آدم کی اولاد نہیں ہیں اور اسی سبب سے تمکو آدم کے بدن کی زیارت نہیں کرنے دیتے ہیں تمہارے واسطے آدم کی صورت کی ایک چیز بناتا ہوں تاکہ تم بھی
اسکا طواف کرو پس ابلیس کے کہنے سے انھوں نے پانچ بت بنائے اور انکا طواف کیا کرتے تھے اور آخر کو ابلیس کے فریب دینے سے وہ ان بتوں کی عبادت کرنے لگے اور بعد
طوفان کے ابلیس نے انکو خاک میں سے نکالا اور رفتہ رفتہ لوگوں کو انکی عبادت پر آمادہ کیا یہانتک کہ وہ بت عرب کے قبیلوں میں پہنچے اور ہر ایک قبیلہ میں اسیطرح پہنچے جیسکہ اوپر
مذکور ہوا القصہ نوح نے عرض کی کہ خداوندا قوم کے رئیسوں نے عام لوگوں کو کہا کہ ان بتوں کی عبادت سے ہاتھ مت اٹھاؤ وَقَدْ اَضَلُّوْا اور بتحقیق گمراہ کیا ان
رئیسوں نے كَثِيْرًا ۚ بہتوں کو کہ پہلے سے گمراہ کرتے چلے آئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ان بتوں نے گمراہ کیا ہے بہتوں کو کہ انکی پرستش کرنیسے لوگ گمراہ ہو گئے ہیں وَلَا
تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اور نہ زیادہ کر تو اے پروردگار میرے ظلم کرنیوالوں کو اپنے نفس پر کفر کر کے اِلَّا ضَلٰلًا مگر ہلاکت اور عذاب ضلال بمعنی ہلاک دوسری
جگہ بھی آیا ہے جیسکہ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ اور یا مراد ضلال سے باز رکھنا توفیق اور لطف کا ہے بسبب انکے مصر ہونیکے کفر پر اور حاصل ہونیکے ناامیدی کے مِمَّا
خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ ما اسمیں زائد ہے اور تقدیر اسکی من خطیئاتہم ہے یعنی خطاؤں اپنی سے اور اپنی گناہوں کی جہت سے اُغْرِقُوْا غرق کئے گئے ہیں وہ طوفان میں اور بعد
غرق ہونیکے فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ پس داخل کئے گئے وہ آتش دوزخ میں پانی کے نیچے اور جار مجرور کو عامل پر واسطے اسی کے مقدم کیا ہے کہ انکا غرق ہونا نہ تھا مگر خطاؤں اور
گناہوں کی جہت سے فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ پس نہ پائے انھوں نے واسطے اپنے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے اَنْصَارًا مددگار کہ دور کرتے وہ ان سے طوفان کو انسے دفع کرتے
یعنی سوائے خدائے حق کے جو انھوں نے معبود اپنے مقرر کئے تھے انکو قدرت نہ تھی کہ وہ عذاب طوفان اور آتش دوزخ کو انسے دور کرتے اور معلوم ہوا کہ وہ لوگ اپنے
گناہوں کی جہت سے غرق ہوئے ہیں اور ان گناہوں میں بلکہ کفر بھی تھا اور وہ بڑا گناہ تھا لیکن وہ غرق سب گناہوں کی جہت سے ہوئے ہیں پس آدمی کو چاہیے کہ اسلام پر اعتماد
کرکے گناہوں میں مشغول نہو اسواسطے کہ موجب عذاب کا خطائیں ہی ہوتی ہیں اگرچہ بڑی خطائیں ہوں مثل کفر اور شرک کے اور کہتے ہیں کہ حضرت نوح نے نوسو
پچاس برس اپنی قوم کو نصیحت کی اور سمجھایا اور انکے حالات اور طبیعتوں سے دریافت کیا کہ یہ لوگ ہرگز ایمان کو قبول نکریں گے اور جو کوئی ان سے پیدا ہوگا
اسکو گمراہی پر رکھینگے چنانچہ پہلے اس سے گزرا ہے کہ لڑکوں کو انکا اپنی گود میں اٹھا کر نوح کے پاس لیجاتے اور کہتے کہ یہ مرد دیوانہ ہے اسکے کہنے میں نہ آنا کہ تمکو گمراہ کردیگا
اور کفر میں انکی طبیعتوں کو مضبوط کرتے تھے اور خدا نے بھی نوح کو خبر دی تھی کہ تیری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہ لائے گا اور جو کوئی ان سے پیدا ہوگا وہ بھی ایمان نہ لائیگا
اسواسطے حضرت نوح نے ان کے حق میں انکی بیخ کنی کے واسطے بددعا کی چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَقَالَ نُوْحٌ اور کہا نوح نے بعد اس خبر کرنے کے کہ رَّبِّ
اے پروردگار میرے لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ نہ چھوڑ تو اوپر زمین کے مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کافروں میں سے دَيَّارًا کوئی گھر میں رہنے والا اور بسنے والا بلکہ سب
کو ہلاک کر تو اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ بتحقیق کہ تو اگر چھوڑ دیگا تو انکو تو يُضِلُّوْا عِبَادَكَ گمراہ کریں گے وہ بندوں تیرے کو اور دین سے باز رکھینگے وَلَا يَلِدُوْٓا
اور نہ جنینگے وہ اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا مگر بدکار کفر کرنیوالا پس خدا نے طوفان بھیجکر سبکو ہلاک کیا اور ان لوگوں میں لڑکا کوئی نہ تھا اسواسطے کہ چالیس برس سے

تم بلکہ غرق ہوئی قوم اور بعد دعا بد کے حضرت نوح نے اپنے اور تمام مومنین کے واسطے دعا کی کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي اے پروردگار میرے بخش تو واسطے میرے وَ
لِوَالِدَيَّ اور واسطے ماں باپ میرے کے وَلِمَنْ دَخَلَ اور واسطے اس شخص کے کہ داخل ہوا بَيْتِيَ گھر میرے میں یا کشتی میری میں مُؤْمِنًا جس وقت کہ ایمان لا کر ہوا
کہتے ہیں کہ مکان سے مراد اہل بیت رسالت ہیں وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور واسطے مردوں ایمان لانیوالوں کے اور واسطے عورتوں ایمان لانیوالیوں کے
جو پہلے اس سے پیدا ہوئے ہیں اور جو بعد اس کے پیدا ہوں گے قیامت تک اور بعضے کہتے ہیں کہ مومنین اور مومنات امت محمد سے مراد ہیں ابن عباس
روایت ہے کہ جب نوح نے دعا کی کافروں کے ہلاک کی اور کوئی ایمان والا نہ رہا تو حق تعالیٰ نے ان کی اولاد کو جو کافر تھے ہلاک کیا دعا کی کہ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ اور نہ زیادہ کر تو ظلم کرنیوالوں
اپنے نفسوں پر بسبب کفر کے إِلَّا تَبَارًا مگر ہلاکت اور نقصان آخرت کا کہ ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں سُورَةُ الْجِنِّ یہ سورہ مکی ہے اور اس میں اٹھائیس
آیتیں ہیں امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ قل اوحی کو بہت پڑھے جب تک کہ دنیا میں ہے شر سے جنوں کے اور جادو اور مکر سے لوگوں کے بیخوف ہووے
اور کوئی اسکو ضرر نہ پہنچا سکے اور آخرت میں حضرت محمد کے پاس ہووے اور جس وقت ان کی خدمت میں حاضر ہو تو کہے کہ خداوندا میں سوا انکے کسی دوسرے کو نہیں
چاہتا اور سوا اس درجے کے دوسرا درجہ نہیں چاہتا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورہ احقاف میں گذر گیا ہے کہ ایک گروہ جنوں کا بطن نخلہ میں رسولخدا کی
خدمت میں حاضر ہوا اور قرآن کو سنکر وہ ایمان لائے اور وہ نو تن تھے یا سات تن تھے اور جس وقت کہ اپنی قوم میں پہنچے تو انکو ایمان کی طرف رغبت دلائی حق
تعالے اس سورہ میں انکے قصے سے خبر دیتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اپنی امت کے لوگوں سے کہ أُوحِيَ إِلَيَّ وحی کی گئی ہے طرف میرے کہ أَنَّهُ اسْتَمَعَ
تحقیق سنا ہے قرآن کو بطن نخلہ میں نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ ایک گروہ نے جنوں میں سے کہ دس سے کم اور تین سے زیادہ تھے اور جن جسم لطیف رکھتے ہیں بسبب حجاب ہونے آتش اور
ہوا کے آنکھ سے نہیں دکھائی دیتے اور انکی شان یہ ہے کہ جس شکل میں چاہیں بنجائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ارواح مجردہ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ نفوس بشریہ ہیں جدا کئے
گئے ہیں بدنوں سے اور قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولخدا نے انکو دیکھا نہیں اور قرآن انکو روبرو پڑھا نہیں بلکہ وہ اتفاقاً وقت پڑھنے قرآن کے حاضر
ہو گئے تھے اور قرآن کو انھوں نے سنا فَقَالُوا پس کہا ان جنوں نے جس وقت کہ اپنی قوم میں گئے کہ اے قوم إِنَّا سَمِعْنَا تحقیق ہمنے سنا ہے قُرْآنًا عَجَبًا
کتاب عجیب کو اور عجب مصدر ہے مبالغہ کے واسطے صفت قرآن کی واقع ہوا ہے یعنی ہمنے کلام عجیب سنا ہے کہ آدمیوں کے کلام کے مخالف سنا ہے اور نظم اسکا نہایت خوب ہے
اور کوئی آدمی اسکی مثل نہیں کہہ سکتا ہے يَهْدِي راہ دکھلاتا ہے وہ إِلَى الرُّشْدِ طرف راستی کے اور نیکی و درستی اور دنیا کی فَآمَنَّا بِهِ پس ایمان لائے ہم ساتھ
اسکے اور قرآن پر ایمان لانا خدا پر ایمان لانا ہے اور بیزاری کرنی شرک سے ہے اس واسطے انھوں نے بعد اسکے کہا وَلَنْ نُشْرِكَ اور ہرگز نہ شریک کرینگے
ہم بِرَبِّنَا ساتھ پروردگار اپنے کے أَحَدًا کسیکو جیسا کہ ہم پہلے اس سے شرک کرتے تھے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبر جن اور انسان پر دونوں پر پیغمبر ہو کے آئے
ہیں اور جن صاحب عقل ہیں اور زبان عرب کو سمجھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ قرآن معجزہ ہے اور کلام خدا کا ہے نہ بندونکا اس واسطے کہ بندونکے کلام میں عجب نہیں ہوتا اور
اس سورہ میں کئی جگہ انّ آیا ہے بعضوں نے اسکی ہمزہ کو مفتوح پڑھا ہے اور بعضوں نے مکسور اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ رسولخدا نے قرآن کو جنوں کے روبرو نہیں پڑھا ہے
اور نہ جنوں کو دیکھا تھا بلکہ ایک روز اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ بازار عکاظ میں تشریف لائے اور ان دنوں میں جن آسمان کی خبر لانے سے بند ہو گئے تھے
اور جس وقت اپنی قوم کے پاس آئے اور انکو خبر کی کہ ہم آسمان کے جانے سے بند ہو گئے ہیں انھوں نے یہ سنکر کہا کہ کوئی حادثہ واقع ہوا ہے عالم کو مشارق اور مغارب میں پھیل جاؤ
اور اسکی کچھ خبر لاؤ وہ اطراف عالم میں پراگندہ ہو گئے اور اس امر کو تلاش کرتے تھے یہاں تک کہ ایک جماعت انمیں سے تہامہ میں پہنچی اور آنحضرت سے بازار عکاظ میں ملاقات
کی اور حضرت اس وقت اپنے اصحاب سمیت نماز صبح کے پڑھنے میں مشغول تھے اور رسولخدا صلعم قرآن کو پڑھتے تھے جس وقت انھوں نے سنا تو کہا کہ یہی امر ہے
جو کہ ظاہر ہوا ہے ہمکو آسمان سے جانے سے مانع ہوا پس اپنی قوم کیطرف الٹے پھرے اور ان سے جا کر کہا کہ انا سمعنا قرانا عجبا یہدی الی الرشد فامنا به ولن نشرک بربنا احدا
وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا اور تحقیق شان یہ ہے کہ بلند ہے بزرگی پروردگار ہمارے کی ممکنات کے مشابہ ہونے سے ذات اور صفات میں مَا اتَّخَذَ
صَاحِبَةً نہیں پکڑا ہے اسنے زوجہ کو وَلَا وَلَدًا اور نہ فرزند کو یعنی نہ اسکے کوئی زوجہ ہے اور نہ فرزند ہے جیسے کہ یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں اور
حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جد کے معنی بخت اور دولت ہے خدا اسکے ساتھ موصوف نہیں ہو سکتا ہے۔

ع ۱۰

سو اسطے کہ ممکن کی صفات میں سے ہے اور جن نے اپنی جہالت کے سبب اس لفظ کو خدا کی صفات میں کہا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسیطرح جبکہ جنوں نے کہا تھا اپنے رسول
سے نقل کی ہے اور کہا ان جنوں نے کہ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اور تحقیق شان یہ ہے کہ کہتے تھے سَفِيْهُنَا نادان ہمارے یعنی ابلیس اور اسکے تابعدار عَلَى اللّٰهِ
شَطَطًا اور پر خدا کے زیادتی کو کہ وہ حد سے گزر گئی باتیں یعنی نسبت زوجہ اور فرزند کی اسکی طرف کرتے ہیں وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اور تحقیق ہمنے گمان کیا تھا
اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ یہ کہ ہرگز نہ کہیں گے آدمی اور جن عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور پر خدا کے جھوٹ کو اسواسطے ہم نے نادان سفیہ سے سنکر یاد کر رکھے تھے
اسکے کہنے کو راست جانتے تھے اور جسوقت قرآن ہمنے سنا تو جانا کہ اُسنے خدا پر جھوٹ بنایا تھا اور اب ہم اسکے کہنے سے پھر گئے اور خدا پر ایمان لائے ہم وَّاَنَّهٗ كَانَ
رِجَالٌ اور بتحقیق شان یہ ہے کہ تھے مرد مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ آدمیوں میں سے کہ بعضے مقاموں میں پناہ پکڑتے تھے ساتھ مردونکے مِّنَ الْجِنِّ جنوں
میں سے اور وہ اسطرح سے ہے کہ اگر کوئی یہ ہولناک جنگل میں پہنچتا تو کہتا کہ میں پناہ پکڑتا ہوں اس صحرا کے سردار کے ساتھ اسکی قوم کے بدو سے اور اعتقاد یہ تھا کہ اس پناہ
پکڑنے سے امن میں ہونگا فَزَادُوْهُمْ پس زیادہ کیا آدمیوں نے ان جنوں کو بسبب اس پناہ طلب کرنیکے رَهَقًا تکبر اور سرکشی اور غرور کو اسواسطے کہ اس پناہ مانگنے سے انکو یہ
خیال ہوا کہ بزرگی ہماری اس مرتبہ کی ہے کہ آدمی ہم سے پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم اُن کے حامی و مددگار اور سردار ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ
پہلے سب سے جنوں سے پناہ ایک قوم نے یمن میں سے چاہی تھی اور بعد اس کے پناہ چاہنی عرب میں پھیل گئی اور سب ان سے پناہ
چاہتے تھے اور ثابت انصاری سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ جس زمانہ میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں
تشریف لائے تھے تو میں اپنے باپ کے ہمراہ سفر میں جاتا تھا راہ میں شب ہو گئی اور ایک چرواہے کے پاس گیا جسوقت آدھی رات گذری
ایک بھیڑیا آیا اور گوسفند کے بچہ کو لیگیا اُس چرواہے نے آواز دی کہ اے آبادکرنیوالے جنگل کے تیری پناہ ہے ایک آواز میں نے سنی اور کسیکو دیکھا نہیں اور وہ آواز
یہ تھی کہ اے سرحان چھوڑ دے تو اسکو بھیڑئے نے اس بچہ کو چھوڑ دیا اور وہ بچہ گلے میں چلا گیا اور کوئی ضرر اسکو نہ پہنچا اور خدا نے یہ آیت نازل کی وَّاَنَّهُمْ
ظَنُّوْا اور تحقیق ان آدمیوں نے یعنی کفار نے انہیں گمان کیا ہے كَمَا ظَنَنْتُمْ جیسے کہ گمان کیا تمنے اے جنوں اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا یہ کہ ہرگز نہ
زندہ کر کے اُٹھائیگا خدا کسیکو مردوں میں سے حساب اور جزا کے واسطے اور یا یہ کہ پیغمبر کر کے نہ بھیجیگا خدا کسیکو بعد عیسیٰ کے اور کہتے ہیں کہ یہ وحی کی گئی ہے خدا کی طرف سے
اور ضمیر انہم کی جنوں کی طرف پھرتی ہے اور خطاب ظننتم میں قریش کی طرف ہے یعنی وحی کی گئی ہے مجھکو کہ آدمی جنوں سے پناہ مانگتے ہیں اور اس سبب سے غرور انکا زیادہ
کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں جن جیسا کہ تم گمان کرتے ہو اے کفار قریش یہ کہ خدا کسی آدمی کو پیغمبر کر کے نہ بھیجیگا اور اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہوگا
جن کے کلام میں اور وہ جن کہتے ہیں کہ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ بتحقیق ہمنے البتہ طلب کیا یعنی قصد کیا ہمنے آسمانکو فرشتوں کا کلام سننے کے واسطے فَوَجَدْنٰ
هَا پس پایا ہمنے اس آسمانکو مُلِئَتْ پر کیا گیا حَرَسًا شَدِيْدًا نگہبانوں سخت قوی سے اور حرس اسم جمع ہے اور صفت اسکی باعتبار لفظ کے ہے اور مراد ملائکہ
سے ہے کہ وہ قوی اور زبردست ہیں کہ شیاطین کے منع کرنیکے واسطے مقرر ہیں وہ تاکہ آسمان پر نہ جائیں پس وہ جن کہتے ہیں کہ پایا ہمنے نگہبانوں سخت کو وَّشُهُبًا اور جملہ
اور روشن چیزوں کو مثل ستارہ دیکھو کہ وہ آگ سے بنے ہوئے ہیں اور شیاطین کو اُنسے دفع کرتے ہیں اور کہتے ہیں وہ جن کہ وَّاَنَّا كُنَّا اور بتحقیق کہ ہم تھے ہم کہ نَقْعُدُ مِنْهَا
بیٹھتے تھے ہم اس آسمان سے مَقَاعِدَ بیٹھنے کی جگہوں میں لِلسَّمْعِ واسطے سننے کے خبریں آسمانکی فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ پس جو کوئی کہ سُنے اب جنوں میں سے اور سننے کا
قصد کرے اور پر جائے يَجِدْ لَهٗ پائیگا وہ واسطے اپنے شِهَابًا شعلہ آگ کا رَّصَدًا نگاہ رکھنے والا اوپر چڑھنے سے یعنی منع کرنیوالا سننے بات فرشتوں کی
اور ارادہ کرنیوالا جلانیکا اور رصد بمعنی راصد ہے اور کہتے ہیں کہ یہ شہاب حضرت رسولخدا کے زمانہ سے پہلے تھی لیکن جنوں کے منع کرنیکے واسطے نہ تھی اور جسوقت
کہ سرکار حضرت پیدا ہوئے تو یہ جنوں کے اوپر جانیکے منع کرنیکے واسطے مقرر ہو گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کے زمانہ ہی میں پیدا ہوئے ہیں اور پہلے اسکے نہ تھے اور اسصورت
میں حضرت کے معجزات میں سے ہونگے اور حضرت سجاد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا کہ کہا ابن عباس نے کہ ہم رسولخدا کے پاس بیٹھے تھے اور ایک جماعت انصار کی حضرت کے پاس
حاضر تھی ایک ستارہ آسمان سے گرا حضرت نے پوچھا کہ جاہلیت کے دنوں میں یعنی اسلام سے پہلے جو ستارہ گرتا تھا تو اسکو کیا کہتے تھے ہمنے کہا کہ کوئی مرد بڑے مرتبہ کا مرا یا پیدا ہوا اور
اور فرمایا ہے حضرت صادقؑ نے کہ ادیکن جن و پری آسمانکی سطر سی ہے کہ شیاطین اسجگہ آسمان پر بیٹھتے تھے فرشتوں کے کلام کے چپ... اسکو واسطے کہ ملائکہ کوئی خبر غیب کی کہیں تو ہم

ستیں اور وہ شہاب ثاقب سے یعنی شعلہ آتش سے مارے نہیں جاتے ہیں لیکن اسواسطے کہ کلام کے سننے سے منع کیے جاتے ہیں تاکہ زمین پر ایسا سبب نہ ہو کہ شیاطین پر مشتبہ ہو جائے
ہو اور جو کچھ کہ لوگوں کے پاس خدا کی جانب سے واسطے ثابت کرنے حجت کے آیا ہو وہ مشتبہ ہو جائے اور شیاطین کا یہ دستور تھا کہ ایک کلمہ کو آسمان کی خبروں میں سے چرا لاتے تھے ان خبروں میں
سے کہ جو خدا کی جانب سے عالم میں واقع ہونگی اور اسکو زمین پر پہنچا کر کاہن کو کہدیتے تھے اور وہ کاہن اپنی طرف سے باطل کو حق کے ساتھ ملا کر بیان کرتا تھا پس جو کچھ کہ
مطابق دیکھا تھا وہ کاہن تو وہ تھا کہ جو اپنے شیاطین سے سنا تھا اور جسمیں خطا کرتا تھا وہ باطل ہوتا تھا اور وہ ہوتا تھا وہ کہ جو اپنی طرف سے زیادہ کیا تھا پس
جسوقت کہ شیاطین منع کیے گئے ہیں سننے سے اسوقت سے کاہنوں کا علم بھی جاتا رہا ہے اور کہتے ہیں وہ جن کہ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اور تحقیق کہ ہم نہیں جانتے ہیں اَشَرٌّ اُرِیْدَ
آیا بدی کا ارادہ کی گئی ہے آسمانی نگہبانی سے اور ہمارے منع کرنے سے فرشتوں کے کلام سننے سے بِمَنْ فِی الْاَرْضِ ساتھ ان لوگوں کے کہ بیچ زمین کے ہیں اولاد آدم کی
اَمْ اَرَادَ بِهِمْ یا ارادہ کیا ہے ساتھ انکے رَبُّهُمْ پروردگار انکے نے رَشَدًا راستی اور درستی کا یعنی وقت ظاہر ہونے ایسی علامتوں کے کہ کثرت سے شعلے آگ کے شیاطین پر
پھینکے جاتے ہیں اور ملائکہ کا کلام کے سننے سے وہ منع کیے جاتے ہیں اس امر سے ہم نہیں ارادہ کیا ہے خدا نے آدمیوں کے ساتھ مگر بدی کا یعنی عذاب انکا اور بارش اور لطف کا اور عذاب کا امر
ستر اسواسطے رکھا ہے کہ اسمیں ضرر ہوتا ہے اور کہتے ہیں وہ جن کہ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ اور تحقیق ہم میں سے نیک ہیں کہ مومن صالح ہیں وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ
اور ہم میں سے سوا اسکے کہ وہ نیک نہیں ہیں كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ہم ہیں صاحب طریقوں متفرق کے یعنی صاحب طرائق کا محذوف ہے یعنی ہم مختلف اور متفرق
مذہبوں والے ہیں اور رکھتے ہیں کہ جن مختلف مذہب رکھتے ہیں مومن بھی اور کافر بھی ہیں یہودی اور نصرانی بھی ہیں اور جیسے کہ مسلمانوں میں قدریہ اور جبریہ اور سنی اور شیعہ طریقہ
رکھتے ہیں اور کہتے ہیں وہ جن کہ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اور تحقیق کہ ہم یقین کرتے تھے اور یہاں ظن یعنی یقین ہے یعنی ہم یقین رکھتے تھے اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ یہ کہ ہرگز نہ
عاجز کر سکینگے ہم خدا کو فِی الْاَرْضِ جسوقت کہ بیچ زمین کے ہیں جو حال واقع ہوا ہے یعنی جسجگہ کہ ہم زمین میں ہیں اسکو عاجز نہیں کر سکتے ہیں وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا
اور ہرگز نہ عاجز کر سکیں گے ہم اسکو جسوقت کہ بھاگنے والے ہوں یہ بھی حال واقع ہوا ہے حال یہ ہے کہ خدا کے حکم میں جسجگہ کہ ہوں خواہ زمین میں خواہ بھاگ کر کوہ
قاف میں یا اور کہیں کو چلے جائیں اسکو عاجز نہیں کر سکتے ہیں کہ اسکی قدرت سے باہر ہو جائیں وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اور تحقیق کہ ہم نے جسوقت سنا ہم نے ہدایت
کو یعنی قرآن کہ سبب ہدایت کا ہے اٰمَنَّا بِهٖ ایمان لائے ہیں ہم ساتھ اسکے یعنی قرآن پر یا اس شخص پر کہ جس سے ہم نے وہ سنا ہے اور وہ رسول خدا ہیں فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ
بِرَبِّهٖ پس جو کوئی کہ ایمان لائے ساتھ پروردگار اپنے کے فَلَا یَخَافُ پس نہ خوف کرے گا وہ بَخْسًا نقصان کا اپنے اعمال کی جزا میں وَّلَا رَهَقًا اور نہ پہنچنے
ذلت و خواری کا اور ظلم اور عذاب کا اور یا یہ کہ اجر میں نقصان ہوگا نہ تھوڑا اور نہ بہت بلکہ پورا اور تمام ملیگا اور ابن عباس سے روایت منقول ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نہ خوف
کرے کم ہونے ثواب حسنات سے اور نہ زیادہ ہونے عذاب گناہوں سے وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ اور تحقیق ہم جنوں میں سے مسلمان ہیں کہ ایمان لائے ہیں پیغمبر پر اور دین ہمارا
اسلام ہے وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ اور ہم میں سے پھر جانے والے راہ حق سے ہیں کہ وہ ایمان اور طاعت سے فَمَنْ اَسْلَمَ پس جو کوئی کہ فرمانبرداری کرے حکم خدا کی
فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ کہ جنھوں نے فرمانبرداری کی ہے تَحَرَّوْا قصد کیا انھوں نے رَشَدًا راہ راست کو کہ جو پہنچانیوالا ہے بہشت کی طرف انکو وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ
اور لیکن پھر جانے والے راہ حق سے فَكَانُوْا پس ہیں وہ آخرت میں لِجَهَنَّمَ حَطَبًا واسطے دوزخ کے لکڑیاں کہ دوزخ میں جلائی جائیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت حجاج بن یوسف
نے ارادہ سعید بن جبیر کے قتل کا کیا تو سعید سے اس نے پوچھا کہ تو میرے حق میں کیا کہتا ہے فرمایا کہ قاسط عادل حجاج کے مصاحبوں نے کہا کہ کیا اچھی بات کہی ہے تو نے
حجاج نے کہا کہ اے جاہلو مجھکو اس نے ظالم اور مشرک کہا ہے اور یہ آیت انکے روبرو پڑھی واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا اسکا عطف انہ استمع پر ہے اور ان
مخففہ ہے ان مثقلہ کا یعنی اور وحی کیگئی ہے مجھ پر یہ کہ اگر سیدھے اور درست رہیں وہ مکہ والے عَلَی الطَّرِیْقَةِ اوپر طریق حق کے تو لَاَسْقَیْنٰهُمْ البتہ پلائیں ہم انکو مَّآءً
غَدَقًا پانی بہت یہ کلام بطریق مثل ہے اور مراد اس سے فراخی روزی کی ہے یعنی روزی کو انپر فراخ کریں اور یا یہ کہ نعمت بہت انکو دیویں ہم لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ
تاکہ آزمائیں ہم انکو بیچ اسکے کہ عالم کے لوگوں پر ظاہر ہو کہ کیونکر شکر کرتے ہیں اور یا یہ کہ جن اور انسان سے مراد ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ دینگے ہم
انکو علم بہت کہ سیکھیں وہ اسکو ائمہ علیہم السلام سے اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اگر سیدھے رہیں وہ دوستی اور خلافت پر امیر المومنین کی اور اسکے بعد اوصیا جو کہ اسکی اولاد
میں ہیں اور قبول کریں وہ انکی فرمانبرداری کو ہر کام میں البتہ پلائیں ہم انکو پانی بہت یعنی پلائیں ہم انکے دلوں کو ایمان وَمَنْ یُّعْرِضْ اور جو کوئی منہ پھیرے

عن ذکر ربہ ذکر پروردگار اپنے سے یعنی خدا کی عبادت سے منہ پھیرے یا نصیحت اور وحی سے منہ پھیرے اور اسکو قبول نکرے اور یا اسکی نعمتوں کا شکر نکرے تو
یسلکہ چلائیگا اسکو یعنی داخل کریگا اسکو خدا عذابا صعدا عذاب سخت میں جو اسکی طاقت سے زیادہ ہو اور اہل عراق نے سوا ابو عمرو کے یاے غائب کا صیغہ یسلکہ پڑھا ہے اور
باقیوں نے نسلکہ پڑھا ہے نون سے متکلم کا صیغہ یعنی داخل کرینگے ہم اسکو عذاب سخت میں صعد بمعنی فاعل ہے اور مبالغہ کی جہت سے صفت عذاب کی واقع ہوا ہے اور عذابا منصوب
بنزع خافض ہے اور تقدیر اسکی یسلکہ فی عذاب صاعد ہے یعنی داخل کریگا خدا بیچ عذاب سخت کے وان المساجد للہ اور وحی کی گئی ہے تحقیق مسجدیں خاص واسطے خدا کے ہیں
فلا تدعوا پس مت پکارو تم انمیں مع اللہ احدا ہمراہ خدا کے کسیکو یعنی سوا اسکے کسی دوسرے کی پرستش مت کرو جیسے کہ یہود و نصاری اپنے عبادتخانوں میں عزیر اور
عیسی کو خدا کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مساجد سے مراد تمام روے زمین ہے اسواسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خدا نے میرے واسطے تمام زمین کو مسجد کیا ہے امت میری جہاں چاہے نماز
پڑھے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ مراد مساجد سے سات اعضا ہیں کہ جنپر سجدہ کرتے ہیں پیشانی اور دونوں گھٹنے اور دونوں ہتھیلیاں دونوں ہاتھوں کی اور دو
انگوٹھے پاؤں کے یعنی انکو سوا خدا کے اور کسیکے واسطے زمین پر مت رکھو اور حضرت امام موسی کاظم اور علی بن موسی الرضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ مراد مساجد سے اوصیا اور ائمہ معصومین
علیہم السلام ہیں اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ جنوں نے رسول خدا سے عرض کی کہ ہم کیونکر مسجد میں حاضر ہوں اور حضرت کے ہمراہ نماز پڑھیں جبکہ ہم ہیں جگہ مسجد سے بہت دور
ہیں حق تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ وان المساجد للہ الآیہ) وانہ لما قام اور تحقیق الشان یہ ہے کہ جس وقت کھڑا ہوا عبد اللہ بندہ خدا کا کہ وہ محمد
ہے بطن نخلہ میں نماز صبح کے واسطے کہ یدعوہ پکارے اس خدا کو نماز میں اور جن اسکی قرأت کو سنتے تھے کادوا یکونون قریب تھے وہ جن کہ ہوویں علیہ لبدا اسکے اوپر
آپس میں ایک کے اوپر دوسرا اگر یہ ہوا الا کثرت ازدحام سے ہو اور واسطے تعجب انکے کے اس امر سے جو کچھ کہ وہ دیکھتے تھے عبادت حضرت کی اور مقتدی ہونا اصحاب کا نماز میں اور انکا نماز میں
اٹھنا اور بیٹھنا اور رکوع کرنا اور سجدہ کرنا اور حرص انکی قرأت کے سننے پر کہ کبھی ایسا حال انھوں نے نہ دیکھا تھا اور نہ ایسا کلام سنا تھا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ کلام
جنوں کا ہے کہ بعد سننے قرآن کے جس وقت کہ اپنی قوم میں گئے تو انکو خبر دی اصحاب کے اتباع اور ازدحام کی رسول خدا پر وقت اقتدا کرنے نماز کے اور سننے قرأت حضرت کے اور
منقول ہے کہ خدا نے اپنے حبیب کا نام عبد اللہ لیا تو رسول خدا بہت خوش ہوئے اور اس نام سے کوئی نام خوش نہ معلوم ہوا اور فرمایا کہ مجھکو اپنا بندہ کہا اسواسطے کہ جو شرط
بندگی کی تھی وہ حضرت نے ادا کی تھی اسواسطے خدا نے عبد اللہ کہا اور جسوقت معراج کو گئے اس وقت بھی فرمایا کہ سبحان الذی اسری بعبدہ اور جس وقت قرآن نازل کیا
تو اسوقت بھی فرمایا کہ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ قل کہہ تو اے محمد مشرکین سے کہ انما ادعوا سوا اسکے نہیں کہ پکارتا ہوں میں یعنی پرستش کرتا ہوں میں ربی
پروردگار اپنے کو ولا اشرک بہ اور نہیں شریک کرتا ہوں میں ساتھ اسکے احدا کسیکو اور ابو جعفر اور عاصم اور حمزہ نے قل انما ادعوا پڑھا ہے اور باقیوں نے قال انما ادعوا
کہا پیغمبر نے کہ سوا اسکے نہیں کہ پکارتا ہوں میں پروردگار اپنے کو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام جنوں کا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کے روبرو پیغمبر خدا کے قول کی حکایت کی ہے قل
کہہ تو اے محمد کہ انی لا املک لکم تحقیق کہ میں نہیں مالک ہوں واسطے تمہارے ضرا ضرر کا کہ اسکو دفع کروں ولا رشدا اور نہ درستی امر کا کہ تمکو فائدہ
کسی امر کا پہنچاؤں یعنی یہ قدرت نہیں رکھتا ہوں کہ ضرر اور نفع تمکو پہنچاؤں اسواسطے کہ حقیقت میں ضرر اور نفع پہنچانے والا احد ہے نہ غیر اسکا اور میں تو اسکے
حکم کا پہنچانیوالا ہوں نفع اور ضرر کا قل انی لن یجیرنی کہہ تو اے محمد کہ تحقیق میں کبھی ہرگز پناہ نہ دیگا مجھکو تمام دنیا میں من اللہ احد خدا سے کوئی اگر
خدا مجھکو ضرر پہنچاوے کہ بیمار کرے اور یا رنج پہنچاوے اور یا کسی بلا میں مبتلا کرے پس کوئی مجھکو رہائی نہ دیگا سوا اسکے ولن اجد اور ہرگز نہ پاؤنگا میں من
دونہ سوا اسکے ملتحدا کوئی پناہ کہ منہ اسکی طرف کروں اور بلا سے نجات پاؤں الا بلاغا من اللہ مگر پہنچانا خدا کی جانب سے یہ استثنا ہے لا املک سے یعنی
نہیں مالک ہوں میں واسطے تمہارے ضرر کا اور نہ نفع کا مگر پہنچانا خدا کی جانب سے ورسالاتہ اور پیغاموں اسکے کا یعنی اسکے احکام کے پہنچانے کا مالک ہوں کہ جو کچھ میرے پاس بھیجا ہے
اور اب بندوں کو اسکے پہنچا دوں یا عذاب سے ڈراتا ہوں ومن یعص اللہ اور جو شخص کہ نافرمانی کرے خدا کی اور اسکے غیر کی پرستش کرے ورسولہ اور پیغمبر اسکے کی کہ اسکے حکم کو نہ مانے
فان لہ پس تحقیق واسطے اسکے نار جہنم آگ دوزخ کی ہے خالدین فیہا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ اسکے ابدا ہمیشہ ابد الآباد پہلی ضمیر جو من کی طرف
پھرتی ہے وہ باعتبار لفظ کے ہے کہ لفظ اسکا مفرد ہے اسواسطے ضمیر مفرد کی آئی اور خالدین کی ضمیر باعتبار معنی کے من کی طرف پھرتی ہے اور باعتبار معنی کے وہ واسطے جمع
کے بھی آتا ہے پس ہمیشہ دوزخ میں رہینگے وہ لوگ حتی اذا راوا ما یوعدون یہانتک کہ جس وقت دیکھینگے وہ اس چیز کو کہ وعدہ کیے جاتے ہیں یعنی عذاب الیم کا

جو وعدہ کیے جاتے ہیں اسکو آخرت میں یعنی دیکھیں گے تو فسیعلمون پس قریب ہے کہ جانینگے عذاب دردناک کو دیکھکر کہ من اضعف ناصرا کون شخص ضعیف اور ناتوان زیادہ ہے باعتبار مددگار کے واقل عددا اور کمتر ہے باعتبار شمار کے اور ناصرا اور عددا تمیز واقع ہوئے ہیں یہ اسواسطے خدا نے فرمایا ہے کہ کفار اپنے آدمیوں کا فخر کیا کرتے تھے اور جسوقت کفار نے یہ آیت سنی تو کہا کہ یہ وعدہ کب ہے اللہ تعالے انکا جواب دیتا ہے کہ قل کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے کہ جو وعدہ کیا گیا ہے وہ راست اور درست ہے اور ضرور واقع ہوگا کہ وعدہ خدا میں خلاف نہیں ہو سکتا ہے لیکن مجھپر پوشیدہ ہے ان ادری نہیں جانتا میں اقریب ما توعدون آیا نزدیک ہے جو کچھ کہ وعدہ کیے جاتے ہو تم عذاب کا ام یجعل لہ ربی یا کردیا ہے واسطے اسکے پروردگار میرے نے امدا ایک مدت دراز کو عالم الغیب جاننے والا غیب کا وہی ہے فلا یظہر پس نہیں ظاہر کرتا ہے اور نہیں مطلع کرتا علے غیبہ اوپر غیب اپنے کے کہ جو اسکے علم کے ساتھ خاص ہے احدا کسیکو الا من ارتضے مگر جو شخص کہ پسندیدہ اور برگزیدہ ہو من رسول پیغمبر سے یہ بیان ہے من موصول کا یعنی جسکو پسند کیا وہ پیغمبر ہے کہ اسکو خبر دیتا ہے غیب کی بعضے امور کی حال سے موافق مصلحت کے تاکہ معجزہ اسکا ہو اور مراد اس سے جناب سرور کائنات ہیں یا ہر پیغمبر مراد ہے اور امام رضا نے فرمایا ہے اس آیت کے مضمون کی تفسیر میں کہ رسولخدا صلعم پسندیدہ ہیں خدا کے نزدیک اور ہم وارث ہیں اس رسولخدا کی کہ جسکو خدا نے مطلع کیا ہے جو کچھ چاہا غیب سے پس جانتے ہیں کہ جو کچھ کہ ہوا ہے اور جو کچھ کہ ہوویگا قیامت تک اور بعد اسکے رسولخدا کے محفوظ ہیں جنکو شر جن اور انس سے بیان کرتا ہے کہ فانہ یسلک پس تحقیق وہ خدا روانہ کرتا ہے من بین یدیہ آگے اس رسول پسندیدہ کے ومن خلفہ اور پیچھے اسکے سے رصدا نگہبانوں کو فرشتوں میں سے تاکہ اسکی نگہبانی کریں وقت نازل ہونے وحی کے بدی اور اذیت شیاطین جن سے چنانچہ منقول ہے کہ جبرئیل جو وحی لاتا تھا تو ستر ہزار ملائکہ اسکے ہمراہ ہوتے تھے اور وحی کی حفاظت کرتے تھے اور شیاطین کو ہانکتے تھے اسواسطے کہ وہ وحی کو سنکر کاہنوں سے نہ کہدیں جسوقت جبرئیل وحی کو رسولخدا کے روبرو بیان کریں اور وہ کاہن پہلے اس سے کہ رسولخدا لوگوں کو وحی کا حکم پہنچائیں وہ لوگوں میں مشہور نہ کردیویں اور غیب کی باتیں بیان کرنے لگیں اور پھر وحی کا اعتبار نہ ہو اور اسواسطے ملائکہ کو ہانکتے تھے کہ جسوقت جبرئیل رسولخدا پر القا کرتے تھے وحی کو اور ڈالتے تھے اسوقت شیاطین کوئی بات باطل وحی میں نہ ملادیں اور یا یہ کہ پہلے انبیا کا ذکر ہے کہ اسوقت شیاطین آسمانکے جانے سے منع نہ تھے اور جو کچھ کہ فرشتے وحی وغیرہ کا ذکر کرتے تھے وہ سنتے تھے اور کاہنوں سے کہدیتے تھے اسواسطے ملائکہ وحی کی محافظت کو مقرر ہوئے کہ شیاطین سننے نہ پائیں اور اسمیں دخل نہ کرنے پائیں اور منقول ہے کہ فرشتے ستر ہزار واسطے تعظیم وحی کے جبرئیل کے ہمراہ آتے تھے جیسے کہ طریقہ بادشاہوں کا ہے کہ اپنے ایلچی کے ہمراہ ایک لشکر بھیجتے ہیں اور خدا جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اسکی ایلچی کے ہمراہ کہ وہ اسکا حکم لیکر جاتا ہے جماعت کلان چاہیے سو اسواسطے ستر ہزار ملائکہ وحی کے ہمراہ ہوتے تھے اور شیاطین کو بھی دفع کرتے تھے کہ وقت بیان کرنے وحی کے جبرئیل سے سنکر کاہنوں سے نہ جا کہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ ہمیشہ ستر ہزار فرشتے رسولخدا کے ہمراہ رہتے تھے اور حضرت کی محافظت کرتے تھے اس سے کہ شیاطین فرشتوں کی صورت بنکر حضرت کے پاس چلے جائیں حاصل یہ ہے کہ ملائکہ نگہبان اور ناظر رسولخدا کے تھے لیعلم تاکہ جانے پیغمبر اس نگہبانی سے ان قد ابلغوا یہ کہ تحقیق پہنچایا ہے جبرئیل نے اور تمام فرشتوں نے جو کہ اسکے ہمراہ تھے وقت نازل ہونے وحی کے رسالات ربہم پیغاموں پروردگار اپنے کو اور شیاطین کا کسی طرح دخل اور گذر نہیں ہوا ہے اور یا یہ کہ جانے خدا یعنی اسکا علم تعلق پکڑے ان پیغاموں کے واقع ہونے سے اور کہتے ہیں کہ ضمیر لیعلم کی اور ابلغوا کی دونوں کی رصد کیطرف پھرتی ہے اول باعتبار لفظ کے اور دوسرا باعتبار معنی کے اسواسطے کہ رصد اسم جنس ہے اور اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ تاکہ جانیں وہ فرشتے کہ پہنچا دیا ہے انھوں نے پیغاموں پروردگار اپنے کو پیغمبر کے پاس بدون کمی اور زیادتی کے اور اچک لیجانے شیاطین کے اور کہتے ہیں کہ ضمیر لیعلم کی رسولخدا کیطرف پھرتی ہے اور ابلغوا کی اور پیغمبروں کی طرف اور معنی اس کے اس صورت میں یہ ہوئے کہ تاکہ جانے محمد کو پہنچایا ہے تمام پیغمبروں نے احکام پروردگار اپنے کو بندوں کی طرف بدون زیادتی اور نقصان کے بسبب محفوظ رہنے انکے شیاطین سے جیسا کہ اسنے پہنچایا ہے بدون کمی اور زیادتی کے واحاط اور گھیر لیا ہے خدا نے اور احاطہ کیا ہے اسکے علم نے بما لدیہم ساتھ اس چیز کے کہ نزدیک ان پیغمبروں اور فرشتوں کے ہے احکام شرع کے پس اسکے علم سے کوئی چیز باہر نہیں جاتی ہے اور وہی حافظ و نگہبان ہے خلل اور نقصان سے واحصے کل شیء عددا اور شمار کیا ہے ہر چیز کو عددا باعتبار گنتی کے اور عددا حال واقع ہوا ہے یا مفعول مطلق احصے کا کہ دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی اسنے ہر چیز کو شمار کیا ہے یہاں تک کہ قطرے باران کے اور ریزے ریت کے اور پتے درختوں کے اور مثل اسکے اور مراد اس سے اسکے علم کا کمال ہے یعنی کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں ہے

ع ۲ ۱۴

سورۂ المزمل

سورۂ المزمل یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بعض سورہ مکی ہے اور بعض مدنی ہے اور آیتیں بھی اسکی بیس اٹھارہ ہیں اور حضرت صادق نے

فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ مزمل کو نماز عشا میں یا آخر شب پڑھے یہ سورہ شب و روز اسکی نیک اعمال کا گواہ ہو اور یہ سورہ خدا کے نزدیک اسکی گواہی دیگی اور خدا اسکو اچھی
موت اور زندگی پاکیزہ بخشے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ اس سورہ کا پڑھنے والا ہرگز محتاج نہووے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدائے اسلام میں نماز پڑھتے تھے تو اپنے تئیں چادر میں پوشیدہ کرتے تھے اور حضرت خدیجہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ
مثل چادر شب کے تھی چودہ ہاتھ کی کہ آدھی اوپر ہمارے ہوتی تھی اور آدھی رسول خدا اوڑھتے تھے اور وقت نماز شب کے جبرئیل آئے اور یہ آیت خدا کی طرف سے لائے کہ
یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اے چادر میں لپٹے ہوئے قُمِ الَّیْلَ اٹھ تو رات کو واسطے نماز شب کے کہ وہ نماز تہجد کی ہے اور ہمیشہ اسکو پڑھا کر اور واسطے راحت و آرام دینے نفس اپنے کی اسکو ترک نکر
اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ حضرت خوابیدہ تھے کہ جبرئیل وحی لائے اور حضرت خدیجہ سے روایت کرتے ہیں کہ اول مرتبہ جو خدا نے وحی کا بھیجنا چاہا تو جبرئیل سے فرمایا کہ تو اپنی صورت اصلی میں
محمدؐ کے پاس جا جبرئیل اپنی صورت اصلی میں رسول خدا کے پاس غار حرا میں گئے جسوقت رسول خدا نے جبرئیل کو اس صورت میں دیکھا کہ قد انکا زمین سے آسمان تک تھا حضرت کو وہ ہیبت اور
شکل عجیب دیکھ کر خوف معلوم ہوا اسی طرح ترساں اور لرزاں اپنی دولتسرا میں تشریف لائے اور فرمایا کہ چادر مجھ پر ڈالدو اور جس وقت چادر اوڑھکر آرام فرمایا تو یہ سورہ نازل
ہوئی اور کہتے ہیں کہ ابتدا میں جو وحی آتی تھی تو حضرت چادر میں اپنے تئیں پوشیدہ کرتے تھے بسبب خوف کے اسواسطے یہ خطاب ہوا کہ یا ایہا المزمل اور بعد اسکے جو جبرئیل سے انس
پکڑا تو یا ایہا النبی اور یا ایہا الرسول کے لفظوں سے خطاب ہوتا تھا اور مزمل کی اصل متزمل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی متزمل کے تحمل کے ہیں یعنی اے اٹھانیوالے بار نبوت کے اٹھ تو
شبکو واسطے عبادت کے اِلَّا قَلِیْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ مگر تھوڑا نصف اس شب کا اور قلیلا مستثنی الیل کا ہے اور نصفہ بدل ہے قلیلا کا اور مراد نصف آخر سے ہے یعنی اٹھ تو شبکو واسطے ادائے
نماز کے مگر تھوڑی شبکو وہ نصف شب ہے اَوِ انْقُصْ مِنْهُ یا کم کر تو اس نصف شب سے قَلِيْلًا ۙ تھوڑا سا یہاں تک کہ تہائی شب باقی ہے اَوْ زِدْ عَلَيْهِ یا زیادہ
کر تو اوپر اسکے یہانتک کہ دو تہائی رات باقی رہے یعنی اختیار ہے نصف شب کے اٹھنے کا اور تہائی رات باقی رہے اور دو تہائی رات باقی رہے اٹھنے کا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ قلیل
سے مراد نصف ہے اور قلیل سے خواہ تھوڑا سا کم کر یا تھوڑا سا اسپر زیادہ کر اور کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں رسول خدا پر اٹھنا شب کا نماز تہجد کے واسطے فرض تھا اور تینوں صورتوں کے
موافق اٹھنے میں اختیار تھا اور بعد اسکے موافق اس آیت کے کہ جو بعد اسکے مذکور ہوگی فرض سے مستحب ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے نماز تہجد فرض تھی اور جس وقت کہ پانچوں نمازیں رات اور
دن کی فرض ہوئیں تو تہجد کا فرض ہونا منسوخ ہو گیا اور کہتے ہیں کہ مومنین ہمراہ رسول خدا کے شبکو اٹھتے تھے ان وقتوں میں کہ کسی وقت کو اور اسپر بہت شاق ہوا اور بعض انمیں سے نہیں
جانتا تھا کہ کتنی نماز پڑھی ہے اور کسقدر رات باقی ہے اور آدھی رات کس وقت ہوتی ہے اور دو تہائی کسوقت باقی رہتی ہے اور ایک تہائی کس وقت باقی رہتی ہے اس اندازہ کی
حفاظت کے واسطے تمام شب بیدار رہتا تھا یہانتک کہ خدا نے آخر سورہ میں تخفیف بیان کی اور روایات اہلبیت علیہم السلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز تہجد رسول خدا پر فرض تھی اور امت پر انکی
مستحب ہے اور ثواب اسکے پڑھنے کا بہت ہے چنانچہ پہلے اس سے کئی جگہ اسکا ذکر ہو گیا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ اور ٹھیر ٹھیر کے پڑھ تو قرآن کو اور اسکے حرفونکو الگ الگ کر اور جلد جلد کر کے
پڑھ تو تَرْتِيْلًا ۙ ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور اسکے حرفونکو واضح اور روشن کرنا تاکہ سننے والا اسکے حرفونکو شمار کرلے اور ذکر مصدر کا واسطے تاکید اور مبالغہ کے ہے ترتیل سے پڑھنے میں اور جناب
امیر المومنینؑ سے ترتیل کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ نگاہ رکھنا وقفونکا اور ادا کرنا حرفونکا انکے مخرجوں سے یعنی جو مقام کہ قاریوں کے نزدیک حرفونکے نکالنے کے واسطے بہت مقرر ہیں انہیں
مقاموں سے حرفونکو نکالے اور ہمیشہ اسکے موافق نکالنا حرفوں کا اپنے اپنے مخرجوں سے فقہا کے نزدیک واجب ہے خصوصاً نماز میں اور کہتے ہیں کہ اگر بقدر امکان حرفونکو اپنے مخرج سے نکالے
اس قدر کہ ان میں آپس میں فرق ہو جائے جیسے کہ سین اور ثا اور صاد میں اور جیسے کہ زا اور ذال اور ضاد اور ظا میں اور جیسے کہ حا حطی اور ہا ہوز میں تو کافی ہے اور عمداً اسمیں فرق
نکریگا تو اکثر فقہا کے نزدیک نماز اسکی صحیح نہو گی اگرچہ بعضے اسکو سنت جانتے ہیں اور بعضے بیان کرتے ہیں امیر المومنینؑ سے کہ ترتیل کے معنی یہ ہیں کہ روشن کر تو حرفونکو اور درستی سے پڑھ تو یعنی
حرفونکو ملا کر مت پڑھ جیسے کہ بال آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اور بہت جدا جدا اور پراگندہ بھی مت کر جیسے کہ ریت پراگندہ ہوتا ہے اور لیکن ایسا پڑھنا چاہیے کہ دلوں سخت جس سے تاثیر ہو اور
ارادہ جلدی تمام کرنے سورت کا نہو اور حضرت صادقؑ سے ترتیل کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ ٹھیر ٹھیر کے پڑھ تو اور آواز خوش سے اسکو پڑھ تو اور دوسری مرتبہ یہ ہے کہ فرمایا ترتیل کے
معنی میں کہ جسوقت تو اس آیت پر گذرے کہ جسمیں ذکر جنت کا ہے تو خدا سے جنت کو طلب کر اور اگر اس آیت پر گزرے کہ جسمیں ذکر دوزخ کا ہے تو خدا سے پناہ طلب کر آتش دوزخ سے اور
ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ہر آیت کو قطع کر کے پڑھتے تھے اور انس سے روایت ہے کہ رسول خدا قرآن پڑھنے میں اپنی آواز خوش کو کھینچتے تھے اور دراز کرتے تھے اور غرض اصلی یہ ہے کہ
قرآن کے معانی میں وقت پڑھنے کے تامل اور تفکر کرے اور بعد حکم ترتیل کے خدا اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے کہ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ تحقیق ہم قریب ہے کہ ڈالیں گے اوپر تیرے

یعنی وحی کرینگے اور پر تیرے قَوْلًا ثَقِیْلًا بات بھاری اور گرانکو یعنی ایسے کلام کو کہ جسکا متحمل ہونا اور اُٹھانا بہت گراں ہے جیسے کہ کسی چیز کو بجا لانیکا حکم کرنا کسیکو منع کرنا اور کسی چیز
کا حلال کرنا اور کسی چیز کا حرام کرنا اور کسی کام کے واسطے وعدہ بہشت کا کرنا اور کسی کام کیواسطے وعدہ دوزخ کا کرنا اور طرح طرح کے حکم جاری کرنے اور حد بر مقرر کرنی کہ یہ امور
مکلفوں پر بہت شاق اور بھاری ہونگے اور کہتے ہیں مراد قول ثقیل سے قرآن ہے اور وہ کفار پر بہت گراں تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ قرآن زبان پر سبک ہے اور میزان میں بھاری ہے بسبب کثرت
ثواب کے اور یا اس واسطے بھاری ہے کہ اسکو کوئی نہیں اُٹھا سکتا مگر جسکو خدا نے توفیق دی ہو اور یا اسواسطے قرآن بھاری ہے کہ کلام رب العالمین ہے اور بھاری ہے بزرگی کے اسکا بسبب
اسکی شان اور مرتبے کے ہے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ وحی خدا کی بھاری اور ثقیل سولخدا پر تھی کہ جس وقت وحی نازل ہوتی تھی تو موسم سرما میں جبین مبارک سے عرق ٹپکنے لگتا تھا اور
اگر شتر پر سوار ہوتے تھے تو شتر کے ہاتھ اور پاؤں خم ہو جاتے تھے اور رنگ رُو مبارک کا سرخ ہو جاتا تھا اور اگر کسی آدمی کی ران پر سر مبارک ہوتا تھا تو اس آدمی کے ضایع ہونیکا
خوف ہوتا تھا چنانچہ جناب امیر نے فرمایا ہے کہ سورہ مائدہ رسولخدا پر نازل ہوا اور وہ حضرت بغلہ شہبا پر سوار تھے اور اس بغلہ پر وحی کا بار اسقدر سنگین ہوا کہ وہ چلتے چلتے کھڑا ہو رہا
اور پیٹ اسکا نیچے کو جھکا یہانتک کہ دیکھا میں نے کہ ناف اسکی زمین کے نزدیک پہنچی اور قریب تھا کہ زمین سے اسکا پیٹ جا لگے اور کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ کبھی تو وحی میرے پاس آواز
جرس کی طرح آتی ہے اور وہ مجھپر بہت دشوار ہوتی ہے پس وہ مجھسے منقطع ہو جاتی ہے اور میں اسکو اپنے کان میں نگاہ رکھتا ہوں اور کبھی فرشتہ میرے پاس آدمی کی صورت میں آتا ہے اور جو
کچھ کہ کہتا ہے میں اسکو حفظ کرتا ہوں اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ تحقیق ساعت اُٹھنے کی پیدا ہونیوالی شب کی ہے یا عبادت کہ پیدا ہونے والی شب کی ہے یا نفس
کہ اُٹھنے والا اسکا ہے واسطے عبادت کے ہِیَ اَشَدُّ وَطْاً وہ سخت زیادہ ہے باعتبار کوفت اور مشقت کے اور ثبات قدم کی اسواسطے کہ شبکو بستر راحت پر سے اٹھنا اور خواب کا ترک کرنا
اور نفس کے آرام کا موقوف کرنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے اور بعضے وطاء بکسر واو پڑھتے ہیں موافقت کے معنی میں یعنی اس وقت دل موافق زبان کے ہوتا ہے اس واسطے کہ
دنکو بسبب شغل معاش کے دل موافق زبان کے نہیں ہوتا اور شبکو سب کاموں سے فارغ ہو کر عبادت میں مشغول ہوتا ہے وَّاَقْوَمُ قِیْلًا اور درست اور راست زیادہ ہے باعتبار کہنے کے
یعنی اُٹھانا انکا درست زیادہ ہے قرآن پڑھنے میں کہ اسوقت دل زبان کے موافق ہوتا ہے دنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر اور وطاً اور قیلا دونوں تمیز واقع ہوئے ہیں یعنی وہ
ایسا وقت ہے کہ کان لوگونکی اور حیوانونکی آوازیں سننے سے محفوظ ہوتے ہیں اور دل دنیا کے امور سے خالی ہوتے ہیں پس اسوقت زبان سے پڑھتا ہے اور دل سے سوچتا ہے اور
قرآنکو اور دعا کے معنی میں تامل کرتا ہے اور ناشئۃ کو بعضے کہتے ہیں کہ وہ ساعت ہے کوئی تو کہتا ہے کہ وہ درمیان مغرب اور عشا کے ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ بعد عشا کے ہے
اور ابن عباس کے نزدیک مراد تمام شب ہے اس واسطے کہ وہ بعد روز کے پیدا ہوئی ہے اور بعض کے نزدیک ساعتیں تہجد کی ہیں اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق
علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ وہ اُٹھنا آخر شب کا ہے واسطے نماز تہجد کے اس روایت سے ثابت ہوا کہ ناشئۃ مصدر ہے مثل عاقبت کے کہ مشتق نشا سے ہے قام اور نہض
کے معنی میں ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ وہ اُٹھنا مرد کا ہے فرش خواب سے کہ نہ ارادہ کرتا ہے اس اُٹھنے سے مگر رضائے خدا کا اور عبداللہ بن مسعود اور سعید بن
جبیر کہتے ہیں کہ ناشئۃ بلغت حبشہ شب کے اُٹھنے کے معنی میں ہے اور عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ناشئۃ سے مراد وہ نفس ہے کہ جو اُٹھے بعد سونے کے اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ
لَکَ فِی النَّهَارِ تحقیق واسطے تیرے ہے بیچ دن کے سَبْحًا طَوِیْلًا آمد و شد دراز ہے خلقت کے کاموں میں اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور تعلیم کرتے احکام شرع میں
اور دستی معاش اپنی اور عیال اپنے میں پس شبکو مشغول ہونا عبادت میں اولی اور فضل ہے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ سے مناجات کرنے میں لوگو فراغت چاہیے سب امور سے اور امام محمد باقر
کے نزدیک سبحا طویلا سے مراد فراغ طویل ہے واسطے سونے کے اور حاجت کے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ اور یاد کر تو نام پروردگار اپنے کا اور اسماء حسنیٰ سے کہ وہ نود و نہ نام
ہیں اسکو یاد کر اور ہمیشہ سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ کہہ اور تہجد اور قرأت اور تعلیم علم وغیرہ اقسام طاعتوں میں مشغول رہ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ذکر اسم ربک سے بسم اللہ ہے سورتوں کے اول
میں وَتَبَتَّلْ اور منقطع ہو جا تو سب سے اِلَیْهِ طرف اس خدا کی یعنی اسکی طاعت اور عبادت میں تَبْتِیْلًا منقطع ہونا کامل کہ خدا کے سوا سب سے اپنے تئیں قطع کر کے اسی کیطرف
متوجہ ہو جا اور توجہ اپنی اسکی طرف رکھ اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا وعلی ابیہا کہ جو سب سے قطع کر کر خدا ہی کیطرف متوجہ تھیں اور شب و روز طاعت پروردگار میں بسر کرتی تھیں اسواسطے
انکا نام بتول مشہور ہوا اور رسولخدا نے بھی فرمایا ہے کہ مریم بتول ہے اور فاطمہ بتول ہے اور امام محمد باقر نے فرمایا کہ مراد تبتل سے اسجگہ بلند کرنا دونوں ہاتھونکا ہے نماز میں اور مراد
اس سے قنوت میں حلق ہاتھونکا اٹھانا ہے اور دوسری روایتیں ہے کہ وہ اُٹھانا اور بلند کرنا دونوں ہاتھونکا ہے خدا کی جانب اور زاری کرنا خدا کے سامنے اور بعضی روایت میں ہے کہ
تبتل سے مراد اشارہ کرنا ہے ایک انگشت سے اور حاصل ان تینوں کا یہ ہے کہ آدمی شبکو سونے سے زیادہ بیدار رہے اور ذکر خدا میں مشغول ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جبکہ

خاتمہ رات کو اٹھنے پر ہو اور بعد اسکے وہ مرگیا تو بہشت اسپر واجب ہو اور منقول ہی کہ امیر المومنین کے پاس ایک شخص آیا اور اسنے عرض کی کہ میں نماز شب سے محروم رہتا ہوں فرمایا کہ تو ایک وہ
مرد ہی کہ تجھکو تیری گناہوں نے مقید کیا ہی کہ وہ شب کے اٹھنے سے تجھکو منع کرتے ہیں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وہ پروردگار مشرق اور مغرب کا ہی اور یہ خبر ہی مبتدا محذوف کی اور تقدیر یوں ہی
ہو رب المشرق ہی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود لائق پرستش کے سوا اس خدا کے فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا پس پکڑ تو اسکو کارساز یعنی خدا تعالے کو اپنا کارساز مقرر کر اور بعضی کہتے ہیں کہ
وکیل بمعنی کافی ہے یعنی وہی کفایت کریگا الا کہ وہ تیری نصرت کریگا اور دشمن ہی تیرا بدلا لیگا وَاصْبِرْ اور صبر کر تو عَلٰى مَا يَقُولُونَ اوپر اسکے کہ کہتے ہیں وہ کفار اور جھٹلاتے ہیں تم
کہ تجھکو جادوگر اور شاعر اور کاہن کہتے ہیں اور میری یگانگی اور قیامت کا انکار کرتے ہیں وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا اور چھوڑ دے تو انکو چھوڑنا اچھا یعنی باطن میں انسے کنارہ کشی کر
اور بظاہر انسے مدارا اور صلح اور خلق نیک سے پیش آ اور بدلا لینے کا ارادہ مت کر اور انکی نصیحت سے ہاتھ مت اٹھا اور ابو درداء سے روایت کرتے ہیں کہتا ہی کہ ہم ابتدائے اسلام میں
مشرکوں کی طرف نرمی سے دیکھتے تھے اور کشادہ روی اور خندہ پیشانی سے انکے ملتے تھے لیکن دل ہمارا انکی طرف سے غصہ اور غضب میں بھرے ہوئے تھے اور منتظر اسکے تھے کہ دیکھئے کب امر جہاد کرنے کا حکم
ہو اور جسوقت آیہ جہاد نازل ہوئی تو یہ آیت منسوخ ہو گئی اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کفار سے نرمی اور خلق کیساتھ پیش آنے پر اور باطن میں انسے بغض رکھنے پر اور حکم کرتا ہی خدا اپنے
حبیب کو کہ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ اور چھوڑ دے تو مجھکو اور جھٹلانیوالوں کو یعنی مجھپر چھوڑ دے تو انکو کہ وہ أُولِي النَّعْمَةِ وہ صاحب نعمتوں کے ہیں یعنی اشراف قریش کو اور انکے
رئیسوں کو کہ وہ نعمت اور دولت والے ہیں انکو مجھپر چھوڑ دے کہ میں انکی جزا دینے کو کفایت کرتا ہوں اور تو انکے دلمیں رنج مت کر وَمَهِّلْهُمْ اور مہلت دے تو انکو قَلِيلًا
تھوڑی اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی مہلت دے تو انکو مہلت دینی تھوڑی کہ عنقریب انسے بدلا لونگا اور تیری تلوار سے انکو ہلاک کرونگا اور بعد اسکے عذاب دوزخ میں انکو گرفتار
کرونگا اور بعضی کہتے ہیں کہ درمیان نازل ہونے اس آیت کے اور جنگ بدر اور ہلاک ہونے اشراف قریش کے بہت کم فاصلہ تھا اور انکے عذاب کے تئیں بیان کرتا ہے کہ إِنَّ لَدَيْنَا تحقیق
نزدیک ہمارے آخرت میں واسطے دشمنوں کے أَنْكَالًا بیڑیاں ہیں اور طوق آگ کے کہ انسے وہ قید کیے جاویں وَجَحِيمًا اور آتش بزرگ ہی کہ اسمیں جل بھن کر سوختہ ہو جاویں وَ
طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ اور کھانا گلے میں لگنے والا اور پھنسنے والا کہ نیچے کو اترے نہ اوپر کو آئے وَعَذَابًا أَلِيمًا اور عذاب دردناک سوا ان عذابوں کے جو کہ مذکور ہوئے ہیں اور خدا ہی انکو
جانتا ہے پس جسوقت کہ ایسے عذاب انکے واسطے تیار کیئے ہیں تو انکو تو مجھپر چھوڑ دے اور اپنے دلکو تو خوش کر اور منقول ہی کہ مشرکین ہزار برس تک الجوع الجوع کی فریاد کرینگے تو وہ کھانا
کھلایا جاویگا اور بعد اسکے ہزار برس تک العطش العطش کی فریاد کرینگے تو انکو پیپ اور خون اور زخموں کا بہتا ہوا پانی پلایا جاویگا عبداللہ ابن عمر سے روایت ہی کہ ایکمرتبہ رسولخدا نے ایکشخص کو یہ آیت
پڑھتے ہوئے سنا اسی وقت حضرت بیہوش ہوکر گر پڑے اور کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ درد دندان نے امیر المومنین کو بیتاب کر دیا تھا یارسول اللہ ... اور ایک گھڑی نے ستھوا انکی اعتقاد رنجیدہ کیا ہی عذاب ان لدینا
انکالا وجحیما اس آیت کا ہو گا حاصل یہ ہی کہ خدا فرماتا ہی کہ ہم مشرکین اور گنہگاروں کو اسی عذاب میں مبتلا کرینگے يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ جسدن کہ لرزہ میں آئیگی زمین وَالْجِبَالُ اور پہاڑ
وَكَانَتِ الْجِبَالُ اور ہو جائینگے پہاڑ كَثِيبًا ٹیلے ریت کے مَهِيلًا بکھرے ہوئے اس روز کی ہیبت سے یعنی پہاڑ سخت بھی اپنے مکانوں سے اکھڑ کر مانند ریت کے اڑینگے اور اب خدا
تعالے تاکید حجت کی کرتا ہی مکہ والوں پر کہ إِنَّا أَرْسَلْنَا تحقیق ہمنے بھیجا ہی إِلَيْكُمْ طرف تمہارے اے مکہ والو رَسُولًا پیغمبر کو کہ بڑا عظیم الشان ہی کہ وہ محمد ہی شَاهِدًا
عَلَيْكُمْ گواہ ہی اوپر تمہارے قولوں اور فعلوں تمہارے پر ہیگا اور قیامت کے روز وہ گواہی دیگا کہ کس کس نے تم میں سے اسکے کہنے کو مانا قبول کیا اور کسنے قبول نہ کیا كَمَا أَرْسَلْنَا جیسے بھیجا
ہے ہمنے إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا طرف فرعون کے ایک پیغمبر کو کہ وہ موسی تھا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ پس نافرمانی کی فرعون نے اس پیغمبر کی اور اسکی کہنے پر عمل نہ کیا
فَأَخَذْنَاهُ پس پکڑا ہمنے اسکو أَخْذًا وَبِيلًا پکڑنا بھاری کہ باوجود کثرت لشکر اور فراخی ملک کے اسکو ہمنے غرق کر دیا اور ابھی شور پانی کی تہ کو نہ پہنچا تھا کہ اسکو ہم آتش دوزخ میں
لے گئے پس جسوقت کہ ہمنے ایسے زبردست کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدیا اے مکہ کے کافرو تو فَكَيْفَ تَتَّقُونَ پس کیونکر بچوگے إِنْ كَفَرْتُمْ اگر کفر کرو گے تم اے مکہ والو يَوْمًا
اس دن سے یعنی عذاب اسدن کے سے کہ وہ دن اپنے ہول اور دہشت سے يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا کریگا لڑکوں کو بوڑھا کہ انکے سر کے بال سفید ہو جاوینگے اور یوما مفعول فیہ ہی اور بعضے اسکو
مفعول بہ کہتے ہیں فعل محذوف کا اور وہ روز لڑکوں کو بوڑھا کرے گا اپنی درازی کی جہت سے یا شدت ہول کہ اس روز کی کثرت رنج لڑکوں کو بوڑھا کر دیگی اور دستور ہی کہ آدمی
کثرت رنج سے بوڑھا ہو جاتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ ایکمرد شبکو بال سر اور داڑھی کے سیاہ رکھتا تھا اور صبح کیوقت تمام بال اسکے مثل برف کے سفید تھے لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا کہ شبکو
میں نے روز قیامت کو اور آتش دوزخ کو خواب میں دیکھا ہی اور آدمیوں کو دیکھا کہ انکو آگ کی زنجیروں میں جکڑ کر دوزخ کیطرف کھینچتے ہیں اسکی ہول سے تمام بال میرے سفید ہو گئے
اور اس روز کا خدا تعالے وصف بیان کرتا ہی کہ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ آسمان پھٹنے والا ساتھ اسکے اسکی ہیبت اور سختی میں یعنی ایسا سخت ہو گا وہ روز کہ آسمان

آنکی شدت سے ہول سے پھٹ جاویگا اور آسمان مونث ہے اور منفطر مذکر ہے پس ضمیر منفطر کی آسمان کی طرف نہیں پھرتی ہے بلکہ شی مقدر یا سقف کی طرف پھرتی ہے کہ تقدیر آنکی شی منفطر ہے یا سقف منفطر ہے كَانَ وَعْدُهٗ ہے وعدہ اس خدا کا واسطے دفع ہونے اس حادثہ کے مَفْعُوْلًا کیا گیا یعنی ضرور واقع ہوگا اور وعدہ کے مرجع کا ذکر بسبب معلوم ہونیکے نہیں ہوا ہے اور اگر وعدہ کی اضافت طرف مفعول کے ہو تو وعدہ کی ضمیر یوم کی طرف پھر سکتی ہے اِنَّ هٰذِهٖ تحقیق کہ یہ آیتیں وعدہ کی تَذْكِرَةٌ نصیحت ہیں فَمَنْ شَآءَ پس جو شخص کہ چاہے وسیلے سے ان نصیحت کے اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ پکڑے طرف پروردگار اپنے کے سَبِيْلًا راہ کو تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرکے اور پہلے اس سے اس سورہ میں قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا کی تفسیر میں گذرا ہے کہ رسول خدا اور صحاب انکی شب کو اٹھتے تھے اور نصف شب اور اس سے کم اور زیادہ جو کہ قدر واجب ہے اسکی محافظت نہو سکتی تھی تو صبح تک بیدار رہتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اور اس وقت کے پانے کے واسطے تمام شب ہی بیدار رہتے تھے اس سبب سے رسول خدا کے پاؤں مبارک پر ایک کھڑے رہنے سے سوج گئے تھے اور بدن مبارک بہت ضعیف ہوگیا تھا خدا نے واسطے تخفیف کے یہ آیت نازل کی اِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا يَعْلَمُ جانتا ہے اَنَّكَ تَقُوْمُ تحقیق کہ تو اٹھتا ہے واسطے نماز کے اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ کمتر دو تہائی رات سے وَنِصْفَهٗ اور آدھی اس شب کو وَثُلُثَهٗ اور ایک تہائی اس شب کو اور یہ حکم کہ جو سورت کے اول میں فرمایا تھا کہ تو آدھی رات کو کھڑا ہو اور یا اس سے کم کر اور یا اس پر زیادہ کر پس دو تہائی آدھی سے زیادہ ہے اور ایک تہائی آدھی سے کم ہے اور ایک پوری آدھی ہے پس خدا تعالے فرماتا ہے کہ خدا جانتا ہے کہ تو ان وقتوں میں اٹھتا ہے وَطَآئِفَةٌ اور ایک گروہ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ان لوگوں میں سے کہ ہمراہ تیرے ہیں اصحاب تیرے سے کہ تم سب اٹھتے ہو اور حاکم ابو القاسم حسکانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ طائفة من الذين معك سے علی ابن ابیطالب مراد ہیں وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور خدا اندازہ کرتا ہے رات کو اور دن کو یعنی دن اور رات کی ساعتوں کی اندازہ کو خدا ہی جانتا ہے اور سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا اس طرح کہ ایک آن کا بھی اسمیں فرق ہو عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ جانتا ہے خدا کہ ہرگز شمار نہ کرسکوگے تم اس اندازہ کو اور اسکا حفظ تم سے ہو سکیگا اور اسی واسطے تم اختیار کرکے زیادہ کو احتیاط کرتے ہو اور ضمیر مفعول کی تقدیر کے مصدر کی طرف پھرتی ہے فَتَابَ عَلَيْكُمْ پس توبہ قبول کی اوپر تمہارے اور عفو کی ساتھ رجوع کے اور رخصت دی تمکو ترک کرنے کی اٹھنے کی واسطے وقت معین میں یعنی اس وقت خاص کے ترک اٹھنے کے گناہ کو تمکو معاف کیا فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پس پڑھو تم جو کچھ کہ آسان ہو قرآن میں سے یعنی جو کچھ تم سے ہو سکے اور آسان ہو نماز شب کو ادا کرو اور نماز شب کی جگہ قرآن کا ذکر کیا ہے اس واسطے کہ پڑھنا قرآن کا بھی نماز میں ہوتا ہے اور وہ جزو نماز کا ہے اور یہ آیت پہلے حکم کو منسوخ کرتی ہے اور بعد اسکے نماز پنجگانہ سے دونوں حکم منسوخ ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے پڑھنا قرآن کا ہے بدل نماز کے کہ عوض اسکے قرآن کے پڑھنے میں مشغول ہوں لیکن پڑھنا اسکا مستحب ہوگا اور خدا فرماتا ہے کہ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى جانتا ہے خدا یہ تحقیق قریب ہے کہ ہوویں بعضے تم سے بیمار اور اِن مخففہ ہے اِنّ مثقلہ کا اور اسی واسطے اسکے فعل پر نصب نہیں کیا ہے وَاٰخَرُوْنَ اور جانا کہ دوسرے تم میں سے يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ چلینگے بیچ زمین کے کہ سفر کریں گے اس واسطے کہ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ طلب کرتے ہیں فضل خدا کے سے یعنی تجارت کے واسطے سفر کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے اسمیں روزی کو طلب کرتے ہیں بوجہ حلال کے وَاٰخَرُوْنَ اور دوسری جماعت يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جنگ کرتے ہیں بیچ راہ خدا کے مراد یہ ہے کہ شب میں بہت رنج و تکلیف ہوتی ہے بیماروں کو اور سفر کرنیوالوں کو اور جہاد کرنیوالوں کو اس واسطے خدا نے تم سے اسکی تخفیف کی اور اسکے ترک کرنے کی رخصت فرمائی اور خدا تعالے نے بوجہ حلال روزی کے طلب کرنیکو اور جہاد کو برابر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بوجہ حلال روزی طلب کرنے میں ایسا ہی ثواب ہے جیسے کہ جہاد کرنے میں چنانچہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جو کوئی کھانا اور لباس و سواری اسلام کے شہروں میں سے کسی شہر میں لاوے اور صبر کرنیوالا ہو واسطے رضامندی خدا کے اور وہاں کے نرخ سے اسکو فروخت کرے تو وہ شہید ہوگا اور واسطے مبالغہ کے دوسری دفعہ خدا فرماتا ہے کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ پس پڑھو تم جو کچھ کہ میسر ہو تمکو قرآن سے نماز میں اور نماز میں قرآن پڑھنا واجب ہے اور سوا نماز کے قرآن کا پڑھنا سنت ہے کہ جو کچھ پڑھ سکتے ہو جس وقت جی چاہے خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھو اور جسقدر زیادہ پڑھوگے اسی قدر زیادہ ثواب ہوگا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قایم کرو تم نماز واجب کو کہ کبھی اسکو ترک نکرو کہ ترک کرنا اسکا بڑا سخت گناہ ہے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دو تم زکواۃ واجب کو اور ترک اسکو نکرو کہ اسکا بھی ترک گناہ سخت ہے اور بعضے کے نزدیک مراد اس سے زکواۃ فطرہ ہے اسواسطے کہ مکہ میں زکواۃ مال واجب نہیں ہوئی تھی اور جو شخص کہ زکواۃ مال اس سے مراد لیتے ہیں وہ اس سورہ کے آخر کو مدنی کہتے ہیں وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ اور قرض دو تم خدا کو قَرْضًا حَسَنًا قرض

بنایک کہ خالص خدا کیواسطے ہو یعنی اپنے مال ہر ایک راہ خدا میں خرچ کرو اور یہ خرچ کرنا سوا زکوٰۃ واجبہ کے ہے کہ فی سبیل اللہ اپنا مال بیچ راہ خدا میں دو اور ثواب اسکا بے
انتہا پاؤ اور یا مراد اس سے ہر فعل خیر ہے مالی ہو یا بدنی ہو وَمَا تُقَدِّمُوا اور جو کچھ کہ آگے بھیجو تم لِأَنْفُسِكُمْ واسطے نفسوں اپنے کے مِّنْ خَيْرٍ خیر اور نیکی میں سے تو
تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ پاؤ گے تم اسکو نزدیک خدا کے هُوَ خَيْرًا بہتر اس سے کہ تاخیر میں لاؤ تم اسکے بھیجنے کو یا پاؤ گے تم اسکو بہتر مال و متاع دنیا سے وَأَعْظَمَ أَجْرًا اور
بزرگ تر باعتبار اجر کے کہ اسکے ثواب کا کچھ پایاں نہیں ہے کہ ایک کو دس بلکہ سات سو ہوتے ہیں اور خیرا دوسرا مفعول تجدوہ کا ہے اور پہلی ضمیر تجدوہ کی متصل ہے اور ہو تاکید ہے پہلے مفعول کی
یا فصل ہے اسواسطے کہ افعل من حکم معرفہ میں ہے اور اسواسطے حرف تعریف کا اسپر نہیں آتا ہے اور من خیر الی تقدیر میں ہے اور شرط آنے ضمیر منفصل کی یہی ہے کہ خبر معرفہ ہو وَاسْتَغْفِرُوا
اللَّهَ اور بخشش چاہو تم خدا سے ہر حال میں اسواسطے کہ انسان تقصیر سے خالی نہیں ہے إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے گناہوں کا مہربان ہے توبہ کرنیوالوں پر اگر
توبہ کرکے اپنے گناہوں کی بخشش چاہیں سورۃ المدثر یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چھپن آیتیں ہیں حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جو کوئی سورہ مدثر کو نماز واجب
میں پڑھے تو خدا پر واجب ہوجاے کہ اسکو رفیق جناب رسول خدا صلعم کا کرے اور جبتک دنیا میں شقاوت اسکو نہیں پہنچے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جس زمانہ میں مجھ پر وحی نہیں آتی تھی میں ایک صحرا میں جاتا تھا ناگاہ کسی نے مجھکو آواز دی کہ اے محمد تو رسول خدا کا ہے بیچ چپ
راست اور پس و پیش نگاہ کی کسیکو نہیں دیکھا اوپر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی فرشتہ جو کہ غار حرا میں میرے پاس آیا تھا کرسی پر بیٹھا ہے درمیان آسمان کے اسکی صورت اور
ہیئت عجب دیکھ کر مجھکو خوف ہوا اور اسکے ڈر سے میں بہت وحشتناک ہوا اور وحی مجھسے ڈر کر غائب ہوگیا اور خدیجہ کے گھر کیطرف کو میں متوجہ ہوا اور جس وقت گھر میں پہنچا تو میں نے
کہا کہ دثرونی یعنی کپڑا اڑھاؤ تم مجھکو کہ سردی لگتی ہے اور اسی اندیشہ میں تھا کہ خدا نے وحی بھیجی کہ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اے کپڑا اوڑھنے والے قُمْ اٹھ تو اپنی خوابگاہ سے اور بعضے
کہتے ہیں کہ پہلے سب سورتوں سے سورۃ اقرا باسم ربک نازل ہوا ہے الا یعلم تک اور رسول خدا حیران ہو کر پہاڑوں پر پھرتے تھے اور ارادہ میں فکر رکھتے تھے اور سوچتے تھے یہانتک کہ جبرئیل نازل ہوئے
اور رسول خدا کے پاس جا کر کہا کہ تو رسول خدا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سورہ یا ایہا المدثر نازل ہوا ہے فَأَنْذِرْ پس ڈرا تو لوگوں کو عذاب سے ان لوگوں کو کہ جو سوا خدا کے غیر کی
پرستش کرتے ہیں وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ اور پروردگار اپنے کو پس بزرگی سے یاد کر تو یعنی اسکو بزرگی کی سے یاد کر نہ اسکے غیر کو اور اسیواسطے واسطے تخصیص کے مفعول مقدم ہوا ہے فعل پر اور جبکہ یہ
آیت نازل ہوئی تو رسول خدا نے کہا کہ اللہ اکبر اور خدیجہ نے بھی یہ تکبیر کہی اور خوشحال ہوئی اور یقین کیا کہ یہ وحی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس تکبیر سے تکبیر احرام ہے جو نماز کے
اول میں کہی جاتی ہے اور یہی دلیل ہے اسکے وجوب کی وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور کپڑے اپنے کو پس پاک کر تو نجاستوں سے اور پاک کرنا کپڑے کا نماز کیواسطے واجب ہے اور سوا نماز کے افضل ہے اور حضرت صادق
نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے کپڑے کو اوپر کو اٹھائے تو اور حضرت کاظم نے فرمایا ہے کہ خدا اپنے پیغمبر کو حکم کرتا ہے کہ وثیابک فطہر اور کپڑے حضرت کے نجس تھے بلکہ پاک تھے پس حکم
کیا ہے حضرت کو کپڑے کے اوپر اٹھالینے کا اور جناب امیر نے فرمایا ہے کہ دھونا کپڑے کا لیجاتا ہے غم و اندوہ کو اور وہ پاک کرنا واسطے نماز کے ہے اور کپڑے کا اوپر اٹھا لینا یہ طہارت
خاص کپڑے کے واسطے ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وثیابک فطہر یعنی اوپر کو اٹھا تو اسکو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد پاک کرنے سے کوتاہ کرنا کپڑے کا ہے اور حضرت صادق نے بھی فرمایا ہے
کہ معنی اسکے یہ ہیں کوتاہ کر تو اور کوتاہ کرنا اسواسطے فرمایا ہے کہ کپڑے دراز کرنیکی عادت قریش کے رئیسوں میں تھی اور وہ دراز کپڑے پہنتے تھے اور وقت چلنے کے انکو زمین پر لٹکا کر
کھینچتے تھے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ کوتاہ کر تو کپڑے اپنے کو کہ وہ زیادہ باقی رہتا ہے اور پاکیزہ زیادہ رہتا ہے اسواسطے کہ دامن دراز کا لباس جلدی پھٹتا ہے اور گمان اسکے
کے نجس ہونے کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کنایہ نفس کے پاک کرنے سے یعنی پاک کر تو نفس اپنے کو اخلاق بد سے اور افعال ناشائستہ سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اپنی عورتوں کو
پاک کر تو کفر سے اور گناہوں سے تاکہ سب ایماندار اور نیک ہوں اور ابن عباس کے نزدیک یہ ہے کہ لباس تیرا حرام سے نہو وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور ناپاکی کو پس چھوڑ تو اور کہتے
ہیں کہ معنی رجز کے عذاب کے ہیں اور یہاں مراد اس امر سے ہے کہ جو گناہ کی طرف پہنچاتا ہو جیسا کہ پرستش بتوں کی ماسوا اسکے اور کوئی گناہ ہو یعنی ہر گناہ سے کنارہ کر
تو اور ان آیتوں میں اگرچہ خطاب حضرت کی طرف ہے لیکن بعضی جگہ مراد امت کے لوگ ہیں اسواسطے کہ وہ حضرت اول عمر سے گناہوں سے پاک تھے پس معنی اسکے یہ ہونگے کہ گناہوں سے کنارہ کر تو جو کہ موجب عذاب کے
ہیں وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ اور نہ بخشش کر تو کہ بہت چاہے تو اسکی عوض میں زیادہ لینا چاہے تو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نہ بہت جان تو عمل
خیر کو کہ جو تو نے واسطے خدا کے کیا ہے وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ اور واسطے خوشنودی پروردگار اپنے کے پس صبر کر تو مشرکوں کی تکلیف دینے پر فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ
پس جس وقت پھونکا جائے بیچ صور کے یعنی تو اسکے آزار پہنچانے پر صبر کر کہ ان کافروں کو درپیش ہے روز دشوار اور جس وقت کہ صور پھونکا جائے وہ اسمیں اپنی جزا

کرنا رکو پہنچیگے فَذٰلِكَ پس وہ وقت پھونکنے کا يَوْمَئِذٍ اسروز يَوْمٌ عَسِيرٌ روز دشوار ہی عَلَى الْكَافِرِينَ اوپر کافروں کے غَيْرُ يَسِيرٍ نہیں آسان ہونیوالا یعنی جسطرح
کہ یہ روز نہایت سخت اور دشوار ہوگا اور کافروں کا اسروز ناگہاں ہوگا اسکی سختی انکو سو مومنین پر وہ روز آسان ہوگا اور کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اپنی زندگانی ہی کیونکر
لذت پاؤں میں کہ صاحب صور صور کو منہ میں لیتا ہی اور منتظر ہی کہ کب اسکو آواز پہنچے صور پھونکنے کی صحابہ نے کہا کہ کیونکر اس سے پناہ چاہیں ہم فرمایا کہ کہو تم کہ حسبنا اللہ نعم الوکیل علی اللہ
توکلنا اور لکھتے ہیں کہ زرارہ بن اوفی نماز پڑھتا تھا جس وقت اس آیت پر پہنچا تو وہ تین مرتبہ اسکو پڑھا اور نعرہ مار کر مر گیا اور منقول ہی کہ جسوقت ابتدا سورہ حٰم مومن کا
نازل ہوا تو رسول خدا مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کے روبرو اسکو پڑھا ولید بن مغیرہ قریب مسجد کے بیٹھا تھا اسنے حضرت کے پڑھنے کو سنا اور جسوقت حضرت نے جانا کہ
ولید بیٹھا ہے تو دوسری بار اسکو پڑھا ولید وہاں سے اٹھکر اپنی قوم میں آیا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ میں نے محمد سے اسوقت ایک کلام سنا ہی کہ نہ وہ کلام آدمی کا ہی اور نہ
جن کا اور اس کلام میں ایسی شیرینی ہے کہ کسی کلام میں نہوگی اور اعلی اسکا پھل دینے والا ہی اور اسفل کا درخت پاکیزہ بارآور ہی اور یہ کلام ایسا غالب ہی کہ مغلوب نہو اور بلندی ہی کی
پستی کو مایل نہو اور یہ کہکر اپنے گھر کو چلا گیا قریش نے یہ کلام سنکر گمان کیا کہ ولید محمد پر ایمان لایا ہی اس سبب سے بہت غمگین ہوئے اسواسطے کہ وہ انکا پیشوا تھا ابوجہل نے کہا کہ تم تشویش
مت کرو میں اسکو محمد کے دین سے جلد پھیر دونگا میں ولید کے پاس گیا اور غمگین اور آزردہ اپنے تئیں بنا کر اسکے پاس بیٹھ گیا ولید نے پوچھا کہ ابوجہل تو رنجیدہ کیوں ہے کہا کہ قریش
تجھپر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بوڑھا ہو گیا اور عقل اسکی جاتی رہی ہے اور گمان انکا یہ ہی کہ تو نے محمد کی پیروی اختیار کی ہی اور اپنے باپوں کا دین چھوڑ دیا ہی ولید
یہ سنکر ہمراہ ابوجہل کے اپنی قوم کے مجمع میں آیا اور کہا کہ تمہارا گمان یہ ہی کہ محمد دیوانہ ہی کوئی علامت جنونکی تمنے اسمیں دیکھی سب نے کہا کہ نہیں پھر کہا کہ تمہارا گمان یہ ہے کہ وہ کاہن
ہے تمنے کسی مقام میں کوئی امر ایسا دیکھا ہے کہ اسکے کاہن ہونے پر دلالت کرتا ہو سب نے کہا کہ نہیں پھر کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ وہ دروغگو ہی کبھی دروغ اسکا تمنے دیکھا ہے سب نے
متفق ہوکر کہا کہ ہمنے اس سے کبھی دروغ نہیں سنا ہی بلکہ اسکی راستگوئی کے سبب سے محمد امین اسکا لقب ہو گیا ہی پھر ولید نے کہا کہ تمہارا گمان یہ ہی کہ وہ شاعر ہی اور کبھی تمنے اس سے شعر سنا
ہے سب نے کہا کہ نہیں اور بعد اسکے لوگوں نے ولید سے کہا پھر اسکو کیا کہنا چاہیے ولید سوچ اور فکر میں گیا اور بعد اسکے کہا کہ نہیں ہے وہ مگر جادوگر اسواسطے کہ وہ درمیان شوہر اور زوجہ
کے جدائی ڈالدیتا ہے اور فرزند کو باپ سے اور باپکو فرزند سے علیحدہ کردیتا ہی اور درمیان آقا اور غلام کے اور دوستونکے اسنے تفرقہ ڈالدیا ہی پس تم اسکو جادوگر کہو اور کچھ نہ
کہو لوگ اسکی قوم کے اور یہودیوں نے جسوقت یہ کلام سنا تو بہت خوش ہوئے اور رسول خدا کو جو یہ خبر پہنچی تو بہت رنجیدہ ہوئے خدا نے یہ آیت بھیجی کہ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا چھوڑ
تو مجھکو اے محمد اور اس شخص کو کہ پیدا کیا ہی میں نے اسکو حالیکہ تنہا ہوں میں کہ اسکے پیدا کرنے میں کوئی میرا شریک نہ تھا وحیدا حال واقع ہوا ہے یائے متکلم سے اور یا یہ کہ اسکے
محذوف سے حال واقع ہوا ہی اور تقدیر اسکی خلقتہ وحیدا ہی یعنی پیدا کیا اکیلے میں نے اسکو جسوقت کہ تنہا تھا وہ کہ مال اور اولاد اور یار کوئی اپنے ہمراہ نہیں رکھتا تھا پس میں ہی
اسکی جزا دینے کو کافی ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکو وحید القوم کہتے تھے اسواسطے خدا نے وحید فرمایا ہی اور یا یہ کہ وہ شرارت میں وحید اور تنہا ہی اور یا یہ کہ وہ تنہا ہی باپ سے کہ اسکا باپ
کوئی نتھا بلکہ وہ نطفہ حرام تھا اور ایسی ہی حضرت باقر اور حضرت جعفر علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ولید ولد الزنا تھا اور زرارہ کہتا ہی کہ میں حضرت امام محمد باقر کی مجلس
میں بیٹھا تھا اس مجلس کے لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اولاد ہشام میں سے خطبہ میں کہتا تھا کہ انا ابن الوحید یعنی میں بیٹا وحید کا ہوں امام نے فرمایا کہ وای اسپر کہ اگر وہ جانتا کہ
وحید کے کیا معنی ہیں تو اسپر وہ فخر نہ کرتا راوی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا وحید کے کیا معنی ہیں فرمایا کہ وحید وہ ہی کہ جسکا باپ معلوم نہو اور ولید ہی کی صفت
میں خدا فرماتا ہی کہ وَجَعَلْتُ لَهُ اور کردیا میں نے واسطے اسکے یعنی دیا میں نے اسکو مَالًا مَمْدُودًا مال کھنچا ہوا دراز یعنی مال بہت دیا ہی میں نے اسکو کہتے ہیں کہ ایک لاکھ
دینار طلائی اسکے پاس تھے اور ابن عباس سے منقول ہی کہ نوے ہزار تھے اور درمیان مکہ اور طائف کے شتر اور اسپ اور گوسفند اسکے اسقدر تھے کہ حساب سے باہر تھے اور باغ اور چشمے اور اسباب اور
لونڈیاں اور غلام اسکے حد سے زیادہ تھے اور کہتے ہیں کہ ایک اسکا باغ تھا طائف میں اسکا میوہ تمام سال میں تمام نہوتا تھا بلکہ ہمیشہ رہتا تھا اور اسیواسطے خدا نے مال ممدود اسکے واسطے
فرمایا ہی وَبَنِينَ شُهُودًا اور دیے میں نے اسکو بیٹے حاضر ہونیوالے پاس اسکے اور شہودا حال واقع ہوا ہی یعنی اسکو بیٹے ایسے بیٹے دیے کہ سب اسکے پاس مکہ میں حاضر رہتے تھے اور
وہ انکو دیکھکر خوش ہوتا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ دس تھے اور کثرت غلاموں کی اور نوکروں کی اسقدر تھی کہ فرزندوں کی کسیطرف بھیجنے کی احتیاج نہوتی تھی اور وہ سب بیٹے بہادر اور
ہشیار تھے اور ہمیشہ باپ کے ہمراہ محفلوں میں حاضر ہوتے تھے اور انمیں سے تین بیٹے اسکے مسلمان ہوگئے تھے خالد اور عمارہ اور ہشام اور فرماتا ہے کہ وَمَهَّدْتُ لَهُ اور بچھایا میں نے واسطے
اسکے بچھونا مرتبہ اور مال اور ریاست کا تَمْهِيدًا بچھانا اسکے بڑھانیکے واسطے دنیا میں اور کثرت مال اور مرتبہ اور خادموں اور غلاموں کی جہت سے یگانہ قریش اور وحید قوم

اتنا نقصان ہوا تو ثُمَّ يَطْمَعُ پھر طمع کرتا ہے وہ اَنْ اَزِيْدَ کہ زیادہ کروں میں اسپر اپنی بخششوں اور ان نعمتوں پر قناعت نہیں کرتا ہے كَلَّا ہرگز نہیں یعنی ایسا نہیں
ہوگا اور جو ان نعمتوں کو اسپر زیادہ کرونگا اسواسطے کہ وہ ناشکری کرتا ہے میری نعمتوں کی چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّهٗ كَانَ تحقیق کہ وہ ہے لِاٰيٰتِنَا واسطے آیتوں کلام ہمارے کی اور واسطے
دلیلوں قدرت ہماری کے عَنِيْدًا انکار کرنے والا اور جھگڑنے والا اور جادو کیطرف نسبت دینے والا باوجود پہچاننے اسکی راستی اور حقیقت کے اور کہتے ہیں کہ بعد نازل
ہونے اس آیت کے اسپر تباہی آئی اور تمام مال اسکے برباد ہو گئے یہانتک کہ تھوڑے سے عرصہ میں محتاج اور خوار ہو گیا اور اکثر بیٹے اسکے مر گئے اور جو کہ باقی رہے وہ اس سے پھر گئے اور وہ
داری اور تنہائی میں دوزخ کو روانہ ہوا پس خدا فرماتا ہے کہ سَاُرْهِقُهٗ قریب ہے کہ پہنچاؤں میں اسکو صَعُوْدًا ایک گھاٹی کہ نہایت شقت اور محنت سے اسپر
چڑھے اور یہ مثل ہے اس شخص کیواسطے جو کہ سخت عذاب میں گرفتار ہو کہ جسکی طاقت نہ رکھتا ہو اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ صعود ایک پہاڑ ہے آگ کا دوزخ
میں اور ولید ستر برس میں اسکے اوپر پہنچیگا اور جب ہاتھ اسکے اوپر رکھیگا تو پھر نیچے گر پڑیگا اور پھر ستر برس میں اوپر چڑھیگا اور پھر نیچے گر پڑیگا اسیطرح ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیگا اور کہتے ہیں کہ فرمایا
حضرت نے کہ جسوقت ولید اپنا ہاتھ اور پاؤں صعود پر رکھیگا تو وہ گل جائینگے اور جب اسپر سے اُٹھائے گا پھر درست ہو جائینگے اور کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ تکلیف دوں میں اسکو صعود
سے اور وہ ایک پتھر ہے دوزخ میں کہ اسکے اوپر نہیں چڑھ سکتے ہیں اور ولید کو آگ کی زنجیر میں باندھ کر آگے سے کھینچینگے اور پیچھے سے آگ کی گرزیں ماریں گے یہانتک کہ بعد چالیس سال
کے اسکے اوپر چڑھیگا اور اب خدا اسکی حرکات ناشائستہ کو بیان کرتا ہے کہ اِنَّهٗ فَكَّرَ تحقیق اسنے فکر کیا کہ طعن کرے قرآن پر وَقَدَّرَ اور اندازہ کیا کہ کیا کہے فَقُتِلَ پس ہلاک کیا
جائیو اور عذاب ابدی میں گرفتار کیا جائیو كَيْفَ قَدَّرَ کیونکر اندازہ کیا اسنے اور یہ تعجب ہے ولید کے اندازہ کرنے سے اور بالکل واسطے فصحائے عرب کے اور اہانت کرنے پیغمبر کے
اور واسطے قبیح نکالنے کے قرآن میں اور واسطے مبالغہ تعجب کے مکرر فرماتا ہے ثُمَّ قُتِلَ پس ہلاک کیا جائیو اور لعنت کیا جائیو كَيْفَ قَدَّرَ کیونکر اندازہ کیا اسنے ثُمَّ نَظَرَ پھر نظر کی اسنے
ثُمَّ عَبَسَ پھر ترشروئی کی کہ کوئی سبب طعن کا نہ پایا اور یہ کہ پیغمبر کی طرف دیکھا اور ترشرو ہوا وَبَسَرَ اور پیشانی پر چین ڈالا کہ گویا تھا کراہت کرنیکی ثُمَّ اَدْبَرَ پھر پشت پھیری محمد
سے یا طرف قرآن کی وَاسْتَكْبَرَ اور تکبر کیا پیغمبر کی فرمانبرداری سے فَقَالَ پس کہا اسنے ترجمہ کرکے قوم کو اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ کہ جو کچھ محمد کہتا ہے اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ مگر جادو کہ روایت کیا
جاتا ہے اور سیکھا جاتا ہے جادوگروں سے اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ مگر سخن آدمی کا کہ بابل کے جادوگروں سے سیکھا ہے یہ خدا کا کلام نہیں خدا فرماتا ہے کہ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ قریب ہے کہ داخل کروں میں
اسکو ایک طبقہ میں دوزخ کے وہ سقر ہے وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ اور کس چیز نے بتلایا تجھکو کیا ہے سقر پس ایسا ہے کہ لَا تُبْقِيْ نہیں باقی رکھتا ہے گوشت اور پوست اور رگ اور پٹھے بلکہ سبکو جلا دیتا ہے اور
پھر پیدا کرتا ہے اور پھر جلا دیتا ہے وَلَا تَذَرُ اور نہیں چھوڑتا ہے ایکبار جلا کر بلکہ اسیطرح جلاتا رہتا ہے وہ سقر کہ ایک مرتبہ جلایا اور بعد اسکے گوشت اور پوست وغیرہ
پیدا کئے اور پھر جلایا اور نہ ظاہر کو بدن کے چھوڑیگا اور نہ باطن کو اور نہ جاندار عضو کو چھوڑے اور بیجان باطن کو یہانتک کہ سب انکو جلا دیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ لا تذر تاکید
ہے لا تبقی کی لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ سیاہ کرنیوالا ہے وہ سقر واسطے کھال کے کہ مثل کوئلہ کے کردیگا اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں ایک صحرا ہے اسکا نام سقر ہے اور
تکبر کرنیوالوں کیواسطے ہے اسنے اپنی شدت حرارت کی درخواست درگاہ خدا میں کی اور سانس لینے کی اجازت چاہی اسوقت اجازت دیدی تو اسنے باہر کو سانس لیا اور
جہنم کو جلا دیا اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے کہ نام اسکا صعود ہے اور صعود پر ایک صحرا ہے کہ نام اسکا سقر ہے اور سقر میں ایک کنواں ہے کہ جسکا نام ہبہب
ہے جسوقت اس کنوئیں کا پردہ اُٹھایا جائے گا تو اسکی حرارت سے دوزخی فریاد کرینگے اور وہ مقام زبردستی اور ظلم کرنیوالوں کا ہے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ اوپر اس سقر
کے انیس ہیں فرشتے کہ موکل اسکے ہیں یا انیس قبیلے فرشتوں کے ہیں اور منقول ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول خدا سے پوچھا کہ دوزخ کے موکل کے فرشتے ہیں حضرت نے دونوں
ہاتھوں کو اُٹھا کر دسوں انگلیوں کا اشارہ کیا اور دوسری مرتبہ ہاتھوں کو اُٹھایا تو انگوٹھے کو دست اٹھا لیا اسوقت یہ آیت حضرت کے سچا کرنے کے واسطے نازل ہوئی اور یہودیوں نے تسلیم
کیا اور کہا کہ یہ مطابق توریت کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ان سب میں سے ایک حضرت مالک ہیں کہ دوزخ کے داروغہ ہیں اور اٹھارہ اور فرشتے ہیں کہ وہ مالک کے نقبا
اور مددگار ہیں اور منقول ہے کہ یہ موکل سقر کے ہیں اور دوسرے دوزخوں اور فرشتے موکل ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے ابو جہل نے کہا کہ اے جماعت قریش کی محمد کہتا ہے
کہ دوزخ کے فرشتے انیس سے زیادہ نہیں ہیں اور تم بڑے شجاع اور بہادر ہو کیا دس آدمی تم میں سے ایک فرشتے کو زیر نہیں کر سکتے اور ابو الاشدین اسیدی نے کہا کہ میں اکیلا کفایت
کرتا ہوں سترہ کو پشت سے اور سینے کو شکم سے اور دو باقی کو تم زیر کر لینا اور ابو الاشدین بڑا دلاور اور زبردست مشہور تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اسنے کہا کہ میں آگے تمہارے
صراط پر جاؤں دس کو تو دست راست سے اور نو کو دست چپ سے دفع کروں اور ہم سب سلامتی سے صراط پر گزر کے بہشت میں داخل ہوں یہ آیت نازل ہوئی کہ وَمَا

جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اور نہیں کئے ہیں ہم نے صاحب یعنی موکل دوزخ کے اِلَّا مَلٰٓئِكَةً مگر فرشتے کہ سب خلق سے قوی ہیں وہ قوی اور زبردست ہیں آدمی کہ تمہاری جنس سے ہو
تا کہ تم ان سے مقابلہ کرسکو اور سرور ...... سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے گویا آنکھیں انکی بجلیاں ہیں اور دہن انکے مانند قلعوں کے ہیں اور کھینچتے ہیں وہ دوزخ میں کافروں کو بال پکڑ کر اور
ہر ایک فرشتہ ان میں سے تو تمام آدمیوں اور جنوں کے برابر ہے اور ایک فرشتہ ...... ایک امت کو پکڑ کر دوزخ میں ڈالدے اور پہاڑ آگ کا اپنی گردن پر اٹھا کر اسپر ڈالدے اور ایک آیت میں ہے کہ
آنکھیں انکی بجلیوں کی ہیں اور دانت انکے مانند قلعوں کے ہیں اور آگ کے شعلے اور دھوئیں انکے منہوں سے نکلتے ہیں اور ہر ایک کے انمیں دو شانوں کے درمیان فاصلہ ایک برس کی راہ کا ہے اور ہاتھ انکے
بہت فراخ اور کشادہ ہیں کہ ہر ایک انمیں سے مثل ربیعہ اور مضر کو کہ دو قوم کلاں ہیں ایک ہاتھ میں پکڑ لیوے اور رحم انکے دلوں سے نکالے اور ہر ایک انمیں سے ہزار کافر دوزخیوں کو پکڑ کر جس گوشہ
میں دوزخ کے چاہے ڈالدے پس جو وقت کہ قوت ہر ایک کی انمیں سے ایسی ہے تو ابو الاشد وغیرہ کیونکر انکا مقابلہ کرکے انکو دفع کرسکیں گے وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اور نہیں
کیا ہے ہم نے شمار ان فرشتوں کو اِلَّا فِتْنَةً مگر آزمائش لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں اور مراد انکی آزمائش سے اس عدد قلیل ہی انکا ہنسی اور ٹھٹھا کرنا
ہے کہ وہ نہایت عناد اور گمراہی سے اس تھوڑے عدد خاص ملائکہ کو سنکر ٹھٹھا کریں اور بعید جانیں کہ انیس تن کیونکر تمام آدمیوں اور جنوں دوزخیوں کو عذاب کر سکیں گے اور اگر
وہ اپنی عقلوں کی طرف رجوع کرتے تو جانتے کہ ان تھوڑے فرشتوں کے مقرر کرنے میں کچھ مصلحت اور حکمت ہے کہ جس نے ایک فرشتہ کو تمام آدمیوں پر غالب کر دیا ہے کہ سب کی روحوں کو قبض کرلیتا ہے
تو البتہ وہ قادر ہے کہ ایک ہی فرشتہ کو وہ حکم دیوے کہ سب کو دوزخ میں پکڑ کر ڈالدے تو حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے یہ عدد خاص ملائکہ کے دوزخ میں مقرر کئے ہیں لِيَسْتَيْقِنَ
الَّذِيْنَ تا کہ یقین کریں وہ لوگ اُوْتُوا الْكِتٰبَ دئے گئے ہیں کتاب یعنی کہ محمد اور قرآن دونوں حق ہیں اور قرآن میں وہ ہے جو کہ توریت میں ہے اور قرآن خدا کے پاس سے
اترا ہے وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اور زیادہ کریں وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اِيْمَانًا ایمان کو کہ انکا یقین اور زیادہ ہو اور اعتقاد کامل کریں وہ اپنے دلوں میں جبکہ
دیکھیں وَلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور نہ شک کریں وہ لوگ کہ دئے گئے ہیں کتاب توریت وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور وہ لوگ ایمان لائے ہیں اس عدد خاص میں
وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور تا کہیں وہ لوگ کہ بیچ دلوں انکے بیماری نفاق کی ہے وَالْكٰفِرُوْنَ اور کفر کرنے والے جو کہ جھٹلاتے ہیں کہ مَا
ذَآ اَرَادَ اللّٰهُ کیا ارادہ کیا ہے خدا نے بِهٰذَا ساتھ اس عدد قلیل کے مَثَلًا باعتبار مثال کے یعنی خاص کرنا اس عدد کا اس واسطے ہے کہ منافقین اور کفار
راہ عناد اور انکار سے کہیں کہ خدا نے کیا ارادہ کیا ہے اس عدد عجیب سے کہ انیس فرشتے مقرر کئے ہیں اور کچھ کم بیش مقرر نہ کئے یعنی یہ کلام خدا کا نہیں ہے اس واسطے کہ اگر کلام
خدا کا ہوتا تو وہ یہ عدد ناقص مقرر نہ کرتا كَذٰلِكَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ خدا تعالیٰ اس عدد کی مثال میں بندوں کو آزماتا ہے تامل اور تفکر کرتے اور نکرتے ہیں تا کہ رہنمائی اور
گمراہی انکی ظاہر ہوجائے ایسے ہی يُضِلُّ اللّٰهُ گمراہ کرتا ہے خدا اسطرح سے کہ انکو طریقہ رہنمائی اور حق کی بتلاتا ہے اور دلیلیں حق کی بیان کرتا ہے پس وہ عناد اور
حسد کی راہ سے دیدہ و دانستہ انکا انکار کرکے گمراہ ہو جاتے ہیں اور پایہ کہ انکو گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے اور توفیق اور لطف کو ان سے اٹھا لیتا ہے اور بدستور انکے حال
پر انکو چھوڑ دیتا ہے اور گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے مَنْ يَّشَآءُ جسکو چاہتا ہے عناد اور انکار والوں میں سے جو کہ دلیلوں میں حق کی تامل نہیں کرتے ہیں وَيَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ اور راہ حق دکھلاتا ہے جسکو چاہتا ہے توفیق عنایت کرکے جو کہ طالب حق کے ہیں اور اپنی طرف خدا نے ضلالت اور ہدایت کو اسواسطے منسوب کیا ہے
کہ سبب ضلالت اور ہدایت پانیکا تکلیف ہے اور تکلیف خدا کی جانب سے ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اور نہیں جانتا ہے لشکروں پروردگار تیرے کو کہ کسقدر ہیں
وہ اِلَّا هُوَ مگر وہ خدا کہ عالم ہے اور جاننے والا ہے مخلوقات تمام کا اور سوائے اسکے اور کوئی شمار نہیں کر سکتا ہے تمام ممکنات کے کہ کون عدد میں کامل ہیں اور
کون ناقص ہیں اور کامل پیدا کرنے میں کیا مصلحت ہے پس اسپر دشوار نہ تھا ملائکہ دوزخ کا بیس کرنا عدد کا لیکن عدد خاص میں ایک حکمت ہے کہ اسپر کوئی مطلع
نہیں ہے سوائے اسکے اور فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جو شخص ارادہ کرے کہ نجات دے اسکو خدا دوزخ کے انیس فرشتوں سے تو بس چاہیے کہ پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم
اس واسطے کہ بسم اللہ کے بھی انیس حرف ہیں تا کہ مقرر کرے خدا ہر حرف کو اسپر ایک فرشتہ سے وَمَا هِيَ اور نہیں ہے وہ سقر یا انیس فرشتے یا یہ سورہ اِلَّا ذِكْرٰى
مگر نصیحت لِلْبَشَرِ واسطے آدمیوں کے كَلَّا ہرگز نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ کوئی انکار سقر کا کرے یا ملائکہ دوزخ کو دفع کرسکے یا کیوں نہیں تامل کرتے ہیں کہ راہ حق کو
پہنچیں وَالْقَمَرِ اور قسم ہے چاند کی کہ عجب نشانیوں قدرت خدا میں سے ہے طلوع کرنے میں اور غروب کرنے میں اور زیادہ اور ناقص ہونے میں وَالَّيْلِ اور قسم ہے رات
کی اِذْ اَدْبَرَ جس وقت کہ پیچھے آئے دن کے اور نافع اور حمزہ اور حفص نے اذ پڑھا ہے بغیر الف کے اذ ادبر باب افعال سے ماضی کا صیغہ پڑھا ہے

(ع ۲)

اور باقیوں نے اذا پڑھا ہے الف سے اور ادبر کو دبر پڑھا ہے ثلاثی مجرد سے ماضی کا صیغہ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ اور قسم ہے ہر صبح کی جس وقت کہ روشن ہو یا روشن کرے
عالم کو اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ تحقیق کہ وہ سقر البتہ بڑی بلاؤں و مصیبتوں کا ہے کہ اپنا مثل نہیں رکھتا یہ جواب قسم کا ہے نَذِيْرًا باعتبار ڈرانے کے یہ تمیز واقع ہوا ہے اور
معنی اسکے ہیں یعنی انذار یعنی سقر ایک بڑی مصیبتوں کا ہے ڈرانے میں اور یا یہ کہ مصدر نہیں ہے حال واقع ہوا ہے یعنی وہ سقر البتہ ایک بڑی چیزوں کا ہے جسکو قسم کہ ڈرانیوالا
ہے لِلْبَشَرِ واسطے آدمیوں کے لِمَنْ شَآءَ واسطے اس شخص کے کہ چاہے یہ بدل ہے للبشر سے یعنی ڈرانیوالا ہے ہر ایک کو کہ چاہے مِنْكُمْ تم میں سے اَنْ يَّتَقَدَّمَ یہ کہ آگے بڑھے وہ خیر اور
طاعت کو اختیار کرکے اَوْ يَتَاَخَّرَ یا پیچھے کو رہے بدی اور گناہوں کو اختیار کرکے یعنی تمام بندوں کو قدرت دی ہے عمل نیک اور بد کرنے کی اور باگ اختیار کی ان کے
ہاتھ میں دی ہے اگر چاہیں نیکیوں اور طاعتوں میں آگے بڑھ جاویں اور اگر چاہیں پیچھے کو رہ جاویں گناہوں کو اختیار کرکے حاصل یہ ہے کہ وہ سب کو نصیحت دینے والا ہے چاہے کوئی اس سے خوف کرے
چاہے نہ کرے اختیار ہے اگر خوف کرکے گناہوں سے پرہیز کرے گا تو وہ اس سے نجات پاویگا اور اگر پرہیز نہ کرے گا تو وہ اسمیں جلکر کباب کے مانند ہو جاویگا اور حضرت ابو الحسن
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی آگے بڑھے ہماری دوستی میں وہ پیچھے رہا سقر سے اور جو کوئی پیچھے رہا ہماری دوستی سے وہ آگے بڑھا طرف سقر کے كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ
ہر نفس ساتھ اس چیز کے کہ کسب کیا ہے اس نے یعنی ہر شخص اپنے اعمال اور افعال میں جو کچھ اس نے کئے ہیں رَهِيْنَةٌ گرو کیا گیا اور گرفتار ہے اور رہینہ مصدر ہے مفعول کے معنی میں یعنی
ہر شخص اپنے عمل میں مقید ہے اور اس سے رہائی نہیں پا سکتا ہے اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ مگر صاحبان دست راست یعنی وہ لوگ کہ جنکو نامہ اعمال دست راست میں دیا جاویگا
وہ اپنے گناہوں میں گرفتار نہوں گے بسبب ایمان اور اعمال نیک کے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی ایمان کی شرافت سے اور اعمال نیک کی برکت سے انکی خطاؤنکو بخشدیگا
اور انکو دوزخ سے رستگاری بخشیگا اور امیر المومنین سے منقول ہے کہ اصحاب الیمین اس جگہ مومنین کے لڑکے مراد ہیں کیونکہ انسے وہ افعال صادر نہیں ہوئے ہیں کہ جن میں گرو ہیں اور ابن
عباس کے نزدیک ملائکہ مراد ہیں اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ اصحاب یمین ہمارے شیعہ ہیں اور ہم اہل بیت ہیں ہر دو ہیں گے وہ اصحاب یمین فِيْ جَنّٰتٍ بیچ بہشتوں کے
فارغ البال اور مرفہ الحال يَتَسَآءَلُوْنَ سوال کریں گے وہ اصحاب یمین عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ احوال گنہگاروں اور کافروں سے اور پوچھینگے ان سے مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ
کونسی چیز لائی تمکو دوزخ میں اور کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ بہشتی آپسمیں سوال کریں گے گنہگاروں کی حال سے اور جن بہشتیوں نے دوزخیوں کا احوال پوچھینگے تو وہ کہیں گے کہ
ہمنے دوزخیوں سے پوچھا تھا کہ کون چیز لائی تمکو سقر میں ان دوزخیوں نے جواب دیا ہے ہمارے قَالُوْا کہا انھوں نے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ نہ تھے ہم دنیا میں نماز پڑھنے
والوں میں سے کہ نماز واجب کو ہم ترک کرتے تھے وَلَمْ نَكُ اور نہ تھے ہم کہ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ کھانا دیویں ہم مسکینوں کو یعنی زکوٰۃ واجبہ کو ہم نہیں دیتے تھے اور دنیا کے کام ہم
ترک کردیا تھا وَكُنَّا نَخُوْضُ اور تھے ہم کہ شروع کرتے تھے ہم امر باطل میں کہ محمد کی غیبت کیا کرتے تھے اور ایسی ہی اور امور باطلہ کا ذکر کرتے تھے مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ساتھ
ہمراہ شروع کرنیوالوں امر باطل کے وَكُنَّا نُكَذِّبُ اور تھے ہم جھٹلاتے تھے اور تکذیب کرتے تھے بِيَوْمِ الدِّيْنِ ساتھ روز جزا کے اور اسکا اعتقاد اور اعتبار نہیں
کرتے تھے حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ یہانتک کہ آئی ہمکو موت فَمَا تَنْفَعُهُمْ پس فائدہ بخشیگی انکو شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ شفاعت شفاعت کرنیوالوں کی نہ ملائکہ کی
نہ انبیاء کی اور نہ مومنین کی اور یہ محال ہے کہ انکی شفاعت کوئی کرے اسواسطے کہ قرآن سے اور حدیثوں سے ثابت ہوا ہے کہ شفاعت سوائے مومنین کے گنہگاروں کے کسی کے واسطے نہوگی اور شفاعت کی
روایتیں پہلے اس سے کئی جگہ گذر گئی ہیں فَمَا لَهُمْ پس کیا ہے واسطے ان کافروں کے کہ عَنِ التَّذْكِرَةِ نصیحت سے قرآن کی یا قرآن سے مُعْرِضِيْنَ منہ پھیرے ہوئے ہیں اور معرضین حال واقع
ہوا ہے كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ کفار قرآن سے بھاگتے ہیں حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ گدھے ہیں وحشی ہونیوالے کہ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ بھاگ گئے ہیں شیر سے اور اہل مدینہ اور ابن عامر نے مستنفرۃ کو
بفتح فا پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر فا اور مراد یہ ہے کہ جیسے کہ گدھے وحشی اور جنگلی شیر سے بھاگتے ہیں ایسے ہی یہ کفار قرآن کے سننے سے بھاگتے ہیں اسواسطے کہ کان سننے والے اور دل قبول کرنیوالے نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ ان کفار نے محمد
سے کہا تھا کہ ہم تیری پیروی نہ کرینگے یہانتک کہ لاوے تو ہر ایک کے نام کی کتاب کہ اسمیں لکھا ہو اے فلانے تو محمد کی پیروی کر خدا تعالی نے فرمایا کہ بَلْ يُرِيْدُ بلکہ عناد سے ارادہ کرتا ہے
كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ ہر مرد انمیں سے اور چاہتا ہے اَنْ يُّؤْتٰى یہ کہ دیا جاوے صُحُفًا مُّنَشَّرَةً کتابیں سر کشادہ اور کھلی ہوئی اور اسمیں لکھا ہو کہ اے فلانے
محمد کی پیروی کر اور بعضے اس آیت کے نازل ہونے کے سبب بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے رسول خدا سے کہا کہ اے محمد ہمنے سنا ہے جو کوئی بنی اسرائیل میں ایک گناہ کرتا تھا صبح کو
ایک نوشتہ پاتا تھا اسمیں گناہ اسکا اور کفارہ اس گناہ کا لکھا ہوتا تھا ہمارے واسطے بھی تو کوئی ایسی ہی چیز لا تاکہ ہم تجھپر ایمان لائیں اور پاویں ہمارے ہر ایک کے
نام کی ایک کتاب آسمان سے لا فرشتہ کے ہاتھ پر کہ اسی وقت لکھی ہو اور مہر اسکو لپیٹا ہو اور سرنامہ اسکا مرقوم ہو اس طرح سے کہ یہ کتاب خدا کی طرف سے فلانے کے نام ہے کہ پیروی کر

محمد کی کرے یہ آیت نازل ہوئی کہ ہر ایک چاہتا ہے ان میں سے کہ اسکے واسطے کتابیں کشادہ اور اسمیں لکھا ہو کہ محمد کی پیروی کر **کَلَّا** نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ انکو کتابیں دیجائیں اور اگر بالفرض انکو کتابیں دیجائیں تو وہ ایمان نہ لائیں گے اور منہ پھیر لیا انکا اس جہت سے ہے کہ انکو کتابیں نہیں دیجائیں **بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ** بلکہ نہیں ڈرتے ہیں وہ عذاب آخرت سے **كَلَّا** نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن جادو ہے اور قول بشر کا ہے بلکہ **إِنَّهُ** تحقیق وہ قرآن **تَذْكِرَةٌ** نصیحت ہے بزرگ **فَمَن شَاءَ** پس جو کوئی کہ چاہے نصیحت پکڑنا اور یاد کرنا اسمیں سے تو **ذَكَرَهُ** نصیحت پکڑے اس سے اور یاد کرے اسکو **وَمَا يَذْكُرُونَ** اور نہیں یاد کرتے ہیں اور نہیں نصیحت پکڑتے ہیں **إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ** مگر یہ کہ خدا چاہے کہ یاد کریں اور نصیحت پکڑیں یعنی اپنے اختیار سے نصیحت نہ پکڑینگے اور ایمان لائینگے مگر یہ کہ خدا انپر جبر کرے **هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ** وہ خدا سزاوار ڈرنیکا ہے یعنی لائق اسکے خدا ہے کہ اس سے خوف کریں اور ہمیشہ اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں اور رجوع پیشتر یں کہ اسنے حرام کی ہیں ان سے پرہیز کرتے رہیں **وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ** اور سزاوار بخشنے کا ہے یعنی لائق اسکے ہے خدا کہ گناہوں کو بخشے خصوصا ڈرنیوالوں کے گناہوں کو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میں لائق اسکے ہوں کہ ڈریں مجھ سے اور نہ شریک کرے میرا بندہ کسی چیز کو اور میں لائق ہوں اسکے کہ بندہ اگر کسی چیز کو میرا شریک نہ کرے تو میں داخل کروں اسکو بہشت میں اور ایسی ہی روایت ہے انس سے اور فرمایا ہے حضرت صادق نے کہ قسم کھائی ہے خدا تعالے نے اپنی عزت اور جلال کی کہ عذاب نکریگا خدا اپنے واحد جاننے والوں کو **سُورَةُ الْقِيَامَةِ** یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چالیس آیتیں ہیں اور صافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق اور امام محمد باقر علیہما السلام فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمیشہ سورہ لا اقسم بیوم القیامۃ پڑھے اور اسپر عمل کرے تو جسوقت خدا اسکو قبر سے اٹھائیگا یہ سورہ اسکے ہمراہ ہوگا اور رفیق ہوگا بہت نیک صورت میں اور اسکو خوشخبری دیگا اور منہ پر خنداں ہوگا اور اسکو خوش کریگا یہانتک کہ صراط اور میزان سے گذر جاوے **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ لَا أُقْسِمُ** یہ لا زائد ہے اور واسطے تاکید کے آیا ہے یعنی البتہ قسم کھاتا ہوں میں **بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ** ساتھ روز قیامت کے **وَلَا أُقْسِمُ** اور البتہ قسم کھاتا ہوں میں **بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ** ساتھ نفس ملامت کرنیوالے کے اپنے تئیں دنیا میں کہ تو کیوں قصور کرتا ہے طاعت خدا میں اور ہمیشہ اپنے حساب میں رہتا ہے اور اپنے انجام میں تامل کرتا ہے اور یہ نفس مومنہ اور یا مطلق نفس مراد ہے نیک ہو یا بد اس واسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز کوئی نفس نیک یا بد نہو مگر کہ وہ ملامت کریگا اپنے تئیں اگر وہ نیک ہے تو کہیگا کہ کس واسطے تونے نیکی زیادہ نہ کی اور اگر بد ہے تو کہیگا کہ تونے کس واسطے یہ کار بد کیا اور کہیگا کہ کاشکے میں یہ کام نہ کرتا اور یا نفس مطمئنہ ہے کہ نفس امارہ کو ملامت کرے اور اگرچہ کوشش کی ہو طاعت میں اور جواب قسم کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ لتبعثن ہے یعنی قسم کھاتا ہوں میں ساتھ قیامت کے اور قسم کھاتا ہوں میں ساتھ نفس ملامت کرنیوالے کے البتہ اٹھائے جاؤگے تم زندہ کر کے اور جو نفس کہ کھیل اور اپنی خواہش اور فعل بد میں مشغول رہتا ہے وہ نفس امارہ ہے اور جو نفس کہ اپنے تئیں کار بد کرنے سے باز رکھتا ہے وہ نفس لوامہ ہے اور جو نفس کہ کار بد سے بھاگتا ہے وہ نفس مطمئنہ ہے اور قواس نے لا اقسم کو لاقسم پڑھا ہے **أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ** کیا گمان کرتا ہے آدمی **أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ** یہ کہ ہرگز نہ جمع کریں گے ہم ہڈیوں اسکی کو قیامت کے روز کہتے ہیں کہ عدی بن ربیعہ کہ ہمسایہ رسول خدا کا تھا اور نہایت عناد اور عداوت رکھتا تھا ایکروز اس نے رسول خدا صلعم سے احوال قیامت کا پوچھا جسوقت کہ حضرت نے اسکو خبر دی تو کہا کہ اگر میں اس روز کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں تو بھی تجھکو راستگو نہ جانوں اور باور نکروں تیں کہ یہ ہڈیاں بکھری ہوئی جمع ہوجاینگی حقتعالے نے یہ آیت نازل کی کہ کیا عدی گمان کرتا ہے کہ اسکی ہڈیونکو ہم جمع نہ کرینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے سب آدمی ہیں جو کہ انکار قیامت کا کرتے ہیں خدا تعالے فرماتا ہے کہ **بَلَىٰ** ہاں جمع کرینگے ہم **قَادِرِينَ** کہ قدرت رکھنے والے ہیں ہم یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت کہ ہم قدرت رکھنے والے ہیں **عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ** اوپر اسکے کہ راست اور درست کریں ہم **بَنَانَهُ** پوریں اسکی کو اور آپس میں ملادیں باوجود کوچک اور باریک ہونیکی تو بڑی بڑی ہڈیاں جمع کرنا اور ملادینا کیا مشکل ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ ہم قدرت رکھنے والے ہیں اسپر کہ انگلیوں انکو سبکو آپس میں ملا کر مثل سم اسپ کے کر دیویں کہ ہاتھ سے اپنے کھانا نہ کھا سکیں بلکہ اپنے منہ سے سب چیوانوں کی طرح کھاویں اور لیکن ہم نے فضل و احسان سے انکو انگلیاں بخشی ہیں کہ باعث کمال فائدہ کا ہے اور انسے قسم قسم کے کام کرتے ہیں اور چیزیں بناتے ہیں **بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ** کہ ارادہ کرتا ہے آدمی کہ وہ عدی ہے یا مطلق آدمی اسکا انکار اور جھٹلانے سے **لِيَفْجُرَ** تاکہ ہمیشہ بدکاری میں مشغول ہو **أَمَامَهُ** آگے اپنے جو کچھ زمانہ کہ اسکی زندگی کا ہے یعنی زمانہ آیندہ میں ہمیشہ برے کاموں میں مشغول رہے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ گناہ کو مقدم رکھے اور توبہ کو تاخیر میں ڈالے اور کہے کہ آیندہ کو توبہ کرونگا اور یاںیہ

سورۃ القیامۃ

کہ فجور یعنی دروغ ہی بیچ تاکہ جھٹلائے اسکو کہ جو اسکے آگے ہے قیامت اور حشر اور جزائے اعمال **یَسْئَلُ** پوچھتا ہے یعنی اور بہت بعید جاننے کی راہ سے کہ **اَیَّانَ** کب ہے
یَوْمُ الْقِیٰمَةِ دن قیامت کا اور اب خدا اسکی علامتوں کو بیان کرتا ہی کہ **فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ** پس جس وقت کہ چوند ھیا جائے آنکھ اور حیران ہو کثرت ہول اور
دہشت کی جہت سے اور اہل مدینہ نے برق کو بفتح را پڑھا ہے **وَخَسَفَ الْقَمَرُ** اور گہن میں آئی چاند **وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ** اور اکھٹے کئے جائیں سورج اور چاند اور
انکی روشنی چھین کر اور دونوں کو جمع کرکے دریا میں ڈالدیں اور دریا انکی نزدیکی سے مثل آتش کے گرم ہوجائے اور کہتے ہیں کہ مراد جمع کرنے سورج اور چاند سے انکی روشنی کا دور کرنا
ہے یہانتک کہ تاریکی دنیا کے لوگوں پر ظاہر ہو اور جو کوئی انکو دیکھے تو مانند دو گاو سیاہ کے وہ نظر آئیں **یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ** کہیگا آدمی یعنی کافر جھٹلانے والا
یَوْمَئِذٍ اسروز کہ **اَیْنَ الْمَفَرُّ** کہاں ہے جگہ بھاگنے کی مانند اس شخص کے کہ نا امید ہوا ہو اپنی آرزو سے خدا فرماتا ہی **کَلَّا** نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہی کہ بھاگنا فائدہ بخشے کافروں کو
اسواسطے کہ **لَا وَزَرَ** نہیں ہوگی کوئی پناہ انکو واسطے **اِلٰی رَبِّكَ** طرف پروردگار تیرے کے ہے یعنی اسکے حکم سے ہی نہ اسکے غیر سے **یَوْمَئِذِ** اسروز **نِ الْمُسْتَقَرُّ** جگہ
ٹھیرنے کی بہشت اور دوزخ ہیں اور بدون اسکے حکم کے کوئی کسی جگہ نہیں ٹھیر سکتا **یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ** خبر دیا جائے گا آدمی **یَوْمَئِذٍ** اسروز **بِمَا قَدَّمَ** ساتھ اس چیز کے
کہ آگے بھیجی ہے عمل خیر کہ بجالایا ہے **وَاَخَّرَ** یا پیچھے اور تاخیر کی ہو کہ عمل نیک نہیں کیا ہے اور یا یہ کہ خود کیا ہے عمل نیک یا بد اور پیچھے چھوڑا ہی کہ لوگوں کو آمادہ کیا ہی عمل نیک
یا بد پر کہ بعد اسکے مرنیکے لوگ اس عمل کو کرتے ہیں جیسے کہ کوئی طریقہ نیک یا بد جاری کر گیا ہے **بَلِ الْاِنْسَانُ** بلکہ انسان یہ روگردانی ہے پہلے قول سے یعنی آدمی
محتاج اسکا نہیں ہے کہ اسکو خبر دیجائے بلکہ آدمی **عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ** اوپر نفس اپنے کے حجت ظاہر ہے اور اپنے قول اور فعل کا گواہ ہی اور مثل آنکھ کی اپنے حال کا دیکھنے والا ہے
یعنی آدمی اپنے کئے اور کہے کو خوب جانتا ہی **وَّلَوْ اَلْقٰى** اور اگرچہ ڈالے **مَعَاذِیْرَهٗ** عذروں کو یعنی ہر چند اپنے گناہ پر عذروں کو پیش کرے اور حیلے اٹھائے اسکو دفع کرنیکے لیکن
فائدہ نہو گا اور اسکے عذروں کو قبول نکرینگے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ کیا ہے کہ کوئی تم میں نیکی کو ظاہر کرتا ہی اور بدی کو پوشیدہ کرتا ہی کیا اپنے نفس کی طرف رجوع
نہیں کرتا ہی تاکہ معلوم ہو کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ پوشیدہ ہی اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ آدمی اپنے نفس کو خوب جانتا ہی اور احوال اپنا پوشیدہ نہیں ہی تحقیق کہ باطن جسوقت
درستی پکڑے تو ظاہر اسکا قوت پکڑے اور دوسری روایت میں انہیں حضرت سے منقول ہی کہ یہ آیت تلاوت فرمائی اور بعد اسکے فرمایا کہ کیا ہی آدمی کیواسطے کہ لوگوں کے روبرو
عذر لاتا ہے برخلاف اسکے کہ جسنے عمل کئے ہیں تحقیق کہ فرمایا رسول خدا نے جو کوئی کہ چھپائے اپنے باطن کو تو خدائے تعالے اسکو ظاہر کر دے گا خواہ نیک ہو خواہ بد
اور زرارہ نے حضرت صادق سے پوچھا کہ کیا حد ہی اس مرض کی کہ انسان جس مرض میں روزہ کو ترک کرے فرمایا کہ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ بلکہ انسان اپنے حال کو خوب جانتا ہی کہ طاقت
رکھتا ہی روزہ رکھنے کی یا نہیں رکھتا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت جبرئیل رسولخدا کے آگے وحی کو پڑھتے تھے تو پہلے اس سے کہ جبرئیل وحی کو تمام کریں رسولخدا بھی جبرئیل
کے ہمراہ پڑھنے لگتے تھے اس خوف سے کہ فراموش کرجاؤں اور اسکے حفظ کے شوق اور حرص میں پڑھنے میں جلدی کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی کہ **لَا تُحَرِّكْ بِهٖ** نہ حرکت
دے تو ساتھ اس قرآن کے اے محمد **لِسَانَكَ** زبان اپنی کو پہلے اس سے کہ وحی تمام ہووے **لِتَعْجَلَ بِهٖ** تاکہ جلدی کرے تو ساتھ حفظ ہونے اسکے کے اور یاد کرلینے اسکی کے اور یا اس
خوف سے کہ تو اسکو فراموش کرجائے اور کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہی کہ یہ امر حضرت سے صادر نہوا ہو لیکن منع اس واسطے کیا ہی کہ ایسا کیے نہیں جیسے کہ ولا تطع الکافرین میں منع کیا
ہے اور ظاہر ہے کہ کافروں کی فرمانبرداری نہیں کرتے تھے اسیطرح خدا نے یہاں بھی فرمایا ہی کہ نہ حرکت دے تو زبان اپنی کو یاد کرنیکے واسطے یا کہ جلدی کرے تو اسکے یاد کرنیمیں
اِنَّ عَلَیْنَا تحقیق کہ اوپر ہمارے ہی **جَمْعَهٗ** جمع کرنا اسکا تیرے سینہ میں تاکہ یاد کرے تو **وَقُرْاٰنَهٗ** اور ثابت کرنا قرأت اسکی کا تیری زبان پر یا پڑھنا اسکا ہمکو تجھ پر پس
جلدی مت کر اسکے پڑھنے میں مت کر **فَاِذَا قَرَاْنٰهُ** پس جسوقت پڑھیں ہم اسکو تجھ پر زبان جبرئیل سے تو **فَاتَّبِعْ** پس پیروی کر تو **قُرْاٰنَهٗ** پڑھنے اسکے کی یعنی جبرئیل
کے پڑھنے کے بعد تو اسکو پڑھ اور اسکے پڑھنے کے درمیان مت پڑھ کہ ہم ضامن ہیں اسکے یاد کرانیکے **ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا** پس تحقیق اوپر ہمارے ہے **بَیَانَهٗ** روشن کرنا
اسکا جو کچھ کہ اسمیں مشکل ہی تیرے نزدیک اور منقول ہی کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے جس وقت کہ جبرئیل کوئی آیت رسولخدا پر پڑھتے تھے تو رسولخدا صلعم سر مبارک اپنا
آگے کو ڈالتے تھے اور آیت کو سنتے تھے اور جس وقت جبرئیل آیت کو تمام کرتے تو اسوقت حضرت قرأت کرتے تھے بعد چلے جانے جبرئیل کے **کَلَّا** نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہی
اے آدمیو کہ تم گمان کرتے ہو قیامت کے اور حساب کے اور جزا کے نہونیکا اور قرآن میں تم تامل نہیں کرتے ہو **بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ** بلکہ دوست رکھتے ہو تم
دنیا جلدی فنا ہونیوالی کو **وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ** اور چھوڑتے ہو تم آخرت کو اور اس سے دستبردار ہوتے ہو کہ جو ہمیشہ کو باقی ہی اور اب حال لوگوں کا

حضرت یہ بیان کرتا ہے کہ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ منہ اس روز یعنی قیامت میں نَّاضِرَۃٌ تازہ اور تاباں اور مسرور ہونگے یعنی منہ انبیاء اور مومنین کے خدا تعالیٰ اس روز تر و
تازہ کرے گا تاکہ ملائکہ اور تمام خلقت اس علامت سے پہچانیں کہ یہ لوگ اپنی مراد کو پہنچے ہیں اور رستگاری پائے ہوئے ہیں اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَۃٌ طرف پروردگار اپنے کے
دیکھنے والے کہ کیا کیا ہمکو عطا کرتا ہے یعنی اسکے فضل اور رحمت کی طرف نظر ہوگی اور منتظر ہونگے نعمتوں کے حاصل ہونیکے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ دوست خدا کے بعد فارغ ہونیکے حساب سے
ایک نہر کی طرف جائینگے کہ نام اسکا حیوان ہے اور اسمیں غسل کرینگے اور پانی اسکا نوش کرینگے پس سفید اور نورانی ہوجائینگے منہ انکے اور ہر کثافت اور چرک انپر سے جاتا رہیگا اور انکے
اسکو حکم ہوگا بہشت میں داخل ہونیکا پس اس مقام سے دیکھینگے اور نظر کرینگے طرف پروردگار اپنے کے کیونکر ثواب پہنچاتا ہے انکو اور یہی مراد ہے کہ قول حقتعالیٰ سے
کہ الیٰ ربہا ناظرہ اور مراد نظر سے طرف اسکے نظر طرف ثواب اسکے کی ہے اور وجوہ سے مراد صاحبان وجوہ ہیں جیسیکہ وجوہ یومئذٍ خاشعۃ عاملۃ میں صاحبان وجوہ مراد ہیں
اور اس آیت کی تفسیر میں بحث اور گفتگو بہت ہے بعضے تو کہتے ہیں کہ نظر سے معنی آنکھ کے دیکھنے کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ انتظار کرنے کے معنی ہیں اور جو علماء کہ آنکھ سے
دیکھنے کے معنی لیتے ہیں کہتے ہیں بعضے ان میں سے کہتے ہیں کہ مضاف ربہا میں مقدر ہے اور تقدیر اسکی الیٰ ثواب ربہا ناظرہ ہے یعنی نظر کرنیوالے طرف ثواب پروردگار اپنے
کے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں ایک نعمت بعد دوسری نعمت کے کہ جس سے سرور انکا زیادہ ہو اور وجوہ سے مراد صاحبان وجوہ ہیں اور اسجگہ مضاف محذوف ہے اور مضاف الیہ
اسکا قائم مقام ہے اور ایسا قرآن میں بہت آیا ہے جیسیکہ جاء ربک یعنی جاء امر ربک اور ان الذین یؤذون اللہ یعنی یؤذون اولیاء اللہ اور بعضے نظر کے معنی دیکھنے کے کہتے ہیں
اور مضاف کو مقدر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ طرف پروردگار اپنے کے دیکھنے والے ہونگے آنکھوں سے اس کے جمال کو اور یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ نہایت پوچ ہے اس
واسطے کہ جسکی طرف دیکھینگے اسکی طرف اشارہ ہوگا آنکھ کے ڈھیلے سے اور لحاظ سے اور خدا کی طرف اشارہ آنکھ سے نہیں ہوسکتا جیسیکہ انگلی سے نہیں ہوسکتا
ہے اور آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے مگر جس وقت کہ وہ شئے دیکھی گئی مقابلہ میں ہو اور خدائے تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ مقابلہ میں واقع ہو اور دیکھنا تمام نہیں
ہوسکتا ہے مگر جسوقت کہ شعاع بینائی کی اس شئے پر پڑے کہ جسکو دیکھتے ہیں اور علاوہ اسکے اگر جسم اور جہت خدا کے واسطے ثابت ہو تو البتہ دیکھنا درست ہوسکتا ہے
اور بدون اسکے ہرگز عقل میں نہیں آسکتا اور یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ نظر دیکھنے کے معنی کا فائدہ بخشے باعتبار لغت کے جیسیکہ کہتے ہیں کہ نظرت الی الہلال فلم اراہ یعنی
نظر کی میں نے طرف چاند کے پس نہ دیکھا میں نے اسکو دیکھو یہاں نظر دیکھنے کے معنی میں نہیں ہے اور اگر دیکھنے کے معنی میں ہو تو تناقض لازم آئے اور یہ معنی ہوں کہ دیکھا میں نے
چاند کو پس نہ دیکھا میں نے چاند کو اور بعضے علماء نظر کو انتظار کے معنی میں کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ انتظار کرنیوالے طرف ثواب پروردگار اپنے کے اور یہی قول حضرت
امیر المومنین علیہ السلام کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نظر انتظار کے معنی میں متعدی بالیٰ نہیں ہوتا ہے اور جواب اسکا بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہے اور اشعار فصحائے
عرب کے اسکی سند میں لاتے ہیں کہ نظر متعدی بالیٰ انتظار کے معنی میں ہوتا ہے اور صاحب تفسیر بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں تو کہتا ہے کہ ناظرہ کہ متعدی بالیٰ
ہے انتظار کے معنی میں نہیں آتا اور فنظرۃ الیٰ میسرۃ کی تفسیر میں کہتا ہے کہ بعضے قاری فنظرۃ کو فناظرۃ پڑھتے ہیں اور ناظرہ منتظرہ کے معنی میں ہے اور حال یہ ہے کہ
وہ متعدی بالیٰ ہے اور یہاں اقرار کرتا ہے اور وہاں انکار کرتا ہے بعضے کہتے ہیں کہ الیٰ ربہا میں الیٰ واحد ہے الاء کا اور الیٰ نعمت کے معنی میں ہے پس معنی آیت
کے یہ ہونگے کہ منہ اس روز تازہ ہونگے نعمت پروردگار کے دیکھنے والے یا انتظار کرنے والے اور روایتیں اہل سنت کی اس مقدمہ میں مختلف ہیں دیکھنے کے معنی میں
بھی ہیں اور انتظار کرنے کے معنی میں بھی لیکن اکثر انکے ان روایتوں پر عمل کرتے ہیں جو کہ خلاف عقل ہیں یعنی دیکھنے کے معنی میں اور خلاف عقل اس واسطے ہیں کہ خدا کی
واسطے کہ جسم اور جہت ہونیکا انکار کرتے ہیں اور پھر اسکا دیکھنا ممکن جانتے ہیں اور انہیں روایتوں کی جہت سے بعضے انکے خدا کیواسطے جسم ثابت کرتے ہیں یہانتک کہ خدا
کا خندہ کرنا اور وقت خندہ کے اسکے دانتوں کا ظاہر ہونا انکی روایتوں میں مذکور ہے اور اس امر باطل کیواسطے کہ خدا کو دیکھ سکتے ہیں کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ایک
اندھا مشرق میں ہو اور مغرب میں ایک سیاہ پتھر پر ایک سیاہ چیونٹی ہو اور درمیان میں بہت پردے حائل ہوں اور آدھی رات اندھیری ہو تو پس وہ اندھا اس
چیونٹی کو دیکھ سکتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی بہت خوب روشن بینائی والا بڑے بلند پہاڑ کو کہ اسکی آنکھ کے روبرو ہو دوپہر کیوقت بہت روشن دن
میں نہ دیکھ سکے اور زیادہ بحث اور گفتگو اس مسئلہ کی علم کلام کی کتابوں میں ہے وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَۃٌ اور منہ ہونگے اس روز سخت ترش یا سیاہ یعنی کافروں اور
مشرکوں کے تَظُنُّ گمان کریگا دیکھنے والے یعنی جانے تو اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا یہ کہ کیا جائے گا ساتھ اسکے فَاقِرَۃٌ عذاب توڑنیوالا پشت کے مہروں کا یعنی کمر کا

توڑنیوالا اور یہ کنایہ ہی بڑے عذاب کے نازل ہونے سے کَلَّا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہی اے دنیا کے طلب کرنیوالو و لوگو اپنے دنیا سے اٹھانا چاہتے ہو اور آخرت سے غافل ہونا چاہتے ہو
اور تامل کریں ہیں کہ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ جسوقت پہنچے روح ہنسلی کو اور واسطے دلالت کرنے کلام کے مرجع کا ذکر نہیں کیا ہی یعنی جسوقت کہ پہنچے روح چنبر گردنکو وَقِیْلَ
اور کہا جائے یعنی اسکے رشتہ دار اسوقت یہ حال اسکا دیکھکر کہیں کہ مَنْ رَاقٍ کون ہی افسوں کرنیوالا جھاڑ پھونکنے والا اور دوا کرنیوالا کہ اسکا علاج کرے تاکہ اسکو
شفا حاصل ہو وَظَنَّ اور گمان کرے وہ نزاع میں پڑا ہوا کہ اَنَّهُ الْفِرَاقُ بتحقیق وہ یعنی جو کچھ کہ نازل ہوا ہی جدائی ہی دنیا سے اور سبب مفارقت کا قریبوں
اور بیگانوں سے اور سب دوستوں سے اور حدیث میں آیا ہی کہ بندہ موت کی سختیوں کا علاج کرتا ہی اور ہر ایک اسکا عضو دوسرے عضو کو سلام کرتا ہی اور کہتا ہی کہ سلام ہو
تجھپر کہ تو جدا ہوتا ہی مجھسے اور میں جدا ہوتا ہوں تجھسے قیامت تک وَالْتَفَّتِ السَّاقُ اور لپٹے پنڈلی انتزاع والے کی بِالسَّاقِ ساتھ پنڈلی کے یعنی پاؤں اسکے روح نکلنے کی سختی
سے آپسمیں لپٹیں اور کبھی پائے راست کو اوپر کھینچے اور کبھی پائے چپ اور روایت ہی کہ جسوقت بندہ کو قبر میں رکھیں تو چار فرشتے اسکے پاس حاضر ہوں ایک تو اسکے سرپر کھڑا ہو
اور دوسرا اسکے پاؤنکی طرف اور تیسرا اسکے جانب راست اور چوتھا اسکے جانب چپ کو اور وہ جو اسکے سرپر کھڑا ہی کہے کہ اجل آگئی اور مدت گزر گئی اور وہ جو اسکے جانب راست
ہی وہ کہے کہ مال گیا اور وبال باقی رہا اور جانب چپ والا کہے کہ شغل جاتے رہے اور عمل باقی رہے اور وہ جو پاؤں میں ہی وہ کہے کہ خوشحال ہی اس شخص کا کہ اسکا حلال ہو اور شغل اسکا
طرف خدا کی ہو اور وہ اول منزل ہی آخرت کی اور آخر منزل ہی دنیا کی اور اسکے سوا کوئی سخت منزل نہیں ہی اِلٰى رَبِّكَ طرف جزائے پروردگار تیرے کے يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ
اسروز ہی جگہ ہانکنے کی یا چلنا ہی یعنی قیامت کے روز سبکو میدان حشر میں کھینچکر لیجاویں اور آیا ہی کہ ملائکہ وقت مرنیکے آپسمیں کہیں کہ اسکی روح کو ہانکو اسکی جزا کے محل میں اگر بہشتی
ہو تو بہشت میں اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ میں فَلَا صَدَّقَ پس سچا نہ جانا اس پیغمبر کو اسکا عطف یسئل ایان یوم القیامۃ پر ہی اور ضمیر اسکی پھرتی ہی طرف انسان کے جو کہ پہلے مذکور ہوا ہی آیہ ایحسب الانسان
میں یعنی سوال کرتا ہے کہ کب ہی دن قیامت کا پس سچا جانا اس آدمی نے یعنی عدی نے یا ہر ایک کافر نے پیغمبر کو یا قرآن کو وَلَا صَلّٰى اور نہ نماز فرض پڑھی خدا کے واسطے وَلٰكِنْ كَذَّبَ اور لیکن جھٹلایا اسنے پیغمبر کو
وَتَوَلّٰى اور پھرا ارادہ حق سے ثُمَّ ذَهَبَ پھر گیا اِلٰى اَهْلِهٖ طرف لوگوں اپنے کی يَتَمَطّٰى چال اترانے والا یعنی گیا اپنی قوم کے لوگونکی طرف جسوقت کہ اتراتا تھا اور ناز کرکے چلتا تھا کہ میں نے محمد کو جھٹلایا
اور اسکے کہنے کو نہیں مانا اَوْلٰى لَكَ واسطے تیرے اور سزاوار ہی واسطے تیرے کلمہ ہلاکت دنیا میں فَاَوْلٰى پس ہی اور سزاوار تر ہی عذاب دردناک قبر میں ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى پھر وائے ہی واسطے تیرے
اور سزاوار تر ہی واسطے تیرے ہمیشہ دوزخ میں سنا پس وائے ہی واسطے کافر کے اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہی اسکی تفسیر میں کہ دوری ہو تجھکو دنیا و آخرت کی خیر سے اور کہتے ہیں کہ بعد
نازل ہونے اس آیت کے رسولخدا نے ابوجہل کو بطحا کی اوپر دیکھا اور اسکا کپڑا پکڑکر کہا کہ اولی لک فاولی ثم اولی لک فاولی ابوجہل نے کہا کہ تو کس چیز سے مجھکو ڈراتا ہی کہ تو اور پروردگار تیرا
طاقت نہیں رکھتے ہیں کہ میرا کچھ کرسکیں اور میں بزرگ تر ہوں مکہ کے لوگوں میں اور کہتے ہیں کہ روز جنگ بدر ابوجہل نے رسولخدا کا لشکر قلیل دیکھکر یقین کیا کہ ہم اپر غالب ہونگے رسولخدا
کی طرف اس لعین نے منہ کرکے کہا کہ اے محمد اس روز کے بعد ہی خدا کی پرستش نکرنا کہ تجھکو اسنے ذلیل کیا اور جسوقت کہ جنگ ہونے لگی تو ابوجہل مغلوب و زخمی ہوا اور
عبداللہ بن مسعود پیری کی سبب اور ناتوانی اور بیطاقتی کی باعث سے جنگ کرنیکی طاقت نہیں رکھتا تھا گرد کشتونکے پھرتا تھا اور جس کسی میں کچھ رمق اور جان پاتا تھا تو اسکو
قتل کرتا تھا اور اس کافر کا سر جدا کرتا تھا اسنے ابوجہل کو دیکھا کہ درمیان کشتونکے پڑا ہی اور تھوڑی سی جان اس میں باقی ہی اسکا پاؤں پکڑکر کشتونکے درمیان سے اسکو
باہر کھینچا اور اسکی پشت پر پاؤں رکھا ابوجہل نے آنکھ کھولی اور عبداللہ کو دیکھا اور کہا کہ اے عبداللہ تو نے بڑی بلندی پر پاؤں رکھا ہی عبداللہ نے کہا کہ اے
ابوجہل تو اسحالت کو پہنچا ہی اور تجھپر تیرا اسباب نہیں گیا کہا کہ اے عبداللہ میں جانتا ہوں کہ تو مجھکو قتل کریگا لیکن تجھکو تین وصیتیں کرتا ہوں تو انکو قبول کر ایک تو یہ ہی کہ
محمد سے کہنا کہ دنیا میں تیری برابر میں کسیکو دشمن نہیں رکھتا تھا اور دوسری یہ کہ مجھکو میری تلوار سے قتل کرنا اور تیسری یہ کہ میرا سر میرے سینہ سے کاٹکر لیجانا کہ محمد خوش ہووے
عبداللہ نے کہا کہ خدا تجھکو زیادہ دشمن رکھے کہ تو محمد کو دشمن رکھتا ہی بخدا کہ تجھکو میں اپنی تلوار سے قتل کرونگا اور سر تیرا ٹھوڑی سے کاٹونگا تاکہ سب سے زیادہ تو حقیر ہووے
عبداللہ نے ٹھوڑی سے سر اسکا کاٹا اور قوت نہ تھی کہ سر اسکا اٹھا کر لیجائے رسی اسکے سر میں باندھکر گھسیٹتا ہوا رسولخدا کے پاس لے گیا رسولخدا نے اسکو بہشت کی خوشخبری دی اور
منقول ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ ہر امت کا ایک فرعون تھا اور میری امت کا فرعون ابوجہل تھا اور فرماتا ہی خدا کہ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ کیا گمان کرتا ہی آدمی
یا ابوجہل یا ہر کافر اَنْ يُّتْرَكَ یہ کہ چھوڑا جائے سُدًى مہمل اور معطل اور بیکار کہ کسی دین پر وہ نہو اور کسی امر کا اس سے سوال نہو اور جزا اسکو نہ دیجائے اور یہ ہرگز
نہیں ہو سکتا بلکہ حکمت اور مصلحت تقاضا کرتی ہے کہ نیک امر نیکی کرنیکا اسکو حکم ہو اور بد فعلوں سے اسکو منع کیا جائے اور یہ حکم اس واسطے دیتا

ہیں ہوا دیسے آخرت میں انکو واسطے انکو عملوں کی جزا ہی اور اپنی قوت کو بیان فرماتا ہی دوبارہ زندہ کرنے پر کہ اَلَمۡ یَکُ نُطۡفَۃً کیا نہ تھا وہ آدمی نطفہ یا قطرہ پانی کا مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی منی ہو کہ گرائی جاتی ہی عورت کے شکم میں اور بعضے یمنی کو تمنی پڑھا ہی ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً پھر ہوا خون بستہ بعد آب منی کے فَخَلَقَ پس پیدا کیا اسکو اور تمام کیا اسکے اعضا کو مادر کے شکم میں اور اسکی صورت بنائی فَسَوّٰی پس درست کیا اسکو قد اور حسن صورت بنا کر فَجَعَلَ مِنۡہُ الزَّوۡجَیۡنِ پس کیا اس منی سے دو قسم کو الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰی نر اور مادہ کو کہ اس سے تناسل حاصل ہو اور اولاد پیدا ہو اور یہ بدل زوجین کا ہی اَلَیۡسَ ذٰلِکَ کیا نہیں ہے کہ وہ اس طرح پیدا کرتا ہی بِقٰدِرٍ قدرت رکھنے والا عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی اوپر اسکے کہ زندہ کرے مردوں کو یہ استفہام اقراری ہی یعنی جو شخص کہ قادر ہی ابتدا میں پیدا کرنے پر وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہی اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس آیت کو پڑھے تو کہے کہ سبحان اللہم بلی اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی تو حضرت نے بھی فرمایا تھا کہ سبحانک اللہم بلی اور یہی حضرت باقر اور جعفر علیہما السلام سے منقول ہی سورۃ الانسان اور اس سورہ کو سورہ دہر اور سورہ ابرار بھی کہتے ہیں اور یہ مدنی ہی مگر آیہ ولا تطع منہم آثما اور کفورا اور اس سورہ میں جو اہلبیت کے فضائل کا ذکر ہی اسواسطے بعضے عداوت کی جہت سے اسکو مکی کہتے ہیں اور آیتیں اسکی اکتیس ہیں اور امام محمد باقر نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ ہل اتی علی الانسان کو پنجشنبہ کی صبح کی نماز میں پڑھے تو خدا اسکے واسطے آٹھ سو حور العین باکرہ اور چار ہزار حور العین غیر باکرہ کو اسکی زوجہ کریگا اور ہمراہ محمد کے وہ ہوگا اور حضرت ہادی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دوست رکھتا ہو اس امر کو کہ نگاہ رکھے اسکو خدا دوشنبہ کی نحوست اور شر سے تو اس روز کی صبح کی نماز کی رکعت اول میں سورہ ہل اتی کو پڑھے اور بعد اسکے فرمایا کہ فوقہم اللہ شر ذالک الیوم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہَلۡ اَتٰی تحقیق آیا ہے یہاں ہل قد کے معنی میں ہی یعنی تحقیق آیا ہے پہلے زمانہ قریب میں عَلَی الۡاِنۡسَانِ اوپر آدمی کے حِیۡنٌ ایک وقت دراز اور بعیں مِّنَ الدَّہۡرِ زمانہ میں سے کہ لَمۡ یَکُنۡ نہ تھا وہ آدمی شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا کوئی چیز ذکر کی گئی کہ کوئی اسکو پہچانتا ہو اسواسطے کہ وہ ایک چیز پوشیدہ تھی وہ ایک نطفہ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے حضرت آدم ہیں کہ چالیس برس درمیان مکہ اور طائف کے پڑے رہے اور جبتک انمیں روح نہ پھونکی گئی تھی تو اسوقت میں کبھی خشک مٹی تھے اور کبھی گارا تھے اور کبھی مثل ٹھیکرے کے تھے اور چالیس برس تک ان حالتوں پر رہے اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے اسکی تفسیر میں کہ انسان علم خدا میں مذکور تھا اور خلقت میں مذکور نہ تھا اور کہتے ہیں کہ عمر کے روبرو یہ آیت پڑھی گئی تو کہا کہ کاش آدمی اسیحالت پر رہتا اور پیدا نہوتا اور اسکے اولاد نہوتی تا کہ ہم امتحان اور بلا میں گرفتار نہوتے اور تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں لکھا ہی کہ مراد انسان سے علی ابن ابیطالب ہے اور استفہام بمعنی نفی کے ہے یعنی نہیں آیا ہے اس انسان پر ایسا کوئی وقت کہ مذکور نہو بلکہ ہمیشہ مشہور اور معروف تھا اور کیونکر ایسا نہو کہ جنکا نام خدا اور پیغمبر کے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہو اور بہشت کے دروازوں پر مرقوم ہو عالم کے پیدا ہونے سے پہلے چنانچہ مناقب میں آنحضرت کے اہلسنت کی علما بھی لکھتے ہیں کہ رسولخدا نے فرمایا ہی کہ جنت کے دروازہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابیطالب اخو رسول اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے اور ایک روایت میں ہی چار ہزار برس پہلے انکے نور کو آدم سے پہلے پیدا کیا اور ساق عرش پر لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد النبی ایدتہ بعلی ونصرتہ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ تحقیق ہمنے پیدا کیا ہی آدمی کو مِنۡ نُّطۡفَۃٍ آب اندک سے کہ وہ منی ہے یہاں انسان سے مراد اولاد آدم کی ہی یعنی پیدا کیا ہی ہمنے آدمی کو اَمۡشَاجٍ جو نطفے ملے ہوئے مرد اور عورت کے سے اور کہتے ہیں کہ وہ دونوں ملکر سبز ہو جاتے ہیں اور پیدا کیا اسکو اسواسطے کہ نَّبۡتَلِیۡہِ آزمائیں ہم اسکو یعنی معاملہ آزمانیوالونکا ساکریں ہم احکام اپنی اسپر بھیجکر کہ وہ انپر عمل کرتا ہی یا نہیں فَجَعَلۡنٰہُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا پس کیا ہمنے اسکو سننے والا اور دیکھنے والا تا کہ ہماری قدرت کی علامتوں اور دلیلوں کو دیکھے اور ہماری آیتوں کو سنے اس واسطے کہ ہمنے اسکو سننے والا اور دیکھنے والا کیا ہی اور سوائے اسکے ہمنے یہ کیا اِنَّا ہَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ تحقیق ہمنے دکھلایا اسکو راستہ سیدھا دلیلیں قایم کرکے اور آیتیں نازل کرکے ہمنے اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا یا شکر کرنیوالا ہی کہ وہ مومن ہی اور یا ناشکری کرنیوالا ہی کہ وہ کافر ہی اور شاکرا اور کفورا دونوں حال واقع ہوئے ہیں ہدینا کی ضمیر سے یعنی ہمنے تو سبکو راہ حق بتلادی ہی اور ہر ایک کو اسکی قدرت اور اختیار دیا ہی پس چاہے کوئی ایمان کو اختیار کرے اور چاہی کفر کو اختیار کرے اور حجت ہماری انپر تمام ہو گئی ہی کہ اگر باوجود واضح ہونے دلیلوں قدرت اور وحدانیت خدا کے کفر کو اختیار کرے گا اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا تحقیق ہمنے تیار کیا ہے لِلۡکٰفِرِیۡنَ واسطے کافروں کی سَلٰسِلَا۠ زنجیر کو اور اہل مدینہ اور ابوبکر نے عاصم سے سلاسلا کو تنوین سے پڑھا ہی لیکن اسپر وقف کرتے ہیں یعنی تیار کیا ہے ہمنے واسطے کافروں کی زنجیروں کو کہ انکو زنجیروں میں جکڑ کر دوزخ میں کھینچتے ہوئے لیجائیں وَ اَغۡلٰلًا اور طوقوں کو کہ انکی گردنوں میں ڈالیں وَّ سَعِیۡرًا اور آتش افروختہ کو کہ اسمیں ہمیشہ جلتے رہیں اور اب ذکر نیکوں کا کرتا ہی

سورۃ الدھر

که اِنَّ الْاَبْرَارَ تحقیق کہ نیک آدمی فرمانبرداری کرنیوالے خدا کے یَشْرَبُوْنَ نوش کرینگے آخرت میں مِنْ كَاْسٍ پیالہ شراب سے کہ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ہو گی آمیزش اسکی کافور بہشت سے کہ وہ برخلاف کافور دنیا کے ہو گا کہ خنک اور شیریں اور خوشبودار ہو جاے اور بعضے کہتے ہیں کہ کیفیت کافور کی حقتعالے ذائقہ میں پیدا کی ہے اور کافور اسمیں نہیں ہے پس وہ مانند اس چیز کے ہو گا کہ جسمیں کافور ملا ہوا ہو اور روایتیں آیا ہے کہ کافور ایک چشمہ ہے بہشت میں خوشبودار اور سفید اور کافور کی شباہت سے اسکا نام کافور رکھا ہے اور اسیواسطے کافور کا بدل ڈالا ہے عیناً کو چنانچہ فرماتا ہے کہ عیناً چشمہ ہے وہ کافور اور مضاف اسکا محذوف ہے اور تقدیر اسکی ماء عین ہے یعنی اس پیالہ میں ملا ہوا ہو گا پانی چشمہ کا کہ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا نوش کرینگے ساتھ اسکے عِبَادُ اللّٰهِ بندے خدا کے جو کہ اسکی فرمانبرداری کرتے ہیں اور وہ چشمہ ایسا ہو گا کہ يُفَجِّرُوْنَهَا جاری کرینگے اور چلاینگے اس چشمہ کو جہاں چاہینگے تَفْجِيْرًا جاری کرنا آسانی سے بدون مشقت اور تکلیف کے ۔ بدون کسی منع کرنے والے کے اور اگر ارادہ جاری کرنیکا ہو گا تو ایک خط کھینچینگے اسپر کہ جاری ہو جائیگا اور نہر کے کھودنیکی احتیاج نہو گی اور اسکے بعد جو آیتیں ہیں جمیع علماء شیعہ کا اور اکثر علمائے اہلسنت کا جو کہ نہایت معتبر ہیں اتفاق ہے اس امر پر کہ یہ آیتیں علیؑ بن ابیطالبؑ اور فاطمہ زہرا اور حسنؑ اور حسینؑ اور فضہ کنیز فاطمہ زہرا کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور قصہ اُن کا اسطرح ہے کہ ایکمرتبہ حسنؑ اور حسینؑ بیمار ہوئے اور رسولخدا اُن کے پوچھنے کو تشریف لیگئے اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے ابو الحسنؑ تو اپنے ان ہر دو نور دیدہ کی صحت کے واسطے نذر کر کہ خدا تعالے انکو شفا بخشے پس حیدر کرار نے بموجب ارشاد رسولخدا نذر کی کہ الٰہی یہ دونو فرزند میرے شفا پائیں تو میں تین روز روزہ رکھوں اور جسوقت فاطمہ زہرا اور حسنؑ اور حسینؑ اور فضہ نے سنا تو انھوں نے بھی حضرت علیؑ کی پیروی سے یہی نذر کی پس جس وقت حقتعالے نے انکو شفا بخشی تو انھوں نے روزہ رکھا اور کھانا دوسرے حیدر کرار کے یہاں کچھ موجود نتھا کہ روزہ کو اس سے افطار کریں ابن مہران باہلی کی روایت میں مذکور ہے کہ علی مرتضیٰ شمعون یہودی خیبری کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے شمعون تیرے پاس کچھ اون ہے کہ تو اجرت پر وہ اون دیکو کہ فاطمہ زہرا دختر رسولخدا تیرے واسطے اسکو کاتے اور اسکی اجرت میں تو تین صاع جو مجھکو دیدے تو شمعون نے کہا کہ اے علیؑ اچھی ہے اس معاملہ پر اور اپنے گھر میں جا کر وہ تین صاع جو اور اون لایا شاہ اولیا اس اون اور جو کو لیکر فاطمہ زہرا کے حجرہ میں آئے فاطمہ زہرا نے ایک صاع جو سے پیسے اور پانچ روٹیاں اُس سے پکائیں اور شب شروع ہوئی تو نماز شام کو انھوں نے ادا کیا اور کھانا اپنے اپنے روبرو رکھا اور چاہتے تھے کہ اُن جو کی روٹیوں سے روزہ کو افطار کریں کہ ناگاہ انکے کانمیں آواز پہنچی کہ السلام علیکم یا اہلبیت محمد میں ایک مسکین ہوں بھوکا مجھکو کھانا دو کہ خدا تمکو جنت کے میوے کھلائے پس جناب سید الاوصیا علی مرتضیٰ نے اپنی روٹی اسکو دیدی اور باقی اہلبیت نے جو وہ کرم و سخاوت دیکھی تو سب نے انکی پیروی میں اپنی اپنی روٹیاں راہ خدا میں اسکو دیدیں یہانتک کہ فضہ نے بھی اور فقط پانی سے روزہ کو افطار کر کے اس شب کو بھوکے سو رہے اور دوسرا روز ہوا تو ان پانچوں بزرگوں نے روزہ پر روزہ رکھا اور قریب شام فاطمہ زہرا نے پانچ روٹیاں جو کی پکائیں اور بعد نماز شام کے وہ پانچ روٹیاں ان پانچوں نے یعنی علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ اور فضہ نے ایک ایک روٹی اپنے سامنے رکھی اور چاہتے تھے کہ روزہ اس سے افطار کریں ناگاہ انکے کانمیں آواز آئی کہ اے اہلبیت محمد میں ایک یتیم اور مسکین ہوں عاجز ہوں اور میرے پاس کھانا نہیں ہے اور میں نہایت بھوکا ہوں کچھ کھانا مجھکو دو کہ خدا تمکو اسکی عوض میں بہشت کا کھانا کھلائے حضرت علیؑ نے اپنی روٹی اسکو دیدی اور اہلبیتؑ اور فضہ نے بھی اپنی روٹیاں اسکو دیدیں اس شب کو بھی پانی سے روزہ افطار کر کے بھوکے سو رہے اور تیسرے روز بھی ان بھوکوں نے روزہ رکھا اور حضرت خاتون جنت نے بدستور روٹیاں جو کی پکائیں اور بعد نماز شام کے چاہتے تھے کہ روزہ کو ان روٹیوں سے افطار کریں کہ ناگاہ اُن کے کان میں آواز آئی کہ اے اہلبیت محمد میں ایک اسیر ہوں محمد کے قیدیوں میں سے اور عاجز بھوکا ہوں مجھکو کچھ کھانا دو تاکہ خدا تمکو اپنے خوان احسان میں سے سیر کرے شاہ اولیا نے اپنی روٹی اسکو دی اور انکی پیروی سے فاطمہ زہرا اور حسنینؑ اور فضہ نے بھی اپنی اپنی روٹیاں اسکو دیدیں اور اس شب کو بھی پانی سے روزہ افطار کر کے بھوکے سو رہے چوتھے روز علی مرتضیٰ حسنینؑ کے ہاتھ پکڑ کر رسولخدا کے پاس گئے اور دونوں صاحبزادے ناتوانی اور بیطاقتی سے کانپتے تھے جس وقت رسولخدا کی نظر ان صاحبزادوں پر پڑی تو فرمایا کہ اے ابو الحسن انکو کیا ہوا ہے کہ ایسے ناتوان اور بیطاقت ہو گئے ہیں شاہ اولیا نے سب حال بیان کیا رسولخدا یہ سنکر فاطمہ زہرا کے حجرہ میں تشریف لائے اور دیکھا کہ وہ معصومہ مصلی پر اپنی نماز میں مشغول ہے اور ناتوانی اور بھوک سے شکم پشت سے لگا ہوا ہے پس حضرت نے یہ حال دیکھکر ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ واغوثاہ یا اللہ اہلبیت محمد بھوکے مرتے ہیں اور اسی مہران باہلی کی روایت میں ہے کہ جسوقت حضرت نے اپنی اہلبیت کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے تئیں انپر گرادیا اور روتے تھے کہ ہائے افسوس تم نے تین دن اور تین راتسے کھانا نہیں کھایا ہے اور میں تم سے غافل رہا ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد لے تو اسکو اور خوش و خرم ہو تو اس نعمت اور بخشش سے کہ خدائے تعالے نے تیرے اہلبیت کو عنایت فرمائی

ہی حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہو میں نے جبرئیل جبرئیل نے یہ سورت ہل اتیٰ آخر تک پڑھی اور کہا کہ یہ سورہ خدا نے تیرے اہلبیت کی شان میں نازل کیا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ جو علی مرتضیٰ جو لائے تھے خود مزدوری کرکے ایک شخص کے باغ میں تمام شب پانی دیا تھا اور انکا کھانا پکا کر اسیطرح تین روز اپنے روبرو رکھا اور کھانے نہ پائے تھے کہ ایک روز مسکین آیا اور ایکروز یتیم آیا اور ایکروز اسیر آیا انکو وہ کھانا سب نے دیا اور خود بھوکے رہے اور قمی نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جنابِ سیدہؑ کے پاس کچھ جو تھے انکا کھانا پکایا اور چاہتے تھے کہ تناول فرمائیں ایک مسکین نے سوال کیا حضرت علیؑ نے تہائی کھانا اسمیں سے اسکو دیا اور بعد اسکے اسیوقت ایک یتیم آیا اسنے سوال کیا تہائی کھانا اسکو دیدیا اور اسکے بعد اسیوقت ایک اسیر آیا اسنے سوال کیا باقی کھانا اسکو دیدیا اور آپ اسمیں سے کچھ نہ کھایا خدا نے یہ آیتیں انکی شان میں نازل کیں اور بعد اسکے حضرت صادقؑ نے فرمایا ہی کہ یہ آیتیں جاری ہیں ہر مومن کے حق میں اگر مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا دیوے خاص واسطے رضای خدا کے اور پہلی روایت بھی حضرت صادقؑ سے منقول ہے اور یہ روایتیں دلالت کرتی ہیں اس سورہ کے مدنی ہونے پر اور بعضے علماء اہل سنت اہلبیت کی عداوت سے اسکو مکی کہتے ہیں لیکن ابن عباس نے جو تفصیل سورہ مکی اور مدنی کی بیان کی ہی انھوں نے اس سورہ کو مدنی فرمایا ہی اور کتاب مناقب میں بروایت اکثر مفسرین اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس روایت کے آخر میں منقول ہی کہ جسوقت رسولخدا نے انکو بھوکا دیکھا تو جبرئیل نازل ہوئے اور ان کے ہمراہ ایک کاسہ بزرگ تھا سونیکا جڑاؤ موتیوں اور یاقوت سے اور بھرا ہوا طعام ثرید سے کہ وہ ٹکڑے روٹیونکے شوربے میں تر کئے ہوئے تھے اور گوشت کی بوٹیاں تھیں اس کھانے میں سے مشک اور کافور کی خوشبو آتی تھی رسولخدا نے سب اہلبیت کو ہمراہ اپنے بٹھلاکر وہ طعام بہشت کا تناول فرمایا اور رسولخدا اور اہلبیت اسکو کھاکر سیر ہوگئے اور وہ کھانا بدستور اسی طرح تھا اور اسمیں سے کچھ کم نہوا تھا پس حسینؑ ایک ٹکڑا گوشت کا ہاتھ میں لیے ہوئے گھر سے باہر نکلے ایک عورت یہودیہ نے دیکھ کر کہا کہ اے حسینؑ یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہی بھوکی ہوں مجھکو ہو دید حسینؑ علیہ السلام نے ہاتھ اپنا اسکے دینے کو بڑھایا کہ اسکو وہ گوشت کھلائیں جبرئیل اسوقت نازل ہوا اور وہ ٹکڑا گوشت کا حسینؑ کے ہاتھ میں سے لیا اور وہ کاسہ آسمانکو چلا گیا رسولخدا نے فرمایا کہ اگر حسینؑ اس یہودیہ کے کھلانیکا ارادہ نہ کرتا تو وہ کاسہ ہمیشہ میری اہلبیت میں باقی رہتا کہ قیامت تک اسمیں سے کھاتے رہتے اور پچیسویں تاریخ ذالحجہ کی سورہ ہل اتیٰ نازل ہوئی ہے اور اہل بیت رسول کی شان میں یہ سورت نازل ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ فاطمہ زہرا جو اہلبیت میں شریک ہیں خدا تعالےٰ نے انکی خاطر کی خوشی کے واسطے اس سورہ میں ہر چند بہشت کی بہت چیزوں کا ذکر کیا ہی لیکن حوروں کا ذکر نہیں کیا اور مراد ابرار سے اس سورہ میں جو کہ خدا کے نزدیک مکرم اور معزز ہیں اہلبیت رسول مختار ہیں اور یہ درجہ بلند اور عزت انکو اسواسطے حاصل ہی **يُوفُونَ بِالنَّذْرِ** وفا کرتے ہیں وہ ساتھ نذرونکے جو کہ انھوں نے مانی ہیں اور وہ تین روزے تھے کہ حسینؑ کی بیماری میں انکی صحت کے واسطے نذر کئے تھے **وَيَخَافُونَ يَوْمًا** اور ڈرتے ہیں وہ اسدن سے کہ **كَانَ شَرُّهُ** ہی بدی اسکی یعنی ہول اور دہشت اسکی **مُسْتَطِيرًا** آشکار اور پھیلی ہوئی اور بکھری ہوئی اور اسمیں اشارہ ہی طرف نیک اعتقاد انکے اور انکی پرہیز کرنے گناہ کے اور عذاب کو شر اسواسطے فرمایا ہے کہ اسمیں گنہگاروں کے واسطے خیر نہیں ہی اگرچہ اپنی ذات میں وہ اچھا ہی **وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ** اور کھلاتے ہیں وہ کھانا **عَلَىٰ حُبِّهِ** اوپر دوستی اس خدا کے یا اوپر دوستی اس کھانیکے یعنی ایسے بھوکے تھے وہ کہ کھانیکو بہت دوست رکھتے تھے اسوقت انھوں نے بھوکوں کو کھانا کھلایا اور خود نہ کھایا اس کھلانیکا ذکر خدا کرتا ہی اور کھاتے ہیں وہ کھانیکو اوپر دوستی اسکی کے **مِسْكِينًا** درویش مسکین کو **وَيَتِيمًا** اور یتیم کو کہ وہ خردسال بے پدر ہے **وَأَسِيرًا** اور قیدی کو کہ وہ دارالحرب سے پکڑ کر اسکو لائے ہیں اور منقول ہی کہ جسوقت کسی قیدی کو رسولخدا کے پاس لاتے تھے تو وہ حضرت اسکو کسی مسلمان کے سپرد کرتے تھے جبتک کہ اسکے مقدمہ میں حضرت کچھ حکم فرمائیں اور اس مسلمان کو فرماتے تھے کہ اسپر احسان کرتے رہنا اور فقہا کے نزدیک دار الاسلام میں کفار پر احسان کرنا جائز ہے اور کہتے ہیں وہ وقت دینے کھانیکے **إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ** سوا اسکے نہیں کھانا دیتے ہیں ہم تمکو **لِوَجْهِ اللَّهِ** واسطے طلب کرنے رضائے خدا کے **لَا نُرِيدُ مِنكُمْ** نہیں ارادہ کرتے ہیں تم سے اور نہیں چاہتے ہیں **جَزَاءً** بدلیکہ کھانا دیکر عوض میں تم ہمکو کچھ دو **وَلَا شُكُورًا** اور نہ شکر کرنیکو کہ تم ہماری تعریف کرو اسواسطے کہ کسی کو کچھ دیکر احسان کہنا اور توقع جزا کی اس سے رکھنی اور طالب مدح اور تعریف کا ہونا ثواب کو ضائع کرتا ہے بلکہ کھانا تمکو ہم اس واسطے دیتے ہیں کہ **إِنَّا نَخَافُ** تحقیق کہ ہم ڈرتے ہیں **مِن رَّبِّنَا** پروردگار اپنے سے **يَوْمًا عَبُوسًا** اس روز سے کہ نہایت ترش ہوگا ہولونکی جہت سے اور ایسا ہی وہ روز کہ دہشتونکی سبب نہایت **قَمْطَرِيرًا** سخت اور اداس ہی کہ اسکی سختی اور ترشی سے سب پریشان ہونگے اور حاصل یہ ہی کہ وقت کھانا دینے کے کہتے تھے وہ کہ ہم واسطے رضائے خدا اور خوف غضب مالک

ہر دوسرے امروز کو کہ جسمیں بڑی سختیاں ہیں تمکو کھانا دیتے ہیں نہ اور کسی غرض سے پس نگاہ رکھیگا انکو خدا فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ بدی امروز کی یعنی
ہولوں سے اس روز کے وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا اور آگے لاویگا انکو خدا تازگی اور فرحت کو اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ تازگی تو چہرہ پر ہوگی اور خوشی دلونمیں ہوگی
وَجَزٰىهُمْ اور جزا دیگا انکو بِمَا صَبَرُوْا بسبب اسکے کہ صبر کیا انہوں نے یا صدمہ رہے اور بدلا دیگا انکو خدا اسلیئے کہ انہوں نے کہ خود فاقہ سے سہتے رہے اور فقیرونکو کھلاتے رہے اور اپنی بھوک پر صبر کرتے رہے
اور واجبات کو ادا کرتے رہے اور گناہوں سے پرہیز کرتے رہے اسلیئے بدلا دیگا انکو جَنَّةً بہشت کو کہ پر ہے وہ طرح طرح کی نعمتوں سے وَّحَرِيْرًا اور ریشمی لباس بہشت کا کہ انکو
زینت کرینگے وہ مُتَّكِـِٕيْنَ حالت میں تکیہ لگانیوالے ہونگے فِيْهَا بیچ اس بہشت کے اور یا یہ صفت بہشت کی واقع ہوئی ہے یعنی ایسا بہشت کہ تکیہ لگانیوالے ہونگے وہ بیچ
اسکے عَلَى الْاَرَآىِٕكِ اوپر تختوں کے ... لَا يَرَوْنَ فِيْهَا نہ دیکھینگے وہ بیچ اس بہشت کے ...
یا صفت جنت کی ... شَمْسًا آفتاب کی گرمی ... وَّلَا زَمْهَرِيْرًا اور نہ سردی کی
کہ ہوا بہشت کی معتدل ہوگی نہ گرمی ہوگی وہاں اور نہ سردی ہوگی اور بعضے کہتے ہیں کہ زمہریر نام مہتاب کا ہے یعنی ہوا بہشت کی بغیر آفتاب روشن ہوگی اور نہ وہاں حاجت سورج کی
ہوگی نہ چاند کی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز بہشتی بہشت میں عادت سے زیادہ روشنی پائیں مانند روشنی آفتاب کے اسوقت کہیں کہ خداوندا تو نے ہمکو وعدہ دیا تھا
کہ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا پھر یہ روشنی کیسی خطاب آویگا کہ یہ روشنی آفتاب کی نہیں ہے بلکہ سید انبیا اور خیر النسا یعنی علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہما السلام ظرافت کی باتیں
آپس میں کر کے ہنستے ہیں انکے منھ کے خندہ کیا ہے یہ روشنی انکے دندان نورانی کا اثر ہے کہ بہشت کی روشنی پر غالب ہوگئی ہے وَدَانِيَةً اور نزدیک ہونیوالے ہیں اسکا عطف جنت
پر ہے یعنی بدلا دیگا خدا انکو ایک اور بہشت سوائے اس بہشت پہلے کے کہ نزدیک ہونیوالے ہوں عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا اوپر انکے سائے درختوں اس بہشت کے اور دانیۃ حال یا صفت بھی ہو سکتا ہے
باعتبار عطف کی جنت کا وَذُلِّلَتْ اور حکم میں کیے جاویں قُطُوْفُهَا میوے اس بہشت کے تَذْلِيْلًا حکم میں کرنا انکو بہت آسان ہو توڑنا انکا اور جس میوہ کی خواہش ہوگی
وہ خود مع شاخ کے قریب آجاویگا وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ اور پھر آجاوینگے اوپر انکے یعنی گرد انکے پھرینگے اور انکو جلدی پہنچاوینگے بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ ساتھ برتنونکے
چاندی سے کہ چھوٹے چھوٹے دستہ دار ہونگے وَّاَكْوَابٍ اور ساتھ آبخورونکے کہ بڑے بڑے برتن ہونگے بدون دستہ کے كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ہووینگے وہ برتن شیشہ یعنی مانند
شیشہ کے صفائی اور شفافی میں ہونگے قَوَارِيْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ شیشہ چاندی سے یہ قواریر بدل ہے پہلے قواریر کا یعنی ہووینگے وہ برتن مثل شیشہ کے بنے ہوئے اور پیدا کئے
ہوئے چاندی سے کہ شفافی اور چمک میں تو مثل شیشہ کے ہونگے اور نرمی اور سفیدی میں مثل چاندی کے ہونگے اور اہل مدینہ نے قواریر دونوجگہ تنوین سے پڑھا ہے اور
حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ نظر بہشتیوں کی چاندی میں ایسی گذر جاتی ہے جیسے کہ شیشہ میں سے گذر جاتی ہے اور مراد یہ ہے کہ اصل ان برتنوں کی چاندی ہے کہ جمع ہوئی ہے اسمیں
سفیدی چاندی کی اور صفائی شیشہ کی قَدَّرُوْهَا اندازہ کرینگے وہ بہشتی ان برتنوں کو موافق آرزو اپنی کے اور یا یہ کہ دینے والے ان برتنونکو موافق سیرابی انکی
کے اندازہ کریں تَقْدِيْرًا اندازہ کرنا کہ ہر ایک کے موافق اسکے حوصلہ کے برتن دیویں کہ وہ جسمیں سیراب ہوجاوے اور اس برتن میں زیادہ اور کم نہو اور اس طرح کا پینا بہت
لذیذ ہے اس واسطے کہ موافق حاجت کے ہے نہ کم ہے اور نہ زیادہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ بہشتی جس قدر کہ انکے پینے کا اندازہ کریں گے اسیقدر پاوینگے
وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا اور پلائے جاوینگے بیچ اس بہشت کے كَاْسًا پیالہ شراب کا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ہوویگی آمیزش اسکی سونٹھ یعنی شراب اس بہشت میں سونٹھ خوشبودار
بہشت کی ملاوینگے کہ وہ فرحت اور لذت بخشنے والی ہوگی اور یہ سونٹھ ایسی نہیں ہے جیسیکہ دنیا کی سونٹھ ہے چنانچہ ابن عباس کی روایت ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن میں
بہشت کی چیزونکا نام لکھا ہے وہ دنیا میں نہیں ہیں اور لیکن خدا تعالیٰ نے نام رکھا ہے ان چیزونکے نام پر کہ جو دنیا میں مشہور ہیں اور سونٹھ عرب کو بہت مرغوب اور
پسند ہے اسواسطے خدا نے اسکا ذکر قرآن میں کیا ہے اور مومنونکو وعدہ دیا ہے کہ بہشت میں پیالہ شراب کا سونٹھ ملا ہوا پیوینگے عَيْنًا فِيْهَا چشمہ ہے بیچ اس بہشت کے بدل ہے
زنجبیل کا یعنی وہ زنجبیل ایک چشمہ ہے بہشت میں کہ مزہ اسکا زنجبیل کا سا ہے تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا نام رکھا جاتا ہے وہ چشمہ سلسبیل بسبب سلامت اور آسانی سے گذر جانے اسکے
پانی کے حلق میں اور یا یہ کہ وہ حکم میں بہشتیونکے ہوگا اور جسجگہ وہ آرزو کرینگے ادھر ہی کو وہ روانہ ہوجاویگا اور بعضوں نے فرمایا ہے کہ خدا نے محمد کو شہد دیا ہے اور علی کو سلسبیل
دیا ہے اور یا سلسبیل ... زیادتی مبالغہ کے آئی وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ اور گرد پھرینگے اوپر انکے وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ لڑکے ہمیشہ کے لڑکے رہنے والے
کہ انکا لڑکپن زمانہ کے گذرنے سے بدل نہ جاوے گا بلکہ جس حالت پر وہ ہیں ہمیشہ اسی حالت پر رہیں گے اور یا یہ کہ گوشوارہ دار ہونگے اور وہ ایسے ہونگے حسن و جمال میں کہ

اِذَا رَاَیْتَهُمْ جب تو دیکھے گا تو انکو اے دیکھنے والے حَسِبْتَهُمْ گمان کریگا تو انکو صفائی رنگ اور روشنی چہرہ میں لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا موتی بکھرے ہوئے کہ ابھی تر و تازہ صدف میں سے نکلے ہیں اور ہاتھ کسیکا اپر نہیں پہنچا ہی اور بکھرے ہوئے اس واسطے فرمایا ہی کہ وہ خدمت کرتے ہوئے ہر طرف کو پھرتے ہونگے وَاِذَا رَاَیْتَ اور جسوقت دیکھیگا تو اے دیکھنے والے ان چیزونکو کہ جو کچھ ہمنے ذکر کیے ہیں مفعول رایت کا محذوف ہی اور تقدیر اسکی واذا رایت ما ذکرناہ یعنی اور جسوقت دیکھے تو اس چیز کو کہ ذکر کیا ہی ہمنے اسکو ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا اسجگہ دیکھیگا تو نعمتوں کو کہ جنکی تعریف نہو سکے وَّمُلْکًا کَبِیْرًا اور ملک بڑی کہ جسکا زوال کبھی نہو اور پہلے اس سے گذر گیا ہی کہ ادنی بہشتی کو ایک دنیا کے برابر دینگے اور بعضی حدیث میں آیا ہے کہ ادنی بہشتی اپنے ملک کی طرف نظر کرے تو ہزار برس کی راہ کا ملک دیکھے اور انتہائے ملک کو ملاحظہ کرے اسطرح سے کہ ابتدائے ملک کو دیکھتا ہے اور یا مراد ملک بزرگ ہی کہ جو کچھ خواہش کرے وہ میسر ہو اور حدیث میں یہ بھی آیا ہی کہ مراد ملک عظیم سے یہ ہی کہ ملائکہ بدون اذن طلب کیے ہوئے اس منہ بہشتی کے پاس جا سکینگے عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ اور پر بہشتیوں کے لباس ہونگے ریشمی باریک اور نازک کپڑے کے اور عالیہم حال واقع ہوا ہے ضمیر علیہم سے یا حسبتہم سے یعنی جس وقت کہ اوپر ان لوگونکے کپڑے باریک ریشمی کپڑے کے ہونگے اور اہل مدینہ نے عالی کو بسکون یا پڑھا ہی مبتدا مقرر کرکے خُضْرٌ سبز ہونگے وہ کپڑے انکے وَّاِسْتَبْرَقٌ اور ریشمی گندہ کپڑے مثل اطلس کے اور اہل بصرہ اور ابو جعفر اور ابن عامر نے خضر کو مرفوع پڑھا ہے ثیاب کی خبر مقرر کرکے اور استبرق کو مجرور پڑھا ہی مضاف الیہ ٹھیرا کر باعتبار عطف کے اور ابن کثیر اور ابوبکر نے خضر کو مجرور پڑھا ہی سندس کی صفت ٹھیرا کر اگرچہ خضر جمع ہی اور سندس واحد ہی سو اسلیے کہ سندس کو جنس مقرر کرکے خضر کو اسپر جاری کیا ہی اور استبرق کو مرفوع پڑھا ہے ثیاب پر عطف کرکے اور نافع اور حفص نے دونو کو مرفوع پڑھا ہی خضر کو خبر ثیاب کی اور استبرق کا عطف ثیاب پر کرکے اور حمزہ اور کسائی اور خلف نے دونوکو مجرور پڑھا ہے خضر کو صفت سندس کی اور استبرق کو مضاف الیہ ثیاب کا ثانی ٹھیرا کر باعتبار عطف کے وَّحُلُّوْٓا اور آراستہ کیے جاینگے اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ کنگنوں چاندی کے سے اور کہتے ہیں کہ چاندی بہشت کی ایسی صاف اور شفاف ہی کہ اسمیں اسکی طرف جو چیزیں ہیں انکو اسمیں سے دیکھ سکتے ہیں اور وہ جواہر سے بہتر ہے وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ اور پلائیگا انکو پروردگار انکا شَرَابًا طَهُوْرًا شراب پاک اور پاک کرنیوالی کینہ اور حسد سے اور تمام اوصاف بد سے اور بعد پینے کے بہتر خوشبو کردیگی اور اسکا پسینہ جو آئیگا وہ مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا بخلاف شراب دنیا کے کہ بدمزہ اور بدبو ہوتی ہی اور پیشاب ہوکر نکلتی ہی اور رسولخدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص کو بہشتیوں میں سے قوت سو آدمیوں دنیا کی ہوگی اور جسوقت سیر ہو جاوے تو اسکو شراب طہور پلائینگے جسقدر کہ کھانا کھایا ہی وہ پسینہ ہوکر سب رگوں اور پٹھوں میں سے نکل جائیگا اور خوشبو اسکی مشک سے زیادہ ہوگی اور اسی وقت پھر اشتہا کھانیکی ہو جائیگی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازہ پر ایک درخت ہی کہ ہزار آدمی اسکے پتے کے سایہ میں کھڑے ہوں اور اسکے درخت کی جانب راست ایک چشمہ ہی پاک کرنیوالا اس سے پلائے جاینگے نیک آدمی اسمیں سے پاک کردیگا انکے دلونکو حسد سے اور بال انکے بدن پر سے گر پڑینگے اور یہی مراد ہی قول حقتعالی سے کہ سقٰهم ربهم شرابا طهورا اور حضرت صادق سے منقول ہی کہ پاک کریگا وہ چشمہ انکو ہر چیز سے سوا خدا کے کہ اسکو چھوڑ کر متوجہ مولی کے ہو جاینگے اور جاننا چاہیے کہ چشمہ کوثر تو بہشت میں خاص رسولخدا کا ہی اور ذکر اسکا سورہ کوثر میں آئیگا انشاء اللہ تعالی اور چار نہریں متقیونکی ہیں پانی کی اور شیر کی اور شراب کی اور شہد کی اور ذکر انکا سورہ محمد میں گذر گیا ہے اور دو چشمے خدا سے خوف کرنیوالوں کے واسطے ہیں اور دو چشمے اصحاب یمین کیواسطے ہیں اور یہ چاروں سورہ رحمن میں گذر گیے اور شراب رحیق ابرار کیواسطے ہی اور تسنیم مقربونکے واسطے ہی اور یہ دونو انشاء اللہ تعالی سورہ مطففین میں مذکور ہونگی اور دو چشمے اہلبیت علیہم السلام کے ہیں کہ ایک کافور اور زنجبیل ہی اور اسکو سلسبیل بھی کہتے ہیں اور شراب طہور بھی خاص انکے ہی واسطے ہی اور بعضی روایت میں آیا ہی کہ رب اسجگہ سید کے معنی میں ہی جیسے کہ اذکرنی عند ربک میں ہی اور مراد اس سے امیر المومنین ہیں معنی آیت کے یہ ہونگے کہ پلائیگا انکو سید انکا علی ابن ابیطالب کہ ساقی بہشتیوں کا ہی اور سنی اور شیعہ کی دونوں کی روایتوں میں ہی کہ علی ساقی کوثر ہی اور جسوقت ابرار اور نیکونکو یہ نعمتیں عنایت ہوں تو انکو کہا جائیگا کہ اِنَّ هٰذَا تحقیق یہ یعنی جو کچھ مذکور ہوا ہے کَانَ لَکُمْ جَزَآءً ہی واسطے تمہارے بدلا تمہارے عملونکا وَّکَانَ سَعْیُکُمْ اور ہی کوشش تمہاری طاعتونمیں اور خیرات میں اور خدا کی رضا میں مَّشْکُوْرًا پسندیدہ اور قدردانی کیگئی اور جزا دیگئی اور اب پیغمبر کی طرف خطاب کرتا ہی اِنَّا نَحْنُ تحقیق ہمنے نَزَّلْنَا نازل کیا ہی عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ اوپر تیرے قرآنکو تَنْزِیْلًا نازل کرنا بتدریج سورت سورت اور آیت آیت تاکہ تجھپر اسکا حفظ کرنا دشوار نہو اور معانیکو اسکی بخوبی سمجھے اور ضمیر متکلم کی مکرر خصوصیت کیواسطے آئی ہے کہ ہمنے نازل کیا ہی فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ پس صبر کر تو واسطے حکم پروردگار اپنے کے اگرچہ تیری نصرت کرنیمیں کافروں پر تاخیر ہوتی ہی کہ حکمت اور مصلحت اسیکا تقاضا کرتی ہے وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اور نہ فرمانبرداری کر تو انمیں سے اٰثِمًا گنہگار کی مثل عتبہ کے کہ تجھکو

ع ۱۹

حق کی طرف بلانیسے منع کرتا ہی اَوْ كَفُوْرًاؕ یا ناشکری کہ تجھکو کفر کی طرف بلاتا ہو مثل ولید بن مغیرہ کی اور عتبہ کہتا تھا کہ اگر تو لوگونکو اسلام کی طرف بلانیسے باز رہے تو
میں تجھکو اپنی دختر دوں اور ولید کہتا تھا کہ تو ہمارے دین میں آجائے تو میں تجھکو تونگر کردوں اور ان دونو کی فرمانبرداری کو خدا منع کرتا ہی وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور یاد
کر تو نام پروردگار اپنے کا بُكْرَةً وَّاَصِيْلًاۚ صبح اور شام یعنی ہمیشہ اسکے ذکر میں مشغول رہ وَمِنَ الَّيْلِ اور کچھ رات میں سے فَاسْجُدْ لَهٗ پس سجدہ کر تو واسطے اسکے یعنی
نماز پڑھ اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ مراد بکرۃ سے صبح کی نماز ہی اور اصیل شامل ہی ظہر اور عصر کیوقت اور من اللیل فاسجد لہ سے مراد مغرب اور عشا ہی پس معنی اسکے یہ ہوئے کہ پانچوں
وقت نماز پڑھ تو وَسَبِّحْهُ اور پاکی سے یاد کر تو اسکو لَيْلًا طَوِيْلًا رات دراز میں یعنی رات کے وقتوں میں سے دراز وقت میں نماز تہجد کو پڑھ کہ وہ آدھی رات ہے یا دو تہائی
یا ایک تہائی اور احمد بن محمد نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ وہ تسبیح کیا ہے فرمایا کہ وہ نماز شب ہے اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ تحقیق کہ یہ قوم کفار کی يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ دوست رکھتے ہیں
جلدی جانیوالی دنیا کو اور اسکی لذتوں کو جلد فنا ہونیوالی کو چاہتے ہیں وَيَذَرُوْنَ اور چھوڑتے ہیں وَرَآءَهُمْ وہ پیچھے اپنے يَوْمًا ثَقِيْلًا دن بھاری کو کہ وہ دن قیامت کا ہے
اور اسکے واسطے عمل نہیں کرتے ہیں اور یوم کو ثقیل اسکی شدت اور ہول کے سبب سے فرمایا ہی کہ بھاری کا اٹھانا بہت سخت ہوتا ہے نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ ہمنے ہی پیدا کیا ہی انکو آب اندک
منی سے وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ اور مضبوط کیا ہے ہمنے جوڑوں ہڈیوں انکی کو پٹھوں سے مضبوط باندھ کر وَاِذَا شِئْنَا اور جس وقت چاہیں ہم ہلاک کرنا انکا تو
بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ بدل دیویں ہم مثل انکی سے خلقت میں اور مضبوطی جوڑوں میں تَبْدِيْلًا بدلنا بہت آسانی سے اور انکی جگہ دوسرونکو پیدا کریں ہم اور یا یہ کہ دوسرے
جہانمیں اسی صورت اور ہیئت سے پھر انکو پیدا کریں ہم اِنَّ هٰذِهٖ تحقیق کہ یہ سورہ تَذْكِرَةٌ نصیحت ہے کہ اسکو سمجھیں اور یاد کریں آخرت کو اور اہلبیت علیہم السلام کے معاملہ
نصیحت پکڑکر راہ خدا میں خرچ کریں اور موافق انکے عمل کریں تا کہ بلند درجوں میں پہنچیں چنانچہ فرماتا ہی کہ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ پس جو شخص چاہے پکڑے اِلٰى رَبِّهٖ طرف
پروردگار اپنے کی سَبِيْلًا راہ کو طاعت کو اختیار کرکے اور گناہوں سے پرہیز کرکے اور واجبات کو ادا کرکے وَمَا تَشَآءُوْنَ اور نہیں چاہتے ہو تم اے کافرو اسی راہ کو جو
خدا کی طرف پہنچاوے اور ابن عامر اور ابو عمر اور ابن کثیر نے یشاؤن غائب کا صیغہ پڑھا ہی یعنی اور نہیں چاہتے ہیں وہ کفار اپنے اختیار سے اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ
مگر یہ کہ چاہے خدا کہ تمپر جبر کرکے اس راہ کی طرف ڈالے اور اسمیں تمکو کچھ فائدہ نہیں ہی اسواسطے کہ فائدہ اور ثواب اسمیں ہے کہ جو خود اپنے ارادہ اور اختیار سے ایمان لاوے اور
عمل نیک کرے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا كَانَ عَلِيْمًا ہی جاننے والا تمہارے قولوں اور فعلوں کا اور تمہارے سب حالات کا حَكِيْمًا حکمت والا کہ کسی چیز کا ارادہ نہیں کرتا
ہی مگر جو کچھ کہ حکمت اور مصلحت اسکی تقاضا کرے يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ داخل کرتا ہی جسکو چاہتا ہی فِيْ رَحْمَتِهٖ بیچ رحمت اور بخشش اپنی کے کہ وہ ہدایت اور
توفیق سے حاصل ہوتی ہے واسطے طاعت اور عبادت خدا کے اور یا یہ کہ بہشت میں اپنے فضل و کرم سے داخل کرتا ہی وَالظّٰلِمِيْنَ اور ظلم کرنیوالے اسکا عطف یعذب پر
ہے یعنی اور تحقیق ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر کفر کرکے اَعَدَّ لَهُمْ تیار کیا ہی خدا نے واسطے انکے آخرت میں عَذَابًا اَلِيْمًا عذاب دردناک سورة المرسلات یہ سورہ
مکی ہے اور پچاس آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ المرسلات کو پڑھے حقتعالے اسکو پیغمبر کا آشنا کرے اور ہمنشین پیغمبر کا کرے بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْمُرْسَلٰتِ قسم ہے فرشتے بھیجے گیوں کی عُرْفًا واسطے نیکی کے کہ احکام خدا کے لیکر آتے ہیں یا آیتیں قرآن کی کہ موجب نیکی کا ہے
واسطے ہدایت خلق کے اور عرفا یا مفعول لہ واقع ہوا ہے یا حال اور عرف بمعنی نیکی ہے یا پے در پے آنے کے معنی میں ہے اور مرسلات یعنی بھیجے گئے یا تو ملائکہ
ہیں خدا کی آیات کو لیکر اور یا ہوائیں ہیں کہ پے در پے بھیجی گئی ہیں اور اگر اس سے ملائکہ مراد ہیں تو عرفا مفعول لہ ہے اور اگر ہوائیں مراد ہیں تو عرفا حال
واقع ہوا ہے فَالْعٰصِفٰتِ پس ملائکہ سخت کودنے والوں اور چلنے والوں کی عَصْفًا سخت کودنا اور چلنا خدا کے احکام پہنچانے کی فرمانبرداری میں اور یا
قسم ہے ہواؤں سخت چلنے والیوں کی واسطے عذاب کرنے کافروں کے وَّالنّٰشِرٰتِ اور قسم ہے فرشتوں بکھیرنے والوں شریعتوں اور کتابوں کی جو کہ انبیا پر بھیجی جاتی
ہیں یا قسم ہے ہواؤں بکھیرنیوالیوں بادلوں کی یا قسم ہے بادلوں بکھیرنے والوں مینہوں کی نَشْرًا بکھیرنا خدا کے حکم سے فَالْفٰرِقٰتِ پس قسم ہے فرشتوں
جدا کرنیوالوں حق کی باطل سے فَرْقًا جدا کرنا قرآن کی آیتوں سے کہ وہ جدا کرنیوالیاں خیر کی ہیں شر سے یا قسم ہے ہواؤں جدا کرنیوالیوں ابر
کی آپس سے فَالْمُلْقِيٰتِ پس قسم ہے فرشتوں ڈالنے والوں کی ذِكْرًا ذکر کو طرف انبیاء کے اور انبیاء ڈالتے ہیں طرف امتوں کے عُذْرًا یا واسطے عذر کے خدا
کی جانب سے اَوْ نُذْرًا یا واسطے ڈرانے خلقت اور یا واسطے عذر مستحقوں ثواب کے اور ڈرانے باطلوں بدکردار کے یعنی ڈالنا ذکر کا اسواسطے ہی کہ اہل حق خدا کے

سورة المرسلات ۲ع

سامنے عذر کرنیکی جستجو کریں توبہ اور استغفار کرکے اور ڈراتا باطلوں کا اس واسطے ہے کہ وہ تامل نہیں کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں اور عذر
اور نذر دونو مفعول لہ ہیں یا بدل ہیں ذکر سے اور حال بھی ہو سکتے ہیں اور حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان امور کی قسم کھائی ہے کہ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ تحقیق
وہ چیز کہ وعدہ کیے جاتے ہو تم اسکے آنیکا وہ قیامت ہے لَوَاقِعٌ البتہ واقع ہونیوالی ہے اور ظاہر ہونے والی اور اسکی علامتوں کو بیان کرتا ہے فَاِذَا
النُّجُوْمُ طُمِسَتْ جس وقت کہ ستارے مٹائے جائیں اپنے مقاموں سے وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ اور جس وقت آسمان پھاڑا جائے وَاِذَا الْجِبَالُ اور جس وقت
کہ پہاڑ نُسِفَتْ اکھاڑے جائیں اپنی جگہ سے کہ کچھ اثر انکا زمین پر باقی نہ رہے اور مانند غبار کے ہوا پر پھیلجائیں وَاِذَا الرُّسُلُ اور جس وقت کہ پیغمبر اُقِّتَتْ وقت
وقت مقرر کیے جائیں کہ حاضر ہو کر اپنی امتوں کے واسطے گواہی دیویں یعنی جس وقت کہ یہ امور واقع ہونگے تو قیامت ظاہر ہوگی آواز کی جائیگی کہ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ واسطے
واسطے کس دن کے تاخیر کی گئی وہ امور یعنی ستاروں کا مٹنا اور آسمان کا پھٹنا اور پہاڑوں کا اکھڑنا اور رسولوں کا گواہی دینا کس دن کے واسطے تاخیر کیا گیا ہے جواب آئیگا
لِیَوْمِ الْفَصْلِ واسطے دن جدا کرنیکے کہ مومن کو کافر سے جدا کرینگے اور فرمانبردار کو گنہگار سے یا واسطے روز فیصلہ اور حکم کرنے کے درمیان خلقت کے وَمَآ
اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو اور کیا جانے تو کہ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ کیا ہے دن جدا کرنے کا اور کیونکر اسکی حقیقت کو تو سمجھے وَیْلٌ وائے ہے یَّوْمَئِذٍ
اس روز لِّلْمُکَذِّبِیْنَ واسطے جھٹلانیوالوں کے روز فصل کو اور ویل مصدر ہے اور اصل میں منصوب ہے فعل مضمر سے اور رفع اسکو دلالت کرنیکے دوام اور ثبوت عذاب
پر دیا ہے اور اب کفار کو ڈراتا ہے کہ اَلَمْ نُھْلِکِ الْاَوَّلِیْنَ کیا نہیں ہلاک کیا ہے ہمنے پہلوں کو مثل قوم نوح اور عاد اور ثمود کے کہ جنہوں نے انبیاء کو
جھٹلایا تھا ثُمَّ نُتْبِعُھُمُ پھر پیچھے لگاتے ہیں ہم ان کے ہلاک کرنے میں الْاٰخِرِیْنَ پچھلوں کو کہ مثل انکی ہیں جیسے کہ کفار مکہ اور وہ قتل ہونا انکا تھا جنگ بدر
میں اور مبتلا ہونا قحط میں اور یا یہ کہ قوم نوح کے بعد لاتے ہم قوم لوط اور شعیب اور موسیٰ کو کَذٰلِکَ ایسے ہی نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ کرتے ہیں ہم ساتھ
گنہگاروں کے کیونکہ وہ کفر کرنے والے ہیں وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ وائے ہے اس روز لِّلْمُکَذِّبِیْنَ واسطے جھٹلانے والوں کے جو کہ خدا کی آیتوں کو اور انبیاء کو جھٹلاتے ہیں اور
پہلی تکذیب تو قیامت کیواسطے تھی اور دوسری تکذیب خدا کی آیات کے واسطے ہے اسکو مکرر نہیں کہتے ہیں بلکہ دوسری تکذیب غیر ہے پہلی تکذیب کی اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ
کیا نہیں پیدا کیا ہے ہمنے تمکو مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ آب ذلیل اور حقیر سے فَجَعَلْنٰہُ پس کردیا ہمنے اسکو فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ بیچ قرارگاہ مضبوط کے کہ وہ شکم عورت کا ہے
اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ اندازہ معلوم اور معین تک کہ وہ وقت پیدا ہونیکا ہے اور نواں یا دسواں مہینہ ہے فَقَدَرْنَا پس قدرت رکھنے والے ہیں ہم تمہارے
پیدا کرنے پر فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ پس اچھی قدرت رکھنے والے ہیں ہم اسکی تدبیر پر اور اندازہ کرنے پر تمہاری پیدائش کے طول میں اور کوتاہی میں اور
مرد کرنے میں اور عورت کرنے میں وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ وائے ہے اس روز لِّلْمُکَذِّبِیْنَ واسطے جھٹلانیوالوں کے ہماری قدرت کو اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کیا نہیں
کیا ہمنے زمین کو کِفَاتًا سمیٹنے والی اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا زندوں کو اور مردوں کو یعنی زندوں کو اپنے باہر جمع کیا ہے اور مردوں کو اپنے اندر اور بعضے کہتے ہیں کہ کفات
ظروف کے معنی میں ہے یعنی ظروف زندوں اور مردوں کے لیے ہیں اور جناب امیر المومنینؑ جس وقت صفین سے پھرے تو گزر ان کا قبرستان پر ہوا فرمایا
کہ یہ مسکن مردوں کا ہیں اور پھر نظر کی کوفہ کے گھروں کی طرف اور فرمایا کہ یہ مسکن زندوں کے ہیں اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ کفاتا احیاء و امواتا اس سے معلوم ہوا
کہ کفات مسکن کے معنی میں ہے وَّجَعَلْنَا فِیْھَا اور کیے ہمنے بیچ اس زمین کے رَوَاسِیَ پہاڑ مضبوط ٹھیرے ہوئے شٰمِخٰتٍ بلند اور بڑے وَّاَسْقَیْنٰکُمْ
اور پلایا ہمنے تمکو مَّآءً فُرَاتًا آب شیریں اور صاف بسبب پیدا کرنے چشموں اور نہروں کے پہاڑوں میں وَیْلٌ صحرائے جہنم ہے یَّوْمَئِذٍ
اس روز لِّلْمُکَذِّبِیْنَ واسطے جھٹلانے والوں کے کہ ان نعمتوں کا اقرار نہیں کرتے ہیں اور اس روز ملائکہ دوزخ میں جھٹلانے والوں کو کہیں کہ اِنْطَلِقُوْٓا پس چلو تم اِلٰی
مَا کُنْتُمْ طرف اس چیز کے کہ تھے تم بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ ساتھ اسکے تکذیب کرتے اور جھٹلاتے یعنی دوزخ کی طرف چلو تم کہ جسکو تم دنیا میں جھٹلاتے تھے
اسکے واسطے تاکید کے فرماتا ہے اِنْطَلِقُوْٓا چلو تم اِلٰی ظِلٍّ طرف سایہ کے ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ صاحب تین شاخوں کا ہے کہ وہ دھواں دوزخ کا
ہے اور بسبب بہت بڑے ہونے کے تین شاخیں اسکی ہوگئی ہیں کہ وہ آگ کی ہیں اور خصوصیت تین شاخوں کی اسواسطے ہے کہ ایک شاخ کافر کی اوپر کو ہوگی اور ایک شاخ
دست راست اور ایک شاخ دست چپ پر پس کوئی چاہے کہ اس دخان میں تین شاخوں والی سے نجات پاوے تو اخلاق کو اپنے درست کرے اور

گناہوں سے پرہیز کرے اور ہمیشہ خدا کی اطاعت میں مشغول ہو اور کہتے ہیں کہ زبان دوزخ کی باہر نکلے اور تمام کافروں کو گھیر لیوے جیسے کہ گھیر لیتا ہے پردہ اور اسکی دخان کی تین
شاخیں ہوں اور اسپر سایہ کریں یہاں تک کہ حساب سے فارغ ہوں اور مومنین عرش کے سایہ کے نیچے ہوں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ وہ سایہ تین شاخوں کا آگ کے دھوئیں کا
ہوگا اور وہ اسکو جنت گمان کرینگے اور فوج فوج دوپہر کے وقت اسمیں داخل ہونگے اور احتمال سایہ کے خنک ہونیکا ہے اسواسطے فرمایا ہے لَا ظَلِیْلٍ یہ سایہ خنک ہے اور نہ دوام
کہ جسمیں راحت ہو وَلَا یُغْنِیْ اور نہ بے پروا کرے وہ اور نہ دفع کرے مِنَ اللَّهَبِ حرارت شعلوں کے سے اِنَّهَا تحقیق کہ وہ دوزخ تَرْمِیْ پھینکتا ہے اور ڈالتا ہے بِشَرَرٍ
شرارے اور انگارے کہ وہ كَالْقَصْرِ مانند محل اور بڑے مکانوں کے ہیں كَاَنَّهٗ گویا کہ وہ شرارے جِمٰلَتٌ صُفْرٌ شتران زرد ہیں کہتے ہیں کہ صفر سے مراد سیاہ ہے اور
اور صفر اسواسطے کہا ہے کہ سیاہی اونٹ کی مائل بہ زردی ہوتی ہے اور آتش دوزخ جو سیاہ مایل بہ زردی ہے تو شرارے بھی اسکے ایسی ہی ہونگے اور جمالات جمع جمال کی
اور جمال جمع جمل کی ہے اور شراروں کو قصر انکی بہت بڑی ہونیکی جہت سے کہا ہے اور جمالات صفر اسکے رنگ کی اعتبار سے اور کثرت اور پے در پے آگے پیچھے ہونے اور سرعت حرکت کی جہت سے کہا ہے وَیْلٌ
وائے یعنی عذاب الیم اور دردناک ہے يَّوْمَئِذٍ امروز لِّلْمُكَذِّبِيْنَ واسطے جھٹلانے والوں کے کہ دوزخ کی صفت کو جھٹلاتے ہیں اور اسکے شراروں کا اعتبار نہیں کرتے ہیں
هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وہ روز ہے کہ نہ گویا ہونگے اور نہ کچھ کہہ سکینگے کفار اس روز کی دہشت سے بعض مقاموں میں اسواسطے کہ قیامت کے مختلف مقامات ہیں بعض مقامات
میں تو جھگڑا اور گفتگو کریں گے آپسمیں اور بعض مقام میں بسبب زیادہ ہونے ہول اور دہشت انکی کچھ نہ کہہ سکینگے وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ اور نہ اذن دیا جائے گا واسطے انکو عذر کرنے کی
واسطے فَيَعْتَذِرُوْنَ پس عذر خواہی کریں وہ اسواسطے کہ کوئی عذر نہیں ہوگا واسطے انکے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ انکے واسطے حقیقت میں عذر ہو اور خدا تعالے
عذر کرنیکی اجازت نہ دیوے وَيْلٌ وائے ہے یعنی سختی اور اندوہ بہت ہے يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ امروز واسطے جھٹلانیوالوں کے ان چیزوں کو هٰذَا یہ روز يَوْمُ
الْفَصْلِ روز حکم اور جدا کرنیکا ہے حق کو باطل سے اور فیصلہ کرنیکا درمیان ظالموں اور مظلوموں کے جَمَعْنٰكُمْ جمع کریں گے ہم تمکو اے جھٹلانیوالو وَالْاَوَّلِيْنَ اور
پہلوں کو کہ جنھوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا ایک مقام میں واسطے حکم کرنے کے فَاِنْ كَانَ لَكُمْ پس اگر ہو واسطے تمہارے کافرو كَيْدٌ کوئی مکر اور حیلہ تو فَكِيْدُوْنِ
پس مکر کرو تم مجھ سے وَيْلٌ یعنی وائے ہے یعنی غم و غصہ ہے يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ امروز واسطے جھٹلانے والونکے کہ حیلہ کرکے عذاب سے رہائی نہ پاسکینگے اور اب مومنین
پرہیزگاروں کا حال بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ پرہیز کرنے والے گناہوں سے اور شرک اور کفر سے ہونگے قیامت کے روز فِيْ ظِلٰلٍ بیچ سایہ درختوں
بہشت کے وَّعُيُوْنٍ اور کنارے چشموں کے وَّفَوَاكِهَ اور درمیان میووں کے مِمَّا يَشْتَهُوْنَ اس چیز سے کہ خواہش کرینگے وہ اور کہا جائے گا
انکو کہ كُلُوْا کھاؤ تم میوے بہشت کے وَاشْرَبُوْا اور نوش کرو تم پانی اور شرابیں بہشت کی هَنِيْٓـئًا گوارا بے تردد حلق کے نیچے اترتے ہوئے بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ بسبب اسکے کہ تھے تم کہ عمل نیک کرتے تھے دنیا میں اِنَّا كَذٰلِكَ تحقیق ہم ایسے ہی نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ بدلا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالوں کو
وَيْلٌ وائے ہے یعنی پیپ اور لہو ہے يَّوْمَئِذٍ امروز لِّلْمُكَذِّبِيْنَ واسطے جھٹلانے والوں کے کہ بہشت کی نعمتوں کا اقرار نہیں کرتے ہیں اور کہا جائیگا واسطے
ان کافروں کے كُلُوْا کھاؤ تم اے جھٹلانیوالو وہ نعمتیں دنیا کی پایدار کی وَتَمَتَّعُوْا اور فائدہ اٹھاؤ تم دنیا کے مال کا قَلِيْلًا تھوڑا یہ صفت ہے مصدر محذوف کی
یعنی فائدہ اٹھانا تھوڑا یا زمانہ تھوڑے اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ تحقیق کہ تم گنہگار ہو وَيْلٌ وائے ہے يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ امروز واسطے جھٹلانے
والوں کے کہ عذاب الٰہی کو جھٹلاتے ہیں یہ خطاب ملائکہ کا کفار کو ہوگا امروز واسطے یاد دلانے ان کے حال کے جو کچھہ کہ دنیا میں تھا اور جو کچھہ کہ انھوں نے
دنیا میں بہشت کی نعمتوں پر دنیائے فانیہ کی نعمتوں کے واسطے چند روزہ کے اختیار کیا تھا اور مراد اس سے یہ ہے کہ ملائکہ ان کو کہیں گے کہ تم سزاوار اسکے تھے
کہ دنیا میں تمکو یہ خطاب ہوتا کہ کھاؤ تم اور فائدہ اٹھاؤ تم تھوڑا اس جہان فانی میں اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں سے کلام جدید شروع ہوا ہے اور خطاب اس
میں دنیا ہی میں کفار کو ہے کہ جو جھٹلاتے ہیں اور معنی اسکے یہ ہیں کہ اے وہ لوگو کہ دنیا کے اندک مال پر مغرور ہوتے ہو اور جمع کرنے میں مال دنیا کے
مشغول ہو اور آخرت کی طرف بہشت کی ہے کھاؤ تم دنیا میں سے اور فائدہ اٹھاؤ تم تھوڑے دنوں کہ تم کافر ہو اور مال اندک ہے اور عمر کوتاہ ہے جلد آخرت کو
پہنچوگے اور پھر عذاب آخرت میں گرفتار ہو جاؤ گے وائے امروز جھٹلانے والونکے واسطے کہ بسبب اختیار کرنے فائدے اندک کے دنیا کے اپنے نفسوں کو عذاب الٰہی میں
گرفتار کیا ہے اور کہتے ہیں کہ رسول خدا نے قوم ثقیف کو نماز کیواسطے حکم دیا تو انھوں نے کہا کہ ہم خم نہیں ہوتے ہیں کیونکہ یہ ہمپر ننگ و عار ہے اور نہایت مذموم ہے حضرت نے

ع ۲۰
۲۱

فرمایا کہ نہیں خیر ہے اس عبادت میں کہ جس میں رکوع اور سجدہ واسطے خدا کے ہو اور یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ
ارْكَعُوْا اور جس وقت کہا جائے واسطے ان ثقیف کے لوگوں کو کہ رکوع کرو تم لَا يَرْكَعُوْنَ وہ نہیں رکوع کرتے ہیں وہ اور نماز کا نام رکوع اس واسطے رکھا ہے
کہ رکوع رکن اعظم نماز کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد رکوع سے اسلام ہے یعنی جس وقت کہا جائے واسطے ان کے کہ اسلام کو قبول کرو تم تو مسلمان نہیں ہوتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ عرب پر رکوع اور سجدہ سے زیادہ کوئی امر سخت نہ تھا اور نہایت تکبر کرتے تھے وَیْلٌ وائے ہے يَّوْمَئِذٍ اس روز لِّلْمُكَذِّبِیْنَ واسطے جھٹلانے
والوں کے کہ اسلام کو جھٹلاتے ہیں اور قبول نہیں کرتے ہیں فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ پس ساتھ کس بات کے بَعْدَهٗ بعد اس قرآن کے يُؤْمِنُوْنَ ایمان لاویں
گے اور اگر قرآن سے ایمان لائے کہ وہ ایک بڑا معجزہ ہے اور شامل ہے واضح اور روشن دلیلوں اور حجتوں پر اور کہتے ہیں کہ بعد تمام کرنے تلاوت اس سورہ
کے کہے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ سورۃ النبا اور اس سورہ کو سورہ عم بھی کہتے ہیں اور سورۃ معصرات بھی کہتے ہیں اور سورہ تساؤل بھی کہتے ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور
آیتیں اسکی اکتالیس ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ عم یتساءلون کو پڑھے اور ہر روز اسکی تلاوت کرے وہ سال اسپر نہ گزرے گا کہ بیت اللہ
کی زیارت سے مشرف ہووے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا صلعم نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا ظاہر کیا اور قرآن کو لوگوں کے روبرو
پڑھا اور قیامت کو مد سے ڈرایا تو لوگوں نے حضرت کی نبوت میں اور قرآن کے نازل ہونے میں اور قیامت کے واقع ہونے میں اختلاف کیا اور آپس میں ایک
شخص دوسرے سے پوچھتا تھا اور پیغمبر مومنین سے پوچھتے تھے خدا تعالیٰ نے انکے پوچھنے سے خبر دی عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ کس چیز سے پوچھتے ہیں کفار مکہ آپس میں
اور اب پیغمبر کو بیان کرتا ہے کہ پوچھتے ہیں وہ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ خبر بڑی ہے الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ وہ چیز کہ لوگ بیچ اسکے اختلاف
کرنیوالے ہیں وہ جس چیز میں کہ وہ اختلاف کرتے ہیں وہ خبر قیامت کی ہے بعضے کہتے ہیں کہ قیامت ہوگی اور بت اس روز ہماری شفاعت کرینگے اور بعضے اسکا
انکار مطلق کرتے ہیں اور بعضے شک کرتے ہیں اسکے ہونے اور نہ ہونے میں اور بعضے کہتے ہیں کہ قیامت ہوگی اور بہشت اور دوزخ ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ بہشت
ہوگا لیکن کھانا اور پینا اور فائدہ اٹھانا اسمیں نہ ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ قرآن سے سوال کرتے تھے کہ اس سے خبر قیامت کے واقع ہونے کی اور [illegible]
کی تصدیق ہے یعنی اسکو جادو یا شعر کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اسکو قول مختلف یا قصہ پہلوں کا کہتے ہیں اور ایک جماعت کہتی ہے کہ نبا عظیم حضرت کی
نبوت سے مراد ہے اور کفار آپس میں کہتے ہیں کہ محمد پیغمبر ہے یا شاعر یا جادوگر یا مجنون ہے اور بعضوں کے نزدیک اختلاف اسلام کے سب اصول میں ہے خدا کے اثبات
کرنے میں اور اسکی صفات میں اور فرشتوں میں بہشت اور دوزخ میں اور نبوت میں اور خلافت میں اور حافظ ابو نعیم سنی نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کی ہے کہ حضرت
رسالت پناہ صلعم نے فرمایا کہ مراد نبا عظیم سے خلافت اور دوستی علی ابن ابیطالب کی ہے کہ خلقت سے قبروں میں اسکے سوال کرینگے اور کوئی میت نہیں ہے
مشرق اور مغرب میں اور دریا میں اور خشکی میں مگر کہ منکر و نکیر اسکے پروردگار سے اور اسکے پیغمبر سے اور خلافت اور دوستی علی ابن ابیطالب سے سوال کرینگے پس خوشا
حال اس شخص کا ہے کہ اسکی خلافت کی جس نے تصدیق کی ہو اور اسکو اپنا امام جانا ہو اور وائے ہے اس شخص پر کہ جسنے انکار اسکا کیا ہو اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے
کہ مراد نبا عظیم سے علیؑ ابن ابی طالب ہے کہ آدمی اسکے مقدمہ میں اختلاف کریں اور فرمایا ہے علیؑ نے کہ خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی مجھسے بڑی نہیں ہے
اور یہی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد نبا عظیم سے علیؑ ابن ابیطالب ہیں اور تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں مذکور ہے کہ نبا عظیم
علیؑ ابن ابیطالب ہے اور علقمہ نے روایت کی ہے کہ بروز جنگ صفین ایک مرد لشکر شام سے جنگ کرنیکو باہر نکلا اور ہتیار لگائے ہوئے اور قرآن کو گردن میں ڈالے
ہوئے تھا اور رجز کی عوض سورہ عم یتساءلون کو پڑھتا تھا میں نے چاہا کہ اس سے جنگ کروں امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ توقف کر اور خود جناب امیر المومنین اسکے آگے
گئے اور فرمایا کہ تو جانتا ہے نبا عظیم کو کہ کیا ہے وہ اسنے کہا کہ نہیں فرمایا کہ واللہ میں ہوں نبا عظیم مجھ میں تمنے اختلاف کیا ہے اور میری خلافت میں تمنے
جھگڑا کیا ہے اور میری خلافت اور دوستی سے تم پھر گئے بعد اسکے کہ تمنے اسکو قبول کیا تھا اور اپنی بغاوت سے تم ہلاک ہوئے بعد اسکے کہ میری تلوار سے تمنے کفر سے نجات
پائی تھی اور بروز غدیر تمنے جانا مرتبہ میری خلافت کا اور قیامت کے روز جانوگے تم جو کچھ تمنے آج میرے ساتھ کیا ہے پس تلوار سے ایک ضرب میں اسکو قتل کیا اور اصبغ بن
نباتہ کہتا ہے کہ جنگ جمل میں ہمراہ امیر المومنینؑ کے میں تھا ایک مرد لشکر بصرہ سے باہر آیا اور آیہ عم یتساءلون پڑھتا تھا امیر المومنین اسکے آگے گئے اور فرمایا کہ نبا عظیم کہ جس

میں اختلاف کیا ہے اسکو جانتا ہے کہا کہ نہیں فرمایا اللہ نے عَنِ النَّبَإِ الْعَظِیْمِ یعنی اس بڑی خبر سے جس میں اختلاف کیا ہے یعنی حقیقت اسکی عظیم ہے اور اسلئے جو انکو ڈراتا ہے وہ ڈرتے
نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہی کہ وہ کہتے ہیں اور جس میں اختلاف کرتے ہیں سَیَعْلَمُوْنَ قریب ہے کہ جانینگے وہ وقت نزع کے اسکی حقیقت کو جس میں
وہ اختلاف کرتے ہیں ثُمَّ کَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ پھر ایسا ہے قریب ہے کہ جانینگے وہ آخرت میں اعتقاد کی برائی کو اور اپنے قول کے باطل ہونیکو اور مکرر ذکر اسواسطے
کیا گیا ہے اور اسمیں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ دوسرا خوف والا زیادہ سخت ہے پہلے سے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ تحقیق قریب ہے جانینگے وہ
اور خدا اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کیا نہیں کیا ہمنے زمین کو مِهَادًا بچھونا اور فرش تاکہ اسپر ٹھہرو وَّالْجِبَالَ اور پہاڑوں کو اَوْتَادًا
میخیں یعنی کیلیں تاکہ زمین انسے مضبوط ہو جاوے اور حرکت نکرے اور اگر زمین ہلتی اور حرکت کرتی تو اسپر ٹھہر سکتے اور فائدے اسکے حاصل نہ ہوتے وَّخَلَقْنٰكُمْ
اور کیا نہیں پیدا کیا ہمنے تمکو اَزْوَاجًا جوڑا جوڑا یعنی نر اور مادہ تاکہ آپس میں انس پکڑو تم اور نسل تمہاری جاری ہو اور یا یہ کہ تمکو قسم قسم کا پیدا کیا ہے سیاہ
اور سفید اور سرخ اور زرد اور کوتاہ اور دراز اور موٹا اور دبلا اور خوبصورت اور بدصورت اور طرح طرح کی زبان اور گفتگو عطا کی وَّجَعَلْنَا اور کیا ہے ہمنے
نَوْمَكُمْ سُبَاتًا نیند تمہاری کو سبب آرام اور راحت کا کہ ماندگی اور مشقت سے تسکین حاصل کرو وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ اور کیا ہمنے رات کو لِبَاسًا پوشش اسکی تاریکی
میں سب چیزوں کو چھپاؤ اور پوشیدہ کرو جسکا پوشیدہ کرنا منظور ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ معنی ہیں کہ شب کو وقت لباس تمہارے کا کیا تاکہ تم شب کو اپنے تئیں لباس ہو پوشیدہ
کرو وقت سونیکے وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ اور کر دیا ہمنے دن کو مَعَاشًا وقت طلب کرنے معیشت کا تاکہ اپنی روزی کو کسب کرو اور اسکو حاصل کرو تمہیں صحیح کرو وَّبَنَيْنَا
اور بنایا ہمنے فَوْقَكُمْ اوپر تمہارے سَبْعًا شِدَادًا سات آسمانوں سخت کو کہ نہایت مضبوط اور استوار ہیں کسیطرح سے بوسیدگی اور خلل انمیں نہیں ہے وَّ
جَعَلْنَا اور پیدا کیا ہمنے ان آسمانوں میں سِرَاجًا وَّهَّاجًا چراغ روشن یعنی آفتاب کو پیدا کیا کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے وَّاَنْزَلْنَا اور نازل کیا ہمنے
مِنَ الْمُعْصِرٰتِ بادلوں نچوڑنے والوں باران کے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد معصرات سے ہوائیں ہیں کہ بادلوں کو نچوڑتی ہیں اور نکالتی ہیں انمیں سے مَآءً ثَجَّاجًا
پانی ٹپکنے والا کو کہ وہ باران ہے لِّنُخْرِجَ بِهٖ تاکہ نکالیں ہم ساتھ اس پانی کے حَبًّا دانہ کو کہ کھانیکے واسطے چاہئے مثل گندم اور جو کو وَّنَبَاتًا اور گھاس وغیرہ روئیدگی
کو کہ حیوانات کے چارے کے واسطے چاہئے وَّجَنّٰتٍ اور باغ بھرے ہوئے درختوں سے یعنی تاکہ نکالیں ہم ساتھ اس پانی کے درختوں گھنے ہوؤں کو اَلْفَافًا آپس میں
لپٹے ہوئے یعنی کثرت سے کہ ایک دوسرے پر لپٹا ہوا ہے اور متصل ہو رہا ہے اور یہ ہمنے اسواسطے پیدا کئے ہیں تاکہ ان نعمتوں کا شکر کریں اور ناشکری نہ کریں اور روز قیامت کا اقرار کریں
اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ تحقیق کہ دن حکم کرنیکا اور جدا کرنیکے حق کا باطل سے یعنی روز قیامت کا کَانَ ہے خدا کے علم میں مِیْقَاتًا وقت مقرر واسطے حساب خلائق کے اور
جزا دینے انکو اعمال کے اور منتہی ہونے دنیا کے یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ جس دن پھونکا جاوے گا صور کے دوسری مرتبہ فَتَاْتُوْنَ پس آؤ گے تم اَفْوَاجًا گروہ گروہ
یہ حال واقع ہوا ہے یعنی آؤ گے تم گروہ گروہ اپنی قبروں سے اٹھکر میدان محشر میں ہر گروہ اپنے پیغمبر کے ہمراہ واسطے حساب اور جزا اعمال کے اور منقول ہے کہ معاذ بن جبل نے
ایکروز ابو ایوب انصاری کے گھر میں اس آیت کے معنی رسولخدا صلعم سے پوچھے فرمایا کہ اے معاذ تونے امر عظیم سے سوال کیا ہے اور بہت بڑی چیز کو تونے پوچھا ہے
اور بعد اسکے حضرت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ دس قسم کے آدمیوں کو میری امت میں سے میدان حشر میں حاضر کریں اور مومنین سے جدا کریں بعضے بندروں کی صورت ہونگے
اور بعضے سوروں کی صورت ہونگے اور بعضے الٹے سر کے اوپر چلتے ہونگے اور بعضے اندھے ہونگے اور بعضے گونگے اور بہرے ہونگے اور بعضے اپنی زبانوں کو چباتے ہونگے اور وہ
زبانیں سینوں پر پڑی ہونگی اور آب گندیدہ اور غلیظ اور پیپ ان سے جاری ہوگی کہ قیامت کے لوگ اسکی بدبو سے اذیت پائیں گے اور بعضوں کے ہاتھ اور
پاؤں کٹے ہوئے اور بعضے آگ کی سولی پر لٹکتے ہونگے اور بعضوں میں مردار سے زیادہ بدبو آتی ہوگی اور بعضے قطران کے کہ وہ ایک روغن ہے جبے پہنے ہوئے ہونگے کہ وہ زیادہ انکے
بدن میں چسپیدہ ہونگے اور ان سب لوگوں کی تفصیل حضرت نے بیان کی کہ بندر تو وہ سخن چین اور چغلی کھانے والے ہونگے اور سور حرام کھانے والے ہونگے اور الٹے سر کے
اوپر چلنے والے سود خور ہونگے اور اندھے ظلم کا حکم کرنیوالے ہونگے اور گونگے اور بہرے اپنے اعمال پر ناز کرنیوالے ہونگے اور زبانیں چبانیوالے قاضی اور علماء ہونگے کہ گفتار انکی
مخالف کردار کے ہوئیگی یعنی لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم کرتے تھے اور خود اچھے کام نہیں کرتے تھے اور ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے وہ ہونگے کہ جو لوگ کہ اپنے ہمسایہ کو آزار پہنچاتے تھے اور آگ کی سولی
پر لٹکنے والے غیبت خوار وہ لوگ ہونگے کہ جو بادشاہوں کے روبرو لوگوں کی چغلی کھاتے تھے اور جن لوگوں میں مردار سے زیادہ بدبو آئیگی وہ اپنے نفسوں کی خواہشوں کی

طلب کرنیوالے ہونگے اور لذتوں کے اور خدا کے حقوق کو اپنے مالوں میں سے منع کرنیوالے ہونگے اور قطران کا لباس پہننے والے اور سیاہ اور نیلگوں ہونگے اور بکھر کر نیوالے ہونگے **وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ** اور
کھولے جاینگے آسمان یعنی پھاڑے جاینگے آسمان اور بعضے قاری فتحت کو تشدید تا پڑھتے ہیں یعنی بہت پھاڑے جاینگے آسمان اسروز واسطے نازل ہونے ملائکہ کے **فَكَانَتْ**
پس ہو جاینگے وہ پھٹنے سے **اَبْوَابًا** دروازوں والے یعنی آسمان پھٹ جاینگے اور ان میں سوراخ ہو کر دروازے بنجاینگے **وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ** اور روانہ کیے
جاینگے پہاڑ ہوا پر **فَكَانَتْ سَرَابًا** پس ہو جاینگے وہ مثل ریت چمکتے ہوئے کہ دور سے تو پانی کی مثال معلوم ہوں اور قریب جا کر دیکھیں تو کچھ نہو اور ایسے ہی پہاڑوں کا
حال ہو کہ وہ حقیقت انکی پہاڑ ہونیکی باقی نرہے **اِنَّ جَهَنَّمَ** تحقیق کہ دوزخ **كَانَتْ مِرْصَادًا** ہوئی گھات کی جگہ میں کہ ملائکہ دوزخ اسمیں منتظر عذاب کرنے کافروں کے
ہوں اور کفار کا گذر اسمیں ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مرصاد قیدخانہ ہے کہ دوزخیوں کو اسمیں قید کریں حاصل یہ ہے کہ دوزخ گھات میں ہو **لِّلطَّاغِيْنَ** واسطے حد سے گزرنے والوں
کے کہ وہ مشرکین ہیں **مَاٰبًا** جگہ پھرنے اور رہنے کی واسطے انکے **لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ** جس وقت کہ دیر کرنے والے ہونگے بیچ اس دوزخ کے **اَحْقَابًا** قرنوں یا پے در پے زمانوں اور سرور کائنات
صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ نہ نکلیگا جو شخص کہ داخل ہوگا اسمیں یہانتک کہ دیر کرے اسمیں کئی حقب اور ایک حقب ساٹھ اور چند سال کا ہے اور ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور
ایک دن ہزار برس کا ہے اور حضرت صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آٹھ حقب میں ایک حقب اسّی برس کا اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور ایک دن ہزار برس کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے بلال سے
پوچھا کہ تم اپنی کتاب میں حقب کو کسقدر پاتے ہو کہا کہ ایک حقب اسّی برس کا ہے اور ہر برس بارہ مہینے کا اور ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ہزار سال کا کہتے ہیں کہ احقاب کی انتہا نہیں کس حقب کے بعد
ہوتا ہے گا اور لابثین حال واقع ہوا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ احقاب کی انتہا نہیں ہے حقب کے بعد دوسرا حقب ہے وہ اسکو کافروں کے واسطے کہتے ہیں اسواسطے کہ کافر کبھی دوزخ سے باہر نکلیگا اور جو لوگ کہ احقاب
کی حد مقرر کرتے ہیں جیسے کہ حضرت صادقؑ کی روایت میں آیا ہے کہ احقاب آٹھ ہیں وہ اسکو خدا کے واحد جاننے والوں کے واسطے کہتے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ یہ
ان لوگوں کے واسطے ہونگی کہ جو دوزخ سے نکلیں گے اور اب خدا دوزخیوں کا حال بیان کرتا ہے کہ **لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا** نہ چکھیں گے وہ بیچ اس دوزخ کے یعنی نہ پائیں گے۔
بَرْدًا خنکی کو ہوا کی یعنی ایسی چیز کہ جس سے راحت ہو اور دوزخ کی حرارت کو دفع کرے اور ایسی چیز نہ پائینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ برد سے مراد خواب ہے یعنی نیند انکو دوزخ
میں آئیگی **وَّلَا شَرَابًا** اور نہ چکھیں گے وہ شراب کو **اِلَّا حَمِيْمًا** مگر آب گرم کھولتے ہوئے کو کہ نہایت گرم ہوگا یہانتک کہ جس وقت اسکو منہ کے قریب لائینگے تو منہ کا گوشت
اسمیں گل کر گر پڑے گا اور جس وقت پیئینگے تو انتڑیاں پارہ پارہ ہو جائینگی وہ اس پانی کو پئیں گے **وَّغَسَّاقًا** اور پیپ کو جو کہ دوزخیوں سے جاری ہوگی اور یا آنسو انکے جو کہ حسرت
سے ٹپکینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ غساق ایک جنگل ہے دوزخ میں اور اسکی تین سو ساٹھ شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں تین سو ساٹھ خانے ہیں اور ہر خانہ میں چار ہزار
کنوئیں ہیں اور ہر کنوئیں میں ایک بڑا سانپ ہے اور ہر سانپ میں اسقدر زہر ہے کہ اسکو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے وہ زہر دوزخیوں کے پینے کو دینگے **جَزَآءً** بدلا دیے جائینگے
وہ دوزخی بدلا دینا **وِّفَاقًا** موافق عمل کے اور جزا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی جیسا کہ انکا عمل تھا ویسا ہی بدلا دیں گے کہ انکے عمل کے موافق ہو اور
اس عمل کو انکے بیان کرتا ہے کہ **اِنَّهُمْ** تحقیق وہ کفار اور گنہگار **كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ** تھے وہ کہ نہیں امید رکھتے تھے **حِسَابًا** حساب آخرت کو اور ثواب اس جہان کو
وَّكَذَّبُوْا اور جھٹلایا انھوں نے اور تکذیب کی **بِاٰيٰتِنَا** ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کہ انبیاء نے انکو دکھلائی اور یا قرآن کی آیتوں کو انھوں نے جھٹلایا اور یا ہماری
حجتوں کو انھوں نے جھٹلایا کہ انہیں سے ائمہ ہدیٰ ہیں **كِذَّابًا** جھٹلانا اپنے نفس کی خواہش کی پیروی سے بدون حجت اور دلیل کے **وَكُلَّ شَيْءٍ** اور ہر
چیز کو جیسے عمل خیر اور بد کو اور سوائے اسکے **اَحْصَيْنٰهُ** شمار کیا ہے ہمنے اسکو یعنی نگاہ رکھا ہے اور لکھا ہے **كِتٰبًا** لکھنا جو کہ حق لکھنے کا ہے کہ کوئی چیز باقی
نہیں رکھی اور کتابا یا تو مصدر احصیناہ کا ہے اسواسطے کہ یہ دونوں معنی میں ایک ہیں اور یا کتبناہ مقدر کا ہے اور جس وقت کہ ان کفار نے ہماری قدرت کی نشانیوں
کو اور قیامت کے روز کو جھٹلایا تو ہم آخرت میں زبانی فرشتوں کے انسے کہینگے کہ **فَذُوْقُوْا** پس چکھو تم عذاب کو روز جزا کے **فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ** پس ہرگز نہ
زیادہ کرینگے ہم تمکو ہمیشہ **اِلَّا عَذَابًا** مگر عذاب کو کہ عذاب کے اوپر عذاب ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ یہ بہت سخت آیت ہے قرآن میں دوزخیوں کے واسطے اور
اب پرہیزگاروں کا حال بیان کرتا ہے کہ **اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ** تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے **مَفَازًا** رستگاری ہے عذاب سے اور پہنچنا مراد کو کہ وہ **حَدَآئِقَ**
باغ ہیں یہ بدل اشتمال مفازاً کا ہے یعنی واسطے پرہیزگاروں کے باغ ہیں کہ بھرے ہوئے ہیں درختوں سے اور میووں سے **وَّاَعْنَابًا** اور انگور ہیں اور خصوصیت اسکی
واسطے فضیلت کے ہے **وَّكَوَاعِبَ** اور جوان عورتیں انار پستان کہ جن کی چھاتیاں ابھری ہوئی ہوں **اَتْرَابًا** ہم عمر اور ہم شکل اور کہتے ہیں کہ بہشت میں سب مرد اور

ع ۳۰

عورت ایسے ہوں گے کہ جیسے پینتیس برس کی عمر کا آدمی ہوتا ہے وَّكَاْسًا اور پیالے ہونگے اُن کے واسطے دِهَاقًا چھلکتے ہوئے کہ بھرے ہونگے شراب سے لَا يَسْمَعُوْنَ
فِيْهَا نہ سنیں گے وہ بیچ اس بہشت کے لَغْوًا بیہودہ بات کو وَّلَا كِذّٰبًا اور نہ جھوٹ کو اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ نہ سنیں گے شراب پینے والے بہشت میں
بات بیہودہ کو اور دروغ کو جیسے کہ دنیا کی شراب کو نوش کر کے بکتے ہیں اور بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور آپس میں جنگ کرتے ہیں اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ مراد ان للمتقین
مفازا سے سورہ عم یتساءلون میں علی ابن ابیطالب ہے اور ابن عباس نے قسم کھائی ہے کہ واللہ وہ سردار ہے ہر متقی کا اور رستگاری پانیوالا جَزَآءً بدلہ دیے گئے ہیں متقی
ان نعمتوں کا بدلا دیا مِّنْ رَّبِّكَ پروردگار تیرے کی جانب سے موافق وعدہ کے اور جزا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا عَطَآءً بخشش ہے یہ بدل ہے جزا سے اور یا
مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی اعطاہم عطاءً ہے یعنی بخشا انکو بخشنا حِسَابًا کافی اور وافی موافق اعمال ان کے رَّبِّ السَّمٰوٰتِ پروردگار
آسمانوں کا یہ بدل ہے من ربک سے اور اہل حجاز اور ابو عمرو نے رب کو مرفوع پڑھا ہے مبتدا مقرر کر کے اور باقیوں نے مجرور پڑھا ہے پہلے رب کی صفت تجویز کر کے یعنی پروردگار
تیرا پروردگار آسمانوں کا ہے وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور اس چیز کا کہ درمیان ان دونوں کے ہے الرَّحْمٰنِ خدا بخشنے والا ہے اور عاصم اور
ابن عامر اور یعقوب اور سہیل نے اسکو مجرور پڑھا ہے پہلے رب کی صفت ٹھہرا کر اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے خبر رب السموات کی اور وہ ایسا ہے خدا بخشنے والا کہ لَا
يَمْلِكُوْنَ نہ مالک ہونگے باشندے آسمان اور زمین کے مِنْهُ اس خدا سے خِطَابًا بات کرنیکو یعنی قدرت نہ ہوگی کسیکو کہ اس سے کوئی بات کرے اور یا
زبان کو اپنی شفاعت کے واسطے کھولے مگر اسکی اذن سے اور مجال کسیکو نہ ہوگی کہ اسکے ثواب اور عذاب پر کوئی اعتراض کرے اسواسطے کہ سب اسکے بندے اور مخلوق ہیں
اور غلاموں کا کیا مقدور ہے کہ اپنے آقا اور مالک پر اعتراض کریں اور یہ ذکر اس روز کا ہے کہ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ جسدن کہ کھڑی ہو روح وَالْمَلٰٓئِكَةُ
اور فرشتے صَفًّا صف باندھ کر یہ حال واقع ہوا ہے اور روح ایک فرشتہ ہے کہ وہ جبرئیل اور میکائیل سے بھی زیادہ بزرگ ہے اور کہتے ہیں کہ خلقت میں اس
سے بڑا کوئی نہیں ہے اور رسول خدا صلعم کے ہمراہ وہ رہتا ہے اور بعد حضرت کے آئمہ ہدی کے ہمراہ اور اسکی بزرگی کی جہت سے اسکا ذکر علیحدہ کیا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ
تنہا ایک صف میں کھڑا ہوگا اور باقی فرشتے باوجود کثرت اور بڑے بڑے جسم ہونیکے ایک صف میں کھڑے ہونگے اور بزرگی اور بڑی خلقت ہونمیں وہ اسکے برابر ہے
اور کہتے ہیں کہ مقام روح کا چوتھا آسمان ہے اور ہر روز وہ بارہ ہزار تسبیح کہتا ہے اور ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے آدمیونکی
ارواح ہیں کہ درمیان دونوں صور پھونکنے کے اور جسموں میں داخل ہونے سے پہلے صف باندھ کر کھڑے ہوں اور ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں نے رسول خدا
سے پوچھا تھا کہ روح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک لشکر ہے خدا کے لشکروں میں سے کہ وہ فرشتوں کی جنس سے نہیں ہیں اور ہاتھ اور پاؤں بھی انکے ہیں اور کھاتے بھی
ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے جبرئیل ہے کہ ہمراہ ملائکہ کے ایک صف میں کھڑا ہو پس یہ ملائکہ وغیرہم صف باندھ کر کھڑے ہوں لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ
نہ کلام کریں گے شفاعت وغیرہ کے مقدمہ میں اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ مگر وہ شخص کہ اذن دیا گیا ہو واسطے اسکے خدا نے کہ گنہگاروں کی شفاعت
کرے وَقَالَ صَوَابًا اور کہا ہو اس شخص نے نیک بات کو کہ وہ لا الہ الا اللہ ہے یعنی خدا کے ایک جاننے والے ہوں وہ لوگ جیسے کہ مومنین اور ملائکہ اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ واللہ شفاعت کے واسطے ہم بھی اذن دیے گئے ہیں قیامت کے روز اور نیک بات کہنے والے ہیں ہم راوی نے پوچھا کہ اے فرزند
رسول خدا کیا بات کہو گے تم فرمایا کہ بزرگی سے یاد کریں گے ہم پروردگار اپنے کو اور درود بھیجیں گے ہم پیغمبر اپنے پر اور شفاعت کریں گے ہم اپنے شیعوں کے واسطے
اور پروردگار ہمارا رد نہ کرے گا ہماری شفاعت کو ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ وہ روز حق ہے کہ واقع ہوگا اور اسکے ہونیمیں کچھ شک نہیں ہے فَمَنْ شَآءَ
اتَّخَذَ پس جو شخص کہ چاہے پکڑے اِلٰى رَبِّهٖ طرف پروردگار اپنے کی مَاٰبًا پھرنا ایمان اور طاعتوں کو اختیار کر کے اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ تحقیق کہ ہم نے
ڈرایا ہے تمکو کئی مرتبہ عَذَابًا قَرِيْبًا عذاب نزدیک سے کہ وہ عذاب آخرت ہے اور قریب ہونا اسکا باعتبار یقینی واقع ہونے اسکے کے ہے اس واسطے کہ جو چیز
کہ آئندہ ہونے والی ہے وہ قریب ہے يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ جسدن کہ دیکھیگا آدمی مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ اس چیز کو کہ آگے بھیجا ہے دونوں ہاتھوں اسکے نے یعنی جو عمل
کہ اسنے کیا ہے اسکی جزا کو اسروز دیکھیگا اور اعمال کو ہاتھونکی طرف اسواسطے منسوب کیا ہے کہ اکثر اعمال ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد آدمی سے اس جگہ کافر ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ عام ہے کافر ہو یا مومن ہو ہر ایک اپنے اعمال کی جزا کو دیکھیں گے کہ نیک عمل کی جزا بہشت ہے اور بدعمل کی جزا دوزخ ہے وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ اور کہیگا

ع ۲

کافر کہ یٰلَیْتَنِیْ اے کاش کہ میں کُنْتُ تُرٰبًا ہوتا میں مٹی اور آدمی ہوتا ہیں اور آج کے روز خاک ہوتا کہ عذاب میں گرفتار ہوتا اور منقول ہے کہ قیامت کے روز وحشیات
کھینچیں شامل ہونگے اور تمام حیوانات کو چرندوں کو اور درندوں کو اور پرندوں کو اور زمین میں رہنے والوں کو جمع کریں واسطے بدلا لینے کے کہ اگر کسی سینگدار نے بے سینگ والے کو مارا ہوگا
تو اسکا عوض اس سے لیویگا اور بعد اسکے انکو خدا تعالیٰ خاک کر دیگا اور کافر جسوقت انکا یہ حال دیکھیگا تو آرزو کریگا کہ کاش میں بھی مثل ان حیوانات کے مٹی ہو جاتا اور بعضے کہتے
ہیں کہ خدا حیوانات کو جمع کر کے ان سے پوچھیگا کہ کون ہے پروردگار تمہارا وہ کہینگے کہ اللہ الرحمن الرحیم خدا تعالیٰ بعد اسکے ان حیوانات سے کہیگا کہ میں نے تمکو پیدا کیا تھا اور
آدمیوں کا تمکو فرمانبردار کیا تھا اور تم زندگی میں انکی فرمانبرداری کی اب تم خاک ہو جاؤ جیسے کہ پہلے اول میں تم خاک تھے وہ سب خاک ہو جائینگے اور کفار جسوقت انکو
دیکھیں کہ وہ خاک ہو گئے ہیں تو حسرت اور افسوس سے کہیں کہ کاش ہم خاک ہو جاتے دنیا میں اور انکی روزی کھاتے اور آج قیامت کے روز خاک ہو جاتے کہ عذاب میں
گرفتار نہ ہوتے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد کافر سے ابلیس ہے کہ آدم کو عیب لگاتا تھا کہ خاک سے پیدا ہے اور اپنی تعریف کرتا تھا کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور قیامت کے روز
جو ثواب کی اور مرتبہ آدم کا اور اولاد مومنین کا دیکھے تو کہے کہ کاش میں مٹی ہوتا اور آدم کے ساتھ نسبت رکھتا ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ ظالم جاہل متکبر قیامت کے روز کہیگا کہ کاش کہ
میں فقیر اور ذلیل اور عاجز مثل مٹی کے ہوتا اور ابن عباس سے کسی نے پوچھا کہ رسول خدا نے علی کو کس واسطے ابو تراب فرمایا ہے کہا اسواسطے کہ وہ صاحب زمین کا ہے اور حجت خدا کی
ہے زمین کے رہنے والوں پر بعد رسول خدا کے اور واسطے اسی کے ہے باقی رہنا زمین کا اور سکونت اسکی طرف ہے اور تحقیق سنا ہے میں نے کہ رسول خدا فرماتے تھے کہ قیامت کے روز جس وقت
دیکھیگا کافر اس چیز کو کہ خدا نے اسکے شیعوں کے واسطے تیار کی ہے اور انکی قربت کو دیکھیگا تو کہیگا کاش کہ میں بھی ہوتا یعنی میں علی کے شیعوں میں ہوتا اور یہی مراد ہے قول حق
تعالیٰ سے کہ یا لیتنی کنت ترابا **سورۃ النازعات** یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں آیتیں چھیالیس ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ نازعات کو
پڑھے وہ مریگا اور سیراب اور زندہ ہو کر اٹھیگا مگر سیراب اور بہشت میں داخل ہوگا مگر سیراب اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جو کوئی اس سورہ کی تلاوت کرے ثواب اسکا
اسقدر ہو کہ اول عمر سے آخر تک عبادت میں مشغول رہا ہو اور ہر سال حج یا عمرہ بجا لایا ہو **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالنّٰزِعٰتِ** قسم ہے ان فرشتوں کی
کہ جو کھینچنے والے ہیں جانیں کافروں کی **غَرْقًا** باعتبار قوت اور سختی کے کہ باہر نکالتے ہیں انکی جانوں کو بدن کے اندر سے اور بالوں کی جڑوں سے قہر اور غضب سے یہانتک کہ روح کو حلق
تک لائیں اور چھوڑ دیں کہ وہ پھر بدن میں پھیل جائے اور پھر اسکو سختی سے کھینچیں **وَالنّٰشِطٰتِ** اور قسم ہے ان فرشتوں کی کہ نرمی سے نکالنے والے ہیں جانیں مومنین کی
نَشْطًا نرمی سے نکالنا یہانتک کہ بہت آسانی سے روحیں انکی بدنوں سے مفارقت کریں جیسے کسی بستہ چیز سے ڈوری کو کھولیں اور منقول ہے کہ کوئی مومن ہو
مگر کہ وقت مرنیکے اسکو بہشت اور اسکے محل اور نعمتیں اسکی اسکو بہشت اور اسکے محل اور نعمتیں اسکی اسکو دکھلائیں اور وہ جسوقت اپنی جگہ بہشت میں دیکھے تو نشاط اور خوشی
تمام سے اپنی جان دیوے اور کافروں کو بھی وقت مرنیکے انکی جگہ دوزخ میں دکھلائیں اور قسم قسم کے عذاب انکو تاکہ نہایت تنگی سے انکی جانوں کو نکالیں اور بعضے والناشطات
نشطاً کے معنی بھی سختی سے جان نکالنے کی کہتے ہیں اور مراد اس سے کافروں کی جانیں لیتے ہیں **وَالسّٰبِحٰتِ** اور قسم ہے فرشتوں تیرنے والوں کی **سَبْحًا** تیرنیکی ہوا سے زمین پر
اور زمین سے ہوا پر اور دوڑنے والے جلدی کرکے اس سیر میں واسطے تدبیر مصلحت زمین کے رہنے والوں کے جیسے کہ غوطہ خور دریا میں غوطہ لگاتے ہیں **فَالسّٰبِقٰتِ** پس آگے
بڑھنے والے ہیں ارواح مومنین کو لیکر طرف بہشت کے اور یا پس سبقت کرنیوالے ہیں وقت آنے زمین کے **سَبْقًا** سبقت کرنا فرمانبرداری میں واسطے پہنچانے احکام خدا کے
فَالْمُدَبِّرٰتِ پس تدبیر کرنیوالے **اَمْرًا** کام دین اور دنیا کو یعنی جبرئیل کہ ہواؤں پر موکل ہے اور لشکروں پر اور میکائیل کہ باران اس سے تعلق رکھتا ہے اور اسرافیل کہ
قضاؤں اور قدروں کو لیکر نازل ہوتا ہے اور عزرائیل کہ ارواح کے نکالنے پر متعین ہے یہ سب انکے کاموں کو نہیں سبقت کرتے ہیں اور دوڑتے ہیں اور یا اور فرشتے
مراد ہیں کہ تدبیر کرنیوالے عذاب دوزخ اور ثواب بہشت کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ قسم ستاروں کی کھائی ہے اور وہ بہت جلدی قصد مسافت کا کرتے ہیں اور مشرق
سے طرف مغرب کے جاتے ہیں ایک برج سے طرف برج دوسرے کے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مراد نازعات سے موت ہے کہ روحوں کو بدنوں سے کھینچتی ہے اور جواب
ان قسموں کا محذوف ہے اور وہ لتبعثن ہے یعنی قسم ہے ان امور مذکورہ کی کہ البتہ اٹھائے جاؤ گے تم زندہ کر کے **یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ** جس دن کہ کانپے
کانپنے والا کہ وہ زمین اور پہاڑ ہیں اور یہ پہلے صور کا ذکر ہے **تَتْبَعُہَا الرَّادِفَۃُ** پیچھے آئے اسکے پیچھے آنیوالے اور وہ آسمان اور ستارے ہیں کہ بعد اسکے
شگافتہ ہو جائیں اور گر پڑیں دوسرے صور تک اور درمیان دونوں صوروں کے کہتے ہیں کہ چالیس برس کا فاصلہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ رادفہ سے مراد قیامت ہے

سورۃ النازعات

وقف لازم

اور پیچھا آتا ہے دوسرا نفخہ اور وہ واقع ہو گا بعد پہلے کے چالیس برس کے اوسوقت یہ حادثہ واقع ہوا تو قُلُوبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَۃٌ دل اسدن دھڑکتے ہونگے اور ترسان ہونگے کہ اَبْصَارُهَا خَاشِعَۃٌ ہونگی آنکھیں

انکی دل والونکی خاشعہ یعنی نیچی ہونیوالی ہونگی دہشت اور خوف سے اور واجفہ صفت قلوب کی ہے اور خاشعہ خبر انکی ہے اور ابصار کا مضاف محذوف ہے یعنی صاحب آنکھونکی

اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ واجفہ صفت قلوب کی ہو واسطے کہ ہسکو تمیز قلوب نکرہ سے مبتدا نہو سکیگا یَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں کہ وہ کفار انکار کرنیوالے قیامت کے دنیا میں جسوقت

کہ انسے کہا جاتا ہے کہ تم زندہ ہو کر اٹھو گے کہ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ کیا تحقیق ہم البتہ پھیرے جائینگے فِی الْحَافِرَۃِ بیچ حالت پہلی کے یعنی ہمکو بعد مرنیکے کیا اسی حال پر کہ جو ہم

پہلے رکھتے تھے پھیرینگے اور حافرہ لیا گیا ہے بیچ قولان فی الحافرۃ یعنی رجوع کیا فلانے بیچ حافرہ اپنی کے وہ طریقہ کہ جسپر چلا تھا اور کہتے ہیں وہ انکار کرنیوالے قیامت کے

ءَاِذَا کُنَّا کیا جسوقت ہو جاوینگے ہم عِظَامًا ہڈیاں نَّخِرَۃً پرانی پوسیدہ مثل خاک کی اسوقت ہم زندہ کرکے اٹھائے جاوینگے اور اہل کوفہ نَاخِرَۃً پڑھا ہے قَالُوْا کہا انہونے

ہنسی کی راہ سے کہ اگر ایسا ہی ہو تو تِلْکَ یہ پھرنا ہمارا دوبارہ زندہ ہو کر اِذًا کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ اسوقت پھرنا نقصان والا ہے اسواسطے کہ ہم ہمیشہ اسکو جھٹلاتے ہیں حق تعالی انکو جواب

میں فرماتا ہے کہ اسکا تعجب مت کرو کہ تمہاری قدرت کے نزدیک بہت آسان ہے فَاِنَّمَا هِیَ پس سوائے اسکے نہیں کہ وہ زَجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ جھڑکنا ایک ہے یعنی ایک نعرہ

لگانا اسرافیل کی ہے کہ تمام خلائق اسکے زندہ ہو جاویں اور یہ دوسری دفعہ صور پھونکنے کا ذکر ہے پس جسوقت دوسرا صور پھونکا جاویگا تو فَاِذَا هُمْ پس ناگہاں وہ لوگ یعنی سب آدمی

بِالسَّاهِرَۃِ بیچ زمین سفید برابر کے ہونگے زندہ ہو کر بعد مرنیکے اور کہتے ہیں کہ ساہرہ اس زمین کا نام ہے کہ جو نزدیک بیت المقدس کے ہے جبل اریحا کی طرف اور اسی زمین پر حشر

ہوگا خدا اسکو کشادہ کر دیگا جسقدر چاہیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا ایک زمین ساہرہ کو پیدا کرےگا چاندی اور طول و عرض اسکا چالیس حصہ زیادہ ہوگا اور خدا تعالی رسول خدا

کی تسلی کیواسطے حضرت موسی اور فرعون کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ هَلْ اَتٰىکَ کیا آئی ہے تیرے پاس یہ استفہام اقراری ہے یعنی آئی ہے تیرے پاس اے محمد صلعم

حَدِیْثُ مُوْسٰى بات موسی کی اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ جسوقت کہ پکارا اسکو پروردگار اسکے نے بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ بیچ جنگل پاک کے کہ نام اسکا طُوًى ہے یعنی کفار جو تجھکو جھٹلاتے ہیں

اور قیامت کا انکار کرتے ہیں موسی کا حال فرعون کے ساتھ سنکر تجھکو تسلی ہو جاویگی اور آپ یاد کر تو کہ جسوقت پکارا پروردگار تیرے نے موسی کو جنگل پاک طوی میں اور کہا موسی سے اِذْهَبْ

اِلٰى فِرْعَوْنَ جا تو طرف فرعون کے اِنَّهٗ طَغٰى تحقیق کہ وہ حد سے گذر گیا ہے تکبر اور کفر میں فَقُلْ پس کہہ تو اسکو نرمی اور نیک خلق سے هَلْ لَّکَ کیا واسطے تیرے ہے اِلٰۤى اَنْ تَزَکّٰى

طرف اسکے کہ پاک ہو تو کفر اور شرک سے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کا اعتقاد کرے وَاَهْدِیَکَ اور راہ دکھلاؤں میں تجھکو اِلٰى رَبِّکَ طرف پروردگار تیرے کی فَتَخْشٰى پس ڈرے تو عذاب اسکے اور پرہیز کرے تو

سرکشی سے اور نافرمانی سے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس امر کی کہ خوف بدون معرفت خدا کے حاصل نہیں ہوتا ہے اور جو کوئی خدا کو ڈرتا ہے وہ امر خیر میں مشغول ہوتا ہے اور جو کوئی خدا سے نہیں ڈرتا ہے وہ اعمال بد سے پرہیز نہیں کرتا

ہے اور منقول ہے کہ خدا نے موسی کو فرمایا کہ تو جا اور فرعون سے نرمی سے کلام کر اور طرف حق کے اسکو ہدایت کر اگرچہ میں جانتا ہوں کہ وہ قبول نہ کریگا موسی نے عرض کی کہ خداوندا

اس صورت میں اسکے پاس جانے سے کیا فائدہ ہے فرمایا کہ اسواسطے کہ تا کہ حجت اسپر تمام ہو اور قیامت کے روز وہ نکہے کہ تونے میرے پاس کسیکو پیغمبر کرکے کیوں نہ بھیجا حضرت موسی

یہ سنکر فرعون کے پاس آئے اور پیغام خدا کا پہنچایا فرعون نے معجزہ طلب کیا فَاَرٰىهُ پس دکھلایا اسکو اَلْاٰیَۃَ الْکُبْرٰى معجزہ بڑا اور وہ عصا تھا کہ سانپ بنگیا تھا اور کہتے ہیں کہ ہاتھ

کو بھی روشن کرکے دکھلایا اور دونوں کو ایک آیت فرمایا پس حضرت موسی نے معجزہ دکھلایا فَکَذَّبَ پس جھٹلایا فرعون نے موسی کو پیغمبری کے دعوے میں وَعَصٰى اور

نافرمانی کی خدا کی معجزہ دیکھنے کے بعد اور کہا کہ یہ جادو ہے ثُمَّ اَدْبَرَ پھر پشت پھیری موسی کی طرف سے اور اسکی فرمانبرداری سے انکار کیا یَسْعٰى جس وقت کہ کوشش کرتا

تھا موسی کے امر کے باطل کرنے میں فَحَشَرَ پس جمع کیا اپنے آدمیوں کو جو کہ اسکے فرمانبردار تھے فَنَادٰى پس آواز دی انکو فَقَالَ پس کہا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰى میں ہوں

پروردگار تمہارا کہ بہت بلند اور بزرگ تر زیادہ ہوں دوسرے معبودوں سے کہ جو میری صورت کے تمنے بت بنائے ہیں اسواسطے کہ میں جسکو چاہتا ہوں ضرر پہنچا سکتا ہوں

اور مجھکو کوئی نہیں ضرر پہنچا سکتا ہے پس کوئی خدا مجھ سے زیادہ بلند نہو گا اور کہتے ہیں کہ جسوقت فرعون نے اژدہے کو دیکھا تو اپنی قوم میں پناہ لایا اور کہا کہ انا ربکم

الاعلی مجھکو اس اژدہے سے بچاؤ لیکن ایسے جاہل تھے اس قوم کے آدمی کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ جو شخص کہ اژدہے سے خوف کرتا ہے وہ اپنے مثل کے آدمیوں سے فریاد کرتا ہے وہ خدا

کیونکر ہو گا اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت فرعون نے موسی کے معجزے دیکھے تو الزام کھایا اور چاہا کہ عاجزی اسکی قوم پر ظاہر نہو اسواسطے ایک حیلہ کھڑا کیا اور کہا کہ اگر بالفرض میرے

سوائے کوئی اور بھی خدا ہے جیسا کہ گمان موسی کا ہے لیکن میں اس سے زیادہ بلند ہوں اسواسطے کہ رسول اسکا موسی ہے کہ ہمیشہ بھوکا ننگا رہتا ہے اور ایک ٹوپی اسکے سر پر ہے اور

ایک لاٹھی اسکے ہاتھ میں ہے اور جوتیاں اسکے پاؤں میں ہیں اپنے ہی پیروں چلتا ہے نہ کوئی گھوڑا رکھتا ہے نہ اسکے پاس کوئی غلام ہے اور نہ کوئی نوکر ہے اور میرے رسول ایسے

وقف لازم

وقف لازم

لباس پہنے ہوئے ہیں اور بڑے دبدبہ اور شوکت سے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور چاندی اور سونے میں غرق ہیں بڑے مالدار ہیں خادم اور نوکر اور چاکر بہت رکھتے ہیں
رتبہ میرا اور موسیٰ کے خدا کا دریافت کرنا چاہیے اور میں بیشک اس سے زیادہ عزت رکھتا ہوں فَاَخَذَهُ اللّٰهُ پس پکڑا اس فرعون کو خدا نے نَكَالَ الْاٰخِرَةِ عذاب آخرت میں کہ وہ
جلانا ہے وَالْاُوْلٰى اور عذاب دنیا میں کہ وہ غرق کرنا ہے اور نکال مصدر موکد ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی نکلہ اللہ نکال الاخرۃ ہے اور نکال تنکیل کے معنی میں ہے اور ابن عباس کے
معنی میں روایت ہے کہ دو کلمہ کے سرزد ہونے سے اسکو عذاب کیا کلمہ الاخریٰ تو ربکم الاعلیٰ ہے اور کلمہ اولیٰ ما علمت لکم من الہ غیری اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ درمیان انہی ان
دو کلموں کے چالیس برس کا فاصلہ تھا اور بعضے بیس سال کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ موسیٰ نے مناجات کی کہ اے پروردگار میرے فرعون کو تو نے چالیس برس تک مہلت
دی یہانتک کہ اسنے انا ربکم الاعلیٰ کہا اور میرے رسولوں کو اسنے جھٹلایا خدا نے وحی کی کہ وہ خلق نیک رکھتا تھا اور لوگوں کی حاجتیں روا کرتا تھا اور اپنی درگاہ سے انکو منع نہیں کرتا تھا پس میں نے
چاہا کہ اسکا بدلا اسکو یہیں دنیا میں عطا کروں اس سبب سے میں نے اسکو مہلت دی تا کہ دنیا کے فائدے سے محفوظ ہو اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ تحقیق کہ بیچ اس کے یعنی
فرعون کے عذاب کرنے میں لَعِبْرَةً البتہ نصیحت ہے لِّمَنْ یَّخْشٰى واسطے اس شخص کے کہ خوف کرے اور نافرمانی سے خوف کرے فرمانبرداری اختیار کرے اور اسکے واسطے

ع ۲

جھٹلانیوالوں قیامت کے اپنی قدرت کو بیان کرتا ہے کہ ءَاَنْتُمْ کیا تم اے انکار کرنیوالو حشر کے اور دوبارہ زندہ ہونیکو اَشَدُّ زیادہ سخت ہو خَلْقًا باعتبار پیدائش کے اَمِ
السَّمَآءُ یا آسمان کہ اسقدر بڑا ہے اور زیادہ سخت ہے اور تم جانتے ہو کہ آسمان خدا کا پیدا کیا ہوا ہے پس وہ کیونکر قادر نہو کہ دوسری بار تمکو پیدا کرے اور آسمانکی پیدا کرنیکی
کیفیت کو بیان کرتا ہے کہ بَنٰىهَا بنایا اسکو اس طریق سے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا بلند کیا چھت اسکی کو کہ وہ زمین سے پانسو برس کی راہ اونچی ہے فَسَوّٰىهَا پس درست اور برابر کیا
اسکو کہ کسیطرح کا خلل اور تفاوت اس میں نہیں ہے اور ستاروں سے اسکو آراستہ کیا وَاَغْطَشَ اور تاریک کیا لَیْلَهَا رات اسکی کو وَاَخْرَجَ اور باہر نکالا ضُحٰىهَا روشنی
آفتاب اسکی کو اور مراد اس سے دن ہے اور راتکو اور دنکو آسمانکی طرف اسواسطے منسوب کیا ہے کہ انکا پیدا ہونا اسکی حرکت سے ہے اسواسطے کہ رات آفتاب کے غروب سے ہوتی ہے اور دن اسکے طلوع سے
ہوتا ہے اور وہ فلک کی حرکت سے تعلق رکھتی ہیں وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ اور زمین کو بعد اسکے یعنی پیدا کرنے آسمانکے دَحٰىهَا بچھایا اسکو پانی پر واسطے آرام خلائق
کے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ پیدا کیا ہے زمین کو پہلے آسمان سے اور بچھایا ہے اسکو بعد اسکے اور روایت میں بھی آیا ہے اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا تحقیق نکالا اس زمین سے پانی اس
زمین کے کو کہ چشمے اسمیں جاری کیے اور اخرج سے پہلے قد کا لفظ مقدر ہے اسواسطے حرف عطف کا اسپر نہیں آیا اور کہتے ہیں کہ وہ حال واقع ہوا ہے وَمَرْعٰىهَا اور نکالا
چراگاہ اسکی کو اور گھاس اسکی کو وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا اور پہاڑ انکو مضبوط اور پائدار کیا اور جبال اور ایسے ہی پہلے اس سے الارض یہ دونو مفعول فعل مضمر کے ہیں کہ تفسیر کرتا ہے
اس فعل کی مابعد مفعول کا اور خدا نے زمین کو بچھایا ہے اور پہاڑوں کو مضبوط کیا ہے اور چراگاہ کو اور چشموں کو ظاہر کیا ہے مَتَاعًا لَّکُمْ واسطے فائدے تمہارے کے وَلِ
اَنْعَامِکُمْ اور واسطے فائدہ چوپاؤں تمہارے کے اور متاعًا مفعول لہ واقع ہوا ہے اور خدا نے قیامت کے صحیح اور ثابت ہونے پر یہ دلیل بیان کی ہے اور اب قیامت کا ذکر کرتا ہے کہ
فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْکُبْرٰى پس جسوقت کہ آئی بلا بڑی کہ وہ قیامت ہے اور سب بلاؤں پر وہ غالب ہے کہ کوئی بلا اسکے برابر نہیں ہے پس وہ واقع ہوگی یَوْمَ
یَتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ جس دن کہ یاد کرے آدمی مَا سَعٰى جو کچھ کہ کوشش کی ہے یعنی جو عمل کہ اسنے دنیا میں کیے تھے وہ اسکو سب یاد آجائیں گے جسوقت نامہ اعمال
اسکو دیا جائیگا اور سب آدمی اسروز حسرت اور افسوس کرینگے بدکار تو اسواسطے کہ عمل نیک کیوں نہ کیے اور نیک آدمی اسواسطے کہ اعمال نیک زیادہ کیوں نہ کیے وَبُرِّزَتِ
الْجَحِیْمُ اور ظاہر کیا جائے گا دوزخ لِمَنْ یَّرٰى واسطے اس شخص کے کہ دیکھے یعنی ایسا ظاہر ہوگا کہ جو دیکھ سکتا ہے اسکو دیکھیگا اور میدان حشر میں جمع کر کے سبکا حساب کیا جائیگا
اور موافق عمل کے ہر ایک کو جزا ملے گی فَاَمَّا مَنْ طَغٰى پس لیکن جو شخص کہ حد سے گزرا ہے اور ایمان کو اسنے اختیار نہیں کیا ہے وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا اور
اختیار کیا ہے اسنے زندگانی دنیا کو آخرت پر کہ اس سبب سے آخرت کیواسطے کوئی عمل نہ کیا اخلاق نیک کو اختیار کر کے فَاِنَّ الْجَحِیْمَ پس تحقیق هِیَ الْمَاْوٰى وہ دوزخ
وہ جگہ رہنے کی ہے اس شخص کے واسطے اور الف لام اسمیں قائم مقام مضاف الیہ کے ہے اور تقدیر اسکی ہے ماواہ ہے یعنی وہ دوزخ جگہ حد سے گذرنیوالوں کی ہے وَاَمَّا
مَنْ خَافَ اور لیکن جو شخص کہ خوف کرے مَقَامَ رَبِّهٖ کھڑے ہونے نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی مقام حساب پروردگار اپنے سے ڈرے اور اس سبب سے اعمال نیک بجا لایا
ہو اور گناہوں سے پرہیز کیا ہو وَنَهَى النَّفْسَ اور منع کیا ہو نفس کو عَنِ الْهَوٰى خواہش حرام سے اور نالائق کاموں سے تو فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى پس
تحقیق بہشت وہ جگہ رہنے کی ہے اسکے واسطے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت اس شخص کی شان میں ہے کہ جو تنہائی میں ارادہ گناہ کرنیکا کرے اور اس گناہ کے کرنے پر قادر ہو لیکن

اسوقت خدا سے خوف کرکے اس گناہ کو ترک کرے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ جانتا ہے کہ خدا اسکو دیکھتا ہے اور اسکی کہنے کو سنتا ہے اور جو کچھ وہ عمل کرتا ہے
اسکو جانتا ہے خواہ عمل نیک ہو یا بد اور یہ امر اسکو عمل بد کرنے سے مانع ہو پس وہ شخص وہ ہے کہ ڈرا ہے مقام عتاب پروردگار اپنے سے اور منع کیا ہے نفس کو اسکی خواہش حرام سے اور اب اپنے
حبیب کی طرف خطاب کرتا ہے کہ يَسْـَٔلُونَكَ پوچھتے ہیں تجھ سے اے محمد صلعم عَنِ السَّاعَةِ قیامت سے کہ أَيَّانَ مُرْسَاهَا کب ہے قائم ہونا اسکا یعنی کس وقت میں خدا قائم
کریگا قیامت کو فِيمَ أَنتَ بیچ کس چیز کے تو ہے مِن ذِكْرَاهَا یاد کرنے اسکے سے واسطے اسکے اور بیان کرنے اسکے وقت کے واسطے انکے یعنی تو اسکے وقت کو نہیں جانتا ہے و علم
اسکا خدا ہی سے تعلق رکھتا ہے إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا طرف پروردگار تیرے کے ہے مقام نہایت علم اسکے کا اور دوسرے کے علم کیطرف انتہا اسکی نہیں ہے کہ سوائے خدا کی اسکو
کوئی نہیں جانتا ہے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ لوگ تجھ سے قیامت کے وقت کو پوچھتے ہیں اور تو بسبب حریص ہونے کے جواب دینے میں بار بار ذکر اسکا کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ علم اسکا
میرے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے اور مناسب نہیں ہے کہ میں اسپر کسیکو مطلع کروں إِنَّمَا أَنتَ سوائے اسکے نہیں کہ تو مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ڈرانیوالا ہے اس شخص کو کہ
خوف کرے اس قیامت سے یعنی تو اسواسطے پیغمبر ہو کر لوگوں کے پاس نہیں گیا ہے کہ انکو قیامت کے وقت سے مطلع کرے کہ انہیں کچھ فائدہ انکے واسطے نہیں ہے بلکہ تو اسواسطے بھیجا گیا
ہے کہ انکو اسکی سختیوں و رہولوں سے ڈرائے تاکہ وہ اس خوف کرکے اعمال نیک بجالائیں کہ انکے واسطے فائدہ ہو اور اسکی سختیوں سے محفوظ رہیں اور ابو جعفر نے منذر کو تنوین سے
پڑھا ہے بغیر اضافت اور خدا فرماتا ہے اپنے حبیب کو کہ كَأَنَّهُمْ گویا کہ وہ کفار يَوْمَ يَرَوْنَهَا جس دن کہ دیکھیں گے اس قیامت کو کہ جسکے آنے سے نہیں ڈرتے ہیں
تو جانیں گے کہ لَمْ يَلْبَثُوا نہیں دیر کی تھی انہوں نے دنیا میں إِلَّا عَشِيَّةً مگر شام کو یا کچھ دن کی أَوْ ضُحَاهَا یا چاشت کو اسکے کہ وہ ایک پہر دن چڑھے کا وقت
ہے یعنی قیامت کے دن کے ہول سے اپنی زندگانی کی مدت کو بھول جائینگے اور جانینگے نہیں رہے دنیا میں مگر ایک شام یا ایک چاشت کے موافق اور اضافت ضحی کی عشیہ کی طرف اس
واسطے ہوئی ہے کہ دونو ایک روز میں ہیں اور تاکہ دلالت کرے وہ اس امر پر کہ وہ جانیں کہ دنیا میں ایک روز کامل بھی نہیں رہے ہیں بلکہ ایک ساعت رہے ہیں کہ وہ وقت
شام ہے یا وقت چاشت ہے سُورَةُ العَبَسِ اور اس سورہ کو سورہ سفرہ بھی کہتے ہیں اور آیتیں اسمیں بیالیس ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور حضرت صادقؑ نے
فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ عبس و تولی اور سورہ اذا الشمس کورت کو پڑھے تو وہ بہشت میں درستان خدا میں ہے اور اسکی عنایت کے سایہ میں ہمیشہ رہے اور اسکے درگاہ
کے مقربین سے ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لوگ کہتے ہیں کہ عبد اللہ ابن ام مکتوم کہ اندھے تھے رسولخدا کے پاس کچھ پوچھنے آئے اور اسوقت رسولخدا صلعم کے پاس
اشراف قریش مثل ابو جہل بن ہشام اور عباس بن عبد المطلب اور ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف اور عتبہ بن ربیعہ اور برادر اسکا شیبہ بن ربیعہ اور سوائے انکے حاضر تھے
اور وہ حضرت انکے مسلمان ہو جانے کی امید پر انسے مشورہ کر رہے تھے اور رغبت جو انکی مسلمان ہو جانیکی طرف بہت تھی تو انکی طرف بالکل متوجہ ہو رہے تھے اور انکو اسلام
کی طرف بلاتے تھے اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو معلوم نہ تھا کہ وہ حضرت لوگوں کی ہدایت میں مشغول ہیں اسواسطے انہوں نے حضرت سے عرض کی کہ یا رسولخدا جو کچھ تمکو خدا نے سکھلایا ہے وہ میرے
روبرو پڑھو اور مجھکو سکھلاؤ اور رسولخدا نے اس سبب سے کہ عبد اللہ نے انکا قطع کلام کیا اور اس جہت سے کہ ایسا نہو کہ اشراف قریش کے کہنے لگیں کہ اسکی پیروی کرنیوالے
کم رو اور سفلہ اور فقرا ہیں اس سے کراہت کرکے روئے مبارک اسکی طرف سے پھیر لیا جبرئیل امین خدا کی طرف سے یہ آیت لائے عَبَسَ ترش روئی کی وَتَوَلّٰى اور منہ
پھیر لیا أَن جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ اس سے کہ آیا اسکے پاس اندھا کہ وہ عبد اللہ بن ام مکتوم ہے وَمَا يُدْرِيكَ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو حال اسکا یعنی کیا جانے تو
لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ شاید کہ وہ پاک ہووے گناہوں سے بسبب تعلیم کے اور ظاہر کرنے احکام خدا کے أَوْ يَذَّكَّرُ یا نصیحت پکڑے کلام حق کو سنکر فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ
پس نفع بخشے اسکو نصیحت دینا پس تو کسواسطے اس سے منہ پھیرتا ہے أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ لیکن جو شخص کہ بے پروا اور تونگر ہے فَأَنتَ لَهُ پس تو واسطے اسکے تَصَدَّىٰ
متوجہ ہوتا ہے اور پیش آتا ہے وَمَا عَلَيْكَ اور نہیں ہے اوپر تیرے کوئی گناہ أَلَّا يَزَّكَّىٰ اس سے کہ نہ پاکیزہ ہووے وہ اندھا کہ وہ ایمان نہ لاوے وَأَمَّا مَن
جَاءَكَ اور لیکن جو شخص کہ آیا تیرے پاس کہ وہ يَسْعَىٰ دوڑتا ہے علم کی طلب میں یعنی عبد اللہ بن ام مکتوم وَهُوَ يَخْشَىٰ اور وہ ڈرتا ہے خدا سے یا کفار کی اذیت سے
فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ پس تو اس سے غافل ہوتا ہے یعنی منہ پھیرتا ہے تو اس سے اور کہتے ہیں کہ جبرئیل ان آیتوں کو پڑھتے تھے اور رنگ مبارک حضرت کے چہرے کا
متغیر ہوتا تھا اور بدلتا تھا اور کہتے ہیں کہ بعد اسکے حضرت ہمیشہ رویا کرتے تھے اور نزدیک تھا کہ دیوار دمیں اپنی سر مبارک کو ماریں اور کہتے ہیں کہ بعد اسکے حضرت
ہمیشہ رویا کرتے تھے اور نزدیک تھا کہ دیوار دمیں اپنی سر مبارک کو ماریں اور کہتے ہیں کہ بعد اسکے رسولخدا صلعم عبد اللہ ابن ام مکتوم کے پیچھے روانہ ہوئے اور اسکو مسجد میں لا کر اپنی

سورة العبس ع۵

اپنی چادر پر بٹھلایا اور اسکی بہت تعظیم کی اور بہت مہربانی اسپر فرمائی اور جس وقت اسکو کبھی دیکھتے تو فرماتے کہ مرحبا اے وہ شخص کہ عتاب کیا ہے خدا نے مجھپر جسکے سبب سے کیا تیری
کوئی حاجت ہے اور دو بار اسکو اپنی طرف سے مدینہ میں خلیفہ اپنا کیا جس وقت جہاد کو تشریف لیگئے اور بعد اسکے حضرت نے کبھی ترشروئی کسی کے ساتھ نہ کی یہ مضمون مخالفین کی تفسیروں
کا ہے اور یہ بالکل مخالف ہے تعظیم اور ادب نبوت کے اور یہ آیت ہرگز دلالت نہیں کرتی ہے کہ مراد اس آدمی ترشروی کرنے والے سے رسولخدا ہیں اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا تو انکی شان میں
فرمائے کہ انک لعلی خلق عظیم اور وہ ترشروئی کریں اور منہ پھیر لیویں ایسا کوئی پیغمبر نہیں گذرا ہے کہ فقیروں سے تو منہ پھیرے اور دولتمندوں کی طرف متوجہ ہوں چہ جائیکہ سید المرسلین اور
افضل النبیین ہو وہ کیونکر ایسی کج خلقی فقیروں سے اور اہل مال کی طرف رغبت کریگا اور حضرت نے فرمایا ہے کہ میں اس واسطے آیا ہوں تاکہ اخلاق کو تمام کر دوں پس جس وقت کہ حضرت کا یہ
ہونا اس واسطے ہو تو اسکے خلاف کیونکر کرینگے یہ مضمون تراشا ہوا لوگوں کا سراسر مخالف ہے حضرت کے چلن کے بلکہ حضرت کے غلاموں کی چلن کے مخالف ہے اور حضرت کے اخلاق کی
روایتیں پہلے اس سے وانک لعلی خلق عظیم کی تفسیر میں گذر گئی ہیں پس معلوم ہوا کہ وہ شخص عبداللہ سے ترشروئی کرنیوالا حضرت کے غیر تھا چنانچہ حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی ہے بنی امیہ میں سے ایک شخص کے حق میں کہ وہ رسولخدا صلعم کے پاس بیٹھا تھا اور عبداللہ بن ام مکتوم آیا اور حضرت کے پاس بیٹھا اور اس شخص نے عبداللہ سے نفرت کی
اور ترشروئی کر کے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا خدا نے یہ آیت نازل کی اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ عثمان تھا کہ جس کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں اور جسکے سبب
نازل ہوئی ہیں وہ عبداللہ بن ام مکتوم ہے اور وہ موذن رسولخدا کا تھا اور اندھا تھا ایک روز رسولخدا کے پاس آیا اور حضرت کے پاس اصحاب حضرت کے بیٹھے تھے اور وہاں عثمان بھی بیٹھے تھے حضرت نے عبداللہ کو
عثمان پر تقدیم کر کے بٹھایا عثمان نے عبداللہ کی طرف سے ترشروئی کی اور منہ پھیر لیا خدا تعالے نے یہ آیتیں اسکے حق میں نازل کیں اور اگر پہلی روایت کو فرض کیا جائے تو اس سے
بھی خطا حضرت کی اور گناہ حضرت کا ثابت نہیں ہوتا ہے سوا اسکے کہ حضرت کا منہ پھیر لینا اس جہت سے تھا کہ عبداللہ نے حضرت کے کلام کو قطع کیا تھا اور اسنے
اسمیں کچھ تامل نہیں کیا کہ شاید حضرت کسیکی طرف مشغول ہوں اور موقع حضرت سے کلام کرنیکا نہو اور اسکی فقیری کی جہت سے حضرت نے ہرگز منہ نہیں پھیرا تھا اور ترشروئی جو حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی اس کا کچھ گناہ نہیں ہے اس واسطے کہ اندھے کے ساتھ ترشروئی اور کشادہ روئی دونو برابر ہیں کلا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے
کہ ترشروئی کرنی چاہیے اور منہ پھیر لینا چاہیے انھا بتحقیق کہ وہ آیتیں قرانکی تذکرۃ نصیحت ہیں خلقت کیواسطے جو کوئی چاہے رسولخدا سے اسکو سنے اور انسے نصیحت پکڑ کر
اسپر عمل کرے فمن شاء ذکرہ پس جو شخص چاہے یاد کرے اور حفظ کرے اسکو سنکر اور جو کوئی رسولخدا کے پاس اسواسطے آئے اس سے ترشروئی نکرنی چاہیے اور ضمیر ذکرہ کی
قرانکی طرف پھرتی ہے اور وہ آیتیں یا قرآن لکھے ہوے اور ثابت ہیں فی صحف بیچ صحیفوں کے جو کہ لوح محفوظ میں یا پہلے انبیاء کے صحیفوں میں کہ مکرمۃ بزرگ کیگئی ہیں
صحیفے نزدیک خدا کے مرفوعۃ بلند قدر کیے گئے یا یہ کہ اُٹھائے گئے ہیں ساتویں آسمان پر مطھرۃ پاک کیگئی ہیں نجاستوں سے اور شیاطین کی آلودگیوں سے اس واسطے
کہ نہیں چھوتے ہیں انکو مگر ہاتھ پاکونکے کہ وہ ملائکہ ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ بایدی سفرۃ ساتھ ہاتھ لکھنے والوں کے یعنی ملائکہ انکو لکھتے ہیں یا خدا کا پیغام پہنچانیوالے ہیں تو پیغمبر
کہ وہ بھی ملائکہ ہیں اسکو لکھتے ہیں کہ مراد اس سے قاری قرآن کے ہیں کہ جو اسکو پڑھتے ہیں اور اسپر عمل کرتے ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ وہ حافظ قرآن کے ہیں جو کہ اسپر عمل
کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے اصحاب رسولخدا ہیں کرام بزرگ ہیں لکھنے والے اسکے کہ وہ ملائکہ ہیں یا ائمہ ہدی یا انبیاء ہیں بررۃ نیک اور متقی ہیں وہ لکھنے والے اسکی اور
اب خدا اُن کے جھٹلانے والوں کا حال بیان کرتا ہے کہ قتل الانسان ہلاک کیا جائیو اور رحمت خدا سے دور کیا جائیو آدمی کافر کہ ما اکفرہ کیا کافر ہے وہ یہ فعل تعجب ہے
اور مراد آدمی سے امیہ بن خلف ہے اور تعجب اسکی زیادتی کفر میں ہے یعنی کس چیز نے کافر کیا اسکو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے عتبہ بن ابی لہب ہے یعنی کونسی چیز اسکی کفر کی باعث
والی ہوئی اور اسکو کافر کیا اور وہ ہرگز نظر نہیں کرتا ہے اسمیں کہ من ای شیء خلقہ کس چیز سے پیدا کیا ہے اسکو خدا نے یہ حقارت اسکی ہے کہ جو خدا بیان کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ من نطفۃ نطفہ سے یعنی آب اندک منی سے خلقہ پیدا کیا ہے اسکو فقدرہ پس اندازہ کیا اسکو کہ اسکے اعضا اور صورت اور ہیئت بنائی
اور اسکو حواس بخشے ثم السبیل یسرہ پھر راستہ آسان کیا اسکا شکم سے باہر نکلنے کو کہ نکلنے کے مقام کو الہام کیا وہ کشادہ ہوگیا اور الٹا کر کے اسکو باہر نکالا سر
کیطرف سے اور نصب سبیل کا فعل مقدر کی جہت سے ہے کہ جسکی تفسیر یسرہ ہے اور بعد پیدا ہونے کے اسکو پرورش کیا یہاں تک کہ جوان ہوا اور راستہ خیر اور شر کا اسکو بتلایا پس
ایمان نہ لایا وہ اپنی جہالت سے اور یا یہ کہ انسان عام کے واسطے یہ آیت ہے یعنی پھر راستہ ہدایت کا آسان کیا اسکے واسطے پس وہ انسان یا تو ایمان لایا بعد ہدایت کے
یا کافر رہا اپنی جہالت سے ثم اماتہ پھر موت دی اسکو بعد گذر جانے عمر کے فاقبرہ پس قبر میں رکھا اسکو ثم اذا شاء پس جس وقت کہ چاہیگا خدا انشرہ زندہ

وقف لازم

کریگا اسکو کہ وقت اسکا خدا تعالیٰ کی مشیت کے متعلق ہے اور مار ڈالنا بھی نعمتوں میں سے ہے کہ جسکے بعد حیات ابدی اور ملنا اللہ تعالیٰ کا ہے اور قبر بھی کہنے سے حفاظت ہے درندوں کے بخلاف
اور حیوانات کے کَلَّا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ قیامت کا اور خدا کی نعمتوں کا جو کہ دنیا میں دی ہیں انکار کرنا چاہیے اور بالکل معنی حقّا کے بھی آئے ہیں لَمَّا یَقْضِ نہیں ادا کیا ہے مَآ
اَمَرَهٗ جو کچھ کہ حکم کیا ہے خدا نے اسکو کہ آدمی خدا کے حقوق کے عہدہ سے جیسا کہ چاہیے باہر نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے کہ آدمی تقصیر سے خالی نہیں ہے اور اب خدا اس نعمت کا ذکر کرتا ہے کہ آدمی
اپنی زندگی میں ہمیشہ جس کا محتاج ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ پس چاہیے کہ نظر کرے آدمی عبرت کی آنکھ سے اِلٰى طَعَامِهٖ طرف کھانے اپنے کے کہ اَنَّا
صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا تحقیق ہمنے گرایا پانی کو ابر سے گرانا قطرہ قطرہ کرکے کہ کسیکو صدمہ اسکا نہ پہنچے ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ پھر پھاڑا ہمنے زمین کو شَقًّا پھاڑنا
روئیدگیوں اور گھانسوں سے فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا پس اگایا ہمنے بیچ اس زمین کے حَبًّا دانہ کو اناج کے کہ جسکو آدمی کھاتے ہیں مثل گندم اور جو کے وَّعِنَبًا اور درخت انگور کو وَّ
قَضْبًا اور ترکاریکو وَّزَيْتُوْنًا اور درخت زیتون کو وَّنَخْلًا اور کھجور کے درخت کو وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا اور باغ گھنے کہ جنمیں درخت کثرت سے آپسمیں ملے ہوں
وَّفَاكِهَةً اور میوونکو وَّاَبًّا اور چارہ کو تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ ابوبکر سے اب کے معنی پوچھے گئے تو کہا کہ کونسا آسمان زمین پر سایہ ڈالے اور کونسی زمین مجھکو اٹھائے جسوقت کہ
کہوں میں کتاب خدا میں وہ بات کہ جسکا مجھکو علم نہو لیکن فاکہۃ اسکے تو معنی کو میں جانتا ہوں اور اب کو نہیں جانتا اور انس روایت کرتا ہے کہ اب کے معنی پوچھے کہا کہ کل آیت
کے معنی جانتا ہوں لیکن اسکے معنی نہیں جانتا اور اکثر کے نزدیک اسکے معنی چراگاہ کے ہیں اور بعضی میوہ خشک کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ یہ چیزیں ہمنے جو تمہارے
واسطے پیدا کی ہیں مَّتَاعًا لَّكُمْ واسطے فائدے تمہارے کے ہیں متاعا مفعول لہ واقع ہوا ہے یعنی واسطے فائدہ تمہارے کے وَلِاَنْعَامِكُمْ اور واسطے چارپاؤں تمہارے کے ہیں یہ چیزیں اسواسطے
کہ بعضے نوان میں سے آدمیوں کا کھانا ہے اور بعضے چارہ چارپاؤں کا اور اب بعد ذکر ان نعمتوں کے جو کہ دلالت کرتی ہیں خدا کے وجود پر اور اسکی قدرت پر ہر چیز کے کردینے کی واسطے
کہ انہیں سے ایک قیامت بھی ہے پس قیامت کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ پس جس وقت کہ آئے کان پھوڑنے والی کہ وہ قیامت ہے اور کان
پھوڑنے والی اسواسطے ہے وہ کہ اسروز صور پھونکا جائیگا جس سے کان لوگوں کے پھوٹینگے ایسی سخت آواز اسکی ہوگی اور مراد اس سے صور دوسرا ہے اور جواب شرط کا محذوف ہے یعنی
جس وقت آئے گی وہ تو دیکھو گے تم ہولوں اور سختیوں کو يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ جسدن کہ بھاگیگا مرد مِنْ اَخِيْهِ بھائی اپنے سے باوجود الفت اور مہربانی کے وَاُمِّهٖ
اور ماں اپنی سے باوجود کثرت حقوق کے کہ اسپر ماں کے حقوق ہیں اور اسکو پرورش کیا ہے وَاَبِيْهِ اور باپ اپنے سے باوجود کثرت شفقت اور محبت کے کہ جو اس سے
دیکھی ہے وَصَاحِبَتِهٖ اور زوجہ اپنی سے کہ جو ہمیشہ اسکی مونس اور غمخوار رہی ہے وَبَنِيْهِ اور بیٹوں اپنے سے باوجود کثرت شفقت اور محبت کے ٥

پھونکیگا جبکہ صور سرافیل نامدار
اسوقت اے محبو قیامت ہو آشکار
زندہ کوئی رہیگا نہ باقی جہاں میں
ہر شخص کو فنا ہے بجز ذات کردگار

لرزہ ہو اس زمین کو ایسا کہ الحذر
اور یوں اڑیں پہاڑ کہ جیسے اڑے غبار
شمس و قمر سیاہ ہوں اور گر پڑیں نجوم
اور آسمانکے ٹکڑے ہوں پھٹکر کئی ہزار

یہ ذکر پہلے صور کا ہے تنے جو سنا
شدت سے جسکی زیر و زبر ہوئیگا سبھا
اور بعد اسکے صور وہ پھونکیگا دوسرا
مرنیکے بعد زندہ ہو ہر ایک جاندار

باہر نکل کے قبر سے دوڑیگا ناگہاں
میدان حشر گاہ کو ہر نیک و بدشعار
ہوئینگے سب برہنہ نہ کچھ سایہ ہوئیگا
گرمی سے آفتاب کی دل کو نہو قرار

وہ دن ہے ترش اور نہایت اداس ہے
ہولوں سے اور سختیوں سے پُر ہے وہ نہار
ہوگی خبر کسی کو کسی کی نہ ہول سے
کام آئے گا کسی کے نہ اسدن عزیز و یار

بھاگیگا بھائی بھائی سے اور باپ سے پسر
منہ چھپے اور پسر کریگا ہر اک فرار
ماں کی خبر پسر کو نہوگی نہ باپ کی
ہر اک کو اپنی جان کا ہو سوچ بار بار

اسدن کی سختیوں سے بہت خوف ہے مجھے
کیا جانے کیسی مصیبت میں ہو گنہگار
صدقہ رسول پاک کی عترت کا اے خدا
اسدن محبو علی کے محبوں میں کر شمار

اور کہتے ہیں کہ اسواسطے ہر ایک اپنوں بیگانہ سے بھاگیگا کہ اپنے حال میں مشغول ہوگا اور یا اسواسطے کہ جانتا ہوگا کہ یہ مجھکو کچھ نفع نہ پہنچا سکیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس حق غنی سے بھاگیگا
بسبب جو اسکے حقوق تقصیر کی ہے یہ مجھ سے اسکا مطالبہ کریں مثلاً بھائی کہے کہ کس واسطے تونے اپنے مال میں سے میری یاری نہ کی اور والدین پسر سے کہیں کہ تونے ہمارے ساتھ نیکی کرنے میں تقصیر
کیوں کیا اور زوجہ کہے کہ کھانا حرام کا تونے مجھکو کیوں کھلایا اور میرے حق واجب کی رعایت کیوں نکی اور اولاد اپنے باپ کو کہیں کہ تونے کسواسطے ہمکو تعلیم اور ہدایت نہ کی اور بعضے کہتے
ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ مرد مومن اپنے یگانوں کفار سے بھاگے اور انکی طرف توجہ نہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہابیل اپنے بھائی قابیل سے بھاگیگا اور اپنے باپ اپنے ماں سے ابراہیم بھاگیگا
وہ باپ ماں کہ جنہوں نے پرورش کیا تھا اور سبب اسکے وہ انکو باپ اور ماں کہتے تھے نہ باپ اور ماں حقیقی اور لوط اپنی زوجہ سے بھاگینگے اور نوح اپنی زوجہ اور پسر سے بھاگینگے

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ واسطے ہر مرد کے انمین سے يَوْمَئِذٍ اس روز شَأْنٌ يُّغْنِيهِ ایک شان ہی کہ مشغول رکھیگا اسکو اور بسبب گرفتاری اپنے نفس کے دوسرے آدمیوں کی طرف بالکل توجہ اسکی
نہوگی اور سودہ زوجہ رسولخدا روایت کرتی ہے کہ حضرت نے فرمایا قیامت کے روز لوگونکو برہنہ بدن اور ننگے پاؤں میدان حشر میں جمع کرینگے بغیر ختنہ کئے ہوئے اور پسینا بطرف لگام
انکے دہن میں جا کر کانوں تک پہنچیگا سودہ کہتی ہیں کہ میںنے کہا کہ یا رسولخدا بعض آدمی بعض کو برہنہ دیکھیگا بڑی رسوائی ہوگی اور ہر ایک کے ستر پر دوسرے کی نظر پڑیگی فرمایا کہ سب آدمی اپنے
اپنے حال میں گرفتار ہونگے اور مشغول ہونگے کسیکو دوسرے کے حال کی خبر نہوگی اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ کتنے ہی منہ ہونگے اس روز
مُّسْفِرَةٌ روشن چمکنے والے ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ خنداں خوش ہونے والے بسبب خلاصی کے آتش جہنم سے اور بسبب داخل ہونے بہشت کے اور دیکھنے باغوں اور محلوں
و حور و غلمان اور نہروں کے اور وہ لوگ مومنین خدا کے فرمانبردار ہونگے اور وجوہ کا مضاف محذوف ہی یعنی صاحب وجوہ کے ہنسنے والے خوش ہونے والے ہونگے وَوُجُوهٌ
يَّوْمَئِذٍ اور کتنے ہی منہ ہونگے اس روز اسطرح کے کہ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ اوپر انکے غبار ہوگا کہ تَرْهَقُهَا ڈھانکے گی انکو قَتَرَةٌ تاریکی اور سیاہی جسوقت آتش دوزخ کے
طرح طرح کے عذابکو دیکھینگے أُولَٰئِكَ یہ لوگ کہ جنکے منہ گرد آلود اور سیاہ ہونگے هُمُ الْكَفَرَةُ وہی کفر کرنیوالے الْفَجَرَةُ بدکار اور نابکار ہیں اور کہتے ہیں کہ منہ مومنین کے
وضو کی علامت سے روشن ہونگے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نماز شب کے پڑھنے سے روشن ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے راہ خدا میں جہاد کیا ہی اور جہاد میں گرد انکے چہرے پر
پڑی ہی اس روز انکے منہ روشن ہونگے اور جو لوگ کہ دنیا میں نعمت اور ناز میں زندگانی کرتے تھے اور جہاد میں نہ گئے اور اپنے چہرونکو انھوں نے جہاد کی گرد سے محفوظ رکھا ہی اس روز
منہ انکے گرد آلود ہونگے سُورَةُ الكُوِّرَتْ اور اس سورہ کو سورۃ التکویر بھی کہتے ہیں اور مکہ میں یہ سورہ نازل ہوا ہے اور اسمیں انتیس آیتیں ہیں اور ثواب اسکے پڑھنے کا پہلے
سے سورۂ عبس میں گذر گیا ہی اور ابوبکر نے روایت کی ہی کہ میں نے رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسولخدا حضرت بہت جلدی بوڑھے ہو گئے فرمایا کہ مجھکو سورہ ہود اور واقعہ اور مرسلات
اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جس وقت کہ آفتاب لپیٹا جاوے یعنی اسکی روشنی لپیٹی جاوے
کہ روشنی اسکی اس میں سے نکال لیویں اور وہ سیاہ باقی رہجاوے اور سعید بن جبیر سے روایت ہی کہ کورت معرب ہے یعنی کور کہ فارسی کا لفظ ہی جس کے معنی اسکو نابینا کیا ہی اور معنی اسکے یہ ہیں کہ جسوقت کہ آفتاب کور کیا جاوے
وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ اور جس وقت کہ ستارے دھندلے ہو جاویں اور روشنی انکی جاتی رہے اور کہتے ہیں کہ آفتاب اور ماہتاب اور ستارونکو دوزخ میں ڈالدینگے اور انکے
پوجنے والے جانیں کہ یہ معبود ہونیکا استحقاق نہیں رکھتے ہیں وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ اور جس وقت کہ پہاڑ روانہ کئے جاویں جڑ سے اکھاڑ کر اور مثل غبار کے چورا
چورا کر کے ہوا میں اڑائے جاویں وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور جس وقت کہ دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑی جاویں یعنی بسبب گرفتاری نفس کے کوئی آدمی پروا
انکی نرکھے کہ یہ قریب جننے کے پہنچی ہے بلکہ سب اپنے اپنے حال میں مشغول ہونگے وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ اور جس وقت کہ جنگلی جانور اکھٹے کئے جاویں ایکجگہ اور کہتے ہیں کہ سب
جانور اکھٹے کئے جاوینگے بدلا لینے کیواسطے ایک جانور کا دوسرے سے اور بعد اسکے خدا سبکو خاک کر دے گا وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ اور جسوقت کہ دریا ملائے جاویں آپس میں اور
سب ایک کر کے گرم کئے جاویں دوزخیونکو عذاب دینے کیواسطے اور کہتے ہیں کہ آفتاب اور ماہتاب اور ستارے دریا میں دوزخ کی ڈالے جاویں اور بعد اسکے ایک ہوا چلے کہ سب دریا کو آگ کا
کر دے اور پہلے اس سے جو روایت انکی دوزخ میں ڈالنے کی ہی تو مراد اس سے یہی ہی کہ آگ کے دریا میں انکو ڈالینگے اور کہتے ہیں کہ وہ دریا پیپ اور خون اور زخموں کے پانی کے ہونگے
جو کہ دوزخیونکی بدنوں سے جدا ہو کر اکھٹے ہونگے اور ابی بن کعب سے روایت ہی کہ وقت شروع ہونے قیامت کے آدمی بیخبر ہوں اور بازاروں میں سودا کرتے ہوئے پھریں
ناگاہ دیکھیں کہ روشنی آفتاب کی دور ہو گئی اور وہ یہ حال دیکھ کر حیران ہوں کہ آفتاب کو کیا حادثہ پہنچا ناگاہ ستارے گرنے لگیں اور اسی فکر میں ہوں کہ پہاڑ ہلنے لگیں
اور مثل غبار کے ہوا پر اڑنے لگیں اور جن آدمیوں میں بھاگیں اور آدمی جنوں میں پناہ لیجاویں اور جانور سب آپس میں ملجاویں اور جن آدمیوں سے کہیں کہ ہم جلتے
ہیں اور اس حادثہ کی خبر لاتے ہیں وہ جاویں اور دریاؤنکو دیکھیں کہ آگ ہو کر چمکتے ہیں اور شعلے مارتے ہیں اور اسی درمیان میں زمین اور آسمان پھٹ جاویں اور ایک
ہوا پیدا ہو کہ سبکو ہلاک کرے اور منقول ہی ابن عباس سے کہ وقت قائم ہونے قیامت کے یہ چھ علامتیں کہ مذکور ہوئی ہیں دنیا میں پیدا ہوں اور چھ دوسری آخرت
میں ظاہر ہوں اور وہ چھ یہ ہیں کہ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ اور جسوقت کہ نفس جوڑا کئے جاویں آپس میں ایک دوسرے کا نیک کا نیک کے ساتھ اور بد کا بد کے
ساتھ اور یا ہر ایک کو اسکے عمل کے ساتھ جمع کریں اور یا یہ کہ مومنین کو بہشت کے باشندوں کے ساتھ اور دوزخیونکو شیاطین کے ساتھ چنانچہ حضرت باقرؑ نے فرمایا ہی
کہ بہشتی مومنین جوڑا کئے جاویں حوروں کے ساتھ اور دوزخی شیاطین کے ساتھ کہ ہمراہ ہر ایک آدمی کے ایک شیطان ہوگا وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ اور جس وقت کہ

زندہ گور میں دفن کی گئیں لڑکیاں سوال کی جائیں کہ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ساتھ کون سے گناہ کے قتل کی گئی ہیں وہ اسکو صیغہ غائب سے جو بیان کیا ہے یہ بطور
خبر کے ہے اور یہ سوال اگرچہ ظاہر میں موؤدہ سے ہے لیکن حقیقت میں انکے والدین سے ہے اور فائدہ سوال کا موؤدہ سے یہ ہے کہ وہ جواب میں کہے کہ میں بے جرم مقتول ہوئی ہوں تاکہ موجب
رسوائی انکے باپ کا ہو اور حجت ان پر لازم ہو اور یہ قائم مقام اس قول کے ہے کہ عیسیٰ کو خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ وَاُمِّیَ اِلٰہَیۡنِ یعنی تو نے کہا تھا اے عیسیٰ آدمیوں کو کہ مقرر
کرو تم مجھکو اور میری ماں کو معبود اور عیسیٰ کہینگے کہ مجھکو اسکا علم نہیں ہے اور یہ سوال عیسیٰ سے ہے اور اس میں جھڑکی و توبیخ انکی قوم کی ہے اور ایسے ہی ان لڑکیوں کے باپ کی توبیخ لڑکیوں کے
سوال کرنے میں اور عرب کی عادت یہ تھی کہ واسطے غیرت کے کہ وہ دوسری قوم میں جاکر جینگی یا مفلسی کی جہت سے انکو زندہ ہی زمین میں دفن کر دیتے تھے اور کہتے ہیں کہ جو کوئی
نہ چاہتا تھا کہ دختر کو قتل کرے تو اسکے واسطے پشمینہ کا کرتا سیتا اور اسکو پہنا کر ریوڑ چرانے کو بھیجتا اور اگر چاہتا کہ اسکو قتل کرے تو چھ مہینے اسکو اچھی طرح رکھتا اور بعد اسکے
اسکی ماں سے کہتا کہ تو اسکو خوشبو سے معطر کر کہ اسکو اسکے شوہر کے گھر لیجاتا ہوں اور صحرا میں ایک گور کھود کر اس دختر کو اس گور کے کنارہ پر لیجا کر بٹھلاتا اور اس سے کہتا کہ اس کنوئیں میں
نگاہ کر وہ نیچے کو دیکھتی تو اسکی کمر میں ہاتھ مار کر اسکو گور میں ڈالدیتا اور اس گور کو مٹی سے بھر دیتا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جسوقت عورت کے جننے کے دن قریب ہوتے تو وہ
ایک گڑھا کھود کر اسکے نزدیک بیٹھ جاتی اگر دختر ہوتی تو اسکو اسمیں ڈالدیتے اور بیٹا ہوتا تو اسکو زندہ رکھتے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص قیس بن عاصم نے رسول خدا سے عرض
کی کہ میں نے ایام جاہلیت میں اپنی دختر کو زندہ گور میں دفن کیا ہے اسکا کفارہ کیا ہوگا فرمایا کہ ہر ایک کے بدلے بندہ کو آزاد کر اس نے کہا کہ میرے پاس بندہ نہیں ہے لیکن اونٹ میرے
پاس ہیں فرمایا کہ ہر ایک کے واسطے ایک شتر فدا کر اس نے تو شتر فدا کیئے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ اور جس وقت کہ نامہ اعمال کہ وقت مرنے میت کے لپیٹے گئے تھے کھولے
جائیں اور پریشان کیے جائیں نزدیک حساب کے تاکہ اعمال ان کے ظاہر ہوں اور ان اعمال کی انکو جزا دیجائے اور کہتے ہیں کہ رسول خدا نے ام سلمہ سے فرمایا کہ آدمی ننگے بدن اور
ننگے پاؤں قبروں سے اٹھینگے ام سلمہ نے پوچھا کہ یا رسول خدا عورتوں کا کیا حال ہوگا فرمایا کہ اے ام سلمہ آدمی اپنے اپنے حال میں ایسے مشغول ہونگے کہ غیروں کی طرف نظر نہ کرینگے پھر
پوچھا کہ انکا کیا شغل ہوگا فرمایا کہ بکھرنا نامونکا اعمال کے اور انکا کھولنا کہ اسمیں سب کچھ لکھا ہوا ہوگا یہانتک کہ برابر چھوٹی چیونٹی کے عمل ہوگا تو وہ بھی اسمیں ہوگا
اور کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز صحیفے عرش کے نیچے سے اڑینگے صحیفہ مومن کا اسکے ہاتھ میں آئیگا اور اسمیں لکھا ہوگا کہ فی جنات عالیۃ اور
صحیفہ کافر کا اسکے ہاتھ میں آئیگا اسمیں لکھا ہوگا کہ فی سموم وحمیم اور یہ صحیفے غیر صحیفوں اعمال کے ہونگے وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ اور جس وقت آسمان اکھاڑا
جائے جیسے پوست حیوان مذبوح سے اکھاڑا جاتا ہے اور بعد اسکے اسکو لپیٹ دیں وَاِذَا الۡجَحِیۡمُ سُعِّرَتۡ اور جسوقت کہ دوزخ دہکایا جائے اور حفص نے اسکو عین کی
تشدید سے پڑھا ہے اور ابن کثیر اور اہل بصرہ نے سجرت کو بدون تشدید جیم کے پڑھا ہے اور باقیوں نے تشدید سے اور نشرت کو اہل مدینہ اور عاصم اور ابن عامر نے تخفیف سے
پڑھا ہے اور باقیوں نے تشدید سے اور ابو جعفر نے قتلت کو تشدید سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تخفیف سے اور کہتے ہیں کہ روشن ہونا دوزخ کا غضب خدا کے سے ہوگا اور
آدمیونکی خطاؤں پر وَاِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ اور جس وقت بہشت نزدیک کیا جائے خدا کے دوستوں کے واسطے داخل ہونیکے اور جواب شرطونکا یہ ہے کہ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ
اَحۡضَرَتۡ جانیگا ہر نفس جو کچھ کہ حاضر کیا ہے خیر کو یا شر کو اور خیر کو دیکھکر افسوس کریگا کہ زیادہ کیوں نہ کی تھی اور شر کو دیکھکر رنجیدہ ہوگا کہ یہ میں نے کیوں کی تھی۔
فَلَاۤ اُقۡسِمُ پس البتہ قسم کھاتا ہوں میں بِالۡخُنَّسِ ساتھ ستاروں پھرنیوالونکی معاد جانیکے کہ الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ چلنے والے ہیں وہ پوشیدہ ہونیوالے نیچے روشنی آفتاب کے
اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ وہ پانچ ستارے ہیں اور وہ مریخ اور زحل ہے اور عطارد ہے اور زہرہ ہے اور مشتری ہے کہ ہمراہ آفتاب کے اور ماہتاب کے چلتے ہیں اور پھرتے ہیں یہانتک
کہ آفتاب کی روشنی میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں پس خنوس تو انکا پھرنا انکا ہے اور کنوس انکا پوشیدہ انکا آفتاب کی روشنی میں ہے وَالَّیۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ اور قسم ہے رات کی
کہ جس وقت کہ آگے آئے تاریکی اسکے پیچھے کو چلے وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ اور قسم ہے صبح کی جس وقت کہ دم مارے یعنی روشن ہووے اور روشنی اسکی پھیلجائے اور کہتے ہیں کہ مراد
دم مارنے صبح سے ابتدا طلوع ہونیکا ہے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ اِنَّہٗ تحقیق وہ قرآن لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ البتہ قول بھیجے ہوئے بزرگ کا ہے کہ وہ جبرئیل ہے اور اسکو خدا کے
پاس سے پیغمبر کے پاس لایا ہے اور حاصل یہ ہے کہ قرآن کلام خدا کا ہے اور اسکو جبرئیل کی زبانی سے پیغمبر پر پڑھا ہے اور پیغمبر نے اسکو جبرئیل سے سنا ہے نہ یہ کہ جبرئیل نے اسکو اپنی طرف سے
کہا ہے اور اب جبرئیل کا وصف بیان کرتا ہے کہ ذِیۡ قُوَّۃٍ صاحب قوۃ کا ہے جبرئیل کہ لوط کی قوم کے شہرونکو زمین کے نیچے سے اکھاڑ کر آسمانکی طرف لیگیا اور الٹا کر کے انکو
پھینکدیا اور ایسا ہے وہ کہ عِنۡدَ ذِی الۡعَرۡشِ مَکِیۡنٍ نزدیک صاحب عرش کے مرتبہ والا ہے مُّطَاعٍ ثَمَّ فرمانبرداری کیا گیا اسجگہ ملائکہ میں کہ جو کچھ وہ حکم کرے ملائکہ

اسکو سچا لامین اور از انجملہ شب معراج کو بہشت کے فرشتوں نے دروازہ بہشت کا کھولنے کا کہا اسی وقت انھوں نے کھولدیا اور رسولخدا بہشت میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ اَمِیْنٍ امانتدار ہے جبرئیل کہ وحی پہنچاتے ہیں کبھی کمی اور زیادتی نہیں کی ہے بلکہ جو کچھ کہ خدا فرماتا ہے وہی پہنچاتا ہے اور روایت ہے کہ ایکمرتبہ رسولخدا نے جبرئیل سے فرمایا کہ کیا خوب تعریف تیری خدا نے کی ہے ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین قوت تیری کیا ہے اور امانت تیری کیسی ہے کہا کہ قوت میری وہ ہے کہ مجھکو حکم ہوا لوط کی قوم کے شہروں کے خراب کرنیکا اور وہ چار شہر تھے اور ہر شہر میں چار لاکھ مرد سوائے لڑکوں اور بچوں کے تھے ان شہروں کو میں نے ساتوین زمین کے نیچے سے اکھاڑا اور آسمان پر اٹھا کر لے گیا یہانتک کہ اس شہر کے مرغوں اور کتوں کی آواز آسمان کے فرشتوں نے سنی پس انکو میں نے الٹ دیا اور امانت میری یہ ہے کہ میں کسی چیز کا حکم نہیں کیا گیا ہوں کہ تجاوز اس سے میں نے کیا ہو اور کمی اور زیادتی اسمیں کی ہو اور بعضے جناب رسالتمآب کو کہتے ہیں کہ مراد رسول سے وہ حضرت ہیں اور یہ سب اوصاف آنحضرت کے ہیں اور ایک فرقہ کی طرف خطاب کرتا ہے کہ وَمَا صَاحِبُكُمْ اور نہیں ہے صاحب تمہارا کہ وہ محمد ہے اور تمکو طرف حق کے بلاتا ہے بِمَجْنُوْنٍ دیوانہ کہ عقل میں اسکی فرق آگیا ہو اور حق اور باطل اور بھلائی اور برائی میں فرق نہ کرسکتا ہو اور یہ کلام بھی جواب ہے قسم کا یعنی قسم ہے ان امور مذکورہ کی کہ قرآن قول خدا کا ہے کہ جبرئیل کے واسطے سے آیا ہے اور نہیں ہے صاحب تمہارا دیوانہ جیسے کہ کفار گمان کرتے ہیں بلکہ کل آدمیوں سے زیادہ عقیل ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ اور البتہ تحقیق دیکھا ہے پیغمبر نے اس جبرئیل کو اسکی صورت اصلی میں بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ بیچ کنارہ آسمان کے کہ ظاہر اور روشن ہے یعنی مقام نکلنے آفتاب کے کہ بلند زیادہ ہے اور ذکر اسکا اسطرح ہے کہ رسولخدا نے جبرئیل سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھکو اس ہیئت پر دیکھوں کہ جس ہیئت پر تو آسمان میں ہے جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا طاقت نہ دیکھنے کی نرکھو گے حضرت نے فرمایا کہ دکھلانا چاہیے کہا کہ کہاں دکھلاوں حضرت نے فرمایا کہ ابطح میں کہا کہ وہاں نہ سماؤں گا فرمایا کہ منی میں کہا کہ وہ بھی تنگ ہے پھر فرمایا کہ عرفات میں کہا کہ وہ بھی تنگ ہے لیکن کوہ حرا پر دکھلا سکتا ہوں وعدہ کے روز رسولخدا کوہ حرا پر جا بیٹھے جبرئیل کوہ عرفات کیطرف آئے عجیب وغریب ہیئت اور صورت سے کہ تمام روئے زمین کو پوشیدہ کرلیا اور پر اپنے مشرق سے مغرب تک پھیلائے اور سر اسکا آسمان پر تھا اور پاؤں ساتویں زمین میں تھے رسولخدا نے جو اس ہیئت کو دیکھا تو بیہوش ہوکر گر پڑے جبرئیل اسی صورت میں کہ ہمیشہ حضرت کے پاس آتے تھے بصورت دار ہو کر آئے اور حضرت کے پاس بیٹھکر حضرت کو اپنے پر میں لیا حضرت ہوش میں آئے اور جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا میں تمکو بہت بڑ دکھلائی دیا اگر میکائیل کو دیکھو تو کیا حال ہو کہ سر اسکا عجب بڑا ہے اور شانہ اسکا زیر عرش ہے اور پاؤں اسکے تحت الثری میں ہیں اور عرش عظیم اسکے شانہ پر ہے اور باوجود اسقدر بڑے ہونے کے خوف خدا سے مثل چڑیا کے ہوجاتا ہے اور اب خدا تعالے پیغمبر اپنے کا اور قرآن کا وصف بیان کرتا ہے کہ وَمَا هُوَ اور نہیں ہے وہ پیغمبر عَلَى الْغَيْبِ پر غیب کے یعنی جو کچھ کہ وحی پہنچی ہے اسپر وہ نہیں ہے بِضَنِيْنٍ بخل کرنیوالا کہ تمکو وہ وحی تعلیم نکرے اور اسکو پوشیدہ رکھے تسے وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ اور نہیں ہے وہ قرآن سخن شیطان راندہ گئے کا اور مارے گئے کا ستاروں سے یعنی وہ کلام وہ نہیں ہے کہ جسکو شیاطین چوری سے ملائکہ سے سنکر کاہنوں سے جا کہیں اور یہیں خطاب کفار کیطرف ہے کہ وہ قرآنکو کہانت اور جادو کہتے ہیں اسکا خدا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کاہنوں کا کلام نہیں ہے فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ پس کہاں چلتے ہو تم اور ایسے سخن سخت درست اور حق کو نہیں مانتے ہو تم اور اس سے منہ پھیرتے ہو تم اور باوجود اسکے حق ہونیکے اسکو کہانت اور جادو کہتے ہو اِنْ هُوَ نہیں ہے وہ قرآن اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ مگر نصیحت واسطے عالم کے لوگونکے لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ واسطے اس شخص کے کہ چاہے تم میں سے اَنْ يَّسْتَقِيْمَ یہ کہ سیدھا ہو راہ خدا میں اور حق کی پیروی کرے وَمَا تَشَاءُوْنَ اور نہیں چاہتے ہو تم راستی اور ہدایت کو اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ چاہے خدا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ پروردگار عالمونکا کہ تم پر جبر اور زبردستی کرے ایمان کے واسطے یعنی تم اپنے اختیار سے ایمان نہ لاؤ گے مگر یہ کہ مشیت خدا متعلق ہو تمہارے ناچار کرنے پر اور تمکو مجبور کردے لیکن اسطرح کا ایمان خلاف تکلیف کے ہے اور پسندیدہ نہیں ہے

سورۃ الانفطار

یہ سورہ مکی ہے اور اس کو سورہ انفطار کہتے ہیں اور آیتیں اس میں انیس ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورۃ کو اور سورہ اذا السماء انشقت کو نماز فرض میں پڑھے یا نماز نافلہ میں پڑھے کوئی حجاب اس کو رحمت خدائے تعالے سے مانع ہو اور ہمیشہ وہ رحمت خدا میں نظر کرے اور خدائے تعالے ہمیشہ اس پر نظر رحمت کرے جبتک تمام آدمی حساب سے فارغ ہوں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ اور جس وقت کہ ستارے گر پڑیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اول ستاروں سے نور کو دور کریں اور بعد اس کے ان کو گرا دیویں اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ستارے مثل قندیلوں کے نور کی زنجیروں میں بندھے ہوئے لٹکتے ہیں اور وہ زنجیریں ملائکہ کے ہاتھوں میں ہیں جسوقت کہ اول صور کے صدمہ سے ملائکہ مرجائیں گے زنجیریں انکے

ہا نقوس میں سے چھوٹ جائینگی تو ستارے زمین پر گر پڑیں گے وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ؕ اور جس وقت دریا تمام جاری کیئے جائیں اسطرح سے کہ جو چیز کہ انکے آپس میں حائل ہو رہی ہے وہ اُٹھا لیجائے پس وہ سب آپس میں مل کر ایک ہو جائیں خواہ شیریں دریا ہوں خواہ شور ہوں سب آپس میں ملجائیں گے وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ؕ اور جس وقت قبریں الٹ پلٹ کیجائیں اس طرح سے کہ اس کے باطن کو ظاہر کردیں یہانتک کہ جو مردے وغیرہ کہ ان میں مدفون ہیں زمین سے باہر ہو جائیں اور پھر سب مردے وغیرہ زندہ ہو جائیں اور جواب شرطوں کا یہ ہے کہ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ جانیگا ہر نفس جو کچھ کہ آگے بھیجا ہے اُسنے نیکی کو یا بدی کو وَاَخَّرَتْ ؕ اور جو کچھ کہ پیچھے چھوڑا ہے تو بہ کو یا ترک توبہ کو یا کوئی طریقہ نیک یا بد پیچھے اپنے چھوڑا ہے کہ آدمی اسپر عمل کرتے ہیں پس اس کے عمل کرنیوالے کا سا ثواب اسکو ملیگا اور عمل کرنیوالے کے ثواب میں سے کچھ کم نہوگا اگر نیک طریقہ پیچھے اپنے چھوڑا ہے اور اگر بد طریقہ پیچھے اپنے چھوڑا ہے تو عمل کرنے والے کا سا عذاب اسکو بدون اسکے کہ اسکے عذاب میں سے کچھ کم ہو اور اب خدا آدمی کی طرف خطاب کرتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اے آدمی مَا غَرَّكَ کس چیز نے فریب دیا تجھکو بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ ساتھ پروردگار تیرے کے کریم ہی کہ کریم جانکر تونے جرات کی گناہ کرنے میں اور اس میں اشارہ ہے طرف اُسکے کہ شیطان انکو فریب میں ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ تو جو کچھ چاہے کر اسواسطے کہ پروردگار تیرا کریم ہے کسیکو عذاب میں جلدی نکریگا یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ آدمی خدا کے کرم اور رحم پر تکیہ کرکے گناہ نکرے اور رسولخدا نے وقت تلاوت اس آیت کے فرمایا کہ فریب دیا اسکو اسکے جہل نے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت ابن الاشترین کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ شخص رسولخدا کو آزار پہنچاتا تھا اور عذاب اسکو نہ پہنچا تھا وہ خدا کی مہلت دینے سے مغرور ہو گیا تھا اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے سب آدمیوں کے واسطے یعنی اے آدمی کس چیز نے تجھکو فریب دیا کہ تونے خدا کی نافرمانی کی اور گناہ کرنے پر دلیر ہو گیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قیامت کے روز خدائے تعالیٰ ہر ایک بندہ کو خطاب کرکے کہیگا کہ کس چیز نے تجھکو فریب دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ناموں میں کریم کا ذکر کیا ہے نہ اور کسی نام کا ذکر کیا ہے گویا کہ تعلیم ہے بندہ کو کہ جس وقت خدا پوچھے کہ کس نے فریب دیا ہے تجھکو تو وہ جواب میں کہے کہ فریفتہ کیا مجھکو کرم تیرے نے اور کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے غلام کو آواز دی اور وہ باوجودیکہ سنتا تھا لیکن جواب نہیں دیتا تھا حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اے غلام تو سنتا تھا اور جواب کس واسطے نہیں دیتا تھا کہا کہ تمہارے حلم پر مجھکو اعتماد تھا اور عذاب پانے سے تمہارے ہاتھ سے بیخوف تھا اس واسطے جواب نہیں دیتا تھا جناب امیر المومنین علیہ السلام کو جواب اسکا خوش معلوم ہوا اُسکو آزاد کردیا حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز بندہ سے کہیگا کہ کس چیز نے تجھکو فریب دیا ساتھ پروردگار تیرے کے الَّذِيْ خَلَقَكَ جس نے کہ پیدا کیا تجھکو جس وقت کہ تو کچھ نہ تھا فَسَوّٰىكَ پس درست کیا تجھکو تمام اعضا تیرے بنا کر اور کوئی نقصان اور عیب تیرے بدن میں نہیں رکھا فَعَدَلَكَ ۙ پس برابر کیا تجھکو اور مناسب رکھا تیرے اعضاء کو پیدائش میں کہ کوئی تفاوت تجھ میں باقی نرکھا یہاں تک کہ ایک ہاتھ کو دراز اور دوسرے کو کوتاہ نکیا اور ایک آنکھ کو بڑا اور دوسری کو چھوٹا نہ کیا اور بعضے اعضا کو سیاہ اور بعضے کو سفید نکیا اور اسی طرح سب اعضا کو درست اور مناسب بنایا فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ بیچ جس صورت کے چاہا اس میں نہ اور ہی یعنی خدائے تعالیٰ نے جس صورت میں کہ چاہا رَكَّبَكَ ؕ ترکیب دی تجھکو اور تیرے اعضا کو آپس میں ملایا جس طرح سے کہ حکمت اسکی تقاضا کرتی تھی مشابہ باپ کے یا ماں کے یا چچا کے یا ماموں کے پیدا کیا اور مرد بنایا یا عورت بنایا اور دراز قد بنایا یا کوتاہ قد بنایا اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت نطفہ عورت کے شکم میں قرار پکڑتا ہے تو خدا تعالیٰ آدم اور حوا تک جو شباہت کہ مرد اور عورت کے درمیان ہوتی ہے اس کو جمع کرتا ہے اور اس کو اس شباہت پر پیدا کرتا ہے کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فی ای صورۃ ما شاء رکبک یعنی جو کچھ کہ درمیان تیرے آدم تک شباہت ہے اس موافق جس صورت میں چاہا پیدا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جس صورت میں چاہے تجھکو پیدا کرے اگر چاہے انسان کی صورت میں پیدا کرے اگر چاہے گدھے کی صورت میں اور اگر چاہے بندر کی صورت میں اور حضرت صادق علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو تجھکو اس صورت کے غیر میں پیدا کرتا یعنی خدائے تعالیٰ قادر ہے جس صورت میں چاہے پیدا کرے حیوان کی صورتوں میں سے لیکن تجھکو اپنے فضل عام سے نیک صورت پر پیدا کیا کہ وہ صورت انسانی ہے كَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ اسکے کرم اور فضل پر اعتماد کرکے گناہ اور کفر کرنا چاہیے یعنی چاہیے کہ اسکے کرم پر فریفتہ ہونے سے باز رہے اس واسطے کہ کرم اور فضل اسکا موجب شکر اور طاعت کرنے کا ہے نہ کفر اور گناہ کرنے کا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ بلکہ جھٹلاتے ہو تم اور تکذیب کرتے ہو ساتھ روز جزا کے یہ ہے سبب اصلی تمہارے فریب میں پھنسنے کا اور تم کیا

کرتے ہو کہ اعمال کی جزا ملیگی اور ثواب اور عذاب کچھ نہیں ہے اور یا یہ کہ جھٹلاتے ہو تم دین اسلام کو کہ وہ بدتر ہے خدا کے کرم پر فریفتہ ہو کر گناہ اور کفر کرتے ہو وَاِنَّ
عَلَیْکُمْ اور تحقیق کہ اوپر تمہارے یعنی تمہارے قولوں اور فعلوں کے لکھنے پر لَحٰفِظِیْنَ البتہ نگہبان ہیں ملائکہ کِرَامًا بزرگ نزدیک خدا کے کَاتِبِیْنَ لکھنے والے
تمہارے قولوں اور فعلوں کو تمہارے اعمال کے نامہ میں کہ وہ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ جانتے ہیں جو کچھ کہ کرتے ہو تم نیکی یا بدی کو یعنی تم روز جزا کو جھٹلاتے ہو اور حساب
کے حال کو سہل جانتے ہو اور حال یہ ہے کہ اعمال کے لکھنے والے تمہارے سب حال کو لکھتے ہیں تاکہ قیامت کے روز تمکو جزا دیجائے اور حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت بندہ
نیکی کرتا ہے تو فرشتہ دست راست کا خوش ہوتا ہے اور جلد اسکو لکھتا ہے اور ایک کی جگہ دس لکھتا ہے اور اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو دونو فرشتے دلتنگ ہوتے ہیں اور
فرشتہ دست چپ کا ارادہ کرے کہ اسکو لکھے لیکن فرشتہ دست راست کا اسکو کہے کہ ابھی توقف کر یہانتک کہ سات ساعت توقف کرتا ہے اور اسکی بدی کو نہیں لکھتا ہے
شاید کہ پشیمان ہو اس گناہ سے اور اگر اس مدت میں پشیمان نہوا اور توبہ نہ کرے تو دست راست کا فرشتہ اسکو کہے کہ لکھ تو کہ اس کمبخت نے ابتک توبہ کو یاد نہ کیا
اِنَّ الْاَبْرَارَ تحقیق نیک آدمی اور فرمانبردار خدا کے لَفِیْ نَعِیْمٍ البتہ بیچ نعمتوں بہشت کے ہونگے وَاِنَّ الْفُجَّارَ اور تحقیق بدکام کرنیوالے آدمی اور قیامت کے
جھٹلانیوالے لَفِیْ جَحِیْمٍ البتہ بیچ دوزخ کے ہونگے یہ بیان آخیر کا ہے کہ جسکے واسطے ملائکہ اُن کے اعمال کو لکھتے ہیں یَّصْلَوْنَهَا داخل ہونگے وہ بدکار دوزخ میں
اور جلیں گے یَوْمَ الدِّیْنِ دن جزا کے یعنی قیامت کے روز کہ وہ روز جزا ہی دوزخ میں داخل ہونگے وَمَا هُمْ عَنْهَا اور نہوں گے وہ اُس دوزخ سے بِغَآئِبِیْنَ
غائب ہونیوالے کہ وہاں سے غائب ہو کر گم ہو جائیں بلکہ ہمیشہ اسمیں رہیں گے اور وہاں سے نہ نکلنے پائیں گے اگر کافر ہیں اور اگر گنہگار مسلمانوں میں سے ہیں تو موافق اپنے گناہوں
کے دوزخ میں رہیں گے اور بعد اسکے دوزخ سے نکالے جائیں گے وَمَآ اَدْرٰکَ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو یعنی کیا جانے تو کہ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ کیا ہے دن جزا کا
ثُمَّ مَآ اَدْرٰکَ پھر کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ کیا ہے دن جزا کا مکرر واسطے بزرگی اس روز کے فرمایا ہے یعنی حقیقت کو اسدن کے کوئی
نہیں جانتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ کیا جانے تو کہ روز جزا کیا کیا نعمتیں بہشتیوں کے واسطے ہیں اور کیا کیا عذاب دوزخیوں کے واسطے ہیں یَوْمَ لَا
تَمْلِکُ نَفْسٌ جسدن کہ نہ مالک ہوگا کوئی نفس لِّنَفْسٍ واسطے کسی نفس کے شَیْئًا کسی چیز کو کہ کچھ فائدہ کسی کو پہنچا سکے یا ضرر کو کسی کے دور کر سکے وَالْاَمْرُ
یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ اور حکم اس روز کا واسطے خدا کے ہے ثواب اور عذاب دینے میں اور جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے نہ بخشے اور جسکو چاہے اذن شفاعت کا دیوے
اور بدون اذن کے کسی کا مقدور نہیں ہے کہ کسیکی شفاعت کرے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا کہ اے جابر حکم اسروز خدا کے واسطے ہے اے
جابر قیامت کا روز ہوگا تو کوئی حاکم نہوگا سوائے خدا کے جتنے کام ہیں اسروز خدا ہی کے واسطے ہیں اور سب حکم کرنیوالے ہلاک ہو جائیں گے اور کوئی حکم کرنیوالا
باقی نرہے گا سوائے خدا کے بخلاف آج کے دن کے کہ بعضے دعوے حکومت کا کرتے ہیں اور اسروز سوائے خدا کے کسیکی حکومت نہوگی

سورۃ التطفیف

یہ سورہ مکی ہے اور اسکو سورہ تطفیف بھی کہتے ہیں اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور آیتیں اسکی چھتیس ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورہ
ویل للمطففین کو پڑھے حق تعالیٰ قیامت کے دن اسکو آتش دوزخ سے امن میں رکھے اور آتش جہنم اسکو نہ دیکھے اور نہ وہ آتش جہنم کو دیکھے یعنی اسمیں داخل نہو اور قیامت
کے روز اسکا حساب نہ کریں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے ہیں کہ مدینہ کے آدمی پیمانہ اور وزن میں بہت خیانت کرتے تھے اور لوگوں کو کم
تول کر دیتے تھے جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر گئے طرف مدینہ کے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں یہ سورہ نازل ہوا اور بعضے کہتے ہیں
کہ مدینہ میں ایک شخص کہ نام اسکا جہینہ تھا وہ پیمانہ رکھتا تھا ایک بڑا اور ایک چھوٹا بڑے سے خرید کرتا تھا اور چھوٹے سے فروخت کرتا تھا حقتعالیٰ نے اسکی شان میں یہ
آیت نازل کی کہ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ وائے ہے واسطے کم دینے والوں کے اور ویل وہ کلمہ ہے کہ جو شامل ہے قسم قسم کے عذاب کو یعنی وائے ہے واسطے کم دینے والوں
کے اور وزن میں اَلَّذِیْنَ وہ لوگ ہیں وہ کم دینیوالے کہ اِذَا اکْتَالُوْا جسوقت کہ ماپ لیں پیمانہ سے عَلَی النَّاسِ سے آدمیوں کے یعنی اپنے واسطے آدمیوں سے ماپ کر لیویں تو یَسْتَوْفُوْنَ
تو پورا لیتے ہیں وَاِذَا کَالُوْهُمْ اور جسوقت ماپ کر دیتے ہیں لوگوں کو اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یا تول کر دیویں اُن کو یُخْسِرُوْنَ کمی کرتے ہیں اور کم ناپتے
ہیں اور کم تولتے ہیں اور کم کر کے ان کو دیتے ہیں اور اصل میں کالوا لہم اور وزنوا لہم ہے حرف جار کو ضمیر میں سے حذف کر کے ضمیر کو فعل کے متصل کر دیا ہے اور
امام باقرؑ نے فرمایا ہے کہ ویل دوزخ کے کنوئیں کا نام ہے اور دوسری روایت میں فرمایا ہے اور نازل کیا گیا ہے کیل میں یعنی ویل واسطے کم دینے والوں پیمانہ کے اور

نہیں آیا ہو ویل کسی کے واسطے یہانتک کہ نام رکھا ہو اسکا کافر چنانچہ فرمایا کہ فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم اور منقول ہو کہ مدینہ کے سب آدمی تاجر تھے اور کم دینے کی عادت انکو
ترک ہو کرتے تھے جس وقت کہ یہ سورہ نازل ہوا تو رسولخدا بازار میں تشریف لائے اور ان لوگوں کے روبرو اس سورہ کو پڑھا اور فرمایا کہ پانچ خصلتیں ہیں کہ پانچ مصیبتوں اور بلاؤں کی باعث ہیں لوگوں
نے پوچھا کہ یا رسولخدا وہ خصلتیں کونسی ہیں فرمایا کہ جو کوئی قوم کہ عہد کو توڑیں اور اسکو وفا نہ کریں خدا انپر دشمنوں انکو غالب کرے ہو اور جو قوم کہ حکم کریں بغیر اسکے کہ خدانے حکم نازل کیا ہو
خدا انپر بھیجے فقیری اور پریشانی انمیں ظاہر کرے اور جس قوم میں فاحشہ اور بدکاری پیدا ہو اس قوم میں موت کثرت سے ہو اور جو فرقہ کہ کم تولنے اور ناپ کم دینے کی عادت کرے اس قوم کو خدا
تعالیٰ کھیتوں اور غلوں کے پیدا ہونے سے محروم رکھے اور قحط اور گرانی نرخ میں گرفتار کرے اور جو گروہ کہ زکوٰۃ کو نہ دیویں خدا ے تعالیٰ باران رحمت کو ان سے منع
کرے اور منقول ہے کہ جس وقت جناب امیرالمومنین علیہ السلام دریا فیض آثار سے فارغ ہوتے تو کوفہ کے بازار میں تشریف لیجاتے اور فرماتے کہ یا ایہا الناس
اتقوا اللہ و اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدمیو ڈرو تم خدا ے تعالیٰ
سے اور پورا کرو تم پیمانہ اور ترازو کو ساتھ انصاف کے اور نہ کم دو تم آدمیوں کو چیزیں انکی اور نہ پھرو تم بیچ زمین کے فساد کرنیوالے ہو کر اور ایک روز بازار میں ایک مرد کو دیکھا
کہ زعفران کو تولتا ہے اور جس پلڑے میں وہ زعفران تھا اسکو غالب اور زیادہ کردینا چاہتا تھا حضرت امیر علیہ السلام نے جانا کہ ترازو اسکی راست اور درست نہیں ہو حضرت
نے زعفران کو پلڑے میں سے گرا دیا اور فرمایا کہ پہلے ترازو کو درست کر اور بعد اسکے اگر چاہے تو غالب کرکے تول اور رسولخدا نے فرمایا ہو کہ جو کوئی ناپنے اور تولنے میں چوری
اور خیانت کرے کل کو اسکو دوزخ کی تہ میں ڈالینگے اور اسکو دو پہاڑ آتشیں کے درمیان جگہ دینگے اور کہینگے اسکو کہ ان پہاڑوں کو ناپ اور تول تو وہ شخص ہمیشہ اسی عمل میں گرفتار
رہیگا اور اب خدا ے تعالیٰ ان لوگوں کی غفلت سے تعجب کرکے فرماتا ہے کہ الا یظن کیا نہیں گمان کرتے ہیں اولئک وہ لوگ کم دینے والے اور زیادہ لینے
والے ہیں اور تولنیوالے کہ انہم تحقیق وہ مبعوثون اٹھائے جائینگے زندہ کرکے لیوم عظیم واسطے دن بڑے کے کہ وہ روز قیامت ہے اس واسطے کہ جو
کوئی گمان اس روز کے واقع ہونے کا رکھتا ہو تو وہ ایسے فعلوں کی جرأت نکریگا چہ جائیکہ یقین رکھتا ہو اٹھائے جاینگا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ بھی ظن یقین کے
ہی معنی میں ہے اور وہ لوگ اٹھائے جائینگے یوم یقوم الناس جسدن کہ کھڑے ہوں آدمی لرب العالمین واسطے حکم پروردگار عالمیں کے یعنی جب
تک کہ حکم پہنچے بیٹھنے نہ پائینگے اور کہتے ہیں کہ اس مقام میں تین سو برس کھڑے ہونگے کسی کو قدرت بات کرنے کی نہ ہوگی یہانتک کہ جناب رسول خدا باذن
پروردگار شفاعت کریں اور خلقت کو اس مقام سے حساب کی جگہ میں لائیں اور یہ شفاعت کبری ہے اور یا یہ کہ جسدن کھڑے ہوں آدمی اور اٹھیں قبروں
سے واسطے حکم پروردگار عالمونکے اور واسطے حساب اور جزا کے اور مشہور یہ ہو کہ کفار تین سو برس کھڑے رہینگے کہ اس عرصہ میں کوئی حکم خدا کی طرف سے انکو نہ پہنچے
اور کوئی طاقت بات کرنیکی نر کھیگا اور مومن موافق زمانہ ادا کرنے نماز فریضہ کے کھڑا ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ درازی روز قیامت
کی اور غم و رنج اس روز کا مومن پر اسقدر ہوگا کہ جیسے کوئی گرمی کے موسم میں روزہ رکھے اور عصر کے وقت حوض کے کنارہ پر بیٹھکر اپنے اوپر پانی ڈالے اور اسکی خنکی
اسکو پہنچے غروب آفتاب تک پس اس روزہ دار کی مثل اسکو قیامت کا روز معلوم ہوگا اور منقول ہو کہ قیامت کے روز لوگونکو کھڑا رکھینگے اور وقت کھڑے ہونیکے
ان کے بدنوں سے پسینا اس قدر جاری ہو کہ نصف کان تک پہنچے وہ اس پسینے میں کھڑے رہینگے اور مقداد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہو کہ میں نے رسولخدا سے سنا ہو
فرماتے تھے کہ قیامت کے روز آفتاب کو آدمیونکے سرونکے اوپر لائیں ایک میل اور نجار راوی کہتا ہو کہ نہیں جانتا میں کہ میل سے مسافت زمین کی مراد ہو یا سلائی سرمہ کی مراد ہے
پس آفتاب انکے بدنوں کی رطوبتوں کو پگلائے اور بطریق پسینے کے انکے بدنوں سے جاری ہو اور یہ بقدر اعمال کے ہو کہ وہ پسینا بعضے کی تو پاؤں کے ٹخنے تک پہنچے اور بعضی کی مثل لگام
کے دہن تک پہنچے کلا نہیں نہیں یعنی ایسا نہ کرنا چاہیے کہ تم کم تولکر دو اور قیامت کے روز سے اور حساب جزا سے غافل ہو ان کتاب الفجار تحقیق کتاب کارونکی
یعنی نوشتہ انکے عملونکا کہ جسمیں انکے اعمال لکھے ہوئے ہیں لفی سجین البتہ بیچ سجین کے ہے اور کہتے ہیں کہ سجین ایک مقام ہے جن اور انس اور کافروں اور فاجرونکے اعمال کے دفتر کے
جمع ہونیکا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ تحقیق لکھا گیا ہے بیچ کتاب انکی کے کہ تحقیق وہ ہونگے بیچ سجین کے اور وہ ساتویں زمین میں ہو اور یہ قول ابن عباس عنہ
کا ہو اور امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ سجین ساتویں زمین ہے اور علیون ساتواں آسمان ہے اور قمی نے اپنی تفسیر میں معنی اسکے یہ لکھے ہیں کہ جو کچھ کہ لکھا ہو خدانے
واسطے انکے عذاب انکو وہ سجین میں ہو اور منقول ہو کہ ارواح مومنین کی اور اعمال انکے آسمانپر چڑھتے ہیں تو واسطے انکے دروازے آسمان کے کھلجاتے ہیں اور کافر کی روح اور عمل جاتا ہے

تو وقت پہنچتے آسمان کے ایک آواز کرنے والا آواز کرتا ہے کہ ڈالو تم اسکو سجین میں اور وہ ایک صحرا ہے حضرموت میں کہ جسکو دشت برہوت کہتے ہیں اور کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ توریت میں مینے دیکھا ہے کہ سجین نام ایک لوح کا ہے ساتویں زمین کے نیچے نام تمام شیاطین جن اور انس کے اسمیں لکھے ہوئے ہیں جس وقت کہ ارواح کفار کو آسمان پر جاتے منع کر دیں تو انکو سجین میں جگہ دیویں اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ کتاب انکے اعمال کی وہاں کی جاویگی وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ کیا ہے سجین یعنی یہ اس قبیل سے نہیں ہے کہ تو یا قوم تیری اسکو جانتی ہو كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ایک کتاب ہے لکھی گئی یا مجمل کتاب کا ہے کہ حرف اسکے ظاہر اور روشن ہیں یا ایک علامت کے ساتھ نشان کیا گیا ہے کہ جو کوئی اسکو دیکھے تو جانے کہ ہرگز اسمیں خیر نہیں ہے اور مجمع البیان میں لکھا ہے کہ کتاب مرقوم تفسیر سجین کی نہیں ہے اس واسطے کہ سجین کتاب مرقوم کی نہیں ہے بلکہ وہ تفسیر اس کتاب کی ہے کہ جو ان کتاب الفجار میں کتاب ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ ان کتاب الفجار کتاب مرقوم ۔ اور بیضاوی میں لکھا ہے کہ وما ادرٰک ما سجین میں سجین کا مضاف محذوف ہے یعنی وما ادراک ما کتاب سجین کتاب مرقوم اور معنی اسکے یہ ہیں اور کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ کیا ہے کتاب سجین کی کتاب لکھی گئی ہے کہ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ وائے ہے اس روز عذاب سخت ہے لِّلْمُكَذِّبِيْنَ واسطے جھٹلانیوالوں کے اَلَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ وہ لوگ جھٹلاتے ہیں اور تکذیب کرتے ہیں بِيَوْمِ الدِّيْنِ ساتھ دن جزا کے وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اور نہیں تکذیب کرتا ہے ساتھ اس روز کے اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ مگر ہر ستمگار حد سے گزر جانے والا حق سے طرف باطل کے اَثِيْمٍ گنہگار بیباک کفر کرنے والا اور خواہش نفس کی پیروی کرنے والا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر اس کے اٰيٰتُنَا آیتیں ہماری تو قَالَ کہتا ہے کہ یہ آیتیں قرآن کی جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتا ہے ۔
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ قصے پہلوں کے ہیں کہ جو کچھ وہ لکھ گئے ہیں اور اسکی کچھ اصل نہیں ہے پس جس وقت کہ انکی جہالت اور عناد کا یہ حال ہے تو یہ دلیل نقلی انکو کچھ فائدہ نہ بخشے گی جیسے کہ دلیلیں عقلی کچھ فائدہ انکو نہیں کرتی ہیں كَلَّا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ وہ جھٹلانیوالے کہتے ہیں بَلْ سكتة رَانَ بلکہ زنگ کھا ہے عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اوپر دلوں انکے مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اس چیز نے کہ ہیں وہ کسب کرتے اور اعمال بد کرتے ہیں یعنی بسبب کفر اور گناہوں کے انکے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے اور تاریکی ہوگئی ہے اس واسطے وہ حق اور باطل کو نہیں پہچانتے ہیں اور ان میں فرق نہیں کر سکتے ہیں اور نصیحت انمیں اثر نہیں کر سکتی ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ بندہ جس وقت گناہ کرتا ہے اسکے دل میں ایک نقطہ سیاہ پیدا ہوجاتا ہے یہانتک کہ کثرت گناہوں سے اسکا دل تمام سیاہ ہوجاتا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر مومن کے دل پر ایک سفید نقطہ ہے جس وقت مومن گناہ کرتا ہے تو اس نقطہ میں نقطہ سیاہ پیدا ہوجاتا ہے پس اگر توبہ کرے تو وہ سیاہ نقطہ دور ہوجاتا ہے اور اگر اسیطرح گناہ پر گناہ کرتا رہے اور توبہ نکرے تو وہ سیاہی زیادہ ہوجاتی ہے یہانتک کہ تمام اس نقطہ سفید کو گھیر لیوی اور جس وقت وہ سفیدی بالکل پوشیدہ ہوجاوے تو پھر وہ شخص خیر کی طرف رجوع نہیں کرتا ہے بلکہ گناہ میں مشغول رہتا ہے اور یہی مراد ہے قول حقتعالے سے کلا بل ران علی قلوبہم اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ دل زنگ پکڑتا ہے پس خدا تعالے کی نعمتوں کو یاد کر تو کہ زنگ سے روشن اور صاف ہوجاوے كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ حقا کہ تحقیق وہ لوگ پروردگار اپنے سے قیامت کے دن لَمَحْجُوْبُوْنَ البتہ پردہ میں کئے گئے ہیں یعنی منع کئے گئے ہیں اور جناب امیر سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ محروم ہیں ثواب اسکے سے اور کرامت اسکی سے اور امام رضا سے تفسیر اس آیت کی پوچھی گئی تو فرمایا کہ خدا کو مکان کے ساتھ وصف نہیں کیا جاتا ہے اور نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ داخل ہے مکان میں پس پردہ ڈالا گیا ہے اسمیں اسکی طرف سے بندوں کے واسطے اور لیکن مراد لیگئی ہے کہ تحقیق وہ ثواب پروردگار اپنے سے پردہ کئے گئے ہیں اور ابن عباس نے فرمایا ہے اسکی تفسیر میں کہ تحقیق وہ رحمت پروردگار اپنے سے پردہ کئے گئے ہیں اور اس آیت سے خدا کا دیدار ثابت نہیں ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ کفار خدا تعالے سے حجاب کئے گئے ہیں تو پس معلوم ہوا کہ مومنین کے واسطے اس سے حجاب نہ ہوگا بلکہ وہ اسکو دیکھیں گے اس واسطے کہ عرب کے محاورہ میں حجاب مکان کے لئے ہوتا ہے اور خدا مکانی نہیں ہے کہ مکان کے اندر بیٹھا ہو اور اس کے سامنے پردہ پڑا ہو کہ کفار اسکو دیکھنے نہ پاویں اور مومنین کے واسطے وہ پردہ اٹھا دیا جاوے اور یہ کہنا لازم آیا کہ کفار کے واسطے دیکھنے ہی سے پردہ ہے اس واسطے کہ حجاب ہونا پروردگار سے مجمل ہے معلوم نہیں کہ اسکے دیکھنے سے حجاب ہے یا اسکے قرب سے حجاب ہے یا اسکی رحمت یا کرامت سے حجاب ہے یا اسکے ثواب سے حجاب ہے اور سوائے اسکے بہت سے امر جائز اور غیر جائز نکل سکتے ہیں پس جس وقت کہ دیکھنا خدا کا عقلی دلیلوں سے باطل ہوا تو جو امر کہ جائز ہیں وہ مراد ہوں گے اور دیکھنا خدا کا مراد نہ ہوگا ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ پھر تحقیق وہ جھٹلانے والے البتہ داخل ہونے والے دوزخ کے ہیں اور جلنے والے اسمیں ہمیشہ کو ثُمَّ يُقَالُ پھر کہا جاویگا یعنی

دوزخ کے فرشتے ان سے کہیں گے کہ هٰذَا یہ عذاب الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ وہ ہی کہ تھے تم ساتھ اُسکے تُكَذِّبُوْنَ ؕ تکذیب کرتے اور جھٹلاتے كَلَّا نہیں نہیں
یعنی ایسا نہیں ہے کہ تم ان وعدونکو قیامت کے امرونکو جھٹلاؤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ تحقیق کتاب نیکوں کی اور یا کلا حقا کے معنی میں ہی یعنی حقا کہ تحقیق نوشتہ نیکوں
کے اعمال کا لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ؕ البتہ بیچ علیین کے ہی اور علیین دفتر ہے خیر کا اور علیین علو سے مشتق ہے اور نام اسکا علیین اسواسطے ہی کہ وہ باعث ہی اپنے صاحب کے بلند ہونیکا
اور پایہ کہ بہشت میں بلند درجہ ہونیوالا ہے وہ اور یا یہ کہ بلند کیا گیا ہی وہ آسمان ہفتم پر پہنچے قائمہ عرش کے کہ مقام کروبیوں کا ہی اور ابن عباس سے روایت ہی کہ علیون ایک
تختی ہے زبرجد سبز کی عرش کے نیچے لٹکی ہوئی اور اعمال نیکوں کے اسمیں لکھے ہوئے ہیں اور کعب الاحبار اور قتادہ اور مجاہد سے منقول ہی کہ علیین ساتویں آسمان پر
ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے اور دوسری روایت ہی امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ فرمایا خدائے تعالے نے ہمکو اعلی علیین سے پیدا کیا ہے اور
ہمارے شیعوں کے دلونکو اسچیز سے پیدا کیا ہے کہ جس سے ہمکو پیدا کیا ہے اور انکے بدنوں کو اُسکے غیر سے پیدا کیا ہے اور دل انکے جھکتے ہیں طرف ہماری اس واسطے کہ وہ اسچیز سے
پیدا کئے گئے ہیں جس سے کہ ہم پیدا کئے گئے ہیں اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کلا ان کتاب الابرار لفی علیین آخر تک اور بعد اسکے فرمایا کہ اور دشمن ہمارے پیدا کئے
گئے ہیں سجین سے اور ہمارے دشمنوں کے شیعوں کے دل پیدا کئے گئے ہیں اسچیز سے کہ جس سے ہمارے دشمن پیدا کئے گئے ہیں اور بدن اُن کے اسکے غیر سے پیدا کئے گئے ہیں پس دل
اُن کے شیعوں کے جھکتے ہیں طرف اُن کے اسواسطے کہ دل ان کے پیدا کئے گئے ہیں اسچیز سے کہ جس سے ہمارے دشمن پیدا کئے گئے ہیں اور بعد اُسکے یہ آیت تلاوت
فرمائی کلا ان کتاب الفجار لفی سجین آخر تک وَمَاۤ اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو تاکہ جانے تو مَا عِلِّیُّوْنَ ؕ کیا ہے علیون كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ کتاب ہے
لکھی گئی کہ واضح اور روشن ہیں حرف اُسکے اور اسمیں انکی طاعتیں لکھی ہوئی ہیں اور وہ چیز کہ جس سے انکی آنکھیں خنک ہوں اور باعث اُنکے سرور کا ہو يَّشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ حاضر ہوتے ہیں اُسکے لکھے ہوئے پر ملائکہ مقربین کہ اسکو درجہ بلند پر پہنچائیں اور یا یہ کہ گواہی دینگے اسکی یعنی اس چیز کی کہ جو اسمیں لکھا ہے وہ فرشتے
کہ جو قریب کئے گئے درگاہ خدا کے اور بلند مرتبہ ہیں اور اس آیت میں بھی کتاب مرقوم تفسیر کتاب الابرار کی ہی نہ علیون کی جیسے کہ کتاب الفجار میں گذرا ہی اور تقدیر اسکی یہ ہی
کہ کتاب الابرار کتاب مرقوم یشہدہ المقربون اور معنی اس کے یہ ہوئے کہ نامہ اعمال ابرار کا کہ بیچ علیین کے ہے کتاب ہی لکھی گئی کہ حاضر ہوتے ہیں اسکے پاس ملائکہ مقربین
اور رسول خدا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ جس وقت ملائکہ اعمال بندہ مومن کے آسمان پر لیجاتے ہیں تو انکو وحی آتی ہے کہ تحقیق تم نگہبان ہو میرے بندہ کے اعمال
کے اور میں نگہبان تھا اس چیز کا کہ جو اسکے دل میں تھی اور اُسنے عمل کو اپنے خالص میرے واسطے کیا تم اسکو علیین میں جگہ دو کہ میں نے اسکو بخشا اور جس وقت عمل دوسرے بندہ کا آسمان
پر لیجائیں تو ان فرشتونکو وحی پہنچے کہ تم نگہبان تھے میرے بندہ کے عمل کے اور میں نگہبان تھا اس کے دل کی پوشیدگی کا اُسنے خالص میرے واسطے عمل نیک نہیں کیا ہی اور دکھلانے
اور سنانے کیواسطے کیا ہے پس لیجاؤ تم اسکے عمل کو سجین میں اور اب خدائے تعالے ابرار اور نیکوں کا وصف بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ تحقیق نیک آدمی لَفِیْ نَعِیْمٍ ۙ
البتہ بیچ نعمتوں بہشت کے ہونگے عَلَى الْاَرَآئِكِ اور پر تختوں کے بیٹھے ہوئے يَنْظُرُوْنَ ۙ نظر کریں گے ان چیزوں کی طرف کہ جنکو دیکھ کر دل اُن کے خوش
ہوں تَعْرِفُ پہچانیگا تو فِیْ وُجُوْهِهِمْ بیچ مونہوں اُنکے کے نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۚ تازگی نعمتوں بہشت کی جیسے کہ تونگروں اور اہل ثروت کے چہروں پر تازگی ہوتی
ہے اور کہتے ہیں کہ اسقدر حسن اور طراوت اور تازگی اُنکے چہرونکی ہوگی کہ جس کی تعریف بیان ہو سکے يُسْقَوْنَ پلائے جائینگے یعنی انکو پلائینگے مِنْ رَّحِیْقٍ
شراب خالص سے کہ سفید اور خوشبودار ہوگی مَّخْتُوْمٍ ۙ مہر کی گئی ہے کہ اس کے برتنوں پر مہر لگی ہوگی خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ کہ مہر اسکی مشک ہوگا یعنی مشک کے
اسپر مہر کرینگے اور مہر اسواسطے کیجائیگی کہ اس بہشتی کو وہم نہو کہ کسی اور آدمی کا ہاتھ اسکو پہنچا ہی اور باعث اسکی نفرت کا ہو پس وہ ابرار نیک بندے اس مہر کو خود
توڑیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ تمثیل ہے اسکی نفاست کی اور قمی کی تفسیر میں لکھا ہی اور ابن عباس وغیرہ سے بھی روایت ہی کہ مراد اس سے یہ ہی کہ خاتمہ پینے کا مشک کی
خوشبو پر ہے کہ پینے والا بعد پینے کے اپنے دہن اور لبوں میں مشک کی خوشبو پائے گا اور بعضے کہتے ہیں کہ مشک شراب سفید ہی مثل چاندی کے اور بہشتی
اسکو سب شرابوں کے بعد نوش کریں گے اور منقول ہے کہ اگر کوئی آدمی دنیا میں اپنی انگلی اسمیں ڈالکر باہر نکالے تو جو جاندار کہ دنیا میں ہی اسکے دماغ میں خوشبو اس کی
پہنچے اور تمام دنیا اس سے معطر اور خوشبودار ہو جائے وَفِیْ ذٰلِكَ اور بیچ اس شراب کے یا نعمت کے فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؕ پس چاہئے کہ رغبت
کریں رغبت کرنے والے یعنی اعمال نیک بجا لائیں اور گناہوں سے پرہیز کریں کہ مستحق اسکے پینے کے ہوں اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی گرمی کے دنوں میں

روزہ رکھے خالص واسطے خدا کے خدا اسکی تشنگی کو شراب مختوم سے دفعہ کرے گا اور رسولخدا نے جو امیر المومنین کو وصیتیں کی ہیں اسمیں فرمایا کہ اے علی جو کوئی شراب کو
دنیا میں ترک کرے خاص واسطے رضامندی خدا کے اور اسکے حکم کی تعمیل کیواسطے تو خدائے تعالیٰ اسکو شراب مختوم سے سیراب کرے گا وَمِزَاجُهٗ اور آمیزش اسکی مِنْ
تَسْنِيْمٍ وہ چشمہ تسنیم سے ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ تسنیم نام اس پانی کا ہے کہ جو عرش کے نیچے سے بہشت میں گرتا ہے اور وہ بہشت کی سب شرابوں اور پانیوں سے افضل ہے
اور دوسری روایتمیں ہے کہ ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا کہ تسنیم کیا ہے کہا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے کہ حقتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کوئی نفس نہیں جانتا ہے جو کچھ کہ بہشتیوں کے واسطے
اپنے پوشیدہ رکھا ہے کہ آنکھ کو وہ روشن کرے اور کہتے ہیں کہ تسنیم وہ شراب ہے کہ بلندی سے بہشتیوں پر گرتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے کہ ہوا میں جاری ہے اور
موافق حاجت کے بہشتیوں کے برتنوں میں گرتی ہے اور جسوقت برتن پر ہو جائیں تو وہ واپس ہو جاتی ہے اور زمین پر کوئی قطرہ اسکا نہیں گرتا ہے اور نام اسکا تسنیم اسکے تسنم
یعنی بلندی کی جہت سے ہوا ہے اور تسنیم کی تفسیر بیان کرتا ہے کہ عَيْنًا چشمہ ہے اور عینًا حال واقع ہوا ہے اور یا منصوب علی المدح ہے اور تقدیر اسکی اعنی عینا ہے یعنی
مراد لیتا ہوں میں چشمہ کو کہ يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ پیتے ہیں ساتھ اسکے نزدیک کئے گئے درگاہ خدا کے جو کہ بہت نیک اور پرہیزگار ہیں مثل انبیا اور ائمہ معصومین کے
اور وہ تسنیم خالص کو نوش فرمائیں گے کہ دو نہیں انکو خالص محبت خدا کی تھی اور ابرار اور نیکو انکو اسمیں سے کچھ ملا کر پلائیں گے اور کہتے ہیں کہ کفار قریش مثل ابوجہل اور ولید بن
مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کے جس وقت فقرا صحابہ کو دیکھتے مثل عمار اور صہیب اور بلال اور خباب کے تو ان سے ہنسی اور ٹھٹھا کرتے اور طعن کی راہ سے کہتے کہ یہ حق
پر ہیں اور محمد پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ رسول خدا کا ہے اور ہم زندہ کرکے دوبارہ اٹھائے جائیں گے یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا تحقیق جن
لوگوں نے گناہ کیا ہے مثل کفر اور شرک کے كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہیں وہ ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں وہ يَضْحَكُوْنَ ہنستے ٹھٹھا کرتے ہیں وَاِذَا
مَرُّوْا بِهِمْ اور جسوقت گذرتے ہیں وہ ساتھ ان مومنین کے يَتَغَامَزُوْنَ آنکھیں مارتے ہیں آپسمیں واسطے ہنسی کے اور کشاف میں منقول ہے کہ ایکروز جناب امیر
ایکجماعت فقراء مومنین کے ہمراہ جاتے تھے ایک جماعت منافقین کی انکو دیکھ کر ہنسی اور آنکھوں سے آپسمیں اشارے کئے اور ٹھٹھا کرنے لگے اور اپنے یاروں سے جا کر کہنے لگے کہ ہمنے
اصلع کو یعنی اس شخص کو کہ جسکی پیشانی کے اوپر بال نہ تھے دیکھا ہے اور مراد انکی اس سے جناب امیر تھے اور آپسمیں بہت ہنسے اور جناب امیر ہنوز رسولخدا کی مسجد میں نہ پہنچے تھے کہ جبرئیل یہ آیتیں لیکر نازل
ہوئے کہ منافقین مومنین پر ہنستے ہیں اور آنکھوں سے اشارہ کرتے ہیں وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ اور جسوقت پھرتے ہیں طرف لوگوں اپنے کی انْقَلَبُوْا پھرتے ہیں وہ فَكِهِيْنَ
باتیں بنانے والے ہوکر یہ حال واقع ہوا ہے اور ابوجعفر اور حفص نے فَكِهِيْنَ پڑھا ہے بدون الف کے یعنی ٹھٹھے میں لذت پانے والے ہوکر اور شواہد التنزیل میں ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد الذین اجرموا سے مراد
منافق قریش کے ہیں اور الذین امنوا سے مراد علی ابن ابیطالب ہیں اور سعید بن سعد الحنفی نے کہ یہ بھی اہل سنت کے راویوں میں سے ہے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مراد الذین اجرموا سے ایک جماعت
بنی امیہ کی ہے کہ جسوقت علی ابن ابیطالب اپنے یاروں کے ہمراہ اس جماعت پر گذرے تو انہوں نے چشم اور ابرو سے اشارہ طرف علی کے کیا اور مراد الذین امنوا سے علی
ابن ابیطالب ہیں اور اصحاب اسکے اور رسولخدا نے شاہ اولیا علی مرتضیٰ کو خوشخبری دی کہ قریب ہے کہ تم انکو دیکھوگے کہ وہ آتش دوزخ میں جلتے ہوں گے
اور مقاتل کہ علماء اہل سنت سے ہے اسنے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایکروز امیر المومنین اپنے اصحاب کے ہمراہ رسولخدا کے پاس جاتے تھے اتفاقا راہ میں ایکجماعت
منافقین پر انکا گذر ہوا اس جماعت نے دیکھا کہ علی اپنے یاروں کے ہمراہ رسولخدا کے پاس جاتا ہے ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اور قہقہا مارنا شروع کیا اور
نالایق باتیں کہنے لگے جس وقت علی مرتضیٰ مجلس اقدس رسولخدا میں پہنچے تو حضرت نے یہ آیت علی کے روبرو پڑھی اور اس حال سے مطلع کیا اور علی کے
مرتبہ بلند کو جو کہ پیش خدا ہے ظاہر کیا اور ان کفار و منافقین کے حال کی خبر فرماتا ہے کہ وَاِذَا رَاَوْهُمْ اور جس وقت دیکھتے ہیں وہ کفار اور منافقین ان
مومنین کو قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ کفار اور منافقین آپسمیں کہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ تحقیق یہ لوگ کہ محمد کی پیروی کرتے ہیں لَضَآلُّوْنَ البتہ گمراہ ہونے والے ہیں
وَمَآ اُرْسِلُوْا اور حال یہ ہے کہ نہیں بھیجے گئے ہیں وہ کفار اور منافقین عَلَيْهِمْ اوپر ان مومنین کے حٰفِظِيْنَ نگہبان ہوکر تا کہ گواہی دیویں ان کی
گمراہی اور ہدایت کی اور کفار اور منافقین جو مومنین کو ایسی باتیں کہا کرتے تھے اور ہمیشہ ان پر ہنسا کرتے تھے خدائے تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ فَالْيَوْمَ
پس آج کے دن قیامت کا روز ہے الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں مِنَ الْكُفَّارِ کافروں سے يَضْحَكُوْنَ ہنستے ہیں عَلَى الْاَرَآئِكِ
اوپر تختوں کے بہشت میں بیٹھے ہوئے يَنْظُرُوْنَ نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ دوزخ میں جلتے ہیں اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں

اور نہایت خوار و ذلیل ہیں اور دنیا میں انکو بڑی عزت اور ثروت میں دیکھتے تھے اور یہ معنی ہیں اس آیت کے کہ پس اس روز کہ قیامت کا دن ہوگا وہ لوگ
کہ ایمان لائے ہیں کفار سے ہنسینگے ان کو عذاب میں گرفتار دیکھ کر جیسے کہ وہ کفار انکو دنیا میں ہنستے تھے اور تختوں پر نظر کرتے ہونگے اور کہتے ہیں کہ
بہشت کا دروازہ کھول لیں اور دوزخیوں کو کہیں کہ بہشت میں آؤ وہ جلدی سے بہشت کی طرف روانہ ہونگے جس وقت کہ بہشت کے قریب پہنچینگے فرشتے دروازہ بند
کر لیوینگے اور دوزخی رنجیدہ ہو کر پھر دوزخ کو پھر جاینگے اور کئی مرتبہ ان کے ساتھ ایسا ہی کریں گے اور مومنین یہ حال دیکھ کر بہت خوش ہونگے اور کہینگے
کہ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ کیا بدلا دیے گئے تھے مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ اجر کا کہ تھے وہ کرتے یعنی اپنے دنیا میں ہم پر ہنستے تھے کیا اسکا بدلا
ان کو ملا اور حمزہ اور کسائی نے ہَل کے لام کو ثوب کی ثا میں ادغام کر کے ثوب پڑھا ہے سورۃ الانشقاق اور اس سورہ کو سورہ انشقاق کہتے ہیں اور
یہ سورہ مکی ہے اور پچیس آیتیں ہیں اور ثواب اسکا سورہ انفطار میں مذکور ہو لیا ہے اور ابی بن کعب سے منقول ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے خدا
اسکو اپنی پناہ میں رکھے اس سے کہ نامہ اعمال اسکو دست چپ میں دیویں بلکہ نامہ اعمال اسکا اس کے دست راست میں دیویں گے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے اور ملائکہ اس پر سے زمین پر نازل ہوں اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ کہکشاں پر سے پھٹیگا وَاَذِنَتْ
لِرَبِّهَا اور کان رکھے واسطے حکم پروردگار اپنے کے کہ جس وقت حکم پہنچیگا اسکو اسیوقت وہ پھٹ جاوے اور سرتابی نکرے وَحُقَّتْ اور لائق کیا جاوے آسمان
واسطے سننے اور فرمانبرداری حکم خدا کے اس واسطے کہ خدا اسکا پیدا کرنیوالا ہے وہ کیونکر حکم خدا کا بجا لاوے یہ تو آدمی ہی کی شان ہے کہ خداے تعالیٰ کی ناشکری
اور نافرمانبرداری میں مبتلا ہے اپنی شامت نفس سے وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ اور جس وقت کہ زمین کھینچی جاوے اس طرح کہ بلندیاں اور پہاڑ انکو اٹھالیویں
اور پھر اسکو کھینچیں کہ اسکی بلندی اور پستی سب برابر ہو جاوے جیسے کہ چمڑی کو کھینچتے ہیں اور کھینچنے سے وہ برابر اور صاف ہو جاتی ہے اور ایسی ہی زمین کو
کھینچینگے کہ برابر اور صاف ہو جاوے گی اسطرح سے کہ اگر مرغ کا انڈا مشرق میں ہو اور کوئی مغرب سے وہ دکھلائی دیگا اور ایسا کہ اسکو کھینچینگے اسواسطے کہ فراخی اور
کشادگی زیادہ ہو جاوے وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا اور ڈالدے زمین جو کچھ کہ درمیان اسکے ہے یعنی جو کچھ کہ زمین کے اندر ہے اسکو باہر ڈالدے وَتَخَلَّتْ اور خالی ہو جاوے
کوشش اور تکلف کر کے یعنی جو کوشش کہ اس سے ممکن ہو خالی کرے کہ باقی اس میں کسی طرح کا قصور نہ رہے وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا اور کان رکھے یعنی واسطے حکم
پروردگار اپنے کے باہر ڈالنے پر کہ جو اسکے اندر ہے اور خالی کرنیمیں وَحُقَّتْ اور لائق کیجاوے پروردگار کے حکم کے واسطے اسواسطے کہ وہ اسکی پیدا کی
ہوئی ہے اور اسکو سب طرح کا اختیار ہے اور رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں فرمایا کہ جسوقت علامتیں قیامت کی ظاہر ہوں تو زمین جو کچھ کہ خزانے
سکو باہر ڈالدیگی چاندی کو اور سونے کو اور ظالم کہے کہ یہ میرے ظلم اور قتل سے تھا اور چور کہے کہ میرا ہاتھ اسکے سبب سے کاٹا گیا ہم سے یہ ہو گئے اور یہ بعض کہتے
ہیں کہ مراد یہ ہے کہ مردوں کو باہر ڈالیگی اور بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ وں کو توڑ ڈالیگی اور یہ آیت مکرر نہیں ہے اس واسطے کہ پہلی تو صفت آسمان کی ہے اور دوسری صفت
زمین کی ہے اور جواب شرط کا محذوف ہے یعنی جس وقت کہ یہ امور مذکورہ ہوں تو دیکھیگا انسان جو کچھ کہ آگے بھیجا ہے اسنے نیکی کو یا بدی کو يٰۤاَيُّهَا
الْاِنْسَانُ اے آدمی یہ خطاب ہر آدمی کی طرف ہے اولاد آدم میں سے یعنی اے آدمی اِنَّكَ كَادِحٌ یعنی تحقیق کہ تو محنت کرنیوالا یعنی رنج و کوشش سے کام کرنیوالا
تو اِلٰى رَبِّكَ طرف پروردگار اپنی کی كَدْحًا کام کرنا محنت اور کوشش سے یعنی تو عمل کرتا ہے کوشش سے خدا کی طرف پہنچنے میں فَمُلٰقِيْهِ پس ملاقات کرنیوالا ہے تو
اسکی کو یعنی اپنے عمل اور کام کی جزا کو تو پہنچیگا اس سے چارہ نہیں ہے یعنی عمل نیک ہو یا بد ہو اور اسکو مشقت سے کرتے ہو اسکی جزا کو پاؤ گے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ پس جو
شخص کہ دیا جاوے كِتٰبَهٗ نامہ اعمال اپنا بِيَمِيْنِهٖ ساتھ داہنے ہاتھ اپنے کے فَسَوْفَ يُحَاسَبُ پس قریب ہے کہ حساب کیا جاوے حِسَابًا يَّسِيْرًا حساب
آسان کہ نہیں کسی طرح کی تنگی اور دشواری ہو اور کہتے ہیں کہ حساب یسیر یہ ہے کہ گناہ اسکے دکھلائے جاویں اور پھر معاف کر دیے جاویں اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا
جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی حساب کیا جاوے وہ عذاب کیا جاوے کسی نے پوچھا کہ یا رسول خدا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یحاسب حسابا یسیرا اس کیا مراد ہے فرمایا کہ حساب یسیر سے
مراد پیش کرنا گناہ ہوگا یعنی حساب کرنا اور پھر معاف کرنا اور جسکے حساب میں اعتراض اور چون و چرا کی نوبت پہنچی اسمیں عذاب کیا جاوے گا وَّيَنْقَلِبُ اور پھریگا وہ شخص کہ جس کا حساب
آسانی سے لیا گیا ہے اِلٰٓى اَهْلِهٖ طرف لوگوں اپنے کی کہ کنبہ اسکا ہے مومنین میں سے یا اپنی عورتوں کی طرف کہ وہ حوریں بہشت کی ہیں مَسْرُوْرًا خوش ہو کر یہ حال واقع ہوا انہی

سورۃ الانشقاق ۸۴

وہ شخص اپنے لوگوں کی طرف خوش ہو کر پھرے گا بسبب حال اچھے نعمتوں کے اور درجوں بہشت کے اور رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ جسمیں تین خصلتیں ہونگی
اسکا حساب آسانی سے ہوگا لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول خدا وہ خصلتیں کیا ہیں فرمایا کہ دے تو اس شخص کو کہ محروم رکھے تجھکو کہ تجھکو وہ کبھی کچھ نہ دیوے اور ملے تو اس سے کہ جو تجھسے
قطع کرے اور ملنے کو ترک کرے اور معاف کر تو اس شخص کو کہ جو تجھپر ظلم کرے وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ اور لیکن وہ شخص کہ دیا گیا ہے نامہ اعمال اپنا
وَرَآءَ ظَهْرِهٖ پیچھے پشت اپنی سے دست چپ میں اور وہ اس طرح ہے کہ اسکے دست راست کو اسکی گردن سے باندھینگے اور دست چپ کو پس پشت سے پس نامہ اعمال کو پس پشت دست چپ
میں دیویں اور کہتے ہیں کہ اسکو کہیں کہ تو اپنے نامہ اعمال کو پڑھ وہ کہے کہ میں پشت کے پیچھے کیونکر پڑھوں پس گردنکو اسکی موڑ توڑ کر اسکے منہ کو پشت کی طرف کریں تا نامہ کو
اپنے دیکھے کہ تاریک اور سیاہ ہے بہت عاجز اور حیران ہو اور اسکو پڑھ نہ سکے اور نامہ اعمال کو جسکے دست راست میں دینگے وہ بہشتی ہے اور جسکے دست چپ میں دینگے
وہ دوزخی ہے اور جسکے دست چپ میں دینگے اسکا حال بیان کرتا ہے فَسَوْفَ يَدْعُوْا پس قریب ہے کہ پکارے وہ یعنی آرزو کرے وہ ثُبُوْرًا ہلاکت کو اور یا کہے
وہ کہ وا ثبوراہ اور یہ کلمہ ہے ہلاکت کے طلب کرنیکا وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا اور داخل ہو وہ دوزخ میں کہ وہ آتش سوزاں ہے اور ہمیشہ اسمیں وہ جلا کرے اور اب سبب
اسکے عذاب کا بیان کرتا ہے کہ اِنَّهٗ كَانَ تحقیق وہ تھا فِیْۤ اَهْلِهٖ بیچ لوگوں اپنے کے مَسْرُوْرًا خوش اور فخر و ناز کرنیوالا اپنے مال اور جاہ پر اور اپنی غرور کی
زیادتی سے کچھ نہ سمجھتا تھا اور اس سے بالکل غافل تھا اور یا یہ کہ اپنے گناہوں اور کفر سے خوش تھا اِنَّهٗ ظَنَّ تحقیق کہ اسنے گمان کیا تھا اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ یہ کہ ہرگز نہ پھریگا
خدا کی طرف یعنی زندہ کر کے واسطے جزائے اعمال کے نہ اٹھایا جائے گا بَلٰى ہاں وہ پھریگا پروردگار کی طرف واسطے جزائے اعمال کے اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ تحقیق کہ
خدا ہے ساتھ اسکے اور اسکے اعمال کو بَصِيْرًا دیکھنے والا پس اسکو چھوڑے گا نہیں بلکہ اسکو محشر میں لائے گا اور جزا اور سزا اسکو دیگا فَلَاۤ اُقْسِمُ پس قسم کھاتا
ہوں میں بِالشَّفَقِ ساتھ شفق کے کہ وہ سرخی ہے اور بعد غروب آفتاب کے نمایاں ہوتی ہے وَالَّيْلِ اور قسم ہے رات کی وَمَا وَسَقَ اور اسچیز کی کہ اکٹھا
کرے اور پوشیدہ کرے اسکو رات بعد اسکے کہ دن کو پھیل گئی اور بکھر گئی ہوں مثل دواب کے کہ رات کے وقت سب اپنے مقاموں پر اکٹھے ہو جاتے ہیں باہر سے آکر وَالْقَمَرِ
اور قسم ہے چاند کی اِذَا اتَّسَقَ جسوقت کہ اکٹھا ہو کر کل اور پورا ہو جائے اور وہ چودھویں رات کا چاند ہے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ لَتَرْكَبُنَّ البتہ سوار ہوگے تم یعنی
پیش آوگے تم اور ملاقات کروگے تم طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ایک حال کو ایک حال سے پیچھے مطابق ایک دوسرے کے سختی اور ہول میں مراد موت ہے اور قیامت کی ہولوں
اور سختیوں سے کہ ایک سختی بعد ایک سختی کے اور ایک ہول بعد ایک ہول کے دیکھی جائے گی اور حضرت صادق نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اختیار کروگے تم طریقہ ان
لوگوں کے کہ جو پہلے تم سے تھے اور امتوں کے آدمی اور جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ البتہ چلوگے تم راستہ ان لوگوں کا کہ پہلے تم سے تھے پہلی امتوں کی آدمی
بیوفائی اور غدر کرنیمیں انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ بعد انبیاء کے اور مشہور ہے کہ صفورا زوجہ موسیٰ بعد موسیٰ کے انکے وصی یوشع بن نون سے لڑی اور اس امت میں
عائشہ زوجہ رسول خدا بعد رسول خدا کے انکے وصی علی ابن ابیطالب سے لڑی اور جسوقت حضرت موسیٰ توریت کی تختیاں لینے کو طور پر گئے تو انکی امت کے آدمی انکے
خلیفہ ہارون سے پھر گئے اور سامری کی طرف ہو گئے اور ایسے ہی رسول خدا کے بعد انکی امت کے آدمی علی ابن ابیطالب سے پھر گئے اور ابوبکر کو انھوں نے خلیفہ بنایا اور اسی
قیاس پر سب امر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ سے ناامیدی ہے بعد سختی کے اور سختی بعد امید کے اور فقیری بعد تونگری کے اور تونگری بعد فقیری کے اور صحت بعد بیماری
کے اور بیماری بعد صحت کے اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے لَتَرْكَبَنَّ بفتح با پڑھا ہے واحد کا صیغہ اور اسمیں خطاب رسول خدا کی طرف ہے اور مراد یہ ہے کہ تو شب معراج آسمانوں
پر جائے گا کہ سوار ہوگا تو ایک طبق پر بعد ایک طبق آسمان کے اور باقیوں نے بضم پڑھا ہے جمع کا صیغہ سب کی طرف خطاب پھیر کر جیسے گزرا ہے اور فرماتا ہے کہ فَمَا لَهُمْ پس کیا
ہے واسطے ان کفار قریش کے کہ لَا يُؤْمِنُوْنَ نہیں ایمان لاتے ہیں وہ خدا اور پیغمبر اور قیامت کے ہونے پر باوجود واضح ہونے دلیلوں کے اور ظاہر ہونے نشانیوں
قدرت خدا کے وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ اور جسوقت پڑھا جاتا ہے اوپر انکے قرآن تو لَا يَسْجُدُوْنَ نہیں سجدہ کرتے ہیں وہ وقت تلاوت کے جس وقت کہ
سجدہ کا ذکر ہوتا ہے اور یا یہ کہ نہیں عاجزی کرتے ہیں وہ قرآن کو سنکر اور اس آیت میں سجدہ کرنا سنت ہے اور واجب نہیں ہے اور منقول ہے کہ جسوقت رسول خدا نے آیہ وَاسْجُدْ وَا
قْتَرِبْ کو پڑھا اور سجدہ کیا اور سب مومنین نے بھی حضرت کی پیروی سجدہ کیا تو کفار قریش انکے سر پر کھڑے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مارتے تھے اور ٹھٹھا کرتے تھے اور یہ ہتیار لکھوی اور سجدہ
نکرنا کفار کا واسطے نہ ہونے یقین کے ہے بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بلکہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے يُكَذِّبُوْنَ جھٹلاتے ہیں قرآنکو اور اسمیں تامل نہیں کرتے ہیں اور اسپر ایمان نہیں لاتے ہیں اپنی ہٹ سے انکی

ع ۱۱

السجدة

پیروی سے وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ اور خدا زیادہ جاننے والا ہی اور عالم تر ہے بِمَا یُوۡعُوۡنَ ساتھ ان چیزوں کے کہ دل میں نگاہ رکھتے ہیں وہ اور جو کچھ کہ انھوں نے جمع کیا ہے دلوں میں
کینہ اور عداوت کو پوشیدہ کیا ہے مومنوں کی طرف سے اور یا یہ کہ اپنے اعمال کے ناموں میں جو کچھ کہ انھوں نے قسم قسم کے عذابوں کو جمع کیا ہے انکو خوب جانتا ہے فَبَشِّرۡهُمۡ پس خوشخبری
دے تو انکو بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ساتھ عذاب دردناک کے یہ کلام خوشخبری دینے کا بطریق مزاح کے ہی اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے یہ استثنیٰ منقطع ہے یعنی ان
کفار کے واسطے عذاب دردناک ہی مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور اعمال کئے ہیں انھوں نے نیک لَهُمۡ اَجۡرٌ واسطے انکے اجر ہی غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ نہ قطع کیا
گیا اور نہ کم کیا گیا بلکہ پورا اجر انکے واسطے ہوگا ہمیشہ کو اور یا یہ کہ نہ احسان رکھا گیا کسی آدمی کا ہرگا سورۃ البروج یہ سورہ مکی ہی اور اس میں بائیس آئتیں ہیں اور
حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ بروج کو نماز میں پڑھے وہ قیامت کے روز انبیاء و مرسلین کے ہمراہ ہوگا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَالسَّمَآءِ
ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ قسم ہے آسمان صاحب برجوں کی اور وہ بارہ برج ہیں، حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت اور
ذکر برجوں کا سورۂ حجر میں گذر گیا ہی اور کہتے ہیں کہ یہ مثل بڑے محلوں کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد برجوں سے بڑے بڑے ستارے ہیں اور یا آسمان کے دروازے مراد ہیں اور
بعضوں کے نزدیک وہ محل ہیں سونے کے اور زبرجد سبز کے اور چاندی سفید کے اور موتیوں کے اور وہ مقام ملائکہ کی عبادت کے ہیں جیسے کہ مسجدیں آدمیوں کی عبادت
کے مقام زمین پر ہیں وَالۡيَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ اور قسم ہے دن وعدہ کئے گئے کی کہ وہ دن قیامت کا ہی وَشَاهِدٍ اور قسم ہے حاضر ہونے والے اس دن کی کہ اس روز
واسطے جزا کے سب حاضر ہونگے وَّمَشۡهُوۡدٍ اور قسم ہے حاضر کیگئی چیز کی عجائب اور غرائب میں اس روز اور شاہد اور مشہود کی تعیین میں اختلاف بہت ہی امام حسنؑ
سے منقول ہی کہ شاہد رسول خداؐ ہیں اور مشہود روز قیامت ہے اور حضرت امام باقرؑ اور صادقؑ علیہما السلام سے روایت ہی کہ شاہد روز جمعہ ہی اور مشہود روز عرفہ ہی اور ایک
روایت میں حضرت باقرؑ سے ہے کہ شاہد یوم عرفہ ہے اور مشہود روز قیامت ہے اور ایک روایت میں حضرت صادقؑ سے ہے کہ شاہد روز جمعہ ہی اور مشہود روز عرفہ ہی
اور موعود روز قیامت ہی اور ایک روایت میں رسول خداؐ نے امیر المومنینؑ کو فرمایا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد خدا ہے اور مشہود بندہ ہی اور بعضے اسکا عکس کہتے
ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد روز نحر ہے کہ وہ دسویں ذی الحجہ کی ہے اور مشہود روز عرفہ ہے کہ وہ نویں اسکی ہے، ایک راوی کہتا ہے کہ میں رسول خداؐ کی مسجد میں گیا ایک
شخص کو دیکھا کہ حدیث پیغمبرؐ کی بیان کرتا ہے اس سے میں نے پوچھا کہ شاہد اور مشہود کیا ہیں کہا کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ ہے میں دوسری جانب کو گیا دیکھا
کہ ایک شخص رسول خداؐ سے حدیث بیان کرتا ہے اس سے میں نے پوچھا کہ شاہد اور مشہود کیا ہیں کہا کہ شاہد روز جمعہ اور مشہود روز نحر ہے اور ایک گوشہ میں ایک لڑکے کو حدیث
بیان کرتا ہوا دیکھ کر میں نے اس سے پوچھا کہ شاہد اور مشہود کیا ہے کہا کہ شاہد محمدؐ ہے اور مشہود روز قیامت ہی اور کہا کہ کیا نہیں سنا ہے تو نے قول حق تعالیٰ کا کہ
یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ذٰلک یوم مجموع لہ الناس وذٰلک یوم مشہود لوگوں سے میں نے پوچھا کہ پہلا کون تھا کہا کہ ابن عباس اور دوسرے کو
پوچھا تو کہا ابن عمر تھا اور تیسرے کو پوچھا تو کہا کہ حسن بن علی علیہما السلام ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد فرشتہ ہی اور مشہود روز قیامت ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد گواہی دینے والے آدمی ہیں اور مشہود وہ ہیں کہ جنکے
واسطے گواہی دیتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد میت مرحومہ ہی اور مشہود پہلی امتیں ہیں اور یا شاہد اعضا اولاد آدم کے ہیں اور مشہود نفس انکے اور بعضے
کہتے ہیں کہ شاہد حجر اسود ہی اور مشہود حج کرنیوالے اور یا شاہد رات اور دن ہیں اور مشہود آدمی اور یا شاہد انبیاء ہیں اور مشہود پیغمبر آخر الزمان اور یا شاہد
آدم ہے اور مشہود اولاد اسکی اور یا شاہد عیسیٰ ہے اور مشہود امت اسکی ہر ایک اپنے قول کی سند لاتا ہے قرآن اور حدیث سے قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ہلاک
کئے گئے ہیں صاحب شگافوں کے زمین کے اور وہ ایک جماعت تھی کہ انھوں نے زمین میں گڑھے کھودے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ جواب ہے ایک کلام محذوف کا یعنی مکہ والے ہلاک
ہونے والے ہیں جیسے کہ ہلاک کئے گئے اصحاب اخدود کے اور قصہ اصحاب اخدود کا امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کو نصاریٰ نجران کے
پیشوا کے پاس بھیجا اور اصحاب اخدود کا قصہ اس سے پوچھا اس نے بیان کیا امیر المومنینؑ نے اسکو کہلا بھیجا کہ وہ قصہ اس طرح نہیں ہے کہ تو نے بیان کیا ہے لیکن میں
تجھکو خبر دیتا ہوں کہ خدا نے ایک مرد حبشی کو پیغمبر کر کے حبشیوں پر بھیجا ان لوگوں نے اسکو جھٹلایا اس پیغمبر نے ان لوگوں پر جہاد کیا اور خوب لڑائی ہوئی اور اسکے
اصحاب مارے گئے اور ان لوگوں نے اس پیغمبر کو اور جو کچھ کہ اسکے اصحاب باقی رہے تھے ان سبکو قید کیا اور ایک مکان بنایا اور اسکو آگ سے پر کیا اور سب آدمیوں کو اس مکان کے نزدیک
جمع کیا اور کہا کہ جو کوئی ہمارے دین پر ہے اور ہمارے حکم کا تابع ہے وہ ایک طرف کو ہو جاوے اور جو کوئی کہ اس جماعت کے دین پر ہی وہ آگ میں گرے پس مومنین آپس میں اپنے

سورۃ البروج ۲۵

اپنے ہاتھوں کو پکڑ کر اُس آگ میں کود پڑے ایک عورت مومنہ ایک مہینہ کا بچہ گود میں لیے ہوئے اُس آگ کے قریب آئی اور چاہا کہ اپنے تئیں آگ میں ڈالے اس عورت کا دل امنڈ آیا
کے واسطے جلنے لگا اور چاہا کہ الٹی پھرے اس بچہ نے بقدرت خدا گویا ہو کر کہا کہ اے اماں تو کچھ خوف مت کر اور مجھکو لیکر اس آگ میں کود پڑ کہ یہ شفقت راہ خدا میں بہت تھوڑی ہے
اس عورت نے اپنے تئیں مع اس بچہ کے آگ میں ڈالدیا اور مجمع البیان میں مسلم سے اس قصہ کو اس طرح لکھا ہے کہ وہ ایک جماعت تھی مشرکوں میں سے اور ان میں ایک
جادوگر تھا ذونواس بادشاہ کے پاس کہ مدار ملک کا اسکی اسی کے اوپر تھا جسوقت وہ جادوگر بوڑھا ہو کر بیمار ہوا تو بادشاہ سے کہا کہ اب میری اجل قریب پہنچی ہے مناسب ہے کہ
کوئی لڑکا میرے سپرد کر کہ میں جو کچھ جانتا ہوں اسکو تعلیم کروں کہ انتظام ملک کا اس سے ہوتا ہے ایک لڑکا اسکے سپرد کیا وہ اسکو جادو سکھلانے لگا اور اس لڑکے کی راہ
میں ایک عبادتخانہ ایک عابد نصرانی کا تھا ایکروز وہ لڑکا اس عابد کے پاس گیا اور اسکی باتوں سے اور اسکے احوال سے بہت تعجب کیا اور اسکے حال سے مطلع ہو کر اس
عابد کا طریق اُسنے پسند کیا اور ایمان لایا اور ہر روز آتے اور جاتے اس عابد کے پاس بھی جاتا اور اس سے صحبت رکھتا اور عابد کے پاس اس لڑکے کو دیر ہو جاتی تو وہ جادوگر
اسکو مارتا کہ کیوں دیر کی اور جو گھر کے جانے میں دیر ہوتی تو گھر کے لوگ اسکو مارتے اس لڑکے نے عابد سے یہ حال بیان کیا، عابد نے کہا اگر اب جادوگر کہے کہ تو نے کیوں دیر کی
تو اسکے جواب میں کہہ کہ گھر کے آدمی جلد نہیں آنے دیتے اور اگر گھر کے آدمی کہیں کہ تو نے کیوں دیر کی تو انسے کہہ کہ جادوگر جلدی نہیں آنے دیتا اور وہ لڑکا بصحبت
میں اس عابد کے بڑا عامل و مستجاب الدعوات ہو گیا کہ جو دعا مانگتا تھا وہ قبول ہوتی تھی اتفاقاً ایکروز اس عابد کے پاس سے باہر نکلکر اپنے گھر کو جاتا تھا راہ میں دیکھا کہ
ایک اژدہا بہت بڑا راہ میں بیٹھا ہے اور لوگوں کے آنے جانیکو اس نے بند کر رکھا ہے اُسنے اپنے جی میں کہا کہ بہتر ہونا عابد کا اور باطل ہونا جادوگر کا آج معلوم کرونگا ایک
پتھر اُٹھایا اور کہا اے خدا اگر راہب یعنی وہ عابد تیرے نزدیک بہت دوست ہے اس جادوگر سے تو اس جانور کو قتل کر اور پتھر کو اسکی طرف پھینکا وہ اسکے سر پر لگا اسیوقت
وہ مر گیا اور کہتے ہیں کہ وہ لڑکا بیماروں کو اور دردمندوں کو اپنی دعا سے اچھا کرتا تھا اور جسوقت عابد کو یہ خبر اسکی پہنچی تو اس لڑکے سے کہا کہ تو بلا میں مبتلا ہوگا
تجھکو صبر کرنا چاہیے اور مجھکو دشمن کے سپرد مت کرنا عابد کو جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا اور آدمیوں کا علاج کرتا تھا اور اندھوں اور سفید داغ والوں کو اچھا کرتا تھا
اور بادشاہ کے ملازموں میں سے ایک شخص اندھا ہو گیا تھا وہ اسکے پاس آیا اور بہت سا مال اسکے واسطے لایا اور کہا کہ مجھکو اچھا کر دے اُس نے کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں
کرتا ہوں بلکہ خدا اچھا کرتا ہے اگر تو میری فرمانبرداری کرے اور میرے راز کو پوشیدہ رکھے تو خدائے تعالے کی توفیق سے میں تیری آنکھیں روشن کر دوں اس شخص نے
عہد کیا اور اس لڑکے نے اسکو کلمہ شہادت پڑھایا اور دعا کی کہ اسکی آنکھیں روشن ہو گئیں وہ ملازم بادشاہ کا بادشاہ کے پاس گیا اسوقت بادشاہ نے کہ ذونواس اسکا نام تھا اس
ملازم سے پوچھا کہ تیری آنکھیں کیونکر روشن ہو گئیں کہا کہ میرے خدا نے مجھکو صحت بخشی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تو مجھکو کہتا ہے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا میرے
سوا کوئی اور بھی خدا ہے کہا کہ خدا وہ خدا کہ اسکے سوا کوئی سزاوار پرستش کا نہیں ہے اور وہ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تیرا ہے اور پروردگار ہر چیز کا
بادشاہ نے بطور حیلہ کے اس سے پوچھا کہ یہ تو نے کس سے سیکھا ہے مجھسے بیان کر تا کہ میں بھی اسپر ایمان لاؤں وہ ملازم کہ جو نہایت رغبت بادشاہ کے مسلمان
ہونے پر رکھتا تھا اُس نے قصہ اس جوان کا بادشاہ کے روبرو بیان کیا بادشاہ نے اسکو اپنے پاس طلب کیا اور کہا کہ مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تو مادرزاد اندھوں کو
اور سفید داغ والوں کو اچھا کرتا ہے اُسنے کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا خدائے تعالے شفا بخشتا ہے بادشاہ نے کہا کہ کیا میرے سوا کوئی اور بھی خدا ہے
کہا کہ ہاں پروردگار میرا اور پروردگار تیرا اللہ ہے پس بادشاہ نے اسکو شکنجہ میں کھینچا اور ہمیشہ اسکو عذاب دیتا تھا یہانتک کہ اسنے بادشاہ کو اس عابد کے
حال پر مطلع کیا بادشاہ نے اس عابد کو طلب کیا اور کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا اور میری پرستش کر اسنے قبول نکیا اسکو آرہ سے چروا کر دو ٹکڑے اسکے کروا دئے اور اس
جوان شاگرد جادوگر کو کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا اسنے نہ مانا اور ہرچند بادشاہ نے کوشش کی لیکن اُس نے دین حق کو نہ چھوڑا بادشاہ ذونواس نے حکم دیا کہ اس جوان کو
دریا میں غرق کردیں اسکو کشتی میں بٹھا کر دریا میں لے گئے اور چاہا کہ اسکو غرق کریں اس نے دعا کی کشتی الٹ گئی اور سب غرق ہوئے فقط وہی جوان رہا اور سلامت
کنارہ پر آگیا لوگوں نے بادشاہ کو خبر کی اُسنے حکم دیا کہ اس جوان کو پہاڑ پر لیجاؤ اور وہاں سے اسکو گرا دو جسوقت پہاڑ پر اس جوان کو لے گئے اور چاہا کہ اسکو پہاڑ پر سے
گرائیں اس جوان نے دعا کی وہ پہاڑ لرزے میں آیا اور ایک سخت ہوا چلی اُسنے سب آدمیوں کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور وہ جوان سلامت رہا اور بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے
پوچھا کہ میرے آدمی جو تیرے ہمراہ گئے تھے وہ کیا ہوئے کہا کہ سب مر گئے اور خدا نے میرے انکو مار ڈالا بادشاہ غضب میں آیا اور کہا کہ اسکو آگ میں ڈالو اسکو آگ میں ڈالدیا

سب آدمی جل گئے اور وہ سلامت رہا اور اسکو کچھ ضرر نہ پہنچا بادشاہ نے اسکو سولی پر چڑھایا اور تیر لگوائے کوئی تیر اسکو نہ لگا اور اس جوان نے کہا کہ اے
بادشاہ ایمان لا تو اس خدا پر کہ جس سے یہ کچھ آثار قدرت کے دیکھتا ہے بادشاہ نے عناد کی راہ سے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں مگر قتل تیرا اس جوان نے
کہا کہ اگر تو میرا قتل کرنا چاہتا ہے تو لوگوں کو ٹیلے پر جمع کر اور مجھکو درخت پر لٹکا اور ایک تیر میرے ترکش میں سے کھینچ کر کہہ کہ بسم اللہ رب الغلام یعنی بنام خدا
کے جو پسر یہ کا ہے کہکر تیر کو مجھ پر چلا کہ تیر و میں لگے بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور تیر اسکے مارا تو اسکی پیشانی پر وہ تیر لگا وہ جوان مرگیا اور جو آدمی کہ وہاں حاضر تھے
انھوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اس لڑکے کے پروردگار پر بادشاہ کے امرا نے کہا کہ جس امر کا تو خوف کرتا تھا وہی آگے آیا کہ آدمی اس لڑکے کے خدا
پر ایمان لائے اور تیری خدائی سے پھر گئے بادشاہ غصہ میں ہوا اور حکم دیا کہ رستوں کے سر پر گڑھے کھودیں یعنی خندقوں کے پس گڑھے کھودے اور انمیں
آگ بھردی اور حکم دیا کہ جو کوئی اس جوان کے خدا پر ایمان لایا ہے اسکو آگ میں ڈالدیں اور جو کوئی ایمان نہیں لایا اسکو چھوڑدیں بادشاہ کے آدمی موافق
حکم کے ان غاروں کے کناروں کے قریب بیٹھ گئے اور ہر ایک سے پوچھنے جاتے تھے جو کوئی ایمان کا اقرار کرتا تھا اسکو آگ میں ڈالتے تھے اور جو کوئی انکار کرتا تھا
اسکو چھوڑ دیتے تھے ، ایک عورت مومنہ کو اس خندق کے کنارہ پر لائے اور اس مومنہ کے پاس ایک بچہ اس کا بتن بیٹے کا تھا وہ عورت اس لڑکے کی محبت
سے اس خندق کے کنارہ سے بھاگتی تھی وہ بچہ گویا ہوا اور کہا کہ اے ماں کود پڑ تو اس آگ میں اور صبر کر اور کچھ خوف اور پروا نکر کہ آگ دوزخ کی اس سے زیادہ
سخت ہے جس وقت اس مومنہ نے یہ سنا تو بشوق تمام اپنے تئیں مع اس لڑکے کے آگ میں ڈالدیا اور کہتے ہیں کہ جس وقت وہ عورت اور اسکا لڑکا آگ
میں گر پڑے تو خدائے تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی کہ وہ ان خندقوں میں داخل ہوئی اور آگ کو خندقوں سے باہر نکالکر سارے میں پھیلادیا اور ایک شعلہ اس میں سے
بادشاہ کے پاس پہنچا اسکو اور اس کے تخت کو اس نے جلادیا اور کچھ آگ اسکے لشکر میں پہنچی سب کو جلادیا اور عورت اور اسکا لڑکا اور جس قدر مومنین کہ اس آگ میں
تھے سب سلامت باہر نکل آئے اور سعید مسیب نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب کے روبرو اس نوجوان کا ذکر ہوا ایک شخص نے بیان کیا کہ فلانا کنواں کھودتے تھے وہ نوجوان
اسکے اندر ظاہر ہوا اور میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھ اپنا زخم تیر پر رکھے ہوئے تھا اور جسوقت اسکے ہاتھ کو اس زخم پر سے اٹھاتے ہیں تو وہ ہاتھ پھر وہیں جا ٹھیرتا ہے
اور زخم اسکے نیچے ہوتا ہے عمر نے حکم دیا کہ اسکو زمین میں دفن کردو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر کوئی اس خندق میں جاتا تھا تو اسکے کوڑے مارتے تھے اور
پہلے اس سے کہ وہ آگ میں پڑے روح اسکی بہشت کو پرواز کرجاتی تھی اور منقول ہے کہ بارہ ہزار مومنین اس خندق میں جلے اور بعضی روایت میں ستر ہزار آئے ہیں
اور بعضی میں انتیس ہزار ہیں اور امیر المومنین سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ اصحاب اخدود مجوسی تھے اور اپنے مذہب کے حکموں میں انھوں نے اختلاف کیا اس سبب سے
انکی کتاب کو آسمان پر لے گئے اور گمان انکا یہ تھا کہ شراب حلال ہے اور انکے ایک بادشاہ نے شراب نوش کی اور مست ہوا اور مستی میں اس نے اپنی بہن کیساتھ صحبت
کی اور جس وقت ہوش میں آیا تو اس حرکت سے نادم ہوا اور یہ خبر اسکی رعیت میں مشہور ہوئی اور وہ اس امر کی خلاصی میں کوئی چارہ نہیں جانتا تھا اسکی بہن نے کہا
کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمیونکو جمع کر اور خطبہ پڑھ اور کہہ کہ خدائے تعالیٰ نے نکاح بہن کا حلال کیا ہے اور بعد اسکے میں کہوں کہ خدا نے بہن سے نکاح کرنا حلال کیا ہے پس
اسنے خطبہ پڑھا لیکن کسی نے قبول نکیا اس عورت نے کہا کہ خندقیں کھدوا کر آگ سے پر کرکے جو کوئی اس سے انکار کرے اسکو خندق میں ڈالدے اور کہتے ہیں کہ طول اس خندق
کا چالیس گز کا تھا اور عرض بیس گز کا **النَّارِ** یہ بدل اشتمال ہے اخدود سے یعنی ہلاک کیے گئے صاحب آگ کے کہ **ذَاتِ الْوَقُودِ ۙ** صاحب ایندھن تھی وہ آگ یہ صفت
نار کی ہے **إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ۙ** جس وقت کہ وہ اوپر کناروں گڑھوں آگ کے بیٹھنے والے تھے مضاف اسکا محذوف ہے اور اذ ہم قتل کا ظرف ہے اور قتل
سے مراد لعنت ہے یعنی قتل کیے گئے اصحاب اخدود کے کہ صحاب آتش صاحب ایندھن کے تھے جس وقت کہ وہ لوگ آگ کی خندقوں کے کناروں پر مومنین کے آسیب ڈالنے
کے واسطے بیٹھے تھے یعنی لعنت کیے گئے وہ **وَّهُمْ** اور وہ لوگ بادشاہ کے آدمی **عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ** اوپر اس چیز کے کہ کرتے تھے وہ **بِالْمُؤْمِنِينَ** ساتھ
مومنین کے **شُهُودٌ ۗ** گواہی دینے والے تھے نزدیک بادشاہ کے یعنی بعضوں نے بادشاہ کے روبرو بعضوں کی گواہی دی کہ انھوں نے قصور کیا ہے اس امر میں کہ جو بادشاہ نے حکم دیا
تھا اور یا یہ کہ وہ حاضر تھے اور کہتے ہیں کہ بادشاہ اور اسکے آدمی حاضر تھے یا گواہ تھے جس وقت کہ مومنین کیساتھ ایسا کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ دو فرقے
ہوگئے تھے ایک فرقہ تو مومنین کو عذاب کرتا تھا اور دوسرا فرقہ بیٹھا ہوا دیکھتا تھا اور انکو عذاب نہیں کرتا تھا لیکن راضی تھا انکے فعل سے اور وہ فرقہ جو بیٹھا تھا

وہ مومن تھے اور خدا تعالیٰ نے سکونت کی وَمَا نَقَمُوا اور نہ انکار کیا ان اصحاب اخدود نے مِنْهُمْ ان مومنین سے کسی چیز کا اور نہ کراہت کی اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوا
مگر اس واسطے کہ ایمان لائے تھے وہ بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ ساتھ خدائے غالب کے کہ اس سے ڈرنا چاہیے الْحَمِيْدِ تعریف کیا گیا ہے کہ اسکی رحمت اور ثواب کا امیدوار ہونا چاہیے الَّذِيْ وہ خدا
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ واسطے اسکے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اور خدا اوپر ہر چیز کے مومن اور کافر کے قولوں و فعلوں میں شَهِيْدٌ گواہ
ہے اور عالم ہے اور جو شخص کہ ایسا ہو پس چاہیے کہ اسکی پرستش کریں اسکے غیر کی اور چاہیے کہ اسی پر ایمان لاویں اور جو حقیقت کہ وہ ہر ایک کے قول و فعل کا گواہ ہے اور جانتا ہے تو بیشک
جزا دیگا کہ مومن کو بہشت میں داخل کرے گا اور کافر کو دوزخ میں ڈالے گا اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ تحقیق جن لوگوں نے فتنہ میں ڈالا مومن مردوں کو
اور مومن عورتوں کو اور آگ سے عذاب کر کے انکو آزمایا ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا پھر نہ توبہ کی انھوں نے اپنے کفر اور زیادتی سے وہ پھرے فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ پس واسطے انکے
عذاب دوزخ کا ہے وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ اور واسطے انکے ہے عذاب آتش سوزان کہ وہ بڑا عذاب ہے اور عذاب حریق کا تو جلانے کے واسطے ہے اور عذاب جہنم کا یہ ہے کہ
اس میں زقوم کھلاویں گے اور گرم و پیپ اور زخموں کا پانی پینے کو ملتا ہے اور گرز ہیں آگ کی اور تلواریں وہ انکو مارتے ہیں کہ ان سے ان کے بدنوں کے ٹکڑے ہو جاتے
ہیں بیشتر اور درندے وہاں مقرر ہیں دوزخیوں کے اعضا کو کھاتے ہیں اور اعضا پھر پیدا ہوتے ہیں اور پھر ان کو کھاتے ہیں اسیطرح وہ عذاب میں گرفتار رہتے ہیں اِنَّ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے انھوں نے نیک اور مراد اس سے مومنین ہیں کہ آگ کی خندق میں ڈالے گئے تھے
مومنین وہ ہیں کہ لَهُمْ واسطے انکے جَنّٰتٌ تَجْرِيْ بہشتیں ہیں کہ جاری ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ نیچے محلوں اور درختوں انکے سے نہریں ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْكَبِيْرُ یہ مراد کو پہنچنا بڑا اور رستگاری بزرگ کہ اسکے مقابلہ میں کوئی مقصد اعلیٰ نہیں ہے اور تمام دنیا کی نعمتیں اسکے آگے ہیچ ہیں اور مراد اس سے مومنین بھی
ہوسکتے ہیں اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ تحقیق کہ پکڑنا پروردگار تیرے کا لَشَدِيْدٌ البتہ سخت ہے کہ جس کو سبب کفر کے عذاب میں گرفتار کیا پھر اسکے واسطے
امید نجات کی نہیں ہے اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ تحقیق کہ وہ خدا ہی ظاہر کرتا ہے پکڑنے کو دنیا میں وَيُعِيْدُ اور اعادہ کرے گا آخرت میں کہ وہاں بھی پکڑیگا سختی سے اور
عذاب کرے گا اور یا یہ کہ پیدا کرتا ہے خلقت کو اول اور اعادہ کرے گا یعنی دوبارہ پیدا کریگا آخرت میں واسطے حساب اور جزا کے اور یہی عبداللہ بن عباس سے منقول ہے
وَهُوَ الْغَفُوْرُ اور وہ بخشنے والا ہے جو کوئی گناہ ہو اور کفر سے توبہ کرے الْوَدُوْدُ دوست ہے اس شخص کا کہ جو اسکی فرمانبرداری کرے اور اسکی خوشنودی کے واسطے
گناہ سے پرہیز کرے اور وہ اسکی عوض میں اسکے درجے بلند کرے جیسا کہ دوستوں کا دستور ہوتا ہے کہ جو کسی سے دوستی کرے اور ہر وقت اپنے دوست کی رضاجوئی میں
رہے تو وہ دوست اس سے نہایت خوش ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرا مقصد یہی کروں کہ یہ ہمیشہ میری شکرگذاری میں ہو ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ صاحب عرش
بڑے کا یا صاحب عرش کا کہ بزرگ ہے وہ خدا اس واسطے کہ بعضوں نے مجید کو کسور پڑھا ہے اور بعضوں نے مرفوع فَعَّالٌ کرنیوالا ہے لِّمَا يُرِيْدُ واسطے جس کے
کہ ارادہ کرے اور اب مجملاً کفار کے حال سے خبر دیتا ہے کہ هَلْ اَتٰىكَ کیا آئی ہے تیرے پاس اے محمد صلعم حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ بات لشکروں کی کفر کے کہ ان
لشکروں کے لوگوں نے انبیاء کے ساتھ عداوت کی اور ان کو جھٹلایا اور بسبب اس کے عذاب دنیا اور آخرت میں گرفتار ہوئے اور یہ استفہام
اقراری ہے یعنی خدا تجھکو خبر دیتا ہے تیری تسلی کے واسطے اور تاکہ تو بھی مثل ان انبیاء کے اپنی قوم کے جھٹلانے اور عذاب دینے پر صبر کرے جیسے
کہ ان انبیاء نے صبر کیا تھا اور تجھکو بھی تیری قوم پر نصرت دیوے جیسے کہ ان کو دی تھی اور پھر بدلا تیری قوم سے لیوے فِرْعَوْنَ
وَثَمُوْدَ یہ بدل ہے جنود سے اور مراد فرعون سے فرعون اور اسکی پیروی کرنے والے ہیں اور فرعون کے ذکر پر اکتفا کیا اس واسطے کہ قوت
ان سب کو فرعون ہی سے تھی اور وہ سب تابعدار تھے یعنی کیا آئی ہے تیرے پاس بات فرعون کی اور اس کے گروہ کی اور قوم ثمود کی کہ وہ جھٹلاتے انکا
تھا انبیاء کو اور پھر ہلاکی ہوئی انکی اسی سبب بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بلکہ جو لوگ کہ کافر ہوئے وہ فِيْ تَكْذِيْبٍ بیچ جھٹلانے قیامت کے ہیں اور جزا کا اعتبار
نہیں کرتے ہیں وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ اور خدا پیچھے ان کے سے مُّحِيْطٌ گھیرنے والا ہے اور انکو احاطہ کئے ہوئے ہے اپنے علم و قدرت سے پس
اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے جیسے کہ گھیری ہوئی چیز گھیرنیوالے سے کہیں نہیں جا سکتی ہے اور ایسا نہیں ہے کہ کفار قرآن کو جھٹلاتے ہیں اور اسکو
جادو اور شعر کہتے ہیں بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ بلکہ وہ قرآن بزرگ ہے اور یکتا ہے معجزہ ہونے میں اور بزرگ اس واسطے ہے کہ اسمیں معانی بزرگ اور دلیلیں روشن ہیں

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا گذر ایک مرد پر ہوا کہ وہ نیزہ کو کاٹتا تھا جس سے کہ قلم بناتے ہیں حضرت عیسیٰ نے نیزوں میں سے آواز سنی کہ یا روح اللہ اس شخص کو منع کرو کہ یہ مجھکو جڑ سے نہ کاٹے عیسیٰ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تیرا کاٹنا اسپر مباح کیا ہے تیری اس میں کیا غرض ہے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اصل اور جڑ میری باقی رہے پہنچیں آخر زمان کے وقت تک کہ مجھ سے قلم تراش کر قرآن کو مجھ سے لکھیں اور فرمایا ہے رسولخدا نے کہ جو کوئی ایک قلم تراشے قرآن کے لکھنے کو واسطے خدائے تعالیٰ اسکو بہشت میں ایک درخت دیوے کہ اگر پرندہ مدت تک اڑے تو اس درخت کو طے نہ کرسکے اور یہ قرآن مجید لکھا گیا ہے فِي لَوۡحٖ مَّحۡفُوظِۭ یعنی تختی کے کہ نگاہ رکھی گئی ہے حرفوں کے بدل جانے سے اور کم اور زیادہ ہونے سے یا شیاطین کے گزر سے نگاہ رکھی گئی ہے ، اور ابن عباس سے منقول ہے کہ لوح محفوظ ایک دانہ موتی سفید سے ہے اور طول اسکا زمین سے آسمان تک ہے اور عرض اس کا مشرق سے مغرب تک ہے اور کنارہ اسکا یاقوت سے ہے اور مقاتل سے منقول ہے کہ لوح محفوظ کی دو طرفیں ہیں ایک طرف عرش کیجانب داہنے اور دوسری طرف جانب چپ ہے اور جس وقت خدائے تعالیٰ ارادہ وحی کا کرتا ہے تو اس لوح کو اسرافیل کی پیشانی پر مارتا ہے اور میکائیل اس میں نگاہ کرتا ہے اور جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسکو پڑھتا ہے اور میکائیل اسکو جبرئیل کو پہنچاتا ہے اور جبرئیل انبیا کو پہنچاتا ہے اور قمی نے بھی اپنی تفسیر میں یہی لکھا ہے مگر اسقدر فرق ہے کہ کہتا ہے کہ لوح کی جانب چپ اسرافیل کی پیشانی پر ہے جس وقت وحی کا خدائے تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ لوح اسرافیل کی پیشانی سے لگتی ہے پس وہ نظر کرتا ہے لوح میں اور جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسکو جبرئیل سے بیان کرتا ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جبرئیل نے رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ اسرافیل حاجب پروردگار کا ہے اور وحی کے صادر ہونے کے مقام میں سب سے زیادہ نزدیک ہے اور ایک لوح یاقوت سرخ کی اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے جس وقت وحی خدائے تعالیٰ کیجانب سے صادر ہوتی ہے تو وہ لوح اسرافیل کی پیشانی پر لگتی ہے پس نظر کرتا ہے اس لوح میں اور پہنچاتا ہے ہمکو اور ہم آسمان اور زمین کے اطراف میں پہنچاتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وحی کے سر پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ ودینہ الاسلام محمد عبدہ ورسولہ اور منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ لوح میں نظر کرتا ہے واسطے زندہ کرنے اور مار ڈالنے اور عزت دینے اور ذلت دینے کے اور منقول ہے کہ لوح میں ساٹھ خط نور سے لکھے ہوئے ہیں اڑھائی خط واسطے احوال دنیا کے اور ساڑھے چار خط واسطے قیامت کے اور جو کچھ اس میں ہوگا بہشت اور دوزخ میں پہنچنے تک۔

سورۃ الطارق یہ سورہ مکی ہے اور اس میں سولہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ طارق کو نماز فریضہ میں پڑھے قیامت کے روز اسکو خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہو اور انبیاء کے رفیقوں میں سے ہو **بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ** کہتے ہیں کہ ایکشب رسولخدا اپنے چچا ابوطالب کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک ستارہ روشن اور شعلہ عظیم ظاہر ہوا ابوطالب ڈرے اور حضرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ ستارہ ہے کہ شیاطین کو دفع کرتا ہے اور علامت قدرت خدا کی ہے اسوقت جبرئیل یہ سورت لیکر نازل ہوئے **وَٱلسَّمَآءِ** اور قسم ہے آسمان کی کہ نہایت بلند ہے **وَٱلطَّارِقِ** اور قسم ہے ستارہ ظاہر ہونیوالے کی شبکو اور طارق شب کے آنیوالے کو کہتے ہیں اور بعد اسکے استعمال اسکا ظاہر ہونیوالے کے معنی میں ہوگیا ہے **وَمَآ أَدۡرَىٰكَ** اور کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ **مَا ٱلطَّارِقُ** کیا ہے طارق **ٱلنَّجۡمُ ٱلثَّاقِبُ** ستارہ روشن ہونیوالا ہے مثل شعلہ آتش کے کہ نہایت روشنی سے گویا کہ ثقب یعنی سوراخ کرتا ہے تاریکی میں شب کی اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ ستارہ عذاب کا ہے اور ستارہ قیامت کا ہے اور وہ بلند منزلوں میں ہے اور وہ زحل ہے اور حضرت صادق نے یمن کے ایک آدمی سے پوچھا کہ زحل تمہارے نزدیک کیا ہے ستاروں میں سے کہا کہ ستارہ نحس ہے فرمایا کہ اسکو نحس نہ کہنا چاہیے اس واسطے کہ یہ ستارہ امیر المومنین کا ہے اور وہ ستارہ اوصیا کا ہے اور وہ روشن ہے کہ جسکا خدائے تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے یمانی نے پوچھا کہ ثاقب سے کیا مراد ہے فرمایا کہ مطلع اسکا ساتویں آسمان پر ہے اور اس نے سوراخ کیا ہے اپنی روشنی سے اور روشن ہوا ہے آسمان دنیا میں اور جواب قسم کا یہ ہے **إِن كُلُّ نَفۡسٖ** نہیں ہے ہر نفس **لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٞ** مگر کہ اوپر اسکے ایک نگہبان خدا کا ہے اور یا فرشتہ ہے کہ نگاہ رکھتا ہے اسکے عمل کو اور اسکو شمار کرتا ہے نیک ہو یا بد ہو اور ابن عامر اور عاصم اور ابو جعفر اور حمزہ نے لما کو تشدید میم پڑھا ہے اور ان اس صورت میں نافیہ ہے اور باقیوں نے لما کو تخفیف میم پڑھا ہے اس صورت میں ان مخففہ مشددہ کا ہے اور ما زاید ہے یعنی تحقیق ہر نفس البتہ اوپر اسکے ایک نگہبان ہے جناب رسولخدا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ ایکسو ساٹھ فرشتے ہر مومن پر موکل ہیں کہ ہر آفت اور بلا اور شر شیاطین کو اس سے دفع کرتے ہیں جیسے کہ مکھی کو شہد سے

ع ۲۲ ۱۰

سورۃ الطارق

دفع کرتے ہیں اور اگر ایک لحظہ بندہ اپنے حال پر چھوڑا جائے تو شیاطین اسکو لیجائیں اور ابو امامہ کی روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہر آدمی پر ایکسو ساٹھ فرشتے موکل ہیں مومن ہو یا کافر اور آفتوں کو اس سے دفع کرتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ وصیت کرتا ہے آدمی کو اسکی پیدائش کے تامل کرنے میں کہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اور جو شخص کہ قادر ہے ابتدا میں اس طرح پیدا کرنے پر تو وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے چنانچہ فرماتا ہے فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ پس چاہیے کہ نظر کرے آدمی یعنی جو شخص کہ انکار کرتا ہے دوبارہ زندہ ہونیکا وہ دیکھے اپنی پیدائش کی اصل کو کہ مِمَّ خُلِقَ ؕ جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے خُلِقَ مِنْ مَّاۗءٍ دَافِقٍ ۙ پیدا کیا گیا ہے پانی اچھلنے والے سے اور دافق بمعنی مدفوق بھی ہوسکتا ہے یعنی پیدا کیا گیا اس پانی سے کہ گرایا گیا ہے رحم میں اور وہ پانی يَّخْرُجُ نکلتا ہے مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ درمیان پشت مرد نکلتی سے وَالتَّرَاۗىِٕبِ ؕ اور ہڈیوں سینہ عورتوں کی کہ یہ دو پانی باہم ہوتے ہیں تو ان سے آدمی بنتا ہے اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا کہ پیدا کرنے والا آدمی کا نطفہ سے ہے عَلٰي رَجْعِهٖ اور پھیر دینے اس کے کے یعنی دوبارہ بعد مرنیکے آدمی کو زندہ کرنے پر لَقَادِرٌ ؕ البتہ قدرت رکھنے والا ہے يَوْمَ تُبْلَى السَّرَاۗىِٕرُ ۙ جس دن کہ آزمائی جائیں پوشیدگیاں یعنی ظاہر کی جائیں پوشیدہ چیزیں جوکہ دلوں میں ہیں تاکہ پاک چیز ناپاک چیز سے جدا ہو جائے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ پوشیدگیاں کیا ہیں فرمایا کہ وہ اعمال تمہارے ہیں نماز و روزہ اور زکواۃ اور وضو اور غسل جنابت اور ہر عمل واجب اس واسطے کہ یہ سب پوشیدہ ہیں اگر چاہے کہے آدمی کہ میں نے نماز پڑھی ہے اور وہ نہ پڑھی ہو اور اگر چاہے کہے کہ میں نے وضو کیا ہے اور وہ نہ کیا ہو پس یہ مراد ہے یوم تبلی السرائر سے اور یہ ہوسکتا ہے کہ آدمی قائل ہو سب فرائض کا اور انکو بجا لاتا ہو حاصل یہ ہے کہ اس روز ظاہر ہو جائینگے پوشیدہ افعال نیک اور بد اور دلوں کی نیتیں کہ کفر تھا دلوں میں یا ایمان تھا فَمَا لَهٗ پس نہو وے واسطے اسکے کہ جو انکار کرنیوالا قیامت کا ہے مِنْ قُوَّةٍ کوئی قوت اسکی نفس میں تاکہ عذاب کو دفع کرے اپنے وَّلَا نَاصِرٍ ۭ اور نہ کوئی مدد کرنیوالا کہ اسکی کمک سے عذاب کو دفع کرے اور اس واسطے تاکید واقع ہونے قیامت کے دوسری طرح سے فرمایا ہے کہ وَالسَّمَاۗءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۙ قسم ہے آسمان صاحب پھرنے کی یعنی آسمان پھرنیوالا ہے اور ہر دورہ میں جس جگہ سے کہ حرکت کی ہے پھر وہیں آجاتا ہے اور کہتے ہیں کہ رجع سے مراد مطر ہے یعنی باران اور رجع اسکو اس واسطے کہا ہے کہ اپنے وقت میں رجوع کرتا ہے اور پھر رہتا ہے وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۙ اور قسم ہے زمین کی کہ صاحب پھٹنے کی ہے یعنی وہ شگافتہ ہوتی ہے تاکہ بوٹیاں اور گھانس اس میں سے نکلیں اور چشمے جاری ہوں اور جواب قسم کا یہ ہے کہ اِنَّهٗ تحقیق وہ قرآن لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ البتہ ایک قول ہے جدا کرنیوالا حق کو باطل سے وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ اور نہیں ہے وہ ہزل اور قول باطل مثل جادو اور کہانی کے اصحاب مکہ کے مشرکوں کے حال کی خبر دیتا ہے کہ اِنَّهُمْ تحقیق کہ کفار مکہ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ مکر کرتے ہیں مکر کرنا باطل کرنے میں خدا کے امر کے اور بجھانے میں نور حق کے اور مومنین کے آزار پہنچانے میں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا نے واقع ہونے سے پہلے خبر دی ہے کہ وہ دارالندوہ میں پیغمبر کے قتل کرنیکا یا نکالدینے کا مشورہ کر رہے ہیں وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ښ اور جزا دونگا میں مکر کی انکو جزا مکر کی وہی مناسب فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ پس مہلت دے تو کافروں کو اور جلدی مت کر انکی ہلاکت میں اَمْهِلْهُمْ مہلت دے تو ان کو اور چھوڑ دے تو انکو رُوَيْدًا ۧ مہلت دینا اور چھوڑنا چند روز کا کہ یہ عنقریب ہلاک ہونگے کہ وہ روز بدر کا ہے یا روز قیامت کا اور مکرر لانا اسکا واسطے زیادتی تسکین اور تاکید صبر رسول خدا کے ہے لیکن لفظوں میں پھر فرق ہے سورۃ الاعلیٰ یہ سورہ مکی ہے اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور اسمیں انیس آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو فرض میں یا نفل میں پڑھے قیامت کے روز اسکو آواز پہنچیگی کہ تو بہشت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جا اور ابی حمصہ نے روایت کی ہے کہ میں جناب امیر المومنینؑ کے پیچھے بیس نماز میں پڑھی ہیں آنحضرت نے سوائے سبح اسم ربک الاعلیٰ کے کوئی دوسری صورت نہیں پڑھی اور فرمایا کہ اگر جانتے تم ثواب اس سورہ کا تو اسکو ہر روز بیس مرتبہ پڑھتے اور جو کوئی اس سورہ کو پڑھے ایسا ہے گویا صحیفے ابراہیم کے اور صحیفے موسیٰ کے اسنے پڑھے ہوں اور دوسری روایت میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا اس سورہ کو بہت دوست رکھتے تھے اور کہتے کہ پہلے جس نے سبحان ربی الاعلیٰ کہا وہ میکائیل تھا کہ جس وقت عرش الٰہی کو اس بزرگی اور طول اور عرض کے ساتھ دیکھا تو سجدہ میں گر پڑا اور یہ تسبیح کہی اور حضرت باقرؑ سے روایت ہے کہ جس وقت سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تو کہتے کہ سبحان ربی الاعلیٰ اور منقول ہے

کہ جسوقت آیہ فسبح باسم ربک العظیم نازل ہوئی تو رسول خدا نے فرمایا کہ اسکو تم اپنے رکوع میں کہا کرو اسوقت سے سبحان ربی العظیم رکوع میں کہنے لگے اور جس وقت آیہ
سبح اسم ربک نازل ہوئی تو سجدہ میں اس آیت کے کہنے کا حضرت نے حکم دیا اسوقت سے سبحان رب الاعلیٰ کہنے لگے اور پہلے اس سے رکوع میں اللہم لک رکعت اور سجدہ
میں اللہم لک سجدت کہتے تھے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۙ پاکی یاد کر تو نام پروردگار اپنے کا کہ بہت بلند ہے یہ نام یعنی کہہ تو سبحان
ربی الاعلیٰ اور اس نام کو جو کچھ کہ صحیح نہیں ہے بے حرمت بول اور جو معنی کہ اسکے لائق ہیں انہیں اسکا استعمال کر مثلاً اعلیٰ کو قہر اور اقتدار کے معنی میں استعمال کر نہ مکان پر بلند
ہونے کے معنی ہیں اور تعظیم اور خشوع اور خضوع سے اسکا نام لے الَّذِیۡ وہ خدا کہ خَلَقَ پیدا کیا ہے ہر چیز کو فَسَوّٰی ۪ۙ پس درست کیا اسکے سب اعضا کو
موافق حکمت کے تاکہ معلوم ہو کہ اسکا پیدا کرنے والا بڑا حکیم اور عالم و قادر ہے وَ الَّذِیۡ اور وہ شخص ہے خدا کہ قَدَّرَ اندازہ کیا اسنے ہر چیز کا جو کہ مصلحت اسکے
واسطے تھی فَہَدٰی ۪ۙ پس راہ دکھلائی اسکو ہر چیز کی اور جتنا سا کیا فائدہ اور ضرر کا کہ آدمی اپنی معاش کو طلب کرتا ہے اسکی راہ دکھلائی ہے اور حیوان چراگاہ
کو جاتا ہے اور بچہ اپنی ماں کی پستان کی طرف رغبت کرتا ہے اسکے راہ دکھلانے سے اور نر کو مادہ کے پاس جانیکی راہ بتائی کہ باعث پیدا ہونے بچہ کا ہے
حاصل یہ ہے کہ پیدا کرتا ہے اور فائدہ اور ضرر کی راہ بتلاتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ جس وقت سانپ ایکہزار برس کا ہوتا ہے تو اندھا ہو جاتا ہے حق تعالےٰ
اسکو الہام کرتا ہے کہ اپنی آنکھ سونف تازہ کی پتی سے ملے بینائی پھر درست ہو جاتی ہے اور اگر خشک جنگل میں ہو اور اسمیں اور سبزہ میں کئی منزل کا فاصلہ ہو تو
وہ اس مسافت دراز کو طے کرتا ہے یہانتک کہ اپنے تئیں کسی باغ یا سبزہ میں پہنچاتا ہے اور درمیان درختوں اور گھانسوں کہ کثرت سے ہیں سونف کے درخت کو تلاش
کرتا ہے اور اپنی آنکھ کو اسکی پتی پر ملتا ہے اور خدا کے حکم سے اسکی آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور جیسے کہ وہ ہدایت کرتا ہے ہر حیوان کو اسکا بیان نہیں ہو سکتا
ہے وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۪ۙ اور اس خدا نے نکالا چراگاہ کو زمین سے یعنی اُگاتا ہے اس چیز کو کہ جسکو چوپائے کھاتے ہیں فَجَعَلَہٗ پس کر دیا اس چارہ
کو بعد سبزی کے غُثَآءً خشک ریزہ ریزہ اَحۡوٰی ؕ سیاہ لیکن دونوں حالتوں میں حیوان اسکو کھلاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ احوی حال ہے مرعیٰ سے
یعنی وہ چارہ کثرت سبزی سے سیاہ معلوم ہوتا ہے اور پھر اسکو خشک اور ریزہ ریزہ کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ جبرئیل کوئی سورت یا آیت رسول خدا کے روبرو پڑھتے
تو وہ حضرت بھی جبرئیل کے ہمراہ پڑھنے لگتے اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ بھول جاؤں خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی کہ سَنُقۡرِئُکَ قریب ہے کہ پڑھاویں
ہم تجھکو اور بہت کر حافظہ کو ایسی قوت بخشینگے کہ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ پس نہ بھولے گا تو اپنے حافظہ کی قوت کے سبب سے کہ ہم تجھکو عطا کریں گے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ
مگر جو کچھ کہ چاہے خدا کہ اسکو تو فراموش کرے اور کہتے ہیں کہ وہ اسوقت ہو کہ جس وقت تلاوت آیتکی منسوخ ہو جاوے اور خدا تعالےٰ اسکو حضرت کے دل سے
بھلا دے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے پھر حضرت کبھی نہیں بھولے اِنَّہٗ یَعۡلَمُ الۡجَہۡرَ تحقیق کہ وہ خدا جانتا ہے
ظاہر کو قولوں اور فعلوں تمہارے میں سے وَ مَا یَخۡفٰی ؕ اور اس چیز کو کہ پوشیدہ ہے تمہارے دلوں میں اور یا یہ کہ بلند پڑھنے کو قرآن کے جانتا ہے
اور جو کچھ کہ تیرے دل میں خوف ہے بھول جانے کا وَ نُیَسِّرُکَ اور قریب ہے کہ آسان کریں ہم اور توفیق دیویں ہم تجھکو لِلۡیُسۡرٰی ۚ ۖ واسطے چلنے
طریقہ آسانی کے وحی کے حفظ کرنے میں یا شریعت کے مقدمہ میں کہ بہت سہل اور آسان ہے اور شریعتوں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یسریٰ سے جنت
ہے فَذَکِّرۡ پس نصیحت دے تو قرآن سے لوگوں کو اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّکۡرٰی ؕ اگر فائدہ دیوے نصیحت دینا سَیَذَّکَّرُ قریب ہے کہ نصیحت قبول
کرے مَنۡ یَّخۡشٰی ۙ وہ شخص کہ ڈرتا ہے خدا سے اسواسطے کہ وہ تامل کرے گا اور اپنے انجام کو سوچیگا اس واسطے وہ نصیحت پکڑیگا وَ یَتَجَنَّبُہَا اور
کنارہ پکڑے گا اس نصیحت سے الۡاَشۡقَی ۙ بد تر کافر اور بدبخت زیادہ مثل ولید بن مغیرہ کے اور عتبہ بن ربیعہ کے الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡکُبۡرٰی ۚ
وہ شخص کہ داخل ہوگا آگ بڑی میں کہ وہ جہنم کے طبقہ کی آگ ہے اور بہت جلانیوالی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ آگ تمہاری ستر درجہ سوزش میں کم ہے
جہنم کی آگ سے اور کہتے ہیں کہ نار کبریٰ سب سے نیچے کے درجے کی آگ ہے کہ وہ مقام فرعونیوں کا اور منافقوں کا ہے اور نار صغریٰ اوپر کے طبقہ کی آگ ہے کہ
وہ گنہگاران امت محمد کے واسطے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مطلق آگ آخرت کی بڑی ہے اور دنیا کی آگ چھوٹی ہے ثُمَّ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا پھر نہ مرے گا
وہ بدبخت اور شقی زیادہ بیچ اس آگ بڑی کے تاکہ آرام پا دے وَ لَا یَحۡیٰی ؕ اور نہ زندہ ہوگا کہ اس سے راحت پائے بلکہ وہ زندگی اسکا وبال ہوگا

النصف

اور ہمیشہ اس میں رہیگا نہ اسکو فنا ہو جو آرزو کرے گا اسواسطے کہ اس میں نہ زندگی ہی کے عوض وہ عذاب ہو گا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى تحقیق رستگار ہوا یعنی مقصود کو پہنچا
جس شخص نے پاکیزہ ہوا کفر سے اور گناہوں سے وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ اور یاد کیا نام پروردگار اپنے کا زبان سے اور دل فَصَلّٰى پس نماز پڑھی اور
حاکم نے جو عبادۃ بن الصامت کی روایت کی ہے کہ یہ معنی اس آیت کے رسول خدا سے پوچھے تھے فرمایا کہ رستگار ہوا جسنے اپنے باطن کو کفر کی آلائش سے پاک کیا اور اقرار
شہادتین کا کیا پس پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قد افلح من تزکی سے مراد زکوٰۃ فطرہ ہے جس وقت کہ نکالے اسکو قبل
نماز عید کے اور ذکر اسم ربہ فصلی سے مراد نماز عید فطر ہے اور عید قربان ہے اور حضرت صادقؑ سے قد افلح من تزکی کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ وہ شخص ہے کہ
جس نے نکالا ہو فطرہ کو اور ذکر اسم ربہ فصلی سے سوال کیا گیا تو فرمایا کہ نکلا وہ طرف صحرا کے اور نماز پڑھی اور ابو العالیہ اور ابن عمر سے بھی یہی روایت ہے کہ مراد
تزکی سے زکوٰۃ فطرہ ہے اور فصلی سے مراد نماز عید ہے اور حضرت امیر المومنینؑ سے بھی یہی روایت ہے کہ پھر خدا تعالیٰ ان کفار بدبختوں کو خطاب کرتا ہے
کہ اے بدبختو تم آخرت کے واسطے مستعد نہیں ہوتے ہو بَلْ تُؤْثِرُوْنَ بلکہ اختیار کرتے ہو تم اور قبول کرتے ہو الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا زندگانی دنیا کو کہ فنا ہونے
والی ہے اور اس جہت سے تم آخرت کیواسطے عمل نہیں کرتے ہو کہ موجب سعادت ابدی کا ہے وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ اور آخرت بہتر ہے وَّاَبْقٰى اور باقی رہنے
والی ہے زیادہ کہ وہ ہمیشہ کو ہے اسکی لذت اور نعمت اور خالص ہے آلودگیوں سے اِنَّ هٰذَا تحقیق کہ یہ مضمون قد افلح سے آخر تک لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى
البتہ بیچ کتابوں پہلیوں کے ہے جو کہ قرآن سے پہلے نازل ہوئی ہیں صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى یہ بدل صحف اولی سے ہے یعنی بیچ کتابوں ابراہیم اور
موسیٰ کے یعنی جیسا کہ اسکا قرآن میں تعریف کیا گیا ہے ایسے ہی پہلی کتابوں میں تعریف کیا گیا ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ حضرت ابراہیم بھی صاحب
کتاب تھے اور ابوذر سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا سے پوچھا کہ انبیاء کتنے ہیں فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اور پھر میں نے پوچھا کہ انبیاء مرسلین کتنے
ہیں فرمایا کہ تین ہزار اور تیرہ اور باقی غیر مرسل ہیں میں نے پوچھا کہ آدم پیغمبر تھے فرمایا کہ ہاں حق تعالیٰ نے اس سے کلام کیا ہے اور اپنے دست قدرت سے اسکو
پیدا کیا ہے اور فرمایا کہ اے ابوذر چار پیغمبر عرب ہیں ہود اور صالح اور شعیب اور تیرا پیغمبر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ خدا نے کتنی کتابیں نازل کی ہیں فرمایا
کہ چار سو چار ان میں سے دس صحیفے آدم پر اور دس صحیفے ابراہیم پر نازل ہوئے اور پچاس صحیفے شیث پر اور تیس صحیفے اخنوخ پر کہ وہ ادریس ہے اور پہلے
شخص کہ جسنے خط لکھا وہ ادریس تھا اور موسیٰ پر توریت نازل ہوئی اور عیسیٰ پر انجیل اور داؤد پر زبور اور محمد پر قرآن اور کہتے ہیں کہ سب کتابیں انبیاء پر ماہ رمضان
میں نازل ہوئی ہیں سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ یہ سورہ مکی ہے اور اسکی چھبیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو
نماز فریضہ میں ہمیشہ پڑھے حق تعالیٰ اسکو اپنی رحمت میں غرق کرے دنیا اور آخرت میں اسکو محفوظ کرے عذاب آتش دوزخ سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ هَلْ اَتٰىكَ کیا آئی ہے تیرے پاس یہ استفہام اقراری ہے یعنی البتہ آئی ہے تیرے پاس اے محمد صلعم حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ بات
مصیبت اور بلا والے کی کہ پوشیدہ کریگی اسکی ہولیں اور سختیاں خلائق کو اور وہ قیامت ہے کہ اسکی دہشتیں سب کو گھیرنے والی ہونگی وُجُوْهٌ
يَّوْمَئِذٍ منہ اسروز کفار کے ہونگے خَاشِعَةٌ ڈرا ہوا یعنی صاحب منہ کہ ہونگے اسروز ڈرا ہوا اور خوار و ذلیل ہوں گے اور وجوہ کا ذکر اسواسطے
کیا ہے کہ علامت ذلت کی چہرے ہی پر ظاہر ہوتی ہے عَامِلَةٌ عمل کرنے والے نَّاصِبَةٌ رنج کھینچنے والے اس امر میں یعنی دوزخ میں اس عمل میں مشغول ہونگے جس
کے سبب سے نہایت رنج انکو پہنچے اس واسطے کہ زنجیریں آگ کی انکے پاؤں اور ہاتھوں میں ہونگی اور دوزخ کی گھاٹیوں پر چڑھنا اور اترنا ہوگا اور سوا اسکے قسم قسم
کے عذاب ہونگے اور یا یہ کہ دنیا کے عملوں میں رنج کھینچنے والے ہیں کہ آخرت میں انکو نفع نہ ہوگا بلکہ وہ اعمال انکو عذابوں اور بلاؤں میں ڈالیں گے
اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ وہ ناصبی لوگ ہیں یعنی ہماری عداوت کو کھڑا کرنے والے اگرچہ عبادتیں کوشش کریں اور اس آیت میں
داخل ہیں اور حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے دین خدا کی مخالفت کی ہے باوجودیکہ نمازیں پڑھتے ہیں اور
روزے رکھتے ہیں اور وہ لوگ کہ جنھوں نے امیر المومنینؑ کی عداوت کو نصب کیا ہے یعنی قائم اور کھڑا کیا ہے پس خدا انکے اعمال اور افعال کو قبول نہ کرے گا
تَصْلٰى داخل ہونگے وہ نَارًا حَامِيَةً آگ نہایت گرم ہونے والی میں کہ دشمنوں پر اپنے شعلہ مارے گی اور ہرگز دشمنان خدا کو اس سے خلاصی نہ ہوگی اور اہل

ع ۱۹

سورۃ الغاشیہ

دوزخ میں نصلی کو نصلی بھی پڑھا ہے یعنی داخل کیے جاویں گے آگ گرم ہونے والی میں تُسْقٰی پلائے جاوینگے یعنی جس وقت کہ انکو نہایت تشنگی ہوگی تو پانی پلائے جاوینگے
مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ چشمہ اونٹتے ہوئے سے کہ نہایت گرم ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ جس روز سے آگ پیدا ہوئی ہے اس روز سے وہ اونٹتا ہے اور اب انکو کھانیکا ذکر کرتا ہے
کہ لَيْسَ لَهُمْ نہیں ہے واسطے انکے طَعَامٌ کھانا اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ مگر ضریع سے کہ وہ ایک درخت خار دار ہوتا ہے بدون پتوں کے اور جسوقت وہ خشک ہوتا ہے تو
زہر قاتل ہو جاتا ہے اور کوئی حیوان اسکے گرد نہ جاوے اور دوزخی وہ درخت دوزخیونکو کھانیکو دینگے اور رسولخدا نے فرمایا ہو کہ ضریع ایک چیز ہے کہ درمیان
آتش دوزخ کے ہے اور مشابہ خار کے ہے اور ایلوے سے زیادہ تلخ ہے اور مردار سے زیادہ بدبودار ہے اور آگ سے زیادہ اسمیں حرارت ہے اور خدا نے اسکا نام ضریع رکھا ہے اور دوسری
روایتمیں ہے کہ حضرت سے جبرئیل نے بیان کیا کہ اگر ایک قطرہ ضریع کا دنیا کے لوگونکی پانیمیں ڈالا جاوے تو اسکی بدبو سے سب مر جاویں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ضریع
سے پینا دوزخیونکا اور زانیوں کے ستر سے نکلا ہوا سڑا اور بدبودار پانی ہے اور ضریع دوزخ کا ایسا ہے کہ لَا يُسْمِنُ نہیں موٹا کرتا ہے وَلَا يُغْنِیْ اور نہ بے پروا
کرتا ہے مِنْ جُوْعٍ بھوک سے اور نہ بھوک کو دفع کرتا ہے جسقدر چاہیں گے کھاوینگے لیکن بھوک انکی بند نہوگی اور اب بہشتیونکا حال بیان کرتا ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
منہ ہونگے اسروز نَّاعِمَةٌ نعمت میں ہونیوالے تازہ کہ اثر نعمت کا انپر ظاہر ہوگا اور وہ مومنین کے منہ ہونگے لِّسَعْيِهَا واسطے کوشش اپنی کے یعنی واسطے اعمال اپنے
کے جو کہ دنیا میں کیئے تھے رَاضِيَةٌ راضی ہونیوالے کہ ہر روز اپنے اعمال سے بہت راضی ہونگے اور پسند کرینگے انکو جس وقت کہ فائدہ انکا دیکھینگے تو ہونگے وہ فِیْ
جَنَّةٍ عَالِيَةٍ بیچ بہشت بلند قدر کے کہ جسکے اندر درجے اور محل نہایت بلند ہونگے لَّا تَسْمَعُ نہ سنیگا تو فِيْهَا لَاغِيَةً بیچ اس بہشت کے بیہودہ بات کو اور
بعضوں نے تسمع کو بصیغہ مجہول پڑھا ہے اور لاغیہ کو مرفوع یعنی نہ سنا جاویگا بیچ اسکے بیہودہ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ بیچ اسکے چشمہ جاری کہ ہرگز بند نہو فِيْهَا
سُرُرٌ بیچ اسکے تخت ہیں مَّرْفُوْعَةٌ بلند کیے گئے اور بلند قدر اور جس وقت مومن اسپر ارادہ چڑھنے کا کرے تو وہ نیچے کو جھک جاوے وَّاَكْوَابٌ اور
آبخورے بدون ٹونٹی اور دستے کے برتن مَّوْضُوْعَةٌ رکھے گئے ہیں آگے بہشتیوں کے کہ احتیاج طلب کرنیکی نہو اور یا یہ کہ چشموں کے کنارے پر رکھے ہوئے ہیں وَّنَمَارِقُ
مَصْفُوْفَةٌ اور تکیے صف بصف رکھے ہیں کہ ان سے کمر لگا کر بیٹھیں وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ اور مسندیں بچھی ہوئی ہیں جہاں چاہیں اسپر بیٹھیں عاصم بن
ضمرہ نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین ذکر جنت کا کرتے تھے درمیان اسکے فرمایا کہ بہشتی بہشت میں داخل ہوں اور بنیاد انکے گھروں کی موتیوں سے ہو اور اسجگہ تخت بلند
کیئے گئے اور آبخورے رکھے گئے اور تکیے صف بصف رکھے ہوئے اور مسندیں بچھی ہوئی ہیں اور اگر یہ امر نہوتا کہ خدائے تعالیٰ نے ان چیزونکو بہشتیونکے فائدہ اور لذت
کے واسطے پیدا کیا ہے تو آنکھیں بہشتیونکی ان چیزونکی کثرت سے نظر پڑنے سے اور انکی شعاعوں اور چمک انکے دیکھنے سے پراگندہ اور بے نور ہو جاتیں اور وہ اچھی عورتوں کی
گردنوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تختوں پر بیٹھے ہونگے اور خدا کا شکر بجا لائیں گے اور جسوقت خدا نے بہشت کی عجیب و غریب چیزوں کا ذکر کیا تو کفار نے
تعجب کر کے کہا کہ ایسی چیزیں کیونکر ہو سکتی ہیں یہ آیت نازل ہوئی اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ کیا نہیں دیکھتے ہیں وہ اِلَى الْاِبِلِ طرف اونٹ کے کہ ہماری
قدرت سے كَيْفَ خُلِقَتْ کیونکر پیدا کیا گیا ہے کہ باوجود اس بلندی کے لڑکا اسکو اپنے بس میں کر لیتا ہے اور اسپر چڑھتا ہے اور اترتا ہے اور کہتے ہیں کہ کفار نے
برسونکی راہ کی بلندی جو تخت کی سنی تھی تو اسپر تعجب کیا تھا کہ اتنے بڑے پر کیونکر چڑھینگے اور کیونکر اتریں گے لیکن یہ نہ سمجھے کہ بہشتی کے حکم میں وہ تخت ہوگا
اور اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ لڑکے اسکو اپنا تابع کر لیتے ہیں اور چڑھتے اور اترتے ہیں اسپر سے اور اپنا بوجھ لاد کر منزلوں اسکو لیجاتے ہیں اور گھاس اور درختونکی پتیوں پر وہ
قناعت کرتا ہے اور تشنگی برداشت کرتا ہے اور اسکو خشکی کی کشتی کہتے ہیں اور اسکا گوشت اور دودھ کھاتے اور پیتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ابل سے ابر ہے وَاِلَى السَّمَاۗءِ اور
کیا نہیں دیکھتے ہیں وہ طرف آسمان کے کہ اسکی حکمت اور قدرت سے كَيْفَ رُفِعَتْ کیونکر بلند کیا گیا ہے بدون ستون کے وَاِلَى الْجِبَالِ اور کیا نہیں نظر
کرتے ہیں طرف پہاڑونکی کہ اسکے قدرت بلند سے كَيْفَ نُصِبَتْ کیونکر قائم کیئے گئے اور اونچے اٹھائے گئے ہیں زمین پر کہ ہرگز جنبش نہیں کرتے ہیں
وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ اور کیا نہیں نظر کرتے ہیں طرف زمین کے کہ کیونکر بچھائی گئی ہے پانی پر واسطے ٹھیرنے مخلوقات کے یعنی ان
چیزونکی طرف نظر کر کے تامل کرو کہ اسکی قدرت کیسی کامل ہے وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے اور قیامت کے کر دینے پر انکار اسکی قدرت پر نہ کرو کہ جس نے
ایسی چیزیں بنائیں اور جس وقت کہ تم کچھ نہ تھے اسوقت تمکو پیدا کیا ہے اپنی قدرت سے تمکو دوسری بار بھی زندہ کر سکتا ہے فَذَكِّرْ پس نصیحت دے

تو اے محمد صلعم ان لوگونکو اور اگر تیری نصیحت کو یہ قبول نہ کریں تو آزردہ مت ہو کہ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ؕ جز این نیست کہ تو نصیحت دینیوالا ہے سوائے اسکے نہیں کہ تو نصیحت دینیوالا ہے
چاہیں کہ یہ قبول کریں اور چاہیں قبول نہ کریں اور سوائے اسکے اور تیرے ذمہ کچھ نہیں ہے لَسْتَ عَلَیْهِمْ نہیں ہے تو اوپر ان کے بِمُصَيْطِرٍ ۙ گماشتہ کہ جبر اور قہر کر
تو انکو ایمان دار کرے اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى مگر جو شخص کہ منہ پھیرے یعنی تو انپر غلبہ کرنیوالا نہیں ہے لیکن وہ شخص کہ منہ پھیرے تیری طرف سے یا نصیحت کے وَكَفَرَ ۙ اور کفر
کرے اور حق کو قبول نہ کرے تو فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ پس عذاب کرے گا اسکو خدا الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ؕ عذاب بہت بڑا کہ وہ عذاب آخرت کا ہو اور عذاب دنیا کا بڑا ہے
یعنی جو شخص کہ منہ پھیرے اور کفر کرے اسپر تو جبر کر اور اگر ایمان کو قبول نہ کرے تو اسپر جہاد کر اور آخرت میں خدا اسکو عذاب اکبر میں گرفتار کریگا کہ ہمیشہ وہ دوزخ میں جلا
کرے اِنَّ اِلَيْنَآ تحقیق طرف ہمارے یعنی طرف ہمارے حکم کے اِيَابَهُمْ ۙ پھرنا انکا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا پھر تحقیق اوپر ہمارے حِسَابَهُمْ ۧ حساب انکا ہے قیامت کو روز کہ
ہر ایک کو سزائے کامل دوں گا اور موافق اعمال کے انکو عذاب دوں گا سُوْرَةُ الْفَجْرِ یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں تیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی سورۃ الفجر فرائض اور نوافل میں پڑھے اسکو ثواب حسین بن علی علیہما السلام کا ہو اسواسطے کہ یہ سورہ حسینؑ کا ہے پس جو شخص کہ اسکی تلاوت کرے قیامت کے روز حشر
اسکا حسین بن علی علیہما السلام کے ہمراہ ہو اور اسکے درجہ میں بہشت میں ہو اسکی رفیقوں میں سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْفَجْرِ ۙ قسم ہے صبح اول
کی کہ مانند ستون کے کنارہ سے آسمان کے ظاہر ہوتی ہے اور یہ صبح دوم سے تھوڑی پہلے ہوتی ہے اور وہ وقت مناجات اور دعا کا ہے اور یا قسم ہے صبح دوم کی کہ
وہ وقت نماز کا ہے اور وقت جمع ہونے بندوں کا واسطے نماز کے کہ اسوقت ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور ابن عباس کے نزدیک ساعت اول ابتدائے
ذی الحجہ کی ہے کہ وہ شروع مہینہ اول راتوں ذی الحجہ کا اور معنی فجر کے یہاں پھٹنے اور شروع ہونے کے ہیں کہ حال اسمیں سے پھٹتا ہے اور یا یہ کہ قسم ہے صبح جمعہ
کی کہ وہ حج مسکینوں کا ہے اور یا یہ کہ قسم ہے صبح روز عرفہ کی کہ وہ روز عبادت حاجیوں کا ہے اور تبیان میں لکھا ہے کہ فجر سے اشارہ ہے طرف انفجار یعنی
جاری ہونے پانیکے انگلیوں سے رسولخدا کے اور وہ اسوقت کا ذکر ہے کہ رسولخدا طائف میں تھے اور لشکر اسلام نے کہ بہت پیاسے تھے اور وہ بارہ ہزار آدمی تھے رسولخدا
سے تشنگی کی شکایت کی اور کہا کہ ہم ہلاک ہوتے ہیں اور اسوقت کفار خوشی کرتے تھے حضرت نے ایک قدح پانی کا طلب کیا اور اسمیں انگشت مبارک رکھی چار چشمے
حضرت کی چار انگلیوں سے جاری ہوئے جیسیکہ چشموں سے پانی جوش کرتا ہے تمام لشکر سیراب ہوگیا اور اپنی اپنی مشکیں پر کرلیں اور یا جاری ہونا پانی کا موسیٰ
کے پتھر سے مراد ہے کہ بارہ چشمے اس سے جاری ہوئے اور یا فجر سے مراد پتھر پھٹکر صالح کے ناقہ کا نکلنا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مضاف فجر کا محذوف ہے اور
تقدیر اسکی وخالق الفجر ہے یعنی قسم ہے پیدا کرنے والے فجر کی اور اسی قیاس پر اسکا مابعد ہے وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ اور قسم ہے راتوں دس کی کہ وہ دس
پہلی راتیں ذی الحجہ کی ہیں کہ ان میں عرفہ بھی ہے یا قسم ہے دس راتوں اول محرم کی کہ انہیں عاشورہ ہے یا قسم ہے دس راتوں آخر ماہ رمضان کی کہ انمیں شب قدر ہے یا قسم ہے
دس راتوں وسط شعبان کی کہ انمیں شب برات ہے اور مشہور دس راتیں اول ذی الحجہ کی ہیں انس بن مالک سے روایت ہے کہ حقتعالی نے قسم ان دس دنوں ذی الحجہ کی کھائی ہے اس واسطے کہ اس کے
نزدیک ذی الحجہ کے دس روز اول سے کوئی دن زیادہ دوست نہیں ہے اور روزہ اسکا ثواب میں برابر ایکسال کے ہے اور اسکی ہر شب کو بیداری کرنی مثل بیداری
شب قدر کے ہے اور منقول ہے کہ کسی نے رسولخدا سے عرض کی کہ فلاں جوان ان دنوں روزہ سے رہتا ہے پس حضرت نے اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ بزرگی
اور فضیلت ان دنوں کی تو کیا جانتا ہے اسنے عرض کی کہ یا رسولخدا میں نے کچھ نہیں سنا ہے سوائے اسکے کہ یہ ایام حج کے ہیں اور حاجی ایام حج میں مشغول
ہوتے ہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ طاعتیں انکی موافقت کروں اس امید سے کہ آخر میں انکے ہمراہ میں بھی ہوں فرمایا کہ اے جوان خوشخبری ہو تجھکو کہ جو کوئی ان
دس دنوں کو نگاہ رکھے ایسا ہو کہ سو بندے اس نے ہر روز آزاد کئے ہوں اور سو اونٹ قربان کئے ہوں اور سو گھوڑے راہ خدا میں غازیوں کو دیئے ہوں
اور دو برس کے روزے واسطے اسکے لکھیں اور جو کوئی ان دنوں میں تصدق کرے اور راہ خدا میں دیوے ایسا ہو کہ اس نے پیغمبر کو دیا ہو اور جو کوئی ان
دنوں میں کسیکی عیادت کو اور کسی بیمار کے پوچھنے کو گیا ہو تو ایسا ہو کہ وہ پیغمبر کے پوچھنے کو گیا ہو اور جو کوئی ان دنوں میں کسی مومن کے جنازے کے ہمراہ
جائے تو ایسا ہو کہ وہ پیغمبر یا شہید کے جنازہ کے ہمراہ گیا ہے اور جو کوئی مومن کی اسروز ضیافت کرے ایسا ہے کہ پیغمبر کی اسنے ضیافت کی اور منقول
ہے کہ اول ذی الحجہ کو حضرت ابراہیم پیدا ہوئے ہیں اور اسی روز انکا خلیل نام ہوا ہے اور اسی روز آدم کی توبہ قبول ہوئی اور اسی روز فاطمہ زہرا

المنصف سورۃ الفجر ۲۶ ع

کا امیر المومنینؑ سے نکاح ہوا ہے اور اسی روز ابراہیم نے کعبہ کو بنانا شروع کیا ہے اور اسی روز لوگوں کو حج کیواسطے آواز دی ہے اور اسی روز اپنے فرزند کو
قربان کیا ہے اور اسی روز فدیہ اسمعیل آیا ہے وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِۙ اور قسم ہے جفت کی اور طاق کی اور اس سے مراد تمام اشیا ہیں اسواسطے کہ جفت اور طاق
سے چیزیں خالی نہیں ہر چیز یا جفت ہوگی یا طاق ہوگی اور شفع دو رکعت نماز کی ہیں اور وتر ایک رکعت نماز کی ہے اور حدیث میں ہے کہ شفع حسنؑ اور حسینؑ
ہیں اور وتر امیر المومنینؑ ہیں اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ شفع روز ترویہ ہے کہ وہ آٹھویں ذی الحجہ کی ہے اور وتر عرفہ کا روز ہے
کہ وہ نویں ذی الحجہ کی ہے اور اہل کوفہ نے وتر بکسر واو پڑھا ہے وَالَّيۡلِ اِذَا يَسۡرِۚ اور قسم ہے رات کی جس وقت کہ گذرے اور اہل مدینہ نے یسر کو یسری
پڑھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قسم ہے رات کی جسوقت کہ آتی بعد روز کے اور واسطے تنبیہ قسموں کے فرماتا ہے هَلۡ فِىۡ ذٰلِكَ آیا بیچ
ان قسموں مذکور کئے گئے کی قَسَمٌ کوئی قسم پسندیدہ لِّذِىۡ حِجۡرٍؕ واسطے صاحب عقل کے کہ اسپر قناعت اور اعتبار کرے اسکا اور یہ استفہام اقراری ہے یعنی یہ
قسمیں بسبب بزرگی انکی کے کفایت کرتی ہیں عقل والوں کو کہ اپنی عقل والونکو اگر ان میں اپنی عقلونکو دخل دیویں اور جانیں کہ بسبب اس کے کہ خدا نے جن
چیزونکی قسم کھائی ہے وہ شامل ہیں عجائب دلیلوں قدرت خدا کو اور راہ بیجاتے ہیں اس کے عجیب اور غریب کاریگریونکی طرف اور اسکی حکمت کاملہ کی طرف
اور کہتے ہیں کہ جواب قسم کا محذوف ہے اور وہ لیعذبن ہے یعنی البتہ عذاب کئے جائینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ جواب قسم کا اس کے بعد ہے اور وہ ان ربک
لبالمرصاد ہے اور الم ترکیف درمیان میں قسم کے اور اسکے جواب کے بطور جملہ معترضہ کے آگیا ہے اور دلالت کرتا ہے جواب کے محذوف ہونے پر یہ قول بعد کا
اَلَمۡ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمدؐ یہ خطاب سو محمد صلعم کی طرف ہے اور تنبیہ اسمیں کفار قریش کیواسطے ہے یعنی کیا نہ دیکھا تو نے بھی محمد صلعم یعنی البتہ دیکھا ہے
اور جانتا ہے تو نے کہ كَيۡفَ فَعَلَ کیونکر کیا رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ پروردگار تیرے نے ساتھ اولاد عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ کے کہ قوم ہودؑ کی تھی
اور نام انکا عاد انکے پدر کے نام سے اِرَمَ یہ عطف بیان عاد کا ہے اور غیر منصرف ہے اور مضاف اسکا محذوف ہے اور تقدیر اسکی لعاد سبط ارم
ہے یعنی کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ فرزندوں ارم کے اور کہتے ہیں کہ یہ عاد پہلے ہیں کہ اپنے دادا کے نام سے مشہور ہوئے ہیں اور عاد پچھلے
نہیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ارم نام انکے شہر کا ہے اس صورت میں وہ اہل ارم ہونگے اور مشہور یہ ہے کہ ارم نام اس بہشت کا ہے جسکو شداد نے بنایا
تھا اور ذکر اسکا عنقریب آتا ہے پس خدائے تعالی ارم کی صفت بیان کرتا ہے کہ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۙ صاحب عمادوں بلند کا اور ستونوں دراز کا اور کہتے
ہیں کہ عاد کی قوم کے آدمی بڑے جسیم اور دراز قد تھے اور کہتے ہیں کہ درازی انکی ہر ایک کے قد کی انکے اپنے پانسو چار گز کی تھی اور رسول خدا سے روایت
کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے اگر ان کو کسی سے دشمنی اور لڑائی ہوتی تو انکی ایسی قوت تھی کہ دشمن کی قوم کے برابر پہاڑ کا ایک ٹکڑا توڑ کر اس قوم کی
سر پر رکھدیتے وہ سب مرجاتے الَّتِىۡ لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا وہ ارم کہ نہیں پیدا کیا گیا ہے مثل اسکے فِى الۡبِلَادِ ۙ بیچ شہروں کے اور قصہ اسکا اس طرح سے
مشہور ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے شداد اور شدید اور دونو بادشاہ تھے اور شدید مرگیا تو شداد سب ملکوں کا مالک ہوا اور کل زمین کے بادشاہ ہونے
اسکی فرمانبرداری اختیار کی اور جسوقت تمام روئے زمین کا مالک ہوا تو تکبر کرنیلگا اور دعوی خدائی کا کیا خدائے تعالے نے اسکے پاس پیغمبر بھیجے انھوں نے نصیحت
کی اسنے نمانا اور اس سے کہا کہ اگر ایمان لائے گا تو خدا تجھ کو بہشت عطا کرے گا اسنے پوچھا کہ بہشت کیا چیز ہے انھوں نے کہا کہ ایک جگہ ہے نعمتوں سے بھری ہوئی اور اسمیں
میوے اور حوریں اور محل کثرت سے ہیں پوچھا کہ کس چیز سے بنایا ہے اسکو کہا کہ اسکی دیواروں میں ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک سونیکی ہے اور کنگریاں
اسکی موتیوں اور جواہر کی ہیں اور اسمیں جواہر کے محل بنے ہوئے ہیں اور میووں کے درخت ہیں اور نہریں ہیں شداد نے کہا کہ میں اسکی مثل بنا سکتا ہوں پھر
اپنی خدائی سے کسواسطے دستبردار ہونا چاہیے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ عاد پچھلا ہے اور حضرت داؤدؑ اسکے سمجھانیکو آئے تھے وہ اسپر ایمان نہ لایا اور بہشت کا ذکر
سنکر اپنے حاکموں کو بھیجا کہ کوئی قطع زمین کا کہ جسکی ہوا معتدل ہو تلاش کرو اس عمارت کے واسطے وہ لوگ گئے اور شام کی زمین میں اور بعضے کہتے ہیں کہ یمن کی زمین
میں ایک قطعہ انھوں نے تلاش کیا کہ وہ بلند تھا اور ہوا اسکی معتدل تھی کہ نہ گرمی تھی وہاں نہ زیادہ سردی تھی اور اپنے امرا کو شداد نے حکم دیا کہ ہر شخص تم میں سے ایک ہزار
معمار حاضر کرے وہ امرا اسکے سو آدمی تھے ہر ایک نے ہزار ہزار معمار حاضر کئے اور روئے زمین کے کل بادشاہوں کو لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمہارے پاس چاندی اور سونا

اور جواہر ہے سب میرے پاس بھیجدو سب نے بھیجدیا اور بہشت کا بننا شروع ہوا اور اسکی دیواروں میں ایک اینٹ چاندی کی رکھی اور ایک سونے کی اور اسکی ریختوں میں
موتی اور یاقوت اور زبرجد بھرے گئے کہتے ہیں کہ ہر روز چار ہزار اونٹ جواہر اور چاندی اور سونے کے لدے ہوئے کا بار اسمیں صرف ہوتا تھا اور ایک مکان بہت بڑا بنایا
کہ جسمیں ایکہزار محل تھے اور چھت بھی اسکی چاندی اور سونیکی تھی اور گرد اسکے ایکہزار بالاخانے تھے اور ایکہزار ایوان تھے اور مقابلہ میں ہر ایک بالاخانے کے اور ایوان
کے ایکدرخت چاندی اور سونے کا تھا کہ پتے اسکے زبرجد سبز کے اور خوشے اسمیں موتیونکے آویختہ تھے اور زمین پر اسکی عوض مٹی کے مشک اور عنبر ڈالا تھا اور درمیان
دو درختوں چاندی اور سونے کے ایکدرخت میوہ کا تھا کہ یہ واسطے کھانے کے اور واسطے سیر اور تماشہ کے تھا کہتے ہیں کہ تین سو برس میں وہ بہشت تیار ہوا اور
جب تیار ہوا تو نام اسکا ارم رکھا اور شداد کو اسکے تیار ہوجانیکی خبر دی وہ اپنا لشکر لیکر ایک عزم سے اسکے دیکھنے کو چلا جس وقت اسکے دروازے کے قریب پہنچا
اور اپنے گھوڑے سے اترنے کا ارادہ کیا کہ اسکے اندر داخل ہو ایک شخص نے شداد پر چیخ ماری شداد کانپنے لگا اور اسکی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ایک شخص ہیبت ناک ہے اس سے پوچھا
کہ تو کون ہے کہا کہ میں ملک الموت ہوں شداد نے پوچھا کہ تو یہاں کیوں آیا ہے کہا کہ تیری روح ناپاک کے قبض کرنے کے واسطے کہا کہ اسقدر مجھے مہلت دے کہ میں اس باغ
کی سیر کروں کہا کہ حکم خدا کا مجکو نہیں ہے شداد نے ارادہ کیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے ملک الموت کے خوف سے ایک پاؤں تو اسکا رکاب میں تھا اور دوسرا پاؤں
زمین کے قریب پہنچا تھا کہ وہیں اسکی جان قبض کی اور اُس باغ کو دیکھنے نہ پایا اور اسی وقت وہ باغ نظروں سے غائب ہوگیا اور کہتے ہیں کہ وہ باغ ایک فرسخ
طول میں اور ایک فرسخ عرض میں تھا اور کہتے ہیں کہ معاویہ کے زمانہ میں ایک شخص عبداللہ بن قلابہ روایت کرتا ہے کہ میں اپنے اونٹ کی تلاش میں اور عدن کی صحرا میں
کہ وہ یمن کی زمین میں ہے پھرتا تھا ایک شہر کے قریب پہنچا اور اسکے گرد منار بلند اور بہت سے محل دیکھے اس امید پر کسی کو دیکھوں تو اپنے اونٹ کا احوال اس سے دریافت کروں
یہاں اس شہر کے دروازے پر آیا اور ایک بہت بلند دروازہ دیکھا کہ اسکے دو کواڑ چاندی اور سونے کے تھے اور یاقوت سرخ اور سفید وغیرہ جواہر اسمیں جڑے ہوئے تھے اسکو
دیکھ کر میں حیران ہوگیا اور نہایت متعجب اور حیران تھا اور جس وقت کسیکو نہ دیکھا تو اونٹ کی تلاش کو چھوڑا اور تلوار گلے میں ڈالکر اس شہر کے اندر گیا اور اس شہر کو دیکھ کر مجھکو
بے حیرت بہت زیادہ ہوئی اور دہشت مجھپر غالب ہوئی محل بنے دیکھے یاقوت اور زبرجد کے ستونوں پر بنے ہوئے اور ایک اینٹ اسکی چاندی کی تھی اور ایک سونے کی اور
بالاخانے کے اوپر بالاخانہ اسی طرح سے بنے ہوئے تھے چاندی اور سونے اور جواہر کے اور کواڑ انکے بھی شہر کے کواڑوں کے مانند تھے چاندی اور سونے اور جواہر کے اور زمین پر انکے
کی جگہ موتی پڑے ہوئے تھے اور خاک کی جگہ مشک اور زعفران چھڑکا ہوا تھا اور کوئی آدمی میں نے وہاں نہ دیکھا تو خوف مجھکو زیادہ ہوا اور وہاں سے میں بازار کی طرف
گیا اور کوچوں کو اسکے میں نے دیکھا کہ گرد انکے بہت درخت لگے تھے چاندی اور سونے کے اور پتے انکے زبرجد سبز کے تھے اور پھول انکے چاندی کے اور درختوں کے نیچے
پانی جاری تھا اور موتی اور مونگے اسمیں پڑے ہوئے تھے اور وہ نہریں سونے اور چاندی کی تھیں کہ چمک انکی دھوپ کی روشنی پر غالب تھی میں نے اپنے جی میں کہا کہ قسم ہے اس
خدا کی کہ جس نے محمد کو برائی پیغمبر کرکے بھیجا ہے اسکی مثل دنیا میں ہرگز نہیں ہے اور یہ وہ بہشت ہے کہ جسکا خدا تعالےٰ نے متقیوں کو وعدہ دیا ہے میں نے تھوڑے سے جواہر اور موتی
اور مشک اور زعفران میں نے وہاں سے اٹھایا اور اپنی پشت پر باندھا اور اس شہر سے باہر نکلا اور چاہا کہ تمام اس شہر کو دیکھوں نہ دیکھ سکا یمن میں پہنچا اور ان
جواہر کو لوگوں کو دکھلایا لوگوں نے اسمیں بہت تعجب کیا اور یہ خبر مشہور ہو کر معاویہ کو پہنچی کہ اس زمانہ میں وہ شام کا حاکم تھا معاویہ نے مجھکو طلب کیا اور سب
حال مجھسے پوچھا اور میں نے اس سے آخر تک جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور معاویہ نے کعب الاحبار کو بلا کر اس سے پوچھا کہ یا ابا اسحاق دنیا میں کوئی شہر ہے
کہ وہ چاندی اور سونے سے بنا ہوا ہو اور درخت اسکے چاندی اور سونے کے جواہر جڑے ہوں کعب الاحبار نے کہا کہ ہاں ایک شہر ہے کہ جسکی خدا نے قرآن میں خبر
دی ہے کہ لم یخلق مثلها فی البلاد اور اسکو شداد نے بنایا ہے معاویہ نے کہا کہ قصہ اسکا بیان کر کعب نے سب قصہ جیسے کہ گزرا ہے بیان کیا اور عقال شعبانی سے
روایت ہے کہ جس وقت شداد اور اسکے ہمراہی جبرئیل کی چیخ سے ہلاک ہوئے تو لوگونکو شداد کی جگہ بادشاہ کرنیکی تلاش ہوئی شداد کا ایک بیٹا تھا حضر موت میں اور
نام اسکا مرثد بن شداد تھا اسکو شداد کی جگہ بادشاہ کیا اور وہ اپنے باپ کے جنازہ کو حضر موت میں لایا اور اسکو عنبر اور کافور میں آلودہ کیا اور ایک غار میں رکھ گئے
اور سونیکے تختہ پر اسکو لٹایا اور ستر کپڑے چاندی اور سونے کے تاروں سے بنے ہوئے اسپر لپیٹے اور ایک بڑی تختی اسکے سرہانے رکھی اور کچھ شعر اسمیں لکھدیئے کہ جن کا
مضمون یہ ہے کہ نصیحت پکڑ تو اے فریب میں پڑے ہوئے عمر دراز کے کہ میں شداد بیٹا عاد کا ہوں جو مالک عمارتوں اور قلعوں بلند کا تھا اور یمن کے آدمی میرے

عذاب کے وعدہ سے خوف میں تھے اور انہوں نے اپنے غلبہ اور قوت سے مشرق اور مغرب کا مالک ہو گیا اور ہود پیغمبر انکے پاس آیا واسطے ہدایت کے اور دور کرنے بیماری
گمراہی کے کہ ہم پہلے اس سے گمراہ چلے آتے تھے جیسے ہود کی نافرمانی کی ایک چیخ دوزخ سے آئی کہ ہم سب کے سب ہلاک ہو گئے و ثمود اور کیا نہ دیکھا تو نے
کہ کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ ثمود کے کہ وہ قوم صالح پیغمبر کی تھی اسکا عطف عاد پر ہے اور یہ بھی غیر منصرف ہے الذین جابوا الصخر وہ لوگ ثمود کی
کہ کاٹا انہوں نے پتھروں اور پہاڑ کو واسطے سکونت اپنی کے بالواد بیچ صحرا کے اور کہتے ہیں کہ سخت پتھروں کو پہاڑ سے کاٹ کے پہلے سب سے قوم ثمود نے گھر بنائے
ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک ہزار سات سو شہر انہوں نے پتھر کے بنائے تھے اور حق تعالی نے صالح پیغمبر کو انکی ہدایت کے واسطے بھیجا انکی نصیحت کو انہوں نے قبول نکیا
اور نافرمانی کی انکی خدا تعالی نے اوپر عذاب نازل کر کے انکو ہلاک کیا اور ذکر اسکا پہلے اس سے کئی مرتبہ ہو گیا ہے و فرعون اور ساتھ فرعون کے اسکا عطف
بھی عاد پر ہے یعنی دیکھا تو نے کہ کیا پروردگار تیرے نے ساتھ فرعون کے کہ ذی الاوتاد صاحب لشکر اور بادشاہت کا تھا کہ مضبوطی اسکے ملک کی تھا
تھی اور یا یہ کہ صاحب خیموں بہت سا تھا کہ وقت مقام کے خیموں کو کھڑا کرتے تھے اس واسطے کہ لشکر انکا بہت تھا جہاں کہ مقام کرتے تھے خیمہ سے خیمہ ملا کر کھڑا
کرتے تھے اور خیمہ کی مضبوطی میخوں سے ہوتی ہے واسطے اسکے ذی الاوتاد یعنی صاحب میخوں کا اور یا ذی الاوتاد اسواسطے آیا ہے کہ میخوں سے اسکے پاس بازی
کرتے تھے اور لہو اور لعب میں مشغول ہوتے تھے اور یا اسواسطے اسکو ذی الاوتاد کہا ہے کہ وہ میخوں سے لوگوں کو عذاب کرتا تھا اور چو میخ کر کے انکو چھوڑ دیتا
تھا وہ ہلاک ہو جاتے تھے از انجملہ خرقیل مومن آل فرعون کی زوجہ ہے کہ وہ فرعون کی دختر کی مشاطہ تھی اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ اپنی کو اسی طریق سے ہلاک
کیا اور خرقیل فرعون کی قوم میں سے تھا وہ سب سے اول تھا کہ ایمان لایا تھا اسواسطے اسکو مومن آل فرعون کہتے ہیں اور وہ ایمان کو اپنے پوشیدہ رکھتا تھا اور زوجہ
اسکی فرعون کی دختر کی مشاطہ تھی ایکروز وہ اسکے سر میں کنگھی کرتی تھی کنگھی اسکے ہاتھ میں سے گر پڑی کہا کہ اندھا ہو جیو وہ شخص کہ خدا کا کفر کرتا ہے اس لڑکی
نے پوچھا کہ کیا میرا باپ کہتی ہے کہا نہیں وہ خدا اور ہی کہ جس نے تیرے باپ کو پیدا کیا ہے اور خدا زمین اور آسمان کا اور تمام مخلوقات کا ہے اور اسکا شریک
کوئی نہیں ہے اس لڑکی نے اپنے باپ کو خبر کی فرعون نے اس عورت کو طلب کیا اور اس سے پوچھا تو اس نے اسی طرح سے بیان کیا جو کہ لڑکی سے کہا تھا فرعون نے کہا کہ تو
اپنی بات سے پشیمان ہو اور اگر پشیمان نہ ہوگی تو تجھکو بدترین عذاب سے ہلاک کرونگا اس نے کہا کہ جو تجھ سے ہو سکے وہ کر فرعون نے کہا کہ چار میخیں گاڑیں اور سانپ اور بچھو اسپر چھوڑے
اور اس عورت کے دو بیٹے تھے انکو حاضر کیا اور کہا کہ تو اپنے اس اعتقاد سے پھر جا اور نہیں تو تیرے بیٹوں کو مار ڈالونگا اس عورت نے کہا کہ جان میری اور تیرے بیٹوں کی
راہ خدا میں فدا ہو اسکی مجھکو پروا نہیں ہے بڑے بیٹے کو اسکے مروا ڈالا چھوٹا بیٹا اسکا چار مہینے کا باقی رہا اسکو اس عورت کے سینہ پر ڈالا اور بہت سا خوف
اسکو دلایا گیا کہ اسکو بھی مار ڈالونگا وہ لڑکا بقدرت خدا گویا ہوا اور کہا اے ماں کہ یہ دنیا چند روزہ ہے ہرگز اسکو کچھ خیال نکرنا اور صلاح یہ ہے کہ جلدی ہم بھی
بہشت میں پہنچائیں اور یہ لڑکا ان چھ لڑکوں میں سے ہے کہ بات کرنیکے وقت سے پہلے ان لڑکوں نے بات کی ہے پس اس لڑکے کو اسکی ماں کے سینہ پر مار ڈالا اور بعد اسکی ماں کو بھی
قتل کیا اور خرقیل مومن آل فرعون اس عورت کا شوہر بھاگ کر پہاڑ میں جا چھپا اور فرعون نے اسکی تلاش کیواسطے اپنے آدمی بھیجے دو آدمی اسکے پاس پہنچے اور دیکھا کہ وہ نماز
میں مشغول ہے اور درندے اسکی نگہبانی کرتے ہیں وہ دونوں آدمی الٹے پھر گئے تاکہ فرعون کو خبر کریں خرقیل نے دعا کی کہ الہی میں سو برس سے تیری عبادت کرتا ہوں اور
خلقت سے اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھتا ہوں ان دونوں آدمیوں میں سے جو کوئی کہ میرے راز کو نگاہ رکھے اور ظاہر نکرے اسکو ایمان روزی کر اور جو کوئی میرے راز کو ظاہر کرے اسکو
ہلاک کر اور عذاب دوزخ میں گرفتار کر ان دو آدمیوں میں سے ایک شخص نے اپنے جی میں کہا کہ درندے جو اسکی نگہبانی کرتے ہیں بیشک یہ حق پر ہے وہ الٹا پھر کر خرقیل کے پاس آیا اور ایمان لایا
اور دوسرے نے فرعون سے جا کر کہدیا کہ فلانے پہاڑ میں نماز پڑھتا تھا فرعون نے اس سے گواہ طلب کیے اس نے اپنے رفیق کو گواہ کیا اسکو فرعون نے طلب کیا اسنے کہا کہ مجھکو خبر نہیں ہے
فرعون نے اس خبر کرنیوالے کو چو میخا کر کے مار ڈالا اور اس دوسرے کو جو کہ ایمان لایا تھا خلعت دیا آسیہ زن فرعون کہ مومنہ تھی اسنے سنا کہ فرعون نے مشاطہ کو چو میخا کر
مار ڈالا ہے اسنے فرعون کو بہت ملامت کی کہ تو نے بیگناہ عورت کو مار ڈالا جو کہ عرصہ دراز سے ہماری خدمت کرتی تھی فرعون نے کہا کہ اے آسیہ تو بھی دیوانی ہو گئی
ہے آسیہ نے کہا کہ میں دیوانی نہیں ہوں بلکہ عقل کہتی ہوں کہ خدا میرا اور تیرا اور تمام عالم کا ایک ہے اور تجھکو اسی نے قوت دی ہے کہ عالم کے لوگوں پر تو حکومت کرتا ہے اور
اسکی نعمت کا شکر نہیں ادا کرتا ہے فرعون اسپر غصہ ہوا اور اپنے آگے سے آسیہ کو دور کیا اور اسکی ماں اور باپ کو بلوایا اور کہا کہ دیوانگی مشاطہ کی اسکو بھی لگ گئی ہے آسیہ

کہ ہوگئی ہے اسکے باپ اور ماں نے طلب کر کے کہا کہ تجھکو کیا ہوا ہے کہ تو ایسی باتیں کرتی ہے کہا کہ دل میرا فرعون کے ظلم و کفر سے زخمی ہو گیا ہے میں اسکے بیزار ہوں اور میں منہ اپنا
طرف خدا کے کیا ہے جو کہ پیدا کرنیوالا زمین و آسمان کا ہے اور اسکی توحید کا میں نے اقرار کیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ خدا آسمان و زمین کا فرعون ہی ہے آسیہ نے کہا کہ اگر تم راست گفتہ
ہو تو اسکو کہو کہ اپنے واسطے ایک تاج بنائے اور آفتاب کو اُسکے آگے لگائے اور ماہتاب کو اُسکے پیچھے لگائے اور تارے اسکے گرد ہوں اسکے باپ اور ماں نے کہا کیونکر ہو سکتا ہے آسیہ
نے کہا خدا وہی ہے کہ جو چاہے سو کرے فرعون نے یہ سنکر کہا کہ اسکو چومیخا کرو اسکو چومیخا کیا اور اسنے اس حال میں کہا کہ رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ یعنی اے
پروردگار میرے بنا تو واسطے میرے نزدیک اپنے گھر کو بیچ بہشت کے حقتعالےٰ نے دروازے آسمان کے کھولدیے اور اسکی جگہ بہشت میں دکھلا دی اور فرعون اور اسکی قوم سے
خلاصی دی اسکو پہلے اس سے کہ وہ اسکو عذاب کریں اور اسکی روح کو بہشت کو روانہ کیا اور وہ منود چومیخا کرنے کے سختی نہ کرنے پائے تھے اور جسوقت کہ اُنھوں نے ارادہ اسپر سختی کا کیا
تو اسوقت مردہ تھی اور قوم عاد اور نمرود اور فرعون کی کفر میں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اس جہت سے حقتعالےٰ بعد اسکے انکے حق میں فرماتا ہے کہ الَّذِينَ وہ لوگ میں عاد
اور ثمود اور قوم فرعون کی کہ طَغَوْا حد سے گذر گئے وہ کفر میں اور اعتبار سے اُنھوں نے سرکشی کی فِي الْبِلَادِ بیچ شہروں کے جن شہروں میں وہ حاکم تھے فَأَكْثَرُوا
فِيهَا الْفَسَادَ پس بہت کیا اُنھوں نے بیچ شہروں کے فساد کو کہ لوگونکو ناحق قتل کرتے تھے وہ اور مال انکے غصب کرتے تھے اور جس وقت کہ کفر اور ظلم انکا نہایت
کو پہنچا تو وہ مستحق عذاب کے ہوئے فَصَبَّ عَلَيْهِمْ پس گرایا اوپر انکے رَبُّكَ پروردگار تیرے نے سَوْطَ عَذَابٍ کوڑا عذاب کا یعنی عذاب کا کوڑا انکو
مارا اور طرح طرح کے عذاب دیا اور آخرت میں انکو گرفتار کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس سے اشارہ طرف اس امر کے ہے کہ عذاب اُن کا دوزخ میں نسبت بعذاب
آخرت ایسا ہے کہ ضرب تازیانہ کی نسبت ضرب شمشیر ہو اور اسواسطے ڈرانے کفار کے فرماتا ہے کہ إِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار لَبِالْمِرْصَادِ البتہ بیچ
گھات کے ہے یعنی جیسکہ کوئی گھات کی جگہ میں منتظر گذرنیوالونکا ہوتا ہے اور کوئی چیز اس سے فوت نہیں ہوتی ہے حقتعالیٰ سے بھی کوئی چیز بندونکے قول
اور فعل میں سے فوت نہیں ہوتی ہے بلکہ سبکو دیکھتا اور سنتا ہے اور سبکو موافق اسکے جزا دیگا پس ذکر مرصاد کا تمثیلاً ہے واسطے گرفتار کرنے کفار اور گنہگاروں
کے عذاب میں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مرصاد ایک پل ہے صراط پر اس سے نہیں گذرتا ہے جو کوئی کہ بندونکا مظلمہ اپنی گردن پر لئے ہو اور حضرت امیرؑ
نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ خدا قادر ہے اس امر پر کہ جزا دے گنہگارونکو جو کہ اُنکی جزا ہے اور اب بندونکے احوال کی تقسیم کرتا ہے فَأَمَّا الْإِنْسَانُ
پس لیکن آدمی إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ جسوقت کہ آزمائے اسکو پروردگار اسکا نعمت کے شکر کرنے پر یعنی ارادہ کرے شکر گذاری اسکی حالت تونگری اور
خوشحالی میں ظاہر ہو جائے فَأَكْرَمَهُ پس بخشش کرتا ہے اسکو اکرمتہ کو اور جاہ و حشمت کو وَنَعَّمَهُ اور نعمت دیتا ہے اسکو اور معاش میں اسکی فراغت کرتا ہے
فَيَقُولُ پس کہتا ہے وہ بندہ خوش ہو کر کہ رَبِّي أَكْرَمَنِ پروردگار میرے نے بخشش کی مجھکو اور بزرگ و عزت دار کیا یعنی گمان کرے کہ سبب اسکی کرامت
اور بخشش کا یہی ہے کہ جو اس نے نعمت مجھپر فراخ کی ہے اور دولتمند مجھکو کر دیا ہے وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ اور لیکن جسوقت آزمائے اس آدمی کو خدا صبر پر
درویشی اور فقیری وغیرہ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ پس تنگ کرے اوپر اسکے روزی اسکی کو تو فَيَقُولُ پس کہتا ہے بیصبر ہو کر وہ آدمی کہ رَبِّي أَهَانَنِ
پروردگار میرے نے خوار و ذلیل کیا مجھکو یعنی گمان لیجائے کہ سبب خواری کا یہ محتاجی اور فقیری ہے حاصل یہ ہے کہ آدمی بسبب مشغول ہونے مال اور لذتوں
دنیائے ناپایدار کے بزرگی اور کرامت اپنی تونگری سے جانتا ہے اور خواری اپنی کو تنگدستی سے سمجھتا ہے اور یہ اسکی جہالت اور کم فہمی کی جہت سے ہے اس واسطے کہ کرامت
اور بزرگی تو طاعت اور عبادت میں ہے اور ذلت اور خواری مصیبت اور گناہ میں ہے اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تحقیق
بزرگ زیادہ تمہارا نزدیک خدا کے پرہیزگار زیادہ ہے جو گناہوں سے پرہیز کرے نہ کہ دولتمند اور تونگر دنیا کے مال کا كَلَّا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ آدمی تصور کرتا
ہے کہ کرامت زیادتی مال میں ہے اور خواری تنگدستی اور فقیری میں ہے اس واسطے کہ خدا واسطے کرامت کے تونگر کو عطا نہیں کرتا ہے اور نہ واسطے خواری کے محتاج
مال دنیا کا کرتا ہے بلکہ جسکو حکمت اور مصلحت چاہے تونگر کرنے کے واسطے اسکو تونگر کرتا ہے اور یہ اسکا تفضل ہے اور نعمت دیکر اسکو آزماتا ہے کہ اسکا شکر کرتا ہے
یا نہیں اور محتاجونکی خبر لیتا ہے یا نہیں اور مال دنیا وہ ہے کہ جسمیں آدمی اکثر اپنی آخرت کو خراب کرتا ہے اور تنگی وہ ہے کہ جس سے کبھی دنیا اور دین کی دونو
کی بزرگی حاصل ہوتی ہے بَلْ بلکہ فعل تمہارا بدتر ہے تمہارے قول سے اور وہ زیادہ تمکو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ نہیں

عزت کرتے ہو تم یتیم کی یعنی اپنے مال میں سے طفل بےپدر کو تم کچھ نہیں دیتے ہو اور دلجوئی اسکی نہیں کرتے ہو تاکہ سوال کرنے کی خواری سے وہ خلاصی پائے اور یتیم کا
خاص کر کے ذکر اس واسطے کیا ہے کہ اسکا کوئی والی اور سرپرست نہیں ہے کہ اسکی خبر لیوے اور رسولخدا نے انگشت میانہ اور انگشت شہادت کو ملا کر اٹھایا اور فرمایا
کہ یتیم کا خبر لینے والا یتیم کا کھانے اور کپڑے اور ہر ضرورت سے مثل ان دو انگلیوں کے ملے ہوئے بہشت میں ہونگے وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ اور نہیں رغبت دلاتے ہو تم
آپس میں ایک دوسرے کو عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ اوپر کھانے مسکین اور محتاج کے یعنی ایسی محبت مال دنیا کی اور بخیلی تم میں ہے کہ نہ یتیم کی خبر لیتے ہو اس مال میں سے اور نہ مسکین
کو کھانا دیتے ہو وَتَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اور کھاتے ہو تم مال میراث کو اَکْلًا لَّمًّا کھانا صاحب کل کا یعنی تمام مال کو کھاتے ہو حلال کو اور حرام کو اور حلال و حرام
میں کچھ فرق نہیں کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے یتیموں کا مال ہے کہ اپنے مالوں میں ملا کر انکو اور اپنے سب مال کو کھاتے ہیں اور منقول ہے کہ عورتوں اور لڑکوں کو
میراث نہیں دیتے تھے اور انکے مال کو اپنے مال میں ملاتے تھے اور انکو جمع کر کے سبکو کھا جاتے تھے اور ان کو محروم رکھتے تھے اور یا یہ کہ جو مال کسی مردہ کا انکو پہنچا تھا
وہ مال حلال بھی ہوتا تھا اور حرام بھی اور یہ اسکو جانتے تھے اور باوجود علم کے اس کل مال کو کھا جاتے تھے اور یا یہ کہ تمام مال اپنے کو کھاتے تھے اور حقوق واجبہ کو اس میں سے
ادا نہیں کرتے تھے وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ اور دوست رکھتے ہو تم مال کو حُبًّا جَمًّا دوست رکھنا بہت اور حرص اسکی بہت رکھتے ہو جمع کرنیکے واسطے اور اسکے انجام کو
نہیں سوچتے ہو کَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ تم ان افعال بد کو اختیار کرو کہ یتیم کی خبر نہ لو اور مسکین کو کھانا نہ دو اور حلال و حرام سبکو کھا جاؤ اور مال کو
دوست رکھو کہ جس سے آخرت میں بہت پشیمان ہو گے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِذَا دُکَّتِ الْاَرْضُ یاد کرو تو کہ جس وقت ریزہ ریزہ کر دیجائے زمین دَکًّا دَکًّا ریزہ
ریزہ کرنا یعنی بعد ریزہ ریزہ کرنیکے اور پہاڑ اسکی برابر ہو جائیں اور یا غبار ہو کر اڑ جائیں کہ ہرگز اسپر پستی اور بلندی باقی نہ رہے اور یا یہ کہ کھینچی جائے زمین مثل ادھوڑی کی قیامت کے روز وَّ
جَآءَ رَبُّکَ اور آئے پروردگار تیرا یعنی ظاہر ہوں نشانیاں اسکی قدرت کی اور علامتیں اسکی ہیبت و دبدبہ کی اور خدا کا آنا مراد نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے کہ آنیوالے کی واسطے حرکت
چاہیئے اور جہت چاہیئے کہ جہاں سے وہ آئے اور خدا حرکت اور جہت سے پاک ہے پس مراد اس سے ظاہر ہونا ہیبت اور دبدبہ اسکا ہے جیسے کہ وقت حاضر ہونے دربار میں بادشاہ کی ہیبت اور دبدبہ
اسکا ظاہر ہوتا ہے اور یا یہ کہ آئے حکم پروردگار تیرے کا وَالْمَلَکُ اور آئیں فرشتے میدان حشر میں صَفًّا صَفًّا صف صف کہ ہر صف کے ایک صف ہو باعتبار مرتبونکے اور یہ حال واقع ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر
آسمانکے فرشتونکی ایک صف علیحدہ ہو گی اور بعضے کہتے ہیں کہ قیامت کے روز آسمان تزلزل میں آئے تو ملائکہ زمین پر نازل ہوں صفیں باندھ کر اور تمام جنوں اور
آدمیونکو گھیر لیویں اور انتظار کریں کہ دیکھیئے کیا حادثہ واقع ہو وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ اور لایا جائے اسروز دوزخ یعنی ظاہر کیا جائے پوشیدگی سے اور
اسکی ہولیں قیامت کے لوگونکو دکھلائی جائیں یَوْمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ اسروز یاد کریگا آدمی اپنے گناہونکو اور انکو یاد کر کے پشیمان ہو وَاَنّٰی اور
کہاں ہو لَهُ الذِّکْرٰی واسطے اسکے یاد کرنا اس کلام میں مضاف محذوف ہے اور تقدیر اسکی وانی له منفعة الذکری اور کہاں ہے واسطے فائدہ یاد کرنیکا اسواسطے کہ فائدہ
گناہونکے یاد کرنیکا اور انکو یاد کر کے پشیمان ہونیکا دنیا میں ہے اور وہاں کیا فائدہ ہے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رنگ چہرہ مبارک
رسولخدا کا متغیر ہو گیا اصحاب نے جس وقت یہ حال دیکھا تو بہت پریشان ہوئے اور ایسی جرأت کسیکو نہ تھی کہ سبب اسکا حضرت سے دریافت کریں امیر المومنین کے پاس گئے اور کہا
کہ اے ابوالحسن رسولخدا کو بڑا حادثہ پیش آیا ہے کہ رنگ مبارک انکا متغیر ہو گیا ہے اور ہمکو اس کے پوچھنے کی مجال نہیں ہے تو حضرت سے دریافت کرو امیر المومنین رسولخدا
کے پاس آئے اور حضرت کے پیچھے بیٹھ گئے اور دونوں شانوں پر بوسہ دیا اور کہا کہ فدا ہوں تم پر میری ماں اور باپ یا رسولخدا آج کون امر پیش آیا ہے کہ رنگ چہرہ مبارک کا متغیر
ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آیا اور یہ آیتیں اُسنے میرے روبرو پڑھیں کہ کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا وجیئ یومئذ بجہنم
یومئذ یتذکر الانسان وانی له الذکری امیر المومنین نے پوچھا کہ یا رسولخدا کیونکر لایا جائے گا دوزخ فرمایا کہ لائینگے دوزخکو ستر ہزار فرشتے اور اسکی ستر ہزار باگوں کو کھینچتے
اور اسی طریق سے اسکو کھینچتے ہوئے میدان قیامت میں لائینگے اور وہ ایسا غضب میں ہو گا کہ اگر ملائکہ اسکو چھوڑ دیں تو سبکو جلا دے پس میں دوزخ کے در پے ہوں اور
وہ مجھسے گویا ہو کر کہے کہ اے محمد مجھکو تجھ سے کیا کام ہے کہ خدا تعالیٰ نے گوشت تیرا مجھپر حرام کیا ہے اور اسوقت ہر آدمی کہیگا کہ نفسی نفسی اور محمد کہیگا کہ امتی امتی اے
پروردگار میری امت کی فریاد کو پہنچ اور کافر یہ حال دیکھ کر نصیحت پکڑے گا تو اسوقت کا نصیحت پکڑنا کچھ فائدہ نہ دیگا اور اسکے قریب ہی امام محمد باقر علیہ السلام
کی روایتیں ہیں اور اسمیں اتنا قدر زائد ہے کہ دوزخ پر صراط رکھا جائے گا کہ تیغ سے تیز زیادہ ہے اور بال سے زیادہ باریک ہے اور اسپر تین پل ہونگے ایک امانت اور رشتہ اور

قرابت کا اور دوسرے پر نماز ہوگی اور تیسرے پر رب العالمین اور اسپر سے گزرنیکا حکم ہوگا پس پہلے اسکی امانت اور قرابت روکینگی اور اگر وہ امانت میں خیانت نہیں کرتا تھا
اور قریبوں سے ہمیشہ ملاپ و دوستی رکھتا تھا اس سے نجات پائیگا اور بعد اسکے نماز اسکو روکیگی اور اگر نماز کو بھی ہمیشہ پڑھتا تھا تو اس سے اسکو نجات ہوگی اور پھر اسکو تنہا طرف
رب العالمین کے ہے اور یہی مراد ہے قول حقتعالے سے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ پس کوئی تو اسپر لٹکا ہوا ہوگا اور کیسا قدم پھسلیگا اور فرشتے گرد اسکے پکارتے ہونگے کہ اے حلیم معاف کر
اور سلامتی دے تو اور آدمی مثل پروانوں کے آگ میں گرتے ہونگے اور جسوقت نجات پائیگا نجات پانیوالا خدا کی رحمت سے تو گذر جائیگا اسپر سے اور کہیگا کہ شکر ہے واسطے
خدا کے اور کافر نہایت حسرت اور افسوس سے يَقُولُ کہیگا کہ يَا لَيْتَنِي اے کاش کہ میں قَدَّمْتُ آگے بھیجتا میں اعمال نیک کو لِحَيَاتِي واسطے زندگی اپنی کے
اس جہان میں کہ آج کے دن واسطے میرے فائدہ ہوتا فَيَوْمَئِذٍ پس اسروز لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ نہ عذاب کریگا عذاب اسکا سا اَحَدٌ کوئی جیسے کہ خدا
عذاب کریگا وَلَا يُوثِقُ اور نہ قید کرے گا آگ کی زنجیروں اور طوقوں میں وَثَاقَهُ قید کرنا اس خدا کا سا اَحَدٌ کوئی یعنی قیامت کا روز وہ ہے کہ خدا
اور قید سوائے خدا کے کوئی نہ کریگا اسروز حکم اسی کے واسطے ہے اور یا یہ کہ عذاب نہ کرے کوئی دنیا میں جیسا عذاب کرے گا خدا آخرت میں اور خدائے تعالیٰ وقت
مرنے کے مومن کو خطاب کریگا اور یا قیامت کے روز وقت داخل ہونے بہشت کے يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اے نفس آرام پکڑنے والے ساتھ ذکر میرے کے اور فارغ
اور بے پروا ہونیوالے میرے غیر سے کہ شکر کرنے والا تھا تو نعمت پر اور صبر کرنے والا تھا بلاؤں پر اور یا ایمان لانیوالا تھا اطمینان سے بدون شک اور شبہہ کے ارْجِعِي
إِلَىٰ رَبِّكِ پھر تو طرف وعدے پروردگار اپنے کے رَاضِيَةً جس وقت کہ پسند کرنیوالا ہو اس چیز کا کہ تجھکو دی ہے یا راضی ہونیوالا اپنے فعلوں اور عملوں سے اُن ثواب
کو دیکھکر مَرْضِيَّةً پسند کیا گیا نزدیک خدا کے اس عمل سے کہ جو تونے کیا تھا فَادْخُلِي پس داخل ہو تو فِي عِبَادِي بیچ گروہ بندوں میرے کے جو کہ نیک ہیں
وَادْخُلِي جَنَّتِي اور داخل ہو تو بہشت میری میں ہمراہ اُن کے اور حضرت صادق سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا مومن اپنی روح کے قبض ہونیکو مکروہ جانتا ہے
فرمایا نہیں خدا کی قسم جسوقت ملک الموت اُسکے پاس آتا ہے کہتا ہے کہ اے دوست خدا کے زاری اور بیصبری مت کر قسم ہے اس شخص کی کہ جس نے محمد کو پیغمبر کرکے
بھیجا ہے میں تیرے باپ مہربانی کرنے والے سے زیادہ مہربان ہوں تجھپر اگر اس وقت وہ حاضر ہوں تو اب آنکھوں کو کھولکر دیکھ پس اسوقت آتے ہیں رسول خدا اور امیر
المومنین اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین اور باقی آئمہ علیہم السلام اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ رسول خدا اور امیر المومنین اور فاطمہ زہرا اور آئمہ معصومین علیہم السلام
ہیں کہ رفیق تیرے ہیں پس وہ اپنی آنکھوں کو کھولکر دیکھتا ہے اور اسکی روح کو خدا کی طرف سے ایک آواز کرنیوالا آواز کرتا ہے کہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک
راضیۃ مرضیۃ پس داخل ہو تو میرے بندوں محمد اور اہلبیت کے زمرے میں اور داخل ہو تو بہشت میری میں پس اس وقت وہ جان کے نکلنے کے برابر کسی چیز
کو دوست نہیں رکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے جسوقت کہ کفار نے انکو شہید کیا لیکن حکم اسکا عام ہے ہر مومن کیلئے

سورۃ البلد یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں بیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز فریضہ میں لا اقسم بہذا البلد کو پڑھے وہ دنیا میں نیکوں
میں مشہور ہوگا اور آخرت میں مشہور ہوگا اس طرح سے کہ خدا کے نزدیک اسکے واسطے اچھا مرتبہ ہے اور قیامت کے روز انبیاء کے رفیقوں میں سے ہوگا اور شہدا اور صالحین کے
ہمراہ رہیگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا أُقْسِمُ قسم کھاتا ہوں میں لا اسمیں زائد ہے واسطے تاکید کے یعنی قسم کھاتا ہوں میں بِهَٰذَا الْبَلَدِ ساتھ اس شہر کے
یعنی مکہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ لا نفی کیواسطے ہے یعنی قسم نہ کھاؤنگا میں اس شہر کی وَأَنْتَ حِلٌّ اور جسوقت کہ تو اترنیوالا ہو بِهَٰذَا الْبَلَدِ بیچ اس شہر کے حقتعالی نے قسم کھائی اس شہر کی
جسوقت کہ رسول خدا اسمیں ہوں اس واسطے کہ خدا تعالی کو منظور ظاہر کرنا حضرت کی بزرگی اور فضیلت کا ہے اور اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ شرف مکان کا
مکین سے ہوتا ہے یعنی یہ شہر تیرے پیدا ہونیکی جگہ جو ہے اس سبب سے اسکو فضیلت حاصل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ قسم ہے اس شہر کی جسوقت کہ تو حلال
ہے اسمیں یعنی تجھپر حلال ہے اس شہر میں جو کچھ کہ اوروں کو حلال نہیں ہے کہ تو قتل اور اسیر کرسکتا ہے اس شہر میں اور تیرے غیروں کو یہ حکم نہیں ہے اور یہ فتح مکہ کا ذکر ہے
کہ خدا نے حضرت کو حکم دیا تھا کہ کفار کو قتل کر اور قید کر اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ قیامت تک کسی کو اجازت نہیں ہے کہ اسکا کوئی درخت کاٹے اور گھانس کو
اسکی اکھاڑے اور جانور کو اسکے قتل کرے اور شکار کرے اور یہاں کی گری پڑی چیز کو اٹھائے مگر وہ شخص کہ اسکو ظاہر کرے اور اسکی تعریف کرے اور حضرت صادق
نے فرمایا ہے کہ قریش تعظیم اس شہر کی کرتے تھے اور حلال جانتے تھے محمد صلعم کو حقتعالے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اے محمد باوجود بزرگ ہونے تیری حرمت کے

(ع ۳۰ / ۱۴ — حاشیہ) سورۃ البلد

انھوں نے تیرے قتل اور تیرے نکالدینے کو حلال جانا جیسے کہ غیر حرم کے شکار کو حلال جانتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اپنے باپ کے قاتل سے اس شہر میں مواخذہ نہیں
کرتے ہیں اور پوست کو اسکے درخت کے گردنوں میں ڈالتے ہیں امن پانے کے واسطے پس وہ لوگ جو حضرت کو حلال جانتے تھے اور غیروں کو حرام
نہیں جانتے تھے اس واسطے خدا نے تعالے اوپر غضب کیا اور ان کا عیب بیان کیا اور قسم کھاتا ہے خدا کہ وَوَالِدٍ اور قسم ہے باپ کی یعنی قسم ہے آدم کی کہ
وہ باپ ہے سب پیغمبروں کا اور خلیفہ ہے خدا کا ہے اور یا ابراہیم کہ وہ باپ رسولخدا کا ہے اور بانی الکعبہ شریعت کا مکہ مشرف ہے وَمَا وَلَدَ اور قسم ہے اس چیز کی
کہ جنا ہے اسکو آدم نے اور وہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام ہیں اور اگر والد سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہیں تو ولدت سے مراد اسمٰعیل [illegible] جواب قسم کا یہ ہے
کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ البتہ تحقیق پیدا کیا ہے ہمنے آدمی کو فِي كَبَدٍ بیچ سختی کے اور رنج کے کہ ابتدا [illegible] اور
تنگی بیچ نکلتا ہے اور معاش کے رنجوں میں مبتلا ہے اور شدت کی تکلیفیں اٹھاتا ہے اور مرتے وقت نزع کی سختیاں کھینچتا ہے اور آخرت میں
ہولیں اور سختیاں دیکھیگا أَيَحْسَبُ کیا گمان کرتا ہے وہ آدمی کہتے ہیں کہ یہاں مراد آدمی سے ابوالاشدین ہے کہ وہ رسولخدا کو ایذا پہنچاتا تھا یعنی گمان کرتا
ہے وہ أَن لَّن يَقْدِرَ یہ کہ ہرگز قدرت نہیں رکھتا ہے عَلَيْهِ أَحَدٌ اوپر اسکے کوئی کہ اس سے کوئی بدلا لیوے جو کہ پیغمبر کو آزار دیتا ہے اور مراد اس سے
یہ ہے کہ گمان اس شخص کا یہ ہے کہ قیامت نہوگی اور اس سے بدلا اسکا کوئی نہ لیگا يَقُولُ کہیگا حسرت سے قیامت کے روز کہ أَهْلَكْتُ ہلاک اور ضائع کیا
میں نے دنیا میں مَالًا لُّبَدًا مال جمع کیا ہوا اور بہت اور امام حسن عسکری کی تفسیر میں ہے کہ مراد اس انسان سے عمرو بن عبدود ہے اور یہ ذکر جنگ خندق کی
روز کا ہے جس وقت کہ امیرالمومنین نے اسکو کہا کہ تو مسلمان ہو جا اور اس نے انکار کیا اور کہا اس نے حضرت علی سے کہ کہاں ہے وہ مال بہت کہ خرچ کیا تھا میں نے
تمہارے مقدمہ میں اور اس نے کہا کہ مال بہت خرچ کیا تھا راہ حق کے بند کرنے میں پس حضرت علی نے اسکو قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے ابو الاشدین ہے
کہ وہ لوگوں کو مال رشوت میں دیا کرتا تھا کہ تم پیغمبر کو آزار پہنچاؤ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے حارث بن عامر ہے کہ ظاہر میں وہ مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت اسکو
زکوٰۃ کا حکم دیتے اور جو گناہ کہ کرتا تھا اسکے واسطے کفارہ دینے کا حکم کرتے تھے وہ کہتا تھا کہ جب سے میں محمد کے دین میں آیا ہوں مال میرا بہت ضائع ہوتا ہے
اور ان سب تو نہیں معنی یقول کے یہ ہیں کہ کہتا ہے وہ انسان اور ابوجعفر نے لبدا بالتشدید پڑھا ہے اور انکار کی راہ سے فرماتا ہے کہ أَيَحْسَبُ کیا گمان کرتا
ہے وہ أَن لَّمْ يَرَهُ یہ کہ نہ دیکھا ہے اسکو أَحَدٌ کسی نے یعنی خدا نے اسکو دیکھا ہے اور اسکی نیت کو جانتا ہے اور جس راہ میں کہ اس نے خرچ کیا ہے اپنا مال کہ اس سے باز پرس
دے گا اور مطالبہ کرے گا کہ تو نے کہاں سے وہ مال کمایا تھا اور کہاں اسکو صرف کیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ کسی بندہ کو نہ
چھوڑینگے کہ قدم سے آگے قدم کو رکھے مگر کہ چار چیزوں سے اس سے سوال کریں عمر سے کہ کس کام میں اسکو فنا کیا اور مال سے کہ کہاں سے اسکو جمع کیا تھا اور کس چیز میں
اسکو خرچ کیا تھا اور علم سے سوال کریں کہ کیونکر اس پر عمل کیا اور ہم اہلبیت کی دوستی سے سوال کیا جائے گا اور بعد اسکے واسطے تمام کرنے حجت کے فرماتا ہے
کہ أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ کیا نہیں کر دیا ہم نے واسطے اسکے عَيْنَيْنِ دو آنکھوں کو یعنی کیا اس کے واسطے دو آنکھیں پیدا نہیں کی ہیں کہ جن سے وہ دیکھتا ہے
ہماری قدرت اور حکمت کی نشانیوں کو اور سوا اسکے جو کچھ کہ دیکھنے کی چیز ہے اسکو دیکھتا ہے وَلِسَانًا اور زبان کو یعنی کیا نہیں پیدا کیا ہے ہم نے واسطے اس کے
زبان کو کہ اس سے باتیں کرتا ہے اور جو کچھ کہ دل میں ہے اسکی خبر دیتا ہے وَشَفَتَيْنِ اور دو لبوں کو کیا دو لبوں کو اسکے واسطے ہم نے پیدا نہیں کیا کہ ان سے اپنے دہن
کو ڈھکتا ہے اور بولنے اور کھانے اور پینے اور پھونک مارنے پر ان سے مدد چاہتا ہے وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ اور دکھلائیں ہم نے اسکو دو راہیں خیر اور شر
کی انبیا اور کتابیں بھیجکر اور یہی فرمایا ہے امیرالمومنین نے کہ نجدین سے مراد خیر اور شر ہے اور حضرت امام محمد باقر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد عینین
سے رسولخدا ہیں کہ ظاہر کرنے والے نبوت اور ولایت کے ہیں اور مراد لسان سے امیرالمومنین ہیں اور شفتین سے مراد حسن اور حسین ہیں اور نجدین سے مراد ولایت انکی ہے
اور فرقہ اور ذات متربہ کہ بعد اسکے آیگا اس سے مراد محمد اور علی ہیں فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ پس سختی میں نہ پڑا وہ گھاٹی کی یعنی رنج نہ کھینچا اس نے اعمال نیک کا لانے
میں نفس کی مخالفت کرکے وَمَا أَدْرَاكَ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ مَا الْعَقَبَةُ کیا ہے عقبہ فَكُّ رَقَبَةٍ چھڑانا گردن کا ہے عقبہ یعنی آزاد کرنا بندہ کا
کہ بندہ کی قید سے أَوْ إِطْعَامٌ یا کھلانا ہے فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ بیچ دن صاحب گرسنگی کے کہ جس روز کھانا بہتر ہو يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ یتیم صاحب

قرابت کو یعنی وہ یتیم کہ قرابت اور رشتہ رکھتا ہو اَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ؕ یا مسکین خاک نشین کو یعنی پہلو اپنا خاک پر رکھتا ہو اور مراد اس سے نہایت محتاج
ہے اور بیشک بندہ کا آزاد کرنا اور یتیم اور محتاج کو کھانا کھلانا نفس پر جہاد کرنا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عقبہ یہاں بھی اپنے معنی میں ہے اور وہ ایک بڑی سخت
گھاٹی ہے دوزخ میں پس اس صورت میں معنی اسکے یہ ہونگے کہ وہ انسان بسبب ترک کرنے طاعت اور عبادت کے اور گھاٹی پر چڑھ کر گذرنے نہ پائے بلکہ وہیں رہجائے اور
اس سے خلاصی نہ پائے اور حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ کی گھاٹیوں سے نہیں گذر سکتے ہیں مگر رونے والے خوف خدا سے اور حضرت امام رضا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کھانا کھاتا
ایک پیالہ یا رکابی اپنے دسترخوان کے قریب رکھے پس جو کہ دسترخوان پر اچھا کھانا ہے اس میں سے تھوڑا تھوڑا ہر کھانے میں سے لیکر اس ظرف میں رکھے اور پھر
وہ کھانا مسکینوں کو پہنچا دے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی فلا اقتحم العقبہ اور فرمایا کہ ہر آدمی بندہ کے آزاد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے اللہ تعالےٰ نے
یہ راہ انکی بہشت میں پہنچانے کے واسطے پیدا کی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی مومن کو کھانا کھلائے یہانتک کہ اسکو سیر
کردے تو نہیں جانتا ہے کوئی خدا کی خلقت میں سے کہ کیا اجر ہے اسکا اسکے واسطے آخرت میں نہ فرشتہ مقرب جانتا ہے اور نہ پیغمبر مرسل جانتا ہے مگر پروردگار
عالم کا کہ وہی جانتا ہے اور پھر فرمایا کہ بخشش کے سببوں میں سے کھانا کھلانا مسلمان بھوکے کا ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور دوسری روایت
میں فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمکو دوست رکھے وہ عقبہ سے گذر جائے گا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد عقبہ سے دوزخ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے پل ہے کہ وہ
دوزخ کے اوپر ہے تین ہزار برس کی راہ کا کہ وہ بال سے باریک ہے اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اسمیں چڑھائی اور اتار دو تو ہیں اور بعضے اسپر سے مانند
بجلی کے جائینگے اور بعضے مانند ہوا کے اور بعضے دوڑتے ہوئے اور بعضے گرتے ہوئے پس جو کوئی بندہ کو آزاد کرے اور مسکین کو کھانا کھلادے وہ اسپر
سے گذر جائیگا ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا پھر تھا وہ شخص ان لوگوں میں سے کہ ایمان لائے ہیں اسکا عطف فک پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اقتحم
پر ہے یعنی پس نہ سختی میں پڑا عقبہ کا پسند کیا اس انسان نے پس نہ تھا وہ ان لوگوں میں سے کہ ایمان لائے ہیں وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور وصیت کی ہے
انھوں نے آپس میں ساتھ صبر کے طاعتوں کے کرنے پر اور گناہوں کے پرہیز کرنے پر وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ؕ اور وصیت کی ہے انھوں نے ساتھ مہربانی اور
بخشش کے بندگان خدا پر خصوصا محتاجوں رشتہ داروں پر اُولٰٓئِكَ یہ جماعت مومنین کی کہ جنھوں نے صبر اور مہربانی کی وصیت کی ہے اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ
صاحب دست راست کے ہیں کہ عرش کی جانب راست سے وہ بہشت میں جائینگے اور نامۂ اعمال ان کے دست راست میں دیے جائینگے اور یا یہ کہ صاحب برکت کے ہیں
اور کہتے ہیں کہ وہ اصحاب امیر المومنین علیہ السلام ہیں وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انھوں نے بِاٰيٰتِنَا ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ آیتیں
قرآن کی ہیں اور یا یہ کہ کفر کیا ہے انھوں نے ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے اور ان میں سے ایک امیر المومنین ہے کہ جن لوگوں نے اسکا انکار اور مخالفت کی
ہے هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ وہ صاحب دست چپ کے ہیں کہ انکو عرش کی جانب چپ سے دوزخ میں لیجائینگے اور نامۂ اعمال انکے دست چپ میں دیے
جائینگے اور یا یہ کہ صاحب شامت کے ہیں وہ لوگ عَلَيْهِمْ نَارٌ اوپر ان کے ہوگی آگ دوزخ کی مُّؤْصَدَةٌ ؕ کہ دروازہ بند کیے گئے کہ وہاں سے
نکلنے نہ پائیں بلکہ بالکل نا امید ہوں آرام و آسایش سے اور ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں سورۃ الشمس یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسکی سولہ ہیں
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ والشمس اور واللیل اور والضحیٰ اور الم نشرح کو بہت پڑھے دنکو یا رات کو تو کوئی چیز اس
کے پاس حاضر ہو مگر یہ کہ گواہی دیوے اس کے واسطے پوست اسکا اور گوشت اسکا اور رگیں اسکی اور پٹھے اسکے اور ہڈیاں اسکی اور خون اسکا اور جو کچھ کہ
زمین نے اسمیں سے اٹھایا ہے اور حقتعالیٰ فرمائے کہ میں نے تمہاری گواہی کو قبول کیا ہے بندہ کے واسطے اور اسکو آتش دوزخ سے امان دی لیجاؤ اسکو میری بہشتوں میں
اور جس بہشت کو وہ اختیار کرے وہ اسکو دو بدون احسان کے بلکہ محض میرے فضل و کرم سے اور گوارا ہو جو اسکو بہشت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ
وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۙ قسم ہے آفتاب کی اور روشنی اور دھوپ اسکے کی جس وقت کہ آفتاب بلند ہو اور وہ وقت چاشت کا ہے اور وہ قریب ایک پہر
دن چڑھے کے ہوتا ہے وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۙ اور قسم ہے چاند کی جس وقت کہ پیچھے آئے اس آفتاب کے کہ اسکے غروب کے بعد اپنی روشنی کو سارے میں پھیلائے
آفتاب سے روشنی لیکر اور یا یہ کہ آفتاب کے غروب کے بعد طلوع کرے اور کہتے ہیں کہ یہ پندرھویں اور سولھویں شب کو ہوتا ہے اور امام حسن عسکری نے

سورۃ الشمس ع

کی تفسیر میں لکھا ہی کہ مراد شمس سے رسولخدا ہیں اور قمر سے مراد علی ابن ابیطالب ہیں کہ رسولخدا نے نور ہدایت سے تمام عالم کو روشن کیا اور علی نے رسولخدا سے نور کو کسب کر کے بعد آنحضرت
کے تمام جہان کو منور کیا اور جمیع امور میں پیروی رسولخدا کی اُنہوں نے کی اور تابع آنحضرت کا رہا اور منقول ہی کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میں مثل شمس کے ہوں اور علی مثل قمر کے ہی
وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا اور قسم ہے دن کی جسوقت جلادیوے اس آفتاب کو اور روشن کرے اسکو کہ اسوقت روشنی اُسکی سارے میں پھیل جاتی ہی اور خوب روشن ہوتا ہی
وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا اور قسم ہی رات کی جسوقت کہ پوشیدہ کرے اس آفتاب کو اور اسکی روشنی کو چھپاوے اور منقول ہی کہ مراد واللیل سے آئمہ جور ہیں کہ آل رسول
کی جگہ مالک منبر ہو بیٹھے اور دین خدا کو اُنھوں نے پوشیدہ کر دیا وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا اور قسم ہی آسمان کی اور اسکی کہ بنایا ہی اس آسمان کو جسنے اپنی قدرت کاملہ سے وَ
الْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا اور قسم ہی زمین کی اور اسکی کہ بچھایا ہی اس زمین کو جسنے پانی پر واسطے بھرنے مخلوقات کے وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا اور قسم ہی نفس کی اور اسکی کہ درست
کیا ہی اس نفس کو جسنے کہ تمام اعضا اسکے برابر اور متناسب پیدا کئے اور نفس سے مراد یا تو نفس آدم ہی یا مطلق نفس ہے فَأَلْهَمَهَا پس الہام کیا اس نفس کو اور سمجھا دیا اسکو فُجُورَهَا
بدکاری اسکی کو وَتَقْوَاهَا اور پرہیزگاری اسکی کو یعنی کہدیا اس سے کہ گناہ اور نافرمانبرداری خدا کی بد ہی اور طاعت و فرمانبرداری اسکی نیک ہی اور پھر اسکو قدرت بخشی
اور اختیار دیا کہ جسکو چاہے وہ ان دونوں سے پسند کرے اور کہدیا کہ فجور کو اختیار کرے گا تو دوزخ میں جاویگا اور اگر تقویٰ کو اختیار کرے گا تو بہشت میں جاویگا
قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا تحقیق کہ رستگار ہوا جس نے کہ پاکیزہ کیا اس نفس کو کفر اور گناہوں سے اور یہ جواب بھی قسم کا ہی وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا اور تحقیق
بے نصیب ہوا جسنے کہ گم کیا اس نفس کو راہ حق سے کہ کفر اور گناہوں میں مشغول رہا اور پوشیدہ کیا اسکو گناہوں میں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ خود ہی اپنے فعل کا فاعل
ہے نہ خدا اور خلاصہ ان آیتوں کا یہ ہی کہ جسنے فرمانبرداری کی وہ رستگار ہوا اور جسنے نافرمانی کی وہ بے نصیب اور بے بہرہ رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ جواب قسم کا محذوف ہی یعنی
قسم ہے امور مذکورہ کی کہ نازل کرے گا خدا عذاب کو مکہ والوں پر بسبب جھٹلانے اُنکے رسولخدا کو جیسا کہ نازل کیا عذاب کو ثمود پر بسبب جھٹلانے اُنکے صالح پیغمبر
کو اور فرمایا کہ كَذَّبَتْ ثَمُودُ جھٹلایا قوم ثمود نے اور تکذیب کی بِطَغْوَاهَا ساتھ زیادتی اپنی صالح پیغمبر کے إِذِ انْبَعَثَ جسوقت کہ اُٹھا واسطے کاٹنے پاؤں
اونٹنی کے أَشْقَاهَا بدبخت زیادہ اُنکا کہ وہ قدار بن سالف تھا جسنے کہ پاؤں اونٹنی کے قطع کئے تھے فَقَالَ لَهُمْ پس کہا واسطے ان لوگوں کے کہ جنھوں نے قصد اُس
اونٹنی کے مار ڈالنے کا کیا تھا اور انہیں سے وہ قدار بھی تھا رَسُولُ اللَّهِ پیغمبر خدا کے یعنی کہ وہ حضرت صالح تھے ان لوگوں سے کہا کہ نَاقَةَ اللَّهِ ڈرو تم اونٹنی
خدا کی سے کہ خدا نے اسکو پتھر سے نکالا ہی وَسُقْيَاهَا اور گرد مت پھرو تم پانی پینے اسکی کے اور نصب ناقۃ اللہ کا اور سقیہا کا موافق قاعدہ تحذیر کے فعل مقدر سے ہی اور تقدیر اسکی
احذروا ناقۃ اللہ وسقیہا یعنی ڈرو تم اونٹنی خدا کی سے یعنی اسکو پانی پینے سے منع مت کرو اسکی نوبت کے روز اور قصہ اسکا مشہور ہے کہ جسوقت وہ اونٹنی پتھر سے نکلی
صالح پیغمبر کی دعا سے تو حضرت صالح نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ایکروز یہ اونٹنی تمام پانی اس شہر کا پیا کرے گی اور ایکروز تم پیا کرنا اور جسقدر یہ پانی پیا کریگی اسیقدر تمکو دودھ دیگی
اور ایک عورت بدکار کہ مویشی بہت تھے اُسکے مویشیوں کو اونٹنی کے سبب سے سیر ہو کر پانی نہیں ملتا تھا اس عورت نے لوگوں کو اس اونٹنی کے قتل پر مستعد کیا جسوقت وہ اونٹنی پانی
پینے کو گئی اسوقت اسکو اُنھوں نے قتل کیا تھا اسکا ذکر خدا تعالے کرتا ہے کہ خدا کی اونٹنی کے قتل کرنے سے ڈرو اور اسکو پانی پینے سے اسکی نوبت کے روز منع مت کرو کہ
عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے اُنھوں نے حضرت صالح کا کہنا نہ مانا فَكَذَّبُوهُ پس جھٹلایا اُنھوں نے صالح کو ڈرانیکے مقدمہ میں اور عذاب کے نازل ہونیکا یقین نہ کیا
فَعَقَرُوهَا پس پے کیا اُنھوں نے اس اونٹنی کو اور زخمی کیا اور تلوار سے اسکی پاؤں کاٹ ڈالے فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ پس ہلاکت ڈالی اوپر اُنکے رَبُّهُمْ پروردگار
اُنکے نے بِذَنْبِهِمْ بسبب گناہ اُنکے کہ وہ مار ڈالنا اُس اونٹنی کا تھا فَسَوَّاهَا پس برابر کر دیا اُنکو اور سب کی صفائی کر دی اور کسیکو باقی نہ رکھا نہ چھوٹے کو نہ بڑے کو بڑوں کو تو
اسواسطے کہ وہ سب اونٹنی کے قتل پر راضی تھے اور چھوٹوں کو اس واسطے کہ علم الٰہی میں گزرا تھا کہ بالغ ہونیکے بعد یہ بھی کافر ہونگے وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا اور نہ خوف کیا
آخر انجام اُنکے سے جیسے کہ بادشاہ خوف کرتے ہیں کسیکو قتل کر کے کہ اسکا کوئی بدلا نہ لیوے اور خدا تعالے کو کسیکا ڈر نہیں ہی کہ اسپر کسیکی دسترس اور قدرت نہیں ہے اور حدیث میں
مذکور ہے کہ جناب رسولخدا نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی کون زیادہ شقی اور بدبخت ہی پہلی اُمتوں میں حضرت علی نے عرض کی کہ پے کرنیوالا ناقہ صالح کا یعنی جسنے کہ حضرت صالح
کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے ہیں رسولخدا نے فرمایا کہ سچ کہا تُو نے لیکن بدبخت زیادہ پچھلے لوگوں میں کون ہی کہا کہ یا رسولخدا میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہی حضرت نے فرمایا
کہ وہ شخص ہی کہ تیرے اس مقام پر شمشیر لگائے گا اور اشارہ حضرت علی کے سر مبارک کیطرف کیا سورۃ اللیل یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں اکیس آیتیں ہیں اور ثواب اسکے

ع ۱۵ / ۱۴

سورۃ اللیل

پڑھنے کا سورۂ والشمس میں گذر گیا ہے اور ابی بن کعب نے رسولخداؐ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے خداتعالیٰ اسکو اسقدر دیوے کہ اسکو
کافی ہو اور شہیدوں کے ہمراہ اس کا حشر ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى قسم ہے رات کی جسوقت کہ پوشیدہ کر لیوے آفتاب کو یا روشنی کو دنیا کی
یا تمام عالم کو اپنی تاریکی سے وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى قسم ہے دن کی جسوقت روشن ہووے تاریکی کے جانیکے بعد وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى اور قسم ہے اسکی
کہ پیدا کیا ہے نر اور مادہ کو جسنے اپنی قدرت کاملہ سے یعنی آدمؑ اور حواؑ کو جو کہ سب آدمیوں کی اصل ہیں اور یا ہر نر اور مادہ کو حیوانوں کی قسموں سے اور سوا خدا کے جو کوئی دوسرا پیدا
کرنیوالا نہیں ہے اور سب چیزوں کا خالق وہی ہے، اسواسطے خدا نے اپنے نام کا ذکر نہیں کیا اور جواب قسم کا یہ ہے کہ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى تحقیق کوشش تمہارے
عملوں میں البتہ پراگندہ اور مختلف ہے کہ کوئی اعمال نیک کرتا ہے جو کہ موجب نجات کا ہے اور کوئی اعمال بد کرتا ہے جو کہ باعث عذاب کا ہے اور رسولخداؐ سے
روایت ہے کہ آدمی دو قسم کے ہیں ایک تو وہ کہ اپنی تئیں خرید کرے اور آزاد کرے اور دوسرا وہ کہ اپنی تئیں فروخت کرے اور ہلاک کرے اور اپنی جانوں کو تلف اور خراب کا کر
تا ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى پس لیکن جس شخص نے کہ دیا اپنے مالوں کے حقوق کو راہ خدا میں وَاتَّقٰى اور پرہیز کیا اسنے گناہوں سے وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور سچا جانا
اور تصدیق کی ساتھ کلمہ نیک کے کہ وہ لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه ہے اور یا ثواب کے حاصل کرنیکو راست اور درست سمجھا یا ہر کلمہ کو جو کہ حق پر دلالت کرتا ہے حق جانا یا
ملت اور مذہب نیک کو کہ وہ دین اسلام ہے نیک اور حق جانا فَسَنُيَسِّرُهٗ پس قریب ہے کہ آسانی دیویں ہم اسکو تا کہ تیار ہو لِلْيُسْرٰى واسطے طاعت کے کہ وہ آسان
تر امر ہے انکا اسپر سہل ہو جاوے اور اپنی رغبت سے اسکی طرف مشغول ہو اور یا یہ کہ تیار کریں ہم اسکو واسطے اس طریقہ کو کہ پہنچانیوالا ہو طرف آسانی اور راحت کے کہ وہ جنت ہے اور
امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ ایکروز رسولخداؐ جنازہ پر حاضر ہوئے اور ایک لکڑی ہاتھ میں لیتے تھے اسکو بطریق فکر زمین پر مارتے تھے اور بعد اسکے فرمایا کہ ہر شخص کے
واسطے بہشت میں جگہ ہے اور دوزخ میں جگہ ہے ایک شخص نے کہا کہ یا رسولخداؐ ہم عمل نکریں فرمایا کہ نہیں عمل کئے جاؤ ہر آدمی تیار کیا گیا ہے واسطے اس کام کے کہ جس
کے واسطے پیدا ہوا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور جناب رسولخداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ کسی روز آفتاب نہیں روشن ہوتا ہے مگر کہ دو
فرشتے اسکے دو جانب کہتے ہیں کہ خداوندا جو کوئی مال کو خرچ کرے عوض اسکا جلدی اسکو پہنچا اور جو کوئی مال کو خرچ نہ کرے اسکا مال جلدی تلف
اور ضائع کر اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسره للیسری وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ اور لیکن جس شخص نے بخیلی کی اور جو حقوق کہ اسکے
مال میں تھے انکو راہ خدا میں نہ دیا اور یا یہ کہ کلمہ توحید سے بخیلی کی کہ اسکا اعتقاد نہ کیا وَاسْتَغْنٰى اور بے پروائی کی دنیا کی لذتوں اور خواہشوں میں مشغول ہو کر ثواب آخرت
سے اور اس سبب سے طاعت کو ترک کیا اور گناہوں کو اختیار کیا وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى اور جھٹلایا اور تکذیب کی ساتھ کلمہ نیک کے کہ وہ کلمہ توحید ہے فَسَنُيَسِّرُهٗ
پس قریب ہے کہ آسانی دیویں ہم اسکو اسکی عناد و انکار کی جہت سے لِلْعُسْرٰى واسطے دشواری کے کہ طاعت اسپر دشوار ہو جاوے اور اس سبب سے وہ دوزخ میں داخل ہو اور یا یہ
کہ توفیق کو اس سے اٹھا لیویں اور اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیویں کہ طاعت اسپر نہایت دشوار ہو جاوے وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ اور نہ بے پروا کریگا اور نہ دفع کریگا اس عذاب کو مَالُهٗ مال
اسکا کہ جس سے اسنے بخل کیا ہے اِذَا تَرَدّٰى جسوقت کہ ہلاک ہووے وہ اور ابن عباس سے منقول ہے اس آیت کے نازل ہونیکے سبب میں کہ ایک مرد انصاری کے گھر میں ایک درخت خرما کا تھا کہ
بعضی شاخیں اسکی اسکے ہمسایہ کے گھر میں تھیں اور وہ ہمسایہ محتاج اور عیالدار تھا اور وہ مرد انصاری جسوقت اس درخت کے میوہ توڑنیکے واسطے اس درخت پر چڑھتا اور میوے توڑنے
کے وقت کوئی دانہ خرما کا اس ہمسایہ کے گھر میں گرتا اور لڑکے اسکے اسکو اٹھا لیتے تو وہ درخت کے نیچے اتر کر انکے ہاتھوں میں سے خرما کے دانوں کو چھین لیتا اور اگر وہ
لڑکے اپنے منہ میں ان کھجوروں کو لیجاتے تو وہ شخص انکے منہ میں انگلی ڈالکر ان کھجوروں کو منہ سے نکال لیتا اور ہمسایہ نے اس امر کی شکایت رسولخداؐ سے کی حضرت نے
اس مرد انصاری کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے مرد اس درخت اپنے کو کہ جسکی شاخ تیرے ہمسایہ کے گھر میں ہے میرے ہاتھ فروخت کر عوض میں درختوں
بہشت کے کہ میں تجھکو بہشت میں دونگا اس شخص نے کہا کہ میری ملک میں خرما کے درخت بہت ہیں اور وہ درخت سب درختوں میں بہتر ہے اور میری خاطر اس
سے بہت تعلق رکھتی ہے اس سبب سے میں اسکو فروخت نہیں کر سکتا ہوں ابو دحداح نے جسوقت حضرتؐ سے یہ سنا تو کہا کہ یا رسولخداؐ اگر میں اس درخت کو
اس سے خرید کروں تو حضرت مجھ سے خرید کرینگے عوض میں اس درخت کے کہ جو بہشت میں ہے فرمایا کہ ہاں میں تجھ سے خرید کرونگا اس درخت کو عوض میں بہشت کے
درختوں کے میں ابو دحداح اس شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تو میرے ہاتھ اس درخت کو فروخت کر اسنے جواب دیا کہ رسولخداؐ مجھ سے خرید کرتے تھے اس درخت کو عوض میں

بہشت کے درختونکو کہ وہ بہتر سب درختوں سے بہتر ہے اور میری خاطر اس سے بستہ ہو رہی ہے بیچنے رسولخدا کے ہاتھ اس درخت کو فروخت نہیں کیا ہے اگر تو موافق میرے
مدعا کے خرید کرے تو میں تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں ابو دحداح نے پوچھا کہ مدعا تیرا کیا ہے کہا کہ میں اسکو چالیس درختوں سے کم کی عوض میں فروخت نہیں کرتا ہوں
ابو دحداح نے اس درخت کو اس سے خرید کیا عوض میں چالیس درخت خرما کے کہ وہ باغ میں تھے اور لوگونکو اسپر گواہ کیا اور رسولخدا سے عرض کی کہ میں نے وہ درخت خرید کیا ہے
حضرت نے اس درخت کو ابو دحداح سے خرید کیا عوض میں بہشت کے درخت کے اور حضرت اس ہمسایہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں نے تجھکو وہ درخت بخشا
حقتعالے نے یہ سورۃ نازل کی اور فرمایا کہ کوشش آدمی کی مختلف ہے کوشش مرد انصاری کی واسطے دنیا کے تھی اور کوشش ابو دحداح کی واسطے آخرت کے اور فرمایا کہ
فاما من اعطے یعنی پس جسنے کہ دیا وہ ابو دحداح ہے کہ اپنے درختونکی عوض میں اس درخت کو خرید کر کے رسولخدا کو دیدیا کہ حضرت کے ہاتھ اسکو فروخت کیا اور
اسکے سبب سے بہشت کے درختونکے سایہ میں گیا و اما من بخل اور لیکن جسنے کہ بخل کیا وہ مرد انصاری ہے کہ رسولخدا کے ہاتھ اس درخت کو فروخت نہ کیا اور اس سبب سے وہ عذاب
میں گرفتار ہوا اور اسکے مال نے عذابکو اس سے دفع نکیا اور یہ آیت اگرچہ ابو دحداح اور اس انصاری کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا عام ہے ہر مومن کیواسطے جو کوئی
ابو دحداح کا سا کام کریگا وہ جنتی ہوگا اور جو کوئی اس انصاری کا سا کام کریگا وہ عذاب میں گرفتار ہوگا اور حضرت امام محمد باقرؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ فاما
من اعطے پس لیکن جو شخص کہ دیوے اس چیز میں سے کہ دیا ہے اسکو خدا نے وصدق بالحسنے اور اعتقاد کرے ساتھ نیکی کے یعنی یقین کرے کہ خدا تعالے ایک کی عوض میں دس
بلکہ ایک لاکھ نیکیوں کا ثواب دیتا ہے فسنیسرہ للیسری پس آسانی دیتا ہے اسکو خدا واسطے آسانی کے یعنی نہیں ارادہ کرتا ہے کوئی نیکی کا مگر کہ آسان کر دیتا ہے خدا اسکو واما
من بخل اور لیکن جو کوئی کہ بخل کرے اس چیز کا کہ دیا ہے اسکو خدا نے واستغنے وکذب بالحسنے اور بے پروائی کرے ثواب سے اور جھٹلاوے نیکی کو یعنی جانے کہ خدا ایک کے بدلے
دس بلکہ ایک لاکھ نہیں دیتا ہے فسنیسرہ للعسرے پس قریب ہے کہ آسانی دینگے ہم اسکو واسطے دشواری کے یعنی نہیں ارادہ کریگا وہ شر کا مگر کہ آسان کریگا اسکو خدا وما یغنی عنہ
مالہ اذا تردی اور بے پروا کریگا اس سے مال اسکا جسوقت کہ پڑے وہ یعنی قسم ہے خدا کی کہ نہ پڑیگا وہ پہاڑ سے اور نہ دیوار اور نہ پڑیگا وہ کنوئیں میں اور لیکن پڑیگا آتش
جہنم میں وہ شخص ان علینا للھدی تحقیق کہ واجب ہے اوپر ہمارے البتہ راہ دکھلانا طرف حق کے دلیلیں قائم کر کے اور شریعتیں نازل کر کے اور لیکن ہدایت پانا
اور قبول کرنا حق کا انسان کے اختیار میں ہے وان لنا اور تحقیق واسطے ہمارے ہے للآخرۃ والاولی البتہ خانہ آخرت اور گھر پہلا کہ وہ دنیا ہے یعنی دنیا اور آخرت کہ
دونوں کے ہم مالک ہیں اور ان دونوں میں ہم جو چاہیں سو کریں اور جسکو ہم چاہیں دونوں کا ثواب دیویں ہدایت پانے والوں میں سے اور ہدایت کے قبول نکرنے والے کو عذاب میں گرفتار کریں
اور وہ ہمکو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے پس کسیکی ہدایت پانے سے ہمارا ملک زیادہ نہیں ہوتا اور ہدایت کے نہ پانے سے ہمارے ملک میں نقصان نہیں ہوتا ہے فانذرتکم پس ڈراتا ہوں میں تمکو
اے مکہ والو نارا تلظی اس آگ سے کہ شعلہ مارتی ہے لا یصلٰھا نہ داخل ہوگا اس میں ہمیشہ کیواسطے اور رہا یہ کہ وہ آتش مخصوص ہے کہ جس میں زیادہ بدبخت
داخل ہوگا اس واسطے فرمایا ہے کہ نہ داخل ہوگا اس میں الا الاشقی مگر بدبخت زیادہ کہ کفر اور گناہوں میں مشغول رہا ہے الذی کذب وہ
شخص کہ جھٹلایا اس نے آخرت کو اور اعمال کی جزا ملنے کو وتولی اور منہ پھیرا اس نے حق تعالے کی فرمانبرداری سے جیسے کہ وہ مرد انصاری
اور منافق کہ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے اور پیغمبر کو جھٹلایا اسنے اور فرمانبرداری سے اسکی منہ پھیرا وسیجنبھا اور قریب ہے کہ اسکو اور کنارہ کیا جاوے اس
آتش دوزخ سے اور دور کیا جائے الاتقی پرہیزگار زیادہ کہ گناہوں سے بچتا ہے اور پرہیز کرتا ہے الذی یؤتی مالہ وہ شخص کہ دیتا ہے مال اپنا
کو کار خیر میں اور راہ خدا میں اسکو خرچ کرتا ہے یتزکی پاکی ڈھونڈتا ہے وہ نزدیک خدا کے اور خالص نیت سے بدون دکھلانے اور سنانے خدا کے نام پر دیتا ہے جیسے کہ
ابو دحداح کو بسبب قول اپنے درختونکو دیکر ایک درخت خرید کیا اور وہ درخت رسولخدا کو دیا عوض میں بہشتی درخت کے وما لاحد عندہ اور نہیں ہے واسطے کسی کے
نزدیک اس دینے والے کے راہ خدا میں من نعمۃ تجزی کوئی نعمت کہ بدلا دیا جائے یعنی کسی کی نعمت اور منت اسکے ذمہ پر نہیں ہے کہ وہ بدلے میں اس نعمت کے
ارادہ دینے کا کرے بلکہ نہیں دیتا ہے وہ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی مگر واسطے طلب کرنے رضامندی ذات پروردگار اپنے کے کہ بہت بلند ہے اور
اوپر استثناء منقطع کا اور مستثنی واقع ہوا ہے یعنی وہ کسیکی نعمت کی عوض میں نہیں دیتا ہے بلکہ رضامندی ذات پروردگار اپنے کی دیتا
ہے کہ وہ مجھ سے راضی ہو ولسوف یرضی اور البتہ قریب ہے کہ راضی ہو وہ شخص اسقدر خدائے تعالے اسکو اسکی جزا دیگا عوض میں اسکے کہ اس نے

خالص واسطے رضامندی خدا کے دیا تھا اور منقول ہے کہ جس وقت رسولخدا ابو دحداح کی کھجور میں سے گذرتے تو فرماتے کہ خدا تعالیٰ اسکو بہتر اسکے بہشت میں دیگا سورۃ الضحیٰ یہ سورہ مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں ثواب اسکے پڑھنے کا پہلے اس سے مذکور ہوا ہے سورہ والشمس میں لیکن ابی بن کعب سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ جو کوئی سورہ والضحیٰ کو پڑھے تحقیق اسکو ان لوگوں میں کرے کہ جو پیغمبر خدا کی شفاعت سے مشرف ہونگے اور بہشت میں داخل کرے اسکو اور بشمار یتیم کے اور سائل کے اسکو دس نیکیاں ملیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالضُّحٰى قسم ہے چاشت کے وقت کی کہ جس وقت آفتاب بلند ہوا اور دو پہر کے قریب ایک پہر دن چڑھے کے ہوتا ہے اور اسوقت روشنی آفتاب کی کامل ہو جاتی ہے اور اسوقت خاص کی قسم اسواسطے کھائی کہ کہتے ہیں کہ اسوقت نور آفتاب کا کامل ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ گرما اور سرما میں وہ وقت اعتدال کا ہوتا ہے اور یا اسواسطے کہ خدا تعالیٰ نے اس وقت میں موسیٰ سے کلام کیا تھا اور اس وقت جادوگروں نے موسیٰ کا معجزہ دیکھکر خدا کو سجدہ کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد روز ہے اور بعض کے نزدیک مضاف اسکا محذوف ہے اور مراد اسسے رب الضحیٰ ہے یعنی قسم ہے پروردگار چاشت کے وقت کی وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى اور قسم ہے رات کی جس وقت کہ آرام پکڑے اور ٹھہرے تاریکی اسکی یعنی اہل اس شب کے ساکن ہوں اور آرام پکڑیں اسوقت اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ضحیٰ سے روشنی روئے مبارک رسولخدا صلعم کی ہے اور لیل سے مراد سیاہی موئے مبارک رسولخدا کی ہے اور کہتے ہیں کہ ابتدا میں رسولخدا نے لوگوں کو طرف اسلام کے بلایا اور مکہ والوں نے ایک قاصد اپنا مدینہ کو روانہ کیا کہ ہماری قوم میں ایک شخص کہ جس کا نام محمد بن عبد اللہ ہے نہایت عقیل و فہیم ہے اور نسب میں سب سے افضل ہے اور نیک خلق اسکا نہایت درجہ کو پہنچا ہے لیکن وہ دعوے ایک دین کا کرتا ہے کہ ہمارے باپ اور دادا اس دین پر نتھے اور وہ آدمیوں کو اس دین کی طرف بلاتا ہے اور ہم وہ آدمی ہیں کہ ہمپر اسکا حق اور باطل پر ہونا ظاہر نہیں ہوتا ہے اور تمنے کتابیں پڑھی ہیں اور حقیقت حال کو جانتے ہو ہمکو خبر دو تم کہ کسی کتاب میں تمنے اس طرح کی آدمی کا نام و نشان دیکھا ہے شاید کہ جس شخص کا دعوہ ہے وہ بھی ہو ان لوگوں نے جواب میں لکھا کہ اسکو تین مسئلوں سے آزماؤ ایک تو قصہ اصحاب کہف کا اور دوسرے حکایت ذوالقرنین کی اور تیسرے حقیقت روح کی اگر تینوں مسئلوں کا جواب دیدے یا ایک مسئلہ کا بھی جواب نہ دیوے تو وہ رسول خدا کا نہیں ہے اور اگر پہلے دو مسئلوں کا جواب دیوے اور تیسرے مسئلہ کا جواب نہ دیوے تو وہ پیغمبر ہے اور حق پر ہے اور دراسکو ہے کہ مکہ کے اشراف حضرت کے پاس آئے اور تین مسئلوں کا سوال حضرت سے کیا حضرت نے فرمایا کہ میں مثل تمہارے آدمی ہوں جبتک کہ میرے پاس وحی نہیں آتی ہے مجھکو کسی چیز کا علم حاصل نہیں ہوتا ہے کل کو میں جی سے اسکا تمکو جواب دوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ جو حضرت نے اس کے بعد نہیں کہا تھا اس واسطے وحی پندرہ روز یا بارہ روز اور بعضی روایت میں ہے کہ چالیس دن بند رہی وہ حضرت اس سبب سے بہت دلتنگ ہوئے اور کفار نے زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ ان محمدا ودعہ ربہ وقلاہ یعنی تحقیق محمد کو چھوڑ دیا پروردگار اسکے نے اور دشمن پکڑا اسکو جس وقت مشرکین نے زیادہ طعن کیا تو حضرت بہت رنجیدہ ہوئے اور کوہ حرا پر تشریف لے گئے اور سر اپنا زمین پر رکھا اور کہا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ جو کچھ یہ دشمن کہتے ہیں ابھی آپنے سر سجدہ سے نہ اٹھایا تھا کہ جبرئیل نازل ہوئے جس رسول خدا نے جبرئیل کو دیکھا تو تکبیر کہی اور جبرئیل سے پوچھا کہ اب تک کس واسطے نہیں آیا تھا کہ میں تیرا بہت مشتاق تھا جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا مجھکو تمہارا زیادہ اشتیاق تھا لیکن میں بندہ مامور ہوں اسکے حکم میں اور تابع اسکا ہوں مجھکو اجازت تمہارے پاس آنے کی نہ تھی اور یہ آیت تلاوت کی کہ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ یعنی اور نہ کہو تم کہ تحقیق میں کرنیوالا ہوں اس کام کو کل کو مگر یہ کہ چاہے خدا یعنی کسی کام کے کرنیکو کہو تو اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہو پس قصہ اصحاب کہف کا اور ذوالقرنین کا حضرت نے روبرو بیان کیا جس طرح کہ سورہ کہف میں گذرا ہے اور روح کے مقدمہ میں کہا کہ قل الروح من امر ربی اور کفار کی رد میں خدا نے یہ سورہ نازل کیا اور ضحیٰ اور لیل کی قسم کھائی کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ نہیں چھوڑ دیا ہے تجھکو پروردگار تیرے نے اے محمد وَمَا قَلٰى اور نہ دشمن پکڑا ہے تجھکو اور بعضے کہتے ہیں کہ عورتیں ایک پلا رسولخدا صلعم کی دولتسرا میں لیگئیں اور اسکو وہاں پرورش کیا اور حضرت کو اسکی خبر نہ تھی وحی بند ہو گئی حضرت جبرئیل آئے تو حضرت نے سبب دیر کر کے آنے کا جبرئیل سے پوچھا کہا کہ یا رسولخدا جس گھر میں کتا یا تصویر ہوتی ہے تو ہم اس گھر میں نہیں جاتے حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اے محمد یہ بات نہیں ہے کہ خدا نے تجھکو چھوڑ دیا ہے اور تجھکو دشمن پکڑا ہے بلکہ تو دوست خدا کا اور برگزیدہ اسکا ہے اور جبتک تو زندہ ہے وحی بھیجنی تجھپر کبھی بند نہو گی اور خدا ہمیشہ تیرا مددگار رہیگا دنیا میں وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ اور البتہ خانۂ آخرت بہتر ہے تیرے واسطے من

الْاُوْلٰی ؕ پہلے گھر سے کہ وہ دنیا ہے یعنی بخشش خدا کی آخرت میں تیرے واسطے بہتر ہے دنیا کی بخشش سے اس واسطے کہ آخرت ہمیشہ کو باقی ہے اور دنیا فانی ہونے والی ہے اور طرح طرح کی بلائیں اور مصیبتیں سمیں ہیں اور ایک بخشش بزرگ آخرت میں تیرے واسطے یہ ہے کہ تاج شفاعت تیرے سر پر ہوگا اور سب انبیار کا پیشوا ہوگا اور سب تیرے علم کے پیچھے ہونگے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولخداؐ کو خبر دیگئی ان فتحوں سے جو دنیا میں ہونگی حضرتؐ یہ سنکر خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی کہ آخرت تیرے واسطے بہتر ہے دنیا سے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ اور قریب ہے کہ دیوے تجھکو پروردگار تیرا اس قدر نعمت کہ فَتَرْضٰی ؕ پس راضی اور خوشنود ہو تو اور یہ شامل ہے تمام ان چیزوں کو کہ خدا عطا فرمائے نصرت اور غلبہ کہ خدا عنایت کرے یہاں تک کہ تمام دنیا کا مالک کرے کہ تمام روئے زمین پر اسیکا دین پھیلجائے اور آخرت میں بلند درجے عطا کرے اور تاج شفاعت کا حضرتؐ کے سر مبارک پر رکھے اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسولخداؐ بہت خوشحال ہوئے اور فرمایا کہ اگر ایک آدمی بھی میری امت کا دوزخ میں جائے گا تو میں راضی نہونگا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ میرے جد رسولخداؐ اسوقت راضی ہونگے کہ ایک آدمی بھی خدا کا واحد جاننے والا دوزخ میں نہ رہے اور محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ اے اہل عراق تمہارا گمان یہ ہے کہ زیادہ امید نجات کی آیت کتاب خدا میں قل یاعبادی الذی اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ اور ہم اہلبیت کہتے ہیں کہ زیادہ امید نجات کی آیت کتاب خدا میں لسوف یعطیك ربك فترضی ہے اور قسم ہے خدا کی وہ آیت شفاعت کے واسطے ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے پیغمبر کو عنایت فرمائے گا خدا کے واحد جاننے والوں کے حق میں یہانتک کہ رسولخداؐ کہیں کہ میں راضی ہوا اور وہ حضرتؐ راضی ہوں گے اگر ایک آدمی بھی انکی امت کا دوزخ میں ہوگا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ ایکروز رسولخداؐ فاطمہ زہرا علیہ السلام کے گھر میں تشریف لائے دیکھا کہ فاطمہؑ ایک کملی اونٹ کے بالونکی اوڑھے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھ سے آٹا خمیر کرتی ہیں اور گود میں بچہ ہے اسکو دودھ پلاتی ہیں یہ حال فاطمہؑ کا دیکھ کر رسولخداؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ اے دختر میری جلدی بدل تو تلخی دنیا کو آخرت کی شیرینی سے کہ خدائے تعالےٰ نے مجھپر یہ آیت نازل کی ہے ولسوف یعطیك ربك فترضی اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے پوچھا کہ اے پروردگار میرے تو نے سلیمان پیغمبر کو ملک عظیم دیا اور فلانے پیغمبر کو یہ اور وہ دیا حقتعالےٰ نے اپنی نعمتوں کو مجھپر ختم کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلَمْ یَجِدْكَ کیا نہیں پایا تجھکو پروردگار تیرے نے یَتِیْمًا لڑکا بے پدر کہ تیرا باپ مر گیا تھا اور تو بیکس رہ گیا فَاٰوٰی ؕ پس جگہ دی تجھکو تیرے دادا اور چچا کی بغل میں اور وہ اسطرح سے ہے کہ رسولخداؐ چھ مہینہ کے اپنی ماں کے شکم میں تھے کہ باپ انکے حضرت عبداللہ نے وفات پائی اور بعضی روایت میں ہے کہ بعد پیدا ہونیکے چند روز کے بعد وفات پائی اور جسوقت حضرت دو برس کے ہوئے تو انکی مادر گرامی حضرت آمنہ نے بھی دنیا سے کوچ کیا عبدالمطلب دادا حضرتؐ کے پرورش کرتے تھے اور جسوقت حضرت آٹھ برس کے ہوئے تو عبدالمطلب بھی مر گئے بعد اسکے ابوطالب نے حضرتؐ کی خدمت کی اور ابوطالب مثل پدر مہربان کے حضرتؐ کی خدمت کرتے تھے یہانتک کہ حضرت سن بلوغ کو پہنچے اور حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبر خدا کو کس واسطے بے پدر اور بے مادر کیا فرمایا کہ اس واسطے کہ کسی کا حق حضرتؐ پر نہو مخلوقات میں سے اور کارساز اسکا خدائے تعالےٰ ہی ہو اور باپ اور ماں زندہ ہوتے تو انکا حق پدری اور حق مادری حضرتؐ کے ذمہ ہوتا اور انکی تعظیم لازم ہو جاتی اور مرتبہ زیادہ حضرتؐ سے کوئی نہ تھا وَوَجَدَكَ ضَآلًّا اور پایا تجھکو خدا نے راہ گم کیا ہوا مکہ کے دروازے پر جسوقت کہ دایہ حلیمہ تجھکو تیرے جد کے سپرد کرنیکو لائی تھی فَهَدٰی ؕ پس راہ دکھلائی تجھکو اسطرح کہ تیرے دادا کو تیرے پاس بھیجا اور تفصیل اسکی اسطرح سے ہے کہ جس وقت حضرتؐ کی والدہ ماجدہ نے دنیا سے رحلت کی تو ان کے دادا عبدالمطلب نے دایہ حلیمہ کے سپرد کیا اور حلیمہ حضرتؐ کو اپنے کنبے میں لیگئی اور دودھ پلانے کے دن گذر گئے تو حضرتؐ کو گود میں اٹھا کر چلی کہ عبدالمطلب کے سپرد کرے اور مکہ کے نزدیک ایکجگہ حضرتؐ کو چھوڑ کر خود طہارت کرنیکے واسطے چلی گئی اور وہانسے الٹی پھری تو حضرتؐ کو اسجگہ نہ پایا جس سے پوچھتی تھی وہ کچھ خبر نہ دیتا تھا اور حلیمہ نے فریاد کی کہ اے عبدالمطلب محمدؐ کو میں نے پرورش کیا اور مکہ کے دروازہ پر پہنچے اسکو گم کیا اور جی میں یہ کہا کہ اگر اسکو نپاؤنگی تو پہاڑ پر سے اپنے تئیں نیچے گرا دونگی اور یہ شور سارے مکہ میں اٹھاؤنگی اور مکہ کے اندر گئی اور فریاد کرتی تھی کہ وا محمداہ ایک بوڑھا آدمی عصا پر تکیہ کئے ہوئے ملا اس نے پوچھا کہ کیوں فریاد کرتی ہے حلیمہ نے قصہ اپنا بیان کیا اس بوڑھے نے کہا کہ ہبل کے پاس چل وہ سب بتوں سے بزرگ زیادہ ہے اس سے میں تیری سفارش کروں کہ محمد کا وہ نشان ہمکو دکھلاوے اور بتلاوے کہ محمد کہاں ہے وہ دونو ہبل کے پاس گئے اور اس بوڑھے نے ہبل کے ہاتھ اور سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ اس عورت کی فریاد کو پہنچ کہ اسکا فرزند محمدؐ گم ہو گیا ہے اسکو بتلا کہ وہ کہاں ہے

جسوقت محمدؐ کا نام مذکور ہوا اونٹ بیٹھ گیا اور حقیقت یہ تھی کہ سب اوندھے منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور ہاتف نے آواز دی کہ اے بہرے خرد دور ہو جا کہ ہلاکت ان تک پہنچی
محمدؐ کے ہاتھ سے ہو گی وہ بوڑھا کانپنے لگا اور عصا اسکے ہاتھ سے زمین پر گر پڑا اور حلیمہ سے کہا کہ تو خاطر اپنی جمع رکھ کہ محمدؐ کا خدا اسکو تجھ تک پہنچا دیگا اور جسوقت خبر
گم ہونیکی جناب عبد المطلب کو پہنچی تو گمان ہوا کہ کسی قریش نے اسکو مار ڈالا ہے تلوار لیکر باہر نکلے اور فرمایا کہ اے آل غالب سب قریش جمع ہوئے اور کہا کہ اے سید ہمارے کیا
حادثہ پیش آیا عبد المطلب نے سب حال بیان کیا اور قریش کے ہمراہ جا کر مکہ کے غاروں میں تلاش کیا کہیں نشان نہ پایا ہتیار رکھ ڈالدیا اور بیت اللہ کے قریب جا کر
طواف کیا اور آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ اے پروردگار میرے محمدؐ کو میری نظر پھیر دے آسمان سے آواز آئی کہ اے قوم بے صبری مت کرو محمدؐ کا خدا اسکا حافظ و ناصر ہے عبد المطلب نے
کہا کہ وہ کہاں ہے آواز آئی کہ وہ وادی تہامہ میں فلاں درخت کے نزدیک ہے عبد المطلب سوار ہوئے اور ہمراہ اپنی قوم کے تہامہ کیطرف روانہ ہوئے ورقہ بن نوفل سے راہ میں
ملاقات ہوئی اس سے پوچھا انہوں نے کہا فلانی جگہ ہیں اور جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ درخت کی شاخ سے بازی کرتے ہیں اور کھیلتے ہیں عبد المطلب نے جو مدت سے نہیں دیکھا تھا حضرتؐ
کو نہ پہچانا اور پوچھا کہ اے لڑکے تو کون ہے فرمایا کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں سنکر کہا کہ فدا ہو جان میری تجھپر اور سواری کے نیچے اتر پڑے اور حضرتؐ کو اپنی گود میں لیکر
مکہ میں آئے اور اپنی بغل میں لیکر حضرتؐ کو پرورش کیا اور بعضے ضال کے معنی میں بیان کرتے ہیں کہ ایکمرتبہ حضرتؐ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ قافلہ تجارت میں شام کو جاتے
تھے شیطان نے شب تاریک میں حضرتؐ کے اونٹ کی مہار پکڑ کر راہ سے دوسری طرف پھیر دی حقتعالے نے جبرئیل کو بھیجا جبرئیل نے مہار حضرتؐ کے اونٹ کی پکڑ کر اسکو راہ
پر ڈالدیا اور اوپر کی ہوا سے شیطان کو ماری کہ وہ جزیرہ حبش میں جا پڑا اس مقدمہ میں خدا نے فرمایا کہ وجدک ضالا فہدی وَوَجَدَكَ عَائِلًا اور پایا تجھکو
درویش عیالدار فَأَغْنَىٰ ۝ پس تونگر کیا تجھکو خدیجہ کے مال سے کہ تو نے اس سے تجارت کی اور بعد اسکے غنیمتوں کے مال سے تو تونگر ہوا اور پایا یہ کہ تجھکو قناعت سے تونگر
کیا کہ القناعة کنز لا یفنی یعنی قناعت ایک خزانہ ہے کہ فنا نہیں ہوتا اور حضرت امام رضاؑ نے ان آیتوں کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ الم یجدک یتیما فاوی یعنی کیا نہیں پایا
ہے تجھکو یتیم یعنی یکتا کہ تیرا مثل مخلوقات میں کوئی نہیں اور جگہ دی آدمیوں کو طرف تیرے کہ تجھ سے ہدایت پاتے ہیں ووجدک ضالا فہدی اور پایا تجھکو گم ہونیوالا
قوم میں کہ تیرے فضل و مرتبہ کو وہ نہیں جانتے تھے پس رہنمائی کی انکو طرف تیرے ووجدک عائلا فاغنی اور پایا تجھکو مدد کرنیوالا اور قوت دینیوالا علم سے پس
بے پروا کیا خدا نے انکو بسبب تیرے اور کہتے ہیں کہ یتیم بے مثل کو کہتے ہیں اور اسیواسطے موتی کا نام دریتیم ہوا ہے کہ وہ بے مثل ہے اور پایا تجھکو درویش عیالدار پس غنی
کیا تجھکو یعنی غنی کیا تجھکو بسبب وحی کے کہ تو کسی سے سوال نہیں کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ تجھکو عیالدار پایا امت کی کثرت سے کہ تمام خلائق تیرے
عیال اور محتاج تیرے ہیں اور تجھکو علم قرآن اور احکام شرع سے تونگر کیا کہ تو انپر نفقہ اور خرچ کرے حاصل یہ ہے کہ خدائے تعالے نے اپنی نعمتوں کا شمار کیا ہے
تاکہ انکا شکر کرے اور اسی سے طلب کرے جو کچھ کہ طلب کرے اور بعد اسکے فرماتا ہے کہ جسوقت تو نے شربت یتیمی کا چکھا ہے اور درد بینوائی اور تنگدستی کا کھینچا
ہے تو فَأَمَّا الْيَتِيمَ پس لیکن یتیم کو فَلَا تَقْهَرْ ۝ پس نہ قہر و غضب کر تو اور اپنے پاس سے اسکو دفع مت کر تو اور حقیر اسکو مت شمار کر تو اور قدر اسکی پہچان
تو اور اسپر مہربانی کر تو اپنی یتیمی کو یاد کر تو وَأَمَّا السَّائِلَ اور لیکن سوال کرنیوالے محتاج کو فَلَا تَنْهَرْ ۝ پس نہ جھڑک تو آواز سخت سے اسکو جواب مت دے اور یتیم
اور سائل کے مقدمہ میں اگرچہ خطاب حضرتؐ کی طرف ہے لیکن مراد اس سے سب مومنین ہیں اور بعد اسکے رسول خدا یتیم اور سائل پر مہربانی کرتے تھے اور اپنے دروازے سے
اسکو محروم کرکے نہ چھوڑتے تھے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس وقت یتیم روتا ہے تو عرش خدا کا کانپتا ہے اسکے گریہ سے خدا تعالے فرماتا ہے کہ اے فرشتو
کس نے اسکو رلایا ہے کہ جس کا باپ خاک کے نیچے غائب ہو گیا ہے فرشتے جواب دیں کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے خدا تعالے فرمائے کہ اے فرشتو میرے میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ جو کوئی
اس یتیم کو خاموش کرے اور راضی کرے تو میں قیامت کے روز اس سے راضی ہونگا اور انس بن مالک نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی سائل تیرے پاس آئے اگرچہ گھوڑے پر
سوار ہو اور ہاتھ کو تیرے آگے پھیلا کر تو حق کو اسکے تیرے اوپر واجب کیا اگرچہ آدھا خرما تو اسکو دے کو مراد یہ ہے کہ سائل کو محروم مت رکھ اور بعد اسکے خدا اپنے حبیب کو فرماتا ہے
وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ اور لیکن ساتھ نعمت پروردگار اپنے کے فَحَدِّثْ ۝ پس بات کر تو یعنی میرے بندوں پر اسکو ظاہر کر کہ ذکر کرنا پروردگار کی نعمت کا یہی شکر اس نعمت کا ہے
اور چھپانا اسکا ناشکری ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی آدمی کا شکر نکرے اسنے خدا کا شکر نکیا اور جو کوئی تھوڑے کا شکر نہ کرے وہ بہت کا شکر نہ کرے گا اور ذکر کرنا
نعمت خدا کا شکر ہے اور ترک کرنا نعمت کے ذکر کا ناشکری ہے سورۃ الانشراح یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں آٹھ آیتیں ہیں اور ثواب اسکے پڑھنے کا سورہ والشمس میں گذر گیا ہے

ع ۱۱

لیکن ابی ابن کعب نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے تو ثواب اسکا مثل اس شخص کے ہو کہ مجھ سے اُسنے ملاقات کی ہو اور مجھکو غم سے خوش کیا ہو
اور شفاعت اسکی مجھپر واجب ہو اور ہمارے علماء کے نزدیک والضحیٰ اور الم نشرح دونو ایک سورت ہیں اس واسطے کہ تمام ہونا نعمتوں کی شمار کا جو کہ والضحیٰ میں شروع ہوئی ہیں
الم نشرح میں ہے اور اسی سبب سے نماز واجب میں کی ایک رکعت میں ان دونوں میں سے ایک سورت پڑھنا جائز نہیں جانتے ہیں بلکہ دونو کو پڑھنا چاہیئے اور ایسی ہی الم تر
کیف اور لایلاف دونوں ملکر ایک سورت ہیں اور دونو کی ایک سورت ہونے پر صریح دلالت کرتا ہے الم یجدک یتیما فاوی آخر تک اور بعد اسکے فرماتا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
الم نشرح لک کیا نہیں کھولا ہے ہمنے واسطے تیرے صدرک سینہ تیرے کو واسطے علم اور حکمت کے اور ورود الہی وحی کے اور صبر اذیتوں اور مکروہ پر یہانتک کہ گنجایش کھی مناجات
حق کو اور بلانے خلقت کو طرف دین اسلام کے اور ابن عباس سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہمنے رسولخدا سے پوچھا کہ کیا سینہ کو کھولا جاتا ہے فرمایا کہ ہاں ہمنے پوچھا کہ علامت
اسکی کیا ہے فرمایا کہ کنارہ کشی کرنی خانہ غرور سے کہ وہ دنیا ہے ناپایدار ہے اور رجوع کرنی طرف خانہ ہمیشگی کی کہ وہ آخرت ہے اور مستعد رہنا مرنے پر موت کے آنے سے
پہلے اور دلالت کرتا ہے سینہ کے کھولنے پر یہ قول کہ ووضعنا عنک اور اتار لیا ہے ہمنے تجھ سے وزرک بوجھ بھاری تیرا کو الذی انقض ظہرک
جسنے شکستہ کیا پشت تیری کو اور وہ اُٹھانا بوجھوں رسالت کا تھا اور آزار دینا کافروں کا اور جھٹلانا انکا اور عاجز ہونا انکی ہدایت سے کہ خدانے اسکے اُٹھانیکو آسان
کردیا معجزے انکے دکھلانے سے اور پشت کو حضرت کی قوی کیا اور سب پر حضرت کو غالب کیا کہ اکثر ایمان لائے اور باقی حضرت کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور یا یہ کہ ہلکا کیا ہمنے تجھ سے
اُٹھانے احکام شرع کو اور اسکے اُٹھانیکو تجھپر آسان کردیا ورفعنا لک ذکرک اور بلند کیا ہمنے واسطے تیرے ذکر تیرے کو تیرے قدر اور مرتبہ کو بڑھانے کے
واسطے کہ تجھکو پیغمبری اور رسالت سے یاد کرتے ہیں اور خاتم المرسلین تجھکو کہتے ہیں اور یا یہ کہ اپنے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر نزدیک کیا اذان و اقامت میں اور تشہد میں اور
خطبہ میں کہ جسوقت مجھکو یاد کریں تو تجھکو بھی یاد کریں چنانچہ کہتے ہیں کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ اور اپنی طاعت کی نزدیک تیری طاعت کی اور
درود بھیجنے کا تجھپر بندوں کو حکم کیا اور نام بلند تیرا پہلی کتابوں میں مذکور کیا اور سب انبیاء سے عہد لیا کہ تجھپر ایمان لائیں اور قیامت کے روز اولین اور آخرین کا
سبکا پیشوا تجھکو کیا اور شافع روز محشر تجھکو کیا اور کہتے ہیں کہ مشرکین مومنین کے روبرو فقر اور فاقہ رسولخدا کا بیان کرتے تھے اور حضرت کو اس امر کا رنج ہوا کہ ایسا ہو کہ مسلمانوں کو
اسلام کی رغبت سے پھیر دیویں خدانے اپنی بزرگ نعمتوں کا جو کہ عطا کی تھیں ذکر کیا اور بعد اسکے فرمایا کہ اے محمد صبر کر اور دل کو اپنے خوش رکھ فان مع العسر یسرا
پس تحقیق کہ ہمراہ ہر دشواری کے کہ دنیا میں ہے آسانی ہے آخرت میں اور یا یہ کہ مراد عسر سے تنگی سینہ کی اور بار گران شکستہ کرنیوالا پشت کا ہے اور گمراہی قوم کی اور ایذا
دہی انکی اور یسری سے مراد کشادگی سینہ کی اور اتار لینا بوجھ کا ہے اور توفیق قوم کی واسطے ہدایت پانیکے اور طاعت کی پس رحمت خدا سے مایوس نہونا چاہیے جسوقت کہ غم و رنج
لاحق ہو ان مع العسر یسرا تحقیق کہ ہمراہ دشواری کے آسانی ہے یا تاکید ہے پہلے کی اور یا جملہ علیحدہ ہے دوسری آسانی کے وعدہ کیلیں اور منقول ہے کہ رسولخدا صلعم
سنتے اور خوش ہوتے نکلے اور کہتے تھے کہ ہرگز نہ غالب ہوگی ایک دشواری دو آسانیوں پر اور وجہ اسکی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ عسر پر لام تعریف کا ہے اسمیں تعدد نہوگا
خواہ جنس کا ہو خواہ عہد کا اور یسر نکرہ ہے پس دوسرا اول کے غیر ہوگا پہلے میں تعدد نہوا پس عسر ایک ہوا اور یسر دو ہوئے اور وہ یہ ہیں ایک یسر دنیا کا ہے اور ایک
آخرت کا اور بعضی کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ دشواری کہ مکہ میں ہے اسکے ہمراہ آسانی مدینہ میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ دشواری کہ مدینہ میں ہے آسانی بہشت میں فاذا
فرغت پس جسوقت کہ فارغ ہو تو خدا کے احکام پہنچانے سے اور تبلیغ رسالت سے فانصب پس رنج کھینچ تو واسطے عبادت کے اور یا یہ کہ کوشش کر تو دعا میں اور یا یہ کہ
کے استغفار میں مشغول ہو اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ مراد نصب سے کوشش کرنی دعا میں ہے بعد نماز کے وقت بیٹھنے کے اور حضرت امام محمد باقر اور صادق علیہما السلام
سے منقول ہے کہ پس جسوقت کہ فارغ ہو تو نماز واجب سے پس کوشش کر تو دعا میں طرف پروردگار اپنے کے اور رغبت کر تو طرف اسکے سوال کر نہیں کہ تجھکو دیوے وہ اور
بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جسوقت کہ فارغ ہو تو جہاد کفار سے تو کوشش کر تو جہاد نفس میں اور حضرت امام حسن عسکری کی تفسیر میں لکھا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جسوقت
فارغ ہو تو حجۃ الوداع سے اور تبلیغ رسالت سے تو قائم کر تو علی کو واسطے خلافت کے اور اسی واسطے بعضے فانصب کو صاد کے کسرہ سے پڑھتے ہیں اور اکثر قاری بسبب خرابی
اپنے مذہب کے کسرہ صاد سے نہیں پڑھتے اور زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ اور بدعتوں میں سے ہے جو کچھ کہ روایت کیگئی ہے بعض روافض سے کہ اُسنے فانصب کو صاد کے
کسرہ سے پڑھا ہے یعنی قائم کر تو علی کو واسطے امامت کے اور پھر کہتا ہے کہ اگر صحیح ہووے یہ جو کچھ کہ رافضی کہتا ہے تو اس صورت میں ناصبی کے واسطے بھی صحیح ہوگا

کہ وہ کہتے کہ نصب تو یہی عداوت اور بغض کرنا علی سے ہے لیکن زمخشری کے دل کی آنکھیں اندھی ہوگئیں اسکو یہ نہ سوجھا کہ قائم کرنا خلیفہ اور امام کا بعد تبلیغ رسالت اور
بعد فارغ ہونے کے عبادت سے تو امر معقول ہے کہ آدمی بعد اسکے حیرت اور ضلالت میں نہ گرفتار ہوں اور بغض علی کا اور عداوت آپکی تبلیغ رسالت سے کیا تعلق
رکھتی ہے اور بعد تبلیغ رسالت اور عبادت کے بغض علی کا کونسا امر معقول ہے اور سینکڑوں روایتیں علی کی دوستی کی تاکید میں رسولخدا سے منقول ہیں اور علی سے
بغض کرنیکی اکثر روایتیں مذمت میں ہیں اور نواصب جو علی سے عداوت کرتے ہیں علی کے بعض افعال کی جہت کرتے ہیں اور عداوت میں علی کی کوئی روایت رسولخدا سے بیان نہیں
کرتے اور بڑے ملعون ہیں وہ لوگ کہ جو زمخشری کو کہتے ہیں کہ اُسنے اعتزال کو تشیع سے خلط کیا ہے بلکہ کہنا چاہئے کہ اعتزال کو نصب اور خروج سے مخلوط کیا ہے اور بعضی
روایتیں علی کے مناقب میں جو بیان کرتا ہے انکو بیان کرنے میں ناچار ہے کہ پہلے سے محدثین ان روایتوں کو بیان کرتے چلے آئے ہیں **وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ** ع
اور طرف پروردگار اپنے کے پس رغبت کر تو دعا کے سب قسموں میں اور جو کچھ چاہے تو اس سے طلب کر نہ اسکے غیر سے کہ روا کرنیوالا حاجتوں کا سوا اس کے
کوئی نہیں ہے اور جو کچھ امام حسن عسکری کی تفسیر میں لکھا ہے اسکے موافق یہ ہے کہ علی کو قائم کر واسطے خلافت کے اور طرف پروردگار اپنے کی پھر رغبت کر تو اور اس
سرا فانی سے اپنے تئیں ہمیشہ کے گھر میں پہنچا تو کہ وہ خلد بریں ہے سورة التین یہ سورہ مکی ہے اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور آٹھ آیتیں ہیں اور
حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو فرائض اور نوافل میں پڑھے جو جگہ کہ بہشت میں وہ آرزو کرے وہی اسکو دیویں **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ**
وَالتِّينِ قسم ہے انجیر کی **وَالزَّيْتُونِ** اور زیتون کی اور کہتے ہیں کہ ان دونوں کو قسم کے واسطے اسواسطے خاص کیا ہے کہ انجیر میوہ پاکیزہ ہے کہ اسمیں فضلہ نہیں
ہے اور غذا لطیف ہے کہ جلد ہضم ہوتا ہے اور دوا ہے کہ اسکا فائدہ بہت ہے اسلئے کہ طبیعت کو نرم کرتا ہے اور بلغم کو تحلیل کرتا ہے اور گردوں کو پاک کرتا ہے اور ریگ مثانہ
کو دور کرتا ہے اور جگر کے اور تلی کے سدوں کو کھولتا ہے اور فربہ کرتا ہے بدن کو اور حدیث میں آیا ہے کہ قطع کرتا ہے بواسیر کو اور نقرس کو کہ وہ ایک درد سخت
ہوتا ہے پاؤں کی انگلیوں میں اور مخفی نہ رہے زیتون میوہ ہے کہ روٹی کے ساتھ اسکو کھاتے ہیں اور وہ دوا بھی ہے اور اسکا روغن بہت لطیف ہوتا ہے اور فائدہ
اسمیں بہت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد تین اور زیتون سے انکے اُگنے کی جگہ ہے اور وہ دو پہاڑ ہیں ارض مقدس میں ایک کو طور کہتے ہیں اور دوسرے کو زیتا اور وہ ہر ایک
عبادتگاہ ایک پیغمبر کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کوہ جودی اور کوہ بیت المقدس ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ تین مسجد نوح ہے اور زیتون بیت المقدس ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ تین پہاڑ ہے درمیان ہمدان اور حلوان کے زیتون پہاڑ شام کا ہے کہ ان پہاڑوں میں انجیر اور زیتون اُگتے ہیں **وَطُورِ سِينِينَ** اور قسم ہے
طور سینا کی کہ وہ مقام مناجات کرنے موسی کلیم اللہ کا ہے اور سینین اور سینا اسجگہ کا نام ہے کہ جسمیں وہ پہاڑ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مبارک کے معنی ہیں اور
منقول ہے کہ موسی بن جعفر علیہما السلام اسکو اس طرح پڑھتے تھے والتین والزیتون وطور سینا **وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ** اور قسم ہے اس شہر امن دینے
والے کی کہ وہ مکہ ہے اور مقام پیدا ہونے سید عالم کا ہے اور حضرت موسی کاظم سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ خدا تعالے نے کل شہروں میں چار شہروں کو
پسند کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ والتین والزیتون وطور سینین وہذا البلد الامین پس تین تو مدینہ ہے اور زیتون بیت المقدس ہے اور طور سینین کوفہ ہے اور بلد امین
مکہ ہے اور فرمایا رسولخدا نے کہ زیتون امیر المومنین ہے اور طور سینین حسن اور حسین اور ہذا البلد الامین باقی کے ائمہ ہیں اور حضرت کاظم نے فرمایا ہے کہ تین حسن ہیں اور
زیتون حسین ہیں اور طور سینا امیر المومنین ہیں اور ہذا البلد الامین محمد ہیں اور امام محمد باقر کی روایت میں ہے کہ بلد امین فاطمہ زہرا ہے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ
لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو **فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ** بیچ نہایت اندازہ تقویم کے کہ اسکو صورت اور شکل اچھی دی ہے اور اعضا
اُسکے بہت مناسب اور درست بنائے سب حیوانوں سے بہتر اور قد اسکا سیدھا سیدھا رکھا **ثُمَّ رَدَدْنَاهُ** پھر پھیرا ہم نے اسکو بسبب اُن کے کفر اور گناہوں کے
اور نہ شکر کرنے نعمتوں پروردگار کے اور نہ شکر کرنے اچھی صورت اور شکل کی **أَسْفَلَ سَافِلِينَ** اسفل السافلین میں کہ سب طبقوں سے نیچے کا طبقہ
دوزخ کا ہے اور یا یہ کہ پھیرا ہم نے اسکو پست ترین پستوں میں باعتبار صورت کے کہ اسکی صورت کو دوزخ میں نہایت قبیح کر دیا اور یا یہ کہ اسکی صورت کو
بدلدیا بوڑھا کر کے کہ منہ پر اسکے جھریاں پڑ گئیں اور بال اسکے سفید ہوگئے اور دانت اسکے گر گئے اور کمر اسکی خم ہوگئی **إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا** مگر وہ لوگ
کہ ایمان لائے ہیں **وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** اور عمل کئے ہیں اُنھوں نے نیک **فَلَهُمْ** پس واسطے انکے ہے **أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ** اجر بے منت غیر

ع ۱۹

سورة التین

اور یا یہ کہ غیر منقطع کیا گیا کہ ہمیشہ کو ہو یعنی جیسکہ جوانی اور صحت میں انکی عبادت کا ثواب ہم لکھتے تھے پیری اور ضعیفی میں بھی باوجودیکہ عمل نہیں کرتے ہیں اسی دستور کے موافق ثواب انکا ثابت ہے اور انس بن مالک نے رسولخداؐ سے روایت کی ہے کہ لڑکے بالغ ہونے سے پہلے جو نیکی اور اطاعت کرتے ہیں ثواب انکا اُن کے باپ اور ماں کو ملتا ہے اور جو گناہ کہ وہ باپ اور ماں کی تعلیم سے اور انکے کہنے سے کرتے ہیں وہ باپ اور ماں کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور جسوقت وہ بالغ ہوں تو وہ فرشتے ان پر موکل ہوتے ہیں اُن کے اعمال کے لکھنے کے واسطے اور جس وقت چالیس برس اسلام میں گذار یں تو تین بلاؤں سے محفوظ رہیں جنون سے اور جذام سے اور برص سے اور جسوقت پچاس برس کو پہنچیں تو ان کے حساب میں تخفیف کریں اور جس وقت ساٹھ برس کو پہنچیں تو انکو توفیق توبہ کی دیویں اور جس وقت ستر برس کو پہنچیں تو آسمانکے رہنے والے انکو دوست پکڑیں اور جسوقت اسّی برس کو پہنچیں تو انکی نیکیوں کو دوچند کریں اور گناہوں کو انکے مٹا دیں اور جسوقت نوّے برس کو پہنچیں تو گناہ ان کے اول عمر اور آخر عمر کے بخشدیں اور شفاعت انکی انکے گھر کے لوگوں کے واسطے قبول کریں اور اسکا اسیر اللہ فی ارضہ نام رکھیں اور جس وقت ناکارہ عمر کو پہنچیں تو خدائے تعالے انکے واسطے وہ عمل لکھے کہ جو کمال عقل میں کرتے تھے جیسے کہ فرمایا ہے الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنی مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور عمل کئے ہیں انھوں نے اچھے کہ انکو بڑی عمر اور ضعف قوت میں اور نہایت بڑھاپے میں کہ جسمیں عقل اور حواس میں کمی ہوجاوے وہ ثواب ہو کہ ہمکو منقطع اور کم نہ کریں بلکہ جوانی اور صحت کا سا حال اُن کے واسطے لکھیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد اسمیں مومنین قرآن کے پڑھنے والے ہیں کہ جس وقت نہایت بڑھاپے کو پہنچیں اور انکی عقل اور حواس میں کمی اور سستی پیدا ہو تو آخرت میں انکو ثواب بدون کم کرنے اور گھٹانیکے دینگے موافق جوانی کے دینگے اور بعد اسکے آدمی کو خطاب کرتا ہے کہ فَمَا يُكَذِّبُكَ پس کونسی چیز جھٹلاتی ہے تجھکو اور کونسی چیز جھٹلانے پر مستعد کرتی ہے تجھکو اے انکار کرنیوالے قیامت کے بَعْدُ بعد ظاہر ہونے دلیلوں اور حجتوں روشن کے بِالدِّينِ ساتھ روز جزا اور حساب کے یعنی جس وقت کہ تجھکو معلوم ہوا کہ خدائے تعالے نے اس طرح سے نیک صورت میں پیدا کیا پھر کیا دوسری بار پیدا نہیں کرسکتا ہے اور جزا نہیں دے سکتا ہے جزا دینے کے روز کو کون امر تجھکو اس جھٹلانے پر تیار کرتا ہے أَلَيْسَ اللَّهُ کیا نہیں ہے خدا بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ حکم کرنے والا زیادہ حکم کرنیوالوں کا یعنی کیا خدا نہیں ہے سب حاکموں سے حکم کرنیوالا زیادہ اور یہ استفہام اقراری ہے یعنی خدا بیشک سب حکم کرنیوالوں سے حکم کرنیوالا زیادہ ہے پیدا کرنے اور اس پیدائش کو دوسری طرح پھیر دینے میں جیسے کہ اوپر گزرا ہے اور جو شخص کہ ایسا ہے وہ بے شبہہ قادر ہے دوبارہ زندہ کرنے پر اور جزا دینے پر اور امام صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جسوقت رسولخداؐ اس آیت کو پڑھتے تھے تو بعد اسکے کہتے تھے کہ بلیٰ وانا علیٰ ذالک من الشاہدین سُورَۃُ العلق یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں انیس آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ اقرأ باسم ربک تکو بارات کو پڑھے اور اگر اسدن کو یا رات کو مرجاوے تو شہید مرا ہوا اور قیامت کو روز شہید اُٹھیگا اور ایسا ہو کہ ہمراہ رسولخداؐ کے تلوار ماری ہو کا فروں پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ پہلے سب سے رسولخداؐ پر سورہ اقرأ باسم ربک کی پانچ آیتیں اول سے نازل ہوئی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے الحمد نازل ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے یا ایہا المدثر نازل ہوئی ہے چنانچہ پہلے اس سے ذکر اسکا ہو لیا ہے کہتے ہیں کہ ابتدا میں رسولخداؐ جو خواب دیکھتے تو وہی بیداری میں واقع ہوتا اور جس وقت تنہا ہوتے تو آواز آتی مگر کسی کو نہ دیکھتے ایک روز غار حرا میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے یا پہاڑ پر کھڑے تھے کہ ناگاہ جبرئیل ظاہر ہوئے اور کہا کہ اے محمدؐ مجھکو تیرے پاس بھیجا ہے اور تو رسول خدا کا ہے اور اسوقت کہا کہ اقرأ یعنی پڑھ تو حضرت نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں رسولخداؐ فرماتے ہیں کہ مجھکو جبرئیل نے پکڑ کر اسقدر بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور مجھکو چھوڑ دیا اور کہا کہ اقرأ میں نے وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر مجھکو پکڑ کر بھینچا اور کہا کہ اقرأ باسم ربک حضرت فرماتے ہیں کہ میں ڈرا اور مجھکو بخار آ گیا اور میرے اعضا پر لرزہ پڑ گیا اور میں خدیجہ کے حجرہ میں گیا اور خدیجہ سے میں نے کہا کہ دثرونی وزملونی یعنی کپڑا اڑھا دو تم مجھکو خدیجہ نے کپڑا مجھپر ڈالدیا اور میں سو رہا اور دوسری بار جبرئیل آیا اور یہ آیہ یا ایہا المدثر لایا میں اٹھا اور خدیجہ سے یہ حال بیان کیا اور کہا کہ کیا یہ حال ہو سوا خدیجہ نے کہا کہ خدا اس حال کو تجھ سے دور رکھے تو مرد راستگو ہے اور خلق نیک میں بہت بلند ہے اور صلہ رحمی کی رعایت کرتا ہے اور لوگوں کی آزار پہنچانیکی برداشت کرتا ہے اور مہمانکو کھانا دیتا ہے کھڑا ہو کہ اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس ہم چلیں اور اس سے بیان کریں اور وہ پہلی کتابیں توریت وانجیل وغیرہ پڑھا ہوا تھا اسکے پاس جاکر سب حال بیان کیا اسنے کہا کہ مبارک ہو تجھکو اے محمدؐ کہ تو ناموس اعظم ہے اور مینے پہلی کتابوں میں یعنی توریت وانجیل اور زبور میں پڑھا ہے کہ تو پیغمبر آخرالزماں ہے اور نبوت تجھ پر ختم ہوگی کاش میں تیرے زمانہ میں موجود ہوں کہ تیری نصرت اور مدد کروں اور میں ایسا گمان کرتا ہوں کہ تجھکو اس شہر سے

مجاہد ہیں اور رسول خدا نے فرماتے ہیں کہ جسوقت جبرئیل آتا اور میں چاہتا کہ اپنے تئیں گرا دوں وہ مجھکو پکڑتا اور ورقہ بن نوفل کو میں نے اس امر کی اطلاع کی اسنے کہا کہ
اے محمد جس وقت یہ حال پیش آوے تو اپنے تئیں مت گرا اور مت بھاگ بلکہ کھڑا رہ اور جو کچھ وہ کہے اسکو بخوبی سن اور یاد کر اور دوسری بار جو جبرئیل آیا تو کہا کہ
تو پیغمبر برحق ہے اقرأ یعنی پڑھ تو میں نے پوچھا کہ کیا پڑھوں کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین آخر اور کہا کہو لا الہ الا اللہ پس میں ورقہ کے پاس گیا اور سب حال
اسسے بیان کیا اس نے کہا کہ خوش ہو تو پس میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ شخص ہے کہ جسکی بشارت دی ہے ابن مریم عیسیٰ نے اور تو رسول ہے اور قریب ہے کہ تجھکو جہاد
کا حکم ہو بعد اسکے اور اگر میں اسروز کو پاؤں تو تیرے ہمراہ ہو کر جہاد کروں اور ورقہ مر گیا تو رسول خدا نے فرمایا کہ میں نے ورقہ کو بہشت میں دیکھا ہے ریشمی لباس پہنے
اسواسطے کہ وہ مجھپر ایمان لایا تھا اور دوسری روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جبرئیل نے اپنے پر کے نیچے سے ایک نوشتہ بہشت کے ریشمی کپڑے کا نکالا اور میرے نزدیک
ڈالدیا اور کہا کہ اسکو پڑھ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں جبرئیل نے مجھکو پکڑ کر بھینچا قریب تھا کہ میں بیہوش ہو جاؤں اور تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور بعد
اسکے مجھکو چھوڑ کر کہا کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ پڑھ تو قرآن کو جس وقت کہ شروع کرنیوالا ہو تو ساتھ نام پروردگار اپنے کے الَّذِیْ خَلَقَ جسنے کہ پیدا کیا ہے
ہر چیز کو اپنی قدرت سے موافق تقاضا اور حکمت کے خَلَقَ الْاِنْسَانَ پیدا کیا ہے آدمی کو مِنْ عَلَقٍ خون بستہ سے جو کہ نطفہ سے بنتا ہے اور انسان کے پیدا
کرنیکا ذکر کیا سوائے اور مخلوقات کے اس واسطے کہ نازل ہونا قرآن کا اسکی طرف ہے اور وہ سب زمین کے رہنے والوں سے زیادہ بزرگ ہے اور انسان جمع کے معنی میں ہے جیسے
کہ ان الانسان لفی خسر میں اسواسطے علق کا لفظ آیا کہ وہ جمع علقہ کی ہے اور قرآن کو خدا نے پیدا کرنیکے بیان سے شروع کیا ہے اسواسطے کہ پہلا واجب خدا کا پہچاننا ہے
اور پیدایش دلالت کرتی ہے پیدا کرنیوالے کے وجود پر اور اسکی قدرت اور حکمت پر اِقْرَاْ پڑھ تو یہ تاکید پہلے اقرأ کی ہے وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ اور پروردگار
تیرا بزرگ ہے ہر چیز سے اور سب بزرگوں کا بزرگ ہے اور کرم اسکا سب کرموں سے زیادہ ہے اسواسطے کہ بیشمار نعمتیں بندونکو دیتا ہے اور باوجود دیکھنے کفر اور گناہوں
اور نافرمانیوں کے بخشش کو اپنے بندوں سے بند نہیں کرتا ہے اور جو وہ توبہ کریں تو توبہ کو انکی قبول کرتا ہے الَّذِیْ عَلَّمَ وہ پروردگار کہ سکھلایا اسنے لکھنا
بِالْقَلَمِ ساتھ قلم کے کہ تمام امور دنیا کے مشرق سے مغرب تک لکھنے سے تمام ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے آدم ہیں کہ اسکو لکھنا سکھایا اور مشہور یہ ہے کہ
پہلے جس نے خط لکھا وہ ادریس تھا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ سکھایا آدمی کو مَا لَمْ يَعْلَمْ جو کچھ نہیں جانتا تھا دنیا اور دین کے کاموں میں سے اور یا یہ کہ محمد کو تعلیم
کئے احکام شرع کے جو کہ نہیں جانتے تھے اور یا یہ کہ آدم کو تعلیم کیا جو کچھ کہ نہیں جانتا تھا كَلَّاۤ نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ اسکی نعمتوں کی ناشکری کرو اور بعضے کہتے ہیں
کہ کلا حقا کے معنی میں ہے یعنی حقا کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ تحقیق آدمی لَيَطْغٰۤى البتہ حد سے گزرتا ہے اور سرکشی کرتا ہے اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى واسطے اس کے
کہ دیکھا ہے اسنے اپنے تئیں کہ بے پروا ہوا خدا کی طرف سے کہ اپنے تئیں تونگر جانتا ہے اپنے لوگوں اور مالونکی کثرت سے اور استغنا مفعول دوسرا رای کا ہے اور دو ضمیریں ایک شخص
کے واسطے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت آدمی کے پاس مال زیادہ ہو اور وہ لباس نفیس اور کھانوں لذیذ اور گھوڑوں خوب اور قیمتی میں زیادتی کرے پس
یہ طغیان اسکا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اے خدا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ تیرے اس فقیری سے کہ مجھکو آدمیوں کے پاس لیجاوے اور اس تونگری سے کہ مجھکو طاغی اور حد سے
گزرنیوالا کرے اور اب خدا تعالیٰ خطاب کرتا ہے اور ڈراتا ہے طغیان کے انجام سے کہ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ تحقیق طرف پروردگار تیرے کے ہے الرُّجْعٰى پھر جانا سبکا
آخرت میں پس طاغی کو اور غیر طاغی کو سکو موافق عمل کے جزا دے گا اور جس وقت کہ انجام ایسا ہے تو کیونکر طاغی ہو اور خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کو
ترک کرے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت اور بعد کی اسکی ابوجہل کی شان میں نازل ہوئی اور منقول ہے کہ ابوجہل نے اپنے یاروں سے کہا کہ محمد تمہارے درمیان نماز پڑھتا
ہے اور منہ اپنا خاک پر ملتا ہے اور تم اسکو چھوڑ دیتے ہو اور کچھ نہیں کہتے ہو قسم ہے اس شخص کی کہ جسکی قسم کھاتے ہیں اگر میں اسکو نماز پڑھتا ہوا دیکھوں تو پاؤں
اپنا اسکی گردن پر رکھوں اور اسکو ہلاک کردوں لوگوں نے کہا کہ وہ اسوقت نماز پڑھتا ہے یہ سنکر وہ گیا اور حضرت کے پاس نہ پہنچا تھا کہ واپس ہو کر چلا آیا رنگ زرد
اور بدن میں لرزہ پڑا ہوا لوگوں نے پوچھا کہ اے ابو الحکم تجھکو کیا ہوا کہا کہ میں جسوقت پہنچا کہ ارادہ محمد کا کروں درمیان اپنے اور محمد کے ایک خندق دیکھی
آگ سے بھری ہوئی اور اژدہا منہ کھولے تھا اور پرندوں نے اسمیں پر بچھا رکھے تھے یہ خبر حضرت کو پہنچی تو فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری جسکے
دست قدرت میں ہے اگر وہ میرے پاس آتا تو ملائکہ اسکو پارہ پارہ کر ڈالتے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ اَرَءَيْتَ کیا دیکھا تو نے اے دیکھنے والے

الَّذِیْ یَنْھٰی ۝ اس شخص کو کہ منع کرتا ہے عَبْدًا بندہ کامل کو یعنی محمد کو اِذَا صَلّٰی ۝ جس وقت کہ نماز پڑھتا ہے وہ تو کیا ہووے گی جزا اس منع کرنیوالے کی اور کیا ہوگا عذاب اسکا اَرَءَیْتَ کیا دیکھا تو نے اے منع کرنے والے اِنْ کَانَ اگر ہووے وہ بندہ جسکو تو منع کرتا ہے نماز پڑھنے سے عَلَی الْھُدٰی ۝ اوپر راہ راست کے اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۝ یا حکم کرے خلقت کو ساتھ پرہیزگاری کے کیا اسکو نماز پڑھنے سے منع کرنا چاہیے اور واسطے تاکید کے مکرر فرماتا ہے کہ اَرَءَیْتَ کیا دیکھا تو نے اِنْ کَذَّبَ اگر جھٹلاوے وہ ابوجہل منع کرنیوالا تجھکو یا مطلق حق کو وَتَوَلّٰی ۝ اور منہ پھیرے ایمان سے اور طریق حق سے کس قدر عذاب ہوگا اسکو اور ڈرانیکے واسطے فرماتا ہے کہ اَلَمْ یَعْلَمْ کیا نہیں جانتا اس ابوجہل نے بِاَنَّ اللّٰہَ ساتھ اسطرح کے کہ خدا یَرٰی ۝ دیکھتا ہے اسکے قصد کو اور عملکو اسکے ارادہ پر جزا دیگا اور کہتے ہیں کہ الم یعلم بان اللہ یریٰ میں اطلاع ہے طرف اس امر کے کہ زاہد عبادت کر تو خدا کو خالص کہ خدا تجھکو دیکھتا ہے اور اے گناہ کرنے والے توبہ کر کہ خدا تجھکو دیکھتا ہے اور اے ریا کرنیوالے خالص عبادت کر کہ خدا تجھکو دیکھتا ہے اور اے تنہائی اور خلوت میں گناہ کرنیوالے خبردار ہو کہ خدا تجھکو دیکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بعد گناہ کے توبہ کی اور ہمیشہ روتا تھا لوگوں نے اسکو کہا کہ کیوں اسقدر روتا ہے خدا بخشنے والا ہے کہا کہ ہرچند وہ بخشے لیکن اس خجالت کو کہ وہ میرے گناہ کو جانتا ہے کیونکر اپنے سے دور کروں اور کہتے ہیں کہ نوبت دوسری رسول خدا نماز پڑھتے تھے ابوجہل نے کہا کہ اے محمد کیا میں نے تجھکو نماز سے منع نہیں کیا ہے رسول خدا نے اسکو بہت ڈرایا اور دھمکایا ابوجہل نے کہا کہ مجھکو تو مت ڈرا کہ میری مجلس سب مجلسوں سے زیادہ بزرگ ہے اور میری مجلس کے آدمی بہت ہیں یہ آیت نازل ہوئی کَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ وہ کافر ایسی گفتگو کرے اور یا یہ کہ حقا کہ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ ۝ البتہ اگر نہ باز آئے اور نہ بند ہو وہ کافر محمد کے آزار پہنچانے سے اور عبادت کے منع کرنے سے تو لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ البتہ پکڑ لیں گے ہم اسکو ساتھ موئے پیشانی کے یعنی اسکی پیشانی کے بال پکڑ کر اسکو ہم دوزخ میں ڈال دیں گے اور لنسفعا مضارع متکلم کا صیغہ ہے نون خفیفہ کے ساتھ لیکن مصحف میں الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور بعضوں نے اسکو نون ثقیلہ سے پڑھا ہے نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ۝ پیشانی جھوٹی خطا کرنیوالی یہ ناصیہ پہلے ناصیہ سے بدل ہے اور بدل نکرہ ہے اور مبدل منہ معرفہ ہے اور نکرہ بدل نہیں ہوتا ہے معرفہ کا بدون صفت کے اسواسطے کہ کاذبہ خاطئہ ناصیہ دوسری کی صفت واقع ہوئی ہے یعنی البتہ پکڑ لیں گے ہم موئے پیشانی کو کہ پیشانی دروغ خطا کار ہے اور مراد پیشانی کے دروغ اور خطا کار ہونے سے صاحب اس پیشانی کا ہے اور پیشانی کو مبالغہ کیواسطے کہدیا ہے اور بالناصیہ میں الف اور لام قائم مقام مضاف الیہ کے ہے یعنی پکڑ لیں گے ہم موئے پیشانی اس کافر کو فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ ۝ پس چاہیے کہ بلائے وہ اہل مجلس اپنے کو مراد مجلس سے اہل مجلس ہے پس چاہیے کہ بلائے وہ انکو سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ ۝ قریب ہے کہ بلائیں ہم دوزخ کے فرشتوں کو کہ وہ اسکو پکڑ کے دوزخ میں کھینچ لیجائیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اگر ابوجہل اپنے اہل مجلس کو بلاتا تو البتہ فرشتے دوزخ کے اسکو علانیہ پکڑتے اور ہلاک کر ڈالتے کَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ ابوجہل تصور کرتا ہے بلکہ چاہیے کہ وہ اپنے باطل قول سے باز رہے لَا تُطِعْہُ نہ فرمانبرداری کر تو اسکی اے محمد اور اس کا کہا مت مان کہ وہ نماز کے ترک کرنے کو کہتا ہے بلکہ اسکی مخالفت پر ثابت قدم رہ وَاسْجُدْ اور سجدہ کر تو خدا کو ہمیشہ وَاقْتَرِبْ ۝ اور نزدیک ہو تو پروردگار اپنے سے اور امام صادقؑ سے روایت ہے کہ بندہ سجدہ کرنے سے قریب ہوتا ہے اور یہی مقصود ہے اس آیت سے اور دوسری روایت امام رضاؑ سے یہ ہے کہ پہلے سب سے سورہ اقرا باسم ربک نازل ہوا ہے اور بعد سب سورتوں کے اذا جاء نصر اللہ کا اور سجدہ اس سورہ کا واجب ہے اور جن سورتوں میں سجدہ کرنا واجب ہے وہ چار ہیں الم سجدہ حم سجدہ سورہ نجم اور سورہ اقرا اور باقی کی سورتوں میں جو کسی جگہ سجدہ کرنا آیا ہے اور سنت ہے سُوْرَۃُ الْقَدْرِ یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مدنی ہے اور آیتیں اس میں چھ ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ انا انزلناہ کو نماز فرض میں پڑھے ایک آواز کرنے والا خدا کیجانب سے آواز کرے کہ اے بندہ خدا سب گناہ تیرے کئے ہوئے بخشے گئے اب تو سرے سے عمل کو شروع کر اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ انا انزلناہ کو آواز سے پڑھے تو ایسا ہے کہ راہ خدا میں شمشیر برہنہ کی اور جو کوئی آہستہ پڑھے تو ایسا ہے کہ راہ خدا میں اپنے خون میں لوٹا ہو اور جو کوئی اسکو دس بار پڑھے تو ہزار گناہ اسکے نامہ اعمال سے مٹائے جائیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بعضے کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے اصحاب کو خبر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ اس نے ہتھیار لگا کر ہزار مہینے راہ خدا میں جہاد کیا تھا اصحاب نے تعجب کر کے کہا کہ ہم کوتاہ عمر سے کیونکر ہم اس دولت کو پہنچیں حقتعالے

السجدة ۱۹ ۲۱

سورة القدر

اللّٰہِ پیغمبر خدا کا یہ بدل ہے بینہ سے یعنی یہانتک کہ آیا اُن کے پاس پیغمبر خدا کا کہ یَتْلُوْا پڑھتا ہے وہ اپنی امت کے روبرو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً صحیفوں
پاک کیے گیوں کو دروغ اور بہتان سے یعنی قرآنکو پڑھتا ہے اور قرآنکو صحف اس واسطے کہا ہے کہ اسمیں سب صحیفونکی اسرار ہیں فِيهَا بیچ اُن صحیفوں کے كُتُبٌ
قَيِّمَةٌ نوشتے راست اور درست اور حق کے ظاہر کرنے والے ہیں اور وہ نصیحتیں اور احکام ہیں اور حاصل سکا یہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین اپنے دین پر تھے یہانتک کہ
پیغمبر آیا اور انکو طرف ایمان کے اُسنے بلایا اور بعضے ان میں کہ عناد اور انکار کی راہ نہ چلتے تھے اور طالب حق کے تھے وہ ایمان لائے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ اور نہ متفرق ہوئے وہ لوگ کہ دئے گئے ہیں کتاب توریت اور انجیل اور اختلاف کیا اُنھوں نے پیغمبر کی شان میں إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ
الْبَيِّنَةُ مگر پیچھے اس کہ آئی انکے پاس دلیل روشن کہ وہ محمدؐ ہے یعنی محمدؐ کے آنیسے پہلے سب متفق تھے ایمان لانے پر کہ محمدؐ آئیگا تو ہم تصدیق اسکی کریں گے اور جس
وقت وہ آیا تو مختلف ہو گئے بعضے تو اُسپر ایمان لائے اور بعضے کافر ہو گئے اور پہلے اہل کتاب کا اور مشرکین کا دونو کا ذکر کیا اور بعد اسکے فقط اہل کتاب کا ذکر کیا اس
واسطے کہ حال اُن کا نہایت بد ہے وَمَا أُمِرُوا اور نہیں حکم کئے گئے تھے وہ اہل کتاب جو کچھ کہ توریت اور انجیل میں ہے إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مگر واسطے اسکے
کہ پرستش کریں وہ خدا کو مُخْلِصِينَ جسوقت کہ خالص کرنیوالے ہوں وہ لَهُ الدِّينَ واسطے اس خدا کے دین اپنے کو شرک اور کفر سے حُنَفَاءَ میل کرنے
والے ہو کر بد اعتقادوں سے طرف دین اسلام کے اور مخلصین اور حنفا دونو حال واقع ہوئے ہیں وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ اور قایم کریں وہ نماز کو اسکے وقت
پر وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ اور دیویں وہ زکوٰۃ کو جو کہ اُنپر واجب ہے وَذَٰلِكَ اور وہ یعنی جس امر کا کہ ان کو حکم ہوا ہے دِينُ الْقَيِّمَةِ دین ہے کتابوں راست
کا یا شریعت درست کا یا ملت درست کا مضاف الیہ دین کا محذوف ہے اور صفت اسکی قیمہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قیمہ جمع قیم کی ہے اور قیم بمعنی قایم ہے
اور تقدیر اسکی دین القایمین لعبد بالتوحید ہے یعنی دین قایم ہونے والونکا واسطے خدا کے ساتھ ایک جاننے خدا کے اور اکثر کے نزدیک حنیف اور مسلم کے ایک
معنی ہیں اور بعضے حنیف مسلم حج کرنے والے کو کہتے ہیں اس صورت میں مسلم عام ہوگا حنیف سے اور اب خدائے تعالیٰ پھر دونوں فرقوں کا حال بیان کرتا ہے
کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اہل کتاب میں سے کہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں وَالْمُشْرِكِينَ اور
مشرکین میں سے کہ وہ بتوں کی پرستش کرنیوالے ہیں فِي نَارِ جَهَنَّمَ بیچ آتش دوزخ کے ہونگے قیامت کے روز خَالِدِينَ فِيهَا جس وقت کہ ہمیشہ رہنے
والے ہونگے بیچ اس دوزخ کے أُولَٰئِكَ هُمْ یہ لوگ وہی شَرُّ الْبَرِيَّةِ بدتر خلقت کے ہیں اور یہ دونو فرقے اگرچہ دوزخ میں ہونگے لیکن ہوسکتا ہے
کہ عذاب میں انکے تفاوت ہو اور اب خدا مومنین کا حال بیان کرتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
اور کام کئے اُنھوں نے اچھے أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اور یہ لوگ وہی بہتر خلقت کے ہیں جَزَاؤُهُمْ بدلا اُن کے ایمان اور اعمال
کی عوض میں عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے کے جَنَّاتُ عَدْنٍ بہشتیں عدن کی ہیں کہ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ جاری ہیں نیچے محلوں ان
سے نہریں خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنیوالے ہیں وہ بیچ ان بہشتوں کے أَبَدًا ہمیشہ اور یہ تاکید خلود کی ہے اور خالدین حال ہے رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
راضی ہے خدا ان سے بسبب ایک جاننے خدا کے اور اعمال نیک کرنے کے وَرَضُوا عَنْهُ اور راضی ہونگے وہ اس خدا سے بسبب دینے ثواب بیحساب
کے اور نعمتوں بیشمار کے ذَٰلِكَ وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے بہشت اور رضامندی خدا کی لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ واسطے اس شخص کے ہے کہ جو ڈرے عذاب کے نے
پروردگار اپنے سے اور اسکے خوف کرکے گناہوں سے پرہیز کرے اور ثواب حاصل ہونیکے عملوں کا بجالاوے اور حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے شیعوں میں سے
ایک شخص کو فرمایا کہ تم وہ لوگ ہو کہ جنسے خدا راضی ہے اور ملائکہ جبریل بھائی تمہارے ہیں اور تم بھی بہتر خلقت میں ہو گھر تمہارے بہشت میں اور قبریں تمہاری بہشت ہیں
اور تم واسطے بہشت کے پیدا ہوئے ہو اور بہشت میں نعمتیں تمہاری ہیں اور طرف بہشت کے رجوع کروگے تم اور شواہد التنزیل میں حاکم ابو القاسم حسکانی سنی نے روایت
کی ہے اہلبیت کے راویوں سے کہ فرمایا امیر المومنین علی ابن ابیطالب نے کہ جس وقت رسولخدا نے وفات کی ہے تو میں اپنے سینہ سے پشت مبارک حضرت کو لگائے ہوئے تھا
اور ان حضرت نے اپنی کمر کو میرے سینہ کا تکیہ کیا تھا اس وقت وفات سے پہلے مجھے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تمہیں سنا ہے تو نے کہ خدا نے فرمایا ہے الا الذین آمنوا
وعملوا الصالحات ہم خیر البریہ وہ لوگ شیعہ تیرے اور وعدہ گاہ میرا و تمہارا حوض کوثر ہو گا جس وقت کہ اولین اور آخرین سب امتیں واسطے حساب کے جمع ہوں اور

ع ۵ ۲۲

بلائے جاؤ گے تم اور منہ تمہارے سفید ہوں گے اور سب اعضا تمہارے نورانی اور روشن ہونگے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ اولئک ہم خیر البریہ کو علیؑ کی اور انکے
اہل بیت کی شان میں خدا نے نازل کیا ہے اور حافظ ابونعیم صفہانی نے حلیۃ الاولیا میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے تو جناب
رسولخداؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ تو اور شیعہ تیرے بیچ بہشت کے ہونگے اور آئیں گے قیامت کے روز اسطرح سے کہ خدا اُن سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی
ہونگے **سورۃ الزلزال** یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور آیتیں اسمیں آٹھ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آزردہ مت ہو تو اذا زلزلت
کے پڑھنے سے کہ جو کوئی اسکو نوافل میں پڑھے خدا تعالیٰ اسکو زلزلہ میں گرفتار نکرے اور صاعقہ اور آفت اسکو نہ پہنچے اور جس وقت مرے تو اسکو بہشت میں جانیکا حکم ہو اور
جس وقت بہشت میں داخل ہو تو خدائے تعالیٰ اسکو خطاب کرے کہ مباح کیا میں نے واسطے تیرے اپنی بہشت کو پس رہ تو اسمیں جسجگہ کہ چاہے تو اور جس مقام کی کہ
آرزو کرے کہ تجھکو کسی طرح ممانعت نہیں ہے اور نہ کوئی تجھکو وہاں سے دفع کرسکتا ہے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ** جسوقت ہلائی
جائے زمین **زِلْزَالَهَا** ہلانا اسکا جو کہ مقرر ہے پہلے صور میں یا دوسرے صور میں **وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا** اور نکالے زمین بوجھوں اپنوں کو کہ
وہ بدن مردوں کے ہیں اور خزانے زمین میں گڑے ہوئے یعنی زمین ان سبکو باہر نکالکر ڈالدے اور نکلنا مردوں کا تو واسطے حساب کے ہوگا اور نکالنا خزانوں کا اس
واسطے ہوگا کہ گنہگار آدمی جو سمجھوں تے کہ ان کو دفن کیا تھا ان کو دیکھ کر حسرت اور افسوس کریں کہ اس کے سبب سے خدائے تعالے
کی ہم نے نافرمانی کی تھی اور ایک اس واسطے بھی زمین سے خزانے نکالے جاوینگے کہ جن لوگوں نے اسمیں سے حق خدا کا نہیں دیا ہے ان مالوں سے انکی پیشانیوں اور
پہلووں پر داغ دیئے جائیں گے **وَقَالَ الْاِنْسَانُ** اور کہے آدمی اسوقت یعنی کافر جو کہ قیامت کا دنیا میں انکار کرتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر آدمی زمین کو زلزلہ میں
دیکھکر کہیگا کہ **مَا لَهَا** کیا ہے واسطے زمین کے کہ زلزلہ میں ہے اور جو چیزیں کہ اسمیں پوشیدہ تھیں سبکو باہر ڈالدیا اس نے **يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ** اسروز بات
کہے وہ زمین بسبب گویا کرنے خدا کے اور بیان کرے **اَخْبَارَهَا** خبروں اپنی کو کہ اس نے اور پوشیدہ چیزوں کو باہر ڈالنے کا سبب کیا ہے اور یا یہ کہ خبر دیوے
بندوں کے اعمال نیک اور بد سے جو کچھ کہ اسپر کئے ہیں اور یہی حدیث میں آیا ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ یہ سورہ امیر المومنینؑ کے روبرو پڑھا گیا فرمایا کہ میں ہوں
وہ کہ زمین جس سے باتیں کریگی اور ہیثم بن حاتم کہتا ہے کہ ہم امیر المومنینؑ کے ہمراہ تھے جس وقت کہ بصرہ کو روانہ ہوئے اور وقت اترنے کے زمین کو زلزلہ ہوا حضرت
علیؑ نے اسپر ہاتھ اپنا مارا اور زمین کو کہا کہ کیا ہوا ہے تجھکو اور پھر ہماری طرف منہ کرکے فرمایا کہ اگر وہ زلزلہ ہو کہ جس کا خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب بزرگ میں ذکر کیا ہے
تو البتہ جواب دے مجھکو زمین اور لیکن یہ وہ زلزلہ نہیں ہے اور حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ ابوبکر کے زمانہ میں زمین کو زلزلہ ہوا اور آدمی
ترساں اور ہراساں ابوبکر اور عمر کے پاس آئے انکو دیکھا کہ وہ بھی خوف زدہ ہوکر علیؑ کیطرف جاتے ہیں سب آدمی انکے پیچھے ہولیے یہانتک کہ علیؑ کے دروازہ پر پہنچے اور
حضرت علیؑ بے پروائی کرکے اس امر سے باہر نکلے اور شہر سے باہر نکلے اور سب آدمی انکے پیچھے ہولیے اور علیؑ ایک ٹیلے پر جاکر چڑھے اور اسپر بیٹھ گئے اور سب آدمی حضرت
کے گرد بیٹھ گئے اور وہ سب مدینہ کی دیواروں کی طرف دیکھتے تھے کہ جنبش کرتی تھی آنے اور جانے میں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ گویا تمکو ہول ہے اللہ ہے اس کا کہ دیکھتے ہو
لوگوں نے کہا کہ کیونکر ہول میں نہ ڈالے ہمکو کہ ہمنے مثل اسکے کبھی نہیں دیکھا ہے پس دونوں لبوں کو حضرت علیؑ نے جنبش دی اور اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور کہا کہ کیا
ہوا ہے تجھکو ٹھہر جا پس ٹھہر گئی وہ خدا کے حکم سے لوگوں نے نہایت تعجب کیا اور اسمیں پہلے امر سے بھی زیادہ تعجب کیا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تمنے میرے اس فعل
پر تعجب کیا ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ میں وہ مرد ہوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان ما لها
اس واسطے کہ وہ آدمی کہ جو زمین کو کہیگا کہ کیا ہوا ہے تجھکو اور اسروز بات کرے گی زمین اور خبر دیگی جسکو وہ میں ہوں خلاصہ یہ ہے کہ بات کریگی زمین **بِاَنَّ
رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا** بسبب اسکے کہ تحقیق پروردگار تیرا وحی کریگا واسطے اسکے اور کہیگا کہ خبر دے تو بندوں کے اعمال کی جو کچھ کہ اسپر انھوں نے کئے ہیں اور رسولخداؐ روایت کرتے ہیں فرمایا
حضرت نے کہ محافظت کرو تم اپنے وضو کی اور وضو سے رہو اور بہتر امر اپنے کی محافظت کرو تم کہ وہ نماز ہے اور اپنے تئیں بچاؤ تم کہ وہ تمہارے رہنے کی جگہ ہے اور کوئی
شخص اسپر عمل نیک یا بد نکرے مگر کہ وہ خبر دینے والی ہے اس عمل کی روز قیامت **يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ** اسروز پھر آئیں آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر یا
حساب کے واسطے **اَشْتَاتًا** بکھرے اور پراگندہ ہوکر طرح طرح کے احوال سے کہ کوئی تو نورانی اور امن میں ہوگا اور کوئی سیاہ رو اور خوف میں ہوگا پس وہاں تک

جائیں گے لِیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ تاکہ دکھلائے جائیں وہ اعمال اپنے جو کہ ان کے اعمال کے ناموں میں لکھی ہیں اور یا یہ کہ جزا انکے اعمالکی دکھلائی جاوے غرض یہ کہ جو کچھ دنیا میں کیا ہے
نیک و بد یا چھوٹا اور بڑا سب دکھلایا جائیگا چنانچہ فرماتا ہے کہ فَمَنْ یَّعْمَلْ پس جو شخص کہ عمل کرے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے خَیْرًا نیکی کو تو یَّرَهٗ دیکھیگا اسکی
جزا کو وَمَنْ یَّعْمَلْ اور جو کوئی عمل کرے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر وزن کے شَرًّا بدی کو تو یَّرَهٗ دیکھے اسکی جزا کو اگر مغفرت خدا اسکے شامل حال نہوئی اور کہتے ہیں کہ دو آدمی تھے
ایک تو انمیں سے سائل کو لقمہ اور ٹکڑا روٹی کچھ نہیں دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تھوڑا ہے اسکو کیا دینا چاہیے بلکہ بہت سی خیرات کرنی چاہیے اور ایک شخص اپنے گناہ بہت
حقیر جانتا تھا اور کہتا تھا کہ اسپر کیا عذاب ہوگا بلکہ بڑے بڑے گناہوں سے عذاب ہوگا حقتعالٰی نے ان دونو کے مقدمہ میں اس آیت کو نازل کیا اور ابن عباس سے
روایت ہے کہ کوئی مومن اور کافر ہو کہ دنیا میں خیر یا شر کرے مگر کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے روز اسکے عمل کو اسکو دکھلائیگا لیکن گناہوں کو مومن کو بخشدے گا اور نیکیونکی
اسکو جزا دے گا اور کافر کی نیکیوں کو رد کرے گا اور اسکے گناہوں پر اسکو عذاب کرے گا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ جو کوئی دنیا میں برابر ذرہ
کی نیکی کرے اور وہ کافر ہو تو اسکی جزا پائے گا دنیا میں اپنے نفس میں اور مال میں اور اولاد میں تاکہ دنیا سے جائے تو کوئی چیز اسکے واسطے نہو اور اگر برابر ذرہ
کے بدی کرے اور وہ مومن ہو تو دنیا میں اسکا عذاب چکھیگا کہ کوئی حادثہ اسپر اور اسکے مال اور اولاد پر ہو تاکہ وہ دنیا سے جائے تو کوئی بدی اسکے ذمہ نہو۔

سورۃ العادیات یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور اسمیں گیارہ آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ عادیات
کو ہمیشہ پڑھے خدا تعالیٰ اسکو قیامت کے روز امیر المومنینؑ کے ہمراہ اٹھائے اور انکے رفیقوں سے وہ ہووے اور اُن کے ہمراہ بہشت میں ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایکجماعت عرب کی بنی سلیم میں سے مدینہ کے اطراف میں جمع ہوئی اور غرض انکی جمع ہونے سے یہ تھی کہ مسلمانوں پر شبخون ماریں اور
رسولخداؐ کے ساتھ مکر کریں اور ان حضرتؐ کو آزار و ایذا پہنچائیں جس وقت رسولخداؐ کو خبر ہوئی تو حضرتؐ نے علم اسلام کا ابوبکر کو دیا اور لشکر مسلمانوں کا ابوبکر کے
ہمراہ کر کے ادہر کو روانہ کیا اور اُن سے لڑنیکا ابوبکر کو حکم دیا جس وقت ابوبکر اُن کے قریب پہنچا تو وہ مسلمانوں کے آنے پر مطلع ہوئے اور لڑنے پر تیار ہوئے اور بہت جلدی
کر کے مسلمانوں کے لشکر پر پہنچے اور لڑنا شروع کیا ابوبکر اُن سے خوف کر کے بھاگ گئے اور اُن کے بھاگنے کی جہت سے بہت مسلمان قتل ہوئے اور ابوبکر جو بھاگ
کر چلے آئے تو دوسرے روز رسولخداؐ نے علم اسلام عمر کو دیا اور اصحاب کی جماعت اُن کے ہمراہ کر کے ادھر کو روانہ کیا جس وقت اُن سے مقابلہ ہوا تو وہ بھی بھاگ
کر چلے آئے تو رسولخداؐ کو بہت رنج ہوا عمر عاص نے کہا کہ یا رسولخدا مجھکو روانہ کرو کہ میں مکر و فریب کرنا خوب جانتا ہوں اور مجھکو امید ہے کہ حیلہ اور فریب سے
انکو میں شکست دوں حضرتؐ نے اسکے کہنے کو پسند کیا اور ایک جماعت کو اسکے ہمراہ کر کر روانہ کیا اور وہ وہاں پہنچا اور لڑائی شروع ہوئی اور عمر عاص کو شکست ہوئی
اور بہت مسلمان مارے گئے اور عمر عاص بھاگا رسولخداؐ کو خبر ہوئی تو بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کو لاؤ حضرت علیؑ حاضر ہوئے تو علم اپنا
اُن کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اے علیؑ وادی رملہ کو روانہ ہو اور ابوبکر اور عمر خطاب اور عمر عاص اور ایکجماعت صحابہ کو حضرت علیؑ کے ہمراہ کیا اور جس وقت جناب
امیرؑ روانہ ہوئے تو مسجد احزاب تک رسولخداؐ ان کے ہمراہ پہنچانیکو گئے اور حق میں علیؑ کے دعا کر کے واپس چلے آئے اور کیفیت حضرت علیؑ کے چلنے کی یہ تھی کہ رات کو
چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے اور مقام کرتے تھے تاکہ کسی کو خبر نہو پس اس طرح سے اپنے تئیں اس وادی کے اطراف میں پہنچایا اور عمر عاص نے دیکھا
کہ اسوقت علیؑ فتح پالے گا اور انپر غالب آئے گا یہ دیکھکر اس وقت بہت حسد ہوا ابوبکر سے جا کر کہا کہ تو علیؑ سے جا کر کہہ کہ اس وادی میں شیر اور بھیڑیے
بہت ہیں اور ہم انکے شر سے بےخوف نہیں ہیں احتیاط اسمیں ہے کہ ہم اس وادی سے باہر ہو جائیں اور وہاں سے انپر دوڑ کریں کہ اس صورت میں علیؑ اور اسکے ہمراہی مغلوب
ہو جائیں اور علیؑ کو ہمپر کوئی فضیلت اور زیادتی نہو ابوبکر نے علیؑ سے کہا تو حضرت علیؑ نے ابوبکر کے کہنے کی طرف کچھ توجہ نہ کی عمر عاص نے عمر خطاب سے کہا کہ تو علیؑ سے
کہہ عمر نے حضرت علیؑ سے کہا تو اسکی بات کو بھی نہ مانا اور کچھ توجہ نہ کی اور جو کچھ اپنی رائے میں آیا وہ کیا اور صبح کے وقت اپنے تئیں اس جماعت کے نزدیک
پہنچایا اور انکی حالت بیخبری میں انپر دوڑ پڑے اور لڑنا شروع کیا اور خدائے تعالیٰ کی تائید سے انپر غالب آئے اور بعضے آدمیوں کو انکے قتل کیا اور
بعضوں کو قید کیا اور زنجیروں میں جکڑ کر انکو لائے اور اسیواسطے اس غزوہ کو غزوہ ذات السلاسل کہتے ہیں کہ کفار کو زنجیروں میں باندھ کر لائے تھے اور سلاسل زنجیروں کو
کہتے ہیں اور مال اور اسباب انکا بہت سا لوٹ کر لائے اور جس وقت مدینہ کے قریب پہنچے تو رسولخداؐ پیشوائی کو تشریف لائے اور امیر المومنینؑ کی نظر رسولخداؐ پر

ع ۲۲

سورۃ العادیات ۵

غزوہ ذات السلاسل

بڑھی تو سواری سے نیچے اتر پڑے اور رکاب کو حضرتؐ کی بوسہ دیا اور رسولِ خدا نے علیؑ کے حق میں دعا کی اور علیؑ کی بہت تعریف کی اور نہایت خوش ہو کر فرمایا
کہ اے علیؑ اگر مجھکو اندیشہ امت کی گمراہی کا نہوتا اور شریعت کے طریقہ سے انکے پھر جانیکا خوف نہوتا کہ شاید تیری محبت میں وہ مبالغہ کریں اور جو کچھ کہ عیسیٰ کے
حق میں اسکی امت کہکر گمراہ ہوگئی ہے ایسے ہی تیرے حق میں یہ بھی کہنے لگیں اور گمراہ ہوجائیں اس خوف سے میں نہیں کہتا ہوں ورنہ تیرے حق میں آج وہ کہتا کہ
میری امت کا کوئی آدمی تجھ پر نہ گذرتا مگر وہ تیرے قدموں کے نیچے کی خاک کو اٹھاتا اور اس سے شفاعت طلب کرتا اے علیؑ اپنی سواری پر سوار ہو کہ خدا اور رسولِ خدا دونوں
تجھ سے راضی ہیں اور جس وقت شاہِ اولیاء ان لوگوں پر غالب ہوئے تو ہنوز خبر فتح کی مدینہ میں پہنچی تھی کہ جبرئیل امین خدا کی طرف سے یہ سورہ لائے اور رسولِ خدا کو اس فتح
کی خوشخبری دی اور علیؑ کے لشکر کے گھوڑوں کی خدا نے قسم کھائی ہے کہ وَالْعٰدِیٰتِ قسم ہے گھوڑوں دوڑنیوالوں غازیوں کی کہ وہ وقت دوڑنے کے ہانپتے ہیں
ضَبْحًا ہانپنا فرفر کرکے اور ضبحا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی تضبح ضبحا یعنی ہانپتے ہیں ہانپنا فَالْمُوْرِیٰتِ پس قسم ہے گھوڑوں آگ نکالنے والوں
پتھر سے سموں کو پتھر پر مار کر وقت چلنے کے دوڑکر قَدْحًا آگ نکالنا اور اسکا اعراب بھی مثل ضبحا کے ہے فَالْمُغِیْرٰتِ پس قسم ہے گھوڑوں غارت کرنیوالوں کی دشمنان
خدا کو صُبْحًا صبح کو اور مراد اس سے سوار گھوڑوں کے ہیں کہ غارت کرنے والے مال اور اسباب دشمنان دین کے ہیں فَاَثَرْنَ بِهٖ پس اٹھایا ان گھوڑوں نے وقت
دوڑنے کے بیچ اس صبح کے نَقْعًا غبار کو فَوَسَطْنَ بِهٖ پس درمیان میں آئے وہ بیچ اس صبح کے جَمْعًا ایک جماعت کو دشمنوں میں سے اور ضمیر بہ کی دونو جگہ مکان
غارت کی طرف بھی پھر سکتی ہے اور عادیات میں جو عدو ہے دوڑنیکے معنی ہیں اسکی طرف بھی پھر سکتی ہے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ تحقیق آدمی یعنی
کافر لِرَبِّهٖ واسطے پروردگار اپنے کے لَكَنُوْدٌ البتہ ناشکر ہے اور انکار کرنے والا خدا کی نعمت کا اور بعضے کہتے ہیں کہ کنود نافرمان کو کہتے ہیں اور بعضے بخیل کو
کہتے ہیں اور بعضے حریص کو کہتے اور بعضے ہلوع کو کہتے ہیں اور ہلوع وہ ہے کہ جو تھوڑے کی ناشکری کرے اور بہت کا شکر نہ کرے اور بعضے قلیل الخیر کو کہتے ہیں اور امام ابو امامہ
نے رسولِ خدا سے روایت کی ہے اور فرمایا حضرتؐ نے کہ کنود وہ شخص ہے کہ تنہا کھاوے اور بخشش کو منع کرے اور غلام کو مارے وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ اور تحقیق کہ وہ ناشکر آدمی
اوپر اس ناشکری کے لَشَهِیْدٌ البتہ گواہ ہے واسطے ظاہر ہونے اثر اس ناشکری کے اور یا یہ کہ تحقیق کہ وہ خدا اسکی ناشکری پر گواہ ہے وَاِنَّهٗ اور تحقیق کہ وہ آدمی
لِحُبِّ الْخَیْرِ واسطے دوستی مال کے لَشَدِیْدٌ البتہ سخت ہے کہ اسکے خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اور حقوق خدا کے اسمیں سے نہیں دیتا ہے اور عرب بخیل کو شدید
بھی کہتے ہیں اور فاحش بھی کہتے ہیں اور مال کو خیر کہتے ہیں اَفَلَا یَعْلَمُ کیا پس نہیں جانتا ہے وہ آدمی اِذَا بُعْثِرَ جس وقت کہ اٹھایا جاوے زندہ کر کے مَا فِی
الْقُبُوْرِ جو کچھ کہ بیچ قبروں کے ہے یعنی مردہ زندہ کئے جائیں وَحُصِّلَ اور حاصل اور جمع کیا جاوے اعمال کے ناموں میں یعنی ظاہر کرے اسمیں مَا فِی الصُّدُوْرِ جو
کہ بیچ سینوں کے ہے خیر یا شر اور خیر کو شر سے جدا کرے یعنی جو کچھ کہ سینوں میں ہے اعتقاد حق یا باطل اور یا خلوص اسکو ظاہر کرے اور موافق اسکے جزا دیگا اور جواب اذا کا محذوف
ہے اور وہ یجازی اللہ ایاہم ہے یعنی جزا دیگا خدا انکو اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ تحقیق کہ پروردگار انکا ساتھ ان کے یعنی ساتھ فعلوں اور قولوں انکے دونوں کی باتوں
کے یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ اس روز البتہ خبردار ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اسکو جانتا ہے موافق عمل کے انکو جزا دیگا سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں
گیارہ آیتیں ہیں اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے جو کوئی اس سورہ کو تلاوت کرے وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہو اور دوزخ کے عذاب سے خدا اسکو محفوظ رکھے بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْقَارِعَةُ کھٹکنے والی یعنی قیامت مَا الْقَارِعَةُ کیا ہے کھٹکنے والی وَمَا اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے جتایا تجھکو اور کیا جانے تو کہ مَا الْقَارِعَةُ
کیا ہے وہ کھٹکنے والی کہ وہ قیامت ہے اور وہ ہول اور دہشت کے سبب سے کانوں کو کھٹکے اور کوٹیگی یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ جس دن کہ ہونگے آدمی اس روز کی سختی سے
كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ مانند پتنگوں بکھرے ہوؤں کے ناتوانی اور حیرانی اور بیقراری سے اور ایک دوسرے کے اوپر گرنے کی کثرت کی جہت سے وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ اور
ہونگے پہاڑ اس روز کی ہیبت سے كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ مانند پشم رنگا رنگ دھنی ہوئی کے بسبب متفرق ہونے اجزا کے اور ریزہ ریزہ ہونے کے اور رنگا رنگ اسواسطے فرمایا کہ
پہاڑ رنگ برنگ کے ہوتے ہیں اور تفصیل آدمیوں کی فرماتا ہے کہ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ پس وہ شخص کہ بھاری اور گراں ہوں یعنی غالب اور زیادہ ہوں
وزن اعمال اسکے یا ترازو میں اعمال اسکے فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ پس وہ بیچ زندگانی رَّاضِیَةٍ پسندیدہ کے ہوگا اس روز کی ہول اسکو کچھ نہوگی اور
جگہ اسکی بہشت میں ہوگی اور راضیۃ مرضیہ کے معنی میں ہے یعنی بیچ زندگانی پسند کی گئی کے کہ صاحب اس زندگانی کا اس سے راضی ہو وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ

اور لیکن وہ شخص کہ سبک اور ہلکے ہوں مَوَازِيْنُهٗ وزن اعمال اس کے یا ترازو دیں فعلوں اسکی کی کہ نیکیاں اسکی کچھ نہوں اور یا یہ کہ تھوڑی ہوں اور بدیاں اسکی زیادہ ہوں فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ پس جگہ رہنے اسکے کی ہاویہ ہے کہ وہ سب سے نیچے کا طبقہ دوزخ کا ہے اور رہنے کی جگہ کو ام اسواسطے فرمایا کہ ماں بچہ کے رہنے کی جگہ ہوتی ہے ایسے ہی ہاویہ اسکے رہنے کی جگہ ہوگی وَمَآ اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے جتایا تجھکو کہ مَا هِيَهْ کیا ہے وہ ہاویہ یعنی اسکے عذابوں کو تو کیا جانے کہ کس کس قسم کے عذاب ہیں اور ہاویہ میں وقفی ہے اور اب اس ہاویہ کی تفصیل بیان کرتا ہے کہ نَارٌ حَامِيَةٌ آگ ہے گرم ہونیوالی کہ سوزش اسکی نہایت سخت ہے اور کہتے ہیں کہ طبقہ ہاویہ کا نہایت عمیق اور گہرا ہے کہ جس وقت دوزخی کو اسمیں ڈالینگے تو ستر خریف تک اسکی تہ میں نہ پہنچیگا اور اعمال کے وزن ہونے کی تحقیق پہلے اس سے گذر گئی ہے سورۃ التکاثر یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے مکی بھی کہتے ہیں اور اسمیں آٹھ آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ الہٰکم التکاثر کو فرض نماز میں پڑھے تو ثواب سو شہیدونکا اسکے واسطے لکھیں اور اگر نماز سنت میں پڑھے تو ثواب پچاس شہیدونکا اسکے واسطے لکھیں اور چالیس صف ملائکہ کی نماز فریضہ میں اسکے ہمراہ نماز پڑھیں اور دوسری روایت میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو وقت خواب پڑھے فتنہ سے محفوظ رہے اور ابو امامہ نے رسولخداؐ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ اس سورہ کے پڑھنے والے بیحساب بہشت میں جائیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی دو رکعت نماز ہدیہ میت پڑھے اور اول رکعت میں الحمد کے بعد ایکمرتبہ آیت الکرسی پڑھے اور دو بار قل ہو اللہ احد پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد دس مرتبہ الہٰکم التکاثر پڑھے اور بعد سلام کے کہے کہ اللھم صل علی محمد وال محمد وابعث ثواب ھاتین الرکعتین الی قبر فلان بن فلان اور فلاں کی جگہ نام اس میت کا اور اسکے باپ کا لیوے تو خدا ہزار فرشتے اسکی قبر پر بھیجے کہ یہ نماز واسطے جسکے پڑھی ہے اور ہر فرشتے کو ہمراہ پوشاک ہو اور قیامت تک اسکی قبر کو فراخ کریں اور بشمار ہر اس چیز کے کہ جسپر آفتاب پڑتا ہے اس نماز کے پڑھنے والے کے واسطے حسنات اور نیکیاں لکھیں اور ہزار درجے اسکے بلند کریں بہشت عنبر سرشت میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتے ہیں کہ بنی عبد مناف بن قصی اور ابن سہم بن عمر آپسمیں فخر اور ناز کرتے تھے اپنے آدمیونکی کثرت سے اور ہر ایک ان دونو قبیلوں میں سے کہتا تھا کہ ہمارے قبیلہ کے آدمی زیادہ ہیں اور اشراف اور ساداور رئیسان ہمارے بہت ہیں جس وقت کہ آدمیونکی شمار کی تو بنی عبد مناف کے قبیلہ کے آدمی زیادہ شمار میں آئے بنی سہم نے کہا کہ ہمارے بہت آدمی زمانہ جاہلیت میں مرگئے ہیں زندہ اور مردہ کو دونو کو شمار کرنا چاہیے جبکہ دونو کو شمار کیا اور ہر ایک مردہ کی قبر کو جاکر گنا تو بنی سہم شمار میں زیادہ ہوئے حقتعالیٰ نے اس سورہ کو نازل کیا اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ لہو اور غفلت میں ڈالا تمکو بہت ہونے آدمیوں قبیلے کے نے اور اسپر فخر کرنے نے طاعت خدا سے اور ذکر آخرت سے حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ یہانتک کہ ملاقات کی تمنے قبروں کو کہ قبروں کے پاس جاکر ہر ایک مردہ کی قبر کو تمنے شمار کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہود یوں نے کہا تھا کہ ہم فلانے قبیلہ سے زیادہ ہیں اور فلانا قبیلہ فلانے قبیلہ سے زیادہ ہے اور ہمیشہ ایسا ہی کہا کرتے تھے یہانتک کہ حالت کفر اور گمراہی میں مر گئے حقتعالیٰ نے اس سورہ کو انکے حق میں نازل کیا اور فرمایا کہ مشغول ہوئے تم آدمیونکی کثرت اور بہت ہونے کے کم میں یہانتک کہ مر گئے اور قبروں سے ملاقات کی کہ ان میں تم دفن ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک جماعت انصار کی کثرت مال اور اولاد پر فخر کرتے تھے خدا نے اس سورہ میں انکی طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ کثرت مال اور اولاد میں مشغول ہوئے اور اس شغل نے تمکو ذکر خدا سے اور یاد آخرت سے غافل کیا اور بھلا دیا یہانتک کہ مر کر قبر میں پہنچے جس وقت طلب دنیا میں اپنی عمر و نکو تم برباد کر چکے تھے اور اب خدا انکو جھڑکتا ہے اور اس امر سے منع کرتا ہے کہ كَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ مت عاقل کی دنیا کی ناپائیدار پر مصروف ہو اور آخرت کو جو کہ ہمیشہ ہے ترک کرے اور یا یہ کہ حقا کہ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ قریب ہے کہ جانو گے تم اپنی عقل کی خطا کو کثرت مال اور اولاد کے فخر کو جس وقت کہ ہولوں اور دہشتوں کی چیزوں کو دیکھو گے وقت مرنے کے اور یہ کلام خدا کا واسطے ڈرانے کے ہے تاکہ خواب غفلت سے بیدار ہوں اور پھر واسطے تاکید کے فرماتا ہے کہ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پھر نہیں نہیں یعنی باز آؤ تم اور یا حقا کہ قریب ہے کہ جانو گے تم کثرت مال اور اولاد کے فخر کی خرابی کو اور تباہی کو وقت مرنے کے یا آخرت میں کہ کیسی کیسی ذلتیں اور رسوائیاں ہیں اور عذاب کا دیکھنا اول تو وقت مرنے کے ہے اور پھر قبر میں اور پھر قیامت کے روز واسطے مبالغہ کے پھر فرماتا ہے کہ كَلَّا نہ ایسا ہے کہ اپنے زندہ اور مردہ آدمیوں پر اور اس مال فانی پر فخر کرو لَوْ تَعْلَمُوْنَ اگر جانو تم کہ کیا کیا ہولیں اور سختیاں پیش ہیں عِلْمَ الْيَقِيْنِ جاننا یقین کا جیسے کہ آنکھ سے دیکھتے ہیں یعنی اگر تم بہ یقین جانو تو اس فخر کرنے مال اور اولاد سے باز رہو لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ البتہ دیکھو گے

تم دوزخ کو حالت نزع میں یا جسوقت کہ میدان حشر میں آوگے تم اور دور سے اسکو دیکھا کروگے ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا پھر دیکھو گے تم دوزخکو عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ دیکھنا یقین کا یا وہ دیکھنا کہ بعینہ یقین ہو یعنی دیکھنا آنکھ سے جسوقت کہ اسمیں داخل ہوگے تم کہ دیکھنے سے جیسا کہ یقین کامل ہوتا ہے ایسا کسی دوسری وجہ سے نہیں ہوتا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ پھر البتہ سوال کیے جاؤ گے تم يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ اس روز نعمتوں سے کہ انہیں مشغول ہو اور خدا کی پرستش سے غافل ہوئے ہو تو انمیں مشغول ہونیکے سبب سے اور یہ ہر اس شخص کیطرف خطاب ہے کہ جو دنیا میں ایسا مشغول ہوا ہو کہ دین سے باز رہا ہو اور نعمت سے مراد وہی ہے کہ جو آخرت سے باز رکھے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ ہر نعمت سے جو کہ خدا نے دی ہے سوال کیا جائے گا اور بعضے کہتے ہیں کہ نعیم ہر کھانا اور پینا ہے اس سے سوال کیا جائے گا اور بعضے کہتے ہیں کہ نعیم سے مراد صحت اور فراغت ہے اور امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مراد امن اور صحت نفس ہے اور منقول ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ تین چیزوں سے سوال نہوگا کپڑا کہ اس سے اپنے ستر کو پوشیدہ کرے اور روٹی وغیرہ کہ جس سے اپنی بھوک کو دفع کرے اور گھر کہ اسکے سبب سے اپنے تئیں گرمی اور سردی سے محفوظ رکھے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کچھ جہاد اور حج میں خرچ کرے اس سے بھی سوال نہوگا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس کھانے پر خدا کا نام لیا جائے اس سے بھی سوال نہوگا اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ سوال کیا جائیگا اس امت سے رسول اللہ کے اپنی نعمت سے اور بعد اسکے اہلبیت کی نعمت سے اور حضرت امام رضاؑ کے روبرو ایک عالم فقیہ نے بیان کیا کہ مراد نعیم سے دنیا میں آب سرد ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اسکی تفسیر ایسی کرتے ہو اور قسم قسم کی تفسیر اسکی کرتے ہو کوئی تم میں سے کہتا ہے کہ وہ آب سرد ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ طعام لذیذ ہے، اور کوئی کہتا ہے کہ وہ سونا ہے اور تحقیق کہ حدیث کی ہے میرے باپ نے اپنے باپ صادقؑ سے اور یہی قول تمہارا ان کے روبرو مذکور ہوئے تھے ولتسئلن یومئذ عن النعیم کی تفسیر میں پس غصہ میں ہوئے وہ اور فرمایا کہ خدا نہیں سوال کرتا ہے اس چیز سے کہ جو اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے بندوں کو اور احسان اپنا ان کو نہیں جتلاتا ہے اور احسان اپنا رکھنا انعام کر کے مخلوقات کے نزدیک برا ہے پس خالق کی طرف احسان جتلانا کیونکر منسوب کیا جائے جس سے کہ مخلوق اسکی راضی نہیں ہے اور نعیم دوستی ہم اہلبیت کی ہے بعد توحید اور نبوت کے خدا تعالی ہماری دوستی سے سوال کرے گا اور دمیری شافعی نے حیواۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کہتا ہے کہ میں منی میں سر منڈوانے کے واسطے ایک حجام کے پاس گیا اس نے کہا کہ سر کی جانب راست کو پیشتر نزدیک کر اور قبلہ کی طرف منہ اپنا کر اور بسم اللہ کہہ پس تین چیزیں میں نے اس سے سیکھیں کہ پہلے اس سے نہیں جانتا تھا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تو کسکا لڑکا ہے غلام ہے یا آزاد ہے کہا کہ میں امام جعفر صادقؑ کا غلام ہوں پس میں دروازہ پر جعفر صادقؑ کے گیا اور انکے پاس جانیکی اجازت چاہی انھوں نے مجھکو اجازت نہ دی اور کوفہ کی ایک قوم نے اذن اندر جانیکا طلب کیا تو ان کو ان حضرت نے اذن دیدیا میں بھی انکے ہمراہ اندر چلا گیا اور انکے پاس جا بیٹھا اور میں نے انکی خدمت میں گذارش کی کہ اے فرزند رسولخدا اگر آپ کوفہ کی طرف کسیکو روانہ کرکے منع کر بھیجتے تو خوب تھا وہاں کے آدمی اصحاب محمد کو برا کہتے ہیں اور میں ایکہزار آدمیوں سے زیادہ کو چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ صحابہ کو برا کہتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ وہ میرے کہنے کو نہ مانینگے میں نے کہا کہ وہ کون ہے کہ جو تیرے کہنے کو نہ مانے اور حال یہ ہے کہ تو فرزند رسولخدا کا ہے فرمایا ایک تو ہے کہ میں نے تجھکو گھر میں آنیکی اجازت نہیں دی تھی اور تو بے اجازت میرے گھر میں چلا آیا اور میں نے سنا ہے کہ تو قیاس کرتا ہے ابو حنیفہ کہتا ہے کہ میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں قیاس کرتا ہوں سو انھیں فرمایا کہ وائے تجھ پر اے نعمان پہلے جس نے قیاس کیا تھا وہ ابلیس تھا جس وقت کہ خدا نے اسکو سجدۂ آدم کے واسطے فرمایا تھا اور اس نے سجدہ سے انکار کیا اور کہا کہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اور فرمایا کہ اے نعمان کونسی چیز ان دو چیزوں میں سے زیادہ بزرگ ہے قتل یا زنا ابو حنیفہ نے کہا کہ قتل امام نے فرمایا کہ پس کسواسطے قتل میں دو گواہ ہیں اور زنا میں چار گواہ کیا تیرے قیاس میں یہ ہوسکتا ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کون زیادہ بزرگ ہے نماز یا روزہ ابو حنیفہ نے کہا کہ نماز امام نے فرمایا کہ کس واسطے حقتعالی نے واجب کی قضا روزہ ماہ رمضان کی حائضہ پر اور نماز کی قضا واجب نہ کی کیا یہ معنی تیرے قیاس میں آئے ابو حنیفہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کون زیادہ ضعیف ہے مرد یا عورت ابو حنیفہ نے کہا کہ عورت فرمایا امام نے کہ پس کس واسطے حقتعالی نے میراث میں مرد کے واسطے دو حصے مقرر کئے اور عورت کیواسطے ایک حصہ کیا یہ بات تیرے قیاس میں آتی ہے ابو حنیفہ نے کہا نہیں پھر امام نے فرمایا کہ کسواسطے خدا تعالی نے چور کے ہاتھ کاٹنے پر ایکدرم واجب کیا ہے اور بیگناہ کے ہاتھ کاٹنے پر پانچ ہزار درہم کیا یہ امر تیرے قیاس میں مگر نہ آ ہی ابو حنیفہ نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تو تفسیر کرتا ہے لفظ نعیم کی آیہ ولتسئلن یومئذ عن النعیم میں کہ یہ مراد نعیم سے آب سرد ہے روز گرم میں اور طعام لذیذ ابو حنیفہ نے کہا کہ ہاں امام نے فرمایا کہ اگر کوئی تجھکو بلائے اور کھانا مزے دار اور پاکیزہ کھلائے اور آب سرد پلائے

ع ٨ ٢٧

اور بعد اسکے تغیر اپنا احسان رکھی اسوقت تو اسکو کیا جانیگا ابو حنیفہ نے کہ میں اسکو بخیل جانوں گا امامؑ نے فرمایا کہ کیا خدا بخل کرتا ہے بندوں سے ابو حنیفہ کہتا ہے میں نے
پوچھا کہ پھر کیا مراد ہے نعیم سے فرمایا کہ دوستی ہم اہلبیت کی کہ اس سے سوال کرے گا خدائے تعالے قیامت کے روز سورۃ العصرؔ سورہ مکی ہے اور اسمیں تین آیتیں ہیں
اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی والعصر کو نوافل میں پڑھے حقتعالے قیامت کے روز اسکے منہ کو نورانی کرے گا اور دانتوں کو اسکے خنداں کرے گا اور آنکھوں کو
اسکی روشن اور خنک کرے گا اور اسیطرح اسکو بہشت میں لیجائیں گے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ قسم ہے زمانہ رسولخدا صلعم کی یا قسم ہے نماز عصر کی یا قسم ہے خدا کے
عصر کی اور جواب قسم کا یہ ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ تحقیق کہ آدمی البتہ بیچ خسارہ کے ہے بسبب صرف کرنے عمر کے دنیائے ناپایدار میں اور کوشش کرنے مطلوبات اعتبار
میں اور آخرت کا ذخیرہ کہ وہ طاعت اور عبادت خدا کی ہے اسکے جمع کرنے میں کوتاہی اور قصور کرتا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مگر جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور عمل کئے ہیں اُنھوں نے نیک کہ وہ آخرت کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اپنی عمروں کو خدا کی رضامندی میں صرف کرتے ہیں جو کہ وسیلہ ہمیشہ کی زندگی کا ہے اور بہشت میں داخل ہونیکا ہے
اور یہی ہے فائدہ عظیم انکی نجات کا اور دوری ہے انکو خسارہ اور نقصان سے وَتَوَاصَوْا اور وصیت کی ہے اُنھوں نے آپس میں بِالْحَقِّ ساتھ حق کے کہ وہ اعتقاد صحیح
اور عمل درست ہے اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت اور مشغول رہنا ذکر خدا میں وَتَوَاصَوْا اور وصیت کی ہے اُنھوں نے آپس میں بِالصَّبْرِ ساتھ صبر اور طاعتوں
کے مشقتیں اٹھانے پر اور گناہوں سے پرہیز کرنے پر اور ہر بلا اور مصیبت میں گرفتار ہونے پر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسان سے ابو جہل ہے یا ولید بن مغیرہ یا ابو الاشدین
کہ وہ کہتے تھے کہ محمد اور اسکے اصحاب خسارہ میں ہیں کہ اُنھوں باپ دادا کے دین کو ترک کیا ہے اور بتوں کی عبادت سے دستبردار ہوئے ہیں خدا نے فرمایا ہے کہ خسارہ میں
وہی لوگ ہیں کہ جو بتوں کو پوجتے ہیں نہ وہ کہ جو ایمان لائے ہیں اور عمل اُنھوں نے اچھے کئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ آدمی خسارہ میں ہے اور جو مدت
کہ اسپر گذرتی ہے عمر اسکی کم ہوتی ہے اور ضعف اسکا زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بوڑھا ہوتا ہے تو عمل اسکا ضائع ہوتا ہے مگر مومنین کہ بوڑھے ہوتے ہیں اور
قوت اسکی جاتی رہتی ہے تو وہی عمل کہ جو انکی جوانی اور قوت میں لکھتے ہیں وہی عمل انکے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے اس سورہ
کی تفسیر رسولخدا سے پوچھی فرمایا کہ قسم ہے آخر روز کی کہ ابو جہل خسارہ میں ہے مگر مومنین کہ اعمال نیک اُنھوں نے کئے ہیں یعنی اہلبیت میرے کہ وہ علی ابن ابیطالب اور انکی
آل اطہار اور انکی پیروی کرنے والے ہیں اور وصیت کی ہے اُنھوں نے اذیت پر صبر کرنے کی کہ جو آل محمد کے دشمنوں سے اُنپر پہنچے اور حضرت صادقؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے
کہ عصر سے مراد زمانہ ظاہر ہونے قائم علیہ السلام کا اور تحقیق انسان خسارہ میں ہے یعنی دشمن ہمارے مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں یعنی ہماری طرف رجوع کرنے
پر اور عمل کئے ہیں اُنھوں نے نیک یعنی برادران ایمانی کے یاری کی اُنھوں نے اور وصیت کی اُنھوں نے ساتھ حق کے یعنی ساتھ امامت کے اور وصیت کی ہے اُنھوں نے
ساتھ صبر کے اور وتواصوا بالصبر عطف خاص کا عام پر ہے سورۃ الھمزۃ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں نو آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ
ویل لکل ہمزۃ کو نماز فرض میں پڑھے درویشی اسکی دور ہو جاوے اور دروازہ روزی کا اسپر فراخ ہو اور موت بدسے بیخوف ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتے ہیں
کہ اخنس بن شریق ثقفی ولید بن مغیرہ کے روبرو رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت کرتا تھا اور ولید ملعون غیبت کو سنکر بہت خوش ہوتا تھا اور
خود بھی غیبت کرنیمیں اسکے شریک ہوتا تھا اور جس وقت رسولخدا ادہر کو گذرتے تو ہاتھ اور آنکھ سے اشارہ کرکے طعن کرتے اور دوسرے کافروں کے پاس ہر ایک بیٹھتا تو وہاں بھی غیبت
کرتا حقتعالے نے انکے حق میں فرمایا کہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۨ وائے ہے واسطے ہر غیبت کرنیوالے کی پوشیدگی میں طعن کرنیوالے کے منہ پر اور بعضے کہتے ہیں کہ ہمزہ سے مراد طعن کرنا ہے
منہ پر اور لمزہ سے مراد غیبت کرنی اور برا کہنا ہے پیچھے پشت کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ہمزہ سے طعن اور ضرب ہے ہاتھ پر اور لمزہ سے مراد طعن ہے زبان اور آنکھ سے
اور کہتے ہیں کہ ویل نام دوزخ کے طبقہ کا ہے اور یا نام ایک کنوئیں کا ہے دوزخ میں اور یا کلمہ عذاب کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت امیہ بن خلف کی شان میں
ہے کہ وہ ہمیشہ غیبت اور طعن رسول خدا پر کرتا تھا لیکن حکم اسکا عام ہے واسطے ہر غیبت اور طعن کرنیوالے مومن کے الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وہ شخص کہ جمع کیا اس
نے مال کو یہ بدل ہے کل سے اور صفت نہیں ہو سکتا ہے کہ صفت اور موصوف میں شرط ہے مطابقت کی معرفہ اور نکرہ ہونیمیں وَّعَدَّدَهٗ اور شمار کرتا ہے
وہ اس مال کو بار بار اسکی محبت کی جہت سے اور یا یہ کہ تیار کیا ہے اور سامان کرکے رکھا ہے اسکو آیندہ کے حادثوں اور دنیا کی ضرورتوں کے واسطے يَحْسَبُ اَنَّ
مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ گمان کرتا ہے وہ شخص کہ تحقیق مال اسکا ہمیشہ رکھے گا اسکو دنیا میں اور اس سبب سے اسکو بہت دوست رکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ اخنس کے

ع ۲۴

سورۂ ھمزہ

ع ۱۰ ۳۹

سورۃ الفیل

قصہ اصحاب فیل

پاس چار ہزار دینار سرخ کے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ دس ہزار تھے اور تعلق خاطر کا اُس سے بہت تھا اور اُن سے نہایت محبت رکھتا تھا اور بار بار گنتا تھا اور مال کے جمع کرنے میں مشغول تھا اور اس سبب سے کفر اور عناد اسکا زیادہ ہوتا تھا اور رسول خدا سے عداوت کرتا تھا اور آخر الامر تمام مال کو چھوڑ کر دوزخ کو روانہ ہوا اور ہمیشہ کو عذاب میں گرفتار ہوا اور اب خدا اُسکے اس گمان کے کرنے میں جھڑکی و توبیخ کرتا ہے کہ كَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو وہ گمان کرتا ہے مال کے سبب ہمیشہ رہنے کا اور یا کلا حقا کے معنی ہیں یعنی حقا کہ لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ البتہ ڈالا جاوے گا وہ بیچ حطمہ کے کہ وہ آگ ہے شکستہ کرنیوالی اور توڑنیوالی ہر چیز کی کہ اسمیں ڈالی جاوے اور یہ نام دوزخ کے ایک طبقہ کا ہے اور اسکی بزرگی کو اور ہیبت ڈرانیکے واسطے فرماتا ہے وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ کیا ہے حطمہ یعنی تو کیا جانے کہ وہ کیا ہے اور کیسا اسمیں عذاب ہے اور اب اسکو بیان کرتا ہے کہ وہ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ آگ خدا کی ہے روشن کی گئی کہ اپنے قہر اور غضب سے اسکو دہکایا ہے اور دوسرے کسی کا مقدور نہیں ہے کہ اس کو بجھا سکے الَّتِي وہ آگ کہ تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ چڑھ آتی ہے اوپر دلونکے اور غالب ہوکر دلوں میں شعلے مارتی ہے یعنی سب اعضا میں پہنچتی ہے ظاہر اور باطن میں دونوں میں اور سب اعضا کو گھیر لیتی ہے اور دلکی خصوصیت اس واسطے ہوئی ہے کہ مقام اعتقاد باطل کا وہی ہے اور درد دل کا سب اعضا کے درد سے زیادہ ہے یہانتک کہ دل کے درد والا زندہ نہیں رہتا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ پہلے باطن میں کافر کے آگ لگنی شروع ہوگی اور بعد اسکے اعضا ظاہری میں دوڑیگی اور تمام بدن کو اندر اور باہر سے سوختہ کریگی إِنَّهَا تحقیق کہ وہ آگ عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ اوپر ان کافروں کے دروازہ بند کیگئی ہے کہ ہرگز اس آگ سے نکلنے نہ پاویں اور وہ بند کیگئی ہے فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ بیچ ستونوں کھینچے گیوں لمبے کے جیسے کہ دروں پر ستونکو کھینچیں اور انکو مضبوط کردیں ایسے ہی آگ کو کافروں پر بند کریں اور استوار کردیں اور بعضے کہتے ہیں کہ آگ کے دروازوں کو کفار پر بند کرینگے اور آگ کی میخوں سے انکو مضبوط کرینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ پردے آگ کے اونپر ڈالے جاوینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ستونوں سے طوق ہیں آگ کے کہ طوق سے عذاب کئے جاویں گے وہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ کفار اور مشرکین مسلمانوں کے گنہگاروں کو کہ جو دوزخ میں ہونگے ملامت کرینگے اور طعن کر کے کہینگے کہ تمکو اسلام نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور عذاب دوزخ کو تم سے دفع نہ کیا اور ہم اور تم دونو اسوقت برابر ہیں پس رحمت خدائے تعالیٰ کی اسوقت جوش میں آوے گی اور ملائکہ کو حکم دیگا کہ تم انکی شفاعت کرو وہ موافق مشیت خدا کے انکی شفاعت کریں گے اور پھر انبیاء کو حکم دیگا کہ تم بھی اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کرو وہ بھی موافق مشیت خدا کے انکی شفاعت کریں گے پھر مومنین نیک کو حکم کریگا کہ تم مومنین گنہگاروں کی شفاعت کرو وہ بھی موافق مشیت خدا کے شفاعت کرینگے اور بعد اسکے فرماوے گا کہ میں ارحم الراحمین ہوں میری رحمت سے نکالو ان سب مومنین گنہگاروں کو پس وہ مثل ٹڈی کے اور چیونٹیوں کے مانند دوزخ سے باہر نکل کر بہشت میں داخل ہونگے اور بعد اسکے امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ پھر ستون آگ کے کھینچے جاوینگے اور دروازوں کو دوزخ کے کفار پر بند کردیں گے پس وہ ہمیشہ اسمیں بند رہینگے اور کبھی وہاں سے نکلنے نہ پاویں گے اور ابدالاباد عذاب میں گرفتار رہیں گے

سُورَةُ الْفِيلِ

سورہ مکی ہے اور اسمیں پانچ آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی فرائض میں الم ترکیف کو پڑھے فرشتے اور درخت اور حیوانات اور پہاڑ اور جو کچھ کہ عالم میں ہے اسکے واسطے گواہی دیوینگے کہ یہ نماز پڑھنے والوں میں سے ہے اور قیامت کے روز آواز کرنیوالا خدا کی جانب سے آواز کرے گا کہ تم گواہی دینے میں راستگو ہو اور میں نے اس کے مقدمہ میں تمہاری گواہی کو قبول کیا ہے پھر بندہ کو بہشت میں لیجاؤ اور حساب اسکا مت کرو کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے کہ میں جنکو دوست رکھتا ہوں لیکن اس سورہ کو نماز فرض میں پڑھے تو بعد اسکے لایلاف کو بھی پڑھے کہ یہ دونوں ایک سورہ کے قایم مقام ہیں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ اس سورہ میں قصہ اصحاب فیل کا ہے اور مختصر یہ ہے کہ ابرہہ بن صباح کہ بادشاہ حبشہ کا تھا اس نے قصد خانہ کعبہ کے ڈھانے کا کیا اور سبب اسکا یہ تھا کہ ذونواس یہودی کے عہد میں کہ بادشاہ حمیر کا تھا ایک جماعت نصرانیوں کا گذر وہاں ہوا اور سردار ان نصرانیوں کا عبد اللہ قاہر تھا حمیر کے یہودیوں نے انکو طرف دین یہود کے رغبت دلائی انھوں نے قبول نہ کیا بعض کو تو ان میں سے مار ڈالا اور بعض کو جلا دیا اور ایک شخص انمیں سے کہ اوس بن ذونواس نام رکھتا تھا اور گھوڑا بہت چالاک اسکے پاس تھا وہ بھاگ کر روم کے بادشاہ کے پاس گیا اور یہ قصہ بیان کیا اور ان سے بدلا لینے کو کہا روم کے بادشاہ نے کہا کہ یہاں سے یمن بہت دور ہے وہاں نہیں جا سکتا لیکن حبش کے بادشاہ کو خط لکھتا ہوں کہ وہ ہمارے دین پر ہے تاکہ تیری مدد کرے جس وقت بادشاہ حبشہ کے پاس بادشاہ روم کا خط پہنچا تو اس نے ایک کو کہ حبکار باط نام تھا اسکو مع لشکر عظیم کے یمن کی طرف روانہ کیا اور حکم کیا کہ تمامی یہودیوں کو قتل کر اور ملک تہامی کو خبر پاس پہنچی اور تہامی کو شہر سے باہر نکالا اور اس لشکر کو ہمراہ لیکر اس طرف کو گیا اور لڑائی شروع ہوئی لشکر ذونواس کا متفرق ہوگیا اور ذونواس بھاگ گیا اور لشکر نے اسکا پیچھا کیا

اور وہ دریا کے کنارہ پر پہنچکر اندر اسکے داخل ہوا اور ڈوب کر مر گیا اور بعضے آدمیوں کو اسکے مار ڈالا اور بعضوں کو آوارہ کیا اور یمن میں داخل ہوا اور اس حال کی کیفیت کو حبش کے بادشاہ کو لکھا اور ابرہہ کو کہ بادشاہ حبشہ کا تھا اسنے نجاشی کو لکھا کہ مع لشکر کے تو اسجگہ قیام کرنا اور بعد ایک مدت کے ابرہہ نے ریاط سے جھگڑا کیا اور ریاط کو مار ڈالا اور یہ خبر نجاشی کو پہنچی وہ غصہ ہوا اور ابرہہ کو کہا کہ تجھکو کسنے کہا تھا کہ تو نے ریاط کو مار ڈالا واللہ کہ ایک لشکر کو روانہ کروں کہ تیرے سر کو اور تیرے ملک کی خاک کو اپنے شہر میں لاویں ابرہہ نے جسوقت نجاشی کے خط کو پڑھا تو سر اپنا منڈایا اور بال سر کے ایک تھیلی میں رکھکر اور تھوڑی سی خاک یمن کی ڈالکر نجاشی کے پاس بھیجی اور لکھا کہ میں بندہ تیرا ہوں اور تیرے ملک کی نگہبانی کرتا ہوں نجاشی خوش ہو گیا اور اس ولایت کو اسکے سپرد کیا اور حبشہ کا اسکو بادشاہ کر دیا اسنے صنعا میں ایک عبادتخانہ بنایا اور اسکے در و دیوار کو سونے سے آراستہ اور جواہر سے جڑاؤ کیا اور قلیس اسکا نام رکھا اور نجاشی کو لکھا کہ میں نے تیرے نام سے ایک عبادتخانہ بنایا ہے اور لوگ مکہ کی زیارت کرتے ہیں اور امید ہے کہ لوگ خانۂ کعبہ کی زیارت چھوڑ دیں اور اسیطرف کو متوجہ ہوں نجاشی بہت خوش ہوا اور بنی کنانہ میں سے ایک شخص نے خدمت اس عبادتخانہ کی کرکے رتبہ اسکی مجاوری کا حاصل کیا اور یکشب اس عبادتخانہ کو نجاست سے آلودہ کر کے بھاگ گیا یہ خبر تمام یمن میں مشہور ہو گئی اور آدمی اسکے طواف کرنے سے متفرق ہو گئے ابرہہ یہ حال دیکھکر غصہ ہوا اور لشکر عظیم جمع کر کے ہاتھیوں کو ہمراہ لیا اور خانہ کعبہ کے ڈھانیکو اس لشکر کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا کہ ایک سفید ہاتھی کہ محمود اسکا نام تھا اور مثل پہاڑ کے وہ تھا اسکو اپنے ہمراہ لیا اور عرب کے جس شہر میں پہنچا تھا وہاں کے بادشاہ سے لڑائی کرتا تھا اور اس بادشاہ کو مغلوب کر کے اسکے شہر پر قبضہ کرتا تھا اور دو رئیس حمیر اور خثعم کے اسکے ہمراہ ہوگئے اور جس وقت طائف میں پہنچے تو مسعود بن معتب طائف کے باشندونکو ہمراہ لیکر باہر آیا اور کہا کہ ایک رہبر تیرے ہمراہ ہم کر دیں گے کہ تجھکو خانہ کعبہ پر پہنچاوے کہا کہ ایسا ہی کرنا چاہیے پس ابو رغال کو اسکے ہمراہ کیا اور مکہ کی منزل رہا تو وہ شخص مر گیا اور جہنم کو روانہ ہوا ابرہہ نے اپنے پاس سے ایک شخص کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ مکہ کو جاکر غارت کر وہ شخص وہاں پہنچا اور حرم کے گرد کے لوگوں کو لوٹ کر مال جمع کیا اور سات سو اونٹ عبدالمطلب کے گرفتار کیے اور ایک آدمی کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ میں خانہ کعبہ کے ڈھانیکو آیا ہوں اگر تو منع کرے گا تو میں تجھ سے لڑونگا عبدالمطلب نے کہلا بھیجا کہ میں وہاں آتا ہوں تجھکو جواب دونگا پس عبدالمطلب مع اولاد اور بیگانوں اور اشراف قوم کے اسکے پاس آئے حمیر کے بادشاہ نے ابرہہ سے کہا کہ اے بادشاہ عبدالمطلب سردار قریش کا ہے اور تمام عرب میں اسکا کوئی مثل بزرگی میں نہیں ہے اسکی حرمت کو نگاہ رکھنا اور جو جگہ کہ اسکے لائق ہے وہاں اسکو بٹھلانا یہ کہکر عبدالمطلب کے پاس گیا اور اُن سے ملاقات کر کے ان کو ابرہہ کے پاس لایا، اور ابرہہ نے جس وقت انکو دیکھا تو بہت ہیبت اور عظمت اسکی دل میں پڑ گئی اور اپنے تخت کے نیچے اترا اور اپنے برابر اپنے سے بلند زیادہ جگہ میں انکو بٹھلایا اور عبدالمطلب سے پوچھا کہ کس کام کیواسطے تم نے تکلیف کی ہے عبدالمطلب نے فرمایا کہ آدمی بادشاہ کے میرے سات سو اونٹ لے گئے ہیں انکو حکم ہو کہ وہ واپس کر دیں ابرہہ نے کہا کہ تعجب ہے اس شخص سے میں جو خانہ کعبہ کے ڈھانیکو آیا ہوں اور وہ اسکی سجدہ کی جگہ ہے اسکے مقدمہ میں تو کچھ گفتگو نہیں کرتا لیکن اپنے خارشتی اونٹونکو طلب کرتا ہے عبدالمطلب نے فرمایا کہ وہ میرا مال ہے اور میں اسکا مالک ہوں اسواسطے طلب کرتا ہوں اور اس گھر کا مالک اور ہے اسکو اختیار ہے چاہے اپنے گھر کو بچاوے چاہے نہ بچاوے ابرہہ نے اس کلام سے ہراساں ہوکر انکے اونٹونکو واپس کر دیا عبدالمطلب اپنے اونٹ لیکر پہاڑ کو روانہ کیے اور خود مکہ میں تشریف لائے اور قریش کے لوگوں سے کہا کہ پہاڑونکی غاروں میں جا چھپو تا کہ کوئی ضرر نہ دیکھو اور مسجد الحرام میں تشریف لائے اور خانہ کعبہ کے در کو پکڑ کر کہا کہ اے خدا اپنے گھر کی حمایت کر اور دشمنوں کے ہاتھوں سے اسکو نگاہ رکھ یہ کہکر باہر آئے اور اکیلے پوشیدہ ہو گئے اور ابرہہ بڑے بڑے ہاتھی ہمراہ لیکر خانہ کعبہ کیطرف اسکے ڈھانیکے واسطے روانہ ہوا اور نفیل جو بادشاہ خثعم کا تھا اسنے محمود ہاتھی کے کان میں کہا کہ اے محمود تو جانتا ہے کہ یہ کیا جگہ ہے یہ حرم خدا ہے ہرگز اسکے گرد نجانا اور نہیں تو ہلاک ہو جائیگا اور اسیواسطے کہا کہ وہ سردار سب ہاتھیونکا تھا اور سب سے بڑا تھا اور جدہر کو وہ جاتا ادہر کو سب ہاتھی جاتے تھے اور ہاتھیونکی روایت میں خلاف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہزار ہاتھی تھے کہتے ہیں کہ ہرچند فیلبان محمود کو انکس پر انکس مارتا تھا لیکن محمود قدم اپنا آگے کو نہیں بڑھاتا تھا اور سب ہاتھی اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور کوئی ادہر کو حرکت نہیں کرتا تھا اور وہ آفتاب کے نکلنے کا وقت تھا حقتعالے نے دریا کی جانب سے پرند جانور بھیجے مثل ابابیل کے اور ہر جانور کے پاس تین پتھر تھے مسور کے دانہ سے بڑے اور چنے کے دانہ سے چھوٹے ایک چونچ میں اور دو دونو پنجوں میں اور ہر آدمی کے سر پر ایک جانور ہو گیا جسکے سر پر مارتے تھے اسکی مقعد سے ہوکر باہر نکلتا تھا اور وہ آدمی اسی وقت ہلاک ہو جاتا تھا ابرہہ کا لشکر بھاگا اور وہ جانور انکے پیچھے جاتے تھے اور نفیل بن حبیب انپر نگاہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ

رہ گئے اور ابرہہ کے ایک درد پیدا ہوا کہ تمام انگلیاں ہاتھ اور پاؤں کی گر پڑیں اور صنعا میں پہنچا تو اسکا شکم اور سینہ سوج گیا اور پھر جہنم واصل ہوا اور مشہور یہ ہے کہ سب لشکر ہلاک ہوا اور ابرہہ تنہا باقی رہا اور حبشہ کو روانہ ہوا اور نجاشی کے دربار میں پہنچا تو ایک جانور اسکے سر پر بھی تھا ابرہہ نے نجاشی سے سب حال بیان کیا نجاشی نے تعجب کر کے پوچھا کہ کیسے جانور تھے ناگاہ ابرہہ کی نظر اس جانور پر جا پڑی کہا کہ ایک جانور انمیں سے یہ ہے اسی وقت اس جانور نے پتھر ابرہہ کے سر پر چھوڑا کہ وہ ہلاک ہو گیا اور یہ اسواسطے تھا کہ نجاشی قہر اور قوت خدا کو جانے اور کہتے ہیں کہ جس وقت انھوں نے مکہ کا قصد کیا تھا تو عبد المطلب اور ابو مسعود کوہ حرا پر تھے اور کہتے تھے کہ کیا تدبیر کرنی چاہیے عبد المطلب نے کہا کہ رائے میری یہ ہے کہ سو اونٹ قربانی کروں واسطے خانہ خدا کے اور ہر ایک کی گردن میں نعل عربی یعنی عربی جوتی لٹکاؤں اور انکو چھوڑ دوں شاید کہ لشکر ابرہہ کا ان میں سے کسیکو مار ڈالے اور خدا تعالیٰ اپنے گھر کی حرمت کے واسطے اسپر غضب میں ہو اور ایسا ہی کیا اور جس وقت وہ لشکر پہنچا تو پہلے انھوں نے ارادہ اونٹوں ہی کا کیا اور بعضے اونٹوں کے پاؤں کاٹ ڈالے حق تعالیٰ نے اس سبب سے انکو ہلاک کیا اور جس وقت رات ہوئی تو عبد المطلب اور ابو مسعود کوہ حرا پر تھے کسیکی آواز نہیں سنتے تھے اور لشکر کی آگ نہیں دیکھتے تھے بہت تعجب کیا اور صبح کو ترساں اور ہراساں پہاڑ کے نیچے اترے اور آہستہ آہستہ چلتے تھے جس وقت لشکر پر پہنچے تو سبکو مردہ پایا چاندی اور سونا اور جواہر انکا اٹھا لیا اور عبد المطلب نے ابو سعید کو کہا کہ ایک حصہ میرا اور ایک تیرا اور بعد اسکے اور آدمیوں کو خبر کی سب آئے اور اس لشکر کی لوٹ سے مکہ کے آدمی تونگر ہو گئے اور خدائے تعالیٰ کے شکر اور حمد میں مشغول ہوئے اور کہتے ہیں کہ قریش نے پہاڑ پر سے کسی آدمی کو دیکھنے کو بھیجا تھا اس نے دیکھا کہ دریا کی طرف سے گروہ گروہ جانور سیاہ اور سفید یا سبز اور یا مطلق سیاہ اور سبز گردن اور زرد چونچ چلے آتے ہیں اور انکی چونچ اور پنجوں میں کنکر کے ٹکڑے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ان پرندوں کے سونڈ بھی تھے اور درندوں کے سے سر تھے اور پنجہ انکا مثل پنجہ سگ کے تھا اور ایسے جانور کبھی کسی نے نہیں دیکھے تھے اور نہ کوئی دیکھیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ جسکے سر پر وہ پتھر مارتے تھے اس آدمی کے چیچک ظاہر ہوتی تھی اور پہلے پہل چیچک نکلنی شروع ہوئی ہے وہ انہیں کی چیچک تھی خدا تعالیٰ اپنے حبیب کو اس قصہ سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ کیا نہ دیکھا تو نے کہ کیونکر کیا پروردگار تیرے نے بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ساتھ صاحبوں ہاتھی کے کہ وہ ابرہہ اور اسکا لشکر تھا اور اس قصہ کو ہر چند کہ حضرت نے نہیں دیکھا تھا لیکن اسکی علامتیں دیکھی تھیں اور خبریں اسکی متواتر سنی تھیں سو یہ بمنزلہ دیکھنے کے تھا اسواسطے فرمایا کہ کیا دیکھا تو نے اور کہتے ہیں کہ یہ رویت علم کے معنی میں ہے یعنی کیا نہ جانا تو نے اور استفہام اسمیں تقریری ہے یعنی البتہ جانا ہے تو نے اور فیل سے مراد وہی محمود ہے اور یا سب ہاتھی مراد ہیں لیکن اسم جنس ہونیکی جہت سے سب ہو سکتے ہیں اگرچہ واحد کا صیغہ آیا ہے اَلَمْ یَجْعَلْ کیا نہیں کر دیا کَیْدَھُمْ مکر ان کے کو کہ وہ ارادہ رواج دینے اپنے عبادتخانہ اور ڈھا دینے خانہ کعبہ کا رکھتے تھے فِیْ تَضْلِیْلٍ بیچ گمراہی اور ضائع اور باطل کرنیکے اور باطل کیا انکے مکر کو اور پرندے بھیجکر اور انکو ہلاک کر ڈالا کہ وہ اپنے مکر کرنے نہ پائیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ اور بھیجا اوپر انکے کنارہ دریا ہند سے طَیْرًا پرندوں اَبَابِیْلَ ابابیل کو یعنی جماعت کو پرندوں کی بعضے کہتے ہیں کہ واحد اسکا ابالہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابول ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکا واحد نہیں ہے اور جمع کے معنی میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے پرندوں متفرق کو ابرہہ کے لشکر پر بھیجا کہ تَرْمِیْھِمْ پھینکتے تھے وہ پرندے اوپر انکے بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ پتھر کنکر سے کہ وہ مٹی پختہ کے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معرب سنگ گل کا ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ جانوروں نے غل مچایا اور وہ پتھر ڈالے حق تعالیٰ نے ایک سخت ہوا بھیجی اور اس نے نہایت قوت سے ان پتھروں کو انکے سروں پر مارا اور دوسری طرف سے باہر نکالدیا فَجَعَلَھُمْ پس کر دیا انکو پتھروں سے کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ مانند بھس کھائے ہوئے کے کہ ریزہ ریزہ ہو گیا ہو اور خاک میں ملکر برابر ہو گیا ہو اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کمال قدرت پر خدائے تعالیٰ کی اور حضرت صادقؑ کی روایت سے ثابت ہے کہ ابرہہ نے جو اس قدر تعظیم اور تکریم عبد المطلب کی کی تھی سبب اسکا یہ تھا کہ انکی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا اور ابرہہ کے پاس ایک فیل سفید تھا بہت بڑا اور اسکے دونو دانتوں میں جواہر جڑ دیتے تھے اور اس ہاتھی سے وہ سب بادشاہوں پر فخر کرتا تھا اور ابرہہ کے حکم سے اس ہاتھی کو طرح طرح کے زیور اور لباس میں آراستہ کر کے لائے اور اس نے عبد المطلب کو دیکھا تو سجدہ کیا اور اپنے بادشاہ کو کبھی سجدہ نہ کرتا تھا اور خدا کی قدرت سے بزبان فصیح گویا ہو کر اس نے کہا کہ اے نور سلام ہو تجھپر اے نور بہترین خلائق کے اور اے دادا بہترین انبیاء کے عزت اور شرف تیری ہمراہ ہے کہ تو ہرگز مغلوب نہوگا ابرہہ نے یہ عجیب حال دیکھا تو ڈرا اور گمان کیا کہ جادو ہے اور حکم کیا کہ اس ہاتھی کو یہاں سے لیجاؤ اور یہ وہی ہاتھی تھا کہ

ع ۵ ۳۰

جسکا نام محمود کہتے ہیں سورۃ القریش یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں پانچ آیتیں ہیں اور حضرت رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے حق تعالے اسکو بہ
شمار اس شخص کے کہ اسکو پڑھے اور بشمار اس شخص کے کہ جسنے طواف خانہ کعبہ کا کیا ہے اور اسکا اعتکاف کیا ہے دس نیکیاں دیگا اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
لایلاف قریش کو پڑھے خدا اسکو قیامت میں بہشت کے گھوڑے پر سوار کرے اور بہشت میں پہنچاے اور نور کے خوان پر اسکو بٹھلائے اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ
الم ترکیف اور لایلاف قریش یہ دونوں مل کر ایک سورت ہیں اور نماز واجب کی ایک رکعت میں ان دونو کو پڑھنا چاہیے نہ ایک سورۃ کو اور ابی بن کعب نے اپنے مصحف میں
ان دونو سورتونکو بدون فاصلہ بسم اللہ کے لکھا تھا اور عمرو بن میمون نے اس سے روایت کی ہے کہ میں نے نماز مغرب کو عمر بن خطاب کے پیچھے پڑھا تھا اور اس نے
پہلی رکعت میں والتین کو پڑھا اور دوسری رکعت میں الم ترکیف اور لایلاف کو دونو کو پڑھا اور ایک سورت ہونیکی طرف اشارہ بیضاوی میں بھی ہے اور اسمیں لکھا ہے
کہ لایلاف متعلق ہے پہلی سورت کے فجعلہم سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ واسطے الفت پکڑنے قریش کے اور کہتے ہیں کہ یہ متعلق فلیعبدوا کے ہے
کہ جو بعد اسکے آیگا اور متعلق ہے فجعلہم کے کہ پہلی سورت میں ہے اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ قریش کی تجارت کو واسطے دو سفر تھے موسم سرما میں تو یمن کو جاتے تھے اور
موسم گرما میں شام کو اور اہل یمن اور شام اور تمام آدمی انکو اہل حرم اور والا بیت اللہ کہتے تھے اور لوٹ اور غارت سے قریش امن میں تھے اور لوگ انکی بہت
عزت کرتے تھے خدا نے واسطے ثابت کرنے اس نعمت کے یہ سورہ نازل کیا اور جو شخص عرب میں سے اپنی نسبت میں نضر بن کنانہ کی طرف منسوب ہے وہ قریش ہے اور بعضے علما
کہتے ہیں کہ قریش لقب فہر بن مالک کا ہے کہ پوتا نضر کا تھا اور قریش لیا گیا ہے قرش سے اور قرش ایک بہت بڑی مچھلی دریا میں ہوتی ہے کہ وہ جہاز کے درپے ہوتی
ہے اور ہر چیز کو وہ کھاتی ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور کسی چیز سے وہ نہیں ڈرتی ہے مگر آگ سے اور معاویہ نے ابن عباس سے پوچھا تھا کہ مکہ والوں کو قریش
کس واسطے کہتے ہیں فرمایا کہ اسواسطے کہ یہ مشابہ اس جانور کے ہے کہ جو دریا میں ہے کہ خود کھاتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور ایسے ہی قریش ہیں کہ خود کھاتے
ہیں اور انکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور غالب ہیں وہ اور مغلوب کسی سے نہیں ہوتے اور تصغیر انکے لقب میں واسطے تعظیم کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قریش اس
قرش سے لیا گیا ہے کہ جو کسب کے معنی میں ہے اس واسطے کہ وہ تجارت کیا کرتے تھے اور شہروں میں واسطے سوداگری کے پھرا کرتے تھے اور جسوقت لایلاف متعلق فلیعبدوا
کے ہوا تو معنی اسکے یہ ہونگے کہ پس چاہیے کہ عبادت کریں وہ پروردگار اس گھر کو واسطے الفت پکڑنے قریش کے اِيْلٰفِهِمْ الفت پکڑنے انکی یہ بدل ہے پہلی ایلاف
سے یعنی واسطے الفت پکڑنے انکی کے رِحْلَةَ الشِّتَآءِ بیچ سفر جاڑے کے وَالصَّيْفِ اور گرمی کے اور رحلہ مفعول ایلاف کا ہے فَلْيَعْبُدُوْا پس چاہیے کہ پرستش
کریں وہ رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ پروردگار اس گھر کو کہ وہ کعبہ معظمہ ہے اور ابوجعفر نے لیلاف قریش الافہم پڑھا ہے اور ابن عامر نے لیلاف قریش ایلافہم پڑھا ہے
اور ابن خلیج نے لالیلاف قریش الفہم پڑھا ہے اور مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ نعمتیں خدا کی قریش پر بہت ہیں پس اگر وہ تمام نعمتوں کے عوض میں خدا کی پرستش نہیں
کرتے ہیں تو پس چاہیے کہ وہ پرستش کریں اسکی اس ظاہر نعمت کے عوض میں کہ انکو الفت دی سفر سرما اور گرما کی کہ یمن اور شام کو جاتے ہیں اور روزی کو اپنی پیدا کرتے ہیں
اور جو متعلق فجعلہم کے ہو جو کہ الم ترکیف میں ہے تو معنی اسکے یہ ہونگے کہ کر دیا خدا نے ان اصحاب فیل کو مانند بھس کھائی ہوئی کے واسطے الفت پکڑنے قریش کے اس مقام بزرگ سے اور سفر سرما اور گرما کے
واسطے طلب کرنے روزی کے کہ وہ بے دغدغہ جائیں اور انہیں عزت و اکرام ہو کہ کسیکا خوف نہیں اور بعضے لایلاف کو اعجبوا محذوف کے متعلق کرتے ہیں تعجب کرو تم واسطے الفت پکڑنے قریش کو سفر سرما اور گرما کو اور عبادت
کرنے انکو یعنی مقام تعجب ہے کہ میں انکو یہ نعمت اور جمعیت عطا کی ہے اور وہ میری پرستش کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہیں پس چاہیے کہ پرستش کریں وہ پروردگار اس گھر کے کو کہ
وہ خانہ کعبہ ہے الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ وہ پروردگار کہ کھانا دیا انکو اس نے ان دو سفر کے وسیلہ سے مِّنْ جُوْعٍ بھوک سے بعد اسکے کہ وہ شدت گرسنگی
میں اور فقر و فاقہ میں مبتلا تھے اور ان دو سفروں کے وسیلہ سے انکو گرسنگی سے خلاص کیا اور دولتمند کر دیا وَّاٰمَنَهُمْ اور امن دے انکو اس حرم محترم کے
طفیل سے مِّنْ خَوْفٍ ڈر سے اور خوف سے ان لوگوں سے کہ گرد مکہ کے ہیں اور طرف یمن اور شام میں کہ لوٹتے ہیں اور مار ڈالتے ہیں اور یا یہ کہ امن
دے انکو اصحاب فیل کے خوف سے اور تمام دشمنوں کے ہجوم کرنے سے اور یا یہ کہ امن دیا انکو وہاں خوف جذام سے کہ ہرگز انکو نہو اور بعضے کہتے ہیں کہ خاک
مکہ اور مدینہ کی جذام کو فائدہ کرتی ہے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ آمنہم من خوف سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو امن دیا اس سے کہ خلافت انکے غیر میں ہو
اور رسولخدا سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حق تعالے نے اسمعیل کے فرزندوں میں سے بزرگ کیا کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو اور قریش میں سے ہاشم

ع ۲۴ ۱۳۱

کو اور ہاشم کی اولاد میں سے مجھکو اور کہتے ہیں کہ پہلے جس نے کہ مکہ سے سفر کیا وہ ہاشم تھا اور وہاں سے اسباب تجارت لایا وہ ہاشم بن عبد مناف تھا اور بعد اسکے
قریش تجارت کرنے میں دلیر ہوگئے اور ہر شہر میں جانے لگے یہاں تک کہ نوکر اور [illegible] مالدار ہوگئے **سورۃ الارأیت** اور اس سورہ کو سورۃ الماعون
بھی کہتے ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بعض سورہ مکی ہے اور بعض مدنی ہے اور اسمیں سات آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد
باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ ارأیت کو فرض اور نفل میں پڑھے خدائے تعالیٰ اسکے روزہ کو قبول کرے اور جو کچھہ اس سے دنیا میں صادر ہوا ہے
اسکا حساب نہ کرے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَرَاَيْتَ** کیا دیکھا تو نے اے محمد اور جانا تو نے **الَّذِيْ يُكَذِّبُ** اس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے اور تکذیب کرتا ہے **بِالدِّيْنِ**
ساتھ روز جزا کے یا ساتھ دین اسلام کے اور یقین نہیں کرتا ہے اسکا باوجود ظاہر ہونے اسکی حقیقت کے اور کہتے ہیں کہ یہ سورہ نصف اول کافرونکی شان میں ہے
اور نصف آخر منافقونکی شان میں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ عاص بن وائل کی شان میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ کی شان میں ہے اور بعضے
ابوجہل اور قریش کی شان میں کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ تمام سورہ ایک منافق کی شان میں ہے اور ابن جریج سے روایت ہے کہ ابوسفیان دو
اونٹ ذبح کرتا تھا اور جس وقت کوئی یتیم آتا تو اسکے لاٹھی مارتا اور بعضے ابوجہل کو کہتے ہیں کہ وہ جو کسی یتیم کا وصی ہوتا تو وقت کھانے اور کپڑے کے اس کی خبر نہ
لیتا اور قیامت کو جھٹلاتا اسکی شان میں یہ سورہ نازل ہوا ہے **فَذٰلِكَ الَّذِيْ** پس وہ جھٹلانیوالا روز جزا کا یا دین اسلام کا وہ شخص ہے **يَدُعُّ الْيَتِيْمَ**
دفع کرتا ہے یتیم کو اپنے پاس سے سختی سے **وَلَا يَحُضُّ** اور نہیں حرص اور رغبت دلاتا ہے لوگوں کو **عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ** اوپر کھانے محتاج کے اپنے
پاس سے کھانا دیکر کہ لوگ اوسکو دیکھکر مسکین کو کھانا دیویں نہ خود دیتا ہے اور نہ لوگوں سے کہتا ہے کھانا دینے کے واسطے بسبب نہ اعتقاد رکھنے روز جزا کے یعنی علامت
جھٹلانے روز جزا کے باز رہنا امر خیر سے ہے کہ نہ رغبت ثواب کی ہے اور نہ خوف عذاب کا ہے اور اگر روز جزا کو سچ جانتا ثواب کی رغبت سے یا اس روز کے عذاب کے
خوف سے اعمال نیک کرتا اور یتیم کو دفع نکرتا اور مسکین کو کھانا دیتا اور جس وقت کہ روز جزا کو راست اور حق نہ جانا تو اسی واسطے نماز کے پڑھنے میں کہ وہ دین کے
ارکان میں سے ہے کاہلی اور سستی کرتا ہے اور اسی واسطے خدا فرماتا ہے کہ **فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ** پس وائے ہے اور سخت عذاب ہے واسطے ان نماز پڑھنے والوں کے
الَّذِيْنَ هُمْ وہ لوگ کہ وہ **عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ** نماز اپنی سے غافل ہیں اور بیخبر ہیں اور اسکی کچھہ توقیر نہیں کرتے ہیں چاہے پڑھے چاہے
نہ پڑھے اور اگر پڑھے تو بے عذر بسبب مشغول ہونے کار دنیا کے اول وقت میں نہ پڑھے بسبب نہ اعتقاد کرنے اسکے ثواب پڑھنے کے اور عذاب نہ پڑھنے کے اور حضرت
صادقؑ سے کسی نے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ کیا وہ وسوسہ شیطان کا ہے فرمایا کہ نہیں وہ تو سب کو پہنچتا ہے اور لیکن اس سے یہ مراد ہے کہ نماز سے غفلت کرے
اور چھوڑ دے اسکو اول وقت میں اسکو پڑھنے سے اور تنگ وقت میں اسکو پڑھے اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ وہ تاخیر نماز کی ہے اول وقت سے بدون
عذر کے اور امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ خدا نماز سے زیادہ کسی عمل کو دوست نہیں رکھتا ہے پس نہ غافل کرے تمکو نماز سے دنیا کے امور میں سے کوئی شے اسواسطے کہ
خدائے تعالیٰ نے مذمت کی ہے ایسے لوگونکی چنانچہ فرماتا ہے کہ الذین ہم عن صلوتہم ساہون یعنی غفلت کرنیوالے کہ انہوں نے سستی کی انکے وقتوں سے اور ابن عباس
سے روایت ہے کہ غفلت کرنے والے نماز سے کہ غرض نمازونکی تاخیر کرتے ہیں اُن کے وقتوں سے اور بسبب سستی اعتقاد کے اسکی تاخیر کو سہل جانتے ہیں اور اگر
نماز پڑھتے ہیں تو اسکی شرائط اور ارکان کا ملاحظہ نہیں کرتے ہیں اور سجدہ اچھی طرح نہیں کرتے ہیں اور اکثر مسلمان اس بلا میں گرفتار ہیں نعوذ باللہ من
ذالک اور دوسری روایت میں ابن عباس سے یہ مضمون منقول ہے کہ مراد ساہون سے یہ ہے کہ چاہے پڑھے نماز چاہے نہ پڑھے **الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ** وہ لوگ ہیں
وہ نماز میں غفلت کرنے والے کہ وہ ریا کرتے ہیں نماز میں اور لوگونکو دکھلانے کے واسطے نماز کو پڑھتے ہیں کہ لوگ انکی تعریف کریں اور اسواسطے پڑھتے ہیں کہ لوگ
انکو بے نمازی نہ جانیں اور ثواب کی رغبت سے اور عذاب کے خوف سے نماز نہیں پڑھتے ہیں اور نہ خدا کے راضی ہونیکے واسطے نماز پڑھتے ہیں اور یہ صفات منافقونکی
ہیں کہ دکھلانیکو مسلمانونکی خوف سے نماز پڑھتے ہیں اور جب تنہا ہوتے تھے تو نہیں پڑھتے تھے اور امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ مراد اس آیت سے منافقین ہیں جو
کہ نہیں امید رکھتے ہیں نماز کے پڑھنے سے ثواب کی اور نہیں خوف کرتے ہیں نہ پڑھنے کے عذاب سے پس وہ اسکے پڑھنے سے غافل ہیں یہاں تک کہ جاتا
رہے وقت اسکا پس جس وقت مومنین کے ہمراہ ہوتے ہیں تو نماز کو دکھلانیکے واسطے پڑھتے ہیں اور جس وقت اُن کے ہمراہ نہیں ہوتے تو نہیں پڑھتے

ایسا ہی حال اکثر مسلمانوں کا ہے کہ اول تو نماز کو پڑھتے ہی نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو نماز پڑھنے والوں کی ہمراہی میں نہ تنہائی میں اور بعضے ایسے ہیں کہ اگر نماز پڑھنے والوں کی ہمراہ
ہوتے ہیں تو دکھلانے کو نماز پڑھ لیتے ہیں اس خوف سے کہ ہمکو بے نمازی جانکر حقیر سمجھیں اور جو شخص عمداً بے عذر نماز نہیں پڑھتا ہے اور نماز کے نہ پڑھنے کو سہل
جانتا ہے اور اسکی کچھ پروا نہیں کرتا ہے وہ ہرگز مومنین میں داخل نہیں ہے جبتک کہ اپنی اس حرکت سے توبہ نہ کرے اور نماز پڑھنی شروع نہ کرے اور نماز کے
نہ پڑھنے کا سخت گناہ ہے یہانتک کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ نماز ستون دین کا ہے اور جس نے نماز کو نہ پڑھا اس نے اپنے دین کو ڈھا دیا اور جسنے ترک
کیا اسکے وقت کو داخل ہوگا ویل میں اور ویل ایک جنگل ہے دوزخ میں جیسا کہ خدائے تعالے نے سورہ ارایت الذی میں فرمایا ہے کہ فویل للمصلین
الذین ہم عن صلوٰتہم ساہون اور اسی واسطے دوسری حدیث میں نماز نہ پڑھنے کو کفر فرمایا ہے اور انہی لوگوں کی شان میں خدائیتعالے فرماتا ہے ویمنعون
الماعون ۵ اور منع کرتے ہیں وہ مال زکوٰۃ کو کہ دینا اسکا مثل نماز پڑھنے کے ہے اور مستحقوں کو وہ مال زکوٰۃ کا نہیں پہنچاتے ہیں اور امیر المومنین اور امام جعفر
صادق علیہما السلام اور قتادہ اور ضحاک سے یہی روایت ہے کہ مراد ماعون سے زکوٰۃ ہے اور ابن مسعود اور ابن عباس اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مراد ماعون سے
گھر میں برتنے کی چیزیں ہیں مثل آگ اور نمک اور دیگچی اور ایندھن اور پانی وغیرہ کے کہ آپس میں دیتے لیتے ہیں اگر کوئی مومن مانگے تو اسکو منع نکرے اور حضرت
صادق علیہ السلام کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کا دینا فرض ہے اور ان چیزوں کا دینا اگرچہ امر نیک ہے لیکن فرض نہیں ہے اور ابو بصیر نے امام علیہ السلام
سے پوچھا کہ ہم اپنے ہمسایہ میں سے کسی کو کوئی چیز برتنے کے واسطے دیتے ہیں تو وہ اسکا بگاڑ دیتے ہیں اور توڑ ڈالتے ہیں اس صورت میں اگر ہم نہ دیویں تو کچھ گناہ
ہے فرمایا کہ اگر یہ حال ہے تو نہ دینے میں کچھ گناہ نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ رسولخدا نے عائشہ سے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نمک کسی کو دیوے تو ایسا ہے کہ اس نے
ساٹھ درویش کو آزاد کیا ہو اور جس جگہ کہ پانی نہو کسی کو دیوے پانی تو ایسا ہو کہ اس نے مردہ کو زندہ کیا ہو اور ماعون لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس میں
فائدہ ہو اور قیمت میں وہ کم ہو سورۃ الکوثر یہ سورہ بعض کے نزدیک مکی ہے اور بعض کے نزدیک مدنی ہے اور اسمیں تین آیتیں ہیں اور حضرت صادق
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے فرض اور نفل میں حقتعالے اسکو قیامت کے روز حوض کوثر سے پانی دیگا اور طوبیٰ کے نیچے رسولخدا صلعم سے وہ
باتیں کریگا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہیں کہ رسولخدا کا فرزند کہ جسکا نام طاہر تھا اور خدیجہ کے شکم سے تھا وہ مر گیا تو کفار حضرت کو ابتر کہتے تھے
اور ابتر اسکو کہتے ہیں کہ جسکی اولاد باقی نرہے حضرت کو یہ سنکر بہت رنج ہوا خدا نے حضرت کی تسلی کے واسطے یہ سورۃ نازل کی انا اعطیناک الکوثر ۵
تحقیق ہمنے دیا ہے تجھکو کوثر اور کہتے ہیں کہ کوثر مبالغہ کا صیغہ ہے اور مراد اس سے بہت کثرت سے خیر ہے یعنی دی ہے تجھکو خیر بہت کثرت سے کہ وہ اولاد تیری
ہے فاطمہ سے اور وہ آئمہ طاہرین ہیں اور انکی اولاد ہے اور صیغہ ماضی کا اسکی تحقیق وقوع کی جہت سے آیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ کوثر ایک نہر ہے بہشت میں
اور یہی حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ نہر ہے بہشت میں حقتعالی نے رسولخدا کے فرزند کے عوض میں وہ نہر حضرت کو دی ہے اور ابن عباس
سے روایت ہے کہ سورہ انا اعطینا نازل ہوئی تو علی نے رسولخدا سے پوچھا کہ کیا ہے کوثر یا رسولخدا فرمایا کہ نہر ہے خدا نے وہ مجھکو بخشی ہے حضرت علی نے کہا
کہ وہ نہر بہت بزرگ ہے اسکی تعریف فرمانی چاہیے رسولخدا نے فرمایا کہ ہاں اے علی کوثر ایک نہر ہے کہ وہ جاری ہے خدا کے عرش کے نیچے پانی اسکا دودھ سے زیادہ
سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مسکہ سے زیادہ نرم ہے اور سنگریزے اسکے زبرجد اور یاقوت کے ہیں اور گھاس اسکی زعفران ہے اور مٹی اسکی مشک
ہے اور بعد اسکے حضرت علی کے پہلو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علی وہ نہر واسطے میرے اور واسطے تیرے اور تیرے دوستوں کے واسطے بعد میرے ہے اور ابن عباس سے اور انس
سے روایت ہے کہ ایکروز رسولخدا اپنے اصحاب کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگاہ اثر وحی کا ظاہر ہوا اور حضرت نے سر مبارک اپنا نیچے کو جھکایا اور بعد تھوڑی دیر
سر کو اٹھایا خوش ہو کر اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے آدمیو جانو تم کہ اسوقت خدا نے ایک سورت مجھپر نازل کی اور اس میں بہت نوازش
مجھپر فرمائی ہے اصحاب نے پوچھا کہ یا رسولخدا وہ کونسی سورت ہے حضرت نے یہ سورت انکے روبرو پڑھی اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے لوگوں
نے کہا کہ خدا اور رسول اسکا جانتا ہے فرمایا کہ ایک نہر ہے بہشت میں کہ خدا نے مجھسے وعدہ اسکا کیا ہے اور اسمیں بہت خیر ہے اور وہ دودھ سے
زیادہ سفید ہے اور مشک سے زیادہ اسمیں خوشبو ہے اور شہد سے زیادہ وہ شیریں ہے اور برف سے زیادہ سرد ہے اور مسکہ سے زیادہ نرم ہے اور شمار ستاروں

آسمان کے اسکے کنارہ پر قدح موتی اور مونگے اور لعل اور یاقوت کے رکھے ہوئے ہیں اور ریت اسکا یاقوت اور موتیوں کا ہے اور سدرۃ المنتہی کی جڑ سے یہ حوض
ہو نکلتی ہے اور طول اسکا مشرق سے مغرب تک ہے جو کوئی اسمیں سے پانی نوش کرے ہرگز تشنہ نہو اسکی مہری امیر اسکو حرام کرے گی اور ایک جماعت کو ان میں سے
مثل چوپایوں کی اس نہر پر سے ہانکینگے ہونگے اور وہ لوگ دمیان امت میری کے مثل شتران خارشتی کے ہونگے اور دمیان ان تونکے شوکت اور نیک صورت والے جس وقت
میں انکو نہر سے ہانکے گئے دیکھونگا تو کہونگا کہ انکو کہاں لیجاتے ہو یہ تو اصحاب میرے ہیں حضرت کو جواب ملیگا کہ تو نہیں جانتا ہے کہ انہوں نے بعد تیرے احداث کیا ہے اور
جس وقت سے کہ تو نے دنیا سے مفارقت کی ہے اسوقت سے یہ مرتد ہو گئے تھے اور یہ روایت انکے کوثر پر ہانکنے کی اور فرمانا رسولخدا کا کہ یہ تیرے اصحاب ہیں اور حضرت
کو جواب ملنا کہ تیرے بعد یہ مرتد ہو گئے تھے اور دین میں انہوں نے احداث کیا تھا یہ سب صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں اور جمع بین الصحیحین میں اور مسند احمد بن حنبل
وغیرہ کتب احادیث اہل سنت میں موجود ہے جو کوئی چاہے دیکھ لیوے اور یہ نہر خدائے تعالٰے نے رسولخدا صلعم کو عطا کی ہے اور ساقی اسکے امیر المومنین
علیہ السلام ہیں چنانچہ لقب حضرت کا ساقی کوثر مشہور ہے پس امیر المومنین اپنے دوستوں کو اس سے سیراب کرینگے اور دشمنوں کو اس سے محروم رکھینگے اور اصحاب رسولخدا کے ہانکنے
سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ دشمن علیؑ کے تھے جن لوگوں نے انکے حق غصب کئے ہیں اسواسطے بعد وفات رسولخدا کے سوا خلافت کے اور کیا احداث کیا کہ جسکے بگاڑنے اور احداث میں
مرتد ہو گئے اور خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ خدا تعالٰے فرماتا ہے کہ اے محمد ہمنے خیر کثیر تجھکو دی ہے دنیا اور آخرت میں اور تجھکو دنیا اور آخرت میں سرفراز کیا اور بہت سی
اور طرح طرح کی نعمتیں تجھکو دی ہیں فَصَلِّ پس نماز پڑھ تو لِرَبِّكَ واسطے پروردگار اپنے کے خالص اسکی رضامندی کے واسطے وَانْحَرْ اور قربانی کر
اور محتاجوں پر اسکا تصدق کر دے واسطے رضامندی خدا کے اور اسکی تفسیر میں کوئی تو کہتا ہے کہ نماز سے مراد نماز فجر ہے مزدلفہ میں اور قربانی کر منی میں اور
کوئی کہتا ہے کہ نماز سے مراد نماز عید قربان ہے نحر کے قرینہ سے۔ اور نحر سے مراد قربانی ہے بعد نماز کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں پہلے قربانی
کرتے تھے اور بعد اسکے نماز پڑھتے تھے حق تعالٰی نے فرمایا کہ پہلے نماز پڑھو اور بعد اسکے قربانی کرو اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد نحر سے رفع
یدین ہے یعنی وقت تکبیر کہنے کے نماز میں ہاتھوں کا کانوں تک اٹھا کر لیجانا اور حضرت صادقؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ پس نماز پڑھ تو اور ہاتھوں کو وقت
تکبیر کہنے کے اٹھا کر کانوں تک لیجا تو اور اسیطرح کی روایتیں اہلبیت علیہم السلام سے متعدد منقول ہیں اور مقاتل سے بھی یہی روایت ہے کہ وقت نماز پڑھنے
کے ہر تکبیر میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا تو اور حضرت علیؑ سے روایت کی ہے اور علیؑ نے رسولخدا سے روایت کی ہے اور حضرت علیؑ سے جو روایت کرتے ہیں کہ
فرمایا کہ نماز میں دست راست کو دست چپ پر رکھ تو سینہ کے اوپر یہ روایت موضوع ہے اور باطل اور دروغ ہے کہ سب اہلبیت کے مخالف ہے
اِنَّ شَانِئَكَ تحقیق کہ دشمن تیرا اے محمد هُوَ الْاَبْتَرُ وہی دم بریدہ اور منقطع ہے اپنی نسل سے کہ بعد اسکے کوئی باقی نہ رہا اور ایسا ہی ہوا کہ عاص
وغیرہ جو کہ حضرت کو ابتر کہتے تھے بعد انکے اولاد میں سے انکی کوئی باقی نہ رہا اور نہ انکا نام و نشان ہے اور انکو کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون تھے اور حضرت
کا ذکر بلند اور شہرہ قیامت تک رہیگا اور آخرت میں جو کہ مرتبہ حاصل ہوگا وہ بیان سے باہر ہے اور منقول ہے کہ رسول خدا مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور وہاں
عمرو بن عاص اور حکم بن عاص موجود تھے انہوں نے حضرت کو کہا کہ اے ابتر اور ایام جاہلیت میں جسکے فرزند نہیں ہوتا تھا اسکو ابتر کہتے تھے اور کہا کہ بیٹے محمد کو
عیب لگایا اور اس سے دشمنی کی ہے خدائے تعالٰے نے یہ سورہ نازل کیا اور فرمایا کہ دشمن تیرا وہی ابتر ہے کہ جس کے واسطے نہ دین ہے، نہ نسب ہے اور نہ
اسکی نسل ہے سورۃ الکافرون یہ سورہ مکی ہے اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور اسمیں چھ آیتیں ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی قل یا ایہا الکافرون
اور قل ہو اللہ احد کو نماز فرض میں پڑھے خدا اسکو اور اسکے ماں اور باپ اور اسکی اولاد کو بخشے اور اگر وہ شقی ہو تو اشقیا کے دفتر میں سے اسکے نام کو مٹا دے
اور سعدا اور نیکبختوں کے دفتر میں اسکا نام لکھے اور جبتک کہ وہ زندہ رہے سعید اور نیکبخت اور شہید مرے اور شہیدوں کے ساتھ اٹھے اور دوسری روایتمیں حضرت صادقؑ
نے فرمایا ہے کہ میرے باپ نے فرمایا کہ قل یا ایہا الکافرون چوتھائی قرآن ہے اور جسوقت کہ وہ اسکے پڑھنے سے فارغ ہوتے تو کہتے کہ اعبد اللہ وحدہ اور دوسری
روایتمیں فرمایا ہے کہ جسوقت تو اسکی تلاوت سے فارغ ہو تو کہہ کہ دینی الاسلام تین مرتبہ اور رسولخدا سے منقول ہے کہ وقت سونے کے لڑکوں کو یہ سورہ
پڑھوا دو کہ تاکہ کوئی چیز ان کو اذیت نہ پہنچاوے اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ اس سورہ میں توحید خالص ہے شیطان اس سے بہت بھاگتا

ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قُلۡ کہہ تو اے محمد کہ یٰۤاَیُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ اے کافرو مراد کافروں سے وہی جماعت ہے کہ کفار قریش کے مثل امیہ بن خلف اور ولید بن
مغیرہ اور عاص اور عقبہ بن ربیعہ کے اور سوا انکے جو لوگ کہ قریش میں سے رسولخدا پر اعتراض کرتے تھے اور الف لام اسمیں عہد خارجی کا ہے اور اس سے اشارہ طرف انھی لوگوں
ہی کے ہے اور کہتے ہیں کہ وہ کفار رسولخدا کو کہتے تھے کہ اے محمد پس چاہیے کہ ہم پرستش کریں جسکی کہ تو پرستش کرتا ہے اور تو پرستش کرے جسکی کہ ہم پرستش کرتے ہیں
اور ہم اور تو دونوں اس امر میں شریک ہو جائیں اگر ہم حق پر ہیں تو تو نے بھی اپنا حصہ اسمیں سے لیا اور اگر تو حق پر ہے تو ہمنے اپنا حصہ اسمیں سے لیا حق تعالے نے انکی رد میں یہ سورہ نازل
کیا اور خداے تعالے اپنے علم سے جانتا ہے کہ یہ آدمی آیندہ کو ایمان نہ لاوینگے اور حالت کفر پر مرینگے اس واسطے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ کہہ تو اے محمد اُن سے کہ اے
کافرو لَاۤ اَعۡبُدُ نہ پرستش کرونگا میں مَا تَعۡبُدُوۡنَ اس چیز کی پرستش کرتے ہو تم جسکی اب اور لا اعبد سے مراد زمانہ حال کا نہیں ہے بلکہ زمانہ استقبال کا مراد ہے
اس واسطے کہ لا نہیں داخل ہوتا ہے مضارع پر مگر زمانہ استقبال کے واسطے جیسے کہ ما نہیں داخل ہوتا ہے مضارع پر مگر حال کے واسطے وَلَاۤ اَنۡتُمۡ اور نہیں ہو تم ہرگز
عٰبِدُوۡنَ پرستش کرنے والے مَاۤ اَعۡبُدُ اس چیز کی کہ عبادت کرتا ہوں میں جسکی اب وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ اور نہیں ہوں میں پرستش کرنیوالا کبھی مَّا
عَبَدۡتُّمۡ اس چیز کی کہ پرستش کی ہے تمنے جسکی پہلے اس سے وَلَاۤ اَنۡتُمۡ اور نہیں ہو تم عٰبِدُوۡنَ پرستش کرنے والے کبھی مَاۤ اَعۡبُدُ اس چیز کی کہ پرستش
کرتا ہوں میں جسکی یعنی میری اور تمہاری زندگی میں تمنے میرے خدا کی پرستش کی ہے اور نہ کروگے اور نہ میںنے تمہارے خداؤنکی پرستش کی ہے اور نہ کرونگا
اور یہ مکرر لانا واسطے تاکید کے ہے جیسے کہ تبدی میں کہتے ہیں کہ ہاں ہاں اور نہیں نہیں اور منقول ہے کہ ابو شاکر دیصانی نے ابو جعفر احول سے سوال کیا تھا
کہ کیا حکیم ایسا کلام کرسکتا ہے کہ اپنے قول کو دو دو مرتبہ بیان کرے اور جو کچھ کہ پہلے کہے وہی دوبارہ بھی کہے اسکو جواب اسکا نہ بن پڑا وہ حضرت صادق کی پاس
آیا اور اُنسے پوچھا اُنھوں نے فرمایا کہ سبب اسکی تکرار کا یہ ہے کہ قریش نے رسولخدا سے کہا تھا کہ نعبد الٰهنا سنة وتعبد الٰهك سنة ونعبد الٰهنا سنة و
تعبد الٰهك سنة پرستش کرے تو معبودوں ہمارے کی ایک برس اور پرستش کرے تو معبود اپنے کی ایک برس اور پرستش کریں ہم معبودوں اپنے کی ایک برس اور پرستش
کریں ہم معبود تیرے کی ایک برس پس خدا تعالے نے مطابق اُنکے کلام کے فرمایا ہے اور مکرر یہ کلام نہیں ہے اور جس وقت کہ رسولخدا نے اس کلام کو تمام کیا تو فرمایا
کہ میں تمہاری ہدایت اور نجات کے واسطے آیا ہوں اور جس وقت کہ تم میرے کہنے کو قبول نہیں کرتے ہو تو لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ واسطے تمہارے دین تمہارا ہی کہ جس دین
پر تم ہو اس دین سے تم دستبردار نہوگے اور ہمیشہ اس شرک کے دین پر رہوگے وَلِىَ دِيۡنِ اور واسطے میرے دین میرا ہی کہ وہ توحید خدا کی ہے میں اسکو نہ چھوڑونگا
اور میں تمہاری نجات کے واسطے آیا ہوں اگر میرے کہنے کو نہیں مانتے ہو تو مجھکو میرے حال پر چھوڑدو اور شرک کی طرف مجھکو مت بلاؤ پس اسمیں اذن کفر کرنیکا
انکو نہیں ہے اور نہ جہاد کو منع کرتی ہے یہ آیت تا کہ منسوخ ہو جہاد کی آیت سے اور بعضے دین کو جزا اور حساب کے معنی میں کہتے ہیں یعنی واسطے جزا تمہارے اعمال کی
ہے اور کہتے ہیں کہ یہ سورہ نازل ہوا تو رسولخدا نے کفار کے روبرو اسکو پڑھا وہ سنکر حضرت سے مایوس ہوگئے اور حضرت کو اور اُن کے اصحاب کو آزار پہنچانے
لگے سُوۡرَةُ النَّصۡرِ سورہ مدنی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ اذا جاء نصر اللّٰہ کو فرائض
میں یا نوافل میں پڑھے خداے تعالے اسکو دشمنوں پر نصرت دیوے اور جس روز زندہ ہو کر اُٹھے تو اسکی قبر سے ایک نوشتہ باہر نکالے اور اسکو دیوے اور اسمیں
لکھا ہو کہ اسکو امان ہے دوزخ سے اور اسکی آگ سے اور حقتعالے اس نوشتہ کو گویا کرے کہ جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسکے روبرو پڑھے اور قیامت کے روز وہ کسی چیز
پر نہ گذرے مگر کہ وہ خوشخبری دے اسکو طرح طرح کی نعمتوں بہشت کی یہاں تک کہ جنت عدن میں قرار پکڑے اور ہمیشہ کی بہشت میں رہے بِسۡمِ اللّٰهِ
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ جس وقت کہ آئی نصرت خدا کی اور مدد کرنا اسکا کہ وہ غالب کرتا ہے قریش پر اور تمام عرب پر وَالۡفَتۡحُ
اور آئی فتح مکہ اور مطلق فتح مراد لیتے ہیں مسلمانوں کی مکہ پر اور دوسرے شہروں پر وَرَاَيۡتَ النَّاسَ اور جس وقت دیکھے تو آدمیوں کو کہ يَدۡخُلُوۡنَ داخل
ہوتے ہیں وہ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ بیچ دین خدا کے کہ وہ اسلام ہے اَفۡوَاجًا گروہ گروہ یہ حال واقع ہوا ہے اور بعد نازل ہونے اس سورہ کے اکثر
جماعتیں عرب کی اسلام میں داخل ہوئیں مکہ والے اور طائف والے اور یمن کے آدمی اور ہوازن کی باشندے اور بنی اسد اور بنی المرة اور بنی الکلاب سوا انکے پس حق سبحانہ
تعالے فرماتا ہے کہ جس وقت جانے تو کہ آدمی داخل ہوتے ہیں دین اسلام میں گروہ گروہ تو فَسَبِّحۡ پس تسبیح کر تو کہ نزدیک کی گئی ہو وہ بِحَمۡدِ

ع ۲

سورۃ النصر

بِحَمْدِ رَبِّكَ ساتھ تعریف پروردگار تیرے کے انکی نعمت کے شکر میں وعدہ کے راست ہونے پر وَاسْتَغْفِرْهُ اور بخشش چاہ تو اس سے اور مراد بخشش چاہنے سے عاجزی اور انکساری کرنی ہے خدا کی آگے نہ گناہ کا بخشوانا اسواسطے کہ وہ حضرت گناہوں سے پاک تھے اور یا مراد اس سے امت کی گناہوں کی بخشش کا طلب کرنا ہے اور اسی واسطے حضرت سے منقول ہے کہ میں روز سو بار استغفار کرتا ہوں سو مراد اس سے امت کی گناہوں کا استغفار ہے پس لئے کہ خدا فرماتا ہے کہ استغفار کر تو اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا تحقیق کہ وہ خدا توبہ قبول کرنیوالا ہے اس شخص کا کہ جو توبہ اور استغفار کرے اور بلند کرنیوالا ہے انکی درجوں کا اور حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ بعد نازل ہونے اس سورہ کے رسول خدا اٹھتے اور بیٹھتے اور جاتے اور آتے اور سوتے اور بیدار ہوتے کہتے کہ سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ واتوب الیہ ہمنے حضرت سے اس تسبیح کے پڑھنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے اور بعد اسکے یہ سورہ تلاوت فرمایا پس معلوم ہوا کہ وہ حضرت موافق حکم کے استغفار کرتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پہلے سب سے اقرا نازل ہوئی ہے اور بعد سب سورتوں کے اذا جاء نصر اللہ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ حجۃ الوداع میں نازل ہوا ہے جس وقت کہ حضرت منی میں تھے اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے نازل ہوا ہے اور قصہ فتح مکہ کا بروایت محمد بن اسحاق وغیرہ اس طرح سے ہے کہ جس وقت رسول خدا نے سال حدیبیہ میں قریش سے صلح کی اس شرط پر کہ اگر کوئی قریش میں سے رسول خدا کے عہد میں آئے تو قریش اسپر اعتراض نکریں اور اگر کوئی رسول خدا کے پاس سے قریش کے عہد میں جائے تو رسول خدا اسپر تنگی نہ کریں پس بنی خزاعہ رسول خدا کے عہد میں آئے اور بنی بکر عہد میں قریش کے اور بعد اسکے درمیان ان دونوں قبیلوں کے فتنہ عظیم پیدا ہوا کئی دعوونکی جہت سے کہ بنی بکر بیچ خزاعہ پر کرتے تھے اور جس وقت قریش نے دیکھا کہ بنی بکر عہد میں آئے ہیں تو قریش نے مدد انکی کی اور بنی خزاعہ پر شبخون مارا اور ایک مرد کو ان میں سے مار ڈالا اور یہ لڑائی حرم کے باہر تھی اور بنی بکر کے مدد کرنیوالوں میں سے عکرمہ بن ابی جہل تھا اور سہیل بن عمرو تھا اور صفوان بن امیہ تھا اور سوائے انکی بہت آدمی تھے اور بنی خزاعہ پناہ لائے اور نوفل نے بنی بکر سے کہا کہ حرم میں جاکر اپنا بدلا بنی خزاعہ سے لو اور ملاحظہ حرم کی حرمت کا مت کرو کہ حرم میں اس سے زیادہ بدکام کرتے ہیں مثل دزدی وغیرہ کے اور بنی خزاعہ پناہ بدیل بن ورقہ کے مکان میں لے گئے اور بدیل قوم کا سردار تھا اس نے باہر آکر کہا کہ اے قوم یہ وہی عہد ہے کہ تمنے محمد کے ساتھ کیا تھا اور اب اسکو توڑ ڈالا اور حرم کی تمنے بیقدری کی اور اگر حرمت حرم خدا کی نہوتی تو میں تمکو ہلاک کرتا اور ایک مرد عمرو بن سالم خزاعی کو مدینہ کو اسی وقت روانہ کیا اور جس وقت وہ مدینہ میں پہنچا تو رسول خدا مع اصحاب مسجد میں بیٹھے تھے اسنے مسجد میں جاکر حضرت سے سب حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اے عمرو تو اندیشہ مت کر کہ میں تمہارا عوض ان سے لونگا کہ نصرت خدا کی بہت نزدیک ہے یہ فرماکر میمونہ خاتون کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ پانی حاضر کر میمونہ پانی لائی اور حضرت اس پانی سے غسل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نصرت نہ دیا جاؤں اگر بنی کعب کو نصرت نہ دوں میں بنی کعب قوم عمرو بن سالم کی تھی اور بدیل بن ورقہ بعد روانہ کرنے عمرو کے مع بنی خزاعہ خود مدینہ کو روانہ ہوا اور مدد کرنی قریش کی بنی بکر کو اور بنی بکر کی قریش کو اور توڑنا عہد قریش کا سب حضرت سے عرض کیا حضرت نے اسکا بہت اعزاز اور اکرام کیا اور فرمایا کہ تم جاؤ میں بھی تمہارے پیچھے آتا ہوں بدیل مکہ کو واپس چلا گیا اور حضرت نے فرمایا کہ ابوسفیان عہد کے جدید کرنیکے واسطے آئیگا اور راہ میں بدیل سے ملاقات کریگا اور ایسا ہی ہوا کہ قریش نے ابوسفیان سے کہا کہ تو محمد کے پاس عہد بنا کرنیکے واسطے جا ابوسفیان مدینہ کو روانہ ہوا اور عسفان میں بدیل سے ملاقات ہوئی بدیل سے پوچھا کہ کہاں سے آتا ہے کہا کہ اپنے اونٹونکو دیکھنے کو آیا تھا ابوسفیان مدینہ میں حضرت کے پاس پہنچا اور کہا کہ اے محمد اپنی قوم کے خون کی حفاظت کر اور قریش کو امان دے اور صلح کی مدت تمام کر حضرت نے فرمایا کہ عہد کو تمنے توڑ ڈالا اور اب تو عذر کرنے آیا ہے کہا کہ ہم صلح پر ہیں عہد کو ہمنے نہیں توڑا ہے اور بعد اسکے اسنے ہر چند عذر کئے لیکن حضرت نے کچھ جواب نہ دیا وہاں سے اٹھکر اپنی دختر ام حبیبہ زوجہ رسول خدا کے پاس آیا کہ وہ رسول خدا سے سفارش کرے اور پاؤں اپنا اسکے بستر پر رکھنا چاہا ام حبیبہ نے اٹھکر بستر کو لپیٹ لیا ابوسفیان نے اس سے پوچھا کہ اے بیٹی میری تو نے بستر کو کسواسطے لپیٹ لیا کہا کہ یہ بستر پیغمبر کا ہے اور تو مشرک اور نجس ہے جائز نہیں ہے کہ تیرا بدن نجس اسکو مس کرے ابوسفیان وہاں سے مایوس ہوکر حضرت علی کے پاس آیا اور کہا کہ اے پسر ابو طالب میرے مقدمہ میں کچھ تدبیر کر فرمایا کہ تیرے فائدہ کا امر میں کچھ نہیں جانتا اور تو بہتر قریش کا ہے پس تو خود مسجد کے دروازہ پر جا اور قریش کو راہی دلوا اور حمایت انکی کر ابوسفیان مسجد کے دروازہ پر آیا اور کہا کہ اے لوگو میں قریش کی حمایت کو آیا ہوں کسی نے جواب نہ دیا اور نہ رسول خدا نے انکی طرف توجہ کی ابوسفیان مایوس ہوکر مکہ کو روانہ ہوا تاکہ قریش کو خبر کرے اور مکہ میں جاکر قریش کو خبر کی اور رسول خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ مستعد جہاد کے رہو کہ مکہ کا سفر درپیش ہے اور دونوں ہاتھ اٹھاکر دعا کی کہ خداوندا ہمارے روانہ ہونیکی قریش کو خبر مت کرنا اور بعد اسکے اصحاب سے فرمایا کہ اس حال کو لوگونسے پوشیدہ رکھو اور حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو پیغمبر خدا کے روانہ ہونیکا خط لکھا اور حضرت کی روانگی سے انکو خبر دی جبرئیل نے نازل ہوکر رسول خدا کو انکی خبر دینے سے مطلع کیا

حضرت نے علیؑ ابن ابیطالب کو جلدی روانہ کیا وہ اس عورت کے پاس راہ میں مکہ کے پہنچے جو کہ خط لیگئی تھی اور وہ خط اس عورت سے لیا اور تفصیل اسکی سورۂ ممتحنہ
میں گذر گئی ہے اور رسولخداؐ دسہزار آدمی ہمراہ لیکر مکہ کو روانہ ہوئے اور یہ قصہ دسویں شوال آٹھویں سال ہجرت کا ہے ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن امیہ راہ میں منزل نیق
العقاب میں آنحضرتؐ سے ملے اور درخواست کی کہ رسولخدا سے ملاقات کریں حضرتؐ نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ بسبب ان آزاروں اور ظلموں کے جو میں نے ان سے دیکھے ہیں انسے ملاقات
نہیں کر سکتا ابوسفیانؓ نے یہ حال سنا اور اسکے ہمراہ ایک لڑکا تھا کہا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کر صحرا کو چلا جاؤں گا اور ہم دونو بھوک کے وہیں مر جائینگے اور یا یہ کہ پیغمبرؐ سے ملاقات کرے جب
حضرتؐ کو پہنچی حضرتؐ نے اسپر رحم کرکے انکو اپنے پاس بلایا انھوں نے اسلام کو قبول کیا اور حضرت وہاں سے کوچ کرکے منزل ظہران پر پہنچے اور خبر پیغمبر خدا کے آنیکی قریش پر پوشیدہ
تھی اسواسطے کہ کوئی مدینہ سے نہیں آتا تھا کہ آپکے دریافت کریں اور رسولخداؐ کی طرف سے بہت خوف رکھتے تھے ابوسفیان بن حرب جو کہ مدینہ سے مایوس ہو کر آیا تھا اور حکیم
بن حزام اور بدیل بن ورقہ خبر کے دریافت کرنیکو مکہ سے باہر نکلے اور عباس کہتے ہیں کہ میں اس اندیشہ میں تھا کہ اگر رسولخداؐ اس لشکر سے مکہ میں تشریف لائیں تو قریش کا نام و نشان
باقی نہ رہے گا اس شب کو کہ رسولخداؐ منزل ظہران میں آئے اپنے اونٹ پر میں سوار ہو کر اراک میں آیا اس ارادہ سے کہ اگر کوئی لکڑہارا یا گھسیارہ مکہ کو دودھ لیجانیوالا ملے تو اسکو کہوں
کہ قریش کو خبر کرے تاکہ باہر نکل کر رسولخداؐ سے امان چاہیں میں اس حدود میں پھرتا تھا کہ ناگاہ آواز ابوسفیان بن حرب کی میرے کان میں پہنچی اور حضرت کے لشکر کی آگ جو انھوں
نے دور سے دیکھی تو کہا یہ کیسی آگ ہے بدیل نے کہا کہ بنی خزاعہ کی آگ ہے ابوسفیانؓ نے کہا کہ یہ آگ اس سے زیادہ ہے اور بدیل جانتا تھا کہ لشکر رسولخداؐ کا آتا ہے اور یہ اسکی آگ ہے لیکن
اسنے ظاہر نکیا اور عباس کہتے ہیں کہ میں نے انکی آواز سنکر کہا کہ اے ابوسفیان انہوں نے سنکر کہا کہ تو ابو الفضل عباس ہے کہا کہ ہاں ابوسفیان نے کہا کہ باپ اور ماں میری
تجھپر فدا ہوں یہ کون ہے جسکا لشکر تمہارے آگے ہے میں نے کہا کہ رسولخداؐ ہیں بہت لشکر لیکر کہ دسہزار آدمی ہیں اور تمکو انکی مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ابوسفیان نے کہا اے
ابو الفضل تو اس مقدمہ میں کیا صلاح ہمارے واسطے دیکھتا ہے کہا کہ صلاح یہ ہے کہ تو میرے اونٹ کے پیچھے سوار ہو اور رسولخداؐ کے پاس چل کہ میں تیرے واسطے آپسے امان طلب
کروں اور جو نہیں تو وہ تجھپر فتح پاکر تیری گردن کو جدا کریگا عباس کہتے ہیں کہ وہ میرے پیچھے سوار ہوا اور میں اسکو لشکر کے درمیان لایا اور جس آگ پر میں گزرتا تھا وہ کہتا تھا کہ یہ رسولخداؐ
کا چچا ہے اور جس وقت عمر خطاب کی آگ پر پہنچے تو عمر نے ابوسفیان کی آواز کو پہچانا اور کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ ہمارے قبضہ میں یہ آیا بدون عہد اور عقد کے اور رسولخداؐ کو خبر کرنیکو
روانہ ہوا اور میں اونٹ دوڑا کر اس سے بڑھ گیا اور بعد میرے وہ بھی آیا اور کہا کہ یا رسولخداؐ یہ ابوسفیان ہے دشمن خدا کا حکم فرمائیے کہ میں اسکو گردن ماروں میں نے کہا کہ یا رسولخداؐ
ابوسفیان کو امان دی کہ میں اسکو لایا ہوں اور ابن خطاب نے اسکے قتل میں مبالغہ کیا میں نے کہا کہ اے عمر یہ مرد ہے عبد مناف میں سے اگر بنی عدی میں سے ہوتا تو میں اسمیں کچھ مضائقہ
نکرتا رسولخداؐ نے فرمایا کہ میں نے اسکو امان دی کل کو وہ میرے پاس لے آئے دوسرے روز میں اسکو رسولخداؐ کے پاس لے گیا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان وائے تجھپر کہ کیا ابتک
وہ وقت نہیں آیا ہے کہ یقین کرے تو کوئی معبود نہیں ہے سوائے اس خدائے پاک کے کہا کہ ماں اور باپ میرے تجھپر فدا ہوں میں تو بدر اور احد کے روز ہی جانتا تھا کہ اگر دوسرا
خدا ہوتا تو وہ ہماری فریاد کو پہنچتا حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو مجھکو پیغمبر اور بھیجا ہوا خدا کا جانے کہا کہ اس امر میں مجھکو تردد ہے میں نے کہا کہ گواہی حق
ہونیکی دے پہلے اس سے کہ تجھکو گردن ماریں کہا کہ اس مقدمہ میں مجھکو دو ماہ کی مہلت دو حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے چار ماہ کی مہلت تجھکو دی اور مجھکو فرمایا کہ اسکو لشکر کی گذرگاہ
میں ٹھہرا تاکہ آدمی جانیں کہ اسکو امان ہے، میں نے کہا کہ یا رسولخداؐ تم جانتے ہو کہ یہ مرد فخر اور عزت کو بہت دوست رکھتا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی اسکے گھر میں جائے
اسکو امان ہے اور جو کوئی مسجد الحرام میں جائے اسکو امان ہے اور جو کوئی اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے اسکو امان ہے اور میں نے ابوسفیان کو گزرگاہ تنگ پر
بٹھلا دیا اور لشکر اسپر گزرتا تو پوچھتا کہ یہ کون ہیں جس وقت رسولخدا بڑے دبدبہ اور حشمت اور جلال سے تشریف لائے اور ہمراہ حضرت کے مہاجرین اور انصار تھے
کہ سب لوہے میں غرق ہو رہے تھے اور عجب شان اور شوکت سے آتے تھے کہ مثل انکی کبھی کسی کو نہ دیکھا تھا انکو پوچھا تو میں نے کہا کہ یہ رسولخداؐ ہیں یہ سنکر کہا کہ اے ابو
الفضل تیرے بھتیجے کی بڑی بادشاہی ہے میں نے کہا کہ یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ یہ دبدبہ اور شان اور شوکت نبوت کی ہے اور سب مکہ کو روانہ ہوئے اور حضرت نے فرمایا
کہ نشان میرا حجون میں کہ وہ زیادہ بلند جگہ مکہ میں ہے گاڑ دو اور اس سے آگے مت بڑھو یہانتک کہ میں وہاں پہنچوں اور فرمایا کہ کسی سے جنگ مت کرو اور اگر تم سے کوئی
لڑے تو تم بھی اس سے لڑو اور چار آدمیوں کے قتل کا حکم دیا عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح اور حویرث اور عبداللہ بن خطل اور مقیس بن صبابہ کا اور دو عورتوں
گانیوالیوں کے قتل کا حکم دیا کہ وہ رسولخداؐ کی ہجو اور مذمت گایا کرتی تھیں اور فرمایا کہ ان چھ آدمیوں کو قتل کرو اگرچہ انھوں نے کعبہ کے ستون کو جا پکڑا ہو پس امیر المومنینؑ

نے حویرث کو اور ایک عورت کو ان دونوں میں سے قتل کیا اور ایک عورت بھاگ گئی اور مقیس کو بازار میں قتل کیا اور ابن خطل کو جو کعبہ کے پردوں سے لپٹ رہا تھا سعید بن حارث اور
عمار یاسر نے اسکو قتل کیا اور امیر المومنین نشان کو اٹھا کر اپنی بہن ام ہانی بنت ابیطالب کے گھر روانہ ہوئے اور کفار نے اس مکان میں پناہ لی تھی اور حضرت علی اپنا منہ چھپائے ہوئے تھے اور خود
سر پر رکھے ہوئے تھے آواز دی کہ جو کوئی دشمن خدا کا اس گھر میں ہے وہ باہر آئے اور ام ہانی نے اپنے بھائی علی کو نہ پہچانا اور کہا کہ اے بندہ خدا میں ام ہانی ابوطالب کی بیٹی ہوں اور رسول خدا کی بہن
میری حرمت کو نگاہ رکھنا امیر المومنین نے فرمایا کہ دشمنان خدا کو اپنے گھر سے باہر کر ام ہانی نے کہا کہ بخدا تیری شکایت پیغمبر سے کروں گی امیر المومنین نے خود اپنے سر سے اتارا ام ہانی
نے اپنے بھائی کو پہچانا تو دوڑی اور رکاب کو حضرت علی کے بوسہ دیا اور کہا کہ اے علی میں نے قسم کھائی ہے کہ تیری شکایت رسول خدا سے کروں امیر المومنین نے فرمایا کہ جو کرنا چاہتی ہے کر
جی چاہے میری شکایت کر ام ہانی فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا کو دیکھا کہ خیمہ میں غسل کرتے ہیں کہ جا کے واسطے بیٹھ جا کر کہا کہ یا رسول خدا کیا کیا دیکھا میں نے آج علی سے حضرت فاطمہ نے
فرمایا کہ اے ام ہانی تجھکو شرم نہیں آتی ہے کہ تو علی کی شکایت رسول خدا کے سامنے کرتی ہے اس واسطے کہ وہ دشمنان خدا کو سزا پہنچاتا تھا رسول خدا یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ
جو لوگ کہ تیرے گھر میں ہیں اور تیری حمایت میں ہیں میری حمایت میں ہیں اس سبب سے کہ تو بہن علی کی ہے اور یہ سب علی کو تیغ کے واسطے حاصل ہے اور بعد اسکے رسول خدا مکہ میں تشریف لائے اور تحقیق قریش
کے اس گمان سے کہ محمد ہم سے لڑے گا اور ہمکو قتل کریگا سب خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور وہ حضرت مسجد الحرام میں تشریف لائے اور کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ لا الہ الا اللہ
وحدہ وحدہ وانجز وعدہ وہزم الاحزاب وحدہ یعنی نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے مگر وہ خدائے حق کہ تنہا ہے وہ اور وفا کیا اس نے وعدہ اپنے کو اور نصرت کی بندہ اپنے
کی اور شکست دی اس نے گروہوں کفار کو اور بعد اسکے فرمایا کہ جانو تم اے لوگو کہ ہر مال اور ثروت اور خون کہ ثابت کا دعوے کرتے ہیں آدمی وہ سب آج میرے زیر قدم ہیں مگر خدمت
کعبہ کی اور سیراب کرنا حاجیوں کا وہ اسکے اہل کی طرف پھیرا گیا ہے اور جانو تم کہ مکہ قتل اور غارت اور شکار حرام کیا گیا ہے خدا کے حرام کرنے سے اور حلال نہیں ہوا کسی کو پہلے
مجھ سے تھا اور حلال نہیں ہے مجھ پر مگر ایک ساعت اور بعد اسکے حرام ہے قیامت تک اور گھاس اسکی نہ اکھاڑیں اور درخت اسکا نہ کاٹیں اور نہ اکھاڑیں اور شکار اسکا نہ کریں اور گری
ہوئی چیز کو اس میں سے نہ اٹھائیں مگر جسوقت کہ اسکے مالک کو تلاش کریں اور جانو تم اے قریش کہ خدا نے تمہاری جاہلیت کے غرور کو قطع کیا اور تم بہت برے ہمسایہ تھے کہ تم نے اپنے
پیغمبر کو جھٹلایا اور اسکو وطن سے نکالدیا اور اسپر بھی کفایت نہ کی اور راضی نہ ہوئے یہانتک کہ میرے شہر میں مجھ سے لڑنے کو گئے اور مجھ سے لڑائی کی کہو کہ آج کے دن تمہارا گمان میری
طرف کیا ہے اور میں تمہارے ساتھ کیا کرونگا سب نے کہا کہ ہمارا گمان تیری طرف خیر کا ہے کہ تو بڑا کریم ہے اور رحیم ہے اور حلیم ہے اور پیشوا ہمارا ہے اور سردار ہمارا ہے حضرت نے فرمایا کہ جاؤ
میں نے تم سبکو آزاد کیا جسوقت ان لوگوں نے یہ بات سنی تو سب اپنے گھروں سے ایسے نکلے کہ جیسے مردے زندہ ہو کر قبروں سے نکلتے ہیں اور اسروز سے کہ ان لوگوں کو طلقا کہتے ہیں یعنی آزاد کئے ہوئے پیغمبر کے
اور حضرت صفا پر جا بیٹھے اور وہ لوگ گروہ گروہ آتے تھے اور اسلام میں داخل ہوتے تھے کہ ہم فرمانبردار ہیں اور عورتوں نے سنا تو وہ بھی آئیں اور اسلام میں داخل ہوئیں اور مردوں عورتوں نے
بیعت کی اور بہت آدمی مکہ سے بھاگ گئے تھے حضرت کی رحمدلی اور کریمی کو سنکر واپس چلے آئے اور حضرت کے ہاتھ پر ایمان لائے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن
رسول خدا مسجد الحرام میں تشریف لائے تین سو ساٹھ بت خانہ کعبہ کے گرد تھے حضرت کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس سے بت کو ٹھوکر دیکر اوندھا کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ آیا حق اور گیا باطل
اور کہتے ہیں کہ یہ سورہ نازل ہوا تو رسول خدا نے اسکو صحابہ کے روبرو پڑھا سب خوش اور مسرور ہوئے اس سورہ کو سنکر مگر حضرت عباس کہ جسوقت اس سورہ کو سنا تو رونے لگے رسول خدا
نے فرمایا کہ اے چچا تمکو کیا ہوا ہے تم کیوں روتے ہو کہا کہ میں اسواسطے روتا ہوں کہ یہ سورہ تیری وفات کی خبر دیتا ہے حضرت نے فرمایا کہ البتہ اسطرح ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور اس
سورہ کے نازل ہونیکے دو برس بعد حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی اور ان دو سال میں کسی نے حضرت کو مسرور اور خنداں نہ دیکھا سورۃ تبت اور اس سورہ کو سورہ ابی
لہب اور سورۃ المسد بھی کہتے ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسمیں پانچ ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے ابو لہب پر لعنت کرے اسواسطے
کہ وہ پیغمبر خدا کے احکام کے جھٹلانیوالوں میں سے تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہیں کہ جسوقت آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو رسول خدا کوہ صفا پر تشریف لے
گئے اور آواز دی کہ یا صباحاہ اور اس کلمہ کو وقت نازل ہونے بلا کے مثل قتل اور غارت کے استعمال کرتے ہیں اور رئیس قریش کے جو کہ حضرت کے کنبہ اور قرابت کے تھے حضرت
کی آواز سنکر اپنے اپنے گھروں سے سب حضرت کی طرف دوڑے اور کہا کہ کیا ہوا ہے تمکو حضرت نے فرمایا کہ اگر تمکو خبر دوں میں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک جماعت دشمنوں کی آئی ہے اس ارادہ
سے کہ صبح کو یا شام کو وہ تم پر دوڑیں اور تمکو قتل اور غارت کریں تو تم مجھکو راستگو جانوگے یا نہیں کہنے لگے کہ ہاں کسواسطے تجھکو راستگو جانیں کہ تو نزدیک ہمارے دروغگو نہیں ہے
پس وقت حضرت نے فرمایا کہ اگر تم مجھکو راستگو جانتے ہو تو پس جانو تم کہ میں ڈرانیوالا ظاہر ہوں تمکو عذاب سخت سے کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے ابو لہب اٹھا اور کہا کہ تبا

لک لہٰذا دعوتنا جمیعًا یعنی ہلاکت ہو واسطے تیرے اسواسطے کہ تو نے ہم سبکو بلایا اور بعضی روایتیں ہیں کہ اس نے اپنے دونو ہاتھوں سے پتھر اُٹھایا اور چاہا کہ حضرت پر وہ پتھر مارے اسوقت خدا نے یہ سورہ نازل کیا کہ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ ہلاک ہوں دونو ہاتھ ابی لہب کے کہ اس نے پتھر اُٹھا کر چاہا تھا کہ میرے حبیب پر مارے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد دونو ہاتھوں کہنا ہاتھوں سے تمام بدن اسکا ہلاک ہونا یعنی اسکا نقصان ہلاک اور نابود ہو جیو اور وہ چچا رسول خدا کا تھا اور سب سے زیادہ وہ ملعون حضرت سے عداوت رکھتا تھا اور طارق بن عبد اللہ سے نقل ہے کہ ابتدا اسلام میں ایکروز میں بازار ذو المجاز میں گیا ایک جوان کو دیکھا کہ پوشاک سرخ پہنے ہوئے تھا اور زبان فصیح کہتا تھا کہ اے لوگو کہو تم لا الٰہ الا اللہ تاکہ رستگاری پاؤ تم اور ایک شخص کو دیکھا کہ اُسکے پیچھے جاتا اور کہتا تھا کہ اسکی بات کو مت سنو یہ دروغگو ہے اور پتھر اُسکے مارتا تھا یہانتک کہ پائے مبارک اور شخنہ اس جوان کا خون آلودہ کر دیا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں ایک شخص نے کہا کہ وہ جوان لباس سرخ پہنے ہوئے محمد قریشی ہیں لوگو نکو طرف خدا کے بلاتے ہیں اور وہ شخص کہ پیچھے انکے پتھر مارتا ہوا جاتا ہے اور انکو جھٹلاتا ہے وہ چچا اسکا ابو لہب ہے اور اکثر اشراف قریش کو اُسنے اپنی طرف کر لیا ہے اور کہتے ہیں کہ نام اسکا عبد العزیٰ ہے خدا تعالیٰ کو مکروہ معلوم ہوا عزیٰ کی عبدیت کا نام ذکر کرنا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکی کنیت دوزخی ہونیکے موافق تھی اس واسطے اسکی کنیت کا ذکر کرنا مناسب ہوا وَّتَبَّ ؕ اور ہلاک اور نابود ہوا ابو لہب عذاب ابدی میں گرفتار ہوا رسول خدا کی دشمنی کی جہت سے اور صیغہ ماضی کا اسکی تحقیق وقوع کی جہت سے آیا ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جسوقت ابو لہب کو دوزخ سے ڈرایا اُسکے عذاب سے ڈرایا تو کہا کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہ سچ ہے تو میں کل کو اپنے مالکی عوض میں اپنی تئیں عذاب دوزخ سے خرید لونگا اور دوزخ سے خلاصی پاؤنگا حقتعالیٰ نے اسکے رد میں فرمایا کہ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ نہ بے پروائی کرے اور نہ دفع کرے اس سے ہلاکت اور عذاب دوزخ کو مَالُهٗ مال اسکا شتر اور گوسفند اور اسپ اور زمین اور درخت اور نقد اور جنس جو کچھ کہ اسکو میراث میں پہنچا ہے وَمَا كَسَبَ ؕ اور جو کچھ کہ کمایا ہے اسنے معاملات اور تجارتیں کر کے اور کسب میں اسکی اولاد بھی داخل ہے کہ اُسنے انکو حاصل کیا ہے اور منقول ہے کہ ایکروز پسران ابو لہب ابن عباس کے پاس اپنا جھگڑا لیکر آئے فیصلہ کیواسطے اور وہ اسوقت مسجد الحرام میں بیٹھا تھا اور گفتگو کرتے رہے یہانتک کہ نوبت انکی آپسمیں زد وکوب کی پہنچی ابن عباس نے فرمایا کہ نکالو تم میرے پاس سے ناپاک کمائی کو یعنی پسران ابو لہب کو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اُسکے یہ ہیں کہ مال اور خواستہ اسکا جو کہ پیغمبر کی عداوت میں خرچ کرتا تھا اور عمل ناپاک اسکا یعنی مکر اسکا جو کہ پیغمبر کے واسطے کرتا تھا اسنے کچھ نفع اسکو دنیا میں نہ پہنچایا اور کہتے ہیں کہ بعد جنگ بدر کے عدسہ کی بیماری سے وہ مرا اور تین روز تک لاش اسکی پڑی رہی اور بدن اسکا بو کر نیلگا اور ایسی بدبو اسمیں سے آتی تھی کہ کوئی قریب اسکے نجاتا تھا آخر کو چند حبشیونکو مزدوری دیکر اسکو دفن کرایا اور عدسہ وہ بیماری ہے کہ مثل عدس کے بدن پر دانے نکلتے ہیں اور آدمی اس سے ہلاک ہو جاتا ہے اور وہ طاعون کی قسم میں سے ہے سَیَصْلٰی قریب ہے کہ داخل ہووے وہ نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ۚ آگ شعلہ ماریوالی ہیں کہ وہ آگ دوزخ کی ہے وَّامْرَاَتُهٗ ؕ اور عورت اسکی ام جمیلہ دختر حرب کہ وہ بھی قریب ہے کہ داخل ہو آتش دوزخ شعلہ ماریوالی میں کہتے ہیں کہ وہ عورت زوجہ ابو لہب ابو سفیان کی بہن تھی اور ایک آنکھ سے کانی تھی اور ایک آنکھ رکھتی تھی اور رسول خدا سے بہت عداوت رکھتی تھی اور رسول خدا کے ہمسایہ میں اسکا گھر تھا دیکو کانٹے جمع کرتی اور شبکو وہ کانٹے حضرت کے رستہ میں ڈالدیتی تاکہ وہ کانٹے حضرت کے پیروں میں لپٹیں اور پاؤں میں چبھیں اور وہ حضرت واسطے نماز صبح کے جو گھر سے باہر نکلتے تو ان کانٹونکو رستہ میں سے اُٹھاتے اور نرمی سے فرماتے کہ یہ کیا ہمسائیگی ہے کہ جو میرے ہمراہ کرتے ہو حق تعالیٰ نے اس عورتکو اس صفت کے ساتھ بیان کیا چنانچہ فرمایا کہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ اُٹھانیوالی لکڑیوں اور کانٹونکی اور عاصم نے حمالۃ کو منصوب علی الذم پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے صفت امراۃ کی کہکر یا خبر مبتدا محذوف کی یعنی ھی حمالۃ الحطب اور کہتے ہیں کہ وہ دوزخ کا ایندھن اپنے سر پر اُٹھانیوالی ہوگی اسواسطے کہ وہ گناہونکے بوجھونکو اُٹھاتی تھی پیغمبر کی عداوت کر کے اور اپنے شوہر کو پیغمبر کی ایذا دینے پر اُٹھاتی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ایندھن کے اُٹھانے سے چغلخوری اسکی ہے کہ باعث روشن ہونے آتش نزاع اور عداوت کا ہے اور وہ عورت اس خصلت کیساتھ مشہور تھی اور رسول خدا کی چغلی کھاتی تھی کفار سے اور کہتے ہیں کہ حقیقت میں وہ عورت پریشان حال تھی اور فقر و فاقہ میں گرفتار تھی اور لکڑیوں کا گٹھا اُٹھا کر لاتی تھی اور اسکو فروخت کرتی تھی ایکروز گٹھا لکڑیونکا پشت پر اُٹھا کر لاتی تھی اور رسی اسکی گردن میں اُسکے تھی جسوقت تھک گئی اور ماندہ ہو گئی تو اس گٹھے کو اُسنے پتھر پر رکھدیا آرام لینے کیواسطے اور رسی اسکی گردن میں اسکی تھی ایک فرشتہ آیا اس گٹھے کو پیچھے سے نیچے کر دیا اور رسی سے اسکا دم بند ہو گیا اور گلا اسکا گھٹ گیا اس صدمہ سے وہ دوزخکو روانہ ہوئی حقتعالیٰ نے اسکی حقارت کے واسطے فرمایا کہ وہ لکڑیاں پشت پر اُٹھانیوالی ہے کہ فِیْ جِیْدِهَا بیچ گردن اسکی کے حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۧ رسی ہے بنی ہوئی پوست درخت خرما سے کہ جس سے لکڑیونکا پشتارہ باندھ کر پشت پر رکھتی تھی اور رسی کو گلے میں ڈالتی تھی اور حقتعالیٰ نے یہ حال قبیل اسکا اسواسطے بیان کیا کہ تاکہ وہ اسکا شوہر کہ اپنے تئیں خاندان عالی میں سے شمار کرتے تھے یہ سنکر غصہ ہوں اور دلوں میں جلیں اور رنج کریں

اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس رسی سے ہو کہ جس سے کانٹوں کو باندھ کر رسولخدا کی راہ میں وہ کانٹے ڈالتی تھی اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز اسیطرح رسی آگ کی اسکی گردن میں ہوگی اور گٹھا آگ کی لکڑیوں کا اسکی پشت پر ہوگا اور ابن عباس سے منقول ہو کہ یہ رسی زنجیر ہوگی آگ کے لوہے کی اور درازی اسکی ستر گز کی ہوگی اور زنجیر کو اسکے منہ میں ڈال کر اسکی مقعد میں سے نکالینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ ام جمیل کے پاس ایک ہار قیمتی جواہر کا تھا کہتی تھی کہ میں اسکو فروخت کرتی ہوں اور قیمت اسکی محمد کی عداوت میں خرچ کرتی ہوں حق تعالی اسکے مقابلہ میں زنجیر آگ کی اسکے گلے میں ڈالیگا اور اس سے اسکو عذاب کریگا اور حضرت کاظم نے فرمایا ہو کہ جس وقت یہ سورہ نازل ہوا تو ام جمیل اپنی مذمت سنکر بیطاقت ہوئی اور ایک پتھر اٹھا کر مسجد الحرام کی طرف روانہ ہوئی کہ وہ پتھر پیغمبر خدا کے جا کر مارے اور رسولخدا مع ابوبکر مسجد میں بیٹھے تھے ابوبکر نے اسحال سے آتی ہوئی دیکھ کر کہا کہ یا رسول خدا ایسا نہو کہ یہ حضرت کو دیکھ لیوے اور پتھر مارے حضرت نے فرمایا کہ یہ مجھکو نہ دیکھ سکیگی خدا نے ام جمیل اور حضرت کے درمیان ایک حجاب کر دیا کہ وہ حضرت کو نہ دیکھ سکی اور ابوبکر سے پوچھا کہ محمد کہاں گیا ہے ابوبکر نے کہا کہ جہاں اسکے خدا نے چاہا کہا کہ میں اگر اسکو دیکھتی تو اسکے پتھر مارتی کہ اسنے میری ہجو کہی ہو اور کہتے ہیں کہ ایکروز عقیل معاویہ کے پاس گئے اور حاضر جواب تھیں وہ مشہور تھے معاویہ نے حضار مجلس سے کہا کہ یہ عقیل ہے جسکا چچا ابولہب ہے عقیل نے کہا کہ یہ معاویہ ہے جسکی پھوپھی حمالۃ الحطب ہو اور ایکروز معاویہ نے کہا کہ اے عقیل تو اپنے چچا کو دوزخ کے کونسے طبقہ میں دیکھیگا عقیل نے کہا جسوقت تو دوزخ میں جائیگا تو اپنے دست چپ کی طرف نگاہ کرنا تا کہ تو اپنی پھوپھی حمالۃ الحطب کو آگ کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھے اور سمجھ لے کہ تو اپنے پھوپھا ابولہب کو معلوم کرلینا **سورۃ الاخلاص** یہ سورہ مکی ہو اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور اسمیں تین آیتیں ہیں اور بعضے چار کہتے ہیں اور سورہ اخلاص اسکو اسواسطے کہتے ہیں کہ سوائے کلمہ توحید کے اسمیں اور کچھ نہیں ہے اور کلمہ توحید کو کلمہ اخلاص بھی کہتے ہیں اور یہ یا کہ جو کوئی اس سے اعتقاد رکھے وہ مومن مخلص ہو اسواسطے اسکو سورہ اخلاص کہتے ہیں اور اس سورہ کو سورۃ التوحید اور سورۃ الصمد اور نسبۃ الرب بھی کہتے ہیں اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ قل ہو اللہ احد تہائی قرآن ہو اور امیر المومنین نے فرمایا ہو کہ جو کوئی ایکمرتبہ قل ہو اللہ احد کو پڑھے اسکو تہائی قرآن کا ثواب اور جو کوئی دو مرتبہ پڑھے اسکو دو تہائی قرآن کا ثواب ہو اور جو کوئی اسکو تین مرتبہ پڑھے تو اسکو تمام قرآن کا ثواب ہو اور حضرت صادق نے فرمایا ہو کہ جسوقت سعد معاذ نے وفات پائی تو رسولخدا نے اسپر نماز پڑھی اور فرمایا کہ جبرئیل نے مع ستر ہزار فرشتوں کے میرے پیچھے سعد پر نماز پڑھی لوگوں نے پوچھا کہ یا رسولخدا سعد معاذ نے یہ بزرگی اور فضیلت کہاں سے پائی فرمایا کہ قل ہو اللہ احد کو اسنے اپنا ورد اور وظیفہ کیا تھا اور اٹھتے بیٹھتے اور سوار ہو اور پیادہ چلتے اور آتے اور جاتے ہمیشہ اسکو پڑھتا تھا اور دوسری روایت میں حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جسپر ہفتہ اور ایکروز گذر جائے اور سورہ قل ہو اللہ احد کو نہ پڑھے تو اسکو کہا جاتا ہو کہ اے بندہ خدا کے نہیں ہو تو نمازیوں میں والمومنین سے اور فرمایا کہ جسپر جمعہ گذر جائے اور وہ قل ہو اللہ احد نہ پڑھے تو ابولہب کے دین پر وہ مرا ہو اور فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھے تو قل ہو اللہ احد کو بعد نماز کے ترک نکرے اسواسطے کہ جو کوئی اسکو پڑھے اسنے نیکی دنیا و آخرت کو جمع کیا اور بخشے خدا اسکو اور اسکے باپ ماں کو اور امیر المومنین سے روایت ہو کہ فرمایا رسولخدا نے جو کوئی قل ہو اللہ احد کو وقت سونے کے پڑھے خدا اسکے پچاس برس کے گناہوں کو بخشے اور ایکشخص کو رسولخدا نے سنا کہ وہ قل ہو اللہ احد پڑھتا تھا فرمایا کہ واجب ہوا لوگوں نے پوچھا کہ کیا واجب ہوا فرمایا کہ بہشت اسپر واجب ہوا اور اسیطرح اسکے پڑھنے کے ثواب کی کثرت میں روایتیں بہت ہیں اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ یہودیوں نے رسولخدا سے پوچھا کہ تو اپنے پروردگار کا نسب بیان کر اور تین بار انھوں نے یہی پوچھا لیکن حضرت جواب نہیں دیتے تھے یہانتک کہ جبرئیل یہ سورہ لیکر آئے اور حضرت کے روبرو اسکو پڑھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قُلۡ کہہ تو اے محمد اس شخص سے کہ جو حد کم نسب سے سوال کرتا ہے کہ هُوَ اللّٰهُ وہی ہے خدا جمع کرنیوالا کامل صفتوں کا کہ اَحَدٌ ایک ہو اپنی ذات اور صفات میں اور کہتے ہیں کہ ہو ضمیر شان کی ہو اسواسطے کہ مرجع اسکا پہلے اس سے مذکور نہیں ہے اور جملہ جو اسکے بعد ہے اسکی خبر ہوگی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مرجع اسکا وہ چیز ہے کہ جسکے یہودیوں نے سوال کیا تھا یعنی شان اور امر عظیم یہ ہو کہ خدا ایک ہو اور دوسرا اسکے واسطے نہیں ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ ہو کنایہ ہو نام خدا سے اور اللہ خبر اسکی ہے اور بدل ہو یا خبر ثانی ہے اور احد کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ ایک ہو اور مثل اسکے کوئی نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ایک ہو معبود اور قدیم ہونے میں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ایک ہو صفت ذات میں کہ دوسرا شریک اسکا نہیں ہو اور فرق واحد اور احد میں یہ ہو کہ واحد حساب اور عدد میں داخل ہے اور احد داخل نہیں ہو اور واحد کے واسطے ثانی ہوسکتا ہو اور احد کے واسطے ثانی نہیں ہو اور واحد کو عقل وغیرہ اور ہر قابل کی چیز وغیرہ سب پر اطلاق کرسکتے ہیں اور احد کو نہیں کہہ سکتے ہیں مگر عقل وغیرہ کہ جنکی شان سے عاقل ہونا ہے اور کہتے ہیں کہ احد سے مراد محض ذات ہے بدون کثرت کے اور احد میں اعتبار کثرت کا ہو سکتا ہے اور امام محمد باقر نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ظاہر کرتا ہے محمد

ہیں کچھ کہنے کو تعجب سے رہتی کی ہے اور خبر دی ہے تجھکو حرفوں کی مرکب ہونے سے کہ پڑھتے ہیں ہم اسکو تجھپر تاکہ ہدایت پاوے اسسے جو کوئی کہ کان رکھنیوالا اور دیکھتا ہوا اور دل دریافت کرنیوالا رکھتا
ہو اور ہو اسم ہے کہ اشارہ کیا گیا ہے ساتھ اسکے طرف غائب کے اور ہا اسمیں خبر دیتی ہے ایک معنی ثابت سے اور واؤ سے اشارہ ہے طرف غائب سمجھنے کی حواس سے جیسا کہ ہذا سے اشارہ ہے طرف اس
چیز کے کہ حاضر ہو نزدیک حس کے اور سبب اسکے نازل ہونیکا یہ ہے کہ کفار جو خبر دیتے تھے اپنے معبودوں کی ساتھ اشارہ کے لفظوں سے ایک چیز حاضر اور دریافت کی گئی کو اور کہتے تھے کہ حاضر ہیں اور آنکھوں سے دریافت کیے جاتے
ہیں اور دیکھے جاتے ہیں اے محمد تو اشارہ کر اپنے خدا کی طرف کہ جسکی طرف تو ہمکو بلاتا ہے تاکہ ہم اسکو دیکھیں اور بعد اسکے اسپر ایمان لاویں اور اسکی عبادت میں مشغول ہوں پس حقتعالی نے فرمایا کہ
قل ہو پس ہا سے تنبیہ کی اور خبر دی اپنے وجود کے ثابت ہونیکی اور واؤ سے اشارہ کیا کہ وہ غائب ہے آنکھوں کے دیکھنے سے بلکہ وہ پیدا کرنیوالا آنکھوں کا اور پیدا کرنے والا حواس کا
ہے اور بعد اسکے فرمایا کہ مجھکو خبر دی ہے میرے باپ نے اپنے باپ حسین ابن علی سے اور انھوں نے امیر المومنین سے فرمایا امیر المومنین نے کہ بدر کی لڑائی سے ایک شب پہلے میں نے حضرت خضر کو خواب میں دیکھا
اور حضرت سے میں نے کہا کہ مجھکو ایسی چیز تعلیم کر کہ جس سے میں اعدائے دین پر فتح اور نصرت پاؤں فرمایا کہ کہہ تو یا ہو یا من لا ہو الا ہو اور جبکہ دن ہوا تو میں رسول خدا کے پاس گیا اور سب قصہ
بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اے علی تو نے اسم اعظم کو جان لیا کہ تجھکو خضر نے اسم اعظم تعلیم کیا ہے پھر اسکو میں بدر کی لڑائی میں پڑھتا تھا اور دشمنوں پر غالب ہوتا تھا اور بعد اسکے امام محمد
باقر نے فرمایا کہ امیر المومنین نے بدر کی لڑائی میں قل ہو اللہ احد کو پڑھا اور بعد اسکے فرمایا کہ یا ہو یا من لا ہو الا ہو اغفر لی وانصرنی علی القوم الکافرین اور جنگ صفین میں
بھی وقت لڑائی کے اسکو پڑھتے تھے اور عمار یاسر نے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ کیا کنایہ ہے فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے اور ستون خدا کے ایک جاننے کا ہے وہ خدا کہ سوا اسکے کوئی
سزاوار پرستش کا نہیں ہے اور سورہ حشر کی آخر کو تلاوت فرمایا اور سوار ہونے سے پہلے چار رکعت نماز کی پڑھی زوال سے پہلے خدا تعالی نے انکو غالب اور فتحیاب کیا اور پھر امیر المومنین
سے نقل کی کہ اللہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ معبود ہے کہ مخلوقات اسکے معنی میں حیران ہے اور پوشیدہ ہے وہ دیکھنے آنکھوں کے سے اور پوشیدہ ہے وہم سے اور دل کی خطروں سے اور
فرمایا امام محمد باقر نے کہ مراد امیر المومنین کی کلام سے یہ ہے کہ خدا وہ معبود ہے کہ سب خلق حیران اور سرگردان ہے اسکی حقیقت اور ماہیت کے پانے میں اور عرب کسی چیز میں حیران ہوتا ہے
تو کہتا کہ الہ الرجل اور بعد اسکے فرمایا کہ احد تنہا کے معنی میں ہے کہ جسکا کوئی مثل اور نظیر نہو ذات میں اور صفات میں اور توحید سے مراد اقرار کرنا ایک جاننے خدا کا ہے اللہ الصمد خدا بے
نیاز اور بے احتیاج ہے اور پناہ ہے سب عاجزوں اور محتاجوں کی اور نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ سوتا ہے اور بعضے اسکے معنی یوں کہتے ہیں کہ شرافت اور حسن کی سب کامل ہوئیں اسکی طرف
رجوع کریں تکرار اللہ کا لفظ اسواسطے آیا ہے کہ سوا اسکے کوئی صمد نہیں ہے اور جو کوئی صمد نہو وہ معبود نہیں ہو سکتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ صمد وہ ہے کہ جو چاہے سو کرے اور حضرت
امام رضا سے روایت کرتے ہیں کہ صمد وہ ہے کہ عقلیں سب کی جسکی کیفیت کے دریافت کرنے میں نا امید ہوں اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ صمد وہ ہے کہ جو سرداری اور سید ہونے میں انتہا کو پہنچا
ہو اور ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور ہمیشہ کو چلا جائیگا اور صمد وہ ہے کہ نہ کھاتا اور نہ پیتا ہے اور نہ خواب کرے ہے اور صمد وہ ہے کہ جسکی سب سرداری کریں کہ اسکے اوپر کوئی حکم کرنیوالا اور منع
کرنیوالا نہو اور محمد حنفیہ سے روایت ہے کہ وہ ہی صمد کہ جو اپنی ذات سے قائم ہو اور اپنے غیر سے بے پروا ہو اور جسکے واسطے پکڑا جانا اور رہ جانا نہو اور حضرت سجاد نے فرمایا
ہے کہ صمد وہ ہے کہ جسکے واسطے شریک نہو اور نگہبانی شی کی اسکو درماندہ اور تھکنے والا نکرے اور کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہو اور زید بن علی نے روایت کی ہے کہ صمد وہ ہے کہ جسوقت
لفظ کن سے ارادہ کسی چیز کے پیدا کرنیکا کرے وہ اسیوقت پیدا ہو جاوے اور کہتے ہیں کہ بصرہ کے لوگوں نے امام حسین کو خط لکھکر صمد کے معنی سے سوال کیا ان حضرت نے اسکا جواب لکھا کہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم اے اہل بصرہ قرآن میں خوض مکرو اور اسمیں جھگڑا مت کرو اور بدون علم کے اسمیں گفتگو مکرو کہ میں نے اپنے جد رسول اللہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی قرآن میں بدون علم
کے اپنی رائے سے کہے پس جگہ اسکی دوزخ میں ہوگی اور اے اہل بصرہ خدا نے خود تفسیر صمد کی اپنے قول سے بیان کی ہے کہ لم یلد یعنی نہیں جنتا ہے وہ خدا یعنی کوئی چیز اس سے پیدا نہیں ہوتی
مثل فرزند کے یا مانند اور کثیف چیز کے جیسکہ مخلوقات سے پیدا ہوتی ہے مثل لعاب براز اور چرک اور عرق وغیرہ کے اور نہ کوئی لطیف چیز اس سے نکلتی ہے مثل روح اور نفس کے اور عوارض کے
واسطے ہیں مثل سونے اور اونگھنے اور غم اور خوشی اور رونے اور ہنسی اور خوف اور امید اور بھوک اور سیری اور پیاس اور درد اور رنج اور تھکنے اور موت کے اور حرکت چلنے اور پھرنے وغیرہ کے کہ کوئی چیز
اس سے پیدا نہیں ہوتی ہے ولم یولد اور نہ جنا گیا ہے وہ خدا یعنی کسی چیز سے وہ پیدا نہیں ہے اور نہ کسی چیز سے نکلا ہے مثل کثیف چیز کے جیسکہ چوپائے حیوان سے پیدا ہوتا ہے اور گھاس
زمین سے نکلتی ہے اور پھل درختوں سے نکلتے ہیں اور پانی پہاڑوں اور زمین سے نکلتا ہے اور نہ مثل لطیف چیز کے کسی سے نکلتا ہے جیسکہ نگاہ آنکھ سے اور سننا کان سے اور سونگھنا ناک
سے اور چکھنا اور کلام کرنا منہ سے بلکہ وہ صمد ہے کہ نہ کسی چیز سے ہے اور نہ کسی چیز کے اندر ہے اور نہ کسی چیز کے اوپر ہے اور نہ کسی چیز کے نیچے ہے پیدا کرنیوالا سب
چیزوں کا ہے اپنی قدرت سے موافق مصلحت اور حکمت کے اور فنا کرنیوالا اور باقی رکھنیوالا ہے جس چیز کا چاہے اپنی مشیت سے ولم یکن لہ اور نہیں ہے واسطے اس خدا کے

کفواً احد یعنی اور نہیں ہے کوئی اسکا یعنی اسکا کوئی مثل اور نظیر اور شبیہ ذات اور صفات میں عیب ہے اور بعد اسکے امام نے فرمایا کہ فذلکم اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد عالم الغیب و
الشہادۃ الکبیر المتعال یعنی پس یہ ہے خدا کہ صمد کہ نہ پیدا ہوتی ہے اس سے کوئی چیز اور نہ پیدا ہوا ہے وہ کسی چیز سے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا بزرگ و برتر ہے اور حمزہ اور خلف
اور رویس نے کفواً کو بسکون فا اور بغیر ہمزہ مع التنوین پڑھا ہے اور حفص نے بضم فا اور فتح واو پڑھا ہے اور بدون ہمزہ کے اور باقیوں نے ہمزہ سے بضم فا پڑھا ہے اور کفواً خبر ہے یکن
کی کہ مقدم ہے اسکے اسم پر اور احد اسم اسکا ہے اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ ایک جماعت فلسطین سے میرے باپ امام محمد باقر کے پاس آئی اور چند مسئلوں کو میرے باپ سے انھوں نے دریافت کیا اور بعد اسکے صمد
کے معنی انھوں نے پوچھے میرے باپ نے فرمایا کہ الصمد پانچ حرف ہیں پس الف اشارہ ہے طرف انیت خدا کی اور وہ قول اسکا شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ غائب ہے
اور حواس سے دریافت نہیں ہو سکتا ہے اور لام دلیل ہے اسکی الہیت یعنی معبود ہونے پر اور مراد ان دونوں سے ہو اللہ ہے اور الف اور لام وقت پڑھنے کے ظاہر نہیں ہوتے ہیں زبان پر اور سننے میں
نہیں آتے ہیں اور لکھنے میں ظاہر ہوتے ہیں پس پوشیدہ ہونا ان دونوں کا زبان اور کان پر دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ معبود مخفی ہے اور حواس سے دریافت نہیں ہو سکتا ہے اور زبان پر کسی صفت کرنیوالے
کے واقع نہیں ہوتا ہے اور سامعہ میں کسی سننے والے کی نہیں آتا ہے کہ خلقت حیران اور سرگرداں ہے پانے حقیقت کیفیت اسکی سے جو حس یا وہم سے ہو بلکہ وہ پیدا کرنیوالا اوہام اور حواس کا ہے
اور ظہور ان حرفوں کا لکھنے میں دلالت کرتا ہے اسپر کہ ظاہر کیا ہے اسنے ربوبیت اور پروردگار ہونیکا اپنے کو پیدا کرنے میں خلقت کے اور ترکیب کرنے اور ملا دینے میں روح لطیف کو جسم
کثیف سے پس بندہ جس وقت نظر کرتا ہے اپنی روح کی طرف تو اسکو نہیں دیکھتا ہے جیسے کہ الف اور لام صمد کا ظاہر نہیں ہوتا ہے اور حواس سے کسی حس میں نہیں آتا ہے
پس جس وقت نظر کرتا ہے طرف لکھنے کے تو ظاہر ہوتا ہے اسپر جو کہ پوشیدہ تھا اور جس وقت فکر اور تامل کرتا ہے بندہ ماہیت اور کیفیت میں خدا کی تو حیران ہوتا ہے اور نہیں
احاطہ کرتی ہے فکر اسکی کسی چیز کو جسکا تصور کرلے [illegible] سوا اسکے کہ وہ خدا پیدا کرنیوالا صورتوں کا ہو اور جس وقت نظر کرتا ہے طرف پیدائش اپنی کے تو ثابت ہوتا ہے یقیناً
کہ وہ خدا پیدا کرنیوالا اسکا ہے اور انشا کرنیوالا روح کا [illegible] دلیل ہے اسپر کہ وہ خدا صادق ہے اور قول اسکا صدق ہے [illegible] صدق کی طرف بلایا
اپنے بندوں کو طرف صدق کی پیروی کے ساتھ صدق کے اور وعدہ کیا ہے ساتھ صدق کی طرف خانہ صدق کے اور میم صمد کا دلیل ہے اسکے مالک ہونیکی اور وہ مالک حق یعنی بادشاہ حق ہے کہ
ہمیشہ ہے ملک اسکا اور دال الصمد کی دلیل ہے اسکے دوام ملک پر اور وہ خدا دائم ہے اور زوال سے وہ پاک ہے اور بعد اسکے امام نے فرمایا کہ اگر میں پاتا علم کے لینے والونکو جو
کچھ کہ خدا نے مجھکو بخشا ہے تو البتہ میں پھیلاتا اور بکھیرتا توحید اور اسلام اور ایمان اور دین اور شریعت کو صمد کے لفظ سے اور کیونکر علم کے لینے والوں کو پاؤں [illegible] پاسکو
برابر حال ہے کہ میرے جد امیر المومنین اپنے علم کے اٹھانیوالوں کو نہ پایا تھا اور اسی سبب سے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ پوچھو تم مجھ سے پہلے اسکے کہ گم کرو تم مجھکو
کہ درمیان پہلو میرے کے علم بہت ہے اور احکام بسیار ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ لم یلد سے مراد یہ ہے کہ وہ [illegible] اور لم یولد سے مراد یہ ہے کہ وہ [illegible]
ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ لم یلد یعنی نہ پیدا ہوا ہے اس سے کوئی فرزند کہ وارث ملک کا ہو ولم یولد یعنی اور نہ پیدا کیا گیا ہے وہ تاکہ وارث ملک
کا اپنے غیر سے ہوا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ لم یلد یعنی نہیں پیدا ہوتا ہے اس سے کوئی کہ دلالت کرے وہ اسکی حاجت پر اسواسطے کہ انسان خواہش کرتا ہے
فرزند کی واسطے حاجت کے طرف فرزند کے ولم یولد اور نہیں پیدا کیا گیا ہے کہ پس دلالت کرے وہ حادث ہونے پر اسکے اور یہ صفت اجسام کی ہے اور اس آیت سے رد ہے انکا جو کہ عزیر اور
مسیح اور ملائکہ کو اولاد خدا کی کہتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک کفواً سے مراد زوجہ ہے یعنی اسکی زوجہ نہیں ہے کہ جس سے فرزند پیدا ہو سورۃ الفلق سورۃ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں مدنی
ہے اور آیتیں اسکی پانچ ہیں اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تہجد کی نماز میں معوذتین یعنی سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور قل
ہو اللہ احد کو پڑھے اسکو کہیں کہ اے بندہ خدا خوش ہو کہ قبول کیا خدا نے وتر کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہیں کہ ایک لڑکا یہودی کا رسول خدا کی خدمت میں رہتا تھا لبید بن اعصم
یہودی نے چپکے سے اس سے رسول خدا کے سر مبارک کے بال منگوا کر حضرت کے نام سے اسپر گیارہ گرہ لگائیں اور اسکو درخت خرما کے پوست میں رکھ کے ایک کنویں میں ایک پتھر کے نیچے
دفن کیا اور وہ حضرت اسی سبب سے بیمار ہوگئے جبرئیل آئے اور رسول خدا کو اس امر سے مطلع کیا اور رسول خدا نے امیر المومنین اور عمار یاسر کو حکم دیا کہ انھوں نے پانی اسکا
کنویں کا کھینچا اور پتھر کے نیچے سے اسکو نکالا اور رسول خدا کے پاس لائے اور گیارہ گرہ تھیں جب خدا نے معوذتین کو نازل کیا کہ ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں
ہیں جبرئیل ان آیتوں کو پڑھتے تھے اور ہر آیت پر ایک گرہ کھولتے تھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ لبید بن اعصم نے رسول خدا پر جادو کیا اور اسکو چاہ ذروان میں
پوشیدہ کیا اور رسول خدا اس جادو سے بیمار ہوئے حق تعالی نے دو فرشتوں کو حضرت کے پاس بھیجا اور اسوقت وہ حضرت خواب میں تھے ایک فرشتہ حضرت کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا

ع ۲ ۳۷

سورۃ الفلق

باندھ کر ڈالدیا اور حضرت کو اس حال سے خبر کی اور حضرت نے امیر المومنین کو بھیجا وہ اسکو کنوئیں سے نکال کر لائے اور جبرئیل نے ان تانتوں کو اسپر پڑھا وہ جادو باطل ہوگیا
اور حضرت کو صحت حاصل ہوئی جبکہ کوئی قید گرانسے خلاصی پاتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ جادو نے حضرت پر کچھ اثر نہکیا تھا لیکن جبرئیل نے حضرت کو خبر کی تھی جادو
کی تاکہ حضرت کا معجزہ ہو نبوت کی راستی پر غیب کی خبر ظاہر کرنیسے اور بعد اسکے جبرئیل یہ دونو سورتیں لائے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کہہ
اے محمد پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار سفیدی صبح کے یہ خطاب حضرت کی طرف ہے اور مراد اس سے تمام امت ہے اور فلق کے معنی پھٹنے کے ہیں اور سفیدی صبح کو اسواسطے
فلق کہا ہے کہ وہ شب کی تاریکی میں سے پھٹتی ہے اور بعضے جمیع مخلوقات مراد لیتے ہیں فلق سے کہ ہر ایک اپنی اصل میں سے پھٹ کر نکلتا ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ فلق ایک
جنگل ہے دوزخ میں اور اسمیں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کوٹھریاں ہیں اور ہر کوٹھری میں ستر ہزار کالے سانپ ہیں اور ہر سانپ کے پیٹ میں ستر ہزار تھیلیاں زہر
کی ہیں ضرور ہے کہ دوزخیوں کا گذر اسپر سے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ فلق ایک کنواں ہے دوزخ میں اور دوزخ کے رہنے والے اسکی حرارت سے پناہ مانگتے ہیں ایکمرتبہ اسنے باہر
کے سانس کا خدا سے اذن چاہا جس وقت اسکو اذن ہوا تو اسنے باہر کو اپنا دم نکالا ایسی گرمی تھی اسمیں کہ جہنم کو اسنے جلادیا غرض یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ کہہ تو
کہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار صبح کے مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بدی ہر چیز کی سے کہ پیدا کیا ہے خدا نے اسکو موذیونکی قسام میں سے خواہ آدمی ہو خواہ جن ہو
اور خواہ درندے ہوں اور خواہ زمین کے اندر رہنے والے جانور ہوں اور جس بدی سے پناہ مانگی جاتی ہے وہ عام ہے قتل ہو یا زخم ہو یا ظلم ہو یا ایذا رسانی ہو یا زہر ہو یا جادو ہو یا
کاٹنا کسی جیوانکا ہو سوا اسکے یعنی ہر بدی سے پناہ مانگتا ہوں میں وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اور بدی شب تاریک سے اِذَا وَقَبَ جس وقت کہ آئے تاریکی
اسکی اور سب چیزوں کو گھیر لیوے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد غاسق سے کالا سانپ ہے یعنی پناہ مانگتا ہوں میں کالے سانپ سے اور اسکی نیش سے اور کہتے ہیں کہ غاسق
مراد ہر چیز سے ہے کہ ہجوم کرے ضرر پہنچانے پر اس سے پناہ مانگتا ہوں میں وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ اور بدی عورتوں پھونکنے والیونکی سے فِي الْعُقَدِ
پیچ گرہونکے یعنی وہ عورتیں کہ جادو کے کلمونکو پھونکتی ہیں گرہوں پر جیسے کہ لبید کی بیٹیوں نے کیا تھا اس طرح کی سب سے تو نکے جادو سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ
واسطے ضرر پہنچانے آدمیوں کے گرہوں پر پھونکتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اب سحر کا کچھ اثر نہیں ہوتا ہے اور اگر ضرر ہوتا ہے تو وہ بسبب کھلانے یا پلانے ضرر
کرنیوالی چیز کی ہوتا ہے یا سنگھانے سے اور یا اسکی تاثیر کے اعتقاد کرنیسے کہ یہ باعث پریشانی اور اضطراب دل کا ہوتا ہے پس اس صورت میں پناہ مانگنی نفاثات سے
یا عمل انکے سے ہے کہ وہ صفت سحر کی ہے اور یا گناہ انکے سے اسمیں یا فتنہ انکے سے کہ لوگونکو اپنے سحر سے فریب دیتی ہیں اور عام لوگونکو وہم میں ڈالتی ہیں نفع اور
ضرر اور خیر اور شر سے اور جہلا انکے اقوال کو راست اور درست جانتے ہیں اور اس جہت سے انکی تعظیم کرتے ہیں اور انکو کہتے ہیں کہ جن انکے حکم میں ہیں اور یہ غیب کی خبر بتلاتی
ہیں اور یہ امر باعث ضرر اور فساد کا ہے دین میں اسواسطے خدا نے اسکے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اور بدی حسد کرنیوالے سے اِذَا حَسَدَ
جس وقت کہ حسد کو ظاہر کرے اور مواقف اسکے عمل کرے اسواسطے کہ اگر اسکو ظاہر نہ کرے تو ضرر اسکا اسیکو پہنچتا ہے کہ اپنے دلمیں رنج کرتا ہے اور جلتا ہے اور خدا نے اس سورہ کو
حسد کی صفت پر جو ختم کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدترین صفات میں سے ہے چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر عالم میں حسد سے بدتر کوئی چیز ہوتی تو
خدا تعالےٰ اس سورہ کو اسپر ختم کرتا اور اول خطا جو عالم میں واقع ہوئی وہ حسد ابلیس کا آدم پر تھا اور پہلا گناہ کہ جو زمین پر ہوا ہے وہ حسد قابیل کا تھا
کہ اسنے حسد سے ہابیل کو قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد شر حاسد سے شر اسکی آنکھ کا ہے اسواسطے کہ چشم زخم اثر کلی رکھتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اثر چشم بد کا واقع ہوتا
ہے اور منقول ہے کہ رسولخدا کا گذر بقیع کے قبرستان پر ہوا حضرت نے فرمایا کہ اکثر آدمی ان قبروں کے چشم زخم سے ہلاک ہوئے ہیں اور منقول ہے کہ رسولخدا نے ان دونو
سورتونکا تعویذ امام حسن اور امام حسین کیواسطے کیا تھا سُوْرَةُ النَّاسِ یہ سورہ مدنی ہے مثل سورہ فلق کے اور ان دونوں سورتونکو معوذتین کہتے ہیں اور ابتدا
سورہ ناس میں تسمیہ ہے اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ رسولخدا کو مرض درد سخت لاحق ہوا جبرئیل اور میکائیل حضرت کے پاس آئے جبرئیل حضرت کے سرہانے
بیٹھا اور میکائیل حضرت کی پائینتی جانب اور جبرئیل نے تعویذ کیا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کا حضرت کے داہنے اور میکائیل نے تعویذ کیا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کا اور رسولخدا
اس مرض سے شفا پائی اور تفسیر اسکی پہلے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ میں گذر گیا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ کہہ تو اے محمد کہ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پناہ
مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار آدمیوں کے مومن اور کافر کے اسکا مالک اور پرورش کرنیوالا وہ ہے اور سب آدمی کہ سکو پیدا کیا ہے کہ مَلِكِ النَّاسِ بادشاہ آدمیوں کا

ع ۳۸

ہو وہ اور مالک ہی اِلٰہِ النَّاسِ معبود آدمیوں کا ہی وہ اور سب آدمی اسکی بندے ہیں اور سب اسکی ملک ہیں ہیت نظم دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ لائق پناہ کے خدا ہی ہی اور اسی
سے پناہ طلب کی چاہیے کہ وہ اپنی حفظ و حمایت میں رکھے اور وہی ہر بدی اور بلا کے دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہی نہ غیر اسکا پس چاہیے کہ وقت پیش آنے مشکل کے اسیکو پکارے نہ
غیر کو کہ سب اسکی محتاج ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور خدا نے پروردگار آدمیونکا اپنے تئین فرمایا ہی او حال یہ ہی کہ وہ پروردگار اور بادشاہ اور معبود سبکا ہی اسواسطے کہ
انسان سب مخلوقات میں بزرگ ہی اور انہیں میں انبیاء اور اولیاء اور آئمہ ہوتے ہیں اور بڑے بڑے مرتبہ والے ہوتے ہیں لیکن خدا سب سے زیادہ بزرگ ہی اور سبکا مالک ہی اسواسطے حکم دیا کہ
کہ کہہ تو پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار آدمیونکے بادشاہ آدمیونکے معبود آدمیونکے مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ بدی وسوسہ ڈالنیوالے سے اور وسوسہ مصدر ہی بمعنی اسم فاعل
اور یا وسواس کا مضاف محذوف ہی اور تقدیر اسکی من شر ذی الوسواس ہے اور خدا نے اپنے ساتھ پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے وسوسہ شیطان کے سے اسواسطے کہ وہی
مالک ہی اور آقا ہی پس اسی سے پناہ طلب کی چاہئے جیسے کہ کوئی غلام کسیکا کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہی تو اپنے مولا اور مخدوم سے مدد چاہتا ہی اور وسوسہ ایک کلام
پوشیدہ ہی کہ بدون سماعت دلمیں پہنچتا ہے اور اثر کرتا ہے اور وہ وسوسہ ڈالنیوالا الْخَنَّاسِ پیچھے ہٹ جانیوالا ہی جسوقت کہ خدا کا ذکر کریں یعنی عادت اسکی یہ ہی کہ جس وقت
بندہ خدا کو یاد کرتا ہی تو وہ پیچھے کو ہٹتا ہی اور بھاگتا ہی اور جسوقت کہ بندہ خدا سے غافل ہو تو وسوسہ ڈالتا ہی چنانچہ روایت ہی کہ جسوقت خدا کا ذکر کیا جاوے تو شیطان پیچھے ہٹتا ہی اور دل اسکا تنگی
پاتا اور جسوقت ذکر خدا کیا جاوے تو دل انکا شگفتہ ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی خناس کے یہ ہیں کہ بہت پوشیدہ ہونیوالا ہی وہ اسواسطے کہ وہ آنکھوں سے نہیں دکھلائی دیتا ہے جسوقت وسوسہ ڈالنے کے نہ
دوسرے وقت الَّذِي يُوَسْوِسُ وہ شخص ہے خناس کہ وسوسہ ڈالتا ہی یعنی خیالوں اور وہموں باطل کو آراستہ کرتا ہی فِي صُدُورِ النَّاسِ بیچ سینوں آدمیونکے
اور انکے دلونمیں مزین کرتا ہے اور خوب آراستہ کر کے دکھلاتا ہی برے کاموں کو جیسے کہ خواہش نفس کی جلدی کرنی اور گناہوں سے توبہ کرنے میں دیر کرنی اور منقول ہی کہ حضرت عیسیٰ
نے درخواست کی خدا تعالی سے شیطان کو آدمیونکے پاس دیکھنے کی خدا نے عیسیٰ کو مطلع کیا اسکو دیکھا انھوں نے آدمی کے اندر کہ سر اسکا سانپ کے سر کے مانند ہی اور جسوقت وہ بندہ ذکر
خدا کرتا ہی تو وہ اپنا سر الٹا مارتا ہی اور پوشیدہ ہو کر بھاگتا ہے اور جسوقت وہ بندہ ذکر خدا سے غافل ہوتا ہے تو اسکو مانند لقمہ کے اپنے منہ میں لیتا ہی پس خناس ہی کہ
وسوسہ ڈالتا ہی سینونمیں آدمیونکے مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ جن اور آدمیوں میں سے ہے یعنی شیطان وسوسہ ڈالنیوالا اور بہکانیوالا جن سے ہے اور آدمی بھی ہی دونو بہکاتے ہیں
چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ شیاطین الجن والانس اور رسول خدا نے ایک شخص سے فرمایا کہ کیا پناہ مانگی تو نے ساتھ خدا کے شیطان انس سے اور مراد شیاطین انس سے وہ لوگ ہیں کہ جو
گمراہ کرتے ہیں اور کفر اور گناہوں پر لوگونکو آمادہ کرتے ہیں اور کفر اور منہیات کو لوگونکی نظروں میں آراستہ کر کے انکو گمراہ کرتے ہیں اور انکو بہکا کر افعال بد
انسے کراتے ہیں اور اپنے اور ان کے دونوں کے گناہونکا بوجھ اپنی گردنوں پر رکھتے ہیں اور دیدہ و دانستہ آتش دوزخ کو اپنے واسطے اختیار کرتے ہیں اور حضرت
صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ہر مومن کے دل میں دو کان ہیں ایک کان میں تو وسواس خناس پھونک مارتا ہے اور دوسرے کان میں فرشتہ پھونک مارتا ہے
پس مدد کرتا ہے خدا مومن کی اوس فرشتہ سے اور یہی مراد ہی قول حق تعالے سے وایدہم بروح منہ اور دوسری روایت میں ہی کہ ہر آدمی کے دلمیں دو کان
ہیں ایک کان پر فرشتہ ہے کہ وہ رہنمائی کرتا ہے اور دوسرے پر شیطان ہی کہ وہ اسکو فتنہ میں ڈالتا ہے اور یہ حکم کرتا ہے اسکو اور فرشتہ جھڑکتا ہے اسکو اور
ایسے ہی شیطان ہے آدمیوں میں سے کہ بہکاتا ہے اور طرف گناہونکے رغبت دلاتا ہے جیسے کہ شیطان جنوں کا بہکاتا ہے اور اس سورہ کے مضمون سے معلوم
ہوا کہ شر کا پیدا کرنیوالا خدا نہیں ہی اور جو اگر وہ اس کا خالق ہوتا تو اس سے پناہ مانگنے کا حکم نکرتا اور یہ امر عقل سے بہت دور ہی کہ کوئی شخص ایک کام کرے
اور اپنے غیر کو کہے کہ تم میرے اس فعل سے پناہ مانگو تا کہ میں تمکو اپنے اس فعل بد سے محفوظ رکھوں اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ اس سورہ میں لفظ ناس
کا جو پانچ جگہ آیا ہے اگرچہ ظاہر میں اور لفظ میں مکرر ہی لیکن معنی میں مکرر نہیں ہی اسواسطے کہ پہلے ناس سے مراد اطفال ہیں اور دلالت کرتا ہے اسپر لفظ رب کا کہ انکی
وہ پرورش کرتا ہے اور دوسرے ناس سے مراد جوان آدمی اور بہادر ہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر لفظ ملک کا کہ شعر قہر اور ریاست کا ہی اور تیسرے ناس سے مراد
بوڑھے آدمی ہیں کہ لفظ اِلٰہ کا اسپر دلالت کرتا ہے اسواسطے کہ طاعت اور بندگی ہی شغل اس عمر والونکا ہوتا ہے اور چوتھے سے مراد صلحاء اور متقی آدمی ہیں
کہ لفظ وسوسہ کا اسپر دلالت کرتا ہے اور پانچویں سے مراد مفسد آدمی ہیں کہ لوگونکو بہکا کر گناہ کرواتے ہیں :

ع ۶ ٣٩

تمام شد

خاتمہ از مصنف رحمۃ اللہ علیہ و مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

تمام ہوئی تفسیر عمدۃ البیان کوشش اور محنت سے عاصی عمّار علی کی پس شکر ہے اس معبود حقیقی کا ہر حال میں کہ جس نے توفیق عطا کر کے اس تفسیر کی تحریر میں مدد کی اور اس کے فضل و کرم سے یہ تفسیر ختم ہوئی اور اب امید اسکی جناب سے یہ ہے کہ سب مومنین کو اس سے فائدہ بخشے اور اسکی عوض میں اس عاصی کے گناہوں سے درگذر کرے اور ہمراہ سید المرسلین کے اور انکی اولاد طاہرین کے غلاموں میں اس عاصی کو شمار کر کے قیامت کے روز محشور کرے، الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین

مناجات

تفسیر جو کہ لکھا تھا قرآں کی ہے مدام
جاری کر اسکو ہند میں ہے آرزو یہی
محشر کی سختیوں کا بہت مجھکو خوف ہے
ایسا کوئی عمل نہیں شائستہ ہے مرا
افسوس تیرا ذکر نہ کچھ مجھ سے ہو سکا
لکھنے سے اس کتاب کے یہ ہے غرض مری
رحمت تری وسیع بہت ہوگی حشر میں

یارب ترے کرم سے وہ سب ہو گئی تمام
حاصل کریں جو فائدہ اب اس سے خاص و عام
مرنے کے بعد دیکھئے کس جا ملے مقام
جو اسپر اعتماد کرے بس یہ ہے تمام
غفلت ہی میں گذرتی ہے یہ عمر صبح و شام
یارب بحق شاہ رسل سید الانام
اور ہے ترے کرم کی خلائق میں دھوم دھام
یارب دعا قبول ہو مجھ روسیاہ کی

تو جانتا ہے کیسی شفقت سے یہ کتاب
لکھنے سے اسکے طمع نہیں مجھکو مال کی
مجرم ہوں رو سیاہ ہوں عصیاں میں غرق ہوں
گھڑیاں مری گزرتی ہیں اکثر گناہوں میں
نادم ہوں اور خجل ہوں بہت ان خطاؤں سے
عصیاں کو میرے بخش کہ تو ہے بڑا کریم
گر مجھکو بخشدے نہیں رحمت سے تیری دور
تا بعد مرگ جا ہو مری وادی السلام

عرصہ میں تین سال کے پہنچی یا اختتام
اور یہ بھی چاہتا نہیں ہو اس سے میرا نام
بخشش کے لئے مجھکو وسیلہ ہے یہ کلام
دن رات لہو و خواب سے رہتا ہے میرا کام
اور ہوں مقر گناہوں کا اپنے بعجز تام
اور مرتضیٰ کے شیعوں میں کر درج میرا نام
تو ہے کریم اور ترا مغفرت ہے کام

اعلانُ واجبُ الاذعان

جس خلوص اور صدق کی منزل میں پہنچکر مؤلفِ تفسیر نے خاتمہ پر اپنے خیالات کا اظہار نثر اور مناجات میں فرمایا ہے وہ اُن ہی مرحوم و مغفور کا حق تھا اور انہی کی ذات والاصفات کو شایاں، میں بحیثیت ناشر یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میرے والدِ ماجد جناب منشی و مولوی السید علی حسین صاحب قبلہ مرحوم و مغفور اعلی اللہ مقامہ نے بھی اپنی حیات مستعار میں دو مرتبہ اس تفسیر کو جس صرف زر کثیر، حسن انتظام، ذاتی کاوش و جانفشانی سے طبع فرمایا، وہ امور الٰہیہ کی تبلیغ کا وہ خاص جذبہ تھا جسے وہ مرحوم اپنے ساتھ لیکر گئے تھے اور جو ہر طرح کے لوث سے مبرا تھا، انکے انتقال کے بعد کبھی میرے وہم و گمان میں بھی یہ امر نہ گذرا تھا کہ مجھ جیسے خاطی و عاجز کے ہاتھوں بھی یہ امر عظیم و مقدس انجام پائیگا، لیکن اپنی کثرت مایوسی کے بعد صرف اس یقین پر کہ چونکہ یہ خدا کا کام ہے وہی اِسے تمام بھی کرے گا میں نے بسم اللہ مجریہا و مرسیہا کہکر اپنا خیال کی کشتی کو بحرِ طباعت میں ڈالدیا، للہ الحمد کہ بہ تصدق اہلبیت یہ سفینہ ساحلِ مراد پر پہنچا، اور آج تیسری مرتبہ تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد دس سال بعد پھر بفضل خداوندی حسن طبع میں آئیں، اور مقبولیت کی اس حد پر بھی پہنچیں کہ طبع ہوتے ہوتے تقریباً دو سو حضرات اسکے خریدار ہو گئے، اب صرف تین سو جلدیں باقی ہیں، اِسلئے میں جمیع برادرانِ ایمانی کو مطلع کرتا ہوں کہ جو حضرات اس اعلان کو ملاحظہ فرمائیں وہ فوراً سب کام چھوڑ کر پہلے اپنے حباب اور اعزہ کو اطلاع دیدیں کہ وہ اس گوہر بے بہا کی خریداری کو اسوقت یوسف کی خریداری سمجھیں، ورنہ دوبارہ اسکا چھپنا اتنا آسانی ممکن ہی ہے نہ زندگی کا اعتبار

منیر زیدی الواسطی مالک مطبع یوسفی دہلی

بنیادِ اعتقاد — مفتیٔ اعظم، افقہ الناس مولٰنا سید محمد عباس صاحب قبلہ نے اپنی دل آویز نظم میں مختصراً تمام شیعی اعتقاد کو عجب حسن سے بیان کیا ہے مثلاً طلحہ اور زبیر کی تعریف ایک شعر میں کی ہے ؎ طلحہ زبیر دو نو بڑے نابکار تھے ٭ دشمن علیؑ کے عائشہ کے دوستدار تھے اسیطرح سینکڑوں ضروری مسائل درج ہیں قیمت ۴/

بیاضِ سلیس — مولٰنا سید محمد بشیر صاحب کی تصنیف ہے تمام وہ نوحے ہیں جو نواب مستطاب میاں متین رحمۃ اللہ علیہ کے رنگ میں لکھے ہیں کاغذ ولایتی چکنا ۴/

بیاضِ شعرائے لکھنو — رونق ماتم، مرقع ماتم، گنجینۂ ماتم، اسرار ماتم، بیاض تقی وغیرہ مختلف نوحہ جات کے مجموعہ ایک ہی جلد میں جمع کئے گئے ہیں قیمت صرف ۸/

بیاض متین ہر دو جلد — جب تک میر انیس و مرزا دبیر کے نامہائے نامی مشہور رہیں گے اس وقت تک جناب متین مرحوم کا نام بھی نوحہ گوئی کے فلک ہفتمیں پر ماہِ شب چاردہ بن کر چمکتا رہے گا۔ اس رنگ میں بارگاہ حسینی سے آپ کو ایک خاص حصہ ملا تھا آپ کی دو جلدیں بحمد اللہ چھپ گئی ہیں قیمت جلد اول عہ/ دوم ۸/

بے نقط مراثی — اس مرثیہ کے اکیسو ایک بند ہیں جنمیں کہیں نقطہ نہیں آیا۔ مداح ہوا کلک امام دوسرا کا - ہم طالع ہمارا دہم رسا ہوا ۔ دو مطلعے ہیں قیمت صرف ۴/

پنجسورہ و ثنا و ادعیہ — جیبی تقطیع پر سورہ یٰسین، انا فتحنا، سورہ رحمٰن، واقعہ، تبارک الذی، نور، مزمل، سورہ کہف وغیرہ مع ادعیہ موثرہ برائے دفع امراض ۴/

پارہ الم منظوم — پہلے پارہ کا ترجمہ مداحِ اہل بیت حضرت افسر الشعرا آغا شاعر صاحب قزلباش دہلوی نے کیا ہے اصل عربی کے مقابل ترجمہ نظم ہے قابل دید مجلد ۱۲/

تاریخ اعثم کوفی اردو — وفاتِ رسولؐ سے شہادتِ خامس آل عبا تک بنی امیہ کی تمام چالاکیوں کو ایک سنی مصنف نے اپنے قلم سے واضح کیا ہے اور دکھلایا ہے کہ حق خلافت کسطرح چھینا [illegible]

تحفۃ العوام جدید — یہ تحفۃ العوام جدید اسندی، مصدقہ جناب مولٰنا مولوی السید محمد ہارون صاحب قبلہ مجاہد نقہ مرحومہ طاب ثراہ ہے مع اضافات جدیدہ قیمت دو روپیہ

تحفۃ المومنین — اجتہاد اور تقلید جیسے اہم اور ضروری مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے نیز طہارت و تزکیہ نفس و عبادات کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے قیمت ۵/

تحفۂ جعفری — حال پیدائش نور معصومین، حضرت علیؑ کا باذن اللہ مردہ کو زندہ کرنا، منکر معراج کا عورت بنجانا، قصہ ہر حضرت یحییٰ وغیرہ عبرت آمیز واقعات ہیں ۹/

تذکرۃ الطاہرین — مصائب جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام میں تحقیقی روایات کا وہ مجموعہ جو علماء کی تقاریظ کا حامل ہے دو جلد و نکے پانچ حصے ہیں ہر جلد عہ/

تصویر غالب و مغلوب — منشی سید سجاد حسین مرحوم کی وہ زرین تصنیف جسمیں فرقہ باطلہ کی قبائے خلافتِ غیر معصومہ کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں قابل دید رسالہ ۸/

تصویر کربلا — قبل و بعد شہادت جو مشہور واقعات ارضِ کربلا پر گذرے فہرست اسمائے ناصران امام اور فہرست قاتلین لعنہم اللہ اجمعین نقشہ میدانِ قتال ۸/

تنبیہ المنکرین — اس کے ساتھ ہی رسالہ مخزن الفرائض بھی شامل ہے ایک میں جواز متعہ کو عقلی و نقلی طور پر ثابت کیا ہے دوسرے تقسیم ترکہ کے مسائل ہیں قیمت ۵/

توحید الائمہ — اہل سنت وجماعت اور دیگر تمام مذاہب کی توحید ناقصہ کے مقابلہ میں آئمہ اہلبیتؑ کے زرین اسباق توحید حقیقی کو مولٰنا محمد ہارون صاحب قبلہ نے جمع کیا ہے عہ/

جامع عباسی — حضرت علامہ شیخ بہائی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل کتاب فقہ کے جملہ بیس باب کا سلیس اردو ترجمہ جسکے بعد کسی کتاب فقہ کی ضرورت نہیں رہتی قیمت دو روپیہ

حرز المومنین — اہل بیت علیہم السلام سے منقول ان اعمال و ادعیہ کی کتاب جو رازہائے الٰہیہ اور اسرار اہل بیتؑ پر شامل ہے اسمیں خواص سورہ ہائے قرآنی، اعمال و ادعیہ دوازدہ ساعت، دعائے سیفی سر قدسیہ، عرائض جہت کشائش رزق، نمازہائے حاجات، التعویذات برائے ضرورت شرعیہ وغیرہ عہ ۱۲/

حقیقی اصحاب رسول — اس رسالہ میں ان حضرات ثلٰثہ رحمۃ اللہ علیہم یعنی سلمان و ابوذر و عمار کا ذکر خیر ہے جو حقیقی اصحاب رسول تھے۔ باقی سب طفل تسلیاں ہیں مجلد ۹/

ذائقہ ماتم — یہ نظم و نثر کی کتاب ذکر مصائب اہلبیتؑ سے شاد ہونے اور کرنے میں تاثیر کامل رکھتی ہے ہر روایت ایک اثر خاص رکھتی ہے قیمت صرف عہ

ذخیرۂ مناقب — مع ہفت بند کاشی مترجم اسمیں وہ مناقب شامل ہیں جو مومنین برآمدن حاجات کے لئے بعد نمازہائے پنجگانہ پڑھتے اور مطالب شرعیہ حاصل کرتے ہیں ۱/

ترجمۃ الصلوٰۃ — نماز کے مفہوم اور الفاظ کے معنی کو کماحقہ سمجھنے کی جو تاکید شریعت مطہرہ نے کی ہے اس کی تعمیل کے لئے ہر مومن پر اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے ماسوا اس کے ہستی و صفات الٰہیہ معجزات و فضائل قرآنی، صداقت و عظمت رسالت و نبوت اور تعقیبات نماز کے اسرار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے ۴/

تکمیل الوضو — یہ رسالہ جناب مولوی محمد حسین صاحب کی تصنیف ہے اس میں فریقین یعنی شیعہ و سنی کی کتب سے مسائل صحیح باورج ہیں بیحد ضروری رسالہ ہے قیمت ۲/

علم میراث کا رسالہ — نسبی اور سببی رشتہ دار و بنیں شریعت حقہ الٰہیہ جس طرح سے تقسیم ترکہ کرتی ہے اسکی تفصیل نہایت اختصار سے کی گئی ہے بے مثل رسالہ ہے قیمت صرف ۲/

مینیجر مطبع یوسفی دہلی

دستخط جناب جنت مآب مجتہد العصر ممتاز العلما فخر المدرسین جناب السید محمد تقی صاحب اعلی اللہ مقامہ

باسمہ سبحانہ یہ تفسیر جو فاضل نحریر فخر الحاج والمعتمرین زائر آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی متقی المعی لوذعی مولوی السید عمار علی صاحب سلمہ اللہ تعالی والقاہ ورزقہ یا تمناہ نے تصنیف فرمائی ہے مقامات متفرقہ اسکے ملاحظہ بحیف میں آئے حق سبحانہ وتعالی ان کو جزائے خیر دے اور ان کی سعی کو شائع کرنے مذہب برحق آئمہ ہدی علیہم السلام میں قبول فرمائے اور مومنین کو اس سے منتفع کرے

کتبہ المذنب محمد التقی بن سید العلماء السید حسین ابن آیۃ اللہ فی العالمین السید دلدار علی حشرہم اللہ مع اجدادہم الطاہرین ظہر یوم الاحد الثالث والعشرین من شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۸ ہجریہ

عبارت مہر

لا الٰہ الا اللہ العلی
بندہ محمد تقی بن حسین
بن علی
۱۲ ۵۶

اعلان واجب الاذعان

تفسیر عمدۃ البیان کی ہر سہ جلد بموجب قانون مطابع رجسٹری ہوچکی ہے لہذا جملہ حضرات دیار وامصار کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کوئی قصد طباعت نہ فرمائیں بجائے نفع کے نقصان زرکثیر نہ اٹھائیں بر رسولاں بلاغ باشد و بس المشتہر سید منیر حسن زیدی اواسطی مالک مطبع یوسفی دہلی